

تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ





مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں

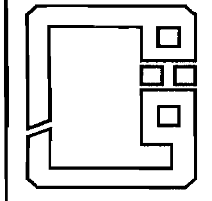
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ________ ابوبکر قدوسی

اشاعت ________ دسمبر 2002ء

مطبع ________ موٹروے پریس



MAKTABA QUDDUSIA

REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

روز قیامت، ہر کسی در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآں در بغل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝ سُبْحَانَكَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝

التماس مصنف

اس تفسیر کے لکھنے کا مجھے دو وجہ سے خیال پیدا ہوا۔ ایک تو میں نے کہا کہ مسلمان عموماً فہم قرآن شریف سے ناواقف بلکہ شناخت حروف سے بھی نا آشنا ہیں۔ ایسے وقت میں عربی تصانیف سے ان کا فائدہ اٹھانا قریب بمحال ہے۔ اردو تفاسیر سے بھی بوجہ کسی قدر طوالت کے 'عام لوگ مستفید نہیں ہو سکتے۔ نیز ان کا طرز بیان خاص طریق پر ہے۔

دوم میں نے مخالفین اسلام کے حال پر غور کیا تو باوجود بے علمی اور ہیچمدانی کے مدعیٔ ہمہ دانی پایا۔ خدا کی پاک کتاب پر منہ پھاڑ پھاڑ کر معترض ہو رہے ہیں۔ حال آنکہ کل سرمایہ اُن کا سوائے تراجم اردو کے کچھ بھی نہیں، جن میں بعض تو تحت لفظی ہیں، اور بعض کے محاورات بھی انقلاب زمانہ سے منقلب ہو گئے، اس لئے وہ بھی مطلب بتلانے سے عاری ہیں، مع ہذا میں نے قرآن کریم کو جامع علوم عقلیہ اور نقلیہ بالخصوص علم مناظرہ میں امام پایا۔ دعوے پر دلیل ایسے ڈھب کی ادا ہوتی ہے کہ ہر ایک درجے کا آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ گو اس کی فاضلانہ تقریر کے سمجھنے کو بہت بڑے علم اور خوض کامل کی ضرورت ہے۔ گو تراجم بامحاورہ بھی ہوں، مگر جب تک حسب موقع شرح نہ کی جائے، عام بلکہ متوسط درجے کے خواص بھی فہم مطالب سے کماحقہ بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص جب کہ ایک مسلسل بیان کی صورت میں لایا جاوے (جیسا کہ اس عاجز نے کیا) تو عجیب ہی لطف پیدا کرتا ہے۔ آج تک ہمارے مفسرین نے اس طرف توجہ نہیں کی 'صرف تفسیر رحمانی کے مولف مرحوم ومغفور نے کسی قدر التفات کیا۔ مگر ناظرین اس میں اور ان اوراق میں فرق بین پائیں گے۔ مولف مرحوم کے بیان میں تسلسل نہیں جو اِن میں ہے۔ فالحمدلله علٰى ذلك.

پھر میں نے بعض مقامات کے حل مطالب کے لئے شان نزول کا ذکر بھی ضروری سمجھا۔ سو ہر آیت کے متعلق جہاں تک منقول تھا' اس کو بھی نقل کیا اور بعض مقامات میں رد مخالفین کی طرز پر اور بعض جگہ نادان موافقین کے جواب بھی لکھے۔ سو الحمد للہ کہ یہ تفسیر جیسی کہ زمانے کو ضرورت تھی' ویسی ہی تیار ہوئی۔ خدا اس کو قبول فرماوے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

راقم۔ خاکسار مصنف

مقدمہ

اس مقدمے میں چند دلائل مختصرہ سے سید الانبیاء' سند الاصفیاء محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی نبوت کا ثبوت ہو گا۔ اس لئے کہ ہر کتاب کے مطالعہ سے پہلے صاحبِ کتاب کی وجاہت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔

آپؐ کی نبوت کی دلیل اول کا اجمالی بیان:

مقتضائے عقل ہے کہ جو شخص کل جہان سے مخالف ہو کر منجانب[1] اللہ مامور اور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے' اس کی حالت تین صورتوں میں منحصر ہوتی ہے، یعنی یا تو وہ سچا ہی ہوتا ہے یا دنیا ساز یا مجنون۔ پس اسی قاعدے سے ہم آپ کی نبوت کی جانچ کرتے ہیں۔ چونکہ آپ نہ دنیا ساز تھے نہ مجنون' اس لئے شق اول ثابت ہو گی، ورنہ چوتھی صورت بتلانی ہو گی جو ممکن ہی نہیں۔

اس اجمال کی تفصیل ہم دو فصلوں میں کریں گے۔

فصل اول میں آپؐ کے انتظام ملکی کا ذکر ہو گا' جس سے احتمال جنون آپؐ کی ذات بابرکات سے رفع ہو گا۔

فصل دوم آپؐ کے زہد اور توکل علی اللہ کے متعلق ہو گی، جس سے الزامِ دنیاداری آپؐ کے اعداء سے دور ہو جائے گا۔

فصل اول:-

آپؐ کے انتظام ملکی کے بیان میں

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاداری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

آپ کے کمالات خداداد پر نظر کرنے سے ہر فصل کے شروع میں میں اس شعر کے لکھنے پر مجبور ہوں۔ یہ احتمالِ جنون جس کے رفع کرنے کو یہ فصل تجویز ہے' ایسا احتمال ہے کہ اس کا قائل کوئی دشمن بھی آپ کی نسبت نہیں۔ مگر چونکہ ہماری دلیل کسی کے مسلمات پر مبنی نہیں اس لئے اس احتمال کا دور کرنا بھی مناسب ہے۔ پس سنو! کہ اس میں شک نہیں کہ آپ جب پیدا ہوئے تھے تو عرب کا ملک ایک سخت جہالت میں پھنسا ہوا تھا۔ شراب خوری، جوابازی، غارت گری، لڑکیوں کا زندہ گاڑنا وغیرہ وغیرہ۔ بداخلاقیوں کا تو عام رواج تھا۔ ان عیوب سے پاک کرنے والا ان کو کون تھا؟ وہی ستودہ صفات فداہ روحی۔ ہمیشہ ہر سال بلکہ کبھی کبھی متعدد دفعہ بھی مخالفوں سے کس نے جہاد[2] کئے

[1] یہ قید اس لئے ہے کہ مطلق مخالفت تین شقوں میں منحصر نہیں بسا اوقات انسان اپنی سمجھ میں ایک بات کو صحیح جان کر سب سے مخالف ہو بیٹھتا ہے حالانکہ وہ غلطی پر ہوتا ہے' نہ سچا نہ دنیادار نہ مجنون۔ بلکہ سمجھ کا پھیر اسے مخالفت پر آمادہ کرتا ہے مگر یہ احتمال اسی صورت میں ہو سکتا ہے جو فہم کے متعلق ہو۔ نبوت کا مسئلہ فہم سے تعلق نہیں رکھتا' بلکہ یہ امر قریب قریب رؤیت کے ہے۔ اس میں تین شقوق کے علاوہ چوتھی شق ممکن ہی نہیں۔ فتدبر (منہ)

[2] مسئلہ جہاد کی بحث تو اپنے موقعہ پر آوے گی۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ میں کوئی دماغی فتور نہ تھا' بلکہ آپ بڑے پولیٹیشن مین (منتظم ملک) تھے۔ منہ

اور اپنی حسن تدبیر سے کون ان پر غالب آ تا رہا؟ وہی صاحب کمالات فداہ ابی وامی۔ تمام عرب کو جاہل سے عالم بلکہ استاد عالم کس نے بنایا؟ رعایا سے حاکم بلکہ درندوں سے، انسان کس کی صحبت سے ہوئے؟ اسی فداہ روحی کے ادنیٰ اثر خدمت سے۔ قرآن کریم میں بھی ایک جگہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ جیسے کہ زاہد اور دنیا ومافیہا سے بے رغبت تھے ویسے عقل خداداد سے بھی اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے جہاں فرمایا کہ

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَابِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ۝ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ۝ (سبا۔ ۴۶۔ ۴۷)

"میں تمہیں ایک بات ایسی بتلاتا ہوں جس سے تمہارے ہمارے سب جھگڑے طے ہو جائیں۔ وہ یہ کہ تم سب مل کر یا علیحدہ علیحدہ ہو کر سوچو اور غور کرو کہ (میں جو تمہاری ہر بات ملکی اور تمدنی اور خانگی میں مخالف ہو رہا ہوں) مجھ میں کسی طرح کا جنون تو نہیں بلکہ میں تو تمہیں بڑے ریفارمروں کی طرح ایک مصیبت قومی اور شخصی کے آنے سے پہلے ہی ڈراتا ہوں اور اس کی مزدوری بھی تم سے نہیں مانگتا بلکہ اللہ ہی پر چھوڑتا ہوں' سب چیزیں اسی کے پاس حاضر ہیں۔"

چونکہ اس امر کو ہر ایک واقفِ تاریخ سابقہ خوب جانتا ہے' بلکہ کسی اعلیٰ ادنیٰ پر بھی یہ امر مخفی نہیں کہ آپؐ بڑے مقنن، مصلح قوم، دوراندیش، ریفارمر تھے اس لئے اس مضمون میں طوالت دینا چنداں ضروری نہ ہوگا۔ پس اسی قدر مختصر بیان پر قناعت کر کے ناظرین سے نتیجے کی درخواست کی جاتی ہے۔

فصل دوم:۔

آپ کے زہد کے بیان میں

حسنِ یوسف دمِ عیسے یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

پہلے آپ کی کتاب قرآن مجید سے دریافت ضروری ہے کہ آپ کی کتاب نے دنیا کی محبت کی نسبت کیا تعلیم دی ہے۔ سنئے!

ایک جگہ مختصر الفاظ میں بیان ہے کہ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ (ال عمران۔ ۱۹۷) دنیا کا مال اسباب بہت تھوڑا ہے۔

پھر ایک جگہ فرمایا کہ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (نساء۔ ۷۷) دنیا کا گزارہ تو بہت ہی تھوڑا ہے اور آخرت کا بدلہ جو پرہیزگاروں کے لئے ہے' سب سے بہتر ہے۔

ایک جگہ فرمایا وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ (عنکبوت۔ ۶۴) دنیا تو سب کھیل کود ہے۔"

ایک جگہ دنیا پر خوش ہو کر خدا کو بھول جانے والوں کے حق میں بطور ناراضگی فرمایا کہ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (رعد۔ ۲۶) کیا یہ آخرت کے عوض میں دنیا ہی پر راضی ہو بیٹھے ہیں۔ حالانکہ دنیا کا گزارہ آخرت کے مقابلے میں بہت ہی قلیل ہے۔" ایک جگہ فرمایا زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (ال عمران۔ ۱۴) لوگوں کو کھیتی باڑی، گھوڑا گاڑی، بیوی، بچے بھلے معلوم ہوں۔ حالانکہ یہ سب اسباب دنیاوی زندگی کے ہیں' تو ان کو کہہ دے کہ میں تم کو ایک بھلی بات بتلاؤں؟ جو لوگ اللہ

سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں اور بڑی خوشی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
ایک جگہ فرمایا کہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (کہف۔۴۶)
دنیا کا مال اور بال بچے یہ سب دنیا ہی کی زینت ہیں اور ہمیشہ کو باقی رہنے والی نیکیاں ہی اللہ کے ہاں نیک عوض رکھتی ہیں۔
ایک جگہ فرمایا کہ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا. وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (الحدید۔۲۰)

دنیا کی چیزوں کا ماحصل تو صرف کھیل کود اور ایک دوسرے پر فخر اور تعلّی کرنا اور ظاہری آراستگی ہے اور پھر اس کو مینہ سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ اس دنیا سے آگے چل کر یا تو بھلے کاموں پر انعام ہے یا بد کرداری پر سزا۔
ایک جگہ دنیاداروں کی مذمت میں ارشاد فرمایا کہ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (الاعلیٰ۔۱۶'۱۷) تم دنیا کو سب پر ترجیح دیتے ہو۔ (حالانکہ دنیا فانی ہے) اور آخرت ہمیشہ رہنے والی اور بہت اچھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔
اس مضمون کی اگر ساری آیتیں جمع کی جائیں تو ایک کامل کتاب بن جائے۔ لیکن ہم اسی قدر پر قناعت کر کے آپ کے خصائل حمیدہ مشتے نمونہ خروارے صحیح صحیح روایتوں سے بیان کرتے ہیں تاکہ معترض۔ "چوں بخلوت میروند کار دیگر میکنند۔" کا الزام نہ لگائیں۔
آپ کی بیوی عائشہ صدیقہؓ (جو آپ کے خانگی امور سے بخوبی واقف تھیں) بیان کرتی ہیں کہ آپ اور آپ کے گھر والوں نے دو روز پے در پے جو کی روٹی سے بھی سیری نہیں کی۔ (شمائل ترمذی)
آپ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی سخت بھوک معلوم کر کے جو کی روٹی کے ٹکڑے اور سڑی چربی (جو اس وقت گھر میں میسر ہوتی تھی) لے کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پہننے کی زرہ (جو بوجہ قلت گزارہ) چند سیر جو کے عوض میں گروی تھی۔ (شمائل ترمذی)
آپ کے خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا' جس سے آپ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ یہ تکلیف حضور مقدس ﷺ کی دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ مسلمانوں پر خدا فراخی کرے۔ کسریٰ قیصر جو مشرک ہیں ان پر کیسی فراخی ہے۔ آپ نے بڑے طیش میں آ کر فرمایا کیا تو بھی (باوجود دانا ہونے کے) یہ بات کہتا ہے؟ کیا تو اس سے خوش نہیں کہ ان کافروں کے لئے دنیا میں (جو چند روزہ ہے) عیش و عشرت ہوا اور ہم کو آخرت میں (جو ہمیشہ رہنے والی ہے) ملے۔
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زندگی میں بھی مسکین رکھ اور مرتے ہوئے بھی مسکین ہی مار اور قیامت کے دن بھی مسکینوں میں اٹھائیو! (مشکوۃ)۔
اپنی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مسکین اپنے دروازے سے خالی نہ پھیرا کر' اگرچہ ایک ہی کھجور دے دے۔ اے عائشہؓ مسکینوں سے محبت کیا کر' خدا تجھے مقرب بنا دے گا۔" علاوہ اپنے زہد اور خاکساری کے اپنے اتباع کو بھی یہی تعلیم فرماتے (مشکوۃ)
ایک شخص نے عرض کیا حضرت! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ذرا سنبھل کر بول۔ اس نے مکرر عرض کیا۔ حضرت! میں واقعی سچ کہتا ہوں' مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اب سے تو فقر و فاقہ کے اٹھانے کو تیار رہ۔ (مشکوۃ)
حصول سلطنت کے زمانے کا حال آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے تین روز تک بھی پے در پے

پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ سب سے بڑھ کر آپ کے زہد اور دنیا و مافیہا سے بے رغبتی کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ایک بڑی آمدنی کی مد کہ جس کے برابر اسلام میں کوئی آمدن نہیں نہ صرف اپنے لئے ہی حرام کی بلکہ ہمیشہ کے لئے اپنی اولاد کو بھی اس سے روک دیا۔ وہ ہے' مد زکوٰۃ۔ (شمائل ترمذی)

آپؐ کے نواسہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سہ سالہ عمر میں ایک دفعہ صدقہ کی کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ آپ نے اسی وقت منہ سے نکلوا دی اور فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ ہم زکوۃ نہیں کھایا کرتے۔ (مشکوٰۃ)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی میدے کی روٹی بھی کھائی تھی؟ اس نے کہا کہاں؟ میدہ تو آپ نے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا۔ پھر اس نے کہا تمہارے زمانے میں چھلنیاں بھی ہوتی تھیں؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ سائل نے لوٹ کر سوال کیا کہ تمہارے زمانے میں تو آٹا اکثر جو کا استعمال ہوتا تھا' پھر ایسے آٹے کو بغیر چھلنیوں کے تم کیونکر کھایا کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ پھونک مار لیتے تھے' جس قدر اڑنا ہوتا اڑ جاتا' باقی کو گوندھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

آپ کی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے آپ کے لئے ایک بسترہ ٹاٹ کا جو دوہرہ کر کے بچھایا کرتے تھے' چار تہہ کر کے بچھایا۔ اس روز صبح ہوتے ہی آپ نے فرمایا کہ آج رات تم نے میرے نیچے کیا بچھایا تھا؟ ہم نے عرض کیا حضرت! آپ ہی کا بسترہ تھا مگر ہم نے اسے نرم کرنے کو بجائے دو تہہ کے چار تہہ بچھایا تھا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اسی طرح حسب معمول دو تہہ بچھایا کرو۔ اس نے تو بوجہ آرام کے رات مجھے نماز تہجد سے غافل کر دیا۔ (شمائل ترمذی)

اللہ اکبر۔ سچ ہے

تواضع زگردن فرازاں نکوست گداگر تواضع کند خوئے اوست

بھلا اگر اور چیزوں کی نسبت شبہ ہو تو ہو کہ ملتی نہ ہوں گی' اس لئے بحکم "عصمت بی بی ست از بے چادری" اپنے آپ کو زاہد بناتے تھے۔ اس ٹاٹ کی نسبت تو کوئی شبہ نہیں' یہ آپ کی ملک ہی تھا اور آپ ہی کے قبضے میں۔ دوہرہ بچھاتے خواہ چوہرہ۔ پھر باوجود اس کے اپنے اس آرام کو بھی بایں لحاظ کہ یہ آرام قلیل بھی مجھے نماز تہجد سے مانع ہے' ترک فرمایا۔

اس سے بڑھ کر زہد اور بے رغبتی کیا ہو گی کہ فوت ہوتے وقت آپ کی زرہ (باوجود حصول سلطنت) چند سیر جو کے عوض میں گرو تھی۔ (شمائل ترمذی)

ایک دفعہ آپ کا تحصیلدار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کے شہر سے کچھ مال لایا۔ لوگ اس کی آمد کا حال سن کر آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے کہ ہمیں بھی کچھ اس میں سے ملے۔ آپ نے ان کا غیر معمولی اجتماع دیکھ کر فرمایا کہ تم نے سنا ہو گا کہ ابو عبیدہ آیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں' حضرت! آپ نے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم فقر و فاقہ سے تنگ رہو گے۔ بلکہ اندیشہ اس امر کا ہے کہ دنیا تم پر فراخ ہو گی' پھر تم پہلے لوگوں کی طرح اس میں مشغول ہو کر سیدھی راہ بھول جاؤ گے۔ (سبحان اللہ کتنی زہد کی تعلیم ہے) پھر اس جگہ سے تمام مال تقسیم کر کے اٹھے اور ایک حبہ بھی ساتھ نہ لیا۔ (مشکوٰۃ)

ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھ کر خلاف عادت بہت جلد گھر کو تشریف لے گئے۔ صحابہ کو اس خلاف عادت امر پر تعجب ہوا، اتنے میں آپ واپس تشریف لے آئے۔ فرمایا مجھے نماز میں یاد آیا تھا کہ میرے گھر میں چاندی کا ایک ٹکڑا پڑا ہے۔ مناسب نہیں کہ نبی کے گھر میں کچھ مال بھی بلا تقسیم پڑا رہے، اس لئے میں جا کر اسے للہ تقسیم کر آیا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

ایک دفعہ آپ کی لختِ جگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنی تکالیف شاقہ کا (جو ان کو گھر کی محنت مشقت سے پہنچتی تھیں) آنجناب کے حضور میں اظہار کر کے درخواست کی کہ مجھے ایک خادم مل جائے جو میرے گھر کے کاموں میں باعث راحت ہو۔ آپ نے بجائے

خادم مرحمت کرنے کے بحکم۔ "کُلُّ اِنَاءٍ یَّتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ[۱]۔" رات کو ان کے مکان پر جا کر لخت جگر کو سمجھایا کہ تم سوتے وقت تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو (اس عوض میں جو خدا کے ہاں سے تم کو ملے گا) وہ کئی درجے غلام کی آسائش سے (جو صرف دنیا میں چند روزہ ہے) بہتر ہے۔ اس نصیحت پدرانہ کو صاحبزادی نے بسر و چشم قبول کیا۔ کیوں نہ ہو 'اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ[۲]' ناظرین! اس سے بڑھ کر بھی کوئی زاہد ہوگا کہ اپنی اولاد کی ایسی تکلیف شدید دیکھ کر بھی باوجود حصول سلطنت کے' بجائے امداد مناسب کے ایسے کام بتلائے جو ہر طرح سے ان کو آخرت ہی میں کار آمد ہوں، جن کا اثر بجز آخرت کے دنیا میں کسی طرح نہ ہو سکے۔ سچ ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ یَّرْجِعُ[۳] اِلٰی اَصْلِہٖ.

ان سب واقعات سے چشم پوشی کر کے آپ پر اتہام دنیاسازی لگانا اگر انصاف کا خون کرنا نہیں تو کیا ہے؟ حق ہے

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب ست گل است سعدی ودر چشم دشمناں خارست

کیا یہ سب واقعات مذکورہ بالا بہ سبب تنگ دستی اور محتاجی کے تھے جو "عصمت بی بی ست از بے چادری" کے مصداق ہوں؟ نہیں' ہرگز نہیں بلکہ بعد حصول سلطنت اور تمام ملک پر حکمرانی کے تھے جو۔ تواضع ز گردن فرازاں نکوست کے مصداق ہیں۔

پس ان دو فصلوں سے دونوں احتمال (جنون اور دنیاسازی) جناب کی ذات ستودہ صفات سے بکلی مرتفع ہو گئے۔ پس احتمالات ثلاثہ میں سے آپ کی نبوت کے متعلق دو کے ابطال کے بعد ایک ہی رہا۔ وہ یہ کہ آپ صادق مصدوق خدا کے سچے رسول تھے' ورنہ چوتھا احتمال قاعدہ عقلی میں زائد کرنا ہوگا جو ممکن ہی نہیں۔ فَثَبَتَ الْمُدَّعٰی.

آپ کی تعلیم سے نبوت کا ثبوت

(دلیل دوم)

آپ کی تعلیم کا مسئلہ بالکل صاف اور سیدھا ہے، بشرطیکہ کچھ انصاف بھی ہو۔ مثلاً توحید[۴] باری کو جو اصل الاصول ہے دیکھئے تو قرآن کریم نے کیسا صاف اور صریح لفظوں میں ایسے لوگوں کے سامنے جو اس توحید کے سخت منکر تھے' بیان کیا۔ نہ صرف بیان ہی کیا بلکہ مدلل کر کے منوا بھی لیا۔

ایک جگہ فرمایا[۵] تو کہہ دے خدا اکیلا ہے' سب سے بے نیاز۔ نہ کوئی اس کا بچہ ہے اور نہ کسی کا وہ' اور نہ اس کا کوئی مثل اور برابر ہے۔

۱۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے (مشہور مقولہ ہے)

۲۔ اولاد باپ کا نمونہ ہے۔

۳۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف ہی جاتی ہے (مقولہ ہے)

۴۔ ہماری ہمسایہ قوم آریہ تو اس کو تقاضائے عقل ہی سمجھتے ہوں گے مگر ملک کے واقعات کو ملحوظ رکھ کر رائے لگانا انصاف ہے

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار بہتے دریا کو پھیر لانا دشوار
دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

(منہ)

۵۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۞ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

ایک جگہ فرمایا

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلاَّ هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلاَّ هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلاَمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ○ (حشر۔۲۲'۲۴)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو پوشیدہ اور حاضر کو برابر جانتا ہے۔ وہی بڑا بخشنے والا' نہایت مہربان' سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں' جو سب جہان کا بادشاہ' سب عیوب سے پاک' اصل سلامتی کا مالک' سب کو امن دینے والا' سب کا نگہبان' سب پر غالب' سب نقصانوں کا پورا کرنے والا' سب سے بڑا' پاک ہے مشرکوں کی بیہودہ گوئی سے' وہی پیدا کرنے والا ہے' ہر جان دار کی تصویر بنانے والا' اسی کی صفات حمیدہ ہیں' زمین کی سب چیزیں اس کی تعریف کر رہی ہیں' وہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔"

ایک جگہ فرمایا کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ (طلاق۔ ۱۲) وہی خدا مالک ہے' جس نے سات آسمان اور زمین بھی انہی کی طرح بنائے ان (زمینوں میں روئیدگی وغیرہ کے متعلق) اسی کے احکام نافذ ہیں۔

ایک جگہ فرمایا

اَللّٰهُ لَا اِلٰـهَ اِلاَّ هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلاَّ بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلاَّ بِمَاشَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ. (البقرہ۔۲۵۵)

سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ اور قائم ہے' نہ اس کو اونگھ آوے نہ نیند۔ جو کچھ زمین آسمان میں ہے' سب اسی کا ہے۔ وہ ایسی ہیبت کا بادشاہ ہے کہ بغیر اس کے اذن کے کوئی بھی اس کے آگے کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے کے حالات جانتا ہے اور لوگ اس کے معلومات سے کچھ بھی دریافت نہیں کر سکتے۔ ہاں جس قدر وہ خود ہی بتلاوے۔ زمین و آسمان کو اس کی حکومت نے گھیر رکھا ہے اور وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں اور وہ بڑا ہی بلند ہے۔"

کیا اس سے بھی کچھ زیادہ تفصیل ہو سکتی ہے؟

ایک جگہ فرمایا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ الَّذِیْنَ لاَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ. (حم سجدہ۔۷)

تو ان کو کہہ دے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔ ہاں میری طرف یہ پیغام الٰہی پہنچتا ہے کہ تمہارا (ہمارا) سب کا معبود ایک ہی ہے۔ پس اسی کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اپنے گناہوں پر بخشش مانگو۔ افسوس ہے مشرکوں کے حال پر جو اپنے آپ کو شرک سے پاک نہیں کرتے اور قیامت کے منکر ہیں۔"

ایک جگہ فرمایا

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّاَبْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلاً. (بنی اسرائیل۔۴۲)

"تو (اے محمد ﷺ) ان کو کہہ دے اگر خدا کے ساتھ شریک اور ساجھی ہوتے جیسے کہ مشرک کہتے ہیں تو حسب عادت شرکاء فوراً خدا کی طرف چڑھائی کرتے۔"

ایک جگہ دلیل عقلی سے شرک کی نہ صرف کی نفی بلکہ اس کے محال ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ جہاں مذکور ہے کہ

اَمِ اتَّخَذُوٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ○ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ (انبیاء۔۲۱'۲۴)

"ان نادانوں نے بجائے توحید کے اور خدا مقرر کر لئے۔ کیا وہ ان کو جمع کریں گے؟ (سچ جانو) کہ دنیا میں کوئی دوسرا خدا نہیں' اگر سوائے خدا واحد کے اور خدا بھی ہوتے تو آسمان زمین بسبب ان کے تنازعات کے بالکل بگڑ جاتے یا بگڑنے کو ہوتے وہ ذات پاک تو ایسی ستودہ صفات ہے کہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے، کوئی اسے پوچھنے والا نہیں اور مخلوق تو سب کی سب اس کی غلام ہے، سب کو ان کے کئے سے سوال ہوگا۔ کیا ایسے دانا ہو کر بھی خدا کے سوا اور معبود بناتے ہیں۔ تو کہہ دے لاؤ اس کی کوئی دلیل عقلی یا نقلی کہ جہان میں دوسرا خدا بھی ہے یا ہو سکتا ہے"

ایک جگہ نہایت ہی مختصر مگر شستہ الفاظ میں شرک کی بے ثباتی اور مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔ جہاں پر فرمایا

اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (انعام۔۱۹)

"کیا تم اے مشرکو! گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟ (اگر وہ اس امر پر گواہی دیں بھی تو) تو کہہ دے کہ میں تو ایسے صریح البطلان امر پر شاہد نہیں ہوتا۔ تو یہ بھی کہہ دے کہ چونکہ خدا ایک ہے' اس لئے میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں"

ایک جگہ فرمایا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (یونس۔۱۵)

"جب کفار ہماری کھلی کھلی آیتیں (متعلق توحید کے) سنتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں کہ کوئی اور قرآن اس کے سوا لا یا اس میں سے آیات توحید کو بدل ڈال' جس کے جواب میں اشارہ ہے کہ تو کہہ دے کہ میرے تو اختیار میں نہیں کہ اپنی طرف سے اسے بدل ڈالوں میں تو سوائے پیغام الٰہی کے کچھ کر سکتا ہی نہیں (نہ میں خدا کو کسی امر کا مشورہ دے سکتا ہوں) بلکہ اس کی نافرمانی پر مجھے بھی عذاب کا ڈر ہے۔"

ایک جگہ عظمت الٰہی ذہن نشین کرنے کو ارشاد ہے کہ

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ (قصص۔۷۱'۷۲)

"تو ان سے کہہ دے کہ اگر خدا تم پر ہمیشہ کو رات ہی رکھے تو بتلاؤ کون ہے جو دن کو تمہارے لیے پیدا کرے، اور اگر دن بے حد دراز کر دے تو کون ہے کہ تمہارے آرام کے لئے رات بنا دے۔"

ایک جگہ فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (ملک۔۳۰)

"بتلاؤ اگر خدا تمہارا پانی خشک کر دے تو کون ہے کہ تمہارے لئے پانی پیدا کر سکے۔"

ایک جگہ تو صاف فیصلہ ہی کر دیا کہ

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (نساء۔۴۸) "خداوند تعالیٰ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا۔"

اسی قسم کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ جس نے ایک دفعہ بھی قرآن کریم کو خواہ بنظر سرسری دیکھا ہو گا' وہ بھی جان گیا ہو گا کہ قرآن شریف کو شرک سے کس درجہ نفرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکوں کو اس سے رنج ہوتا تھا۔ دیکھو تو جب انھیں اس چشمہ نور' منبع جود' مظہر کرم' سچے رسول (فداہ روحی) میں باوجود تلاش بسیار کوئی عیب نہ ملا تو بجز اس کے کچھ الزام نہ لگا سکے کہ

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (ص۔۵'۷)

"یہ کیسا شخص ہے کہ جو سب خداؤں کو چھوڑ کر ایک ہی خدا کے پیچھے ہو لیا ہے' یہ تو ایک عجیب ہی بات بتلاتا ہے اور جاتے ہوئے ایک جماعت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کر گئی کہ اپنے اپنے معبودوں کو مت چھوڑو۔ یہ توحید تو یونہی بناوٹ ہے' پہلے تو ہم نے کبھی نہیں سنا کہ خدا ایک ہے (ہمیشہ یہی سنتے آئے کہ فلاں شخص فلاں دیبی بھی کچھ خدائی میں حصہ رکھتے ہیں) اب تو یہ ایک نئی بات سناتا ہے کہ سب جہاں کا مالک ایک ہی ہے۔"

یہ الزام مشرکین کا جتلا رہا ہے کہ ان کو بغیر اس تعلیم توحید کے جناب کی ذات ستودہ صفات میں کوئی عیب نہیں ملا۔ سو اگر یہی ہے تو علی الراس والعین۔

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

آپ کو تو شرک سے اس قدر نفرت تھی کہ شرک کے وہم و گمان پر آپ نے تصویر[1] کا رکھنا منع فرما دیا (کیا دور اندیشی ہے) اس لئے کہ جن قوموں میں اب صورت پرستی کا رواج ہے' کیا عجب کہ پہلے ان میں اسی طرح رکھنے کا دستور ہوا ہو' بلکہ یقیناً ایسا ہوا ہے۔

علاوہ ان آیات صریحہ کے جو اپنے مفہوم بتلانے میں بالکل واضح ہیں' دیگر آیات میں جناب والا کی نسبت صاف اور صریح لفظوں میں ان احتمالات کا جن سے غیر قومیں اپنے اپنے بزرگوں کی نسبت غلط گمانی میں پڑ گئیں' قلع قمع فرمایا ہے۔

ایک جگہ فرمایا

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ (اعراف۔۱۸۸)

"تو بلند آواز سے کہہ دے کہ میں اپنے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں' اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو اپنے بھلے کی بہت سی چیزیں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔"

ایک جگہ فرمایا

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (زمر۔۶۵)

"ہم نے تیری طرف اور تجھ سے پہلے نبیوں کی طرف پیغام بھیجا ہوا ہے کہ اگر تو بھی شرک کرے گا تو ہم تیرے سب عمل ضائع کر دیں گے اور تو سخت خسارہ پاوے گا۔"

ایک جگہ فرمایا کہ

[1] صحیح حدیث میں آیا ہے' کہ جو لوگ تصویریں بناتے ہیں انصاف کے روز ان کو کہا جائے گا کہ تم ہی ان میں جان ڈالو۔ جب تک وہ ان میں جان نہ ڈالیں گے عذاب میں بتلا رہیں گے۔ افسوس ہے کہ اس آخری زمانے میں مسلمانوں میں بھی اس کا رواج ہو گیا ہے' جس کے سبب نادان مخالفوں نے اعتراض کئے۔ (صحیح بخاری)

اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ (یونس۔۱۰۷)

"اگر تجھ کو خدا کوئی تکلیف پہنچادے تو کوئی اس کے سوا نہیں جو اس کو ہٹا سکے اور اگر وہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔"

ایک جگہ نہایت عاجزی سے اقرار عبودیت کی تعلیم ہے کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام:۱۶۲)

"تو کہہ دے میری نمازیں اور میری دعائیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو سب جہان کا مربی ہے۔"

ایک دفعہ کفار کی مختلف درخواستوں سے آپ کے دل پر کسی قدر گھبراہٹ ہوئی اور کفار ناہنجار کی گردن کشی۔سے طبعی طور سے رنج پیدا ہوا تو ارشاد باری پہنچا کہ

اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔(الانعام۔۳۵)

"اگر تجھ کو ان کے انکار سے تکلیف پہنچتی ہے اور تجھ پر بوجھ پڑتا ہے تو اگر تجھ میں طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشان مطلوب ان کو دکھا سکے تو دکھلادے' خدا اگر چاہتا تو سب کو ایک جگہ ہدایت پر جمع کر دیتا۔ تو ایسی گھبراہٹ کرنے سے نادان مت بن۔"

ایک جگہ صاف لفظوں میں فرمایا کہ

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (کہف۔۱۱۰)

"میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں، مجھ کو خدائی میں کوئی حصہ نہیں۔ہاں مجھ کو اطلاع پہنچتی ہے کہ تمہارا سب کا خدا ایک ہی ہے۔ پس جو کوئی اس سے ملنے کی امید رکھے وہ اپنے اعمال میں شرک نہ کرے یعنی اخلاص سے بے ریا عمل کرے۔"

ایک جگہ فرمایا

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۙ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ○ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ(زمر۔۱۱'۱۵)

"تو کہہ دے کہ مجھے یہی حکم ہے کہ اللہ کی خالص عبادت کروں اور سب سے پہلے اس کا تابعدار بنوں (نہ کہ شریک اور ساجھی) تو یہ بھی کہہ دے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے پر مجھے بھی عذاب کا ڈر ہے یہ بھی کہہ دے کہ میں تو اللہ ہی کی خالص عبادت کروں گا۔ تم سوائے اس کے جس کی چاہو کرو (پڑے اپنا سر کھاؤ)۔"

خلاصہ یہ ہے کہ ان آیتوں اور نیز دیگر آیات سے یہ تو بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کے دل میں عظمت الٰہی ایسی جاگیر تھی کہ مقابلہ تعظیم خداوندی کے اپنی عزت یا بڑائی ہیچ جانتے تھے۔ ہر طرح سے خدا کی توحید اور تعظیم ہی کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ خدا کے سامنے اپنا مرتبہ بجز عبودیت کے کوئی دوسرا تجویز نہیں فرمایا۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص جو ہر طرح سے خدا کی عظمت کرتا ہو اور اس کی توحید کا قائل نہ خود ہی ہو بلکہ دوسروں کو بھی باوجود مخالفت شدید کے یہی سکھاتا ہو اور اسی تعظیم الٰہی کے سبب سے ہی اپنے گھربار سے نکالا جائے مگر وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے تو ایسا خدا کا بندہ ایسی جرات کر سکتا ہے کہ خدا پر جھوٹا دعویٰ پیغمبری کرے، جس کے معنی دوسرے لفظوں میں صریح یہ ہیں کہ گویا خدا کو وہ علیم قدیر

مالک الملک نہیں جانتا' جب ہی تو اتنی دلیری کرتا ہے کہ ایک معمولی آدمی ہو کر نیابت خداوندی کا مدعی ہوتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی منصف ہاں کہے بلکہ چاروں طرف سے گونج آئے گی کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

پس آنحضرت فداہ روحی نے جو باوجود اس قدر تعظیم الٰہی کے دعویٰ کیا تو یہ کس بنا پر تھا؟ بے شک سچے الہام اور حقانی اعلام پر۔ فتفکر۔

آپ کے عملی طریق سے نبوت کا ثبوت

(دلیل سوم)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی کتاب قرآن کریم نے تو آپ کی لائف (سوانح) کو جس طرح صاف اور صریح الفاظ میں بیان کیا ہے' اس کا ذکر عیاں راچہ بیاں' مفصل کیفیت کی غرض سے ہم آپ کے واقعات روایات سے بیان کرتے ہیں تاکہ دونوں طریق (علمی اور عملی) آپ کے مطابق معلوم ہوں اور کسی بداندیش کو۔ "چوں بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔" کہنے کا موقعہ نہ رہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کسی نے آپ کے سامنے آکر عرض کیا۔ حضرت! ہم آپ کو اللہ کے آگے شفیع بناتے ہیں اور اللہ کو آپ کے آگے۔ چونکہ یہ کلمہ صحیح نہ تھا اس لئے کہ شفیع تو اس کو لایا کرتے ہیں جو خود نہ کر سکے اور خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس لئے آپ کو یہ کلمہ سن کر بہت رنج ہوا اور بڑے طیش میں آکر آپ نے اس قائل کو ایسے کلمات کہنے سے کہ جن سے جناب باری کی شان میں کسی قسم کی بھی ہتک کا احتمال ہو اور اس کی توحید میں فرق آئے' سخت منع فرمایا۔

(کیا یہ جھوٹوں کی شان ہے؟)

ایک دفعہ آپ کی خدمت شریف میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ جو خدا چاہے اور آپ چاہیں گے وہی ہوگا۔ آپ نے بڑے رنجیدہ ہو کر فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ ایسی بات ہرگز نہ کہا کرو۔ بلکہ یہ کہو کہ جو کام خدا اکیلا چاہے گا وہی ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی سواری پر سوار ہوتے تو پہلے یہ دعا کرتے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک ہے' جس نے ایسے بڑے جانور (گھوڑے، اونٹ' ہاتھی وغیرہ) ہمارے تابع کر دیے ورنہ ہم تو ایسے بڑے شاہ زور جانور کے قریب بھی نہ جا سکتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

اور جب کبھی کسی بلندی پہاڑ وغیرہ پر چڑھتے تو چونکہ اس سے ایک قسم کو علو ہوتا ہے اور بہ نسبت سابق کے آدمی اپنی اونچائی دیکھتا ہے، اس لئے ایسے وقت میں آپ بڑی دوراندیشی سے نہایت بلند اور برتر کو دیکھتے اور اللہ اکبر کہتے۔ یعنی یہ خیال فرماتے کہ میری بلندی جو اس وقت مجھے حاصل ہوئی ہے، ہیچ ہے۔ اصل میں سب سے بڑا خدا ہی ہے۔ اور جب آپ نیچے اترتے تو چونکہ یہ ایک قسم کا نقصان ہے کہ بلندی سے پستی میں آئے اس لئے یہ سب عیوب اپنے ذمہ لیتے اور خدا کی نسبت وہاں بھی سبحان اللہ ہی پکارتے۔ یعنی سب عیوب مخلوقات ہی کا خاصہ ہیں' خدا ان سب عیوب سے پاک ہے۔ ہمیشہ خدا کی تعظیم آپ کے دل پر ایسی غالب رہتی کہ کوئی کام ایسا نہ کرتے اور نہ کرنے کی اجازت دیتے جس سے خدا کی عظمت میں فرق آئے۔ (مشکوٰۃ)

ایک دفعہ آپ ایک مکان میں بیٹھے تھے اور وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں حسب دستور اپنے باپ دادا کی مدح کے گیت گا رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نابالغ لڑکی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم میں اس وقت ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ چونکہ یہ کلمہ سوائے خدا کے کسی

دوسرے کے حق میں کسی طرح سے جائز نہیں اور نیز اس سے ایک قسم کی شرک کی بو آتی ہے' اس لئے آپ نے اس لڑکی کو فوراً منع کر دیا کہ اسے چھوڑ کر پہلا ہی راگ گاتی جا۔" (مشکوٰۃ)

کیا جھوٹے دنیاساز اسی طرح اپنی ہتک عزت کیا کرتے ہیں؟ جن کو حصول دنیا ہی مقصود ہو وہ تو جس طرح ہو سکے اپنے مطلب سے مطلب رکھتے ہیں۔ ایک خدا کے دو نہیں یا تین' ان کی بلا سے' انہیں تو راسخ الاعتقاد مرید مل جانے چاہئیں' جو ان کے کمالات کے قائل ہوں' جس سے ان کی چاندی کھری ہو۔

سب سے بڑھ کر آپ کی صفائی تو اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ اپنی علیحدگی میں بھی خدا تعالیٰ کی وہی تعظیم کرتے تھے جیسا کہ سب کے سامنے بلکہ اس سے بھی زاید۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تہجد[1] کی نماز میں یہ آیت پڑھی کہ "اے خدا اگر تو ان گنہگار بندوں کو ان کے گناہ کے سبب سے عذاب کرے تو بے شک کر سکتا ہے' ممکن نہیں کہ کوئی تجھے مانع ہو اس لئے کہ وہ سب تیرے بندے ہیں اور اگر تو اپنی بخشش عامہ سے ان پر رحم کرنا چاہے تو یہ بھی کر سکتا ہے، کیونکہ تو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے[2]۔" سارا وقت تہجد کا جو تقریباً ڈیڑھ پہر رات کے تھا' اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے گزار دیا۔ اس قدر تعظیم خداوندی نے دل پر اثر کیا کہ کسی قسم کا نہ تو تکان معلوم ہوا نہ ضعف۔ حالانکہ سب سے علیحدگی کا وقت تھا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ تہجد کی نماز دراز پڑھنے سے آپ کے پاؤں سوج گئے۔ صحابہ نے عرض کی حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں، حالانکہ آپ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ نے کیا ہی عمدہ جواب دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیم الٰہی آپ کے دل میں گھر کر گئی ہوئی تھی۔ فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں' اس پر مغرور ہو جاؤں کہ خدا نے مجھے بے گناہ بنایا ہے؟

کیا یہ سچ ہے؟

کہ نماز تہجد کا وقت ایسا ہے کہ جس میں اٹھ کر خدا کی عبادت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ مخالف موافق سب اس کی تکلیف سے آگاہ ہیں۔ علاوہ تکلیف کے لوگوں سے ہر قسم کی علیحدگی بھی ہوتی ہے' پھر ایسے وقت میں خدا کی یاد کرنا کیا ان لوگوں سے ہو سکتا ہے، جو اس کو اپنے حال سے بھی ناواقف جانیں۔ یا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا کو ہر طرح سے متصرف' علیم' حکیم' جزا و سزا کا مالک جانتے ہوں، بے شک اس کا جواب شق ثانی میں صحیح ہوگا۔ تو کیا پھر ممکن ہے کہ یہی شخص جو خدا کی ہر طرح تعظیم کرے' خلوت جلوت میں اسی کی عبادت میں مصروف رہے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ذلیل کرنا ہی باعث عزت سمجھے۔ وہی ایسی جرات کرے کہ ایک معمولی آدمی ہو کر دعویٰ نیابت الٰہی (پیغمبری) کا کرے؟ ہر گز نہیں۔ فاعتبروا یااولی الباب لعلکم تفلحون.

قدیمان خودرا بافزائے قدر که ہرگز نیاید زپروردہ عذر

یہ تینوں دلیلیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بالکل عقلی ہیں' اگر ان میں کچھ نقل کو دخل ہے تو صرف واقعات بتلانے کے ہے نہ کہ اصل مدعا کے لئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور ہیں۔

ان دلائل کے بیان میں جس قدر ہم نے مخالفوں کے اعتراضات اور منہ زوریوں سے سکوت کیا ہے' اس وجہ سے نہیں کیا کہ ہم ان سے غافل اور بے خبر ہیں بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کا جواب تفسیر میں حسب موقعہ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

١۔ تہجد کی نماز رات کے تیسرے یا چوتھے پہر میں صبح صادق سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

٢۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

نیز اس امر کے لئے ہم ایک مستقل رسالہ[1] نکالنے والے ہیں۔ جس میں ایسے سوالات کے جوابات مفصل ہوں گے۔ اب ہم ایک دلیل ایسی بیان کرتے ہیں جس کے مخالف خاص کر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہوں گے نہ کہ آریہ اور برہمو وغیرہ۔

حضور اقدس کی نبوت کی دلیل چہارم

(بائیبل سے)

تورات کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ کے ۱۹ آیت میں لکھا ہے۔ "اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں' یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان[2] سے مارا جاتا ہے۔

واقعات گزشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے (اسلامی نبوت تو متنازع فیہ ہے اس لئے بتلاتے وقت اس کا ذکر صحیح نہ ہو گا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کس طرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانے میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھ کر دعویٰ نبوت کئے اور خدا پر کیسے کیسے جھوٹ باندھے، لیکن آخر کا خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا۔ حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے۔ مگر تابکے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانی اسلام مستثنیٰ رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم مایستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ ہے کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری۔ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ[3] نے جواب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا مگر وہاں بھی وَاللّٰهُ[4] مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. بالکل سچا معلوم ہوا اور وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[5] نے پورا جلوہ دکھایا۔ کیا توریت کلام الٰہی نہیں؟ کیا اس میں برکت اور صداقت نہیں؟ کیا کسی

---

[1] حق پرکاش۔ ترک اسلام وغیرہ چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔

[2] اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ ان میں عموم و خصوص مطلق ہے یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے' اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر ہی کھائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائے گا وہ ضرور مرے گا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے' جو کوئی زہر کھائے گا۔ ہلاک ہو گا اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہو گا کہ زہر کھانے والا بچ رہے۔

[3] خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے آنحضرتؐ کی دعوت کر کے زہر ملا دیا' آپ نے اس کا کھانا چھوڑ دیا' اور فرمایا کہ مجھے اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اس میں زہر ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو آپ بچ رہیں گے۔ اس لفظ (ہمشیرہ) میں اس واقع کی طرف اشارہ ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جھوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔

[4] خدا اپنے نور کو پورا کرے گا چاہے کافر برا مانیں۔

[5] خدا تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

مسلمان نے اس پر دم کر دیا؟ یا وضو کا پانی ڈال دیا؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ باوجودیکہ آپ کئی ایک لڑائیوں میں بھی گئے۔ ان لڑائیوں میں آپ کو تکالیف شدیدہ بھی پہنچیں' مگر اس پیشگوئی کی تصدیق نہ ہونے پائی۔ پس اگر یہ کلام توریت کا سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ عیسائیوں کا کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جب تک اس عبارت کی کوئی توجیہ ان کی سمجھ میں نہ آئے، سرور عالم سید الانبیاء سند الاصفیاء محمد مصطفیٰ فداہ ابی وامی علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں ورنہ اس کی تکذیب سے توریت کی بھی تکذیب ہو گی۔

مراد مانصیحت بودو گفیتم حوالت باخدا کر دیم ورفتیم

فصل

(متعلق تفسیر)

جو روش میں نے تفسیر کے متعلق اختیار کی ہے، یعنی ایک سلسلے میں سارے مضمون کو لایا ہوں' اس میں علماء مفسرین مختلف ہیں۔ بعض تو کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا بیان سب مسلسل ہے اور بعض کہیں کہ یہ خواہ مخواہ کا تکلف ہے' قرآن حسب موقع نازل ہوتا رہا۔ جس موقع پر نازل ہوا اس سے بے شک مطابق ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ سارا اترا ہے' جس کا سلسلہ وار بیان ہونا ضروری ہو۔

میرے خیال میں دونوں رائیں صحیح ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم حسب موقع نازل ہوتا رہا۔ اس موقع کا پہلے موقع سے جس پر پہلی آیت اتری تھی مطابق اور موافق ہونا بھی ضروری نہیں' مگر اس وجہ سے کہ سورتوں کی ترتیب آنحضرت کے ارشاد سے ہوئی تھی' تو کوئی نہ کوئی مناسبت لاحق کو سابق سے ضروری ہو گی۔ مانا کہ اتنی نہیں جو ایک ساتھ اترنے میں ہوتی۔ آخر اس فعل نبوی کا بھی تو کچھ استحقاق ہے اس لئے میں نے ایک آیت کو دوسری سے جوڑ دیا اور تلاش کرنے سے کچھ نہ کچھ مناسبت بھی پائی۔ اکثر تو تفاسیر سے حاصل کیا ہے گو طرز بیان جدا ہے۔ کیوں نہ ہو۔

ہر گلے رارنگ وبوئے دیگر ست

میرا یہ طرز بیان گو آج تک اردو تفاسیر میں نہیں آیا لیکن عربی میں اس کا کسی قدر تفسیر رحمانی نمونہ ہو سکتی ہے' گو بعد تامل اُس میں اور اِس میں فرق ہے۔ چونکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ قرآن کریم سے عوام مسلمان اپنی اپنی سمجھ کے موافق کچھ حصہ لیں' اس لئے میں نے اصل تفسیر کو حواشی سے علیحدہ کر کے اختلاف قرات وغیرہ کے مباحث بھی نہیں لکھے۔ کیونکہ موجودہ قرات ہر حال میں مسلم اور معتبر ہے۔

چونکہ میری غرض اصلی اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ عوام اہل اسلام قرآن کریم کے مطالب سے واقف اور آگاہ ہوں' اس لئے میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربیہ کی پابندی نہیں کی، یعنی یہ نہیں کہ جو لفظ پیچھے ہو اس کا ترجمہ بھی پیچھے کروں۔ بلکہ عربی محاورے کو ہندی محاورے میں لایا ہوں۔ اس امر کی پابندی بھی نہیں کی کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ اسمیہ ہی میں ادا کروں' بلکہ مطلب اس کا جس جملے میں باعتبار محاورہ اردو کے پایا ادا کر دیا ہے۔ بعض جگہ واؤ کو سر کلام سمجھ کر اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ غرض جو کچھ کیا وہ اسی مطلب کے لئے کہ اردو میں بامحاورہ کلام ہو۔ مسلمان بھائیوں سے عموماً اور علماء اسلام سے خصوصاً درخواست ہے کہ میری غلطیوں کے متعلق براہ راست مجھ کو مطلع کریں گے اور صحیح کو قبول فرمائیں گے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

❀❀❀

سورۂ فاتحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۳﴾

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ بڑامہربان نہایت رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۴﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

سورتؔ فاتحہ

چونکہ یہ سورتؔ بندوں کی زبان پر گویا ایک عرضی کا مسودہ نازل ہوا ہے اس لیے اس کے ترجمہ سے پہلے "کہو" محذوف سمجھنا چاہیے۔ یعنی اے میرے بندو! تم یوں کہو کہ ہم شروع کرتے ہیں سب کام اللہ کے نام سے جو باوجود گناہ بندوں کے بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے، پھر عرض مطلب سے پہلے ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ سب مخلوق کیا چھوٹی کیا بڑی اسی کی نمک خوار اور غلام ہے' نہ صرف پرورش کرتا ہے بلکہ باوجود ان کے گناہوں کے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور اگر دنیا میں باوجود کثرتِ احسانات کے اس کی طرف رجوع نہ کریں اور اپنے تکبر اور سرکشی میں پھنسے رہیں تو اس نے ایک دن بد بختوں اور نیک بختوں کی تمیز کرنے کو مقرر کر رکھا ہے جس کا نام روز قیامت ہے اس قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ چونکہ ایسے خدا مالک الملک کے حکم سے روگردانی کرنا بہت ہی مذموم اور قبیح امر ہے اور نیز ایسا مالک الملک کوئی اور نہیں۔ لہٰذا ہم سب سے علیحدہ ہو کر اے ہمارے مہربان مولا! تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہر ایک کام کی انجام دہی میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ چنانچہ بالفعل ہماری ایک ضروری حاجت ہے جس کے سبب سے ہم تیرے عاجز بندے ایک دوسرے سے مخالف اور دشمن ہو رہے ہیں اور نہایت ہی زور سے کوشش کر چکے ہیں تاہم کوئی فیصلہ بین طور پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہم نیازمندان سب کے سب عاجز آکر التماس کرتے ہیں کہ تو ہی اے مولا! مہربان ہم کو اس میں کامیاب کر۔

شانِ نزول

الحمد للہ۔ مکہ شریف میں جب نماز فرض ہوئی تھی تو یہ سورت نازل ہوئی۔ فتح البیان ۱۲

لہ اس سورت کے کئی نام ہیں۔ ہر نام اسکی فضیلت ظاہر کرتا ہے اس کو "فاتحہ الکتاب" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ابتداءِ کتاب اللہ کے آتی ہے اور "سورت الشکر" بھی اس کا نام ہے اس لیے کہ اس کے اول میں حمد ہے جو شکر سے بڑھ کر ہے۔ اس کا نام "سور الرقیہ" یعنی دم کی سورت بھی ہے کیونکہ صحابہ کرام اس کو پڑھ کر بیماروں پر دم کیا کرتے تھے۔ ترمذی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اس سورت جیسا بابرکت کلام نہ توریت میں ہے نہ انجیل میں نہ کسی آسمانی کتاب میں نازل ہوا۔ یہی قرآن عظیم ہے جو مجھ (آنحضرتؐ) کو ملا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ

ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا ان کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیے نہ ان

وہ مطلب یہ کہ دین میں ہمیں سیدھی[1] راہ پر پہنچا اور اگر یہی ہے جس پر ہم ہیں تو اسی پر ہمیں قائم رکھ -اے ہمارے مولا! ہماری یہ آرزو نہیں کہ جس راہ کو ہم ناقص العقل سیدھی سمجھیں یا ہمارے اور بھائی اچھی جانیں وہ دکھا- حاشا وکلا بلکہ ان بزرگوں کی راہ پر پہنچا جن پر تو نے بوجہ ان کی دینداری کے بڑے بڑے انعام کیے اور عطیات دیئے اور مہربانیاں مبذول فرمائیں-

---

[1] "اِهْدِنَا" یہ پہلا موقع قرآن کریم کا ہے کہ دعا کا اس میں ذکر آیا نہ صرف ذکر آیا بلکہ تعلیم کی گئی- قرآن کریم اور حدیث شریف سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ دعا جب دل کی توجہ سے کی جائے تو ضرور ہی قبول ہوتی ہے- قرآن کریم میں تو صریح ارشاد ہے "اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" یعنی مانگنے والا جب مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں- حدیث شریف میں آیا ہے کہ "خدا ایسا جواد ہے کہ دعا گو بندے کے ہاتھ خالی پھیرنے سے اسے شرم آتی ہے" اسی مضمون کی آیات اور احادیث کثیر التعداد ہیں- جملہ اہل اسلام بلکہ جمہور انام بھی اس امر پر متفق ہیں اور عقل بھی اس کی مقتضی ہے کہ ایک عاجز بندہ جو اپنے خدا کو سب طاقتوں کا مالک جان کر اس سے اپنے ارادوں کے پورا ہونے میں امداد چاہتا ہے تو ایسے وقت میں اس عاجز بندے کی حاجت روائی نہ کرنا ایک قسم کا بخل ہے- جب کہ انسانی طبائع کا تقاضا ہے کہ اگر کسی سائل کا سوال الحاح کو پہنچتا ہے تو طبیعت انسانی اسکی حاجت روائی پر متوجہ ہوتی ہے- حالانکہ انسانی طبائع میں بخل بھی ہے پھر جو ذات ستودہ صفات بخل اور امساک سے مبرا ہو اس کا یہ تقاضا ہو کہ سائل کے سوال پر متوجہ نہ ہو تو اس سے زیادہ بخل کیا ہوگا؟ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا- یسئله من فی السموات والارض کل یوم هو فی شان؛ فبای آلاء ربکما تکذبان" یہی وجہ ہے کہ سب لوگ بالطبع تکلیف کے وقت اس فعل پر مجبور ہوتے ہیں اور اس کی طفیل سے اپنی حاجت روائی کی امید رکھتے ہیں-

سرسید کی پہلی غلطی مگر اس زمانہ کے محقق سرسید احمد خان علی گڑھی اس امر میں نہ صرف اہل اسلام بلکہ جملہ انام سے بھی مخالف ہو بیٹھے ہیں اور قبولیت دعا کے وہ معنی نہیں مانتے جو سب لوگ مانتے ہیں چنانچہ اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں یوں رقم طراز ہیں-

> "دعا جب دل سے کی جاتی ہے ہمیشہ مستجاب ہوتی ہے مگر لوگ دعا کے مقصد اور استجابت کا مطلب سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں- وہ جانتے ہیں کہ جس مطلب کے لیے ہم دعا کرتے ہیں دعا کرنے سے وہ مطلب حاصل ہو جائے گا اور استجابت کے معنی اس مطلب کا حاصل ہو جانا سمجھتے ہیں- حالانکہ یہ غلطی ہے حصول مطلب کے لیے جو اسباب خدا نے مقرر کئے ہیں وہ مطلب تو انہی اسباب کے جمع ہونے سے حاصل ہوتا ہے مگر دعا نہ تو اس مطلب کے اسباب سے ہے اور نہ اس مطلب کے اسباب کو جمع کرنے والی ہے بلکہ وہ اس قوت کو تحریک کرنے والی ہے جس سے اس رنج و مصیبت اور اضطراب میں جو مطلب کے نہ حاصل ہونے سے ہوتا ہے- تسکین دینے والی ہے" (صفحہ ۱۰)

ناظرین! غور کریں کہ سرسید کی کس قدر جرأت ہے اور مجھے ہمیشہ ان کی جرأت پر تعجب ہوا کرتا ہے کہ تمام جہان کے مقابلہ پر خم ٹھونک کر کھڑے تو ہو جائیں مگر اس کے سامان مہیا نہیں کرتے- کوئی دلیل قوی تو کجا ضعیف بھی اپنے دعویٰ پر پیش نہیں کرتے- بتلاویں تو اس مسئلہ میں جو سب لوگوں کے خلاف رائے ظاہر کی تو اس کی کوئی دلیل بھی بیان کی ہے؟

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان کی جو گمراہ ہیں

نہ ان بے ایمان لوگوں کی جن پر ان کی بد عملی کے سبب سے غضب کیا گیا جیسے یہودی وغیرہ اور نہ ان لوگوں کی جو بوجہ اپنی کوتاہ اندیشی کے گمراہ ہیں جیسے عیسائی وغیرہ - اے ہمارے مہربان مولا ہم عاجزوں کی یہ التجا مخلصانہ قبول فرما!

ہمارے خیال میں سر سید کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ اس مطلب کے اسباب میں سے نہیں مگر یہ فرمانا کہ نہ اس مطلب کے اسباب کو جمع کرنے والی ہے غلط ہے - ہم حسب درخواست[1] سید صاحب تفسیر القرآن بالقرآن کئی ایک آئتیں بتلاتے ہیں جن سے سر سید کے اس بیان کی غلطی ناظرین و نیز سید صاحب پر پورے طور سے منکشف[2] ہو جائے گی -

اس مطلب کو بہت سی جگہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ انبیاء سابقین نے جب تنگ آکر دعا کی تو ہم نے فوراً ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا - چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت فرمایا[3] "فدعا ربه انی مغلوب فانتصر ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر - وفجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر" عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ "فاء" کو جس کا ترجمہ "پس" ہے جب کسی کلام پر متعاقب لاتے ہیں تو پہلا کلام پچھلے کے لیے سبب ہوتا ہے جیسے "سَبَّنِی زید فضربته" "مجھے زید نے گالی دی پس میں نے اسے پیٹا" اس سے صاف ظاہر ہے کہ گالی دینا پیٹنے کے لیے سبب ہے - اسی طرح اس آیت میں "فدعا ربه" "ففتحنا" کے لئے علت ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا بارش کے لیے یا کم سے کم بارش کے اسباب جمع کرنے کے لیے سبب ہوئی - گو کفار کی ہلاکت کے اسباب کچھ اور ہی ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ ان اسباب کو جمع کرنے میں دعا کو بھی دخل ہے - ورنہ "ف" لا کر "ففتحنا" فرمانا بے معنی ہے - دوسری جگہ بھی اسی طرح فرمایا "ان قومی کذبون ۝ فافتح بینی وبینهم فتحا ونجنی ومن معیه من المؤمنين ۝ فانجينه ومن معه فی الفلك المشحون ۝ ثم اغرقنا بعد الباقين ۝ ان فی ذالك لآية وما كان اكثرهم مؤمنين" ناظرین! ذرا غور فرمائیں کہ کس طرح پہلے کلام پر پچھلے کو تفریعاً بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ "اے خدا تو ہم میں فیصلہ کر اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو نجات دے" اس سے آگے کے لفظوں میں ارشاد ہے کہ "پس نوح کی دعا کرتے ہی ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اس سے نجات دی" جس سے ایک جزء دعا کا پورا ہوا پھر دوسروں کو ہلاک کر دیا - جس سے حضرت نوح کی دعا کے دونوں جزء پورے کر دیئے - بے شک "اس میں بڑی نشانی ہے کہ خدا اپنے بندوں کی دعا کو ضائع نہیں کیا کرتا لیکن بہت سے لوگ (مثل سید صاحب کے) نہیں مانتے"

ایک اور مقام پر اس سے بھی واضح طور پر بیان فرمایا بلکہ اجابت دعا کے معنی بھی صاف صاف بتلا دئے - چنانچہ ارشاد ہے "فاستجاب لکم ربکم انی ممدکم بالف من الملئكة مردفين" یعنی "اے مسلمانو! تمہاری دعا فتح اسلام کے بارے میں اللہ نے اس طور سے قبول کی کہ میں تمہاری مدد کرنے کو ایک ہزار فرشتہ بشاندار بھیجوں گا

اس سے صاف اور صریح طور پر معلوم ہوا کہ قبولیت دعا کے یہ معنی ہیں کہ جو مراد مانگی جائے وہ حاصل ہو جائے جیسی کہ صحابہ کرام کو جنگ بدر میں حاصل ہوئی اس قسم کی بہت سی آیات قرآنی ہیں جن سے صاف صاف اگر بے تعصبی سے باقاعدہ سمجھنا چاہیں تو مفہوم ہوتا ہے کہ ہاں دعا بھی واقعی حصول مطلب میں دخل رکھتی ہے بلکہ بھاری سبب ہے - نہیں معلوم سید صاحب کو اس کے مخالف کون سی دلیل عقلی یا نقلی سوجھی جو اس سے انکاری ہو بیٹھے - اگر وہی شبہ ہے جو عموماً عام لوگوں کو ہوا کرتا ہے کہ جس کام کے لیے دعا کی جاتی ہے اگر وہ شدنی ہے تو دعا بے فائدہ ہے اور اگر

[1] سر سید نے بجواب مولوی مہدی علی ملقب نواب محسن الملک مرحوم درخواست کی ہوئی ہے کہ آپ اپنے مطلب پر دلیل عقلی یا نقلی ضرور پیش کریں اور دلیل نقلی کی تعریف سید صاحب نے یہ کی ہے کہ تفسیر القرآن بالقرآن ہو (دیکھو تہذیب الاخلاق بابت رمضان ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۵۴)

[2] طبع اول تفسیر ہذا سر سید مرحوم کی زندگی میں ہوا تھا اور یہ جلد ان کو پہنچ چکی تھی - ہم بگمان حسن خاتمہ دعا کرتے ہیں ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذين سبقونا بالايمان نوح[3] نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہوں میری مدد کر - پس ہم نے جوش والا پانی آسمان سے برسایا اور زمین سے چشمے نکالے - پس پانی اپنے اندازہ (ہلاکت کفار) کو پہنچ گیا -

ناشدنی ہے تو دعا سے ہو نہیں سکتا- تو اس کا جواب وہی ہے جو حافظ ابن قیمؒ نے "الجواب الکافی" میں دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا بھی مثل دیگر اسباب خورد ونوش کے ہے جیسے کھانا بھوک کے لیے اور پینا پیاس کے لیے پس اگر یہی سوال کھانے اور پینے پر وارد ہو کہ اگر بھوک نے جاناہی ہے تو کھانے کی بھی حاجت نہیں اور اگر نہیں جانا ہے تو کھانے اور پینے پر وارد ہو کہ اگر بھوک نے جاناہی ہے تو کھانے کی بھی حاجت نہیں اور اگر نہیں جانا ہے تو کھانے سے بھی نہیں جائے گی پھر اس سوال کا جواب غالباً سر سید بھی یہی دیں گے کہ کسی چیز کا ہونا اس چیز کے متسبب ہونے کے مخالف نہیں-ورنہ دنیا میں کوئی چیز بھی ایک دوسری سے مسبب نہ ہو اس لیے کہ سب امور واقعیہ کی تقدیر ہو چکی ہے پس اسی پر دعا کو بھی قیاس فرمائیے-
اصل یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر اسباب خدا نے مقرر فرمائے ہیں ان سب کا یہی حال ہے کہ بعض دفعہ ان کے ہونے سے بھی وہ مطلب حاصل نہیں ہو تا اس لیے کہ محض اسباب کے ہونے سے ہی متسبب کا وجود نہیں ہوا کر تا جب تک کہ اسکے موانع بھی معدوم نہ ہوں مثلاً آفتاب دھوپ کے لیے ایک سبب ہے حالانکہ اسکے طلوع سے جب تک کہ موانع مثل بادل وغیرہ کے مرتفع نہ ہو دھوپ نہیں ہوتی-اس ہماری تقریر سے ایک اور بھی شبہ دور ہو گیا جو دعا کے سبب ہونے پر کیا جاتا ہے- جیسے سید صاحب نے بھی تہذیب الاخلاق ماہ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں پیش کیا ہے کہ بسااوقات دعا کی جاتی ہے مگر حاجت بر آری نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ دعا کوئی سبب حصول مقصد کے لیے نہیں ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا-اس لیے کہ اگر حاجت روائی نہ ہونے سے دعا کے سبب ہونے میں شبہ آتا ہو تو دھوپ کے لیے آفتاب کے سبب ہونے میں یہی شبہ ہونا چاہیے بلکہ جو لوگ فی زمانا نوکری کیلئے پڑھتے ہیں اور سید صاحب بھی تعلیم علوم جدیدہ کو زمانہ حال میں معاش کا بڑا بھاری سبب جانتے ہیں حالانکہ بہت سے تعلیم یافتہ حیران دسر گرداں ہیں پس ان کی ناکامی سے معلوم ہوا کہ علوم جدیدہ حصول معاش کیلئے سبب نہیں؟ حالانکہ ان کی ناکامی بہ نسبت دعا گوؤں کے تعجب انگیز ہے- کیونکہ دعا گوؤں کو علیم و حکیم سے معاملہ ہے جس کی نسبت یہ بھی گمان ہے کہ اس کے علم و حکمت میں مطلوب کا ملنا ان کو مفید نہ ہو یا ان میں بعض امور ایسے ہوں جو دعا کی قبولیت کو مانع ہوں جیسے حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں لمبے لمبے ہاتھوں سے خدا کو پکارتے ہیں حالانکہ انکا کھانا پینا اور لباس سب حرام ہوتا ہے پھر ان کی دعا کیسے قبول ہو؟ قرآن کریم نے بھی "فلیستجیبوا لی" کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ دعا بھی مثل اور اسباب کے ایک سبب ہے-پس جیسے اور اسباب پر حصول مطلب ضروری نہیں باوجود اس کے کہ ان کی سببیت میں شبہ نہیں آتا اسی طرح اس میں بھی نہیں- ودلیلہ مامر - فتذکر

---

[1] سید صاحب کا مذہب نزول ملائکہ کی نسبت ہمیں معلوم ہے اس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا وہ ہمیں کسی طرح مضر نہیں ہمارا مطلب تو صرف اس سے ہے کہ استجاب کا مفعول "انی ممدکم" واقع ہے-پس اگر ہمارا مطلب صحیح نہ ہو تو کلام میں کذب لازم آئے گا-"وللتفصیل مقام آخر"

سورۂ بقرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝۲ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

میں ہوں اللہ بڑے علم والا- یہ کتاب بلاشک (صحیح) ہے- اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے- جو غیب کی باتیں مانتے

بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ جو تیری طرف اتری ہوئی

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ

(کتاب) اور تجھ سے پہلے اتری

سورت[1] بقرہ

میں ہوں اللہ سب سے بڑے علم والا- اگر تم میرے علم پر یقین رکھتے ہو تو جان لو کہ یہ کتاب جس کا نام قرآن شریف ہے بلاشک (صحیح) اور میری طرف سے ہے- اور جو یہ شبہ ہو کہ اگر یہ کتاب بلاشک صحیح ہے تو اس کو سب لوگ کیوں نہیں مانتے؟ تو اس کا جواب سنو! کہ مخلوق تین قسم پر ہے ایک وہ لوگ ہیں جن کو اس بات کا خیال ہے کہ ہمارا کوئی مالک ہے جو ہم سے ہمارے افعال کی نسبت سوال کرے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا؟ ایسے لوگ تو ہمیشہ مجھ (خدا) سے ڈرتے رہتے ہیں- دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ اپنے خیالات کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ غلط ہوں- دوسرے کی سنتے ہی نہیں خواہ کیسی ہی کہے بلکہ الٹے حق گوؤں سے جو ان کی رائے سے مخالف ہوں دشمن ہو جاتے ہیں- تیسری قسم وہ ہیں جو اپنی غرض کے یار مطلب کے آشنا نہ اسلام سے عداوت نہ کفر سے عار بلکہ جس طرف دنیاوی مطلب ہو اسی طرف کے غلام- اگر مسلمان ہیں تو اپنے مطلب کو کافر ہیں تو اپنی غرض سے پس یہ قرآن بیشک پہلی قسم کے لوگوں یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے- بعد ہدایت یابی کے ان کی پہچان کے دو نشان ہیں اول نشانی اور بڑی ضروری نشانی تو یہ ہے کہ جو بن دیکھے غیب کی باتیں حسب فرمانِ الٰہی مانتے ہیں اور نماز کو ایسا ادا کرتے ہیں کہ پانچوں وقت جماعت سے پڑھتے ہیں اور علاوہ اس کے ممسک اور بخیل بھی نہیں بلکہ ہمارے دیے ہوئے سے خرچ بھی کرتے ہیں اور دوسری نشانی یہ سمجھو کہ اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں جو اے پیغمبر ﷺ تیری طرف اتری ہوئی کتاب

---

[1] اس سورہ کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے ایک حدیث میں جو ترمذی وغیرہ نے نقل کی ہے وارد ہے کہ یہ سورہ قیامت کے روز پڑھنے والے کے ساتھ جناب باری میں آئے گی اور اس کی طرف سے بطور وکالت کے گفتگو کرے گی اور اس کی سفارش میں کہے گی کہ اے اللہ تیرے بندے نے مجھے تیرا کلام جان کر پڑھا تھا اور مجھ پر عمل کیا اس کو معاف کر دے اسی طرح ہر ایک پڑھنے والے کی سفارش کر کے معاف کرائے گی-

(الٓمّ) ان حروف مقطعات کے معنی بتلانے میں بہت ہی اختلاف ہوا جس کا مفصل ذکر تفسیر اتقان اور معالم میں مرقوم ہے میرے نزدیک زیادہ صحیح وہ معنی ہیں جو ابن عباسؓ سے مروی ہیں کہ ہر ایک حرف اللہ کے نام اور صفت کا مظہر ہے اسی لئے میں نے یہ ترجمہ جسے آپ دیکھ رہے ہیں کیا ہے- یہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے-

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

ہوئی بھی مانتے ہیں اور یہی لوگ قیامت کو مانتے ہیں

اور تجھ سے پہلے اتری ہوئی کتابیں بھی مانتے ہیں نہ صرف زبانی دنیاداروں کی طرح یا جھوٹے واعظوں کی مانند کہ کہیں کچھ اور کریں کچھ بلکہ وہ نیک کام اور اخلاص میں ایسے مشاق ہیں کہ ان کی اخلاص مندی دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ یہی لوگ قیامت کو مانتے ہیں

عیسائیوں کی پہلی غلطی بسااوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان نے عیسائیوں سے انجیل کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل مانگی تو جھٹ سے انہوں نے یہ آیت یا اس کے ہم معنی کوئی دوسری آیت پڑھ دی اور سائل مسلمان پر زور ڈالا کہ تمہارا قرآن کتب سابقہ کی شہادت دیتا ہے یا کہ ان کی تسلیم کو داخل ایمان بتاتا ہے پھر تم اس سے زیادہ ثبوت کیا چاہتے ہو اس لیے مناسب ہے کہ اس جگہ جو پہلا ہی موقع کتب سابقہ کی تصدیق کا آیا ہے ہم اس امر کی تحقیق کر دیں کہ کتب سابقہ جن کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے وہ یہی ہیں جن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت زمانہ حال کے عیسائیوں سے مطلوب ہے یا اور- اور ان کتابوں کی قدر و منزلت کہاں تک ہے اور یہ بھی واضح کر دیں کہ اس مطلب پر عیسائیوں کا اس آیت کو پیش کرنا مثبت مدعا ہے یا صرف دفع الوقتی یا نہ سمجھی

پس واضح ہو کہ کتب سابقہ جن کی تصدیق قرآن کریم نے کی ہے بحیثیت مجموعی یہ نہیں جو اس وقت متداول ہیں- یہ تو ایک مثل کتب تواریخ کے ہیں اس ہمارے دعوی کا ثبوت ان کا موجودہ طرز ہی بتلا رہا ہے توریت ابتدا سے انتہا تک' انجیل اول سے آخر تک پڑھنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ان کتب والے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے سوا کوئی اور ہی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کے بعد کے واقعات کا اس میں درج ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ ان جملوں کی حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کو خبر تک نہیں- کجا یہ کہ خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوئے ہوں مثلاً حضرت موسیٰ کی وفات اور بعد وفات کے واقعات کا ذکر بھی توریت میں مذکور ہے- توریت کی پانچویں کتاب استثناء میں لکھا ہے :-

> "سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا- آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس ۱۲۰ برس کا تھا کہ نہ اس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اس کی تازگی جاتی رہی- سو بنی اسرائیل موسیٰ کے لیے موآب کے میدانوں میں تیس (۳۰) دن تک رویا کیے" (باب ۳۴-۳- فقرہ ۵)

آگے چل کر دسویں فقرے میں لکھا ہے- "اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا"

اور حضرت مسیح کے سولی[1] پر جان دینے کا مذکور اناجیل میں بصراحت موجود ہے بلکہ سولی کے بعد کے واقعات بھی ان میں پائے جاتے ہیں ان سب امور پر غور کرنے سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ ان واقعات کے دیکھنے اور لکھنے والے سوا ان دو صاحبوں کے کوئی اور شخص ہوں گے اور اگر عیسائیوں کا عقیدہ بھی بغور دیکھیں تو وہ بھی اس امر کے قائل نہیں کہ توریت انجیل موجودہ کے مصنف موصوفہ انبیاء ہیں بلکہ ان کے خیال کے مطابق بھی ان کے بعد کے لوگ ہیں- اناجیل کے مصنف تو یہی لوگ ہیں جن کے نام سے اناجیل مروج ہیں ایسا ہی توریت وغیرہ کا لکھنے والا اور واقعات کا جمع کرنے والا بھی کوئی شخص ہو گا یوشع بن نون ہو یا کوئی اور ہاں اہل اسلام اور عیسائیوں کا صرف اس قدر اختلاف ہے کہ عیسائی اس کے قائل ہیں کہ جو کچھ اناجیل وغیرہ میں مذکور ہے بے شک حواریوں ہی نے لکھا مگر وہ اس کے لکھنے میں معصوم تھے- ان کی حفاظت خدا کے یا بقول ان کے مسیح کے ذمہ تھی جو خود خدا ہے جو واقعات مسیح کے تھے ان کو الہام کے ذریعے معلوم ہوتے تھے- وہ لکھتے جاتے تھے مثلاً جو واقعات حضرت مسیح کو پیش آئے

[1] یہ واقع منقول ہے ۱۲

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یہی لوگ اپنے رب کے فرمان پر ہیں اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں

جو ہر وقت اسی کی فکر میں لگے رہتے ہیں جو کام کرتے ہیں قیامت کی عزت اور ذلت کا لحاظ اس میں پہلے کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نسبت ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ بے شک یہی لوگ اپنے رب کے فرمان پر چلنے والے ہیں اور اگر یہ اسی طرز پر رہے تو بے شک یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

کہیں انہوں نے کلام الٰہی کا وعظ کہا کہیں اپنے معمولی بشری کاموں کے کھانے پینے میں مصروف رہے سب کے سب مصنفوں نے اناجیل میں درج کر دیے چنانچہ ان کے اختلافات سے یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ ایک واقعہ کو تو ایک لیتا ہے دوسرا نہیں لیتا مثلاً مسیحؑ کا زندہ ہو کر آسمان پر چلا جانا مرقس لیتا ہے متی نہیں لیتا۔ متی کا مسیح کے پیچھے ہو لینا متی بیان کرتا ہے مرقس وغیرہ نہیں کرتے۔ اسی طرح اور سینکڑوں واقعات ہیں جو ایک انجیل میں ہیں دوسری میں نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ایسے واقعات کا چھوٹ جانا کچھ تعجب بھی نہیں۔ بالخصوص جب کہ ثبوت کی بنا صرف سماع ہی پر ہو۔ چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے شروع میں ظاہر کرتا ہے کہ میں نے بلکہ سب نے راویوں سے سنکر واقعات لکھے ہیں پس ثابت ہوا کہ توریت انجیل جن کی قرآن کریم نے شہادت دی ہے یہ نہیں۔ ان کو ان کے ساتھ بجز شراکت اسمی کے کوئی شراکت نہیں جیسے کوئی شخص خاندان فعلیہ کا حال لکھ کر اس کا نام گلستان رکھ دے تو وہ شیخ سعدی کی گلستان نہ ہو گی پس اس انجیل موجودہ کے ثبوت میں آیت قرآنی کا پیش کرنا اور آیت شریفہ قرآنیہ کو اپنے دعوی کا مثبت جاننا ہرگز صحیح نہیں۔ قرآن شریف نے کہیں یہ نہیں بتلایا کہ انجیل متداول مسیحؑ پر نازل ہوئی یا یہ کہ اس کو بھی مانو بلکہ ایمان کے موقع پر "انزل من قبلك" اور "ما اوتی موسیٰ وعیسیٰ" یعنی ان کتابوں کو جو تجھ سے پہلے اتریں اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہما کو ملیں۔ ان الفاظ شریفہ سے تعبیر کرنے میں اسی طرف اشارہ ہے جو ہم لکھ آئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ عیسائی ان کے مصنفوں کو الہامی مانتے ہیں۔ سو بڑے مانیں اسی کا ثبوت ہم کو دیں۔ کسی عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت کریں کہ متی مرقس وغیرہ الہامی تھے اور یہ کتابیں ان کے الہام سے ہیں۔ "ودونہ خرط القتاد" آیت قرآنی کو پیش کرتے ہوئے خیال کریں کہ دعوی کیا ہے اور دلیل کیا ہے۔ دعوی اناجیل موجودہ کے مصنفوں کے الہامی ہونے کا ہے اور دلیل سے حضرات موسیٰ اور مسیحؑ کا الہام ثابت ہوتا ہے فانی هذا من ذالك بعض عیسائی بھولے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہا کرتے ہیں کہ اگر موجودہ اناجیل اصل نہیں تو اصل لا کر دکھاؤ ہم اس سے مقابلہ کر کے دیکھیں جبکہ تمہارا قرآن شریف ان کی شہادت دیتا ہے تو ان کا وجود بھی بتلاؤ کہ کہاں ہے؟ اس کا جواب ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں کسی کو ایک چاندی کا ٹکڑہ دکھا کر کہے کہ یہ انگریزی روپیہ ہے وہ شخص بوجہ اس کے کہ اس پر انگریزی سکہ نہیں اس سے انکار کرے تو اس مدعی کا حق ہے کہ اپنے دعوی کی یہ دلیل بیان کرے کہ اگر یہ روپیہ نہیں تو اصلی روپیہ لا کر دکھا اور اس سے مقابلہ کرو تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون اگر نہ ملے تو میرا دعوی ماننا ہو گا ہرگز یہ کلام مدعی کا صحیح نہیں کیونکہ اس کے انکار کی وجہ تو یہ تھی کہ چونکہ اس ٹکڑے پر جو نشان روپیہ بننے کے ہونے چاہئیں وہ نہیں اس لیے یہ ٹکڑہ روپیہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اناجیل موجودہ کی نسبت بھی مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ قطع نظر ان کے موجودہ طرز کے چونکہ ان میں ایسے واقعات بھی درج ہیں جو حضرت موسیٰ اور مسیحؑ کے زمانہ کے قطعاً نہیں ہو سکتے اس لیے ہم اس کو انجیل مسیحی نہیں مانتے۔ علاوہ اس کے ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اصلی انجیل کلا یا جزءًا اسی میں ہو جیسے کہ بعض فقرات جو حضرت مسیحؑ نے بطور وعظ کے فرمائے ہیں یہی بتلا رہے ہیں مگر چونکہ ایسے فقرات الہامی مجموعہ غیر الہامی میں آکر وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اس لیے ہم من حیث المجموعہ ان پر غیر الہامی کا حکم لگاتے ہیں پس اناجیل موجودہ کی مثال بالکل یہ ہو گی کہ ایک واعظ قرآن کریم کی ایک دو آیتیں پڑھ کر گھنٹہ دو گھنٹہ تک وعظ کہے پھر اسی وعظ کو کوئی شخص اول سے آخر تک کسی اخبار یا رسالہ میں چھپوا دے پس جیسا کہ یہ اخبار رسالہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ گو

؎ یہ ایک محاورہ ہے جو مشکل کام پر بولا جاتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

وہ لوگ جو انکاری ہیں جن کو تیرا سمجھانا اور نہ سمجھانا برابر ہے وہ نہیں مانیں گے

ہاں وہ لوگ جو عناد کے سبب ہر ایک حقانیت سے انکاری ہیں یعنی جن کو تیرا سمجھانا اور نہ سمجھانا برابر ہے وہ اس کتاب کو نہیں مانیں گے ایسے لوگوں کو خدا نے بھی اپنی جناب سے دور کر دیا ہے-

اس میں آیات قرآنی بھی ہیں- ایسا ہی اناجیل موجودہ الہامی نہیں جب تک کہ عیسائی اس امر کا ثبوت نہ دیں کہ ان کے مصنف بھی الہامی تھے- ودونہ خرق القتاد

تحقیق اس کی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں دستور ہے کہ بزرگوں کے واقعات سب کے سب چاہے کیسے ہی ہوں مسلسل قلم بند کیا کرتے ہیں- گو ان میں اس بزرگ کے معمولی مشاغل کھانا پینا چلنا پھرنا بھی کیوں نہ ہو- پھر اسی پر بس نہیں بلکہ وفات اور بعد وفات کے حالات بھی درج کیا کرتے ہیں- چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت صلحائے امت وغیرہ بزرگان کی سوانح عمریاں اس کی شاہد عدل ہیں- ان وقائع کے جمع کرنے سے مصنفوں کی یہ غرض ہوتی ہے کہ جو واقعات ان بزرگوں کی زندگی کے یا بعد مرنے کے جو ان سے متعلق ہوں بعض کو بطور مسائل شرعیہ اور بعض کو بغرض رقت قلب بیان کریں- یہ خیال ان کو ہرگز نہیں ہوتا کہ ان بزرگوں کے الہامی واقعات ہی کو لکھیں- یہی وجہ ہے کہ ایسی تصنیفوں میں ان واقعات کا ذکر بھی ہوتا ہے جو ان بزرگوں کے الہامی تو کجا اختیاری بھی نہیں ہوتے- مثلاً سوتے وقت خراٹے مارنا یا بحرکت طبعی گاہے بلندی سے پستی میں گر پڑنا یا موت کے وقت بتقاضائے طبیعت خدا کو (ایلی ایلی) کہہ کر پکارنا وغیرہ وغیرہ پس اسی طرح حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کے خادموں نے بھی وہ واقعات جو ان صاحبوں کے سامنے بلکہ ان سے پہلے اور پچھلے جو ان سے متعلق تھے سب کو یک جا جمع کر دیا- یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کے پیدا ہونے کے پہلے کے حالات اور بقول ان کے بعد وفات کے واقعات بھی اپنی تحقیق اور حافظہ اور سماع کے مطابق ایک ایک جگہ جمع کر کے کتابیں بنائیں جسے فی زمانا انجیل کہتے ہیں- آخر کار لوگوں نے انہی کو بایں لحاظ کہ مسیح کے واقعات بتلا رہی ہیں حضرت مسیح کی انجیل سمجھ لیا- نہ اس خیال سے کہ مسیح کی زندگی میں ان پر نازل ہوئی تھی بلکہ اس خیال سے کہ مسیح کے حالات بتلا رہی ہیں- قربان جائیں سرور عالم سید الانبیاء فداہ روحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جنہوں نے ابتداء میں اسی لحاظ سے کہ شاید لوگ میرے واقعات اور میرے کلام اور کلام الٰہی میں فرق نہ کر سکیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح مورد اعتراض بنیں اپنی حدیثیں لکھنے سے بھی منع فرما دیا تھا-

۱) سواء علیھم بدل ہے صلہ (کفروا) سے اور لایؤمنون خبر ہے ان کی فاندفع ماذر داوکادید

۲فیه اشارة الی ما فی الانجیل المقدس

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

خدا نے ان کے دلوں کو اور کانوں کو بند کر دیا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کو عذاب بڑا ہوگا

اب ان کی ایسی بری حالت ہے کہ کوئی سچی بات ان کے ذہن تک رسائی کر ہی نہیں سکتی اس لیے کہ خدا نے ان کے دلوں کو قبولیت حق سے اور کانوں کو حق سننے سے بند کر دیا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے پس تینوں طریق انسان کی ہدایت کے ہوتے ہیں- سو خدا نے ان کی سرکشی اور لاپرواہی کے سبب سے تینوں کو بند کر دیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ چونکہ یہ لوگ بڑے معاند اور مفسد ہیں- قیامت کے روز ان کو عذاب بھی بڑا ہی ہو گا-

---

لیکن جب لوگوں کو اس امر کی تمیز بخوبی ہو گئی کہ واقعات نبویہ اور ہوں کلام الٰہی اور- وحی متلو اور ہو اور غیر متلو اور- تو پھر احادیث نبویہ کے لکھنے کی اجازت بخشی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلمانوں کے ہاں علوم حدیث اور ہیں علوم قرآن اور- نہ جیسا کہ یہود و نصاری کے ساتھ معاملہ گذرا- جس کا دفاع ان سے مشکل ہو رہا ہے- ہماری اس مفصل تقریر سے اس شبہ کا جواب بھی ہو سکتا ہے جو عیسائی قرآن کریم کے قصص بنی اسرائیل پر کیا کرتے ہیں کہ فلاں قصہ جو قرآن شریف نے بنی اسرائیل کا بیان کیا ہے کتب سابقہ میں نہیں- فلاں واقعہ جس طرح کہ قرآن شریف نے بیان کیا ہے اسی طرح کتب سابقہ میں نہیں وغیرہ وغیرہ- اس لیے کہ یہ کتابیں سب کی سب مجموعہ بائبل مثل ایک تاریخ کے ہیں- پس کسی واقعہ کا ان میں نہ ہونا یا کسی قصہ کا ان میں قرآن کریم کے مخالف ہونا قرآن پر اعتراض نہیں لا سکتا- کیونکہ بہت سی کتب تواریخ کا یہی حال ہے کہ کوئی کسی واقعہ کو چھوڑ جاتا ہے یا کوئی کسی قصہ کو کسی طرح بیان کرتا ہے دوسرا کسی طرح- پس جیسا کہ ان میں احتمال اس امر کا ہوتا ہے کہ مؤرخ کو یہ واقعہ سرے سے ملا نہ ہو یا ملا تو ہو مگر اس نے اس کو صحیح یا اپنے مذاق کے مطابق نہ پایا ہو یا ناتمام ملا ہو- اسی طرح جامعین بائبل پر احتمال ہے کہ ان کو وہ واقعہ جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے نہ ملا ہو گا یا ملا ہو گا مگر ناقص یا غلط ان کے ایسا ہونے سے قرآن الہامی پر شبہ نہیں آ سکتا- ہمارے اس بیان کی شہادت یوحنا مؤلف انجیل بھی دے رہا ہے جو اپنی انجیل یوحنا میں لکھتا ہے

"پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جائیں تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں" (کیا سچ ہے یا الہامی مبالغہ ؟) (باب ۲۱ فقرہ ۲۵)

پس اگر ایک واقعہ کتب سابقہ میں نہیں اور قرآن کریم میں ہے تو اس کے جھٹلانے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ چونکہ ان میں نہیں اس لیے غلط ہے کیونکہ کتب سابقہ میں کسی واقعہ کا نہ ہونا اس امر کی دلیل تو بے شک ہے کہ ان کے مصنف کو یہ واقعہ نہ ملا ہو یا اس کو حسب مذاق اپنے نہ سمجھا ہو مگر اس کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ واقعہ وقوع پذیر نہ ہوا ہو- اس لیے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا-

عیسائیوں کی دوسری غلطی [1] (ختم اللہ) اس مقام پر بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ جب خود خدا ہی نے ان کافروں کو گمراہ کیا اور ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھیں بند کر دیں تو پھر ان کا قصور کیا؟ ایسے لوگوں کو عذاب کرنا انصاف سے دور ہے- اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں- چونکہ یہ پہلی آیت ہے اس لیے ہم اس نکتے حاشیہ میں کس قدر مفصل لکھیں گے اور پھر موقع بموقع اس کے حوالہ ہی پر قناعت کر جائیں گے مگر تحقیقی جواب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اسلام کے قدیمی مہربان عیسائیوں نے اس مسئلہ کے متعلق جو زبان درازیاں کی ہیں بالکل انصاف سے بعید اور فہم کلام سے دور ہیں اور جینٹل مین عیسائیوں کی ایمانداری کا پورا ثبوت ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں سوتکن کے جلانے میں اپنی ناک

[1] بخاری شریف کتاب العلم

کی بھی پرواہ نہیں کی- قرآن کی ان آیات پر اعتراض کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ہاں کی بھی خبر نہ لی- کہ توراۃ انجیل نے بھی اس مسئلہ کو متعدد مقامات پر بوضاحت لکھا ہے- توریت کی دوسری کتاب سفر و خروج باب ۴ کے فقرہ ۲۱) میں ہے

"خداوند نے موسیٰؑ سے کہا کہ جب تو مصر میں داخل ہووے تو دیکھ سب معجزے جو میں نے تیرے ہاتھ میں رکھے ہیں فرعون کے آگے دکھلائیو- لیکن میں اس کے دل کو سخت کروں گا وہ ان لوگوں کو جانے نہ دے گا"

ایضا ۱۰ باب کے فقرہ ۲۷ میں لکھا ہے

"خدا نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا- اس نے ان کا جانا نہ چاہا"

ایضا ۱۱ باب کا فقرہ ۱۰:-

"موسیٰؑ اور ہارونؑ نے یہ عجائب فرعون کو دکھائے اور خدا نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا کہ اس نے اپنے ملک سے بنی اسرائیل کو جانے نہ دیا"

اسی طرح مقاماتِ ذیل میں بھی اس مسئلہ کا ذکر ہے- بغرض اختصار ہم صرف نام بتلانے ہی پر قناعت کرتے ہیں-

استثناء ۲ باب کا فقرہ ۳۰ ایضا ۲۹ باب کا فقرہ ۴ یشوع ۱۱ باب کا ۱۰ قاضیوں ۹ باب کا ۲۳ سلاطین ۲۲ باب کا ۲۱ زبور ۱۲۵- ۲۵- ایضا ۱۴۸-۱۶-۲ مثال ۱۶ باب کا ۴- یسعیاہ ۶ باب کا ۹- ایضا ۲۹ باب فقرہ ۹- متی ۱۳ باب کا ۱۴ لوقا ۸ باب کا ۱۰ یوحنا ۱۲ باب کا ۴۰ وغیرہ-

پادریوں نے اپنے ہاں کی تو خبر نہ لی ہو گی تو اپنی کلیسا میں رسوخ بڑھانے کو ناحق اسلام سے الجھے پس پادری لوگ تو جب تک ان مقامات مذکورہ کا جواب نہ سوچ لیں ہم سے مخاطب نہیں ہو سکتے **فماھو جوابھم فھو جوابنا** رہا یہ امر کہ ایسی آیات قرآنی کا کیا مطلب ہے اور اس سوال کا حقیقی جواب کیا ہے؟ سو اس کے جواب دینے سے پہلے ہم چند اصول بتلانا مناسب جانتے ہیں تاکہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو-

اول- سوائے خدا کے دنیا میں کوئی خالق نہیں- دنیا میں کیا جوہر کیا عرض بغیر خلق الٰہی کے پیدا نہیں ہو سکتا-

دوم- خدا کا علم بہت وسیع ہے ہر ایک چیز کو اس نے ایک ہی آن میں جان لیا ہوا ہے خواہ وہ چیز ہزارہا سال بعد کیوں نہ پیدا ہو-

سوم- خدا کی قدرت سب پر غالب ہے اگر وہ چاہے تو مخلوق سے خلاف طبع بھی کام کرا سکتا ہے-

چہارم- خدا نے انسان کو ایسی طاقتیں دے رکھی ہیں کہ اگر ان کو استعمال کیا جائے تو ترقی پذیر ہوتی ہیں اور اگر مہمل چھوڑ دی جائیں تو بے کار بلکہ قریب زوال بھی ہو جاتی ہیں-

پنجم- کسی شخص کی نسبت قیافہ شناسی یا کسی اور وجہ سے پیش گوئی کرنا اس کو مجبور نہیں کرتا-

ششم- انسان کو خدا نے کسی قسم کی تمیز اور قدرت ضرور دے رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہو کر اشرف المخلوقات ہوا

ہفتم- کسی بیمار صاحب الفراش کا کسی برے کام میں چل کر شریک نہ ہونا اس کی مدح کا باعث نہیں ہو سکتا

پس اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ انسان جو قوانین الٰہی بلکہ قوانین شاہی کا بھی مکلف ہوتا ہے اسے ان احکام کے ادا کرنے کی طاقت بھی ہے یا نہیں- بیشک بموجب اصول ششم ہے مگر خانہ زاد نہیں کسی کی دی ہوئی ہے- اور وہ طاقت بموجب اصول چہارم اس قابل ہے کہ اسے کام میں نہ لایا جائے تو بے شک تنزل پذیر ہوتی ہے بلکہ اگر ایک مدت تک مہمل ہی رہے تو قریب فنا بھی ہو جاتی ہے اس امر کی وضاحت کے لیے ہم چوروں اور ڈاکوؤں کا حال تمثیلاً بتلاتے ہیں کہ زمانہ ابتداء میں ان کو بڑے بڑے کام کرنے کی جرات نہیں ہوتی اس لیے کہ ان کے دل میں اس کام کے عیوب نمایاں اور اس کی پاداش کا ڈر ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ وہ ایک حد تک پہنچ کر ایسے ہو جاتے ہیں کہ بے کس مظلوم، یتیم، بیوہ عورتوں کا مال بھی اگر ملے تو نہیں چھوڑتے- وجہ اس کی بغیر اس کے کیا ہے کہ انہوں نے خداداد طاقت سے کام نہیں لیا- جو آخر کار رفتہ رفتہ ایسی ہو گئی کہ گویا معدوم ہے مگر دراصل

معدوم نہیں بلکہ مغلوب ہے۔ اسی مغلوبیت کو اس آیت میں "ختم اللہ" کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ بموجب اصول سوم اگر خدا چاہے تو ان کو بھی ہدایت کر دے اور ان کی بے جا حرکتوں سے جو مثل طبعی کے ہو رہی ہیں جبراً روک دے۔

انہی معنی کی طرف آیات "ولو شئنا لآتینا کل نفس ھدھا" - "ولو شاء ربك مافعلوہ" - "ولو شاء ربك ما اشرکوا" وغیرہ میں اشارہ فرمایا۔ اور اگر انسان اپنی مغلوب طاقت سے کچھ کام لینا چاہے تو خداوند عالم بھی بموجب اصول چہارم اس پر نظر رحمت کرتا ہے ویھدی[۲] الیہ من ینیب یہی بتلا رہا ہے اور اگر توجہ ہی نہ ہو تو مطابق اسی اصول مذکور کے دن بدن حالت ردی اور ابتر ہوتی جاتی ہے "ذالك[۳] بما عصوا و کانوا یعتدون" اور "فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم" اسی مطلب کو واضح کرتی ہیں

رہا یہ سوال کہ انسان کا قصد کون پیدا کرتا ہے۔ سو اس کا جواب بموجب اصولِ ششم یہ ہے کہ خدا نے جو انسان کو تمیز دے رکھی ہے اسی تمیز خداداد کو انسان ایک طرف اپنے اختیار سے لگا لیتا ہے اسی کا نام قصد ہے۔ اگر کہا جاوے کہ خدا اسکے بد ارادوں کو روکتا کیوں نہیں تو اس کا جواب بموجب اصول[۱] اگر ہم چاہتے تو سب کو ہدایت کر دیتے[۲] خدا اپنی طرف ہدایت کرتا ہے جو اس کی طرف جھکتا ہے[۳] کیونکہ انہوں نے سرکشی کی جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو خدا نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔۱۲

ہفتم یہ ہے کہ اس صورت میں انسان کسی مدح کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ عصمت بی بی ست از بے چادری کا مصداق۔ علاوہ اس کے اگر خدا انسان کو بد ارادوں سے جبراً روک دے تو ایمان بالجبر کس کا نام ہے یہی تو محل نزاع ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ انسان کے دل میں ایسے خیالات جن کو وہ اپنے اختیار خداداد سے قصد اور ارادہ تک پہنچاتا ہے کون ڈالتا ہے؟ انسان کا تو کام نہیں۔ بسا اوقات ہمیں بلا اختیار جی میں ایسی باتیں آجاتی ہیں۔ جن کا ہمیں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر قسم کے خیالات خدا ہی ڈالتا ہے الھمھا فجورھا وتقوٰھا اس کا مثبت ہے مگر اتنی ہی حد تک جو اس کے بس میں نہیں۔ انسان پر کوئی عذاب بھی نہیں بلکہ محض فضلِ خداوندی سے اس حد تک نیک خیال پر بھی اجر ملتا ہے۔ ہاں جب اس سے بڑھ کر انسان اس خیال کو قصد تک پہنچاتا ہے تو پھر وہی حال ہوتا ہے جو ہونا چاہیے۔ اگر سوال کیا جائے کہ اس حدیث کے اور اس کی ہم معنی آیتوں کے کیا معنی ہوں گے؟ جن میں صاف آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ خواہ خصی ہو جاؤ یا نہ ہو جاؤ جو زنا تمہاری قسمت میں لکھا ہو گا وہ تم سے ہو کر ہی رہے گا اس سے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کتنے ہی انتظام کرے گناہ مقدر سے بچ نہیں سکتا۔ تو اس کا جواب بموجب اصول دوم و پنجم یہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہوتا ہے مگر ایسا ہونا انسان کو مجبور نہیں بناتا بلکہ یہ تو با اختیار بناتا ہے ہاں اس سے علم خداوندی کی وسعت اور حقانیت ضرور ثابت ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بادشاہ اپنے نوکر کو حکم کرے کہ کل صبح چھ بجے میرے پاس حاضر ہو جانا۔ اتفاق سے بادشاہ اس وقت اپنے مقام معہود پر نہ تھا۔ نوکر نہ اس خیال سے کہ بادشاہ وہاں نہیں ہے بلکہ اس کی موجودگی کے علم پر بھی نہ آیا تو کیا وقت مواخذہ نوکر کا یہ عذر ہو سکتا ہے؟ کہ آپ اس وقت دربار میں نہ تھے اس لیے میں نہ آیا اگر کہے تو بادشاہ اس کا جواب یوں دے گا کہ گو میں اپنے دربار میں نہ تھا لیکن تم نے تو غیر حاضری اپنے قصد سے کی تھی۔ پس اس کی سزا تم کو ملے گی۔ اسی طرح انسان بھی جو کچھ کرتا ہے اس کے مقدر میں ہوتا ہے مگر کرتا اپنے اختیار سے ہے اس سے اختیار ثابت ہوتا ہے نہ جبر۔ اسی کے مطابق ارشاد وارد ہے "ولقد[۴] ذرأنا لجھنم کثیراً" اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت "من[۵] یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا" کے کیا معنی ہوں گے؟ اس سے تو صاف ثابت ہے کہ بجز ہدایت خداوندی کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب کچھ خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے تو اس کا جواب بموجب اصول اول یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں پیدا ہوتی ہے خواہ وہ جوہر ہو یا عرض۔ بغیر مشیت اور ارادہ الٰہی کے ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ ظاہر ہے کہ ہدایت اور ضلالت بھی دنیا میں اعراض سے ہیں تو پس ان کے وجود کی بابت اگر یوں ارشاد ہو کہ بدوں ہماری مشیت اور ارادہ کے نہیں ہو سکتے جیسے اور چیزیں تو اس میں کیا موقع اعتراض یا اشتباہ ہے؟ پس اس آیت کریمہ کے معنی بالکل روشن اور واضح یوں ہوئے کہ گو تم اپنے ارادہ خداداد سے ہدایت کی

---

[۱] اگر ہم چاہتے تو سب کو ہدایت کر دیتے [۲] خدا اپنی طرف ہدایت کرتا ہے جو اس کی طرف جھکتا ہے [۳] کیونکہ انہوں نے سرکشی کی جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو خدا ان کے دل ٹیڑھے کر دیے ۱۲۔ [۴] اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوق جہنم کیلئے بنائی ہے۔ [۵] جس کو اللہ ہدایت کرے وہی راہ یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو اس کا کوئی حمائتی نہ ھادی ہو سکے گا۔

طرف متوجہ ہو لیکن جس کی ہدایت کو ہم ہی پیدا کریں اور وجود دیں وہی ہدایت پر آسکتا ہے- اسی طرح جو شخص اپنے ارادہ سے گمراہی کی طرف جھکے اور خدا کی طرف سے اس کی گمراہی وجود پذیر بھی ہو جائے تو پھر کوئی نہیں جو اس کو ہدایت دے سکے - اس لیے کہ بجز ذات پاک کوئی دوسرا خالق ہی نہیں جو ضلالت موجودہ کو فنا کر کے ہدایت پیدا کر دے اور یہ امر بالکل واضح ہے - رہا یہ سوال کہ ایسی آیتیں ہی کیوں نازل فرمائیں؟ جن سے کہیں تو گمراہی کو شیطان وغیرہ کی طرف نسبت کیا اور کہیں اپنی طرف کیا جس سے کئی قسم کی غلط گمانیاں پیدا ہو گئیں - ایک تو یہ کہ گمراہ کرنے والا خدا کو سمجھ گئے - دوم یہ کہ اس میں شیطان کو بھی خدا جیسا اختیار ثابت ہوا - حالانکہ بحیثیت تعلیم اسلامی یہ دونوں خیال غلط ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں کہیں گمراہی کو اپنی طرف نسبت کیا ہے اس سے تو مجوسیوں اور مشرکوں کی تغلیط کرنی منظور ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ دنیا میں خیر جس میں ہدایت بھی داخل ہے ایک خدا پیدا کرتا ہے اور شر جو گمراہی کو بھی شامل ہے دوسرا خدا بناتا ہے اس لیے وہ دو خداؤں اہرمن اور یزدان کے قائل تھے - چونکہ یہ عقیدہ جیسا کہ سب انبیاء کی تعلیم کے خلاف تھا ویسا ہی عقل سلیم کے بھی مخالف تھا - اس لیے قرآن کریم نے اس باطل عقیدہ کے رد کرنے کو صاف اور صریح الفاظ "یضل من یشاء ویهدی من یشاء" کی منادی کرادی ہدایت اور اضلال کے معنی اس سے پہلے ہم بتلا آئے ہیں اور جہاں کہیں شیطان وغیرہ کی نسبت کیا ہے وہ حسب محاورہ سبب کی طرف ہے نہ کہ اصلی فاعل کی طرف جیسا کہ انبت الربیع البقل (موسم نے بہار لگادی) بولا کرتے ہیں

اب ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم نے اس امر کی تکذیب بھی کی ہے کہ انسان کو بالکل بیکار کاٹھ کی پتلی مثل حجر شجر کے مانا جائے کفار نے یہ سن کر کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے ارادے سے ہوتا ہے اپنی پاک دامنی پر اس سے حجت پکڑی "ولو[1] شاء الله مااشرکنا نحن ولآ اباء نا" زبان پر لائے چونکہ یہ بے سمجھی کی بات تھی - نیز ایک کافر فاسق کو ایک قسم کا بہانہ تھا اسی لیے اس کے جواب میں وہ الفاظ استعمال کیے جن سے زیادہ اور سخت نہ ملیں "کذالك[2] کذب الذین من قبلهم" کہہ کر اس نافہمی پر ناراضگی ظاہر فرمائی پس اگر قرآن کریم کی تعلیم کا یہی منشا ہوتا کہ انسان اپنے افعال میں اپنے ارادے میں اپنی حرکات میں مثل جمادات کے ہے تو اس کا ایسے شدومد سے رد نہ فرماتے بلکہ موقع غنیمت سمجھ کر ہمارے ہم خیال ہوئے جاتے ہیں اس کی تائید کرتے - رہا یہ سوال کہ خدا نے ایسا کیوں نہ کیا کہ سب مخلوق نجات پاتی؟ دنیا میں جس قدر مذاہب مختلف ہیں یقیناً بعض ان میں سے غلطی پر ہیں پھر ان کی نجات کا بھی تو کوئی ذریعہ ہونا چاہیے تھا آخر وہ بھی تو اسی کی مخلوق ہیں مانا کہ خدا نے ہدایت کی راہ سب کو دکھائی اور جیسا کہ ثابت ہوا انسان اپنے ہی ارادہ سے غلطی کرتا ہے مگر کوئی صورت ایسی کیوں نہ کی کہ سب کے سب مدامی عیش میں رہتے؟ اس کا جواب علاوہ اصول سابقہ کے اور دو اصول پر مبنی ہے -

(۱) جس چیز کی چند صفات ہوں اس کی ہر صفت کا ظہور ضروری ہے خواہ وہ صفات متضاد ہی کیوں نہ ہوں اپنے اپنے موقع پر سب کا ظاہر ہونا ضروری ہے جیسے انسان کی صفات اٹھنا بیٹھنا بولنا سکوت کرنا چلنا ٹھرنا وغیرہ ہر ایک صفت باوجود تضاد کے اپنا اپنا اثر دکھا رہی ہے -

(۲) خداوند عالم جیسا خالق' مالک' رحیم' عادل' کامل' ہے ویسا ہی اس کا غضب بھی اعلیٰ درجہ کا ہے جس کی برداشت ممکن نہیں - بلکہ جس قدر صفات کاملہ مخلوق میں پائی جاتی ہیں سب کی سب ذات باری جل مجدہ کی صفات کاملہ کے نمونے ہیں -

پس اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا کی صفت خلق (پیدا کرنے کی) تو خلقت کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوئی لیکن اتنی ہی بات سے باقی صفات کا تقاضا پورا نہیں ہو سکتا تھا - جب تک انکے آثار بھی نہ پائے جائیں چونکہ وہ صفات بظاہر کسی قدر متضاد بھی ہیں اس لیے خداوند عالم جل مجدہ نے جو بڑا عالم الغیب ہے ان صفات کے ظہور کے لیے جیسے کہ صفات مختلف ہیں ویسے ہی طریق اظہار بھی مختلف ایجاد کی - ایک طرف شیطان اور شہوات نفسانیہ پیدا کیں - جو لوگ انکے پیچھے چلیں وہ مورد غضب بنیں - چونکہ بلحاظ انسانی طبائع کے قریب قریب تمام لوگوں کا اس میں پھنس جانا بھی کچھ مشکل نہ تھا اور یہ طریق صفت عدل کے مخالف تھا - اس مخالفت کے دور کرنے کو خدا نے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور قویٰ ملکوتیہ کو پیدا کیا جن سے انسان اپنے نفع

[1] اگر خدا چاہتا تو ہم نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے ۱۲ [2] اسی طرح پہلے لوگ نے جھٹلایا تھا ۱۲

ونقصان کو سوچے۔ بعد سوچ کے موافق ارشاد انبیاء علیہم السلام سیدھی راہ پر چلے تو صفت عدل کا تقاضا پورا ہوا کہ وعدہ الٰہی کے موافق انعام و اکرام کے مستحق ٹھہرے۔ رہا تقاضا رحم سو اس طرح پورا کیا کہ جو لوگ بعد قصور اپنے آپ کو نادم کریں اور خدا کے آگے گڑ گڑا ئیں۔ یا باوجود تقصیرات کے کسی ضروری حکم کی تعمیل کر چکے ہیں تو ان کو یا تو بغیر کسی مواخذہ کے معافی دی جائے یا بعد کسی قدر مواخذہ کے چھوڑا جائے بلکہ بعض بوجہ اخلاص کامل کے مورد انعام بھی ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ تمام سلسلہ ظاہری اور باطنی دراصل صفات خداوندی کے آثار ہیں اور ایسا ہونا بھی ضروری تھا اس ہماری تقریر سے اس شبہ کا بھی جواب آگیا جو عوام لوگ کیا کرتے ہیں کہ خدا نے شیطان کو کیوں پیدا کیا انبیاء کو کیوں بھیجا؟ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صفاتِ خداوندی باوجود تضاد کے اس طریق سے سب کی سب پوری ہو جاتی ہیں۔ نہ جیسا کہ عیسائیوں نے غلط فہمی سے خدا کے عدل کو پورا کرنے کے لیے مسیح کا کفارہ تجویز کیا۔ جو بجائے عدل کے سراسر ظلم ہے۔ وللبحث مقام آخر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۘ﴿۸﴾ يُخٰدِعُوْنَ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ دل سے ان کو ایمان نہیں خدا کو اور عام

اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۞﴿۹﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور (یاد رکھیں کہ) اپنی جانوں ہی سے فریب کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں- ان کے دلوں میں بیماری

مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾

ہے پس خدا نے بھی ان کی بیماری زیادہ کردی اور ان کو ان کے کذب کے سبب سے دردناک عذاب ہوگا اور

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

جب بھی کوئی ان سے کہے کہ ملک میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو پکے مصلح ہیں

اور تیسری قسم عام انسانوں میں بعض[1] لوگ ایسے ہیں جو مسلمانوں سے رسوخ پیدا کرنے کو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں مگر یہ باتیں انکی سب زبانی ہی ہیں اوپر سے چاپلوسی کرتے ہیں حالانکہ دل سے انکو ایمان نہیں ایسے بدمعاش مطلب کے یار ہیں کہ اگر ہو سکے تو خدا کو بھی فریب دے جائیں چنانچہ یہ کاروائی انکی دیکھنے سے دانا صاف جان جائیں گے کہ گویا خدا کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ ایمان کا اظہار کرنا اور اندر کفر چھپانا اس لیے ہے کہ خدا ان کے ظاہری ایمان کو دیکھ کر ان سے مومنوں کا سا معاملہ کرے ہرگز نہیں- خدا تو عالم الغیب ہے- البتہ عام مسلمانوں کو جو غیب نہیں جانتے دھوکہ دیتے ہیں اور ان سے جو مطلب نکالنا ہو نکال لیتے ہیں مگر جان رکھیں کہ درحقیقت اپنی جانوں ہی سے فریب کرتے ہیں کیونکہ اسکا وبال آخرکار ان ہی کی جانوں پر ہوگا- لیکن اپنی نادانی سے سمجھتے نہیں- بھلا وہ ضرر کو سوچیں بھی کیا؟ انکے دلوں میں تو بیماری ہے اور خدا حکیم مطلق کی بتلائی ہوئی دوا قرآن مجید کو استعمال نہیں کرتے پس خدا نے بھی ان کی بیماری زیادہ کردی یہ نہ جانیں کہ اس دوا کے نہ کرنے سے چھوٹ جائیں گے- ہرگز نہیں بلکہ ان کو ان کے کذب کے سبب سے دردناک عذاب ہوگا- اس لیے کہ دعوی ایمان کا کر کے دلوں میں کفر چھپاتے ہیں- پھر طرفہ یہ کہ جب کبھی کوئی بطور نصیحت ان سے کہے کہ تمہاری اس دروغ گوئی سے ملک میں فساد ہوتا ہے تم ایسے جھوٹ بولنے سے فساد نہ کرو تو جھٹ اپنی بریت بیان کرنے کو کہتے ہیں کہ فسادی تو تم لوگ ہو- ہم تو پکے ریفارمر مصلح ہیں کیونکہ ہر ایک سے ملے جلے رہتے ہیں اور اصول معاشرت کو عمدہ طرح سے نباہتے ہیں- مگر یہ سب ان کی چالاکیاں زبان کی ہیں-

---

شان نزول

[1] (بعض لوگ) حضرت اقدس جب مدینہ میں تشریف لے گئے اور آپ کا جاہ و جلال روز افزوں ہونے لگا اور خالص لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے کہ دنیاداروں کو سوا اس کے کچھ نہ سوجھی کہ بظاہر مسلمانی اختیار کریں اور باطن میں وہی اپنا خبث چھپاویں- جس قسم کا آدمی ملے اس سے ویسے ہی ہو جائیں- با "مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام" پر عمل کریں ان کی اس چالبازی سے عام مسلمان دھوکے میں آنے لگے اور خاص مذہب اسلام کی ترقی کو بھی اس سے رکاوٹ کا اندیشہ تھا- پس اللہ تعالیٰ نے ان دنیاداروں کے حال سے اپنے نبی کو مطلع کرنا چاہا- اور قرآن مجید میں ان کی خباثت کا ذکر اس آیت میں کیا

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا

ہوشیار رہو بے شک یہی مفسد ہیں مگر سوچتے نہیں- اور جب کوئی ان سے کہتا ہے کہ لوگوں کی

آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا

طرح ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی طرح مان جائیں؟ ہوشیار رہو وہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں

يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ

جانتے اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مدت سے مسلمان ہیں اور جب اپنے بڑے کافروں سے علیحدگی میں ملتے ہیں

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي

تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں (مسلمانوں سے تو) ہم صرف مسخری کرتے ہیں اللہ ان کو مسخری کی سزا دے گا اور ان کی سرکشی کے سبب سے ان کو

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت

کھینچے گا حیران پھریں گے- یہی تو ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض گمراہی لے لی ہے پس ان کی تجارت

تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

سود مند نہ ہوئی اور نہ ان کو (سوداگری کا) ڈھب ہے

ہوشیار رہو کہ بیشک یہی مفسد ہیں ناحق طلاقت لسانی سے جہنم کے قابل بنتے ہیں- مگر سوچتے نہیں کہ اس کا وبال کہاں تک ہم کو اٹھانا ہوگا؟ پھر اتنے ہی جھوٹ پر بس نہیں بلکہ جب کوئی بطور مشورہ ان سے کہتا ہے کہ بھائیو؟ ادھر ادھر کی باتیں بنانا اچھا نہیں تم ایک طرف ہو کر اور مسلمان لوگوں کی طرح خدا اور رسول پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کیا ہم بیوقوف ہیں جو بیوقوفوں کی طرح مان جائیں؟ یہ کیا واہیات بات ہے کہ ایک ہی طرف جھک جائیں آخر تازیست آدمی کو ہر ایک سے ملنا ہے کبھی کسی مسلمان سے معاملہ ہے کبھی کسی کافر سے مطلب- ایک ہی طرف ہو کر دوسروں کو چھوڑ دینا یہ تو سراسر نادانی ہے- الٹے مخلص مومنوں کو بیوقوف بناتے ہیں مگر ہوشیار رہو- ان بدزبانوں کی چالاکیوں سے دبو نہیں دراصل وہی بیوقوف ہیں جو قدرے دنیاوی فوائد کے لحاظ سے اپنے مولا کریم کو ناراض کرتے ہیں- لیکن جانتے نہیں سوچتے نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا ہاں اپنی مطلب براری میں ایسے مضبوط ہیں کہ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو مدت سے مسلمان ہیں اور جب اپنے بڑے کافروں سے علیحدگی میں ملتے ہیں تو اپنی بریت کے کئی ذرائع بیان کرتے ہیں من جملہ ان کے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو اصل میں تمہارے ساتھ متفق ہیں- (مسلمانوں سے تو) ہم بطور خوش طبعی کے صرف مسخری سی کرتے رہتے ہیں- یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہماری مسخری سے مسلمانوں کا کچھ ہرج ہے تو صرف اسی قدر کہ دنیا کے کسی معاملہ میں دھوکہ کھا جائیں گے- لیکن وہ خود کیا کریں گے جب اللہ تعالیٰ ان کو مسخری کی سزا دے گا اور انکی سرکشی کے سبب سے ان کو عذاب میں مدت دراز کھینچے گا اپنی سرکشی میں حیران پھریں گے کوئی چارہ نہیں سوجھے گا کہ کیا کریں نہ تو دنیا کی طرف آنے کی اجازت ہوگی نہ کوئی سفارش ہی کرے گا نہ خود ہی اپنے آپ کو اس قابل پائیں گے کہ عرض معروض کر سکیں اس لیے کہ دنیا میں بڑے جرم کے مرتکب ہو چکے ہیں یہی تو ہیں جنھوں نے ہدایت قرآنی کے عوض گمراہی لے لی ہے- پس اس تجارت سے دنیا میں اگرچہ ان کو کسی قدر منافع ہوا لیکن انجام کار تو ضرر ہی ضرر اٹھائیں گے اس لیے کہ واقع میں ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی- بھلا کیونکر نفع مند ہو سکتی تھی جب کہ یہ سودا ہی سود مند نہیں اور نہ ان کو سوداگری کا ڈھب ہے ورنہ ایسے ٹوٹے کی چیز ہرگز نہ خریدتے-

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

ان کی مثال اس کی طرح ہے جس نے (جنگل میں) آگ جلائی پھر جب اس آگ نے اس کا اردگرد روشن کیا تو ان کا نور اللہ نے

بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

چھین لیا اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ رکھا ہے کچھ نہیں دیکھتے بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس یہ رجوع نہ

يَرْجِعُونَ ۝ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ

کریں گے۔ یا (مثال ان کی) مینہ والوں کی سی ہے جو اوپر سے اترا اس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی

يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ

ہے کڑک کی آواز سے موت سے ڈرے ہوئے اپنی انگلیاں کانوں میں دیتے ہیں اور خدا نے سب

مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝

کافروں کو گھیر رکھا ہے

ان کی تمثیل بالکل اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی جنگل میں جہاں بہت سخت اندھیرا ہو اجالا کرنے کو آگ جلائی پھر جب اس آگ نے اس کا اردگرد روشن کیا تو اس شخص نے جانا کہ بس اب مجھے اس آگ کی کچھ حاجت نہیں آگ سے مستغنی ہو گیا پھر جب اٹھ کر راہ چلنے لگا اور اندھیرے کے سبب سے تکلیف ہوئی تو اس آگ کی قدر معلوم کی۔ یہی حال ان دنیادار منافقوں کا ہے جب مسلمان ہوئے توانہوں نے سمجھا کہ بس اب تو جو مطلب ہمیں مسلمان ہونے سے تھا حاصل ہو گیا کہ مسلمانوں میں ہمارا اعتبار پیدا ہوا۔ اب ہم اسلام کو کیا کریں گے چلو اب جدھر سے فائدہ ملے ادھر کی راہ لیں جھٹ کافروں سے جا ملے۔ مگر یاد رکھیں جیسی حالت اس آگ والے کی ہوئی تھی کہ کوچ کے وقت اندھیرے میں پریشان تھا اسی طرح ان کی ہو گی۔ اس لئے کہ ان کا بھی نور باطنی اللہ تعالیٰ نے چھین لیا ہے اور ان کو سخت گمراہی کے اندھیروں میں چھوڑ رکھا ہے دنیا سے کوچ تو بھلا ایک مدت بعد ہو گا۔ ابھی سے ان کی یہ حالت ہے کہ کچھ نہیں دیکھتے نہیں سوچتے کہ کس طرح ہم مولا کریم کو راضی کریں ہاں اپنے مطلب کے پکے ہیں مگر قرآن شریف سننے سے بہرے ہیں دل سے کلمۃ الحق کہنے کو گونگے ہیں۔ خدا کی عظمت اور اپنی بے ثباتی کے دلائل دیکھنے میں اندھے ہیں پس جب کہ ان کی حالت ایسی نازک ہے کہ استعداد اور قابلیت ہی ان میں گویا نہیں تو یہ اپنے کفر سے بھی رجوع نہ کریں گے اور ان کی ایک اور مثال وضاحت کے لیے ہم بتلاتے ہیں تصویر مذکور بھی ان کی مثال ہے یا مثال ان کی مینہ والوں کی سی ہے جو اوپر سے اترا۔ اور اس میں برسنے کے وقت بہت سے اندھیرے اور گرج اور بجلی بھی ہے پس وہ مینہ والے گرجوں اور بجلی سے ایسے ڈرے کہ کڑک کی دہشت ناک آواز سے موت سے ڈرتے ہوئے اپنی انگلیاں کانوں میں دیتے ہیں اسی طرح ان دنیاداروں مطلب کے یاروں کا حال ہے کہ قرآن کریم میں جو پابندئ احکام کا ذکر آیا ہے اس کے سننے سے کانوں میں انگلیاں دے کر چل دیتے ہیں تاکہ اس حکم کے سننے سے نفس پر کوئی اثر پیدا نہ ہو کہ پابندی کرنی پڑے اور موجودہ آزادی میں فرق آئے یہ نہیں جانتے کہ یہ بھاگنا ان کو کچھ نفع نہ دے گا۔ اس لیے کہ خدا نے سب کافروں گردن کشوں کو گھیر رکھا ہے کوئی اس کے قبضے سے باہر نہیں جا سکتا۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ

قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی اچک لے۔ جب کبھی ان پر روشنی ہوتی ہے تو اس میں چل دیتے ہیں اور جب ان پر

اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَھَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ

اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں بھی چھین لیتا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ

اللہ تو یقیناً ہر ایک کام کرسکتا ہے اے لوگو تم اپنے مولا کی عبادت کرو جس

الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ؀ الَّذِىْ

نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید تم (عذاب سے) بچ جاؤ جس نے تمہارے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ

لئے زمین کو مثل فرش کے بنایا اور آسمان کو مثل چھت کے اور بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر

مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ

اس کے ساتھ تمہارے لئے ہر قسم کے میوہ جات سے رزق پیدا کرتا ہے پس تم دیدہ و دانستہ اللہ کے لئے

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؀

شریک نہ بناؤ

وہ بجلی ایسی چمکتی ہے کہ اپنی تیزی کی وجہ سے قریب ہے ان مینہ والوں کی بینائی اچک لے۔اسی طرح قرآن کریم کی روشنی بھی ایسی چمکتی ہے کہ ان کی آنکھیں جو اغراض دنیاویہ سے بھری ہوئی ہیں اچک لے یعنی ان کی دنیاوی اغراض پر غالب آجائے مگر توجہ نہیں کرتے۔جیسے کہ مینہ والوں کا حال ہے کہ جب کبھی ان پر روشنی ہوتی ہے تو اس کو غنیمت جان کر اس میں چل دیتے ہیں اور جب بوجہ بادلوں کے ان پر اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں یہی حال ہے ان کا کہ جب کبھی مسلمانوں سے کچھ فائدہ پہنچے یا پہنچنے کی امید ہو یا قرآن کریم کا کوئی حکم متضمن سہولت اور ملاطفت ہو تو بڑی خوشی سے اظہار اسلام کرتے ہیں اور جب کوئی تکلیف کا حکم مثل چندہ و جہاد وغیرہ ہو تو جی چراتے ہیں جیسا کہ انکی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں سے ان کی باطنی بینائی اور شنوائی مسلوب ہو گئی ہے۔اگر اللہ چاہتا تو ان کے ظاہری کان اور آنکھیں بھی چھین لیتا۔کیا کچھ اللہ کو روک سکتے تھے۔اللہ تو یقیناً ہر ایک کام کر سکتا ہے یہ تو کچھ چیز بھی نہیں اسی کی دی ہوئی ہیں۔پس تینوں قسم کے لوگوں کی تفصیل ختم ہوئی۔اب ہم تمہیں اے لوگو! ایک ضروری عمل بتلاتے ہیں۔ذرا دل کے کان لگا کر سنو! اور اسکی تعمیل بھی کرو وہ یہ کہ تم اپنے مولا کریم کی صدق دل سے عبادت کرو اور اسی سے اپنی مرادیں مانگو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔اس پیدا کرنے کے شکر میں نہ سہی اس خیال سے کرو کہ شاید تم اس کے عذاب سے جو گردن کشوں پر آنے والا ہے بچ جاؤ بھلا ایسے مالک کی عبادت سے منہ پھیرنا کیسی نادانی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو مثل فرش کے بنایا۔جہاں چاہو سو رہو جہاں چاہو لیٹ رہو باوجود اسکے اگر کھیتی بھی چاہو تو کر سکو چنانچہ کرتے ہو اور آسمان کو مثل چھت کے سجایا اور علاوہ اسکے ہمیشہ تمہارے لیے بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس بارش کے پانی کے ساتھ تمہارے لیے ہر قسم کے میوہ جات سے رزق پیدا کرتا ہے پس جب کہ وہ ذات پاک ان سب کاموں میں اکیلا خود مختار ہے تو تم بھی دیدہ و دانستہ اس اللہ کے لیے شریک نہ بناؤ اور ہماری رضا جوئی ہمارے رسول کی معرفت سیکھو

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا

اور اگر تمہیں اس میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو تم بھی اس جیسا ایک ٹکڑا بنالاؤ اور سوا خدا

شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝۲۳

کے اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو

اور اگر تمہیں بوجہ غلط فہمی یا سوء ظنی کے اس کتاب کی سچائی میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بذریعہ وحی نازل کی ہے تو اس غلطی کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے کہ چونکہ تم بھی اس جیسے آدمی ہو تمہاری انسانیت اور اس کی آدمیت میں کوئی فرق نہیں ظاہری تعلیم و تعلم میں بھی وہ تم لوگوں پر مزیت نہیں رکھتا۔ سو تم بھی اس جیسا ایک ٹکڑا بنالاؤ اور سوا خدا کے سب اپنے مددگاروں کو بلالو جو اس امر میں تمہاری مدد کریں اور تم کو اس مقابلہ میں کامیاب کرائیں اگر اس دعوی میں سچے ہو کہ اس رسول نے آپ ہی آپ بغیر الہام الٰہی کے کتاب بنالی ہے تو ضرور مقابلہ پر آؤ۔

سرسید کی دوسری غلطی (ایک ٹکڑا بنالاؤ) اس آیت میں اللہ جل شانہٗ قرآن کریم کی صداقت بیان فرماتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر تم کفار مکہ وغیرہ اس قرآن کو سچی الہامی کتاب نہیں جانتے تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنالاؤ۔ اور اگر نہ بنا سکو اور یقین ہے کہ نہیں بنا سکو گے حالانکہ تم بھی اسی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آدمی ہو۔ بلکہ اس سے کسی قدر دنیوی معاملہ فہمی میں زیادہ واقف۔ تو پھر کیا وجہ کہ وہ بنا سکے اور تم نہ بنا سکو۔ بے شک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسؐ میں کوئی طاقت تم سے زیادہ ہے جو تم میں نہیں وہ وہی ہے "**وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی**" یہ خلاصہ ہے اس آیت کی تفسیر کا۔

رہی یہ بحث کہ مثل سے کیا مراد ہے سو اس کے متعلق بیان کسی قدر بسیط چاہیے۔ پہلے ہم مفسرین کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ پھر ان میں جس رائے کو بقرائن قرآنیہ مرجح سمجھیں گے ترجیح دیں گے۔ مفسرین تو سلفاً خلفاً اس پر متفق ہیں کہ مثل سے مراد "مثل فی البلاغت ہے۔" تفسیر کبیر، ابو مسعود، فتح البیان، ابن کثیر، کشاف، معالم، بیضاوی، جامع البیان، جلالین، کواشی وغیرہ سب کے سب متفق ہیں کہ "مثل فی البلاغت" مراد ہے۔ مگر سرسید نے اس مسئلہ میں بھی سب کا مقابلہ کیا ہے کہتے ہیں "مثلیت قرآن کی فصاحت بلاغت کے لحاظ سے نہیں" گو یہ بھی مانتے ہیں کہ :-

> "قرآن مجید بے شک بہت بڑا فصیح ہے۔ مگر اس کی فصاحت کی بے نظیری اس کے من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بہت سے کلام دنیا میں بے نظیر ہیں مگر وہ من اللہ نہیں ہو سکتے۔ اور نہ قرآن میں اسکا کوئی اشارہ ہے کہ مثلیت سے مراد فصاحت ہے بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مثلیت سے مراد ہدایت میں مثلیت ہے۔ سورہ قصص میں فرمایا کہ "کافروں سے کہہ دے کہ تورات اور قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی کتاب لاؤ۔ میں اس کے پیچھے چلوں گا" پس ثابت ہوا کہ قرآن گو کیسا ہی فصیح ہو مگر جو معارضہ ہے وہ اسکے ہادی ہونے میں ہے ہاں فصاحت و بلاغت اس کو زیادہ روشن کرتی ہے" (تفسیر احمدی جلد اول صفحہ ۳۰۳)

پس پہلے ہم ان آیتوں میں قرینہ تلاش کرتے ہیں جن میں معارضہ چاہا گیا ہے تاکہ سرسید صاحب کے قول (نہ آیت قرآنیہ میں اس کا کوئی اشارہ ہے) کی تصدیق یا تکذیب ہو سکے۔ علاوہ اس آیت سورہ بقرہ کے سورہ یونس میں ارشاد ہے۔ "**ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین**" سورہ ہود میں فرمایا "**قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا تون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا**"

[1] رسول وحی الٰہی سے بولتا ہے۔ [2] تو کہہ اگر تمام انسان اور جن بھی جمع ہو کر اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانا چاہیں گے تو اس جیسی نہ لا سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار بھی ہوں۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ

پس اگر نہ کرو اور نہ کرو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے

أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے

پس اگر باوجود اس ابھارنے کے نہ کرو اور ہم تو ابھی سے کہے دیتے ہیں کہ تم نہ کرو گے پس باوجود عاجز آنے کے تو عناد سے باز آؤ اور اس آگ سے بچو جس کا ایندھن مشرک آدمی اور ان کے جھوٹے معبودوں' بت خانوں اور قبروں کے پتھر ہوں گے جن سے تمام عمر ان کی منتیں مانگتے ہی گزری ہوگی وہ بھی ان کے ہم رکاب بھڑکتی جہنم میں ہوں گے -اب تم اس کی گرمی کا اندازہ خود ہی کر لو کہ دنیا کی آگ میں جب پتھر ڈالے جائیں تو سرد ہو جاتی ہے مگر وہ آگ اس غضب کی ہوگی کہ اس میں ایسی چیزیں مثل ایندھن کے کام دیں گی- کیوں نہ ہو جب کہ تیار ہی کی گئی ہے کافروں گردن کشوں کے لیے تو اس کی اس درجہ حرارت بھی مناسب ہے

اس میں تو شک نہیں کہ یہ آیات تحدی سب کی سب اس پر متفق ہیں کہ کفار عرب کے مقابلے اور ان کے عاجز کرنے کو نازل ہوتی ہیں- یہی وجہ ہے کہ صرف مخاطبوں کو ہی نہیں بلکہ تمام ان کے اعوان اور انصار کو اس میں دعوت دی گئی ہے کہ مل کر مقابلہ پر آؤ اور ساتھ ہی اسکے پیش گوئی بھی ور ہی ہے کہ نہ کر سکو گے پڑے ایک دوسرے کے مددگار بھی بنو کچھ نہ بن سکے گا اور یہ امر ظاہر ہے کہ مقابلہ میں ایسی باتوں کا ذکر کہ تم سب کے سب مل کر اتفاق بھی کر لو تو بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکو گے وہاں ہی مناسب ہوتا ہے کہ جس امر پر اتفاق کرنے سے فریق مقابل کو بھی کچھ امید کامیابی ہو جیسا کہ ایک بڑی زبردست سلطنت ماتحت ریاستوں سے مقابلے کے وقت کہے کہ تم سب کے سب بھی متفق ہو جاؤ تو بھی تم ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے نہ کہ ایسے امر کی نسبت ان کا اتفاق ذکر کر کے دھمکی دی جاتی ہے کہ جس امر کے حصول کی نسبت ان کو بعد اتفاق بھی وہم گمان نہ ہو کجاوہ امر کہ اس کے حصول ہی کو برا سمجھیں پس بعد اس تمہید کے ہم دیکھتے ہیں کہ کفار عرب کو یہ جتلانا کہ تم سب کے سب مل کر بھی ایک سورت بنانا چاہو تو نہ بنا سکو گے کیا معنی رکھتا ہے ؟ اگر مثلیت سے مراد ہدایت میں مثل ہو جیسا کہ سید صاحب کہتے ہیں تو کلام بالکل بے معنی ہے- اس لیے کہ ان کا خیال ہی نہ تھا کہ ہم اتفاق کر لیں تو قرآن جیسی ہادی کوئی کتاب بنالیں- بلکہ ان کو تو قرآن کی ہدایت سے سخت نفرت تھی- بار بار یہی کہتے تھے کہ اس قرآن کو بدل ڈال کوئی اور کتاب ہمارے پاس لا- یہ تو اچھا نہیں ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اس کی تکذیب کی وجہ معقول ان کے نزدیک ہی تھی کہ "اجعل الا لهة الها واحدا ان هذا لشئی عجاب" پس ایسے لوگوں کے سامنے جو اس کتاب کی ہدایت سے بیزار اور سخت متنفر ہوں اور یہی وجہ ان کی نفرت کی ہو اور کبھی اس کی ہدایت کو پسند نہ کریں اور کبھی اس جیسی ہادی بنانے کی طرف رُخ نہ لاویں- ایسے لوگوں کو یہ کہنا کہ تم سب کے سب مل کر اس کتاب جیسی کوئی کتاب ہادی انام بنالاؤ اور ساتھ ہی یہ پیشین گوئی بھی کر دینا کہ ہرگز نہ لا سکو گے" بالکل اس کے مشابہ ہے کہ جیسے کوئی ہندو بت پرست یا عیسائی تثلیث پرست کسی مسلمان کو (جو ان کی کتابوں سے ایسے ہی تعلیم کے سبب سے بیزار ہو) یہ کہے کہ اگر تو ہماری کتاب متضمن تعلیم بت پرستی اور تثلیث پرستی کو نہیں مانتا تو اس جیسی کوئی ہادی کتاب بنالا اور ساتھ ہی اس کے یہ پیشین گوئی بھی کرے کہ تو اور تیرے حمایتی ہرگز ایسی نہ بنا سکو گے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانا اہل الرائے اس کی اس پیشگوئی کی کچھ وقعت کرے ہاں اس قائل کی حماقت کی دلیل کافی جانے گا- کیونکہ جو وجہ مسلمانوں کو اس کتاب کی تسلیم سے مانع ہے اسی قسم کی کتاب کا اس سے مطالبہ کرنا گویا ایک تکلیف بالمحال ہے اسی قاعدہ پر کفار عرب کا جواب پر آمادہ ہونا اور "لو نشاء[1] لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطير الاولين" کہنا صاف جتلاتا ہے کہ وہ اسکے طرز بیان کی نسبت

[1] اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام ہم بھی کہہ لیں۔ پہلے لوگوں کی صرف حکائتیں ہیں۔

معارضہ سمجھتے تھے۔ورنہ یہ نہ کہتے اور ساتھ ہی اس کے اس آمادگی اور استعداد کی وجہ بھی بتلاتا کہ ان ھذا الا اساطیر الاولین بالکل واضح کر رہا ہے کہ مثل سے مراد فی الھدایت نہیں۔ورنہ ایسی مستعدی نہ بتلاتے بلکہ بجائے اس کے یہ کہتے کہ ہم تو اس قرآن کو اور اس کے مثل ہادی بنانے کو بھی کفر جانیں۔سونگن کے ساڑے اپنی ناک تھوڑی ہی کٹوانی ہے نیز اس موقع پر کفار عرب کا کہنا کہ قرآن کا بنانا کیا مشکل ہے یہ تو پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں قابل غور ہے اس لیے کہ ہدایت کی وجہ سے تو اس کو وہ بالکل نیا سمجھتے تھے "ما سمعنا بھذا فی الملته الاخرۃ ان ھذا الا اختلاق" صاف مظہر ہے کہ قرآن کو باعتبار ہادی ہونے کے ایک نئی چیز جانتے تھے بلکہ باعتبار ہادی ہونے کے موجب نفرت کہتے تھے پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ کفار عرب خود اس معارضہ کو باعتبار ہدایت نہیں جانتے تھے بلکہ باعتبار طرز بیان سمجھتے تھے جب ہی تو اس سہولت کی وجہ بتلانے میں حکایات سابقہ کہتے تھے[1] ہاں سر سید نے جس آیت سورہ قصص کا ذکر کیا ہے اور دلیل بیان کی ہے کہ مثل سے مراد ہادی ہے ان کی نسبت حیرت افزا ہے۔سید صاحب نے (حسب دستور قدیم) یہ تو خیال نہ فرمایا کہ دعویٰ کیا ہے اور دلیل کیا۔دعویٰ مثلیت کا اور دلیل افضل کی اور وہ بھی من عند اللہ۔سید صاحب! دعویٰ تو آپ کا یہ ہے کہ آیات تحدی میں جو معارضہ چاہا گیا وہ ہدایت میں ہے جس کی دلیل آپ نے یہ بیان کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن اور تورات دونوں سے منہ پھیر کر (اے کفار مکہ) اپنے آپ ہی کو ہدایت پر جانتے ہو اور ان دونوں کی تعلیم توحید کو غلط جانتے ہو اور ان کو بناوٹی کتابیں سمجھتے ہو اور خود دین الٰہی کے تابع کہلاتے ہیں تو تو ان دونوں سے بڑھ کر کوئی ہادی کتاب اللہ کی طرف سے آئی ہوئی لا کر دکھاؤ۔اگر وہ واقع میں اللہ کی طرف سے ہوئی تو میں اسی کے پیچھے ہولوں گا۔اس مضمون کو آیت تحدی سے کوئی علاقہ نہیں۔یہ تو کفار کو صرف اس بات پر الزام دیا جاتا ہے کہ باوجودیکہ تمہارے پاس کوئی سماوی کتاب بھی نہیں پھر بھی اس قدر مخالفت پر جمے ہوئے ہو کہ پناہ خدا جیسا کہ کوئی بڑا واقف اسرار الٰہی اپنی کہتا ہو اور دوسرے کی نہیں سنتا پس اگر تم بھی دین سے ایسے ہی واقف اور آگاہ ہو تو اس کتابِ الٰہی کو جس کے ذریعے سے تمہیں ایسی آگاہی ہوئی ہے لا کر دکھاؤ معلوم ہو جائے گا کہ حق بجانب کس کے ہے اس مضمون کو کئی آیات میں بیان کیا ہے۔سورہ قلم میں فرمایا "ام لکم کتاب فیه تدرسون ان لکم فیه لما تخیرون سلھم ایھم بذالك زعیم" پس اس آیت کو جس میں اھدی کتاب اور وہ بھی من عند اللہ کی طلب ہے ان آیات کی تفسیر بنانا جن میں مثل کا معاوضہ ہو صریح غلط فہمی اور تفسیر الکلام بمالا یرضی بہ قائلہ نہیں تو کیا ہے۔بھلا اگر یہ آیت ان آیات کی تفسیر ہوتی تو اس میں من عند اللہ کا لفظ کیوں ہوتا؟ حالانکہ ان آیات تحدی میں کفار کی بنائی ہوئی کتاب کا مطالبہ ہے اور اس آیت میں (جو بقول آپ کے ان کی تفسیر ہے) خدا کی طرف سے آئی ہوئی کتاب کا تقاضا یہ ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا۔شاید یہی وجہ ہے کہ آپ نے ترجمہ میں عند اللہ کو (جس کے معنی اللہ کے پاس سے ہیں) اڑا دیا ہے۔کیونکہ آپ کے دعویٰ کو مضر تھا۔حضرت! قرآن کریم کا کوئی لفظ مضر نہیں بلکہ "شفاء لما فی الصدور" ہے۔یہ تو انسان کی اپنی ہی غلط فہمی ہے۔پس اصل مطلب ان آیات کا وہی ہے۔جو ہم نے بدلائل بینہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کی مثل سے مراد فصاحت وبلاغت اور طرز بیان میں مثل ہے کہ مقدمات یقینیہ سے نتیجہ نکالنا اور ایسے طرز پر نتیجہ نکالنا کہ ہر مرتبہ کا آدمی اس سے مستفیض ہو۔ذرا سورہ قیامت ہی پر غور کیجئے "ایحسب الانسان ان یترك سدی" دعویٰ ہے "الم یك نطفة من منی یمنی ثم کان علقة فخلق فسوّیٰ فجعل منه الزوجین الذکر والانثی" دلیل بیان فرما کر نتیجہ پر اطلاع دیتے ہیں الیس ذالك بقادر علی ان یحیی الموتی "اس دلیل پر جس مرتبہ کا آدمی غور کرتا ہے اپنی طبیعت کے موافق نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔ایسا باریک مسئلہ انسانی پیدائش اور معاد کا جس میں بڑے بڑے حکماء حیران پریشان ہیں ایسے

---

[1] ہم نے یہ توحید پہلی قوموں سے نہیں سنی یہ تو بالکل نئی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

اور جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں ان کو مژدہ سنا کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا

جب کبھی کوئی پھل ان کو کھانے کو ملے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں ابھی ملا تھا اور ان کو

پس تو اے پیغمبرؐ ایسے سرکشوں مفسدوں سے منہ پھیر۔اور جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں ان کو مژدہ سنا کہ ان کے لیے خدا کے ہاں باغ ہیں۔ جن کے مکانوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان باغوں میں نعمتوں کی ایسی کثرت میں ہوں گے کہ کثرت اقسام کی وجہ سے جب کبھی ان کو کوئی پھل کھانے کو ملے گا۔وہ بوجہ مغائرت قلیلہ کے کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں ابھی ملا تھا اس کی وجہ سے یہ ہو گی کہ ان کو ملتا جلتا ہی ملے گی صورت میں مشابہ ہو گا۔ پھر یہ نہیں کہ اس

سہل اور نرم الفاظ میں بیان کر دیا کہ جن سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔یہی قرآن کی اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے۔اور یہی اس کی فلاسفی۔ہاں سر سید کا یہ کہنا کہ "بہت سے ایسے کلام فصیح ہیں جن کی مثل بنایا نہیں گیا۔مگر وہ من اللہ نہیں ہو سکتے" محض دعوی ہی دعوی اور مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے۔ورنہ کوئی کلام یا متکلم ایسا بتلا دیں؟ جس نے اہل زبان کے سامنے دعوی کیا ہو۔نہ صرف دعوی بلکہ ولن تفعلوا کے اعلان سے منکروں کی عاجزی کو دوبالا کر دیا۔بجز اس ایک ذات ستودہ صفات آپ کے جد امجد فداہ ابی امی کے پس ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید بے مثل بلیغ کلام ہے۔اس جیسا نہ کسی نے کلام بنایا نہ کوئی بنا سکے گا ؎

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

(ان کے لیے باغ ہیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر مجملا بیان فرمایا ہے قرآن کریم میں بہت سی جگہ جنت دوزخ کا مذکورہ ہے جو بالکل کھلے کھلے لفظوں میں بیان ہوا ہے سب کی سب آئتیں اس پر متفق ہیں کہ قیامت کے روز انسان کو بشرط ایمان جنت یا دوسرے لفظوں میں باغ اور نعمتیں ملیں گی اور یہی مذہب تمام اہل اسلام کا ہے کسی معتبر فرقہ نے اس سے انکار نہیں کیا۔صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔اور قرآن کریم میں اس مضمون کی آئتیں اس قدر ہیں کہ بجائے خود ایک دفتر ہے۔مگر افسوس کہ سر سید احمد خان مرحوم نے حسب دستور اس میں بھی مسلمانوں کا خلاف کیا ان کا خیال ہے کہ جنت میں ایسی نعمتوں کا ہونا صرف وہمی اور کوڑ مغز ملاؤں اور شہوت پرست زاہدوں کے خیالی پلاؤ ہیں۔وہاں اس قسم کی کوئی بات نہیں۔بلکہ ایک روحانی لذت ہے جس کو کوئی نہیں سمجھتا۔چنانچہ اپنی تفسیر جلد اول کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں:۔

"یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے۔اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں باغ ہیں شاداب اور سرسبز درخت ہیں دودھ شراب کی نہریں بہہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی و ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں۔شراب پلا رہی ہیں ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے۔ایک نے ران پر سر دھرا ہے۔ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا (بایں ریش و فش) بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونے میں کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونے میں کچھ بے ہودہ ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہے تو بلا مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں" (حوالہ مذکور)

یہ ہیں سید صاحب کے الفاظ شریفہ جن پر آپ کو اور آپ کے دل دادوں کو بڑا فخر ہے کہ ہم محقق ہیں حالانکہ تحقیق اس کا نام نہیں کہ مخالفوں کے اعتراض سے دب کر اپنے مذہب کے مسلمات سے ہی انکار کیا جاوے جیسے کہ ایک بزدل کے مکان میں جو چور آگھسے اس بیچارے سے اتنا تو نہ ہو سکا

کہ ان کا مقابلہ کر کے اپنا مال بچائے مجبوراً اپنی ہمت کے موافق یہی مناسب جانا کہ گھر کا سارا اسباب چھوڑ کر بالکل علیحدہ ہو جائے تاکہ اس بلا سے نجات ہو- یہی حال سر سید کا ہے کہ مخالف ملحدوں کے اعتراض تو اٹھا نہ سکے ان کا تدارک یہی مناسب سمجھا کہ اپنے مسلمات ہی میں تصرف کیا جاوے- قرآن کریم تو بقول آپ کے جد امجد[1] کی ساکت ہے جس طرف پھیریں اسے انکار نہیں- اسی قول پر آپ نے بنا کر کے جو چاہا کہہ دیا- اور بعض سے منوا بھی لیا- مگر علماء کی تو یہ شان نہیں کہ ایسے مٹی کے کھلونوں سے کھیلتے پھریں- جب تک دلیل نہ دیکھیں آپ اپنے مذہب کی توضیح یا دلیل ان لفظوں میں فرماتے ہیں :-

"جنت یا بہشت کی ماہیت جو خدا نے بتائی ہے وہ تو یہ ہے کہ **"فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون"** یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک (راحت) چھپا رکھی ہے اس کے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے- پیغمبر علیہ السلام نے جو حقیقت بہشت بیان فرمائی جیسا کہ بخاری مسلم نے ابو ہریرہؓ کی سند پر بیان کیا ہے- وہ یہ ہے کہ **"قال الله تعالٰی اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر"** (صفحہ ۳۶)

سید صاحب! فرمایئے تو **"من قرة اعین ما اخفی"** کا بیان ہے یا کچھ اور؟ بے شک یہی ہے پس آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپائی گئی ہے اس کو کوئی نہیں جانتا- جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھپی ہوئی چیز کوئی ایسی ہے جو دیکھنے سے راحت بخشتی ہو گی سو وہی ہے جس کو مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں دیدار رب العالمین بتلایا ہے بلکہ اس آیت کی تفسیر خود دوسری آیت ہی کر رہی ہے- دیکھئے تو کس وضاحت سے ارشاد ہے[2] **وجوہ یومئذ ناضرة الٰی ربها ناظرة**- شکر ہے کہ اس آیت میں بھی علام الغیوب نے "من قرة" عین کا لفظ جوڑا ہوا تھا جس سے اہل انصاف ہمارے بیان کی تصدیق بخوبی کر سکتے ہیں- پس اب اس آیت کو جو روایت کے متعلق ہے ان آیتوں کی تفسیر یا توضیح بنانا جن میں ایسی نعماء جنت مذکور ہیں جو نہ صرف دیکھنے سے متعلق ہوں گی (بلکہ دیکھنے سے تو) **"هذا الذی[3] رزقنا من قبل"** کہیں گے جو ایک قسم کی ناخوشی کا مظہر ہے- ہاں کھانے پینے سے بے شک تعلق رکھتی ہوں گی اور ان کی نسبت **"کلوا واشربوا بما اسلفتم فی الایام الخالیة- وفاکهة مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتهون"** وغیرہ ارشاد ہوتا ہے غلط فہمی یا خلاف منشا متکلم کلام کی تفسیر نہیں تو کیا ہے؟ رہا سید صاحب نے جو حدیث نبویؐ سے استدلال پیش کیا ہے سو یہ اگر مطلب بر آری اور الزام دہی کی غرض سے نہیں تو ہمیں حد سے زیادہ خوشی ہے کہ سید صاحب بھی حدیث نبوی کا نام لیں جس سے کوسوں دور بھاگا کرتے تھے- غالباً صفائی نیت سے بخاری و مسلم یا مشکوٰۃ کی تلاش نہیں کی جب ہی تو فہم مطالب میں غلطی کھائی- شکر ہے کہ اسی حدیث کے اخیر میں یہ بھی مرقوم ہے **"اقرء وا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین"** (**مشکوة باب صفة الجنة صفحه ۴۸۷**) پس اس لفظ سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث نبویؐ اس آیت کی تفسیر ہے جس کو ہم ثابت کر آئے ہیں کہ وہ ان اشیاء سے متعلق ہے جو مشاہدہ اور روایت سے راحت بخش ہوں گی جیسے دیدار رب العالمین جس کی احادیث نبویہ میں تصریح اور قرآن میں بھی اشارہ ہے کہ ان اشیاء سے جو کھانے پینے سے لذت دیں گی جن کی بابت **کلوا واشربوا** ارشاد ہدایت بنیاد صادر ہو گا- پس اس سے بھی سید صاحب کا مدعا ہنوز در بطن قائل ہے اسی مدعی پر سر سید نے ایک اور روایت ترمذی سے نقل کی ہے مگر چونکہ اس کی تلاش میں بھی اخلاص نیت نہ تھا- اس لیے اس کے معنی سمجھنے میں غلطی سے محفوظ نہیں رہے- چنانچہ لکھتے ہیں

---

[1] حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ صفین میں معاویہؓ کی طرف سے نیزوں پر قرآن لٹکا کر پکارا گیا تھا کہ یہ ہمارا منصف ہے فوج مرتضوی نے حالت دیکھ کر ہتھیار ڈال دیے حضرت علیؓ ان کی دافع الوقتی سمجھ گئے اور فوج کو سمجھایا کہ یہ انہوں نے ایک حکمت عملی کی ہے تم ان کا کہنا مانو یہ قرآن جو لٹکا رہے ہیں خاموش ہے- اور میں قرآن بولنے والا یعنی اس کا مترجم اور مطلب بتلانے والا ہوں- جد امجد سے مراد حضرت علیؓ ہیں اور اس لفظ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے-

[2] کئی منہ اس روز اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوئے خوش و خرم ہوں گے-

[3] یہی تو ہمیں ابھی ملا تھا-

بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵

ملتا جلتا ہی ملے گا اور ان کے لئے ان میں بیویاں پاک ہوں گی اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا

ہرگز خدا مثال بتلانے سے نہیں رکنے کا مچھر کی

عیش وعشرت میں تجرد کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو گی- بلکہ ان کے لیے ان باغوں میں بیویاں بد اخلاقی وغیرہ سے پاک ہوں گی- اور خاوندوں کی بڑی پیاری یہ بھی نہیں کہ ایسی نعمتوں میں چند روزہ ہی رہیں گے بلکہ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے - یہ نہ سمجھنا کہ ان کافروں سے خدا کو خواہ مخواہ عناد ہے بلکہ انھیں کا قصور ہے کہ جب کبھی خدا ان کو شرک سے بچانے کیلئے کوئی بات بطور مثال کے کہتا ہے جیسے کہ اِن مشرکوں کی مثال ہم نے ایک جگہ مکڑے سے دی ہے جو اپنا گھر بنا کر اپنے زعم میں پناہ گیر ہو جاتا ہے اور ان کے معبودوں کی قدرت بتلائی ہے کہ اتنی بھی نہیں کہ سب کے سب مل کر ایک مکھی بھی بنا سکیں- ایسا ہی کہیں مچھر کی اور کہیں کسی کمزور جانور کی مثالیں دیتے ہیں تو یہ نادان بجائے ہدایت پانے کے الٹے ہم سے الجھتے ہیں کہ خدا ان حقیر چیزوں کے نام ہی کیوں لیتا ہے؟ بھلا ان کے کہنے سے خدا ہدایت کے لیے مثال بتلانی بھی چھوڑ دے گا؟ ہرگز خدا ہدایت کے لیے مثال بتلانے سے نہیں رکنے کا

''اس امر کے ثبوت کے لیے کہ بانی مذہب کا ان چیزوں کے بیان کرنے سے صرف اعلیٰ درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا- نہ واقعی ان چیزوں کا دوزخ و بہشت میں موجود ہونا ایک حدیث کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں- جو ترمذی نے بریدہؓ سے روایت کیا ہے اس میں بیان ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہشت میں گھوڑا بھی ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ تو سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاں چاہے اڑتا پھرے گا- پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہاں اونٹ بھی ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ وہاں جو کچھ چاہو گے سب کچھ ہو گا- پس اس جواب سے مقصود یہ نہیں کہ درحقیقت بہشت میں گھوڑے اور اونٹ موجود ہوں گے بلکہ صرف ان لوگوں کے خیال میں اس اعلیٰ درجہ کی راحت کے خیال کا پیدا کرنا ہی جو ان کے اور ان کی عقل و فہم و طبیعت کے موافق اعلیٰ درجہ کی ہو سکتی ہے''

تعجب ہے بلکہ تاسف ہے- سید صاحب! اب سوفسطائیہ کا زمانہ نہیں جو ایک اور ایک دو سے بھی انکاری ہوں- بھلا کوئی اہل عقل کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے جو آپ نے ایجاد کیا- ؟ اچھا اگر یہی مضمون بتلانا ہوتا کہ واقعی جنت میں گھوڑے اور اونٹ بھی ہوں گے تو کس طرح اور کن لفظوں میں بتلاتے کوئی عبارت ایسی آپ ہی تجویز کریں جس سے یہ مطلب صاف صاف بلا تامل سمجھ میں آوے پھر دیکھیں کہ تفسیر الکلام بما لا یرضی بہ قائلہ کس پر صادق آتا ہے- سید صاحب کی اس امر میں کہاں تک شکایت کی جائے- ماشاء اللہ بے دلیل کہنے کے آپ ایسے خوگر ہیں کہ یہ عادت طبیعت میں پختہ ہو گئی ہے اس پر طرہ یہ کہ دوسروں کے الزام لگانا اور بدنام کرنے میں بڑے ہوشیار ہیں کہیں ان کا نام کوڑ مغز ملار کھا ہے- کہیں شہوت پرست کے لفظ سے عزت بخشتے ہیں- کہیں یہودیوں اور عیسائیوں کے مقلد بتلاتے ہیں- سچ ہے اور بالکل سچ ہے

بلا سے کوئی ادا ان کی بدنما ہو جا
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ

یا اس سے بڑی پس جو لوگ مومن ہیں وہ تو جان جاتے ہیں کہ بیشک یہ سچ ہے

مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ

ان کے رب کی طرف سے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہنے لگتے ہیں کہ خدا نے اس مثال سے

بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ

کیا چاہا

چھوٹی ہو یا بڑی مچھر[1] کی ہو یا اس سے اوپر کی۔ اس لیے کہ مثال تو صرف سامع کے سمجھانے کو ہوتی ہے۔ اس میں کچھ متکلم کی شان کا لحاظ نہیں۔ جو مثال مطلب بتلانے میں مفید ثابت ہو وہی عمدہ ہے چاہے کیسی ہی حقیر اور چھوٹی چیز کی ہو اسی بنا پر خدا بھی سمجھانے کی غرض سے گاہے بگاہے کوئی مثال دیتا ہے پس جو لوگ مومن ہیں وہ تو جان جاتے ہیں کہ بے شک یہ مثال نہایت مناسب اور بالکل سچ ہے اور ان کے رب کی طرف سے بتلائی ہوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں بجائے ہدایت حاصل کرنے کے الٹے یوں کہنے لگتے ہیں کہ خدا نے اس مثال بتلانے سے کیا چاہا جو مکھیوں اور مچھروں سے دیتا ہے۔ ایسا عالی شان ہو کر ان خسیس اشیاء کا نام لیتا ہے۔

سید صاحب! بھلا آپ جو اتنے ہاتھ پاؤں جنت کی تاویل کرنے میں مارتے ہیں براہ مہربان پہلے یہ تو بتلاویں کہ ایسی جنت کا ہونا جسے اہل اسلام عموماً مانتے ہیں جس کا فوٹو یہ ہے کہ ایک باغ (بلا تشبیہ) مثل شالامار باغ لاہور کے ہو جس میں ہر قسم کے میوہ جات ہوں۔ اس میں نیک صلحا لوگ رہیں اور ان کی عافیت کو وہاں پر عورتیں پاکیزہ (جن کو صفت میں قاصرات الطرف ہے) بھی ہوں کسی دلیل عقلی یا نقلی سے محال ہے؟ اگر محال ہے تو براہ نوازش اور کرم گستری بیان کر دی ہوتی۔ اگر آج تک نہیں کی تو کر دیجئے۔ جی حضرت؟ جس خدا نے یہ نعمتیں ہم کو دنیا میں بلا کسی نیک کام کے عنایت کی ہیں وہ کسی نیک کام کے عوض آخرت میں جسے روز انصاف آپ بھی مانتے ہیں اور واقعی ہے بھی نہیں دے سکتا؟ یا دنیا میں دینے سے اس پر کوئی اعتراض اور اس کی قدوسیت کے خلاف نہ ہوا۔ مگر آخرت میں یہی نعمتیں مرحمت فرمائے تو وہ ذات ستودہ صفات محل اعتراض ہو! دنیا میں تو تجروبلائے عظیم معلوم ہو اور اگر تامل ہو تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر کریں۔ مگر آخرت میں ان نعمتوں کا ملنا بجائے احسان کے اس منعم حقیقی کی ذات ستودہ صفات کی شان کے خلاف سمجھیں؟ واہ ہماری سمجھ ؎ گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر یہ ارشاد ہے کہ دلیل عقلی سے تو محال نہیں مگر چونکہ دلیل نقلی قرآنی سے اس کا ثبوت نہیں جیسا کہ آپ نے وجود ملائکہ کی نسبت عذر کیا ہے تو بسم اللہ لیجئے ایک نہیں بیسیوں بیسیوں کیا سینکڑوں آیتیں اس مضمون کی چاہیں تو ہم سناتے ہیں سورہ الرحمٰن ہی کی چند آئتیں سنیے "ولمن خاف مقام ربه جنتٰن" (الخ) سورہ واقعہ میں بھی مختصر سا جملہ اسی کے قریب قریب ہے۔ "انا انشاناهن انشاء" (الخ) فرمایئے اس سے بھی کوئی صریح دلالت ہوگی۔ معلوم نہیں کہ باوجود اس قطعیت اور عدم مانع دلیل عقلی کے کہ اس ایچ پیچ کرنے سے جو آپ کر رہے ہیں کیا فائدہ ؎

ہٹ چھوڑیے اب بر سر انصاف آیئے انکار ہی رہے گا مری جان کب تلک

اصل یہ ہے کہ سید صاحب چونکہ حشر اجساد کے قائل نہیں جیسے کہ اہل مکہ اس سے منکر تھے اور بار بار یہی مشکلات پیش کیا کرتے تھے۔ "واذا متنا وکنا ترابا ذالك رجع بعيد" اسی لیے سید صاحب نعمائے جنت کے بھی منکر ہیں کہ روحانی زندگی سے روحانی نعمتیں مطابق ہو جائیں۔ پس ان آیتوں کی ذیل میں جن میں حشر اجساد کا ذکر آئے گا۔ ہم سید صاحب کی اس غلط بنا کی حقیقت کھولیں گے اور ثابت کریں گے کہ سرسید کی تاویل بنائے فاسد علی الفاسد سے کم نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شان نزول: [1] جب کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں اور بت پرستوں کی تشبیہیں بغرض تفہیم فرمادیں کہیں مشرکوں کو مکڑی وغیرہ سے تشبیہ دی۔ کہیں معبودات باطلہ کی کمزوریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مکھی بھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس سے بھی وہ چیز واپس نہیں لے سکتے۔ تو یہ مثالیں سن کر مخالفوں نے عناداً بطور طعن کے کہا کہ خدا کو ایسی مثالوں سے کیا مطلب؟ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (معالم)

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا

اس کے ذریعے بہتوں کو گمراہ کردیتا ہے اور بہت سے لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے اور سوا فاسقوں کے کسی کو گمراہ

الْفٰسِقِيْنَ ۙ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ

نہیں کرتا۔ جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد بھی توڑ ڈالتے ہیں اور جس کے ملانے کا

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اللہ نے حکم کیا ہے توڑ ڈالتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے ہیں یہی لوگ ٹوٹا پانے

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

والے ہیں۔ بھلا تم اللہ سے انکاری کیسے ہوتے ہو حالانکہ پہلے تم بے جان تھے

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ

پھر اس نے تمہیں جان بخشی پھر تم کو مار بھی دیتا ہے پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف پھیرے

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

جاؤ گے

آخر نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ اس مثال کے ذریعہ خدا بہتوں ان جیسوں کو ان کی بے جا نکتہ چینی کی وجہ سے گمراہ کر دیتا ہے۔ ان کو مطلقاً اس کا فائدہ سمجھ میں نہیں آتا اور بہت سے صاف باطن لوگوں کی راہنمائی بھی کر دیتا ہے نہ اس مثال کا قصور ہے نہ کسی اور کا بلکہ ان کی شامت اعمال سے ہے جب ہی تو سوائے ان فاسقوں بدکرداروں کے کسی دوسرے کو گمراہ نہیں کرتا جو اللہ کے عہد کو جو کبھی تکلیفوں اور تنگیوں کے وقت خدا سے باندھا کرتے ہیں کہ اگر تو اس بلا سے ہم کو نجات بخشے گا تو ہم تیرے سب احکام مانیں گے مضبوط وعدہ کرنے کے بعد بھی توڑ ڈالتے ہیں پھر اسی کفر شرک اور دنیا سازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں علاوہ اس کے ان میں ایک خرابی اور بڑی بھاری ہے کہ انسانی تعلق جس کے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہے اسکو توڑ ڈالتے ہیں خدا نے تو حکم کیا کہ آپس میں رشتہ دار اچھا سلوک کیا کریں۔ مگر یہ لوگ بجائے سلوک کے الٹا رشتہ داروں ہی سے عناد رکھتے اور باوجود اس کے ملک میں فساد مچاتے ہیں اگر کوئی مخلص عاقل بالغ باختیار خود مسلمان ہوتا ہے تو اس کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں حالانکہ اس تنگ کرنے کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں۔ جب ہی تو ان پر یہ فرد جرم ہے کہ یہی لوگ ٹوٹا پانے والے ہیں۔ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے اپنا ہی زیاں کرتے ہیں۔ کوئی ان سے یہ تو پوچھے کہ بھلا تم اللہ کی توحید سے انکار کیسے کرتے ہو۔ حالانکہ اس کی طرح طرح تم پر مہربانیاں ہیں تم اپنی اصلی حالت کو نہیں دیکھتے کہ پہلے تو تم نطفہ کی صورت میں بے جان تھے پھر اس نے تمہیں جان بخشی پھر بعد اس کے تم کو پرورش بھی کیا اور ایک مدت مقرر تک زندہ رکھ کر پھر تم کو مار بھی دیتا ہے پھر مر کر بھی تم ایسے نہ ہو گے کہ خدا سے کہیں غائب ہو جاؤ بلکہ بعد مرنے کے وہ تمہیں ایک روز زندہ کرے گا۔ بعد اس زندگی کے یہ نہ ہو گا کہ تم ایسے ہی مزے کرو۔ بلکہ تمہاری ساری لیاقت کھل جائے گی۔ اور اسی اظہار لیاقت کے لیے تم اس مالک الملک کی طرف پھیرے جاؤ گے

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ٭ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ

وہ ذات پاک وہی ہے جس نے دنیا کی سب چیزیں تمہارے لئے بنائیں پھر آسمان کا قصد کیا تو

فَسَوّٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۹﴾ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ

اس نے ان کو سات عدد بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور جب تیرے رب نے فرشتوں

لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ

سے کہا کہ میں زمین پر ایک

یہ حقوق مالکیت کچھ ایسے نہیں کہ خواہ مخواہ جابرانہ تسلط ہو- بلکہ وہ ذات پاک وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور دنیا کی سب چیزیں تمہارے لیے پیدا کیں- تاکہ تم اس سے منافع حاصل کرو- ورنہ خدا کو بھی کوئی چیز کام آتی ہے؟ چارپائے ہیں تو تمہارے لیے نباتات ہیں تو پھر تمہارے لیے جمادات ہیں تو تمہاری خاطر تمہاری خاطر زمین پیدا کی زمین میں ہر قسم کی قوتیں ودیعت کیں- پھر تمہارے ہی فائدہ کو آسمان کا قصد کیا تو حسب ضرورت اس نے ان کو سات عدد بنا دیا- کسی پر چاند کسی پر سورج کسی پر کوئی ستارہ کسی پر کوئی- اس لیے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے جو کچھ مناسب مقتضائے علم ہوتا ہے وہی کرتا ہے- اس کے علم کامل کی شہادت علاوہ دلائل عقلیہ کے واقعات بھی بتلا رہے ہیں یاد تو کر جب اس مالک الملک تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ زمین پر اپنا ایک نائب بنانے کو ہوں-

(فرشتوں سے کہا) یہ پہلا ہی موقع ہے کہ قرآن کریم میں فرشتوں کا صریح ذکر آیا ہے- چونکہ زمانہ حال کے محققوں نے اس مسئلہ میں بھی عجیب قسم کا اختلاف نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ جملہ ادیان (یہود و نصاریٰ) سے بھی بلاوجہ پیدا کیا ہے اس لیے اس موقع پر ہم بھی اگر کسی قدر تفصیل سے لکھیں تو ہمارا حق ہے- فرشتہ کا لفظ (جسے عربی میں ملک اور ملائکہ کہتے ہیں) اصلی توانہیں معنی میں اطلاق ہوتا ہے جس کو عام مسلمان بلکہ یہود و نصاریٰ اور عرب کے مشرک سمجھا کرتے تھے کہ خدا کی ایک مخلوق ہے جو گناہوں سے پاک اور اللہ کے حکم کی تابعدار- اس کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں کہ کسی کا زمین سے تعلق ہے کسی کا آسمان سے آسمان والے بحکم الٰہی زمین پر آجاتے ہیں اور زمین والے آسمان پر جاسکتے ہیں- ان کو خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ہوا کی طرح مرئی اور مشاہد نہیں ہوتے ہاں جب چاہیں اپنی شکل یا کسی آدمی کی صورت میں دکھائی دے سکتے ہیں- وہ انبیاء پر خدا کا پیغام لاتے ہیں- اگر کوئی قوم سرکشی کرے تو اس کی ہلاکت بھی بحکم الٰہی انہیں کے ہاتھوں سے ہوتی ہے- یہ خلاصہ ہے ان معنوں کا جس پر اہل ادیان فرشتہ بولتے ہیں مگر مشرکین عرب میں ایک بات زائد تھی کہ وہ ملائکہ کو بوجہ ان کے مستور ہونے کے خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم نے ان کی مذمت کے موقع پر فرمایا "**وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا**" اور اس قول کے رد کے لئے ارشاد فرمایا "**ام خلقنا الملائکۃ اناثا وھم شاھدون**" یہود و نصاریٰ کی کتابیں توریت انجیل تو اس مضمون سے پر ہیں- احادیث نبویہ میں تو اس کا ذکر بتصریح ہے کہ حضرت جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ کلبیؓ صحابی کی صورت میں آیا کرتے تھے غرض ان معنی سے کسی مسلمان نہ کسی یہودی نہ عیسائی کو انکار ہے کہ فرشتے خدا کی ایک مخلوق جداگانہ ہیں- ہم انھیں نہیں دیکھ سکتے مگر زمانہ حال کے محقق سر سید احمد خان ان معنی کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس سے سخت انکاری ہیں- چنانچہ اپنی تفسیر کی جلد اول کے صفحہ ۴۹ پر رقمطراز ہیں :-

"جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کی پیدا کی ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے"

تعجب ہے کہ سر سید اوروں پر تمسخر اور ہنسی تو اڑادیا کرتے ہیں کہ ہمارے مفسرین کو بے دلیل کہنے کی عادت ہے- فلاں قول امام رازی کا بے دلیل ہے فلاں توجیہ بیضاوی کی بے ثبوت مگر خود کہتے ہوئے یہ قاعدہ ہی بھول جائیں کہ دعوی پر دلیل پیش کرنا بھی کوئی شے ہوتا ہے- سید صاحب اس پر کیا دلیل ہے کہ ملائکہ سے مراد انسان کے قوی ہیں- حالانکہ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فرشتوں کو اعلان کیا جاتا ہے کہ جب ہم آدم کو پیدا کریں گے تو تم نے اسے سجدہ کرنا ہوگا اس سے مراد آپ نوع انسان ہی مراد لے لیں- اور اس قصہ کو ایک فطری تمثیل ہی کیوں نہ کہیں- بہر حال یہ تو آپ کو ماننا ہوگا انسان سے فرشتوں کا (یا بقول آپ کے قوی کا) وجود پہلے تھا- تو پھر فرمادیں کہ کسی شے کے عوارض کو (جو وجود میں بہر حال اس سے مؤخر ہوں) مقدم سمجھ کر ایک مضمون گانٹھنا فرضی نہیں تو اور کیا ہے؟ جیسے آپ بھی صفحہ ۴۳ پر شاعرانہ جھوٹ فرما چکے ہیں- نیز کفار کا درخواست کرنا کہ اس رسول کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترتا جو اس کے ساتھ ساتھ ہو کر لوگوں کو ڈراوے بالکل بے معنی ہے اس لیے کہ قوی انسانیہ کا (جو بقول آپ کے ملائکہ ہیں) ظاہر ہو کر کسی کو ڈرانا کیا معنی؟ وہ تو ایسے مستور ہیں کہ ان کا بذات خود ظاہر اور مشاہدہ ہونا ہی مشکل بلکہ محال ہے- ہاں آپ کا ابو عبیدہ کے شعر

لستَ[۱] بانسی ولکن بملاك تنزل فی جو السماء بصوب

سے استدلال کر کے اس امر کا ثبوت دینا کہ عرب قدیم اور آنحضرتؐ کے زمانہ کے مشرک قوی پر ملک کا لفظ بولا کرتے تھے- بہت ہی تعجب انگیز ہے جان من کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ قائل کا مذہب بھی یہی ہو کہ مینہ برسانے پر فرشتے مقرر ہیں- اور ممدوح کو ان فرشتوں سے تشبیہ دیتا ہو- جیسا کہ عرب کے شعر کا عموماً دستور ہے- چنانچہ ایک شاعر نے اپنی محبوب کو چاند سے تشبیہ دے کر کہا ہے

لا تعجبوا[۲] من بلا غلالته قد زرا زراره علی القمر

اس قسم کی تشبیہیں تو کوئی عرب ہی کا خاصہ نہیں- آپ نے اردو کا شعر بھی سنا ہوگا

رات کو کس نے ہے خورشید درخشاں دیکھا وہ نہ آئیں شب دورہ تو عجب کیا ہے

دیکھیے یہاں پر شاعر نے ایسا مبالغہ کیا ہے کہ محبوب کو ہو بہو سورج ہی بنادیا- پھر آپ کا اس آیت قرآنی **قالوا لو لا انزل علیه ملك ولو انزلنا ملكا لقضی الامر ثم لاینظرون ولو جعلنه ملكا لجعلنه رجلا وللبسنا علیهم ما یلبسون** کو نفی وجود ملائکہ بالمعنی المتعارف میں پیش کرنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے خوش قسمتی سے جو دلیل آپ کے مخالف کی ہوتی ہے اسے شاید یاد بھی نہ ہو- آپ اسے اپنی سمجھ کر پیش کر دیتے ہیں- بھلا اگر ملک کا اطلاق قوی ملکوتیہ پر ہے تو آیت کے کیا معنی ہوں گے کہ اس رسول پر قوی کیوں نہیں اتاری گئیں- جس کا جواب ملتا ہے کہ اگر ہم قوی ملکوتیہ اس رسول کو بناتے تو ضرور اس رسول کو (یا ان قوی کو) بشر بناتے پھر بھی تم کو وہی شبہ ہوتا جو ہو رہا ہے سبحان اللہ اس قرآن دانی اور فہم معانی کے کیا کہنے- حضرت اول تو کفار کو کیسے خبر تھی کہ اس رسول کے قوی نہیں جن کے نزول کی انہوں نے درخواست کی- درخواست سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی شئے مرئی اور مشاہدہ کی تھی جو بالکل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہو- قوی کا مرئی ہونا کیا معنی؟ پھر جناب باری کی طرف سے یہ جواب ملنا کہ اگر ہم قوی ملکوتیہ اس رسول کو بناتے تو ضرور بشر ہی بناتے- کیسا منطبق ہوگا- سید صاحب آپ بھولے کیوں پھرتے ہیں- اس آیت کی تفسیر تو دوسری آیت سورہ فرقان کی کر رہی ہے- "**لو لا انزل علیه ملك فیكون معه نزیرا**" تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو کسی شے مرئی کی خواہش تھی چنانچہ اسی سورت کی دوسری آیت میں اس سے بھی واضح بیان ہے "**قال الذین لا یرجون لقاء نا لولا انزل علینا الملئكت اونری ربنا**" اس سے صاف روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے کہ واقعی کفار کو کسی چیز قابل دید کی درخواست تھی جبھی تو جناب باری

۱؎ (ای ممدوح) تو آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے جو آسمان سے بارش اتارتا ہے ۲؎ میرے محبوب کے دامن کہنہ ہونے سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ قمر ہے اور اس کا لباس کتان ہے جو قمر کو پہنایا گیا ہے

نے ان کے جواب میں "یوم یرون الملئکت لا بشری یومئذ للمجرمین" فرمایا- اگر شے مرئی کی درخواست نہ ہوتی تو جواب میں رویت کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے پس ثابت ہوا کہ کفار عرب ملک کے لفظ کو کسی شے مرئی پر بولتے تھے- جو قوی ملکوتیہ کی طرح نہیں ہو سکتیں- کیونکہ وہ مرئی اور مشاہد نہیں ہیں پھر سر سید کا کہنا کہ "جہاں تک ہم نے تفتیش کی ہے قدیم عربوں کے لفظوں ملک یا ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیوں کا ہے ثابت نہیں ہوا" بالکل بے معنی ہے اس لیے کہ اول تو عدم علم سے عدم شے کا لازم نہیں آتا- ممکن ہے کہ ہو اور ان کو نہ ملا ہو- اور اگر واقع میں قدیم عرب نے ملک کا لفظ اس معنی مشہور میں استعمال نہ کیا ہو تو کیا حرج ہے جبکہ آنحضرت کے زمانہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے مشرکین ملک کے یہی معنی سمجھتے تھے اور اسی کے موافق ان کی درخواست بھی تھی جس کا جواب بھی یہی جتلا رہا ہے کہ جناب باری کو ہی اس معنی سے انکار نہیں تو پھر یہ عذر تار عنکبوت سے کچھ زاید قوت بھی رکھتا ہے؟ اس کی مثال شروع میں صلوٰۃ زکوٰۃ ہے- ان لفظوں کو قدیم عرب سے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ انہی معنی میں اطلاق کرتے تھے- جن میں کہ اب ہو رہے ہیں- دوسری مثال اس کی ہماری زمانہ میں پریس لیمپ وغیرہ ہیں کسی تحریر میں اگر پریس اور لیمپ کا ذکر ہو تو کوئی شخص اس عذر سے اس کے معنی بدلنے چاہے کہ قدیم ہند میں ان لفظوں کو ان معنی میں نہیں بولتے تھے- جن میں بعد انگریزی رواج کے بولے جاتے ہیں- تو کیا اس کی یہ وجہ قابل شنوائی اہل دانش ہو گی؟ ہرگز نہیں پھر بھلا اگر قدیم عرب ملک کو معنی متعارف پر نہ بولتے ہیں اور آنحضرت علیہ السلام کے عہد رشد مہد میں اس کا رواج ان معنی میں ہوا ہو جس کو آنحضرت بلکہ خود خدا نے مسلم رکھا تو معتبر نہ ہو گا- فتفکر- باقی رہا آپ کا کلام مقصود اور غیر مقصود میں فرق کرنا سو یہ بھی قطع نظر فی الجملہ غلطی کے اس جگہ نہیں چل سکتا- اس لیے کہ یہاں پر ملائکہ کا ذکر (حسب تقریر آپ کے) غیر مقصود نہیں بلکہ عین مقصود ہے کیونکہ وجود ملائکہ پر کسی امر کی تعلیق نہیں جو اس کو غیر مقصود کہا جائے بلکہ ایسے امر کی خبر ہے- جو قرآن کریم کا مطلب اصلی ہے یعنی ثبوت قیامت اگر فرمادیں کہ قرآن کریم میں بہت سی جگہ کفار کے خیالات مان کر بھی ان کو توحید سکھائی گئی ہے تو گزارش ہے کہ یہ مشرکین عرب کا بھی عندیہ نہیں تھا کہ ایک دن ایسا ہو گا کہ اس میں ہم ملائکہ کو دیکھیں گے اور وہ روز جزا بھی ہے بلکہ وہ تو اسی وجہ سے قرآن پر خفا تھے کہ یہ قیامت کیوں بتلاتا ہے ءاذا متنا وکنا ترابا ذالك رجع بعید اس کا شاہد عدل ہے- ہمیں تعجب ہے کہ سید صاحب یہ مانتے ہیں کہ "ہمارے پاس کسی ایسی مخلوق کے ہونے سے جو کسی قسم کا جسم وصورت بھی نہ رکھتی ہو جو ہم کو نہ دکھائی دیتی ہو انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں" صفحہ ۴۲ پھر فرشتوں کے ایسا ہونے سے کیوں انکاری ہیں نہ صرف انکاری بلکہ ان کے نفع پر بزعم والا دلائل بیان کرتے ہیں- گو ان دلائل کا حاصل یہی ہوتا ہے

دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا حافظ   نوش وارد نے کیا اثر سم پیدا

اگر یوں فرمادیں کہ میرا انکار تو جب ہی تک ہے کہ قرآن سے فرشتوں کا ثبوت بمعنی متعارف ہو- اگر قرآن کی کسی آیت سے ان کا وجود مستقل ثابت ہو جائے گا تو مجھے بھی تسلیم سے انکار نہیں جیسا کہ صفحہ ۱۴۲ سے مفہوم ہوتا ہے- اور یہی تقاضا ایمانی ہے تو گزارش ہے کہ آپ اگر انصاف سے غور کریں اور قرآن کو اس طور سے پڑھیں جس طور سے عرب کے رہنے والے سیدھے سادھے جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا تھا پڑھتے اور سمجھتے تھے- انہی کی لغت پر بھروسہ کریں تو مطلب بالکل صاف ہے اور اگر آمنت باللہ کو بی بی امنت کا بلا بتلادیں تو خیر دیکھو تو کیسے صریح لفظوں میں فرشتوں کا ثبوت ملتا ہے قال عز من قائل "جاعل[1] الملئکة رسلا اولی اجنحت مثنی وثلث ورباع یزید فی الخلق ما یشاء" سر سید اور ان کے اتباع بتلادیں اور ہماری معروضہ بالا گزارش کو زیر نظر رکھیں کہ ملائکہ کا رسول ہونا بلکہ پردار ہونا بھی ثابت ہے یا نہیں یہ اس پر بھی آپ بے پر کی اڑائیں تو اختیار

---

[1] خدا فرشتوں کو دو دو تین تین چار چار پروں والے رسول بناتا ہے اس سے زیادہ بھی جس قدر چاہے پیدا کر دیتا ہے

فِی	الْاَرْضِ	خَلِیْفَةً	،	قَالُوْٓا	اَتَجْعَلُ	فِیْهَا	مَنْ
نائب بنانے والا ہوں		وہ بولے کیا		آپ ایسے شخص کو		نائب بناتے ہیں	جو

یُّفْسِدُ	فِیْهَا	وَیَسْفِكُ	الدِّمَآءَ	ۚ	وَنَحْنُ	نُسَبِّحُ
اس میں	فساد کرے	اور خون	بہائے	اور	ہم تیری	خوبیاں بیان

بِحَمْدِكَ	وَنُقَدِّسُ	لَكَ	،	قَالَ	اِنِّیْٓ	اَعْلَمُ	مَا	لَا
کرتے ہیں	اور تجھے پاکی سے	یاد کرتے ہیں		خدا نے کہا	یقیناً	میں جانتا		ہوں

تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰
جو تم نہیں جانتے

جو سب دنیا کی آبادی پر حکمرانی کرے- اور تمام اشیاء اس کی تابعدار ہوں یعنی آدم اور اس کی اولاد یہ معلوم کر کے کہ اس نائب حکومت میں ہر قسم کی خواہشات بھی ہوں گی وہ بولے کہ اس کے اجزاء عناصر اربعہ تو آپس میں متضاد ہیں ایسی ترکیب کی شے سے بے جا جوش اور خون خرابے کچھ بعید نہیں- کیا آپ ایسے شخص کو نائب حکومت بناتے ہیں جو اس زمین میں فساد کرے اور خون بہائے- اگر خلیفہ بنانا ہی منظور ہو تو ہم خاکساران خدام قدیمی اس منصب کیلئے ہر طرح سے قابل ہیں- اس لیے کہ ہم تو علاوہ اخلاص قلبی کے تیری خوبیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور تجھے پاکی سے یاد کرتے ہیں- علاوہ اس کمال عملی کے ہم میں کمال علمی بھی پایا جاتا ہے کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں- چونکہ ان کا یہ ضمنی دعوی کہ ہر چیز کو جانتے ہیں بالکل غلط تھا- اس لیے خدا نے اس کو کئی طرح سے غلط کیا- پہلے تو یہ کہا کہ یقیناً میں جانتا جو تم نہیں جانتے جس نیابت کے لیے انسان کو بنایا جاتا ہے اس نیابت کی اس میں قابلیت ہے-

---

آریہ قوم کی غلطی : (اور آدم کو سب نام سکھائے) اس آیت کے متعلق بھی نافہموں نے بہت ہی ہاتھ پاؤں مارے ہیں مگر بعد غور ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ان کی نافہمی اور تعصب کے نتائج ہیں- قرآن کریم اپنے معانی بتلانے میں بالکل صاف ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کے سمجھنے اور سمجھانے والے ہر زمانہ میں موجود رہے اور ہیں اور ہوں گے- ہماری ہمسایہ قوم آریہ نے اس کے متعلق بہت سے ورق سیاہ کیے ہیں جن کے دیکھنے سے اس قوم کی شوخی اور نئے جوش کا اندازہ ہوتا ہے- افسوس کہ اس قوم نے باوجود دعوی توحید کے جس کی وجہ سے یہ لوگ اسلام سے بہت ہی قریب ہوگئے تھے- بجائے فہم و فراست کے تعصب اور ضد سے کام لیا- اس آیت کے متعلق ان کے اعتراضات حسب تفصیل ذیل ہیں-

(۱) خدا نے فرشتوں سے مشورہ کیا جس سے اس کی بے علمی ثابت ہوتی ہے-

(۲) باوجودیکہ فرشتوں نے جواب معقول دیا مگر خدا نے (معاذ اللہ) اپنی ہی بات پر ہٹ کی جس کا نتیجہ آخر وہی ہوا جو فرشتوں نے کہا-

(۳) خدا نے فرشتوں سے (معاذ اللہ) دھوکہ کیا- کہ ان کے مقابل آدم کو سب نام بتلا دیے اور مقابلہ کرا لیا- اگر یہی نام فرشتوں کو بتلا دیتا تو وہ بھی بتلا سکتے تھے- آدم کی اس میں کون سی بزرگی ہے-

جواب: میں کہتا ہوں سب آفتوں کی جڑ یہی ہے کہ متکلم سے اس کے کلام کے معنی دریافت کرنے سے پہلے ہی اس پر رائے زنی کی جائے- اور آپ ہی آپ اس کی شرح کر کے حاشیہ چڑھایا جاوے-

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ

اور | آدم | کو | سب | چیزوں | کے | نام | بتائے | پھر

دوم عملی طور سے اس کو غلط کیا کہ آدم کو بعد پیدائش سب چیزوں کے نام سکھائے پھر وہ

اس آیت کے معنی جن کی طرف ہم نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے- سمجھنے ہی سے سب اعتراضات اٹھ جاتے ہیں- جو دراصل اپنے ہی دل کے غبارات ہیں- پہلے یہی غلط کہ خدا نے مشورہ کیا مشورہ نہیں کیا تھا- بلکہ اس امر کے متعلق ان فرشتوں کو ایک حکم سنانا تھا- اس کے اعلان کرنے کو یہ اظہار کیا- چنانچہ اسی قصہ کو دوسرے مقام پر یوں بیان کیا ہے "انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین" یہ مشہور ہے کہ "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان" پس اس قاعدہ کلیہ سے اس آیت نے اس آیت کی پوری تفسیر کر دی ہے کہ فرشتوں پر اس امر کا ظاہر کرنا اس غرض سے تھا کہ ایک حکم کی ان کی اطلاع دی جائے- یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں "انی جاعل فی الارض خلیفت کہہ کر ما تقولون فی هذا الامر" نہیں کہا جو مشورہ کا دستور ہے جیسا کہ بلقیس بیگم نے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اپنا خیال ظاہر کر کے ماذا تامرون کہا تھا-

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ

رموز مملکت خویش خسرواں دانند   گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا اور انك انت العلیم الحكیم کہہ کر قصور فہم کا اعتراف کیا- تیسرے سوال کا جواب بھی میں نے تفسیر میں ادا کر دیا ہے- یعنی یہ کہ فرشتوں نے علاوہ اپنی پاکی اور بزرگی جتلانے کے دعوی ہمہ دانی بھی کیا تھا یعنی نسبّح بحمدك ونقدس لك کے علاوہ ونعلم الاشیاء كلها بھی کہا تھا- اس لیے کہ صرف بزرگی زہد تو خلاف کو مستلزم نہیں- جب تک کہ ثبوت عملی نہ ہو- قرینہ اس حذف کا یہ ہے کہ فرشتوں کے دعوی تقدیس اور زہد پر جناب باری کی طرف سے انبئونی باسماء هولاء ان كنتم صدقین ارشاد ہے اگر فرشتوں کی طرف سے دعوی علم نہ ہوتا تو یہ بالکل اس کے مشابہ ہوتا ہے جو کسی مولوی صاحب نے کسی دہقانی کو سمجھایا کہ تہ بند ٹخنوں سے اونچا رکھ وہ بولا کہ تیرے باپ نے دعوت کی تھی تو نمک زاید نہیں ڈال دیا تھا؟ مولوی صاحب نے پوچھا- اس قصہ کو میرے وعظ سے کیا تعلق- دہقانی بولا تعلق ہو یا نہ ہو بات سے بات نکل آتی ہے- سو اگر فرشتوں نے دعوی علم نہ کیا ہوتا- تو بجائے لا علم لنا کہنے کے یہ کہتے کہ صاحب اس سوال کو یہاں کیا علاقہ؟ ہمارا دعوی زہد ہے- اور سوال ہم سے علم کا- چہ خوش! ؎

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

پس یہ ارشاد ہوا انبئونی اور ان كنتم صدقین جب ہی درست اور مناسب ہو سکتا ہے کہ فرشتوں نے کوئی دعوی علمیت بھی کیا ہو- جس کے جواب میں ان کی غلط فہمی رفع کرنے کو یہ ضروری ہوا کہ حضرت آدم کو سب نام سکھائے جائیں- تا کہ انہیں معلوم ہو کہ بہت سے امور ایسے بھی ہیں جنھیں ہم نہیں جانتے جبھی تو اس الزام کے بعد سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا پکار اٹھے اور اپنے نقصان علم کے مقر ہوئے اب بتلاویں مدعی ست گواہ چست والا معاملہ ہے یا نہیں؟ اور فہم قرآن سے بے نصیبی کے آثار ہیں یا کچھ اور؟ رہا شیطانی جھگڑا سو اس کا جواب "ختم اللہ" کے حاشیہ میں دے آئے ہیں

فتذکر

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

وہ فرشتوں کو دکھا کر کہا کہ ان اشیاء کے نام تم مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ

تو وہ بولے تو پاک ہے ہم کچھ نہیں جانتے مگر اسی قدر جو تو نے ہم کو سکھایا ہے بیشک تو ہی بڑے علم اور حکمت والا ہے کہا

يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

اے آدم تو ان کو ان چیزوں کے نام بتلادے پس اس نے ان کو ان چیزوں کے نام بتلائے تو خدا نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا

اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

کہ میں آسمان و زمین کی سب چھپی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہیں اور چھپاتے ہو وہ بھی جانتا ہوں

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

اور جب ہم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی تعظیم کرو پس سب نے تعظیم کی مگر شیطان

اس عملی مقابلہ سے عاجز آکر وہ بولے کہ بے شک ہمارا علم ناقص ہے تو سب نقصانوں سے پاک ہے۔ ہمارا خیال ہمہ دانی غلط ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے مگر اسی قدر جو تم نے ہم کو سکھایا ہے۔ بے شک ہمیں یقین ہے کہ تو ہی بڑے علم اور حکمت والا ہے جو کچھ تو کرتا ہے اس میں کمال درجہ کی حکمت ہوتی ہے اور اس حکمت کو بھی کماحقہ سوا تیرے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد ان کا بقیہ گمان دفع کرنے کو آدمؑ سے کہا کہ اے آدمؑ تو ان کو ان چیزوں کے نام بتلادے پس جب حسب ارشاد خداوندی اس (آدم علیہ السلام) نے ان کو ان چیزوں کے نام بتلائے اور فرشتوں نے سب ماجرا بچشم خود دیکھا اور جان لیا کہ ہمارا زعم کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں غلط ہے تو خدا نے تنبیہاً ان کو خطاب کر کے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان وزمین کی سب چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو وہ بھی جانتا ہوں اور ایک واقعہ بھی اس کے متعلق قابل شنید ہے جو گویا اس بیان کا تتمہ ہے سنو جس سے ہمارا کمال علمی ظاہر ہو جائے گا سوچو تو سہی کہ جب ہم نے تمام فرشتوں اور ان کے اتباع کو معہ ان کے حکم دیا تھا کہ آدم کی بزرگانہ تعظیم کرو پس سب نے تعظیم کی۔ مگر شیطان اس سے اترایا اور اپنے جی میں بڑا

(تعظیم کرو) اس آیت کے متعلق بھی ہمارے نامہربان پڑوسی آریہ وغیرہ نے دانت پیسے ہیں اور طرح طرح سے بے سمجھی کے سوالات کئے ہیں اور نئی توحید کے نشہ میں معلم التوحید قرآن شریف پر اعتراض کیے ہیں کہ وہ بت پرستی اور شرک سکھاتا ہے چنانچہ فرشتوں سے آدم کو سجدہ کروایا۔ کعبہ کو بجوایا۔ موسیٰ نے آگ کو پوجا۔ طرفہ یہ کہ شیطان نے بوجہ توحید کے جو اس کو پہلے سے تعلیم ہوئی تھی سجدہ نہیں کیا۔ تو اس کو لعنتی گرداناد غیرہ وغیرہ باقی آیات کا جواب تو اپنے موقع پر آئے گا بالفصل ہم اس آیت کے متعلق ان کی سمجھ کا پھیر بتلاتے ہیں بھلا آدم کو سجدہ عبودیت کا تھا یا کچھ اور۔ اگر عبودیت کا تھا تو قرآن بے شک شرک تعلیم کی دیتا ہے اور اول درجہ کا مشرک ہے لیکن ایسا نہیں۔ بلکہ ایک تعظیمی سجدہ تھا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں سلام تعظیم کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر یہ عبادت ہوتا تو شیطان اپنی معذوری اور جواب دہی میں انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين نہ کہتا۔ بلکہ صاف کہتا کہ جناب والا یہ کیا انصاف ہے کہ ہمیں ایک طرف تو شرک سے روکا جاتا ہے اور دوسری طرف اسی شرک کی تعلیم ہوتی ہے کیونکہ وہ تو بڑا ہی شیطان ہے اسے تو یہ عذر ضرور ہی سوجھنا چاہیے تھا جب کہ اس کے شاگردوں کو ایسی سوجھتی ہے کہ پناہ بخدا۔ تو پھر استاد کو ایسی کیوں نہ سوجھی بلکہ اس نے تو ایک معنی سے یہ سجدہ خود ہی جائز سمجھا۔ کیونکہ وہ اپنے رکنے کی وجہ سے بتلا رہا ہے کہ میں اس سے اچھا ہوں

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اترایا اور بڑا بن بیٹھا اور منکروں سے ہوگیا اور ہم نے کہا اے آدم تو اور تیری بیوی اس باغ میں رہو اور

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اس میں کھلا جہاں سے چاہو کھاتے مگر اس درخت کے قریب نہ جاؤ (نہیں تو) ظالم ٹھہرو گے

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

پس شیطان نے ان کو اس سے لغزش دی اور ان نعمتوں سے جن میں وہ دونوں رہتے تھے نکلوا دیا۔ ہم نے کہا تم پستی میں اتر جاؤ تم ایک دوسرے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝

کے دشمن ہوگے زمین میں تمہارے لئے ٹھہرنے کو جگہ اور زندگی تک گزارہ ہے

بن بیٹھا اور اپنے غرور میں اس حکم کے منکروں سے ہو گیا۔ جب ہی تو اپنے کیے کی پاداش کو پہنچا کہ بوجہ حسد بے جا کے ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوا۔ اس کے بعد بجائے اس کے کہ اس کے حسد سے آدم کا کچھ بگڑتا اسی کی عزت افزائی ہوئی گویا وہ ہمارا مہمان ہوا اور ہم نے کہا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی حوا اس باغ جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں چاہو کھلا کھاتے پھرو مگر اس انجیر کے درخت سے ایسا پرہیز کریو کہ اس کے قریب بھی نہ جائیو نہیں تو ظالم ٹھہرو گے پس آخر کار شیطان نے ان کو اس جنت سے لغزش دی اور غلطی کرا کر ان نعمتوں سے جن میں وہ دونوں بیوی خاوند رہتے تھے نکلوا دیا جب ان سے غلطی ہوئی تو ہم نے بھی کہا۔ تم اس جنت سے پستی میں اتر جاؤ اس لیے کہ قطع نظر اس عداوت اور شرارت کے جو شیطان نے تم سے کی خود تم آئندہ نسلوں کے لوگ آپ میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور بہشت ایسے دشمنوں کے لیے نہیں ہے کیا تم نے نہیں سنا

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

پس تم اس سے نکل جاؤ اور زمین پر جا رہو اس میں تمہارے لیے ٹھہرنے کو جگہ اور زندگی تک گزارہ بھی مہیا ہے

اس لیے اسے سجدہ نہ کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمؑ کو جو اسکے خیال میں اس سے ادنیٰ تھا۔ اسکو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو شیطان کو اپنے لیے سجدہ کروانے میں کسی طرح کا تامل نہ ہوتا اور نہ تعلیم توحید اس سے مانع ہوتی۔ پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ محض ان معنی میں تھا جیسے کسی سردار یا نواب کو ماتحت ایک خاص وقت میں حاضر ہو کر سلام کیا کرے جس سے اس سردار کی رفعت اور ماتحتوں کی وفاداری کا ثبوت ہوتا ہے جو شیطان کو پسند نہ آیا۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۳۷﴾

پھر آدم نے اپنے خدا سے چند باتیں سیکھیں پس اللہ نے اس پر رحم کیا بیشک وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِیۡعًا ۚ فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّكُمۡ مِّنِّیۡ هُدًی فَمَنۡ تَبِعَ هُدَایَ

ہم نے کہا تم سب اس سے نیچے ہی اترے رہو۔ پس اگر میری طرف سے تم کو ہدایت پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کے تابع ہوں گے

فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ

سو نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے اور جو لوگ منکر ہوں گے اور ہماری نشانیاں جھٹلائیں گے وہ

اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ

آگ کے قابل ہوں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے اے بنی اسرائیل تم میری نعمتیں یاد کرو جو میں نے تمہیں دیں

اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ وَاِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾

اور میرے وعدہ کو پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا پس تم مجھ ہی سے ڈرو

ع

اس حکم کے مطابق نیچے تو آ گئے چونکہ ان سے یہ قصور واقع میں سہوا ہوا تھا نہ عناداً۔ اس لیے وہ ہمیشہ اس کے تدارک میں لگے رہے اور رحمت الٰہی بھی ان کی یہ حالت دیکھ کر موجزن ہوئی پھر آخر کار آدم نے اپنے خدا کے الہام سے چند باتیں سیکھیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ اے[1] خدا ہم سے سہوا غلطی ہو گئی تو ہی رحم والا مہربان ہے۔ پس اللہ نے اس پر رحم کیا اس لیے کہ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بعد اس رحم کے حسب دستور آدم نے اپنا مسلوبہ مقام حاصل کرنا چاہا اور دخول جنت کی درخواست کی تو ہم نے کہا یہ نہ ہوگا بلکہ مناسب یہ ہے کہ اب تم سب یعنی آدم حوا اور ان کی اولاد اس باغ سے نیچے ہی اترے رہو پس اس حکم میں تبدیلی نہ ہوگی ہاں ایک ذریعہ تمہارے دخول جنت کے لیے ہم بتائے دیتے ہیں وہ یہ کہ اگر میری طرف سے تم کو کوئی پیغام ہدایت پہنچے تو جو لوگ تم میں سے اس میری ہدایت کے تابع ہوں گے سو وہ بیشک جنت کے قابل ہوں گے نہ ان کو کچھ خوف ہوگا نہ وہ غم کریں گے۔ اور جو لوگ اس ہدایت کے منکر ہوں گے اور علاوہ اس ہدایت کے ہماری ہدایت کی نشانیاں جھٹلادیں گے وہ ہرگز جنت میں نہ جاویں گے بلکہ جہنم کی آگ کے قابل ہوں گے نہ صرف چند روز بلکہ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہیں گے اس امر کو اور لوگ بھولیں تو بھولیں۔ مگر افسوس یہ کہ تم اے نبی اسرائیل اہل علم ہو کر بھی بھولتے ہو۔ حالانکہ میں نے تم پر کئی احسانات کیے اور ہر طرح کی نعمتیں بھی عطا کیں۔ ہمیشہ تم میں رسول بھی بھیجے زمین کا تم کو حاکم بھی بنایا پس تم میری نعمتیں یاد کرو جو میں نے تمہیں دیں اور میرے وعدہ کو جو اس رسول آخر الزمان کے متعلق خاص کر تم سے لیا ہوا ہے کہ جب وہ آئے تو اس پر ایمان لانا۔ اسے پورا کرو اس کے عوض میں میں بھی تمہارا وعدہ بخشش کا پورا کروں گا۔ اس ایفائے عہد اور ایمان لانے میں تنگی معاش کی فکر نہ کرو۔ رزق دینے والا میں ہوں۔ پس تم مجھ ہی سے ڈرو جو تمہاری تنگی اور ثروت کا مالک ہوں پس تم مجھے ہی متولی امور جانو

[1] ربنا ظلمنا انفسنا کی طرف اشارہ ہے

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا

اور میری اتاری ہوئی کتاب کو مانو جو تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ اور سب سے پہلے منکر نہ بنو اور میرے حکموں کے بدلے

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

حقیر مال نہ لیا کرو فقط مجھ ہی سے ڈرو۔ اور سچ کو جھوٹ سے نہ ملاؤ اور نہ جان بوجھ کر حق

الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ

کو چھپاؤ اور نماز پڑھو اور زکوۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر

الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ

رکوع کیا کرو کیا لوگوں کو بھلی باتیں بتلاتے ہو اور اپنے آپ کو باوجود کتاب پڑھنے کے بھلاتے ہو؟

الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ

کیا تم ہوش نہیں کرتے ؟ صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگا کرو بیشک یہ بہت بھاری ہے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝

مگر اللہ سے ڈرنے والوں پر نہیں

اور میری اتاری ہوئی کتاب کو مانو جو تمہاری ساتھ والی کتاب تورات کی تصدیق کرتی ہے۔ اور اس کی اصلیت کو مانتی ہے اور اگر تم نے انکار کیا اور تم کو دیکھ کر اور لوگوں نے بھی یہی وطیرہ اختیار کیا تو ان سب کا گناہ تمہاری جان پر ہو گا پس مناسب ہے کہ مان لو اور سب سے پہلے منکر نہ بنو اور اس وعدہ کو پھیر پھار کر اپنے ماتحتوں سے میرے حکموں کے بدلہ میں دنیا کا حقیر مال نہ لیا کرو۔ آخر کتنا کچھ لو گے سب کا سب بمقابلہ ان نعمتوں کے جو نیک بندوں کو آخرت میں ملنے والی ہیں۔ دنیا کا سارا مال بھی تھوڑا اور ذلیل ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ حق کے اختیار کرنے میں کسی سے مت ڈرو فقط مجھ ہی سے ڈرو جو میں تمہارے عذاب اور رہائی پر قادر ہوں۔ جھوٹی تاویلیں کر کے سچ کو جھوٹ سے نہ ملاؤ۔ اور نہ جان بوجھ کر دنیاوی منافع کے لیے حق کو چھپایا کرو۔ اور سیدھے سادھے مسلمان ہو کر نماز پڑھو اور مسلمانوں کی طرح مال کی زکوۃ بھی دیا کرو اور سب دینی کاموں کو چستی سے ادا کیا کرو بالخصوص نماز میں تو ایسے چالاک ہو جاؤ کہ پانچویں وقت پڑھو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر رکوع کیا کرو یعنی باجماعت ادا کیا کرو تاکہ تمہارے دین کا اظہار پورے طور سے ہو بجائے اس کے تم الٹے نابلد ہو رہے ہو۔ کیا لوگوں کو بھلی باتیں بتلاتے ہو؟ گرجوں اور دیگر معبدوں میں لوگوں کو اپنے خیال کے مطابق اچھے کام بتلاتے ہیں اور اپنے آپ کو باوجود کتاب پڑھنے کے بھلاتے ہو۔ کیا تم ہوش نہیں کرتے ؟ ہم پھر مکرر تمہیں کہتے ہیں کہ لوگوں سے مت ڈرو اس لیے کہ یہ شرک خفی ہے بلکہ اگر تم کو کوئی تکلیف آوے تو تم اس کے دفع کرنے میں صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد مانگا کرو اس لیے کہ تکلیف میں صبر کے ساتھ جب آدمی مستقل ہو کر خدا سے دعا کرتا ہے تو ضرور ہی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ ہاں ظاہری اسباب سے منہ پھیر کر یہ مدد چاہنا اور صبر کرنا بیشک کارے وارد خاص کر ایسی حالت میں نماز پڑھنا اور نماز کے ساتھ مدد چاہنا تو بہت بھاری ہے مگر اللہ سے ڈرنے والوں پر بھاری نہیں

شان نزول

لے بعض علماء یہود کا شیوہ تھا کہ جب ان سے کوئی قریبی رشتہ دار آنحضرت کے حالات سے سوال کرتا تو اس پر اسلام اور آنحضرت کی صداقت ظاہر کرتے اور خود اسی کفر پر اڑے رہے۔ انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

جو اس بات کا پختہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مولا سے ضرور بدلہ پائیں گے

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا

اور اسی کی طرف جائیں گے اے بنی اسرائیل میرے احسان یاد کرو

يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ

جو میں نے تم پر کئے اور یہ کہ میں نے سب جہان کے لوگوں پر تم کو بزرگی دی اور اس دن

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

سے ڈرو جس میں کوئی نفس کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس کی سفارش بھی قبول نہ ہوگی اور اس سے عوض بھی

سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

نہ لیا جائے گا اور نہ اس کو کسی قسم کی مدد پہنچے گی اور جب ہم نے تم کو فرعونیوں سے چھڑایا جو تم کو برے برے عذاب

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو جان سے مار ڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے اور اس میں خدا کی طرف سے

کیونکہ وہ ہر کام علت العلل خدا ہی کو جانتے ہیں اگر وہ ظاہری اسباب کی طرف بھی رخ کرتے ہیں تو ان کا انجام بھی خدا ہی کے سپرد کرتے ہیں اس لیے کہ یہ لوگ ایسے ہی پاکیزہ خیال ہیں جو بات کا پختہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ اس تکلیف کے عوض میں اپنے مولا سے نیک بدلہ ضرور پاویں گے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ مر کر بھی وہ اسی کی طرف جائیں گے افسوس اے بنی اسرائیل کی قوم تم ایسے نہ ہوئے حالانکہ میں (خدا) نے تم پر ہر طرح سے احسان بھی کیے اور کچھ نہیں کر سکتے ہو تو میرے احسان ہی یاد کرو جو میں نے تم پر کیے دنیا میں عزت دی کہ ملک کا حاکم بنایا اور دین میں بھی تم کو سب کا پیشوا بنایا- خلاصہ یہ کہ میں نے سب جہان کے لوگوں پر تم کو بزرگی دی کیا احسان کا شکریہ یہی ہے کہ جو کر رہے ہو- اب بھی باز آؤ اور اس دن سے ڈرو جس میں کوئی نفس کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا نہ اس کو تکلیف خود اٹھا سکے گا اور نہ سفارش کر سکے گا- اور اگر فرضاً کرے بھی تو اس کی سفارش بھی قبول نہ ہوگی اور اگر اپنی نیکیاں دے کر بھی دوسرے کو چھڑانا چاہے گا تو اس سے عوض بھی نہ لیا جائے گا بلکہ جو کچھ دنیا میں اس نے کیا ہوگا اس کی پوری جزا سزا پاوے گا نہ اس میں کسی طرح کی تخفیف ہوگی اور نہ کمی اور نہ ان مجرموں کو کسی قسم کی مدد پہنچے گی اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعونیوں یعنی اس سے اور اس کی فوج سے چھڑایا تھا جو ہر طرح سے تم کو برے برے عذاب پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو جان سے مار ڈالتے اور لڑکیوں کو زندہ اپنی خدمت کروانے کو چھوڑتے- اس واقع میں خدا کی طرف سے تم پر بڑا احسان ہے کہ ایسے ظالم کے پنجہ سے بچا کر اصل ملک میں تم کو پہنچا دیا اور راہ میں بھی تم پر ہر طرح سے احسان کیے جب تمہارے لیے ہم نے دریا کو پھاڑا پس تم کو ڈوبنے سے بچایا-

---

سرسید کی پانچویں غلطی : (دریا کو پھاڑا) اس آیت میں اللہ سبحانہ بنی اسرائیل کو وہ نعمت یاد دلاتا ہے جو تمام دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر تھی یعنی ان کے دشمن فرعون کی ہلاکت اور ان کی نجات پھر وہ بھی ایسے طرز سے کہ قدرت خداوندی کے نشانات بینہ ظاہر ہوں وہی پانی جس میں سے بنی اسرائیل باوجود بے سامانی کے بچ کر صاف نکل گئے اسی میں فرعون مع اپنے جرار لشکر کے باوجود سامان کثیر کے ڈوبا- اس پر (کہ بنی اسرائیل کی خاطر

مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ

تم پر بڑا احسان ہے اور جب تمہارے لئے ہم نے دریا کو پھاڑا اور تم کو بچایا

وَاَغۡرَقۡنَآ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہی غرق کر دیا

اور تمہارے دشمن فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے ہی اسی میں غرق کر دیا اور اس نجات بدنی کے بعد تمہاری روحانی نجات کے اسباب بھی مہیا کیے

خدا نے دریا پھاڑا تھا جس میں سے وہ بسلامت چلے گئے اور فرعون اسی میں ڈوبایا گیا) قرآن کریم اور تورات دونوں متفق ہیں مگر سر سید احمد خان بہادر نے اس میں بھی بہادری دکھائی کہ سرے سے منکر ہی ہو بیٹھے کہ قرآن کریم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ کی خاطر دریا پھٹا تھا- بلکہ یہ تو ہمارے علما نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق یہودیوں سے ایسی روایتیں لے کر قرآن کی تفسیر میں جڑی ہیں- حالانکہ نہ کوئی دریا پھٹا اور نہ کوئی خلاف عادت معجزہ ظہور میں آیا تھا بلکہ اس دریا کی سمندر کی طرح عادت ہی تھی کہ مدوجزر چڑھنا اترنا آنا فانا اس میں ہوا کرتا تھا- پس رات کو جب موسیٰ بنی اسرائیل سمیت وہاں سے گزرے تھے اس وقت خشک تھا اور جب فرعون گزرنے لگا تو اتفاقا چڑھ گیا- (جلد اول ص ۹۹)

چونکہ اصل وجہ انکار سید صاحب کی اس واقعہ سے یہ ہے کہ یہ واقعہ خرق عادت ہے اس لیے ہم سب باتوں سے پہلے خرق عادت کے امکان یا محال ہونے پر گفتگو کرتے ہیں تا کہ سید صاحب کی بناء فاسد علی الفاسد خوب واضح ہو جائے- خرق یا خلاف عادت پر سپر نیچرل اس کو کہتے ہیں جو قوانین مروجہ کے خلاف جو جیسے پانی کا نیچے کی طرف جانا ایک قانون مروج ہے اگر پانی اوپر کی طرف کو جائے یا باوجود نیچے جگہ ہونے کے ٹھہر جائے تو خلاف عادت کہا جائے گا- یا مثلا آگ کا کام جلانا ہے اگر بلا مانع ظاہری نہ جلائے تو خرق عادت ہو گا بحث اس میں ہے کہ یہی مروجہ قوانین قدرتی قانون ہیں یا ان کے سوا اور بھی ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ خدا کے جتنے کام ہیں سب اپنے اپنے اسباب سے وابستہ ہیں مگر ان سب قوانین پر کوئی فرد بشر مطلع نہیں ہو سکتا مثلا پیدائش کے متعلق اسکا قانون ہے کہ بکری کا بچہ مثلا چار ٹانگ اور دو سینگ اور دو آنکھوں والا ہوتا ہے مگر باوجود اس کے لکھنو کے عجائب خانہ میں بکری کے بچے کی شبیہ ایسی ملتی ہے جس کی ایک ہی آنکھ ماتھے پر ہے اور بس تو کیا یہ خلاف قانون ہے؟ اس کے لیے بھی ضرور کوئی قانون ہو گا- مگر ہمیں اس کی اطلاع نہیں- ٹھیک اسی طرح ایسے امور جو حضرت انبیاء علیہم السلام سے بطور معجزہ کے ظاہر ہوتے ہیں ان کے لئے بھی مخفی اسباب ہوتے ہیں- ان اسباب میں سے نبوت یا رسالت کا مجہول الکیف تعلق بھی ایک سبب ہے جس کی کیفیت ہماری سمجھ سے بالا ہے- مگر حقیقت میں تو وہ اپنے ہی اسباب سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان اسباب پر عامہ مخلوق کو اطلاع نہیں ہوئی بلکہ عوام کے نزدیک جو ان افعال کے اسباب ہیں ان کے خلاف یہ امور ہوتے ہیں اس لیے ان کو خرق عادت یا سپر نیچرل کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں سپر نیچرل نہیں ہوتے بلکہ عین نیچرل ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ دنیا کے معمولی قانون مروج کے خلاف بھی ہونا کوئی محال امر نہیں- اسی کا نام معجزہ ہے کہ ایک امر خلاف قانون مروجہ مگر ممکن بالذات کا وقوع بلا اسباب مدعی نبوت سے وقوع پزیر ہو- ایسے امر ممکن بالذات کی اگر کوئی مخبر صادق خبر دے تو اس کے تسلیم کرنے میں چون وچرا کرنا فضول ہے-

پس بعد اس تمہید کے ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ معجزہ عبور موسیٰ کا جو ایک امر ممکن ہے واقع بھی ہوا ہے یا نہیں اور اس کے واقع ہونے کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے یا نہیں اور توریت میں بھی جو اس زمانہ کے واقعات کی مخبر ہے جس کو سید صاحب بھی غیر محرف مانتے ہیں اس امر کا ثبوت ہے یا نہیں- پس سنئے پہلی آیت سورہ بقرہ میں ہے جس کے الفاظ شریفہ یہ ہیں "**واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون**" اس آیت کا سیاق ہی بتا رہا ہے کہ بنی اسرائیل پر کسی بڑے احسان کا جتلانا منظور ہے جب ہی تو فرما دیا کہ ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑا اور

تمہیں بچایا اور تمہارے دشمن کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کچھ ایسے طور سے ہوا ہوگا جسے احسان بھی کہہ سکیں افسوس کہ سید صاحب اس سیاق کلام سے غافل ہو کر کہتے ہیں کہ

"اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے دریا کے جدا ہو جانے یا پھٹ جانے کو خلاف قانون قدرت قرار دیا جا سکے" (صفحہ ۷۶)

حالانکہ یہ بات صریح لفظوں میں ہے کہ تمہارے لیے ہم نے دریا کو پھاڑا- اور تمہیں نجات دی- اور تمہارے دشمن فرعون کو اس میں غرق کیا اور اس کے سیاق سے احسان جتلانا مفہوم ہے مگر اس بلاوجہ انکار کا علاج کیا- بھلا صاحب یہ لفظ نہ سہی جس سے خلاف قانون قدرت پھٹنا معلوم ہو- لیکن اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس فعل سے غرض بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون کی ہلاکت تھی- پس اس سے بھی آپ کے جوار بھاٹ کو کسی قدر صدمہ پہنچے گا- کیونکہ جوار بھاٹ کی نسبت جو ہمیشہ سے ہوتا آیا تھا ایسا فرمانا کہ ہم نے تمہارے لیے کیا اور اس کرنے سے تمہاری نجات علت غائی تھی بالکل بے معنی ہے- اور بنی اسرائیل پر کوئی احسان نہیں-

دوسری آیت سورہ شعرا میں ہے "**اوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاك البحر فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم**" اس آیت میں صاف ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ سے کہا کہ تو اپنی لکڑی دریا پر مار پس وہ اس کے مارنے سے ایسا پھٹ گیا کہ اس کا ایک ایک ٹکڑہ بڑے بڑے ڈھیر کی طرح ہو گیا- باوجودیکہ یہ آیت نہایت ہی اپنے معنے (دریا کے پھٹنے) میں صاف تھی مگر سید صاحب نے اس کو بھی ٹیڑھی کھیر بنانا چاہا- چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"اس آیت میں ضرب کے معنی زدن کے نہیں بلکہ رفتن کے ہیں اور البحر پر فی محذوف ہے- پس صاف معنی یہ ہوئے کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو کہا کہ اپنی لاٹھی کے سہارے سے سمندر میں چل- وہ پھٹا ہوا ہے یا کھلا ہوا ہے یعنی پایاب ہو رہا ہے" (صفحہ ۸۸ جلد اول)

یہ توجیہہ سید صاحب کی دیکھ کر مجھے ایک حکایت زمانہ طالب علمی کی یاد آئی جس سے یہ ثابت ہوگا کہ ایسے حذف محذوف نکالنا بالکل اس کے مشابہ ہے کہ "ملاں آں باشد کہ چپ نشود" جن دنوں میں "فیض عام" کانپور میں پڑھتا تھا ایک طالب علم سے جو میرے ساتھ صدرا وغیرہ میں شریک تھے میں بھولے سے پوچھ بیٹھا کہ "انه تعالیٰ جد ربنا" کے کیا معنی ہیں وہ بولے کہ بڑا ہے دادا ہمارے رب کا- میں نے کہا کہ باپ ہی نہیں تو دادا کہاں؟ فرمانے لگے کہ بڑے کے معنی ہیں بہت بلندی پر یعنی معدوم اور یہ دلیل اِنی ہے کہ باپ ہی نہیں- آخر کار میں خاموش ہو گیا-

اسی طرح سید صاحب کی عادت شریفہ ہے کہ کیسی ہی صریح عبارت دکھلاؤ- خواہ مخواہ اسے ٹیڑھی بنائیں گے- بھلا صاحب کسی شعر عرب کا بھی حوالہ دیا؟ یا کسی مستند شخص کے قول سے استشہاد بھی کیا؟ اگر فرماویں کہ حروف جارہ کا حذف جائز ہے تو گزارش ہے کہ ہمیشہ نہیں ورنہ فرماویں کہ صلی فی المسجد سے فی کو حذف کر کے **صلی المسجد** کہنا بھی جائز ہے یا دعا لہ سے جارہ کو محذوف کر کے دعاہ کہنا- پھر اس سے وہی معنی سمجھنا جو دعا لہ کا مفہوم ہیں درست ہے؟ اصل یہ ہے کہ آپ چونکہ ہمیشہ سے بے دلیل کہنے کے عادی ہیں- اس لیے ایسی باتیں آپ سے کچھ بعید نہیں جتنی چاہیں کہے جائیں مثلاً مشہور ہے "جہاں سو وہاں ایک پر سوہاں" ایک دلیل آپ کی قابل ذکر ہے جہاں فرمایا کہ

"فی کے حذف ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ اسی قصہ کو سورہ طہ میں "**فاضرب لهم طریقا فی البحر یبسا**" فرمایا پس ایک جگہ لفظ فی مذکور ہے تو یہی قرینہ باقی مقامات میں اس کے محذوف ہونے کا ہے"

پھر کہا

"شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے "پس برو برائے ایشاں در راہ خشک" یعنی شاہ صاحب نے ضرب کے معنی زدن کے نہیں لیے رفتن کے لیے" (جلد اول صفحہ ۹۸)

میں کہتا ہوں اس دلیل سے سر سید کا مطلب ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ ایک جگہ اگر حرف جر مذکور ہو تو دوسری جگہ بھی اسی کو قرینہ بنا کر محذوف مانا جائے- یہ جب ہے کہ طریق بیان اور مطلب ایک ہو- الا اگر مطلب بدل جائے تو کلا و ہر گز نہیں مثلاً ایک جگہ دعاہ ہے اور دوسری جگہ دعا لہ ہو تو یہاں حرف جر کا مذکور ہونا پہلے میں اثر نہ کرے گا اس طرح ان اضرب بعصاك البحر میں راستہ بنانے کا بیان ہے اور فاضرب لهم طريقا في البحر میں اس راہ چلنے کا حکم ہے- چنانچہ شاہ صاحب کا ترجمہ ہی اس کا محاکم بناتا ہوں- جس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ آپ نے جو ترجمہ نقل کیا ہے وہ غلط ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں" بس بساز برائے ایشاں راہ خشک در دریا" دیکھو حمائل مطبوعہ انصاری دہلی- اور ایک نسخے میں تو بالکل ہی آپ کے دعوی کی تردید ہے کہ شاہ صاحب نے ضرب کے معنی رفتن کے کئے ہیں "بزن برائے ایشاں" دیکھو حمائل مطبوعہ ہاشمی میرٹھ- ہاں ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ آپ کا منقولہ ترجمہ بھی ایک قرآن مطبوعہ فاروقی دہلی میں ہے- لیکن دو نسخے اس سے مخالف ہیں- اس مخالفت کا فیصلہ اگر کثرت نسخ کے اعتبار سے آپ منظور کریں تو ہمیں مفید ہے ورنہ اذا تعارضا تسا قطا تو نتیجہ لازمی ہے- پس آپ کا دونوں آیتوں کے ملانے سے ضرب کے معنی دونوں جگہ چلنے کے لینا اور فی کو محذوف ماننا ہر گز صحیح نہیں دونوں آئتیں اپنا اپنا مطلب ادا کرنے ہیں بالکل واضح ہیں ان اضرب والی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ دریا کو اپنی لکڑی سے مار تاکہ وہ راہ بن جائے اور فاضرب لهم طريقا کے معنی بنا"ان کے لیے دریا میں خشک راستہ" پس کچھ ضرور نہیں کہ ضرب کے معنی دونوں جگہ چلنے کے لئے جاویں- یا ایک جگہ لینے سے دوسری جگہ لینے ضرور ہو جائیں- ہر ایک آیت اپنے اپنے معنی بتلانے میں جداگانہ ہے- پھر آپ نے جو فانفلق کی توجیہہ میں تحریر یا تحریف فرمائی ہے انصاف سے کہیں وہ اس قابل ہے کہ عالم کی زبان سے نکلے- چونکہ آپ کی اس موقع کی ساری درافشانی اہل علم کے ملاحظہ کے قابل ہے- اس لیے میں اسے من و عن نقل کرتا ہوں

(قولہ) انفلق ماضی کا صیغہ ہے اور عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ماضی جزا میں واقع ہوتی ہے تو اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں- اگر ماضی اپنے معنی پر نہیں رہتی بلکہ شرط کی معلول ہوتی ہے تو اس وقت اس پر "ف" نہیں لاتے- اور جب کہ وہ اپنے مضمون پر باقی رہتی ہے اور جزا کی[1] معلول نہیں ہوتی- تب اس پر "ف" لاتے ہیں- جیسے کہ اس مثال میں ان اکرمتنی فاکرمتك امس یعنی اگر تعظیم کرے گا تو میری تو میں تیری تعظیم کر چکا ہوں- اس مثال میں جزا (یعنی گزشتہ کل میں تعظیم کا کرنا) شرط کا معلول نہیں ہے- کیونکہ وہ اس سے پہلے ہی ہو چکی تھی اسی طرح اس آیت میں سمندر کا پھٹ جانا یا زمین کا کھل جانا ضرب کا معلول نہیں ہے" (جلد اول صفحہ ۸۲)

سید صاحب کیا فرماتے ہیں کہاں شرط اور جزا کا مسئلہ اور کہاں یہ سورت اور آپ کی کہاں مثال سچ ہے

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

بقول شیعہ اہل بیت معصوم تھے مگر آج تو آپ نے ان کی خوب ہی تغلیط کی- اول[2] تو یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ ماضی اپنے معنوں میں رہ کر جزا واقع ہو سکتی ہے- بلکہ وہ دلیل بر جزا ہوتی ہے- جزا نہیں آپ کوئی مثال ایسی نہ بتلا سکیں گے جس میں ماضی اپنے معنوں میں رہ کر جزا واقع ہوئی پس آپ کا مثال میں ان اکرمتنی فاکرمتك امس پیش کرنا بھی غلط ٹھہرا اس لیے کہ اس مثال میں بھی فاکرمتك امس جزا نہیں بلکہ دلیل بر جزا ہے- جیسا کہ متنبی کے اس شعر میں

---

[1] سر سید کی عبارت اسی طرح ہے غالباً سہو کاتب ہے- صحیح شرط ہے-

ع اصل یہ ہے کہ عربی زبان میں دلیل بر جزا کو جزا کے قائم مقام کر دیا کرتے ہیں اس لیے اس کو مجازاً جزا کہا جاتا ہے حقیقت میں جزا محذوف ہوا کرتی ہے

ان تفق الانام وانت منهم
فان المسك بعض دم الغزال

یا آیت کریمہ ان یسرق فقد سرق اخ له ہاں ان معنوں سے صحیح ہو سکتی ہے۔ جو ہم نے حاشیہ پر لکھے ہیں۔ مگر ان کو یہاں علاقہ ہی نہیں۔ سید صاحب اس طرح کے ہاتھ پاؤں مارنے سے بجز اس کے کہ اہل علم میں ہنسی ہو کچھ فائدہ نہیں عالموں سے غلطی بھی ممکن ہے۔ مگر عالم کا فرض ہے کہ کہتے ہوئے اپنی تقریر کو مخالفانہ نظر سے دیکھے۔ ورنہ محبت تو ایسی بلا ہے کہ اپنا کانا بیٹا بھی سنوانکھا دکھاتی ہے۔

ہاں ایک توجیہ آپ کی عبارت کی ہو سکتی ہے۔ شاید آپ نے اپنے جی میں وہی رکھی ہو جو (بقول نواب محسن الملک مرحوم) خدا کو بھی نہ سوجھی[1] ہو۔ کہ تقدیر کلام یوں ہے۔ ان اضرب بعصاك البحر ان ضربت نجوت فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم (یعنی بقول آپ کے) ہم نے موسیٰ سے کہا کہ دریا میں اپنی لکڑی کے سہارے چل۔ اگر چلے تو بچ جائے گا۔ اسلیے کہ وہ دریا کھلا ہوا اور پایاب ہے پس اس صورت میں یہ فانفلق اگرچہ جزا نہیں۔ مگر دلیل بر جزا جسے مجازاً جزا کہیں تو ہو سکتا ہے۔ سو اگر یہی آپ کی مراد ہے تو شاباش میرے نام ہے جس نے آپ کے مدعا کو جو در بطن قائل کا مصداق تھا ظاہر کیا۔ مگر اس پر بھی گزارش ہے کہ اول یہ بتلادیں کہ اگر اتنی بڑی عبارت کا حزف جائز رکھا جائے اور ہر جگہ اس ٹوٹے پھوٹے ہتھیار کو پیش کیا جائے تو کوئی مسئلہ بھی قرآن کریم کا ثابت ہو سکتا ہے؟ ہر ایک جگہ یہی قاعدہ جاری ہو گا کہ یہ حذف ہے وہ حذف ہے۔ حتی کہ مطلب ہی حذف ہے۔

دوم یہ کہ سیاق کلام کے بھی مخالف ہے کیونکہ سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بطور نتیجہ کے ہم کو سنایا جاتا ہے اسی لیے آگے کے جملوں کو اس پر عطف کرتے گئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "فكان كل فرق كالطود العظيم وازلفنا ثم الاخرين وانجينا موسىٰ ومن معه اجمعين ثم اغرقنا الاخرين" اور سب سے اخیر کیا ہی مختصر نتیجہ نکالا ہے ان فی ذالك لایت وما كان اكثرهم مومنین یعنی موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے بچانے اور فرعون کے غرق کرنے میں بڑی نشانی ہے۔ کہ خدا کی قدرت کاملہ اور تصرف الامور کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ (مثل سید صاحب کے) اسے نہیں مانتے۔ پس جب یہ کلام بطور نتیجہ کے ہمیں سنایا جاتا ہے تو فانفلق سے لے کر اخیر تک حضرت موسیٰ کو خطاب نہیں اور کسی طرح نہیں ہو سکتا

تیسری آیت سورہ طہ کی ہے "اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب لهم طریقا فی البحر یبسا" یعنی موسیٰ کو ہم نے پیغام بھیجا کہ تو ہمارے بندوں کو رات ہی سے لے چل پھر ان کے لیے دریا میں راستہ خشک بنا۔ یہ آیت بھی جتلا رہی ہے کہ اس دریا کے عبور کرنے میں حضرت موسیٰ کے فعل کو بھی دخل ہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ کو کیوں حکم ہوتا کہ تو ان کے لیے خشک راستہ بنا۔ غضب یہ کہ اس آیت کو سید صاحب اپنے دعوی ان اضرب بعصاك البحر میں حذف "فی" کا قرینہ بتاتے ہیں جس کا جواب ہم پہلے دے آئے ہیں پس بعد اللتیا واللتی ہم اس دعوی پر کہ حضرت موسیٰ کا عبور خرق عادت تھا۔ جو قرآن کے صریح الفاظ سے ثابت ہوتا ہے توریت سے بھی جسے سید صاحب غیر محرف غیر لفظی مانتے ہیں شہادت پیش کرتے ہیں تاکہ سید صاحب کو حسب عادت قدیمہ کوئی عذر نہ رہے کہ کتب سابقہ میں اس کا ذکر نہیں اس لیے قابل تاویل ہے۔ توریت کی دوسری کتاب سفر خروج ۱۴ باب ۱۹ آیت سے اخیر تک مذکور ہے

"خدا کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے چلا جاتا ہے۔ پھر اور ان کی پشت پر آرہا اور بدلی کا ستون ان کے سامنے سے گیا اور انکی پشت پر جا ٹھہرا اور مصریوں اسرائیلی لشکر کے بیچ میں آیا اور وہ ایک اندھیری بدلی ہو گئی۔ پر رات کو روشن ہوئی۔ سو تمام رات ایک لشکر دوسرے کے نزدیک نہ آیا۔ پھر موسیٰ نے دریا پر ہاتھ بڑھایا۔ اور خداوند نے یہ سبب بڑی پوربی آندھی کے

[1] نواب محسن الملک سید مہدی علی صاحب نے تہذیب الاخلاق میں سرسید کو کسی امر کی نسبت لکھا تھا کہ آپکو وہ باتیں سوجھتی ہیں جو خدا کو بھی نہ سوجھیں اس لفظ میں اسی طرف اشارہ ہے

تمام رات میں دریا کو چلایا- اور دریا کو سکھایا اور پانی کو دو حصہ کیا- اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گزر گئے اور پانی کی ان کے داہنے اور بائیں دیوار تھی اور مصریوں نے پیچھا کیا- اور ان کا پیچھا کیے ہوئے دستے اور فرعون کے سب گھوڑے اور اس کی گھوڑیاں اور اس کے سوار دریا کے بیچوں بیچ تک آئے اور یوں ہوا کہ خداوند نے پچھلے پہر اس آگ اور بدلی کے ستون میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور اور مصریوں کی فوج کو گھبرا دیا اور ان کی گاڑیوں کے پہیوں کو نکال ڈالا ایسا کہ مشکل سے چلتی تھیں- چنانچہ مصریوں نے کہا آؤ اسرائیلیوں کے منہ پر سے بھاگ جائیں- کیونکہ خداوند ان کے لیے مصریوں سے جنگ کرتا ہے- اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنا ہاتھ دریا پر بڑھا تاکہ مصریوں اور ان کی گاڑیوں پر اور ان کے سواروں پر پھر آوے اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ دریا پر بڑھایا اور دریا صبح ہوتے اپنی قوت اصلی پر لوٹا اور مصری اس کے آگے بھاگے اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک کیا اور پانی پھرا اور گاڑیوں اور سواریوں اور فرعون کے سب لشکر کو جو ان کے پیچھے دریا کے بیچ آئے تھے چھپالیا اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑا- پر بنی اسرائیل خشک زمین پر دریا کے بیچ میں چلے گئے اور پانی کی ان کے داہنے بائیں دیوار تھی سو خدا نے اس دن اسرائیلیوں کو مصریوں کے ہاتھ سے یوں بچایا اور اسرائیلیوں نے مصریوں کی لاشیں دریا کے کنارے پر دیکھیں اور اسرئیلیوں نے بڑی قدرت جو خداوند نے مصریوں پر ظاہر کی دیکھی اور لوگ خداوند سے ڈرے تب خداوند کے بندے موسیٰ پر ایمان لائے"

پس ثابت ہوا کہ اس واقعہ (عبور موسیٰ) کے خرق عادت ہونے کے بیان میں قرآن کریم سے توریت نے نہ صرف اجمالی اتفاق کیا ہے بلکہ اس طرح کہ اس کی کیفیت مفصل بیان کی ہے پھر نہیں معلوم سرسید کو باوجود توریت کو غیر محرف ماننے کے کونسا امر باعث ہے کہ ان دونوں کتابوں (قرآن اور توریت) کے ظاہری اور صریحی الفاظ سے مخالفت کر رہے ہیں- ہاں میں بھولا دو امر ان کو باعث ہیں- ایک تو وہی پرانی لکیر کا پیٹنا- یعنی سپر نیچرل (خلاف قانون قدرت) نہیں ہو سکتا جس کا مفصل جواب گزر چکا- دوسرا مانع ایک نقلی امر ہے جس کو آپ بطلیموس سے نقل کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

"معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جب بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا. بحر احمر ایسا قہار سمندر نہ تھا- جیسا کہ اب ہے گو اس زمانہ کا صحیح جغرافیہ ہم کو نہ ملے مگر بہت پرانا جغرافیہ جو بطلیموس نے بنایا تھا مع اس کے نقشہ جات کے جو بطلیموس کے جغرافیہ کے مطابق بنائے گئے ہیں خوش قسمتی سے ہمارے پاس موجود ہے اور اس میں. بحر احمر کا بھی نقشہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بطلیموس کے زمانہ تک. بحر احمر میں تیس چھوٹے بڑے جزیرے موجود تھے اور یہ صاف دلیل اس بات کی ہے کہ اس زمانہ میں. بحر احمر ایسا قہار سمندر نہ تھا- جیسا کہ اب ہے یا جیسا کہ ہمارے علمائے اسلام بارہ سو برس سے اس کو دیکھتے آئے ہیں. بحر احمر کی اس حالت پر خیال کرنے سے بالکل یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مقام جہاں سے بنی اسرائیل اترے بلا شبہ جوار بھاٹا کے سبب سے رات کو پایاب اور دن کو عمیق ہو جاتا ہو گا- الی ان قال مورخین کے قول کے بموجب بنی اسرائیل سن عیسوی سے دو ہزار پانسو تیرہ برس قبل. بحر احمر کی شاخ سے اترے تھے اور بطلیموس جس نے جغرافیہ لکھا ہے جس کو کلاڈس ثائی کہتے ہیں سنہ عیسوی کی دوسری صدی میں تھا- پس بنی اسرائیل کے عبور کرنے کے دو ہزار سات سو برس تک وہ جزیرے موجود تھے- یہ بطلیموس یونانی تھا- مگر مصر میں رہتا تھا اور اس لیے. بحر احمر کا حال جو اس نے لکھا ہے زیادہ اعتبار کے لائق ہے-" (جلد اول صفحہ ۱۰۰)

مگر سید صاحب (والہ) انصاف تو کریں کہ یہ ہتھیار ٹوٹا پھوٹا آپ کا کہاں تک کام دے سکتا ہے- آپ کی اس دلیل کو دیکھ کر مجھے محدثین رضی اللہ

عنہم کی دوراندیشی کی تصدیق ہوئی کہ اخیر عمر کے محدث کی روایت قابل حجت نہیں یا تو آپ جانتے ہیں کہ مقابل میں بقول آپ کے کوڑ مغز ملایان مساجد ہیں کہ ان کو کچھ بھی سمجھ نہیں۔ کہاں میرے کلام پر غور کریں گے اور کہاں حسن قبح سے واقف ہوں گے یا یہ خیال سمایا ہے کہ آخر بے خبروں سے ملک خالی نہیں بلکہ قریبا دو تہائی ایسے ہی ہیں بالخصوص مذہبی باتوں سے تو بالکل ناواقف۔ بھلا یہ تو فرمادیں اگر تاریخی واقعات پر پچھلے لوگ آپ کے کمالات اور قومی[1] خدمات کو معلوم کرنا چاہیں گے۔ تو منشی[2] سراج الدین احمد ایڈیٹر سرمور گزٹ کی تحریر (جو آپ کے حالات دیکھنے والے ہیں) انکے نزدیک زیادہ معتبر ہوگی یا ان مورخین کی جو تین ہزار برس بعد قریب قیامت ہوں گے؟ حاشاو کلا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی (رضی[3] اللہ عنہ وارضاہ) کے حالات دریافت کرنے کو تاریخ یمینی سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے جو واقعات کو بچشم خود دیکھتا یا دیکھنے والوں سے سنتا رہا۔ پس یہ قاعدہ ہمیشہ صحیح ہے اور ہونا چاہیے کیونکہ لیس الخبر کالمعاینتہ تو پھر تمام تواریخ سے وہ تاریخ جو حضرت موسیٰ کے دیکھنے والوں نے لکھی ہوگی۔ یعنی توریت کیوں معتبر نہ ہوتی۔ خاص کر آپ تو ضرور ہی مانیں گے کیونکہ جناب والا اس کی نسبت تحریف لفظی کے قائل نہیں۔ پس انصاف سے سید صاحب والہ بتلادیں اپنے نانا کے لحاظ ہی سے بتلادیں کہ توراۃ کی عبارت مذکورہ بالا کیا بتلارہی ہے۔ مجھے تعجب ہے سر سید کی تحقیقات پر کہ اس موقع پر انہوں نے توراۃ کا نام تک نہیں لیا۔ گویا کسی مسجد کے امام صاحب بن گئے کہ توراۃ انجیل کا پڑھنا پڑھانا بلکہ دیکھنا بھی حرام سمجھا۔ حالانکہ مطلب کیلئے توراۃ کو پیش نظر رکھ کر آیات قرآنی میں یہی تاویل یا تحریف کردیا کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو

واذ تکون کریھت ادعی لھا

واذا یحاس الحیس یدعی جندب

اے صاحب ہم اس کو بھی تسلیم کیے لیتے ہیں کہ بطلیموس نے بھی ٹھیک لکھا۔ مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ بنی اسرائیل کے لیے دریا نہیں پھٹا تھا۔ اول تو اس میں ذریا کے جوار بھاٹ ہونے کا کوئی ذکر نہیں اور میں کہتا ہوں۔ اگر صریح لفظوں میں بھی بطلیموس لکھ جاتا کہ میرے دیکھتے ہوئے اس دریا میں جوار بھاٹا ہوتا رہا تو بھی ہمیں مضر نہ تھا۔ اس لیے کہ تناقض کے لیے وحدت زمانہ کی بھی علماء منطق نے شرط لگائی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک شخص خبر دے کہ زید صبح کے وقت مسجد میں تھا۔ اور دوسرا بتلادے کہ شام کو بازار میں تھا۔ تو ان دونوں میں کسی قسم کا تناقض یا تدافع ہو۔ پس ممکن ہے کہ بطلیموس کے زمانہ میں جو قریبا تین ہزار برس بعد میں ہوا۔ بحر احمر میں جوار بھاٹ بقواعد علم جوالجی ہوگیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ کسی تاریخ سے بفرض محال اگر یہی ثابت ہو کہ زمانہ عبور بنی اسرائیل میں جوار بھاٹ تھا۔ تو بھی ہمارے دعوی کو مضر نہیں۔ ممکن ہے کہ ہو مگر جب بنی اسرائیل گزرے ہوں تو خاص ان کی خاطر خدا نے بہتے ہوئے دریا کو بند کردیا ہو چنانچہ واذ فرقنا بکم البحر فکان کل فرق کالطود العظیم بتلارہا ہے اور توریت کی عبارت مذکورہ اس کی مشرح کیفیت بتلارہی ہے میں حیران ہوں کہ سید صاحب کس بنا پر قرآن کریم کو الہامی کتاب مان کر ایسی تاویلات رکیکہ اور اغداء بارد ہ؟ کیا کرتے ہیں۔ اس پر بھی طرہ یہ کہ علماء کا لقب خشک ملا کوڑ مغز شہوت پرست آپ نے تجویز کررکھے ہیں

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر خدانخواستہ گر خشمگین ہوتے تو کیا کرتے

رہا آپ کا یہ اعتراض کہ اگر یہ واقعہ خلاف قانون قدرت واقع ہوا تھا۔ تو خدا تعالیٰ سمندر کے پانی ہی کو ایسا سخت کردیتا کہ مثال زمین کے اس پر سے چلے جاتے (جلد اول صفحہ ۷۱) اس کا جواب آپ نے خود ہی صفحہ ۱۹۲ پر دے کر اس تکلیف سے ہمیں سبکدوش فرمایا جزاك الله خیر الجزاء جہاں پر آپ نے سمت قبلہ کے اختیار کرنے اور دوسری جانب کو چھوڑنے کی ترجیح بلا مرجع کے سوال کو اٹھانا کو فرمایا ہے۔

[1] یہ مشہور مقولہ ہے۔ ورنہ میں تو سید صاحب کی قومی خدمات کا قائل نہیں بلکہ یہ جانتا ہوں کہ انہوں نے قوم کی قومیت کھودی ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو مسلمانوں کا درد تھا۔ مگر مسلمانوں کو ٹھیٹھ اسلام پر نہ رکھ سکے [2] منشی صاحب نے ایک دفعہ سرمور گزٹ میں سید صاحب کی سوانح عمری لکھنے کی نسبت ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اور سب احباب سے سید صاحب کے خطوط و دیگر تحریرات طلب کی تھیں۔ [3] سلطان محمود کے کمالات پر نظر کرنے سے مجبورا یہ دعا منہ سے نکلتی ہے مجھے امید ہے کہ ہر مسلمان ایسے پرجوش دیندار کے نام پر یہ کلمہ کہا کرے گا۔ کیونکہ شرع میں اس کی خصوصیت کسی قوم یا شخص کے ساتھ نہیں۔ عموما فقہا حتی کہ صاحب ہدایہ کی نسبت بھی اس کا استعمال آیا ہے۔

یہ شبہ بطور ایک شبہ عامتہ الورود کے ہو گا جسے تمام عقلا لغو اور بے ہودہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اگر بالفرض دو مساوی چیزوں میں سے ایک کے ترک اور ایک کے اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو تو جو شبہ اس پر وارد ہوتا ہے وہی اس وقت بھی وارد ہو گا۔ جبکہ مختار کو ترک اور متروک کو اختیار کیا جائے" (جلد اول صفحہ ۱۹۲)

پس اسی طرح کی یہاں صورت ہے آپ بتلادیں آپ کے سوال کا جواب وہی عقلاء کیا تجویز کریں گے۔ غالباً وہی لقب دیں گے جو آپ نے ایسے شبہ کیلئے تجویز فرمایا یعنی لغو اور بے ہودہ۔ علاوہ اسکے ہم اس شبہ کی لغویت اور طرح بھی ثابت کرتے ہیں کہ اگر اسی پانی کو ایسا سخت کیا جاتا تو آپ جیسے منکرین معجزات کو ایک قسم کی گنجائش مل جاتی کہ وہ پانی حسب نیچر سردی کی وجہ سے سخت ہو گیا ہو گا جیسا عموماً پہاڑوں میں ہوتا ہے کوئی سپر نیچرل (خرق عادت) معجزہ نہیں پس اسی بھید سے علام الغیوب خدا نے اس شق کو متروک اور اسکو اختیار کیا فالحمد للہ علی ذلک

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا تم بڑے

ظٰلِمُوْنَ ۞ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞ وَاِذْ اٰتَيْنَا

ظالم ہو پھر ہم نے بعد اس کے تم کو معاف کیا تاکہ تم شکر گزار بنو اور جب ہم نے

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیئے تاکہ تم راہ پاؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو

يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِئِكُمْ

تم نے بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے اپنے پر ظلم کیا پس تم اپنے خالق کی طرف جھک جاؤ

فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

اور ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے خالق کے ہاں بہتر ہے پس اس نے تم پر رحم کیا وہ تو بڑا ہی رحم کرنے والا نہایت

الرَّحِيْمُ ۞ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

مہربان ہے اور جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم تجھے ہرگز نہیں مانیں گے جب تک کہ خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں پس بجلی نے تمہارے

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۞

دیکھتے ہی تم کو پکڑ لیا

کہ حضرت موسیٰ کی معرفت تم کو کتاب دی اور ہدایت کی اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا کہ ہم تجھ کو چالیس دن بعد توریت دیں گے - وہ تو تمہاری خاطر کوہ طور پر کتاب لینے گیا - پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا - لگے اس کی منت منانے سچ پوچھو تو تم بڑے ظالم ہو کہ ایک بے جان کو تمام جہاں کا مالک سمجھ بیٹھے اور نہ جانا کہ یہ تو ہمارے ہی ہاتھوں کا بنا ہوا ہے باوجود ایسے قصور کے پھر بھی ہم نے بعد اس کے تم کو معاف کیا تاکہ تم شکر گزار بنو اور احسان یاد کرو جب ہم نے تمہاری ہی بھلائی کے لیے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ثبوت کیلئے بڑے بڑے معجزے بھی دیئے تاکہ تم دین کی سیدھی راہ پاؤ - اسی کتاب کی برکت تھی کہ تم نے بعض موقع پر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم نے بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے اپنے پر ظلم کیا اس کا علاج سوائے توبہ کے نہیں پس تم اپنے خالق کی طرف دل سے جھک جاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو جو بچھڑا پوجنے میں شریک نہیں ہوئے وہ شریک ہونے والوں کو ماریں یہ کشت و خون گو بظاہر تم کو برا معلوم ہوتا ہے لیکن تمہارے خالق کے ہاں یہی بہتر ہے تمہارے جھکنے ہی کی دیر تھی کہ اس مولانے بھی تم پر رحم کیا اس لیے کہ وہ تو بڑا ہی رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے - باوجود اتنی مہربانیوں کے بھی تم باز نہ آئے اور ہمارے رسول موسیٰ کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی ہی سے پیش آتے رہے چنانچہ وہ واقعہ بھی تمہیں یاد ہے کہ جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم تمہیں ہرگز نہیں مانیں گے جب تک خدا کو سامنے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں پس تمہاری اس گستاخی کا بدلہ تم کو یہ ملا کہ اسی وقت بجلی نے تمہارے دیکھتے ہی تم کو پکڑ لیا اور ہلاک کر ڈالا -

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ

پھر ہم نے بعد تمہاری موت کے تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور

اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ

من و سلوی تم پر اتارا اور اجازت دی کہ ہماری نعمتیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں اور ہم پر انہوں نے

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ

کوئی ظلم نہ کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں چلے جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو کھلم کھلا کھاتے پھرو اور

شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ

دروازہ میں جھکتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا کہ ہماری معافی ہو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکوکاروں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى

پر مزید عنایت بھی ہم کریں گے۔ پھر ظالموں نے بجائے اس کے کہ جو ان کو حکم ہوا تھا اور ہی بدل دیا پس ان ظالموں پر ہم نے ان

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

کے فسق کے سبب سے آسمان سے عذاب اتارا

پھر موسیٰ نے دعا کی اے اللہ میری قوم کے لوگ مجھ کو ملامت کریں گے تو اپنی مہربانی سے انہیں زندہ کردے۔ پھر ہم نے بعد تمہاری موت کے تمہیں زندہ کیا تاکہ تم اس نعمت کا شکر کرو اگر اسی موت سے مرے رہتے تو بسبب گناہ سابق کے سخت عذاب میں مبتلا ہوتے اب جو تم کو زندہ کیا تو اس سے توبہ کی گنجائش تم کو ملی پس اس نعمت کا شکر تم پر واجب ہوا مگر تم ایسے کہاں تھے کہ شکر گزار بنتے۔ اگر ایسے ہوتے تو اس نعمت کا شکر کرتے جب ہم نے جنگل بیابان میں تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور موسم برسات میں بارشیں کیں اور من سلوی بھی تم پر اتارا اور عام اجازت دی کہ ہماری نعمتیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ آخر کار اس نعمت کی بھی ناشکری تم سے ہوئی جس کا زوال بھی ان ناشکروں پر پڑا جسے انہوں نے بھگتا اور ہم پر اس ناشکری کی وجہ سے انہوں نے کوئی ظلم نہ کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور بھی سنو جب ہم نے کہا کہ اس بستی بیت المقدس میں چلے جاؤ۔ پھر اس شہر میں جہاں چاہو کھلم کھلا کھاتے پھرو۔ ہاں اتنی بات ضرور کہ تکبر نہ کرو اور شہر کے دروازہ میں بعاجزی جھکتے ہوئے داخل ہونا۔ اور یہ بھی کہے جانا کہ ہمارے گناہ کی معافی ہو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے نہ صرف معاف ہی کریں گے بلکہ جو لوگ توبہ ہی پر رہیں گے۔ اور اعمال نیک کریں گے ان نیکوکاروں پر مزید عنایت بھی ہم کریں گے۔ پھر بھی ہمارا حکم انہوں نے نہ مانا بلکہ ظالموں نے بجائے اس کے جو ان کو حکم ہوا تھا کچھ اور ہی بدل دیا۔ اپنا ہی گیت گانے لگے بجائے حطۃ (معافی) کے حنطۃ (گیہوں) کہنے لگے پس اس نافرمانی کا بدلہ بھی ان کو یہ ملا کہ ان ظالموں پر ہم نے خاص کر ان کے فساد اور فسق و فجور کے سبب سے آسمان سے عذاب اتارا جس سے وہ سارے کے سارے ہلاک ہوگئے ہم نے تو ان پر ہر قسم کی بندہ نوازی کی تھی مگر ان کی ☐ ہمیشہ فتنہ پردازی میں لگی رہیں۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا اور ہم نے حکم دیا کہ پتھر کو اپنی لکڑی مار

اور سنو جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے لیے ہم سے پانی مانگا اور ہم نے حکم دیا کہ پتھر کو اپنی لکڑی مار-

سرسید کی چھٹی غلطی: (پتھر کو اپنی لکڑی مار) اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کے ایک معجزے کا بیان فرماتا ہے مطلب اس آیت کا تو صرف اتنا ہے کہ حضرت موسیٰ کے پانی مانگنے پر ہم نے ان کو پتھر پر لکڑی مارنے کا حکم دیا- جب اس نے پتھر کو لکڑی سے مارا تو اس میں سے بارہ چشمے حسب تعداد قبائل بنی اسرائیل جاری ہوگئے- یہ واقعہ بعینہ توریت میں بھی اسی طرح مذکور ہے- توریت کی دوسری کتاب سفر خروج ۱۷باب اول آیت میں یوں ہے-

"تب ساری بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفروں میں خداوند کے فرمان کے مطابق سینا کے بیابان سے کوچ کیا اور فیدم میں ڈیرہ کیا-- وہاں لوگوں کے پینے کو پانی نہ تھا- سو لوگ موسیٰ سے جھگڑنے لگے اور کہا ہم کو پانی دے کہ پویں موسیٰ نے انھیں کہا تم مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو اور خداوند کا کیوں امتحان کرتے ہو- اور وہ لوگ وہاں پانی کے پیاسے تھے- سو لوگ موسیٰ پر جھنجھلائے اور کہا کہ تو مصر سے کیوں ہمیں نکال لایا کہ ہمیں اور ہمارے لڑکوں اور ہمارے مویشوں کو پیاس سے ہلاک کرے- موسیٰ نے خداوند سے فریاد کر کے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کروں وہ سب تو ابھی مجھے سنگسار کرنے کو تیار ہیں- خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگوں کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اپنے ساتھ لے اور اپنا عصا جو تو دریا پر مارتا تھا اپنے ہاتھ میں لے اور جا دیکھ کہ میں وہاں حورب کی چٹان پر تیرے آگے کھڑا ہوں گا- تو اس چٹان کو مار تو اس سے پانی نکلے گا- تاکہ لوگ پویں- چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کے سامنے یہی کہا اور اس نے اس لیے کہ بنی اسرائیل نے وہاں جھگڑا کیا تھا اور اس لئے کہ انہوں نے خداوند کو امتحان کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند ہمارے بیچ میں ہے کہ نہیں اس جگہ کا نام مسہ اور ریبہ رکھا" (یعنی امتحان کی جگہ)

گو یہ واقع بھی سیدھے سادھے الفاظ سے قرآن کریم میں مذکور ہے اور توریت میں اس کا مفصل ذکر ہے- مگر سرسید کو وہی پرانی سوجھی انہوں نے اس پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا اور یہ درفشانی کی

"حجر کے معنی پہاڑ کے ہیں اور ضرب کے معنی رفتن کے- پس صاف معنی یہ ہوئے کہ اپنی لاٹھی کے سہارے سے پہاڑ پر چل اس پہاڑ کے پرے ایک مقام ہے وہاں بارہ چشمے پانی کے جاری تھے جن کی نسبت خدا نے فرمایا فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا یعنی اس سے پھوٹ نکلتے ہیں بارہ چشمے" (جلد اول صفحہ ۱۱۲)

کاش کہ اسی پہاڑ سے ہی کہہ دیا ہوتا کہ منہ کی ضمیر مجرور اسی حجر کی طرف پھر جاتی ہیں- اس میں تو شک نہیں کہ جو کچھ مضمون سید صاحب تراش رہے ہیں- موجودہ الفاظ سے وہ معنی کسی طرح مفہوم نہیں ہوتے- رہا حذف حروف جارہ کا سو جب تک موجودہ عبارت معنی بتلانے میں بے غبار ہے اور وہ معنی فی نفسہ صحیح اور ممکن اور منقولات سے میرہن ہیں تب تک کسی قسم کا حذف بلا ضرورت جائز نہیں- اور اگر ایسے بلا ضرورت حروف جارہ کا حزف مانیں تو فرمایئے کہ من شهد منكم الشهر فليصمه سے اگر کوئی حرف جار کو حذف سمجھ کر تقدیر کلام فليصمه فيه بتلائے جس سے سارے مہینے رمضان کے روزوں کی فرضیت غیر ضروری ہو- بلکہ چند روزے رکھنے سے مکلف عہدہ برآ ہو سکے تو ایسے شخص کے جواب میں غالبا آپ بھی یہی کہیں گے کہ ایسے موقع پر جہاں کلام میں حذف ماننے سے موجودہ عبارت سے معنے ہی دگرگوں ہو جائیں حذف جائز نہیں اس لیے کہ حذف عبارت مثل مردار کے ہے- جب تک حلال (موجودہ عبارت) سے کام چل سکے- تب تک حرام (حذف) کی طرف خیال کرنا گویا بلا ضرورت مردار خوری

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا، قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ، كُلُوا وَاشْرَبُوا

تو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے ہر ایک شخص نے اپنا گھاٹ پہچان لیا ہم نے حکم دیا کھاؤ پیو

مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝

اللہ کے دیئے میں سے اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو

جب اس نے ماری تو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے اتنے ہی اس کی قوم کے مختلف قبائل تھے- لہذا ہر ایک شخص نے یہ جان کر کہ ہماری جماعتوں کے برابر ان چشموں کا شمار ہے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا- ہم نے بھی حکم دیا کہ کھاؤ پیو اللہ کے دئے ہوئے میں سے اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو- پھر اس نعمت کا بھی تم سے شکر نہ ہوا بلکہ الٹا کفران نعمت کیا پھر اسی پر بس نہیں اور سنو! جب ہم نے تم پر میدان بیابان میں من سلوی آسمان سے اتارا اور آرام سے تم کچھ مدت کھاتے رہے-

---

ہے سو ہماری طرف سے بھی یہی جواب باادب یا اس کے ہم معنی یالازم معنی گزارش ہوگا- اصل یہ ہے کہ سید صاحب کو ایسے مواقع میں ہمیشہ وہی سپر نیچرل (خلاف قانون قدرت) کی شکل در پیش آتی ہے جس کا جواب مفصل ہم اوفرقنا کے حاشیہ میں معروض کر آئے ہیں

گر قبول افتد زہے عزوشرف

علاوہ اس کے گزارش خاص یہ ہے کہ اتنا تو سر سید بھی مانتے ہیں کہ عناصر میں کون وفساد بھی ہونا نہ صرف ممکن بلکہ مشاہد ہے یعنی ہوا سے پانی اور پانی سے ہوا وغیرہ بنتی ہے- پس ممکن ہے کہ اس پتھر میں بھی جس سے بنی اسرائیل کے لیے پانی نکلا تھا کچھ اس قسم کے مسامات دقیقہ ہوں جن میں ہوا کی در آمد بر آمد ہوتی ہے- اور اس کے اندر پہنچ کر بہ سبب برودت کے پانی ہو کر بہہ جاتی- لیجئے صاحب آپ کا نیچرل بھی بحال رہا اور آیت کے معنی بھی آپ کی آفت سماوی سے محفوظ رہے- رہا یہ شبہ کہ اس میں زدن کو کیا دخل تھا جس کے مارنے کا حضرت موسیٰ کو حکم ہو رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم معجزے کی تعریف میں کہہ آئے ہیں کہ بغیر اسباب کے محض قدرت خداوندی سے ہوتا ہے گو کہ یہ ضروری ہے کہ اس کے اسباب بھی کچھ ہوں مگر چونکہ وہ ان اسباب سے جو عام طور پر بطور عادت اور نیچرل کے اس کے لیے سمجھے جایا کرتے ہیں خالی ہوتا ہے اس لیے اس کو بلا اسباب ہی کہا کرتے ہیں پس اسی طرح ضرب موسیٰ کو بھی گو حسب عادت اس میں دخل نہیں لیکن ممکن ہے کہ ان اسباب خفیہ سے جن سے یہ بھی ایک خفی سبب ہے خلاف عادت خدا نے اس امر کا ظہور فرمایا ہو-

اخیر میں ہم سر سید کی کمال تحقیق کا ذکر کرنے کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے اس موقع پر توریت کے اصل مقام مناسب کا نام تک نہیں لیا اور جو لیا بھی تو اسے ایک بے لگاؤ مقام کا کہ جس سے آیت کو کچھ بھی تعلق نہ تھا- مگر چونکہ اس میں بارہ چشموں کا مذکورہ تھا اسل لیے غنیمت جان کر فوراً ذکر کر دیا- گو وہ واقعہ ایلیم کا ہے اور یہ رفیدیم کا سچ ہے

کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف
دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا

اور جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ ہم تو ہرگز ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کریں گے پس ہمارے لئے اپنے رب سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے لئے

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

وہ چیزیں پیدا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں یعنی ساگ ککڑی گیہوں مسور اور پیاز موسیٰ نے کہا اچھی چیز کے

الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَ

بدلے میں ادنی چیز لینا چاہتے ہو- کسی شہر میں جابسو پس جو مانگتے ہو تم کو وہاں ملے گا اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا

ان پر ذلت اور محتاجی ڈالی گئی اور انہوں نے خدا کا غضب اپنے پر لیا- یہ اس لئے کہ ہمیشہ اللہ کے

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

احکام جھٹلاتے رہے اور اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے- یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ پہلے سے نافرمانی اور

يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ

سرکشی کیا کرتے تھے جو لوگ (ظاہری طور پر) مانتے ہیں یا جو لوگ یہودی ہیں یا عیسائی یا بے دین

آخرکار بجائے شکریہ کے تم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم تو ہرگز ایک ہی قسم کے کھانے من سلویٰ پر صبر نہیں کریں گے پس ہمارے لیے اپنے رب سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں یعنی ساگ ککڑی گیہوں مسور اور پیاز وغیرہ- تاکہ ہم اپنی ترکاریاں چٹ پٹی بنایا کریں- اس کے جواب میں موسیٰ نے کہا تعجب ہے تمہارے حال پر کیا اچھی چیز من سلویٰ کے بدلے ادنی چیز مسور وغیر لینا چاہتے ہو- اگر تمہارا یہی شوق ہے تو کسی شہر میں جابسو پس جو مانگتے ہو وہ تم کو وہاں ملے گا- جب کہ انہوں نے خود ہی ان اشیاء کی درخواست کی تو اسی کے مناسب ان کی گت ہوئی اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈالی گئی- جیسی کہ عموماً دہقانوں پر ہوتی ہے نہ صرف مفلسی اور تنگ دستی بلکہ بعد اس کے بھی انہوں نے بے فرمانی کر کے خدا کا غضب اپنے پر لیا یہ اس لیے کہ ہمیشہ اللہ کے احکام کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ اس میں دلیر ہوئے کہ احکام شرعیہ کی عموماً گستاخی کرتے اور اللہ کے نبیوں کو جو بڑی بھاری نشانی خدا کی ہوتے ہیں ناحق ظلم سے قتل کرتے تھے چنانچہ حضرت یحییٰ اور زکریا کو ناحق انہوں نے قتل کیا- قاعدہ ہے کہ ابتداء میں انسان چھوٹے چھوٹے گناہ دلیری سے کرتا ہے آخر نوبت یہ ہوتی ہے کہ بڑوں سے بھی پرہیز نہیں کرتا- چنانچہ یہ قتل قتال نبیوں کا جو بنی اسرائیل نے کیا اس وجہ سے تھا کہ وہ پہلے ہی سے نافرمانی اور سرکشی کیا کرتے تھے آخر نوبت باں جارسید کہ انہوں نے اپنے دنیاوی منافع کے لیے اللہ کے رسولوں کو قتل کر ڈالا- اے بنی اسرائیل جو کچھ تم نے اور تمہارے بزرگوں نے پہلے سے کیا سو کیا- اب بھی اگر تم باز آجاؤ گے تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے- کیونکہ ہمیں اس بات کا خیال نہیں کہ کوئی کون ہے اور کوئی کون بلکہ ہمارے ہاں تو ایمان اور اخلاص معتبر ہے- اس لیے ہم اعلان عام دیتے ہیں کہ جو لوگ سرسری اور ظاہری طور پر خدا اور رسول کو مانتے ہیں یا جو لوگ یہودی ہیں جو سچے رسول حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سخت بے جا عداوت رکھتے ہیں- یا عیسائی یا دہریے بے دین-

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

جو کوئی ان میں سے خدا کو دل سے مانے اور قیامت کے دن کا یقین کرے اور عمل اچھے کرے پس ان کی مزدوری ان کے مالک کے پاس ہے اور نہ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمناک ہوں گے- اور جب ہم نے تم پر پہاڑ اونچا کر کے تم سے وعدہ لیا

الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

اور (تاکید بھی کی کہ) جو تم کو ہم نے دیا ہے اسے مضبوط پکڑے رہنا اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو شاید تم عذاب سے چھوٹ جاؤ اس سے بعد

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

تم پھر گئے پھر اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو بیشک تم ٹوٹا پاتے

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

اور یقیناً ان لوگوں کو جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے حکم میں زیادتی کی پس ہم نے ان کو حکم دیا کہ تم پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

پس ہم نے کیا اس کو ہیبت ناک نظارہ اس کے سامنے دیکھنے والوں کے لئے اور اس سے پچھلوں کے لئے اور ڈرنے والوں کے حق میں نصیحت بنایا

جو ایسے عقل سے خالی ہیں کہ اپنا خالق کسی کو نہیں جانتے کوئی ہو جو کوئی ان میں سے خدا کے حکموں کو دل سے مانے اور قیامت کے دن کا یقین کرے اور عمل بھی شریعت محمدیہ کے مطابق اچھے کرے پس ان لوگوں کی مزدوری بڑی ہی محفوظ ان کے مالک خداوند عالم کے پاس ہے نہ ان کو زندگی میں اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے- اور نہ وہ بعد مرنے کے اس کے ضائع ہونے سے غمناک ہوں گے اس لیے کہ وہ ضائع ہی نہ ہو گی مگر تم ایسے کہاں جو چپکے سے مان لو تمہاری تو ابتداء سے انکار اور غرور کی عادت رہی اور سنو کہ جب ہم نے تم پر پہاڑ کو اونچا کر کے تم سے وعدہ لیا کہ توریت پر عمل کرنا اور حضرت موسیٰ کی زبانی تاکید بھی کی کہ جو تم کو ہم نے دیا اسے مضبوط پکڑے رہنا اور جو اس میں ہے اسے دل سے یاد کرنا اور اس امر کی امید رکھنا کہ شاید تم عذاب سے چھوٹ جاؤ مگر تم ایسے کہاں تھے کہ سیدھے رہتے پھر بھی اپنے عہد و پیمان سے تم پھر گئے جس کے سبب مورد عتاب ہوئے پھر اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو بے شک تم ٹوٹا پاتے کہ دین دنیا میں تم کو سخت ذلت پہنچتی- کیا تمہیں اس میں کچھ شک ہے کہ جو لوگ ہمارے حکموں سے روگردانی کرتے ہیں ان کو کیسی ذلت اور رسوائی پہنچتی ہے حالانکہ یقیناً تم ان شریر لوگوں کو جان چکے ہو- جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے حکم میں زیادتی کی جو ان کو حکم تھا کہ ہفتہ کے روز دنیاوی کام نہ کرنا انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی کسی حیلہ بہانہ سے دنیاوی کام کرتے رہے- پس ہم نے ان کو حکم دیا کہ تم پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ چنانچہ وہ ہو گئے پس ہم نے کیا اس قصہ کو ہیبت ناک نظارہ اس کے سامنے دیکھنے والوں کے لیے اور اس سے پچھلوں کے لیے- اور خدا سے ڈرنے والوں کے حق میں نصیحت بنایا- اس انکار اور سرکشی کی عادت تم میں نئی نہیں بلکہ یہ بدخوئی تم میں ابتدا ہی سے چلی آتی ہے-

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَتَّخِذُنَا

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو بولے کیا تو ہم سے

ہُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ

مسخری کرتا ہے؟ کہا پناہ خدا کی اس سے کہ میں جاہل بنوں۔ بولے اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں صاف بتلاوے

لَّنَا مَا ہِیَ ؕ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوۡلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکۡرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیۡنَ ذٰلِکَ ؕ فَافۡعَلُوۡا

کہ وہ کیسی ہے موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے نہ بہت چھوٹی بلکہ درمیانی عمر کی ہے پس جو کچھ تم کو

مَا تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا لَوۡنُہَا ؕ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوۡلُ اِنَّہَا

حکم ہوتا ہے وہی کرو۔ وہ کہنے لگے خدا سے دعا کر ہمیں بتلادے کہ اس کا رنگ کیسا ہے موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے

بَقَرَۃٌ صَفۡرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوۡنُہَا تَسُرُّ النّٰظِرِیۡنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا

زرد رنگ کی ہے ایسا عمدہ ہے رنگ اس کا کہ دیکھنے والوں کو خوشی لگتی ہے بولے اپنے رب سے دعا کر کہ بتلاوے ہم کو وہ گائے کیسی

ہِیَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ لَمُہۡتَدُوۡنَ ﴿۷۰﴾

ہے کیونکہ گائیں ہم پر مشتبہ ہو رہی ہیں اور ان شاء اللہ ہم ضرور راہ پا جائیں گے

اور سنو جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے جب انہوں نے ایک بے گناہ آدمی کو قتل کر ڈالا تھا اور آپس میں ایک دوسرے پر بہتان لگائے جیسا کہ آگے آتا ہے تو اس کے فیصلہ کے لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ تمہارے بزرگوں نے اس کی حکمت تو نہ سمجھی الٹے اعتراض کرنے لگے اور حضرت موسیٰ کے سامنے گستاخی سے بولے کہ اے موسیٰ کیا ہم سے مسخری کرتا ہے؟ ہم تو ایک خون کا مقدمہ تیرے پاس لائے ہیں اور تو ہم کو گائے کا قصہ سناتا ہے سوال از آسمان جواب از ریسماں کا معاملہ نہیں تو کیا ہے۔ موسیٰ نے نہایت تہذیب سے ان کو جواب میں کہا کہ ٹھٹھہ مسخری کرنا تو بازاری لوگوں اور جاہلوں کا کام ہے پناہ خدا کی اس سے کہ میں جاہل بنوں میں تو خدا کا رسول ہوں۔ اس کے احکام سناتا ہوں موسیٰ کا یہ جواب سن کر ذرا سرد پڑے مگر بیہودہ سوالات کی عادت نہ گئی آخر بولے کہ بہتر ہم آپ کا حکم مانتے ہیں لیکن اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں صاف بتلاوے کہ وہ گائے کیسی ہے اور اس کی عمر کیا ہے موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے نہ بہت چھوٹی بلکہ درمیانی عمر کی ہے پس اب سوال مت کرو جو کچھ تم کو حکم الٰہی ہوتا ہے وہی کرو مگر وہ اپنی عادت نہ بھولے کہنے لگے ایک دفعہ اور خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتلائے کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہے۔ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے ایسا عمدہ ہے رنگ اس کا کہ دیکھنے والوں کو نہایت بھلی لگتی ہے۔ اتنا سن سنا کر بھی باز نہ آئے اور بولے کہ ایک دفعہ پھر اپنے رب سے دعا کیجئے کہ بتلادے ہم کو وہ گائے کیسی ہے دودھ دینے والی ہے یا کام کرنے والی جیسی کہ بعض گائیں ہل جوتنے میں کام دیتی ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی گائیں ہمارے ہاں بہت ہیں اس لیے مختلف قسم کی گائیں ہم پر مشتبہ ہو رہی ہیں پورے طور سے معلوم نہیں ہوتا کہ کون سی گائے اللہ کو منظور ہے ہماری غرض اس سے تحقیق حق ہے۔ ان شاء اللہ آپ بتلادیں گے تو ہم ضرور ہی پاجاویں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ

موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے وہ گائے کام کرنے والی نہیں جو زمین کو پھاڑتی ہو نہ کھیت کو پانی پلاتی ہے

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا

(بلکہ) تندرست ہے کوئی داغ بھی اس میں نہیں بولے اب آپ نے ٹھیک بات بتلائی ہے- پس انہوں نے اس کو ذبح کیا اور امید

كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

نہ تھی کہ کریں گے اور جب ایک نفس کو مار کر تم نے اس میں تنازع کیا اور جس امر کو تم چھپاتے تھے اللہ نے

تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

اس کو ظاہر کرنا تھا پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے میں سے ایک ٹکڑا لگاؤ- خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا- اور تم کو اپنی نشانیاں

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ

دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ- بعد اس کے پھر تمہارے دل سخت ہوگئے- پس وہ مثل پتھروں کے ہیں بلکہ ان سے

قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر ایسے بھی ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہوتی ہیں

موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی نہیں جو ہل چلا کر زمین کو پھاڑتی ہو نہ کسی کھیت کو پانی پلاتی ہے- بلکہ وہ بے عیب و تندرست ہے کوئی داغ بھی اس میں نہیں یہ سب فضول جھگڑے کر کے بولے کہ صاحب اب آپ نے ٹھیک بات بتائی پس خدا خدا کر کے انہوں نے گائے کو ذبح کیا- ان کے جھگڑے سننے والوں کو تعجب ہوتا تھا اور دیکھنے والوں کو امید نہ تھی کہ کریں گے- اس آخر الزمان رسول سے بھی تمہارا انکار کوئی تعجب کی بات نہیں تم تو موسیٰ سے درپردہ کبھی منکر ہو جایا کرتے تھے- یاد کرو جب ایک نفس کو مار کر تم نے اس پر تنازع کیا- کوئی کہتا تھا اس نے مارا کوئی کہتا اس نے مارا تمہارا گمان تھا کہ خدا موسیٰ کو خبر نہ کرے گا- مگر اللہ ایسے امور پر اپنے رسولوں کو ضرور مطلع کیا کرتا ہے- اور جس امر کو تم چھپاتے تھے اللہ نے اس کو ظاہر کرنا تھا- چونکہ ظاہری قانون قدرت ہے کہ اسباب سے کام ہوتے ہیں پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے مذبوحہ میں سے ایک ٹکڑا اس مردے سے لگاؤ- انہوں نے اسی طرح حسب الحکم لگایا وہ مردہ زندہ ہو گیا- مگر افسوس کہ تم نے ایسے نشان قدرت دیکھ کر بھی ایسی بد اعمالیاں اختیار کیں کہ گویا روز جزا ہی بھول گئے اور جان لیا کہ مر کر خدا کے سامنے نہیں جانا بلکہ زندہ ہی نہیں ہونا سو یاد رکھو بے شک خدا اسی طرح باسباب موثرہ مردوں کو زندہ کرے گا جس طرح کہ یہ تمہارا مردہ بظاہر بلا اسباب مگر درحقیقت باسباب مؤثرہ زندہ کر کے دکھلا دیا اور پہلے زندہ کرنے کے تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے- تاکہ تم سمجھ جاؤ- مگر تم ایسے کہاں تھے کہ اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی ہمیشہ کے لئے مان لیتے- بعد اس کے پھر تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ سختی میں مثل پتھروں کی ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت- اسلیے کہ پتھروں کی سختی تو طبعی ہے اور بعض پتھر ایسے بھی ہیں کہ ان میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ

اور بعض ایسے ہیں کہ وہ پھٹ جاتے ہیں پھر ان میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۞ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ

اور خدا تمہارے کاموں سے غافل نہیں- کیا تم امید رکھتے ہو کہ تمہاری باتیں مان لیں گے حالانکہ ایک گروہ ان

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

میں سے ایسا ہے کہ کلام الٰہی کو سن کر پھیر لیتے ہیں

اور بعض ایسے ہیں کہ وہ کسی قدر پھٹ جاتے ہیں- پھر بسبب پھٹنے کے ان میں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں مگر تم ایسے ہو کہ ان پتھروں سے بھی سخت دل اور بے پرواہ بن رہے ہو- یہ مت سمجھو کہ اس کی سزا تم کو نہ ہو گی بیشک ہو گی اس لیے کہ ظالموں کی سر کوبی سے خاموش رہنا غافلوں کا کام ہے- اور خدا تمہارے کاموں سے غافل نہیں کیا تم (مسلمانو) ان کی کاروائیوں کو دیکھتے اور سنتے ہو- پھر امید بھی رکھتے ہو کہ تمہاری باتیں مان لیں گے- حالانکہ علاوہ واقعات گزشتہ کے اب بھی ایک گروہ ان میں ایسا ہے جن پر دنیا کی محبت ایسی غالب ہے کہ باوجود اہل علم اور پادری ہونے کے توریت کو جسے کلام الٰہی بھی مانتے ہیں اٹھا کر نہیں دیکھتے اور اگر کوئی ان کو لا کر دکھا دے بھی تو کلام الٰہی[1] کو سن کر اپنے مطلب کی طرف پھیر لیتے ہیں یہ نہیں کہ غلط فہمی سے ایسا کرتے ہیں

[1] (کلام الٰہی) اس آیت میں اللہ یہودیوں کے فعل شنیع کا حال بیان کرتا ہے- اس آیت کے متعلق اس بحث سے قطع نظر کہ یہ تحریف لفظی ہے یا معنوی خاص طور پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے جس کی طرف کسی مفسر کی توجہ میری نظر سے نہیں گزری اور اس کے دفع کرنے کی طرف میں نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے- وہ یہ ہے کہ اس تحریف کرنے والوں کی تعیین میں مفسرین نے دو توجیہیں کی ہیں- ایک تو یہ کہ یہ لوگ وہ ہیں جو حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور پر کلام الٰہی سننے گئے تھے اور انہوں نے آکر بنی اسرائیل سے جب بیان کیا تو سب کچھ کہہ کر اخیر میں اپنی طرف سے یہ بھی کہہ دیا کہ خدا نے فرمایا تھا کہ یہ کام تم کیجیو اگر تم میں طاقت ہو- اور اگر نہ ہو تو خیر-

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرتؐ کے عہد ہدایت مہد میں تھے- انہیں دوسرے معنوں کی آئندہ آیت تائید کرتی ہے کیونکہ جو حال اگلی آیت میں بیان ہوا ہے وہ کسی طرح سے ان لوگوں پر صادق نہیں آسکتا- جو حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے پس اس صورت میں یہ مشکل پیش آئے گی کہ تحریف کرنا خواہ لفظی ہو یا معنوی اس میں شک نہیں کہ علماء کا کام ہے اور کلام کا سن کر عمل کرنا جہلا کا کام- حالانکہ اس آیت میں فرمایا کہ سنتے ہیں اور تحریف کرتے ہیں جو ایک طرح سے متضادین کا جمع کرنا ہے بظاہر مناسب یوں تھا کہ پڑھتے ہیں اور تحریف کرتے ہیں اس اعتراض کی طرف میں نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل شنیع کے بیان کرنے میں ان کی ایک قسم کی اور شناخت بیان ہو رہی ہے کہ یہ لوگ کتاب اللہ کو خود تو بشوق پڑھتے نہیں ہاں اگر کوئی مقابل میں لا کر پیش کرے اور اس کے متعلق کچھ سوال کرے تو سن کر اس کی تحریف کر دیتے ہیں- راقم کہتا ہے کہ ایسے افعال شنیعہ اور اطوار قبیحہ مسلمانوں میں بھی عام طور پر مروج ہو گئے ہیں- کتاب اللہ قرآن کریم چھوڑ کر نبذوا کتاب الله وراء ظهورهم (اللہ کی کتاب کو متروک کر رکھا ہے) کے مصداق بن رہے ہیں جھوٹی روایات اور قصص کے بیان کے محل اب ہمارے ممبر ہیں- قرآن مجید جو عین وعظ تھا- اور وعظ ہی کے لیے اترا تھا- اور اسے ہی حضور اقدس فداہ روحی ہمیشہ اپنے خطبوں میں پڑھ کر لوگوں کو وعظ نصیحت کیا کرتے تھے- اسی کی یہ حالت ہے کہ خطبوں میں بھی اس کو جگہ نہیں ملتی- وہ جگہ بھی مروج خطب مصنفہ نے جن میں بعض نظم اور بعض نثر ہیں اپنے لیے مخصوص کر لی ہے- ہاں تبرکاً اگر کوئی آیت منہ سے نکل گئی ہے تو اور بات ہے واحسرتا اس روز ہم کیا جواب دیں گے- جب ہم پر اس مضمون کی نالش ہو جائے گی

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا

بعد سمجھنے کے حالانکہ وہ جانتے ہیں- اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے

اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

مانا ہوا ہے اور جب دوسروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کو وہ راز بتلاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم ہی کو بتلائے

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

ہیں تا کہ دے تم سے خدا کے سامنے جھگڑا کریں- کیا تم سمجھتے نہیں ہو- کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کی باتیں

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ

جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب جانتا ہے اور بعض ان میں سے ایسے ناواقف ہیں جو کتاب میں سے کچھ بھی نہیں جانتے

اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝

ہاں بے جا امنگیں اور یوں ہی انٹکلیں چلاتے ہیں

بلکہ بعد سمجھنے کے دیدہ ودانستہ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں واقعی برا ہے یہ تو ان کی علمی کاروائی ہے اب عملی کیفیت بھی سنو ہر ایک کام میں اپنا مطلب مدنظر رکھتے ہیں اور جب کبھی مسلمانوں سے ملتے ہیں تو بوجہ اپنی دنیاداری کے ان سے بگاڑنا نہیں چاہتے بلکہ بطور دھوکہ دہی اور مطلب براری کے کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے دین کو مدت سے مانا ہوا ہے کہ سچا ہے اور واقعی اس نبی کی بابت پہلے ہی سے حضرت موسیٰ نے خبر دی ہوئی ہے اور جب ایک دوسرے سے اپنی مجالس میں ملتے ہیں تو بطور ملامت کے کہتے ہیں کہ تم بھی عجیب احمق ہو- کیا ان مسلمانوں کو وہ راز بتاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے خاص تم ہی کو بتلائے ہیں اس غرض سے بتلاتے ہو تا کہ وہ تم سے بعد مرنے کے اسی دلیل سے خدا کے سامنے جھگڑا کریں اگر یہی خیال ہے تو بڑے ہی نادان ہو- کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ اس کا ضرر کس پر ہوگا- افسوس ہے ان پر کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے چھپانے سے چھپ جائے گا اور نہیں جانتے کہ اللہ ان کی باتیں جو ظاہر کرتے ہیں اور جو چھپاتے ہیں سب جانتا ہے ایک گروہ کا تو یہ حال ہے جو سن چکے ہو اور بعض ان میں سے ایسے ناواقف ہیں جو کتاب میں سے کچھ بھی نہیں جانتے ہاں اپنی بے جا امنگیں ضرور لیے ہوئے ہیں حالانکہ ان امنگوں کے درست ہونے کا بھی انکو علم نہیں بلکہ یوں ہی انٹکلیں چلاتے ہیں اصل یہ ہے کہ اہل کتاب دو قسم پر ہیں ایک تو عالم ہیں جن کو دعویٰ ہے کہ ہم اہل دانش اور اسرار الٰہی سے واقف ہیں دوسرے عوام ہیں- اہل علم عوام کالانعام کو دھوکہ میں ڈالنے کی غرض سے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف لگاتے ہیں-

---

وقال الرسول ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا (رسول علیہ السلام بروز قیامت کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ۚ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پس افسوس ہے ان کو جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس

لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ

کے عوض میں کسی قدر مال حاصل کریں پس افسوس ہے ان کے حال پر ان کے لکھنے کی وجہ سے اور افسوس ہے

لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۞ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ

ان پر ان کی کمائی سے اور کہتے ہیں کہ ہم کو چند روز سے زیادہ آگ کا عذاب نہ ہوگا- تو کہدے کہ تم نے

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۞

اللہ سے اقرار لیا ہوا ہے تو بیشک اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا کیا اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہو جو خود بھی نہیں جانتے

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ہاں جو شخص گناہ کرے اور اس کی بداعمالیاں اس کو گھیر لیں تو ایسے لوگ آگ میں جائیں گے وہ

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۞ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور اچھے کام کریں گے ایسے لوگ جنت میں جائیں گے

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۞

وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

پس افسوس ہے ان نام کے عالموں کو جو اپنے ہاتھ سے ایک منصوبہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کیطرف سے ہے اس بناوٹ سے ان کی غرض کوئی ہدایت خلق اللہ نہیں حاشا وکلا بلکہ سارے حیلے حوالے اس لیے کرتے ہیں تاکہ اس کے عوض میں کس قدر دنیا کا مال حاصل کریں- دیکھو تو کیسا بڑا ظلم کرتے ہیں- پس افسوس ہے ان کے حال پر ان کے لکھنے کی وجہ سے اور افسوس ہے ان پر ان کی کمائی سے مجملہ ان کی دروغ گوئی کے یہ ہے کہ اپنے تئیں محبوب الٰہی ہونے کے مدعی ہیں اور کہتے ہیں ہم چاہے کچھ بھی کریں ہم کو چند روز سے آگ کا عذاب نہ ہوگا نہایت سے نہایت چالیس روز تک اس لیے کہ ہمارے بزرگوں نے چالیس روز تک بچھڑے کی عبادت کی تھی- اے رسول تو ان سے کہہ دے کہ تم نے کوئی اللہ سے اس امر کا اقرار لیا ہے کہ جو چاہو سو کیا کرو- میں تمہیں کبھی بھی مواخذہ نہ کروں گا اگر کوئی عہد لیا ہوا ہے تو بے شک قابل اعتماد ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا مگر واقعی بات یہ ہے کہ اس امر کا اقرار ہی کوئی نہیں تو کیا اللہ کی نسبت ایسی بیہودہ باتیں کہتے ہو- جو خود بھی نہیں جانتے- ہاں سنو حق یہ ہے کہ جو شخص گناہ کرے اور اس درجہ اس کی بداعمالیاں پہنچیں کہ اس کے ایمان کو بھی گھیر لیں یعنی ہر قسم کے کفر و شرک وغیرہ میں مبتلا ہو- تو ایسے لوگ بیشک آگ میں جائیں گے نہ صرف چندروزہ بلکہ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور جو لوگ خدا پر ایمان لائیں گے اور موافق مرضی اس کی کے اچھے کام کریں گے ایسے لوگ بے شک جنت میں جائیں گے- نہ صرف جائیں گے بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَ بِالْوَالِدَيْنِ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ قریبیوں

اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ

یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنا اور سب لوگوں سے اچھی طرح بولنا اور

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

نماز پڑھنا اور زکوۃ دیا کرنا پھر تم سب پھر گئے مگر بہت تھوڑے تم میں سے اور تم منہ

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

پھیرے جاتے ہو اور جب ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے بھائی بندوں کو

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ

ان کے وطن سے نہ نکالنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم شاہد ہو پھر تم اے لوگو اپنے

هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ

بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو ان کو تکلیف پہنچانے

عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

میں ان کے دشمنوں کی گناہ اور ظلم میں مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہوکر آئیں تو بدلہ دیکر انکو چھڑا لیتے ہو

تعجب کہ یہود کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم کو عذاب نہ ہوگا جو چاہیں ہم کیے جائیں- کیا ان کو یاد نہیں کہ جب ہم نے بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا تھا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ قریبیوں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنا اور علاوہ اس کے سب لوگوں سے اچھی طرح بولنا نہ صرف دنیا سازوں کی طرح کہ کہیں کچھ اور کریں کچھ بلکہ خود بھی عمل کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوۃ مال کی دیا کرنا اسلیے کہ ان دو کے کرنے سے بدنی اور مالی دونوں عبادتیں پوری ہو جاتی ہیں مگر تم اپنی ہٹ سے باز نہ آئے پھر بعد اس عہد و پیمان کے بھی تم سب اس سے پھر گئے مگر بہت تھوڑے سے تم میں ثابت قدم رہے- پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تھوڑے ہی دن تم کو عذاب ہو- حالانکہ اب بھی تم اللہ کے حکموں سے منہ پھیرے جاتے ہو نہ صرف یہی عہد تم نے توڑا بلکہ کئی اس سے پہلے پیچھے اور بھی توڑے اور سنو جب ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے بھائی بندوں کو ان کے وطن سے نہ نکالنا- پھر تم نے اقرار بھی کیا اور اب تک تم اس امر کے شاہد ہو- مگر ظاہر جو ہوا وہ صرف زبانی جمع خرچ تھا- پھر تم نے اے بنی اسرائیل کے لوگو سب حکموں کے خلاف کیا- چنانچہ پہلے ہی حکم کو تم نے اس طرح سے پلٹا کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو اور دوسرے حکم کا خلاف یہ کیا اپنے میں سے ایک جماعت کو ضعیف جان کر بجائے جگہ دینے کے ان کے گھروں سے بھی نکال دیتے ہو- پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اور بھی جہاں تک ہو سکتا ہے کر گزرتے ہو- اور ان کو تکلیف پہنچانے میں ان کے دشمنوں کے گناہ میں مدد کرتے ہو- یہ نہیں سمجھتے ہو کہ یہ بیچارے آخر بھائی بند تو تمہارے ہیں جیسا کہ اس وقت سمجھتے ہو- جب ان پر کوئی بیرونی دشمن غالب آتا ہے اور ذلیل کرتا ہے- اس وقت تو ایسے مہربان بنتے ہو کہ اگر وہ تمہارے پاس دشمن کے ہاتھ قیدی ہو کر آویں تو بدلہ بھی دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو-

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ
حالانکہ ان کا نکالنا بھی تم پر حرام ہے کیا آدھی کتاب کو مانتے ہو اور کچھ حصہ سے انکار کرتے

بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ
ہو پس جو کوئی تم میں سے یہ وطیرہ اختیار کرے اس کو دنیا میں خواری اور ذلت کے سوا کچھ بھی نصیب نہ

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
ہوگا اور قیامت کے روز سخت عذاب میں پہنچائے جائیں گے اور خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ
یہی تو ہیں جنہوں نے دنیا کو آخرت کے عوض میں لے لیا پس نہ تو ان سے عذاب تخفیف ہوگا

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
اور نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ اور موسیٰ کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے

وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ
کئی رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے اور اس کو جبریل کے

بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ
ذریعے سے قوت دی

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان مظلوموں کا نکالنا بھی تم پر حرام ہے اس کا خلاف کیوں ہمیشہ کرتے ہو کیا آدھی کتاب کے حکموں کو مانتے ہو اور کچھ حصہ سے انکار کرتے ہو۔ پس جو کوئی تم میں سے یہ وطیرہ اختیار کرے اس کو دنیا میں خواری اور ذلت کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہوگا۔اور اسی پر بس نہیں بلکہ قیامت کے روز جو واقعی یوم الجزا ہے سخت عذاب میں پہنچائے جائیں گے۔اس لیے کہ یہ بات بڑی مجرمانہ حرکت ہے۔اور خدا تمہارے کاموں سے کسی طرح بے خبر نہیں۔ایسے شریروں کی سزا اس قدر کچھ زائد اور حد سے متجاوز نہیں۔ان کا جرم بھی تو اعلیٰ درجہ کا ہے یہی تو ہیں جنہوں نے دنیا کو آخرت کے عوض میں لیا۔ محض دنیاوی فوائد کے لحاظ سے اپنی آخرت کا خیال نہیں کیا۔پس ان کے جرم کے مناسب یہی سزا ہے کہ نہ تو ان سے عذاب تخفیف ہوگا اور نہ ان کو کسی سے مدد پہونچے گی۔ بھلا اور قصہ بھی سن لو جس کے سننے کے بعد تم جان جاؤ گے کہ واقعی یہ لوگ اسی سزا کے لائق اور مستوجب ہیں ابتدا سے ہم نے ان پر ہر طرح کے احسان کیے۔فرعون کی قید سے نکال کر ان کو حاکم بنایا اور ان کی ہدایت کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی مگر چونکہ طبیعت میں ان کی شرارت اور کج روی تھی۔اس لیے حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں اس سے الجھتے تھے بعد اس کے تو زیادہ بگڑنے کا موقع تھا۔اس لیے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے اس کے خلیفہ بنائے اور اس کے پیچھے کئی رسول بھی بھیجے مگر ان لوگوں نے ایسے ظلم اور ستم ڈھائے کہ کسی کو قتل کیا اور کسی کو نکال دیا۔سب سے اخیر ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو روشن معجزے دیے اور اس کو جبرائیل کے ذریعے سے قوت بھی دی کہ اکثر اوقات مسیح کے ہم رکاب رہتا۔لیکن انہوں نے کبھی کسی نبی کی کماحقہ تعظیم نہیں کی۔بلکہ ہمیشہ معاملہ دگرگوں ہی کرتے رہے۔

أَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُكُمُ ٱسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا

جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے حکم لایا جنہیں تمہارے دل نہیں چاہتے تھے تو کیا تم نے انکار اور تکبر کیا تھا ایک جماعت کو جھٹلایا

كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۝ وَقَالُوا۟ قُلُوبُنَا غُلْفٌۢ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ ٱللَّهُ بِكُفْرِهِمْ

اور ایک کو قتل بھی کیا اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل محفوظ ہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت

فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَـٰبٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

کی ہے پس بہت کم مانیں گے اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک کتاب پہنچی جس کو پہچان چکے ہیں جو ان کے ساتھ

مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَآءَهُم

والی کو مانتی ہے تو اس سے انکاری ہوگئے حالانکہ اس سے پہلے کفار پر فتح یابی چاہا کرتے تھے۔ پس جب ان کے پاس ان کی جانی ہوئی کتاب

مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰفِرِينَ ۝ بِئْسَمَا ٱشْتَرَوْا۟ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ

آ گئی تو اس کا کفر کرنے لگے۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں

أَن يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ عَلَىٰ مَن

اپنی جانوں کو دے چکے ہیں یہ کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب نہیں مانتے محض حسد سے اس بات کے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے اپنا فضل

يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ

کسی پر اتارے

کوئی ان سے یہ تو پوچھے کہ جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے حکم لایا جنہیں تمہارے دل نہیں چاہتے تھے۔ تو کیا تم نے ان کے ماننے سے واقعی انکار اور تکبر کیا تھا۔ ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک کو قتل بھی کیا۔ اس کے جواب میں بڑی دلیری سے اقرار کرتے ہیں اور اپنے زعم باطل کے مطابق اس کی وجہ بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس لیے ان کو نہیں مانا تھا کہ ہمارے دل محفوظ ہیں ان کی جھوٹی باتیں وہاں تک رسائی نہ کر سکتی تھیں دیکھو تو کیا عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہیں یہ عذر ان کا بالکل غلط ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ وہ جھوٹی باتیں ان کو سناتے تھے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفر اور بے ایمانی کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی ہے پس اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کے یہ لوگ کسی سچی بات کو بھی بہت کم مانیں گے ان کی بے ایمانی اور طمع دنیاوی کا ثبوت بین سنا ہو تو اور سنو جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک کتاب بذریعہ محمد رسول اللہؐ پہنچی جس کی سچائی کو خوب ہی پہچان چکے ہیں جو ذاتی سچائی کے علاوہ ان کے ساتھ والی کتاب کی اصلیت کو مانتی ہے تو بوجہ محض دنیاوی اغراض کے اس سے انکاری ہوگئے حالانکہ اس سے پہلے اسی کے وسیلہ سے اپنے مخالف کفار پر فتحیابی چاہا کرتے تھے آڑے وقت میں کہا کرتے تھے۔ خداوندا ہم تیرے دین کے خادم اور نبی آخر الزمان کے منتظر ہیں۔ پس تو ہم کو دشمنوں پر فتح دے۔ کیا اس سے بھی زیادہ دنیاداری کا ثبوت ہوگا۔ پس اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اللہ کی لعنت ہے ان جیسے کافروں پر جو دنیا کے عوض میں دین کو بیچ رہے ہیں۔ اگر غور کریں تو بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں اپنی جانوں کو دے چکے ہیں اور عذاب الٰہی کے مستحق ہوگئے۔ وہ بدکاری جس کے سبب سے اپنے آپ کو مورد عذاب بنا چکے ہیں۔ یہ ہیں کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) نہیں مانتے نہ بوجہ غلط فہمی کے بلکہ محض حسد سے اس بات کے کہ اللہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے کسی پر اتارے۔

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ وَاِذَا قِيْلَ

پس غضب پر غضب خدا کا انہوں نے لیا- اور کافروں کو ذلیل کرنے والا عذاب ہے- اور جب کوئی ان سے کہے

لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ

کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب قرآن) کو مان لو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کو مانیں گے جو ہماری طرف اتری اور جو اس کے سوا ہے سب سے انکار ہی

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ

کریں گے حالانکہ وہ بالکل حق ہے ان کی ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے تو کہہ کہ اگر تم ایماندار ہو تو پھر پہلے زمانے میں

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے تھے؟ اور تمہارے پاس موسیٰ صاف دلیلیں لایا پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۞

معبود بنالیا اور تم ظالم ہو

پس اسی وجہ سے تو غضب پر غضب خدا کا انہوں نے لیا اور دنیا کے عذاب سے بڑھ کر ان کافروں کو قیامت میں نہایت ذلیل کرنے والا عذاب ہے- عوام دنیادار تو جو چاہیں سو بے پر کی اڑائیں- خواص بھی کسی طرح سے کم نہیں جو چاہتے ہیں سو کہہ دیتے ہیں اور جب کوئی بطور نصیحت ان سے کہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) کو مان لو تمہاری نجات ہو جائے گی- تو اس کے جواب میں کیسی بے ڈھب بات کہتے ہیں کہ ہم تو صاحب اسی کتاب کو مانیں گے جو ہماری طرف اتری ہوئی ہے یعنی توریت گویا اسی کتاب پر حصہ ہے کہ اسی کو مانیں اور جو اس کے سوا سب سے انکار ہی کریں گے حالانکہ ہر امر کی تکذیب کے لیے دو باتیں ہوا کرتی ہیں یا تو وہ امر فی نفسہ پایہ صداقت سے گرا ہو یا وہ کسی عقیدہ سابقہ مسلمہ کے خلاف ہو حالانکہ قرآن میں ان دونوں موانع میں ایک بھی نہیں- اپنے ثبوت میں وہ بالکل حق ہے دوسری وجہ بھی اس میں نہیں کہ ان کے کسی عقیدے کے خلاف ہو بلکہ ان کی ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس سے انکاری ہوئے جاتے ہیں اور بار بار یہی منہ پر لاتے ہیں کہ ہم تو اپنی ہی کتاب کو مانیں گے بھلا ان کا یہ عذر بھی نہ رہے بایں غرض کہ "بدر ابدہ یا یدر سانید" تو اے رسول ان سے کہہ کہ اگر تم ایماندار ہو اور ہمیشہ سے توریت کو مانتے چلے آئے ہو تو پھر گزشتہ زمانے میں اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے تھے کیا توریت میں نبی کا قتل جائز ہے؟ پس تمہارے ایسے ہی افعال شنیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے دنیا کے طالب رہے نہ تم کو توریت سے غرض نہ حضرت موسیٰ سے مطلب- پس تمہارا قرآن مجید سے انکار کرنا اور اس انکار کی وجہ یہ بتلانا کہ ہم توریت ہی کو مانتے ہیں اس لیے قرآن کو ماننے کی ہمیں حاجت نہیں بالکل غلط ہے بلکہ بہت سے نبی توریت ہی کی تکمیل کو آئے تم نے ان کو بھی قتل کر دیا اگر یہ وجہ تمہاری معقول ہوتی تو ان کو کیوں مارتے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خواہشوں کے تابع رہے اور دین کی آڑ میں بے دینی کے کام کیے گئے- چنانچہ اسی کو ایک نظیر اور سنو جب تمہارے پاس حضرت موسیٰ اپنی نبوت کی صاف صاف دلیلیں یعنی معجزے لایا اور تم نے اسے تسلیم بھی کیا اور اس نے تم کو انہی معجزات کے ذریعہ فرعون سے نجات دلائی- جنگل میں تمہیں چھوڑ کر حسب ارشاد خداوندی کوہ طور پر تمہاری ہدایت کے لیے گیا- پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو معبود بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی- یہ بھی کوئی نئی بات نہیں- ہمیشہ سے تمہاری عادت ہی کج روی کی ہے اور نیز تم ظالم ہو- اور بھی تم نے کئی دفعہ ایسی ہی کج روی کی-

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ۖ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ

اور جب ہم نے تم سے کوہ طور پر کھڑا کر کے وعدہ لیا اور کہا کہ خوب قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے

وَاسْمَعُوا ۖ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ

اور سنو بولے ہم نے سن لیا اور ہم کرنے کے نہیں اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کی شامت سے بچھڑے کی محبت رچ

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾ قُلْ إِن كَانَتْ

گئی تو کہہ دے تمہارا ایمان تم کو بری راہ بتلاتا ہے اگر تم ایماندار ہو۔ تو کہہ دے کہ اگر سب لوگوں سے

لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

علیحدہ تمہارے ہی لئے اللہ کے ہاں نجات اخروی ہے تو پس تم موت مانگو اگر تم

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾

سچے ہو

سنو تو جب ہم نے تم سے بار بار سمجھانے کے بعد کوہ طور تم پر کھڑا کر کے عمل کرنے کا وعدہ لیا اور کہا کہ خوب مضبوط قوت سے اس کو پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے اور جو کچھ ہم کہیں دل لگا کر سنو تو تمہارے باپ دادا بولے کہ صاحب ہم نے سن لیا۔ اور جی میں ٹھان چکے کہ ہم کرنے کے نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو طبیعت کی انھیں آزادی اور دوسرے یہ کہ ان کے دلوں میں ان کے کفر کی شامت سے بچھڑے کی محبت رچ گئی تھی۔ تو کہہ دے اگر یہی ایمانداری ہے تو تمہارا ایمان تم کو بری راہ بتلاتا ہے۔ اب بھی اگر تم ایسے ہی ایمان دار ہو تو براہ مہربانی اسے چھوڑ دو۔ اگر باوجود صریح الزام کے دعوی نجات ہی کیے جاویں اور یہی کہے جاویں کہ قیامت کے دن ہم ہی نجات پاویں گے تو ایسے سینہ زوروں کو جو کسی دلیل کی طرف متوجہ نہ کریں اور نہ اپنی ہٹ سے باز آویں تو (اے نبی) کہہ دے کہ اگر سب لوگوں سے علیحدہ تمہارے ہی لیے اللہ کے ہاں نجات اخروی ہے اور کسی کو اس میں شرکت نہیں۔ اور تم کو اس کے حاصل ہونے میں صرف موت کی دیر ہے مرتے ہی سرگباشی اور جنتی ہو جاؤ گے۔ تو پس تم اللہ سے اپنے لیے موت مانگو تاکہ مرتے ہی حقیقی عیش میں جابسو اور ناحق تکلیف دنیاوی میں کیوں پھنس رہو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ضرور ایسا ہی کرو۔ اگر آرزو موت کی نہ کریں تو ثابت ہو جائے گا کہ ان کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں۔ صرف خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں۔

شان نزول

(تو کہہ دے) یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم خدا کے پیارے بندے ہیں۔ اور بزرگوں کی اولاد ہیں۔ ہمیں عذاب اخروی ہرگز نہ ہو گا۔ اگر ہم میں سے کسی کو بداعمالی کی وجہ سے ہوا بھی تو صرف چند روز ہو گا۔ پھر ہم ہمیشہ کو نجات پائیں گے اور کوئی سوائے ہمارے نجات نہ پائے گا۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مگر انہوں نے موت کی خواہش نہیں کی۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر یہ لوگ موت چاہتے تو اپنا ہی تھوک نگلنے سے اسی وقت مر جاتے۔ اور کوئی یہودی دنیا میں زندہ نہ رہتا (معالم)

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَ

اور اپنے کئے ہوئے کی وجہ سے ہرگز موت کی خواہش نہ کریں گے اور خدا ظالموں کو جانتا ہے تو

لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ

سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا خواہش مند انہی کو پائے گا حتی کہ مشرکوں سے بھی زیادہ ہر ایک ان میں کا یہی

لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

چاہتا ہے کہ ہزار برس کی عمر ملے حالانکہ عمر کی زیادتی ان کو عذاب سے دور نہیں کرسکے گی اور اللہ ان

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

کے اعمال دیکھتا ہے تو کہہ دے جو کوئی جبریل سے دشمن ہوگا (وہ سخت ٹوٹا پائیگا) اس لئے کہ یہ اسی نے تیرے دل پر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے

کہ اپنے کیے ہوئے بداعمال کی وجہ سے جن کی سزا کا بھگتنا ان کو بھی یقینی ہے ہرگز کبھی موت کی خواہش نہ کریں گے باوجود اس بداعمالی اور جسارت کے دعوی نجات کرنا کیسا ظلم ہے؟ پھر کیوں نہ ان کو سزا ملے حالانکہ ان کے ظلم پر ظلم بڑھتے جاتے ہیں- اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے کوئی اس سے چھپا نہیں بھلا یہ موت مانگیں گے؟ یہ تو ایسے حریص ہیں اگر تم تمام جہان بھی تلاش کرو تو سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا خواہش مند انہیں کو پاؤ گے حتی کہ مشرکوں سے بھی زیادہ- ان کی خواہش کا اندازہ اس سے کرلو کہ ہر ایک ان میں کا یہی چاہتا ہے کہ ہزار برس کی عمر ملے حالانکہ عمر کی زیادتی کچھ ان کو عذاب سے دور نہیں کرسکے گی- اس لیے کہ اللہ ان کے اعمال دیکھتا ہے- جس قدر عمر دراز ہو کر سرکشی کریں گے سب کی سزا دے گا- بھلا یہ بھی کوئی دینداروں کی بات ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم کو اس لیے نہیں مانتے کہ اس کا لانے والا جبرائیل فرشتہ ہے اور اس سے ہماری ابتدا سے دشمنی ہے کیونکہ وہ ہم پر ہمیشہ طرح طرح کے عذاب لاتا رہا اس نے ہم سے کبھی خیر نہیں کی- اے رسول تو کہہ دے یاد رکھو جو کوئی جبرائیلؑ سے دشمن ہوگا وہ سخت ٹوٹا پائے گا اس لیے کہ وہ تو محض مامور ہے جو کچھ اسے حکم ہوتا ہے وہی کرتا ہے یہ قرآن مجید بھی اسی نے تیرے دل پر (اے محمد) اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے اگر اس میں کوئی ان یہودیوں کی برائی مذکور ہے تو اس کا قصور نہیں سو یہ وجہ تکذیب کی بیان کرنا

شان نزول

۔(جو کوئی جبرائیل) ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کے پاس کون سا فرشتہ قرآن لاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جبرائیل- وہ بولا جبرائیل تو ہمارا قدیم سے دشمن ہے- اس کی اور ہماری تو کبھی بنی ہی نہیں- ہمیشہ ہم پر عذاب لاتا رہا اگر میکائیل ہوتا تو ہم مان لیتے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

سر سید کی ساتویں غلطی : (جو کوئی جبرائیل کا) اس آیت میں اللہ تعالیٰ جبرائیل کا ذکر فرماتا ہے اور اس کی ہستی جداگانہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے- یہ مسئلہ کہ (جبرائیل ایک فرشتہ ہے جو انبیاء پر خدا کا کلام لایا کرتا ہے) تمام اہل کتاب (یہود و نصاری اہل اسلام) میں متفق علیہ ہے قرآن مجید میں اس کا کئی جگہ ذکر صریح آیا ہے- اور احادیث نبویہ تو بھری پڑی ہیں- مگر باایں ہمہ سر سید احمد خان نے حسب عادت قدیمہ باوجود دعوی اسلام کے اس سے بھی انکار کیا ہے- چنانچہ اپنی تفسیر کی جلد اول میں فرماتے ہیں

"یہ جبرائیل ایک ملکہ فطرتی کا نام ہے جو انبیاء میں ابتدائے فطرت سے ہوتا ہے وہی ملکہ اس کو بلاتا ہے وہی اس (نبی) میں نئے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا

سچا بتلاتا ہے اپنے سامنے والی کتاب کو اور ہدایت اور خوشخبری ہے ماننے والوں کو جو شخص خدا سے ملائکہ یا اس

لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ

کے رسولوں یا جبریل یا میکائیل سے عداوت رکھے گا (وہ اپنی بہتری نہ دیکھے گا) اس لئے کہ اللہ کافروں کا خود دشمن ہے ہم نے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

تیری طرف کھلی کھلی آیتیں اتاری ہیں اور بدکار لوگ ہی ان سے انکاری ہوتے ہیں

بھی عبث ہے- بلکہ اصل وجہ تکذیب کی جیسا کہ ہم پہلے بتلا آئے ہیں وہ ہی امر ہوا کرتے ہیں- یا وہ کلام فی نفسہ کسی دلیل سے ثابت نہ ہو یا ثابت ہو مگر کسی عقیدہ سابقہ مسلمہ کے خلاف ہو- سو پہلے عذر کا جواب یہ ہے کہ یہ قرآن سچا بتلاتا ہے اپنے سامنے والی کتاب یعنی توریت کو اور فی نفسہ کامل اور سچی ہدایت ہے اور بڑی خوشخبری ہے اس کے ماننے والوں کو- اب بتلاؤ کہ مامور سے عداوت آمر سے عداوت ہے یا نہیں- بھلا کوئی شخص کسی سپاہی سے جو حاکم کا حکم لے کر اس کے پاس آیا ہے- عداوت رکھے کہ یہ حکم کیوں لایا ہے تو ایسا شخص دراصل سپاہی سے عداوت نہیں رکھتا بلکہ حاکم سے رکھتا ہے ایسا ہی جبرائیل سے عداوت رکھنا گویا خدا سے بلکہ تمام اس کے مقربین ملائیکہ سے عداوت ہے- سو یاد رکھو جو شخص خدا سے اور اس کے مقربین ملائیکہ یا اس کے رسولوں سے جبرائیل یا میکائیل سے عداوت رکھے گا وہ اپنی بہتری نہ دیکھے گا- اس لیے کہ اللہ ایسے بے ایمان کافروں کا خود دشمن ہے ایسا ہی معاملہ ان سے کرے گا- اور ایسے عذاب میں پھنسائے گا جیسا کہ کوئی دشمن کسی دشمن کو پھنسایا کرتا ہے جس سے کبھی رہائی نہ ہو گی بھلا یہ عذر ان کا کیسے مسموع ہو سکتا ہے؟ حالانکہ ہم نے تیری طرف کھلی کھلی آیتیں اتاری ہیں جن میں کسی قسم کا ایچ پیچ نہیں جن کو سب راست باز تسلیم کرتے ہیں اور بڑا بھاری ثبوت ان کی حقانیت کا ہے کہ بدکار لوگ ہی ان سے انکاری ہوتے ہیں

نئے خیالات پیدا کرتا ہے یا پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ ایک لوہار کو اپنے فن آہنگری میں نئے نئے قسم کے خیالات سوجھتے ہیں یا جیسا کہ (معاذ اللہ) ایک دیوانہ کو نئے نئے جوش از خود اٹھتے ہیں- حالانکہ اس کے پاس کوئی نہیں ہوتا مگر وہ کسی کو اپنے پاس کھڑا سمجھ کر باتیں کیا کرتا ہے- اسی طرح (بقول سر سید صاحب) نبی اپنی نبوت کو نباہتا ہے- اس کے پاس بھی سوائے اس ملکہ نبوت کے کوئی جبرائیل نہیں آتا- مگر وہ اس ملکہ کے ذریعہ سے سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی کھڑا مجھ سے باتیں کر رہا ہے- حالانکہ دراصل کوئی بھی اس سے باتیں نہیں کرتا- بلکہ اس کے دل سے فوارہ کی طرح وحی اٹھتی ہے- اور اسی پر گرتی ہے جس کو وہ الہام کہتا ہے"۔

ناظرین یہ ہے سر سید کی کمال تحقیق جس پر بڑا فخر کرتے ہوئے علماء اسلام کو کوڑ مغز ملا شہوت پرست زاہد وغیرہ وغیرہ القاب بخشا کرتے ہیں- جس کے جواب میں علماء کہتے ہیں-

بدم گفتی وخور سندم عفاک اللہ نکو گفتی

نہیں معلوم سید صاحب کو بے ثبوت کہنے کی کیوں عادت ہے؟ بے دلیل بات اور بے ثبوت دعویٰ کرنے کے خوگر کیوں تھے؟ ہم اپنے ناظرین ہی سے نہیں بلکہ سید صاحب کے بااخلاص احباب سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے اس امر پر کوئی دلیل ایسی بھی بیان کی ہے جس سے ایسا بڑا

اہم مسئلہ جس کے ماننے کی تعلیم تمام سلسلہ نبوت میں پائی جاتی ہے طے ہو جائے- ہاں میں بھول گیا ایک دلیل بھی بزعم خود لائے ہیں جس کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا- فرماتے ہیں

"خدا نے بہت سی جگہ قرآن (مجید) میں جبرائیل کا نام لیا ہے- مگر سورہ بقرہ میں اس کی ماہیت بتادی ہے جہاں فرمایا ہے کہ جبرائیل نے تیرے دل میں قرآن کو خدا کے حکم سے ڈالا ہے- دل پر اترنے والی یا دل میں ڈالنے والی چیز وہی ہوتی ہے جو خود انسان کی فطرت میں ہو نہ کوئی دوسری چیز جو فطرت سے خارج اور خود اس کی خلقت سے جس کے دل پر ڈالی گئی ہے جداگانہ ہو" (جلد اول صفحہ ۳۰)

سید صاحب کیا کہنے ہیں؟ یہ تو خیال فرمالیا ہوتا کہ ماہیت شے کس کو کہتے ہیں- ماہیت تو ذاتیات کو سنا تھا- جن کا ذات سے تاخر محال ہے جیسے کہ انسان کی ماہیت حیوان ناطق (وغیرہ) کا تاخر انسان سے ممکن نہیں- پس اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر تنزیل ماہیت جبرائیل ہے تو جب سے جبرائیل ہے تب سے ہی تنزیل ہو گی- حالانکہ تنزیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال بعد شروع ہوئی اور جبرائیل تو بقول آپ کے ابتدائے پیدائش ہی سے ہوتا ہے چنانچہ آپ نے اس امر کی تصریح بھی کر دی ہے جو لکھتے ہیں

"جس میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اس کی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے- وہ پیغمبر کہلاتا ہے" (صفحہ ۲۸)

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں

"جس طرح اور قویٰ انسانی بمناسبت اس کے اعضاء کے قوی ہوتے جاتے ہیں اسی طرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہے اور جب اپنی قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جس کو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں" (صفحہ ۲۹)

بتلائیں ذات کا تقدم ذاتیات یا ماہیت سے ہوا یا نہیں فافہم فانہ دقیق خیر اس کو تو آپ "شعر مرا بمدرسہ کہ برد" کا مصداق بتائیں گے اور مولویانہ فضول جھگڑا بتادیں گے- اس لیے ہم بھی اس سے درگزر کرتے ہیں لیکن یہ بات کہ دل پر اتارنے والی ہو یا دل میں ڈالنے والی وہی چیز ہوتی ہے جو خود انسان کی فطرت میں ہو نہ کوئی دوسری چیز جو فطرت سے خارج اور خود اس کی خلقت سے جس کے دل پر ڈالی گئی ہے جداگانہ ہو- جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے جبرائیل نام ہے" (صفحہ ۳۰)

ہرگز قابل پذیرائی نہیں اس لیے کہ دل میں ڈالنا یا دل پر کسی چیز کا اتارنا یہ محاورہ ہے اس کے ذہن نشین کرنے سے بھلا اور کسی کی شہادت اس بارے میں تو آپ کاہے کو مانیں گے آپ ہی کے لخت جگر سید محمود صاحب مرحوم (جو بجوائے ابن الفقیہ نصف الفقیہ گویا کہ آپ ہی ہیں) کا کلام پیش کرتا ہوں جو غالباً آپ کے ملاحظہ سے گزر کر تہذیب الاخلاق نمبر ۲ بابت ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۳۲ کالم ۲ میں چھپا ہے جو میرے اس دعوی کی کامل شہادت ہے- وھو ھذا-

سید محمود کی شہادت : "میں سلطان کے پاس جاتا ہوں- ٹھہر مت جا میں ابھی اس کے حضور سے آتا ہوں- اور اس کے دل میں ایسی باتیں ڈال آیا ہوں جو غرناطہ کے بادشاہ کو زیبا ہیں"

فرماویں اور سچ فرمائیں کہ اس کا قائل کون تھا کیا کوئی اہل زبان اس کے معنی یہ سمجھے گا کہ اس کلام کا قائل بادشاہ کے قوی ہیں دور کیوں جایئے گا اپنے صاحبزادے ہی سے ذرا دریافت فرمالیں کہ انہوں نے کیا سمجھ کر اس کو لکھا تھا؟ یا اپنی کانشنس (طبیعت) سے بانصاف استفسار کریں کہ آپ نے اس کلام سے بھی یہی معنی سمجھے تھے جو اس آیت سے بتلا رہے ہیں- حاشا و کلا ہرگز نہیں

سید صاحب یہی عرب کا محاورہ ہے- اور اس میں کسی زبان کی کچھ خصوصیت بھی نہیں- سب زبانوں میں برابر یہی محاورہ بولا جاتا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ سب اہل زبان اس میں مجھ سے اتفاق رائے کریں گے- پس آپ کا جبرائیل اس آیت سے ثابت نہ ہوا کہ وہ انسانی قوی ہیں- ہاں یہ ثابت

ہوا کہ جبرائیل بھی کوئی شخص ہے جو قرآن مجید آنحضرت فداہ روحی کے ذہن نشین کیا کرتا تھا پھر یہ دلیل آپ کی ہوئی یا آپ کے مخالف کی؟ سچ ہے

دوست ہی دشمن جاں ہوگیا اپنا حافظ
نوش دارد نے کیا اثر سم پیدا

پھر آپ کا فرمانا کہ

”یہی مطلب قرآن کی بہت سی آیتوں سے پایا جاتا ہے جیسا کہ سورت قیامت میں فرمایا ہے کہ **ان علینا جمعه وقرانه** یعنی ہمارے ذمہ ہے وحی کو تیرے دل میں اکھٹا کرنے اور اس کے پڑھنے کا **فاذا قرء نا ه فاتبع قرانه** پھر جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو اس پڑھنے کی پیروی کر **ثم ان علینا بیانه** پھر ہمارا ذمہ ہے اس کا مطلب بتانا۔ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا اور پیغمبر میں کوئی واسطہ نہیں خود خدا ہی پیغمبر کے دل میں وحی جمع کرتا ہے وہی پڑھتا ہے وہی مطلب بتاتا ہے اور یہ سب کام اسی فطری قوت نبوی کے ہیں جو خدا نے مثل دیگر قوی انسانی کے انبیاء میں بمقتضائے ان کی فطرت کے پیدا کی ہے اور وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرائیل پیغمبر“ (جلد اول صفحہ ۳۰)

عجیب ہی رنگ دکھا رہا ہے۔ سید صاحب واسطہ کی نفی تو جب ہوگی کہ اس فطری قوت کا بھی انکار کیا جائے جسے آپ تسلیم کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے واسطہ کی نفی کرنا آپ جیسے داناؤں کی شان سے بعید ہے شاید کہ آپ فطری قوت نبوی ہیں۔ جناب باری میں اتحاد محض کا قائل ہوں **وهو كما** تری سید صاحب انصاف فرمائیے کہ آپ نے کس قدر اس آیت میں تصرفات کیے اول تو آپ نے قرءنا میں نسبت حقیقی سمجھی پھر اسے بھول کر سب کو فعل فطری بنایا **وهل هذا الاتهافت قبيح وتناقض صريح** اگر آپ اس کی یہ توجیہہ فرمادیں کہ قرات حقیقتاً اس قوت فطری کا فعل ہے لیکن مجازاً اسی جناب باری سے نسبت کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ خود خدا ہی پیغمبر کے دل میں وحی جمع کرتا ہے اور پڑھتا ہے اور مطلب بتاتا ہے اور یہ سب کام اسی فطری قوت کے ہیں تو آپ کا اور ہمارا چنداں اختلاف نہ رہے گا۔ اس لیے کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس آیت میں نسبت مجازی ہے۔ جیسی کہ **يجادلنا فی قوم لوط** میں ہے یعنی حقیقت میں قرات تو فعل جبرائیل کا ہے۔ مگر مجازاً جناب باری نے اپنی طرف منسوب کر کے **فاذا قراناه** فرمایا ہے پس جب تک کہ آپ دلائل خارجیہ سے اس کا ثبوت نہ دیں کہ جبرائیل کا وجود مستقل پایوں کہئے کہ بالمعنی المتعارف نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے مراد قوی فطری ہیں جو مثل دیگر قوی کے انبیاء میں ہوا کرتے ہیں۔ تب تک آپ کی یہ توجیہیں تار عنکبوت سے بھی ضعیف سمجھی جائیں گی دونه خرط القتاد اسی طرح سورۃ والنجم کی آیت **ولقد راه نزلة اخرى** کی نسبت آپ کا فرمانا کہ

”یہ تمام مشاہدہ اگر انہیں ظاہری آنکھوں سے تھا تو وہ عکس خود اپنی دل کی تجلیات ربانی کا تھا جو بمقتضائے فطرت انسانی وفطرت نبوت دکھائی دیتا تھا اور دراصل بجز ملکہ نبوت کے جس کو جبرائیل کہو یا اور کچھ کچھ نہ تھا“ (صفحہ ۳۰)

ہرگز قابل التفات نہیں۔ جب تک کہ آپ اس کا ثبوت نہ دیں کہ جبرائیل کا وجود مستقل (جیسا کہ قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے اور تمام اہل ادیان یہود و نصاریٰ مسلمان اس کو تسلیم کرتے ہیں) نہیں ہو سکتا۔ سنا تھا کہ اہل علم قدیماً وحدیثاً اس سے پرہیز کرتے تھے کہ کوئی بات ایسی منہ سے نہ نکالیں جس کی دلیل نہ ہو۔ مگر آپ نے اس شنید کی خوب ہی تکذیب کی سچ ہے

ترا دیدہ ویوسف راشنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

---

[1] مولانا عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی نے اس ملکہ کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر جبرائیل ملکہ نبوت کا نام تھا تو یہود کے جواب میں جو جبرائیل کو اپنا دشمن جانتے تھے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ جس جبرائیل (ملکہ نبوت) کے ساتھ تمہاری عداوت ہے وہ تو اپنے نبی کے ساتھ چلا گیا کیونکہ عوارض اپنے معروض سے ہوتے ہیں۔ تو جبرائیل (ملکہ نبوت محمدی) اور ہی ہے لیکن میں نے اس لیے اس کو نقل نہ کیا کہ شاید سید صاحب ہیئت نوعیہ سے عداوت بتلائیں جو تغیر افراد سے بدلہ نہیں کرتی۔ جیسا کہ پانی اور آگ یا انسان اور سانپ میں۔

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا

کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ایک فریق نے اسے پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا بلکہ بہت سے ان میں سے مانتے ہی نہیں۔ اور جب

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک رسول آیا جو ان کے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے تو ایک جماعت نے ان کتاب پانے والوں میں سے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا گویا کچھ بھی نہیں جانتے

کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی بڑے راست باز اور دیانت دار ہیں حالانکہ جب کبھی انہوں نے ہم سے کوئی عہد کیا کہ آئندہ ضرور تابعدار رہیں گے۔ تو ایک فریق نے ضرور اسے ایسا چھوڑا کہ گویا پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ بہت سے ان میں سے مانتے ہی نہیں۔ سرے سے دین مذہب سے منکر ہیں اور ان کی بے ایمانی کا ثبوت سنو کہ جب ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک رسول (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آیا جس کی رسالت کو بقرائن شہادت کتاب خوب ہی پہچان چکے ہیں جو ان کے ساتھ والی کتاب کی توحید میں تصدیق کرتا ہے تو باایں ہمہ ایک جماعت نے ان کتاب پانے والوں میں اس رسول کا انکار کر دیا اور کتاب اللہ توریت کو بھی اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ اور ایسے ہو گئے گویا کچھ بھی نہیں جانتے۔

بلا سے کبھی آپ نے کوئی دلیل مثبت مدعا بیان کی ہو جس کا جواب دینا مقابل پر ضرری ہو۔ بجز اس کے کہ دعوی کی دلیل دعوی ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ بوجہ علوم شرعیہ سے ناواقفی اور آپ سے حسن ظن رکھنے کے آپ کی بے دلیل باتیں بھی قبول کرلیں گے مگر اہل علم تو ایسی بے دلیل بات پر توجہ نہیں کیا کرتے۔ کیونکہ ان کے ہاں یہ اصول ہے

نگفتہ ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

اور پیچھے ہولئے ہیں ان باتوں کے جو شیاطین سلیمان کے زمانہ میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا ہاں شیاطین یعنی

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

ہاروت ماروت نے کفر کیا

اور پیچھے ہو لیے ہیں ان واہیات باتوں کے جو بد معاش شیاطین سلیمان کے زمانہ میں پڑھتے اور رواج دیتے تھے جن میں کئی باتیں کفر کی بھی تھیں لیکن حق یہ ہے کہ سلیمان کے زمانہ میں ایسے واقعات ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بھی اس میں شریک تھا حاشاو کلا سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا ہاں بد معاش شیاطین یعنی ہاروت ماروت نے کفر کیا اور کفر کی باتیں عوام میں پھیلاتے تھے-

---

(شیاطین) اس آیت کی نسبت مفسرین نے عجیب عجیب قصے بھرے ہیں- کچھ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت اور کچھ ہاروت ماروت کے متعلق- کسی نے ہاروت ماروت کو فرشتہ بنایا اور بنی آدم بنا کر زمین پر اتارا اور کسی نے فاحشہ عورت سے زنا کرنا اور شراب پینا بت کو سجدہ کرنا پھر خدا کی طرف سے ان کو دنیاوی اور اخروی عذاب میں مخیّر کرنا اور ان کا لوگوں کو جادو سکھانا وغیرہ وغیرہ بتلایا ہے- مگر امام رازی جیسے محققوں نے ان سب قصوں کو خرافات اور اباطیل سے شمار کیا ہے

جو ترجمہ میں نے اختیار کیا ہے وہی قرطبی نے پسند کیا ہے- چنانچہ تفسیر ابن کثیر اور فتح البیان وغیرہ میں مذکورہ ہے مولانا نواب محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے بھی نقل کیا ہے بلکہ ترجیح دی ہے کہ ہاروت ماروت شیاطین سے بدل ہے جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ شیاطین سے یہی دو شخص ہاروت ماروت مراد ہیں- اگر قرآن مجید کی آیات پر غور کریں تو یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیات میں خدا نے شیاطین کا فعل تعلیم سحر فرمایا ہے **یعلمون الناس السحر** دوسری میں اسی تعلیم سحر کی کیفیت بتلائی ہے یعنی **ما یعلمن من احد حتی یقولا** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں تعلیموں کے معلم ایک ہی ہیں یعنی شیاطین کیونکہ یہ نہایت قبیح اور مخل فصاحت ہے کہ مجمل فعل کے ذکر کے موقع پر تو ایک کو فاعل بتلایا جائے اور تفصیل کے موقع پر کسی اور کو بتلایا جائے- رہا یہ سوال کہ یہ مبدل منہ جمع ہے یعنی شیاطین اور بدل تثنیہ ہے یعنی ہاروت ماروت سو اس کا جواب یہ ہے کہ مبدل میں جمعیت باعتبار اتباع کے ہیں اور بدل تثنیہ باعتبار ذات کے ہے

پس مطلب آیت کا بالکل واضح ہے کہ یہود کی اس امر میں شکایت ہو رہی ہے کہ خدا کی کتاب کو چھوڑ کر واہیات باتوں کے پیچھے لگ گئے- پھر طرفہ یہ کہ ان واہیات عقائد اور اباطیل کو بزرگوں کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے یہ باتیں سکھائی ہیں- اور اس پر خدا کے دو فرشتے جبرائیل میکائیل لائے تھے- سو ان کی اس آیت میں تکذیب کی جاتی ہے کہ یہ باتیں ان کی خرافات سے ہیں- نہ سلیمان نے ان کو سکھلائی ہیں نہ کسی نبی یا ولی نے ان کو بتلائی ہیں بلکہ اس زمانے کے بد معاش جن کے سر گروہ ہاروت ماروت تھے لوگوں کو ایسی باتیں سکھاتے تھے راقم کہتا ہے یہی حال آج کل کے مسلمانوں کا ہے- عقائد میں ان کے وہ خرابیاں ہیں کہ پناہ خدا کوئی کہتا ہے کہ پیر صاحب نے بارہ برس کے ڈوبے ہوئے بیڑے کو مریدوں کی خاطر نکالا- کوئی کہتا ہے کہ پیر صاحب نے ایک مرید کے زندہ کرنے کو کئی ہزار روحیں عزرائیل سے چھڑا دیں- کوئی کہتا ہے مجلس مولود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے ہیں غرض عجیب عجیب قسم کے خرافات اپنے ذہنوں میں ڈال رکھے ہیں- بعینہ وہی عقائد باطلہ جن کی تکذیب کے لیے خدا نے ہزارہا پیغمبر بھیجے تھے ان نام کے مسلمانوں نے اختیار کر لیے ہیں انھیں کے طفیل سے ہمارے قدیمی مہربان پڑوسی آریہ وغیرہ کی یہ جرات ہوئی کہ عام طور پر کہنے لگے ہیں کہ اسلام میں بھی شرک ہے گو ان کا یہ حملہ اسلام پر داناؤں کے نزدیک بزدلانہ طریق ہے مگر اس بات کو تو سمجھنے والے بہت ہی کم ہیں اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعورے رہ گئے-

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ق وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ط

اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور نہ اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ

اور وہ کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو خود مبتلا ہیں پس تو کافر مت ہو پھر بھی لوگ سیکھتے

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ

ان سے وہ کلمات جن کی وجہ سے خاوند بیوی میں جدائی ڈالتے اور وہ کسی کو سوائے اذن خدا کے ضرر نہ

اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط

دے سکتے تھے اور لوگ وہی چیز سیکھتے جو ان کو ضرر دے اور نفع نہ بخشے

اور لوگوں کو جادو کے کلمات واہیات سکھاتے تھے اور طرح طرح سے عوام کو ورغلاتے- یہ بھی مشہور کرتے کہ یہ کلمات جادوگری کے آسمانی علم جبرائیل میکائیل دونوں فرشتوں پر شہر بابل میں اترا تھا حالانکہ نہ اتارا گیا تھا ان دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں اور نہ کوئی آسمانی علم تھا بلکہ محض ان ہاروت ماروت کی چالبازی تھی اس سے غرض ان کی صرف وثوق جتلانا تھا جب ہی تو ان کی یہ عادت تھی کہ زبانی جمع خرچ بہت کچھ کرتے اور کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ میاں ہم تو خود بڑے بدکردار بلا میں پھنسے ہوئے مبتلا ہیں پس تو بھی مثل ہمارے ایسی باتیں سیکھنے سے کافر مت ہو اس کہنے سے ان کا جاہلوں میں اور بھی زیادہ رسوخ پیدا ہوتا اور عوام میں مشہور ہو جاتا کہ سائیں صاحب بڑے منکسر المزاج ہیں جیسا کہ فی زمانہ دغا باز پیروں کا کام ہے پھر بھی لوگ ان سے متنفر نہ ہوتے بلکہ سیکھتے ان سے وہ کلمات جن کی وجہ سے خاوند بیوی میں جدائی ڈالتے اور اس کے عوض میں زانیوں سے کچھ کماتے اور خدا کا غضب اپنے پر لیتے- یہ مت سمجھو کہ ان کے منہ میں کوئی خوبی تھی یا قلم میں کوئی تاثیر تھی کہ جس کو چاہیں نقصان اور مضرت پہنچائیں بلکہ ان کے کلمات بھی مثل ادویہ کے تھے جب ہی تو کسی کو سوا اذن خدا کے ضرر نہ دے سکتے تھے چونکہ قانون خداوندی جاری ہے کہ ہر فعل انسانی پر اس کے مناسب اثر پیدا کر دیتا ہے اگر کوئی سرد پانی پیتا ہے تو اسے ٹھنڈک بخشتا ہے زہر کھاتا ہے تو اس کی جان بھی ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح ان کے جادو کا حال تھا کہ وہ ان کے حق میں مثل زہر کے مضر تھا لیکن وہ بہت خوشی سے اس کا استعمال کرتے اور خدا تعالیٰ اپنی عادت جاریہ کے موافق اس پر آثار بھی ویسے ہی مرتب کر دیتا مگر وہ لوگ اس بھید کو نہ سمجھتے اور وہی چیز سیکھتے جو ان کو ہر طرح سے جسمانی اور روحانی ضرر دے اور کسی طرح سے نفع نہ بخشے تعجب ہے کہ یہ لوگ اس زمانہ کے مدعیان علم بھی ان کے پیچھے ہو لیے ہیں-

---

یہ تو عقائد کا حال ہے اعمال کا تو پوچھئے ہی نہیں تمام عمر دنیاوی کام کریں گے علوم مروجہ جن سے صرف چند روزہ دنیاوی گذارہ مقصود ہو سیکھیں گے بلا سے کبھی آٹھویں روز ہی قرآن کی دو آیتیں پڑھ لیں الی اللہ المشتکی والیہ المآب والرجعی افسوس ہم نے بدقسمتی سے یہ سب کچھ دیکھنا تھا-

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۛ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا
حالانکہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص اس کو لے گا قیامت میں اس کے لئے حصہ نہیں برا ہے وہ کام جس کے بدلہ میں اپنی

بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ
جانوں کو عذاب میں دے چکے ہیں کاش یہ سمجھتے اور اگر یہ ایماندار ہوتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے ہاں کا بدلہ سب

اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا
سے اچھا ہے کاش یہ سمجھیں- اے مسلمانو تم راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہا کرو

انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
اور سنتے رہا کرو اور کافروں کو نہایت دردناک عذاب ہوگا

حالانکہ یقیناً جان چکے ہیں کہ جو شخص اس جادو کی واہیات باتوں کو لے گا قیامت میں اس کے لیے بھلائی سے حصہ نہیں باوجود اس جاننے کے اس میں ایسے منہمک ہیں کہ اپنی جانوں تک بھی اس کے عوض میں دے کر عذاب کے مستوجب ہو رہے ہیں یاد رکھیں برا وہ کام جس کے بدلہ میں اپنی جانوں کو عذاب میں دے چکے ہیں کاش یہ لوگ سمجھتے ہوں- گو جانتے اور سمجھتے ہیں پر جانے پر جب عمل نہیں تو گویا جانتے ہی نہیں- اور اگر یہ ایماندار ہوتے یعنی خدا کے حکموں کو مانتے اور پرہیزگاری کرتے تو بڑی عزت پاتے کیونکہ اللہ کے ہاں کا بدلہ سب سے اچھا ہے کاش یہ سمجھیں تو اب بھی مان جائیں افسوس کہ بجائے ماننے کہ انہوں نے ایک عادت قبیحہ اختیار کر رکھی ہے کہ گول مول الفاظ بولتے ہیں جس سے مخاطب کچھ سمجھے اور ان کے جی میں کچھ ہو چنانچہ تمہاری مجلس میں جب آتے ہیں تو ہمارے رسول کو دبی زبان سے راعنا کہہ گالی دے جاتے ہیں جس کا مطلب تم لوگ اپنے خیال میں یہی سمجھتے ہو کہ آنحضرت سے التجا کرتے ہیں کہ ہماری طرف التفات فرمایئے مگر وہ یہودی اس سے اپنے جی میں کچھ اور ہی خیال کر کے کہتے ہیں انہیں کو دیکھ کر تم بھی ایسا بولنے لگ گئے سو اس لیے ہم اعلان کر دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم راعنا مت کہا کرو گو تمہاری وہ مراد نہیں جو ان کم بختوں کی ہے پھر بھی کیا ضرورت ہے کہ ایسے کلمات بولو جن سے ان کی بے ہودہ گوئی کا رواج ہو- اس لیے مناسب ہے کہ یہ چھوڑ دو اور انظرنا کہا کرو جو اسی کے ہم معنی ہے- بہتر تو یہ ہے کہ جب تم رسول کی خدمت میں آؤ تو کچھ بھی نہ کہو بلکہ خاموش رہو اور سنتے رہا کرو اس لیے کہ بولتے بولتے انسان کو زیادہ گوئی کی عادت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی گستاخی کر بیٹھتا ہے جس کے سبب سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور کافروں کو نہایت دردناک عذاب ہوگا

شان نزول

؎ (ولا تقولوا راعنا) یہودی حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اپنے بھرے ہوئے غصہ سے جو شوکت اسلام کی وجہ سے انکے دلوں میں جوش زن تھا آں جناب کو صریح لفظوں میں تو کچھ نہ کہہ سکتے پر کمینوں کی طرح ایک ایسا لفظ بولتے کہ جس سے عام مسلمان صاف معنی سمجھیں اور وہ اپنے دلی جوش کے مطابق کچھ اور ہی مراد لیں- چنانچہ انہوں نے راعنا کو اس مطلب کے لیے تجویز کیا جس کے معنی یہ تھے کہ آپ ہماری طرف التفات فرمایئے اور اگر اس کو ذرا المبا کر کے راعینا کہیں تو اس کے معنی ہو جاتے ہیں خادم اور کمینہ ہمارے وہ اسی طرز سے کہتے پس مسلمانوں کو یہ کلمہ کہنے سے منع کیا گیا- اور بجائے انظرنا جو اسی کے مثل دیکھنے کے معنی میں تھا مقرر ہوا- تا کہ انکی بھی عادت چھوٹ جائے-

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

کتاب والے کافر اور مشرک ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی طرف سے کوئی

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

بھلائی تم کو ملے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ مخصوص کرلیتا ہے اور اللہ بڑے

الْعَظِيْمِ ۞ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ

فضل والا ہے جب کبھی کوئی نشان ہم تبدیل کریں یا پیچھے چھوڑ رکھیں تو اس سے اچھا لے آتے ہیں یا اس جیسا کیا

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۞ اَمْ

حکومت اللہ ہی کو حاصل ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی والی ہے نہ مددگار۔ بلکہ

تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ

یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوال کرو جیسے کہ پہلے موسیٰ سے ہوئے تھے

بھلا یہ کیونکر نہ جلیں بھنیں تمہاری تو دن بدن شوکت ہو اور یہ کتاب والے کافر اور مکہ کے مشرک ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی طرف سے کچھ بھلائی تم کو ملے اور یہاں معاملہ ہی دگرگوں ہے کہ تم روزافزوں ترقی پر ہو اس لیے ان کو بجز شنام دہی کے کچھ نہیں سوجھتا پس گالیاں بکتے ہیں مگر یاد رکھیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑیں گے اس لیے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ مخصوص کرلیتا ہے کسی کا نہ اس پر اجارہ ہے نہ زور کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے ہمیشہ اپنے بندوں پر مناسب حال کرم بخشی کرتا ہے۔ یہ تو ان کی غلطی ہے کہ اسلام کی اشاعت کو اپنے لیے مضر جانتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی قومی عزت (یہودیت) پر بڑا ناز ہے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام چونکہ ہماری قومیت کے برخلاف ہے اس کو مٹا دے گا اس لیے اسلام کو کم درجہ جان کر اعراض کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جب کبھی کوئی نشان قومی یا شخصی شرعی یا عرفی ہم تبدیل کریں یا بحالت موجودہ چند روز کے لیے اس کے پیچھے چھوڑ رکھیں تو پہلی صورت میں اس سے اچھا لے آتے ہیں بصورت دیگر اس جیسا پس یہودیت کے آثار مٹنے سے اسلام ان کے اور سب کے حق میں بہتر ہوگا۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام حکومت اللہ ہی کو حاصل ہے وہ جو چاہے اپنی رعیت میں احکام جاری کرے اسے کوئی مانع نہیں۔ اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ مددگار جو اس کی پکڑ سے تم کو بچائے۔ تعجب ہے کہ تم لوگ ایسے زبردست مولا کے تابع فرمان نہیں ہوتے ہو۔ بلکہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے جو اس مولا نے محض تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے ایسے سوال[ٔ] کر کے وقت کھویا کرو جیسے کہ پہلے حضرت موسیٰ سے کیے گئے تھے کہ کفار کے بتوں کو دیکھ کر بنی اسرائیل جھٹ بول اٹھے تھے کہ اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی خدا بنا دے جیسے ان کیلئے ہیں

شان نزول

ٔ مشرکوں کا ایک درخت تھا جس کا نام تھا ذات انواط وہ اس کی پوجا کرتے تھے ان کو دیکھ کر بعض سادہ لوح انسانوں نے بھی آنحضرت سے سوال کیا کہ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر کیجئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر کبیر)

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۞ وَدَّ كَثِيْرٌ

جو شخص کفر کو ایمان سے بدلے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا- اکثر اہل کتاب

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

بعد ظاہر ہونے حق بات کے محض اپنے حسد سے یہی چاہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے

اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

کے بھی تم کو کافر بنا دیں پس چھوڑ دو- اور خیال نہ لاؤ یہاں تک کہ اللہ کا حکم

بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا

پہنچے اللہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے اور نماز ہمیشہ پڑھتے ہو اور زکوۃ دیتے

تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞

رہو اور (بھی) جو کچھ بہتری کے کام اپنے لئے آگے بھیجو گے ضرور ان کو اللہ کے ہاں پاؤ گے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ

اور کہتے ہیں کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی ہو یا عیسائی

اور یہ نہ سمجھے کہ ہم تو انہیں بتوں کو چھوڑ کر اب اہل توحید بنے ہیں اور یہ عام دستور ہے کہ جو شخص کفر کو ایمان سے بدلے یعنی موحد بن کر پھر مشرک بنے تو جان لو کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا- کیا مسلمانو؟ یہ سن کر بھی تم انہیں کتاب والوں کی چال چلو گے- حالانکہ قطع نظر ان کی ذاتی خباثت کے تمہارے حق میں بھی خیر نہیں چاہتے بلکہ اکثر اہل کتاب[1] بعد ظاہر ہونے حق بات کے بھی محض اپنے حسد سے یہی چاہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے کے بھی تم کو کافر بنا دیں- پس ایسے لوگوں کا علاج تو یہ ہے کہ بالکل ہی انہیں چھوڑ دو اور انکا خیال بھی نہ لاؤ یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی اس کی مدد تم کو پہنچے اور تمہارا ہی بول بالا ہو یہ تمہارے حاسد حسد سے مرتے رہیں- ہاں خدا سے ہر وقت بھلائی کی امید رکھو اس لیے کہ اللہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے ایسے کام تو اس کے ہاں کچھ ان ہوئے نہیں ہیں- پس اسی پر بھروسہ کرو اور نماز ہمیشہ پڑھتے رہو اور زکوۃ بھی دیتے رہو اور (بھی) جو کچھ بہتری کے کام اپنے لیے آگے بھیجو گے ضرور ان کو اللہ کے ہاں پاؤ گے ہرگز ضائع نہ ہوں گے نہ کسی منشی کی وجہ سے نہ کسی سپاہی کے سبب سے اس لیے کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے- تعجب ہے ان یہود و نصاری کے حال پر کہ تمہارے حسد میں باوجود آپس کی عداوت شدیدہ کے ایک ہو رہے ہیں طرح طرح کے منصوبے باندھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی ہو یا عیسائی[2] مگر مسلمان نہ ہو-

---

شان نزول

[1] جنگ احد میں مسلمانوں کو جب قدرے تکلیف پہنچی جس کی تفصیل آگے آتی ہے- تو یہودیوں نے حذیفہ اور عمار سے کہا اگر تمہارا دین سچا ہوتا تو تمہیں تکلیف کیوں پہنچتی؟ پس آؤ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ- ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

[2] اس آیت کے متعلق بعض بلکہ اکثر مفسرین نے لف و نشر مانا ہے مگر لف و نشر میں کمال درجہ عداوت مفہوم نہیں ہوتی جیسی کہ اس توجیہ میں ہے فتامل-

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ

یہ ان کی خواہشیں ہیں تو کہہ دے اپنی دلیل لاؤ اگر سچے ہو ہاں جو کوئی اپنے آپ کو

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اللہ کے تابع کردے اور وہ نیکوکار ہو تو ان کی مزدوری ان کے مولا کے پاس ہے نہ ان کو خوف ہو گا اور نہ غم

يَحْزَنُوْنَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى

اٹھائیں گے- اور یہود کہیں کہ عیسائیوں کا کچھ ٹھیک نہیں اور عیسائی کہیں یہودیوں کا کچھ

لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ

ٹھیک نہیں حالانکہ یہ دونوں کتاب پڑھتے ہیں ایسا ہی بے علم بھی انہیں کی طرح

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

بولتے ہیں پس اللہ ہی ان کے جھگڑوں میں قیامت کے دن

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

فیصلہ کرے گا

یہ سب ان کی اپنی خواہشیں ہیں کوئی اس پر دلیل ان کے پاس نہیں- بھلا آزمانے کو تو کہہ تو دے بھلا اپنی دلیل تو لاؤ- اگر اس دعوی میں سچے ہو اس لیے کہ بلا دلیل تو کسی کی بھی سنی نہیں جاتی- ورنہ ہر ایک اپنی جگہ اپنا ہی گیت گا رہا ہے ہم بتلا دیتے ہیں کہ کوئی ان کے پاس اس کے دعوی پر دلیل نہیں اور نہ یہ دعوی فی نفسہ صحیح ہے ہاں جنت کے حق دار ہم بتلاتے ہیں- جو کوئی اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور وہ اس تابعداری میں صرف زبانی جمع خرچ نہ رکھتا ہو بلکہ نیکوکار فرمانبردار ہو- تو ایسے اشخاص کی نجات ہو گی اور ان کی مزدوری اور اخلاص مندی کا بدلہ ان کے مولا کے پاس ہے جس کا کسی طرح سے نہ ان کو خوف ہو گا اور نہ غم اٹھائیں گے چونکہ یہود و نصاری بالکل اپنی خواہشوں کے غلام ہو رہے ہیں جس طرف ان کی خواہش لے جائے- اسی طرف چلتے ہیں تو پھر کیونکر ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ دعوے کریں کہ سوائے انکے کوئی شخص بھی نجات کا مستحق ہی نہیں ادھر تو تمہارے مقابلے میں یہ کہتے ہیں کہ خواہ یہودی ہو یا عیسائی مسلمان نہ ہو ادھر آپس میں ان کا یہ حال ہے کہ یہود کہیں کہ عیسائیوں کا کچھ ٹھیک نہیں اور عیسائی کہیں یہودیوں کا کچھ ٹھیک نہیں؟ حالانکہ اپنے زعم میں یہ دونوں فریق اللہ کی کتاب یعنی توریت پڑھتے ہیں- یہ تو بھلا تھے ہی- ایسا بے علم عرب کے مشرک بھی انہیں کی طرح بولتے ہیں کہ ہم ہی نجات کے حقدار ہیں- سوائے ہمارے کوئی بھی نجات نہ پائے گا جب تک کہ بت پرستی نہ کرے گا ہرگز نجات نہ ملے گی- پس تم ان کے خیالات واہیات نہ سنو- اللہ ہی ان کے جھگڑوں میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا- جس کا فیصلہ آخری ہو گا بھلا اور اختلاف تو ہوا سو ہوا اللہ کے ذکر میں بھی کسی کو اختلاف ہے؟ پھر کس منہ سے یہ کافر دینداری کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بھی روکتے ہیں-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ
اور کون بڑا ظالم ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی مسجد میں اللہ کے نام کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی خرابی میں کوشش

أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ ۭ۬ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ
کرے ان لوگوں کو قدرت نہ ہوگی کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے دنیا میں انہیں کو ذلت ہوگی

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۤ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا
اور قیامت میں بھی انہیں کو بڑا عذاب ہوگا- اور اللہ ہی کا مشرق اور مغرب ہے پس جدھر کو منہ

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ
پھیرو گے وہیں خدا کی توجہ پاؤ گے بیشک اللہ بڑی وسعت علم والا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد بنائی ہے وہ پاک ہے

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾
بلکہ سب آسمان اور زمین والے اسی کے غلام ہیں سب کے سب اسی کے آگے گردن جھکاتے ہیں

اور کون بڑا ظالم ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام کا ذکر کرنے سے روکیں اور ان کی خرابی میں کوشش کریں اس لیے کہ جب ذکر کرنے والوں ہی کو روک دیا تو پھر ان میں کون آئے گا خیر چند روزہ زور دکھالیں تھوڑے ہی دنوں بعد ان لوگوں کو قدرت نہ ہوگی کہ مساجد میں داخل ہوں مگر دل میں ڈرتے ہوئے[ل] نہ صرف یہی بلکہ دنیا میں انہیں کو ذلت اور رسوائی نصیب ہوگی اور قیامت میں بھی ان کو بڑا عذاب ہوگا- اگر تم کو اے مسلمانو یہ کفار مکہ روکتے اور کعبہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتے تو کوئی حرج نہیں نماز ہر جگہ ہو سکتی ہے اس لیے کہ اللہ ہی کا تو سارا ملک مشرق مغرب ہے پس جدھر کو منہ پھیرو گے وہیں خدا کی توجہ اپنے حال پر پاؤ گے بیشک اللہ بڑی ہی وسعت والا ہے اس کے ملک کی وسعت کسی دنیا کے جغرافیہ میں محدود نہیں ہو سکتی پھر یہ بھی نہیں کہ کسی کے حال سے بے خبر ہو یا بتلانے کی حاجت پڑے بلکہ بڑے ہی وسیع علم والا ہے اس نے تو ہر ایک چیز کو ایک آن میں جان رکھا ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں جا سکتی تم چاہے جنگل بیابان میں پڑھو خواہ دریا و ریگستان میں وہ سب کو جانتا ہے تمہارے دلی اخلاص کے مطابق تم کو بدلہ دے گا- ان بے ایمانوں کے کہنے سننے سے تم ملول نہ ہوا کرو یہ تو خدا پر بھی بہتان لگانے سے نہیں رکتے- دیکھو تو کیا کہتے ہیں کہ خدا نے بھی مثل ہمارے اپنے لیے اولاد بنائی ہے- کوئی کہتا ہے فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں- کوئی کہتا ہے کہ مسیح اور عزیر خدا کے بیٹے ہیں حالانکہ وہ ان کی بے ہودہ گوئی سے پاک ہے کوئی اس کا بیٹا بیٹی نہیں بلکہ سب آسمان اور زمین والے اسی کے غلام ہیں یہ بھی نہیں کہ کوئی غلام سرکشی کر سکے اور قہری حکم سے کسی طرح انکار کرے- بلکہ سب کے سب اسی کے آگے ہی گردن جھکاتے ہیں-

---

شان نزول[ت]

چند صحابہ نے جنگل میں بسبب اندھیرے کے خلاف جہت کعبہ نماز پڑھی اور نیز نوافل سواری پر بھی پڑھا کرتے تھے تو اس مسئلہ کے بتلانے کو کہ اگر غلطی سے کعبہ کی طرف نہ ہو سکو یا نوافل سواری پر پڑھ لو تو جائز ہیں- یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

[ل] یہ پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بعد فتح مکہ کے پوری ہوئی-

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

آسمان اور زمین کو بلانمونہ اسی نے بنایا ہے اور جس وقت کوئی چیز چاہتا ہے تو صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ

اور بے علم کہتے ہیں خدا ہی کیوں نہیں ہم سے باتیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس آوے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ایسا ہی کہا تھا ان کے اُن کے دل ایک سے ہو رہے ہیں بیشک ہم بہت سی نشانیاں ماننے والوں کے لئے بیان کر چکے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ

ہیں ہم نے تجھ کو سچی (ہدایت) کے ساتھ خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تجھ سے دوزخ والوں کے حال سے سوال نہ ہوگا اور ہر گز

تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ

تجھ سے خوش نہ ہوں گے نہ یہود نہ نصاری یہاں تک کہ تو ہی ان کے مذہب کا پیرو بنے تو کہہ دے کہ ہدایت تو اصل وہی ہے جو اللہ کے ہاں سے ہو

بھلا کیوں نہ ہو وہ پاک ذات ایسی قدرت والی ہے کہ آسمان اور زمین کو جو اپنی ہیئت اور مضبوطی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے بلا نمونہ اسی نے بنایا ہے اور کمال یہ کہ جس وقت کوئی چیز چاہتا ہے تو صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ مطلوب چیز فوراً ہو جاتی ہے اور بھلا تم ان کی باتوں سے ملال پذیر ہوتے ہو جو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہم منہ سے کیا کہہ رہے ہیں آیا وہ امر ہو بھی سکتا ہے یا ہماری ہی ندامت کا باعث ہے سنو یہ بے علم و ناداں عرب کے مشرک اپنی بے علمی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ بھلا صاحب یہ رسول جو خدا کی طرف سے آ کر سمجھاتے ہیں خدا ہی کیوں نہیں ہم سے سامنے ہو کر باتیں کرتا تا کہ ہم جلدی سے مان بھی لیں یا کوئی ایسی نشانی ہمارے پاس آئے جس سے ہم جان جائیں کہ بیشک یہ سچا رسول خدا کی طرف سے ہے۔ اصل میں یہ ان کے بہانے ہیں ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا کہ خدا ہم کو سامنے لا کر دکھاؤ جب ہم مانیں گے بغور دیکھا جائے تو بالکل ان کے ان کے دل ایک سے ہو رہے ہیں ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں سو جو علاج ان کا ہوا تھا ان کا بھی ہوگا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر ایک شخص مرضی کے موافق نشانیاں مانگتا پھرتا ہے اصل نشانی نبوت کی تو قائل کی صفائی ہے کہ اس کی حالت دیکھو وہ کیسا ہے؟ آیا وہ دنیا ساز مکار ہے جنونی ہے یا کیا ہے بے شک یہی نشانی مفید ہے سو ایسی ہم بہت سی نشانیاں ماننے والوں کے لیے بیان کر چکے ہیں جن کو ان باتوں کی تمیز ہے کہ نبوت کا بناء کن امور پر ہوا کرتی ہے۔ سو بعد تلاش وہ تجھ میں ضرور پائیں گے اس لیے کہ ہم نے تجھ کو سچی ہدایت کے ساتھ بھلے کاموں پر خوشخبری دینے والا اور برے اطوار پر ڈرانے والا مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اگر یہ نالائق تیری بات نہ مانیں تو تجھے ان کی طرف سے ہر گز ملال نہ ہو اس لیے کہ تجھ سے دوزخ والوں کے حال سے سوال نہ ہوگا کہ یہ کیوں دوزخ میں پہنچے؟ ہم جانتے ہیں کہ جتنے تیرے مخالف ہیں اکثر عنادی ہیں خاص کر اہل کتاب جو اپنے آپ کو اہل علم جانتے ہیں ان کا تو یہ حال ہے کہ ہر گز تجھ سے خوش نہ ہوں گے نہ یہودی نہ نصاری یہاں تک کہ تو ہی ان کے غلط مذہب کا پیرو بنے پس تو ان سے کہہ دے کہ ہدایت تو اصل وہی ہے جو اللہ کے ہاں سے ہو نہ کہ تمہاری زٹلیات کہ خدا نے اولاد بنائی اور اپنے بیٹے کو کفارہ کیا وغیرہ

ذالك من الخرافات

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ

اگر تو بعد پہنچنے علم کے ان کی خواہش کے پیچھے چلا تو نہ تو تیرا کوئی اللہ کے ہاں سے حمایتی ہوگا

اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ

نہ مددگار جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنا چاہئے یہی

اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

لوگ اس کو مانتے ہیں اور جو لوگ اس سے انکاری ہیں وہی ٹوٹا پاویں گے۔ اے بنی اسرائیل

اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا

یاد کرو میرے احسان جو میں نے تم پر کئے اور تمام جہان کے لوگوں پر تم کو عزت دی اور اس دن سے

لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بچ جاؤ (جس میں) کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا اور نہ اس کو کسی کی سفارش ہی کام دے گی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی

ایسے لوگوں کی چال سے ہوشیار رہو اور اگر تو بھی فرضاً بعد پہنچنے علم یقینی کے ان کی خواہش کے پیچھے چلا تو بس تیری بھی خیر نہیں سخت بلا میں مبتلا ہوگا۔ پھر نہ تو تیرا کوئی اللہ کے ہاتھ سے حمایتی ہوگا کہ اس سے رہائی دلا سکے اور نہ کوئی مددگار جو اس کی پکڑ سے چھڑا لے تجھے ان کے انکار سے کیوں ملال ہوتا ہے؟ تیرے تابع تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کو ہم نے کتاب (قرآن) دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں جیسا پڑھنا چاہیے یہی لوگ اس کو مانتے ہیں[1] اور جو لوگ اس سے انکاری ہیں قیامت میں وہی ٹوٹا پائیں گے کیا ایسے عنادی بھی اس قابل ہیں کہ تو ان کو خوش کرنے کی فکر کرے ہرگز نہیں خاص کر یہودی تو ایسی نرمی اور مداہنت سے زیادہ بگڑتے ہیں۔ میں نے جس قدر ان پر احسان کئے سب کو بھلائے بیٹھے۔ اے بنی اسرائیل کے لوگو یاد کرو میرے احسان جو میں نے تم پر کئے کہ فرعون جیسے موذی سے تم کو چھڑایا اور تمام جہان کے لوگوں پر تم کو عزت دی کہ تم میں نبی اور رسول بھیجے پھر کیا میری شکر گزاری یہی کرتے ہو؟ کہ میرے سچے رسول کو نہیں مانتے بلکہ بجائے ماننے کے سب وشتم سے پیش آتے ہو۔ آخر ایک روز تو میرے سامنے آؤ گے اب بھی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو میرے رسول پر ایمان لاؤ اور اس دن کے عذاب سے بچ جاؤ جس میں کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ اس کو کسی کی سفارش ہی کام دے گی اور نہ ان مجرموں کو کسی زبردست کی طرف سے مدد پہنچے گی کہ ہماری پکڑ سے ان کو رہائی دلا سکے۔ بلکہ سب کے سب اپنے ہی حال میں حیران وسرگرداں ہوں گے۔

شان نزول

[1] کئی ایک صحابہ مشرکین سے تنگ آکر حبشہ کو چلے گئے وہاں کا حاکم عیسائی تھا۔ وہ کسی کے مذہب سے پرسان حال نہیں ہوتا تھا۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنا کہ آپ مدینہ منورہ میں ہجرت کر آئے ہیں اور سب مسلمان آپ کے ساتھ جمع ہوگئے ہیں۔ یہ سنکر وہاں سے مدینہ کو چل پڑے راہ میں بوجہ بحری سفر کے ان کو نہایت تکلیف ہوئی۔ ان کی خاطرداری کو یہ آیت اتری۔ (معالم)

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ

اور جب ابراہیم کو اس کے خدا نے چند باتوں کا حکم دیا پس اس نے ان سب کو پورا کیا (خدا نے اسے) کہا میں تجھے سب لوگوں کا امام بناؤں

اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِذْ جَعَلْنَا

گا وہ بولا میری اولاد میں سے بھی (کسی کے نصیب کرا) (خدا نے) کہا ظالموں کو میرا وعدہ نہیں پہنچے گا اور جب ہم نے کعبہ

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

کو لوگوں کا مرجع اور بڑی امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) ابراہیم کی جگہ نماز پڑھو

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو حکم بھیجا کہ میرا (عبادت) خانہ طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

و سجود کرنے والوں کے لئے صاف ستھرا رکھو اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے مولا اس شہر کو بڑے آرام کی جگہ بنا

تعجب ہے کہ تم نے اپنے بڑوں کی اقتدا بھی چھوڑ دی- اور ابراہیم علیہ السلام کی حالت کو بھی بھول گئے جب کہ اس ابراہیم کو اس کے خدا نے چند باتوں کا حکم دیا پس اس بندہ کامل نے ان سب کو پورا کیا- پھر اس کے انعام میں خدا نے اسے کہا میں تجھ کو سب لوگوں کا امام اور پیشوا بناؤں گا- وہی لوگ نجات پائیں گے جو تیرے پیچھے چلیں گے وہ اپنے نیک ارادہ سے بولا یا اللہ مجھے امام بنا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کو یہ رتبہ نصیب کر کہ وہ بھی مخلوق کی راہنمائی کریں کیونکہ اولاد کی لیاقت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے- خدا نے کہا بے شک تیری اولاد سے بھی یہ مرتبہ بعض لوگوں کو ملے گا مگر چوں کہ پانچوں انگلیاں بھی یکساں نہیں ہوتیں اس لیے ان میں سے بعض بدکردار بھی ہوں گے جو آپس میں ظلم و ستم کریں گے پس ایسے ظالموں کو یہ میرا وعدہ نہیں پہنچے گا- ایسے اخلاص اور اطاعت کے سبب سے ہم نے ابراہیم کے نیک کام کو قبول کیا- تمہیں یاد نہیں ؟ کہ جب ہم نے ابراہیم کے بنائے ہوئے کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور بڑے امن کی جگہ بنایا اور عام طور پر حکم دیا کہ ابراہیم[1] کی جگہ نماز پڑھو اور اس کی دعا کا کسی قدر ظہور تو اس کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا کہ ہم نے ابراہیم اور اس کے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو حکم بھیجا کہ میرا عبادت خانہ طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے شرک کی آلودگی سے صاف ستھرا رکھو اس پر بھی اس بندہ کامل نے پورا عمل کیا- اس کی اخلاص مندی کا ایک واقعہ اور بھی سنو جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے مولا؟ اپنی مہربانی سے اس شہر مکہ کو بڑے آرام کی جگہ بنا جس طرح اس کے اردگرد لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے اس میں نہ ہو اور ابراہیم نے اپنے دل میں یہ سمجھا کہ مثل سابق اب کی دفعہ بھی میری دعا فی الجملہ واپس نہ ہو گی-

---

شان نزول

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مقام ابراہیم میں نماز پڑھا کریں- ان کی درخواست پر یہ آیت نازل ہوئی راقم کہتا ہے اس آیت سے بلحاظ اس قصہ کے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے- مگر دیکھنے کو چشم بصیرت چاہیے-

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور اس کے رہنے والوں کو جو خدا کو مانیں اور قیامت کے دن پر یقین لاویں میوے نصیب کر خدا

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ

نے کہا (ایمانداروں کو دوں گا) اور کافروں کو بھی کسی قدر نفع مند کروں گا پھر ان کو آگ کے عذاب میں پھینکوں گا

النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ

جو بہت ہی بری جگہ ہے- اور جب ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے

الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

کہتے تھے کہ اے ہمارے مولا تو ہم میں سے (اس کو) قبول کر تو ہی سنتا اور جانتا ہے- اے ہمارے

الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً

مولا! ہم کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو

مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

اپنا تابعدار کیجیو اور تو ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور تو ہم پر رحم فرما تو ہی ہے بڑا رحم

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

کرنے والا مہربان

اسی لیے اس نے بعد سوچ بچار کے ڈرتے ڈرتے یہ کہا کہ اس کے رہنے والوں کو جو پختہ طور سے اپنے خدا کو مانیں اور قیامت کے دن پر یقین لائیں محض اپنی مہربانی سے عمدہ عمدہ میوے نصیب کر چونکہ یہ درخواست ابراہیم کی کچھ ایسے مطلب کی نہیں تھی جو کسی قوم کے نیک وبد سے مخصوص ہو اس لیے کہ دنیا کا رزق تو عام طور پر ایسا ہے کہ بہت سے مومن حیران ہیں اور بہت سے فاسق فاجر مزے میں گزارتے ہیں اس لیے خدا نے کہا ہاں بے شک ایمانداروں کو دوں گا- اور ان کے سوا کافروں کو بھی دنیا میں کسی قدر نفع مند کروں گا- پھر اس کے بعد ان کو عذاب میں پھینکوں گا جو بہت ہی بری جگہ ہے- یہ سن کر ابراہیم بہت ہی خوش ہوا اور اپنے کام میں مشغول رہا بالکل کسی طرح سے اس کے دل میں کوئی ایسی بات نہ آئی تھی جو اخلاص سے خالی ہو اور سنو جب ابراہیم اور اس کا بیٹا اسمٰعیل کعبہ کی بنیاد بحکم ربانی اٹھا رہے تھے تو اس وقت بھی یہی کہتے تھے کہ اے ہمارے مولا تو ہم سے اس کار خیر کو قبول کر اس لیے کہ تو ہی ہماری باتیں سنتا ہے اور ہمارے دل کی آرزوئیں جانتا ہے پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اپنی ترقی درجات کے لیے ہمیشہ دست بدعا رہے کہ اے ہمارے مولا ہم کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا- نہ صرف ہم کو بلکہ ہم کو اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو ضرور ہی اپنا تابعدار کیجیو اور اے ہمارے مولا کیونکہ ہم تیرے عاجز بندے ناقص العقل تیری رضا خود بخود دریافت نہیں کر سکتے جب تک تو ہی اپنی مرضی پر مطلع نہ کرے اس لیے ہم عرض پرداز ہیں کہ تو ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتلا اور اگر اس بتلائے ہوئے میں کسی طرح کا ہم سے قصور واقع ہو تو ہم پر رحم فرما اس لیے کہ تو ہی ہے بڑا رحم کرنے والا مہربان- یہ دونوں باپ بیٹا نیک کاموں میں کچھ ایسے حریص تھے کہ علاوہ مذکورہ بالا دعا کے آئندہ کو بھی اپنی اولاد کے لیے درخواست کرتے رہے-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

اے ہمارے مولا تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول پیدا کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور کتاب (آسمانی) اور نیک اخلاق

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ

ان کو سکھاوے اور انکو پاک صاف کرے بیشک تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے اور ابراہیم کی راہ سے سوائے

إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾

احمقوں کے کون روگردان ہوگا؟ حالانکہ ہم نے اس کو دنیا میں پسند کیا ہے اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں ہوگا

کہ اے ہمارے مولا چونکہ بغیر کسی ہادی کے انسان کا ہدایت یاب ہونا مشکل امر ہے اس لیے گزارش ہے کہ تو ان لوگوں میں انہیں میں کا ایک رسول بھی پیدا کیجیو جو ان کو تیری آئتیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب آسمانی کے احکام اور نیک اخلاق ان کو سکھاوے اور اپنی صحبت مؤثرہ میں ان کو اخلاق رزیلہ مثل شرک کفر حسد بغض کینہ کبر وغیرہ سے پاک صاف کرے تو تو ایسے بہت سے کام کر سکتا ہے بیشک تو ہر کام پر غالب ہے جو چاہے سو کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کے بڑی حکمت والا بھی ہے جس کسی کو اس خدمت کے لائق سمجھے گا مامور کرے گا- بتلاؤ تو ایسے بھلے آدمی ابراہیم کی راہ سے سوا احمقوں کے کون روگردان ہوگا حالانکہ ہم نے اس کو تمام لوگوں سے دنیا میں پسند کیا ہے اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں کی جماعت میں ہوگا-

شان نزول

ے ومن یرغب عبداللہ بن سلام نے اپنے دو بھتیجوں کو کہا کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ- ایک تو ان میں سے مسلمان ہو گیا دوسرے نے انکار کیا- ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (معالم)

(ایک رسول پیدا کیجئے) اس آیت میں خدا نے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ و علی آلہ التحیۃ کی نبوت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس بات کا ثبوت کہ آپ حضرت ابراہیم کی اولاد سے ہیں محتاج دلیل نہیں کل دنیا کے لوگ یہود نصاری اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ آپ بلکہ آپ کا تمام خاندان قریش بلکہ قریب قریب کل عرب حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں اور اسماعیل ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے جن کے حق میں توریت سے بھی اتنی شہادت ملتی ہے

> ”اور ہاجرہ نے ابراہام کے لیے بیٹا جنا اور ابراہام نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ نے جنا اسمٰعیل رکھا اور جب ابراہام کیلئے ہاجرہ سے اسمٰعیل پیدا ہوا تب ابراہام چھیاسی برس کا تھا“ (پیدائش ۱۶ باب ۱۸ آیت)

اسی کتاب کی دوسری جگہ لکھا ہے

> ”اسمٰعیل کے حق میں (اے ابراہیم) میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا“ (۱۷ باب ۲۰ آیت)

پس عبارت مذکورہ بالا تورات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل ابراہیم کے نہ صرف بیٹے بلکہ موعود بالبرکت تھے گو یہ واقعہ بناء کعبہ تو تورات میں مصرح مذکور نہیں اور اس کے مذکور نہ ہونے کی وجہ شاید وہی ہے جس کا مفصل ذکر ہم عیسائیوں کی پہلی غلطی کے ذیل میں کر آئے ہیں لیکن اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کو اپنے بیٹے اسماعیل کے لیے بہت کچھ خیال تھا جس کے جواب میں ارشاد باری پہنچا کہ میں نے تیری سنی- خاندان نبوت اور سلسلہ رسالت بلکہ عام اہل اللہ کے حالات دیکھنے سے بھی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ایسے موقع پر دنیاوی برکت اور ظاہر کثرت تعداد سے خوش نہیں ہوا کرتے جب تک کہ ان کی اولاد میں ان کا ہم مرتبہ یا ان سے بڑھ کر کوئی پیدا نہ ہو پس ان وجوہ کے لحاظ سے الفاظ قرآن اور توریت دونوں متفق ہیں کہ اسمٰعیل کی اولاد سے کوئی نبی ہونا چاہیے جس سے ان کی اولاد کو بابرکت کیا جائے پس وہ نبی وہی ہے جو سید ولد آدم ولا فخر کا مصداق ہے- بیشک سچ ہے

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیل اور نوید مسیحا

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ

جب خدا نے اسے کہا کہ میری تابعداری کیجیو وہ بولا میں اللہ رب العالمین کا مدت سے تابعدار ہوں اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں

بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ

سے وصیت کی کہ اے میرے بیٹو خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند کیا ہے پس تم مرتے دم تک اسی پر

مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ

رہیو- بلکہ اس امر کے تو تم بھی گواہ ہو- کہ یعقوب نے فوت ہوتے وقت اپنے بیٹوں سے کہا کہ

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ

میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اکیلے خدا کی عبادت کریں گے جو تیرا اور تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمعیل

اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ

اور اسحٰق کا خدا ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں یہ ایک جماعت تھی جو

خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

گزر گئی ان کی کمائی ان کو اور تمہاری کمائی تم کو ہے تمہیں ان کے کئے سے سوال نہ ہوگا

اگراس کی بزرگی میں شک ہو تو یاد کرو جب خدا نے اسے کہا کہ میری تابعداری کیجیو وہ فورا بولا کہ میں دست بستہ حاضر اللہ رب العالمین کا مدت سے تابعدار ہوں- بعد اس کے پھر ہمیشہ تک ایسا ہی اخلاص مندرہا اور ابراہیم نے اور اس کی تاثیر صحبت سے اس کے پوتے یعقوب نے اپنے بیٹوں سے وصیت کی کہ اے میرے بیٹو خدا نے تمہارے لیے یہی توحید کا دین پسند کیا ہے پس تم مرتے دم تک اسی پر رہو بلکہ اس امر کے تو تم بھی گواہ ہو- یعقوب نے فوت ہوتے وقت اپنے بیٹوں سے بطور نصیحت اور آزمائش کہا تھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان کے منہ سے نکلواؤں کہ صرف خدا کی عبادت کریں گے چنانچہ انہوں نے بھی اس کے منشاء کے مطابق ہی کہا کہ ہم اکیلے خدا کی عبادت کریں گے جو تیرا اور تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق کا خدا ہے- اور ہم تو اب بھی اسی کے فرماں بردار ہیں یہ ایک جماعت کیسی بابرکت تھی؟ جو اپنے وقت میں گزر گئی- صرف زبانی جمع خرچ کرنے والوں کا ان سے کیا علاقہ ان کو کمائی ان کی ہو گی تمہاری کمائی تم کو ہے- تم کو ان کے کیے سے سوال نہ ہو گا؟ نہ ان کو تمہارے کیے کی کچھ پوچھ- تم ان سے علیحدہ وہ تم سے جدا-

شان نزول

(ام کنتم شھداء) یہودیوں نے کہا کہ حضرت یعقوب نے فوت ہوتے وقت اپنے بیٹوں کو یہودیت کے قائم رکھنے کی وصیت کی ہوئی ہے آپ ہم کو یہودیت سے کیوں بدلاتے ہیں؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ

اور کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ ہدایت یاب ہو جاؤ گے تو کہہ دے بلکہ ابراہیم یک رخا کی راہ ہم نے پکڑ رکھی ہے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ

اور وہ مشرک نہ تھا- تم کہہ دو کہ ہم خدا کو اور اس کتاب کو مانتے ہیں جو ہماری طرف اتری اور اس کو

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَعِیْسٰى

بھی مانتے ہیں جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور سب

وَمَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

نبیوں کو خدا کی طرف سے ملا (تسلیم کرتے ہیں) اور ہم (اللہ کے) نبیوں میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے تابعدار ہیں

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ

پس اگر وہ تمہاری مانی ہوئی (کتاب) کو مان لیں تو ہدایت پر آگئے اور اگر اعراض کریں تو وہ سخت ضدی ہیں

تعجب ہے کہ باوجود زبانی جمع خرچ کے یہ لوگ اپنے ہی کو ہدایت پر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری طرح یہودی[1] یا عیسائی ہو جاؤ پس ہدایت یاب ہو جاؤ گے گویا ان کے نزدیک سوائے یہودیت کے کوئی طریق درست نہیں تو کہہ دے کہ تمہارے زٹلیات تو ہم ہرگز نہیں سنیں گے اور نہ ان پر عمل کریں گے بلکہ ہم تو حضرت ابراہیم یک رخا کے پیچھے چلیں گے اور اسی کی راہ ہم نے پکڑ رکھی ہے جو تمام نفسانی خواہشوں سے پاک صاف ہو کر خدا کا بندہ ہو گیا تھا اور وہ مشرک نہ تھا جیسے کہ تم ہو- پس ہم تمہارے پیچھے چل کر مشرک بننا نہیں چاہتے- اس تمہارے کہنے سے اگر لوگوں میں یہ مشہور کریں کہ مسلمان توریت انجیل کو خدا کا کلام نہیں مانتے ہیں تو تم بلند آواز سے کہہ دو کہ یہ الزام ہم پر غلط ہے سب سے پہلے ہم خدا واحد کو مانتے ہیں اور اس کتاب کو مانتے ہیں جو ہماری طرف اتری اور اس کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم اور اس کے بڑے بیٹے اسحاق او اس کے پوتے یعقوب اسرائیل اور اس کی اولاد علیہم السلام کی طرف خدا کے ہاں سے اتاری گئی اور خاص کر اس کلام کو مانتے ہیں جو کچھ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو خدا کے ہاں سے زندگی میں ملا تھا اور جو عموماً سب نبیوں کو خدا کی طرف سے ملا ہم سب کو تسلیم کرتے ہیں اور بہ دل وجان قبول کرتے ہیں بڑی بات ہم میں یہ ہے کہ اللہ کے نبیوں میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض سے انکاری ہوں جیسے تم حضرت مسیح اور سید الانبیاء محمد (علیہم السلام) سے منکر ہو اور ہم میں بفضلہٖ تعالیٰ یہ عیب بھی نہیں کہ ہم تمہاری طرح مطلب کے وقت خدا کے حکموں پر غیروں کو ترجیح دیں بلکہ ہم تو صرف اسی کے تابعدار ہیں- پس بعد اس اظہار صریح کے اگر وہ تمہاری مانی ہوئی کتاب یعنی قرآن مجید کو مان لیں تو جان لو کہ ہدایت پر گئے اور اگر حسب دستور قدیم اعراض کریں تو معلوم کرو کہ وہ سخت ضدی ہیں اگر وہ تجھ سے (اے رسول) کچھ اذیت کا قصد کریں-

شان نزول

[1] (و قالوا کونوا ھودا) یہود مدینہ اور نصاری نجران دونوں مسلمانوں سے آکر جھگڑنے لگے اور ہر ایک اپنے مذہب کی طرف بلاتا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ

پس خدا تجھ کو ان سے بچائے گا وہ سنتا (اور) جانتا ہے- تم کہدو کہ اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور

أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا

بتلاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں تو کہہ دے کیا تم ہم سے

فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ

خدا کے فضل کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا تمہارا مالک ہے اور ہمارے اعمال ہم کو اور تمہارے اعمال تم کو اور ہم اسی

لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ

کے اخلاص مند ہیں کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس

يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ

کی اولاد یہودی اور عیسائی تھے تو کہہ دے بھلا تم خوب جانتے

اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ

ہو یا اللہ-

تو بس خدا تجھ کو ان کی شرارت سے بچائے گا اس لیے کہ وہ تیرے مخالفوں کی سرگوشیاں اور باہمی مشورے سنتا ہے اور ان کے دلی عنادوں کو بھی جانتا ہے- ان کا یہ بھی ایک داؤ ہے کہ اپنے مذہب میں لاتے ہوئے رنگ کے چھینٹے ڈالتے ہیں اور اس کو الہی رنگ کہتے ہیں اور عام لوگوں کو اس دھوکہ سے کہ آواس سچے رنگ سے اپنے کو رنگو دام میں لاتے ہیں سو تم ان کے جواب میں کہہ دو کہ تمہارا رنگ تو پھیکا بلکہ سرے سے کچھ بھی نہیں اصل اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے- یعنی اس کے خالص بندے بن چکے ہیں- بھلا بتلاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے ؟ تمہاری طرح ہم زبانی جمع خرچ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو دل و جان سے اللہ کے حکموں کو مانتے ہیں اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں- اب بھی اگر یہ اہل کتاب باز نہ آئیں اور اے رسول تیری نبوت کو اس وجہ سے جھٹلائیں کہ تو بنی اسمٰعیل سے ہے اور ان کا خیال ہے کہ نبوت خاصہ بنی اسرائیل کا ہے تو توان سے کہہ دے کیا تم ہم سے خدا کے فضل اور بخشش کے بارے میں جھگڑتے ہو کیا نبوت اپنا ہی حق جانتے ہو ؟ اور ہم کو اس سے علیحدہ ہی رکھنا چاہتے ہو ؟ بھلا تم میں کون سی ترجیح ہے حالانکہ بندگی میں ہم تم سب برابر ہیں اور وہ ہمارا اور تمہارا سب کا مالک ہے اور اعمال میں بھی تم کو کسی قسم کی رعایت نہیں کہ اوروں کی کمائی تم کو مل جائے بلکہ ہمارے اعمال ہم کو اور تمہارے اعمال تم کو جو کرے وہ بھرے ہاں اگر غور کیا جائے تو قابل ترجیح بات ہم میں ہے کیونکہ ہم اس کے سب احکام مانتے ہیں اور ہم دل سے اسی کے اخلاص مند ہیں نہ کہ تمہاری طرح مطلب کے یار غرض ہو تو خدا کے بن گئے جب مطلب حاصل ہوا تو پھر کون ؟ یہ بھی تو ان سے پوچھو کہ کیا تم بجائے چھوڑنے ان واہیات خیالات کے یہ کہتے ہو کہ حضرت ابراہیم اور اس کے دونوں بیٹے اور پوتا اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور اس کی سب اولاد تمہاری طرح یہودی یا عیسائی تھے تو اے رسول اللہ ان سے کہہ دے بھلا کیونکر ہم تمہاری باتیں مانیں کہ وہ ایسے تھے حالانکہ ہم کو خدا نے پختہ طور سے بتلایا ہے کہ ان بزرگوں کی یہ روش نہ تھی جو تم نے نکال رکھی ہے- کیا تم خوب جانتے ہو یا اللہ خوب جانتا ہے- جی میں تو یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حضرت ان جیسے نہ تھے مگر لوگوں کی شرم سے چھپاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ بھی ایک قسم کی شہادت ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو اپنے پاس سے اللہ کی شہادت کو چھپائے اور خدا تمہارے کاموں سے بے خبر

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

نہیں۔ یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کی کمائی ان کو ہے اور تمہاری کمائی تم کو ہے

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

اور تم ان کے کیے سے نہ پوچھے جاؤ گے

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو اپنے پاس سے اللہ کی بتائی ہوئی شہادت کو چھپائے یقیناً جانو کہ خدا تم کو اس کتمان پر مؤاخذہ کرے گا اس لیے کہ خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ اصل پوچھو تو تم یہود و نصاری کو ان بزرگوں سے کیا مطلب؟ یہ ایک جماعت پسندیدہ تھی جو اپنے وقت پر گزر گئی۔ ان کی کمائی ان کو ہے اور تمہاری تم کو اور تم ان کے کیے سے نہ پوچھے جاؤ گے اور نہ وہ تمہارے کردار سے۔ تم ان سے اجنبی وہ تم سے بیگانے پھر بار بار انکا نام لینے سے کیا فائدہ؟ جب تک کہ ان کی تابعداری نہ ہو۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ
بے وقوف[1] لوگ جھٹ سے کہیں گے کہ کس چیز نے ان کو ان کے قبلے سے پھیر دیا جس پر یہ پہلے تھے
قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾
تو کہہ دیجئو مشرق و مغرب خدا ہی کا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ
اسی طرح ہم نے تم کو میانہ روش بنایا تاکہ تم لوگوں پر حکمران ہو اور رسول

چونکہ تم مسلمان حضرت ابراہیم کے تابع ہو اسی لئے مناسب ہے کہ اسی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھو- مگر اس کی مصلحت اور حکمت نہ سمجھنے والے بے وقوف لوگ جھٹ سے کہیں گے کہ کس چیز نے ان مسلمانوں کو ان کے پہلے قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا جس پر یہ پہلے سے تھے- تو ان کے جواب میں کہہ دیجئو کیا ہم بیت المقدس کی عبادت کرتے تھے کہ اب اس میں فرق آگیا- ہرگز نہیں بلکہ خدا کی کرتے ہیں اور مشرق مغرب جنوب شمال تو سب خدا ہی کا ہے ہر ایک طرف کو سجدہ ہو سکتا ہے ہاں تعین جہت اس کے حکم سے ہے جس طرف کا حکم دے گا اسی طرف کو جھک جائیں گے ہاں یہ بے شک ہے کہ کسی جانب کی تعیین جب ہی ہوتی ہے کہ اس میں کوئی مصلحت اور دوسروں سے ترجیح پائی جائے لیکن ایسے مصلحت آمیز امور ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آیا کرتے خدا ہی جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم کو اسی نے اس کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ ابراہیمی یادگار کا قائم رکھنا مناسب ہے جس نے خدا کی مرضی کے حاصل کرنے کے لئے تمام لوگوں کی ناگوار سختیوں کو بھی برداشت کیا- تاکہ لوگ اس امر کو جان کر کہ خدا اپنے بندوں کے اخلاص کے موافق قدر افزائی کیا کرتا ہے- اخلاص مندی کا سبق حاصل کریں جیسا کہ ہم نے تم کو کعبہ ابراہیمی کی راہنمائی کی ہے- اسی طرح ہم نے تم کو ایک اور نعمت بھی عطا کی ہے وہ یہ کہ تم کو میانہ روش بنایا ہے دنیاوی اور مذہبی امور میں افراط تفریط سے بالکل صاف اور ظلم اور بے جا قومی حمایت سے پاک سچ پوچھو تو یہ خصائل ترقی قومی اور بہبود ملکی کے لئے ضروری ہیں- اسی وجہ سے تم (اصحاب) کو ایسا بنایا کہ تم اور لوگوں پر حکمران[2] ہو- اور رسول جو ان صفات سے ہر طرح کامل اور مکمل ہے تم پر

شان نزول

[1] (سیقول السفهاء) جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لے گئے تو آپ بیت المقدس کی طرف جو انبیاء کا قبلہ رہا تھا قریبا سوا مہینے نماز پڑھتے رہے مگر دل میں یہ شوق غالب تھا کہ میں اپنے باپ سید الموحدین ابراہیم (علیہ السلام) کے کعبہ کی طرف نماز پڑھوں چونکہ اس خواہش کے پورا ہونے پر مخالفین (یہود و نصاری مشرکین عرب چھپے دشمن ان کے بھائی منافقوں) نے شور مچانا تھا اس لئے حکم آنے سے پہلے ہی ان کے حال سے اطلاع دی گئی اور کسی قدر اجمالی تفصیلی جوابات کے بعد تحویل قبلہ کا حکم صادر فرمایا کہ تعمیل میں آسانی ہو-

[2] (لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً) اس آیت کے معنی جمہور مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے پھر اس میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ شہادت دنیا کے متعلق ہے یا آخرت میں تفسیر کبیر میں پہلے لوگوں کی تقریر دلیل میں لکھا ہے

الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ، وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ

تم پر حاکم بنے اور ہم نے اس قبلہ کو جس کی طرف تو ہے اس لئے تجویز کیا تھا کہ رسول

مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ، وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا

کے تابعین کی نافرمانوں سے ممتاز کریں اس میں شک نہیں کہ یہ (انقلاب کعبہ) بہت دشوار

عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ

ہے مگر ایسے لوگوں پر دشوار نہیں جن کو خدا نے راہنمائی کی ہو اور خدا تمہارا ایمان ضائع نہیں کرنے کا (اس لئے کہ)

حاکم بنے- یہ لوگ ایسے بے ہودہ بکواس ہی میں رہ جائیں گے- اور تم ان کے دیکھتے ہی ترقی کر جاؤ گے- جو تمہاری سچائی کی دلیل ہو گی- رہا ان ظاہر بین نادانوں کا سوال کہ کبھی کسی طرف نماز پڑھتے ہیں اور کبھی کسی طرف سو اس میں بھی کئی ایک مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں جو تمہاری ترقی کے لئے ایک زینہ ہے- یاد رکھیں کہ تیرا اصل قبلہ تو یہی کعبہ ابراہیمی ہے جس پر اعتراض کر رہے ہیں مگر درمیان میں ہم نے اس قبلہ بیت المقدس کو جس کی طرف تو بالفعل متوجہ ہے- اس لئے تجویز کیا تھا کہ رسول اللہ کے مخلص تابعین کو نافرمانوں اور دورخی چال والوں سے ممتاز کریں جو سنتے ہی مان جائے گا وہ اخلاص مند ثابت ہو گا اور جو اینچ پینچ کرے گا اس کی گردن کشی ثابت ہو گی- سچ تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی تمیز بھی نہایت ضروری ہے- اس لئے کہ جب تک کسی قوم کے سب لوگ یک جان ہو کر اپنے مقاصد میں ساعی نہ ہوں تو ترقی مسدود ہوتی ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ انقلاب کعبہ بہت دشوار ہے مگر ایسے لوگوں پر دشوار نہیں جن کو خدا نے راہنمائی کی ہو- اور وہ جانتے ہوں کہ رسول کے احکام ہر حال میں قابل تسلیم ہوتے ہیں- شاباش تم ایمان داروں پر جو اپنے ایمان کی حفاظت دل و جان سے کرتے ہو- خدا بھی تمہارا ایمان اور اعمال صالحہ ضائع نہیں کرے گا کہ خدا سب لوگوں کے حال پر عموما

"فھذہ الشھادۃ اما ان تکون فی الاخرۃ اوفی الدنیا لا تجوز انّ تکون فی الاخرۃ لان اللہ تعالیٰ جعلھم عد ولا فی الدنیا لا جل ان یکونوا شھداء وذلك یقتضی ان یکونوا شھداء فی الدنیا وانما قلنا انه تعالیٰ جعلھم عدولا فی الدنیا لا نه تعالیٰ قال وکذلك جعلنکم امة وھذا اخبار عن الماضی فلا اقل من حصوله فی الحال وانما قلنا ان ذلك یقتضی صیرورتھم شھودا فی الدنیا لانه تعالیٰ قال وکذلك جعلنکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس رتب کونھم شھداء علی صیرورتھم وسطا ترتیب الجزاء علی الشرط فاذا حصل وصف کونھم وسطا فی الدنیا وجب ان یحصل وصف کونھم شھداء فی الدنیا" (تفسیر کبیر ج ٢ ص ٣)

یہ شہادت (دو حال سے خالی نہیں) یا تو آخرت میں ہو گی یا دنیا میں (لیکن) آخرت میں تو اس کا ہونا نہیں ہو سکتا- کیوں کہ خدا نے ان کو دنیا میں عادل اس لئے بنایا تاکہ وہ گواہ بنیں- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں گواہ ہے- اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ خدا نے ان کو دنیا میں عادل کیا- اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے وکذالک جعلناکم فرمایا ہے اور یہ خبر واقعہ گذشتہ سے دی گئی ہے- پس کم سے کم اس کا حصول زمانہ حال میں ہونا چاہیے اور یہ جو ہم نے کہا کہ اس سے ان کا دنیا میں گواہ ہونا لازم آتا ہے- اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو امت متوسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہو- اس کلام کو ایسا مرتب کیا جیسے شرط جزا ہوا کرتی ہے- پس جب ان کا وسط ہونا دنیا میں حاصل ہے تو گواہ بھی دنیا میں ہونا واجب اور ضروری ہو گا انتہی

بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۳﴾

خدا لوگوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے

اور ایسے مسلمانوں کے حال پر خصوصا بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

رہا یہ سوال کہ دنیا میں ان کی گواہی کا کیا مطلب ؟ سو اس کا جواب ان لوگوں کے نزدیک جو اس شہادت کو دنیا کے متعلق مانتے ہیں یہ ہے کہ اس شہادت سے مراد اجماع ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں اس سے آگے چل کر کہا کہ

فثبت ان الاية تدل على ان الا جماع حجة (ج ۲ ص ۱) ثابت ہوا کہ آیت اجماع کے حجت ہونے پر دلالت کرتی ہے

بعض لوگ بلکہ اکثر کہتے ہیں کہ یہ شہادت قیامت میں ہو گی۔ جب انبیاء کی امتیں تبلیغ رسل سے انکار کریں گی تو اس وقت امت محمدیہ انبیاء کی طرف سے شہادت دے گی کہ بے شک انہوں نے اپنی اپنی امت کو پہنچادیا۔ اور جناب رسالت ماب اپنی امت کا تزکیہ کریں گے کہ میری امت کے لوگ سچے گواہ ہیں اس مضمون کی ایک حدیث بھی صحیح مسلم میں آئی ہے جو ان معنی کو تقویت دیتی ہے مگر چونکہ پہلے لوگوں کی دلیل بھی قوی ہے۔ اس لئے امام رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں دونوں کو جمع کرنا چاہا اور کہا ہے کہ

"فالحاصل ان قوله تعالىٰ لتكونوا شهداء على الناس اشارة الى ان قولهم عندالا جماع حجت من حيث ان قولهم عند الاجماع يبين للناس الحق ويوكد ذلك قوله تعالىٰ ويكون الرسول عليكم شهيدا يعنى مود يا و مبينا ثم لا يمتنع مع ذالك لهم الشهادة فى الاخرة فيجرى الواقع منهم فى الدنيا مجرى التحمل لانهم اذا اثبتوا الحق عرفوا عنده من القائل ومن الراد ثم يشهدون بذلك يوم القيمة كما ان الشاهد على العقود يعرف ما الذى تم وما الذى لم يتم ثم يشهد بذلك عندالحاكم" (ج ۲ ص ۱)

حاصل اس بحث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ تم گواہ بنو گے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان کی بات اجماع کے وقت دلیل ہو گی۔ اس لحاظ سے کہ اجماع کے وقت لوگوں کو حق بتادیں گے اور اسی کی تائید کرتا ہے خدا کا فرمانا کہ رسول تم پر گواہ ہو گا۔ یعنی ادا کرنے والا اور بیان کرنے والا۔ یہ ہو کر بھی اجماع حجت ہے اور اس دلیل سے دنیاوی شہادت معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ قیامت میں بھی ان کی شہادت ہو پس دنیا کی شہادت ان کے حق میں گویا کہ دریافت واقع ہے اس لئے کہ جب انہوں نے دنیاوی شہادت سے ایک امر کو ثابت کیا تو گویا اس وقت وہ ماننے اور نہ ماننے والوں کو جان لیں گے۔ پھر اس بات کی قیامت میں شہادت دیں گے۔ جیسا کہ گواہ وقت بیع عقد تام اور غیر تام کو جانتا ہے پھر اس امر کی حاکم کے پاس شہادت ادا کرتا ہے۔ انتہی۔

میں کہتا ہوں یہ طریق جمع بین الشہاد تین جو امام ممدوح نے بیان کیا ہے اس میں ایک طرح کا شبہ ہے۔ کیونکہ امام صاحب نے دنیاوی شہادت کو بمنزلہ تحمل شہادت کے قرار دیا ہے حالانکہ اس شہادت کو اس شہادت سے مباینت ہے۔ اس لئے کہ بعد تسلیم اس امر کے اس آیت سے اجماع کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔ یہ کہنا باقی ہے کہ اجماع مثبت فروعات شرعیہ کا ہوتا ہے اور شہادت اخروی جیسی کہ حدیث مذکور سے ثابت ہے امم سابقہ کے مقابلہ پر ہو گی۔ جن کو فروعات شرعیہ محمدیہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ پس جب کہ حسب منشاء امام جمع بین الشہاد تین ہی ضروری ہے اور یہ امر ہر حال میں اولی اور انسب ہے کہ اس آیت سے دونوں شہادتیں مراد ہوں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ شہادت کے معنی گواہی دادن کے لے کر کلام صحیح ہو سکے اس لئے میں نے شہادت کے معنی حکمرانی کے لئے ہیں پس یہ معنی نہ تو حدیث کے خلاف رہے اور نہ امام کے منشاء (جمع بین الشہاد تین) کے مخالف ہاں شہادت

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ

تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں پس تجھ کو ہم اسی کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ

پس اپنا منہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر اور جہاں کہیں تم ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو

تو رحم اور مہربانی اسی کا نام ہے کہ کیے ہوئے کام (نماز روزہ) بھی بلاوجہ ضائع کر دے- چونکہ تیرا مدت سے یہی جی چاہتا ہے کہ کعبہ ابراہیمی کی طرف ہی (جو سب سے اول عبادت خانہ ہے) نماز پڑھے- چنانچہ تیرے منہ کا آسمان کی طرف بانتظار وحی پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں نیز تعین جہت سے کوئی یہ غرض نہیں کہ اس جہت کی عبادت کرائی جائے بلکہ عبادت تو ہماری ہے- تعین قبلہ تو صرف ایک عارضی امر ہے پس تجھ کو ہم اس کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے- لیجئے بس اب سے آئندہ کو اپنا منہ عزت والی مسجد یعنی کعبہ ابراہیمی کی طرف پھیر[1] کر اور عام مسلمانوں کو بھی اعلان دے دو کہ جہاں کہیں تم ہو نماز کے وقت اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو-

---

کے مصداق متنوع ہوں گے یعنی دنیا میں حکمرانی اور نوع کی ہوگی اور قیامت میں اور قسم کی جیسا کہ عموم مجازیا عموم مشترک (علی تقدیر جوازہ) کی صورت میں ہوا کرتا ہے- رہا یہ سوال کہ شہادت کے معنی حکمرانی ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ مفسر بیضاوی نے ان کنتم فی ریب کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شہید حاکم کو بھی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مجالس میں واسطے تصفیہ مقدمات کے آیا جایا کرتا ہے اور اگر آیت پر غور کیا جائے تو یہی معنی مناسب ہیں- اس لئے کہ تحویل قبلہ کا وقت ایک نہایت اضطراب اور بے قراری کا مسلمانوں کے حق میں تھا- جس میں ان کو ہر طرف سے کس و ناکس کے اعتراضات سننے پڑتے تھے- ایسے موقع پر نہایت ضروری تھا کہ انکی گھبراہٹ کے دفع کرنے کو کوئی خبر ایسی فرحت بخش سنائی جاتی جس سے ان کے لئے اس گھبراہٹ کا بہت جلد تبادلہ ہوتا- چنانچہ بعد تدبر ان آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کی تسکین ہر طرح سے مقصود تھی کہیں تو ان کو طمع دی جاتی تھی کہیں انکو کفار کے شر سے بچنے کی تاکید ہو رہی ہے اور بار بار اس امر کی تاکید ہے کہ ضرور اس پر پختہ ہو جاؤ اور کسی کی مت سنو- خدا بھی چاہتا ہے کہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرے وغیرہ وغیرہ پس شہدا کے معنی حکمران لینا اور اس کو ایک قوم کی دلجوئی بلکہ پیش گوئی قرار دینا سیاق و سباق سے نہایت مناسب بلکہ انسب ہے

آریوں اور عیسائیوں کی غلطی : [1](اپنا منہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر) اس آیت کے متعلق بھی نافہم مخالفوں نے کئی طرح سے دانت پیسے ہیں- سب سے بڑا اعتراض تو یہ ہے کہ اسلام نے بت پرستی کو رواج دیا جو سچے مذہب کو شایاں نہیں- کس طرح دیا؟ اس طرح کہ کعبہ جو پتھروں کا بنا ہوا مثل ایک بت کے ہے اس کی عبادت کا حکم کیا اور ایسا کیا کہ بغیر اس طرف رخ کرنے کے نماز قبول ہی نہیں ہوتی- دوسرا اعتراض فسخ احکام کے متعلق ہے کہ پہلے حکم کو اٹھانا اس کے ناتجربہ اور لاعلمی پر مبنی ہوتا ہے- اس لئے جائز نہیں کہ احکام خداوندی میں سے کوئی حکم کسی زمانہ میں صادر ہو کر پھر اٹھا دیا جائے جیسا کہ یہاں پر پہلے کعبہ سے دوسرے کعبہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا- کیونکہ خدا تو علام الغیوب ہے- یہ خلاصہ ہے- ان دفتروں کا جو ہمارے قدیمی مہربان عیسائی اور ہمسایہ قوم آریہ وغیرہ نے بھرے ہیں- پہلے سوال کا جواب دو طرح سے ہے اجمالی اور تفصیلی اجمالی تو دو ٹوک بات ہے کہ شرک اور بت پرستی اسے کہتے ہیں کہ غیر خدا کی عبادت کی جاوے یا کم سے کم اس سے وہ معاملے کئے جاویں جو خدا کے ساتھ ہونے چاہییں- مثلاً امید بھلائی یا دفع ضرر- مگر چونکہ کعبہ کی نسبت اسلام نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا- بلکہ صاف اور صریح لفظوں میں فلیعبدوا رب هذا البيت فرمایا یعنی کعبہ کے خدا کی عبادت کریں- تو اب اسلام کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ کعبہ پرستی اور بت پرستی سکھاتا ہے

وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اور جو لوگ کتاب والے ہیں خوب جانتے ہیں کہ (حکم) واقعی ان کے (اور تمہارے سب کے) مالک کی طرف سے ہے اور خدا ان

عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ۞ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ ۚ

کے کاموں سے بے خبر نہیں اور اگر تو ان کے پاس ہر طرح کے نشان بھی لاویگا تو جب بھی تیرے قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھیں گے

اس امر کا خطرہ نہ کرو کہ جہال اہل کتاب (یہود و نصاری) تم کو طعن مطعن دیں گے اگر دیں تو کچھ پرواہ نہیں اس لئے کہ جو لوگ کتاب کے جاننے والے ہیں خوب جانتے ہیں کہ یہ (حکم) واقعی ان کے (اور تمہارے سب کے) مالک کی طرف سے ہے- کیونکہ وہ بشہادت توریت و نیز بقرائن خارجہ اسے خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا نبی اور حضرت موسیٰ کی مانند[۱] رسول مستقل ہے- پس جو کچھ وہ حکم کرے گا ممکن نہیں کہ غلط اور باطل ہو گو وہ بوجہ دنیا سازی مانتے نہیں سو یاد رکھیں کہ خدا ان کے کاموں سے بے خبر نہیں- ضد اور تعصب میں تو یہاں تک بڑھے ہوئے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ہر طرح کے نشان بھی لاوے گا تو جب بھی تیرے قبلہ ابراہیمی کی طرف نماز نہیں پڑھیں گے

سراسر انصاف کا خون کرنا ہے- تفصیلی جواب سے پہلے مسلمانوں کی نماز کا مطلب بیان کرنا بھی کس قدر مفید ہوگا- تاکہ ثابت ہو جائے کہ اسلامی نماز جس پر تمام اہل اسلام فخر کیا کرتے ہیں کہاں تک توحید سے یا شرک سے بھری ہوئی ہے پہلے میں اس (نوٹس) اذان کا مضمون سناتا ہوں جو نماز پنجگانہ کی حاضری کے لئے تجویز ہوا ہے-

کچہری (مسجد) کے دروازہ یا کسی کونے میں چپڑاسی (مؤذن) کھڑا ہو کر بلند آواز سے کہتا ہے کہ

الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان محمد رسول الله حی علی الصلوة حی علی الصلوة حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله

کہ خدا سب سے بڑا ہے (چار دفعہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں (دو دفعہ) میں اس امر کا شاہد ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (جن کو سوا پیغام پہنچانے کے خدائی میں کسی طرح کا حق نہیں) اے سب سننے والو آؤ نماز پڑھنے کو (دو دفعہ) آؤ عذاب سے رہائی پانے کو (دو دفعہ) اللہ سب سے بڑا ہے (دو دفعہ) سوائے اس کے کوئی معبود برحق نہیں

یہ ہے مضمون اس نوٹس کا جو بانی اسلام (فداہ روحی) نے حاضری دربار کا رب العالمین کے لئے مقرر کیا ہے- سچ ہے

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

اس نوٹس کے الفاظ میں نے نقل کر دیئے ہیں- تاکہ ہر موافق مخالف کو یہ موقع ملے

[۱] اس لفظ میں استثناء باب ۱۸ اور اعمال باب ۲۰ کی طرف اشارہ ہے

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ

اور نہ تو ان کے قبلہ کو مانے گا اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اگر تو باوجود جان لینے

اَهْوَاۗءَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ؔ

کے ان کی خواہش پر چلا تو بیشک تو بھی اس وقت بے انصاف ثابت ہو گا

اور نہ کسی طرح توان کے قبلہ کو مانے گا۔ ان کی یہ مخالفت تیری حقانیت میں خلل انداز نہیں ہو سکتی پہلے وہ آپس میں تو فیصلہ کر لیں اس لئے کہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے۔ یہود نصاریٰ سے مخالف اور نصاریٰ یہود سے۔ حالانکہ دونوں گروہ توریت کو مانتے ہیں۔ پھر تجھ سے الجھنے کی کیا وجہ کوئی دلیل ان کے پاس ہے؟ کہ انہیں کے قبلہ کی طرف نماز پڑھی جائے۔ ہاں نفسانی خواہش تو بے شک ہے اور یاد رکھ کہ اگر تو بفرض محال باوجود جان لینے ان کی اندرونی حالت کے ان کی خواہش پر چلا تو بے شک تو بھی اسی وقت بے انصاف ثابت ہو گا۔ اصل میں یہ ضد صرف جہلاء اور نیم ملاؤں میں زیادہ ہے۔

کہ مسجد میں جاکر (خدا کرے کہ سب جائیں) اپنے کان سے سن کر ہماری تصدیق کا اندازہ کرے۔ اب میں اس نماز کا مضمون سناتا ہوں جس کے لئے یہ اعلان تجویز ہے۔

کھڑا ہوتے ہی (بایں خیال کہ میں اس وقت دنیا اور ماسوا اللہ سے علیحدہ ہوں) دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے کہ

اللہ اکبر۔ سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا اله غيرك اعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين۔ اياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

خدا سب سے بڑا ہے (یہ کہہ کر نوکروں اور غلاموں کی طرح دونوں ہاتھ باندھ کر اقرار کرتا ہے) اے خدا تو سب عیوب سے پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں بڑی برکت والا ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری ذات اور سوا تیرے کوئی معبود نہیں۔ شیطان مردود سے پناہ میں ہو کر اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس بات کا صریح لفظوں میں اقرار کرتا ہوں کہ سب تعریفوں کا مستحق خدا ہی ہے جو سب جہان کا پالنہار ہے بڑا بخشنے والا مہربان انصاف کے دن کا حاکم (اس کے بعد مخاطب ہو کر اپنی آرزو کا اظہار کرتا ہے کہ) ہم تیری ہی اے مولا بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اپنے اڑے کاموں میں مدد چاہتے ہیں تو ہی ہم کو سیدھی راہ پر پہنچا ان لوگوں کی راہ پر پہنچا کہ جن پر تو نے بڑے بڑے انعام واکرام کئے اور نہ ان کی جن پر غصہ ہوا اور نہ گمراہوں کی

اس کے بعد کوئی سورت قرآنی بغرض ربط مخلوق بخالق پڑھ کر **الله اكبر** (خدا سب سے بڑا ہے) کہہ کر رکوع میں جاتا ہے اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ **سبحان ربی العظيم** میرا مالک مربی خدا بڑی بزرگی والا ہے (کم سے کم تین دفعہ) پھر سر اٹھاتے ہوئے خدا کی عام قدرت کا اقرار کرتا ہے **سمع الله لمن حمده** (یعنی خدا سنتا ہے ان کی پکار کو جو اس کی تعریف کرتے ہیں) پھر ساتھ ہی اس کے یہ بھی اظہار ہے **ربنا لك الحمد** اے ہمارے مولا تو ہی سب تعریفوں کا مالک ہے پھر **الله اكبر** (خدا سب سے بڑا ہے) کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے۔ وہاں تو خوب ہی بن آتی ہے من مانی دعائیں جی میں آئی عرضیں کرتا ہے۔ **سبحان ربی الاعلیٰ** (پاک ہے رب میرا سب سے بلند) (کم سے کم تین دفعہ) کہہ کر **الله اكبر** کہتا ہوا سر اٹھاتا ہے۔ پھر دوسرا سجدہ بھی اسی کیفیت سے کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ایک رکعت ختم ہوئی۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو ہاں ایک فرقہ ان میں سے دیدہ دانستہ

لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ؁ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ؁

حق کی بات کو چھپاتے ہیں حق جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو کسی طرح کا شک نہ کیجو

ورنہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت کی سمجھ دی ہے وہ تو اس رسول کو ایسا سچا پہچانیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو جب ہی تو ماننے میں بھی دیر نہیں کرتے ہاں ایک فرقہ نیم ملاؤں کا ان میں سے بے شک دیدہ و دانستہ حق بات چھپاتے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح حق ظاہر نہ ہونے پائے مگر تو سن رکھ کہ حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو ان کی باتوں سے کسی طرح کا شک نہ کیجو ان کی مخالفت سے کیا ہوتا ہے؟ پڑے مخالفت کریں خدا نے اس دین کو ضرور ہی پھیلانا ہے اور ہم ابھی سے بتلائے دیتے ہیں

اسی کیفیت کی دو تین چار رکعات جیسا وقت ہو پڑھتا ہے۔ سب سے اخیر بیٹھ کر اپنے مالک کی تعریف کے کلمات (جو درج ہیں)

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید

کہہ کر اور اپنے پیر و مرشد سچے رسول کے حق میں نیک دعا کر کے اور اپنے حق میں بھی کچھ کہہ سن کر نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ پس یہ ہے وہ نماز اور وہ عبادت جس کو ایک ناخواندہ (مگر ناخواندوں کے معلم) جنگلی ملک کے رہنے والے (فداہ روحی) نے باالہام الٰہی تجویز کیا ہے۔ کیا اس میں کوئی کلمہ بھی ایسا ہے کہ جس میں کعبہ کی مدح یا تعظیم ہو۔ پھر اس نماز کو بھی ہمارے نافہم مخالف شرک اور بت پرستی کہیں گے تو اس کے جواب میں ہم سے یہی سنیں گے

پس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا ۔۔۔ یا چل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسی

بعد اس کے ہم اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اسلام کو کعبہ پرستی منظور ہوتی اور شرک اور بت پرستی کا رواج مدنظر ہوتا کیا وجہ ہے کہ ساری نماز میں کعبہ کا ذکر تک نہیں نہ اس سے خطاب ہے۔ نہ اس سے استمداد نہ اس کا ذکر نہ اس کا نام۔ پھر کعبہ پرستی ہے تو کہاں ہے؟ میں نہیں جانتا کوئی منصف مزاج اس معروضہ تقریر پر غور کر کے اسلام پر کعبہ پرستی کا الزام لگائیں رہا یہ سوال کہ نماز میں تو بے شک شرک کی بو تک نہیں مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آیا ہے۔ انسان کو اس امر میں مختار کیوں نہیں کیا گیا کہ جس طرف منہ کر کے چاہتا اپنے مالک کی عبادت کرتا۔ سو اس کا جواب بعد ایک تمہید کے ہم دیتے ہیں وہ یہ ہے

ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ایک امر مقصود اصلی کے ساتھ کوئی مقصود تبعی بھی ہوا کرتا ہے مثلاً علم کا پڑھنا مقصود اصلی ہے تو حروف ابجد کا سیکھنا غیر اصلی لازم ہے گو بعد حصول علم حروف ابجد کا خیال تک بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح دفع دشمن کے لئے تلوار بندوق کا اٹھانا لازم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے اٹھانے سے بجز تحمل بوجھ کوئی فائدہ نہیں مگر بایں لحاظ کہ یہ بوجھ ایک ضروری کام (دفع دشمن) کے لئے ذریعہ ہے۔ یہی عمدہ اور احسن ہو جاتا ہے اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو امر کسی دوسرے امر کا ذریعہ ہوا کرتا ہے اس کا حسن و قبح اصل ذی ذریعہ کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہی تلوار کا اٹھانا

جو بلحاظ اس امر کے کہ یہ تلوار دفع دشمن کے لئے ایک ذریعہ ہے اور احسن اور عمدہ ہے اور اس لحاظ سے کہ کسی بے کس مظلوم پر چلائی جائے تو قبیح ہوتا ہے ہاں اس امر کی پہچان بعض دفعہ مشکل ہو جاتی ہے کہ مقصود اصلی کیا ہے اور تبعی کیا؟ سو اس کے لیے عام قاعدہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو امر ایسا ہو کہ اس کے حصول کے بعد دوسرے کے لیے تردد کرنا باقی رہے اور مقصود سے فارغ البالی نہ ہو تو وہ مقصود اصلی نہیں اور جس کے حصول کے بعد دوسرے کی تلاش نہ رہے تو وہ امر مقصود اصلی ہوگا- مثلاً دوا کا بنانا اور گھوٹنا ایک ایسا امر ہے کہ اس کے حصول پر قناعت نہیں کی جاسکتی جب تک کہ بیمار کو بھی شفا نہ ہو لے- ہاں اگر بغیر دوا نوشی کے مرض سے عافیت ہو جائے تو دوا کا مطلق خیال بھی نہیں ہوتا- ہماری اس تقریر سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مقصود اصلی کسی حال میں متروک اور مفرد غ عنہ نہیں ہو سکتا پس اب ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے کہ تعین جہت کو اسلام نے کوئی مقصود اصلی قرار دیا ہے- یا تبعی بعض مواقع پر اس حکم کا ساقط ہو جانا صاف دلیل ہے کہ یہ کوئی امر اصلی نہیں- مثلاً جنگ کی حالت میں بشدت خوف جدھر رخ ہو نماز پڑھتے جانا خواہ کعبہ کی طرف پیٹھ بھی ہو- اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ کعبہ کی طرف توجہ کرنا مقصود اصلی نہیں بلکہ صرف اس امر کے لیے ہے کہ مسلمانوں میں جیسا کہ معنوی اتحاد ہے صوری موافقت بھی حاصل رہے- یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے جو اختیار دینے کی صورت میں متصور نہ تھا کیونکہ جب ہر ایک کو اختیار ملتا اور اس بات کا مجاز ہوتا کہ دوسرے کے منہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ ایک مشرق کو رخ کرے تو دوسرا مغرب کو تیسرا جنوب کو چوتھا شمال کو- تو یہ فائدہ جو یک جہتی سے حاصل ہے نہ ہوتا- پس یہی وجہ اس کے تبعی مقصود ہونے کی ہے- یہ تقریر بالخصوص اس وقت بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ نماز کے معانی اور مطالب ذہن نشین کر کے یہ دیکھا جائے کہ اس میں تو کسی جہت یا کعبہ کا نام تک بھی نہیں پس اگر یہ مقصود اصلی ہوتا تو اصلی عبادت کے طریق اور اس کے الفاظ میں اس کا ذکر ہوتا- کیونکہ بغیر مقصود کسی کام کا کرنا کون نہیں جانتا کہ علاوہ لغو ہونے کے تضیع اوقات اور بے ہودہ پن ہے- پس ہماری ہمسایہ قوم آریہ اور عیسائی وغیرہ اسلام کے مخالف ہماری اس تقریر پر غور کریں اور نتیجہ سے ہمیں اطلاع دیں- اگر کچھ شبہ ہو تو تمام قرآن میں تلاش کر کے کوئی آیت اس مضمون کی نکالیں جس سے ثابت ہو کہ نماز میں کعبہ کی پرستش ہے- نہ ملنے پر ہم آپ سے صرف ایک چیز چاہتے ہیں جو نہایت آسان ہے گو کسی مخالف حق کے حق میں مشکل اور گراں سے گراں ہے- وہ وہی ہے جس کا پیارا نام "انصاف ہے" جو انسان کو ہر ایک جگہ عزت دلاتا ہے اور اعزاز سے یاد کراتا ہے رہا یہ سوال کہ کعبہ کی جہت کیوں مقرر ہوئی اور طرف کیوں نہ ہو گئی؟ مانا کہ نماز میں شرک نہیں اور نہ تعین جہت شرک ہے لیکن اتنا تو ہے کہ اور اطراف بھی اس کے مساوی ہیں آخر اس میں کیا ترجیح ہے جو اس کو اختیار کیا گیا- کیا ترجیح بلا مرجح محال نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جہت میں سب سے بڑھ کر ایک ایسی ترجیح پائی جاتی ہے جو ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہے- یعنی یہ کعبہ ایک بڑے نامور سید الموحدین اس نیک بندے کا بنایا ہوا ہے جس نے خدا کی محبت اور توحید کے اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے بیگانے سے وہ تکالیف دیکھی تھیں جن کا نمونہ آج کل تمام دنیا میں نہ مل سکے پس ایسے شخص کی یادگار دل میں قائم رکھنے کی غرض سے کعبہ مقرر کیا گیا- تاکہ اور لوگوں کو بھی اخلاص مندی اور توحید کا اس سے سبق حاصل ہو اسی حکمت سے حضور اقدس (فداہ روحی) کا دل تڑپتا تھا کہ میں کعبہ ابراہیمی کی طرف نماز پڑھوں ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ کعبہ بھی مثل اور جہت کے ایک جہات ہے- ہاں کوئی وصف ہے تو یہ ہے

بگفت ا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشستم

رہا اعتراض نسخ احکام کے متعلق سو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ یعنی حکم سابق کا اٹھا دینا یہ دو طرح پر ہے- ایک تو جس طرح سے حکام زمانہ کوئی قانون بعد ترویج بدلتے ہیں جس کی بابت پہلی ترتیب کے وقت ان کو علم نہیں ہوتا کہ اس میں کیا خرابی ہوگی؟ جس کے سبب سے اس میں کچھ تغیر آئے گا- دوسری قسم طبیب کی تبدیلی نسخہ جات کی طرح ہے کہ رفتہ رفتہ بتدریج طبیعت کو درستی پر لاتا ہے منضج دے کر مسہل تجویز کرتا ہے- ان دو قسموں میں اول تو بے شک حاکم کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے- مگر قسم دوئم بجائے لاعلمی کے کمال علمی بتاتا ہے- اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اہل اسلام کون سے نسخ کے قائل ہیں؟ قسم اول کے حاشا وکلا (ہرگز نہیں) ان کی پاک کتاب کی تعلیم ہے **یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم** اور **انہ علیم**

بذات الصدور بھلا اس صریح تعلیم کے خلاف وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ اور اگر کہیں بھی تو یہ اعتراض ان پر ہوگا نہ کہ اسلام پر- قسم دوم کے البتہ جمہور اہل اسلام معترف ہیں- کتب اصول میں لکھا ہے کہ

النسخ هو بيان لمدة الحكم المطلق الذى كان معلوما عندالله الا انه اطلق فصار ظاهره البقاء في حق البشر فكان تبديلا في حقنا بيانامحضا في حق لصاحب الشرع (نور الانوار ص۲۰۸)

"نسخ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے جو کسی حکم بلا قید میں مراد ہوتی ہے اور اللہ کو معلوم ہے کہ حکم فلاں وقت تک رکھوں گا مگر بظاہر اس کو غیر مفید فرما دیتا ہے- جس سے لوگ اس کو دوامی سمجھ جاتے ہیں- پس اسی وجہ سے وہ ہمارے خیال میں پہلے حکم کی تبدیلی ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک وہ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے"

پس ایسے نسخ سے نہ تو اللہ کے علم میں کوئی نقصان آتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اعتراض ہے- کون نہیں جانتا کہ ابتدائے اصلاح قوم میں مسلمان کو کیا کیا دقتیں پیش آیا کرتی ہیں کبھی وہ مشکل سے مشکل کام بھی کر گزرتے ہیں اور کروا لیتے ہیں اور کبھی آسان سے آسان بھی بوجہ کسی مصلحت اور حکمت کے ان سے نہیں ہو سکتے ایک شخص کے خیالات کا اندازہ کرنا اور اس کی طبیعت مدت سے بگڑی ہوئی کو اصلاح پر لانا ہاتھ پر انگار لینا ہے تو پھر ایک قوم کی قوم کو یک دم پلٹا دلانے میں کیا کیا دقتیں نہ پیش آتی ہوں گی؟ سچ ہے اور بالکل سچ ہے

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار بہتے دریا کا پھیر لانا دشوار
دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

ایک حدیث میں جو امام مسلم نے نقل کی ہے مذکور ہے کہ آپ نے لوگوں کی مشرکانہ عادت دیکھ کر قبرستان کی زیارت سے منع فرمایا تھا اور بعد اصلاح اجازت دیدی اور انکے بخل کے مٹانے کی غرض سے قربانیوں کے گوشت تین دن زائد رکھنے سے منع کر دیا تھا جس کی بعد میں اجازت دیدی ایسا ہی شراب کے برتنوں میں بھی کھانا پینا منع کیا تھا مگر بعد میں ان کے استعمال کی اجازت بخشی اس حدیث سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسلامی نسخ بے علمی پر مبنی نہیں بلکہ کمال دور اندیشی کی خبر دیتا ہے ہمارے خیال میں ایسے مصلح اور ریفارمر کی کسی پالیسی (حکمت عملی) یا دوسرے لفظوں میں نسخ پر کوئی اعتراض کرنا گویا ثابت کرنا ہے کہ اصول ریفارمری سے ناواقف ہیں سچ ہے سخن شناس نئی دلبر اخطا اینجاست اسلامی نسخ جس قدر کہ ہے اس قسم کا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض مفسرین نسخ بتلانے میں ذرا جلدی بھی کر جاتے ہیں سو جس نے آیات منسوخہ کی صحیح تعداد اور ان کے متعلق محققانہ بحث دیکھنی ہو وہ رسالہ **الفوز الکبیر** مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کا مطالعہ کرے تمام تلاش میں شاید کوئی آیت منسوخ ملے گی- واللہ اعلم

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ
اور ہر ایک کے لئے ایک جانب ہے وہ اس کی طرف (اپنا رخ) پھیرے گا پس تم نیکیوں کے کرنے میں جلدی کرو جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تم سب کو (ایک جگہ) لے

اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
آوے گا بیشک اللہ سب کام کر سکتا ہے اور جہاں سے نکلے تو اسی عزت والی

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾
مسجد کی طرف اپنا منہ پھیر کہ وہی سچا حکم تیرے رب کی طرف سے ہے اور خدا تمہارے کاموں سے غافل نہیں

ہر ایک فرقہ کے لیے ایک جانب کعبہ کی مقرر رہے - وہ فرقہ اس جہت کی طرف اپنا رخ ضرور[ل] پھیرے گا - جنوب شمال مشرق مغرب تمام اطراف کے لوگ اپنی اپنی طرف سے کعبہ کی طرف نماز پڑھیں گے جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت اطراف میں ہو گی ہاں اس میں شک نہیں کہ ابتداء میں تم کو کسی قدر تکلیف ہو گی سو کچھ حرج نہیں تکلیف میں بہت بڑا اجر ہے - پس تم اس سے مت ڈرو بلکہ ایسی نیکیوں کے کرنے میں جلدی کرو اور یہ وہم مت لاؤ کہ مشرق مغرب کے لوگ اس کعبہ میں کیونکر آویں گے اور کیونکر آپس میں ملیں گے - اس لئے جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تم سب کو ایک جگہ لے آوے گا بے شک خدا سب کام کر سکتا ہے - یہ کام خدا کے سپرد کر اور اس کی تعمیل ارشاد میں مصروف ہو اور مدینہ سے باہر جہاں سے نکلے اور نماز پڑھنے لگے تو اسی عزت والی مسجد یعنی کعبہ شریف کی طرف اپنا منہ پھیر اس لئے کہ وہی سچا حکم تیرے مالک کی طرف سے ہے اور جان لو کہ خدا تمہارے کاموں سے غافل نہیں - اس تکلیف کا یہ بدلہ تم کو ضرور دے گا -

ل (اپنا رخ ضرور پھیرے گا) اس آیت کے معنی بتلانے میں مفسرین کا قدرے اختلاف ہوا ہے - بعض کہتے ہیں ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے - جو وہ اپنا منہ اس طرف پھیرتا ہے مثلاً یہودی ایک طرف عیسائی ایک طرف مشرکین عرب ایک طرف حالاں کہ بہتر وہی جہت ہے جو خدا کے حکم سے ہو پس تم کعبہ کی طرف منہ کرو جو منشاء ایزدی کے موافق ہونے کی وجہ سے ہر طرح سے افضل اور فائق ہے بعض کہیں ھو کی ضمیر خدا کی طرف پھیرتی ہے پس اس توجیہہ پر آیت کے معنی دو طرح سے ہوں گے ایک تو یہ کہ ہر ایک کے لیے جہاں والوں سے ایک رخ ہے کہ خدا نے ان کو اس طرف پھیرا ہے - مثلاً یہود کو ایک طرف اور عیسائیوں کو ایک طرف دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ ہر ایک کے لئے تم مسلمانوں سے کعبہ کی ایک جہت ہے کہ خدا تم کو اس طرف پھیرے گا - ان معانی کا مفصل ذکر تفسیر کبیر میں مرقوم ہے من شاء فلیرجع الیه جو معنی میں نے کئے ہیں وہ بہیئت کذائی کسی کے کئے ہوئے تو میری نظر سے نہیں گزرے - لیکن انہی وجوہ مذکورہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں میں نے کل کا مضاف الیہ مخاطب یعنی مسلمان لئے ہیں - اور ھو کی ضمیر کل کی طرف ہی پھیری ہے جو متبادر ہے یہ سب اس لئے کیا کہ ان معنی میں ایک قسم کی پیشین گوئی ترقی اسلام کے متعلق معلوم ہوتی ہے جو ایسی گھبراہٹ کے زمانہ میں مناسب بلکہ انسب ہے - جیسی کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر اور جنگ خندق میں آپ نے عین گھبراہٹ کے وقت ایک روشنی دیکھ کر صحابہ کو تسلی فرمائی کہ مجھے روم شام کا ملک دکھایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ یہ ملک میری امت کو ملے گا چنانچہ یہ پیشین گوئی معہ ان دو پیش گوئیوں کے خدا کے فضل سے پوری ہو گئیں -- فالحمد للہ علی ذالک

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

اور جہاں سے تو نکلے پس اسی مسجد عزت والی کی طرف اپنا منہ پھیر لو اور تم جہاں کہیں ہو

فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا

اسی طرف اپنا منہ پھیریو تاکہ لوگوں کا جھگڑا تم سے نہ رہے ہاں جو ان میں سے کج رو ہیں

مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۗ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کرو اور تاکہ تم راہ پر پہنچو

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ

جیسا کہ ہم نے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کا بھیجا ہے جو ہماری آیتیں تم پر پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

کتاب اور تہذیب سکھاتا ہے اور وہ باتیں تم کو سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔ پس تم میری یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا

وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ

اور میرا شکریہ ادا کرو اور ناشکری مت کیجیو۔ اے مسلمانو تم صبر اور نماز۔ سے مدد چاہا کرو

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

بے شک خدا صابروں کے ساتھ ہے

اور اس لئے ہم بار بار بتلاتے ہیں کہ جہاں سے تو نکلے پس اسی مسجد عزت والی کی طرف نماز میں اپنا منہ پھیر لو۔ اور تم بھی مسلمانو جہاں کہیں ہو نماز پڑھتے ہوئے اسی طرف منہ اپنا پھیرو تاکہ لوگوں کا جھگڑا تم سے نہ رہے کہ دعوی ملت ابراہیمی کا کریں اور کعبہ ابراہیمی کو چھوڑ دیں۔ ہاں جو ان میں سے بالکل ہی کج رو ہیں سو ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو تاکہ تم ترقی کرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم خدا کی راہ پر پہنچو۔ یہ نعمت یہ کامیابی بھی کوئی کم چیز نہیں بلکہ ویسی ہی جیسا کہ ہم نے تمہارے پاس ایک رسول تمہاری جنس کا بھیجا ہے جو ہماری آیتیں تم پر پڑھتا ہے اور کدورت باطنی مثل شرک کفر کینہ نفاق وغیرہ سے تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب آسمانی اور تہذیب روحانی سکھاتا ہے اور علاوہ اس کے ضروری ضروری وہ باتیں بھی تم کو سکھاتا ہے جو پہلے اس سے تم نہیں جانتے تھے بڑی بھاری اخلاقی بات جو تم ہمارے رسول سے سیکھتے ہو طریقہ ذکر ہے۔ اس لئے کہ بہت سے لوگ اسی میں بھولا کرتے ہیں پس تم اسی طریقہ معلومہ سے میری یاد کیا کرو میں بھی اس کے عوض میں تمہیں انعام خاص سے یاد کروں گا اور اس ہدایت کا احسان مان کر میرا شکریہ ادا کرو اور ناشکری مت کرو کہ اس طریقہ محمدیہ کو چھوڑ کر نئی نئی راہیں نکالنے لگو اور جس طریق سے ہمارے پیغمبر نے تم کو تعلیم نہیں کی اس طور سے ذکر کرنے لگ جاؤ کیوں کہ الٰہی معلم کے طریق کو چھوڑنا بڑی بھاری ناشکری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذکر شکر بھی ایک مشکل کام ہے مگر اس کے لئے ایک آسان طریق ہم بتلاتے ہیں پس اے مسلمانو تم صبر اور نماز سے مدد چاہا کرو یعنی تکلیفوں کے وقت صبر کے خوگیر ہو جاؤ اور ہر وقت اس کا خیال رکھو اور جب کبھی تکلیف ناگہانی آجاوے تو نفل پڑھ کر دعا کیا کرو۔ ان دونوں کے استعمال اور مزاولت سے تم پکے ذاکر شاکر بن جاؤ گے۔ اس لئے کہ ان دونوں کاموں پر بہت سے آثار باطنی فیضان ہوتے ہیں بڑی بات تو یہ کہ بیشک خدا کی مدد ہر وقت صابروں کے ساتھ ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں مردے مت کہا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ

اور آئندہ تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک اور مال و جان اور پھلوں کے نقصانات سے تجربہ کار بنا دیں گے

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

اور تو ایسے صبر والوں کو خوشخبری سنا- جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملک ہیں اور بلاشبہ ہم اسی کے حضور میں جانے کو ہیں-

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

انہیں لوگوں پر ان کے رب کی شاباش ہے اور رحمت اور یہی لوگ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں-

تمہارے صبر کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی بندوں کے مرنے پر واویلانہ کیا کرو- اور خاص[1] کر ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل ہوتے ہیں مردے مت کہا کرو اس لئے کہ جب آپس میں تم بول چال کرتے ہوئے کہتے ہو کہ فلاں مر گیا فلاں قتل ہوا تو اس کہنے سے تمہیں ایک قسم کا بے اختیاری قلق ہوتا ہے پس ایسا کہنا ہی چھوڑ دو- بلکہ یہ سمجھو کہ وہ زندہ ہیں اور اگر غور کیا جائے تو زندہ ہی ہیں اس لئے کہ جو زندگی کا حاصل ہے ان کو بطریق احسن حاصل ہے اور ہر طرح کے عیش و آرام میں ہیں لیکن تم اس کی کیفیت نہیں جانتے کہ کس قسم کا ہے کیونکہ تمہاری نظر سے غائب ہیں سچ پوچھو تو صبر ایک عجیب ہی وصف جامع کمالات ہے- اس لئے ہم تم کو صبر کی ہدایت کرتے ہیں اور آئندہ تمہیں کسی قدر دشمنوں کے خوف اور بھوک یعنی تنگی معاش اور مال و جان اور پھلوں کے نقصانات سے تجربہ کار بنا دیں گے جو ایسے وقت میں کامیاب ہوں گے انہیں کے حق میں اپنے رسول کو ہدایت کرتے ہیں کہ تو ایسے صبر والوں کو خوشخبری سنا جو مصیبت کے وقت بجائے بے ہودہ شور و غل کرنے کے بجوش دل کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملک ہیں جس طرح چاہے ہم میں تصرف کرے ہمیں کوئی عذر نہیں اور ہو بھی کیسے جب کہ بلاشک ہم اسی کے حضور جانے کو ہیں تو جیسا کچھ ہو گا وہاں کھل جائے گا سچ تو یہ ہے کہ انہیں لوگوں پر ان کے رب کی شاباش ہے اور رحمت ہو گی اور یہی لوگ سیدھی دانائی کی راہ پر چلنے والے ہیں کیونکہ یہ کمال دانائی ہے کہ ماتحت اپنے افسر سے بگاڑے نہیں اگرچہ اس کی طرف سے کیسی ہی تکلیفیں پہنچیں سب کو بڑی خوشی سے اٹھائے بالخصوص ایسا افسر جو تمام اختیارات کاملہ رکھتا ہو- دیکھو ہم تمہیں اس صبر کے متعلق ایک حکایت سناتے ہیں کہ جب حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ نے جس وقت ابراہیم (علیہ السلام) اس کو بحکم خداوندی جنگل میں چھوڑ گئے تو اس نے صبر و شکر سے کام لیا اور جب اسے پیاس کی سخت تکلیف پہنچی تو وہ بے چاری پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں پر جو شہر مکہ کے قریب ہیں جن کا نام صفا مروہ ہے دوڑنے لگی-

---

شان نزول

[1] (ولا تقولوا) جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے ان کے وارث حسب طبیعت انسانی ان کا رنج رکھتے تھے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ فلاں شخص مر گیا فلاں قتل ہوا ان کو ملال ہوتا تھا- ادھر کفار نے بھی یہ کہنا شروع کیا کہ یہ لوگ ناحق ایک شخص (محمد) کے پیچھے ہو کر جان دیتے ہیں- اس لئے مسلمانوں کو شہداء کے مردہ کہنے سے جو ان کے حق میں باعث رنجیدگی کا ہو روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی-

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ
صفا اور مروہ بیشک خدا کی نشانیاں ہیں پس جو کوئی حج یا عمرہ کو آوے

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ
وہ ان دونوں (پہاڑوں) کے گرد بھی پھرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی ثواب کمائے گا تو اللہ بڑا قدردان

شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ
جاننے والا ہے- جو لوگ ہمارے اتارے ہوئے کھلے کھلے احکام اور ہدایت چھپاتے

وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ
ہیں بعد اس کے جو ہم نے اس کو کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کردیا تو ایسے لوگوں کو خدا لعنت کرتا ہے اور تمام

وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىِٕكَ
لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں- ہاں جنہوں نے توبہ کی اور عمل اچھے کئے اور (پہلی غلطیاں) بیان کردیں تو ان لوگوں پر

اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ
میں رحم کرتا ہوں

کہ کہیں سے پانی ملے اس وقت کی اس صابرہ کی یہ دوڑ ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ علاوہ ان احسانات کے جو اس وقت اس پر اور اس کے بچے پر کئے ہم نے عام طور پر اس صابرہ کا صبر جتلانے اور اس پر اپنی خوشی کا اظہار کرنے کو اعلان کر دیا کہ صفا[1] اور مروہ دونوں پہاڑیاں بیشک خدا کی قبولیت کی نشانیاں ہیں پس جو شخص دیکھنا چاہے کہ خدا صبر پر بھی کچھ بدلہ دیتا ہے- وہ صفا مروہ کو دیکھ لے- یہاں سے اس کو اسمٰعیل اور اس کی والدہ کا قصہ معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے کیونکر اس کو صبر کا بدلہ دیا کہ عموماً اس کی نسل سے تمام عرب کو آباد کیا پھر اسی پر بس نہیں کی- بلکہ اس کے پانی کی تلاش والی چال ان دو پہاڑیوں میں ہمیں یہاں تک بھلی معلوم ہوئی کہ ہم نے عام طور پر لوگوں کو حکم دیا کہ جو کوئی حج یا عمرہ کرنے کو آئے وہ ان دونوں پہاڑیوں کے گرد بھی پھرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے جو کوئی ایسے ثواب بھی کمائے گا تو ضرور خدا اس کو بدلہ دے گا اس لئے کہ اللہ تو بڑا قدردان اور ان کو جاننے والا ہے- باوجود اس کے بعض لوگ خبیث النفس ایسے بھی ہیں کہ ہمارے احکام متعلقہ صبر وغیرہ عوام سے چھپاتے ہیں صاف طور پر بیان نہیں کرتے سو یاد رکھو کہ جو لوگ ہمارے[2] اتارے ہوئے کھلے کھلے احکام اور ہدایت لوگوں سے چھپاتے ہیں بعد اس کے جو ہم نے اس کو کتاب میں لوگوں کے لئے بیان بھی کر دیا تو ایسے ہی لوگوں کو خدا لعنت کرتا ہے اور تمام دنیا کے لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں- ہاں جنہوں نے اس گناہ سے توبہ کی اور آئندہ کو عمل اچھے کئے اور اپنی پہلی غلطیاں بیان بھی کر دیں تو ان لوگوں پر

شان نزول

[1] مدینہ کے لوگوں نے زمانہ کفر میں صفا مروہ پر دو بت رکھے تھے اور ان کا طواف کیا کرتے تھے جب اسلام لائے تو انہوں نے ان بتوں کے طواف کو تو برا سمجھا ہی تھا یہاں تک ان سے بیزار ہوئے کہ صفا مروہ (جن پر وہ بت رکھے تھے) کے درمیان سعی کرنا بھی انہوں نے حرام جانا- انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- ابن کثیر

[2] یہود و نصاریٰ کے علماء سچی باتوں کو اکثر لوگوں سے چھپاتے تھے جس سے غرض ان کی محض لوگوں کو خوش کرنا تھا- انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- علماء اسلام اس سے متنبہ ہوں کہ تھوڑی تھوڑی اغراض نفسانی کے لئے حق پوشی نہ کیا کریں ورنہ ان میں اور ان میں کیا فرق ہوگا؟

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ

اور میں بڑا ہی رحم والا مہربان ہوں ہاں جو لوگ منکر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مرے تو ان پر اللہ

عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

اور فرشتوں اور سب بندوں کی طرف سے لعنت ہے اسی میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت ہی ملے گی- اور تمہارا سب کا خدا ایک ہی ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

اس کے سوا کوئی بھی خدا نہیں وہ بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے- آسمان اور زمین کی پیدائش اور

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ

رات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو سمندر میں لوگوں کے نفع کو چلتے ہیں

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

اور اللہ کے آسمان سے اتارے ہوئے پانی میں جس سے زمین کو

میں بھی رحم کرتا ہوں اور میں ہمیشہ سے بڑا ہی رحم والا مہربان ہوں جو کوئی مجھ سے ڈر کر ذرا بھی جھکے تو میں اس کو فوراً اپنی رحمت میں لے لیتا ہوں- ہاں جو لوگ شریر اور متکبر ہیں کہ میری کتاب اور رسول سے منکر ہوئے اور تمام عمر بھی اس سے باز نہ آئے بلکہ اسی حالت کفر ہی میں مرے تو ان پر اللہ اور اللہ کے فرشتوں اور سب نیک بندوں کی طرف سے لعنت ہے- اسی لعنت کے وبال میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ عذرداری کے لیے ان کو مہلت ہی ملے گی کیونکہ ان کا جرم بھی تو بہت بڑا ہے کہ توحید اور خداوندی احکام سے منکر ہیں اور اوروں کو خدا بناتے ہیں حالانکہ تمہارا سب[1] کا خدا ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی بھی خدا نہیں وہ بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے جس کی انہوں نے قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گزاری کے ناشکری کو پسند کیا تو کیسی نادانی کی- بھلا ایسے خدا مالک الملک کا بھی کوئی انکاری ہو سکتا ہے کہ جس کے وجود کی شہادت چاروں طرف سے آتی ہے- آسمان[2] اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو سمندر میں لوگوں کے نفع کو چلتے ہیں اور اللہ کے آسمان سے اتارے ہوئے پانی میں جس سے زمین کو بعد خشکی کے تازہ کرتا ہے-

شان نزول

[1] مشرکین عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جس خدا کی عبادت کو ہمیں بتلاتے ہیں اس کا کچھ حال تو بیان کیجئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

[2] اس سے پہلی آیت سن کر مشرکوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہتا ہے کہ خدا ایک ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

بعد خشکی کے تازہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے پھیرنے میں

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنَ

اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے ہوئے ہیں بے شک عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور بعض

النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ

لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا اور معبود بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے چاہئے اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ

جو مومن ہیں وہ دلی لگاؤ سب سے زائد اللہ کے ساتھ رکھتے ہیں اور اگر ظالم اپنے عذاب کی گھڑی کو دیکھیں (تو جان جائیں کہ) توانائی سب اللہ ہی

الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

کو ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ جس وقت پیشوا اپنے پیروکاروں سے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝

بیزار ہو جائیں گے اور عذاب دیکھیں گے اور آپس کے سب علاقے ٹوٹ جائیں گے

اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلاتا ہے اور ہوا کے ادھر ادھر پھیرنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے ہوئے ہیں بے شک عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو ان اشیاء کے ہیر پھیر سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ واقعی ان کا بنانے والا واحد لاشریک ہے اور وہی لائق عبادت ہے مگر باوجود ایسے نشانوں کے بھی بعض لوگ ایسے احمق ہیں کہ اللہ کے سوا اور معبود بناتے ہیں یہ نہیں کہ ان کو اپنا خالق سمجھتے ہوں یا رزاق جانتے ہوں نہیں طرفہ تو یہی ہے کہ رزق کا مالک ایک ہی خدا کو جانتے ہیں۔ باوجود اس کے ان بناوٹی معبودوں سے ایسی محبت اور دلی لگاؤ کرتے ہیں۔ جیسی خدا سے چاہیے یہ بھی تو ایک قسم کا شرک ہے کہ خدا کی سی محبت اوروں سے کی جائے یہی وجہ ہے کہ جو مومن ہیں وہ دلی لگاؤ اور قلبی خلوص سب سے زائد اللہ کے ساتھ رکھتے ہیں کیوں کہ وہ اپنی کمال دور اندیشی سے جانتے ہیں کہ ہمارا جس قدر تعلق خدا کے ساتھ ہے اتنا کسی اور سے نہیں۔ ہماری عزت' ذلت' غربت' امارت سب اسی کے قبضہ میں ہے بخلاف پہلے لوگوں کے جو اوروں میں بھی کچھ طاقت کارروائی کی سمجھتے ہیں۔ اس بیوقوفی کا انجام آخرت میں تو دیکھ ہی لیں گے اگر ابھی سے یہ ظالم اپنے اس باطل عقیدے کی سزا اور عذاب کی گھڑی کو دیکھ لیں تو جان جائیں کہ بے شک ہم غلطی میں ہیں کہ اوروں میں بھی توانائی سمجھتے ہیں اب معلوم ہوا کہ توانائی سب اللہ ہی کو ہے۔ اور سوائے اس کے کسی کو نہیں اگر ہوتی تو وہ ہم کو اس مصیبت سے ضرور ہی بچا لیتے ایسے مشکل وقت میں قدر معلوم ہو گی اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ واقعی اللہ کا عذاب سخت ہے ابھی تو یہ احمق اپنے شرک کی بلا میں پھنسے ہوئے کچھ نہیں سمجھتے۔ لطف تو جب ہو گا کہ جس وقت ان کے جھوٹے پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہو جائیں گے اور سامنے سے عذاب دیکھیں گے اور آپس کے علاقے ان کے سب ٹوٹ جاویں گے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ

اور پیروکار بول اٹھیں گے کہ اگر ہم ایک مرتبہ پھر جائیں تو ضرور ہی ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہوں جیسے کہ یہ ہم سے ہوئے

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ

ایسا ہی اللہ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا کہ افسوس کریں اور آگ سے کہیں نہ نکل

النَّارِ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

سکیں گے۔ اے لوگو کھاؤ دنیا کی حلال پاکیزہ چیزیں اور شیطان کے پیچھے مت

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ

جاؤ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ بجز بداخلاقی اور بے حیائی کے کوئی بھی راہ تم کو نہیں بتلاتا اور یہ (سکھاتا ہے) کہ

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

تم اللہ کی نسبت ایسی بات کہو جسے تم نہیں جانتے۔ اور جب کوئی ان سے کہنے لگے کہ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) کی پیروی کرو تو کہہ دیتے

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

اور پیروکار مرید تنگ آکر بول اٹھیں گے کہ اگر ہم دنیا میں ایک مرتبہ پھر جائیں تو ضرور ہی ہم بھی ان دغابازوں سے ایسے ہی بیزار ہوں جیسے کہ یہ ہم سے ہوئے اور کبھی بھی توان کی نہ سنیں۔ چاہے کتنا ہی زور لگائیں مگر اس وقت کا افسوس کیا مفید ہو گا؟ ایسا ہی کئی دفعہ اللہ ان کے اعمال قبیحہ ان کو دکھائے گا کہ اپنی بدکرداری پر حسرت اور افسوس کریں اور ہمیشہ ہی ان کو جہنم میں رکھے گا جس کی آگ سے کبھی بھی نکل نہ سکیں گے بعض لوگ اپنی غلط فہمی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ سے محبت جب ہی ہوتی ہے کہ تمام کاروبار دنیاوی اور لذیذ اشیاء کو ترک کریں ورنہ نہیں سو ایسے لوگوں کی غلط فہمی دور کرنے کو ہم عام طور پر اعلان کر دیتے ہیں کہ اے لوگو کھاؤ اور پیو دنیا کی حلال اور پاک چیزیں۔ ایسی جائز لذت اٹھانے میں کوئی حرج اور ممانعت نہیں۔ ہرج تو اس میں ہے کہ اس کھانے میں غرور ہو سو تم ایسا مت کرو اور شیطان کے پیچھے مت جاؤ۔ کیوں کہ وہ ضرور تمہارا صریح دشمن ہے کبھی تم سے بہتری سے پیش نہ آئے گا بلکہ ہمیشہ تمہاری برائی ہی کی تدبیریں سوچے گا اور سوچتا ہے کیونکہ وہ بجز بداخلاقی اور بے حیائی کے کوئی بھی تم کو راہ نہیں بتلاتا ہمیشہ بری بری باتیں سکھلاتا ہے سب سے بری یہ بات سکھاتا ہے کہ تم اللہ کی نسبت ایسی بیہودہ بات کہو جسے تم خود بھی یقیناً نہیں جانتے چنانچہ تم سے اللہ کا شریک اور ساجھی کہلواتا ہے اور اس کی اولاد کی تلقین کرتا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے حالانکہ تم بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کا کوئی ساجھی یا اولاد ہے اس کی بڑی بھاری چال بازی یہ ہے کہ جس کسی کو بہکاتا ہے یہی کہہ کر بہکاتا ہے کہ تمہارے باپ دادا ایسا ہی کرتے آئے ہیں پس تمہیں بھی اسی راہ چلنا چاہیے۔ کیا تم ان سے زیادہ دانا ہو؟ کیا وہ بیوقوف ہی تھے پس لوگ اسی پر جم جاتے ہیں اور جب ان سے کوئی شخص بطور نصیحت کہنے لگے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کرو تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیا ان (ہی کے پیچھے چلیں گے) گو باپ دادا ان کے ایسے ہوں کہ نہ سمجھیں اور نہ راہ پر ہوں- اور کافروں (کو ہدایت کی طرف بلانیوالے) کی مثال

كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ

اس شخص کی طرح ہے جو کسی ایسے جانور کو بلاتا ہے جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ بھی نہیں سنتا بہرے گونگے اندھے ہیں پس یہ

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

نہیں سمجھتے- اے ایمان والو ہماری دی ہوئی حلال چیزوں میں سے کھاؤ

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کے بندے ہو- ہاں میتہ اور خون اور گوشت

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

خنزیر اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو بیشک تم پر حرام ہے ہاں جو کوئی

کیسی نادانی کا جواب ہے کیا ان باپ دادوں ہی کے پیچھے چلیں گے گویا باپ دادا ان کے ایسے احمق ہوں کہ کسی کے سمجھانے سے بھی نہ سمجھیں اور نہ ہی خود راہ پر ہوں سچ تو یہ ہے کہ جب کسی کے دل میں باپ دادا کی اتباع کا خیال بیٹھ جائے تو پھر کوئی ہدایت اثر نہیں کرتی بلکہ ایسے کافروں کو ہدایت اور راہ راست کی طرف بلانے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی ایسے جانور کو بلاتا ہے جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ نہیں سنتا یہی حال ان احمقوں کا ہے جو کوئی ان کو ہدایت کی طرف بلائے اس کی آواز تو صرف سنتے ہیں مگر مطلب کی طرف جی نہیں لگاتے کہ کیا کہہ رہا ہے؟ حق ہے یا باطل؟ کیونکہ یہ لوگ اپنے خیالی پلاؤ میں حق سننے سے گویا بہرے ہیں سچ بولنے سے گونگے اور اپنی کج روی دیکھنے میں اندھے ہیں پس یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ حق نہیں سمجھتے ہاں یہ خیال مت کرنا کہ اللہ کی محبت عمدہ اور لذت دار چیزوں سے روکتی ہی نہیں- سنو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے ایمان والو ہماری دی ہوئی حلال چیزوں میں سے خوب کھاؤ اور جی میں یہ سمجھ کر کہ خدا ہی نے دی ہیں- اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کے کامل بندے بننا چاہتے ہو تو یہی مناسب ہے کیا تم نے شیخ سعدی کا قول نہیں سنا- ''درویش صفت باش کلاہ تتری دارہاں'' میتہ یعنی خود مردہ چیز اور ذبح کے وقت کا خون اور گوشت خنزیر اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو کہ فلاں[1] پیر کی نیاز یا فلاں دیوی کا بکرا بے شک تم پر حرام ہے پھر بھی جو کوئی مجبور ہو نہ حرام خوری کی چاٹ میں حرام کی تلاش کرنے والا ہو بلکہ پابند شریعت اور تابعدار امن پسند ہو-

---

سرسید کی نویں غلطی : [1] (فلاں پیر کی نیاز) زمانہ حال میں یہ اختلاف ہے کہ غیر خدا کے نام کی اشیاء جو بغرض تقرب مقرر کی جاتی ہے- جب ان کو بسم اللہ سے ذبح کیا جائے تو حلال ہیں یا حرام بعض لوگ اس کو حلال جانتے ہیں مگر محققین کے نزدیک حرام ہیں حضرت حجتہ الہند شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اسی کو پسند کیا ہے اور مولانا عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں- اسی لیے کہ ایسی اشیاء کی حرمت کچھ ایسی عارضی نہیں ہوتی جیسے بغیر اجازت چیز میں ہوتی ہے جو بعد اجازت حلال ہو جاتی ہے بلکہ ان کی حرمت کا سبب شرک ہے جو ابتداء ہی سے اس میں اثر کر گیا ہے- سرسید سے اس مسئلہ میں مشرکوں کی تائید ہو گئی ہے- چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

مجبور ہو نہ تلاش کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں خدا بڑی بخشش والا مہربان ہے

اور نہ کھانے میں حد سے بڑھنے والا ہو تو اس شخص پر کوئی اس گناہ کا مواخذہ نہیں بقدر حاجت کھالے۔ گو یہ اشیاء اصل میں حرام ہیں لیکن بوجہ تنگی اس کی کے معافی دی گئی کیونکہ خدا بڑی بخشش والا مہربان ہے۔ ایسے صاف اور

"حرام نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سوائے خدا کے کسی کے نام کی کوئی چیز مقرر کر دینا شرک نہیں بلکہ اقدام علی الشرک ہے شرک جب ہوگا کہ اسی کے نام پر ذبح کی جائے اور جب ذبح خدا کے نام پر ہے تو پھر اقدام علی الشرک سبب حرمت نہیں"

میں کہتا ہوں سید صاحب کا یہ فرمانا کہ تسمیہ غیر اللہ کے نام کا شرک نہیں صحیح نہیں بلکہ یہ بھی شرک ہے اس لئے کہ شرک تو نیت کے متعلق ہے نہ کہ خاص فعل سے **لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولكن يناله التقوى منكم** اس کا موئید ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے غیر خدا کی نسبت غلامی کو بھی شرک قرار دیا ہے فرماتے ہیں

"ازینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعیت از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلاں وعبد فلاں نام می نہند" (حاشیہ ترجمہ قرآن پارہ ۹ ربع ثالث)

پس آپ کا یہ فرمانا کہ یہ نیت اقدام علی الشرک ہے شرک نہیں قابل نظر ہے رہا ان لوگوں کا جھگڑا جو ایسی چیزوں کو اس تاویل سے کہ ہمیں ثواب رسانی مقصود ہوتی ہے نہ کہ ان بزرگوں سے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں سو یہ تنازع لفظی ہے اس لئے کہ ان کی تقریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تقرب غیر اللہ اگر ہو تو بے شک حرام ہے مگر صورت مروجہ میں نہیں پایا جاتا۔ پس اب ہماری تلاش یہ ہوگی کہ ایسے موقع پر ہم بقرائن دریافت کریں کہ ان لوگوں کی غرض کیا ہوتی ہے حضرت شاہ عبدالعزیز نے بھی ایک قرینہ بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں سے کہا جائے کہ تم اس بکرے جتنا گوشت بازار سے لے کر مساکین کو کھلا دو اور پیر صاحب کو ثواب پہنچا دو تو ہر گز نہیں مانیں گے معلوم ہوا کہ غرض ان کی صرف غیر اللہ کے نام پر جان دینے کی ہے نہ کچھ اور سو یہی شرک ہے پس اس موقع پر بسم اللہ سے ذبح کرنا کیا مفید ہو سکتا ہے؟

راقم کہتا ہے تمام لوگوں کا پیر صاحب کے نام ذبح کرنا اور اس سے ایصال ثواب مقصود رکھنا میری سمجھ میں نہیں آتا کیا وجہ ہے کہ حضرت آدم کے نام کی کوئی نیاز نہیں کرتا کسی نے آج تک حضرت موسیٰ کے نام کی چائے نہیں پکائی۔ کبھی نہیں سنا کہ کسی نے بکرے کا ثواب حضرت ابو بکر حضرت عمر کو پہنچایا ہو۔ حالانکہ اگر باعتبار بزرگی کے دیکھا جائے تو اس تعظیم میں وہی لوگ زیادہ حق رکھتے ہیں جن کی بزرگی دلیل قطعی سے ثابت ہے پس یہ بھی قرینہ اس امر کا ہے کہ ثواب رسانی مقصود نہیں علاوہ اس کے ہم نے بذات خود ایسے لوگوں کا حال دیکھا ہے جن کو پیروں کے نام پر نیازیں دینے کی عادت ہے بالکل یہی جانتے ہیں کہ اس نیاز کی قبولیت پیر صاحب کی طرف سے ہے اور اس قبولیت کے عوض میں وہ ہماری بلا ضرور ہی دفع کر دیں گے یا حصول مطلب کرا دیں گے ہاں بعض لوگوں کا اعتراض بھی قابل ذکر ہے گویا کہ پاک کتاب کی تفسیر ایسے سوالوں کے ذکر مناسب نہیں مگر اس لئے کہ ایسے لوگوں کا شبہ بھی حل ہو جائے کچھ لکھا جاتا ہے ایسے لوگ کہتے ہیں کہ اگر پیر صاحب کا بکرا کہنے سے وہ بکرا حرام ہو جاتا ہے تو پھر کوئی چیز بھی حلال نہ ہوگی اس لئے کہ ہر ایک چیز کو ہم کہا کرتے ہیں کہ یہ روٹی زید کی ہے اور وہ بیوی عمر کی پس یہ بھی حرام ہوئیں **سبحان الله ما اصدق رسول الله فداه ابی وامی** "**يرفع العلم ويفشوا الجهل قبل القيامة**" افسوس ان حضرات نے یہ نہیں سمجھا کہ ان صورتوں میں تو اضافت تملک ذات یا منافع کی ہے پیر صاحب کی نسبت میں کونسی اضافت ہے اگر یہی ہے تو مردہ کی ملک کیونکر ہوئی اور اگر ہوئی تو بلا اجازت ان کے اس چیز کو کیوں کھاتے ہو؟ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں بنی اسرائیل کی طرح بچھڑے کی محبت گھر گئی ہے اسلئے ایسی باتیں ان سے کچھ بعید نہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ

بیشک جو لوگ خدا کی اتاری ہوئی کتاب مخفی کرتے ہیں اور اس کے عوض میں کسی قدر مال لیتے ہیں

اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚۖ

وہ آگ ہی اپنے پیٹ میں ڈال رہے ہیں اور نہ قیامت کے دن خدا ان سے کلام کرے گا اور نہ ان کو معافی دے گا

وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی وَ الۡعَذَابَ

اور ان کو سخت عذاب پہنچے گا۔ یہی تو ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ لیا اور عذاب کو

بِالۡمَغۡفِرَۃِ ۚ فَمَاۤ اَصۡبَرَہُمۡ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ ؕ

بخشش کے عوض میں پس کیسے صابر ہیں آگ پر۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ نے سچی کتاب اتاری ہے

وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِی الۡکِتٰبِ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۷۶﴾

اور جو لوگ اس میں مخالف ہی ہیں بڑی بھاری بدبختی میں ہیں

ع ۵

صریح احکام سن کر ان کتاب والوں کے پاس کوئی حجت نہیں رہتی تو اور ایک نئی بات نکالتے ہیں کہ اس نبی کے حق میں پہلی کتابوں میں کوئی پیشین گوئی نہیں اور اگر یہ نبی برحق ہوتا تو اس کے لیے کتب سابقہ میں ضرور کوئی خبر ہوتی۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ اکثر انبیاء نے یہ خبر دی ہوئی ہے۔ مگر ان کے ظاہر ہونے سے ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لیے ان کو چھپاتے ہیں۔ سو یاد رکھیں کہ بیشک جو لوگ خدا کی اتاری اور بتلائی ہوئی خبریں کتاب سماوی سے مخفی کرتے ہیں اور عوام لوگوں کو جو یہ بات ان سے پوچھتے ہیں تو اور ہی معنی بتلاتے ہیں اور اس کے عوض میں دنیائے دوں کا کسی قدر مال لیتے ہیں تاکہ مزے سے چند روزہ زندگانی بسر کریں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم پلاؤ گوشت کھا رہے ہیں۔ بلکہ وہ سراسر آگ ہی اپنے پیٹ میں ڈال رہے ہیں جس کا بدلہ انکو آگ ہی ملے گا اور نہ قیامت کے دن خدا ان سے مہربانی سے کلام کرے گا اور نہ گناہوں سے ان کو معافی دے گا بلکہ بجائے معافی کے مواخذہ ہوگا اور اس مواخذہ میں ان کو سخت عذاب پہنچے گا اس لئے کہ یہی تو ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ لیا قرآن جیسی پاک کتاب چھوڑ کر اپنے اپنے خیالات واہیہ میں پھنسے اور عذاب الٰہی کو بخشش کے عوض میں لے چکے ہیں۔ پس دیکھیے کیسے صابر ہیں آگ کے عذاب پر۔ اس قدر ان پر سختی کی وجہ ہے کہ اللہ نے تو سچی کتاب قرآن کریم اتاری ہے اور جو لوگ اس کج روی سے مخالف ہیں ان کا حال ہم پہلے ہی بتلا چکے ہیں کہ وہ بڑی بھاری بدبختی میں ہیں۔ باوجود اس بددیانتی کے جس کا ذکر تم سن چکے ہو اہل کتاب اس امر پر نازاں ہیں کہ ہم ہی انبیاء کے کعبہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں اس لئے وہ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ

یہ کوئی نیکی نہیں جو تم اپنا منہ مشرق مغرب کی طرف پھیرتے جاؤ ہاں نیکی والے وہ لوگ ہیں

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى

جو خدا کو اور قیامت کے دن کو اور فرشتوں کو اور سب کتابوں اور نبیوں کو مانیں اور اپنا مال باوجود اس کی

حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ

خواہش کے قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیویں اور

فِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا

غلاموں کی رہائی میں (خرچ کریں) اور نماز کی پابندی رکھتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور جب کبھی وعدہ کرتے ہیں تو پورا

عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کرتے ہیں اور سختیوں اور بیماریوں میں اور جہاد کے وقت میں صابر رہتے ہیں یہی لوگ

صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

سچے ہیں اور یہی لوگ (خدا سے) ڈرنے والے ہیں

سن رکھیں کہ بغیر اقرار رسالت یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم اپنا منہ[1] مشرق مغرب کی طرف پھیرتے جاؤ ہاں نیکی والے حقیقتاً وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے خدا کو اپنا خالق مالک رازق مطلق مانیں اور قیامت کے دن کو یقینی جانیں اور خدا کے فرشتوں کو اور سب کتابوں اور نبیوں کو سچے مانیں جن میں سے محمد رسول اللہ کو خاص کر واجب الاتباع جانیں اور عملی پہلوان کا یہ ہو کہ اپنا مال عزیز باوجود اس کی خواہش اور ضرورت کے محتاج قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور بے سامان مسافروں اور ہر قسم کے مانگنے والوں کو دیویں اور غلاموں کی رہائی میں خرچ کریں نہ کہ تمہاری طرح کہ سب جہاں کو کھاجاؤ اور ہنوز روزہ دار ہی کہلاؤ اور نیکی والوں کی تعریف میں یہ بھی ہے کہ وہ نماز کی پابندی رکھتے ہوں اور اپنے مال میں سے زکوٰۃ بھی دیتے ہوں اور معاملہ کے ایسے صاف ہوں کہ جب کبھی کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں اور سختیوں اور بیماریوں میں جہاد کے وقت میں صابر رہتے ہیں یہی لوگ اپنے دعوے میں سچے راست باز ہیں اور یہی لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں اور باقی سب غلط- ہاں یہ نہیں کہ ان لوگوں پر اگر کوئی نااہل زیادتی کرے یہاں تک کہ ان کو یا ان کے بھائی بندوں کو جان سے مار دے تو وہ اپنے صبر ہی میں خاموش رہیں- ایسا صبر تو ان کی جان پر وبال ہو جائے گا صبر یہ نہیں کہ ظالموں کو دلیر کیا جائے بلکہ ایسے نالائقوں سے بدلہ لینا بھی ضروری ہے

شان نزول

[1] (لیس البر) تحویل قبلہ پر یہودیوں نے اعتراض کئے اور اپنی شیخی بھگاری تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ
اے ایمان والو مقتولوں کا بدلہ لینا تمہیں جائز ہے۔ آزاد بدلہ آزاد کے

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ
اور غلام بدلہ غلام کے اور عورت عوض عورت کے پس جو کوئی اس کے بھائی سے کچھ معافی لے تو دستور

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
کے موافق لینا واجب ہے اور بخوشی اس کو پہنچاؤ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی ہے

وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ
اور مہربانی پس بعد اس کے جو کوئی زیادتی کرے گا تو اس کو سخت عذاب ہوگا۔ اور خونی کے قتل کرنے میں

حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝
تمہاری زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم بچے رہو

اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے ایمان والو مقتولوں کا بدلہ لینا تمہیں جائز ہے اس میں کسی خاص شخص یا قوم کی فضیلت بھی نہیں کہ ان میں کسی کا قاتل چھوڑا جائے یا ان کے آزاد کے عوض غلام کو لیا جائے یا ان کی عورتیں دوسروں کی عورتوں سے ہم پلہ نہ ہو سکیں بلکہ آزاد[1] قاتل بدلہ آزاد مقتول کے خواہ کوئی ہو مارا جائے گا اور غلام بدلہ غلام کے چاہے کوئی مارا جائے اور عورت قاتلہ عوض عورت مقتول کے خواہ کسی قوم کی ہو ماری جائے۔ ہاں اگر باہمی صلح کی ٹھہرے تو پس جس قاتل کو اس کے بھائی مقتول کے وارثوں کی طرف سے کچھ معافی ملے کہ وہ اس کا مارنا چھوڑ کر کسی قدر نقدی پر فیصلہ کریں تو دستور کے موافق اس وارث کا احسان شکریہ سے لینا واجب ہے۔ یہ نہیں کہ اپنی ہی اکڑ خانی میں رہو کہ ہم جان تو دے دیں گے پر احسان نہ مانیں گے ایسا مت کرو اور بخوشی اس وارث کا حق اس کو پہنچاؤ کیا یہ نہیں سمجھتے ہو کہ تمہارا کتنا بڑا جرم تھا۔ جو اس نے بالکل ہی معاف کر دیا۔ اور ہم نے بھی اسے جائز رکھا۔ سچ پوچھو یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی ہے اور مہربانی ورنہ حق یہی تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے وہ ضرور مارا جائے۔ پس بعد اس فیصلہ کے جو کوئی ان میں سے کسی دوسرے پر زیادتی کرے گا یعنی معاف کر کے بدلہ لینے کی ٹھہرائے یا وعدہ ادا کرنے رقم کا کرے اور نہ ادا کرے تو اس کو سخت عذاب بھگتنا ہوگا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ خونی کے قتل کرنے میں تمہاری گویا زندگی ہے۔ اے عقل والو حتی الامکان یہی کیا کرو تاکہ تم اس خوف سے کہ اگر قتل کر دیں گے تو اس کے بدلہ میں مارے جائیں گے۔ اس فعل شنیع سے بچتے رہو۔ چونکہ تنگ دستی بھی ایک قسم کی گویا موت ہے خاص کر ایسے شخص کے

شان نزول

[1] (الحر بالحر) عرب کے بعض قبیلے ایک دوسرے پر فضیلت جانتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر شریف قبیلے کا ایک آدمی مارا جاتا تو دوسرے کے دو مار کر برابر سمجھتے۔ اگر شریف قبیلے کی عورت کو کوئی رذیل قبیلے کی عورت مارتی تو اس عورت کے بدلہ میں اس قبیلے کے مرد کو مارتے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر فخر اور علو ہوتا تھا کہ شریف قبیلے رذیلوں کی لڑکیاں بلا مہر کر لیتے۔ جب مشرف با اسلام ہوئے اور ہنوز ان کے بعض معاملات خون کے تصفیہ طلب تھے۔ شریف قبیلے نے حسب دستور قدیم خواہش کی اور خدا کو یہ خواہش ان کی ناپسندیدہ تھی تو ان کے تصفیہ کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم بتفصیل

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ اگر کوئی تم میں سے مال چھوڑتا ہو تو مرتے وقت اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لیے دستور کے

وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾

موافق وصیت کر جائے پرہیزگاروں پر ضروری ہے

حق میں جس کے ماں باپ یا اولاد کا ترکہ دوسرے لوگ لے جائیں اور وہ محروم ہی رہیں۔ اس لیے جیسا کہ تم کو قتل قتال سے روکا۔ اسی طرح تم[1] پر فرض کیا گیا ہے کہ اگر کوئی تم میں سے مال اسباب پیچھے چھوڑتا ہے تو مرتے وقت اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لیے دستور شرع کے موافق وصیت کر جائے کہ میرے بعد میرے ماں باپ اور میری لڑکیوں اور بہنوں کو اتنا دینا اور فلانے کو اتنا فلانے کو اتنا کسی پر کسی طرح کا ظلم زیادتی نہ کرنا۔ بلکہ موافق شریعت کے تقسیم کرنا گو یہ وصیت ہر ایک کے حق میں مفید اور مناسب ہے مگر خاص کر پرہیزگاروں پر تو ضروری ہے۔ ہاں جو لوگ اس

شان نزول

(کتب علیکم) عرب میں دستور تھا کہ سوائے لڑکے کے کوئی وارث نہ ہوتا تھا۔ ان کی یہ عادت قبیحہ مٹانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ موضح القرآن

[1] (تم پر فرض کیا گیا ہے) اس آیت کی تفسیر میں بھی مفسروں کا کسی قدر اختلاف ہوا ہے کوئی کہتا ہے اس آیت کا حکم پہلے تھا کہ ہر ایک شخص پر مرتے ہوئے اپنے مال کے متعلق وصیت کرنا فرض تھا کہ میری جائیداد کو اس طرح تقسیم کرنا اتنا فلاں کو دینا اور اتنا فلاں کو لیکن جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی حصے فرمادیئے کہ بیٹے کا بیٹی سے دوگنا ہو۔ بیوی کا اتنا خاوند کا اتنا۔ اس لیے یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں بلکہ یہ حکم استحبابی ہے اور ان لوگوں کے حق میں ہے جن کا آیت میراث میں حصہ مذکور نہیں۔ جیسے باپ بیٹے کے ہوتے ہوئے چچا یا اس کی اولاد۔ پس اگر ایسے لوگوں کے حق میں کچھ وصیت کرے تو جائز ہے اور وصیت کی حد حدیث صحیح میں ثلث مال تک آئی ہے۔

خاکسار راقم کے نزدیک بھی قرآن کی دونوں آیتوں سے کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ آیت میراث اس آیت کی شرح ہے۔ کیونکہ اس آیت میں خدا نے وصیت کرنے کا حکم فرمایا تھا مگر چونکہ اس وصیت میں کمی یا زیادتی کرنا انسانی طبائع سے کچھ بعید نہ تھا۔ اس لیے خدائے عالم الغیب نے اس وصیت کی آپ ہی شرح کردی۔ بلکہ اس فعل کو جو اس کی شرح میں مستعمل تھا خاص اپنی طرف نسبت کیا اور فرمایا "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" "یوصی" کے لفظ کو اس جگہ لانا اور حکم جو عموماً ایسے مواقع پر بولا جاتا ہے۔ نہ فرمانا اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ افعال (ایصاءُ) اس فعل (وصیت مکتوبہ) کی شرح ہے جو پہلے مجمل تھی پس اب آیت موصوفہ کے معنی یہ ہوں گے کہ اپنے ان وارثوں کے حق میں جن کے حصے خدا نے مقرر فرمادیئے ہیں یہ وصیت کرنا تم پر فرض ہے کہ اپنے اپنے حصے موافق شریعت کے لیں۔ کوئی کسی پر ظلم زیادتی نہ کرے مگر ان ورثاء کے علاوہ اور لوگ بھی میت سے دور نزدیک کا تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت وصیت کی کوئی شرح نہیں بلکہ وہ میت کے اختیار میں رکھا اور "من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین میں" اسی اختیار کی طرف اشارہ ہے۔ ہاں اس کو بھی ایسا کھلا نہیں چھوڑا کہ سارے مال کی وصیت کسی کے حق میں کر جائے بلکہ اس کو بھی غیر مضار سے مقید فرمایا ہے۔ جن کی شرح حدیث میں ثلث تک آئی ہے کہ تہائی مال کی وصیت کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جائز رکھا اور غیر مضار کی شرح فرمادی اور وارث کے حق میں "لاوصیۃ لوارث" کہہ کر یوصیکم اللہ کو کتب علیکم الوصیتہ کی شرح ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ خلاصہ دونوں آیتوں کا یہ ہوا کہ جن کے حق میں خدا نے حصے مقرر کردیے ہیں۔ ان کی نسبت تو مقرر حصص کے لئے وصیت کرنے کی حاجت نہیں۔ بلکہ ان کی وہی وصیت ہے جس کو خدا نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور جن لوگوں کے حصص مقرر

فَمَنۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ
ہاں جو لوگ اس کو بعد سننے کے بدلیں گے تو اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہوگا بیشک اللہ سنتا ہے

عَلِيۡمٌ ۞ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ
جانتا ہاں جو کوئی وصیت کنندہ سے کجروی یا گناہ معلوم کرکے اصلاح کردے تو اس پر گناہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
بے شک اللہ بڑی بخشش والا نہایت مہربان ہے- اے مسلمانو تم پر روزہ فرض ہوا جیسا کہ تم سے

وصیت کو بعد سننے کے بھی بدلیں گے تو اس ظلم کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہوگا نہ کہ اس میت پر بیشک اللہ اس میت کی باتیں سنتا ہے اور ان بدلنے والوں کی حرکات ناشائستہ کو جانتا ہے- پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میت کو باوجود وصیت کر جانے کے بھی مواخذہ ہو- ہاں جو کوئی وصیت کنندہ سے کسی وارث کی حق تلفی کے سبب سے کجروی معلوم کرے یا کسی کو اس کے حق سے زائد دلانے یا کسی ناجائز جگہ صرف کرنے کی وجہ سے گناہ معلوم کر کے اس میں اصلاح مناسب کردے- اگرچہ موصی کی وصیت میں تغیر ہی آوے تو بھی اس پر گناہ نہیں بلکہ اس کی کوشش کا اس کو عوض ملے گا- بے شک اللہ بڑی بخشش والا نہایت مہربان ہے- مخلصوں کی تھوڑی سی محنت بھی ضائع نہیں کرتا یہ بھی اس کی مہربانی ہے کہ محض اپنے فضل سے تمہیں ایسے کام بتلاتا ہے جو تمہیں ہر طرح سے مفید ہوں- یہی وجہ ہے کہ اے مسلمانو تم پر روزہ فرض[1] ہوا ہے- جو تمہارے حق میں سراسر مفید ہے- اس میں تمہاری خصوصیت نہیں بلکہ تم پر جو ہوا سو ویسا ہی ہوا جیسا

نہیں کئے ان کے حق میں میت کو ثلث مال تک وصیت کرنے کی اجازت حاصل ہے- پس سر سید احمد خان کا فرمانا کہ

سر سید کی دسویں غلطی:

"قرآن مجید کی دونوں آیتیں ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ مرنے والے نے اگر کوئی وصیت کی ہے تو اس کا مال اس کی وصیت کے مطابق تقسیم کیا جائے- اور اگر اس نے کچھ وصیت نہیں کی یا جس قدر کی ہے اس سے زیادہ مال چھوڑا ہے تو اس کے مال کی یا اس قدر کی جو وصیت سے زیادہ ہے آیت توریث کے مطابق تقسیم ہو جائے گی- پس دونوں آیتوں کا حکم بحال اور قائم ہے" (صفحہ ۲۱۵)

صحیح نہیں کیونکہ بحکم القرآن یفسر بعضہ بعضا قرآن جو اپنی تفسیر آپ کرتا ہے وہ ہر طرح مقدم ہے- سر سید کی تفسیر اس اصول کے خلاف ہے امید ہے کہ سید صاحب ؒ ہمارے معروضہ بالا بیان پر غور فرمائیں گے تو اپنی رائے کو واپس لیں گے- اس لئے کہ سید صاحب کو اس کہنے کی وجہ پیش آئی ہے کہ کوئی آیت کسی آیت یا حدیث سے منسوخ نہ ہو- سو ہم نے نہ کسی آیت کو آیت سے منسوخ ٹھہرایا ہے نہ حدیث سے بلکہ ایک آیت اور حدیث کو دوسری آیت کی تفسیر اور شرح بنایا ہے جو بالکل القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے مطابق ہے فافہم

[1] (فرض ہوا ہے) اس آیت کے متعلق بھی کسی قدر اختلاف ہوا ہے- بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ روزے اور ہیں اور رمضان کے روزے اور لیکن جب رمضان فرض ہوا تو یہ منسوخ ہوگئے- بعض کہتے ہیں کہ روزے وہی ہیں جن کی تفسیر خود کلام اللہ نے کردی ہے وہ رمضان ہے خاکسار کے نزدیک بھی یہ رائے ارجح ہے اس لئے کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم آیات قرآنی کو خواہ مخواہ توجیہ ہوتے ہوئے بھی منسوخ قرار دیں-

ـــ تفسیر ثنائی کا بہت حصہ سر سید مرحوم کی زندگی میں چھپ گیا تھا اور ان کو پہنچ بھی گیا تھا-

كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودٰتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ

پہلے لوگوں پر ہوا تھا تاکہ تم بچ جاؤ چند ہی ایام ہیں پھر جو کوئی

تم سے پہلے لوگوں پر ہوا تھا- اس میں ہماری ذاتی غرض نہیں- بلکہ یہی ہے تاکہ تم شہوات نفسانیہ اور عذاب الٰہی سے بچ جاؤ
گھبراؤ نہیں چند ہی ایام ہیں پھر ان میں بھی ہر طرح سے آسانی کی گئی ہے کہ جو کوئی تم میں سے رمضان کے دنوں میں

خیر یہ اختلاف تو تھا ہی اس سے آگے کی آیت **یطیقونہ** میں اس سے بھی کسی قدر زیادہ بحث ہوئی ہے بعض مفسرین اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو لوگ رزوہ کی طاقت رکھتے ہیں- وہ اگر نہ رکھیں تو اس کے عوض میں ایک مسکین کو کھانا کھلادیں- ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حکم دوسری آیت **فمن شهد منکم الشهر فليصمه** سے منسوخ ہے اس لئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم قطعی طور پر دے کر دو (بیمار اور مسافر) ہی کو مستثنیٰ کیا ہے معلوم ہوا کہ باقی لوگ روزہ ضرور رکھیں- بعض صاحب نسخ سے بچنے کو اس کے معنی میں "لا کو" مقدر سمجھتے ہیں یعنی جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے اور بعض کی رائے ہے کہ باب افعال کا ہمزہ سلب کے لئے بھی آتا ہے یعنی حذف لا کی حاجت نہیں بلکہ **یطیقونہ** ہی کے معنی عدم طاقت کے ہیں غرض ان کی رائے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں بعض کہیں **یطیقونہ** کے معنی دشواری سے روزہ رکھنے کے ہیں- پس یہ آیت منسوخ ہوئی- صحیح بخاری کتاب التفسیر میں اس آیت کی تفسیر کے ماتحت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ شروع اسلام میں جو چاہتا روزہ رکھتا تھا جو چاہتا افطار کر کے فدیہ طعام دیتا تھا- یہاں تک کہ اس سے بعد کی آیت نازل ہوئی سلمہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ **یطیقون** کے معنی طاقت رکھنے کے ہیں مگر دوسری آیت **من شهد منکم الشهر فليصمه** نے اس اختیار کو منسوخ کر دیا- اسی صحیح بخاری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ **یطیقون** کے معنی ہیں **یطوقون** یعنی بدقت و دشواری روزہ رکھنے والے مراد ہیں جیسے بہت بوڑھے لوگ اس قول کے مطابق آیت منسوخ نہیں بلکہ کمزور بوڑھوں کے حق میں بحال ہے- میں نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ابن عباس کی روایت کی بنا پر کیا ہے لیکن سلمہ بن اکوع نے جو طاقت رکھنے والے بتائے ہیں ان معنی کی تردید میں دلیل نہیں پاتا- نیز اس تفسیر سے آیت موصوفہ کو منسوخ کہنے پر بھی کوئی قطعی دلیل از قرآن وحدیث مجھے نہیں ملی- رہی یہ بحث کہ یہ کون لوگ ہیں جن کو دقت اور دشواری ہوتی ہے بہت سے مزدور تمام روز گرمی میں کام کرتے ہوئے بھی روزہ رکھتے ہیں اور بہت سے بابو لوگوں کو سرد مکانوں میں بیٹھے ہوئے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے سو اس کی تعیین یوں ہے کہ جو لوگ ایسے ہوں کہ ان کے ہم عمر دوسرے لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں تو وہ معذور نہ سمجھے جائیں گے- اور جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کی عمر ہی ایسے مرتبہ کو پہنچ چکی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ آئندہ کو انہیں طاقت ور ہونے کی امید ہے جیسے شیخ فانی[1] تو ایسے لوگ بے شک معذور ہیں اور ہونے بھی چاہئیں- سر سید نے اس موقع پر ناتوانوں کی تفصیل نہیں کی بلکہ مطلقاً اختیار دیا ہے کہ

"جن لوگوں کو روزہ رکھنے میں زیادہ سختی اور تکلیف ہوتی ہے اور بمشکل روزہ رکھ سکتے ہیں ان کو اجازت ہے کہ روزوں کے بدلہ میں فدیہ دیں مگر ان کے حق میں فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بہتر ہے" ج ۱ ص ۲۲۹

اس لئے گذارش ہے کہ یا تو تفصیل کیجئے اور اگر تفصیل منظور نظر نہیں بلکہ ہر ایک تکلیف اور سختی اٹھانے والے کو خواہ اس کی ناطاقتی ضعفی ہو یا شخصی اجازت ہے تو فرمادیں **فمن شهد منکم الشهر فليصمه** والی آیت کا جو باستثناء دو قسم (مریض اور مسافر) مطلقاً فائدہ وجوب کا دیتی ہے کیا جواب؟ رہی یہ بحث کہ سارے مہینے کے روزے قرآن سے ثابت ہیں یا نہیں- اس لئے کہ **فليصمه** کی ضمیر منصوب مفعول فیہ کے لئے استیعاب ضروری نہیں بلکہ کس قدر اشتغال کافی ہے جیسے کہ **دخلت الدار** اور **دخلت المسجد** یہ شبہ مولوی حشمت علی اہل قرآن کی مفید ایجاد ہے- سو اس کا

[1] اس مضمون کی ایک حدیث بھی آئی ہے کہ بڈھے ارذل العمر کو روزہ کی بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلانا جائز ہے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی اگر روزہ رکھنے سے اس کے حمل کو یا بچہ کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ بھی بیمار کی طرح معذور ہے بعد فراغت رکھ سکتی ہے

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ

تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اور دنوں سے شمار پورا کرے اور جو لوگ اس (روزہ) کی طاقت رکھتے ہیں ان پر ایک مسکین کو

طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

کھانا دینا واجب ہے پھر جو کوئی شوق سے نیکی کرے پس وہ اس کے لئے بہتر ہے اور سب سے بہتر تو یہی ہے کہ روزہ ہی رکھو

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

اگر جانتے ہو- ماہ رمضان ہی تو وہ مہینہ ہے جس کی فرضیت میں قرآن نازل ہوا ہے جو سب لوگوں کیلئے

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ

ہدایت اور ہدایت کی بین نشانیاں اور فیصل ہے پس جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پاوے وہ اس کے روزے رکھے

بیمار ہو جس سے وہ روزہ نہ رکھ سکے- یا مسافر تو وہ بجائے ان دنوں کے اور دنوں سے شمار پورا کرے اور جو لوگ بوجہ غایت ضعف جسمانی اور پیرانہ سالی بدقت ودشواری اس روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ اگر روزہ نہ رکھیں تو ان پر ایک مسکین کا کھانا دینا واجب ہے پھر جو کوئی شوق سے نیکی زیادہ کرے کہ ایک کے بدلے میں دو کو کھلا دے پس وہ دو کا کھلانا اس کے لیے بہتر ہے اور سب سے بہتر تو یہی ہے کہ روزہ ہی رکھو گو تکلیف شدید ہی ہو- اس لئے کہ روزہ مثل ایک مسہل کے ہے جو سال کے بعد ہر ایک کو کر لینا چاہئے گو وہ کسی مرتبہ کا ہو- اگر دینی رموز جانتے ہو تو ایسا ہی کرو- تم جانتے ہو کہ یہ ایام مذکورہ کیا ہیں اور کب ہیں سنو ماہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کے روزہ رکھنے کی فرضیت[ل] کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے جو سب لوگوں کے ہدایت اور ہدایت کی بین نشانیاں اور حق وباطل کا فیصل ہے- پس اب تو ضرور ہے کہ جو کوئی تم میں سے اس رمضان کے مہینے کو پاوے وہ اس کے سارا مہینہ روزے رکھے

جواب یہ ہے کہ ضمیر منصوب اس جگہ مفعول فیہ نہیں بلکہ مفعول بہ ہے تلویح میں لکھا ہے جو شخص کہے علی ان اصوم فی الشھر اسے تو مہینہ میں کم از کم ایک روزہ واجب ہے اور جو شخص ان اصوم الشھر کہے اسے سارا مہینہ رکھنے پڑتے ہیں- اس لئے کہ الشھر مفعول فیہ مشابہ مفعول بہ کے ہو گیا یہ محاورہ کسی قدر ہمارے ہاں بھی ملتا ہے اگر کوئی کہے کہ میں نے اس ہفتہ میں رخصت لی ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ چند ایام نہ کہ تمام ہفتہ اور اگر کہے کہ میں نے یہ ہفتہ رخصت لی ہے تو اس کے معنی سارے ہفتہ کے دن ہوتے ہیں- پس اسی طرح فلیصم فیہ اور فلیصمہ میں فرق ہے- فتدبر

ل (فرضیت کے بارے میں) اس آیت کی تفسیر میں بھی کسی قدر اختلاف ہوا ہے- اکثر صاحب اس کے ترجمہ میں حذف مضاف نہیں مانتے- بلکہ صاف ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور اس کی توجیہ یوں کرتے ہیں- رمضان میں لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر سارا قرآن آگیا تھا- پھر حسب موقع ایک ایک سورت نازل ہوتی رہی- بعض صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ

"(القول الثانی) فی تفسیر قوله انزل فيه القران قال سفيان انزل فيه القران معناه انزل فی فضله القران وهذا اختيار حسين بن الفضل قال ومثله ان يقال انزل فی الصديق كذا آية يريدون فی فضله قال ابن الا نباری انزل فی ايجاب صومه علی الخلق كما يقال انزل فی الزكوة كذا وكذا يريد فی ايجابها و انزل فی الخمر كذا يريد فی حرمتها"

رمضان کی فضلیت میں قران نازل ہوا بعض کہیں رمضان کی فرضیت میں قرآن نازل ہوا جیسا کہ کہا کرتے ہیں

وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ‌ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ

اور جو کوئی بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں سے شمار پورا کردے خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا

بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا

ہے اور تنگی نہیں چاہتا تاکہ تم گنتی پوری کرسکو اور بتلائے ہوئے طریق پر خدا کی بڑائی

هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۞ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ اُجِيۡبُ

بیان کرو تاکہ تم شکریہ کرو۔ جب میرے بندے تجھ سے میرا حال دریافت کریں تو تو کہہ دے کہ میں قریب ہوں پکارنے والے

دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

کی پکار جب کبھی مجھے پکاریں

اور جو کوئی بیمار یا مسافر ہو وہ اور دونوں سے جب وہ تندرست ہو جائے یا سفر سے واپس آجائے تو اسی قدر شمار پورا کر دے۔ خدا کو تمہاری تکلیف بے جا منظور نہیں بلکہ اخلاص منظور ہے یہی وجہ ہے کہ خدا اپنے احکام میں تمہارے حق میں ہمیشہ آسانی چاہتا ہے اور کبھی تنگی نہیں چاہتا اور بیمار اور مسافر کو اتمام مافات کا حکم بھی اسی لیے دیا تاکہ حتی المقدور تم اس مبارک مہینے کی گنتی پوری کرسکو اور بعد ختم ہونے رمضان کے بتلائے ہوئے طریق سے عید کے روز خدا کی بڑائی اور تکبیریں بیان کرو تاکہ تم گناہوں کی معافی پر شکریہ کرو۔ اس قسم کی مہربانی اور بخشش دیکھ کر جب میرے چاہنے والے بندے تجھ سے میرا حال دریافت کریں کہ اللہ ہم سے دور ہے یا نزدیک؟ ہم کسی طرح سے اس کو مل سکتے ہیں یا نہیں؟ تو تو میری طرف سے ان کو کہہ دے کہ میں تم سے ہر حال میں قریب ہوں نہ یہ کہ جس طرح تم ایک دوسرے کی باتیں سنو تو دریافت کرسکو بلکہ ہوں تو جہاں ہوں البتہ پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں نہ کسی خاص حالت اور وقت میں

کہ زکوۃ میں قرآن کی فلاں آیت اتری اور شراب میں فلاں آیت نازل ہوئی جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ زکوۃ کی فرضیت میں اور شراب کی حرمت میں نازل ہوئی۔

میرے نزدیک بھی یہی معنی ارجح ہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں کو اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ اس سے آگے کی آیت میں ارشاد ہے **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** جس سے متبادر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم پہلے بیان پر تفریع مذکور ہے چنانچہ لفظ ف جس کے معنی پس کے ہیں یہی جتلا رہا ہے سو یہ تفریع جبھی صحیح اور درست ہوگی کہ اس سے پہلی آیت میں کچھ ایسا مذکور ہو جس کے ساتھ وجوب صیام تفریع پذیر ہوسکے۔ وہ یہی ہے کہ **انزل فی ایجاب صومه** یعنی اس کے روزوں کے فرض ہونے میں قرآن نازل ہوا ہے پس جو کوئی حاضر ہو وہ روزہ رکھے پہلے دونوں معنی کہ اس میں قرآن نازل ہوا یا اس کی فضیلت میں قرآن نازل ہوا اس تقریر سے ایسے منطبق نہیں جیسے کہ یہ ہیں فافہم رہی سورہ قدر کی آیت **انا انزلناه فی لیلة القدر** اس میں بھی اگر حذف مضاف مانا جائے جیسا کہ بعض نے مانا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ دونوں آیتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور نہیں تو جو وجہ میں نے بیان کی ہے وہاں چونکہ وہ نہیں اس لئے وہاں اس کے متبادر معنی بھی لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ فتفکر

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

قبول کرتا ہوں پس میری بات مانیں اور میری نسبت ایمان درست کریں تاکہ راہ پاویں- تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے

الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ

جماع کرنا حلال کیا گیا وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو خدا نے جان لیا کہ

كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَ

تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہو پس تم پر رحم کیا اور تم سے معاف کر دیا پس اب ان سے ملا کرو اور جو خدا

ابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ

نے تمہارے حق میں لکھی ہے اس کی طلب کرو اور کھاتے پیتے رہو جب تک کہ صبح کی سفید دھاری

بلکہ جب کبھی اور جس وقت مجھے پکاریں اور مجھ سے مانگے فوراً حسب الحکمت اس کو قبول کرتا ہوں پس تم کو اور کیا چاہیئے- اب اگر لوگ مجھ سے ملنا چاہیں اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کے خواہش مند ہوں تو میری بات مانیں اور میری نسبت ایمان درست کریں اور دل میں مجھ ہی کو دینے والا جانیں تاکہ وہ اپنی مراد کی راہ پاویں- یہ نہ سمجھو کہ میرے قریب ہونے سے تمہاری سب لذتیں چھوٹ جائیں گی نہیں اسی طرح لذت حاصل کرو گے جب ہی تو تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں بھی عورتوں[1] سے جماع کرنا حلال کیا گیا- کہ تم ان کے نہ ملنے سے تکلیف نہ اٹھاؤ اس لئے کہ وہ تمہارے لباس کی طرح ہیں اور تم ان کی پوشاک کی مانند ہو نہ وہ تم سے جدا ہو سکتی ہیں نہ تم ان سے علیحدہ یہی وجہ ہے کہ اس سے پہلے تم سے غلطیاں بھی ہوتی رہیں- سو خدا نے جان لیا کہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہو کہ رمضان کی راتوں میں عورتوں سے جماع کرنے سے رکتے ہو جس سے تمہیں سخت تکلیف ہوتی ہے- پس تم پر رحم کیا کہ تمہاری حاجت کے موافق تم کو اجازت دی اور پہلے قصور کو تم سے معاف کر دیا- پس اب سے رمضان کی راتوں کو ان عورتوں سے ملا کرو اور جو اولاد خدا نے تمہارے حق میں لکھی ہے اس کی طلب کرو اور اسی نیت سے جماع کرو- کہ خدا کوئی نیک اولاد عنایت کرے جو بعد مرنے کے نیک دعا سے یاد کرتا رہے- اور رمضان کی راتوں کو خوب جی بھر کر کھاتے[2] پیتے رہو- جب تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی

شان نزول

[1] اول اول صحابہ میں دستور تھا کہ رمضان کی راتوں میں عورتوں سے جماع نہ کرتے- بعض لوگوں سے طبعی جوش اس کے برخلاف بھی ظاہر ہوا- جس سے ان کو سخت رنج ہوا- ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

[2] اول اول صحابہ میں یہ دستور تھا کہ افطار کے وقت ہی جو چاہے سو کھا لیتے پھر نہیں- چنانچہ ایک صحابی اپنے کھیت سے تھکا ماندہ ہو کر گھر میں آیا اور کھانا تیار نہ تھا- اتنے میں سو گیا اور بوجہ سونے کے کھانا کھانے سے محروم رہا اور دوسرے روز بھی اسے روزہ رکھنا پڑا- جس سے اس کو بہت بڑی تکلیف ہوئی- اس پر یہ آیت نازل ہوئی

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

کالی دھاری سے علیحدہ ہو جائے پھر شام تک روزہ پورا کرو

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ

اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہو تو عورتوں سے مت چھوؤ یہ حدود خداوندی ہیں ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ بچ جائیں- اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ

طریقہ سے مت کھانا اور اس کو حکام تک نہ پہنچانا کہ ناحق لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ

بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

کر کھا جاؤ- تجھ سے چاند کا حال دریافت کرتے ہیں- تو کہہ دے، کہ یہ لوگوں کے اوقات اور حج کے لئے ہے

کالی دھاری سے علیحدہ ہو- یعنی صبح صادق ہو جائے تو بس کرو پھر شام تک کھانے پینے جماع غیبت شکایت جھوٹ وغیرہ سے بند رہ کر روزہ پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اخیر دھاکہ رمضان میں مثلاً اعتکاف کرتے ہو تو دن رات میں کسی وقت بھی عورتوں کو مت چھوؤ- یہ چند احکام مذکورہ گویا حدود خداوندی ہیں- پس خبردار ہو ان سے گزرنا تو درکنار اُن کے نزدیک بھی نہ جائیو- اسی طرح اللہ لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان پر تعمیل کر کے جہنم سے بچ جائیں- پس تم ان احکام پر کاربند رہو- اور معاملہ مابین مخلوق بھی درست رکھو کہ آپس[1] میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریق اور فریب سے مت کھانا اور اس مال کو جھوٹی نالشوں کے ذریعے سے حکام تک نہ پہنچانا کہ ناحق جھوٹی ڈگریاں کروا کر لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر کھا جاؤ مگر تعجب ہے کہ یہ لوگ ان حکموں کی تعمیل کرتے نہیں- ہاں بیکار سوال کرنے کے بڑے مشاق ہیں- چنانچہ تجھ سے چاند کا حال دریافت کرتے ہیں کہ چاند کم و بیش کیوں ہوتا ہے اس کا فائدہ کیا ہے- تو اے نبی علیک السلام ان کو کہہ کہ یہ چاند کا کم زائد ہونا لوگوں کے کاروبار کے اوقات اور حج کی تاریخ کے لیے ہے پس اسے ہی کافی سمجھو اور اپنی سمجھ سے بالاتر سوال نہ کرو- اصل بات تو یہ ہے کہ جو امر دینی نہ ہو اس کا سوال پیغمبر سے کرنا ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ تمہارا یہ فعل کہ حج کر کے مکانوں کے

شان نزول

[1] دو شخصوں کا آپس میں کچھ تنازع تھا- مدعی نے حضور اقدس میں دعوی دائر کیا- آپ نے اس سے گواہ طلب کئے وہ بولا میرے پاس گواہ نہیں حضور نے حسب دستور مدعا علیہ کو قسم کا حکم دیاوہ قسم کھانے پر تیار ہو گیا- آپ نے فرمایا اگر جھوٹی قسم کھا کر اس کا مال کھا جائے گا تو قیامت کے روز خدا کا غضب اپنے پر لے گا- اس پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم

[2] بعض لوگوں نے آنحضرت سے سوال کیا کہ چاند کم زائد کیوں ہوتا ہے؟ یہ مسئلہ ان کے فہم سے بالاتر تھا اس کے سمجھنے کو علم ہیت بھی چاہیے اس لئے اس کے سبب سے اعراض کر کے اس کے فائدہ کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی-

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ
یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ تم اپنے گھروں میں چھت کی طرف سے آؤ ہاں نیکی کے کام تو ان کے ہیں جو متقی ہیں سو گھروں کے

مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد پاؤ جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم ان سے اللہ کی راہ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ
میں لڑو اور زیادتی نہ کرو

دروازوں سے نہیں آتے ہو بلکہ اوپر سے چھت پھاڑ کر اترتے ہو- اور اس کو بڑا نیکی کا کام جانتے ہو- حالانکہ ہمارے نزدیک یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ تم اپنے گھروں میں بجائے دروازوں کے چھت کی طرف سے آؤ ہاں نیکی کے کام تو ان لوگوں کے ہیں جو متقی ہیں سو تم بھی اگر نیک بننا چاہو تو یہ واہیات خیال چھوڑو اور گھروں کے دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کام کرو اس میں پہلے اللہ کی رضا و عدم رضا کو سوچ لیا کرو- تاکہ تم مراد حقیقی کو پاؤ تمہاری مرادیابی کا پہلا زینہ یہ ہے کہ جو لوگ تم سے دین کی وجہ سے ناحق لڑتے ہیں تم ان سے اللہ کی راہ میں اللہ کے خوش کرنے کو لڑو کیوں کہ ان کا ظلم و ستم حد کو پہنچ چکا ہے جس کا دفعیہ خدا کو منظور ہے- پس جس قدر تمہیں تنگ کریں اسی قدر تم بھی کرو اور ظلم زیادتی نہ کرنا اس لیے کہ ظلم زیادتی

شان نزول

؎ عرب میں دستور تھا کہ حج کر کے واپسی کے وقت گھروں کے دروازوں سے اندر نہیں آتے تھے بلکہ پیچھے کی طرف سے چڑھ کر اوپر سے اترتے تھے اور اس کو ثواب جانتے- چونکہ یہ رسم ان کی محض خیالی تھی- اس لئے اس سے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی- معالم

؎ مکہ شریف میں تو مسلمانوں کو اس امر کی ممانعت تھی کہ کسی سے تعرض اور لڑائی کریں- جب مدینہ میں ہجرت کی تو یہ آیت نازل ہوئی- معالم

؎ (لڑو) یہ پہلی آیت جہاد کے متعلق آئی ہے- اس مسئلہ (جہاد) پر تو جو کچھ مخالفین اسلام نے اپنی بے سمجھی کے گل کھلائے ہیں عیاں راچہ بیاں- کسی صاحب نے جہاد کو ایمان بالجبر کا معلم بنایا کسی نے ظالم کا خطاب عطا فرمایا- کسی نے ترقی اسلام کا ذریعہ اسی کو سمجھا- مگر دراصل یہ سب کچھ ان کی بے سمجھی اور تعصب کے آثار ہیں ؎

سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

اسلامی جہاد بالکل طبیعت انسانی کے موافق اور انصاف کے مطابق ہے- اس کا بیان کرنے سے پہلے ہم کسی قدر اس زمانہ کی آزادی کا مختصر ذکر مناسب سمجھتے ہیں جس وقت مسلمانوں کو جہاد کا حکم ہوا تھا- اس لیے کہ واقعات کو ملحوظ رکھ کر رائے لگانا ہی انصاف ہے آنحضرت (فداہ روحی) نے جب تک دعوی نبوت نہ کیا تھا تمام ملک آپ کی نسبت حسن ظن رکھتا تھا- اور آپ کو نہایت ہی راست باز جانتے تھے- اس پر کل مؤرخین (مسلم کافر) متفق ہیں کہ آپ کی نسبت پہلے دعوی نبوت کے کسی کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ بعد دعوی نبوت کے بھی آپ کے معاملات کی صفائی کے قائل تھے اور آپ کو امین جان کر اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ جس روز آپ انہیں کفار کے ستائے ہوئے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مدینہ منورہ میں مسافرانہ تشریف لے گئے اس روز بھی آپ کے پاس امانتیں رکھی تھیں- جن کے ادا کرنے کو آپ اپنے چچازاد بھائی علی علیہ السلام کو وکیل کر گئے انہوں نے تین روز میں سب امانتیں ادا کر دیں باوجود اس صفائی حال اور صدق مقال کے آپ کو اور آپ کے اتباع کو جس قدر تکالیف شدیدہ مخالفین نے پہنچائیں کتب تواریخ ان سے پر ہیں کسی کو انکار مجال نہیں- امام مسلم نے ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) کے مشتے نمونہ خروار حالات اپنی کتاب میں لکھے ہیں- ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

"جب میں نے آنحضرت کی رسالت کی خبر سنی تو میں نے اپنے بھائی انیس کو جو بڑا شاعر تھا- دریافت حال کے لئے بھیجا اس نے آکر بتایا کہ لوگ اس کو شاعر کہتے ہیں- مگر میں نے اس کے کلام کا شعرا کے کلام سے مقابلہ کیا- اوز شعرا کے سامنے پیش کیا- لیکن چہ نسبت خاک را با عالم پاک- ابوذر کہتے ہیں میں نے اس تحقیق کو ناکافی جان کر مکہ کا قصد کیا میں نے سن رکھا تھا کہ آنحضرت کا نام لینے سے لوگ بگڑتے ہیں اور آپ کا نام بے دین (صابی) رکھا ہوا ہے میں نے مکہ میں آکر ایک شخص کو نہایت کمزور غریب طبع کم حیثیت سمجھ کر اس سے پوچھا کہ جس کو لوگ بے دین کہتے ہیں وہ کہاں ہے؟ اس نے فورا سب کو جمع کر لیا- ان لوگوں نے میری ایسی گت بنائی کہ میرا تمام جسم خون آلود سرخ ہو گیا- پھر میں نے کسی کے پاس آپ کا یہ نام بھی ظاہر نہ کیا یہاں تک کہ قریبا میں پندرہ روز کعبہ شریف کی مسجد میں پڑا رہا- اور ڈرتا ہوا کسی سے اتنا بھی نہ پوچھتا کہ یہ بے دین کہاں رہتا ہے؟ ایک روز آپ کا چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (جو اس وقت کم سن لڑکے تھے) مسافر جان کر یہ کہا کہ ابھی مسافر کو اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی کہ یہاں سے جائے مگر نہ تو میں ان سے ڈرتا ہوا کچھ کہہ سکتا تھا- اور نہ انہوں نے از خود مجھے کچھ کہا- یہاں تک تین روز پے در پے ایسا ہوا اخیر کو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں اتنی مدت سے کیوں ٹھہرے ہو؟ میں نے کہا اگر بتلانے کا وعدہ کرو تو کہتا ہوں- ان سے پختہ وعدہ لے کر میں نے حضور اقدس کا ٹھکانا پوچھا- انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ- لیکن چونکہ میں حضور کے خدام سے مشہور ہوں- میرے ساتھ چلنے سے لوگ تمہیں تکلیف دیں گے- اس لئے میں جب کسی موذی کو دیکھوں گا تو پیشاب کے بہانہ ٹھیر جاؤں گا تو آگے چلا جائیو- چنانچہ خدا خدا کر کے دونوں اسی طرح در دولت تک پہنچے حضور اقدس نے مجھے تلقین اسلام کر کے فرمایا کہ تو اپنی قوم میں چلا جا- میں نے عرض کیا کہ ایک دفعہ تو ضرور ان میں باواز بلند حقانیت ظاہر کروں گا- چنانچہ میں نے آکر کعبہ شریف میں بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو سنتے ہی سب نے مجھ پر ہجوم کیا اوز خوب ہی خبر لی اتنے میں آپ کے چچا عباس (جو ابھی تک مشرف با سلام نہ ہوئے تھے) آئے اور انہوں نے مجھے چھوڑ لیا- اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے میرے اسلام کی حمایت کی بلکہ یہ کہا کہ تم (مشرکین عرب) شام کے ملک کو تجارت کے لئے جاتے ہوئے اس کی قوم سے ہو کر جاتے ہو- اگر اس کو ایسا تنگ اور بے عزت کرو گے تو نقصان تجارت کا اندیشہ ہے آخر کار میں وہاں سے اپنے وطن کو چلا گیا"

بلال اور صہیب کو ان کے مالک ہر روز دھوپ میں کھڑا کر کے سخت بے رحمانہ مارتے ابو بکر جیسے معزز رئیس اور عمر جیسے بہادر شجاع پر ہر روز بلا جرم حرم کعبہ میں جہاں کوئی باپ کے قاتل کو بھی کچھ نہ کہتا تھا- حملے ہوتے تنگی معاش کا یہ حال تھا کہ سب کفار نے اتفاق کر لیا تھا کہ مسلمان اور ان کے حامی ابو طالب بلکہ کل آپ کے خاندان بنی ہاشم سے خرید و فروخت ناطہ و نکاح وغیرہ بند کر دیئے اور اس پر ایک مجمع عام میں بعد منظوری دستخط ہوئے جس پر تین سال تک عمل درآمد ہوتا رہا- حضور اقدس معہ چند مسلمانوں اور ابو طالب کے ایک پہاڑی میں بستے رہے کوئی قریشی ان لوگوں سے لین دین تو کجا گفتگو تک بھی نہ کرتا تھا- آپ راستہ میں چلے جائیں تو کنکر پتھر کے علاوہ پاخانہ آپ کے بدن مبارک (فداہ ابی و امی) پر ڈالا جاتا- آخر نوبت بآں رسید کہ آپ نے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر طائف کی راہ لی وہاں بھی جو سلوک خدام والا سے ہوا اس کے بیان سے قلم عاجز ہے- اینٹیں پتھر برسائے گئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیچھے لگا کر تالیاں پٹوا کر شہر سے باہر نکالے گئے- پھر وہاں سے لوٹتے ہوئے مکہ شریف کو آئے- جہاں آپ کے جدی مکانات تھے اور جہاں کے آپ خاندانی رئیس تھے- اسی شہر میں آپ کو (فداہ روحی) قدم رکھنے کی اجازت نہیں اللہ اکبر آخر ایک معمولی آدمی کی پناہ[1] لے کر اندر آئے تو آکر بھی کونسی عافیت تھی- ادھر مسلمانوں کا یہ حال کہ کفار لوگوں سے تنگ آکر گھر بار بیوی بچے چھوڑ کر حبشہ کو چلے گئے تھے آخر یہ ہوا کہ خود بدولت بھی مکہ شریف کو جو آپ کا وطن مالوف تھا چھوڑ کر سب[2] سے چھپ کر چلے گئے- مگر آپ لوگ اس پر بھی راضی نہ ہوئے- مدینہ تک بھی پیچھا کیا- سو سو اونٹ پکڑنے والے کے لئے مقرر کئے چنانچہ ایک بڑا بہادر ڈاکو مدینہ کی راہ میں جا ہی ملا- لیکن

[1] عربوں میں دستور تھا کہ جب کوئی کسی کی پناہ سے شہر میں آتا تو اس کو کچھ نہ کہتے

[2] چھپ کر اس لئے گئے تھے کہ کفار کی غرض تھی کہ ان کو یہاں ہی رکھ کر تنگ کریں یا مار ڈالیں اگر یہ باہر گیا تو ضرور عروج پاوے گا

چھپ کر اس لئے گئے تھے کہ کفار کی غرض تھی کہ ان کو یہاں ہی رکھ کر تنگ کریں یا مار ڈالیں اگر یہ باہر گیا تو ضرور عروج پاویگا

ہو گا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائے گا جب کہ وہ باہر ہم پر مہربان ہو جائے گا

تھوڑی ہی دور تھا کہ اس کا گھوڑا بحکم الٰہی زمین میں دھنس گیا- یہاں تک کہ مجبور ہو گیا کہ اس نے خود ہی درخواست کی کہ آپ میرے لئے دعا کر کے مجھے چھڑائیں میں آپ تک کسی کو آنے نہ دوں گا اور وہ اپنے تجربہ سے بھی جان گیا کہ آپ کی ضرور ترقی ہو گی- چنانچہ اس نے ایک امان بھی اسی وقت ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھوائی اور اپنے وعدہ کے موافق لوٹتے ہوئے جو تلاش کنندہ اس کو ملا اس نے پتہ نہیں بتلایا پھر اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ مدینہ پر بھی فوج لائے اور منہ کی کھا کر گئے- آخر کار جنگ احزاب میں تو تمام ملک کو جن میں مشرکین عرب اور ہمارے جنٹلمین اہل کتاب (باوجود معاہدہ امن اور عہد صلح کے) بھی شریک تھے- آکر تمام مدینہ کو گھیر لیا- اور قریبا ۱۸-۱۹ روز تک گھیرے رہے- تمام شہر میں دہلی کے غدر سے کئی حصے زائد بربادی اور گھبراہٹ رہی آخر کار غائب وخاسر ہو کر واپس ہو رہے- دیکھو اور غور سے پڑھو **وارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا** اس برتے پر بھی اعتراض ہیں کہ پیغمبر اسلام نے جہاد کئے اور جہاد کی تعلیم دی

اللہ رے ایسے حسن پہ بے نیازیاں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

اب سوال یہ ہے کہ اور اس کے سوا اور تکالیف جن کے لکھنے سے قلم کو رعشہ ہوتا ہے آنحضرت اور آپ کے خدام کو کیوں پہنچائی گئی؟ اسلام کے مخالفو ہمارے علاتی بھائی عیسائیو ہمارے مہربان پڑوسی ہندؤ اور آریو ذرا انصاف سے اس سوال کو سوچو اور خدا سے ڈر کر اس کا جواب صاف اور صحیح لفظوں میں دو مگر آپ لوگ تو اپنے بھائیوں کے لحاظ سے حق کس لئے کہیں گے؟ ہم ہی اس کی صحیح وجہ بتلاتے ہیں وہ یہی تھی کہ

مکش بہ تیغ ستم والہان ملت را نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

سب جھوٹے خداؤں کو چھوڑ کر ایک ہی مولا کریم سے لو لگائی تھی ذرا غور سے پڑھو اور خوب سمجھو **یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم**[1] کیا آپ یا آپ کا کوئی اور بھائی ثابت کر سکتا ہے کہ ان مظلوموں کا بجز اس کے کوئی اور گناہ بھی تھا- کیا حضور اقدس (فداہ روحی) یا آپ کے خدام نے مکہ میں کسی پر ظلم کئے تھے- کیا کسی کا مال کھایا تھا یا جاگیر دبائی تھی؟ یا کسی کے باپ یا بیٹے کا قتل کیا تھا یا کم سے کم کسی مشرک کا پانی چھو دیا تھا کچھ نہیں کیا اور ہرگز نہیں کیا پھر ان (مشرکین اور اہل کتاب) کا حق تھا کہ ان کو بھی بوجہ تبدیل مذہب ایسے تنگ کریں کہ جس کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے سن چکے ہو جس کا ادنی اثر یہ ہوا کہ وہ بیچارے مظلوم بجان آکر اپنا وطن مالوف اور بیوی بچے بھی چھوڑ کر غیر وطن میں جا بسے- اگر ان کا یہ حق تھا تو ہر ایک کا جو اپنے کو سچے مذہب کا پیرو سمجھے یہ حق ہونا چاہئے پس صحابہ کا یہی حق تھا کہ ان ظالموں سے علاوہ بدلہ لینے کے اس حق کے لحاظ سے بھی بخوبی پیش آویں- مگر واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسا نہ کیا- اگر ان مشرکوں کا حق نہ تھا تو جو کچھ انہوں نے کیا اسے انصاف بے جا تو کہو اور اپنے بھائیوں کی بے جا حمایت تو چھوڑ دو- پھر بتلائے کہ ایسے ظلم پر ظلم کی کہاں تک برداشت ہو سکتی ہے اور کہاں تک طبیعت انسانی متحمل ہے اور ساتھ ہی اس کے مذہبی رکاوٹ کے اٹھانے کا جوش بھی اندازہ کر کے بتلاؤ- سنو اس جنگ جہاد کی وجہ قرآن کریم نے خود ہی بتلائی ہے

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ

اس آیت کو ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور دل لگا کر سمجھو کہ اس جہاد کے بانی مبانی آپ ہی کے بھائی صاحبان تھے یا کوئی اور میں سچ کہتا ہوں اگر مسلمانوں کو آزادی اور امن ہوتا اور کفار نابکار کی طرف سے وہ سلوک جو پیش آئے نہ آئے ہوتے تو ان کو جہاد کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور نہ وہ اس طرف خیال کرتے بلکہ اپنی صفائی حال اور صدق مقال سے ایسی ترقی کرتے اور آسائش میں رہتے جو اس جنگ وجہاد سے ان کو میسر نہ ہوئی تھی- اس آیت میں بھی جس کا حاشیہ ہم لکھ رہے ہیں جہاد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور باوجود اس کے کہ اب ایک موقع بدلہ لینے کا ہے اور بدلہ بھی ایسے لوگوں سے جن کے ظلم وستم کی کوئی حد ہی نہ رہی ہو پھر بھی زیادتی کرنے سے روک دیا نہ صرف روک دیا بلکہ اس پر وعید شدید فرمایا کہ زیادتی کرنے والے خدا کو کسی طرح

---

[1] رسول کو اور تم کو کفار اس لیے نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار کو اکیلا مانتے ہو-

ب جو حدیث شریف میں آیا ہے-انبیاء سب کے علاتی بھائی ہیں-یعنی توحید میں جو اصل الاصول ہے سب شریک ہیں اس لحاظ سے عیسائیوں کو علاتی بھائی لکھا گیا-گو انہوں نے توحید چھوڑ دی ہے مگر نام لیوا اتباع انبیاء تو ہیں-

بھی نہیں بھاتے-پھر اسی آیت میں بانیاں جہاد پر الزام لگایا ہے کہ فتنہ وفساد کرنا جو تم کر رہے ہو جس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں-قتل سے بھی برا ہے اس وقت لکھتے ہوئے مجھے اس کی وجہ کہ یہاں پر الفتنه اشد من القتل جناب باری نے کیوں فرمایا؟ سمجھ میں آئی ہے کہ اس میں حال کے عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کو الزام دیا جاتا ہے کہ تم اسلام پر تو منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہو کہ اس نے جہاد کی تعلیم کی ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ تمہارے بھائیوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ سب فتنوں کی جڑ تو وہی ہیں جو فتنہ پردازی کرتے ہیں ایک اور آیت میں بھی اس امر کی طرف کہ مسلمان مجبوری سے لڑتے ہیں اشارہ ہے قاتلوا المشركين كافت كما يقاتلونكم كافة مگر افسوس کہ مخالفین اسلام بجائے اس کے کہ اس پر غور کر کے نادم اور خجل ہوتے الٹے الجھتے ہیں کہ صاحب یہاں پر تو قرآن نے فیصلہ ہی کر دیا کہ سب کافروں کو مار ڈالو-مگر وہ اس کو نہیں دیکھتے کہ كما يقاتلونكم كافة کے بھی تو کچھ معنی ہیں بھلا اگر اسلام اور قرآن کا یہی منشا ہوتا کہ کوئی کافر بھی دنیا میں زندہ نہ رہے تو ذمی کافروں کو رکھنے کا حکم اور ان کی حفاظت مثل مسلمانوں کے ہونے کا ارشاد کیوں ہوتا؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو دفع فساد منظور ہے نہ کہ کشت وخون چنانچہ ایک جگہ صریح ارشاد ہے ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا جس جس آیت میں قتل قتال کا ذکر ہے سب میں نہیں تو اکثر میں ضرور ہی ہو گا کہ اس جہاد سے مقصود دفع مظالم ہے سنو ومالكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها اس آیت نے اور بھی واضح کر دیا کہ جہاد سے مقصود اصلی دفع مظالم اور آزادی کا کھولنا ہے ورنہ اسلام کی اصلی غرض تو منادی اور اعلائے کلمۃ الحق ہے-اگر کوئی اس میں خلل انداز نہ ہو اور بلاوجہ مزاحمت نہ کرے تو اسلام نے بھی اس سے تعرض کی اجازت نہیں دی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمانے کے مخالفین عیسائی اور ہندو (آریہ) اعتراض کرتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے کہ جس جہاد پر ہم منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کر رہے ہیں وہ ہمارے ہی بھائیوں کی مہربانی کا ثمرہ ہے افسوس ہے کہ ہم نے کسی مخالف سے زبانی نہ تحریری یہ سنا کہ بے شک جو کچھ مشرکین عرب اور اس زمانہ کے (جنٹلمین) اہل کتاب نے حضور اقدس (فداہ روحی) اور آپ کے خدام سے سلوک کئے واقعی حد سے متجاوز تھے-حیرانی ہے کہ ان مظلوم صحابہ کی نسبت عام اخلاق انسانی بھی بھول گئے کسی گلیڈ اسٹونی کو بھی اس پر آرمینیا کی نسبت سے عشر عشیر بھی رنج نہ ہوا-سچ ہے الكفر ملة واحدة جانب داری ایسی ہی بلا ہے کہ آنکھوں پر پٹی بند ھوا دیتی ہے سب سے زیادہ تعجب تو عیسائیوں کے حال پر ہے کہ اسلام پر تو منہ پھاڑ پھاڑ کر معترض ہیں حالانکہ ان کی کتب عہد عتیق ایسے ہی جہادوں سے پر ہیں-اسے تو جانے دیجئے حال ہی میں جو کچھ یورپ کے عیسائیوں نے کیا ہے وہی دیکھئے کہ چین میں چند مشنریوں کو جو خواہ مخواہ لوگوں کے گھروں میں حسب دستور خویش ہندوستان پنجاب ہی سمجھ کر گھستے ہوں گے کسی قدر تکلیف پہنچنے پر تمام یورپ برانگیختہ ہو گیا ملکہ معظمہ بھی اپنی تقریر افتتاح پارلیمنٹ ۱۵ اگست ۱۸۹۵ء میں اس طرف توجہ دلاتی ہیں لارڈ سالیبری وزیر اعظم انگلستان بھی گورنمنٹ چین کو لکھ رہے ہیں کہ اس کا کامل انتظام نہ ہوا تو انگلستان مزید کاروائی کرنے پر مجبور ہو گا-آرمینیا کا جھگڑا جو بات سے بتنگڑ بنایا گیا تھا قابل دید ہے کہ ان روشن ضمیر عیسائیوں اور تقدس مآب مشنریوں نے کہاں تک قوم کی حمایت جی کھول کر نہیں کی اور کس قدر ان کے امن اور عافیت کے اسباب مہیا کرنے میں کوششیں نہیں کیں اور کہاں تک ممکنات سے گزر کر محالات تک نہیں پہنچے-جو ناظرین اخبارات ۱۸۹۵ء سے پوشیدہ نہ ہوں گے-انہوں نے تو سب کچھ کیا اور امن عامہ اور ہمدردی قوی کے نام لینے سے نہ صرف بری ہوئے بلکہ قابل قدر بھی جانے گئے مگر اسلام نے قاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين اگر کہہ دیا تو چاروں طرف سے گونج آرہی ہے کہ یہ کیا وہ کیا ظلم کیا ستم کیا-کوئی نہیں پوچھتا کیوں صاحب چین کے مشنریوں اور آرمینیا کے مفسدوں کو جس قدر تکلیف ہوئی مکہ کے معزز روسا ابو بکر عمر اور دیگر صحابہ اور خود سید الانبیاء (فداه ابی وامی) کو کیا کم ہوئی تھی؟ ان روشن ضمیر عیسائیوں کو تقدس مآب پادریوں نے یہاں تک بھی سمجھا رکھا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں فرض ہے کہ ساری عمر میں ایک آدھ عیسائی کو ضرور ہی ماریں-مسٹر ویب نو مسلم امریکن لکھتے ہیں کہ مجھے ایک عیسائی نے پوچھا کہ کیا سچ ہے مسلمانوں کو جنت میں جگہ نہ ملے گی جب تک وہ ایک آدھ عیسائی کا خون نہ کریں-افسوس ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی مذہبی روشنی کے لحاظ سے یورپ اندھیر نگری ہے ہندوستان میں مشنری لوگ ایسے خیال ظاہر کرنے سے اس لئے رکتے ہیں کہ ان کو ڈر ہے کہ یہاں بھانڈا پھوٹ جائے گا-اور علمائے اسلام ہماری جہالت کی قلعی کھول دیں گے-خلاصہ یہ کہ اسلامی جہاد جس قدر ہے صرف امن عامہ اور آزادی کے قائم کرنے اور وسعت سلطنت کے لیے ہے-نہ کہ کافروں کو کفر کی سزا دینے یا جبرا مسلمان بنانے کو ان دونوں اوہام کو ذمیوں کے حقوق اور حفاظت پورے طور سے دفع کر رہے ہیں فاعتبروا يا اولي الالباب

لہ اگر خدا بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو درویشوں کے حجرے نصاریٰ کے گرجے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا نام ذکر بہت ہوتا ہے برباد ہو جائیں

لہ ترجمہ اس کا اسی موقع پر بحث جہاد کی تفسیر میں دیکھو

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ

زیادتی کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے- اور جہاں ان کو پاؤ قتل کرو اور جہاں سے وہ تمہیں نکال چکے ہیں تم ان کو نکال دو

کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے - البتہ ایسے ظالموں سے جو ناحق ظلم ہی پر کمر بستہ ہوں بدلہ لینا اور ان کو پوری گت بنانا کوئی زیادتی میں داخل نہیں بیشک بدلہ لو اور جہاں ان کو پاؤ قتل کرو اور جہاں سے وہ تمہیں نکال چکے ہیں تم ان کو نکال دو-

اب ہم مخالفین اسلام (عیسائیوں اور آریوں) کی کتابوں سے بتلانا چاہتے ہیں کہ ان میں کس قسم کا جہاد بھرا ہے؟ اور وہ کس قسم کے جہاد کی تعلیم دیتے ہیں عیسائیوں کی مقدس کتاب توریت میں لکھا ہے

"پھر خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اہل مدیان سے بنی اسرائیل کا انتقام لیں- تب موسیٰ نے لوگوں کو فرمایا کہ بعضے تم سے لڑائی کے لیے تیار ہو جاویں اور مدیانیوں کا سامنا کرنے جاویں- انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی- جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا- اور سارے مردوں کو قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا- اور ان کے مویشی اور بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا- اور ان کے سارے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کے سب قلعوں کو پھونک دیا اور انہوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان کے لیے تم ان کے بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہیں جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مردوں کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں- ان کو اپنے لئے زندہ رکھو (گنتی ۳۱ باب) اور جب کہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کر دے - تو تو انہیں ماریو اور حرم کیجیو نہ تو ان سے کوئی عہد کریو نہ ان پر سے رحم کریو نہ ان سے بیاہ کرنا تم ان سے یہ سلوک کرو تم ان کے مذبحوں (ذبح کی جگہ) کو ڈھادو ان کے بتوں کو توڑ دو- ان کے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالو اور ان کی

تراشی ہوئیں مورتیں اگر ہیں جلادو- کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کے لئے پاک قوم ہے خداوند تیرے خدا نے تجھے چن لیا کہ تو سب گروہوں کی بہ نسبت جو زمین پر ہیں اس کی خاص گروہ (استثناء باب)

ان حوالہ جات سے مسئلہ صاف ہے عیاں راچہ بیان- مگر ناظرین اس کی پوری تفصیل ہمارے رسالہ تقابل ثلاثہ) میں دیکھ سکتے ہیں اب سنئے ہمارے لالہ صاحبان کی کتھا وہ کیا کہتے ہیں؟ وید جس کو مخزن علوم و فنون کہا جاتا ہے جس کو بہت کچھ مجلی کر کے نادانوں کے ہاتھ سونے کے بھاؤ بیچنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی وید میں بھی جہاد کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے پس سنئے

"اے دشمنوں کو مارنے والے اصول جنگ میں ماہر بے خوف و ہراس پر جاہ و جلال عزیزو اور جوانمردو تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو- پر میشور کے حکم پر چلو اور بد فرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو- تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے (کب شاید سلطان محمود کے زمانے میں) تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو اپنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تہ و تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشو کے لطف و کرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو" (اتھروید کانڈ ۶ انوواک ۱۰ ورگ ۷ ۹ منتر ۳)

گو نمونہ تو اسی ایک ہی منتر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وید ہاں وید مقدس میں جہاد کے متعلق (نہیں نہیں بلکہ) تمام دنیا پر سلطنت کا سکہ جمانے کے لئے حکم کیا ہے- جس نے مفصل بحث دیکھنی ہو وہ ہمارے رسالہ حق پر کاش- ترک اسلام اور جہاد وید وغیرہ میں ملاحظہ کریں فاعتبروا-

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ

فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے اور عزت والی مسجد کے پاس ان سے نہ لڑو جب وہ خود تم سے اس میں نہ لڑیں

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

پھر وہ اگر تم سے اس میں لڑیں تو تم ان سے لڑو اسی طرح سزا ہے ظالموں کی- پھر اگر وہ باز آویں تو خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ معدوم ہو جائے اور دین (قانون) اللہ کا ہو جائے پھر بھی اگر باز آویں تو دست اندازی نہیں مگر ان لوگوں پر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا

جو ظالم ہیں عزت والا مہینہ عزت والے مہینے کے مقابل ہے اور ہتک حرمت کا بدلہ ہے پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے اس سے اس کی

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

زیادتی جتنا بدلہ لو اور خدا سے ڈرو اور جانو کہ خدا ڈرنے والوں کے ساتھ ہے

اسی لئے کہ باہمی فتنہ وفساد جو وہ کر رہے ہیں قتل سے بھی بدتر ہے باوجود ان کی شرارت کے اور خباثت کے ہم انکو مہلت اور سہولت دیتے ہیں کہ اگر وہ کعبہ شریف میں پناہ گیر ہوں تو انہیں نہ ستاؤ- اور عزت والی مسجد یعنی کعبہ کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ خود تم سے نہ لڑیں پھر اگر وہ اس مسجد میں بھی تم سے لڑیں اور تمہارے دینی امور میں خلل انداز ہوں- تو تم بھی ان سے خوب لڑو- پھر ان کی کسی بات کا لحاظ نہ کرو- اسی طرح کی سزا سے ظالموں کی جو ظلم وستم پر کمربستہ ہوں باوجود اس کے پھر بھی اگر وہ باز آویں اور اپنی پہلی خباثتیں چھوڑ دیں تو خدا بھی ان کو معاف کرے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنہار مہربان ہے- اور اگر شرارت ہی پر کمربستہ رہیں تو ان سے خوب لڑو یہاں تک کہ ان کا فتنہ فساد معدوم ہو جائے اور بالکل امن کی صورت ہو کر دین یعنی قانون اللہ کا جاری ہو جائے- پھر بھی اگر اپنی شرارت سے باز آویں اور فتنہ فساد نہ کریں اور امن عامہ میں خلل انداز نہ ہوں تو ان پر کسی طرح کی دست اندازی جائز نہیں مگر ان لوگوں پر جو عہد شکنی کی وجہ سے ظالم ہیں بے شک ہاتھ بڑھاؤ- یہاں تک کہ اگر وہ مہینے حرام[ل] میں بھی تم سے لڑیں اور عہد شکنی کریں تو تم بھی اسی مہینہ میں لڑو- اس لئے کہ عزت کا مہینہ عزت والے مہینے کے مقابل ہے جب وہ تمہارے مہینے کی عزت نہیں کرتے تو تم بھی ان کے مہینے کی نہ کرو اور ہتک حرمت کا یہی بدلہ ہے جب کہ وہ تمہاری عزت کی پرواہ نہیں کرتے تو تم بھی ان کی مت کرو بیشک موقع مناسب میں ان سے بدلہ لو- پھر بھی اس امر کا لحاظ رکھو کہ جو کوئی زیادتی تم پر کرے اس سے اس کی زیادتی جتنا بدلہ لو- اور اس سے زیادہ بدلہ لینے میں خدا سے ڈرو اور اس ڈرنے میں اپنا نقصان نہ سمجھو بلکہ دلی یقین سے جانو کہ خدا کی مدد ڈرنے والوں کے ساتھ ہے- ہاں ایسے بھی مت ہو جاؤ کہ قتل وقتال کے جھگڑوں میں پڑ کر سبھی کچھ چھوڑ دو کیونکہ لڑائی جھگڑا بھی اپنی حد تک ہی اچھا ہے- حد سے زیادہ مصروفی کسی کام میں بھی اچھی نہیں جنگ وجدال کی بھی

شان نزول

ل مسلمانوں کو جب اپنے دفعیہ کے لیے لڑنے کا حکم ہوا تو ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر کفار عرب مہینے حرام میں ہم سے لڑیں گے تو ہم کیا کریں گے- اس مہینے میں تو لڑنا جائز نہیں- ان کے اس خیال پر یہ آیت نازل ہوئی (موضح القرآن) مہینے حرام کے وہ ہیں جس میں لڑائی کی ابتداء کرنی حرام ہے اور وہ چار ہیں- (ذوالقعدہ- ذوالحجۃ- محرم اور رجب)

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ

اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو اور احسان کیا کرو احسان

اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ

کرنے والے اللہ کو بھاتے ہیں اور حج اور عمرہ کو اللہ پورا کرو پھر اگر گھر جاؤ تو جو قربانی میسر ہو

مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ

ذبح کیا کرو اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ لے ہاں جو شخص

مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ میں روزے یا صدقہ یا

فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٝ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ

قربانی اس پر واجب ہے پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو جو شخص عمرہ کرکے حج تک بہرہ یاب ہو تو وہ ایک قربانی کرے جیسی اسے میسر ہو

کوئی حد ہے کہ جب کبھی تم کو کفار تنگ کریں اور احکام الٰہی کے تابع نہ ہوں تو اس کا دفعیہ ضروری ہے- ہاں ایک کام ایسا ہی ہے جس کی کوئی بہار خزاں نہیں بلکہ سب موسم اس کے لئے بہار ہیں وہ یہ کہ اللہ کو اپنا داتا اور رازق مطلق جانو اور خدا کی راہ میں[1] حسب موقع اپنے کمائے ہوئے حلال مال خرچ کرو اور بخل کی وجہ سے اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو اور سب لوگوں کے حال پر چاہے کوئی ہو احسان اور مہربانی کیا کرو- اس لئے کہ احسان کرنے والے اللہ کو بھاتے ہیں مال کا خرچ کرنا دو قسم پر جانو ایک تو یہ کہ دوسروں کو دیا جائے جیسے صدقہ وغیرہ- دوسری قسم وہ ہے جو خاص اپنی ہی جانوں پر خرچ کرو اور حج اور عمرہ[2] کو بھی مال خرچ کر کے جاؤ اور ان کو خالص اللہ کی خوشنودی کی نیت سے پورا کیا کرو- پھر اگر راہ میں کسی وجہ سے گھر جاؤ اور کعبہ تک نہ پہنچ سکو تو جو چیز قربانی کی تم کو میسر ہو راستے ہی میں ذبح کر دیا کرو یا بھیج سکو تو بھیج دو اور اپنے سر نہ منڈواؤ اور احرام کی صورت میں جو پہلے سے تم نے دربار الٰہی کے لایق بنا رکھی ہے- اسے نہ بدلہ کرو- جب تک کہ قربانی تمہاری اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے یعنی ذبح ہو جائے- ہاں جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں بالخصوص کوئی تکلیف ہو- جس کے سبب سے وہ احرام کی تکلیف نہیں اٹھا سکتا- ایسا شخص اگر احرام توڑ دے تو اس توڑنے کے بدلہ میں تین روزے یا ساڑھے[3] سات سیر اناج کا صدقہ یا قربانی اس پر واجب ہے پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو جو شخص عمرہ کر کے دنیاوی لذائذ اور فوائد سے حج تک بہرہ یاب ہو تو وہ اس کے شکریہ میں ایک قربانی کرے جیسی اسے میسر ہو-

---

شان نزول

[1] جب لوگوں کو مسکینوں پر خرچ کرنے کا حکم ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ہم مال اپنا اسی طرح پر خرچ کرتے رہے تو ہم خود مسکین ہو جائیں گے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم

[2] ایک شخص نے آنحضرت سے سوال کیا کہ میں اپنا عمرہ کس طرح کروں؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی- یعنی عمرہ میں جو احکام ہیں کہ احرام باندھ کر مثل حج کے طواف کرنا سو کرو اور جو امور منع ہیں ان سے بچتے رہو

[3] تین صاع مدنی کا ساڑھے سات سیر اندازہ ہے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ
اور جس کو نہ ملے وہ تین روزے حج میں رکھے اور سات جب لوٹو یہ

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَھْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا
دھاکہ پورا ہے یہ حکم ان لوگوں کو ہے جن کے گھر والے مسجد حرام میں نہ رہتے ہوں اور اللہ

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ
سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ خدا کا عذاب سخت ہے۔ حج کے لئے چند مہینے مقرر ہیں جو کوئی ان میں حج کو اپنے

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ
ذمہ لے وہ جماع نہ کرے فسق نہ کرے اور نہ حج میں جھگڑا کرے اور جو کچھ بھلائی کرو گے خدا اس کو جانتا

اللّٰهُ ڼ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
ہے اور سفر خرچ ساتھ لیا کرو کیونکہ سفر خرچ کا بڑا بچنا ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو۔ اس میں تمہیں کوئی

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
گناہ نہیں کہ تم اپنے رب سے فضل چاہو پس جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کو

اور جس کو قربانی نہ ملے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب وطن کو لوٹے یہ دھاکہ پورا اس پر واجب ہے نہ ہر ایک کو یہ حکم ہے بلکہ ان لوگوں کو ہے جن کے گھر والے مسجد حرام یعنی مکہ میں نہ رہتے ہوں بلکہ آفاقی ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بتلائے سے کمی زیادتی نہ کرو اور یہ جان لو کہ احکام شرعیہ میں کمی زیادتی کرنے والوں کے لئے خدا کا عذاب بہت سخت ہے ایسا نہ ہو کہ حج کی فضیلت سن کر دیگر صدقات کی طرح ہر وقت ہی اس کے ادا کرنے میں لگو نہیں بلکہ اس حج کے لئے چند مہینے یعنی شوال ذوالقعدہ اور اول ہفتہ ذوالحجہ مقرر ہیں تمام عمر بھر کا فرض ان میں ادا ہو جاتا ہے ہر سال آنا جانا کچھ ضروری نہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ جو کوئی ان مہینوں میں حج کو اپنے ذمہ لے وہ چند امور ممنوعہ سے ضرور ہی بچتا رہے بیوی سے جماع نہ کرے فسق وفجور نہ کرے اور نہ حج کے دنوں میں کسی سے جھگڑا کرے اگرچہ حق پر ہو کیونکہ دربار شاہی میں اس قسم کی باتیں بے ادبی میں داخل ہیں اس کے سوا اور بھی جو کچھ بھلائی کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے کیونکہ خدا اس کو جانتا ہے اور ایسے زاہد اور متوکل بھی نہ ہو کہ حج کو جاتے ہوئے کھانا کپڑا ہی چھوڑ جاؤ جس سے آخر بوجہ مجبوری مانگنے تک نوبت آئے اس لئے سفر حج میں بلکہ ہر سفر میں سفر[1] خرچ ساتھ لیا کرو کیونکہ خرچ کا بڑا فائدہ پرہیزگاری اور سوال سے بچنا ہے جو سفر خرچ نہ ہونے کی حالت میں تم کرتے ہو۔ پس ایسے بیجا سوال اور ناحق کے بخل کرنے میں اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو ہاں اس میں تمہیں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کریم سے تجارت کے ذریعے فضل یعنی نفع چاہو بیشک حج کے موسم میں اسباب فروختنی لے جاؤ اور کماؤ۔ اس میں تم پر گناہ نہیں۔ گناہ اس میں ہے کہ دنیا کمانے میں اللہ کو بھول جاؤ سو ایسا مت کرنا بلکہ اس کی یاد سب دنیا و مافیہا سے افضل جانا کرو۔ پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر الحرام

شان نزول

[1] بعض لوگ بلا خرچ حج کو چلے آتے اور اپنا نام متوکل کہلاتے مگر مکہ شریف میں آکر مانگتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿١٩٨﴾

خوب یاد کرو اس کو اسی طرح یاد کرو جیسا اس نے تم کو بتلایا تم اس سے پہلے گمراہ تھے

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾

پھر لوٹو تم جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگا کرو اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ

پس جب تم حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زائد

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾

پھر بعض لوگ ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے مولا ہم کو اسی دنیا میں دے اور آخرت میں ان کے لئے کچھ بھی حصہ نہ ہوگا

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے مولا تو دنیا میں ہم کو نعمت اور قیامت میں بھی نعمت نصیب کر

پہاڑی کے پاس اللہ کو خوب یاد کرو نہ اپنے بناوٹی طریق سے بلکہ اس کو اسی طرح یاد کرو جیسا اس نے تم کو بتلایا اسلئے کہ ابھی تم اس سے پہلے گمراہ تھے پھر تمہاری رائے کا کیا ٹھیک ہے۔ تم تو کہیں اپنے خیال میں ایسے کلمات بولو جو شریعت میں پسند نہ ہوں۔ پھر[1] لوٹو تم اے قریشیو جہاں سے اور عرب کے لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفہ سے اور اپنی بے جاہٹ کو چھوڑ دو اور اپنے پہلے فعلوں پر اللہ سے بخشش مانگا کرو۔ وہ بخشے گا کیونکہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ چونکہ حج میں مقصود صرف ذکر الٰہی ہے اس لئے اس کی ابتداء انتہاء مین کوئی فرق نہیں پس مناسب بلکہ واجب ہے کہ جیسے ابتداء میں اللہ کو یاد کرتے رہے ہو اسی طرح جب تم حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ اپنے باپ دادا کو بعد حج کے بطور فخر یہ یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زائد کیونکہ باپ دادا کا مذاکرہ تو تمہاری باہمی مفاخرت اور ایک نکمی بڑائی کے لئے ہے اور خدا کے ذکر سے تو تمہاری عاقبت بخیر ہو جائے گی۔ ہماری تعلیم تو ایسی صاف ہے مگر پھر بھی بعض لوگ ایسے کوتہ اندیش ہیں کہ دعا کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ اے ہمارے مولا جو کچھ تو نے ہم کو دینا ہے اسی دنیا میں دے ہم بھی ایسے ویسوں کو جس قدر کچھ دینا ہو گا دیں گے۔ اور آخرت میں ان کو ایسا بے نصیب کریں گے کہ ان کے لئے بھلائی سے کچھ بھی حصہ نہ ہو گا اور ان کے مقابل بعض لوگ وہ ہیں جو خدا کو سب طاقتوں کا مالک سب کچھ دینے والا جان کر دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے مولا تو دنیا میں بہت ہم کو نعمت اور ہر طرح سے عافیت دے اور قیامت میں بھی نعمت اور آسائش نصیب کر اور سب سے زائد تیری رحمت سے یہ توقع ہے۔

شان نزول

[1] قریش کے لوگ اور ان کے اتباع مزدلفہ میں جو عرفات سے ورے ایک میدان ہے ایام حج میں ٹھہر کر واپس مکہ ہوتے تھے۔ اور دوسرے لوگ عرفات سے واپس ہوتے تھے اور حکم الٰہی دوسروں کے مطابق تھا اس لئے قریش کے لیے بطور فہمائش یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ
اور تو ہم کو آگ کے عذاب سے رہائی دیجو۔ ان کی کمائی کا حصہ ان کو ہے اور خدا بہت جلد محاسبہ کرنے
الْحِسَابِ ۝۲۰۲ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ
والا ہے۔ اور اللہ کو یاد کرو چند دن گنے ہوئے پھر جو کوئی دو دن میں جلدی
فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا
کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو دیر لگائے۔ اس پر بھی جو پرہیزگاری کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور اللہ سے
اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ
ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم نے اسی کے پاس جمع ہو کر جانا ہے اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کی باتیں تجھ کو دنیا میں بھلی
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
معلوم ہوتی ہیں

کہ تو ہم کو آگ کے عذاب سے رہائی دیجیو۔ان دوراندیشوں اور ان کوتاہ بینوں کی مثال بین یہ ہے کہ یہ خدا سے گویا عمدہ سی غذا مع سالن اور حبوب ہاضمہ کے مانگتے ہیں۔اور وہ کم بخت گویا صرف روکھی روٹی خدا مالک الملک سے چاہتے ہیں۔پس تم آپ ہی فیصلہ کرلو کہ ان میں سے بہتر اور دانا کون ہے یقیناً ان کی دوراندیشی اور بلند پروازی میں کسی کو کلام نہ ہوگا جب ہی تو ان کی کمائی کا حصہ ان کو ہے اور ان کی دعا بھی قبول ہوگی۔اور خدا ان دونوں کا بہت جلد محاسبہ کرنے والا ہے جس سے تمام اجر بجز فریقین کا کھل جائے گا۔اپنے اپنے برتے کے موافق پھل پاویں گے۔پس تم بھی اے لوگو اگر خدا کے کامل بندے بننا چاہتے ہو تو خدا سے اس طرح کے سوال کرو جو دونوں جہانوں میں کار آمد ہوں اور ہر حال میں اللہ کو یاد کرو بالخصوص چند[1] دنوں میں یعنی بعد حج کے گیارھویں بارھویں تیرھویں پھر بھی جو کوئی دو دن میں ہی جلدی کرے اور بارھویں کو لوٹ آوے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے ہاں ہر ایک کو نہیں بلکہ ان کو جو پرہیزگاری کریں اور ہر کام میں اخلاص مند ہوں پس تم اخلاص مند بنو۔اور اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہو۔اور دل سے جان رکھو کہ تم نے اسی کے پاس جمع ہو کر جانا ہے۔مناسب تمہارے اعمال کی جزا سزا دے گا۔اپنی ظاہر داری پر نازاں نہ ہو اس لئے کہ وہ تمہارے حال سے خوب واقف ہے تمہارے دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے ہاں تم آپس میں ایک دوسرے کے حال سے مطلع نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات تمہارا دشمن دوست بن کر تم کو دھوکہ دے جاتا ہے اور تم نہیں جان سکتے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی بناوٹی باتیں باوجود رسول کے ہونے کے اے رسول تجھ کو بھی دنیا کے معاملات میں بھلی معلوم ہوں۔

شان نزول

؎ بعض لوگ منافقانہ آنحضرت کی خدمت میں آکر نرم نرم باتیں کرتے اور اپنا اخلاص بیان کرتے اور ہر طرح سے قسمیں کھا کر بھی یقین دلاتے کہ ہم خیر خواہ ہیں حالانکہ باہر جا کر ہر طرح سے ایذا رسانی میں کوشش کرتے اور مسلمانوں کے مال وجان کے ضائع کرنے میں بھی دریغ نہ کرتے چنانچہ اخنس بن شریک ایک شخص منافقانہ حضرت کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ایک دفعہ جب اس کا داؤ چلا تورات کو جاتے ہوئے مسلمانوں کے کھیت میں چلا گیا اور مویشی قتل کر گیا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔جلالین

[1] ان دنوں کو ایام منی کہتے ہیں منی میں (جو مکہ شریف سے باہر ایک میدان ہے) بعد حج تکبیریں پڑھا کرتے ہیں۔

وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

اور اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ تمہارا سخت دشمن ہے۔ اور جب پھر جاتا ہے تو زمین

فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

میں تگ و دو کرتا ہے کہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتوں کو برباد کرے اور چارپایوں کی نسل کو مار دے اللہ فساد کو پسند

الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ

نہیں کرتا۔ اور جب کوئی اسے کہتا ہے کہ خدا سے ڈرو تو اکڑخانی کی وجہ سے گناہ پر اڑ جاتا ہے پس جہنم اس کو کافی

جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ

ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان اللہ کے خوش کرنے میں

مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

دے دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے اے مسلمانو سب احکام کی فرمانبرداری

فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

کیا کرو اور شیطان کے پیچھے مت چلو وہ تمہارا

اس لئے کہ تو غیب سے ناواقف ہے اور وہ طاقت لسانی سے ادھر ادھر کی تجھ کو سناتا ہے اور اپنے مافی الضمیر پر بڑے صادق اور راست بازوں کی طرح خدا کو گواہ کرتا ہے کہ اللہ کی قسم میں تمہارا دل سے خیر خواہ ہوں مجھے آپ سے بڑی محبت ہے حالانکہ وہ تمہارا سخت دشمن ہے۔ اس کی دشمنی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مسلمانوں کو ہر طرح سے تکلیف پہنچاتا ہے اور جب تیری مجلس سے پھر جاتا ہے تو زمین کی بربادی میں تگ و دو کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور کھیتوں کو برباد کرے اور چارپاؤں کی نسل کو مارے اگرچہ تو کبھی ایسے بدمعاش سے بوجہ ناواقفی کے خوش ہو گیا ہو یا آئندہ کو ہو جائے۔ مگر اللہ تو ہرگز ان سے خوش نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ فساد اور فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ تو ایسا مفسد اور متکبر ہے کہ جب کوئی اسے بطور نصیحت کہتا ہے کہ خدا سے ڈر اور ایسے بے ہودہ کاموں سے توبہ کر تو اپنی اکڑخانی کی وجہ سے زیادہ گناہ پر اڑ جاتا ہے اور کہنے سننے والوں کی تحقیر کرتا ہے۔ بھلا کہاں تک کرے گا۔ ہم نے بھی اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ پس وہی جہنم اس کے غرور توڑنے کو کافی ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے جہاں اسے رہنا ہوگا جیسا کہ یہ اعلیٰ درجہ کا متکبر اور مغرور ہے۔ اسی طرح اس کے مقابل بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی جان بھی اللہ کے خوش کرنے میں دے دیتے ہیں ایسے ہی لوگ مورد الطاف خداوندی ہیں بھلا کیوں نہ ہوں؟ ایک تو ان کی نیک نیتی اور ساتھ ہی اس کے یہ کہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ ٹھیک ہے کہ خدا کا بندہ بننا صرف زبانی خرچ سے نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے سب احکام نہایت تعظیم و تکریم سے نہ نبھائے جائیں جب ہی تو تم کو حکم ہوتا ہے کہ اے مسلمانو سب[ل] احکام الٰہی کی فرمانبرداری کیا کرو۔ اور بعض کو کرنے اور بعض کو چھوڑنے میں شیطان کے پیچھے مت چلو اس لئے کہ وہ تمہارا

شان نزول

ل بعض لوگ مسلمان ہو کر بھی اپنی رسوم چھوڑنے سے جی چراتے بعض یہودی مشرف باسلام ہو کر اونٹ کے گوشت سے حسب عادت سابقہ پرہیز کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

صریح دشمن ہے پس بعد پہنچنے روشن احکام کے اگر تم بھولو گے تو جان لو کہ اللہ بڑا غالب اور

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ

بڑی حکمت والا ہے یہ مشرک لوگ اب اس امر کی انتظاری کرتے ہیں کہ خود خدا ہی بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس آوے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور اس کے فرشتے اور کام کا فیصلہ ہو جائے سب کام تو اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں پوچھ بنی اسرائیل سے

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ

کہ کتنے ہم نے ان کو نشان دیئے جو شخص اللہ کی نعمت کو بعد حاصل ہو جانے کے بدلتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ

تو خدا کا عذاب سخت ہے کافروں کو دنیا کی زندگی اچھی لگتی ہے اور مسلمانوں سے مسخری

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ

کرتے ہیں

صریح دشمن ہے- وہ کبھی تم سے بھلائی نہ کرے گا پس بعد پہنچنے صریح اور روشن احکام کے بھی اگر تم بھول گئے تو جان لو کہ تم اپنا ہی نقصان کرو گے اور اللہ تو بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے جب کبھی کوئی کام چاہتا ہے تو فوراً کر دیتا ہے اور نہایت حکمت سے کرتا ہے کسی مخلوق کی اطاعت سے اسے فائدہ نہیں کسی کی سرکشی سے اس کا نقصان نہیں- مگر یہ دنیا کے بندے کفار مکہ ایسے خدا کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے اور ناحق ادھر ادھر کی باتیں بناتے ہیں- یہ مشرک لوگ گویا اس امر کی انتظاری کرتے ہیں کہ خود خدا ہی بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس چل کر آوے اور ساتھ ہی اس کے فرشتے بھی ہوں اور آخری کام کا فیصلہ ہو جائے نیکوں اور بدوں میں تمیز ہو ان کی ایسی بیجا آرزوؤں اور تمسخر کی سزا خوب ہی ملے گی آخر تو سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرتے ہیں ایسے لوگ تو پہلے بھی ہو چکے ہیں جو ظاہری ناز و نعمت پر مغرور ہو کر خدا کے حکموں کو بھولے تھے- پھر آخر کار عذاب الٰہی نے ان کی خوب گرفت کی- ذرا پوچھ تو بنی اسرائیل سے کہ کتنے ہم نے ان کو احسان خداوندی کے نشان دیئے مگر انہوں نے بجائے شکر کے یہ سمجھا کہ ہماری لیاقت پر ہم کو ملے ہیں- ان کی ناشکری کی سزائیں خدا نے ان پر وبال نازل کئے کیوں نہ ہو جب کہ عام قاعدہ ہے کہ جو شخص اللہ کی نعمت کو بعد حاصل ہو جانے کے بدلتا ہے یعنی بجائے شکر کے کفر کرتا ہے تو انجام کار سوائے ہلاکت کے اس کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا- اسلئے کہ ایسے نالائقوں کیلئے خدا کا عذاب سخت ہے ہمیشہ سے کوتہ اندیشی ظاہر بینی پر مرتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ کافروں کو دنیا کی زندگی کی نمائش اچھی لگتی ہے اور مسلمانوں سے بسبب ان کی تنگدستی کے مسخری[1] کرتے ہیں اور اس چند روزہ زندگی اور اس کے تھوڑے سے اسباب کے لحاظ سے ان کو حقیر جانتے ہیں اور ان کا نام درویش اور ملانے رکھتے ہیں

شانِ نزول

[1] کفار عموماً غربا مسلمانوں سے مسخری کرتے اور کہتے تھے کہ یہی لوگ جنت کے مالک ہیں انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

حالانکہ اللہ سے ڈرنے والے قیامت کے روز ان سے بلند ہوں گے اللہ جس کو چاہتا ہے رزق بے حساب دیتا ہے

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

سب لوگ ایک ہی دین پر تھے تو اللہ نے نبی بھیجے خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا

اور ان کے ساتھ ایک ایک سچی کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ کرے اور زیادہ

اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ

اختلاف اس میں انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب ملی تھی بعد پہنچنے نشانات بینہ کے اپنے حسد کی وجہ سے

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ

پس خدا نے ماننے والوں کو اپنے فضل سے حق کی وہ راہ دکھائی جس میں یہ لوگ مختلف ہیں خدا جسے چاہے سیدھی

مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے

حالانکہ ڈرنے والے اہل ایمان قیامت کے روز ان سے بلند مرتبہ میں ہوں گے باقی رہی دنیاوی زیب وزینت سو یاد رکھیں یہ کام اللہ کے ہیں جس کو چاہتا ہے رزق بے حساب دیتا ہے۔ اس میں اس کی مصلحتیں ہوتی ہیں یہ کوئی لیاقت کی دلیل نہیں۔ بہت سے نالائق جن کو بات کرنے کا بھی شعور نہیں ان کے آگے بہتیرے ذی شعور خادم بنے پھرتے ہیں کیا یہ نہیں جانتے کہ

بناداں آنچناں روزی رساند ۔ کہ داناں اندراں حیراں بماند

رہا ان کا یہ سوال کہ خدا خود ہی آکر ان کو ہدایت کرے سو یہ امر نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دنیا کی ابتداء تاریخ سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ ہمیشہ سے بنی آدم ہی رسول ہو کر آتے رہے۔ اول اول تو سب لوگ ایک ہی دین پر متفق تھے چند دنوں پر انہوں نے اس میں اختلاف[1] کیا۔ کوئی توحید پر رہا کوئی شرک میں پھنسا جب یہ حالت ان کی ہوئی تو اللہ نے بنی آدم سے نبی بھیجے۔ بھلے کاموں پر خوشی سنانے والے اور برے کاموں سے ڈرانے والے اور ان کے ساتھ ایک ایک سچی کتاب بھی نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے اختلافوں کا فیصلہ کرے۔ بہت لوگ مان گئے گو بعض اپنی جہالت پر بھی اڑے رہے خیر وہ زمانہ بھی گزرا بعض ہدایت پر آئے اور بعض گمراہ رہے۔ طرفہ تو یہ کہ اس زمانہ کے لوگوں کی ابتر حالت دیکھ کر ہم نے ہدایت کے لئے رسول بھیجا تاکہ لوگوں کو راہ راست پر لائے اس کے ماننے میں بھی ان لوگوں نے پس وپیش کیا اور سب سے زیادہ اختلاف رائے اس میں انہیں لوگوں نے کیا جن کو پہلے الہامی کتاب توریت انجیل ملی تھی اور وہ اس سلسلہ رسالت سے واقف ہیں نہ یہ کہ لاعلمی سے بلکہ بعد پہنچنے نشانات بینہ کے محض اپنے حسد کی وجہ سے منکر ہوئے پس اس کا انجام یہ ہوا کہ یہی لوگ بے نصیب رہے اور خدا نے سچائی ماننے والوں کو محض اپنے فضل وکرم سے حق کی وہ راہ دکھائی جس میں وہ لوگ آپس میں مختلف ہو رہے ہیں کیوں نہ ہو خدا جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا

[1] وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا (پ ۱۱ ع ۷) کی طرف اشارہ ہے

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ

کیا تم خیال کئے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ تکالیف نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہر طرح کی سختیاں اور تکالیف بھی ان کو پہنچیں اور کانپتے رہے یہاں تک کہ رسول اور اس کے تابعدار مومن بول اٹھے

مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ

تھے کہ اللہ کی مدد کب ہوگی خبردار رہو خدا کی مدد قریب ہے- تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

تو کہہ دے جو کچھ خرچ کرنا چاہو وہ ماں باپ کو اور قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو دو

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

اور جو تم نیکی کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے

ہے وہ بااختیار حاکم ہے اور ہمیشہ اپنے اخلاص مندوں کی قدر کیا کرتا ہے-ہاں اس میں شک نہیں کہ ہدایت پر ثابت قدم رہنا ذرا مشکل کام ہے-علاوہ تکلیف احکام شرعیہ کے نااہلوں سے تکالیف اور اذیتیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں جیسی کہ پہلے لوگوں کو ہوئیں اسی طرح تم پر بھی اے مسلمانو تکالیف آئیں گی اور ضرور آئیں گی کیا تم خیال[۱] کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں جھٹ سے داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ تکالیف نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئیں تھیں-ہر طرح کی سختیاں اور تکلیفیں بھی ان کو پہنچیں اور مخالفوں کے خوف سے کانپتے رہے یہاں تک ان کو تکلیف پہنچتی تھی کہ اس زمانہ کے رسول اور ان کے تابعدار مومن بعض دفعہ بول اٹھے تھے کہ اللہ کی مدد جس کا ہم سے وعدہ ہوا ہے کب ہوگی اس سے زیادہ مناسب وقت مدد کا کونسا ہوگا-اس پر اللہ کی طرف سے بطور تسلی ان سے کہا جاتا تھا کہ خبردار رہو-خدا کی مدد بہت قریب ہے وہ حکمت والا ہے جب مناسب ہوگا مدد پہنچائے گا- ایسی تکلیفوں پر صبر توکجا ابھی تو مسلمانوں پر یہ آئی ہی نہیں ابھی تو خدا کے فضل سے ہر طرح کی آسائش ہے-مال ودولت کا یہ حال ہے کہ تجھ سے از خود سوال[۲] کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں چاندی دیں یا سونا یا حیوانات یا پیداوار تو کہہ دیجئے اس امر سے کیا پوچھو جس کی توفیق ہو خرچ کر لو-ہاں اس امر کا لحاظ رکھو کہ بیجا نہ دیا جائے بلکہ جو کچھ خرچ کرنا چاہو وہ پہلے ماں باپ[۳] کو دو اگر وہ محتاج ہوں اور پھر قریبیوں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو جن کا خرچ منزل تک نہ ہو یا کافی نہ ہو دو-ان کے علاوہ جس کو حقدار سمجھو دیتے رہو- تمہارا دینا ضائع نہ ہوگا اس لئے کہ جو کچھ بھی تم نیکی کا کام کرتے ہو خدا اسکو خوب جانتا ہے-

شان نزول

[۱] مکہ میں تو صرف مشرکین ہی کی تکلیف تھی مدینہ میں جب آپ نے ہجرت کی تو وہاں پر ایک طرف یہودی اور دوسری طرف چھپے دشمن دنیادار منافق تیسرے مشرک سب ساتھ مل کر جنگ احزاب میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے جن میں یہود و نصاری اہل کتاب باوجود عہد مصالحت کے سب سے پیش قدم تھے ایسے واقعات سے صحابہ کرام کو بڑی تکلیف پہنچی انکی ہمت بڑھانے کو یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

[۲] ایک صحابی عمرو بن جموع نے جو بہت مالدار تھا آنحضرت سے سوال کیا کہ میں کیا خرچ کروں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

[۳] یہ صدقات سوائے زکوۃ کے مراد ہیں-زکوۃ کا ماں باپ کو دینا جائز نہیں

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ

جنگ[1] کرنا تم پر فرض ہوا ہے اور وہ تم کو ناپسند ہے تم تو ایک چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر

لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

ہوتی ہے اور ایک چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہیں مضر ہوتی ہے اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ

تجھ سے حرام مہینے میں لڑنے کا حکم پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ

عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ

سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکال دینا

عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ

بڑا گناہ ہے اور فتنہ قتل سے بھی بڑا ہے اور (کافر) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

اور یہ جو تم بعض اوقات خرچ کرنے سے روکتے ہو اس کی وجہ یہ نہیں کہ خرچ کرنا ہی واقع میں اچھا نہیں بلکہ یہ ناخوشی تمہاری بھی اس طرح ہے جیسے کہ جنگ[1] کرنا تم پر فرض ہوا ہے اور وہ تم کو ناپسند ہے تمہاری طبیعتوں کا کیا ٹھیک ؟ تم تو بسا اوقات ایک چیز کو ناپسند کرو حالاں کہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہیں مضر ہوتی ہے- تمہاری بھلائی برائی اللہ ہی کو معلوم ہے-اس لئے کہ خدا سب چیزوں کو جانتا ہے اور تم تو اپنا نفع نقصان بھی نہیں جانتے جب تم مسلمانوں کا یہ حال ہے تو ان کافروں کا کیا ٹھکانا-ان کی نادانی کا تو یہی ثبوت کافی ہے کہ بطور طعن کے تجھ[2] سے حرام مہینے میں لڑنے کا حکم پوچھتے ہیں یہ سمجھ کر کہ اگر اس نے لڑنا جائز کہہ دیا تو تمام عرب میں اس کی بدنامی کریں گے-یہ نہیں جانتے کہ حق بات کے ظاہر کرنے میں کبھی چوکنے کے نہیں- تو بیشک کہہ دے کہ اس مہینہ میں لڑنا بڑا گناہ ہے مگر صرف یہی گناہ نہیں بلکہ سیدھی راہ سے تمہاری طرح ٹیڑھے چلنا اور لوگوں کو بھی اللہ کی راہ دین اسلام سے اور مسجد حرام یعنی کعبہ شریف میں نماز پڑھنے سے روکنا اور اس کے حکموں کا انکار کرنا اور اس مسجد کے رہنے والوں کو محض اسلام کی وجہ سے اس سے نکال دینا اور ناحق تنگ کرنا یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور فتنہ فساد کرنا جو تم کر رہے ہو قتل قتال سے بھی بڑا ہے پھر کس منہ سے ایسے سوال کرتے ہیں اور ذرا سی مسلمانوں کی غلطی کو بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں-اور سنو مسلمانو کافر لوگ اسی گذشتہ پر بس نہیں کریں گے بلکہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے حتی کہ

شان نزول

[1] مشرکین اور کفار نابکار کی تکالیف مسلمانوں کے حق میں از حد ضروری ہو گئیں تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

[2] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک موقع پر بوجہ غلطی کے یکم رجب میں (جو حرام مہینہ تھا) جنگ واقع ہو گئی-اس پر مشرکین عرب نے آنحضرت اور آپ کے صحابہ پر طعن کرنے شروع کئے کیوں کہ ان مہینوں میں لڑنا پہلے سے منع چلا آرہا تھا اور عرب میں دستور عام تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی-

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ سوال کن لوگوں نے کیا تھا؟ بعض اہل اسلام کو سائل بتاتے ہیں اور بعض کفار کو میرے نزدیک آخری صورت مناسب ہے اس لیے کہ آئندہ کے لفظوں میں بطور عار دلانے کے جو الفاظ فرمائے گئے ان کے مصداق کفار ہی ہو سکتے ہیں مسلمان نہیں-

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ
یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے بھی پھیر دیں اگر طاقت رکھیں اور جو لوگ تم میں سے اپنا دین چھوڑ کر کفر کی حالت میں

وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
مریں گے تو ان کے کام دنیا اور آخرت میں سب ضائع ہو جاویں گے اور یہ لوگ آگ ہی کے

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
لائق ہوں گے جس میں ہمیشہ تک رہیں گے- جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر آئے اور اللہ کی راہ

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾
میں لڑے انہی کو اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز
تجھ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے نفعے بھی ہیں

تم کو تمہارے دین اسلام سے بھی پھیر دیں مگر کیا یہ کام کر سکتے ہیں ہاں اگر طاقت رکھیں تو ضرور ہی کریں لیکن ان شاء اللہ کبھی بھی ان کو اس امر کی طاقت نہ ہو گی- ہاں تمہیں بھی آگاہ رہنا چاہیے اور ہمارا اعلان سن رکھنا چاہیے کہ جو لوگ تم سے اپنا دین اسلام چھوڑ کر کفر کی حالت میں مریں گے تو ان کے نیک کام جس قدر کہ ہوں گے دنیا اور آخرت میں سب کے سب ضائع ہو جائیں گے اور آخر کار یہ لوگ آگ ہی کے لائق ہوں گے جس میں ہمیشہ تک رہیں گے ہاں جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور اگر کفار ناہنجار تنگ کریں تو بجائے دین چھوڑنے کے اپنا گھر اور وطن مالوف چھوڑ کر ہجرت کر آئے اور اگر اس پر بھی دشمنوں نے پیچھا نہ چھوڑا تو ایسے دشمنوں سے اللہ کی راہ میں خوب لڑے انہی کو اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اللہ کی طرف سے علاوہ ان کی مزدوری کے بہت سی خلعتیں بھی ملیں گے اس لیے کہ اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے یہ بھی اس کی ایک مہربانی ہے جو ان کو ایسی سمجھ سے رکھی ہے کہ باوجود ایسی جہالت سابقہ کے جو کچھ کرتے ہیں پوچھ کر ہی کرتے ہیں گو وہ کام ان کی قدیمی عادت میں ہی کیوں نہ ہو؟ دیکھو تو باوجود عادت قدیمہ کے تجھ[1] سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں- کہ مفید ہے یا نہیں تو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کسی قدر لوگوں کے نفعے بھی ہیں

شان نزول

[1] حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور بعض انصار نے شراب اور جوئے کی بابت سوال کئے کہ حضرت ان کی بابت ہمیں حکم دیجئے یہ تو بہت ہی مذموم فعل ہیں- ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (معالم)

راقم کہتا ہے چونکہ عرب میں مثل یورپ کے شراب کی از حد کثرت تھی اس لئے بتدریج ہٹانے کی غرض سے اس آیت میں سہل طریق برتا گیا جب وہ لوگ متنفر ہوئے تو اسی کو فعل شیطانی کہہ کر سختی سے رد کا گیا-

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ

اور گناہ ان کا نفع سے بڑا ہے اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہدے زیادہ خرچ کرو

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

اسی طرح خدا تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت میں غور کرو

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰي ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ

اور یتیموں کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہدے کہ ان کی اصلاح کرنا اچھا ہے اور اگر ان کو ساتھ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ

خدا کو مفسد اور مصلح سب معلوم ہیں

کہ ایک قسم کا چندروزہ فربہ پن اور غیر معمولی تمول ہو جاتا ہے مگر باوجود اسکے ان کو نہ کرنا چاہئے اس لیے کہ ان میں قباحتیں بہت ہیں اور گناہ بھی ان کا نفع سے بڑا ہے اہل ایمان سے امید قوی ہے کہ ایسے افعال شنیعہ کے کرنے میں ہرگز پیش قدمی نہ کریں گے اس لئے کہ وہ ہمیشہ فائدہ اخروی ملحوظ رکھا کرتے ہیں جو ان میں مفقود ہے ان کی اس خصلت حمیدہ کی یہ قوی دلیل ہے کہ جب سنتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک ضروری امر ہے تو برضا و رغبت تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کتنا رکھیں اور کتنا دیں۔ جس قدر ارشاد ہوا اتنا ہی دیں تو ایسے پاک باطنوں سے کہہ دے کہ سارا مال خرچ کرنے میں اگرچہ اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے لیکن ہر ایک آدمی اس کا متحمل نہیں ہوتا۔ اس لیے تم اپنی حاجت سے زائد یعنی مال کا چالیسواں حصہ خرچ[1] کرو۔ اسی طرح خدا تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور کرتا رہے گا تاکہ تم دنیا اور آخرت میں غور کرو۔ اور فانی کو ترک کرکے باقی کو اختیار کرو۔ کیا اس دنیا کے فانی ہونے میں بھی کوئی شک ہے؟ کیا نہیں دیکھتے کہ بہت سے لوگ ان کے دیکھتے دیکھتے جا رہے ہیں۔ اور اپنی چھوٹی چھوٹی اولاد جن کو نہایت ہی شفقت سے رکھتے تھے اپنے پیچھے یتیم چھوڑ جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ نہایت اخلاص سے ان یتیموں کی بابت تجھ سے[2] سوال کرتے ہیں کہ کس طرح ان سے معاملہ کریں تو کہہ دے بہر حال ان کی اصلاح کرنا اچھا ہے اور اگر ان کو اپنے ساتھ ہی ملالو۔ اور ساتھ ان کو کھانا کھلاؤ گو ان سے اس کھانے کے دام بھی وصول کرو تو بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اگر تمہاری نیت میں کوئی فساد ہوگا کہ ان کو ساتھ ملا کر ان کا مال کھا جائیں تو اس کی سزا پاؤ گے اس لئے کہ خدا کو مفسد اور مصلح سب معلوم ہیں۔

شان نزول

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صدقہ کی ترغیب دی تو بعض صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کتنا مال خرچ کریں یعنی کس قدر دیں اور کس قدر رکھیں ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

[2] ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یتیموں کے مال کھانے کی ممانعت نازل ہوئی تو جن لوگوں کے پاس یتیم بچے رہا کرتے تھے وہ ان کو اپنے کھانے پینے میں کسی قدر خرچ لے کر شامل کر لیتے تھے انہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم کچھ ان کا غلطی سے کھالیں ان یتیموں کے کھانے کا بندوبست علیحدہ کر دیا اس علیحدگی میں یتیموں کا خرچ زائد ہونے لگا تو انہوں نے آنحضرت سے کہا تو انکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

اور اگر خدا چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا بیشک خدا بڑا زبردست حکمتوں والا ہے اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا

جب تک وہ مسلمان نہ ہوں اور لونڈی ایماندار مشرکہ عورت سے بہتر ہے گو وہ تم کو بھلی معلوم ہو اور اپنی (لڑکیوں

تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ

کو) مشرکوں سے نہ بیاہو جب تک وہ مسلمان نہ ہوں اور غلام مومن مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تم کو

اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ

بھلا معلوم ہو۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے

بِاِذْنِهٖ ۚ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پاویں

سب کو ان کی نیت کے موافق بدلہ دے گا۔ غور کرو تو یتیموں کو ساتھ ملانے کا حکم محض تمہاری ہی آزمائش کے لیے ہے ورنہ اگر خدا چاہتا تو تم کو سخت تکلیف میں ڈال دیتا کہ بالکل ان سے کسی طرح کا ملنا ملانا ایک جگہ بیٹھ کر کھانا بھی منع کر دیتا جس سے تمہیں بڑی دقت ہوتی۔ آخر وہ تمہارے بھائی ہیں۔ بے شک خدا بڑا زبردست حکمت والا ہے یہ بھی اسی کی حکمت سے ہے کہ تم کو ایسے حکم دیتا ہے کہ تم خود بھی مشرک نہ بنو اور مشرک عورتوں[1] سے نکاح بھی نہ کرو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوں کیونکہ بیوی خاوند میں تفرقہ مذہبی خاص کر توحید اور شرک کا اختلاف مقصود خانہ داری میں مخل ہے ہمیشہ کے جھگڑے اور فساد دور تک نوبت پہنچاتے ہیں۔ اگر مقصود خانہ داری حاصل کرنا ہو تو کسی مومن موحدہ عورت سے نکاح کرو۔ اس لیے کہ کمینی لونڈی ایماندار مشرکہ خاندانی سے بہتر ہے گو بوجہ حسن ظاہری وہ مشرکہ تم کو بھلی ہو۔ اس میں تمہاری خانہ داری کا مقصود خوب حاصل ہوگا۔ اس میں تم کو ہمیشہ کی دقت ہوگی۔ ایسا ہی یہ بھی تم کو ضروری ہے کہ اپنی لڑکیوں کو مشرکوں[2] سے نہ بیاہیو کسی ایماندار نیک بخت سے بیاہ دیا کرو۔ گو وہ غلام ہی ہو۔ کیونکہ غلام مومن دیندار مشرک بے دین سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک بوجہ اپنی ظاہری وجاہت کے تم کو بھلا معلوم ہو اس لیے کہ یہ مشرک رشتہ دار لوگ عذاب آگ کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور اللہ محض اپنی مہربانی سے تم کو بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور ہمیشہ لوگوں کے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پاویں اور ہر ایک امر دریافت کر کے عمل کیا کریں۔

شان نزول

[1] ابو مرثد صحابی نے ایک عورت خوب صورت مشرکہ سے نکاح کرنے کی آنحضرت سے اجازت چاہی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

[2] اس آیت میں خدا نے نکاح کے متعلق ایک عمدہ اصول بتلایا ہے کہ دامادی کی بابت ہمیشہ دینداروں کو ترجیح ہونی چاہیے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جہاں اور احکام خداوندی سے غفلت کی اس معقول اصول سے بھی بے پرواہی کی کیسا ہی ہو مگر مالدار ہو ہمیشہ قابل ترجیح سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے نالائقوں سے پالا پڑ کر تمام عمر لڑکی کی زندگی جہنم میں گزرتی ہے مگر یہ سب کام انہیں لوگوں کے ہیں جن کی نسبت خدا نے پہلے ہی سے فرمایا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي

اور تجھ سے حیض کا مسئلہ دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے وہ ناپاکی ہے سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ

الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

رہو اور ان سے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ پاک نہ ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان سے ملاپ کرو

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے اللہ جھکنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

عورتیں تمہاری کھیتی ہیں

جیساکہ یہ مسلمان لوگ تجھ سے حیض والی عورتوں[1] کا مسئلہ دریافت کرتے ہیں کہ حیض کے دنوں میں ان عورتوں سے کیسا برتاؤ کریں؟ یہودیوں کی طرح بالکل ہی علیحدہ کردیں یا کچھ میل جول بھی رکھیں۔ تو کہہ دے میل جول میں کوئی حرج نہیں بیشک ساتھ کھلاؤ پلاؤ ہاں حیض ایک قسم کی ناپاکی بیشک ہے سو حیض کی مدت میں عورتوں کے ساتھ ملاپ کرنے سے علیحدہ رہو اور ان سے اس حالت میں صحبت تو کجا قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک کہ حیض کی ناپاکی سے پاک نہ ہو جائیں پھر جب پاک ہو جائیں اور غسل بھی کرلیں تو بے شک ان سے ملاپ کرو۔ مگر ایسا ہی وحشیوں کی طرح بے سوچے سمجھے جہاں طبیعت چاہے نہ کرنے لگو۔ بلکہ جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے یعنی جو اولاد پیدا ہونے کا قدرتی راستہ ہے اور اس ملاپ سے غرض یہ رکھو کہ خدا اولاد صالح عنایت کرے اور اس اولاد طلبی میں کفر و شرک میں نہ پھنس جاؤ۔ بلکہ خدا ہی کی طرف جھکو اس لئے کہ اللہ جھکنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ حیض کے دنوں میں بند کرنا صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ خون ناپاک اور عورت کے رحم کی غلاظت ہوتا ہے۔ اسکا بہہ جانا ہی مناسب ہے ورنہ عورتیں[2] تمہاری کھیتی ہیں سو جیسا کھیتوں میں بیج بوتے ہو اسی طرح

شان نزول

[1] یہودیوں میں دستور تھا کہ جب عورت کو حیض آتا تو اس کو اپنے سے بالکل علیحدہ ہی کر دیتے حتیٰ کہ کھانا پینا سب اس کا الگ کر دیتے صحابہ نے بھی آنحضرت سے سوال کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

[2] یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر پیچھے کھڑے ہو کر عورت کے موضع مخصوص میں جماع کریں تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے ان کے اس خیال کی تغلیط کو یہ آیت نازل ہوئی۔

راقم کہتا ہے اس سے یہ سمجھنا کہ عورت کے پیچھے میں دخول کرنا بھی جائز ہے بڑی غلط فہمی ہے اس لئے کہ خدا نے حرث (کھیتی) سے عورت کو تشبیہ دی ہے اور حرث جب ہی ہوگی کہ ایسے موضع میں دخول ہو جہاں سے پیداوار کی امید ہو اور پیچھے میں تو سب کچھ ضائع ہوتا ہے اور علاوہ اس کے عورت کو بجائے لذت کے سخت تکلیف پہنچتی ہے کیوں کہ وہ سوراخ اس غرض کیلئے نہیں بنا۔ اسلئے ایسا کرنا آدمیت کے خلاف ہے حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص عورت کے پیچھے جماع کرے خدا اس پر لعنت کرتا ہے۔

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
سو اپنی کھیتیوں کو جس طرح چاہو آباد کرو اور اپنی جانوں کے لئے آئندہ کی فکر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم کو

مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا
اس سے ملنا ہے اور تو ماننے والوں کو خوشخبری سنا- اور اللہ کو اپنی قسموں کا بہانہ نہ بنایا کرو کہ نیکی

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ
اور پرہیزگاری نہ کرو اور لوگوں میں صلح نہ کراؤ اور اللہ سے سننے والا جاننے والا ہے- بلا قصد قسمیں کھانے پر خدا تم کو نہیں

فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾
پکڑے گا ہاں جو دل سے تم نے قسمیں کھائی ہیں ان پر مواخذہ کرے گا اور خدا بڑا بخشنے والا حلم والا ہے

اپنی عورتوں کی کھیتی کو جس طرح چاہو حسب منشا آباد کرو اولاد کے قابل بناؤ اور محض شہوت رانی میں نہ لگے رہو بلکہ اپنی جانوں کے لیے آئندہ کی فکر کرو اور ہر حال اللہ سے ڈرتے رہو اور صدق دل سے جان رکھو کہ ایک روز تم کو اس سے ملنا ہے اور تواے رسول (علیہ السلام) احکام خداوندی ماننے والوں کو خوشخبری سنا جو ہر وقت اور ہر حال میں قانون شریعت کا لحاظ رکھتے ہیں اور ان کو یہ بھی سمجھادے کہ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کو اپنی قسموںلہ کا بہانہ نہ بنایا کرو کہ قسموں کی آڑ میں نیکی کرنی چھوڑ دو اور پرہیز گاری کے کام نہ کرو اور لوگوں میں فتنہ فساد کے وقت صلح نہ کراؤ اور جو اس سے پہلے قسمیں کھا چکے ہو ان کی بابت جناب باری میں عذر کرو وہ معاف کرے گا اس لیے کہ اللہ سب کی باتیں سننے والا اور سب کے دلوں کے حال جاننے والا ہے اگر ایسی قسموں کو جن میں نیکی کے کام کرنے سے روکنا ہو توڑ کر کفارہ دے دو گے تو کوئی مواخذہ نہ کرے گا جیسا کہ بلا قصد قسمیں کھانے پر خدا تم کو نہیں پکڑے گا- جیسے عام لوگ واللہ باللہ کہا کرتے ہیں ہاں جو دل سے پورے پورے طور پر تم نے قسمیں کھائیں ہیں کہ واللہ باللہ ضرور ایسا ہی کروں گا ان پر مواخذہ کرے گا اور مواخذہ میں بھی یہ سہولت ہو گی کہ کفارہ دینے سے تمہارے گناہ بخشے جائیں گے- کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور حلم والا ہے چھچھورے کم حوصلے والے حاکموں کی طرح تھوڑے سے قصور پر جلدی سے نہیں پکڑتا- یہ بھی اسکی مہربانی کا اثر ہے کہ مخلوق کو ظلم زیادتی سے روکتا اور ان کو انکی عادات قبیحہ سے جو انہیں کیلئے مضر ہیں

شان نزول

لہ دو صحابیوں کو آپس میں کچھ رنج ہوا اس پر ایک نے قسم کھائی کہ نہ تو میں تیرے مکان پر آؤں گا اور نہ کبھی تیرے معاملہ میں دخل دوں گا- چونکہ آپس کا رشتہ تھا جب کوئی اس کی بابت اس کو کہے تو وہ کہہ دے کہ میں اس کے معاملہ میں دخیل نہ ہوں گا- اس پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کرتے ہیں وہ بیویاں چار مہینے تک انتظار میں ٹھہریں پس اگر وہ باز آویں تو اللہ بڑا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

بخشنے والا مہربان ہے- اور اگر چھوڑنے کی ہی ٹھان لیں تو بیشک خدا سنتا اور جانتا ہے- اور مطلقہ عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ

تین حیض تک اپنے کو ٹھہرائے رکھیں اور جو کچھ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کر

اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

رکھا ہے اس کو نہ چھپاویں اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں

منع کرتا ہے چنانچہ تمہاری عادات ایلا کے متعلق جو بڑی قبیحہ ہے اس سے عورت پر بلاوجہ از حد ظلم ہوتے ہیں اس لئے کہ اس کے متعلق قاعدہ بتایا جاتا ہے گو جو لوگ[1] اپنی بیویوں سے ایلا کرتے ہیں وہ بیویاں چار مہینے تک ان کی انتظاری میں ٹھیریں پھر اس کے بعد اگر وہ اپنے کہے سے باز آویں اور آرام چین سے رہیں تو خدا بھی ان کے سابقہ قصور معاف کر دے گا اس لئے کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑنے کی ہی ٹھان لیں اور بعد چار مہینے کے بھی صلح صفائی نہ کریں اور منہ سے طلاق دیں یا دل میں اس کو چھپاویں تو بے شک خدا سنتا اور جانتا ہے ان کی طلاق ہو جائے گی اور وہ عورتیں مطلقہ کہلائیں گی- اور مطلقہ عورتیں تین حیضوں تک اپنے کو ٹھیرائے رکھیں جب تک وہ تین حیضوں سے بعد تک پاک نہ ہو لیں نکاح ثانی نہ کریں اگر بوجہ پیرانہ سالی کے حیض نہ آئے تو تین مہینے تک نہ ٹھہریں- اور اگر بوجہ حمل خون بند رہے تو وضع حمل تک انتظار کریں- اور جو کچھ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کر رکھا ہے اسکو بغرض جلدی نکاح نہ چھپائیں اگر اللہ کو مانتی ہیں اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں تو ایسا ہی کریں اور

شان نزول

[1] عرب کے لوگوں کا دستور تھا کہ عورت سے خفا ہو کر اس کے قریب نہ جانے کی قسم کھا لیتے پھر نہ اسے چھوڑتے اور نہ اسے آباد ہی کرتے- بلکہ ہمیشہ کو تکلیف پہنچاتے- ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم

(جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کرتے ہیں) اس آیت میں مسئلہ ایلا کا شروع ہوا ہے ایلاء کے معنی قسم کے ہیں- عرب میں ایک دستور قبیح تھا کہ عورت کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے قسم کھا لیتے کہ میں تیرے پاس نہیں آؤں گا- اس سے نہ تو وہ عورت اس خاوند سے مطلقہ ہوتی اور نہ آباد ہی رہتی- اسلام نے جہاں ان کی اور خرابیوں کی اصلاح کی تھی اس کی اصلاح بھی مناسب کر دی کہ ایسے ظالموں کے لیے ایک مدت مقرر کر دی کہ جو لوگ ایسی بے ہودگی کریں ان کو ہمیشہ تک کامیابی نہ ہو- کہ اپنی مرضی کے مطابق عورتوں کو ستائیں- بلکہ چار مہینے تک عورتیں ان کی انتظاری کریں- اگر وہ رجوع کر آئیں تو خیر وہ اس کی عورت اور وہ اس کا خاوند اور اگر چار مہینے تک رجوع نہ کریں تو طلاق ہو جائے گی- آگے پھر کسی قدر علماء کا اختلاف ہے کہ چار مہینے گزرنے سے طلاق خود بخود ہو جائے گی یا قاضی یا حاکم وقت کی بھی حاجت ہے سو خیر یہ کچھ اختلاف ایسا نہیں جو مقصود قرآنی میں خلل انداز ہو- غرض تو یہ ہے کہ عورت سے مظالم جابرانہ کو دفع کیا جائے- رہی یہ بحث کہ ایلا کے احکام مختلفہ کیا ہیں اور ان میں ہر ایک کے دلائل کیا ہیں؟ سو کتب فقہ میں مذکور ہیں-

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ

اور خاوند ان کے اس مدت کے اندر انکو پھیر نے کا حق رکھتے ہیں اگر ان کی غرض اصلاح کی ہو جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں

عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ویسے ہی عورتوں کے بھی ان پر دستور کے موافق حقوق ہیں مردوں کو عورتوں پر برتری ہے اور خدا غالب ہے حکمت والا

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ

(رجعی) طلاقیں دو ہیں پھر یا تو دستور کے موافق روک ہے یا بھلائی سے رخصت

اور خاوند ان کے جنہوں نے اب تک ایک یا دو ہی طلاقیں دی ہیں اس مدت کے اندر اندر پھیر نے کا حق رکھتے ہیں اگر ان کی غرض مصالحت کی ہو۔ بعد اس مصالحت کے تکلیف نہ دیں بلکہ جان لیں کہ جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے بھی ان مردوں پر دستور کے موافق حقوق ہیں۔ یہ نہیں کہ اپنے حقوق تو پورے لیں اور ان کے حقوق کی پرواہ نہ کریں۔ حالانکہ مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی برتری ضرور ہے یہ ان کے حاکم ہیں اور وہ ان کی گویا محکوم پھر باوجود اس برتری کے ان پر ظلم کرنا گویا شان حاکمی کے خلاف ہے اور اب بھی اگر ان کے حقوق میں غفلت کریں گے تو سن لو کہ خدا بھی ان پر غالب ہے ان کی طرف سے خود بدلہ لے گا اور بڑی حکمت والا ہے کسی ایسے چکر میں پھنسائے گا کہ جہاں کا ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو۔ یہ نہیں کہ ہر ایک خاوند بعد طلاق روک سکتا ہے نہیں بلکہ جیسا ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں روکنے والی رجعی طلاقیں[1] دو تک ہیں پھر بعد اس کے یا تو اس کو روک لینے کا حق ہے یا بھلائی سے رخصت کرنے کا حکم اور بھلائی میں

شان نزول

عرب میں نہایت قبیح دستور تھا کہ عورت کی طلاق کی کوئی حد نہ تھی طلاق سے جب عدت گزرنے کو آوے تو خاوند رجوع کر لیتے اور پھر کچھ مدت بعد طلاق دے کر اسے خراب کرتے پھر عدت کے قریب زبانی دار و مدار سے رجوع کر لیتے جہاں تک چاہتے عورت کو تنگ کرتے رہتے ان کے منع کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی کہ روکنے والی دو ہی طلاقیں ہیں اور بس

(رجعی طلاقیں) ایک مسئلہ طلاق پر مخالفین اسلام خفا ہیں جیسے کہ تعداد ازدواج پر ناراض مگر دراصل وہی مثل ہے

گل ست سعدی ودر چشم دشمنان خارست

تعداد ازدواج کا جواب تو ہم اسی موقع پر دیں گے۔ جہاں اس حکم کی آیت آئے گی ور یہ بتلا دیں گے کہ اسلامی مسئلہ تعداد ازدواج ہی عقل سلیم اور فطرت انسانی اور نظام عالم کے مطابق ہے بالفعل جہاں طلاق کے ذکر کا موقع ہے مخالف کہتے ہیں کہ طلاق کا مسئلہ رواج دینا اخلاق سے خلاف ہے جو اسلام نے کیا۔ کیوں کہ جو شخص کسی دوسرے سے کچھ وقت بھی بسر کرے اور ہمراز بنائے اس کو ایسا چھوڑنا کہ پھر اس سے ملاپ ہی نہ ہوا اخلاق سے کس قدر دور ہے۔ میں کہتا ہوں جس بنا پر اسلام نے اس مسئلہ کی اجازت دی ہے۔ وہ انسانی طبیعت کے موافق اور بالکل اصول معاشرت کے مطابق ہے۔ ہر ایک شخص اپنے خانگی معاملات پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ کوئی عورت تو ایسی ہوتی کہ ہمہ تن خاوند کی محبہ پس و پیش یکساں خیر خواہ حکم کی فرمانبردار صورت کی دلکش۔ بخلاف اس کے بعض ایسی بھی ہوں جن کی مختصر کیفیت سعدی کے اس شعر میں ہے

تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ بلائے سفر بہ کہ درخانہ جنگ

[1] احق میں یہاں تفصیل نہیں جیسے کہ حدیث کے لفظ فان جاء صاحبہا فھو احق بہا میں نہیں۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا

اور اپنے دیئے ہوئے میں سے کچھ نہ لو ہاں جب دونوں یہ جانیں کہ ہم سے اللہ کے احکام ادا

حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۙ

نہ ہوں گے پھر تم بھی اگر یہ جانو کہ وہ احکام خداوندی ادا نہیں کریں گے

یہ بھی داخل ہے کہ اپنے دیئے ہوئے میں سے کچھ نہ لو- ہاں جب دونوں (خاوند بیوی) یہ جانیں¹ کہ ہم سے اللہ کے احکام متعلقہ زوجیت ادا نہیں ہوں گے اور اس ملاپ میں ہمیں تکلیف ہی رہے گی پھر اس صورت میں تم (برادری کے لوگ) بھی اگر بقرائن موجودہ یہ جانو کہ واقعی یہ دونوں خاوند بیوی احکام خداوندی متعلقہ خانہ داری ادا نہیں کریں گے

زبان دراز بدخو- منافق- بنے ہوئے گھر کو برباد کرنے والی صورت کریہہ منظر- ایسی صورت میں آپ ہی بتلا سکتے ہیں کہ شخص مذکورہ کی عورت موصوفہ سے معاشرت کیسی ہوگی- دوسرا نکاح کرے تو بھی آپ صاحبان کی اجازت نہیں- ایسی بلا کے دفعیہ کو اسلام نے ایک اصول قائم کیا ہے جو نہایت حسن معاشرت پر مبنی ہے وہ طلاق ہے اور یہ بھی ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ اس کا بھی وہ طریق رکھا ہے کہ اگر معمولی سی خفگی ہو تو دور ہو جاوے اور باہمی سلوک بھی ممکن ہو- وہ یہ ایک مہینے ایک طلاق دیوے وہ بھی ایسے وقت میں جس وقت طبعی نفرت بھی اس عورت سے نہ ہو یعنی طہر (بندش خون) کے زمانہ میں دے جس وقت عموماً عورت اپنے آپ کو حتی المقدور دلکش بناتی ہے اس کے بعد بھی مرد کو اختیار ہے کہ اپنے اس کہنے سے پھر جائے اور عورت کو بلا کسی سزا دہی کے اپنے پاس بلالے- اگر ایک مہینے میں بھی اس کی خفگی زائل نہ ہوئی تو دوسرے مہینے میں دوسری طلاق دیوے- پھر بھی اسے مثل سابق واپس بلانے کا اختیار ہے اور اس فعل پر بھی کوئی سزا نہیں- اگر اتنی مدت میں بھی اس کی ناراضگی نہ جائے اور صفائی نہ ہو تو اب اسے تیسری طلاق دینے کا اختیار ہے- پس اس طلاق سے (جس کی حد پر پہنچنے سے ان کی صفائی سے بھی مایوسی ہوتی ہے) بالکل علیحدگی ہو جائے گی کیونکہ اتنی مدت مدید میں خاوند نے اپنی خفگی کو دور نہیں کیا اس لئے اگر وہ بعد طلاق کے اس کو واپس لانا چاہے تو اس کے لئے بدون ایک سزا بھگتنے کے یہ کام درست نہ ہوگا- وہ یہ کہ جب تک وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اور وہ اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے اس کے قبضے میں نہیں آسکتی تاکہ خاوند ثانی کی غیرت اس کے حق میں ایک قسم کی سزا ہو کہ اس کی ہٹ سے اس کی بیوی نے دوسرے کا منہ دیکھا-

حدیث میں آیا ہے کہ جس کی عورت ناراضگی کا کام کرے تو اسے زبان سے سمجھائے- اگر نہ مانے تو اس کی طرف پیٹھ پھیر کر سوئے- اگر پھر بھی نہ مانے تو اس سے بستر الگ کرلے- اگر اب بھی نہ مانے تو کسی قدر خفیف سا مارے اگر پھر بھی باز نہ آئے تو طلاق دے دے- اس تفصیل سے مخالفین کے سوالات جڑ سے کٹ گئے اس سے عمدہ حسن معاشرت بھی ہے؟ اور ہو سکتی ہے؟

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا   یا چل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسی

---

¹ قد جاء الخوف بمعنى العلم ومنه ان امرأة خافت من بعلها نشوزا (من القاموس)

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے کر رخصت لے یہ حدود خداوندی ہیں پس ان سے نہ گزرو

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں پھر اگر طلاق اس کو دے تو وہ اس کو حلال نہ

لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

ہوگی جب تک کہ اس کے سوا اور خاوند سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ اس کو طلاق دے تو ان دونوں کو آپس میں ملاپ کرنے میں

يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

کوئی گناہ نہیں اگر جانیں کہ احکام خداوندی ادا کرسکیں گے یہ خدا کی حدود ہیں جاننے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان

يَّعْلَمُوْنَ ۞ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدت ختم کرنے کو ہوں تو ان کو بھلے طریق سے رکھ لو یا شریفانہ طرز سے

بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

چھوڑ دو اور دکھ دینے کے لئے ان کو مت روکنا کہ ظلم کرنے لگو اور جو کوئی یہ کرے گا تو اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا

تو ایسی صورت میں ان پر گناہ نہیں کہ عورت اپنے پاس سے کچھ دے کر رخصت ہو لے یہ احکام اور اسی کی مثل اور بھی گویا حدود خداوندی ہیں پس ان سے نہ گزرو بلکہ دل وجان ان پر کاربند رہو اور جان لو کہ جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں اپنے ظلم کا بدلہ بے شک پائیں گے- پھر بعد ان دو طلاقوں کے جن میں خاوند عورت کو روک سکتا ہے- اگر تیسری طلاق اس کو دے تو وہ اس کو حلال نہ ہوگی- جب تک کہ اس کے سوا اور خاوند سے نکاح نہ کرے- پھر اگر وہ دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اس کو طلاق دے اور عدت بھی گزر جائے تو ان دونوں کو آپس میں ملاپ کرنے میں کوئی گناہ نہیں- مگر جانیں کہ احکام خداوندی متعلقہ زوجیت ادا کرسکیں گے ایسا نہ ہو کہ مثل سابق جوت پیزار کھڑ کے یہ احکام مذکورہ گویا خدا کی حدود ہیں- جیسا کہ بادشاہوں کے احکام متعلق رعیت ہوتے ہیں- جاننے والوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے- جو اس امر کو جانتے ہیں کہ احکام خداوندی قابل تسلیم اور تعمیل ہوتے ہیں- انہیں کو اس بیان سے فائدہ ہوتا ہے گویا احکام ابتداء سے عورتوں کے دفع ضرر کے لیے ہی ہیں- مگر تاہم ہم صاف اور صریح لفظوں میں تم سے کہتے ہیں کہ جب تم عورتوں کو ایک یا دو طلاق دے چکو اور وہ عدت ختم کرنے کو ہوں تو اس حال میں تمہیں اختیار ہے کہ ان کو بھلے طریق سے رجوع کر کے اپنے پاس رکھ لو یا شریفانہ طرز سے چھوڑ دو اور یاد رکھو کہ دکھ دینے کے لئے ان کو مت روکنا کہ ناحق ان پر ظلم کرنے لگو اور سن رکھو کہ جو کوئی ظلم کا کام کرے گا تو جان لے کہ اس نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی ہی جان پر ظلم کیا

اس کا نام خلع ہے۔ ۱۲

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

اور اللہ کی آیتوں کو مسخری نہ سمجھو اور اپنے حق میں خدا کی نعمتیں یاد کرو اور جو تمہاری طرف کتاب اور

مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

تہذیب الحکمت اتاری ہے خدا تم کو اس کے ذریعے سے سمجھاتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ہر چیز کو

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ

جانتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دلا چکو اور وہ اپنی مدت پوری کر چکیں تو ان کو ان کے خاوندوں سے جب وہ

يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

آپس میں دستور کے موافق راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکا کرو اس امر کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ کو مانتے ہیں

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں یہ کہ تمہارے لئے بڑا ہی ستھرا اور بڑا ہی پاکیزہ ہے اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

جس کا وبال اسے اٹھانا ہو گا۔ پس تم دل سے ان حکموں کو مانو اور اللہ کی آیتوں اور قوانین کو ہنسی اور مسخری نہ سمجھو اور اپنے حق میں خدا کی نعمتیں یاد کرو اور اسے بھی یاد کرو جو تمہاری طرف کتاب اور تہذیب الحکمت اتاری ہے اور ان پر عمل کرو خدا تم کو اس کتاب کے ذریعہ سمجھاتا ہے اور اس میں حکم ہے کہ اللہ سے ڈرو اور دل میں جان رکھو کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ تمہارا اخلاص اور غرور بھی اس سے مخفی نہیں اور یہ بھی اس سے مخفی نہیں جو تم ناحق کے رنج اور کدورت میں اپنی رشتہ دار عورتوں کو ان کے خاوندوں سے ملنے نہیں دیتے۔ اس لیے تمہیں بتلایا جاتا ہے کہ جب تم اپنی رشتہ دار عورتوں کو ان کے خاوندوں سے بوجہ ناچاقی طلاق دلا چکو وہ اپنی مدت ٹھیرنے کی پوری کر چکیں اور انہیں خاوندوں سے دوبارہ ان کی مرضی ہو تو تم ان کو انکے پہلے خاوندوں سے جب وہ آپس میں دستور کے موافق راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکا کرو[ل] اس امر کی خاص کر ان کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے بصدق دل اللہ کو مانتے ہیں اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں غور کرو تو یہ حکم تمہارے لئے بڑا ہی ستھرا رہنے کا ذریعہ ہے اور بڑا ہی پاکیزہ ہے اور خدا ہی اس کی خوبی کماحقہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تمہیں تو اپنی روزمرہ کی باتیں بھی معلوم نہیں۔

شان نزول

ل ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کی درخواست کی۔ عورت کی مرضی نکاح کرنے کی تھی لیکن اس کے بھائی نے بوجہ غیرت نکاح سے انکار کیا اور غیظ و غضب میں سخت سست بھی کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

راقم کہتا ہے یہ طلاق ایک یا دو ہوں گی اور مدت گزر چکی ہو گی اس لئے کہ اگر تین ہوتیں تو پہلی آیت کے موافق ان کا نکاح بدون نکاح ثانی کے درست نہ ہوا۔ اس آیت کے متعلق اور توجیہیں بھی ہیں میرے نزدیک یہ بہت صحیح ہے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

جو مائیں اپنے بچے کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں وہ پورے دو برس پلائیں

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور ان کا کھانا کپڑا موافق دستور کے باپ کے ذمہ ہے ہر ایک نفس کو اس کی ہمت کے موافق حکم ہوا کرتا ہے

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ

نہ تو ماں اپنے بچے کی وجہ سے ضرر پہنچاوے اور نہ باپ اپنے بچے کے سبب سے تکلیف دے اور اسی قدر وارثوں کے ذمہ ہے

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ

پھر اگر وہ دونوں اپنی مرضی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور اگر اپنی اولاد کو

اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

دودھ پلوانا چاہو تو تمہیں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو تم نے دینا کیا ہے دستور کے موافق دیا کرو

مثلاً شیر خوار بچہ کا دودھ پلانے کی مدت بھی تم نہیں جانتے کہ کتنی ہوتی ہے اس لئے ہم ہی ٹھیک ٹھیک بتلاتے ہیں کہ جو مائیں اپنے بچے کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں وہ پورے دو برس پلائیں اور جو اس سے پہلے ہی بچہ قوی تندرست جان کر چھڑا دیں تو انہیں اختیار ہے اور اس دودھ پلانے کی مدت میں ان[1] کا کھانا کپڑا موافق دستور کے باپ کے ذمہ ہے یہ نہ ہوگا کہ عورت اس کو مجبور کرے کہ میں پلاؤ ہی کھاؤں گی اور اطلس ہی پہنوں گی اور بچے کا باپ طاقت نہیں رکھتا بلکہ جس قدر اس کو وسعت ہو اتنا ہی دے اس لئے کہ ہر ایک نفس کو اس کی ہمت کے موافق ہی حکم ہوا کرتا ہے۔ نہ تو ماں اپنے بچے کی وجہ سے خاوند کو ضرر پہنچائے کہ خواہ مخواہ خاوند سے زیادہ ہی مانگے اور نہ باپ اپنے بچے کے سبب سے اس کی ماں کو تکلیف دے کہ خواہ مخواہ بلا ضرورت اس سے جدا کر کے کسی دوسری دایہ ہی سے دودھ پلوائے جس سے اس کی ماں کو بہ سبب جدائی بچہ کے تکلیف پہنچے۔ غرض ہر ایک دوسرے کی آسائش اور آرام کے مخالف کام نہ کرے اور اگر باپ نہ ہو تو اسی قدر باپ کے وارثوں کے ذمے ہے۔ یعنی اگر تایا چچا دادا وغیرہ تو ان کے ذمہ ہے کہ بچہ کی پرورش کا خرچ اس کی ماں کو دیویں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو اسی بچہ کے مال سے جو اس کو وراثتاً یا باپ سے ملتا ہے۔ اس کی ماں کا خرچ دیا جائے پھر اگر وہ دونوں (ماں باپ) اپنی مرضی اور مشورہ سے بچے کو قوی لائق کھانے پینے کے جان کر مدت سے پہلے ہی دودھ بڑھانا یعنی چھڑانا چاہیں تو اس بڑھانے میں ان پر کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ ماں باپ سے زیادہ شفیق دنیا بھر میں کوئی نہ ہوگا۔ مناسب قوت بچے کے جب چاہیں بڑھا سکتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے مشورہ کر کے کسی دایہ سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو اور بچے کی ماں سے وعدہ کر لو کہ ہم بچے کو تجھ سے ہر روز یا دوسرے روز ملا دیا کریں گے۔ وہ اس کو بھی مان جائے تو اس میں تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ جو کچھ ان کی دائیوں سے دینا کیا ہے دستور کے موافق دیدیا کرو

[1] چونکہ بعد تولد بچہ کے خاوند بیوی میں علیحدگی بھی ہو جاتی ہے اسی لیے یہ حکم فرمایا اور نہ خانہ دار عورت کا نفقہ تو خاوند کے ذمہ ہو جاتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے جو لوگ مرتے ہوئے اپنے

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

پیچھے بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ چار مہینے دس روز بیٹھا کریں پھر جب اپنی مدت پوری کر چکیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو جو کچھ وہ اپنے حق میں موافق دستور کریں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور خدا تمہارے کاموں سے پوری خبر

خَبِيْرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ

رکھتا ہے اس میں تم پر گناہ نہیں کہ اشاروں سے پیغام نکاح پہنچاؤ یا اپنے جی میں

فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

چھپائے رکھو خدا کو معلوم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے

یعنی ماؤں اور دائیوں سے وعدہ برتاؤ کرو اور اس ایفائے عہد میں اور نیز دیگر امور دینی اور دنیاوی میں اللہ سے ڈرتے رہو اور دل سے جان لو کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے- یہ احکام مذکورہ متعلق زیست تو سن چکے ہو اب کسی قدر موت کے متعلق بھی سنو جو لوگ مرتے ہوئے اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جاتے ہیں- وہ بیویاں ان کے سوگ میں چار مہینے دس روز بیٹھا کریں پھر جب اپنی مدت پوری کر چکیں- تو جو کچھ وہ اپنے حق میں موافق دستور زیب و زینت بغرض نکاح ثانی کریں تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں تم اس سے ناراض نہ ہو اور اگر بوجہ بے ہودہ عار اس امر کے کہ ہماری بہن یا ہماری بھاوج دوسرے سے نکاح کیوں کرتی ہے؟ ان کو منع کرو گے تو یاد رکھو کہ خدا تمہارے کاموں سے پوری خبر رکھتا ہے خوب ہی سزا دے گا اور یہ بھی مت کرو کہ یہ سمجھ کر کہ بعد عدت کسی اور سے نکاح نہ کر لے ابھی سے اس کا انتظار کر لو- ہاں اس میں تم پر گناہ نہیں کہ اشاروں سے پیغام نکاح پہنچاؤ- مثلاً کوئی ایسے شخص سے کہو جو اس عورت سے ملنے والا ہو- مرد یا عورت کہ اگر کوئی عورت پاک دامن تمہیں مل جائے تو اس سے نکاح کر لیں یا اسی عورت ہی کو اشاروں سے کہہ دو کہ تیرے جیسی شریف عورت کو کون نہیں چاہتا یا اپنے جی میں اس راز کو چھپائے رکھو کہ بعد عدت میں اس سے نکاح کروں گا- اس سے بھی اگر تم کو روکا جائے تو تم رک نہیں سکتے- اس لئے کہ خدا کو معلوم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے اور اس امر کا کسی نہ کسی طرح سے اظہار بھی کرو گے-

---

شان نزول

ل عرب میں دستور تھا کہ شوہر کی موت کے بعد ایک سال تک بیوہ ماتم میں رہتی اور کسی قسم کی غلاظت بھی بدن سے دور نہ کرتی بعد ایک سال کے کسی چارپایہ کے منہ سے اپنا فرج لگا کر ایک مینگنی اپنے سر کے اوپر سے پیچھے کو پھینک دیتی جس سے اس کی عدت کا خاتمہ سمجھا جاتا چونکہ اس قدر درازی مدت عورت کے لئے بلائے عظیم تھی سو اس کی مدت کم کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی-

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ

لیکن چپکے چپکے ان سے وعدے نہ لیا کرو۔ ہاں اتنی اجازت ہے کہ بھلی بات کہو اور نکاح کا وعدہ ہرگز پختہ

النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

نہ کیجو جب تک کہ عدت پوری نہ ہولے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی باتیں جانتا ہے

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

سو اس سے ڈرتے رہو اور جانو خدا بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔ اگر عورتوں کو چھونے اور مہر باندھنے سے پہلے ہی

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ

طلاق دو تو تمہیں کوئی گناہ نہیں اور کچھ خرچ ان کو دیا کرو وسعت والا اپنے مناسب

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

اور تنگی والا اپنے مناسب گزارہ دستور کے موافق دیوے بھلے لوگوں پر واجب ہے

سوا تنے کی تو اجازت ہے۔ لیکن چپکے چپکے ان سے وعدہ نہ لیا کرو کہ ہم سے نکاح کرنا ہاں اتنی اجازت ہے بھلی بات ان سے کہو جس سے وہ تمہاری خواہش دریافت کر کے بعد فراغت سوگ سے تمہارا خیال رکھیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ نکاح کا وعدہ ہرگز پختہ نہ کیجو۔ جب تک کہ عدت پوری نہ ہولے۔ اس لئے کہ سوگ کے زمانہ میں عورت حواس باختہ ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں اسے تمیز نہیں کہ کس سے کرنا ہے کس سے نہیں کون لائق ہے کون نالائق؟ وہ بیچاری غم رسیدہ مرد کا نام بھی غنیمت سمجھتی ہے چاہے انجام اس کا اچھا ہو یا برا۔ لیکن بعد عدت جو ایک زمانہ دراز ہے سب کچھ سوچ سمجھ کر کرے گی جس کا انجام بھی اچھا ہو گا۔ سو تم ان کو ایسی مصیبت کے وقت کچھ نہ کہو اور جان لو اللہ تمارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے سو اس سے ڈرتے رہو جس قدر اس نے اجازت دی ہے اسی پر اکتفا کرو اور جو کچھ غلطی ہو جائے اس پر توبہ کرو اور توبہ کرتے ہوئے دل سے جانو کہ خدا بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔ ایسا نہیں کہ تھوڑے سے گناہ پر سخت عذاب نازل کر دے۔ اس بردباری کی وجہ سے تمہارے پر زیادہ توجہ ہو گی۔ اس لئے کہ جو کوئی بالا دست حاکم کو باوجود بردبار سمجھنے کے اس سے ڈرتا ہے اس کے آگے گڑگڑاتا ہے اس سے اچھا ہے جو اس کو غضبناک جان کر نادم ہو اور ڈرے یہ بھی اس کی مہربانی کے آثار ہیں کہ تم کو سمجھاتا ہے کہ اگر بوجہ کسی خرابی ظاہری یا باطنی کے ملاپ کے ذریعہ عورتوں کو چھونے اور مہر باندھنے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہیں کوئی گناہ نہیں بلکہ وسعت والا اپنے مناسب اور تنگی والا اپنے مناسب اچھی طرح گزارہ دستور کے موافق دیوے۔ گو یہ حکم عام طور پر بھی ہے لیکن بھلے لوگوں پر واجب ہے کہ دیویں۔ کیوں کہ وہ تو حتی المقدور کسی کی دل شکنی نہیں کرتے پھر ایسے موقع پر کیوں نہ دیں جہاں چند پیسوں سے کسی زخم خوردہ کی دلجوئی ہو سکے

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ

اور اگر مہر باندھ کر زفاف سے پہلے طلاق دے دو تو مقررہ مہر سے نصف دینا

مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ

واجب ہے مگر جب وہ سب ہی معاف کریں یا جو نکاح کا مالک ہے چھوڑ دے اور معاف

تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کرنا پرہیزگاری کے زیادہ مناسب ہے اور باہمی احسان کرنا نہ بھولو اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا

بَصِيْرٌ ۝ حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

ہے۔ پنجگانہ نمازوں خاص کر درمیانی نماز کی نگہبانی کیا کرو اور اللہ کے آگے عاجزی سے کھڑے ہوا کرو

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ

پھر تم اگر ڈرو تو پاپیادہ پڑھو یا سوار پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو سکھایا ہے جو تم نہیں

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

جانتے تھے

اور اگر مہر باندھ کر زفاف یعنی خاوند بیوی کے ملاپ سے پہلے طلاق دو تو مقررہ مہر سے نصف[1] دینا تم پر واجب ہے مگر جب وہ عورتیں سب ہی معاف کر دیں یا خاوند جو نکاح کا مالک ہے اپنا دیا ہوا سارا چھوڑ دے اور نصف واپس نہ لے تو کوئی حرج نہیں اور حق تو یہ ہے کہ اگر پہلے دے چکے ہو تو سارا ہی معاف کرنا پرہیزگاری اور احسان کے زیادہ مناسب ہے اگر محسن ہو تو دیا ہوا واپس نہ لو اور باہمی احسان کرنا نہ بھولو۔ اس احسان کا عوض ضرور پاؤ گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے ایسا بھی نہ ہو کہ عورتوں کے جھگڑوں میں پھنس کر خدا کی یاد ہی بھول جاؤ اسی لئے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ پنجگانہ نمازوں[2] کو اپنے اپنے وقت میں جماعت سے ادا کیا کرو۔ خاص کر درمیانی نماز یعنی عصر کی پورے طور سے نگہبانی کرو اور اللہ کے آگے نماز پڑھتے ہوئے عاجزی سے کھڑے ہوا کرو۔ یہ جان کر کہ خدا ہم کو اور ہمارے دلی ارادوں کو دیکھتا ہے تم اگر نماز کے وقت کسی دشمن کے حملہ سے ڈرو تو تمہیں اختیار ہے کہ پاپیادہ پڑھو یا سوار جس طرح تم کو اپنا بچاؤ معلوم ہوا اسی طرح کرو مقصود صرف توجہ الی اللہ ہے نہ کہ استقبال قبلہ۔ پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو نماز میں اللہ کو یاد کرو۔ جیسا کہ اس نے اپنے رسول کی معرفت تم کو سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ اس لئے کہ رسول کے بھیجنے سے غرض اصلی یہی ہوتی ہے کہ جس امر دینی کو قوم نہ جانتی ہو ان کو بتلا دے اور ان کی بے ہودہ رسوم کو مٹا دے

شان نزول

[1] ایک شخص نے انصار میں سے ایک عورت سے نکاح کیا تھا اور مہر بھی پختہ ٹھیرایا تھا کہ دینے سے پہلے ہی کسی وجہ سے رنجش ہونے پر طلاق دے دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

[2] (حافظوا) صحابہ کرام نماز میں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے تھے ان کو روکنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

جو لوگ مرتے ہوئے اپنی بیویاں پیچھے چھوڑ جائیں اور بغیر نکالنے کے سال بھر تک ان بیویوں کو خرچ دینے

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ

کی وصیت بھی کر گئے ہوں

جیسی کہ تمہاری یہ رسم ہے کہ جو شخص مرتے وقت کہہ دے کہ میری بیوی سے مرنے کے بعد میرے ہی مکان میں ایک سال تک رہ کر گزارہ کرے تو اس کی بیوی پر ضروری ہوتا ہے کہ ایسا ہی کرے اور اس کے ورثاء بھی اس بیچاری کو مجبور کرتے ہیں- حالانکہ یہ ایک بے ہودہ رسم ہے جس سے اس بیوہ پر از حد تکلیف ہوتی ہے -اتنی مدت مدیدہ میں وہ کسی سے نکاح نہیں کر سکتی ہے پس اس رسم قبیح کے مٹانے کو ہم حکم دیتے ہیں کہ جو لوگ مرتے ہوئے بیویاں پیچھے چھوڑ جائیں اور بغیر نکالنے کے سال بھر تک ان بیویوں کو خرچ دینے کی وصیت بھی کر گئے[2]

شان نزول

[1] عرب میں دستور تھا کہ مرتے ہوئے اگر خاوند اس مضمون کی وصیت کر جاتا تو اس خاوند کے ورثاء پر اس کی پابندی ضروری ہوتی- ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی-

[2] (وصیت بھی کر گئے ہوں) اس آیت کی تفسیر میں بھی قدرے اختلاف رائے ہوا ہے- بعض بلکہ اکثر مفسرین اس کی تفسیر ایسے طرز سے کرتے ہیں جس سے انہیں اس آیت کو منسوخ ٹھہرانا پڑتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں جو لوگ فوت ہوں وہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ سال کامل تک ان کو گذارہ ملے اور یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا بعد اس کے چار مہینے دس روز عدت والی آیت (جو اس سے پہلے آچکی ہے) نازل ہوئی تو اس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا- بعض صاحب کہتے ہیں کہ پہلی آیت اور اس آیت کے اپنے اپنے موقع پر مبنی ہیں منسوخ ان میں سے کوئی نہیں اگر عورت[3] بعد وفات شوہر خاوند کے گھر میں رہنا پسند کرے تو وہ چار مہینے دس روز عدت گذارے اور اگر اس میں رہنا پسند نہ کرے تو سال بھر رہے- تیسری توجیہ اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ جو لوگ مرتے ہوئے وصیت کر جاتے ہیں کہ میری بیوی کو سال تک نہ نکالنا اور اس کا سارا خرچ دیتے رہنا ان کی اس رسم کو مٹانا منظور ہے اختلاف اس لئے ہے وصیۃ سے پہلے ایک فعل محذوف ہے- کیوں کہ وصیت مفعول مطلق یا مفعول بہ ہے اس کا فعل محذوف ہے- سو پہلے لوگ اس کا فعل فلیوصوا نکالتے ہیں جن کے معنی ہیں "پس وصیت جائیں" اور بعض علماء قداوصوا نکالتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ "وصیت کر گئے ہوں" تفسیر کبیر میں امام رازی نے اس توجیہ کے کرنے پر تین دلیلیں لکھی ہیں جو یہ ہیں-

(احدها) ان النسخ خلاف الاصل فوجب المصير الى عدمه بقدر الامكان

(والثانى) ان يكون الناسخ متاخرا عن المنسوخ فى النزول واذا كان متاخرا عنه فى النزول كان الاحسن ان يكون متاخرا عنه فى التلاوة ايضا لانّ هذا الترتيب احسن

ایک تو یہ ہے کہ نسخ اصل کے خلاف ہے (یعنی اصل یہ ہے کہ ہر حکم جناب باری کا بحال رہے) پس حتی المقدور اسی طرف رجوع ہونا چاہیے (دوسری دلیل) یہ ہے کہ ناسخ منسوخ سے اترنے میں پیچھے ہو- جب نزول میں پیچھے ہو تو انسب ہے کہ پڑھنے میں بھی پیچھے ہو- اسلئے کہ یہی ترتیب (کہ ناسخ دونوں طرح منسوخ سے پیچھے ہو)

---

[3] یہ قول مجاہد کا ہے

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ

پھر اگر وہ نکل جائیں تو جو کچھ وہ دستور کے موافق اپنے حق میں کریں گی اس میں تم پر گناہ نہیں

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾

اور خدا غالب ہے حکمت والا

پھر بھی وہ عورتیں اگر بعد چار مہینے دس روز عدت شرعی پوری کر کے ان خاوندوں کے گھروں سے نکل جائیں۔ تو ان کو روکو نہیں اس لئے کہ جو کچھ وہ دستور کے موافق اپنے حق میں زیب وزینت بغرض نکاح کریں گی۔ اس میں تم پر گناہ نہیں اور اگر تم ان کو روکو گے یا وہ خود ناجائز طریقے سے شرع کی مخالفت کریں گی تو اللہ ان کو خود سزا دے سکتا ہے اس لئے کہ خدا ہر کام پر غالب ہے اور ساتھ ہی اس کے بڑی حکمت والا۔

فماتقدم الناسخ علی المنسوخ فی التلاوۃ فھو وان کان جائزا فی الجملت الا انه یعد من سوء الترتیب و تنزیه کلام اللہ تعالیٰ عنه واجب بقدرا لا مکان ولما کانت ھذہ الآیة متاخرۃ عن تلك فی التلاوۃ کان الاولی ان لا یحکم بکونھا منسوخة بتلك

بہت عمدہ ہے گو کسی قدر ناسخ منسوخ سے پڑھنے میں پہلے ہونا بھی جائز ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ترتیب کہ (ناسخ پڑھنے میں پہلے ہو) اچھی طرح نہیں سمجھی جاتی اور جہاں تک ہو سکے ایسی بے ترتیبیوں سے کلام اللہ کو پاک سمجھنا چاہئے اور یہ آیت (جس کو منسوخ ٹھیراتے ہیں) اس ناسخہ سے پڑھے جانے میں پیچھے ہے تو بہتر یہ ہے کہ اس کو اس سے منسوخ نہ ٹھیرایا جاوے

(والوجه الثالث) وھوانه ثبت فی علم اصول الفقه انه متی وقع التعارض بین النسخ وبین التخصیص کان التخصیص اولی وھھنا ان خصصنا ھاتین الایتین بالحالتین علی ما ھو مذھب مجاھد اندفع النسخ فکان المصیر الی قول مجاھد اولی من التزام النسخ من غیر دلیل واما علی قول ابی مسلم فالکلام اظھر لانکم تقولون تقدیر الایة فعلیھم وصیة لازواجھم اوتقدیرھا فلیوصوا وصیة فانتم تضیفون ھذا الحکم الی اللہ تعالیٰ وابومسلم یقول بل تقدیر الایت والذین یتوفون منکم ولھم وصیة لازواجھم او تقدیرھا وقد اوصوا وصیة لازواجھم فھو یضیف ھذا

(تیسری دلیل) کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے دو آیتوں کو جمع کرنا ہی بہتر ہے منسوخ کرنے سے (اس کے بعد امام علام نے محاکمہ کیا ہے کہ) یہ تقریر ابو مسلم کی نہایت ہی صحیح ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علام امام رازی مرحوم بھی اسی کو پسند کرتے تھے حدیث ہے جو بخاری مسلم نے ام سلمہ کی روایت سے بیان کی ہے کہ عورت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور قبل عدت اس کی آنکھیں دکھتی ہیں اس کو سرمہ لگا دیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اب تو عدت صرف چار مہینے دس روز ہے۔ اتنے میں تم گھبرا جاتی ہو اور ایام کفر میں تو کامل ایک سال تک اسی طرح بیٹھا کرتی تھیں اور بعد سال کے حسب دستور مینگنی ڈالا کرتی تھیں۔

اس دلیل کی تقریر چونکہ اصولی طرز پر ہے جو عوام نہیں سمجھ سکتے اور خواص عربی ہی میں سمجھ سکتے ہیں اس لیے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

اور طلاق والیوں کا موافق دستور گزارہ ہے پرہیزگاروں پر ضروری ہے اسی طرح تمہارے لئے خدا اپنے احکام بیان

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

ع۳۱ ۱۵

دنیا میں کسی ایسی بلا میں پھنسا دے گا کہ تمہیں پہلے سے اس کی خبر تو کجا وہم بھی نہ ہو- پس اس سے ڈرو اور طلاق والیوں کا موافق دستور جو گزارہ ہے وہ ان کو دیا کرو- بالخصوص پرہیزگاروں یعنی نیکوکاروں پر ضروری ہے اس لئے کہ وہ عدت کے دنوں میں تمہارے ہی فراق میں ہیں- تمہارے ہی زخم رسیدہ ہیں پھر کیا انصاف ہے کہ ان کی خبر نہ لو اسی طرح تمہارے لئے خدا اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو- اگر مال کی کمی سے ڈرتے ہو تو کیا تم نہیں جانتے کہ اگر خدا چاہے تو بغیر خرچ کرنے کے بھی اس کو ضائع کر دے- یہ تو مال ہی ہے خدا ایسا زبردست مالک ہے کہ تمہاری جانیں بھی اس کے قبضے میں ہیں اگر چاہے تو ایک ہی آن میں تم سب کو فنا کر دے

الكلام الى الزوج واذا كان لابد من الاضمار فليس اضمار كم اولى من اضماره ثم على تقدير ان يكون الاضمار ماذكرتم يلزم تطرق النسخ الى الاية وعند هذا يشهد كل عقل سليم بان اضمار ابى مسلم اولى من اضمار كم و ان التزام هذا النسخ التزام له من غير دليل مع مافى القران بهذا النسخ من سوء الترتيب الذى يجب تنزيه كلام الله عنه وهذا كلام واضح واذا عرفت هذا فنقول هذا الاية من اولها الى اخرها تكون جملة واحدة شرطية فالشرط هو قوله والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا وصية لا زواجهم متاعا الى الحول غير اخراج فهذا كله شرط[1] والجزاء هو قوله فان خرجن فلا جناح عليكم فيما فعلن فى انفسهن من معروف فهذا تقرير قول ابى مسلم وهو فى غاية الصحة (ج۲ ص ۲۹۲)

اس حدیث شریف میں جو آنحضرت (فداہ روحی) نے اس عورت کو سال بھر عدت کا عار دلانے کے لیے ایام کفر یاد دلائے اور یہ نہ فرمایا کہ اس سے پہلے خدا کا حکم سال بھر بیٹھنے کا تھا- اب اس نے اپنی مہربانی سے چار مہینے دس روز کر دیئے ہیں تم اب گھبراتی ہو-

اس سے دلالۃً مفہوم ہوتا ہے کہ سال بھر عدت اسلام میں پہلے نہیں تھی جس کو منسوخ کہا جائے اگر کوئی صاحب کہیں کہ ان ایام کفر کے یاد دلانے سے ان کی مینگنی کی رسم کی مذمت کا بیان کرنا منظور تھا سو قلت تدبر ہے- سیاق حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کو مدت سابقہ کی درازی کا جتلانا منظور ہے نہ کہ مینگنی کا جھگڑا جسے طول یا قطر مدت سے کوئی بھی علاقہ نہ ہو- بہرحال یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے میں نے اس آیت کو منسوخ نہیں ٹھہرایا

[1] ای متضمن الشرط

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ

کیا تمہیں ان لوگوں کا قصہ معلوم نہیں جو اپنے گھروں سے ہزاروں جمع ہو کر موت سے ڈرتے ہوئے نکلے تھے پھر اللہ نے ان کو

لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

حکم دیا کہ مرجاؤ پھر اس نے ان کو زندہ کیا بیشک اللہ لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور بہت سے لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

شکر نہیں کرتے اور (مسلمانو) اللہ کی راہ میں لڑا کرو اور جان رکھو کہ اللہ سنتا جانتا ہے

کیا[1] تمہیں[2] ان لوگوں کا قصہ معلوم نہیں جو اپنے[3] گھروں سے ہزاروں جمع ہو کر ڈرتے ہوئے نکلے تھے یہ سمجھ رہے تھے کہ نکلنے سے ہماری جان سلامت رہے گی جیسا کہ تم سمجھتے ہو کہ مال کے روکنے سے مال بچ جائے گا اور خرچ سے کم ہو گا پھر اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مرجاؤ فوراً مر گئے- پھر اس نے ان کو زندہ کیا تاکہ وہ اور ان کے اس قصہ کے سننے والے عبرت پاویں اور یہ سمجھیں کہ ہماری زندگی اور ہماری ترقی ہماری عمدہ تدبیروں پر مبنی نہیں بلکہ اصل میں سب خدا کی مہربانی ہے- بے شک اللہ لوگوں کے حال پر بڑا ہی مہربان ہے لیکن بہت سے لوگ اس مہربانی کا شکریہ نہیں کرتے بلکہ اپنی ترقی اور اپنی صحت اور سلامتی اپنی تدابیر ناقصہ سے جانتے ہیں یہی شکر نہیں کہ ہر کام میں زبانی شکر شکر کیا کرو بلکہ شکریہ یہ ہے کہ حسب توفیق اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرو اور مسلمانو جب موقع ہو تو اللہ کی راہ میں مخالفوں سے لڑا کرو اور دل میں جان رکھو اللہ ہر ایک کی سنتا اور جانتا ہے-

---

شان نزول

[1] الم تر میں مفہوم یہی ہوتا ہے

[2] مشرکین عرب قیامت کے منکر تھے اور ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ مر کر زندہ ہونا ایک محال امر ہے ان کے مقابلہ میں یہ آیت دلیل نقلی کے طور پر نازل ہوئی

[3] (جو اپنے گھروں سے) ان لوگوں کی تعیین میں اختلاف ہے کہ کون تھے بعض سلف کہتے ہیں کہ ایک بستی میں وبا پڑی تھی وہاں کے بعض اشخاص نکل کر دوسری جگہ چلے گئے- جب بعد دفع وبا کے واپس آئے تو ان کی صحت دیکھ کر پیچھے رہنے والوں نے کہا کہ اگر اب کے وبا پڑی تو ہم بھی نکل جائیں گے- اتفاقاً پھر ایک دفعہ وبا پڑی تو وہ لوگ بھی نکل بھاگے- راہ ہی میں ان کو خدا نے فوت کر دیا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے بنی اسرائیل میں سے اپنی قوم کو جہاد کا حکم دیا- وہ بہانہ کرتے ہوئے بولے کہ جس ملک میں ہمیں جانا ہے اس میں وبا ہے جب تک آرام نہ ہولے ہم نہیں جائیں گے پس خدا نے ان سب کو مار دیا- ان کی دلیل ہے کہ اس سے آگے اللہ تعالیٰ جہاد کی ترغیب دیتا ہے- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ بھی مجاہدین کا ہے- بعض کہتے ہیں کہ حزقیل نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاد کی ترغیب دی تھی وہ اس سے گھبرائے تو انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ ان کو کوئی نشانی انہی کی جانوں میں دکھا تاکہ یہ تیرے حکم کو مانیں پس خدا نے ان کو مار دیا اور پھر زندہ کر دیا-

ان روایتوں سے کوئی روایت صحیح ہو یا کوئی غلط قرآن شریف کے مضمون کو ان سے بحث نہیں- قرآن مجید سے اتنا تو بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو مار کر پھر زندہ بھی کیا- باقی رہی سرسید اور مرزا صاحب قادیانی کی تادیلات (یا تحریفات) سو الفاظ قرآنی کے مقابلہ میں تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ ادھر توجہ کی جائے کیونکہ دلائل عقلیہ سے احیاء اموات کا امکان اور نقلیہ سے اطلاق ثابت ہے- رہا سپر نیچرل (خلاف عادت) سو اس کا مفصل جواب پہلے گزر چکا-

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ

کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر وہ کئی گناہ زیادہ اس کو دے گا اور اللہ ہی

یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۴۵) اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ

تنگی اور فراخی کرتا ہے اور تم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے کیا تمہیں بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ موسیٰ کے بعد

بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

معلوم نہیں؟ جب انہوں نے اپنے نبی سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کردے ہم اللہ کی راہ میں لڑیں

قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا

اس نے کہا کہ: اگر تم کو لڑنے کا حکم ہوا تو تم سے لڑنے کی امید نہیں وہ بولے کہ اللہ کی راہ میں ہم کیوں

نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىِٕنَا ؕ

نہ لڑیں گے حالانکہ ہم اپنے ملک اور بال بچوں سے نکالے گئے ہیں

بعض لوگ جب خرچ کرنے کا نام سنتے ہیں تو ان پر مثل موت کے گراں گزرتا ہے- یہ نہیں جانتے کہ دیا ہوا کہیں جانے کا نہیں آخر تم دنیا میں قرض بھی تو ایک دوسرے کو دیتے ہو جو بعد مدت تم کو وصول ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی[1] ہے جو اللہ کو بھی قرض حسنہ ہی سمجھ کر دے پھر اس کی طرف سے تمسک لکھوالے کہ اخلاص مندی پر وہ کئی گناہ زیادہ اس کو دے گا- پس اے سود خورو دنیا میں چار آنے آٹھ آنے روپیہ سینکڑہ سود لینے والو آؤ غربا پر احسان کرو اور خدا سے اس کے عوض میں کئی گناہ سود لو اور اگر اب بھی باز نہ آؤ تو یاد رکھو کہ اللہ ہی تنگی اور فراخی کرتا ہے- سیدھے منہ نہ دو گے تو اسے تنگ کر دینا بھی آتا ہے- اس کے حکم سے جو کچھ دو گے اس سے زیادہ تم کو دے گا- آخر تم نے اس کی طرف لوٹنا ہے اپنے بھلے کی سوچو اور بعض کوتاہ اندیشوں کی طرح بوالہوس نہ بنو کہ باوجود جاننے مفید کام کے محض اپنی عافیت ظاہری چند روزہ کے لیے ان سے منہ پھیر جاتے ہیں جن کی وجہ سے آخر کار وقت پر دقت ان کو نصیب ہوتی ہے- کیا مثال کے لیے تمہیں[2] بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ حضرت موسیٰ کے بعد کا معلوم نہیں؟ جب انہوں نے خود ہی اپنے وقت کے نبی سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے کوئی بادشاہ (اعلیٰ فوجی افسر) مقرر کر دے جس کے ساتھ ہو کر ہم اللہ کی راہ میں اپنے دشمنوں سے (جن کے ہاتھ سے ہم جان بلب ہیں لڑیں (اس نبی) نے کہا کہ اگر اس بادشاہ کی طرف سے تم کو لڑنے کا حکم ہوا تو تم سے لڑنے کی امید نہیں تم تو بزدلی سے بھاگ جاؤ گے- وہ بولے کہ اللہ کی راہ میں کیوں نہ لڑیں گے؟ حالانکہ اس سستی اور غفلت ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنے ملک اور بال بچوں سے نکالے گئے ہیں اور سب مال اسباب ہمارا دشمنوں نے لوٹ لیا- پس

شان نزول

[1] جہاد وغیرہ ضروریات مذہبی اور قومی ہیں خرچ کرنے کی ترغیب دینے کو یہ آیت نازل ہوئی-

[2] جہاد میں ترغیب دینے کو یہ آیت بطور ایک تاریخی واقعہ کے نازل ہوئی-

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾

پس جب ان کو لڑنے کا حکم ہوا تو سوائے چند اشخاص کے سب نے پیٹھ دیدی اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے بولے کہ وہ ہم پر کیسے حاکم

لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ

ہوسکتا ہے حالانکہ ہم اس سے حکومت کا زیادہ حق رکھتے ہیں اسے تو مال کی بھی چنداں فراخی نہیں ہے

قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي

اس نے کہا اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہوئی ہے اور علم بھی اس کو وسیع دیا ہوا ہے اور بدن میں بھی اس کو فربہی بخشی ہوئی ہے

مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٧﴾

اور اللہ اپنا ملک جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی ہی وسعت والا علم والا ہے

خلاصہ یہ کہ جب ان کو بادشاہ کی طرف سے لڑنے کا حکم ہوا تو سوائے چند اشخاص کے سب نے پیٹھ دے دی اور بدعہدی سے اپنی جانوں پر ظلم کیے جس کی سزا ان کو بھگتنی پڑی اس لئے کہ اللہ تو ظالموں کو خوب جانتا ہے- تفصیل اس اجمال کی یہ ہے- بر طبق ان کی خواہش کے ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک شخص طالوت کو (جو بوجہ اپنی دینداری اور لیاقت علمی کے اس کام کے لائق ہے) بادشاہ (اعلیٰ افسر) بنایا ہے اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے ساتھ ہو کر خدا کی راہ میں دشمنوں سے لڑو- انہوں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے اس کی لیاقت علمی اور دینداری پر غور نہ کیا اور ظاہر بینوں کی طرح جھٹ سے بولے کہ بھلا وہ ہم پر کیسے حاکم ہو سکتا ہے حالانکہ ہم اس سے حکومت کا زیادہ حق رکھتے ہیں- اس لیے کہ ہم تو کسی قدر مالدار بھی ہیں اور اسے مال کی بھی چنداں فراخی نہیں ہے- اس نبی نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ گو مال اس کے پاس نہیں اور نہ مال کی اس میں چنداں ضرورت ہے جن امور کی حکومت کے لیے ضرورت ہے وہ تو تین ہی باتوں میں منحصر ہیں- ایک تو دینداری کہ ناحق کے ظلم وستم نہ کرتا پھرے- دوسرے لیاقت علمی کہ امور مملکت کو بخوبی انجام دے سکے تیسری کسی قدر جسامت اور ظاہری ڈیل ڈول بھی ہو- ایسا دبلا پتلا بھی نہ ہو کہ دیکھنے سے بجائے ہیبت کے بے عبی ہو- سو ان تینوں میں وہ کامل ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہوئی ہے اور علم بھی اس کو وسیع دیا ہوا ہے- اور بدن میں فربہی (تروتازگی) بخشی ہے- علاوہ اس کے یہ ہے کہ اللہ اپنا ملک اور اس کی حکومت جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم سوال کرو اور اپنے استحقاق جتلاؤ- مناسب غیر مناسب وہ خود ہی جانتا ہے- تمہارے جتلانے کی حاجت نہیں اور اللہ بڑی ہی وسعت والا علم والا ہے باوجود اس بیان شافی کے انہوں نے قناعت نہ کی-

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ

اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا جس میں خدا کی طرف سے تمہیں تسکین ہو گی

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

اور موسیٰ اور ہارون کی قوم کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہوں گی اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے لاویں گے بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی

لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم

ہو گی اگر تم ماننے والے ہوئے پس جب طالوت اپنی فوج کے ساتھ باہر کو چلا تو بولا کہ اللہ تم کو ایک نہر کے پانی سے

بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ

آزمائے گا پس جو شخص اس سے پیئے گا وہ میری جماعت سے نہ ہوگا اور جو نہ پیئے گا تو وہ میرا ہمراہی ہوگا مگر جو شخص

اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ

ایک چلو ہاتھ سے بھر لے گا پس سوائے چند اشخاص کے سب نے پی لیا

اور اس نبی سے اس کی حکومت کی نشانی مانگی جس کے جواب میں ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اس حکومت کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا[1] جس میں خدا کی طرف سے تمہیں تسکین ہو گی اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی قوم کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہوں گی۔ یعنی عصا وغیرہ بزرگوں کی مستعملہ اشیاء ہوں گی جن کو بنی اسرائیل بڑی متبرک سمجھتے تھے۔ فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے لادیں گے اور تمہارے بیچ میں رکھ دیں گے۔ جس کے دیکھنے سے تمہیں تسلی ہو جائے گی۔ بے شک اس صندوق کے اس طور سے آنے میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہو گی اگر تم ماننے والے ہوئے تو اسی پر قناعت کرو گے اور اگر ضدی ہوئے تو کوئی علاج نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعد دیکھنے اس واقعہ کے ان کے دلوں میں غیرت مذہبی اور غیظ ملکی جوش زن ہوا اور انہوں نے اس طالوت کو اپنا حاکم سمجھا۔ پس اس نے فوج کی کمان شروع کی اور جہاد کے لیے سب نے تیاری بھی کر لی مگر چونکہ ان میں بہت سے ناآزمودہ کار اور خادم جو شیلے تھے خیر بسا اوقات کثرت ہجوم سے انتظام میں خلل بھی آجاتا ہے جس کے سبب سے انجام کار ہزیمت ہو جاتی ہے اس لیے ایسے وقت میں کسی زبردست پالیسی (حکمت علمی) کی ضرورت تھی پس اس نے ایسا ہی کیا کہ جب طالوت اپنی فوج کے ساتھ باہر کو چلا تو بولا کہ اللہ تم کو ایک نہر کے پانی سے آزمائے گا پس جو شخص اس نہر سے پیئے گا وہ میری جماعت سے نہ ہو گا اور جو نہ پیئے گا تو وہ میرا ہمراہی ہو گا۔ مگر جو شخص بوجہ شدت پیاس کے ایک چلو ہاتھ سے بھر لے گا اس کو معافی دی جائے گی۔ پس جب لوگ اس نہر پر پہنچے تو سوائے چند لائق اشخاص کے سب نالائقوں نے اس سے پانی پی لیا۔

[1] (صندوق آئے گا) اس کا نام تابوت سکینہ تھا اس میں بنی اسرائیل کے بزرگوں کے تبرکات رکھے رہتے تھے۔ لڑائی کے وقت بنی اسرائیل اس کو میدان جنگ میں بڑی جانفشانی سے رکھتے ایک تو اس کے سبب سے جوش مذہبی ہوتا تھا۔ دوسرا یہ خطرہ رہتا کہ کہیں سستی کرنے سے دشمن اس کو لوٹ نہ لیں۔ جس کا لٹ جانا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ امت میں نبی کا قتل ہو جانا۔ مگر بنی اسرائیل کے ضعف سے آخر تابوت سکینہ مخالفوں کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اس کو بڑی بے ادبی سے پاخانہ میں رکھا تھا۔ جس کا بنی اسرائیل کو سخت رنج تھا۔ نبی نے ان کو خوشخبری سنائی کہ طالوت کی حکومت کی یہ علامت ہے کہ تابوت سکینہ تمہارے پاس آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مخالفوں نے اس کو نکال کر بیل گاڑی میں لادا تو بیل فرشتوں کی تحریک سے سیدھے بنی اسرائیل میں چلے آئے بنی اسرائیل اس کو دیکھ کر شاد شاد ہوئے اور مقابلہ میں جان توڑ کر لڑے اور فتح یاب ہوئے۔

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ

پھر جب وہ اور اس کے ماننے والے اس کے ساتھ اس سے آگے بڑھے تو بول اٹھے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کی فوج کی طاقت

جُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً

نہیں جن لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ کی مدد پاویں گے وہ بولے کہ بہت دفعہ تھوڑے لوگ بہتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آجایا

كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا

کرتے ہیں اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جب وہ جالوت کی فوج کے مقابل آئے تو مستدعی ہوئے

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ ۭ فَهَزَمُوْهُمْ

کہ اے ہمارے مولا ہمیں صبر عطا کر اور ہمارے قدم مضبوط رکھ اور ہمیں کافروں کی قوم پر فتح نصیب کر پس انہوں نے ان کو

بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ

اللہ کے حکم سے بھگا دیا اور جالوت کو داؤد نے قتل کیا اور اللہ نے داؤد کو ملک دیا اور تہذیب سکھائی اور اس نے جو چاہا خدا نے اس کو سکھایا

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ

اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو زمین خراب ہو جائے لیکن اللہ دنیا کے رہنے والوں پر

عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

بڑا ہی مہربان ہے - یہ ہماری خبریں ہیں ان کو ہم تجھ سے واقعی طور پر بیان کرتے ہیں اور بیشک تو رسولوں سے ہے

پس طالوت نے اپنے پہلے حکم کے مطابق ان کو علیحدہ کر دیا- پھر جب وہ اور اس کے حکم کے ماننے والے مخلص تابعدار اس کے ساتھ اس نہر سے آگے بڑھے تو بعض لوگ دشمن (جالوت) کی شوکت دیکھ کر بول اٹھے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کی فوج کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں لیکن سب یکساں نہیں ہوتے جن لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ کی مدد پاویں گے وہ ان کے جواب میں بولے کہ گھبراتے کیوں ہو؟ کیا ہوا اگر دشمن کی فوج عظیم اور بے شمار و باشوکت ہے بہت دفعہ تھوڑے لوگ بہتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آجایا کرتے ہیں تم اللہ پر بھروسہ کرو اور اگر کچھ تکلیف پہنچے تو صبر کرو- اللہ کی مدد صابروں کے ساتھ ہے اور ان کے اس کہنے سے سب فوج کو تسلی ہو گئی اور مستقل ہو کر آگے بڑھے اور جب وہ جالوت کی فوج کے مقابل لڑنے کو آئے تو سب سے پہلے وہ اللہ سے مستدعی ہوئے کہ اے ہمارے مولا ہمیں تکلیفوں پر صبر عطا کر اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے قدم مضبوط رکھ اور ہمیں ان کافروں کی قوم پر فتح نصیب کر بے شک تو ہی اپنے بندوں کا مددگار ہے اور تیری مدد سے بیڑا پار ہے- پس خدا نے ان کی مخلصانہ دعا قبول کر لی اور انہوں نے ان سب جانوروں کو اللہ کے حکم سے بھگا دیا اور ان کے بادشاہ جالوت کو حضرت داؤد نے جو ان دنوں جوان اور طالوت کی فوج میں سپاہی تھے قتل کیا پھر تو طالوت کی فتح نمایاں ہو گئی اور اللہ نے داؤد کو طالوت کے بعد ملک کا اختیار دیا اور اصل تہذیب اور شائستگی جو حکومت کے لیے ضروری ہے حضرت داؤد کو سکھائی اور بوقت ضرورت اس داؤد نے جو سیکھنا چاہا خدا نے اس کو سکھایا جس کے سبب سے اس کا لقب خلیفۃ اللہ ہو گیا پھر تو ان کے تمام دشمن دب گئے اور فتنہ فساد فرو ہو گئے بے شک اگر اللہ بعض لوگوں ظالموں کو بعض عادلوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو زمین سب خراب ہو جائے لیکن اللہ ایسے ظالموں کو جن کا ظلم اپنی حد تک پہنچ جاتا ہے ضرور ہلاک کرتا ہے- اس لیے کہ وہ دنیا کے رہنے والوں پر بڑا ہی مہربان ہے کہ ان کے نقصانات کا کسی قسم کے ہوں جسمانی یا روحانی پورا کر دیتا ہے یہ قصہ اور اس کے مشابہ ہماری بتلائی ہوئی خبریں ہیں ان کو ہم تجھ سے واقعی طور پر بیان کرتے ہیں اور تو بھی صحیح طور سے لوگوں کو سناتا ہے- اس لیے کہ بیشک تو اللہ کے رسولوں سے ہے- جیسے کہ وہ غائب کی خبریں باطلاع الٰہی سنایا کرتے تھے اسی طرح تو بھی بتلاتا ہے گو اس مرتبہ میں سب برابر ہیں-

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ

ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جن سے اللہ نے باتیں کیں اور

دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

بعض کے درجے بلند کئے اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کو کھلی نشانیاں ہم نے دیں اور روح پاک سے اس کو قوت دی اور

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

اگر خدا چاہتا تو نبیوں سے پچھلے لوگ بعد آنے دلائل واضح کے نہ لڑتے لیکن

الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ

انہوں نے اختلاف کیا یعنی بعض مان گئے اور بعض انکاری ہوگئے اور اگر خدا چاہتا

اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو نہ لڑتے لیکن خدا کرتا ہے جو ارادہ کرے اے مسلمانو ہمارے

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا

دیے ہوئے میں سے خرچ کیا کرو پہلے اس سے کہ وہ دن آپہنچے جس میں نہ تجارت ہوگی اور نہ دوستی

شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

اور نہ سفارش اور منکر ہی ظالم ہیں

مگر تاہم ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر بزرگی اور فضیلت دی ہے۔ مثلاً تجھ کو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے افضل بنایا اور بعض ان میں ایسے بھی ہیں کہ جن سے اللہ نے باتیں بھی کیں جیسے حضرت موسیٰ اور بعض کے کسی اور وجہ سے درجے بلند کئے اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کو کھلی نشانیاں ہم نے دیں اور روح پاک جبرائیل[1] سے اس کو قوت دی نہ جیسا کہ اس کے مخالف یہودیوں کا خیال ہے کہ وہ جھوٹا نبی تھا اور نہ جیسا کہ اس کے نادان دوست عیسائیوں کا غلط گمان ہے کہ وہ خدا کا بیٹا اور ایک حصہ تھا۔ یہ ایسے خیالات واہیہ سب کے سب انبیاء سے پچھلے لوگوں نے تراشے ہیں اور اگر خدا چاہتا تو نبیوں سے پچھلے لوگ بعد آنے دلائل واضح کے آپس میں نہ لڑتے جھگڑتے لیکن چونکہ انہوں نے باہمی اختلاف کیا یعنی بعض تو مان گئے اور بعض سے انکاری رہے۔ جس کا اثر لازمی حسب عادت جاریہ قتل قتال اور لڑائی جھگڑا ہوا باوجود اس کے بھی اگر خدا چاہتا تو کبھی نہ لڑتے وہ ان کے اثر لازمی کو بھی روک سکتا تھا۔ لیکن خدا نے ایسا نہ چاہا۔ اس لئے کہ وہ عموماً وہ کام کرتا ہے جو ارادہ کرے اور اس کا ارادہ ہمیشہ علل پر جیسی کہ ہوں آثار مرتب کرتا ہے جبھی تو تمہیں حکم دیتا ہے کہ اے مسلمانو ہمارے دیئے ہوئے میں سے غربا کی حاجت روائی میں خرچ کیا کرو پہلے اس سے کہ وہ دن آپہنچے کہ جس میں نہ تجارت ہوگی کہ اس مال سے فائدہ اٹھاسکو اور نہ کسی کی دوستی اور سفارش ہی بلا اذن کام آئے گی۔ صرف نیک اعمال اور ہاتھ کا دیا ہی کام آئیگا۔ سو اگر تم اس دن کی تکلیف سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے مقدم یہ ہے کہ اللہ کی توحید پر پختہ ہو جاؤ اور جان لو کہ توحید سے منکر ہی بڑے ظالم ہیں کیونکہ ایک سیدھی راہ چھوڑ کر ٹیڑھے جا رہے ہیں یعنی خدا کے سوا اور معبود مانتے ہیں

[1] روح القدس کی تفسیر خود قرآن نے دوسری جگہ کر دی ہے۔ "قل نزله روح القدس" یعنی جبرائیل (سورۃ النحل)

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی
سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ انتظام کرنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمان اور
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ
زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے کون ہے جو بلا اجازت اس کے پاس سفارش کرے وہ لوگوں کے
مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ
آگے پیچھے کی سب چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کے معلومات سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر جس قدر کہ خود ہی
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ
چاہے اس کی حکومت نے تمام آسمان اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ بلند اور بڑی عظمت
الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ
والا ہے دین میں جبر نہیں ہدایت کی راہ گمراہی سے جدا ہو چکی ہے

حالانکہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہیں تھا- نہ اب ہے نہ ہی آئندہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ بلکہ سب چیزوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور اکیلا ہی بذات خود سب مخلوق کا انتظام کرنے والا ہے اس کے کسی کام میں فتور نہیں آسکتا اس لئے کہ نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند- جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے وہ شہنشاہ ایسی ہیبت کا مالک ہے کہ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے سامنے چوں کرے کون ہے جو بلا اجازت اس کے پاس کسی کی سفارش کرے کیا نبی کیا ولی کیا مومن کیا کافر سب اس کی ہیبت سے لرزاں اور ترساں ہیں کمال علمی اس کے کی کوئی حد نہیں- وہ لوگوں کے آگے پیچھے کی سب چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کے معلومات سے کچھ بھی نہیں جان سکتے- مگر جس قدر کہ خود ہی بتلانا چاہے- اس کی حکومت[1] نے تمام آسمان اور زمین کو گھیر رکھا ہے- مجال نہیں کہ کوئی چیز اس کی حفاظت سے باہر ہو اور ہو بھی کیسے جبکہ محافظ ایسا زبردست ہے کہ باوجود اس قدر وسعت کے ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ سب سے بلند اور بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے باوجود اس بیان واضح کے اگر تیری نہ مانیں تو غم نہ کر اس لیے کہ دین میں ظلم جبر نہیں کہ خواہ مخواہ کسی کو بزور پکڑ کر اسلام میں لایا جائے- ہدایت کی راہ گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے

شان نزول

عرب میں دستور تھا کہ جب کسی عورت کی اولاد زندہ نہ رہتی تو وہ نذر مانتی تھی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہے گا تو میں اس کو یہودی بناؤں گی- (جیسے ہمارے ملک کی عورتیں مشرکانہ خیال والی کہا کرتی ہیں کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو فلاں قبر والے کا مرید بناؤں گی) اور اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے نام کی چوٹی اس کے سر پر رکھی جاتی ہے چنانچہ بہت سے لوگوں کی اولاد اتفاقاً زندہ رہ کر اسی طرح یہودی بنی ہوئی تھی- جب آپ نے بنی نضیر کے یہودیوں کو ان کی بدعہدی کی وجہ سے عرب سے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو اس قسم کے بچے بھی ان یہودیوں میں تھے- ان کے مسلمان ورثا نے اس وجہ سے کہ یہ بچے ماں باپ کی غلطی سے یہودی بنائے گئے تھے چاہا کہ ان کو جبراً روک لیں اور یہودیوں کے ساتھ نہ جانے دیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (معالم) مخالفین ذرا غور سے دیکھیں

[1] اس آیت میں جو کرسی کا لفظ ہے اس کے معنی میں بھی مفسرین کا قدرے اختلاف ہے بعض کہتے کہ کرسی ایک چوٹی ہے جو تمام آسمانوں سے اوپر ہے جس کے اوپر عرش ہے بعض کہتے ہیں یہاں کرسی سے مراد علم ہے- میں نے جو ترجمہ اختیار کیا ہے یہ ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ کا ہے اور اس جگہ یہی مناسب ہے مگر اسی کے معنی علم کے بھی آتے ہیں- یہ معنی بھی موقع کے مناسب ہیں

فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى

پس جو کوئی جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر خدا پر ایمان رکھے تو اس نے ایسا مضبوط سہارا لیا

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ

جو ہرگز نہ ٹوٹے گا اور خدا سنتا ہے جانتا ہے ۔ مومنوں کا اللہ متولی ہے اندھیروں سے

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ

ان کو نکالتا ہے اور کر نور کی طرف لے جاتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں ان کے دوست شیاطین ہیں ان کو نور سے

مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾

اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یہی لوگ آگ کے لائق ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ ۘ اِذۡ قَالَ

کیا تجھے اس شخص کا حال معلوم نہیں جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اس کے پروردگار کی بابت جھگڑا کیا تھا اس وجہ سے کہ خدا نے اس کو بادشاہ

اِبۡرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡىٖ وَاُمِيۡتُ ؕ

بنایا تھا جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ رکھتا اور مارتا ہے وہ بولا کہ زندہ تو میں کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں

پس جو کوئی جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اکیلے سچے خدا پر ایمان رکھے تو جان لو کہ اس نے ایک ایسا نجات کا مضبوط سہارا لیا جو ہرگز نہ ٹوٹے گا اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں خدا سنتا ہے جانتا ہے ایسے ہی مومنوں کا بالخصوص اللہ متولی امور ہے- ہر طرح ان کی بہتری کے سامان مہیا کر دیتا ہے- چنانچہ محض اپنی مہربانی سے شرک وکفر وغیرہ کے اندھیروں سے ان کو نکال کر نور توحید کی طرف لے جاتا ہے- اور توحید کو ان کے دلوں میں ایسا مضبوط کرتا ہے کہ مشرک کیسی ہی کوشش کریں ان کو شرک میں پھنسا دیں ہرگز نہیں پھنسا سکتے- اور جو لوگ توحید سے منکر ہیں وہ چونکہ راندہ درگاہ ہیں اس لئے ان کے دوست شیاطین ہیں ہمیشہ ان کو نور ایمان سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں اور یہی ذہن نشین کرتے ہیں کہ فلاں بت یا فلاں قبر سے حاجت روائی ہوتی ہے جس کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ یہی لوگ جہنم کی آگ کے لائق ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے تو ان کی بیہودہ باتیں سن کر کیوں تعجب کرتا ہے؟ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ لوگ دو قسم کے ہیں- ایک تو دیندار چاہے کسی مذہب کے پیرو ہوں وہ تو بعد سمجھنے حق بات کے ہدایت سے سرتابی نہیں کرتے دوسرے دنیادار جو اپنے مذہب کو یونہی برائے نام بتلادیں اصل میں ان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا صرف چالبازی جانتے ہیں ایسے لوگ باوجود دیکھنے بین ثبوتوں کے بھی اپنے غلط خیال چھوڑا نہیں کرتے

کیا تجھے اس گمراہ شخص کا حال معلوم نہیں جس نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے بوجہ اس کے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) خدا کی توحید کا قائل تھا اور وہ ملحد سرے سے خدا کا منکر اسکے پروردگار کی بابت عناد سے جھگڑا کیا تھا اس وجہ سے کہ خدا نے اس کو بادشاہ بنایا تھا- پھر وہ اپنی چند روزہ بادشاہی پر ایسا نازاں ہوا کہ خدائی کا مدعی بن بیٹھا- جب ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سوال کہ میرے سوا تیرا (خدا کون ہے) کے جواب میں کہا میرا پروردگار وہ ہے جو سب کو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے- وہ بولا کہ زندہ تو میں رکھتا ہوں اور مارتا بھی میں ہوں چنانچہ اسی وقت ایک قصوروار مجرم کو چھوڑ دیا اور بے قصور کو مروادیا

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو اس کو مغرب سے چڑھا

فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ

پس وہ کافر حیران رہ گیا خدا ظالموں کو راہنمائی نہیں کیا کرتا اور کیا تو اس شخص کو نہیں جانتا جو

عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

ایک گری ہوئی بستی پر سے گزرا بولا کہ اس بستی کو بعد مرنے کے خدا کیونکر زندہ

مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ

کرے گا؟ پس خدا نے سو برس تک اس کو مار رکھا پھر اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ کتنی مدت تو ٹھہرا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ اس بات سے یہ نادان قائل نہ ہوگا اس کو کسی ایسے پیچ میں لائیں کہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ یہ سوچ کر ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا تو سورج کو ہر روز مشرق سے لاتا ہے اگر تو وہی خدا ہے تو تو ایک روز اس کو مغرب سے چڑھا اس لئے کہ جب مشرق سے تو لا سکتا ہے تو مغرب سے لانے میں کیا دقت ہے پس یہ سن کر وہ کافر حیران رہ گیا جواب کچھ نہ بن پڑا چونکہ معاند تھا یہ نہ ہوا کہ ہدایت کو قبول کرتا اور اپنے مالک کے آگے جھکتا الٹا ابراہیم علیہ السلام سے الجھنے لگا۔ جس کی سزا اس کو یہ ملی کہ خدا نے اسے سمجھ ہی نہ دی کہ ابراہیم کے اس سوال کا جواب کیا دے اس لئے کہ خدا ایسے ظالموں کو صادقوں کے مقابلہ میں راہنمائی نہیں کیا کرتا جیسا یہ قاعدہ ظالموں کو ہدایت نہ کرنے کا خدا نے مقرر کر رکھا ہے ایسا ہی یہ بھی مقرر ہے کہ جو کوئی باخلاص نیت کوئی سوال حل کرانا چاہے اور خدا سے مدد مانگے خدا اس کو آسان کر کے اس کی راہ نمائی کرتا ہے کیا تو[1] اس شخص کو نہیں جانتا جو ایک پرانی گری ہوئی بستی پر سے گذرا اور اس کو خراب اور اس کے رہنے والوں کو مرے پڑے دیکھ کر بولا کہ اس بستی کے رہنے والوں کو بعد مرنے کے خدا کیونکر زندہ کریگا۔ یہ ایک قسم کا تردد اسے ہوا جس کے دریافت حال کو اس نے سوال کیا چونکہ یہ سوال اس کا محض دینداری کی وجہ سے تھا اس لئے اللہ نے اسکو ایسے طور سے تشفی دی کہ بعد اسکے کسی دلیل کا محتاج نہ رہا پس خدا نے سو برس تک اس کو مار رکھا۔ پھر بعد سو برس کامل کے اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ کتنی مدت تو یہاں پر ٹھہرا ہے

---

[1] (کیا تو اس شخص کو نہیں جانتا) اس قصہ اور اس سے آئندہ قصہ ابراہیمی کی نسبت کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ واقعات ان دونوں سائلوں کی بیداری میں واقع ہوئے۔ گو انکا پہلے قصے میں بہ سبب نہ ہونے نام سائل کے کسی قدر اختلاف ہوا ہے کہ یہ سائل کون تھا۔ بعض نے کہا کہ کوئی کافر تھا بعض نے کہا مومن۔ بعض نے کہا نبی بعض نے اس نبی کا نام بھی بتلایا کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ تفسیر کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سائل حضرت عزیر علیہ السلام تھے مگر سر سید احمد خان کو یہاں بھی ایک نیا ہی خواب آیا کہ انہوں نے اس قصہ کا سرے سے انکار کر کے جان چھڑائی اور اس کو خواب سے متعلق بتلایا کہتے ہیں کہ اس بزرگ نے خواب میں خدا تعالیٰ سے احیاء موتی کا سوال کیا اور خواب ہی میں اپنے کو سو برس تک مرے ہوئے دیکھا اور حضرت ابراہیم نے بھی جو کچھ کیا خواب ہی میں کیا۔ وجہ اس انکار کی تو وہی سپر نیچرل (خلاف عادت کا استحالہ ٹوٹا پھوٹا ہتھیار ہے) دلیل ان کی یہ ہے کہ

"کہ بزرگوں کو جو اس قسم کے خلجان قلبی پیش آیا کرتے ہیں ان کا دفعیہ ان کو کشف اور خواب ہی میں ہوا کرتا ہے پس ضرور ہے کہ ان بزرگوں کو بھی جو ایک عقدہ دربارہ احیاء موتی پیش آیا ہے اس کا دفعیہ خواب میں ہوا ہوگا۔ حضرت ابراہیم سے نہ تو پہلے کسی نے اور نہ خود ابراہیم نے مردہ کا زندہ ہونا دیکھا تھا۔ اس لئے کوئی ذی عقل اس قسم کے سوالات اللہ سے

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ

بولا کہ ایک دن یا کچھ حصہ دن کا ٹھہرا ہوں (خدا نے) کہا بلکہ تو سو برس تک ٹھہرا ہے پس تو اپنے

اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ

کھانے اور پانی کو دیکھ کہ نہیں بگڑا

وہ بوجہ مرنے کی حالت سے بے خبر ہونے کے بولا کہ ایک دن یا کچھ حصہ دن کا ٹھہرا ہوں (خدا نے) کہا ایک آدھ دن تو کجا بلکہ سو برس تک ٹھیرا ہے مگر تجھے معلوم نہیں یہ ہماری ہی قدرت ہے کہ تجھے سو برس بعد زندہ کیا نہ صرف تجھے ہی زندہ کیا۔ بلکہ تیرے متعلق ایک اور بھی خرق عادت محض اپنی قدرت کاملہ سے کئے تیری ایسی چیزیں جو عموماً درازی زمانہ سے بگڑ جاتی ہیں وہ تو صحیح سالم رکھی ہیں اور جن کو کسی قدر درازی مضر نہیں ان کو بگاڑ دیا اور بگڑی ہوئی کو تیرے سامنے درست بھی کریں۔ پس تو دیکھنا چاہے تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ باوجود سریع الزوال ہونے کے ابھی تک نہیں بگڑا۔

نہیں کر سکتا" (تفسیر جلد اول)

دوسری دلیل جو ذکر میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخصوص ہے کہ

"یہ سوال ابراہیم علیہ السلام کا رویت سے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رویت کیفیت احیا موتی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ غایت مافی الباب یہ ہے کہ اگر ہمارے سامنے مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی بیمار اچھا ہو تو ہم اتنا جان لیں گے کہ زندہ بیمار اچھا ہو گیا۔ مگر اس کی زندگی کی کیفیت ہمیں معلوم نہ ہو گی کہ کس طرح ہوا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال رویت قلبی سے متعلق تھا جو خواب میں ان کو حل ہو گیا۔" (صفحہ ۲۹۱)

ناظرین سید صاحب کی اس قسم کی تاویلات سے آپ کو تو تعجب ہوتا ہو گا؟ مگر دراصل تعجب نہیں اس لئے کہ جناب تو اسی کے خوگر ہیں بھلا اس کا بھی کچھ ثبوت دیا کہ بزرگان کو ہمیشہ عقدہ کشائی اور حل مطالب خواب ہی میں ہوا کرتا ہے۔ کیا حضرت زکریا کو بیٹے کی خبر سے تعجب نہیں ہوا تھا قال رب انی یکون لی غلام و کانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا کیا حضرت مریم علیہا السلام کا عقدہ انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر بھی خواب میں حل ہوا تھا سید صاحب جیسا کہ پہلے کہہ آیا ہوں کہ علماء کا دستور تھا کہ کہتے ہوئے دعویٰ کی دلیل بھی سوچ لیتے تھے مگر آپ نے جیسا کہ مذہب میں تجدید کی طریق مناظرہ اور اسباب دعاوی میں بھی سب سے تجرد اور انفراد کیا سچ ہے؟

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا پر تیرے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

پھر آپ کا یہ ارشاد کہ "ابراہیم سے پہلے اور نہ خود ابراہیم نے مردوں کو زندہ ہوتے دیکھا تھا۔ اس لئے یہ سوال ذی عقل کا کام نہیں" حضرت بے ادبی معاف حضرت موسیٰ سے پہلے کسی نے یا خود موسیٰ علیہ السلام نے بھی پہلے سوال رویت (رب ارنی انظر الیک) کے خدا کو دیکھا تھا؟ پس بتلادیں ایسی بے معنی بات جو جی میں آئے کہہ دینا ذی عقل کا کام ہے۔؟ نہیں بیشک نہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اور نہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے احیاء اموات دیکھا تھا مگر ممکن سمجھتے تھے۔ ممکنات مقدور باری سے سوال کرنا ہر ذی عقل اور ایماندار کا کام ہے گو آپ کا نہ ہو ہاں آپ کا یہ کہنا کہ مردہ زندہ ہوتا تو ہم دیکھ سکتے ہیں مگر اس کی کیفیت نہیں دیکھ سکتے بہت خوب دلیل قطعی ہے جناب والا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال بھی اسی رویت سے متعلق تھا جس کو آپ بھی مانتے ہیں ان کو اس کیفیت سے جو مقولہ کیفیۃ (لا یقضی القسمۃ و إلا ایقسمۃ) سے ہی بحث نہیں تھی۔ یہ تو وہ جانتے تھے کہ خدا کو اسباب اور آلات کی حاجت نہیں چنانچہ ان کا بلی کہنا اس کی وضاحت کرتا ہے اطمینان قلبی وہ صرف رویت امر عجیب کے متعلق چاہتے تھے آپ کیف سے بلا کیف بگڑ گئے اور یہ سمجھ گئے کہ یہ کیفیت فلسفیانہ کیفیت ہے حالانکہ یہ کلام عرف پر مبنی ہے جیسا کہ کوئی کسی مسمریزم والے کو کہے کہ میرے سامنے عمل کرتا کہ میں اس کی کیفیت دیکھوں تو اس کے معنی حسب عرف عام یہی سمجھتے ہیں کہ اس سوال سے تاثیر فعل کا دیکھنا منظور ہے نہ کہ کیفیت فعل کا پس آپ کا فرمانا کہ کیفیت احیاء اموات تو کسی طرح مرئی نہیں ہو سکتی عرف عام اور خطابیات سے چشم پوشی ہے۔ رہا آپ کا ٹوٹا پھوٹا تھا ر نیچرل سو اس کا جواب کرات مرات گذر چکا ہے۔ فتذکر۔ جیسے سر سید احمد خان ان واقعات سے انکاری ہیں ایسے ہی ان کے روحانی فیضیاب (مرزا قادیانی) بھی منکر کیوں نہ ہوں؟ ابن الفقیہ نصف الفقیہ مشہور ہے۔

؎ اس لئے کہ آپ دعا سے حاجت براری نہیں مانتے۔

وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ

اور اپنی سواری کی طرف دیکھ اور ہم تجھ کو لوگوں کے لئے نشانی بنادیں گے اور ہڈیوں کو دیکھ کہ کس طرح ان

نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

کو ابھار کر گوشت چڑھائیں گے پس جب اسے معلوم ہوگیا تو بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا سب کام

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ

کر سکتا ہے اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے مولا مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا کہا کہ تجھے یقین

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ

نہیں؟ ابراہیم نے کہا کہ ہاں لیکن اطمینان قلبی کے لئے پوچھتا ہوں (خدا نے) کہا چار جانور اپنے پاس رکھ لے پھر

اور اپنی سواری کی طرف دیکھ کہ کیسی گلی پڑی ہے- تجھے بعد سو برس کے زندہ کر کے تیری تشفی کرتے ہیں اور ہم تجھ کو لوگوں کیلئے نشانی بنادیں گے- تاکہ آئندہ جن لوگوں کو مردوں کے زندہ ہونے میں شک ہو وہ تیرے تاریخی حالات سن کر یقین کریں اور اپنی سواری کی ہڈیوں کو دیکھ کہ کس طرح ان کو ابھار کر گوشت چڑھائیں گے پھر تیرے سامنے ہی زندہ ہو کر پھرنے لگ جائیگا پس جب اسے اصل حال معلوم ہو گیا کہ ہاں بیشک خدا بڑی ہی قدرت والا ہے تو بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا سب کام کر سکتا ہے- چونکہ یہ سوال محض دینداری سے تھا اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا- اس کی مثل ایک اور بھی واقعہ سنو جب[ل] ابراہیم علیہ السلام نے محض دینداری سے بغرض دریافت حال اپنے رب سے کہا کہ اے میرے مولا مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ خدا تو اس امر کو جانتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوال بغرض تسلی اور مزید اطمینان ہے نہ کہ انکار اور عناد سے- مگر اس خیال سے کہ بعد کے لوگ ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال سے اس کا نقصان ایمانی نہ سمجھیں- اس امر کے اظہار کرانے کو ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تجھے یقین نہیں؟ کہ مردے زندہ ہوں گے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں لیکن میں محض اطمینان قلبی کے لئے (پوچھتا ہوں) کہ مجھے علم الیقین سے عین الیقین ہو جائے (خدا نے) کہا چار جانور لے کر اپنے پاس رکھ لے تاکہ تجھے بخوبی ان کی پہچان ہو

شان نزول

ل مشرکین عرب قیامت کے مردوں کو زندہ ہونے کے سخت مخالف تھے اور اس کو ایسا مشکل محال سمجھتے تھے جیسا کہ سیاہ و سفید کا ایک جگہ جمع ہونا- ان کو سمجھانے کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام (جن کو وہ لوگ بھی اپنا مقتدا مانتے تھے) کا واقعہ نقل کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی-

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ
ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر ان کو بلا تو تیرے پاس بھاگتے ہوئے آویں گے اور

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ
جان رکھ کہ خدا بڑا زبردست حکمت والا ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال

اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ
ایک دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیں نکلتی ہیں ہر بال میں ایک سو دانہ ہے اور

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
جس کے لئے خدا چاہے گا زیادہ کرے گا اور اللہ بڑا فراخی والا جاننے والا ہے

پھر ان کو ذبح کر کے ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر جو اس وقت تیرے ارد گرد ہیں رکھ دے - پھر ان کو بلا تو دیکھ کہ وہ فورا تیرے پاس اللہ کے حکم سے بھاگتے[1] آئیں گے - اور بخوبی جان رکھ کہ خدا بڑا زبردست حکمت والا ہے - کسی کام کے کرنے سے عاجز نہیں اس کے تمام کام باحکمت ہیں - جو احکام لوگوں کی طرف بھیجتا ہے - ان میں بھی صدہا حکمتیں ہوتی ہیں - مگر ان حکمتوں کو پورے طور سے وہ خود ہی جانتا ہے کسی کو امیر بنا کر خرچ کا حکم دیتا ہے اور کسی کو غریب کر کے صبر کا حکم دیتا ہے - اور مثال کے لئے بتلاتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور غریبوں کو حاجت کے موافق دیتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایک دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیں نکلیں - ہر بالی میں ایک سو دانہ ہے - بتلاؤ تو اس کسان کو کتنا بڑا فائدہ ہو گا کہ ایک دانہ کے سات سو دانہ ہو گئے - اسی طرح جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کو بھی ایک پیسہ کے سات سو پیسہ ملیں گے اور اس سے بھی زائد جس کے لئے خدا چاہے گا زیادہ کرے گا - اور اس کے اخلاص کے موافق اس کو بدلہ دے گا - اس کے ہاں کسی قسم کی کمی نہیں - اللہ بڑا فراخی والا بڑا جواد سب کے اخلاص کو جاننے والا ہے - پس سود خوروں کو اطلاع کر اگر اپنی دولت سے واقعی نفع اٹھانا چاہیں تو خدا سے معاملہ کریں - اس کی صورت یہ ہے کہ غربا پر رحم کریں اور جہاں تک ہو سکے ان کی حاجت براری میں ساعی ہو اور نہیں تو کم از کم اتنا کریں کہ ان پر ظلم زیادتی سے ہاتھ صاف نہ کریں

شان نزول

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے دنوں میں (جو نہایت تنگی کے زمانہ میں ہوئی تھی) ایک ہزار اونٹ معہ ساز و سامان کے دے دیئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم نقد دیئے ان دونوں صاحبوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی - مگر افسوس کہ ایسے بزرگوں کی نسبت بھی نادانوں کی آنکھ کا تنکا بھی باقی ہے

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

[1] عام طور پر اس آیت کا مطلب یہی بتایا جاتا ہے مگر تدقیق نظر سے ان معنی کا ثبوت قرآن مجید کے لفظوں سے نہیں ہوتا - قرآنی عبارت میں دو لفظ قابل غور ہیں (ا) صر اس کے اصل معنی ہیں جھکا - چنانچہ تفسیر معالم وغیرہ میں اس کا ترجمہ امل کیا گیا ہے اور شاہ عبدالقادر دہلوی نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے - دوسرا لفظ جزو ہے جب وہ ایک چیز کی طرف نسبت ہوتا ہے تو اس کا ایک ٹکڑا مراد ہوتا ہے اور جب کسی جمع کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس جمع میں سے ایک فرد مراد ہوتا ہے جیسے کہیں یہ لڑکا دسویں جماعت کا جزو ہے قرآن مجید میں بھی جزء مقسوم انہی معنی سے آتا ہے پس اس صورت میں معنی آیت کے یہ ہوئے کہ ان چار جانوروں کو اپنی طرف مائل کر پھر ان میں سے ایک ایک کو پہاڑ پر رکھ کر بلا تیرے پاس آجاویں گے تو اس سے سمجھ لے گا کہ جس طرح یہ وحشی جانور میرے بلانے پر آگئے ہیں خدا کے بلانے پر سب مردہ چیزیں زندہ ہو جائیں گی - ان شاء اللہ تعالیٰ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور بعد خرچنے کے نہ احسان جتلاتے ہیں نہ کسی

وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

قسم کی تکلیف[^۱] پہنچاتے ہیں ان ہی لوگوں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے نہ ان کو خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

اچھی طرح بولنا اور معاف کردینا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد تکلیف پہنچے اللہ بے پرواہ ہے بڑا بردبار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

اے مسلمانو اپنی خیرات احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع مت کیا کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کے

رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ

دکھلانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا پس اس کے خرچ کی مثال ایک پتھر کی سی ہے جس پر

تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ

کچھ مٹی ہو پھر اس پر بڑے زور کا مینہ برس کر اس کو بالکل صاف کر چھوڑے اپنی کمائی میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے

اور یہ بھی ضروری ہے کہ اگر غربا پر کچھ احسان کریں تو بعد احسان کرنے کے ان پر کسی قسم کا بے جا دباؤ یا طعنہ نہ کریں۔ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور بعد خرچ کرنے کے نہ احسان جتلاتے ہیں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچاتے ہیں ان ہی لوگوں کے خرچ کا بدلہ اللہ کے پاس ہے جہاں سے ان کو نہ ضائع ہونے کا خوف ہوگا اور نہ کسی قسم کے نقصان سے وہ غم ناک ہوں گے۔ سچ پوچھو تو محتاجوں سے اچھی طرح نرمی سے بولنا اور معاف کرو کہہ کر واپس کر دینا اور اگر سائل بدزبانی کرے تو اس کی بدزبانی کو معاف کر دینا بہتر ہے اس خیرات دینے سے جس کے دینے کے بعد تکلیف پہنچے اور احسان جتلایا جائے۔ اس لئے کہ اسکا تو کسی قدر اللہ کے ہاں بدلہ بھی ہے مگر اس صدقہ خیرات کا عوض کچھ نہیں کیونکہ اللہ ایسے صدقات لینے سے بے پرواہ ہے بلکہ ایسے صدقہ دینے والے مستوجب سزا ہیں۔ مگر اللہ بڑا بردبار حوصلہ والا ہے جو ان کی عذاب رسانی میں جلدی نہیں کرتا اس لئے ہم عام اعلان کر دیتے ہیں کہ مسلمانو اپنی خیرات احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع مت کیا کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے کو خرچ کرتا ہے کہ انہیں سے شاباش سنو اور اللہ کو جزا سزا کا گویا مالک نہیں مانتا اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا جس کی وجہ سے اس کے تمام صدقات ضائع ہو جاتے ہے پس اس کے خرچ کی مثال ایک پتھر کی سی ہے جس پر کچھ مٹی ہو اور اس مٹی کی وجہ سے اس پر کچھ روئیدگی بھی ہو پھر اس پر بڑے زور کا مینہ برس کر اس کو بالکل صاف مصفی کر چھوڑے اسی طرح ان کا حال ہے جو لوگوں کو دکھانے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں کہ ان کو مال کے خرچ کرنے سے کچھ بھلائی کی امید ہوتی ہے جیسے کہ پتھر کو دیکھ کر کسان کو۔ مگر اس پر ان کاریا جو مثل زوردار مینہ کے آپڑتا ہے بالکل ہی اس کو صاف کر جاتا ہے یہاں تک کہ اپنی کمائی میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے سب کا سب ضائع کر بیٹھتے ہیں مگر اتنا نہیں سمجھتے کہ لوگوں کو خوش کر کے ہم کیا گے کوئی ایک آدھ گھڑی اگر خوش بھی ہوا اور اچھا بھی کہہ گیا تو کیا اور جو نہ کہہ گیا تو کیا مخلوق کی اتنی ہی شاباش کے لئے حقیقی مالک کی دائمی جزا سے محروم رہنا عقلمندی نہیں مگر غور نہیں کرتے۔

[^۱]: اَذًى : اصل میں یوذی کے معنی میں ہے یعنی تکلیف دہ چیز۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
اور خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے اور

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ
اپنے نفسوں کو مضبوط کرنے کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی تشبیہ ایک باغ کی سی ہے

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا
جو نرم زمین میں ہو جہاں زور کی بارش پہنچنے سے وہ باغ دگنا پھل لاوے پھر اگر اس باغ پر بارش نہ بھی ہو تو شبنم کافی ہے خدا

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ
تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے کیا کوئی تم میں سے یہ چاہتا ہے کہ اس کا باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو جس کے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ
نیچے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں اس کے لئے ہر قسم کے میوہ جات بھی ہوں اور وہ خود عمر رسیدہ ہو اور اس کے

ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ
بچے چھوٹے چھوٹے ہوں پس اس باغ کو ایک لو کا جھوکا چل جائے جس میں آگ ہو

اور خدا بھی ایسے بے ایمان کافروں کو ہدایت نہیں کرتا یہ ان کے دل میں ڈالتا ہی نہیں کہ بھلا کس جانب ہے اور جو لوگ اپنے مال محض اللہ کی خوشی حاصل کرنے اور خدا کے حکموں پر اپنے نفسوں کو مضبوط کرنے کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی تشبیہ ایک باغ کی سی ہے جو کسی میدان صاف کی نرم زمین میں جہاں زور کی بارش پہنچنے سے وہ باغ دوسروں کی نسبت دوگناہ پھل لاوے پھر اگر گاہے اس باغ پر بارش نہ بھی ہو تو بھی بوجہ اس کی نرمائش زمین کے شبنم ہی کافی ہے اسی طرح ان کا حال ہے کہ ان کے خرچ کا بدلہ بھی جس قدر ملنا چاہئے تھا ان کے اخلاص کی وجہ سے اس سے بھی دوگنا ملے گا اور اگر کبھی ایسے مخلص لوگ نامناسب جگہ جان کر نہ بھی دیں تو اس کا بدلہ بھی ان کو ضرور ہی ملے گا اس لئے کہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے جس نیت سے کرتے ہو اس کے موافق بدلہ دیگا- حاصل یہ کہ اخلاص مندی سے دیا ہوا ہی کام آتا ہے- ریاکاری تو ایسی بری بلا ہے کہ بھرے گھر کو تباہ کرنے والی ہوتی ہے پھر تم ریا کر کے کیا لوگے- کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اسکا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں اس کے لئے ہر قسم کے میوہ جات بھی ہوں اور وہ خود عمر رسیدہ اور ضعیف ہو اور ساتھ ہی اس کے بچے بھی چھوٹے چھوٹے اور قابل پرورش ہوں پس ایسے نازک وقت میں اس باغ کو (جو سب اثاث البیت اس کا تھا اور اس پر اس کے سارے امور موقوف تھے) ایک لو کا جھونکا چل جائے جس میں آگ کی مانند گرمی ہو- پس وہ باغ اس گرم ہوا سے جل جائے بتلاؤ کہ کوئی شخص بھی ایسی مصیبت کو اپنے پر لینا چاہتا ہے؟ کہ عین حاجت شدید کے وقت پھر وہ حاجت بھی نہ صرف ذاتی بلکہ اپنے جملہ ضعفاء کی بھی ساتھ ہی ہو پس ایسا ہی جان لو کہ اس حاجت سے (جس کا کسی قدر نقشہ تمہیں بتلایا ہے) بھی بڑھ کر ایک سخت حاجت تم پر آنے والی ہے جس میں تم اپنے خرچ کئے ہوئے مالوں کے اس ضعیف العمر سے بھی زیادہ محتاج ہوگے- اگر ان میں ریاکاری یا محتاجوں کو دیکھ کر احسان جتلانا یا کسی قسم کی تکلیف پہنچانا مخلوط ہوگا تو سب کے سب اپنے ہاتھ سے دیئے ہوئے مال مثل اس باغ کے راکھ ہوئے دیکھو گے-

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

پس وہ باغ جل جائے اسی طرح اللہ کھول کھول کر احکام بتلاتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو مسلمانو اپنی کمائی میں سے

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا

عمدہ عمدہ چیزیں خرچ کیا کرو اور اس میں سے بھی دو جو ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں اور اس

تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ

میں سے گندی چیز دینے کا قصد نہ کیا کرو کیا ایسی چیز دیتے ہو حالانکہ خود اسے نہیں لیتے ہو ہاں جب اس سے چشم پوشی کر جاؤ

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ

اور یقین جانو کہ اللہ بے نیاز تعریف والا ہے شیطان تم کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی بتلاتا ہے

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ

اور اللہ اپنی بخشش اور فراخی کا وعدہ دیتا ہے اور خدا بڑی وسعت والا جاننے والا ہے جس کو چاہے سمجھ دیتا ہے

يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

اور جسے سمجھ ملے اسے تو بہت سی بھلائی مل گئی مگر سوائے کامل عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا

اسی طرح اللہ کھول کر احکام بتلاتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو اور مضر سے بچ کر مفید کی طرف آؤ تمہارے ہی فائدہ کو بتلاتا ہے کہ مسلمانو اپنی کمائی میں سے عمدہ عمدہ چیزیں خرچ کیا کرو اور اس میں سے بھی دو جو ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں اور یہ سمجھ کر کہ یہ سب کچھ خدا ہی کا دیا ہوا ہے اسی نے ہمارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے۔ اس میں سے گندی چیز کے دینے کا قصد نہ کیا کرو کیا ایسی گندی چیز اللہ کی راہ میں دیتے ہو حالانکہ اگر تم کو کوئی دے تو خود اسے نہیں لیتے ہو ہاں جب قصداً اس سے چشم پوشی کر جاؤ اور بوجہ ناداری مقروض یا اپنی ضروری حاجت کے وہی معیوب لے لو تو اور بات ہے۔ مگر خدا کو نہ تو حاجت ہے کہ خواہ مخواہ یہی قبول کرے اور نہ تمہارے فقر و فاقہ کی اسے پرواہ کہ اپنے حق کے ضائع ہونے سے ڈرے۔ ایسے خیالات فاسدہ کو دل میں نہ آنے دو اور یقینا جانو کہ اللہ تمہارے مال متاع اور خرچ برچ سے بالکل بے نیاز اور اپنی ذات میں تعریف والا ہے تم نے کیا سمجھا کہ وہ تمہارے مالوں کا محتاج ہے ہرگز نہیں وہ تو تمہارے ہی بھلے کو کہتا ہے اگر بھلائی چاہتے ہو تو فوراً خرچ کرو۔ ورنہ شیطان تمہارا دشمن قدیم تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے وہ ہر وقت تم کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے کہ اگر کار خیر میں خرچ کرو گے تو تمہاری فلاں حاجت رک جائیگی بیٹے بیٹی کی شادی پر تمہیں اتنا روپیہ چاہیے اور برے کاموں اور بے حیائی[1] کے طریق بتلاتا ہے ہمیشہ شراب نوشی کراتا ہے رنڈیوں کا ناچ کراتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو باوجود اس کے کہ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے پھر بھی تمہیں اس کے خرچ کرنے پر اپنی بخشش اور فراخی کا وعدہ دیتا ہے اور خدا بڑی ہی وسعت والا اور جاننے والا ہے جس کو چاہے سمجھ اور تہذیب دیدیتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو پہچان کر خدا سے اپنی نسبت جان جاتا ہے اور جسے اس امر کی سمجھ ملے کہ میں کیا ہوں اور خدا کا کہاں تک محتاج ہوں اور اس سے میری نسبت کیا ہے سچ جانو کہ اسے تو بہت سی بھلائی مل گئی مگر اس بات کو سوائے کامل عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا اور کوتہ اندیشوں کا خیال اسکے برخلاف ہے وہ بھلائی دولت کا نام رکھتے ہیں حالانکہ دولت کوئی عزت یا دانائی کی موجب نہیں بہت سے دولت مند ایسے احمق ہیں کہ قطع نظر انکی دولتمندی کے کوئی ان کی بات سننے کو بھی پسند نہیں کرتا اور بہت سے امیر اپنی بدکرداری اور بخل کی وجہ سے ہر ایک کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہوتے ہیں۔

[1] ہمارے زمانہ کے امرا اس آیت کو بغور دیکھیں جن کی امیری سے بجز رنڈیوں اور شراب فروشوں کے کسی کو فیض نہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا
جو کچھ تم خرچ کرتے ہو یا کوئی نذر مانتے ہو تو خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا
حمایتی نہیں ہوگا اگر ظاہر کرکے خیرات دو گے تو بہتر ہے اور اگر چھپا کر فقراء

وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
کو بانٹو گے تو وہ بہت ہی بہتر ہے اور اللہ تمہارے گناہ دور کردے گا اور خدا تمہارے کاموں

خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
سے خبردار ہے یہ تیرے ذمہ نہیں کہ ان کو راہ راست پر لادے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لے آتا ہے اور جو

مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
مال تم خرچ کرتے ہو سو تمہارے لیے ہے اور مناسب نہیں کہ اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے سوا خرچ کرو اور جو مال خرچ کرو گے

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ
اس کا بدلہ تم کو پورا ملے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا ان محتاجوں کو دو جو اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ
بند ہو رہے ہیں

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ تم بخوشی خاطر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو یا بوقت ضرورت اللہ کے لئے کوئی نذر اپنے ذمہ مانتے ہو تو سب کی جزا موافق تمہاری نیت کے ملے گی اس لئے کہ خدا اس کو خوب جانتا ہے اور جو لوگ دیتے ہوئے ریا کو داخل کرتے ہیں ایسے ظالموں کو سخت سزا ملے گی اور ان کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا جو ان کو اللہ کی پکڑ سے بچا سکے۔ جب ہی تو تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اخلاص مندی سے خرچ کرو چاہے تھوڑا کرو اگر بہ نیت اخلاص ظاہر کر کے خیرات دو گے تو بھی بہتر ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو بانٹو گے تو وہ بہت ہی بہتر ہے اس لئے کہ چھپانے میں بہ نسبت اظہار کے ریا کو دخل کم ہے غرض ریا سے بچو گے تو خدا تمہارے صدقات قبول کرے گا اور اللہ تمہارے گناہ دور کرے گا اس لئے خدا تمہارے کاموں سے خبردار ہے جیسا کرو گے (ویسا ہی) بھرو گے۔ تو اے رسول یہی راہ بتلا دے اور خرچ کرنے کے طریق سکھا دے۔ یہ تیرے ذمہ نہیں کہ ان کو راہ راست پر لادے لیکن اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لے آتا ہے ہر ایک کام کی سمجھ دے دیتا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ صدقات خیرات کا کیا ڈھب ہے اور تو یہ بھی بتا دے کہ جو مال تم خرچ کرتے ہو سو تمہارے ہی لیے ہے اور مناسب نہیں کہ اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے سوا کسی اور غرض سے خرچ کرو اور اس طریق سے جو مال خرچ کرو گے اس کا بدلہ تم کو پورا ملے گا اور تمہارا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا جیسا کہ دینے میں اخلاص نیت ضروری ہے ایسا ہی مصرف کی تلاش بھی لازم ہے یعنی یہ بھی دیکھا کرو کہ کس کو دیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم تو اخلاص سے دو مگر لینے والا اس کا مستحق نہ ہو جس سے مستحق کی حق تلفی لازم آئے اس لئے ہم ہی بتلائے دیتے ہیں کہ خرچ کے زیادہ حقدار کون ہیں ان محتاجوں کو دو جو اللہ کی راہ میں علم دینی پڑھنے کی وجہ سے بند ہو رہے ہیں۔ باوجود حوائج ضروریہ کے دینی خدمت کی خاطر ایسے ہو رہے ہیں کہ زمین

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۚ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ
زمین میں سفر نہیں کر سکتے ناواقف لوگ ان کو نہ مانگنے سے مالدار جانتے ہیں مگر تو ان کے

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
چہرہ سے ان کو پہچان لیتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور جو مال خرچ کرو گے اللہ اس کو

بِهٖ عَلِيْمٌ ۞ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ
جانتا ہے جو لوگ شب و روز پوشیدہ اور ظاہر اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کا بدلہ

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ
ان کے رب کے ہاں موجود ہے نہ ان کو خوف ہے اور نہ غمناک ہوں گے جو لوگ سود کھاتے ہیں

الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ
اٹھتے ہوئے مخبوط الحواسوں کی طرح جنہیں کسی بھوت نے چھوا ہو اٹھیں گے یہ اس لیے کہ وہ کہا

بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ
کرتے تھے کہ تجارت اور سود ایک سے ہیں حالانکہ اللہ نے تجارت کو جائز کیا اور

میں سفر نہیں کر سکتے- ناواقف لوگ ان کو نہ مانگنے سے مالدار جانتے ہیں- مگر تو اور تیرے جیسا دانا ان کے چہرے سے ان کو پہچان لیتا ہے ہر ایک کا کام نہیں کہ ان کو پہچانے اس لئے کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے پس ایسے لوگوں کی خاطر جہاں تک ہو سکے مقدم سمجھو اور سن رکھو کہ جو مال خرچ کرو گے تو اس کا بدلہ ضرور ہی پاؤ گے اس لئے کہ اللہ اس کو پورے طور سے جانتا ہے- پس[1] جو لوگ خدا کے احکام سنتے ہیں ان کی تعمیل کرنے کو شب و روز پوشیدہ اور ظاہر اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کا بدلہ ان کے رب خداوند عالم کے ہاں موجود ہے جہاں سے نہ انکو تلف ہونے کا خوف ہے اور نہ ضائع ہونے سے غمناک ہوں گے اس لئے ضائع ہی نہ ہو گا بلکہ کل کا کل محفوظ رہے گا- یہ تو ان کا حال ہے جو بغرض تعمیل احکام خداوندی اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور ان کے مقابل جو لوگ بجائے فیض رسانی کے بوقت ضرورت حاجت مندوں کو قرض دے کر بجائے فیض رسانی کے قرض پر ان سے سود لے کر کھاتے ہیں[2] قیامت میں سخت ذلیل ہوں گے- نشانی ان کی یہ ہو گی کہ قبروں سے اٹھتے ہوئے مخبوط الحواسوں کی طرح جنہیں کسی بھوت نے چھوا ہو اٹھیں گے- یہ بری حالت ان کی اس لئے ہو گی کہ وہ دنیا میں اپنی نفسانی خواہش میں پھنس کر بغرض طیب قلبی کہا کرتے تھے کہ تجارت اور سود ایک سے ہیں حالانکہ ان میں بہت فرق ہے جب ہی تو اللہ نے تجارت کو جائز کیا- اور

شان نزول

پہلی آیت کو سن کر حضرت علی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے رات کو چھپا کر اللہ کی راہ میں مال خرچ کئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

[2] عرب کے مالدار لوگ عوام سے بے تحاشا سود لیتے تھے جیسا کہ ہمارے ملک کے ظالم بنئے سو سے ہزار تک نوبت پہنچاتے ہیں- اس قسم کی کاروائی عام اخلاق سے بھی مخالف ہے ان کے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی- علاوہ اس ممانعت کے امیروں پر غربا پروری کے لئے زکوٰۃ بھی فرض کر دی گئی ہے مخالفین اس رحم کو غور سے دیکھیں

حَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى

سود کو حرام پس جس کے پاس ہدایت خداوندی پہنچ گئی وہ اس سے باز رہا تو جو کچھ اسے پہلے وصول ہوا اسی کا ہے اور اس کا معاملہ

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ يَمْحَقُ اللّٰهُ

خدا کے سپرد اور جو لوگ پھر کریں گے تو یہی آگ کے لائق ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ تک رہیں گے خدا سود کو گھٹاتا ہے اور

الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صدقات کو بڑھاتا ہے اور خدا کو ناشکرے بدکار کسی طرح نہیں بھاتے جو لوگ مومن ہیں اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

عمل نیک کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ بھی دیتے ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں محفوظ ہے اور

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

نہ ان کو ضائع ہونے کا خوف ہے نہ وہ غمناک ہوں گے مسلمانو تم اللہ سے ڈرتے رہو

سود کو حرام کیا پس جس کے پاس ہدایت خداوندی پہنچ گئی اور وہ اس فعل شنیع سود خوری سے باز رہا تو جو کچھ اسے پہلے وصول ہوا اسی کا ہے اور اس کا معاملہ خدا کے سپرد چاہے عذاب کرے چاہے چھوڑ دے اور جو لوگ بعد سننے نصیحت کے پھر وہی فعل سود خوری کریں گے تو یہی آگ کے لائق ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ تک رہیں گے- سود خوری تو اس قدر مذموم ہے کہ خدا سود کو ہمیشہ گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سود خور ایسا ممسک ہوتا ہے کہ کسی سے بلا عوض احسان کرنا نہیں چاہتا اور مثل تنگدستوں کے ہمیشہ منہ تاکتارہ جاتا ہے گویا وسعت ہی نہیں رکھتا کہ اپنے مال سے کچھ بہرہ ور ہو اور جو صدقات اور احسان کرنے کے خوگیر ہوں ان کے حوصلے فراخ اور بلند خیالات ہوں ہر کار خیر سے وہ حصہ لیں- کیا تم نے نہیں سنا

سخیاں زا موال بر می خورند

بخیلاں غم سیم و زر می خورند

علاوہ اس ذلت اور خواری کے جو سود خوروں کو دنیا میں نصیب ہے خدا کی جناب میں ناشکروں کے دفتر میں لکھے جاتے ہیں اور خدا کو ناشکرے بدکار کسی طرح نہیں بھاتے- سچ پوچھو تو ان کا ایمان بھی درست نہیں ورنہ جو لوگ پکے مومن ہیں اور عمل بھی نیک کرتے ہیں- لوگوں سے احسان بھی کرتے ہیں اور نماز باجماعت وقت پر پڑھتے ہیں اور مالداری کی صورت میں زکوۃ بھی دیتے ہیں بیشک ان کا بدلہ ان کے رب خداوند عالم کے ہاں محفوظ ہے نہ ان کو ضائع ہونے کا خوف ہے اور نہ وہ اس کے گم ہونے پر غمناک ہوں گے بخلاف سود خوروں کے کہ ان کو ہر طرح رنج و غم دیکھنے ہوں گے- پس مسلمانو! تم اللہ سے ڈرتے رہو-

شان نزول

ے حضرت عباس اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے کسی کسان سے کچھ معاملہ کیا تھا- جب کھیتی کٹنے کا وقت آیا تو کسان بولا کہ اگر تم اپنا سارا حق لے لو گے تو میرے کھانے کو بھی کچھ نہ رہے گا نصف لے لو اور نصف کے بدلے میں آئندہ کو تمہیں دیدوں گا- جب دوسرا وعدہ آیا اور انہوں نے حسب وعدہ زیادہ چاہا تو یہ معاملہ آنحضرت کی خدمت شریف میں پہنچا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان دونوں بزرگوں نے سنتے ہی اس حکم کی تعمیل کی- بیشک بڑوں کی بڑی باتیں ہیں-

وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا

اور بقایا سود کا چھوڑ دو اگر تم مومن ہو پھر اگر نہ کرو گے تو اللہ

بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ

اور رسول کی لڑائی کے لئے خبردار ہو جاؤ اور اگر باز آؤ تو اصل مال تم کو مل جائیں گے نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم

لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ

ہوگا اور اگر (مقروض) تنگدست ہے تو فراخی تک اسکو ڈھیل دینا چاہئے اور معاف کرنا تمہارے حق میں

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

بہتر ہے اگر جانتے ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف پھرو گے پھر ہر ایک جان کو اس کی

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى

ع ۳۸

مزدوری پوری ملے گی اور ان کا کسی طرح سے نقصان نہ ہوگا مسلمانو جب تم ایک مدت مقررہ تک قرض کا معاملہ کرنے

اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ

لگو تو اس کو لکھ لیا کرو کوئی لکھنے والا تم میں انصاف سے لکھے اور لکھنے والا جیسا اللہ نے اس کو سکھایا

كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ

لکھنے سے انکار نہ کرے پس ضرور لکھے اور جس پر قرض ہے وہ بیان کرتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے اور اس میں سے کوئی چیز کم نہ کرے

اور بقایا سود کا چھوڑ دو اگر تم سچے دل سے مومن ہو پھر اگر بعد سننے کے بھی نہ کرو گے اور آئندہ کو سود ہی لیتے رہو گے تو اللہ اور رسول کی لڑائی کے لئے خبر دار ہو جاؤ اس لئے کہ باوجود تاکید شدید کے نہ ماننا گویا مقابلہ کرنا ہے۔ پس جب تمہاری یہ حالت ہے تو خدا بھی تم سے اسی کے مناسب معاملہ کرے گا اور اگر باز آؤ تو تمہارے اصلی مال تم کو مل جائیں گے نہ کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہوگا۔ اپنے حقوق اصلی بیشک پورے لو۔ ہاں لینے میں ایسی تنگی نہ کرو کہ خواہ مخواہ اس کے گلے پر چھری رکھ دو۔ نہیں آرام سے لو اور اگر (مقروض) تنگ دست ہے تو فراخی تک اس کو ڈھیل دینا چاہئے اور اگر بالکل معافی کے قابل ہو تو معاف کرنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر جانتے ہو تو ایسا ہی کرو اور حیلے حوالے کرتے ہوئے اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف پھرو گے پھر ہر جان کو اس کی مزدوری پوری ملے گی اور ان کا کسی طرح سے نقصان نہ ہوگا۔ اسی ظلم سے بچانے کو اہم اعلان دیتے ہیں کہ مسلمانو[1] جب تم ایک مدت مقررہ تک قرض پر معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو آپ ہی نہ لکھو بلکہ کوئی لکھنے والا تم میں انصاف سے لکھے اور لکھنے والا حیلے بہانے سے رکے نہیں کہ میرا خط اچھا نہیں یا مجھے کچھ کام ہے۔ جیسا اللہ نے اس کو سکھایا ہے لکھنے سے انکار نہ کرے۔ پس یہ سمجھ کر کہ خدا نے مجھ کو محض اپنی مہربانی سے سکھایا ہے ضرور لکھے اور جس پر قرض ہے وہ بیان کرتا جائے اور بتلاتا ہوا اللہ سے ڈرے جو اس کا رب اور کارساز ہے اور اس کے حق میں سے کوئی چیز کم نہ کرے۔

شان نزول

[1] معاملہ صاف رکھنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ

ہاں اگر مقروض ناسمجھ ہے یا ناتواں ہے یا بتلا نہیں سکتا تو اس کا متولی انصاف سے بتلاتا

بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ

جائے۔ اور دو مردوں کو گواہ بنایا کرو اور اگر دو مرد نہ ہو تو ایک مرد اور

امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا

دو عورتیں جو تمہارے پسندیدہ گواہوں سے ہوں تاکہ ایک کے بھولتے وقت دوسری اسے یاد دلادے اور

يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــٴَـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ

گواہ بلاتے وقت انکار نہ کریں اور مدت مقررہ تک لکھنے میں سستی نہ کیا کرو چھوٹا ہو خواہ بڑا یہ اللہ کے ہاں

عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

انصاف اور بڑا مضبوط ذریعہ شہادت یاد رکھنے کا ہے کہ تم شک میں نہ پڑو گے ہاں جب کہ معاملہ دست بدست ہو جس کو اسی

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ

وقت ہاتھ بہ ہاتھ لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تمہیں گناہ نہیں اور خرید و فروخت کرتے ہوئے گواہ کیا کرو نہ محرر کو نقصان پہنچایا

وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

جائے نہ گواہ کو اگر کرو گے تو یہ تمہارے حق میں گناہ کی بات ہوگی اور اللہ سے ڈرتے رہو خدا تم کو سکھاتا ہے اور خدا ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ

چیز کو جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور محرر کو نہ پاؤ تو ہاتھ میں گرو دے دیا کرو ہاں اگر کوئی

ہاں اگر مقروض ناسمجھ ہو کہ جانتا ہی نہیں کہ سو اور پچاس میں کیا فرق ہے یا بہت ہی بوڑھا ناتوان ہے یا کسی مانع سے بتلا نہیں سکتا تو ان سب صورتوں میں اس کا متولی انصاف سے بتلاتا جائے اور بعد تحریر کاغذ دو مردوں کو گواہ بنایا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جو بوجہ دینداری کے تمہارے پسندیدہ گواہوں میں ہوں مقرر کرو- تاکہ ایک کے بھولتے وقت دوسری اسے یاد دلائے اس لئے کہ عورتوں میں عموماً نسیان غالب اور حافظہ مغلوب ہوتا ہے اور مقرر کردہ گواہ بلاتے وقت انکار نہ کریں اور مدت مقررہ تک لکھنے میں سستی نہ کیا کرو چھوٹا ہو خواہ بڑا- یہ لکھنا اللہ کے ہاں بہت انصاف کی بات ہے اور بڑا مضبوط ذریعہ شہادت یاد رکھنے کا ہے اور اس سے امید ہے کہ تم بروقت شہادت شک میں نہ پڑو گے ہاں جب کہ معاملہ دست بدست ہو جس کو اسی وقت ہاتھ بہ ہاتھ لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تمہیں گناہ نہیں- اور خاص خاص صورتوں میں خرید و فروخت کرتے ہوئے گواہ مقرر کر لیا کرو- سنو اس قسم کے معاملات میں نہ محرر کو نقصان پہنچایا جائے نہ گواہ کو کہ خواہ مخواہ موقع بے موقع ان کو کھینچتے پھرو جس سے ان کا نقصان ہو اور اگر اس کام میں اس کا قدرے نقصان ہو تو اس کا ان کو عوض دیا کرو- اگر ایسا کرو گے یعنی محرر اور کاتب کا نقصان کرو گے اور ان کا ہرجانہ ان کو نہ دو گے تو یہ تمہارے حق میں گناہ کی بات ہوگی ایسا مت کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہو- خدا تم پر مہربان ہے اور تمہارے بھلے کی باتیں تم کو سکھاتا ہے اور خدا بعد سکھانے کے غافل اور بے خبر نہیں بلکہ ہر چیز کو جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور محرر نہ پاؤ تو اپنی کوئی چیز قرض خواہ کے ہاتھ میں بغیر سود گرو دے دیا کرو ہاں اگر کوئی

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا

شخص کسی کو معتبر جانے تو وہ معتبر اپنے قرضہ کو ضرور ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا مالک ہے اور گواہی

الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لِلَّهِ مَا فِي

نہ چھپاؤ جو کوئی اسکو چھپائے گا تو اس کا دل بگڑا ہوا ہے خدا تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا

السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ

ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اگر تم اپنے جی کی بات ظاہر ہوکر کروگے یا پوشیدہ اس کو کرو تو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا

شخص کسی کو معتبر جانے اور اس سے کوئی چیز گرو نہ لے تو وہ معتبر اپنے قرضہ کو ضرور ادا کردے اور اس کی حق تلفی میں اللہ سے ڈرے جو اس کا مالک ہے اگر کسی قسم کی بددیانتی کرے گا تو گویا اپنے مالک سے بگاڑے گا جس کا نتیجہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا اور اگر تم کسی معاملہ میں گواہ ہو تو گواہی نہ چھپاؤ جو کوئی اس کو چھپائے گا خواہ کسی غرض سے چھپاوے تو جان لو کہ اس کا دل بگڑا ہوا ہے اس کی سزا پائے گا- کیونکہ خدا تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس کا علم نہایت وسیع ہے اس لئے کہ اللہ ہی کا ہے[1] جو کچھ آسمانوں[2] اور زمینوں میں ہے- جب کہ ملک اتنا وسیع ہے تو علم بھی وسیع کیوں نہ ہو پس تم یہ سمجھ کر کہ خدا سب کچھ جانتا ہے ظاہر و باطن گناہ چھوڑ دو اور اگر تم اپنے جی کی بات ظاہر ہو کر کرو گے یا پوشیدہ اسکو کرو گے تو ہر حال میں اللہ تم سے اسکا حساب لے گا-

---

شان نزول

[1] پہلی آیت جس میں ان تبدوا ہے اس کے ظاہری معنی تھے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ گے تو بھی عذاب ہوگا- اس سے صحابہ کو رنج اور بے قراری ہوئی اور عرض کیا کہ اگر ہمارے دلوں کے خیالات فاسدہ پر بھی ہمیں سزا ملی تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا- دل میں تو خیالات ہر طرح کے بلا اختیار آجاتے ہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح گھبراؤ نہیں بلکہ جو حکم آوے اس کو تسلیم کرو- خدا علیم و حکیم ہے کوئی مناسب حکم اتارے گا- اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو غلط خیالات تمہارے دل میں بلا اختیار پیدا ہوتے ہیں یا آئندہ کو ہوں گے ان پر تم کو پکڑ نہ ہوگی- (ترمذی تفصیل منہ)

اس آیت کے فضائل احادیث میں بہت ہیں- ایک حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے مذکور ہے کہ ایک فرشتے نے آسمان سے آکر حضرت اقدس کو مبارکباد دی کہ آپ کو دو چیزیں ایسی ملی ہیں کہ آپ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں وہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں ہیں بعض لوگ پہلی آیت (ان تبدوا) کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض روایات صحابہ میں بھی آیا ہے مگر صحابہ کرام میں نسخ کے کئی ایک معنی ہوتے ہیں- کبھی وہ تفسیر اور توضیح پر بھی نسخ بول دیا کرتے تھے (علامہ ابن قیم) پس اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ پچھلی آیت نے پہلی آیت کی تفسیر اور توضیح کر دی کہ مراد اس سے وہ کام ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں چنانچہ ہم نے یہی تفسیر کی ہے-

[2] (ان تبدوا مافی انفسکم) اس آیت کی تفسیر جو میں نے کی ہے ان آثار کے مخالف نہیں جن میں اس آیت کا منسوخ ہونا مذکور ہے اس لئے کہ نسخ کے معنی ان میں اصطلاحی نہیں- کیونکہ اصطلاحی نسخ کا محل انشاء آت ہوا کرتے ہیں- علامہ سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ نسخ کا محل امر نہی اور وہ خبر ہے جس میں انشاء کے معنی ہوں اور جس خبر میں انشاء کے معنی نہ ہوں وہ ہرگز محل نسخ نہیں ہو سکتی اور وعدہ وعید پر بھی نسخ نہیں آسکتا ہے- چونکہ یہ آیت انشاء نہیں خبر ہے بلکہ وعید پس یہاں پر نسخ کے معنی بجز اس کے صحیح نہ ہوں گے کہ پہلے اس آیت کے معنی اظہار اور اخفاء کے تھے- بعد نزول آیت ثانیہ کے اس کے معنی مرادی کھل گئے یعنی اظہار عمل اور اخفائے عمل سمجھ میں آئے جیسا کہ ہم نے تفسیر میں اس طرف اشارہ کیا ہے- واللہ اعلم وعلمہ اتم

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ

پھر جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا عذاب کرے گا خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یہ رسول

الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ

اور اس کے ساتھ والے مسلمان اپنے خدا کی اتاری ہوئی باتوں کو مان گئے سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ

اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر یقین لائے اور بولے کہ ہم اللہ کے کسی رسول کے ماننے میں فرق نہیں کریں گے اور بولے ہم نے دل

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا

لگا کر سنا اور اطاعت کی اے ہمارے خدا ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پھرنا ہے خدا کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا جو کچھ

كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

کوئی نیکی کرے وہ اسی کو ملے گا اور جو برائی کرے اسکا وبال بھی اسی پر ہوگا اے ہمارے مولا نہ پکڑ ہم کو اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا

اے ہمارے مولا نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تھا تو نے ہم سے پہلوں پر اے ہمارے مولا ہم کو ایسے حکم نہ دیجو کہ جن کی

لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

ہم میں طاقت نہیں اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا والی ہے پس تو کافروں کی

عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

قوم پر ہم کو فتحیاب کر

پھر جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا عذاب کرے گا- یہ نہ ہوگا کہ کسی قوی اور زبردست سے دب جائے- کیونکہ اس سے تو کوئی زبردست ہی نہیں اس لئے کہ خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جیسا کہ خدا اپنی صفات خداوندی میں کامل اور یکتا ہے اسی طرح بعض بندے بھی اپنی صفات بندگی میں کامل ہیں جو حکم ان کو پہنچے خود ان کی طبیعت کے مخالف ہو یا موافق سب کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ یہ رسولؐ اور اس کے ساتھ والے مسلمان کیسے اپنے خدا کی اتاری ہوئی باتوں کو مان گئے سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر یقین لائے اور بولے کہ ہم اللہ کے کسی رسول کے ماننے میں فرق نہیں کریں گے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض کو مانیں اور بعض سے انکاری ہوں اور یہ بھی بولے کہ جو حکم ہم کو ہوا ہم نے دل لگا کر سنا اور قبول کر کے اس کی اطاعت کی اگر اس میں ہم سے غلطی ہو جائے تو اے ہمارے خدا ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ مر کر تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کی طرف سے بھی ایسے نیک بندوں کی دعا قبول ہوئی اس لئے کہ خدا کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا بعد مناسب حکم دینے کے جو کچھ کوئی نیکی کرے وہ اسی کو ملے گی اور جو برائی کرے اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا یہ سن کر بھی وہ مومن یہی کہتے رہے کہ ہمارے مولا نہ پکڑ ہم کو اگر ہم سے بھول چوک سے گناہ ہو جائے اے ہمارے مولا نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تو نے ہم سے پہلوں پر کہ ان کی توبہ قتل نفس سے ہوئی- اے ہمارے مولا ہم کو ایسے حکم نہ دیجو جن کی ہم میں طاقت نہ ہو اے ہمارے مولا اور ہماری آرزو ہے کہ ہمارے قصور ہم سے درگزر کر اور ہم کو اپنی مہربانی سے بخش اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا والی ہے- پس تو کافروں کی قوم پر (جو تیری توحید اور تیرے رسول کے ماننے کی وجہ سے ہمیں ستائیں) ہم کو فتحیاب کر

شان نزول:

معاملہ سابقہ کی تاکید کرنے کو کہ انصاف سے کرو اور کسی کی جانب داری نہ کرو یہ آیت نازل ہوئی-

آل عمران

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ

میں[1] ہوں اللہ بڑا جاننے والا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو دائم زندہ تھامنے والا ہے اس نے تیرے پاس سچی کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۙ﴿۳﴾ مِنْ

بھیجی جو اپنے سے پہلے کو سچا بتلانے والی اور توریت و انجیل کو پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا اور

قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

فیصلہ کرنے والا (قرآن) نازل کیا

سورت آل عمران

خدا فرماتا ہے میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ مسیح نہ عزیر نہ کیونکہ اور کوئی لائق عبادت وہ ہو جو دائم زندہ مخلوق کو تھامنے والا زندہ رکھنے والا ہو - اور مسیح تو خود اپنی حیاتی اپنی بقامیں خدا کا محتاج ہے - پھر وہ کس طرح خدا اور معبود ہو سکتا ہے - وہی خدا جو سچا معبود ہے اس نے تیرے پاس اے محمد سچی کتاب میں بھیجی ہے جو اپنے سے پہلے مضامین نازلہ کو سچا بتلانے والی اور غلط واقعات کی تغلیط کرنے والی کیونکہ یہ کتاب نگہبان سے واقعات گذشتہ پر مسیح کی الوہیت کے مضمون سے جو یہ کتاب انکاری ہے تو اسلئے نہیں کہ وہ منزل من اللہ نہیں نہ اس لئے کہ یہ کتاب توریت اور انجیل کو نہیں مانتی بلکہ توریت انجیل کی بابت تو صاف لفظوں میں منادی کرتی ہے کہ اللہ نے توریت و انجیل کو پہلے سے لوگوں کی ہدایت کیلئے اتارا تھا اور انکی تبلیغ عام کا حکم بھی دیا تھا مگر چونکہ نادان لوگوں نے ان میں کمی زیادتی اور بے جا تاویلیں کرنی شروع کر دیں اس لئے خدا نے فیصلہ کرنے والا قرآن شریف نازل کیا -

---

شان نزول : (الم) نجران (شہر) سے قریباً ساٹھ عیسائی حضرت اقدس کی خدمت میں آئے اور آکر سوال و جواب کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے طریق پر مسجد نبوی میں نماز ادا کی بعد نماز کے مجلس مناظرہ قائم ہوئی آپ نے ان سے کہا مسلمان ہو جاؤ وہ بولے ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں - آپ نے فرمایا مسلمان تم جب تک نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹے کے ہونے کا عقیدہ اور صلیب کی عبادت اور خنزیر کا کھانا چھوڑو - مسیح کی الوہیت میں بہت گفتگو جب کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ اولاد باپ کے مشابہ ہوتی ہے - بولے ہاں آپ نے فرمایا خدا ہمارا مالک تو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ ہی زندہ رہے گا اور مسیح تو فنا ہو جائیگا - خدا تو تمام زمین آسمان کی چیزیں جانتا ہے اور مسیح تو سوا ان اشیاء کے جو خدا نے اسکو بتلائی ہیں نہیں جانتا - کیا تمہیں یہ بھی خبر نہیں کہ مسیح کو اس کی ماں نے مثل اور عورتوں کے پیٹ میں اٹھایا اور وہ پیٹ میں بھی وہی غذا پاتا رہا جو اور بچے پاتے ہیں یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد اس سورہ کا ابتداء نازل ہوا (معالم مختصراً)

راقم کہتا ہے کہ یہ واقعہ اخلاق محمدیہ کا کامل ثبوت ہے عیسائی لوگ مسجد نبوی میں نماز اپنے طریق سے پڑھیں اور آنحضرت (فداہ روحی) خاموش رہیں اور باوجود قدرت کے کچھ نہ کہیں وائے برحال ما کہ ہم ایسے نبی کی امت جو غیروں کو بھی اپنی مسجد سے منع نہ کرے ہم ایک فریق دوسرے کو بایں جرم کہ ہمارے طریق کے خلاف نماز کیوں پڑھتا ہے گو مسلمان ہے اور ہماری طرح رکوع سجود کرتا ہے لیکن چونکہ آمین نیچی اونچی کرتا ہے یا ہمارے مقررہ موضع سے خلاف ہاتھ باندھتا ہے مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں اور اتنی ہی بات پر قناعت نہیں بلکہ کچہریوں میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے ہاں اس امر کا فیصلہ کراتے ہیں کہ کون سا فریق مسجد میں رہنے کا حقدار ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ کون فریق مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں سچ ہے ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کی میسر شود ایں بمقام کہ بادوستانت خلافست و جنگ

[1] الم کی شرح سورۃ بقرۃ کے شروع میں دیکھیں :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ④

جو لوگ اللہ کے حکموں سے پھیریں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ⑤ هُوَ الَّذِي

خدا سے تو کوئی چیز چھپی نہیں نہ آسمان کی نہ زمین کی وہی تمہاری صورتیں رحموں

يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑥

میں جس طرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ

اسی نے تیری طرف کتاب اتاری ہے جس میں سے بعض احکام واضح ہیں یہی اصلی غرض کتاب

الْكِتَابِ

کی ہیں

پس جو لوگ اللہ کے ان حکموں سے منہ پھیریں اور اپنی ہی ہٹ پر اڑے رہیں اور خدا کے بندہ کو خدا کہنے سے باز نہ آئیں ان کیلئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مسیح میں خدائی علامات میں سے تو کوئی بھی نہیں مسیح کو تو کل کی خبر بھی معلوم نہ تھی اور خدا سے تو کوئی چیز چھپی نہیں نہ آسمان کی نہ زمین کی اور مسیح تو مخلوق ہے اور خدا خالق۔ وہی خدا تو تمہاری صورتیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ کسی کو اس میں دخل نہیں یہ صفات لازمہ الوہیت مسیح میں کہاں ہیں؟ پس یقیناً جانو کہ اس کے سوا ساری دنیا میں کوئی معبود نہیں جو علاوہ صفات مذکورہ کے بڑا غالب کسی سے مغلوب نہ ہونے والا نہ کسی سے دبنے والا اور بڑی حکمت والا ہے جس کام کو کرنا چاہے ایسی حکمت سے کرتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں نہ ہو۔ نہ کہ دشمنوں سے دب کر (ایلی ایلی) پکارتا پھرے اور پھر بھی دعوی خداوندی کرے۔ یاد رکھ اسی زبردست حکمت والے غالب نے تیری طرف اے محمد ایک واضح ہدایت کرنے والی کتاب اتاری ہے جس میں سے بعض احکام بالخصوص وہ حکم جن میں یہ لوگ کجروی کرتے ہیں جیسے توحید خداوندی واضح دلائل[1] ہیں۔ یہی اصلی غرض کتاب کی ہے جس کیلئے کتاب بھیجی ہے جو ان حکموں کے ظاہری الفاظ میں سے سمجھ میں آتا ہے۔

---

[1] آیت محکمت اس آیت کے معنی بتلانے میں علماء کا کسی قدر اختلاف ہے کہ محکمات اور متشابہات کیا ہیں؟ ہر ایک نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق انکی تفسیر کی ہے کوئی کہتا ہے جو ہر مذہب اور ملت میں برابر حکم رکھتی ہیں جیسے صدق و کذب کی مدح و مذمت و محکمات ہیں اور جو ادیان میں مختلف ہیں وہ متشابہات ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ توحید محکم ہے اور اس کے سوا بعض احکام متشابہ ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ ناسخ محکم ہے اور منسوخ متشابہ بعض کہتے ہیں کہ جو آیت اپنے معنی صاف لفظوں میں بتلادے وہ محکم ہے اور جو کسی قدر خفاء رکھتی ہو وہ متشابہ ہے۔ اصل تحقیق اس امر کی قرآن کی اسی آیت میں غور کرنے سے ہو سکتی ہے اس جگہ خداوند تعالیٰ نے گو محکم اور متشابہ کی ماہیت اور تعیین نہیں بتلائی لیکن اس میں شک نہیں کہ متشابہات کا حکم بتلا دیا جس سے انکی ماہیت کا بھی من وجہ علم ہو گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ متشابہات کے پیچھے بغرض فتنہ پردازی پڑتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کے اصلی معنی سمجھنا چاہتے ہیں یا جو ہم نے بیان کئے ہیں یہی اصلی ہیں۔ اب ہم اپنے زمانہ کے اہل زیغ (عیسائیوں اور آریوں ہندوؤں وغیرھم) کو دیکھتے ہیں تو اس آیت کی بالکل صداقت پاتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن شریف کی جن آیتوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ آیات بھی بول رہی ہیں کہ ہم متشابہات ہیں اور ہم پر نکتہ چینی کرنے والے اہل زیغ ہیں مثلا نسوا الله فنسیھم جس کے ظاہری معنی

یہ انجیل متی کی طرف اشارہ ہے

وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

اور دوسرے ملے جلے ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے ملتے جلتے کے پیچھے پڑیں گے تاکہ

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

گمراہ کریں اور ان کی اصلی مراد پاویں

وہی مراد ہے اور ان الفاظ کا کوئی ترجمہ اور معنی بھی خلاف مطلب نہیں اور دوسرے احکام کچھ ملے جلے ہیں جن کے ظاہر الفاظ کا مطلب اصل مطلب سے غیر ہے۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کتاب میں سے ملتے جلتے احکام یا اخبار کے پیچھے پڑیں گے تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اور بظاہر یہ غرض جتلائیں گے کہ ان کی اصل مراد پائیں اور لوگوں کو اصل مطلب سے آگاہ کریں۔

ہیں کہ "منافقوں نے خدا کو بھلایا خدا نے ان کو بھلایا" اہل زیغ تو سنتے ہی سٹپٹائے کہ خدا بھی کسی کو بھول جاتا ہے دیکھو مسلمانوں کا خدا بھولتا ہے ایسا ہے ویسا ہے یا دوسری آیت ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم الآیة جس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ "جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے" اس پر اہل زیغ نے شور مچایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو خود خدائی کے مدعی ہیں اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ بتلاتے ہیں یا آیت مسیح علیہ السلام کے روح اللہ اور کلمۃ اللہ والی جس کے ظاہری معنی سے اہل زیغ نے ورقوں کے ورق سیاہ کر دئے کہ قرآن بھی مسیح کی الوہیت کا مقر ہے۔ حالانکہ اس قسم کی آیتوں کا مطلب حسب محاورہ زبان صاف ہونے کے علاوہ خود قرآن شریف میں قرینہ بھی رکھتا ہے۔ پہلی آیت کا قرینہ یہ ہے کہ خود خدا نے فرمادیا وما کان ربك نسیا (تیرا رب (کسی کو) نہیں بھولتا) اس سے معلوم ہوا کہ نسیہم اپنے ظاہری معنی میں نہیں بلکہ اس کے معنے ہیں کہ خدا نے بھی ان کو اس بھول کی سزا دی۔ دوسری آیت کے معنی سمجھنے کو بھی قرآن مجید میں لیس کمثله شیئی (کہ خدا کی مثل اور مشابہ کوئی چیز نہیں) موجود ہے۔ پس آیت موصوف کے معنی بالکل صاف ہیں کہ لوگ جو کچھ تیرے ساتھ معاملہ کرتے ہیں چونکہ تو ہمارا رسول ہے اس لئے وہ دراصل ہمارے ہی ساتھ ہے۔ بیعت کے وقت تیرا نہیں گویا خود خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے اس میں کیا اعتراض ہے۔ اسی طرح مسیح کی الوہیت کے متعلق اہل زیغ نے وہ مقامات قرآن مجید کے نہ دیکھے یا دانستہ اغماض کیا جنہیں صریح لفظوں میں اس مسئلہ کو قرآن شریف نے رد کیا ہے چنانچہ اسی جلد کے کسی مقام میں مفصل آتا ہے۔ غرض اس قسم کی کاروائیاں اہل زیغ کی دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیتیں بے شک متشابہ ہیں اور بعض محکم۔ کیونکہ متشابہات کے معنی ہیں ملی جلی جس کو کم فہم مخاطب سرسری نظر سے نہ پہچان سکے۔ لیکن جو لوگ سمجھدار اور راسخ فی العلم ہیں ان کو تو ان باتوں کی خوب پہچان ہوتی ہے۔ اس کی مثال محسوس میں دیکھنی ہو تو سونے اور ملمع کا زیور ایک جگہ رکھ کر دیکھیں کہ کس طرح ناسمجھ آدمی دھوکہ کھا کر سونے کو چھوڑ کر ملمع کے پیچھے پڑتے ہیں۔ اور صراف ایک نظر میں تاڑ جاتے ہیں کہ اصل کیا ہے اور نقل کیا۔ ہاں یہ سوال رہا کہ خدا کو جب معلوم تھا کہ ان آیتوں پر لوگ معترض ہوں گے تو ایسے الفاظ میں مدعا کو بیان ہی کیوں کیا؟ تو یہ سوال بالکل اس سوال کے متشابہ ہے جیسا مجھ سے کسی دہریہ نے کہا تھا کہ اگر خدا ہے اور وہ بقول تمہارے رحیم و کریم بھی ہے تو بدہضمی کرنیوالی چیزیں کیوں پیدا کیں۔ اس کا جواب تو شاید کسی قدر مشکل بھی ہو متشابہات کے سوال کا جواب تو بالکل صاف ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور ہے انا انزلناه قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ یعنی قرآن کو ہم نے عربی زبان میں اتارا ہے جو عربی کے محاورات ہوں گے انہیں کے موافق مضمون ادا ہوگا بھلا اسی طرح ہم اہل زیغ سے پوچھتے ہیں کہ پرمیشور نے جو وید میں اگنی کا لفظ بولا جس سے عام ہندو اور حامیان وید نے آگ سمجھ کر آتش پرستی شروع کر دی حالانکہ (بقول آریہ سماج) اگنی سے ذات باری مراد ہے تو اگنی کے بجائے کوئی اور لفظ مناسب کیوں نہ رکھ دیا جن سے بت پرستوں کو شبہ نہ ہوتا اسی طرح بائیبل میں خدا نے چھنال کی خرچی کو اپنے لئے تجویز کیا اور خدا کے احکام پر عمل کرنے والوں کو بھی خدا کہہ دیا جس سے حامیان بائیبل خواہ مخواہ اعتراضات کے بوچھاڑ میں آگئے ان کی بجائے کوئی اور مناسب لفظ کیوں نہ رکھ دیا پس ہماری تقریر سے ثابت ہوا کہ متشابہات وہی احکام اور آیات قرآنی ہیں جن کو اہل زیغ بغرض فتنہ پردازی اشاعت کریں عام اس سے کہ وہ حروف مقطعات ہوں نعماء جنت ہوں یا عذاب دوزخ۔ سمع بصر خداوندی ہوں یا معجزات نبوی۔ احکام متبدلہ ہوں یا ثابتہ۔ اگر قرآن شریف میں غور کیا جاوے تو یہی معنی ٹھیک معلوم

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ
حالانکہ ان کا اصل مطلب اللہ تعالیٰ اور راسخ علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا کہتے ہیں کہ ہم اس کو مان چکے ہیں

مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
یہ سب ہمارے خدا کے پاس سے ہے اور بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا اے ہمارے خدا ہمارے دلوں

قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ
کو بعد ہدایت کرنے کے ٹیڑھا مت کر اور اپنے ہاں سے ہم کو رحمت مرحمت کر بیشک تو ہی بڑا فیاض

الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا
ہے اے ہمارے خدا بیشک تو بنی آدم کو ایک دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں اللہ کبھی اپنے وعدے

يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم
خلاف نہیں کیا کرتا جو لوگ منکر ہوئے ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب سے انہیں

مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ
کچھ نہ بچا سکیں گے اور یہ لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن ہوں گے ان کی حالت اور عادت بعینہٖ فرعونیوں کی اور ان سے

مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
پہلوں کی سی ہے جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھٹلایا

حالانکہ ان کا اصل مطلب خدا اور راسخ علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ان کو اتنا رسوخ فی العلم کہاں کہ ان کی طرح یہ بھی سمجھیں یہ تو سرسری لفظوں کے تراجم اور ظاہری مفہوم کو بلا قرینہ سن کر بڑ بڑا اٹھتے ہیں لائق اور قابل لوگ اس بھید کو سمجھتے ہیں۔جب ہی تو کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن کو مان چکے ہیں۔ بیشک یہ سب اول سے آخر تک ہمارے خدا کے پاس سے ہے اور اس بھید کو بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔ سمجھداروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ سب اپنے دینی اور دنیوی امور سپرد بخدا کرتے ہیں اور اپنی تمام آرزوئیں اسی سے مانگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمارے دلوں کو بعد ہدایت کرنے کے ٹیڑھا مت کرنا کہ ہم بھی تیرے کلام سمجھنے میں کج روی کریں اور اپنے ہاں سے ہم کو رحمت سے حصہ مرحمت کر بیشک تو ہی بڑا فیاض ہے اور نشانی داناؤں کی یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے فرمودہ پر ایمان کامل رکھتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا بیشک تو سب بنی آدم کو ایک دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ اللہ کبھی اپنے وعدے خلاف نہیں کیا کرتا۔ یہی لوگ ہمارے ہاں مقبول بندے ہیں گو بوجہ ناداری ظاہر بینوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہوں۔اس لئے کہ صرف مال و دولت تو ہمارے ہاں کوئی قابل عزت نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ جو لوگ ہمارے احکام سے منکر ہوئے ہیں ان کو جب سزا ملنے لگے گی تو ان کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے اور یہ لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن ہوں گے۔ان منکروں کی حالت اور عادت بعینہٖ فرعونیوں کی اور ان سے پہلے کی سی ہے جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھٹلایا پس باوجود مال و دولت

ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے کل قرآن مجید کو محکم بھی فرمایا ہے کتاب احکمت آیاتہ (اس کتاب کے احکام محکم ہیں) اور سب کو متشابہ بھی بتلایا ہے کتابا متشابھا پس یہ دونوں وصف باوجود متضاد ہونے کے صرف مخاطبین کے اعتبار سے جمع ہیں ہاں اس آیت میں جس کا ہم حاشیہ لکھ رہے ہیں بعض کو محکم اور بعض کو متشابہ فرمایا تو اس زمانہ کے اعتبار سے ہے جو صرف توحید خالص اور ثبوت قیامت پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور تعلیم توحید کو سن کر اجعل الالھت الھا واحدا ان ھذا لشیئی عجاب کا شور مچاتے تھے پس جو آیت اہل زیغ کیلئے مزلۃ الاقدام ہوں اور وہ بے سمجھی سے ان کے ذریعہ فتنہ پردازی کریں وہی متشابہات ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل کے اہل زیغ نے کل قرآن کو حتی کہ بسم اللہ کو بھی اعتراض سے خالی نہیں چھوڑا پس اس لحاظ سے کل قرآن متشابہ ہوا جو در اصل سب کا سب ''محکم'' ہے۔

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے انہیں پکڑا اور اللہ بڑے سخت عذاب والا ہے تو کافروں سے کہہ دے کہ تم

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ

مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم میں جمع کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے تمہارے لئے ان دو فوجوں میں جو

فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ

بھڑی تھیں نشانی ہے ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری جماعت کافر تھی ان کو اپنے سے دگنا آنکھوں

رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

سے دیکھتے تھے اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے بیشک اس میں سمجھداروں کے لئے بڑی نصیحت ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ

لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں عورتیں بیٹے اور چاندی سونے کے ڈھیر اور پلے ہوئے گھوڑے اور

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ

چارپائے اور کھیتی باڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں

کے عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے آخر کار ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے ان کو پکڑا اور خدا کی پکڑ سے کوئی بھی ان کو بچا نہ سکا اس لئے کہ خدا بڑے سخت عذاب والا ہے اسے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح یہ کفار تیرے معاند بھی جو اپنے ظاہری اعزاز پر نازاں ہیں ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ بیشک ابھی سے تو ان کافروں کو کہہ دے کہ تم بھی تھوڑے دنوں تک مغلوب کئے جاؤ گے جیسے کہ تم جیسے پہلے مغلوب ہو چکے ہیں اور بعد مغلوب ہونے کے جہنم میں جمع کئے جاؤ گے جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا اور وہ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے باز آجاؤ ورنہ ذلیل و خوار ہو گے اگر اپنی صنعت جنگ وغیرہ پر ناز رکھتے ہو تو واقعات گزشتہ کو دیکھو تمہارے لئے ان دو فوجوں میں جو جنگ بدر میں بھڑی تھیں کمال قدرت خداوندی کی نشانی ہے ایک جماعت ان میں سے جو مسلمان تھی اللہ کی راہ میں بغرض نصرت مظلوم مسلمانان لڑتی تھیں اور دوسری جماعت جو کافر اور ظالم تھی علاوہ سازوسامان کے ان کی کثرت بھی اس درجہ تھی کہ مسلمان ان کو اپنے سے دوگنا آنکھوں سے دیکھتے تھے مگر پھر بھی ان ضعیف اور کمزور لوگوں کی فتح ہوئی جو علاوہ بے سامانی کے تعداد میں بھی بہت کم تھے۔ اس لئے کہ اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے بیشک اس واقعہ میں سمجھ داروں کیلئے بڑی نصیحت ہے۔ مگر چونکہ سردست اسلام میں تکلیف پر تکلیف ہے اور ان لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں خوبصورت عورتیں اور اہل و عیال بیٹے بیٹیاں اور چاندی سونے کے ڈھیر اور بڑے خوب صورت پلے ہوئے گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی باڑی معلوم ہوتی ہیں اس لئے اسلام سے رکتے ہیں۔

شان نزول

ل قل للذین کفروا ---- جنگ بدر کے فیصلہ کے بعد حضرت اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہود کو ایک جگہ جمع کر کے کہا کہ دیکھو عزت بچا کر مسلمان ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تم بھی مثل کفار کے ذلیل خوار ہو انہوں نے کہا کہ جن مشرکوں پر تم نے فتح پائی ہے وہ بیچارے سیدھے سادھے فن جنگ سے نا آشنا تھے۔ ہم سے اگر مقابلہ ہوا تو دیکھو گے ہم کیسے ہاتھ دکھائیں گے؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ

یہ دنیا کا گزارہ ہے اور اللہ کے ہاں بڑی عزت کا مرتبہ ہے تو ان سے کہہ دے کہ میں تم کو اس

مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

سے اچھی چیز بتاؤں جو لوگ پرہیز کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں

فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ

رہیں گے اور ستھری بیویاں ہوں گی اور خوشنودی خداوندی اور خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے جو کہتے ہیں اے

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَ

ہمارے خدا بیشک ہم ایمان لائے پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچائیو صبر کرنے والے اور

الصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ

اور سچ بولنے والے اور تابعداری کرنیوالے اور خرچ کرنیوالے اور صبح کے وقت بخشش مانگنے والے خود خدا اور سب فرشتے اور سب سچے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ

علم والے ظاہر کرتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اسکے کوئی معبود نہیں بڑا غالب حکمت والا ہے خدا کے نزدیک تو اصل

الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

مذہب اسلام (اطاعت کا نام) ہے اور اہل کتاب تو بعد پہنچنے علم کے محض ضد سے مخالف

لیکن اللہ کے بندے جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ اگر ہے تو صرف دنیا کا گزارہ ہے جو چند روز کے بعد فنا اور اللہ کے ہاں نیکیوں پر بڑی عزت کا مرتبہ ہے۔ تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو اس دنیاوی عیش و عشرت سے اچھی چیز بتلاؤں۔ سنو جو لوگ بری باتوں سے پرہیز کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ نہیں کہ ان باغوں میں ان کا چند روزہ ہی بسیرا ہو بلکہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس عیش و آرام میں ان کو تجرد کی بھی تکلیف نہ ہو گی اس لئے کہ ان کیلئے ان باغوں میں بڑی ستھری بیویاں ہوں گی اور بڑی بھاری نعمت ان کیلئے خوشنودی خداوندی کا اعزازی تمغہ ہو گا۔ کیوں نہ ہو خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے جو اس کے راستہ میں تکلیف اٹھاتے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے خدا بیشک ہم نے تیرے حکموں کو مانا پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور بروز قیامت ہم کو عذاب جہنم سے بچائیو۔ تکلیف پہنچے تو اس میں بڑی جوانمردی اور ثابت قدمی سے صبر کرنے والے اور باوجود کثیر المشاغل ہونے کے بھی سچ بولنے والے اور ہر کام میں خدا کی تابعداری کرنے والے اور حسب توفیق خرچ کرنیوالے اور صبح کے وقت جو بڑی راحت کا وقت ہوتا ہے اٹھ کر اللہ سے بخشش مانگنے والے بھلا ان کی روش کیوں نہ پسندیدہ ہو؟ جبکہ خود خدا اور اس کے سب فرشتے اور دنیا کے سب سچے علم والے ظاہر کرتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلا باانصاف گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا عوض دینے والا حاکم ہے پس سوائے اس کے کوئی معبود برحق نہیں نہ مسیح نہ کوئی وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے خدا کے نزدیک تو اصل مذہب اور دین اطاعت خداوندی اور فرمان برادری کا نام ہے۔ یہی نہیں کہ بڑوں کے نام پر بغیر کئے کے ناز کریں اور خود عمل کچھ نہ کریں اسی بات پر سب انبیاء متفق رہے۔ اور اب یہ اہل کتاب یہود و نصاری جو اس امر میں مخالف ہوئے ہیں تو

إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ

ہو رہے ہیں جو کوئی اللہ کے حکموں سے انکاری ہوگا تو خدا بہت جلد ان سے حساب

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَإِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ

لینے والا ہے پس اگر تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجو کہ میں اور میرے متبعین اللہ کے تابعدار ہوگئے

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْأُمِّيّٖنَ ءَأَسْلَمْتُمْ ۗ فَإِنْ أَسْلَمُوْا فَقَدِ

ہیں اور تو کتاب والوں سے اور ان پڑھوں سے کہدے کہ کیا تم تابعدار ہوتے ہو پس اگر وہ تابعدار ہوگئے تو ہدایت

اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تیرے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے- بیشک جو لوگ

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَأْمُرُوْنَ

اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور جو لوگ انصاف کی بات بتلاتے ہیں ان کو

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ

بھی قتل کر ڈالتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے انہی کے اعمال دنیا اور آخرت میں

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫

برباد ہوں گے

بعد پہنچنے واضح علم کے صرف محض کی ضد سے مخالف ہوئے ہیں چونکہ ایک کا کام دوسرے کو ضرور ہی معیوب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ جو لوگ بوجہ حق سمجھنے اسلام کے مسلمان ہوئے ہیں دوسرے ان کی دشمنی سے خواہ مخواہ ان پر اعتراض کرتے ہیں اور عوام میں اپنا رسوخ بڑھاتے ہیں پس یاد رکھیں کہ جو کوئی اللہ کے حکموں سے انکاری ہوگا خواہ کسی وجہ سے کسی کی ضد سے یا اپنی ہٹ سے تو خدا بہت جلد ان سے حساب لینے والا ہے دنیا کی زندگی کے چند روز ان کو مہلت ہے- مرتے ہی ان کے لئے ہاویہ جہنم تیار ہے چونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ لوگ محض اپنی ضد سے مخالف ہیں- پس اگر تجھ سے کسی امر میں جھگڑا کریں تو تو ایسے ضدیوں کو بقوائے جواب جاہلان باشد خموشی کہہ دے کہ میں اور میرے خادم میری سب امت تو اللہ کے تابعدار ہو گئے ہیں تم جانو تمہارا کام جانے- اپنے کیے کا بدلہ پاؤ گے یہ کہہ کر جھگڑا چھوڑ دے اور تو بطور نصیحت ان کتاب والوں اور عرب کے ان پڑھوں سے کہہ دے کہ کیا تم بھی اللہ کے تابعدار ہوئے ہو؟ پس اگر وہ اللہ کے تابعدار ہو گئے تو جان کہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھریں تو تیرا جب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ تیرا ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے- اور اللہ جس سے انجام کار انکو معاملہ ہے اپنے کل بندوں کو دیکھ رہا ہے یہ نہ سمجھیں کہ جو چاہیں کریں کوئی پوچھنے والا نہیں- بیشک جو لوگ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور خدا کے نبیوں کو ناحق ظلم سے قتل کرتے تھے اور جو ان کے اس فعل قبیح کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ حق بات انکو اس درجہ عداوت ہے کہ جو لوگ انصاف اور حق پسندی کی بات بتلاتے ہیں انکو بھی قتل کر ڈالتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری[1] سنا دے کہ آخر تمہارا بڑے گھر میں بسیرا ہوگا انہی کے اعمال نیک بھی دونوں جہانوں دنیا و آخرت میں برباد ہوں گے نہ دنیا میں انکو انکا کوئی اثر مرتب ہوگا- اور نہ آخرت میں ان کو بدلہ ملے گا

[1] یہ لفظ خوشخبری کے مقابلہ میں محاورۃ بولا گیا ہے عموماً حکام مجرموں کو جیلخانہ کی نسبت یہ لفظ کہا کرتے ہیں کہ تو بڑے گھر میں جائے گا-

وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُوْا نَصِيْبًا مِنَ الْكِتٰبِ

اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ ملا تھا خدا کی

يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو ایک جماعت منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں

اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہوگا ان سے جتنی سختی ہو بیجا نہیں۔ یہ بھی تو جان بوجھ کر اندھے بنے ہوئے ہیں۔ کیا تو نے اے مخاطب ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب[1] خداوندی سے جو بندوں کی ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً آیا کرتی ہے اور وہی کتاب کسی زمانہ میں توریت انجیل زبور کے نام سے موسوم ہوئی تھی حصہ ملا تھا۔ وہی لوگ جب خدا کی کتاب کی طرف جو حسب مقتضائے زمانہ قرآن کے نام سے ہو کر آئی ہے بلائے جاتے ہیں تاکہ ان میں ان کے جھگڑوں کے فیصلے کرے اور ان کو مذہبی باتوں میں سچی راہ بتلادے اور بتلاوے کہ جن کو تم نے غلطی سے خدائی حصہ دے رکھا ہے ان کو خدائی میں کوئی حصہ نہیں یا اور امور جو تصفیہ طلب ہوں ان میں تصفیہ کرے تو بجائے تسلیم کے ایک جماعت جو اپنے کو اہل علم کہتے ہیں منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

شان نزول

[1] (الم تر الی الذین اوتوا نصیبا) حضرت اقدس فداہ روحی ایک دفعہ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے مسلمان ہونے کی بابت کہا۔ دو آدمی ان میں سے بول اٹھے کہ آپ کس دین پر ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ حضرت براہیم کے طریق پر ہوں وہ بولے ابراہیم تو یہودی تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ توریت اسی پر فیصلہ رہا۔ یہ سن کر توریت لانے سے وہ انکار کر گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب اس آیت کے مضمون میں ہم نے اس مشہور سوال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے جو عام طور پر عیسائی اور ان کے شاگرد آریہ اور دیگر مخالفین کیا کرتے ہیں جس کا مطلب عدم ضرورت قرآن ہے تقریر اس سوال کی یوں کی جاتی ہے کہ قرآن نے جو تعلیم دی ہے وہ پہلی کتابوں کے ذریعہ پہلے لوگوں کو دی گئی تھی یا نہیں۔ اگر نہیں دی گئی تو اتنی بڑی مخلوق کو کیوں محروم رکھا؟ علاوہ اس کے کوئی نئی بات بھی قرآن میں نہیں وہی احکام عشرہ توریت کا تکرار اور عام اخلاقی امور ہیں جو ہر مذہب و ملت میں رائج ہیں۔ اور اگر شق اول ہے یعنی اگر پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں کو وہ تعلیم دی گئی تھی تو قرآن کی کیا ضرورت تھی یہ ہے ان تحریروں کا خلاصہ جن سے ہمارے قدیمی مہربان عیسائیوں نے ورقوں کے ورق اور جزوں کے جز سیاہ کئے ہیں اور ان کے شاگرد (مگر خاص اسلام پر اعتراض کرنے کے فن میں) آریوں نے بھی بڑے زور سے اس پر حواشی چڑھائے مگر اصل میں یہ اعتراض بالکل قرآن سے ناواقفی پر مبنی ہے۔

اس کا مفصل بیان کرنے سے پہلے ہم اپنے مخاطبوں سے الزامی طور پر پوچھتے ہیں کہ آپ ہی بتلادیں کہ مسیح نے جو تعلیم دی ہے وہ پہلے لوگوں کو دی گئی تھی یا نہیں بلکہ ذرا اوپر چڑھ کر بھی ٹٹولئے کہ حضرت موسیٰ نے جو تعلیم بذریعہ توریت بنی اسرائیل کو سنائی وہ پہلے لوگوں کو خدا نے کسی کی معرفت دی تھی یا نہیں اگر نہیں تو ان کو محروم کیوں رکھا؟ اور اگر دی تھی تو توریت کی کیا حاجت تھی۔ اسی طرح آریوں سے پوچھتے ہیں کہ وید کی تعلیم جس کو بقول یورپین مورخوں کے دو ہزار برس[2] بنے ہوئے گزرے ہیں اس کی تعلیم پہلے لوگوں کو تھی یا نہیں اگر نہیں تو محروم کیوں رکھا؟ اور اگر تھی تو اس کی کیا حاجت تھی؟ اس اعتراض سے وہی قوم بچے گی جو کسی پختہ دلیل سے اپنی کتاب کی قدامت ثابت کردے خیر بعد اللتیا والتی۔ جو مشکل بلکہ محال ہے۔

[2] آریہ تو ویدوں کی عمر ابتدائے دنیا سے بتاتے ہیں جس کا ثبوت ان کے پاس بجز اس کے کوئی بھی نہیں کہ پنڈت دیانند نے "رگ وید بھاش بھومکا" میں لکھا ہے اس مسئلہ پر مفصل بحث ایک مستقل رسالہ میں ہم کرنے والے ہیں انشاء اللہ یہاں پر محققین یورپ کا (جن پر آریوں کو بڑا اعتقاد ہے) حوالہ کافی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِىْ

یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہمیں تو چند روز ہی عذاب ہوگا ان کو مذہب کے بارے

دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

میں ان کے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے

اوراس امر میں ہر گز نہیں سوچتے کہ اس بے اعتنائی کا انجام کیا ہوگا ؟ مگر چونکہ ہر ایک امر جائز ہو یا ناجائز کسی وجہ پر مبنی ہوتا ہے اوراس کے کرنے والے کے نزدیک کوئی نہ کوئی وجہ (خواہ واقع میں کیسی ہی غلط ہو) ہوا کرتی ہے- یہ بے پروائی ان کی بھی اس وجہ سے ہے (دیکھ تو کیسی غلط وجہ ہے) کہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہمیں اگر ہوا تو چند روز ہی عذاب ہوگا کیونکہ ہم خاندان نبوت سے ہیں انبیاء کی اولاد بزرگوں کی ذریت ہیں مسیح ہمارا کفارہ ہے- کیا ہمارا اتنا بھی لحاظ نہ ہوگا کہ ہمیں تھوڑا سا عذاب جتنے روز ہمارے بزرگوں سے غلطی سے بچھڑے کی پوجا ہوئی تھی ہو کر رہائی ہو جائے دیکھو تو کیسا انکو مذہب کے بارے میں ان کے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے- پس اگر یہ ایسے ہی خیالات واہیہ پر رہے تو ان کا کیا

ہم اپنے اصل مضمون پر آتے ہیں کہ قرآن شریف نے کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایک نئی چیز لایا ہوں جو تم سے پہلے لوگوں کو نہیں ملی تھی بلکہ صاف لفظوں میں بے اینچ پیچ اس بات کا مقر ہے کہ میں وہی دین الٰہی ہوں جو ہمیشہ سے نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچا ہے اسی کو تازہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں چنانچہ آیات ذیل مطلب کے لئے شاہد عدل ہیں :-

شرع لکم من الدين ماوصی به نوحا والذی اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسیٰ وعيسیٰ ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه کبر علی المشرکين ماتدعوهم اليه (الشوریٰ)

تمہارے لئے وہی دین جاری کیا ہے جس کی بابت ہم نے نوح کو اور ابراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ہدایت کی اور جو تیری طرف کتاب اتاری ہے کہ دین کو قائم رکھو اور جدا جدا متفرق نہ ہو

مشرکوں پر تیری پکار بھاری ہے

رسول من الله يتلو صحفا مطهرة فيها کتب قيمة- نزل عليك الکتب بالحق مصدقا لما بين يديه وانزل التورة والانجيل من قبل هدی للناس وانزل الفرقان (آل عمران)

خدا کی طرف سے رسول آیا جو پاک کتابیں پڑھتا ہے جن میں مضبوط کتابیں شامل ہیں

تیری طرف سچی کتاب اتاری کہ اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور توریت انجیل بھی پہلے سے لوگوں کے ہدایت کیلئے نازل کی تھی اور آخر میں سب کا فیصلہ کرنے والا قرآن نازل کیا

مايقال لك الا ماقد قيل للرسل من قبلك ان ربك لذومغفرة وذو عقاب اليم (فصلت)

تجھے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی تھی بیشک تیرا رب بندوں کے حال پر بڑی بخشش والا ہے اور نافرمانوں ناشکروں کے حق میں سخت عذاب والا ہے

قل اننی هدانی ربی الی صراط مستقيم دينا قيما ملة ابراهيم حنيفا وما کان من المشرکين (انعام)

تو کہہ دے کہ میرے خدا نے مجھے سیدھی راہ یعنی ابراہیمی طریق پر ہدایت کی ہے جو یک رخہ خدا کا بندہ تھا اور مشرکوں سے نہ تھا

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما کان من المشرکين (نحل)

پھر ہم نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ تو ابراہیم موحد کے دین کی جو مشرک نہ تھا اتباع کر

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

تو ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن میں جمع کریں گے جو بلا شبہ ہونے والا ہے اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ

پر ظلم نہ ہوگا کہہ اے اللہ ملک کے مالک

کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن جمع کریں گے جو بلا شبہ ہونے والا ہے اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر کسی طرح کا ہماری طرف سے ظلم نہ ہوگا- اس روز ان کی کارستانی کی کلی کھلے گی اور خوب جان لیں گے کہ خدا کی کچہری ایسی نہیں کہ کوئی وہاں چون وچرا کرے اور اپنے خاندانی حقوق جتلائے بلکہ جو کچھ عرض معروض کرنا ہو عاجزانہ طریق سے چونکہ محکمہ خداوندی میں عجز و نیاز ہی کام آتا ہے اس لئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو اگر اپنی حاجت براری چاہتا ہے تو یوں کہہ اے اللہ تمام ملک کے مالک

شان نزول

(قل اللهم مالك الملك) آنحضرت نے اپنی امت کو وعدہ فتوحات کثیرہ کا دیا تو منافقین کوتہ اندیشوں نے اس سے تعجب کیا کہ کیونکر ایسی فتوحات ضعیف مسلمانوں کو ہو سکتی ہیں- اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم

آیات مذکورہ بالا جو مضمون بتلا رہی ہیں وہ مخفی نہیں بالکل واضح طور پر کہہ رہی ہیں کہ قرآن کی تعلیم کوئی نئی تعلیم بلکہ وہی پرانی حقانی تلقین ہے جو ابتدائے دنیا سے مخلوق کی ہدایت کیلئے آئی تھی لیکن یہ سوال کہ قرآن کی بصورت جدید کیا ضرورت تھی- اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ کے اہل کتاب کی بداطواری خصوصاً تبلیغ احکام کے متعلق بددیانتی اور توریت وانجیل کی طرز موجودہ اور مشرکین عرب کی ہدایت ہی موجب اس کی ہوئی کہ قرآن شریف بصورت جدید آئے چنانچہ ان امور کو قرآن شریف نے مفصلاً بیان کیا ہے پہلی آیت وہ ہے جہاں ارشاد ہے

واذ اخذالله ميثاق الذين اوتوا الكتب لتبيننه للناس ولا تكتمونه فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون (آل عمران ع ۱۹)

خدا نے کتاب والوں سے عہد لیا تھا کہ اس کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور اس کو مت چھپانا لیکن انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اس کو اپنے پیچھے پھینک دیا اور اس کے عوض میں دنیاداروں نے چند پیسے لینے شروع کر دیئے پس جو لیتے ہیں بہت برا ہے

من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه- يااهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وانتم تعلمون (آل عمران)

بعض یہودی کلام کو اس کی اصل جگہ سے بدلتے ہیں- اے کتاب والو سچ کو جھوٹ سے کیوں ملاتے ہو؟ اور دانستہ حق کو کیوں چھپاتے ہو؟

وان منهم لفريقايلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وماهو من عندالله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون (آل عمران)

بیشک ان اہل کتاب سے ایک فریق ہے جو زبانوں کو کتاب کے پڑھتے ہوئے مروڑتے ہیں تاکہ تم اس کو بھی جو دبی زبان سے کہتے ہیں کتاب جانو- حالانکہ وہ کتاب سے نہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے ہاں سے ہے حالانکہ خدا کے ہاں سے نہیں ہے اور خدا کے ذمہ دانستہ جھوٹ لگاتے ہیں

فبما نقضهم ميثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسية يحرفون الكلم عن مواضعه ونسوا حظا مما

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ

تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور

تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۶﴾ تُولِجُ الَّيْلَ فِي

جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن میں

النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور زندے کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے باہر لاتا

الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

ہے اور جس کو چاہے بے حساب رزق دے دیتا ہے

تو جس کو چاہے دنیا کا ملک اور حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے دیا ہوا تو چھین بھی لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے یہ تیری ہی قدرت کے آثار ہیں کہ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں کبھی دن کو بڑھاتا ہے اور کبھی رات کو اور زندہ کو مردہ جیسے نطفہ سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے باہر لاتا ہے اور ساتھ ہی یہ کمال قدرت ہے کہ جس کو چاہے بے حساب رزق دے دیتا ہے۔ پس ایسے ایسے ہی خیالات

ذکروا به ولا تزال تطلع على خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين ومن الذين قالوا انا نصارى اخذنا ميثاقهم فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة وسوف ينبئهم الله ما كانوا يصنعون

پس ان کے وعدہ توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان کو لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ کتاب کو اس کی اصلی جگہ سے بدلتے ہیں اور جس چیز کی ان کو نصیحت ہوئی تھی ایک عظیم حصہ اس سے بھلا بیٹھے ہیں تو ہمیشہ ان کی خیانتوں پر بجز چند لوگوں کے مطلع ہوتا رہے گا پس تو ان سے درگزر کر اور منہ پھیر کیونکہ اللہ نیکوں سے محبت رکھتا ہے۔ عیسائیوں سے بھی ہم نے عہد لیا تھا پھر وہ بھی بہت سا حصہ اس میں سے بھلا بیٹھے پھر ہم نے قیامت تک ان میں عداوت اور بغض ڈال دیا اور خدا ان کو ان کے کاموں سے قیامت کے روز خبر دے گا

وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا الله لعلكم ترحمون— ان تقولوا انما انزل الكتب على طائفتين من قبلنا وان كنا عن دراستهم لغافلين (الانعام)

مشرکین عرب کو ارشاد ہے کہ ہم نے اس کتاب کو اس لئے اتارا ہے تاکہ تم نہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں کو کتاب ملی تھی اور ہم (بوجہ مغائرت زبان) ان سے بے خبر تھے۔

بالخصوص بایں لحاظ کہ توریت و انجیل کے مضامین میں خلط ملط عظیم ہوا ہے جو اس کی طرز تحریر جتلا رہی ہے اور ان کی تعلیم واقعی یا بناوٹی کا بگاڑ کہ ایک خدا کے تین اور تین سے پھر ایک بنانا جو نہ صرف انجیل بلکہ توریت سے مستنبط کیا جاتا ہے بے شک اس بات کا مقتضی تھا کہ خدا کی سچی تعلیم بالکل الگ کر کے حسب حال زمانہ ایسی طرز سے بیان کی جائے کہ اس میں کج رووں کو بالکل مجال سخن نہ ہو۔ اور پھر ساتھ ہی اس کے اس کتاب کی حفاظت صوری اور معنوی کا کوئی خاص انتظام ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کہ خدا کی سچی تعلیم ایک ایسے قالب میں لا کر بیان کی گئی کہ جس سے کج رووں کی کج روی نمودار اور عیاں ہو گئی جس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ

ما كان لبشر ان يوتيه الله الكتب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لى من دون الله ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون (آل عمران)

کسی بندے کی شان ہی نہیں کہ اس کو خدا کتاب عنایت کرے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا سے ورے ورے مجھے بھی

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے مت دوستی لگائیں

موجب نجات ہیں- اور اگر کسی کافر فاسق کی صحبت میں بیٹھ کر تم بگڑے تو گئے اس لئے ہم کہیں کہ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگائیں تاکہ ان کی طرح بداخلاق نہ ہو جائیں اور خدا کے غضب میں نہ آجائیں

شان نزول

(لا یتخذ المومنون الکافرین) بعض سادہ مزاج مسلمان اہل کتاب سے دوستی محبت رکھتے تھے- دور اندیش مسلمانوں نے یہود ونصاری کی عداوتیں بین دیکھ کر ان کو اس دوستی سے منع کیا مگر وہ اس سے باز نہ آئے- ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

خدا جانو- لیکن یہ کہے گا کہ اپنے پڑھنے پڑھانے کی وجہ سے اللہ والے بنو

ایک آیت میں صاف ارشاد ہے کہ :

وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لمابین یدیه من الکتاب و مهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهوائهم عما جاء ك من الحق (المائده ع ۷)

ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے جو پہلی کتاب کو حق بتلاتی ہے- علاوہ تصدیق کے اس پر خبر گیر بھی ہے (کہ اس میں کج رووں کی کج روی جو ہوئی ہو اس کی تغلیط اور مضامین حقہ کی تصدیق کرے) پس تو ان میں اللہ کے اتارے ہوئے (قرآن) سے فیصلہ کر (کیونکہ وہ بلا شبہ صاف اور حق ہے) اور تیرے پاس جو سچی تعلیم آئی ہے اسے چھوڑ کر انکی خواہشوں کے (اور من گھڑت مطالب کے) پیچھے مت ہو جیو

ان آیات میں پہلی کتابوں کی تصدیق کر کے ان کو مخلوط بالغیر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور ساتھ ہی قرآن شریف کے بصورت جدید آنے کی علت بتلائی ہے کہ قرآن اور کتب سابقہ کی مثال بالکل صحیح اور درست مسودہ اور مبیضہ کی سی ہے یعنی جس طرح مسودہ کو جس میں کئی زائد کم باتیں ملی ہوئی ہوں صاف کر کے مبیضہ بنایا جاتا ہے تو مسودہ سابقہ کو ردی میں پھینک دیا کرتے ہیں اسی طرح کتب سابقہ کے مضامین جن میں بجائے توحید خالص کے تثلیث اور مردم پرستی قائم کی گئی تھی انکو صاف کر کے صحیح مضامین کو چھانٹ کر ایک صحیح مبیضہ تیار کیا گیا اور آئندہ کو اس کی حفاظت بندوں سے ہٹا کر خدائے غیب دان نے اپنے ذمہ لے لی-

چنانچہ ارشاد ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر) ہم نے ہی اس نصیحت (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں

چونکہ خدا کے کام بذریعہ اسباب ہوا کرتے ہیں اس لئے اس کی حفاظت کا انتظام بھی حسب دستور اس نے اپنے بندوں سے اس طرح لیا کہ عموما مسلمانوں میں بفضلہ تعالیٰ حافظ قرآن پائے جاتے ہیں اس تنزل کے زمانہ میں بھی خدا کی حفاظت کا یہ اثر ہے کہ مثلا یہی شہر (امرتسر) جس میں تقریبا تین سو مسجد ہے رمضان میں عموما ہر مسجد میں تراویح پڑھنے کو دو حافظ تو ضرور ہی ہوتے ہیں جس سے اوسط حساب چھ سو حافظ ہوئے جو خاص شہر کی آبادی کا حساب ہے اور گردونواح کا اندازہ بھی اسی پر قیاس کر لیجئے پھر تمام اسلامی دنیا کا اندازہ اس پر حساب ہونا آسان ہے- حالانکہ یہ زمانہ عام طور پر مذہبی امور سے غفلت کا ہے- اسی طرح نسلا بعد نسل کرتے آئے ہیں اور کرتے جائیں گے جس سے کوئی کتنا بھی زور لگائے ایک زبر سے زیر اور پیش سے جزم نہ ہو گی کیا کوئی اور قوم ہے جو اسلام کی اس خوبی اور پیش گوئی کا مقابلہ کر کے دکھائے ؟

پس تنگ نہ کر ناصح نادان مجھے اتنا یا چل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسی

یہ ایک ایسی حفاظت ہے کہ مسلمانوں کو اسی کی بدولت وہ وقت دیکھنا نصیب نہیں ہوا کہ اس کہنے پر مجبور ہوں کہ فلاں آیت الحاقی ہے اور فلاں باب جعلی ہے جیسا کہ عیسائیوں کو کہنا پڑا (دیکھو تفسیر ہارن)

توریت انجیل کو مسودہ سے تشبیہ اس کی حالت موجودہ کے لحاظ سے ہے جس میں ایسے مضامین بھی ہیں کہ حضرت لوط نے (معاذ اللہ) شراب پی کر اپنی لڑکیوں سے زنا کیا (پیدائش ۱۹ باب) مسیح نے شراب کی دعوت میں شراب کے کم ہونے پر معجزہ سے شراب کو بڑھا دیا (انجیل یوحنا باب ۲) ورنہ حقیقی توریت وانجیل نور ہدایت اور رحمت تھی جس کے مضامین قرآن میں آکر وہی لقب لے رہے ہیں- (فافہم)

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ

جو کوئی یہ کرے گا وہ خدا سے بے علاقہ ہے ہاں اگر کسی قسم کا بچاؤ کرلو تو جائز ہے

جو کوئی یہ کام کرے گا وہ خدا سے بے علاقہ ہے۔ ہاں اگر ان سے ضرر کا اندیشہ ہو تو کسی قسم کا بچاؤ کرلو تو جائز ہے اور دنیاوی معاملات میں ان سے سلوک کرنا چاہو تو کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ تم دل سے ان کی محبت اور نصیحت کو مومنوں کی محبت اور بہی خواہی پر ترجیح دو۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم بالکل وہی ہے جو ابتدا سے خدا نے اپنے بندوں کو دی تھی۔ جس کو قرآن کریم نے خود ہی بیان کیا ہے کہ

ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوالله وان تکفروا فان لله مافی السموات وما فی الارض وکان الله غنیا حمیدا (النساء ع ۱۹)

تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی ہماری یہی نصیحت رہی تھی کہ ہر ایک معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہا کرو۔ اور اگر تم ناشکری کرو گے تو جان رکھو کہ اللہ ہی کا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے اور خدا سب سے بے نیاز بذاتہ تعریفوں کے لائق ہے

ایک جگہ فرمایا

کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر ان لا تعبدوا الا الله (هود)

اس کتاب کے حکم بڑے محکم اور خدا کے پاس سے مفصل بیان ہو چکے ہیں کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو

اسی تعلیم سابق کا بطرز جدید بصورت قرآن بیان کر کے آئندہ کو ہمیشہ کے خطرات سے اسے محفوظ کر دیا کہ دوبارہ کج رووں کے اختلاط سے بگڑنے نہ پاوے یہی وہ نسخ ہے جو عام طور پر اہل اسلام تورات انجیل کو منسوخ کہا کرتے ہیں

نہ ازلات وعزی بر اور دگر کہ توریت وانجیل منسوخ کرد

اور یہی دلیل آپ کے خاتم النبوت ہونے کی ہے اس لئے کہ نبی کی بڑی ضرورت تو یہ ہے کہ تعلیم حقانی کی نسبت جو غلو ہوا ہو اسکو معدوم کر کے اصل بات صاف صاف لوگوں کو پہنچاوے لیکن جب اس تعلیم کا خدا محافظ ہے اور اس کی حفاظت کی ہی وجہ ہے کہ اس میں کوئی خلل نہیں آیا تو نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ رہی تبلیغ سو یہ عام طور پر علماء اسلام کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے چنانچہ انہی معنی سے حدیث میں آیا ہے کہ

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (حدیث) میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے منصب رکھتے ہیں

رہا یہ سوال کہ اگر قرآن شریف وہی خداوندی تعلیم ہے جو ہمیشہ سے بندوں کو ملتی رہی تھی تو ان میں رسوم مذہبی کا اختلاف کیوں ہو؟ مسلمانوں کی نماز وغیرہ عبادات عیسائیوں اور یہودیوں اور دیگر اہل کتاب سے کیوں مختلف ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی عبادات صرف چار ہی ہیں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ (خیرات) نماز میں جو ارکان (قیام۔ رکوع۔ سجدہ) پائے جاتے ہیں پہلے لوگوں کو بھی یہی حکم تھا۔ چنانچہ صدیقہ مریم (علیہا السلام) کو ارشاد ہوتا ہے کہ

یا مریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران ع ۵)

مریم اپنے خدا کے سامنے کھڑی ہو اور سجدہ ور کوع کرنے والوں سے مل کر رکوع اور سجدہ کر

اسی طرح زکوۃ کو بھی ان کو حکم تھا جیسا کہ فرمایا

وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوة ویوتوا الزکوة وذلك دین القیمة (البینته)

ان کتاب والوں کو یہی حکم تھا کہ خالص دل سے خدا کی ہی عبادت کریں اور نماز پر مضبوط رہیں اور زکوۃ (خیرات) دیتے رہیں۔ یہی دینی مضمون کی باتیں ہیں

روزوں کی بابت بھی صاف حکم ہے کہ

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقره)

جس طرح تم پر روزہ فرض ہوا ہے اسی طرح پہلے لوگوں پر بھی فرض ہوا تھا

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ

خدا، تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اللہ کی طرف پھرنا ہے تو کہدے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ

اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

یا اس کو ظاہر کرو تو خدا اس کو جانتا ہے وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں جانتا ہے وہ ہر ایک کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے

خبردار ہرگز ایسا نہ کیجیو خدا تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے بہتر ہے کہ تم سمجھ جاؤ اور جان لو کہ انجام کار تم نے اللہ کی طرف پھرنا ہے اگر اس کی مرضی حاصل کی ہوگی تو نجات پاؤ گے ورنہ خیر نہیں اور اگر ظاہر تیری بات کو ہاں ہاں کریں اور دل میں کافروں سے ہی محبت رکھیں تو تو ان سے کہہ دے اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا اس کو ظاہر کرو تو دونوں طرح سے خدا اس کو جانتا ہے کیونکہ وہ بڑا علام الغیوب ہے۔ وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں بھی جانتا ہے علاوہ اس کے وہ ہر ایک کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

ایسا ہی حج کی بابت بھی ارشاد ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو خدا نے حکم کیا تھا کہ

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوامنافع لھم ویذکروااسم اللہ فی ایام معلومات علی مارزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر (الحج)

لوگوں میں حج کی منادی کر دے تیرے پاس پاپیادہ اور دبلی دبلی اونٹنیوں پر بھی دور دراز راستے سے سوار ہو کر آویں گے تاکہ اپنے منافع پر حاضر ہوں اور اللہ کا نام معین تاریخوں میں خدا کے دیئے ہوئے مویشی پر یاد کریں پس خود بھی ان میں سے کھائیو اور محتاج فقیروں کو بھی کھلائیو

باقی رہے اخلاقی مضامین (سچ بولنا زنا نہ کرنا چوری نہ کرنا ظلم کرنا وغیر وغیرہ) سو یہ تو ایسے احکام ہیں کہ کسی شریعت اور قانون کی ذیل میں بھی آکر متبدل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اسلام نے بھی ان میں کسی طرح سے تغیر نہ کیا بلکہ مزید تاکید ہی ان کے متعلق فرمائی۔ ہاں بعض عبادات اہل کتاب کی اسلام سے بیشک مختلف ہیں جیسی مسیح کی عبادت صلیب کی پرستش وغیر وغیرہ سو اس کے ذمہ دار یہی جنٹل مین ہیں جن کی یہ خانہ ساز ہیں۔ اسلام تو خدا کی تعلیم حقانی کا مظہر ہے نہ کہ انکی ایجاد کا بلکہ سچ پوچھو تو ایسی باتیں ہی تعلیم الٰہی کو بلباس قرآن لانے کو مقتضی ہوئیں چنانچہ ارشاد ہے

یا اھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب ویعفوعن کثیر قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین (المائدہ)

اے کتاب والو بیشک تمہارے پاس ہمارا رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آگیا ہے جو تمہاری بہت سی چھپائی ہوئی کتاب کو ظاہر کرتا ہے اور بہت سے تمہارے ذاتی عیوب سے درگزر کرتا ہے بیشک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور کتاب روشن آپہنچی

پس مختصر یہ کہ قرآن شریف وہی حقانی تعلیم ہے جو ابتدائے آفرینش سے بندوں کی ہدایت کے واسطے آئی تھی جو کج رووں کی کج روی سے ردوبدل ہو کر مخلوط بالغیر ہو چکی تھی اسی کو صاف و مصفی کر کے مع بعض واقعات تاریخیہ بطور عبرت بیان کیا گیا ہے پس جو مضمون اس رجسٹرڈ مضمون کے خلاف ہوگا وہ مردود متصور ہوگا اور جس کی قرآن شریف تصدیق کرے گا وہی صحیح اور قابل اعتبار ہوگا۔ رہی یہ بحث کہ توریت وانجیل میں تحریف لفظی ہے یا معنوی سو یہ بحث طویل الذیل ہے اس لئے ہم کسی اور موقع پر اس کو چھوڑ کر اس حاشیہ کو ختم کرتے ہیں اور اخیر میں ارشاد خداوندی سب اہل کتاب کو سناتے ہیں

یاایھا الذین اوتوا الکتاب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا اونلعنھم کما لعنا اصحب السبت وکان امراللہ مفعولا (النساء)

کہ اے کتاب والو ہماری اتاری ہوئی کتاب (قرآن) کو مانو جو تمہاری ساتھ والی کی تصدیق کرتی ہے اس سے پہلے (مانو) کہ ہم کئی منہ بگاڑ کر انکی پیٹھ کی شکل اور ان کو کر دیں یا ان کو لعنت کریں جیسی کہ سبت والوں کو لعنت کی تھی اور خدا کا کام کیا ہی ہوا ہے۔

ﹾ حج کی فلاسفی اور حکمت تو بجائے خود ہے اس جگہ اس کی حکمت کا بیان نہیں بلکہ صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ افعال امم سابقہ کو بھی تعلیم ہوئے تھے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ

جس روز ہر ایک شخص اپنا بھلا برا کیا ہوا اپنے سامنے پاوے گا تو آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور

أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُۥٓ أَمَدًۢا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفْسَهُۥ ۗ وَٱللَّهُ رَءُوفٌۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

اس کام میں دوری دراز ہو جائے خدا تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ

تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور خدا بڑا

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ

ہی بخشنے والا مہربان ہے تو کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو کافر خدا کو

ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰٓ ءَادَمَ وَنُوحًا وَءَالَ إِبْرَٰهِيمَ وَءَالَ عِمْرَٰنَ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٣٣﴾

نہیں بھاتے۔ خدا نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کے خاندان کو برگزیدہ کیا تھا

بدکاروں کو ایسی سزا دے گا کہ یاد کریں گے کب دے گا؟ جس روز ہر ایک شخص اپنا بھلا برا کیا ہوا اپنے سامنے پائے گا اور اپنے برے اعمال کی سزا دیکھ کر آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس برے کام میں دوری دراز ہو جائے تو میں اس پر وحشت کے دیکھنے سے آرام پاؤں مگر اس آرزو کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے خدا تم کو اپنے آپ سے عذاب سے ڈراتا ہے کہ تم اس کے آنے سے پیشتر ہی باز آجاؤ غور کرو تو یہ بھی اس کی مہربانی ہے، کہ بار بار تم کو اس سے متنبہ کرتا ہے اس لئے کہ خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی بندہ بے خبری میں پھنس جائے انہی کے بھلے کو تو ان سے کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو غلط خیالات شرکیہ کفریہ چھوڑ کر میرے پیچھے چلو جس کا فائدہ تم کو یہ ہوگا کہ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہیں انعام یہ عطا ہوگا کہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تیری تابعداری تو اس لئے ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے پس تو کہہ دے کہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو مطلب کو پہنچ جاؤ گے پھر اگر وہ تیری بات سے منہ پھیریں تو جان لے کہ کافر خدا کو ہرگز نہیں بھاتے بھلا اگر تیری نہ سنیں تو کیا حیرانی ہے جبکہ یہ لوگ ایک خدا کے بندے کو خدائی میں شریک سمجھتے ہیں اور اس کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں حالانکہ جس کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے اس کا سارا خاندان ہی عبودیت میں کمال کو یہاں تک پہنچے ہوئے تھے کہ خدا نے آدم اور نوح کو جیسا چنا تھا ویسا ہی ابراہیم اور عمران کے خاندان کو جو مسیح کے نانا تھے برگزیدہ کیا تھا۔

شان نزول (قل ان کنتم تحبون اللہ) یہود و نصاریٰ اپنے کو اللہ کا محب اور حبیب بتلایا کرتے تھے اور مشرکین عرب بتوں کی عبادت کرنے کی یہی وجہ بتلایا کرتے تھے کہ ہم اللہ کی محبت حاصل کرنے کی غرض سے ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اصل مقصود ہمیں محبت الٰہی ہے ان دونوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

ان اللہ اصطفی ادم یہودیوں کا ہمیشہ سے بیہودہ دعویٰ تھا کہ ہم انبیاء کی اولاد سے ہیں اور خدا کے پیارے ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ بتلا دے کہ انبیاء کو خدا نے محض ان کی اخلاص قلبی کی وجہ سے برگزیدہ کیا تھا اگر ان جیسا ہونا چاہتے ہو تو اخلاص قلبیہ حاصل کرو ورنہ زبانی دعاوی کون سنتا ہے۔ نیز اس میں بالخصوص فرقہ عیسائیوں کی تردید کی تمہید ہے۔ (معالم)

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ

ان میں سے ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے جب عمران کی عورت نے کہا تھا کہ اے میرے خدا میں نے اپنے پیٹ

لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

کا بچہ تیرے لیے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے پس جب اس نے لڑکی

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ

جنی تو بولی کہ اے میرے خدا میں نے تو لڑکی جنی اور خدا کو خوب معلوم تھا جو جنی تھی اور لڑکی مثل لڑکے کے نہیں

وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

اور اس کا نام میں نے مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا

پس خدا نے اس کو اچھی طرح سے قبول کیا اور عمدہ طرح سے پالا زکریا. اس کا کفیل ہوا جب کبھی

دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ

زکریا اس کے پاس چوبارہ میں جاتا کھانا اس کے پاس پاتا پوچھا کہ مریم یہ کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے؟

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

مریم نے کہا یہ اللہ کے ہاں سے ہے

ان میں سے ایک دوسرے کی اولاد تھی اور اللہ ہر ایک کی باتیں سنتا اور جانتا ہے۔ان کی اخلاص مندی ہی کا ثمرہ تھا کہ ان کو معزز کیا انکی بیہودہ گوئی کا نتیجہ ہو گا کہ مردود ہوں گے۔یاد کرو جب عمران کی عورت مسیح کی نانی حنہ نے کہا تھا کہ اے میرے خدا میں نے اپنے پیٹ کا بچہ خالص تیرے لئے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر۔ بیشک تو ہر ایک کی باتیں سننے والا اور ہر ایک کے دلی خیالات جاننے والا ہے۔پس جب اس نے لڑکی جنی اور وہ حسب دستور عورتوں کے لڑکے کی امید رکھتی تھی تو حسرت سے بولی کہ اے میرے خدا میں نے تو لڑکی جنی اور نذر مانتے وقت میرے جی میں بیٹے کی امید تھی گو کہ خدا کو خوب معلوم تھا جو جنی تھی تاہم اس نے اپنی آرزو کی اور کہا کہ لڑکی مثل لڑکے[1] کے نہیں ہوا کرتی۔لڑکا جو کام با آسانی کر سکتا ہے لڑکی سے بمشکل بھی نہیں ہو تا خیر تیرے دیئے پر شکر کرتی ہوں اور اس کا نام میں نے مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں پس خدا نے اس کے اخلاص کے موافق اس لڑکی کو اچھی طرح سے قبول کیا اور عمدہ طرح سے پالا چونکہ باپ مریم (علیہا السلام) کا زندہ نہیں تھا اس لئے زکریا (علیہ السلام) اس کا کفیل اور خبر گیر ہوا زکریا نے اس کو اپنے پاس چوبارہ میں رکھا تو مریم کو زکریا کے با اخلاص شاگردوں کی طرف سے زکریا کی بے خبری میں بھی کھانا دانہ پھل پھول وغیرہ پہنچ جاتا یہاں تک کہ جب[2] کبھی زکریا اس کے پاس چوبارہ میں جاتا کچھ نہ کچھ اس کے پاس کھانا تیار پاتا۔یہ واقعہ دیکھ کر زکریا نے ایک دفعہ اسے پوچھا کہ مریم یہ کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے مریم نے کہا یہ اللہ کے ہاں سے ہے مریم کو بے گمان کھانا۔ پہنچ جانا تعجب

---

[1] تشبیہ مقلوبی ہے۔

[2] اس آیت کے معنی عام طور پر خرق عادت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنی مریم کو سردی کے میوے گرمی میں اور گرمی کے سردی میں پہنچتے تھے مجھے کسی خرق عادت یا کرامت سے انکار نہیں۔ لیکن بغیر ثبوت خرق عادت ماننے سے بھی طبیعت رکتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ

خدا جس کو چاہے بے اندازہ رزق دے دیتا ہے اسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ

میرے خدا مجھ کو اپنے ہاں سے اولاد نیک بخش بیشک تو دعا سنتا ہے پس فرشتے نے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا

اسے جب وہ اپنی نماز گاہ میں کھڑا تھا پکارا کہ خدا تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی باتوں

بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى

کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور عورتوں سے بے رغبت اور نیک بندوں میں سے نبی ہوگا بولا کہ اے میرے خدا

يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾

میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں اور عورت میری بانجھ ہے کہا کہ (واقع) ایسا ہی ہے (لیکن) خدا جو چاہے کر دیتا

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ

ہے کہا کہ یااللہ میرے لئے کوئی نشانی بنا کہا کہ تیری نشانی یہ ہوگی کہ تو تین روز لوگوں سے بول نہیں سکے گا لیکن اشارہ کریگا

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا

اور اپنے پروردگار کا ذکر بہت بہت کیا کر

کی بات نہیں خدا جس کو چاہے بے اندازہ رزق دے دیتا ہے- زکریا چونکہ لاولد اور ضعیف تھے اور عورت اس کی بھی ضعیفہ اور بانجھ تھی اس بے گمان رزق کی وصولی کو دیکھ کر اسی وقت زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے خدا جس طرح تو مریم کو بے گمان کھانے وغیرہ دیتا ہے مجھ کو بھی اپنے ہاں سے اولاد نیک بخش بے شک تو سب کی دعا سنتا ہے اور قبول بھی کرتا ہے پس اس کی دعا کرنی ہی تھی کہ فرشتے نے اسے جب وہ اپنی نماز گاہ میں کھڑا تھا کہ پکارا خدا نے تیری دعا قبول کی- اور تجھے تیرے بیٹے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ تو نے وہ مانگا ہے ویسا ہی ہوگا- وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے والا اور اپنے زمانہ کے دینداروں کا سردار اور بوجہ شغل عبادت عورتوں سے بے رغبت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کا نبی نیکوکاروں کی جماعت سے ہوگا- یہ مژدہ سن کر زکریا کو ایک طبعی خیال پیدا ہوا جس کا دفعیہ بھی اس نے اسی وقت چاہا بولا کہ اے میرے خدا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ بظاہر کئی ایک مانع طبعی موجود ہیں- میں نہایت بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں اور عورت میری بانجھ ہے جس سے آج تک جوانی میں بھی اولاد نہیں ہوئی خدا کے فرشتے نے اسے جواب میں کہا کہ بیشک (واقع) ایسا ہی ہے جو تو نے کہا (لیکن) خدا جو چاہے کر دیتا ہے اسے کوئی امر طبعی اور طبّی مانع نہیں ہو سکتا- زکریا نے یہ جواب سن کر مزید تسلی کیلئے پھر کہا اے خدا میرے لئے اس امر کی کوئی نشانی بھی بنا- خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا کہ تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کر سکے گا لیکن اشارہ کرے گا- پس لازم ہے کہ تو اس احسان کا شکریہ کیجیو اور اپنے خدا کا بہت ذکر-

وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٤١﴾ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ

اور پاکی سے صبح و شام اس کی یاد کیا کر جب فرشتے نے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے اور پاک کیا اور

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ الْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾ يَٰمَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي

جہان کی عورتوں پر تجھے بزرگی دی ہے اے مریم اپنے رب کی عبادت میں لگی

وَارْكَعِي مَعَ الرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ

رہ اور نماز نمازیوں کے ساتھ پڑھا کر یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف بھیجتے ہیں ورنہ تو ان کے پاس

لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾

تو نہ تھا جب وہ اپنے قلم ڈالتے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو اور نہ ہی تو اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ آپس

إِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

میں جھگڑ رہے تھے جب فرشتے نے کہا اے مریم خدا تجھے اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام مسیح

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

بن مریم ہوگا

اور پاکی سے صبح و شام اس کی یاد کیا کیجیو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زکریا لوگوں سے بولنا چاہتا بلا علت نہ بول سکتا۔ اس سارے قصے سے بخوبی تم کو واضح ہو گیا ہو گا کہ مسیح اور اس کا تمام خاندان و متعلقات خدا کے آگے کیسے عاجزانہ التماس کیا کرتے تھے اور خدا کی طرف سے ان سب کو مالکانہ جواب ملتے یہ نہ تھا کہ کوئی ان میں سے خدا یا خدا کا جزو ہونے کا مدعی ہوتا۔ اب خاص ایک قصہ مسیح کی ماں کا بھی سنو جس سے ان دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کی غلطی تم پر واضح ہو جائے گی۔ جب خدا کے فرشتے نے مریم سے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے اور بری خصلتوں شرک کفر بداخلاقیوں سے پاک کیا ہے اور جہان کی عورتوں پر تجھے بزرگی دی۔ اے مریم چونکہ تو خدا کی بندی ہے اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ۔ بالخصوص نماز تو نمازیوں کے ساتھ جماعت میں پڑھا کرو۔ بھلا جس عورت کو خدا یہ بزرگی دے اس کی نسبت فحش اور بیحیائی کا خیال کرنا جیسا کہ یہودی کرتے ہیں کیسا جھوٹ ہے بلکہ کفر سے کم ہے؟ کہ ایسی خدا کی بندی کے بیٹے کو خدا سمجھنا انہیں دونوں گروہوں کی ہدایت کے لئے یہ غیب کی خبریں تیری طرف ہم بھیجتے ہیں ورنہ تو ان کے پاس تو نہ تھا جب وہ اپنے قلم یعنی قلموں کے لکھے ہوئے پرچے بطور قرعہ اندازی کے بایں غرض ڈالتے تھے کہ کون ان میں سے مریم کا مربی اور کفیل ہو اور نہ ہی تو اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے آمدیم بر سر مطلب اب وہ بات بھی سنو جس کیلئے یہ ساری تمہید[1] تھی یعنی مسیح کی عبودیت کا ثبوت اور الوہیت کا ابطال۔ یاد کرو جب خدا کے فرشتے[2] نے مریم (علیہا السلام) سے کہا کہ خدا تجھے اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے کہ اس حکم سے تیرے رحم میں ایک بچہ پیدا ہو گا کہ اس کا نام مسیح بن مریم ہو گا

[1] اصل میں شروع سورت سے ابطال الوہیت مسیح کی تمہید ہے جیسا کہ ہماری تقریر سے واضح ہو رہا ہے۔

[2] ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے بزرگ اور پاک آدمی کی پیدائش کا اجمالی بیان کرتا ہے کہ جس کی پیدائش وفات بلکہ کل زندگی کے واقعات میں لوگوں کی مختلف رائیں ہو رہی ہیں۔ عموماً ہر ایک شخص سے یہ معاملہ تو ہوتا ہے کہ اس کے دوست دشمن کی رائے مختلف ہوتی ہے۔ مگر یہ بزرگ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) اس بات میں بھی سب سے نرالے ہیں۔ یہود ان کے دشمن (بلکہ دراصل اپنے دشمن) تھے ان کی رائے ان کی نسبت

وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ۙ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَهۡدِ وَ

دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور مقرب بندوں سے ہوگا اور گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے باتیں کرے گا

كَهۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَكُوۡنُ لِیۡ وَلَدٌ وَّ

اور نیکوکاروں میں سے ہوگا- بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا مجھ کو تو

دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور نیز اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا اور چھوٹی عمر میں گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے ہدایت کی باتیں کریگا- نہ کہ جیسا یہودی کہتے ہیں کہ (معاذاللہ) ناجائز مولود تھا یا نصاری کہتے ہیں کہ خدا اور خدا کا بیٹا اور جزو ہے بلکہ وہ خدا کا نبی اور نیکوکاروں سے ہوگا- مریم (علیہا السلام) چونکہ اس وقت کنواری تھیں بیٹے کی خبر سن کر گھبرا گئی اور بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟

مخالفانہ تو اسی اصل (عداوت) کی فرع اور اسی شاخ کا ثمرہ ہے مگر ان کے نادان دوستوں (عیسائیوں) نے بھی آپ کی نسبت دراصل مخالفانہ رائے ہی لگائی جس کا ذکر اپنے موقع پر آوے گا- طرفہ یہ ہے کہ جس مسئلہ (بے باپ ولادت) کے نسبت کے لئے یہ حاشیہ تجویز ہوا ہے اس میں سب کے سب ایک زبان متفق ہیں گو ان کے اتفاق کی بنا مختلف ہی کیوں نہ ہو آپکے مخالف یہود تو اس حیثیت سے آپ کو بے باپ (حقیقی) مانتے ہیں کہ وہ جناب کی پیدائش بدگمانی اور گستاخی سے ناجائز طور کی کہتے ہیں- عیسائیوں نے تو جناب والا کی نسبت عجیب ہی بعید از قیاس باتیں گھڑی ہیں- خدا اور خدا کا بیٹا تو ان کے عام طور پر زبان زد ہے- باپ کے ہونے کے وہ بھی منکر ہیں- مسلمان بھی زمانہ شروع اسلام سے آج تک اسی امر کے قائل ہیں کہ مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے مگر ہاں اس زمانہ اخیر میں ہمارے مہربان سر سید احمد خان صاحب مرحوم نے اس سے انکار کیا ہے کہ وہ بے باپ تھے بلکہ مثل دیگر بچوں کے ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے تھے- اس لئے اس حاشیہ میں ہم مسیح کی ولادت کے متعلق دو طرح سے بحث کریں گے- ایک ان آیات سے جن میں مسیح کی ولادت مذکور ہے دوسری ان بیرونی شہادتوں سے جن کو سید صاحب بھی کسی قدر معتبر جانتے ہیں- اسی سورہ آل عمران میں یوں فرمایا

اذا قالت الملئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسىٰ بن مريم وجيها فى الدنيا والاخرة ومن المقربين ويكلم الناس فى المهد وكهلا ومن الصالحين قالت رب انى يكون لى غلم ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق مايشاء اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون (آل عمران)

جب فرشتے نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح مریم کا بیٹا دنیا اور آخرت میں معزز اور (خدا کے) مقربوں سے ہوگا اور لوگوں سے گہوارہ اور بڑھاپے میں کلام کریگا اور وہ نیکوکاروں سے ہوگا- مریم نے کہا اے میرے رب مجھے کس طرح سے لڑکا ہوگا؟ حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا- فرشتے نے کہا تو ایسے ہی خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے جب کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

دوسری جگہ سورہ مریم میں اس سے بھی کسی قدر مفصل بیان ہے

واذكر فى الكتاب مريم اذا انتبذت من اهلها مكانا شرقيا فاتخذت من دونها حجابا فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا

مریم کا ذکر قرآن میں بیان کر جس وقت وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی جانب ہو گئی اور ان سے ورے ایک پردہ اس نے بنا لیا- پس اسی حال میں ہم نے اپنا رسول (جبرائیل) اس کی طرف بھیجا- وہ کامل آدمی کی شکل میں اس کے

لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

کسی مرد نے ہاتھ سے نہیں چھوا کہا کہ بات یہی ہے جو چاہتا ہے کردیتا ہے جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے تو اس کے لئے

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

یہی کہتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہو جاتی ہے

حالانکہ بظاہر جو اسباب اولاد ہونے کے ہیں وہ تو مجھ میں مفقود ہیں بڑا بھاری سبب مرد کا اجتماع ہے سو مجھ کو تو ابھی تک کسی مرد نے ہاتھ سے نہیں چھوا- پھر لڑکا ہوگا تو کیسے ہوگا- خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا کہ بیشک بات یہی ہے جو تو نے کہی مگر خدا کی قدرت سب سے نرالی ہے خدا جو چاہتا ہے کردیتا ہے گو بظاہر اسباب ہر شے کے اس نے رکھے ہیں تاہم اسباب کا خالق بھی وہی ہے پس جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے تو اس کے لئے صرف یہی کہتا ہے کہ ہوجا پس ہوجاتی ہے-

سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منك ان کنت تقیا- قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زکیا- قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اك بغیا- قال کذلك قال ربك هو علی هین ولنجعله آیة للناس ورحمة منا وکان امر مقضیا فحملته فانتبذت به مکانا قصیا- فاجاء ها المخاض الی جذع النخله قالت یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا- فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا وهزی الیك بجذع النخلة تساقط علیك رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا (مریم)

سامنے آیا وہ (مریم بوجہ اپنی پاک دامنی کے) اس سے بولی کہ میں تجھ سے خدا کی پناہ میں ہوں (یعنی تیرے سامنے آنے کو پسند نہیں کرتی) اگر تو نیک ہے (تو آنے سے ہٹ جا) وہ بولا میں (آدمی نہیں ہوں بلکہ) تیرے رب کا قاصد ہوں کہ تجھے ایک لڑکا (ہونے کی خبر) دوں- مریم نے کہا مجھے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے نہ تو خاوند نے چھوا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں- فرشتے نے کہا تو ایسی ہی ہے تیرے رب نے کہا ہے کہ مجھ پر یہ کام آسان ہے تاکہ اس کو لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی رحمت بنادیں اور یہ کام تو ہوا ہوا ہے- پس مریم حاملہ ہوئی پھر وہ دور کی جگہ میں چلی گئی- پھر اسکو درد زہ کھجور کے پاس لایا تو بولی کہ ہائے افسوس میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میں بھولی بسری ہوئی ہوتی- پس فرشتے نے اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ تو غم نہ کر تیرے رب نے (تیرے لئے) تیرے نیچے نہر جاری کردی ہے اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا وہ تجھ پر تر و تازہ کھجور گرائے گی پھر تو کھائیو اور پیئو اور خوش ہوجائیو پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے (تو اشارہ سے) کہہ دیجیو کہ میں نے خدا کے لئے اپنی زبان بند رکھنے کی نذر مانی ہے- پس میں آج تمام دن کسی سے نہ بولوں گی

سورہ آل عمران میں صرف اسی قدر اشارہ ہے

ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران)

مسیح کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی طرح ہے جس کو مٹی سے بناکر ہوجا کہا وہ ہوگیا

ان آیات کریمہ میں کسی حاشیہ لگانے کی حاجت نہیں- اردو ترجمہ ہی جو بالکل ان کا اصلی ترجمہ ہے ان کا صاف مطلب بتلا رہا ہے پس جو مطلب ناظرین اردو سے سمجھے ہوں گے وہی مطلب عرب کے فصیح بلیغ باشندے سمجھے تھے- ہمارے خیال میں یہ مسئلہ (ولادت مسیح) بعد بیان ان آیات کے فہم و فراست اور انصاف پر چھوڑنے کے لائق ہے- لیکن اس خیال سے کہ سید صاحب رنجیدہ نہ ہوں کہ میرے عذرات قوم تک نہیں پہنچائے ہیں اس لئے کسی قدر شرح کرکے آپ کے عذرات رکیکہ مع جوابات معروض ہوں گے-

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

اور اس کو کتاب اور تہذیب اور تورات اور انجیل سکھاوے گا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا

اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ

کہ میں تمہارے خدا کی طرف سے رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں کہ مٹی سے جانور کی سی شکل تمہارے سامنے بنا کر

فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

اس میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو بھی اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ

اس تیرے بچہ کے گو اسباب بھی بظاہر مفقود ہیں لیکن وہ قادر قیوم تو ایک آن میں سب کچھ کر سکتا ہے وہ ضرور ایسا ہی کرے گا اور اس کو کتاب سماوی اور تہذیب اور توریت اور انجیل سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا بایں پیغام کہ میں تمہارے خدا کی طرف سے رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں کہ مٹی سے جانور کی شکل تمہارے سامنے بنا کر ان میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو تمہارے سامنے محض اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں اور تم کو

پہلی اور دوسری آیت اس امر میں متفق اور یک زبان ہیں کہ مریم (علیہا السلام) نے لڑکے کی خوشخبری سن کر اسے اپنے مناسب نہیں سمجھا بلکہ اس سے سخت لفظوں میں انکار کیا اور استعجاب بتلایا کہ مجھ جیسی کو لڑکا کہاں سے ہو سکتا ہے جس کو کسی مرد نے نہیں چھوا اور صورت حمل متعارف ہونے کے جیسا کہ سید صاحب کا خیال ہے) فرشتے کی طرف سے یا خدا کی جانب سے اس کا یہ جواب ملنا کہ خدا پر یہ کام آسان ہے داناؤں کی توجہ چاہتا ہے۔ ہاں اگر فرشتے کی طرف سے یہ جواب ہوتا کہ گو ابھی تک مرد نے تجھے نہیں چھوا لیکن چھونا ممکن ہے تو اس سے حضرت مریم کی تسلی ہو جاتی اور سید صاحب کو بھی متعدد صفحات کے لکھنے کی ناحق تکلیف نہ ہوتی۔ اب جائے غور ہے کہ بجائے اس جواب کے یہ جواب دینا کہ بیشک تو ایسی ہے لیکن اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ اس کو بھی مدلل اور مفصل کر کے بیان کیا کہ اللہ جب کبھی کسی چیز کا ہونا چاہتا ہے تو اسے صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ اگر سید صاحب کا خیال (کہ مسیح بطریق متعارف پیدا ہوئے تھے) ٹھیک ہو تو کچھ شک نہیں کہ یہ جواب طول طویل مریم کے استبعاد سے متعلق نہیں ہو سکتا بلکہ بالکل "سوال از آسمان جواب از ریسماں" کا مصداق ہے۔ پھر مریم علیہا السلام کے بچہ اٹھالاتے وقت قوم کا طعن مطعن شروع کرنا اور طعن میں ایسے الفاظ بولنا جو اس پاک دامن کی عفت میں خلل انداز ہوں یعنی کہ نہ تیرا باپ زانی تھا نہ تیری ماں بدکار زانیہ تھی۔ کبھی کسی نے اپنی بہو بیٹیوں کو بھی ایسا کہتے سنا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت کے وقت یہودیوں کا گمان فاسد اس کی نسبت ناجائز طور پر پیدا ہونے کا تھا جس کو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں دفع کیا کہ میں خدا کا نبی ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اس لئے کہ بموجب کتب بنی اسرائیل حرامی بچہ دس پشت تک خدا کا نبی نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ سید صاحب نے اس جواب سمجھنے میں غور نہیں کیا اور جھٹ سے اعتراض جما دیا کہ اگر اس وقت یہودیوں کی مراد اس سے تہمت بدنسبت کی حضرت مریم کے ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسیٰ کے ہوتی تو حضرت عیسیٰ اپنے جواب میں اپنی اور اپنی ماں کی بریت اس تہمت سے ظاہر کرتے۔ (جلد دوم صفحہ ۳۷-۳۸)

سید صاحب نے ہمارے پہلے طریق استدلال (یعنی عدم مطابقت سوال بجواب) کی طرف تو توجہ ہی نہیں کی اور اس امر میں شاید غور کرنے کا انہیں اتفاق ہی نہیں ہوا۔ اگر ہوتا تو تصویر کا رخ غالباً بطرز دیگر ہوتا البتہ دوسری طرز استدلال کی طرف کسی قدر متوجہ ہو کر فرمایا ہے۔ یہودیوں کے اس قول سے بھی کہ یامریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھرون ما کان ابوك امرء سوء وما کانت امك بغیا حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہ بات کہی کوئی بھی حضرت مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں رکھتا تھا۔ سید صاحب کو ایسی چالاکی مناسب نہ تھی

ے استثنا ۲۳ / ۳

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ

کرتا ہوں اور تم کو بتلا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو بیشک اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم

بتلادیتاہوں جوتم کھاتے ہواور جواپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو بیشک اس میں میری نبوت پر تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم

صفحہ ۲۸ میں آپ خود مانتے ہیں کہ "یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہ تھا بلکہ نپتر اثامی کے ساتھ منسوب کیا تھا کیونکہ یوسف ان کے شرعی شوہر ہو چکے تھے"

صفحہ ۲۸ کچھ دور نہ تھا یہاں پر آپ کا اس کو بھول جانا کلام الٰہی **لکیلا یعلم بعد علم شیئا** کی تصدیق ہے اگر فرمادیں کہ صفحہ ۲۸ کی عبارت وقت ولادت سے متعلق ہے اور صفحہ ۲۷ میں جو انکار ہے وہ اس وقت سے ہے جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو اٹھالائی تھیں تو دونوں عبارتیں مجھے یاد ہیں میں بھولا نہیں۔ تو پس ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ وقت ولادت یہودیوں نے مریم پر تہمت لگائی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ان کے نزدیک ناجائز مولود تھے جس سے ہمارا دعوی (بے باپ ولادت مسیح) تقویت پذیر ہے۔ اور نہ اس آیت میں اس قسم کی تہمت کا اشارہ ہے کاش کہ آپ اس آیت کی بجائے قرآن کا لفظ لکھ دیتے تو مدت تک فیصلہ ہو جاتا کوئی مخالف آپ کے سامنے **وقولھم[1] علی مریم بھتانا عظیما (النساء)** پیش نہ کرتا سید صاحب اب بھی موقع ہے معاملہ طے کر دیں

مٹا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

(**فری**) کے معنے بدیع و عجیب کے ہیں۔ اس لفظ سے غالبا یہودیوں نے مراد لی ہوگی "**شیئا عظیما منکرا**" مگر اس سے یہ بات کہ انہوں نے حضرت مریم کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں آتی بلکہ قرینہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اس کے جواب میں اس تہمت سے بری ہونے کا کوئی لفظ بھی نہیں کہا صفحہ ۳۷ (بیشک کہا دیکھو ہماری پہلی تقریر) اس جواب میں بھی سید صاحب حسب عادت قدیمہ مطلب سے تجاہل عارفانہ کر گئے ہیں۔ فری کے معنے کرنے میں وقت کھو دیا حالانکہ ان نالائقوں کے صریح الفاظ تھے کہ اے مریم تیرا باپ زانی نہ تھا تیری ماں زانیہ بدکار نہ تھی تو ایسا لڑکا (بقول سید صاحب) اوپرا کہاں سے لے آئی؟ کیا اس قدر مغلظ الفاظ کسی نے اپنی یا بیگانی لڑکی کی نسبت کہے ہیں یا کہتے سنا۔ یہودیوں کے ان الفاظ کے کہنے کی وجہ سر سید یوں بیان کرتے ہیں

جب انہوں (حضرت مسیح) نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی اس بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انہوں نے آکر حضرت مریم سے کہا کہ تیرے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب یعنی بدمذہب لڑکا جنا ہے؟ حضرت مریم نے خود اس کا جواب نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ کو اٹھالائیں (گود میں یا کندھوں پر) اس وقت انہوں نے فرمایا

کہ **انی عبداللہ آتانی الکتاب وجعلنی بنیا۔ ص ۳۶ (مریم)**

افسوس سید صاحب یہ مسئلہ ملا دو پیازے کی میت[2] کی طرح کبھی سیدھا نہ ہوگا جبتک کہ آپ صریح الفاظ کو نہ لیں گے۔ اور انکے متبادر ترجمہ کو تسلیم نہ کریں گے جو واقعی قابل تسلیم ہیں۔ دیکھئے تو آپ نے کہاں تک ملا دو پیازے کے پاؤں دبائے مگر سر اونچا ہو گیا۔ آپ کے بیان بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی بدزبانی پہلے سن کر حضرت مریم مسیح کو اٹھالائیں مگر قرآن کریم کے بیان سے ظاہر ہے کہ مریم کا بچہ کو اٹھا کر لانا پہلے ہے اور یہودیوں کی بدزبانی پیچھے۔ دیکھو تو کیا وضاحت سے ارشاد ہے

فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یامریم لقد جئت شیئا فریا (مریم)

---

[1] یہودیوں نے مریم پر بہتان لگایا۔ [2] مشہور ہے کہ ملا مذکور نے بادشاہ سے کہا تھا کہ میں مرا ہوا بھی آپ کو ہنساؤں گا۔ مرتے ہوئے ٹانگیں کسی اونچے طاق پر رکھوادیں جب مرا تو ٹانگیں سخت ہو گئیں۔ مرنے کا حال سن کر بادشاہ بھی آیا جب اس کی ٹانگیں نیچے دبائیں تو سر اونچا ہو گیا اور سر دبایا تو ٹانگیں اوپر چڑھ گئیں بادشاہ یہ سن کر ہنس دیا۔ ملا صاحب کا وعدہ وفا ہوا۔

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ

ماننے والے ہو- میں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں اس لئے بھی آیا ہوں

کسی کی ماننے والے ہو- اور اگر تم یہ سمجھ کر مخالفت کرو کہ میں تمہاری کتاب کا منکر ہوں تو یہ بھی تمہاری غلطی ہے- میں توریت کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں- البتہ میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض چیزیں

کہ پس اس (مسیح) کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی وہ بولے کہ اے مریم تو تو عجیب چیز لائی ہے-

سید صاحب ان باتوں سے بجز اس کے کہ علماء میں ہنسی ہو کیا فائدہ آپ اپنا عندیہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اس کھینچ تان سے آپ کا مطلب کیا ہے- کیا تاریخ ہند میں اپنا نام چھوڑنا چاہتے ہیں کیا

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

پرکار بند ہیں- آخر ہے تو کیا سبب ہے؟ جو آپ نے قرآن (ہاں اپنے نانا کے قرآن) کے نسخ پر کمر باندھ رکھی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا (بے ادبی معاف) ہضوات ہوں گے کہ جہاں آپ کو کچھ نہیں سوجھتا وہاں خواب میں چلے جاتے ہیں- چنانچہ حضرت مریم کی فرشتے سے گفتگو کہ جو آپ کے مذہب کے خلاف تھی (کیونکہ فرشتوں سے آپ کو رنج ہے) خواب کا واقع بتلانا اور اس کی نسبت یوں ارشاد فرمانا کہ سورہ مریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی رویا (خواب) کا واقع بیان ہے کہ انہوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو بیٹا دوں صفحہ ۳۵ بتلادیں تو خواب کس لفظ کا ترجمہ ہے- اسی برتے پر آپ علماء کو یہودیوں کے مقلد شہوت پرست کوڑ مغز ملا وغیرہ وغیرہ کے الفاظ بخشا کرتے ہیں

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں

بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں- آپ ہی بتلادیں کہ اگر کسی روایت صحیح کے اعتبار پر بات کہنے سے یہودیوں کا مقلد بنتا ہے تو بغیر ثبوت بات کہنے پر کس کا- خیر اس کا فیصلہ تو ہم آپ کے جد امجد (فداہ ابی وامی) کے روبرو ہی کرائیں گے- اب ہم اس مسئلہ (ولادت مسیح) کے متعلق بیرونی شہادتیں دریافت کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ ہیں- عیسائیوں اور مسلمانوں کی نسبت تو آپ یہی تسلیم کرتے کہ عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف خدا کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ پیدا ہوئے تھے- ص ۲۲ جلد ۲-

رہے یہودی سو ان کی بابت قرآن سے ثابت ہے کہ وہ مسیح کی ولادت کو کیسے مغلظ الفاظ سے بیان کرتے تھے- پس مسیح کے حالات دیکھنے والے یہود و نصاریٰ دونوں قومیں جو اس کے حالات کو تحقیق کرنے میں ہم سے زیادہ مصروف تھے (گو اغراض ان کے مختلف ہوں (یہود بوجہ عداوت اور نصاریٰ بوجہ عقیدت) پس ان دونوں کا اس امر پر اتفاق ہونا کہ مسیح کا باپ نہیں قابل غور نہیں؟ پھر اس اتفاق کی تائید ان کی کتابوں سے بھی ہوتی ہے- انجیل متی میں صاف بیان ہے

"اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی ان کے اکھٹا آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی- تب اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اسے چپکے سے چھوڑ دے- سو ان باتوں کی سوچ ہی میں تھا کہ دیکھو خداوند کے فرشتہ نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا "اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے روح القدس ہے" (انجیل متی باب اول درس ۱۸)

انجیل لوقا میں یوں مذکور ہے

"اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا- اس فرشتے نے اس

لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں تم کو حلال بتلاؤں اور تمہارے خدا کی طرف سے نشان لایا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو

جو تم پر حرام ہیں خدا کی طرف سے تم کو حلال بتلاؤں اور یہ میرا کسی چیز کو حلال حرام کہنا بے دلیل نہیں بلکہ میں خدا کی طرف سے رسول ہوں اور تمہارے اور اپنے خدا کی طرف سے اس دعوے پر نشان لایا ہوں پس تم اللہ اکیلے سے ڈرو اور

کے پاس اندر آ کے کہا کہ اے پسندہ سلام- خداوند تیرے ساتھ - تو عورتوں میں مبارک ہے- پر وہ اسے دیکھ کر اس کی بات سے گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے؟ تب فرشتے نے اس سے کہا کہ اے مریم مت ڈر کہ تو نے خدا کے حضور فضل پایا اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہو گا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا (نیک بندہ) کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا اور اس کی بادشاہیت آخر ہو گی- تب مریم نے فرشتے سے کہا یہ کیونکر ہو گا جس حال میں مرد کو نہیں جانتی- فرشتے نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر اترے گی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہو گا اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہو گا خدا کا بیٹا کہلائے گا" (انجیل لوقا باب اول درس ۲۶)

اس صاف اور سیدھے بیان انجیل کو بھی سید صاحب نے اندھوں کی کھیر کی طرح ٹیڑھا بنانا چاہا- آپ فرماتے ہیں

"کہ اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم کا خطبہ یوسف سے تھا- یہودیوں کے ہاں یہ دستور تھا کہ شوہر اور زوجہ میں اقرار ہو جاتا تھا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کریں گے- یہ معاہدے حقیقت میں عقد نکاح تھے زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا- یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے- یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں میں اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی- شاید خلاف رسم معیوب گنی جاتی ہو گی اور دونوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہو گی" (خلاصہ صفحہ ۲۷)

جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں ہے کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے متی کی انجیل میں جو یہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہیں تو ان کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اگر یہ بیان (متی کا) تسلیم کیا جائے تو اس کا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہونے سے یوسف کو رنج اور خجالت ہوئی ہو گی (ص ۴۸)

جناب سیادت مآب ایسی باتوں سے کیا فائدہ یوں تو ہم نے بھی ٹھیکہ نہیں لیا کہ آپ کو خاموش ہی کرا کے رہیں گے مگر آخر جہاں تک آپ کے جد امجد (فداہ روحی) کی محبت کا ہمیں جوش ہے آپ کی حق ادائی کریں گے گو کہ کسی استاد کا قول ہے

"ملا آن باشد کہ چپ نہ شود" صحیح ہے

بھلا حضرت سید صاحب کر مفرمائے بندہ اگر مریم کو خلاف رسم حمل تھا اور وہ حمل شرعاً درست اور بالکل بے گناہ تھا جیسا آپ بھی صفحہ ۲۷ میں تسلیم کر آئے ہیں تو یوسف اس پر اس قدر رنجیدہ کیوں ہوا؟ کہ اس بیچاری حاملہ کے چھوڑنے پر کمر بستہ ہو گیا- آخر کو وہ اتنا تو جانتا ہی تھا کہ یہ کرتوت تو ساری میں نے ہی کی ہے اور بھلا بالفرض اگر اس کو خلاف رسم حمل ہونے سے شرم تھی تو فرشتے نے خواب میں آ کر اس کی کیا تسلی کی کہ

"اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے" (متی باب ۱ آیت ۲۰)

وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

اور میری تابعداری کرو بیشک خدا میرا اور تمہارا پالنہار ہے پس اسی کی عبادت کرو

شریعت میں میری تابعداری کرو- چونکہ ان معجزات مذکورہ بالا سے کوتہ بینوں کو مسیح کی الوہیت کے شبہ ہونے کا احتمال تھا چنانچہ عیسائیوں کو ایسے واقعات سے ہی یہ خیال جم گیا ہے کہ مسیح بھی خدا ہے نیز منکرین معجزہ ایسی تعلیم کو شرک کہیں گے اس لئے مسیح نے اس بیان میں ایک تو یہ قید لگائی کہ سب کچھ اللہ کے ہی حکم سے ہے میری تو صرف یہ مثال ہے کہ جیسے کسی نابالغ شیر خوار بے شعور بچے کے ہاتھ میں چھری دیکر بڑا آدمی اپنے ہاتھ سے کسی کو مارے جیسا کہ مارنے والا بڑا آدمی ہے بچہ کا صرف بہانہ ہے اسی طرح میرے کام بھی سب خدا کے ہیں علاوہ اس کے مسیح نے اس شبہ کی بیخ کنی کرنے کو صاف لفظوں میں پکار دیا کہ بیشک خدا ہی میرا اور تمہارا پالنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو نہ کہ میری

کیا اس سے وہ حمل خلاف رسم سے موافق رسم ہو جائے گا ایسے فرشتے کو یوسف خواب میں ہی جواب دے دیتا کہ حضرت جس خجالت کی وجہ سے میں اسے چھوڑتا ہوں وہ روح القدس سے حاملہ ہونے سے تو نہیں جا سکتی- میں تو اس لئے چھوڑتا ہوں کہ خلاف رسم حمل ہے- میری رسومات متعلقہ شادی ابھی باقی ہیں- میں روح القدس کو کیا کروں میں اس شرم کے مارے پانی پانی ہوا جاتا ہوں- آپ مجھے روح القدس کا گیت سنائے جاتے ہیں- افسوس سید صاحب نے جیسا حضرت مریم کے سوال انی یکون لی غلام کے جواب کذلك الله يخلق ما يشاء (مریم) میں غور نہیں کیا اسی طرح اس میں بھی تدبر سے کام نہیں لیا- اس امر پر بھی سید صاحب بحوالہ انجیل متی ولوقا مصر ہیں کہ مسیح کو ابن داؤد ابن ابراہیم کہا گیا ہے (صفحہ ۴۴) اور قرآن میں ابراہیمی ذریت سے ہونا ثابت ہوتا ہے (صفحہ ۲۵) نہیں معلوم ایسے صریح بیانات کے مقابلہ میں ایسے ضعیف الزام کیا نسبت رکھتے ہیں؟ سید صاحب اصول شاشی میں بھی تو لکھا ہوگا کہ عبارۃ النص اشارہ وغیرہ سے مقدم ہوتی ہے- فافہم جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ صریح بیان ہر طرح سے ایسی تادیلات سے مقدم ہوتا ہے پس جبکہ صریح انجیلی اور قرانی دونوں اس پر (بشرطیکہ انصاف ہو) متفق ہیں کہ مسیح علیہ السلام بے باپ تھے تو ایسی تادیلات رکیکہ تو کوڑی سیر بکیں گی- حالانکہ قرآن کریم میں نواسے کو بھی بیٹا کہا گیا ہے جہاں مباہلہ کا حکم ہوتا ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں بلا کر مباہلہ کرتے ہیں جس پر آنحضرت نے اپنے نواسوں کو بلا کر مباہلہ کرنا چاہا تھا اور آپ کے والد ماجد سیدنا امام حسن علیہ السلام کو آپ کے جد امجد (فداہ روحی) نے اٹھا کر فرمایا تھا کہ میرے اس بیٹے کی طفیل خدا تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا (دیکھو صحیح بخاری) تو کیا امام حسن آنحضرت (صلعم) کے بیٹے تھے؟ نہیں بلکہ نواسہ کو بھی عام طور پر بیٹا کہا جاتا ہے پس حضرت مسیح کو داؤد یا ابن ابراہیم کہا گیا ہو تو مریم کی وجہ سے ہوگا- غالباً آپ بھی اس محاورہ کو صحیح جانتے ہیں جب ہی تو یہ عذر کرتے ہیں کہ یہودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قائم نہیں ہو سکتا- دوسرے یہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں (صفحہ ۴۵) گو یہ بھی اسی صفحہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضرت مریم حضرت زکریا کی بیوی الیشع کی رشتہ دار تھیں اور الیشع ہارون کی بیٹی تھیں مگر نہ یہ معلوم ہے کہ مریم اور الیشع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہ معلوم کہ ہارون کس کی اولاد تھے؟ (صفحہ ۲۵) حضرت ان باتوں سے بجز اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو کیا سکتا ہے جب ہمیں انہی اناجیل مروجہ سے صاف اور صریح الفاظ سے حضرت مسیح کا بے باپ ہونا اور عیسائیوں کا متفق علیہ اسی پر عقیدہ ہونا ثابت ہے تو پھر ایسے ویسے بعید از قیاس احتمالات کو کون سن سکے گا؟ ان کے رد کرنے کو صرف اسی قدر کافی ہے کہ یوسف داؤد کے گھرانے سے تھا (دیکھو انجیل لوقا باب اول درس ۲۷) جب یوسف داؤد کے گھرانے سے تھا تو غالباً مریم بھی اسی خاندان سے ہو گی- جب تک کہ کسی قوی دلیل سے ثابت نہ ہو کہ مریم خاندان داؤدی یا اسرائیل سے نہیں تھیں- اسی قدر کافی ہے-

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۞ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

یہی راہ سیدھی ہے پس جب مسیح نے ان سے انکار ہی پایا تو کہا کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں

یہی راہ سیدھی نجات تک پہنچانے والی ہے۔ مگر یہودیوں نے مسیح کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو جھٹلاتے ہی رہے پس جب مسیح نے ان سے انکار ہی پایا تو بغرض تمیز یگانوں اور بیگانوں کے و نیز واسطے اظہار عجز اور عبودیت اپنی کے کہا کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟

ہاں آپ کا اس فقرہ انجیلی پر کہ جیسا کہ گمان تھا "وہ مسیح یوسف کا بیٹا تھا" (لوقا باب ۳ درس ۲۳) نظر ڈالنا بھی حیرت بخش ہے جبکہ یہی لوقا صاف الفاظ میں مسیح کی ولادت بے باپ لکھتا ہے تو پھر ایسے محاورات سے کیا نتیجہ علاوہ اس کے ہو سکتا ہے کہ یہ بیان ان کا اس پر مبنی ہو کہ مسیح بعد ولادت اس کے گھر میں رہے ہوں گے جیسا کہ لے پالک بیٹے کو بیٹا کہہ دیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ سید صاحب اس مسئلہ میں اہل معانی کا قاعدہ بھی بھول گئے کہ موحد اگر انبت الربیع البقل کہے تو اس میں نسبت مجازی ہے

اسی مسئلہ (ولادت مسیح) پر سید صاحب کے حواری ان آیات سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں

اولم یرالانسان انا خلقنه من نطفة (یسین)

فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق (طارق)

ان آیات میں انسان کی پیدائش کی ابتدا نطفہ سے بیان ہوئی ہے۔ مگر بعد غور دیکھیں تو یہ استدلال بھی ضعیف ہے اس لئے کہ ان میں قضیہ کلیہ نہیں بلکہ مہملہ ہے جس میں کل افراد پر حکم ضروری نہیں۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان آیتوں میں سب انسانوں کی پیدائش کا ذکر نہیں بلکہ اکثر کا۔ قرینہ اس کا یہ ہے کہ اس پیدائش کے بیان سے متصل ہے انسان کی ناشکری غرور تکبر گردن کشی کا بیان عموماً مذکور ہوتا ہے جو اکثر افراد انسان میں ہے کل میں نہیں۔ بالخصوص انبیاء اور مسیح (علیہم السلام) کو تو ان سے کوسوں دوری ہے پس ان آیتوں سے تمام افراد کی پیدائش کا نطفہ سے ثبوت دینا گویا کل انبیاء کی نسبت یا کم سے کم مسیح کی نسبت ان گناہوں کا گمان کرنا ہے جو ان آیتوں میں بیان ہیں۔ علاوہ اس کے اگر سب افراد پر بھی حکم ہو تو اس اجمالی بیان سے دوسری آیت مسیح کو نکال سکتی ہے جیسا کہ عام مخصوص البعض کا قاعدہ ہے مثلاً ایک آیت میں فرمایا کہ

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا (بقرہ)

جن عورتوں کے خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس روز ٹھہریں (پھر دوسرا خاوند کریں)

دوسری آیت میں فرمایا کہ

واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن

اور حمل والیوں کی مدت وضع حمل ہے۔

خواہ بعد مرنے خاوند کے ایک گھڑی میں جنے خواہ نو مہینے کے بعد حالانکہ پہلی آیت کے مطابق اس کو چار مہینے دس روز کی عدت بیٹھ کر نکاح کی اجازت چاہئے تھی مگر ایسا نہیں کیونکہ دوسری آیت میں حاملہ کا خصوصیت سے ذکر آچکا ہے اس لئے پہلی آیت کی ذیل میں ہی اس کو لانا گویا دوسری آیت کا انکار کرنا ہے۔ اس قسم کی بیسوں مثالیں قرآن شریف میں بلکہ ہر ایک کتاب اور محاورہ میں ہوتی ہیں پس جیسا کہ ان دونوں آیتوں کے ماننے والے دونوں پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ پہلے عام حکم سے حاملہ کو نکال کر دوسری آیت کے ذیل میں لاتے ہیں تاکہ ایک ہی ذیل میں لانے سے دوسری سے انکار لازم نہ آئے اسی طرح آپ لوگوں کو جو سارے قرآن کو صحیح مانتے ہو ان آیتوں سے (درصورت تسلیم عموم) مسیح کی پیدائش کو خاص کرنا

---

۱) موسم بہار نے انگوریاں پیدا کیں

إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

حواری بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم اللہ کو مانتے ہیں پس تو گواہ رہ کہ ہم تابعدار ہیں

حواری جو اس وقت مسیح کے مخلص دوست تھے بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں- ہم اللہ کے حکموں کو مانتے ہیں پس تو گواہ رہ کہ ہم خدا کے تابعدار ہیں- یہ کہہ کر خدا کی طرف جھک کر دعا کرنے لگے

ہو گا ورنہ ایک کے ماننے سے دوسری کا انکار لازم آئے گا سید صاحب اور ان کے حواریوں سے بڑھ کر ان لوگوں سے تعجب ہے جو مسیح کی ولادت بے باپ کے تو قائل ہیں اور اس امر کو بھی مانتے ہیں کہ سب مسلمان سلفاً وخلفاً اسی طرح بے باپ ہی مانتے چلے آئے ہیں مگر (بقول ان کے) قرآن سے بے باپ ہونا ثابت نہیں حضرت ثابت تو روز روشن کی طرح ہے "آفتاب آمد دلیل آفتاب" مگر یوں کہئے کہ غور نہیں یا انصاف نہیں- سر سید نے جیسا مسیح کے بن باپ ہونے سے انکار کیا ویسے ان کے کلام فی المہد (چھوٹی عمر میں بولنے) سے بھی منکر ہیں کیوں نہ ہو دونوں انکار ایک ہی باپ کے توام ہیں یعنی سپر نیچرل (خلاف عادت) کے استحالہ پر تفریع آپ سورہ مریم کی آیت میں غور کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچہ کلام نہیں کرتا کلام کیا تھا قرآن مجید کے یہ لفظ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا (مریم) اس میں لفظ "کان" کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسے سے ہم کیوں کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لائق نہیں- یہ اسی طرح کا محاورہ ہے جیسے کہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے کی نسبت کہے کہ "ابھی ہونٹ پر سے تو اس کے دودھ بھی نہیں سوکھا کیا یہ ہم سے مباحثہ کے لائق ہے-" (تفسیر جلد ۲ صفحہ ۴۷)

سید صاحب کے اس امر کی تو ہم داد دیتے ہیں اور واقعی ہے بھی قابل داد کہ باوجود بڑھاپے کے اپنے اصول نیچر کو نہیں بھولتے بلکہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو ان کی بات بھلانے کی کوشش کرتے ہیں- مگر آخر وہی مثل صادق آجاتی ہے کہ "بکری کی ماں کب تک دعا مانگے گی" آپ سورہ مریم میں ناحق تفسیر (یا تحریف) کرنے چلے گئے اسی سورہ آل عمران میں جس کا حاشیہ لکھنے کو آپ بیٹھے ہیں غور فرمایا ہوتا تو کان یکون کی گردان سے مخلصی نصیب ہوتی دیکھئے تو کس وضاحت سے بیان ہے ویکلم الناس فی المھد و کھلا (آل عمران) اس آیت کا ترجمہ اور کسی کا کیا ہو تو آپ کاہے کو مانیں گے- آپ ہی کی تفسیر سے جو خود بدولت کے قلم سے نکلا ہوا پیش کرتا ہوں (مسیح) کلام کرے گا لوگوں سے گہوارہ

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

اے ہمارے خدا ہم تیری اتاری ہوئی (کتاب) کو مانتے ہیں اور رسول کے تابع ہیں پس تو ہم کو گواہی دینے والوں میں لکھ رکھ

اے خدا ہم تیری اتاری ہوئی (کتاب) کو مانتے ہیں اور تیرے رسول کے تابع ہیں۔ پس تو ہم کو اپنی توحید کی گواہی دینے والوں میں لکھ رکھ

میں اور بڑھاپے میں اسی کے انتظام کو آپ نے خطوط وحدانی ڈال کر بچپنا[1] بتلانے کو (یعنی بچپنے میں) لکھ دیا ہے دیکھو صفحہ ۱۲۱ اب بتلادیں کہ آپ کا کان یکون کہاں گیا حضرت سیادت ماب اسی وجہ سے تو نحویوں نے اس "کان" کو صلہ بتلایا ہے دیکھو شرح ملا جامی اور شرح الشرح

آپ اس امر کی بابت بھی بار بار سوال کرتے ہیں کہ "(مسیح کو) بن باپ کے پیدا کرنے میں حکمت الٰہی کیا ہو سکتی ہے"؟ (صفحہ ۲۳) آپ کے اس سوال سے مجھے بادشاہ اکبر کے دربار کا ایک واقعہ یاد آیا ایک دفعہ مجمع علماء میں کسی صاحب فضل سے دوسرے کسی صاحب کمال (آپ جیسے) نے سوال کیا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے وہ بے چارہ خاموش رہ کر دوسرے روز دربار میں حاضر نہ ہوا اکبر نے اسے بلا کر عدم حاضری کی وجہ دریافت کی تو بولا بندہ نواز آج تو اس نے موسیٰ کا صیغہ پوچھا ہے کل کو عیسیٰ کا پوچھے گا۔ سو اسی طرح آپ کے ان سوالات سے ہم ڈرتے ہیں کہ شاید آپ یہ بھی نہ دریافت کریں کہ خدا نے دونوں آنکھیں سامنے کیوں لگائیں ایک آگے ہوتی ایک پیچھے تاکہ دونوں طرف کی چیزیں دیکھنے سے بہ نسبت حال کے دگنا فائدہ ہوتا یا کہ میرا (سید صاحب کا) لخت جگر مسٹر سید حامد جوش جوانی میں کیوں مرا اور میں (سید صاحب) ارذل العمر تک اپنی تفسیر کار دسننے کو کیوں جیتا[2] رکھا گیا؟ حضرت من خدا کے کام خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ہاں جس قدر وہ بتلادے اسی قدر ہم بھی کہہ سکتے ہیں سچ ہے اور بالکل سچ ہے

لا یحیطون بشئی من علمه الا بما شآء[3] (بقرہ)

پس جب ہم اس غرض سے کہ اس امر کے متعلق کہ خدا کی بتلائی ہوئی وجہ کیا ہے؟ کلام الٰہی میں غور کرتے ہیں تو اس قدر پتہ چلتا ہے کہ

ولنجعله آیة — کہ ہم اس (مسیح) کو نشانی بنادیں گے

اس کے مقابلہ میں آپ کا عذر کہ جب کہ خدا تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد تناسل کے عادتاً پیدا کرتا رہتا ہے اور حضرت آدم کو بے ماں و باپ کے پیدا کیا تھا تو حضرت عیسیٰ کے صرف باپ کے پیدا کرنے میں اس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا (صفحہ ۲۳ جلد ۲) تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے۔ آپ نے یہ تو خیال نہ فرمایا کہ کس امر کی نشانی حضرت من اس امر کی نشانی کہ بعد جاری کرنے اس سلسلہ کائنات کے بھی خدا اس کے الٹ

---

[1] بہت بوڑھے بچوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔

[2] یہ مسودہ سید صاحب مرحوم کی زندگی کا لکھا ہوا ہے افسوس کہ آج اس کے مخاطب کو ہم نہیں پاتے اور بہ گمان خاتمہ نیک سید صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ سید صاحب مرحوم نہایت حلیم سلیم آدمی تھے۔ ہماری جلد اول کو دیکھ کر جو انہوں نے خط لکھا تھا وہ ان کے حلم کا ثبوت ہے

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

جی نہیں چاہتا کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی رد میں قلم اٹھائیں کیونکہ مردوں کے قبائح بیان کرنے سے حدیث میں منع آیا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ مصنف گو بظاہر مرتے ہیں لیکن در اصل زندہ ہیں کچھ لکھنا پڑا

نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت — گرچہ بسا گذشت کہ نوشیرواں نماند

[3] خدا کے کاموں کو بندے اسی قدر جان سکتے ہیں جتنا وہ بتلادے۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى

اور یہودیوں نے فریب کیے اور اللہ نے ان سے فریب کیا اللہ سب داؤ کرنے والوں سے اچھا ہے جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ

اور یہودیوں نے مسیح کی ایذا کیلئے طرح طرح کے فریب اور حیلے کئے اور خدا نے پہلے ہی سے اس کے بچانے کا انتظام کر رکھا ہوا تھا۔ آخر کار خدا ہی کی بات غالب رہی اس لئے کہ خدا سب مدبروں پر غالب ہے آخر یہودیوں کی شرارت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس کی ہلاکت کے درپے ہوئے مگر خدا اس کا ہمیشہ مددگار رہا اور موذیوں کی ایذا سے حفاظت کرتا رہا۔ یاد کرو جب خدا نے کہا اے عیسیٰ

کرنے پر قادر ہے پس اگر اقسام حیوانات بغیر توالدو تناسل کے پیدا ہوتے ہیں تو ان کیلئے وہی سلسلہ پیدائش مقرر کر رکھا ہے اور حضرت آدم کی پیدائش بھی ابتداء سلسلہ میں تھی اس لئے وہ بھی خرق عادت نہیں ہو سکتی اس پر آپ کا یہ شبہ کہ اگر خیال کیا جائے کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسرے طور پر اظہار قدرت کاملہ تھا تو بھی صحیح نہیں ہوتا اس لئے کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے۔ بن باپ کے مولود کا پیدا ہونا ایک ایسا مخفی امر ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے کیا گیا ہے (جلد ۲ صفحہ ۲۳) بالکل اس کے مشابہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ سید صاحب کو نہ تو کوئی شبہ ہے اور نہ ہی وہ اپنے مذہب کو قابل پذیرائی جانتے ہیں بلکہ انہوں نے خواہ مخواہ ایک تماشہ دیکھنے کو یہ نیا مذہب بنا رکھا ہے اس لئے کہ شبہ ہو تو کسی ایسے امر میں جو کسی محاورہ زبان سے رفع ہو سکے نہ ایسے شبہات جو رفع ہوتے ہوتے قرآن کو بھی مرفوع کر جائیں۔ پس جیسا کہ آپ کی دیانتداری اور قومی جوش اور ہائی ایجوکیشن کے نعرے سننے والے اس امر کو جانتے ہیں کہ آپ نے اسلام میں کھیل کے لئے تجدید مذہب نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کی تحقیق ہی یہی ہے ایسا ہی مریم صدیقہ کے حالات دیکھنے والے اور اس کی عفت کو جاننے والے اس قدر جانتے تھے کہ نہ تو مریم کا خاوند ہے اور نہ وہ فاحشہ ہے پس ایسی لڑکی عفیفہ کو جو بچہ پیدا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ بے باپ کے ہی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بداندیشوں کو بجز اس کے کچھ نہ سوجھی کہ مریم کو تہمت سے ملوث کیا جو بعد دیکھنے کمالات مسیحیہ کے ان کا شبہ جاتا رہا۔ اصل یہ ہے کہ سید صاحب چونکہ سپر نیچرل (خلاف عادت) محال سمجھتے ہیں اس لئے جہاں کہیں کوئی باپ سپر نیچرل ہو اس کی تاویل میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ

"یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم پورا نہیں بلکہ ناقص ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقع ہو اور اس کے وقوع کا کافی ثبوت بھی موجود ہو اور اس کا وقوع معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہو سکتا ہو اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ وفریب کے فی الواقع واقع ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ اس کے وقوع کے لئے کوئی قانون قدرت ہے۔ مگر ہم کو اس کا علم نہیں" صفحہ ۳۴ جلد ۲ ثبوت کے لیے آیات قرآنی بشرط انصاف ملاحظہ ہوں

زمانہ حال کے منکرین سپر نیچرل کے لئے ایک واقع کا بیان شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ پیسہ اخبار لاہور۔ ۲۸ نومبر ۱۸۹۶ء میں بعنوان مرغا سے مرغی یہ خبر لکھی تھی کہ موضع آساپور ضلع دربھنگہ میں ایک شخص گوہر خان کے یہاں عرصہ سے ایک مرغی تھی چند دفعہ انڈے دیئے اور بچے نکالے۔ ایک دفعہ اس کے سر پر تاج مرغ جسے سندھی میں مور کہتے ہیں بڑھنا شروع ہوا اور معمول سے زیادہ تجاوز کر گیا تب اس نے بانگ مثل مرغوں کے دینا شروع کیا اب مرغیوں سے جفت کرتی ہے۔ مختصر یہ کہ مرغی سے مرغا بن گیا (راقم خریدار نمبر ۱۲۸۷۲)

اس خبر کی تحقیق کو کہ کہیں بازاری گپ نہ ہو راقم نے خبر کا پتہ دفتر اخبار سے معلوم کر کے ان کو خط لکھا کہ معتبر آدمیوں کی تحریر جنہوں نے اس

واقع کو بچشم خود دیکھا ہو مع دستخط خاص میرے پاس بھجوادیں جس کے جواب میں صاحب مضمون کا خط پہنچا جو درج ذیل ہے۔

مولوی صاحب سرچشمہ فیض کرم مد افضالہ

وعلیکم السلام

آپ نے اس خبر کی جو میں نے ۲۸ نومبر کے پیسہ اخبار میں دی ہے تصدیق فرمائی ہے۔ میں اس جگہ کلکتہ میں ہوں اور اس امر کے جائے وقوع یعنی اپنے مکان شہر دربھنگہ سے تین سو میل کے بعد پر ہوں ایسی حالت میں مجھ سے فوراً انجام ہونا آپ کے حکم کا محال ہے لیکن اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ دنوں بعد ضرور اس خبر کی تصدیق آپ کی خواہش کے مطابق آپ کے پاس بھجواؤں گا

خادم محمد جلیل نمبر ۷ لکلو اسٹریٹ کلکتہ ۶

اس کے بعد راقم خبر کی کوشش سے اس کے دیکھنے والوں کا دستخطی خط پہنچا

مخدوم مکرم جناب مد ظلہ العالی

السلام علیکم وعلی من لدیکم

الحمد للہ مزاج مبارک میں بمقام جالہ ضلع دربھنگہ مدرس مدرسہ تاج المدارس ہوں۔ اتفاقاً بماہ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ مدرسہ سے رخصت لے کر بمقام آساپور ضلع دربھنگہ پہنچا۔ قبل پہنچنے کے اثنائے راہ میں سنا کہ بھائی گوہر خان کی ایک مرغی مرغ ہوگئی ہے کچھ خیال نہ کیا افواہ لغو سمجھا جب بھائی موصوف کے مکان پر پہنچا قدرت صانع نمود اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک پرندہ ہے ہیئت بجنسہ مرغی کی ہے اور طرق جس کی ہندی مور ہے ایک گرہ دیکھا اور بانگ دینا جو خاصہ مرغ کا ہے اس سے بارہا سنا اور جفتی کرتے ہوئے دیکھا۔ جناباً یہ وہ مرغی ہے جس نے تین بار بچے دیئے اور اس کے بچے ہوئے گرچہ یقین کامل اس کے دیکھتے ہو جاتا ہے کہ یہ مرغی ہے اور مرغ بھی ہے تاہم بیسیوں تاویل اور توجیہ احقر نے کیں لیکن اس کے دلایل ایسے قوی ہیں کہ محالہ کہنا پڑتا ہے کہ امر واقعی ہے اور توجیہات اور تاویلات سے مقصود تھا کہ کہیں دھوکا نہ ہو گیا ہو مثلاً اسی صورت کا مرغ رہا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ سرمو اس میں کلام نہیں حسب الطلب مالک مرغی و چند اشخاص نمازی عادل کے دستخط بقلم ان کے پشت پر ثبت ہے روانہ خدمت عالی کرتا ہوں والسلام

فقیر محمد اسحاق مدرس

مدرسہ تاج المدارس تاریخ ۲۲۔ رجب ۱۳۱۴ھ

”مرغی مرغا ہو گیا“ العبد محمد رمضان خان بقلم گلزار خان العبد ظہور خان

گوہر خان (مالک مرغی) بقلم امید علی خان پسر گوہر خان

کئی ایک دستخط گجراتی یا کسی دوسری اجنبی زبان میں ہیں جو یہاں کسی سے پڑھے نہیں گئے۔ خط آج تک ہمارے پاس ہے۔ اس قسم کے اور کئی واقعات اخباروں میں دیکھنے میں آتے ہیں مگر چونکہ ان کی تحقیق ہم سے نہیں ہوتی اس لئے وہ نہیں لکھتے۔ بالآخر ہم سید صاحب کی ہی تحریرات سے اپنی رائے کی تائید نقل کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں۔

”اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ پہلی ہی صدی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے باپ میں اختلاف شروع ہوا اور یہ اختلاف ہونا ضروری تھا۔ پیدائش اور بناوٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی تھی کہ وہ خود اس اختلاف کا ہونا چاہتے تھے جو شخص ان کی ظاہری صورت کو دیکھتا تھا وہ یقین جانتا تھا کہ وہ انسان ابن مریم ہیں اور جب یہ خیال کرتا کہ وہ کسی ظاہری سبب سے پیدا نہیں ہوئے تو یقین کرتا تھا کہ وہ روح ہیں اور یہ ظاہری انسانی صورت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی

ہے کہ جبرائیل فرشتہ خدا کا انسان کی صورت میں خدا کا پیغام مریم کے پاس لے کر آگیا۔ اگر وہ کسی اور صورت میں لے کر آتا تو بلاشبہ حضرت عیسیٰ اسی صورت میں پیدا ہوتے اور جب کوئی شخص ان کے اس مقتدرانہ معجزہ کو دیکھتا تھا کہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں جو خدا کا کام ہے تو ان کو خدا اور خدا کا حقیقی بیٹا کہتا تھا۔ پس جس شخص نے ان کی ظاہری صورت پر نظر کی اس نے ان کو نرا انسان جانا اور جس نے انسانی صورت بننے کی وجہ پر خیال کیا اس نے ان کو صرف روح جانا اور جس نے ان کے معجزہ پر نظر کی اس نے اللہ اور ابن اللہ جانا اور جس نے سب پر نظر کی اس نے رسول اور کلمتہ اللہ اور روح اللہ مانا اور ان سب چیزوں کو خدائے واحد سے جانا اور پھر سب کو ایک مانا" (تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ ۴)

"اس درس میں جو یہ لکھا ہے کہ (اس سے پہلے کہ ہم بستر ہو) اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بعد اس کے حضرت مریم یوسف سے ہم بستر ہوئی ہوں کیونکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا پایا نہیں جاتا بلکہ تقدیس اور اس بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے حضرت مریم کو مرحمت فرمائی تھی۔ یوسف نے حضرت مریم کا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا۔ چنانچہ بعض علماء مسیحی نے اس درس میں سے اس فقرہ کو کہ (قبل اس سے کہ ہم بستر ہوں) بعض نسخوں میں سے قصداً نکال ڈالا تھا تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر کچھ شبہ نہ رہے" (تصانیف احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸)

"جب یہ واقعہ یوسف کو معلوم ہوا تو وہ نہایت متعجب ہوا کیونکہ حضرت مریم کا حمل ایسے عجوبہ طریقہ سے ہوا تھا کہ انسان کی سمجھ سے باہر تھا مگر یوسف نے اپنی نیکی اور بردباری اور سرتاپا خوبی سے اس کا مشہور کرنا نہ چاہا کیونکہ اگر یہ بات اس طرح پر ہوتی جس طرح کہ یوسف کے دل میں وہم ہوا تھا تو یہودی شریعت کے بموجب حضرت مریم کو سنگسار کرنے کی سزا دی جاتی اس لئے یوسف نے چاہا کہ چپ چپاتے اس منگنی کو چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی ستھرائی اور برگزیدگی ظاہر کرنے اور یوسف کے دل کا شک مٹانے کو اپنا فرشتہ خواب میں یوسف کے پاس بھیجا اور اس فرشتے نے کہا کہ تو مریم کو مت چھوڑ اور کچھ اندیشہ مت کر کیونکہ وہ روح قدس سے حاملہ ہے اس الہام سے یوسف کے دل کا شک مٹ گیا اور حضرت مریم کے تقدس کا اس کو یقین ہوا اور اس نے اس کو اپنے پاس رہنے دیا" (تصانیف احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹)

"اس[1] درس میں وہ عبرانی لفظ جس کے معنی کنواری کے کئے ہیں (علمہ) ہے مگر یہودی اس پر تکرار کرتے ہیں اور وہ جوان عورت کے معنی بتاتے ہیں اور ترجمہ ای کوئلا میں بھی جو ۱۲۹ء میں ہوا اور ترجمہ تھیوڈوشن میں بھی جو ۱۷۵ء میں ہوا اور ترجمہ سمیکس میں جو ۲۰۰ء میں ہوا اس کا ترجمہ جوان عورت کیا ہے اور بائیبل میں بھی بعض لوگوں نے صرف ایک جگہ جوان عورت کے معنے کئے ہیں مگر یہ تکرار یہودیوں کی درست نہیں ہے اصلی معنی اس لفظ کے "پوشیدہ" کے ہیں اور جو کہ یہودی اپنی کنواری لڑکیوں کو لوگوں سے چھپاتے تھے اس لئے یہ لفظ کنواری لڑکی کے معنی میں بولا جاتا تھا۔ چنانچہ کتب عہد عتیق میں کئی جگہ یہ لفظ آیا ہے اور اس کے معنی کنواری کے ہیں۔ لیکن اگر کہیں ایسا قرینہ ہو کہ اس کے سبب جوان عورت سمجھی جاوے تو اصلی استعمال سے پھیر کر بطور مجاز جوان عورت کے معنے لیتے ہیں مگر اس درس میں کوئی ایسا قرینہ نہیں بلکہ برخلاف اس کے قرینہ ہے کیونکہ اشعیاہ نبی نے معجزہ بتایا ہے اور وہ معجزہ جب ہی ہوتا ہے جب کنواری بیٹا جنے اس لئے اس جگہ بلاشبہ کنواری کے معنے ہیں نہ (مید کے) یعنی جوان عورت کے اور کچھ شبہ نہیں کہ ان پہلے تینوں مترجموں نے اس کے ترجمہ میں غلطی کی چنانچہ سپٹوایجنٹ مین جس کو بہتر علماء یہود نے مل کر ترجمہ کیا اس لفظ کا اس مقام پر کنواری ترجمہ کیا ہے" (تصنیف احمدیہ جلد دوم صفحہ ۴)

[1] انجیل متی اباب ۲۳ درس کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت مسیح کو کنواری سے پیدا ہوا لکھا ہے۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ

میں تجھے فوت کرنے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور ان کافروں سے پاک کرنے والا اور تیرے تابعداروں کو منکروں پر

فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ

قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں

تو ان موذیوں کی ایذا سے بے فکر رہ تیری جان تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ بیشک میں ہی تجھے فوت[1] کرنے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا اور ان کافروں کی بدزبانی سے بذریعہ قرآن کے پاک کرنے والا اور تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں

غرض کہ ایک ایسا زمانہ آگیا تھا کہ روحانی تقدس کسی میں نہیں رہا تھا اس لئے ضروری تھا کہ ایسا شخص پیدا ہو تا جو روحانی تقدس اور روحانی روشنی لوگوں کو سکھادے۔ پھر وہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا مگر وہ جو صرف روح سے پیدا ہوا ہو نہ کسی ظاہری سبب سے چنانچہ اس روحانی روشنی کے چمکانے کو حضرت مسیح علیہ السلام صرف روح خدا سے پیدا ہوئے (تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲)

پس اب ہم سید صاحب کے بیانات کے بعد اہل مذاق کے انصاف پر بھروسہ کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں۔

[1] (انی متوفیك) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اسی بزرگ (مسیح علیہ السلام) کے متعلق (جس کی تمام زندگی کے حالات کے علاوہ مرنے جینے میں بھی لوگ مختلف ہیں) اس کی وفات کا ذکر فرماتا ہے۔ اس آیت کے معنی میں علماء کا قریب قریب اتفاق ہے کہ یہاں موت مراد نہیں بلکہ دنیا سے اٹھانا مراد ہے مگر ہم نے سید احمد صاحب کی خاطر جو اس مسئلہ (وفات مسیح) کے موجد ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لحاظ سے (جو سید صاحب کے اس مسئلہ اور دیگر استحالہ سپر نیچرل میں پیرو ہیں) اس آیت کے معنی میں انہی کا ترجمہ منظور کیا ہے اور متوفی کے معنی موت دینے والا لکھا ہے۔ مسئلہ ولادت مسیح میں تو سید صاحب ہی ہمارے مخاطب تھے اس مسئلہ (وفات مسیح) میں دونوں صاحبوں (سید صاحب و مرزا صاحب) سے جو (دراصل پیرو و پیرو ہیں) ہمارا روئے سخن ہے۔ اس بیان سے پہلے کہ قرآن شریف نے اس مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ دیا ہے بیرونی شہادت بھی دیکھنی ضروری ہے

یہود و نصاریٰ جو مسیح علیہ السلام کے حالات کو بچشم خود دیکھنے والے اور ایک دوسرے سے نسلاً بعد نسل سننے والے ہیں اس پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح سولی دیئے گئے گو ان کے اتفاق کے نتائج مختلف ہوں۔ یہود کا نتیجہ تو بموجب تعلیم توریت استثنا ۲۱ باب فتحیابی ہے اور عیسائیوں کا نتیجہ کفارہ گناہ ہے خیر اس کا یہاں ذکر نہیں ہماری غرض صرف یہ ہے کہ دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مسیح سولی[2] ہی دیئے گئے۔

پس ان دونوں گروہوں کے اتفاق سے یہ امر باآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ حضرت مسیح موت طبعی سے نہیں مرے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ دونوں گروہوں سے ان کی موت مخفی رہتی کیونکہ یہود و نصاریٰ سے زائد اور نصاریٰ یہودیوں سے بڑھ کر ان کے حالات کے متلاشی تھے۔ یہودیوں کی تو غرض تھی کہ وہ کسی طرح مریں کہیں ملیں تو ان کو مزہ چکھائیں۔ عیسائیوں کو ان سے دلی محبت تھی اس لئے وہ ان کے حال کی تلاش میں سرگرم تھے چنانچہ اناجیل مروجہ سے اس بات کا پتہ باآسانی ملتا ہے کہ عیسائیوں کو مسیح کے حالات سے کس قدر انسیت تھی کہ معمولی مشاغل چلنا پھرنا ان کا بھی قلم بند کر رکھا ہے۔ پھر اگر وہ موت طبعی سے مرتے تو ممکن نہیں کہ عیسائیوں کو اس کی خبر نہ ہوتی۔ پس سید صاحب کا فرمانا کہ

[2] مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے کو چونکہ قرآن شریف نے صاف لفظوں میں رد کر دیا ہے اس لئے اس خیال کو کوئی مسلمان بلحاظ اتفاق اہل کتاب صحیح نہیں کہہ سکتا۔

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

پھر میری ہی طرف تم کو آنا ہے پس جس جس چیز میں تم جھگڑتے ہو میں تم میں فیصلہ کروں گا پس کافروں کو

كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

دنیا اور آخرت میں عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا

پھر بعد مرنے کے میری ہی طرف تم کو آنا ہے۔ پس جس جس چیز میں تم جھگڑتے ہو تم میں فیصلہ کر دوں گا۔ مومنوں کو ثواب دوں گا اور کافروں کو عذاب۔ پس کافروں اور تیرے منکروں کو دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب دوں گا اور انکا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

"حضرت عیسیٰ تین چار گھنٹے کے بعد صلیب پر سے اتار لئے گئے تھے اور ہر طرح پر یقین ہو سکتا ہے کہ وہ زندہ تھے۔ رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور وہ اپنے مخفی مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے۔ بلا شبہ ان کو یہودیوں کے خوف سے نہایت مخفی طور سے کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہوگا۔ جواب تک نامعلوم ہے اور یہ مشہور کیا ہوگا کہ وہ آسمان پر چلے گئے" صفحہ ۴۵

تارِ عنکبوت سے بھی ضعیف ہے۔ یہ کبھی ممکن نہیں کہ سچے نبی کے تابعدار جن کی¹ قرآن میں بھی تعریف آئی ہے ایسے صریح کذب کے مرتکب ہوں اور بے فائدہ اپنے نبی اور خدا پر جھوٹ باندھیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا۔ حالانکہ نہ گیا ہو۔ علاوہ اس کے اگر مسیح حواریوں کو ملے اور اپنی موت سے مرے تو کیا اتنی دیر میں یہودیوں کو خبر نہ ہوئی کہ وہ اپنی ناکامیابی پر افسوس کر کے دوبارہ سعی بلیغ کر کے کامیابی حاصل کرتے پس سید صاحب کے احتمال کو نہ صرف واقعات ہی جھٹلاتے ہیں بلکہ روایت اور درایت دونوں اس کی تکذیب کرتی ہیں۔ حاصل یہ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا اس امر پر متفق ہونا کہ مسیح علیہ السلام موت طبعی سے فوت نہیں ہوئے ضرور قابل غور ہے۔ خصوصا مرزا صاحب کے نزدیک تو یہ طریق استدلال بہت ہی صحیح ہے کیونکہ وہ اس طریق سے خود بھی مستدل ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ بائیسویں آیت (وفات مسیح پر) یہ ہے کہ

" فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون"

"یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کے واقعات پر نظر ڈالو تاکہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔ سو جب ہم نے موافق حکم اس آیت کے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ اگر کسی نبی گذشتہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا تو وہی آجاتا ہے یا ایسی عبارت کے کچھ اور معنی ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس امر متنازعہ فیہ کا ایک ہم شکل مقدمہ حضرت مسیح ابن مریم آپ ہی فیصل کر چکے ہیں اور ان کے فیصلہ کا ہمارے فیصلہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ دیکھو کتاب سلاطین وملوکی نبی اور انجیل جو انبیاء کا دوبارہ آسمان سے اترنا کس طور سے حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے" (ازالہ صفحہ ۶۱۶)

مذکورہ بالا تقریر میں مرزا صاحب نے جو علمیت اور قابلیت کا اظہار کیا ہے۔ وہ تو اہل علم سے مخفی نہیں دعوی وفات مسیح ہے اور دلیل عدم رجوع کی کیا ہی تقریب تام ہے۔ لیکن بہ لحاظ اس کے کہ مرزا صاحب تو علم لدنی کے طالب علم ہیں علوم ظاہر یہ مناظرہ وغیرہ سے بے نصیب ہونا ان پر کوئی الزام عائد نہیں کر سکتا ہاں بہ طور معارضہ بالمثل ہم نے جو استدلال کیا ہے اس میں بفضلہ تعالیٰ تقریب تام ہے کیونکہ ہمارا دعوی عدم وفات بموت طبعی ہے (اور بقول مرزا صاحب) حسب الحکم آیت کریمہ جب ہم نے اہل کتاب سے وفات مسیح بموت طبعی کے متعلق سوال کیا تو دونوں گروہوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ نہیں۔ اب ہم آیات قرانی میں غور کرتے ہیں۔ سورہ نساء میں کسی قدر تفصیل سے اس واقعہ کا بیان ہے۔ دونوں فریق یہود و نصاری کہتے ہیں کہ مسیح مصلوب و مقتول ہوا ہے۔ حالانکہ

¹ قبلہ شریف میں بے شک عیسائیوں کے پہلے طبقہ کے لوگوں کی تعریف ہے مگر وہ موجود عیسائیوں کی طرح مسیح کو خدا نہ مانتے تھے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے خدا ان کو ان کی نیکیوں کا پورا بدلہ دے گا اور خدا کو ظالم لوگ نہیں بھاتے

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

یہ قصہ جو تجھ کو ہم سناتے ہیں نشانیاں اور حکیمانہ نصیحت ہے۔ بے شک مسیح کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے

اور جو تیری رسالت پر ایمان لائے اور عمل نیک بھی کیے خدا ان کو ان کی نیکیوں کا پورا بدلہ دے گا۔ اور خدا تعالیٰ کو ظالم لوگ نہیں بھاتے یہ قصہ جو تجھ کو سناتے ہیں خدا کی نشانیاں اور حکیمانہ نصیحت ہے جس سے تجھ کو اور تمام سننے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ مسیح اور اس کی ماں بلکہ اس کا سارا خاندان بھی مثل دیگر انسانوں کے خدا کے بندے اور مخلص بندے تھے ان میں کوئی اس قسم مزیت نہ تھی جس کے سبب سے وہ خدا یا خدا کا بیٹا بن سکیں۔ ہاں ایک بات جس سے نافہموں کو شبہ ہوتا ہے یہ ہے کہ مسیح بے باپ پیدا ہوا تھا۔ سو اس بات میں مسیح کی مثال اور مشابہت اللہ کے نزدیک بالکل آدم کی سی ہے

شان نزول

ان مثل عیسیٰ نصاری جو نجران سے حضور اقدس کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آپ تو مسیح کو گالیاں دیتے ہیں جو اس کو بندہ بتلاتے ہیں ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا (النساء)

نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ سولی دیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا جو لوگ اس امر میں (کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے) مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعوے کی کوئی ان کے پاس دلیل نہیں۔ ہاں اٹکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور خدا غالب ہے حکمت والا

اس آیت میں خدا نے کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول تو صریح لفظوں میں اس امر کا رد کیا جو یہود و نصاری مسیح کے مصلوب ہونے کا خیالی پلاؤ پکار ہے تھے۔ دوئم اس واقعہ کی اصلیت پر اطلاع دی کہ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہاں تک تو ہمارا اور ہمارے مخاطبوں کا اتفاق ہے۔ صرف اختلاف اس میں ہے کہ رفع کے کیا معنی ہیں۔ ہمارے مخاطب کہتے ہیں کہ رفع سے مراد رفع درجات ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات ہو تو یہودیوں کے قول کی مخالفت کیا ہوئی جو لفظ "بل" سے ہونی چاہئے تھی کیا یہودیوں نے اگر مسیح کو سولی دیا ہو تو رفع درجات نہیں ہو سکتا حالانکہ شہداء کی بابت عام طور پر قرآن بلندی مراتب کی خبر دیتا ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (البقرة)

اگر غور کیا جاوے تو ان معنے سے یہودیوں کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر مسیح کو واقعی انہوں نے صلیب دیا ہو تو کون نہیں جانتا کہ یہ صلیب مسیح کو صرف دینداری کی وجہ سے دی گئی ہوگی۔ جس سے ان کے درجات کی بلندی ہر طرح سے ظاہر و باہر ہے۔ پھر قرآن کریم نے اس قول کی کہ ہم نے مسیح کو سولی دے دیا (بقول آپ کے) یہ کہہ کر کہ ہم نے اس کے درجے بلند کر دیئے گویا ایک قسم کی تائید ہے اگر یہی معنے ہیں تو قرآن کا

اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ

اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو حکم دیا کہ (آدمی) ہو جا پس وہ ہو گیا سچی بات تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو ہرگز شک کرتے

مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

والوں میں سے مت ہوجیو پھر جو کوئی بعد آنے علم کے تجھ سے کج بحثی کرے تو

جیسا کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو حکم دیا کہ آدمی ہو جا پس وہ ہو گیا۔ اسی طرح مسیح کو مریم کے رحم میں خدا نے محض اپنے حکم سے پیدا کیا جیسا کہ آدم کو کیا تھا یہ سچی بات تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو اسی کو مانیو اور ہرگز اس میں شک کرنیوالوں میں سے مت ہوجیو بلکہ دل میں اس امر کا یقین رکھیو کہ مسیح خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے نہ کہ خدا یا اس کا بیٹا۔ پھر جو کوئی بعد آنے علم اور عقل کی بات کے تجھ سے کج بحثی کرے اور اسی پر اڑا رہے کہ مسیح خدا اور خدا کا بیٹا ہی ہے تو ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سمجھیں بغرض

"بدر را بدر بائید رسانید"

مطلب بالکل اس قصے کے مشابہ ہو جائیگا جو کسی بادشاہ اور اس کے زمانہ کے نیک دل لوگوں کا مشہور ہے۔

ایک بادشاہ سے جاہل صوفیوں نے کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ فوج کے اخراجات اپنے ذمہ کیوں لے رکھے ہیں؟ بادشاہ نے جواب میں کہا کہ دشمن کے خوف کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دعا کرتے رہیں گے خدا افضل کرے گا۔ مجال نہیں کوئی دشمن غالب آجائے۔ چنانچہ شامت زدہ بادشاہ اس داؤ میں آگیا اور فوج کو یک لخت موقوف کر دیا۔ اتفاقاً دشمن نے فوج کشی کر کے جو مناسب تھا کیا۔ بادشاہ نے جب اپنی تباہ حالت دیکھی تو دعا گوؤں کو بلا کر یہ ماجرا سنایا کہ دشمن نے تمام ملک لے لیا۔ اگر آج فوج ہوتی تو ایسا کیوں ہوتا؟ دعا گوؤں نے بیک زبان کہا کہ دشمن نے تو ہمارا کچھ نہیں لیا بلکہ ہم نے ان کا دین و ایمان چھینا کیونکہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا جس کی وجہ سے وہ بے ایمان ہوئے؟

سو اگر دونوں صاحبوں (سید صاحب و مرزا صاحب) کے معنی سنتے جائیں تو قرآن شریف کا بل بھی اسی صوفیکل سوسائٹی کے بلکہ کی طرح ہو جائے گا کیونکہ آیت کریمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ مثلاً کوئی کہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفار نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کا مرتبہ بلند کیا یا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشرکین نے مکہ سے نہیں نکالا بلکہ خدا نے ان کی عزت افزائی کی تو ایسے محاورات سے کون نہیں سمجھتا کہ بجائے اس کے کہ فعل مذکور کی نفی ہو الٹا مع فوائد ثبوت ہو رہا ہے علاوہ اس کے آیت مذکور کے آگے **وکان اللہ عزیزا حکیما** (خدا غالب ہے حکمت والا ہے) بھی متصل ہے جو ان تراشیدہ معنوں سے بالکل بے محل ہے اس لئے کہ اس لفظ کا محل تو کسی تعجب کا رفع کرنا اور مشکل بات کا سہل بتلانا ہے اور کسی نیک آدمی خصوصاً انبیاء کی رفعت کون مشکل اور انہونی جانتا ہے جس کو اس آیت نے آسان بتلایا۔ پس معلوم ہوا کہ اگر رفع کے معنی درجات کے لیں تو نہ صرف یہی کہ یہودیوں کی تکذیب کے بجائے تصدیق ثابت ہوتی ہے بلکہ ساتھ ہی آیت کے تمام الفاظ بھی درست اور چسپاں نہیں ہوتے پس جب تک یہ معنی نہ لیں کہ خدا نے مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور اس پر خیال گزرے کہ کیسا اٹھا لیا اتنے دشمنوں کے ہوتے ہوئے وہ کیونکر صحیح سالم بچ کر چلے گئے۔ تو اس کا جواب اس آیت میں خدا نے دیا کہ "ہم بڑے غالب اور حکمت والے ہیں جس کام کو کرنا چاہیں مجال نہیں کہ کوئی روک سکے ان معنی پر جو اعتراضات بے ہودہ کئے گئے ہیں ان سب کا جواب ہم آخر بحث کے دیں گے پس جب اس آیت میں رفع سے مراد رفع درجات نہیں ہو سکتا تو آیت زیر بحث (**انی متوفیك ورافعك**) میں بھی رفع سے مراد رفع درجات نہیں کیونکہ اس رفع میں جو وعدہ تھا اسی کو بل رفعہ اللہ نے پورا کر دیا جیسا کہ مرزا صاحب کو بھی مباحثہ دہلی میں یہ مسلم ہے کہ **رفعہ اللہ** **رافعك** کا ایفائے عہد ہے پس اس میں بھی وہی معنے ہوں گے جو رفعہ اللہ میں ہیں یعنی جسد عنصری زندہ اور اگر دوسرے حصہ آیت **وان من اهل الكتب** والے کو دیکھیں تو مطلب اور بھی عمدہ طور سے واضح ہو جاتا ہے۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ

کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنے بھائی بند اور تمہارے بھائی بند

نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں بیشک یہی بیان صحیح ہے

کہہ دے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ بھی سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دے گا۔ جو فریق اسکے نزدیک جھوٹا ہو گا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہو گا۔ بیشک تو اپنے دعوی توحید پر مضبوط رہ اس لئے کہ یہی بیان جو مسیح کی عبودیت کا ہم نے تجھ کو سنایا ہے

اس وضاحت کے لئے ہم اس آیت کا ترجمہ اپنا کیا ہوا نہیں بتلاتے بلکہ خود مرزا صاحب کے خلیفہ ارشد مولوی حکیم نور الدین صاحب کا جن کے علم وفضل پر کل مرزائی جماعت بلکہ خود مرزا صاحب کو بھی بڑا ناز ہے پیش کرتے ہیں

"اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہو گا اوپر ان کے گواہ" (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب جلد ۲ صفحہ ۸۰)

ترجمہ مذکورہ صاف بتلا رہا ہے کہ مرزا صاحب کا مطلب غلط ہے کیونکہ حکیم صاحب نے تمام ضمیریں مسیح کی طرف ہی پھیری ہیں جو شخص قیامت میں گواہ ہو گا اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اہل کتاب ایمان لاویں گے۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ عیسائیوں پر قیامت کے دن حضرت مسیح ہی گواہ ہوں گے۔ پس مرزا صاحب ہی کی تحریر سے (کیونکہ حکیم صاحب بقول من تو شدم تو من شدی عین مرزا صاحب ہیں) ثابت ہو گیا کہ مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ ان معنوں پر مرزا صاحب نے کئی ایک لایعنی اعتراضات سے تمام کتابیں بھری ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ "متوفیک" کا لفظ جو پہلے ہے اس کا ترجمہ پیچھے کیوں ہوتا ہے؟ کہیں اس تاخیر کو فعل شیطانی کہا ہے کہیں تحریف یہود بتلایا۔ غرض بہت کچھ اس ترجمہ پر جوش مسیحائی ظاہر کیا ہے جو علاوہ اظہار مسیحیت کے لیاقت علمی کا بھی مظہر ہے۔

حضرت من شرح ملا جامی' نور الانوار' حسامی' توضیح' تلویح' مختصر معانی' مطول وغیرہ کتب اصول و معانی کو ملاحظہ فرمائیے کہ واؤ کا لفظ ترتیب کے لئے نہیں ہوتا اگر اس کی مثال قرآن سے چاہیں تو سنئے ایک شخص مال دار کا سال تمام یکم رمضان کے دن ظہر کے وقت پورا ہوا۔ اب بحکم آیت اقیموا الصلوة واتوا الزکوة (بقرہ) (بقول آپ کے) اس پر فرض ہے کہ پہلے نماز پڑھے اور پھر زکوۃ دے اور اگر پہلے زکوۃ دیگا تو شاید آپ کے نزدیک گنہ گار بھی ہو بلکہ زکوۃ اس کی ادا بھی نہ ہو گی کیا کوئی بھی اس میں آپ کے ساتھ ہے۔ دوسری آیت اقیموا الصلوة ولا تکونوا من المشرکین (روم) کے بموجب (بقول آپ کے) ضرور ہے کہ پہلے نماز ادا کرے اس کے بعد شرک چھوڑے اگر پہلے شرک چھوڑے گا تو شاید آپ خفا ہوں گے۔ تیسری آیت۔ خدا نے فرعون کے جادوگروں کے قول کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ برب موسیٰ وھرون (شعراء) دوسری جگہ برب ھرون و موسیٰ (طه) فرمایا ہے جو پہلے کے الٹ ہے حالانکہ جادوگروں نے بعینہ ایک ہی طریق سے کہا ہو گا۔ سو اگر وہ طریق اول ہے تو دوسرے طریق میں کذب آئے گا۔ اور اگر دوسرا ہے تو پہلا جھوٹ ہو گا علاوہ اس کے کئی ایک مقام پر انبیاء سابقین کا لاحقین سے پیچھے ذکر کیا ہے چنانچہ "کذالك یوحی الیك والی الذین من قبلك الله" (شوری) پس جب واؤ کا لفظ ترتیب کے لئے نہیں ہوتا بلکہ محض جمعیت کے لئے ہے تو متوفی کے معنی رفع سے پیچھے کر لینے میں کون سی قباحت ہو گی بالخصوص جبکہ پہلی آیت سے ہم صعود بجسد عنصری ثابت کر آئے ہیں جس سے دونوں آیتوں کی تطبیق لفظی و معنوی بخوبی ہو جاتی ہے۔ تقدم تاخر کی مزید تحقیق منظور ہو تو تفسیر اتقان ملاحظہ ہو جس میں چوالیس نوع خاص اسی مطالب

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

اور خدا کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اور بیشک خدا ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے پھر اگر منہ پھیریں تو خدا مفسدوں کو

بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا

خوب جانتا ہے تو کہدے اے کتاب والو ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

صحیح ہے اور خدا کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اور بیشک خدا ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اگر توحید خالص کے ماننے سے منہ پھیریں تو تو پرواہ نہ کر کیونکہ خدا مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ تو کہہ دے اے کتاب والو یہودیو اور عیسائیو اختراعی باتیں چھوڑ کر ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے میں مساوی ہے اور تینوں فریق کی کتابیں (قرآن

کے لئے مصنف نے مقرر کی ہے کہ بعض الفاظ مقدم ہوں لیکن ان کا ترجمہ مؤخر ہوتا ہے۔ چنانچہ انی متوفیك و رافعك (آل عمران) بھی انہی میں سے ایک ہے۔

اب ہماری تقریر کے مطابق اس آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں ہی تجھ سے یہ سب معاملہ قیامت تک کروں گا۔ رہا یہ کہ پہلے کون ہوگا اور پیچھے کون اس کا ذکر نہیں اس کو دوسری آیت نے حل کر دیا کہ رفع ہو چکا ہے توفی اب آئندہ ہو گی اگر یہ سوال ہو کہ بیشک پہلی آیت سے رفع جسد عنصری لینا ہی مناسب ہے اور کہ لفظ واؤ ترتیب کے لئے بھی نہیں ہوتا مگر آخر کلام خداوندی تو بڑا فصیح و بلیغ ہے اس کا کیا سبب ہے کہ متوفیك کو پہلے لائے ہیں آخر بلاوجہ تو نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں بلاوجہ نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بتقاضائے بشریت اعداء سے ہر وقت خوف رہتا تھا ان کی تسلی کے لئے اس لفظ کو پہلے کر دیا کہ اے عیسیٰ میں ہی تجھے موت طبعی سے ماروں گا۔ یہ نہ ہوگا کہ تیرے دشمن تجھے کچھ تکلیف پہنچا سکیں اور یہ روش قرآن کریم کی بلکہ کل فصحا کی عموماً ہے کہ کلام تسلی بخش کو پہلے لایا کرتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے عفی اللہ عنك پہلے لا کر لم اذنت لهم کو پیچھے فرمایا

تیسری آیت اس مسئلہ (وفات مسیح) پر سید صاحب نے یہ لکھی ہے

اذ قال اللہ یٰعیسیٰ بن مریمء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحنك مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم مافی نفسك انك انت علام الغیوب (المائدۃ)

کہ جب اللہ تعالیٰ مسیح سے کہے گا کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو مسیح کہے گا کہ تو پاک ہے شرک سے مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات منہ پر لاؤں جو میرا حق نہ ہو اگر میں نے کہی ہو گی تو تو جانتا ہے کیونکہ تو میرے اندر کی بات کو بھی جانتا ہے اور میں تیری بات مخفی نہیں جانتا۔ تو غیب دان ہے۔

ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدواللہ ربی وربكم وكنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی كنت انت الرقیب علیهم وانت علی كل شئی شهید (المائدۃ)

میں نے تو ان سے کہا تھا کہ اکیلے خدا کی جو میرا اور تمہارا رب ہے عبادت کرو۔ اور میں خود جب تک ان میں تھا ان کا نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ اور ہر چیز تیرے سامنے ہے

ﮯ مرزا صاحب بھی یہ بات مانتے ہیں کہ یاعیسیٰ انی متوفیك یہ الہام حضرت عیسیٰ کو بطور تسلی ہوا تھا۔ جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے (سراج منیر ص ۲۰)

وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا

یہ کہ ہم تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ کوئی ہم میں سے سوائے خدا کے کسی

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

دوسرے کو مربی سمجھے پس اگر منہ پھیریں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تابعدار ہیں

اور توریت) بھی اس کی تائید کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ کوئی ہم میں سے سوائے خدا کے کسی دوسرے کو مالک اور مربی سمجھے کہ اس کے خوف سے سچی بات کے اظہار سے بھی رکا رہے پس یہ امور ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے ہمارا تمہارا قصہ طے ہوتا ہے۔ پس اگر یہ لوگ خدا کو اور اس کے رسولوں کو مانتے ہوں گے تو اس فیصلے سے راضی ہوں گے اور اگر ضد میں آکر منہ پھیریں تو تم مسلمانوں کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم خدا کے تابعدار ہیں جس طرح خدا نے ہمیشہ سے توحید کی تعلیم دی ہے اسی طرح ہم مانتے ہیں۔ اپنی بات بنانے کے لئے دیکھو تو کیسے حیلے بہانے بناتے ہیں کہ انبیاء کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے خیالات کا پابند بتلاتے ہیں پس تو ان سے کہہ دے کہ

اس آیت کے ترجمہ میں خاندان[1] نیچریہ کا باہمی اختلاف ہے۔ سید صاحب تو اس کے معنے "جب اللہ کہے گا" کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب جب اللہ نے کہا کہتے ہیں اور مرزا صاحب کے خلیفہ راشد مولوی حکیم نور الدین صاحب سید صاحب سے متفق ہیں (دیکھو مقدمہ اہل کتاب صفحہ ۱۷۸) غرض مرزا صاحب ماضی اور سید صاحب و حکیم صاحب کے مضارع لیتے ہیں جس سے مطلب میں بھی کسی قدر فرق آجاتا ہے۔ مگر انصاف سے دیکھیں تو سید صاحب و حکیم صاحب کے معنی صحیح ہیں اس لئے کہ حضرت مسیح کے جواب میں خدا کی طرف سے جو جواب الجواب دیا جائیگا وہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سوال و جواب بروز قیامت ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوگا۔ "کہ یہی دن ہے کہ سچوں کا سچ ان کو نفع دے گا" اور یہ ظاہر ہے ایسا دن کہ جس میں اعمال حسنہ کا حقیقی نفع ہو وہ دن قیامت کا ہے۔ خیر اس تصفیہ کے بعد ہم آیت کے مطلب کی طرف آتے ہیں کہ ہمارے مخاطب کہتے ہیں کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ وہ خود کہیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا میں جانتا ہوں اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

میں کہتا ہوں کہ ہاں بیشک جس وقت (یعنی بروز قیامت) حضرت مسیح یہ کلام کہیں گے اس وقت سے پہلے فوت ہو چکے ہوں گے۔ ہم بھی تو اس امر کے قائل ہیں کہ قرب قیامت دنیا میں تشریف لا کر بنی آدم کی طرح فوت ہوں گے۔ اس سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس وقت بھی فوت شدہ ہیں۔ ہاں ہم پر یہ اعتراض ہوگا کہ سوال خداوندی کا مطلب تو یہ تھا کہ تو نے ان کو اپنی الوہیت کی طرف بلایا تھا جن کا جواب مسیح نے یہ دیا اور پھر اس پر بس نہیں کی بلکہ یہ بھی کہا کہ جب تک میں ان میں تھا ان کا نگران حال تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی نگہبان تھا اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت مسیح کو عیسائیوں کے شرک کی کوئی خبر نہیں اور یہ جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ اب مسیح زندہ نہ ہوں کیونکہ اگر زندہ ہیں اور دنیا میں آویں گے (جیسا کہ مسلمانوں کا عام طور پر عقیدہ ہے) تو عیسائیوں کے کفر و شرک کی ان کو ضرور خبر ہو گی پھر اس سے انکار کیوں کریں گے

[1] جیسے سید صاحب لفظ نیچر کو استعمال کرتے ہیں مرزا صاحب بہ تبدیلی لفظ سنت اللہ بولتے ہیں اور دراصل دونوں ایک ہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ

اے کتاب والو کیوں ابراہیم کے معاملہ میں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل تو اس کے بعد اتری ہیں

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۵﴾

کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

اے کتاب والو کیوں ابراہیم کے معاملہ میں جھگڑتے ہو کہ یہودی تھا یا نصرانی تھا- حالانکہ توریت انجیل جن سے یہودیت اور عیسائیت بالخصوص تمہارے خیالات کی ابتداء ہوئی ہے وہ تو اس کے بعد اترے ہیں-

شان نزول

(یا اھل الکتاب لم) یہود و نصاری کا دعوی تھا کہ ابراہیم ہمارے مذہب پر تھے مگر چونکہ یہ خیال غلط تھا اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام توحید میں تو سب کے استاد ہیں- لیکن جو دین یہود و نصاری کا تراشا ہوا تھا اس سے حضرت ابراہیم بالکل پاک صاف تھے- ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

اس کا جواب یہ ہے کہ معترض نے کچھ تو دھوکا کھایا اور کچھ اپنی طرف سے حاشیہ لگایا- سوال خداوندی جس کا جواب مسیح کے ذمہ ہے صرف اتنا ہے کہ تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو جس کے جواب میں حضرت مسیح مع نئے زائد جواب دیں گے کہ یا اللہ تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں میں نے وہ کیوں کہنی تھی؟ اصل سوال کا جواب یہاں تک آگیا اب آگے اس کام پر صرف بیزاری کا اظہار کرنا ہے- مگر اس میں حضرت کو ان نالائقوں کی جنہوں نے جناب والا کی نسبت یہ افترا کیا ہوا تھا سفارش بھی کرنی ہے اس لئے دونوں مطلبوں کو حاصل کرنے کو اپنی بیزاری بھی ظاہر کی کہ جب تک میں ان میں تھا ان کا نگہبان تھا (جس سے کسی قدر استحقاق شفاعت ثابت ہوتا ہے) اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ہر ایک پر نگہبان ہے- جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے اس سے آگے ان کی ضمنا سفارش بھی کی کہ

ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم (المائده)

اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں کوئی تجھے روک نہیں سکتا اور اگر تو انکو بخشے تو تو بڑا غالب ہے حکمت والا ہے کوئی نہیں جو تیری اس بخشش کو خلاف مصلحت سمجھے-

اب بتلایئے کہ اگر حضرت مسیح خود ہی ان کی اس نالائقی کا اقرار کر لیتے تو ان کی سفارش کیونکر کرتے حالانکہ ان کے شرک کرنے نہ کرنے سے سوال ہی نہ تھا بلکہ سوال صرف اس سے تھا کہ تو نے ان سے کہا تھا کہ مجھے خدا بنالو پس جبکہ سوال ہی اس سے نہیں اور اس کا اقرار ان کی سفارش میں خلل انداز بھی ہے تو مسیح کو کیا غرض ہے؟ کہ وہ اس کا اقرار کریں کہ یہ مشرک تھے- ہاں کمال یہ ہے کہ انکار بھی نہیں کیا کس طرح کرتے جب کہ جان چکے ہوئے تھے کہ ان عیسائیوں نے بیشک میری نسبت کو یہ افترا کیا ہوا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ مسیح کے اقرار عدم اقرار پر کوئی بات موقوف نہیں معاملہ خدا غیب دان سے ہے جس کو یہ بھی خبر ہے کہ انہوں نے شرک کیا اور یہ بھی خبر ہے کہ مسیح بھی اس کو جانتا ہے مگر مسیح کو کیا غرض پڑی کہ بلا سوال ایک ایسے جواب کی طرف متوجہ ہوں جس کا ان کو بھی ایک طرح سے امر مطلوب میں مضر ہونے کا اندیشہ ہو کہ دقت سفارش حکم ہو کہ اے مسیح خود ہی تو ان کے شرک کو مانتا ہے اور آپ ہی ان کے حق میں شفاعت کرتا ہے-

پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت شدہ ہیں کسی طرح ٹھیک نہیں- پس حضرت مسیح کی وفات کا واقع بلحاظ کتب اسلامیہ اور نصرانیہ اسی طرح ہے کہ حضرت مسیح کی جب چاروں طرف سے دار و گیر شروع ہوئی تو ان کے شاگرد یہودا اسکریوطی نے ان کے پکڑوانے پر رشوت لے لی اور ایک مقام پر آسانی سے پکڑوانا چاہا تو خدا نے ان کو بحفاظت اٹھالیا اور ان کی شکل کا حلیہ دوسرے کسی شخص مخالف پر ڈال دیا- اسی بیان سے آیت شبہ لھم اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فبعث الله جبرئيل فادخله في خوخة في سقفها روزنة فرفعه الى السماء من تلك الروزنة فالقى الله عليه شبه عيسىٰ فقتلوه وصلبوه (تفسير معالم مختصرا)

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

دیکھو تو جس چیز کے متعلق تمہیں کسی قدر علم تھا اس میں تو تم نے جھگڑا کیا لیکن ایسے معاملات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ علم نہیں خدا بخوبی

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے- ابراہیم نہ تو یہودی تھا اور نہ عیسائی تھا بلکہ سیدھا فرمانبردار بندہ

پھر باوجود اس بعد بعید کے تم یہ دعوی کرتے ہو کہ کیا تم اس غلطی کو سمجھتے نہیں ہو- دیکھو تو جس چیز کے متعلق کسی قدر علم تمہیں تھا اس میں تو تم نے جھگڑا بھی کیا اور وہ جھگڑا کسی قدر مناسب بھی تھا- لیکن ایسے معاملات میں کیوں جھگڑتے ہو؟ جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں کیا تمہاری کتابوں میں ہے کہ ابراہیم یہودی تھا یا عیسائی خدا اس کے حال کو بخوبی جانتا ہے؟ اور تم نہیں جانتے خدا نے ہمیں بتلایا ہے کہ ابراہیم نہ تو یہودی تھا اور نہ عیسائی بلکہ سیدھا خدا کا فرمانبردار بندہ خالص توحید کا قابل اور مشرک بھی نہ تھا

یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جو مسیح کو پکڑوانے کے لئے مکان کے اندر گیا تھا مسیح کی شکل ڈال دی اور مسیح کو مکان کی چھت کے روزن سے آسمان پر اٹھالیا- (دیکھو تفسیر معالم) اور اناجیل مروجہ منطبق ہو جاتی ہیں اور اگر غور کیا جائے تو درایۃ یہی بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ بموجب بیان اناجیل مروجہ جن کو سید صاحب بھی معتبر جانتے ہیں (دیکھو تبیین الکلام) اور مرزا صاحب تو ان کی طرف رجوع لانا فرض بتلاتے ہیں (دیکھو ازالہ صفحہ ۶۱۶) یہ بات ثابت ہے کہ جب اس شخص کو (جس پر مسیح کی شبیہ ڈالی گئی تھی) پھانسی دی گئی تو اس نے کچھ ایسی گھبراہٹ کی جو انبیاء تو کجا بلکہ عوام صلحا کی شان سے بھی بعید ہے- تکلیف کے وقت شور مچانا اور چلانا اور خدا کی[1] شکایت کرنا کون نہیں جانتا کہ صلاحیت سے کوسوں دور ہیں- اس قسم کی تکالیف میں ذرا صحابہ کرام کا حال بھی ملاحظہ کیجئے کیسے استقلال اور بردباری سے جان دے رہے ہیں؟ اور بجائے چون وچرا کرنے کے شکریہ کرتے ہیں- نمونہ کیلئے ذرا خبیب (رضی اللہ عنہ) کا حال ہی دیکھیے جن کا قصہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ کس استقلال اور صبر سے جان دیتا ہے اور دشمنوں کے سامنے یہ اشعار پڑھتا ہے

فلست ابالی حین اقتل مسلما	علی ای شق کان لله مصرعی
و ذلك فی ذات الاله وان یشاء	یبارك علی اوصال شلو ممزع

"جب میں مسلمانی میں قتل کیا جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گردن گراؤں یہ میرا مرنا تو اللہ کی راہ میں ہے اگر وہ چاہیگا تو کٹے ہوئے جوڑوں میں بھی برکت دے دے گا-"

کیا حضرت مسیح اس صحابی سا بھی حوصلہ نہ رکھتے تھے- معاذ اللہ وہ اللہ کے مقرب رسول وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین (آل عمران) صحابی کی کیا شان کہ مسیح کے گرد پا کو بھی پہنچے گو اپنے مرتبہ میں کیسا ہی بزرگ ہو وہ معصوم اور اولوالعزم پیغمبر وہ کلمۃ اللہ وہ روح اللہ پھر کیا وجہ کہ اس امتحان مقابلہ میں وہ فیل شدہ ہیں- اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ شخص پھانسی شدہ مسیح نہ تھا- مگر سرسید ہیں کہ کہیں تو مسیح کو سولی پر چڑھاتے ہیں- (دیکھو تفسیر احمدی صفحہ ۴۳ جلد ۲) اور جب ان کو ماصلبوہ دامن گیر ہوتا ہے تو یہ کہہ کر کہ "حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ

[1] پھر اس مسیح نے دوبارہ جا کر دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ (یعنی خدا) اگر میرے پینے کے بغیر یہ پیالہ (موت) مجھ سے نہیں گزر سکتا تو تیری مرضی (انجیل متی باب ۲۶ درس ۴۲) "اور یسوع (مسیح) نے بڑے شور سے چلا کر جان دی (متی ۲۷ درس ۵۰)
"اور پون گھنٹہ یسوع بڑی آواز سے چلا کر بولا ایلی ایلی لما سبقتانی[2] جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ (مرقس باب ۱۵)

[2] گو عربی قواعد کے لحاظ سے لم سبقتنی چاہیے تاہم انجیل میں ایسے ہی درج ہے-

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

اور مشرک بھی نہ تھا سب لوگوں میں ابراہیم سے قرب رکھنے والے وہی لوگ تھے جو (توحید میں) اس کے تابع ہوئے تھے

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور یہ نبی اور جو ایمان لائے خدا سب ایمانداروں کا متولی ہے

غرض اس میں شک نہیں کہ سب لوگوں میں سے ابراہیم سے قرب روحانی رکھنے والے وہی لوگ تھے جو توحید میں اس کے تابع ہوئے تھے اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے تابعدار۔ پس انہیں کا آپس میں روحانی تعلق ہے اور خدا سب ایمانداروں کا متولی اور کارساز ہے خدا کی کارسازی کے ہوتے ہوئے کون ہے جو ضرر دے سکے کیا آج تک تمہارا کچھ بھی بگاڑ سکے ہیں؟

تھے بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا (صفحہ ۵ ۱۶) جان چھڑاتے ہیں اور ولکن شبہ لھم کا ترجمہ "لیکن ان پر صلیب پر مار ڈالنے کی شبیہ کر دی گئی" (صفحہ ۱۶۵ جلد ۲) کہہ کر آگے چل دیئے ہیں لیکن چلا کر جان دینے پر سب کچھ بھول جاتا ہے کیوں نہ ہو جان دینے کا موقع ایسا ہی ہے کہ سب کچھ بھول جائے۔

رہا اصل اعتراض کہ مسیح کی شکل دوسرے پر کس طرح ہو گئی؟ یہ تو سپر نیچرل (خلاف عادت) ہے جو سید صاحب کا قدیمی ٹوٹا پھوٹا ہتھیار ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ جس خدا نے حضرت موسیٰ کی لکڑی کی شکل بدل کر سانپ اور سانپ سے لکڑی بنادی وہ مسیح کی سی شکل دوسرے کو بھی بنا سکتا ہے۔ جو خدا مرغی انڈا دیتی کو مرغا انڈا دلانے والا بناتا ہے وہ ایک شکل کے دو آدمی یا ایک کی شکل دوسرے کو بھی دے سکتا ہے۔

گو ہماری معروضہ بالا تقریر سے کل مسئلہ حیات و ممات مسیح بالکل صاف ہے مگر بہ نظر استحسان مرزا صاحب کی پیش کردہ تیس آیات کا مفصل جواب بھی دیتے ہیں۔

مرزا صاحب نے حسبِ عادت شریفہ اس دعوی کو اس قدر بڑھایا ہے کہ رائی سے ہمالہ کی صورت دکھائی ہے چنانچہ کھینچ تان کر مجموعہ تیس آیات کا اس دعوے پر پیش کیا ہے مگر میرے خیال میں اگر ایسی آیات کو ہی جمع کرنا تھا تو چالیس پچاس بھی ہو سکتی تھیں۔ بہر حال جو کچھ مرزا صاحب سے ہو سکا وہ یہی مجموعہ تیس آیات ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

مرزا صاحب کی تقریر حسب عادت طوالت سے بھری ہونے کی وجہ سے بہت سی جگہ چاہتی ہے اس لئے ہم ان کے مطلب کو خلاصہ کر کے لکھیں گے جو اصل سے بالکل مطابق ہو گا جس کو شبہ ہو وہ اصل سے مقابلہ کرے

(۱)۔ پہلی آیت۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ (آل عمران' ازالہ اوہام ص ۵۹۸)

اس آیت کا ترجمہ ہی کر کے چھوڑ دیا جو ہم نے کر دیا ہے جس پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔

(۲)۔ دوسری آیت۔ بل رفعہ اللہ الیہ رفع سے مراد باعزت موت ہے جیسی کہ حضرت ادریس کیلئے ورفعناہ[1] مکانا علیا (صفحہ ۵۹۹) اس کی بحث بھی مفصل ہو چکی ہے۔ مزید یہ ہے کہ حضرت مسیح والا بل یہاں نہیں

(۳)۔ تیسری آیت۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ توفی کا لفظ موت کے لیے ہے پس ثابت ہوا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں صفحہ ۶۰۰ اس کی بحث بھی ہمارے مضمون سابق میں آ گئی ہے۔

[1] ہم نے ادریس کو بلند مکان میں اونچا کیا

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا

ایک جماعت کتاب والوں میں سے تم کو (دین سے) پھسلانا چاہتی ہے اور اپنی ہی جانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور

يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

سمجھتے نہیں اے کتاب والو کیوں خدا کے حکموں سے جان بوجھ کر منکر ہوتے ہو

حالانکہ پادریوں کی ایک جماعت کتاب والوں میں سے دین سے تم کو پھسلانا چاہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہمیں اس سے انجام کار فائدہ کیا ہوگا- یہی کہ گمراہی میں کوشش کرنے کا وبال اپنی گردن پر لیں گے- اس لئے کہ حقیقت میں اپنی جانوں کو گمراہ کر رہے ہیں کیونکہ کسی بندہ کو خدا کی راہ سے بہکانے کا وبال بہکانے والے کی گردن پر ہی ہوتا ہے مگر یہ لوگ مسلمانوں کے عناد میں سرگرم ہیں اور سمجھتے نہیں- تعجب ہے تم سے اے کتاب والو کیوں خدا کے حکموں سے جان بوجھ کر منکر ہوتے ہو ؟

شان نزول

(ودت طائفة) معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو یہودیوں نے اپنے مذہب کی طرف دعوت دی ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

(۴)- چوتھی آیت- وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته اور ہم اسی رسالہ میں اسکی تفسیر بیان کر چکے ہیں اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح کی موت طبعی پر ایمان لے آتے ہیں اور سولی وغیرہ کے خیال سے پھر جاتے ہیں اس آیت کے پیش کرنے میں تو مرزا صاحب نے نکودن کی مثال کو بالکل سچ کر دکھایا جس آیت سے حیات مسیح کا ثبوت مرزاجی کے مخالف کرتے ہیں مرزاجی نے جھٹ سے اسے اپنے قبضے میں کرنا چاہا کیوں نہ ہو- چہ دلاورست کہ بکف چراغ دارد

ہم اس آیت پر مفصل بحث نہیں کرتے صرف مرزا صاحب کے خلیفہ راشد بلکہ (بقول بعض ثقات) استاد کامل مولوی حکیم نورالدین صاحب ہی کا ترجمہ جو ہم نے حاشیہ بر آیت انی متوفيك صفحہ ۲۱۹ کے تحت نقل کیا ہے پیش کر دیتے ہیں اس بارے میں ہمارے لئے وہی حکم ہے-

(۵)-پانچویں آیت ہے- ماالمسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان الطعام اس آیت میں ماں بیٹے (مریم و مسیح) کے ذکر میں "کھانا کھاتے تھے" کہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نہیں کھاتے اور چونکہ بغیر کھانا کھانے کے زندگی محال ہے اس لئے ضروری ہے کہ مسیح فوت ہو گئے ہیں (صفحہ ۶۰۳)

مرزاجی میدان مناظرہ مریدوں کا حلقہ نہیں کہ "بپائد گفت انیک ماہ و پروین" کا مصداق ہو

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

اجی حضرت! یہ تو ان کی حالت مشہودہ مسلمہ فریقین سے جو دنیا میں ان پر آرہی تھی استدلال ہے اسے اس سے کیا علاقہ کہ اب وہ نہیں کھاتے یہ کون سی دلالت ہے ؟ عبارت النص ہے یا اشارۃ النص- دلالت النص ہے یا اقتضاء النص- اگر آپ صرف علم لدنی کے متعلم ہیں تو آخر آپ کے پاس آپ کے خلیفہ راشد بقول آپ کے مولوی صاحبان بھی موجود ہیں- انہی سے دریافت فرمالیں کہ "کانا" کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی کس طرح ہوتی ہے ؟

لیجئے ہم آپ کی خاطر مان لیتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح اس وقت کھانا نہیں کھاتے تو کیا ان کی زندگی محال ہے ؟ کیا حضرت آدم ہبوط دنیا سے پہلے کھانا کھاتے تھے- حالانکہ آپ کے نزدیک تو جنت میں صرف روحانی لذائذ ہیں نہ کہ جسمانی چنانچہ آپ کی تقریر جلسہ مذاہب لاہور مندرجہ رپورٹ اس کی مظہر ہے- خیر یہ تو الزامی جواب ہے- حقیقی یہ ہے کہ شرعی طور پر بغیر طعام زندگی کا ثبوت ملتا ہے کیا آپ کو وہ حدیث یاد نہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے وصال صیام سے منع فرمایا تو صحابہ کرام کے عرض کرنے پر کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا تھا- "انی ابيت عند ربی يطعمنی ويسقينی" "یعنی اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے- تم میرے جیسے نہیں" اگر یہ حقیقی کھانا تھا تو آنحضرت کا وصال صیام ہی نہیں تھا حالانکہ اس کے کرنے کی دلیل بیان

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے کتاب والو کیوں سچ کو جھوٹ سے ملاتے ہو؟ اور کیوں حق کو دانستہ چھپاتے ہو؟

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اہل کتاب سے ایک جماعت نے کہا ہے کہ تم صبح کے وقت قرآن کو مان لو اور شام کے وقت منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر آویں

اے کتاب کے دعویٰ کرنے والو یہودیو اور عیسائیو کیوں سچ جھوٹ ملاتے ہو اور کیوں خالص حق کو دانستہ چھپاتے ہو؟ اور اس کے چھپانے میں ہر طرح سے کوشش بذریعہ رسالوں اور واعظوں کے کرتے ہو- ہوشیار رہو مسلمانو ہم تم کو ان کتاب والوں کی نئی شرارت سے آگاہ کرتے ہیں- اہل کتاب سے ایک جماعت پادریوں اور احبار نے تجویز سوچ کر اپنے چیلے چانٹوں سے کہا ہے کہ تم صبح کے وقت مسلمانوں کے قرآن کو مان لو اور شام کے وقت منکر ہو جائیو- جاہل لوگ تمہارے انکار کو دیکھ کر مذبذب ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ اسلام میں کوئی نقص ہے ہی تو ایسے اہل علم کتابوں کے جاننے والے اس سے پھر گئے- اس حیلہ سے شاید وہ بھی پھر آویں- کیونکہ مشہور عام ہے کہ

ہر چہ گیرد علتے علت شود کفر گیرد کاملے ملت شود

پھر آپ کا مسیح کی بابت مخول کرنا کہ خدا کے پاس کیا کھاتا ہے تو پاخانہ کہاں پھرتا ہے وغیرہ وغیرہ قابل مخول ہے یا نہیں- کیا آپ نے اصحاب کہف کا قصہ بھی قرآن شریف میں نہیں دیکھا کہ تین سو نو برس غار میں بے خبر سوتے رہے؟ اور زندہ رہے اگر آپ کو ان کی موجودہ زندگی میں شبہ ہے- جیسا صفحہ ۶۰۵ سے مفہوم ہوتا ہے تو کیا فلبثوا[1] فی کھفھم ثلث مائة سنین واز دادوا تسعا میں بھی شبہ ہے جو نص قطعی ہے اگر کہیں کہ وہ تین سو نو برس بے طعام نہ تھے بلکہ کھاتے پیتے تھے تو ان کے باہمی سوالات کا کیا مطلب ہے؟ جو انھوں نے بعد بیداری کے آپس میں کئے تھے کہ

قال قائل منهم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم

ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کتنی مدت ٹھہرے ہو؟ بولے ایک دن یا کم (بعد غور و فکر) بولے کہ خدا خوب جانتا ہے جتنے ٹھہرے ہو-

اگر وہ غذا کھاتے پیتے تو ان کو اپنے ٹھہرنے کا بھی معلوم ہوتا؟ جس کی مدت خدا نے تین سو نو برس بتلادی ہے- کیا آپ نے وہ حدیث بھی نہیں دیکھی جو مشکوۃ کے باب العلامات بین یدی الساعۃ کی دوسری فصل میں ہے جس کا مضمون ہے کہ تسبیح تہلیل بھی بندوں کی غذا کا کام دے سکتی ہیں پس جب تک آپ ہمارے سوالات کو نہ اٹھائیں اس آیت کا پیش کرنا آپ کا حق نہیں

(۶)- چھٹی آیت یہ ہے- وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام سنت اللہ ہے کہ کوئی جسم خاکی بغیر طعام زندہ نہیں رہ سکتا صفحہ ۶۰۴ اس کا جواب آیت سابقہ میں آگیا علاوہ اس کے اس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے خدا فرماتا ہے ہم نے ان کو ایسے جسم میں نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھائیں یعنی کھانے کو چھوئیں ہی نہیں- یہ مشرکین عرب کا جواب ہے جو کہا کرتے تھے کہ

مالهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یہ کیسا رسول ہے؟ کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے

جس کے جواب میں ارشاد پہنچا کہ پہلے نبیوں کو بھی ہم نے ایسا نہ بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے- اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ کوئی نبی ایسا

[1] وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین سو نو برس پڑے رہے

وَلَا تُؤْمِنُوٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰی هُدَی اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ

اور دل سے سوائے اپنے ہم مشربوں کے کسی کی بات نہ مانو تو کہہ دے کہ ہدایت تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے (کہتے ہیں کہ یہ مت سمجھو) کہ کسی کو

اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ

بھی تمہارے جیسی بزرگی ملے گی یا خدا کے ہاں تم سے مقابلہ کرے تو کہہ دے فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے

سوائے اپنے ہم مشربوں کے کسی کی نہ مانو کسی کی بات کی تصدیق نہ کرو چاہے وہ کچھ ہی کہے تو اے محمد (ﷺ) ان سے کہہ دو کہ اصل ہدایت تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جس کو نصیب ہو جائے خواہ کسی قوم کا ہو تم میں سے یا ہم میں سے کہتے ہیں کہ یہ مت سمجھو کہ کسی کو بھی تمہارے جیسی بزرگی اور شرافت مل سکے یا خدا کے ہاں پہنچ کر تم سے مقابلہ کرے تو ان نادانوں سے کہہ دے کہ مہربانی اور فضل تو سب اللہ کے ہاتھ ہے

نہیں ہوا کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کھاتے ہی رہیں کیا پیغمبر ﷺ روزہ وصال میں کئی کئی روز جو کھانا ترک فرماتے تھے تو اس وقت وہ جسم نہ تھے۔ مرزا جی! مطلقہ عامہ کے ثبوت سے دائمہ مطلقہ لازم نہیں آتا اگر نہ سمجھے ہوں تو کسی سے پوچھ لیجئے

(۷)۔ ساتویں آیت یہ ہے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد ﷺ سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے صفحہ ۶۰۶

شاباش مرزا صاحب باوجود دعوی الہام وغیرہ وغیرہ اتنی چالاکی

خوب کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نہ خواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے؟

کیا ہی عمدہ ترجمہ آپ ہی گھڑ لیا کہ فوت ہوگئے جناب کے مرید تو سن کر علماء کرام کو کوستے ہوں گے کہ صاف آیت میں لکھا ہے "سب نبی فوت ہوگئے" تو پھر جو علماء نہیں مانتے بے شک یہودیوں کی طرح ان کے دل سیاہ ہیں بیشک ایسے ہیں ویسے ہیں بیشک ان کے پیچھے نماز[1] درست نہیں ان سے السلام علیکم ناجائز ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ پیغمبر خدا کی[2] پیش گوئی کا ظہور ہو رہا ہے۔ بھلا مرزا جی "فوت ہوگئے" کس لفظ کا ترجمہ ہے شاید "خلت" کی طرف توجہ سامی لگ رہی ہے جس کے معنے گذرنے جانے خالی کرنے وغیرہ کے ہیں جو ان تمام معنی میں قرآن شریف میں آیا ہے۔ واذا خلوا الی شیاطینهم (البقرة) قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران) فی الایام الخالیة (الحاقة) پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے جیسے کوئی کہے کہ موجودہ لفٹنٹ گورنر سے پہلے کئی لفٹنٹ گزر گئے تو کیا اس سے یہی مفہوم ہے کہ سب مر گئے ہیں پس اس تقریر سے نویں آیت تلك امة قد خلت کا جواب بھی آگیا کیونکہ آپ وہاں بھی خلا میں ہی پھنسے ہوئے ہیں۔

(۸)۔ آٹھویں آیت ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون (الانبیاء) کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا اس لئے مسیح بھی نہایت بوڑھے ہو کر فوت ہوگئے ہوں گے صفحہ ۶۰۶

کیوں نہ ہو؟ "دو اور دو چار روٹیاں" کی مثال اسے ہی کہیں۔ حضرت آیت کا مطلب تو بالکل صاف ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی بھلا اگر تو مر گیا تو کیا یہ کافر ہمیشہ رہیں گے؟ ہرگز نہیں! بتلایئے کس کے مخالف ہے کیا ہم مسیح کو

[1] جیسا کہ آپ نے بھی ایک مسلمان کلمہ گو کی نسبت مالیر کوٹلہ کے ایک رئیس کو خط لکھا تھا۔ فافہم

[2] یاتونکم بما لم تسمعوا (الحدیث)

يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ

جس کو چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہے خاص کرے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾

اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

جس کو چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے تم کس طرح سمجھ بیٹھے ہو کہ تمہارے برابر کسی کو عزت اور شرافت خدا کے ہاں نہیں ہو سکتی وہ تو اپنی رحمت سے جس کو چاہے خاص کر لے۔ خدا بڑے فضل کا مالک ہے

ہمیشہ زندہ رہنے والا مانتے ہیں کیا دایمہ کے سبب سے مطلقہ عامہ مسلوب ہو جاتا ہے۔ یہ نئی منطق ہے۔ بیشک آیت کا مطلب بالکل صاف ہے لیکن جب مجدد کے قبضے میں آ پھنسے تو کیا کرے؟

(۱۰)۔ دسویں آیت۔ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاص ۶۰۷ (مریم) اس آیت سے بھی معلوم نہیں مرزا صاحب کیا مطلب لے رہے ہیں؟ شاید یہ مطلب ہے کہ زندگی تک زکوٰۃ کا حکم ہے اگر وہ اب زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہوں گے؟ پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت ہو گئے۔ چہ خوش ہمیں بار بار وہی "دو اور دو چار روٹیاں" کی مثال یاد آتی ہے۔ جی حضرت آپ یہ تو بتلا دیں کہ جتنے روز مسیح دنیا میں زندہ رہے تھے زکوٰۃ کس کو دیتے تھے؟ مرزا صاحب غلطی تو ہر انسان سے ممکن ہے لیکن ایسی غلطی کہ "بدوزد طمع دیدہ ہوشمند" پناہ بخدا۔ کیا زکوٰۃ کیلئے مال و اسباب زاید عن الحاجت ہونا بھی ضروری ہے یا نہیں تو پس جبکہ ان کے پاس مال دنیاوی ہی نہیں تو زکوٰۃ کیسے اور دیں کس کو؟ اس آیت میں مرزا جی نے ایک عجیب بات بھی لکھی ہے جس کو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں

"اس سے بھی ظاہر ہے کہ انجیل کے طریق نماز پڑھنے کیلئے حضرت عیسیٰ کو وصیت کی گئی تھی اور وہ آسمان پر عیسائیوں کی نسبت نماز پڑھتے ہیں اور حضرت یحییٰ ان کی نماز کی حالت میں ان کے پاس یونہی پڑے رہتے ہیں مردے جو ہوئے اور جب دنیا میں حضرت عیسیٰ آئیں گے تو برخلاف اس وصیت کے امتی بن کر مسلمانوں کی طرح نماز پڑھیں گے" صفحہ ۶۰۷

مرزا صاحب نے اس جگہ بڑا استحالہ قائم کیا ہے کہ حضرت مسیح دو طرح کی نماز کس طرح پڑھیں؟ مگر کاش کہ بتلایا ہوتا کہ عیسائیوں کی نماز ہاں اصلی عیسائی نماز کس طرح کی ہے؟ اور وہ کتنے حصے میں اسلامی نماز سے مخالف ہے؟ کیا آپ نے مسیح کی والدہ کی بابت فرمان ربانی نہیں سنا؟ یمریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران) بتلائیے آپ کی نماز سے یہ نماز کتنی کچھ مخالف ہے؟ ہاں آپ نے موجودہ عیسائیوں کی نماز دیکھی ہو گی جس میں تثلیث کی پرستش بھی کرتے ہیں بیشک ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح اس نماز سے مخالف نماز پڑھیں گے بلکہ اس نماز کے مٹانے کیلئے ہی تشریف لائیں گے۔ چنانچہ آپ ہی براہین احمدیہ رابع صفحہ ۴۹۹ میں تسلیم کرتے ہیں معلوم نہیں مرزا صاحب کو ایسی باتوں سے کیا فائدہ؟ مگر چونکہ علم لدنی کے متکلم ہیں اس لئے بقول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ غلطی ممکن ہے

(۱۱)۔ گیارھویں آیت۔ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم) "اس آیت میں مسیح کے تین واقعات ولادت موت بعثت کے ایام گنے ہوئے ہیں۔ یوم رفع نہیں گنا اس لئے وہ بھی کوئی جدا نہیں بلکہ بذریعہ موت ہی ہوا" (صفحہ ۶۰۸)

مجدد موصوف کا قول ہے کہ متصوف کو شیطان یہاں تک دھوکہ دیتا ہے کہ اپنی صورت مثل لوح محفوظ کے بنا کر اس کے سامنے کر دیتا ہے اور غلط مضامین اس کو دکھاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے الہام پایا۔ یعنے لوح محفوظ سے مطلب لیا اور دراصل کچھ اور ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ

بعض ان کتاب والوں میں سے ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک خزانہ بھی امانت رکھے تجھے واپس دے دیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ

تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ

اگر تو ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھے تو تجھے واپس نہ دیں گے مگر جب تک تو ان کے سر پر کھڑا رہے

علاوہ اس عناد اور ہٹ کے بد اخلاقی میں بھی یہ لوگ کمال رکھتے ہیں۔ گو سب قوم ان کی یکساں نہیں بعض تو ان کتاب والوں میں سے بے شک ایسے بھی ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک خزانہ بھی امانت رکھے تو وقت طلبی فوراً تجھے ادا کر دیں گے اور بعض بلکہ اکثر تو ان میں سے ایسے بددیانت ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک دینار (روپیہ یا کم و بیش) بھی امانت رکھے تو تجھے واپس نہ دیں گے بلکہ اس کا اقرار بھی نہ کریں گے مگر جب تک تو ان کے سر پر کھڑا رہے اور تقاضا کرتا جائے۔

مرزاجی کی قوت استنباطیہ تو بہت صحیح ہے حالانکہ بوجہ بڑھاپے اور بیماری کے زرد رنگ میں مسیح کے مشابہ ہی بنا کرتے ہیں۔ خیر اس سے ہمیں بحث نہیں مگر مرزا صاحب یہ تو بتلا دیں کہ عدم ذکر سے عدم شے لازم آتا ہے انسان کے لئے تین ہی واقعات عام طور پر پیش آتے ہیں اور یہ تینوں محل خطر ہیں موت اور قیامت کے دن کا خطرناک ہونا تو ظاہر ہے البتہ پیدائش کے دن کا خطرناک ہونا جس کی طرف مسیح نے اشارہ کیا ہے دو وجہ سے ہے ایک تو اس حدیث کی وجہ سے جس کا مضمون ہے کہ

مامن مولود الا ویمسه الشیطان الا مریم وابنها (او کما قال)

"ہر ایک بچہ کو شیطان وقت ولادت چھوتا ہے سوا مسیح اور اس کی ماں کے کہ ان دونوں کو نہیں چھوا تھا"

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ولادت کا وقت بھی ایک خطرناک وقت ہے جس کی سلامتی کی طرف حضرت مسیح نے اشارہ کیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہودی حضرت مسیح کی ولادت ناجائز بتلاتے تھے اور ناجائز ولادت والے کو خدا کی بادشاہت میں ذلیل سمجھتے[1] تھے) اس لئے مسیح نے ایسے واقعات کا کہ جو سب لوگوں کو پیش آنے والے ہیں جن کے وقوع کا سب کو یقین ہے ذکر کیا اور رفع جسد عنصری کا ذکر نہیں کیا کہ جو پہلے سے منکر ہیں کہیں اور بھی زیادہ نہ بگڑیں علاوہ ان توجیہات کے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کو اس کلام کے بولتے وقت اپنے رفع جسد عنصری کا علم ہی نہ تھا کیونکہ جب تک خداوند کریم کوئی وعدہ نہ کرے یا کوئی خبر نہ بتلائے۔ نبی ہو یا رسول بلکہ افضل الرسل (علیہم السلام) کو بھی خبر نہیں ہوتی ولا یحیطون[2] بشئی من علمه الا بما شاء (البقرۃ) کو پڑھ لو۔

(۱۲)۔ بارہویں آیت۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر کی لا یعلم بعد علم شیا۔ (نحل) "اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان عمر طبعی تک پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس مسیح بھی جو عمر طبعی کو پہنچ گئے ہیں ضرور فوت ہو گئے ہوں گے" (صفحہ ۶۰۸) عجیب نئی منطق ہے۔ مرزا صاحب عمر طبعی کو دنیا میں ہی پہنچے ہوئے تھے یا اب پہنچے ہوں گے۔ اگر دنیا میں ہی پہنچے تھے تو کیا ثبوت حالانکہ روایات سے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہیں صاف مفہوم ہے کہ حضرت مسیح کی عمر بوقت رفع تینتیس سال کی تھی اور اگر بعد رفع عمر طبعی کو پہنچے ہیں تو غنیمت ہے کہ آپ نے ان کا رفع جسدہ کا ثبوت تو مانا بعد رفع جسدہ کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے دیجئے و دونہ خرط القتاد۔ علاوہ اس کے عمر طبعی بھی تو مختلف ہے۔ ایک عمر طبعی آپ کی ہے اور ایک حضرت نوح کی تھی جن کے صرف وعظ کا زمانہ ساڑھے نو سو برس قرآن کریم میں مذکور ہے تو کل عمر بلوغت کے سال اور بعد طوفان ملا کر دیکھیں تو اور بھی بڑھ جاتی ہے اور قصص میں بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک بھی عمر پہنچتی ہے۔ نص قرآنی سے تو آپ کو انکار نہ ہوگا۔ پھر بتلا دیں کہ آیت موصوفہ سے

[1] دیکھو استثنا ۲۳۔۳

[2] خدا کے بتلائے بغیر کوئی کچھ نہیں جان سکتا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ‌ ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ

یہ اس لئے کہ یہ لوگ ٹھان چکے ہیں کہ ان پڑھوں کے مال میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ کے ذمہ دانستہ جھوٹ

وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۞ بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ۞

لگاتے ہیں ہاں جو شخص اپنے وعدہ کو پورا کرے اور اللہ سے ڈرتا رہے پرہیزگار خدا کو بھاتے ہیں

اسلام کے مخالف سب سے زیادہ یہی لوگ ہیں- یہ بدمعاملگی ان کی اس لئے ہے کہ یہ لوگ اپنے جی میں ٹھان چکے ہیں کہ عرب کے جہلاء ان پڑھوں کے مال کھانے میں کوئی گناہ نہیں گویا خدا نے ان کو اجازت دے دی ہوئی ہے کہ جس کو چاہو لوٹ لو کوئی گناہ نہیں (معاذ اللہ) ایک تو بری طرح کھاتے ہیں اور دوسرے اللہ کے ذمہ دانستہ جھوٹ لگاتے ہیں کہ ہم کو خدا نے اجازت دی ہوئی ہے- یہ خدا کا کام ہرگز نہیں ہاں حکم خداوندی یہ ہے کہ جو شخص اپنے وعدہ کو خواہ کسی سے کیا ہو بشرطیکہ موافق شریعت ہو پورا کرے اور ہر ایک کام میں خدا سے ڈرتا رہے تو وہ ضرور اس کا بدلہ پاوے گا کیونکہ پرہیزگار نیک خصلت خدا کو بھاتے ہیں-

---

آپ کے دعوے کو کہاں تک تقویت یا تائید ہوتی ہے- کیا ممکن نہیں کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محدود زمانہ ہو جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہ آئی ہو-

اس جگہ ایک لطیفہ بھی قابل بیان ہے جو مرزا جی کی تحریر سے نہیں بلکہ ان کے بعض مریدوں کی زبان سے سنا گیا ہے کہ اگر "حضرت مسیح کو آج تک زندہ سمجھیں تو حی قیوم کی صفت خداوندی میں شریک ہو جاتا ہے اور شرک تو اسلام میں کسی طرح درست نہیں پس ثابت ہوا کہ مسیح بھی کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتے-"

کسی شہدے کو مولوی صاحب نے نماز کی تاکید کی تھی- شہدا بولا کہ آپ نے دعوت کی تھی تو نمک زائد نہیں ڈالا تھا- مولوی صاحب نے فرمایا اس بات کو یہاں کیا علاقہ؟ شہدا بولا کہ بات سے بات نکل آتی ہے- سو یہی حال ہماری اس الہامی جماعت کا ہے مسیح کی موت کے پیچھے ایسے پڑے ہیں کہ اگر ان کے لئے ایک سیکنڈ کا اختیار بھی مل جائے تو سب سے پہلے جو کام ان سے سرزد ہو وہ یہی ہو کہ حضرت مسیح کو فوت کریں لیکن نہیں جانتے- ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران) بھلا حضرات اگر درازی عمر کی وجہ سے کوئی جاندار خدا کا شریک ہو جاتا ہے تو شیطان تو خدا کا شریک ضرور ہی ہو گا پس جس کی عمر مسیح سے ہزارہا سال پہلے اور ہزارہا سال بعد تک ہو گی- اگر اپنے بانئے خاندان نیچریہ کی طرح شیطان قوائے حیوانیہ کو جانتے ہو تو قرآن کریم میں غور کرو- قال فانظرنی الی یوم یبعثون- قال انک من المنظرین (اعراف)

مرزا صاحب کو معراج جسمانی سے بھی انکار ہے

(۱۳)- تیرھویں آیت ہے- ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (البقرۃ) "اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا" (صفحہ ۶۰۹)

بلا سے کوئی ادا ان کی بدنما ہو جائے
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا؟

مرزا جی دوسری آیت پر بھی غور کر لیا ہوتا جس میں مثل اس آیت کے لکم آیا ہوا ہے

تمہارے لیے زمین میں جگہ ہے اور گذارہ ہے ایک وقت تک-

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ

جو لوگ خدا کے وعدے اور قسمیں تھوڑے سے مال کے عوض توڑ دیتے ہیں بیشک ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں

خدا کو صرف یہی تو منظور نہیں کہ میری اتاری ہوئی کتاب کو زبانی تو مان لو اور بظاہر اس کی تلاوت اور اس کے نام کی تعظیم بھی کرو مگر عملی پہلو کا یہ حال کہ حافظ شیرازی کا مقولہ

"حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چوں گراں قرآن را"

تمہارے ہی حق میں صادق آئے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ شریعت خداوندی یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے نام کے وعدے اور قسمیں تھوڑے سے دنیاوی مال کے عوض توڑ دیتے ہیں خواہ کتنا ہی کیوں نہ لیں دنیا کا کل اسباب متاع قلیل ہے۔ بے شک ان لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں

ولکم فیھا[1] منافع ومشارب افلا تشکرون (یسین) اگر اس آیت سے جسم خاکی کا آسمان پر جانا معلوم ہوتا ہے تو اس آیت سے سوا چارپایوں کے دودھ اور منافع کے اور چیزوں کا دودھ اور منافع بلکہ تمام دنیا کے پانی پینے منع ہو گئے کیونکہ اگر اس آیت میں مستقر مبتدا موخر ہے تو اس میں منافع اور مشارب وہی حکم رکھتا ہے حالانکہ تمام دنیا کے کنوؤں کا پانی پیتے ہیں اور تمام چیزوں سے منافع لیتے ہیں کوئی چارپایوں کی خصوصیت نہیں۔ بتلاویں تو (بقول آپ کے) یہ دجال کا گدھا ریل گاڑی جس پر حضور آنجناب سوار ہوا کرتے ہیں کون سے چارپائیوں کا نفع ہے حالانکہ بقول آپ کے آیت میں حصر ہے کہ سوائے چارپائیوں کے اور کسی چیز میں ہمارا نفع نہیں اور نہ ہی ہمارے بچے کسی جاندار کا خواہ وہ بچے کی والدہ ہی کیوں نہ ہو دودھ پی سکتے ہیں کیونکہ مشارب کا لفظ اس سے روکتا ہے اگر یہی معنی ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس آیت سے (نعوذ باللہ) کوئی کلام غلطی میں مقابلہ کر سکے۔ مرزا صاحب نے اس آیت کی تقریر میں کچھ علمیت کے جوہر بھی دکھائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کیونکہ **لکم** جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر جا نہیں سکتا بلکہ زمین سے نکلا اور زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہو گا۔ (صفحہ ۶۰۹)

مرزا صاحب ہم پہلے بھی کہہ آئے ہیں کہ یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں اس جگہ تو آپ نے ایک پرانا قصہ ہم کو یاد دلایا۔ جس کو ہم آپ کے خاندان نیچریہ کے بانی سر سید مرحوم کے لئے کسی جگہ لکھ آئے ہیں کہ ایک دفعہ بادشاہ دہلی مدرسہ عربی کا امتحان لینے گئے۔ ایک طالب علم سے پوچھا کہ **الحمد لولیہ** میں واؤ کیسا ہے؟ طالب علم جھٹ سے بولا بندہ نواز عطف کا بادشاہ نے کہا یہ بھی لائق انعام ہے۔ کیونکہ اتنا تو جانتا ہے کہ واؤ عطف کا بھی ہوتا ہے۔

ہم بھی مرزا صاحب کو قابل انعام سمجھتے ہیں اور واقعی مرزا صاحب کی تعریف کرتے ہیں کہ آنجناب حصر کو جانتے ہیں۔ لیکن بڑے ادب سے عرض ہے کہ اگر **لکم** فائدہ حصر کا دیتا ہے تو غالباً یہ حصر "مسند الیہ" (مستقر) کا مسند میں ہو گا جیسا کہ مختصر المعانی اور مطول[2] سے مفہوم ہوتا ہے تو بتائیے کہ اس حصر کا مطلب کیا ہو گا اور آیت کے معنے کیا بنیں گے؟ وہی جو مختصر معانی مطول میں لکھے ہیں۔ **لا فیھا غول بخلاف خمور الدنیا فان فیھا غول**

---

[1] تمہارے لئے چارپایوں میں بہت سے منافع اور پینے کو دودھ ہے۔ کیا پھر شکر نہیں کرتے ہو؟

[2] **اما تقدیمه ای المسند فلتخصیصه بالمسند الیه ای لقصر المسند الیه علی المسند علی ما حققناه فی ضمیر الفصل نحو لا فیھا غول ای بخلاف خمور الدنیا فان فیھا غولا ولھذا ای ولان التقدیم یفید التخصیص لم یقدم الظرف الذی ھو المسند علی المسند الیه فی لا ریب فیه ولم یقل لا فیه ریب لئلا یفید تقدیمه علیه ثبوت الریب فی سائر کتب اللہ تعالیٰ بناء علی اختصاص عدم الریب بالقرآن۔ مختصر ص ۱۰۳**

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

اور خداان سے نہ تو (بخوشی خاطر) کلام کرے گااور نہ (بہ نظر رحمت) آخرت میں ان کو دیکھے گااور نہ (بہ نظر رحمت) ان کو پاک کرے گااور ان کو دردناک عذاب ہوگا

اور خداان سے نہ تو بخوشی خاطر کلام کرے گااور نہ بہ نظر رحمت آخرت میں ان کو دیکھے گااور نہ گناہوں سے ان کو پاک کرے گا بلکہ ہر طرح کی ذلت اور خواری دیکھیں گے اور انکو عذاب دردناک ہوگا-

---

یعنی تمہارے ہی لئے زمین مستقر (جگہ) ہے نہ کہ کسی اور جانور کیلئے- بھلااس حصر سے جسم خاکی کا آسمان پر جانا کیونکر منع ہوا ہاں یہ تو بیشک ثابت ہوا کہ دنیامیں سوائے انسان کے جو لکم کے مخاطب ہیں کسی جاندار کی جگہ نہیں- یہ معنے قطع نظر اس سے کہ واقع میں صحیح ہوں یا غلط آپ کے دعوی (جسم خاکی آسمان پر جانہیں سکتا) سے کیاعلاقہ **انی هذا من ذاك**

ہاں اگر آپ کے معنی (دربطن شاعر کے مصداق) مراد ہوتے تو کلام خداوندی میں فی الارض مقدم ہوتا یعنی آیت یوں ہوتی- **وفی الارض مستقر لکم ومتاع الی حین** ایسی اصلاح قرآن شریف میں کرنا کون نہیں جانتا کہ **اتنبئون الله بما لا یعلم فی السمآء ولا فی الارض** (یونس) کے مصداق ہے

رہی یہ بحث کہ گو حصر مسند کا نہیں لیکن یہ تو معلوم ہوا کہ زمین میں مستقر ہے پس آسمان کا مستقر ہونا اس کے خلاف ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب حصر نہیں تو خلاف بھی نہیں- نہیں تو بتلاویں کہ مسلمان جو سب محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں جس کا ترجمہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو کیاحضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ رسول نہیں صرف محمد رسول اللہ ہی رسول ہیں- پس جس طرح محمد رسول اللہ کہنے سے موسیٰ رسول اللہ کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح **فی الارض مستقر** کہنے سے **فی السماء مستقر** کی نفی لازم نہیں- علاوہ اس کے آسمان میں تو مستقر ہی نہیں خصوصا لکم کے مخاطبین کا جو تمام نبی انسان ہیں اگر مسیح چندروزہ چلے گئے تو اول تو عارضی ہے دوم وہ ایک فرد مخصوص ہیں **مامن[1] عام الا وقد خص منه البعض** (یعنی ہر عام سے بعض افراد خاص ہوتے ہیں) کویاد کر وایسے استدلالات میں ہاتھ پاؤں مارنے سے بجز اس کے کہ علماء میں ہنسی ہو اور کیافائدہ ؟

(۱۴)- چودھویں آیت یہ ہے- **ومن نعمره ننکسه فی الخلق** (یسین) یعنی درازی عمر میں حواس اور عقل زایل ہوجاتی ہے اگر مسیح اب تک زندہ ہوں تو ان کی عقل میں فرق آگیا ہوگا جس سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدت سے مرگئے ہوں گے (صفحہ ۶۱۰)

واہ ری نئی منطق "بدوزد طمع دیدہ ہوش مند" مرزاصاحب چونکہ علم لدنی کے متعلم ہیں اس لئے بیچارے علوم ظاہریہ کی اصطلاحات بدیہہ سے بالکل ناواقف ہوں تو ان کی ذات ستودہ صفات میں کوئی نقص نہیں آتا- یہی وجہ ہے کہ مرزاجی کے کان مبارک "تقریب تام" سے جو علم مناظرہ میں پہلا سبق ہے کبھی آشنا نہیں ہوئے- مرزاصاحب کا دعوی ممات مسیح اور دلیل **لو سلم** نقصان عقل

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تابکجا

مرزاصاحب اگر کوئی شخص ستر اسی کی عمر سے (جس کو آپ انتیسویں آیت میں امت محمدیہ کیلئے محدود کرتے ہیں) متجاوز ہوگیا جیسے کہ مولانا فضل الرحمان صاحب مرحوم گنج مرادآبادی یا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی یا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جن میں سے بعض صاحب سو اور بعض سو سے بھی متجاوز تھے کیا آپ کے نزدیک ان کا جنازہ بغیر روح نکلے ہی درست ہے کیونکہ آپ کی دلیل کا مقدمہ تو ثابت ہے کہ عمر درازی موت کو مستلزم ہے پھر مدعا کیوں ثابت نہیں ؟ آئندہ کو آپ کے خاندان میں سے جو شخص ستر برس سے متجاوز ہو (جیسے خود بدولت بھی ہیں) تو بغیر نکلے روح اس کی کے اس کو میت قرار دے کر قبر میں داخل کردیا کریں پھر دیکھیں گورنمنٹ کی طرف سے آپ کی مسیحیت کی تصدیق ہوتی ہے یا نہیں- افسوس مرزاصاحب کو یہ خبر نہیں یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں کہ عمر درازی کو اگر کچھ لازم ہے تو نکوس لازم ہے جو خود زندگی کو چاہتا ہے

---

۱) ہر عام سے بعض افراد خاص ہوں

وَاِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا يَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالۡكِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡهُ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ‌ۚ

ایک جماعت ان میں سے زبان مروڑ کر کتاب پڑھتی ہے تاکہ تم اس کو کتاب سے ہی سمجھو اور حالانکہ وہ کتاب سے نہیں

پس خود ہی سوچ لو کہ یہ لوگ خدا کی شریعت سے کس قدر دور ہیں- پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ دھوکہ بازی میں ایسے چالاک ہیں کہ ایک جماعت ان میں سے زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں- کئی فقرے اس کے ساتھ اور پڑھ دیتے ہیں تاکہ تم اس ملائے ہوئے کو کتاب سے ہی سمجھو اور یہ جانو کہ واقعی ان کو مذہبی حکم یہی ہوگا جو یہ کہتے ہیں- حالانکہ وہ کتاب اللہ سے نہیں

مردہ کی بابت نکوس فی الخلق کون کہے گا نکوس کے معنی اوندھا کرنے کے ہیں مطلب آیت کا بالکل واضح ہے کہ جس کی عمر دراز ہوتی اس کی خلقت اور عادات پیرانہ سالی میں جوانی سے مغایر بچپنا کی سی ہو جاتی ہے بالکل درست ہے صدق اللہ و رسولہ لیکن اس کو موت خصوصا مسیح کی موت سے کیا علاقہ؟ اگر آپ کے نزدیک ستر برس سے متجاوز پر نکوس فی الخلق ضروری ہے تو حضرت نوح تو آپ کے نزدیک تمام تبلیغ نکوس کے زمانہ بلکہ موت میں کرتے رہے ہوں گے کیوں نہ ہو اعجاز مسیحیت بھی تو ہے-

(۱۵)- پندرہویں آیت یہ ہے- اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ (روم) "اس آیت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ انسان کی عمر پر اثر کرتا ہے- یہاں تک کہ پیر فرتوت ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے" (صفحہ ۶۱۰)

آمنا وصدقنا بے شک اثر کرتا ہے مگر اس کی حد مختلف ہے ایک حد بقول آپ کے ساٹھ ستر برس ہے دوسری بقول خداوندی عمر نوحی ہے جب تک آپ مسیح کیلئے حد نہ لگا دیں اس آیت کو پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے اعمار امتی ما بین ستین کا جواب آگے آتا ہے-

(۱۶)- سولھویں آیت یہ ہے- انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام (یونس) یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے- کیا اس قانون سے مسیح باہر رکھا گیا ہے (صفحہ ۶۱۱) مثل مشہور "مرتا کیا نہیں کرتا" بالکل سچ ہے مرزا صاحب کل بنی انسان کی اگر یہ حالت ہے تو بتلا دیں کہ ایک بچہ جو ایک دن کا ہو کر مر جاتا ہے اس کا وہی کمال ہے دوسرا آپ کی طرح ستر برس کا ہو کر "خس کم جہاں پاک" کا مصداق بنتا ہے اس کیلئے وہی کمال ہے ایک ایسا ہوتا ہے کہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی طرح ہزار سال تک بھی اس کمال کو نہیں پہنچتا ہے پس اسی تفاوت سے اگر مسیح کو بھی وہ کمال جس کے بعد ان کو زوال آتا ہے (جو بقول آپ کے موت کا مرادف ہے) ابھی تک نہ آیا ہو تو کیا محال ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار (حشر)

(۱۷)- سترھویں آیت- ثم انکم بعد ذلک لمیتون تم اپنا کمال پورا کرنے کے بعد زوال کی طرف میل کرتے ہو (صفحہ ۶۱۱) بیشک یہ سچ ہے اس کا جواب آیت سابقہ کی تقریر میں پڑھو

(۱۸)- اٹھارھویں آیت- الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ ذرعا مختلفا ثم یھیج فتراہ مصفر اثم یجعلہ[1] حطاما ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب (زمر) انسان کھیتی کی طرح اپنی عمر کو پورا کر کے مر جاتا ہے (صفحہ ۶۱۴) بالکل سچ ہے لیکن عمریں مختلف ہیں

(۱۹)- انیسویں آیت- وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان) کوئی انسان بغیر کھانے پینے کے زندہ نہیں رہ سکتا (صفحہ ۶۱۲)

اس کا جواب پانچویں آیت کی تقریر میں ملاحظہ ہو-

---

[1] مرزا صاحب کی کتاب میں اسی طرح "جعل" ہی لکھا ہے- اصل قرآن میں "یجعل" ہے ہم نے مرزا جی کے خوف سے کہ تحریف کا الزام نہ لگائیں بعینہ نقل کر دیا ہے-

وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ

اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے ہاں سے ہے مگر وہ خدا کے ہاں سے نہیں اور خدا کے ذمہ دانستہ

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

جھوٹ لگاتے ہیں

یہ تو کہیں کہ خدا کے ہاں سے ہے مگر وہ خدا کے ہاں سے نہیں بلکہ خود بد عملی کرتے ہیں اور خدا کے ذمہ دانستہ جھوٹ لگاتے ہیں-خدا پر ہی جھوٹ باندھنے میں بس نہیں کرتے بلکہ اپنے رسولوں پیشوایان دین پر بھی جھوٹ باندھتے ہیں

(۲۰)- بیسویں آیت یہ ہے - والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (نحل) اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے-مسیح بھی عیسائیوں کے مصنوعی معبود ہیں پس ضرور ہے کہ وہ بھی فوت ہوگئے ہوں (صفحہ ۶۱۳)

مرزاصاحب نے اس آیت کے لفظ "اموات" سے استدلال کیا ہے مگر اس میں غور نہیں فرمایا کہ "اموات" جمع "میت" کی ہے جو خود آنحضرت ﷺ اور کفار مکہ کے حق میں عین زندگی میں وارد ہوا ہے-غور سے پڑھو انك میت وانهم میتون کیا مرزاصاحب اس آیت کے اترتے وقت آنحضرت (فداہ ابی وامی) اور کفار مکہ سب کے سب فوت شدہ تھے؟ تو پھر اس سے بعد کی آیتیں بلکہ خود یہی آیت کس پر نازل ہوئی تھی اور اگر فوت شدہ نہ تھے تو کیوں نہ تھے-حالانکہ "میت" کا لفظ بقول آپ کے موت سابقہ چاہتا ہے-مرزاصاحب آپ تو یونہی ادھر ادھر جاتے ہیں-آیت کا مطلب بالکل واضح ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ جن لوگوں کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ تو ممکنات ہالک الذات ہیں نہ دائم الحیات-حالانکہ معبودیت کے لئے غیر هالك الذات دائم الحیات ہونا چاہئے پس علی طریق البرہان آیت کے مطلب کی تقریر یوں ہوگی معبودکم ممکن الفناء ولا شئی من ممکن الفناء بمعبود (بالحق) نتیجہ صریح ہے کہ تمہارے مصنوعی معبود لائق عبادت نہیں-اموات کے معنے ممکن الموت کے لینا ایک تو آیت موصوفہ انك میت بتلا رہی ہے دوئم ممکن الموت کا لفظ تمام معبود باطلہ کو خواہ وہ نزول آیت سے پہلے کے ہوں یا اسی وقت کے یا پیچھے کے سب کو شامل ہے اور اگر اموات کے معنی فوت شدہ کے لیں تو یہ فائدہ متصور نہیں-غیر احیاء کے معنی غیر دائم الحیات کے ہم نے اس لئے کئے ہیں کہ "احیاء" "حی" کی جمع ہے جس کے معنی دایم الحیات کے ہیں پس ہماری تقریر بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے قابل پذیرائی اور مشتمل مزید فوائد ہوئی اور آپ کی مطلب براری در بطن قائل-کہیں جناب والا کے کسی حواری کو (حواری کو اس لئے کہ آپ تو علم لدنی کے معلم ہیں آپ کو ایسے ظاہر علوم سے کیا تعلق) یہ شبہ نہ ہو کہ شکل اول میں فعلیت صغریٰ ضروری ہے اور مذکورہ شکل میں صغریٰ ممکنہ ہے پس منتج نہ ہوگی اس لئے کہ امکان شکل مذکور میں ربط کی قید نہیں بلکہ خود محکم بہ ہے-

(۲۱)- اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب)

چونکہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آسکتا پس معلوم ہوا کہ فوت شدہ ہے (صفحہ ۶۱۴)

مرزاجی یہاں بھی اصطلاحات بدعیہ سے معذوری کی وجہ سے تقریب تام سے غافل ہوگئے-دعویٰ موت مسیح اور دلیل عدم تشریف آوری انی هذا من ذالك آیت کا مطلب تو بالکل صاف ہے کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنے کی-پس مسیح قرب قیامت باوصف نبوت آپ کی امت بن کر آویں گے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ان کو نبوت آپ کے بعد نہیں ملی بلکہ نبوت

تعجب ہے کہ اس جگہ مرزاصاحب نے حضرت مسیح کو عیسائیوں کا مصنوعی معبود مانا ہے-حالانکہ عیسائیوں کے معبود کا نام یسوع رکھ کر رسالہ انجام آتھم میں بے نقط سنائی ہیں-نعوذ بالله من الهفوات-

سابقہ سے ہی موصوف ہوں گے پس جیسے حضرت ہارون بلکہ خود حضرت مسیح پہلے توریت کی تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کی تابع ہو کر رہیں گے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ صاف ارشاد ہے

لو[1] کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعي۔

ایک نبی اگر دوسرے نبی کی کتاب کے تابع ہو تو اس میں کیا برائی ہے؟ حالانکہ خدا[2] نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہوا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آئے تو تم اس کو مان لینا اور اس پر ایمان لانا۔ یہ تو مرزا جی کے ڈوبتے کے سہارے ہیں۔

(۲۲)۔ بائیسویں آیت ہم نے بصفحہ ۲۲۰ نقل کی ہوئی ہے وہیں جواب ملاحظہ ہو

(۲۳)۔ تئیسویں آیت۔ **یا ایتها النفس المطمئنة ارجعي الی ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي** (فجر)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا۔ چونکہ بموجب شہادت حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں اس لئے ضرور فوت شدہ ہیں (صفحہ ۶۱۷)

کیا نئی منطق ہے۔ مرزا صاحب بموجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت ﷺ نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر آپ اس سے بعد دنیا میں دوسری زندگی سے آئے تھے یا اسی سے۔ سچ ہے **حبك الشئي يعمي ويصم** تیرا تجھے کسی چیز کو چاہنا تجھے اندھا اور بہرہ کر سکتا ہے۔ مرزا صاحب کو موت نہ اپنی بلکہ مسیح کی موت سے بڑی ہی محبت ہے اس لئے عموماً آپ کھینچ تان کر کے "دو اور دو چار روٹیاں" والی مثل پوری کر دیتے ہیں۔ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ اس آیت کی تفسیر وہی صحیح ہے جو خیر الامت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے (جن کی تفسیر کو مرزا صاحب عموماً "انی متوفیك" میں پیش کیا کرتے ہیں اور اس کے منوانے پر مخالفوں پر بڑا زور دیا کرتے ہیں) ابن عباس (رضی اللہ عنہا) فرماتے ہیں کہ جب نیک بندے قیامت کو قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے "اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو"

(دیکھو تفسیر معالم) اس کو مسیح کے فوت شدہ ہونے سے کیا تعلق ہے؟

(۲۴)۔ چوبیسویں آیت۔ **الله الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم** (روم) "اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں پیدائش پھر تکمیل و تربیت کیلئے رزق مقسوم کا ملنا پھر اس پر موت کا وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں" (صفحہ ۶۱۹) مرزا صاحب تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے

(۲۵)۔ پچیسویں آیت یہ ہے۔ **کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام** (رحمن) "ہر نفس پر ہر دم فنا آتی رہتی ہے" "فانٍ" کا لفظ لانا اور "یبقی" نہ لانا اسی طرف اشارہ ہے کہ فنا کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ مگر ہمارے مولوی صاحب گمان کر رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم اس خاکی جسم کے ساتھ جس کو ہر دم فنا لگی ہوئی ہے زمانہ کے اثر سے محفوظ ہے" صفحہ ۶۱۹

مرزا صاحب کی اس نئی منطق سے ہم تنگ آ رہے ہیں کہ کہاں کی دلیل کہاں کا دعوی بے ربط بے ضبط کہیں کی کہیں ہانک دیتے ہیں بھلا ہر دم فنا وارد ہونے سے فوت ہونا کیسے ثابت ہوا کیا آپ بھی اس فنا کے اثر سے متاثر ہیں یا نہیں ضرور ہوں گے کیونکہ بقول آپ کے جیسی مسیح کو کوئی آیت مستثنیٰ کرنے والی نہیں آپ کو بھی نہیں پس محض فنا سے متاثر ہونا اگر فوتیدگی چاہتا ہے تو آپ بھی اپنے کفن کی تیاری کریں۔ مرزا صاحب اب تو اس آیت کے معنی ڈاکٹری تحقیقات سے بھی محقق ہو چکے ہیں کہ سات سال بعد موجودہ جسم تمام کا تمام فنا ہو جاتا ہے لیکن موت اور شے ہے کیونکہ اس فنا کے ساتھ بدل ما یتحلل بھی تو ہے۔ پس آیت موصوفہ کے معنی بالکل صاف ہیں کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے جو بالکل صحیح ہے۔ ناظرین مرزا

[1] اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو بغیر تابعداری میری کے ان کو کچھ بھی جائز نہ ہوتا (حدیث)

[2] واذ اخذ الله من النبيين ميثاقهم الآية (احزاب)

جی کی قوت علمیہ کو اور راست بازی کو دیکھیں کہ اپنے مطلب کو آیت قرآنی کے لفظ "علیہا" کو ہضم ہی کر گئے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے آیت کے معنی یہ بنتے تھے کہ جو شخص زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے چونکہ مرزاجی کے مخاطب مسیح کو آسمان پر مانتے ہیں تو بھلا وہ اس آیت میں کیسے آسکتا ہے ہاں اگر آسمان پر ہونا کسی دلیل سے باطل کریں تو اصل دلیل وہ ہو گی نہ کہ یہ آیت پھر اس آیت کا پیش کرنا بجز اس کے کہ تعداد تیس کی پوری ہو کیا معنی رکھتا ہے لیکن اگر ہم سے پوچھ لیتے تو ہم مرزاجی کو ایسی آیات بتلاتے کہ جن سے بجائے تیس کے پچاس تک تعداد پہنچتی۔

(۲۶)۔چھبیسویں آیت۔ **ان المتقین فی جنت ونهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر** (قمر)

خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ بعد موت کے ہے صفحہ ۶۲۰

بے شک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے لیکن حضرت مسیح کا ایسی جنت میں داخل ہونا جو بعد موت کے ہے کسی دوسری آیت سے ثابت کریں۔جب وہ ثابت ہو گا تو جواب دیں گے۔ودونہ خرط القتاد

(۲۷)۔ ستائیسویں آیت یہ ہے۔ **ان الذین سبقت لهم منا الحسنى اولئك عنها مبعدون لا یسمعون حسیسها وهم فی ما اشتهت انفسهم خلدون** (الانبیاء) اس آیت سے مسیح اور عزیر کا جنت میں داخل ہونا ثابت ہے جو بعد موت کے واقع ہے (صفحہ ۶۲۱)

حضرت جنت جس لفظ کا ترجمہ ہے جس میں آپ نے مسیح اور عزیر کو داخل کیا ہے۔ **فیما اشتهت** کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "اپنی مرادوں میں رہیں گے" کیا بامراد ہونا جنت کو ہی چاہتا ہے۔ آپ کی مراد منکوحہ آسمانی ہے تو اس کے حاصل ہوتے ہی آپ جنت میں چل بسیں گے۔ آپ کے دشمن جنت میں جائیں آپ ایسے وہم و گمان[¹] کو پاس بھی نہ آنے دیں۔علاوہ اس کے اس آیت کا لفظ **سبقت لهم منا الحسنى** خود جناب رسالت مآب (فداہ ابی وامی) اور ان کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم و دیگر بزرگان کو بھی جن کو بے دین لوگ پکارتے ہیں اور ان سے حاجات طلب کرتے ہیں شامل ہے یا نہیں تو کیا یہ بزرگ آیت کے اترنے کے وقت سب کے سب فوت شدہ تھے تو کیا پھر یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے مریدمان لیں لیکن مشکل یہ ہے کہ پھر آپ **سبقت لهم منا الحسنى** سے خارج ہوتے ہیں کیونکہ اس میں داخل ہونے سے تو آپ کو موت سوجھتی ہے۔

(۲۸)۔اٹھائیسویں آیت۔ **این ماتکونوا یدرككم الموت ولو كنتم فی بروج مشیدة** (النساء) اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہو جاتے ہیں۔بطور اشارۃ النص کے مسیح کو بھی شامل ہے (صفحہ ۶۲۲)

بے شک صحیح ہے لیکن اپنے وقت مقدر پر **اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون** (اعراف) کون کہتا ہے کہ مسیح کو موت نہیں پاوے گی بیشک پاوے گی۔اس آیت میں اشارۃ النص کا لفظ سن کر بیساختہ میرے منہ سے "پیریکہ دم زعشق زند بس غنیمت است" نکل گیا کہاں مرزاجی اور کہاں اشارۃ النص کا لفظ برہمن کو گائے کے گوشت سے کیا نسبت؟ لیکن ہمارا جو خیال تھا کہ مرزاجی بقول خود علم لدنی کے متعلم ہونے کی وجہ سے ظاہری علوم کے بوجھ سے سبکدوش ہیں وہ صحیح نکلا حضرت

اما اشارة النص فهی ماثبت بنظم النص لغة وهو غیر ظاهر من كل وجه ولا سیق الكلام لا جله۔

شاشی۔ نورا لا نوار۔ توضیح وغیرہ

اشارۃ النص تو کہیں جو کلام کے ظاہری ترجمہ سے سمجھ میں آئے اور کلام سے مقصود اصلی نہ ہو

جیسے کوئی کہے کہ میں مرزاجی سے آتھم کی پیشگوئی کے زمانہ میں ملا تھا تو آتھم کی پیشگوئی کا ذکر صاف لفظوں کے ترجمہ سے سمجھ میں آتا ہے لیکن متکلم کی غرض اصلی ملاقات کا واقعہ بتلانا ہے۔پس آپ مسیح کا ذکر بطور اشارۃ النص فرماتے ہیں کس لفظ کے ترجمہ سے سمجھ میں آتا ہے؟ اگر کنتم کی

[¹] مرزا صاحب نے ایک عورت کی بابت الہام بتایا ہوا ہے کہ میرا اس سے آسمان پر نکاح ہو چکا ہے جو ابھی تک آپ کے نکاح میں نہیں آئی حالانکہ میعاد کو گزرے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں۔(شہادت دیکھو)

ضمیر مخاطب سے عام بنی آدم مراد ہوں جیسا کہ آپ کا مافی الضمیر ہے تو پھر تو مسیح کے لئے عبارۃ النص ہے جو اشار النص سے قوی ہے- اشارۃ کہنے کے کیا معنی بہر حال اشارہ کا لفظ آپ نے بول کر ہمارے موہومی خیال کو مضبوط کر دیا خدا آپ کو اس کا نیک عوض دے اور راہ راست دکھائے-

(۲۹)- انتیسویں آیت- ما اتاکم[1] الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا (حشر) آنحضرت نے ہم کو دیا ہے کہ اعمار[2] امتی مابین الستین الی السبعین واقلهم من يجوز نیز فوت ہوتے وقت فرمایا ما من نفس منفوسة ياتي عليها مائة سنة وهي حية حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا (صفحہ ۶۲۳)

"شاباش ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند" مرزا صاحب بہادری اسی کا نام ہے- مرزا صاحب نے دو حدیثیں اس باب میں نقل کی ہیں جن میں سے پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کی عموماً ساٹھ ستر برس عمر ہوا کرے گی- بہت کم لوگ ہوں گے جو اس حد سے بڑھیں گے- اس مضمون کو تو مرزا صاحب کے دعوی سے کوئی تعلق ہی نہیں- حدیث میں بعض لوگوں کی عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے- ممکن ہے کہ مسیح بھی انہی میں سے ہوں- علاوہ اس کے حضرت مسیح ہنوز آنحضرت ﷺ کی امت میں محسوب بھی نہیں ہوئے تو ان کا حکم ان پر کیسے لگے گا جب تشریف لاویں گے اس وقت امت بنیں گے بعد امتی بننے کے چالیس سال زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے-

علاوہ اس کے آپ کے نزدیک تو مسیح امت محمدیہ میں ہی نہیں تو پھر امت محمدیہ کا حکم ان پر کیوں لگاتے ہو؟ اگر بہ طور الزام ہے تو امت محمدیہ بننے کے بعد نہ کہ پہلے ہی

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ (فداہ ابی وامی) نے فوت ہوتے وقت فرمایا تھا کہ جو جاندار زمین پر ہیں آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا یعنی ان کی نسل رہ جائے گی خود نہیں رہیں گے- چونکہ اس حدیث میں لفظ علی ظهر الارض بھی تھا جسکے معنی ہیں کہ "جاندار زمین پر ہے" اور مرزا جی کے مخاطب تو مسیح کو زمین پر نہیں مانتے جس سے مرزا جی کی دلیل بازی میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا اور جھٹ سے تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا" مرزا جی کی اس تقریر سے مجھے ایک قصہ یاد آگیا- ایک دفعہ کسی عیسائی سے تثلیث کے متعلق گفتگو تھی- عیسائی بولا کہ آپ تو یونہی اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ تثلیث تو قرآن سے بھی ثابت ہے- میں نے کہا کہاں قرآن میں تو تثلیث کا مدلل رد ہے- بولا دیکھو تو پہلے ہی بسم اللہ- الرحمٰن- الرحیم اللہ سے مراد باپ (خدا) ہے اور رحمٰن سے مراد مسیح اور رحیم سے مراد روح القدس ہے

چہ خوش گفتست سعدی در زرادی الایا ایها الساقی ادر کا ساونا ولہا

میں حیران ہوں کہ مرزا جی اپنی تقریر میں مخالفانہ نظر کیوں نہیں ڈالا کرتے- کیوں اس تقریر کو پیار سے دیکھا کرتے ہیں جس کا نتیجہ "اپنا بیٹا کانا بھی ہو تو سنوانکھا نظر آئے" ہوتا ہے یہ تو ہم نے سنا ہے کہ بعض مریدوں سے مشورہ کیا جاتا ہے لیکن مریدوں سے مشورہ اور عیوب نمائی- ایں خیالست و محالست و جنون

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد وہ کم بخت بھی تیرا چاہنے والا نکلا

لیجئے مرزا صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں- ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں کیا فرمایا ہے سنو اور انصاف سے سنو

كيف فيكم اذا نزل فيكم ابن مريم من السماء[3] واما مكم منكم- رواه البيهقي- واصله في البخاري-

یعنی کیسے اچھے ہو گے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے حالانکہ امیر المومنین خلیفہ اسلام بھی اس وقت تم میں سے ہو گا-

---

[1] جو تم کو رسول دے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے ہٹ جاؤ-

[2] میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں- اور بھی اگر فرمان نبوی سننے ہوں تو مشکوۃ میں باب نزول عیسیٰ کو انصاف سے پڑھو

[3] مرزا صاحب نے حمامتہ البشری کے صفحہ ۱۸ میں بڑے زور سے دعوی کیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت سماء کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آیا- پس ناظرین اور خود الہامی صاحب بھی اس لفظ کو غور سے پڑھیں-

(۳۰)- تیسویں آیت یہ ہے- او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کفار مکہ نے آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں- جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جاوے- پس مسیح بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے- بلکہ بعد موت گئے ہیں (صفحہ ۶۲۵)

سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم

آیت کا مطلب بالکل صاف ہے- کفار مکہ نے آنحضرت سے کہا تھا کہ جب تک تو آسمان پر نہیں چڑھے گا ہم تیری بات نہیں مانیں گے جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے وہ ایسے کاموں سے عاجز تھوڑا ہی ہے- وہ تو عاجزی سے پاک ہے- ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود چڑھ جاؤں میں تو صرف اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہو گا تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں بتلایئے- یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی آسمان پر جائے- آپ نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے کہ ایسے خلاف عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے مگر **ھل کنت الا بشرا رسولا** کو کیا کریں گے جو اپنے عمدہ عبودیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا چنانچہ دوسری آیت میں سے بھی یہی مفہوم ہے- **لا املک لکم ضرا و لا رشدا ولن اجد من دونہ ملتحدا** (جن) کو غور سے پڑھو-

اخیر اس بحث طویل کے جس کی طوالت کی وجہ سے ناظرین کے ملال طبیعت کا اندیشہ ہے- مرزا صاحب کی ایک حیرت انگیز کاروائی پر ناظرین کو متنبہ کرنا ضروری ہے- مرزا صاحب **انی متوفیک** والی آیت کو ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں اور مریدوں کو ایسی ضبط کرا رکھی ہے کہ خواب میں بھی ان کو شاید یہی سوجھتی ہو- اس کی شرح میں حضرت ابن عباس کی تفسیر جو انہوں نے اس آیت کے متعلق کی ہوئی ہے نقل کیا کرتے ہیں- یعنی **انی ممیتك** اس آیت اور اس تفسیر عباسی پر بڑا زور دے کر اپنے مخالفین سے موت مسیح کا اقرار کرانا چاہتے ہیں- مگر واہ ری قرآن کی سچائی کس طرح ظہور کرتی ہے؟ **لیکلا یعلم بعد علم شیئا** مرزا صاحب اپنی مطلب برآری کی وجہ سے یا اگر ہم ان سے حسن ظن کریں تو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے بہت کچھ بھول جاتے ہیں- اسی آیت **انی متوفیك** کا ترجمہ مرزا صاحب نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ جلد چہارم ص-۴۹۹ میں **موفی اجرك** (پورا بدلہ دینے والا) کیا ہے اور موت کے معنی جس سے ابن عباس کا قول "ممیت" ماخوذ ہے "نوم" اور "غشی" کے خود ہی کئے ہیں (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۵)

پس اگر ہم مرزا صاحب کی ان دونوں الہامی کتابوں کے ترجمہ کو لکھتے تو ہمیں بہت کچھ آسانی تھی- یعنی توفی کے معنی "اجر پورا دینا" لیتے- یا ابن عباس کی تفسیر کو بسند صحیح مان کر ممیت کے معنی منیم[1] اور مغشی کے کریں تو بہر حال ہمیں آسانی تھی مگر ہم نے کسی الزامی جواب پر قناعت نہ کی کیونکہ الزامی جواب جدل ہونے کے علاوہ آجکل کے مناظرہ میں پسند بھی نہیں

---

[1] سلانے والا بیہوش کرنے والا-

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ
کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور علم اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
کہ خدا سے ورے مجھے ہی خدا سمجھو ہاں تم کتاب اللہ کو پڑھ پڑھا کر اللہ لوگ بنو

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ
اور یہ حکم بھی ہرگز نہ کرے گا کہ تم فرشتوں اور

النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۠
نبیوں کو اپنا مربی بنالو کیا مسلمان ہونے کے بعد تم کو کفر بتلائے گا؟

کہتے ہیں کہ مسیح نے ہمیں اپنی الوہیت کی تعلیم دی ہے حالانکہ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ خدا اس کو کتاب آسمانی سکھادے اور علم پڑھائے اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا سے ورے مجھے بھی خدا سمجھو لیکن ہاں یہ ضرور کہے گا کہ لوگو تم کتاب اللہ کو پڑھ پڑھا کر اللہ لوگ بنو اور یہ حکم بھی ہرگز نہ کرے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا حقیقی مربی بنالو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ کہ خدا کا بندہ جسے محض لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول بھیجے وہی شرک پھیلائے کیا مسلمان ہونے کے بعد تم کو کفر بتلائیگا؟ ہرگز نہیں پس جب ایسی آیات بینات یہ لوگ سنتے ہیں تو اور تو کوئی عذر نہیں کرتے جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ اگر یہ نبی (محمد ﷺ) برحق ہوتا تو اس کے لئے کوئی پیشگوئی

شان نزول

(**ما کان لبشر**) عیسائیوں کا عام دعوی ہے کہ ہم کو تثلیث اور الوہیت مسیح کی تعلیم خود مسیح نے ہی دی ہوئی ہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم بہ تفصیل۔

ما کان لبشران یوتیه الله۔ شروع سورت سے جس مضمون خلاف العقل والنقل عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تمہید تھی۔ یہاں پر اس کا صریح اظہار فرمایا گیا ہے مسیح کے تمام خاندان کا ذکر دراصل تمہید تھا مقصود اس سب سے یہ تھا کہ الوہیت مسیح باطل ہے چنانچہ ہم موقع بہ موقع تفسیر میں اشارہ کرتے گئے ہیں اس مسئلہ میں قرآن شریف نے کئی دلائل بیان کئے ہیں مگر ان دلائل کے بیان سے پہلے عیسائیوں کا عقیدہ مذکورہ جو ان کے نزدیک مدار نجات ہے بیان کر دینا بھی ضروری ہے۔

عیسائیوں کی مشہور کتاب "دعائے عمیم" میں مسلمہ عقیدہ مقدس اتھاناسیس کا یوں لکھا ہے

"جو کوئی نجات چاہتا ہو اس کو سب باتوں سے پہلے ضرور ہے کہ عقیدہ جامعہ رکھے۔ اس عقیدہ کو جو کوئی کامل اور بے داغ نگاہ نہ رکھے وہ بیشک عذاب ابدی میں پڑے گا"

اور عقیدہ جامعہ یہ ہے

"کہ ہم تثلیث میں واحد خدا کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں نہ اقانیم کو ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں کیونکہ باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اقنوم اور روح القدس ایک اقنوم ہے۔ مگر باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے جلال برابر عظمت ازلی یکساں جیسا باپ ہے ویسا بیٹا اور ویسا ہی روح القدس ہے باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق اور روح القدس غیر مخلوق

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

یاد تو کریں جب خدا نے ہر ایک نبی سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب اور دانائی کی باتیں میں نے تم کو دی ہیں پھر تمہارے

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

پاس کوئی رسول آوے جو تمہاری ساتھ والی بات کی تصدیق کرے تو اس کی ضرور مانیو اور اس کی مدد کیجیو

پہلی کتابوں میں ضرور ہوتی حالانکہ اس دعوی میں بھی جھوٹے ہیں کہ پیشگوئی نہیں- ذرا یاد تو کریں جب خدا نے ہر ایک نبی سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب اور دانائی کی باتیں میں نے تم کو دی ہیں ان پر تو عمل کرو پھر اگر تمہارے پاس کوئی رسول تمہاری زندگی میں ہی آوے جو تمہاری ساتھ والی بات کی جو میں نے تمہیں دی ہے تصدیق کرے تو اسکو ضرور مانیو اور اسکی مدد کیجیو

شان نزول (واذ اخذ الله) یہ آیت یہود و نصاری کی مذمت در بارہ کتمان حق نازل ہوئی-

باپ غیر محدود بیٹا غیر محدود اور روح القدس غیر محدود باپ ازلی بیٹا ازلی اور روح قدس ازلی تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی- اسی طرح تین غیر محدود نہیں اور نہ تین غیر مخلوق بلکہ ایک غیر مخلوق اور ایک غیر محدود یونہی باپ قادر مطلق بیٹا قادر مطلق اور روح القدس قادر مطلق تو بھی تینوں قادر مطلق نہیں بلکہ ایک قادر مطلق ہے ویسا ہی باپ خدا بیٹا خدا اور روح القدس خدا اس پر بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا اسی طرح باپ خداوند بیٹا خداوند اور روح القدس خداوند تو بھی تین خداوند نہیں بلکہ ایک خداوند"

(دعائے عمیم مطبوعہ افتخار دہلی ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۴)

عیسائیوں کے گرو گھنٹال پادری فنڈر لکھتے ہیں کہ

"ایمانداروں (عیسائیوں) پر لازم اور واجب ہے کہ جیسا باپ اور بیٹے پر ویسا ہی روح القدس پر ایمان لا کر اس کی عبادت اور بندگی کریں اور عنایت اور نعمت کی امید اس سے رکھیں (مفتاح الاسرار طبع پنجم صفحہ ۴۵)

عبارات مذکورہ بالا سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ہر ایک ان تینوں (باپ بیٹا روح قدس) میں سے مستقل خدا اور معبود ہے یہ ہے عیسائیوں کا دعوی جس پر مذکورہ ذیل دلائل نقلی دیا کرتے ہیں- یوں تو کہنے کو عیسائیوں کا دعوی ہے کہ انجیل سے کیا بلکہ توریت بلکہ کل نبیوں کی کتب اور تحریروں بلکہ نیچرل لسٹ (نظام عالم) کے ہر ورق سے تثلیث اور الوہیت مسیح ہی ثابت ہوتی ہے- تاہم وہ اس بات کے قائل ہیں کہ توریت میں اس کا اشارہ ہوا ہے (مفتاح الاسرار صفحہ ۴۹) اور انجیل میں بالوضاحت بیان ہے (مفتاح صفحہ ۲۳) اس لئے ہم بھی ان دلائل کے بیان کرنے میں (بقول ان کے) انجیلی حوالوں پر بلکہ انہیں کے الفاظ پر قناعت کرتے ہیں- مفتاح الاسرار کے مصنف پادری فنڈر جو ہندوستان میں عیسائیوں کے امام مناظرہ مانے جاتے ہیں رسالہ مذکورہ میں یوں رقم طراز ہیں

"مسیح نے خدا کی ذات و صفات اور لفظ خدا کو بھی اپنے ساتھ نسبت دیا ہے چنانچہ آئندہ آیتوں سے معلوم ہوتا ہے اور اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسے معنی سے خدا کا بیٹا نہیں ہے جن معنی سے متقی پرہیزگار ایماندار لوگ خدا کے فرزند کہے جاتے ہیں بلکہ اس معنی سے خدا کا بیٹا ہے کہ صفات اور ذات میں خدا کے برابر ہے- پرہیزگار اور ایمان دار لوگ تو اپنے ایمان کی جہت سے خدا کے بیٹے ہیں لیکن مسیح وحدت ذات کی نسبت خدا کا بیٹا ہے- چنانچہ مسیح نے اپنی الوہیت کا اشارہ کر کے یوحنا کے باب ۸ آیت ۲۳ میں یہودیوں سے ایسا فرمایا ہے کہ تم پستی سے ہو اور میں بلندی سے ہوں تم اس جہان کے ہو میں اس جہاں کا نہیں اور اسی باب کی ۵۸ آیت میں فرمایا ہے کہ پیشتر اس کے کہ ابراہیم ہو میں ہوں اور اس بات کو بیان کر کے یوحنا کے ۱۷ باب کی ۵ آیت میں کہا ہے کہ اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر سے تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے اور مکاشفات کے پہلے باب کی ۱۱ آیت میں فرمایا ہے کہ میں الفا اور امگا اول و آخر ہوں اب ان آیتوں میں مسیح صاف بیان کرتا ہے کہ میں آسمان سے اترا اور ابراہیم سے پیشتر بلکہ سارے عالم کے پیدا ہونے

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

کہا کیا تم اقراری ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟ وہ بولے ہم اقراری ہیں کہا تم گواہ رہو اور میں خود بھی

وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

تمہارے ساتھ گواہ ہوں پس جو کوئی بعد اس کے پھر جاوے گا وہی بدکار ہوگا

پھر مزید تاکید کیلئے خدا نے کہا کیا تم اقراری ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو یا نہیں؟ وہ بیک زبان بولے ہم اقراری ہیں خدا نے کہا تم اس معاملہ کے گواہ رہو اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں پس جو کوئی بعد اس اقرار کے پھرے گا سو وہی بدکار ہوگا

سے پہلے موجود اور اول و آخر ہوں- پس ظاہر و عیاں ہے کہ مسیح قدیم اور ازلی ہے پھر متی کے ۱۱ باب ۲۷ آیت میں اس نے فرمایا کہ میرے باپ نے سب کچھ مجھے سونپا اور بیٹے کو کوئی نہیں جانتا مگر باپ اور باپ کو کوئی نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جس پر بیٹا اسے ظاہر کیا چاہتا یعنی بیٹا کاشف ذات ہے پھر متی کے ۲۸ باب کی ۱۸ آیت میں اس نے اپنے شاگردوں سے کہا ہے کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا یعنی انسانیت کی نسبت تو یہ سب اختیار اسے دیا گیا تھا اور الوہیت کی رو سے وہ اس حکومت کے لائق تھا ایسا ہی یوحنا کے ۵ باب کی ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۸، ۲۹ آیتوں میں مسیح نے اپنی الوہیت ظاہر کرنے کے لئے یہودیوں سے کہا ہے کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں- میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا مگر جو کچھ کہ وہ باپ کو کرتے دیکھتا ہے بیٹا بھی اسی طرح وہی کرتا ہے یعنی باپ بیٹا کے ساتھ ایسا ایک اور متحد ہے کہ ممکن نہیں کہ کچھ اور کرے مگر وہی جو باپ کرتا ہے اور بیٹا ارادت اور قدرت اور ذات میں باپ کے ساتھ ایک ہی پھر ہے کہا کہ جس طرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنھیں چاہتا ہے جلاتا ہے اور باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی اس سے تعجب مت کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں اس کی آواز سنیں گے جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی میں قیامت کے واسطے اب دیکھو کہ ان آیتوں میں مسیح نے قادریت اور عالمیت کی صفتوں کو کھلا کھلی اپنے ساتھ منسوب کیا ہے کیونکہ جس صورت میں یہ کہتا ہے کہ جو کچھ باپ کرتا ہے میں بھی وہی کرتا ہوں اور مردوں کو جلاتا ہے اور زمین اور آسمان میں ساری قدرت مجھے دی گئی ہے اور باپ یعنی ذات کو جانتا ہوں اور قیامت کے دن کا حاکم میں ہوں تو ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنے عالم اور قادر ہونے کا اقرار کیا ہے کیونکہ جو کوئی وہی کام کرے جو خدا کرتا ہے اور جس کا حکم ساری زمین و آسمان پر ہووے چاہیے کہ قادر ہو اور جو کوئی قیامت کے دن ساری خلقت کا حاکم اور ان کے سب فکروں اور کاموں سے واقف ہو چاہیے کہ وہ عالم ہووے اور یہ کہ مسیح نے آیات مذکورہ میں اپنی الوہیت کا اشارہ کیا ہے اس بات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ان باتوں کو سن کر اس کے قتل کا ارادہ کیا جیسا کہ یوحنا کے ۵ باب کے ۱۸) آیت میں لکھا ہے کہ تب یہودیوں نے اور بھی زیادہ اس کو قتل کرنا چاہا کیونکہ اس نے خدا کو اپنا باپ کہہ کر اپنے تئیں خدا کے برابر کیا اور ایسا ہی متی کے ۱۸ باب کی ۲۰ آیت میں مسیح اپنی الوہیت کا اشارہ کر کے کہتا ہے کہ جہاں کہیں دو یا تین میرے نام پر اکھٹے ہوں وہاں میں ان کے بیچ ہوں اور صعود کے وقت جب اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ سارے عالم میں جا کر میرا کلام بیان کر کے تعلیم دو تب ایسا کہا کہ دیکھو میں زمانہ کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں جیسا کہ متی کے ۲۸ باب کی آیت ۲۰ میں لکھا ہے پس اس سے کہ مسیح نے اپنے صعود کے وقت یہ بات فرمائی ظاہر ہے کہ اس کا حاضر ہونا جسمانی نہیں بلکہ روحانی طور پر ہوگا اور اس حال میں کہ یہ وعدہ جو انتہا عالم تک میں تمہارے ساتھ ہوں نہ صرف ایک سے بلکہ سارے شاگردوں اور ایمانداروں سے کیا ہے تو ظاہر ہے کہ ان باتوں سے اور اگلی آیت سے بھی اس نے حاضریت کی صفت کو اپنے ساتھ منسوب کیا- خلاصہ ان آیتوں میں مسیح نے خدائی ذات اور صفات کو ایسا صریحاً اپنے ساتھ نسبت کیا ہے کہ رد کے قابل نہیں ہے اور مابعد کی آیتوں میں تو ماقبل

أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

تو کیا دین الٰہی کے سوا اور دین چاہتے ہیں حالانکہ تمام آسمان و زمین کے لوگ چار و ناچار اسی کے زیر فرمان ہیں اور اسی

وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

کی طرف پھریں گے تو کہہ دے ہم خدا کو اور جو کچھ ہماری طرف اور ابراہیم

بھلا نبیوں کا عہد و پیمان جو بحکم خداوندی انہوں نے کیا تھا جب نہیں مانتے تو کیا دین الٰہی کے سوائے اور دین چاہتے ہیں حالانکہ تمام آسمان و زمین کے لوگ چار و ناچار اسی کے زیر فرمان ہیں اور انجام کار اسی کی طرف پھریں گے پس تو بلند آواز سے کہہ دے کہ جاؤ جو تمہارا جی چاہے کرو ہم تو سب سے پہلے اکیلے خدا کو مانتے ہیں اور جو کچھ ہماری طرف اور ابراہیم

سے واضح تر اپنے تئیں ذات الٰہی کے ساتھ موصوف اور منسوب کیا ہے۔ چنانچہ یوحنا کے ۱۱ باب کی ۲۵ آیت میں فرمایا ہے کہ قیامت اور زندگی میں ہوں اور یوحنا کی) کی باب کی آیت ۳۰ میں کہا کہ میں اور باپ ایک ہیں اور پھر یوحنا کے ۱۴ باب کی ۹ آیت سے ۱۱ تک مسیح نے فیلبوس کو فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے اور تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھلا کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں اور باپ مجھ میں ہے یہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں کہ میں آپ سے نہیں کہتا لیکن باپ جو مجھ میں رہتا ہے وہ یہ کام کرتا ہے۔ میری بات پر یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے اور اسی وحدانیت کی نسبت جو مسیح نے ان آیتوں میں اپنے ساتھ منسوب کی اور جس کے سبب باپ کے ساتھ یعنی خدا کے ساتھ ذات میں ایک ہے اس نے ہم بندوں پر واجب کیا کہ جیسا باپ کو ویسا ہی اس کو بھی مانیں اور اس کی عبادت اور بندگی کریں جیسا کہ یوحنا کے ۵ باب کی ۲۳ آیت میں لکھا ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ "سب جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جس نے اسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا" اور علاوہ اسکے مسیح نے خدا کا لفظ بھی اپنے ساتھ منسوب کیا ہے یعنی اپنے قیام کے بعد ثوما کو جو اس کے شاگردوں میں سے تھا اجازت دی کہ اسے خدا کہے جیسا کہ یوحنا کے ۲۰ باب کی ۲۰، ۲۸ آیتوں میں ذکر ہے یعنی جب شاگردوں نے ثوما کو کہا کہ مسیح نے قیام کیا ہم نے اسے دیکھا ہے تب اس نے انہیں کہا کہ میں جب تک میخوں کا نشان اس کے ہاتھ میں نہ دیکھو اور اپنی انگلی میخوں کے نشان میں نہ ڈالوں اور اپنا ہاتھ اس کی پسلی میں نہ رکھوں تب تک باور نہ کروں گا آٹھ دن کے بعد مسیح نے پھر ان پر ظاہر ہو کے ثوما سے کہا کہ اپنا ہاتھ پاس لا اور میری پسلی ٹٹول اور بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا۔ تب ثوما نے سجدہ کر کے کہا اے میرے خداوند! اے میرے خدا اب اس صورت میں کہ مسیح نے اس کو منع نہ کیا بلکہ یوں فرمایا کہ اے ثوما اس لیے کہ تو نے مجھے دیکھا ہے ایمان لایا مبارک وہ ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا اور ایمان لائے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اپنی الوہیت کا اشارہ کر کے اپنے تئیں خدا کہلانا زیادتی نہ جانا"

(مفتاح الاسرار طبع پنجم صفحہ ۱۴-۱۸)

ناظرین کرام

کیسی (ناراست) صاف گوئی سے کام لیا ہے کتنا زور سے مسیح کے الٰہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اسے یاد رکھئے اور مزید بیان سنئے۔

رسالہ "مسیح ابن اللہ" کا مصنف بھی اپنا خیال یوں ظاہر کرتا ہے

اب ہم پرانے اور نئے وثیقوں کی بعض آیتوں کو جدول ذیل میں باہم مقابلہ کر کے لکھتے ہیں تا کہ یہ ہمارے اس منشا کا کہ اسی طرح اور آیتیں بھی مق

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ

اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی ساری اولاد کی طرف اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو

مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

خدا کی طرف سے ملا ہے سب کو مانتے ہیں ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے مخلص بندے ہیں

اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اس کی ساری اولاد کی طرف خدا کے ہاں سے اتارا گیا اور بالخصوص جو موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں (علیہم السلام) کو خدا کی طرف سے ملا ہے سب کو مانتے ہیں ہم ان نبیوں میں سے کسی میں تفرق نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض سے انکاری ہوں جیسے کہ تم اور بڑی بات یہ ہے کہ ہم اسی کے مخلص بندے ہیں نہ کہ تمہاری طرح مشرک کہ مسیح کو بھی خدا مانتے ہوں - چونکہ ہمارے دین اسلام میں توحید

کر کے دیکھی جائیں ایک نمونہ ہو- جدول یہ ہے

پرانا وثیقہ [1]	نیا وثیقہ [2]
اور خدا اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ خداوند کہتا ہے کہ آسمان اور زمین مجھ سے بھرتے ہیں (یرمیاہ-۲۳ باب ۲۴ آیت)	عیسیٰ کے حق میں اور عیسیٰ اپنے حق میں کیا کہتا ہے
تیرا تخت قدیم سے مستحکم ہے- تو تو ازلی ہے-(۹۳ زبور ۳ آیت)	وہ جو اترا وہی ہے جو سارے آسمانوں پر چڑھا تاکہ سب کو بھرپور کرے-(افسیون ۴ باب ۱۰- آیت)
تیرا تخت قدیم سے مستحکم ہے تو تو ازلی ہے (۹۳) (زبور ۳ آیت)	وہ بیٹے سے کہتا ہے کہ اے بیٹا تیرا تخت ابدالآباد ہے-(خط عبرانیوں کو پہلا باب آیت ۸)
میں اول اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں (یشعیاہ ۴۴ باب ۶ آیت)	میں اول اور آخر ہوں اور وہی ہوں جو ہوا تھا اور زندہ ہوں (مکاشفات پہلا باب ۱۸، ۱۷ آیت)
میں یہوواہ ہوں اور تبدیل نہیں ہوتا (ملاکی ۳ باب ۶- آیت)	یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں (خط عبرانیوں کو ۱۳ باب ۸ آیت)
میں قادر مطلق خدا ہوں (پیدائش ۱۷ باب پہلی آیت)	میں قادر مطلق ہوں (مکاشفات پہلا باب ۸ آیت)
	کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ (متی ۱۱ باب ۲۷ آیت)
تو اپنی تلاش سے خدا کو پا سکتا ہے (ایوب ۱۱ باب ۷ آیت)	تم نے اس قدوس اور راست کار کا انکار کیا (اعمال ۳ باب ۱۴ آیت)
میں خداوند تیرا قدوس خدا ہوں (یسعیاہ ۴۳ باب ۳ آیت)	ابتداء میں کلام تھا- سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں (یوحنا پہلا باب ۱، ۳ آیت)
ابتداء میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا (پیدائش پہلا باب پہلی آیت)	کیونکہ اس سے ساری چیزیں جو آسمان اور زمین پر ہیں دیکھی)
میں خدا سب کا بنانے والا ہوں میں اکیلا آسمان کو تانتا اور)	

---

[1] انجیل سے پہلے حصے کا نام ہے-

[2] انجیل سے آخر تک حصے کا نام ہے-

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا

سے ہوگا بھلا ایسے لوگوں کو خدا کیونکر راہ دکھائے گا جو بعد ایمان لانے کے منکر ہو گئے حالانکہ شہادت

اور اخلاص اعلیٰ درجہ کا ہے اس لئے خدا کی طرف سے بھی عام اعلان ہے کہ جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا بھلا ایسے لوگوں کو کیونکر خدا جنت کی راہ دکھائیگا جو بعد ایمان لانے کے بغرض دنیوی منکر ہو گئے۔ حالانکہ شہادت بھی

پرانا وثیقہ	نیا وثیقہ
آپ تنہا زمین کو فرش کرتا ہوں (یسعیاہ ۴۴ باب ۲۴ آیت)	اور اند یکھی کیا تخت کیا خاوندیاں کیا ریاستیں کیا مختاریاں پیدا کی گئیں (خط کلیسون کو پہلا باب ۵ آیت)
خداوند تعالیٰ نے ہر چیز اپنے لئے بنائی۔ (مثال ۱۶۔ باب ۴ آیت)	ساری چیزیں اس سے اور اس کے لئے پیدا ہوئیں۔ (خط کلیسون کو پہلا باب ۵) آیت)
خداوند تعالیٰ ساری زمین کا بادشاہ عظیم ہے (۳۶ زبور ۱ آیت)	بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند (مکاشفات ۸) باب ۵) آیت)
اس لئے کہ تو فقط سارے بنی آدم کے دلوں کو جانتا ہے (پہلا سلاطین پہلا باب ۲۸ آیت)	اور ساری کلیسیاؤں کو معلوم ہوگا کہ میں وہی ہوں جو دلوں اور گردوں کا جانچنے والا ہوں (مکاشفات ۱ باب ۲۲ آیت)
خدا ہی عدالت کرنے والا ہے (۴ زبور ۵)۔ آیت)	کیونکہ ہم سب کو ضرور ہے کہ مسیح کی مسند عدالت کے آگے حاضر ہوں دیں۔ (خط قرنیتوں کو ۴ باب۔) آیت)
اس کی بادشاہی سب پر مسلط ہے (زبور ۲)۔ آیت ۸)	وہ سب کا خداوند ہے (اعمال) باب ۲۵ آیت)
اس دن ایک خداوند ہوگا اور اس کا نام ایک ہوگا (زکریا ۳) باب۔ ۸ آیت)	اور ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے جس کے سب سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اس کے وسیلے سے ہیں (پہلا خط قرنیتوں کو ۷ باب۔ ۵) آیت)
دیکھو خداوند خدا زبردستی کے ساتھ آئے گا۔ اس کا صلہ اس کے ساتھ ہے۔ (یشعیاہ ۳ باب۔) آیت)	دیکھ میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ (مکاشفات ۱۱۔ باب ۱) آیت)
میں میں ہی خداوند ہوں۔ میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں (یشعیاہ ۳۲ باب۔)) آیت)	اور وہ کامل ہو کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے نجات کا باعث ہوا (خط عبرانیوں کو ۴ باب ۸) آیت)
	اور کسی دوسرے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں۔ (اعمال ۳ باب۔۱) آیت)
وہ ظفر مندی سے موت کو نگل جائے گا۔ (یشعیاہ۔ ۴ ۱ باب ۷ آیت)	اب ہمارے بچانے والے یسوع مسیح نے موت کو نیست کیا (دوسری تمطاؤس پہلا باب۔) آیت)
میں نے اپنی حیات کی قسم کھائی ہے کلام صدق میرے منہ سے نکلتا ہے اور نہ پھیرے گا کہ ہر ایک گھٹنا میرے آگے جھکے گا اور ہر ایک زبان	ہم سب مسیح کے تحت عدالت کے آگے حاضر کئے جائیں گے چنانچہ یہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے کہ اپنی حیات کی قسم ہر ایک گھٹنا میرے

اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

بھی دے چکے تھے کہ رسول بھی برحق ہے اور دلائل بھی ان کو پہنچ چکے خدا ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا

دے چکے تھے کہ رسول برحق ہے اور سچائی کے دلائل بھی ان کو پہنچ چکے مگر بایں ہمہ سب سے منکر ہو بیٹھے تو خدا نے بھی اپنی رحمت سے ان کو محروم کر دیا۔اس لئے کہ خدا ایسے ظالموں کو جنت کی راہ نہیں دکھاتا

میری قسم کھائے گی۔(یشعیاہ۔۴۳ باب ۱۲ آیت) آگے جھکے گا اور ہر ایک زبان خدا کے سامنے اقرار کرے گی (خط رومیوں کو ۳) باب اور آیات)) آیت)

عیسیٰ کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے گا (خط فلپیوں کا اباب) آیت)

اگرچہ اس جدول کو طول دینا آسان تھا لیکن ہمارا منشا خاص کر دونوں وثیقوں کی مطابقت کا نمونہ دکھلانا ہے ورنہ اس قسم کی سب آیات کو پیش کرنا بڑے فائدہ کی بات ہو گی۔اگر اس جدول کو دیکھنے سے ناظرین کو اس امر کی طرف رغبت ہو جاوے کہ اس ضروری مسئلہ کے ثبوت میں پاک کتاب کے دونوں حصوں کی شہادت کو آپ ہی دریافت کریں۔اگر اس طرح کی تحقیقات صداقت سے کریں تو ان کی خاطر جمع ہو جائے گی کہ ضرور عیسیٰ حقیقی اور ابدی خدا ہے اور وہ دریافت کریں گے کہ جو کچھ ایک وثیقہ میں خاص خدا باپ کی طرف منسوب ہے وہ سب دوسرے میں بالکل عیسیٰ ناصری کی طرف منسوب ہے۔اور وہ دیکھیں گے کہ خدا کے خاص خطاب اور قدرت اور کاملیت اور الٰہی کاروبار نئے وثیقے میں سب کے سب عیسیٰ کی طرف منسوب ہیں اور یہ نسبت انہی الفاظ کے ساتھ بیان کی جاتی ہے جو کہ قدیم الایام سے پاک نبیوں اور خود خدا نے پرانے وثیقے میں استعمال کئے تھے بلکہ وہ یہ بھی دیکھیں کہ بار بار مابین اس پاک وجود کے جس نے پہلے آسمان سے کلام کیا اور عیسیٰ کے جس نے کئی صدیوں کے بعد انسانی شکل میں زمین پر گفتگو کی اصل یگانگت تھی (رسالہ مسیح ابن اللہ صفحہ ۱۲۹) ۵ ۳ ۳ ۱ مطبوعہ لدھانہ ۱۸۸۸ء)

گو اہل انصاف اس مسئلہ کی تصویر سے ہی متنفر ہو کر اس کے دلائل سے اور بھی نفرت کر گئے ہوں گے اور ہرگز امید نہیں کہ کسی صاف دل میں اس سیدھے گورکھ دھندے کو جگہ ملے تاہم اس کے ابطال میں کسی قدر دلائل واضح کا بیان کر دینا اہل مذاق کے لئے ہر طرح مفید ہو گا پس ہم ان دلائل کو پہلے بیان کرتے ہیں جو خدا کی پاک کتاب قرآن شریف نے بیان کئے ہیں۔

لیکن چونکہ ان دلائل میں حکیمانہ طرز سے استدلال کئے گئے ہیں اس لئے بطور تمہید پہلے کئی امور کا بیان ضروری ہے قاعدہ عقلیہ ہے کہ جب دو نقیضوں میں سے ایک کو باطل کر دیا جائے تو دوسری کا وجود ضرور ہوتا ہے ایک کا وجود ثابت ہو تو دوسری کا عدم ہو گا مثل ثابت کیا جاوے کہ کسی خاص وقت میں رات نہیں تو دن ضرور ہو گا اور اگر ثابت کیا جائے کہ کسی خاص وقت میں دن ہے تو رات نہ ہو گی اس قسم کی دلیل کو علماء مناظرہ "دلیل خلف" کہتے ہیں اور جو حکم بعد تتبع اور تلاش جزئیات کثیرہ کے لگایا ہو اس کو "استقراء" کہتے ہیں جیسا کہ بہت سے افراد انسانی کو خلقۃً دوپایا دیکھ کر سب پر حکم لگایا جاوے کہ سب افراد انسانی دوپائے ہیں یہ بھی ایک قسم سے دلیل ہے مگر خلف کی نسبت سے کمزور اور جو بطور مشابہت کے حکم ہو اس کو "تمثیل" کہتے ہیں جیسا شراب کے نشہ پر دوسری نشہ آور چیزوں کو بھی قیاس کر لیں۔یہ قسم بھی گو درجہ اول کے برابر زور آور نہیں لیکن کسی قدر کار آمد ہیں۔

پس انہی دلائل ثلاثہ کی طرف قرآن شریف نے اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ

ما المسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان الطعام انظر كيف نبين لهم الآيات ثم انظر انى يؤفكون (المائده- ٦٤)

مسیح تو صرف اللہ کا رسول ہے اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ (نیک بندی) تھی۔دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے دیکھو تو ہم کیسے دلائل بیان کریں پھر بھی یہ کیسے بہکے جا رہے ہیں

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُھُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۙ﴿۸۷﴾

سزا ان کی یہ ہے کہ خدا کی اور فرشتوں کی اور جہان کے سب لوگوں کی ان پر لعنت ہو

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ھُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۙ﴿۸۸﴾

بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی

سزا ان کی یہ ہے کہ خدا کی اور فرشتوں کی اور جہان کے سب لوگوں کی ان پر لعنت ہو جس سے وہ کبھی رہائی نہ پاویں گے بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو عذر کی مہلت ملے گی- لیکن جو

اس لفظ میں کہ مسیح تو صرف اللہ کا رسول ہے تمثیل کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسے اور رسول ہیں جن کو بندگی سے بڑھ کر خدائی میں ان کو کوئی دخل نہیں اسی طرح مسیح بھی فقط رسول ہی ہے نہ کہ خدا اور اس لفظ میں کہ اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے استقرا کی طرف اشارہ ہے یعنی کل رسول جو خدا کی طرف سے آئے ہیں ان کے لئے بجز بندگی کے اور مرتبہ نہیں ہوتا پھر مسیح کا کیونکر ہونے لگا اور اس لفظ میں کہ "اس کی ماں خدا کی نیک بندی تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے" میں بڑی زبردست دلیل کی طرف اشارہ ہے جس کو "دلیل خلف" کہتے ہیں- یعنی جب اس کی ماں تھی اور وہ بھی پھر خدا کی نیک بندی اور وہ دونوں کھانے کے بھی محتاج تھے تو ایک دو وجہ سے نہیں بلکہ کئی وجہ سے مسیح کی عبودیت ثابت ہوئی- ایک تو یہ کہ اس کی ماں ہے جس نے اس کو جنا- دوم یہ کہ اس کی ماں نیک خدا کی تابعدار بندی تھی تو بیٹا بھی ضرور بحکم "الولد سرّ لابیہ" خدا کا بندہ ہوگا سوم یہ کہ وہ

دونوں ماں بیٹا طعام کے محتاج بھی تھے ایسے کہ جیسے اور لوگ محتاج ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی محتاج الی الغیر ہو وہ مخلوق ہے کیونکہ اگر خدا بھی طعام وغیرہ کی طرف محتاج ہو تو اس میں شک نہیں کہ طعام بلکہ دنیا کی چیزیں حادث ہیں- ایک وقت سے ان کی ابتدا ہوئی ہے جس سے پہلے نہ تھیں پس جس وقت نہ تھیں تو خدا کا گذارہ کیسا چلتا ہوگا یا تو خدا بھی اس وقت نہ تھا تو خدا بھی (نعوذ باللہ) حادث ہوا یا تھا تو بڑی دقت میں گزارہ ہوتا ہوگا-

چونکہ اس بات کو ہمارے مخاطبین بھی مانتے ہیں کہ جو شے کھانے وغیرہ کی طرف محتاج ہو وہ بے شک مخلوق ہوگی اس لیے اس پر زیادہ زور دینا کچھ ضروری نہیں- پس قرآن کریم کی تینوں دلیلوں کی شرح ہوگئی- کس خوبی سے بالاجمال مختصر الفاظ میں تینوں کی طرف اشارہ ہے- عیسائی اب بھی قرآن کی بلاغت کے قائل نہ ہوں گے؟ علاوہ اس فائدہ کے یہ فائدہ بھی ان آیات سے باآسانی حاصل ہوا کہ عیسائیوں کے فرقہ رومن کیتھولک کے خیالات بھی رد ہوگئے جو مسیح اور اس کی ماں دونوں کی عبادت کرتے ہیں ان آیات میں بھی جن پر ہم حاشیہ لکھ رہے ہیں دلیل خلف کو ایسے طریق سے بیان کیا ہے کہ جس کی کوئی کسر نہیں چھوڑی چنانچہ تفسیر میں ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا-

چونکہ یہ تفسیر قرآنی ایسی بدیہی اور پرزور ہے کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی اس سے انکار نہ کرے اس لئے عیسائیوں نے بھی صریح انکار تو نہیں کیا لیکن ایک عذر یار داس کے متعلق یوں کیا-

"مسیح بندہ بھی ہے مالک بھی ہے اور آدمی ہے اور خدا بھی ہے- اسی سبب سے بعض آیتوں میں اس کی بشریت اور بعض میں الوہیت بیان وعیاں ہوئی ہے" (مفتاح الاسرار صفحہ ۱۹ دفعہ پنجم)

"کیونکہ ایمان صحیح یہ ہے کہ ہم اعتقاد اور اقرار کریں کہ خداوند کا بیٹا ہمارا خداوند یسوع مسیح خدا اور انسان بھی ہے- خدا ہے باپ کی ماہیت سے عالموں کے پیشتر مولود اور انسان ہے- اپنی ماں کی ماہیت سے عالم میں پیدا ہوا کامل خدا اور کامل انسان نفس ناطقہ اور انسانی جسم کے ساتھ" (دعائے عمیم ص ۲۵ مطبوعہ افتخار دہلی)

مثال میں تبدیل الفاظ نہیں ہوا کرتا-

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٨٩﴾

لیکن جو لوگ بعد اس کے باز آئے اور اعمال کو سنوارا تو خدا بڑا بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ

جو لوگ بعد ایمان لانے کے کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے ہی گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ

لوگ دنیا میں ہی بعد اس کفر کے باز آئے اور اپنے اعمال بد کو سنوارا تو ایسے لوگ بخشش کا حصہ رکھتے ہیں کیونکہ خدا بڑا بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے- اس کی بخشش کو اگر کسی کی سخت بد عملی مانع نہ ہو تو فوراً بندوں کو دبوچ لیتی ہے- قابل ملامت وہ لوگ ہیں جو بعد ایمان لانے کے کافر ہوئے- پھر کفر میں ہی بڑھتے گئے یہاں تک کہ مر گئے-ان کی توبہ جو بروز قیامت کریں گے ہرگز قبول نہ ہو گی اور نہ ہی ان پر نظر رحمت ہو گی اور یہی لوگ اصلی راہ سے بھولے ہوئے ہیں

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ کہاں تک اجتماع ضدین ہے اس پر بھی یہ سوال ہے کہ کیا مسیح بشریت اور الوہیت سے مرکب تھا تو حادث ہو گا کیونکہ ترکیب حدوث کو مستلزم ہے پس پھر بھی خدا نہ ہوا بلکہ حادث جو اپنی ترکیب اور حدوث میں ترکیب دہندہ اور پیدا کرنے والے کا محتاج علاوہ اس کے اگر مسیح بھی خدا تھا اور دوسرے دو حصوں میں بھی خدا ہے تو تین خدا ہوئے تو پھر شرک کس کا نام ہے جس کے ماننے والے کو تم بھی عیسائی مذہب سے خارج مانتے ہو-(مفتاح مذکور صفحہ ۱۴)

عیسائی اس پیش بندی کے لئے ایک اور چال چلتے ہیں جس سے صریحاً تثلیث کی بیخ کنی ہوتی ہے وہ یہ کہ

> "شرک تو جب ہو جب ہم مسیح روح القدس اور خدا کو مستقل خدا جانیں-بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا باپ خدا بیٹا اور خدا روح القدس کہنا یعنی ہر نام کے اول لفظ خدا کا استعمال کرنا درحالے کہ کوئی ان تینوں میں سے بغیر دوسرے کے خدا نہیں ہو سکتا درست نہیں ہے-الوہیت کے اقانیم (حصے) ثلاثہ کے ایسے استعمال سے عیسائیوں کو محتاط رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ صرف بیٹا یا روح القدس یا فقط باپ خدا ہے-ہم اکیلے باپ (خدا) کو بھی خدا نہیں کہتے (تشریح التثلیث صفحہ ۸۰)

ناظرین ذرا ہوش سے ان مہذبوں کی باتیں سنئے انہیں کچھ بھی اپنے مذہب میں تخالف یا تناقض کا خوف ہے؟ پہلی عبارتیں عقیدہ اتھاناسیس اور پادری فنڈر کی عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ تینوں مستقل ہیں جس سے صاحب تشریح کو انکار ہے-خیر ہمیں اس سے بھی بحث نہیں کہ آپس میں مخالف ہیں یا موافق-ہم اس پہلو پر بھی نظر کرتے ہیں بھلا جب خدا تین اجزا سے مل کر مرکب ہوا تو حادث پھر کس کو کہتے ہیں؟ اس کا ترکیب دہندہ پھر کون ہے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ جو حادث ہو وہ ایک وقت پر پہنچ کر فنا بھی ہو گا جس سے لازم آتا ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا بھی ایک وقت پر فنا ہو-کیا پھر عجب نہیں کہ اپنے پرستاروں کو بدلہ دینے سے پہلے ہی چل دے جس سے ان کی حق تلفی کا الزام بھی اس پر عائد رہے گا ایسے خدا سے تو ہر وقت اندیشہ ہے کہ ہم سے بیگار ہی نہ لیتا ہو-دینے دلانے کا شاید اسے موقع ہی نہ ملے-علاوہ اس کے جب چل دیگا تو اس وقت خدا کا قائم مقام کون ہو گا اور اس کو قائم مقام کرنے والا بڑا خدا ہو گا تو پہلے ہی سے اسے ہی کیوں نہیں خدا مان لیتے؟ اس لفٹنٹ کی کیا حاجت ہے؟ اور اگر اس کا قائم مقام کرنے والا کوئی نہیں بلکہ جس کا زور چلے گا وہ ہو جائے گا تو دنیا کی بربادی کا کیا انتظام؟ سچے خدا کا سچا فرمان بیشک سچ ہے کہ

لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا الآية (الانبياء-۱۱) اگر آسمان و دنیا میں چند معبود ہوتے تو مدت کی خراب ہو چکتی

اس پہلو سے بھی جان بچانے کو عیسائیوں نے ایک مفر نکالا ہے وہ بھی قابل سماع ہے-وہ یہ ہے کہ "مسیح میں خود وہی خدا تھا جو آسمان و زمین کا مالک ہے کوئی دوسرا نہیں تھا جس نے موسیٰ کو کوہ طور پر درخت میں جلوہ دکھایا وہ مسیح تھا" (رپورٹ جلسہ مذاہب لاہور صفحہ و مفتاح الاسرار مصنفہ پادری فنڈر دفعہ پنجم صفحہ ۳۸)

تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

ہو گی یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں جو لوگ کافر ہوں اور کفر کی حالت میں

اس لئے کہ ہمارے ہاں عام دستور ہے کہ جو لوگ کافر ہوں اور کفر کی حالت میں مر جائیں۔ تمام عمر بھر اسلام اور فرمانبرداری کی طرف نہ آئیں ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

ناظرین! گھبرائیے نہیں آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

بہت اچھا صاحب جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا وہ مسیح ہی تھا لیکن یہ تو بتلادیں کہ اس سے تثلیث کیونکر ثابت ہوئی؟ غایت مافی الباب اس سے تو حلول ثابت ہوا جس کو آپ اور آپ کے پیر و مرشد پادری فنڈر مفتاح کے صفحہ ۴۰ میں رد کرتے ہیں پس اگر حلول بھی نہیں بلکہ عینیت ہے تو وہی خدا کے کلام کی "دلیل خلف" اس پہلو پر بھی وارد ہو گی کیونکہ **"کانا یاکلان الطعام"** اس صورت میں بھی عیسائیوں کو کھانا پینا بھلاتا ہے۔ اس بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر عیسائیوں نے یہ کی ہے کہ مسیح کی عبودیت کے اقراری ہو کر صرف مسیح سے خدا کا ایک علاقہ خاص بتلایا ہے جس کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ چنانچہ پادری فنڈر صاف مظہر ہے کہ وہ ایک خاص علاقہ ہے جس کی ماہیت اسرار الٰہی میں سے ہو کر عقل کی دریافت سے خارج اور معدوم الادراک کی قسم سے ہے (مفتاح مذکور صفحہ ۴۰) اور ڈاکٹر پادری کلارک میڈیکل مشنری امرتسر نے تو بالکل ہی صاف کہہ دیا کہ "کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اس کا سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہو گا"

(جنگ مقدس صفحہ)

شاباش عیسائیوں کے حال پر کہ "ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود" پر انہوں نے ہی عمل کر کے دکھادیا "قاضی نے ہرائی میں نہ ہاری" سے ہی کہیں کہ اب کوئی اپنا سر پھوڑے جبکہ یہ مدار نجات ہی سمجھ میں نہیں آتا اور نہ آنے کی امید ہے تو پھر کسی بحث مباحثہ سے کیا فائدہ؟ بھلا وہ تعلق مانا کہ مجہول الکیفیت ہی ہے لیکن اس سے مسیح کی الوہیت کا ثبوت کیونکر ہوا؟ کیا تمام مخلوق سے خدا کا تعلق نہیں؟ علاوہ اس کے عیسائیوں کو اس میں بھی غلطی ہو رہی ہے کہ وہ دور از عقل اور خلاف از عقل میں فرق نہیں کرتے۔ دور از عقل تو اسے کہیں کہ عقل اس کی کیفیت کو پا نہیں سکتی جیسے خدا کے کاموں (مثلاً انسان کا دیکھنا سننا زبان سے ذائقہ چکھنا اور کسی چمڑہ سے یہ کام نہ ہونا) سے حیران ہوتی ہے ایسے تو سب کام خدا ہی کے ہوتے ہیں۔ خلاف از عقل یہ ہے کہ عقل ایک امر دریافت کرے اور بڑی تحقیق سے ثابت کردے۔ جس میں کوئی شبہ نہ رہے لیکن خدا کی شریعت اس امر ثابت شدہ کے خلاف کہے مثلاً دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دو دونے چار ہوتے ہیں مگر خدائی تعلیم ہم سے دو دونے پانچ کہلوادے تو ایسی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو گی۔ مسیح کی الوہیت کا مسئلہ بعید از عقل نہیں بلکہ خلاف از عقل ہے اس لئے خدائی تعلیم نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ اگر مسیح روح القدس خدا تینوں مستقل معبود ہیں جیسا کہ مفتاح صفحہ ۴۵ سے مفہوم ہوتا ہے تو شرک صریح لازم آتا ہے جو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ جس کو عیسائی بھی قبیح مانتے ہیں۔ (دیکھو مفتاح صفحہ ۴۱) اور اگر تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے جیسا تشریح التثلیث کا مضمون تو ترکیب آلہ ضروری ہو گی جس سے خدا کا حادث ہونا لازم آئے گا اور اگر مسیح وہی خدا ہے جو تمام جہان کا مالک ہے تو مسیح کی بشریت اور الوہیت مرکب ہو کر حدوث لازم آئیگا اور اگر الوہیت میں بشریت کو دخل نہیں بلکہ مسیح سے خدا کا تعلق ظرف مظروف کا سا ہے جیسا کہ پانی کا برتن سے تو حلول لازم آیا جس کو تم بھی ناجائز مانتے ہو (دیکھو مفتاح صفحہ ۲۰) اور اگر مسیح سے خدا کا کوئی خاص تعلق ہے جو عام افراد انسانی سے نہیں تو اس کا انکار کس کو ہے بیشک خدا کا نیک بندوں سے جو تعلق خاص اور نظر عنایت ہے وہ عام لوگوں سے نہیں ہوتا۔ خدا کی پاک کتاب بتلاتی ہے کہ

اللّٰه ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور (بقرہ-۱۴۶) وهو یتولی الصالحین (اعراف-۸۵)

خدا ایمان داروں کا والی ہے۔ اندھیروں سے ان کو نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور وہ نیکو کاروں کا ہمیشہ متولی ہوا کرتا ہے

لیکن اس سے مسیح کی الوہیت کو کیا علاقہ؟ نظر عنایت مخصوص ہونے سے الوہیت کا ثبوت نہیں ہو سکتے۔ نہیں تو بہت سے اللہ کے نیک بندے خدا

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى

مر جائیں ان میں کسی سے زمین بھر کر بھی سونا ہرگز قبول نہ ہو گا گو وہ اپنا جرمانہ اتنے سے ادا بھی کرنا چاہے

ایسے کہ ان میں سے کسی سے زمین بھر کر بھی سونا ہرگز قبول نہ ہو گا گو بفرض محال وہ اپنا جرمانہ بھی اتنے سونے سے ادا کرنا چاہے

بنیں گے اور اگر کوئی ایسا تعلق ہے جو ہم نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں جیسا کہ مفتاح صفحہ ۲۰ سے مفہوم ہوتا ہے تو جب ہم اس تعلق کی کیفیت ہی نہیں جانتے تو یہ کیوں کر کہہ سکتے ہیں ؟ کہ اس تعلق سے مسیح کی الوہیت ثابت ہے- نیک بندوں کا جیسا خدا سے تعلق ہوتا ہے ویسا ہی ہو گا اس سے بڑھ کر ایسا تعلق کہ اس سے الوہیت کا ثبوت ہو چونکہ بنفسہ محال ہے اس لئے اس مجہول تعلق کی تعیین بھی ایسے تعلق سے نہ کی جائے گی جو مثبت الوہیت ہو-ورنہ وہ تعلق بھی محال ہو گا کیونکہ مستلزم محال محال ہے- فتدبروا

بعض عیسائیوں نے مجھ سے بالمواجہ یہ کہا کہ تم مسلمان توحید محض کے مدعی ہو حالانکہ تم بھی کثرت فی الوحدت مانتے ہو کیونکہ ذات باری کی صفات (مثلاً صفت علم صفت خلق صفت حیات وغیرہ وغیرہ) کو تم بھی مانتے ہو پس یہ بھی کثرت ہے- محض وحدت تو جب ہو کہ ذات بحت کو بلا صفات ہی مانو ایسا ہی مفتاح سے بھی مفہوم ہے-) سو اس کا جواب دو طرح سے ہے الزامی اور تحقیقی- الزامی تو یہ کہ اگر صفات سے بھی تعدد آتا ہو تو تمہارے مذہب میں خدا تین نہیں بلکہ مع صفات کئی خدا ہوں گے کیونکہ صفات خداوندی کے تم بھی قائل ہو پھر تثلیث پر ہی بس کیوں کرتے ہو ؟ آگے بھی چلو اور اگر آگے کے عدد میں کوئی خلل ہے تو وہ بتلاؤ کہ کیوں ؟ کون سی چیز تعدد صفات سے تعدد الٰہ کو روکتی ہے جو تم بتلاؤ گے وہی ہماری طرف سے ہو گی- تحقیقی جواب یہ ہے کہ تعدد صفات سے تعدد حقیقی موصوف کا نہیں آیا کرتا کیا اگر کوئی شخص مثلاً زید چار پیشے سوت کاتنہ کپڑا بننا کپڑے سینا کپڑے رنگنا جانتا ہے تو کیا ایک سے چار زید ہو گئے ؟ کوئی دانا یہ کہے گا ؟ اسی طرح صفات خداوندی کا معاملہ ہے ہاں اعتباری تعدد ضرور ہے- یعنی اس لحاظ سے کہ خدا علیم ہے اور ہے اور اس لحاظ سے کہ خدا قدیر ہے اور ہے مگر ایسے اعتبارات بالکل اس قصے کے مشابہ ہوں گے جو دو منطقی بھائیوں کا مشہور ہے کہ آپس میں گالی گلوچ ہو پڑے مگر چونکہ دونوں کی ماں بہن ایک تھی اس لئے گالی دیتے ہوئے قید اعتباری لگا دیں کہ تیری ماں کو اس حیثیت سے کہ تیری ماں ہے دوسرا بھی اسی ماں کو گالی دے مگر بقید حیثیت اس حیثیت سے کہ تیری ماں ہے پس جیسا ان کی ماں میں حقیقتاً تعدد نہ تھا بلکہ یہ ان کی جہالت کا ثبوت تھا اسی طرح صفات کے اعتبار سے خدا میں تعدد پیدا کرنا ایک نادانی کا اظہار ہے پادری فنڈر بھی اسی کے قریب قریب نئی طرز پر چلا ہے کہ قائلین وحدت[1] الوجود کے اقوال کو سنداً بیان کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے کہ جس طرح یہ لوگ تجلی اول اور تجلی ثانی جناب باری کے مراتب مختلف مانتے ہیں اسی طرح ہم بھی ثالوث فی التوحید کے قائل ہیں چنانچہ مفتاح صفحہ ۵۸ سے مفہوم ہے- ہمارے خیال میں عیسائیوں کو پادری صاحب کا نہایت ہی مشکور ہونا چاہیے کہ انہوں نے اس تثلیث جیسے ناقابل ثبوت مسئلہ کو حتی الامکان پوری کوشش سے نبھایا ہے- بھلا پادری صاحب یہ تو غور کر لیا ہوتا کہ کیا وحدۃ الوجود کے قائل مسلمانوں کے نزدیک عیسائیوں سے کچھ زائد عزت رکھتے ہیں جیسے وہ ویسے یہ الکفر ملة واحدة جیسے ان کے خیالات وہی ویسے ہی ان کے تباہی- علاوہ اس کے اس میں بھی پادری صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ وحدۃ الوجود والے مرتبہ تعین کو ممکن اور مخلوق جانتے ہیں صرف مرتبہ تجلی اول کو ہی معبود برحق مانتے ہیں باقی کو نہیں اور آپ تو دونوں تعینات کو درجہ الوہیت دے رہے ہیں فانی له من ذالك اگر کہو تو تم مسلمان بھی جبکہ انجیل توریت کو کلام الٰہی مانتے ہو تو پھر مسیح کی الوہیت جبکہ ان میں صاف مرقوم ہے

[1] وحدۃ الوجود کے معنی ہیں کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے ان کا اور خدا کا وجود ایک ہے یعنی یہ جہان کا سب مثل قطرات پانی کے ہے اور خدا تعالیٰ مثل دریا کے اس میں سے نکل کر مختلف اشکال لگنے سے تعینات مشخصہ ہو گئے ہیں یہ مذہب اصل میں ہندوؤں کا تھا ہندوؤں کو ایسے خیال والوں کو (نوین ویدانتی) کہتے ہیں رفتہ رفتہ بعض مسلمانوں میں بھی بعض جاہل صوفیا کے ذریعہ سے پھیل گیا-

بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

بلکہ ان کو درد ناک عذاب ہو گا اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہو گا

کسی طرح کی رعایت نہ ہو گی ان کو دردناک عذاب ہو گا اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہو گا- دیکھو تو یہی مال جسکے جمع کرنے میں انہوں نے از حد فزوں جانفشانی کی تھی وہ بھی اس قابل نہ ہوا کہ آخرت میں

تو کیوں نہیں تسلیم کرتے تو اس کا جواب یہ ہے ہم جلد اول میں زیر آیت ثابت کر آئے ہیں کہ توریت وانجیل موجودہ کو ہم کلام الٰہی نہیں مانتے بھلا کیوں کر مانیں حالانکہ جس کے ذریعہ سے ہم نے ان کو ماننا تھا وہ تو ایسے مضامین کی صاف صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے اور ایسے مضامین کو تمہاری ہی ساختہ بتلا کر صاف کہتا ہے

یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله و کلمته القاها الی مریم وروح منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة (النساء-۶)

کہ اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی مت کرو اور خدا کے ذمہ سچی بات ہی کہو (یہ نہ کہو کہ مسیح خدا یا بیٹا اس کا ہے) مسیح تو فقط (اللہ کی بندی) مریم کا بیٹا اور اللہ کا رسول اور اس کے حکم سے جو مریم کی طرف بھیجا تھا پیدا شدہ ہے اور اللہ کی طرف سے ایک روح معزز ہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا مت کہو

قرآن شریف جبکہ صریح الفاظ میں تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد کرتا ہے تو پھر مسلمانوں پر یہ کیسا الزام ہے؟ کہ تم توریت وانجیل کو مانتے ہو حالانکہ خود ہی عیسائی انکار الوہیت مسیح کو توریت وانجیل کا انکار لازم جانتے ہیں دیکھو (مفتاح مذکور صفحہ ۳۵) پس جبکہ مسلمان اور مسلمانوں کی الہامی کتاب الوہیت مسیح سے انکار کرتی ہے تو ان کتابوں کو جن میں الوہیت مسیح واقع ہیں یا بقول تمہارے مذکور ہو گی ان کو کیسے تسلیم ہو گی؟

تقریر بالا سے نہ صرف الوہیت مسیح کا بطلان ثابت ہوا بلکہ توریت[1] وانجیل کا (جن میں الوہیت مسیح مذکور ہے) بھی اعتبار نہ رہا اور کلام اللہ ہونے کے مرتبہ سے ساقط الاعتبار ہو گئیں پس تثلیثی عیسائیوں پر واجب ہے کہ یا تو الوہیت مسیح اور تثلیث کے عقیدہ سے باز آئیں اور جن مقامات میں مسیح کی الوہیت مذکور ہے ان کی تاویلات مثل یونیٹرین[2] کے کریں اور اگر وہ قابل تاویل نہ ہوں تو ایسے گورکھ دھندے سے باز آئیں اور سیدھی اور صاف تعلیم کو مانیں جس میں کوئی اینچ پیچ نہیں

قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد (اخلاص)

خدا ایک ہے- خدا سب سے بے نیاز ہے نہ کسی کو اس نے جنا نہ اس کو کسی نے جنا نہ اس کا کوئی ہم قوم ہے

لیس کمثله شئی وهو السمیع البصیر (شوری)

نہ اس جیسا کوئی ہے اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے

نہ پرستش کا محتاج نہ محتاج عبادت — نہ عنایت تجھے درکار کسی کی نہ حمایت
نہ شراکت ہے کسی سے نہ کسی سے ہے قرابت — نہ نیازت نہ ولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

[1] جو مسلمان مصنف توریت انجیل سے توحید کا ثبوت اور تثلیث کا رد بیان کیا کرتے ہیں ہم انکی رائے سے مخالف ہیں جبکہ فریق مخالف خود اس بات کے قائل ہیں کہ ہماری کتابوں کا مضمون مثبت تثلیث ہے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ انکے خلاف معنی کریں؟ ہم بھی انہی معنوں کو مان کر انکی کتابوں کی بے اعتباری ثابت کریں گے جس سے بحث با آسانی طے ہو سکتی ہے-

[2] یونیٹرین ایک فرقہ عیسائیوں کا ہے جو مسیح کی الوہیت نہیں مانتے اور اس کو مثل مسلمانوں کے نبی مانتے ہیں مگر نبوت محمدی کے قائل نہیں عام عیسائی ان کو کافر کہتے ہیں اور اپنی جماعت سے خارج بتلاتے ہیں-

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

تم نیکی ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے جو کچھ تم خرچ کرو گے خدا

بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ

اس کو خوب جانتا ہے سارا گوشت بنی اسرائیل کو حلال تھا لیکن جو یعقوب نے توریت اترنے

ان کے کام آتا کیونکہ دنیا میں انہوں نے اس کو مناسب موقع خرچ نہیں کیا تھا یعنی اللہ کی مرضی میں نہیں لگایا بلکہ یا تو اس کی نگرانی اور حفاظت ہی کرتے رہے یا عیش و عشرت میں کھویا- سو تم بھی مسلمانو اس معاملہ سے اگر یہی معاملہ کرو گے تو ان لوگوں کی طرح بے نصیب رہو گے پس اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ شکستہ دلی سے ردی مال کا خرچ کرنا تمہیں کسی کام نہ آئے گا بلکہ تم نیکی اور اجر ہرگز نہ پاؤ گے جب تک اپنی محبت سے اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے اور اپنی پسندیدہ چیز دیتے ہوئے دل تنگ نہ ہو کیونکہ جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا عوض ضرور پاؤ گے -اس لئے کہ خدا اس کو خوب جانتا ہے مناسب اس کے بدلہ دے گا سب باتوں کی اصل تو اخلاص ہے یونہی دوسروں پر زبان درازی کرنا اور خود اعمال حسنہ سے بے بہرہ رہنا جیسا کہ یہودیوں کا حال ہے کچھ مفید نہیں بھلا یہ بھی کوئی دین داری کی باتیں ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں اور عوام الناس میں مشہور کرتے ہیں کہ مسلمان دعوی تو انبیاء سابقین کی اتباع کا کرتے ہیں اور توریت کے خلاف جانوروں کو کھاتے ہیں کیونکہ توریت میں حلال مویشی کے بعض ٹکڑے حرام ہیں اور یہ سب کچھ ہضم کر جائیں حالانکہ ماکول اللحم کا سارا گوشت بنی اسرائیل کو بھی حلال تھا- یہ نہیں کہ ایک ہی جانور کا ایک ہی ٹکڑا حلال ہو اور دوسرا حرام

شان نزول

(لن تنالوا البر) صحابہ طلباء کیلئے کچھ کھجوروں کے گچھے لٹکا جاتے تھے جن میں سے اکثر ردی اور ناقص ہوتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

(کل الطعام کان حلا) یہودیوں نے الزاماً حضرت اقدس سے کہا کہ آپ تو اتباع ابراہیمی کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ ابراہیم اور اس کی اولاد اونٹ کا گوشت ہرگز نہ کھاتے تھے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم) عام طور پر یہی شان نزول بیان کیا جاتا ہے -اصل بحث حاشیہ ذیل میں ملاحظہ ہو-

لے اس آیت کے معنی میں عموماً یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ یہودی اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ توریت میں منع ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کھانے مسلمانوں کو حلال ہیں وہ یہودیوں کو بھی حلال تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ توریت میں اونٹ کی حرمت نہیں ہے بلکہ یہودی غلط کہتے ہیں مگر یہ معنی نہ تو توریت موجودہ کے مطابق ہیں نہ قرآن کے توریت کے اس لئے مطابق نہیں کہ توریت کی تیسری کتاب احبار کے باب ۱۱ میں اونٹ کی حرمت آج تک مرقوم ہے پس ایسی صریح حرمت کے ہوتے ہوئے یہودیوں کو اس زور شور سے توریت کے لانے پر ابھارنا بے معنی ہے اگر خیال ہو کہ یہ آیت الحاقی ہے تو اگر آنحضرتؐ سے پہلے کی الحاقی ہے تو بھی آنحضرت کے زمانہ کے یہودیوں سے توریت طلب کی جاتی ہے تو انہوں نے کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ دیکھو توریت میں صاف حکم اونٹ کی حرمت کا ہے جس کو ہم مانتے ہیں اور اگر بعد کی الحاقی ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور قرآن شریف کے موافق یہ معنی اس لئے نہیں کہ ”کل“ کا لفظ الطعام معرف باللام آیا ہے جس سے استغراق اجزا ہو گا نہ استغراق افراد اصول میں محقق ہے کہ

فان دخلت (کل) علی المنکر اوجبت عموم افراده وان دخلت علی المعرف اوجبت عموم اجزائه حتی فرقوا بین قولهم کل رمان ماکول و کل رمان ماکول بالصدق والکذب (نور الانوار صفحه ۷۶)

کل جب معرف باللام پر آوے تو احاطہ اجزاء ہوتا ہے اور اگر نکرہ پر آوے تو احاطہ افراد ہوتا ہے

پس اصول مذکورہ کے مطابق الطعام کے افراد مراد نہیں بلکہ اجزا ہوں گے جس سے ترجمہ آیت کا یہ ہو گا کہ سارا کھانا نہ کہ ”سارے کھانے“ جو عموماً افراد

عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ
سے پہلے چھوڑ رکھا تھا تو کہہ دے توریت لا کر پڑھو تو اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
سچے ہو جو لوگ بعد اس کے خدا پر جھوٹ باندھیں گے وہی ظالم
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ
ہیں تو کہہ دے خدا نے سچ بتلایا ہے پس تم دین ابراہیم یک طرفے کے پیچھے چلو اور وہ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾
مشرکوں سے نہ تھا

بلکہ جو جانور حلال ہے اس کے کھانے کی سب چیزیں حلال ہیں اور پہلے بھی تھیں لیکن جتنا حصہ یعقوب نے کسی مصلحت سے توریت کے اترنے سے پہلے چھوڑ رکھا تھا سو وہ حکم اسی کی ذات کیلئے مخصوص تھا نہ کہ تمام لوگوں کے لئے تو کہہ دے توریت لاکر پڑھو تو اگر سچے ہو کہ مویشی کے بعض حصوں کی حرمت توریت میں ہے اگر توریت بھی نہ لاویں اور یوں ہی کہتے جائیں کہ خدا کا بھی حکم ہے تو یاد رکھیں کہ جو لوگ بعد اس کے خدا پر جھوٹ باندھیں گے کہ بغیر بتلائے خدا کے کوئی حکم تجویز کر کے شرعی بتلاویں گے خدا کے نزدیک وہی ظالم ہیں تو کہہ دے خدا نے جو بتلایا سچ بتلایا ہے ۔ پس اب تم ایچ پیچ چھوڑ کر اصل دین ابراہیم یک طرفے کے پیچھے چلو جو خدا کا نیک مخلص بندہ تھا اور وہ اپنی ہوا و ہوس کے پیچھے چلنے والے مشرکوں میں سے نہ تھا مگر ان یہودیوں کو ابراہیمی اتباع کا صرف دعوی ہی دعوی ہے ورنہ دراصل بات بجز جاہ طلبی اور ابلہ فریبی کے ان میں کوئی نہیں چنانچہ اسی بناء پر ہے جو لوگوں میں مشہور کر رہے ہیں کہ مسلمان دعوی اتباع انبیاء سابقین کا کریں اور نماز ان کے قبلہ بیت المقدس کی طرف نہیں پڑھتے ۔ حالانکہ اگر بہ نظر غور بھی دیکھا جائے تو

پر مشتمل ہے ۔ خیر بعد اس کے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اصل قصہ کیا ہے ؟ اور وہ قصہ موجودہ توریت سے بھی ملتا ہے یا نہیں توریت کی پہلی کتاب پیدائش کے ۳۲ باب سے پایا جاتا ہے کہ حضرت یعقوب (اسرائیل) کی ران دکھنے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے ران کی نس کو نہیں کھاتے تھے ۔ عجب نہیں کہ اصل میں اسرائیل نے ہی کسی وجہ ناموافق سے اس کا کھانا چھوڑ دیا ہو رفتہ رفتہ یہ ایک مذہبی شعار ہو گیا ۔ حالانکہ دراصل مذہبی نہ تھا چنانچہ لکھا ہے "اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں بہتر دار ہے آج تک نہیں کھاتے ۔ کیونکہ اس نے یعقوب کو ران کی نس جو بہتر وار سے چڑھ گئی تھی چھوا تھا" (پیدائش باب ۳۲ ۔ آیت ۳۲)

تفسیر کبیر میں بھی قفال سے بحوالہ ترجمہ توریت اس قصے کو لکھا ہے ۔ خداوند تعالیٰ اسی قصہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ حضرت یعقوب کا نس کے کھانے سے پرہیز کرنا کوئی شرعی امر نہ تھا اور نہ ہی تمہارا اس کو چھوڑنا کوئی شرعی مسئلہ ہے ۔ مسلمانوں میں اس کی مثال دیکھنی ہو تو کشمیریوں کو دیکھو ۔ کشمیر کے ایک گاؤں اسلام آباد میں ایک بزرگ گذرے ہیں (واللہ حسیبہ)

جنھوں نے (بقول ان کے) گوشت نہیں کھایا کیونکہ گوشت کے کھانے سے ان کو شغل عبادت میں خلل آتا تھا ۔ اب ان کے اس ترک پر بنا کر کے (خواہ ان کا ترک کسی وجہ سے تھا اور تھا بھی تو کوئی امر شرعی نہ تھا) اس گاؤں والے کشمیریوں پر نسلا بعد نسل ہر سال تین چار روز گوشت کا چھوڑنا مثل فرض کے ہے جب وہ دن آتے ہیں تو حضرات کشاہ مرہ ایک روز پہلے ہی کل برتن جن میں گوشت پکا ہوتا ہے ان کو دھو کر بالکل صاف کر کے گوشت کے نام سے ایسے بیزار ہوتے ہیں کہ سال بھر خنزیر سے بھی ایسے نہ ہوتے ہوں ان کا اعتقاد ہے کہ ان دنوں میں اگر ہم (اسلام آباد کے رہنے والے) گوشت کھالیں تو ہمارے مکانوں کو آگ لگ جاتی ہے راقم خاکسار کا خاندان بھی اسلام آباد کے باشندے ہیں لیکن ہنر بنما اگر دواری نہ جوہر ۔ گلست از خار ابراہیم از آزر ۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

کعبہ جو مکہ میں ہے سب سے پہلا مکان ہے جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنا ہے جو بڑی برکت والا اور سب لوگوں کے لئے ہدایت ہے

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى

اس میں کئی نشان ہیں مجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو بے خوف ہو جاتا ہے جو لوگ کعبہ تک پہنچ

النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ

سکیں خدا کے حکم سے عمر بھر میں ایک دفعہ حج کرنا ان پر فرض ہے اور جو سرتابی کرے گا تو خدا تو سب جہان

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ

سے بے پرواہ ہے تو تو کہہ دیجو اے کتاب والو کیوں اللہ کے حکموں سے انکاری ہوتے ہو حالانکہ خدا تمہارے سب کاموں

عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

پر نگران ہے تو کہہ دے اے کتاب والو کیوں ایمان لانے والوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہو کیا تم

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس میں عیب جوئی کرتے ہو حالانکہ تم گواہ ہو اور خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں مسلمانو

تو کعبہ جو مکہ میں ہے سب سے پہلا مکان ہے جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنا ہے جو بڑی برکت والا اور سب لوگوں کے لئے ہدایت کا منبع ہے اس میں کئی نشان خداوندی ہیں من جملہ ان کے مقام ابراہیم ہے اور یہ کہ جو اس میں داخل ہو بے خوف ہو جاتا ہے اسی بزرگی اور قبولیت کی وجہ سے جو لوگ کعبہ تک پہنچ سکیں خدا کے حکم سے عمر بھر میں ایک دفعہ حج کرنا ان پر فرض ہے۔ جو بموجب ہدایت شروع کے کرے گا وہ تو بدلہ پاوے گا اور جو اس سے سرتابی کریگا وہ کچھ اپنا ہی کھودیگا خدا تو سب جہان سے بے پرواہ ہے اب بھی اگر یہ لوگ ایسی ویسی باتیں کریں تو تو کہہ دیجو کہ اے کتاب والو کیوں اللہ کے حکموں سے جو ہم پر بذریعہ وحی اترے ہیں انکاری ہوتے ہو حالانکہ تمہارے سب کام خدا کے روبرو ہیں تو ان کو یہ بھی کہہ دے اے کتاب والو کیوں بے جا حیلوں حوالوں سے ایمان لانے والوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہو کیا اس میں عیب جوئی کرتے ہو حالانکہ تم اس کی حقیقت کے گواہ ہو سنو اور یاد رکھو کہ خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دے گا اصل یہ ہے کہ جس کے دل میں خوف خدا نہ ہو تو ایسے شخص کو کسی طرح ہدایت متصور نہیں بلکہ دوسروں کو اس سے ضرر کا خوف ہے اسی لئے ہم کہیں

شانِ نزول

(ان اول بیت وضع للناس) یہود نے مسلمانوں پر طعنا کہا کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس سب روئے زمین سے بہتر ہے مسلمانوں نے ان کے جواب میں اپنے کعبہ شریف کی فضیلت کا اظہار کیا اس قصے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ
اگر تم کتاب والوں میں سے کسی ایک گروہ کے بھی تابع ہوئے کہ وہ ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر
اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ
کر ڈالیں گے۔ تم کیسے کافر ہونے لگے حالانکہ اللہ کے احکام تم پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کا
رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
رسول تم میں موجود ہے اور جو شخص اللہ ہی سے مضبوط تعلق کرتا ہے بیشک وہ سیدھی راہ پر ہے مسلمانو اللہ ہی سے
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا
ڈرتے رہو جتنا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک اسی کے تابع رہو اور سب مل کر
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً
خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور خدا کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم آپس میں دشمن
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ
تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے

کہ مسلمانو اگر تم کتاب والوں میں سے جو محض ضد سے حق کو چھوڑے ہوئے ہیں کسی ایک گروہ کے بھی مذہبی باتوں میں تابع ہوئے اور ان کی باتوں کو دل آویز لفظوں میں سن کر پھنس گئے تو یاد رکھو کہ وہ ایمان لانے کے بعد بھی تم کو کافر کر ڈالیں گے۔ تم کیسے کافر ہونے لگے حالانکہ اللہ کے احکام تم پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کا رسول بذات خود تم میں موجود ہے پس تم اللہ کی ہدایت جو رسول سے سنو اس کی اتباع کرو اور اسی پر بس کرو کیونکہ جو شخص اللہ ہی سے مضبوط تعلق کرتا ہے بیشک وہ سیدھی راہ پر ہے جو عنقریب اس کو منزل مقصود تک پہنچا دے گی۔ مسلمانو اسی لئے تمہیں کہا جاتا ہے کہ ان کو چھوڑو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو جتنا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے جیسا وہ حقیقی شہنشاہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اسی انداز سے اس کا ڈر رکھو اور مرتے دم تک اسی کے تابع رہو اور سب مل کر خدا کی رسی قرآن مجید کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو ورنہ تمہارے دشمن تم پر غالب آجائیں گے اور خدا کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی پس تم اس کے فضل اور مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور یاد کرو جب تم آگ کے گڑھے

شان نزول

ل (یاایھا الذین امنوا ان تطیعو) انصار مسلمانوں کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ قبل اسلام ان میں بہت ہی کشت وخون ہو چکی ہوئی تھی بعد حصول شرف اسلام پہلا کینہ اور عداوت کا ان میں نشان بھی نہ رہا اس الفت اور برادری کو دیکھ کر (جنٹلمین) اہل کتاب یہودیوں کو رشک پیدا ہوا ایک شخص شماس نامی انصار کی مجلس میں آیا اور ان کو پہلے مناقشات یاد کرانے لگا چونکہ نئی نئی صلح تھی اس کے مغالطے میں آکر انصار آپس میں ناچاقی کرنے لگے یہاں تک دونوں قبیلوں کے مقابلہ کیلئے ایک دن مقرر ہوا جبکہ آپس میں جنگ کریں گے۔ جب یہ خبر حضور اقدس کو پہنچی تو آپ مخالفوں کی غرض کی تہ کو فوراً پہنچے اور بذات خود موقع لڑائی پر تشریف لے جا کر دونوں قبیلوں کو سمجھایا پھر کیا تھا سب سمجھ گئے اور اسی وقت آپس میں ملاقات اور معانقہ ہوگئے۔ اس قصے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم۔ بہ تفصیل

النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ
پر تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچایا اسی طرح تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا رہے گا تاکہ تم راہ پاؤ تم میں

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ
سے ایک جماعت موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کام بتلائے اور برائی سے روکے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ
اور یہی لوگ باعزاز و اکرام مراد پاویں گے اور ان لوگوں کی طرح جو پھوٹ پڑے احکام پہنچے کے بعد مختلف

مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ
ہوگئے مت ہوجیو اور ان کو بڑا عذاب ہوگا- جس دن بہت سے چہرے چمکتے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے پس سیاہ

تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا
منہ والوں سے فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تم ایمان کے بعد منکر ہوئے تھے پس اپنے انکار

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ
کی وجہ سے عذاب چکھو سفید چہرے والے اللہ کی رحمت میں ہمیشہ ہمیشہ

اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ
رہیں گے یہ خدا کے احکام ہیں جو تجھ کو (اے محمدؐ) راستی سے سناتا ہے خدا

کے کنارے پر تھے اور قریب تھے کہ مرتے ہی اس آگ میں داخل ہو جاتے پھر اس نے تم کو اپنے رسول کے ذریعہ اس سے بچایا جس طرح تم کو اس بلا سے رہائی دی اسی طرح حسب مصلحت تمہارے لئے احکام بیان کرتا رہے گا تاکہ تم راہ پاؤ- اسی تمہاری ہدایت کے لئے ہم نے یہ انتظامی حکم دیا ہے کہ تم میں سے ایک جماعت علماء کی ہمیشہ موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی ہے اور نیک کام بتلائے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ باعزاز و اکرام[1] مراد پائیں گے البتہ یہ ضرور ہے کہ علم پڑھ کر اغراض دنیوی کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو کر دھڑے بندی نہ کرو اور ان لوگوں کی طرح جو اپنی اغراض دنیاوی کے لئے پھوٹ پڑے اور احکام پہنچے اور سمجھنے کے بعد مختلف ہو گئے مت ہو جیو کیونکہ دنیا میں بھی داناؤں کے نزدیک یہ لوگ ذلیل ہیں اور قیامت کے روز بھی جس دن بہت سے چہرے اپنی نیک کرداری سے چمکتے اور بہت سے اپنی بدکرداری کی وجہ سے سیاہ ہونگے ان خود غرضوں کو بڑا عذاب ہوگا اس روز سیاہ منہ والوں سے فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تم ایمان کی باتیں پہنچنے کے بعد منکر ہوئے تھے پس اپنے کفر اور انکار کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھو جس سے تمہاری نجات نہ ہوگی- دوسرے لوگ ان کے مقابل سفید چہرہ والے اللہ کی رحمت میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کے احکام ہیں جو کہ (اے محمد) راستی[2] سے سناتا ہے جو چاہے نیک عمل کر کے رحمت الٰہی سے حصہ لے اور جو چاہے سیاہ منہ کر کے عذاب میں پھنسے اپنے اپنے کئے کا پھل پاویں گے خدا کا ارادہ جہان

[1] یہ آیت علماء کرام کی اظہار عزت کو کافی ہے کہ خداوند تعالیٰ ان کی کامیابی اور عزت کی خبر دیتا ہے ہاں ذمہ داری بھی بڑی ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ کہنے پر عمل کریں ورنہ لم تقولون مالا تفعلون کا عتاب ہے-

[2] اس التفات کا محاورہ اردو میں نہیں ہے-

ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

کا ارادہ جہان کے لوگوں پر ظلم کا ہرگز نہیں اور سب کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف

الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ

پھیرے جاتے ہیں تم نیک جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ

برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتاب والے بھی مان لیتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا بعض ان میں سے

الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

مومن ہیں بہت سے ان میں بدکار ہیں ہرگز تم کو بجز زبانی ایذا[1] کے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا

لڑنے کو ہوں گے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے اور کبھی ان کو مدد نہ پہنچے گی ذلت ان پر غالب کی گئی ہے جہاں پائے جائیں گے مگر اللہ

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ

کی پناہ میں یا لوگوں کی آڑ میں خدا کے غضب میں آئے ہوئے ہیں اور ان پر خواری برس

عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ

رہی ہے کیونکہ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے اور نبیوں کو

ع ۸

کے لوگوں سے ظلم کا ہرگز نہیں۔ کیونکہ سب کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں پس جبکہ پیدائش بھی اسی کی اور محتاج بھی اس کے پھر بھلا وہ ظلم کیوں کرنے لگا بلکہ وہ تو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کے لئے رسول بھیجتا رہا نیک بندوں کو پیدا کرتا رہا چنانچہ تم بھی اے مسلمانو ایک عمدہ اور نیک جماعت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ اکیلے پر ایمان رکھتے ہو اور اگر یہ کتاب والے بھی تمہاری طرح مانتے تو ان کے لئے اچھا تھا گو بعض ان میں سے مومن ہیں لیکن بہت سے ان میں سے بدکار ہیں۔ اس لئے تو یہ تم سے عداوت رکھتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ ہرگز تم کو بجز زبانی ایذا کے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے اور اگر بقول شخصے

چو حجت نماند جفا جوئے را　　بہ پیکار گردن کشد روئے را

تم سے لڑنے کو ہوں گے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے پھر یہ بھی نہیں کہ مجتمع ہو کر غلبہ اور فتح پائیں گے بلکہ ذلیل و خوار ہوں گے اور کبھی ان کو خدا کے ہاں سے مدد نہ پہنچے گی جہاں کہیں پائے جائیں ذلت میں دبے ہوئے ہوں گے مگر اللہ کی پناہ اسلام میں یا لوگوں کی آڑ میں جزیہ اور ٹیکس دے کر رہیں گے تو امن پائیں گے اور خدا کے غضب میں آئے ہوئے ہیں اور ان پر ذلت اور خواری برس رہی ہے کیونکہ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق

شان نزول

[1] (لن یضروکم الا اذی) عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھی جب مسلمان ہوئے تو یہودیوں نے ان کو تکلیف پہنچانے کا قصد کیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ۚ مِنْ اَهْلِ
ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ بے فرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے تھے یہ سب یکساںل نہیں کتاب والوں میں سے
الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
بعض لوگ سیدھی راہ پر بھی ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے اللہ کی آیتیں دن رات پڑھتے ہیں
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
خدا اور آخرت کے دن پر کامل یقین رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور
وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ
نیک کاموں میں دوڑتے ہیں وہ نیک ہیں اور جو نیکی کا کام کریں گے
خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ
وہ بے قدری نہ کئے جائیں گے کیونکہ خدا پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں
عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۗ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
ان کے مال و اولاد خدا کے ہاں ان کو کچھ کام نہ آویں گے یہی لوگ ہمیشہ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
جہنم میں رہیں گے

قتل کرتے تھے- یہ ان کی حالت اس لئے ہوئی کہ ابتداء میں شریعت کی بے فرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے تھے حتی کہ نوبت بایں جا رسید ہاں یہ ٹھیک ہے کہ یہ سب یکساں بھی نہیں ان کتاب والوں میں سے بعض لوگ سیدھے راہ پر بھی ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے اللہ کی آیتیں دن رات پڑھتے ہیں خدا اور آخرت کے دن پر کامل یقین رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں کو تو ایسے خوش ہو کر کرتے ہیں کہ گویا ان میں دوڑتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ طبیعت کے نیک ہیں اور اپنے کئے پر مغرور نہیں ہوتے- یہی وجہ ہے کہ خدا کے ہاں ان کی قبولیت ہے اور آئندہ کو عام مژدہ ہے کہ جو نیکی کا کام کریں گے وہ بے قدری نہ کئے جائیں گے کیونکہ خدا پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے ان کی نیک نیتی کا ان کو بدلہ دے گا اور جو اس کے حکموں سے منکر ہیں وہ بہت ہی بری حالت میں ہوں گے انکے مال و اولاد خدا کے ہاں انکے کچھ کام نہ آئیں گے یہی لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

شان نزول

ل لیسوا (شعر آء) عبداللہ بن سلام وغیرہ کے مسلمان ہونے پر یہودیوں نے طعن کیا کہ محمد ﷺ کے ساتھ شریر شریر لوگ ہوتے ہیں کوئی شریف نہیں ہے اگر شریف ہوتے تو اپنے باپ دادا کے طریق کو کیوں چھوڑتے؟ اس قصہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی- معالم

راقم کہتا ہے باپ دادا کے طریق کی محبت اکثر دفعہ عوام کو باعث گمراہی ہوتی ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا- مسلمان بھی اسی بلا میں پھنسے ہوئے ہیں-

اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ

دنیا[1] میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ پالے والی باؤ کی طرح ہے جو ظالموں کے کھیت پر پہنچ کر اس کو

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ

ضائع کرتی ہے' خدا تو ان پر کسی طرح ظلم نہیں کرتا لیکن وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

کرتے ہیں مسلمانو اپنی[2] قوم کے سوا غیروں کو رازدار نہ بناؤ تمہارے نقصان میں کمی

خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ

نہیں کرتے تمہارے رنج سے خوش ہوتے ہیں تمہاری عداوت ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور جو ان کے دلوں

صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

میں مخفی ہے بہت بڑا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانات بتلائے ہیں اگر تم سمجھو دیکھو تو تم انہیں چاہتے

تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڌ وَ

ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور وہ جب کبھی تم سے ملیں تو کہتے ہیں

اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ

ہم مانتے ہیں اور جب علیحدہ ہوں تو تمہارے حسد میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں

دنیا میں جو کچھ بغرض اشاعت مذہب خرچ کرتے ہیں کہ کسی طرح سے لوگ ان کے دام تزویر میں پھنسیں یہ نہ سمجھیں کہ اس کا ان کو ثواب ہوگا بلکہ وہ پالے والی باؤ کی طرح ہے جو ظالموں کے کھیت پر پہنچ کر اس کو ضائع کرتی ہے اسی طرح ان کے چندے ہیں جو لوگوں کے گمراہ کرنے میں خرچتے ہیں ان کے باقی اعمال کو بھی جو کبھی نیت خالص سے کئے ہوں ضائع کر دیتے ہیں خدا تو ان پر کسی طرح ظلم نہیں کرتا- لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور خدا کا غضب لیتے ہیں- انسان کی گمراہی کا سبب بسا اوقات بد صحبت بھی ہو- اسی لئے تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانو اپنی قوم کے سوا غیر قوموں کو رازدار دوست نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان میں کمی نہیں کرتے تمہارے رنج سے خوش ہوتے ہیں- تمہاری عداوت ان کے مونہوں سے کئی دفعہ ظاہر ہوچکی ہے اور ابھی تو تمہارے متعلق ان کے دلوں میں مخفی بہت ہی بڑا ہے ہم نے تمہارے سمجھنے کے لئے نشانات بتلائے ہیں- اگر تم سمجھو تو سمجھ لو دیکھو تو کیا بات ہے کہ تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم سب کتابوں توریت انجیل وغیرہ کو مانتے ہو اور وہ دل سے سب کو نہیں مانتے بلکہ الٹے مسخری کرتے ہیں اور جب کبھی تم سے ملیں تو برا مخول کہتے ہیں کہ ہم بھی قرآن کو مانتے ہیں اور جب تم سے علیحدہ ہوں تو تمہارے حسد میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں کہ ہائے ان کی دن دونے ترقی کیوں ہو رہی ہے تو بھی ان شریروں کی پرواہ نہ کر

شان نزول

[1] مثل ما ینفقون اہل کتاب تو ہمیشہ اس فکر میں تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو پھسلائیں اس تدبیر میں سینکڑوں ہزاروں روپیہ بھی خرچ کرتے جیسا کہ آج کل پادری لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے خرچ اور چندہ کے متعلق بیان فرماتا ہے (معالم بہ تفصیل منہ)

[2] یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بعض مسلمان بوجہ قرابت اور صداقت یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے ان کے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی- معالم

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

کہہ دے کہ اپنے غصے میں مر رہو اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اگر تم کو بھلائی

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا

پہنچے تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اگر تم کو تکلیف ہو تو اس سے خوش ہوتے ہیں اگر تم صبر کرتے اور بچتے رہو گے تو

يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ

ان کی فریب بازیاں تم کو کچھ بھی ضرر نہ دیں گی۔ یقیناً خدا ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے اور یاد کر جب تو[1] اپنے گھر

اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ ھَمَّتْ

والوں سے نکل کر مومنوں کو لڑائی کی جگہ پر بٹھاتا تھا اور خدا سنتا جانتا تھا اور جب کہ[2] تم میں

طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

سے دو قبیلوں نے پھسلنا چاہا خدا ان کا والی تھا اور مومنوں کو چاہئے کہ خدا ہی پر بھروسہ کیا کریں

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اللہ نے جنگ بدر کے موقع پر جبکہ تم کمزور تھے تمہاری مدد کی پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو

کہہ دے کہ اپنے غصے میں مر رہو اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے خوب ہی سزا دیگا ان کی شرارت تو اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر تم کو بھلائی پہنچے تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اگر تم کو تکلیف ہو تو اس سے خوش ہوتے ہیں کہ اچھا ہوا ان مسلمانوں کی ذلت ہوئی اگر تم ہوشیار رہو گے اور تکلیف کے وقت صبر کرتے اور حدود شرعی کی تجاوز سے بچتے رہو گے تو ان کی فریب بازیاں تم کو کچھ بھی ضرر نہ دیں گی یقیناً خدا ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہمیشہ ان کے حیلے اور فریب تم سے دفع کرتا رہے گا اور بطور نظیر اس وقت کو یاد کر اور ان کو سنا کہ دیکھو کس طرح خدا نے کفار کے مکر تم سے دفع کئے تھے جب تو اپنے گھر والوں سے نکل کر مومنوں کو لڑائی کی جگہ پر بٹھاتا تھا اور کفار بھی فوجیں جرار لیکر تمہارے مارنے اور تباہ کرنے کو آئے تھے اور بڑے دعووں سے کہتے تھے کہ کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور جو کچھ وہ کہتے یا کرتے تھے خدا اس کو سنتا اور جانتا تھا اور اس وقت جب کہ اپنی جماعت کی قلت اور مخالفوں کی کثرت دیکھ کر تم میں سے دو قبیلوں نے پھسلنا چاہا کہ چلو نبی کو چھوڑ چلیں اور اپنی جان بچائیں مگر چونکہ خدا ان کے اخلاص سابق کی وجہ سے ان کا والی تھا اس نے ان کو تھام لیا آخر کار انہوں نے خدا پر بھروسہ کیا اور اصل میں مومنوں کو چاہئے کہ خدا ہی پر بھروسہ کیا کریں تاکہ اپنی بہبودی کو پاویں خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کیا کرتا دیکھو تو اللہ نے جنگ بدر کے موقع پر جبکہ تم نہایت کمزور بے طاقت تھے تمہاری مدد کی پس تم اللہ کی نعمت کو غیروں کی طرف نسبت کرنے سے ڈرتے رہو تاکہ تم لشکر گزار بنو

شان نزول

[1] (واذ غدوت) جنگ احد کے متعلق (جو تیسرے سال ہوئی تھی) یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

[2] (واذ همت طائفتان) جنگ احد میں مسلمان قریباً ایک ہزار لڑنے کو نکلے تھے جن میں سے قریباً تین سو کے جو صرف ظاہری مسلمان اندرون منافق تھے میدان میں پہنچنے سے پہلے ہی علیحدہ ہو گئے ان کی علیحدگی کو دیکھ کر بعض سادہ لوح مسلمان ست ہو گئے مگر در اصل چونکہ یہ منافق نہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی حمایت میں لیا اور "اللہ ولیہما" فرمایا۔ (معالم بہ تفصیل منہ)

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ

اور جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا تمہیں کافی نہیں؟ کہ تمہارا رب اترے ہوئے تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد

مُنْزَلِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ

کرے کیوں نہیں اگر تم صبر کرتے اور ڈرتے رہو گے اور وہ تم پر ایسے ہی جوش سے چڑھیں گے تو

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

پانچ ہزار فرشتوں کی لیس فوج سے خدا تمہاری مدد کرے گا۔ یہ تو اللہ نے تمہارے خوش کرنے کو ہی کیا

وَ لِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۱۲۶﴾ۙ

تھا تاکہ تمہارے دل اس سے مضبوط رہیں ورنہ فتح تو اللہ ہی کے ہاں سے ہے جو سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے

لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآىِٕبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَیْسَ لَكَ

تاکہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا بعض کو مغلوب ذلیل کرے پس وہ نامراد ہوکر واپس جائیں تجھے[1] کوئی اختیار

مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی

نہیں کہ ان پر رحم کرے یا ان کو عذاب دے یقیناً وہ ظالم ہیں آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ہیں جس کو چاہے بخش سکتا ہے جس کو چاہے معذب کر سکتا ہے اور اللہ

اور اس وقت کا واقع بھی ان کو سنا جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا کہ اگر تمہارے دشمن ہجوم کر کے آئے ہیں تو کوئی خوف نہیں کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہارا رب اور مالک آسمان سے اترے ہوئے تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے جس کا جواب تو ان کی طرف سے خود ہی دیتا تھا کہ کیوں نہیں بے شک کافی ہے بلکہ اگر تم ایسی تکلیفوں پر صبر کرتے اور حدود شرعی کی تجاوز سے ڈرتے رہو گے اور وہ تم پر ایسے ہی جوش سے چڑھیں گے تو آئندہ کو پانچ ہزار فرشتوں کی لیس اور تیار فوج سے خدا تمہاری مدد کریگا۔ اصل میں یہ تو اللہ نے تمہارے خوش کرنے کو ہی کیا تھا تاکہ تم گھبراؤ نہیں اور اس سے تمہارے دل مضبوط رہیں ورنہ فتح تو صرف اللہ ہی کے ہاں سے ہے جو سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے تمہاری فتح و نصرت اس لئے ہے تاکہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک اور بعض کو ذلیل کرے لیکن یہ اختیارات خدا کو ہیں تجھے اس میں کوئی اختیار نہیں کہ ان پر رحم کرے یا عذاب دے گو یہ بات ٹھیک ہے کہ وے عذاب کے ہی مستحق ہیں کیونکہ یقیناً وہ ظالم ہیں مگر پھر بھی یہ سب کام اور اختیار خدا کو ہے کیونکہ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ہیں وہ اپنی حکومت میں کسی کی رائے کا تابع یا کسی رکن الدولہ کا محتاج نہیں بلکہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جس کو چاہے معذب کر سکتا ہے کوئی اس کے حکم کو مانع نہیں اور یہ بات بھی بیشک ہے کہ خدا اس حکومت میں بے ضابطہ حکم نہیں کرتا بلکہ باضابطہ چلنے والونکے

شان نزول

[1] (لیس لک من الامر شئی) جنگ احد میں جب آپ کو بہت تکلیف پہنچی یہاں تک کے آپ کے دانت مبارک شہید ہوگئے اور سر میں بھی زخم پہنچا تو اس وقت آپ نے فرمایا کس طرح وہ قوم نہیں چھوٹ سکتی ہے جس نے اپنے نبی کا سر پھوڑ اور دانت توڑا پھر بعض کفار کے حق میں بتقاضائے طبیعت نام بنام لعنتیں کیں بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جو انجام کار مشرف بہ اسلام ہوئے اس سے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم بہ تفصیل منہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا

بخشنہار بڑا مہربان ہے- مسلمانو دوگنا چوگنا سود نہ کھایا کرو اور خدا سے ڈرو تاکہ

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تمہارا بھلا ہو اور اس آگ سے ڈرو جو ناشکرے بندوں کے لئے تیار ہے اور اللہ اور اس کے

وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

رسول کی تابعداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم ہو- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور ان باغ کی طرف جلدی

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

کرو جن کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمینوں جتنا ہے وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے- جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ دبا لیتے

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ

ہیں اور لوگوں سے معاف کر دیتے ہیں احسان کرنے والے خدا کو بھاتے ہیں- اور جو کبھی

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ

فحش یا اپنے حق میں برائی کر گزریں تو فورا اللہ کو یاد کرتے اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں خدا کے

يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

سوا کون گناہ بخشتا ہے تو دانستہ اپنی غلطی پر اڑتے نہیں

حق میں بخشنہار اور تابعدار پر بڑا مہربان ہے جو اس کی مخلوق سے بھلائی کرے اسے وہ بھی محبت کرتا ہے اور جو ان سے جور و ظلم سے پیش آئے اسے بھی اپنی مہربانی سے پہلے روکتا ہے اور اگر وہ باز نہ ہی آوے تو پھر مناسب طور پر پکڑ بھی لیتا ہے اسی لئے تم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمانو مخلوق پر رحم کرو اور دگنا چوگنا سود نہ لیا کرو جیسا کہ تم اور تمہارے زمانہ کے لوگ لے رہے ہیں بلکہ سرے سے ہی اس عادت قبیحہ کو چھوڑو اور اس ظلم کرنے میں خدا سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو خدا جب ثروت اور توفیق دیوے تو خدا کے بندوں پر مہربانی کرو اور اس آگ سے ڈرو جو ناشکرے بندوں کے لئے تیار ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم پر رحم ہو اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور نیک عمل کر کے ان باغ کی طرف جلدی کرو جن کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمینوں جتنا ہے وہ پرہیزگاروں نیکوکاروں کے لئے تیار ہے جو محض خدا کی رضاجوئی کے لئے فراخی اور تنگی میں اپنی ہمت کے موافق خرچ کرتے ہیں اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچاوے جس سے انکو سخت صدمہ بھی ہو تو غصہ بھی دبا لیتے ہیں اور موذی لوگوں سے قصور معاف کر دیتے ہیں بلکہ ان پر احسان کرتے ہیں جس کا بدلہ ان کو ضرور ہی ملے گا اس لئے کہ احسان کرنے والے خدا کو بھاتے ہیں اور پرہیزگار وہ لوگ بھی ہیں جو کبھی کسی قسم کا فحش یا بوجہ کسی غلطی کے اپنے حق میں برائی کر گزریں تو فورا اللہ کو یاد کرتے اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہے اور اس بات پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہی بخشنہار ہے اور خدا کے سوا کون گناہ بخشتا ہے اور بڑی بات ان میں یہ ہے کہ جو کبھی ان سے غلطی ہو جائے تو دانستہ اپنی غلطی پر اڑتے نہیں کیونکہ غلطی ہو جانا تو انسان فطرت میں داخل ہے گناہ اگر ہو جائے تو فورا توبہ کرنا اس کا علاج ہے

شان نزول

لہ (لا تاکلوا الربوا) کفار کا عام دستور تھا کہ قرض داروں پر بہت سختی کرتے تھے اس سے روکنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی-

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
خدا کے ہاں سے بخشش ہے اور کئی ایک باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں

فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي
رہیں گے اور نیک کام کرنے والوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے۔ تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں پس تم زمین میں پھرو

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ
پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ یہ لوگوں کے لئے سمجھوتے اور ہدایت

هُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ
اور بالخصوص پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ تم نہ تو ست (۱) ہوؤ اور نہ غمگین اگر تم ایمانداری پر مضبوط ہو گے تو

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ
تم ہی غالب ہو گے۔ اگر تم کو تکلیف پہنچے تو کفار کی قوم کو بھی اتنی ہی تکلیف پہنچ چکی ہے اس زمانہ کی

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ
گردش ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں اس لئے کہ اللہ ایمانداروں کی تمیز کردے اور بعض کو تم میں سے شہید بنائے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝
خدا ظالم کو نہیں بھاتے

انہیں لوگوں کا بدلہ خدا کے ہاں سے بخشش ہے اور کئی ایک باغ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے لوگو نیک عمل کرو اور غور کرو کہ نیک کام کرنے والوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے اگر صاف اور سیدھی تعلیم سے منہ پھیریں تو توان سے کہہ دے کہ تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں پس تم زمین میں پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والے کا انجام کیسا ابتر ہوا یہ پہلے لوگوں کے واقعات اس زمانہ کے لوگوں کے لئے سمجھوتے اور ہدایت بالخصوص پرہیزگاروں کے لئے تو بہت ہی بڑی نصیحت ہے وہ ان واقعات سے عمدہ عمدہ نتائج نکالتے ہیں کہ اصلی عزت خدائی تعلق سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم نہ تو ست ہو نہ غمگین اگر تم ایمانداری پر مضبوط رہو گے تو تم ہی غالب ہو گے ہاں بعض دفعہ کسی قدر تکلیف تم کو بھی ہو تو اس سے گھبراؤ نہیں اگر تم کو تکلیف پہنچے تو ست ہونے کی کوئی وجہ نہیں آخر کفار کی قوم کو بھی اتنی ہی تکلیف پہنچ چکی ہے چنانچہ جنگ احد میں تمہاری جماعت کو تکلیف ہوئی تو اس سے پہلے جنگ بدر میں انکو بھی ہو چکی ہے پھر جب وہ لوگ باوجود کفر شرک کے ست نہیں ہوئے تو تم باوجود توحید اور دعوی صادق کے کیوں ست ہوتے ہو اس زمانہ کی گردش لوگوں میں ہم پھیرتے رہتے ہیں کبھی کسی کے ہاتھ ہے کبھی کسی کے ہاتھ اور اب کے دفعہ تکلیف کسی قدر تم کو اس لئے پہنچی ہے کہ اللہ خالص ایمانداروں کی منافقوں سے تمیز کردے کہ جو لوگ بعد تکلیف بھی رسول کا حکم بسر و چشم رکھیں گے وہی خالص مومن ہوں گے اور جو تکلیف سے ڈر کر سستی کریں گے ان کے ایمان میں ضعف ثابت ہوگا اور جو خدا کو منظور تھا کہ بعض کو تم میں سے درجہ شہادت دے کر شہید بنائے وہ بھی اس جنگ احد کی تکلیف سے پورا ہوا اور یہ مت سمجھو کہ یہ مشرک خدا کو بھلے معلوم ہوں کیونکہ خدا کو ظالم مشرک نہیں بھاتے

شان نزول

[۱] (ولا تھنوا) جنگ احد میں جو مسلمانوں کو بعد فتح ہونے کے اپنی غلطی کی وجہ سے قدرے تکلیف پہنچی اس کی تسلی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

اور تاکہ خدا مومنوں کو نکھارے اور کفار کو جڑ سے کاٹے- کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ یونہی جنت میں

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ

چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے جہاد کرنے والوں کو تم میں سے الگ نہیں کیا اور صابروں کی تمیز بھی نہیں کی تم تو

تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا

اس سے پہلے مرنے کی خواہش رکھتے تھے پس اب تم اسے آنکھ سے دیکھ چکے ہو محمد ﷺ[1] اللہ

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

کا صرف رسول ہے اس سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں کیا اگر وہ (محمد ﷺ) مرگیا یا مارا جائے گیا تو کیا تم دین

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ

سے پھر جاؤ گے جو کوئی دین سے پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ نے شکر گزاروں کو بدلہ دینا

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ

ہے بغیر حکم الٰہی کے کوئی مر نہیں سکتا خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ہے جو کوئی دنیا ہی کی نیک نامی

ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

چاہے ہم بھی اس میں سے اسے کچھ دیدیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہے ہم اس کو اس سے دیں گے اور ہم شکر گزاروں کو بدلہ دیں گے

اور اس تکلیف رسانی سے یہ بھی ملحوظ ہے کہ تاکہ خدا مومنوں کو ان تکالیف سے نکھارے اور کفار کو جڑ سے کاٹے کیونکہ وے اب کی دفعہ کی کس قدر خوشی میں آئندہ سال جمع ہو کر آویں گے اور ذلیل و خوار ہو کر واپس جاویں گے اصل تو یہ ہے کہ آسائش بعد تکلیف کے حاصل ہو تو قابل قدر ہوتی ہے کیا تم سمجھ بیٹھے تھے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے بہ نیت خالص جہاد کرنے والوں کو تم میں سے الگ نہیں کیا اور کیا صابروں کی تمیز سے پہلے ہی چلے جاؤ گے- اس تھوڑی سی تکلیف پر تمہاری بستی عجب ہے تم تو اس سے پہلے میدان جنگ میں مرنے کی خواہش رکھتے تھے پس اب تم اسے آنکھ سے دیکھ چکے ہو- ابھی تو ہمارا رسول بھی تم میں موجود ہے پھر باوجود اس کے تمہیں تسلی نہیں حالانکہ محمد (ﷺ) اللہ کا صرف رسول ہے جس کا ہمیشہ کے لئے جینا ممکن ہی نہیں اس سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں کیا اگر وہ (محمد ﷺ) خدانخواستہ موت طبعی سے مرگیا یا میدان جنگ میں مارا گیا تو تم دین سے پھر جاؤ گے یاد رکھو جو کوئی دین سے پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا- جو کچھ بگاڑے گا اپنا ہی بگاڑے گا اور اللہ نے شکر گزاروں تابعداروں کو بدلہ دینا ہے- موت تو کوئی امر اختیار نہیں بغیر حکم الٰہی کے کوئی مر نہیں سکتا- خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ہے البتہ بعض کوتہ اندیش اس خدائی تقرر کو نہیں سمجھتے اور صرف دنیا ہی کو اپنا مدار کار جانتے ہیں سو جو کوئی ایسا ہو کہ اپنے کاموں سے دنیا ہی کی نیک نامی چاہے ہم بھی اس میں سے اسے کچھ دیدیتے ہیں کہ چند لوگ اسکی چند روزہ واہ واہ کر دیتے ہیں اور جو کوئی اپنے نیک اعمال سے صرف آخر کا بدلہ چاہے ہم اسکو اس سے دینگے

شان نزول

[1] (وما محمد الا رسول) جنگ احد میں عین تکلیف اور گریز کے وقت یہ آواز آئی کہ محمد ﷺ قتل ہوگئے جس سے صحابہ کرام کی کمریں ضعیف ہوگئیں جیسا کہ عام دستور ہے کہ سردار کے نہ ہونے سے ہوا کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا أَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ
بہت سے اللہ والے لوگ کئی نبیوں کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے پھر نہ تو خدا کی راہ میں تکلیف پہنچنے سے

اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ
ہارے اور نہ سست ہوئے اور نہ دبے اللہ صابروں سے محبت کرتا ہے ان کی آواز یہی ہوتی تھی

إِلَّآ أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
کہ اے ہمارے مولا ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری سستی جو دین کے بارے میں ہوئی معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ
اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح نصیب کر۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کا بدلہ بھی بہت خوب بخشا اس لئے کہ اللہ کو

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى
نیکوکار بھاتے ہیں مسلمانو اگر تم کافروں کے تابع ہوئے تو تم کو دین سے پھیر دیں گے پھر تم

أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ
ٹوٹے میں پڑ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تمہارا ولی ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے ہم[1] (خدا) کافروں

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ أَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ
کے دلوں میں تمہارا خوف ڈالیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرایا ہے جس کی خدا نے کوئی دلیل نہیں اتاری

اور ہم ایسے شکر گزاروں کو ضرور بدلہ دیں گے۔ بھلا تم اس تھوڑی سی تکلیف سے کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بہت سے اللہ والے لوگ کئی نبیوں کے ساتھ ہو کر دشمنان دین سے لڑتے رہے پھر نہ تو وے خدا کی راہ میں تکلیف پہنچنے سے ہارے اور نہ سست ہوئے اور نہ دشمنوں سے ہوئے اس ثابت قدمی کا اجر عظیم پاویں گے اس لئے کہ اللہ ثابت قدموں صابروں سے محبت کرتا ہے وہ تو ایسے ثابت قدم تھے کہ عین تکلیف شدید میں بھی ان کی یہی آواز ہوتی تھی کہ اے ہمارے مولا ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری سستی جو دین کے بارہ میں ہم سے ہوئی ہو ہمیں معاف فرما اور ہم کو دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح نصیب کر پھر اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ یعنی غلبہ بھی دیا اور آخرت کا بدلہ بھی بہت خوب بخشا اس لئے کہ اللہ کو نیکوکار لوگ بھاتے ہیں۔ مسلمانو اس قصہ سے تم سمجھ گئے ہو گے کہ مومن کافروں پر فتح یابی کی ہمیشہ دعا کرتے رہے ہیں پس اگر تم بجائے اس دعاء فتح کے ان کافروں کے کسی بات میں تابع ہوئے تو تم کو دین سے پھیر دیں گے پس تم ٹوٹے میں پڑ جاؤ گے یہ غلط کہتے ہیں کہ خدا تمہارا مددگار نہیں بلکہ اللہ تمہارا متولی ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے۔ کسی کی مدد ہمارے برابر نہیں ہو سکتی چنانچہ آئندہ کو ہماری مدد کی ابتداء یوں ہو گی کہ ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب اور خوف ڈالیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرایا ہے کہ جس کی شرکت کی خدا نے کوئی دلیل نہیں اتاری

شان نزول

[1] (سنلقی) جنگ احد سے فراغت پا کر مشرکین جب مکہ شریف کو واپس گئے تو راہ میں انہوں نے پھر حملہ کرنے کا قصد کیا مگر خدا نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ معالم

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ

ان کا ٹھکانہ آگ (دوزخ) ہے اور ظالموں کے لئے بری جگہ ہے۔ خدا نے[1] تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر دیا تھا جب تم ان کو

تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم خود ہی اکھڑنے اور جھگڑنے لگے اور بعد اس کے کہ خدا نے تمہاری پسندیدہ چیز

مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۚ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ

تم کو دکھا دی تم نے بے فرمانی کی بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت مانگتے ہیں پھر تم کو

صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

ان سے ہٹالیا تاکہ تم کو مبتلا کرے اور اب تم سے معاف کردیا خدا مومنوں کے حال پر بڑے فضل والا ہے

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا

جب تم چڑھے جا رہے تھے اور پھر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پیچھے سے بلا رہا تھا پس تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ تم

بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

ہاتھ سے گئی ہوئی چیز پر غم نہ کرو اور نہ پہنچی ہوئی مصیبت پر رنج کرو اور اللہ تمہارے کاموں سے آگاہ ہے

اس لئے ان کا ٹھکانہ آگ دوزخ ہے جس میں بری طرح تڑپیں گے کیونکہ جہنم ظالموں کے لئے بہت بری جگہ ہے خدا نے تو اپنا وعدہ فتح کے متعلق تم سے سچا کر دیا تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے اور وہ تم سے آگے بھاگ رہے تھے یہاںتک کہ تم خود ہی اکھڑے اور رسول کے حکم میں جھگڑنے لگے اور بعد اس کے کہ خدا نے تمہاری پسندیدہ چیز یعنی فتح مندی تم کو دکھادی تم نے بے فرمانی کی کیونکہ بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت مانگتے ہیں پھر تم کو ان سے ہٹالیا بلکہ الٹی تکلیف تم کو پہنچی تاکہ تمہاری غلط کاری کی وجہ سے تم کو مبتلا کرے اور اب تو تم سے یہ قصور معاف کر دیا کیونکہ خدا مومنوں کے حال پر بڑے فضل والا ہے تم سخت غلطی کر رہے تھے جب بھاگے ہوئے چڑھے جا رہے تھے اور پھر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور خدا کا رسول تم کو پیچھے سے بلا رہا تھا پس تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ تم ہاتھ سے گئی ہوئی چیز یعنی فتح پر غم نہ کرو اور نہ پہنچی ہوئی مصیبت پر رنج کرو یعنی بعد اس رنج کے دفع ہونے کے فتح کے جاتے رہنے کا بھی تم کو غم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تمہارا یہ قصور عناد اور سرکشی سے نہ تھا بلکہ ایک غلط فہمی کی وجہ سے تھا چونکہ اللہ تمہارے سب کاموں سے آگاہ ہے اس لئے

شان نزول

[1] (لقد صدقکم اللہ) حضرت اقدس نے جنگ احد میں ایک پہاڑ کے دروازہ پر چند آدمی مقرر کئے تھے اور ان سے فرمایا تھا کہ ہماری فتح ہو یا شکست تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان غالب آگئے اور لوٹ میں مصروف ہیں اور کفار بھاگ گئے اب تو ہمارا یہاں ٹھہرنا فضول ہے۔ ہر چند ان کے سردار نے سمجھایا اور حضرت عالی کا فرمان یاد کرایا مگر ظاہر داری سے وہ غلطی کھا گئے صرف دس بارہ آدمی اس سردار کے ساتھ اس دروازہ پر ٹھہرے رہے اتنے میں کفار نے درہ خالی پاکر ان پر حملہ کیا تو مسلمانوں کو لینے کے دینے پڑے گئے۔ فتح سے شکست مبدل ہوگئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہے۔ معالم

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ

پھر خدا نے بعد غم کے تم پر بغرض آرام (جسمانی) نیند ڈالی جو تم میں سے ایک جماعت پر غالب آرہی تھی اور ایک

اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ

جماعت کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اللہ کی نسبت جاہلانہ غلط گمان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہماری بھی کچھ عزت

الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ

ہے تو کہہ دے کہ اختیار سارا اللہ کو ہے دل میں وہ باتیں رکھتے ہیں جو تیرے سامنے بیان نہیں کر سکتے

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ

کہتے ہیں کہ اگر ہماری عزت ہوتی تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تو کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی

الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ

تقدیر میں قتل لکھا تھا اپنے قتل گاہ میں ضرور ہی آجاتے اللہ نے تمہارے جی کی باتیں ظاہر کرنی تھیں اور

لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

تمہارے دلوں کے خیالات کو نکھارنا تھا اور اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے جو لوگ دو فوجوں کے ملنے کے دن

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ

منہ پھیر گئے تھے ان کو شیطان ہی نے بعض اعمال کی شامت سے پھسلایا تھا اللہ نے ان کو معاف کر دیا

عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا

خدا بڑا ہی بخشنے والا حوصلہ والا ہے۔ اے مسلمانو ان لوگوں جیسے مت بنو جو منکر ہوئے اور اپنے بھائیوں کے حق

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى

میں جب وہ سفر کر جائیں یا جنگ کرنے کو روانہ ہوں تو کہتے ہیں

پھر خدا نے غم کے بعد تم پر بغرض آرام جسمانی نیند ڈال دی جو تم میں سے ایک جماعت پر غالب آرہی تھی جس سے ان کے تکان وغیرہ سب دور ہو گئے اور منافقوں کی ایک جماعت کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اللہ کی نسبت جاہلانہ غلط گمان کر رہے تھے اور منہ سے کہہ رہے تھے کہ ہماری بھی کچھ عزت ہے؟ تو کہہ دے کہ اختیار سارا اللہ کو ہے جو چاہتا ہے ویسا ہی کرتا ہے ابھی تو یہ باتیں ان کے منہ کی ہیں دل میں تو وہ باتیں رکھتے ہیں جو تیرے سامنے بیان نہیں کر سکتے عام مسلمانوں کے پھسلانے کو یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہماری (مسلمانوں کی) بھی خدا کے ہاں کچھ عزت ہوتی تو ہم یہاں نہ مارے جاتے- تو کہہ دے کہ موت تو ایک اور شے معین ہے-اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا اپنے قتل گاہ میں ضرور ہی آجاتے اور یہ تکلیف پہنچا اللہ نے سب لوگوں پر تمہارے جی کی باتیں ظاہر کرنی تھیں اور تمہارے دلوں کے خیالات کو نکھارنا تھا اور یوں تو اللہ بذات خود سب سینوں کے بھید جانتا ہے- یہ بھی جانتا ہے کہ جو لوگ دو فوجوں کے ملنے کے دن (یعنی بروز جنگ احد) منہ پھیر گئے تھے ان کو شیطان ہی نے بعض اعمال کی شامت سے پھسلایا تھا مگر خیر اللہ نے ان کو معاف کر دیا اس لئے کہ خدا بڑا ہی بخشنے والا حوصلے والا ہے- یہ بھی اس کی بخشش ہے جو تم کو سمجھاتا ہے کہ اے مسلمانو ان لوگوں جیسے مت بنو جو خود بھی منکر ہوئے اور اپنے بھائیوں کے حق جب وہ دینی سفر کو جائیں یا کہیں جنگ کرنے کو روانہ ہوں اور بہ تقاضائے الٰہی وہیں مر جائیں تو یہ کافر کہتے ہیں کہ

لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَ
اگر وہ ہمارے پاس ٹھیرے ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے خدا اس خیال کو ان کے دلوں میں باعث حسرت کرے گا اللہ ہی

اللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کئے جاؤ

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ
یا مر جاؤ تو اللہ کے ہاں سے بخشش اور مہربانی سب لوگوں کے مال اسباب جمع کئے ہوئے سے اچھی ہے۔ اگر تم موت طبعی سے مرے یا

قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے آخر اللہ کے پاس ہی جمع کیے جاؤ گے۔ اس لیے کہ اللہ کی رحمت سے تو نرم دل ہو رہا ہے اگر تو بدخو ہوتا

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ
اور دل سخت ہوتا تو تیرے پاس سے بھاگ جاتے پس ان کو معاف کر اور ان کے لئے بخشش مانگ اور ان سے اپنے

فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾
کام میں مشورہ لیا کر پھر جب کسی کام کا تو قصد کرے تو اللہ پر بھروسہ کر خدا کو بھروسہ کرنے والے بھلے لگتے ہیں

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ
اگر وہ تمہاری مدد کرے تو کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے گا اور اگر وہ ذلیل کرنے کو ہو تو کون ہے جو اس کے بعد تم کو مدد دے

اگر وہ ہمارے پاس ٹھیرے ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے۔ بھلا ان کا کہنا کہاں تک صحیح ہے اگر ان کی موت آجاتی تو یہ ان کو موت سے بچا سکتے تھے؟ ہر گز نہیں پھر اس بات کے کہنے سے کیا فائدہ؟ ہاں یہ ہو گا کہ خدا ان کے اس خیال کو ان کے دلوں میں باعث حسرت اور افسوس کا کریگا جس قدر اپنی تدبیر پر بھروسہ کریں گے اسی قدر زیادہ افسوس اٹھاویں گے اور ناحق اپنا دل دکھاوینگے اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ باقی رہا مرنا اور جینا سو اس کی بابت بھی سن لو کہ اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کئے جاؤ یا دینی سفر میں مر جاؤ تو جو ایسے مرنے پر اللہ کے ہاں سے ☐ اور مہربانی ہے سب لوگوں کے مال اسباب جمع کئے ہوئے سے اچھی ہے۔ بھلا زندگی کے اتنے سامان بنانے اور اس پر اترانے ظاہر کرنے سے کیا فائدہ؟ آخر بھی تو مرنا ہے پس اگر تم موت طبعی سے مرے یا اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے آخر تو اللہ کے پاس ہی جمع کئے جاؤ گے جہاں تم کو اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اس جنگ احد کی تھوڑی سی تکلیف کے متعلق جس قدر منافقوں اور اسلام کے دشمنوں نے زبان درازیاں کی ہیں ان کا تو اظہار ہی کیا ہے تعجب تو یہ ہے کہ عوام مسلمانوں نے بھی اس کے متعلق جو کچھ کیا ہے تیرا حوصلہ تھا جو تو دیکھ اور سن کر رنجیدہ نہ ہوا اس لئے کہ اللہ کی رحمت سے تو نرم دل ہو رہا ہے کیونکہ خدا نے اعلیٰ درجہ کا حلم تجھ کو بخشا ہے اور اگر تو نیک خو نہ ہوتا اور سخت دل ہوتا تو تیرے پاس سے بوجہ سخت زبانی کے فوراً یہ لوگ بھاگ جاتے۔ پس مناسب ہے کہ تو ان کو معاف کر اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگ اور ان سے اپنے کام میں مشورہ کیا کرتا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو پھر بعد مشورہ جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے اسباب سے قطع نظر اللہ پر بھروسہ کر وہ تیری ضرور ہی مدد کرے گا کیونکہ خدا کو بھروسہ کرنے والے بھلے لگتے ہیں۔ بھلا اگر تو خدا پر بھروسہ نہ کریگا تو پھر کس پر کریگا وہ تو ایسا زبردست حاکم ہے کہ اگر وہ تمہاری مدد کرے تو کوئی بھی تم پر غالب نہ آویگا اور اگر وہ ذلیل کرنے کو ہو تو بتلاؤ تو کون ہے جو اس کے بعد تم کو فتح دیوے؟

بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ

مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں- کسی نبی کی شانؑ نہیں کہ خیانت کرے جو کوئی

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

خیانت کرے گا قیامت کے روز اپنی خیانت کو لائے گا پھر ہر ایک شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا اور کسی طرح سے

يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ

ان پر ظلم نہ ہوگا- کیا جو شخص اللہ کی مرضی کا تابع رہا ہو اس کی طرح ہو جائے گا جس نے خدا کا غصہ اپنے پر لیا ہو اور اس کا

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

ٹھکانہ جہنم میں ہوگا جو بہت بری جگہ ہے- خدا کے نزدیک ان کے کئی درجے ہیں اور خدا ان کے کاموں کو دیکھتا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اس نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ انہیں میں سے ایک رسول ان کے سکھانے کو بھیجا جو

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

اس کی آیتیں پڑھ کر انکو سناتا ہے اور ان کو بری خصلتوں سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب الٰہی اور تہذیب روحانی سکھاتا ہے ورنہ پہلے تو سخت غلطی میں تھے

اسی لئے تو مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں جب ہی تو ہر قسم کی برائی سے باز رہیں گے یعنی جب اللہ ہی پر بھروسہ کرینگے تو کسی کا مال بھی نہ کھائیں گے چوری بھی نہ کریں گے اس لئے کہ یہ امور توکل کے منافی ہیں چونکہ اس توکل کے وصف سے انبیاء سب سے زیادہ موصوف ہیں بالخصوص خاتم الانبیاء تو بہ ہمہ وجوہ متصف ہے اسی لئے کسی نبی کی شان نہیں کہ کسی قسم کی خیانت کرے بھلا ایسا برا کام کیونکر ایسے معزز اور برگزیدوں سے ہو سکے حالانکہ حکم خداوندی اس کے متعلق یہ ہے کہ جو کوئی خیانت کرے گا قیامت کے روز اپنی خیانت کو سب کے روبرو ذلت سے اٹھا کر جناب باری میں لائے گا جہاں اپنے کیے کا پورا بدلہ پائے گا- یہی خائن کیا وہاں تو سب لوگ حاضر ہوں گے اور اپنا اپنا حساب دیں گے پھر ہر ایک شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملے گا- نہ ان پر گناہ زیادہ کئے جاویں گے اور نہ ان کی نیکیاں ضائع ہوں گی غرض کہ کسی طرح سے ان پر ظلم نہ ہوگا- ایسے وقت میں بھلا بتلاؤ کہ جو شخص اللہ کی مرضی کا تابع رہا ہو اس کی طرح ہو جائے گا جس نے بوجہ بدکاری کے خدا کا غصہ اپنے پر لیا ہو اور اس بدکاری کی وجہ سے اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہو جو بہت بری جگہ ہے ہرگز یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ وہ لوگ جو اللہ کی مرضی میں عمر گزارے ہوں گے خدا کے نزدیک ان کے کئی درجے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو جو دنیا میں اس کی رضاجوئی کیلئے کر رہے ہیں دیکھتا ہے بنی آدم میں جبکہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی کسی کو خوش کرنے کو اپنے پر تکلیف شاق اٹھاتا ہے تو وہ اس کی قدر کرتا ہے خدا تو بندوں کے حال پر بڑا ہی مہربان ہے اسکی مہربانی کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں پر کتنا بڑا احسان کیا جبکہ انہی میں سے ایک آدمی رسول کر کے ان کے سکھانے کو بھیجا اس کی آیتیں پڑھ کر انکو سناتا ہے اور ان کی بری خصلتوں شرک کفر حسد کبر وغیر سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب الٰہی اور تہذیب روحانی سکھاتا ہے ورنہ پہلے تو سخت غلطی میں تھے ہر قسم کی خرابیوں میں مبتلا تھے

شان نزول [۱] جنگ احد میں بعض بدگمانوں نے بدگمانی کی کہ پیغمبر علیہ السلام مال غنیمت سے کچھ علیحدہ نہ رکھ لیں چونکہ یہ بدگمانی بہت بیجا اور کفر تک پہنچانے والی تھی اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم بہ تفصیل منہ

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ

کیا کہ جب تمہیں کچھ تکلیف پہنچی جس سے دوگنی تم ان کو پہنچا چکے تھے تم بول اٹھے کہ یہ کہاں سے آگئی تو ان سے کہہ دے تمہاری

عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

ہی طرف سے ہے خدا سب کام کر سکتا ہے- اور جو تکلیف تم کو دو لشکروں کے مقابلے کے روز

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ

پہنچی تھی وہ بھی اللہ کے حکم سے تھی کہ اللہ پختہ مومنوں کو تمیز کر دے- اور نیز ان لوگوں کو جدا کرے جو دل میں نفاق رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے کہا

تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

آؤ اللہ کی راہ میں (کفار سے) لڑو یا دور ہی کر دو بولے اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارا ساتھ دیتے وے اس روز بہ نسبت

يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

ایمان کے کفر کی طرف بہت جھکے ہوئے تھے اپنے منہ سے وہ باتیں کہہ رہے تھے جو ان کے دل میں نہ تھیں جو چھپا رہے

اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ

ہیں خدا خوب معلوم ہے- جنہوں نے گھر بیٹھ کر اپنی برادری کے لوگوں کی نسبت کہا کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے تو

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

ان سے کہہ دے کہ اپنی جان سے تو موت کو ٹال دیجو اگر تم سچ بولتے ہو

پھر کیا مسلمانو اس نعمت کی شکر گزاری بھی ہے کہ جب تمہیں جنگ احد میں کچھ تکلیف پہنچی جس سے دگنی تم ان کو پہنچا چکے تھے تو بڑے حیران ہو کر تم بول اٹھے کہ ہائے یہ کہاں سے آگئی- اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ان سے کہہ دے کہ اصل میں تو سب تکلیف اور راحت پہنچانے والا وہی خدا ہے مگر اس کے لئے ایسی تکالیف پہنچانے کو کئی وجوہ ہوتی ہیں- یہ تکلیف تمہارے ہی طرف سے ہے کہ تم نے رسول کا بتلایا ہوا مقام چھوڑ کر اور طرف چلے گئے- مگر تمہیں اس سے شکستہ خاطر نہ ہونا چاہیئے آخر کار تمہارے ہی نام کی فتح ہے گو بالفعل آزردہ دل ہو رہے ہیں کیونکہ خدا سب کام کر سکتا ہے اور جو تکلیف تم کو دو لشکروں کے مقابلہ کے روز جنگ احد میں پہنچی اس سے آزردہ خاطر نہ ہو اس لئے کہ وہ بھی اللہ کے حکم سے تھی جس میں تمہیں ثواب پہنچانے کے علاوہ یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ پختہ مومنوں کو تمیز کرے اور نیز ان لوگوں کو جدا کرے جو دل میں نفاق رکھتے ہیں اور لوگوں نے جب ان سے کہا کہ آؤ اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو یا اگر لڑ نہیں سکتے ہو تو بوجہ ہجوم کے کفار کو ڈرا کر دور ہی کر و ان کے کہنے پر عمل تو کجا بلکہ ایک غلط عذر کر کے ان کو ٹال دیا بولے اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارا ساتھ دیتے مگر کیا کریں ہم تو لڑائی کرنا بھی نہیں جانتے تو بغیر جاننے کے میدان جنگ میں بغلیں بجاتے ہوئے جانا کیا فائدہ- یہ ایک غلط عذر کر کے ان کو ٹلاتے رہے اصل یہ ہے کہ وے اس روز بہ نسبت ایمان کی کفر کی طرف بہت جھکے ہوئے تھے- اپنے منہ سے وہ باتیں اخلاص مندی کی کہہ رہے تھے جو ان کے دل میں نہ تھیں تو کیا ان کو ظاہر داری کی باتیں کچھ بھی مفید ہوں گی؟ ہر گز نہیں جو چھپا رہے ہیں خدا کو خوب معلوم ہے- یہ دورخے وہی تو ہیں جنہوں نے گھر بیٹھ کر اپنی برادری کے لوگوں کی نسبت کہا کہ اگر ہمارا کہا مانتے اور جیسا کہ ہم نے انکو کہا تھا جنگ میں نہ جاتے تو مارے نہ جاتے- تو اے محمد (ﷺ) ان سے کہہ دے کہ جو مرتا ہے اپنی اجل سے مرتا ہے یہ لوگ جو مرے ہیں تو اپنی اجل سے مرے ہیں ایسا ہی جب تمہاری تقدیر آئیگی تو تم بھی چل دو گے ذرا اپنی جان سے تو موت کو ٹال دیجو اگر تم سچ بولتے ہو کہ تدبیر سے جان بچ جاتی ہے اور یہ بھی ان کا غلط خیال

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

تو اللہ کی راہ میں مارے گیوں کو مردہ نہ سمجھ بلکہ وے زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ

اللہ کے دیئے ہوئے فضل سے خوشی مناتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف سے جو ہنوز ان کو نہیں ملے یہی خوشخبری چاہتے ہیں

خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ

کہ ان کو نہ تو کوئی خوف ہو اور نہ غم میں مبتلا ہوں- اور وے اللہ کی رحمت اور مہربانی کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں

وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ

اور کہ اللہ ایمانداروں کا اجر ضائع نہیں کرتا- جن لوگوں نے بعد تکلیف پہنچنے کے اللہ اور رسول کی

مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ

فرمانبرداری کی ان نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے بھی بڑا اجر ہے- وہ لوگ ہیں

ہے کہ شہیدوں کو مردہ جانتے ہیں تو اللہ کی راہ میں مارے گئے کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وے دراصل زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں اللہ کے دیئے ہوئے فضل سے خوشی مناتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف سے جو ان کے پیچھے ہیں اور ہنوز ان کو نہیں ملے یعنی زندہ مسلمانوں کی طرف سے بھی خوشخبری چاہتے ہیں کہ انکو بھی شہادت نصیب ہو تاکہ ان پر بھی نہ تو کوئی خوف ہو اور نہ کسی قسم کے غم میں مبتلا ہوں اب بتلاؤ کہ ان کا تو یہ حال ہے اور یہ جھوٹے مکار کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے گویا یہ ان کے شہید ہونے پر رنج کرتے ہیں اور وے اللہ کی مہربانی اور رحمت کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں اور بڑی خوشی ان کو یہ ہے کہ اللہ ایمانداروں کا اجر ضائع نہیں کرتا جس سے ان کو بروز قیامت اور بھی اعزاز کی امید ہے- شہادت تو بلاریب ایک اعلیٰ درجہ ہے لیکن جن لوگوں نے بعد تکلیف پہنچنے کے بھی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی وہ بھی شہداء کے قریب قریب ہیں اس لئے کہ ان نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کیلئے بھی بڑا اجر ہے بعد تکلیف کے بھی فرمانبرداری کرنیوالے وہ لوگ ہیں

شان نزول

لہ (الذین استجابوا) بعد واپسی جنگ احد کے مشرکین مکہ نے راہ میں مشورہ کر کے ایک آدمی کو مدینہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہاں جاکر مشہور کرے کہ تمہارے مقابلہ کو کئی ہزار آدمی جمع ہو رہے ہیں اور ابھی تم پر حملہ ہو گا- جب یہ خبر مدینہ میں پہنچی تو آپ نے چند صحابہ کو اس خبر کی تحقیق کیلئے بھیجا جن میں خلفاء راشدین ابو بکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنھم بھی تھے جب یہ بزرگ وہاں پہنچے تو وہ خبر غلط نکلی- وہاں پر ایک منڈی لگا کرتی تھی وہاں سے انہوں نے مال خریدا اور مدینے میں لا کر فروخت کیا- جس میں بہت نفع پایا اس قصہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی- معالم بہ تفصیل منہ

راقم کہتا ہے اس آیت سے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اور سیدنا علی علیہم السلام کی بزرگی اور شجاعت اور اخلاص اعلیٰ درجہ کا ثابت ہوتا ہے-

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَّقَالُوا

جن کو بعض لوگوں نے کہا کہ سب لوگ تمہارے مارنے کو جمع ہو رہے ہیں تو تم ان سے ڈرتے رہو تو ان کو ایمان میں ترقی ہوئی

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ

اور بولے اللہ ہم کو کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے- وے خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے ان کو کچھ بھی ضرر

سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ

نہ پہنچا اور اللہ کی مرضی پر چلے خدا بڑے فضل والا ہے- اس میں شک نہیں کہ ڈرانے والا

يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَا يَحْزُنكَ

ایک شیطان تھا جو اپنے دوستوں (کفار) سے ڈرا رہا تھا سو اس کے دوستوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم ایماندار ہو- تو کفر میں کوشش

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ

کرنے والوں کی فکر نہ کر ہرگز اللہ کے دین کا کچھ نہ بگاڑیں گے اللہ کو منظور ہے کہ ان کے لئے

لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ

آخرت میں کچھ حصہ نہ کرے اور ان کو بڑا عذاب ہوگا- جو لوگ ایمان کے عوض کفر اختیار کرتے ہیں

لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي

وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتے ان کو دکھ کی مار ہوگی- کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ان کو ہمارا یہ ڈھیل

لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ

دینا ان کے لئے بہتر ہے

جن کو بعض لوگوں نے خوف دلانے کی نیت سے آکر کہا کہ سب لوگ تمہارے مارنے کو جمع ہو رہے ہیں تو تم ان سے ڈرتے رہیو اور اسلام کو چھوڑ کر ان سے موافقت کر لو پس ان کو بجائے خوف کے ایمان میں ترقی ہوگئی اور بولے کہ اگر لوگ ہماری ایذا رسانی پر جمع ہو رہے ہیں تو کچھ پرواہ نہیں اللہ ہم کو کافی ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے- جس مقام پر کفار کا جمع ہونا انہوں نے سنا تھا فوراً وہاں پہنچے اور کسی دشمن کو نہ پایا پھر وے خدا کی نعمت سے واپس ہوئے- وہاں پر انہوں نے سوداگری کا مال خریدا جس میں ان کو مدینہ میں بہت بہت ہی نفع ہوا اور ان کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا اور اللہ کی مرضی پر چلے جس کے بدلے میں خدا نے ان کو بھی خوشی دکھائی کیونکہ خدا بڑے فضل والا ہے- اس میں شک نہیں کہ ڈرانے والا ایک شیطان تھا جو اپنے دوستوں (کفار) سے ڈرا رہا تھا سو اس کے دوستوں سے نہ ڈرو وہ کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتے میری مرضی پر چلو اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم ایماندار ہو- آخر کار تمہارے ہی نام کی فتح ہوگی گو بظاہر ان دنوں کفار جوش و خروش کر رہے ہیں- اے نبی تو کفر میں کوشش کرنے والوں کی فکر نہ کر کتنی ہی کوشش کریں ہرگز اللہ کے دین کا کچھ نہ بگاڑیں گے انجام کار ذلیل و خوار ہوں گے- اللہ کو منظور ہے کہ ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہ کرے اور ان کو بڑا عذاب ہوگا- اس لئے کہ خدا کے ہاں عام دستور ہے کہ جو لوگ ایمان کے عوض کفر اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنا کچھ کھوتے ہیں اور ان کو دکھ کی مار ہوگی- کافر ہرگز گمان نہ کریں کہ ہماری ڈھیل

إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ

ہم ان کو ڈھیل دے رہے ہیں کہ اور بھی گناہ کریں اور ان کو ذلت کا عذاب ہوگا۔ اللہ کو منظور نہیں کہ

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ

مومنوں کو تمہاری موجودہ حالت پر چھوڑ رکھے جب تک کہ ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کرے اور اللہ کو منظور

اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا

نہیں کہ تمہیں غیب کی خبر بتلاوے ہاں خدا اپنے رسولوں کو اطلاع کے لئے چن لیا کرتا ہے پس تم اللہ اور

بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

اس کے رسول کی بات مانو اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو بڑا ہی اجر ملے گا۔ اللہ کے دیے ہوئے

يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ

سے بخل کرنے والے اس بخل کو اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کو انجام کار مضر ہوگا ان کو اسی مال کا جس کے

مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن طوق پہنایا جاوے گا آسمان اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ملک ہیں اور خدا تمہارے

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

کاموں سے خبردار ہے

ع ۱۸ / ۹

ان کے لئے بہتر ہے چونکہ وہ بوجہ اپنی بدکرداری کے ہماری جناب سے مردود ہیں۔ ہم صرف اس لئے ان کو ڈھیل دے رہے ہیں کہ اور بھی گناہ کریں اور انکو ذلت کا عذاب ہوگا۔ اسی طرح کفار جنگ احد سے اپنی سلامتی اور مسلمانوں کی تکلیف کو اپنی عزت اور ان کی ذلت نہ سمجھیں اس میں حکمت خداوندی یہ ہے کہ اللہ کو منظور نہیں کہ مومنوں کو تمہاری موجودہ حالت پر چھوڑ رکھے جب تک کہ بہ سبب تکالیف چند در چند کے ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کرے جس سے تم کو دوست دشمن میں تمیز ہو جائے اور بغیر ان تکالیف کے اللہ کو منظور نہیں کہ تمہیں غیب کی خبر بتلادے کہ فلاں شخص تم میں منافق ہے اور فلاں شخص ضعیف الایمان ہے۔ ہاں خدا اپنے رسولوں کو اس اطلاع کے لئے چن لیا کرتا ہے۔ سو ان کو بتلا دیتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے اور فلاں شخص تمہارا دشمن ہے اس کے داؤ سے بچتے رہیو پس تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو جو کچھ وہ ارشاد کریں اسے بسرو چشم تسلیم کرو کیونکہ اگر تم اللہ اور رسول کی بات کو خواہ تمہاری جان یا تمہارے مال کے متعلق ہو مانو گے اور ان کے حکم کے موافق پرہیزگاری کرو گے تو تم کو بڑا ہی اجر ملے گا۔ بعض دنیاداروں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم ماننے سے اور کوئی امر بجز اس کے مانع نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول نیک کام میں مال خرچ کرنے کا ان کو حکم کرتے ہیں اور وہ اس کو پسند نہیں کرتے کہ کسی فقیر کو پھوٹی کوڑی بھی دیں بلکہ مال کو جمع کرنے میں اپنی عزت اور بھلائی جانتے ہیں سو اللہ کے دیئے ہوئے سے بخل کرنے والے اس بخل کو اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کو انجام کار مضر ہوگا۔ ان کو اسی مال کا جس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن طوق پہنایا جائیگا دراصل یہ خرچ کرنا انہی کو مفید تھا۔ اسی لئے خدا انکو حکم کرتا ہے ورنہ یوں تو آسمان اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ملک ہیں اور خدا تمہارے کاموں سے خبردار ہے ہر پہلو اس کا جانتا ہے۔ جس نیت اور جس خیال سے کرو گے اس کے موافق بدلہ دیگا

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا

بیشک اللہ نے ان لوگوں کی بات چیت سن لی جو کہتے ہیں اللہ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں ہم بھی ان کی یہ بیہودہ بات

قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا

اور انبیاء کو ناحق قتل کرنا دونوں لکھ رکھیں گے اور ان کو کہیں گے کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو۔ یہ ان کاموں

قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

کی وجہ سے ہے جو تم نے پہلے بھیجے تھے اور اس وجہ سے کہ اللہ بندوں کے حق میں ظالم نہیں۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ نے ہم سے

عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ

کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی رسول کو نہ مانیں جب تک وہ ہمارے پاس قربانی نہ لاوے کہ جس کو آگ جلاوے تم کہہ دو کہ بیشک مجھ

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

سے پہلے کئی رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے اور نیز وہ چیز بھی لائے تھے جو تم نے بتلائی ہے پھر تم نے کیوں ان کو قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں تو بہت سے رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے جاچکے ہیں حالانکہ وہ دلیلیں روشن اور کتب سماوی یعنی کتاب روشن بھی لائے

بیشک اللہ نے ان لوگوں کی بات چیت سن لی ہے جو خرچ کرنے کے حکم میں اپنی غلط فہمی سے سمجھ گئے کہ شاید اس میں خدا کا اپنا فائدہ ہوگا جب ہی تو کہتے ہیں کہ اللہ محتاج ہے اور ہم مال دار ہیں کیونکہ وہ ہمیں بار بار خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے یاد رکھیں ہم بھی ان کی بیہودہ بات اور انبیاء کو ناحق قتل کرنا دونوں لکھ رکھیں گے تاکہ وقت پر ان کو انکار کی گنجائش نہ رہے اور بروز حساب ان کو کہیں گے کہ لو اب آگ کا عذاب اپنی بدزبانی کے عوض میں چکھو تم جانتے ہو کہ یہ عذاب تم کو کیوں ہوا یہ ان کاموں کی وجہ سے ہے جو تم نے دنیا میں اس دن کے لئے پہلے بھیجے تھے اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ بندوں کے حق میں ظالم نہیں کہ بدمعاشوں بدزبانوں کو چھوڑ دے اور نیکوں کے برابر ان کو کر دے جو ایک قسم کا ان پر ظلم ہے اس لئے اس کی حکمت اور عدالت کا تقاضا ہے کہ ظالموں اور بے ایمانوں کو ضرور سزا دیوے۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ نے ہم سے کہہ رکھا کہ ہم کسی رسول کو نہ مانیں جب تک وہ ہمارے پاس سوختنی قربانی نہ لاوے کہ جس کو آگ جلاوے یعنی ہمارے طریقہ کے مطابق سوختنی قربانی کرے اور اس کا حکم دے۔ یہ ایک بہانہ صرف ہٹ دھرمی کا ہے ورنہ کوئی حکم خدا نے ایسا نہیں کیا تو کہہ دے کہ بیشک مجھ سے پہلے کئی رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے اور نیز وہ چیز بھی لائے تھے جو تم نے بتلائی ہے پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم اس بات میں سچے ہو۔ جب اس کا جواب کچھ نہ دیویں اور نہ کچھ دیں گے تو پھر اگر تم کو جھٹلاویں تو تو غم نہ کر اس لئے کہ بہت سے رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے جاچکے ہیں حالانکہ وہ دلیلیں روشن یعنی معجزے اور کتب سماوی یعنی کتاب روشن صاف ہدایت والی بھی لائے۔ باوجود اس کے انہوں نے محض اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چل کر انبیاء کو ناحق قتل کیا اور آخر کار خود بھی بڑی ذلت سے ہلاک ہوئے ایسا ہی تم اے عرب کے نادانو اور اہل کتاب کے پیشواؤ اپنی خواہش نفسانی سے اس رسول کی

شان نزول

[1] لقد سمع اللہ مخالفین اسلام نے زکوۃ کا حکم سن کر طعنا اور تمسخرا کہا کہ ہم غنی ہیں اور اللہ فقیر ہے جبھی تو ہم سے زکو مانگتا ہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ
ہر ایک شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز ہی اپنے اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیئے جاؤ گے پس جو کوئی اس آگ سے بچ کر
النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۞ لَتُبْلَوُنَّ
جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد پا گیا- یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے- تو تم اپنے
فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے اور ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور نیز
وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
عرب کے مشرکوں سے بہت ہی رنج کی باتیں سنو گے اور اگر ان پر صبر کرو گے اور ڈرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کا
الْاُمُوْرِ ۞ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا
کام ہے- جب اللہ نے ان کتاب والوں سے وعدہ لیا تھا کہ ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان
تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۞
کرنا اور ہرگز اس کو نہ چھپانا پھر انہوں نے اسے پس پشت پھینک دیا اور اس کے عوض میں کسی قدر دام وصول کیے پس بہت ہی برے دام لے رہے ہیں
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا
تو ان کو جو اپنے کردار (بد) پر خوش ہوتے ہیں اور کہ بن کئے نیک کاموں کے اپنی تعریف چاہتے ہیں

تکذیب کرو گے تو جان رکھو کہ ہر ایک شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے تم بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہ رہو گے بلکہ آخر مرو گے اور قیامت کے روز ہی اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیئے جاؤ گے- یہاں کے چند روزہ مزے کسی کام نہیں اصل عیش تو آخرت کا ہے پس جو کوئی اس روز آگ سے بچ کر جنت میں داخل کیا گیا پس وہ مراد پا گیا باقی رہا دنیا کا چند روزہ عیش جس کے لئے تم اتنی دقتیں اٹھا رہے ہو سو یہ دنیا کی زندگی کے مزے تو صرف دھوکے کی پونجی ہے -اے مسلمانو دنیا میں حقیقی عیش کہاں ہے اور کس کو ہے دنیا میں تو تم اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے اور ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور نیز عرب کے مشرکوں سے بہت سی رنج کی باتیں سنو گے ان سے گھبرائیو نہیں کیونکہ اگر تم ان کی تکلیفوں پر صبر کرو گے اور گھبراہٹ اور بے چینی کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو گے تو تمہیں اس دنیا کے نقصان اور ان تکالیف کے عوض میں بہت بڑا اجر ملے گا اس لئے کہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے -اہل کتاب کی بدزبانی سے تو بالکل رنجیدہ خاطر نہ ہو یہ تو اس سے بھی بڑھ کر بداعمالیوں میں پڑے ہوئے ہیں خدا اور خدا کے حکموں کو ہیچ سمجھتے ہیں حالانکہ جب اللہ نے ان کتاب والوں سے وعدہ لیا تھا تو بہت تاکیدی حکم دیا تھا کہ ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان کرنا اور ہرگز اس کو نہ چھپانا اس وقت تو سب نے قبول کیا پھر بعد میں اس کو پس پشت پھینک دیا اور بجائے بیان کرنے کے بغرض طمع دنیاوی اور اس کو چھپا کر اس کے عوض میں کسی قدر دنیا کے دام وصول کر لئے -پس جان لیں کہ بہت ہی برے دام لے رہے ہیں کیونکہ اس کے بدلے ان کو بہت ہی سختی اٹھانی ہو گی اور پھر اس پر طرہ یہ کہ نادم نہیں ہوتے بلکہ الٹے خوش ہوتے ہیں سو تو ان جاہلوں کو کہ جو اپنے کردار بد پر خوش ہوتے ہیں اور کہ بن کئے نیک کاموں کے تعریف چاہتے ہیں

شان نزول ۔ لا تحسبن آنحضرت نے یہود سے ایک دفعہ ایک بات دریافت کی انہوں نے واقعی نہ بتلائی باوجود اس خباثت کے استحقاق شکریہ جتلانے لگے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

عذاب سے خلاص نہ سمجھ ان کو سخت دردناک عذاب ہوگا- تمام آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ

کا ملک تو اللہ کا ہے اور اللہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے- اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں

الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ

اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- وہ جو کھڑے

اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

بیٹھے اور کروٹ پر لیٹتے ہوئے اللہ ہی کو یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ

کہ اے ہمارے مولا تو نے اس کو عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سو تو ہم کو آگ کے عذاب سے رہائی دے اے ہمارے مولا جس کو

تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

تو جہنم میں داخل کرے گا تو اس کو ذلیل کرے گا اور نہ ان ظالموں کا کوئی حمایتی ہوگا

عذاب سے خلاص نہ سمجھ بلکہ ان کو سخت درد کا عذاب ہوگا وہاں پر ان کی تیز زبانی ایک نہ چلے گی اور نہ کسی طرف جا سکیں گے اس لئے کہ تمام آسمان اور زمین کا ملک تو اللہ کا ہے پھر جائیں تو کہاں جائیں کتنا ہی اپنے آپ کو بچانا چاہیں اس کے عذاب سے کسی طرح چھٹ نہیں سکیں گے وہ اللہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے جہاں ہوں گے وہاں ہی ان کو عذاب پہنچائیگا اگر اس کی قدرت کا ثبوت چاہیں تو آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کریں کیونکہ آسمان و زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- تم جانتے ہو عقلمند کون ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹتے ہوئے اللہ ہی کو یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس میں عجیب عجیب حکمتیں پاتے ہیں نہ کہ دنیادار جن کو بجز دنیاوی فوائد کے کسی طرف کا خیال ہی نہیں ان عقلمندوں کا خیال اصل بات کی طرف ہوتا ہے اسی لئے تو وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے مولا تو نے اس کو عبث نہیں بنایا- عبث کرنے سے تو پاک ہے بلکہ اس میں کئی حکمتیں اور غائتیں ہیں منجملہ یہ ہے کہ جو ان میں سے تیری قدرت کا ثبوت پا کر تجھ کو مالک الملک قادر قیوم جانیں گے ان پر تیرا انعام و اکرام اعلیٰ درجہ کا ہوگا اور جو اپنے فوائد دنیاوی مثلاً جہاز رانی وغیرہ کے لئے ہی ان میں غور کریں گے اور تیری توحید اور اقرار ربوبیت سے بے غرض رہینگے تو ان کو عذاب اٹھانا ہوگا سو تو ہم کو پہلی قسم کے لوگوں سے بنا کر آگ کے عذاب سے رہائی دے- اے ہمارے مولا جس کو تو بہ سبب اسکی بداعمالی کے جہنم میں داخل کریگا تو وہ سب کے سامنے ذلیل ہوگا ایسی ذلت کہ جس سے اسکو کبھی نجات نہ ہوگی نہ تو تیرا وعدہ ہی بدلے گا اس لئے کہ تو سچا ہے اور نہ ان ظالموں کا کوئی حمایتی ہوگا جو اس بلا سے انکو چھڑائے

شان نزول

ل (ان فی خلق السموات) فضول جھگڑوں سے منہ پھیر کر اصل مطلب کی طرف توجہ دلانے کو یہ آیت نازل ہوئی- معالم

رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا

اے ہمارے مولا ہم نے ایک پکارنیوالے (محمد ﷺ) کو ایمان کے لئے پکارتے ہوئے سنا اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لے آئے اے ہمارے مولا

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا

تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہم کو نیک بختوں کے ساتھ موت دے اے ہمارے مولا جو تو نے اپنے

وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

رسولوں کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے ہم کو عنایت کیجیو اور قیامت کے روز ہم کو ذلیل نہ کیجیو بیشک تو اپنے وعدے خلاف نہیں کرتا

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّيْ لَآ أُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى ۚ

پس خدا نے ان سے قبول کیا کہ میں ہرگز تم میں سے کسی کا کام ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوْذُوْا فِيْ

تم آپس میں ایک ہی ہو پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے

سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

گئے اور لڑے اور مارے گئے تو ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کروں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اللہ کی طرف سے یہ ان کو بدلہ ملے گا علاوہ اس کے اللہ کے ہاں اور بھی نیک بدلہ ہے

اے ہمارے مولا قطع نظر ان دلائل کے جو آسمان زمین سے ہم نے سمجھے ہیں ایک اور وجہ بھی ہمارے ایمان کی ہے کہ ہم نے ایک پکارنے والے (محمد ﷺ) کو ایمان کے لئے پکارتے ہوئے سنا کہ لوگو اپنے رب کو مان لو پس اس کو سنتے ہی ہم تجھ کو مان گئے اے ہمارے مولا چونکہ اس ماننے میں ہماری کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے بلکہ محض تیری ہی رضاجوئی منظور ہے پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور انجام کار ہم کو نیک بختوں کے ساتھ موت دے اے ہمارے مولا جو تو نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے بعد مرنے کے ہم کو عنایت کیجیو اور قیامت کے روز ہم کو ذلیل نہ کیجیو ہم تیرے وعدہ کے موافق اعزاز کی امید کرتے ہیں بیشک تو اپنے وعدے خلاف نہیں کرتا۔ پس ان کی دعا کرنے میں دیر نہ ہوئی تھی کہ خدا نے ان سے قبول کیا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ بلکہ تسلی رکھو میں ہرگز تم میں سے کسی کا کام ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس لئے کہ تم سب آپس میں ایک ہی ہو کیا عورتیں اور کیا مرد سب کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دوں گا پس سنو جن لوگوں نے دین کی حفاظت میں اپنا وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور دین کے دشمنوں سے لڑے اور مارے گئے تو ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کردوں گا اور ضرور ان کو ایسے عمدہ باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اللہ کی طرف سے ان کو یہ بدلہ ملے گا علاوہ اس کے اللہ کے ہاں اور بھی نیک بدلہ ہے جس سے وے نہایت محفوظ ہونگے یعنی خوشنودی خدا تعالیٰ اصل عزت اور اصل عزت تو یہ ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝١٩٦ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۚ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ

تو کافروں کے شہروں میں پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو یہ تو تھوڑا سا اسباب ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم میں ہو گا

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝١٩٧ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور وہ بہت بری جگہ ہے- ہاں جو لوگ اپنے رب سے ڈریں ان کے لئے ایسے عمدہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝١٩٨ وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ

ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کے ہاں کی مہمانی کھائیں گے علاوہ اس کے جو نیک لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں موجود ہے وہ سب دنیا سے بہتر ہے[1] بعض

الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا

اہل کتاب بھی اللہ کو مانتے ہیں اور جو کچھ تمہاری طرف اور ان کی طرف اللہ کے ہاں سے اتارا گیا ہے اللہ سے ڈرتے ہوئے مانتے ہیں اور

يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ کے حکموں کے عوض تھوڑے دام نہیں لیتے انہیں لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں بدلہ ہے بیشک خدا اچھا بدلہ دینے

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩٩ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا

والا ہے[2] اے مسلمانو صبر (۲) کیا کرو اور صبر سکھایا کرو اور تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٢٠٠ۧ

تاکہ تم مراد پاؤ

باقی رہی ظاہری بناوٹ سو چند روزہ ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں جب ہی تو تجھ کو اے مخاطب کہا جاتا ہے کہ تو کافروں کے شہروں میں جوش و خروش سے پھرنے اور ہر قسم کی سوداگری اور تاروں اور ریلوں کا ایجاد کرنے سے کہیں دھوکہ نہ کھائیو کہ اس سے تو ان کے دین کی مقبولیت سمجھ کر بے دین بن جائے یہ تو تھوڑا سا دنیا کا اسباب ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا جہاں ان کو ہمیشہ تک رہنا ہو گا وہ بہت بری جگہ ہے- ہاں جو لوگ ان میں سے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے ایسے عمدہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کے ہاں کی مہمانی کھائیں گے- علاوہ اس کے جو نیک لوگوں کے لیے اللہ کے ہاں موجود ہے وہ سب دنیا سے بہتر ہے- اس انعام و اکرام کو دیکھ کو بعض اہل کتاب بھی اللہ کو اکیلا مالک الملک مانتے ہیں اور جو کچھ تمہاری طرف نیز ان کی طرف اللہ کے ہاں سے توریت و انجیل اور قرآن اتارا گیا ہے اس کو بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے مانتے ہیں اور اللہ کے حکموں کے عوض دنیا کے تھوڑے سے دام نہیں لیتے انہی لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں بدلہ ہے بیشک خدا اچھا بدلہ دینے والا ہے- اے مسلمانو یہ انعام و اکرام اگر حاصل کرنا ہو تو تکلیفوں پر صبر کیا کرو اور صبر سکھایا کرو اور وقت پر مقابلہ کے لئے بھی تیار رہو اور بڑی بات یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس اعزاز و اکرام کی مراد پاؤ

شان نزول

[1] (وان من اھل الکتب) بعض لوگ اخلاص مند یہود و نصاریٰ سے جو اپنا دین چھوڑ کر مشرف بہ اسلام ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-

[2] (اصبرو) مسلمانوں کو تکالیف پر صبر و شکیب سکھانے کو یہ آیت نازل ہوئی-

سورۂ نسآء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا

لوگو اپنے پالنہار سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا یعنی بیوی

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ

پیدا کی اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے اور خداوند عالم سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے

وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

سے سوال کیا کرتے ہو اور قطع رحم سے بچتے رہو بیشک خدا تم کو دیکھ رہا ہے اور یتیموں کا مال واپس دے دو اور اچھے کے عوض میں

الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②

خراب نہ دو اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ یہ بڑا گناہ ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ

اور اگر یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرنے سے ڈرو تو اور عورتوں سے نکاح کرو

سورت نساء

اے لوگو چند احکام مالک الملک کی طرف سے تم کو سنائے جاتے ہیں ان کو سنو اور ان پر عمل کرو سب سے اول اور ضروری یہ ہے کہ اپنے مولا حقیقی پالنہار سے ڈرتے رہو وہ مالک جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اس طرح کہ ایک جان یعنی آدم کو پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا یعنی بیوی پیدا کی- پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کر کے تمام دنیا میں پھیلائے اور اس مالک الملک خداوند عالم سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے بوقت ضرورت سوال کیا کرتے ہو اور نیز قطع رحم سے بچتے رہو بیشک خدا تم کو دیکھ رہا ہے اس ڈرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف زبانی کہو کہ ہم ڈرتے ہیں اور عمل اس کے خلاف کئے جاؤ نہیں بلکہ اس کے سب احکام دل وجان سے مانو منجملہ ان کے یہ ہے کہ یتیموں کے مال جو تم پاس ان کی نابالغی کے زمانہ میں سپرد کئے گئے تھے اب ان کو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائیں واپس دے دو اور اچھے کے عوض ان کو برا اور خراب نہ دو اور ایسا بھی نہ کرو کہ اگر بوجہ ظاہری دنیاوی شرم کے سارا مال کھا جانے سے پرہیز کرو تو حساب کی ایچ پیچ میں لا کر ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھا جاؤ خبردار اس سے بچتے رہو اس لئے کہ یہ بڑا گناہ کا کام ہے اور یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف کرو- اگر تم ان یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرنے سے ڈرو تو ان سے نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں

شان نزول

ؔ (واتوا الیتمی اموالھم) ایک شخص کے پاس حسب دستور اپنے بھتیجے خورد سال یتیم کا کچھ مال امانت تھا بعد بلوغ جب اس نے طلب کیا تو چچا صاحب اکڑے اور انکاری ہو گئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

جو تمہارے لئے حلال ہیں خواہ ایک سے خواہ[1] دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے پھر اگر تم بے انصافی سے ڈرو تو پس ایک ہی سے نکاح کرو یا لونڈی پر قناعت کرو

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

یہ بے انصافی سے بچنے کا بہت اچھا ذریعہ ہے

خواہ ایک سے کرو خواہ دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے پھر اس میں بھی ایک شرط ہے اگر تم زیادہ عورتیں کرنے میں بے انصافی سے ڈرو تو بس ایک ہی سے نکاح کرو یا درصورت نہ پانے عورت منکوحہ کے لونڈی پر ہی قناعت رکھو یہ بے انصافی سے بچنے کا بہت اچھا ذریعہ ہے

مسئلہ تعدد ازدواج

[1] اس آیت میں خدا نے اپنے اٹل قانون کے لحاظ سے مردوں کو حسب ضرورت متعدد ازدواج کے نکاح میں لانے کا حکم دیا ہے اس مسئلہ (تعدد ازدواج) کے متعلق تو مخالفین نے جس قدر ورق سیاہ کئے ہیں ان کا کچھ حساب نہیں کسی نے اس مسئلہ کی طفیل خدا کے پاک مذہب اسلام کو ظالم بتایا کسی نے آزادی بنی آدم کے مخالف کا خطاب عطا کیا کسی نے اپنے لیکچروں میں کہا کہ اسلام سے بجز تعدد ازدواج کے کچھ بھی روشنی دنیا میں نہیں آئی- غرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ - لیکن یہ مسئلہ اپنی بناء قوی (قانون فطرت) کی وجہ سے ایسا مضبوط ہے کہ ایسے ویسے ہوا کے جھونکوں سے تو کیا بڑے بڑے زلزلوں سے بھی متاثر نہیں ہونے کا- اس مسئلہ کی تصحیح اور مخالفین کے جوابات میں علماء اسلام نے بہت کچھ لکھا اور لکھتے ہیں اور لکھتے رہیں گے لیکن ہمارے خیال میں جب تک اس کی بنا اور قانون فطرت جس پر یہ مبنی ہے بیان نہ کیا جاوے کسی دوسرے جواب کا ذکر موزوں نہیں اس لئے ہم اس قانون فطرت کو پہلے بیان کریں گے جس پر اس مسئلہ کی بنا ہے-

نظام عالم میں دنیا کی مختلف چیزوں کی طرف نظر کرنے سے اتنا پتہ تو چلتا ہے کہ خالق کائنات نے ان سب چیزوں میں سے بعض کو مستعمل (کام میں لانے والی برتنے والی) اور بعض کو مستعملہ (قابل استعمال بنایا ہے)- بے جان چیزوں میں تو کچھ خفا نہیں کہ کپڑا برتن وغیرہ سب مستعملہ ہیں- جانداروں میں سے بھی سوائے انسان کے باقی تمام حیوانات انسان کے مستعملہ ہیں مثلاً گھوڑا اونٹ ہاتھی گائے بیل بھینس وغیرہ وغیرہ سب انسان کے لئے مستعملہ ہیں اور انسان ان کا مستعمل (برتنے والا) ہے اسی طرح انسان کے دونوں قسموں (مرد و عورت) کو بھی دیکھیں کہ ان میں بھی یہ دستور جاری ہے یا کہ دونوں مساوی ہیں- بعد غور اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں کہ بیشک مرد مستعمل (برتنے والا) اور عورت مستعملہ ہے- اس دعوی پر ہمارے پاس ہر طرح کے دلایل (فطری عرفی مذہبی) موجود ہیں-

دلایل فطریہ

(۱) غرض تزوج میں مرد مستعمل اور عورت مستعملہ ہے کیونکہ جب تک مرد جماع نہ کرنا چاہے عورت اس سے جبراً نہیں کرا سکتی- ہاں اگر مرد جبراً چاہے تو کر سکتا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ مرد مستعمل اور عورت مستعملہ ہے

(۲) آلہ جماع و استعمال مرد کو عطا ہوا ہے تو پھر مرد کے مستعمل ہونے میں کیا شک ہے ؟

(۳) مرد عورت کی ظاہری شکل اور ہیئت بھی اس نسبت کو بیان کرتی ہے مرد کے چہرے پر عموماً وقت بلوغت بالوں کا نکلنا اور عورت کا منہ ہمیشہ کے لئے صاف[2] رہنا جو اس کے مرغوب الطبع ہونے کا ایک قوی ذریعہ ہے اس نسبت کی قوی دلیل ہے

(۴) اولاد کے حق میں ماں کا مشقت اور تکلیف شاقہ اٹھانا حالانکہ وہ نطفہ یقیناً مرد کا ہے اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ عورت مثل ایک مزدور کے مستعملہ ہے اور مرد اس کا مستعمل-

---

[2] ہماری تعلیم یافتہ پارٹی (چہروں کی صفائی رکھنے والی) اس میں ذرا غایر نظر سے غور کرے-

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا

اور عورتوں کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ بخوشی خاطر اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو

فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

مزے سے بے کھٹکا کھالو۔ اور بیوقوفوں کو اپنا سارا مال جس کو اللہ نے تمہارا گزارہ بنا رکھا ہے حوالہ نہ کر دیا کرو

اور عورتوں کے مہر خوشی سے دو۔ پھر اگر وہ بخوشی خاطر اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو مزے سے بلا کھٹکا کھالو اور بے وقوف عورتوں اور بچوں کو اپنا سارا مال جس کو اللہ نے تمہارا گزارہ بنا رکھا ہے حوالہ نہ

(۵) مرد کا عموماً تنومند اور طاقتور ہونا یہاں تک کہ تمام طاقت کے کاموں کا (مثل جنگ[1] وغیرہ) سب کا متکفل ہونا اور عورت کا اس سے بالکل سبکدوش رہنا بھی اس امر کی دلیل یا قرینہ ہے کہ مرد مستعمل اور عورت مستعملہ ہے

دلایل عرفی یعنی وہ دلایل جن پر کل بنی آدم بلحاظ مذہب عمل کرتے ہیں

(۱) عموماً شادی کر کے خاوند کا عورت کو اپنے گھر میں لے جانا اور وقت نکاح اس کو کچھ دینا اور گھر میں لے جا کر اس پر مناسب حکمرانی کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ عموماً بنی آدم عورت کو مستعملہ جانتے ہیں۔

(۲) عموماً بازاروں میں عورتوں کا زنا[2] کے لئے مزین ہو کر بیٹھنا اور مردوں سے عوض لے کر ان سے زنا کرانا اور مردوں کا عوض دیکر ان سے بدفعلی کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ عورت بھی مثل دیگر اشیاء خریدنی اور فروختنی کے ہے۔

(۳) عموماً ہر قوم کا عورتوں کو زیب و زینت سے مزین (۳) رکھنا اور اس زینت کو معیوب نہ سمجھنا بلکہ عورتوں کا بھی طبعی طور سے اس طرف مایل رہنا اس امر کا ثبوت ہے کہ کل قومیں عورت کو مستعملہ جانتی ہیں۔

(۴) عورت[4] کا حمل کی وجہ سے تکلیف اٹھا کر بھی ہر مذہب میں بچہ کا باپ کی نسل سے ہونا بھی اس امر کا قرینہ بلکہ دلیل ہے کہ عورت مستعملہ ہے۔

---

[1] اس روشنی کے زمانہ میں بھی اس مسئلہ کے مخالفوں سے یہ نہ ہو سکا کہ اپنی عورتوں کو اس قابل بنادیں کہ وہ بھی مثل مردوں کے میدان جنگ میں آسکے۔ افسوس ہے یورپ کے پادریوں پر جو عورت کو مساوی حقوق دلانے کے خواہشمند ہیں وہ بھی اس کام کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ عورتوں کو ملٹری (جنگی محکمہ) میں داخل کرا دیں۔ بھلا کریں کیسے قانون قدرت سے مقابلہ نہ ہوا خالہ جی کا حلوا ہوا۔

[2] یہ ایک مروج بات ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ زنا جائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس دلیل کو دلایل فطری یا مذہبی میں بیان نہیں کیا۔

[3] اس امر کا زیادہ ثبوت لینا ہو تو ہمارے ملک کے ہندوؤں کی چال دیکھئے کہ کس طرح عورتوں کو زینت لگا کر بازاروں میں گشت کرایا کرتے ہیں اور کسی طرح سے معیوب نہیں جانتے۔ بلکہ جنٹلمین عیسائیوں کی عورتیں بھی مردوں کی نسبت سبک کمر اور دیگر لوازمات ضرور یہ سے مزین رہتی ہیں۔

[4] یہ دلیل اور دلائل فطریہ کی چوتھی دلیل آپس میں متغایر ہیں کیونکہ اس میں عورت کے حمل کا لحاظ ہے اور اس میں بچہ کی نسبت باپ کی طرف ہونے کا ذکر ہے۔

قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى

ہاں اس میں سے کچھ ان کو کھلاتے پہناتے رہو اور بھلی بات کہتے رہو۔ اور جوانی کو پہنچنے (۱) تک

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

یتیموں کا امتحان کیا کرو پھر اگر ان میں کچھ ہوشیاری اور لیاقت پاؤ تو ان کے مال دے دو

کر دیا کرو ہاں اس میں سے کچھ ان کو کھلاتے پہناتے رہو اور اگر وہ زیادہ ہی تنگ کریں تو ان کو بوجہ ان کی نادانی اور کم فہمی کے دینا مناسب نہ جانو تو ان پر سختی نہ کرو بلکہ بھلی بات کہتے رہو کہ تمہارا ہی مال ہے میں تو اس کو تمہارے ہی لئے کماتا ہوں وغیرہ وغیرہ اور جوانی کو پہنچنے تک گاہے بگاہے یتیموں کا امتحان کیا کرو پھر اگر ان میں کچھ ہوشیاری اور لیاقت پاؤ تو ان کے مال جو تمہارے پاس امانت رکھے ہوں دے دو

شان نزول

۱) پہلی آیت کے موافق صحابہ نے یتیموں کے مال واپس کرنے کا وقت دریافت کیا۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

دلایل مذہبی یعنی وہ دستور العمل جو ہر ایک اہل مذہب بہ تعلیم مذہب مانتے ہیں

سب سے پہلے اس امر میں ہم اپنے قدیمی مہربان عیسائیوں کی شہادت لیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں بحیثیت مذہبی کیا فتوے دیتے ہیں کہ عورت مستعملہ ہے یا نہیں

عیسائیوں کا دستور العمل جس کا نام "دعائے عمیم" کی کتاب ہے دیکھنے سے ہماری تائید ہوتی ہے کہ عورت کو عیسائی بھی مستعملہ مانتے ہیں۔ چنانچہ کتاب مذکور میں نکاح کی ترتیب کے بیان میں لکھا ہے کہ خادم الدین (پادری) مرد سے یہ کہے۔ فلانے (مثلاً زید) کیا تو اس عورت کو اپنی بیاہتا جورو ہونی قبول کرتا ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب نکاح کی پاکیزہ حالت میں اس کے ساتھ زندگی گزارے۔ آیا تو اس سے محبت رکھیگا۔ اسکو تسلی دے گا اس کی عزت کرے گا اور بیماری و تندرستی میں اس کی خبر لے گا اور سب دوسریوں کو چھوڑ کر دونوں کی زندگی بھر فقط اس کے ساتھ رہے گا۔ مرد جواب دے ہاں البتہ تب قسیس عورت سے کہے فلانی (مثلاً ہندہ) کیا تو اس مرد کو اپنا بیاہتا شوہر ہونا قبول کرتی ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب نکاح کی پاکیزہ حالت میں اس کے ساتھ زندگانی گزارے۔ آیا تو اس کے حکم میں رہے گی اور اس کی خدمت کرے گی اور اس سے محبت رکھے گی۔ اس کا ادب کرے گی اور بیماری و تندرستی میں اس کی خبر لے گی۔ اور سب دوسروں کو چھوڑ کر دونوں کی زندگی بھر اسی کے ساتھ رہو گی۔ عورت جواب دے ہاں البتہ (دعائے عمیم صفحہ ۲۶۲ مطبع افتخار دہلی) اس سے زیادہ تاکید دیکھنی ہو تو افسیون ۵ باب ۲۲ آیت ملاحظہ ہو۔

عبارت مذکورہ بالا ہمارے دعوی کی صریح شہادت ہے کہ عورت مستعملہ ہے جب ہی تو اس کے ماتحت اور تابع رہے گی کی پادری صاحب بھی وصیت کرتے ہیں جو مرد کو نہیں (افسوس پادری صاحب یہاں پر مساوی حقوق دلانا بھول گئے) اس کے بعد ہم اپنے پڑوسی ہندوؤں کا رواج دیکھتے ہیں رسالہ کہتری آگرہ میں یوں لکھا ہے

"بالپن میں والدین کی اور بعد شادی کے شوہر کی مرضی کے مطابق چلنا اور ان (عورتوں) کا فرض قرار دیا ہے۔ اسی فرض کا انتقال شادی کنیاں (کنواری) کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بعد ادا اس رسم کے اس معنی پر وہ اپنے سوامی (خاوند) کے اقتدار میں آجاتی ہے۔ والدین کو اس بات کا حق حاصل نہیں رہتا کہ خلاف اس کے سوامی کی مرضی کے اپنی مرضی کو مقدم مان کر اس سے اس پر کار بند ہونے کے خواستگار ہو سکیں" (رسالہ مذکور بابت ماہ مئی ۱۸۹۶ء

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن

اور فضول خرچی سے اور ان کے بڑا ہونے کے ڈر سے پہلے ہی جلدی سے نہ کھا جاؤ جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر

كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ

ہو وہ دستور کے موافق لے لیا کرے پھر جب ان کو دینے لگو تو ان کے سامنے گواہ کر لیا کرو

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ⑥

خدا اکیلا ہی حساب لینے والا ہے

اور ان کی شادی وغیرہ میں فضول خرچی سے اور ان کے بڑا ہونے کے ڈر سے پہلے ہی جلدی سے نہ کھا جاؤ کہ بڑے ہو کر تقاضا نہ کریں بلکہ اس مال کو بذریعہ تجارت کے بڑھاؤ جو امین غنی ہو وہ اس کام کا عوض لینے سے پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اپنی محنت کا عوض دستور کے موافق ان کے مال سے لے لیا کرے۔ پھر جب ان کو دینے لگو تو ان کے سامنے گواہ کر لیا کرو۔ باوجود اس کے کچھ خیانت کرو گے تو جان لو کہ خدا تعالیٰ اکیلا ہی حساب لینے والا بس ہے

مصنف رسالہ آریوں کے مقابل اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ثانی درست نہیں اس لئے کہ پہلے نکاح کے وقت لڑکی کا باپ یا کوئی دوسرا جائز ولی لڑکی اس کے خاوند کو بخش دیتا ہے جسے ہندی میں کنیادان (کنواری کا ہبہ) کہتے ہیں جب وہ بخش چکا تو اب لڑکی باپ کے قبضہ میں نہ رہی پس وہ نکاح ثانی کرانے کا بھی مجاز نہیں۔ راقم کہتا ہے یہ دلیل نکاح ثانی بیوہ کے متعلق ضعیف[1] ہو یا قوی اس سے ہمیں یہاں بحث نہیں۔ بہر حال یہ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل ہنود بھی عورت کو مذہبی تعلیم کے لحاظ سے ایک چیز عشیدنی اور دادنی جانتے ہیں۔ ایسی ہی دوسری شہادت ہندوؤں کی طرف سے یہ بھی ہے کہ منوجی مہاراج کے ادھیایا پانچویں کے شلوک ۱۴۶ امندرجہ ذیل ہیں

لڑکی ہو جوان ہو یا بوڑھی مگر ستری (عورت) کو واجب (جائز) نہیں کہ اپنے گھر میں کوئی کام اپنی آزادی یا خودروی سے کرے۔ بچپن میں ستری باپ کے بس میں رہے جوانی میں خاوند کی تابعدار رہے (رسالہ سناتی دھرم گزٹ لاہور نمبر ۵ جلد اول)

آریوں نے تو عورت کو استعمال میں یہاں تک بڑھایا ہے کہ اگر کسی مرد کے نطفہ[2] میں ضعف ہو جس سے اولاد نہ ہوئی ہو تو خاوند عورت کو اجازت دے کر کسی دوسرے کا نطفہ ڈلوا کر اپنی اولاد بنا سکتا ہے (الہی پناہ) گویا عورت بھی مثل زمین وغیرہ کے ہوئی کہ جس کا مالک بوجہ ضعف کے اس میں ہل

[1] ضعف تو اس کا ظاہر ہے کہ وقت نکاح اپنی لڑکی کو خاوند کے جائز استعمال کے لئے حین حیات بخشتا ہے نہ کہ غلام ہی بنا دیتا ہے ایسا کہ اگر خاوند چاہے تو اسے اپنی مملوکہ چیز کی طرف فروخت یا عاریت دے سکے ہرگز نہیں ایسا اختیار تو لڑکی کے باپ کو بھی نہیں تو اس کے اختیار دینے سے خاوند کو کیسے ہو گا اور اگر خاوند ایسا ہی بیوی کا مالک ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو اس بیوہ پر بھی وہی حق ہونا چاہئے جو میت کی دیگر اشیاء مملوکہ پر ہے پس جس طرح سے میت اس کو استعمال کرتی تھی اسی طرح اس کا بیٹا بھائی وغیرہ بھی کریں تو منع نہ ہونا چاہئے حالانکہ اس امر کی ہندو بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ لہٰذا یہ معنی تو درست نہ ہوئے پس ضرور ہے کہ یہ ہبہ تاحین حیات بغرض استعمال متعلق خانہ داری کے ہو گا پس اگر اس کنیادان کے یہ معنی ہیں (اور ضرور یہی معنی ہیں) تو بعد فوت ہونے خاوند کے کوئی وجہ نہیں کہ لڑکی کا باپ دوسرا خاوند نہ کرا سکے یا خود لڑکی نہ کر سکے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی ہندوؤں کو کس قدر غلط فہمی اس مسئلہ میں ہے کہ تعدد ازدواج کی مخالفت اس بنا پر کریں کہ مرد و عورت دونوں کو مساوی حقوق ہونے چاہئیں اور اس امر میں کہاں تک پہنچے ہیں کہ مرد تو یکے بعد دیگرے جس قدر چاہے نکاح کرتا چلا جائے لیکن عورتوں کو ایک سے زائد کی اجازت نہیں۔

[2] اس مسئلہ کے متعلق کچھ لطائف دیکھنے ہوں تو مرزا صاحب قادیانی ضلع گورداسپور کا رسالہ "آریہ دھرم" ملاحظہ کرو۔ ہمیں ان لطائف کے بیان کا موقع نہیں۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ ۠ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا

جو کچھ[1] ماں باپ اور قریبی چھوڑ جاتے ہیں اس میں لڑکوں کا حصہ ہوتا ہے اور ماں باپ اور قریبیوں کے چھوڑے

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

ہوئے مال میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ حصہ مقرر لیں گے

ایسا بھی نہ کرو کہ یتیموں کے ماں باپ مرتے وقت ناحق کی فضول خرچیوں میں ان کا روپیہ اس خیال سے اڑا جاؤ کہ ہنوز یتیموں کے قبضے میں نہیں آیا اس لئے ان کا نہیں کیونکہ جو کچھ ماں باپ اور قریبی چھوڑ جاتے ہیں اس میں لڑکوں کا حصہ ہوتا ہے گو ان کے قبضے میں بالفعل نہ ہو اور ایسا ہی ماں باپ اور قریبیوں کے چھوڑے ہوئے مال میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے گو ان کے قبضے میں نہیں ہے اور نہ وہ بوجہ اپنے ضعف بنیانی کے قبضہ کر سکتی ہیں خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ موافق شریعت کے جو آگے کم آتا ہے حصہ مقرر کر لیں گے۔

شان نزول

[1] (للرجال نصیب) ایک شخص انصاریوں میں سے فوت ہو گیا ایک بیوی اور تین لڑکیاں چھوڑ گیا۔ اس کا سب مال حسب دستور مشرکین عرب اس کے چچازاد بھائیوں نے سمیٹ لیا اس کی بیوی اور لڑکیوں کو کچھ نہ دیا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم بہ تفصیل رمنہ

راقم کہتا ہے کہ لڑکیوں کو حصہ دینا جیسا کہ مشرکین عرب پر دشوار تھا اسی طرح بلکہ اس سے بھی زائد زمانہ حال کے مسلمانوں پر ہے ان سب آفتوں کی جڑ حب دنیا ہے جس کی بابت حب الدنیا راس کل خطیئۃ

---

[1] ارشاد وارد ہے نہیں چلا سکتا تو کسی دوسرے کو دے کر پیداوار لے سکتا ہے اس مسئلہ کی پنڈت دیانند بانئ فرقہ آریہ نے اپنے متعدد رسالوں ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں بیان کیا ہے۔ غرض دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو ہمارے اس دعوی (عورت کے مستعملہ ہونے) کے خلاف کہنے کی جرات کرے۔ اگر کرے گا تو قانون قدرت کی مضبوط بنا اور زمانہ کا رواج اور تمام اہل مذاہب اس کی تکذیب پر کمربستہ ہو جاویں گے۔ پس جبکہ عورت مستعملہ[2] ہے تو کیا وجہ ہے کہ حسب ضرورت مثل دیگر اشیاء مستعملہ (کرتہ کوٹ اچکن وغیرہ) کے اس کا تعدد جائز نہ ہو۔ اسی مضبوط بنا کی طرف خدا کی پاک قرآن شریف نے اشارہ کر کے مخالفوں کے تمام سوالوں کا دندان شکن جواب دیا ہے جہاں ارشاد ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا یعنی مردوں کی حکومت عورتوں پر دو وجہ سے ہے ایک تو قدرتی (جس کی شہادت نیچر لسٹ دلایل فطریہ دے رہے ہیں) دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد اپنی کمائی میں سے عورتوں کو خرچ وغیرہ دیتے ہیں۔

اس تقریر پر یہ شبہ کرنا جو عموماً اس مسئلہ کے مخالفین کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ ''مرد عورت لذات نفسانی میں برابر ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مرد کو متعدد نکاحوں کا حکم ہوا اور عورت کو ایک وقت میں صرف ایک پر قناعت کا ارشاد'' گویا قانون قدرت کا مقابلہ ہے جو کسی طرح سے چل نہیں سکتا۔

---

[2] پردہ داری کی بھی جو اسلام میں تاکید ہے اسی بنا پر ہے کہ عورت مستعملہ جس کے برہنہ رہنے سے بگڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے مثل باقی اشیاء مستورہ کے اس کا محفوظ رہنا ہی مناسب ہے۔ تفصیل اپنے موقع پر آوے گی۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

اور جب بانٹنے کے وقت قریبی رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین آجاویں تو ان کو بھی اس مال میں سے کچھ دیا کرو

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾

اور کہو ان کو اچھی بات

اور جب بانٹنے کے وقت قریبی رشتہ دار مفلس (جن کا حصہ اس مال میں نہیں) اور کسی غریب آدمی کے یتیم بچے اور شہر کے مساکین آجاویں تو ان کو بھی مال میں سے احساناً کچھ دیا کرو اور بغرض تسلی ان کو اچھی بات کہو ہاں ایسا بھی نہ کرو کہ ان سائلوں کو یتیم سمجھ کر ایسے خوش کرنے لگ جاؤ کہ تمام مال میں یا کوئی بڑا حصہ اس میں سے ان کو دے دو کہ جس سے ان یتیموں کا جو اصلی ملک ہے حرج ہو

جبکہ قدرت نے جیسا کہ ابھی ہم ثابت کر آئے ہیں عورت کو مستعملہ بنایا ہے اور مرد کو مستعمل تو ان کو مساوی حقوق دینا یا دینے کا خیال کرتا گویا کہ پانی کو اوپر کی طرف کھینچنا اور ہوا کو نیچے کی طرف لانا ہے علاوہ اس کے ہم بداہتہً دیکھتے ہیں کہ عورت مرد کی نسبت سے عموماً کمزور اور موانع قدرتی (مثل حیض و نفاس وغیرہ) کی وجہ سے بہت ہی کمزور ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اس میں کئی ایک امور مثل حمل وغیرہ بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے جماع کو سخت مکروہ جانتی ہے۔ اس امر کا تجربہ ان لوگوں کو ہوتا ہوگا جو حمل کے وقت اس امر میں غور کرتے ہوں گے یا علم طب سے ان کو کچھ واقفیت ہوگی۔ نیز ہم اس فرق کی وجہ سے دوسرے طور سے بھی بفصل تقریر ثانی کریں گے اور اس شبہ کا جواب بھی اس تقریر میں دیں گے کہ اگر عورت مستعملہ ہے تو مثل دیگر اشیاء مستعملہ کے دو مالکوں میں بھی مشترک ہونے میں کیا حرج ہے؟

تقریر ثانی :- تقریر اول تو بلحاظ قانون فطرت کے تھی اب ہم اس مسئلہ کے فوائد پر لحاظ کرتے ہیں اور انکے خلاف کے نقائص بتلاتے ہیں تاکہ "سالیکہ نکوست از بہارش پیداست" کے مطابق اس مسئلہ کا بھی کمال ظاہر ہو۔

سب سے بڑا فائدہ اس مسئلہ کا کثرت بنی آدم ہے اس امر (کثرت بنی آدم) کے ضروری اور اہم ہونے میں کس کو کلام ہے؟ ذیل میں ہم ایک شہادت نقلی پیش کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہوگا کہ کثرت بنی آدم ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ اس کی فکر میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام یورپ اور ایشیا وغیرہ ممالک اس کو اہم سمجھتے ہیں اور اسی کے لئے مختلف ذرائع نکالے جاتے ہیں مگر کیا مجال کہ کوئی اسلام کے بتائے ہوئے ذریعہ کا مقابلہ کر سکے۔ پچھلے دنوں علی گڑھ گزٹ میں ایک مضمون کثرت بنی آدم کے متعلق نکلا تھا جو ہمارے دعوی کی شہادت کاملہ ہے جو یہ ہے۔

> "تکثر نفوس یعنی ترقی تعداد بنی آدم ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ یورپ کے ہر ایک گوشہ میں قابل غور و فکر قرار دیا گیا ہے فرانس کے ملک میں اس آخری زمانہ کے اندر انسانی تعداد میں ترقی نہ ہونے کے سبب سے وہاں کے منتظم اور علمائے سیاست (پولیٹشن) کے اندر بہت اندیشہ پیدا ہوا اور جو کچھ تدابیر اس بارہ میں کی جاسکتی ہیں ان کے اجراء میں گورنمنٹ فرانس برابر آگے کو قدم بڑھا رہی ہے۔ جرمنی میں اولاد کی بیشی میں ترقی دینے کے واسطے یہ تدبیر اختیار کی گئی ہے کہ جو اشخاص تین لڑکیوں کے والدین ہو جائیں انکی اعانت گورنمنٹ کے خزانہ سے کی جاتی ہے۔ انسداد جنین (بچوں کے گرنے) کے سبب سے جو نقصان کہ ترقی بنی آدم کے واسطے ہوتا ہے اس کے انسداد کرنے کے واسطے بعض ملکوں میں طرح طرح کی تدابیر جاری کی گئی ہیں اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اس کی روک کی گئی ہے خواہ اسقاط جنین کسی طرح سے ہو وا ضعان قوانین کی طرف سے اس کے جرم قرار دیئے جانے اور اس کے ارتکاب کرنے والوں کے لئے سنگین سزائیں مقرر کئے جانے

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا

خاص کر جو لوگ کمزور اولاد کے پیچھے رہنے میں خوف کرتے ہیں وہ خوف کریں اور اللہ سے ڈریں

اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

اور معقول بات کہیں

اس کام سے پرہیز کرو خاص کر جو لوگ اپنی کمزور اور نابالغ اولاد کے پیچھے رہنے میں خوف کرتے ہیں کہ کوئی ان کا مال ضائع نہ کرے۔وہ تو اس معاملہ میں دل سے خوف کریں اور اللہ سے ڈریں کہ ایسے کام کیوں کرتے ہیں جس سے یتیموں کا حرج ہو اور اگر زیادہ ہی سائل پیچھے پڑیں تو ان کے جواب میں معقول بات کہیں کہ صاحب ہمارا اس میں بس نہیں۔یہ مال یتیموں کا ہے ہم تو صرف تقسیم کرنے کا حق رکھتے ہیں جس قدر ہمارے اختیار میں تھا ہم نے مشورہ دیگر ورثا کے تم کو دے دیا زیادہ ہماری وسعت میں نہیں

سے غرض صرف یہی ہے کہ ملک کی آبادی میں ترقی ہو۔

"چونکہ تکثر نفوس کا مسئلہ اہم مسئلہ ہے اور تمام سلطنت اور گورنمنٹ نے اس کو نہایت ضروری اور اہم مسئلہ قرار دیا ہے اس وجہ سے وہ ملک اور قومیں جس میں توالد و تناسل زیادہ ہوتا ہے دیگر اقوام کی نظر تجسّس کو اپنی طرف زیادہ مائل کرتی ہیں" (مختصر علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ ۷ ااکتوبر ۱۸۹۶ء)

مضمون بالا سے ہمارے دعوی کا پورا ثبوت ہے کہ کثرت بنی آدم نہایت ضروری مسئلہ ہے۔اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ اہم مسئلہ تعدد ازدواج کی صورت میں آسانی سے طے ہو سکتا ہے یا وحدت کی حالت میں۔جس میں مرد کے تین برس مفت ضائع جائیں مثلاً آج اگر عورت کو حمل ہوا تو اس کے جننے کے وقت تک مرد کا اس کے ساتھ جماع کرنا اس مسئلہ (کثرت اولاد) کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ رحم کا منہ بند ہو چکا ہے اب اس میں نہ نطفہ جا سکتا ہے اور نہ ہی جانے سے کوئی فائدہ متصور ہے۔بعد جننے کے کچھ مدت تو عورت میں خواہ مخواہ علاوہ ضعف کے طبعی کراہت بوجہ غلاظت آلودہ ہونے کے رہتی ہے۔نیز اس وقت میں جماع کرنے سے بچہ کو ضرر ہوتا ہے اس ضرر کو وہی محسوس کر سکتے ہیں جن کو ایسے وقت میں جماع کا اتفاق ہوا یا طبی قاعدہ سے واقف ہوں کیونکہ مرد کی حرکت سے عورت میں ضرور ایک قسم کی حرارت پیدا ہوتی ہے جس سے اس کے دودھ میں گرمی پیدا ہو کر بچہ[1] کو ضرر ہوتا ہے اور اگر اس وقت (شیر خواری) میں حمل ثانی بھی ہو جائے تو اور مصیبت کیونکہ حمل کے ہوتے ہی دودھ بگڑ جاتا ہے ایسے وقت کا دودھ بچے کے حق میں ہر طرح سے مضر ہے۔

اور دودھ کی مدت دو ڈیڑھ برس سے تو کیا ہی کم ہو گی؟ پس نو مہینے حمل کے ملانے سے پونے تین برس کامل یا کم سے کم سوا دو برس کا جماع اس مسئلہ کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ دودھ پلانے کو اور عورت رکھی جاوے تو اس صورت میں نقصان کا اندیشہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ علاوہ اس کے کہ ہر شخص کی مقدرت اور وسعت نہیں کہ وہ ہر ایک بچہ کے لئے ایک ایک دایہ بھی رکھ سکے دایہ رکھنا بھی خلاف قانون فطرت ہے کیونکہ قانون قدرت نے ماں کو ہی اس لئے بنایا ہے کہ وہ بچہ کو دودھ پلائے۔یہی وجہ ہے کہ بعد ولادت بلا کسی تدبیر اور دوا کے ماں کو دودھ آ جاتا ہے۔اسی احسان کی طرف خداوند تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے الم[2] نجعل له عينين ولسانا وشفتين وهديناه النجدين (البلد۔)اور بعد چھوڑنے بچہ کے خود ہی بند ہو جاتا ہے

---

[1] یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں دودھ کی حالت میں جماع کرنے پر کسی قدر ناراضگی بھی آئی ہے گو حرام نہیں فرمایا۔

[2] کیا ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دو گھاٹیوں (ماں کے پستان) کی طرف راہ نہیں دکھائی؟

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ

جو لوگ یتیموں کا مال بیجا طور سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں

نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰

اور عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے

اگر یتیموں کا مال بے جا خرچ کرو گے تو کسی دوسرے ہی کو دو خدا کے ہاں اس کا کھانا تمہارے ہی ذمہ ہوگا پھر یاد رکھو کہ جو لوگ یتیموں کا مال بیجا طور سے کھاتے ہیں وہ جان لیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں جس کا انجام یہ ہوگا کہ عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے۔

اور اگر یہ بھی کہا جائے تو حمل کے نو مہینے اور بعد ولادت مدت خون کا نقصان تو کسی طرح سے پورا نہیں ہو سکتا۔ پس اسی بھید سے اسلام نے متعدد ازدواج کو جائز کیا ہے جو بالکل نیچرلسٹ کے مطابق ہے۔ اس صورت میں اسلام کا اگر کچھ قصور ہے تو یہی ہے کہ اس نے اس تعداد کو بلا تعداد نہیں چھوڑا بلکہ چار میں محدود کر دیا اور ساتھ ہی اس کے ایسا اختیار نہیں دیا کہ جو شخص چاہے کر سکے اور جس طرح چاہے معاملہ کرے بلکہ اس کو بھی بہت سی مناسب قیود سے مقید کیا جس کا کسی قدر ہم ذکر کریں گے۔

پس اس تقریر سے ان دونوں "شبہوں" کا جواب آگیا جن کے جواب دینے کا ہم نے اول وعدہ کیا تھا کیونکہ عورت کو اگر متعدد خاوندوں کی اجازت ہو تو اس مسئلہ (کثرت بنی آدم) کے لحاظ سے بالکل ایسا ہے جیسے کہ ایک زمین میں جس میں تخم وغیرہ ایک کسان نے ڈالا ہوا ہے دوسرے کو اس میں تخم ڈالنے کی اجازت دی جائے جسے کون نہیں جانتا کہ بے ہودہ پن ہے۔ اسی طرح اگرچہ عورت مستعملہ ہے اور مرد مستعمل لیکن عورت کے استعمال سے جن نتائج کی بہ لحاظ اس مسئلہ (کثرت بنی آدم بلکہ توالد و تناسل) کے امید ہے وہ اس کے اشتراک کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ علاوہ اس کے اس صورت میں اولاد مشتبہ رہ کر کس کے نام سے کہلاوے گی مثلاً ایک مسماۃ ہندہ کے چار خاوند زید عمر بکر خالد ہیں اب ہندہ کے حمل کا کون دعویدار اور مربی ہوگا؟ جبکہ سب کے حقوق مساوی ہیں اگر سب نے اس کی پرورش کا ذمہ لے بھی لیا اور چندہ سے کام چلا تو بھی نسبت کا کیا انتظام؟ آخر نسبت اولاد کی تو ایک ہی باپ کی طرف ہوگی جو صورت مذکورہ میں محال ہے کیونکہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ پس ایک عورت کو متعدد نکاح کرنے کی صورت میں یہ خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے اسلام نے عورت کو اجازت نہیں دی۔ بلکہ مرد کو دی جو سراسر قانون فطرت اور نیچرلسٹ کے موافق ہے **هذا مما تفردت به بالهام الله تعالى لعلك لا تجد مثل هذا في غير هذا التعليق**

اب ہم ان ہدایات کا کسی قدر مختصر ساذکر کرتے ہیں جو اسلام نے تعداد ازدواج کے متعلق فرمائی ہیں۔ عام طور سے حسن سلوک کی ہدایت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے

ایک جگہ فرمایا کہ

عاشروهن بالمعروف (النساء-۸)	عورتوں سے نیک سلوک کیا کرو۔
والتى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا (النساء-۲۳)	جن عورتوں سے تم مخالفت اور سرکشی کا اندیشہ پاؤ تو پہلے ان کو وعظ و نصیحت کرو (اگر پھر بھی نہ مانیں تو) ان کو بستروں سے الگ کر دو اور (اگر پھر بھی نہ مانیں) تو ان کو خفیف سی مار مارو پس اگر وہ تمہاری بات تسلیم کریں تو پھر ان پر کوئی راہ نہ تلاش کرو۔

خاص اسی مسئلہ (تعداد ازدواج) کے متعلق صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ

فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة و ما ملكت ايمانكم ذلك ادنى ان لا تعولوا (النساء–۲)

اگر تمہیں بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی پر گذارہ کرو یا صرف باندیوں سے (جو تمہاری بیویوں کی طرح ہیں نبھا کرتے رہو)

اسلام تمام بنی آدم کو جس مساوی نظر سے دیکھتا ہے دنیا میں شاید ہی کوئی مذہب ہوگا- میراث کے بارے میں بیٹا بیٹی دونوں کو حصہ دلاتا ہے- مرد کو عورت کا وارث بناتا ہے تو عورت کو بھی مرد کے ورثہ سے حصہ مقرر دلاتا ہے- عورت کے مال سے مرد کو بالکل بے تعلق بتلاتا ہے- حتی کہ زر مہر میں سے بھی مرد کو اختیار نہیں کہ بدوں اجازت عورت کے کچھ دبالے چنانچہ ارشاد ہے-

و آتوا النساء صدقاتهن نحلة فان طبن لكم عن شئي منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا (النساء–۳)

عورتوں کو ان کے مہر خوشی بخوشی بغیر کسی دل آزاری کے دیا کرو- پھر اگر وہ اپنی مرضی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو بخوشی خاطر لے لو

ذرا اس کے مقابل انگلستان جیسے مہذب[1] ملک کا حال بھی سن لو کہ وہاں عورتوں کی بجز تھیٹر ہال کے تماشہ دیکھنے کے کیا کچھ اور بھی وقعت ہے؟ عورتوں کے حقوق کے باب میں قدیم رسوم سے قطع نظر کر کے صرف انگلستان کے قانون کو دیکھا جائے کہ ان لوگوں نے بایں ہمہ اصلاح و تہذیب عورتوں کے حق میں کیسے جور اور حیف کو جائز رکھا ہے؟ اور مردوں کی خود رائی کے تابع کر دیا ہے- نکاح کے بعد بہت سے احکام میں عورت کی ذات ہی قائم نہیں رہتی وہ اپنے نام سے کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی اور اسکی ذاتی جائداد جو قبل نکاح سے حاصل کی ہو وہ بھی شوہر کے ملک میں آتی ہے اور اسے اختیار ہوتا ہے جیسے چاہے اسے صرف کر دے- عورت کو اتنا بھی حق نہیں ہوتا کہ وہ اپنے نام سے یا اپنی ذات خاص کے لئے ضروریات خرید کرے یا منگوا بھیجے- گو مرد پر نان و نفقہ عورت کا واجب ہے مگر انگلستان میں اس کی تعمیل کا کوئی صاف ذریعہ نہیں ہے اور نہ عورت کو روٹی کپڑے کی نالش کر سکنے کا حکم ہے- مگر کچھ ضمنی صورتیں نکالی گئی ہیں اور نیز بہت سے مدارج بد سلوکی اور اذیت کے ایسے جن کا کچھ چارہ نہیں-
نہ عورت کی کوئی فریاد سنتا ہے نہ عدالت کچھ کر سکتی ہے گو عورت اپنے شوہر سے مفارقت کر کے ایک عرصہ الگ رہے مگر جو کچھ جائداد وہ حاصل کرے گی وہ شوہر ہی کی ہوگی- اگر عورت پیشتر کچھ بندوبست نہ کرائے تو عورت کا وہ مال اسباب جو اس نے ایام مفارقت میں حاصل کیا ہے اس کے شوہر کے قرض خواہ اس سے لے سکتے ہیں- مرد کو اپنی کل جائیداد کا اختیار حاصل ہے چاہے وہ اپنے حین حیات میں غیروں کو دے جائے عورت کو کچھ نہیں مل سکتا- جب ایسے دستور جاری ہوں اور مرد تنگ مزاج اور موم کی ناک ہو تو عورت کی بڑی حق تلفی ہوتی ہے علاوہ ازیں بعض باتوں میں عورتوں کی رعایت اور مردوں کی حق تلفی بھی ہے- جرائم سنگین میں تو نہیں مگر اور جرموں میں اگر عورت اور مرد دونوں اس کے مرتکب ہوئے ہوں تو عورت سزایاب نہ ہوگی- احصان (خاوند داری) کی وجہ سے عورت کو یہاں تک پروانگی ہے کہ زنا کی سزا سے بھی محفوظ ہے اور اگر عورت اپنے شوہر کا کیسا ہی مال و متاع لے جاوے اس کی پرسش نہ ہوگی- اگر کوئی غیر شخص صرف مال کی لالچ سے (بغیر زنا) عورت کے ساتھ اس کے شوہر کا مال نکلوا لے جاوے تو اکثر صورتوں میں تو دونوں میں سے ایک بھی سزا نہ پاوے- غرض یہ سب افراط تفریط کے بے موقع قانون ہیں جن کی مہذب قومیں پابند ہیں- گو اب اس کے ابطال کے لئے بہت زور مارتے ہیں اور اس کی شناعت اور قباحت رفع کرنے کو حیلے بھی پیدا کئے ہیں مگر وہ امیروں کے لئے اوسط اور ادنی درجہ کی قومیں اس سے محروم ہیں البتہ سکاٹ لینڈ کے قانون بعض باتوں میں کچھ معقول ہیں مگر پھر بھی سب کے سب احکام الٰہی اور وحی کی اصلاح کی محتاج ہیں- (اسلام کی دنیاوی برکتیں صفحہ ۱۸)

---

[1] یورپ کے ملکوں کو لوگ مہذب کہا کرتے ہیں اسی بنا پر ہم نے بھی یہ لفظ "مہذب" لکھا ہے ورنہ ہمارے خیال میں تو یورپ جیسا کوئی ملک مخرب اخلاق دنیا بھر میں نہ ہوگا جہاں کروڑہا روپیہ کی شراب بکے جہاں کروڑوں حرامی بچے پیدا ہوں جہاں تالابوں میں مرد و عورت ننگے نہائیں جہاں سر بازار حسین عورتیں بوسہ نیلام کروائیں وغیرہ وغیرہ وہ ملک مہذب ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ-

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ

خدا تم کو اولاد کے حصوں کی بابت وصیت فرماتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے پھر اگر عورتیں (دو) یا دو سے زیادہ

اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ

ہوں تو ان سب کے لئے دو تہائی چھوڑے ہوئے مال میں سے ہے اور اگر ایک ہے تو اس کو نصف ترکہ ملے اور اس میت کے

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَ

ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ترکہ میں سے دیا جاوے بشرطیکہ میت کی اولاد (بچہ' بچی) بھی ہو اور اگر اس کے اولاد نہیں ہے

وَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کا ثلث ہے اور اگر میت کے چند بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے بعد ادائے وصیت کے

يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ

جو میت کر مرے اور بعد ادائے قرض کے تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تم کو زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے کہ

فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ

یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں

یہی نہیں کہ خدا تم کو غیروں کے مال کھانے سے روکتا ہے بلکہ مسلمانوں کے اولاد کے حصوں کی بابت حکم فرماتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے پھر اگر اس میت کی وارث عورتیں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان سب کیلئے دو تہائی چھوڑے ہوئے مال میں سے ہے اور اگر ایک ہے تو اس کو نصف ترکہ ملے اور اس میت کے ماں باپ کو چھٹا حصہ ترکہ میں سے دیا جاوے بشرطیکہ میت کی اولاد بچہ بچی بھی ہو اور اگر اس کی اولاد نہیں ہے اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس صورت میں ماں کا ثلث ہے اور باقی سب باپ کا اور اگر میت کے چند بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے- یہ سب حصص بعد ادائے وصیت کے ہیں جو میت کسی کے حق میں کر مرے اور بعد قرض کے جو کسی کا اس کے ذمہ ہے یعنی اگر میت قرضدار مرے تو واجب ہے کہ اس کا قرض ادا کرو اور پھر اگر کچھ وصیت کر مرا ہے تو اس کو موافق شریعت کے عمل میں لاؤ- مال کو اس طرح بانٹو جس طرح ہم نے تم کو بتایا- یہ نہ سمجھو کہ فلاں شخص زیادہ کا حقدار ہے اور فلاں شخص کم کا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تم کو زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اسی طرح کرو ہرگز اسکے خلاف نہ کرو اسلئے کہ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں-

---

ل (یوصیکم اللہ) اس آیت کے مضمون کی نسبت مسلمانوں کے دو گروہ سنی شیعہ مختلف ہیں- شیعہ اسے عام اور سب لوگوں کے حق میں جانتے ہیں حتی کہ انبیاء (علیہم السلام) کو بھی شامل بتلاتے ہیں یعنی جس طرح ہمارے مال کے حصے ہمارے ورثہ میں ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور بالخصوص سید الانبیاء کے مال کے حصے ہونے چاہئیں- یہی وجہ ہے کہ جناب امیر المومنین ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے ترکہ نبوی تقسیم نہ کرنے سے یہ لوگ ناراض ہیں- نہ صرف ناراض بلکہ ناراضگی کو داخل ایمان جانتے ہیں- شیعہ نے اس مسئلہ کی آڑ میں صحابہ کو عموماً اور شیخین کو خصوصاً وہ صلواتیں سنائی ہیں کہ خدا ان کو صلواتیں ہی بنائے- افسوس اس گروہ اسلام کے حال پر کہ ان کو طبقہ اولی کا اتنا بھی لحاظ نہیں کہ ان کی طفیل ہم کو اسلام پہنچا بالخصوص ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے فضائل بعد تحریر مسئلہ فریقین کی کتابوں سے ہم نقل کریں گے) کو (نہیں ان کے دشمنوں کو) تو ایسا کچھ انہوں نے سب و شتم کا ہدف بنایا ہوا ہے کہ کہنے سننے سے باہر ہے کوئی تو ان کو منافق بتلاتا ہے (معاذ اللہ) کوئی کافر کہتا ہے (نعوذ باللہ)

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ

بیشک اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے بشرطیکہ ان کی اولاد

لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ

نہ ہو تمہارے لئے نصف مال ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع ملے گا بعد وصیت کے جو مرتے ہوئے وہ

وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ

کر جائیں یا قرض کے بعد اور تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں سے ان کا حصہ ربع ہے بشرطیکہ تمہاری اولاد

وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہے تو ان کا آٹھواں حصہ ہوگا تمہاری وصیت اور قرض

تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ

کے بعد اور اگر مرد یا عورت جس کی میراث بانٹنی ہے ماں باپ اور بیٹا بیٹی نہیں رکھتے اور اس کا

أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ

ایک بھائی یا بہن ہے تو ہر ایک کے لئے ان دونوں میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے

جو کچھ اس نے حصے مقرر کئے ہیں وہی ٹھیک اور انصاف کے ہیں بے شک اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- ابھی کچھ حصے باقی ہیں سو وہ بھی سنو اور تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو تمہارے لئے نصف مال ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع ملے گا- یہ حکم بھی بعد وصیت کے ہے جو مرتے ہوئے کر جائیں یا کسی کا قرض ان پر ہو اور تمہارے چھوڑے ہوئے مال سے ان (تمہاری بیویوں) کا حصہ ربع ہے بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کا آٹھواں حصہ ہوگا تمہاری وصیت اور قرض کے بعد اور اگر مرد یا عورت جس کی میراث بانٹنی ہے ماں باپ اور بیٹا بیٹی نہیں رکھتے اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہے تو ہر ایک کیلئے ان دونوں میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے

غرض آئے دن آنجناب والا کے اعداء کا نیا نام تجویز ہوتا ہے وجہ یہ کہ انہوں نے بہ تقاضا جنابہ سیدۃ النساء (فاطمۃ الزہرا علی ابیہا وعلیہا السلام) کے آنحضرت کے مال سے ان کو حصہ نہیں دیا اور حدیث بیان کر دی آنحضرت ﷺ فرما گئے ہوئے ہیں۔

نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث ما تركناه صدقة (بخاری)

ہم انبیاء کی جماعت ہیں نہ کسی کے وارث ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے

مگر واہ رے شیعو سعدی کے قول "گل است سعدی ودر چشم دشمنان خاراست-" کی تصدیق کرنے والو واہ رے "ظنوا بالمومنین خیرا" پر عمل کرنے والو واہ رے "اللہ[1] اللہ فی اصحابی" سے ڈرنے والو کاش آپ لوگ اس غیض وغضب میں آنے سے پہلے اپنی کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیتے- بھلا صاحب اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے محض ایک بہانہ بنایا تھا تو کس فائدہ کو اگر آنحضرت کی جائیداد تقسیم ہوتی تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی دختر نیک اختر ام المومنین عائشہ صدیقہ کو بھی تو حصہ ملتا- جب انہوں نے اپنی صاحبزادی بلکہ امیر المومنین حضرت عمر کی صاحبزادی کو بھی حصہ سے محروم رکھا تو اس کی کیا وجہ؟ کیا خود دبالیا یا اپنی اولاد کے نام پر رجسٹری کرا دیا یا بیت المال میں داخل کر لیا آخر کیا تو کیا کیا؟ وہی کیا جو آنحضرت (فداہ)

---

[1] یہ الفاظ ایک حدیث کا ٹکڑا ہیں جو شیعوں کی کتابوں میں مذکور ہے جس کا مطلب ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو یعنی ان کی نسبت بد گمانی نہ کیجیو-

فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ

اور اگر اس سے زائد ہوں تو وے تہائی میں سب شریک ہوں بعد وصیت کی ہوئی کے اور بعد ادائے قرض

أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ

کے جس سے کسی کا نقصان نہ کیا ہو اللہ کا یہی حکم ہے اور اللہ سب کچھ جانتا حلیم ہے یہ حدود خداوندی ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ

جو لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلیں گے خدا ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ کے لئے

فِيهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ

ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے- اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اور حدود خداوندی سے آگے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۴﴾

بڑھ جائے گا اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا جہاں اس کو ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا اور اسے ذلت کا عذاب ہوگا

اور اگر اس سے زائد ہوں تو پھر وے تہائی میں سب شریک ہوں بعد وصیت کی ہوئی کے اور بعد ادائے قرض کے جس سے کسی کا نقصان نہ کیا ہو یعنی ثلث سے زائد وصیت نہ ہو اور ناحق کسی کا قرض بوجہ محبت اپنے ذمہ نہ لیا ہو- اللہ کا یہی حکم ہے اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ظالم اور ظلم کو خوب پہچانتا ہے باوجود اس کے پھر عذاب میں جلدی نہیں کرتا اس لئے کہ نہایت حلیم ہے- یہ حدود خداوندی ہیں جو لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلیں گے خدا انکو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نہ چند روزہ بلکہ ہمیشہ کے لئے ان میں ہی رہیں گے اور اگر غور کرو تو یہی بڑی بھاری کامیابی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اور حدود خداوندی سے آگے بڑھ جائے گا کہ جو کچھ خدا نے احکام بتلائے ہیں ان کی پرواہ نہیں کرے گا- اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا جہاں اس کو ہمیشہ کیلئے رہنا ہوگا اور علاوہ اس کے اسکو ذلت کا عذاب ہوگا-

---

روحی) اپنی زندگی میں کیا کرتے تھے- پھر اس سے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو فائدہ کیا ہوا؟ ہاں بقول شیعہ اہل بیت کو محض تکلیف رسانی منظور ہو تو اس حدیث کا کیا جواب جو خود شیعوں کی مشہور کتاب کلینی[1] میں ابو عبداللہ کی روایت سے مرقوم ہے کہ

عن ابی عبدالله قال ان العلماء ورثة الانبياء وذلك ان الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا و انما اورثوا احاديث من احاديثهم فمن اخذ بشئى منها اخذ حظا وافرا (کلینی کتاب العلم)

علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء درہموں اور دیناروں کا ورثہ نہیں چھوڑا کرتے- وہ تو اپنی (علمی) باتوں میں سے باتیں ورثہ دیتے ہیں پس جس نے ان باتوں میں سے کچھ لیا- اس نے بڑا ایک حصہ عظیم لے لیا

پس معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے شیعوں کا رنج جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم (رضی اللہ عنہما) سے اپنے ہی ایمان کا تقاضا ہے ورنہ دونوں گروہوں کی کتاب میں اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ انبیاء کا ورثہ ان کی اولاد کو نہیں ملا کرتا-

[1] یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے کلینی میں موجود ہے-

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ

جو تمہاری عورتوں میں سے زنا کریں ان پر اپنے لوگوں (مسلمانوں) میں سے چار گواہ مقرر کرلو پس اگر

شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

وہ گواہی دیں تو بالفعل ان کو اپنے گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ دے مر جاویں یا اللہ ان کے لئے کوئی حکم

سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

بتلادے۔ جو دو مرد تم میں سے وہی کام کریں تو ان کو تکلیف پہنچاؤ

احکام میراث کے بعد کچھ احکام تہذیب اور شائستگی کے بھی ہیں بڑا بھاری تہذیب کے بگاڑنے کا ذریعہ زنا ہے۔اس کے لئے سب سے پہلے عورتوں کا انتظام ضروری ہے پس جو تمہاری عورتوں میں سے زنا کریں ان پر اپنے لوگوں (مسلمانوں) میں سے بدکاری دیکھنے والے چار گواہ مقرر کرلو پھر اگر وہ قاضی کے سامنے گواہی دے دیں تو بالفعل ان کی یہ سزا ہے کہ ان کو اپنے گھروں میں بند رکھو بالکل کہیں بھی نہ جانے دو۔ یہاں تک کہ وہ مر جائیں یا اللہ ان کے لئے کوئی حکم بتلادے جو متعلق سزا ہو جسے بھگت کر وہ چھوٹ جائیں۔ چونکہ صرف عورتوں کے رکنے سے زنا بند نہیں ہو سکتا بلکہ ایک اور ذریعہ بھی زانیوں کے لئے موجود ہے کہ لڑکوں سے زنا کریں سو اس کی بابت بھی سنو کہ جو دو مرد تم میں سے آپس میں وہی لوطیوں کا کام کریں اور ان کا زنا بالشہادت بھی ثابت ہو جائے تو ان کو تکلیف پہنچاؤ اور زبانی بھی لعن طعن کرو کہ تم نے بہت بے جا کیا جس سے تمہارے اعتبار اور نیک بختی میں فرق آگیا۔ جب ہر طرف سے ان کو برا سننا ہوگا تو خود ہی اس فعل قبیح سے باز آجائیں گے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حدیث نبوی چونکہ مفسر قرآن ہے اس لئے اس کا یہ حق ہے کہ احکام عامہ قرآنی کے معنی بتلاتے ہوئے یہ بتلائے کہ اس عام کے سب افراد مراد ہیں یا بعض۔ اس تفسیر کو عرف اصول میں تخصیص کہتے ہیں علمائے اصول کی اس میں گفتگو ہے کہ

عند جمهورالعلماء اثبات الحكم في جميع مايتناوله من الافراد قطعا ويقينا عند مشائخ العراق وعامة المتاخرين وظنا عند جمهور الفقهاء والمتكلمين وهو مذهب الشافعي والمختار عند مشائخ سمرقند حتى يفيد وجوب العمل دون الاعتقاد ويصح تخصيص العام من الكتاب بخبر الواحد والقياس (تلويح)

عام اپنے افراد پر یقینی اور قطعی دلالت کرتا ہے یا ظنی جمہور اور اکثر کا مذہب ہے کہ ظنی جو لوگ قطعی مانتے ہیں وہ تو آیات کے عام حکم کو حدیث خبر واحد سے تخصیص نہیں کرتے اور جو ظنی مانتے ہیں وہ خبر واحد سے بھی تخصیص جائز جانتے ہیں لیکن یہ اختلاف بھی ان کا اسی صورت میں ہے کہ عام کی تخصیص کسی حکم سے نہ ہو چکی ہو اگر تخصیص ہو چکی ہو تو پھر اس آیت کی تخصیص کر لینے میں کوئی مشکل نہیں

پس اس مسئلہ میں دونوں طرح سے باآسانی جواب ہو سکتا ہے پہلا مذہب ہے کہ عام قرآنی کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے۔ ہمیں اس موقع پر کہنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ گو ہمارے نزدیک وہی صحیح[1] ہے۔ دوسرے مذہب پر بنا کر کے بھی ہم جواب باآسانی دے سکتے ہیں کیونکہ آیت توریث مخصوص البعض ہے اس لئے خاص اس فرد میں تخصیص کرنا کسی طرح منع نہیں

---

[1] کیونکہ راقم کے نزدیک عام ظنی ہوتا ہے اس کے ظنی ہونے کے دلایل مذکورہ فی الاصول کے علاوہ یہ بڑی مضبوط دلیل ہے کہ خاص (زید) کے ذکر معیوب کرنے سے گناہ اور غیبت لازم آتی ہے اور اس کی ساری قوم (جس میں زید کا ہونا یقینی ہے کے ذکر معیوب سے شرعاً غیبت نہیں اور قانوناً ہتک عزت نہیں۔ فتدبر

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۞ اِنَّمَا التَّوْبَةُ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنے اعمال کو درست کریں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو اس لئے کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ صرف انہیں لوگوں

عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ

کی توبہ خدا کے ہاں مقبول ہے جو غلطی سے برے کام کریں اور پھر جلدی سے توبہ کریں ان لوگوں کو خدا معاف کر دیتا

يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞

ہے اور خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور وہ بڑی حکمت والا جاننے والا ہے

پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنے اعمال کو درست کریں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو خدا بھی ان کو معاف کرے گا اس لئے کہ خدا توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ یہ بھی نہیں کہ ہر ایک کی توبہ قبولیت کو پہنچ جائے بلکہ صرف انہیں لوگوں کی توبہ خدا قبول کرتا ہے جو غلطی سے برے کام کریں اور پھر جلدی سے توبہ کریں سو ان لوگوں کو خدا معاف کر دیتا ہے اور خدا کو سب کچھ معلوم ہے کہ کون دل کے اخلاص سے توبہ کرتا ہے اور کون نہیں اور وہ بڑی حکمت والا ہے۔ اس قبول توبہ میں بھی اس کی کئی حکمتیں ہیں

المانع من الارث اربعة الرق وافرا كان او ناقصا والقتل الذى يتعلق به وجوب القصاص او الكفارة واختلاف الدينين واختلاف الدارين اما حقيقة كالحربى والذمى أوحكماً كا المستامن والذمى او الحربيين من دارين مختلفين (شرائع الاسلام سراجی)

باپ بیٹے میں سے ایک غلام ہو یا ایک دوسرے کا قاتل ہو یا ایک دو میں سے کافر ہو تا ایک دو میں سے اہل اسلام کی رعیت ہو اور دوسرا حربی کفار کی ہو تو وراثت نہیں ملتی

حالانکہ آیت سب کو شامل ہے کیونکہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ "خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے" پس جیسے یہ افراد سب کے نزدیک اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح نبی کی وراثت بھی مستثنیٰ ہے۔ دلیل اس تخصیص کی وہی حدیث ہے جو امام بخاری نے بروایت ابو بکر صدیق آنحضرت سے اور کلینی نے بروایت امام ابو عبد اللہ موقوف و مرفوع بیان کی ہے۔

ہاں اگر یہ سوال ہو کہ جب انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث فریقین سے ثابت ہے تو ان آیات قرآنی کا کیا جواب ہے؟ جن میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی وراثت حضرت داؤد (علیہ السلام) سے اور حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی وراثت کی دعا حضرت زکریا (علیہ السلام) سے مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں وراثت مالی مراد نہیں بلکہ علمی مراد ہے قرینہ اس کا یہ ہے کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) کے اور کئی بیٹے بھی تھے حالانکہ ان کی وراثت کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان میں سے خاص کر حضرت سلیمان کا ہی ذکر کیا۔ نیز اگر وراثت مالی ہوتی تو اس امر کا اظہار ہی کیا تھا کہ سلیمان (علیہ السلام) داؤد (علیہ السلام) کا وارث ہوا جبکہ وہ بیٹا تھا تو اس نے وارث ہونا ہی تھا اس بات کو علم اصول و معقول کے جاننے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بدیہی کسی علم کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ یہی جواب حضرت یحییٰ کی نسبت ہے کہ اگر وراثت مالی ہوتی تو قطع نظر اس سے کہ ایسے خیال سو وے مال کا ہم سے پیچھے کوئی وارث ہو انبیاء کی شان سے کوسوں دور ہیں اس امر کا ذکر ہی کیا ضروری ہے؟ کہ مجھے بیٹا ہو جو میرے مال کا وارث ہو۔ جب بیٹا ہوتا تو اس نے وراث ہونا ہی تھا۔ علاوہ اس کے یہ کہ نہ صرف اپنی ہی وارثت کا مالک چاہا بلکہ آل یعقوب کی وراثت بھی اس کے لئے مانگی۔ تو کیا آل یعقوب کا وارث سوا ان کے اور کوئی نہ تھا؟ اپنے باپ کی وراثت تو بھلا ایک بات تھی تمام قوم کی وراثت ان کو کیسی ہو سکتی تھی جس کی حضرت زکریا نے درخواست کی۔ حالانکہ خود ہی کہا کہ میں اپنے پیچھے اپنے موالی سے ڈرتا ہوں بھلا ان سب کا وارث یحییٰ کیسے ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ آیت موصوفہ میں ان حضرات کا مالی ورثہ مراد نہیں بلکہ دینی خلافت ہے جو ہر طرح سے شان انبیاء کے لائق اور مناسب ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو ان میں سے موت آتی ہے تو

اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا
کہنے لگتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں ان کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب تیار

اَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ
کر رکھا ہے۔ مسلمانو تم کو جائز[1] نہیں کہ زبردستی سے عورتوں کے مالک بن جاؤ

اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو ان میں سے موت آتی ہے تو مرتے وقت عذاب الٰہی دیکھ کر کہنے لگتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں اور عذاب دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے توبہ کی ان کی توبہ کہاں ؟ ان کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ایک اور امر بھی زنا پھیلنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے کہ عورت مرد کی ناراضامندگی جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ابتدا میں عورتوں کو مجبور کر کے نکاح کرایا جاتا ہے جیسا کہ عرب میں عموماً اور ہندوستان کی بعض قوموں میں خصوصاً دستور ہے کہ جب ایک بھائی مرتا ہے تو اس کے وارث یوں سمجھتے ہیں کہ یہ عورت بھی ہمارے ورثہ کی چیز ہے۔ جبراً قہراً خود نکاح کر لیتے ہیں اور وہ بیچاری بوجہ لحاظ خاندان کے خاموش رہتی ہے مگر آخر کار دل کی رنجش کو کون دور کرے جس کا کبھی نہ کبھی ظہور ہو ہی جاتا ہے۔ اس لئے تم کو حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو تم کو جائز نہیں کہ عورتوں کے زبردستی سے مالک بن جاؤ گو وہ ناراض ہوں مگر زور دیکر بھی ان سے نکاح کر لو یا کسی سے بغیر مرضی ان کی کرادو

شان نزول

[1] (لا یحل لکم ان ترثوا النساء) مشرکین عرب کا دستور تھا کہ اگر ایک بھائی مرتا تو اس کے وارث جہاں اس کی جائداد تقسیم کر کے اس کی بیوی بھی جائداد میں شمار کر کے اس پر کپڑا ڈال دیتے۔ پھر جیسا سلوک اس عورت سے چاہتے کرتے۔ خواہ اپنے نکاح میں لاتے یا کچھ وصول کر کے دوسری جگہ نکاح کرواتے اس فعل شنیع سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم بتفصیل رمنہ

یہ تقریر ہماری (متعلقہ تخصیص آیت توریث بعد التخصیص) تنزل سے ہے۔ ورنہ یہ حدیث تو ایسی ہے کہ اس سے تخصیص کر لینا کسی فریق کے نزدیک بھی منع نہیں کیونکہ یہ حدیث متواتر[1] یا کم سے کم مشہور ہے اس لئے کہ تمام امت سلفاً و خلفاً سنی و شیعہ سب کے سب اس بات کو مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ (فداہ روحی) کے ترکہ کی تقسیم نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ بھی باجماع امت یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث اس باب میں بیان کی تھی کہ انبیاء کا ورثہ تقسیم نہیں ہوا کرتا جسے ایک فریق سنی تو صحیح مانتے ہیں اور دوسرے فریق (شیعہ) تسلیم نہیں کرتے۔ مگر چونکہ وہ روایت انکی کتابوں میں بھی موجود ہے اس لئے ان کو بھی اس کی تسلیم سے چارہ نہ ہوگا۔ پس بہر حال ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تک تو متواتر ہوئی ان کے بعد آنحضرت ﷺ تک چونکہ صحابہ نے سن کر اس امر سے انکار نہیں کیا تو ضرور ہے کہ انہوں نے بھی آنحضرت سے سنا ہوگا۔ پس حدیث آحاد نہ رہی بلکہ متواتر یا کم سے کم مشہور ضرور ہوئی۔ پس اس مسئلہ کے متعلق فرقہ نیچریہ وما یتعلق بہا منکرین احادیث بھی اگر اس بناء پر اعتراض کریں کہ احادیث آحاد کا اعتبار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ (عدم تقسیم ترک انبیاء) حدیث پر مبنی ہے اس لئے صحیح نہیں تو ان کا جواب بھی ہماری تقریر بالا میں آگیا ہے۔ کیونکہ قطع نظر اس بحث سے احادیث آحاد حجت ہیں یا نہیں خاص اس مسئلہ میں بطریق آسان ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث چونکہ

[1] متواتر حدیث اس کو کہیں گے کہ جس کے بیان کرنے والے آنحضرت ﷺ تک اتنے راوی ہوں کہ ان کی تعداد پر کذب کا احتمال نہ ہو اور مشہور حدیث وہ جو بعد صحابہ کے دوسرے درجہ میں اتنی کثرت راویوں کی رکھتی ہو جس پر کذب کا احتمال نہ ہو۔

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

اور نہ ان کو بیجا تنگ کرکے روک رکھو کہ کسی طرح دیئے ہوئے سے کچھ واپس لے لو ہاں جب وہ کھلی بے حیائی (زنا وغیرہ)

مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا

کریں اور عورتوں سے موافق دستور کے نبھا کرو پھر اگر تم ان کو کسی وجہ سے ناپسند کرو تو شاید کہ اللہ تمہاری ناپسند

شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

چیزوں میں سے تمہارے لئے بہت سی بہتری کردے۔ اور اگر ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح کرنا چاہو

زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ

اور اس کو بہت سا مال دے چکے ہو تو پھر بھی اس میں سے کچھ نہ لو

اور نہ انکو بے جا تنگ کر کے روک رکھو کہ کسی طرح سے دیئے ہوئے مہر میں سے کچھ واپس لے لو ہاں جب وہ رضامند ہوں تو اس صورت میں ان سے بطور خلع[1] کچھ لے کر چھوڑ دو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور عورتوں سے موافق دستور کے نبھا کرو۔ پھر اگر تم ان کو کسی وجہ (سیاہ فامی وغیرہ) سے ناپسند کرو تو بھی نبھاؤ شاید کہ خدا تمہاری ناپسند چیزوں میں تمہارے لئے بہت سی بہتری کردے کہ ان سے کوئی اولاد صالح پیدا ہو جائے جو تمہاری فلاح دارین کیلئے کافی ہو اور اگر ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہو اور اس پہلی کو بہت سا مال دے چکے ہو تو پھر بھی ان سے کچھ نہ لو

متواتر یا کم سے کم مشہور ہے جو دونوں گروہوں کی کتابوں میں موجود ہے۔اس لئے اس پر اسی ٹوٹے ہوئے ہتھیار سے حملہ کرنا کہ احادیث آحاد حجت نہیں صحیح نہیں

بعد فراغت مسئلہ ہذا کے ہم ابو بکر صدیق راوی حدیث مذکور کے فضائل مختصر فریقین کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں کل دنیا کی تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ بعد وفات پیغمبر اسلام (علیہ السلام) کے عرب کے مسلمانوں میں ایک عجیب ہلچل مچ گئی تھی ایک طرف مسیلمہ کذاب نے زور پکڑ کر اپنی نبوت کا نشان بلند کیا جس کے ساتھ کئی ایک قبیلے مل گئے۔دوسری طرف منکرین زکوۃ وغیرہ نے بغاوت شروع کر دی یہاں تک کہ بجز مکہ مدینہ (زادہما اللہ شرفا) اور کوئی ہی مقام ہوگا جہاں پر بغاوت نہ پھیل گئی ہو۔اس سب بلائے ناگہانی کو صدیق اکبر نے بڑی متانت اور جواں مردی سے فرو کیا۔ ایک طرف مسیلمہ کذاب کو مارا دوسری طرف تمام ملک میں امن قائم کر کے صرف اڑہائی سال کی مدت خلافت میں دمشق تک فتح بھی کر لی آخر راہی ملک بقا ہوئے۔رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ کیا ایسے مخصوص میں کسی دشمن اسلام کا کام تھا جو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کر دکھایا۔کیا یہ وقت ایسا نہ تھا کہ اگر ابو بکر صدیق ذرا سی بھی غفلت کرتے تو اسلام عرب سے کیا کل دنیا سے اٹھ گیا ہوتا۔میں سچ کہتا ہوں قطع نظر ان احسانات کے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں اسلام اور اہل اسلام پر کئے تھے جن کی بابت خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی مظہر ہیں کہ

قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم مالاحد عندنا یدالا وقد کا فیناہ ما خلا ابابکر (مشکوۃ مناقب ابی بکر)

میں نے سب کے احسانات کا عوض دے دیا مگر ابو بکر کا عوض مجھ سے نہ ہو سکا

[1] خلع کی صورت میں عورت مرد کو عوض دے کر الگ ہوتی ہے۔

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

کیا دیے ہوئے کو ناحق اور صریح ظلم سے لینا چاہتے ہو- بھلا کیونکر اسکو لیتے ہو حالانکہ ایک دوسرے سے علیحدہ مل

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿٢١﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا

چکے ہیں اور وہ تم سے عہد مضبوط لے چکے ہیں اپنے باپ کی بیاہی ہوئی

نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ

عورتوں سے نکاح مت کرو مگر جو گزر چکا یہ بڑا بے حیائی کا کام ہے

کیا دیئے ہوئے کو ناحق اور صریح ظلم سے لینا چاہتے ہو بھلا کیونکر اس کو لیتے ہو حالانکہ ایک دوسرے سے بیوی خاوند علیحدہ مل چکے ہیں اور وہ تم سے عہد مضبوط بھی لے چکی ہیں کہ ہمارا تمہارا ہمیشہ کا نباہ ہو گا- چھوڑتے ہو تو تم اپنی مرضی سے انکا کیا قصور؟ ہاں یہ بھی نہیں کہ ہر قسم کی عورت کو نکاح میں لے آؤ- بلکہ یہ ضروری ہے کہ اپنے باپ کی بیاہی ہوئی عورتوں سے نکاح مت کرو مگر جو گزر چکا سو معاف ہے- آیندہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ یہ بڑا بے حیائی کا کام اور غضب کی بات ہے

شان نزول

ؒ (ولا تنکحوا مانکح آباء کم) مشرکین عرب میں عام دستور تھا کہ سوتیلی ماں سے نکاح کرنا معیوب نہیں جانتے تھے- چنانچہ ایک شخص قیس نامی نے حضرت اقدس ﷺ کے زمانہ میں بھی بعد انتقال باپ کے سوتیلی ماں کو نکاح کا پیغام دیا- اس نے کہا کہ میں آنحضرت (ﷺ) سے مشورہ کر لوں- اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم بہ تفصیل رمنہ

(گذشتہ سے پیوستہ) بعد وفات کا احسان مسلمانوں پر ایسا ہے کہ تا قیامت ان کی گردنیں اس کے شکر سے سبکدوش نہیں ہو سکتیں- اس وقت جو کچھ اسلام کی تازگی یا نام و نشان ہے- اس کے متعلق اس کہنے میں بالکل مبالغہ نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے چونکہ یہ مضمون بے موقع ہے اس لئے بہ طریق اختصار علاوہ شہادت متفقہ مذکورہ بالا کے ایک ایک حدیث دونوں فریق (سنی شیعہ) کی کتابوں سے نقل کر کے حاشیہ ختم کرتے ہیں-

عن عائشة قالت قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ادعی ابابکر اباك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول انا ولا ویابی الله والمومنون الا ابابکر (مشکوة باب مناقب ابی بکر رضی الله عنه)

عائشہ صدیقہ نے کہا ہے کہ مجھے پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپ ابو بکر کو بلا کہ میں لکھ دوں اور فیصلہ کر دوں ایسا نہ ہو کہ کوئی متمنی اس بات کی تمنا کرنے لگے کہ میرے سوائے کوئی خلافت کے لائق نہیں حالانکہ ابو بکر ہی خدا کو اور سب مومنوں کو منظور ہے (کیا ہی واقعی بات ہے)

شیعوں کی مشہور کتاب کشف الغمه فی معرفت الائمه میں لکھا ہے کہ امام ابو جعفر سے کسی نے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ کو چاندی سے مرصع کر لیا کروں؟ امام نے فرمایا ہاں ابو بکر صدیقؓ بھی اپنی تلوار کو چاندی سے مزین کر لیا کرتے تھے- سائل نے کہا حضرت آپ بھی ابو بکر کی نسبت صدیق کہتے ہیں؟ امام اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر بڑے زور سے فرمانے لگے کہ نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق جو اس کو صدیق نہ جانے خدا اس کو دین و آخرت میں سچا نہ کرے (خدا چاہے ایسا ہی ہو گا)

وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ
اور غضب کی بات ہے اور برا طریق ہے- تمہاری مائیں اور تمہادی بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں
وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور دودھ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ کی بہنیں
وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ
تمہاری ساسیں اور تمہاری بیویوں کی جن سے تم صحبت کر چکے ہو پچھلی لڑکیاں
فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ
جو تمہاری ہی پرورش میں ہوں سب حرام ہیں ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہیں کیا تو تم پر گناہ نہیں اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیٹیاں
اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾
اور دو بہنوں کا ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرنا بھی حرام ہے مگر جو گزرا (سو معاف ہے) خدا بخشنے والا مہربان ہے

اور برا طریق ہے- علاوہ اس کے تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور دودھ مائیں اور ہمشیرین اور ساسیں اور تمہاری بیویوں کی جن سے تم صحبت کر چکے ہو پچھلی لڑکیاں جو اکثر اوقات تمہاری ہی پرورش میں ہوں (سب حرام ہیں) ہاں اگر تم نے اپنی بیویوں سے جماع نہیں کیا تو تم پر ان منکوحہ کے بعد ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں گناہ نہیں اور تمہاری صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے مگر جو گذرا (سو معاف ہے) کیونکہ خدا بخشنے والا مہربان ہے

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ

اور خاوندوں والیاں عورتیں بھی حرام ہیں مگر جن کے تم مالک ہوئے ہو یہ خدا کے حکم ہیں تم پر اور ان کے

لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا

سوا عورتیں زر مہر دیکر چاہو تو جائز ہیں بشرطیکہ گھر باری بنو نہ مستی نکالنے کو پھر جتنے

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

مال کے عوض تم نے ان سے تعلق کیا ہو ان کا حق مقرر شدہ حوالے کرو اور بعد مقرر کر لینے مہر کے بھی کسی مقدار

فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ

پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ تو گناہ کی بات نہیں بے شک خدا جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو کوئی

لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ

تم میں سے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی مقدور نہ رکھتا ہو تو تمہاری مملوکہ مسلمان

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ

لونڈیوں سے ہی (نکاح کر لے) اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم ایک دوسرے کی اولاد

بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ہو پس ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو معروف کے مطابق کرو بشرطیکہ گھر باری بننا چاہیں نہ کر مستی نکالنا

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

اور نہ چھپے چھپے دوست رکھنے والیاں

اور خاوندوں والیاں عورتیں بھی حرام ہیں مگر جن کے تم جنگ کی لوٹ میں مالک ہوئے ہو وہ بعد انتظار ایک ماہ تم کو حلال ہیں۔ یہ خدا کے حکم ہیں تم پر اور ان عورات مذکورہ بالا کے سوا عورتیں بطریق شرع زر مہر دے کر چاہو، تو جائز ہے بشرطیکہ گھر باری بنو نہ صرف چند روزہ مستی نکالنے کو پھر جتنے مال کے عوض تم نے ان سے تعلق کیا ہو ان کا حق پورا مقرر شدہ حوالے کرو اور بعد مقرر کر لینے مہر کے بھی کسی مقدار، کم یا زائد پر تم خاوند بیوی آپس میں راضی ہو جاؤ تو مضائقہ اور گناہ کی بات نہیں۔ بیشک خدا جانتا ہے کہ کبھی خاوند بیوی خود ہی اپنی خوشی سے ایسا کیا کرتے ہیں اور بڑی حکمت والا ہے جو باہمی تعلقات میں سختی کا حکم نہیں دیتا اور جو کوئی تم میں سے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی بسبب زائد خرچ ہونے کے مقدور نہ رکھتا ہو تو تمہاری مملوکہ مسلمان لونڈیوں سے ہی (نکاح کر لے) ان لونڈیوں کے ایمان کی زیادہ کھوج کرنے کی حاجت نہیں ظاہر پر ہی اکتفا کرو اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے باوجود ضرورت نکاح کے لونڈیوں کے نکاح سے عار نہ کرو اس لیے کہ اصل میں تو تم ایک ہی ہو۔ بعض قوم بعض کی اولاد ہو پس اگر تم کو ضرورت ہو تو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو بشرطیکہ گھر باری بننا چاہیں نہ کہ صرف مستی نکالنا ہی ان کو منظور ہو اور نہ چھپے چھپے دوست رکھنے والیاں کہ خاوند صرف پردہ پوشی کی غرض سے کریں اور در پردہ تعلق کسی اور سے رکھیں اور بعد نکاح کے ان کے مہر حسب دستور ان کو دو۔

فَاِذَآ اُحۡصِنَّ فَاِنۡ اَتَيۡنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيۡهِنَّ نِصۡفُ مَا عَلَى الۡمُحۡصَنٰتِ

اور ان کے مہر حسب دستور انکو دو پھر اگر نکاح میں بے حیائی (زنا) کریں تو آزاد عورتوں کی نسبت نصف سزا ان کو

مِنَ الۡعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِىَ الۡعَنَتَ مِنۡكُمۡ ؕ وَاَنۡ تَصۡبِرُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ

ہوگی یہ اس کے لئے ہے جو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ کرے اور صبر کرنا تمہارے لئے اچھا ہے

وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۲۵ يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَـكُمۡ وَيَهۡدِيَكُمۡ سُنَنَ الَّذِيۡنَ

اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے خدا کو منظور ہے کہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرے اور تم کو پہلے

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَيَتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۝۲۶ وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ

لوگوں کی راہ دکھاوے اور تم پر مہربانی کرے اللہ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ تم پر مہربانی کرنا چاہتا

عَلَيۡكُمۡ وَيُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا ۝۲۷

ہے اور جو لوگ اپنی خواہش کے غلام ہیں یہی چاہتے ہیں کہ تم کسی سخت غلطی میں پڑو

يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا ۝۲۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

خدا تمہاری تکلیف میں تخفیف چاہتا ہے اور انسان کی خلقت ضعیف ہے۔ مسلمانو ایک دوسرے کا

اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ

مال آپس[1] میں برے طریق سے نہ کھاؤ

پھر اگر وہ نکاح میں آکر بھی بے حیائی (زنا) کریں تو آزاد عورتوں کی نسبت نصف سزا ان کو ہو گی یعنی پچاس درے یہ لونڈیوں سے نکاح کی تجویز اس کے لیے ہے جو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ کرے اور زنا میں مبتلا ہونے کا اسے خوف ہو اور باوجود صبر کرنا تمہارے لئے اچھا ہے بشرطیکہ گناہ میں نہ پھنس جاؤ۔ اس لئے کہ لونڈیوں سے جو اولاد ہو گی وہ بھی بہ تبعیت اپنی والدہ کی غلام ہو گی جس سے تمہاری اولاد میں ایک قسم کا نقصان رہے گا کیونکہ ان کی آزادی دوسرے کے ہاتھ ہو گی اور اگر اس تجرد کی حالت میں تمہیں کسی نوع بدکاری کا دل میں خیال گزرے اور تم صبر پر ثابت قدم رہو تو اللہ ایسے خیالوں کو معاف کرے گا اس لیے کہ اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے تمہارے حق میں یہاں تک مہربانی ہے کہ خدا کو منظور ہے کہ تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرے اور تم کو پہلے دیندار لوگوں کی راہ دکھائے اور تم پر مہربانی کرے اس لیے کہ اللہ جانتا ہے کہ تمہارا اخلاص اپنی حد کو پہنچ چکا ہے اور باوجود علم کے بڑی حکمت والا ہے اس رتبہ اخلاص پر اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے ایسے معاملے کرتا ہے مگر اس مرتبہ والوں کے عموماً جہلا بد باطن بدخواہ اور دشمن ہوا کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے اور جو لوگ اپنی خواہش کے غلام ہیں ہر طرح یہی چاہتے ہیں کہ تم کسی سخت غلطی میں پڑو جس سے تم پر عذاب خداوندی نازل ہو اور تم مورد عذاب بنو مگر اللہ کو ہر طرح سے منظور ہے کہ تمہاری فلاح دارین ہو جب ہی تو خدا تمہاری تکلیف میں تخفیف چاہتا ہے کیونکہ انسان کی خلقت عموماً ضعیف ہے چونکہ خدا کو ہر طرح سے تمہاری ہدایت منظور ہے لہذا ایک امر ضروری سے جو عموماً بہت سی خرابیوں کا سر چشمہ ہے تم کو مطلع کرتا ہے کہ اے مسلمانوں ایک دوسرے کا مال آپس میں برے طریق دغا فریب چوری رشوت ظلم و ستم سے نہ کھاؤ

شان نزول [1] (لا تاکلوا اموالکم) (۱) اہل عرب میں جو شراب خواری ایک بڑا فخر سمجھا جاتا تھا چنانچہ ان کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے لوٹ مار تو ان کارات دن کا شیوہ ہی تھا ایسے افعال شنیعہ سے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ہاں اپنی مرضی سے سوداگری کرو اور اپنے بھائیوں کو قتل مت کرو خدا تم پر

بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ

مہربان ہے- جو کوئی یہ کام سرکشی اور ظلم سے کرتا رہے گا تو ہم اس کو آگ میں ڈالیں گے-

ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ

یہ اللہ پر آسان ہے- ہاں اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو روکا جاتا ہے

سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

باز رہو گے تو تمہاری غلطیوں کو ہم معاف کریں گے اور تم کو بڑی عزت کی جگہ میں داخل کریں گے- خدا[ل] نے

عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ

بعض کو بعض پر بڑائی دے رکھی ہے ان کا خیال تک بھی نہ کرو مردوں کو مردوں کے کیے سے اور عورتوں کو عورتوں کے کیے سے حصہ ہے اور

وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگو بیشک خدا سب کچھ جانتا ہے

ہاں ایک طریق ہے کہ اس سے غیر کے مال کو کھا سکتے ہو وہ یہ ہے کہ اپنی مرضی سے سوداگری کرو جس میں دونے تگنے چوگنے بھی کرلو تو مضائقہ نہیں اور اپنے بھائیوں کو قتل مت کرو- یہ احکام تمہارے ہی فائدہ کو خداوند تعالیٰ بیان فرماتا ہے اس لیے کہ خدا تم پر مہربان ہے ہاں جو کوئی باوجود سننے احکام خداوندی کے باز نہ آئے گا بلکہ یہ کام قتل وقتال سرکشی اور ظلم سے کرتا ہی رہے گا تو ہم بھی اس کو جہنم کی آگ میں ڈالیں گے گو وہ کتنا ہی بڑا رئیس کیوں نہ ہو ضرور ہی اس کو سزا ملے گی- کیونکہ یہ اللہ پر آسان ہے کہ بڑے بڑوں کو بھی سزا دے سکتا ہے ہاں ہم اتنا تو بتقاضائے رحمت ضرور کردیں گے کہ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جیسے شرک-کفر-زنا-چوری-غیبت شکایات وغیرہ جن سے تم کو روکا جاتا باز رہو گے تو تمہاری غلطیوں کو معاف کر دیں اور تم کو بعد مرنے کے بڑی عزت کی جگہ (جنت) میں داخل کریں گے-پس اگر یہ عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اخلاقی برائیوں کی جڑ یعنی حسد نہ کیا کرو اس حسد کا ازالہ سرے سے یوں ہو سکتا ہے کہ جو کچھ خدا نے تم کو دیا ہوا ہے اسی پر قناعت کرو اور جن امور کے ساتھ خدا نے بعض کو بعض پر بڑائی دے رکھی ہے اس کا خیال تک بھی نہ کرو اور یاد رکھو کہ مردوں کو مردوں کے کئے سے اور عورتوں کو عورتوں کے کئے سے حصہ ہے کوئی کسی کا بدلہ نہیں لے گا مرد نیک وبد جو کچھ کریں گے انکو ہو گا عورتیں نیک وبد جو کچھ کریں گی ان کو ملے گا پس تم ان بے ہودہ خیالات تمنی حسد وغیرہ سے باز آؤ اور اللہ سے اس کا فضل وکرم مانگو بے شک خدا سب کچھ جانتا ہے پس تم ہم سے مانگو ہم تمہاری ہر ایک حاجت مناسب مصلحت پوری کریں گے مگر دنیاوی ہیر وپھیر اور ترقی تنزل اور کمی زیادتی کے متعلق نہ گھبرایا کرو

شان نزول

[ل] (لا تتمنوا) مرد کے لیے عورت کی نسبت دگنا حصہ سن کر عورتوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہمیں مردوں سے کمی کیوں دی گئی حالانکہ ہم زیادہ محتاج معاش ہیں اس آرزو سے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی- معالم بتفصیل منہ

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ

اور ہر ایک مال میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑیں مریں ہم نے حصہ دار مقرر کیے ہیں

أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٣﴾

اور جن لوگوں سے تم نے دوستی کے عہد و پیمان کئے ہیں ان کا حصہ بھی دیا کرو سب چیزیں خدا کے سامنے ہیں

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا

مرد عورتوں پر حاکم[1] اس لئے ہیں کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے اور وہ

أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ

اپنے مال خرچ کرتے ہیں پس جو عورتیں نیک ہیں خاوند کی تابعدار ہیں بمقابلہ اسکے جو اللہ نے ان کے

اللَّهُ ۚ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

حقوق محفوظ رکھے ہیں غائبانہ محفوظ رکھتی ہیں اور جن عورتوں کی تم شرارت معلوم کرو ان کو سمجھاؤ پھر اپنے بستروں سے ان کو علیحدہ کردو

وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾

اور مارو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو بیجا الزام لگانے کی فکر نہ کرو خدا سب سے بلند اور بڑا ہے

اور چونکہ ہر ایک مال میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار بہن بھائی بیوی خاوند چھوڑ مریں ہم نے حصہ دار مقرر کئے ہیں پس مارے حسد اور رنج کے ان کے حصے نہ دباؤ بلکہ ہر ایک کو پورا پورا ادا کرو اور جن لوگوں سے تم نے دوستی کے عہد و پیمان کئے ہیں ان کے ساتھ بھی ہمدردی کرو اور ان کا حصہ مروت بھی جو بحق دوستی تم پر واجب ہو پورا ادا کرو اور جان رکھو کہ سب چیزیں خدا کے سامنے ہیں یہ نہ سمجھو کہ جن کو میراث میں حصہ زاید ملا ہے وہ بلا وجہ بھی خدا کی مقبولیت کا حق رکھتے ہیں جیسا کہ بعض مردوں نے اپنا دگنا حصہ سن کر یہ جانا کہ ہمیں نیک اعمال کا بھی دگنا ہی بدلہ ملے گا سو یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ مرد عورتوں پر حاکم اور افضل اس لیے ہیں کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے کہ مرد بہ نسبت عورتوں کے فہم فراست میں عموماً بڑھ کر ہوتے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال بیویوں کے نان و نفقہ اور مہر میں خرچ کرتے ہیں جیسی ان کو حاجتیں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہوں ویسا ہی ان کا حصہ بھی زائد کیا گیا ہے عورتوں کو چاہیے کہ اس مصلحت خداوندی کو سمجھیں اور بمقابلے اس خرچ کے خاوند کی تابعداری کریں پس جو عورتیں نیک ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ خاوندوں کی تابعدار رہیں اور بمقابلہ اس کے جو اللہ نے ان کے حقوق محفوظ رکھے ہیں خاوندوں کے اسباب اور اپنے آپ کو غیروں کے سامنے آنے سے غائبانہ محفوظ رکھتی ہیں ایسی عورتوں کی تم بھی قدر کرو اور جن عورتوں کی تم شرارت معلوم کرو پہلے ان کو باآہستگی سمجھاؤ- پھر اگر نہ مانیں تو اپنے بستروں سے ان کو علیحدہ کر دو پھر بھی اگر نہ سمجھیں اور باز نہ آئیں تو خفیف سا ان کو مارو- پھر اگر تمہاری فرمانبرداری کریں تو اس خیال سے کہ ہم حاکم ہیں ان پر بے جا الزام لگانے کی فکر نہ کرو تم سب جہان کے حاکم تو نہیں ہو خدا ہی سب سے بلند اور بڑا حاکم ہے پس وہ باوجود بڑا ہونے کے رحم کرتا ہے تو تم صرف چند روزہ حکومت پر تنا زور کیوں دکھاتے ہو؟

شان نزول [1](الرجال قوامون) ایک صحابی سعد بن ربیع نامی نے اپنی بیوی کو جنگل میں ایک طمانچہ مارا اس کے باپ نے حضرت اقدس ﷺ کی خدمت میں شکایت کی آپ نے فرمایا کہ عورت اس سے بدلہ لے لے مگر چونکہ ایسا قاعدہ عام طور پر عورتوں کو ادب سے مانع تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم بتفصیل منہ

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

اور اگر خاوند بیوی میں مخالفت پاؤ تو ایک منصف مرد کے کنبہ سے تجویز کرو اور ایک عورت کے کنبہ سے

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ وَاعْبُدُوا

اگر وہ دونوں مل کر صلح کرانی چاہیں گے تو اللہ بھی ان کو صلح کی توفیق دے گا بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا اور خبر رکھتا ہے- اللہ کی عبادت

اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

میں مصروف رہو اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو قریبی رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ

اور مسکینوں اور نزدیک اور دور کے پڑوسیوں سے اور ساتھ والوں سے اور

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

مسافروں اور غلاموں سے بھی احسان کرو خدا متکبروں اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا

فَخُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنا بتاتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ

فضل کو چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے- اور جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ

لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں

اور اگر خاوند بیوی میں مخالفت پاؤ جو معمولی کوشش سے رد بصلح نہ ہو سکتی ہو اور کہنے سننے سے نہ سمجھیں تو ایک منصف مرد کے کنبہ سے تجویز کرو اور ایک عورت کے کنبہ سے اگر وہ دونوں منصف مل کر صلح کرانی چاہیں گے اور نیک نیتی سے کوشش کریں گے تو اللہ بھی ان میں صلح کی توفیق دے گا بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر ایک شے سے خبر رکھتا ہے چونکہ اکثر دفعہ عورتوں کے جھگڑے مفضی الی النزاع ہو جایا کرتے ہیں لہٰذا مناسب ہے کہ بہمہ وجوہ اس طرف نہ جھک جاؤ بلکہ خدا کی توحید کا عالم میں نقارہ بجاؤ اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہو کہ تمہارے کہنے کا بھی لوگوں کو اثر ہو اور بھیج وجہ اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ انہوں نے تم کو ابتداء سے پرورش کیا نہ صرف ماں باپ سے بلکہ قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور نزدیک اور دور کے پڑوسیوں سے اور ساتھ والوں سے خواہ گاڑی میں ہی چند منٹ تک تمہارے ساتھ ہوں اور مسافروں اور غلاموں سے بھی احسان کرو- کیونکہ توفیق ہونے کے باوجود مخلوق سے احسان نہ کرنا ایک طرح سے تکبر ہے اور خدا متکبروں اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا- جو خود بھی احسان سے روکتے ہیں اور اپنی طبیعت کے موافق اور لوگوں کو بھی بخل ہی سکھاتے ہیں مثلاً اگر کوئی ان سے کچھ طلب کرے تو دینا تو درکنار اس کے آگے اپنے کو ایسا محتاج بن کر دکھاتے ہیں کہ گویا اللہ کے دیئے ہوئے فضل مال و دولت عیش و آرام کو چھپاتے ہیں جو ایک قسم کی سخت ناشکری ہے پڑے کریں اور یہ بھی سن لیں کہ ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے جیسا کہ یہ لوگ دنیا میں اپنی ذلت ظاہر کرتے ہیں ویسے ہی قیامت میں ذلیل و خوار ہوں گے اور انہیں کے بھائی ہیں وہ بھی جو لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں-

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝۴۱ۭ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝۴۲ۧ

اور اللہ اور قیامت کے دن کو نہیں مانتے جس کا شیطان دوست بنے اس کے لئے تو بہت ہی برا دوست ہے۔ بھلا ان کا کیا حرج تھا اگر وے خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرتے اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا ذرہ جتنی بھی نیکی ہو تو اسے بھی دگنا کردے گا اور اپنے پاس سے بڑا بدلہ دے گا۔ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک گواہ لاویں گے اور تجھ کو بھی ان پر گواہ بنا دیں گے۔ اس دن کافروں اور رسول کے نافرمانوں کی آرزو ہوگی کاش زمین میں دبا دئے جائیں اور اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

مسلمانو نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جایا کرو

اور اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے دن کو نہیں مانتے کہ امید نیک جزا کی رکھیں بلکہ شیطان نے ان کو سخت گرداب میں پھنسا رکھا ہے کیوں نہ ہو جس کا شیطان دوست بنے تو پھر اس کے ایمان کی خیر کہاں اس لیے کہ وہ بہت ہی برا دوست ہے یارانہ گانٹھ کر فریب دیتا ہے بھلا ان کا کیا حرج تھا کہ اگر وہ خدا کو جیسا کہ وہ واحد لاشریک ہے مان لیتے اور ساتھ ہی اس کے قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اس خیال سے کہ خدا سب کاموں کا بدلہ دے گا اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے تو ضرور ہی ان کو بدلہ ملتا اس لئے کہ اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ علاوہ اس کے خدا کی عادت نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی ظلم کرے اگر ذرہ جتنی بھی نیکی ہو تو اسے بھی اپنی مہربانی سے دگنا کرتا ہے اور اپنے پاس سے علاوہ اس نیکی کے اخلاص کامل دیکھ کر بڑا بدلہ دیتا ہے۔ بھلا یہ ریاکار دنیا میں تو خدا سے بن کر لوگوں دکھانے کو کام کرتے ہیں جہاں ان کے دل کا کھوٹ لوگوں کے دل سے چھپا رہتا ہے قیامت کے روز ان کا کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک گواہ لائیں گے اور تجھ کو بھی ان ریاکاروں پر گواہ بنائیں گے اس دن ان کافروں اور رسول کے نافرمانوں کی آرزو ہوگی کہ کاش زمین مین دبائے جائیں۔ اس قدر ذلت کا باعث یہ ہوگا کہ گواہوں کی گواہی سے سب راز عیاں ہو جائیں گے اور خود بھی اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے۔ مناسب بلکہ واجب تو یہ تھا ایسی ریاکاری کرتے ہوئے خدا سے جو ان کے دلوں کے حال سے واقف ہے حیا کرتے ہیں کیونکہ حیا کی صفت خدا کو نہایت پسند ہے جو لوگ اس سے حیا کرتے ہیں وہی انجام کار فلاح یاب ہوں گے۔ جب ہی تو مسلمانوں کو حیاداری سکھاتا ہے کہ مسلمانو خدا سے شرم کرو نشے کی بدمستی میں اس کے حضور میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ

جب تک کہ اپنی بات کا مطلب نہ سمجھو اور نہ بے غسلی کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو لیکن

كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ

مسافری میں اگر تم بیمار ہو یا سفر میں جا رہے ہو یا کوئی تم میں سے پاخانہ پھر کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ

کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو منہ اور ہاتھوں کو مٹی ملو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

بیشک خدا بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ کیا تو نے ان کتاب والوں (یہود و نصاری) کو نہیں دیکھ چکا کہ بے دینی کو

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

دام دے کر خریدتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم بھی سیدھی راہ سے بہک جاؤ۔ اللہ تمہارے دشمنوں کو

بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

خوب جانتا ہے اللہ ہی تمہاری کارسازی اور حمایت کو کافی ہے۔ بعض یہودی خدا کے کلام کو بھی

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ

موقع مناسب سے بدل ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا ہماری سن

جب تک کہ اپنی بات کا مطلب نہ سمجھو اور نہ جنابت کی حالت میں نماز پڑھو جب تک غسل نہ کرلو لیکن مسافری کی حالت میں اگر ہو تو اس کا حکم آگے آتا ہے وہ یہ ہے اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا سفر میں جا رہے ہو یا کوئی تم میں سے پاخانہ پیشاب پھر کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر ان سب صورتوں میں تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو طریقہ اس تیمم کا یہ ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو مٹی ملو جس سے تمہارے خدا کے حضور میں خاکساری پائی جائے اور اس خاکساری سے عفو کی امید رکھو بے شک خدا بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اس خاکساری کے بھید کو جو لوگ نہ سمجھیں اور جھٹ سے اعتراض کریں تو تو (اے محمد ﷺ) ان کی طرف کان بھی نہ لگا کیا تو ان کتاب والوں (یہود و نصاری) کو آنکھوں سے نہیں دیکھ چکا کہ کس طرح کی بے ایمانیاں کرتے ہیں گویا کہ بے دینی کو دام دے کر خریدتے ہیں اور پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ ساتھ ہی اس کے دل سے چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے تم بھی سیدھی راہ سے بہک جاؤ مگر تم ان سے مطمئن رہو اللہ تمہارے دشمنوں کو یہ ہوں یا اور ان کے بھائی بندے خوب جانتا ہے اللہ ہی تمہاری کارسازی اور حمایت کو کافی ہے اس کے ہوتے کسی کی حاجت نہیں ان کتاب والوں کی کہاں تک تم کو سنائیں ایسے کہاں تک کام کرتے ہیں۔ جن سے یوں سمجھا جائے کہ گویا خدا سے بھی منکر ہیں بعض یہودی تو اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ خدا کے کلام کو بھی موقع مناسب سے بدل ڈالتے ہیں اور تیرے سامنے آکر کہتے ہیں کہ ہم نے آپکا ارشاد سن لیا اور جی میں کہتے ہیں کہ نہیں مانا اور چلتے ہوئے بددعا بھی دیتے ہیں کہ اے نبی ہماری سن اللہ کرے

شان نزول [1] (الم تر الی الذین) یہود کی شرارت یہاں تک پہنچی تھی کہ مارے رنج اور حسد کے حضرت ﷺ کی خدمت میں آتے تو جہلا کی طرح زبان مروڑ مروڑ کر گالیاں دیتے۔ گو ان گالیوں کو مسلمان نہ سمجھتے لیکن وہ اپنے جی میں خوشی مناتے ان کی اس مخفی خباثت پر اطلاع دینے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

تیری کوئی نہ سنے اور زبان مروڑ کر دین میں طعن کرنے کو راعنا کہہ جاتے ہیں اگر کہتے ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ

اور تابع ہوئے ہماری بات سنئے اور ہماری طرف نظر کیجئے تو یہ (کلام) ان کے لئے اچھا اور درست ہوتا لیکن خدا نے ان کی بے ایمانی

بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا

کی وجہ سے ان کو رحمت سے دور کر دیا سو اب سوائے کسی قدر ایمانداری کے دل سے نہ مانیں گے۔ اے کتاب والو ہمارے اتارے ہوئے

بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا

کلام کو مانو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے پہلے اس سے کہ ہم کتنے ہی مونہوں کو بگاڑ کر ان کی پیٹھ کی

عَلٰٓي اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

شکل پر الٹ دیں یا ان پر لعنت کریں جیسی کہ ہفتے والوں پر کی تھی اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ

اللہ شرک ہرگز نہ بخشے گا اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ تو بڑا ہی طوفان باندھتا ہے

تیری کوئی نہ سنے اور زبان مروڑ کر دین میں طعن کرنے کو تجھے مخاطب کر کے راعنا کہہ جاتے ہیں جس سے جانتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے حالانکہ ان کے حق میں یہ کاروائی سراسر مضر ہے ہاں اگر تیری حضور میں آکر یوں کہتے کہ صاحب جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے خوب سنا اور اس کے تابع بھی ہوئے ہماری گزارش فدویانہ سنئے اور ہماری طرف نظر شفقت کیجئے تو یہ گفتگو ہر طرح سے ان کے لیے بھلی اور درست ہوتی کہ انجام کار ان کو ذلت نہ پہنچتی جو اس پہلی گفتگو سے پہنچنے والی ہے۔ لیکن خدا نے ان کی بے ایمانی اور سخت دلی کی وجہ سے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ سو اب سوا کسی قدر ظاہری ایمانداری کے خدا کی باتوں کو دل سے نہیں مانیں گے اب ہم تم سب کو مخاطب کر کے ایک بھلی بات بتلاتے ہیں جس کا جی چاہے مانے جس کا جی چاہے انکار کرے۔ سنو اے کتاب والو (یہودیو اور عیسایو) ہمارے اتارے ہوئے کلام کو مانو جس کے انکار کی تمہارے پاس کوئی وجہ نہیں نہ تو وہ بذات خود غلط ہے اور نہ وہ تمہارے عقاید سابقہ کے خلاف ہے بلکہ تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے کہ بے شک تورات انجیل کی اصل تعلیم خدا کی اتاری ہوئی ہے یہی دو وجہ کسی امر کے انکار کی ہوتی ہیں کہ یا تو وہ امر بذات خود صحیح اور مدلل نہیں ہوتا اور اگر مدلل ہو تو بسا اوقات انسان کے مسلمات سابقہ کا مخالف ہوتا ہے اس لئے وہ اس کو تسلیم کرنے سے اعراض کرتا ہے سو ان دونوں وجہوں میں سے کوئی وجہ بھی نہیں پائی جاتی پس تمہیں مناسب بلکہ واجب ہے کہ اس کو مان لو پہلے اس سے کہ کتنے ہی مونہوں (کافروں) کو ہم بگاڑ کر انکی پیٹھ کی شکل پر الٹ دیں یا ان پر لعنت کریں جیسی کہ ہفتہ میں زیادتی کرنے والوں پر کی تھی اور یہ دن ضرور ہونے والا ہے اس لئے کہ اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے کوئی اس کو مانع نہیں ہو سکتا۔ اس دن کے فیصلہ کے خلاصہ بھی سن لو کہ یہ تو ہرگز نہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ شرک اور کفر کو معاف کر دے ہاں اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا اس لئے کہ جو کوئی اللہ سے شرک کرتا ہے وہ تو بڑا ہی طوفان باندھتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک سمجھتے ہیں اللہ جس کو چاہے پاک کر دیتا ہے اور ان پر ایک تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا- غور تو کر اللہ پر کیا بہتان باندھتے ہیں یہی گناہ صریح کافی ہے- کیا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝

تو نے ان میں سے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کچھ حصہ کتاب الٰہی سے ملا تھا وہ بے دینی کی باتوں[1] اور شیطانوں کو مانتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں یہ مسلمانوں سے سیدھی راہ پر ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

انہی پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس کو خدا لعنت کرے اس کے لئے تو کسی کو حمایتی نہ پائے گا

اس روز سب کو اپنے اپنے اعمال کا ہی جواب دہ ہونا ہو گا نہ بیٹے کو باپ کا فخر ہو گا نہ باپ کو بیٹے کا باوجود ایسے اعلان صریح کے بعض لوگ اس بات کی وجہ سے دلیری کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بڑے خدا کے مقبول تھے کیا تو نے ان احمقوں کو نہیں دیکھا جو باپ دادا کے فخر پر اپنے آپ کو گناہوں سے پاک سمجھتے ہیں کیسی غلطی پر ہیں کیا وہ اپنے آپ کو پاک کرنے سے پاک ہو سکتے ہیں ہر گز نہیں ہاں اللہ جس کو چاہے گناہ معاف کر کے پاک کر دیتا ہے اس غلط خیالی کا مزہ بھی اس روز جانیں گے جس روز سب لوگوں کا حساب لیا جائے گا اور ان پر ایک تاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا غور تو کر اللہ پر کیسا بہتان باندھتے ہیں؟ یہی گناہ صریح ان کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے تو ان کی اس افتراپردازی پر بھی تعجب کرتا ہو گا یہی ایک تعجب کی بات ان میں نہیں بلکہ یہ تو تعجبات کے پتلے ہیں کیا تو نے ان میں سے ان کو نہیں دیکھا جن کو کچھ حصہ کتاب الٰہی سے ملا تھا وہ کیسی بے دینی کر رہے ہیں کہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں اگر وقت پر بتوں کے آگے سجدہ بھی کرنا پڑے تو کر دیتے ہیں اور کافروں کے حق میں جو شرک کفر میں مبتلا ہیں کہتے ہیں یہ مسلمانوں سے سیدھی راہ پر ہیں کیسے ظلم کی بات ہے کیوں نہ کریں انہیں پر خدا نے لعنت کی ہے جس کے سبب سے دین و دنیا میں ذلیل اور خوار ہوں گے کیوں نہ ہوں؟ جس کو خدا لعنت کرے اس کیلئے تو کسی کو حمایتی نہ پائیگا اور جو اسکو ذلت اور خواری سے بچائے

شان نزول

[1] (الم تر الی الذین یزکون) ایک دفعہ بعض یہودی اپنے بچوں کو اٹھا کر جناب کی خدمت میں لائے اور پوچھا کہ بتلائے ان پر بھی کوئی گناہ ہے آپ نے فرمایا نہیں بولے کہ اسی طرح ہم بھی گناہوں سے صاف ہیں دن کے ہمارے گناہ محو ہو جاتے ہیں اور رات کے دن کو اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی- راقم کہتا ہے کہ زمانہ حال کے پیٹو پیر و فقیر اسی طرح اپنی شیخیں بکھارتے ہیں اور جہلا میں رسوخ بڑھا کر خدا سے مردود ہوتے ہیں ان سب آفتوں کی جڑ حب دنیا ہے (نعوذ باللہ)

[2] (یومنون بالجبت) ایک دفعہ یہودی مشرکین مکہ کے پاس جا کر اس امر کے متدعی ہوئے کہ سب مل کر مسلمانوں سے لڑیں اہل مکہ نے کہا کہ تم اور مسلمان دونوں اہل کتاب سے ہو عجب نہیں کہ یہ بھی کچھ تمہارا فریب ہو جب تک تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو ہم نہیں مانیں گے یہودیوں نے اس کو قبول کر لیا اسی اثناء میں مشرکین مکہ نے ان سے سوال کیا کہ بھلا ہم لوگ تو ناخواندہ ہیں اس لیے ہمیں تو چند ان مذہبی امور کی سمجھ نہیں تم تو خواندہ ہو یہ تو بتلاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا ان مسلمانوں کا وہ بولے تم بیشک اچھے ہو اس لئے کہ تم لوگ اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہو اور اہل اسلام نے اپنا آبائی طریق چھوڑ کر نیا راستہ نکالا ہے ان کے اس دروغ گوئی کے اظہار کے لئے یہ آیت نازل ہوئی (معالم بتفصیل منہ)

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ

تو کیا ان کا خدا کے ملک میں کچھ حصہ ہے پھر تو لوگوں کو ایک رائی برابر بھی نہ دیتے کیا یہ لوگوں سے

النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ

خدا کے دیے ہوئے فضل پر حسد کرتے ہیں ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

تہذیب دی تھی اور ان کو بڑا ملک بخشا تھا۔ پس بعض تو ان میں سے نبی کو مان گئے اور بعض

صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

ابھی تک اس سے انکاری ہیں ان کے جلانے کو جہنم کافی ہے۔ جو لوگ ہمارے احکام سے منہ پھیرتے ہیں

نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا

ہم ان کو ضرور ہی آگ میں ڈالیں گے جب کبھی ان کے چمڑے جل جایا کریں گے تو ان کے عوض ہم اور چمڑے بدل دیں گے تاکہ وہ

الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

عذاب چکھیں (کیونکہ) بے شک خدا بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے

باوجود اس کے پھر اتنی دلیری سے کفر و شرک لوگوں کو سکھاتے ہیں تو کیا ان کا بھی خدا کے ملک میں کچھ حصہ ہے کہ جو چاہیں اپنے صوبے میں احکام نافذ کریں پھر تو علاوہ بے دینی کے لوگوں کو بوجہ اپنے بخل کے ایک رائی برابر بھی نہ دیتے جب یہ کچھ نہیں تو پھر پیغمبر کے مقابلہ پر لوگوں کو کفر و شرک کی باتیں بتلانا کیا معنی کیا یہ لوگوں (رسول اور اس کے اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے خدا کے دیئے ہوئے فضل پر حسد کرتے ہیں کہ ان کو ہدایت کیوں ملی سو یہ بھی کیسا غلط خیال ہے اس لئے کہ ہم نے پہلے بھی تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور تہذیب دی تھی اور دنیا میں بھی ان کو بڑا ہی ملک بخشا تھا جس سے ان کے دونوں پہلو دین و دنیا کے قوی ہو گئے تھے کیا ان کے حاسد ان کا کچھ بگاڑ سکے تھے جو یہ لوگ کتاب والے مسلمانوں سے حسد کر کے ان کا بگاڑیں گے پس یہ سنتے ہی بعض تو ان سے نبی کو مان گئے اور بعض ابھی تک اس سے انکاری ہیں جس میں انہیں کا حرج ہے ان کے جلانے کو جہنم ہی کافی ہے کچھ ہی کریں ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام سے منہ پھیرتے ہیں ہم ان کو ضرور ہی آگ میں ڈالیں گے۔ جہاں پر انکی حالت سخت کسمپرسی کی ہو گی اور جب کبھی انکے چمڑے[1] جل جایا کریں گے ان کے عوض ہم اور چمڑے ان کو بدل دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزہ چکھیں۔ ہمیشہ اسی طرح بلا میں مبتلا رہیں گے یہ نہ ہو گا کہ کسی وقت اتفاق کر کے خدا پر حملہ کریں اس لئے کہ خدا تو بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے سامنے چوں کر سکے ان کے مقابل کے لوگ جن سے یہ حسد کرتے ہیں

[1] (کلما نضجت جلودھم النساء۔ ۵۶) اس آیت کے مضمون سے بعض آریوں نے مسئلہ تناسخ پر دلیل پکڑی ہے اس کے علاوہ اور کئی آیتوں سے جو اس کے ہم معنی ہیں جن کی فہرست ہم ذیل میں دیں گے مطلب برآری کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ آیات مذکورہ کے بتلانے سے پہلے آریوں کا دعویٰ جس پر وہ ان آیات کو بطور الزامی دلائل کے پیش کیا کرتے ہیں بتلانا ضروری ہے جو انہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

آریوں کا مذہب ہے کہ دنیا میں جو بندے گناہ کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے حیوانوں کے قالبوں میں ان کو جانا ہوتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہتے ہیں ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

نہریں بہتی ہوں گی انہیں میں ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں ان کے لئے بیویاں پاک ہوں گی اور ہم ان کو دائمی عیش میں

یعنی جو لوگ اللہ اور رسول کے حکم حکموں پر بدل وجان ایمان لائے ہیں اور پھر اسی کے مطابق نیک عمل بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کو موت بھی آجاتی ہے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نہ صرف چند روزہ بلکہ انہیں میں ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں علاوہ نعماء خداوندی ان کے لیے بیویاں پاک ہوں گی جو سوا اپنے خاوند کے کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں گی اور ہم ان کو دائمی عیش میں

مگر کس طرح؟ کوئی بیٹھے بیٹھے حیوان نہیں بنتے بلکہ باقاعدہ انڈے کے اندر یا حیوانوں کے پیٹ میں جسم تیار ہوتا ہے اس میں گناہ گار آدمی کی روح ڈالی جاتی ہے- غرض دنیا کا انتظام جس قدر خدا نے انسانوں اور حیوانوں میں ملاپ کار کھا ہے یہ سب انتظام بندوں کے گناہوں پر موقوف ہے- چنانچہ آریہ مذہب کا ایک بڑا حامی اپنے رسالہ ثبوت تناسخ میں رقم طراز ہے-

"مسئلہ اواگون (تناسخ) کے رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں ایک کرم جونی (اعمال خانہ) دوم بھوگ جونی (سزا خانہ) جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک وبد کرنے کی تمیز دی گئی ہے وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دی گئی وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہیں چونکہ حیوان بھوگ جونی ہیں وہ نیک یا بدکام نہیں کر سکتے جس طرح جیل خانہ کے قیدی (کو) سزا کی معیاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سزا کی معیاد گزرنے کے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہونی چاہیے اور وہ پھر جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تھا اسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال سے نہیں- ثبوت تناسخ صفحہ (۹۸-۱۹۷)

یہ ہے آریوں کا دعوی جس پر آیات مندرجہ ذیل کو مسلمانوں کے الزام کی غرض سے پیش کیا کرتے ہیں-

(۱) ولقد علمتم الذين اعتدوامنكم فى السبت فقلنالهم كونوا قردة خاسئين (بقره-۵٤) (۲) فلما عتواعن ما نهو عنه قلنا لهم كونوا قردة خاسئين (اعراف-۵۵) (۳) قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير (مائده-۵) (٤) واذ اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالو بلى (اعراف-٦١) (۵) ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم (آل عمران-۵۸) (٦) نحن خلقناهم وشددنا اثرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبديلا (دهر-۱۷) (۷) يوم ينفخ فى الصور فتاتون افواجا (انبياء-۷) (۸) فاخرج منها انك من الصاغرين (اعراف-۲) (۹) ويقولون سبعة وثامنهم كلبهم (كهف-۱۱) (۱۰) كلما نضجت جلودهم بدلنا هم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب (نساء-٤۵) (۱۱) كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا (بقر-۱۷) (۱۲) ببابل هاروت وماروت (بقره-۱) (۱۳) نحن قدرنا بينكم الموت وما نحن بمسبوقين (الواقعه-۵) (۱٤) وما من دابة فى الارض ولا طائر يطير بجناحيه الاامم امثالكم (انعام-۲۷) (۱۵) ان الصفا والمروة من شعائر الله (بقره-٤۷)

پہلے مطلب بتلانے آیات قرآنی کے بغرض توضیح تناسخ متنازعہ کے معنی بیان کرنے بھی ضروری ہیں

ظَلِيۡلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ

داخل کریں گے۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں مالکوں کے پاس پہنچا دیا کرو اور نیز جب لوگوں میں

داخل کریں گے اگر ان باغوں کو انعام میں لینا چاہتے ہو تو سنو کہ اللہ تم کو ایک ضروری حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں مالکوں کے پاس جس وقت وہ تم سے طلب کریں پہنچا دیا کرو ایسا نہ کرو کہ ان کو خود ہی ہضم کر جاؤ یا دیتے وقت بے پروائی سے کسی اور شخص کو دے دو جس سے ان کا حرج ہو اور نیز جب لوگوں میں کسی قسم کا

شان نزول

(ان الله يامركم ان تودوا الا مانات) فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے کعبہ شریف میں داخل ہونا چاہا تو دربان نے چابی دینے سے انکار کیا حضرت علی نے اس سے جبرا چھین لی جب آپ کعبہ سے باہر آئے تو حضرت عباس نے چاہا کہ کعبہ کی کنجی مجھے ملے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کے مطابق حضرت علی سے کنجی لے کر اس دربان کے پاس بھیج دی جو اس نے کہا پہلے تو مجھ سے جبرا چھین لی اب کیوں دیتے ہو؟ آپ نے فرمایا خدا نے یہی حکم بھیجا ہے منصفانہ ارشاد سن کر وہ فورا مسلمان ہو گیا

واضح رہے کہ تناسخ جسے ہندی میں پتر جنم اور آواگون بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ روح بعد چھوڑنے اس جسم کے کہ جس میں وہ اب ہے کسی ایسے جسم میں چلی جائے جو حسب دستور ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر تیار ہوا ہو اجس کو دوسرے لفظوں میں تناسخ توالد بھی کہتے ہیں یہ ہے آریوں کا دعوی جس پر آیات متذکرہ بالا پیش کرتے ہیں اب ہم ان آیات موصوفہ کا صاف مطلب بتلاتے ہیں۔

واضح رہے کہ بائیبل کے مقامات کا جواب گو ہمارے ذمہ نہیں تاہم ہماری تقریر سے ان مقامات کا جواب بھی آجائے گا جس کے لئے دونوں فریق (آریوں اور عیسائیوں) کو ہمارا مشکور ہونا چاہیے۔ آریوں کو تو اس لیے کہ ان کے شبہات دور ہو گئے عیسائیوں کو اس لیے کہ ان کی طرف سے ہم نے جواب دے کر ان کو سبکدوش کیا اور ان کی طرح نہیں کیا کہ تکذیب براہین میں مسلمانوں کے مقابل تمام انبیاء علیہم السلام کو گالیاں سن کر یہ بھی آریوں کی مدح سرائی کرتے تھے (دیکھو اخبار نور افشاں) پہلے جواب دینے اور مطلب بتلانے ان آیات کے یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ ہر ایک کلام کے معنی وہی صحیح ہوتے ہیں جو متکلم کے منشاء کے مطابق ہوں اور اگر کسی کلام کے ایسے معنی ہوں جو متکلم اس کو صحیح نہ جانتا ہو گو اپنی کھینچ تان سے ہم ان کو سیدھا بھی کر لیں مگر حقیقت میں سیدھے نہیں ہوں گے کیونکہ متکلم ان معنی سے انکاری ہے غالبا یہ اصول سب اہل زبان کو پسند[2] ہو گا۔ پس بعد اس تمہید کے اجمالی جواب ان آیات سے یہ ہے کہ چونکہ متکلم قرآن (یایوں کہئے کہ خدا) کو تناسخ سے انکار ہے کیونکہ اس نے جزاسزا کا جو طریق بتلایا ہے کسی سے مخفی نہیں۔ متکلم قرآن کتے بلی کی جون کو ہرگز سزا نہیں بتلاتا بلکہ نالائقوں اور مجرموں کے لیے وہ جہنم کا راستہ کھولتا ہے تو پس آپ (یا منصف مزاج آپ کے بھائی) سمجھ سکتے ہیں کہ جس متکلم نے تناسخ سے صاف اور واضح الفاظ میں انکار کیا ہو اسی کے کلام سے تناسخ کا ثبوت نکالنا کہاں تک ریت کے تیل اور دم دار آدمی اور سینگ دار گدھے کے مشابہ ہو گا اب تفصیلی جواب بھی سنئے۔ پہلی دوسری اور تیسری آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ (اگر ان کے ظاہری معنی بھی لیے جائیں) کہ بعض نالائقوں کی شکل کو خدا نے اسی زندگی میں آدمی سے بندر کی شکل میں مبدل کر دیا اس واقع کو تناسخ سے کوئی علاقہ نہیں تناسخ تو یہ ہے کہ روح بعد چھوڑنے اس بدن کے کسی ایسے بدن میں جو موافق قاعدہ ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر تیار ہوا ہو داخل ہو جیسی کہ ہم نے پہلی تفصیل کی ہے۔ ہاں اگر اس کو بھی آریہ تناسخ کہتے ہیں تو یہ ویسا ہے کہ اپنی بیوی کا نام ملکہ رکھنا جسے کوئی دوسرا نہ مانے گا۔

---

(۲) پنڈت دیانند جی بھی ست ارتھ پرکاش کے دیباچہ میں اسی کی طرف توجہ دلاتے ہیں

النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے کرو جو نصیحت خدا تم کو کرتا ہے وہی خوب ہے کہ بے شک اللہ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝
سنتا اور دیکھتا ہے

فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے کرو بسا اوقات تم کو انصاف سے روکنے والے ناصح مشفق بن کر ڈرائیں گے کہ فلاں صاحب بڑے رئیس ہیں گو وہ ناحق پر ہیں لیکن اگر آپ ان کے خلاف فیصلہ کریں گے تو وہ صاحب رنجیدہ ہو جائیں گے جس سے آپ کا نقصان ہو گا میں آپ کو دوستانہ سمجھاتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ان کے مخالف فیصلہ کسی طرح نہ کریں سو ایسے نادان دوستوں کی نصیحت پر کان نہ لگاؤ جو نصیحت خدا تم کو کرتا ہے وہی خوب ہے اگر تم انصاف پر کمربستہ رہو گے تو کوئی بھی تمہیں چاہے کتنا بڑا رئیس بھی کیوں نہ ہو ؟ تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ اس لئے کہ اللہ سب کی باتیں سنتا ہے اور سب کے کام دیکھتا ہے ممکن نہیں کہ جو لوگ اس کی رضا جوئی کو مقدم کریں پھر ان کو خدا ذلیل کرے بلکہ ہمیشہ وہی معزز رہیں گے انہیں کا خاتمہ بخیر و عافیت ہو گا۔

چوتھی آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے ابتدائے پیدائش میں تمام بنی آدم کی روحوں کو موجود کر کے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا اور اس اقرار کو ان کی طبیعت میں ودیعت کر دیا یہی وجہ ہے کہ اگر آدمی بد صحبت نہ ہو تو ضرور خدا کی ربوبیت کا قائل ہو تا ہے۔ بھلا اس کو تناسخ سے کیا علاقہ ؟

پانچویں آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مرتے ہیں چونکہ ان کو اصل غرض زندگی کی جو نجات ہے حاصل ہو چکی ہے اس لیے ان کو مردہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں بھلا سے تناسخ سے کیا مطلب چھٹی آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہی صحیح ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ان کافروں کو (جو قیامت کے ہونے سے اس وجہ سے منکر ہیں کہ خدا اتنی بڑی مخلوق کو کیونکر جمع کرے گا) پیدا کیا ہے اور جب چاہیں گے ان کی تبدیل اشکال کر دیں گے اور مٹی میں ملائیں گے اور پھر اسی سے اٹھائیں گے۔ اس کو بھی تناسخ سے کیا تعلق ؟

ساتویں آیت کا مطلب بھی بالکل واضح ہے بلکہ مکذب کے سارے تانے بانے کو توڑتا ہے خدا فرماتا ہے جس دن قیامت کے لیے پکار اور آواز کی جائے گی اس دن تم جماعت جماعت ہو کر سب حاضر ہو جاؤ گے اسے تناسخ سے کیا مطلب ؟ معلوم ہوا کہ قرآن شریف نے جزا و سزا کے لیے روز قیامت مقرر کیا ہے نہ کہ کتوں اور سوروں کی جونیں۔

آٹھویں آیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ شیطان نے جب نافرمانی کی تو اسے حکم ہوا کہ تو اس جگہ سے نکل جا کیونکہ تو بوجہ اپنی بدکاری کے ذلیل ہو چکا ہے اسے بھی تناسخ سے کیا علاقہ ؟

نویں آیت کا مطلب بھی اصحاب کہف کا قصہ ہے کہ چند لوگ جو بوجہ اپنی دینداری اور توحید باری کے مخلوق سے تنگ آ کر ایک پہاڑ کی غار میں جا چھپے تھے جب وہ چلے تو ان کے ساتھ ایک کتا بھی چلا۔ پھر ان کی تعداد میں اہل کتاب باہم مختلف تھے ان کی بابت خدا فرماتا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ جوان دیندار سات تھے اور کتا ان میں آٹھواں۔ اسے بھلا تناسخ سے کیا مطلب ؟

دسویں آیت بھی بالکل واضح ہے اور تناسخ کی جڑ کاٹ رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب کافروں اور مکذبوں کو آگ جلائے گی تو ان کے جلے ہوئے چمڑوں کے بجائے ان کو اچھا چمڑا دیا جائے گا تا کہ پھر جلیں اس سے تو بالکل ہی تناسخ ثابت و مبرہن ہو گیا کہ خدا نے جزا سزا کے لیے کتے بلوں کی جونوں کو تجویز نہیں کیا بلکہ قیامت کو جزا سزا کا دن مقرر کیا۔

گیارہویں آیت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے تم اے مشرکو اور ناستکو (دہریو) خدا سے کس طرح منکر ہوتے ہو ؟ حالانکہ تم پہلے بے جان

اسے غور سے دیکھو

(یعنی مٹی) تھے پھر تم کو خدا نے پیدا کیا اسے بھی تناسخ سے کیا تعلق؟ اگر اموات کے لفظ پر شبہ ہو تو یہ لفظ قرآن میں خشک زمین پر بھی آیا ہے دیکھو **فاحیینا به بلدة میتا** اموات کے معنی بے جان کے ہیں- چنانچہ دوسری آیت پیدائش انسانی یوں بیان کرتی ہے **الم نخلقکم من ماء مھین** (المرسلات) یعنی کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی منی سے پیدا نہیں کیا- پس دونوں آیتوں کا مطلب ایک ہے جیسا کہ مشاہدہ بھی اس کا شاہد ہے کہ انسان قبل صورت موجودہ کے بصورت منی ہوتا ہے-

بارہویں آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہے کہ زمانہ سابق میں دو شخص ہاروت ماروت لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اس کی تفصیل ہذا سورہ بقرہ میں دیکھو اسے بھی تناسخ سے کوئی علاقہ نہیں- تیرھویں آیت کا مطلب وہی ہے جو چھٹی آیت کا-

پندرھویں آیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ صفا مروہ دو پہاڑیاں خدا کی نشانی ہیں تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر ہذا سورہ انعام بھی تناسخ سے کیا تعلق؟

چودھویں آیت البتہ قابل ذکر ہے کہ اس آیت میں مکذب نے حسب بیان سیکرٹری آریہ سماج لاہور کس قدر جھوٹ سے بھی کام لیا ہے اصل مطلب آیت کا تو صرف اتنا ہے کہ خدا فرماتا ہے زمین کے چرند پرند بھی تمہاری طرح جماعت جماعت ہیں جیسے تم ایک نوع ہو وہ بھی ایک ایک نوع ہیں مگر چونکہ اتنے مطلب سے مکذب کا مقصود نہیں ہوتا تھا اس لیے اس نے اس کے ترجمہ میں (تھیں) کا لفظ زیادہ کیا اور یوں ترجمہ کر دیا کہ امتیں تھیں مثل تمہاری جس سے آریہ سماج نے جانا کہ ہمارے اپدیشک بڑے ودہ دان عالم ہیں کہ عربی میں بھی ایسے فاضل ہیں کہ چاہیں تو سیدھی عبارت کا الٹا ترجمہ کر دیں جیسا کہ ایک مداری نے کیا تھا جو شاید کسی آریہ سماج کا ممبر تھا کہ **آمنت بالله** بی بی آمنت کا ایک بلا تھا- **وملائکته** وہ اس کی ملائی کھا گیا **وکتبه** اس نے اسے کتوں سے پڑوایا اسی طرح آریہ مکذب مثل مشہور اندھوں میں کانا راجا عربی کی ڈگری لینے کو اس آیت کا ترجمہ کرنے بیٹھا ہے اس پر حیرانی یہ ہے کہ خود ہی ترجمہ فارسی تفسیر حسینی سے نقل کرتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "ایشان امتانند مثل شمادر آفرینش و مردن و زندن شدن" کیا کوئی فارسی خواں بھی سماج میں نہیں جو اس فارسی کو سمجھے کہ "اند" کا لفظ حال کے لیے ہے یا ماضی کے لیے اصل یہ ہے کہ جب آدمی کو خوف خدا نہ ہو تو پھر جو چاہے کرتا پھرے **اذا لم تستحی فاصنع ماشئت** سچ ہے

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

بعد جواب آیات مذکورہ کے ہمارا حق ہے کہ ہم بھی آریوں سے دو چار ہوں آریوں کا دعوی جو ہم نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے اپنے مفہوم بتلانے میں بالکل صاف اور واضح ہے کسی شرح اور حاشیہ کا محتاج نہیں مضمون صاف ہے کہ انسانی قالب روحوں کے لیے اصل ہے اور باقی حیوانی قالب بطور سزا حسب جرائم ملتے ہیں- پس اگر یہی آریوں کا مذہب ہے اور بیشک یہی ہے تو ہماری طرف سے اس پر مختصر سی نظر ہے-

(۱) اول یہ کہ دنیا کے کل اجسام جو اجزا سے مرکب ہیں اپنی ترکیب کی وجہ سے ضرور کسی خاص وقت سے موجود ہوئے ہیں جس سے پہلے نہ تھے اس لیے کہ مرکب اپنی حالت ترکیب اجزا میں علیحدگی اجزاء سے خبر دیتا ہے پس ضرور ہے کہ کسی خاص وقت سے اس کی ابتداء ہوئی ہو جو ترکیب کنندہ نے ان کے لیے مناسب سمجھی ہو- پس ابتدائے آفرینش عالم میں خدا نے روحوں کو کونسا قالب بعد ترکیب عنایت کیا تھا اگر سب کو قالب انسانی ہی دیا تھا اور قرین انصاف بھی یہی ہے کہ جب جرم نہیں تو حیوانی قالب جو روحوں کیلئے بدکاری پر ایک قسم کا قید خانہ ہے کیونکہ ملنے لگا تھا- جو خدا کی قدوسیت کے برخلاف ہے پس ایسے وقت میں کہ تمام روحیں دنیا میں انسانی قالب میں ہی ہوں گی حیوانی کام کس سے لیتے ہوں گے؟ جن کا شمار کرنا ہی وقت ضائع کرنا ہے کون نہیں جانتا کہ دنیا کے انتظام کا مدار ہی حیوانات پر ہے- یہ سب کام جو حیوانات دے رہے ہیں (مثلاً ہل چلانا- دودھ دوہنا- چمڑوں سے فائدہ پہنچانا- انسانوں سے لیے جاتے ہوں گے- ایک آدمی کے مرنے پر اس کا چمڑا اتار کر جوتے بنا لیتے ہوں گے اور ہر ایک شخص وقت ضرورت اپنی عورت کا دودھ پی لیتا ہوگا-

علاوہ اس کے آریوں کے خیال کے مطابق مرد عورت کا تفرقہ بھی اعمال سے ہی ہے- پس ابتدائے آفرینش میں اگر سب مرد ہی ہوں گے اور غالبا یہی ہے کہ مرد ہی ہوں تو حاجت بشری کا کیا طریق- اگر بچہ بازی کو جائز رکھیں تو نطفہ کس طرح ٹھہرتا ہوگا اور اگر کل عورتیں تھیں تو بھی مشکل

جب تک مرد کوئی نہ ہو تو توالد تناسل مشکل بلکہ عادۃ محال۔

(۲) جب انسانی قالب بھوگ جونی (قید خانہ) نہیں تو پھر وہ سوال جس سے بجانِ آکر آپ لوگوں نے تناسخ تراشا تھا اسی طرح بحال رہا یعنی یہ کہ انسانوں کی مختلف پیدائش مختلف حالت کیا باعتبار مرض وصحت ؟ کیا باعتبار دولت وغربت کیوں ہے ؟ اس سوال سے بچنے کی غرض سے آپ لوگوں نے پتر جنم (پہلے اعمال) کا بدلہ مانا تھا کہ جس انسان نے جو کچھ پہلی جون میں کیا وہ ہی اس کو یہاں ملتا ہے اور جو کچھ یہاں کرتا ہے وہ کسی دوسری جون میں ملے گا۔ لیکن مکذب کی عبارت مذکورہ کہہ رہی ہے کہ انسانی قالب بھوگ جونی نہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ انسانی قالب سزا کے لیے تجویز نہیں ہوا بلکہ روحوں کی اصلی منزل ہے جب ہی تو آپ کی تمثیل قیدی والی صحیح ہو گی تو اب بتلائے لنگڑا لنگڑا کیوں ہوا؟ اور کوڑھی کوڑھی کیوں ہوا؟ اور اندھا اندھا کیوں ہوا؟ اگر گھبرا کر کہیں کہ پچھلے اعمال کا بدلہ ہے تو غلط جبکہ انسانی جون بھوگ جونی نہیں تو اس جون میں پہلے جرموں کی سزا کیسی عربی مثل بیشک سچ ہے۔

فر منؔ[ل] المطر و قام تحت المیزاب

(۳) اگر انسانی قالب سے روح نکل کر اپنے برے کاموں کا پھل کسی حیوانی جون میں بھگتنے کو جاتی ہے تو چاہئے تھا کہ انسانوں کی نسبت سے حیوانات دن بدن ترقی پر ہوں اور انسانی پیدائش بالکل تنزل پر اس لیے کہ یہ تو ظاہر ہے دنیا کی تمام آبادی میں سے اس مسئلہ کے ماننے والے بہت ہی تھوڑے ہیں جن کو ہندوستان میں ہندو کہتے ہیں باقی سب کے سب کیا مسلمان اور کیا یہود اور کیا عیسائی کیا برہمو وغیرہ اس سے منکر ہیں اسی انکار کی وجہ سے وہ بقول آپ کے خدا کو سخت ظالم اندھا راجہ سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ غضب کہ کوئی موسیٰ نبی کو مانتا ہے کوئی عیسیٰ کو کوئی سید الانبیاء محمد (علیہم السلام) کو پس بقول آپ کے اگر یہ بڑے بڑے نیک کام بھی کیوں نہ کریں تو بھی مجرم ہیں۔ کافر ہیں۔ پاجی ہیں۔ وشٹ ہیں وغیرہ وغیرہ کیا نہیں کیا ہیں غرض سب بے ایمانیوں کی جڑ ہیں۔ پھر اس پر طرفہ یہ کہ ان میں بھی اکثر بلکہ قریب کل کے عام طور پر شراب خوار۔ ماس (گوشت) خور۔ زناکار۔ دروغ گو۔ جوئے باز وغیرہ وغیرہ رہے ہندو جو اس پاک مسئلہ کے ماننے والے اور انبیاء سے منہ پھیرنے والے سو ان کی حالت ہی یہ ہے کہ عام طور پر سوائے متعدد چند آدمیوں کے (جن کا حساب ہاتھوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے) سب کے سب بت پرست۔ زانی۔ شرابی۔ جھوٹے۔ دغا باز وغیرہ۔ یہ بھی گئے۔ رہی مقدس قوم آریہ سو ان میں سے بھی ایک پارٹی[۲] گوشت) کھانے کی وجہ سے مکذب کے نزدیک راندہ درگاہ ہے اور شراب وغیرہ بھی تو ان میں کچھ کم نہیں ہے پس بعد اس تلاش کے اگر پوتر اور برگزیدہ۔ مخلوق اور بھلے مانس اور نیک اور بڑے ہی نیک ہوں گے تو گھاس پارٹی کے آریہ اور پرتی مذہبی سبھا کے ممبر ہوں گے جو ان سب خرابیوں اور گناہوں سے پاک صاف۔ پس وہ لوگ جن میں سوائے گھاس پارٹی آریہ کے سب دنیا کی آبادی شامل ہے اگر مریں تو بوجہ اپنی بدکرداری کے ہرگز اس قابل نہیں کہ انسانی جون میں آئیں جب تک کہ اپنی بداعمالی کی سزا کسی حیوانی قالب میں پوری نہ کر لیں۔ پس تمام دنیا کی آبادی کا خدا حافظ حالانکہ مردم شماری دن بدن ترقی پذیر ہے بالخصوص یورپ میں اور خاص کر انگلینڈ میں جہاں کہ تمام ہی حیوانی جون کے لائق ہیں۔ فتدبر!

(۴) قاعدہ کی بات ہے کہ جس مجرم کو سزا دے کر اس کی اصلی حالت کی طرف پھیرنا ہو اس کو اس سزا کا علم بھی ہونا چاہیے کہ یہ سزا مجھ کو فلاں گناہ کے عوض میں ہے تاکہ آئندہ کو اس گناہ سے بچے۔ پس اگر حیوانی قالب سزا کے لیے ہے تو حیوانوں کو بھی اس جرم کی خبر ہوئی ضرور ہے کہ فلاں جرم کی پاداش میں مجھے سزا ملی ہے تاکہ بعد پورا کرنے اس سزا کے انسانی قالب میں آکر ویسے جرم نہ کرے لیکن برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی آریہ کو خبر نہیں کہ پہلے وہ کس حیوان (کتے۔ بلے۔ گھوڑے۔ بیل) کی جون میں تھا اور کس جرم کی سزا کا بدلہ تھا۔ پس جب خدا کے انصاف کو اس

ل مینہ سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے آکھڑا ہوا۔

۲ آریوں کی دو پارٹیاں ہیں ایک گوشت خوری کو جائز بتلاتی ہے دوسری حرام (مصنف) ثبوت تناسخ پہلی پارٹی سے ہے پہلی کا نام ماس پارٹی دوسری کا نام گھاس پارٹی ہے

تفاوت مراتب کی وجہ سے بچاتے ہو تو اس سراسر ظلم کی کوئی صورت تدارک نہیں کہ مجرم کو بے خبری میں سزا دینا اور اس کو خبر نہ ہونا کہ کس جرم کے عوض میں یہ سزا ملی تھی؟ اور بعد بھگتنے سزا کے اصل حالت میں بھی اس سے بے خبری (واہ رے انصاف)؟

(۵) اگر انسان بداعمالی کی سزا بھگت کر اپنی اصلی حالت کی طرف ہی آتا ہے تو بے چارے بھنگی - اندھے - کوڑھی - جذامی سایل گدا - فاقہ پر فاقہ اٹھانے والے کیا ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے؟ اور ہمیشہ سے اسی حالت میں ہیں؟ کیونکہ بقول آپ کے جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تھا اسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے تو کیا ان معذوروں کی روحوں نے کوئی تمسک لکھ دیا ہوا ہے کہ ہمیں یہی حالت پسند ہے اور کہہ دیا ہے کہ

اور ہوں گے تیری محفل میں الجھنے والے حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

(۶) اگر حیوانی قالب بھوگ جونی اور جرموں کے لیے سزاخانہ ہے تو آپ لوگوں کو مسلمانوں اور دیگر اقوام گوشت خوروں کا شکر گذار ہونا چاہیے جو جانوروں کو ذبح کر کے بہیترے آریوں کے بھائیوں بندوں کی نجات کراتے ہیں یا کرانے کے سبب ہیں -

(۷) اگر قالب انسانی روحوں کے لیے اصل ہے اور آپ لوگوں کا یہ بھی اصول ہے کہ روح کی خواہش ترقی علم کی طبعی اور اصلی ہے اسی وجہ سے وہ باوجود قدیم ہونے کے خدا کے قابو میں آئی تاکہ اس سے جسم لے کر اپنے معلومات وسیع کرے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بہت سے انسان بالخصوص برہمن جو ہندوؤں میں بڑی اول درجہ کی شریف قوم ہے ترقی علم سے محروم ہیں؟ اگر اس قالب انسانی میں روح اپنے اصلی تقاضا کو پورا نہ کرے گی تو کون سے قالب میں کرے گی حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سوں کو علاوہ دنیاوی موانع کے قدرتی موانع بھی ہوتے ہیں مثلاً آنکھ سے اندھا ہونا یا کان سے بہرہ ہونا یا کسی ایسے نادار کے گھر میں پیدا ہونا جہاں بجز پیٹ پالنے کے (وہ بھی بھیک مانگنے اور پاخانہ اٹھانے سے) کچھ کر ہی نہیں سکتے -

(۸) اگر انسانی قالب اصلی ہے اور جس قالب سے انتقال ہوتا ہے اسی قالب میں روح آتی ہے تو نابالغ بچے کیا اسی طرح مرتے رہیں گے اور ان کی روحیں ہمیشہ سے اسی طرح چھوٹی عمر میں بلکہ بعض ماں کی پیٹ میں ہی قالب چھوڑتی آئی ہیں اگر مذکورہ درجہ جسمانی کے معنی یہ بتلاؤ کہ امیری اور غریبی کی حالت مراد ہے اور تو پھر وہی سوال ہوگا کہ غریب بدمعاش بھنکو جو بوجہ ناداری کے سب برے اعمال کر گزرتے ہیں یہی ان کے لیے اصلی درجہ ہے تو ان بے چاروں کی کیسی شامت آئی کہ ایک تو بوجہ ناداری اور غریبی کے بدافعال کرنے پر دنیاوی حاکم انکو قید کریں اور پھر ان کی سزا میں بندر سور بھی بنیں پھر وہاں سے خلاصی پا کر بھی آویں تو حسب فتویٰ مکذب وہی ناداری اور غریبی کے قالب میں پر میشور انکو ٹھونسے - پھر اسی طرح ہمیشہ تک انکی بری گت ہوتی رہے اور اگر یہ نیک بھی ہوں تو کیا فائدہ؟ جبکہ تھوڑے گناہ پر بھی حیوانی قالب میں قید ہونا اور وہاں سے چھوٹ کر اصلی حالت (غریبی اور محتاجی) میں آتا ہے تو کیا نتیجہ ہوگا؟ اس سے تو بہتر ہے کہ اس بیچاری روح کو جو بقول آپ کے خدا کی پیدائش بھی نہیں اس چندروزہ زندگی کے احسانات کے بدلہ میں (جو اس غریبی اور محتاجی کی حالت میں خدا نے اس پر کیے تھے اور در در بھیک منگائی تھی) ان سے دگنے چوگنے برس قید کر لیا جاتا اور پھر ہمیشہ کیلئے اس کم بخت کو رہائی ہوتی اور اپنی کمائی سے آپ گذارہ کرتی اور ایسے خدا کو دور سے سلام کہتی - سچ پوچھو تو اگر خدا اسے چھوڑ دے تو کبھی بھی خدا کے سامنے نہ آوے اور ایک ہی بار کے آزمانے پر اس کے بلانے پر بھی دور سے اس کو لکھ بھیجے من[ل] جوب المجوب حلت به الندامة بلکہ اور روحوں کو بھی یہ کہہ کر روکے کہ

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں نہیں ڈسنے سے رکنے کے ستم گر ناگ کالے ہیں

اگر انسانی قالب روحوں کے لیے اصل ہے اور حیوانی قالب قید خانہ تو بتلائے اگر ایک ہزار یا کم سے کم سو سال تک تمام مخلوق نیک کام کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے وہ لائق سزا ہوں تو بوجہ ان کی دینداری کے یہ تو حیوانات کے قالب میں جانے سے رہے ہاں البتہ حیوانات اپنی اپنی قید بھگت کر اصلی حالت (انسانی قالب) کی طرف آویں گے جس کی وجہ سے حیوانات میں ایک روز ایسی کمی ہوگی کہ ہمیں سواری کے لیے کوئی گھوڑا دودھ کے لیے کوئی گائے اور شہد کے لیے کوئی مکھی بھی نہ ملے گی تو پھر ان بیچارے نیکوں کا جو سو سال تک نیکی کے کاموں میں لگے رہے یہی انعام ہونا چاہیے تھا

ل آزمودہ کو آزمانے سے شرمندگی حاصل ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

مسلمانو اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرمانرواؤں کی تابعداری کرو

جب ہی تو تمہیں حکم ہوا کہ مسلمانو اللہ اور رسول کا کہا مانو اور اپنے فرماں رواؤں کی موافق شریعت کے تابعداری کرو

شان نزول

(**واولی الامر منکم**) حضرت اقدس نے ایک دفعہ کسی طرف فوج بھیجی اس کو حکم کیا کہ اپنے سردار کی تابعداری کرنا موقع پر پہنچ کر وہ سردار کسی وجہ سے فوج پر خفا ہو گیا حکم دیا کہ لکڑیاں بہت سی جلاؤ جب جل پڑیں تو بولا کہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت نے تمہیں میری تابعداری کا حکم دیا ہوا ہے وہ بولے کہ بے شک دیا ہوا ہے بولا کہ میرا حکم ہے کہ اس آگ میں کود پڑو اس پر بعض کی رائے تو مصمم ہو گئی مگر دوسروں نے ان کو سمجھایا کہ ہم تو مسلمان ہی ہوئے تھے اسی غرض سے کہ آگ سے بچیں جب مسلمان ہو کر بھی ہمیں آگ ہی نصیب ہو تو اسلام نے ہمیں کیا فائدہ دیا؟ چنانچہ ایسا ہوا کہ کوئی بھی اس پر جرات نہ کر سکا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ اسی میں رہتے اس لیے کہ کسی مخلوق کی اطاعت خالق کی بے فرمانی میں جائز نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری) یعنی امور جائزہ میں اپنے افسروں کی اطاعت کرو اور خلافت شریعت میں نہیں۔

کہ جو آرام ان کو بدکاری میں تھا گاڑی سواری کو گائے بھینس دودھ پینے کو جانور بوجھ برداری کو وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا بلکہ بغور دیکھیں تو کل انتظام عالم میں فرق آ گیا اور اس وقت ان نیک بھگتوں کے منہ سے بے ساختہ نہیں نکلے گا

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اس ہماری تقریر سے نہ صرف مسئلہ تناسخ کا ابطال ہوا ہے بلکہ بغور دیکھیں تو کل ویدک مت (مذہب وید) کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ ویدک تعلیم میں یہ تقاضا ہی نہیں کہ میری پابندی سب لوگ کریں حالانکہ دین الٰہی کا یہ تقاضا ہونا ضروری ہے اس مسئلہ (عدم تقاضائے وید) کی مفصل بحث ہمارے رسالہ الہامی کتاب سے مل سکتی ہے جو عنقریب نکلنے والا ہے۔ (ان شاء اللہ)

(۱۰) بہ تبدیل الفاظ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر حیوانی قالب بھوگ جونی ہے تو ہم فرض کرتے ہیں کہ تمام دنیا میں سو دو سو سال تک تمام لوگ بدکار غدار (جیسا کہ آج کل عموماً ہے) زانی۔ شرابی کل کے کل اسی قسم کے ہور ہیں جن میں سے کوئی بھی انسانی قالب کے لائق نہ ہو۔ تو بتلایئے تمام دنیا کا انتظام کس طرح ہو گا جبکہ سارے ہی جیو (روح) بوجہ اپنی بدکاری کے حیوانی قالب میں چلے گئے اور ایک روز ایسا آ پہنچا کہ سب کے سب حیوانات ہی ہوں اور انسان ایک بھی نہ ہو تو نتیجہ اہل الرائے سوچ لیں۔

(**واولی الامر منکم**) اس آیت کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) کے بعد اولوالامر کی اطاعت امور جائزہ میں واجب ہے۔ اولوالامر لفظ مرکب ہے جس کے معنی صاحب امر کے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں امیر یا حاکم کو کہتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیت موصوفہ کا شان نزول اسی طرح آیا ہے جیسا کہ ہم نے کالم شان نزول میں لکھا ہے۔ بس اس حدیث سے اس آیت کے معنی بالکل صاف ہو گئے کہ اولوالامر سے مسلمانوں کے امیر یا حاکم مراد ہیں۔ رہی یہ بحث کہ علماء مجتہدین کے قیاسات اور استنباطات کی اتباع واجب ہے یا نہیں سو اس بحث کا منشاء ہماری سمجھ میں تو آج تک نہ آیا نہ آئندہ کو آنے کی امید ہے اس لیے کہ علماء کی عصمت کا تو کوئی بھی قائل نہیں اصول فقہ میں صاف مذکور ہے کہ مجتہد کی بات بعض[1] دفعہ غلط بھی ہو جایا کرتی ہے۔ پس اگر اس کے قیاسات قرآن و حدیث سے مستنبط ہوں گے جن کو دوسرے لفظوں میں فہم

---

[1] المجتہد قد یصیب و قد یخطی

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

پھر اگر کسی معاملے میں تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو اگر تم اللہ اور

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور انجام کار اچھا ہے

پھر اگر کسی امر شرعی میں تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو ایسے امور شرعیہ میں کہ جن میں خدا اور رسول کی نصوص صریحہ موجود ہوں حاکموں کی رائے پر چلنا تم کو جائز نہیں اگر تم اللہ کو اپنا مالک مانتے ہو اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اسی طرح کئے جاؤ یہ کام ہر طرح سے بہتر ہے اور انجام کار بھی اچھا ہے ظاہر باطن میں احکام شریعت کو تسلیم کرو نہ کہ منافقوں کی طرح صرف ظاہر

قرآن وحدیث کہنا چاہیے تو ان کے ماننے اور تسلیم کرنے سے میں نہیں جانتا کہ کون مسلمان انکار کرے گا اور اگر بتقضائے انسانیت اور بمقتضائے بشریت ان سے کچھ خلاف ہو گیا تو کیا کسی ایمان کا ایمان بمقابلہ آیت یا حدیث اس کے ماننے کی اسے ہدایت کرے گا۔ پس مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی کا فرمانا کہ

"آج کل ایک فرقہ نیا پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو غیر مقلد اور اہل حدیث سے ملقب کرتا ہے اس (قیاس) کا منکر ہے اور اس کے جواب میں وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن سے کتاب وسنت پر عمل کرنے کی تاکید اور قیاس مخالف کتاب وسنت کی برائی پائی جاتی ہے لیکن جمہور کو اس سے کب انکار ہے بلکہ کتب اصول فقہ میں احناف وشوافع کے علماء علام نے تصریح کردی ہے کہ اول کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع امت پھر قیاس اور جو قیاس حدیث کے برخلاف ہو اس پر عمل کرنا درست نہیں نہ وہ قیاس درست ہے بلکہ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ نے تو صحابہ کے قیاس کے مقابلہ میں بھی اپنے قیاس کو معتبر نہ سمجھا چہ جائیکہ حدیث واجماع کے خلاف ہیں (تفسیر مذکور جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

حیرت افزا ہے کہ کس زور وشور سے مولوی صاحب نے فرقہ اہل حدیث کا ذکر کیا اور کیسے حقارت آمیز الفاظ میں ان کا نام خدا خدا کر کے قلم سے نکالا مگر آخر بات نکلی تو یہ کہ ان کی دلیل کو معہ دعوی مولانا صاحب نے تسلیم فرمالیا اور بجز ظاہری خفگی کے اندرونی اتفاق سے اطلاع بخشی **فنعم الوفاق** اسی لیے ہم نے کہا کہ اس تنازع کو ہم آج تک نہیں سمجھے یہی وجہ ہے کہ ہم نے تفسیر میں ان مسائل پر بحث کرنا ہی اپنی حیثیت سے بالا جانا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اس دعوی پر (کہ غیر نبی کا قول وفعل نبی کے مقابل سند نہیں) عملی ثبوت دکھادیں ورنہ زبانی لفاظی پر جو خدا نے خفگی فرمائی ہے کسی سے مخفی نہیں صاف فرمایا ہے **لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون** (الصف-۲) کیوں وہ باتیں منہ پر لاتے ہو جو کر کے نہیں دکھاتے یہ تو اللہ کے ہاں بڑے غضب کی بات ہے کہ کہے پر عمل نہ کرو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ

کیا تو نے[ل] ان کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں کہ جو کچھ تجھ اور تجھ سے پہلے اترا ہے ہم

قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا

سب کو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شریروں سے فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو اس سے انکار کرنے کا حکم

بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

ہوچکا ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ کسی طرح ان کو بہکا کر دور ڈال دے- اور جب ان کو کوئی کہے کہ

تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ

اللہ کے اتارے ہوئے حکم اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھتا ہے تیرے سامنے آنے سے

صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ

رکتے ہیں- پھر کیا ہوگا جب ان کی ایسی بداعمالیوں کے سبب سے ان پر کوئی مصیبت پہنچے گی

يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝

تو تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آویں گے کہ واللہ باللہ ہم نے تو صرف بھلائی اور باہمی ملاپ چاہا تھا

کیا تو نے (اے محمد) اور تم نے اے مسلمانو ان کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں جو کچھ تیرے پر اور تجھ سے پہلے خدا کا کلام اترا ہے ہم سب کو مانتے ہیں اور حالانکہ حالت عملیہ ان کی بالکل اس کے مخالف ہے جب کبھی کوئی معاملہ آپڑے اور موافق شریعت خداوندی کے ان کا حرج ہوتا ہو تو اس صورت میں چاہتے ہیں کہ شریروں اور شریعت کے مخالفوں سے فیصلہ کرائیں حالانکہ پہلے ہی سے ان کو اس سے انکار کرنے کا حکم ہو چکا ہے مگر وہ باز نہیں آتے- اور شیطان بھی اپنی گھات میں ہے چاہتا ہے کہ کسی طرح ان کو بہکا کر ہدایت سے دور ڈال دے- اور یہ اپنا نفع و نقصان نہیں جانتے اور جب ان کو کوئی کہے کہ اللہ کے اتارے ہوئے حکم اور اس کے رسول کی طرف آؤ جو کچھ فرمادیں اس کے موافق اپنے فیصلے کرو جب ان کو کسی طرح کا حرج معلوم ہو تو منافقوں کو دیکھتا ہے تیرے سامنے آنے سے رکتے ہیں بھلا پھر کیا ہو گا؟ جب ان کی ایسی بداعمالیوں کے سبب سے ان پر کوئی مصیبت پہنچے گی تو تیرے پاس قسم کھاتے ہوئے آئیں گے کہ واللہ باللہ ہم نے تو صرف بھلائی اور باہمی ملاپ چاہا تھا معاذ اللہ ہم خدانخواستہ آپ کے ارشاد سے منحرف تھوڑے ہی ہیں آپ ہم سے کسی نوع کا رنج نہ رکھیں ہمارے لیے دعا کریں خدا ہماری تکلیف دور کر دے غرض ایسی ویسی ادھر ادھر کی بہت سی باتیں ملائیں گے-

شان نزول

ل (الم تر الی الذین یزعمون) ایک یہودی اور مسلمان منافق میں کچھ تنازع تھا یہودی نے کہا اس کا فیصلہ محمد (ﷺ) کے پاس لے چلتے ہیں منافق نے بوجہ اس کے کہ دل میں جانتا تھا کہ میں کبھی غلطی پر ہوں اور آنحضرت تو غلطی کی حمایت نہ کریں گے آنحضرت کی خدمت میں حاضری سے انکار کیا اور ایک یہودی کا نام لیا کہ اس کے پاس چلیں جو کچھ وہ فیصلہ دے گا منظور کروں گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہاں کچھ دے کر کام بن جائے گا آخر وہ یہودی بھی مجبور ہو گیا اور دونوں ایک کاہن کے پاس فیصلہ کو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور منافق بظاہر مومن کی کلی کھل گئی- (معالم)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ
ان کے دلوں کی بات خدا کو معلوم ہے پس تو ان سے منہ پھیر اور نصیحت کیا کر اور نہایت نرم بات اثر کرنے والی ان کو

لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
کہہ۔ اور ہم نے جو جو رسول بھیجے ہیں وہ اسی لیے بھیجے کہ ان کی اطاعت کی جائے ہمارے حکم سے اور جب انہوں نے اپنا برا کیا تھا تیرے پاس

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ
آکر خدا سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو اللہ کو معافی

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا
دینے والا مہربان پاتے۔ پس تیرے رب کی قسم ہرگز یہ لوگ ایماندار

يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو ہی منصف نہ بناویں گے پھر اپنے دلوں میں

حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا
تیرے فیصلہ سے ناراض نہ ہوں بلکہ اس کو قبول کر لیں۔ اگر ہم ان پر فرض کردیتے کہ اپنی جانوں کو قتل

أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ
کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو بہت ہی کم لوگ ان میں سے کرتے اور جو کچھ ان کو نصیحت

فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾
کی جاتی ہے اگر اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے ہر طرح سے بہتر اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا

ان کے دلوں کی بات خدا کو معلوم ہے پس تو ان کو برا بھلا کہنے سے منہ پھیر اور نصیحت کر چھوڑا کر نہ سختی سے بلکہ نہایت نرم بات اثر کرنے والی ان کو کہہ کہ یہ بڑے کتنے ہی تیرے مخالف کوشش کریں تیری ترقی کو کسی طرح مسدود نہ کر سکیں گے اس لیے کہ تیری ترقی کے ہم خود حامی اور ذمہ دار ہیں کیوں نہ ہو یہ تو عام قاعدہ ہے کہ رسول ہم اسی لیے بھیجتے ہیں کہ ہمارے حکم سے لوگ اس کی تابعداری کریں سو تیرے سے بھی یہی معاملہ ہوگا ہزاروں اور لاکھوں بلکہ کروڑہا تک تیرے ماننے والوں کی نوبت پہنچے گی۔ اور اگر یہ لوگ بھی اس وقت جب انہوں نے بوجہ انکار کے اپنا برا کیا تھا تیرے پاس اگر خدا سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کی منت اور اخلاص کو دیکھ کر ان کے لئے خدا سے بخشش مانگتا تو اللہ کو ضرور اپنے حق میں معافی دینے والا مہربان پاتے پس تیرے رب کی قسم ہرگز یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھ ہی کو منصف نہ بناویں گے پھر اپنے دلوں میں تیرے فیصلے سے ناراض نہ ہوں بلکہ اس کو بخوشی قبول کر لیں یہ تو ان کا حال سیدھے سادھے احکام کے متعلق ہے اگر ہم اس پر فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا اپنے گھروں سے باہر نکل جاؤ تو شاید بہت ہی کم لوگ ان میں سے کرتے اور اکثر بالکل علانیہ منکر ہو بیٹھتے اور جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اگر اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے ہر طرح سے بہتر اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

اور اس وقت ہم ان کو اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتے- اور ان کو راہ راست پر پہنچا دیتے-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو لوگ اللہ[1] اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیے یعنی

وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

نبی اور صدیق اور شہید اور نیکوکار اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں- یہ مہربانی

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا

خدا کی طرف سے ہوگی اور اللہ ہی جاننے والا کافی ہے- مسلمانو اپنے بچاؤ لے لیا کرو

حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ

پھر چاہے متفرق ہوکر- نکلو یا جمع ہوکر کوئی تم سے سستی کرتا ہے پھر اگر تم کو کسی

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

طرح کی تکلیف پہنچے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑا ہی احسان کیا جو میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا

اور اس وقت ہم انکو اپنے ہاں بڑا ثواب دیتے اور ان کو راہ راست کی منزل پر پہنچادیتے اس لئے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے احسان اور انعام کئے یعنی اللہ کے نبی اور صدیق اور شہید اور نیکوکار اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں ان کی صحبت میں رہنے والا بھی وہی انعام پائے گا جو ان کو ملے گا یہ مہربانی خاص خدا کی طرف سے ہوگی نہ کسی مخلوق کی طرف سے جو ان پر کسی قسم کا احسان جتلائے اور اللہ ہی جاننے والا کافی ہے موافق اپنے علم کے ان کو دے گا ان کو سوال تک کی بھی نوبت نہ پہنچے گی چوں کہ غیب دانی خاصہ خدا ہے جو تم میں نہیں پایا جاتا لہٰذا تم مسلمانو اپنے دشمنوں سے بچاؤ کرنے کے لیے اپنے ہتھیار لے لیا کرو- پھر چاہے متفرق ہو کر نکلو یا جمع ہو کر غرض جس طرح اپنے لئے مناسب سمجھو عمل کرو مگر وقت ضرورت ضرور ہی نکلو ہم جانتے ہیں کہ کوئی تم میں سے بوجہ ضعف ایمان یا نفاق قلبی کے سستی کرتا ہے اور جنگ میں نہیں نکلتا ہے- پھر اگر اتفاقاً تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچے تو وہ بطور شکر یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑا ہی احسان کیا جو میں ان مسلمانوں کے ساتھ حاضر نہ تھا-

---

شان نزول

[1] (من يطع الله والرسول) ایک شخص ثوبان نامی آنحضرت سے نہایت محبت رکھتا تھا ایک دفعہ نہایت بے قراری میں بھاگا آیا آپ نے پوچھا ثوبان کیا حال ہے؟ اچھے ہو کہا کہ حضرت اچھا ہوں کوئی بیماری نہیں فقط میں نے آج آپ کی زیارت نہ کی تھی اس لیے گھبراہٹ ہوئی اور مجھے قیامت یاد آئی تو اور بھی زائد رنج ہوا اس لیے کہ جنت میں آپ بلند مرتبہ انبیاء کے ساتھ ہوں گے وہاں ہماری رسائی کیسے ہوگی؟ کہ ہم دیدار پر انوار سے مشرف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

راقم کہتا ہے کہ آپ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ ہر معاملہ میں آپ کی سنت ملحوظ رکھ کر اس پر عمل کرے ورنہ دعوی محبت غلط-

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ

اور اگر تم پر خدا کی طرف سے مہربانی ہو تو کہتا ہے ہائے افسوس میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو

مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

بڑی مراد پاتا گویا تم میں اور اس میں کبھی دوستی نہ تھی۔ پس جو لوگ دنیا کو آخرت

اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

کے بدلہ میں بیچ دیتے ہیں اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ

لڑے پھر مارا جائے یا غالب آجائے ہم اس کو بہت بڑا بدلہ دیں گے۔ تمہیں کیا ہوا کہ اللہ کی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ

راہ میں اور ان ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے بچانے کو نہیں لڑتے ہو جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا

کہتے ہیں اے ہمارے مولا ہم کو اس ظالموں کے شہر سے نکال اور ہمارے لئے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی مقرر

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

کر اور کوئی مددگار بنا۔ جو مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا

جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں سو تم شیطان

اور اگر تم پر خدا کی طرف سے مہربانی ہو جائے تو ہاتھ ملتا ہوا کہتا ہے ہائے افسوس میں بھی ان کے ساتھ جنگ میں ہوتا تو آج ان کی طرح بڑی مراد پاتا پھر تو اس تمہارے مال و دولت پر ایسا رنج کرتا ہے کہ گویا تم میں اور اس میں کبھی دوستی کی نسبت ہی نہ تھی ورنہ یہ تو سمجھتا کہ گو مجھ کو فائدہ نہیں پہنچا مگر جبکہ میرے دوستوں کو پہنچا ہے تو فی الجملہ مجھے بھی خوش ہونا چاہیے۔ مگر یہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ اس نے دنیا کو دین پر مقدم سمجھ رکھا ہے مگر خالص مومنوں کی یہ عادت نہیں وہ تو دین کو دنیا پر ہر حال میں ترجیح دیتے ہیں بلکہ دنیا کو دین کے عوض حسب موقع فروخت کر دیتے ہیں پس جو لوگ دنیا کے فواید کو آخرت کے بدلہ میں بیچ سمجھ کر گویا بیچ دیتے ہیں اور دنیا کو چھوڑ کر دین لیتے ہیں اللہ کی راہ میں آخرت حاصل کرنے کو دین کے دشمنوں سے جب وہ ان کو تنگ کریں تو خوب جنگ کریں یہ نہ سمجھیں کہ مقتول ہونے پر ہی یہ بدلہ ان کو ملے گا بلکہ جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑائی کرے پھر چاہے وہ مارا جائے یا دشمن پر غالب آجائے دونوں حالتوں میں ہم اس کو بہت بڑا بدلہ دیں گے اس قدر جہاد کی فضلیت سنکر بھی تمہیں کیا ہوا کہ مستعد ہو کر اللہ کی راہ میں اور ان بیچارے ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے بچانے کو نہیں لڑتے ہو جو کفار کی تکلیف سے بجان آکر کہتے ہیں کہ اے ہمارے مولا ہم کو اس ظالموں کے شہر سے کسی وجہ سے نکال اور ہمارے لئے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی مقرر کر اور کوئی مددگار بنا سنو جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں سو تم شیطان

ع۲

اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

کے دوستوں کو مارو شیطان کی تدبیر نہایت سست ہے- کیا تو نے ان کو نہیں

قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ

دیکھا جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو بند رکھو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو پس جب ان پر لڑنے کا

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

حکم ہوا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے (بوجہ بزدلی کے) ایسا ڈرتی ہے جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ

اور کہتے ہیں اے ہمارے مولا کیوں تم نے ہم پر ابھی سے جہاد فرض کردیا کیوں تھوڑی سی مدت تک ہم کو تاخیر نہ دی تو کہہ دے

مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

دنیا کے سامان تو بہت ہی قلیل ہیں آخرت (کا گھر) پرہیزگاروں کے لئے بہت بہتر ہے اور تم پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا-

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

جہاں تم ہوگے موت تم کو آدبائے گی گو تم بڑے مضبوط قلعوں میں ہی ہو اگر ان کو بھلائی

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ

پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری

کے دوستوں کو مارو وہ تم پر کسی طرح غالب نہیں آسکیں گے اس لیے کہ ان کے حمایتی شیطان کی تدبیر نہایت سست ہے- بایں ہمہ بعض ظاہری مسلمانوں کے حوصلے بہ نسبت سابق کے بھی پست ہوگئے ہیں- کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کی جہاد کی درخواست پر ان کو حکم ہوا تھا کہ ابھی جنگ کا موقع نہیں اپنے ہاتھوں کو لڑنے سے بند رکھو اور خاموش ہو کر صبر سے نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو پس جب ان پر جہاد کا حکم ہوا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے بوجہ بزدلی کے ایسے ڈرتے ہیں جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بطور رنج کے کہتے ہیں اے ہمارے مولا کیوں تو نے ہم پر ابھی سے جہاد فرض کردیا کیوں تھوڑی سے مدت تک تو نے ہم کو تاخیر نہ دی تو (اے محمد) ان سے کہہ دے کہ بھلا کب تک جیو گے دنیا کی زندگانی اور اس کے سامان تو بہت ہی قلیل ہیں اس میں دل لگا کر کیا لو گے؟ آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہت بہتر ہے جہاں تم کو پورا بدلہ ملے گا اور تم پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا- یہ بھی ضروری نہیں کہ تم میدان جنگ میں مر ہی جاؤ اور بغیر جنگ کے ہمیشہ زندہ رہو بلکہ جہاں تم ہوگے خواہ میدان جنگ میں ہو یا اپنے گھروں میں عورتوں کے پاس ہو وقت مقررہ پر موت تم کو آدبائے گی گو تم اس وقت بڑے مضبوط قلعوں میں ہی ہو تعجب ہے کہ بجائے فرمانبرداری اور اطاعت کے ایسے ہو رہے ہیں کہ اگر ان کو بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہم کو پہنچی ہے اور اگر اتفاقاً کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری

شان نزول

ل (قیل لھم کفوا ایدیکم) بعض صحابہ نے بوجہ تکلیف شدید مشرکین مکہ کے آرزو ظاہر کی تھی کہ ہمیں لڑنے کی اجازت ہو حکمت الٰہی کا تقاضا نہ تھا آنحضرت ﷺ نے بھی اجازت نہ دی جب مدینہ میں حکم نازل ہوا تو بعض سادہ لوح اس سے گھبرائے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

طرف سے ہے تو کہہ ہر ایک اللہ کی طرف سے ہے پھر ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات بھی نہیں سمجھتے- جو تجھ

حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

کو بھلائی پہنچے ہے وہ تو اللہ کی مہربانی سے ہے اور جو تجھ کو تکلیف پہنچے ہے وہ تیرے نفس سے ہے

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ

اور ہم نے تو تجھ کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور خدا ہی گواہ کافی ہے- جو شخص خدا

يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ؕ

کے رسول کی تابعداری کرتا ہے وہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے اور جو منہ پھیرتا ہے ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان کر کے نہیں بھیجا

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں پھر جب تیرے پاس سے علیحدہ ہوتے ہیں تو ایک جماعت ان میں سے تیرے کہنے کے خلاف مشورے

الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ

کرتی ہے ان کے مشورے اللہ کے ہاں محفوظ ہیں پس تو ان سے منہ پھیر اور اللہ ہی پر بھروسہ کر

طرف سے ہے ممکن نہیں کہ کوئی شے بغیر حکم الٰہی کے ہوسکے پھر ان لوگوں نافہموں کو کیا ہوا کہ ایسی صریح بات بھی نہ سمجھتے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے گو یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر ایک کام کے اسباب ہوتے ہیں مگر اس طور سے نہیں جیسے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک کی نحوست سے دوسرے کو تکلیف پہنچے بلکہ اصل یہ ہے کہ جو تجھ کو (اے مخاطب) بھلائی پہنچے وہ تو محض اللہ کی مہربانی سے ہے کیونکہ کسی کا خدا کے ذمہ کسی طرح کا حق نہیں جو کچھ ہے اس کا احسان ہے اور جو تجھ کو تکلیف پہنچے وہ تیرے نفس سے ہے یعنی بعض اوقات مناسب مصلحت خفیف سی تکلیف پہنچانی منظور ہوتی ہے نحوست کو تیری طرف نسبت کرنا بالکل لغو اور جھوٹ ہے کیونکہ ہم نے تو تجھ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور تیری تبلیغ رسالت پر خدا ہی گواہ کافی ہے وہ جانتا ہے کہ تو نے ان کو پہنچادیا اگر تیری مانیں گے تو خدا کی خوشنودی حاصل کریں گے اور اگر بے ادبی کریں گے تو سزا پائیں گے کیونکہ جو شخص خدا کے رسول کی تابعداری کرتا ہے در حقیقت وہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے جس نے اس کو بھیجا ہے اور جو تیری اطاعت سے منہ پھیرتا ہے تیرا کچھ نہیں بگاڑتا کیونکہ ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان کر کے نہیں بھیجا کہ ان کے بگڑنے کا تجھ سے جواب طلب ہو ہم ان کی حالت کو خوب جانتے ہیں علاوہ بداعمالیوں کے دوزخی چال چلتے ہیں- تیرے سامنے آکر کہتے ہیں کہ ہم تعمیل ارشاد کو حاضر ہیں- پھر جب تیرے پاس سے علیحدہ ہوتے ہیں تو ایک جماعت ان میں سے یعنی سرگروہ ان کے تیرے کہنے کے خلاف بہتان باندھتے اور مشورے کرتے ہیں جس سے لوگوں کو تیری طرف سے نفرت ہو یاد رکھیں ان کے مشورے اور بہتان اللہ کے ہاں محفوظ ہیں- جن کی سزا ان کو بھگتنی ہوگی پس تو ان سے منہ پھیر اور ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ ہی پر بھروسہ کر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

خدا ہی کارساز کافی ہے- کیا قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ سوا خدا کے کسی اور کی طرف سے ہوتا

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ

تو اس میں کئی طرح کا اختلاف پاتے- اور جب ان کے پاس کسی طرف کے امن یا خوف کی بات پہنچتی

اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

ہے تو اس کو مشہور کردیتے ہیں اور اگر اس خبر کو رسول تک اور مسلمانوں کے بااختیار لوگوں کے پاس پہنچاتے تو ان میں سے تحقیق کرنے والے اس

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

خبر کو محقق کرتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو بجز چند لوگوں کے سب کے سب شیطان کے پیچھے ہو

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

لیتے- پس تو اللہ کی راہ میں جہاد کر تو اپنی جان کا ہی ذمہ دار ہے مسلمانوں کو بھی رغبت دے عنقریب

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

خدا کافروں کی جنگ کو روک دے گا اور خدا کی جنگ زبردست اور اس کا عذاب بہت ہی سخت ہے

اس لیے کہ خدا ہی کارساز کافی ہے کیا ایسے منصوبہ بازی میں وقت ضائع کرتے ہیں اور اس قرآن شریف میں غور نہیں کرتے کس طرح ان کا راز افشا صاف صاف لفظوں میں کرتا ہے کہ ان کو مجال تکذیب نہیں ہوتی اگر یہ قرآن سوا خدا کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں کئی طرح کا اختلاف پاتے جس سے اس کی تکذیب کا ان کو موقع ملتا اور ان کی چالبازی سنو کہ جب ان کے پاس کسی طرف کے امن یا خوف کی بات پہنچتی ہے تو بلا سوچے سمجھے اس کو مشہور کر دیتے ہیں تاکہ ملک میں بد نظمی پھیلے اور اگر اس خبر کو سن کر ہمارے رسول تک اور مسلمانوں کے بااختیار لوگوں کی طرف پہنچاتے تو ان میں سے تحقیق کرنے والے اس خبر کو محقق کرتے اور نتیجہ نکالتے اگر اس کی اشاعت میں مصلحت ہوتی تو کرتے نہیں تو اس کو مخفی رکھتے سچ تو یہ ہے کہ مسلمانو اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی موقع بموقع ان منافقوں کی چالبازی سے تم کو مطلع نہ کرتا اور فتح پر فتح نمایاں نہ دیتا تو بجز چند محقق لوگوں کے سب کے سب شیطان کے پیچھے ہو لیتے کچھ تو ان منافقوں کی کارگذاری سے اور کچھ تکلیف دینی اور شکست کھانے سے پس اس شکر کے بدلہ میں کہ تیری امت کو خدا نے ان دونوں بلاؤں سے محفوظ رکھا اللہ کی راہ میں مستعد ہو کر جہاد کر خواہ تیرے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو تو اپنی جان کا ہی ذمہ وار ہے سو پورا کر اور مسلمانوں کو بھی اس کار خیر کی رغبت دے -اگر مستعد ہو کر خدا کے حکموں کی تعمیل کئے جاؤ گے تو عنقریب خدا تمہارے دشمنوں کافروں کی جنگ کو روک دے گا اور ان کو مغلوب کر دے گا پھر وہ تمہارے سامنے ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اس لیے کہ تمہارا حامی خدا ہو گا اور خدا کی جنگ زبردست اور اس کا عذاب بہت ہی سخت ہے -اسی طرح تو مسلمانوں کو ترغیب دیتا رہ تیرا کیا حرج ہے؟ مانیں یا نہ مانیں تجھے تو ہر حال میں اس کا ثواب مل جائے گا

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

جو شخص بھلی بات کی سفارش کرتا ہے اس کو اس میں سے حصہ ملتا ہے اور جو کسی کو برے کام کی راہنمائی کرتا ہے اس

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

کو بھی اس برائی کا حصہ پہنچتا ہے اللہ ہر ایک چیز پر محافظ ہے۔ جس وقت تم کو کوئی سلام کہے

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾

تو اس کے سلام کا جواب اچھا سلام دو یا اسی جیسا (سلام) پھیر دو خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ اَصْدَقُ

اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں بلاشبہ قیامت کے روز تم کو جمع کرے گا اللہ سے زیادہ راست گو

مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۗ

کون ہے۔ پھر کیوں تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ (ہو کر متفرق) ہوگئے ہو اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا پھر کیا

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۗ

تم خدا کے گمراہ کیے کو راہ پر لانا چاہتے ہو

کیونکہ جو شخص بھلی بات کی سفارش کرتا ہے کوئی اس پر عمل کرے یا نہ کرے اس ناصح کو تو ضروری اس میں سے حصہ ملتا ہے اور ایسا ہی جو کسی کو برے کام کی راہنمائی کرتا ہے اس کو بھی اس برائی کا حصہ پہنچتا ہے پھر چاہے کوئی چھپ کر کرے یا ظاہر کسی صورت میں اسکی کمی نہ ہو گی کیونکہ اللہ ہر ایک چیز پر محافظ ہے ہمیشہ لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیتے رہو اور خوش خلقی سے پیش آؤ خوش خلقی سے ہدایت کی اشاعت ہوتی ہے جب ہی تو تمہیں کہیں کہ جس وقت تم کو کوئی سلام کہے تو اس کے سلام سے اچھا سلام اس کو دو یعنی السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ کہو یا اسی جیسا سلام پھیر دو کہ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام پر ہی قناعت کرو۔ غرض ہر طرح سے اس کا جواب دو کہ موجب تمہاری محبت اور اتفاق کا ہو اور یہ جانو کہ تمہارے حرف حرف کا بدلہ ملے گا کیونکہ خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ان صفات کا اس میں ہونا ضروری ہے اس لیے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں تمام جہان کا مالک پرورش کنندہ وہی ہے اسی نے تمہیں دنیا میں پیدا کر کے ڈھیل دے رکھی ہے انجام کار بلاشبہ قیامت کے روز تم کو جمع کرے گا جہاں تمہیں حساب دینا ہو گا اس واقع کو بالکل سچا جانو اللہ سے زیادہ راست گو کون ہے جس کی بات پر یقین لاؤ گے خدا ہی تو ابتداء سے تمہارے دشمنوں کے حال تم پر ظاہر کرتا رہا جن کو تم نے بالکل مطابق پایا پھر کیوں تم منافقوں کے بارے میں جو اعلیٰ درجہ کے تمہارے دشمن ہیں دو گروہ ہو کر متفرق ہو گئے ہو بعض ان کو مسلمان جانیں اور بعض ان کو کافر کہیں حالانکہ وہ یقینی کافر ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان کو بوجہ ان کی بداعمالیوں کے گمراہ کر دیا اب وہ ہرگز راہ پر نہیں آسکیں گے کیونکہ جس کی نسبت جناب باری میں سزا کا فتویٰ لگ جائے اسے کوئی منسوخ نہیں کر سکتا پھر کیا تم خدا کے گمراہ کیے ہوئے کو راہ پر لانا چاہتے ہو۔ ہرگز تم اس خیال میں کامیاب نہ ہو گے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

خدا جس کو راہ نہ دے تو اس کے لئے کوئی صورت نہ پاوے گا- وہ چاہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہوکر ایک سے

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ہو جاؤ پس تو ان میں سے کسی ایک کو بھی دوست نہ بناؤ جب تک وہ گھر چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نہ نکلیں اور

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

اگر منہ پھیریں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے نہ تو کسی کو دوست بناؤ اور نہ

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

حمایتی- ہاں ان کو نہ مارو جو تمہارے معاہدہ والوں سے معاہدہ رکھیں یا تمہارے لڑنے اور اپنی

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

قوم (کفار) سے لڑنے سے باز آکر تمہارے پاس آجاویں اگر خدا چاہتا تو انہیں

اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

کو تم پر غالب کردیتا پھر وہی تم کو مارتے پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے نہ لڑیں اور

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

تمہاری طرف صلح کے پیغام بھیجیں تو ان سے لڑائی کی خدا نے تم کو اجازت نہیں دی- اور لوگ ایسے بھی تم کو ملیں گے کہ جو چاہیں گے کہ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ

تم سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی جب کوئی ان کو فساد کی طرف بلائے گا تو (بھاگ کر) اس کی طرف جائیں گے

اس لیے کہ خدا جس کو بداعمالی کی سزا میں راہ نہ دے تو اس کے لیے کوئی صورت نہ پائے گا کہ کسی طرح اس کو راہ راست پر لاوے تم اس کے ایمان کی نسبت جھگڑتے ہو اور وہ چاہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہو کر ایک سے ہو جاؤ پس جب ان کی یہ حالت ہے تو ان میں سے کسی ایک کو بھی دوست نہ بناؤ جب تک وہ گھر چھوڑ کر اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے نہ نکلیں اور ثابت قدم نہ رہیں اور اگر باوجود دعوی اسلام کے اس سے منہ پھیریں اور دھوکہ دہی اور چال بازی سے باز نہ آویں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے نہ تو کسی کو دوست بناؤ اور نہ حمایتی ہاں ان کو نہ مارو جو تمہارے معاہدہ والوں سے معاہدہ رکھیں یا تمہارے لڑنے اور اپنی قوم (کفار) سے لڑنے سے باز آکر تمہارے پاس آجائیں اور تم سے صلح جوئی کریں اپنی قوت بازو کے غرور میں ایسے لوگوں کو نہ مارو اور خدا کا شکر بجا لاؤ کہ تم کو ان پر فتح عنایت کی ورنہ اگر خدا چاہتا تو انہیں کو تم پر غالب کر دیتا پھر وہی تم کو مارے پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کے پیغام بھیجیں تو ان کے درپے ہرگز نہ ہو؛ اس لئے کہ ان سے لڑائی کی خدا نے تم کو اجازت نہیں دی ہاں انہی کی قسم کے اور لوگ ایسے بھی تم کو ملیں گے جو بظاہر چاہیں گے کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی لیکن عملی کاروائی ان کی یہ ہو گی کہ جب کوئی ان کو جھگڑے فساد کی طرف بلائے گا تو بھاگ کر اس کی طرف جائیں گے-

فَإِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوٓا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوٓا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَ

پس اگر وہ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور تمہاری طرف صلح کے پیغام نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو ان کو پکڑو

اقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿٩١﴾

اور جہاں پاؤ ان کو قتل کر ڈالو انہیں لوگوں پر اللہ نے تم کو غلبہ عظیم دینا ہے۔ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ کسی

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ

مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے مار دے تو وہ ایک غلام

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَنْ يَّصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

مسلمان آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا دیوے مگر جب وارث اس کو معاف کردیں اور اگر وہ تمہارے دشمنوں

عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

میں سے ہے مگر خود مسلمان ہے تو صرف مسلمان غلام کا آزاد کرنا (واجب ہے) اور اگر وہ تمہارے معاہدہ دار قوم میں سے ہے

وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ

تو اس کے وارثوں کو خون بہا دینا اور ایک غلام مسلمان کا آزاد کرنا ضروری ہے پھر جو شخص غلام نہ پاوے تو دو

يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾

مہینے پے درپے روزے رکھے یہ اللہ کے ہاں سے معافی ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ جو شخص

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ

مومن کو دانستہ قتل کر ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور خدا کا غضب اور

پس اگر وہ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھوں کو تمہاری لڑائی سے نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کر ڈالو انہیں لوگوں پر اللہ نے تم کو غلبہ دینا ہے۔ ہاں مسلمانوں کے قتل سے پرہیز کرو کسی مسلمان کا کام نہیں کہ کسی مسلمان کو دانستہ قتل کرے مگر غلطی سے ہو تو امر دیگر ہے اس کا تدارک یوں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے مار دے تو وہ ایک غلام مسلمان آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا دیوے مگر جب وارث اس کے خون بہا کو خود ہی معاف کر دیں تو معاف بھی ہو سکتا ہے اور اگر وہ مقتول تمہارے دشمنوں یعنی حربی کفار میں سے ہے مگر خود مسلمان ہے تو صرف مسلمان غلام کا آزاد کرنا مقتول کے ذمہ ہی۔ اور اگر وہ مقتول مومن تمہارے معاہدہ دار قوم میں سے ہے تو اس کے وارثوں کو خون بہا دینا اور ایک غلام مسلمان کا آزاد کرنا ضروری ہے پھر جو شخص غلام یا اس کی قیمت نہ پائے تو دو مہینے پے درپے روزہ رکھے یہ اللہ کے ہاں سے معافی ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اس کے علم و حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ پہلی باتیں تم کو بتلاوے اور ذرہ سے جھکنے پر بھی معافی دیدے۔ البتہ جو شخص مومن کو بلحاظ ایمان دانستہ قتل کر ڈالے تو اس کا بدلہ اس گناہ کی سزا میں جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور خدا کا غضب

عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ
لعنت اس پر ہوگی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار ہے۔ مسلمانو[1] جب کبھی تم اللہ کی راہ میں سفر کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ
جاؤ تو بخوبی دریافت کرلیا کرو اور جو کوئی تم کو السلام علیکم کہے تو اس کو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں

تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ
کیا دنیا کا اسباب لینا چاہتے ہو خدا کے ہاں غنیمتیں بہت ہیں۔ تم بھی پہلے اسی طرح

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي
تھے لیکن اللہ نے تم پر احسان کیا پس تم بخوبی دریافت کرلیا کرو خدا تمہارے کاموں سے آگاہ ہے۔ بے عذر مسلمان

الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ
بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں

اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
اپنے مال اور جان سے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر خدا نے مرتبہ میں بڑائی دے رکھی ہے

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ
دونوں کو عام طور سے اچھا وعدہ دیا ہے

اور لعنت اس پر ہوگی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار ہے اس خیال سے کہ تم بھی اس عذاب میں کہیں مبتلا نہ ہو جاؤ تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانو جب کبھی تم اللہ کی راہ میں سفر کو جاؤ تو مخاطبوں کا حال بخوبی دریافت کر لیا کرو کہ مومن ہیں یا کافر تا کہ غلطی سے کسی مسلمان کو نہ مار دو اور جو کوئی ناواقفی میں تم کو السلام علیکم کہے تو اس کو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں یونہی ہم کو فریب دیتا ہے کیا تم اس کو مار کر دنیا کا اسباب لینا چاہتے ہو دینی بدلہ تو اس میں نہیں اگر تم کو مال اسباب کی ہی خواہش دامن گیر ہے تو اللہ سے مانگو وہ ضرور تم کو دے گا کیونکہ خدا کے ہاں غنیمتیں بہت ہیں اگر تم سمجھو کہ یہ شخص مسلمان ہوتا تو کافروں کو چھوڑ کر پہلے ہی سے ہم میں کیوں نہ آملتا تو جان لو کہ تم بھی پہلے اسی طرح کفار سے دبے ہوئے تھے لیکن اللہ نے تم پر احسان کیا پس تم بخوبی دریافت کر لیا کرو اس میں ہرگز سستی نہ ہونے دو دل میں سمجھ رکھو کہ خدا تمہارے کاموں سے آگاہ ہے اس حکم سے ڈر کر ایسا بھی نہ کرو کہ جہاد ہی چھوڑ دو۔ پھر تو تم ثواب عظیم سے محروم رہ جاؤ گے اس لئے کہ بے عذر مسلمان گھر میں بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنیوالے برابر نہیں ہیں اپنے مال و جان سے لڑنے والوں کو گھر میں بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں بڑائی دے رکھی ہے ہاں دونوں کو عام طور سے اچھا وعدہ دے رکھا ہے انکے ایمان

شان نزول

[1] (یا ایھا الذین امنوا) ایک دفعہ صحابہ کے لشکر کے مقابل ایک شخص سلام کہتا ہوا آیا اس کی غرض یہ تھی کہ چونکہ میں مسلمان ہوں ان کو خبر کر دوں تا کہ غلطی سے مجھے قتل نہ کر ڈالیں صحابہ میں سے ایک شخص نے اس خیال سے کہ یہ صرف ظاہر داری کرتا ہے اسے قتل کر ڈالا چونکہ یہ قتل قانون اسلامی کے خلاف تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی بالا اختصار۔

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً

اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ثواب عظیم کی فضیلت عطا کی ہے۔ کئی درجے اپنی طرف سے اور بخشش

وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ

اور مہربانی اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ان لوگوں کو جو اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں فوت[1] کرتے

اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ

وقت فرشتے پوچھتے ہیں آپ کہاں تھے وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مجبوری سے زمین میں رہتے تھے فرشتے کہیں کہ

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ

خدا کی زمین فراخ نہ تھی کہ اس میں تم ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بری

مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جگہ ہے۔ ہاں وہ ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ نکلنے کی طاقت رکھتے ہیں اور

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ

نہ راہ پہچانتے ہیں۔ سو امید ہے کہ ایسوں کو خدا معاف کرے گا اللہ بڑا معاف

اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

کرنے والا بخشنے والا ہے

اور اعمال صالحہ کا بدلہ جنت میں ان کو ملے گا اور مجاہدوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ثواب عظیم کی بزرگی عطا کی ہے یعنی کئی درجے اپنی طرف سے اور بخشش اور مہربانی بھلا کیوں نہ ہو؟ اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے یہ نہیں کہ خواہ مخواہ بھی بلاوجہ کفار کے ملک میں (جہاں پر احکام شریعت بجالانے سے تکلیف پہنچائی جاتی ہو) ٹھہر کر معذور ہو جائیں بلکہ ایسے لوگ درحقیقت اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں ان لوگوں کو جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں بجائے معذور رکھنے کے فوت کرتے وقت فرشتے بطور زجر کے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب آپ کہاں تھے؟ کس حال میں رہے کہ ہمیشہ دینی امور میں ذلت اور رسوائی ہی اپنے پر لیتے رہے اس کی وجہ کیا تھی؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مجبوری سے کافروں کی زمین میں رہتے تھے یہ وجہ ہماری دینی ذلت کی تھی فرشتے کہتے ہیں یہ تمہاری وجہ موجہ نہیں کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی کہ اس میں تم ہجرت کر جاتے اور دوسری جگہ بامن وعافیت اپنی مختصر زندگی بِتاتے سو ایسوں کا ٹھکانہ بیشک جہنم ہوگا اور وہ بری جگہ ہے وہ ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ نکلنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ بیچارے راہ پہچانتے ہیں ان کے لئے دونوں مانع سخت درپیش ہیں سو امید ہے کہ ایسوں سے خدا معاف کرے گا اس لئے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے تھوڑے سے عذر واقعی پر بھی معاف کر دیتا ہے۔

شان نزول

[1] (ان الذين توفهم الملئكة) بعض لوگ باوجود مسلمان ہونے کے آنحضرت کی ہجرت کے بعد بھی مکہ شریف میں ہی رہے حتی کہ طوعاً "کرہاً" جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے ہمراہ ہو کر بمقابل اہل اسلام لڑنے کو بھی آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ

جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا زمین میں بہت آسائش اور فراخ دستی پاتا ہے جو کوئی

يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ

اللہ اور رسول کی خاطر گھر سے نکلے پھر اس کو موت آجاوے تو اللہ کے ذمہ اس کا

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

ثواب ہوگیا خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے- جب تم زمین میں سفر کرنے کو جاؤ تو تمہیں

جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

نماز کا قصر کرنا جائز ہے اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تم کو ستائیں گے واقعی کافر لوگ تمہارے

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

صریح دشمن ہیں- اور جب تو (اے نبی ﷺ) ان میں ہو اور نماز پڑھنے لگے

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا

تو چاہئے کہ ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے ہتھیار بھی ساتھ لئے رہیں پھر جب سجدہ کر چکیں

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

تو تم سے پیچھے چلے جائیں اور دوسری جماعت جنہوں نے نماز نہیں پڑھی آجائیں اور تیرے ساتھ نماز پڑھیں

لوگ تو خواہ مخواہ ذلت اٹھا کر کفار کے ملک میں رہتے ہیں اور ہجرت نہیں کرتے حالانکہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں کفار کی تکالیف سے تنگ آکر ہجرت کرتا ہے زمین میں بہت آسائش اور فراخ دستی پاتا ہے یہ بھی نہیں کہ ہجرت کا بدلہ دنیا میں ہی ملے اور نہ یہ کہ گھر سے نکل کر کسی امن کی جگہ میں پہنچنے پر موقوف ہے بلکہ جو کوئی اللہ اور رسول کے دین کی خاطر گھر سے بہ نیت ہجرت نکلے پھر پہلے پانے کسی امن گاہ کے راہ میں ہی اس کو موت آجائے تو اللہ کے ذمہ اس کا ثواب ہو گیا جہاں سے پورا پورا بدلہ اس کو ملے گا ایک حبہ بھی نقصان نہ ہوگا اس لئے کہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے ذرا دل جھکنے کی دیر ہے کہ فوراً اس کی رحمت دامن گیر ہو جاتی ہے دیکھو تو دنیا میں اس کی مہربانی کے آثار جو مہاجروں پر ہیں بلکہ ان کی طفیل تمام مسلمانوں مسافروں پر کیسے ہیں؟ کہ ہم نے عام حکم دے رکھا ہے کہ جب تم زمین میں سفر کرنے کو جاؤ تو تمہیں نماز کا قصر کرنا جائز ہے یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھو اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر لوگ نماز میں تم کو ستائیں گے کیونکہ کفار واقعی تمہارے صریح دشمن ہیں- اور جب تو (اے محمد ﷺ یا تیرا کوئی نائب) ان مسلمانوں میں ہو اور نماز پڑھانے لگے تو چاہیے کہ ان حاضرین میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے اور ایک جماعت کفار کے مقابلہ پر جمے رہیں اور وہ کھڑے ہونے والے بقدر حاجت اپنے ہتھیار بھی ساتھ لے لیں پھر جب پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کر چکیں تو تم سے پیچھے چلے جائیں اور دوسری جماعت جنہوں نے ابھی نماز کی کوئی رکعت نہیں پڑھی اور ہنوز تمہاری حفاظت کو کفار کے مقابلہ کھڑے ہیں آجائیں اور تیرے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھ لیں اور جب تو اپنی دو رکعتوں پر سلام دے چکے تو ہر

وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ

اور اپنا بچاؤ اور ہتھیار ساتھ ہی رکھیں کافروں کی تو یہ دلی آرزو ہے کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور

وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ

بچاؤ سے غافل ہوؤ تو تم پر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑیں اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو

بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ

تو ہتھیار اتار رکھنے میں تم پر گناہ نہیں اور اپنا بچاؤ ساتھ رکھو اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا

إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پس جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر

اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ

لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرو پس جب تم کو جنگ سے آرام ملے تو نماز پڑھو۔ نماز مسلمانوں

الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ

پر بڑا تاکیدی فرض ہے۔ کفار کی تلاش میں سست نہ ہوؤ

إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا

اگر تم تکلیف پاتے ہو تو وہ بھی تو تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں تم اللہ سے اس کی امید رکھتے ہو جس کی ان کو

يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾

نہیں اللہ جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے

ایک جماعت پہلی اور پچھلی اپنی اپنی رکعت علیحدہ پڑھ لیں مگر اپنا بچاؤ اور ہتھیار ساتھ ہی رکھیں شاید کہ عین نماز میں ہی کفار حملہ آور ہوں تو ان کو روکنا پڑ جائے اس لئے کہ کافروں کی تو یہ دلی آرزو ہے کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہوؤ تو تم پر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑیں سو تم اس کا لحاظ رکھو کہ کہیں ان کو تمہاری غفلت میں موقع نہ مل جائے ہاں اگر تم کو بارش وغیرہ کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو اور تمام ہتھیار اٹھانے تم کو مشکل ہوں تو ایسی صورت میں ہتھیار اوزار رکھنے میں تم پر گناہ نہیں رکھ دو۔ مگر پھر بھی تمام نہیں تو بقدر ضرورت اپنا بچاؤ ساتھ رکھو اور یہ نہ سمجھو کہ کفار کی بڑی شان و شوکت ہے جو ہم کو ایسے تاکیدی حکم ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ اگر ہم سے ذرا غفلت ہو جائے تو کافر ہم پر غالب آ جائیں ہرگز تم پر غالب نہیں آئیں گے اس لئے کہ اللہ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے سو اب ان کی ذلت کے ایام آ گئے ہیں پس جب اسی جھگڑے میں نماز پڑھ چکو تو ہر حال میں کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرو پھر جب تم کو جنگ سے آرام ملے اور کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہو تو مثل سابق پوری نماز پڑھو اس لئے کہ نماز مسلمانوں پر بڑا تاکیدی وقت بوقت فرض ہے اس میں کسی طرح کی کمی نہ ہونے دو اور آرام میں پھنس کر کفار کی تلاش میں سست نہ ہوؤ اگر تم اس میں تکلیف پاتے ہو تو وہ بھی تو تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں پس جب وہ تمہاری تلاش میں سست نہیں ہوتے تو تمہاری سستی کے کیا معنی؟ حالانکہ تم اللہ سے اس ثواب کی امید رکھتے ہو جس کی ان کو نہیں اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا اور بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ

ہم نے سچی کتاب[1] تیری طرف اتاری ہے کہ تو لوگوں میں اللہ کے بتلائے ہوئے سے حکم کرے اور

لِّلۡخَآئِنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَلَا

دغابازوں کے حمایتی نہ بنو اور اللہ سے بخشش چاہ خدا بخشنے والا بڑا مہربان ہے- اور ان کی

تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا

طرف سے جھگڑا نہ کیا کر جو اپنے بھائیوں کی خیانت کرتے ہیں خدا کو دغا باز بدکار ہرگز پسند

اَثِيۡمًا ۚ ۙ﴿۱۰۷﴾ يَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ

نہیں لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں خدا سے نہیں چھپ سکتے جب رات کو ناپسند

يُبَيِّتُوۡنَ مَا لَا يَرۡضٰى مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطًا ﴿۱۰۸﴾

باتوں کے مشورے کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے تمام ان کے اعمال کا خدا نے احاطہ کر رکھا ہے

اس نے اپنے دین کی حمایت کا دارومدار ہی ان پر نہیں رکھا ہوا بلکہ اپنی حکمت کے ذریعہ ہر طرح سے کر سکتا ہے اس جنگ جہاد سے یہ ہرگز منظور نہیں کہ تم خونخواروں کی طرح موقع بہ موقع آدمیوں کو تنگ کرتے پھرو اور مسلمان اور کافر کے معاملہ میں مسلمانوں کو بھی خواہ مخواہ چاہے وہ غلطی پر بھی ہوں ترجیح دینے لگو ہمیں ہرگز یہ منظور نہیں بلکہ ہم نے تو یہ سچی کتاب تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ تو لوگوں میں اللہ کے بتلائے ہوئے قواعد سے حکم کرے اول ان میں سے یہ ہے کہ ظالم اور مظلوم میں تمیز کرے اور دغابازوں کا حمایتی نہ ہو- اگر تجھ سے سہواً اس فیصلے میں غلطی ہو جائے تو اللہ سے اس کی بخشش چاہ وہ معاف کر دے گا اس لئے کہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اور ان بدمعاشوں کی طرف سے جھگڑا نہ کیا کر جو اپنے بھائیوں بنی نوع کی خیانت کرتے ہیں خدا کو دغاباز بدکار ہرگز پسند نہیں- یہ بدکار نہیں سمجھتے کہ لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں خدا سے تو نہیں چھپ سکتے- اس لئے کہ جب رات کو ناپسند باتوں کے مشورے کرتے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ اپنے علم سے ان کے ساتھ ہوتا ہے ناپسند باتوں کی ہی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ تمام ان کے اعمال کا خدا نے احاطہ کر رکھا ہے

شان نزول

[1] (انا انزلنا) ایک شخص نے کسی دوسرے کی بوری آٹے کی چرا کر ایک یہودی کے ہاں رکھ دی لوگوں میں جب اس چوری کا چرچا ہوا تو بعض لوگوں نے آٹے کے نشان سے پہچانا کہ یہاں سے آٹا نکل کر اس یہودی کے مکان پر گیا ہے- اس یہودی سے دریافت کیا تو اس نے اصل چور کا نام لے دیا اس چور کی برادری کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت شریف میں آکر واویلا کیا کہ ہمارا آدمی ناحق بدنام ہو رہا ہے آپ لوگوں کو سمجھا دیں کہ اس کا نام نہ لیں چنانچہ آپ نے ان کے ظاہری حال پر رحم کھا کر چاہا کہ لوگوں کو اس کے نام لینے سے روکیں مگر چونکہ در حقیقت اسی کا کام تھا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم

هَاَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ
بھلا تم نے دنیا میں تو ان کی طرف سے جھگڑا کرلیا قیامت کے روز ان کی طرف

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ
سے کون جھگڑے گا یا کون ان کی کارسازی کرے گا- جو شخص برا کام کرے یا کسی بھائی پر

نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا
ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش مانگے اللہ کی بخشش اور مہربانی کا حصہ ضرور پائیگا- جو کوئی گناہ کرتا ہے

فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ
اپنا ہی برا کرتا ہے خدا سب کچھ جانتا ہے اور بڑی حکمت والا ہے- جو شخص چھوٹا موٹا

خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾
گناہ کرکے کسی بے گناہ کے ذمہ لگاتا ہے (حق تو یہ ہے کہ) اس نے بڑا بہتان اور صریح گناہ اپنے سر اٹھایا ہے-

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ
اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تیرے شامل حال نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت تیرے بہکانے کا قصد کر چکی تھی

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
اور اپنے ہی آپ کو بہکاتے ہیں اور تجھے کچھ بھی ضرور نہ دے سکیں گے تجھ پر خدا نے

بھلا تو نے دنیا میں تو ان کی طرف سے جھگڑا کر لیا- قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جھگڑے گا؟ یا کون ان کی کارسازی کرے گا کوئی نہیں البتہ دنیا میں اس بداعمالی کا تدارک ممکن ہے کہ جو شخص برا کام کرے کہ جس سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے یا کسی بھائی بنی نوع پر ظلم کرے جس سے دوسرے کو صدمہ مالی بدنی یا روحانی پہنچے- پھر اللہ سے ڈر کر مظلوم سے معافی چاہے اور اپنے افعال قبیحہ پر خدا سے بخشش مانگے اللہ کی بخشش اور مہربانی کا حصہ ضرور پائے گا ان بدکاروں کو چاہیے کہ اپنی بداعمالیوں کا بہت جلد علاج کریں اس لیے کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اپنا ہی برا کرتا ہے کسی کو اس کی خرابی نہیں پہنچے گی کیونکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اور ساتھ اس کے بڑی حکمت والا ہے- اس کی حکمت اور دانائی اس کے مخالف ہے کہ کسی کا کیا کسی پر ڈالے اور یہ بھی سن لو کہ جو شخص کسی قسم کا چھوٹا موٹا گناہ کر کے کسی بے گناہ کے ذمہ لگاتا ہے وہ سخت سزا میں مبتلا ہو گا کیونکہ اس نے بڑا بہتان یعنی بے جا الزام اور صریح گناہ اپنے سر اٹھایا سچ تو یہ ہے کہ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تیرے شامل حال نہ ہوتی کہ وقت بوقت تجھے تیرے مخالفوں کے حال سے مطلع نہ کرتا تو تو ضرور غلطی کر بیٹھتا اس لئے کہ ان میں سے ایک جماعت تیرے بھلانے کا قصد کر چکی تھی کہ تجھے کسی طرح غلطی میں ڈالیں کہ خلاف واقع سچ جھوٹ بول کر تجھ سے فیصلہ کرالیں لیکن درحقیقت اپنے ہی آپ کو بھلاتے ہیں کہ ان کی ایسی کوششوں کا وبال انہی کی جان پر ہو گا جس کا عوض اٹھائیں گے اور تجھے کچھ بھی ضرر نہ دے سکیں گے تو بھلا ان کے بھلانے سے کیسا بھول جائے گا؟ تیرے پر خدا نے

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

کتاب اور دانائی اور فہم کی باتیں اتاری ہیں اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر خدا کا بڑا

عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ

فضل ہے۔ ان کی اکثر سرگوشیوں میں بھلا نہیں ہاں جو شخص دوسرے کو صدقہ یا نیک کام یا

اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ

لوگوں میں اصلاح کرنے کا حکم کرے اور جو کوئی یہ کام اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو کرتا ہے ہم اس کو

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

بہت بڑا اجر دیں گے۔ اور جو شخص[1] بعد معلوم ہونے ہدایت کے رسول کی نافرمانی کرتے گا

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

اور مومنوں کے خلاف راہ چلے گا تو جس طرف اس نے رخ کیا ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بری جگہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ

اللہ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوا اس کے جو چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

شرک کرتا ہے وہ تو بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑتا ہے

کتاب قرآن شریف اور دانائی اور فہم کی باتیں اتاری ہیں اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہیں جانتا تھا اور علاوہ اسکے تجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے پھر بھلا جس کی حمایت اور حفاظت اس طور سے ہو اس کو یہ خام عقل والے کیا ضرر دے سکتے ہیں؟ پڑے سرگوشیاں کریں ان کی اکثر سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہاں جو شخص اپنی سرگوشی میں دوسرے کو صدقہ یا نیک کام یا لوگوں میں اصلاح کرنے کا حکم کرے اس کی سرگوشی البتہ بہتر ہے کیونکہ جو کوئی یہ کام اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو کرتا ہے ہم اس کو بہت بڑا اجر دیں گے اور جو شخص بعد معلوم ہونے ہدایت کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور مومنوں کے خلاف راہ چلے گا تو جس طرف اس نے رخ کیا ہم بھی اسی طرف اس کو پھیر دیں گے اور انجام کار اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بری جگہ ہے جس روز ہم ان کو جہنم میں داخل کریں گے یہ عام قاعدہ ہو گا کہ اللہ شرک کے جرم کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوائے اس کے جو چاہے گا بخش دے گا اس لئے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بڑی ہی دور کی گمراہی میں پڑ جاتا ہے دیکھو تو

شان نزول

[1] (ومن یشاقق الرسول) جس چور کا پہلی آیت میں ذکر ہے بعد ثبوت چوری کے مکہ کے مشرکوں میں جا ملا اور اسلام اور اہل اسلام سے مرتد ہو گیا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

راقم کہتا ہے یہ حالت اور سزا مرتد کی جب ہے کہ ارتداد پر قائم ہے۔ اور اگر توبہ کر کے مسلمان ہو جائے تو سب کچھ معاف ہے۔ چنانچہ

الا الذین تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان الله غفور رحیم (آل عمران۔۷۸)

میں ارشاد ہے۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ

اللہ کے سوا عورتوں کو پکارتے ہیں اور شیطان مردود کو پکارتے ہیں جس پر

اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَ

خدا نے لعنت کی ہے اور اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ضرور ایک حصہ اپنا تابعدار بناؤں گا۔ اور ان کو گمراہ کروں گا

لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ

ان کے جی میں امیدیں ڈالوں گا ان کو حکم دوں گا تو چارپاؤں کے کان پھاڑیں گے اور ان کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی پیدائش کو بدل

اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

دیں گے اور جس نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنایا پس اس نے صریح ٹوٹا پایا

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ

(شیطان) ان کو وعدہ دیتا ہے اور آرزو دلاتا ہے اور جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے۔ انہیں کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جہنم ہے اور اس سے نکلنے کی راہ نہ پاویں گے۔ اور جو (لوگ) ایمان لائے اور اچھے کام کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ

کیا احمق پن ہے؟ کہ اللہ کے سوا عورتوں جیسی کمزور چیزوں کو پکارتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کن کو پکار رہے ہیں وہ اپنی زندگی میں نیک ہوں یا مقرب الٰہی ہوں مگر درجہ خداوندی اور حاجت روائی تو کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتا گو بظاہر اپنے زعم میں ان بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں مگر درحقیقت یہ لوگ شیطان مردود کو پکار رہے ہیں جس پر خدا نے لعنت کی ہے اور اس نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ضرور ایک حصہ اپنا تابعدار بناؤں گا اور ان کو گمراہ کروں گا جس کا طریق یہ ہوگا کہ ابتداء میں ان کے جی میں امیدیں ڈالوں گا اور بعد اس کے جب وہ کسی قدر اس میں مصروف ہوں گے تو ان کو بتلاؤں گا تو چارپاؤں کے کان پھاڑیں گے اور غیر اللہ کے نام سے ان کو وقف کریں گے اور پھر ان کو بتلاؤں گا تو وہ اللہ کی اصلی پیدائش (یعنی توحید) کو بدل دیں گے۔ یاد رکھو جس نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو جس کے تمہاری نسبت یہ خیال ہیں اپنا دوست بنایا پس اس نے صریح ٹوٹا پایا۔ وہ تو ایسا مکار ہے کہ یوں ہی ان کو بذریعہ خام خیالوں کے وعدے دیتا ہے کہ تم فلاں قبر کی منت مانو یا فلاں بت کے آگے مٹھائی رکھو تو تمہارا کام ہو جائے گا اور جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے کہ فلاں قبر پر نذر چڑھانے سے قیامت کے روز ان کی شفاعت سے نجات ہو جائے گی فلاں دنیا کا کام سنور جائیگا وہ احمق لوگ جو اس کے خیال میں آجاتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا اور اس سے کہیں نکلنے کی راہ نہ پاویں گے اور ان کے مقابل وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام بھی کئے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ

حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ
سچا ہے اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ نہ تو تمہاری[ل] خواہشوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی مرضی

الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا
پر ہے جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا حمایتی اور

نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
مددگار نہ پاوے گا۔ اور جو شخص مرد ہو یا عورت مسلمان ہوکر نیک کام کرے سو وہ جنت میں

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ
داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔ کیا کوئی شخص اس سے بھی اچھا دیندار ہے

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ
جس نے اپنے آپ کو اللہ کا تابعدار بنایا اور نیک کام بھی کرتا رہا اور ابراہیم یک طرفہ کے پیچھے چلا اور ابراہیم کو خدا نے اپنا مقرب بندہ

خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝
بنایا تھا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کی ملک ہے خدا سب کو گھیرے ہوئے ہے

ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵

سچا ہے۔ بتلاؤ تو اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے پس اگر تم بھی اسے ایسا ہی مانتے ہو تو سنو کہ نجات کا مدار نہ تو تمہاری مشرکوں کی خواہشوں پر ہے کہ بت پرستی سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اہل کتاب کی مرضی پر ہے کہ مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے نجات ہو جاتی ہے نیک اعمال موجب نجات نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا اٹھاوے گا۔ اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ پاوے گا۔ اور ایسا ہی جو شخص مرد ہو یا عورت مسلمان ہو کر نیک کام کریں گے سو جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا کہ ان کے اعمال صالحہ میں سے کچھ کم کیا جائے کیوں نہ ان لوگوں کو ایسا بدلہ ملے جنہوں نے اللہ کے حکموں کو بدل و جان قبول کر لیا۔ کیا کوئی شخص اس سے بھی اچھا دیندار ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ کا تابعدار بنایا اور پھر اس کی مرضی کے موافق نیک کام بھی کرتا رہا اور خاص کر یہ خوبی کہ ابراہیم یک طرفہ کے پیچھے چلا اور کامل اخلاص کی وجہ سے ابراہیم کو خدا نے اپنا مقرب بندہ بنایا تھا یوں تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب خدا کی ہی ملک ہے کوئی مقرب بننے سے اس کا سا جھی نہیں ہو سکتا دنیا کے بادشاہوں پر جو وزیروں کے قبضے میں سب کچھ دے رکھتے ہیں قیاس کرنا غلط ہے خدا باوجود اس قدر وسیع سلطنت کے بذات خود سب کو گھیرے ہوئے ہے ہر ایک بات کو مناسب جانتا ہے اور اسی کے موافق حکم دیتا ہے لہذا تو اس کی تبلیغ میں سرگرم رہ اور انکی رسوم قبیحہ (شرک کفر اور چھوٹی لڑکیوں کا قتل بڑی ہوں تو والدین کے مال سے انکو محروم کرنا یتیم لڑکیوں پر نکاح میں لا کر طرح طرح کے ظلم و ستم وغیرہ کرنا) کے مٹانے میں کوشش کرتا رہ۔ تیری کوشش کا ہی نتیجہ ہے کہ اکثر لوگ شرک کفر چھوڑ کر اب اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں

شان نزول

[ل] (لیس بامانیکم) مشرکین عرب اور یہود و نصاری جو اپنی اپنی غلط فہمیوں کی وجہ سے بے دینی کو دین سمجھ کر راہ نجات جانتے تھے ان کے سمجھانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى

اور عورتوں کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اللہ تم کو عورتوں کی بابت حکم دیتا ہے وہی جو تم کو کتاب (قرآن) میں ان یتیم لڑکیوں

النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَ

کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا حق مقرر نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور

الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا

ضعیف بچوں کے لئے سنایا جاتا ہے اور یہ کہ یتیموں سے انصاف کی کار گزاری کرو جو کچھ تم

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا

بھلائی کرو گے اللہ کو سب معلوم ہے۔ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی سے

أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ

یا بے پرواہی معلوم کرے تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں گناہ نہیں صلح بہتر ہے

وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا

ہر نفس کو اپنے فائدہ کا لالچ ہے اور اگر تم احسان کرو گے اور بچو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾

خبردار ہے۔

کہ عورتوں کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کو نکاح میں لا کر کس کس طرح معاملہ کریں؟ تو ان کو با آسانی کہہ دے کہ اللہ تم کو عورتوں کی بابت بڑے انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ حکم وہی ہے جو تم کو کتاب (قرآن) میں ان یتیم لڑکیوں کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا حق مقرر نہیں دیتے اور بوجہ خوبصورتی اور مالداری کے ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور جو ضعیف اور ناتوان بچوں کے لئے تمہیں اسی کتاب قرآن میں سنایا جاتا ہے کہ ان کے ماں باپ اور قریبیوں کے مال سے ان کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں حصہ موافق شریعت دیا کرو اور خلاصہ سب کا یہ ہے کہ یتیموں سے انصاف کی کارگزاری کرو جو ان کے حقوق واجبہ اور جائزہ ہیں عمدہ طور سے ادا کرو۔ اور علاوہ اس کے جو کچھ تم ان سے یا کسی غیر سے بھلائی کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے اس لئے کہ اللہ کو سب معلوم ہے ہمیشہ بیوی خاوند مصالحت سے رہا کریں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے بدمزاجی کرے یا بے پرواہی معلوم کرے تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں کسی طرح سے خواہ نان ونفقہ کی کمی سے بھی ہو عہد پیمان جائز طور پر کر لیں غرض صلح سے رہیں کیونکہ صلح عموماً بہ نسبت فساد کے بہتر ہے اور اس بات کا خیال نہ رکھیں کہ میرا کسی طرح کا نقصان نہ ہو ایسا کرنے سے صلح نہ ہو گی اس لئے کہ ہر نفس کو اپنے فائدہ کا لالچ ہے دوسرے کا نقصان ہی کیوں نہ ہو اپنا فائدہ ہر ایک کو ملحوظ رہتا ہے مگر یہ عادت اچھی نہیں بلکہ اگر تم آپس میں احسان کرو گے اور ظلم وستم کرنے سے بچو گے تو اللہ کے ہاں اس کا بڑا ہی اجر پاؤ گے کیونکہ خدا تمہارے کاموں سے آگاہ ہے تمہارے کاموں کا پورا پورا بدلہ دے گا اس حکم خداوندی کا ایک ضمیمہ ہنوز اور بیان طلب ہے۔

شان نزول [1] (یستفتونک) خانہ داری کے متعلق انصاف اور اخلاق برتنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ

بیویوں میں تم برابری ہرگز نہ کرسکو گے گو تم خواہش بھی کرو پس بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ

فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۲۹

دوسری کو لٹکتی ہوئی کو چھوڑ دو اور اگر آپس میں صلح سے رہو گے اور بچو گے تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝۱۳۰ وَلِلّٰهِ

اگر دونوں علیحدہ ہو جاویں گے تو اللہ ہی اپنی فراخدستی سے ان کو بے پرواہ کردے گا اللہ بڑی فراخی والا بڑی حکمت والا ہے جو

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کی ملک ہے ہم نے تم سے پہلی کتابؔ والوں (یہود و نصاری) کو اور تم کو بھی یہی

مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

نصیحت کر رکھی ہے کہ اللہ سے ڈرا کرو اور اگر تم ناشکری کرو گے تو جو کچھ آسمان اور

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے۔ آسمان و زمین کی سب چیزیں خدا ہی کی ہیں

وہ بھی سنو کہ متعدد بیویوں کی صورت میں ہر ایک امر کھانے پینے دلی محبت وغیرہ کی برابری ہرگز نہ کرسکو گے گو تم خواہش بھی کرو چونکہ یہ امر متعذر بلکہ قریب محال ہے پس بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکتی ہوئی کر چھوڑو کہ نہ وہ ایسی ہو کہ خاوند دار کہلائے کیونکہ تم اسے پوچھتے نہیں اور نہ بے خاوند بیوہ ہے کیونکہ تم نے اسے قید رکھا ہے چھوڑتے نہیں اور اگر آپس میں صلح سے رہو گے اور اختیاری معاملات مثل کھانا کپڑا شب باشی میں ظلم سے بچو گے تو اور امور (جیسے دلی لگاؤ کا کسی طرف زائد ہونا) اللہ تم کو معاف کردے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ناموافقت کی صورت میں عورت کو بند کرنے سے چھوڑ دینا بہتر ہے اگر دونوں علیحدہ ہو جاویں گے اور ایک دوسرے کے ظلم سے دور رہیں گے تو اللہ بھی اپنی فراخ دستی سے ان کو ایک دوسرے سے بے پرواہ کردے گا ایسا کرنا اللہ سے کچھ دور نہیں اس لئے کہ اللہ بڑی فراخی والا ہے جس قدر چاہے ہر ایک دے سکتا ہے اور ساتھ ہی بڑی حکمت والا ہے کہ ایسے طور سے دیتا ہے جو کسی کی سمجھ میں بھی نہ آتا ہو فراخی اس کی کا یہی ثبوت کافی ہے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے در حقیقت اللہ ہی کی ملک ہے چونکہ آسمان اور زمین کے سب لوگ کیا پہلے اور کیا پچھلے ہمارے ہی غلام اور مخلوق ہیں جب ہی تو ہم نے تم سے پہلے کتاب والوں (یہود و نصاری) کو اور تم کو بھی یہی نصیحت کر رکھی ہے کہ اللہ سے جو سب آسمان اور زمین کا خالق مالک ہے ڈرا کرو اس کی بے فرمانی نہ کرو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہوگا اور اگر تم اس کی ناشکری کرو گے تو اس کا کوئی حرج نہیں جو کچھ حرج ہے تمہارا ہی ہے کیونکہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کا ہے کوئی شے دنیا میں نہیں جو اس کی ملک نہ ہو۔ باوجود اس قدر وسعت کے اللہ ان سب سے بے پرواہ بذات خود بڑی خوبیوں والا ہے۔ پھر سن رکھو آسمان و زمین کی سب چیزیں خدا ہی کی ہیں۔

شان نزول

ل (ولقد وصینا الذین) اہل کتاب یہود و نصاری کے بعض سوالوں کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ

خدا (اکیلا) ہی کارساز کافی ہے- اے لوگو وہ چاہے تو تم سب کو لے جائے اور اوروں کو لے آوے اور

اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ

اللہ اس پر قادر ہے- جو شخص فقط دنیا ہی کا انعام چاہتا ہے اللہ کے ہاں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

دنیا اور آخرت دونوں کا انعام موجود ہے اور خدا سنتا ہے اور دیکھتا ہے- مسلمانو[1]

قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ

خدا لگتی منصفانہ گواہی دیا کرو گو تمہارے لئے یا تمہارے ماں باپ کے لئے یا تمہارے قریبیوں

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

کیلئے نقصان ہو اگر کوئی شخص غنی ہو یا فقیر خدا ان کا متولی ہے پس تم انصاف کرنے میں اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اور اگر زبان دبا کر کہو گے یا منہ پھیرو گے تو خدا تمہارے کاموں سے آگاہ ہے

اگر بھلائی اپنی چاہو تو اسی کے ہو رہو خدا اکیلا ہی کارسازی کو کافی ہے کسی کی اس کے ہوتے ہوئے حاجت نہیں وہ ایسا بڑا زبردست مالک ہے کہ اگر چاہے تو سب لوگوں کو ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے یقیناً سمجھو کہ اللہ اس پر قادر ہے نیز ایسے مالک الملک کی مرضی کے خلاف جو شخص فقط دنیا کا ہی انعام چاہتا ہے کیسی سخت غلطی میں ہے؟ انہیں چاہیے تھا کہ دونوں جہانوں کا انعام مانگتے کیوں کہ اللہ کے ہاں دنیا اور آخرت دونوں کا انعام موجود ہے ساتھ ہی اس کی وسعت امر کی مقتضی ہے کہ صرف دنیا اس سے طلب نہ کی جائے بلکہ دونوں جہان کی بھلائی اس سے مانگی جائے وہ ہمیشہ مناسب مصلحت تم کو دیتا ہے اور خدا سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے پس اے مسلمانو تم بھی اگر دین و دنیا کا انعام لینا چاہتے ہو تو سنو اس کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ تمہارے دونوں پہلو زبردست ہوں کسی طرح کا ان میں ضعف نہ ہو سب سے زیادہ تاکیدی گو توحید سے مرتبہ سے مؤخر ہے تمہارے معاملات کا پہلو ہے اسے ایسا مضبوط رکھو کہ علاوہ اپنے معاملات کے اگر کسی معاملہ میں شاہد بھی بنو تو خدا لگتی منصفانہ گواہی دیا کرو گو وہ شہادت خود تمہارے لئے یا تمہارے ماں باپ کے لیے یا تمہارے قریبوں کے لئے نقصان یا نقصان کا باعث ہو تو بھی تم سچی شہادت سے نہ رکو اگر کوئی شخص غنی ہو یا فقیر تو بھی ان کے لحاظ سے شہادت میں کمی زیادتی نہ کرو نہ غریب کے حال پر ترس سے نہ غنی کے ڈر یا نفع کی امید سے شہادت کو بدلو- کیونکہ خدا ان کا متولی ہے نہ تم غریب کو اس طرح سے بغیر منظوری خدا کے نفع پہنچا سکتے ہو نہ غنی سے بغیر مرضی خدا فائدہ لے سکتے ہو پس تم انصاف کرنے میں اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو اور اگر صاف شہادت نہ دو گے بلکہ زبان دبا کر کچھ ایسی ذوالوجہین باتیں کہو گے جس سے کسی حق دار کا نقصان ہو یا بالکل شہادت سے منہ پھیرو گے تو ان دونوں صورتوں میں سزایاب ہو گے اور خدا سے کسی طرح تم اپنے آپکو چھپا نہ سکو گے اس لیے کہ خدا تمہارے کاموں سے ہر وقت آگاہ ہے

شان نزول [1](یا ایھاالذین امنوا) تہذیب اخلاق اور معاملات میں انصاف سکھانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى

اے مسلمانو اللہ اور رسول کے ماننے میں مضبوط رہو اور جو کتاب خدا نے اپنے

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

رسول (محمد ﷺ) پر اور اس سے پہلے اتاری ہیں ان کو ماننے میں بھی ثابت قدم رہو جو کوئی اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنَّ

یا اس کی کتابوں کا یا اس کے رسولوں کا یا قیامت کے ہونے کا انکار کرے گا سو بڑی دور کی گمراہی میں پڑے گا۔ جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا

لوگ ایمان[ل] لاکر پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر منکر ہوگئے پھر دن بدن کفر میں بڑھتے گئے

لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ؕ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ

خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ان کو راہ دکھائے گا۔ منافقوں کو سنادے کہ

لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

ان کو سخت درد کا عذاب پہنچے گا۔ یہ تو وہ ہیں جو مومنوں کے سوا کافروں کو مخلص دوست

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ؕ

بناتے ہیں کیا یہ ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے ہاتھ میں ہے

مسلمانو تمہارا دوسرا اگر مرتبہ میں اول پہلو دینداری کا ہے جو دوسرے لفظوں میں معاملات خالق کے نام سے موسوم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے ماننے میں مضبوط رہو اور جو کتاب خدا نے اپنے رسول (محمد ﷺ) پر اور جو کتابیں اس سے پہلے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر انبیاء پر اتاری ہیں ان کے ماننے میں بھی ثابت قدم رہو اور قرآن کے موافق عمل کرتے رہو اور یاد رکھو کہ جو کوئی اللہ یا اس کے فرشتوں کا یا اس کی کتابوں کا یا اس کے رسولوں کا یا دن قیامت کے ہونے کا انکار کرے گا سو بڑی ہی گمراہی میں پڑ جائے گا جس سے اس کو حق کی طرف متوجہ ہونا مشکل ہو جائے گا اس لیے کہ ایسے امور ضروریہ کا انکار صریح کفر ہے تو کجا بعد ماننے کے جب ہی تو ہم کہیں کہ جو لوگ ایمان لاکر پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے بعد اس کے پھر منکر ہوگئے پھر دن بدن اپنے کفر میں بڑھتے گئے یہاں تک کہ مر گئے خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ان کو جنت کی راہ دکھائے گا انہی کے بھائی ہیں وہ لوگ جو بظاہر تو کسی غرض دنیاوی کو منکر نہیں بنتے پر دل میں کفر چھپائے ہوئے ہیں تو ان منافقوں دورخوں کو بھی سنادے کہ انکو سخت درد کا عذاب پہنچے گا۔ ان کو اگر تم نے پہچاننا ہو تو ہم بتلائے دیتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو مومنوں کے سوا کافروں کو مخلص دوست بناتے ہیں جب ہی تو موقع پر دینی امور میں بھی مومنوں کے مقابلہ کافروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیا یہ نالائق ان کافروں کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے لوگوں میں معزز بنیں۔ ہرگز عزت نہ پائیں گے اس لئے کہ عزت تو ساری اللہ کے ہاتھ میں ہے بغیر اس کی مرضی کے کوئی معزز نہیں ہو سکتے۔

شان نزول

[ل] (ان الذین امنوا) بعض دنیادار پھر تو گھر تو خود غرضوں کے حق میں جو دین فروشی کو اپنا شیوہ سمجھتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

حالانکہ اس نے کتاب میں یہ تم پر حکم نازل کردیا ہوا ہے کہ جب تم اللہ کے حکموں سے انکار یا

وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ إِنَّكُمْ

مسخری ہوتی سنو تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ کسی دوسری بات میں نہ لگیں ورنہ

إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْكٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿۱۴۰﴾

اسی وقت تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے اللہ قیامت کے روز منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جا جمع کرے گا

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوٓا أَلَمْ نَكُنْ

جو تمہاری گھات میں ہیں پھر اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح پہنچے کہتے ہیں ہم

مَّعَكُمْ ۖ وَإِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِينَ نَصِيبٌ ۙ قَالُوٓا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ

تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کبھی کافروں کی جرت ہو تو کہتے ہیں کیا ہم نے تم پر قابو نہ پایا تھا

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ

پھر تم کو مسلمانوں سے نہیں بچایا پس اللہ ہی قیامت کے روز تم میں فیصلہ کرے گا خدا ہرگز

لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿۱۴۱﴾ ع

کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہیں دے گا

دیکھو تو اس چند روزہ عزت کے لیے کیا کیا خرابیاں کیسے کیسے کفریات اختیار کرتے ہیں؟ جو لوگ اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا اور مسخری کرتے ہیں ان سے ملاقاتیں رکھتے ہیں حالانکہ اس نے کتاب (قرآن شریف) میں تم پر یہ حکم نازل کردیا ہوا ہے کہ جب تم اللہ کے حکموں سے انکار یا مسخری ہوتی سنو اور تم اسے رد بھی نہ کر سکو تو تم ان میں مت بیٹھو جب تک وہ کسی دوسری بات میں نہ لگیں ورنہ اسی وقت تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے جیسے یہ لوگ دنیا میں کفار سے دوستی محبت کرتے ہیں اسی طرح اللہ قیامت کے روز ان منافقوں اور کافروں کو جہنم میں یکجا جمع کرے گا- اور نشان انکی معرفت کا معلوم کرنا ہو تو سنو وہ لوگ ہیں جو تم سے علیحدہ رہ کر تمہاری گھات میں ہیں اور پھر اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح پہنچے تو خوشامدی بن کر کہتے ہیں کیوں صاحب ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اس سے غرض ان کی غنیمت سے حصہ لینا ہوتی ہے جو ان کی نہایت کوشش ہے اور اگر کبھی کافروں کی جرت ہو تو چونکہ بظاہر مسلمان بنے ہوئے ہیں لہذا اگر ان کی معیت کا دعوی کریں تو صاف جھٹلا دیں گے- اس لئے ان سے یوں نہیں کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ تھے بلکہ ان سے اور ہی چال چلتے ہیں- ان پر احسان جتلا کر کہتے ہیں کیوں صاحب ہم نے تم پر قابو نہیں پایا تھا- پھر باوجود اس کے تم کو مسلمانوں سے نہیں بچایا کیا اس وجہ سے ہم انعام کے قابل نہیں یہ ان کی کاروائی دنیا سازی کے لیے ہے پس اللہ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ کرے گا- جہاں پر واقعی ان کی کلی کھل جائے گی- دنیا میں بھی خدا ہرگز کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہ دے گا بشرطیکہ مومن مومن ہوں

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ

جو منافق اللہ سے داؤ بازی کرتے ہیں وہ ان کو سزا دے گا اور جب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوتے ہیں

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ

تو سست سست کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کے دکھانے کو اللہ کی یاد تو بہت ہی کم کرتے ہیں- اسی حال میں متردد ہیں

بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ

نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف جس کو اللہ بھٹکا دے تو اس کی نجات کی راہ نہ

لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

پاؤ گے- مسلمانو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ إِنَّ

بناؤ...... کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کا صریح الزام اپنے ذمہ آپ ہی لگاؤ

الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

بے شک منافق لوگ آگ کے نچلے درجے میں ہوں گے تو (اے مخاطب) کوئی انکا حمایتی نہ پاوے گا

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ

ہاں جنہوں نے توبہ کرلی اور عمل درست کرلئے اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑلیا اور اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتے رہے

نہ کہ دورخے ایسی بے جا حرکتیں جو منافق کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خیال میں اللہ سے داؤ بازی کرتے ہیں- وہ بھی ان کو داؤ بازی اور فریب کی سزا دے گا- ممکن نہیں کہ ان چال بازیوں سے اسے فریب دے سکیں جو کچھ کرتے ہیں اخلاص مندی تو اس میں مطلقاً نہیں ہوتی یہاں تک کہ نماز پڑھتے میں بھی کھڑے ہوں تو سست سست کھڑے ہوتے ہیں- پھر یہ بھی اخلاص سے نہیں بلکہ صرف لوگوں کے دکھانے کو کہ ہم مسلمان ہیں تاکہ موقع پر آگے بڑھ کر دم مارنے کو تیار ہوں- جب نماز کا یہ حال ہے تو پھر اور کسی کام کا کیا؟ ٹھیک اللہ کی یاد تو بہت ہی کم کریں کبھی پھنسے پھنسائے اللہ کا نام منہ پر آگیا تو آگیا ورنہ کوئی غرض مطلب ہی نہیں اسی حال میں متردد ہیں کبھی ادھر کبھی ادھر دل سے نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف کر اپنے مطلب کی طرف ان کی ایسی حرکتوں کی یہی سزا ہے کہ اللہ نے بھی ان کو ہمیشہ کے لیے سیدھی راہ سے بھٹکا دیا ہے پھر جس کو اللہ ہی راہ سے بھٹکاوے تو اس کی نجات کی راہ نہ پائے گا چونکہ ان پر جو بلا آئی ہے وہ کفار کی دوستی سے ہی آئی ہے لہٰذا تم مسلمانو مومنوں کو چھوڑ کافروں کو مخلص دوست نہ بناؤ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ صریح الزام اللہ کا اپنے ذمہ آپ ہی لگاؤ اور اسی دوستی کی وجہ سے تو منافق آگ کے نیچے کے درجے میں ہوں گے جہاں پر سب سے زیادہ مصیبت ناک عذاب میں رہیں گے اور تو (اسے مخاطب) بہت بڑی تلاش سے بھی کوئی ان کا حمایتی نہ پائے گا جو ان کو اس بلائے عظیم سے رہائی دیوے یاد لاوے ہاں اس میں شک نہیں کہ جنہوں نے اس فعل قبیح سے دنیا میں ہی توبہ کرلی اور باقی ماندہ عمل اپنے درست کرلیے اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑ لیا اور اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتے رہے

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

سو یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے اللہ مومنوں کو بڑا ہی بدلہ دے گا

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ

اگر تم شکر گزاری کرو اور اللہ کو مانو تو خدا کو تمہارے عذاب سے کیا مطلب ہے خدا تو بڑا ہی

اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

قدر دان ہے علم والا۔

تو یہ لوگ پکے مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔اللہ مومنوں کو بڑا ہی بدلہ دے گا۔اس لئے کہ جو باتیں چاہیے تھیں وہ وہ انہوں نے پوری کر دیں پھر عذاب کیسا؟ عذاب تو سرکشی اور مخالف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے ورنہ اگر تم شکر گذاری کرو اور اللہ کے حکموں کو مانو تو خدا کو تمہارے عذاب سے کیا مطلب؟ بلکہ تمہاری نیکیوں کا عمدہ بدلہ دے گا اس لئے کہ خدا تو بڑا ہی قدر دان ہے اور ہر ایک کے اخلاص کو جانتا ہے اسی کے موافق بدلہ بھی دیتا ہے چونکہ خدا ہر چیز کو جانتا ہے اس لیے اس نے منافقوں کی عادت قبیحہ کا اظہار کیا اور آیندہ بھی کرتا رہے گا۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

بری بات کا (بلندی سے) اظہار کرنا اللہ کو پسند نہیں ہاں جس پر ظلم ہوا ہو خدا سنتا اور جانتا

عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ہے- اگر ظاہر طور پر یا چھپ کر نیکی کرو یا برائی معاف ہی کرو تو خدا بڑا معاف کرنے والا بڑی قدرت والا

عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا

ہے- جو لوگ اللہ (کی توحید) سے اور اس کے رسولوں سے منکر ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں

بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ

کو ماننے میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض سے انکاری ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا

کے بیچ بیچ میں راہ نکالیں- یہی لوگ پکے کافر ہیں اور انہیں کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ

عذاب تیار کر رکھا ہے- اور جو لوگ اللہ اور اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں اور ان میں سے کسی رسول میں

اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

تفرقہ نہیں کرتے عنقریب اللہ ان کے کاموں کے اجر ان کو دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے

اس سے مت سمجھو کہ تم بھی ایک دوسرے کے عیب علانیہ بیان کرتے پھرو یہ تمہیں ہرگز جائز نہیں کیونکہ بری بات کا بلندی سے اظہار کرنا اللہ کو پسند نہیں- ہاں جس پر ظلم ہوا ہو وہ اگر اس ظلم کا اظہار (کسی سے کرے یا ظالم کے حق میں بددعا کرے تو اس کو جائز ہے باوجود اس کے وہ بھی اگر آہستہ آہستہ صرف اللہ کے سامنے ہی اس ظلم کا اظہار کرے تو بہتر ہے کیونکہ خدا تو سب کچھ آہستہ ہو یا خفیہ سنتا ہے اور ہر ایک کا حال جانتا ہے جب ہی تو تمہیں کہیں کہ اگر تم بجائے شکایت ظاہری کے اس ظالم سے ظاہر طور پر یا چھپ کر نیکی کرو اور سلوک سے پیش آؤ یا اگر اتنا بڑھ کر تمہارا حوصلہ نہیں کہ ظالم سے بجائے بدلہ لینے کے نیک سلوک کرو تو معاف ہی کر دو تو اللہ بھی تمہارے گناہ معاف کر دے گا اس لیے کہ خدا بڑا ہی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے مگر باایں ہمہ جو لوگ اللہ کی توحید سے یا اس کے رسولوں سے منکر ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے ماننے میں تفرقہ کریں بعض کو مانیں اور بعض سے انکاری ہوں نہ صرف یہی کہ یہ کفر مخفی رکھتے ہیں بلکہ زبان سے بھی کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض سے انکاری ہیں جیسے یہودی اور عیسائی اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ بیچ میں راہ نکالیں اور لوگوں کو سخت ذلت پہنچے گی یہی لوگ پکے کافر ہیں گو یہ اپنے آپ کو اہل کتاب اور مومن کہیں اور انہیں کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ کی توحید کو اور اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں اور انہیں سے کسی رسول کے ماننے میں تفرقہ نہیں کرتے بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں عنقریب اللہ قیامت کے دن ان کے کاموں کے بدلے مناسب ان کو بخشے گا اور انکے سب گناہ معاف کر دے گا اس لیے کہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے ہر طرح سے لوگوں پر احسان ہی کرتا ہے دنیاوی حاجتوں کے علاوہ دینی حاجات کیلئے نبی اور رسول بھیجتا ہے بالاخر سب لوگوں کی ہدایت کو تجھے (اے محمد ﷺ) رسول کر کے بھیجا اور طرح طرح کے معجزات دیے اور آیندہ بھی دے گا-

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى
اہل کتاب (یہود) تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ آسمان سے ساری کتاب اتار دے موسیٰ سے انہوں نے اس سے بڑھ کر
اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ
سوال کیا تھا کہنے لگے اے موسیٰ خدا ہم کو کھلم کھلا سامنے دکھا پس ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر بجلی گری۔ پھر
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى
کھلی کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا پھر ہم نے یہ بھی معاف کردیا اور موسیٰ کو غلبہ
سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
ظاہر دیا ہم نے ان پر وعدہ لینے کے لئے کوہ طور کو کھڑا کر دیا اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ میں سجدہ
الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا
کرتے ہوئے داخل ہوؤ اور یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ میں زیادتی نہ کرو اس پر ہم نے ان سے بڑا مضبوط
غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾
وعدہ لیا تھا

ہاں جو سوال ان کا خلاف مصلحت اور حکمت ہوگا وہ ہرگز پورا نہ ہوگا چنانچہ یہ بات جو تجھ سے اہل کتاب (یہودی) سوال کرتے ہیں کہ ان کے سامنے آسمان سے ساری کتاب اتار دے۔ مصلحت کے خلاف ہے اول تو سامنے کسی کے کبھی کتاب نہیں اتری۔ ایسا اگر ہو تو ایمان بالغیب پھر کیا؟ دوئم چونکہ قرآن شریف کے مخالف بہت قسم کے لوگ ہیں ایک تو صریح اور کھلے طور پر مخالفت کر رہے ہیں ایک خفیہ درپئے مخالفت ہیں جیسے منافق۔ ان کی بے ایمانیوں اور شرارتوں سے پیغمبر کو اطلاع دینی ضروری ہے جو اسی قرآن کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً دی جاتی ہے پس ان اہل کتاب کا یہ سوال مصلحت کے کیسا خلاف ہے؟ مگر تاہم تو ان کے اس سوال سے تعجب نہ کر و اس لیے کہ موسیٰ سے انہوں نے اس سے بھی بڑھ کر سوال کیا تھا کہنے لگے اے موسیٰ خدا ہم کو کھلم کھلا سامنے دکھا بھلا بتلاؤ یہ سوال بھی کچھ دانائی کا سوال ہے کبھی کسی نے خدا کو دنیا میں سامنے دیکھا بھی ہے اور ممکن بھی ہے کہ کوئی بشر اس کو دیکھ سکے ہمیشہ اس کی قدرت سے اس کا ثبوت ملتا ہے پس چونکہ یہ سوال ان کا بہت بے جا اور قواعد الٰہی کے خلاف تھا لہٰذا ان کے اس ظلم اور سخت غلطی کی وجہ سے ان پر بجلی گری جس سے وہ مر گئے پھر ہم نے ان کو زندہ کیا تاکہ وہ احسان مانیں پھر اس بے جا سوال پر ہی انہوں نے بس نہیں کی بلکہ کھلی کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اس بے جان کو پوجنے لگ گئے پھر ہم نے یہ بھی معاف کردیا اور ان کے سردار اور پیغمبر موسیٰ کو دشمنوں پر غلبہ ظاہر دیا۔ اور ان کی سرکشیوں کے سبب ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر وعدہ لینے کیلئے کوہ طور کو کھڑا کر دیا اور ان کو شکر سکھانے کو ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوؤ اور یہ بھی ہم نے ان سے کہا تھا کہ ہفتے میں زیادتی نہ کرو یعنی ہفتہ کے روز کی مقررہ عبادت کے ادا کرنے میں سستی اور برے کاموں میں چستی نہ کرو اور اس پر ہم نے ان سے بڑا مضبوط وعدہ لیا تھا مگر انہوں نے ایک کو بھی ملحوظ نہ رکھا۔

شان نزول [1] يسئلك اهل الكتاب بعض یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اپنی کتاب کو ایک ہی دفعہ اتار لائیں ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ

پھر ان کی بدعہدیوں کی وجہ سے اور آیات خداوندی سے انکار اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور

قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

انکی (بیہودہ گوئی) اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل محفوظ ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کردی ہے پس بہت کم مانتے

قَلِيْلًا ۪ۙ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا

ہیں اور ان کے کفر اور مریم صدیقہ پر بہتان عظیم باندھنے کی وجہ سے- اور غلط گوئی کی وجہ سے کہ ہم

قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

نے عیسیٰ مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ تو انہوں نے اس کو مارا اور نہ سولی دیا ہاں

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ

ان کو ایک قسم کا اشتباہ بیشک ہوا اور جو لوگ اس میں مخالف ہیں سخت غلطی میں ہیں ان کو علم نہیں ہاں اپنے خیال

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ

کی پیروی میں ہیں انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ

اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ

بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے- اس کے مرنے سے پہلے پہلے سب اہل کتاب اس کو مان جائیں گے

پھر جو کچھ ان سے معاملہ ہوا سو کچھ تو ان کی بدعہدیوں کی وجہ سے اور کچھ آیات خداوندی کے انکار کی وجہ سے اور کچھ انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور کچھ پیغمبر کے مقابلہ ان کی بے ہودہ گوئی کی وجہ سے کہ ہم تیری بات نہیں سنتے اس لیے کہ ہمارے دل بری اور غلط باتوں کی رسائی سے محفوظ ہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ اللہ نے ان کے کفر اور بے ایمانی کی وجہ سے ان پر مہر کر دی ہے پس اسی لیے تو بہت تھوڑے نصیحت مانتے ہیں اور بالآخر بقیہ بلا ان کے آخری کفر اور مریم صدیقہ پر بہتان عظیم باندھنے کی وجہ سے اور مسیح کی نسبت اس بیہودہ اور غلط گوئی کی وجہ سے تھا کہ بیشک ہم نے عیسیٰ مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر ڈالا- حالانکہ نہ تو انہوں نے اس کو مارا اور نہ سولی دیا- ہاں ان کو ایک قسم کا اشتباہ بیشک ہوا جس سے خیال کر بیٹھے کہ ہم نے اس کو مار ڈالا اصل بات یہی ہے جو ہم نے بتلائی ہے اور جو لوگ اس میں ہمارے بتلائے ہوئے سے مخالف ہیں سخت غلطی میں ہیں واقعی طور پر ان کو علم نہیں ہاں اپنے خیال کی پیروی میں ہیں- اصل بات تحقیقی ہم بتلا چکے ہیں کہ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا- گو کسی آدمی کا زندہ آسمان پر چڑھ جانا بظاہر عادت کے خلاف اور بعض کوتہ اندیشوں کی نظروں میں نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے مگر اللہ کے نزدیک ایسے امور نہ محال ہیں نہ مشکل کیونکہ اللہ بڑا ہی زبردست بڑی حکمت والا ہے- بہت سے کام لوگوں کی نظروں میں مشکل ہوں مگر اللہ ایسی حکمت سے ان کو پورا کر دیتا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء حیران رہ جاتے ہیں جیسا کہ مسیح کا آسمان پر اٹھانا جو ظاہر بینوں کی نظر میں بڑی مشکل بات معلوم ہوتی تھی مگر خدا نے اس کو کر کے دکھا دیا اور انجام بھی یہ ہوگا کہ قریب قیامت جب مسیح دنیا میں آئے گا تو اس کے مرنے[1] سے پہلے پہلے سب اہل کتاب یہود و نصاریٰ اس کو اللہ کا رسول مان جائیں گے-

[1] مرزائی پارٹی اس آیت کا ترجمہ صفحہ ۲۲۱ کے حاشیہ پر دیکھے-

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

اور وہ قیامت کے دن ان کی شہادت دے گا- پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اور بہت سے لوگوں کو اللہ

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا

کی راہ سے روکنے اور بیاج لینے کی وجہ سے حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا

وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

اور لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان کو پہلے سے حلال تھیں حرام کردیں اور انہی

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

سے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے- البتہ انہی سے علم (الٰہی) کے پختہ اور (عام) ایماندار تیری طرف اتاری ہوئی کتاب

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ

اور تیرے سے پہلے اتاری ہوئی کو مانتے ہیں اور نماز پڑھنے والے اور زکوۃ دینے

الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

والے اور اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر صحیح ایمان رکھنے والے ہم ان کو بڑا اجر دیں

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ

گے- ہم نے تیری طرف الہام کیا جیسا کہ نوح کی طرف اور اس سے پیچھے اور نبیوں کی

بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

طرف اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب

وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾

اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف الہام کیا تھا اور داؤد کو ہم نے زبور دی

اور وہ قیامت کے دن ان کی شہادت دے گا کہ انہوں نے مجھے جیسا کہ چاہیے تھا مانا خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ مسیح کے متعلق تھا اب اصل کلام سنو پس خلاصہ یہ کہ یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے جب وہ اپنی حد سے گذر گئے اور بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور بیاج لینے کی وجہ سے حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال حرام طریق سے کھانے کی وجہ سے ہم نے اس پر بہت سی پاک چیزیں جو ان کو پہلے سے حلال تھیں حرام کردیں یہ ان کی سزا دنیاوی تھی- اور قیامت کے روز انہی سے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے البتہ انہیں سے علم الٰہی کے پختہ اور عام ایماندار تیری طرف اتاری ہوئی کتاب اور تیرے سے پہلے اتاری ہوئی کو واقعی طور پر جیسا کہ مانتے ہیں اور نماز باجماعت پنجگانہ پڑھنے والے قابل مدح ہیں اور حسب طاقت مال کی زکوۃ بھی غرباء و مساکین کو دینے والوں اور اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر صحیح ایمان رکھنے والے ہم سے بہت بڑا اجر پائیں گے- تعجب کہ تیری رسالت سے کیوں منکر ہیں تو نیا رسول ہو کر دنیا میں تو نہیں آیا- ہم نے تو تیری طرف الہام کیا جیسا کہ نوح کی طرف اور اس سے پیچھے اور نبیوں کی طرف اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق یعقوب اور اس کی اولاد اور بالخصوص عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف الہام کیا تھا اور داؤد علیہم السلام کو ہم نے زبور دی- اسی طرح تجھ کو کتاب (قرآن) دی-

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ

بہت سے رسولوں کی ہم نے تجھے اطلاع کردی ہے اور بہت سے تجھ کو نہیں بتلائے اور موسیٰ سے اللہ نے باتیں

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ

کیں- ہم رسول بھیجتے رہے جو خوشخبری سناتے اور عذاب سے ڈراتے ہیں تاکہ بعد آنے رسولوں کے لوگوں

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۶۵﴾

کا اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے خدا بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ

اللہ تو تیری طرف اتاری ہوئی کتاب کی شہادت دے رہا ہے کہ اسی اللہ نے اس کو اپنے علم کیساتھ نازل کیا اور فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے- جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں وہ

قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ

تو بڑی سخت گمراہی میں ہیں- بیشک جو لوگ کافر ہیں اور ظلم کر رہے ہیں اللہ ان کو ہرگز نہ

لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا ۙ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ

بخشے گا اور نہ نجات راہ سمجھائے گا- ہاں جہنم کی راہ ضرور ان کو دکھائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

مختصر یہ کہ ہمیشہ سے ہم مخلوق کی ہدایت کو انبیاء بھیجتے رہے بہت سے رسولوں کی ہم نے تجھے اطلاع کر دی ہے اور بہت سے ابھی تک تجھ کو نہیں بتائے اور موسیٰ سے اللہ نے بلاواسطہ باتیں کیں ہمیشہ ہم رسول بھیجتے رہے جو لوگوں کو بھلی سناتے ہیں اور عذاب سے ڈراتے تاکہ بعد آنے رسولوں کے لوگوں کا اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے کہ عذاب ہونے پر یہ نہ کہیں کہ ہم کو تو نے اطلاع نہیں کی تھی کہ فلاں کام برا ہے اسے نہ کرنا اور فلاں کام اچھا ہے اسے کرنا خدا بڑا غالب ہے اس کے رسولوں سے منکر ہو کر کہیں بچ نہیں سکتے ؟ وہ بڑی حکمت والا ہے اپنی حکمت سے ان کے اندر سے ہی عذاب کے اسباب پیدا کر سکتا ہے اسی مطلب کو تجھے رسول کر کے بھیجا کہ عرب کے مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کو ان کی برائیوں پر مطلع کرے سو یہ لوگ اگر تیری نہیں مانتے اور تجھ کو اللہ کا رسول نہیں جانتے نہ جانیں اللہ تو تیری طرف اتاری ہوئی کتاب کی شہادت دے رہا ہے کہ اسی اللہ نے اس کو اپنے علم کے ساتھ مفید جان کر ان کی ہدایت کے لیے نازل کیا اور آسمان و زمین کے فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں اور اصل تو یہ ہے کہ اللہ ہی کی شہادت کافی ہے اسی کی شہادت پر اس قرآن کو انجام فتح ہو گی وہ اپنی شہادت کا ایسا ثبوت دے گا کہ دیکھیں گے - باقی رہے کفار اہل کتاب سو ان کی شہادت ہوئی تو کیا نہ ہوئی تو کیا کیونکہ جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں مشرکین عرب ہوں یا اہل کتاب وہ تو بڑی ہی سخت گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں پھر ان کا بھی کچھ شمار ہے ہرگز نہیں بے شک جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں پر بوجہ گمراہ ہونے کے ظلم کر رہے ہیں جیسے آج کل کے مشنری ہرگز اللہ نہ تو ان کو بخشے گا اور نہ قیامت میں نجات کی راہ بتلائے گا ہاں جہنم کی راہ ضرور ان کو دکھائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ نہ سمجھو کہ دنیا میں تو ان کا بڑا رسوخ ہے بڑے بڑے حکام بھی ان سے ڈرتے ہیں پھر خدا ان کو کیسا عذاب کرے گا ؟

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ
اور اللہ پر یہ آسان ہے۔ لوگو یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے سچے احکام لایا ہے

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
اس کو مانو تو تمہارا بھلا ہوگا اور اگر تم نہ مانو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں

الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اے کتاب والو اپنے مذہب میں حد سے نہ نکلو

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۚ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
سوائے سچی بات کے اللہ کے ذمہ مت لگایا کرو عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کا رسول اور اس کے حکم سے جس کو

وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا
اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا (پیدا شدہ) اور اس کی طرف سے ایک روح ہے پس خدا کو اور اس کے رسولوں کو مانو اور تین نہ کہو

ثَلٰثَةٌ ۚ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ
باز آؤ اپنا بھلا چاہو خدا تو صرف ایک ہی ہے اولاد ہونے سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ
اور زمینوں میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ نہ تو مسیح کو خدا کا بندہ

الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ
بننے سے عار ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو جو کوئی اللہ کی بندگی سے

کیونکہ اللہ پر یہ آسان ہے کچھ مشکل نہیں دنیا کے حکام میں اگر ان کا کچھ رسوخ ہے یا وہ ان سے ڈرتے ہیں تو اس لیے کہ یہ ان کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں اللہ کو ان کے ضرر سے کیا خوف؟ وہ ذات وراء الوراء اکبر الکبراء ہے تمہیں بلند آواز سے پکار رہا ہے لوگو یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے سچے احکام لایا ہے اس کو مانو تو تمہارا بھلا ہوگا اور اگر تم نہ مانو گے تو سخت سزا دے گا اس لیے کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے ممکن نہیں کہ اس کی حکومت سے تم باہر جا سکو اور ساتھ ہی اس کے اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اے کتاب والو بالخصوص تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے مذہب میں حد سے سے نہ نکلو اور سوائے سچی بات کے اللہ کے ذمہ مت لگایا کرو جیسا کہ کہتے ہو مسیح خدا ہے حالانکہ عیسیٰ مسیح ابن مریم صرف اللہ کا رسول اور اس کے حکم سے جس کو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا پیدا شدہ اور اس کی طرف سے ایک روح یعنی نیک بندہ ہے پس سیدھی روش تو یہ ہے کہ خدا کو واحد بلا ساجھی خدا اور اس کے رسولوں کو اس کے رسول مانو اور تین خدا یا تین جزوں سے مرکب خدا نہ کہو اس سے باز آؤ اور اپنا بھلا چاہو خدا تو صرف ایک ہی ہے نہ کوئی اس کا جزو ہے نہ ساجھی اولاد ہونے کے عیب سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کی ملک ہے اللہ ہی سب بندوں کی کارسازی کو کافی ہے۔ وہ سب کا مالک ہے نہ تو مسیح کو جسے تم خدا اور خدا کا بیٹا تجویز کرتے ہو خدا کا بندہ بننے سے کسی قسم کا عار ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو جنھیں مشرکین عرب خدا کی بیٹیاں سمجھتے ہیں اس میں کچھ تکبر ہے اور ہو بھی کیوں کر سکتا ہے جب کہ انہوں نے یہ قاعدہ سن رکھا ہے اور اس کا ان کو پورے طور پر یقین بھی ہے کہ جو کوئی اللہ کی بندگی سے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

عار سمجھے یا تکبر کرے سو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا- پھر جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

اور عمل اچھے کیے ان کو پورا بدلہ دے کر اور زائد بھی اپنے فضل سے عطا کرے گا اور جنہوں نے اس

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

کی بندگی سے عار اور تکبر کیا ہوگا ان کو دردناک عذاب سے معذب کرے گا اور خدا کے سوا اپنے لئے نہ کوئی دوست اور نہ مددگار

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کسی کو پاویں گے- لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک راہنما (محمد ﷺ) تمہارے پاس آچکا

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

اور ہم نے کھلا نور تمہاری طرف اتارا ہے- پس جو لوگ اللہ کو مانیں گے اور اسی سے مضبوط تعلق کریں گے تو

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾

(اللہ) ان کو اپنی رحمت اور مہربانی میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف سیدھے راستے پر پہنچا دے گا

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ

مسلمان تجھ سے فتویٰ پوچھتے ہیں تو کہہ کہ اللہ تو خود تم کو کلالہ کا حکم سناتا ہے اگر کوئی ایسا شخص مرے جس کی اولاد نہ ہو

وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ

اور اس کی بہن ہو تو بہن اس کی جائیداد متروکہ میں سے نصف کی مالک ہوگی اور وہ سب مال کا وارث ہوگا اگر اس کی اولاد نہ ہو

عار سمجھے یا کسی قسم کا تکبر کرے سو اپنا ہی برا کرتا ہے اس لیے کہ وہ اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا پھر جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کیے ہوں گے انکو پورا بدلہ دے کر اور زائد بھی اپنے فضل اور مہربانی سے عطا کرے گا اور جنہوں نے اس کی بندگی سے عار اور تکبر کیا ہوگا اور ان کو دردناک عذاب میں معذب کرے گا جہاں سے کسی طرح نہ تو وہ خود ہی چھوٹ سکیں گے اور نہ خدا کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار کسی کو پائیں گے بالآخر پھر ہم کہتے ہیں کہ لوگو اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو سنو تمہارے خدا کا رہنما (محمد ﷺ) تمہارے پاس آچکا اور اس کی شہادت کو ہم نے کھلا نور قرآن شریف تمہاری طرف اتارا ہے- پس بعد اس کے یہ فیصلہ ضرور ہوگا کہ جو لوگ اس رہنما کے ذریعہ سے اللہ کو واحد لاشریک مانیں گے اور اسی سے مضبوط تعلق کریں گے تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور مہربانی میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف پہنچنے والے سیدھے راستہ پر پہنچادے گا جہاں پر پہنچ کر ان کی یہ علامت ہوگی کہ جو کچھ کریں گے وہ تجھ سے پوچھ کر تیری اجازت سے کریں گے جیسا کہ یہ مسلمان تجھ سے کلالہ[1] کا حکم پوچھتے ہیں تو ان کو کہہ دے کہ تمہاری نیک نیتی کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو کلالہ کا حکم سناتا ہے تم کان لگا کر سنو اگر کوئی ایسا شخص مرے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی بہن ہو تو اس صورت میں وہ بہنیں اس کی جائداد متروکہ میں سے نصف کی مالک ہوں گی اور وہ بھائی سب مال کا وارث ہوگا اگر اس کی ہمشیرہ کی کوئی اولاد نہ ہو اور مر جائے پھر اگر دو بہنیں

[1] کلالہ اس شخص کو کہیں جس کے ماں باپ بیٹی بیٹا نہ ہوں-

فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَإِنْ كَانُوْٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً

پھر اگر دو بہنیں ہیں تو ان کو دو ثلث ترکہ سے ملے گا اور اگر بہن بھائی مرد و عورت وارث ہوں. تو مرد

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

کو عورت سے دگنا حصہ ملے گا- اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ نہ بھولو اور اللہ کو

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

سب کچھ معلوم ہے

سورت المائدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا

مسلمانو! احکام الٰہی کی تعمیل کرو چارپائے مویشی باستثنائے ان کے جو تم کو بتلائے

مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ

جاتے ہیں تم کو حلال ہیں بشرطیکہ تم احرام کی حالت میں نہ ہو خدا جو چاہے حکم

مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾

دیتا ہے

ہوں تو ان کو دو ثلث ترکہ میں سے ملیں گے اور اگر اس کلالہ کے کئی بہن بھائی مرد عورت وارث ہوں تو مرد کو عورت سے دگنا حصہ ملے گا- اللہ تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ نہ بھولو- ہرگز اس کے بتلائے کے خلاف نہ کرو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے جس کسی کا جو حصہ اور اس کے متعلق حکم صادر فرمایا ہے اسے ہی واقعی سمجھو-

سورت مائدہ

مسلمانو ایمان لا کر جن احکام خداوندی کو تم اپنے ذمہ لے چکے ان احکام الٰہی کی تعمیل کرو وہ کئی قسم ہیں- کئی اوامر کسی فعل کے کرنے کے متعلق ہیں اور کئی ایک نواہی کسی فعل سے روک ہیں- بعض مباح بھی ہیں سنو چارپائے مویشی باستثناء ان کے جو اسی سورت میں تم کو بتائے جاتے ہیں تم کو حلال ہیں بشرطیکہ احرام کی حالت میں تم نہ ہو بعض کی اجازت اور بعض کی ممانعت کرنے میں تم متردد نہ ہو- اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں اگر ان حکمتوں کو نہ پاسکو تو یہی سمجھو کہ خدا جو چاہے حکم دیتا ہے اس پر کسی کا زور یا ناراضگی کا حق نہیں-

شان نزول

ل تعلقات خالق و مخلوق کو باحسن وجوہ پورا کرنے کی تعلیم کی بابت یہ آیت نازل ہوئی-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ
مسلمانو اللہ کے دستورات[1] مقررہ کو نہ توڑو اور نہ ہی ماہ حرام کی بے حرمتی کرو اور نہ قربانیاں لوٹا کرو

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ
اور نہ سیلی پہنے ہوئے جانور پکڑا کرو اور نہ ہی بیت المعظم آنے والے لوگوں کو بے حرمت کرو وہ خدا کا فضل اور اس کی مرضی چاہنے

وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ
کو آتے ہیں اور جب احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار کی اجازت ہے کسی قوم کی عداوت سے کہ انہوں نے تم کو کعبہ میں آنے

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ
سے روکا تھا بے اعتدالی پر کمربستہ نہ ہوؤ اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں آپس میں مدد

وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
کیا کرو اور گناہ اور ظلم پر حمایت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑے

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
سخت عذاب والا ہے

پس تم مسلمانو اللہ کے دستورات مقررہ کو نہ توڑو اور نہ ہی ماہ حرام کی بے حرمتی کرو اور نہ لوگوں کی قربانیاں جو دور دور سے خدا کی نذر مان کر بہ نیت ثواب خانہ کعبہ میں لاتے ہیں لوٹا کرو اور نہ سیلی پہنے ہوئے جانور جو بہ نیت نذر گذارنے کے لوگ لاتے ہیں راہ میں پکڑا کرو اور نہ ہی بیت المعظم کعبہ شریف میں آنے والے لوگوں کو بے حرمت کرو۔ دیکھو تمہیں ان کے ستانے اور بے عزت کرنے میں شرم آنی چاہیے۔ وہ تو خدا کا فضل اور اس کی مرضی چاہنے کو دور دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے ہیں اور تم ان کو بے حرمت کرو اور لوٹو خدا سے ڈرو۔ یہ تو انسان ہیں حیوانوں کے شکار سے بھی جب تک محرم ہو بچتے رہو ہاں جب احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار کی اجازت ہے مزے سے کرو۔ خبردار کسی قوم کی عداوت سے کہ انہوں نے کسی زمانہ میں تم کو کعبہ شریف میں آنے سے روکا تھا۔ اب موقع پا کر بے اعتدالی اور ظلم زیادتی پر کمربستہ نہ ہوؤ ایسا نہ ہو کہ کسی کو بدلے کے خیال میں جوش آئے تو دوسرا بجائے جوش مٹانے کے اس کو بھڑکائے خبردار ایسی بے جا حرکتوں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو اور نیکی اور تقوی کے کاموں پر آپس میں مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم پر حمایت نہ کیا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو بے شک خدا بڑے سخت عذاب والا ہے۔

شان نزول

[1] لا تحلوا شعائر اللہ ایک شخص شریح بن ضبیعہ نامی مدینہ طیبہ میں آکر دھوکا سے مسلمانوں کو آکر نقصان پہنچا کر چلا گیا حج کے دنوں میں یمامہ کے ایک قبیلے کے ہمراہ بصورت حاجی بہ نیت تجارت بہت سامان لے کر مکہ مکرمہ کی طرف آرہا تھا صحابہ نے اپنا عوض لینے کو اس کے پکڑنے کی آنحضرت ﷺ سے اجازت چاہی آپ نے منع فرمایا صحابہ کی مکرر درخواست کرنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)۔ اسلام پر بے جا لوٹ کھسوٹ کا الزام لگانے والو کہاں ہو شرم ......

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

خود مردہ جانور اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے اور

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ

گلا گھٹ کر یا لکڑی پتھر کی چوٹ سے یا گر کر یا سینگ لگنے سے مرا ہو اور جس کو درندہ کھا جائے سب

إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ

حرام ہیں مگر جس کو تم ذبح کر لو اور جو بتوں پر ذبح کیا جاوے حرام ہے اور یہ کہ تم تیروں سے قسمت آزمائی کرتے ہو یہ بھی حرام ہے سخت گناہ کی بات

فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

ہے آج کفار تمہارے دین سے مایوس ہوگئے ہیں پس تم ان کا خوف نہ کرو اور مجھ (خدا) سے ڈرو آج میں نے تمہارا

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ

دین کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا مذہب پسند کیا ہے پس

الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ

جو شخص بغیر رغبت گناہ کے بھوک سے سخت تنگ ہو خدا بڑا بخشنے والا

وہ جانور جن کی حرمت کا ذکر شروع میں تم کو سنایا تھا غور سے سنو خود مردہ جانور جو بوجہ حبس دم کے مضر ہوتا ہے اور ذبح کے وقت کا خون جو بدن انسان کو ضرر رساں ہے اور خنزیر کا گوشت جو اخلاق انسانی میں مضر ہے اور جو غیر اللہ کے نام پر بغرض تقرب غیر کے پکاری جائے کیونکہ یہی بنائے شرک ہے اور گلا گھٹ کر یا لکڑی پتھر وغیرہ کی چوٹ سے یا گر کر یا کسی زبردست کے سینگ لگنے سے مرا ہو اور جس کو درندہ جانور کھا جائے سب حرام ہیں مگر جس کو درندے سے چھڑا کر بحالت زندگی تم ذبح کر لو وہ حلال ہے اور جو بتوں اور قبروں وغیرہ ناجائز موقعوں پر ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ہے اور یہ جو تم تیروں وغیرہ آلات رمل سے قسمت آزمائی کرتے ہو یہ بھی حرام ہے بلکہ سخت گناہ کی بات ہے کیونکہ ایک تو جھوٹ ہے دوئم دھوکہ دھی ہے۔ مسلمانو آج کفار تمہارے دین کے مٹنے سے مایوس ہو گئے ہیں اور جو خیالی پلاؤ جی میں اسلام کی بربادی کے پکایا کرتے تھے وہ سب ان کو بھول گئے پس اب تم اجرائے دین کروان کا ذرہ بھر خوف نہ کروان کے چھکے چھوٹ چکے ہیں۔وہ تمہارا مقابلہ نہ کریں گے ان کی پرواہ بھی نہ کرو اور مجھ (خدا) سے ڈرو آج میں نے بذریعہ قرآن اور رسول تمہارا دین بہ نسبت اصول شرائع کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت بذریعہ فتوحات اور اظہار اسلام پوری کی ہے اور اسلام ہاں اصل اسلام ٹھیٹھ اسلام نہ کہ بناوٹی اسلام جس میں قبر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے تمہارا مذہب میں نے پسند کیا ہے پس تم احکام شرعی کی تعمیل کرو جو حلال ہے اس کو حلال سمجھو اور جو حرام ہے اس کو حرام جانو جو شخص بغیر رغبت گناہ کے بھوک سے تنگ ہو اور حلال کھانا اس کو میسر نہ آتا ہو تو محرمات مذکورہ میں سے کچھ بقدر سد رمق جس سے اس کی جان بچ جائے کھالے اور خدا کی بخشش کی امید رکھے کیونکہ خدا

شان نزول

ے حرمت علیکم المیتة شرک بت پرستی پیر پرستی وغیرہ کی جڑ کاٹنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

ك الیوم اکملتُ لکم آنحضرت ﷺ کے آخری حج یعنی حجۃ الوداع میں بطریق آخری پیغام کے یہ آیت نازل ہوئی۔

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳﴾ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ‌ؕ قُلۡ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ

مہربان ہے۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کن چیزوں کے کھانے کی انکو اجازت ہے تو کہہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں سب حلال

وَمَا عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُكَلِّبِيۡنَ تُعَلِّمُوۡنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ‌ ۚ

ہیں اور جو شکاری درندے جن کو تم شکار کا ڈھب جس طرح اللہ نے تم کو سکھایا سکھا کر شکار کرتے ہو جو کچھ وہ تمہارے پاس

فَكُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ

لاویں اسے بھی تم کھالیا کرو اور اللہ کا نام اس پر ذکر کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ بہت

اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ

جلد حساب لینے والا ہے۔ اب کل مباح چیزیں تم کو حلال ہیں اور کتاب والوں کا کھانا بھی تم

اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ‌ ۚ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ

کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے بھلی مانس عورتیں مسلمانوں میں سے اور تم سے

وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ

پہلی کتاب والوں کی بھلی مانس عورتیں تم کو حلال ہیں بشرطیکہ تم گھر باری بننے کی نیت سے ان کے مہر ادا کرو نہ کہ

مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ‌ ؕ

صرف شہوت رانی کی غرض سے اور نہ مخفی آشنائی کرنے کو رکھو

بڑا بخشنے والا مہربان ہے شاباش ہے ان مسلمانوں پر جو سنتے ہی ایسے تابع ہوئے ہیں کہ کوئی کام بلا اجازت کرنا نہیں چاہتے گو عام مفہوم سے مستنبط بھی ہو سکتا ہو۔ دیکھو تو بغرض دریافت تجھ سے پوچھتے ہیں کہ محرمات کو چھوڑ کر کن چیزوں کے کھانے کی ان کو اجازت ہے تو اے محمد ﷺ ان سے کہہ کہ محرمات کو چھوڑ کر سب کچھ پاک ہے پس تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور پاکیزہ جانور جن پر شرع نے حرمت کا فتویٰ نہیں دیا سب حلال ہیں بلا کھٹکا کھاؤ اور شکاری درندے کتے باز وغیرہ جن کو تم شکار کا ڈھب جس طرح خدا نے تم کو سکھایا ہے سکھا کر شکار کرتے ہو جب وہ سیکھ جائیں تو جو کچھ وہ تمہارے پاس شکار لائیں اسے بھی کھالیا کرو تم کو اجازت ہے اور کھاتے ہوئے اللہ کے نام کا ذکر کیا کرو اور بے فرمانی کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو خدا کے مواخذہ میں دیر نہیں بہت جلد حساب لیا کرتا ہے اور سنو اب کل مباحات چیزیں تم کو حلال ہیں اور کتاب والوں کا پکایا ہوا کھانا بھی بشرطیکہ حرام نہ ہو تم کو حلال ہے۔ ہندوؤں کی طرح اسلام میں چھوت نہیں کہ غیر قوم کے ہاتھ لگنے سے ناپاک ہو جائے ہاں اگر وہ حسب عادت کوئی حرام چیز کھائیں پکائیں تو وہ نہ کھاؤ جیسا تم کو ان کا پکا ہوا کھانا حلال ہے تمہارا پکا ہوا کھانا ان کو حلال ہے کھانے پینے کے کیا معنی؟ بھلی مانس عورتیں جیسی مسلمانوں میں سے تم کو نکاح میں لانی جائز ہیں ایسی ہی تم سے پہلی کتابوں والوں یہود و نصاریٰ کی بھلی مانس عورتیں تم کو نکاح میں لانی حلال ہیں۔ بشرطیکہ تم بھی بھلے مانس بن کر گھر باری بننے کی نیت سے ان کے مہر ادا کرو نہ کہ صرف چند روزہ شہوت رانی کی غرض سے اور نہ مخفی آشنائی کرنے کو رکھو۔

شان نزول

[1] یسئلونک عدی بن حاتم نامی نے سوال کیا کہ ہم کتوں کے ذریعہ شکار کیا کرتے ہیں ہمارے لیے اس میں کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

اور جو کوئی ایمان سے منکر ہوگا اس کے تمام عمل برباد ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں سے ہوگا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶

مسلمانو جب نماز کو آمادہ ہو تو منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور سروں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اور اگر تم جنبی ہو تو نہا لیا کرو اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا پاخانہ سے پھر کر آؤ یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو کہ مٹی اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لیا کرو خدا تم پر تنگی کرنی نہیں چاہتا بلکہ اسے تو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی مہربانی تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر گزار بنو

اور یاد رکھو کہ یہود و نصاریٰ کی عورتوں کی محبت میں پھنس کے بے ایمان نہ ہو جاؤ سن رکھو جو کوئی ایمان سے منکر ہوگا اور اس کے تمام نیک عمل برباد ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں کی جماعت سے ہوگا نہ ہو کہ نکاح وغیرہ خانہ داری کے دھندوں میں پھنس کر احکام شریعت میں سستی کرنے لگو سب سے پہلا حکم عام طور پر نماز کا ہے اسے بھی کسی بہانہ سے ٹالنے لگ جاؤ۔ مسلمانو احکام شرعی کے لیے مستعد رہو۔ جب نماز کو آمادہ ہو تو پہلے ادا کرنے اور شروع کرنے کے بغرض ستھرا وضو کرو جس کا طریق یہ ہے کہ منہ سارا اور ہاتھ کہنیوں تک اور سروں پر صرف ہاتھ پھیر لیا کرو اتنا ہی کافی ہے اور پاؤں ٹخنوں تک دھویا کرو اور اگر بوجہ خروج منی نیند میں یا بیداری میں تم جنبی ہو تو نہا لیا کرو اور اگر بیمار ہو کہ نہانا مضر پڑتا ہو یا سفر میں ہو یا پاخانہ سے پھر کر آؤ یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو یعنی تم نے ان سے جماع کیا ہو اور ان سب صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو ستھری اور پاک مٹی لے کر اس سے تیمم کرو جس کا طریق یہ ہے کہ مٹی اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر کسی قدر مل لیا کرو جس سے تمہاری خاکساری خدا کے دربار میں نمایاں ہو۔ خدا کو تو دلی اخلاص منظور ہے وہ تم پر بے جا حق تنگی کرنی نہیں چاہتا کہ ایسے حکم دے جس سے تم سبکدوش ہی نہ ہو سکو بلکہ اسے تو یہ منظور ہے کہ جس طرح ہو سکے تم دلی اخلاص اور توجہ سے اس کے حکم بردار بنو اور وہ تم کو گناہوں سے پاک و صاف کرے اور اگر تمہارا اخلاص قلبی کامل ہو تو اپنی مہربانی تم پر پوری کرے کہ روحانی درجات میں تم کو ترقی عنایت کرے تاکہ تم اس کے کامل شکر گزار بندے بنو۔

شان نزول

[1] اذا قمتم الی الصلوٰۃ نماز کے متعلق طہارت کا طریق بتلانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

اللہ کی مہربانی اور مضبوط وعدے جو اس نے تم سے لئے ہوئے ہیں یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور تابع ہوئے اور اللہ سے ڈرو خدا دلوں کے بھید بھی جانتا ہے مسلمانو خدا لگتی گواہی

اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي

انصاف سے دیا کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت سے بے انصافی نہ کرنے لگو عدل

اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

کیا کرو عدل پرہیزگاری کے بہت ہی قریب ہے اور خدا سے ڈرو یقیناً خدا تمہارے کاموں

تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

سے باخبر ہے۔ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں خدا نے ان سے بخشش اور بڑے

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اجر کا وعدہ کر رکھا ہے اور جو منکر ہوکر ہمارے احکام کو جھٹلاتے ہیں وہی جہنمی ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

مسلمانو ذرا اس وقت

اللہ کی مہربانی اور مضبوط وعدے جو اس نے تم سے لیے ہوئے ہیں یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے دل سے تیرے حکموں کو (اے نبیؐ) سنا اور بجان ودل تابع ہوئے پس اب باخلاص تابع ہو جاؤ اور اس کے خلاف کرنے میں اللہ سے ڈرو دل میں بھی اس کی مخالفت کا خیال تک نہ کرو کیونکہ خدا دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ مسلمانو یہ احکام تو تمہاری عبادات وغیرہ کے متعلق تھے اب تم دلی احکام بھی سب سے پہلے یہ کہ ہر ایک معاملہ میں خدا لگتی گواہی انصاف سے دیا کرو اور کسی قوم کی عداوت سے بے انصافی نہ کرنے لگو۔ بلکہ ہر حال میں عدل ہی کیا کرو کیونکہ عدل پرہیزگاری کے جو تمہارا اصل مدعا ہے بہت ہی قریب اور مناسب ہے تم جو پرہیزگار بننے کے طالب ہو ہر حال میں عدل کیا کرو اور بے انصافی کرنے میں خدا سے ڈرو یقیناً خدا تمہارے کاموں سے باخبر ہے تمہیں معلوم ہے؟ اگر تم ان احکام کی پابندی کرو گے تو تم کو کیا کچھ انعام واکرام ملیں گے؟ پس تم جانو کہ جو لوگ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت پر ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں خدا نے ان سے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے جو کبھی خلاف نہ ہوگا اور ان کے مقابل جو منکر ہو کر ہمارے یعنی خدا کے احکام کو جھٹلاتے ہیں وہی جہنمی ہیں پس تم تعمیل احکام خداوندی میں سستی نہ کرو۔ مسلمانو تمہیں اس سے بھی کچھ زائد چاہیے جو تم پر خدا نے احسان کیے ہیں وہ کیا کم ہیں؟

شان نزول

لہ كونوا قوامين عدل وانصاف اور حقیقی تہذیب کے سکھانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

کی خدا کی مہربانی کو یاد کرو جب ایک قوم نے تم پر حملہ کرنا چاہا تھا تو خدا ہی نے ان کو

أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ أَخَذَ

تم سے ہٹا یا اور اللہ سے ڈرتے رہو مسلمانو کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے- خدا نے بنی اسرائیل

اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ

سے وعدہ لیا تھا اور ان میں سے بارہ آدمی ان پر سردار مقرر کیے تھے اور خدا نے کہا تھا

اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي

کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانو گے اور ان کی

وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

عزت کرو گے اور اللہ کو قرض دیتے رہو گے تو میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہارے گناہ دور کردوں گا اور

لَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ

تم کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کروں گا جو تم میں سے اس سے بعد منکر ہوگا وہی

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿۱۲﴾

سیدھی راہ سے بھٹکے گا

ذرا اس وقت کی خدا کی مہربانی کو یاد کرو جب ایک قوم یہودیوں نے تم پر حملہ کرنا چاہا تھا تو خدا ہی نے ان کو تم سے ہٹا رکھا اور کامیاب نہ کیا پس تم اس کا شکر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تکلیف اور بلا میں بجز ذات باری کے کسی پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ مسلمانوں کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے- گویہ حکم یعنی خدا ہی پر بھروسہ کرنا اور اپنا تعلق اس سے درست رکھنا عام حکم ہے ہر ایک قوم اور مذہب کے لوگ اس کے مکلّف ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے بھی اس امر کا وعدہ لیا تھا اور ان کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ آدمی برگزیدہ کر کے ان پر سردار مقرر کئے تھے اور خدا نے ان سے کہا تھا کہ اگر تم اپنا تعلق مجھ سے درست رکھو گے یعنی نماز پڑھتے رہو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانو گے اور ان کی عزت جیسی میں بتلاؤں ویسی کرو گے اور نیک کاموں میں مال خرچ کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں گا اور میری مدد تم کو پہنچتی رہے گی اور تمہارے گناہ دور کروں گا اور تم کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کروں گا جو تم میں سے اس سے بعد منکر ہوگا وہی سیدھی راہ سے بھٹکے گا-

---

شان نزول

[1] (اذکروا نعمۃ اللہ علیکم) حسب دستور مصالحین آنحضرت ﷺ کسی کام میں بغرض استمداد یہودیوں کے گاؤں میں مع چند صحابہ کے تشریف لے گئے- ظالموں نے موقع پاکر آپ کے دشمنوں کو اور صحابہ کو تکلیف رسانی کا ارادہ کیا ادھر خدا نے حضور کو ان کی بدنیتی سے مطلع کیا چنانچہ آپ اسی وقت ان کی بے خبری میں ہی وہاں سے چلے آئے اس قصہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (معالم)

"دشمن اگر قویست نگہبان قوے ترست"

(ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل) یہود و نصاریٰ کو اسلام کی عداوت میں کمزور اور حق کی طرف مائل کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی-

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

پس ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا کہ کلام الٰہی میں تحریف کرتے

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ

ہیں اور جن باتوں کی انکو نصیحت ہوئی تھیں ان میں سے ایک حصہ عظیم بھلا بیٹھے ہیں تو ہر وقت ان سے بجز بعض لوگوں کے

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

خیانت پائے گا پھر بھی تو ان کو معافی دے اور درگزر کر خدا محسنوں سے محبت کرتا ہے

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠

جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں ان سے بھی ہم نے وعدہ لیا تھا پھر انہوں نے بہت سی نصیحت کی باتیں جو ان کو سمجھائی

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ

گئی تھی بھلا دیں پھر ہم نے قیامت تک ان میں عداوت اور کینے کی آگ سلگا دی اور قیامت کے دن خدا ان کی کارستانیاں بتلاوے

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا

گا۔ اے کتاب والو ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے جو بہت سی باتیں جن کو تم کتاب میں چھپاتے

كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ

تھے تم پر ظاہر کرتا ہے اور بہت سی چشم پوشی بھی کرتا ہے

مگر انہوں (بنی اسرائیل) نے اس وعدہ کی پابندی نہ کی بلکہ اس کو توڑ دیا پس ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا ایسا کہ اپنی بدکاری کو بدکاری نہیں سمجھتے ایسے بگڑے کہ کلام الٰہی میں بھی تحریف اور تغیر کرتے ہیں اور اپنے مطالب نکال لیتے ہیں اور جن باتوں کی ان کو نصیحت ہوئی تھی ان میں سے ایک حصہ عظیم بھلا کر نسیا منسیا کر بیٹھے ہیں۔ اب ان کے اخلاق کی حالت ایسی ردی ہو رہی ہے کہ علی الاعلان بدکرداریاں بدمعاملگیاں کرتے ہیں ان کی بدمعاملگی کسی وقت اور زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تو ہر وقت ان سے بجز بعض معدودے چند لوگوں کی خیانت اور بدمعاملگی پاوے گا پھر بھی تو ان کی پرواہ نہ کر بلکہ ان کو معافی دے اور درگزر کر اس لیے کہ خدا محسنوں نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ تو بھی احسان کر کس کس کی شکایت کی جائے یہ جو آج کل جنٹلمین بنے ہوئے ہیں دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں ہم ہمدردان بنی نوع ہیں ہم مہذب ہیں ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں ہم ہی کل دنیا کا مجموعہ ہیں ان سے بھی بذریعہ مسیح کے ہم نے اتباع محمدی کا پختہ وعدہ لیا تھا پھر انہوں نے بھی ایک غلط گھمنڈ (کفار مسیح) میں آکر بہت سی نصیحت کی باتیں جو ان کو سمجھائی گئی تھی بھلا دیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے ایسی کی کہ قیامت تک ان میں عداوت اور کینے کی آگ سلگا دی کبھی بھی کسی کام پر خصوصاً مسلمانوں کے دکھ دینے اور اسلام کے بگاڑنے پر متفق نہ ہوں گے اور ابھی تو آیندہ قیامت کے دن خدا انکی کارستانیاں اور فریب بازیاں بتلاوے گا جہاں بجز ندامت کچھ نہ بن پڑے گی۔ اے کتاب والو اور الہامی کتاب کے مدعیو تمہارے پاس ہمارا رسول محمد (ﷺ) آیا ہے جو بہت سی باتیں جن کو تم اپنی الہامی[1] کتاب میں چھپاتے تھے تم پر ظاہر کرتا ہے اور بہت سی تمہاری بداخلاقیوں اور ذاتی عیوب سے چشم پوشی بھی کرتا ہے تم شکر نہیں کرتے۔

[1] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب و اعمال ۳ باب

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

تمہارے پاس اللہ کا نور اور روشن کتاب آئی۔ جو لوگ خدا کی رضامندی کے طالب ہیں اس

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى

کتاب کے ذریعے خدا ان کو سلامتی کی راہوں کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے فضل سے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ

لاتا ہے اور ان کو راہ راست دکھاتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے کچھ شک نہیں یہ لوگ خدا سے منکر

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

ہیں تو ان سے کہہ کہ اگر خدا مسیح اور اس کی ماں اور تمام جہان والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی خدا کو روک

وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ

سکتا ہے؟ اور آسمانوں اور زمینوں کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کل حکومت اللہ ہی کی

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى

ہے جو چاہے پیدا کردے اور خدا ہر کام پر قادر ہے۔ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ

کہ ہم اللہ کے بیٹے اور پیارے ہیں

تمہارے پاس اللہ کا نور محمد (ﷺ) اور روشن کتاب قرآن شریف آئی جو لوگ خدا کی رضامندی کے طالب ہیں اس کتاب کے ذریعہ خدا ان کو سلامتی کی راہوں کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے فضل سے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور ان کو راہ راست دکھاتا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی واضح تعلیم اور روشن کتاب سے منہ پھیریں اور جھوٹے ڈھکوسلوں کے پیچھے چلیں اور دور از عقل باتوں کے شیدائی ہوں اس لیے ایسے لوگوں سے خدا ناراض ہو کر اعلان دیتا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی[1] مسیح بن مریم ہے کچھ شک نہیں یہ لوگ خدا سے منکر ہیں گو ایسے لوگوں سے گفتگو کرنا بجز تضیع اوقات کچھ حاصل نہیں بھلا کوئی دانا یہ کہہ سکتا ہے جو ان کا خیال ہے تاہم بحوائے "بدر را بدر باید رسانید" تو اے محمد ان سے کہہ اگر خدا مسیح اور اس کی ماں مریم اور تمام جہان والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی کسی طرح خدا کو روک سکتا ہے؟ چنانچہ تمہاری کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ مسیح نے جس کو خدا کہتے ہو سولی پر لٹکے ہوئے نہایت عاجزی سے خدا کے آگے التجائیں کیں اور بڑے زور سے چلا[2] کر جان دی آخر بجز تسلیم رضائے حق چارہ نہ ہوا تو بھلا ایسا شخص خدا ہو سکتا ہے؟ جس کے اختیار میں اتنا بھی نہ تھا کہ اور تو اور اپنے کو ہی اس مصیبت سے جس کے لیے بار بار رو رو کر دعائیں مانگ چکا تھا بچالیتا اور خدا کا تو تو وہ اختیار ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کل حکومت (اللہ ہی کی ہے جو چاہے پیدا کر دے اور خدا ہر ایک کام پر قادر ہے اور مسیح کی قدرت تو (بقول تمہارے) یہاں تک بھی ثابت نہ ہوئی کہ اپنے آپ کو ہی بچالیتا۔ باوجود اس ڈبل بد اعتقادی کے یہ دونوں گروہ یہودی اور عیسائی دعوی سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور پیارے ہیں۔ "چہ خوش بر عکس نہند نام زنگی کافور"

[1] آیت ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ کے حاشیہ صفحہ ۲۴۳ کے تحت ملاحظہ ہو۔
[2] دیکھو انجیل مرقس ۱۵ باب ۳۸ آیت۔

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ

تو کہہ کہ پس خدا تمہارے گناہوں کی وجہ سے تم کو عذاب کیوں کیا کرتا ہے بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے آدمی ہو جس کو بخشنا

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

چاہے بخش دیتا ہے اور جس کو عذاب کرنا چاہے عذاب کرتا ہے کل آسمانوں اور زمینوں کی اور ان کے درمیان سب چیزوں کی حکومت

بَيْنَهُمَا ز وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ

اللہ ہی کو ہے اسی کی طرف پھر کر جانا ہے- اے کتاب والو ہمارا رسول رسولوں کے خاتمہ پر آکر صاف صاف باتیں

لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ز

بیان کرتا ہے یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا پس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

تمہارے پاس آگیا ہے اور خدا ہر ایک کام پر قادر ہے- اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کہا تھا میرے بھائیو

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ

اللہ کا احسان یاد کرو کہ اس نے تم میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے اور تم کو ایسی چیزیں عنایت

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

کیں جو دنیا کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں

ع ۳ / ۸

تو اے نبی ایک مختصر سا سوال کرنے کو ان سے کہہ کہ اگر تم اللہ کے پیارے ہو تو پھر خدا تمہارے گناہوں کی وجہ سے تم کو گاہے بگاہے عذاب کیوں کیا کرتا ہے؟ یہ دعویٰ تو تمہارا غلط ہے بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے اور آدمیوں کی طرح آدمی ہو خدا کی حکومت ہے جس کو اخلاص اور نیک اعمال کی وجہ سے بخشنا چاہے بخش دیتا ہے اور جس کو بداعمالیوں کی سزا میں عذاب دینا چاہیے معذب کر سکتا ہے- کوئی اس کو روکنے والا نہیں کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کی حکومت اللہ ہی کو ہے پھر روکے تو کون روکے- اپیل سنے تو کون سنے؟ اس کی طرف تو سب نے پھر کر جانا ہے- وہی سب کا مرجع ہے پس اے کتاب والو ان ایچ پیچ کی باتوں کو چھوڑو ہمارا رسول محمد ﷺ جو رسولوں کے خاتمہ پر آکر تم سے صاف صاف باتیں اور احکام الٰہی بیان کرتا ہے اس کی اتباع کرو اب تم کو خاص کر توجہ اس لیے دلائی جاتی ہے کہ مبادا کل قیامت کے دن کہنے لگو کہ بعد حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح کے مدت مدید گزر گئی تھی اور ہمارے پاس کوئی نبی نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا تو ہم مدتوں کے بگڑے ہوئے درست کیسے ہوتے؟ لو پس اب تو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا سچا نبی محمد ﷺ آگیا ہے- اپنی قوت اور جمعیت پر نازاں نہ ہو خدا سے کسی طرح مقابلہ نہ کر سکو گے- کیونکہ خدا ہر ایک کام پر قادر ہے- پس تم اس گھمنڈ میں نہ رہو اور ایک عبرتناک واقع خدائی قدرت کا سنو یاد کرو جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا میرے بھائیو اللہ کا احسان یاد کرو کہ اس نے تم میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے اور تم کو ایسی چیزیں عنایت کیں جو دنیا کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں- تمہارے لیے من اور سلویٰ نازل کیا تم کو دشمن سے نجات دی- وغیرہ

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى

بھائیو تم پاک زمین میں جو خدا نے تمہاری قسمت کر رکھی ہے داخل ہو چلو اور پیٹھ نہ دو ورنہ

اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ

نقصان اٹھاؤ گے۔ بولے اے موسیٰ اس ملک میں بڑے زبردست لوگ ہیں

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا

جب تک وہ وہاں سے نہ نکلیں ہم تو وہاں جانے کے نہیں ہاں اگر وہ لوگ نکل جائیں گے تو ہم چلے

دٰخِلُوْنَ ۞ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

جائیں گے۔ دو آدمی ڈرنے والے جن پر اللہ نے مہربانی کی تھی کہنے لگے تم دروازہ

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

سے ان کے پاس چلو تو داخل ہوتے ہی تم غالب ہو گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر

فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا

ایماندار ہو۔ وہ بولے اے موسیٰ جب تک وہ اس زمین میں ہیں ہم کبھی

مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۞

نہ جائیں گے پس تو اور تیرا خدا جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞

موسیٰ نے کہا اے میرے خدا میں اپنی ذات خاص اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر قابو نہیں رکھتا پس تو ہم میں اور ان بدکار لوگوں میں علیحدگی کیجو

یہ کہہ کر بہت ہی نرمی سے کہا بھائیو تم بلاخوف پاک زمین کنعان میں جو خدا نے تمہاری قسمت میں رکھی ہے داخل ہو چلو اور دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤ ورنہ خدا کے غضب میں آکر نقصان اٹھاؤ گے وہ بزدل نابکار بولے اے موسیٰ اس ملک میں بڑے زبردست لوگ ہیں اس لیے جب تک وہ وہاں سے نہ نکلیں ہم تو وہاں جانے کے نہیں ہاں اگر وہ لوگ خود بخود نکل جائیں تو ہم فوراً چلے جائیں گے۔ یہ عام رائے ان لوگوں کی تھی جن کی تم اہل کتاب خلف کہلاتے ہو اور جن کے تعلق نسب پر اتنے اتراتے ہو کہ الامان ان سب کے مقابلہ میں دو آدمی یوشع اور کالب بے فرمانی سے ڈرنے والے جن پر اللہ نے مہربانی کی تھی اور وہ کچھ اپنی ہمت اور استقلال پر مضبوط تھے ان کو سمجھاتے ہوئے کہنے لگے بھائیو تم اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرو اور شہر کے دروازے سے ان کے پاس چلو تو داخل ہوتے ہی تم غالب ہو گے پس چلو اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو بزدل نہ بنو اگر ایماندار ہو تو ایسا ہی کرو پھر بھی وہ بزدل نہ مانے بولے اے موسیٰ ہم تمہاری میٹھی میٹھی باتوں میں نہیں آئیں گے جب تک وہ لوگ اس زمین میں ہیں ہم کبھی بھی نہ جائیں گے پس تو اور تیرا خدا جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں یہاں سے ہلنے کے نہیں اس پر حضرت موسیٰ نے نہایت ناراضگی سے کہا اے میرے خدا میں اپنی ذات خاص اور اپنے بھائی ہارون کے سوا کسی پر قابو نہیں رکھتا پس تو ہم دونوں میں اور ان بدکار لوگوں میں علیحدگی کیجو کہیں ان کی بداعمالی کا اثر ہمارے تک بھی نہ پہنچ جائے۔

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا

خدا نے کہا پس یہ لوگ چالیس سال تک اس سے محروم رہیں گے جنگل میں بھٹکتے پھریں گے پس تو ان

تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ

بے فرمانوں کے حال پر افسوس نہ کیجیو- تو ان کو آدم کے دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا جب

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۚ قَالَ

دونوں نے قربانیاں کیں ایک سے تو قبول ہوئی اور دوسرے سے قبول نہ ہوئی بولا کہ میں تجھے ضرور

لَأَقْتُلَنَّكَ ۚ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ

مار ڈالوں گا اس نے کہا خدا صرف پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے- اگر تو میرے مارنے کو ہاتھ پھیلایا

يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ

چاہتا ہے تو میں تیرے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا میں خدائے رب العالمین سے ڈرتا

رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ

ہوں- میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹے اور جہنمی ہو اور

أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ

یہی ظالموں کی سزا ہے- پس اس کے جی میں بھائی کا مار دینا ہی بھلا معلوم ہوا

ع ۷ | ربع | النصف

خدا نے کہا چونکہ انہوں نے حد سے زیادہ گستاخی کی ہے پس یہ لوگ چالیس سال تک اس پاک زمین سے محروم رہیں گے اسی طرح جنگل میں گھومتے بھٹکتے پھریں گے پس تو ان بے فرمانوں کے حال پر افسوس نہ کیجیو چنانچہ ایسا ہی ہوا حتی کہ حضرت موسیٰ بھی اسی جنگل میں فوت ہوئے بعد ان کے یوشع نے اس زمین کنعان کو فتح کیا یہ ان کی فرماں برداری کی مختصر تاریخ ہے جو اس وقت تیرے سامنے مدمقابل ہیں اور مارے حسد کے جلے بلے جاتے ہیں تو اے محمد ان کو آدم کے دو بیٹوں ہابیل قابیل کا سچا قصہ سنا جس سے ان کو معلوم ہو کہ حاسدوں کا انجام کیسا بد ہوا کرتا ہے؟ اس گھڑی کا ذکر جب دونوں بھائیوں نے خدا کے نام پر قربانیاں کیں ایک سے تو بوجہ اس کے اخلاص قلبی کے قبول ہوئی اور دوسرے سے بوجہ فخر وریا وغیرہ کے قبول نہ ہوئی جس کا علم ان کو حضرت آدم کے ذریعہ ہو گیا تو جس سے قبول نہ ہوئی تھی یعنی قابیل ہابیل سے مارے حسد کے بولا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا اس نے کہا بھائی میرا اس میں کیا قصور ہے خدا کے ہاں یہ دستور ہے کہ وہ صرف پرہیزگاروں مخلصوں سے قبول کیا کرتا ہے جو تجھ میں نہیں اور اگر تو میرے مارنے کو ہاتھ پھیلانا چاہتا ہے تو خیر کچھ حرج نہیں پر میں تو تیرے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا کیونکہ میں خدائے مالک الملک سے ڈرتا ہوں بلکہ تیرے حملہ کرنے کا ارادہ سن کو جو بدخیال میرے جی میں تیری نسبت آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرا اس بدخیالی کا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹے اور جہنمی ہو- میں تجھ پر زیادتی کرنا کسی طرح نہیں چاہتا اور یہ میرا کہنا بھی صرف تیری ہدایت کیلئے ہے کہ خدا کا عذاب متعلق ناجائز قتل سن کر باز آئے اور اس بات کو دل میں لگائے کہ یہی ظالموں کی سزا ہے مگر وہ ایسا بدمست ہوا کہ اس ارادہ سے باز نہ آیا بلکہ آمادہ پیکار رہا پس اس کے جی میں بھائی کا مار دینا ہی بھلا معلوم ہوا-

فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

چنانچہ اس نے اس کو مار ہی دیا پس وہ ٹوٹے میں پڑا۔ پھر خدا نے ایک کوا بھیج دیا وہ زمین کو کریدنے لگا

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ

تاکہ اسے بھائی کی لاش کا چھپانا سکھادے بولا کہ ہائے میری کم بختی میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوا

مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپادوں پس وہ سخت نادم ہوا۔ اسی

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ڔ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ

لئے بنی اسرائیل پر ہم نے لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی جان کو بغیر بدلے

نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا

کسی جان کے یا بغیر ملک میں فساد کرنے کے مارتا ہے وہ گویا تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے اور جس نے کسی نفس

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ

کو زندہ کیا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کیا ہمارے رسول ان کے پاس کھلے کھلے احکام لائے اس کے

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ

بعد بھی بہت سے ان میں سے ملک میں زیادتی کرتے پھرتے ہیں۔ جو لوگ خدا اور[1] اس کے

چنانچہ اس کو مار ہی دیا پس وہ اس گناہ کے سبب سے خود ہی ٹوٹے میں پڑا ایسا مبہوت اور مخبوط الحواس ہوا کہ اسے کچھ سوجھتا نہ تھا کہ اس مردے کی لاش سے کیا کرے پھر خدا نے ایک کوا جس کے منہ میں ایک مرا ہوا کوا تھا بھیج دیا وہ زمین کو کریدنے لگا تاکہ اسے بھائی کی لاش کا چھپانا سکھائے بارے اسے بھی سمجھ آ گئی حسرت سے بولا ہائے کہ ہائے میری کم بختی میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوا کہ گڑھا نکال کر اپنے بھائی کی لاش کو چھپادوں پس وہ کوے کی ہمدردی اور اپنی سنگ دلی دیکھ کر سخت نادم ہوا چونکہ قتل بے وجہ سے کئی ایک مفاسد اور خرابیاں ہوا کرتی ہیں اس لیے بنی اسرائیل پر جو شریعت نازل کی اس میں ہم نے لکھ دیا تھا یعنی ان کو متنبہ کر دیا تھا کہ جو کوئی کسی جان کو بغیر بدلے کسی جان کے یا بغیر ملک میں فساد کرنے کی سزا کے مارتا ہے وہ گویا تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے کیونکہ اس کے اس جرم سے اور لوگوں کو بھی جرات ہوتی ہے پس اس کی سزا بھی ایسی خصوصا اس زمانہ میں چاہیے تھی کہ جس سے کل لوگوں کو تنبیہ اور جو جرات اس نے دلائی تھی ان کو بھول جائے اور جس نے کسی نفس کو زندہ کیا یعنی قاتل کو معاف کیا یا دشمن پر قابو پا کر اپنا غصہ دبالیا تو اس نے گویا سب لوگوں کو زندہ کیا کیونکہ اس نیک رسم پر جتنے لوگ عمل کریں گے اس کو بھی ثواب ہوگا اتنے تاکیدی احکام کے علاوہ ہمارے رسول ان بنی اسرائیل کے پاس کھلے کھلے احکام لائے اس کے بعد بھی بہت سے ان میں سے ملک میں زیادتی کرتے پھرتے ہیں اس لیے خدا کی طرف سے اعلان عام ہے کہ جو لوگ فتنہ و فساد کر کے گویا

شان نزول

[1] (انماجزاء الذین یحاربون اللہ) عرب کے بعض مفسد جن میں اہل کتاب اور مشرک بھی شامل ہوتے باوجود صلح اور وعدہ امن کے فساد برپا کرتے اور وقت بے وقت مسلمانوں کو دھوکہ سے اپنے بن کر نقصان پہنچاتے ان کے علاج اور قیام امن کو یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوٓا أَوْ
رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ قتل کیے جائیں

يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ
یا سولی دیئے جائیں یا ہاتھ اور پاؤں ان کے الٹے سیدھے کاٹ دیئے جائیں یا ضلع خارج کر دیے جائیں

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا
یہ ذلت ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ مگر جو تمہارے قابو

الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ
پانے سے پہلے ہی توبہ کر جائیں تو جانو کہ خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ مسلمانو

رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ
اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ
میں کوشش کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ جن لوگوں نے کفر کیا ساری دنیا کے مال

لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ
سے دگنا بھی انکو ملے کہ قیامت کے عذاب سے جرمانہ دیکر چھوٹ جائیں تو بھی یہ

الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾
ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کو نہایت دکھ کی مار ہوگی

خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں چوری اور ڈاکہ زنی کے کام کرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ اگر فساد عظیم قتل وغارت کیے ہیں تو قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا اگر فساد کم ہے تو ہاتھ اور پاؤں ان کے الٹے سیدھے یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں ان کے کاٹ دیے جائیں یا اگر اس سے خفیف ڈاکہ ہے یعنی صرف مسافروں کو دھمکایا ہی ہو نہ مال واسباب کچھ چھینا اور نہ قتل وقتال کیا تو ضلع خارج کر دئے جائیں یہ ذلت ان مفسدوں کے لیے دنیا میں ہے اور ہنوز آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر جو ڈاکو تمہارے پولیس مینوں کے قابو پانے سے پہلے ہی سے دل سے توبہ کر جائیں اور ان کی توبہ کے آثار بھی بظاہر اچھے معلوم ہوں تو ان کو چھوڑ دو اور جانو کہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے مسلمانو تم ان مدعیوں کی طرح جو آباؤ اجداد پر ہی فخر کرنا جانتے ہیں مت ہونا بلکہ اپنے عیبی پہلو کو درست کرنا سب سے مقدم ہے اور سب کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو یعنی گناہ اور بے فرمانی اس کی نہ کیا کرو اور نیک اعمال سے اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں سر توڑ کوشش کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ سنو جن لوگوں نے دنیا میں اس پاک تعلیم کی قدر نہیں کی بلکہ اس سے کفر کیا ان کی بری گت ہوگی ایسی کہ ساری دنیا کے مال سے دگنا بھی ان کو ملے کہ قیامت کے عذاب سے جرمانہ دے کر چھوٹ جائیں تو اسے بھی بخوشی خاطر قبول کریں گے مگر یہ فدیہ اور جرمانہ ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کو نہایت دکھ کی مار ہوگی۔

يُرِيدُونَ اَنْ يَّخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ز وَلَهُمْ عَذَابٌ

اس سے نکلنا چاہیں گے پر نکل نہ سکیں گے ان کے لئے دائمی عذاب ہے- چور مرد ہو

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا

یا عورت ان کے داہنے ہاتھ ان کی کرتوت کے بدلے میں کاٹ دیا کرو یہ سزا خدا کی طرف

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ

سے مقرر ہے اور اللہ بڑا زبردست ہے حکمت والا ہے- ہاں جو بعد ظلم کرنے کے توبہ کرلے اور بھلا مانس بن جائے

فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

خدا اس پر رحم کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے- کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کی حکومت

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے جس کو عذاب کرنا چاہے کرسکتا ہے اور جس کو بخشنا چاہے بخش سکتا ہے اور

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ

اللہ ہر چیز پر قادر ہے- جو لوگ[1] کفر میں کوشاں ہیں

ایسی کہ اس سے نکلنا چاہیں گے پر نکل نہ سکیں گے کیونکہ بہ حکم خداوندی ان کے لیے دائمی عذاب ہے کفر شرک بداخلاقی تو کسی طرح بھی خدا کو پسند نہیں چاہے کسی قوم سے ہو- یہی وجہ ہے کہ بعض بعض بداخلاقیوں کی جن کا اثر دوسروں تک بھی پہنچتا ہو خدا نے دنیا میں بھی بغرض انتظام سزا مقرر کر رکھی ہے سب سے بڑھ کر بداخلاقی میں چوری ہے سو تم کو اس بارے میں حکم بتلائے جاتے ہیں کہ چور مرد ہو یا عورت ان کے داہنے ہاتھ ان کی کرتوت کے بدلے کاٹ دیا کرو یہ سزا ان کے حق میں خدا کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ بڑا زبردست انتظامی حکمتوں کا حکیم ہے ہاں جو بعد ظلم زیادتی اور چوری چکاری کے توبہ کرلے اور اپنی حالت سنوار لے اور بھلا مانس بن جائے تو اس سے پولیس کی نگرانی اٹھا لو تو خدا بھی اس پر رحم کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تو نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں سے تو دنیا کے معمولی حاکم بھی درگزر کر جاتے ہیں جن کو ایسے بدمعاشوں کی شورہ پشتی سے انتظام سلطنت میں خلل کا اندیشہ بھی ہوتا ہے پھر خدا کی حکومت تو تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ کیوں نہ ایسے لوگوں سے درگزر کرے اور معافی دے حالانکہ اس کی یہ طاقت بھی ہے کہ جس کو عذاب کرنا چاہے کسی وقت میں ہو کہیں ہو کر سکتا ہے اور جس کو بخشنا چاہے بخش سکتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے- وہ سب کچھ کر سکتا ہے جس وقت کسی کی امداد کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کی وہ امداد کرنا چاہے اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا- اس لئے جو لوگ کفر میں کوشاں ہیں

شان نزول

[1] (یا ایها الرسول لا یحزنك) یہود کو مدینہ میں ایک دو واقع ایسے پیش آئے کہ ان میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو منصف بنایا ایک تو زنا کا قوعہ ان میں تھا- دوئم بنو قریظہ اور بنو نضیر میں یہ جھگڑا مدت سے چلا آتا تھا کہ بنو نضیر قریظہ پر قصاص وغیرہ میں اپنے آپ کو برتر سمجھتے تھے یعنی جس قدر قریظہ کے آدمی کے خون کا بدلہ ہوتا بنو نضیر اس سے دو چند لینا چاہتے ان دونوں جھگڑوں کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فیصلہ فرمایا بلکہ توریت کا بھی حوالہ دیا کہ اس میں بھی اسی طرح لکھا ہے- ہر چند یہودیوں نے توریت کے اس مقام کو چھپانا چاہا مگر آخر ظاہر ہونے پر نادم ہوئے- اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ

اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور دل سے ایماندار نہیں اور جو یہودیوں میں سے

الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ

جھوٹ کی غرض سے اور غیر قوم کے لئے جو تیرے پاس نہیں آئے کنسوئیاں لیتے پھرتے ہیں اے رسول تو

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا

ان سے آزردہ خاطر نہ ہو خدا کے کلام کو اصل جگہوں سے بے جگہ کردیتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی معنی

فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

بتلائے جائیں تو قبول کرلینا اور اگر یہ نہ ہوں تو ان سے بچنا جس کو خدا گمراہی میں ہی رکھنا چاہے تو تجھے اللہ کی طرف

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ

سے (اس کے) بچانے کا کوئی اختیار نہیں خدا نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا ان کے لئے دنیا میں

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہوگا۔ جھوٹی باتیں سننے کے عادی

اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ

حرام خوری کے خوگیر ہیں پس اگر تیرے پاس آئیں تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض کر اور اگر تو

اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور دل سے ایماندار نہیں اور جو یہودیوں میں سے جھوٹ کے بہتان کھڑے کرنے کی غرض سے اور غیر قوم کے لیے جو آج تک تیرے پاس نہیں آئے کنسوئیاں لیتے پھرتے ہیں اے رسول تو ان سے آزردہ خاطر نہ ہو تو ایسے سرکش اور چیرہ دست ہیں کہ خدا کے کلام کو بھی اصل جگہوں سے بے جگہ کر دیتے ہیں بلکہ ہو سکے تو جملوں کو ہی حذف کر جائیں نہ ہو تو معنے کے بدلنے میں تو ان کو کچھ مشکل ہی پیش نہیں آتی جیسا کہ مخاطب دیکھا ویسا کر لیا لطف یہ ہے کہ ایسے بے باک ہیں کہ اس چیرہ دستی کے بعد بھی مخاطب سے صاف کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی معنی مسلمانوں کی طرف سے بتلائے جائیں تو قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ہوں بلکہ اصل معنی جن کو غیر صحیح کہہ کر چھپانا چاہتے ہیں تم کو ملیں تو ان سے بچنا ہرگز قبول نہ کرنا نہ ان کو دل میں جگہ دینا ان کی بددیانتی اور سرکشی بے شک حد سے متجاوز ہے ایسی کہ اصلاح ان کی مشکل ہے جس کو خدا سخت بدکاری کی وجہ سے گمراہی میں ہی رکھنا چاہے تو تجھے اللہ کی طرف سے اس کے بچانے کا کوئی اختیار نہیں۔ ان لوگوں کی بے دینی اور بددیانتی کیوجہ سے جیسا کہ عام اصول خداوندی ہے کہ جو لوگ اس سے ہٹتے جاتے ہیں وہ بھی ان کو[1] اپنی طرف سے دور کئے جاتا ہے خدا نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا کیونکہ بموجب اصول مذکورہ وہ قابل علاج ہی نہیں رہے ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہوگا۔ جھوٹی باتیں سننے کے عادی حرام خوری کے خوگیر پس اگر تیرے پاس کسی مقدمہ کے فیصلہ کو آئیں جس سے ان کی بدنیتی مترشح ہوتی ہو تو تجھے اختیار ہے کہ حسب مصلحت اس میں فیصلہ کر یا اعراض کر اگر تو

[1] لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم کی طرف اشارہ ہے۔

تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

ان سے اعراض کرے گا تو تجھے کسی طرح ضرر نہیں دے سکتے ہاں اگر فیصلہ کرنا چاہیے تو ان کا فیصلہ انصاف سے

بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

کیجئو بیشک اللہ منصف لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ تجھے منصف کیوں ٹھہراتے ہیں حالانکہ ان کے

التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ

پاس توریت موجود ہے اس میں اللہ کا حکم موجود ہے اس کے ہوتے بھی پھرے چلے جاتے ہیں ان کو تو سرے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا

سے ایمان ہی نہیں۔ بیشک ہم نے توریت اتاری تھی اس میں ہدایت اور نور تھا اسی کے ساتھ اللہ

النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا

کے فرمانبردار انبیاء اور مشائخ اور علماء یہودیوں کے حق میں فیصلے کرتے رہے کیونکہ کتاب اللہ کی

اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ

حفاظت ان پر ڈالی گئی تھی اور وہ اس کتاب کے نگہبان تھے پس لوگوں سے نہ ڈرو اور

وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

مجھ ہی سے ڈرو اور میرے احکام کو بگاڑ کر دنیا کے ناچیز دام نہ لو جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے

اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

فیصلہ نہ کریں گے وہی کافر ہیں

ان سے اعراض کرے گا تو کوئی خوف نہ کیجیو کیونکہ تجھے کسی طرح ضرر نہیں دے سکتے ہاں اگر فیصلہ کرنا چاہے تو ان کا فیصلہ انصاف سے کیجیو کسی کی بدزبانی اور تیز لسانی سے دب کر یا کسی بدنامی کے خوف یا نیک نامی کی شہرت کی ہوس سے انصاف کے خلاف نہ کرنا کیونکہ یہ سب باتیں خدا کے قبضہ میں ہیں وہ جس کو چاہے نیک شہرت دے جس کو چاہے بدنام کرادے اس لیے تو اسی سے اپنا تعلق بنا کیونکہ بیشک اللہ منصف ججوں اور بے رعایت و بلحاظ قومی انصاف کرنے والے حاکموں سے محبت کرتا ہے۔ بھلا وہ تجھے منصف کیوں ٹھہراتے ہیں؟ حالانکہ ان کے پاس کتاب توریت موجود ہے اس میں اس بارے میں اللہ کا حکم موجود ہے اس کے ہوتے بھی پھرے چلے جاتے ہیں ان کو تو سرے سے ایمان ہی نہیں۔ بے شک ہم نے توریت اتاری تھی اس میں ہدایت اور نور تھا اسی کے ساتھ اللہ کے فرمانبردار بندے انبیاء اور مشائخ اور علماء یہودیوں کے حق میں فیصلے کرتے رہے کیونکہ کتاب اللہ کی مخالفت ان پر ڈالی گئی تھی اور وہ اس کے نگہبان تھے۔ جس طرح یہ خدا کے بندے بلا خوف لومۃ لائم سچے فیصلے کرتے تھے تمہیں اے کتاب والو کیا ہوا کہ ان کی روش چھوڑ کر نفس کے بندے ہو گئے ہو اور مخلوق سے ایسے ڈرتے ہو جیسے خدا سے ڈرنا چاہیے۔ پس مناسب ہے کہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ (خدا) سے ہی ڈرو اور میرے احکام کو بگاڑ کر دنیا کے ناچیز دام نہ لو۔ کمائی کرو مگر جائز سچے فیصلے کرو کتمان حق نہ کرو جو لوگ باوجود طاقت اور وسعت کے اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں گے خدا کے نزدیک وہی کافر ہیں سنو؟ ہم بتلاتے ہیں کہ احکام الٰہی کیا ہیں؟

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ

ہم نے اس میں حکم کیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے عوض آنکھ اور ناک کے

بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن

بدلے ناک اور کان کے عوض کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم بھی قابل عوض ہیں جو شخص

تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ

اس کو چھوڑ دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو کوئی اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں وہی

هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَـٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا

ظالم ہیں- اور انہیں کے قدم بہ قدم ہم نے مسیح ابن مریم کو اس سے پہلے مضامین

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَـٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ

یعنی توریت کی تصدیق کرنیوالا بھیجا اور اس کو انجیل دی اس میں ہدایت اور نور تھا

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾

اور توریت کی جو اس سے پہلے اتری ہوئی تھی تصدیق کرتی تھی اور وہ ہدایت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت تھی

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ ٱلْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ

انجیل والوں کو لائق ہے کہ خدا نے جو اس میں اپنے احکام اتارے تھے ان سے فیصلہ کریں جو کوئی اللہ کے اتارے ہوئے احکام

ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾

سے فیصلے نہ کریں گے وہی بد راہ ہیں

جو موجودہ توریت میں بھی ہیں ہم نے اس میں حکم کیا تھا کہ جان کے بدلے جان ماری جائے اور آنکھ کے عوض آنکھ نکالی جائے اور ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے اور کان کے عوض کان کاٹا جائے اور دانت کے بدلے دانت اور زخم بھی قابل عوض ہیں ہاں جو شخص اس کو یعنی اپنا عوض لینا چھوڑ دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور یہ بھی اس میں بتلایا تھا کہ جو کوئی باوجود طاقت کے اور امکان کے اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں اور انہیں انبیاء کے قدم بہ قدم ہم نے مسیح ابن مریم کو اس سے پہلے مضامین حقہ یعنی توریت کی تصدیق کرتے ہوئے بھیجا اور اس کو کتاب انجیل بھی دی اس میں ہدایت اور نور تھا اور توریت کی جو اس سے پہلے اتری ہوئی تھی تصدیق کرتی تھی اور وہ انجیل ہدایت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت تھی- اب بھی انجیل والوں کو لائق ہے کہ خدا نے جو اس میں اپنے احکام اتارے تھے جن کا کسی قدر اب بھی اس میں پتہ چلتا ہے ان سے فیصلہ کریں اور سن لیں کہ جو کوئی دانستہ باوجود وسعت اور طاقت کے اللہ کے اتارے ہوئے احکام سے فیصلہ نہ کریں گے وہی بد راہ ہیں-

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

اور ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا

پر نگہبان ہے پس تو ان میں خدا کے اتارے ہوئے حکموں سے فیصلہ کیجیو اور جو تیرے پاس سچی تعلیم آئی ہے اسے چھوڑ کر انکی

جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

خواہشات کے پیچھے نہ ہو جائیو ہم نے تم میں سے ہر ایک کو شریعت اور مذہب بتلایا ہے اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ

جماعت کردیتا لیکن تم کو تمہارے اختیارات دادہ میں آزمائے پس تم نیک کاموں کو لپکو

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۴۸ وَاَنِ

اور خدا ہی کی طرف تم سب نے پھر کر جانا ہے وہ تم کو تمہارے اختلافی امور سے خبر دے گا- اور تو ان میں

احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ

اللہ کے اتارے ہوئے سے حکم کیجیو اور ان کی خواہشات پر نہ چلیو اور ان سے بچتے رہیو کہیں کسی حکم سے

عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ

جو خدا نے تیری طرف اتارا ہے تجھے بھٹکا نہ دیں

اوران سے بعد ہم نے اے رسول تیری طرف سچی کتاب جس کا نام قرآن شریف ہے اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کے سچے مضمونوں کی تصدیق کرتی ہے اوراس کے غلط ملط واقعات پر جو اس کے نادان پیروؤں کی حسن اعتقادی یا خود مطلبی سے درج ہو گئے ہیں محافظ اور نگہبان ہے پس جن مضامین میں قرآن شریف کتب سابقہ سے موافق ہے وہ صحیح سمجھو جیسے توحید اور بعض احکام شریعت رسالت نبوت قیامت وغیرہ اور جن میں قرآن سے مخالف ہے جیسے تثلیث-ابنیت مسیح کفارہ وغیرہ وہ غلط پس جبکہ قرآن کے دستخطوں اور تصحیح پر ہی دارومدار ہے تو تو اے محمد ﷺ ان اہل کتاب میں فیصلہ کرتے وقت خدا کے اتارے ہوئے احکام سے جو تیری طرف اترے ہیں فیصلہ کیجیو کیونکہ یہ قطعی اور صحیح ہیں اوران کے سوا مشتبہ ہے اسی پر مضبوط رہیو اور جو تیرے پاس سچی تعلیم آئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات نفسانی کے پیچھے نہ ہو جائیو اس میں ان کو بھی کسی قسم کا رنج نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم نے تم بنی آدم میں سے ہر ایک کو وقت بوقت شریعت اور مذہب بتلایا ہے جو دراصل سب ایک ہی ہیں زمانہ کی رفتار سے جو لوگوں نے کجی ڈال رکھی تھی وہ اب آخری زمانہ میں اے محمد ﷺ تیرے ذریعہ نکال دی جائے گی اور اگر باوجود اس اختلافات کے خدا چاہتا تو تم سب کو ایک جماعت کردیتا کون اسے روک سکتا تھا کون اس کے قلم کو پھیر سکتا تھا لیکن وہ جبراً نہیں کرتا تاکہ تم کو تمہارے اختیارات دادہ اور قوی عطا شدہ میں آزمائے اور تمہاری محنت کا جو تم اختیار سے کرو دوسروں پر اظہار کرے پس تم نیک کاموں کو لپکو اور جلدی کرو خدا ہی کی طرف تم سب نے پھر کر جانا ہے وہ تم کو قیامت کے دن تمہارے اختلافی امور سے خبر دے گا اور فیصلہ کرے گا اس روز حقانی اور سچے[1] لوگ اپنے سچ کا پورا بدلہ پائیں گے اور تجھے تاکیدی حکم ہے کہ تو ان میں اللہ کے اتارے ہوئے قرآن سے حکم کیجیو اور ان کی مرضی پر نہ چلیو اور ان سے بچتے رہیو- کہیں کسی حکم سے جو خدا نے تیری طرف اتارا ہے تجھے بھٹکا نہ دیں-

[1] هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم کی طرف اشارہ ہے-

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ

اگر وہ سرتابی کریں تو یقینا جان کہ خدا کو یہی منظور ہے کہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو آفت پہنچاوے اور ان

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ

میں بہت سے بدکار ہیں- کیا پھر جاہلیت کی حکومت چاہتے ہیں اور ایمان داروں کے لئے

مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

اللہ کے حکم سے کس کا حکم اچھا ہے؟- مسلمانو[1] یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ

وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ

بناؤ یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو ان سے دوستی لگاوے گا وہ

مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ

انہیں میں سے ہوگا بیشک ظالموں کو خدا راہ نہ دے گا- پھر بھی بیمار دل والوں کو دیکھتا ہو

مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

گا کہ ان کے معاملہ میں تگ و دو کر رہے ہیں کہ پس ہمیں خوف ہے کہ ہم کو کوئی مصیبت پہنچ جائے

اگر وہ اس سچی تعلیم سے جو بذریعہ قرآن تیرے پاس پہنچی ہے جس سے انکی کج روی نکال دی گئی ہے سر تابی کریں تو یقیناً جان کہ خدا کو یہی منظور ہے کہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو آفت پہنچائے اور اگر سچ پوچھو تو ان لوگوں میں سے بہت سے بدکار ہیں جن کو نہ خدا سے مطلب ہے نہ رسول سے نہ دین سے نہ مذہب سے فقط اپنے مطلب کے یار ہیں جن کی یہ مثل بالکل ٹھیک ہے "ہندو ہو یا مسلمان" "جدھر رعایت ہو" کیا پھر تجھے اور تیرے فیصلے کو چھوڑ کر جاہلیت اور سکھا شاہی کی حکومت چاہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایمان داروں کے لئے اللہ کے حکم سے کس کا حکم اچھا ہو سکتا ہے چونکہ ان لوگوں کو دین و مذہب سے کوئی مطلب نہیں صرف دنیا کے بندے ہیں اس لیے تم کو حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو ان دنیاداروں یہودیوں اور عیسائیوں بلکہ عام کافروں کو مخلص دوست نہ بناؤ کہیں ان کی صحبت کا اثر تم کو بھی نہ ہو جائے معمولی کاروبار سے منع نہیں- دنیاوی لین دین بے شک کرو اس سے روک نہیں یہ لوگ تمہارے مقابلہ پر ایک دوسرے کے دوست ہو جاتے ہیں- گو وہ دوستی ان کی آپس کی بھی دکھاوے کی چندروزہ ہی ہوتی ہے- پس یاد رکھو جو ان سے دوستی لگائے گا وہ قیامت کے روز انہی میں سے ہوگا بے شک ایسے ظالموں کو جو ذاتی مفاد کے مقابل قومی نقصان کی پرواہ نہ کر کے ان سے دوستی لگائے گا خدا اس کو جنت کی راہ نہ دے گا باوجود اس تاکیدی حکم کے پھر بھی تو اے رسول بیمار اور کمزور دل والوں کو دیکھتا ہو گا کہ ان بے دینوں کے معاملہ اور خیر خواہی میں تگ و دو کر رہے ہیں جس کی وجہ زبانی بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ مبادا ہم مسلمانوں کو کوئی مصیبت پہنچ جائے کسی لڑائی میں انہی کی فتح اور مسلمانوں کی شکست ہو تو پھر اگر ہم ان سے ملاپ نہ رکھتے ہوں گے تو ایسے آڑے وقت میں یہ ہم سے کیونکر رفاقت کریں گے-

شان نزول

[1] (یاایھاالذین امنوا لا تتخذوا) غیر قوم سے خفیہ تکالیف اٹھا اٹھا کر آخر کار ان سے مذہبی کاموں میں علیحدگی کرنے کی بابت یہ آیت نازل ہوئی-

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا
پس وہ دن دور نہیں کہ خدا اسلام کو فتح دے گا یا اپنے پاس سے کوئی اور صورت پیدا کردے گا پھر یہ اپنے جی کی
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا
پوشیدہ باتوں پر شرمندہ ہو جائیں گے۔ اور مسلمان کہیں گے یہ وہی ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھایا کرتے تھے
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۞
کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کی کوششیں ضائع ہوئیں پس یہ صریح نقصان اٹھائے ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ
مسلمانو جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا خدا اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایسے لوگ تیار
يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز
کرے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے مسلمانوں سے نرم کافروں کے مقابلہ میں مضبوط وہ اللہ
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ
کی راہ میں جہاد کریں گے اور ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے یہ فضل الٰہی ہے جسے وہ چاہے
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۞
دے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے

غرض ان کا طریق عمل بالکل اس شعر پر ہے

بشر کو چاہیے ملتا رہے زمانہ میں ؟ کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہے

مختصر یہ کہ ان کو اسلام کی حقیقت کا یقین نہیں اور مطلب کے یار ہیں اس لیے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں پس تم مسلمانو اللہ سے بہتری کی امید رکھو وہ دن دور نہیں کہ خدا اسلام کو ظاہر فتح دے گا یا اپنے پاس سے کوئی اور غلبہ کی صورت[1] پیدا کردے گا پھر یہ منافق اپنے جی کی پوشیدہ باتوں پر جو اس وقت دل میں رکھتے ہیں خود بخود شرمندہ ہو جائیں گے کہ ہائے ہم کس خیال میں تھے اور ہو کیا گیا ؟ اور اس وقت مسلمان بھی ان کو شرمندہ اور ذلیل کرنے کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہیں گے کیوں صاحب ؟ یہ وہی ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اب کیا بات ہے کہ باوجود اس اظہار اخلاص کے اس وقت جو موقع خوشی ہے بجائے مسرور کے محزون نظر آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دل سے ہمارے ساتھ نہ تھے چونکہ ان کی کوششیں ضائع ہوئی ہیں اور سب کیا کرایا اکارت ہو گیا ہے پس یہ اب صریح نقصان اٹھائے ہیں جن کی مثل بالکل اس کے مطابق ہے "دونوں سے گئے پانڈے نہ حلوا ملا نہ مانڈے" عموماً دین فروشوں کا یہی حال ہے سچ تو یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں کسی کا کیا لیتے ہیں۔ پس مسلمانو سن رکھو کہ جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا کسی کا کچھ نہ بگاڑے گا خدا اپنے دین کی حفاظت کیلئے ایسے لوگ تیار کردے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے مسلمانوں ایمانداروں سے نرم کافروں مرتدوں کے مقابلہ میں مضبوط اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور اس جہاد سے روکنے والے اور شرمندہ کرنے والے ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے[2] اور اصل یہ فضل الٰہی ہے جسے وہ چاہے دے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔

[1] جیسے صلح حدیبیہ۔ [2] جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا فافہم وللتفصیل مقام اخر

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

تمہارے دوست اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خدا کے آگے عاجز ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اور ایمانداروں سے

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ

دوستی گانٹھتے ہیں پس اللہ کی جماعت ہی غالب ہوا کرتی ہے۔ مسلمانو جن لوگوں نے اپنے دین کو ہنسی مخول بنا

اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

رکھا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے

اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

رہو اگر تم ایماندار ہو۔ جب تم نماز کے لئے آذان دیتے ہو اسے بھی

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

یہ ہنسی مخول کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں تو کہہ کیا بجز اس کے

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ

ہم میں کوئی عیب پاتے ہو کہ ہم خدا پر اور جو کتاب ہماری طرف اور جو ہم سے پہلے اتری ہے ان سب پر یقین رکھتے ہیں

پس تم اللہ کے ہو جاؤ اور کسی سے دوستی کی امید نہ رکھو کیونکہ تمہارے حقیقی دوست اللہ اور رسول اور مسلمان جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور باوجود ان سب کاموں کے خدا کے آگے عاجز ہیں گو تینوں قسم کی دوستی جداگانہ ہے کیونکہ خدا کی دوستی کا اثر تو یہ ہے کہ وہ بذات خود کام سنوار دیتا ہے اور رسول اور مومنوں کی دوستی کا یہ اثر ہے کہ وہ اپنے دوست کے حق میں خدا سے دعا کرتے ہیں یہ نہیں کہ خود کوئی ایسا کام جو خدا کے اختیار کا ہو سنوار سکیں اس اصول کو یاد رکھو اور ان تینوں سے تعلق پیدا کرو کیونکہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اور ایمانداروں سے دوستی گانٹھتے ہیں وہ ہمیشہ ظفریاب ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی جماعت ہیں پس اللہ کی جماعت ہی غالب ہوا کرتی ہے۔ جبھی تو مسلمانو تم کو حکم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے دین کو ہنسی مخول بنا رکھا ہے جو جی میں آیا کر دیا مذہب سے کوئی غرض نہیں صرف نیشنلٹی (پاس قومیت) جن کا اصول ہے یعنی جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور دوسرے عام کافروں کو جو اسی قبیل کے ہوں ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایماندار ہو تو اس کا خلاف نہ کرو تم دیکھتے نہیں کہ اپنے مذہب کو ہنسی مخول بنانے کے علاوہ تم جب نماز کے لیے اذان دیتے ہو حالانکہ وہ بھی ذکر الٰہی ہے جو کسی مذہب میں منع نہیں اسے بھی یہ لوگ ہنسی مخول کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ جہالت میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں تو اے محمد ﷺ ان سے کہہ کہ اس تمہاری رنجیدگی کی وجہ کیا ہے؟ کیا بجز اس کے بھی کوئی عیب ہم میں پاتے ہو کہ ہم اکیلے خدا پر اور جو کتاب ہماری طرف اور جو ہم سے پہلے اتری ہے ان سب پر یقین رکھتے ہیں اور ہم اپنی شریعت کے پابند ہیں۔

وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

اور تم میں بہت سے بے فرمان ہیں۔ تو ان سے کہہ میں تم کو اس سے بھی بڑے عیب والے بتلاؤں وہ

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ

لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب اتارا اور ان میں سے بندر اور بعض کو سئور بنایا

وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

اور جنہوں نے ماسوائے خدا کے عبادت کی یہی لوگ برے درجے والے ہیں اور یہی لوگ راہ راست سے دور بھٹکے ہوئے ہیں

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہوئے ہیں حالانکہ کفر لے کر آئے تھے ویسے اسے لے کر نکل گئے ہیں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ

اور جو چھپا کر لائے تھے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ تو ان میں سے بہتیروں کو دیکھے گا کہ گناہ اور ظلم زیادتی اور حرام خوری میں

وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ

بڑے ساعی ہوں گے بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ ان کے مشائخ اور

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

پادری ان کو جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے کیوں منع نہیں کرتے بہت ہی برا

اور تم میں بہت سے بے فرمان ہیں ذرا یورپ کو عموماً اور انگلینڈ کو خصوصاً دیکھو تو سہی کس طرح وہاں آج کل تہذیب جو دراصل تخریب اخلاق ہے کوڑیوں سیر بکتی ہے پس اگر موجب رنج فیما بین ہمارے اور تمہارے یہی ہے تو سن لو

مکش بہ تیغ ستم والہان ملت را
نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

تو اے پیغمبر ان سے کہہ یہ تو کوئی عیب نہیں جس کی وجہ سے تم ہم سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو میں تم کو اس سے بھی جس کو تم عیب سمجھے ہوئے ہو بہت بڑے عیب والے بتلاؤں وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب اتارا اور ان میں سے بعض کی بدکاریوں کی وجہ سے بندر اور بعض کو سور بنایا اور جنہوں نے ماسوائے خدا کے بچھڑے وغیرہ کی عبادت کی پس تم خود ہی سمجھ لو کہ یہ کون لوگ ہیں ''درخانہ اگر کس است یک حرف بس است'' پس یہی لوگ برے درجے والے ہیں اور یہی لوگ راہ راست سے دور بھٹکے ہوئے ہیں اور ان کی چالبازی سنو ان کتاب والوں میں سے بعض نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ بغرض مطلب براری جب تمہارے (مسلمانوں کے) پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی تمہارے دین پر مدت سے ایمان لائے ہوئے ہیں حالانکہ جیسے کفر کو جی میں لے کر مجلس میں آئے تھے ویسے اسے لے کر نکل گئے ہیں اور جو نفاق چھپا کر لائے تھے اللہ اس کو خوب جانتا ہے تو تو اے محمد ﷺ ان میں سے بہتیروں کو دیکھے گا کہ گناہ اور ظلم زیادتی اور حرام خوری میں بڑے ساعی ہوں گے سوچیں تو بہت ہی برے کام کرتے ہیں اگر غور سے دیکھیں تو ان کو اپنے کاموں کی برائی خود ہی معلوم ہو جائے بھلا جو ان کے مشائخ اور بزرگ پادری لوگوں کو اسلام سے روکتے اور برگشتہ کرتے پھرتے ہیں وہ ان کو جھوٹ بولنے اور حرام اور سود خوری سے کیوں نہیں منع کرتے بہت ہی برا کرتے ہیں۔

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ

کرتے ہیں یہودی کہتے ہیں خدا کا ہاتھ تنگ ہے انہیں کے ہاتھ تنگ ہوں اور

وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ

ان کی بکواس بکنے سے ان پر پھٹکار پڑے بلکہ دونوں ہاتھ اس کے کھلے ہیں جس طرح چاہتا ہے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

خرچ کرتا ہے جو کلام تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں بہتیروں کو سرکشی اور کفر بڑھاتا ہے ہم نے عداوت اور

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا

بغض ان میں قیامت تک ڈال دیا ہے جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکائیں گے خدا اس کو بجھائے گا اور

اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ

فساد زمین میں کیے پھرتے ہیں خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا اگر اہل کتاب

اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾

ایماندار ہوتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہ دور کردیتے اور ان کو نعمتوں کے باغوں میں داخل کرتے

ایسے معمولی اخلاق بھی ان کو نہیں بتلاتے ہیں تو پھر بتلاتے ہی کیا ہیں یہ بھی ان کے پادریوں اور ان کے مشائخ کے سکوت کا نتیجہ ہے کہ یہودی عام اخلاق سے تجاوز کر کے حسب فحوائے "بازی بازی ابریش بابا بازی" خدا تک بھی بے ادبیاں کرنے لگے ہیں کہ مسلمان کو زکوۃ کا حکم ہوتے سن کر کہتے ہیں خدا کا ہاتھ آج کل تنگ ہے جو مسلمانوں سے قرض مانگتا ہے خدا کرے انہیں کے ہاتھ تنگ ہوں اور ان کو بکواس بکنے سے ان پر پھٹکار پڑے نالائق نہیں سمجھتے کہ زکوۃ کا حکم کرنا خدا کے تنگ ہونے کی دلیل نہیں خدا کا ہاتھ تو کبھی تنگ ہوا ہی نہیں بلکہ دونوں ہاتھ اس کے کھلے ہیں ایسے کہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں اتنا تو یہ کم بخت بھی مانتے ہیں مگر چونکہ تیرے ساتھ ان کو خاص ضد ہے اس لیے جو بات تیرے منہ سے نکلتی ہے خواہ وہ ان کی بھی مسلمہ ہو انکار کر بیٹھتے ہیں اسی ضد اور حسد کا نتیجہ ہے کہ جو کلام تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر بڑھاتا ہے کیونکہ یہ اسے سن کر انکار کرتے ہیں اور بضد ہوتے ہیں جیسے جیسے انکار کرتے ہیں کفر میں ترقی کرتے جاتے ہیں ہم نے بھی اس کی سزا اس کو مختلف اقسام کی دی ہے حکومت ان سے چھین لی ہے اور عداوت اور بغض ان میں قیامت تک ڈال دیا ہے جب کبھی مسلمانوں کے مقابلہ میں جمع ہو کر لڑائی کی آگ بھڑکائیں گے خدا اس آگ کو بجھا دے گا اور ان کے فتنہ وفساد کو جو کئے پھرتے ہیں ایک دم ملیا میٹ کر دے گا کیونکہ خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا اگر یہ اہل کتاب ایمان دار ہوتے اور پرہیزگاری کا طریق اختیار کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہ دور کر دیتے اور آئندہ قیامت کے روز ان کو نعمتوں کے باغوں میں داخل کرتے۔

شان نزول

ؔ (وقالت الیھود یداللہ) یہودیوں پر مسلمانان حال کی طرح بدکاریوں کی پاداش میں تنگ دستی نے غلبہ کیا تھا تو قرآن میں مسلمانوں کو زکوۃ دینے کا حکم سن کر کہنے لگے خدا بھی تنگ دست ہو رہا ہے اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم بتفصیل منہ)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا
اور اگر وہ توریت اور انجیل پر اور جو کلام خدا کے پاس سے ان کی طرف اترا ہے اس پر عمل

مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
کرتے تو البتہ اوپر سے اور نیچے سے کھاتے بعض ان میں سے متوسط چال ہیں اکثر ان میں سے

سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ
برے کام کرتے ہیں تو اے رسولؐ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے پہنچا دے

لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا خدا ہی تجھے لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا کافروں

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ
کو کبھی بھی راہ نہ دے گا تو بھی کہہ دے اے کتاب والو جب تک تم توریت اور انجیل

حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ
پر اور جو تمہاری طرف خدا کے ہاں سے اترا ہے اس پر پورا پورا عمل نہ کرو گے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ
تمہاری کوئی بات ٹھیک نہیں جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں سے بہتوں کو شرارت اور کفر بڑھاتا ہے

اور اگر وہ توریت انجیل پر اور جو کلام خدا کے پاس سے ان کی طرف اترا ہے یعنی قرآن اس پر پورا جیسا کہ چاہیے عمل کرتے تو البتہ ہم ان کو ایسی فارغ البالی عطا کرتے کہ اوپر سے بارش عمدہ با موقع سے محظوظ ہوتے اور نیچے سے زمین کے پھل پھول بکثرت پیدا ہوتے جن کو خوب بافراغت کھاتے بعض لوگ ان میں سے اس حال میں بھی اچھے متوسط چال ہیں لیکن اکثر تو ان میں سے بہت ہی برے کام کرتے ہیں تو اے رسول ان کی پرواہ نہ کر اپنی تبلیغ احکام میں لگا رہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے سب پہنچا دے کوئی بھلا سمجھے یا برا مانے اسی کی پرواہ نہ کر اور یاد رکھ کہ فرضاً اگر تو نے ایسا نہ کیا یعنی سارا نہ پہنچایا بلکہ کچھ حصہ خواہ کسی قدر ہی قلیل ہو چھپا لیا تو ایسا سمجھا جائے گا گویا تو نے اس کا پیغام کچھ بھی نہیں پہنچایا اور اگر بتقاضائے بشریت کچھ لوگوں سے خوف زدہ اور ہراساں ہے تو سن لے کہ خدا ہی تجھے لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا کافروں کو تیری ایذا رسانی اور ہلاکت تک کبھی بھی راہ نہ دے گا تو یہ بھی ان سے کہہ دے کہ اے کتاب والو جب تک تم توریت اور انجیل پر اور جو ان کے بعد مع قرآن شریف تمہاری طرف خدا کے ہاں سے اترا ہے اس پر پورا پورا عمل نہ کرو گے تمہاری کسی بات کا ٹھیک نہیں کیا یہ تیری مانیں گے ہرگز نہیں ان کو تو تیرے سے ایسی عداوت ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ کو ملا ہے ان میں سے بہتوں کو شرارت اور کفر میں بڑھاتا ہے۔

شان نزول

ل (یایھا الرسول بلغ ما انزل) پیغمبر خدا ﷺ کا مخالفوں کی کثرت اور زور کو دیکھ کر ملول خاطر ہونا ایک طبعی امر تھا۔ آپ کی تسلی اور تشفی کو یہ آیت نازل ہوئی۔ (حاصل معالم)

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ

پس تو کافروں کی قوم پر افسوس نہ کر مسلمان ہوں یا یہودی صابی ہوں خواہ

وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

عیسائی جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کو نہ تو خوف ہوگا نہ غمگین

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ

ہوں گے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے یہی وعدہ لیا تھا اور ان کی طرف کئی ایک رسول

رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝

بھیجے جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس ان کی خواہشات کے خلاف تعلیم لاتا تو کتنوں کی تکذیب کرتے اور کتنوں کو جان سے مار ڈالتے

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا

اور یہ سمجھے گئے کوئی عذاب نہ ہوگا پس اندھے بہرے ہو گئے پھر خدا نے اپنی مہربانی کی پھر بھی بہت سے ان میں اندھے، بہرے

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

ہو گئے خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ کافر

الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ

ہیں مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے

پس تو ان کافروں کی قوم پر کسی طرح سے افسوس نہ کر ان کو تو اپنی شرافت پر ناز ہے کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں ہم شریف ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ خدا کے ہاں دستور ہی اور ہے وہاں شرافت آبائی بغیر لیاقت نمائی کے ہیچ ہے وہاں کا دستور یہ ہے کہ مسلمان ہوں یا یہودی صابی لامذہب ہو خواہ عیسائی کوئی بھی ہوں جو ان میں سے اللہ اکیلے پر اور پچھلے دن کی زندگی پر ایمان لائیں گے۔ اور اخلاص سے نیک عمل کریں گے ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے ہم نے متقدمین بنی اسرائیل سے بھی یہی وعدہ لیا تھا اور نیک اعمال کی تاکید کی تھی اور اس تاکید کو مؤکد کرنے کو ان کی طرف کئی ایک رسول بھی بھیجے مگر وہ اپنی شرافت آبائی پر ایسے غرا ں ہوئے کہ شریعت کی انہوں نے کچھ بھی قدر اور عظمت نہ سمجھی بلکہ جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس ان کی خواہشات کے خلاف تعلیم لاتا تو کتنوں کی تکذیب کرتے اور کتنوں کو جان سے ہی مار ڈالتے اور یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اس تکذیب اور قتل سے ہم کو کوئی عذاب اور نقصان نہ ہو گا۔ پس اس خیال میں پھنس کر اور بھی اندھے اور بہرے ہو گئے پھر خدا نے ان پر مہربانی کی۔ ان کی حالت کو سنوارا ان کی پریشانی کو یک جا جمع کر دیا دنیاوی عزت بخشی مگر پھر بھی بہت سے ان میں سے اندھے بہرے ہو گئے خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے یہاں تک بگڑے کہ خدا کی ذات اور صفات کی بھی ان کو معرفت نہ رہی حالانکہ یہ معرفت اصل ایمان ہے جب ہی تو ان کے حق میں یہ کہنا صحیح ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی[1] مسیح ابن مریم ہے وہ کافر ہیں خدا سے منکر ہیں۔ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ مسیح نے بنی اسرائیل سے خود کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل[2] اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔

---

[1] دیکھو مفتاح الاسرار صفحہ ۱۴)

[2] دیکھو انجیل مرقس ۱۲) باب ۲۹ درس

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

بیشک جو کوئی خدا کے ساتھ شریک بناوے گا خدا اس پر بہشت حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور ظالموں کا کوئی

مِنْ أَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا

حمایتی نہ ہوگا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تین معبودوں میں کا ایک ہے کافر ہیں اور حقیقی معبود اکیلا ہے اگر

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ

یہ اس بے ہودہ گوئی سے باز نہ آئے تو جو ان میں سے کافر رہیں گے ان کو سخت دکھ کی مار ہوگی۔ تو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

کیا یہ خدا کی طرف نہیں جھکتے؟ اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟ اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ

مسیح ابن مریم تو صرف اللہ کا رسول تھا؟ اس سے پہلے بھی کئی ایک رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں

صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ

نیک بندی تھی وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھ ہم کس طرح کے دلائل بیان کرتے ہیں اور ان کو دیکھ کر یہ

أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝

کہاں کو بہکے جاتے ہیں

اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بناؤ بے شک جو کوئی خدا کے ساتھ شریک بناوے گا خدا اس پر بہشت اور آخری زندگی کی خوشحالی حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور ایسے ظالموں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ یہ تعلیم مسیحی کجا اور ان غلط گوؤں کا مذہب کجا؟ لطف یہ ہے کہ پھر ایک بات پر جمتے بھی نہیں کبھی تو صاف مسیح کو خدا کہہ دیتے ہیں اور صاف لکھ دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو پہاڑ پر نظر آنے والا مسیح[1] ہی تھا کبھی تینوں باپ (خدا) بیٹے (مسیح) اور روح القدس کا مجموعہ خدا بناویں پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا تین معبودوں میں کا ایک ہے وہ بھی کافر ہیں دراصل خدا سے منکر ہیں دہریوں سے بدتر اور نہیں جانتے کہ دلائل عقلی اور نقلی سے یہی ثابت ہے کہ ہاں حقیقی معبود اکیلا ہی ہے اور کوئی نہیں اگر یہ اس بے ہودہ گوئی سے جو یہ کہہ رہے ہیں باز نہ آئے تو جو ان میں سے مرتے دم تک کافر رہیں گے ان کو سخت دکھ کی مار ہوگی تو کیا یہ سن کر اور سمجھ کر بھی خدا یان حقیقی معبود کی طرف نہیں جھکتے اور سابقہ گناہوں پر اس سے بخشش نہیں مانگتے اور نہیں جانتے کہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے یہ تو اپنے ضد میں ماننے کے نہیں تاہم جہان تو سننے والوں سے خالی نہیں مذکورہ نقلی دلیل کے علاوہ ایک عقلی دلیل سے بھی انکے اس خیال کو کہ مسیح میں بھی الوہیت تھی باطل کر پس ان کو سنا کہ مسیح تو اللہ کا صرف ایک رسول تھا اس سے پہلے بھی کئی ایک رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں بھی ایک پاک دامن خدا کی نیک بندی تھی وہ دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے پھر معبود کس طرح ہوئے؟ دیکھ ہم کس طرح کے دلائل بیان کریں اور ان کو دیکھ یہ کہاں کو بہکے جاتے ہیں؟ ان کو اتنا بھی ہوش نہیں کہ جو کھانے کا محتاج تھا اس کو ہم خدا یا جزو خدا کیونکر کہتے ہیں؟

---

[1] نوٹ۔ اس آیت کی تفسیر اور مسئلہ الوہیت مسیح کی پوری کیفیت مع تردید ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ کے حاشیہ صفحہ ۲۴۳ کے تحت ملاحظہ ہو۔

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

تو کہہ تم اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع و نقصان کا کچھ بھی اختیار نہ رکھیں اللہ ہی سننے والا جاننے

الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

والا ہے- تو کہہ اے کتاب والو دین میں ناحق زیادتی نہ کرو اور اپنے سے پہلے لوگوں کی جو خود بھی گمراہ ہوئے

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾

اور بہتوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر گئے ان کی خواہشوں پر نہ چلو- بنی اسرائیل

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ

میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان پر داؤد اور مسیح ابن مریم کی زبانی لعنت پڑی تھی کیونکہ

ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ

وہ بے فرمانی کرتے اور حدود سے تجاوز کرتے تھے- جس برائی کے خود مرتکب ہوتے اس سے لوگوں کو بھی نہیں

فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ

روکتے تھے (غور کرتے تھے) بہت ہی برا کرتے تھے- تو ان میں سے بہتوں کو دیکھ رہا ہے کہ کافروں سے

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

دوستی لگاتے ہیں

تو اور ایک طرح سے انہیں سمجھانے کو کہہ کیا مسیح تم کو کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے جبکہ وہ اپنی تکالیف کو بھی نہ ہٹا سکا حالانکہ ان کے ہٹانے کی دعائیں کرتا تھا- تو تمہارے نفع یا نقصان کا اس کو اختیار کیونکر ہوا تو پھر کیا تم اللہ کے سوا ان چیزوں کی بھی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع و نقصان کا کچھ بھی اختیار نہ رکھیں- رکھیں کیسے جبکہ اصل بنیاد نفع نقصان کی یعنی دور و نزدیک کے حاجت مندوں کی فریادوں کا سننا اور کمال علمی سے ان کے دل کے حال پر بھی مطلع ہو جانا ہی ان میں نہیں کیونکہ اللہ ہی ہر ایک کی سننے والا ہر ایک کی حاجت کو جاننے والا ہے- کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں تو ایک طریق نرمی سے ان کو کہہ اے کتاب والو کسی کی ضد اور عداوت سے یا اپنی کم فہمی سے دین میں ناحق زیادتی اور کجی کی راہ اختیار نہ کرو اور یہ نہ سمجھو کہ ہمارے پہلے لوگ یہی کہتے چلے آئے ہیں اس لیے ہم اپنے آبائی مذہب کو کیوں کر ترک کریں؟ ان واہیات خیالات کو چھوڑ دو اور اپنے سے پہلے لوگوں کی جو خود بھی گمراہ ہوئے اور بہتوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر گئے مذہب میں ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور اس بات پر تو مطلق ناز نہ کرو کہ ہم اسرائیل کی اولاد ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان پر حضرت داؤد اور حضرت مسیح ابن مریم کی زبانی خدا کی لعنت اور پھٹکار پڑی تھی کیونکہ ایک تو وہ بے فرمانی کرتے اور حدود خداوندی سے تجاوز کرتے تھے- دوئم جس برائی کے خود مرتکب ہوتے اس سے لوگوں کو بھی نہیں روکتے تھے پس لوگ بے روک ٹوک برے کام کرتے جس سے ایک تو بدکاری پھیلتی دوئم شریعت اور احکام الٰہی بالکل دب جاتے- غور کرتے تو بہت ہی برا کرتے تھے- ان کے پیشواؤں کا ہی اثر ہے کہ اب بھی تو ان میں سے بہتوں کو دیکھ رہا ہے کہ مسلمانوں کو جو توحید خداوندی اور خاندان نبوت کے بھی قائل ہیں ان سے مخالف ہیں تو صرف نبوت محمدیہ میں ہیں تاہم یہ لوگ ان کو چھوڑ کر کافروں بت پرستوں سے دوستی لگاتے ہیں-

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

یہ وتیرہ انہوں نے اپنے حق میں بہت ہی برا اختیار کیا ہے کہ خدا ان پر سخت ناراض ہے اور آخرت میں یہ لوگ ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ۞ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ

ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے- اور اگر یہ اللہ پر اور اس نبی پر اور جو اس کی طرف اترا ہے اس پر ایمان لاتے تو کافروں کو

اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً

دوست نہ بناتے لیکن بہت سے ان میں بدکار ہیں- تو مسلمانوں کے حق میں سب لوگوں سے زیادہ ضد کرنے

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ

میں یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ[1] کہتے ہیں تو ان کو

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا

مسلمانوں سے محبت کرنے میں سب سے زیادہ پائے گا کیونکہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور

وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۞

یہ تکبر نہیں کرتے

یہ وتیرہ انہوں نے اپنے حق میں بہت ہی برا اختیار کیا ہے- جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خدا ان پر سخت ناراض ہے اور آخرت میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہیں گے اور اگر یہ اللہ پر اور اس نبی محمد ﷺ اور جو اس کی طرف قرآن شریف اترا ہے اس پر ایمان لاتے تو اس کی برکت سے یہ ایسے پرہیز گار ہوتے کہ ان مشرکوں اور کافروں کو دوست نہ بناتے جن کی دوستی سے ان کو توریت میں بھی منع کیا گیا تھا لیکن اب جو ان کی یہ حالت ہے تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ بہت سے ان میں سے بدکار اور بے راہ ہیں اس بدکاری کی وجہ سے ہی ایسے بہکے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں سے عداوت کر کے مشرکوں کے ہم پلہ ہو رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ تو مسلمانوں کے حق میں سب لوگوں سے زیادہ ضد کرنے میں یہودیوں اور مشرکوں کو بڑھے ہوئے پائے گا کیونکہ ان کی طبیعتوں میں دنیا کا میلان اور محبت سب سے زیادہ ہے یہی جڑ ہے سب گناہوں کی یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ اور عیسائی کہتے ہیں ان میں سے بعض کو جن کا ذکر آگے آتا ہے مسلمانوں سے محبت کرنے میں سب سے زیادہ قدم بڑھے ہوئے پاوے گا کیوں کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور یہ لوگ ان کی صحبت کے پاک اثر سے حق کے قبول کرنے میں تکبر نہیں کرتے بلکہ جب ان کو ایمانداری کی باتیں سنائی جائیں تو فوراً قبول کرتے ہیں

شان نزول

(ولتجدن اقربھم) حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں ستر آدمی سفیر بھیجے تھے قرآن شریف سن کر نہایت متاثر ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- (معالم)

[1] دیکھو استثنا ۱۳ باب

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
اور جب اس رسول کی طرف اترا ہوا کلام سنتے ہیں تو تو دیکھتا ہے کہ حقانی تعلیم پہچاننے سے تیرے
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا
سامنے ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں کہتے ہیں مولا ہم ایمان لائے پس تو ہم کو شہادت دینے والوں میں لکھ رکھ۔ اور
لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ
ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم اللہ پر اور جو ہمارے پاس سچی تعلیم آئی ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور اس بات کی امید کریں کہ خدا ہم کو
الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
نیکوں کی جماعت میں شامل کرے گا۔ پس خدا نے ان کے اس کہنے کے صلہ میں ان کو ایسے باغ عطا کئے جن کے نیچے
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
نہریں جاری ہیں ہمیشہ انہیں میں رہیں گے نیکوں کا یہی بدلہ ہے۔ اور جو کافر ہیں اور ہمارے حکموں کی
بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ
تکذیب کرتے ہیں وہی جہنم کے قابل ہیں۔ مسلمانو[1] خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو
مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ
حرام مت سمجھو اور حد سے نہ بڑھو

ع ۱

اور جب اس رسول محمد ﷺ کی طرف اترا ہوا کلام قرآن سنتے ہیں تو تو دیکھتا ہے کہ حقانی تعلیم پہنچاننے سے تیرے سامنے ان کی آنکھیں آنسو بہاتی نظر آتی ہیں اور بڑی آرزو کے ساتھ خدا سے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں مولا ہم اس قرآن پر ایمان لائے پس تو ہم کو دین حق کی تصدیق کرنے والوں بلکہ اس کی سچی شہادت دینے والوں میں لکھ رکھ اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے ہم اللہ پر اور جو ہمارے پاس سچی تعلیم آئی ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور اس بات کی امید کریں کہ خدا ہم کو نیکوں کی جماعت میں شامل کرے گا۔ پس ان کے اس اخلاص کا ہی نتیجہ ہے کہ خدا نے ان کے اس کہنے کے صلے میں ان کو ایسے باغ عطا کیے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ نہ صرف چندروزہ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے کیوں نہ ہو خلوص والے نیکوں کا یہی بدلہ ہے اور ان کے مقابل جو کافر ہیں اور ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں۔ وہی جہنم کے قابل ہیں خدا کے حکموں میں سستی کرنا اور بے پرواہی سے ٹلا دینا ہی بسا اوقات موجب کفر ہوتا ہے جب ہی تو تم کو حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو خدا کی حلال کی ہوئی اور مباح بتلائی ہوئی چیزوں کو حرام مت سمجھو بلکہ ان کے استعمال میں اعتدال سے رہو اور کسی طرح کسی جانب حد سے نہ بڑھو

شان نزول

[1] (لا تحرموا طیبات) چند صحابہ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر عہد کر چکے کہ آئندہ کوئی لذیذ غذا نہ کھائیں گے اور عمدہ لباس نہ پہنیں گے چونکہ یہ ارادہ شریعت الٰہی کے خلاف تھا۔ کیونکہ شریعت کو تو منظور ہے کہ انسان اپنے دل کا لگاؤ خدا کے ساتھ رکھے کھانے پینے کو جو چاہے حلال طیب کھائے اسلئے ان کو اس ارادہ سے روکنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا

خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا- جو کچھ خدا نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے وہ کھاؤ اور اللہ سے

اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرو خدا تمہاری[1] لغو قسموں میں مواخذہ نہیں کرتا

وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ

لیکن جن باتوں پر تم نے دل سے مضبوطی کرکے خلاف کیا ہو ان پر مواخذہ کرتا ہے پس اس کے کفارہ میں دس

مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ

مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا جو عموما تم اپنے عیال کو کھلاتے ہو کھلا دو یا انکو لباس پہناؤ یا غلام آزاد کرو

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ

اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاکر خلاف کرو

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی خوب حفاظت کرو اسی طرح خدا اپنے احکام تم سے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾

احسان مانو

خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا- جو کچھ خدا نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے وہ کھاؤ اور ناشکری بے فرمانی کرنے میں اللہ سے جس پر ایمان اور یقین کامل رکھتے ہو ڈرتے رہو- حتی المقدور کسی طرح اس کی بے فرمانی نہ کرو- خدا بھی تم کو ناحق خواہ مخواہ تنگ کرنا نہیں چاہتا- دیکھو تو اس کی مہربانی تم پر کیسی ہے؟ کہ وہ تمہاری لغو قسموں میں جو باتوں باتوں میں واللہ باللہ کہا کرتے ہو مواخذہ نہیں کرتا لیکن جن باتوں پر تم نے دل سے مضبوطی کرکے خلاف کیا ہو ان پر مواخذہ کرتا ہے پس اس کی مہربانی کو دیکھو کہ اس کا علاج بھی بتلا دیا کہ اس کے کفارہ میں دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا جو عموماً تم اپنے عیال کو کھلاتے ہو کھلاؤ یا اگر مقدرت رکھتے ہو تو بجائے کھانے کے ان کو لباس پہناؤ یا اگر اس سے زیادہ مقدور والے ہو تو ایک غلام آزاد کردو اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو اور ان تینوں میں سے کسی امر کی طاقت اور وسعت نہ رکھتا ہو تو وہ تین روزے رکھے- یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر خلاف کرو اور بہتری تو اسی میں ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی قسموں کی خوب حفاظت کرو بشرطیکہ کسی ناجائز کام کی قسم نہ ہو حتی المقدور پوری کیا کرو- اسی طرح خدا اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے- تاکہ تم احسان مانو اور شکر گزار بنو-

---

شان نزول

[1] (لا یواخذ کم اللہ) پہلی آیت جب اتری تو جن صاحبوں نے اپنے ارادوں پر قسمیں کھائی ہوئی تھیں انہوں نے اپنی قسموں کی بابت آنحضرت ﷺ سے سوال کئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- معالم

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

مسلمانو شراب خوری اور جوا بازی اور بت پرستی اور تیر

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ شیطان یہی چاہتا ہے

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

کہ شراب خوری اور قمار بازی کی وجہ سے تم میں باہمی عداوت اور بغض ڈالے اور یاد الٰہی

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اور نماز سے تم کو غافل کردے تو کیا تم۔ باز نہ آؤ گے۔؟ اور اللہ اور

الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

رسول کی فرمانبرداری کرو اور بے فرمانی سے بچتے رہو (پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو) جان رکھو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف تبلیغ احکام ہے

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جو کچھ کھاپی چکے ان پر گناہ نہیں جبکہ انہوں نے پرہیز کیا

من جملہ ان احکام الٰہی کے ایک حکم اخلاقی یہ ہے کہ تم مسلمانو شراب اور جوا وغیرہ بداخلاقیوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ کیوں کہ شراب خواری اور جوا بازی اور بت پرستی اور تیروں[۲] سے کار کرنا شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ اور مہذب اخلاق بن جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب خواری اور قمار بازی کی وجہ سے تم میں باہمی عداوت اور بغض ڈالے اور یاد الٰہی اور نماز سے تم کو غافل اور بے خبر کردے تو کیا اس دشمن کے فریب سے اطلاع پا کر بھی تم باز نہ آؤ گے۔ پس ان سب خرابیوں کی جڑ کو چھوڑ دو۔ اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور بے فرمانی سے بچتے رہو پھر اگر اس تاکیدی حکم کے سننے کے بعد بھی تم احکام شریعت سے منہ پھیرو گے تو جان رکھو کسی کا کچھ نہ کھوؤ گے ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف احکام تبلیغ کا بوجھ ہے اور کچھ نہیں تعمیل احکام کی بابت سوال تم سے ہے ہاں یہ بات بھی بیشک صحیح ہے کہ اطاعت کا حکم بھی انہی مسائل اور احکام میں ہے جن کی بابت حکم اترا ہو یہی وجہ ہے حرمت خمر سے پہلے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اس حال میں وہ جو کچھ شراب کباب کھاپی چکے ان پر گناہ نہیں بلکہ انہوں نے حرام چیزوں سے پرہیز کیا

شان نزول

[۱] (انما الخمر والمیسر) عرب میں کس قدر شراب اور جوئے کا رواج تھا اس کا اندازہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے اس کے مخالف تھے اس لئے ہمیشہ ہی اس کے حال سے مستفسر رہتے آخر حکم ربانی اس کی بابت یہ پہنچا۔

[۲] مشرکین عرب میں جہاں اور بداخلاقیاں تھیں یہ بھی تھی کہ انہوں نے چند تیر اس قسم کے رکھے ہوئے تھے کہ ان کے ذریعے فال ڈالتے تھے۔ کسی پر افعل (کر) لکھا ہوتا اور کسی پر لا تفعل (نہ کر) ہوتا (کر) والا ہاتھ میں آتا تو اس کام کو کر لیتے اور اگر (نہ کر) والا آتا تو اس کام کو نہ کرتے اور سکوت والا ہوتا تو پھر ڈالتے۔ ان کو روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے پھر پرہیزگاری پر جمے رہے اور ایماندار بنے رہے پھر تقویٰ شعار رہے اور احسان کرتے رہے خدا

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ

محسنوں سے محبت کرتا ہے- مسلمانو خدا تم کو ایک ذری سی بات. یعنی شکار سے جس تک

تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ

تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچتے ہوں گے آزماوے گا تاکہ جو لوگ اس سے نادیدہ خوف کھاتے ہیں

اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا

ان کو الگ کردے پس جو اس سے پیچھے زیادتی کرے گا اسی کو دکھ کی مار ہوگی- مسلمانو احرام کی

الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ

حالت میں شکار نہ کیا کرو اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اس کو مارے تو جو جانور اس نے مارا ہے

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ

اسی جیسا کوئی چار پایہ جس کی بابت دو انصاف والے تم میں سے فیصلہ کریں کعبے تک پہنچنے والی قربانی دیوے یا

طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا

چند مسکینوں کا کھانا کفارے میں دے یا اسی قدر روزے رکھے یہ اس لئے کہ اپنے کیے کا مزہ چکھے جو اس سے پہلے گزرا سو

اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

خدا نے معاف کیا

اور ان کی حرمت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے پرہیزگاری پر جمے رہے اور ایماندار بنے رہے اور ہر وقت وہ تقویٰ شعار رہے اور احسان اور اچھے اچھے لوگوں سے سلوک اور نیک کام کرتے رہے انکو کیوں گناہ ہونے لگا- خدا تو محسنوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی اطاعت میں سرگرم رہتے ہیں انہیں بھی جانتا ہے اور جو صرف ظاہری ڈیل ڈول دکھا کر دھوکہ بازی کرتے ہیں وہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں مگر کبھی کبھی بندوں کے سامنے مخلصوں کا اظہار بھی اسکو منظور ہوتا ہے- چنانچہ مسلمانو تم کو بھی اسی غرض سے کہ دورخے اور کمزور خیال کے لوگ تم سے جدا ہو جائیں ایک ذرا سی بات یعنی شکار سے جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچتے ہوں گے یعنی وہ تم سے بہت ہی قریب ہوں گے ایام احرام اور حج میں منع کر کے آزماوے گا تاکہ جو لوگ خدا سے نادیدہ خوف کھاتے ہیں ان کو الگ کر دے اور جو دوسروں دیکھا دیکھی یا کسی مطلب دنیاوی سے دعویٰ اسلام کرتے ہیں انکی اصلیت بھی لوگوں پر واضح کر دے پس جو اس سے پیچھے زیادتی کرے گا- خدا کی ممانعت سے بے پرواہ ہو گا اسی کو دکھ کی مار ہو گی- تو مسلمانو اب صریح حکم سن لو کہ احرام کی حالت میں شکار نہ کیا کرو اور جو تم میں سے ایسا شکاری ہو کہ شکار دیکھ کر اس کی رال ٹپکی جائے اور وہ جان بوجھ کر اس شکار کو مارے تو جو جانور اس نے مارا ہے اس جیسا کوئی چارپایا جسکی بابت دو انصاف والے تم میں سے فیصلہ کریں کعبے تم پہنچنے والی قربانی دے یا اگر اس جیسا جانور نہ ملے تو چند مسکینوں کو کھانا کفارہ میں دے یا اگر اسکو یہ بھی وسعت نہیں تو اسی قدر تین چار روزے رکھے- یہ حکم اس لئے ہے کہ اپنے کئے کی سزا کا مزہ چکھے جو اس سے پہلے گزرا سو خدا نے معاف

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ أُحِلَّ لَكُمْ

اور جو اس سے بعد ایسا کرے گا تو خدا اس سے بدلہ لے گا اور اللہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے- دریائی جانوروں کا

صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ

شکار کرنا اور کھانا تم کو حلال ہے تاکہ تمہارا اور قافلے والوں کا گزارہ ہو اور جنگلی شکار

الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ

جب تک تم محرم رہو تم کو حرام ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم نے جمع ہونا ہے- خدا نے

اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

کعبہ کو جو معزز عبادت خانہ ہے لوگوں کا قیام (موجب انتظام) بنایا ہے اور حرمت والے مہینوں کو اور قربانیوں

وَالْقَلَائِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور سیلیوں کو مقرر کیا ہے یہ اس لئے کہ تم جانو کہ خدا آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جانتا ہے

الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ

اور خدا ہر چیز سے واقف ہے- اور خوب جانو کہ اللہ سخت

الْعِقَابِ وَأَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ

عذاب والا ہے اور خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے- رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے

کیا اور جو اس سے بعد ایسا کرے گا تو خدا اس سے اس قسم کی سزا دے کہ بدلہ لے گا اور اللہ کی بے فرمانی سے بچتے رہو کیونکہ وہ بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے- تمہیں اس اطاعت میں تکلیف ہی کیا ہے؟ جبکہ دریائی جانوروں کا شکار کرنا اور کھانا تم کو احرام کی حالت بھی حلال ہے تاکہ تمہارا اور تمہارے قافلے والوں کا گذارہ ہو اور جنگلی شکار ہرن وغیرہ جب تک تم محرم رہو تم کو حرام ہے پس اس کو نہ کھاؤ اور بے فرمانی کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو جسکے پاس تم نے جمع ہونا ہے خدا تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے چونکہ وہ جانتا تھا کہ اسلام اقطاع عالم میں پھیلے گا اور اہل اسلام بکثرت لاتعداد ہوں گے- جن کیلئے کوئی جگہ بطور مرکز ثقل کے ضروری ہے اس لئے حسب مصلحت اس نے جو کعبہ کو بوجہ بنانے ابراہیم علیہ السلام کے معزز عبادت خانہ ہے تمام دنیا کے مسلمان لوگوں کا موجب انتظام اور ذریعہ ملاقات واتحاد بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس کو وسعت ہو وہ ایک دفعہ کعبہ میں ضرور پہنچ کر اسلامی دارالخلافہ دیکھے اور حرمت والے مہینوں کو جن میں لڑائی کرنی منع ہے اور قربانیوں اور پٹے اور سیلیوں کو بھی بغرض انتظام امن عامہ اہل عرب کے مقرر کیا ہے کہ وہ یوں تو ہمیشہ اور ہر چیز پر لوٹ کھسوٹ ڈالا کرتے ہیں مگر ماہ حرام میں اور قربانیوں کے جانوروں پٹے باندھے ہوؤں کو نہیں لوٹتے تھے- یہ تمہیں اس لیے بتلایا ہے کہ تم جانو کہ خدا آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جانتا ہے اور یہ بھی کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے اور باخبر ہے پس تم دل سے یقین رکھو اور خوب جانو کہ اللہ بے فرمانوں کے حق میں سخت عذاب والا ہے اور فرمان برداروں کے لئے خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اگر بے فرمانی کرو گے تو اپنا کچھ کھوؤ گے اور کسی کا کچھ نہ بگاڑو گے رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے کیا تم نے مشہور مقولہ نہیں سنا- ”بر رسولاں بلاغ باشد وبس“ تعمیل کا سوال تم سے ہوگا“

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ

اور تمہارے ظاہر باطن کے کام سب اللہ کو معلوم ہیں۔ تو کہہ دے کہ خبیث اور نیک کردار

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

مساوی نہیں گو تم کو خباثت کی کثرت حیرانی میں ڈالے پس تم عقلمندو اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ

بھلا ہو۔ مسلمانو ایسی چیزوں کا سوال نہ کیا کرو جو ظاہر ہونے پر

تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ

تم کو تکلیف دہ ثابت ہوں اور اگر قرآن کے اترتے وقت تم ان کا سوال کرو گے تو تم پر ظاہر کی جائیں گی

عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

خدا نے تم سے درگزر کیا اور اللہ بڑا ہی بخشنہار بردبار ہے۔ تم سے پہلے بھی ایک قوم نے ایسے سوال کیے تھے پھر ان سے

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ[۱]

انکاری ہو گئے۔ خدا[۱] نے نہ تو کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام مقرر کئے ہیں

اور تمہارے ظاہر و باطن کے کام سب اللہ کو معلوم ہیں۔ اکثر لوگ بے دینوں کی کثرت دیکھ کر بے دینی کرنے لگ جاتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی خدا کو پسند ہے کیوں کہ اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں سے کہہ دے کہ خبیث یعنی بد خصلت اور نیک کردار مساوی نہیں گو تم کو خباثت اور بد اخلاقی کی کثرت حیرانی میں ڈالے پس تم عقلمندو ہر ایک چیز کو اس کے ذاتی اوصاف سے پرکھا کرو اور بد اخلاقی کرنے میں اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ مسلمانوں ایسی چیزوں کا سوال نہ کیا کرو جن میں احتمال ہو کہ ظاہر ہونے پر تم کو تکلیف دہ ثابت ہوں یعنی ان کی تعمیل سے تمہارے نفسوں پر سختی پہنچے گی اور اگر تم قرآن کے اترتے وقت یعنی پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں ان کا سوال کرو گے تو لامحالہ تم پر ظاہر کی جائیں گی کیونکہ پیغمبر تو اسی لیے آیا کرتے ہیں کہ بھولوں کو راہ پر لائیں پس کیا فائدہ کہ تم ناحق ایک حکم کی تعمیل کے نیچے آجاؤ اگر ضرورت ہو گی تو خدا خود ہی بتلا دے گا۔ اب تو خدا نے تم سے درگزر کیا اور معافی دی آئندہ کو ایسا نہ کرنا اللہ بڑا ہی بخشنے والا بردبار ہے عذاب کرنے میں جلدی نہیں کیا کرتا۔ اسی طرح تم سے پہلے بھی ایک قوم نے ایسے سوال کئے تھے پھر بعد بیان کے ان کی تعمیل سے انکاری ہو گئے۔ پس جو کچھ خدا تم کو بتلاتا ہے وہ کئے جاؤ اور مشرکوں کی طرح خدا پر بہتان نہ باندھو جیسا وہ اپنی طرف سے من گھڑت باتیں خدا کی نسبت لگاتے ہیں کہ سائبہ کا حکم خدا نے دیا ہے حالانکہ خدا نے نہ تو کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام مقرر کئے ہیں۔

شان نزول

[۱] (ما جعل اللہ من بحیرۃ) عرب میں جہاں اور جہالتیں تھیں یہ بھی ایک دستور تھا کہ جس اونٹنی کے پیٹ سے پانچ بچے پیدا ہو چکیں اس کا کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے نہ اس پر سوار ہوتے نہ اس کی اون کترتے اور نہ ہی اسکو دانے پانی سے خواہ کسی کی زمین میں جاتی روکتے اور اسکا نام بحیرہ یعنی کان کٹی رکھتے۔ ایسا ہی اگر کوئی بیمار ہو کر نذر مانتا کہ اگر میں اچھا ہو لیا میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ایک اونٹنی خدا کو نذر دونگا تو پھر اس اونٹنی کی روک ٹوک نہ ہوتی بلکہ نہایت ادب سے دیکھی جاتی۔ جہاں چاہتی جاتی جہاں سے کھاتی پیتی اسکا نام سائبہ یعنی چھوڑی ہوئی رکھتے اگر کسی اونٹنی کو یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے پیدا ہوتے تو

وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

مگر کافر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور بہت ان میں بے عقل ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا

جب کوئی ان سے کہے کہ اللہ کے اتارے ہوئے کلام اور رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا وَّلَا

جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے وہی ہم کو کافی ہے اگرچہ ان کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی

يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ

راہ راست پائے ہوں[1] مسلمانو (تم کو تسلی رہے کہ) جب تم خود ہدایت یاب ہوئے تو گمراہ لوگ تم کو ضرر نہ دے سکیں گے

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم سب نے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے کاموں سے مطلع

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کرے گا مسلمانو

مگر کافر جوان کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کو اپنے پر حرام سمجھتے ہیں اور اس حکم کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور بہت سے ان میں سے بے عقل اور بے سمجھ ہیں۔ ان کی بے سمجھی کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو گی؟ کہ جب کوئی ان سے کہے کہ اللہ کے اتارے ہوئے کلام قرآن شریف اور رسول کی بتلائی ہوئی شریعت کی طرف آؤ اور اس پر عمل کرو تو بجائے کسی دلیل طلبی یا مطلب فہمی کے جھٹ سے کہتے ہیں صاحب جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو کام کرتے پایا ہے وہی ہم کو کافی ہے یہ نہیں سمجھتے کہ مذہبی امور میں بغیر حکم خدا اور رسول کے کسی کی بات معتبر نہیں ہوا کرتی مگر اسی حالت میں کہ فرمودہ خدائی کے مطابق ہو اسی آبائی لکیر کے فقیر رہیں گے اگرچہ ان کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی راہ راست پائے ہوں۔ اگر کہیں کہ نہیں ہم اس حال میں اپنے باپ دادا کی نہ سنیں گے۔ بلکہ ان کے کاموں کو عقل سے جانچیں گے تو بس ثابت ہوا کہ محض آبائی طریق کا نام لینا جب تک کہ وہ صحیح نہ ہو صحیح نہیں مسلمانو اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں کو جو محض بے سمجھی سے آبائی تقلید میں پھنسے ہوئے ہوں راہ راست پر لانا ذرا مشکل امر ہے اسی لئے تم کو تسلی رہے کہ جب تم خود ہدایت یافتہ ہوئے تو گمراہ لوگ تم کو ضرر نہ دے سکیں گے یعنی جب تم اپنی ہدایت پر کاربند رہے جس کاربندی میں گمراہوں کو بملاطفت سمجھانا بھی شامل ہے تو بعد سمجھانے بتلانے کے بھی جو گمراہ رہیں گے ان کا گناہ تم پر نہیں ہو گا پڑے اپنا سر کھائیں تم سب نے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے کاموں سے مطلع کرے گا۔ مسلمانو یہ بھی خدا کی مہربانی سمجھو کہ علاوہ احکام شریعت کے تمدنی احکام بھی تم کو سکھاتا ہے۔

شان نزول

پہلے کو متبرک جانتے اور اس کا نام وصیلہ یعنی پہلی سے ملی ہوئی رکھتے ایسا ہی جس اونٹ کا پوتا قابل سواری ہوتا اس پر سواری وغیر چھوڑ دیتے اور اس کا نام حامی رکھتے ہیں یعنی حفاظت کرنیوالا غرض ان سب کو ایک طرح سے حق پنشن دیتے اور اس عطیہ کو حکم خداوندی بتلاتے اس کی تکذیب کو یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

[1] مسلمان کفار کی مجلسوں میں بیٹھتے تو ان کی بدزبانی اور کفر و شرک کی باتیں سن کر نہایت ملول ہوتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ

جب تم[1] میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کرنے کے وقت دو عادل گواہ تم سے

مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ

ہونے چاہییں اگر تم سفر میں ہو اور اسی میں تم کو موت آجائے تو غیر قوم میں سے دو گواہ ہونے چاہییں اگر تم کو

مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

شبہ ہو تو بعد نماز ان کو کھڑا کرو پھر وہ دونوں اللہ کے نام کی قسم کھاتے ہوئے کہیں کہ

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ

ہم اس (قسم) کا عوض نہیں لیتے خواہ کوئی ہمارا قرابتی بھی کیوں نہ ہو اور ہم خدا لگتی شہادت چھپاتے نہیں

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝۱۰۶ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓي اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ

ورنہ ہم خود گنہگار ہوں گے- پھر اگر معلوم ہو کہ یہ گواہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو اور دو

يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

آدمی میت کے قریبیوں میں سے جن کی حق تلفی ہوئی ہے اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہیں

لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ڮ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۷

کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ ہم ظالم ہوں گے

چنانچہ ایک حکم یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اگر اس نے کچھ وصیت کرنی ہو تو وصیت کرنے پر دو عادل گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہییں اور اگر تم سفر میں ہو اور اسی حالت میں تم کو موت آجائے اور اپنے مسلمانوں سے گواہ میسر نہ ہوں تو غیر قوم میں سے دو گواہ ہونے چاہییں- اب ان کی گواہی لینے کا قاعدہ سنو- کہ ان کی معمولی گواہی میں اگر تم کو شبہ ہو تو بعد نماز عصر حاکم کے سامنے انکو کھڑا کرو پھر وہ دونوں اللہ کے نام کی قسم کھاتے ہوئے کہیں کہ ہم اس قسم کا کچھ عوض کسی سے نہیں لیتے اور سچ کہتے ہیں خواہ ہمارا کوئی قرابتی بھی کیوں نہ ہو؟ اور ہم خدا لگتی گواہی چھپاتے نہیں ورنہ ہم خود گنہ گار ہوں گے پھر اگر کسی ذریعہ سے معلوم ہو کہ یہ گواہ حلف دروغی سے گناہ مرتکب ہوئے ہیں تو اور دو آدمی میت کے قریبیوں میں سے جن کی حق تلفی ہوئی ہے اللہ کی قسم کھاتے ہوئے کہیں کہ ہماری شہادت ان دونوں گواہوں کی شہادت سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے اس میں کوئی زیادتی نہیں کی ورنہ ہم خدا کے نزدیک ظالم ہوں گے-

---

شان نزول

[1] (شهادة بينكم) ایک شخص مسلمان مدینہ منورہ سے بغرض تجارت سفر کو گیا- دو عیسائی اس کے ہمراہ ہو لئے اتفاقاً راہ میں مسلمان مرض الموت کے پھندے میں پھنسا اور اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ بعد میرے مرنے کے میرا اسباب میرے وارثوں کو پہنچا دینا اور خفیہ سے ایک فہرست اسباب بھی کسی تہ میں رکھ دی ہمراہیوں نے اس کے اسباب میں سے ایک چاندی کا مرصع پیالہ نکال کر باقی اس کے وارثوں کے پاس پہنچا دیا- وارثوں کے ہاتھ جب وہ فہرست آئی تو مقابلہ سے انہوں نے پیالہ نہ پایا ان سے دریافت کیا تو منکر ہو گئے آخر یہ معاملہ آنحضرت ﷺ کے حضور پہنچا اس پر یہ آیت نازل ہوئی- معالم

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ

قرین قیاس ہے کہ اس طرح گواہی درست بتلا دیں گے اور ڈریں گے کہ ہماری قسموں کے بعد اور قسموں کی نوبت

اَيْمَانِهِمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ يَوْمَ

نہ آئے اور اللہ سے ڈرو اور سنو خدا بدکاروں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ جس دن

يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

خدا رسولوں کو جمع کرکے پوچھے گا تم کو کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو تو کچھ بھی معلوم نہیں غیب کی باتیں تو

الْغُيُوْبِ ۞ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ م

ہی جانتا ہے۔ جب خداؑ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میری نعمتوں کو جو تجھ پر اور تیری ماں پر تھیں یاد کر

قرین قیاس ہے کہ اگر اس طرح گواہی درست بتادیں گے اور ڈریں گے کہ ہماری قسموں کے بعد اور قسموں کی نوبت نہ آئے یعنی وارثان میت ہماری قسموں کی تکذیب نہ کریں پس تم ایسا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام سنو بے کاری کی راہ اختیار نہ کرو ورنہ یاد رکھو خدا بدکاروں کو جب وہ اپنی بدکاری میں حد تک پہنچ جائیں راہ راست نہیں دیا کرتا پس تم اس بلائے بد رمان سے بچتے رہو اور اس دن (روز قیامت) کو یاد رکھو جس دن خدا رسولوں کو جمع کر کے بطور فہمائش لوگوں کے ان سے پوچھے گا بتلاؤ تم کو لوگوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟ وہ (انبیاء) مارے دہشت اور ہول قیامت کے سب کچھ بھولے ہوں گے کہیں گے ہم کو تو کچھ بھی معلوم نہیں غیب کی باتیں تو ہی جانتا ہے تیرے سوا اور کون ہے یہ سوال بلکہ اس سے بھی بڑے بڑے سوال انبیاء سے ہوں گے تو نہیں جانتا کہ کس "نمے آرد کہ آنجادم زند" کوئی کتنا ہی بڑے منصب کا نبی یا ولی کیوں نہ ہو؟ خدا کے درجہ کو تو نہیں پہنچ سکتا مگر بعض لوگ محض نادانی سے کسی نبی یا ولی سے کوئی کام خلاف عادت ظہور پذیر ہو تا دیکھ لیں تو جھٹ سے اس میں کوئی نہ کوئی نشان یا خاصہ الوہیت سمجھ لیتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ کوئی محبوب ہے اس پردہ نگاری ہیں چنانچہ انہی نادانوں کی فہمائش کو حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی سوال ہوں گے اس موقع کو یاد کرو جب خدا کہے گا) اے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے میری نعمتوں کو جو تجھ پر اور تیری ماں پر تھیں یاد کر

شان نزول

لہ (اذ قال اللہ یعیسیٰ) حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں یہودیوں اور عیسائیوں کے افراط تفریط کی اصلاح کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی

ے (اذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم) ان آیتوں میں اللہ جل شانہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے واقعات عجیبہ کا جو بطور معجزہ ان سے ظہور ہوئے تھے بیان کرتا ہے اس لئے معجزہ کی حقیقت کا بیان کرنا اور سر سید احمد خان مرحوم کے شبہات کا جواب دینا ضروری ہے۔ علماء اسلام نے جو معجزہ کی تعریف کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ ایک ایسا فعل ہے جو مدعی نبوت سے خرق عادت کے طور پر ظہور پذیر ہو مگر ہمارے نزدیک معجزہ خرق عادت ہے بھی اور نہیں بھی خرق عادت کا لفظ جو علماء نے درج کیا ہے اس سے ان کی جو مراد ہے وہ اور ہے اور ہم نے جو انکار کیا ہے اس سے ہماری مراد اور ہے۔ ہمارے نزدیک معجزہ موافق عادت اس لیے ہے کہ ہم اس کو نبوت کے ساتھ لازمہ مجہول الکیفیت مانتے ہیں یعنی جیسا نبوت کے لیے کوئی قانون الٰہی ضرور ہے اور ہونا بھی چاہیے تاکہ اتنا بڑا سلسلہ نبوت بے قانون نہ رہے گو ہمیں اس کا علم نہیں اور ہم اس کو نہ جانیں کہ وہ کیا ہے؟ مگر دراصل وہ ضرور کسی قانون سے مربوط ہے اسی طرح نبوت سے ایک مجہول الکیفیت تعلق معجزہ کو ہے سید صاحب کو بھی

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

جب میں نے تجھ کو روح القدس کے ساتھ قوت دی تو گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا اور جب میں نے

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

تجھ کو کتاب یعنی تہذیب کی باتیں اور توریت اور انجیل سکھائی تھی

جب میں نے تجھ کو روح القدس یعنی حضرت جبرائیل کے ساتھ قوت دی جس کا اثر یہ تھا کہ تو گہوارہ کی عمر یعنی شیر خواری کے زمانے میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے وعظ و نصیحت کی باتیں کیا کرتا تھا اور جب میں نے تجھ کو کتاب یعنی تہذیب کی باتیں اور توریت اور انجیل بلا مدد استاد سکھائی تھیں۔

تسلیم ہے کہ

"تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم بھی پورا نہیں ہے بلکہ ناقص ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقع ہو اور اس کے وقوع کا کافی ثبوت بھی موجود ہو اور اس کا وقوع معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہو سکتا ہو اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ و فریب کے فی الواقع واقع ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلا شبہ اس کے وقوع کے لئے کوئی قانون قدرت ہے مگر اس کا علم ہم کو نہیں کیوں کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خلاف قانون قدرت کوئی امر نہیں ہوتا اور جب وہ کسی قانون قدرت کے مطابق واقع ہوا ہے تو وہ معجزہ نہیں کیوں کہ ہر شخص جس کو وہ قانون معلوم ہو گیا ہو گا اس کو کر سکے گا تفسیر احمدی جلد ۳ صفحہ ۲۴"

سید صاحب مرحوم کی عبارت مذکورہ بھی بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ عناصر کے لیے موجودہ مروجہ قانون پر ہی بس نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس کے سوا کوئی اور قانون سے وابستہ ہو جو نبوت کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے جس طرح نبوت کا ظہور کسی قانون الٰہی کے ماتحت ضرور ہے اور بحکم الله اعلم حيث يجعل رسالته (انعام-۱۳) خدا نبوت کے محل کو خوب جانتا ہے ہر ایک شخص اس عہدہ کے لائق نہیں ہو سکتا اور ہو بھی کیوں کہ

کلاہ خسروی و تاج شاہی
بہر کل کے رسید حاشا و کلا

حتی کہ جملہ اہل اسلام بلکہ خود سید صاحب کو بھی اس کی انتہا بحکم خاتم النبیین مسلم ہے ٹھیک اسی طرح معجزہ کا ظہور بھی کسی غیر معلوم الحقیقت اور غیر مدرک قانون سے وابستہ ہے یا اسی سلسلہ نبوت سے استلزام رکھتا ہے یا کم سے کم اس کا نبوت سے اتنا تعلق ہو کہ مخالفین کے انکار اور بضد اصرار پر اس قانون کا وقت پہنچتا ہو پس کونى بردا وسلاما (اے آگ ابراہیم کے حق میں سرد با سلامت ہو جا) کا وقت جب آیا تھا تو اس کا ظہور بھی اسی طرح ہوا تھا کہ جس طرح نخرج به زرعا (ہم پانی کے ساتھ نباتات پیدا کرتے ہیں) کا ہوتا ہے اور اگر ہم آیات قرآنی پر غور کریں تو ہمیں اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ نبوت کے ساتھ ظہور معجزہ کو ایک خاص تعلق ہے۔ وما نرسل بالآيات الا تخويفا (اسراء-۴۸) (ہم معجزات ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں) اس کے علاوہ یہ بھی بتلا دیا کہ ما كان لرسول ان ياتى بآية الا باذن الله (الرعد-۲۷) (کسی رسول کی طاقت نہیں کہ بغیر ارادہ الٰہی معجزہ دکھا سکے) پس سید صاحب کا یہ کہنا کہ جب کسی قانون قدرت کے مطابق واقع ہوا ہے تو معجزہ نہیں کیونکہ ہر وہ شخص جس کو وہ قانون معلوم ہو گیا ہے کر سکے گا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ وہ نبوت کا لازمہ ہے اور اس کے ساتھ ایک مجہول الکیفیت تعلق رکھتا ہے تو جیسے نبوت بحکم الله اعلم حيث يجعل رسالته (انعام-۱۳) اس کلیہ کے ماتحت نہیں کہ جسے قانون معلوم ہو وہ نبی بن جائے تو معجزہ کس طرح کر سکے گا؟ زیادہ وضاحت اس تقریر کی

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا

اور جبکہ تو میرے حکم سے مٹی سے پرندہ کی سی صورت بناتا تھا پھر اس میں پھونک دیتا تو وہ میرے حکم سے پرند ہو جاتا

بِاِذْنِىْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ

اور تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو نکالتا تھا

اور جب کہ تو میرے حکم سے مٹی سے پرند کی صورت بناتا تھا پھر اس میں پھونک دیتا تو وہ میرے حکم سے پرند ہو جاتا اور اڑ جاتا اور تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو زندہ کر کے لوگوں کے سامنے نکالتا تھا

اس وقت ہو سکتی ہے جب ہم نظام عالم میں غور کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ بعض ستارے تو ہمیں ہر روز دکھائی دیتے ہیں اور بعض برسوں بعد اور بعض صدیوں بعد اور ایک ایسے بھی ہیں کہ ان کے ظہور کا وقت کسی حساب میں آج تک نہیں آسکا لطف یہ ہے کہ بڑے بھی ایسے ہوں کہ اگر وہ ظہور کریں تو خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں ممکن نہیں کہ مخفی رہیں تاہم وہ لا یجلیها لوقتها الا هو (اعراف-۲۷) خدا ہی اس کو وقت پر ظاہر کرے گا کے مصداق ہیں پس معجزہ میں اعجاز انہی معنی سے ہے کہ وہ حسب قانون مقررہ کے غیر نبی سے ہو نہیں سکتا یا یوں کہو کہ فطرت نے اس قانون کو غیر نبی سے تعلق ہی نہیں دیا جیسے کہ پانی سے حرارت کو تعلق نہیں بخشا اس کی واضح مثال میدان جنگ میں بہادروں کی کارگزاری سے مل سکتی ہے کہ وہی تلوار جس سے بہادر کئی ایک سر تن سے جدا کر سکتا ہے کسی بزدل کے ہاتھ دی جائے تو بجز اپنے ہی نقصان کر لینے کے کچھ نہ کر سکے گا سچ ہے لکل فن رجال

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل اورا درویش اند اختند

ہم اس تقریر میں جیسے علما اسلام سے متفرد نہیں کیونکہ انہوں نے جو خرق عادت کا لفظ داخل تعریف کیا ہے اس عادت سے ان کی مراد عام معمولی ہے سید صاحب سے بھی مخالف نہیں سید صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ

> "معجزات و کرامات سے جب کہ ان کے معنوں میں غیر مقلد ہونا قانون فطرت کا مراد لیا جائے تو (ہم) انکار کرتے ہیں اور اگر ان کے معنوں میں یہ بھی داخل کیا جائے کہ وہ مطابق قانون قدرت کے واقع ہوتے ہیں تو صرف نزاع لفظی باقی رہ جاتا ہے کیونکہ جو امر کم واقع ہو اور جس شخص کے ہاتھ سے واقع ہوا اس کو ہم دونوں (سید صاحب اور یہ خاکسار) تسلیم کرتے مگر وہ انکار معجزہ یا کرامت نام رکھتے ہیں ہم اس کا یہ نام نہیں رکھتے ج ۳ صفحہ ۳۸ نعم الوفاق وحبذا الاتفاق"

نام کی کیا بات ہے؟ آپ نام کچھ ہی رکھ لیں کام سے کام ہے نام سے نہیں- سید صاحب نے اپنے انکار معجزات کو ایک اور پہلو سے واضح لفظوں میں بھی بتایا ہے جن کا نقل کرنا بھی فایدہ سے خالی نہ ہو گا- آپ فرماتے ہیں کہ

> "حکما یا فلاسفہ نے معجزات یا کرامات کا انکار کسی وجہ سے کیا ہو ہمارا انکار صرف اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ مخالف عقل کے ہیں اور اس لئے ان سے انکار کرنا ضروری ہے بلکہ ہمارا انکار اس بنا پر ہے کہ قرآن مجید سے معجزات و کرامات یعنی ظہور امور کا بطور خرق عادت یعنی خلاف فطرت یا خلاف جبلت کے امتناع پایا جاتا ہے جسکو ہم مختصر لفظوں میں یوں تعبیر کرتے ہیں کہ کوئی امر خلاف قانون قدرت واقع نہیں ہوتا" جلد ۳ صفحہ ۳۷

مختصر یہ کہ سید صاحب کو معجزہ سے انکار نہیں بلکہ مطلب ان کا یہ ہے کہ قرآن شریف میں معجزات کا ذکر نہیں پس ہماری کوشش صرف اس میں ہونی چاہیے کہ ہم سید صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو قرآن شریف سے معجزات تلاش کر دیں- پس ہم آیت زیر حاشیہ کے بیان کی طرف آتے ہیں

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ

اور جب میں نے بنی اسرائیل سے تجھ کو محفوظ رکھا جب تو ان کے پاس معجزات لایا تو ان میں سے کافر لوگ

بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے

اور جب میں نے بنی اسرائیل سے تجھے محفوظ رکھا جس وقت تو ان کے پاس معجزات بینہ لایا تو ان میں سے کافر لوگ بجائے تیری تسلیم کے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

اس مقام پر اللہ جل شانہ نے حضرت مسیح کی کئی ایک باتوں کا یا ہمارے محاورے میں معجزات کا ذکر کیا ہے۔ اول تکلم فی المھد ہے۔ اس کا ذکر تو کسی قدر ہم جلد ثانی میں کر آئے ہیں۔

دوم خلق طیر یعنی جانوروں کا بنانا۔ سید صاحب اس معجزے کی تقریر یوں کرتے ہیں۔

"یہ اس حالت کا ذکر ہے جب کہ حضرت عیسیٰ بچے تھے اور بچپنے کے زمانہ میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے" تفسیر احمدی جلد ثانی صفحہ ۲۳۵

اس توجیہ کی بنا سید صاحب نے ایک غیر مشہور انجیل طفولیت پر رکھی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"انجیل اول (طفولیت) میں یہ قصہ اس طرح پر لکھا ہے اور جب کہ حضرت عیسیٰ کی عمر سات برس کی تھی وہ ایک روز اپنے ہم عمر رفیقوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور مٹی کی مختلف صورتیں یعنی گدھے بیل چڑیاں اور مورتیں بنا رہے تھے۔ ہر شخص اپنی کاریگری کی تعریف کرتا تھا اور ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تب حضرت عیسیٰ نے لڑکوں سے کہا کہ میں ان مورتوں کو جو میں نے بنائی ہیں چلنے کا حکم دوں گا اور وہ فی الفور حرکت کرنے لگیں گی اور جب انہوں نے ان کو واپس آنے کا حکم دیا تو وہ واپس آئیں۔ انہوں نے پرندوں اور چڑیوں کی مورتیں بھی بنائی تھیں اور جب ان کو اڑنے کا حکم دیا تو وہ اڑنے لگیں اور جب انہوں نے ٹھہر جانے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گئیں اور وہ ان کو کھانا اور پانی دیتے تھے تو کھاتی پیتی تھیں۔ جب آخر کار لڑکے چلے گئے اور ان باتوں کو اپنے والدین سے بیان کیا۔ تو ان کے والدین نے ان سے کہا کہ بچو آئندہ سے اس کی صحبت سے احتراز کرو دیکھو کہ وہ جادوگر ہے۔ اس سے بچو اور پرہیز کرو اور اب اس کے ساتھ کبھی نہ کھیلو اور انجیل دویم میں اس طرح پر ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کی عمر پانچ برس کی تھی اور مینہ برس کر کھل گیا تھا حضرت عیسیٰ عبرانی لڑکوں کے ساتھ ایک ندی کے کنارے کھیل رہے تھے اور پانی کنارہ کے اوپر بہہ کر چھوٹی چھوٹی جھیلوں میں ٹھہر رہا تھا۔ مگر اسی وقت پانی صاف اور استعمال کے لائق ہو گیا حضرت عیسیٰ نے اپنے حکم سے جھیلوں کو صاف کر دیا اور انہوں نے ان کا کہنا مانا تب انہوں نے ندی کے کنارہ پر سے کچھ نرم مٹی لی اور اس کی بارہ چڑیاں بنائیں اور ان کے ساتھ اور لڑکے بھی کھیل رہے تھے مگر ایک یہودی نے ان کاموں کو دیکھ کر یعنی ان کا سبت کے دن چڑیوں کی صورتیں بنانا دیکھ کر بلا توقف ان کے باپ یوسف سے جا کر اطلاع کی اور کہا کہ دیکھ تیرا لڑکا ندی کے کنارے کھیل رہا ہے اور مٹی لے کر اس کی بارہ چڑیاں بنائی ہیں اور سبت کے دن گناہ کر رہا ہے۔ تب یوسف اس جگہ جہاں حضرت عیسیٰ تھے آیا اور ان کو دیکھا تب بلا کر کہا کیوں تم ایسی باتیں کرتے ہو؟ جو سبت کے دن کرنا جائز نہیں ہے تب حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بجا کر چڑیوں کو بلایا اور کہا جاؤ اڑ جاؤ اور جب تک تم زندہ رہو مجھے یاد رکھو پس چڑیاں شور مچاتی ہوئی اڑ گئیں۔ یہودی اسکو دیکھ کر متعجب ہوئے اور چلے گئے اور اپنے ہاں کے بڑے آدمیوں سے جا کر وہ عجیب و غریب معجزہ بیان کیا جو حضرت عیسیٰ سے ان کے سامنے ظہور

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ

اور جب میں نے حواریوں کو القا کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ وہ بولے کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ

کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں

اور جب میں نے تیرے حواریوں کو القا کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول مسیح پر ایمان لاؤ- وہ تجھ سے مخاطب ہو کر جھٹ سے بولے کہ ہم ایمان لائے اور اے مسیح تو گواہ رہ کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں- بعد میں وہ مسیح علیہ السلام کے ایسے فرمانبردار رہے کہ نہایت تکالیف شاقہ میں بھی مسیح کے ساتھ ہی رہے-

میں آیا صفحہ ۲۳۸

یہاں تک تو ہمیں بھی مضر نہیں بلکہ مؤید ہے مگر آگے چل کر جو سید صاحب نے استثناء کیا ہے وہ ضرور قابل غور ہے- چنانچہ فرماتے ہیں-

"مگر جب تاریخانہ تحقیق کی نظر سے اس پر غور کی جاتی ہے تو اصل بات صرف اس قدر تحقیق ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپنے میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے میں جانور بناتے تھے اور جیسے کبھی کبھی اب بھی ایسے موقعوں پر بچے کھیلنے میں کہتے ہیں کہ خدا ان میں جان ڈال دے گا (علی گڑھ میں کہتے ہوں گے) وہ بھی کہتے ہوں گے مگر ان دونوں کتابوں کے لکھنے والوں نے اس کو کراماتی طور پر بیان کیا کہ فی الحقیقت ان میں جان پڑ جاتی تھی- قرآن مجید نے اس واقع کو اس طرح پر بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا- بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا-"

اس کے بعد زبان علماء پر نظر شفقت فرماتے ہیں-

علمائے اسلام ہمیشہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق اخذ کرنے کے مشتاق تھے اور بلا تحقیق ان روایتوں کی تقلید کرتے تھے- انہوں نے ان الفاظ کی اسی طرح تفسیر کی جس طرح غلط سلط عیسائیوں کی روایتوں میں مشہور تھی اور اس پر خیال نہیں کیا کہ خود قرآن مجید ان روایتوں کی غلطی کی تصحیح کرتا ہے صفحہ ۲۳۹

سید صاحب علماء اسلام پر نظر شفقت فرماتے ہوئے ہمیشہ یہی القاب بخشا کرتے تھے- کبھی یہودیوں کے مقلد کبھی شہوت پرست زاہد گاہے کوڑ مغز ملا پیچ ہے

بلا سے کوئی ادا انکی بدنما ہوجا
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مگر ہم بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ جناب والا کو بڑھاپے کی وجہ سے خود اپنی ہی تصنیفات ذہن نشین نہیں رہی تھیں- ذیل میں ہم ایک شہادت آپ ہی کی تصنیف سے نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ علماء اسلام تو یہودیوں اور عیسائیوں کے مقلد تھے ہی مگر آپ نے ان کی تقلید کو خوب مدلل اور مبرہن کر کے انکو سبکدوش فرمایا ہے- جس کے لیے وہ آپ کے شکر گزار ہیں- آپ ایک جگہ کتب سابقہ کے اعتبار اور عدم اعتبار کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"کتابوں کی معتبری اور غیر معتبری دریافت کرنے کا اصل مدار اس کے مصنف کی معتبری اور غیر معتبری پر ہے پس جس کتاب کی معتبری اور غیر معتبری دریافت کرنی ہو تو اول یہ بات دیکھنی چاہیے کہ اس کا لکھنے والا شخص معتبر ہے یا نہیں- اگر معتبر ہے تو وہ کتاب بھی معتبر ہے اور اگر معتبر نہیں ہے تو وہ کتاب بھی معتبر نہیں ہے- پھر اگر وہ کتاب معتبر شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے تو اس بات کی سند درکار ہوتی ہے کہ درحقیقت یہ کتاب اسی شخص کی لکھی ہوئی ہے اور یہ بات ثابت

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم تیرا خدا کر سکتا ہے کہ اوپر سے ایک

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

خوان ہم پر اتارے مسیح نے کہا تم اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو

یاد کر جب بھوک سے تنگ آکر حواریوں نے کہا اے حضرت عیسیٰ ابن مریم تیرا خدا کر سکتا ہے کہ اوپر سے ایک خوان کھانے کا لگا لگایا ہم پر اتارے چونکہ یہ سوال ایک طرح خلاف عادت الٰہی تھا- اس لیے مسیح نے کہا تم اللہ سے ڈرو ایسے سوال خدا سے نہیں کیا کرتے خدا سے عافیت اور حسن عاقبت مانگا کرتے ہیں اگر تم ایماندار ہو-

---

نہیں ہوتی جب تک ہمارے زمانہ سے اس کتاب کے لکھنے والے تک سند متصل ہمارے پاس نہ ہو اور سند متصل ہم اس کو کہتے ہیں کہ کسی معتبر شخص نے اس کتاب کو اصل لکھنے والے سے پڑھا ہو- پھر اس سے دوسرے نے پھر اس سے تیسرے نے یہاں تک کہ ہمارے زمانہ تک اسی طرح اس کی گواہی پہنچی ہو- چنانچہ حاشیہ بطور مثال کے قرآن مجید کی سند متصل جس طرح کہ مجھ تک پہنچی ہے لکھتا ہوں اسی طرح پھر اور کتابوں کی بھی سند متصل ہم چاہتے ہیں مگر ان کتابوں (مندرجہ بائبل) کی نسبت ایسی سند متصل ہمارے پاس نہیں ہے اس لیے ان کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ٹھہرانے کو دوسرا قاعدہ بلحاظ شہرت اور قبول کے قرار پایا ہے پس ان جملہ کتابوں کی خواہ وہ بالفعل بائبل میں داخل ہیں یا نہیں چار قسمیں قرار پائی ہیں قسم اول جن کتابوں کو علماء ہر وقت نے بلا ردو انکار قبول کیا اور اس کا ان کی صحت پر اتفاق ہوا اور شہر بہ شہر مشہور ہوئیں اور علماء ان کی تعلیم و تعلم میں قرنا بعد قرن مشغول و مصروف ہوئے اور کبھی اور کسی زمانہ میں ان کی صحت واعتبار پر ردو انکار نہیں ہوا وہ سب معتمد اور صحیح ہیں- قسم دوئم وہ کتابیں ہیں جن کو معتبر لکھنے والوں نے لکھا اور اکثر علماء نے ان کو تسلیم کیا مگر بعضوں نے ان کے تسلیم کرنے میں انکار بھی کیا یا کسی عہد میں وہ کتابیں اکثر علماء کے نزدیک مقبول رہیں اور معتبر اور مقدس لوگوں نے ان سے سند لی اور اپنی تحریرات میں ان کے اقوال اخذ کئے مگر پھر کسی زمانہ میں متروک ہو گئیں یا یہ کہ کسی زمانہ میں ان کی شہرت ہوئی اور پھر وہ شہرت جاتی رہی ان کتابوں کو بھی ہم صحیح اور معتمد مانتے ہیں مگر پہلی قسم سے درجہ اعتبار میں کمتر مانتے ہیں- تصانیف احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۸۶)

اسی جلد تفسیر میں ان کتابوں کی بابت جن سے آپ نے مسیح علیہ السلام کی طفولیت کا حال لکھا ہے رقمطراز ہیں

"انجیل اول طفولیت دوسری صدی عیسوی میں ناسٹکس کے ہاں جو عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے مروج اور مسلم تھی اور ازمنہ مابعد میں بھی اس کے اکثر بیانات پر اکثر مشہور عیسائی عالم مثل یوسیبس وہ تھاناسیس واپی فینیس وکرائی ساسٹم وغیرہ اعتقاد رکھتے تھے کو بیس ڈی کیسٹر ڈ ایک انجیل طامسن کا ذکر کرتا ہے- کہ ایشیا و افریقہ کے اکثر گرجاؤں میں پڑھی جاتی تھی اور اسی پر لوگوں کا دارومدار تھا فبر لیشش کے نزدیک وہ یہی انجیل تھی (جس سے سید صاحب نے عبارات متعلقہ جانور سازی مسیح علیہ السلام زمانہ طفولیت نقل کی ہیں) انجیل دوئم طفولیت اصل یونانی قلمی نسخہ سے ترجمہ کی گئی ہے جو کتب خانہ شاہ فرانس میں دستیاب ہوا تھا- یہ طامسن کی طرف سے منسوب ہے اور ابتداء انجیل مریم کے ساتھ شامل خیال کی گئی ہے- صفحہ ۲۳۷

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

وہ بولے ہم تو یہ چاہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل اس کے ساتھ تسکین پاویں اور جانیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور ہم اس پر گواہ بنیں

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ

مسیح ابن مریم نے کہا اے خدا ہمارے مولا تو ہم پر آسمان سے ایک خوانچہ اتار جو

لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے نشان بنے اور ہم کو رزق دے تو بڑا اچھا رزق دینے والا ہے

تو ایسا ہی وہ بولے معاذ اللہ ہم کسی بدنیتی سے نہیں کہتے بلکہ ہم تو یہ چاہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل اسے عطیہ الٰہی سمجھ کر اس کے ساتھ تسکین پائیں اور ہم عین الیقین جانیں کہ تو نے جو ہم سے کہا ہے وہ سچ کہا ہے اور ہم بھی اس پر گواہ بنیں مسیح ابن مریم علیہ السلام نے ان کی نیک نیتی اور حاجت شدیدہ دیکھ کر خدا سے دعا کی اور کہا اے خدا ہمارے مولا تو ہم پر آسمان سے ایک خوانچہ اتار جو ہمارے پہلے اور پچھلوں کے لیے عید کا سا دن ہو اور تیری طرف سے میری نبوت پر نشان بنے اور ہم کو رزق دے تو بڑا اچھا رزق دینے والا ہے۔

ناظرین تقریرات مذکورہ بالا میں خود ہی غور کریں اور فیصلہ دیں کہ سید صاحب انہی انجیلوں کو جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کے خلق طیر کا ذکر ہے کہاں تک صحیح اور معتبر جانتے ہیں۔ اس فیصلہ کو ہم ناظرین کی رائے پر چھوڑ کر سید صاحب کے عذرات جو انہوں نے نفس قرآن کریم کی آیات کے متعلق کئے ہیں بتلا کر ان کے جوابات عرض کرتے ہیں۔

قرآن شریف نے جس خوبی اور تفصیل سے ان معجزات کو بیان کیا ہے واقعی اس سے بڑھ کر ممکن نہیں مگر سید صاحب نے حسب عادت شریفہ اسے بھی اندھوں کی کھیر بنانا چاہا بلکہ یوں کہو کہ بنا کر ہی چھوڑا۔ مگر کمال ہے کہ اصل وجہ جو ان سب ہاتھ پاؤں مارنے کی ہے اس کا نام تک نہیں لیا یعنی سپر نیچرل (خلاف عادت) جس کا جواب ہم کئی ایک مواضع میں دے چکے ہیں۔ پس مناسب ہے کہ ہم بھی اس میں سید صاحب کے مقلد بنیں اور انہیں کا طرز تقریر اختیار کریں جس بات کو وہ مخفی رکھیں ہم بھی ظاہر نہ کریں۔ سید صاحب نے جو اس مسئلہ پر تقریر کی ہے اس کو بتمامہ نقل کرنا مناسب ہے فرماتے ہیں۔

"اب اس پر یہ بحث ہے کہ کیا درحقیقت یہ کوئی معجزہ تھا اور کیا درحقیقت قرآن مجید سے ان مٹی کے جانوروں کا جاندار ہونا اور اڑنے لگنا ثابت ہوتا ہے۔ تمام مفسرین اور علمائے اسلام کا جواب یہ ہے کہ ہاں مگر ہمارا جواب ہے کہ نہیں (کیوں نہ ہو "عالم بمنت یک طرف آن شوخ تنہایک طرف") بشرطیکہ دل ودماغ کو ان خیالات سے جو قرآن مجید پر غور کرنے اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے سے پہلے عیسائیوں کی صحیح وغلط روایات کی تقلید سے بٹھالئے ہیں خالی کر کے نفس قرآن مجید پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے (انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایسا ہی کریں گے اور سب نے ایسا ہی کیا ہے) سورہ آل عمران میں جو یہ الفاظ ہیں انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن اللہ (آل عمران-۳۸) اس کے معنی یہ ہیں کہ مٹی سے پرندوں کی مورتیں بناتا ہوں پھر انہیں پھونکوں گا تاکہ وہ اللہ کے حکم سے پرند ہو جائیں یہ بات حضرت عیسیٰ نے سوال کے جواب میں کہی تھی مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو بھی جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں۔ فیکون پر جو (ف) ہے وہ عاطفہ تو ہو نہیں سکتی کیوں کہ وہ اگر عاطفہ ہو تو یکون طیرا انی کی خبر ہو گی اور اس کا عطف اخلق پر ہو گا اور یکون طیرا میں یکون صیغہ متکلم کا نہیں

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

خدا نے کہا میں تم پر یہ خوان اتاروں گا پھر جو کوئی اس سے پیچھے تم میں منکر ہوگا تو میں اس کو ایسا عذاب کروں گا

لَّا اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

لکہ دنیا کے لوگوں سے کسی کو ایسا عذاب نہ کروں گا

خدا نے کہا میں ان کی نیک نیتی سے آگاہ ہوں اس لئے میں ان پر خوان اتاروں گا پھر جو کوئی اس سے پیچھے تم دنیا کے لوگوں میں سے میرے احکام سے منکر ہوگا تو میں اس کو ایسا عذاب کروں گا کہ دنیا کے لوگوں سے کسی کو ایسا عذاب نہ کروں گا

ہے اور نہ اس کلام میں کوئی ضمیر اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ اسم انَّ کی طرف راجع ہو سکے اسلئے یکون طیرا نحو کے قاعدہ کے مطابق یا یوں کہو کہ بموجب محاورہ زبان عرب کے کسی طرح ان کی خبر نہیں ہو سکتا اور فیکون کی (ف) عاطفہ قرار نہیں پا سکتی اب ضرور ہے کہ وہ (ف) تفریع کی ہو اور پھونکنے میں اور ان مورتوں کے پرند ہو جانے میں گو کہ در حقیقت کوئی سبب حقیقی یا مجازی یا ذہنی یا خارجی نہ ہو مگر ممکن ہے کہ متکلم نے ان میں ایسا تعلق سمجھا ہو کہ اس کو متفرع اور متفرع علیہ کی صورت میں یا سبب اور مسبب کی صورت میں بیان کرے (خواہ کذب صریح بھی کیوں نہ ہو) جہاں کلم مجازات کی بحث نحو کی کتابوں میں لکھی ہے اس میں صاف بیان کیا ہے کہ کلم مجازات سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ در حقیقت وہ ایک امر کو دوسرے امر کا حقیقی سبب کر دیتے ہیں بلکہ متکلم اس طرح پر خیال کرتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلا امر دوسرے امر کا حقیقی یا خارجی یا ذہنی سبب ہو مگر صرف اس طرح کے بیان سے امر متفرع یا مسبب کا وقوع ثابت نہیں ہو سکتا جب کہ کسی اور دلیل سے نہ ثابت ہو کہ وہ امر فی الحقیقت وقوع میں بھی آیا تھا اور جس قدر الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ ان میں یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ وہ پرندوں کی مٹی کی مورتیں در حقیقت جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں" صفحہ ۲۳۶

اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ فیکون طیرا کلام محقق مصدق من اللہ نہیں ہے بلکہ مسیح کا مرعوم ہے یعنی حضرت مسیح نے ہی لڑکپن میں کہا تھا کہ دیکھو میں ایسی مٹی کی مورتیں بناتا ہوں اور ان میں پھونکتا ہوں تاکہ وہ جانور ہو جائیں پس یہی مدار ہے سید صاحب کے مذہب کا کہ فیکون ما قبل پر معطوف نہیں چنانچہ سورہ مائدہ کی آیت کے متعلق اسی بنا کے پختگی کے درپے ہیں فرماتے ہیں

"اس آیت میں بھی فیکون پر کی (ف) عاطفہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو اس کا عطف تخلق پر ہوگا اور معطوف حکم معطوف علیہ میں ہوتا ہے اور معطوف علیہ کی جگہ قائم ہوتا ہے اور یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر دیا جائے اور معطوف اس کی جگہ رکھ دیا جاوے تو کوئی خرابی اور نقص کلام میں نہ ہونے پاوے اور اس مقام پر ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر کے فیکون طیرا اس کی جگہ رکھ دیں تو کلام اس طرح پر ہو جاتا ہے کہ **اذکر نعمتی علیك اذ تکون طیرا** . اور یہ کلام محض مہمل اور غیر مقصود ہے۔ اب ضرور ہے کہ یہ (ف) بھی اسی طرح تفریع کی ہو جیسی کہ سورہ آل عمران میں (ف) تفریع کی تھی اور اس (ف) کے ذریعے سے تنفخ متفرع علیہ اور تکون متفرع دونوں مل کر تخلق پر معطوف ہوں گے اور تقدیر کلام یوں ہوگی اور **اذکر نعمتی علیك اذ تنفخ فیها فتکون طیرا** مگر اس صورت میں فتکون طیرا صرف تنفخ پر تفریع ہوگی اور اذا کا اثر جو مضارع پر آنے سے تحقیق زمانہ ماضی کا ہے یا اس امر کو محقق

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ
جب خدا کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا سے ورے ورے مجھے اور

إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ
میری ماں کو بھی معبود سمجھو وہ کہے گا تو پاک ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں

ایسی ایسی مسیح کی باتیں اور معجزے دیکھ کر بعض نادانوں نے اس کی نسبت الوہیت کا خیال کر رکھا ہے نہ صرف اس کی نسبت بلکہ بعض جہال تو اس کی اور اس کی ماں کی تصویر رکھ کر عبادت کرنے لگے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسیح کو قیامت کے دن جب خدا کہے گا اے عیسیٰ مریم صدیقہ کے بیٹے تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا سے ورے ورے مجھے اور میری ماں کو بھی معبود سمجھو اور ہماری عبادت کرو تو وہ سنتے ہی سخت گھبرائے گا اور کہے گا الٰہی تو شائبہ شرک سے ہمیشہ سے پاک ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں۔

الوقوع کر دینے کا ہے تکون تک نہیں پہنچتا کیوں کہ وہ اثر اس وقت پہنچتا ہے جب کہ تکون کی (ف) عاطفہ ہوتی اور اسکا عطف تخلق پر جائز ہوتا اس صورت میں تکون کو محض تفریعی تعلق اپنی متفرع علیہ سے ہے اور محض تفریعی حالت اسی طرح باقی رہتی ہے جیسی کہ سورہ آل عمران میں تھی اسی لیے اس تفریع سے اس امر متفرع کا وقوع ثابت نہیں ہوتا۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید سے یہ بات ثابت تو ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپنے کی حالت میں مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے تھے اور پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جائیں گے مگر یہ بات کہ درحقیقت وہ پرند ہو بھی جاتی تھیں نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے نہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں" صفحہ (۲۴۰)

شکر ہے کہ سید صاحب نے اپنی تقریر کو قواعد عربیہ پر خود ہی مبنی کیا ہے۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ اس کے جواب میں اگر علما کے منہ سے یہ سنتے تو شاید کوئی اور معزز لقب عنایت کرتے اس تقریر کا بھی مختصر مضمون یہ ہے کہ آیت موصوفہ میں فتکون طیرا کلام سابق پر عطف نہیں کیوں کہ کلام مہمل ہو جائے گا۔ غالباً سید صاحب کو کافیہ اور شرح ملا جامی کی عبارت

" و لما كان لقائل ان يقول هذه القاعدة منتقضة بقولهم الذى يطير فيغضب زيد الذباب فان يطير فيه ضمير يعود الى الموصول ويغضب المعطوف عليه ليس فيه ذلك الضمير فاجاب بقوله انما جاز الذى يطير فيغضب زيد الذباب لانها اى الفاء فى هذا التركيب فاء السببية اى فاء لهانسبة إلى السببية بأن يكون معناها السببية لا العطف فلا يرد نقضا على تلك القاعدة او يكون معناها السببية مع العطف لكنها تجعل الجملتين كجهلة واحدة فيكتفى بالربط فى الاولى والمعنى الذى اذا يطير فيغضب زيد الذباب او يفهم منها سببية الاولى للثانية فالمعنى الذى يطير فيغضب زيد بسببية الذباب ويمكن ان يقدر فيه ضمير اى الذى يطير فيغضب زيد يطيرانه الذباب " (شرح جامى بحث عطف)

مندرجہ حاشیہ پر غور کرنے کا موقع نہ ملا ہو گا ورنہ تصویر کا رخ اور ہی ہوتا جس طرح مثال مندرجہ کافیہ کی تصحیح خود شارح جامی نے کر دی ہے اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت کی ہو سکتی ہے تقدیر کلام یوں ہے انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون بنفخى طيرا باذن الله

اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ‌ ؕ تَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَ‌ ؕ

اگر میں نے یہ بات کہی ہو گی تو تو خوب جانتا ہے تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیری پوشیدہ بات نہیں جان سکتا

اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾

غیب کی باتیں تو ہی خوب جانتا ہے

اگر فرضاً میں نے یہ بات کہی ہو گی تو تو خوب جانتا ہے۔ کیوں کہ تو میرے دل کی چھپی ہوئی بات بھی جانتا ہے اور میں تیری پوشیدہ بات نہیں جان سکتا غیب کی باتیں تو ہی خوب جانتا ہے

پس آپ کا فرمانا کہ نہ اس کلام میں کوئی ضمیر اس طرح پر واقع ہوتی ہے کہ اسم انّ کی طرف راجع ہو سکے قابل نظر ہے ایسا ہی سورہ مائدہ کی آیت کے عطف ہونے میں بھی آپ نے جو استحالہ قائم کیا ہے استحالہ نہیں بڑا استحالہ بقول آپ کے یہ ہے۔ کہ کلام اس پر ہو جاتا ہے کہ اذكر نعمتى عليك اذ تكون طيرا اور یہ کلام محض مہمل اور غیر مقصود ہے مگر یہ اہمال صرف آپ کے خیال تک ہی ہے علماء عربیہ کے نزدیک اس میں بھی کوئی اہمال نہیں کیونکہ تکون کی ضمیر کی بجائے اس صورت میں اسم صریح رکھنا ہو گا اور سببیت کو لفظوں میں ظاہر کر کے تقدیر کلام یوں ہے اذكر نعمتى عليك اذ تكون الهيئة التى تخلقها من الطين بنفخك طيرا باذنى اس میں کیا اہمال ہے پس آپ ہی کے قول سے کہ جس مضارع کے صیغہ پر اذ کا اثر پہنچے گا وہ امر تو متحقق الوقوع ہو جائے گا بحکم عطف فتكون طيرا متحقق الوقوع ہو گیا

سید صاحب نے اس مسئلہ کی خاطر دور دور تک پیش بندیاں کی ہیں آیۃ کے لفظ سے جو انى جئتكم بآية من ربكم (آل عمران-۳۸) میں ہے حکم الٰہی مراد لیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

"ہم اسباب کی تحقیق سورہ بقرہ میں لکھ آئے ہیں کہ آیت اور آیات بینات سے خدا تعالیٰ کے احکام مراد ہوتے ہیں جو انبیاء کو وحی کئے جاتے ہیں پس اس مقام پر بھی آیت کے لفظ کے یہی معنی قرار دیتے ہیں (ج ۲ صفحہ ۲۴۱)

لیکن اس سے آگے انى اخلق میں ان کے مفتوحہ ہونے سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا کیوں کہ اس سے پہلے انى پر جو انى قد جئتكم میں ہے غور فرماتے رہے کہ

"صاحب تفسیر ابن عباس نے بھی ان آیتوں کو بشارت کی آیتوں سے منقطع کیا ہے اور تقدیر کلام یوں کی ہے فلما جاءهم قال انى قد جئتكم باية مگر اس تقریر میں وہی نقص باقی رہتا ہے جو کہ قال کے بعد ان مفتوحہ واقع ہونے سے ہوتا ہے مگر ہم تقریر کلام کی اس طرح پر کرتے ہیں فلما جاء هم قال مجيبا لهم بانى قد جئتكم باية (جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

مگر میں پوچھتا ہوں کہ پہلے ان مفتوحہ کی طرح دوسرے کے فتح کی بھی کوئی وجہ ہے اگر وہ آیت سے بدل الکل ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو در صورت آیت سے حکم الٰہی مراد لینے کے بدل و مبدل منہ میں وحدت مصداق نہیں رہتی کما لا یخفی اور اگر پہلے انی سے یہ ان بدل کہیں تو یہ بھی صحیح نہیں کیوں کہ بقول آپ کے پہلا ان وعظ و نصیحت کے زمانہ کا ہے اور دوسرا ان پیچھے کا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

جب حضرت عیسیٰ لوگوں میں وعظ و نصیحت کرنے لگے اور خدا کے احکام سنانے لگے تو ان کی قوم نے کہا کہ تم یہ کیوں کرتے ہو؟ تو اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا انى قد جئتكم باية من ربكم (ج ۳ صفحہ ۲۴۲)

پس جب کہ ان دونوں کا مصداق ہی ایک نہیں جو بدل الکل میں ہونا ضروری ہے تو بدل کیوں کر بنا اور بدل الغلط کا تو فصیح کلام میں ہونا ہی غلط ہے علی ہذا دوسرے بدلوں میں بھی کئی شبہات قائم ہیں تو ضرور ہے کہ آیت سے مراد حکم الٰہی نہ ہو بلکہ معجزہ ہو اور انى اخلق لكم اس کا بدل یا عطف بیان جو چاہو بنالو۔ فالحمد للہ

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

میں نے تو ان سے یہی بات کہی تھی کہ جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے عبادت کرو اور میں

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

جب تک ان میں رہا ان کی خبر گیری کرتا رہا پھر جب تو نے مجھے فوت کرلیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا

میں نے تو ان لوگوں سے یہی بات کہی تھی اور یہی تعلیم دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی جو میرا اور تمہارا سب[1] کا رب ہے عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بناؤ اور میں علاوہ تعلیم کے جب تک ان میں رہا ان کی اس بات پر خبر گیری کرتا رہا پھر جب تو نے مجھے فوت[2] کرلیا تو تو ہی انکا نگہبان تھا

احیاء اموات :

اس سے بھی سید صاحب منکر ہیں کیوں نہ ہو؟ سپر نیچرل کا اصول بہت سے فروع رکھتا ہے مجھے سخت تعجب اس بات کا ہمیشہ سے ہے کہ سید صاحب مرحوم علما کو بدنام اور بے اعتبار کرنے کے لئے تو یہودیوں کے مقلد اور عیسائیوں کے متبع بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس معجزے کے انکار کی ذیل میں بھی ترش روی سے فرماتے ہیں

> "علمائے اسلام کی عادت ہے کہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق بیان کرتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے (بڑا ہی غضب کیا ہے) ان آیتوں کے معنی یہی بیان کئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اندھوں کو آنکھوں والا اور کوڑھیوں کو چنگا کرتے تھے اور مردوں کو جلادیتے تھے"۔ (ج ۲ صفحہ ۲۴۴)

مگر جب آپ انہیں یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کی طرف جھکتے ہیں تو ایسے کہ مفسر ہی بن جاتے ہیں چنانچہ تبیین الکلام میں آپ نے توریت اور انجیل کی تفسیر جیسی کی ہے کوئی معتقد بھی ایسی نہ کرے بڑے زوردار دلائل سے ان کی حقیقت پر بحث کی ہے اور پرزور براہین سے ان کے ہر ایک مضمون کو مبرہن کیا ہے خیر اس شکایت کا تو یہ موقع نہیں مطلب کی بات صرف اتنی ہے کہ سید صاحب نے **اذ تخرج الموتی باذنی** میں موتی کے لفظ سے کفار مراد لئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

> "انسان کی روحانی موت اس کا کافر ہونا ہے۔ حضرت عیسیٰ خدا کی وحدانیت تعلیم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگوں کو اس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنجے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا فرماتا ہے **اذ تخرج الموتی باذنی** اس دعویٰ پر آیۃ ذیل سے استدلال کیا ہے۔ **انك لا تسمع الموتی وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور** (فاطر۔ ۱۱ – جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

مطلب یہ ہے کہ ان آیتوں میں جیسا موتیٰ اور اموات سے مراد کفار ہیں اسی طرح **اذ تخرج الموتی** میں کفار مراد ہیں

---

[1] دیکھو انجیل مرقس باب ۱۲ (آیت ۹)۔

[2] وفات مسیح کا مسئلہ آیت متوفی سورہ (آل عمران) کے حاشیہ صفحہ ۲۱۹ پر دیکھو

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ

اور تو ہر ایک چیز سے مطلع ہے۔ تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں اور اگر

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾

تو بخش دے تو بیشک تو ہی سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے

توسب کچھ جانتا ہے اور تو ہر ایک چیز سے مطلع ہے واقع تو یہ ہے کہ اب آگے تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں کسی کو چون وچرا کی مجال نہیں اور اگر تو باوجود ان کی نالائقی کے بخش ہی دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے کوئی کام تیرا بغیر حکمت کے نہیں۔

افسوس ہے سید صاحب زندہ ہوتے تو ہم بڑے ادب سے ان سے دریافت کرتے کہ اگر واقعی یہ مضمون ادا کرنا ہوتا کہ مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ تو کس عبارت اور کن لفظوں میں ادا کیا جاتا؟ سید صاحب کا کوئی مرید ہمیں وہ عبارت بتلادے تو ہم ان کے مشکور ہوں گے سید صاحب کو اس سے تو کوئی مطلب ہی نہیں کہ حقیقت کیا ہوتی ہے اور مجاز کیا؟ اگر کہیں شیر کے معنی قرینہ سے بہادر کئے جائیں تو بلا قرینہ بھی سید صاحب جہاں مطلب ہو وہی معنی لینے کو وہی موقع پیش کر دیتے ہیں سچ ہے

کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف
دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

حالانکہ خود اپنی تصنیفات میں اس امر کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ

''ہم مسلمانوں کے ہاں قاعدہ ہے کہ ہمیشہ جہاں تک ہو سکتا ہے لفظ سے اس کے اصلی اور حقیقی معنی مراد لیتے ہیں''

(تصانیف احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۸)

علاوہ اس کے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر یہی معنی ہوں جیسا کہ سید صاحب کی رائے ہے کہ **اذ تخرج الموتی باذنی یعنی واذ تخرج الکافر من کفر باذنی صفحہ ۲۴۸** تو اس کا موقع ہی کیا کہ تو اس وقت کو یاد کر جب تو کافروں کو ہدایت کرتا تھا جب وہ نبی تھے اور اولوالعزم نبی تھے تو پھر یہ تو ان کا منصب ہی تھا کہ کافروں کو ہدایت کریں اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے منصب اور عہدے کو خوب نبھاتے تھے۔ یہ تو ان کی لیاقت کی بات مستوجب انعام ہے نہ کہ خدائی انعام اور احسان۔ یوں کہنے کو تو سب کچھ اللہ ہی کا ہے اور یہ بالکل ٹھیک اور درست ہے کہ

منت منہ کہ خدمت سلطان ہے کنی
منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

مگر سیاق کلام تو ایسے احسانات سے متعلق نہیں بلکہ ایسے احسان سے متعلق ہے جو خدا نے صریح طور سے مسیح پر کئے تھے جنہیں دیکھ کر دوست دشمن بھی تسلیم کرے کہ واقعی ایک بات قابل ذکر ہے۔ یہاں پر پہنچنے سے ہمیں ایک اور بات یاد آئی کہ اگر سید صاحب کے معنی صحیح ہوں تو اسی سورہ مائدہ میں **واذا اوحیت الی الحواریین ان امنوابی وبرسولی الایۃ** کی کیا حاجت تھی؟ کیونکہ یہ بھی بقول سید صاحب **تخرج الموتی باذنی ای تخرج الکافر من کفر باذنی** کی قسم ہے بلکہ بعینہ وہی ہے پھر اس کو الگ کر کے بیان کرنا جب تک کوئی نیا مطلب نہ ہو **التاسیس اولی من التاکید** کے صریح خلاف ہے پس جب تک سید صاحب یا ان کے حواری اس مقام پر موتی سے کفار مراد لینے کا قرینہ نہ بتلائیں گے ہم بھی جواب میں مشغول نہ ہوں گے۔ اس سے بڑھ کر ان لوگوں سے تعجب ہے جو حقیقت میں تو سید صاحب سے ہی استفاضہ کا روحانی تعلق رکھیں مگر اس مسئلہ میں ان سے بھی ایک درجہ آگے بڑھے ہیں ان کا قول ہے کہ ایسے معجزات کا مسیح سے ظہور ماننا سراسر شرک ہے جس کے رد کرنے کو تمام قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ مگر ان حضرات کو شرک سے ایسی نفرت ہے جیسی کہ پنڈت دیانند بانی فرقہ آریہ کو ہے جو **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ محمد رسول اللہ کا جوڑ

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

خدا کہے گا آج راست گوؤں کو ان کی راست گوئی نفع دے گی ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ

نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی

خدا کہے گا جو کچھ تو نے کہا سچ کہا آج راست گوؤں کو راست گوئی نفع دے گی۔ان میں سے بھی جن لوگوں نے راستی اختیار کی ہو گی ان کے لئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ نہیں کہ چند روزہ ہی ان کو ملیں گے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی

بھی شرک سمجھتے ہیں بھلا شرک کیونکر ہوا؟ اسی شرک کے ازالہ وہم کرنے کو تو خدا اعلام الغیوب نے باذن اللہ اور باذنی کی ہر جگہ قید لگائی ہے زیادہ تعجب تو اس لیے ہے کہ یہ قول ان لوگوں کا ہے جو معجزہ شق القمر وغیرہ کا وقوع بھی جانتے ہیں بھلا اگر یہ خلاف عادت پرندوں کا بنانا اور اللہ کے حکم سے اڑا دینا اور مردوں کا اللہ کے حکم سے زندہ کرنا مسیح کی نسبت خیال کرنا شرک ہے تو شق القمر اور دوسرے اسی قسم کے معجزات کو تسلیم کرنا کیا کم شرک ہے حضرات ما کان لرسول ان یاتی بایة الا باذن الله کسی رسول کی شان نہیں کہ بغیر ارادہ خدا کے معجزہ دکھا سکے کو غور سے پڑھو۔

سید صاحب نے جیسا ان معجزات (احیاء اموات وغیرہ) سے انکار کیا ہے۔ایسا ہی بیماروں کے اچھا کرنے وغیرہ سے بھی منکر ہوئے چنانچہ فرماتے ہیں

> ”اندھے لنگڑے اور چوڑی ناک والی کو یا اس شخص کو جس میں کوئی عضو زاید ہو اور ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے کو اور کبڑے اور ٹھگنے اور آنکھ میں پھلی والے کو معبد میں جانے اور معمولی طور پر قربانیاں کرنے کی اجازت نہ تھی۔یہ سب ناپاک اور گنہگار سمجھے جاتے تھے اور عبادت کے لائق یا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لائق متصور نہ ہوتے تھے۔حضرت عیسیٰ نے یہ تمام قیدیں توڑ دی تھیں اور تمام لوگوں کو کوڑی ہوں یا اندھے یا لنگڑے چوڑی ناک کے ہوں یا پتلی ناک کے کبڑے ہوں یا سیدھے ٹھگنے ہوں یا لمبے پھلی والے ہوں یا جالے والے سب کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی کسی کو خدا کی رحمت سے محروم نہیں کیا اور کو عبادت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ سے نہیں روکا پس یہی ان کا کوڑھیوں اور اندھیوں کو اچھا کرتا تھا یا ان کو ناپاکی سے بری کرنا جہاں جہاں انجیلوں میں بیماریوں کا اچھا کرنے کا ذکر ہے اس سے یہی مراد ہے اور قرآن مجید میں جو یہ آیتیں ہیں ان کے بھی یہی معنی ہیں صفحہ ۲۴۶

مع ہذا یہ بھی اقرار ہے کہ

> ہاں اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے اور اس سے دوسرے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہیں اور جن میں سے بعض کی علت ہم جانتے اور بہت سوں کی علت نہیں جانتے بلکہ اس کے عامل بھی اس کی علت نہیں جانتے اسی وقت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوئی جو مزمریزم اور اسپریچرلزم کے نام مشہور ہیں اور سابقین بھی اس کے عامل تھے مگر اس علم سے ناواقف تھے یا اس کو مخفی رکھتے تھے مگر چونکہ وہ ایک قوت ہے قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے جیسی قوت کتابت تو اس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی فطرت ہے فافہم وتدبر۔ج ۲ صفحہ ۲۴۶

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ

یہی عظیم کامیابی ہے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾

ہر چیز پر قادر (و توانا) ہے

ع ۱۶

یہی بڑا پاس اور عظیم کامیابی ہے دنیا کے بادشاہ بھی اپنے فرمان برداروں کو انعام واکرام دیا کرتے ہیں خدا کی بادشاہی تو ایسی ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور توانا ہے پھر فرمانبرداروں اور نیاز کیشوں کو انعام واکرام سے مالا مال کیوں نہ کرے ؟ اور بدکاروں اور بے فرمانوں کو ان جیسا کیونکر کردے یہ کبھی نہ ہوگا

عجب نہیں کہ فافہم وتدبر میں سید صاحب نے حسب مذاق اہل معقول خود ہی جواب کی طرف اشارہ کیا ہو وہ یہ کہ ان علوم کے ماہر سبب امراض وغیرہ بڑی محنت اور سالہا سال کی مشقت سے حاصل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی عمل ہوتا ہے اور کبھی تخلف مثل علاج اطباء جو کتابی قانون سے علاج کرتے ہیں جس میں کوئی قومی یا ملکی خصوصیت نہیں بلکہ ہر ایک شخص خواہ کسی ملک یا کسی قوم کا ہو پابندی ان قواعد کے جو ان علوم میں مذکور میں عمل سیکھ کر اثر کرسکتا ہے مگر معجزہ یا کرامت جو بظاہر نبی یا ولی کا فعل ہوتا ہے **بحکم الله اعلم حیث یجعل رسالته** ضرور مخصوص بالنبی یا بالولی ہوتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ کسی قانون کے ذیل میں ضرور ہوتا ہے مگر وہ قانون ایسا مجہول الکیفیت ہے کہ اس کی کنہ بندوں کی سمجھ سے بالا ہے جیسی کہ رسالت کی ماہیت اور وہ قانون جس پر رسالت مبنی ہے بندوں کے ادراک سے وراء الورا ہے یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات معجزے کے فعل کو خداوند تعالیٰ خاص اپنی ذات کی طرف نسبت کرتا ہے غور سے سنو

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى	تو نے نہیں چلائی مگر اللہ نے چلائی
اذ تخرج الموتى باذني	جب تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا
سنعيدها سيرتها الاولى (وغير ذالك)	ہم اس کی پہلی کیفیت پھیر لاویں گے

پس معجزہ اور مسمریزم میں فرق بین ہو گیا کہ معجزہ کے کرنے والا دراصل خود خدا تعالیٰ ہے۔ اور وہ کسی ظاہری تعلیم کا اثر نہیں ہوتا بخلاف مسمریزم کے کہ وہ مثل دیگر افعال بندوں کے بندوں کا فعل ہے جو دوسرے کاموں کی طرح ظاہری تعلیم کا اثر ہوتا ہے جس کے کرنے پر دوسرے لوگ بھی ویسے ہی قدرت رکھتے ہیں جیسی کہ مسمرائیزز (عمل مسمریزم کرنے والا) گو بظاہر میں بینوں کی نظر میں ان دونوں کے آثار یکساں ہوں لیکن ان کی یکسانگی بعینہ پتیل اور سونے کی یک رنگی کے مشابہ ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی کام کے لئے مختلف عمل ہوں لیکن بنظر ان علتوں کے وہ مختلف کہلاتے ہیں مثلاً کسی مسافت کا طے کرلینا اس کی علت سواری اور سواری بھی مختلف (ریل گاڑی۔ گھوڑا گاڑی وغیرہ) اور پاپیادہ چلنا وغیرہ وغیرہ ہیں حالانکہ معلول (قطع) مسافت ایک ہی ہے اسی طرح ایک ہی معلول مثلاً (سلب امراض) ہے جس کے لیے نبی یا ولی کا فعل (جسکو معجزہ یا کرامت کہتے ہیں) اور مسمرائیزز کا عمل دونوں بظاہر علت ہوسکتے ہیں۔ مگر اپنی اپنی ماہیت اور حقیقت میں مختلف ہیں جیسے ریل۔ گھوڑا گاڑی وغیرہ باہمی مختلف ہیں

ہاں اس امر کی تمیز ظاہر بینوں کی نظر میں کسی قدر مشکل ہے کہ یہ فعل معجزہ ہے یا مسمریزم کا عمل ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض دفعہ تو دونوں نبی اور مسمرایزر کے طریق عمل سے ہی نمایاں ہو جاتا ہے کیونکہ مسمرائزر اکثر اوقات پاس (جسکو ہندی میں جھاڑنا کہتے ہیں) کے ذریعہ سے علاج کرتا ہے چنانچہ زندہ کرامات صفحہ ۱۲۔ میں اقسام پاس کو مفصل لکھا ہے مگر نبی ان میں سے کوئی ایسا فعل نہیں کرتا جو ظاہری طور پر موثر ہونے کا احتمال رکھے وہ اکثر دفعہ صرف دعا کرتا ہے اور بعض دفعہ بغیر اس کے کسی فعل اختیاری کے وہ فعل (معجزہ) صادر ہو جاتا ہے غور سے سنو

سورت انعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ۙ

سب قسم کی تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی بنائے

ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ①

پھر بھی خدا کے منکر خدا کے ساتھ برابری کرتے ہیں

سورت انعام

سب کی تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور دنیا کو پیدا کر کے اس کا انتظام یہ کیا کہ لوگوں کے معاش اور کاروبار کے لیے اندھیرے اور روشنی بنائے کہ چاندنی میں معاش کمائیں اور اندھیرے میں سورہیں پھر بھی خدا کے منکر خدا کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہیں

فالقاها فاذا هي حية تسعى قال خذها و لا تخف سنعيدها سيرتها الاولى واضمم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء اية اخرى (طه-۱۱۱) تو وہ سانپ بن کر بھاگنے لگا خدا نے فرمایا اس کو پکڑ لے اور خوف نہ کر ہم اس کی پہلی حالت (لکڑی کی) پھیر دیں گے اور اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال وہ بغیر بیماری کے سفید براق جیسا ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے۔

اور بعض دفعہ ان دونوں (معجزہ اور مسمریزم) کی تمیز ان افعال سے ہو سکتی ہے جہاں ایک سے دوسرا جدا ہو یعنی معجزہ کا اثر تو ہو مگر مسمریزم کا اثر نہ ہو جیسے احیاء اموات (مردوں کو زندہ کرنا) چاند کا دو ٹکڑے کر دینا وغیرہ یہ کسی مسمریزر کا کام نہیں ہے مسمریزر صرف یہ کر سکتا ہے کہ کسی انسان کو بے ہوش کر کے جس میں جان ہو بے ہوش کر دے یا کسی محاطہ مکان میں نظر بندی سے داخل مکان لوگوں کی کسی چیز کو ایک سے دو کر دکھائے مگر حقیقتاً کسی مردہ کا زندہ کرنا یا محاطہ مکان سے باہر والوں کو ویسا ہی نظر آنا جیسا کہ داخل مکان والوں کو نظر آیا تھا یہ نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس کے اثر سے حقیقت شے کی نہیں بدل سکتی پس بعض[1] علماء مسمریزم کا اس کی تعریف میں بڑھ کر یہ کہنا کہ یہی مذہب کا ستون اور مذہب ایجاد کرنے والوں کی اصل طاقت تھی زندہ کرامات صفحہ ۲۲ کسی طرح صحیح نہیں بلکہ معجزہ کی ماہیت سے عدم واقفیت پر مبنی ہے

سخن شناس نئی دلبر اخطا ایجاست

اس سے بڑھ کر نام کے[2] مسلمانوں کا قول غلط بلکہ کفر ہے کہ "حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات مسمریزم کا اثر تھے اگر میں اسکو کراہت سے نہ دیکھتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)

کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اسی سورہ مائدہ کے معجزات کے بعد کفار کا قول بیان کیا ہے[3] فقال الذين كفروا منهم ان هذا الاسحر مبين (المائدہ ع ۱۵)

---

[1] منشی انبا پرشاد مراد آبادی

[2] مرزا قادیانی

[3] جادوگروں کے جادو سے ان کی رسیاں اور لکڑیاں لوگوں کو ہلتی معلوم ہوتی تھیں

اس آیت متکلم کا ترجمہ ہم نے نہیں کیا اس قسم کے تکلم خدا کی نسبت عموماً علت العلل کی قسم سے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ

اسی نے تم کو مٹی سے بنایا پھر وقت مقرر کیا اور ایک وقت مقرر اس کے پاس ہے پھر

اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ

بھی تم شک کرتے ہو- حالانکہ آسمانوں اور زمینوں میں وہی معبود ہے

اور خدا سے منہ پھیرے جاتے ہیں حالانکہ اسی نے تم کو ابتدا میں مٹی سے بنایا پھر تم میں سے ہر ایک کی موت کا وقت مقرر کیا اور بے فرمانوں اور سرکشوں کی سزا اور فرمان برداروں اور نیک بختوں کے انعامات کے لیے ایک وقت مقرر کیا قیامت کا دن اس کے پاس ہے جس کو کوئی نہیں جانتا جس کے آثار بعد الموت ہی ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں-ایسے نشانات دیکھ کر پھر بھی تم اس کی توحید اور خالص الوہیت میں شک کرتے ہو حالانکہ آسمانوں اور زمینوں میں وہی سب کا معبود ہے

کہ کافروں نے حضرت مسیح کے قول کو جادو یعنی مسمریزم کہا ہے سحر سے مراد ہم نے مسمریزم لیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلوں نے بھی مسمریزم ہی کیا تھا جن کو خداوند تعالیٰ نے جادوگر کہا ہے غور سے پڑھو **فالقی السحرۃ سجدا** (پس جادوگر سجدہ میں ڈال دیے گئے) کیونکہ ان کا جادو جو قرآن شریف میں بیان ہوا ہے یہی ہے **فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی** (طہ-۵۵) جو بالکل مسمریزم کا اثر ہے پس ان دونوں آیتوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ علم مسمریزم ہی جادو کی قسم ہے اور حضرت مسیح کے معجزات کو جادو یا مسمریزم کہنا کافروں کا کام ہے چونکہ سید صاحب نے انجیل کا ذکر بھی کیا ہے اس لئے ہم ایک دو مقام انجیل کے نقل کر کے بغیر کسی شرح اور تفسیر کے ناظرین کی سمجھ پر چھوڑا دیتے ہیں انجیل متی میں (جسے سید صاحب بھی سب انجیلوں میں سے زیادہ معتبر مانتے ہیں بلکہ اس کے مفسر ہیں مذکور ہے کہ

"ایک کوڑھی نے آ کے اسے (مسیح کو) سجدہ کیا اور کہا اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے صاف کر سکتا ہے-یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تو صاف ہو اور وہیں اس کا کوڑھ جاتا رہا" متی ۸ باب ۳

"اور جب وہ گھر میں پہنچا اندھے اس کے پاس آئے اور یسوع نے انہیں کہا کیا تمہیں اعتقاد ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں وہ بولے ہاں اے خداوند تب اس نے ان کی آنکھوں کو چھوا اور کہا تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے لئے ہو اور ان کی آنکھیں کھل گئیں" متی ۹ باب ۲۸ آیت

کیا یہ واقعی ازالہ مرض ہے یا شرعی برأت (جیسے سید صاحب کا خیال ہے) اسی قسم کے کئی ایک معجزات ہیں جو انجیلوں میں مصرح ملتے ہیں-رہا عیسائیوں کا خیال کہ مسیح محض اپنے اختیار کرتا تھا اس لئے وہ الوہیت کے درجہ پر تھا اس کا مفصل جواب آیت **ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ** (آل عمران-۶۸) کے حاشیہ صفحہ ۲۴۳ کے تحت گزر چکا ہے

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ

تمہارے مخفی بھید اور ظاہر جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ بھی اسے معلوم ہیں۔ جب کبھی احکام الٰہی میں سے کوئی حکم ان کے

اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

پاس پہنچتا ہے تو اس سے منہ پھیر جاتے ہیں پھر جب سچی تعلیم ان کے پاس آئی تو اس کو بھی انہوں نے جھٹلایا

فَسَوْفَ يَأْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا

پس جس چیز کی ہنسی اڑاتے ہیں اس کی اطلاع ان کو ہوگی۔ انہوں نے اس میں فکر نہیں

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا

کی کہ ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو تباہ کردیا ان کو ہم نے زمین میں ایسا قابو دیا تھا کہ تم کو ویسا نہیں دیا اور ہم نے

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا

ان پر موسلا دھار مینہ برسائے

علم اس کا اس قدر وسیع ہے کہ تمہارے مخفی بھید اور ظاہر کی باتیں بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ بھی اسے معلوم ہیں پھر بھی یہ نالائق خدا کی تعظیم نہیں کرتے اور اس کے حکموں کی تعمیل نہیں کرتے بلکہ جب کبھی احکام الٰہی میں سے کوئی حکم ان کے پاس پہنچتا ہے تو اس سے منہ پھیر جاتے ہیں اور بے پرواہی سے ٹلا دیتے ہیں پھر جب سچی تعلیم قرآن شریف کی ان کے پاس آئی تو اس کو بھی انہوں نے جھٹلا دیا پس جس چیز کی ہنسی اڑاتے ہیں اس کی اطلاع ان کو ہوگی ایسی کہ جیسی پہلوں کی ہوئی تھی کیا انہوں نے اس میں فکر نہیں کی کہ ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو اسی حق کی تکذیب کرنے کی وجہ سے تباہ کر دیا حالانکہ ہم نے ان کو زمین میں ایسا قابو دیا تھا کہ تم مکہ کے مشرکوں کو ایسا نہیں دیا وہ بڑے بڑے طاقتور گرانڈیل جوان تھے اور ہم ان پر موسلا دھار مینہ برساتے تھے۔

وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ

اور ہم نے ان کے باغوں اور مکانوں کے تلے نہریں جاری کی تھیں پھر ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انکو تباہ کردیا اور

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

ان سے بعد اور کئی لوگ پیدا کردیئے۔ اور اگر ہم کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب اتار دیتے پھر یہ اس کو اپنے

بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا

ہاتھ سے چھو بھی لیتے تو بھی یہ منکر یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور کہتے ہیں

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝

اس پر فرشتہ کیوں نہیں اترتا اور اگر ہم نے فرشتہ اتارا ہوتا تو فیصلہ ہی ہوچکا ہوتا پھر ان کو ڈھیل نہ ملتی

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

اور اگر ہم رسول کا عہدہ فرشتہ کو دیتے تو اس کو بھی آدمی کی شکل میں بھیجتے پھر اس وقت بھی ان کو وہی شبہات ہوتے جو اب ہو رہے ہیں

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ

تجھ سے پہلے بھی کئی رسولوں سے مخول ہوئے پھر جن لوگوں نے ان سے مخول کیے تھے انہی کو عذاب نے

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے آگھیرا

اور ہم نے ان کے باغوں اور مکانوں کے تلے نہریں جاری کیں تھیں پھر بھی باوجود اس سازوسامان کے ہم (یعنی خدا) نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو تباہ کر دیا اور ان سے بعد اور کئی لوگ پیدا کر دیئے اسی طرح ان سے ہوگا یہ تو کچھ ایسے بگڑے ہوئے ہیں کہ سمجھتے نہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں بھلا یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے جو تجھ سے کہتے ہیں کہ آسمان سے کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب لا کر ہمیں دکھا تو ہم مانیں گے ایسے بیہودہ سوالات بھی کسی نے کئے ہیں اور اگر ان کی درخواست پر ہم آسمان سے کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب اتار دیتے پھر یہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھو بھی لیتے تو بھی یہ منکر اپنی شرارت سے باز نہ آتے۔ بلکہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے اور کچھ نہیں۔ اور سنو کہتے ہیں اس نبی پر فرشتہ کیوں نہیں اترا؟ جو اس[1] کے ساتھ ہو کر لوگوں سے کہتا پھرے کہ یہ نبی ہے اس کو مان لو۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم نے یعنی خدا نے فرشتہ کو ان کے سامنے اتارا ہوتا تو فیصلہ ہی ہوا ہوتا کیونکہ بعد دیکھنے فرشتہ کے بھی یہ لوگ تکذیب پر اڑے رہتے پھر ان پر فوراً تباہی آتی اور ذرہ بھر ان کو ڈھیل نہ ملتی اور اگر ہم رسول کا عہدہ فرشتہ کو بھی دیتے اور اس فرشتے کو بھی آدمی کی شکل میں بھیجتے پھر اس وقت بھی ان کو وہی شبہات ہوتے جو اب ہو رہے ہیں ان باتوں سے تو گھبرا نہیں یہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں تجھ سے پہلے بھی کئی رسولوں سے ٹھٹھے مخول ہوئے پھر جن لوگوں نے ان پیغمبروں سے ٹھٹھے مخول کئے تھے ان ہی کو عذاب نے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے آگھیرا

---

[1] ”فیکون معہ نذیرا“ کی طرف اشارہ ہے

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

تو کہہ زمین میں پھرو پھر دیکھو کہ مکذبوں کا انجام کیا ہوا

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

تو کہہ آسمان و زمین کی چیزیں کس کی ہیں؟ تو کہہ کہ اللہ ہی کی ہیں اس نے اپنی ذات (پاک) پر لازم کر رکھا ہے کہ مخلوق پر

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ

مہربانی کرے گا وہ قیامت کے دن جو بلا ریب آنے والا ہے تم کو جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے آپ کو ٹوٹے میں ڈال

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔ سب چیزیں جو رات اور دن میں بستی ہیں اسی کی ہیں وہ سنتا اور جانتا ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ

تو کہہ کیا میں اللہ کے سوا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے کسی غیر کو اپنا متولی سمجھوں؟ حالانکہ وہی روزی دیتا ہے اور وہ کسی سے روزی نہیں پاتا

اور بری گت سے تباہ ہوئے اے محمد (ﷺ) تو ان سے کہہ اگر تم کو اس تاریخی واقع میں کچھ شک ہو تو زمین میں پھر و پس دیکھو کہ رسولوں کے مکذبوں کا انجام کیا ہوا اور کس طرح تباہ اور ذلیل ہوئے اس تاریخی واقعہ سے اگر نہ سمجھیں اور اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہیں اور اس طرف توجہ نہ کریں تو تو ان سے ایک عقلی دلیل جس کا سمجھنا کسی تاریخی واقع پر موقوف نہیں بتلانے کو کہہ کہ تم نے جو اتنے معبود بنا رکھے ہیں یہ تو بتلاؤ کہ آسمان و زمین کی چیزیں کس کی ہیں اور کس کی ان پر اصلی حکومت ہے چونکہ اس کے جواب میں یہ لوگ تیرے ساتھ متفق ہیں مگر ظاہری شرم سے منہ پر نہیں لاتے تو تو خود ہی کہہ کہ تم بھی مانتے ہو کہ اللہ ہی کی ہیں پھر یہ معبود تمہارے کہاں سے آئے ہیں؟ اور کس مرض کی دوا ہیں؟ سنو اب بھی باز آجاؤ یہ نہ سمجھو کہ خدا تمہاری پہلی بدکاریوں سے اس قدر رنجیدہ ہے کہ اب وہ راضی ہی نہ ہو گا نہیں اس نے محض اپنی مہربانی سے اپنی ذات پاک پر لازم کر رکھا ہے کہ وہ مخلوق پر مہربانی کرے گا جو اس کی طرف ذرا سی بھی حرکت کرتے ہیں فورا ان کو لے لیتا ہے اور اگر تم اُس کی نعمت کے اس وقت مستحق نہ بنو گے اور شرک و کفر و بت پرستی و بداخلاقی نہ چھوڑو گے تو تمہاری بری گت ہو گی کیوں کہ وہ قیامت کے دن میں جو بلا ریب آنے والا ہے تم سب کو ضرور یکجا جمع کرے گا اور ہر ایک کو موافق اس کے اعمال کے بدلہ دے گا یہ سمجھ رکھو کہ جن لوگوں نے اپنے آپ کو ٹوٹے میں ڈال رکھا ہے اور جن کا انجام بجز خسران کے اور کچھ نہیں وہی اس توحید اور نبوت پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ جس خدا کی طرف ان کو بلایا جاتا ہے وہ ایسا مالک الملک ہے کہ سب چیزیں جو رات کے اندھیرے میں اور دن کی روشنی میں بستی ہیں اسی کی ہیں سب پر حکومت حقیقی اس کی ہے وہ سب کی سنتا اور جانتا ہے اے محمد تو ان سے کہہ کہ کیا میں اللہ کے سوا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے کسی کو اپنا متولی اور نفع رساں سمجھوں حالانکہ وہی سب کو روزی دیتا ہے

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

تم کہو مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار بنوں اور خبردار مشرکوں سے نہ

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ مَنْ یُّصْرَفْ

تم کہو بے فرمانی کی صورت میں میں بھی تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس دن جس سے

عَنْهُ یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

وہ (عذاب) ٹل گیا خدا نے اس پر بڑا ہی رحم کیا اور یہی صریح کامیابی ہے۔ اور اگر خدا تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ

تو کوئی اس کا دور کرنے والا سوا اس کے نہیں اور اگر وہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچائی چاہے تو وہ ہر کام پر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝

قدرت رکھتا ہے۔ وہ تو اپنے (سب) بندوں پر غالب ہے اور وہی بڑی حکمت والا باخبر ہے

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ﳜ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫

تو کہہ کہ بڑی معتبر گواہی کس کی ہے تو بتاؤ اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

اور یہ قرآن میری طرف اس سے الہام ہوا ہے

اور سب کی غذا مہیا کرتا ہے اور وہ کسی سے روزی نہیں پاتا۔ نہ وہ روزی کا محتاج ہے اے رسول تو کہہ میرا یہ دعوی نہیں کہ میں خدائی میں حصہ دار ہوں بلکہ مجھے بھی یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار بنوں اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے خبردار مشرکوں میں سے نہ ہو جائیو۔ تو کہہ اب بتاؤ میں کیا کروں؟ تمہارا ساتھ میں کیوں کر دوں؟ نافرمانی کی صورت میں میں بھی تو بڑے دن یعنی قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس دن جس سے وہ عذاب ٹل گیا پس سمجھو کہ خدا نے اس پر بڑا ہی رحم کیا اور یہی ڈبل پاس اور صریح کامیابی ہے اور مجھے خدا نے یہ بھی مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اگر تو اس رحم سے حصہ لینا چاہتا ہے تو سب سے اول دل سے اس بات کا یقین رکھ کہ اگر خدا تجھ کو کوئی تکلیف مالی یا جسمانی پہنچائے تو کوئی اس تکلیف کا دور کرنے والا سوائے اس کے نہیں اور اگر وہ تجھ کو کچھ فائدہ اور بھلائی پہنچائے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے بھلا اسے کون روکے وہ تو اپنے سب بندوں پر غالب ہے مجال نہیں کہ کوئی اس کے قہری[1] حکم کے آگے چوں بھی کرے اور وہی بڑی حکمت والا سب سے باخبر ہے اے رسول تو ان سے کہہ اگر تم مجھ سے اس دعوی کی شہادت پوچھو تو پہلے یہ بتلاؤ کہ بڑی معتبر گواہی کس کی ہے تو آپ ہی ان کو بتا کہ اللہ ہی کی گواہی سب سے بڑی معتبر ہے پس اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔

---

[1] خدا کے احکام دو قسم کے ہیں ایک قہری دوئم اختیاری۔ قہری وہ حکم ہیں جن کی تعمیل کرنے میں بندوں کے اختیار کو دخل نہیں ہے جیسے مرض و موت وغیرہ جس طرح ان کاموں کی تعمیل حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول نے کی تھی اسی طرح فرعون جیسے سرکش نے بھی کی دوسری قسم کے احکام میں بندوں کو اختیار دیا ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ کام کی تعمیل بعض کرتے ہیں بعض نہیں کرتے نتیجہ بھی مختلف ہے۔

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ

تا کہ میں تم کو اور جسے یہ پہنچے اسکے ذریعے عذاب سے ڈراؤں تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟

قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو کہہ میں تو گواہی نہیں دیتا تو کہہ معبود صرف ایک اللہ ہے اور یقینا میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ بھی اس کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں جن

خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

لوگوں نے اپنا نقصان آپ کرنا ہے وہ نہیں مانیں گے۔ جو خدا پر افترا لگائے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا

یا اس کے حکموں کی تکذیب کرے اس سے بڑھ کر بھی کون ظالم ہے ظالموں کو کامیابی نہیں ہو گی۔ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے

ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

پھر مشرکوں سے پوچھیں گے تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو تم سمجھا کرتے تھے

وہ ایسی گواہی دے گا کہ تھوڑے دنوں میں تم دیکھ لو گے کہ اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہے؟ اور یہ قرآن میری طرف اس لئے الہام ہوا ہے تا کہ میں تم کو اور جسے یہ قرآن پہنچے اس قرآن کے ذریعہ عذاب الٰہی سے جو بدکاروں پر آنے والا ہے ڈرا دوں کیا تم مشرکو مکہ کے رہنے والو دل سے اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں تو کہہ میں تو ایسے صریح البطلان دعوی پر گواہی نہیں دیتا تو کہہ بھلا کیوں کہ میں اس غلط دعوے پر گواہی دوں حالانکہ معبود صرف ایک ہی ہے اور یہ بھی ان سے کہہ کہ یقیناً میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں تو ہی انوکھا اس دعوے پر ہو کر نہیں آیا بلکہ تجھ سے پہلے کئی ایک رسول خدا کے احکام لے کر آئے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے آسمانی کتاب دی ہے یعنی یہود و نصاریٰ میں سے نیک لوگ وہ بھی اس سچی تعلیم کے پہنچانے والے سچے رسول کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ یعنی جس طرح ان کو اپنے بیٹوں کی پہچان میں غلطی اور شبہ نہیں ہوتا اسی طرح ان کو اس تعلیم کے حق سمجھنے میں شک و شبہ نہیں ہوتا لیکن جن لوگوں نے اپنا نقصان آپ کرنا ہے اور بڑے دن میں زیاں کار ہونا ہے وہ کسی طرح نہیں مانیں گے وہ یہی کہتے جائیں گے اور یہی راگ الاپتے رہیں گے کہ یہ خدا پر افترا کرتا ہے بہتان لگاتا ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ خدا پر افترا لگائے یا اس کے حکموں کی تکذیب کرے اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم ہے؟ علاوہ اس کے تیرے منہ سے جب یہ بھی ان کو پہنچتا ہے کہ ایسے ظالموں کو کامیابی نہیں ہو گی تو پھر کس منہ سے تجھے مفتری کہتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں ان کی یاوہ گوئی کی سزا کچھ تو ان کو اسی دنیا میں ہو گی اور کچھ اس دن ملے گی جس دن ہم ان سب کو اپنے حضور جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم خدائی میں ساجھی یا مختار سمجھا کرتے تھے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۳﴾

پھر ان کی طرف سے کچھ جواب نہ ہوگا مگر یہی کہ کہیں گے خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم تو مشرک نہ تھے

انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾

تو دیکھو کس طرح اپنے کیے سے انکاری ہوں گے اور جو کچھ افترا کر رہے ہیں سب ان کو بھول جائے گا۔

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ

بعض ان میں سے تیری طرف کان جھکاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر غفلت ڈال رکھی ہے اور ان کے

وَفِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِن يَرَوْا كُلَّ ءَايَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوكَ

کانوں میں بوجھ تا کہ نہ سمجھیں اور اگر ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو نہ مانیں گے جب تیرے پاس آتے ہیں

يُجَٰدِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ

تو تجھ سے جھگڑتے ہوئے کافر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلوں کے قصے ہیں اور

يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۖ وَإِن يُهْلِكُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾

لوگوں کو اس قرآن سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے ہیں اور اپنی تباہی کراتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا

اگر تو ان کو دیکھے جب آگ کے سامنے کئے جائیں گے اور کہیں گے کاش ہم پھیرے جائیں اور اپنے پروردگار کے حکموں کی

وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۷﴾

تکذیب نہ کریں اور ایماندار بنیں

پھر ان کی طرف سے کچھ جواب نہ ہوگا مگر یہی کہیں گے خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم تو مشرک نہ تھے جب تو دیکھو کس طرح اپنے کئے سے انکاری ہوں گے اور جو کچھ اس وقت یہ کہہ رہے اور افترا کر رہے ہیں سب ان کو بھول جائے گا مثل مشہور ہے "مغل دیکھ کر فارسی بھولتی ہے" بعض ان میں سے بدنیت قرآن سننے کو تیری طرف کان جھکاتے ہیں کہ کہیں کوئی موقع گرفت ملے تو ہنسی اڑائیں یہی وجہ ہے کہ ان کو سمجھ نہیں آتی اور ہم نے بھی ان کے دلوں پر سمجھنے سے غفلت ڈال رکھی ہے اور ان کے کانوں میں بوجھ تا کہ نہ سنیں اور نہ سمجھیں یہ ان کی بدنیتی کی سزا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اب اگر یہ ساری نشانیاں اور ہر قسم کے معجزات بھی دیکھ لیں تو نہ مانیں گے۔ ایسے ضدی ہیں کہ جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ سے جھگڑتے ہوئے اور کچھ جواب نہیں آتا تو کافر جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ اس قرآن میں رکھا کیا ہے؟ یہ تو محض پہلوں کے قصے کہانیاں ہیں اور لوگوں کو اس قرآن سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے ہیں اور دور ہٹتے ہیں اور اگر سمجھیں تو ان باتوں سے اپنی ہی تباہی کرتے ہیں اور کسی کا کیا نقصان ہے مگر سمجھتے نہیں۔ ان کی اس دنیا میں بھی بری گت ہوگی اور اگر تو ان کو اس وقت دیکھے جب قیامت میں آگ کے سامنے کئے جاویں گے اور کہیں گے کاش ہم دنیا میں ایک دفعہ پھیرے جائیں اور اپنے پروردگار کے حکموں کی تکذیب نہ کریں اور ایماندار بنیں یہ کہتے ہوئے تو ان کو دیکھے تو تو یہی سمجھے گا کہ دل سے کہتے ہیں واقعی اگر ان کو مہلت ملے تو صالح بن جائیں

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا

بلکہ جو چھپاتے تھے ان کو سامنے دکھائی دے گا اور اگر واپس بھیج دیے جائیں تو پھر بھی

عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ

وہی کام کریں گے جن سے انکو روکا گیا ہے اور بے شک وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور کہتے ہیں حیاتی بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور نہ ہی ہم نے

بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

اٹھنا ہے۔ اگر تو ان کو دیکھے جب اپنے رب کے دربار کھڑے کئے جائیں گے (اللہ تعالیٰ) کہے گا کیا یہ واقعی نہیں؟

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

بولیں گے ہاں واقعی ہے حکم ہوگا پس اپنے کفر کی شامت میں عذاب چکھو

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا

جو لوگ خدا کی حاضری نہیں مانتے وہ سخت نقصان میں ہیں حتی کہ جب ناگاہ ان پر قیامت کی گھڑی آئے گی تو کہیں گے

يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا

افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی اور اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی کمر پر اٹھائے ہوں گے سنو جی برا

سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ

ہی بوجھ اٹھائیں گے۔ دنیا کی زندگی سوائے کھیل اور کود کے کچھ بھی نہیں اور پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت کا

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

گھر ہی بہتر ہے کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے

ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ کفر و شرک بے ایمانی دنیا میں چھپاتے تھے وہ اس کا بدلہ ان کو سامنے دکھائی دے گا یہ نہیں کہ واقعی نیک بختی کا قصد کر چکیں گے نہیں بلکہ جھوٹ بولیں گے اور اگر دنیا میں واپس بھیج دیئے جائیں تو پھر بھی ممانعت کے کام ہی کریں گے ہرگز درست نہ ہوں گے اور یہ جو اس وقت اظہار اطاعت کرتے ہوں گے محض دروغ گوئی جھوٹ بولتے ہوں گے اور اس دنیا میں تو کھلم کھلا کہتے ہیں حیاتی بس یہی دنیا کی زندگی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں مرے سو گئے نہ ہم کو کچھ بدلہ ہے اور نہ ہی ہم نے دوسری زندگی کے لئے اٹھنا ہے اگر تو اے رسول ان کو اس وقت دیکھے جب یہ اپنے رب کے دربار میں کھڑے کئے جائیں گے وہ ان سے بطور سوال کہے گا کیا یہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو واقعی نہیں؟ بولیں گے خدا کی قسم ہاں واقعی ہے حکم ہو گا کہ پس اپنے کفر کی شامت میں عذاب اٹھاؤ اور مزے سے اس کا ذائقہ چکھو اس لئے ہم کہیں کہ جو لوگ خدا کی جناب میں حاضری نہیں مانتے وہ سخت نقصان میں ہیں ان کو معلوم ہو گا کہ ہم کس غلطی میں تھے؟ دنیا میں تو اسی طرح مزے کریں گے حتی کہ جب ناگاہ ان پر قیامت کی گھڑی آئے گی تو اس وقت کہیں گے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس قیامت کے بارے میں ہم سے ہوئی اور یہ کہتے ہوئے اپنے گناہوں کا بوجھ کمر پر اٹھائے ہوں گے۔ وہ بوجھ کوئی معمولی چیز کا نہیں ہو گا سنو جی اور سچ سمجھو کہ براہی بوجھ اٹھائیں گے جس سے انکی خلاصی کسی طرح نہ ہو گی دنیا میں پھنس کر یہاں تک انکی نوبت پہنچی حالانکہ دنیا کی زندگی کا حاصل سوائے کھیل اور کود کے کچھ بھی نہیں اور پرہیزگاروں کیلئے تو آخرت کا گھر ہی ہر حال میں بہتر ہے کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ
ہم جانتے ہیں کہ ان کی بے ہودہ گوئی سے تجھے رنج ہوتا ہے یہ تیری تکذیب نہیں کرتے بلکہ

الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ
ظالم اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں۔ تجھ سے پہلے بھی کئی ایک رسولوں کی تکذیب

قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ
ہوئی پھر انہوں نے باوجود تکذیب اور ایذا کے صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچی خدا کے

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ
حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تیرے پاس پیغمبروں کے حال پہنچ چکے ہیں۔ اور اگر[1] ان کا

كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ
اعراض تجھ پر گراں ہو رہا ہے تو تجھ میں اگر طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى
یا آسمان پر کوئی سیڑھی لگا کر کوئی نشانی ان کو لادے تو لے آ اور خدا چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾
پس تو نادانوں سے ہرگز نہ ہو

اور دنیا کی غفلت نہیں چھوڑتے بجائے اطاعت اور فرماں برداری کے الٹے تمسخر اڑاتے اور گستاخی کرتے ہو۔ اے رسول تو ان کی اس حرکت سے آزردہ خاطر نہ ہو ہم جانتے ہیں کہ ان کی بے ہودہ گوئی سے تجھے رنج ہوتا ہے پس تو اس رنج کو دور کر اور دل سے مطمئن رہ کیونکہ یہ تیری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں پس وہ خود ہی ان سے سمجھ لے گا تجھ سے پہلے بھی کئی ایک رسولوں کی تکذیب ہوئی پھر انہوں نے باوجود تکذیب اور ایذا کے صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچی اور وہ کامیاب ہوئے اور تو جانتا ہے کہ خدا کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تیرے پاس پیغمبروں کے حالات پہنچ چکے ہیں پھر گھبرانے سے کیا مطلب؟ اور اگر اتنے سے بھی تیری تسلی نہیں ہوتی اور ان کا اعراض اور سرکشی تجھ پر گراں اور مشکل ہو رہا ہے تو اگر تجھ میں طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشان ان کو لادے تو بے شک لے آ جب تو یہ نہیں کر سکتا تو خاموش رہ اور یہ یاد رکھ کہ خدا چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر وہ حکیم ہے اور اس کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں وہ کسی کو افعال اختیاریہ میں جبر نہیں کیا کرتا ورنہ اس کا اجر ہی کیسے ملے پس تو نادانوں سے ہرگز نہ ہو۔

شان نزول

[1] (ان کان کبر علیک) مشرکین عرب نے تو نبوت کو ایک مداری کا تھیلا سمجھا ہوا تھا ہر روز نئے معجزہ کی درخواست کرتے آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک پر یہ خواہش ہوتی کہ ان کی ہر ایک مراد پوری ہو مگر خدائی گورنمنٹ میں تو کسی کا زور نہیں وہ ہر ایک کام کی مصلحت سمجھتا ہے اس لئے آپ کی تسکین خاطر کو یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسی گھبراہٹ مناسب نہیں جہلا کی ہر ایک بات پر کان لگانا اچھا نہیں۔ معالم بہ تفصیل

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ

جو لوگ سنتے ہیں وہی قبول کرتے ہیں اور جو مردے ہیں خدا ان کو زندہ کرے گا۔ پھر

اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ

اس کی طرف پھیرے جائیں گے- کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے اس پر کوئی نشان کیوں نہیں اترتا؟ تو کہہ

اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

خدا نشان اتارنے پر قادر ہے۔ لیکن بہت سے ان میں نادان ہیں

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

زمین میں جتنے جانور اور دو بازوؤں سے اڑنے والے پرندے ہیں سب تمہاری طرح مخلوق ہیں

مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

ہماری نوشت سے کوئی باہر نہیں پھر سب نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ

جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا ہے وہ بہرے اور گونگے ہو کر اندھیروں میں پڑے ہیں

تکلیفوں پر بے صبری کرنا ایک قسم کی ناراضگی ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ حق کی تلاش میں دل سے متوجہ ہو کر سنتے ہیں وہی قبول کرتے ہیں اور جو کفر اور شرک اور پابندی قومی سے مردے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا- قیامت کے روز خدا ان کو زندہ کرے گا- پھر میدان محشر میں اس کی طرف جزا سزا لینے کو پھیرے جائیں گے اور ان کی بد دیانتی سنو کہ آئے دن کہتے ہیں اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے ہماری خواہش کے مطابق جیسا ہم کہیں کوئی نشان کیوں نہیں اترتا؟ اے محمد ﷺ تو ان سے کہہ بات اصل تو یہ ہے کہ نشان اور معجزات سب کے سب خدا کے قبضہ میں ہیں کسی نبی اور پیغمبر کا ان میں کوئی اجارہ اور زور نہیں بے شک خدا نشان اتارنے پر قادر ہے وہ جیسے پہلے تم کو نشان دکھاتا رہا اب بھی دکھائے گا لیکن بہت ان میں نادان ہیں جانتے نہیں کہ نشان نمائی کے لیے بھی موقع ہوتے ہیں جن کو وہی خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے یہ کوئی مداری کا تھیلا نہیں کہ ایک جاہل نے چاہا مجھے شق القمر دکھاؤ اسے بھی دکھائیں دوسرے نادان نے کہا مجھے کچھ اور دکھاؤ تیسرے نے کوئی اور ہی فرمائش ڈال دی خدا اس کی مصلحت اور حکمت کو خوب جانتا ہے- اتنی بڑی اس کی مخلوق ہے وہ ہر ایک کے حال سے واقف اور مطلع ہے جس قدر زمین جتنے جانور اور دو بازوؤں سے اڑنے والے پرندے ہیں سب تمہاری طرح مخلوق ہیں جن کی انواع کا حساب بھی انسان کی طاقت سے باہر ہے مگر ہماری نوشت سے کوئی چیز باہر نہیں یعنی ہم سب کو جانتے ہیں اور ایک ایک کو رزق اور اس کا محتاج الیہ پہنچاتے ہیں پھر سب نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے پس جن لوگوں نے اعمال حسنہ کئے ہوں گے وہ تو عیش و آرام میں ہوں گے اور جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا ہوگا وہ کانوں سے بہرے اور زبان میں گونگے ہو کر جیسے دنیا میں اندھیرے میں پڑے ہیں

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾
خدا جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے راہ راست پر لگا دے

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ
تو پوچھ کہ بتلاؤ تو اگر عذاب الٰہی تم پر آجائے یا قیامت تم پر قائم ہو جائے تو کیا تم غیر اللہ

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ
کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو۔ بلکہ خاص اسی کو پکارو گے اور جن کو

مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ
تم شریک سمجھتے ہو بھول جاؤ گے پھر اگر وہ چاہے گا تو اپنی مہربانی سے تمہاری تکلیف جس کے لئے تم اسے پکارتے تھے تم سے دور کر دے گا

اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾
اور تجھ سے پہلے ہم نے کئی قوموں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ ہمارے سامنے عاجزی کریں

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ
پھر جب ان پر ہمارا عذاب پہنچا تو کیوں نہ گڑ گڑائے لیکن ان کے دل سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے ان کے کام

الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
ان کی نظروں میں مزین کر دیے تھے

آخرت میں بھی مبتلائے عذاب رہیں گے خدا کی دی ہوئی زبان اور دل سے انہوں نے کام نہ لیا اسی کی ان کو خدا کے ہاں سے یہ سزا ملی کیونکہ خدا جس کو چاہے گمراہ کرے اور دائمی ضلالت میں رکھے اور جس کو چاہے راہ راست پر لائے لیکن یہ اس کا چاہنا بلاوجہ اور بغیر حکمت کے نہیں ہوتا جس طرح بعض جسمانی امراض میں بدپرہیز آدمی ہلاکت کو پہنچ جاتے ہیں اسی طرح روحانی بداخلاقی میں بھی بے باک آدمی دائمی ہلاکت کے مستوجب ہوتے ہیں یہ ان کو خدا سے ہٹ رہنے کی سزا ملی ہے پس تو اے رسول پوچھ کہ بتلاؤ تو تم جو خدا سے اتنے ہٹ رہے ہو اور غیروں کو اپنی مشکلات میں پکارتے ہو اگر عذاب الٰہی تم پر آجائے یا قیامت تم پر قائم ہو جائے تو کیا اس وقت بھی تم اللہ سے غیر معبودوں کو پکارو گے - اگر سچے ہو. تو غیروں کو ہی پکارو مگر نہیں تم ایسا نہ کرو گے بلکہ خاص اسی ایک سچے معبود کو پکارو گے اور اس کے سوا جن کو تم شریک سمجھتے ہو سب کو بھول جاؤ گے پھر اگر وہ چاہے گا تو اپنی مہربانی سے تمہاری تکلیف جس کے لیے تم اسے پکارتے تھے تم سے دور کر دے گا نہ چاہے گا تو کوئی دور نہیں کر سکتا پھر بتلاؤ کہ جب تکلیف کے وقت اسی کے بنتے ہو تو آسائش کے وقت کیوں اس سے ہٹ کر غیروں سے توقع کرتے ہو مکہ والوں کو تو ابھی تک صرف زبانی ہی زبانی ہدایت سنائی جاتی ہے تجھ سے پہلے ہم نے کئی قوموں کی طرف رسول بھیجے پھر ان کی شرارت اور عداوت پر ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا کسی پر قحط کی بلا بھیجی کسی پر وباء طاعون وغیرہ مسلط کی تاکہ وہ ہمارے سامنے عاجزی کریں اور گڑ گڑائیں - پھر جب ان پر ہمارا عذاب پہنچا تو کیوں نہ گڑ گڑائے کہ ان کی تکلیف دفع ہو جاتی اور آسانی ہوتی لیکن بجائے عاجزی کرنے کے الٹے گستاخیاں کرنے لگے کیونکہ ان کے دل سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے ان کے کام ان کی نظروں میں مزین اور آراستہ سجے سجائے کر دیئے تھے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا

پھر جب وہ تمام نصیحت کی باتیں بھول گئے تو ہم نے ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ

بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے ناگہاں انکو پکڑ لیا پھر وہ بے امید ہوگئے۔ پس ظالموں کی جڑ کٹ گئی

ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ

اور سب تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہی ہے۔ تو پوچھ کہ بتلاؤ اگر خدا تمہاری

سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ

قوت سامعہ اور بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے خدا کے سوا کون معبود ہے؟ جو تم کو یہ لادے؟

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ

غور تو کرو ہم کس طرح کے دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ منہ پھیرے چلے جاتے ہیں۔ تو پوچھ بتلاؤ اگر اللہ کا

عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

عذاب بے خبری یا باخبری میں تم پر آجائے تو کیا بے فرمانوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟

نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

ہم تو پیغمبروں کو ہمیشہ سے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہی بھیجا کرتے ہیں؟

پھر اس کے بعد جب وہ تمام نصیحت کی باتیں بھول گئے تو ہم نے ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے خوب عیش و آرام ان کو دیئے یہاں تک کہ جب وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر مستی کرنے اور اترانے لگے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا ایسا پکڑا کہ پھر وہ اپنی عافیت اور آسائش سے بالکل مایوس اور بے امید ہوگئے۔ بس ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور مظلوموں اور نیک دل لوگوں کے منہ سے اس وقت یہ پکار نکلی کہ سب تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہی ہے اور کوئی نہیں وہی تمام دنیا کا مالک پروردگار ہے ہر ایک چیز اسی کے قبضہ میں ہے اے رسول تو ان سے پوچھ کہ بتلاؤ تم جو خدا سے ایسے ہٹے جاتے ہو اور غیر معبودوں سے امید و بیم رکھتے ہو اگر خدا تمہاری قوت سامعہ اور بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر کے سخت کردے جو تم کسی طرح ان سے نیک کاموں میں مدد نہ لے سکو تو خدا کے سوا کون معبود ہے جو تم کو یہ اسباب لادے جب کوئی نہیں تو پھر کیوں اس کی ناشکری کرتے ہو؟ غور تو کرو ہم کس طرح کے دلائل بیان کریں پھر بھی یہ بہکے ہوئے منہ پھیرے چلے جائیں تو ایک اور بات ان سے پوچھ۔ کہ بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب بے خبری یا باخبری میں تم پر آجائے تو کیا بے فرمانوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ کوئی نہیں تو پھر بے فرمانی کیوں نہیں چھوڑتے ہو یہ گناہوں پر ناراضگی اور نیکیوں پر خوشنودی آج ہی سے تو شروع نہیں ہوئی ہم تو پیغمبروں کو ہمیشہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہی بھیجا کرتے ہیں

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

پھر جو لوگ ایمان لاتے اور صلاحیت اختیار کرتے ہیں ان پر نہ تو کچھ خوف ہوتا اور نہ وہ غمگین ہوتے۔ اور جو

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ

ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ان کی بدکاری کی شامت میں انہیں کو عذاب پہنچے گا۔ تو کہہ

لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ

کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ ہی میں

اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ

تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں خدا کے الہام کے سوا جو میری طرف آتا ہے میں کسی کا تابع نہیں ہوں تو کہہ کیا اندھا اور سوانکھا

الْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ؑ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ

ایک سے ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے۔ اور جنہیں خدا کے پاس جمع ہونے کا خوف

يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ

دامن گیر ہو جس میں نہ تو کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اس کے ذریعہ ڈرا دے

يَتَّقُوْنَ ۝

تاکہ وہ متقی بن جاویں

جو نیکیوں پر خدا کی خوشنودی اور گناہوں پر ناراضگی بتلاتے تھے پھر جو لوگ ایمان لاتے اور ان کا کہا مان کر صلاحیت اختیار کرتے ان پر نہ تو کچھ خوف ہوتا اور نہ وہ غمگین ہوتے اور جو ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ان کی بدکاری کی شامت میں انہیں کو عذاب پہنچتا مگر ہاں یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ایسے عذاب کا بھیجنا یا آئندہ کسی خبر کا دینا خدا کے اختیار میں ہے جب تک خدا نہ بتلاوے کوئی نہیں بتلا سکتا پس اے رسول جو لوگ تجھ سے اس قسم کی باتیں جو خدا نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھی ہیں پوچھیں تو ان سے کہہ کہ میں تم سے جب یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں کہ بے کھائے پئے زندگی بسر کروں تو پھر اس قسم کے سوال مجھ سے کیوں کرو؟ میں تو ایک آدمی کی مثل تمہارے بنی آدم میں سے ہوں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ خدا کے الہام کے سوا جو میری طرف آتا ہے میں کسی چیز کا تابع نہیں ہوتا پس یہی وہ بصارت ہے جو خدا کی طرف سے مجھے ملی ہے تو کہہ کیا اندھا اور سوانکھا ایک جیسے ہیں؟ ایک تو خدا کے نور سے روشنی پا کر چلتا ہے۔ ایک اپنی نفسانی خواہشوں کے اندھیرے میں ہے کیا دونوں برابر ہیں؟ تم اس میں فکر نہیں کرتے ہو اے محمد ﷺ تو اپنے مخالفوں سے سرسری بات کر اور اپنے تابعداروں کو جنہیں خدا کے پاس ایسے حال میں جمع ہونے کا خوف دامن گیر ہے جس میں نہ تو کوئی ان کا دوست اور متولی ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اس قرآن کے ذریعہ سے بدکاریوں سے اچھی طرح ڈرا دے تاکہ وہ سچے متقی بن جائیں

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
اور جو اپنے[ل] پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کو صبح و شام اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں
وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالیو ان کی جوابدہی تیرے پر نہیں اور تیری جوابدہی ان پر نہیں
مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا
پس تو ان کو نکالے گا تو تو خود ظالموں سے شمار ہو گا اسی طرح پہلے بھی ہم نے
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بعض کو بعض سے آزمایا تھا کہ (مغرور) کہیں کیا یہی ہیں جن پر ہم میں سے الگ خدا نے مہربانی کی ہے کیا خدا کو
بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۞
شکر گزار بندے بخوبی معلوم نہیں

مگر کسی موقع پر کبھی بھی دنیاداروں کی طرف مت جھکو اور جو اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کو صبح و شام اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں دنیاداروں کے خوش کرنے کو ان کو اپنے پاس سے مت نکال اگر دنیادار تجھے ان غریبوں سے یہ کہہ کر دل شکنی کریں کہ یہ غربا صرف اس لئے تیرے ساتھ ہوئے ہیں کہ ان کو صدقات خیرات سے کچھ مل جاتا ہے ورنہ دل سے تیرے ساتھ نہیں تو یاد رکھ خدا کے نزدیک ان کی جواب وہی تیرے پر نہیں اور تیری جواب دہی ان پر نہیں پس تو نکالے گا تو تو خدا کے نزدیک ظالموں سے شمار ہو گا ان دنیادار مغروروں کے کہنے کا کیا ہے اسی طرح پہلے بھی ہم نے غریبوں کو دینداروں اور مغروروں کو دولت دنیا دے کر بعض کو بعض سے آزمایا تھا کہ مغروروں کے منہ سے نکلے اور وہ یہ بات کہیں کہ کیا یہی رذیل لوگ ہیں جن پر ہم سے الگ خدا نے مہربانی کی ہے اور انہیں کو دیندار و ارثان جنت بنایا ہے سبحان اللہ یہ بھی کوئی قابل تسلیم بات ہے کہ دنیا میں تو ہم معزز اور مالدار ہوں اور آخرت میں یہ ذلیل عزت پائیں یہ نادان اپنی عقل کے ڈھکوسلوں سے کام لیتے ہیں کیا یہ اتنی موٹی بات بھی نہیں جانتے کہ دینداری اور آخرت کی وراثت تو تقویٰ اور اخلاص سے حاصل ہوتی ہے کیا خدا کو اپنے شکر گزار بندے بخوبی معلوم نہیں اور سن یہ تو ایک

شان نزول

[ل](ولا تطرد الذین) دنیادار متکبروں کی تو ہمیشہ سے یہی عادت ہے کہ غربا کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے ان ہی فرعونی دماغ والوں نے پیغمبر خدا ﷺ سے عرض کیا کہ ہم حضور کے پاس آئیں تو ہماری موجودگی میں ان غریب کنگالوں کو نہ بیٹھنے دیا کریں آپ کو بھی بایں نیت کہ یہ فرعونی دماغ اگر صحبت میں حاضر ہوا کریں گے تو آخر ان کی حالت بھی درست ہو جائے گی اس لئے چند روز کے لئے یہ حکم نافذ کرنے کا خیال آیا مگر چونکہ خدا کے بندوں کی قدر خدا خوب جانتا ہے امیری اور غریبی کو وہاں کوئی دخل نہیں۔الا من اتی الله بقلب سلیم مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس صحیح، سلیم دل لے کر آئے (شرک و گناہوں سے پرہیزی) ہی معزز ہیں اسلئے غیرت خداوندی کو جوش آیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ معالم بہ تفصیل منہ

اس مضمون کی آیات قرآن شریف میں بکثرت ہیں۔راقم کہتا ہے یہ فرعونی دماغ کے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں خصوصاً تہذیب (تخریب) کے زمانہ میں تو ان فرعونوں کی ایسی کثرت ہے کہ الامان

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ

اور جب ہمارے حکموں پر ایمان رکھنے والے تیرے پاس آویں تو تو ان کو السلام علیکم کہہ کہ تمہارے

عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ

پروردگار نے رحم کرنا اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے جو کوئی تم میں سے برا کام غلطی سے کر گزرے پھر اس کے پیچھے توبہ کرے

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

اور صالح بن جائے تو خدا ہی بخشنہار مہربان ہے اسی طرح ہم مفصل احکام بتلایا کرتے ہیں

وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

تاکہ لوگ سمجھیں اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے تو کہدے کہ اللہ کے سوا[ل] جن کو تم پکارتے ہو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا

ان کی عبادت سے مجھے منع ہے تو کہدے کہ میں تمہاری خواہشوں پر نہ چلوں گا ورنہ خود گمراہ ٹھہروں گا

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

اور ہدایت والوں سے نہ رہونگا

معمولی بات تھی کہ نیک دل غریبوں کو اپنے پاس سے مت نکال نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کی خاطر کر جب ہمارے حکموں پر ایمان رکھنے والے تعمیل ارشاد بجالانے والے تیرے پاس آئیں تو تو خود ابتداء میں ان کو السلام علیکم کہہ اور ان کو خوشخبری سنا کہ تمہارے پروردگار نے رحم اور عفو کرنا از خود اپنے پر لازم کرر کھا ہے مگر اس رحم سے حصہ لینے کا یہ طریق نہیں کہ سرکشی سے حکم عدولی کئے جاؤ اور رحم کی امید رکھو نہیں بلکہ یہ کہ جو کوئی تم میں سے برا کام غلطی سے کر گزرے پھر اس سے پیچھے توبہ کرے اور صالح بن جائے تو خدا کے رحم سے ضرور حصہ لے گا کیوں کہ خدا ان ہی لوگوں کے حق میں بخشنے والا مہربان ہے بس یہی طریق رحم سے حصہ لینے کا ہے اسی طرح ہم مفصل احکام بتلایا کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں اور سرکشی کرنے والے مجرموں کی راہ واضح ہو جائے مجرموں کی راہ بھی کئی قسم کی ہے گو ان سب کا مال اور اصول ایک ہے ایک تو یہی ہے کہ خدا کے حکموں سے سرکشی کریں جسکا بیان ہو چکا ہے دوئم یہ ہے کہ خدا جیسے تعلق اوروں سے بھی کریں اور غیر معبودوں سے جو درحقیقت اس قابل نہیں ان سے دعائیں مانگیں ان مکہ والوں میں یہی خرابی اثر کر رہی ہے پس تو اے رسول ان سے پکار کر کہہ دے کہ اللہ کے سوا جن مصنوعی معبودوں کو تم پکارتے ہو اور اڑے وقت جن سے تم دعائیں مانگتے ہو ان کی عبادت اور ان سے دعا کرنے سے مجھے خدا کی طرف سے منع ہے تو یہ بھی کہہ دے کہ خدا کے حکم چھوڑ کر میں تمہاری خواہشوں پر نہ چلوں گا ورنہ میں اوروں کو ہدایت کرتا کرتا خود گمراہ ٹھہروں گا اور ہدایت والوں سے نہ رہوں گا۔

شان نزول

[ل] (قل انی نہیت) مشرکین تو ہر طرح سے مخالفت کرنا اپنا فرض جانتے تھے کبھی تکلیف سے تو کبھی تخفیف سے آنحضرت ﷺ کو باتیں سمجھاتے بھتر ہے کہ آپ ہمارے معبودوں کی عبادت اگر نہیں کرتے تو ایک دفعہ ان پر ہاتھ لگا دیجئے پھر ہم آپ کے خدا کی عبادت کیا کریں گے چونکہ یہ ایک بے ہودہ طریق تھا اسلئے اس بارہ میں کئی دفعہ آیات نازل ہوئیں یہ آیت بھی انہی میں سے ہے۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ
تو کہدے میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور تم اس سے منکر ہو چکے ہو تم جس کی جلدی چاہتے ہو وہ میرے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ
پاس نہیں اللہ کے سوا کسی کا اختیار نہیں وہی حق حق بیان کرتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے- تو کہہ تمہارا جلدی چاہا

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾
ہوا عذاب اگر میرے بس میں ہوتا تو میرا تمہارا مدت کا فیصلہ ہوگیا ہوتا خدا ہی ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا
اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو وہی جانتا ہے جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے وہ

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا
سب کو جانتا ہے اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے اس کو بھی جانتا ہے کوئی دانہ خشک ہو یا تر زمین کے اندھیروں میں بھی ہو وہ

یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا
بھی اس کے روشن علم میں ہے وہی ہے جو تم کو رات میں سلاتا ہے اور تمہارے

جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ
دن کے کاموں سے مطلع ہے پھر تم کو اٹھاتا ہے تاکہ تمہاری اجل مقررہ پوری ہو پھر تم نے اسی کی طرف جانا ہے

تو یہ بھی کہہ دے کہ بھلا میں تمہاری خواہشوں پر کیوں کر چلوں؟ حالانکہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل اور واضح دین پر ہوں اور تم اس سے منکر ہو چکے ہو اور الٹے مجھ سے بگڑ کر عذاب کے خواستگار ہوتے ہو میں تو ایک بندہ ہوں تم جس عذاب کی جلدی چاہتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے کیونکہ جب کہ اللہ کے سوا کسی کا اختیار ہی نہیں وہی حق حق بیان کرتا ہے اور مناسب وقت اظہار نشان بھی کر دیتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے- تو کہہ بھلا تمہارا جلدی چاہا ہوا عذاب اگر میرے بس میں ہوتا تو میرا تمہارا مدت کا فیصلہ ہو گیا ہوتا کیونکہ میں بھی تمہاری طرح آخر آدمی ہوں بے خبری میں گھبرایا بھی کرتا ہوں خدا ہی ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو وہی جانتا ہے بلکہ جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے وہ سب کو جانتا ہے اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے خواہ کسی ملک میں ہو وہ اس کو بھی جانتا ہے کوئی چھوٹا سا دانہ تر ہو یا خشک زمین کے نیچے اندھیروں میں بھی ہو وہ بھی اس کے روشن علم میں ہے اور اس کا کمال قدرت دیکھنا سننا ہو تو سنو وہی ذات پاک ہے جو تم کو رات میں مثل موت کے سلا دیتا ہے اور تمہارے دن کے کاموں سے مطلع ہے- پھر نیند سے تم کو صبح سویرے اٹھاتا ہے تاکہ تمہاری اجل مقررہ جو دنیا کی زندگی کے لیے مقرر ہے پوری ہو پھر اسی طرح مرور زمانہ سے مدت گزار کر تم نے اسی خدا کی طرف جانا ہے

ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَ

پھر وہ تم کو تمہارے کاموں سے خبر دے گا وہ اپنے بندوں پر ضابط ہے

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے پس جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو ہمارے فرستادہ

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ

فرشتے اس کو فوت کرتے ہیں اور وہ کمی نہیں کرتے پھر اپنے حقیقی مولی کی طرف پھیرے جاتے ہیں سن رکھو اسی کا حکم ہے

وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ

وہی سب محاسبوں سے جلد حساب لینے والا ہے۔ دریافت کر کہ بتلاؤ تو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون تم کو

الْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ

خلاصی دیتا ہے کس کو گڑ گڑا کر پوشیدہ پوشیدہ پکارتے ہو اگر وہ ہم کو اس سے نجات دے تو ہم ضرور ہی اس کے

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ

شکر گزار بنے رہیں تو کہہ اللہ ہی تم کو اس مصیبت سے اور ہر ایک گھبراہٹ سے نجات دیتا ہے

أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

پھر بھی اس کا ساجھی بتاتے ہو

پھر وہ تم کو تمہارے کاموں سے خبر دے گا۔ وہ خدا جانتے ہو کون ہے؟ سنو وہ اپنے سب بندوں پر خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہوں کسی کی رعایا ہوں یا کسی ملک بلکہ دنیا بھر کے بادشاہ ہیبت ناک بھی کیوں نہ ہو وہ سب کو قابو میں رکھنے والا ضابط ہے مجال نہیں کہ کوئی اس کے حکم قہری سے ذرہ بھر بھی سر تابی کرنے وہ تم پر اپنے چوکیدار نگہبان فرشتے بھیجتا ہے پھر جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو ہمارے یعنی خدا کے فرشتے اس کو فوت کرتے ہیں اور وہ کسی طرح تعمیل احکام میں کمی نہیں کرتے پھر بعد مرنے کے اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیرے جاتے ہیں سن رکھو دل میں جگہ دے کر سنو کہ اسی کا اصل حکم ہے وہی سب محاسبوں سے جلدی حساب لینے والا ہے۔ اس کے حساب میں دیر ہی کیا ہے؟ دنیا کے نیک و بد افعال قیامت کو اٹھتے ہی ایک دم میں اپنا اثر نمایاں دکھا دیں گے ایسے کہ کسی کو مجال انکار نہ ہو گی چہروں کی رنگت اور حلیہ کی شناخت سے ہی نیک و بد آثار نظر آجائیں گے اے محمد ﷺ تو ان سے دریافت کر کہ تم نے جو خدا کے ساتھ ساجھی بنا رکھے ہیں ذرا بتلاؤ تو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے جب تمہاری کشتیاں چلتی چلتی بھنور میں پھنس جاتی ہیں اس وقت کون تم کو خلاصی دیتا ہے کس کو گڑ گڑا کر پوشیدہ پوشیدہ پکارا کرتے ہو اور یہ کہا کرتے ہو کہ اگر وہ ہم کو اس بلا سے نجات دے تو ہم ضرور ہی اس کے شکر گزار فرمانبردار بنے رہیں تو کہہ اس میں شک نہیں کہ اللہ ہی تم کو اس مصیبت سے اور اس کے سوا ہر ایک گھبراہٹ سے نجات دیتا ہے مگر پھر بھی اس کا ساجھی بتاتے ہو یہ کیا ایمانداری اور فرمانبرداری کی باتیں ہیں

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ

تو کہدے وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے یا نیچے سے

اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

بھیج دے یا تم کو مختلف فریق بناکر ایک کو دوسرے سے مزہ چکھادے تو دیکھ ہم کس طرح

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ

کے دلائل ان کو بتلاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں- اور تیری قوم نے اس کو جھٹلایا ہے حالانکہ یہ بالکل حق ہے تو

لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا

کہہ میں تم پر محافظ نہیں ہوں ہر ایک بات کا ایک وقت مقرر ہے اور تم خود ہی جان لوگے اور جب

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا

تو ہمارے حکموں سے مسخری کرنے والوں کو دیکھے تو جب تک وہ کوئی دوسری بات شروع نہ کریں

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى

ان سے ہٹ رہ اور اگر شیطان تجھ سے یہ حکم فراموش کرادے تو بعد یاد آنے کے

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو

تو کہہ دے کہ سن رکھو اگر تم باز نہ آئے تو وہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے مثل امساک باراں نیچے سے مثل وبا امراض بھیج دے یا اور کچھ نہیں تو تم کو مختلف فریق بنا کر ایک کو دوسرے سے مزہ چکھائے اور تمہاری باہمی ایسی سر پھٹول کرا دے کہ دیکھو پس تم اس سے ہر آن ڈرتے رہو اور بد اخلاقیوں سے کنارہ کش ہو جاؤ- تو دیکھ ہم کس طرح کے دلائل ان کو بتلاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں اور عقل کریں مگر یہ ایسے کہاں کہ غور کر کے نتیجہ پر پہنچیں پہلے تو تیری قوم قریش نے ہی اس قرآن کو جھٹلایا ہے حالانکہ یہ بالکل حق ہے مگر جہالت سے نہیں مانتے تو کہہ بہت خوب نہ مانو پڑے اپنا سر کھاؤ میرا کیا حرج ہے میں تم پر داروغہ اور محافظ تو نہیں ہوں کہ تمہاری تکذیب اور انکار سے مجھے باز پرس ہو بلکہ خود ہی اس انکار کا خمیازہ اٹھاؤ گے جو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا اگر جلدی چاہو تو یہ بھی میرے بس کی بات نہیں خدا کے نزدیک ہر ایک بات کا وقت مقرر ہے اور تم خود ہی جان لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ ان کے پاس اور تو کوئی وجہ اس تکذیب کی پائی نہیں جاتی ہاں ایک مسخراپن البتہ ضرور ہے سو اس مسخرے پن کا بجز اس کے کیا جواب ہو سکتا ہے؟ کہ جب تم ہمارے حکموں سے مسخری کرنے والوں کو دیکھو تو جب تک وہ دوسری بات شروع نہ کریں ان سے ہٹ رہ اور ان کے ساتھ نہ بیٹھ جس طرح کہ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا قول ہے کہ

آنکس بقرآن و خبر زو نرہی انیست جوابش کہ جوابش نہ دہی

ہاں البتہ اگر کوئی میدان مناظرہ ہو جس میں معقول آدمی سوال و جواب کریں تو مضائقہ نہیں کیوں کہ اس سے نتیجہ کی امید ہے لیکن ایسے مسخراپن کی مجلسوں میں تو ہرگز نہ بیٹھا کر اور اگر شیطان تجھ سے یہ حکم فراموش کرا دے تو جب یاد آئے بعد یاد آنے کے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو بلکہ طرح دے کر گزر جائیو اس میں گناہ نہیں ہے-

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ

جو پرہیزگار ہیں ان پر ان کی جوابدہی نہیں ہے ہاں ان کو نصیحت کردیں شاید وہ

يَتَّقُونَ ۝ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

بچ جائیں اور جن لوگوں نے اپنا مذہب ہنسی اور مخول سمجھ رکھا ہے اور دنیا کی زندگی سے فریب کھائے

وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا

ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دے اور اس کے ساتھ تو نصیحت کر مبادا کوئی نفس بد اعمالی کی سزا میں ہلاک ہو اور اس کا خدا سے ورے نہ تو کوئی

شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا

حمایتی ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور تمام قسم کے معاوضات اگر دینا چاہے گا تو بھی اس سے نہ لیے جائیں گے یہ لوگ جو اپنی بدکرتوت کی وجہ سے

بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

تباہ ہوگئے انہی کو گرم پانی ملے گا اور ان کے کفر کی شامت سے دکھ کی مار ہوگی

قُلْ أَنَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ

تو کہہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پکاریں جو نہ ہم کو نفع دے سکیں اور نہ نقصان اور جب خدا نے ہم کو

إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ

ہدایت کی تو اب ہم الٹے پاؤں گمراہی کی طرف لوٹیں؟ جیسے کسی کو جنگل میں بھوت حیران کر دیں

کیونکہ جو پرہیزگار ہیں ان پر ان مسخروں کی کچھ جواب دہی نہیں ہے ہاں ایک بات ان کے ذمہ بھی ہے کہ ان کو نصیحت کردیں مگر اس نیت سے کہ شاید وہ بھی ایسی بداخلاقی سے بچ جائیں پس تو خدا پر بھروسہ کر اور جن لوگوں نے اپنا مذہب جس کے پابند کہلاتے ہیں محض ہنسی اور مخول سمجھ رکھا ہے اور دنیا کی زندگی سے فریب کھائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دے اور ان کی بے ہودہ گوئی سے پرواہ نہ کر اور اس قرآن کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کر مبادا کوئی نفس بے خبری میں اپنی بداعمالی کی سزا میں ہلاک ہو اور ایسی آفت میں اس کو خدا سے ورے نہ تو کوئی حمایتی ہوگا کہ خود بخود اس کو رہائی دے سکے اور نہ کوئی سفارشی جو سفارش کر کے چھڑا دے اور نہ ہی اس کو اجازت ہوگی کہ کچھ دے کر چھوٹ سکے بلکہ تمام قسم کے معاوضات اور بدلے جو دنیا میں روپیہ پیسہ سے یا مالی یا جانی ضمانت سے ممکن ہیں اگر دینا چاہے گا تو بھی اس سے نہ لئے جاویں گے یہ لوگ جو اپنی بدکرتوت کی وجہ سے تباہ ہوں گے انہی کو سخت کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو ملے گا اور ان کے کفر کی شامت سے دکھ کی مار ہوگی کیوں ہوگی؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کے سوا اوروں سے اپنی حاجات مانگیں اور غیروں کو جو درحقیقت کچھ بھی نفع یا نقصان نہ دے سکتے تھے محض جہالت سے پکارا پس یہی ان کی کرتوت تھی تجھے بھی اگر اپنے دین کی طرف بلائیں تو تو کہہ کیا ہم ایسے احمق ہیں؟ کہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پکاریں جو نہ ہم کو نفع دے سکیں اور نہ نقصان اور جب خدا نے ہم کو محض اپنی مہربانی سے راہ راست کی ہدایت کی تو اب ہم اس سے بعد خدا کا ساجھی بتانے سے الٹے پاؤں گمراہی کی طرف لوٹیں؟ جیسے کسی کو جنگل میں بھوت حیران کر دیں اور اس کے دوست اس کو بلائیں کہ سیدھی راہ پر آ مگر وہ شیطان کے قابو میں ایسا پھنسا ہو کہ اس کو خبر تک نہیں۔

لَهٗۤ اَصۡحٰبٌ يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى ائۡتِنَا ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰىؕ

اور اس کے دوست اس کو بلائیں کہ سیدھی راہ پر آ تو کہہ کہ ہدایت خداوندی ہی اصل ہدایت ہے

وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۷۱﴾ وَاَنۡ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوۡهُ ؕ وَهُوَ

اور ہم کو یہ حکم پہنچا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین ہی کے تابع ہوں- اور یہ کہ نماز پڑھتے رہو اور اسی سے ڈرتے رہو اور وہ

الَّذِىۡۤ اِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ؕ

خدا وہی ہے جس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے- وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے قانون سے پیدا کیا ہے

وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ؕ قَوۡلُهُ الۡحَـقُّ ؕ وَلَهُ الۡمُلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ ؕ

اور جس دم کسی چیز کو ہو کہتا ہے وہ فورا ہو جاتی ہے اس کا حکم بالکل ٹھیک ہے اور جس دن قیامت بپا ہوگی اسی کا اختیار ہوگا

عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ

وہی غائب اور حاضر کو برابر جانتا ہے اور وہی بڑا با حکمت باخبر ہے- اور جب ابراہیم نے اپنے باپ

اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَقَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۴﴾

آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں

کہ کیا ہو رہا ہے؟ تو کہہ اسی طرح خدا ہم کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور تم ہم کو گمراہی کی راہ بتلاتے ہو- پس خود ہی بتلاؤ کہ ہم کس راہ چلیں؟ مسلم بات تو یہ ہے کہ ہدایت خداوندی ہی اصل ہدایت ہوتی ہے اس کے برابر کسی کی راہ نمائی نہیں ہو سکتی- پس ہم تمہاری نہ سنیں گے اور ہم کو یہ حکم پہنچا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین کے ہی تابع ہوں تمہارے مصنوعی معبودوں کی پرواہ نہ کریں اور یہ بھی خدا نے ہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز پڑھتے رہو اور اسی اکیلے خدا سے ڈرتے رہو اور یہ خوب دل میں یقین رکھو کہ وہ خدا وہی ہے جس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے- وہی ذات پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے قانون اور پختہ ضابطہ سے پیدا کیا ایسے کہ کسی کو ان کی تبدیلی کی طاقت نہیں اور جس دم کسی چیز کو "ہو" کہتا ہے وہ فوراً ہو جاتی ہے اس کی بات بتلائی ہوئی اور اس کا حکم صادر کیا ہوا بالکل ٹھیک اور حق ہے اور اس دنیا کے علاوہ جس دن قیامت بپا ہوگی اسی کا اختیار ہوگا دنیاوی حکام کی طرح کوئی مجازی اختیار بھی نہ رکھتا ہوگا- وہی غائب اور حاضر کو برابر جانتا ہے اور وہی بڑا باحکمت باخبر ہے اسی کی طرف سب انبیاء اور اللہ والے لوگوں کو بلاتے گئے اور جب تمہارے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے جو مشرک تھا کہا تھا تو بتوں کو اپنے معبود بناتا ہے ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری قوم کو جو تیرے ساتھ اس فعل قبیح میں شریک ہیں صریح گمراہی اور بے ایمانی میں دیکھتا ہوں اس کہنے سے بھی ابراہیم کا یہی مطلب تھا کہ لوگ ہماری توحید کی طرف جھکیں اور شرک اور ہوا پرستی چھوڑ دیں جس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ خیال سمجھایا-

---

شان نزول

ك (اذ قال ابراہیم) مشرکین کو شرک سے روکنے کے لئے ان کے مسلمہ بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ نازل ہوا-

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی حکومت دکھاتے تھے کہ وہ

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

یقین رکھنے والا ہو جائے- پھر جب رات کا اندھیرا اس پر ہوا تو ایک ستارہ کو دیکھ کر بولا یہ میرا رب ہے

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

پھر جب وہ غروب ہوا تو کہنے لگا میں ان ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا- پھر جگمگاتا ہوا چاند دیکھ کر کہنے لگا یہ میرا

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾

رب ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگا اگر میرا پروردگار مجھے ہدایت نہ کرے گا تو میں گمراہ قوم سے میں ہو جاؤں گا

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ

پھر جب سورج کو چمکتا ہوا اس نے دیکھا تو کہنے لگا یہ میرا خدا ہے یہ تو بہت بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوا تو

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾

بولا اے میرے بھائیو میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں

اسی طرح اس سے پہلے بھی ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت دکھاتے تھے یعنی یہ سمجھاتے تھے کہ کل دنیا کیا آسمان کی چیزیں اور کیا زمین کی سب کی سب ایک زبردست طاقت کے نیچے کام کر رہی ہیں کوئی ان میں سے مستقل مؤثر نہیں اس لیے دکھاتے اور سمجھاتے تھے کہ وہ ان میں غور کرتا کرتا پورا کامل یقین رکھنے والا ہو جائے اور درجہ بدرجہ ترقی کرے کیا مولانا رومی کا قول تم نے نہیں سنا

ای برادر بے نہایت درگہیست ۔ ہرچہ بردے مے رسی بردے بالیست

چنانچہ اسی اصول سے ابراہیم ترقی کرتے گئے- تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس روز اس کی باپ سے گفتگو ہوئی تمام دن اسی خیال میں سوچتا رہا کہ دنیا کا مالک میں کسی کو سمجھوں؟ پھر جب رات کا اندھیرا اس پر ہوا تو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کو دیکھ کر بولا شاید یہ میرا رب ہے؟ مگر چونکہ متلاشی تھا اس لئے جب وہ غروب ہوا تو یہ سمجھ کر کہ طلوع و غروب ہونا ایک قسم کا انفعال ہے جو واجب تعالیٰ کے مناسب نہیں کہنے لگا میں ان ڈوبنے والوں کو خدائی کے لیے پسند نہیں کرتا- پھر تھوڑی دیر بعد جگمگاتا ہوا چاند دیکھ کر کہنے لگا شاید یہ میرا رب ہے؟ کیوں کہ ستارہ کی نسبت سے یہ بڑا ہے پھر جب وہ بھی قریب صبح کے کسی پہاڑ کی اوٹ میں غروب ہو گیا تو کہنے لگا میں تو سخت غلطی میں ہوں اگر میرا حقیقی پروردگار مجھے ہدایت نہ کرے گا تو میں بھی گمراہوں میں ہو جاؤں گا پھر اس سے پیچھے جب صبح ہوئی تو سورج کو بڑی آب و تاب سے چمکتا ہوا اس نے دیکھا تو کہنے لگا شاید یہ میرا رب ہے؟ کیونکہ یہ بہت بڑا ہے- پھر جب وہ بھی غروب ہوا تو بولا اے میرے بھائیو میری قوم کے لوگو میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے ہو بیزار ہوں اور جن چیزوں کی خدا کے سوا تم عبادت کرتے ہو ان کو چھوڑو

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا

میں نے یکطرفہ ہوکر اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیرا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور میں

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ

مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا اس نے کہا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ

مجھے ہدایت کی ہے اور میں تمہارے ساجھیوں سے نہیں ڈرتا لیکن جو میرا پروردگار چاہے میرے پروردگار کو ہر

شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ

چیز کا علم ہے کیا تم نصیحت نہیں پاتے۔ بھلا میں تمہارے ساجھیوں سے کیونکر ڈروں

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ

تم تو بے دلیل اللہ کا ساجھی بنانے سے نہیں ڈرتے پس وہ دونوں فریقوں

الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا

میں سے کون زیادہ امن کا مستحق ہے اگر تم کو علم ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو

اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

بے راہی سے بچاتے رہے انہی کو امن ہوگا اور وہی راہ راست پر ہیں

میں نے یک طرفہ ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیرا ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اب سے بالکل اسی کا ہو رہوں گا اور میں تم مشرکوں میں سے نہیں ہوں یہ سن کر اسی قوم کے لوگوں نے اس سے جاہلانہ گفتگو میں جھگڑا کرنا شروع کیا تاہم اس نے نہایت نرمی سے ان کو سمجھانے کو کہا۔ بھائیو تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے راہ راست کی ہدایت کی ہے اور تم جو مجھے اپنے مصنوعی معبودوں سے ڈراتے ہو میں تمہارے بنائے ہوئے ساجھیوں سے نہیں ڈرتا کہ مجھے تکلیف پہنچادیں گے لیکن جو میرا پروردگار چاہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔ اگر وہ کوئی تکلیف مجھے پہنچانی چاہے اور اس کی مصلحت ایسی ہی ہو تو بسر و چشم کیونکہ میرے پروردگار کو ہر چیز کا علم ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے کیا تم نصیحت نہیں پاتے ؟ کہ اتنی بات کو بھی سمجھو کہ دنیا کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو کسی سے متاثر اور منفعل نہ ہو بجائے ڈرنے کے الٹے ہی مجھے ڈراتے ہو بھلا میں تمہارے مصنوعی ساجھیوں سے کیوں کر ڈروں ؟ تم بے دلیل اللہ کا ساجھی بنانے سے نہیں ڈرتے پس تم خود ہی غور کرو کہ میں جو صرف اللہ ہی کی طرف ہو رہا ہوں اور تم جو اس کے ساجھی بھی بناتے ہو ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ امن کا مستحق ہے یہ بالکل صحیح بات ہے کہ غلط واقعات اور واہی خیالات ہمیشہ غلط ہی نتیجہ دیا کرتے ہیں اگر تم کو بھی کچھ علم ہے تو سمجھ لو کہ جو لوگ خدا کی توحید پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو بے راہی اور ظلم یعنی شرک سے بچاتے رہے ان ہی کو عافیت اور امن ہوگا اور وہی راہ راست پر ہیں۔ یہ ابراہیمی تقریر سنکر مشرک سخت شرمندہ ہوئے اور کچھ جواب نہ دے سکے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

یہ دلیل ہم (خدا) نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابل سمجھائی تھی ہم جس کو چاہیں بلند درجہ عنایت کریں

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ

تیرا پروردگار بڑی حکمت والا بڑا ہی علم والا ہے۔ اور ہم نے اس کو اسحق اور یعقوب بخشا ان سب کو ہم نے راہ راست

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَ

دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت کی تھی اور ابراہیم کی اولاد ہی سے داوٗد اور سلیمان اور ایوب اور

يُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا

یوسف اور موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو ہدایت کی تھی اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور

وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

یحیٰی ساور عیسیٰ اور الیاس (علیہم السلام) کو ہدایت کی یہ سب ہمارے نیک بندے تھے۔ اور اسماعیل اور یسع

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور یونس اور لوط (علیہم السلام) کو راہ دکھائی اور ان سب کو ہم نے کل جہان کے لوگوں پر برتری دی۔ اور ان کے بزرگوں اور فرزندوں

وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

اور برادری کے لوگوں میں سے بھی بعض کو ہدایت کی اور برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی

کیونکہ یہ دلیل ہم (خدا) نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابل سمجھائی تھی پھر بھلا کون مقابلہ کر سکتا ہم جس کو چاہیں بلند درجہ عنایت کریں ہر ایک کی قدر افزائی اس کے مناسب ہوتی ہے تیرا پروردگار بڑی حکمت والا بڑا ہی علم والا ہے ہر ایک کے حال سے بخوبی واقف اور آگاہ ہے کسی کے بتلانے کی اسے حاجت نہیں اور علاوہ اس غلبہ اور جیت کے ہم نے اس کو ایک لائق بیٹا اسحق اور ایک پوتا یعقوب جو اسرائیل کے نام سے مشہور ہے بخشا ان سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت کی تھی اور ابراہیم کی اولاد میں داوٗد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو ہدایت کی تھی یہ ہدایت اور رفع شان کچھ ان ہی سے خاص نہیں بلکہ اسی طرح ہم عام نیکو کاروں کو بھی بدلہ دیا کرتے ہیں ان کے بھی رفع درجات اور ترقی مدارج کیا کرتے ہیں ان کے علاوہ اور کئی ایک صلحا کو ہم نے ہدایت کی من جملہ ان کے زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام کو ہدایت کی یہ سب ہمارے نیک بندے تھے اور ان کے سوا ابو محمد اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط (علیہم السلام) کو راہ دکھائی اور ان سب کو ہم نے کل جہان کے لوگوں پر برتری دی اور ان کے بزرگوں اور فرزندوں اور برادری کے لوگوں میں سے بھی بعض کو ہدایت کی اور برتری دی اور برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ

یہ اللہ کی راہنمائی تھی اللہ اپنے بندوں سے جسے چاہے اس روش کی ہدایت کرتا ہے اور اگر یہ بھی خدا کا ساجھی بناتے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَ

تو ان کا بھی کیا کرایا سب اکارت جاتا۔ انہی کو ہم نے کتاب اور بادشاہی اور نبوت عطا کی

النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

تھی پس اگر یہ لوگ تیری نبوت سے منکر ہوں تو ہم نے اس کے لئے ایک قوم کو تعینات کیا ہے جو اس سے منکر نہ ہوں گے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت کی پس تو انہی کی ہدایت پر چل تو کہہ میں تم سے اس کے بدلے میں

اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ؑ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ

کوئی مزدوری تو نہیں مانگتا یہ قرآن سب جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔ اور خدا کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے

یہ روش جو ان لوگوں کی تھی جن کا ذکر ہوا ہے اللہ کی راہ نمائی سے تھی اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس روش کی ہدایت کر دیتا ہے یہ لوگ باوجود اس قدر رفع درجات کے یہ نہیں کہ خود مختار تھے بلکہ نہایت ہی عاجزی سے خدا کی خالص بندگی میں سر گرم ہیں اور اگر فرضاً یہ بھی خدا کا ساجھی بناتے تو ان کا بھی کیا کرایا سب اکارت ہو جاتا اور اس معاملہ میں ان کا بھی کچھ لحاظ نہ ہوتا مگر یہ ایسے نہ تھے بلکہ یہ اور لوگوں کو راہ راست بتاتے تھے کیونکہ ان ہی کو ہم نے کتاب اور سمجھ اور نبوت عطا کی تھی چنانچہ انہوں نے اس کو پہنچایا اور لوگ ان کی تعلیم اور صحبت سے بہرہ یاب بھی ہوئے گو کوئی ایک منکر بھی رہے مگر انجام تابعداروں کا ہی رہا پس یہ لوگ عرب کے باشندے بھی اگر تیری نبوت سے منکر ہوں تو کوئی حرج نہیں تیری تعلیم کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کیونکہ ہم نے اس کی خدمت گذاری کے لیے ایک ایسی مطیع اور فرماں بردار قوم[1] کو تعینات[2] کیا ہے جو اس کے حکم سے منکر نہ ہوں گے پس تو ان منکرین کی بکواس کی پرواہ نہ کر اور ان لوگوں کو دیکھ کر جنہیں اللہ نے ہدایت کی تھی جن میں سے بعض بلکہ عموماً تیرے نسبی بزرگ ہیں پس تو ان کی ہدایت اور طریق پر چل بالکل گھبراہٹ کو پاس بھی نہ آنے دے۔ اگر تجھے زیادہ بھی کچھ کہیں سنیں اور بے ہودہ گوئی سے پیش آئیں تو تو کہہ دے کہ میں تم سے اس تبلیغ کے بدلے کوئی مزدوری تو نہیں مانگتا جو مانگوں وہ تم ہی کو ہو میں تو تمہاری اس بربادی پر کبھی بولوں بھی نہیں مگر چونکہ یہ قرآن سب جہان والوں کی خالص ہدایت ہے اس لئے بطور ادائے امانت خداوندی کے کچھ کہنا سننا ہی پڑتا ہے لیکن تیرے مخالف تو کچھ ایسے بگڑے ہوئے ہیں کہ تیری ضد میں اپنے مسلمات کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور خدا کی شان کے مناسب قدر نہیں کرتے

شان نزول

(ما قدروا اللہ حق قدرہ) بعض یہودیوں نے جن کو دراصل اپنے مذہب سے کچھ بھی پرواہ نہ تھی صرف مخالفت کی وجہ سے پیغمبر خدا ﷺ سے مقابلہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ مقابلہ میں مطلقاً نزول کتب سے منکر ہو بیٹھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (معالم بتفصیل منہ)

[1] انصار مدینہ کی طرف اشارہ ہے۔

[2] تعینات آج کل کا محاورہ ہے۔

اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

کیونکہ یہ کہتے ہیں خدا نے کسی آدمی پر کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی تو پوچھ کہ جس کتاب کو

الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ

موسیٰ لائے تھے وہ کس نے اتاری تھی جو نور اور لوگوں کے لئے ہدایت تھی جس کو تم متفرق اوراق میں

تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ

لکھ رکھتے ہو کچھ تو ظاہر کرتے ہو اور بہت سا حصہ چھپا لیتے ہو حالانکہ وہ باتیں تم کو بتلائی گئی تھیں جو خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو بھی

قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

معلوم نہ ہوئی تھیں تو کہہ کہ اللہ ہی نے اتاری تھی پھر ان کو انکی بکواس میں چھوڑ دے ہنسی مخول میں کھیلتے ہیں۔ اور اس بابرکت کتاب کو جو

مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ

اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ تو مکہ اور اس کے اطراف والوں کو ڈراوے اور جو لوگ

یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝۹۲ وَ مَنْ

آخرت پر ایمان رکھتے ہوں گے وہ تو ضرور ہی اس کو مانیں گے اور نماز پر محافظت کرتے رہیں گے۔ اور

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

خدا پر جھوٹ کا افترا کرنے والے سے

کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں آفرینش سے خدا نے کسی آدمی پر کوئی کتاب نازل نہیں کی لطف یہ ہے کہ یہ بات کہنے والے خود اپنے آپ کو اہل کتاب کہلاتے ہیں پس تو ان سے پوچھ کہ جس کتاب کو حضرت موسیٰ لائے تھے وہ کس نے اتاری تھی؟ جو نور اور لوگوں کے لئے ہدایت تھی جس کو تم متفرق اوراق میں لکھ رکھتے ہو پھر کچھ تو ظاہر کرتے ہو اور بہت سا حصہ چھپاتے ہو حالانکہ تم کو وہ باتیں بتلائی گئی تھیں جو تمہارے باپ دادوں کو بھی معلوم نہ ہوئی تھیں جن کا تم کو شکر یہ چاہیے تھا اگر اس کا جواب نہ دیں تو تو خود ہی کہہ کہ اللہ ہی نے اتاری تھی یہ کہہ کر پھر ان کو ان کی بکواس میں چھوڑ دے۔ پڑے جھک ماریں دین سے تو ان کو مطلب نہیں صرف ہنسی مخول میں کھیلتے ہیں توریت کے بعد بھی کئی ایک کتابیں ہم نے بھیجی ہیں جو اپنے اپنے وقت پر مفید ہوئیں اور اس بابرکت کتاب قرآن شریف کو جو اپنے سے پہلے کتاب کی تصدیق کرتی ہے ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ مکہ والوں اور اس کی اطراف والوں کو برے کاموں کے نتیجہ سے ڈراوے ضروری بات ہے کہ بعض لوگ اس سے انکار کریں گے اور بعض مانیں گے مگر یہ یاد رکھ کہ جو لوگ آخرت اور دوسری زندگی پر ایمان رکھتے ہوں گے اور جن کے دل میں یہ نہ سمایا ہوگا کہ جو کچھ ہے یہی محسوس دنیا ہے اور بس وہ تو ضرور ہی اس قرآن کو مانیں گے اور اس کی ہدایت کے موافق نماز اور عبادت نہ صرف معمولی ادا کریں گے بلکہ اس پر محافظت کرتے رہیں گے داناؤں کے نزدیک یہ حیرانی کی بات ہے کہ کفار تیری تکذیب کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ تو تو خود اس بات کا زور سے اظہار کرتا ہے اور بڑے دعوے سے بلند آواز سے کہتا ہے کہ خدا پر جھوٹ کا افترا کرنے والے سے جو برے برے عقیدے خدا کی طرف نسبت کرے

اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا

یا جو کہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے حالانکہ اسے الہام کچھ بھی نہ ہوتا ہو یا جو کہے کہ میں بھی خدا کے اتارے ہوئے کلام جیسا

اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

کلام اتار سکتا ہوں ان سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا اگر تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھے جب یہ موت کی سختی میں ہوتے ہیں اور فرشتے

بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

لمبے ہاتھ کرکے کہتے ہیں ان قالبوں کو خالی کرو خدا کی نسبت جو تم جھوٹی باتیں کہا کرتے تھے اور اس کے

كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

حکموں سے تکبر کرتے تھے اس کی وجہ سے آج تم کو ذلت کی مار ہو گی۔ جیسا

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

ہم نے تم کو پہلے بے زر و مال پیدا کیا تھا ویسے ہی تم ہمارے پاس آئے ہو اور جو ہم نے تم کو دنیا کی نعمتیں عطا کی تھیں

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ

اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور نہ ہی تمہارے سفارشی نظر آتے ہیں جن کو تم اپنے حق میں ہمارا شریک سمجھے ہوئے

شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

تھے تمہارے تعلقات سب ٹوٹ گئے اور جو تم گمان کیا کرتے تھے تم کو سب بھول گئے

یا جو کہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے حالانکہ اسے الہام کچھ بھی نہ ہوتا ہو یا جو کہے کہ میں بھی خدا کے اتارے ہوئے کلام جیسا کلام اتار سکتا ہوں ان سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہوگا؟ پس سوچ لیں اور جلدی نہ کریں اور ایسا نہ ہو کہ جلدی میں مکذب بنیں اور مکذبوں کے لیے عذاب ہے اس میں شامل ہو جائیں اب تو تو بھی ان کی اس جرات اور دلیری سے حیران ہوتا ہوگا اگر تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھے تو مزہ ہو جب یہ موت کی سختی میں ہوتے ہیں اور فرشتے لمبے ہاتھ کر کے ان کو سختی سے کہتے ہیں کہ چلو مرو اور ان قالبوں کو خالی کرو خدا کی نسبت جو تم جھوٹی اور ناسزا باتیں کہا کرتے اور اس کے سچے حکموں سے تکبر کرتے تھے اس کی وجہ سے آج تم کو ذلت کی مار ہو گی خدا کی طرف سے ان کو یہ فرمان بھی پہنچتا ہے کہ کیا وجہ ہے؟ جیسا ہم نے تم کو پہلے بے زر و مال پیدا کیا تھا ویسے ہی تم ہمارے پاس آئے ہو اور جو ہم نے تم کو دنیا کی نعمتیں عطا کی تھیں جو تمہارے غرور کے باعث ہوئی تھی ان کو تو تم اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو نہ تو کچھ مال ہی ساتھ لائے اور نہ ہی تمہارے ساتھ سفارشی نظر آتے ہیں جن کو تم اپنے حق میں ہمارا شریک اور ساجھی سمجھے ہوئے تھے اور یہ جانتے تھے کہ وہ تم کو ہمارے عذاب سے رہائی دے سکیں گے کیا ہوا آج تمہارے تعلقات سب ٹوٹ گئے اور جو تم اٹکل پچو گمان فاسد کیا کرتے تھے تم کو سب بھول گئے۔ پس اے مشرکو خدا کے بندوں کو خدائی میں ساجھی سمجھنے والو سنو اور غور سے سنو خدا کی سی صفات کاملہ جس میں نہ ہوں ہرگز اس سے نفع و نقصان کا خیال مت کرو منجملہ صفات خداوندی کے

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ

خدا دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے وہی جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے

مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

نکالتا ہے یہی اللہ ہے پھر تم کدھر کو بہکے چلے جاتے ہو صبح کو روشن کرتا ہے اسی نے رات کو

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ

آرام کے لیے اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے پیدا کیا ہے یہ اندازہ بڑے غالب بڑے ہی علم والے کا ہے اسی نے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ

تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں کہ تم ان کے ساتھ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں راہ پاؤ

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

علم والوں کے لئے ہم نے نشان بتلا دیے ہیں اور اسی نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا ہے

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

پھر تمہارے لئے قرار گاہ اور ٹھہراؤ ہے جو لوگ سمجھتے ہیں ان کے لئے ہم نے کھلے کھلے نشان بتلا دیے ہیں

یہ ہے کہ خدا دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے وہی جان دار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے منی اور انڈے سے زندہ حیوانات پیدا کر دیتا ہے اور زندوں سے مرے ہوؤں کو الگ کرتا ہے۔ یہی اللہ سچا معبود ہے پھر تم کدھر کو بہکے چلے جاتے ہو؟ کہ اس حقیقی مالک کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے استمداد کرتے اڑے وقتوں میں غیروں کو پکارتے ہو سنو صبح کو بھی وہی روشن کرتا ہے اسی نے رات کو آرام کے لیے اور سورج اور چاند کو علاوہ اور فوائد کے حساب کے لیے پیدا کیا ہے مجال نہیں کہ اپنے موسم کے لحاظ سے ایک منٹ بھی آگے پیچھے ہو جائیں۔ بھلا کیوں کر ہوں؟ یہ بھی کوئی میل ٹرین ہے جو باوجود تار برقی وغیرہ انتظامات کے عموماً لیٹ ہو کر پہنچتی ہے جس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوقات مقرر کرنے والوں کو آئندہ کی مشکلات کا پورا علم نہیں ہوتا ہے کہ فلاں وقت کیا حادثہ پیش آئے گا؟ نہ ہی جب کوئی حادثہ پیش آئے تو اس کو رفع دفع کرنے کی ان میں طاقت ہوتی ہے پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اوقات مقررہ میں فتور آجاتا ہے یہ چاند سورج کا اندازہ اور تعین اوقات تو بڑے غالب بڑے ہی علم والے کا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں تقدیم و تاخیر مطلقاً نہیں ہوتی اسی پر اس کی قدرت بس نہیں اور سنو اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں کہ تم ان کے ساتھ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں راہ پاؤ علم داروں اور سمجھ داروں کے لیے ہم نے اپنی قدرت کے نشان بتلا دیئے ہیں تمہیں بھی عقل اور علم ہے تو نتیجہ پاؤ۔ اور سنو ادھر ادھر کیوں جاؤ؟ اپنے نفس میں ہی غور کرو اسی نے تم سب کو ایک جان آدمؑ سے پیدا کیا ہے پھر تمہارے میں سے بعض کے لئے دنیا کو قرار گاہ اور بعض کو عارضی ٹھہراؤ ہے یعنی کوئی تو ایک مدت دراز تک اس میں رہتا ہے اور کوئی چند روز بلکہ بعض چند لمحے ہی ٹھہر کر چل دیتے ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں ان کے لیے ہم نے کھلے کھلے نشان بتلا دیئے ہیں

وَهُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ
ہم ہی تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ ہر قسم کی انگوریاں نکالتے ہیں
شَىْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًاۚ وَمِنَ
پھر ان میں سے سبزہ باہر لاتے ہیں اور اس میں سے گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور
النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ
کھجوروں کے گابھے میں سے جھکے ہوئے گچھے نکلتے ہیں اور انگوروں اور زیتون اور اناروں کے باغ پیدا
وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ
کرتے ہیں جن کے پھل متشابہ ہوں اور غیر متشابہ ان کے پھلوں کی طرف دیکھو جب نکلتے ہیں
وَيَنْعِهٖۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اور پکتے ہیں بیشک ماننے والوں کے لئے اس میں بڑے ہی نشان ہیں اور جنوں کو انہوں نے
شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۢ
خدا کا ساجھی بنا رکھا ہے حالانکہ خدا نے ان کو پیدا کیا ہے اور محض جہالت سے اس کے بیٹے بیٹیاں
بِغَيْرِ عِلْمٍۗ
گھڑ رہے ہیں

اور سنو ہم (خدا) ہی تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ ہر قسم کی انگوریاں نکالتے ہیں پھر ان میں سے سبزہ باہر لاتے ہیں اور اس سبزہ میں سے گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور ہماری ہی قدرت اور اجازت سے کھجوروں کے گانٹھے میں سے جھکے ہوئے گچھے نکلتے ہیں اور انگوروں اور زیتون اور اناروں کے باغ پیدا کرتے ہیں جن کے پھل کوئی تو آپس میں مشابہ ہوں اور کوئی غیر مشابہ مثلاً آم ہیں کہ ایک قسم کے دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور دوسری قسم کے نہیں ذرا غور سے ان چیزوں کے پھلوں کی طرف دیکھو جب نکلتے ہیں اور پکتے ہیں کیا ہی ان سے قدرت صانع نمودار ہوتی ہے بے شک راستی کے ماننے والوں کے لئے اس میں بڑے نشان ہیں یعنی جن کو راستی سے محبت ہے اور راستی کے ماننے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں وہ اس میں غور کریں تو ان کو اپنے خیالات کی تصحیح ہو سکتی ہے اور یہ تیری قوم کے لوگ تو ایسے ہیں کہ بجائے ہدایت اور راستی اختیار کرنے کے ہر بات میں الٹے چلتے ہیں سب سے مقدم بات خدا کی معرفت ہے یہ اس میں بھی کج رو ہیں دیکھو تو کیا ہی حماقت ہے کہ جنوں کو انہوں نے خدا کا ساجھی بنا رکھا ہے ہزار دفعہ سن چکے ہیں کہ جو کام خدا نے اپنے قبضے میں رکھے ہیں ان میں کسی غیر سے استمداد کرنا شرک ہے مگر یہ ایسے نادان ہیں کہ جب کسی جنگل میں ڈیرہ لگاتے ہیں تو پہلے (نعوذ[1] بسید هذا الوادی) کہہ لیتے ہیں حالانکہ خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ خود اس کے محتاج ہیں تو پھر یہ اتنا بھی نہیں جانتے جو خود محتاج ہوئے دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا؟ اور سنو کہاں تک ان کی نالائقی کا اظہار کیا جائے محض جہالت سے اس خدا کے بیٹے اور بیٹیاں اپنی طرف سے گھڑ رہے ہیں فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور اللہ کے صلحا بندوں کو اس کے

[1] یعنی ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ میں آتے ہیں سردار سے مراد جن ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وہ ان کی اس بیہودہ گوئی سے پاک اور بلند ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ
اس کی اولاد کہاں سے ہو جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں اس نے سب کو پیدا

شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ
کیا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
سوا کوئی معبود نہیں یہی ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر ایک چیز کا

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ
متولی ہے۔ اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں وہ سب آنکھوں کو دیکھتا ہے

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ
اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ تمہارے پروردگار کی روشنی تمہارے پاس آچکی ہے

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ
پس جو روشنی لے گا اسی کا بھلا ہے

بیٹے بناتے ہیں وہ خدا ان کی بے ہودہ گوئی سے پاک اور بلند ہے وہ تو سب آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس کی اولاد کہاں سے ہو؟ جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں اس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر اس کا بیٹا یا بیٹی کون ہو سکتا ہے کیا حادث قدیم کے ہم جنس ہو سکتا ہے؟ اس کا علم بھی اس قدر وسیع ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو خواہ کہیں بھی ہو جانتا ہے دنیا میں کون ہے جو اس وسیع علم کا مدعی ہو جب دونوں صفتیں (خلق اور علم) سوائے اس کے کسی میں نہیں تو یقیناً جانو کہ یہی اللہ پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہی ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور سب کا متولی ہے مجال نہیں کوئی چیز اس کے حکم سے خارج اور سرتاب ہو سکے۔ اس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی وہ سب آنکھوں اور آنکھوں والوں کو دیکھتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ وہ کسی آنکھ کان کا محتاج نہیں اسکی ذات ہی مجمع اوصاف حمیدہ ہے پس تو ان سے کہہ لوگو تمہارے پروردگار کی روشنی اور ہدایت یعنی قرآن جس میں سچے اور صحیح عقائد مذکور ہیں تمہارے پاس آچکے ہیں پس جو روشنی لے گا اسی کا بھلا ہو گا۔

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذَٰلِكَ								
اور جو اندھا بنے گا اسی پر وبال ہے اور میں تم پر محافظ نہیں۔ اسی طرح								
نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾								
ہم احکام بتلاتے رہیں گے جس پر یہ کہیں گے کہ تو پڑھ آیا ہے اور علم والوں کے لئے ہم واضح کر کے بتلا دیں گے								
اتَّبِعْ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ								
جو۔تیرے پروردگار کے ہاں سے تجھے ملا ہے تو اسی کی پیروی کر اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے ساجھی بتلانیوالوں								
الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ مَآ أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ								
سے کنارہ کر۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ کبھی بھی شرک نہ کرتے ہم نے تجھے ان پر								
عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ								
محافظ نہیں بنایا اور نہ تو ان پر تعینات ہے۔ اور جنہیں یہ لوگ								
يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ								
اللہ کے سوا پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دینے لگو								

جو دانستہ اندھا بنے گا اسی پر وبال ہوگا۔ نہ کسی کی نیکی سے کسی کو فائدہ نہ کسی کی برائی سے کسی کا نقصان اور میں تم پر محافظ تو ہوں نہیں کیونکہ تمہاری کج روی کا سوال مجھ سے ہو اسی طرح ہم (خدا) اپنے احکام بتلاتے رہیں گے جس پر انجام یہ ہوگا کہ سمجھنے والے سمجھیں گے اور کہنے والے تجھے بھی کہیں گے کہ تو کہیں سے پڑھ آیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے ورنہ تو بھی ہمارے میں سے تھا تجھ میں کونسی زیادتی ہے جو تو ایسی باتیں نئی نئی کہتا ہے اور علم والوں کے لیے ہم واضح کر کے بتلا دیں گے وہ ان کے ایسے کہنے سے قرآن کی صداقت سمجھ لیں گے پس جو تیرے پروردگار کے ہاں سے تجھے ملا ہے تو اسی کی پیروی کر کیوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کا ہو رہ اور اس کا ساجھی بتانے والوں سے کنارہ کر اور یہ بھی سن رکھ کہ اگر خدا چاہتا تو یہ کبھی بھی شرک نہ کرتے کیا اس کے قہری حکم کو بھی کوئی مانع ہو سکتا ہے ایک دم میں سب کافروں کو اسلام میں لا سکتا ہے لیکن وہ ایسے اختیاری کاموں میں جبر نہیں کیا کرتا پس تو صبر کر کیوں کہ تجھے ان پر محافظ نہیں بنایا کہ خواہ مخواہ ان کی نگرانی تیرے ذمہ ہو اور نہ تو ان پر تعینات ہے کہ افسروں کی طرح ماتحتوں کی نالائقی پر تجھے عتاب ہو یہ تعلیم تو اپنے تابعداروں کو بھی سنا دے اور بتلا دے کہ تم اپنے کام کئے جاؤ اور غصہ میں آ کر جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں یعنی ان کے مصنوعی معبودان کو کہیں گالیاں نہ دینے لگو

شان نزول

لہ (ولا تسبوا الذین) بعض دل چلے مسلمان جوش میں آکر مشرکوں کے معبودوں کو برا بھلا کہہ دیا کرتے تھے ان کے روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ راقم کہتا ہے یہ ایک نہایت پاکیزہ اصول ہے کہ مناظرہ میں فریق ثانی کے بزرگوں کو انہی لفظوں سے یاد کرنا چاہیے جن لفظوں سے ہم اپنے بزرگوں کا نام سننا چاہیں افسوس ہے کہ زمانہ حال میں اس طریق کی گفتگو بہت ہی کم ہو جاتی ہے جسکا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔

فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ

نہیں تو بے سمجھی سے ضد میں آکر اللہ کو گالیاں دینے لگیں گے ہر ایک فرقہ کو اپنے ہی عمل بھلے معلوم ہوں

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ

پھر اپنے پروردگار کی طرف ان کو لوٹنا ہوگا پس وہ ان کے کاموں سے ان کو اطلاع دے گا

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

مضبوط حلف[1] اٹھا چکے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی نشان آئے تو ضرور مان لیں گے

بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

تو کہدے کہ نشانات سب اللہ کے پاس ہیں

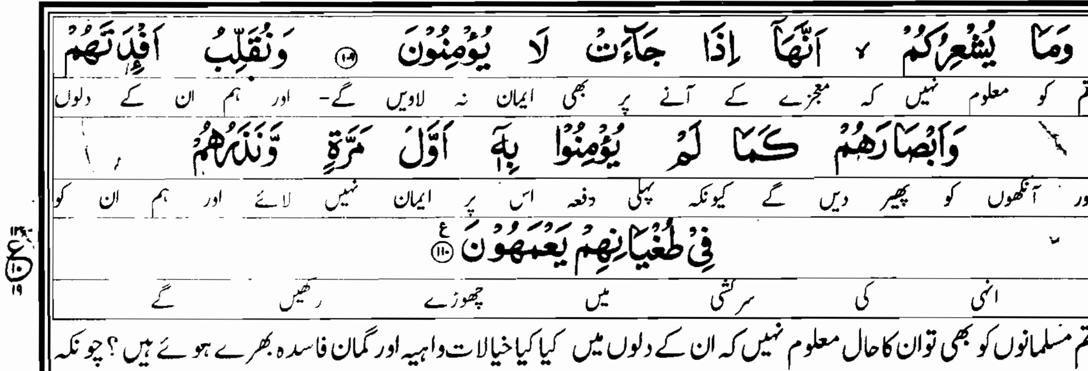
نہیں تو بے سمجھی سے ضد میں آکر تمہارے جلانے کو سچے معبود جس کا نام اللہ ہے اس کو گالیاں دینے لگیں[2] گے کیوں کہ ہر ایک فرقہ کو اپنے ہی عمل بھلے معلوم ہوں[3] پس تاوقتیکہ وہ اپنی غلطی سے باقاعدہ مطلع نہ ہوں کیوں کر ان کو چھوڑیں ؟ پھر گالیاں دینے سے بجز بداخلاقی کے کیا نتیجہ آخر اپنے پروردگار کی طرف ان کو لوٹنا ہوگا پس وہ ان کے کاموں سے ان کو اطلاع دے گا- گالیاں تو یوں بھی ایک قبیح اور مذموم طریق ہے خاص کر ایسے لوگوں کو جو اعلیٰ درجہ کے ضدی ہونے کے علاوہ دروغ گو بھی ہوں ناحق ایک بدزبانی کا موقع دینا ہے دیکھو تو ہر بار مضبوط مضبوط حلف اٹھا چکے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی نشان آوے یعنی محمد ﷺ کوئی معجزہ دکھادیں تو ہم ضرور مان لیں گے اور اس پر ایمان لے آئیں گے مگر پھر کئی معجزات دیکھ کر بھی ویسے ہی اڑے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ایک دیکھ کر نئی فرمائش کر دیتے ہیں اس لئے تو ان کے قطعی فیصلہ کو ان سے کہہ دے کہ نشانات اللہ کے پاس ہیں-

---

شان نزول

[1] (اقسموا باللہ جھد ایمانھم) مشرکین تو کوئی نہ کوئی پہلو اس بات کا ہمیشہ سوچا کرتے ہیں کہ جس طرح ہوسکے ہمارا غلبہ رہے بعض دفعہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کرتے کہ اگر آپ حضرت موسیٰ کی طرح عصا وغیرہ کا معجزہ دکھائیں تو ہم آپ کو مان لیں گے لیکن کاش دلی اخلاص سے کہتے بلکہ اس میں یہ سوچتے تھے کہ سردست تو ایک عذر ملے بعد ظہور معجزہ کوئی اور بات تراشنے لگے ایسوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (معالم بتفصیل منہ)

[2] افسوس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بایں ہمہ دعویٰ مسیحیت و مہدیت و مجددیت اور کیا نہیں کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو بے نقطہ سنائیں اور عذر یہ کریں کہ میں یسوع کو جو عیسائیوں کا مصنوعی معبود ہے گالیاں دیتا ہوں مسیح کو نہیں عذر گناہ بدتر از گناہ شاید مرزا صاحب نے اس آیت کے بھی کوئی جدید معنے سوچے ہوں کیوں نہ ہو مجدد بھی ہیں--



تم مسلمانوں کو بھی توان کا حال معلوم نہیں کہ ان کے دلوں میں کیا کیا خیالات واہیہ اور گمان فاسدہ بھرے ہوئے ہیں؟ چونکہ ان کے دلوں سے ہم (خدا) ہی واقف ہیں اس لئے ہم جانتے ہیں کہ وہ کسی قسم کے معجزے کے آنے پر بھی ایمان نہ لاویں گے اور ہم ان کے دلوں کو اور آنکھوں کو حق بینی سے پھیر دیں گے کیوں کہ پہلی دفعہ اس نشان پر ایمان نہیں لائے اور محض ضد سے انکاری ہوئے اور مسخری میں واہی تباہی سحر اور جادو کہتے رہے اور ہم ان کو انہی کی سرکشی میں چھوڑے رکھیں گے کیونکہ ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی ہم سے مستغنی اور بے پرواہ بنتا ہے ہم بھی اسکو اسی طرف سونپ دیتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ

اور اگر ہم فرشتوں کو ان کے سامنے اتارتے اور مردے بھی ان سے باتیں کرتے اور سب چیزوں کو ان کے سامنے کھڑا

شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

کردیتے تو بھی ایمان نہ لاتے ہاں اگر خدا چاہتا (تو سیدھا کردیتا) لیکن بہت سے لوگ ان میں سے جہالت کرتے ہیں

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ

اسی طرح ہم نے شریر انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے ایک دوسرے کو دھوکہ بازی سے بیہودہ

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

باتیں پھونکتے رہتے ہیں اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ایسا نہ کرتے پس تو ان کی اور ان کی افترا پردازیوں کی پروانہ

يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

نہ کر- اور کسی طرح قیامت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل اس کی طرف جھکیں اور وہ اس کو

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

پسند کریں اور یہ جو کمانا چاہیں کمائیں-

ان کے استغنا اور سرکشی کی نوبت تو یہاں تک پہنچی ہے کہ اگر ہم جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ فرشتے رسول ہو کر کیوں نہیں آتے؟ آسمان سے فرشتوں کو ان کے سامنے اتارتے اور وہ اگر ان کو بزبان خود تعلیم دیتے اور مردے بھی ان سے باتیں کرتے اور سب غیب چیزوں کو جو آئندہ کو ہونے والی ہیں لاکر ان کے سامنے کھڑا کر دیتے گویا قیامت ابھی ان کے سامنے قائم ہو جاتی تو بھی یہ کسی صورت پختہ ایمان نہ لاتے ہاں خدا چاہتا تو یکدم سیدھا کر دیتا مگر خدا کسی پر اختیاری کاموں میں جبر نہیں کیا کرتا لیکن بہت سے لوگ ان میں سے جہالت اور نادانی کرتے ہیں جو سمجھ رہے ہیں کہ اگر ہمارا دین اور طریق خدا کو پسند نہ ہوتا تو ہم کو اس میں پیدا ہی کیوں کرتا یا کفر و شرک خدا کو پسند نہ ہو تو وہ کفر کرنے والوں کو کیوں یکدم تباہ اور ہلاک نہیں کر دیتا تو مخالفوں کی مخالفت سے گھبرا نہیں اسی طرح قدیم سے چلی آئی ہے ہم نے شریر انسانوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے ان کی طبائع ہی اس مخالفت کی مقتضی ہیں بعض شریر دوسرے کو دھوکہ بازی سے بے ہودہ اور لغو باتیں پھونکتے رہتے ہیں کوئی کسی بت کی طرف بخیال طمع جھکاتا ہے کوئی کسی قبر اور قبر والے سے التجاء کرواتا ہے اور جی میں خیال ڈال دیتا ہے کہ یہاں سے فلاں آدمی کو مراد ملی تھی جو کوئی یہاں باخلاص قلبی نذر چڑھاتا ہے وہ ضرور مراد پاتا ہے غرض

کسی سے بت پرستی ہے کراتا کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا

پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کی پرواہ نہ کر خدا کی طرف ہمہ تن مصروف ہو ایک پاجیانہ حرکت سے ان کو کئی ایک غرضیں ملحوظ ہوں ایک تو اپنے واہیات خیال لوگوں میں پھیلانے اور بڑی بہادری غرض یہ کہ کسی طرح قیامت کی جزا سزا پر ایمان نہ لانے والوں یعنی بے ایمانوں کے دل ان کی طرف جھکیں اور وہ اس طریق کو پسند کریں اور یہ بتوں کے پجاری اور قبروں کے مجاور جو کمانا چاہیں کمائیں ساری بات کا خلاصہ تو یہ ہے کہ ''ایں ہمہ از پئے آنست کہ زرمی خواہد'' تجھے بھی ایسی باتیں سنا کر کسی آدمی کے فیصلے کی طرف بلائیں تو

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ

(تو کہہ دیجو) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں؟ اسی نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری ہے

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ

اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ یقینی جانتے ہیں کہ جو کچھ خدا کی طرف سے اترا ہے حق ہے پس تو ہرگز

مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ

شک مت کیجو اور تیرے رب کے فیصلے صدق اور عدل سے بھرپور ہیں کوئی اس کے حکموں

لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ

کے بدلنے والا نہیں وہی سب کی سنتا اور جانتا ہے اور اگر تو زمین کے باشندوں میں سے اکثر کے پیچھے ہوا تو ضرور

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾

تجھ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو صرف اپنے خیالات پر چلتے ہیں اور نری انکلیں ہی دوڑاتے ہیں

(تو کہہ دیجئے) کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو منصف بناؤں اسی ذات پاک نے تو تمہاری طرف مفصل کتاب قرآن اتاری ہے جس میں کوئی کسی طرح کا اینچ پینچ ہی نہیں لیکن جن کے دلوں میں کجی ہے وہ سیدھی تعلیم کو نہیں مانتے اور جن کو ہم نے کتاب اللہ کی سمجھ دی ہے وہ یقینی جانتے ہیں کہ جو کچھ خدا کی طرف سے تجھ پر اترا ہے حق اور واجب العمل ہے پس تو ان بے دینوں کی ایسی ویسی باتوں سے ہرگز شک مت کیجو اور سن رکھ کہ تیرے رب کے فیصلے صدق اور عدل سے بھرپور ہیں ممکن نہیں کہ اس کے احکام اور مواعید میں کبھی خلاف ہو کیونکہ اس کی ذات کذب کچھ اور عجز سے پاک ہے کوئی دوسرا اس کے حکموں کو بدلنے والا نہیں وہی خدا سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ مناسب موقع سب کچھ کر دے گا تو اسی کے ہو رہو اور اس خیال کو دل سے نکال دے کہ اکثر لوگ جس طرف بلائیں اس میں فائدہ ہوتا ہے سن رکھ اگر تو زمین کے باشندوں میں سے اکثر کے پیچھے ہوا تو ضرور تجھ کو اللہ کی راہ سے بہکائیں گے کیونکہ وہ تو صرف اپنے خیالات پر چلتے ہیں اور نری انکلیں ہی دوڑاتے ہیں جو کچھ کریں تو اس سے بے فکر رہ

شان نزول

لے (وان تطع اکثر) جہاں بھی بری بلا ہوتے ہیں مردار اور ذبیحہ کی نسبت گفتگو کرتے ہوئے مشرکین عرب کہا کرتے کہ صاحب عجب بات ہے کہ تم لوگ خدا کا مارا ہوا نہیں کھاتے اور اپنا مارا ہوا کھا لیتے ہو پھر اس دعوے کو اپنی کثرت سے مدلل بھی کیا کرتے کہ ہم چونکہ تعداد میں تم سے زیادہ ہیں اس لیے تم کو چاہیے کہ ہمارے مذہب کو اختیار کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم) راقم کہتا ہے اس آیت نے قطعی فیصلہ دیا ہے کہ کسی جماعت کی محض کثرت بغیر قوت دلیل کے ہرگز اس جماعت کی حقیقت کو مستلزم نہیں بلکہ صداقت اور حقانیت کے لیے قوت دلیل ضروری ہے۔ راقم کہتا ہے اسی طرح ایک دفعہ کسی ملحد نے اپنے باورچی مسلمان سے یہ سوال کیا کہ آپ لوگ خدا کا مارا ہوا جانور کیوں نہیں کھاتے اور اپنا مارا ہوا کھا لیتے ہو باورچی اس وقت تو خاموش رہا تھوڑی دیر بعد آقا مذکور نے لیمونیٹ طلب کیا تو باورچی مذکور سفید پیشاب کا گلاس بھر کر لے آیا آقا خفا ہوا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ باورچی نے بڑے ادب سے عرض کیا حضور اپنا بنایا ہوا سوڈا واٹر پیتے ہیں اور خدا کا بنایا ہوا نہیں پیتے یہ سن کر ملحد خاموش ہو گیا۔

فبهت الذی کفر

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا

جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹکتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر چلنے والوں سے بھی خوب واقف ہے۔ پس تم اگر

ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

اللہ کے حکموں کو مانتے ہو تو جن چیزوں پر خدا کا نام ذکر ہو انہی کو کھاؤ۔ اور خدا کا نام جن چیزوں پر ذکر کیا جائے ان کے نہ کھانے

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا

میں تمہارا کیا عذر ہے جبکہ خدا نے حرام چیزیں تم کو مفصل بتلا دی ہیں مگر مجبوری کی حالت میں معاف بھی ہے اور بہت سے لوگ

لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا

بلا تحقیق اپنی خواہشوں کے مطابق گمراہ کرتے ہیں یقیناً تیرا پروردگار حدود اطاعت سے گزر جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور

ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

ظاہری باطنی گناہ چھوڑ دو' جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کے بدلے پائیں گے

يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۗ وَاِنَّ

اور جن چیزوں پر اللہ کا نام ذکر نہ ہو ان کو مت کھایا کرو یہ کھانا یقیناً بدکاری ہے' اور

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کو شبہات ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کے پیچھے چلے تو تم بھی مشرک

جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹکتے ہیں' تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر چلنے والوں سے بھی خوب واقف ہے پس تم مسلمانو! ان گمراہوں کی چال نہ چلو جو غیر اللہ کے نام کی چیزیں اور خود مردہ جانور بھی سب کھا جائیں اور مسلمانوں پر حلت حرمت کے مسئلہ میں معترض ہوں' ان کی ایسی باتیں لایعنی ہیں' اگر تم اللہ کے حکموں کو مانتے ہو تو جن چیزوں پر خدا کا نام ذکر ہوا نہی کو کھاؤ اور ان کے سوا تقرباً غیر اللہ کے نام پر پکاری ہوئی کوئی چیز مت کھاؤ۔ خدا کا نام جن چیزوں پر ذکر کیا جائے ان کے نہ کھانے میں تمہارا کیا عذر ہے؟ جبکہ خدا نے حرام چیزیں سب تم کو مفصل بتلا دی ہیں پس حلال کھاؤ اور حرام سے بچو مگر مجبوری اور لاچاری کی حالت میں معاف بھی ہے یعنی اگر ایسی حالت میں تم ہو کہ حلال طعام تم کو نہ ملے اور بغیر حرام ماکول کے گزارہ محال ہو تو تھوڑا سا بقدر سلامتی جس سے تمہاری جان بچے کھالو تو معاف ہے اور یاد رکھو بہت سے لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں کہ بلا تحقیق اپنی خواہشوں کے مطابق لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں تو بے فکر رہ یقیناً تیرا پروردگار حدود اطاعت سے گذر جانے والوں کو خوب جانتا ہے' تم ان کی بدصحبت سے دور رہو اور ظاہری باطنی گناہ چھوڑ دو' نہ مجالس میں بداخلاقیاں کرو' نہ پوشیدگی میں' کیونکہ جو لوگ گناہ کے کام کرتے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کے برے بدلے پائیں گے اور سنو بڑا ضروری کام تمہارا یہ ہے کہ تم خدا کے ساتھ تعلق مضبوط رکھو اور ماسوا سے بے نیاز رہو اس تعلق خداوندی کا ظاہری نشان یہ ہے کہ جن چیزوں پر اللہ کا نام ذکر نہ ہو ان کو مت کھایا کرو یعنی جن اشیاء پر خدا کے سوا غیر کا نام بطور تقرب پکارا جائے یا دل میں خیال غیر کا رکھا جائے کہ وہ اس کو قبول کر کے مراد پوری کر دے یا کرا دے تو ایسی چیزوں کو خواہ جانور ہوں یا دیگر قسم اشیاء خوردنی ان کو مت کھاؤ اور سمجھ رکھو کہ یہ کام یعنی اس قسم کی چیزوں کا کھانا یقیناً بدکاری ہے اور یہ مشرک جو تم سے آکر کج بحثی کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کو شبہات ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑیں' یا اسی کا نتیجہ ہے کہ مشرکین تم سے کج بحثی کرتے ہیں اور اگر تم ان کے کہنے میں آکر ان کے پیچھے چلے

لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي

بن جاؤ گے- کیا ہم جو کسی بے علم کو علم دین اور اس کو نور عطا کریں اور وہ لوگوں میں روشنی پھیلاتا ہے اس جیسا ہے

النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ

جو کئی اندھیروں میں ہے کہ ان سے نکل ہی نہیں سکتا اسی طرح کافروں کو

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

اپنی بدکاریاں بھلی معلوم ہوا کرتی ہیں- اور اسی طرح ہم نے ہر ایک بستی میں بدکاروں کو بڑا بنا رکھا ہے

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ

کہ وہ اس میں داؤ چلائیں جتنی کچھ داؤ بازیاں کرتے ہیں اپنے ہی حق میں کرتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے- جب کبھی ان کے

اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں بھی خدا کے رسولوں کی طرح نہ ملے ہم نہیں مانیں گے خدا جس جگہ

حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اپنی رسالت سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے بدکاروں کو ان کی داؤ بازی کی وجہ سے اللہ کے ہاں سے ذلت اور

عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ

دکھ کی مار پہنچے گی- پس جس کو خدا ہدایت کرنا چاہے اس کا سینہ

صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

اسلام کے قبول کرنے کو کھول دیتا ہے

تو تم بھی مشرک بن جاؤ گے کیا یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہم یعنی خدا جو کسی بے علم کو جو مثل بے جان کے ہے علم دین اور اس کو نور اور روشنی عطا کریں وہ لوگوں میں روشنی پھیلاتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ لوگ بھی مثل میری ہدایت یاب ہوں کیا وہ اس جیسا ہے جو کئی ایک جہالت کے اندھیروں میں محبوس ہے ایسا کہ ان اندھیروں سے نکل ہی نہیں سکتا کچھ شک نہیں کہ علم دار مثل جاندار کے ہے اور بے علم جاہل مثل بیجان کے ہے مگر ان جاہلوں کو اپنی ہی جہالت بھلی معلوم ہوتی ہے ہمیشہ سے اس طرح کافروں کو اپنی ہی بدکاریاں شرک کفر بھلی معلوم ہوا کرتی ہیں جیسے تیرے مخالف بڑے بڑے دولت مند لوگ ہیں اسی طرح ہم نے ہر ایک بستی میں بدکاروں کو بڑا بنا رکھا ہے کہ وہ علاوہ اپنی بدکاریوں کے اس بستی میں جی کھول کر داؤ چلائیں اور لوگوں کو بہکائیں اور اپنے سوار پیادے دوڑا لیں کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے جتنی کچھ داؤ بازیاں کرتے ہیں اپنے ہی حق میں کرتے ہیں اور وہ نقصان کو نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں؟ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہے کہ کسی کی نہ سنتے ہیں نہ مانتے ہیں جب کبھی ان کے پاس کوئی نشان معجزہ وغیرہ آتا ہے یعنی محمد ﷺ سے کوئی معجزہ یا نشان قدرت خداوندی اور دلیل صحت نبوت محمدی کو دیکھتے ہیں تو بجائے تسلیم کرنے کے کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں بھی خدا کے رسولوں کی طرح براہ راست پیغام نہ ملے ہم نہیں مانیں گے- خدا جس جگہ اور جس شخص کو اپنی رسالت اور پیغام رسانی سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے ان بدکاروں کو ان کی بدکرداری اور داؤ بازی کی وجہ سے اللہ کے ہاں ذلت اور سخت دکھ کی مار پہنچے گی تو جانیں گے پس یہ سن رکھیں آئندہ کی جانے دیں اسی دنیا میں پہچان لیں کہ خدا کے ہاں نیک و بد کی یہی تمیز ہے کہ جس کو خدا ہدایت کرنا چاہے اس کا سینہ بے کینہ اسلام کے قبول کرنے کو کھول دیتا ہے تمام مسائل اسلامیہ اسکی سمجھ میں آجاتے ہیں-

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي

اور جس کو گمراہ ہی کرنا چاہے اس کے سینہ کو نہایت تنگ کر دیتا ہے گویا آسمان پر اس کو

السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا

چڑھنا پڑتا ہے اسی طرح خدا بے ایمانوں پر پھٹکار ڈالا کرتا ہے۔ اور یہی

صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ

تیرے پروردگار کی سیدھی راہ ہے جو لوگ نصیحت پانے کو ہوں ان کے لئے ہم نے کھلے کھلے نشان بیان کردیئے ہیں

السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

ان ہی کے لئے اللہ کے ہاں دارالسلام (سلامتی کا گھر) ہے اور ان کے اعمال کی وجہ سے خدا ہی ان کا متولی ہے۔ اور جس روز ان

جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ

سب کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جنوں کی جماعت! تم نے بہت سے آدمی گمراہ کیے' آدمیوں میں سے ان کے دوست کہیں گے

الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ

یارب ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور جو وقت تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا وہ ہمیں آن پہنچا ہے خدا کہے گا

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

تم سب کا ٹھکانہ آگ ہے اسی میں ہمیشہ رہو گے' آگے خدا کا اختیار تیرا پروردگار بڑا باحکمت بڑے علم والا ہے

اور جس کو اس کی گردن کشی اور نخوت کی وجہ سے گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو نہایت تنگ کر دیتا ہے' اسلام کا آسان سا مسئلہ بھی اس کی سمجھ میں بدقت اور دشواری آتا ہے بلکہ آتا ہی نہیں کیسے آئے اس کو تو اس میں غور کرنا ہی ایسا ناگوار ہے کہ گویا آسمان پر اس کو چڑھنا پڑتا ہے اسی طرح خدا بے ایمانوں پر پھٹکار ڈالا کرتا ہے تو سن رکھ اور لوگوں کو سنا دے' یہی اسلام تیرے پروردگار کی سیدھی راہ ہے جو لوگ نصیحت پانے کو ہوں انکے لیے ہم نے اسی دعوی (صحت اسلام) کے کھلے کھلے نشان اور دلائل بیان کر دیے ہیں وہ اسی قرآن میں غور کرنے سے کامیاب ہو سکتے ہیں انہی کے لیے اس کے عوض اللہ کے ہاں دارالسلام ہے یعنی سلامتی کا گھر انہیں رہنے کو ملے گا اور ان کے نیک اعمال کی وجہ سے خدا ہی ان کا متولی ہے اس نے ان کی تولیت خود اپنے ذمہ لی ہوئی ہے اور جو لوگ خدا سے دور ہٹے ہوئے ہیں جس روز اللہ ان سب کو جمع کرے گا اور گمراہ کرنے والے یا گمراہی کا سبب بنے والے شیاطین سے (کہے گا) اے جنوں کی جماعت شیطانو! تم نے بہت سے آدمی دنیا میں گمراہ کئے اب بتلاؤ- آدمیوں میں سے ان کے دوست اور تابعدار یہ سمجھ کر کہ شاید ساری خفگی انہی بہکانے والوں پر پڑے گی جھٹ سے کہیں گے خداوندا دنیا میں ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں یعنی ان کے بہکائے ہوئے ہم برے کام کرتے اور یہ ہم کو بہکا کر اپنی من مانی بات پوری کرتے تھے جو وقت تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا اب ہم اس پر آپہنچے ہیں ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو جانتا ہے ہمارا اس میں قصور نہیں انہی لوگوں نے ہمیں خراب کیا تھا پس یہی مستوجب سزا ہیں خدا کہے گا تم سب کا ٹھکانہ آگ ہے اس میں ہمیشہ رہو گے سزا تو تمہاری یہی ہے آگے خدا کے اختیار-اگر کسی کو سزا سے رہا کرنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے اور یہ اس کا چاہنا سراسر حکمت ہوتا ہے کیونکہ تیرا پروردگار بڑا باحکمت اور بڑے علم والا ہے جس طرح ان گروچیلوں کو آگ میں رہنے کا حکم دیا ہے

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان کی کرتوتوں کی وجہ سے بعض کے ساتھ ملادیں گے۔ اے جنوں اور

وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو میرے حکم سناتے اور اس دن

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

کے ملنے سے تم کو ڈراتے تھے کہیں گے ہم خود اپنے مخالف گواہ ہیں اور ہم کو دنیا کی زندگی نے فریب دیا

وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ

تھا اور اپنے مخالف شہادت دیں گے کہ ہم کافر تھے۔ یہ اس لئے ہے کہ تیرا پروردگار

مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ

لوگوں کو ظلم سے اور بے خبری میں ہلاک نہیں کیا کرتا۔ اور ہر ایک کی کمائی کے مناسب ان کو

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ

درجے ملیں گے، تیرا پروردگار ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔ اور تیرا پروردگار بے نیاز اور بڑی رحمت والا ہے اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ

تو تم سب کو دنیا سے اٹھالے جائے اور تم سے پیچھے جس کو چاہے خلیفہ بنادے جیسا کہ تم کو دوسری قوم کی نسل نے پیدا کیا

اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

جو تم کو وعدہ ملتا ہے ضرور آنے والا ہے اور تم (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے

اسی طرح ہم یعنی خدا ظالموں کو ان کرتوتوں کی وجہ سے بعض کے ساتھ ملادیں گے اور اس قسم کے بدکاروں کو ایک جا عذاب میں جمع کر کے کہیں گے اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تمھی میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو میرے حکم سناتے تھے اور اس دن قیامت کی جزاوسزا کے ملنے سے تم کو ڈراتے وہ کہیں گے ہاں ہم خود اپنے مخالف گواہ ہیں کہ بے شک رسول آئے تھے وہ یہ بھی تسلیم کریں گے کہ ہم کو دنیا کی زندگی میں فریب تھا اور اپنے مخالف شہادت دیں گے اور اقرار کریں گے اور مانیں گے کہ ہم کافر تھے یہ نبیوں کا بھیجنا تو اس لئے ہے کہ تیرا پروردگار لوگوں کو ظلم سے اور بے خبری میں ہلاک نہیں کیا کرتا۔ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کی قوم کی طرف ہادی تو بھیجے نہیں جو ان کے برے بھلے کاموں میں تمیز بتلادیوے اور یوں ہی بے خبری میں ان پر تباہی ڈال دے اس لئے وہ ضرور نبی بھیجتا ہے اور ہدایت کرتا ہے پھر لوگ ایمان اور کفر کی وجہ سے خود ہی مختلف ہوں اور خدا کی طرف سے ہر ایک کی کمائی کے مناسب ان کو درجے اور مراتب ملیں گے کیونکہ تیرا پروردگار ان بندوں کے کاموں سے بے خبر نہیں جو کچھ بندے کرتے ہیں انہی کا فائدہ ہے اور تیرا پروردگار تو سب سے بے نیاز ہے اور بڑی رحمت والا ہے وہ ایسا بے نیاز ہے کہ اگر چاہے تو سب کو دنیا سے اٹھالے جائے اور تم سے پیچھے جس کو چاہے تمہارا خلیفہ اور جانشین بنادے جیسا کہ تم کو دوسری قوم کی نسل سے جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا پس تم یقیناً جانو کہ جو تم کو خدا کی طرف سے نیک وبد کاموں کا وعدہ ملتا ہے ضرور آنے والا ہے اور تم خدا کو کسی طرح کہیں بھاگ کر یا غائب ہو کر یا مقابلہ کر کے عاجز نہیں کر سکتے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ

تو کہہ دے بھائیو اپنے طریق پر عمل کرو میں بھی عمل کئے جاتا ہوں جس کا انجام بخیر ہو گا تم خود ہی معلوم کرلو گے

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ

ظالم لوگ مراد نہیں پایا کرتے- اور اللہ کی پیدا کی ہوئی

الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا

کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے ہیں پھر اپنے خیال میں سمجھ رکھتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے ساجھیوں کا

كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ

پھر جو ان کے ساجھیوں کا ہو وہ تو اللہ کی طرف نہ جانے پاوے اور جو خدا کے حصہ کا ہو وہ ان کے ساجھیوں کی طرف پہنچ سکتا ہے-

سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

برے فیصلے کرتے ہیں- اسی طرح بہت سے مشرکوں کو اولاد کا مار ڈالنا ان کے بنائے ہوئے معبودوں نے مزین کر دکھایا ہے

شُرَكَاۗؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ

تاکہ ان پر تباہی لاویں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر ڈالیں

بلکہ جہاں تم ہوتے ہو وہیں اس کی پولیس اور فوج خود تمہارے اندر موجود ہے-اگر تیری ایسی راست تعلیم بھی نہیں مانتے تو تو کہہ دے بھائیو پڑے اپنے طریق پر عمل کرو میں بھی میں کیے جاتا ہوں جس کا انجام بخیر ہو گا اور جس کو کامیابی ہو گی تم خود ہی معلوم کرلو گے یہ تو خدا کے ہاں قاعدہ مقررہ ہے کہ ظالم اور بے انصاف خصوصاً خدا پر افترا گھڑنے والے انجام کار کسی طرح بامراد نہیں ہوا کرتے اصل یہ ہے کہ شرک تو ان میں ایسا جاگزیں ہو چکا ہے گویا ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے آڑے وقت میں تو خدا کو پکارتے ہیں اور آسائش کے وقت کا یہ حال ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے ہیں اور ایک حصہ اپنے مصنوعی معبودوں کا پھر اپنے خیال میں خود ہی سمجھ رکھتے ہیں اور تعلیق کو چھوڑتے ہیں کہ یہ حصہ مثلاً دائیں جانب کا ڈھیر تو اللہ کا ہے اور یہ مثلاً بائیں طرف کا انبار ہمارے خدا کے ساجھیوں کا جن کو وقت پر پکارا کرتے ہیں اور ان سے مدد چاہا کرتے ہیں باوجود اس کے پھر ان کے برتاؤ کی عجیب ہی کیفیت ہے کہ جو ان کے مصنوعی ساجھیوں کا ہو وہ تو کسی طرح ہوا وغیرہ سے اڑ کر بھی اللہ کی طرف نہ جانے پائے اور جو خدا کے حصہ کا ہے وہ کسی نابالغ بچے کے اٹھانے سے یا ہوا کے اڑانے سے غرض بوجہ من الوجوہ ان کے مصنوعی ساجھیوں کی طرف پہنچ سکتا ہے اس کی وجہ بھی سنو کیا بنا رکھی ہے کہتے ہیں کہ خدا تو بے نیاز ہے اسے کسی قسم کی حاجت نہیں اور نہ ہی وہ ایسی معمولی حرکات سے ناراض ہوتا ہے اور یہ ہمارے شریک اور پیر فقیر چونکہ درحقیقت مخلوق ہیں اس لیے ان کے حوصلے بھی اتنے نہیں یہ تھوڑی سی بات سے خفا ہو کر تباہی ڈال دیا کرتے ہیں- نالائق کیسے برے اور غلط فیصلے کرتے ہیں ؟اتنا بھی نہیں جانتے کہ پیدا تو سب کچھ خدا کرے یہ کون ہیں ؟ جن کے ہم اس کے ساتھ حصے مقرر کر دیتے ہیں جس طرح اس فعل قبیح کی برائی ان کی سمجھ میں نہیں آتی بلکہ اس کو اچھا جانتے ہیں اسی طرح بہت سے مشرکوں کو مادہ اولاد کا مار ڈالنا ان کے بنائے ہوئے معبودوں نے مزین کر دکھایا ہے تاکہ انجام کار ان پر تباہی لاویں یعنی غضب الٰہی کے سبب بنیں اور ان کا اصل دین ان پر مشتبہ کر ڈالیں یعنی مشرکوں کا مادہ اولاد کو مار ڈالنا ان کے شرک کی شامت سے ہے کیونکہ شرک کرنے سے انسانی دماغ میں اس قسم کا فتور آ جاتا ہے کہ وہ معمولی بد اخلاقیوں کو بد اخلاقی نہیں سمجھتا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ
اور اگر خدا چاہتا تو کبھی بھی یہ کام نہ کرتے پس تو ان کو اسی افترا پردازی میں چھوڑ دے۔ اور کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی
وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا
متروک الاستعمال ہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر وہی جس کو ہم اپنے خیال میں چاہیں اور کئی ایک چوپائے ایسے بھی ہیں جن پر سوار ہونا
وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا
حرام سمجھا گیا ہے اور کئی چوپایوں پر اللہ کا نام بھی ذکر نہیں کرتے خدا پر افترا کرتے ہیں خدا ان کی افترا پردازی کی سزا ان
يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ
کو دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ جو ان چوپایوں کے پیٹ کے اندر بچہ ہے وہ صرف مرد کھائیں اور اگر وہ مرا ہوا ہو تو پھر
عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ
مرد عورت سب اس میں حصہ دار ہیں خدا ان کو اس بیان کا بدلہ دے گا بیشک وہ بڑا حکیم اور علیم
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا
ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کو بے وقوفی اور جہالت سے قتل کر ڈالتے ہیں اور خدا پر افترا باندھ کر خدا کے دیئے ہوئے
مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ
رزق کو حرام سمجھتے ہیں یہ بڑے ہی ٹوٹے میں ہیں

پس تو ان سے کنارہ کر اور یہ سمجھ رکھ کہ اگر خدا چاہتا تو کبھی بھی یہ کام نہ کرتے بھلا ان کی مجال تھی کہ اگر خدا ان کو ہدایت پر مجبور کرتا تو ہدایت یاب نہ ہوتے لیکن اس نے اختیاری افعال میں اختیار دے رکھا ہے کیونکہ جس فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا خیال نہ ہو اس کے کرنے پر ثواب اور نیک جزا مرتب نہیں ہوا کرتی یہی حکمت ہے کہ خدا ان کو جبرا ہدایت یاب نہیں کرتا پس تو ان کو اسی افتراء پردازی میں چھوڑ دے اور دیکھو تو کیسے من گھڑت مسئلے بنا رکھے ہیں؟ کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی متروک الاستعمال ہے ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر وہی جس کو ہم اپنے خیال میں مناسب جان کر کھلانا چاہیں اور کئی ایک چوپائے ایسے بھی ہیں جن پر سوار ہونا حرام سمجھا گیا ہے اور کئی چوپایوں پر اللہ کا نام بھی ذکر نہیں کرتے بلکہ اپنے مصنوعی معبودوں کے نام پر ہی تصدق و قربان کریں ان ڈھکوسلوں اور مصنوعی مسائل کو خدا کی طرف نسبت کر کے خدا پر افترا کرتے ہیں خدا ان کی افترا پردازی کی سزا ان کو دے گا اور ایک بات بھی ان کی سنو یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم کان وغیرہ پھاڑ کر بحیرہ سائبہ وغیرہ بناتے ہیں جو ان چوپایوں کے پیٹ کے اندر بچہ ہے وہ اگر زندہ نکلے تو صرف ہمارے مرد کھائیں اور عورتوں کو ان کا کھانا منع ہے اور اگر وہ مرا ہوا ہو تو مرد عورت سب اس میں حصہ دار ہیں سب کھا سکتے ہیں اس کو یہ لوگ مسئلہ شرعی بتلاتے ہیں اور خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں خدا ان کو اس بیان کا بدلہ دے گا' بے شک وہ بڑا حکیم اور علیم ہے ہر ایک کے حال سے مطلع ہے اس کے کام سب باحکمت ہوتے ہیں دنیا میں جو کچھ وہ کرتا ہے کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا حتی کہ اگر کسی کو لڑکا دیتا ہے تو اس میں بھی حکمت ہوتی ہے اور اگر کسی کو لڑکی دیتا ہے تو وہ بھی حکمت سے خالی نہیں مگر یہ نادان نہیں جانتے ان کو یہ بھی خیال ہے کہ جس کے گھر لڑکی پیدا ہو وہ نہایت ذلیل ہے اس لیے یہ لڑکیوں کو موقع پا کر مار ڈالتے ہیں پس کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اپنی مادہ اولاد کو بے وقوفی اور جہالت سے قتل کر ڈالتے ہیں اور محض اپنی تجویز سے خدا پر افترا باندھ کر بغیر حکم شریعت خدا کے دیے ہوئے حلال رزق کو حرام سمجھتے ہیں یہ لوگ بڑے ہی ٹوٹے میں ہیں

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ

اور بھکے ہوئے اور راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں- خدا وہی ہے. جو باغ بیلدار اور غیر

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

بیلدار پیدا کرتا ہے اور کھجوریں اور کھیتی جو کھانے میں مختلف ہوتی ہے اور زیتون اور انار

مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ

ملتے جلتے اور مختلف اور جب پھلیں تو ان کا پھل کھاؤ اور کاٹنے کے روز خدا کا حق بھی دیا کرو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ

اور فضول نہ اڑایا کرو فضول خرچ کرنے والے خدا کو ہرگز نہیں بھاتے- اور خدا نے چوپاؤں میں سے بعض بوجھ بردار پیدا کئے ہیں

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اور بعض زمین سے لگے ہوئے' اللہ کے دیئے ہوئے سے کھاؤ اور شیطان کی چال نہ چلو وہ تو تمہارا صریح

مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

دشمن ہے

اور سیدھی راہ سے دور بھکے ہوئے ہیں اور راہ ہدایت سے ہٹے ہوئے ہیں ان جیسی سمجھ بھی کسی کی ناقص ہو گی؟ جب ان کی عقل کا معمولی امور میں یہ حال ہے تو الٰہیات میں کیا رائے لگا سکتے ہیں اور کیا دلائل سمجھ سکتے ہیں؟ تاہم ان کو بالکل بے سمجھائے تو چھوڑنا مناسب نہیں اس لیے ایک ایسے طریق سے ان کو خدا کی طرف لے چل اور معرفت حاصل کرا کہ ان کی عقلوں کے مناسب حال ہو پس ان کو بتلا کہ خدا تعالیٰ جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں وہ وہی ہے جو ہرے بھرے باغ بیلدار اور غیر بیلدار پیدا کرتا ہے یعنی انگوروں کے باغ جو ٹیٹوں کے اوپر چڑھائے جاتے ہیں اور ان کے سوا جو ایسے نہ ہوں اور کھجوریں اور عام ہر قسم کی کھیتی ہچوں قسم گیہوں وغیرہ جو کھانے میں مختلف ہوتی ہے اور انگور اور انار بعض ظاہر و باطن میں بھی ملتے جلتے ہیں اور بعض مختلف ہیں تم اس سے نتیجہ پاؤ کہ ان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہے اور اس کے حقوق بھی تم پر کچھ ہیں اور جب پھلیں تو ان کا پھل کھاؤ اور کاٹنے کے روز خدا کا حق میں بھی مسکینوں کو دیا کرو اور کثرت پیدا دیکھ کر دہقانوں کی طرح فضول نہ اڑاؤ مسرف اور فضول خرچ کرنے والے خدا کو ہرگز نہیں بھاتے -اور دیکھو کہ خدا نے چوپایوں میں سے بعض دراز قد بوجھ بردار تمہارے لیے پیدا کیے ہیں جیسے اونٹ گھوڑا ہاتھی وغیرہ اور بعض پستہ قد زمین سے لگے ہوئے جیسے بھیڑ بکری وغیرہ جو صرف تمہارے دودھ پینے اور بوقت ضرورت کھانے کے کام آتی ہیں پس تم اللہ کے دئے ہوئے رزق سے کھاؤ اور شیطان کی چال نہ چلو کہ دیوے تو خدا اور تم اس میں سے حصہ نکالو غیروں کا یہ پیر کی نیاز اور فقیر کی نذر یہ طریق ناپسند شیطانی شرارت کا اثر ہے وہ شیطان تو تمہارا صریح دشمن ہے دیکھو تو کس کس پیرایہ میں دشمنی کرتا ہے ان مشرکوں کے دلوں میں وہم ڈال رکھا ہے کہ بعض حلال جانوروں کو بھی حرام سمجھنے لگ گئے ہیں پھر ایک بات پر جمتے بھی نہیں کبھی کسی نر کو بحیرہ وغیرہ بنا کر حرام سمجھ لیتے ہیں کبھی مادوں سے بھی یہی معاملہ کرتے ہیں لطف یہ ہے کہ حلت حرمت جہاں سے ظہور ہو سرے سے اس کے منکر ہیں یعنی نبوت کسی نبی کی اور الہام کسی ملہم کا انہیں تسلیم نہیں

ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ

خدا نے چارپائے آٹھ قسم کے پیدا کئے ہیں بھیڑوں میں سے دو اور بکریوں میں سے دو تو دریافت کر

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ

خدا نے نر جانور حرام کئے ہیں یا مادہ یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے مجھے تحقیقی بات بتلاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ

اگر تم سچے ہو۔ اور اونٹوں میں سے دو اور گائے کی قسم کے بھی دو پیدا کئے تو ان

ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ اَمْ

سے دریافت کر خدا نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے کیا جس وقت

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

خدا نے اس بات کا تم کو حکم دیا تھا تم خود اس وقت وہاں موجود تھے؟ پس جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں کہ

اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۴﴾

لوگوں کو بے سمجھی میں گمراہ کریں ان سے بڑھ کر کوئی بھی ظالم نہیں خدا ظالموں کو ہرگز راہ نہیں دکھایا کرتا

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ

تو کہہ مجھے تو الہام کے ذریعہ کسی کھانے والے کے حق میں جو کھانا چاہے بجز خود مردہ جانور اور خون ذبح کے وقت بہنے والے اور

مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ

خنزیر کے گوشت کے کچھ حرام معلوم نہیں ہوتا

سنو خدا نے انعام کے نر مادہ آٹھ قسم پیدا کیے ہیں بھیڑوں میں سے اور بکریوں میں سے نر مادہ دو تو ان سے دریافت کر کہ بتلاؤ خدا نے نر جانور حرام کیے ہیں یا مادہ یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے نر ہو یا مادہ مجھے تحقیقی بات بتلاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ خدا نے ان سب کو یا ان میں سے بعض کو حرام کیا ہے پہلے اپنا دعوی تو متعین کرو اور بھی سنو! اونٹوں میں سے نر مادہ دو پیدا کیے اور گائے کی قسم کے نر مادہ بھی دو پیدا کیے تو ان سے دریافت کر کہ ان میں سے بھی خدا نے نر حرام کیے ہیں یا مادہ یا جو مادہ کے پیٹ سے نکلے نر ہو یا مادہ کچھ ہو بتلاؤ دعوی متعین کر کے دلیل لاؤ کیا کسی کتاب میں خدا نے یہ حکم بھیجا ہے یا جس وقت خدا نے اس بات کا تم کو حکم دیا تھا تم خود اس وقت وہاں موجود تھے اور اپنے کانوں کی سنی ہوئی شہادت دیتے ہو اس بات کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے سکتے کیونکہ کتاب کے الہامی ہونے کے قائل نہیں خود تو کیا ہی موجود ہوں گے؟ مثل مشہور ہے کے آمدی و کے پیر شدی پس تو اس سے کہہ دے جو لوگ اللہ کے نام پر جھوٹ لگاتے ہیں کہ لوگوں کو بے سمجھی میں اسی داؤ سے گمراہ کریں ان سے بڑھ کر کوئی بھی زیادہ ظالم نہیں یاد رکھو خدا کی شان میں ایسی گستاخی کرنی کہ جو اس نے فرمایا نہ ہو اس کے نام پر کہہ دینا صریح ظلم ہے اور ظلم ایسی بری بلا ہے کہ اپنی حد تک پہنچ کر ہمیشہ کے لیے ہدایت سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ خدا ایسے ظالموں کو ہرگز راہ نہیں دکھایا کرتا تو ان سے کہہ تم تو یونہی اٹکل پچو ہانک رہے ہو یہ حرام وہ حرام مجھے تو الہام کے ذریعہ کسی کھانے والے کے حق میں جو بہ نیت نیک کھانا چاہے بجز خود مردہ جانور خون ذبح کے وقت بہنے والے اور خنزیر کے گوشت کے کچھ حرام معلوم نہیں ہوتا

فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

پس یہ سب حرام ہیں اور وہ گناہ کی چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جائے پھر بھی جو شخص نہ بے فرمانی کرنیوالا اور نہ حد ضرورت

فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ

سے تجاوز کرنے والا مجبور ہو تو خدا بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والے جانور

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

اور گائے اور بھیڑ بکریوں کی چربی حرام کی تھی مگر اس قدر جو ان کی پشت

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

یا آنتوں میں یا ہڈیوں سے چمٹی رہے (وہ حلال تھی) یہ ان کی سرکشی کی سزا تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ

پھر بھی تیری تکذیب کریں تو تو کہہ کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں کی قوم سے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ

پھرا نہیں کرتا۔ مشرک کہیں گے اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى

ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی شے کو اپنے پر حرام سمجھتے اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے انکار کیا تھا یہاں تک کہ

ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ

ہمارے عذاب کا مزہ چکھا

پس یہ سب حرام اور ناپاک ہیں اور وہ گناہ کی چیز یعنی جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جائے اور کسی پیر یا فقیر یا ولی یا شہید کے نام پر بطور تقرب اس کو مانا جائے یہ بھی حرام ہے پھر بھی جو بہ نیت نیک نہ بے فرمانی کرنے والا اور نہ حد ضرورت سے تجاوز کرنے والا بھوک سے مجبور ہو تو اس پر گناہ نہیں خدا تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے' اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والے جانور یعنی جو چرے ہوئے کھروں والے اور گائے اور بھیڑ بکریوں کی چربی حرام کی تھی مگر اس قدر جو ان کی پشت یا آنتوں میں یا ہڈیوں سے چمٹی رہے یہ ان کی سرکشی کی سزا تھی گو وہ اپنی پردہ پوشی کو کچھ کا کچھ بیان کریں ان کی کتابیں اور ان کی روش ہی جتلا رہی ہے کہ ان کا بیان صحیح نہیں ہوتا اور ہم (یعنی خدا) تو یقیناً سچے ہیں پھر بھی تیری تکذیب کریں تو تو کہہ کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے جو تم کو اس سرکشی اور جور و ستم پر سر دست مواخذہ نہیں کرتا ہاں یہ بھی جانو کہ جس وقت وہ پکڑنا چاہے فورا پکڑ سکتا ہے اور اس کا عذاب مجرموں کی قوم سے تو کسی طرح بھی پھرا نہیں کرتا کوئی اس کا رد کرنے والا نہیں مگر چونکہ تیری موجودگی میں عذاب کا بھیجنا مناسب نہیں کیونکہ تو رحمت العالمین ہے اس لیے جو چاہتے ہیں کہتے ہیں ابھی تو آئندہ کو مشرک کہتے' یہ بھی کہیں گے اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی شے کو اپنے پر حرام سمجھتے پس جب خدا ہی کی مرضی ہے تو پھر ہمیں کیا گیاہ مگر دراصل یہ صرف حجت بازی ہے اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے خدا کے حکموں سے انکار کیا تھا وہ بھی ایسے ہی بے ہودہ گوئی کیا کرتے تھے اور یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ یہ لوگ اپنی کم علمی اور نفسانیت کی وجہ سے خدا کی مشیت اور رضا میں فرق نہیں سمجھتے

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ

تو کہہ تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے جو ہمیں بتلا سکو تم تو صرف وہموں پر چلتے ہو اور

اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۞ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ

محض انکلیں ہی مارتے ہو- تو کہہ کہ اللہ ہی کی دلیل غالب ہے پس اگر وہ چاہتا

اَجْمَعِيْنَ ۞ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ

تو تم سب کو ہدایت کر دیتا- کہہ اپنے گواہ لاؤ جو گواہی دیں کہ اللہ نے یہ حرام

هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کیا ہے' پھر اگر وہ گواہی دیں بھی تو تو ان کے موافق ہرگز گواہی نہ دیجیو- تو ان سے الگ رہیو اور جو لوگ ہمارے حکموں کی

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۞ قُلْ

تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت کی زندگی پر یقین نہیں کرتے اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ غیروں کو برابر کرتے ہیں تو انکی مرضی

تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ

پر نہ چلیو تو کہہ آؤ میں تم کو بتلاؤں جن چیزوں کا تمہارے پروردگار نے تم کو حکم دیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو ساجھی نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

احسان کرو اور اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی تو تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں

مشیت اس کی تو ایسی ہے کہ کوئی کام بغیر اس کی مشیت کے ہونا ممکن ہی نہیں لیکن یہ ضرور نہیں کہ ہر ایک کام جو دنیا میں اس کی مشیت سے ہو وہ اس سے راضی بھی ہو دنیاوی حاکموں کو دیکھو کہ رعایا بہت سے کام حسب اجازت قانون کرتی ہے مگر حکام ان سے راضی نہیں ہوتے اسی طرح خدائی قانون کو سمجھنا چاہیے کہ جب کوئی نیک یا بد کام کرنے لگے خدا اس کے حسب منشاء اسباب مہیا کر دیتا ہے بعد ازاں جیسا کام ہو ویسا عوض دیتا ہے تو کہہ تمہارے پاس اس دعوی پر کہ مشیت الٰہی رضا الٰہی کو مستلزم ہے کوئی علمی دلیل ہے جو ہمیں بتلا سکو کیا بتلاؤ گے ؟ تم تو صرف وہموں پر چلتے ہو اور محض انکلیں ہی مارتے ہو تو ان سے یہ کہہ کہ اللہ ہی کی بتلائی ہوئی دلیل غالب ہے پس سنو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا اس سے یہ نہ سمجھو کہ خدا کا نہ چاہنا بھی اس کی مرضی کی دلیل ہے نہیں غور سے سنو خدا نے بندوں کو ایک قدرت اور طاقت افعال اختیاریہ کے متعلق بخشی ہوئی ہے بندے جس کام میں اس طاقت کو خرچ کرنا چاہیں خدا اس کا اثر مرتب کر دیتا ہے اور اگر چاہے تو اس طاقت دادہ کے مخالف بھی ان سے کام لے سکتا ہے پس یہی معنی اس آیت کے ان کو سمجھا اور اصل مسئلہ شرک اور تحریم اشیاء کے متعلق ان سے کہہ اپنے گواہ لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے یہ سب کچھ جس کو تم حرام سمجھتے ہو حرام کیا ہے پھر اگر وہ گواہی دیں بھی تو ان کے موافق ہرگز گواہی نہ دیجیو کیونکہ یہ شہادت ان کی محض ضرر اور عدوات سے ہو گی اس لیے تو ان سے الگ رہیو اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت کی زندگی پر یقین نہیں کرتے اور اپنے پروردگار کے ساتھ غیروں کو برابر کرتے ہیں کل صفات میں ہو یا بعض میں تو ان کی مرضی پر نہ چلیو تو ان سے کہہ کہ تم تو یوں ہی آئیں بائیں مارتے ہو یہ حرام وہ حرام آؤ میں تم کو بتلاؤں جن چیزوں کا تمہارے پروردگار نے تم کو حکم دیا ہے سب سے اول یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو ساجھی نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی تو تم کو اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں-

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي

اور ظاہر باطن بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام

حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا

کیا ہے اس کو ناحق نہ ماریو انہی باتوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم عقلمند بنو۔ اور یتیم کے

مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ

بلوغت کو پہنچنے تک اس کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر کسی اچھی طرز سے اور ماپ اور تول

وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا

انصاف سے پورا کیا کرو ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیا کرتے اور جب کوئی بات کہنے

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ

لگو تو انصاف سے کہو خواہ کوئی قریبی بھی کیوں نہ ہو اور اللہ کے وعدے پورے کرو انہی باتوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم

تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

نصیحت پاؤ۔ اور جانو کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی تابعداری کرو اور دیگر راستوں کی تابعداری

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ آتَيْنَا

نہ کرو ورنہ تم کو خدا کی راہ سے تتر بتر کردیں گے اسی بات کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ اور ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ نیکوں پر نعمت پوری کریں اور ہر ایک امر کی تفصیل

اور ظاہر باطن بے حیائی اور بدکاری ایسی چھوڑو کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو ناحق نہ ماریو انہی باتوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم ان پر عمل کرنے سے عقل مند بنو یتیم لڑکا ہو یا لڑکی اس کے بلوغت کو پہنچنے تک اس کے مال کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ مگر کسی اچھی طرز سے جس میں اس کا بھی نفع ہو یعنی اس کے مال کی تجارت کرو جس سے اس کو بھی نفع ہو اور تم بھی بحالت ضرورت کچھ لے لو اور ماپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو یہ نہیں کہ ایسا پورا کہ جس کو حقیقی مساوات کہیں جو انسانی طاقت سے بالا ہو اس کا تم کو حکم نہیں ہوتا کیونکہ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیا کرتے پس تم عرفی مساوات کو دیا کرو جو ہر جنس کے مناسب ہو مثلاً گیہوں کی مساوات الگ ہے اور چاندی سونے کی الگ پس ہر چیز کو مساوات سے دیا کرو اور جب کوئی بات کہنے لگو تو انصاف سے کہو خواہ کوئی فریق تمہارا قریبی ہی کیوں نہ ہو اور تمہاری راست بیانی سے اس کا ضرر بھی ہوتا ہو اور اللہ کے نام سے دیے ہوئے وعدے پورے کرو انہی باتوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور جانو کہ یہی میرا یعنی خدا کا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی تابعداری کرو اور دیگر راستوں کی تابعداری نہ کرو ورنہ تم کو خدا کی راہ سے الگ کر کے تتر بتر کردیں گے اسی بات کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو اور ایک بات یہ بھی یاد رکھو کہ ہم نے قرآن سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت دی تھی تاکہ نیکوں پر نعمت پوری کریں اور ہر ایک امر مذہبی کی تفصیل

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ اپنے پروردگار پر ایمان لاویں اور یہ بابرکت کتاب ہم نے

مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ

نازل کی پس تم اس کی اتباع کرو تاکہ تم پر رحم ہو- اس لئے کہ تم کہنے لگو کہ کتاب تو ہم سے پہلے

عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا

صرف دو گروہوں کو ملی تھی اور ہم کو مطلقا ان کی تعلیم سے آگاہی نہ تھی- یا کہنے لگو

لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ

کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے بڑھ کر ہدایت یاب ہوتے لو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی دلیل اور

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ

ہدایت اور رحمت آچکی ہے پس جو کوئی اللہ کے حکموں کو جھٹلائے گا اور اس سے روگردانی

عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

کرے گا اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو لوگ ہمارے حکموں سے روگردانی کرتے ہیں ہم ان کی روگردانی کی وجہ سے

يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ

برے عذاب کی سزا ان کو دیں گے- پس ان کو یہی انتظار ہے کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا خود خدا آوے یا

يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ

تیرے رب کے نشانوں میں سے

اور ہدایت اور عمل کرنے والوں کے لیے رحمت ہے تاکہ وہ بنی اسرائیل اسے پڑھ کر اپنے پروردگار کی جزاوسزا پر ایمان لائیں اور دل سے یقین کریں کہ خدا ہمارے کاموں کو ذرہ ذرہ نیک وبد کی جزاوسزادے گا پھر بعد ازاں کج رووں نے دین الٰہی بگاڑ کر اپنی تحریفات کو اس میں داخل کر دیا تو ہم نے کئی ایک نبی بغرض تبلیغ احکام بھیجے اور یہ بابرکت کتاب قرآن شریف ہم نے نازل کی پس تم اس کی اتباع کرو تاکہ تم پر رحم ہو اس بابرکت کتاب کو الگ کر کے اتارنا ایک تو اس لیے تھا کہ لوگ بے دینوں اور کج رووں کی غلطی سے بچ جائیں دوم اس لیے کہ تم عربی کہیں بوقت محاسبہ کہنے لگو کہ کتاب آسمانی تو ہم سے پہلے صرف دو گروہوں یہود و نصاریٰ کو ملی تھی اور ہم کو مطلق ان کی تعلیم سے آگاہی نہ تھی کیونکہ ایک تو وہ ہماری زبان میں نہ تھی دوم اہل کتاب ہند کے برہمنوں کی طرح کسی کو بتلاتے نہ تھے یا کہنے لگو کہ ہماری گمراہی کا سبب یہ تھا کہ ہم کو کتاب نہیں ملی تھی اور اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان یہود و نصاریٰ سے کئی درجہ بڑھ کر ہدایت یاب ہوتے لو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی دلیل اور ہدایت اور رحمت یعنی کتاب اللہ آچکی ہے پس جو کوئی اللہ کے حکموں کو جو قرآن کی معرفت آئے ہیں جھٹلائے گا اور ان سے روگردانی کرے گا وہ بڑا ہی ظالم ہے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں سن رکھو جو لوگ ہمارے حکموں سے روگردانی کرتے ہیں ہم ان کی روگردانی کی وجہ سے برے عذاب کی سزا ان کو دیں گے کہو تو اب کیا عذر کریں اور ایمان کیوں نہیں لاتے- پس ان کو یہی انتظار ہے کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا خود خدا چل کر ان کے سمجھانے کو آئے اور خود آکر کہے کہ آؤ مان جاؤ میرے حکموں پر ایمان لاؤ یا شاید اس بات کی انتظار ہے کہ تیرے رب کے عذاب کے نشانوں میں سے کوئی آئے تو مانیں گے

يَوْمَ يَأْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

کوئی نشان آئے گا جس دن خدا نشانوں میں سے کوئی نشان آجائیگا تو کسی شخص کو جو پہلے اس سے ایمان نہ لایا ہو گا یا اپنے ایمان میں کوئی کار خیر نہ کیا ہو گا اسکا ایمان لانا ہر گز

اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

نفع نہ دے گا تو کہدے تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔ جن لوگوں

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ

نے دین میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور الگ الگ جماعتیں بنے ہوئے ہیں تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا اختیار اللہ کو

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ

ہے پھر وہی ان کو ان کے کاموں سے خبر دے گا۔ جس شخص نے کوئی نیک کام کیا ہوگا اس کو تو دس گنا

اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

ثواب ملے گا اور جس نے برائی کی ہوگی اس کو اسی قدر سزا ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا

قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ

تو کہہ مجھے تو میرے پروردگار نے سیدھی راہ دکھائی ہے جو مضبوط دین ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ

یک رخے کا طریق ہے اور وہ مشرکوں میں نہ تھا۔ تو کہہ میری نماز اور میری قربانی

وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کا ہے جو سب جہانوں کا پالنہار ہے

مگر یاد رکھیں جس دن خدا کے عذاب کے نشانوں میں سے کوئی نشان آئے گا تو کوئی شخص جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو گا یا ایمان لا کر اپنے ایمان کے وقت میں کوئی کار خیر نہ کیا ہو گا اس کا اس وقت میں ایمان لانا اور اطاعت کا اظہار کرنا ہر گز نفع نہ دے گا تو کہہ دے اگر تم اسی روز کے انتظار میں ہو تو منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں اور یہ بھی سن رکھ کہ جن لوگوں نے دین میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور الگ الگ جماعتیں بنے ہوئے ہیں اصل دین الٰہی کو چھوڑ کر اپنے اپنے راگ الاپتے ہیں اے رسول تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں یہ نہیں کہ تجھے ان کی وجہ سے باز پرس ہو ان کا اختیار سب اللہ کو ہے پس وہی ان کو ان کے کاموں سے خبر دے گا ان کا قطعی فیصلہ ہے کہ جو کوئی نیک کام کرے گا اس کو دس گنا ثواب ملے گا اور جس نے برائی کی ہوگی اسکو اسی قدر سزا ملے گی اور ان پر زیادتی ہو کر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا تو کہہ تمہارے جھگڑوں سے مجھے مطلب نہیں مجھے تو میرے پروردگار نے سیدھی راہ دکھائی ہے جو مضبوط دین ابراہیم علیہ السلام یک رخے کا طریق ہے جو سیدھا خالص خدا کا بندہ تھا اور وہ مشرکوں میں نہ تھا تجھے اس دین کی ماہیت پوچھیں تو تو کہہ سنو خلاصہ اور مغز اس دین کا یہ ہے کہ تم دل سے خدا کے ہو رہو جیسا کہ میں ہو رہا ہوں میری نماز یعنی بدنی عبادت اور قربانی یعنی مالی عبادت اور میرا ساری عمر بھر جینا اور مرنا سب اللہ ہی کا ہے جو سب جہان والوں کا پالنے والا ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ

جس کا کوئی شریک نہیں یہی مجھ کو حکم ملا ہے اور میں تو سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار ہوں۔ تو کہہ کیا میں

اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

اللہ کے سوا اور کسی کو پروردگار سمجھوں؟ حالانکہ وہ سب کا پالنہار ہے جو شخص برا کام کرتا ہے وہی اس کی سزا اٹھائے گا اور

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی پھر تم نے اپنے حقیقی پالنہار کی طرف پھر کر جانا ہے پھر وہ تم کو

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ

تمہارے اختلافی امور کی خبر دے گا۔ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور ایک کو

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

دوسرے پر درجوں میں برتری دے رکھی ہے تاکہ جو تم کو دیا ہے اس میں تم کو آزماوے اور خدا جلد سزا

سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

دے سکتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے

جس کا کوئی شریک نہیں یہی مجھ کو حکم ملا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ میں اس کا کسی طرح سے ساجھی ہوں جیسا کہ بعض نادانوں نے اپنے نبیوں کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ رکھا ہے میں بھی کچھ ایسے رتبہ کا مدعی ہوں نہیں ہرگز نہیں میں تو سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار ہوں خلاصہ میرے مذہب کا یہ ہے

سپردم بتو مایہ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

تو کہہ جبکہ میرا یہ اصول ہے جو تم سن چکے ہو تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں اللہ کے سوا اور کسی کو اپنا معبود اور پروردگار سمجھوں حالانکہ وہ خدا اکیلا ہی سب کا پالنہار ہے اور یہ سن رکھو کہ جو شخص برا کام کرتا ہے وہی اس کی سزا اٹھائے گا یہ ہرگز نہ ہو گا کہ کوئی اس کے بوجھ کو اٹھانا تو کیا ہلکا بھی کر سکے کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی پس تم نے اپنے حقیقی پالنہار کی طرف پھر کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے اختلافی امور کے تصفیہ کی خبر دے گا جانتے ہو وہ کون ہے؟ وہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا ایک کے بعد دوسرا قائم مقام ہو جاتا ہے اور ایک کو دوسرے پر کسی نہ کسی وجہ سے درجوں میں برتری دے رکھی ہے تاکہ جو تم کو دیا ہے اس میں تم کو آزمائے اور تمہاری کرتوتوں کا سب کے سامنے اظہار کرے اس کی تاجیل اور ڈھیل سے غرہ نہ ہو خدا سزا دینے لگے تو جلد سزا دے سکتا ہے ہاں یہ بھی ہے کہ اس میں حکم بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

سورت الاعراف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ

میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا صادق القول- یہ کتاب تیری طرف اس لئے اتاری گئی ہے کہ تو ڈراوے اور ایمانداروں کے لئے نصیحت ہو پس تو اس سے

بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا

دل تنگ نہ ہو- جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر اترا ہے اس پر

تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا

اور اس کے سوا اور دوستوں کی چال نہ چلو تم بہت ہی کم سوچتے ہو- ہم نے کئی ایک بستیاں تباہ کر دیں

فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

راتوں رات یا دن کو سوتے ہوئے ان پر ہمارا عذاب آیا- پھر جب ہمارا عذاب ان پر آپہنچا تو بجز اس کے کچھ نہ

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

کہہ سکے کہ بیشک ہم ہی ظالم ہیں

سورت الاعراف

میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا صادق القول پس سنو یہ کتاب قرآن تیری طرف اس لئے اتاری گئی ہے کہ اس کے ذریعہ تو بدکاروں کو عذاب الٰہی سے ڈرادے اور ایمان داروں کے لئے نصیحت ہو پس تو اس سے تنگ دل نہ ہو جو مانیں سو مانیں جو نہ مانیں نہ مانیں ہاں تو ان کو سنادے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر قرآن میں اترا ہے اس پر چلو اور اس کے سوا اور مصنوعی دوستوں اور بناوٹی دنیا ساز پیروں اور راہ مارگدی نشینوں کی چال نہ چلو- غرض خدائی احکام پر عمل اور ان کے سوا کسی قول کو خواہ کیسا ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو بغیر موافقت شرع کے مذہبی امور میں واجب الاتباع نہ جانو مگر تم بہت ہی کم سوچتے اور نصیحت نہیں پاتے ہو اور ہماری طرف سے یہ بھی سنادے کہ ہم بگڑے ہوؤں کو دوسری طرح بھی درست کر لیا کرتے ہیں دیکھو ہم نے کئی ایک بستیاں تباہ کر دیں جب انہوں نے انبیاء سے مقابلے کئے تو راتوں رات یا دن کو سوئے ہوئے ان پر ہمارا عذاب آیا- پھر جب ہمارا عذاب ان پر آپہنچا تو بجز اس کے کچھ نہ کہہ سکے کہ بے شک ہم ہی ظالم ہیں ہم نے دانستہ سچے لوگوں کا مقابلہ کیا جس کا صلہ ہمیں ملا

شان نزول

۔ (کتب انزل الیک) مخالفوں کی کثرت اور موافقوں کی قلت دیکھ کر سست ہو جانا انسانی طبیعت کا تقاضا ہے اسی کے موافق حضرت کے قلب مبارک پر بھی کبھی صدمہ گزرا ہو تو آپ کی تسلی و تشفی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی- معالم

لہ حروف مقطعات کی بحث جلد اول میں دیکھو منہ

فَلَنَسۡـَٔلَنَّ الَّذِیۡنَ اُرۡسِلَ اِلَیۡہِمۡ وَلَنَسۡـَٔلَنَّ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۙ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ

پس جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے تھے ان سے اور رسولوں سے بھی ہم پوچھیں گے- پھر ہم ان کو

عَلَیۡہِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا کُنَّا غَآئِبِیۡنَ ﴿۷﴾ وَالۡوَزۡنُ یَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ

اپنے علم سے واقعات سنائیں گے اور ہم کسی واقعہ سے غائب نہیں- اور اعمال کا اندازہ اس روز برحق ہے پس جن لوگوں کے

مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ

نیک اعمال زائد ہوں گے وہی پاس ہوں گے- اور جن کے اعمال کم ہوں گے ہماری حکم عدولی کی وجہ سے انہوں نے

الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدۡ مَکَّنّٰکُمۡ

ہی اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا ہو گا- اور ہم نے ہی تم کو

فِی الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَکُمۡ فِیۡہَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ وَلَقَدۡ

زمین میں جگہ دی اور تمہاری معاش کے ذرائع اس میں بنائے تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو- اور ہم ہی نے

خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ٭ۖ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ

تم کو پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ (تعظیم) کرو پس سب نے کیا

اِبۡلِیۡسَ ؕ لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ

مگر ابلیس تعظیم کرنے والوں میں نہ ہوا- خدا نے کہا کہ جب میں نے تجھے حکم دیا تو پھر تجھے تعظیم کرنے

اَمَرۡتُکَ ؕ قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ۚ

سے کس نے روکا؟ بولا میں اس سے بہتر ہوں

پس جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے تھے ان سے اور رسولوں سے بھی ہم پوچھیں گے کہ بتلاؤ تم نے ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح سے برتاؤ کیا؟ پھر اگر وہ اپنی بدکرداریوں سے منکر ہوئے تو ہم ان کو اپنی جانی ہوئی باتیں سنائیں گے جو واقعی ہم کو معلوم ہیں کیونکہ ہم کو سب کچھ معلوم ہے اور ہم کسی واقع سے غائب نہیں- بلکہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے- اس روز ان کو قدر عافیت معلوم ہو گی جس روز سب کچھ ان کے سامنے ہو گا اور اعمال کا اندازہ بھی اس روز برحق ہے- پس نتیجہ صریح ہے کہ جن لوگوں کے نیک اعمال زائد ہوں گے یہی پاس ہوں گے اور جن کے نیک اعمال کم ہوں گے ہماری حکم عدولی کی وجہ سے انہوں نے ہی اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا ہو گا جس کا خمیازہ ان کو بھگتنا ہو گا ہم (خدا) نے تو تم سے احسان کرنے میں کمی نہیں کی- دیکھو تو ہم نے تمہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی تم کو زمین میں جگہ دی اور تمہاری معاش کے ذرائع اس میں بنائے ایک دوسرے کا محتاج ہے تجارت پیشہ دور دراز ملکوں سے مال لاتے ہیں تو دوسروں کی حاجت پوری ہوتی ہے- لوگ ان سے خریدتے ہیں تو ان کی معاش چلتی ہے غرض ایک کو دوسرے کا محتاج بنا رکھا ہے- غور کرو تو کیسا انتظام ہے؟ مگر تم کچھ ایسے ناسمجھ ہو کہ بہت ہی کم شکر گذاری کرتے ہو- اور سنو ہم نے ہی تم کو یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا- مدت دراز تک اس کا خمیر ہوتا رہا پھر ہم نے تمہاری یعنی تمہارے باپ آدم کی صورت مناسب بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ یعنی سلام کرو پس سب نے کیا مگر ابلیس تعظیم کرنیوالوں میں نہ ملا- خدا نے کہا میں نے جب تجھے حکم دیا تو پھر تجھے تعظیم کرنے سے کس نے

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا- خدا نے کہا پس تو اس سے نکل جا ان میں

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى

رہ کر تجھے ایسی شیخی مناسب نہ تھی پس تو نکل جا کیونکہ تو ذلیل ہے- بولا ان کے جی اٹھنے کے دن

یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ

تک مجھے مہلت عنایت ہو- خدا نے کہا تجھے مہلت ہے- بولا چونکہ تو نے مجھے درکایا ہے میں ان کو

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ

روکنے کے لئے تیری سیدھی راہ میں بیٹھوں گا- پھر ان کے آگے اور پیچھے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ

اور دائیں اور بائیں سے آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ

شٰكِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

پائے گا- خدا نے کہا ذلیل اور خوار ہو کر اس جماعت سے نکل جا جو ان میں سے تیرے پیچھے ہو گا

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

میں تم سب کو جہنم میں ڈالوں گا- اے آدم تو اور تیری بیوی باغ میں بسو

روکا؟ کیا یہ تعظیم شرک تھا؟ بولا شرک تو نہیں البتہ وجہ یہ ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے تو آگ روشن سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے بنایا- اس میں کیا شک ہے کہ آگ مٹی سے لطیف اور پاک شفاف عنصر ہے- پس میں باوجود افضل ہونے کے مفضول کی تعظیم کیوں کروں؟ چونکہ یہ قیاس اس کا بمقابلہ نص کے تھا جو کسی طرح سے جائز نہیں اس لئے خدا نے کہا پس تیری سزا یہ ہے کہ تو اس جماعت سے نکل جا- کیونکہ ان میں رہ کر تجھے ایسی شیخی بگھارنی مناسب نہ تھی پس تو نکل جا کیونکہ تو ذلیل ہے اور یہ ایک معزز جماعت ہے- بے حیا نے پھر بھی شیخی بھگارنی نہ چھوڑی- بولا چونکہ آدم کی ذریت پھیلے گی اور ان کے نیک و بد کا حساب بھی ایک روز ہو گا پس ان کے جی اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو- خدا نے کہا تجھے مہلت ہے- بولا چونکہ تو نے ان کی وجہ سے مجھے اپنی جناب سے درکایا ہے میں تیری سیدھی راہ سے ہٹانے کو ان کے آگے ہو بیٹھوں گا یعنی ان کو روکوں گا پھر ان کے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں سے آؤں گا یعنی ایک آدمی کے بہکانے کو اسکے باپ دادا بیٹے بیٹیاں دوست آشنا وغیرہ کو ذریعہ بناؤں گا غرض کئی ایک طرح کے اسباب بہم پہنچاؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائے گا- خدا نے کہا لغو باتیں نہ بنا ذلیل و خوار ہو کر اس جماعت سے نکل جا سن رکھ تو ہو یا کوئی اور جو ان میں سے تیرے پیچھے ہو گا اور تیرے دام میں پھنسے گا میں تم سب کو جہنم میں ڈالوں گا اور آدم کو حکم دیا اے آدم تو اور تیری بیوی باغ میں بسو

ل اس امر کے متعلق کہ یہ باغ زمین پر تھا یا آسمان پر کوئی آیت یا حدیث مرفوع نہیں آئی- البتہ ایک حدیث میں بنی اسرائیل سے روایت کی اجازت آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج) یعنی بنی اسرائیل سے صحیح روایت جو قرآن سے کسی طرح مخالف نہ ہو بیان کر لیا کرو اگر اس اجازت پر بنا کر کے موجودہ توریت سے اس کا پتہ دریافت کریں تو باغ عدن معلوم ہوتا ہے چنانچہ موجودہ توریت کی پہلی کتاب پیدائش باب دوم کا صریح مضمون ہے- منہ

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم نافرمانوں سے ہو جاؤ گے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا

پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ان سے مخفی تھیں ان کے سامنے برہنہ کر دکھائے

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ

اور کہا کہ خدا نے اس درخت کے کھانے سے تم کو محض اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ

تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

یا ہمیشہ اسی باغ میں نہ رہ جاؤ- اور ان سے قسم کھا کر کہتا رہا کہ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

پھر دھوکہ سے ان کو پھسلا ہی لیا پس اس درخت کو انہوں نے کھایا ہی تھا کہ ان کی شرم گاہیں ان کو دکھائی

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا

دینے لگیں اور وہ باغ کے پتے اپنے اوپر لپیٹنے لگے اور خدا نے ان سے کہا کیا میں نے تم کو

عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

اس درخت کے کھانے سے منع نہ کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

وہ دونوں بولے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو یقینا ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے

اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور اس درخت وغیرہ کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم نافرمانوں سے ہو جاؤ گے- پھر شیطان نے ان دونوں خاوند بیوی کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ان سے مخفی تھیں ان کے سامنے برہنہ کر کے دکھادے کیونکہ اس درخت کا نام نیک وبد کی پہچان کا درخت تھا اسی کے کھانے سے ان کو سمجھ آئی کہ ہم برہنہ ہیں ہم کو ننگا نہ رہنا چاہیے اور شیطان نے بہکانے کو ان سے کہا کہ خدا نے اس درخت کے پھل کھانے سے تم کو محض اس لئے منع کیا ہے کہ تم اس کے کھانے سے فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ اسی باغ میں نہ رہ جاؤ کیونکہ اس درخت کی تاثیر ہی یہی ہے کہ جو کوئی کھاتا ہے وہ یا تو فرشتہ بن جاتا ہے یا دائم اسی جنت میں اقامت گزیں ہوتا ہے اور اس امر پر یقین دلانے کو ان سے قسم کھا کر کہتا رہا کہ واللہ باللہ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں پھر دھوکہ سے ان کو پھسلا ہی لیا- پس اس درخت کو انہوں نے کھایا ہی تھا کہ ان کی شرم گاہیں ان کو دکھائی دینے لگیں اور جب وہ مارے شرم کے پانی پانی ہوئے جاتے تھے اور وہ باغ کے چوڑے چوڑے پتے اپنے اوپر لپیٹنے لگے اور خدا نے ان سے کہا کیا میں نے تم کو اس درخت کے پھل کھانے سے منع نہ کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے- وہ دونوں خاوند بیوی اپنے قصور کے معترف ہوئے اور بولے اے ہمارے پرودگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو یقیناً ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے

---

۱) پیدائش- ۲/۱۷

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

کہا تم اترے رہو تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع۱۵

سامان ہے۔ کہا کہ اسی میں تم زندگی گزارو گے اور اسی میں مروگے اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ

اے بنی آدم ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہیں ڈھانپتا ہے اور پرہیزگاری سب لباسوں

التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ

سے بہتر ہے یہ احکام الٰہی سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت یاب ہوں۔ اے بنی

اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا

آدم شیطان تم کو سیدھی راہ سے نہ بھٹکا دے جیسا تمہارے ماں باپ کو اس نے جنت سے نکالا تھا ان سے ان کا لباس اتارتا

لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ

تھا کہ ان کی شرمگاہیں ان کو دکھادے وہ اور اس کی ذریت تم کو ایسی گھات سے دیکھ رہی ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے

لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

جو لوگ نہیں مانتے ہم شیطانوں کو ان کے دوست بنا دیتے ہیں

خدا نے کہا اس باغ سے اترے رہو تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ایک مدت معین یعنی موت تک ٹھکانا اور سامان ہے۔ یہ بھی خدا نے کہا کہ اسی زمین میں تم زندگی گذارو گے اور اسی میں مرو گے اور مر کر اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔ یہ تم آدم کی سر گزشت تھی اب تم بنی آدم اپنی بھی سنو دیکھو ہم (خدا) نے تم پر کتنا احسان کیا کہ تمہاری پردہ پوشی کی حاجت سمجھ کر تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہیں ڈھانپتا ہے اور اس ظاہری شرمگاہ کے علاوہ ایک اندرونی شرمگاہ بھی ہے جس کا علاج پرہیز گاری ہے دراصل پرہیز گاری ہی سب لباسوں سے بہتر ہے کیونکہ ظاہری لباس تو چند روزہ آرام دہ اور پردہ پوش ہیں اور پرہیز گاری کا لباس دائمی فرحت بخش ہے یہ پرہیز گاری احکام الٰہی سے ملتی ہے ان کو سنا تاکہ یہ لوگ نصیحت یاب ہوں۔ یہ بھی ان کو سنا اے بنی آدم ہوش سے رہیو۔ تم سن چکے ہو کہ شیطان نے تمہاری بابت قسم کھائی ہوئی ہے کہ ضرور ہی تم کو گمراہ کرے گا۔ پس دیکھنا کہ تم کو سیدھی راہ سے نہ بہکا دے جیسا تمہارے ماں باپ آدم و حوا کو اس نے جنت سے نکالا تھا۔ ان دونوں سے لباس اتارتا تھا کہ ان کی شرمگاہیں انہیں برہنہ کر کے سامنے دکھادے۔ یعنی ایسے کام ان سے اس نے کرائے کہ وہ کام اس بے عزتی اور ذلت کے موجب اور سبب ہوئے۔ بالکل اس سے چوکنا ہو کر رہو کیونکہ وہ اور اس کا گروہ تم کو ایسی گھات سے دیکھ رہے ہیں کہ اس گھات سے تم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ باوجود سمجھانے بجھانے کے بھی جو لوگ نہیں مانتے ہم شیاطین کو ان کے دوست بنا دیتے ہیں کہ ان سے من مانی حرکتیں کرائیں اور آخر کو مستوجب سزا بنائیں۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ جی کھول کر بدکاریاں کرتے ہیں

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ

کہ جب کوئی کام بے حیائی کا کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں اس کا حکم دیا ہے

قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

تو کہہ کچھ شک نہیں کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا جن باتوں کو تم نہیں جانتے وہ تم اللہ کے ذمے لگاتے ہو

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ

تو کہہ میرے پروردگار نے تہذیب کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت تم مستعد ہو جایا کرو اور دلی اخلاص کے ساتھ

وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾ فَرِيقًا

اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے پکارا کرو جس طرح خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھروگے۔ ایک فریق کو

هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ

خدا نے ہدایت کی ہے اور ایک جماعت کو گمراہی چمٹ رہی ہے انہوں نے شیاطین کو اللہ کے سوا اپنا دوست بنا

مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا

رکھا ہے اور اپنے آپ کو ہدایت یاب بھی جانتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹو! نماز کے وقت

اور لطف یہ کہ جب کوئی کام بے حیائی کا کرتے ہیں جیسے ننگے کعبہ کا طواف یا جیسے ہندوستان کے ہندو ہولیوں کے ایام وغیرہ میں کرتے ہیں تو منع کرنے پر کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا ہے۔ کیا ہم ایسے سپوت ہیں کہ اپنے باپ دادا کے طریق کو چھوڑ دیں حالانکہ وہ ہم کو اس پر لگا گئے ہیں اور اللہ نے بھی ہم کو اس کا حکم دیا ہے۔ اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو ہمارے باپ دادا بھلا ایسا کیوں کرتے کیا وہ احمق تھے؟ کیا ان کو سمجھ نہ تھی؟ کیا وہ دین دار نہ تھے؟ کیا وہ سب کے سب جہنمی تھے؟ غرض اسی طرح کی بہت سی طمطراقیاں کرتے ہیں۔ تو ان سے کہہ کچھ شک نہیں کہ اللہ بے حیائی کے کام نہیں بتلایا کرتا جیسے کہ تم کہہ رہے ہو کیا جن باتوں کو خدا نہیں جانتا وہ تم اللہ کے ذمہ لگاتے ہو۔ خدا کے علم میں تو کل واقعات کا علم ہے۔ اگر یہ واقعہ بھی وقوع پذیر ہوا ہوتا تو ضرور اس کو بھی خدا جانتا۔ پس جب اس کے علم میں نہیں تو ٹھیک سمجھو کہ اس نے حکم بھی نہیں دیا تو کہہ آؤ میں تم کو بتلاؤں خدا نے کن باتوں کا تم کو حکم دیا ہے میرے پروردگار نے سب سے اول ظاہر و باطن تہذیب[1] اور شائستگی کا تم کو حکم دیا ہے اور اس سے بعد یہ حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت مستعد ہو جایا کرو اور دلی اخلاص سے اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے پکارا کرو جی میں اس بات کا خیال رکھو کہ جس طرح خدا نے تم کو اکیلے تن تنہا پیدا کیا ہے اسی طرح تم اسکی طرف پھروگے۔ اس روز کی فکر کرنی تم کو ضروری ہے باقی باتیں تو خیر گذر جائیں گی جس طرح خدا نے تم کو اکیلے تن تنہا پیدا کیا اسی طرح تم پھروگے ایک فریق کو خدا نے ہدایت کی ہوئی ہے وہ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور ایک جماعت کو ان کی بدراہی کی وجہ سے گمراہی چمٹ رہی ہے کیونکہ انہوں نے شیاطین کو اللہ کے سوا اپنا دوست اور حمایتی بنا رکھا ہے اور ان کے بہکانے سے جو برے کام کرنے تھے کئے اور الٹے اپنے آپ کو ہدایت یاب بھی جانتے ہیں۔ اسی طرح آخرت میں بھی تم دو گروہ ہو گے اور اپنے اپنے اعمال کا ثمرہ پاؤ گے اسی لئے تم سب کو کہا جاتا ہے اے آدم کے بیٹو مشرکوں کی طرح بد تہذیب نہ بنو کہ ننگے برہنہ طواف کرنے لگو۔

[1] تہذیب کے معنی میں انصاف بھی شامل ہے۔

زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اپنی سجاوٹ کا لباس پہنا کرو اور کھاؤ پیؤ اور فضول خرچی نہ کرو خدا کو مسرف

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

نہیں بھاتے- تو کہہ جس زینت کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا اس کو پاکیزہ رزق کو کس نے

مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

حرام کیا ہے؟ یہ نعمتیں دنیا کی زندگی میں تو ایمانداروں کے لئے مشترک ہیں قیامت کے روز خاص ایمانداروں کے لئے

الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ

ہوں گی اسی طرح ہم علمداروں کے لئے اپنے احکام مفصل بیان کرتے ہیں- تو کہہ میرے پروردگار نے

رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

تو صرف ظاہر باطن کی بے حیائی کو حرام کیا ہے اور گناہ اور ناحق کی ایک دوسرے پر زیادتی کرنی

وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور اللہ کا ساجھی ان چیزوں کو بنانا جن کے ساجھی بنانے کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کی نسبت وہ باتیں کہنے لگو جو تم کو بھی معلوم نہیں

بلکہ نماز کے وقت اپنی سجاوٹ کا لباس پہنا کرو جس سے ایک شریف بھلے مانس معلوم ہو- یہ بھی ضرور نہیں کہ اس قدر زینت کرو کہ حد سے بڑھ جاؤ نہیں بلکہ مناسب لباس پہنو اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی کسی کام میں نہ کرو- کسی حال میں حد سے نہ بڑھو خدا کو مسرف اور حد سے بڑھنے والے کسی طرح نہیں بھاتے- تو ان سے کہہ کہ خدا کو دلی اخلاص پسند ہے- ظاہری زینت کا ترک کرنا اس کا حکم نہیں بھلا جس زینت کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا اس کو اور پاکیزہ رزق کو کس نے حرام کیا ہے؟ پس خلاصہ یہ کہ انسان کی فطری خواہشات کا روکنا کوئی دینداری کی بات نہیں اگر فطری خواہشات کا اجراء خدا کو ناپسند ہوتا تو وہ انسان میں ایسی خواہشات ہی کیوں ڈالتا تم نے نہیں سنا کہ سعدی مرحوم نے کیا کہا ہے

درویش صفت باش کلاہ تتری دار

ہاں یہ ضروری ہے کہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں شریعت کے تابعدار رہو تاکہ ان نعمتوں سے آخرت میں محروم نہ رہ جاؤ کیونکہ یہ نعمتیں دنیا کی زندگی میں تو ایمانداروں کے لئے مشترک ہیں کافر بھی ان میں شریک ہیں- مگر قیامت کے روز خاص کر ایمانداروں کے لئے ہوں گی کافروں کے حق میں حرام- تم سمجھو اور غور کرو تو اسی طرح ہم علم داروں کے لئے اپنے احکام مفصل بیان کرتے ہیں کہ وہ بغور نتیجہ پر پہنچیں تو ان سے کہہ کہ زیب و زینت تو خدا نے بندوں کیلئے مباح کی ہوئی ہے تو اسی کو حرام کہنا اور جائز طور پر بلا نیت تکبر و فخر اس کا استعمال منع کرنا صحیح نہیں- میرے پروردگار نے تو صرف ظاہر و باطن کی بے حیائی کو حرام کیا ہے یعنی خلوت جلوت میں حرام کاری اور گناہ دروغ گوئی وغیرہ اور ناحق کی ایک دوسرے پر زیادتی کرنی اور اللہ کا ساجھی ان چیزوں کو بنانا جن کے ساجھی بنانے کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری- یہ سب حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ تم اللہ کی نسبت وہ باتیں کہنے لگو جو خود تم کو بھی یقیناً معلوم نہیں صرف سنی سنائیں اٹکل پچو مارتے ہو کہ خدا کا بیٹا ہے خدا کی بیٹیاں ہیں فلاں شخص اس کا ساجھی ہے وغیرہ وغیرہ

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿٣٧﴾

اور ہر ایک قوم کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا وقت آلگتا ہے نہ وہ اس سے آگے گھڑی ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹو اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے رسول آویں جو تم کو میرے احکام سناویں تو جو ایمان لاویں گے اور صالح بنیں گے ان پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے اور جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں گے اور تکبر کریں گے وہی جہنمی ہو کر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ پس جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے یا اس کے حکموں کو جھٹلاوے سو اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم ہے انہی کو الٰہی کتاب میں سے عذاب کا حصہ پہنچے گا حتی کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ فرشتے انکو فوت کرنے کے لئے آویں گے تو کہیں گے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے وہ آج کدھر چلے گئے وہ کہیں گے وہ ہم سے غائب ہوگئے اور اپنے پر خود گواہی دیں گے کہ بیشک ہم کافر[1] تھے

پس جو تجھے حکم پہنچتا ہے ان کو سنادے اور اگر اس کے مقابلہ میں حسب عادت عذاب کی جلدی چاہیں تو ان کو کہہ دے کہ ہر ایک قوم کے لئے خدا کے نزدیک ایک ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ پھر جب ان کا وقت آلگتا ہے تو نہ تو وہ اس سے آگے کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں میں (خدا) نے پہلے ہی سے حکم دے رکھا ہوا ہے کہ اے آدم کے بیٹو اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے رسول آئیں جو تم کو میرے احکام سنائیں تو سنو جو ایمان لائیں گے اور صالح بنیں گے ان پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان اعمال سے رنجیدہ اور غمزدہ ہوں گے اور جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں گے اور تکبر کریں گے وہی جہنمی ہو کر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ پس تم خود ہی بتلاؤ کہ جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے اس کی نسبت جھوٹا دعوی نبوت کرے اور الہام کا مدعی ہو یا اس کے حکموں کو جھٹلائے تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظالم ہے؟ انہی کو عذاب کی نوشت کا حصہ پہنچے گا حتی کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ فرشتے ان کو فوت کرنے کے لئے آئیں گے تو وہ ان کے ذلیل کرنے کو کہیں گے کہ جن کو تم اللہ کے سوا بوقت حاجت بلایا کرتے تھے وہ آج کدھر چلے گئے؟ وہ کہیں گے آج تو وہ ہم سے ایسے غائب ہوگئے کہ ہماری سنتے ہی نہیں اور اپنے آپ پر خود گواہی دیں گے اور اقرار کریں گے کہ بیشک ہم کافر تھے

[1] ہم بامحاورہ ہے لفظ کی پابندی نہیں۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ

خدا حکم دے گا جو تم سے پہلے جن اور انسان گزر چکے ہیں انہیں میں آگ کے اندر تم بھی داخل ہو جاؤ

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ

جب کبھی کوئی قوم اس میں جائے گی تو اپنے ساتھ والوں کو لعنت کرے گی حتی کہ جب سارے ہی اس میں جمع ہو جائیں گے

اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ

تو پچھلے پہلوں کے حق میں کہیں گے خداوندا انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تھا پس تو ان کو آگ میں ہم سے دگنا عذاب دے

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ

خدا کہے گا تم سب کو دگنا دگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ اور پہلے لوگ پچھلوں سے کہیں گے کہ تم کو

فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹

ہم پر کوئی فضیلت نہیں پس اپنی بدکاری کے عوض عذاب کا مزہ چکھو

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں اور ان سے تکبر کریں ان کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھلتے ہیں

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ

اور نہ وہ جنت میں داخل ہو پاتے ہیں یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے ہم اسی طرح

خدا حکم دے گا کہ جو تم سے پہلے جن اور انسان کفر میں گذر چکے انہی میں آگ کے اندر تم بھی داخل ہو جاؤ۔ وہاں دوزخ میں یہ حال ہو گا کہ جب کبھی کوئی قوم اس میں جائے گی تو اپنے ساتھ والوں کو جن کی صحبت بد سے بگڑی ہو گی لعنت کرے گی حتیٰ کہ جب سارے ہی اس میں جمع ہو جائیں گے تو پچھلے پہلوں کو یعنی جو دنیا میں پیچھے آئے ہوں گے اور پہلے لوگوں کی غلط راہ پر چلے ہوں گے ان کے حق میں کہیں گے خداوندا تو جانتا ہے انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تھا کیونکہ اگر یہ بد طریق نہ چھوڑ جاتے تو ہم کیوں گمراہ ہوتے پس تو ان کو آگ میں ہم سے دوگناہ عذاب دے۔ خدا کہے گا تم سب کو دوگنا دوگنا ہے۔ پہلوں کو تو اس لئے کہ وہ ایک تو خود گمراہ ہوئے دوئم برا طریق اپنے پیچھے چھوڑ گئے پچھلوں کو اس لئے کہ ایک تو انہوں نے برے کام کئے دوم اس لئے کہ بے سوچے سمجھے پہلے لوگوں کی بدروش لے بیٹھے پس در حقیقت تم دونوں کو دوہرا عذاب ہے لیکن تم ایک دوسرے کی تکلیف نہیں جانتے۔ اور پہلی قوم جب پچھلوں کی یہ عرضی سنے گی تو پچھلوں سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں کہ اس کے سبب سے تم کو تخفیف ہو۔ جواب خداوندی بھی تم نے سن ہی لیا ہے پس اپنا سامنہ لے کر اپنی بدکاری کے عوض عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ خدا نے بتلا دیا ہوا ہے کہ ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ ہمارے حکموں سے انکاری ہوں اور تکبر کریں بعد مرنے کے ان کی روحوں کیلئے نہ تو آسمان کے دروازے کھلتے ہیں کہ باعزاز ان کی آؤ بھگت ہو اور نہ وہ جنت میں داخل ہونے پاتے ہیں یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذر جائے یعنی جیسا یہ مشکل بلکہ محال ہے کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اسی طرح ہمارے حکموں کی تکذیب کرنیوالوں کا عادتاً جنت میں جانا محال ہے ہم

نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ
مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں- ان کے لئے آگ ہی کا بچھونا ہوگا اور آگ ہی کا اوپر سے اوڑھنا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا
ہم اسی طرح ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں- اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے ہم

نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾
کسی نفس کو اس کی ہمت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتے وہی جنتی ہیں وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا
اور ہم کدورتوں سے ان کے سینے صاف کردیں گے ان کے مکانوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور کہیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا
کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کام کی رہنمائی کی تھی اور اگر ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی بھی راہ نہ پاسکتے

اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ
ہمارے پروردگار کے رسول سچی تعلیم لے کر آئے تھے اور ان کو ایک پکار آئے گی کہ یہ جنت تمہارے عملوں

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ
کے عوض میں تم کو ملی ہے- اور جنت والے جہنم والوں کو پکاریں گے

النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا
کہ ہم سے جو خدا نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اسے درست پایا

مجرموں اور نالائقوں کو سزا دیا کرتے ہیں ان کے لئے آگ ہی کا بچھونا ہوگا اور آگ ہی کا اوپر سے اوڑھنا ہم اسی طرح ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور بعد ایمان عمل صالح کرتے رہے' جس قدر ان سے ہو سکا کیونکہ ہم کسی نفس کو اس کی ہمت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتے کہ ایک غریب آدمی کو جس کا اپنا ہی گذارہ بصد مشکل چلتا ہو سینکڑوں ہزاروں کی خیرات کا حکم دیں بلکہ اس کی حسب حیثیت ہی بتلایا کرتے ہیں پھر جو لوگ حسب حیثیت ہدایت پر عمل کریں وہی جنتی ہیں وہی اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم ان کو علاوہ اور نعمتوں اور آسائشوں کے یہ بڑی نعمت دیں گے کہ دنیا کی باہمی کدورتوں سے ان کے سینے صاف کر دیں گے جنت میں ایسے ایک دل ہو کر رہیں گے کہ رنجش اور کدورت کا نام ونشان بھی نہ ہوگا-ان کے مکانوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی بڑے مزے اڑائیں گے اور خوشی میں کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے ہم کو اس کام کی راہنمائی کی تھی اور اگر خدا ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی بھی راہ نہ پاسکتے-ہمارے پروردگار کے رسول سچی تعلیم اور سچے وعدے لے کر آئے تھے جن کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج ہم اس عیش میں گزار رہے ہیں اور ان کو ایک پکار آئے گی کہ یہ جنت تمہارے نیک عملوں کے عوض میں محض فضل الٰہی سے تم کو ملی ہے لو اس میں اب ہمیشہ رہو اور اب ایسا بھی ہوگا کہ دل لگی کرنے کو جنت والے جہنم والوں کو پکاریں گے اور کہیں گے کہ ہم سے جو خدا نے نیک عملوں پر وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے درست پایا

فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ

کیا تم نے بھی خدا کے وعدوں کو ٹھیک پایا؟ کہیں گے ہاں اتنے میں ایک پکارنے والا پکار دے گا

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

اور اس میں کجی سوچا کرتے تھے اور آخرت سے منکر تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک روک ہوگی اور

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ

اعراف پر چند لوگ ہوں گے وہ ہر ایک کو نشانوں سے پہچانیں گے اور جنت والوں کو سلام علیکم کہہ کر پکاریں گے خود ابھی تک

عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ

داخل جنت تو نہ ہوئے ہونگے مگر امید وار ضرور ہونگے۔ اور جب ان کی نظر دوزخیوں پر

تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ ع ۸/۱۴

جا پڑے گی تو کہیں گے اے ہمارے مولا! تو ہم کو ظالموں کی قوم سے نہ کیجیو

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى

اور اعراف والے دوزخیوں کو بھی جن کو نشانوں سے پہچانتے ہوں گے بلا کر کہیں گے نہ تو تمہارے جتھے

عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کچھ کام آئے اور نہ تمہارا وہ مال جس کی وجہ سے تم شیخیاں بگھارا کرتے تھے

کیا تم نے بھی بدکاریوں پر خدا کے وعدوں کو ٹھیک پایا ہے یا نہیں وہ دوزخ والے کہیں گے ہاں بیشک ہماری بھی بری گت ہو رہی ہے خدا کیلئے ہماری کوئی سفارش کرو اہل جنت کے دلوں میں کسی طرح کی رقت اور مہربانی ہونے کی ہوگی کہ اتنے میں ایک پکارنے والا پکار دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس میں بیجا اعتراضات کرنے کو کجی سوچا کرتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے محض اپنے مشن کو راضی کرنے کے واسطے کرتے تھے ورنہ دراصل یہ آخرت کی زندگی کے منکر تھے۔ تم ان پر رحم کا خیال نہ کرو پس وہ پیچھے ہٹ رہیں گے اور ان دونوں طریقوں کے درمیان ایک روک ہوگی جس سے ایک فریق دوسرے سے اوٹ میں ہو جائے گا اور اعراف پر یعنی ایک مینار جیسے اونچے مکان پر چند لوگ ہوں گے جن کو ہنوز داخلہ جنت کا حکم نہ ہوا ہوگا وہ ہر ایک فریق کو نشانوں سے پہچانیں گے۔ مسلمانوں کو ان کی پیشانیوں کی سفیدی سے اور کافروں کو ان کی تیرگی اور سیاہی سے اور وہ جنت والوں کو بڑے ادب اور تعظیم سے سلام علیکم کہہ کر پکاریں گے۔ خود ابھی تک داخل جنت تو نہ ہوئے ہوں گے مگر امیدوار ضرور ہوں گے اور جب ان کی نظر بائیں طرف دوزخیوں پر کہیں جا پڑے گی تو ان کی بری حالت دیکھ کر بیچارے جھٹ سے کہیں گے اے ہمارے مولا! تو ہم کو ان ظالموں کی قوم کے ساتھ نہ کیجیو اور اعراف والے یعنی وہ لوگ جو بسبب کمی اعمال نیک کے ہنوز جنت میں نہ گئے ہوں گے دوزخیوں کو بھی جن کو ظاہری متکبرانہ نشانوں سے پہچانتے ہوں گے بلا کر کہیں گے نہ تو تمہارے جتھے اور حمایتی کچھ کام آئے اور نہ تمہارا وہ زور اور مال جس کی وجہ سے تم شیخیاں بھگارا کرتے تھے۔

أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى أَصْحٰبُ النَّارِ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

ذرا دیکھو تو یہی لوگ ہیں جن کے حق میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ خدا انکو رحمت سے بہرہ ور نہ کریگا لو ان کو اجازت ہو چکی ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر خوف ہے اور نہ غمگین ہو گے- اور جہنمی جنتیوں سے کہیں گے خدارا ہم پر قدرے پانی تو ڈالو یا جو خدا نے تم کو رزق دیا ہوا ہے اس میں کچھ ہم کو عنایت کرو جنتی کہیں گے خدا نے کافروں سے یہ دو نعمتیں روک رکھی ہیں- اور جنہوں نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی سے فریب کھائے ہوئے ہیں پس ہم ان کو اس روز ایسا بھلائیں گے جیسے یہ اس دن کو بھولے ہوئے ہیں اور ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں- اور ہم نے ان کے پاس کتاب بھی پہنچا دی جس کو ہم نے بڑی سمجھ بوجھ سے مفصل بیان کردیا اور وہ ماننے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

ذرا دیکھو تو یہی غریب لوگ ہیں جن کے حق میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ خدا نے ان کو دنیا میں جو ہمارا دست نگر کر رکھا ہے آخرت میں بھی ان کو رحمت سے بہرہ ور نہ کرے گا تو تم یہیں آگ میں پھنسے جھلس رہے اور ان کو اجازت ہو چکی ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم کسی بات سے غمگین اور رنجیدہ ہو گے اس بات کو سن کر جنتی تو خوش ہوں گے اور خدا کا شکر کریں گے اور جہنمی اپنی دنیا کی صاحب سلامت جتا کر جنتیوں سے کہیں گے ہم تو جلے جا رہے ہیں خدارا ہم پر قدرے پانی تو ڈالو یا جو خدا نے تم کو رزق کی فراغت اور آرام دیا ہوا ہے اس میں سے کچھ ہم کو بھی عنایت کرو جنتی کہیں گے ہم مجبور ہیں- خدا نے کافروں سے یہ دو نعمتیں روک رکھی ہیں اور ہمیں منع فرما دیا ہے اس لئے ہم ان میں سے تم کو کچھ دے نہیں سکتے- کون کافر؟ جنہوں نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے جو کچھ طبیعت نے چاہا وہی کر لیا اور ہر ایک بد ذاتی اور بے حیائی کو دین میں داخل کر لیا نہ خدا کا حکم نہ رسول کی اجازت جیسے ہندوستان کے ہندو جو ہولیوں اور دوسہرہ کے ایام میں تمام زمانہ کی بدکاریاں کریں اور ان کو دین سمجھیں اور تعزیہ دار مسلمان جو نہ خدا سے ڈرتے ہیں نہ رسول سے شرم کرتے ہیں بلکہ صرف اپنی من مانی باتوں پر چلتے ہیں اور دنیا کی زندگی اور عیش و عشرت سے فریب کھائے ہوئے ہیں پس ان کی سزا بھی یہی ہے کہ ہم (خدا) ان کو اس روز دانستہ ایسے بھلائیں گے جیسے یہ اس دن کے پیش آنے کو دنیا میں بھولے ہوئے ہیں- اور جس طرح ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اب تو ان کی اس غفلت کا کوئی عذر بھی نہیں رہا- رسول آچکا ہے اور ہم نے ان کے پاس کتاب بھی پہنچا دی جس کو ہم نے یوں ہی مجمل نہیں چھوڑا بلکہ بڑی سمجھ بوجھ سے اس کو مفصل بیان کر دیا اور وہ ماننے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے اور منکروں کے حق میں ہلاکت اور خسارت[1]

---

[1] لا یزید الظالمین الا خسارا کی طرف اشارہ ہے-

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ
یہ تو صرف اس کے انجام کے منتظر ہیں جس دن اس کا انجام آپہنچا تو جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے بیٹھے

مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ
ہوں گے کہیں گے ہمارے رب کے رسول سچی تعلیم لے کر آئے تھے پس کوئی ہمارا سفارشی ہو کہ ہماری سفارش

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا
کرے یا ہم کو لوٹا دیا جائے کہ ہم پہلے کئے کے خلاف عمل کریں بیشک انہوں نے اپنا آپ نقصان کیا اور جو کچھ خدا پر افترا

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۟ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان کو بھول گئیں- کچھ شک نہیں کہ تمہارا پالنہار اللہ ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫
جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر بیٹھا دن کو رات سے وہی ڈھانپتا ہے

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ
ایک دوسرے کے پیچھے چپکے چپکے تلاش میں لگے ہوئے ہیں

اب یہ تیرے منکر تو صرف اس کے انجام کے منتظر ہیں کہ کونسا روز ہو کہ قرآن کی بتلائی ہوئی خبروں کے مطابق جزا سزا کا میدان قائم ہو مگر یہ بھی سن رکھیں کہ جس دن اس کا انجام آ بھی پہنچا تو جو لوگ اس انجام کو پہلے سے بھولے بیٹھے ہوں گے عذاب کو دیکھ کر صاف کہیں گے ہائے ہم غفلت میں رہے ہمارے پروردگار کے رسول سچی تعلیم لے کر ہمارے پاس آئے تھے مگر ہم نے ان کی قدر نہ کی- پس کوئی ہے اس آڑے وقت میں ہمارا سفارشی ہو کہ ہماری سفارش کرے کہ ہمارے عذاب میں تخفیف ہو یا ہم کو پہلی زندگی میں لوٹا دیا جائے کہ ہم پہلے کئے کے خلاف نیک عمل کریں اور اس بلا سے چھوٹیں اس روز سب کو واضح ہو جائے گا کہ بے شک انہوں نے اپنا آپ نقصان کیا اور جو کچھ خدا پر افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان کو بھول گئیں بتلاؤ وہ کیسا دن ہو گا؟ اور ان کا حمایتی بنے گا خدا پر شرک کے الزام لگانے والو باز آؤ اب بھی سمجھ جاؤ ادھر غیر معبودوں کے پاس نہ بھٹکتے پھرو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پالنہار ایک ہی معبود ہے جس کا نام پاک اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز کی مدت میں پیدا کیا پھر عرش پر بیٹھا یعنی ان پر حکمران ہوا سب کچھ اسی کے قبضے میں ہے حتی کہ دن کی روشنی کو رات ظلمت سے بھی وہی ڈھانپتا ہے دن رات ایک دوسرے کے پیچھے چپکے چپکے گویا تلاش میں لگے ہوئے ہیں

لہ (استوی علی العرش) کے جو معنی ہم نے کئے ہیں نئے نہیں عربی محاورہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لے اور رعیت پر فرمان شاہی جاری کرے تو کہا کرتے ہیں (استوی الملك علی العرش اوالسریر) یعنی بادشاہ حکمران ہوا سلطان العلماء شیخ الاسلام ابو محمد عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام جو چھٹی صدی ہجری میں مصر کے نامور علماء سے ہوئے ہیں اپنی کتاب الاشارة الی الایجاز فی بعض انواع المجاز میں لکھتے ہیں- السادس عشر استواءه وهو مجاز عن استيلائه علی ملكه وتدبيره اياه قال الشاعر

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف ودم مهراق

وهو مجاز التمثيل فان الملوك يدبرون ممالكهم اذا جلسوا علی اسرتهم (ص ۱۰) منه

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ

اور سورج اور چاند اور ستاروں کو اسی نے اپنے حکم سے کام میں لگا رکھا ہے اسی نے سب کچھ بنایا ہے اور اسی کا سب

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ

اختیار ہے اللہ کی ذات ہی بابرکات ہے جو سب جہان والوں کا پالنہار ہے اپنے رب سے ہی گڑ گڑا کر چپکے چپکے مانگا کرو خدا حد سے

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

گزر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا- اور دنیا کی اصلاح ہوئے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور خوف اور

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

طمع سے اسی کو پکارا کرو اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت ہی قریب ہوتی ہے

وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

وہی ذات پاک ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری دیتی ہوئیں بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ

اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا

بوجھل بوجھل بادلوں کو لے اڑتی ہیں تو ہم اس بادل کو خشک بستی کی طرف چلا دیتے ہیں پھر اس میں سے بارش اتارتے

بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

ہیں پھر اسکے ساتھ ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں

اور سورج چاند اور ستاروں کو اسی نے اپنے حکم سے پیدا کر کے کام میں لگا رکھا ہے لوگو سن رکھو اسی نے سب کچھ بنایا ہے اور اسی کا سب اختیار ہے پھر تم کہاں کو جاتے ہو؟ اور کس سے مانگتے ہو؟ کیا تم نے نہیں سنا؟

وہ مالک ہے سب آگے اسکے لاچار نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

یاد رکھو سب اسی کے محتاج ہیں اللہ کی ذات ہی بابرکات ہے جو سب جہان والوں کا پالنہار ہے پس تم غیروں سے ڈرنا اور مانگنا چھوڑ دو اور اپنے رب سے ہی گڑ گڑا کر چپکے چپکے مانگا کرو پس یہی تمہاری بندگی کی حد ہے کہ انسان کی طاقت سے بالا) جو حاجت چاہو وہ اسی سے مانگو کیونکہ وہ خدا اس حد سے گزر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اس لئے تم اس حد کو محفوظ رکھو اور باہمی تعلقات کو عمدگی سے نبھاؤ اور سچی تعلیم اور حقانی تلقین سے دنیا کی اصلاح ہوئے بعد فساد نہ پھیلاؤ کہ نئی نئی بدعات نکال کر اصل دین کو مٹاؤ اور غیروں سے خوف ورجاء کرنے لگو خبردار ایسی حرکات سے بچو اور خوف اور طمع سے دونوں حالتوں میں اسی خدا کو پکارا کرو کیونکہ جو لوگ اسے ہی پکارتے ہیں اللہ کی رحمت ان نیکوکاروں کے بہت ہی قریب ہوتی ہے کیا تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو حالانکہ وہی ذات پاک ہے جو اپنی رحمت سے پہلے سرد سرد ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دیتی ہوئی بھیجتا ہے ایک پر ایک کی تہہ لگاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بوجھل بادلوں کو لے کر اڑتی ہیں تو ہم (خدا) اس بادل کو خشک بستی کی طرف چلاتے ہیں پھر اسمیں سے جہاں مناسب ہوتا ہے بارش اتارتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ ہر قسم کے پھل پھول نکالتے ہیں پس تم انکو کھاؤ اور شکر مناؤ

ل مثلاً صحت - فراخی رزق - اولاد دفع بلا وغیرہ ہمہ قسم-

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت پاؤ- عمدہ زمین کی انگوری خدا کے حکم سے ہری بھری نکلتی ہے

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ

ناقص اور ردی زمین کی پیداوار ردی ہی نکلا کرتی ہے اسی طرح شکر گزار قوم کے لئے ہم اپنے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ

احکام بار بار بتلاتے ہیں- ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا پھر اس نے کہا کہ بھائیو

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے حال پر مجھے بڑے دن کے عذاب کا

عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ

خوف ہے- اس کی قوم کے سرکردہ بولے ہمارے خیال میں تو تو صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

ہے- نوح نے کہا بھائیو میں گمراہ نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے رسول

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ

ہوں کہ اس کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں

دیکھو جب تم پر بارش کی تنگی ہوتی ہے تو گھبراتے ہو اور جب آسائش ہوتی ہے تو سب حقوق خداوندی بلکہ موت اور جزا سزا سب بھول جاتے ہو سن رکھو جس طرح ہم خشک زمین کو تازہ کر دیتے ہیں اور معدوم پہلو کو موجود کر دیتے ہیں- اسی طرح مردوں کو قبروں سے نکالیں گے تم کو یہ بتلایا جاتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور سمجھو کہ برائی اور بھلائی کا نتیجہ یکساں نہیں ہوگا جہاں تک ہو سکے نیک عمل کرو اور بد صحبت سے بچتے رہو مگر نیک دل جو ہوں وہی سمجھتے ہیں جس طرح بارش سے عمدہ زمین کی انگوری ہری بھری نکلتی ہے ناقص اور ردی زمین کی پیداوار ردی ہی نکلا کرتی ہے اسی طرح نیک دل آدمی نصیحت یاب ہوں اور بدطینت الٹے بگڑیں تم نے نہیں سنا کہ

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

شکر گزار قوم کو سمجھانے کے لئے ہم اپنے احکام بار بار بتلاتے ہیں اور وہی ان سے فائدہ بھی پاتے ہیں تیری تعلیم توحید سے یہ لوگ اتنے سٹ پٹاتے ہیں کیا تو کوئی نئی تعلیم لایا ہے تجھ سے پہلے ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا پھر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اگر اسی حال میں تمہاری گذری تو تمہارے حال پر مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے اس وقت بھی نالائق اور بے سمجھ لوگ تھے سب سے زیادہ بے سمجھ مذہبی باتوں میں عموماً مالدار ہوتے ہیں اس لئے اس کی قوم کے سرکردہ بولے ہم تو تیری نہیں مانیں گے کیوں کہ ہمارے خیال میں تو تو صریح گمراہی اور غلطی میں ہے جو بزرگوں کی روش سے ہم کو ہٹاتا ہے نوح نے کہا بھائیو خدا جانتا ہے کہ میں گمراہ نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں کہ اس کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور نہیں تو میرا اس سے کیا فائدہ؟ میں تو محض تمہاری ہمدردی کرتا ہوں کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں

وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور مجھے خدا کی طرف سے ان باتوں کی اطلاع ہے جن کی تم کو نہیں کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تمہیں میں

عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ

سے ایک آدمی کے ذریعہ خدا کے ہاں سے تم کو نصیحت پہنچے تاکہ وہ تمہیں ڈرواے اور تم پرہیزگار ہو اور تم پر رحم کیا جاوے- پھر بھی

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

لوگوں نے اسکو نہ مانا پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بیڑی میں نجات دی اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

کی تھی ان کو غرق کردیا اور وہ اندھے ہو رہے تھے- اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا کہ اے بھائیو اللہ ہی کی عبادت

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہمارے

قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ

خیال میں تو بیوقوف ہے اور ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے ہیں- ہود نے کہا اے بھائیو

لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ

میں بیوقوف نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کا رسول ہوں- کہ تم کو اس کے پیغام

رَبِّىْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

پہنچاؤں اور میں تمہارا حقیقی خیر خواہ ہوں- کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہیں میں سے

اور مجھے خدا کی طرف سے ان باتوں کی اطلاع ہے جن کی تم کو نہیں میں جانتا ہوں کہ غلط عقائد اور کفر و شرک کے خیالات نتیجہ اچھا نہیں دیا کرتے کیا تم اس سیدھی سادی تعلیم سے منکر ہو اور تعجب کرتے ہو کہ تمہیں میں سے ایک آدمی کے ذریعہ خدا کے ہاں سے تم کو نصیحت پہنچی تاکہ وہ تمہیں برے کاموں سے ڈراوے اور تم پرہیزگار ہو اور تم پر رحم کیا جائے اتنا مفصل بیان سنکر پھر بھی لوگوں نے اس کو نہ مانا پس ہم نے اس کے دعا کرنے پر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو جو بالکل معدودے چند تھے بیڑی میں نجات دی اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کو غرق آب کر دیا- کیونکہ وہ بدکاریوں میں اندھے ہو رہے تھے اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اے بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم برے کاموں پر عذاب الٰہی سے ڈرتے نہیں ؟اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم تیری نہیں مانیں گے کیونکہ ہمارے خیال میں تو بیوقوف ہے جو بڑوں کی چال سے مخالف چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ تو نے خواہ مخواہ ایک جتھا بنانے کو ایک نئی شاخ نکالی ہے ہود نے کہا بھائیو میں بیوقوف نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کا فرستادہ رسول ہوں کہ تم کو اس کے پیغام پہنچادوں اور اگر تم غور کرو تو میں تمہارا حقیقی خیر خواہ ہوں جو برے کاموں سے تم کو روکتا ہوں کیا تم اس بات سے انکاری ہو ؟اور تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم ہی میں سے ایک آدمی کے وسیلے سے

عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡکُمۡ لِیُنۡذِرَکُمۡ ؕ وَ اذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ

ایک آدمی کے وسیلہ سے تم کو نصیحت پہنچے تاکہ وہ تم کو ڈراوے اور خدا کی مہربانی کو یاد کرو کہ اس نے تم کو

وَّ زَادَکُمۡ فِی الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَۃً ۚ فَاذۡکُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوۡۤا

نوح کی قوم سے پیچھے ان کا جانشین بنایا اور جسمانی طاقت تم کو زیادہ دی پس تم اس کا احسان مانو کہ تمہارا بھلا ہو- بولے کہ کیا

اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰہَ وَحۡدَہٗ وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا

تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے خدا کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں پس اگر

تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ

تو سچا ہے تو جس عذاب کا ہم کو ڈراوا دیتا ہے ہم پر لے آ- ہود نے کہا پروردگار کا عذاب اور غضب تم پر آ ہی

رِجۡسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوۡنَنِیۡ فِیۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّیۡتُمُوۡہَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمۡ مَّا

چکا کیا مجھ سے ان ناموں کی بابت جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر رکھے ہیں خدا نے

نَزَّلَ اللّٰہُ بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنۡجَیۡنٰہُ

تو ان کی کوئی سند نہیں بتلائی پس تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں- آخر ہم نے

وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ قَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا کَانُوۡا

اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کی

مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاہُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ

جڑ کاٹ دی وہ ایمان نہ لاتے تھے اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا

ع ۸

تم کو نصیحت پہنچے تاکہ وہ تم کو برے کاموں سے ڈراوے بلکہ اس بات کا شکر ادا کرو اور خدا کی مہربانی کو یاد کرو کہ اس نے تم کو نوح (علیہ السلام) کی قوم سے پیچھے زمین میں ان کا جانشین بنایا اور جسمانی طاقت بھی تم کو اوروں سے زیادہ دی پس تم اس کا احسان مانو تاکہ تمہارا بھلا ہو- اور اس شکر کے عوض وہ تم پر اپنی نعمت فراواں کرے- کم بخت بجائے اطاعت کے الٹے یوں بولے کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے خدا کی عبادت کریں اور جن معبودوں کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں ہم تو ایسا نہیں کرنے کے- پس تو اگر اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتا ہے ہم پر لے آ ہود نے کہا اگر تمہارا یہی وطیرہ ہے تو سمجھ لو کہ پروردگار کا عذاب اور غضب تم پر آ ہی چکا کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجھ سے محض ان ناموں کی بابت جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے فرضی مقرر کر رکھے ہیں- خدا نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری کہیں نہیں بتلایا کہ فلاں بت یا فلاں قبر والا تمہاری کچھ حاجت روائی کر سکتا ہے پس بہتر ہے اب تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں- دیکھا جائیگا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ آخر اس ردوبدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی رحمت کے ساتھ بچالیا اور جنہوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کی جڑ کاٹ دی کہ کوئی ان کا نام لیوا بھی نہ چھوڑا کیونکہ وہ سچی تعلیم پر ایمان نہ لاتے تھے اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول کر کے بھیجا اس نے بھی یہی کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

کوئی معبود نہیں خدا کی طرف سے ایک دلیل واضح بھی تمہارے پاس آئی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے معجزہ ہے پس اسے

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ

چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے بغرض ایذا رسانی ہاتھ نہ لگانا ورنہ دکھ کی مار تم کو پہنچے گی

اَلِيْمٌ ۝ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ

اور یاد کرو کہ خدا نے قوم عاد کے بعد تم کو نائب بنایا اور زمین میں تم کو جگہ دی

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ

کہ تم صاف زمین میں بڑے بڑے محل بنا لیتے ہو اور پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے ہو پس تم اللہ کے احسان مانو

اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ

اور زمین میں ناحق فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اس کی قوم کے متکبر سرگروہوں نے ضعیف لوگوں

قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ

کو جو ایمان لائے ہوئے تھے کہا کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ صالح خدا کا

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

رسول ہے وہ بولے جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لے کر آیا ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ ان متکبروں نے کہا جسے تم نے

اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ

مانا ہے ہم اس سے منکر ہیں۔ پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار

وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح اگر تو رسول ہے تو جس بات کا ہم کو ڈراوا دیتا ہے ہم پر لے آ

کوئی معبود نہیں خدا کی طرف سے ایک دلیل واضح بھی تمہارے پاس آئی ہے اگر غور کرو گے تو مفید پاؤ گے لو یہ بے مادر) پدر اللہ کی پیدا کی ہوئی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے پس اسے چھوڑ دو اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور بغرض ایذا رسانی کے اسے ہاتھ نہ لگانا ورنہ دکھ کی مار تم کو دبا لے گی۔ اور اس احسان خداوندی کو یاد کرو کہ خدا نے قوم عاد کے بعد تم کو زمین پر نائب بنایا اور زمین میں تم کو اور ڈھب سکھایا کہ تم صاف زمین میں بڑے بڑے محل بنا لیتے ہو اور پہاڑوں کو کھود کر گھر بنا لیتے ہو پس تم اللہ کے احسان مانو اور زمین میں ناحق فتنہ وفساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اس کی قوم کے متکبر سرکردہ ضعیف لوگوں سے جو ایمان لائے ہوئے تھے کہنے لگے تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اللہ کا رسول ہے۔ وہ بولے یقین کیا جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لے کر آیا ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ ان متکبروں نے کہا جسے تم نے بلا سوچے سمجھے مانا ہے ہم اس سے منکر ہیں۔ ہماری سمجھ میں وہ بات نہیں آتی تم تو ظاہر میں بزدل ہو۔ صالح کے ڈرانے سے تم ڈر گئے ہو۔ بڑا ڈر تو وہ اونٹنی کا ہی سناتا ہے سو ہم اس کا آج ہی فیصلہ کر دیتے ہیں پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی اختیار کی

لہ یہ اونٹنی کیسی پیدا ہوئی تھی اس کی بابت کسی آیت یا حدیث میں ثبوت نہیں اتنا تو قرآن کی نصوص سے ثابت ہے کہ اسکی پیدائش میں کچھ عجوبہ امر تھا جو اسکو آیۃ کہا گیا (واللہ اعلم)

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

پس ان پر زلزلہ آیا تو وہ صبح کو اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ پس صالح ان سے ہٹ گیا اور بولا

يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّونَ النّٰصِحِينَ ﴿٧٩﴾

میری قوم کے لوگو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے اور تمہاری خیر خواہی بھی کی مگر تم خیر خواہوں کو اپنا دوست نہیں جانتے

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ

اور لوط کو ہم نے بھیجا جب اس نے اپنی قوم کو کہا تھا کیا تم ایسی بےحیائی کے مرتکب ہوتے ہو جو تم سے پہلے دنیا کے کسی باشندے نے نہیں

الْعٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ

کی۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھے ہوئے لوگ

قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوٓا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ

ہو۔ اور بجز اس کے کچھ نہ بولے کہ میاں اپنی بستی سے ان کو نکال

قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَهْلَهٗٓ إِلَّا امْرَأَتَهٗ ۖ كَانَتْ

دو' یہ نیک پاک آدمی ہیں۔ پس ہم نے لوط کو اور اس کے تابعداروں کو بچالیا مگر

مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اس کی عورت تباہ ہونے والوں میں رہی۔ اور ہم نے ان پر بارش برسائی پس تو غور کر کہ بدکاروں کا انجام

الْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾ وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

کیسا ہوا۔ اور مدین والوں کی طرف ہم نے انہیں میں سے شعیب کو رسول کر کے بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو

اور بولے اے صالح اگر تو اللہ کا رسول ہے تو جس بات کا ہم کو ڈروا دیتا ہے ہم پر لے آ۔ دیکھیں تو کیا ہوتا ہے پس انکے کہنے کی دیر تھی کہ ان پر زلزلہ آیا تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور دم نکل گیا پس صالح علیہ السلام ان کی یہ حالت دیکھ کر ان سے پھرا اور بولا میری قوم کے لوگو! افسوس میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے اور تمہاری خیر خواہی بھی کی مگر تم ایسے شریر ہو کہ خیر خواہوں کو اپنا دوست نہیں جانتے بلکہ الٹے بگڑتے ہو۔ پس اس کئے کا نتیجہ تم نے پایا۔ اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے بھی اپنی قوم کو بہت کچھ سمجھایا۔ خدا کی عبادت کی طرف بلایا۔ اس کے تمام واقعات میں سے وہ واقعہ ضروری قابل ذکر ہے جب اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو لواطت جیسی بے حیائی سے روکنے کے لئے کہا تھا کہ کیا تم ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا کے کسی باشندے نے ایسی بے حیائی نہیں کی۔ غضب ہے کہ تم عورتوں کو جو خاص اسی کام کے لئے خدا نے پیدا کی ہیں چھوڑ کر لڑکوں سے شہوت رانی کرتے ہو۔ بلکہ تم اسی طرح کئی امور قبیحہ کر کے حد سے بڑھے ہوئے ہو یہ سن کر معقول جواب تو دے نہ سکے اور بجز اس کے کچھ نہ بولے کہ ایک دوسرے کو مخاطب کر کے تمسخرے سے کہنے لگے کہ میاں اپنی بستی سے ان نیک آدمیوں کو جو لوط کے تابع ہوئے ہیں نکال دو کیونکہ یہ نیک پاک آدمی ہیں ان کو ہم گناہ گاروں سے کیا مطلب پس جب وہ حد سے ہی متجاوز ہونے لگے تو ہم نے لوط کو اور اس کے تابعداروں کو بچالیا مگر اس کی عورت اپنی بے فرمانی اور شرارت کی وجہ سے تباہ ہونیوالوں میں رہی اور انہی کی سنگت میں ہلاک ہوئی پس سب ہی برباد کئے گئے اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی پس تو غور کر کہ بدکاروں کا انجام کیا برا ہوا؟

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آچکی ہے پس تم ماپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو

الْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

چیزیں کم نہ دیا کرو اور انتظام درست ہونے کے بعد ملک میں فساد نہ پھیلاؤ اگر

اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ

تم کو خدا پر ایمان ہے تو یہ کام تمہارے لئے اچھا ہے۔ اور سڑکوں پر ڈرانے

صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا

دھمکانے کو اور ایمانداروں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور اس میں کجی نکالنے کو نہ

عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

بیٹھا کرو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے پھر خدا نے تم کو بڑھایا اور اس پر غور کرو کہ مفسدوں

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ

کا انجام کیسا ہوا۔ اور اگر ایک جماعت تم میں سے میری تعلیم کو جو میں لے کر آیا ہوں مان چکی ہے

وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور ایک جماعت نے نہیں مانا تو صبر کرو جب تک خدا ہم میں فیصلہ فرماوے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

اور شہر مدین والوں کی طرف ہم نے انہی میں سے حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول بنا کے بھیجا اس نے بھی یہی تعلیم دی اور کہا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آچکی ہے میری سچائی کے نشان تم دیکھ چکے ہو۔ پس تم میں جو شرک اور بت پرستی کے علاوہ ہند کے ہندوؤں کی طرح کم تولنے ماپنے کی عادت ہے اسے چھوڑ دو اور ماپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو سوداسوت کی چیزیں دیتے ہوئے کم نہ دیا کرو دیکھو اس طرح ملک میں بدنظمی اور بے اعتباری پھیلتی ہے تم ایسا کام نہ کرنا اور انتظام درست ہونے کے بعد ملک میں فساد نہ پھیلاؤ اگر تم کو خدا پر ایمان ہے تو یہ کام تمہارے لئے اچھا ہے اس سے مخلوق میں اعتبار ہے اور خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے پس اسی پر کاربند رہو اور سنو سڑکوں پر ڈرانے دھمکانے کو اور ایمانداروں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور اس میں بے ہودہ سوالات کر کے کجی نکالنے کو نہ بیٹھا کرو یہ بہت بری بات ہے کہ ایک تو تم خود نہیں مانتے اور دوسرے ماننے والوں کے روکنے کو تم نے مختلف ذرائع نکال رکھے ہیں غریب آدمی ہوا تو صرف کاروبار اور مقدمہ بازی کی دھمکی دے کر اور اگر ذرا اکڑنے والا ہوا تو لالچ دے کر اور جو مذہبی مذاق رکھنے والا ہوا تو شبہات ڈال کر روکتے ہو[ل] پس تم یہ وطیرہ چھوڑ دو اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ دیندار تھوڑے سے ہیں ہمارے مقابلہ میں کیا کریں گے؟ تو اس وقت کو یاد کرو جب تم ہی تھوڑے سے تھے پھر خدا نے تم کو بہتات دی اور تمہاری مردم شماری کو بڑھایا اور اس میں غور کرو کہ مفسدوں کا انجام کیسا برا ہوا؟ اور اگر اس سے بے چین ہو کر ایک جماعت تم میں سے میری تعلیم کو جو میں خدا کی طرف سے لیکر آیا ہوں مان چکی ہے اور ایک جماعت نے نہیں مانا جس سے تم دو گروہ ہو کر باہمی اختلاف رائے سے لڑتے جھگڑتے ہو اور ایک دوسرے کو تنگ کر رہے ہو تو ذرا دیر ٹھہرو صبر کرو جب تک خدا ہم میں فیصلہ فرمادے اس کا فیصلہ سب پر ناطق ہو گا کیونکہ خدا سب کا مالک ہے اور وہ سب سے اچھا ہے اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ل راقم کہتا ہے آج کل کے عیسائی ان تینوں طریق سے بالخصوص متوسط سے کام لیتے ہیں اعاذنا اللہ منهم

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَ
اس کی قوم میں سے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تجھ کو اور تیرے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَاؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا
ماننے والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم خود ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آؤ گے شعیب نے کہا کیا یوں

كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ
اگرچہ ہم کو ناپسند بھی ہو- کچھ شک نہیں کہ اگر ہم تمہارے دین میں بعد اس سے کہ خدا نے ہم کو اس سے بچایا ہے لوٹ آئے

اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَاؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَاؕ
تو سمجھو ہم نے خدا پر بہتان باندھا تھا ہم سے تو ہو نہیں سکتا کہ تمہارے دین میں آجائیں ہاں خدا ہی جو ہمارا پروردگار ہے

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًاؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَاؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ
کسی وقت چاہے ہمارے پروردگار نے سب کچھ جانا ہوا ہے اللہ پر ہمارا بھروسہ ہے مولا! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾ وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
فرما تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے- اس کی قوم میں سے سرگروہوں نے جو کافر

مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
ہوئے تھے کہا کہ اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو تم زیاں کار ہو گے- پس ان پر زلزلہ

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾
آیا جس سے وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے

اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب ایک نہ ایک دن یہ ہو کر ہی رہے گا کہ ہم تجھ کو اور تیرے ماننے والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم خود بخود ہمارے مذہب اور چال چلن کی طرف لوٹ آؤ گے- حضرت شعیب نے کہا کیا یونہی ہم تمہارے دین میں آجائیں گے ؟ اگرچہ ہم کو ناپسند ہی ہو کچھ شک نہیں کہ اگر ہم تمہارے دین میں یعنی بت پرستی اور شرک میں بعد اس سے کہ خدا نے ہم کو اس سے بچایا ہے لوٹ آئے اور تمہارے برے کاموں میں شریک ہو گئے اور اپنی پہلی بات کی جو ہم کہا کرتے ہیں کچھ پرواہ نہ کی تو صاف ثابت ہو گا کہ ہم نے خدا پر بہتان باندھا تھا جو یہ کہتے تھے کہ خدا ہم کو اس سے منع فرماتا ہے پس گویا ہم اپنی بات کے آپ ہی مکذب ہوئے چونکہ خدا کی تعلیم پر ہم کو پورا یقین ہے اس لئے ہم سے تو ہو نہیں سکتا کہ تمہارے دین میں آجائیں- ہاں خدا ہی جو ہمارا پروردگار ہے کسی وقت ہمارے حق میں یہ بدبختی چاہے تو اور بات ہے ہمارے پروردگار نے سب کچھ جانا ہوا ہے- وہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں محض اخلاص ہے اسی وجہ سے ہم تم سے مخالف ہو رہے ہیں وہ اپنے مخلص بندوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا اور اللہ پر ہمارا بھروسہ ہے ہم اپنے پروردگار سے ہی دعا مانگتے ہیں کہ مولا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ فرما کیوں کہ تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے شعیب کا یہ مستعد اور مضبوط جواب سن کر عام لوگوں کو بہکانے کے لئے اس کی قوم میں سے سرگروہوں نے جو کافر ہوئے تھے غریب مسلمانوں سے بہکانے کو کہا کہ یاد رکھو اگر تم شعیب کے تابع ہوئے اور اس پر ایمان لائے تو تمہاری خیر نہیں تم سخت زیاں کار ہو گے پس وہ لوگ انہی باتوں میں تھے کہ ایک سخت زلزلہ ان پر آیا جس سے وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے-

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا

یاد رکھو جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی

هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ

زیاں کار ہوئے- پھر شعیب ان سے پھرا اور کہنے لگا بھائیو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

پہنچائے اور تمہاری خیر خواہی کی پھر میں کافروں کی قوم پر کیونکر رنجیدہ ہوں- جس بستی میں ہم

فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

نے کوئی نبی بھیجا تو اس میں رہنے والوں کو مبتلائے سختی و مصیبت کیا تاکہ وہ

يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا

گڑ گڑائیں- پھر ہم نے تکلیف کے بدلے ان کو آسانی دی حتی کہ خوب پھولے اور کہنے لگے کہ

قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

رنج و راحت ہمارے باپ دادوں کو بھی پہنچتے رہے تو ہم نے ناگہاں ان کو جب انہیں کچھ بھی خبر نہ تھی پکڑ لیا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ

اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتیں ان پر

وَالْاَرْضِ

کھول دیتے

یاد رکھو جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا خدا کے غضب سے ایسے ہو گئے کہ گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے وہ تو تابعداروں کو زیاں کار بتلاتے تھے- حقیقت میں جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی زیاں کار ہوئے جب وہ تباہ اور برباد ہوئے تو پھر شعیب ان سے پھرا اور میدان میں آکر حسرت ان سے خطاب کر کے کہنے لگے بھائیو میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے اور سب طرح سے تمہاری خیر خواہی بھی کی مگر تم نے ایک نہ سنی پھر اب میں کافروں کی قوم پر کیوں کر رنجیدہ ہوں؟ جس طرح شعیب اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قوموں کی تکذیب کرنے پر کافروں کو تباہ کیا گیا- اسی طرح جس بستی میں ہم نے کوئی نبی یا رسول بھیجا تو اس میں رہنے والوں کو کفر شرک اور سچی تعلیم سے انکار کرنے کی وجہ سے مبتلائے سختی و مصیبت کیا تاکہ وہ اپنی کرتوتوں کو سمجھ کر گڑ گڑائیں مگر جب وہ باز نہ آئے تو پھر ہم نے تکلیف کے بدلے ان کو آسانی دی حتی کہ خوب پھولے اور بڑے چڑھے اور اترائے اور مستی میں آکر بجائے عبرت پکڑنے اور شکر گذاری کرنے کے کہنے لگے کہ یہ گردش زمانہ ہے اسی طرح رنج و راحت ہمارے باپ دادا کو بھی پہنچتے رہے ان پر بھی کبھی ارزانی اور کبھی گرانی ہوتی رہی یہ کوئی نئی بات نہیں نہ اس کو کسی کی نیکی یا بد عملی سے کوئی تعلق ہے جب وہ اس حد پر پہنچے تو ہم نے ان کو ناگہاں جب انہیں کچھ بھی خبر نہ تھی پکڑ لیا اور ایسا پچھاڑا کہ کوئی ان کا نام لیوا بھی نہ چھوڑا- آخر انہوں نے اپنی کرتوت کے پھل پائے اور اگر یہ بستیوں والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیاری کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتیں ان پر کھول دیتے کہ وقت پر بارشیں ہوتیں اور زمین سے عمدہ پھل پھول پیدا ہوتے-

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى

مگر انہوں نے تکذیب کی پس ہم نے ان کے افعال کے بدلے ان کو پکڑا- کیا ان بستیوں والے اس بات سے بے فکر ہیں کہ

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

ہمارا عذاب راتوں رات ان کے سوتے ان پر آجائے- کیا اس بات سے ان بستیوں والے بے خوف ہیں کہ ہمارا

بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا

عذاب دن دہاڑے ان کے کھیلتے ہوئے ان پر آجائے- کیا یہ اللہ کے خفیہ داؤ سے بے فکر ہیں خدا کے داؤ سے زیانکار ہی

الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ

بے خوف ہوا کرتے ہیں- کیا ان کو جو یکے بعد دیگرے زمین کے مالک ہوتے ہیں یہ امر رہنمائی نہیں

اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

کرتا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کی بدکاریوں کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کریں اور ان کے دلوں پر مہر کردیں پس وہ

يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

سنیں ہی نہیں- ہم ان بستیوں کے کسی قدر احوال تجھ کو سناتے ہیں اور ان کے پاس رسول بھی

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

واضح احکام لے کر آئے

مگر انہوں نے یہ کم بختی کی کہ حکموں سے منکر ہی ہو گئے پس ہم نے بھی ان کے کرتوں کے بدلے ان کو پکڑا اور خوب پچھڑا کیا ایسے واقعات سن کر بھی ان بستیوں والے اس بات سے بے فکر ہیں کہ ہمارا عذاب راتوں رات ان کے سوتے وقت ان پر آجائے کیا ان بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ہمارا عذاب دن دہاڑے ان کے کھیلتے ہوئے ان پر آجائے اور انکو پیس ڈالے کیا یہ اللہ کے خفیہ) داؤ سے بے فکر ہیں- خود ہی نقصان اٹھائیں گے اس لئے کہ خدا کے داؤ اور خفیہ عذاب سے زیاں کار ہی بے خوف ہوا کرتے ہیں- ورنہ کیا ان زیاں کار لوگوں کو جو یکے بعد دیگرے زمین کے مالک ہوتے ہیں اور ایک کے مرنے کے بعد دوسرا اس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے یہ امر راہ نمائی نہیں کرتا کہ اگر ہم چاہیں تو آنا فانا ان کی بدکاریوں کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کریں اور ان کے دلوں پر ایسی سختی ڈالیں کہ گویا مہر کردیں پس وہ اس مہر اور غضب الٰہی کی وجہ سے ایسے ہو جائیں کہ سنیں ہی نہیں- یعنی اگر اس بات میں غور و فکر کریں کہ برے کاموں کے نتائج ہمیشہ برے ہی ہوا کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا عادل کے ہاں نیک و بد کام دونوں ایک سا پھل دیں تو ضرور ہدایت یاب ہو جائیں مگر غور نہیں کرتے- اسی طرح ان سے پہلے لوگ گذرے ہیں ہم ان بستیوں کے کسی قدر احوال تجھ کو سناتے ہیں مختصر یہ کہ اپنی معمولی زندگی میں نہایت سرکشی کو پہنچے اور ان کے پاس رسول بھی کھلی تعلیم واضح واضح لیکر آئے

---

[1] اللہ تعالیٰ کی نسبت جو مکر کا لفظ آتا ہے- اس پر بعض لوگوں کو کچھ تردد سا ہوتا ہے لیکن بغور دیکھیں تو کوئی تردد نہیں- کیونکہ مکر کے معنی ہیں کسی کی بے خبری میں تکلیف پہنچانا خدا کا عذاب بے فرمانی کی سزا ہویا نہ ہو کسی کو خبر کر کے تو نہیں آیا کرتا پس مکر کے معنوں میں کیا شبہ ہے؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے مجھے کسی کے سامنے تکلیف دی ہے ان ربك لبا المرصاد (الفجر-۳) کے معنی بھی یہی ہیں-

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ
پھر بھی وہ جس بات سے پہلے منکر ہو چکے تھے ان پر ایمان نہ لائے اسی طرح اللہ کفر کرنے والوں کے دلوں پر مہر
الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ
کردیا کرتا ہے۔ اور ہم نے ان میں سے بہتوں کو بدعہد پایا اور ان میں سے اکثر کو ہم نے
لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
بدکار پایا۔ پھر ان سے پیچھے موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنے حکم دے کر
فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى
بھیجا تو انہوں نے ان سے انکار کیا پھر جس طرح مفسدوں کا انجام ہوا اس کو تو سوچ لے۔ موسیٰ نے کہا کہ میں
يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ
اللہ رب العالمین کا رسول ہوں۔ میرا فرض ہے کہ بجز راست بیانی کے
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ
اللہ کی طرف نہ لگاؤں میں تمہارے پاس پروردگار کے ہاں سے ایک کھلی دلیل بھی لایا ہوں پس تو بنی اسرائیل
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
کو میرے ساتھ جانے دے۔ فرعون بولا اگر تو کوئی نشان لایا ہے تو اسے لاکر دکھا اگر تو
الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾
سچا ہے

پھر بھی وہ جس بات سے پہلے دانستہ منکر ہو چکے تھے ان پر ایمان نہ لائے۔ بلکہ سخت بضد ہو گئے اسی طرح پر اللہ دانستہ کفر کرنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیا کرتا ہے۔ اور ہم نے ان میں سے بہتوں کو بدعہد پایا جب کبھی کوئی تکلیف ان پر نازل ہوتی تو خدا کی طرف جھکتے اور عہد کرتے کہ آئندہ کو بدعملی نہ کریں گے مگر پھر جس وقت ذرا بھر آسانی ہوتی پہلی مصیبت کو جھٹ سے بھول جاتے اور ان میں سے اکثروں کو ہم نے بدکار پایا۔ پس تباہ کر دیا۔ پھر بعد مدت ان سے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے درباری سرداروں کی طرف اپنے حکم دے کر بھیجا تو انہوں نے بھی ان احکام سے انکار کیا کبھی جادوگر کہا کبھی فریبی بتلایا۔ پھر جس طرح مفسدوں کا انجام ہوا اس کو بھی تو سوچ لے کہ جس پانی کی نسبت فرعون کہا کرتا تھا کہ میرے حکم سے چلتا ہے اسی میں اس کو غرق کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے ہر چند کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا رسول ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں بجز راست بیانی کے اللہ کی طرف نہ لگاؤں یعنی پیغام الٰہی جتلا کر وہی بات کہوں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے دیکھو میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے ہاں سے ایک کھلی دلیل بھی لایا ہوں کہ لکڑی سے سانپ بنتا ہے اور ید بیضاد کھاتا ہوں پس تو ان باتوں سے میری نبوت پر ایمان لا۔ اور بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دے ہم اپنے آبائی وطن میں چلے جائیں خدا نے اس کے دینے کا ہم سے وعدہ کیا ہے فرعون کو دراصل اس بات کا خوف تھا کہ کہیں یہ لوگ میرے ملک سے باہر اپنی قوت یکجا کر کے مجھ پر حملہ آور نہ ہوں اس لئے ان کا چھوڑ دینا علاوہ ویرانی ملک کے یوں بھی مناسب نہ سمجھتا مگر بہانہ بنانے کو بولا کہ اگر تو کوئی نشان لایا ہے جیسا کہ تیرا بیان ہے تو اسے لا کر دکھا اگر تو سچا ہے تو کس موقع کا تجھے انتظار ہے۔

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾

پس موسیٰ نے اپنی لاٹھی پھینک دی وہ صریح ایک اژدھا تھا۔ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ باہر کیا وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے سفید براق تھا

پس یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ نے اپنی[1] لاٹھی جو ہاتھ میں اس وقت لیے تھے پھینکی تو دیکھتے ہی وہ صریح ایک اژدہا تھا سب لوگ جو دربار میں بیٹھے تھے ادھر ادھر بھاگنے لگے سب کو جان کے لالے پڑگئے اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر باہر کیا تو وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے سفید براق تھا ایسا کہ سورج کی طرح چمکتا تھا۔

---

۱) (فالقی عصاہ فاذا ھی) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کئی ایک معجزے بیان فرمائے ہیں مجملہ ایک عصا اور ید بیضاء بھی ہے یہ دونوں معجزے اس خوبی اور تفصیل سے بیان ہوئے ہیں کہ ان جیسی تفصیل اور کسی بیان میں شاید ہی ہو۔ مگر سید احمد خان مرحوم نے وہی اپنا پرانا ہاتھ اسی پرانے ہتھیار یعنی (سپر نیچرل) سے ان پر بھی چلانا چاہا اس لئے مناسب ہے کہ پہلے تمام وہ آیتیں جن میں ان معجزوں کا ذکر ہے ہم لکھ دیں پھر سرسید کے عذرات بھی قوم کو سنائیں۔ پہلی آیت سورہ اعراف میں ہے جس کا مضمون یہ ہے

فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین قال الملاء من قوم فرعون ان ھذا الساحر علیم (اعراف-۸)

حضرت موسیٰ نے اپنی لکڑی پھینکی تو وہ اسی وقت ظاہر سانپ تھا اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے سفید ہاتھ تھا فرعون کے سرداروں نے کہا بے شک یہ موسیٰ بڑے علم والا جادو گر ہے

مفصل قصہ سورہ طہ میں ہے خدا فرماتا ہے

وما تلک بیمینک یموسیٰ قال ھی عصای اتوکئوا علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مآرب اخری- قال القھا یا موسیٰ فالقھا فاذا ھی حی تسعی قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الا ولی واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء آیۃ اخری لنریک من ایتنا الکبری (طہ-۶)

قالوا یاموسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون اول من القی قال بل القواہ فاذا حبالھم وعصیم یخیل الیھم من سحرھم انھا تسعی فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الا علی والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی فالقی السحرۃ سجدا قالوا آمنا برب ھارون وموسیٰ (طہ-۶۵۴)

موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے کہا یہ میری لکڑی ہے میں اس پر تکیہ کرتا ہوں اور اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور بھی اس میں مجھے کئی فوائد ہیں خدا نے حکم دیا موسیٰ اسے پھینک دے موسیٰ نے اسے پھینکا ہی تھا کہ وہ سانپ تھا بھاگتا حکم ہوا کہ اسے پکڑ لے اور خوف نہ کر ہم اس کی پہلی (لکڑی والی) صفت بدل دیں گے اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال وہ سفید بے داغ ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے۔ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھاویں گے (چنانچہ وہ فرعون کے پاس گیا اور جادوگروں سے مقابلہ ہونے لگا) جادوگروں نے کہا موسیٰ تو پہلے اپنا عصا ڈالے گا یا ہم ڈالیں گے موسیٰ نے کہا نہیں تم ڈالو پس ان کے ڈالتے ہی انکے جادو کے اثر سے موسیٰ کو خیال ہونے لگا کہ وہ ہل رہے ہیں موسیٰ اپنے جی میں خوف زدہ ہوا ہم نے کہا موسیٰ ڈر نہیں تو ہی غالب رہے گا جو تیرے ہاتھ میں لکڑی ہے پھینک دے جو کچھ انہوں نے بنایا ہے سب کو نگل جائے گی وہ جادو کا تماشہ بنا لائے ہیں اور جادوگر جہاں کہیں ہو کامیاب نہیں ہوا کرتا موسیٰ کے عصا ڈالنے کی دیر تھی کہ جادوگر تو سجدے میں گر کر بولے ہم ہارون اور موسیٰ کے خدا پر ایمان لائے ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے کہ یقینا یہ بڑا علمدار جادوگر ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ تمہارے

مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ملک سے تم کو نکال دے پس تم کیا تجویز سوچتے ہو

یہ عجیب معجزات دیکھ کر بھی فرعون کی قوم کے سردار حسب منشاء فرعون سے کے لگے کہ یقیناً یہ موسیٰ بڑا علم دار جادوگر ہے اپنے خیالات واہیہ پر قیاس کر کے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس کا ارادہ ہے کہ ایک جتھا بنا کر تم کو تمہارے آبائی ملک مصر سے نکال دے اور آپ اس پر قابض ہو جائے۔ پس تم کیا تجویز سوچتے ہو؟

ایک جگہ بیان ہے کہ :-

قال لئن اتخذت الها غیری لا جعلنك من المسجونین قال اولو جئتك بشئی مبین قال فات به ان کنت من الصادقین فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضآء للناظرین قال للملاء حوله ان ھذا لساحر علیم- یریدان یخرجکم من ارضکم بسحرہ فماذا تامرون قالو ارجه واخاہ وابعث فی المدائن حاشرین یا توك بکل سحار علیم فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم وقیل للناس ھل انتم مجتمعون لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ھم الغالبین فلما جاء السحرۃ قالوا الفرعون ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین قال نعم وانکم اذا لمن المقربین قال لھم موسیٰ القوا ما انتم ملقون فالقوا حبالھم وعصیھم وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون فالقی موسیٰ عصاہ فاذا ھی تلقف ما یا فکون فالقی السحر ساجدین قالوا امنا برب العالمین رب موسیٰ وھارون (شعراء-۱۸ تا ۳۷)

فرعون نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے سنگسار کرواڈالوں گا موسیٰ نے کہا اگرچہ میں کوئی واضح چیز بھی لا دکھاؤں فرعون نے کہا لا اگر تو سچا ہے پس موسیٰ نے اپنی لکڑی پھینک دی تو وہ اسی وقت ظاہر بڑا سانپ تھا اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ بھی سب دیکھنے والوں کے سامنے چٹا سفید تھا۔ فرعون کے گرد گرد سرداروں نے کہا یہ بڑا علم والا جادوگر ہے اس کا منشا ہے کہ تم کو اپنے جادو سے ملک بدر کر دے پس تمہاری کیا رائے ہے پھر مجتمع ہو کر فرعون سے ملتجی ہوئے کہ اسے اور اس کے بھائی کو ڈھیل دیجئے اور کل ملک میں ایلچی بھیج دیجئے کہ وہ حضور کے پاس بڑے بڑے علم دار جادوگروں کو جمع کر کے لے آویں پس جادوگر ایک وقت معین پر جمع کئے گئے اور لوگوں کو بھی کہا گیا کہ تم نے بھی جمع ہونا ہے شاید جادوگر فتح یاب ہوں تو ان کا جلوہ کرنے کو ہم ان کے ساتھ ہوں جب جادوگر فرعون کے حضور آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہم کو کچھ ملے گا بولا ہاں اور تم میرے مقربوں میں سے ہو جاؤ گے موسیٰ نے ان سے ڈالنے کو کہا پس انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالیں اور فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہنے لگے کہ ہم ہی غالب رہیں گے پس موسیٰ نے بھی اپنی لکڑی ڈالی تو وہ انکی بناوٹی چیزوں کو کھا رہی تھی پس یہ امر دیکھتے ہی جادوگر سجدے میں گرے اور بولے ہم رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا خدا ہے ایمان لائے

ایک جگہ ذکر ہے

والق عصاك فلما راھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب یا موسیٰ لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون

خدا نے کہا اپنی لکڑی پھینک دے پس جب اس نے اسے ہلتے ہوئے دیکھا (ایسی تیز حرکت کرتی تھی کہ) گویا پتلا سا سانپ

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

سب نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو تھوڑی سی مہلت دیجئے اور ملک میں جمع کرنے والے ہر کارے بھیج دیجئے۔ کہ ہر ایک جادوگر کو جو بڑے علم والا ہو

سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾

حضور کے پاس لائیں

شاہی کونسل میں جب یہ تجویز باقاعدہ پیش ہوئی تو سب نے فرعون سے متفق اللفظ کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ اس موسیٰ کو اور اس کے بھائی ہارون کو تھوڑی سی مہلت دیجئے اور سب ملک میں ہر کارے بھیج دیجئے کہ ہر ایک جادوگر کو جو بڑے علم والا ہو حضور کے پاس لائیں۔

الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم وادخل یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء فی تسع آیات الی فرعون وقومه انهم كانوا قوما فاسقین (نمل ۱)

(جلدی جلدی حرکت کرتا) ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا ایسے کہ پھر کر بھی نہ دیکھا خدا نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے جو گناہ کرے اور اس سے پیچھے توبہ کر کے نیکی بھی کرے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں تو اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال بغیر کسی بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا تو نشانیوں میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاوہ بڑے بدکار ہیں۔

ایک جگہ مذکور ہے

وان الق عصاك فلما راها تهتز كانها جان ولی مدبرا ولم یعقب یموسیٰ اقبل ولا تخف انك من الامنین اسلك یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء واضمم الیك جناحك من الرهب فذنك برهانان من ربك الی فرعون وملائه انهم كانو قوما فسقین (قصص-۲۱ ع-۳)

خدا نے کہا اپنی لکڑی پھینک دے پس جب اس کو تیز تیز چلتے دیکھا گویا وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پھر کر نہ دیکھا- خدا نے پکارا اے موسیٰ ادھر دیکھ اور ڈر نہیں تحقیق تو بے خوف ہے اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کر بغیر بیماری کے سفید نکلے گا اور خوف کے مارے دونوں بازو ملا رکھ یہ دو دلیلیں خدا کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف جاوہ بدکاروں کی قوم ہیں

موجودہ توریت میں ان معجزات کا بیان اس طرح ہوا ہے کہ :-

تب موسیٰ نے جواب دیا کہ دیکھ وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے نہ میری سنیں گے وہ کہیں گے کہ خدا تجھے دکھائی نہیں دیا تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے ؟ وہ بولا عصا پھر اس نے کہا اسے زمین پر پھینک دے اس نے زمین پر پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا اور موسیٰ اس کے آگے سے بھاگا تب خداوند نے موسیٰ سے کہا اپنا ہاتھ بڑھا اور اس کی دم پکڑ لے اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا وہ اس کے ہاتھ میں عصا ہو گیا- پھر خدا نے اسے کہا کہ تو اپنا ہاتھ اپنی چھاتی پر چھپا کے رکھ- چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی چھاتی پر چھپا کر رکھا اور جب اس نے اسے نکالا تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ برف کی مانند سفید مبروص تھا پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ اپنی چھاتی پر چھپا کے رکھ اس نے پھر رکھا تو جب باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ پھر ویسا جیسا کہ اس کا سارا بدن تھا ہو گیا (خروج باب ۴ آیت ۱)

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

اور جادوگروں نے فرعون کے پاس آکر کہا کہ اگر ہم اس پر غالب رہے تو ہم کو کچھ ملے گا۔ فرعون نے کہا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ہاں اور تم میرے مقربوں سے ہو جاؤ گے

قصہ مختصر ہرکارے ملک میں بھیجے گئے اور جادوگروں نے فرعون کے حضور آکر کہا کہ اگر ہم اس پر غالب رہے تو ہم کو بھی کچھ ملے گا یا یونہی بیگار میں ٹلا دیا جائے گا فرعون نے کہا ہاں بے شک تم کو بہت کچھ انعام ملے گا اور تم میرے دربار کے مقربوں میں سے ہو جاؤ گے بھلا تمہارے جیسا گورنمنٹ کا خیر خواہ کون جو موسیٰ جیسے باغی سرکار کو مغلوب کرے

دوسرے موقع کا ذکر اس طرح ہے کہ :۔

کہ خدا نے موسیٰ اور ہارون کو کہا کہ جب فرعون تمہیں کہے کہ اپنا معجزہ دکھاؤ تو ہارون کو کہیو کہ اپنا عصا لے (حضرت موسیٰ نے اپنا عصا حضرت ہارون کے سپرد کیا ہوا تھا) اور فرعون کے آگے پھینک دے وہ ایک سانپ بن جائے گا تب موسیٰ اور ہارون فرعون کے آگے گئے اور انہوں نے وہ جو خداوند نے انہیں فرمایا تھا کیا ہارون نے اپنا عصا فرعون اور اس کے خادموں کے آگے پھینکا اور وہ سانپ ہو گیا تب فرعون نے بھی داناؤں اور جادوگروں کو طلب کیا چنانچہ مصر کے جادوگروں نے بھی اپنے جادو سے ایسا ہی کیا کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا عصا پھینکا اور وہ سانپ ہو گیا۔ لیکن ہارون کا عصا ان کے عصاؤں کو نگل گیا (خروج باب ۶ آیت ۷-۳)

ایسے صاف بیان کے ہوتے ہوئے بھی سید صاحب اس سے انکاری ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :۔

تمام انسانوں میں خواہ وہ انبیاء ہوں اولیاء یا عوام الناس اور کسی مذہب کے ہوں حتیٰ کہ حیوانوں میں بھی ایک قسم کی مقناطیسی قوت موجود ہے جو خود اس پر اور نیز دوسروں پر ایک قسم کا اثر پیدا کرتی ہے یہ بمقتضاء خلقت بعضوں میں ضعیف اور بعضوں میں قوی ہوتی ہے یہ قوت مقناطیسی جس میں قوی ہوتی ہے وہ دوسرے شخص پر بھی (اثر[1]) ڈال سکتا ہے اور اس دوسرے شخص پر بحالت بیداری ایک قسم کی خواب مقناطیسی اس پر طاری رہتی ہے یہ قوت بعض آدمیوں میں خلقی نہایت قوی ہوتی ہے اور جو لوگ مجاہدات کرتے ہیں اور لطائف نفسانی کو متحرک کرتے ہیں خواہ وہ ان مجاہدات میں خدا کا نام لیا کریں یا اور کسی کا ان میں یہ بھی قوت ہو جاتی ہے اور اس کے اثر ظاہر ہونے لگتے ہیں ان اثروں کو جب مسلمانوں سے ظاہر ہوتے ہیں مسلمانوں کرامت سے تعبیر کرتے ہیں اور جب کہ غیر مذہب والوں سے ظاہر ہوتے ہیں اس کو استدراج سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ دونوں کی اصلیت واحد ہے۔ بہر حال جو کچھ کہ اس سے ظاہر ہوا اس کا کوئی وجود اصلی و حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف وجود وہمی و خیالی ہے (ج ۲۲ صفحہ ۴۳)

اس تمہید کے بعد خاص معجزہ عصا وغیرہ کی بابت ارقام آیات متعلقہ فرماتے ہیں۔

ان آیتوں پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کیفیت جو حضرت موسیٰ پر طاری ہوئی اسی قوت نفس انسانی کا ظہور تھا جس کا اثر خود ان پر ہوا تھا۔ یہ کوئی معجزہ یا فوق الفطرت نہ تھا۔ (ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ معجزہ بھی داخل فطرت ہے) اور نہ اس پہاڑ کی تلی میں جہاں یہ امر واقع ہو کسی معجزہ کے دکھانے کا موقع تھا اور نہ یہ تصور ہو سکتا ہے کہ وہ پہاڑوں کی تلی کوئی مکتب تھا۔ (حضرت! علیگڑھ کالج ہی لکھ دیا ہوتا) جہاں پیغمبروں کو معجزے سکھائے جاتے ہیں اور معجزوں کی مشق کرائی جاتی ہو۔ حضرت موسیٰ میں ازروئے فطرت و جبلت کے وہ قوت نہایت قوی تھی (حضرت معاف رکھیں آپ بھولتے ہیں

[1] سید صاحب کی تحریر میں (اثر) کا لفظ نہیں شاید رہ گیا ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا

بولے کہ اے موسیٰ تو پہلے ڈالتا ہے یا ہم پہلے ڈالیں؟ موسیٰ نے کہا ڈالو

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾

پس جب ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں کو جادو کردیا اور لوگوں کو دہشت میں ڈالا اور ایک بڑا ہی جادو لائے

جادوگر فرعون سے عہد و پیمان لے کر میدان جنگ میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے کہ اے موسیٰ تو پہلے اپنی لاٹھی ڈالتا ہے یا ہم پہلے ڈالیں؟ غرض اپنی بہادری کا اظہار کرتے تھے کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ تیرے ارمان جی کے جی میں ہی رہیں نہیں اگر تو چاہتا ہے تو ہم بڑی خوشی سے تیرے وار کو اپنے پر لینے کو تیار ہیں موسیٰ نے کہا نہیں بلکہ تم ہی جو ڈالنا چاہو پہلے ڈالو- پس جب میدان میں انہوں نے اپنا اسباب لوگوں کے سامنے ڈالا تو قلب ماہیت تو کیا ہی کر سکتے تھے؟ صرف انہوں نے بقاعدہ مسمریزم اتنا ہی کیا کہ لوگوں کی آنکھوں کو جادو کر دیا کہ ان کو رسیوں کے سانپ نظر آنے لگے -اور لوگوں کو دہشت میں ڈالا اور ایک بہت ہی موثر جادو کا کھیل بنا کر لائے-

---

یہ قوت لکڑی میں تھی- چنانچہ آپ کی آئندہ تقریر اسی کی مئوید ہے) جس سے اسی قسم کے اثر ظاہر ہوتے ہیں اور انہوں نے اس خیال سے کہ وہ لکڑی سانپ ہے اپنی لاٹھی پھینک دی اور وہ ان کو سانپ یا اژدھا دکھائی دیے (حضرت کہئے یہ لکڑی کی قوت کا اثر حضرت موسیٰ پر ہوا یا حضرت موسیٰ کا اثر لکڑی پر) یہ خود ان کا تصرف اپنے خیال میں تھا وہ لکڑی لکڑی ہی تھی اس میں فی الواقع کچھ تبدیلی نہیں ہوئی تھی خدا نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا فانقلب العصا ثعبانا یعنی وہ لاٹھی بدل کر اژدھا ہو گئی بلکہ سورہ نحل میں فرمایا کانها جان یعنی وہ گویا اژدھا -اس سے ظاہر ہے کہ درحقیقت وہ اژدھا نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ لاٹھی کی لاٹھی تھی (ج ۲ صفحہ ۱۱۱)

ایسا ہی ید بیضاء کی نسبت فرماتے ہیں

جب کہ یہ بات تسلیم کی گئی کہ انسان میں ایک ایسی قوت ہے کہ انسان اس کے ذریعہ سے قوائے متخیلہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور پھر اس میں ایک خاص قسم کا تصرف کرتا ہے اور ان میں طرح طرح کے خیالات اور گفتگو اور صورتیں جو کچھ اس میں اس کو مقصود ہوتی ہے ڈالتا ہے- پھر ان کو اپنے موثرہ کی قوت سے دیکھنے والوں کی حس پر ڈالتا ہے پھر دیکھنے والے ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ گویا وہ خارج میں موجود ہے حالانکہ وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا اور قرآن مجید کے الفاظ سے جو آیات بالا میں گذرے ہیں اور جن سے پایا جاتا ہے کہ لاٹھیاں اور رسیاں اسی قوت متخیلہ کے سبب سے سانپ یا اژدہے دکھائی دیے تھے تو ید بیضا کا مسئلہ از خود حل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا بھی لوگوں کو اس طرح پر دکھائی دینا اسی قوت نفس انسانی کا اور تصرف قوت متخیلہ کا سبب تھا نہ یہ کہ وہ کوئی معجزہ مافوق الفطرت تھا اور درحقیقت حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی ماہیت بدل جاتی تھی جہاں قرآن مجید میں ید بیضاء کا ذکر آیا ہے وہاں یہ مضمون بھی موجود ہے

ونزع يده فاذا هي بيضاء للناظرين - (اعراف-۷) کہ جب حضرت موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو یکایک چٹا تھا دیکھنے والوں کیلئے-

اور یہ مضمون صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں وہ چٹا دکھائی دیتا تھا جو اثر قوت نفسانی کا تھا نہ کوئی معجزہ مافوق الفطرت (ج ۲ صفحہ ۱۱۴)

اس سے آگے ایک سوال کا جواب از خود دیتے ہیں

اس مقام پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر عصائے موسیٰ کا اژدھا بننا اور ہاتھ کا چٹا ہو جانا اسی قسم کی قوت نفسی سے لوگوں کو دکھائی دیتا تھا جس طرح کی قوت نفسی سے سحرہ فرعون کی رسیاں اور لاٹھیاں دکھائی دیتی تھیں اور کوئی معجزہ مافوق

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ

اور ہم نے موسیٰ کو الہام کیا کہ تو اپنی لکڑی پھینک دے پس اسی وقت وہ جھوٹ موٹ کے سانپ جو وہ بنا رہے تھے انکو

الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ﴿۱۱۸﴾

نگلتی چلی جاتی تھی۔ پس حق غالب آیا اور جو کچھ وہ بنا رہے تھے سب برباد ہو گیا

وہ اپنے کام میں لگے ہوئے تھے اور موسیٰ ان کی اس حرکت سے ذرا سا خوف زدہ ہوا تھا کہ ہم نے موسیٰ کو فرشتے کے ذریعہ الہام کیا کہ تو بھی اپنی لکڑی پھینک دے پس اس کے پھینکنے کی دیر تھی کہ اسی وقت وہ ان کے مصنوعی جھوٹ موٹ کے سانپ جو وہ بنا رہے تھے انکو نگلتی چلی جاتی تھی۔ پس سب لوگوں نے دیکھ لیا حق غالب آیا اور جو کچھ وہ جھوٹ موٹ مقابلہ میں بنا رہے تھے سب برباد ہو گیا۔

الفطرت نہ تھا تو خدا نے اسے عصا و ید بیضاء کی نسبت یہ کیوں فرمایا؟ کہ فذانك برهانان من ربك (قصص-۲۱) یعنی ان کو خدا کی طرف سے برہان کیوں تعبیر کیا ہے مگر برہان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عصائے موسیٰ کا اژدہا مرئی ہونا یا ہاتھ کا چناد کھائی دینا فرعون اور اس کے سرداروں پر بطور حجت الزامی کے تھا وہ اس قسم کے امور اس بات کی دلیل سمجھتے تھے کہ جس شخص سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں وہ کامل ہوتا ہے (ٹھیک ہے جب ہی تو مزدوری پر جادوگروں کو جن کی قدر و منزلت ان کے سوال ائن لنا لاجرا ان كنا نحن الغالبين سے ہی معلوم ہوتی ہے بلا کر مقابلہ کرایا تھا یہی دلیل بس ہے ان کے کمالات پر جس سے فرعون اور اس کے افسروں نے ان کو یقیناً کامل سمجھا ہو گا کاش کہ سید صاحب کامل کی بھی ذرا شرح کر جاتے کہ کس بات میں کامل اور اسی سبب سے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی کرشمہ دکھایا جائے گا تو وہ موسیٰ کو سچا جانیں گے (ج ۲ صفحہ ۱۱۵)

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ایسی تاویلات بلکہ تحریفات کا کیا جواب دیں جہاں یہ حال ہو

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار کا الٹا ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

ہاں ایک جواب سید صاحب کی تحریر سے یاد آتا ہے آپ فرماتے ہیں

کہ ہم مسلمانوں میں قاعدہ ہے کہ ہمیشہ جہاں تک ہو سکتا ہے لفظ سے اس کی اصلی اور حقیقی مراد لیتے ہیں۔ مگر جہاں کہیں سیاق کلام سے یا اور کسی دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ تمثیلی معنی مراد ہیں جس کو ہم مجاز یا استعارہ کہتے ہیں وہاں اس کے تمثیلی معنی قرار دیتے ہیں خواہ وہ دلیل اسی مقام میں موجود ہو یا کسی اور مقام میں۔ (تصانیف احمدیہ ج ۵ صفحہ ۲)

کاش یہاں اصلی معنی چھوڑنے کی کوئی دلیل بتلائی ہوتی اگر وہی پرانا ہتھیار سپر نیچرل ہے تو اس کا جواب کچھ پہلے تو ہو چکا ہے اور کچھ آگے آتا ہے ہاں سید صاحب کا یہ فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے فانقلبت العصا ثعبانا نہیں کہا غور طلب ہے اس پر ہمیں ایک قصہ یاد آیا ایک واعظ صاحب اپنے فریق مقابل فرقہ اہل حدیث کا رد کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمانے لگے کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کو زیادہ پیش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو موحدین کہلاتے ہیں کہیں قرآن میں خدا نے موحد کر کے کسی کو پکارا بھی ہے؟ سب جگہ ایمانداروں کو ہی پکارا گیا موحدین کے نام سے تو کہیں بھی خدا نے خطاب نہیں فرمایا۔ جس طرح واعظ موصوف کے جواب میں مقابل ساکت تھے۔ ٹھیک اسی طرح ہم سید صاحب سے نادم ہیں واقعی ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ لفظ تو نہیں مگر بڑے ادب سے عرض ہے کہ اگر انہی معنوں کو ادا کرنے والا کوئی اور لفظ ہو تو جو مسلمان قرآن کے تمیں پاروں کو کلام الٰہی مانتا ہے اسے اس کے ماننے میں بھی تامل نہ ہو گا۔ سنئے اور غور سے سنئے سنعيدها سيرتها الاولى ذرا لفظ اعادہ جس سے سنعيد مشتق ہے اور بالخصوص

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا

پس فرعونی وہاں مغلوب ہوئے اور ذلیل و خوار لوٹ گئے- اور جادو گر سجدہ میں گر پڑے- بولے کہ ہم اپنے

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

پروردگار پر جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ایمان لائے ہیں

پس فرعونی وہاں مغلوب ہوئے اور اپنا سا منہ لے کر گھروں کو ذلیل اور خوار لوٹ گئے اور جادو گر جو کسی بدنیتی اور ضد سے نہیں آئے تھے بلکہ محض اپنی لیاقت پر نازاں تھے جب انہوں نے حضرت موسیٰ کا اژدھا دیکھا اور بقاعدہ فن مسمریزم یہ سمجھ گئے کہ یہ کام جادو سے نہیں ہو سکتا بلکہ محض تائید ایزدی سے ہے تو اوندے سجدے میں گر پڑے اور اپنے ایمان کا اظہار کرنے کو بولے ہم اپنے پروردگار پر جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے سچے دل سے ایمان لائے ہیں

سیرتھا الاولی میں غور کیجئے اعادہ کے معنی پھیر لانے کے ہیں اور سیرت کے معنی خصلت کے ہیں سیرت اولی کو بالخصوص قابل توجہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ سیرت کا لفظ لانا اور صورت نہ کہنا اسی طرف اشارہ ہے کہ اتنی دیر کے لئے اس کی قلب ماہیت ہو گئی تھی اور اگر یہ نہ ہوتا بلکہ بقول سر سید صرف حضرت موسیٰ کی آنکھوں میں ہی وہ اژدھا دکھائی دیتا اور در حقیقت وہ لاٹھی کی لاٹھی ہوتی تو اعادہ سیرت نہ کہا جاتا سبحان اللہ اصدق الصادقین کے کلام کو جس کے امکان کذب میں بھی علماء مختلف ہیں- مروڑ مراڑ کر دبی زبان سے کاذب کہا جاتا ہے انظر كيف يفترون على الله الكذب و كفى به اثما مبينا (النساء- ٤) اس سے زیادہ کذب کیا ہو گا؟ کہ حقیقتاً نہ تو صورت بدلی اور نہ سیرت بلکہ صرف حضرت موسیٰ کی آنکھیں دھندلا رہی ہیں تاہم سنعيد ها سيرتها الاولى جو سلب اور عدم سیرت اولی پر موقوف ہے کہا جاتا ہے سید صاحب مرحوم نے جو کچھ قرآن کے ساتھ کیا ہمارا اعتقاد ہے عناد سے نہیں کیا بلکہ خوش اعتقادی سے ہی کیا مگر یہ تو ہم ضرور کہیں گے

خوب کیے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے؟

اصل میں سید صاحب کو بار بار سپر نیچرل تنگ کرتا رہا ہے یعنی خلاف فطرت نہیں ہوا کرتا اور نہ ہو سکتا ہے مگر ہم حضرت مسیح کے معجزات کے ذکر میں یہ امر مفصل ذکر کر آئے ہیں کہ معجزات کا ظہور خرق عادت اور خلاف فطرت نہیں ہے- پس جب تک سید صاحب یا ان کے ہم مشرب اس بات کو رد نہ کریں گے کسی تاویل کرنے کے مجاز نہیں-

کچھ شک نہیں کہ سید صاحب نے علم مسمریزم کی کتابیں دیکھی ہیں کہ ہم یقیناً کہتے ہیں کہ ان میں بھی سید صاحب نے اپنی مجتہدانہ روش نہیں چھوڑی کیوں نہ ہو؟

امن ازدیارك فی الدجی الرقباء
اذ حیث کنت من الظلام ضیاء

جہاں تک ہمیں معلوم ہے اور ہم نے اس فن کا مطالعہ کیا ہے اس کا یہ ہرگز منشاء نہیں جو سید صاحب نے حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور ید بیضاء کی کیفیت لکھی ہے لطف یہ ہے کہ خود سید کے کلام میں ان کا رد موجود ہے آپ کی تقریر کا خلاصہ تو صرف دو لفظوں میں ہے کہ انسان میں ایک قوت مقناطیسی ہے- جس کے ذریعہ سے دوسروں پر اثر پہنچا سکتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت موسیٰ اسی قوت سے متاثر ہوئے تھے- داناؤں کی توجہ چاہتا ہے کیونکہ اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ حضرت موسیٰ بقول سید صاحب اگر مسمریزم کے عامل ہوتے تو دوسروں پر اپنے خیالات کا اثر پہنچا سکتے تھے نہ کہ لکڑی سے خود ہی ایسے متاثر ہوتے کہ بھاگتے ہوئے پیچھے کو پھر کر بھی نہ دیکھتے- کیا یہی مسمریزم ہے سچ ہے

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ

فرعون بولا کہ تم میرے اذن دینے سے پہلے اس پر ایمان لے آئے یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا سب فریب ہے جو تم نے اس شہر میں چلایا

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

ہے کہ شہر کے اصل باشندوں کو اس سے نکال دو- پس تم جان لو گے- کہ میں تمہارے ہاتھ پاوں الٹے سیدھے کٹواؤں کا پھر

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ

تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا- جادو گر بولے ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں- اور تو ہم میں صرف اتنی ہی بات عیب دار

اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

پاتا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے نشانوں پر جب ہم کو ملے ہم ایمان لے آئے ہمارے مولا ہم کو صبر عنایت کیجیو اور ہم کو اپنی تابعداری میں ہی ماریو

ع ١٨

فرعون نے جب سنا کہ جادو گر جن کو مقابلہ کے لئے ہم نے بلایا تھا وہ تو موسیٰ کے ساتھ مل گئے اور اس کو مان گئے اس سے تو عام بغاوت کا اندیشہ ہے اس لئے بغرض دھمکی دینے کے بولا یعنی ان کو کہلا بھیجا کہ تم میرے اذن سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے یقینی بات اب معلوم ہوئی ہے کہ یہ تمہارا سب کا فریب ہے جو تم نے اتفاق کر کے اس شہر میں چلایا ہے کہ شہر کے اصل باشندوں اور مالکوں کو نکال دو اور خود مالک بن جاؤ پس تم اس کا نتیجہ ابھی جان لو گے کہ پہلے تو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کٹوادوں گا- پھر بعد اس تکلیف کے تم سب کو سولی پر لٹکادوں گا جادو گر یہ دھمکی سن کر بڑی متانت اور استقلال سے کہنے لگے کہ جو کچھ کرنا چاہے کر لے ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں آخر ایک روز تو مرنا ہے بہتر ہے کہ اس کی راہ میں مریں اور تو ہم میں صرف اتنی ہی بات بڑی عیب دار پاتا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے نشانوں پر جب ہم کو حضرت موسیٰ کی معرفت ملے ہم ایمان لے آئے سو تو پڑا بر امان ہمیں تیری کیا خوشامد ماری جاتی ہے البتہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے مولا فرعون کی تکلیفوں پر ہم کو صبر عنایت کیجیو اور ان تکلیفوں میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تیری طرف سے پھر جائیں بلکہ تو ہم کو اپنی تابعداری میں ہی ماریو خیر مختصر یہ کہ فرعون نے انکو مروادیا اور مثل مشہور نزلہ بر عضو ضعیف می افتد کی پوری تصدیق کی

پائے استد لالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

مسمریزم اور معجزہ کے فرق کے متعلق ہم معجزات مسیحا میں مختصر سی تقریر کر آئے ہیں یہاں پر سید صاحب کے تبعا بھی کچھ ذکر کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ فرعون کے جادو گر بھی مسمریزم کے حامل تھے چنانچہ خداوند تعالیٰ کا فرمانا کہ ان کے سحر سے موسیٰ کو رسیاں ہلتی ہوئی نظر آتی تھیں **يخيل اليهم من سحرهم انها تسعى** (طه-٥٥) ہمارے اس قول کا موید ہے مگر تعجب ہے کہ حضرت موسیٰ کی نسبت بھی سید صاحب نے وہی گمان کیا جو فرعون نے کیا تھا فرعون نے جادوگروں کے ایمان کا حال سن کر ان سے کہا **انه لكبير كم الذى علمكم السحر** (طه-) وہ تمہارا استاد ہے جس نے تم کو جادو (مسمریزم) سکھایا ہے گویا فرعون نے بھی حضرت موسیٰ کو مسمریزم کا عامل سمجھا جو سید صاحب نے دبی زبان سے کہا جس کا جواب اسی وقت خدا تعالیٰ نے دے دیا تھا کہ **لا يفلح الساحر حيث اتى** جادو گر مراد کو نہیں پہنچا کرتے پھر فرعون کے جادوگروں کا مشق مسمریزم میں اعلیٰ درجہ کے مشاق ہے- ایمان لانا اور حضرت موسیٰ کو بھی برحق اور انکے فعل کو فعل خداوندی اور معجزہ سمجھنا بھی قابل غور ہے حالانکہ

دلی را ولی می شناسد دزد را دزد مے شناسد

کا مقولہ بھی مشہور ہے پس مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ کی نسبت مسمریزم وغیرہ کا خیال کرنا کسی طرح صحیح نہیں بلکہ خوف کفر ہے جو آیات قرآنی سے متبادر مفہوم ہوتا ہے-

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

اس کی قوم کے سرگروہوں نے کہا کیا حضور! موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیں گے کہ ملک میں فساد پھیلائیں اور

وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ

حضور کو اور حضور کے معبودوں کو ترک کر دیں فرعون نے کہا ہم ان کے لڑکوں کو مروا ڈالیں گے اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم ان پر

قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ

غالب ہیں- موسیٰ نے کہا بھائیو! اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو زمین تو خدا کی ملک ہے

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ

اپنے بندوں سے جسے چاہے عنایت کرتا ہے اور انجام بخیر ہمیشہ پرہیزگاروں کا ہوتا ہے- بنی اسرائیل نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی

اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

ہم کو ایذائیں پہنچتی رہیں اور تیرے آنے سے بعد بھی' موسیٰ نے کہا خدا سے امید ہے کہ تمہارے دشمن کو ضرور ہلاک کرے گا

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

اور تم کو زمین میں بادشاہ بنا دے گا پھر تمہارے کاموں کو بھی دیکھے گا

ع ۱۵/۵

تو اس کی قوم کے سرگروہوں یعنی ممبران کونسل نے کہا کیا حضور ان غریبوں کو مروا کر موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیں گے کہ ملک میں کھلے جی سے فساد پھیلائیں اور حضور کو اور حضور کے مقرر کردہ چھوٹے چھوٹے معبودوں کو ترک کریں اس سے تو انتظام میں سخت خلل کا اندیشہ ہے- پس مناسب ہے کہ حضور اس طرف بھی توجہ فرمائیں یہ سن کر فرعون نے کہا ٹھیک بات ہے گورنمنٹ ان سے بے خبر نہیں ہم نے ان کا انتظام یہ سوچا ہے کہ ان کے لڑکوں کو مروا ڈالیں گے اور لڑکیوں کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دیں گے اور اگر چون وچرا کریں گے تو ہم ان پر ہر طرح سے غالب ہیں سر سے جائیں گے کہاں؟ یہ سن کر بنی اسرائیل تو لگے کانپنے اور موسیٰ علیہ السلام نے بغرض تسلی ان سے کہا بھائیو گھبراؤ نہیں اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو زمین تو خدا کی ملک ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عنایت کرتا ہے اور یقینی جانو کہ انجام بخیر ہمیشہ پرہیزگاروں کا ہی ہوتا ہے بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ تیرے آنے سے پہلے بھی ہم کو ایذائیں پہنچتی رہیں اور تیرے آنے کے بعد بھی وہی حال رہا حضرت موسیٰ نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو آخر ہر ایک چیز کی خدا کے ہاں انتہا ہے اب خدا سے امید ہے کہ تمہارے دشمن کو ضرور ہلاک کرے گا اور تم کو زمین میں بادشاہ بنا دے گا پھر تمہارے کاموں کو بھی دیکھے گا جب تک درست رہو گے ترقی اور بہبودی میں رہو گے اور جب بگڑو گے اپنا ہی کچھ کھو دو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے فرعون کو ہلاک کیا

ل فرعون نے اپنی شکل کے بت لوگوں میں تقسیم کئے ہوئے تھے ان کو چھوٹے معبود کہتا اور اپنے آپ ربکم الاعلی کہلاتا فرعون کی نسبت اگر یہ یقین کیا جائے کہ جو کچھ وہ لوگوں سے منوانا چاہتا تھا واقعی اس کا خیال ہی ایسا تھا تو ہندوؤں کے جین مت والوں کے قریب قریب اس کا خیال ہوگا- جو کہتے ہیں کہ خدا ایک عہدہ ہے جس پر روحیں حسب اعمال پہنچ کر انتظام دنیا کر لیتی ہیں اس مذہب کے ایک پنڈت سے راقم کی گفتگو ایک دفعہ ہوئی تھی پنڈت جی تھے تو بڑے ودوان مگر دروغ را فروغ نباشد آخر مغلوب ہوئے-

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور فرعون کی قوم کو خشک سالی اور پھلوں کی کمی کے عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ نصیحت پائیں

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ

پھر جب ان کی کوئی آسائش پہنچتی تو کہتے یہ ہمارا حق ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست

مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا

سمجھتے سن رکھو کہ ان کی شامت اعمال خدا کے ہاں سے تھی لیکن بہت سے ان میں سے نہیں جانتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کوئی

تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ

بھی نشان تو ہم کو دکھا کہ جس کے ذریعے تو ہم پر جادو کرے ہم تجھے نہ مانیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا

وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجے جو کھلے کھلے نشان تھے پھر بھی وہ لوگ متکبر اور مجرم ہی رہے

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

اور جب کبھی کوئی عذاب ان پر نازل ہوتا تو کہتے اے موسیٰ چونکہ تجھ سے خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا ہوا ہے ہمارے لئے اپنے پروردگار

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ۚ

سے دعا مانگ اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کرا دے گا تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے

اور فرعون کی قوم کو خشک سالی اور پھلوں کی کمی کے عذاب میں مبتلا کیا تاکہ نصیحت پائیں پھر بھی بدمعاش ایسے شریر تھے کہ جب کوئی آسائش پہنچتی تو کہتے یہ ہمارا حق ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی تو حضرت موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست سمجھتے اور کہتے کہ جب سے یہ منحوس نکلے ہیں ایسی ایسی آفتیں آنے لگی ہیں وہ تو اس بات کو نہ جانتے تھے مگر تم سن رکھو کہ دراصل ان کی شامت اعمال خدا کے ہاں سے تھی۔ لیکن بہت سے ان میں سے نہیں جانتے تھے کہ یہ غضب الٰہی ہے یا کوئی اور صاف مقابلہ میں کھلے منہ کہتے تھے کہ کوئی بھی معجزہ تو ہم کو دکھا کہ جس کے ذریعہ تو ہم پر جادو کرے اور پھسلانا چاہے ہم تجھے نہ مانیں گے اور کبھی بھی تیری اطاعت نہ کریں گے پھر ہم نے ان پر یعنی فرعونیوں[1] پر طوفان بھیجا اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور خون (وغیرہ بلائیں) بھیجیں جو کھلے کھلے نشان تھے پھر بھی وہ لوگ متکبر اور مجرم ہی رہے اور اولوں کی بارشوں سے ان کے تمام ملک کو تباہ کیا پھر بھی باز نہ آئے مینڈک بھیج دیے تب بھی نہ مانے جوئیں کثرت سے ان کے بدنوں میں پیدا کر دیں ٹڈی دل بھیج دیا جو ان کے تمام کھیتوں کو برباد کر گیا غرض مختلف قسم کے عذاب نازل کیے وقت پر عاجز ہوتے اور جب کبھی کوئی عذاب ان پر نازل ہوتا تو فریاد کرتے کہتے اے موسیٰ چونکہ تجھ سے خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا ہوا ہے ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا مانگ اگر تم ہم سے یہ عذاب دور کرا دے گا تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے غرض جس طرح ہو ہمارے حال پر مہربانی کر۔

[1] ان باتوں کا مفصل ذکر خروج باب ۶ سے آگے تک ملتا ہے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

پھر جب ہم عذاب کو ایک مدت تک ان سے ہٹا دیتے تو وہ لوگ اس مدت کو پہنچتے ہی فورا بدعہدی کرتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا

فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا

پس ہم نے پانی میں ان کو غرق کیا کیونکہ وہ ہمارے نشانوں کی تکذیب کرتے تھے اور ان سے غافل تھے۔ اور جس قوم کو

الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ

ضعیف کیا جاتا تھا ہم نے اسے بڑی بابرکت زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا

اور چونکہ بنی اسرائیل نے تکلیفوں پر صبر کیا تھا خدا کے نیک حکم ان کے حق میں پورے ہوئے اور جو کچھ فرعون اور

كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ

اس کی قوم کیا کرتے تھے عمارتیں بناتے تھے ہم نے برباد کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے عبور

الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا

کرایا تو ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں پر بیٹھا کرتے تھے بولے اے موسیٰ جیسے ان کے معبود ہیں ہمیں بھی ایک معبود

لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا

بنادے موسیٰ نے کہا تم بے سمجھ لوگ ہو۔ جس دین پر یہ ہیں یقیناً وہ برباد ہونے والا ہے اور جو یہ کرتے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾

ہیں سب باطل ہے۔ کہا کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان کے لوگوں پر برتری دی ہے

پھر جب کچھ مدت تک جس کو انہوں نے نباہنا ہوتا تھا ہم عذاب کو ان سے ہٹا دیتے تو فورا بدعہدی کرتے۔ اور اسی طرح بداطواری میں پھنس جاتے پھر آخر ہم نے ان سے گستاخیوں کا بدلہ لے لیا۔ پس دریا کے اندر پانی میں ہم نے ان کو غرق کیا۔ کیوں کہ ہمارے نشانوں سے انکار کرتے تھے اور بے پروائی سے انکو ٹلاتے تھے اور اسی قوم کو جسے طرح طرح کی تدبیروں سے ضعیف کیا جاتا تھا ہم نے بڑی بابرکت زمین کنعان وغیرہ کے مشرق مغرب یورپ پچھّم کا مالک بنادیا اور چوں کہ بنی اسرائیل نے صبر کیا تھا خدا کے نیک حکم یعنی عمدہ عمدہ وعدے ان کے حق میں پورے ہوئے اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم تجویزیں کیا کرتے اور عالی شان عمارتیں بناتے تھے۔ ہم نے سب برباد کر دیے اور بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے عبور کرایا تو ایک قوم کے پاس سے گذرے۔ جو اپنے بتوں پر ہندوستان کے ہندوؤں کی طرح ڈیرے ڈال کر بیٹھا کرتے تھے اور اپنی دعائیں اور منتیں ان سے مانگا کرتے تھے ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل بولے اے موسیٰ جیسے ان کے پتھر اور پیتل کانچ کے بڑے بڑے خوبصورت معبود ہیں۔ ہمیں بھی ایک معبود بنادے ہم بھی اس کی پوجا پاٹھ کیا کریں حضرت موسیٰ نے کہا تم بڑے جاہل ہو جو یہ بھی نہیں سمجھتے کہ خدا بنائے سے نہیں بنتا اسی خرابی کے دفع کرنے کو تو خدا اپنے رسول بھیجا کرتا ہے پس تم یقیناً سمجھو کہ جس دین پر یہ ہیں یقیناً وہ تباہ اور برباد ہونیوالا ہے اور جو یہ کرتے ہیں سب باطل اور فریب ہے جسکا کوئی نتیجہ نہیں حضرت موسیٰ نے یہ بھی کہا کہ میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان کے لوگوں پر برتری دی ہے

وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کی قوم سے نجات دی جو تم کو بڑی تکلیف پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ

تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تم پر خدا کی بڑی مہربانی ہے۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس یوم کا وعدہ

لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ

کیا اور دس روز اور بڑھائے تو وعدہ الٰہی چالیس روز کا پورا ہوا اور موسیٰ اپنے بھائی ہارون سے کہہ گیا تھا کہ

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ

میری قوم میں میری نیابت کیجئو اور اصلاح کرتے رہنو اور مفسدوں کی راہ پر نہ چلنو۔ اور موسیٰ خدا کے وعدہ کے مطابق جب آیا اور خدا نے

رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

اس سے کلام کیا تو موسیٰ نے کہا میرے مولا تو مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں خدا نے کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن تو پہاڑ کی طرف نظر

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

رکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا پس جب خدا نے پہاڑ پر ذرا سا جلوہ کیا تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا

تم کو خاندان ابراہیمی اور اسرائیلی سے پیدا کیا پھر کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ مجھ سے ایسی درخواست کرتے ہو جو خدا کی شان کے صریح نقیض ہے اور سنو خدا تم کو فرماتا ہے وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کی قوم سے نجات دی جو تم کو بڑی تکلیف پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو بغرض خدمت زندہ رکھتے تھے اور اگر سوچو تو اس نجات میں تم پر خدا کی بڑی مہربانی ہے اور محض تمہاری بہتری کو ہم نے حضرت موسیٰ سے کتاب دینے کے لئے تیس یوم کا وعدہ کیا اور دس روز ان کے ساتھ اور بڑھائے تو وعدہ الٰہی پورے چالیس روز کا ہوا یعنی خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ چونکہ اب تم فرعون سے چھوٹ کر ایک آزاد قوم ہو گئے ہو اس لئے تمہاری دینی اور دنیاوی حاجتوں کیلئے کسی قانون الٰہی کی ضرورت ہے پس تو پہاڑ پر آ کر ایک مہینہ مخلوق سے بالکل علیحدہ ہو کر تزکیہ نفوس میں مشغول ہو چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا ایک مہینہ گزر گیا۔ اور ہنوز ترقی کمال مناسب میں کچھ کمی تھی اس لئے اور دس روز بڑھائے گئے اور چلتے وقت موسیٰ اپنے بھائی ہارون سے کہہ گیا تھا کہ میری قوم میں میری نیابت کرو اور ان کی اصلاح کرتے رہو اور ہوشیار رہو کہ ہمیشہ مفسدوں کی اصلاح سے رنج ہوتا ہے بلکہ جو مصلح اصلاح کرنا چاہے یہ کم بخت اس کے بھی مخالف ہو جاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ مصلح ان کے ہم رائے ہو رہیں پس تو ہوشیار رہ کہ ان کی راہ اور روش پر نہ چلیو یہ کہہ کر حضرت موسیٰ قوم سے رخصت ہو کر خدا کے وعدہ کے موافق جب کوہ طور پر چلہ کشی کو آیا اور خدا نے اس سے کلام کیا تو مارے محبت کو موسیٰ نے بیتاب ہو کر کہا میرے مولا چونکہ یہ صحیح ہے کہ

تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کیں دولت از گفتار خیزد

اس لئے میں غلبہ عشق سے مجبور ہوں پس تو مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں خدا نے کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا تیری اور میری نسبت بھلا کیا ممکن ہے؟ کہ مخلوق خالق کو دیکھ سکے لیکن اگر تو زیادہ ہی اس بات کو چاہتا ہے تو پہاڑ کی طرف نظر رکھ اگر وہ جلوہ الٰہی سے اپنی جگہ پر قائم رہا تو سمجھو کہ تو بھی مجھے دیکھ سکے گا اور اگر وہ اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا تو تو اسی سے سمجھ لے کہ تو بھی نہ دیکھ سکے گا۔ پس اس قرارداد کے مطابق خدا نے جب پہاڑ کی جانب پر ذرا سا جلوہ کیا اور ذرا سا نور اس پر ڈالا تو اس جانب کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ

پھر جب ہوش آیا تو بولا تو پاک ہے میں تائب ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں- خدا نے کہا

يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ

اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی سے سب لوگوں سے برگزیدہ کیا پس جو کچھ میں نے تجھے دیا

وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً

ہے وہ مضبوط پکڑ اور شکر گزاروں میں ہو- اور ہم نے اس کے لئے ان تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر ایک بات کی

وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ

تفصیل لکھ دی تھی پس تو اس کو قوت سے پکڑیو اور اپنی قوم کو حکم کیجو کہ اچھی طرح اس کو پکڑیں میں

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى

عنقریب تم کو بدکاروں کا ملک مفتوحہ دکھاؤں گا- اور جو لوگ زمین پر ناحق بڑائی کرتے ہیں ان کو اپنے حکموں سے پھیر

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا

دوں گا اگرچہ ہر قسم کے نشان اور معجزے بھی دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے اور اگر ہدایت

سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ

کی راہ دیکھیں گے تو اس پر نہ چلیں گے اگر گمراہی کی راہ دیکھ پائیں گے تو اس کو اپنی راہ

سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

بنالیں گے کیونکہ وہ ہمارے حکموں سے انکاری اور بے پرواہ ہوں گے

پھر جب ہوش میں آیا تو بولا کہ میرے مولا تو جسم جسمانیت سے پاک ہے میں تیرے سامنے تائب ہوں اور میں اس بات پر سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں کہ دنیا میں تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا- خدا نے کہا اے موسیٰ بنی آدم کے لئے جتنے مراتب علیا ممکن ہیں ان سب میں سے درجہ رسالت اعلیٰ ہے سو میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی سے سب لوگوں سے برگزیدہ کیا پس جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے وہ مضبوط پکڑ اور شکر گذاروں میں ہو- اور ہم نے اس کے لئے ان تختیوں میں جس میں موسیٰ کو توریت دی تھی ہر قسم کی نصیحت اور ہر ایک مذہبی بات کی تفصیل لکھ دی تھی پس اے موسیٰ تو اس کو قوت اور مضبوطی سے پکڑیو اور اپنی قوم کو حکم کیجو کہ اچھی طرح اس کو پکڑیں میں عنقریب تم کو تھوڑی[1] سی مدت بعد فرعونی بدکاروں کا ملک دکھاؤں گا اور تم کو اس کا مالک بناؤں گا اور جو لوگ زمین میں ناحق بڑائی کرتے اور پھولے پھرتے ہیں ان کو اپنے حکموں سے پھیر دوں گا اگرچہ ہر قسم کے نشان اور معجزے بھی دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے ہاں یہ ہو گا کہ بھٹکتے جائیں گے- اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں گے تو اس پر نہ چلیں گے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ پائیں گے تو جھٹ سے اس کو اپنی راہ بنالیں گے کیوں کہ وہ ہمارے حکموں سے تو انکاری اور بے پرواہ ہوں گے اور یہ اعلان بھی ان کو سنا دیجو کہ

---

[1] بنی اسرائیل فرعون کے ڈوبتے ہی تو ملک مصر کو لوٹے نہ تھے کیوں کہ چالیس سال تک ایک ہی میدان میں گھومتے پھرنا تو نص قرآنی سے ثابت ہے ہاں بعد ترقی مصر پر بھی قابض ہو گئے تھے- اسی لئے ہم نے تھوڑی مدت کی قید لگائی ہے-

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ
اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کریں گے اور آخرت سے منکر ہوں گے ان کے عمل باطل ہو جائیں گے اور جو کچھ کرتے ہوں گے
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ
اسی کا بدلہ ان کو ملے گا۔ موسیٰ کی قوم نے اس سے پیچھے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا
عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ
وہ محض ایک آوازدار جسم تھا کیا ان جاہلوں نے یہ بھی نہ سمجھا کہ وہ ان سے بولتا تو تھا نہیں اور نہ انکی کسی قسم کی
اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ
راہنمائی کرتا تھا اس بچھڑے کو بناتے ہی ظالم ٹھہر گئے۔ اور جب اپنے کئے پر نادم ہوئے اور سمجھے کہ ہم تو بہک گئے تھے
ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾
تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے گا اور نہ بخشیگا تو کچھ شک نہیں کہ ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے
وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ
جب موسیٰ غصہ کا بھرا ہوا رنجیدہ اپنی قوم کی طرف آیا تو کہنے لگا میرے پیچھے تم نے بہت ہی برا کام اختیار کیا
بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ
خدا کی شریعت سے پہلے ہی تم جلد بازی کر گئے

جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کریں گے اور آخرت کی زندگی سے منکر ہوں گے ان کے نیک عمل سب کے سب باطل ہو جائیں گے اور جو کچھ کفر و شرک تکبر غرور وہ کرتے ہوں گے اسی کا بدلہ انکو ملے گا کوئی ناکردہ گناہ ان پر نہ ڈالا جائے گا ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لینے گیا ادھر اسکی قوم[1] نے اس سے پیچھے اور ہی گل کھلائے کہ کم بختوں نے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنالیا وہ کیا تھا محض ایک جسم آواز دار تھا کہ سامری نے اسکو ایسا کھوکھلا بنایا تھا کہ پیچھے سے ہوا اس میں گھستی تھی اور آگے سے نکل جاتی اور اس کرتب سے اس میں سے ایک آواز نکلتی تو وہ احمق جانتے کہ خدا بول رہا ہے کیا ان جاہلوں نے یہ نہ سمجھا کہ وہ ان سے بولتا تو تھا نہیں اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی راہ نمائی کرتا تھا پھر اس کو معبود کیوں کر بنا بیٹھے؟ آخر برائی کا نتیجہ برا ہی ہوتا ہے چنانچہ ان سے بھی ایسا ہی ہوا کہ اس بچھڑے کو معبود بناتے ہی خدا کے نزدیک ظالم اور بے انصاف ٹھہر گئے آخر حضرت موسیٰ کے سمجھانے بجھانے سے سمجھے اور جب اپنے کیے پر نادم ہوئے اور سمجھے کہ[2] ہم تو واقعی راہ راست سے سخت بہک گئے تھے تو خدا سے دعا کرتے ہوئے کہنے لگے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہم کو ہمارے قصور نہ بخشے گا تو کچھ شک نہیں کہ ہم زیاں کاروں سے ہو جائیں گے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ خدا کے بتلانے سے غصہ کا بھرا ہوا رنجیدہ اپنی قوم کی طرف آیا تو آتے ہی کہنے لگا میرے پیچھے تم نے بہت ہی برا کام اختیار کیا کیا تم کو شرم نہ آئی میں تو تمہارے لیے کتاب لینے کو جاؤں اور تم نے اسی طرح کی بداطواری اپنے پاس سے نکال کر گمراہی اختیار کی۔ کیا خدا کی شریعت سے پہلے ہی تم جلد بازی کر گئے خدا کے احکام تو پہنچے ہی نہیں اور تم نے اپنے پاس سے نئی بدعت نکال لی۔

---

[1] موجودہ توریت کی دوسری کتاب کے بتیسویں باب میں جو لکھا ہے کہ حضرت ہارون نے خود ہی انکو بچھڑا بنا دیا تھا یہ صریح غلط ہے شان نبوت اور شرک اجتماع ضدین عیسائیو قرآن کے مھیمن (علی التورات) ہونے میں اب بھی شک کرو گے؟

[2] اردو میں ھم کا ترجمہ کچھ اچھا نہیں بنتا اس لئے متکلم سے کیا گیا

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ

اور تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر کھینچنے لگا اس نے کہا بھائی قوم نے مجھے

اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ

ضعیف سمجھا اور میرا مار دینا بھی ان سے کچھ دور نہ تھا پس دشمنوں کو مجھ پر نہ ہنسا اور مجھے بھی ظالموں

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖؗ

کے سنگ میں مت کر۔ موسیٰ نے دعا کی کہ اے مولا! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ

کر تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جن لوگوں نے بچھڑا بنایا تھا ان کو خدا کے ہاں

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ۝

سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہنچے گی افترا کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے

وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ؗ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

ہیں اور جو لوگ برے کام کر کے توبہ کر جاتے ہیں اور خدا پر پختہ ایمان لاتے ہیں تو تیرا رب توبہ کے بعد بڑا

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَفِیْ

ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے تختیوں کو پکڑا ان کے

نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ۝

مضمون میں ہدایت تھی اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے رحمت

یہ کہہ کر سخت رنجیدہ ہوا اور ان تختیوں کو جو پہاڑ پر اسے ملی تھیں پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارون کے سر کے بالوں کو پکڑ کر کھینچنے لگا اس نے نہایت نرمی سے کہا بھائی میں کیا کروں قوم نے مجھے ضعیف اور کمزور سمجھا اور بے فرمان ہو گئی بلکہ ایسے بگڑے اگر میں زیادہ کچھ کہتا تو میرا مار دینا بھی ان سے کچھ دور نہ تھا۔ پس تو مجھے ذلیل کر کے دشمنوں کو مجھ پر نہ ہنسا اور مجھے بھی ظالموں کے سنگ میں مت کر کہ جیسے ان کو اس معاملہ میں ذلت پہنچنی ہے مجھے بھی نہ پہنچا۔ حضرت موسیٰ کو بھائی کے عذرات سن کر یقین ہوا اور جوش فرو ہوا تو اس نے دعا کی کہ اے مولا مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل کر کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے خیر بھائیوں کے ملاپ کے بعد خدا نے حضرت موسیٰ کو الہامی حکم دیا کہ جن لوگوں نے بچھڑا بنایا تھا ان کو خدا کے ہاں سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہنچے گی افترا کرنے والوں اور جھوٹ باندھنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ اس میں سر مو فرق نہیں جو لوگ برا کام کر کے توبہ کر جاتے ہیں اور خدا پر پختہ ایمان لاتے ہیں تو ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تیرا رب توبہ کے بعد بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے وہ بندوں کی توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے جیسا کوئی اپنی نہایت پیاری چیز کے گم ہونے کے بعد مل جانے پر۔ پیغام الٰہی پہنچانے کے بعد جب حضرت موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے ان تختیوں کو جنہیں اس نے پھینک دیا تھا پکڑا ان کے مضمون میں ہدایت تھی اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے رحمت۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
اور موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہماری حاضری کے لئے منتخب کیا پس جب بھونچال سا ان پر آیا تو موسیٰ

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ
نے دعا کی الٰہی اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی انکو اور مجھ کو بھی مار سکتا تھا کیا ہم میں سے بیوقوفوں کی نا معقول بات کرنے سے ہم کو ہلاک

اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ
کیے دیتا ہے- یہ سراسر تیری حکمت ہے جس کو تو چاہے گا اس کو سمجھ سے محروم کر دے گا اور جس کو چاہے گا سمجھ دے گا تو ہمارا

وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ
والی ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بڑا بخشنے والا ہے- اور ہمیں دنیا میں عافیت

الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ
نصیب کر اور آخرت میں بھی یقیناً ہم تیری طرف رجوع ہیں- خدا نے کہا اپنا عذاب میں جس کو چاہوں گا

مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ
پہنچاؤں گا اور میری رحمت سب چیزوں میں شامل ہے- پس یہ رحمت میں ان کے نام کروں گا جو پرہیز گاری کرتے ہوں گے

آخر بنی اسرائیل تائب ہوئے اور حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہماری حاضری کے لئے منتخب کیا اور ان کو ہمارے حضور لا کر پاک کلام سنوایا مگر وہ ایسے کچھ سیدھے سادھے عقل سے خالی تھے کہ کہنے لگے ہم تو جب تک خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں گے نہ مانیں گے پس اس گستاخی کی پاداش میں جب پہاڑ پر غضب الٰہی کی بجلی[1] گرنے سے بھونچال سا ان پر آیا اور بنی اسرائیل اس کے صدمہ سے مر گئے تو حضرت موسیٰ نے دعا کی الٰہی اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ان کو اور ان کے ساتھ مجھ کو بھی مار سکتا تھا کیا ہم میں سے بیوقوفوں کی نامعقول بات کرنے سے ہم کو ہلاک کیے دیتا ہے انہوں نے احمق پنے سے نامناسب سوال کیا چونکہ تیرے ہر ایک کام میں حکمت ہوتی ہے اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ یہ کام بھی سراسر تیری حکمت ہے جس کو تو چاہے گا اس حکمت کی سمجھ سے محروم کر دے گا اور جس کو چاہے گا سمجھ دے گا تو ہمارا والی ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما کیوں کہ تو ہمارا مالک ہے اور تو سب سے بڑا بخشنے والا ہے اور علاوہ بخشش کے ہمیں دنیا میں عافیت نصیب کر اور آخرت میں بھی کیوں کہ ہم تیرے بندے اور تو ہمارا مولا ہے یقیناً ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں پس تم ہم پر نظر رحمت فرما اور ان کو زندہ کر دے چنانچہ حضرت موسیٰ کی دعا قبول ہوئی اور خدا نے انکو زندہ[2] کیا اور کہا کہ موسیٰ تیری دعا کا ایک حصہ تو قبول ہو کر اثر پذیر بھی ہو گیا- دوسرے حصے کی بابت یہ ہے کہ اپنا عذاب میں جس پر چاہوں گا پہنچاؤں گا کوئی ملزموں کو سزا دینے سے نہیں روک سکتا میں دنیا کے حاکموں کی طرح نہیں ہوں کہ بسا اوقات مجرموں کو سزا دینی چاہتے ہیں تو دے نہیں سکتے اور میری رحمت بھی ایسی فراخ ہے کہ سب دنیا کی چیزوں کو شامل ہے ایک رحمت تو ایسی ہے کہ خاص تابعداروں کے حصے میں ہے- پس یہ رحمت جو خاص تابعداروں کے حصے کی ہے میں ان کے نام کروں گا جو پرہیز گاری کرتے ہوں گے-

---

[1] پہلے سپارہ میں اخذتهم الصاعقه (بقرہ-۵۵) آیا ہے اس کی تطبیق کی طرف اشارہ ہے-

[2] ثم بعثنا كم من بعد مرتكم الاية (بقرہ-۵۵) کی طرف اشارہ ہے

يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُم بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ

اور زکوٰۃ دیتے ہوں گے اور جو میرے حکموں کو مانتے ہوں گے۔ یعنی ان لوگوں کے نام کی کروں گا جو رسول نبی امی

النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنجِيلِ ز

کی تابعداری کریں گے جس کو وہ توریت اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے

اور زکوٰۃ دیتے ہوں گے اور جو میرے حکموں کو دل سے مانتے ہوں گے یعنی ان لوگوں کے نام کی کروں گا جو رسول نبی امی یعنی محمد ﷺ کی دینی امور میں تابعداری کریں گے جس کو وہ توریت اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے۔

(یجدونه مکتوبا عندهم (اعراف-٤٤) اس آیت کے حاشیہ میں ہم کتب سابقہ کی پیش گوئیوں کا کسی قدر ذکر کریں گے اس مضمون کے متعلق علماء نے متعدد تحریریں لکھی ہیں کئی ایک رسالے فریقین (مسلمانوں اور عیسائیوں) کے شائع ہو چکے ہیں اس لئے ہم تمام پیشین گوئیوں کا ذکر ضروری نہیں سمجھتے صرف دو تین کا ذکر کریں گے اور عیسائیوں نے غلط فہمی سے جو کچھ تاویلات کر کے ان کے متعلق ہاتھ پاؤں مارے ہیں ان کا جواب بھی دیں گے۔

پہلی پیشین گوئی توریت کی پانچویں کتاب استثنا کے ۱۷باب کی ۱۴ آیت میں مرقوم ہے اس کی عبارت یہ ہے

> خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو۔ اس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں۔ میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے میں فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے گا کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے (استثناء باب ۷) آیت ۴)

کچھ شک نہیں کہ یہ پیشین گوئی پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ محی عبادت واحد مطلق فداہ ابی وامی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ سے آنجناب کو مشابہت ہے وہ دونوں کے کاموں اور کارگزاریوں سے واضح ہوتی ہے حضرت موسیٰ صاحب شریعت مستقلہ تھے ایسے ہی محمد رسول اللہ ﷺ صاحب شریعت مستقلہ ہیں۔ حضرت موسیٰ نے کفار سے جہاد کئے پیغمبر خدا نے بھی جہاد کئے حضرت موسیٰ نے بتوں کو توڑا پیغمبر خدا نے بھی بتوں کو توڑا بلکہ بت پرستی کو معدوم کیا حضرت موسیٰ کو معراج ہوا۔ آنحضرت کو بھی ہوا غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام میں مشترک ہیں۔ پس جب آنحضرت موسیٰ کی مانند ہیں تو پیشین گوئی آپ پر ہی چسپاں ہے۔

عیسائیوں نے اس کے متعلق کئی طرح سے کوشش کی ہے پادری فنڈر کا اس پر زیادہ زور ہے کہ نبی موعود خود بنی اسرائیل میں سے ہو گا کیونکہ آیات مذکورہ میں تیرے ہی درمیان سے کا لفظ بھی ہے جس سے مراد (بقول پادری صاحب) بنی اسرائیل ہیں اور پیغمبر اسلام فداہ روحی چونکہ بنی اسمعیل سے ہیں اس لئے وہ اس پیش گوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے ہی درمیان سے کا لفظ چونکہ یونانی ترجمہ میں نہیں اس لئے غلط ہے موجودہ نسخوں کا اختلاف ہی اس فقرہ کے غلط ہونے کی تائید کرتا ہے ایک نسخہ عربی میں جو ۱۶۷۱ء کے نسخہ سے نقل ہو کر ۱۸۴۶ء میں لنڈن میں چھپا ہے یوں مرقوم ہے

فان نبیا من شعبك ومن اخوتك مثلی یقیمه لك الرب الهك فاسمع

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ
جو ان کو نیک باتوں کا حکم دے گا اور ناجائز کاموں سے منع کرے گا اور حلال طیب ان کو حلال بتلائے گا اور حرام

عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ
کو حرام ٹھہرائے گا اور ان سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے دور کر دے گا

جو ان کو نیک باتوں کا حکم دے گا اور ناجائز کاموں سے منع کرے گا اور حلال طیب جو سب انبیاء کی شریعت میں جائز چلے آئے ہوں گے ان کو حلال بتلائے گا اور جو حرام ہوں گی ان کو حرام ٹھہرائے گا اور ان یہودیوں اور عیسائیوں سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے دور کر دے گا۔

دوسرے عربی نسخے میں جو ۱۸۵۷ء میں چھپا ہے یوں مذکورہ ہے

يقيم لك الرب الهك نبيا من وسطك من اخوتك مثلى له يسمعون

غرض ایک نسخہ میں واو عاطفہ کے ساتھ اور دوسرے میں بغیر واؤ کے مرقوم ہے جس سے بظاہر دونوں عبارتوں کے معنی میں فرق آتا ہے۔ اردو ترجمہ میں بھی واو عاطفہ نہیں ہے اور اگر اس فقرے کو صحیح مانا جاوے تو یہی نسخہ بدون واؤ کے صحیح نظر آتا ہے پس ہم اس فقرہ کو مان کر بھی جواب دیں گے کہ بغیر واؤ کی صورت میں من اخوتک کا بدل ہے من وسطک سے اور واو کی صورت میں عطف تفسیری ہوگا تو پس دونوں صورتوں میں تیرے ہی درمیان کے لفظ سے تیرے ہی بھائیوں میں سے مراد ہوگا

دلیل یا قرینے اس توجیہ کے کئی ہیں اول یہ کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے جو کلام نقل کیا ہے اس میں تیرے ہی درمیان کا لفظ نہیں بلکہ صرف اتنا ہے کہ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا

دوسری دلیل یہ ہے کہ اعمال کے ۲ باب کی ۱۱ آیت میں بھی اس پیشین گوئی کو نقل کیا ہے تو اس میں بھی تیرے ہی درمیان سے کا لفظ نہیں ہے بلکہ صرف اس طرح ہے کہ

> موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنو (اعمال باب ۲ آیت ۱۱)

پس ثابت ہوا کہ تیرے ہی درمیان سے کا لفظ الحاقی ہے یا مئوول چنانچہ ہم نے اس کی تاویل کر دی ہے۔ ہماری تاویل کے خلاف اگر پادری فنڈر کی بات سنی جائے اور یہ کہا جائے کہ من اخدتك کا لفظ من اخوتك کا لفظ من وسطك کے تابع یعنی من وسطك کے جو معنی وہی من اخوتك سے لیے جائیں تو صریح خلاف محاورہ ہوگا کیونکہ کلام ثانی کو اول کی تفسیر کے لئے لایا جاتا ہے نہ کہ اول کو ثانی کے لئے چنانچہ کتب نحو میں تابع کی تعریف ہی ان لفظوں سے کی جاتی ہے التابع کل ثان باعراب سابقه علاوہ اس کے یہ خرابی لازم آئے گی کہ دوسرے مقاموں میں جن سے ہم نے عبارات نقل کی ہیں کلام ثانی پر ہی اکتفا کرنا صحیح نہ ہوگا حالانکہ مقصود اول کلام ہے پس نتیجہ صریح ہے کہ من وسطک بغیر واؤ کے مبدل ہے اور من اخوتک بدل ہے اور واؤ کے ساتھ عطف تفسیری ہے یعنی حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کی غلط فہمی دفع کرنے کو من وسطک کہہ کر من اخوتک سے تفسیر کر دی کہ مبادا یہ لوگ غیر مراد کو مراد سمجھ لیں۔ پادری فنڈر سے بڑھ کر بعض جلد بازوں نے اس پیشین گوئی کو حضرت مسیح کے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

---

[1] اصر اور اغلال کی پوری تفصیل مع ثبوت دیکھنی ہو تو ہماری کتاب تقابل ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ میں احکام شریعت ملاحظہ کریں

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ

پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی عزت اور توقیر کی اور اس کی مدد کی اور جو نور اس کے ساتھ اترا ہوگا اس کی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

تابعداری کیئے ہوں گے وہی لوگ کامیاب ہوں گے

پس جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی عزت اور توقیر کیے اور اس کی مدد کیے اور جو نور اور ہدایت یعنی قرآن اس نبی کے ساتھ اترا ہوگا اس کی تابعداری کیئے ہوں گے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

حضرت مسیح محمد صاحب کی پیدائش سے چھ سو برس پیشتر اس خبر کو اپنے حق میں بتلا چکے ہیں اور حواری بھی اس خبر کو بار بار مسیح کے حق میں بیان کر چکے ہیں چنانچہ یوحنا کے ۴ باب آیت ۴۵ میں ہے اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی لاتے اس لئے کہ اس نے میرے حق میں لکھا ہے لیکن جب تم اس کی لکھی ہوئی بات پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں پر کیوں کر ایمان لاؤ گے پھر یوحنا کے پہلے باب کی آیات ۴۴ میں ہے فیلبوس نتھنئل سے کہا کہ جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے پھر لوقا کے ۲۴ باب آیت ۲۶ میں ہے اور موسیٰ سے لے کر سب نبیوں کی وہ باتیں جو سب کتابوں میں اس کے حق میں ہیں ان کے لئے بیان کیں پھر اعمال کے ۷ باب ۳۷ میں ہے۔ یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تمہارا خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا اس کی سنو پھر اعمال کے ۲ باب آیت ۱۱ میں ہے موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا۔

پس اب ہم ان سب نبیوں کو غلط ٹھہرا کر مولوی صاحب کی بے دلیل بات کیونکر تسلیم کریں کیونکہ ہم کو کتب الہامیہ سے بڑی سند مل چکی ہے کہ آیات مذکور حضرت مسیح کے حق میں ہیں نہ محمد صاحب کے اور لفظ برادران جس سے مولوی صاحب بنی اسمٰعیل مراد لیتے ہیں۔ یہ بھی خلاف ہے کیونکہ بنی اسمٰعیل بلکہ بنی ادم بھی برادرن میں نہیں ہیں اور بنی اسرائیل آج تک بنی اسمٰعیل کو اپنا بھائی قرار نہیں دیتے غیر قوم جانتے ہیں اب رہی تشبیہ سو حضرت مسیح کو حضرت موسیٰ سے کمال درجہ کی تشبیہ ہے۔ مولوی رحمت اللہ و آل حسن صاحب جو احکام شرعیہ میں محمد صاحب کو تشبیہ دیتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ وہ سب احکام جو محمدی تعلیم میں مذکور ہیں سب موسیٰ ہی کی شریعت ہے اور توریت سے ہی انتخاب ہو کر قرآن میں لکھے گئے ہیں یہ تشبیہ موسیٰ سے نہیں ہو سکتی تشبیہ کمالات میں دینا چاہیے پس دیکھو کہ کمالات میں موسیٰ کی مانند محمد صاحب ہیں یا حضرت مسیح ہیں؟ موسیٰ جب پیدا ہوا تو فرعون بچوں کو مار رہا تھا مسیح جب پیدا ہوا ہیرودنے بیت لحم کے لڑکوں کو قتل کیا تھا موسیٰ چالیس دن پہاڑ پر بھوکے رہے مسیح بھی چالیس دن پہاڑ پر بھوکا رہا۔ موسیٰ کا منہ خدا کے جلال سے چمکنے لگا مسیح کا چہرہ بھی خدا کے جلال سے چمکنے لگا۔ پھر موسیٰ ایک آسمانی شریعت لایا اور مسیح اس سے بڑھ کر خدا کا فضل اور روحانی شریعت لایا اور موسوی شریعت کا حاصل دکھلایا۔ موسیٰ نے عجیب و غریب معجزے دکھلائے مسیح نے اس سے زیادہ عجیب معجزات دکھلائے الغرض کمالات ذاتیہ میں مشابہت درکار ہے سو مسیح میں کماحقہ موجود ہے۔ محمد صاحب میں ہرگز

ے ۲۶ صحیح ہے۔ شاید سہو کاتب سے ۱۶ لکھا گیا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تو کہدے کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت تمام آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ

زمینوں پر ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

پس تم اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خدا اور اس کے حکموں پر دل سے ایمان رکھتا ہے ایمان لاؤ

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور اس کی اطاعت کرو تاکہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت تھی جو حق کی رہنمائی کرتی اور اسی سے عدل کرتی تھی

اس لئے تو اے محمد ﷺ واضح الفاظ میں ان سے کہہ دے کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں وہ اللہ جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے پس مناسب ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خدا اور اس کے حکموں پر دل سے ایمان رکھتا ہے ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت کرو تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ- اسی طرح پہلے لوگوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے تھے بعض لوگ ان سے مستفیض ہوتے اور بعض انکار کر جاتے یہ کوئی ضروری نہیں کہ سب کے سب ہی مان جائیں اور راہ راست پر آجائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں سے بھی ایک ہی جماعت تھی جو حق بات کی راہ نمائی کرتی اور اسی حق سے عدل و انصاف کرتی تھی جو کوئی بات ان سے پوچھے- صحیح اور بے خوف بتلاتے تھے-

---

مشابہت موسوی ثابت نہیں ہوتی اور احکامات شرعیہ کی تشبیہ بالکل ناقص ہے- علاوہ ازیں اسی باب کی ۱۵ آیت سے ۱۹ تک خود موسیٰ نے اس مشابہت کا ذکر کر دیا ہے کہ وہ آئندہ نبی کس طرح مشابہت رکھے گا یعنی وہ آدمیوں کے اور خدا کے درمیان بچولا ہو گا جیسا کہ میں حورب کے مقام پر ہوا تھا- رہا مطالبہ اگر تمہارے قول کے مطابق مطالبہ دنیاوی مراد لیں تو بھی یہ صفت مسیح میں ہے نہ محمد صاحب میں- کیونکہ جن لوگوں نے مسیح کی نہ سنی ان سے خدا نے بڑا مطالبہ کیا چنانچہ قیامت کا نمونہ یروشلم کی تباہی میں دکھلا دیا- اور وہ یہودی جو مسیح کے خلاف تھے برباد ہوئے آج تک پراگندہ اور بے عزت مارے مارے پھرتے ہیں اور سوائے ان کے اور لوگ بھی جو مسیح کے برخلاف ہیں- بالکل جہان سے گھٹتے اور بحالت تنزل تباہ ہوتے جاتے ہیں خداوند تعالیٰ مسیح کے لوگوں کو جہاں میں ایسی ترقی اور رونق دے رہا ہے کہ اٹھارہ سو برس میں دیکھو کیا کچھ ترقی ہوئی- یہ خبر کسی طرح محمد کی شان میں نہیں ہو سکتی- ضرور مسیح کے حق میں ہے (تحقیق الایمان صفحہ ۵۴ تا ۵۶)

چہ دلاورے ست دزدے کو بکف چراغ دارد کی مثال یہی ہے اور دلائل تو بجائے خود تھے ہی- پادری صاحب نے غضب کیا کہ اعمال ۲ باب کی آیت ۱۱ کو بھی اپنے ثبوت میں کہ یہ پیش گوئی مسیح کے حق میں ہے پیش کر دیا- اس لئے سب سے پہلے ہم اسی گواہ سے کہلوانا چاہتے ہیں کہ معاملہ کیا ہے؟ ابتدائی بیان اس گواہ کا یوں ہے

پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آئیں- اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جن کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی ضرور ہے کہ آسمان اسے (مسیح کو) لئے رہے- اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا- اپنی حالت پر آئیں کیوں کہ موسیٰ

نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے ایک نبی میرے مانند اٹھائے گا- جو کچھ تمہیں کہے اس کی سب سنو اور ایسا ہو گا کہ ہر نفس جو اس نبی کو نہ سنے وہ قوم میں سے نیست کیا جاوے گا- بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی- تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے ہو جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے- جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو پہلے بھیجا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کے برکت دیں (اعمال ۳ باب ۱۱ آیت)

شہادت مذکورہ صاف بتلا رہی ہے کہ حواریوں کو حضرت مسیح کے بعد اس نبی مثیل موسیٰ کا انتظار لگا ہوا تھا اور وہ اس بات کو بھی مانتے تھے کہ جب تک نبی مثیل موسیٰ نہ آلے حضرت مسیح مکرر دنیا میں تشریف نہ لائیں گے- پس اب پادری صاحب خود ہی غور کریں کہ بمقابلہ حواریوں کے جن کو پادری صاحب الہامی اور نبی مانتے ہیں ان کی رائے کوڑی کے سیر بکے گی گو بعد اس شہادت قطعی کے پادری صاحب کے کسی عذر اور شبہ کا جواب دینا ضروری نہیں تاہم بغرض مزید توضیح اور ان کے ہر شبہ کا جواب بھی مرقوم ہے

پہلا شبہ:

پادری صاحب کو یوحنا ۴ ۱۳ سے ہوا کہ فیلبوس نے نتھنی ایل سے کہا ہے کہ جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے- ہم نے اسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے- لیکن پادری مذکورہ نے اتنا بھی غور نہیں کیا کہ فیلبوس نے یہ کلام اپنی رائے سے کہا یا الہام سے اگر الہام سے کہا تو ثبوت اس کا دیں اور اگر رائے سے کہا- تو حواریوں کے الہام کے مقابل جو اعمال ۳ باب سے نقل ہوا ہے کیا وقعت رکھتا ہے ؟

ایسا ہی لوقا ۱۶ ۱۳۱ سے پادری صاحب کا مدعا در بطن ہے- کیوں کہ اس کا مضمون بھی صرف اتنا ہے کہ حضرت مسیح نے پہلی کتابوں کی توضیح اور تفسیر ان کو سنائی- غالباً وہ تفسیر انبیاء کی بابت ہو گی کیوں کہ پہلے اس سے یہ ذکر ہے

کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح یہ دکھ اٹھائے اور اپنے جلال میں داخل ہو اور موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کر کے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اس کے حق میں ہیں ان کے لئے تفسیر کیں- (لوقا ۱۳ اباب ۱۵ آیت)

ہاں اعمال ۶ باب ۲۶ کا حوالہ دیکھ کر ایک پرانی حکایت یاد آئی- ایک شخص پادری صاحب کی طرح سیاہ شہتوت کھانے کو تشریف لے گئے- رات کا وقت تھا- اندھیرے میں ایک سیاہ زنبور (بھڑ) بھی منہ میں ڈال لیا- جب بھڑ منہ میں بولنے لگا تو بے چارہ خام طمع سے بولے چیں کر چیں کر کالے کالے تو کبھی نہ چھوڑوں- یہی حال ان پادری صاحب کا ہے بدوز طمع دیدہ ہوش مند نے ان پر ایسا اثر دکھایا ہے کہ بلا تمیز کل کالوں کو کھائے چلے جاتے ہیں (کیوں نہ ہو خود بھی تو کالے تھے) پادری صاحب کو اتنا بھی خیال نہیں کہ میری دلیل بازی کو کوئی مخالف دیکھ کر کیا رائے لگائے گا؟ یوں تو ہر ایک مخالف دوسرے کی بات کو رد کرتا ہے مگر کمال یہ ہے کہ مصنف کے دل سے مخالف آواز نکلے- ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس عبارت کو پادری صاحب کے دعوی سے کہ (توریت کی مثلی پیشین گوئی سے حضرت مسیح مراد ہیں) کیا تعلق ؟ اعمال ۳ باب کی ۱۱ آیت والی عبارت بھی جو پادری مذکورہ نے نقل کی ہے- یہی حکم رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر چنانچہ ہماری منقولہ عبارت سے یہ امر بخوبی واضح ہے- ہاں وجوہ تشبیہ میں غور کرنا ضروری امر ہے- پادری صاحب نے وجوہ تشبیہ بھی عجیب بیان کی ہیں لیکن ان کا جواب دینے سے پہلے ہم اس کی تحقیق لکھتے ہیں کہ ایسے موقعوں پر ایسی تشبیہ سے مراد کیا ہوتی ہے کچھ شک نہیں کہ تشبیہ ہمیشہ کسی وصف مشہور میں دی جاتی ہے جسے مخاطب بھی جانتا ہو- مثلاً کسی کو شیر سے تشبیہ دیتے ہوئے زید کالاسد کہیں گے تو شیر کی بہادری میں زید کو تشبیہ ہو گی اور اگر کسی کو گدھے سے تشبیہ دیتے ہوئے زید کالحمار کہیں گے تو گدھے کی بیوقوفی میں جو عام طور پر زبان زد خلائق ہے تشبیہ ہو گی اور اگر کوئی پہلی صورت میں وجہ تشبیہ حماقت اور دوسری میں شجاعت سمجھے تو کہا جائے گا کہ یہ شخص خود نابلد کالحمار ہے- اگر وجہ تشبیہ کسی عبارت میں صریح طور پر مذکور ہو تو اس کی تشبیہ سے تو کوئی بھی انکار

وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ

اور ہم نے ان کو بارہ گروہ بنایا اور جب موسیٰ کی قوم نے ان سے پانی طلب کیا تو ہم نے

قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ

موسیٰ کو پیغام دیا کہ اپنی لکڑی پتھر پر مار پس بارہ چشمے اس میں سے بہہ نکلے

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ

ہر ایک آدمی نے ان میں سے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من و

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ

سلویٰ اتارا کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ نعمتیں کھاؤ

اور ہم نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے احسان کئے ان کی مردم شماری یہاں تک بڑھائی کہ ان کو بڑے بڑے بارہ گروہ اور مختلف قبیلے بنایا اور ان کی حاجت روائی کا اس درجہ خیال رکھا کہ جب موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے میدان میں اس سے پانی طلب کیا تو ہم نے ان کی ضرورت معلوم کر کے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام دیا کہ اپنی لکڑی جو تو ہاتھ میں لیے ہوئے ہے پتھر پر مار- پس اس پتھر کو لکڑی کا لگنا ہی تھا کہ بارہ چشمے اس سے بہ نکلے جو ان کے بارہ گروہوں کو کفایت کرتے تھے اس لئے ہر ایک آدمی نے ان میں سے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا اور حسب ضرورت پانی پیتے رہے اور ہم نے ان پر میدان تیہ میں بادلوں کا سایہ کیا- یعنی بارشیں کرتے رہے اور ان پر من اور سلویٰ اتارا اور عام اجازت دی کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ نعمتیں کھاؤ

نہیں کر سکتا لیکن اس کا مذکور دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یوں ہوتا ہے کہ کہا جائے زید علم میں عمر کی مانند ہے دوسری یہ کہ زید عمر جیسا عالم ہے اس دوسری صورت میں گو علم میں کا لفظ جو وجہ تشبیہ تھا- مذکور ہے مگر عالم وجہ تشبیہ بتلانے میں اس سے کم نہیں- جیسا اہل زبان پہلے کلام سے وجہ تشبیہ علم کو سمجھتے ہیں دوسرے سے بھی برابر سمجھیں گے الا من سفہ نفسہ پس بعد اس تمہید کے ہم اس پیشین گوئی کی تشبیہ پر غور کراتے ہیں- کچھ شک نہیں کہ حضرت موسیٰ اپنے وصف نبوت میں ایسے مشہور ہیں جیسا شیر شجاعت میں پس اگر اس پیشین گوئی میں نبی کا لفظ نہ بھی ہوتا تو بھی حسب قاعدہ اس تشبیہ کی بنیاد اس مشہور وصف پر ہوتی جیسی زید کالاسد والی صورت میں شجاعت پر تھی- پھر جب کہ حضرت موسیٰ نے اس وجہ تشبیہ کا ذکر بھی کر دیا ہے اور میری مانند ایک نبی کے فقرہ سے اس کی توضیح بھی کر دی ہے تو اب تو یقینی بات ہے کہ وجہ تشبیہ صرف نبوت ہے اور یقیناً بھی ہے- جس کے یہ معنی ہیں- کہ جو کام حضرت موسیٰ نے بحیثیت نبوت و رسالت کیے ہوں گے- ویسے ہی وہ موعود نبی کریگا- پس پادری صاحب کا حضرت مسیح کو حضرت موسیٰ سے تشبیہ دیتے ہوئے کہنا کہ موسیٰ (علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو فرعون بچوں کو مار رہا تھا مسیح جب تولد ہوا- ہیرودو نے بیت لحم کے لڑکوں کو قتل کیا تھا وغیرہ وغیرہ بے بنیاد کلام ہے اس بھلے مانس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ فرعون کا ہیرودو کا بچوں کو مارنا وصف نبوت سے کیا تعلق ہے؟ حالانکہ آگے چل کر خود ہی لکھتے ہیں

الغرض کمالات ذاتیہ میں مشابہت درکار ہے

بھلا فرعون اور ہیرودو کا بچوں کو قتل کرنا وصف ذاتی میں کیا اثر رکھتا ہے؟ ایک تو یہ ایک قتل غیر کا فعل دوم فعل بھی ایسے وقت کا کہ صاحب کمالات ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے یہ تشبیہ تو ایسی ہے جیسے کوئی کہے زید بھی عمر کی طرح عالم ہے کیونکہ جس طرح عمر زمانہ قحط میں پیدا ہوا تھا زید بھی ایام قحط میں پیدا ہوا ہے اس لئے یہ ضروری نتیجہ ہے کہ زید بھی عمر کی طرح علم میں کامل ہو تو جیسے اس تشبیہ کے نتیجہ پر دانا ہنسیں گے ایسے ہی پادری مذکورہ کے بچوں کے قتل کا ذکر سن کر مسکرا دیں گے-

تعجب تو یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے بموجب مسیح خدا معبود برحق حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر اتار بک کہنے والا (دیکھو- مفتاح الاسرار دفعہ ۴ صفحہ ۳) پھر جب مطلب ہو تو اس کی نبوت کو ایک بندے (موسیٰ) کی نبوت سے تشبیہ دیں- شرم! مگر سچ بھی کیا ہے جادو ہے کہ بلا اختیار منہ سے نکل جاتا ہے کہ

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا
اور ہمارا تو کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن اپنا نقصان کرتے رہے اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ
میں چلے جاؤ اور جہاں سے چاہو کھلے کھاتے پھرو اور حطة کہو

اور بے فرمانی نہ کرو- لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی بلکہ مخالفت پر کمر بستہ ہوئے- آخر کار ہمارا تو کچھ نہ بگاڑ سکے- لیکن اس مخالفت میں اپنا نقصان کرتے رہے اور جب انہوں نے گیہوں پیاز وغیرہ کی درخواست کی تو ان سے کہا گیا کہ اس بستی اریحا میں چلے جاؤ اور جہاں سے چاہو- کھلے کھاتے پھرو اور معافی چاہتے ہوئے حطة کہو-

---

موسیٰ ایک جسمانی شریعت لایا- مسیح اس سے بڑھ کر خدا کا فضل اور روحانی شریعت لایا چہ خوش کیا ہی اچھی تشبیہ ہوئی پادری صاحب تو جی میں بہت ہی خور سندہ (یا شرمندہ) ہوں گے کہ ہم نے بہت ہی وجہ عجب تشبیہ بیان کی- کاش کہ اس روحانی شریعت کی کوئی تمثیل بجز کفارہ مسیح کے جو بنیاد ارتداد والحاد ہے- آج تک ہمارے گوش گذار بھی ہوتی- علاوہ اس کے حضرت موسیٰ جب جسمانی شریعت لائے اور حضرت مسیح روحانی تو یہ تو مباینہ اور مخالفت ہوئی یا مشابہت و موافقت اس کو مشابہت کہنا بجز پادری صاحب اور دیگر ان کے ہم مشربوں کے کس کام کا ہے؟ یہ ایسی مشابہت ہے جیسے ایک پہلوان جسیم کو پادری صاحب جیسے عالم فاضل سے تشبیہ دی جائے- جس کی نسبت چہ نسبت خاک را با عالم پاک کہنا نہائت موزوں ہے ہاں پادری صاحب نے یہ بھی خوب کہی کہ موسیٰ نے اس مشابہت کا ذکر کر دیا ہے کہ وہ آئندہ نبی کس طرح مشابہت رکھے گا یعنی وہ آدمیوں کے اور خدا کے درمیان بچولا ہوگا- بہت ٹھیک ذرا قرآن شریف کو پڑھیے-

من يطع الرسول فقد اطاع الله- ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله فانهم لا يكذبونك ولكن الظالمين بايات الله يجحدون

عیسائیوں کی ایک حیرت انگیز کارروائی پر اطلاع دینی بھی ضروری ہے جس سے ناظرین کو دروغ گو را حافظہ نباشد کی تصدیق کامل پہنچے گی- انجیل یوحنا باب اول کی ۱۸ میں مرقوم ہے

> اور یوحنا کی گواہی یہ تھی- جب کہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پس تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں (یوحنا باب ا آیات ۱۹)

عربی بائبل میں وہ نبی کی جگہ النبی معرف بلام العہد ہے بائبل کے حاشیہ میں اسی نبی کا حوالہ استثناء کے ۱۸ باب کی ۱۵ پر دیا گیا ہے پس ان دونوں مقاموں کے ملانے سے خود باقرار خصم ثابت ہوتا ہے کہ استثنا کے ۷) باب کی ۴) والی پیشین گوئی کے مصداق نہ حضرت مسیح تھے نہ الیاس نہ یوحنا بلکہ کوئی اور ہی ذات ستودہ صفات ہے فداہ ابی وامی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کو اس نبی کی ایسی انتظاری تھی کہ ہر ایک راست گو سے سوال کرتے تھے کہ تو وہی نبی تو نہیں جو استثنا کے باب ۷ ا کی ۱۴ میں موعود ہے

منصفو! بتلاؤ اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود باقرار بائبل ثابت ہوا کہ مسیح اور ہے اور وہ نبی جو استثنا ۱۸ کی ۱۵ میں موعود ہے اور ہے **فداہ روحی علیہ افضل الصلوۃ والسلام**

دوسری پیشین گوئی :

جس کو ہم درج کرنا چاہتے ہیں انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کی ہے جس کا بیان یوں ہے

> اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو- اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا دے گا کہ تمہارے ساتھ ابد تک رہے- یعنی سچائی کی روح جسے دنیا نہیں پا سکتی کیوں کہ اسے نہیں دیکھتی اور نہ

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ؁ فَبَدَّلَ

اور شہر کے دروازہ میں سجدہ شکر کرتے ہوئے داخل ہونا ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے نیکوکاروں کو زیادہ دیں گے پھر

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

جو لوگ ان میں کج رو تھے انہوں نے کہی ہوئی بات کے مخالفت اور بات کہی

اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا یہ تمہاری طرف سے شکریہ سمجھا جائے گا۔ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور آئندہ نیکوکاروں کو زیادہ بھی دیں گے پھر جو لوگ ان میں سے کج رو اور ظالم تھے انہوں نے کہی ہوئی بات کے مخالف ایک اور بات کہی۔ یعنی بجائے حطة (معافی) کے حنطة (گیہوں) کہنے لگے

اسے جانتی ہے لیکن تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم میں ہووے گی۔ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ تمہارے پاس آؤں گا۔ تھوڑی دیر باقی ہے۔ کہ دنیا مجھے اور نہ دیکھے گی۔ پر تم مجھے دیکھتے ہو۔ کیوں کہ میں جیتا ہوں اور تم بھی جیو گے۔ اس دن جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور پس تم میں ہوں جو میرے حکموں کو یاد رکھتا اور انہیں حفظ کرتا ہے وہی ہے جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھے پیار کرتا ہے میرے باپ کا پیارا ہوگا اور میں اس سے محبت رکھوں گا اور اپنے تئیں اس پر ظاہر کروں گا یہودانے (نہ اسکریوطی) اسے کہا اے خداوند یہ کیا ہے؟ کہ تو آپ کو ہم پر ظاہر کیا چاہتا ہے اور دنیا پر نہیں۔ یسوع نے جواب دیا اور اسے کہا اگر کوئی مجھے پیار کرتا ہے۔ وہ میرے کلام کو حفظ کرے گا۔ اور میرا باپ اسے پیار کریگا۔ اور ہم اس پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے۔ جو مجھے پیار نہیں کرتا۔ میری باتوں کو حفظ نہیں کرتا اور یہ کلام جو تم سنتے ہو میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تم سے کہیں۔ لیکن تسلی دینے والا یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب کچھ سکھلائے گی اور جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے تمہیں یاد دلادے گی۔ صلح تمہیں دیے جاتا ہوں۔ اپنی صلح تمہیں دیتا ہوں نہ جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں دیتا ہوں تمہارا دل نہ گھبرائے۔ اور نہ ڈرے تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے اس کہنے سے کہ میں باپ پاس جاتا ہوں۔ خوش ہوتے۔ کیوں کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے اور اب میں نے تمہیں اس کے واقعہ ہونے سے پیشتر کہا ہے تاکہ جب ہو جائے تم ایمان لاؤ۔ آگے کو تم سے بہت باتیں نہ کرونگا۔ کیوں کہ اس دنیا کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں لیکن اس لئے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا۔ ویسا ہی کرتا ہوں اٹھو یہاں سے چلیں

پھر ۱۵ باب کی ۶ آیت میں ہے

لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ جو میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا پر اگر جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے۔ راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس دنیا کی سزا حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں پر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے ہو۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آدے تو تمہیں ساری سچائی کا راہ بتادے گی۔ کیوں کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ بلکہ جو کچھ سنے گی۔ سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میرا اجلال ظاہر کرے گی

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْئَلْهُمْ عَنِ

پس ہم نے ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے ان پر عذاب نازل کیا۔ تو ان سے اس بستی کا

الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ

حال پوچھ جو دریا کے کنارے بستے تھے جب وہ سبت کے دن زیادتی کرتے تھے

پس ہم نے ان کی بدکاری اور بداطواری کی وجہ سے آسمان سے ان پر عذاب نازل کیا۔ جس سے سب کے سب ذلیل اور خوار ہوئے۔ بجائے فتح کے الٹی شکست ہو گئی۔ پس تو اے محمد ﷺ ان سے یہودیوں کی اس بستی کا حال پوچھ جو دریا کے کنارہ بستے تھے۔ جب وہ سبت (شنبہ) کی تعظیم میں زیادتی کرتے تھے۔

کیوں کہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں بتادے گی۔ سب کچھ جو باپ کا ہے میرا ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں بتادے گی

اس پیشین گوئی میں حضرت مسیح نے علاوہ توضیح کرنے کے آنے والے نبی یا روح حق کے اس کے کاموں کی تفصیل بھی کر دی ہے اول یہ کہ تسلی دے گا۔ دویم وہ حضرت مسیح کی تصدیق کرے گا۔ بلکہ آپ کے منکروں کو مجرم بھی ٹھہرائے گا۔ بلکہ سزا بھی دے گا سوئم وہ سردار ہو گا۔ چہارم وہ اپنی نہ کہے گا بلکہ خدا سے جو الہام پائے گا کہے گا۔ پنجم مسیح کی تعلیم عیسائیوں کو یاد دلائے گا۔ اب ان سب باتوں کا ثبوت ہادی بر حق فداہ روحی میں دکھانا ہمارے ذمہ ہے جسے ہم بفضلہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں

اول وہ تسلی دے گا قرآن کو غور سے پڑھو

قل[۱] یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم (الزمر – ۴۲)

اندوہ گیں کو اس سے زیادہ تسلی کیا ہو سکتی ہے؟

دوسرا کام حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق ہے۔ یہ تو قرآن اور مبلغ قرآن نے ایسا کیا ہے کہ تاقیامت عیسائیوں کی گردن اس احسان سے جھکی رہے گی اللہ اللہ واہ رے سچائی۔ ایک طرف مشرکین عرب کی کثرت اور یہودیوں کی شرارت اور ایک طرف حق کا پاس مگر اس روح حق نے ان سب مشکلات کی کوئی پرواہ نہ کر کے صاف اور کھلے لفظوں میں **رسولا الی بنی اسرائیل** اور **وجیھا فی الدنیا والاخرة ومن المقربین** (آل عمران – ۴۴) کی منادی کرا دی۔

عیسائیو! اس احسان کو مانو۔ اس محسن کی قدر کرو ورنہ بتلاؤ اگر قرآن مسیح کے حق میں نیک شہادت نہ دیتا تو آج مسیح کے بدگوؤں کی کتنی ترقی ہوتی۔ اے احسان فراموشو باز آؤ کب تک شکران نعمت کو کفران سے بدلتے رہو گے سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

---

[۱] تم میرے بندوں سے جو اپنے نفسوں پر زیادتی کر چکے ہیں کہو کہ خدا کی رحمت سے بے امید نہ ہوؤ۔ تم توبہ کرو گے تو خدا تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا۔ کیوں کہ خدا بڑا اغشہار مہربان ہے۔

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ

کیونکہ سبت کے دن مچھلیاں زور سے آتیں اور جس دن وہ سبت میں مشغول نہ ہوتے نہ آتیں

كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

ان کی بے حکمی کرنے کی وجہ سے ہم ان کو اسی طرح آزماتے تھے

کیوں کہ سبت کے دن ان کو دنیاوی کاموں سے فراغت کر کے عبادت میں مشغول رہنے کا حکم تھا اور دریا کی مچھلیاں بھی اس دن زور سے ٹڈی دل کی طرح آتیں اور جس دن وہ سبت میں مشغول نہ ہوتے بالکل نہ آتیں- یہ دیکھ کر وہ گھبرائے کیوں کہ ان کا گذارہ معاش اکثر اسی شکار پر تھا- آخر کار انہوں نے سبت کی تعظیم کو بالائے طاق رکھ کر شکار کرنا شروع کر دیا- اصل بات یہ تھی کہ اس بد تعظیمی کے علاوہ اور بھی بے حکمیاں کرا کرتے تھے- ان کی بے حکمی کرنے کی وجہ سے ہم کو ان کو اسی طرح آزماتے تھے- اور ان کی بداطواری دنیا پر ظاہر کرتے تھے- قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی قوم میں بدکاری پھیلتی ہے تو بعض ان میں سے ناصح بن کر ان کو سمجھایا بھی کرتے ہیں اور بعض ان ناصحوں کے بھی ناصح پیدا ہو جاتے ہیں جو ان کو وعظ و نصیحت سے باز رکھتے ہیں-

---

تیسرا کام: سرداری ہے یعنی حکمرانی غور سے پڑھو

فلا وربك لایومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

تیرے رب کی قسم لوگ کبھی بھی مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے فیصلوں کا حکم تجھ کو نہ بنادیں گے اور تیرا فیصلہ بلا چون وچرا تسلیم نہ کریں گے- (النساء-۵۴)

ومن یطع الرسول فقد اطاع الله (النساء-۷)

جو رسول کی تابعداری کرتا ہے وہ خدا کی کرتا ہے

چوتھا کام: وہ اپنی نہ کہے گا سنو کان لگا کر سنو

وما ینطق عن الهوی ان هوا الا وحی یوحی (النجم-۳۲)

رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتا ہے بلکہ وہ خدا کے الہام سے بولتا ہے-

ولو تقول علینا بعض الا قاویل لاخذنا منه بالیمین (الحاقته-۳٤)

اگر رسول ہمارے ذمہ کوئی بات لگادے جس کے کہنے کی اسے اجازت نہ ہو تو ہم اس کو فوراً ہلاک کر ڈالیں

پانچواں کام: حضرت مسیح کی تعلیم کا عیسائیوں کو یاد دلانا ہے اس کی طرف خاص توجہ مطلوب ہے ذرا دل سے متوجہ ہو کر غور سے سنو

لقد كفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوالله ربی وربکم انه من یشرك بالله فقد حرم الله علیه الجن وماواه النار – وما للظالمین من انصار (سور مائده-٦١)

لوگ اللہ کو مسیح ابن مریم کہتے ہیں وہ کافر ہیں- مسیح نے تو خود کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اکیلے اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے عبادت کرو جو خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے خدا نے اس پر بہشت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ

اور جب ان میں سے ایک جماعت بولی کہ کیوں تم ایسے لوگوں کو سمجھاتے ہو کہ جن کو خدا تباہ کرے گا یا سخت عذاب میں مبتلا

عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾

کرے گا انہوں نے کہا اس لئے کہ ہم خدا کے پاس اپنا عذر بنا سکیں اور شاید وہ بھی بچ جائیں

اسی طرح اس بستی والوں کی حالت ہوئی بعض خود غرض تو ان میں سے بد تعظیمی اور بے حکمی کرنے لگے اور بعض ان کو سمجھانے لگے اور جب ان میں سے خاموشی کرنے والی ایک جماعت بولی کہ کیوں تم ایسے لوگوں کو سمجھاتے ہو کہ جن کی بداطواری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خدا بالکل تباہ کرنے کو ہے یا دنیا ہی میں سخت عذاب میں پھنسانے کو ہے انہوں نے ان کے جواب میں کہا اس وعظ و نصیحت سے جیسا کہ عام طور پر ناصحوں اور مصلحوں کی غرض ہوا کرتی ہے۔ ہماری بھی وہی غرض ہے ایک تو اس لئے کہ ہم خدا کے پاس اپنا عذر بنا سکیں اور یہ بھی خیال ہے کہ شاید وہ بھی اس بدکاری سے بچ جائیں آخر ہمیں علم غیب تو نہیں کہ یہ لوگ راہ راست پر نہ آئیں گے جب تک ناصح کے نزدیک امکان تاثیر بھی ہو اس کا فرض ہے کہ نصیحت نہ چھوڑے

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم (مائدہ۔ ٦٢)

جن لوگوں کا قول ہے کہ خدا تینوں میں سے ایک ہے وہ کافر ہیں۔ خدا ایک ہے اگر یہ اپنے قول سے باز نہ آئے تو کافروں کو عذاب الیم ہو گا

اس کے مطابق مسیح کے الفاظ کا پتہ لینا ہو تو سنو

سب حکموں میں اول حکم یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹)

مضامین خمسہ مذکورہ تو قرآن شریف کی عموماً ہر سورۃ اور ہر پارہ میں مل سکتی ہیں۔ اس لئے بجائے اس تفصیل کے عیسائیوں کے شبہات کا جواب ضروری ہے پادری فنڈر میزان الحق میں لکھتے ہیں

علمائے محمدی آیات کے باقی کلمات اور مطالب پر کچھ متوجہ نہیں ہوتے۔ حالانکہ اسی ۱۴ باب کی ۱۵ آیت میں بھی موعودہ تسلی دینے والا روح القدس کہلایا ہے اور اس کے حق میں کہا گیا ہے کہ وہ سب چیزیں حواریوں کو سکھائے گا۔ اور مسیح کی بات انہیں یاد دلائے گا اور پھر ۱۶۱۵ آیت میں مسیح حواریوں سے کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا اور تم میں ہووے گا اور دنیا اسے نہیں دیکھتی الحاصل ظاہر و آشکارا ہے کہ محمد کسی مقام پر روح القدس اور روح حق نہیں کہلایا اور کیوں کر ہو سکتا تھا کہ محمد جس کا خروج حواریوں سے پانچ سو برس بعد ہوا۔ پھر وہ مسیح کی بات انہیں یاد دلائے اور انہیں سکھائے اور ہمیشہ ان کے پاس اور ان میں رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی بات تو کوئی عقل مند نہ کہے گا اور محمد کو تو سب لوگوں نے آنکھوں دیکھا مگر پار اقلیت کے حق میں مسیح نے کہا ہے کہ دنیا اسے نہیں دیکھ سکتی ہے اور اگر تو کوئی اور دلیل بھی چاہتا ہے جس سے بخوبی ظاہر ہو جائے کہ وہ تسلی دینے والا جس کا حواریوں سے وعدہ ہوا تھا محمد نہیں ہے تو یہ بات بھی سن لے جو اعمال کے پہلے باب کی ۴۳ آیتوں میں مذکور ہے کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات کر کے بڑی تاکید سے کہا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدہ کی جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو۔ راہ دیکھو یوحنا نے تو پانی سے بپتسما دیا۔ پر تم تھوڑے دنوں بعد روح القدس سے بپتسما پاؤ گے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا

پس جب وہ لوگ پند و نصائح سب بھول بیٹھے تو ہم نے انہی لوگوں کو جو برائی سے منع کیا کرتے تھے بچایا اور ظالموں کو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾

بدکاریوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا کیا

مگر بدکاروں نے ان کی ایک نہ سنی- جب انہوں نے پند ونصائح سب کو بھلا دیا اور بالائے طاق رکھ دیا تو ہمارا غضب بھی ان پر آیا پھر ہم نے انہی لوگوں کو جو برائی اور بدکاری سے منع کیا کرتے تھے- بچایا اور باقی سب ظالموں کو جو بدکاری کرتے تھے اور جو ان کی بدکاری پر خاموش تھے انکی بدکاریوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا کیا- پھر کچھ دنوں تک عافیت دی-

اور مسیح کا یہی حکم لوقا کے آخر باب کی ۴۸ آیت میں بھی مرقوم ہے اور درحالیکہ مسیح نے حواریوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک وہ مدد کرنے والا موعود یعنی روح القدس تمہارے پاس نہ آئے یروشلم سے الگ مت ہونا- سواگر وہ محمد مدد کرنے والا ہوتا جیسا کہ محمدی لوگ کہتے ہیں تو ضرور ہوتا کہ حواری بھی مسیح کی عدول حکمی نہ کر کے نہ صرف چند روز بلکہ چھ سو برس تک اسی یروشلم میں زندہ[ل] رہ کر محمد کا انتظار کرتے کیوں کہ محمد نے تو مسیح سے چھ سو برس بعد خروج کیا- خلاصہ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں باطل ہیں اور ان آیات کو محمد سے منسوب کرنا عقل وانصاف سے باہر ہے پوشیدہ تر ہے کہ مدد کرنے والا جس کا مسیح نے حواریوں کو وعدہ دیا تھا روح القدس تھا- چنانچہ ستودہ آیتوں سے صاف وآشکار ویقین ہوتا ہے اور روح القدس جو انجیل کی تعلیم کے موافق اقنوم ثالث سے مراد ہے- مسیح کے وعدہ کے بموجب مسیح کے عروج سے دس دن بعد حواریوں پر نازل ہو- جیسا کہ اعمال کے اباب میں مفصل بیان ہوا ہے اور جب کہ روح القدس حواریوں پر نازل ہو چکا اور رسالت کا مرتبہ اور معجزہ کی قوت انہیں دے چکا تو انہوں نے یروشلم سے نکل کر سارے جہاں میں انجیل کا وعظ کیا چنانچہ ان مطالب کا ذکر اس کتاب کے دوسرے باب کے آخر میں ہو چکا ہے (دفعہ اصفحہ ۲۴۵)

خلاصہ یہ کہ بقول پادری صاحب روح کی بابت مسیح نے پیشین گوئی فرمائی ہے وہ آنحضرت ﷺ سے صدیوں پیشتر حواریوں پر نازل ہو چکی تھی- جس کا بیان اعمال اباب میں مفصل مذکور ہے پادری صاحب کے حوالہ کے بموجب ضروری ہے کہ ہم اعمال اباب کی پوری پوری عبارت نقل کریں گو یہ واجب ان پر تھا- جو انہوں نے ادا نہیں کیا- وہ یہ ہے

"اور جب عید پانتکوست کا دن آچکا وہ سب ایک دل ہو کے اکھٹے تھے اور یکا یک آسمان سے آواز آئی- جیسے بڑی آندھی چلے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے بھر گیا اور انہیں آگ کی سی جلدی جلدی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر بیٹھیں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں جیسے روح نے انہیں تلفظ بخشا بولنے لگے اور خدا ترس یہودی ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہی یروشلم میں آرہے تھے سو جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگی اور وہ دنگ ہوئے- کیوں کہ ہر ایک نے انہیں اپنی بولی بولتے سنا اور سب حیران اور متعجب ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھو یہ جو سب بولتے ہیں کیا گلیلی نہیں- پس کیوں کہ ہر ایک ہم میں سے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے پارتھی اور مبدی اور علامی رہنے والے مسوپوتامیہ- یہودیہ اور کپادوکیہ پنطس اور اسیاء فریجیہ اور پمفیلیہ مصر اور لبنہ کے اطراف کے جو قورینہ کے قریب ہے اور رومی مسافر اصلی اور داخلی یہودی کریتی اور عرب ہم اپنی زبانوں میں انہیں خدا کی عمدہ باتیں بولتے سنتے ہیں اور سب حیران ہوئے اور شبہ میں پڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے

ل کیا زندہ رہنا ان کا اختیاری فعل تھا؟

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ

پھر جب وہ ممانعت سے بڑھتے ہی گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ۔ اور

اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

جب خدا نے اعلان کردیا کہ میں ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہوں گا

مگر جب وہ حد ممانعت سے بڑھتے ہی گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل وخوار بندر بن جاؤ۔ تمہاری یہی سزا مناسب ہے اور ایک واقعہ بھی ان کو سنا۔ جب خدا نے اعلان کردیا کہ اگر بنی اسرائیل نے میرے حکموں کی پرواہ نہ کی۔ اور شریعت کے مخالف کام کرنے لگے تو میں ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہوں گا۔

یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ اوروں نے ٹھٹھے سے کہا کہ یہ شراب کے نشہ میں ہیں۔ تب پطرس نے گیاروں کے ساتھ کھڑا ہو کے اپنی آواز بلند کی اور انہیں کہا اے یہودی مردو اور یروشلم کے رہنے والو یہ تمہیں واضح ہو اور کان لگا کے میری باتیں سنو کہ یہ جیسا تم سمجھتے ہو۔ متوالے نہیں کیوں کہ دن کی تیسری گھڑی ہے۔ بلکہ یہ وہ ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہا گیا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ میں اپنی روح میں سے ہر جسم پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے۔ ہاں ان دنوں میں اپنے بندوں اور بندیوں پر اپنی روح میں سی ڈالوں گا اور وہ نبوت کریں گے۔" (اعمال باب ۲: ۸)

پس ناظرین خود ہی انصاف فرمادیں کہ جس روح کے آنے کی حضرت مسیح نے خبر دی ہے وہ یہی ہے؟ کیا مسیح کے بتلائے ہوئے آثار اس روح میں پائے جاتے ہیں۔ کیا مسیح کی بڑائی اور تصدیق اس روح نے کی؟ کیا منکروں پر اس سزا کا حکم لگایا۔ مسیح کی بھولی ہوئی تعلیم لوگوں کو اور خصوصا حواریوں کو یاد دلائی۔ تعجب تو یہ کہ خود حواری بھی اس روح کو حضرت مسیح کی بتلائی ہوئی روح نہیں بتلاتے۔ کیا اگر حواری بھی اس کو حضرت مسیح کی بتلائی ہوئی روح جانتے ہوتے تو بجائے یوئیل نبی کے مسیح کا حوالہ نہ دیتے جس کا منکروں کے سامنے ذکر کرنے سے اور فائدہ ان کے ایمان کا بھی ہوتا۔ ہاں پادری صاحب کا یہ شبہ کہ محمد (ﷺ) تو حواریوں سے ہوئے پھر کیوں کر ممکن ہے کہ ان کو بھولی ہوئی باتیں یاد دلائے پادری صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی تحریریں کتب مذہبی سے عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔

پادری صاحب! ہمیشہ کتب مقدسہ میں بلکہ عموما کتب قومی میں صیغہ خطاب سے مخاطب مراد نہیں ہوتے بلکہ عام خواہ ان سے بعد سینکڑوں نہیں ہزاروں سال ہوں ورنہ بتلایئے کہ انجیل متی باب ۴ کا تمام پہاڑی وعظ کس کے لئے ہو گا؟ جس میں تم تم کے لفظ سے حضرت مسیح خطاب فرما کر احکام بتلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ وضاحت منظور ہو تو متی ۱۵ باب ۵۳ کو غور سے پڑھو جہاں سردار کاہن سے مسیح فرماتے ہیں کہ

اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داھنی کی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے

بتلائے سردار کاہن کو آج تک بھی بادلوں میں حضرت مسیح کی زیارت نصیب ہوئی؟ ہاں یہ خوب کہی کہ محمد (ﷺ) کو سب لوگوں نے دیکھا۔ مگر پارا قلیت کے حق میں مسیح نے کہا کہ دنیا اسے نہیں دیکھ سکتی۔

پادری صاحب! مسیح کو بھی سب نے دیکھا (بقول آپ کے) پکڑ کر سولی بھی دیا۔ اور بے چارہ ایلی ایلی لما سبقتانی بھی پکارا تا ہم یہی کہتا رہا کہ

والعالم ليس يرونني وانتم ترونني

یعنی جہاں کے لوگ مجھے نہیں دیکھتے اور تم (اے حواریو) مجھے دیکھتے ہو (عربی بائبل انجیل یوحنا ۱۸۱۳ مطبوعہ لندن)

شاید اسی پیش بندی کے لئے اردو میں اس کے ترجمہ میں کچھ لفظ زائد کر کے یوں ترجمہ کیا گیا ہے

مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ

جو ان کو سخت عذاب پہنچاتے رہیں گے بیشک تیرا رب بڑی جلدی عذاب پہنچا سکتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا

رَّحِيمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ

مہربان ہے- اور ہم نے ان کو زمین میں مختلف جماعتیں بنا کر رکھا ہے بعض ان میں سے نیک ہیں اور بعض اس کے سوا

جوان کو سخت عذاب پہنچاتے رہیں گے- بے شک تیرا پروردگار بڑی جلدی عذاب پہنچا سکتا ہے ممکن نہیں کہ کوئی اسے روک سکے اور وہ اپنے فرماں بردار توبہ کرنے والے بندوں کے حق میں بڑا بخشنہار مہربان ہے اور سنو ہم نے ان کو زمین میں مختلف جماعتیں بنا رکھا ہے بعض ان میں سے نیک ہیں اور بعض اس کے سوا ہیں

اب تھوڑی دیر ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی- پر تم مجھے دیکھتے ہو

جس پر ادنیٰ سی توجہ کرنے سے غلط معلوم ہوتا ہے- پس جس طرح مسیح کو دنیا نہیں دیکھتی تھی- اس طرح محمد (ﷺ) کو دنیا نے نہیں دیکھا- سچ ہے اگر دیکھتے تو ظالم مکہ سے کیوں نکال دیتے؟ بے شک حواریوں نے یعنی حواریوں جیسے ایمان داروں نے اس کو دیکھا اور دیکھ بھی رہے ہیں اور آئندہ کو دیکھیں گے- مگر کافروں نے دونوں (محمد اور مسیح) کو نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتے ہیں- حضرت مسیح کے قول سے قرآن کی مطابقت چاہتے ہو تو سنو-

منهم من يستمع اليك افانت تهدى العمى ولو كانوا لا يبصرون (یونس-۳۲)

بعض کفار تیری طرف نظر کر رہے ہیں مگر حقیقتاً اندھے ہیں تجھے نہیں دیکھتے کیا پھر تو اندھوں کو راہ دکھائے گا گو وہ دانستہ نہ دیکھیں-

ہاں پادری صاحب کا یہ کہنا کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات کر کے بڑی تاکید سے کہا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدہ کے موافق جس کا ذکر تم مجھ سے کر چکے ہو راہ دیکھو وغیرہ حیرت افزا ہے کہ پادری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی مثل صادق کر رہے ہیں یہ وہی روح قدس ہے جس کا ذکر اعمال ا باب والی عبارت میں ہے اور جس کا جواب پہلے ہو چکا کہ یہ روح یوحنا کے ۱۴ باب والی روح نہیں- ہاں پادری صاحب نے سردار کے متعلق جو توجیہ گھڑی ہے واقعی اس نے سب کو ماند کر دیا ہے جو بالکل ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کی مصداق ہے آپ لکھتے ہیں-

علمائے محمدی اس آیت کو محمد سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ الفاظ اس جہاں کے سردار جو اس آیت میں مذکور ہیں ان سے شیطان مراد ہے- چنانچہ انجیل کی اور آیتوں سے صاف معلوم ویقین ہوتا ہے اور سارے مفسرین نے بھی یہی تفسیر کی ہے- جاننا چاہیے کہ انجیل کے مضمون کے بموجب وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں- گناہ ہی کے بندے ہو جاتے ہیں اور گناہ ان کا مالک ہو جاتا ہے

اس میں کوئی انجیل کی ہی خصوصیت نہیں- قرآن شریف بلکہ کل کتب مقدسہ کا یہی محاورہ ہے-

استحوذ عليهم الشيطن فانسهم ذكر الله اوليك حزب الشيطن- الا ان حزب الشيطن هم الخسرون (المجادلہ-۸)

شیطان ان پر غالب ہے- پس اللہ ان کا ذکر ان کو بھلا دیتا ہے یہی لوگ شیطان کا گروہ ہے- اور شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھائے گا

---

[1] غلط اس لئے ہے کہ پہلے فقرہ (دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی) سے آئندہ کی نفی ہے اور فقرہ (تم مجھے دیکھ رہے ہو) سے حال کا اثبات ہے حالانکہ بقاعدہ استثناء اس زمانے کا اثبات چاہیے تھا جس کی نفی پہلے ہو- جو یہاں نہیں اہل زبان غور کریں-

وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ

اور ہم نے ان کو احسانوں اور تکلیفوں سے آزمایا تاکہ وہ پھریں۔ پھر ان سے پیچھے

بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى

ناخلف پیدا ہوئے جو کتاب کے وارث ہوئے دنیا کا مال حاصل کرتے ہیں

یعنی بد عمل ہیں اور ہم نے ان کو کبھی احسانوں اور کبھی تکلیفوں سے آزمایا تاکہ وہ برے کاموں سے پھریں اور ہدایت پر آئیں مگر یہ ایسے کے ویسے ہی رہے۔ پھر ان سے پیچھے ان کے ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو آسمانی کتاب کے وارث تو ہوئے۔ مگر غلط مسائل اور بے جا تاویلات کر کے جہاں سے دنیا کا مال حاصل کرتے ہیں۔

رومیوں کے ۶ باب کے ۱۶ آیات میں ہے اور گناہ اور جھوٹ کا باب شیطان ہے یعنی گناہ اور سزا اسی سے ہے یوحنا ۸ باب کے ۴۴ آیت میں ہے اور ہوا کا سردار یعنی شیطان کے سب نافرماں بردار لوگوں میں تاثیر و حکم کرتا ہے چنانچہ افسیوں کے اباب کی پہلی اور دوسری آیتوں میں مرقوم ہے (میزان الحق دفعہ ۲ صفحہ ۲۴۹)

جی نہیں چاہتا کہ پادری صاحب کے اس قول کا رد کیا جائے بلکہ اس کو بحال خود چھوڑ کر ناظرین سے انصاف چاہا جائے کہ وہ خود ہی یوحنا ۱۳ باب کو جو ہم نے نقل کر دیا ہے۔ پڑھ کر پادری صاحب سے سمجھ لیں۔ مگر اس خیال سے کہ پادری صاحب اور دیگر ان کے ہم مشرب ناراض نہ ہو جائیں کہ ہماری محنت کی داد کچھ نہیں ملی۔ کچھ عرض کی جاتی ہے۔

بے شک ہم مانتے ہیں کہ قرینہ سے گنہ گاروں اور بدکاروں کا سردار بلکہ معبود بھی اگر شیطان کو کہا جائے تو ممکن ہے اور صحیح ہے لیکن جہاں خدا کا سچا رسول (بلکہ بقول آپ کے) خدا یوں کہے کہ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں تو مقام غور ہے کہ یہ سردار شیطان ہو سکتا ہے؟ کیا کسی حواری کو شبہ ہوا تھا کہ مسیح میں بھی (معاذ اللہ استغفر اللہ) کوئی شیطانی حرکت اور شرارت ہے جس کے دفعیہ کو حضرت مسیح نے فرمایا کہ مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں

عیسائیو! مقام مدح اور مقام ذم میں بھی تو فرق ہوتا ہے علاوہ اس کے پادری صاحب نے اضافت الی البعض اور اضافت الی الکل میں فرق نہیں کیا شیطان کی سرداری کا اظہار باضافت گنہ گاروں کے تو صحیح ہے لیکن باضافت کل بندگان یا باضافت مطلقہ صحیح نہیں۔ مثلاً اگر یوں کوئی کہے کہ شیطان مشرکوں کا سردار ہے تو صحیح ہے لیکن اگر یوں کہے۔ کہ شیطان دنیا کا سردار ہے تو دنیا کے لفظ سے بجز یورپ مراد لینے کی کوئی وجہ صحت کلام کی نہیں فافہم

ناانصاف عیسائیو کیوں شریروں کی ماتحتی نسبت کرتے ہو باز آؤ

باز آباز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گربت پرستی باز آ
ایں درگہ مادر گہہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وَ يَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ

اور کہتے ہیں ہمیں معاف کیا جائے گا اور اگر دوسری طرف سے بھی اس کے مثل مال ملے تو وہ بھی لے لیتے ہیں کیا کتاب میں ان سے

عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَ

عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کے نام پر حق بات ہی کہیو اور جو کچھ اس میں ہے یہ لوگ پڑھ بھی چکے ہیں

الدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ

حالانکہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے۔ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط

بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ وَإِذْ نَتَقْنَا

پکڑتے ہیں اور نماز گزارتے ہیں ایسے نیکوں کے اجر ہم ضائع نہیں کرتے۔ جب ہم نے پہاڑ کو

الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ

ان کے اوپر ہلایا گویا وہ سایہ تھا اور وہ سمجھے کہ وہ ہم پر گر پڑے گا

اور اپنے بے جا گھمنڈ میں کہتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ معاف کیا جائے گا اور طرفہ تو یہ کہ ایک ہی طرف سے نہیں لیتے بلکہ کسی معاملہ میں اگر ایک طرف والا کچھ رشوت دے کر غلط مسئلہ لے جائے اور پھر دوسری طرف سے بھی اسی مثل مال ملے تو وہ بھی لے لیتے ہیں اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم نے ایک طرف سے لیا ہے اب دوسری طرف سے کس منہ سے لیتے ہیں کیا آسمانی کتاب میں ان سے عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کے ذمہ حق بات ہی کہیو۔ یہ خدائی حکم اب تک توریت میں موجود ہے اور جو کچھ اس میں ہے یہ لوگ پڑھ بھی چکے ہیں مگر نہیں سمجھتے کیوں کہ دنیا کا مال واسباب انکو مرغوب ہے حالانکہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کیلئے ہے جو پرہیزگار ہیں کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے کیوں تم شعور نہیں کرتے اور جو لوگ کتاب سماوی کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور نماز اور جو ان پر عبادت بدنی مقرر کی گئی ہے اس کو عمدہ طرح سے گزارتے ہیں۔ وہی مزے سے عیش میں ہوں گے کیونکہ ایسے نیکوں کا اجر ہم ضائع نہیں کرتے۔ یہ بے دینی کی عادت ان میں نئی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے ہم ان کو ہمیشہ اس قبیح عادت سے روکتے رہے جب ہم نے پہاڑ کو اکھاڑ کر ان کے بڑوں کے سروں پر لٹکا دیا تھا گویا وہ ان پر سایہ تھا اور وہ سمجھے کہ وہ پہاڑ ہم پر گر پڑے گا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ

جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اسے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ- اور جب تیرے

رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ

پروردگار نے بنی آدم کی ذریت ان کی صلب سے نکالی اور انہیں کو ان پر گواہ بنایا کیا میں تمہارا پروردگار

بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا

نہیں ہوں؟ بولے ہاں ہم اس امر کے گواہ ہیں کہیں قیامت کے روز نہ کہنے لگو کہ ہم اس سے غافل

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ

تھے- یا یہ کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے پہلے کیا اور ہم تو ان کے بعد پیدا ہوئے

اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ

پھر کیا تو ہم کو دوسرے غلط کاروں کی غلط کاری سے تباہ کرتا ہے- اسی طرح ہم احکام کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ یہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

رجوع ہوں- اور ان کو اس کا قصہ سنا جس کو ہم نے اپنے احکام دیئے پھر وہ ان حکموں سے صاف ہی نکل گیا

اس وقت ہم نے حکم دیا کہ جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اسے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے خوب یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ- اس سے بھی یہی غرض تھی کہ ان کج روؤں کو نصیحت ہو- اور جب تیرے پروردگار نے آدم اور بنی آدم کی ذریت انکی صلب سے نکالی اور انہیں کو ان پر گواہ بنایا- سوال یہ تھا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں- وہ بیک زبان بولے کہ ہاں بے شک تو ہمارا پروردگار ہے ہم اس امر کے گواہ ہیں دنیا میں جتلانے سے بھی یہی غرض ہے کہ کہیں قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم اس سے غافل تھے ہمیں تو کچھ خبر ہی نہ تھی یا کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے پہلے کیا اور وہی اس فعل قبیح کے بانی مبانی تھے اور ہم تو ان کے بعد دنیا میں پیدا ہوئے- پھر کیا تو ہم کو دوسرے غلط کاروں کی غلط کاری سے تباہ اور برباد کرتا ہے- اس طرح ہم احکام کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ یہ تیری قوم کے لوگ ہماری طرف رجوع ہوں اور اگر اس سے بھی ہدایت یاب نہ ہوں اور دنیا کے اینچ پیچ میں ہی پھنسے رہیں تو ان کو اس دنیادار یعنی فرعون[1] کا قصہ سنا جسکو ہم نے اپنے احکام دیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت ہدایت پہنچائی پھر بھی وہ اپنی شرارت سے باز نہ آیا- بلکہ ان حکموں سے صاف ہی نکل گیا-

---

[1] اس آیت کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کہ یہ شخص کون ہے؟ ان میں سے عجیب تر قول یہ ہے کہ ایک شخص بلعم بن باعورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھا حضرت موسیٰ کے مخالفوں کے کہنے سننے سے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے حق میں اس نے بددعا دی- جس سے ان کی فتح سے شکست ہو گئی- جس کی وجہ حضرت موسیٰ نے خداوند تعالیٰ سے دریافت کی تو ارشاد خداوندی پہنچا کہ بلعم بن باعورا نے جو ایک مستجاب الدعوات شخص تھا تمہارے حق میں بددعا کی ہے اس لئے تمہاری فتح سے شکست ہو گئی- یہ سن کر حضرت موسیٰ نے اس کے حق میں بددعا کی- جس کی اثر یہ ہوا کہ کہیں تو ایسا مستجاب الدعوات تھا- اس بددعا کی تاثیر سے آخر بے ایمان ہو کر مرا- یہ قول عجیب تر اس لئے ہے کہ موجودہ توریت سے جس سے زیادہ معتبر حضرت موسیٰ کے حالات بتلانے والی بعد قرآن شریف کے کوئی تاریخ نہیں اس قصہ کے برعکس ثابت ہوتا ہے توریت کی چوتھی کتاب گنتی کے باب ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھنے سے اس قصہ کی تکذیب ہوتی ہے- وہاں صریح مرقوم ہے کہ موابیون کے بادشاہ

فَاتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ

پس شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا پس وہ راہ بھولوں میں جا ملا- اور اگر ہم چاہتے تو ان کے ساتھ اس کو بلند رتبہ کرتے لیکن اس

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ

نے خود ہی پستی میں گرنا چاہا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگا پس اس کی مثال کتے کی سی ہے جس پر تو بوجھ لادے تو ہانپتا

يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ

ہے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپتا ہے یہ تمثیل اس قوم کی ہے جو ہمارے حکموں سے منکر ہوں پس تو قصہ بتلایا

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

کر تاکہ یہ فکر کریں- جو لوگ ہمارے حکموں سے منکر ہیں اور اپنے بھائی بندوں پر ظلم کرتے ہیں

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

ان کی مثال بہت ہی بری ہے- جس کو خدا اپنی راہ پر لگائے وہی ہدایت یاب ہے اور جن کو وہ اپنی جناب سے دھکیل دے وہی زیاں کار ہیں

بالکل کان بھی اس نے نہ جھکائے- پس اس شرارت اور خباثت کی پاداش اسکو یہ ملی یہ شیطان ہمہ تن اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ جو چاہتا اس سے کروالیتا- پس انجام کار وہ سخت راہ بھولوں میں جاملا- اور اگر ہم چاہتے تو باوجود اس کی گردن کشی کے ان احکام کے ساتھ اس کو بلند رتبہ کرتے وہ ان پر عمل کرتا اور درجے پاتا- لیکن چوں کہ اس نے خود ہی پستی میں گرنا چاہا اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے لگا تو ہم نے بھی اسے چھوڑ دیا- پس اس کی مثال اس ذلیل کتے کی سی ہے جس پر تو بوجھ لادے تو ہانپتا ہے اور اگر چھوڑے تو بھی ہانپتا ہے اسی طرح اس کی حالت دونوں جہانوں کی زندگی میں ہوئی- دنیا میں ذلیل وخوار ہو کر مرا آخرت میں النار یعرضون علیها (غافر-۴۶) اس کی شان میں وارد ہے یہ ذلت اور خواری کی تمثیل کچھ اس سے مخصوص نہیں بلکہ اس قوم کی ہے جو ہمارے حکموں سے منکر ہوں- پس تو ان کی ہدایت کے لئے قصے بتلایا کر تاکہ یہ کم بخت کچھ فکر کریں اصل بات تو یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے حکموں سے منکر ہوں اور اپنے بھائی بندوں پر ظلم وستم کریں بداخلاقی سے پیش آئیں ان کی مثال خدا کے نزدیک بہت ہی بری ہے اصل عزت اور آبرو تو ہدایت اور خدا کی اطاعت سے ہے جس کو خدا اپنے راہ پر لگائے اور اس کے اعمال صالحہ قبول فرمائے- وہی ہدایت یاب ہے اور جن کو وہ اپنی جناب سے دھکیل دے اور راہ راست سے دور پھینک دے- وہی نقصان والے اور زیاں کار ہیں-

---

بلق نے ہر چند بلعم سے حضرت موسیٰ کے خلاف دعا کرانی چاہی- بہت کچھ لالچ اور طمع بھی دیا- مگر اس بندہ خدا نے ہرگز بنی اسرائیل کے خلاف دعا نہ کی- بلکہ برکت کی نیک دعا اس کے سامنے کی- چنانچہ بادشاہ بلق اس سے سخت ناراض ہوا- مگر وہ یہی کہتا رہا کہ میں تو وہی کہوں گا جو خداوند میرے منہ میں ڈالے گا- یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس قصہ کو فرعون کی طرف لگایا ہے کیونکہ بنی اسرائیل کو فرعون کا قصہ سنانا ایک طرح مناسبت بھی رکھتا ہے- اسی آیت میں اتینه آیاتنا فانسلخ منها (اعراف-٦٤) آیا ہے تو دوسری جگہ فرعون کے حق میں ارینه ایاتنا کلها فکذب وابی فرمایا ہے- دونوں کا مطلب ایک ہی ہے اور اگر اہل دل کے مذاق پر اس آیت کی تفسیر کی جائے تو یہ ایک تمثیل ہے ان دنیادار عالموں کی جو زمین یعنی زمینی مال کی طرف جھکتے ہیں اور علم سے صاف بے لوث نکل جاتے ہیں یعنی اس پر عمل نہیں کرتے الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها (الجمعه-٤) انہی معنی کی طرف اشارہ ہے-

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ

بہت سے جن اور انسان ہم نے جہنم کے لیے بنائے ہیں ان کے دل ہیں پر ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ

آنکھیں ہیں پر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر وہ ان سے سنتے نہیں وہ گویا چار پائے ہیں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ

بلکہ چار پایوں سے بھی گئے گذرے ہیں اور یہی لوگ غافل ہیں- سب نیک نام اللہ سے مخصوص ہیں پس تم ان ناموں

بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۗ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

سے اسکو پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ اپنے کیے کی سزا پائیں گے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور ہماری مخلوق میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور خود بھی اسی کے مطابق عدل کرتے ہیں- اور جو لوگ ہمارے

بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۗ اِنَّ

حکموں سے منکر ہیں ہم ان کو بتدریج ایسے راستہ سے جسے وہ نہیں جانتے گھسیٹیں گے- میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں

كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

میرا داؤ بڑا ہی مضبوط ہے

بہت سے جن اور انسان جن کو ہم نے بحواس خمسہ پیدا کیا مگر فطرت اللہ کو بگاڑ کر صحبتوں سے ایسے متاثر ہوئے کہ دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ جہنم کے لئے ہی ہم نے بنائے ہیں کیونکہ بظاہر ان کے سینوں میں دل ہیں پر ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں پر وہ ان سے حق و باطل دیکھتے نہیں اور ان کے سروں میں کان ہیں- پر وہ ان سے ہدایت کی باتیں سنتے نہیں- خلاصہ یہ کہ وہ حماقتوں میں گویا مثل چارپاؤں کے ہیں- بلکہ چارپایوں سے بھی گئے گذرے کیونکہ چارپائے اپنے فرائض کو پہچانتے ہیں- کتے کو دیکھو اپنے مالک کے مال کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ جان تک بھی دینے کو تیار ہوتا ہے مگر یہی لوگ اپنے فرائض سے غافل ہیں کچھ نہیں سوچتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟ پس انکی بدکاری اور غفلت کا یہی نتیجہ ہے کہ دیکھنے والا ان کو جہنم کی پیدائش کہے تو بجا ہے ان کی کج روی کئی طرح کی ہے- ایک تو بداخلاقی سے مخلوق میں فساد ڈالتے ہیں دوئم خدائی صفات میں اپنی من گھڑت باتوں سے یعنی جو صفات حسنہ خدا کے لئے مخصوص ہیں وہ اوروں پر بولتے ہیں خواہ اپنی زبان میں ہوں یا غیر میں مخلوق کو دستگیر- داتا- گنج بخش وغیرہ کہتے ہیں حالانکہ سب نیک صفات کے نام اللہ سے مخصوص ہیں- پس مسلمانو ان ناموں سے اس کو پکارا کرو اور جو بے دین لوگ اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں اس کے نام اپنے پاس سے من گھڑت بولتے ہیں یا اس کے نام اوروں پر اطلاق کرتے ہیں- ان کو چھوڑ دو وہ اپنے کئے کی سزا پاویں گے اور ہماری مخلوق میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کج رووں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو حق بات کی بے لاگ ہدایت کرتے ہیں اور خود بھی اسی حق کے مطابق عدل وانصاف کرتے ہیں اور جو لوگ ہمارے حکموں سے منکر ہیں ہم ان کو بتدریج ایسے راستہ سے جسے وہ نہیں جانتے- جہنم کی طرف گھسیٹیں گے اور اب تو میں (خدا) ان کو قدرے ڈھیل دے رہا ہوں یقیناً سمجھو کہ میرا داؤ بڑا ہی مضبوط ہے-

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾

کیا یہ فکر نہیں کرتے کہ ان کا ہم صحبتی مجنون تو ہے نہیں وہ تو کھلم کھلا ڈرانیوالا ہے

أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن

کیا یہ آسمانوں اور زمینوں کے انتظام میں اور جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہے غور و فکر نہیں

شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ

کرتے اور یہ کہ شاید ان کی اجل قریب ہی آگئی ہو پھر اس کو چھوڑ کر کس بات

بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي

کو باور کریں گے؟ جس کو خدا دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہنما نہیں ہو سکتا اور خدا ان کو

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ

انکی سرکشی میں حیران چھوڑ دیتا ہے۔ تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب ہوگی تو کہہ

إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ

کہ اس کی خبر صرف میرے پروردگار ہی کو ہے وہی مناسب وقت میں اس کو ظاہر کرے گا تمام آسمانوں والوں پر اور زمین والوں پر دہشت ناک ہے

الْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا

اچانک ہی. تم پر ظاہر ہوجائے گی تجھ سے تو اس طرح پوچھتے ہیں گویا تو اس کی ٹوہ میں ہے تو کہہ دے کہ

عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾

اس کی خبر تو صرف اللہ کو ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے

یہ جو نبی کی تکذیب پر کمر بستہ ہو رہے ہیں کیا یہ فکر نہیں کرتے ؟ کہ ان کا ہم صحبتی (محمد ﷺ) مجنون تو نہیں کہ بلاوجہ ان کی ہر بات میں مخالفت کرتا ہے اگر غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ تو کھلم کھلا عذاب الٰہی سے ڈرنے والا ہے اور بس کیا یہ آسمانوں اور زمینوں کے انتظام اور حکومت میں اور جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہے اس میں غور و فکر نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ شاید انکی اجل اور موت قریب ہی آگئی ہو اور بعد الموت ان پر کیا کچھ گزرے گا؟ پھر اس سچی تعلیم کو چھوڑ کر کس بات کو باور کریں گے ؟ اصل بات یہ ہے کہ جس کو خدا ہی اپنی جناب سے دھکیل دے اس کے لئے کوئی راہ نما نہیں ہو سکتا اور خدا انکو ان کی سرکشی میں حیران چھوڑ دیتا ہے حیران و پریشان ہیں بطور مسخری و استہزاء تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب ہو گی ؟ تاریخ بتلاؤ تو جواب میں کہہ اس کی خبر صرف میرے پروردگار کو ہے وہی مناسب وقت میں اسے ظاہر کریگا۔ ہاں یہ بتلائے دیتا ہوں کہ اس کا خوف اتنا ہے کہ تمام آسمان والوں اور زمین والوں پر دہشت ناک ہے اچانک ہی تم پر ظاہر ہو جائے گی۔ تجھ سے تو اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا تو اس کی ٹوہ میں ہے اور تجھے اسی کی تاریخ سے ہی بحث مباحثہ ہے تو پھر کہہ دے اس کی خبر تو صرف اللہ کو ہے میں اس سے مطلع نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص کسی علم کا دعوے دار نہ ہو اس سے اس کی بابت سوال کرنا سراسر حماقت ہے۔

شان نزول

ﮯ (يسئلونك عن الساعة) قریشیوں نے استہزاء آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا اور ہمارا تعلق رشتہ کا ہے قیامت کے آنے کی ہمیں تاریخ تو بتلادے تا کہ ہم اس کے آنے سے پہلے ہی خبردار ہو جائیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم التنزیل

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

تو کہدے میں تو اپنے نفس کے لیے بھی نفع اور ضرر کا اختیار نہیں رکھتا ہاں جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ

ہوتا تو اپنا بہت سا بھلا کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی میں تو صرف ڈرانے والا اور

بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ

ایمانداروں کو خوشخبری سنانے والا ہوں- وہ معبود برحق ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس

مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ

سے اسکی بیوی بنائی تاکہ وہ اس کے ساتھ تسلی پائے

تو اے محمد ﷺ یہ بھی ان سے کہہ دے میں تمام لوازمات بشریہ میں تمہاری طرح ہوں خدائی کاموں میں ایسا ہی بے دخل ہوں جیسے تم سرکاری کاغذات میں غلاموں کا کیا دخل؟ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی جلب نفع اور دفع ضرر کا اختیار نہیں رکھتا ہاں جو خدا چاہے وہی ہوتا ہے اور نہ ہی میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا بھلا اور فائدہ کر لیتا[1] اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی تکلیف کے پہنچنے کا سبب ہی عدم علم ہوا کرتا ہے مالی اور بدنی وغیرہ جتنے نقصان ہوتے ہیں سب اس لیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ان کا حال معلوم نہیں ورنہ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلاں تجارت میں مجھے نقصان ہے وہ اس تجارت میں کیونکر ہاتھ ڈالے گا؟ ایسا ہی جس کو معلوم ہو کہ فلاں چیز کا کھانا مجھے مضر ہو گا وہ کیوں کھانے لگا میں تو صرف بدکاریوں پر ڈرانے والا اور ایمانداروں کو خوشخبری سنانے والا ہوں اگر پوچھو کہ تجھے کس نے بھیجا ہے؟ تو میرا بھیجنے والا وہ معبود برحق ہے جس نے ایک جان آدم سے پیدا کیا- اور اسی کی جنس سے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس بیوی کے ساتھ تسلی پائے-

---

[1] اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ پیغمبروں کو علم غیب مطلقاً نہیں ہوتا جس قدر خدا بتلاتا ہے اسی قدر وہ جانتے ہیں- فقہائے حنفیہ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں رسول اللہ علیہ السلام کو گواہ کرے وہ کافر ہے کیوں کہ اس نے پیغمبر خدا کو عالم الغیب ہونا اعتقاد کیا (دیکھو فتاوی قاضی خان وغیرہ) مگر افسوس کہ مسلمان اس ایمانی مسئلہ سے بھی ناواقف ہیں کہ انبیاء تو بجائے خود اولیاء کے لیے بھی غیب دانی سمجھ بیٹھے شیعوں کی معتبر کتاب کلینی کی کتاب العلم میں مصنف کتاب نے باب تجویز کیا ہے کہ آئمہ اہل بیت کو علم غیب اور ماکان ما یکون گزشتہ و آئندہ سب کا تھا نعوذ باللہ من الھفوات انہی تبعیت میں نام کے سنیوں نے غیب دانی کا عقیدہ مشائخ کی نسبت سیکھا ہے قرآن شریف ان سب باتوں کا رد کرتا ہے صریح کی نص جیسی اس باطل خیال کے رد میں موجود ہے کسی دوسرے مسئلے میں شاید ہی ملے- شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے؟

کسی پر سید زان گم کردہ فرزند　　که ای روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی　　چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال مابرق جہاں ست　　دمی پیدا و دیگر دم نہاں ست
گہے بر طارم اعلی نشینم　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

سچ ہے ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (اعراف-۷۴)

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ

پھر جب مرد عورت سے حاجت روائی کرتا ہے تو اسکو ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے وہ اتنے ہی حمل سے چلتی پھرتی ہے پھر جب بوجھل

رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا

ہوتی ہے تو دونوں اپنے رب سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہم کو صحیح سالم بچہ عنایت کرے تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب خدا

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ

ان کو صحیح سالم بچہ عنایت کرتا ہے تو اس کے دیے میں ساجھی بنادیتے ہیں خدا ان کے شرک سے بلند ہے ایسے لوگوں کو خدا کا شریک

مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ

بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔ اور نہ ان کی وہ مدد کرسکتے ہیں اور نہ

اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ

اپنے آپ کی اگر تم ان کو بغرض ہدایت بلاؤ تو تمھارے حسب منشا نہیں کر

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

سکتے برابر ہے کہ تم ان کو پکارو یا خاموش رہو

چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے پھر جب مرد عورت سے حاجت روائی کرتا ہے تو اس کو ہلکا سے حمل ہو جاتا ہے مگر وہ اتنے حمل سے چلتی پھرتی ہے پھر جب قریب ایام وضع آتے ہیں اور بوجھل ہوتی ہے تو دونوں میاں بیوی اللہ رب تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں کہ اگر تو ہم کو صحیح سالم بچہ عنایت کرے تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے مگر پھر جب خداوند ان کو صحیح سالم بچہ عنایت کرتا ہے تو اس کے دیے میں ساجھی بنادیتے ہیں۔ بندوں کی طرف نسبت کرنے لگ جاتے ہیں کوئی پیراں دتا کوئی میراں دتا۔ کوئی سالار بخش کوئی احمد بخش وغیرہ وغیرہ نام رکھ دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ دینے والا کوئی اور ہے جس کی شان ہے **یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور اویزوجهم ذکر انا وانا ثاویجعل من یشاء عقیما انه علیم قدیر** (شوریٰ۔۳۸) پس خدا ان کے شرک سے بلند ہے اس کی ذات تک شرک کا شائبہ بھی نہیں پہنچتا ہے کیا ان کو یہ بھی شرم نہیں آتی کہ ایسے لوگوں کو خدا کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود مخلوق ہے اگر خدا ان کو پیدا نہ کرتا تو پیدا ہی نہیں ہو سکتے اور نہ انکی وہ مدد کرسکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کی اگر ان کو بھی خدا کسی بات میں پکڑ لے تو مجال نہیں کہ چوں بھی کرجائیں تم اتنا بھی سمجھ نہیں سکتے کہ تم ان مصنوعی معبودوں کو بغرض ہدایت طلبی بلاؤ اور دعا مانگو تو تمہارے حسب منشا نہیں کرسکتے پس نفع رسانی کی حیثیت سے برابر ہے کہ تم ان کو پکارو یا خاموش رہو۔ ہاں پکارنے میں ضرر ضرور تم کو ہوگا کیوں کہ اپنی جیسی مخلوق کو بغرض مدد طلبی پکارنا شرک ہے۔

لہ اس آیت کو بعض مفسروں نے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق کیا ہے ایک ضعیف حدیث بھی اس مضمون کے متعلق بیان کرتے ہیں جسکا مضمون یہ ہے کہ حوا جب حاملہ ہوئی تو ان کے پاس شیطان نے آکر کہا کہ تیرے پیٹ میں جو ہے اس کا نام عبدالحارث رکھنا۔ تجویز کرے تو بچہ صحیح وسالم نکلے گا اور حارث شیطان کا نام ہے چنانچہ حوا نے ایسا ہی کیا۔ اس آیت میں یہ بیان ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ آیت بنی آدم کی عام حالت کا نقشہ ہے چنانچہ اس لفظ میں **تعالیٰ اللہ عما یشرکون** جمع کا صیغہ لاکر خدا تعالیٰ نے اس امر کی تصریح کردی ہے کہ یہ عام بنی آدم کی کیفیت کا بیان ہے اس سے کسی قدر اور زائد بیان تفسیر القرآن بآیات الرحمان میں ہم نے لکھا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا

جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہیں پس اگر تم سچے ہو تو ان کو بلاؤ

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۹۴﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ

پھر وہ تمہاری مان لیں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے تھے یا ان کے ہاتھ ہیں جن کے

بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ

ساتھ وہ چیزوں کو پکڑا کرتے تھے یا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ وہ دیکھا کرتے تھے یا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنا کرتے تھے

قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۱۹۵﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي

تو کہہ دے کہ اپنے شریکوں کو بلا لو پھر مجھ پر داؤ چلا لو اور مجھے ڈھیل مت دو میرا متولی اللہ ہے جس نے

نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

کتاب نازل کی ہے اور وہی نیکوکاروں کا متولی ہوا کرتا ہے۔ اور تم جن کو اس کے سوا پکارتے ہو وہ نہ

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۷﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ

تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے نفسوں کی اور اگر تم ان کو رہنمائی کے لیے بلاؤ

لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۹۸﴾

تو سنیں گے بھی نہیں اور تو سمجھتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔

اور اس میں تو شک نہیں کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہیں پس اگر تم اپنے دعویٰ میں کہ انکو بھی کچھ ایصال منافع میں اختیار ہے سچے ہو تو انکو بلاؤ پھر دیکھیں کہ وہ تمہاری مان بھی لیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ وہ تو اپنی نوبت گذار گئے اور جان بحق تسلیم کر چکے وہ تو معمولی ان باتوں میں بھی جنھیں بنی آدم باہمی ایک دوسرے کے معمولی کاموں میں دستگیری و فریادرسی کیا کرتے ہیں بوجہ فوتیدگی کے کچھ نہیں کر سکتے کیا تم دیکھتے ہو؟ کہ ان کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے تھے۔ یا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے تھے یا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھا کرتے تھے یا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنا کرتے تھے جب ان کا کوئی جوڑ بھی نہ رہا بلکہ سب کے سب قبروں میں گل گئے ہیں تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے؟ کہ جو طاقتیں خدا نے زندوں کو ایک دوسرے کی کاربراری کی دی ہوئی تھیں جب وہ بھی ان میں نہ رہیں تو بیرون از طاقت کاموں میں ان سے فریادرسی اور استمرار کیونکر جائز ہوگی؟ تو اے محمد ﷺ ان سے صاف کہہ دے کہ اچھا اپنے شریکوں اور ساجھیوں کو بلاؤ پھر جو کچھ تم سے ہو سکے مجھ پر داؤ چلاؤ اور مجھے کسی طرح ڈھیل مت دو میں دیکھوں کہ تمہارے مصنوعی معبود میرا کچھ کر سکتے ہیں میرا متولی اور کارساز تو صرف اللہ ہے جس نے میری طرف کتاب نازل کی ہے اور وہی سب لوگوں کا عموماً اور نیکوکاروں کا خصوصاً متولی ہوا کرتا ہے اور تم جن کو اس کے سوا پکارتے اور ان سے دعائیں مانگتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے نفسوں کی اور اگر تم ان کو راہ نمائی کے لئے بلاؤ اور دعا مانگو تو تمہاری سنیں گے بھی نہیں مگر اے محمد ﷺ تیرے مخاطب شرک کفر کی بیماری سے ایسے اندھے ہیں کہ تیرے سامنے آکر کھلی آنکھیں تیری طرف نظر کرتے ہیں اور تو سمجھتا ہے کہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ جیسا کہ چاہیے نہیں دیکھتے۔ متحیرانہ مدہوشانہ نظر کرتے ہیں اور حیران ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے؟

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ
تو درگزر کی خو کر اور نیک کام بتلا اور جاہلوں سے علیحدہ رہ۔ اور اگر فرضا شیطان

مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ
کی طرف سے تجھے کوئی حرکت پہنچے تو خدا کی پناہ لیجو بیشک خدا سنتا اور جانتا ہے۔ پرہیزگاروں کو جب

اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾
کوئی حرکت شیطانی سوجھتی ہے تو اسی وقت ان کو سوجھ آجاتی ہے تو وہ بینا ہو جاتے ہیں

وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِاٰيَةٍ
ان کے صحبتی ان کو گمراہی کی طرف دھکیلے لیے جاتے ہیں اور کمی نہیں کرتے اور جب تو ان کو حکم نہیں لا دیتا تو

قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ
کہتے ہیں کہ تو نے یہ حکم کیوں نہ بنا لیا تو کہہ دے کہ میں اسی بات کے پیچھے چلتا ہوں جس کی مجھے پروردگار کے ہاں سے اطلاع

مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾
ملتی ہے یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور ہدایت ہے اور ایمانداروں کے لیے رحمت ہے

تو ان کی دیوانگی اور دیوانہ تحیر کی پرواہ نہ کر بلکہ درگزر کی خو کر اور نیک کام بتلا اور جاہلوں سے علیحدہ رہ۔ انکی کسی جاہلانہ بات کا جواب نہ دے بلکہ شیخ سعدی مرحوم کے قول

جواب جاہلاں باشد خموشی

پر عمل کر اور اگر فرضا شیطان کی طرف سے تجھے کوئی حرکت پہنچے کہ جوش میں آکر ان کا سامنا کر بیٹھے تو جھٹ سے خدا کی پناہ لیجو اور اعوذ بالله من الشيطان الرجيم واعوذ بالله ان اكون من الجاهلين (بقرہ۔۵۶) پڑھیو۔ بے شک خدا سب کی سنتا اور ہر ایک کی بات کو جانتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے طریقہ چلا آیا ہے کہ پرہیزگاروں کو تبقاضاء بشریت جب کوئی حرکت شیطانی سوجھتی ہے تو اسی وقت عذاب الٰہی سے انکو سوجھ آجاتی ہے تو وہ بینا ہو جاتے ہیں جو گناہ کی ظلمت کا پردہ ان کے دلوں پر آیا ہوتا ہے وہ فوراً اٹھ جاتا ہے اور ان تیرے مخاطبوں کی تو یہ حالت ہے کہ ایک تو یہ خود ہی گئے گذرے ہیں ایسے مردہ دل ہیں کہ کبھی ان کو خدا کی عظمت دلوں میں بیٹھی ہی نہیں دوئم ان کے ہم خیال بد صحبتی ایسے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہر وقت ان کی گمراہی کی طرف سے زور سے دھکیلے لیے جاتے ہیں اور انکی تباہی اور بربادی میں کوئی کمی نہیں کرتے ہاں یہ ہر وقت سمجھاتے رہتے ہیں کہ تیری نہ مانیں بلکہ الٹے مخول ٹھٹھے سے پیش آتے ہیں اور جب تو ان کو ان کے حسب منشاء حکم بتوں کی تعظیم وغیرہ نہیں لا دیتا تو کہتے ہیں کہ تو نے یہ حکم کیوں نہ بنالیا؟ اپنے پاس سے گھڑ کر دکھا سنا دے تو ان نادانوں سے کہہ دے کہ میں اسی بات کے پیچھے چلتا ہوں جس کی مجھے میرے پروردگار کے ہاں سے اطلاع ملتی ہے تمہارے لئے بھی یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت کی بات اور ہدایت ہے اور ایمان داروں کے لئے تو سراسر رحمت ہے اس لئے تمہیں حکم ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم ہو

اور جب بغرض تذکیر اور وعظ تم پر قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر خدا کی طرف سے رحم ہو۔

شان نزول

مشرکین جب قرآن میں بت پرستی اور شرک کی مذمت سنتے تو کہتے تھے ائت بقران غیر هذا او بدله (یونس۔ ٤) یعنی اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لا یا اس کا اتنا حصہ بدل دے۔ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی آیت کے معنی یہاں معجزے کے ٹھیک نہیں۔

(واذ قری القران) اس آیت کی تفسیر میں ہم نے یہ لفظ بغرض تذکیر اور وعظ بڑھا کر ایک بڑے معرکۃ الاراء مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے لکھنے کا پہلے ہمیں خیال نہ تھا۔بلکہ اس کے لئے کوئی اور مقام تجویز تھا مگر بعض وجوہ پیش آمدہ سے اس مقام پر اس کے لئے یہ حاشیہ تجویز ہوا۔وہ مسئلہ قراۃ خلف الامام کا ہے۔قدیم الایام سے تو یہ مسئلہ اختلاف رکھتا تھا مگر اس زمانہ میں مسلمانوں کی خوش قسمتی سے جہاں انکی اور کلیں بگڑی سے سیدھی ہو رہی ہیں اس میں بھی اختلاف سے مخالفت کی صورت بدل گئی ہے دونوں فرقوں (حنفیہ اور اہل حدیث) میں اس مسئلہ نے جو اپنا اثر دکھایا ہے وہ اہل ہند سے مخفی نہیں۔اسی مخالفت کی وجہ سے ہمارا طریق عمل تفسیر کے متعلق ہم کو اس تحریر کی اجازت نہ دیتا تھا۔مگر چوں کہ ایک ہی کام کے لئے مختلف نیتیں ہو سکتی ہیں جو اپنا اپنا الگ الگ اثر دکھاتی ہیں۔اس لئے بہ نیت نیک اپنے مسلمہ مذہب کا اظہار کچھ معیوب نہیں۔

اس مسئلہ کے متعلق آئمہ مجتہدین کے کئی ایک مذہب ہیں۔شافعیہ اور اہل حدیث کے نزدیک تو فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے جمہور حنفیہ کے نزدیک منع بلکہ حرام ہے بعض آئمہ کے نزدیک سنت حنفیہ جو مطلقا سری اور جہری دونوں نمازوں میں منع کہتے ہیں ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے جس کا مطلب وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت اور جس گھڑی قرآن شریف پڑھا جائے سننے والے کا فرض ہے کہ اسے کان لگا کر سنے اور خود منہ سے کچھ نہ کہے جیسا کہ فاستمعوا له وانصتوا (اعراف۔ ١٣) سے مفہوم ہے چونکہ امام نماز میں پڑھتا ہے اس لئے مقتدی کو بحکم آیت موصوفہ کے پڑھنا نہ چاہیے۔حنفیہ کی دلیل کی مختصر تقریر ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اصل اصول سے گفتگو اٹھائیں اور جس نیو (NAVE) پر یہ مسئلہ متفرع ہے اس کی تھوڑی سی تفصیل اور توضیح کر کے پھر اس کی توضیح کریں۔مگر چونکہ یہ تقریر کسی قدر علمی اصول پر ہو گی اس لئے محض اردو خوانوں سے اگر وہ ان کی سمجھ میں نہ آسکے تو معافی کے خواستگار ہیں۔تاہم کوشش کریں گے کہ جس طرح سے ہو سکے آسان طرز سے مضمون ادا ہو۔

علمائے[1] اصول عام کے بارے میں مختلف ہیں کہ وہ اپنے افراد کو قطعی مشتمل ہوتا ہے یا ظنی جمہور علماء کے نزدیک ظنی اور بعض کے نزدیک قطعی اور یہی مذہب جمہور حنفیہ کا ہے گو بعض حنفیہ کو بھی یہ مذہب مسلم نہیں چنانچہ تلوتح میں مذکور ہے

> وعند جمهور العلماء اثبات الحكم فى جميع مايتنا وله من الافراد قطعا ويقينا عند مشائخ العراق وعامة المتاخرين وظنا عند جمهور الفقهاء والمتكلمين وهو مذهب الشافعى والمختار عند مشائخ سمرقند حتى يفيد وجوب العمل دون الاعتقاد ويصح تخصيص العام من الكتاب بخبر الواحد والقياس (تلويح صفحه ٤٠)

عام کا حکم افرادوں میں مشائخ عراق اور عامہ متاخرین کے نزدیک یقینی ہے۔لیکن جمہور فقہاء کے اور متکلمین کے نزدیک ظنی ہے اور یہی مذہب شافعی (رحمتہ اللہ علیہ) کا ہے اور مشائخ سمرقند کا مختار بھی یہی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وجوب عمل کا فائدہ دیتا ہے وجوب علم کا نہیں اور تخصیص کتاب اللہ کی خبر واحد اور قیاس سے (در صورت ظنی ہونے کے) جائز ہے

[1] واقفیہ وغیرہم کا یہاں ذکر نہیں بلکہ معتدبہ مذہب کا ذکر ہے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

اور تو اپنے پرودگار کو جی ہی جی میں عاجزی اور خوف سے نہ زور کی آواز سے صبح و شام

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

پکارا کر اور غافلوں سے نہ ہو جائیو

اور اس قرآن کے حکموں میں سے ایک حکم یہ ہے کہ تو اپنے پروردگار کو جی ہی جی میں عاجزی اور اس کی عظمت کے خوف سے نہ زور کی آواز سے بلکہ مناسب درمیانی آواز سے صبح وشام پکارا[1] کر اور غافلوں کی جماعت سے نہ ہو جو تمام روز دنیا کے دھندوں میں ہو کر لایذکرون الله الا قلیلا کے مصداق ہیں جن کے حق میں کسی بزرگ نے کیا ہی خوب کہا ہے

اھل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در زق زق و در بق بق اند

مذکورہ بالا عبارت سے نہ صرف یہی کہ علماء کا اختلاف عام کے بارے میں معلوم ہوا ہے بلکہ ثمرہ اختلاف بھی واضح ہوا یعنی جن لوگوں کے نزدیک عام اپنے مسمیات میں قطعی ہے وہ تو خبر واحد سے اس کی تخصیص بمساویہ جائز نہیں جانتے اور جن کے نزدیک ظنی ہے ان کے نزدیک تخصیص بخبر واحد قبل تخصیص مساویہ جائز ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ تخصیص عام بخبر الواحد کوئی مسئلہ متنازعہ فیہ نہیں بلکہ متنازعہ فیہ بر آ اشتمال عام ہے علماء اصول اپنے اپنے دعوی کے اثبات کے لئے بہت سے دلائل ہیں بہتر ہے کہ پہلے ان کے بتلائے ہوئے دلائل بیان کریں بعد ازاں کچھ اپنی طرف سے حسب ضرورت ایزاد کریں کیونکہ الفضل للمتقدم مسلم امر ہے صدر الشر یعتہ صاحب توضیح جن کے بعد ان سے بڑھ کر تو کیا ان کے رتبہ کا بھی اصول دانی میں کوئی پیدا نہ ہوا ہوگا- جو اصولیوں کے عموما اور حنفیوں کے خصوصا افتخار ہیں اپنے دعوی (قطعی اشتمال) کو مدلل کرتے ہیں جن کی مزید توضیح صاحب تلویح کی عبارت میں ہم بتلاتے ہیں

ان اللفظ اذا وضع لمعنی کان ذلك المعنی لازماثابتا بذلك اللفظ عنداطلاقه حتی یقوم الدلیل علی خلافه والعموم مما وضع له للفظ فکان لا زما قطعا حتی یقوم ودلیل الخصوص کالخاص یثبت مسماه قطعا حتی یقوم دلیل المجاز (تلویح صفحه ٤٦)

لفظ جب کسی معنی کے لئے وضع ہوتا تو وہ معنی اس لفظ کو لازم ہوتے ہیں جب تک کوئی دلیل اس کے خلاف کی قائم نہ ہو عموم کے لئے لفظ موضوع ہیں تو عموم بھی اپنے الفاظ کو قطعی لازم ہوگا- جب تک دلیل مخصوص قائم نہ ہو جیسے خاص کا مسمی قطعی ثابت ہوتا ہے جب تک دلیل مجاز قائم نہ ہو

قائلین بالظن کی طرف سے صاحب تلویح نے یہ دلیل بیان کی ہے

ان کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شایع فیه کثیر بمعنی ان العام لا یخلوا عنه الا قلیلا بعونة القرائن کقوله تعالیٰ ان الله بکل شئٍ علیم ولله مافی السموات وما فی الارض حتی صار بمنزلة المثل انه ما

ہر عام احتمال تخصیص کا رکھتا ہے اور تخصیص عام طور پر شائع بھی ہے یعنی کوئی عام شاذ و نادر وہ بھی بالقراض کے سوا تخصیص سے خالی نہیں جیسا قول خداوندی یہاں تک کہ یہ

[1] وابتغ بین ذلك سبیلا کی طرف اشارہ ہے

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَ

بیشک جو تیرے پروردگار کے مقرب ہیں اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح

لَهُ يَسْجُدُونَ ﴿۲۰۶﴾

پڑھتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

بے شک جو تیرے پروردگار کے نزدیک مقرب اور اولیاء اللہ میں وہ باوجود اس اعلیٰ رتبہ کے بھی اس کی عبادت کرنے سے تکبر اور سرکشی نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ فروتنی سے اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اسی کو سجدے کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ وہ اس کے ہیں اور وہ ان کا کیا پیچ ہے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

من عام الا وقد خص يع منه البعض وكفى بهذا دليلا على الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص للمجاز فانه ليس بشائع في الخاص شيوع التخصيص في العام حتى ينشاء عنه احتمال المجاز في كل خاص (تلويح صفحه)

ایک مثل ہے کوئی عام ایسا نہ ہوگا جس کی تخصیص نہ ہوئی ہو اور احتمال کے لیے اتنی ہی دلیل کافی ہے بخلاف احتمال خاص کے معنی مجازی کے لئے کیونکہ وہ تخصیص کی مثل شائع نہیں تاکہ ہر خاص میں احتمال مجاز پیدا ہو سکے

قائلین بالظن کی اس دلیل کے علاوہ ہمارے خیال میں یہ ایک دلیل بھی عام کے قطعی نہ ہونے کی قطعی ہے کہ عام اگر مساوی خاص کے قطعی ہو تو زید کی غیبت جیسے منع ہے عام افراد کی بھی منع ہوتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زید کو جو خاص ایک شخص ہے برا کہے تو شرع میں اسکو غیبت کا گناہ ہے اور حکام مجازی لائیبل (ہتک عزت) کی اجازت دیتے ہیں اور اگر کوئی شخص زید کی ساری قوم یا ہم پیشہ لوگوں کو جن میں زید کا شمول قطعی ہے برا کہے تو نہ شرعاً غیبت ہے نہ عرفاً لائیبل کا دعوی۔ پس اگر دونوں (عام اور خاص) اپنی مسمیات کے اشتمال میں مساوی الاقدام ہوتے تو نتیجہ بھی مساوی الدرجہ ہوتا وار تفاع اللازم يستلزم ارتفاع الملزوم یہ تقریر ہماری خاص کر اس وقت زیادہ وضاحت دیتی ہے جب ہمارے سامنے کوئی شخص علماء کی نسبت بدزبانی کرتا ہوا یوں کہے کہ آج کل کے علماء ایسے ویسے ہیں اور دوسرا شخص خاص کر ہمارے نام سے وہی الفاظ ہمارے سامنے زبان پر لائے تو دونوں حالتوں میں جتنا مختلف اثر ہم اپنے اندر پائیں گے اسی قدر ان دو لفظوں کی دلالت کا فرق ہوگا دونوں حالتوں میں مختلف اثر کیوں ہے؟ اس لئے کہ جب کوئی شخص ہمارے نام پر برا کہے تو اس میں کوئی تاویل یا عدم شمول کا خیال نہیں ہو سکتا اور جس وقت کوئی شخص ہماری ساری قوم کو یا ہمارے ہم پیشہ لوگوں کو برا کہتا ہے تو ایک ضعیف سا وہم اور خیال اس بات کا باقی رہتا ہے کہ شاید یہ قائل ہم کو ایسے لوگوں سے الگ سمجھتا ہو گو قائل نے کوئی قرینہ اس خیال کا بھی قائم نہ کیا ہو پس اس طریق دلالت کا نام ظنی اشتمال ہے فهو ما اردنا

ہماری اس تقریر میں صاحب توضیح کا جواب بھی مل سکتا ہے کیونکہ کسی لفظ کو معنی کے لئے وضع کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس لفظ سے وہ معنی سمجھے جائیں خواہ کسی طریق سے ہوں۔ قطعی ہوں یا ظنی خاص میں قطعی طریق سے دلالت ہوگی۔ عام میں ظنی سے۔ ہاں اگر عام میں قطعیت منظور ہوگی تو تاکید سے کام لیا جائے گا توافقا للادلة۔ فافهم

پس بعد اس تمہید کے ہم آیت کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اولا تو آیت موصوفہ عام نہیں۔ کیوں کہ اذا کا لفظ کلیہ کا نہیں بلکہ مہملہ ہے وهي تلازم الجزئية لا الكليه جب عام ہی نہیں تو حدیث سے

---

[1] اہل معقول نے بھی اذا کو مہملہ نہیں کہا بلکہ فقہا بھی اس کے قائل ہیں انت طالق اذا شئت لا تطلق الا واحدة وفي كلما شئت لها ان تفرق الثلث اسی بنا پر ہے

تخصیص کسی طرح مشکل نہیں اور اگر بقولوائے مہملات العلوم کلیۃ عام بھی ہو تو بوجہ اشتمال ظنی مسمیات اپنے کے خبر واحد سے مخصوص ہو سکتا ہے وہ کیا ہے ؟

لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب- ولا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرئھا (الحدیث)

اس تخصیص کی تمثیل مسلمہ سنی ہو تو سنو

اذ اقمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم (مائدہ-۵)

باوجود اس کے ایک وضو سے متعدد نمازیں جائز ہیں-

کما ھو مجمع علیہ فما ھو وجھہ وجھہ

اگر اس تقریر سے بھی ہم تنزل کریں اور یہ بھی تسلیم کرلیں کہ عام کا اشتمال قطعی ہے تو یہی ہم باسانی جواب دے سکتے ہیں کیونکہ در صورت قطعیت تخصیص بخبر الواحد اسی صورت میں منع ہے جس میں عام مخصوص البعض نہ ہو چکا ہو اور اگر عام کسی مخصص کے ساتھ مخصوص البعض ہو چکا ہے تو پھر تخصیص بخبرالواحد میں کوئی اشکال نہیں- چنانچہ تصریحات علماء اس پر شاہد ہیں

اما العام الذی خص عنہ البعض فحکمہ انہ یجب العمل بہ فی الباقی مع الاحتمال فاذا قام الدلیل علی تخصیص الباقی یجوز تخصیصہ بخبرالواحد والقیاس (اصول الشاشی صفحہ ٤)

پس اب دیکھنا چاہیے کہ سوا خلف الامام کے کتنے افراد میں حنفیہ بھی آیت موصوفہ کو مخصوص مانتے ہیں- اگر جہری اور سری دونوں نمازوں میں اسے دلیل سمجھا جائے جیسا کہ ان کے سیاق دلیل سے معلوم ہوتا ہے تو پہلا فرد مخصوص صلوۃ فرادی فرادی ہے-

دوئم :. صبح کی نمازیں جماعت کے ہوتے ہوئے اور امام کی قرات پڑھتے وقت دو سنتوں کا باب المسجد پر یا ستون کی اوٹ میں ادا کرنا کما ھو مذکور فی الھدایۃ

سوئم : مسبوق کا امام کی قرات کے اثنا میں تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہونا حالانکہ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر ایک جملہ تامہ ہے جو فاستمعوا لہ وانصتوا (اعراف-۱۳) کے صریح خلاف ہے-

علی ھذاالقیاس پس ایسا ہی چوتھا فرد خلف الامام بھی مخصوص ہو تو آیت موصوفہ سے کیونکر مختلف ہو سکتا ہے ؟

یہ طرز استدلال ہمارا آیت کی تخصیص سے دراصل مدافعت ہے نہ کہ اثبات دعوی اب ہم اپنے دعوی کا ثبوت آسان طرز سے جس میں طول الامل بھی نہ ہو دیتے ہیں اور وہ یہ ہے

قولہ تعالیٰ ---------- فاقروا ما تیسر من القران (الایۃ)

کل مفسرین واہل مذہب متفق ہیں کہ آیت موصوفہ نماز کے متعلق ہے چنانچہ اسی آیت کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک مطلق قرأت بلاتعیین فاتحہ فرض ہے لیکن ہمارے نزدیک اسی آیت سے قرأت فاتحہ خلف الامام کی فرضیت ثابت ہے اس لئے کہ ماجو ماتیسر میں ہے تین احتمال رکھتا ہے-

عام' مطلق' مجمل

پہلے دو احتمال تو یہاں نہیں ہو سکتے- تیسرا صحیح ہے عام تو اس لئے نہیں کہ عام کا حکم اس پر مترتب نہیں-

ھو بمنزلۃ الخاص فی حق لزوم العمل بہ لا محالۃ وعلی ھذا قلنا اذا قطع السارق بعد ما ھلک المسروق عندہ لا یجب علیہ الضمان لان القطع جزاء جمیع ما اکتسب بہ فان کلمۃ ما عامۃ یتناول جمیع ما وجد من السارق- (اصول شافعی)

عام کا حکم یہ ہے کہ وہ لزوم عمل میں بمنزلہ خاص کے ہے یقیناً اسی بناء پر ہم (حنفیہ) نے کہا ہے کہ چور کے ہاتھ اگر بعد

ضائع ہو جانے مال کے اس کے ہاتھ کاٹے جائیں تو اس پر ضمان نہیں آتی-کیونکہ قطع اس کے تمام کے عوض میں ہے
اسی لئے کہ کلمہ ما کا عام ہے-چور نے جو کچھ ہوا-اس سب کو شامل ہے
اسی لئے صاحب نور الانوار کو یہ تاویل کرنی پڑی کہ

لا يقال فحينئذ ينبغي ان يجب قراة جميع ما تيسر من القران فى الصلوة عملا لقوله تعالے فاقروا ما تيسرا من القران لانا نقول بناء الامر على التيسرينا فى ذلك (نور الانوار صفحه ٧٦)

تمام میں ماتیسر کا پڑھنا اس لئے واجب نہیں ہوا کہ آیت فاقروء لآی کا آسانی پر مبنی ہونا اس کے منافی ہے
لیکن جہاں ما کی عمومیت پر دلیل لایا کرتے ہیں-وہاں پر یہ مثال بھی ساتھ ہی مذکورہ ہوتی ہے کہ

اذا قال المولى لجارية ان كان مافى بطنك غلاما فانت حرة فولدت علاما وجارية لم تعتق لان المعنى حينئذ ان كان جميع مافى بطنك غلاما فانت حزا ولم يكن كذلك بل كان بعض مافى بطنها غلاما وبعضه جارية فلم يوجد الشرط (نور الا نوار صفحه ٧٦ اصول الشاشى صفحه ٢)

مالک اپنی لونڈی سے کہے کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اگر یہ لڑکا ہے تو تو آزاد ہے-وہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنے تو آزاد نہ ہو گی-کیوں کہ مالک کے کلام کے یہ معنی تھے کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں قابل اولاد ہے وہ سارا لڑکا پیدا ہوا تو تو آزاد ہو گی-حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس میں بعض سے تو لڑکا ہوا اور بعض سے لڑکی ہو گئی پس شرط نہ پائی گئی
پس جب اس ما میں اتنی گنجائش نہیں کہ ایک لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی کو بھی سما سکے بلکہ دو تین لڑکے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہو تو بھی ما کے خلاف ہے تو جس صورت میں تمام قرآن متیسر ہونے کے وقت تین آیتوں سے فرضیت کا سقوط ہو تو ما کا حکم کیا بحال رہے گا؟ ہر گز نہیں-
مطلق اس لئے نہیں کہ مطلق کا حکم بھی یہاں پایا نہیں جاتا کیونکہ مطلق کا حکم ہے

فان حكم المطلق ان يكون الاتى باى فرد كان آتيا بالما موربه (اصول الشاشى صفحه ٥)

کہ مطلق کے افراد میں سے جس فرد کو مکلّف ادا کرے-اس کے ادا کرنے سے واجب ہی ادا ہو-
پس اس بنا پر اگر کوئی شخص ایک رکعت میں سورہ بقرہ کو تیسر سمجھ کر ساری ختم کرے تو کہا جائے گا کہ اس کی قرأت سے فرضیت ادا ہوئی؟ نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ ایک آیت[1] یا تین آیتوں سے تو فرضیت ادا ہوئی اور باقی سے سنت[2] یا استحباب پس آیت موصوفہ میں ما مطلق بھی نہ ہوا جب دونوں (عام اور مطلق) نہیں تو تیسری قسم مجمل ہونے میں کیا اشتباہ ہے-

مجمل کی تعریفات

اما المجمل فما ازدحمت فيه المعانى واشتبه المراد به اشتباها لا يدرك بنفس العبارة بل بالرجوع الى الا ستفسار ثم الطلب ثم التامل المجمل ما احتمل وجوها فصار بحال لا يوقف على المراد الا ببيان من قبل المتكلم (اصول الشاشى)

[1] ادنى ما يجزى من القراة فى الصلوة آية عند ابى حنيفه وقال ثلث ايات قصارا واية طويلة (هداية فى فصل القراة)

[2] اعلم ان القرائة فى الحضر فى الصلوة على اقسام قسم يدخل به الجواز وقسم يخرج به عن حدا الكراهة وقسم يدخل به فى الاستحباب اما الاول لو قراء اية قصيرة ولم يقراء بفاتح الكتاب جاز فى قول ابى حنيفة ويكره وعندهما لا يجوز وان القراة الفاتحة ومعهما سورة قصيرة اوثلث ايات قصارا واية طويلة جاز من غير كراهة والمستحب من القران فى الفجر اربعون اية سوى فاتحة الكتاب فى الركعتين كذا فى الجامع الصغير لقاضى خان- حاشيه هدايه

مجمل کی تعریفات شتی میں غور کرنے سے بھی اس ما کا مجمل ہونا ہی معلوم ہوتا ہے ازدحام معانی اشتباہ مراد احتمال وجوہ شتی سب اس میں پائی جاتی ہیں (اسکی مزید توضیح آگے آتی ہے) پس جب یہ ما مجمل ہے تو بموجب حکم مجمل البیان میں قبل ماتکلم وغیرہ ذلك

اس کا بیان حدیث مذکورہ لا صلو الا بفاتحة الکتاب ولا تفعلو الا بفاتحة الکتاب وغیر ذلك من صحاح الاحادیث کرنے کو کافی ہیں- یہ تقریر ہماری بعینہ صدر الشریعة کی تقریر سے مشابہ ہے صاحب موصوف نے مسح ربع راس کے اثبات کے لئے جو تقریر کی ہے- ناظرین وہ بھی سنیں- پھر ہمارے طرز استدلال کو اس سے مقابلہ کریں صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

اما نفی مذهب الشافعی فمبنی علی ان الایة مجملة فی حق المقدار لا مطلقة کما زعم لان المسح امرار الید القبلة ولا شك ان مماسة الا نملة شعرة اوثلثا لا تسمی مسح الراس وامرار الیدیکون له حد وهو غیر معلوم فیکون مجملا لانه اذا قیل مسحت بالحائط یراد به البعض وفی قوله تعالیٰ فامسحوا بوجوهکم الکل فیکون الایة فی المقدار مجملة ففعله علیه السلام انه مسح علی ناصیة یکون بیاناله (شرح وقایه لکهنوی صفحه)

شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں نفی اس پر مبنی ہے کہ آیت مقدار مجملہ ہے مطلق نہیں- جیسا کہ شافعی کا گمان ہے کیوں کہ مسح بھیگے ہاتھ کے پھیرنے کو کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ انگلیوں کا ایک دو یا تین بالوں کا چھو جانا مسح نہیں کہلاتا اور ہاتھ کے پھیرنے کی بھی کوئی حد ہے جو معلوم نہیں پس آیت مجمل ہے کیوں کہ جب کہا جاتا ہے میں نے دیوار کو مسح کیا تو تمام دیوار مراد نہیں ہوتی بلکہ بعض ہوتی ہے اور فرمان خداوندی میں کہ مونہوں کا مسح کرو کل منہ مراد ہیں- پس آیت مقدار میں مجملہ ہے پس آنحضرت کا فعل کہ اپنے ناصیہ (بقول حنفیہ ربع سر) پر مسح کیا اس کا بیان ہوگا-

ٹھیک اسی طرح ہم اس آیت فاقرء واما تیسرا الآیۃ کی تقریر کر سکتے ہیں کہ

لا شك ان التیسرله احد وهو غیر معلوم فیکون الایة مجملة لانه اذا قیل تیسرلی القران فقرات کله یراد به الکل وفی قوله فاقرء وا ما تیسرا الایة البعض فیکون الایة مجملة فقوله علیه السلام فی الصحیح لا صلوة الا بفاتحة الکتاب ولا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب الحدیث یکون بیاناله فالحمد لله-

بے شک تیسر (آسانی) کی کوئی حد ہے پس آیت مجملہ ہے کیونکہ جب کہا جائے کہ مجھے قرآن متیسر ہوا تو میں نے سارا پڑھا کل مراد ہے اور فرمان خداوندی فاقرء وا ما تیسرا الایة (منزل-۱) میں بعض آیت مجمل ہوئی- پس فرمان نبوی صحیح حدیث میں کہ سوائے فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی اور نماز میں امام کے پیچھے بجز فاتحہ کے کچھ نہ پڑھا کرو- اس آیت مجملہ کا بیان ہے-

بعض اعلام رحمہ اللہ العلام حسب مذاق خود اور ہی طرز پر چلے ہیں کہ امام اور مقتدی کی نماز در حقیقت صلوۃ واحد ہے یعنی امام مقتدی کے لئے واسطہ فی العروض ہے چونکہ واسطہ فی العروض میں حرکت ایک ہی ہوتی ہے اس لئے جماعت کے وقت دونوں کی نماز میں ایک ہی فاتحہ ہوگی جو امام پڑھتا ہے فرماتے ہیں کہ اس سے لا صلوۃ الا بفاتح الکتاب والی حدیث بھی بحال رہی اور قراءۃ الامام قراءۃ له کے معنی بھی واضح ہوگئے- یہ سب کچھ تو ہوا لیکن ہمیں ایک شبہ ابھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ اگر امام واسطہ فی العروض ہوتا تو جیسی بحکم حرکت واحدۃ قرائۃ مقتدی سے ساقط ہوئی تھی- دیگر ارکان رکوع سجود وقعدہ وغیرہ بھی ساقط ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں یہاں تک کہ تسبیحات وغیرہ سنن بھی ساقط نہیں ہوتیں نیز چونکہ واسطہ فی العروض میں اصل حرکت سے موصوف واسطہ ہوتا ہے اور ذی واسطہ نہیں بلکہ ذی واسطہ سے حرکت حقیقۃ مسلوب ہوتی ہے جیسے سفینہ اور سوار کی تمثیل سے ظاہر ہے کہ السفینة متحرکة والراکب لیس بمتحرك پس حسب مقتضاء واسطہ فی العروض ہم کہہ سکتے ہیں کہ الامام

مصلی حقیق والمقتدی لیس بمصل حقیقة جس کا نتیجہ صریح ہے کہ مقتدی نے تعمیل فرمان واجب الاذعان اقیموا الصلوة پر عمل ہی نہیں کیا بلکہ من ترك الصلوة متعمدا فقد کفر کی ذیل میں آگیا۔اگر یہ کہا جائے کہ گو مقتدی حقیقۃً موصوف بالصلوۃ نہیں مگر حکماً تو اتنا ہی اس کے لئے کافی ہے تو کہا جائے گا کہ اقیموا الصلوة میں جو سب اہل ایمان کو حکم ہے حقیقی صلوۃ کا ہے یا حکمی کا اگر سب کو حقیقی کا ہے تو ایراد وارد اور اگر سب کو حکمی کا تو امام صاحب غیر مطیع اور اگر حقیقی اور حکمی دونوں کا ہے تو جمع ہیں الحقیقة والمجاز وهو کما تری ہاں اگر امام کو واسطہ فی الثبوت قسم ثانی کہا جائے تو البتہ صحیح ہے کیونکہ واسطہ فی الثبوت میں ذی واسطہ سے حرکت مسلوب نہیں ہوتی کما تری فی حرکت الید والمفتاح

جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے اپنے مدعا کے اثبات میں کسی مغالطہ یا سفسطہ سے کام نہیں لیا امید ہے کہ ناظرین اگر ہماری معروضہ بالا تقریر کو بغور پڑھیں گے تو مذہب میں متفق اللفظ نہ ہوں گے تو تقریر کے طرز استدلال کے محسن تو ضرور ہوں گے

اب ہم ایک دو احادیث کا جو مانعین کے سر دفتر ہیں جواب عرض کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے توفیق دی تو اس مسئلہ میں مستقل رسالہ بھی لکھیں گے ان شاء اللہ۔

اول حدیث وہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة (مذکور فی الهدایته وغیرہ) یعنی جو شخص امام کے پیچھے ہو امام کی قرأت اس کے واسطے کافی ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث کو بہت سے علماء نے غیر معتبر کہا ہے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ جزء القرأیں هذا خبر لم یثبت عند اهل العلم لا نقطاعه وارساله کہا ہے حافظ ابن حجر اور دار قطنی وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اگر نہایت عرق ریزی کر کے اس حدیث کو پایہ اعتبار تک پہنچایا جائے تو غایت مافی الباب حسن کے درجہ تک پہنچے گی جو احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ کے مقابل میں مرجوح ہے۔علاوہ اس کے تطبیق بھی آسان ہے۔کیونکہ اس میں عام قرات کی کفایت ہے اور احادیث صحیحہ میں خاص قرأت فاتحہ کا ثبوت ہے پس عام اور خاص کے متعلق جمہور کے مذہب پر جس کو ہم نے بھی مدلل کیا ہے کہ امر مفصلا بالکل آسان بات ہے کہ الخاص مقدم علی العام لانه قطعی والعام ظنی حنفیہ کے نزدیک بھی گو عام مساوی خاص کے ہے خاص سے عام کی تخصیص ممکن ہے چنانچہ نور الانوار میں مرقوم ہے

واذا اوصی بخاتم الانسان ثم بالفص منه الا الاخوان الحلقة للاول والفص بینهما بخلاف ما اذا اوصی بالفص بکلام موصول فانه یکون یبالان المراد بالخاتم فیما سبق الحلقة فتکون الحلقة للاول والفص للثانی۔

پس جمع بین الادلتہ کے اصول سے یہی رائے صحیح ہے کہ سورہ فاتحہ کے سوا باقی قرات میں امام کو نائب سمجھا جائے کذا قال البیہقی وغیرہ

دوسری حدیث وہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

انما جعل الا مام لیئوتم به فاذا کبر فکبروا و اذا قرء فانصتوا

امام اس لئے مقرر ہوا کہ اس کی اقتداء کی جائے جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب پڑھے تو چپ رہو

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو اس حدیث کا اخیر فقرہ جب پڑھے تو چپ رہو ضعیف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ حفاظ حدیث اس کے ضعف پر متفق ہیں۔

دوئم۔یہ حدیث بھی مخصوص ہے بغیر فاتحہ کے اس دعوی پر علاوہ مذکورہ بالا دلائل کے یہ بھی ایک قرینہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ جو اس حدیث کے راوی ہیں انہی سے کسی نے پوچھا کہ امام کے پیچھے پڑھا کریں یا نہیں ابوہریرہ نے کہا اقرأ بها فی نفسك یعنی آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو کیونکہ حضرت ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ

قال الله قسمت الصلوة بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی ماسال فاذا قال العبد الحمد لله رب

العالمين قال تعالىٰ حمدنى عبدى واذا قال الرحمن الرحيم قال اثنى على عبدى واذا قال مالك يوم الدين قال مجدنى عبدى واذا قال اياك نعبد واياكْ نستعين قال هذا بينى وبين عبدى ولعبدى ماسال فاذا قال اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال هذا العبدى ولعبدى ماسال (رواه مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز (یعنی فاتحہ) کو اپنے اور بندے میں دو حصے کیا میرا بندہ جو مانگے اس کو دیتا ہوں جب بندہ کہتا ہے الحمد الله رب العالمين تو خدا فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعریف کی ہے اور جب الرحمن الرحيم کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے میرے بندہ نے میری ثنا کی ہے اور جب مالك يوم الدين کہتا ہے تو خدا کہتا ہے میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی اور جب اياك نعبد واياك نستعين کہتا ہے تو خدا کہتا ہے یہ جملہ میری تعریف کا اور بندے کی حاجت کا ہے اور میرے بندہ نے جو مانگا اس کو ملے گا اور جب اهدنا الصراط آخر تک کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے یہ فقرات میرے بندے کے فائدے کے ہیں اور جو میرے بندہ نے چاہا اسکو ملے گا۔

علاوہ اس کے اگر عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کو حدیث کو زیر نظر رکھا جائے تو ان سب قضایا کا فیصلہ ہی ہو جاتا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

عن عباد ابن الصامت قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح فثقلت عليه القراة فلما انصرف قال انى اراكم تقرون وراء امامكم قال قلنا يا رسول الله اى والله قال لا تفعلوا الا بام القران فانه لا صلوة لمن لم يقراء بها رواه ابوداؤد والترمذى وفى لفظ فلا تقرأوا وابشئى من القران اذا جهرت به الا بام القران رواه ابوداؤد والنسائى والدار قطنى وقال كلهم ثقات (كذا فى المنتقى)

عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ایک روز صبح کی نماز پڑھائی تو آپ کی قرأت رک گئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ مجھے گمان ہوتا ہے کہ تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو (ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے سبح اسم اونچی پڑھی تھی) ہم نے عرض کیا ہاں حضرت! فرمایا سوائے ام القرآن یعنی فاتحہ کے کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ جو شخص فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ایک روایت میں ہے جب میں اونچے پڑھوں تو سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھا کرو

یہ حدیث سب جھگڑوں کی بیخ کنی ہے۔ اس حدیث کے مالہ وماعلیہ کی تفصیل کی جگہ نہیں من شاء التفصيل فليرجع الى تخريج الزيلعى وغیرہ والله اعلم وعلمه اتم

سورت انفال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ‌ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ‌ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا

مال غنیمت کا حکم تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ مال غنیمت تو اللہ اور رسول کے قبضہ میں ہے پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں

ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ‌ ۖ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ①

صلح سے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے رہو اگر تم ایماندار ہو

سورت الانفال

اے محمد ﷺ مال غنیمت کا حکم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس مال کو جو جنگ میں غالب کو مغلوب کی شکست سے حاصل ہوتا ہے کس طرح تقسیم کریں؟ تو ان سے کہہ دے کہ اصل میں مال غنیمت تو اللہ کے حکم میں اور اللہ کے اذن سے رسول کے قبضہ میں ہے پس تم اللہ سے ڈرتے رہو جس طرح وہ تم کو اس بارے میں حکم دے گا اس پر تم نے عمل کرنا چنانچہ اسؑ نے بتلایا ہے کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ نکال کر باقی لشکریوں پر بانٹ دو پس تم اسی طرح کرو اور آپس میں جھگڑا اور فساد نہ کرو بلکہ صلح سے رہو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے رہو اگر تم ایماندار ہو تو ایسا ہی کرو- اس سے سرمو تفاوت نہ کرو کیونکہ

شان نزول

(یسئلونك عن الانفال) جنگ بدر چونکہ پہلی جنگ تھی اس سے پہلے کوئی لڑائی ایسی کامیابی سے نہ ہوئی تھی کہ مال غنیمت ہاتھ آیا ہوتا- اس لئے اس کی تقسیم کے متعلق صحابہ میں تکرار ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

یسئلونك اس حاشئے میں ہم جہاد کی مختصر سی تحقیق اور آنخضرت **فداہ روحی علیه افضل الصلوٰۃ والسلام** کے غزوات کی مجمل تاریخ بتلائیں گے اور کسی قدر اپنے قدیمی مہربان سر سید احمد خان مرحوم کے شبہات کے جواب بھی دیں گے پیچھے ہم بتلا آئے ہیں کہ جہاد کے بانی مبانی حقیقت میں مشرکین عرب اور ان کے مخلص دوست بلکہ بھائی بند- یہود و نصاریٰ ہی تھے جنہوں نے آنخضرت اور آپکے خادموں کو ناحق از حد فزوں ایسی تکلیفیں دیں جن سے غیرت خداوندی کو جوش آیا تو اس نے مسلمانوں کو بھی ہاتھ اٹھانے کی اجازت بخشی چنانچہ **اذن[1] للذین یقتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر** (حج-۲۸) ان معنی کی طرف اشارہ بلکہ صراحت ہے اس مضمون میں ہم بتلائیں گے کہ جہاد جس کو ہمارے مخالفوں نے ایک ھوا سا سمجھ رکھا ہے خود ان کی کتابوں میں بھی بہ کثرت پایا جاتا ہے بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت مخالف اس جہاد کے گروہ ہیں- عیسائی اور خاص اس مسئلہ میں ان کے فیض یاب آریہ- عیسائیوں کی کتابوں میں جس قسم کے جہاد کا ذکر ہے اس کے مقابلہ میں اسلامی جہاد خدا کی رحمت اور سراسر نعمت عظمیٰ ہے غور سے پڑھو

پھر خدا نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اہل مدیان سے بنی اسرائیل کا انتقام لیں اور تو بعد اس کے اپنے لوگوں سے مل جائے گا- تب موسیٰ نے لوگوں کو فرمایا کہ بعضے تم میں سے لڑائی کے لئے تیار ہوں اور مدیانیوں کا سامنا کرنے جائیں تاکہ

واعلموا انما غنمتم من شئی (انفال-۳) کی طرف اشارہ ہے-

[1] جن لوگوں (مسلمانوں) کو ہر طرف سے مارا جاتا ہے ان کو بھی بوجہ اس کے کہ وہ مظلوم ہیں مقابلہ کی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ

ایماندار بس وہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں اور جب اللہ کے حکم ان کو سنائے جاتے ہیں

آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

تو ان کا ایمان بڑھتا ہے اور اپنے پرودگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں

ایماندار بس وہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں یعنی اللہ کا ذکر سن کر اس کی عظمت اور شہنشاہی کا تصور ان کے دلوں پر ایسا اثر کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ان کی نظروں میں نہیں سماتی اور جب اللہ کے حکم ان کو سنائے جاتے ہیں تو ان کا ایمان اور بھی تازگی میں بڑھتا ہے اور احکام الٰہی دل لگا کر سنتے اور پڑھتے ہیں اور بڑی بات ان میں یہ ہے کہ اپنے پروردگار واحد لاشریک پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اور سوا اس کے اپنی حاجات طلبی میں کسی سے سروکار نہیں رکھتے۔

خداوند کے لئے مدیان سے بدلہ لیں۔اسرائیل کے سب فرقوں میں سے ہر ایک فرقے پیچھے ہزار جنگ کرنے کو بھیجو۔ سو ہزاروں بنی اسرائیل میں سے ہر فرقے کے ایک ایک ہزار حاضر کئے گئے۔یہ سب جو لڑائی کیلئے ہتھیار بند تھے بارہ ہزار ہوئے موسیٰ نے ان کو لڑائی پر بھیجا ایک ایک فرقہ کے پیچھے ایک ہزار کو انہیں اور الیعذر کاہن کے بیٹے فیحاس کو پاک ظروف کے ساتھ بھیجا اور پھونکنے کے ونگے اس کے ہاتھ میں تھے اور انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا اوی اور رقم اور صود اور ربع کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا اور ان کے سارے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کے سب قلعوں کو پھونک دیا اور انہوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان لیے اور وہ قیدی اور غنیمت اور لوٹ موسیٰ اور الیعذر کاہن اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس خیمہ گاہوں آب کے میدانوں میں یردن کے کنارے جو یریحو کے مقابل ہے لائے۔تب موسیٰ اور الیعذر کاہن اور جماعت کے سارے سردار ان کے استقبال کے لئے خیمہ گاہ سے باہر گئے۔اور موسیٰ لشکر کے رئیسوں پر اور ان پر جو ہزاروں کے سردار تھے اور ان پر جو سینکڑوں کے سردار تھے جو جنگ کر کے پھرے غصہ ہوا اور ان کو کہا کہ کیا تم نے سب عورتوں کو جیتا رکھا؟ دیکھو یہ بلعام کے کہنے سے فغور کی بابت خداوند کے آگے اسرائیل کے گنہگار ہونے کا باعث ہوئیں چنانچہ خداوندی کی جماعت میں وبا آئی سو تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھیں جان سے مارو۔لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لیے زندہ رکھو اور تم سات دن تک خیمہ گاہ سے باہر رہو جس کسی نے آدمی کو مارا اور جس کسی نے لاش کو چھوا ہو وہ آپ کو اپنے قیدیوں کو تیسرے دن اور ساتویں دن میں پاک کرے۔تم اپنے سب کپڑے اور سب چمڑے کے برتن اور سب بکری کے بالوں کی بنی ہوئی چیزیں اور کاٹھ کے سب برتن پاک کرو۔تب الیعذر کاہن نے ان سپاہیوں کو جو جنگ پر گئے تھے کہا کہ شریعت کا حکم جو خداوند نے موسیٰ کو فرمایا سو یہ ہے فقط سونا روپیہ پیتل لوہار انگا سیسہ اور وہ سب چیزیں جو آگ میں ڈالی جاتی ہیں تم انہیں آگ میں ڈالو اور وہ پاک ہوں گی پھر انہیں جدائی کے پانی سے بھی پاک کرو پر وہ سب چیزیں جو آگ میں نہیں ڈالی جاتیں تم انہیں اس پانی میں ڈالو اور تم ساتویں دن اپنے کپڑے دھوؤ تاکہ تم پاک ہو بعد ازاں خیمہ گاہ میں داخل ہو۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ أُولٰٓئِكَ هُمُ

وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی مومن ہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤

انہی کے لیے خدا کے ہاں درجے ہیں اور بخشش اور عزت کی روزی ہے

یعنی وہ لوگ جو نماز پانچ وقتہ بروقت پابندی جماعت ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ تھوڑا بہت نیک جگہوں میں فی سبیل اللہ خرچ بھی کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہی سچے مومن ہیں انہی کیلئے خدا کے ہاں باغ ہیں اور گناہوں پر بخشش اور عزت کی روزی مقرر ہے تم خدا کے وعدوں کی نسبت خلف کا ہرگز وہم نہ کرو۔

پھر خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ تو اور الیعذر کاہن اور جماعت کے سردار مل کے سارے انسانوں اور حیوانوں کا جو لوٹ میں آئے ہیں شمار کرو اور لوٹ کو برابر تقسیم کر کے آدھا ان کو جنہوں نے اس جنگ کو اپنے ذمہ میں رکھا اور میدان میں بھی پکڑا اور آدھا ساری جماعت کو دے اور ان جنگی مردوں کو جو لڑائی کو گئے تھے خداوند کے لئے ایک حصہ لے ہر پانچ سو جاندار پیچھے ایک جاندار خواہ انسان ہو خواہ گائے بیل خواہ گدھے ہوں خواہ بھیڑ بکری۔ ان لوگوں کے آدھے سے لے اور الیعذر کاہن کو دے کہ خداوند کے لیے اٹھانے کی قربانی ہو اور بنی اسرائیل کے آدھے سے جو انہوں نے پایا کیا انسان کیا گائے بیل کیا گدھے کیا بھیڑ بکری یعنی سب اقسام جانوروں کی پچاس پچاس پیچھے ایک ایک لے اور انہیں لادیں کہ وہ خداوند کے مسکن کی محافظت کرتے ہیں (گنتی ۳۱ باب ۱ سے ۳ تک)

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک مقام ہیں جو بخوف طوالت چھوڑ دیے ہیں۔ آریوں کے حال پر زیادہ افسوس ہے کیونکہ عیسائیوں نے تو توریت دیگر کتب عہد عتیق کو حضرت مسیح کے آنے سے روشنی کے صندوق میں ڈال دیا ہوا ہے انہوں تو وید سے وہ درد شنا نہیں کی ہے بلکہ یہ تو وید بھگوان کی منادی تمام دنیا میں کرنی چاہتے ہیں اور وید کے مقابلہ پر پرافون وغیرہ متبرک کتب مذہب ہنود کو بے نقط سناتے ہیں اور وید پر ہی اطاعت کو منحصر کہتے ہیں مگر عملی پہلوان کا بھی وہی ہے جو ان کے استادوں (عیسائیوں) کا ہے وید بھگوان اور دیگر کتب معتبرہ آریہ قوم بڑے زور سے جہاد کی تعلیم دیتی ہیں۔ مال غنیمت کی تقسیم (جس کا اس آیت میں ذکر ہے) کی نسبت آریوں اور ہندوؤں وید کی پہلی ہدایت اسلحہ جنگ کی درستی کے متعلق ہے جو رگوید منڈل اول سوکت ۳۹ منتر ۲ میں مرقوم ہے

اے فرمانبردار لوگو تمہارے اسلحہ آتشین وغیرہ از قسم توپ تفنگ تیر تلوار وغیرہ ششتر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور ان کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور باستحکام ہوں تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتح یاب ہوتے رہو

ایک مقام پر دعا یوں مرقوم ہے

میں اس محافظ کائنات صاحب جاہ وجلال نہایت زور آوری اور فاتح کل تمام کائنات کے راجا قادر اور مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے پر میشور کو جس کے آگے تمام زیر بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنے والا اندر ہے ہر جنگ میں فتح پانے کے لیے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں (یجرویداؤ ہیائے ۲۰ منتر ۵۰)

ایک اور جگہ پر میشور دعا دیتا ہے

"اے انسانو تمہارے آیدہ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتش گیر اسلحہ اور تیر وکمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور

(دیکھو نیاز نامہ مصنفہ پادری صفدر علی صفحہ ۱۴۶ تا صفحہ ۲)

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے سچے وعدے کے ساتھ گھر سے نکالا اور مسلمانوں کی ایک جماعت ناپسند کرتی

لَكٰرِهُوْنَ ۙ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ

تھی- ضرورت ظاہر ہونے کی بعد بھی تجھ سے ضروری کام میں جھگڑے تھے

جس طرح تیرے پروردگار نے بدر کی لڑائی کے لئے تجھے سچے وعدے کے ساتھ گھر سے نکالا تھا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو ناپسند کرتی تھی کیونکہ بظاہر سامان مفقود تھا سوائے بھروسہ خدا کے کچھ بھی نہ تھا باوجود ضرورت جنگ ظاہر ہونے کے اور خدا کے سچے احکام اور مواعید سننے کے بعد بھی تجھ سے مفید اور ضروری بات یعنی جنگ کے بارے میں جھگڑتے تھے-

فتح نصیب ہوں بد کردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو تم مضبوط طاقتور اور کارنمایاں کرنے والے ہو تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دے کر انہیں روگرداں و پسپا کرو تمہاری فوج جرار و کار گزار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روی زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف نانجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے (رگوید اشٹک اول او ہیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر نمبر ۲)

ایک جگہ فرمان ہے

اے دشمنوں کے مارنے والے اصول جنگ میں ماہر بے خوف و ہراس پر جاہ و جلال عزیزو اور جوانمردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو پر میشر کے حکم پر چلو اور بد فرجام دشمن کو (ہے مہاراج اتنی خفگی) شکست دینے کے لئے لڑائی کا سامان کرو تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو اپنے زور و شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور و بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے تمہاری ہمیشہ فتح ہو (اتھروید کانڈ انوواک- ورگ ۷ ۹ منتر ۳)

مال غنیمت کی تقسیم (جس کا اس آیت میں ذکر ہے) کی نسبت آریوں اور ہندوؤں کے مسلمہ پیشوا منوجی فرماتے ہیں-

(راجہ) اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس ملازم یا افسر نے جو جو گاڑی گھوڑا ہاتھی چھتر دولت رسد گائے وغیرہ جانور نیز عورات اور دیگر قسم کا مال و متاع اور گھی و تیل کے کپے فتح کیے ہوں وہی اس کو لیوے لیکن فوج کے آدمی فتح کی ہوئی چیزوں میں سے سولھواں حصہ راجہ کو دیویں (منو ادھیائے ۷)

یہ ہے دونوں قوموں کی مذہبی تعلیم اور اگر ان کا ذاتی عمل دیکھیں تو کوئی حد ہی نہیں کون ہے جو یورپ کی جنگوں سے واقف نہیں کہ گیارھویں صدی عیسوی میں صرف بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھڑانے پر قریبا ساٹھ لاکھ جانیں ضائع کیں کون ہے ؟ جس نے آریہ قوم کی لڑائیاں نہ سنی ہوں مگر چونکہ ہمیں ان کے ذاتی عمل سے بحث نہیں بلکہ مذہبی تعلیم سے مقابلہ دکھانا ہے اس لیے اس کا ذکر نہیں

اصل یہ ہے کہ دشمن کی مدافعت اور اپنی ترقی انسان کی فطرت میں داخل ہے کوئی ایسا رحیم النفس اور کریم الاخلاق ہے کہ زہریلے سانپ کو آتا دیکھ کر اور اس بات پر یقین ہو کر کہ یہ سانپ یقیناً مجھے ضرر پہنچائے گا اس کا دفعیہ نہ کرے گو زبانی کہنے اور جی خوش کرنے کو تو بہت دفعہ آدمی کہا کرتا ہے کہ

تو ظالم کا مقابلہ نہ کر بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا (انجیل متی ۶ باب کی ۳۹)

مگر عمل کرنے وقت ایسے شیریں کلاموں سے بجز رطب اللسان ہونے کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ قانون قدرت کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں جبکہ قدرت نے دشمن کی مدافعت انسان کی فطرت میں رکھی ہے تو کون ہے کہ اسے بدل سکے ؟

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى

گویا وہ موت کی طرف دھکیلے جاتے تھے اور وہ موت کو بچشم خود دیکھ رہے تھے- اور جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ

الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ

دو جماعتوں میں سے ایک پر تم کو ضرور ہی غلبہ ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ کمزور جماعت پر تم کو غلبہ

اور جی میں ایسے خوفزدہ تھے کہ گویا وہ موت کی طرف دھکیلے جاتے تھے اور وہ گویا موت کو بچشم خود سامنے دیکھ رہے تھے پھر اس وقت جیسا وعدہ الٰہی نے کرشمہ دکھایا اور جیسی محض خدا کے فضل سے باوجود قلت سامان مسلمانوں کی فتح ہوئی اسی طرح آخری وعدے بھی خدا پورے کرے گا- سنو اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو جماعتوں میں سے ایک پر تم کو ضرور ہی غلبہ ہوگا یعنی قافلہ پر یا جنگی جماعت پر جو مکہ سے تمہاری لڑائی کو آئے تھے اور تم چاہتے تھے کہ کمزور جماعت یعنی قافلہ پر تم کو غلبہ ہو-

---

اس طرفہ پر طرہ یہ کہ قرآن شریف پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے زور پر مسلمان بنانے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ قرآن میں کئی ایک آیتیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ کفار سے باوجود مادہ شرارت ان میں موجود ہونے اور بہ قرائن قویہ معلوم ہو جانے پر بھی جب تک دوبارہ فساد و شرارت ظاہر نہ ہو ان سے تعرض نہ کرو غور سے پڑھو

ستجدون اخرين يريدون ان يامنوا كم ويا منوا قومهم كلما ردوا الى الفتنة اركسوا فيها فان لم يعتزلوكم ويلقوا اليكم السلم ويكفوا ايديهم فخذوهم واقتلوهم حيث ثقفتموهم واولئكم جعلنا لكم عليهم سلطانا مبينا (النساء)

ایسے لوگ بھی تم کو ملیں گے جن کی خواہش یہ ہوگی کہ تم سے بھی اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن جب کبھی ان کو لڑائی پر تمہارے خلاف اکسایا جائے گا تو فوراً آمادہ ہو جائیں گے پس اگر وہ تم سے علیحدہ نہ رہیں اور تمہارے ساتھ صلح نہ کریں اور اپنے ہاتھ تم سے نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو- ایسے ہی شریروں پر ہم تم کو غلبہ دیں گے-

گو یہ بہتان اس قابل ہی نہیں کہ اس کے دفعیہ کی کوشش کی جائے تاہم آیت مرقومہ بالا اس کی بیخ کنی اور اس کے بانیوں کی قلعی کھولنے کو کافی ہے اس لئے اس مضمون کے دوسرے حصے پر ہم آتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے مشہور مشہور غزوات (جنگوں) کا کسی قدر بیان کرتے ہیں-

جنگ بدر:

اس لڑائی کا سبب حسب روایت امام بخاری و موافق بیان علامہ ابن خلدون وغیرہ یہ ہے کہ مکے والوں کا قافلہ جس میں تیس آدمی تھے شام کے ملک سے اسباب لے کر آرہا تھا جب اس کے آنے کی خبر مدینہ میں پہنچی تو چونکہ حربی تھے اور ہمیشہ برسر فساد رہتے تھے- حسب قاعدہ آنحضرت ﷺ نے ان کو روکنا چاہا چنانچہ تیاری کی تھی کہ قافلہ والوں کو بھی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے ایک طرف تو ایک آدمی مکے والوں سے امداد مانگنے کے لئے بھیجا دوسری طرف سوچ بچار کر ایک مخفی راہ سے خفیہ خفیہ مسلمانوں سے بچ کر نکل گئے مکے والوں کی فوج جو قریب ایک ہزار کے ان کی امداد کو آئی تھی جن کا سپہ سالار خود ابو جہل رئیس مکہ تھا چونکہ جنگ کی تیاریاں کر کے مکہ سے نکلے تھے اس لیے ان کی غیرت اور خدا کی حکمت نے ان کے باوجود قافلہ کی سلامتی سے ان کے پہنچ جانے کی خبر سن لینے کے واپس جانے کی اجازت نہ دی چنانچہ ایک مقام بدر پر دونوں (مکی مدنی) فوجوں کا مقابلہ ٹھہر گیا- مکی فوج نہ صرف تعداد میں دگنی تگنی تھی بلکہ سازوسامان میں بھی بڑھی ہوئی تھی- مگر مسلمانوں نے بھی بڑے حوصلہ سے مقابلہ کیا

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَٰفِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ

ہو اور خدا کو منظور تھا کہ اپنے حکم سے دین حق کو مضبوط کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کی تقویت

وَيُبْطِلَ الْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

کرے اور باطل کی بنیاد اکھاڑے گو کافروں کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے

اور وہ تمہارے ہاتھ آئے اور خدا کو منظور تھا کہ جنگی جماعت کی بیخ کنی سے آئندہ کو تمہاری راہ سے کانٹے اٹھائے اور اپنے حکم سے دین حق کو مضبوط کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کی تقویت کرے اور باطل کی بنیاد اکھاڑے اور ہمیشہ کے لئے کفر مغلوب ہو کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے؟ وہ وقت بھی قابل تذکرہ ہے جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے اور اپنی بے سرو سامانی کو دیکھ کر محض خدا پر بھروسہ کر کے دعائیں کر رہے تھے۔

خدا کے حکم سے فرشتے بھی اس جنگ میں مسلمانوں کی امداد کو اترے آخر کار خدا کے فضل سے کفار پر غالب آئے ستر آدمی ان کے مارے گئے اور ستر قید ہو گئے جن میں حضرت عباس آنحضرت کے حقیقی چچا اور ابو العاص آپ کے داماد بھی تھے باقی فوج مشرکوں کی سب فرار ہو گئی۔ اسیران جنگ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے مشورہ لیا عموماً صحابہ کی رائے بدلہ لے کر چھوڑ دینے کی ہوئی۔ سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے نہایت زور سے درخواست کی کہ میرے رشتہ دار مجھے دے دیجئے میں ان کو قتل کر دوں۔ ابو بکر کے ابو بکر کو دے دیجئے علی کے علی کو ان موذیوں نے ہماری ایذا رسانی میں کون سا دقیقہ اٹھا رکھا ہے کہ آئندہ کو ان سے خیر کی امید ہو سکتی ہے مگر چونکہ مسلمانوں کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی اس لیے نقدی بدلہ میں لے کر ان کو رہا کر دیا گیا۔ حضرت عمر کی رائے چونکہ بڑی دور اندیشی اور اسلامی قواعد کے مطابق تھی (جن کا ذکر آگے آئے گا) اس لئے خدا تعالیٰ نے عوض لینے پر ناراضگی فرمائی چنانچہ اسی سورت کے پانچویں رکوع میں اس کا ذکر آتا ہے۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲ھ ہجری کا ہے ابو جہل بھی معہ کئی ایک دوستوں کے اسی میں کام آیا۔

یہ تو مختصر سا اس کا تاریخی تذکرہ ہے مگر سر سید احمد خان مرحوم نے حسب عادت خود اس بیان میں کئی حصوں میں اختلاف کیا ہے اول تو وہ اس جنگ کی یہ وجہ جو ہم نے بحوالہ امام بخاری اور علامہ ابن خلدون وغیرہ لکھی ہے نہیں مانتے دوئم وہ نزول ملائکہ سے بھی منکر ہیں سوم وہ حضرت عمر کے قصے کو بھی جو اسیران جنگ سے متعلق ہے نہیں مانتے اس لئے ان تینوں مسئلوں پر ہم بھی کسی قدر بحث کرتے ہیں پہلے مسئلے کے متعلق سید صاحب لکھتے ہیں

> تمام مسلمان مورخوں کا جن کی عادت میں داخل ہے کہ بلا سند روایتوں اور غلط و صحیح افواہوں کو بلا تصحیح و تنقید اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں

کیا امام بخاری بھی ایسے ہیں جن کی کتاب صحیح بخاری کی بابت آپ خود اسی جلد کے صفحہ ۸۳ پر سب سے زیادہ معتبر ہونے کا اعتراف کر چکے ہیں یا اعتبار اور عدم اعتبار آپ کی موافقت پر موقوف ہے؟ سچ ہے--

> کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

> اور انہیں پر بناء واقعات قائم کرتے ہیں یہ قول ہے کہ آنحضرت اور ان کے صحابہ نے یہ بات خیال کر کے کہ ابو سفیان کے ساتھ قافلہ میں لوگ بہت تھوڑے ہیں اور مال بہت زیادہ ہے لوٹ لینے کا ارادہ کیا تھا اور اسی وجہ سے کوچ کیا اس کی خبر جب قریش مکہ کو پہنچی تو انہوں نے نفیر عام کی اور قافلہ بچانے کو نکلے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قریش کے ساتھ لڑنے اور ان کے قافلہ کے لوٹنے کا قصد اول آنحضرت ﷺ نے کیا اور اس کے دفعہ کرنے کو قریش بقصد لڑائی نکلے۔ ان مسلمان

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا

تو اس نے تمہاری سنی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے جو پے در پے پہنچیں گے مدد دوں گا۔ اور یہ صرف

جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

تمہاری خوشی اور تسکین خاطر کے لیے کیا تھا۔ اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے

تو اس نے تمہاری سنی اور وعدہ فرمایا کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے جو پے در پے تمہارے پر پہنچیں گے مدد دوں گا اور حقیقت میں یہ فرشتوں کی امداد کا تذکرہ صرف تمہاری خوشی اور تسکین خاطر کے لیے کیا تھا ورنہ سب کچھ تو خدا کے قبضہ میں ہے اور مدد اور فتح صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے وہ جس کو چاہے فتح دے اور جسے چاہے شکست دے تھوڑی جماعت کو بہتوں پر غالب کرے اور بہتوں کو تھوڑوں سے ذلیل کرائے۔

مورخوں کی نادانی اور غلطی سے مخالفین مذہب اسلام کو آنحضرت صلعم اور صحابہ کی نسبت قافلوں کے لوٹنے کا جو پیغمبری کی شان کے شایاں نہیں ہے اور بلا سبب لڑائی کی ابتداء کرنے کے الزام لگانے کا موقع ہاتھ آیا ہے اور بہت زور و شور سے ان الزاموں کو قائم کیا ہے مگر در حقیقت یہ الزام محض غلط اور بے بنیاد ہیں اور وہ حدیثیں اور روائتیں جن کی بنا پر وہ الزام قائم کیے ہیں از سر تا پا غلط اور غیر مستند ہیں (چشم بد دور) قرآن مجید میں یہ واقعہ نہایت صفائی سے مندرج ہے اور اس میں صاف بیان ہوا ہے کہ کس گروہ کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ نے مقابلہ کے قصد سے کوچ فرمایا تھا آیا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے یا اس گروہ کے مقابلہ کے لئے جس کو قریش مکہ نے لڑنے کے ارادہ سے جمع کر کے کوچ کیا تھا اور آنحضرت ﷺ کا کوچ فرمانا قریش مکہ کے کوچ کرنے کے بعد ہوا تھا یا اس کے قبل ہوا تھا (تفسیر جلد چہارم صفحہ ۳۔۴)

سید صاحب کی منقولہ بالا تحریر میں جیسے کل محدثین اور مورخین اسلام سے ان کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اس اختلاف کی وجہ بھی صاف مفہوم ہوتی ہے کہ آپ کو مخالفین اسلام کے الزاموں سے بے چینی اور گھبراہٹ ہو رہی ہے جس گھبراہٹ کا علاج انہوں نے اسی میں سمجھا کہ ان واقعات کا سرے سے انکار ہی کیا جائے جیسا ایک بزدل کا قصہ مشہور ہے کہ اس کے گھر میں چور آگئے تو اس نے باوجود سامان مقابلہ ہونے کے سلامتی اسی میں سمجھی کہ سب اسباب چھوڑ چھاڑ کر گھر سے باہر ہو جائیں مبادا کوئی چور حملہ کرے تو زخم پہنچ جائے شاباش برین ہمت مردانہ تو لیکن ہم سے اگر پوچھے تو ہم سید صاحب کو اس گھبراہٹ کا نہایت آسان جواب بتلاتے جس کی طرف ہم نے پہلے اشارہ بھی کیا ہے کہ چونکہ قریش مکہ حربی تھے یعنی آنحضرت علیہ السلام سے ان کی جنگ بدستور قائم تھی اور کوئی باقاعدہ صلح نہ ہو چکی تھی چنانچہ اس جنگ (بدر) سے پہلے کئی ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ان کی ہو چکی تھیں جن کا ذکر سید صاحب نے بھی جلد چہارم صفحہ ۶ سے صفحہ ۶۱ تک کیا ہے تو ایسے لوگوں کا مال اسباب چھین لینا یا ان پر لوٹ ڈالنی کسی حکم شرعی اور قاعدہ جنگ کے خلاف نہیں۔ سید صاحب کے (جن کو بہت سی جنگوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہوگا) خلاف ہو تو ہو اور تو نہ کسی اہل مذہب کے خلاف ہے اور نہ کسی متمدن قوم کے مخالف کیا ان دنوں ۱۸۱۱ء میں جو انگریزوں اور بوئروں کی لڑائی ہو رہی ہے کوئی فریق کسی فریق کے اسباب چھیننے یا لوٹنے سے رکتا اور دریغ کرتا ہے؟ پس اسی قاعدہ پر کفار قریش اور آنحضرت ﷺ کا معاملہ ہے کوئی گھبراہٹ اور بے چینی کی بات نہیں صرف سید صاحب کے حوصلہ کی بات ہے ہاں اگر دشمنوں کے مال پر کسی طرح بوقت غلبہ بھی تصرف کرنا منع ہے تو پھر فیصلہ ہی آسان ہے مگر اسے تو سید صاحب بھی مانتے نہیں چنانچہ آپ نے بھی صفحہ ۸ پر مال غنیمت کی تقسیم بتلائی ہے اور قرآن شریف کی نص قطعی واعلموآ انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول الایۃ (انفال ۳) موجود ہے دوسرے امر (نزول ملائکہ سے انکار) کے متعلق آپ فرماتے ہیں

ؒ دسویں سپارے کے شروع میں اس کا ترجمہ دیکھو۔

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم

کچھ شک نہیں کہ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ جب آرام کے لیے خدا نے اپنے فضل سے تم پر اونگھ ڈالی تھی اور اوپر سے پانی تم پر

مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

اتارا تا کہ تم کو پاک کرے اور شیطانی نجاست تم سے دور کرے

ع ۱۰ / ۱۵

کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے جو کام کرنا چاہتا ہے ایسی حکمت سے اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے کہ کسی کو خبر تک بھی نہیں ہوتی کیا تم نے نہیں سنا

ہست سلطانی مسلم مرو را نیست کس راز ہرہ چوں و چرا

اوست سلطان ہرچہ خواہد اوکند عالمی راور دمئے ویران کند؟

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب آرام کے لئے خدا نے محض اپنے فضل سے تم پر اونگھ ڈالی تھی اور اوپر سے پانی تم پر اتارا تا کہ تم کو پاک کرے اور شیطانی نجاست جو جنابت وغیرہ سے تم کو لاحق ہو رہی تھی تم سے دور کرے یعنی تم غسل کرو اور پاک وصاف ہو جاؤ۔

ہمارے نزدیک نہ ان لڑائیوں میں ایسے فرشتے جن کو لوگ ایک مخلوق جداگانہ متحیز بالذات مانتے ہیں آئے تھے اور نہ خدا نے ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اور نہ قرآن مجید سے ایسے فرشتوں کا آنا یا خدا تعالیٰ کا ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کرنا پایا جاتا ہے اگر ہم حقیقت ملائکہ کی بحث کو الگ رکھیں اور فرشتوں کو ویسا ہی فرض کر لیں جیسا کہ لوگ مانتے ہیں تو بھی قرآن مجید سے ان کا فی الواقع آنا یا لڑائی میں شریک ہونا ثابت نہیں ہے سورہ آل عمران کی پہلی آیت میں تو صرف استفہام ہے کہ اگر خدا تین ہزار فرشتوں سے مدد کرے تو کیا تم کو کافی نہ ہو گا؟ اور دوسری آیت میں ہے کہ اگر تم لڑائی میں صبر کرو گے تو خدا پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا مگر ان دونوں آیتوں سے اس کا وقوع یعنی فرشتوں کا آنا کسی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ سورہ انفال کی آیت میں خدا نے کہا کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا مگر اس سے بھی فرشتوں کا فی الواقع آنا نہیں پایا جاتا اس پر یہ خیال کرنا کہ اگر مدد موعودہ وقوع میں نہ آئی ہو تو خدا کی نسبت خلف وعدہ کا الزام آتا ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ مدد کی حاجت باقی نہ رہنے سے مدد کا وقوع میں نہ آنا خلف وعدہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کی خدا کی عنایت سے فتح ہو گئی تھی اور فرشتوں کو تکلیف دینے کی ضرورت (کیا فرشتے بھی آپکی طرح بوڑھے عمر رسیدہ ہیں کہ ان کو حرکت کرنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے) باقی نہیں رہی تھی یہ کہا کہ وہ فتح فرشتوں کے آنے کے سبب سے ہوئی تھی اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس کے لیے اول قرآن مجید سے فرشتوں کا آنا ثابت کرنا چاہیے اس کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کے آنے سے فتح ہوئی تھی روایتوں کو فرشتوں کے آنے پر سند لانا کافی نہیں ہے اول تو وہ روایتیں ہی معتبر اور قابل استناد نہیں ہیں (گو صحیح بخاری کی روایت بھی ہو جس کو اسی جلد کے صفحہ ۲۷ پر سب سے زیادہ معتبر کہہ چکے ہیں) دوسرے خود ان کے مضمون ایسے بے سر دپا ہیں جن سے کسی امر کا ثبوت حاصل نہیں ہو سکتا خصوصاً اس وجہ سے کہ خود راوی فرشتوں کو دیکھتے نہیں تھے۔ (تفسیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۔ ۱۲)

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اور تمہارے دلوں کو تسکین دے اور تمہارے قدم مضبوط کرے- جب تیرا پروردگار فرشتوں کو الہام کر رہا تھا

اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو- میں کافروں کے دلوں پر مومنوں کی دہشت ڈالوں گا-پس

اور گرمی کی گھبراہٹ دور کر کے تمہارے دلوں کو تسکین دے اور تمہارے قدم مضبوط کرے خاص کر وہ وقت قابل ذکر ہے جب تیرا پروردگار یعنی رب العالمین فرشتوں کو الہام اور حکم کر رہا تھا کہ مومنوں کی مدد کرو میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی میری مدد اور نصرت تمہارے ساتھ ہے پس تم مومنوں کو اپنی تاثیر محبت سے ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دلوں پر مومنوں کی دہشت اور رعب ڈالوں گا- پس تم مومنوں کو تاثیر صحبت سے مضبوط رکھو-

---

بے شک سید صاحب کا یہ قول صحیح ہے کہ اول قرآن مجید سے فرشتوں کا آنا ثابت کرنا چاہئے اس کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ فرشتوں کے آنے سے فتح ہوئی پس ہماری کوشش بھی اس پر ہونی چاہئے کہ پہلے ہم قرآن شریف سے نزول ملائکہ کا ثبوت دیں مگر قرآن شریف سے نزول ملائکہ کا ثبوت دینا ایسا مشکل نہیں ہے جیسے کہ سید صاحب کے اس پر دستخط کرانے مشکل ہیں پس سید صاحب کے دوست اور ہمارے ناظرین اگر دوسرے کام کی ہمیں تکلیف نہ دیں تو پہلے کے لیے ہم حاضر ہیں سورت انفال کی آیت کا مضمون ہے کہ

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکة مردفین (الانفال-۸)

جس وقت تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا کو بدین مضمون قبول فرمایا کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرنے کو ہوں

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس جنگ اور گھبراہٹ کے متعلق آنحضرت اور مسلمانوں نے خدا سے فریاد کی تھی اسی جنگ میں مدد بھیجنے کا وعدہ تھا جو بحکم **ان اللہ لا یخلف المیعاد (آل عمران-۸)** پوری بھی ہوئی ہوگی اس پر سید صاحب کا یہ عذر کرنا کہ مدد کی حاجت باقی نہ رہنے سے روکا وقوع میں نہ آنا خلاف وعدہ نہیں ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا- کیونکہ جس جنگ میں آنحضرت نے جناب باری میں بالحاح وزاری (جیسا کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب احادیث و تاریخ میں موجود ہے) دعا کی تھی اس میں بے سروسامانی کی یہ حالت تھی کہ پانی تک بھی دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور آنحضرت کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکل گئے تھے کہ **اللھم ان تھلک ھذہ العصابة فلن تعبد بعد** (یا اللہ اگر تیری یہی مرضی ہے کہ مسلمان یہاں اس بے سروسامانی میں ہلاک ہوں تو تیری خالص عبادت دنیا میں نہ کی جائے گی) پھر کس ذریعہ اور کس وجہ سے ان کو مدد کی ضرورت نہ رہی تھی کہ خلف وعدہ کا الزام نہ ہوا حالانکہ برابر فتح کے ظہور پذیر ہونے تک یہی حالت رہی تھی- دوسری آیت اس سے بھی واضح تر ہے جس کا مضمون ہے کہ

اذ یوحی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان (انفال-۱)

خدا فرشتوں کو الہام کرتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مسلمانوں کو لڑائی پر مضبوط رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پس تم ان کی گردنوں کو مارنا اور ان کے ہر ایک جوڑ پر ضرب لگانا

یہ آیت بھی اپنے مضمون میں صاف ہے کہ فرشتوں کو خدا نے حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کی دل جمعی کرو اور کافروں کی گردنیں اڑاؤ مگر سید صاحب نے اسے بھی اندھوں کی لکیر کی طرح ٹیڑھا بنادیا ہے آپ فرماتے ہیں

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا

تو کافروں کی گردنیں اور پور اڑا دینا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اختیار کر رکھی اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے' اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے

اور اگر موقع پڑے تو کافروں کی گردنیں اور جوڑ پور اڑا دینا کیونکہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت دانستہ اختیار کر رکھی ہے اور یہ تو عام قانون ہے کہ جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے وہ اپنا ہی کچھ کھوتا ہے کیونکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

فتح کے اتفاقی اسباب سے جو بعض اوقات آفات ارضی و سماوی کے دفعتہً ظہور میں آنے سے ہوتے ہیں قطع نظر کر کے دیکھا جائے کہ ان لوگوں پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے؟ جو فتح پاتے ہیں ان کے قویٰ اندرونی جوش میں آتے ہیں جرات ہمت صبر شجاعت استقلال بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور یہی قویٰ خدا کے فرشتے ہیں جن سے خدا فتح مندوں کو فتح دیتا ہے اور اس کے برخلاف حالت یعنی بزدلی اور رعب ان لوگوں پر طاری ہوتا ہے جن کو شکست ہوتی ہے پس ان آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا مگر وہ بجز خوشخبری فتح کے اور کچھ نہیں ہے جس کے سبب تم میں ایسے قویٰ برانگیختہ ہوں گے جو فتح کے باعث ہوں گے تمہارے دل قوی ہو جاویں گے لڑائی میں تم ثابت قدم رہو گے جرات ہمت شجاعت کا جوش تم میں پیدا ہو گا اور دشمنوں پر فتح پاؤ گے یہ معنی ان آیتوں کے ہم نے پیدا نہیں کیے ہیں بلکہ خود خدا نے یہی تفسیر اپنے کلام کی کی ہے جہاں اسی سورت میں اور اسی واقعہ کی نسبت فرماتا ہے۔

یعنی جب تیرا پروردگار فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا (یہ وہی فرشتے ہیں جن کے بھیجنے کا مدد کے لیے وعدہ کیا تھا) کہ میں تمہارے یعنی مسلمانوں کے) ساتھ ہوں (تو ان فرشتوں سے یہ کام لینے چاہیے تھے) کہ ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں میں بہت جلد ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب ڈالوں گا لڑائی میں ثابت قدم رکھنے والی کون چیز تھی وہی ان کی جرات اور ہمت تھی کوئی اور شخص ان کے پاس کھڑے ہوئے شاباش نہیں کہہ رہے تھے پس ظاہر ہے کہ فرشتوں سے مراد وہی قویٰ انسانی تھی جن کے پاس وحی بھیجی تھی اور جو لڑنے والوں میں موجود تھے (تفسیر جلد ۴ صفحہ ۱۳۔۱۴)

اصل یہ ہے کہ سید صاحب چونکہ وجود خارجی ملائکہ سے منکر ہیں یعنی ان کو متحیز بالذات نہیں مانتے اسلئے جہاں کہیں کوئی ایسا کام ملائکہ کی طرف نسبت ہوتا ہے وہاں پر وہ پابندی اصول کی وجہ سے خود مجبور ہیں پس اصل بحث اس امر پر نہیں کہ فرشتے جنگ بدر میں آئے تھے یا نہیں بلکہ اس امر کہ فرشتوں کا کوئی وجود خارجی بھی ہے کہ نہیں کیونکہ فرشتوں کا نزول تو سرسید کو قبول ہے لیکن ان کے نزدیک فرشتے انسانی قویٰ کے نام ہیں اور بس۔ پس اس مسئلہ کی تصدیق کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سابقہ صفحات تفسیر ثنائی کا حوالہ دیتے ہیں جہاں وجود ملائکہ پر بحث ہو چکی ہے۔ ہاں سورہ آل عمران کی آیت کے جو معنی سید صاحب نے بتائے ہیں وہ ضرور قابل بیان ہیں آیت کا مضمون ہے کہ

الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملآئکة منزلین (آل عمران ۱۲۵)

کیا تم کو کافی نہیں کہ خدا تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا

یعنی خدا پیغمبر صاحب کے کلام کو نقل کرتا ہے کہ جب یہ کہتا تھا جس سے صاف سمجھ آتا ہے کہ فرشتوں کا مقرر ہو چکا تھا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

تو اسے چکھو اور یقین رکھو کہ کافروں کے لیے آگ کا عذاب تیار ہے۔ مسلمانو جب تم کافروں سے بھیڑ

لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾

میں ملو تو ان سے پیٹھ مت پھیرنا

پس لو اسے چکھو اور جان لو کہ کافروں کے لئے آگ کا عذاب ہے باقی ہے سنو مسلمانو چونکہ یہ لڑائی بھڑائی کا جھگڑا تم میں ہمیشہ کو جاری ہو گیا ہے کسی نہ کسی ملک میں اس کا ظہور ہوتا رہے گا پس جب تم جنگ کے وقت کافروں سے بھیڑ میں ملو یعنی تمہاری مٹھ بھیڑ ان سے ہو جائے تو ان سے پیٹھ مت پھیرنا بلکہ خوب مضبوط ہو کر لڑنا۔ کیونکہ تمہارا مرنا جینے سے اچھا ہے پس تم پیٹھ کیوں دینے لگے اور بھاگنے کیوں لگے ؟

فوج میں کر رہے تھے مگر سید صاحب فرماتے ہیں کہ

سورہ آل عمران کی آیت میں تو صرف استفہام ہے کہ اگر خدا تین ہزار فرشتوں سے مدد کرے تو کیا تم کو کافی نہ ہو گا (جلد چہارم صفحہ)

غور کیجئے سید صاحب نے اس میں کیا غضب کیا؟ ایک تو قطعی امداد کو اگر لگا کر شکی بنا دیا حالانکہ استفہام صرف کفایت سے متعلق تھا نہ کہ امداد سے دوم یہ کیا عذر ہے کہ آیت میں صرف استفہام ہے۔ کیا استفہام تقریری حکم قضیہ بتیہ کا نہیں رکھتا کیا۔ **الیس الله بکاف عبده** اور (زمر۔۲۵) **الست بربکم** (اعراف۔۶۱) اور **الیس الله بعزیز ذی انتقام** (زمر۔۱۶) اور **الیس ذلك بقادر علی ان یحیی الموتی** (قیامه۔۳) وغیرہ بھی اسی طرح قابل توجہ نہیں ان آیتوں میں یہی صرف استفہام ہے جس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا واقعی اپنے بندوں کو کافی ہے یا واقعی وہ سب کا رب ہے یا واقعی وہ غالب ذوالانتقام ہے یا واقعی وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے وغیرہ اگر ان آیتوں سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتے تو ہم بھی قائل ہوئے کہ آیت زیر بحث سے فرشتوں کا مسلمانوں کی امداد کے لئے آنا ثابت نہیں ہوتا

ہٹ چھوڑیئے بس اب سر انصاف آئیے انکار ہی رہے گا میری جاں کب تلک

سید صاحب نے ضمیر ماجعلہ اللہ پر بھی بحث کی ہے اور تا بمقدور اپنے مفید مطلب بنانا چاہا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

برخلاف اس کے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایک فرشتہ بھی نہیں آیا تھا (سید صاحب فرشتوں کا نزول تو آپ صفحہ ۳۲) پر مانتے ہیں صرف کیفیت میں کلام ہے پھر یہاں پر سرے سے جواب کیوں دیتے ہیں دونوں سورتوں میں اس آیت کے بعد جس میں فرشتوں کے بھیجنے کو کہا ہے یہ آیت ہے **وما جعله الله الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم به وما النصر الا من عندالله العزیز الحکیم** (آل عمران ۱۲۶) یعنی اور نہیں کیا اس کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لیے تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کے پاس سے بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا۔ یہ بات غور کے لائق ہے کہ **وما جعل الله** میں جو ضمیر ہے وہ کس کی طرف راجع ہے امام رازی صاحب فرماتے ہیں کہ ضمیر راجع ہے طرف مصدر کے جو صریحا مذکور نہیں ہے مگر لفظ **یمدکم** میں ضمنا داخل ہے یعنی **ما جعل الله المدد والامداد الا بشری** اور زجاج کا قول ہے کہ **ما جعله الله ای ذکر المدد الا بشری** مگر امام رازی صاحب نے جو فرمایا ہے وہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ خدا نے کہا تھا کہ میں تمہاری فرشتوں سے مدد کروں گا پھر فرمایا کہ وہ یعنی یہ کہنا کہ میں فرشتوں سے مدد کروں گا صرف خوشخبری تھی پس علانیہ سیاق عبارت سے ظاہر ہے کہ ماجعلہ کی ضمیر قول

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ

اور جو کوئی بغیر تدبیر جنگ کے یا بلانیت اپنی جماعت میں ملنے کے پیٹھ پھیر دے گا اس پر اللہ کا

بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ

غضب ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ نے

جو کوئی بغیر ضرورت تدبیر جنگ کے یا بلانیت اپنی جماعت میں ملنے کے میدان جنگ میں پیٹھ پھیر دے گا اس پر اللہ کا غضب ہو گا اور ٹھکانہ اس کا جہنم ہے اور وہ جہنم بہت ہی بری جگہ ہے یعنی اگر بصنعت جنگ کسی تدبیر سے پیٹھ پھیر کر دشمنوں کو قلعوں سے نکال کر میدان میں لانا منظور ہو یا کسی ایسے موقع پر کہ وہ اپنی کمک دور ہے میدان جنگ سے پھر کر اپنی کمک کے ساتھ مل کر لڑنا منظور ہو تو ایسے لوگ پیٹھ پھیر دینے والوں سے نہیں پس جب کہ سب فتح اور نصرت خدا ہی کے قبضے میں ہے تو سچ سمجھو کہ میدان جنگ میں تم نے تو ان کو قتل نہیں کیا کیونکہ تم اس روز تھے ہی کیا تمہارے پاس سامان ہی کیا تھا لیکن اللہ نے ان کو قتل کیا یعنی تمہارا خوف ان کے دلوں میں ایسا ڈالا کہ باوجود ایسے بہادر اور شاہزور ہونے کے ان کو بغیر بھاگنے کے کچھ نہ سوجھی۔

امداد وذکر امداد کی طرف راجع ہے جیسا کہ زجاج کا قول ہے نہ بطرف مصدر کے جو مذکور بھی نہیں ہے البتہ اس صریح وصاف مرجع ضمیر کو چھوڑ کر مصدر کی طرف اس صورت میں ضمیر راجع ہو سکتی ہے کہ اول وقوع اس مدد کا یعنی فرشتوں کا آنا ثابت ہو جائے اور وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوا (ہم تو کر آئے) اس لئے مصدر کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ماجعلہ میں ما نافیہ ہے جو عام طور پر نفی کرتا ہے اس لئے سورت آل عمران کی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ نہیں کیا خدا نے پیغمبر کے اس قول کو کہ کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار فرشتوں سے مدد کرے کوئی چیز مگر بشارت یعنی صرف بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور سورت انفال کی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تم نے خدا سے فریاد کی اور اس نے تمہاری فریاد کو قبول کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا تو نہیں کیا خدا نے اس قبول کرنے کو جس کے ساتھ فرشتوں سے مدد دینے کو کہا تھا کوئی چیز مگر بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور یہ طرز کلام قطعاً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا فرشتہ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں لڑائی کے میدان میں نہیں آیا تھا (جلد چہارم صفحہ ۱۲۔۱۳)

گو مطلب بالکل صاف ہے مگر سید صاحب نے ناحق اسے طول دے کر وقت ضائع کیا زجاج کا قول بھی جو آپ کا مسلمہ ہے بجائے خود صحیح ہے اگر اس پر بھی بنا کریں تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ آپ نے بھی اس پر کوئی شبہ نہیں کیا بلکہ تسلیم کیا ہے اور اگر انزال الملائکۃ کی طرف بھی جو منزلین سے مستنبط ہوتا ہے ضمیر راجع کی جائے تو کیا حرج ہے؟ معنی آیت کے یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں کا بھیجنا یا (بقول آپ کے) بذریعہ ملائیکہ تمہاری مدد کرنا محض تمہاری تسکین خاطر کو کیا تھا۔ ورنہ مدد اور نصرت تو اللہ غالب کے پاس سے ہے جن کو چاہے فتح دے چاہے وہ تھوڑے ہی ہوں بے شک ہم مانتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو بغیر فرشتوں کے بھی مسلمانوں کو فتح دیتا جیسا کہ خدا چاہتا تو ہر ایک گاؤں میں ایک ایک نبی بھیج دیتا مگر اس سے یہ لازم نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو سب جہان کیلئے نبی ہونے کے مدعی ہیں معاذ اللہ ان کا دعوی صحیح نہیں اسی پر کیا منحصر ہے جو کام خدا کرتا ہے اگر چاہتا تو اور طرح سے بھی یہ مفاد ہم کو دے سکتا ہے تھا کیا اس سے ان طرق مفیدہ کا ہی انکار کر دیں۔ فافہم

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ

ان کو قتل کیا اور جب تو نے مٹھی چلائی تھی وہ تو نے نہیں چلائی تھی بلکہ اللہ نے چلائی تھی اور تاکہ مسلمانوں پر خدا اپنی طرف سے مہربانی

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۷﴾ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۸﴾

عنایت کرے خدا سنتا اور جانتا ہے۔ بات تو یہ ہے اور اللہ کافروں کی تدبیریں چلنے نہ دے گا

اور (اے محمد) جب تو نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف چلائی تھی اور وہ تمام کی آنکھوں میں پڑ گئی تھی جس سے وہ آنکھیں بند کر کے میدان سے بھاگ گئے تھے وہ تو نے نہیں چلائی تھی بلکہ اللہ نے چلائی تھی کیونکہ ان کنکریوں کا ان کی آنکھوں میں پہنچانا تیری قدرت نہ تھی بلکہ اللہ کی قدرت کا ظہور تھا کیا تم نے کسی اہل دل کا قول نہیں سنا

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

اصل مطلب اس سے یہ تھا کہ کافروں کو شکست ہو اور تاکہ مسلمانوں پر خدا اپنی طرف سے مہربانی عنایت کرے اور فتح نصیب ہو کیونکہ خدا سب کی سنتا اور سب کے حالات جانتا ہے۔ مسلمانوں پر کفار کے مظالم بہ کثرت ہو چکے ہیں اب انکی انتہاء آخر ہوئی تھی بات تو یہ ہے جو ہو چکی اس پر غور کرو کہ خدا نے اپنی قدرت کا کرشمہ کیسا دکھایا؟ اور دل سے جانو کہ اللہ کافروں کی تدبیریں مومنوں کے مقابل چلنے نہ دے گا بشرطیکہ مومن اپنے ایمان میں پختہ[1] ہوں گے۔

تیسرے امر یعنی اسیران جنگ کی نسبت سید صاحب لکھتے ہیں

ان قیدیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے حضرت عمر اور سعد بن معاذ نے رائے دی کہ سب کو قتل کرنا چاہئے حضرت ابوبکر نے کہا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ فدیہ لینے پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اس لئے لڑائی کے قیدی (جن سے فدیہ لیا جاسکتا ہے) نہیں تھے اس پر خدا کی ناراضی ہوئی اور خدا نے فرمایا

وما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض (انفال۔۶۷)

جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ ان کے قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضگی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتی اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے جب ان کا قیدی جنگ ہونا ہی نہیں قرار دیا تو ان کے قتل نہ کرنے پر کیوں ناراضی ہو سکتی تھی (جلد چہارم صفحہ ۴۱)

سید صاحب کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پکڑے گئے تھے وہ لڑائی کے قیدی نہ تھے کیونکہ وہ میدان جنگ میں نہ آئے تھے بلکہ بھاگتے ہوئے پکڑے گئے تھے جس کا ثبوت سید صاحب کے ذہن کے سوا کہیں نہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس مقام پر آیتیں اور روایتیں جن میں اس قصہ کا ذکر ہے (جن کو سید صاحب نے بھی نقل کیا ہے مگر بقول آدھا تیتر آدھا بٹیر ادھوری چھوڑ دی ہیں) پوری نقل کر کے ان کے معنے بیان کر دیں ان کے معنی بتلانے ہی سے سید صاحب سے ہمارا تصفیہ ہو جائے گا۔ ایک مقام پر اسیران جنگ کی نسبت ارشاد ہے کہ

حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء (سورہ محمد۔۴)

جب تم خونریزی کر چکو تو ان کو مضبوطی سے قید کر لو بعد ازاں کیا تو تم احسان کر کے انہیں چھوڑ دو یا ان سے عوض مالی لے لیا کرو غرض جیسا مناسب سمجھو کرو۔

---

[1] انتم الاعلون ان کنتم مومنین کی طرف اشارہ ہے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

اگر تم مشرک فتح چاہتے تھے تو لو فتح بھی تم نے دیکھ لی اور اگر باز آؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور اگر تم

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ

نے پھر وہی کیا تو ہم بھی وہی کریں گے اور تمہاری جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ہرگز تمہارے کام نہ آئے گی

مکہ والو اگر تم فتح چاہتے تھے یعنی اپنے جی میں یہ خیال جمائے ہوئے تھے کہ اگر یہ نبی ہم پر غالب آیا تو سچا ہے کیونکہ تم نے سمجھا ہوا تھا کہ ہم کعبہ شریف کے مجاور ہیں کوئی جھوٹا آدمی جس کا دین اور طریق خدا کو پسند نہ ہوگا ہم پر غالب نہ آئے گا تو لو اب تو فتح بھی تم نے دیکھ لی کہ مسلمان کس بے سروسامانی میں محض خدا کی تائید سے تم پر غالب آئے اور اگر اب بھی تم مخالفت سے باز آؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور اگر تم اپنی شرارت کی طرف ہی پھرے تو ہم (خدا) بھی پھر ان کی مدد کریں گے اور تمہارا سر کچلیں گے اور یاد رکھو تمہاری جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ہرگز تمہارے کام نہ آئے گی۔

اس آیت میں جس کے متعلق یہاں ذکر ہے یوں ارشاد ہے کہ

ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض (الانفال)

نبی جب تک اچھی طرح خونریزی نہ کر چکے اس کا قیدیوں کا رکھنا جائز نہیں

وہ روایت جس کو سید صاحب نے نقل کیا ہے جس میں حضرت عمر کے مشورہ کا ذکر ہے اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ (**نزل القران بقول عمر وما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض الی آخر الایۃ**) (ترمذی) یعنی قرآن میں حضرت عمر کی رائے کے مطابق یہ آیت اتری جو اوپر لکھی ہے پس اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت موصوفہ کے ایسے معنی ہونے چاہئیں جو حضرت عمر کے مشورہ کے مطابق ہوں یعنی وہ مستحق قتل تھے جن کو قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضگی ہوئی ہاں اس میں شک نہیں کہ ان معنی سے پہلی آیت جس کو ہم نے نقل کیا ہے جس میں اسیران جنگ کی بابت صرف احسان یا فدیہ کا ذکر ہے بظاہر مخالفت ہے کیونکہ اس میں قتل کی کوئی صورت نہیں بتلائی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسیران جنگ دو قسم ہوتے ہیں ایک تو وہ جو لڑتے ہوئے سفید جھنڈا صلح کا کھڑا کر دیتے ہیں اور ہتھیار ڈالتے ہیں ایسے قیدیوں سے وہی سلوک ہونا چاہیے جو آیت اول میں بیان ہوا ہے۔ قسم دوم وہ قیدی ہوتے ہیں جو صلح کی درخواست نہیں کرتے اور نہ ہی ہتھیار ڈالتے ہیں مگر گھیرے میں آ کر پکڑے جاتے ہیں ان کا حکم دوسری آیت کے مطابق قتل ہے تیسری آیت ان معنی کی تفسیر کرتی ہے جس میں ارشاد ہے کہ

وان جنحوا للسلم فاجنح لها (الانفال) اگر کافر صلح کو جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ

کیونکہ قسم اول کے قیدی گو بظاہر قیدی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہتھیار ڈالنے سے صلح کے طالب ہیں گو ان افسر یا گورنمنٹ نے صلح نہیں چاہی مگر خود ان کی صلح خواہی میں تو شک نہیں اس لئے ان کو قتل کرنا گویا مصالحین کو قتل کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں اور قسم دوم کے قیدی ایسے نہیں بلکہ تا مواخذہ برسر قتال ہیں اس لئے ان کے برابر نہیں ہو سکتے جو ہتھیار ڈال کر طالب صلح ہوں بدر میں جو لوگ قیدی ہو کر آئے تھے وہ قسم دوم سے تھے یہی وجہ کہ کسی صحابی نے حضرت عمر کے مقابل پر آیت اولی پڑھ کر قائل نہیں کیا۔ پس جو شبہ سید صاحب کو اسیران جنگ کے واجب القتل ہونے پر تھا کہ آیت اولی کے خلاف ہے گو انہوں نے ظاہر لفظوں میں اس کا اظہار نہیں کیا۔ ہماری تقریر سے دور ہو گیا۔ نیز آیتوں اور روایتوں میں بفضلہ تعالیٰ تطبیق بھی ہو گئی جو بظاہر مشکل تھی۔ **فالحمدللہ**

غزوہ احد:

دوسری مشہور جنگ آنحضرت سے شوال ۳ھ ہجری میں ہوئی جس کا نام احد ہے۔ مدینہ سے باہر احد ایک پہاڑی ہے۔ قریش مکہ بدر کی شکست کا عوض

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا

اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے- مسلمانو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور اس سے

عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

منہ نہ پھیرو حالانکہ تم سنتے ہو- اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے تم ان جیسے نہ ہو جانا

اور یہ بھی جی جمائے کہو کہ اللہ کی مدد مومنوں کے ساتھ ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمان مسلمان ہوں یعنی خدا اور رسول کے حکموں کے فرمانبردار پس مسلمانو اگر خدا کی مدد کا سہارا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور اسی پر جم جاؤ اور اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم سنتے ہو کہ کافروں کی گت اور ذلت صرف اس لیے ہوئی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے حکموں سے سرتابی کرتے ہیں پس تم اس میں کسی طرح غفلت نہ کرنا اور جو لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم نے کلام الٰہی سنا حالانکہ وہ دل لگا کر نہیں سنتے-

---

لینے کو تین ہزار جرار فوج لے کر بسر کردگی ابوسفیان مدینہ پر حملہ آور ہوئے ادھر سے اسلامی فوج جو ہزار سے بھی کم تھی مدینہ کے باہر احد کے پاس ان سے مقابل ہوئی خدا کے ارادہ سے مسلمانوں کی فتح ہوئی مگر ذرا سی غلطی سے وہ فتح فوراً منقلب ہوگئی- مسلمان کفار کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہوگئے ادھر کفار نے ان کی مصروفیت سے فائدہ اٹھایا کہ فوراً لوٹ کر حملہ کر دیا- مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی آنحضرت ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے آپ گڑھے میں گر گئے مگر ثابت قدمی جو قومی شرافت کے علاوہ لازمہ نبوت تھا اس وقت بھی برابر جلوہ گر تھا کہ آپ کو ذرہ لغزش نہ تھی بلکہ بالکل خدا پر کامل بھروسہ تھا اور یقین تھا کہ ہماری ہی فتح ہوگی اسی جنگ میں آنحضرت کی وفات کی خبر بھی مشہور ہوگئی جس پر صحابہ کو سخت رنج ہوا اور قریب قریب تمام منتشر ہوگئے آخر بعد تحقیق خبر کے پھر جمع ہوگئے اسی اثناء میں مسلمان جمع ہو کر مشورہ کر رہے تھے کہ ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کہ ابوبکر زندہ ہے؟ عمر بن خطاب زندہ ہے؟ جواب میں ذرا دیر ہوئی تو یہ کہہ کر کہ سب مر گئے کہنے لگا

اعل ھبل اے ہبل (بت کا نام ہے) تو بلند ہو کہ تیرے دشمن مر گئے اس پر آپ کے حکم سے حضرت عمر نے پکارا کہ

اللہ اعلی واجل خدا ہی بلند اور بزرگ ہے پھر ابوسفیان نے پکارا لنا عزی ولا عزی لکم عزی بت ہمارا مددگار اور تمہارا کوئی عزی نہیں اس کا جواب بھی بحکم نبوی اس کو دیا گیا کہ اللہ مولنا ولا مولی لکم خدا ہمارا والی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں غرض اسی طرح کے جواب وسوال ہوتے رہے مگر کسی فریق نے بڑھ کر دوسرے پر حملہ نہ کیا- آخر قریش عرب اسی پر قناعت کر کے واپس چلے گئے- راہ میں جا کر ایک تجویز سوچی کہ ایک آدمی کو مدینہ بھیج کر یہ مشہور کریں کہ قریش کی فوج بے حد جمع ہو رہی ہے بہتر ہے کہ تم اس دین سے باز آجاؤ ورنہ وہ تم کو پیس ڈالیں گے مگر مسلمان اس امر سے ذرا بھی خائف نہ ہوئے بلکہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھا- آنحضرت نے چند آدمی بغرض دریافت حال باہر بھیجے تو کوئی فوج ان کو نہ ملی آخر اسی طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا- مسلمان قریباً ستر اس جنگ میں شہید ہوئے-

غزوہ خندق:

تیسری مشہور جنگ غزوہ خندق ہے ماہ شوال ۴ھ ہجری میں ہوئی تھی جنگ بدر کی شکست اور احد کی ناکامی سے قریش مکہ کے دلوں میں سخت اضطراب تھا اتنے میں یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر وغیرہ کے چند سردار قریش مکہ کے پاس پہنچے اور مدد کا وعدہ دے کر ان کو مسلمانوں سے لڑنے پر اکسایا وہ پہلے ہی غیظ وغضب میں بھرے ہوئے تھے پس ان کا اکسانا دیوانہ را ہوے بس است کا مصداق ہوا- چنانچہ قریباً دس ہزار فوج جرار لے کر بسر کردگی ابوسفیان مدینہ پر حملہ آور ہوئے- بنی نضیر نے تو ان کو اکسایا تھا- بنی قریظہ یہودیوں کا قبیلہ بھی باوجود معاہدہ صلح کے ان سے مل گئے- آنحضرت ﷺ نے حسب مشورہ سلمان فارسی مدینہ کے گرد خندق کھدوائی (اسی وجہ سے اس کو غزوہ خندق کہتے ہیں) اس خندق کو کھودنے میں بہت سے خدائی

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ

جو لوگ بہرے اور گونگے ہوکر بے سمجھ ہو رہتے ہیں خدا کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر ہیں اور اگر خدا

اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾

ان میں کچھ قابلیت پاتا تو ضرور انکو سنا دیتا اور اگر اب ان کو سناتا ہے تو فورا منہ پھیر جاتے ہیں اور وہ منہ پھیر کرنے والے ہیں

تم ان جیسے نہ ہونا یعنی صرف زبانی لفاظی بلا عمل کرنے والے جن کے حق میں کسی بزرگ نے کہا ہے

این مدعیان در طلبش بے خبر انند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد

خدا کے نزدیک کچھ رتبہ نہیں رکھتے بلکہ جو لوگ خدا کے حکموں کی تعمیل سے بہرے اور گونگے ہو کر اصل مطلب سے بے سمجھ ہو رہتے ہیں خدا کے نزدیک سب جانداروں اور حیوانوں سے بلکہ کتوں اور سوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ حیوانوں کو جس کام کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے وہ اس کو پورا کر رہے ہیں مگر یہ حضرت انسان اپنے فرائض سے غافل ہیں پس اپنی غفلت کا نتیجہ پائیں گے اور اب ان کی یہ حالت ہے کہ فطرت سے جو قابلیت خدا نے ان میں پیدا کی تھی یہ کم بخت اس کو بھی کھو بیٹھے ہیں یعنی وہ ان میں ایسی مغلوب ہے کہ کان لم یکن اور اگر خدا ان میں کچھ قابلیت پاتا تو ضرور ان کو تیرا کلام سناتا یعنی وعظ و نصیحت سے ان کو فائدہ ہوتا اور اگر اس حال میں ان کو سناتا ہے یعنی ان کے کانوں میں آواز پہنچاتا ہے تو فورا منہ پھیر جاتے ہیں اور پرواہ بھی نہیں کرتے کہ کس کی آواز ہے؟ اور کون سمجھاتا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ تکبر اور گردن کشی میں ایسے عادی ہو رہے ہیں کہ گویا وہ طبعاً حق سے معروض ہیں۔

کرشمے ظاہر ہوئے ایک پتھر نہایت سنگین تھا صحابہ سے اس کو جنبش نہ ہوئی تو آپ کو اطلاع کی گئی تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس کو توڑا اس کے ٹوٹتے ہوئے حسب دستور ایک چمکارا نکلا آپ نے فرمایا اس کی روشنی سے مجھے قیصر و کسریٰ (روم اور ایران کے بادشاہوں) کے محلات دکھا دیے گئے ہیں کہ یہ تیری امت کو ملیں گے الحمدللہ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی خندق کھودتے وقت دستور کے مطابق صحابہ جو کرتے تھے یعنی اشعار شوقیہ حسب حال پڑھتے تھے اور آپ بھی بذات خاص ان کو جواب دیتے تھے ان اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں صحابہ کہتے تھے

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا

ہم ہیں جنہوں نے محمد سے مرتے دم تک جہاد کرنے پر بیعت کی ہوئی ہے

آپ فرماتے تھے

اللهم لا خیرا لا خیرالاخرة فبارك فی الانصار والمهاجره

اے اللہ خیر و برکت ہی آخرت کی خیر ہے پس تو انصار اور مہاجروں میں برکت دے۔

گاہے آپ یہ اشعار بھی پڑھتے تھے

اللهم لولا انت ما اهتدینا فلا تصدقنا ولا صلینا

اے اللہ اگر تو مددگار اور راہ نمانہ ہوتا تو نہ تو ہم صدقہ دیتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھ سکتے تھے۔

وانزلن سكینة علینا وثبت الاقدام ان لا قینا

تو ہم پر تسلی اور تسکین نازل کر اگر ہم دشمنوں سے جنگ میں ملیں تو تو ہمیں ثابت قدم رکھ

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ
مسلمانو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو جب وہ تم کو تمہاری زندگی کے لیے پکارے اور
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞
جان رکھو کہ خدا انسان کے دل پر پردہ ہو جاتا ہے اور جانو کہ اسی کے پاس تم نے جمع ہونا ہے

پس مسلمانو! ایسے لوگوں سے پرہیز کرو اور اللہ کے حکم مانو اور رسول کی اطاعت کرو جب وہ تم کو تمہاری روحانی زندگی کے لئے پکارے یعنی مذہبی امور اور شرعی احکام میں تم پر رسول کی اطاعت واجب ہے دیناوی امور) میں اگر وہ تم کو بطور مشورہ کچھ کہے تو تمہارا اختیار ہے اور اس بات کو خوب جان رکھو کہ بے فرمانی کرنے پر ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کے دل پر پردہ ہو جاتا ہے اور اس کو مفید امور کی سمجھ نہیں دیتا یہی وہ پردہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں ختم الله علی قلوبهم کہتے ہیں پس تم اس کا خیال رکھو اور جانو کہ اسی خدا کے پاس تم نے جمع ہونا ہے پس تم خود بھی نیک عمل کیا کرو اور لوگوں کو بھی نیکی کی طرف ترغیب دیتے رہے کیونکہ بدکاری پھیلنے پر گناہ کرنے والوں اور خاموش رہنے والوں دونوں پر عذاب آتا ہے۔

ان الاولی قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

ان کفار نے ہم پر زیادتی اور ظلم کیے ہیں جب انہوں نے ہم سے ناجائز حرکات چاہیں یعنی کفر و شرک کرانے پر زور دیا تو ہم نے انکار کیا

مہینہ بھر کفار کا محاصرہ رہا۔ درمیان میں کبھی کبھی معمولی سی چھیڑ چھاڑ بھی ہو جاتی مگر کفار کے دل میں یہ غرور تھا کہ اب یہ مسلمان جائیں گے کہاں؟ شہر کے اندر گھرے ہوئے ہیں باہر کے دشمنوں کے علاوہ خود شہر میں بھی منافق چھپے دشمن بظاہر مومن خفیہ کافر موجود تھے جو ہر آن ان کو خبریں پہنچاتے تھے۔ اس لیے قریش اس گھمنڈ میں تھے کہ یا تو اسی طرح گھبراہٹ سے بے چین ہو کر مر جائیں گے یا اپنے آبائی مذہب کی طرف رجوع کریں گے۔ اس واقعہ کی تکالیف شدیدہ کا مختصر سا نقشہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتلایا ہے ارشاد ہے

اذا جائو كم من فوتكم ومن اسفل منكم و اذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا هنالك ابتلى المومنون وزلزلوا زلزالا شديدا واذ يقول المتفقون والذين فى قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا واذ قالت طائفة منهم يا اهل يثرب لا مقام لكم فارجعوا ويستاذن فريق منهم النبى يقولون ان بيوتنا عورة وما هى بعورة ان يريدون الا فرارا (الاحزاب ع ۲)

جب کفار تم پر اوپر سے اور نیچے سے ٹوٹ پڑے تھے اور جب تمہاری آنکھیں ڈگنے لگی تھیں اور دل مارے گھبراہٹ کے حلق پر پہنچے ہوئے تھے اور تم اللہ کی نسبت خلف وعدہ اور خوف وہلاکت کی مختلف بدگمانیاں کر رہے تھے اس وقت مسلمان سخت بلا میں مبتلا تھے اور سخت گھبراہٹ کے زلزلوں سے متزلزل ہوئے تھے یعنی جس وقت منافق اور مریض دلوں والے کہتے تھے کہ ہم سے تو اللہ اور رسول نے محض دھوکے کے وعدے دیے تھے (کہ تمہاری ترقی ہو گی) اور جس وقت ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ اے مدینہ والو تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں پس بہتر ہے کہ تم اپنے آبائی مذہب کی طرف رجوع کر لو اور ان میں سے ایک جماعت نبی سے اجازت چاہتی تھی اس بہانہ سے کہ ہمارے گھروں میں کوئی نہیں بالکل خالی ہیں حالانکہ خالی نہ تھے بلکہ وہ صرف بھاگنا ہی چاہتے تھے

ے انتم اعلم بامور دنیاکم کی طرف اشارہ ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

اور۔ اس عذاب سے جو بالخصوص تم میں سے ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا ڈرتے رہو اور جانو کہ اللہ کا عذاب

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ

بہت ہی سخت ہے۔ اس وقت کو یاد کرو جب تم ملک میں بہت ہی قلیل اور کمزور تھے

پس تم خاموش نہ رہو اور اس عذاب سے جو بالخصوص تم میں سے ظالموں کو نہیں بلکہ سب کو پہنچے گا یعنی خاموش کرنے والے بھی آلودہ عذاب ہوں گے اس عذاب سے ڈرتے رہو اور جانو کہ اللہ کا عذاب بہت ہی سخت ہے کسی کو اس کی برداشت کی ہمت نہیں اور اگر یہ خیال ہو کہ بسا اوقات مجرموں کی کثرت ہوتی ہے تو اس وقت ان کو سمجھانا بالکل ضائع اور بے فائدہ ہے تو اس وقت کو یاد کرو جب تم تمام ملک میں بہت ہی قلیل اور ساتھ ہی اس کے ایسے کمزور تھے۔

ایسی حالت میں فقر و فاقوں کا کیا شمار ہو گا؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت کے چہرہ مبارک پر بھوک سے فاختہ اڑتی دیکھی تو اجازت لے کر اپنے گھر گیا۔ اور اپنی بیوی سے ذکر کیا کہ میں نے آنحضرت کے چہرہ مبارک پر ایسی حالت دیکھی ہے کہ مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس نے کہا تھوڑا سا آٹا جوؤں کا ہے اور ایک بکری کا بچہ ہے میں نے اسے تو آٹا گوندھنے کو کہا اور آپ بکری کے بچہ کو ذبح کر کے فور امتیار کیا اور ہنڈیا چولھے پر رکھ دی اور آنحضرت ﷺ سے آکر عرض کیا کہ آپ کی اور ایک دو آدمیوں کی آپ کے ساتھ غریب خانہ پر دعوت ہے آپ نے فرمایا کھانا کتنا کچھ ہے جس قدر تھا میں نے عرض کر دیا آپ نے فرمایا اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پیشتر نہ تو روٹیاں پکائے اور نہ ہنڈیا چولھے سے اتارے۔ ادھر آپ نے تمام فوج میں پکار دیا کہ جابر کے ہاں آج تمہاری دعوت ہے چنانچہ آپ تمام صحابہ مہاجرین اور انصار کو لے کر جابر کے گھر پہنچے جابر اتنی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر گھبرائے اور اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ حضرت تو تمام صحابہ کو ساتھ لے آئے ہیں اس دانا عورت نے کہا کہ تجھ سے آپ نے سوال کیا تھا تو تو نے اصل واقع کہ جس قدر کھانا ہے عرض کر دیا تھا؟ جابر نے کہا ہاں کہا کچھ حرج نہیں یعنی جب آپ باوجود علم اصل واقع کہ جس قدر کھانا ہے عرض کر دیا تھا؟ جابر نے کہا ہاں کچھ حرج نہیں یعنی جب آپ باوجود علم اصل واقع کے اتنے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں تو انتظام بھی خود ہی فرمالیں گے۔ چنانچہ آپ نے سب فوج کو جو ایک ہزار تھی بٹھا دیا اور ہنڈیا اور آٹے میں اپنا لعاب مبارک ڈال کر روٹیاں پکانے اور سالن برتنوں میں ڈالنے کا حکم دیا جابر قسمیہ کہتے ہیں کہ سب فوج کھانا کھا چکی تو بھی ہماری ہنڈیا اسی طرح ابل رہی تھی سب سے اخیر جابر کی بیوی سے کہا کہ اب تو خود بھی کھا اور لوگوں کو جو شہر میں ہیں تحفہ بھیج کیونکہ آج لوگوں کو بھوک سے سخت تکلیف ہے۔

ناظرین!

سید صاحب اس واقعہ کو نہ مانیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ یہ روایت صحیح بخاری کی ہے جس کو آپ تفسیر جلد چہارم کے صفحہ ۸۳ پر سب سے زیادہ معتبر مانتے ہیں سپر نیچرل (خلاف فطرت) کہیں تو تفسیر ثنائی ملاحظہ کرا دو۔

خیر خدا خدا کر کے بعد ایک مہینے کے قریش کا محاصرہ اٹھا۔ کس طرح اٹھا؟ قرآن میں خدا تعالیٰ نے اس کی وجہ بتلائی ہے ارشاد ہے

یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذا جاء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا وکان الله بما تعملون بصیرا (الاحزاب ع ۲)

مسلمانو اللہ کی مہربانی جو تم پر ہوئی ہے وہ یاد کرو جب قریش کی فوجیں تم پر آئی تھیں تو ہم نے ان پر زور کی ہوا اور ایسی فوج بھیجی جسے تم نے نہ دیکھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ

تمہیں ہر وقت خوف رہتا تھا کہ لوگ تم کو پیس نہ ڈالیں پھر خدا نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو قوت عنایت

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

کی اور حلال رزق تم کو دیا کہ تم شکر کرو- مسلمانو خدا اور رسول کی بے فرمانی اور آپس میں ایک

کہ تمہیں ہر وقت خوف رہتا تھا کہ لوگ تم کو پیس نہ ڈالیں پھر خدا نے تم کو مدینہ میں جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو قوت عنایت کی اور پاکیزہ اور حلال رزق تم کو دیا پھر رفتہ رفتہ اس کثرت پر پہنچے- کس طرح پہنچے ؟ زبانی سمجھانے سے اس طرح تم بھی لوگوں کو اگر کامل اخلاص سے سمجھاتے رہو گے تو تمہارے سمجھانے میں بھی برکت ہو گی اور کسی نہ کسی وقت مجرم تمام نہیں تو بعض تو ضرور ہی تمہارے ساتھ ہو جائیں گے یہ اظہار اس لیے ہے کہ تم اس نعمت کا شکر کرو اور وعظ کرتے وقت اس بات کا خیال بھی نہ لاؤ کہ ہم منع کرنے والے تھوڑے ہیں اور مخالف زیادہ کیونکہ تمہارا کام صرف کہہ دینا ہے اتنے کام کیلئے تھوڑے اور بہت میں کیا فرق ہے ؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ کہتے ہوئے نرم الفاظ اور مخاطب کی شان کے مناسب طریق سے کہو موقع پا کر بھی امر معروف نہ کرنا خدا اور رسول کی بے فرمانی ہے پس تم مسلمانو خدا اور رسول کی خیانت یعنی بے فرمانی سے بچتے رہنا-

راتوں رات اس ہوا اور آسمانی فوج سے ان کے خیمے الٹ گئے گھوڑے بھاگ گئے تمام تکبر و غرور جو دماغ میں لئے بیٹھے تھے الٹے وبال جان ان کے لئے ہوئے اور اپنا سامنہ لے کر مکہ کو چلتے بنے

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے؟
تکبر وہ بری شے ہے کہ فورا ٹوٹ جاتا ہے

ان سے فارغ ہو کر حسب مشورہ جبرائیل آپ نے بنی قریظہ کا جنہوں نے باوجود معاہدہ قریش کا ساتھ دیا تھا تعاقب کیا چنانچہ ان کے قلعہ کا محاصرہ ہوا تو انہوں نے خود ہی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں ان کے حلیف (ہم سوگند یعنی معاہد) تھے ان کے فیصلہ کو منظور کر لیا حضرت سعد نے ان پر بغاوت کا جرم سمجھ کر بالغوں کے قتل کرنے اور نابالغوں اور عورتوں کے لونڈی غلام بنا لینے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کئی سو بنی قریظہ بغاوت کے جرم میں تہہ تیغ ہوئے تو مدینہ میں امن ہوا ایک بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اسی جنگ خندق میں آپ نے ایک پیش گوئی بایں الفاظ فرمائی تھی جو بالفاظ پوری ہوئی فرمایا نغزوهم ولا يغزوننا (آئندہ کو ہم ان کفار پر چڑھائی کیا کریں گے اور وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے) یعنی ان میں جس قدر ہمت اور حوصلہ تھا آج کے روز ختم ہو گیا اب ان کو (مشرکین عرب ہوں یا یہودی یا عیسائی) خدا کے فضل سے ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا- فالحمد لله على ذالك

غزوہ خیبر:

یہ لڑائی محرم ۷ھ ہجری میں ہوئی- خیبر ایک بڑا شہر ہے جس میں یہودی بکثرت بستے تھے اور اس کی اطراف میں ان کے بڑے مضبوط قلعے تھے اور وہ مدت سے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کی تیاریاں کر رہے تھے اتنے میں آنحضرت کو ان کی تیاریوں کی خبر پہنچی تو آپ نے ان پر فوج کشی کر کے مہینے بھر کی لڑائی کے بعد خیبر فتح کیا- یہودیوں کو جان کی امان دی گئی اور تمام مال و اسباب ان کا غنیمت یا معاوضہ جنگ میں لیا گیا اور زمینوں پر انہیں کو بطور مزارع کے قابض رکھا اور پیداوار کا اور نصف حصہ ان کا اور نصف اور غانمین کے لئے مقرر رہا- بعد فتح ایک یہودن نے آپ کی دعوت کر کے گوشت میں زہر ڈال دیا جونہی آپ نے ایک لقمہ کھایا ہاتھ کھینچ لیا فرمایا کہ خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ اس میں زہر ہے آپ کے بتلانے سے پیشتر جلدی میں جن

وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ

دوسرے کی دانستہ خیانت کبھی نہ کرنا- اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے

فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

روگ ہیں اور خدا کے ہاں بہت بڑا اجر ہے

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال واسباب کی دانستہ خیانت نہ کرنا کیونکہ اس کا نتیجہ بد ہے- دنیا میں بھی بدنامی اور خواری ہے اکثر انسان کو ایسے بدارادوں کے کرنے پر اولاد کی محبت اور ان کے لئے مال جمع کرنے کی فکر باعث ہوتی ہے سو تم اس کا خیال تک نہ کرو اور دل سے جان رکھو کہ تمہارے مال اور اولاد ہدایت سے تمہارے لئے روگ ہیں اور خدا کی تابعداری کرنے پر اس کے ہاں بہت بڑا اجر ہے-

---

لوگوں نے وہ گوشت کھایا تھا شہید ہو گئے آپ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ڈالا تو اس نے کہا کہ ہمارا خیال تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو آپ کو کچھ ضرر نہ ہو گا اور اگر جھوٹے ہوں گے تو ہماری جان چھوٹ جائے گی یعنی آپ مر جائیں گے شاید اس عورت کو حسب ہدایت توریت استثناء ۱۳ باب کے یہ خیال پیدا ہوا ہو گا جہاں مذکور ہے کہ جھوٹا نبی مارا جائے گا مگر آپ بفضلہ تعالیٰ زندہ سلامت باکرامت رہے- مختصر یہ کہ خیبر پر بتمامہ مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا-

غزوہ فتح مکہ المکرمہ:

ماہ رمضان ۸ھ ہجری میں یہ واقعہ ہوا اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ صلح حدیبیہ میں جو ۶ھ ہجری میں قریش سے آنحضرت کی دس سال تک قرار پائی یہی یہ بات طے ہو چکی تھی کہ بنو خزاعہ گو تمام مسلمان نہ تھے آنحضرت کے جانب دار قرار پائے تھے اور بنو بکر قریش مکہ کے ان دنوں (بنو بکر اور بنو خزاعہ) میں سخت عداوت تھی اتفاق سے ان کی آپس میں چل پڑی معاہدہ کے مطابق قریش مکہ کو الگ تھلگ رہنا چاہیے تھا- مگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ بنو بکر کی علانیہ امداد کی اور بنو خزاعہ کو بہت نقصان پہنچایا جب آپ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مکہ پر فوج کشی کا ارادہ مصمم کر لیا قریش مکہ نے اپنے معاہدہ کی پرواہ نہ کی تھی آخر کار دس ہزار فوج جرار لے کر آپ مکہ پر حملہ آور ہوئے مگر مکہ والوں کے دلوں پر خدا نے ایسا رعب ڈالا کہ کوئی مقابلہ پر نہ آیا بلکہ ان کا سردار ابو سفیان جو احد اور خندق کی لڑائیوں میں سپہ سالار تھا- مسلمانوں کی فوج کی خبر سن کر ایک شخص بدیل نامی کے ساتھ خود تجسس حال کو نکلا- حضرت عباس کے قابو آگیا حضرت عباس اس کو آپ کی خدمت میں لائے آپ نے فرمایا کل صبح اس کو پیش کرنا رات کو حضرت عباس نے ابو سفیان کو اسلام کی تلقین کی تو اس کے دل میں بھی شوق پیدا ہوا چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا حضرت عباس کی سفارش پر آپ نے منادی کرادی کہ جو کوئی ابو سفیان کے گھر میں جا گھسے گا اس کو امن مل جائے گا اور وہ جان سے مارا نہ جائے گا مختصر یہ کہ آپ نے بغیر کسی سخت مقابلہ کے مکہ فتح کیا لوگوں کو خطرہ تھا کہ اب آپ اپنی پہلی تکلیفوں کا جو ہجرت سے پہلے مکہ والوں سے اٹھائی تھیں بدلہ لیں گے مگر آپ نے ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا- میں تم سے وہ معاملہ کروں گا جو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا جاؤ سب کو معاف- اللہ اکبر سچ ہے

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ

ل ابن خلدون ابوداؤد دارمی-

۲ اس کی تفصیل مقدمہ میں بہ ضمن دلیل چہارم کی گئی ہے-

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

اے مسلمانو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو خدا تمہارے لیے تمیز کر دے گا اور تمہارے گناہ تم سے دور کردے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے- اور تو اس وقت کو یاد کر جب کافر تیرے حق میں

مسلمانو خدا کی فرماں برداری اور تقوی شعاری میں دینی اور دنیاوی فائدہ ہے اگر تم اللہ کی بے فرمانی سے ڈرتے رہو گے تو تمہارے لئے ایک تمیز کا نشان کردے گا یعنی دنیا کی قومیں جان لیں گی کہ فلاں قوم نے اپنے رسول کی اطاعت میں یہ عزت پائی ہے یہ تو تم کو دنیاوی فائدہ ہو گا اور دینی فائدہ یہ ہو گا کہ تمہارے گناہ جو بتقاضائے بشریت کبھی تم کر گذرو گے تم سے دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے اس کے فضل اور مہربانی کا ہی تقضا ہے کہ تم آج تک باوجود کفار کی ایسی شرارتوں اور اذیتوں کے زندہ سلامت رہے ہو اپنے سابقہ واقعات پر غور کرو اور بالخصوص تو اے محمد اس وقت کو یاد کر کہ جب کافر تیرے حق میں خفیہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے- کہ تیرے معاملہ میں کیا کریں ؟

غزوہ حنین :

طائف اور مکہ شریف کے درمیان حنین ایک مشہور مقام ہے جہاں قوم ہوازن رہتی تھی رمضان ۸ھ میں آپ نے مکہ فتح کر لیا- ابھی مکہ کے انتظام ہی میں مشغول تھے کہ ہوازن کے حملہ کی خبر پہنچی- چنانچہ آپ نے بارہ ہزار جرار لشکر ان کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جن میں دس ہزار تو وہ لوگ تھے جو مدینہ سے بغرض فتح مکہ آپ کے ساتھ آئے تھے اور دو ہزار ان لوگوں سے جو فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے- انہی میں سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے اور احد اور خندق میں کفار کے سپہ سالار تھے اور فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے- چند ہی روز میں ان کا ایمان اور اخلاص ایسا مضبوط ہو گیا کہ حنین میں ان سے بہت سی خدمات نمایاں صادر ہوئیں بلکہ ایسے موقع پر بھی وہ آنحضرت کے ہمرکاب رہے کہ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی جس کا بیان آتا ہے خیر آپ **بسم الله مجريها ومرسها** کہہ کہ بغرض دفع حملہ ہوازن کے مقام پر پہنچے جونہی پہنچے تھے کہ ابھی کوئی جنگ کی تیاری بھی نہ تھی کہ ناگاہ بے خبری میں قوم ہوازن جو بڑے جنگجو تیر انداز تھے مسلمانوں پر بڑے زور سے تیر برسائے جس سے فوجی نظام میں خلل آ گیا اور صحابہ قریب قریب تمام منتشر ہو گئے- مگر حضرت عباس اور ابو سفیان رضی اللہ عنہما آنحضرت کی سواری کے ہمرکاب تھے ادھر یہ شہرت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے- ایسی بے قراری کے وقت بھی آپ کی قومی شجاعت اور خدائی وعدوں پر بھروسہ کا یہ عالم تھا کہ آپ بجائے گھبراہٹ کے بلند آواز سے یہ پکار رہے تھے **انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب** یعنی میرے پیچھے نہ ہٹنے کی دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ میں نبی ہوں خدا نے مجھے وعدہ نصرت کیا ہوا ہے دوئم یہ کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں ہماری قومی شجاعت بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹیں آخر بحکم نبوی حضرت عباس نے بلند آواز سے صحابہ کو پکارا کہ اے مہاجر وا اے شجر کے نیچے بیعت کرنے والو اے انصار یو چلو بھاگو لیکو رسول خدا زندہ ہیں چنانچہ پھر مسلمان جمع ہو گئے اور باقاعدہ ایک ہی حملہ میں سب دشمن مغلوب ہو گئے- اس جنگ کی مختصر سی کیفیت اور ابتدائی شکست کی وجہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے- چنانچہ ارشاد ہے

لقد نصركم الله في مواطن كثيرة ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا وضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين(التوبه)

خدا نے تمہاری کئی ایک مواقع میں مدد کی ہے اور حنین کے دن بھی مدد کی تھی جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے پھر اس کثرت نے تمہیں کوئی کام نہ دیا اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی- پھر تم پیٹھ پھیر کر لوٹ گئے-

لِيُثْبِتُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ ؕ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

خفیہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ تجھے قید کریں یا تجھے قتل کریں یا تجھے جلاوطن کر دیں اور خفیہ تدابیر کر رہے تھے اور خدا بھی پوشیدہ کام کر رہا تھا اور خدا

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ

سب سے اچھا تدبیر کرنے والا ہے- اور جب کبھی ہماری آیات ان کو سنائی جاتی ہیں تو منکر کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہتے تو

لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

ایسا کلام بنا لیتے یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں

تجھے قید کر لیں تاکہ دوسرے ملکوں میں جا کر جمعیت بہم پہنچا کر ان پر تو حملہ آور نہ ہوں یا تجھے سرے سے قتل ہی کر ڈالیں کہ ہمیشہ کے خطرات سے پاک ہو جائیں کیونکہ قید کرنے میں بھی تیری تاثیر کلام کا ان کو اندیشہ اور بنی ہاشم کا خوف تھا یا تجھے مکہ سے جلاوطن کر دیں مگر اس صورت میں ان کو اندیشہ تھا کہ جہاں تو جائے گا تیرے ساتھ لوگ ہو جائیں گے اور کسی نہ کسی وقت ایک بڑی جمعیت سے تو ان پر حملہ کرے گا- غرض بہت سی فکر و غور کے بعد انہوں نے درمیانی صورت اختیار کی چنانچہ انہوں نے تیرے سوتے وقت تیرے مکان کو آگھیرا اور خفیہ تدابیر تیرے پکڑنے کو کر رہے تھے اور خدا بھی ان کی آنکھوں سے پوشیدہ جیسا اس کا دستور ہے کام کر رہا تھا آخر خدا ہی کی تدابیر اور حکم غالب آیا ان سب کو نیچا دیکھنا ہوا کہ خدا تجھ کو سب میں سے زندہ سلامت باکرامت بچا کر لے گیا- کیونکہ اللہ کی تدبیر اور حکم سب پر غالب ہے اور خدا سب سے اچھا تدبیر کرنے والا ہے- کیوں کہ اس کی تدبیر کچھ سوچنے سے متعلق نہیں ہوتی کہ اس میں غلطی کا احتمال ہو بلکہ اس کی تدبیر کے تو بس یہ معنی ہیں کہ انسان پر جب تک بلا نازل نہیں ہو جاتی اس کو خبر تک نہیں ہوتی چنانچہ مشہور ہے کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں اس پر بھی یہ لوگ نہیں سمجھتے اور باور نہیں کرتے بلکہ جب کبھی ہمارے حکم ان کو سنائے جاتے ہیں تو بجائے تسلیم کرنے کے لئے الٹے منہ آتے ہیں اور کہتے ہیں میاں سن لیا اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام مدت سے بنا لیتے اس میں رکھا ہی کیا ہے ؟ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں اور اگر اس سے بھی بڑھ کر ان کی بیوقوفی معلوم کرنا چاہو

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً

جب ان کافروں نے کہا تھا کہ خدا وندا اگر یہ قرآن سچ مچ تیرے پاس سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر

مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾

برسادے یا ہم پر کوئی دکھ کی مار ڈال دے

تو اس وقت کو یاد کرو جب ان شورہ پشت کافروں نے عناد اور ضد میں کہا تھا کہ خداوندا اگر یہ قرآن سچ مچ تیرے پاس سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا ہم پر کوئی دکھ کی مار بھیج کم بختوں نے یہ نہ کہا کہ اگر یہ حق ہے تو ہمیں ہدایت کر جو قاعدہ کہنے کا ہے مگر خدا کو بھی کیا جلدی تھی کہ ان کو فورا پکڑ لیتا اور خصوصا جب کہ اس کی رحمت کا تقاضا بھی یہ ہے۔ کہ

شان نزول

(اذ قالوا اللھم) مشرکین عرب گذشتہ لوگوں کے حالات سنتے کہ انبیاء کی تکذیب پر ان کی کیا کیا گت ہوئی تو ظالم بجائے ڈرنے کے الٹے اکڑتے اور یہ دعا کرتے جس کا ذکر اس آیت میں ہے

ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المئومنين وانزل جنودا لم تروها وعذب الذين كفروا وذلك جزاء الكافرين(التوبه)

پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور جن فوجوں کو تم نے نہیں دیکھا وہ نازل کیں اور کافروں کو عذاب دیا۔ کافروں کا یہی بدلہ ہے

مختصر یہ کہ صحابہ کو اپنی کثرت کی وجہ سے بمقتضائے بشریت توکل علی اللہ میں فرق آگیا تھا اس پر یہ تکلیف ہوئی سچ ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بعد فتح کے یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کے قیدی بھی آنحضرت نے ان کو دے دیئے اور مسلمانوں کی قید سے آزاد کر دیئے گئے

غزوہ تبوک:

تبوک شام اور داوی القری کے درمیان ایک جگہ ہے آپ کو رومیوں کے اجتماع کی خبر ملی تو آپ نے باوجود سخت گرمی کا موسم ہونے کے فورا رجب ۹ ہجری میں تیاری کی یہ جنگ بلحاظ تکالیف سفر جیسی مشکل تھی کوئی نہ تھی مگر صحابہ نے اس کی دشواریوں کی کوئی پرواہ نہ کی حسب فرمان نبوی فورا تیار ہو گئے ہر چند منافقوں نے مسلمانوں کو جنگ کی سختی سے ڈرایا مگر جب نبی نے کچھ اثر نہ ہونے دیا آخر آپ مقام جنگ پر پہنچے تو بغیر جنگ وجدال کامیاب واپس آئے تو عموما سب سرداران قوم سے معاہدے ہو گئے اور جزیہ مقرر ہوا جو انہوں نے اپنی خوشی سے منظور کیا۔

یہ ہے آپ کے غزوات کی نہایت مختصر تاریخ ان کے علاوہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی ان کے درمیان ہوتی رہیں مگر ہم نے ان کو نہیں بیان کیا کیونکہ ان میں آنحضرت کی بذات خود شرکت نہ تھی بلکہ یوں کہئے کہ کوئی جنگ ہی نہ تھی بسا اوقات معمولی دباؤ منظور ہوتا تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور جس حال میں تو ان میں ہے خدا ان کو عذاب نہیں کرنے کا نیز جس حال میں بخشش مانگتے ہوں گے خدا ان کو عذاب نہ کرے گا

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا

بھلا ان کا کیا عذر ہے کہ خدا ان کو عذاب نہ کرے حالانکہ وہ محترم مسجد سے روکتے ہیں اور خود اس کے قابل

اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ

نہیں اس مسجد کے اہل تو متقی لوگ ہیں لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اور ان کی

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

عبادت بھی صرف سیٹیاں اور تالیاں ہی ہوتی ہے پس کفر کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا

کافر لوگ مال خرچتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں وہ مال ان پر حسرت ہوگا

ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ

پھر مغلوب ہو جائیں گے

کہ جس حال میں تو اے محمد ان میں ہے خدا[1] ان کو عذاب نہیں کرنے کا نیز جس حال میں یہ اپنے گناہوں پر بخشش مانگتے ہوں گے عذاب نہ لائے گا تو اس موجود صورت میں گو دوسرا مانع متحقق نہیں۔ کیونکہ بجائے استغفار کے یہ لوگ الٹے اکڑتے ہیں اور جو مانگتے بھی ہیں وہ بھی بحکم ان الذین کفروا اعمالھم کرماد ہیچ ہے اور اگر یہ خود بھی غور کریں تو انکو معلوم ہو جائے کہ صرف تیری موجودگی کا اثر ہے کہ ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا بھلا ان کا کیا عذر ہے؟ کہ خدا ان کو عذاب نہ کرے حالانکہ وہ ایسے بڑے ظلم کے مرتکب ہوتے تھے کہ کعبہ شریف کی معزز اور بابرکت مسجد سے مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود اس مسجد کے قابل اور اہل نہیں کیونکہ اس کے بانی حضرت ابراہیم کی وصیت اور ہدایت کے خلاف چل رہے ہیں اور جس کام کے لیے حضرت موصوف نے یہ مسجد بنائی تھی وہ ان میں مفقود ہے حقیقت میں اس مسجد کے اہل تو متقی اور شرک و کفر سے بچنے والے لوگ ہیں کیوں کہ ابراہیمی وصیت کے مطابق یہ مسجد انہی لوگوں کے لئے ہے جو صرف اکیلے خدا کی اس میں عبادت کریں لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اور ان کا تو یہ حال ہے کہ شرک و کفر بت پرستی کے علاوہ ان کی خالص عبادت بھی صرف سیٹیاں اور تالیاں ہی ہوتی ہے جیسے ہندوستان کے ہندوؤں کی عبادت باجے گانے وغیرہ (اب تو پیغمبر تم میں سے نکل آئے پس اپنی بدکرداری اور کفر کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو اور اپنا سر کھاؤ۔ مسلمانو کافر لوگ جس کوشش میں ہیں ان سے سبق حاصل کرو دیکھو یہ لوگ کس طرح ان تھک کوشش کر رہے ہیں کہاں امریکہ[2] اور کہاں انگلینڈ وغیرہ اتنے دور دراز ملکوں سے پادریوں کو بھیجتے ہیں اور مال صرف اس لئے خرچتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ اسلام اور توحید سے روکیں اور کفر اور تثلیث پرستی میں پھنسا دیں اور اسی دھن میں ہمیشہ خرچتے رہیں گے آخر کار مغلوب ناکام ہوں گے اور وہ مال ان پر حسرت کا سبب ہوگا کہ ہم نے کیوں ضائع کیا؟ پھر آخر کار مغلوب ہو جائیں گے ایسے کہ ان کا نام لیوا بھی عرب میں کوئی نہ ملے گا اور سب سے اخیر یہ فیصلہ ہوگا کہ خدا کی سیدھی راہ سے انکار کرنیوالے

[1] کافروں کے عمل ضائع ہیں۔

[2] موجودہ زمانہ کا نقشہ دکھا کر معدوم زمانہ کا نقشہ سمجھانا منظور ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ

اور کافر جہنم میں جمع کیے جائیں گے- تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کرے اور

الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِىْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک جگہ ڈھیر لگادے پھر اس ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے یہی لوگ سخت خسارہ اٹھانے والے ہیں

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ

تو کافروں سے کہہ دے اگر باز آجائیں تو ان کے پہلے گناہ سب معاف کیے جائیں گے اور اگر انہوں نے پھر سر اٹھایا تو پہلے کافروں کے

مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ

واقعات گزر چکے ہیں- اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد نہ رہے سب قانون اللہ کا رائج ہو

لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

پھر اگر باز آجائیں تو اللہ ان کے کاموں کو دیکھتا ہے- اور اگر وہ سرتابی کریں گے تو

اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

خدا تمہارا مددگار ہے وہ بہت ہی اچھا مولی اور بہت ہی اچھا حمایتی ہے

کافر جہنم میں جمع کئے جائیں گے جس سے مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں تو نیک وبد کی تمیز نہ ہوئی اس وقت ان کو جہنم میں ڈالے گا تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کرے اور ناپاک بد باطن لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک جگہ ڈھیر لگادے پھر اس ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے کیونکہ یہی لوگ سخت خسارہ اٹھانے والے ہیں اور ایسے لوگوں کا یہی انجام ہے اب بھی تو کافروں سے کہہ دے اگر کفر سے باز آجائیں تو ان کے پہلے گناہ سب معاف کئے جائیں گے اور اگر پھر سر اٹھایا اور شرارت کی سوجھی تو پہلے کافروں کے واقعات گزر چکے ہیں ان پر غور کرو جو ان کا انجام ہوا تھا تمہارا بھی ہوگا مسلمانو ان کی تو ذرہ بھی پرواہ نہ کرو کیا بکتے ہیں اور کیا کہتے ہیں تم اپنی کوشش میں لگے رہو اور اگر ان سے لڑائی کی ٹھن جائے تو خوب لڑو یہاں تک کہ فتنہ وفساد کا نام نہ رہے اور جیسا دستور ہے فاتح قوم کا ہی بول بالا ہوتا ہے سب قانون ملکی دیوانی وفوجداری اللہ کی کتاب کا رائج ہو اور تمام انتظام اسی کے مطابق ہو جو قرآن شریف میں خدا نے بتلایا ہے پھر دیکھیں کیسی سرسبزی[ل] اور شادابی ہوتی ہے پھر بعد مغلوب ہونے اور قانون الٰہی رائج ہونے کے بھی اگر یہ لوگ شرارت اور خباثت سے باز آجائیں تو ان سے ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا کیوں کہ اللہ ان کے کاموں کو دیکھتا ہوگا انہی کے مطابق جزادے گا تم ان کو کچھ نہ کہنا بلکہ اگر وہ کفر وشرک اور اپنی مذہبی رسوم پر ہی رہنا چاہیں لیکن ذمی اور ماتحت رعایا ہو کر رہیں تو رہنے دینا تم کو ہرگز جائز نہیں کہ ایسے وقت میں ان پر دست درازی کرنے لگو- اور اگر وہ سرتابی اور سرکشی کریں گے اور بغاوت پھیلادیں گے تو تم جان رکھو کہ خدا تمہارا پروردگار ہے اور وہ بہت ہی اچھا مولا اور بہت ہی اچھا حمایتی ہے اس کے ہوتے ہوئے تم کو کس کی ضرورت ہے وہ تم کو ہمیشہ فتح ونصرت دے گا اور مال غنیمت سے مالامال کردے گا پس تم اسی سے توقع کئے رہو

ل ثبوت کے لئے رسالہ اسلام اور برٹش دیکھو

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہو اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول اور قرابت داروں

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم کو خدا پر اور اس امداد پر جو فیصلہ کے دن

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

جس روز دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی اس نے اپنے بندے پر نازل فرمائی تھی کامل ایمان ہے اور اللہ ہر ایک کام پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى

قدرت رکھتا ہے۔ جب تم ورے کنارہ پر تھے اور وہ پرلے سرے پر

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ

اور قافلہ تم سے نیچے کی جانب تھا اور اگر تم آپس میں معاہدہ کرتے تو ضرور وعدہ خلافی کردیتے لیکن اللہ نے

لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۬ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ

تم کو جمع کردیا تاکہ جو کام ہوچکا تھا اس کا فیصلہ کردے تاکہ جو کوئی دلیل دیکھنے کے بعد گمراہی پر اڑا رہا وہی تباہ ہو اور جو دلیل

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہو اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا ہے یعنی اللہ کے رسول کے قرابت داروں اور عام یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت کا سرکاری خزانہ میں داخل ہوگا جس کو پیغمبر صاحب یا حاکم وقت اس طرح تقسیم کریں گے کہ کچھ حسب ضرورت اپنا حصہ نکالیں گے اور باقی رسول خدا ﷺ کے قرابت داروں اور عام یتیم اور مسکین مسافر دعا گوؤں کو دیں گے باقی چار حصے لشکریوں میں تقسیم ہوں گے خدا کا حصہ الگ نہیں بلکہ خدا کے حکم کے مطابق تقسیم کرنا ہی اس کا حصہ ہے اگر تم کو خدا پر اور اس کی امداد غیبی پر جو جنگ کے فیصلہ کے دن جس روز دونوں جماعتوں کافروں اور مومنوں کی مڈھ بھیڑ ہوئی تھی اس[1] نے اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی تھی کامل ایمان ہے تو ایسا ہی کرو اس سے سر مو تفاوت نہ کرو اور دل میں یقینی جان رکھو کہ اگر تم اس کے حکموں کی تعمیل کرو گے تو وہ ہمیشہ تمہاری ایسی ہی مدد کرتا رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام کی قدرت رکھتا ہے تمہیں اپنی کمزوری کا وہ وقت بھی یاد ہے جب تم میدان جنگ کے ورے کنارے پر تھے اور وہ یعنی کفار کی فوج پرلے سرے پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے اور قافلہ جس کے تم داؤ پر تھے دونوں سے نیچے کی جانب سے ہوتا ہوا بچ کر نکل گیا تھا خدا نے تمہاری کیسی مدد کی؟ کہ ایسے قوی ہیکل باسامان دشمن پر تم کو فتح دی اور اگر تم آپس میں معاہدہ کرتے کہ فلاں وقت لڑیں گے تو ضرور وعدہ خلافی کردیتے اور ان کے خوف کے مارے میدان میں نہ پہنچتے لیکن اللہ نے تم کو ناگہاں ایک دوسرے کے سامنے لاکر جمع کردیا تاکہ جو کام اس کے علم میں ہوچکا تھا اس کا فیصلہ کردے یعنی تمہاری ان پر فتح ہو تاکہ جو کوئی دلیل دیکھنے کے بعد ہلاک ہوا ہے اس کی ہلاکت کا انجام ہو اور جو دلیل سے

[1] متکلم سے ترجمہ دانستہ نہیں کیا گیا کیونکہ اردو میں ایسا سریع التفات نہیں پایا جاتا۔

حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ

سے زندہ ہو وہ زندگی پائے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے جب خدا نے خواب میں تجھے ان کی

قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

فوج تھوڑی دکھائی اور اگر وہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم پھسل جاتے اور کام کے متعلق جھگڑتے مگر خدا نے تم کو

سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ

ثابت قدم رکھا وہ دلوں کے حال پر مطلع ہے اور جب تم دونوں گروہ آپس میں ملے تھے تو

اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَ

خدا نے تمہاری نگاہ میں ان کو کم کر دکھایا اور تم کو ان کی نگاہ میں تھوڑے' تاکہ جو کام ہو چکا ہے اس کا فیصلہ

اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا

کر دے اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں۔ مسلمانو جب تمہاری کسی جماعت سے مڈ بھیڑ ہو جائے تو جم کر لڑا کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا

اور خدا کو بہت بہت یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ

تنازع نہ کیا کرو ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی

زندہ ہوا ہے وہ زیادہ زندگی پائے یعنی صحابہ کرام جو اسلامی حجت دیکھ کر صدق دل سے شیدا ہو رہے ہیں ان کا نور ایمانی زیادہ ہو اور جو باوجود فتح قاطعہ دیکھنے کے کفر پر اڑے رہے ہیں وہ اور خستہ حال ہوں اور اللہ تعالیٰ سب کی سنتا اور سب کے احوال جانتا ہے اصل فتح کی امید جب ہی سے پڑ گئی تھی جب خدا نے خواب میں تجھے ان کی فوج تھوڑی دکھائی جس سے تمہاری جرات ان پر زیادہ ہوئی اور اگر وہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم مارے خوف کے پھسل جاتے اور جنگ کے متعلق جھگڑتے کہ ان سے لڑیں یا کسی حیلہ بہانہ سے بھاگ جائیں مگر خدا نے تم کو ثابت قدم رکھا کیونکہ وہ دلوں کے حال پر مطلع ہے تمہارا اخلاص اور دلی محبت بے شک اسی امر کے مقتضی تھے کہ تم پر مہربانی ہو اور یہ فتح اس تدبیر الٰہی کا نتیجہ ہے کہ جب تم دونوں گروہ آپس میں ملے تھے تو خدا نے تمہاری نگاہ میں ان کو کم کر کے دکھایا اور تم ان کی نگاہوں میں تھوڑے تاکہ جو کام اس کے علم ہو چکا ہے اس کا فیصلہ کر دے اور اگر غور سے دیکھو تو سب کام خدا ہی کی طرف سے پھرتے ہیں وہی ان سب گاڑیوں کا انجن ہے وہی سب کائنات کا علۃ العلل ہے جس کو جس طرح چاہے رکھے جو چاہے کرے لیکن اس کا چاہنا بے سبب اور بلا وجہ نہیں ہوا کرتا۔ ظاہر اسباب اور تدابیر کو بھی کامیابی میں اسی نے دخل رکھا ہوا ہے پس تم مسلمانو اس امر کو خوب یاد رکھو کہ جب کبھی تمہاری کسی مخالف جماعت سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو جم کر لڑا کرو اور فتح و نصرت خدا سے سمجھ کر خدا کو بہت بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی اطاعت کرتے رہو اور بہت بڑی بات کامیابی کی یہ ہے کہ آپس میں تنازع نہ کیا کرو جن سے باہمی ناچاقی تک نوبت پہنچے ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور جس کام کے کرنے کا ارادہ کئے ہو اس میں ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی یعنی تمہارا رعب جاتا رہے گا۔

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

اور صبر کیا کرو یقینا اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو لوگ اپنے گھروں سے شیخی بھگارتے ہوئے

بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے تھے اور اللہ کی راہ سے رُکتے تھے تم ان کی طرح نہ ہونا اور جو کچھ بھی

مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ

کرتے ہیں خدا کے گھیرے میں ہے- اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں عمدہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کوئی بھی تم پر

مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ

غالب نہ آئے گا اور کہا میں تمہارا حمایتی ہوں- پھر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو الٹے پاؤں پھرتا ہوا

وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

کہتا گیا کہ میں تم لوگوں سے بیزار ہوں کیونکہ میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ۝ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ

بڑا سخت ہے- جب منافق یعنی جن کے دلوں میں بیماری ہے کہتے تھے یہ لوگ مذہب سے فریب خوردہ ہیں

اور غیروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے پس ان نقصانات کو سوچ لو- اور تکلیفوں پر صبر کیا کرو ایسی بھی بزدلی کیا ہے کہ ذرہ سی بات پر واویلا کرنے اور چلانے لگ جایا کرتے ہو یقیناً سمجھو کہ اللہ کی مدد صابروں کے ساتھ ہے- ہاں یہ بات ضرور ہی قابل لحاظ رہے کہ تم اپنی فتح اور دشمنوں کی شکست کو اپنے قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھنے لگو

ایں سعادت بزور باز ونیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اور جو لوگ اپنے گھروں سے شیخی بھگارتے ہوئے اور لوگوں کو اپنا جاہ و جلال دکھاتے ہوئے نکلے تھے اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو جبراً روکتے تھے تم نے ان کی طرح کے نہ ہونا' نہ اکڑ فون کرنا نہ اپنے اعمال میں ریا اور مخلوق کی واہ واہ کی کبھی نیت کرنا ورنہ نتیجہ جیسا انہوں نے مکہ سے نکل کر پایا تم بھی پاؤ گے کیا تم نے سنا نہیں ؎

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے؟ تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اور دل سے جان رکھو جو کچھ بھی دنیا کے لوگ کرتے ہیں خدا کے گھیرے میں ہے جا نہیں سکتے وہ سب کو جانتا ہے اور سب کو مناسب جزا و سزا دیتا ہے اور دے گا اور سنو ہم تمہیں اس وقت کی بھی اطلاع دیتے ہیں جب شیطان نے ان مشرکوں کی بداعمالی یعنی بے وجہ تعلّی نخوت اور غرور اور لاف زنیاں وغیرہ ان کی نظروں بھی عمدہ کر دکھائے اور کہا اور دل میں مضبوطی سے جما دیا کہ آج کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے گا اور عرب کے ایک معزز رئیس کی شکل میں آکر یہ بھی کہا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں جی کھول کر لڑو اگر مدد کی ضرورت ہوئی میں دوں گا تم کسی طرح سے فکر نہ کرنا پھر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو الٹے پاؤں پھرتا ہوا کہتا گیا کہ میں تم لوگوں سے بیزار ہوں کیونکہ میں ایسی چیز یعنی آسمانی مدد دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے- ایسی بے امیدی کے وقت میں اپنی قوم کو تباہی میں ڈالنے پر اللہ سے ڈرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے یہ اس وقت کا ذکر ہے جب منافق یعنی جن کے دلوں میں بیماری ہے اور دور خیرہ رہنے کے عادی ہیں مسلمانوں کی تحقیر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ لوگ مذہب سے ایسے فریب خوردہ ہیں کہ اپنی بے سروسامانی کو ذرہ بھی نہیں دیکھتے اور نہ سوچتے ہیں کہ ہمارا حشر کیا ہوگا؟

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ

اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اور جس وقت فرشتے کافروں کی

كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

روحیں آگے پیچھے (لاتیں) مارتے ہوئے قبض کرتے ہیں تو کہیں ان کو اس وقت دیکھ اور جہنم کا عذاب چکھو

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ

وہ تمہارے ہی کاموں کا عوض ہے اللہ اپنے بندوں پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں چاہتا۔ ان کی حالت

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے انہوں نے اللہ کے احکام سے انکار کیا پس اللہ نے ان کے

بِذُنُوْبِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ

گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا بیشک اللہ بڑا زبردست سخت عذاب والا ہے یہ اس لئے کہ یہ نعمت وہ کسی قوم پر

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

انعام کرتا ہے کبھی نہیں بدلا کرتا جب تک وہ اپنے اعمال نہ بدلیں اور اللہ سنتا اور

عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

جانتا ہے۔ ان کی مثال بالکل فرعون کی اور ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے انہوں نے اپنے پروردگار کے حکموں کی تکذیب

اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ اور یہ ان نالائقوں کو خبر نہیں تھی کہ جو کوئی اللہ پر کامل بھروسہ کرے وہ کامیاب ہی ہوا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اور جس وقت موت کے فرشتے کافروں کی روحیں آگے پیچھے لاتیں مارتے ہوئے قبض کرتے ہیں تو کہیں ان کو اس وقت دیکھ لے تو عجیب ہی ان کی حالت پائے کہ علاوہ اس ذلت کی جان کنی کے آئندہ کا مژدہ بھی ان کو سناتے ہیں کہ چلو اور جہنم کا عذاب چکھو وہ عذاب تمہارے ہی کاموں کا عوض ہے اور دل سے جان لو کہ اللہ اپنے بندوں پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں چاہتا۔ ان مکہ کے مشرکوں کی ان کی حالت بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے وجہ شبہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے احکام سے کفر کیا پس اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو خوب پکڑا اسی طرح ان سے ہوا اور جو کسر ہے وہ بھی نکل جائے گی بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست طاقتور سخت عذاب والا ہے اس کے عذاب کی کس کو سکت ہے۔ یہ گت ان کی اس لئے ہوئی کہ اللہ کی جناب میں یہ قاعدہ ہے کہ جو نعمت وہ کسی قوم پر انعام کرتا ہے کبھی نہیں بدلا کرتا جب تک وہ اپنے اعمال اور اخلاق نہ بدلیں اور اس نعمت کی قابلیت نہ کھوئیں اور اللہ سب کی سنتا اور جانتا ہے کسی کے جتلانے یا رپورٹ کرنے کرانے کی اسے حاجت نہیں۔ خدا نے ان مکہ کے مشرکوں پر جو یہ نعمت کی تھی کہ ان میں رسول پیدا کیا لیکن چونکہ انہوں نے اس کی ناقدری کی خدا نے ان کی ایسی گت کی کہ کسی کی نہ ہو اور یہ نعمت ان سے چھین کر مدینہ والوں کو عنایت کی اور وہ اس خدمت پر مامور ہوئے جس کو انہوں نے پورا کیا ان کی مثال بالکل فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کی سی ہے جس کی طرف رسول آئے اور حضرت موسیٰ مثیل محمد علیہما السلام تشریف لائے مگر انہوں نے اپنے پروردگار کے حکموں کی تکذیب کی۔

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ۝ اِنَّ

تو ہم (خدا) نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو تباہ کر ڈالا اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور وہ سارے کے سارے ظالم تھے جو لوگ

شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اَلَّذِيۡنَ

کفر پر جمع ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے وہ اللہ کے نزدیک حیوانات سے بدتر ہیں جن سے تو نے

عٰهَدۡتَّ مِنۡهُمۡ ثُمَّ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَهُمۡ فِىۡ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمۡ لَا يَتَّقُوۡنَ ۝

عہد کیے ہیں اور وہ بار بار عہد شکنی کرتے ہیں اور پرہیز نہیں کرتے

فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِى الۡحَرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ۝

تو ان کو لڑائی میں پائے تو ان کے ساتھ پیچھے والوں کو بھی متفرق کر دیجیو تاکہ نصیحت پائیں

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

اور اگر تجھ کو کسی قوم سے خیانت معلوم ہو تو ان کی برابر صورت میں اطلاع دیا کر۔ خائن و دغاباز خدا کو

الۡخَآئِنِيۡنَ ۝ وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَبَقُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ لَا يُعۡجِزُوۡنَ ۝

نہیں بھاتے اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہم سے آگے بڑھ چکے ہیں ہرگز وہ عاجز نہ کر سکیں گے

تو ہم (خدا) نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو تباہ کر ڈالا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا اور وہ سارے کے سارے ہی ظالم اور بد معاش تھے ایسے بدکار ظالم چاہے دنیا میں کیسے ہی معزز اور شریف کیوں نہ ہوں؟ خدا کے نزدیک ان کی کچھ عزت نہیں کیونکہ جو لوگ کفر پر جمے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے وہ اللہ کے نزدیک درندوں اور جنگلی جانوروں غرض سب حیوانات سے بدترین ہیں ان کی کوئی عزت اور وقعت خدا کی جناب میں نہیں کیونکہ وہاں بغیر عملوں کے عزت نہیں اسی لیے تجھ سے کہا جاتا ہے کہ جن کافروں سے تو نے عہد کئے ہیں اور وہ بار بار عہد شکنی کرتے ہیں اور کسی طرح بد عہدی سے پرہیز نہیں کرتے ذرہ ذرہ موقعوں پر فساد مچا دیتے ہیں اور دشمنوں سے مل جاتے ہیں ان کو یا ان کے دیگر ہم جنسوں کو لڑائی کے میدان میں پالے تو اسے ڈپٹ بتلاؤ کہ ان سے پیچھے والوں کو جو بطور کمک ان کی آتے ہوں ان کو بھی متفرق کر دیجئے مارے خوف کے آگے نہ بڑھیں تاکہ آئندہ کو نصیحت پائیں اور عہد شکنی سے بچتے رہیں اور اگر تجھ کو کسی قوم سے خیانت اور بد عہدی معلوم ہو تو ان کو برابری کی صورت میں اطلاع دے دیا کر یعنی ایسے وقت میں ان کی نقض عہد کی خبر کرو کہ وہ اور تم مساوی انتظام کر سکو نہ ایسے وقت کہ خود تو سب انتظام جنگ کر لو پر ان کو خبر نہ ہو کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہے اور خائن اور دغاباز خدا کو نہیں بھاتے اور کافر جو عہد شکنی اور بد عہدی کرنے سے ڈرتے نہیں بلکہ اس کو ایک قسم کی پالیسی یا حکمت عملی جانتے ہیں ان کا خیال غلط ہے یہ نہ سمجھیں کہ ہم سے آگے بڑھ چکے ہیں ایسے کہ ہم ان کو پکڑنا چاہیں تو قابو نہ آئیں ہرگز نہیں وہ ہم کو عاجز نہ کر سکیں گے ہاں یہ ضرور ہے کہ تم ان سے غافل نہ ہو اور صرف یہ سمجھ کر کہ ہم مسلمان ہیں ہماری مدد خدا کے ذمہ ہے تو خود ہی کرے گا ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہ بیٹھے رہو۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کی طرف اشارہ ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ

اور ان کے مقابلہ کے لئے جس قدر طاقت رکھتے ہو سامان تیار رکھو تیر اندازی ہو یا گھوڑا سواری

عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ

اس سے اللہ کے دشمنوں کو اور ان کے سوا اور دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے سب پر

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

رعب ڈالتے رہو اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچو گے تم کو پورا دیا جائے گا اور کسی طرح تم کو نقصان نہ ہوگا

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

اور اگر وہ صلح کو جھکیں تو تو بھی اس کی طرف مائل ہو جایا کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھ وہ سنتا اور جانتا ہے

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ

اور اگر یہ تجھ کو دھوکہ دینا چاہیں گے تو اللہ تجھ کو کافی ہے اسی نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے

وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

ساتھ تجھے قوت دی ہے اسی نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی ہے اگر تو زمین کا کلو مال بھی خرچ کردیتا تو بھی

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾

ان کے دلوں مین الفت پیدا نہ کرسکتا لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈالی. ہے بیشک وہ غالب اور بڑا باحکمت ہے

بلکہ ان کے مقابلے کے لیے جس قدر طاقت رکھتے ہو سامان تیار رکھو تیر اندازی ہی یا گھوڑا سواری غرض جس قسم کی ورزش سپاہیانہ حسب مصالح ملکی کر سکو کرتے رہو تا کہ اس سے اللہ کے دین کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان ظاہری دشمنوں کے سوا اور دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے ان سب پر رعب ڈالتے رہو جس سے تمہاری ان پر دھاک بیٹھی رہے اور کسی طرح سے سر نہ اٹھائیں ایسی جنگی ضرورتیں چونکہ بدون ملبغات پوری ہونی مشکل ہیں اس لئے خوب جی کھول کر قومی چندہ کی ضرورت بھی پڑے تو خرچو اور سمجھو کہ جو کچھ تم اللہ کی راہ میں قومی فائدہ اور اسلامی ترقی کے لیے خرچو گے تم کو پورا دیا جائے گا اور کسی طرح تم کو نقصان نہ ہوگا اور اگر عین جنگ کے موقع پر تیرے مخالف صلح کو جھکیں تو تو بھی اسے قبول کر کے اس کی طرف مائل ہو جایا کر تا کہ ناحق کی خونریزی نہ ہو کیونکہ جنگ وجدل بھی تو اسی لیے ہیں کہ یہ لوگ فساد کرتے ہیں پھر جب یہ فساد سے دست کش ہوں تو کیا ضرورت ہے پس تو صلح اختیار کر اور صلح و فتح یابی میں خدا پر بھروسہ رکھ کیونکہ وہ سب کی سنتا ہے اور جانتا ہے اور اگر یہ صلح کے بہانہ تجھ کو دھوکا دینا چاہیں گے تو نہ دے سکیں گے کیونکہ اللہ تجھ کو کافی ہے اسی نے محض اپنی مدد اور مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ تجھے قوت دی ہے ایک زمانہ تھا کہ ایک بھی تیرا ساتھی نہ تھا اب یہ وقت ہے کہ سب تیرے حلقہ بگوش ہیں اور اپنی ذاتی کدورتوں کو بھی خیر باد کہہ بیٹھے ہیں کیونکہ اسی خدا نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی ہے جو تیری طاقت سے بالا تھی اگر تو کل دنیا کا مال بھی اس کی کوشش میں صرف کر دیتا اور ان کو بطمع مال ایک دوسرے سے ملانا چاہتا تو بھی کبھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتا لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں الفت ڈالی ہے بے شک وہ سب پر غالب اور بڑا باحکمت ہے جو کام وہ کرنا چاہے کیا مجال کہ کوئی امر اس سے مانع ہو سکے!

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ

اے نبی تجھے اور تیرے تابعدار مومنوں کو اللہ ہی کافی ہے۔ اے نبی مسلمانوں کو

حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

جہاد کی رغبت دیا کر۔ اگر بیس آدمی تم میں صبر کرنے والے ہوں گے تو

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ

دو سو پر غالب آئیں گے اور ایک سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ یہ کافر

قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ

سمجھتے نہیں اب خدا نے تم کو ہلکا سا حکم دیا ہے اور تمہارا ضعف اسے معلوم ہے

فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ

پس اگر تم میں سو آدمی ڈٹ کر لڑنے والے ہوں گے تو دو سو پر غلبہ پائیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو

يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٦٦﴾

دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غلبہ پائیں گے اللہ صابروں کے ساتھ ہے

اس لئے تجھ سے پکار کر کہا جاتا ہے کہ اے نبی تجھے اور تیرے تابعدار مومنوں کو اللہ ہی کافی ہے اس کے ہوتے کسی کی کیا حاجت

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے

پس تو اے نبی اسی کا ہو اور ہر ایک کام کی انجام دہی اسی سے جان اور مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دیا کر۔ رسول کا کام صرف کہنا ہے ماننا نہ ماننا تم مسلمانوں کا اختیار ہے ہاں رسول کی فرمانبرداری میں اللہ کی مہربانی تم پر یہ ہو گی کہ اگر بیس آدمی تم میں صبر کرنے والے ڈٹ کر لڑنے والے موت کو زیست پر ترجیح سمجھنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور ایک سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غلبہ پائیں گے کیونکہ یہ کافر سمجھتے نہیں کہ ہم کیوں لڑتے ہیں ہمارا انجام اور مقصود اس سے کیا ہے؟ صرف حمیت اور جہالت قومی میں لڑ رہے ہیں مگر چونکہ ایسے حکم کی تعمیل کے لئے تم میں بھی بہت بڑا حوصلہ اور صبر چاہیے جو مشکل ہے اس لیے اب سر دست خدا نے تم کو ایسی سخت تکلیف نہیں دی بلکہ ہلکا سا حکم دیا ہے کیونکہ یہ شرط تم میں مفقود ہے اور تمہارا ضعف اسے معلوم ہے کہ ایک آدمی دس کا مقابلہ نہیں کر سکتا پس یہ ضرور ہے کہ دگنے کافروں سے نہ بھاگا کرو بشرطیکہ سازوسامان میں بھی تم ان سے مساوی[ل] ہو پس اگر تم سو آدمی ڈٹ کر لڑنے والے ہوں گے تو دو سو پر غلبہ پائیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے کیونکہ اللہ کی مدد صابروں کے ساتھ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسی مذہبی لڑائیوں میں جہاں تک ہو سکے کفار کی گردنیں اڑائی جائیں تاکہ فتنہ و فساد نہ رہے ایسا نہ چاہیے جیسا کہ تم نے بدر کی لڑائی میں کیا کہ مارنے سے پہلے تم قید کرنے کی فکر میں پڑ گئے قید بھی ہوتی ہے لیکن اس وقت

ل ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ (البقرہ) کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آیت کا معنی یہ نہیں کہ دس کافر تو توپ لئے کھڑے ہوں اور پانچ مومن ان کے سامنے خالی ہاتھ ہی لڑتے ہوئے جان دے دیں۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ
کسی نبی کو جائز نہیں کہ زمین پر اچھی طرح خون بہانے سے پہلے قیدی بنائے تم دنیاوی سامان
عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ
چاہتے ہو اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اگر خدا کی طرف سے قانون
اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ
جاری نہ ہوا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے سبب سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا پس حلال طیب کو جو تم نے غنیمت میں
حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ
حاصل کیا ہے کھاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے نبی تو ان قیدیوں کو جو تمہارے قبضے میں
فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا
ہیں کہہ دے کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں بھلائی معلوم ہوئی تو جس قدر تم سے
أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ
لیا گیا ہے اس سے اچھا تم کو دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑے بخشنے والا مہربان ہے اور اگر یہ تیری مخالفت کرنے کا خیال کریں گے
فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ
تو پہلے بھی اللہ سے مخالفت کر چکے ہیں پھر اللہ نے تم کو ان پر قابو دیا

کہ فریق مقابل ہتھیار ڈال دیں اس سے پہلے گو وہ بھاگتے بھی کیوں نہ جائیں قید نہ ہونی چاہیے بلکہ قتل کیونکہ کسی نبی اور نبی کے قائم مقام کو جائز نہیں کہ میدان جنگ میں خوب خونریزی کرنے اور فریق مقابل کے ہتھیار ڈالنے سے پہلے ان کو قیدی بنائے جیسا کہ تم نے جنگ بدر کے روز کیا کیونکہ تم دنیا کے فوائد چاہتے ہو کہ ان سے عوض لیں گے عوض لینا بھی جائز ہے لیکن اس کا طریق وہی ہے جو ہم نے بتلایا[1] ہے اور اللہ آخرت کے مفید امور چاہتا ہے کہ کافر جب تک خود صلح نہ چاہیں ان کی گردنیں اڑاؤ تاکہ ملک میں فتنہ وفساد نہ ہو اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اسی کے ارادہ کی تم بھی متابعت کرو۔ اگر خدا کی طرف سے عفو کا حکم تمہارے حق میں نہ گذرا ہوتا کہ نبی کی موجودگی میں تم کو عذاب عام میں مبتلا نہیں کرے گا تو جو کچھ تم نے ان قیدیان بدر سے عوض اور فدیہ لیا ہے اس کے سبب سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ پس چونکہ تم کو معافی دی گئی ہے اور اس کو بھی مال غنیمت سمجھو اور حلال طیب کو جو تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے خوب مزے سے کھاؤ اور آئندہ کو ایسی غلطی کرنے میں خدا سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے نبی جو ہوا سو ہوا اب تو ان قیدیوں کو جو تمہارے قبضے میں ہیں سنا دے کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں بھلائی معلوم ہوئی یعنی تم میں صلاحیت اسلام کی ہوئی اور تم مسلمان ہو کر اسی طرح کفار کے مقابلہ پر آئے تو جس قدر تم سے اس وقت عوض اور فدیہ لیا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ تم کو دیدیگا اور تمہارے گناہ بخش دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے جو اس کے ہو جاتے ہیں گو ان کی عمر کا بہت سا حصہ اس کے خلاف ہی گذرا ہوتا ہے تاہم وہ بخش دیتا ہے اور اگر یہ قیدی تیری قید سے چھوٹ کر مخالفت کرنے کا خیال کریں گے تو کوئی حرج نہیں پہلے بھی اللہ کے دین سے مخالفت کر چکے ہیں جس کا مزہ بھی چکھ چکے ہیں کہ اللہ نے تم کو باوجود بے سامانی کے ان پر قابو دیا۔

---

[1] جیسا کہ پیچھے حاشیہ میں جنگ بدر کے تحت گزر چکا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
اور خدا بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- جو لوگ ایمان لا کر خدا کی راہ میں اپنے وطن چھوڑ آئے ہیں اور اللہ کی راہ میں جان
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
و مال سے لڑے، اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ آپس میں رفیق
بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
ہیں اور جو لوگ ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہاری ان سے ذرا رفاقت نہ ہونی چاہئے
حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى
جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر دینی امور میں تم سے مدد چاہیں تو تمہیں ان کی مدد کرنی چاہئے مگر ایسی
قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ
قوم کے مقابلہ پر نہیں کہ جن کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور کافر
كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ
ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو ملک میں ایک فتنہ اور بہت بڑا
فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾
فساد برپا ہو جائے گا

ایسا کہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہوئے اگر سمجھ دار ہوئے تو سمجھ جائیں گے اور اگر ویسی ہی جہالت کریں گے تو خدا ہی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اس کی تدبیریں ان کی تدبیروں سے کہیں عمدہ اور غالب ہیں پس مسلمانو تم اسی کے ہو رہو اور ان ناپاک بدباطن مشرکوں سے میل ملاپ مت رکھو اور اگر تم کو بھائی بندوں کی جدائی کا فراق ہو تو سنو کہ جو لوگ ایمان لا کر خدا کی راہ میں بغرض حفاظت دین اپنے وطن چھوڑ آئے ہیں اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ہیں اور جنہوں نے ان غریب الوطن مسافروں کو اپنے ہاں جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ رفیق ہیں اور جو کافر ہیں ان کا تو نام ہی کیا لینا بلکہ جو ایمان لائے لیکن اپنے وطنوں سے ہجرت نہیں کی تمہاری ان سے بھی ذرہ رفاقت نہ ہونی چاہیے جب تک وہ ہجرت نہ کریں ہاں ایسا بھی نہ چاہیے کہ ان کو بالکل ہی چھوڑ دو نہیں بلکہ ان کو جہاں تک ہو سکے دار الکفر سے نکالنے کی کوشش کرو اور اگر دینی امور میں تم سے مدد چاہیں تو تمہیں ان کی مدد کرنی ضروری ہے مگر ایسی قوم کے مقابلہ پر نہیں کہ جن کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان صلح و صفائی کا ہو ایسے لوگوں سے ان کی بگڑے اور تم سے مدد چاہیں تو ان سے مت لڑو ان کی مصالحت اور دفع ضرر میں کوشش ضرور کیا کرو اور سمجھ رکھو کہ تمہارے کاموں کو اللہ دیکھ رہا ہے جس نیت سے کرو گے اس کے مطابق اجر پاؤ گے ایسے لوگوں کی مدد حتی المقدور ضرور چاہئے کیونکہ وہ مومن ہیں گو مہاجر نہیں- اور کافر ایک دوسرے کے رفیق ہیں خواہ کسی ملک کا کافر ہو دوسرے ملک کے کافر کی حمایت کو خصوصاً مسلمان کے مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے تو ان بے چارے مسلمانوں کی مدد کو پھر کون آئے گا یاد رکھو اگر تم ان کی مدد نہ کرو گے تو ملک میں عظیم فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا جہاں کوئی مسلمانوں کی قوم کمزور ہو گی کفار ان کے تباہ کرنے میں ایک دل ہو جائیں گے کیا تم نے یورپ کی صلیبی لڑائیوں کے حالات نہیں سنے پس ان سے نتائج پاؤ-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ
اورجو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر آئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیے اور جن لوگوں نے ان کو
نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾
جگہ دی اور مدد کی یہی سچے مومن ہیں انہی کے واسطے بخشش ہے اور عزت کی روزی
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ
اور جو پیچھے ایمان لائے اور ہجرت بھی کر آئے اور تمہارے ہمراہ ہوکر لڑے وہ بھی تم میں سے ہیں
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
اور رشتہ دار ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں اللہ کی شریعت میں- بیشک اللہ ہر ایک چیز
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾
کو جانتا ہے-

ع (۱۰) رکوع

اور یاد رکھو کہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت بھی کر آئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کئے اور جن مدینہ کے لوگوں نے ان کو اپنے ہاں جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی سچے مومن[1] ہیں انہی کے واسطے بخشش ہے اور بہشت میں عزت کی روزی یہ تو ان سابق الایمان لوگوں کا ذکر ہے جو ابتدا میں مسلمان ہوئے اور جو اس سے پیچھے یعنی بعد پہنچ جانے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں ایمان لائے اور ہجرت بھی کر آئے اور تمہارے ہمراہ ہو کر لڑے وہ بھی تم میں سے ہیں ان سے بھی وہی سلوک کرو جو قسم اول یعنی سابقین ایمانداروں سے کرنے کا تم کو حکم ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھو کہ شریعت الہیہ میں حقیقی رشتہ دار دوسروں کی نسبت احسان اور مروت کئے جانے کے زیادہ حق دار ہیں یعنی ایک مسلمان پختہ دیندار ہو اور اسی درجہ کا دوسرا ہو جو تمہارا رشتہ دار بھی ہے اور وہ دونوں محتاج ہیں اور تمہیں صرف ایک ہی سے احسان کرنے کی وسعت ہے تو رشتہ دار سے مقدم سلوک کرو بے شک اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے پس جو اس کے قانون ہیں وہ کامل علم پر مبنی ہیں انہی پر عمل کرو اِدھر اُدھر نہ بھٹکے پھرو-

(۱) جیسے صدیق اکبر اور فاروق اعظم عثمان ذوالنورین علی مرتضی رضی اللہ عنہم ولرضاھم وابعض من البعضھم-

سورت التوبہ

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ

جن مشرکوں سے تم نے امن کے وعدے کیے تھے خدا اور رسول ان سے بیزار ہیں پس چار مہینوں تک مکہ کی زمین پر پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کو کافروں کا رسوا کرنا منظور ہے۔ اور حج اکبر کے روز اللہ اور رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو اعلان ہے کہ خدا اور رسول مشرکوں سے بیزار ہیں اور اگر توبہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر روگردانی کرتے رہو گے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے

سورت[ل] توبہ

مسلمانو! جن مشرکوں سے تم نے امن کے وعدے کئے تھے اور وہ اپنے وعدوں پر پختہ نہ رہے خدا اور رسول ان سے بیزار ہیں پس ان سے کہہ دو کہ چار مہینوں تک مکہ کی سرزمین پر پھر لو بعد اس کے کوچ اور یقیناً جان رکھو کہ تم اللہ کو تنفیذ احکام میں عاجز نہیں کر سکتے اور کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کا رسوا کرنا منظور ہے اور حج اکبر یعنی عرفہ کے روز جس روز سب لوگ میدان عرفات میں جمع ہوں اللہ اور رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو اطلاع ہو کہ خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں اور اگر توبہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر روگردانی کرو گے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو تنفیذ احکام اور مواخذہ کرنے میں عاجز نہیں کر سکتے۔

شان نزول

(براۃ من اللہ) مشرکین کی بدعہدی کی سزا دینے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ ہجرت کے نویں سال آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس سورت کی تبلیغ کے لئے امیر الحاج کر کے بھیجا تھوڑی دیر بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو پیچھے بھیج دیا صدیق اکبر نے یہ سمجھ کر کہ شاید مجھے کسی خفگی کی وجہ سے معزول فرمایا ہے اس امر کے دریافت کرنے کو حضور نبوی میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت کیا میرے حق میں کوئی مخالف حکم نازل ہوا ہے؟ (کہ مجھے معزول کر دیا ہے) آپ نے فرمایا نہیں لیکن بات یہ ہے کہ ایسے پیغام کا پہنچانا حسب دستور عرب میرے قریبی رشتہ داروں کا کام ہے آپ نے ابو بکر سے یہ بھی فرمایا کہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں یعنی ہمیشہ کیلئے بے فکر نہیں ہوتا کہ تو ہجرت کی رات غار میں میرا رفیق رہا اور حوض کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا ابو بکر نے عرض کیا ہاں حضرت میں بے شک راضی ہوں پس حضرت ابو بکر صدیق نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور حج کے احکام بتلائے۔ (معالم) صدیقوں سے عداوت رکھنے والو کیا کہتے ہو؟ یہ سچ ہے

گل است سعدی و در چشم دشمنان خارست

[ل] اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے حضرت عثمانؓ سے سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس لیے یہاں بسم اللہ نہیں لکھی کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے نہیں سنی تھی۔ ۱۲ منہ

وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ
اور تو کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنادے لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور

الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا
انہوں نے اس میں کسی طرح سے کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان کے وعدوں کو

إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انسَلَخَ
مدت مقررہ تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے اور جب حرام

الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
کے مہینے گزر جائیں تو تو (مفسد) مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور پکڑو اور ان کا

وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
محاصرہ کرو اور ان کے پکڑنے کو ہر گھات میں بیٹھو اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں

وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ
اور زکوۃ دیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ اور اگر کوئی

الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ
مشرک تم سے امن مانگے تو اس کو پناہ دیا کرو کہ وہ قرآن سنے پھر جب وہ جانا چاہے تو اس کو امن کی جگہ میں

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ۝
پہنچا دیا کرو یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ بے علم ہیں۔

اور تو اے نبی کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنادے مگر یہ ساری سختیاں انہی لوگوں سے ہوں جنہوں نے بدعہدیاں کیں لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور انہوں نے اس میں کسی طرح کمی نہ کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان کے وعدوں کو مدت مقررہ تک پورا کرو اور عہد شکنی سے پرہیز کرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے اور جب حرام[1] کے مہینے گزر جائیں تو جن مشرکوں سے تمہارے عہد و پیمان نہیں اور چار مہینے کی مہلت بھی ان کو نہیں دی گئی ان کو جہاں پاؤ قتل کرو اور پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو اور ان کے پکڑنے کو ہر گھات پر بیٹھو غرض جس طرح قابو چلے ان کو مقہور کرو پھر اگر وہ شرارت سے باز آئیں اور صلح کی طرف جھکیں اور امن کی خواہش کریں یا کفر سے توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو اور آزادی دے دو کیونکہ خدائے تعالیٰ بڑا بخشنہار مہربان ہے اور اگر کوئی مشرک یا کافر حالت جنگ میں بھی تجھ سے امن مانگے اور مسلمانوں کے ملک میں بغرض تجارت یا سیاحت آنا چاہے تو اس کو اس نیت سے پناہ دے کہ وہ مسلمانوں کے میل ملاقات سے قرآن سنے پھر جب وہ جانا چاہے تو اس کے امن کی جگہ یعنی اس کے وطن اصلی میں اس کو پہنچادے۔ خبردار کوئی اس کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچائے یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ بے علم ہیں خود تو اس قدر علم نہیں رکھتے نہ شوق کہ تحقیق کریں۔ شاید سنے سنائے مسلمانوں کے میل جول سے ہی ان کو فائدہ ہو۔

[1] جن مہینوں میں کفار پر حملہ کرنا منع ہے یعنی ذوالقعدہ ذوالحج محرم رجب۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ

اللہ اور رسول کے نزدیک ان مشرکوں کے وعدوں کا کیونکر اعتبار ہو مگر جن لوگوں سے

عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ

تم نے مسجد الحرام کے پاس وعدہ کیا تھا جب تک وہ تم سے نباہیں

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا

تم بھی ان سے نبھاؤ اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے- کیونکر ان کا اعتبار ہو اگر تم پر غلبہ پاتے ہیں نہ تو تمہارے

وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

رشتہ کا لحاظ کریں اور نہ عہد و پیمان کا یہ تو صرف منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور دل میں انکاری ہیں اور بہت سے ان میں سے بدکار

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا

خدائی حکموں کو دنیا کے چند پیسوں کی لالچ سے کھوکر خدا کی راہ سے روکتے ہیں' کچھ شک نہیں کہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

بہت ہی برے کام کرتے ہیں مسلمان کے حق میں نہ تو ان کو رشتہ کا لحاظ ہے نہ وعدہ کی پابندی یہی زیادتی

الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

کرنے والے ہیں- پس اگر یہ توبہ کر جائیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو تمہارے

فِي الدِّيْنِ ۭ

دینی بھائی ہیں-

اصل پوچھو تو اللہ اور رسول کے نزدیک ان مشرکوں کے وعدوں کا کیوں کر اعتبار ہو؟ عہد شکنی میں سب ایک سے ہیں مگر خیر جن لوگوں سے تم نے مسجد الحرام کے پاس یعنی کعبہ کے میدان میں وعدہ کیا تھا جب تک وہ تم سے نباہیں تم بھی ان سے نباہو اور عہد شکنی سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے- کیوں کر ان مشرکوں کا اعتبار ہو جب کہ ان کا وتیرہ یہ ہے کہ اگر تم پر غلبہ پاتے ہیں تو نہ تمہارے رشتہ کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ ہی عہد و پیمان کا فوراً گزندرسانی میں سبقت کرتے ہیں یہ تو صرف منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور دل میں اس صلح سے انکاری ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے مذہب سے سخت بیزار اور نیز بہت سے ان میں سے بدکار و بدعہد بھی ان کو پرواہ نہیں کہ بدعہدی کرنی بری چیز ہے ہر ایک مذہب میں مذموم سمجھی گئی ہے مگر ان کو تو نہ اپنے مذہب سے غرض ہے نہ اسلام سے خدائی حکموں کو دنیا کے چند پیسوں کی لالچ میں کھو کر لوگوں کو بھی خدا کی راہ سے روکتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ بہت ہی برے کام کرتے ہیں- کیسے غضب کی بات ہے؟ کہ مسلمان کے حق میں نہ تو ان کے رشتہ کا لحاظ ہے نہ وعدہ کی پابندی بیشک یہی زیادتی کرنے والے ہیں مگر چونکہ ہماری جناب میں بخل نہیں بلکہ ہر ایک کے لئے در فیض کشادہ ہے پس اگر یہ لوگ بھی توبہ کر جائیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ان سے ویسے ہی ملو جیسے تم اور مسلمانوں سے ملتے ہو بالکل کسی طرح کا رنج یا کدورت نہ رکھو-

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ

اور سمجھ داروں کے لئے ہم اپنے احکام تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنے وعدوں کو توڑ دیں

وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ

اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے اماموں سے لڑیو ان کا کوئی عہد نہیں تاکہ اپنی شرارت سے

يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ

باز آئیں کیا تم ان لوگوں سے بھی نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑا رسول کو نکالنے کا قصد کیا

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ

اور تم سے ابتدا بھی انہوں نے کی تم کیا ان سے ڈرتے اللہ سے ڈرو تو زیادہ مناسب ہے اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ

ایماندار ہو ان سے خوب لڑو خدا تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے گا اور انکو ذلیل کریگا اور تم کو

يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ

ان پر فتح دے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کا جوش دور کرے گا اور جس پر چاہے گا

عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۵

رحم کرے گا اللہ جاننے والا بڑا باحکمت ہے

اور سمجھداروں کے لیے ہم اپنے احکام تفصیل سے بیان کرتے ہیں انہیں کو ان سے فائدہ ہوتا ہے اور اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنے وعدوں کو توڑ دیں اور ان شرائط کو جن پر مدار صلح ہے پورا نہ کریں مثلاً مذمت اسلام نہ کرنے پر اگر صلح ہے تو اُس کا لحاظ نہ کریں اور تمہارے دین اسلام پر لعن طعن شروع کریں نہ بطور تحقیق مذہب بلکہ بطور استہزاء سوالات کریں اور ٹھٹھے اڑائیں تو سب سے پہلے کفر کے اماموں اور فساد کے سرغنوں سے لڑیو اب ان کا کوئی عہد نہیں خوب مارو تاکہ اپنی شرارت سے باز آئیں مسلمانو! تمہیں وعدہ کی پابندی تو ضروری ہے لیکن کیا تم ان لوگوں سے بھی نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑ ڈالا اور اس سے پہلے تمہارے رسول کو وطن مالوف مکہ معظمہ سے نکالنے کا قصد کیا اور تم سے ابتدا بھی انہوں نے ہی کی تھی تم پھر بھی ان کو معاہد سمجھتے ہو یا کیا اُن سے ڈرتے ہو اگر ڈرتے ہو تو بڑے بزدل ہو اللہ سے ڈرو تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے قبضہ اختیار میں سب کچھ ہے اگر ایمان دار ہو تو ان سے نہ ڈرو بلکہ خدا سے ڈرو اور ان بدعہدوں سے خوب لڑو خدا تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر فتح دے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو اُن کے جوش سے ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کا جوش جو کافروں کی بدعہدیوں سے بھرا ہوا ہے دور کر دے گا اور علاوہ اس کے جس پر چاہے گا رحم کرے گا یعنی جو توبہ کے قابل ہو گا اُس کو توبہ کی توفیق دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کے حال کو جاننے والا بڑا باحکمت ہے کیا تم جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ سے غافل اور سست ہو کر بیٹھ رہے ہو۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا
تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم اسی طرح اور انہی اعمال پر چھوڑے جاؤ گے ابھی تو اللہ نے تم میں سے مجاہدوں کو
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾
اور جنہوں نے اللہ اور رسول کے سوا کسی کو اپنا مخلص دوست نہیں بنایا ممتاز نہیں کیا خدا کو تمہارے سب کام معلوم ہیں۔
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
مشرکوں سے ممکن ہی نہیں کہ جس حالت میں اپنے حق میں کفر کے مقر ہوں اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کریں
بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ
ان کے تمام اعمال ضائع ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی
مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَ
مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خود نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں
لَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ
اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس یہی لوگ ہدایت یابوں سے مل جائیں گے۔ کیا تم نے
سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد الحرام کی مرمت کرنے کو ان لوگوں کے کاموں کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم اسی طرح اور انہی اعمال پر چھوڑے جاؤ گے ابھی تو اللہ نے تم میں سے مجاہدوں کو اور جنہوں نے اللہ اور رسول کے سوا کسی کو اپنا مخلص دوست نہیں بنایا ممتاز بھی نہیں کیا ایسا کہ لوگ دیکھ لیں کہ یہ مخلص ہیں اور یہ منافق پھر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم اسی حال پر قانع ہو کر اس تمیز سے غافل رہو گے خدا کو تمہارے سب کام معلوم ہیں اسے اپنے علم حاصل کرنے کو اس تمیز کی کوئی ضرورت نہیں جسے تم غلطی سے یہ سمجھے بیٹھے ہو۔ مشرکوں کو بھی ایک غلط خیال جم رہا ہے کہ ہم مسجد الحرام کی تعمیر اور آبادی کرتے ہیں خدا کے ہاں ہمیں ثواب ملے گا حالانکہ قانون الٰہی میں مشرکوں سے ممکن ہی نہیں کہ جس حالت میں اپنے حق میں کفر کے مقر ہوں اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کریں کیونکہ یہ کام خالص موحدوں کا حصہ ہے ان مشرکوں کے تو تمام اعمال ضائع اور بے ہودہ ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے حقیقت میں اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خود نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس یہی لوگ ہدایت یابوں سے مل جائیں گے کیا تم مشرکوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد الحرام کی ظاہری مرمت کو ان لوگوں کے کاموں کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ پر پچھلے دن پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔

شان نزول

(وما كان للمشركين) جنگ بدر کے قیدیوں میں عباس بھی پکڑے آئے تھے۔ مسلمانوں سے مشرکوں کے قبائح سن کر بولے کہ تم ہمارے قبائح تو بیان کرتے ہو مگر نیکیاں ہماری ذکر نہیں کرتے ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ انکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی

وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۞

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہ دونوں اللہ کے پاس برابر نہیں ہو سکتے خدا ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ

جن لوگوں نے ایمان لا کر ہجرت کی ہے اور اپنے جان و مال سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے ہاں ان کے

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۞ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ

لئے بڑے درجے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں خدا کو ان اپنی رحمت اور خوشنودی اور باغوں کی خوشخبری دیتا ہے

وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۞ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ان کے لئے دائمی نعمتیں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کے ہاں

عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ

بہت بڑا اجر ہے۔ مسلمانو اگر تمہارے باپ بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو

اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞

پسند کریں تو ان سے بھی خلوص و مودت نہ رکھو جو لوگ تم میں سے ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے وہی ظالم ٹھہریں گے

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہ بڑی غلط رائے ہے یہ دونوں قسم کے لوگ اللہ کے پاس برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ مسجدوں کا بنانا اور آباد کرنا تو اس لیے ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ خدا کی خالص عبادت ان میں کرے گویا عبادت خالص مقصود بالاصل ہے اور تعمیر مساجد بالعرض پس جیسا بالعرض کا بالاصل سے تفاوت ہوتا ہے ویسا ہی اس میں سمجھنا چاہئے بالخصوص اس لحاظ سے کہ بانیان مساجد کفر اور شرک کے مرتکب ہوتے ہوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں موحدوں کو تو ہر طرح سے نور ایمان سے تازگی ہوتی ہے اور جو خدا کے سوا دوسروں سے تعلق دلی لگاتے ہیں ان ظالموں کو خدا ہدایت نہیں کرتا یعنی جو توفیق اعمال خیر ایمانداروں کو عطا ہوتی ہے وہ ان کو نہیں ہوتی اسی لیے تو بار بار کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لا کر بوقت ضرورت ہجرت کی ہے اور اپنے جان و مال سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے ہاں ان کے لئے بہت بڑے درجے ہیں اور اگر سچ پوچھو تو یہی لوگ کامیاب ہیں خدا ان کو اپنی رحمت اور خوشنودی اور رہنے کے لئے باغوں کی خوش خبری دیتا ہے ان باغوں میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اس سے خدائی خزانوں میں کمی نہ ہو گی کیونکہ اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے مسلمانو اگر ایسی نعمتوں سے متمتع ہونا چاہتے ہو تو علاوہ نیک اعمال اور ترک کفر کے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان سے بھی خلوص مودت نہ رکھو یعنی مذہبی امور میں ان کی ناراضگی کا خیال نہ کیا کرو۔ دنیاوی امور میں ان سے بے شک سلوک[1] کئے جاؤ ان کی خاطر تواضع بجالاؤ لیکن دین میں ان کی اطاعت اور دوستی نہ رکھو جو لوگ تم میں سے ایسے لوگوں سے دوستی محبت رکھیں گے وہی خدا کے نزدیک ظالم ٹھہریں گے۔

---

[1] صاحبهما فی الدنیا معروفا کی طرف اشارہ ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ
تو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی بند اور بیویاں اور کنبے کے لوگ اور

اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ
تمہارے مال و اسباب جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے خسارہ سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو

اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ
اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں تو صبر کرو جب تک کہ خدا اپنا

بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ
حکم بھیجے اور اللہ بدکاروں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا- خدا نے تم کو کئی ایک مواقع میں مدد دی

كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ
خاص کر حنین کے روز مدد پہنچائی جب تم اپنی کثرت سے مغرور ہوگئے تھے تو تمہاری وہ کثرت کسی کام نہ آئی

عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو رہی تھی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ نکلے- بعد ازاں خدا نے اپنے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
رسول پر اور مومنوں پر تسلی نازل کی

ع ۸

تو اے نبی ان مسلمانوں سے کہہ دے کہ اگر تمہارے ماں باپ اور بیٹے بیٹیاں اور بھائی بند اور بیوئیں اور کنبے اور برادری کے لوگ اور مال واسباب جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت اور کاروبار جس کے خسارہ سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو رہنے کے لئے تم پسند کرتے ہو یہ سب کچھ تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند اور مرغوب ہیں تو خیر صبر کرو جب تک کہ خدا تمہاری ہلاکت کے لیے اپنا حکم بھیجے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ایسے بدکاروں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا جو ہمیشہ اسی دنیا کے دھندوں میں ہی رہ کر مر جاتے ایسے ہی لوگوں کے حق میں مولوی روم فرماتے ہیں ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند روز وشب و رزق زق ودر بق بق اند

مسلمانو خدا نے تم کو کئی ایک مواقع میں مدد دی اور بالخصوص جنگ حنین کے روز مدد دی جو واقعی قدرت خدائی کا ایک کرشمہ تھا جب تم اپنی کثرت پر مغرور تھے اور یہ سمجھے تھے کہ آج ضرور ہی ہماری فتح ہے اور کسی قدر خدا کی طرف سے بے نیاز ہوئے تو تمہاری وہ کثرت کسی کام نہ آئی تم ایسے مضطرب ہوئے کہ الامان اور زمین باوجود فراخ ہونے کے تم پر تنگ ہو رہی تھی پھر تم پیٹھ دے کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے بعد ازاں خدا نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر تسلی نازل کی اور ان کی گھبراہٹوں کو دور کیا-

شان نزول

(لقد نصرکم اللہ) جنگ حنین میں صحابہ بارہ ہزار کی تعداد میں تھے اسی کثرت تعداد نے ان کو طبعی طور پر توکل سے کسی قدر غافل کر دیا تو بجائے فتح کے ابتداً شکست ہوگئی آخر کار خدا کے فضل سے پھر فتح ہوئی چنانچہ حاشیہ بضمن جنگ ہذا بیان ہوا ہے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی-

وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶

اور ایک فوج اتاری جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو لوگ کافر تھے ان کو عذاب دیا اور کافروں کی سزا یہی ہے

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۷

اس سے بعد بھی جس کو چاہے گا توبہ نصیب کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

مسلمانو مشرک نرے گندے ہیں پس وہ اس سال سے پیچھے مسجد الحرام کے پاس بھی

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ

نہ آئیں اور اگر تم تنگی سے ڈرو اور اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تم کو غنی کردے گا بیشک

اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے

الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ

اور نہ ہی اللہ اور رسول کی محرمات کو حرام جانتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۲۹ ع

یعنی اہل کتاب ان سے لڑو جب تک وہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا منظور نہ کریں

اور ایک فوج ملائکہ کی اتاری جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی سزا یہی ہے۔اس سے بعد جس کو چاہے گا توبہ نصیب کرے گا اور معاف کردے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے۔مسلمانو تم ان مشرکوں سے دوستی چاہتے ہو اور باوجود ان کی رسوم کفریہ کے ان سے محبت لگاتے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مشرک نرے گندے ہیں ان کے عقائد بد ان کے خیالات فاسد جن کا نتیجہ بھی خدا کے نزدیک کاسد ہے پس ان سے کہہ دو کہ اس سال بعد کعبہ شریف کی مسجد الحرام کے پاس بھی نہ آئیں اور اگر تم مسلمان بوجہ قطع ہو جانے تجارتی تعلقات کے تنگی سے ڈرو تو سنو سب کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ اگر چاہے گا تو محض اپنے فضل سے تم کو غنی کردے گا بیشک اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اتنے ہی سے کیا ہوتا ہے! ابھی تو اس سے زیادہ تم کو کرنا ہے سنو! جو لوگ اللہ پر پچھلے دن یعنی دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی اللہ اور رسول کی محرمات بتلائی ہوئی اشیاء کو حرام جانتے ہیں دین حق کو تسلیم کرتے ہیں یعنی مشرک اور اہل کتاب ان سے اگر ضرورت پڑے اور صلح اور امن سے اطاعت نہ کریں زیر فرمان نہ رہیں تو خوب لڑو جب تک وہ ذلیل ہو کر جزیہ (انکم ٹکس) دینا منظور کریں یعنی محکوم رعیت بنیں تم دیکھتے نہیں یہ لوگ کیسے کیسے ظلم کرتے ہیں

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ

اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ تو

قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ

صرف ان کے منہ کی باتیں ہیں پہلے کافروں کی سی باتیں کہہ رہے ہیں انہیں خدا کی

اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّٰهِ

مار کہاں کو الٹے جاتے ہیں انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں اور مسیح ابن مریم

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ

کو اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا ہے حالانکہ حکم صرف یہی تھا کہ اکیلے معبود کی' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' عبادت کریں

سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ

وہ ان کے شرک سے پاک ہے یہ لوگ اللہ کے نور کو صرف مونہوں کو پھونکوں سے مٹانا چاہتے ہیں

يَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾

اور خدا کو اس کے سوا کوئی بات منظور نہیں کہ اپنے نور کو پورا کرے اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے

اور تو اور اس یہودی قوم کو دیکھو کہ باوجود لکھے پڑھے ہونے کے کیا کہتے ہیں کہ حضرت عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور یہ جنٹلمین اور مہذب عیسائی قوم جو اپنی تحقیقات علمیہ کے زعم میں صفحہ ہستی پر کسی قوم کو نظر میں ہی نہیں لاتے ان کی بودی عقل بھی یہی فتویٰ دیتی ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اللہ کا بیٹا ہے کیسا بیٹا تھا جیسا آدمی کا بیٹا ہوتا ہے یعنی حقیقی[1] بیٹا نہ کہ مجازی کوئی ان کے پاس ثبوت بھی ہے کچھ نہیں یہ تو صرف ان کے منہ کی باتیں ہیں دلیل لائیں تو اس پر غور بھی کیا جائے یوں معلوم ہو کہ اپنے سے پہلے کافروں کی سی جو اس مسئلہ کے موجد ہیں باتیں کہہ رہے ہیں انہیں خدا کی مار ہو نفس کے پیچھے پڑ کر کہاں کو الٹے جاتے ہیں- بڑی دلیل یہ ہے کہ ہمارے لاٹ پادری اور پوپ صاحب یہ فرماتے ہیں ایسے مسائل میں دستور تو یہ ہے کہ اللہ کی کتاب کا صریح مفہوم ہونا چاہیے نہ کہ منہ کی باتیں ایسا کرنا گویا اس شخص کی عبادت کرنے کے برابر ہے سو انہوں نے بھی اپنے پادریوں اور درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ معبود اور رب بنا رکھا ہے پادریوں اور درویشوں کو تو ان معنی سے کہ ان کی باتیں بلا دلیل مانتے ہیں اور کتاب اللہ سے دلیل ان کے قول پر نہیں پوچھتے جو ان پر واجب ہے اور مسیح ابن مریم کو ان معنی سے کہ اس کو خدا کا بیٹا اور تثلیث کا ایک جزو مانتے ہیں حالانکہ ان کو صرف یہی حکم تھا کہ اکیلے معبود کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں عبادت کریں اور اس کے سوا اور کسی کی نہ کریں- وہ حقیقی معبود ان کے شرک اور بے ہودہ گوئی سے پاک ہے مگر یہ لوگ چکنی چپڑی تقریروں اور دولت کے زور سے اللہ کے نور کو صرف مونہوں کی پھونکوں سے مٹانا چاہتے ہیں ہمیشہ اس کوشش میں ہیں کہ اللہ کا نور یعنی صحیح خیالات و عقائد حقہ پر ان کی باطل اور لغو تعلیم کے مقابلہ میں دب جائیں اور خدا کو اس کے سوا کوئی بات منظور نہیں کہ اپنے نور کو پورا کرے اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے

---

[1] دیکھو مفتاح الاسرار مفصل بحث سورہ آل عمران کی ما کان لبشرا ان یئوتیہ اللہ کے حاشیہ کے تحت دیکھو-

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ
اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ تمام دینوں پر اسے غالب کرے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
گو مشرک ناخوش ہوں۔ مسلمانو بہت سے پادری اور درویش ناحق

لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ
لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے

یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
ہیں اور اسی کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب

اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ
کی خبر سنا جس روز سونے چاندی کو جہنم میں گرم کر کے ان کے ماتھے اور پہلو

وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ
اور کمریں داغی جائیں گی یہی تو ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا اپنے خزانہ کا مزہ چکھو اللہ کے

عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے اللہ کی لکھت میں اسی دن سے جس نے آسمانوں اور زمینوں

الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ
کو پیدا کیا ان میں سے چار حرام کئے ہیں

اسی نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت کامل اور سچا دین دے کر بھیجا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام دینوں پر اسے غالب کرے گا گو مشرک ناخوش ہوں۔ مسلمانو ان فرشتہ صورت ابلیس سیرت عیسائیوں سے بچے رہنا اور ان اہل کتاب کے بہت سے پادری اور درویش صورت مشائخ جو مشن سے تعلق ملازمت نہیں رکھتے اور یورپ اور انگلینڈ میں بود باش رکھتے ہیں ناحق لوگوں کا مال کھاتے ہیں کسی کو تعویذوں کے جال میں پھنساتے ہیں کسی کو غلط مسائل بتا کر لوٹتے ہیں غرض مال بھی ان کا کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے بھی روکتے ہیں جس سے مطلب بجز اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ مال و دولت بھی جمع ہو غرض مختصر یہ کہ ان کی کل کاروائی اسی اصول پر مبنی ہے ؎

ایں ہمہ از پئے آنست کہ زر میخواہد

حالانکہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں مناسب موقع پر خرچ نہیں کرتے ان کو ندامت اور حسرت کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہوگا سو تو بھی اے نبی ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا وہ کب اور کس روز ہوگا؟ جس روز ان کے اندوختہ سونے چاندی کو جہنم میں گرم کر کے ان کے ماتھے اور پہلو اور کمریں داغی جائینگی اور حکم ہوگا کہ یہی تو ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا پس آج اپنے خزانہ اندوختہ کا مزہ چکھو اور عیش اڑاؤ۔ مسلمانو جہاد کے حکم سے یہ مطلب نہ سمجھنا کہ ہر وقت اور ہر حال میں تم کو لڑنا بھڑنا واجب ہے نہیں سنو اللہ کے ہاں سال بھر کے مہینوں کی تعداد بارہ ہیں یہ معاملہ اللہ کی لکھت میں اسی دن سے ہے جس روز خدا نے آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا ان بارہ میں سے چار مہینے حرام کے ہیں یعنی ان میں کفار پر حملہ کرنا جائز نہیں۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً

یہی طریق مستحکم ہے پس تم ان میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کیا کرو اور مشرک جیسے تم سب سے

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ

لڑتے ہیں تم بھی ان سب سے لڑو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے مہینوں کا ہیر پھیر کر دینا

فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا

کفر میں ترقی ہے جس کے سبب سے کافر لوگ زیادہ گمراہ کرتے ہیں ایک سال ایک مہینے کو حلال سمجھتے ہیں

لِّيُوَاطِـــُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ

اور دوسرے سال اسی مہینے کو حرام سمجھ لیتے ہیں تاکہ جتنے مہینوں کو اللہ نے حرام کیا ہے ان کی تعداد پوری کر کے اللہ کی محرمات کو حلال بنائیں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

برے کام ان کو بھلے لگتے ہیں اور خدا کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

ع ۸

یہی طریق شریعت میں مستحکم چلا آیا ہے پس تم بھی ان میں اپنے نفسوں پر ظلم زیادتی نہ کیا کرنا اور اگر مشرک ابتداء کریں تو جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور ہر ایک مسلمان کو صرف بوجہ مسلمان نہ ہونے کے تنگ کرتے ہیں تم بھی ان سب سے لڑیو جو تمہارے سامنے آئیں ان کی گردنیں اڑانا اور دل سے جان رکھو کہ زیادتی سے بچنے والے پرہیزگاروں کا اللہ ساتھی ہے۔ ہاں مطلب براری کے لئے مہینوں کی تقدیم و تاخیر بھی نہ کرنے لگ جانا جیسا کہ عرب کے مشرکوں میں بدرسم ہے کیونکہ اپنی اغراض کے لئے مہینوں کا ہیر پھیر کر دینا ایک قسم کی ان کی کفر میں ترقی ہے جس کے سبب سے کافر لوگ زیادہ گمراہ ہوتے ہیں اور راہ ہدایت سے دور بھٹکتے ہیں۔ ایک سال ایک مہینہ کو حلال سمجھتے ہیں اور سب وہ کام کر گذرتے ہیں جو دوسرے حلال مہینوں میں کیا کرتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینے کو حرام سمجھ لیتے ہیں اور سب احکام حرمت کے اس پر مرتب کرتے ہیں تاکہ جتنے مہینوں کو اللہ نے حرام کیا ہے ان کی تعداد پوری کر کے اللہ کی محرمات کو حلال بنائیں اور خوب مزے سے جب کبھی لڑائی کا موقع پاتے ہیں لڑتے ہیں اور اس کے بدلہ دوسرے مہینے کو حرام بنا لیتے ہیں یہ سب خود غرضیوں کے برے کام ان کو بھلے معلوم ہوں اس لیے کہ انسانی طبیعت کا تقاضا ہی ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے کیسا ہی برا کیوں نہ ہو اپنی طرف سے خواہ مخواہ اس میں ایجاد کر کے بھی حسن نکال لیتا ہے اور خدا کے ہاں بھی قاعدہ ہے کہ وہ کافروں اور گردن کشوں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا یعنی ان کو ان کی بھلائی کی تمیز نہیں دیتا یہ کوئی انہی سے مخصوص نہیں جو کوئی اللہ کے حکموں سے سرتابی کرتا رہے ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ اس کو ہدایت کی راہ نہیں سوجھتی۔

شان نزول

(انما النسیءُ زیادۃ فی الکفر) مشرکین عرب کے پے در پے حرام کے تین مہینوں (ذی قعدہ - ذی الحجہ - محرم) کی بندش تکلیف دہ ہوتی کیونکہ ان کی جنگجو طبیعتوں کو نچلا بیٹھنا کب گوارا ہو سکتا تھا؟ اس لیے وہ یہ تاویل کرتے کہ محرم یا کسی درمیانی مہینے کی حرمت کو دوسرے مہینے پر ڈال دیتے اور جو کام بندش وغیرہ سے رکے ہوتے وہ کر گذرتے ان کی مذمت کو یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے

اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

چمٹ جاتے ہو کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو؟ دنیا کی زندگی آخرت کے

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ

مقابلہ میں ہیچ ہے۔ اگر تم نہ نکلے تو خدا تم کو دکھ کی مار دے گا اور تمہارے بدلے دوسری

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

کوئی قوم پیدا کردے گا اور تم اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کاموں پر قدرت تام رکھتا ہے

اس لئے تم سے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانو خدا کے حکم کی دل وجان سے اطاعت کیا کرو تمہیں کیا ہو گیا؟ کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے کو نکلو تو تم ایسے بزدل ہو جاتے ہو کہ تمہارا ہلنا ہی ؎

قطب از جائے جنبد اگر جنبد جہاں جنند

کا مصداق ہو جاتا ہے کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو اور اسی پر قانع ہو گئے ہو اگر تمہارا ایسا ہی خیال ہے تو سخت زیان کار ہو کیونکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے جس کا اندازہ لگانا اور کسی قسم کی نسبت ان میں بتلانا ہی فضول ہے سنو اگر تم بوقت ضرورت میدان جنگ میں نہ نکلے تو تم کو دکھ کی مار دے گا اور تمہارے بدلے کوئی دوسری قوم اپنے دین کی تائید کے لئے پیدا کرے گا جو تمہاری[1] طرح نالائق نہ ہوں گے اور تم اس غفلت اور سستی میں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بلکہ جو بگاڑو گے اپنا ہی بگاڑو گے اور اس لیے تم عاجز ہو اور اللہ اپنے سب کاموں پر قدرت تام رکھتا ہے۔ اصل پوچھو تو تمہاری مدد اور نصرت سے ہوتا ہی کیا ہے یہ تو تمہاری ہی سعادت ہے کہ خدا تم سے اپنے دین کی کچھ خدمت لے لے کیا تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

منت منہ کی خدمت سلطان ہمے کنی منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

شان نزول

(یا ایھاالذین امنو) اسلام نے جس قسم کی حکومت قائم کی تھی اس کے مطابق یہ ضروری تھا کہ ہر مسلمان ہر وقت شمشیر بکف رہے کیونکہ کوئی باقاعدہ فوج کی تعداد اتنی نہ ہوتی تھی کہ دشمن کے مقابلہ کو کافی ہو سکے بلکہ جس وقت ضرورت ہوتی امیر المومنین کی طرف سے ایک منادی پھر جاتا کہ جنگ کو تیار ہو جاؤ چونکہ اس قسم کی حکومت کا نباہ اجتماع کے بغیر ممکن نہ تھا اس لیے اس امر کی تائید کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی راقم کہتا ہے کہ اسلامی دنیا میں اسلامی حکومت کی طرز پر اس وقت کوئی سلطنت موجود نہیں۔ بجز امریکہ کے مگر ان میں بھی یہ کمی ہے کہ پانچ برس کے بعد پریذیڈنٹ کو معزول کر دیتے ہیں جو اسلام سے ہی مخالف نہیں بلکہ ملک کی ترقی میں بھی سد راہ ہے ہاں اگر نالائق ہو تو اسکو علیحدہ کر دینا اور بات ہے

[1] ثم لا یکونوا امثالکم کی طرف اشارہ ہے۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ

اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو خدا نے اس کی مدد کی تھی جب کافروں نے اس کو صرف ایک آدمی کے ساتھ نکال دیا تھا

هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ

کہ جب دونوں وہ غار میں تھے جس وقت وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کچھ فکر مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے پس اللہ

سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا

نے اس پر اپنی تسلی نازل کی اور ایک ایسی فوج جس کو تم نے نہ دیکھا بھیج کر رسول کی مدد کی اور کافروں کا

السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ انفِرُوا خِفَافًا

بول پست کردیا اور اللہ کا بول تو ہمیشہ بالا ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہلکے پھلکے اور بوجھل

وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

بھاری نکلو اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَ

اگر تم کو علم ہے۔ اگر فائدہ سردست ہوتا اور سفر متوسط ہوتا تو فورا تیرے پیچھے ہو لیتے

لَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ

لیکن مسافت ان پر شاق ہو رہی ہے اور اللہ کے نام کی قسمیں کھا جائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے

ورنہ اگر تم رسول کی اور دین اسلام کی مدد نہ کرو گے تو کیا بگڑ جائے گا خدا نے اس کو ایسے بے سروسامانی کے وقت میں مدد کی تھی کہ کوئی کیا کرے گا جب کافروں نے اس کو ایسے حال میں کہ تمام ملک مخالف تھا صرف ایک آدمی کے ساتھ مکہ سے نکال دیا تھا یعنی وہ وقت تھا کہ جب وہ دونوں غار ثور میں مکہ مکرمہ سے باہر تھے جس وقت وہ پیغمبر اپنے ساتھی ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تقاضائے بشریت دیکھ کر اس کو کہہ رہا تھا کہ فکر مت کر کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے جس نے ہمیں گھروں سے نکلنے کا ارشاد فرمایا وہ ہم کو کافروں کے ہاتھوں ضائع نہ کرے گا پس اتنے کہنے کی دیر تھی کہ اللہ نے اپنی طرف سے تسلی اس کے صدیق پر نازل کی اور ایسی فوج غائبانہ جس کو تم نے نہ دیکھا' بھیج کر رسول کی مدد کی اور کافروں کا بول پست کر دیا اور اللہ کا بول تو ہمیشہ بالا ہے کیونکہ اس کے مقابل ہو تو کون ہو سب مخلوق عاجز ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے گو وہ سب کچھ اکیلا ہی کر سکتا ہے مگر وہ تمہیں سعادت سے بہرہ اندوز کرنے کو حکم دیتا ہے کہ ہلکے پھلکے اور بوجھل بھاری یعنی پورے مسلح ہو تو یا پورے نہ بھی ہو تو بھی غرض بہر حال نکلو اور اللہ کی راہ میں جان مال سے جہاد کرو یہ تعمیل ارشاد تمہارے لئے سب کاموں سے بہتر ہے اگر تم کو زمانہ کے واقعات کا علم ہے تو سمجھو اور حسب موقع مناسب لوح قلم برتو۔ کیونکہ دنیا میں وہی قوم عزت پاتی ہے جو اپنے دشمنوں کی ایذائیں اور تکلیفیں لوح کے ٹھہرے قلم سے دور کرتے ہیں مگر بعض ضعیف القلب اتنا سن سنا کر بھی تیرے ساتھ نہیں ہوتے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ان کو فائدہ سر دست ہوتا اور سفر بھی متوسط یعنی موجب تکلیف نہ ہوتا تو فورا تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن چونکہ اس جنگ حنین کی مسافت اور ان پر بوجہ دوری کے شاق رہی ہے اسی لیے جی چراتے ہیں اور اگر ان سے پوچھو گے تو صاف اللہ کے نام کی قسمیں کھا جائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے

واللہ باللہ ثم تاللہ

يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ

اور اپنے حق میں تباہی لائیں گے اللہ تو جانتا ہی ہے وہ کذاب فریبی ہیں خدا تجھے معاف کرے کیوں تو نے

لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ

ان کو اذن دیا جب تک کہ راست گو تجھے معلوم ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی تو جان لیتا ہے جو لوگ

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ

اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرنے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ

سے ہٹ رہنے میں تجھ سے کبھی اذن نہ مانگیں گے اور اللہ متقیوں کو جانتا ہے جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں

قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً

رکھتے اور ان کے دل متردد ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی اپنے شبہات میں حیران ہیں ایسے لوگ تجھ سے اذن چاہتے ہیں۔ اگر ان کا لڑائی کے لئے نکلنے کا

وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾

خیال ہوتا تو اسکی تیاری بھی کرتے لیکن خدا کو ان کا ہلنا بھی پسند نہیں پس ان کو ست کر دیا اور ان کو کہا گیا کہ بیٹھنے والوں میں مل کر بیٹھے رہو

ہم میں طاقت نہیں نہ اسباب مہیا ہیں بلکہ ہم لڑنا بھی نہیں جانتے۔ ان قسموں سے اور اپنے حق میں تباہی لائیں گے کیونکہ اس سے نہ تو مسلمانوں کو یقین ہوتا ہے اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ وہ کذاب اور فریبی ہیں۔ اصل میں تو یہ لوگ دین کے دشمن ہیں مگر ظاہری وضعداری ان کو ایسی صریح دشمنی سے مانع ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی عداوت کا بھی موقع ہوتا ہے تو کسی نہ کسی آڑ میں کرتے ہیں مثلاً موقع جہاد سے پیچھے رہنے کو تجھ سے (اے نبی) رخصت اور اجازت مانگ لیتے ہیں تو بھی چونکہ غیب دان نہیں ان کے داؤ میں آجاتا ہے ایسے سہو اور زلات خدا تجھے معاف کرے آئندہ کو ایسی بھولی بھالی باتوں میں نہ پھنسنا کیوں تو نے ان کو اذن دیا تھا کیوں خاموش نہ رہا جب تک کہ ان میں سے راست گو یعنی جو واقعی معذور تجھے معلوم ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی تو جان لیتا۔ سنو جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن کی زندگی پر ایمان کامل رکھتے ہیں وہ لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے ہٹ رہنے میں تجھ سے کبھی اذن نہ مانگیں گے جیسی ان منافقوں کی عادت ہے یہ سب کچھ انتظام عالم کے طور پر تیری آگاہی کے لئے ہے تاکہ تو انکے حال سے مطلع ہو اور اللہ تو متقیوں اور غیر متقیوں سب کو جانتا ہے ایسا کہ کوئی بھی اس سے پوشیدہ نہیں جب ہی تو وہ تجھ کو بتلاتا ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل متردد ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی اپنے شبہات میں حیران ہیں ایسے ہی لوگ پیچھے رہنے میں تجھ سے اذن چاہتے ہیں اور بہانے بناتے ہیں کہ ہم نے تیاری نہیں کی تھی اگر ان کو لڑائی کے لئے نکلنے کا خیال ہوتا تو اس کی تیاری بھی کرتے لیکن ان کی بداعمالی سے خدا نے ان سے توفیق ہی مسدود کر دی اور ان کا ایک جگہ سے ہلنا بھی پسند نہیں کیا تو ان کو ست کر دیا اور ان کو ایسی سوجھی گویا ان سے کہا گیا کہ پیچھے بیٹھنے والوں یعنی کوڑھی وغیرہ معذوروں سے ملکر بیٹھے رہو۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ

اگر یہ مل کر تم میں چلتے تو بھی تم کو نقصان ہی پہنچاتے اور تم میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے اور ان کے

الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا

جاسوس تم میں موجود ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے پہلے بھی فتنہ

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ

اٹھا چکے ہیں اور تیرے سامنے کئی باتیں الٹ پلٹ کرتے رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آ پہنچا اور ان کی ناخوشی ہی میں

كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ

اللہ کا حکم ظاہر ہو گیا بعض ان لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھ کو مصیبت میں نہ ڈالئے سنو وہ خود مصیبت میں ہیں

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ

اور جہنم کل کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگر تجھ کو بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تجھے

مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو پہلے ہی الگ ہو بیٹھے تھے اور خوشی خوشی لوٹ جاتے ہیں

حق یہ ہے کہ اگر یہ خبیث تم میں مل کر چلتے ہیں تو بھی تم کو نقصان ہی پہنچاتے اور تم میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے کہ کسی طرح ان میں پھوٹ پڑے اور ان کا جتھا ٹوٹے اور ابھی تک ان کے فرستادہ جاسوس تم میں موجود ہیں جو تمہاری مجلس میں صرف انہی کی خاطر باتیں سنتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے خوب ہی سزا دے گا یہ تو ایسے شریر ہیں کہ پہلے بھی کئی دفعہ فتنہ عظیم اٹھا چکے ہیں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر چکے ہیں اور تیرے سامنے کئی باتیں الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں اور دل میں مخالفت چھپا کر بظاہر دوستی کا دم بھرتے رہے اور لوگوں کو ہیر و پھیر بتلا رہے ہیں یہاں تک کہ خدا کی مدد سے سچا وعدہ آ پہنچا اور مسلمانوں کی فتح ہوئی اور ان کی ناخوشی ہی میں اللہ کا حکم ظاہر ہو گیا بعض ان دورخے لوگوں میں ایسے بھلے مانس بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے پیچھے رہ جانے کی اجازت دیجیے اور مجھ کو جنگ کی مصیبت نہ ڈالیے۔ مسلمانو سنو وہ خود مصیبت میں پڑے ہیں ایسے جنگ کی تکلیف سے رہائی ہو بھی جاتی اور ہوتی بھی تو باعزاز واکرام ہوتی مگر جس مصیبت میں وہ گرے ہیں اس کا نام جہنم ہے اور جہنم کل کافروں کو ایسے گھیرے ہوئے ہے کہ ایک بھی اس میں سے نکل کر باہر نہیں آسکتا یہ ایسے شریر ہیں کہ تجھ سے ان کو اس درجہ عداوت ہے کہ اگر تجھ کو خدا کی مہربانی سے کچھ بھلائی پہنچی ہے تو ان کو بری لگتی ہے کہ ہائے ان کو یہ فائدہ کیوں پہنچا اور اگر منشائے الٰہی تجھے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنی دانائی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میاں کسی بھلے آدمی کی تو سنتے نہیں ہماری مانتے تو یہ تکلیف ہی کیوں ہوتی۔ ہم تو اسی لیے پہلے ہی سے الگ تھلگ ہو بیٹھے تھے شیخی بھگارتے جاتے ہیں اور خوشی خوشی مجلس سے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں اور جا کر آپس میں خوب بغلیں بجاتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو کہہ کہ جو کچھ خدا نے ہمارے حق میں مقرر کیا ہے وہی پہنچے گا وہ ہمارا مالک ہے اور ایماندار اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ

بھروسہ رکھیں- تو کہہ کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو اور ہم

نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا

تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا اپنے ہاں سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہاتھوں سے تمہاری گت

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ

بنوا دے پس تم انتظاری میں لگے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں تو کہہ کہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے ہرگز تم سے قبول نہ ہوگا

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ

کیونکہ تم بدکاروں کی منڈلی ہو- اور ان کی خیرات قبول نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے

اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

کہ یہ لوگ اللہ اور رسول سے منکر ہیں

اور تو اے نبی ان سے کہہ کہ جو کچھ خدا نے ہمارے حق میں مقدر کیا ہے وہی ہم کو پہنچے گا اچھا ہو یا برا۔

ہرچہ رضائے مولی ازہمہ اولی

وہ ہمارا مالک ہے جس حال میں چاہے رکھے اور ہمیں اس کا حکم ہے کہ ایماندار اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں سو ہم ایسا ہی کرتے ہیں اس کرنے پر یہ لوگ تیری تکلیف پر راضی ہوں تو تو ان سے کہہ کہ جنگ کی صورت میں ہم دونوں طرح سے راضی ہیں فتح ہو تو قومی اعزاز ہے شہادت ہو تو شخصی اکرام غرض۔

گر لیا مار تو بن آئی اور گئے مارے شہادت پائی

پس تم جو ہماری تکلیف اور شہادت کے منتظر ہو سو در حقیقت تم اصل میں ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو کیونکہ ہم تو مرنے کو اپنے حق میں جینے کے برابر بلکہ جینے سے بھی اچھا جانتے ہیں کیا تم نے مولوی روم کا قول بھی نہیں سنا

ناں اگر تو میدہی نانت دہند جان اگر تو میدہی جانت دہند

سو تم اسی انتظار میں رہو ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا اپنے ہاں سے بغیر واسطہ ہمارے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہی ہاتھوں سے تمہاری گت بنوا دے غرض جو اس کی مشیت اور تقدیر میں تمہارے لیے مقرر اور مناسب ہو وہ ہو اس میں تو شک نہیں کہ تم ہدایت سے بے نصیب ہو پس تم اپنے مدعا کی انتظاری میں لگے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ اپنے مدعا کے منتظر ہیں دیدہ باید فتح اور کامیابی کسی کو ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ **والعاقبة للمتقين** تو ان سے کہہ کہ تمہاری حالت خدا کو معلوم ہے تمہارا اخلاص کسی سے مخفی نہیں پس تم خوشی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو یا ناخوشی سے ہرگز تم سے قبول نہ ہوگا کیونکہ تم بدکاروں کی منڈلی اور چنڈال چوکڑی ہو تمہاری نیت کی اصلاح جب تک نہ ہوگی قبولیت بھی نہ ہوگی یہی وجہ ہے کہ بے دینوں کی خیرات قبول نہیں ہوتی اور ان کی خیرات قبول نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ اور رسول سے منکر ہیں اس لیے جو کچھ دیتے ہیں محض دکھاوے کا ہوتا ہے-

وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور نماز جب پڑھتے ہیں تو سست ہوکر پڑھتے ہیں اور جو خرچتے ہیں بد دلی سے خرچتے ہیں۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي

پس تو ان کے مال اور اولاد سے حیران نہ ہو خدا کو یہی منظور ہے کہ ان کو اس مال اور اولاد کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ

وجہ سے دنیا میں عذاب کردے اور ان کی روحیں کفر کی حالت میں نکلیں اور اللہ کی قسمیں بھی کھاتے ہیں

لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ

کہ دل سے تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ وہ تم سے نہیں۔ بلکہ وہ ڈرتے ہیں اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ

مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي

مل جاتی یا کوئی غار یا چھپنے کی جگہ پاتے تو اس کی طرف بھاگ جاتے اور بعض لوگ ان میں سے ایسے ہیں

اور نماز جیسا پاک فعل جو دل کی توجہ تام سے ہونا چاہیے لوگ جب پڑھتے ہیں تو سست اور دل سے غافل ہو کر پڑھتے ہیں نہ کلمات طیبات کے معانی سوچتے ہیں نہ رب العالمین کے جواب[1] پر جو ہر لفظ کی اجابت پر ملتا ہے غور کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں جو خرچتے ہیں بد دلی سے خرچتے ہیں اس لیے قبولیت بھی نہیں پاتا پس جب خدا کے نزدیک ان کی عزت اور توقیر ہے کہ ان کے صدقات اور عبادات بھی قبول نہیں ہوتے تو تو ان کے مال اور اولاد کی کثرت سے حیران نہ ہو خدا کو یہی منظور ہے کہ ان کو اس مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں بھی عذاب دے ہر وقت مال اور اولاد کی فکر میں ہی ڈوبے رہتے ہیں کبھی کوئی نقصان ہے کبھی کوئی کبھی بیٹے کی وجہ سے تکلیف میں ہیں تو کبھی داماد کی طرف سے یہاں تک کہ ان کی اجل آپہنچے اور ان کی روحیں کفر کی حالت میں ان کے جسموں سے نکلیں۔ ظالم ایسے مکار ہیں کہ تمہاری مخالفت پر گویا تلے بیٹھے ہیں اور اللہ کی قسمیں بھی کھاتے ہیں کہ دل سے تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ وہ محض اپنی کمزور طبیعت کی وجہ سے ڈرتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کے ساتھی نہ بنیں گے تو تکلیف پہنچے گی اور مسلمان یا مسلمانوں پر حملہ آور کفار ہی ہم کو پیس ڈالیں گے ورنہ اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا کسی پہاڑ میں کوئی غار یا کہیں چھپ کر بیٹھنے کی جگہ پاتے تو فوراً اس طرف بھاگے جاتے اب جو تمہارے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں تو صرف اسی لیے کہ ان کو کوئی جگہ اپنی زبان درازی کرنے کی نہیں ملتی اس لئے جلے بھنے منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں اور کبھی کبھی دل کے بخار بھی نکال لیتے ہیں بعض لوگ ان میں سے ایسے تیرے عیب جو ہیں

شان نزول (ومنهم من يلمزك) آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کچھ تقسیم کی تو چونکہ اس میں رموز مملکت خویش خسروان دانند کی حکمت ملحوظ تھی۔ بعض کم فہموں منافقوں کی سمجھ میں نہ آئی تو اعتراض کرنے لگے کہ اعدل یا محمد (اے محمد مساوی تقسیم کر) آپ نے فرمایا اگر میں عدل نہیں کرتا تو کون کرتا ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ الحمد لله رب العالمين کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی ہے جب الرحمن الرحيم کہتا ہے، تو خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ہے اور جب اهدنا کہتا ہے تو اللہ کہتا ہے کہ جو کچھ میرے بندہ نے طلب کیا ہے میں اس کو دونگا غرض ہر لفظ پر رب العالمین جواب دیتا ہے صوفیا کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ سورہ فاتحہ کے کلمات طیبات کو ایسی توجہ سے پڑھنا کہ ہر ایک لفظ پر رب العالمین کے جواب کو گویا سنتا ہے صفائی قلب کے لئے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے۔

الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

کہ صدقات کی تقسیم کرنے میں تجھ پر طعن کرتے ہیں اگر ان کو کچھ مل جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو فوراً بگڑ بیٹھتے ہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا

اور اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیے ہوئے پر راضی رہتے اور کہتے کہ اللہ کو کافی ہے بہت جلد

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ

اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہم کو دیں گے بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔ صدقات کا مال صرف

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي

فقیروں اور محتاجوں کے لئے ہے اور ان کے لئے جو اس پر مقرر ہیں اور نیز ان کے لئے جن کے دلوں کو مانوس رکھنا ہو

الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور غلاموں کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے ہے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے یہ حقوق اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں اور

حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ

اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے نبی کو ایذا دیتے ہیں

کہ جب اپنی عیب جوئی میں نامراد رہتے ہیں تو صدقات کی تقسیم کرنے میں تجھ پر طعن کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں تیری تقسیم جو اصل ایمانداری سے ہوتی ہے غلط ہے وہ اس مال کا مستحق اپنے آپ کو زیادہ جانتے ہیں پھر اگر ان کو بھی کچھ مل جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو فوراً ناراض ہو کر بگڑ بیٹھتے ہیں کیونکہ مال کے غلام عبدالدرھم ہیں اور اگر یہ لوگ اللہ کی تقدیر اور اللہ کے حکم سے رسول کے دیئے ہوئے پر راضی رہتے اور کہتے کہ اللہ کو کافی ہے بہت جلد اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول اس کا حکم پا کر ہم کو دیں گے اور اگر نہ بھی دیا تو بھی بے شک ہم اللہ کی طرف ہی راغب اور امیدوار ہیں تو یہ ان کا کہنا اور سمجھنا ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اگر غور کریں تو صدقات میں ان کا حق بھی کیا ہے جبکہ صدقات کا مال صرف فقیروں اور محتاجوں کے لئے ہے اور ان کے لئے جو اسکے جمع کرنے کرانے پر مقرر ہیں اور اپنا وقت لگاتے ہیں اور اپنی اجرت اس میں سے لے سکتے ہیں اور نیز ان کے لئے ہے جن کے دلوں کو اسلام سے مانوس رکھنا ہو یعنی جو دل سے تو اسلام کو حق جانتے ہیں مگر حاجات دنیاوی سے کفار میں رہنے پر مجبور ہیں ان کی امداد بھی مال زکوٰۃ سے کی جائے اور غلاموں کی آزادی میں غلاموں کی آزادی دو طرح سے ہوتی ہے مکاتب[1] غلام کو مالی امداد دی جائے کی وہ مالک کو ادا کر کے بری ہو اور دوسرے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جاوے اور نیز قرض داروں کے لئے ہے جو جائز قرض کے نیچے دبے ہوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہے یعنی سامان جہاد وغیرہ مہیا کرنے کے لئے اور مسافروں کے لیے جو بوجہ ناداری کے وطن مالوف تک نہ جا سکتے ہوں گو یا وہ اپنے گھروں میں مال کثیر کے مالک ہوں یہ حقوق اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے جب یہ منافق کسی قسم سے بھی نہیں تو پھر کیوں امید اس کی رکھتے ہیں اور نہ ملنے پر ناخوش ہوتے ہیں اور سنو بعض ان بے دینوں میں ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے نبی کو ایذا دیتے ہیں اپنی مجلس میں ناحق برائی سے یاد کرتے ہیں۔

[1] مکاتب غلام وہ ہے جس سے مالک نے کہا ہو کہ اس قدر رقم تو مجھے کما کر لادے تو تو آزاد ہے۔

وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور کہتے ہیں وہ تو کان ہے تو کہہ وہ تمہارے حق میں خیر کا کان ہے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں پر

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ

یقین رکھتا ہے اور تم میں جو ایماندار ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دکھ کی

أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ

مار ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول راضی کیے جانے کے زیادہ حقدار

إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

ہیں اگر ایماندار ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے

فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

اس کے لئے آگ تیار ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی ذلت ہے منافق

الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ

ڈرتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو

اور اگر کوئی ان کو سمجھاتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ کو خبر ہو گئی تو ناراض ہوں گے تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہے جو کوئی اسے کہہ دے چاہے جھوٹ ہی ہو فوراً مان لیتا ہے اگر ہماری شکایت کسی نے پہنچادی تو ہم اپنی معذرت کر کے اس شکایت کو دھو ڈالیں گے بات ہی کیا ہے تو اے رسول ان سے کہہ کہ بیشک وہ کان تو ہے مگر تمہارے حق میں خیر کا کان ہے بھلے مانس شریفوں کی طرح تمہارے منہ نہیں آتا یہ نہ سمجھو کہ تم جو کچھ کہتے ہو اس پر یقین کر لیتا ہے نہیں بلکہ اللہ کی بتلائی ہوئی بات پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں کی بات پر یقین کرتا ہے اور جو تم میں سے پکے ایمان دار ہیں ان کے لئے رحمت ہے کہ وہ خدا کے حکموں کی تعمیل کر کے حصہ وافر پاتے ہیں مطلب یہ کہ بے شک رسول اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارے کام اور گفتگو جو پوشیدہ پردوں میں کیا کرتے ہو خود جانتا ہو البتہ بذریعہ وحی خدا کے بتلانے سے یا نیک بخت مسلمانوں کو خبر دینے سے اسے معلوم ہو سکتے ہیں تاہم جو کچھ وہ سنتا ہے تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تم زیادہ شرارتوں پر آمادہ ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو یہ بھی خدائی رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے کم بخت تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں اس غرض سے کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول راضی کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ تمہارے راضی ہونے سے تو ان کو بجز اس کے اور کچھ فایدہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان کے حق میں زبان طعن بند کر لو اور بس اگر ایماندار ہیں تو خدا کو راضی کریں مگر ایمان کہاں بلکہ شرارتیں کرتے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کی آگ تیار ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یعنی بڑی ذلت اور رسوائی ہے۔ کیا ہوا اگر دنیا میں چند جُہلا کے سامنے یہ بے ایمان بھی معزز بنے رہتے ہیں مگر آخر کار بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی یہ بدذات منافق ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں کوئی سورت ایسی نازل نہ ہو۔

تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِءُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

کہ ان کے دلوں کے خیالات ان پر ظاہر کرے تو کہہ مخول کیے جاؤ جس امر سے تم خوف کرتے ہو خدا اسے ضرور ظاہر کرے گا

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ

اور اگر تو ان سے پوچھے تو فورا کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی ہی باتیں چھیتیں اور مذاق کر رہے تھے تو کہہ کیا اللہ اور اس کے اور اس کے حکموں

وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ

رسول سے ہی مسخری کرتے ہو عذر نہ کرو تم ایمان لانے کے پیچھے کافر ہو چکے

إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

اگر ہم (خدا) تم میں سے کسی کو معاف کریں بھی تو دوسری جماعت کو ضرور ہی عذاب کریں گے کیونکہ وہی مجرم ہیں

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَ

منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں برے کاموں کا حکم کرتے ہیں

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ

اور بھلے کاموں سے منع کرتے ہیں ہاتھوں کو روکتے ہیں اللہ کو بھلائے بیٹھے ہیں پس اللہ نے (بھی) انکو

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَ

بھلا دیا منافق ہی بدکار ہیں خدا نے منافق مردوں اور عورتوں اور

الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ

کافروں کے لئے جہنم کی آگ کا قرار کیا ہوا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے وہی انکو بس ہے اور ان پر لعنت کی ہے اور ان پر

کہ ان کے دلوں کے خیالات ان پر ظاہر کرے غرض ان کی یہ ہے کہ ہم جو چاہیں سو کریں ہماری خرابی کا اظہار اور مقابلہ نہ کیا[1] جائے کہ اے نبی تو ان سے کہہ مخول کئے جاؤ جس امر سے تم خوف کھاتے ہو خدا اسے ضرور ہی ظاہر کرے گا اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کیا تم واقعی ہنسی مخول کرتے تھے؟ تو فورا کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی باتیں چھیتیں اور مذاق کر رہے تھے خدانخواستہ ہماری کوئی بدنیت نہ تھی بلکہ ایسی نیت کرنی ہم بے ایمانی جانتے ہیں۔ تو ان سے کہہ کہ کیا اللہ اور اس کے حکموں اور اس کے رسول سے ہی مسخری کرتے ہو بس اب عذر نہ کرو تم ایمان لائے پیچھے کافر ہو چکے اگر ہم (خدا) تم میں سے کسی کو معاف کریں بھی تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب کریں گے جو اس فساد کے سرغنہ ہیں کیونکہ وہی مجرم ہیں۔ مسلمانو! منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس اور رازدار ہیں برے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بھلے کاموں سے منع کرتے ہیں نیکی میں خرچ کرنے سے ہاتھوں کو روکتے ہیں اللہ کو بھلائے بیٹھے ہیں پس اللہ نے بھی انکو بھلا دیا ہے یعنی اپنی خالص توجہ اور رحمت سے ان کو بے نصیب کر دیا ہوا ہے اس لئے کہ منافق زن و مرد سب کے سب بے ایمان بدکار ہیں خدا نے بھی منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لیے جہنم کی آگ کا قرار دیا ہوا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے وہی ان کو بس ہے اور ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے۔

---

[1] راقم کہتا ہے میرے ساتھ بھی ایک دفعہ بعینہٖ ایسا بلکہ اس سے بھی زیادہ واقعہ پیش آیا ایام محرم میں خاکسار اپنی بیٹھک کے پاس وعظ کہا کرتا تھا سننے کو عموما اہل ایمان بھی آتے تھے مگر تعزیہ دار بہت جلتے تھے اور ہمیشہ انکی کوشش یہی ہوتی تھی کہ یہ یہاں وعظ و نصیحت نہ کرے۔

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ

دائمی عذاب ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں کے لیے ہے جو تم سے کہیں بڑھ کر زور آور

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا

اور مال اور اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے پھر انہوں نے اپنی قسمت کا فائدہ اٹھایا سو تم نے بھی اپنی قسمت کا

اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا أُولَٰئِكَ

فائدہ پایا جیسا تم سے پہلے لوگوں نے اپنی قسمت سے فائدہ اٹھایا تھا اور تم بھی اسی طرح بیہودہ گوئی میں لگے جیسے

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۶۹﴾

وہ لگے تھے انہی لوگوں کے نیک عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو چکے ہیں یہی لوگ نقصان میں ہیں

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ

کیا ان کو پہلے لوگوں کی ہلاکت اور تباہی کی خبریں نہیں آئیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

اور مدین والوں اور الٹی ہوئی بستیوں کی ان کے پاس کھلے نشان لے کر ان کے رسول آئے تھے

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ

پس خدا تو ان پر ظلم کا ارادہ نہ رکھتا تھا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے مومن مرد

وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں

دائمی عذاب ہے جیسا تم کافروں سے پہلے لوگوں یعنی کافروں کے لئے ہے جو تم سے کہیں بڑھ کر زور آور اور مال اور اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے پھر انہوں نے اپنی قسمت کا فائدہ اٹھایا دنیا میں چند روز عیش کر لیے سو تم نے بھی اپنی قسمت کا فائدہ پایا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنی قسمت سے فائدہ اٹھایا تھا اور تم بھی اس طرح بیہودہ گوئی میں لگے جیسے وہ لگے تھے انہی لوگوں کے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بدکاریوں سے پہلے اور پچھلے نیک عمل بھی دنیا اور آخرت میں ضائع ہو چکے ہیں نہ دنیا میں وہ حقدار مدح ہیں نہ آخرت میں مستحق ثواب اور بھی لوگ نقصان والے ہیں کیا یہ جو ایسے مست پھر رہے ہیں اور سرکشی نہیں چھوڑتے ان کو پہلے لوگوں کی ہلاکت اور تباہی کی خبریں نہیں آئیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین والوں اور الٹی ہوئی بستیوں یعنی لوط کی قوم کے واقعات کی کس طرح ان کے پاس کھلے نشان لے کر ان کے رسول آئے تھے مگر انہوں نے ایک نہ سنی پس خدا تو ان پر ظلم کا ارادہ نہ رکھتا تھا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے مسلمانو! جس طرح منافق ایک دوسرے کے حمائتی ہیں اسی طرح تم کو بھی چاہیے ایک دوسرے کی مدد کیا کرو کیونکہ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں یعنی ان کو آپس میں رفاقت کرنی چاہیے ایسی کہ شیخ سعدی مرحوم کے قول کے مطابق

چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضو ہا را نماند قرار

لیکن رفاقت کے یہ معنی نہیں کہ ایک دوسرے کے ہر نیک وبد کام میں شریک ہو جایا کریں اور امر معروف کے موقع پر خاموش رہیں

يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ

بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ

الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ

دیتے ہیں اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں انہی پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ

غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ایماندار مرد اور عورتوں سے اللہ نے بہشت دینے کا وعدہ کیا ہے

تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ

جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور دائمی بہشتوں میں عمدہ عمدہ مکانوں کا وعدہ ہے اور اللہ

مِنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ جٰهِدِ الْكُفَّارَ

کی طرف سے ایک بہت بڑی خوشنودی یہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے اے نبی کافروں اور منافقوں سے

وَالْمُنٰفِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُونَ

مقابلہ کیا کر اور ان کے مقابلہ میں مضبوط رہا کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بری جگہ ہے اللہ کے نام کی

بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ۚ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلٰمِهِمْ وَ

قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ کلمہ کفر کہہ چکے ہیں اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو چکے ہیں اور

کیونکہ مومنوں کی تو شان ہی یہ ہے کہ بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور جھوٹے واعظوں کی طرح نہیں کہ دوسروں کو ہی سنائیں اور خود کچھ نہ کریں بلکہ وہ خود بھی نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں انہی پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ ایماندار مرد اور عورتوں سے اللہ نے بہشت دینے کا وعدہ کیا ہے جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور نیز دائمی بہشتوں میں عمدہ عمدہ مکانوں کا وعدہ ہے اور اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑی خوشنودی کا مژدہ ان کو دیا جائے گا یہی تو ڈبل پاس اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جو ان باتوں کو نہ مانیں ان سے مناسب طریق سے جہاد کیا کر یعنی کافروں سے لسان اور سنان دونوں سے اور منافقوں سے لسان سے اور ان کے مقابلہ میں مضبوط رہا کر کسی طرح کے ضعف اور بزدلی کے آثار تجھ پر ظاہر نہ ہوں انجام کار تیری ہی فتح ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بڑی جگہ ہے یہ تو ایسے کذاب ہیں کہ اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ کلمہ کفر کہہ چکے ہیں اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو چکے ہیں اور

شان نزول

(یحلفون باللہ ماقالوا) منافق پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ برا بھلا کہہ کر اعمال نامہ سیاہ کرتے اور اگر کوئی ان سے پوچھتا کہ تم نے یہ لفظ کیوں کہے تو صاف حلف اٹھا جاتے ہیں کہ ہم نے تو نہیں کہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

ایسے کام کا قصد بھی کر چکے ہیں جس پر کامیاب نہیں ہوئے اور صرف اسی پر رنجیدہ ہیں کہ اللہ نے محض اپنی مہربانی سے اور رسول نے ان کو غنی کیا

فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا

پھر بھی اگر توبہ کر جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہو اور اگر منہ پھیریں رہیں گے تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ

میں دکھ کی مار دے گا نہ کوئی ان کا والی اور نہ کوئی مددگار ہو گا اور بعض

مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ

ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو اللہ مال دے گا تو ہم ضرور ہی خیرات دیں گے

الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾

اور نیکوکاروں سے ہوں گے

ایسے کام کا قصد بھی کر چکے ہیں جس پر کامیاب نہیں ہوئے یعنی نبی کے قتل کا ارادہ بھی انہوں نے کیا تھا جس میں نامراد رہے اور اگر بغور دیکھا جائے تو صرف اسی پر رنجیدہ ہیں کہ اللہ نے محض اپنی مہربانی سے اور رسول نے اس کے حکم سے ان کو غنی کر دیا' ان کے آپس کے تفرقے مٹائے سب کو ایک جان دو قالب بنا دیا ایک دوسرے کی ہمدردی کا سبق پڑھایا' مال و دولت سے مالا مال کیا پس یہ سب ان کے حق میں ویسا ہی ہوا جس کا بیان شیخ سعدی مرحوم کے قول میں ہے

نکوئی با بدان کردن چناست که بد کردن بجائے نیک مرداں

پھر بھی اگر توبہ کر جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہو گا اور اگر نہ مانیں گے اور منہ پھیرے رہیں گے تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ کی مار دے گا اور زمین میں اور آسمان پر ان کا کوئی والی اور نہ کوئی مددگار ہو گا اور سنو بعض ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہم کو مال دے گا تو ہم ضرور ہی غربا پر خیرات کریں گے اور نیکوکاروں کے گروہ سے ہوں گے' انہی کی طرح اللہ کے دیئے کو خرچ کریں گے اور انہی کی طرح مال کو عطیہ الٰہی سمجھیں گے

شان نزول

(ومنهم من عهدالله) ایک شخص ثعلبہ نامی نے آنحضرت ﷺ سے کثرت مال کی دعا چاہی تو آپ نے فرمایا تھوڑا مال جس پر شکر گزاری ہو سکے بہتے سے جس پر شکر گزاری نہ ہو سکے' اچھا ہے لیکن وہ مصر ہی رہا آخر کار اس کے لئے آپؐ نے دعا فرمائی خدا نے اسے اتنا مال دیا کہ اس کی بھیڑوں اور بکریوں کے لئے مدینہ میں کافی جگہ نہ ملی تو جنگل میں چلا گیا یہاں تک نوبت آ پہنچی کہ آپ کی خدمت میں جمعہ کے روز بھی حاضر نہ ہو سکتا تھا موقعہ زکوٰۃ پر آپ نے تحصیل دار بغرض تحصیل بھیجا تو بجائے ادائے زکوٰۃ کے بے ادبی سے پیش آیا گو بعد میں تائب ہو کر مع زکوٰۃ حاضر خدمت ہوا شاید دل سے مخلص نہ تھا آپ نے اسکی زکوٰۃ کو قبول نہ کیا آپؐ کے انتقال کے بعد صدیق اکبر کے پاس زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا اور انہوں نے قبول نہ کی بعد ازاں حضرت عمرؓ کے پاس آیا انہوں نے بھی بایں وجہ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ نے تیری زکوٰۃ کو قبول نہ فرمایا تھا میں بھی قبول نہیں کر سکتا- پھر حضرت عثمان کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آیا انہوں نے قبول نہ کی حتی کہ خلافت عثمانیہ میں اسی مال کی محبت میں مر گیا- ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی سچ ہے-

اگر دنیا نباشد دردمندیم وگر باشد بمهرش پائے بندیم

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ

پھر جب خدا نے اپنے فضل سے ان کو دیا تو وہ بخل کر بیٹھے اور منہ موڑ کر ہٹ گئے پس خدا نے

نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا

ان کی موت کے دن تک ان کے دلوں میں نفاق کی بنیاد لگادی کیونکہ اللہ سے انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے

كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ

اور جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے پوشیدہ اسرار اور سرگوشیاں جانتا ہے؟

اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور یہ کہ اللہ غیب سے آگاہ ہے یہ وہی تو ہیں جو خیرات دینے والے مسلمانوں پر خیرات دینے میں عیب

فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ

لگاتے ہیں اور جو اپنی محنت سے زیادہ مقدور نہیں رکھتے ان سے بھی مسخری کرتے ہیں

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ

اللہ ان کی تحقیر کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی تو ان کے حق میں بخشش مانگو یا نہ مانگو

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

(برابر ہے) اگر تو ستر دفعہ بھی ان کے لئے بخشش مانگے گا تو بھی اللہ ہرگز ہرگز ان کو نہ بخشے گا یہ اس لئے ہے کہ اللہ

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ

اور رسول سے یہ انکاری ہوئے ہیں

پھر جب خدا نے اپنے فضل سے ان کو کچھ دیا تو بخل کر بیٹھے اور منہ موڑ کر ہٹ گئے۔ پس ان کی بدکاری کی سزا میں خدا نے ان کی موت کے دن تک ان کے دلوں میں نفاق کی بنیاد لگادی کیونکہ اللہ سے انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے اور جھوٹ بولتے ہیں پوشیدہ مخالفت کرتے اور بے ہودہ بکواس کرتے ہیں کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ اسرار اور سرگوشیاں بھی جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی تمام باتوں سے آگاہ ہے۔ یہ ظالم وہی تو ہیں جو خیرات دینے والے آسودہ مسلمانوں پر جی کھول کر خیرات دینے میں ریاکاری کا عیب لگاتے ہیں اور جو بے چارے اپنی محنت سے زیادہ مقدور نہیں رکھتے اور اسی محنت میں سے جو کچھ ہو سکتا ہے بچا کر فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں ان سے بھی یہ ظالم مسخری کرتے ہیں کہ لو جی یہ بھی انگلی کو لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے آیا ہے اسی کی چار کوڑی سے تو یہاں کام چلنا تھا اللہ ان بدذاتوں کی تحقیر اور ہنسی کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی خدا کے نزدیک یہ ایسے مبغوض ہیں کہ تیری سفارش بھی انکے حق میں کام نہ آئے گی تو ان کے حق میں بخشش مانگ یا نہ مانگ برابر ہے اگر تو ستر دفعہ بھی ان کے لئے بخشش مانگ لے گا تو بھی اللہ ہرگز ہرگز انکو نہ بخشے گا یہ سزا اس لیے کہ اللہ اور رسول سے یہ عناداً انکاری ہوئے ہیں۔

شان نزول

(الذین یلمزون) پیغمبر خدا نے ایک دفعہ صدقہ دینے کی ترغیب دی تو عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم اور بعض غربا بھی حسب مقدور لے کر حاضر ہوئے اس پر منافقوں نے جنہوں نے دینے دلانے میں بجز باب لاینصرف کچھ پڑھا ہی نہ تھا لگے مخول اڑانے کہ میاں یہ جو تم اتنے اتنے مال لے کر مجلسوں میں چندہ لے کر حاضر ہوتے ہو ان کی نیت میں فتور ہے اخلاص سے نہیں آتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

اور اللہ ایسے بدکاروں کی جماعت کو ہدایت نہیں کیا کرتا رسول خدا کے پیچھے بیٹھ رہنے والے اپنے بیٹھ رہنے پر

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ

خوش ہیں اور اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنا ان کو ناپسند ہوا

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ

اور کہتے رہے گرمی میں مت جاؤ تو کہہ جہنم کی آگ سخت گرم ہے

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا

کاش ان کو سمجھ ہوتی پس ہنسیں کم اور اپنی بداعمالیوں کی سزا پر

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ

روئیں بہت پھر اگر خدا تجھے ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس پہنچائے

لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ

اور تجھ سے تیرے ساتھ جانے کی درخواست کریں تو کہہ دیجیو کہ تم ہرگز ہرگز میرے ساتھ نہ نکلو گے

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ

اور نہ میرے ہمراہ دشمن سے لڑو گے تم پہلی مرتبہ پیچھے بیٹھ رہنے پر راضی ہو چکے ہو پس تم پیچھے بیٹھ رہنے

الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾

والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور اللہ ایسے بدکاروں کی جماعت کو ہدایت نہیں کیا کرتا یعنی توفیق خیر ان سے مسدود کر دیتا ہے جنگ میں رسول خدا کے پیچھے بیٹھ رہنے والے اپنے گھروں میں عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہنے پر خوش ہیں کہ ہم نے خوب کیا کہ معمولی عذر کر کے جان بچالی۔ تیرے سامنے آکر آنے بہانے کر گئے اور اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنا ان کو ناپسند ہوا اور مسلمانوں کو بغرض روکنے کے کہتے رہے میاں گرمی میں مت جاؤ میدان جنگ سے پہلے ہی گرمی کی شدت سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ اے نبی تو ان سے کہہ جہنم کی آگ سخت گرم ہے کاش ان کو سمجھ ہوتی۔ ان کو چاہیے کہ ہنسیں کم اور اپنی بداعمالیوں کی سزا پر روئیں بہت۔ اب کے جو ہوا سو ہوا پھر اگر خدا تجھے زندہ سلامت باکرامت ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس پہنچا دے یعنی تو صحیح سالم خدا کے فضل سے مدینہ میں پہنچ جائے اور بوقت ضرورت پھر تجھ سے تیرے سامنے جانے کی یہ بدذات مطلب کے یار درخواست کریں تو تو ان سے کہہ دیجیو کہ یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں ورنہ تم ہرگز ہرگز میرے ساتھ نہ نکلو گے اور نہ میرے ہمراہ دشمن سے لڑو گے کیونکہ تم پہلی مرتبہ بیٹھ رہنے پر راضی ہو چکے ہو جس سے ہمیں تجربہ ہو چکا ہے ؎

آزمودہ را آزمودن خطاست

بس اب کے بھی تم پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو پس یہ کہہ کہ ان کو چھوڑ دے ایسا کہ کسی طرح کا ربط و ضبط ان سے نہ رکھ۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا

اور ان میں سے کوئی مرے تو اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیو اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہو یہ لوگ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ

اللہ اور رسول سے منکر ہوئے ہیں اور بدکاری ہی میں مرے ہیں- تو ان کے مال اور اولاد پر تعجب نہ کر

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

خدا کو یہی منظور ہے کہ اس مال اور اولاد کی وجہ سے ان کو دنیا میں عذاب دے اور ان کی جان بھی نکلے تو کفر کی حالت

وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ

میں نکلے اور جب کوئی سورت ان معنی کی اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ ہوکر جہاد کرو تو ان میں سے

اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

آسودہ آدمی تجھ سے اذن چاہنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے ہم پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہیں یہ راضی ہیں کہ پیچھے

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

رہنے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی ہے پس اب نہیں سمجھیں گے-

اور ان سے کوئی مرے تو اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھ اور نہ ہی اس کی قبر پر بغرض دعا کھڑا ہو اس لئے کہ یہ لوگ اللہ اور رسول سے دانستہ عناداً منکر ہوئے ہیں اور بدکاری ہی میں مرے ہیں اور اگر ان کی ظاہری عزت اور آبرو تجھے حیران کرے تو ان کے مال دولت اور کثرت اولاد سے تعجب نہ کر خدا کو یہی منظور ہے کہ اس مال اور اولاد کی وجہ سے ان کو دنیا میں عذاب دے اور ان کی جان بھی نکلے تو کفر کی حالت میں نکلے اور سنو! ان کی خباثتوں اور شرارتوں کی کوئی حد نہیں جب کوئی سورت ان معنی کی اتاری جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے آسودہ آدمی جن کی طبیعتوں میں آرام جاگیر ہے اور روپیہ کی سخت محبت جم رہی ہے تجھ سے اذن چاہنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے اور اجازت مرحمت فرمایئے کہ ہم پیچھے بیٹھنے والوں یعنی اپاہج اور مستورات کے ساتھ بیٹھ رہیں اور ان کمبختوں کو اتنی شرم بھی نہیں آتی کہ بہادر قوم ہو کر اس بات پر یہ راضی ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی ہے پس اب نہ سمجھیں گے-

---

شان نزول

(ولا تصل علی احد منهم) عبداللہ بن ابی- علیه مایستحقه کے فوت ہونے پر اس کے بیٹے نے جو مخلص مومن تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس کے جنازہ پڑھنے کی درخواست کی آپ نے اپنی رحیمانہ عادت سے اسکی درخواست کو قبول فرمایا مگر چونکہ عبداللہ کی شرارتیں اور فساد کچھ ایسے نہ تھے کہ کسی سے مخفی رہے ہوتے منافقوں کا تو وہ سرکردہ ہی تھا ایسے موقع پر غیرتمندوں کو سخت جوش آیا کہ یہ بدبخت تو زندگی میں ہم کو ایذائیں اور تکلیفیں دیتا رہا آخر کار آنحضرت کی دعا سے بہرہ ور بھی ہوا چاہتا ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق نے آگے بڑھ کر گزارش کی کہ حضرت ایسے شخص کا آپ جنازہ پڑھتے ہیں- جس نے فلاں روز یہ شرارت کی فلاں دن یہ فساد اٹھایا- مگر آپکی طبعی رحم دلی نے فاروقؓ کے سب سوالوں کو نہایت ہی سہل سمجھا لیکن چونکہ اللہ کے نزدیک فاروقؓ کی یہ رائے وزن رکھتی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی-

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ
لیکن اللہ کا رسول اور اس کے ساتھ کے ایماندار مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ہیں انہی کے لئے

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہیں اللہ نے ان کے لئے باغ تیار کیے ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَاۗءَ
جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے جنگلی لوگ بھی

الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ
عذر کرتے ہوئے آئے ہیں کہ ان کو رخصت ملے اور اللہ اور رسول سے جھوٹ

وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَي
بولنے والے بیٹھ رہے ہیں ان میں سے کافروں کو دکھ کی مار پہنچے گی- کمزورں پر گناہ

الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ
نہیں اور نہ بیماروں اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جن کو خرچہ جنگ میسر نہیں

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ
بشرطیکہ اللہ اور اسکے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں

لیکن اللہ کا رسول اور اس کے ساتھ کے ایماندار مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں انہی کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب اور فلاح پانے والے ہیں اللہ نے ان کے لیے بہشت کے باغ تیار کئے ہیں جن کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے کہ عذاب الٰہی سے بچ کر خدا کے انعام سے بہرہ ور ہوں گے ان بے دینوں کے سوا جو مدینہ میں رہتے ہیں بعض جنگلی لوگ بھی عذر کرتے ہوئے آئے ہیں کہ ان کو پیچھے بیٹھ رہنے کی رخصت ملے اور اللہ اور رسول سے جھوٹ بولنے والے تو مزے سے بیٹھے ہی رہے ہیں- پس اب دور نہیں کہ ان میں سے کافروں کو دکھ کی مار ہو گی- ہاں جنگ کے موقعہ پر سب مسلمانوں کا میدان جنگ میں آنا بھی ضروری نہیں بلکہ جو واقعی معذور ہیں ان کا عذر قبول ہے پس اسی اصول کے مطابق کمزور پر گناہ نہیں اور نہ بیماروں اور بیماروں کے تیمارداروں پر اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جن کو خرچہ جنگ میسر نہیں بشرطیکہ ایسے لوگ گھر بیٹھے ہوئے اللہ اور رسول کے دین کی خیر خواہی کرتے رہیں-

شان نزول

(وجاء المعذرون) جنگ تبوک میں جو سخت گرمیوں میں ہوئی تھی بہت سے مخلصوں اور منافقوں کا امتحان ہو گیا تھا شروع ہی میں کمزور لوگوں نے اعذار بارده کرنے شروع کئے بعض لوگ تو واقعی معذور تھے ہی مگر بعض نے صرف ظاہری بہانہ جوئی سے تخلف کرنا چاہا ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی-(معالم)

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى

نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہوتا اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر

الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا

گناہ ہے جو تیرے پاس آتے ہیں کہ تو انکو سواری دے تو تو کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا

جس پر تم کو سوار کروں اورخرچ میسر نہ ہونے کے غم سے روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں گناہ تو انہی

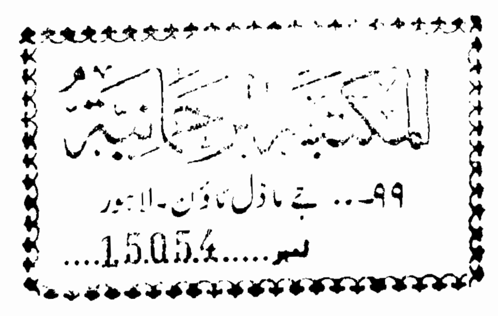
السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

لوگوں پر ہے جو غنی ہوکر تجھ سے رخصت مانگا کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں

مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

میں مل رہیں اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے پس وہ نہیں سمجھیں گے۔

توان کے عذر قبول ہیں کیونکہ نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہوتا معمولی حاکم بھی ایسے مخلصوں پر رحم کرتے ہیں اور خدا تو بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جو تیرے یا تیرے کسی نائب امیر المومنین کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ تو ان کو سواری دے تو تو بجائے سواری دینے کے ان سے کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں رہی جس پر میں تم کو سوار کروں یہ تیرا جواب سن کو وہ بیچارے گھروں کو واپس ہو جاتے ہیں مگر نہ خوشی خوشی کہ جان بچی بلکہ افسوس کرتے ہوئے اور خرچ میسر نہ ہونے کے غم سے روتے ہوئے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں پیچھے رہنے میں گناہ تو انہی لوگوں پر ہے جو غنی اور آسودہ ہو کر تجھ سے رخصت مانگا کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں میں مل رہیں چونکہ اللہ نے ان کے دلوں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے مہر کردی ہے پس وہ نیک و بد کو نہیں سمجھیں گے۔



يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُل لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ

جب تم واپس ان کے پاس جاؤ گے تو تمہارے پاس عذر کریں گے تو کہہ دیجو کہ کوئی عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے

قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ

اللہ نے ہم کو تمہارے حال سے خبر بتلا دی ہے اور اللہ اور رسول تمہارے کاموں کو دیکھیں گے پھر تم خدائے

إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ

عالم الغیب والشہادت کے پاس پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے کاموں کی خبریں دے گا۔ جب تم ان کے پاس

بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

پہنچو گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو پس تم نے بھی ان سے منہ پھیر لینا وہ

رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ

ناپاک ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی جزا میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے تمہارے پاس قسمیں کھائیں گے

لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾

کہ تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ بدکاروں کی قوم سے راضی نہیں ہوا کرتا۔

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

دیہقانی لوگ کفر اور نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ خدا نے جو اپنے رسول پر احکام اتارے ہیں ان کے سمجھنے سے

رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾

نابلد رہیں اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

جب تم جنگ سے واپس ان کے پاس جاؤ گے تو تمہارے پاس عذر کریں گے کہ ہمیں یہ تھا وہ تھا کوئی کہے گا میری ٹانگ میں درد تھا کوئی سر درد کا عذر کرے گا اے نبی تو ان سے کہہ دیجو کہ کوئی عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حال سے خبر بتلا دی ہے اور ابھی آیندہ کو اللہ اور رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے پھر تم بعد موت خدائے عالم الغیب والشہادت کے پاس پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے کاموں کی خبریں دے گا اور انہی سے عوض بھی پاؤ گے جب تم جنگ سے فارغ ہو کر ان کے پاس پہنچو گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے نہ کسی نیک غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ تم ان سے درگزر کرو اور ملامت نہ کرو پس تم نے بھی ان سے منہ پھیر لینا کیونکہ وہ نجس اور ناپاک باطن ہیں اور جو کچھ وہ دنیا میں کرتے ہیں اس جزا میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے تمہارے پاس اس غرض سے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو ان کو اس میں کیا فائدہ اللہ تو بدکاروں کی قوم سے راضی نہیں ہوا کرتا۔ دیہقانی لوگ جو بے دین ہیں کفر اور نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور ان کی جہالت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں اور اسی قابل ہیں کہ خدا نے جو اپنے رسول پر احکام اتارے ہیں ان کے سمجھنے سے نابلد رہیں گو یہ لوگ اپنی جہالت اور عداوت کو کتنا ہی چھپاویں چھپتی نہیں کچھ تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور اللہ بھی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ

بعض دیہاتی ایسے ہیں جو کچھ خرچتے ہیں اس کو اپنے ذمہ چٹی سمجھتے ہیں۔ اور مصیبتوں کے منتظر ہیں اور انہی پر

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

مصیبتیں پڑیں گی اور اللہ سنتا اور جانتا ہے اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ

پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچتے ہیں اس کو خدا کے حضور قرب کا موجب اور رسول کی دعاؤں کا

اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ذریعہ جانتے ہیں سن رکھو وہ ان کی خیرات واقعی قرب الٰہی کا سبب ہے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

سب سے اول سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا

تابع ہوئے خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی اور اللہ نے ان کے لئے بہشت تیار کیا ہے جن کے تلے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے

سارے دہقانی بھی یکساں نہیں بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچتے ہیں اس کو اپنے ذمے چٹی سمجھتے ہیں یعنی دل سے بیزار ہو کر خرچ کرتے ہیں اور بجائے تمہاری خیر اندیشی کے تم پر مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں خدا چاہے تو انہی پر ☐ پڑیں گی۔اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی سنتا اور ہر ایک کے حال کو جانتا ہے اور ان کے مقابل بعض دیہاتی ایسے نیک بھی ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں اس کو خدا کے حضور قرب کا موجب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ جانتے ہیں یعنی اس نیک خیال سے دیتے ہیں کہ خدا ہم پر راضی ہو اور رسول اللہ ﷺ یہ خبر سن کر خوش ہوں اور ہمارے حق میں نیک دعا دیں تم بھی سن رکھو کہ اصل میں وہ ان کی خیرات واقعی قرب الٰہی کا سبب ہے اسی کے بدلے میں خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور ان کے علاوہ سب سے اول اسلام کی طرف سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین جو محض اسلام کی خاطر اپنے اپنے وطن چھوڑ کر مدینہ میں محمدی جھنڈے کے نیچے آ کر جمع ہو گئے ہیں اور انصار یعنی جن مدینہ والوں نے ان مسافروں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا اور جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے کسی قوم یا کسی ملک کے باشندوں سے ہوں آج سے قیامت[1] تک خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی اور اللہ نے ان کے لیے بہشت تیار کئے ہیں جن کے تلے نہریں اور چشمے جاری ہوں گی ان کی بارہ دریوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے......

[1] فیہ اشارہ فافہم - ١٢

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا

اور تم سے اردگرد رہنے والوں میں بھی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی بعض لوگ نفاق پر

عَلَى النِّفَاقِ ۗ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ

اڑے ہوئے ہیں تو ان کو نہیں جانتا ہم ان کو جانتے ہیں ہم ان کو کئی دفعہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب میں

اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ

پھیرے جائیں گے اور کچھ اور لوگ بھی ہیں جنھوں نے اقرار کیا ہے انہوں نے کئی ایک نیک عمل کئے ہیں اور

سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ

بعض برے بھی۔ اللہ جلد ان پر رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تو ان کے

اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ

مالوں سے صدقات قبول کر ان کے ذریعہ ان کو پاک و صاف کر اور ان کے لیے دعا کر تیری دعا ان کے لئے

سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

موجب تسکین ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا

عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

ہے اور صدقات لیتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑے رحم والا۔

اور سنو! مسلمانو! تم سے اردگرد یعنی مدینہ کے قرب وجوار میں رہنے والوں میں بھی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی بعض لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اے نبی تو ان کو نہیں جانتا لیکن ہم ان کو جانتے ہیں ہم ان کو کئی[1] دفعہ دنیا میں عذاب کریں گے پھر بعد موت کے تو بڑے عذاب میں پھیرے جائیں گے اور ان سے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا ہے کہ ہم بلاوجہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے ہمیں معافی دی جائے آیندہ کو ایسا نہ ہو گا انہوں نے کئی ایک نیک عمل بھی کئے ہیں اور بعض برے بھی ان کے اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے اللہ جلد ان پر رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تو ان لوگوں کو مثل منافقوں کے نہ سمجھ بلکہ ان کے مالوں سے صدقات جو لادیں قبول کر اور فقراء میں بانٹ اور ان صدقات کے ذریعہ ان کو گناہوں سے پاک اور صاف کر اور ان کے لیے دعا کر کیونکہ تیری دعا ان کے لیے موجب تسکین قلبی اور برکت عظیم کی باعث ہے اور اللہ خود سب کی سنتا اور جانتا ہے جو لوگ گناہوں کا اقرار کرتے اور خیرات دیتے ہوئے جھجکتے ہیں کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ بذات خود اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات لیتا ہے یعنی قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑے رحم والا ہے۔

---

[1] معنی المرتین مرار بقولہ تعالیٰ انھم یفتنون فی کل عام مرۃ اومرتین ۱۲

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى

اور کہہ کہ تم عمل کئے جاؤ پھر اللہ اور اس کا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور تم

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

عالم الغیب والشہادت کی طرف پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کرے گا اور چند آدمی بھی ہیں

لِاَمْرِ اللهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ

جن کا معاملہ حکم الٰہی کی انتظاری میں ملتوی کیا گیا ہے خواہ وہ ان کو عذاب کرے یا ان پر رحم کرے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور

اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ

جنہوں نے دکھ دینے کو اور اللہ سے کفر کرنے کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی غرض سے اور اس شخص کو پناہ دینے کی نیت سے جو

اللهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ

خدا یعنی اس کے رسول سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے مسجد بنائی ہے

تو ان کو یہ پیغام سنا اور کہہ کہ اچھا جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے تم عمل کئے جاؤ- پھر اللہ اور اس کا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور اس سے پیچھے تم خدائے مالک الملک عالم الغیب والشہادۃ کی طرف پھیرے جاؤ گے جس سے تمہارا ہمارا سب کا اصل معاملہ ہے پس وہی تم کو تمہارے کل نیک و بد اعمال سے آگاہ کرے گا نہ صرف آگاہ کرے گا بلکہ جزا' سزا بھی دے گا ایسی کہ اس کی اپیل بھی کسی محکمہ میں نہ کر سکو گے- یہ تو ان لوگوں کا ذکر تھا جن میں بعض نفاق کی وجہ سے اور بعض معمولی غفلت کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے اور ان کے سوا اور چند آدمی مخلص[1] اور خاص الخواص بھی ہیں جن کا معاملہ حکم الٰہی کی انتظار میں ملتوی کیا گیا ہے خواہ وہ ان کے اخلاص اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے ان کو عذاب کرے یا ان کی موجودہ توبہ کے سبب سے ان پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے خیر یہ تو جو کچھ ہیں سو ہیں آخر اپنے ہیں اگر کبھی قصور بھی کرتے ہیں تو غلط فہمی سے کرتے ہیں نہ عناد سے اس لیے ان کے سوا اور لوگ ہیں جو خاص توجہ کے قابل ہیں جنہوں نے محض مسلمانوں کے دکھ دینے کو اور اللہ سے کفر کرنے کو آڑ بنانے کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی غرض سے اور اس شخص کو پناہ دینے کی نیت سے جو[2] خدا یعنی اس کے رسول سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے ان ظالموں نے ایک مسجد بنائی ہے اور غرض یہ بتلاتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے مسلمانوں کو بارش وغیرہ میں دور جانے سے تکلیف ہوتی ہے اس لیے

شان نزول

﴿والذین اتخذوا﴾ منافقوں نے مسلمانوں میں تفریق کرنے کی یہ تجویز سوچی کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد بنائیں اور یہ ظاہر کریں کہ یہاں کے لوگوں کو مدینہ میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور اس تجویز کی تکمیل کرنے کو آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ ایک دفعہ اپنے قدوم

---

[1] ان کے نام کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں آنحضرت ﷺ کے حکم سے تمام لوگوں نے ان سے تعلق بند کر دیا تھا کیونکہ جنگ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے اس کے بعد ان کی توبہ نازل ہوئی یعنی ان دنوں تک باوجود تکلیف شدید کے ثابت قدم رہے تھے-۱۲

[2] خدا سے لڑنے کے یہی معنی ہیں کہ اس کے رسولؐ سے لڑنا ورنہ کوئی خدا سے نہیں لڑ سکتا ان کے معنی کو خدا نے کئی جگہ قرآن شریف میں خود بتلایا ہے- فالعطف تفسیری ۱۲

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ
حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں تو اس مسجد میں اس میں کبھی بھی کھڑا نہ
أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ
ہوجیو جس کی بنیاد پہلے روز سے خالص نیت پر اٹھائی گئی ہے اس میں تیرا کھڑا ہونا انسب ہے اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ
اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا پر رکھی ہے وہ اچھا ہے یا جو
أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
گرنے والے کنارے پر اپنی نیو جمائے اور اس کو بھی جہنم میں لے گرے اور اللہ ظالموں کی قوم کو
الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۚ
ہدایت نہیں کرتا جو بنیاد انہوں نے اٹھائی ہے اس کا رنج ان کے دلوں میں ہمیشہ تک رہے گا مگر جب ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے

قریب ہی مسجد بنائی گئی ہے ضرورت کے موقع پر نماز پڑھ لی جایا کرے گی مگر دل میں ان کے یہ شرارت ہے کہ جو مسلمان اس مسجد میں آئیں گے ان کو وقتاً فوقتاً شبہات ڈالا کریں گے اور پیغمبر خدا سے بدظن کرنے میں کوشش کریں گے تاکہ ان مسلمانوں کا جتھا ٹوٹ جائے جس سے ان کی ترقی میں فرق آجائے مگر نالائق یہ نہیں سمجھتے کہ اصل معاملہ تو اس جبار قہار خدا سے ہے جو ہمارے دلوں کے منصوبوں سے ہمارے دلوں میں آنے سے پہلے مطلع ہے اور اگر ان سے پوچھو تو فوراً حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی اور نیکوکاری کا خیال ہے اور کوئی بد خیال نہیں اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ اس میں جھوٹے ہیں پس تو اس مسجد میں کبھی بھی نماز کے لیے کھڑا نہ ہوجیو جس مسجد کی بنیاد پہلے روز سے قباء کے گاؤں میں خالص نیت پر اٹھائی گئی ہے اس میں نماز کے لیے تیرا کھڑا ہونا ہر طرح سے مناسب بلکہ انسب ہے کیونکہ اس میں ایسے نیک دل لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے کیا یہ بات کوئی پوشیدہ ہے کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا اور اس کی رضاجوئی پر رکھی ہے وہ اچھا ہے یا جو گرنے والے کفر شرک ریاکاری کے کنارے پر اپنی نیو جمائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ اس کو بھی جہنم میں لے گرے وہ اچھا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ پہلا شخص ہی اچھا ہے مگر یہ لوگ سمجھتے نہیں اور اللہ ایسے ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا کہ ان کو اپنے برے اعمال کی برائی سمجھ میں آئے گو تم نے ان کی مسجد کو گرادیا ہے جو بنیاد انہوں نے اٹھائی تھی اس کے گرائے جانے کا رنج ان کے دلوں میں ہمیشہ تک رہے گا اور اپنی ناکامی پر ہمیشہ متاسف رہیں گے مگر جب ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور ان کا گوشت جانوروں کو ڈالا جائے تو اس رنج سے صاف ہوں گے ورنہ نہیں۔

بقیہ شان نزول

میمنت لزوم سے اس مسجد کو متبرک فرمائیں گویا افتتاحی جلسہ آپ کے نام سے ہو دراصل اس تجویز کا بانی مبانی ایک شخص ابو عامر نصرانی تھا جو تعصب مذہبی کی جلتی آگ سے آنحضرت ﷺ کی روزافزوں ترقی دیکھ کر بغرض استمداد شام کے ملک میں عیسائی سلطنت کے زیر حمایت چلا گیا تھا اسی خبطی نے مدینہ کے منافقوں کو یہ تجویز بتلائی تھی کہ ایک مسجد بناؤ۔ مسجد کیا گویا ایک فساد کی بنیاد تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ دراصل یہ مقابلہ کسی آدمی سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے جو دلوں کے اسرار پر بھی مطلع ہے انہی خبطیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اس پر آنحضرت ﷺ نے بجائے نماز پڑھنے کے اس مسجد کو گرا کر وہاں پاخانہ ڈالنے کا حکم دیا۔ م۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اللہ نے مسلمانوں کے جان اور مال جنت کے عوض خریدے

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ

ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں سچا وعدہ

حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اس نے توریت اور انجیل اور قرآن میں کیا ہوا ہے اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہے پس تم اپنے

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ

سودے سے جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشی مناؤ یہی بڑی کامیابی ہے وہ توبہ کرنے والے

الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

عبادت میں لگے ہوئے حمد ثناء کرنے والے سفر کرنے والے رکوع سجود کرنے والے نیکیوں کے کام بتلانے والے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کے حکموں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور مومنوں کو خوشخبری سنا

یہ بھی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے اور اللہ بھی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے وہ ہمیشہ تم کو ان کے بد ارادوں سے اطلاع دیتا رہے گا اپنے حکم کاملہ سے ان کی شرارتوں کا دفعیہ کرے گا- اگر ان میں ایمان ہوتا تو اس امر سے ان کو رنج کبھی نہ ہوتا مومن کی شان نہیں کہ خدائی احکام سے ناراض ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے جان اور مال سب کے سب جنت کے عوض خریدے ہوئے ہیں دراصل یہ بھی اس کی مہربانی ہے کہ اس نے خریدے ہیں ورنہ وہ ہیں کس کے؟ اسی کے سنو! لہ ما فی السموت و ما فی الارض جب ہی تو مومن اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور کھلے جی سے اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑتے ہیں تو کئی ایک کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں ایسے نیک کاموں پر انعام کا سچا وعدہ اس نے توریت انجیل اور قرآن وغیرہ کتب الہامی میں کیا ہوا ہے اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ وہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا اور مسلمانوں کو جو اس کی رضا جوئی کے لیے کام کرتے ہیں نیک عوض دے گا- پس تم مسلمانو! اپنے سودے سے جو تم نے خدا کے ساتھ کئے ہیں خوشی مناؤ کیونکہ اس میں سراسر تم کو فائدہ ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے جن مسلمانوں سے خدا نے ان کے مال و جان خرید لیے ہیں ان کی پہچان کی نشانی ایک تو یہی ہے جو مذکور ہوئی کہ وہ وقت پر جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر اس نشان کا ظہور تو شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی نشان ہیں جو ہر وقت ان میں دیکھے جاتے ہیں یعنی یہ کہ وہ ہر وقت اپنے گناہوں پر توبہ کرنے والے ہوتے ہیں خدا کی عبادت میں لگے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کرنے والے اپنے علم کی ترقی میں سفر کرنے والے رکوع سجود کرنے والے یعنی نماز کے پابند لطف یہ کہ بعض جاہل مدعیوں کی طرح تبلیغ احکام سے خاموش نہیں رہنے والے بلکہ نیکیوں کے کام بتلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ایسے بھی نہیں کہ لوگوں کو تو وعظ و نصیحت کریں اور خود کو نصیحت کر کے۔

"چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند" کے مصداق ہوں بلکہ خود بھی عامل اور اللہ کے حکموں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہ ہیں وہ مومن جنہوں نے اللہ سے سودا کیا ہے جو اپنے سودے میں بڑے نفع میں ہیں تو بھی ان کی خاطر کیا کر اور ان مومنوں کو خوشخبری سنا...

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ

نبی اور مومنوں کی شان سے بعید ہے شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں گو وہ قریبی ہوں جبکہ

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ

ان کو معلوم ہو چکے کہ وہ جہنمی ہیں اور ابراہیم کی دعا

لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ

باپ کے لئے وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس سے کر چکا تھا پھر جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو

مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ

اس سے بے زار ہو گیا ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کے آئے بعد گمراہ قرار دے

حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ

جب تک ان کو ان امور سے اطلاع نہ دے جن سے ان کو بچنا ہو بیشک اللہ کو سب کچھ معلوم ہے آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

اور زمینوں کی کل حکومت اللہ ہی کی ہے

کہ تم نے اپنے سودے میں اتنا نفع پایا ہے کہ کسی یورپ اور امریکہ کے سوداگر نے بھی آج تک نہیں پایا چونکہ مومنوں کی جان و مال خدا کے ہو چکے ہیں اس لیے جو لوگ خدا سے ہٹے ہوئے ہیں ان سے ان کو ہٹ رہنا چاہیے پس نبی اور مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں گو وہ قریبی ہوں جبکہ ان کو معلوم ہو چکے کہ وہ کفر ہی پر مرنے کی وجہ سے جہنمی ہیں قرابت کا حق بھی جب ہی تک ہے کہ خدا سے مخالف نہ ہو اور اگر یہ خیال ہو کہ ہمارے بزرگ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ مشرک کے لیے بخشش کی دعا کی تھی تو سنو! ابراہیم علیہ السلام کی دعا مشرک باپ کے لیے وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس سے کر چکا تھا کہ تیرے[1] لیے بخشش مانگوں گا یعنی ابراہیمؑ کی دعا ایک تو ایفاء عہد کی وجہ سے تھی دوم ان معنی سے تھی کہ الٰہی میرے باپ کو قابل ☐ بنا یعنی اس کو ایمان نصیب کر نہ یہ کہ باوصف شرک و کفر کے اس پر بخشش کر یعنی مشروطہ عامہ یا حینیہ مطلقہ نہ تھی یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی تک تو دعا مانگتا رہا پھر جب اس کے مرنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن اور اس کی توحید سے منکر ہے یعنی کفر و شرک کے عقیدے پر ہی مرا ہے تو اس سے بیزار ہو گیا اور دعا بھی چھوڑ دی لیکن اس کے مرتے دم تک نہیں چھوڑی کیونکہ ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا اسی کا حوصلہ تھا کہ باپ سے ایسی ایسی سختیاں دیکھ کر بھی اس کی خیر اندیشی اور دعا گوئی میں لگا رہا اور اگر یہ شبہ ہو کہ ان مشرکوں پر ایسی خفگی کیوں ہے ان کو اگر خدا ہدایت کر دیتا تو یہ بھی ہدایت یاب ہو جاتے تو سنو! اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کے سامان آئے بعد گمراہ قرار دے یعنی ان پر گمراہی کا قطعی حکم لگا دے جب تک ان کو ان امور سے مفصل اطلاع نہ دی جن سے ان کو بچنا ہو۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کبھی کوئی رسول یا ہادی ہدایت کے لیے آتا ہے تو جو لوگ اس کی بے فرمانی کرتے ہیں اور بضد اس سے پیش آتے ہیں ان پر خدا کی طرف سے گمراہی کا قطعی حکم لگایا جاتا ہے مگر ایسی جلدی بھی نہیں بلکہ اچھی طرح سے جب احکام الٰہی ان کو واضح طور پر معلوم کرائے جاتے ہیں اور وہ ان کو سمجھ لیتے ہیں پھر جو کوئی جس قابل ہوتا ہے اس سے وہی معاملہ کیا جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی کل حکومت اللہ ہی کی ہے۔

[1] ساستغفر لک ربی ۱۳ (مریم)

يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ

وہی زندگی بخشتا ہے اور مارتا ہے اور اس کے سوا تمہارا کوئی بھی والی اور مددگار نہیں اللہ نے

اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر توجہ کی جو مشکل وقت میں جب کہ بعض مسلمانوں کے دل

مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ

ڈگمگا چکے تھے نبی کے ساتھ رہے پھر ان پر متوجہ رہا وہ ٭ ان پر بڑا ہی

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ

مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور ان تینوں پر بھی رحم کیا اور جن کا معاملہ خدا کے حکم کی انتظار میں اس وقت تک ملتوی کیا گیا تھا

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ

جس وقت زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجودیکہ فراخ تھی اور وہ اپنی جان سے بے زار ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ سے بھاگ کر اسی کے

اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ

پاس پناہ ہے پھر ان پر توجہ کی کہ وہ بھی جھکے رہیں

وہی زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور اس کے سوا تمہارا کوئی بھی والی وارث اور حامی مددگار نہیں یہ بھی اللہ کی مہربانی کی دلیل ہے کہ اس نے اپنے نبی پر اور مہاجروں اور انصار پر مہربانی سے توجہ کی جو مشکل سے مشکل وقت میں جب کہ بعض مسلمانوں کے ساتھ ہونے سے دل ڈگمگا چکے تھے نبی کے ساتھ رہے یعنی خدا نے ان کے اخلاص سابق کی وجہ سے ان کو توفیق خیر عنایت کی کہ وہ نبی کا ساتھ دینے سے پھسلے نہیں پھر ان پر متوجہ رہا کہ وہ اس توفیق سے اس کام کو انجام دے سکیں کیونکہ وہ ان کے حال پر بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے اور ان تینوں پر بھی خدا نے رحم کیا اور توبہ قبول کی جن کا معاملہ خدا کے حکم کی انتظار میں اس وقت تک ملتوی کیا گیا تھا جس وقت بوجہ نفرت قوم کے زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجودیکہ اور لوگوں پر فراخ تھی اور وہ اپنی جان سے بیزار ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ سے بھاگ کر اسی کے پاس پناہ ہے اور کہیں نہیں- پھر خدا نے ان پر توجہ مبذول کی اور ثابت قدمی بخشی کہ وہ بھی خدا کی طرف جھکے رہیں-

شان نزول

﴿و علی الثلثۃ﴾ جنگ تبوک چونکہ سخت گرمی کے موسم میں ہوئی تھی منافقوں اور خود غرضوں نے تو ایسی تکلیف شدید میں پیچھے رہنا ہی تھا بعض مخلص بھی بلاوجہ مخلف رہے جن میں سے بعض کے عذرات سن کر تو آنحضرت ﷺ نے معافی دے دی مگر کعب بن مالک ' مرارہ بن ربیع وہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم نے خود حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ ہمارا کوئی عذر نہیں تھا بلکہ ہم بلا کسی عذر کے محض غفلت سے کہ آج نکلتے ہیں کل نکلتے ہیں شرف ہمرکابی سے بے نصیب رہے اور اگر کوئی شخص آپ کی جگہ ہوتا تو اسے راضی کر لینا ہم پر مشکل نہ تھا مگر آپ کے روبرو ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں پس آپ سے معاملہ گویا خدا سے ہے اس پر آپ نے بھی ان کو معافی نہ دی بلکہ ان کا مقدمہ خدا کی سپرد کر دیا کہ جو کچھ خدا حکم دے گا تم سے کیا جائے گا اور تمام لوگوں کو ان سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا حتی کہ ان کی عورتیں بھی ان سے نہ بولتی تھیں چنانچہ اس حکم پر پورے پچاس روز تک تعمیل ہوئی مگر ان صاحبوں نے بھی اس تکلیف کو نہایت جوانمردی اور استقلال سے نباہا اس مدت میں کئی ایک واقعات ایسے بھی پیش آئے جن میں معمولی قوت اور ایماندار کا ثابت قدم رہنا مشکل تھا مگر ان کامل ایمانداروں نے سب کو ثابت قدمی سے عبور کیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی- م-

إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ
اللہ بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا

الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ
ساتھ دیا کرو اہل مدینہ اور ان کے گرد والے دیہاتیوں کو مناسب نہیں

أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
کہ رسول اللہ سے پیچھے ہٹ رہیں اور نہ اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جان کی فکر کریں

لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا
یہ اس لئے ہے کہ جو کچھ بھوک پیاس اور تکان اللہ کی راہ میں ان کو پہنچے گا اور جہاں ان کے قدم

يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ
جائیں گے جس سے کافروں کو رنج ہو اور جو کچھ کافروں سے لیں گے ان کے حق میں نیک عمل لکھے جائیں گے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً
اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا اور جو کچھ تھوڑا بہت خرچیں گے اور جو میدان طے کریں گے

وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾
یہ سب کچھ ان کے لیے لکھا جائے گا تاکہ اللہ ان کو ان کے کاموں سے بہتر بدلہ عنایت کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے وہ اپنے بندوں کی تھوڑی سی توجہ پر متوجہ ہوتا ہے لیکن جو ضد اور ہٹ پر اڑے رہتے ہیں وہ اس کو نہیں بھاتے اسی لیے اس کا عام حکم ہے کہ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں اور راست گوؤں کا ساتھ دیا کرو جو کوئی جتنی کوشش اور جتنے کام میں حق بجانب ہو اسی قدر اس کے ساتھی بن جایا کرو خواہ کسی دوسرے کام میں وہ کجرو بھی ہو جب وہ کجروی اور ناراستی کا کام شروع کرے تو اس سے علیحدہ ہو جاؤ اسی بناء پر اہل مدینہ اور ان کے گرد والے دیہاتیوں کو مناسب نہیں کہ جنگ میں جو بالکل راستی اور حفاظت قومی پر مبنی ہے رسول اللہ کا ساتھ دینے سے پیچھے ہٹ رہیں اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ اللہ کا رسول تو میدان جنگ میں ہو اور یہ لوگ اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جان کی فکر کریں اور میدان میں جانے سے رک رہیں یہ حکم اس لیے ہے کہ ایک تو وہی وجہ جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ دوم یہ کہ اس میں انہی کا فائدہ ہے کیونکہ جو کچھ بھی بھوک پیاس محنت اور تکان اللہ کی راہ میں ان کو پہنچے گا اور جہاں ان کے قدم جائیں گے جس سے کافروں کو رنج ہو یعنی دار الکفر کو فتح کریں گے اور جو کچھ کافروں سے جنگ و جہاد میں لیں گے ان سب کے بدلے ان کے حق میں نیک عمل لکھے جائیں گے خواہ ان کاموں پر ان کو دنیاوی بھی کسی قدر ہو مگر اس سے دینی فائدہ ان کا ضائع نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا اور بھی علی ہذا القیاس جو کچھ تھوڑا بہت جنگی ضرورتوں میں خرچیں گے اور جو میدان اس سفر میں چلتے ہوئے طے کریں گے یہ سب کچھ ان کے اعمال نامہ میں ان کے لیے لکھا جائے گا تاکہ اللہ ان کو ان کے کاموں سے بہتر بدلہ عنایت کرے یعنی اس ساری کوشش کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ ان کے اعمال سے بڑھ کر ثواب دے گا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی نکل پڑیں ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی

طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
آئیں تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تاکہ وہ بھی

يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ
بچتے رہیں۔ مسلمانو! جو تمہارے قریب قریب کافر ہیں ان سے لڑو

وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ
اور ان کو تمہاری مضبوطی معلوم ہو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور جب کوئی سورت

سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا ہے جو ایماندار ہیں انہی کا

فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
ایمان سورت بڑھاتی ہے اور وہ خوشی کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے

پس تم قومی کاموں میں چستی کیا کرو مناسب نہیں کہ متفرق رہو اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی اپنے گھروں سے نکل پڑیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکی فوج کی طرح جمع ہو جائیں نہیں بلکہ ہر ایک کام مناسب اعتدال سے ہونا چاہیے پس ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی آئیں اور رسول اللہ کی خدمت میں رہیں تاکہ دین کی باتوں اور اسرار شریعت میں سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تاکہ وہ بھی برے کاموں سے بچتے رہیں اور نیک کاموں میں راغب ہوں ہاں جب جنگ کی ضرورت ہو تو حسب ضرورت تعداد میں نکلا کرو اور خوب ہاتھ دکھاؤ مگر جہاد میں بھی یہ قانون یاد رکھو کہ قرب وجوار میں بغل کا دشمن چھوڑ کر دور نہ جانا چاہیے اسی لیے تم کو تاکیدی حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو تمہارے قریب قریب کافر بغل کے سانپ ہیں ان سے پہلے لڑو جب ان سے نمٹ لو پھر آگے بڑھو اور ایسے ڈٹ کر لڑو کہ ان کو بھی تمہاری مضبوطی معلوم ہو اور باوجود دشمن ہونے کے تمہاری شجاعت کی داد دیں اور جان رکھو کہ اللہ کی مدد پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں اور سب کام اسی کے سپرد کر دیتے ہیں وہ ان کی پوری مدد کرتا ہے اور جو اس سے ہٹ رہتے ہیں اور غرور اور سرکشی میں زندگی گزارتے ہیں جیسے تیرے زمانہ کے منافق ان کی دونوں جہانوں میں مٹی خراب ہے

دونوں سے گئے پانڈے نہ حلوا ملا نہ مانڈے

یہ تو کچھ ایسے سیاہ دل ہیں کہ ان کو کوئی بات اور کوئی طریقہ ہدایت نہیں کر سکتا بھلا کرے بھی کیسے جبکہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ توجہ دلانے والوں سے بگڑ جاتے ہیں اور جب کوئی سورت یا آیت قرآنی نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض منافق ہنسی کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہتے ہیں میاں سنا ہے قرآن سے ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے کہو تو آج اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا ہے کہ وہ بالشت سے گز کو پہنچ گیا ہو نادان نہیں جانتے کہ جو ایماندار ہیں انہی کا ایمان سورت بڑھاتی ہے یعنی انہی کو توفیق خیر ملتی ہے اور وہی خوشی کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں ناپاک باطنی اور دوروئی کی بیماری ہے۔

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كٰفِرُونَ ۝ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ
ان کو خباثت پر خباثت بڑھاتی ہے اور کفر ہی میں مرتے ہیں کیا یہ نہیں جانتے کہ ہر سال
يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝
ایک دو دفعہ ان کو تکلیف پہنچ رہتی ہے پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ
اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ کوئی تم کو نہیں دیکھتا پھر فوراً
انصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ لَقَدْ جَاءَكُمْ
چل دیتے ہیں خدا نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ دانستہ نہیں سمجھتے تمہارے پاس تم ہی میں سے
رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رسول آیا ہے اس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ
رَّحِيمٌ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
شفیق اور مہربان ہے اگر منہ پھیریں تو تو کہہ کہ اللہ مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝
اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

ان کو خباثت پر خباثت اور بڑھاتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ بدذاتیاں کرتے رہتے ہیں اور کفر ہی میں مرتے ہیں غرض یہ کہ قرآن کی مثال بھی بالکل بارش کی طرح ہے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلافت نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

کیا یہ منافق چال باز خدا کے حکموں کی تحقیر کرنے والے اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہر سال ایک دو دفعہ ان کو تکلیف پہنچ رہتی ہے پھر بھی نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں بلکہ بجائے توبہ کے الٹے اکڑتے ہیں اور جب کوئی سورت ان کی موجودگی میں اترتی ہے جس میں ان کے بداعمال کا اظہار یا اللہ کی راہ میں خرچنے کا ذکر ہوتا ہے تو ایک دوسرے کی طرف نظر کر کے اشاروں سے کہتے ہیں کہ کوئی تم کو نہیں دیکھتا اٹھو چلو پھر فوراً چل دیتے ہیں۔ ایسے بے پرواہ ہیں کہ گویا کسی حکم کی تعمیل کی ان کو حاجت ہی نہیں اسی لیے خدا نے ان کے دلوں کو ہدایت سے پھیر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ دانستہ اللہ کے احکام کو نہیں سمجھتے اپنی حالت اور آئندہ ضرورت پر فکر نہیں کرتے ان کو کوئی اتنا بھی نہیں سمجھاتا کہ دیکھو تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ کا رسول آیا ہے وہ ایسا شفیق اور مہربان ہے کہ اس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے ہر وقت اس کو یہی فکر ہے کہ تمہارا بھلا ہو اور تم دینی اور دنیاوی ترقی کی معراج پر پہنچو اور ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے اس پر بھی اگر منہ پھیریں تو تو کہہ کہ اللہ مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود اور حامی اور مددگار نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے یعنی اسی کی حکومت عامہ ہے جو کسی کی نہیں۔

پس ؎

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ　　جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

سورۃ یونس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى

میں ہوں اللہ دیکھتا یہ سورۃ باحکمت کتاب کے حکم ہیں کیا ان لوگوں کو اس امر سے تعجب ہے کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ایک

رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ

آدمی پر یہ الہام کیا ہے کہ لوگوں کو ڈرا اور جو لوگ ایمان لائیں ان کو خوش خبری سنا کہ خدا کے ہاں ان کی

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ

بڑی عزت ہے کافر کہنے لگے کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار

الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُدَبِّرُ

وہ ہے جس نے آسمان اور زمینیں چھ دنوں میں بنائے ہیں پھر تخت پر بیٹھا وہی احکام جاری

الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ اَفَلَا

کرتا ہے اس کی جناب میں بغیر اذن کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا یہ اللہ تمہارا رب ہے پس تم اس کی عبادت کرو کیا پھر تم

تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ

سمجھتے نہیں ہو اس کی طرف تم نے پھرنا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پیدا کرتا ہے

سورۃ یونس

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا سچ سمجھو کہ یہ سورت باحکمت کتاب یعنی قرآن کے حکم ہیں جو لوگ ان کو نہیں مانتے تو کیا ان لوگوں کو اس امر سے تعجب ہے کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ایک آدمی پر یہ الہام کیا ہے کہ تو لوگوں کو برے کاموں سے ڈرا اور جو لوگ تیری تعلیم پر ایمان لائیں ان کو خوشخبری سنا کہ خدا کے ہاں ان کی بڑی عزت ہے اتنی ہی بات پر کافر کہنے لگے کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے کیونکہ جو اس کی مجلس میں جاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے سنو! جس تعلیم کی طرف یہ بلاتا ہے وہ تمہارے پروردگار مالک الملک کی عبادت کی تعلیم ہے لوگو! تمہیں کیا ہوا کہ ایسے مالک الملک سے ہٹے جا رہے ہو! کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم کو رسول بلاتا ہے وہ ذات پاک ہے جس نے آسمان اور زمینیں چھ دنوں میں بنائے ہیں پھر حکومت کے تخت پر بیٹھا اور سب پر مناسب حکمرانی[1] کرتا ہے وہی احکام جس طرح چاہتا ہے جاری کرتا ہے اس کی جناب میں بغیر اذن کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ جو موصوف بہ ہمہ صفات ہے تمہارا رب ہے پس تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو پھر تم سمجھتے نہیں ہو کہ جو خالق نہیں وہ معبود کیسا؟ سنو! اسی کی طرف تم نے پھرنا ہے تمہاری جزا سزا دینے کے متعلق اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پیدا کرتا ہے۔

---

[1] استویٰ علی العرش کی بحث ہے' جلد اول میں ہے۔

ثُمَّ يُعِيدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَ

اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کئے ان کو انصاف سے بدلہ دے اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

جو کافر ہیں ان کو کھولتا ہوا پانی اور ان کے کفر کی پاداش میں دردناک عذاب ہو گا

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا

وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن اور چاند کی منزلیں ٹھہرائیں تاکہ

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

تم اس کے ذریعہ سالوں کا شمار اور حساب جان لیا کرو اللہ نے اس کو ضروری فوائد کے لیے بنایا ہے جو لوگ کچھ علم رکھتے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ

ہیں ان کے لئے نشان مفصل بتلاتا ہے- بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو کچھ خدا نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا

زمینوں میں پیدا کیا ہے اس سب میں پرہیزگاروں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝

زندگی ہی سے خوش ہو بیٹھتے ہیں اور اسی دنیا ہی پر مطمئن ہیں اور جو ہمارے نشانوں سے غافل ہیں

اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کئے ان کو بعد موت انصاف سے پورا پورا بدلہ دے کہ جو انہوں نے نیکی کرنے میں تکلیفیں اور ظالموں سے اذیتیں اٹھائی ہیں ان کا عوض ان کو ملے اور جو کافر ہیں ان کو کھولتا ہوا پانی اور ان کے کفر کی پاداش میں دردناک عذاب ہو گا وہ تمہارا پروردگار جانتے ہو کون ہے وہی ہے جس نے آفتاب کو بذاتہ چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو سورج سے مستفیض روشن اور چاند کی منزلیں ٹھہرائیں سے اس کی ترقی و تنزل معلوم ہو کبھی بڑھتا ہوا نظر آتا ہے کبھی گھٹتا ہوا تاکہ تم نظر کرو اور علاوہ ان فوائد کے جو نظام عام میں اس سے وابستہ ہیں یہ فائدہ بھی لو کہ اس کے ذریعہ سے سالوں کا شمار اور معمولی کاروبار میں تاریخوں کا حساب جان لیا کرو اس قمری حساب سے گو موسموں کا اندازہ نہیں ہو سکتا مگر اس میں شک نہیں کہ قدرتی ہونے کی وجہ سے آسان ہے کیونکہ کسی آدمی کی صفت کو اس میں دخل نہیں اگر تمام دنیا کی جنتریوں کو اور جنتریاں بنانے والوں کو معدوم فرض کریں تو بھی قمری تاریخ ہے جو اپنا ثبوت دے گی شمسی نہیں دے سکتی اسی لیے تم عرب کے لوگوں کو اسی تاریخ کی تعلیم دی گئی ہے سنو! اللہ نے اس مخلوق کو عبث نہیں بنایا بلکہ ضروری فوائد اور نتائج حقہ کے لیے بنایا ہے جو لوگ کچھ علم رکھتے ہیں ان کے فائدہ کے لئے خدا اپنی قدرت کے نشان اور دلائل مفصل بتلاتا ہے کیا آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش جو اپنی ضخامت کی وجہ سے سب سے بڑے ہیں کم ہیں؟ نہیں بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں اور کچھ خدا نے آسمانوں اور زمینوں میں پیدا کیا ہے اس سب میں پرہیزگاروں کے لئے کئی ایک نشان ہیں مگر جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی سے خوش اور مسرور ہو بیٹھے ہیں اور اسی دنیا ہی پر مطمئن ہیں اور جو ہمارے نشانوں سے غافل ہیں-

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ان کی بد اعمالیوں کے بدلے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک

الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ

کئے ان کے ایمان کی وجہ سے خدا ان کو راہ نمائی کرے گا نعمتوں کے باغوں میں ان کے تلے نہریں جاری

النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ

ہوں گی ان باغوں میں ان کی آواز سبحانک اللھم ہو گی اور ان کو تحفہ ان میں سلام ہو گا اور ان کی آخری بات

أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم

ہو گی الحمدللہ رب العالمین اور اگر اللہ لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسے

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ

وہ بھلائی کو جلدی چاہتے ہیں تو ان کی اجل کا ابھی فیصلہ ہو جاتا- مگر جو لوگ جو ہمارے ملنے سے بے ڈر ہیں ہم ان کو سرکشی میں چھوڑ

يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا

دیتے ہیں تاکہ حیران و پریشان پھرتے رہیں- جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ پر لیٹا ہوا اور بیٹھا اور کھڑا ہوا ہم کو پکارتا ہے

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ

پھر جب ہم اس سے تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو ایسا چلتا ہے گویا ہم کو اس نے کسی تکلیف کے لئے جو اسے لگی تھی پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح حد سے تجاوز کرنے والوں کو

ان کی بد اعمالیوں کے بدلے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جس سے کبھی بھی مخلصی نہ پائیں گے ان کے مقابلہ میں جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے ایمان کی وجہ سے خدا ان کو جنت کی طرف راہ نمائی کرے گا نعمتوں کے باغوں میں ان کے مکانوں کے تلے نہریں جاری ہوں گی اس نعمت کے شکریہ میں ان باغوں میں ان کی آواز اور پکار سبحانک اللھم ہو گی (اے ہمارے خدا تو پاک ہے) اور فرشتوں کی جانب سے ان کا تحفہ ان باغوں میں سلام ہو گا اور مجلس کی برخاستگی کے وقت ان کی آخری بات ہو گی الحمدللہ رب العالمین (سب تعریفیں خدائے رب العالمین کو ہیں) یہ دنیا ساز کم بخت کرتے کراتے تو کچھ بھی نہیں بھلائی کے بڑے خواہش مند ہیں اور اگر اللہ ان لوگوں کی بد اعمالی پر ان کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسی وہ بھلائی کو جلدی چاہتے ہیں تو ان کی اجل اور موت کا ابھی فیصلہ ہو جاتا یعنی ایک دم بھی زندہ چھوڑنے کے قابل نہیں ہیں مگر پھر بھی ہم (خدا) بوجہ اپنے کمال حلم اور بردباری کے ایسا تو نہیں کرتے بلکہ جو لوگ ہمارے ملنے سے بے ڈر ہیں ہم ان کو سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ حیران و پریشان پھرتے رہیں یہ بھی تو ایک بے ایمانی اور بے امیدی کی بات ہے کہ جب نالائق آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ پر لیٹا ہوا اور بیٹھا اور کھڑا ہوا غرض ہر طرح سے ہم کو پکارتا ہے مختصر یہ کہ ان کا حال بھی وہی ہوتا ہے جو کسی صاحب دل نے کہا ہے ؎

عامل اندو زمان معزولی شیخ شبلی و با یزید شوند

پھر جب ہم اس سے تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو ایسا اکڑ کر چلتا ہے گویا ہم کو اس نے کسی تکلیف کے لیے جو اسے لگی تھی پکارا ہی نہیں تھا وہی شرارتیں اور وہی بد ذاتیاں جو پہلے تھیں پھر کرنے لگ جاتا ہے بدمعاش یہ نہیں جانتا کہ جس شیر کے پنجے میں میں پہلے پھنسا تھا اب بھی اس میں پھنس جانا ممکن ہے جس طرح ایسے لوگوں کو ایسی خود طلبی بھلی معلوم ہوتی ہے اسی طرح حد عبودیت سے تجاوز کرنے والوں کو

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ

ان کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور تم سے پہلے کئی ایک جماعتوں کو ہم نے ہلاک کیا جب وہ ظلم پر مصر ہوئے اور

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے اور ایمان لائے کہ انہوں نے رخ بھی نہ کیا اسی طرح مجرموں کی قوم کو ہم سزا دیا

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

کرتے ہیں پھر ان سے پیچھے ہم نے تم کو زمین پر نائب بنایا تاکہ تمہارے کام بھی

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا

دیکھیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں رکھتے

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ

کہتے ہیں اس کے سوا اور قرآن لا یا اس کو بدل دے تو کہہ میری طاقت نہیں کہ میں اپنے پاس سے اسے بدل ڈالوں

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

میں تو صرف اس امر کی تابعداری کرتا ہوں جو مجھے پہنچتا ہے خدا کی بے فرمانی کرنے پر بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ

عذاب کا مجھے بھی خوف ہے تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ تمہیں نہ سناتا اور نہ ہی وہ تم کو اس سے آگاہ کرتا

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اس سے پہلے میں تم میں مدت دراز ٹھہرا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں

ان کے کام بھلے اور سجے ہوئے معلوم ہوتے ہیں پس نہ گھبراؤ نہیں تمہاری خوب گت کریں گے اور تم سے پہلے کئی ایک جماعتوں کو ہم نے ہلاک کیا جب وہ ظلم پر مصر اور بضد ہوئے اور ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے اور وہ اپنی شرارت پر ایسے اڑے کہ ایمان لانے اور حقانی تعلیم کے ماننے کو انہوں نے رخ بھی نہ کیا اسی طرح مجرموں کی قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- پھر ان سے پیچھے ہم نے تم کو زمین پر ان کے نائب بنایا تاکہ تمہارے کام بھی دیکھیں اور تمہاری لیاقت بھی لوگوں پر ظاہر کریں چنانچہ ہو رہی ہے کہ قرآن کے مقابلہ پر جہالت کی باتیں کرتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں رکھتے کہتے ہیں اس قرآن میں تو ہمارے معبودوں کی مذمت اور برائی مذکور ہے اس کے سوا اور قرآن لا یا اس کو بدل دے یعنی اتنا حصہ جو ہماری عبادت اور رسوم کی برائیوں پر مشتمل ہے کاٹ ڈال اس کے سننے کو ہماری طبیعت برداشت نہیں کرتی- اے نبی تو ان نادانوں سے کہہ میری طاقت نہیں کہ میں اپنے پاس سے اسے بدل ڈالوں میں تو صرف اسی امر کی تابعداری کرتا ہوں جو مجھے خدا کے ہاں سے پیغام پہنچتا ہے اس میں میرا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں بلکہ خدا کی بے فرمانی کرنے پر بڑے دن کے عذاب کا مجھے بھی خوف ہے تو یہ بھی ان کو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ قرآن تمہیں نہ سناتا اور نہ ہی خدا تم کو اس سے آگاہ کرتا بلکہ اسی جہالت میں تم رہتے اور اسی میں تباہ ہوتے یہ بھی اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تم کو علم سکھایا تم میں رسول بھیجا اور نہ اس سے پہلے میں تم میں مدت دراز تک ٹھہرا ہوں کبھی میں نے اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا جس میں جھوٹا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں-

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
پھر جو اللہ پر افترا باندھتے ہیں یا اس کے حکموں کو جھٹلاتے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی
الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ
ظالم ہے کچھ شک نہیں بدکار کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ نقصان
يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں تو کہہ کیا تم اللہ کو ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ
آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا وہ ان کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے اور سب لوگ
النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
ایک ہی گروہ تھے پیچھے مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو جن امور میں ان کو
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
اختلاف ہے ان میں مدت سے ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا کہتے ہیں کیوں اس کے خدا کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اتارا گیا

پھر بتلاؤ جو اللہ پر افترا باندھتے ہیں یا اس کے حکموں کو جھٹلاتے ہیں ان سے بھی بڑھ کر کوئی ظالم ہے؟ کوئی نہیں یہ لوگ بڑے ظالم ہیں کچھ شک نہیں ایسے بدکار کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ظالم اللہ کے حکموں کا تو انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ تو ان کو نفع دیں اور نہ نقصان اور مونہہ سے جھوٹا عذر کرنے کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں ہمارے معبود حقیقی تو نہیں بلکہ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں کیسا غلط عذر ہے بھلا اگر فرض بھی کریں کہ سفارشی ہیں تو کیا سفارشی کی عبادت کرنی چاہیئے؟ سفارشی کے تو یہ معنی ہیں کہ خدا کے حضور تمہارے لیے دعا کریں اور تمہاری نجات چاہیں یہ معنی جو سفارشی کے انہوں نے گھڑ لئے ہیں کہ اسی کی عبادت پہلے کی جائے یا خدا کی عبادت میں اس کو شریک سمجھا جائے انوکھے معنے ہیں تو کہہ اور تو اور کیا تم اللہ کو بھی ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا یعنی وہ دنیا کے سچے واقعات میں ہے ہی نہیں اس لیے اگر ہوتے تو اس کا علم بھی ان کو مشتمل ہوتا کیونکہ اس کا علم سب صحیح واقعات پر محیط ہے پس وہ تو ان کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے ان کی بے ہودہ گوئی کا غبار بھی اس کے دامن قدس تک نہیں پہنچتا اور ان کی نادانی دیکھو کہ ایسی تعلیم سے بھی منکر ہیں کہ جس پر کسی زمانے سب لوگ متفق اور ایک ہی گروہ تھے یعنی سب کے سب خدا ہی کی عبادت اور بھگتی کرتے تھے جو عین مذہب اسلام ہے پیچھے مختلف ہوئے بعض مومن رہے اور بعض کافر ہو گئے اور اگر تیرے رب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ اسی حالت میں ان کو رکھنا ہے تو جن امور میں ان کو اہل حق سے اختلاف ہے ان میں مدت سے ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور دنیا ہی میں ان کو مزہ چکھا دیا جاتا۔ ظالموں کو اور بات تو کوئی ملتی نہیں بہانہ جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کیوں اس کے خدا کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ہر وقت بطور بین علامت کے رہتا۔

رَبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ وَ

تو کہہ غیب کی کل خبریں اللہ کے پاس ہیں پس تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ

اور جب ہم ان لوگوں کو بعد تکلیف پہنچنے کے آسائش دیتے ہیں تو پس فوراً ہی ہمارے حکموں میں داؤ بازیاں کرتے ہیں

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ

تو کہہ اللہ کا داؤ بڑا تیز ہے جو کچھ بھی تم فریب کرتے ہو ہمارے فرستادہ لکھ رہے ہیں وہی خدا ہے جو

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اور جب تم جہازوں میں ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کو موافق ہوا کے ساتھ لے کر

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

چلتے ہیں اور وہ اس سے خوب شاداں ہوتے ہیں تو ان پر تیز ہوا کا جھونکا آ لگتا ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہریں ان پر چڑھ آتی ہیں اور وہ

وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا

جان جاتے ہیں کہ ہم بلا میں گھرے تو اللہ سے خالص دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس بلا سے

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

نجات دے گا تو ہم شکر گزار بنیں گے پھر جب وہ ان کو اس بلا سے نجات دیتا ہے تو زمین پر ناحق کے فساد کرنے

تو کہہ غیب کی کل خبریں اللہ کے پاس ہیں وہی اس کی مصلحت جانتا ہے کہ کیوں ایسا نہیں اتارا گیا پس تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اس کی حکمت کو وہی جانتا ہے ان کی تو یہی عادت ہے کہ خدا کے حکموں کو بہانوں سے ٹالنا چاہتے ہیں یہ اہل مکہ تو کیا عام طور پر بھی یہی لوگوں کی عادت ہے کہ مطلب کے لیے ہمارے بن جاتے ہیں اور جب ہم ان لوگوں کو بعد تکلیف پہنچنے کے آسائش دیتے ہیں تو بس فوراً ہی ہمارے حکموں کی مخالفت میں داؤ بازیاں اور حیلہ سازیاں کرتے ہیں کہ کسی طرح سے ہم محکوم اور ذلیل نہ رہیں اور حکم خداوندی ہمارے کانوں تک نہ پہنچے ان کے رکنے کی عجیب عجیب تدبیریں سوچتے ہیں تو ان سے کہہ اللہ کا داؤ بڑا تیز ہے وہ جس وقت تمہیں پکڑنا چاہے گا ایک آن مہلت نہ دے گا نہ کوئی تمہیں اس سے بچا سکے گا جو کچھ بھی تم فریب اور داؤ کرتے ہو ہمارے یعنی خدا کے فرستادہ فرشتے لکھ رہے ہیں سنو! تمہیں ہوا کیا ہے جو تم اسلام سے انکار کر رہے ہو اسلامیوں کا خدا تو وہی خدا ہے جو جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اسی کی قدرت سے تم جنگلوں میں اور دریاؤں میں پھر آتے ہو اور جب تم جہازوں پر ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کو موافق ہوا کے ساتھ لے کر چلتے ہیں اور وہ اس ہوا کی موافقت سے خوب شاداں و فرحاں ہوتے ہیں تو اتنے میں ان پر سخت تیز ہوا کا جھونکا آ لگتا ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہریں ان پر چڑھ آتی ہیں اور وہ جان جاتے ہیں کہ ہم بلا میں گھرے تو اللہ سے خالص دعائیں مانگتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کو اگر تو ہم کو اس بلا سے نجات دے گا تو ہم شکر گزار بنیں گے پھر جب وہ ان کو اس بلا سے نجات دیتا ہے تو زمین پر پہنچتے ہی وہی ناحق کے فساد کرنے

بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

لگ جاتے ہیں لوگو! تمہارے فساد تم ہی پر وبال ہوں گے دنیا کی زندگی کے عیش کر لو

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ

پھر تو ہماری طرف ہی تم کو واپس آنا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ہم تم کو بتلا دیں گے دنیا کی زندگی تو بس

الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

پانی کی سی ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ گھن ہو جاتا ہے

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ

جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی خوبصورتی اور زینت میں کمال کو پہنچتی ہے

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ

اور اس کے مالک سمجھتے ہیں کہ اب یہ کھیتی ہمارے بس میں ہے تو ناگاہ ہمارا حکم رات کو یا دن کو اس پر پہنچ جاتا ہے پس ہم اس کا ایسا ستھراؤ

تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا

کر دیتے ہیں کہ گویا کل اس کا نام و نشان نہ تھا اسی طرح سوچ کرنے والوں کے لئے ہم دلائل تفصیل سے بتلاتے ہیں اور اللہ دار سلامت

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ

کی طرف بلاتا ہے

لگ جاتے ہیں۔لوگو! تمہارے فساد اور بد اعمالی تم ہی پر وبال ہوں گے دنیا کی چند روزہ زندگی کے عیش کر لو پھر آخر تو ہماری طرف ہی تم کو واپس آنا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ہم تم کو بتلائیں گے بلکہ مناسب جزا سزا بھی دیں گے جس دنیا کے عیش و عشرت میں تم پھنسے ہو اس کی کچھ کیفیت اور حقیقت بھی تم کو معلوم ہے۔ سنو! دنیا کی زندگی تو بس پانی کی سی ہے جو ہم اوپر سے بارش کے ذریعہ اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ گھن جاتا ہے جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی خوبصورتی اور زینت میں کمال کو پہنچتی ہے اور اس کے مالک سمجھتے ہیں کہ اب یہ کھیتی ہمارے بس میں ہے اور ہم چند روز تک اسے قبضے میں کرنے کو ہیں تو وہ اس خیال میں ہوتے ہیں کہ ناگاہ ہمارا غضب آلود حکم رات کو یا دن کو اس پر پہنچ جاتا ہے پس ہم اس کا ایسا ستھراؤ کر دیتے ہیں کہ گویا کل اس کا نام و نشان نہ تھا ٹھیک اسی طرح انسان اپنی جوانی اور مال کی مستی میں ہوتا ہے اور فرعونی دماغ سے کسی تکلیف کا اندیشہ بلکہ وہم تک بھی اسے نہیں ہوتا کہ ناگاہ خدا کا غضب اس پر ایسا ٹوٹ پڑتا ہے کہ الامان ؎ "دیر گیرد سخت گیرد" اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے تمام آرزوئیں اور امنگیں دل کی دل ہی میں کفن کے اندر سینہ میں بند کئے ہوئے لے جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے ؎ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کسی اہل دل نے کیا اچھا کہا ہے ؎ "بر دگورِ غریباں شہر سیرے کن ببین کہ نقش انما چہ باطل افتادہ ست" اسی طرح سوچ بچار کرنے والوں کے لیے ہم اپنے دلائل قدرت تفصیل سے بتلاتے ہیں تاکہ دانا سمجھیں اور نتیجہ پائیں گو اس تفصیل میں کسی کی خصوصیت نہیں ہوتی مگر بدنصیب لوگ جو اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کس کا قصور ورنہ شریعت کو تو بخل نہیں اور اللہ سب کو دار سلامت یعنی سعادت کے گھر جس کا نام جنت ہے اس کی طرف بلاتا ہے کوئی آئے سب کے لیے دروازہ کھلا ہے ؎

در فیض محمد دا ہے آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آپ کو کافر بنائے جس کا جی چاہے

وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ

اور جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے نیکی اور

زِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

زیادہ بھی ہے اور ان کے چہروں پر سیاہی اور ذلت کا اثر نہ ہو گا یہی جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

رہیں گے اور جو لوگ بدکاریاں کرتے ہیں ان کی برائی کے برابر ان کی سزا ہو گی اور ان کو ذلت

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

ڈھانپے ہوئے ہو گی اللہ سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہو گا گویا سیاہ رات کا ایک حصہ ان کے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

چہروں پر مل دیا گیا ہے یہی جہنمی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ

پھر مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو پھر ہم ان میں جدائی

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَ

کر دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے پس اللہ ہی ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے

اور جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیتا ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں ان کی مزید ترقی عنایت کرتا ہے اور جو ہونے کا قصد کرتے ہیں ان کو توفیق خیر دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی راہ اختیار کی ہے ان کے لیے نیکی اور ان کے اعمال کے اندازہ سے بڑھ کر زیادت بھی ہے اور ان کے چہروں پر سیاہی اور ذلت کا اثر جو مجرموں پر ہو گا نہ ہو گا یہی جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو بدکاریاں کرتے ہیں ان کی برائی کے برابر ان کی سزا ہو گی یعنی گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہو گی (اور ان کے چہروں کو ذلت اور تیرگی ڈھانپے ہوئے ہو گی اللہ کے عذاب سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہو گا) سیاہی اور تیرگی ان پر ایسی غالب ہو گی کہ گویا سیاہ رات کا ایک حصہ ان کے چہروں پر مل دیا گیا ہے - یہی یعنی ایسے ہی بدکار جہنمی ہیں جو اس جہنم میں ہمیشہ رہیں گے ان کو اس دن کی جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے خبردار تم اور تمہارے مصنوعی شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو پھر ہم ان میں جدائی کر دیں گے یعنی ایک کو دوسرے کے مقابل کھڑا کریں گے ایسے کہ باہمی سوال و جواب کر سکیں مشرک اپنے معبودوں سے امداد طلب کریں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو یونہی ہمارا نام بدنام کر رہے ہو تم ہماری تو عبادت نہ کرتے تھے کیونکہ ہم نے تو تمہیں کہا نہیں تھا اگر تم ایسے ہی ہمارے فدائی تھے تو ہماری تعلیم پر جو ہماری کتابوں میں تھی اس پر عمل کرتے اور ہمیں بدنام کرتے پس اللہ ہی ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے

بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ

ہم تو تمہاری عبادت سے بھی بے خبر تھے وہاں ہر نفس اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا

اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور اللہ کی طرف جو سب مخلوق کا حقیقی مالک ہے پھیرے جائیں گے اور جو کچھ افترا کر رہے ہیں ان کو سب بھول جائے گا

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

تو پوچھ کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر

مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

قبضہ تام رکھتا ہے اور کون زندوں کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے اور کون احکام جاری

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَا

کرتا ہے فوراً کہہ دیں گے اللہ پس تو کہہ دیجو پھر تم ڈرتے نہیں پس یہی اللہ تمہارا حقیقی مربی ہے پس

ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

حق کے بعد گمراہی ہے پھر تم کدھر کو بہکے جا رہے ہو۔

واللہ ہم تو تمہاری عبادت سے بھی بے خبر تھے۔ جب یہ بات ہو گی تو وہاں ہر نفس اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا اور جان لے گا کہ اس نے کیا چنے چبائے تھے اور اللہ کی طرف جو سب مخلوق کا حقیقی مالک ہے پھیرے جائیں گے اور جو کچھ وہ دنیا میں بہتان اور افترا کر رہے ہیں ان کو سب بھول جائے گا کہ بعض تیرے مخاطب اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کو کسی کی تنذیر[1] اور تخویف کارگر نہیں ہو سکتی تاہم جہاں سننے والوں سے خالی نہیں دوسرے بے ضد لوگوں کی ہدایت اور فائدے کے لئے تو ان سے پوچھ کہ آسمان اور زمین سے کون تم کو رزق دیتا ہے کون اوپر سے بارش کرتا ہے اور نیچے سے انگوریاں اگاتا ہے اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر قبضہ تام رکھتا ہے اور کون زندوں کو جاندار بنا کر مردہ یعنی بے جان منی کے نطفہ سے نکالتا ہے اور کون مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے اور کون نظام عالم میں تمام احکام جاری کرتا ہے جس سے ہر ایک چیز اپنی اپنی حد پر برابر آجاتی ہے ہمیشہ موسم اپنے وقت پر آتے ہیں کھیت اپنے وقت پر پکتے ہیں انگوریاں اپنے وقت پر نکلتی ہیں اگر ان سے یہ سوال ہوں تو فوراً کہہ دیں گے اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔

پس تو کہہ دیجو کہ پھر تم اس سے ڈرتے نہیں جس کے قبضہ میں تمام کام ہیں اس کو چھوڑ کر اس کی مخلوق اور اس کے بندوں اور غلاموں سے اپنی حاجات مانگتے ہو سنو!

خدا فرما چکا قرآن کے اندر مرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں کہ کام آئے تمہاری بے کسی میں

پس یہی اللہ تمہارا حقیقی مربی ہے پس حق کو چھوڑنے کے بعد گمراہی کا راستہ ہی ہے اور کچھ نہیں کسی طرف جاؤ جیسے دو دو نے چار سے منکر ہو کر خواہ کوئی عدد اختیار کرو سب غلط ہیں پھر تم کدھر کو بہکے جا رہے ہو سمجھتے نہیں.....

[1] سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ

اسی طرح تیرے رب کا حکم بدکاروں پر لگ چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو پوچھ

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہ تمہارے ساجھیوں میں سے کوئی مخلوق کو پیدا کر کے فنا کر سکتا ہے تو کہہ کہ اللہ ہی اول مرتبہ پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ

اور پھر اسے فنا بھی کر دیتا ہے تو کہاں کو الٹے جا رہے ہو تو پوچھ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا

کوئی حق کی راہنمائی کر سکتا ہے تو کہہ اللہ تو حق کی راہ دکھاتا ہے پھر جو کوئی سچی راہ دکھائے اس کی اتباع بہت مناسب ہے یا جو راہنمائی

يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ

نہ کر سکے بلکہ خود بھی بغیر راہنمائی کے ہدایت یاب نہ ہو سکے تمہیں کیا ہو گیا کیسی رائے لگاتے ہو اور بہت سے تو ان میں سے صرف اٹکل پچو

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

باتوں پر چلتے ہیں حالانکہ یقینی امور کے موقع پر محض اٹکل اور وہمی باتیں کچھ بھی سود مند نہیں ہو سکتیں اللہ ان کی کرتوتوں سے خوب واقف ہے

یاد رکھو خدا سے ڈرو ورنہ اس کا قانون یہ بھی ہے کہ وہ ایسے بے پرواؤں کو اپنی جناب سے دھتکار بھی دیا کرتا ہے اے نبی اسی طرح تیرے رب کا حکم ان میں سے بدکاروں پر لگ چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے یعنی خدا کی طرف سے ان پر محرومی کا حکم ہو چکا ہے خدا پناہ دے تو ان سے پوچھ کہ تمہارے بنائے ہوئے ساجھیوں میں سے بھی کوئی مخلوق کو پیدا کر کے محض اپنے حکم سے فنا کر سکتا ہے تو ان کے حسب منشا خود ہی جواب میں کہہ کہ اللہ ہی مخلوق کو اول مرتبہ بے نمونہ پیدا کرتا ہے اور پھر اسے فنا بھی کر دیتا ہے تو اب بتلاؤ تم ایسے خدائے مالک الملک کو چھوڑ کر کہاں کو الٹے جا رہے ہو تو یہ بھی ان سے پوچھ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی حق کی راہ نمائی کر سکتا ہے کسی کو غیر توفیق خیر دے سکتا ہے؟ تو کہہ اللہ تو حق کی راہ دکھاتا ہے پھر بعد اس کے کہیو کہ جو کوئی سچی راہ دکھائے اس کی اتباع بہت مناسب ہے یا جو راہ نمائی نہ کر سکے بلکہ خود بھی اندھوں کی طرح بغیر دوسرے کی راہ نمائی کے ہدایت یاب نہ ہو سکے اس کی اتباع مناسب ہے؟ پھر ایسے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے بھی تم کجروی کرتے ہو تمہیں کیا ہو گیا کیسی غلط رائے لگاتے ہو بدیہی اور یقینی امر کو چھوڑ کر اندھا دھند ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں اور بہت سے تو ان میں سے صرف اٹکل پچو باتوں پر جن کا کوئی ثبوت نہیں چلتے ہیں محض سنی سنائی گپیں بزرگوں کی نسبت بہتان لگائے ہوئے کہ فلاں پیر نے بارہ سال بعد ڈوبا ہوا بیڑا اسلامت نکال لیا تھا فلاں بزرگ نے اپنی نیاز دینے والی کی درخواست پر خدا کی مرضی کے خلاف سات بیٹے دیئے تھے معاذ اللہ یہ ایسے من گھڑت قصے جن کا کچھ ثبوت ہی نہیں بلکہ ان کی نقیض متحقق ہے حالانکہ یقینی امور کے موقع پر محض اٹکل اور وہمی باتیں کچھ بھی سود مند نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ ان کی کرتوتوں سے خوب واقف ہے' ایسے ایسے مضبوط دلائل سن کر بھی قرآن کو افترا اور مخلوق کی تصنیف کہتے ہیں۔

ل نوٹ ﴿يُعِيْدُهٗ﴾ کا ترجمہ میں نے فنا کیا ہے دوبارہ زندہ کرنے کا نہیں کیا اس لیے کہ ایک تو دوسری آیت ﴿و فیھا نعیدکم﴾ ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔ دوم دلیل کفار کے مسلمات پر مبنی ہے حالانکہ مشرکین دوبارہ زندگی کے قائل نہ تھے پس دلیل کیسی؟ فافھم۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ
اور یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق سے بنائی جائے بلکہ اپنے سے پہلے
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ
واقعات کی تصدیق ہے اور کتاب کی تفصیل ہے اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے ہے کیا
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
کہتے ہیں کہ اس نے قرآن بنا لیا ہے تو کہہ اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو اپنی حمایت کے لئے
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا
بلا لو اگر سچے ہو بلکہ انہوں نے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہنچا
يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اور اس کی انتہا تو ہنوز آئی ہی نہیں اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر تو غور کر کہ ظالموں کا انجام
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ
کیسا ہوا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں اس قرآن کو مانتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نہیں مانتے تیرا پروردگار
بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ
مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر تیری نہ مانیں تو تو کہہ دے میرے کام مجھ کو ہیں اور تمہارے تم کو ہیں تم میرے کام سے بے تعلق ہو

اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق سے بنائی جائے لیکن اپنے سے پہلے واقعات اور پیشگوئیوں کی تصدیق ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ان پیش گوئیوں کا صدق ملتوی رہتا اور کتاب الٰہی یعنی ان الہامی مضامین کی جو خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے وقتاً فوقتاً نازل فرمایا کرتا ہے تفصیل ہے جو مسائل کتب سابقہ میں بالاجمال تھے ان کو اس میں بالاجمال تھے ان کو اس میں با☐[1] بیان کر دیا گیا ہے مختصر یہ کہ اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ سن کر بھی مشرک کہتے ہیں کہ اس رسول (ﷺ) نے قرآن بنا لیا اور اپنے پاس سے بنا کر خدا کی نسبت لگا دیا (ہے ان سے تو کہہ اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو اپنی حمایت کے لیے بلا لو اگر) اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ قرآن بندے کی تصنیف ہے سنو! افترا نہیں بلکہ وہ حق ہے مگر انہوں نے ناحق جہالت سے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہنچا یعنی اس کے اسرار اور غوامض کی تہہ تک تو پہنچے نہیں اور اس کی آئندہ خبروں کی انتہا تو ہنوز آئی نہیں بلا دیکھے انجام کے تکذیب پر مصر ہو بیٹھے ہیں اسی طرح جلدی میں ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر تو غور کر کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ دل سے تو اس قرآن کو مانتے ہیں گو ظاہر نہ کریں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ضد میں آئے ہوئے ہیں کسی طرح نہیں مانتے تیرا کچھ حرج نہیں کیونکہ تیرا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر تیری نہ مانیں تو تو ان سے کہہ دے کہ جاؤ اپنا سر کھاؤ میرے کام مجھ کو ہیں اور تمہارے تم کو ہیں تم میرے کام سے بے تعلق ہو۔

---

[1] دیکھو تقابل ثلثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ مصنف فقیر ۱۲۔

مِمَّآ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡكَ ؕ
میں تمہارے کام سے الگ ہوں ان میں سے بعض لوگ تیری طرف کان جھکاتے ہیں
اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡظُرُ اِلَیۡكَ ؕ
کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے گو وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں اور بعض ان میں سے تیری طرف دیکھتے ہیں
اَفَاَنۡتَ تَهۡدِی الۡعُمۡیَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ
تو کیا تو اندھوں کو راہنمائی کرنا چاہتا ہے گو وہ نہ دیکھیں اللہ رتی بھر مخلوق پر ظلم نہیں
شَیۡـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَیَوۡمَ یَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ یَلۡبَثُوۡۤا
کرتا لیکن لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور جس روز ان کو خدا اپنے حضور جمع کرے گا سمجھیں گے
اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوۡنَ بَیۡنَهُمۡ ؕ قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ
کہ گویا دنیا میں ایک گھڑی دن سے زائد نہیں ٹھہرے ایک دوسرے کو پہچانیں گے جنہوں نے اللہ کی ملاقات سے انکار کیا وہی لوگ نقصان والے ہیں

میں تمہارے کام سے الگ ہوں نہ تم کو میرے حال سے سوال نہ مجھ کو تمہارے حال سے پوچھ میرا کام صرف تبلیغ ہے سو میں کر چکا ہوں اور کرتا رہوں گا جب تک تم امن میں خلل انداز نہ[1] ہو گے میں تمہارے دنیاوی احکام سے بھی معترض نہ ہوں گا ان میں سے بعض لوگ تیری طرف بظاہر کان جھکاتے ہیں جس سے تو سمجھتا ہو گا کہ وہ سنتے ہیں اور تیرے پاکیزہ کلام سے متاثر ہوتے ہیں مگر ایسا نہیں بلکہ کسی خاص مطلب کے لیے کسی کے فرستادہ مجلس میں عیب جوئی کی نیت سے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو تیرے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے گو وہ کچھ عقل بھی نہ رکھتے ہوں بعض ان میں سے تیری طرف نظر پھاڑ پھاڑ کر حیرانی سے دیکھتے ہیں جس سے ان کی نیت صرف اظہار تعجب اور حقارت ہوتی ہے چنانچہ وہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ یہی شخص[2] اس حیثیت کا آدمی ہمارے معبودوں کو کوسا کرتا ہے تو کیا تو اندھوں کو راہنمائی کرنا چاہتا ہے گو وہ دانستہ نہ دیکھیں خدا نے ان کی سمع اور بینائی چھین لی ہے لیکن اس چھیننے میں اس نے ان پر کسی طرح سے ظلم نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ رتی بھر بھی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اس کی بتلائی ہوئی دوا سے جی چراتے ہیں مضرات پر جرأت کرتے ہیں تو وبال جان اٹھاتے ہیں اور ابھی تو ان کی اس دن عجیب حالت ہو گی جس روز ان کو خدا اپنے حضور جمع کرے گا عذاب کو دیکھ کر یہ ایسے مبہوت ہوں گے کہ دنیا کی ساری خرمستی اور عیش پرستی ان کو بھول جائے گی ایسا سمجھیں گے کہ گویا دنیا میں ایک گھڑی دن سے زائد نہیں ٹھہرے تکالیف شاقہ کو دیکھ کر دنیا کی اتنی مدت دراز ان کو ایک گھڑی معلوم ہو گی ایک دوسرے کو جو بدکاریوں میں شریک ہوئے تھے پہچانیں گے اور آپس میں ملامت بھی کریں گے کہ تو نے مجھ سے برے کام کرائے وہ کہے گا تو نے مجھے برانگیختہ کیا اگر تو نہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس بلا میں شریک نہ ہوتا سن لو! کوئی بھی جنہوں نے اللہ کی ملاقات سے انکار کیا قولاً ہو یا فعلاً تو یہ کہ صاف کہیں کہ ہم نے مرکز خدا کے حضور حاضر نہیں ہونا عملاً یہ کہ دنیا میں ایسے مست ہوں کہ خدا کے حضور حاضر ہونے کا ان کو گویا خیال ہی نہیں وہی لوگ نقصان والے ہیں۔

---

[1] ﴿لکم دین کم ولی دین﴾ کے غیر منسوخ ہونے کی طرف اشارہ ہے منہ۔

[2] ﴿آھذا الذی یذکر الھتنا﴾ کی طرف اشارہ ہے گویا آیت حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں ہے مگر کفار عموماً پیغمبروں سے ایسے کلام کیا کرتے تھے۔ ۱۲ منہ

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۞ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور کسی طرح سے ہدایت پر نہ آئے اور اگر ہم ان کو کسی قدر عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں پہنچائیں یا فوت کر لیں

فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ۞ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ

پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے اور اللہ ان کے کاموں پر مطلع ہے ہر ایک امت کے لیے رسول ہو

فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ وَيَقُوْلُوْنَ

گزرے ہیں پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آتے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا اور ان پر ظلم نہ ہوتا اور کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا

کہ یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو تو کہہ میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی

نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے ہر ایک جماعت کے لیے وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ پہنچتا ہے ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۞

بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے

جو دنیا کی ہستی پر نازل ہوئے اور کسی طرح سے ہدایت پر نہ آئے بھلا یہ جو تیرے مقابلہ پر اکڑتے ہوئے عذاب کے خواست گار ہوتے ہیں اور دیر لگنے پر تجھے سخت و سست سناتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ اگر ہم ان کو کسی قدر عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں دنیا ہی میں پہنچائیں یا اس سے پہلے تجھے فوت کریں تو دونوں صورتوں میں ان کو خاص فائدہ کیا ہوگا کیونکہ معاملہ ان کا تو ہمارے ساتھ ہے پھر ہماری طرف یعنی اللہ ہی کی جانب ان کو لوٹ کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ جس سے ان کا اصل معاملہ ہے وہ ان کے کاموں پر مطلع ہے تیرا تو اس امر میں تعلق اس سے زائد نہیں کہ تو پیغام (رساں ہے تیری طرح ہر ایک امت کے لیے رسول ہو گزرے ہیں جن کے مفصل قصے تو اپنے موقع پر) مذکور ہیں مجمل یہ ہے کہ ان قوموں نے بھی رسولوں سے وہی معاملے کئے جو تیری قوم تیرے ساتھ کر رہی ہے پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آتے اور وہ انکار پر ہی بضد ہوتے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا جس سزا کے وہ قابل ہوتے وہی ان کو دی جاتی اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوتا کہ ناکردہ گناہ بھی ان کے سر دھوپے جائیں بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا وہی ان کی ہلاکت کو کافی ہوتا مگر یہ ظالم ایسے کہاں کہ پچھلے لوگوں کے قصوں سے نصیحت پائیں یہ تو الٹے اکڑتے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ قیامت کا کب ہے اگر اس وعدے میں کہ قیامت آنے والی ہے تم مسلمان سچے ہو تو بتلاؤ تو سہی کہ کب ہو گی تو کہہ ایسی خبروں کا بتلانا تو علم غیب پر مبنی ہے جو مجھ میں نہیں میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے وہ پہنچ کر ہی رہتا ہے جب مجھے اتنی بات کا بھی اختیار نہیں تو یہ میں کیسے بتلا سکتا ہوں کہ قیامت کب ہے اور تمہاری ہلاکت کب البتہ اتنا اجمالاً معلوم ہے کہ ہر ایک جماعت کی ہلاکت کے لیے وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ پہنچتا ہے تو ایک گھڑی بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

تو کہہ بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آ جاوے تو مجرم کس چیز کے ذریعہ جلدی کر

الْمُجْرِمُوْنَ ۞ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ

جائیں گے کیا جب آ نازل ہو گا تو اس وقت ایمان لاؤ گے کہا جائے گا کہ اب ایمان لاتے ہو اور تم اس کو

تَسْتَعْجِلُوْنَ ۞ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ

جلدی مانگ رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو

تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۞ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَ

اپنے ہی کئے کا بدلہ ملے گا تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے تو کہہ ہاں

رَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۞ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

واللہ بے شک سچ ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے اور جس کسی نے بدکاری کی ہو گی اس کے

مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ

اگر تمام زمین کا مال ہو گا تو وہ سارے کا سارا فدیہ میں دینے کو تیار ہو جائے گا اور جب عذاب دیکھیں گے تو پوشیدہ پوشیدہ ایک

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

دوسرے کو ملامت کریں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا سنو! جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ خدا ہی کی

اے نبی تو ان سے کہہ دے اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آ جائے تو مجرم کس چیز کے ذریعہ سے جلدی کر جائیں گے یعنی عذاب الٰہی آنے پر تم کس چیز کے ذریعہ سے بچ سکتے ہو کوئی ذریعہ تمہارے پاس ہے؟ کہ تم عذاب کے آنے پر جلدی سے کہیں چل دو جب کوئی نہیں تو پھر کیوں نہیں عافیت مانگتے کیا جب عذاب آ نازل ہو گا تو اس وقت ایمان لاؤ گے؟ ایسا کرو گے تو اس وقت تمہیں کہا جائے گا کہ اب ایمان لاتے ہو اور اس سے پہلے تو تم اس عذاب کو جلدی جلدی مانگ رہے تھے۔ غرض وہ عذاب کسی طرح دفع نہ ہو گا بلکہ بدکاروں کو تباہ کرے گا۔ پھر بعد موت ظالموں کو کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو اپنے ہی کئے کا بدلہ ملے گا کسی طرح کی ظلم وزیادتی تم پر نہ ہو گی یہ سن کر بڑی حیرانی سے تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ جو تو کہتا ہے سچ ہے؟ تو کہہ ہاں واللہ وہ بیشک سچ ہے یقیناً ہو کر رہے گا اور تم اللہ کو اس کے کاموں میں عاجز نہیں کر سکتے جو کام وہ کرنا چاہے تم کو کیسا ہی ناپسند کیوں نہ ہو تمہاری ناپسندیدگی سے رک نہیں سکتا یہ تو بھلا ایک معمولی آدمی ہیں وہاں تو کوئی بھی چھوٹ نہیں سکتا خواہ کیسا ہی بلند قدر اور ذی عزت کیوں نہ ہو بلکہ جس کسی نے ظلم اور بدکاری کی ہو گی اس کے پاس اگر تمام زمین کا مال ہو گا تو وہ سارے کا سارا بھی فدیہ میں دے دینے کو تیار اور مستعد ہو جاوے گا مگر قبول نہیں ہو گا اور جب عذاب دیکھیں گے تو پوشیدہ پوشیدہ ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا۔ یہ نہ سمجھو کہ کفار بڑے بڑے رئیس اور بادشاہ اور قوی ہیکل جوان مرد ہیں ایسے لوگوں کا پکڑنا آسان کام نہیں، سنو! جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ تو خدا ہی کی ملک اور حکومت ہے......

اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

ملک ہے یاد رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی تو زندہ رکھتا اور مارتا ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

اور اسی کی طرف تو تم سب پھیرے جاؤ گے لوگو! تمہارے پاس خدا کی طرف سے وعظ اور سینوں کی

شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ

بیماریوں کی شفا اور ہدایت اور ایمانداروں کے لئے رحمت پہنچ چکی ہے کہو یہ اللہ کے فضل

اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ قُلْ

اور اس کی رحمت سے ہے پس اسی سے خوشی منائیں وہ ان کے مال سے جو جمع کرتے ہیں کہیں بڑھ کر اچھا ہے تو کہہ

اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ

اللہ جو تمہارے لئے حلال رزق ہوا کرتا ہے پھر تم اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال تجویز کر لیتے ہو تو کہہ

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

کیا اللہ نے تم کو اس بات کا اذن دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کرتے ہو جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں قیامت کے دن کی نسبت

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

ان کا کیا خیال ہے

کسی کی مجال نہیں کہ کوئی اس کے سامنے چون و چرا کرے یاد رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہی تو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تو تم سارے پھیرے جاؤ گے۔ لوگو! سنو! تمہارے پاس خدا کی طرف سے وعظ اور نصیحت اور سینوں کی بیماریوں۔ کفر۔ شرک۔ ہوائے نفس وغیرہ کی شفا اور ہدایت اور ایمانداروں کے لئے رحمت پہنچ چکی ہے یعنی قرآن شریف آ گیا پس اس پر عمل کر کے نجات پا جاؤ تو یہ بھی ان سے کہہ دے یہ کوئی میری کوشش اور سعی کا نتیجہ نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے پس اسی سے خوشی منائیں وہ قرآن اور حکمت ایمانیہ ان کے مال و اسباب سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں کہیں بڑھ کر اچھا ہے تو ان سے کہہ تم مجھ سے ایسے بگڑتے کیوں ہو آخر جس جس مسئلہ میں ہمارا تمہارا اختلاف ہے کیا وہ ایسے ہی ہیں کہ ان کا سمجھنا محالات سے ہے؟ نہیں بلکہ دلیل کے ذریعہ آسانی سے تنازع نمٹ سکتا ہے اگر جہالت سے گفتگو نہیں کرتے ہو تو بتلاؤ اللہ جو تمہارے لئے حلال رزق پیدا کرتا ہے پھر تم اس میں سے بعض کو حرام از خود اللہ پر افترا کرتے ہو اگر کوئی دلیل ہے کہ خدا نے اذن دیا ہے تو لاؤ اور اگر اپنی من گھڑت باتوں سے افترا پردازی کرتے ہو تو بتلاؤ تعجب ہے کہ جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں جزا کے دن کی نسبت ان کا کیا خیال ہے وہ اس امر پر غور نہیں کرتے کہ اس بات میں ہمارا انجام کیا ہوگا

لے مشرکین کئی ایک چیزوں کو محض اپنی ہی تجویز سے حرام ٹھہرا لیتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۱

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَمَا تَكُونُ
اللہ ان لوگوں کے حال پر بڑے فضل کی نگاہ رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر گزاری نہیں کرتے۔ اور تو کسی
فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
کام میں ہو یا کوئی ایسی آیت قرآن سے پڑھے اور تم کوئی سا کام کرو ہم تمہارے
عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ
پاس حاضر ہوتے ہیں جب تم اسے ابھی شروع ہی کرتے ہو ذرا جتنی چیز بھی تیرے رب سے گم نہیں ہو سکتی
ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
نہ زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی سب کی سب
مُبِينٍ ۝ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ
کتاب مبین میں مندرج ہیں۔ سنو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔ جو لوگ
آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا
اللہ پر ایمان لاتے اور پرہیز کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کے
تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
حکموں کی تبدیلی ممکن نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ تو ایسا بڑا گناہ ہے کہ دنیا ہی میں خدا اس پر عذاب نازل کرے مگر ایسا نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے حال پر بڑے فضل کی نگاہ رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر گزاری نہیں کرتے حالانکہ وہ بندوں کے تمام کلی جزئی حالات سے بخوبی آگاہ ہے ایسا کہ کوئی کام ان کا اس سے مخفی نہیں رہ سکتا اور تو کسی کام میں ہو یا کوئی ایسی آیت قرآن سے پڑھ کر لوگوں کو سنائے اور تم بھی لوگو! کوئی سا کام کرو ہم (خدا) تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت بھی جب تم اس کام کو ختم کر چکتے ہو اور جب اسے ابھی شروع ہی کرتے ہو سب کچھ جانتے ہیں ذرا جتنی چیز تیرے رب سے گم نہیں ہو سکتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی سب کی سب کتاب مبین یعنی علم الٰہی[1] میں مندرج ہیں وہ سب کے اعمال واطوار سے واقف ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور جو اس سے الگ ہیں ان سے بھی واقف ہے دونوں فرقوں کے افعال کا نتیجہ بھی مختلف ہے سنو اللہ کے دوستوں اور اس سے نیاز مندانہ تعلق رکھنے والوں پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے مگر چونکہ خدا کی دوستی کا ہر ایک فریق دعوے دار ہے گو عمل کیسے ہی ہوں بقول شخصے

كُلٌّ يَدَّعِي وصلاً لليلى وليلى لا تقر لهم بذاك

اس لئے ہم خود ہی ان کی تعریف اور ماہیت بتلاتے ہیں کہ جو لوگ اللہ پر کامل ایمان لاتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں یہی اللہ کے ولی ہیں انہیں کے لئے دنیا اور آخرت میں مژدہ اور خوش خبری ہے گو غریب ہوں یا امیر غریبوں سے امیر چھین نہیں سکتے کیوں کہ اللہ کے حکموں کی تبدیلی ممکن نہیں اگر ہوش ہو تو جانو کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

۱) کتاب مبین سے مراد علم الٰہی ہے کیونکہ وہی سب کا ام الکتاب ہے ۲) ہر ایک لیلیٰ کے وصل کا دعویدار ہے مگر لیلیٰ کسی کے حق میں اقرار نہیں کرتی

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ

اور تو کافروں کی باتوں سے غمزدہ نہ ہو غلبہ سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے وہ سنتا اور جانتا ہے۔ سنو جو لوگ

لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اللہ کے غلام ہیں۔ اور جو لوگ اس کے سوا

دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ

شریکوں کو پکارتے ہیں وہ محض اپنی من گھڑت باتوں پر چلتے ہیں اور وہ نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ وہی

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

خدا ہے جس نے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا بیشک اس میں سننے والی قوم کے

لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا

لئے بہت سے نشان ہیں۔ کہتے ہیں خدا نے اولاد بنائی ہے سبحان اللہ وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے سب چیزیں جو

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اسی کی ہیں تمہارے پاس کوئی دلیل اس پر نہیں۔ کیا اللہ کی نسبت

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

ایسی باتیں کہتے ہو جو تم خود بھی نہیں جانتے

جو کچھ ہم نے تجھے بتلایا ہے اس پر جم جا اور تو کافروں کی باتوں سے غمزدہ نہ ہو کیونکہ عزت اور غلبہ سب کا سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے وہ سب کی سنتا اور سب کو جانتا ہے۔ سنو اس کا غلبہ کچھ معمولی سا نہیں بلکہ جو لوگ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اسی کے غلام ہیں کسی کی مجال نہیں کہ اس کی سلطنت اور شاہی اختیارات میں دخل دے یا دینے کا خیال بھی کرے جب ہی تو اسی کا ہو رہنے میں فائدہ ہے اور جو لوگ اس کے سوا اپنی طرف سے بنائے ہوئے شریکوں کو پکارتے ہیں وہ محض اپنی من گھڑت باتوں اور وہم پر چلتے ہیں اور ہوا پرستی میں وہ نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں جس سے ان کا مدعا ثابت ہو سکے۔ سنو ہم ان کے رد کی دلیل سناتے ہیں وہی ایک خدا مالک الملک ہے جس نے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن اور روشنی دینے والا بنایا تاکہ تم اس میں اپنے کاروبار کرو بیشک اس پیدائش میں دل لگا کر سننے والی قوم کے لئے بہت سے نشان اور دلائل ہیں لیکن جو اپنی عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھریں ان کا کیا ٹھیک وہ تو کہتے ہیں خدا نے بھی ہماری طرح اولاد بنائی ہے سبحان اللہ وہ تو ان سب عبودیت اور عجز و نیاز سے 'جس کے لئے لوگ اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں پاک ہے وہ سب سے بے نیاز ہے اس کو کسی طرح کی حاجت نہیں سب چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اسی کی ملک ہیں تمہارے پاس کوئی بھی دلیل اس دعویٰ پر نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی نظام عالم میں اختیار رکھتا ہے کیا پھر اللہ کی نسبت جہالت کی باتیں کہتے ہو جنہیں خود بھی پوری طرح نہیں جانتے ہو۔

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي

تو کہدے جو لوگ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں کبھی خیر نہ پائیں گے۔ دنیا میں

الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا

چند روزہ گزارہ ہے پھر ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے پس ہم ان کے کفر کی شامت میں سخت عذاب چکھائیں

يَكْفُرُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ

گے۔ اور ان کو نوح علیہ السلام کی خبر سنا جب اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو

كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا

اگر تم پر میرا رہنا اور اللہ کے حکموں کا وعظ سنانا گراں ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اپنی ساری

اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا

تدبیر سوچ لو اور ساجھیوں کو بھی شریک کرلو اور کسی طرح اپنے کام کو نہ بھولو پھر جو مجھ پر کرنا چاہو کرلو اور مجھے۔ ذرہ

تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ

بھی ڈھیل نہ دو۔ سو اگر تم منہ پھیرتے ہو تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ

اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں فرمانبرداروں سے بنوں۔ پھر لوگوں نے اس کی بات نہ مانی پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بیڑی کے ذریعہ بچالیا

تو کہہ دے یاد رکھو جو لوگ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں کبھی خیر نہ پائیں گے ان کے لئے دنیا میں چند روزہ گزارا ہے جس طرح چاہیں یہ دن پورے کرلیں پھر آخر کار ہماری طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے پس ہم ان کو ان کے کفر کی شامت میں سخت عذاب چکھادیں گے عقلی دلائل تو سن چکے ہو اور ایک نقلی دلیل بتلانے کی غرض سے ان کو حضرت نوح کی خبر سنا جب اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو۔ اگر محض میرا اس جگہ رہنا اور اللہ کے حکموں کا وعظ سنانا تم پر گراں اور ناپسند ہے تو جو کچھ چاہو کرلو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اپنی ساری تدبیر سوچ لو اور اپنے بنائے ہوئے ساجھیوں کو بھی اس مجلس شوریٰ میں شریک کرلو غرض سب مل کر ایک جا کوشش کرو اور کسی طرح اپنے کام کو نہ بھولو پھر جو کچھ مجھ پر کرنا چاہو کرلو اور ذرہ بھی مجھے ڈھیل نہ دو میری طرف سے ایک ہی منتر تمہارے مقابلہ پر کافی ہے جو میں تمہیں بتلا بھی دیتا ہوں سنو

سپر دم باد مایہ خویش را
اود اند حساب کم وبیش را

سو اگر تم میری تعلیم سے منہ پھیرتے ہو مجھے تو اس کا وبال نہیں کیوں کہ میں تم سے اس کی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں بجائے چون وچرا کرنے کے سیدھا اس کے فرمانبرداروں سے بنوں۔ پھر ایسے ملائم لفظوں میں سمجھانے پر بھی لوگوں نے اس کی بات نہ مانی پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بیڑی کے ذریعہ بچالیا۔

وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور انہیں کافروں کا جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی ہم نے انہیں غرق آب کردیا پس تو غور کر کہ ان

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

ڈرائے ہوؤں کا کیسا بدانجام ہوا۔ پھر ہم نے اس سے پیچھے کئی ایک رسول بھیجے پس وہ ان کے پاس دلائل

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى

بینہ لائے مگر پھر بھی وہ جس چیز کو پہلے ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے اسی طرح حدود سے بڑھنے والوں کے دلوں پر

قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ

ہم مہر کردیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اس سے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون

وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پس وہ متکبر ہو بیٹھے اور بدکاروں کی قوم تھے۔ پھر جب ہمارے پاس سے

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ

ان کو حق پہنچا کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب حق بات تمہارے پاس آئی تو

لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

اسے جادو کہتے ہو کیا یہ جادو ہے اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

اور انہیں کو کافروں کا جانشین بنایا یعنی جو کچھ ان کا مال واسباب تھا مسلمانوں کے قبضے میں آیا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی ان کو غرق آب کردیا پس تو غور کر کہ ان ڈرائے ہوؤں کا کیسا انجام بد ہوا پھر ہم نے اس نوح سے پیچھے کئی ایک رسول قوموں کی طرف بھیجے پس وہ ان کے پاس دلائل بینہ لائے مگر پھر بھی وہ جس چیز کو پہلے ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے اپنی ہی ضد پر اڑے رہے۔ یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ان کو دھتکار ہوئی اسی طرح حدود عبودیت سے بڑھنے والوں کے دلوں پر ہم مہر کردیا کرتے ہیں۔ ان سے توفیق خیر بھی چھن جاتی ہے پھر بھی ہم نے لوگوں کو بے ہدایت نہ چھوڑا بلکہ ان سے پیچھے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پس وہ بجائے ماننے اور ہدایت پانے کے الٹے متکبر ہو بیٹھے' لگے اپنی امیری کے گیت گانے نیکی و بدی امیری غریبی پر موقوف نہیں بلکہ بعض انسان اپنی خو خصلت میں ہی شریر اور بدذات ہوتے ہیں فرعونیوں میں دونوں ہی عیب تھے متکبر بھی اعلیٰ درجے کے تھے اور بدکاروں کی قوم بھی تھے پھر جب ہمارے پاس سے ان کو حق پہنچا تو اور تو کوئی جواب نہ دے سکے کہنے لگے یہ تو صریح جادو کی قسم ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب حق بات تمہارے پاس آئی تو اسے جادو کہتے ہو اندھے ہو دیکھتے نہیں کیا یہ جادو ہے جو مقابلہ میں دیکھ چکے ہو میں تو اس بات کو خدا کی نسبت کہہ کر کامیاب ہو گیا ہوں اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

بولے کیا تو ہمارے پاس اسی لیے آیا ہے کہ جس دین پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے اس دین سے ہم کو پھسلا دے

فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ

اور زمین میں تم دونوں بھائیوں کی بڑائی ہو اور ہم تمہاری بات نہ مانیں گے- فرعون بولا میرے پاس ہر جادو گر

سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۞ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

کو لاؤ- پھر جب جادو گر آئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ جو کچھ تم ڈالنا چاہتے ہو

مُّلْقُوْنَ ۞ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ

ڈال لو- پھر جب وہ ڈال چکے تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو ہے بیشک خدا اس کو برباد کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

اللہ مفسدوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا- اور اللہ اپنے حکم سے سچی بات کو ظاہر کرے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۞ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ

گو کافروں کو یہ برا ہی کیوں نہ لگے- پھر بھی فرعون کی قوم سے صرف چند آدمی موسیٰ پر ایمان لائے- سو بھی فرعون اور اس کی جماعت

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ

سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ کر دے اور فرعون زمین میں

سب کے سب عقل کے پتلے یوں بولے کیا تو اے موسیٰ ہمارے پاس اسی لئے رسول بن کر آیا ہے کہ جس دین پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے اس دین سے ہم کو پھسلا دے اور آپ ہمارا مقتدا بن کر جدھر کو چاہے چلا دے تاکہ زمین مصر میں تم دونوں بھائیوں کی بڑائی اور حکومت قائم ہو پس تم یاد رکھو کہ ہم تمہاری غرض سمجھ گئے ہیں اس لئے ہم تمہاری بات کبھی نہ مانیں گے- اور وہ بڈھا میاں فرعون بولا میرے پاس تو ہر ماہر فن جادوگر کو وظیفہ اور مال کثیر دے کر ملک کے ہر حصے سے لاؤ گو ہم ان کو یوں بھی تو مروا سکتے ہیں مگر ایسی جلدی بھی کیا ہے پہلے ان کے فن کا مقابلہ تو کرائیں حکم کی دیر تھی کہ سب حاضر ہوئے چنانچہ میدان مقرر ہوا فریقین کے حمایتی اور تماشبین لوگ سب جمع ہوئے پھر جب جادوگر حضرت موسیٰ کے سامنے آئے تو ان کے سوال کرنے پر موسیٰ نے محض خدا کا بھروسہ کر کے ان سے کہا کہ جو کچھ تم میرے مقابلہ پر ڈالنا چاہتے ہو تو ڈال لو تمہارے ارمان باقی نہ رہ جائیں پھر جب وہ اپنے ڈالنے کی قابل چیزیں ڈال چکے تو موسیٰ نے کہا بس تمہاری کائنات یہی ہے نادانو جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے بیشک خدا اس کو برباد اور ملیا میٹ کرے گا- کیوں کہ یہ اصلاح کے مقابلہ پر فساد ہے اور اللہ تعالیٰ مفسدوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا انجام کار وہی فساد ان کی بربادی کا موجب ہوتا ہے اور اللہ اپنے حکم سے سچی بات کو ثابت کرے گا گو کافروں کو بری ہی کیوں نہ لگے اتنا سن کر پھر بھی فرعون کی قوم سے صرف چند آدمی حضرت موسیٰ پر ایمان لائے سو وہ بھی فرعون اور اس کی جماعت اور پولیس مینوں اور سپاہیوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ کر دے اور اگر بظاہر دیکھا جائے تو ان کا خوف بھی بجا تھا کیوں کہ فرعون زمین مصر میں بڑا ہی متکبر اور مغرور تھا اور ساتھ ہی

اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

متکبر اور حد سے بڑھا ہوا تھا- اور موسیٰ نے کہا بھائیو! اگر اللہ پر ایمان لائے ہو

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا

تو اسی پر توکل کرو اگر تم فرماں بردار ہو- پس وہ بولے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا اے ہمارے مولا

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ

ہمیں ظالموں کے لئے امتحانات مت بنا- اور اپنی مہربانی کے ساتھ کافروں کے عذاب سے ہمیں نجات

الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

بخش- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ

اور اپنے گھروں کو عبادت گاہیں بنالو اور نماز پڑھو اور ایمان داروں کو خوشخبری سناؤ- اور موسیٰ نے

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

کہا کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کی جماعت کو دنیا میں زینت اور مال کثیر دیا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے ہیں پس اے ہمارے رب ان کے مالوں پر وبال ڈال اور ان کے دلوں کو سخت کر

اس کے وہ حد سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ جب فرعون نے دیکھا کہ عام رائے حضرت موسی کی طرف ہوتی جاتی ہے تو اس نے موسیٰ کے نام لیواؤں کو سخت شدت سے تکلیف پہنچانی شروع کی چنانچہ بنی اسرائیل سب کے سب حضرت موسیٰ کے پاس فریادی اور شاکی ہوئے اور موسی نے ان کے جواب میں کہا بھائیو اگر اللہ پر ایمان لائے ہو تو ان تکلیفوں میں اسی پر توکل اور بھروسہ کرو اور اگر تم فرماں بردار ہو تو ایسا ہی کرو۔ پس یہ سنتے ہی بنی اسرائیل کو ایسا اثر ہوا کہ وہ سب بیک زبان بولے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا- دعا کرتے ہوئے کہنے لگے اے ہمارے مولیٰ ہمیں ظالموں کے لئے امتحان مت بنا کہ وہ ہمارے ساتھ آزمائے جائیں گو یہ ٹھیک ہے کہ "خانہ ظالم برباد" لیکن "بعد بربادی مظلوم" اور فرعونی کافروں کے عذاب سے ہمیں نجات بخش اور ہم (خدا) نے موسی اور اس کے بھائی ہارون کو وحی کی کہ خاص شہر مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ اور اپنے گھروں میں عبادت گاہیں بناؤ اور ان میں نماز پڑھو۔ کیوں کہ فرعون تم کو عبادت کرنے سے مانع ہے اور تکلیف پر صبر کرنے والے ایمانداروں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لئے انجام بہتر اور فتح نمایاں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت موسیٰ نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے ہمارے مولا تو نے فرعون کو اور اس کی جماعت کو دنیا میں زینت اور مال کثیر دیا ہے جسکا نتیجہ ان کے حق میں یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے ہیں پس اے ہمارے مولیٰ انکے مالوں پر وبال ڈال اور ان کے دلوں کو سخت کر

فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

پس وہ جب تک دکھ کی مار نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔ خدا نے کہا تمہاری دعا قبول ہوئی

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ

پس تم دونوں بھائی مضبوط رہنا اور جاہلوں کی راہ پر نہ چلنا۔ اور ہم بنی اسرائیل کو جو دریا سے

اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

عبور کرانے کو تھے کہ فرعون اور اس کے لشکر نے ضد اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ

اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ

جب (فرعون) غرق ہونے کو ہوا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل کو ایمان ہے

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب ایمان لاتا ہے؟ اس پہلے تو بے فرمانی کر چکا ہے اور تو بڑا مفسد تھا

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

پس آج کے روز ہم تیرے جسم کو نجات دیں گے (باہر پھینکیں گے) تاکہ تو اپنے پچھلے لوگوں کے لیے نشان ہو اور بہت سے لوگ ہماری

النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ

نشانیوں سے غافل ہیں۔ اور بنی اسرائیل کو ہم نے سچے وعدہ گاہ پر پہنچایا اور

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ

ان کو پاکیزہ طعام کھانے کو دیے

پس وہ جب تک دکھ کی مار نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں حضرت موسیٰ دعا کرتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے خدا نے کہا تمہاری دونوں بھائیوں کی دعا قبول ہوئی پس تم دونوں بھائی مضبوط رہو اور جاہلوں کی رائے پر نہ چلنا۔ کیوں کہ ایسی سختی کے موقع پر نادان لوگ عموماً بے دینوں سے مصالحت اور ملاپ کی رائے دیا کرتے ہیں تم ان کی بات اور مشورہ نہ سننا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہم بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرانے کو تھے کہ فرعون اور اس کے لشکر نے ضد اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا کہ راہ میں پکڑ کر ہلاک کریں چنانچہ اسی دھن میں دریا میں کو دپڑے پس بجائے پکڑنے کے الٹے پکڑے گئے یہاں تک کہ فرعون جب غرق ہونے کو ہوا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل کو ایمان ہے اور میں خدا نہیں بلکہ اس کے فرماں برداروں سے ہوں۔ خدا کی طرف سے فرشتہ نے جواب دیا کہ اب ایمان لاتا ہے۔ اس سے پہلے تو تو مدت بدیر بے فرمانی کر چکا ہے اور تو بڑا مفسد تھا۔ پس آج کے روز ہم تیرا ایمان تو قبول نہ کریں گے البتہ تیرے جسم کو باہر پھینکیں گے تاکہ تو اپنے پچھلے لوگوں کے لئے جو تجھ جیسے نالائق محتاج کو خدا اور معبود سمجھتے تھے عبرت کا نشان ہو اور یہ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہماری قدرت کی نشانیوں سے غافل ہیں۔ ہر چند فرعون تگ ودو کرتا رہا کہ میری حکومت کمزور نہ ہوگی مگر ہمارے ارادوں کے مقابلہ پر اس کی ایک نہ چلی آخر وہ ہلاک ہوا اور بنی اسرائیل کو ہم نے سچے وعدہ گاہ پر پہنچایا یعنی جس زمین (کنعان) کے دینے کا ان سے وعدہ تھا وہ ان کو دی اور ان کو پاکیزہ اور عمدہ عمدہ قسم کے طعام کھانے کو دیے

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

پھر وہ مختلف نہ ہوئے مگر جب کہ ان کو علم حاصل ہو گیا بیشک جن جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں تیرا رب قیامت کے روز

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْــَٔـلِ

ان میں فیصلہ کرے گا- اور اگر تجھے ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک گزرے تو جو لوگ تجھ سے پہلی

الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

کتاب پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے بیشک خدا کی طرف سے تجھے سچی بات پہنچی

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ہے پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے مت ہوجیو- اور نہ ہی ان لوگوں سے ہونا جو اللہ کے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں ورنہ

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

تو بھی خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا جن لوگوں پر تیرے رب کا حکم لگ چکا وہ کبھی ایمان

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَلَوْ

نہ لائیں گے- اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کے نشان آویں جب تک وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے- تو

لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا

کیوں نہ کوئی بستی ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے نفع بھی ہوتا مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لاچکے تو

پھر وہ حسب وعدہ تورات[1] اس امر پر متفق رہے کہ موسیٰ کی مانند ایک نبی ضرور آئے اس امر میں وہ کبھی بھی مختلف نہ ہوئے مگر جب کہ ان کو قطعی علم اس کی تصدیق کا ہو گیا یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے مانند ہیں تشریف لے آئے بیشک جن جن باتوں میں اہل حق یہ اختلاف کر رہے ہیں تیرا رب یعنی خدا تعالیٰ قیامت کے روز ان میں بین فیصلہ کرے گا اور فرضاً اگر تجھے بھی ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک اور واہمہ گزرے یعنی اس خیال سے کہ یہ لوگ اہل کتاب جو اہل علم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں تیرے جواب سے شدید مخالف ہو رہے ہیں اس پر بتقاضائے بشریت تجھے یہ خیال گزرے کہ مبادا میں ہی غلطی پر نہ ہوں تو جو لوگ تجھ سے پہلی کتاب سمجھ اور لیاقت ودیانت کے ساتھ معانی پر غور وفکر کر کے پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے بیشک وہ تصدیق کریں گے کہ خدا کی طرف سے تجھے سچی بات پہنچی ہے- پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے مت ہو جیو اور نہ ہی ان لوگوں سے ہونا جو اللہ کے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں ورنہ تو بھی خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا- یہ خیال مت کر کہ یہ لوگ کیوں نہیں مانتے کیوں کہ جن لوگوں پر تیرے رب کے غضب کا حکم لگ چکا ہے جب تک وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے کبھی مار نہ کھائیں گے اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کے نشان بھی آویں ایسے لوگ نشان دیکھ کر ایمان لانے والے ہوتے تو کیوں نہ کوئی بستی یا قوم ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے بوجہ صحیح الایمان ہونے کے خدا کے نزدیک نفع بھی ہوتا یعنی کوئی قوم ایسے وقت میں ایمان نہ لائی جو ایمان کے لانے کیلئے مقرر ہے ہاں مگر یونس کی قوم پر شاباش کہ وہ عذاب دیکھنے سے پہلے ہی صرف اس بات پر خوف کھا کر کہ حضرت یونس کشفی طور پر عذاب کے آثار دیکھ کر ان سے نکل گئے تھے ساری قوم تائب ہوئی اور خدا کی طرف جھکے پھر جب وہ پختہ ایمان لا چکے تو ہم نے

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ

ہم نے بھی ذلت کا عذاب ان سے دنیا میں دور کردیا اور ایک وقت تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا اور اگر

شَاءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۚ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ

تیرا رب چاہتا تو سب زمین کے باشندے ایماندار ہو جاتے کیا تو لوگوں پر جبر کرسکتا ہے

حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

کہ وہ ایماندار بن جائیں- اور نہ کوئی شخص اللہ کے اذن کے سوا ایمان لا سکتا ہے

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي

اور ناپاکی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے- تو کہہ غور تو کرو کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

آسمانوں اور زمینوں میں کیا کیا چیزیں ہیں اور (ایسے) بے ایمانوں کو نہ تو نشان اور نہ ڈرانے والے کچھ کام دے سکتے ہیں

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا

پس یہ لوگ صرف اپنے سے پہلے لوگوں کے سے واقعات کے منتظر ہیں تو کہہ انتظار کرلو

بھی ذلت کا عذاب ان سے دنیا میں دور کردیا اور ایک وقت یعنی مدت دراز تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا اور ایک تسلی کی بات سن اگر تیرا رب چاہتا تو سب زمین کے باشندے ایماندار ہو جاتے کیا کسی کی مجال تھی کہ اس کے چاہے کو پھیر سکتا تو جو اتنا رنجیدہ خاطر ہوتا ہے کیا تو لوگوں کو جبر کرسکتا ہے کہ وہ ایماندار بن جائیں- سن رکھ تیرے جبر سے کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی شخص اللہ کے اذن توفیق ازلی کے سوا ایمان لا سکتا ہے یعنی منظوری الٰہی ہو تو ایمان لائیں گے بغیر اس کے نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ سعی کرنے والوں کو توفیق خیر دے دیا کرتا ہے اور بدکاریوں کی ناپاکی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو اس کی دی ہوئی عقل سے کام نہیں لیتے بھلا یہ بھی کوئی عقل سے کام لینا ہے کہ دنیا کے دھندوں میں تو ایسے پھنسے ہیں کہ مغرب سے مشرق کو اور مشرق سے مغرب کو مال تجارت پہنچا رہے ہیں اور روپیہ کمانے کے تمام نشیب و فراز سوچ رہے ہیں جہاز رانی کے لئے طرح طرح کے سامان ہوا اور موسم شناسی کے مہیا کر رکھے ہیں مگر اتنا خیال جی میں نہیں جم سکتا کہ اس کشتی کی طرح ایک روز ہمارا بھی کوچ ہے ہم کس جہاز پر بیٹھیں گے اور حسب حیثیت کس درجہ کا ٹکٹ ہم کو چاہیئے ایسے لوگوں سے تو کہہ کہ غور تو کرو کہ آسمانوں اور زمینوں میں کیا کیا عجائبات چیزیں ہیں کس نے ایسے مضبوط ڈھانچ پر ان کو چلایا ہے بیشک جس نے ان کو چلایا ہے بہت ہی بڑی قدرت کا مالک ہے اسی کے ہو رہنے سے سب کچھ مل سکتا ہے اس سے علیحدہ ہونے میں ہر طرح کی ذلت ہے تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

عزیز یکہ از درگہش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور یاد رکھو کہ اس کے حکموں سے سرتابی کرتے ہوئے ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ انسان سے توفیق خیر چھن جاتی ہے اور ایسے بے ایمانوں کو نہ تو اللہ کی قدرت کے نشان اور نہ اس کی طرف سے ڈرانے والے کچھ کام دے سکتے ہیں یعنی انکو نہ تو کسی نشانی سے ہدایت ہوتی ہے اور نہ کسی رسول اور واعظ کی تعلیم سے' پس یہ لوگ تیرے مخالف جواب ایمان نہیں لاتے تو گویا صرف اپنے سے پہلے لوگوں کے سے واقعات کے منتظر ہیں کہ جس طرح ان کو عذاب پہنچا انہیں بھی پہنچے گا تو یہ ایمان لائیں گے اے نبی تو ان سے کہہ کہ اچھا انتظار کرلو

إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ حَقًّا

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں- پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کو بچالیا کرتے ہیں اسی طرح

عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي

ایمانداروں کو بچانا ہمارے ذمہ ہے- تو کہہ کہ لوگو اگر تم میرے دین کی نسبت شک میں ہو تو

فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ

خدا کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو میں تو ان کی عبادت نہ کرونگا ہاں میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں مار

وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا

دیتا ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں ایمان رکھنے والوں سے بنوں- اور یہ کہ تو سچے دین پر یک طرفہ ہو کر اپنے کو قائم رکھ اور

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ

مشرکوں میں نہ مل جائیو- اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ ضرر

فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اگر پھر تو نے کیا تو فوراً تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا- اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا

لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ

کوئی بھی اسے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے تو اس کے فضل کو کوئی تجھ سے پھیر نہیں سکتا

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ کافر جب نبیوں کے مقابلہ میں بضد ہی رہتے ہیں تو ہم ان پر عام عذاب بھیجا کرتے ہیں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کو اس عذاب سے بچالیا کرتے ہیں بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں کیونکہ ایمانداروں کو بچانا ہمارے ذمہ ہے جب تک ایماندار اپنے ایمان پر پختہ رہیں گے ہم بھی اپنے وعدہ پر پختہ ہیں- تو اور ایک بات بھی ان سے کہہ کہ لوگو اگر تم کو میرے دین کی نسبت شک ہو تو خیر مجھے بھی اس کی پرواہ نہیں خدا کے سوا جن لوگوں کو پکارتے اور دعائیں مانگتے ہو میں تو ان کی عبادت اور ان سے دعا نہ کروں گا۔ ہاں میں اللہ کی عبادت بیشک کرتا ہوں جو تمہارے ظاہر کے علاوہ تمہارے باطنی حواس پر قبضہ تام رکھتا ہے ایسا کہ تمہیں وقت پر مار دیتا ہے اس وقت چاہے تم کیسی تدبیریں کرو ایک بھی پیش نہیں جاتی مجھے یہی حکم ہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھنے والوں کی جماعت سے بنوں اور مجھے خدا نے یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ اے محمد ﷺ تو سچے دین پر یک طرفہ ہو کر اپنے آپ کو قائم رکھ اور ادھر ادھر ڈانوا ڈول ہونے سے مشرکوں میں نہ مل جاؤ اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ ضرر پھر یاد رکھ کہ اگر یہ کام تو نے کبھی کیا یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کو بغرض استمداد یا بطور عبادت پکارا تو فوراً تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا اور جو لوگ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت یا دعائیں کرتے ہیں ان کی غرض تو آخر بھی یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح سے ہماری تکلیف دفع ہو یا کسی قسم کا فائدہ پہنچے سو تو اس خام خیالی کو دل سے نکال رکھ اور یہ بات دل میں جما رکھ کہ اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اس کو ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے تو اس کے فضل کو تجھ سے کوئی پھیر نہیں سکتا

يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا

اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے حصہ پہنچا دیتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے- تو کہہ دے اے

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

لوگو! تمہارے پروردگار سے سچی تعلیم آچکی ہے پس جو کوئی ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت پائے گا

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا

اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنے ہی پر وبال لے گا اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں- اور تو اس

يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

تعلیم کی جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے پیروی کر اور صبر کر جب تک اللہ تم میں فیصلہ کردے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

سورۃ ھود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

میں ہوں اللہ دیکھنے والا- اس کتاب کے احکام محکم ہیں اور حکیم و خبیر کے ہاں سے مفصل بیان کی جا چکی ہیں

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو کچھ شک نہیں کہ میں تم کو اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں

اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے حصہ پہنچا دیتا ہے اور وہ باوجود بندوں کی سرکشی اور ہوا پرستی کے بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے بیشک تو بلند آواز سے کہہ دے کہ اے لوگو ایسے خدائے رحیم کو چھوڑ کر تم کیوں ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہو اب کس امر کی دیر ہے تمہارے پروردگار سے سچی تعلیم آچکی ہے۔ پس سن رکھو کہ جو کوئی ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت پائے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنے ہی پر وبال لے گا اور میں تم پر نگہبان یا افسر نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں سے مجھے سوال ہو یہ تو ان کو سنادے اور خود تو بھی اس تعلیم کی' جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے پیروی کر اور اس پیروی کرنے اور لوگوں کو سنانے پر جو تکالیف شاقہ مخلوق کی طرف سے تجھے پہنچیں' ان پر صبر کر جب تک اللہ تم میں فیصلہ کر دے کیوں کہ اسے سب کچھ معلوم ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے-

سورت ہود

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا ہی بخشنہار نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھنے والا- سچ سمجھو کہ اس کتاب قرآن شریف کے احکام مضبوط اور محکم ہیں اور خدائے حکیم و خبیر کے ہاں سے مفصل بیان کئے جا چکے ہیں۔ (تو کہہ کہ) سب سے اول حکم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو کچھ شک نہیں کہ میں تم کو اس کی طرف سے بدکاریوں پر ڈرانے والا اور نیکیوں پر خوشخبری سنانے والا ہوں اور دوئم درجہ بعد ایمان اور توحید کے یہ حکم ہے

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگا کرو پھر اسی کی طرف جھکے رہو تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک عمدہ گذران دے گا

وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور ہر ایک اہل فضل کو اس کی فضیلت دے گا اور اگر تم منہ پھیرو گے تو مجھے تم پر بڑے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

دن کے عذاب آنے کا خوف ہے۔ اللہ کی طرف تم سب نے پھرنا ہے اور وہ (خدا) سب چیزوں پر قادر ہے

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

سنو یہ لوگ اپنے سینے پھیرتے ہیں تاکہ خدا سے چھپ جائیں آگاہ رہو جب یہ کپڑے اوڑھتے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ جانتا ہے وہ سینوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے

کہ اپنے رب کے سامنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے گناہوں پر بخشش مانگا کرو پھر اسی کی طرف جھکے بھی رہو یہ نہیں کہ مطلب کے وقت تو اس کی منت سماجت کرو اور بعد مطلب براری کے منہ پھیر جاؤ تم اگر اس کے ہو رہو گے تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک عمدہ گزران دے گا یہ تو عام بخشش ہوگی اور ہر ایک اہل فضل کو جس نے زیادہ محنت کی ہوگی اس کی فضیلت کا عوض بھی دے گا اور اگر تم منہ پھیرو گے اور میری راست تعلیم اور سچی ہمدردی نہ مانو گے تو مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب آنے کا خوف ہے یعنی اس عذاب کا خوف ہے جس سے کفار کی ہلاکت ہوتی رہی ہے کیوں کہ اللہ کی طرف تم سب نے پھرنا ہے اگر اس سے تمہارا معاملہ اور نیاز مندگی کی نسبت درست نہ ہوئی تو پھر تمہاری کسی طرح خیر نہیں کیونکہ ہم بندے تو سب طرح سے عاجز ہیں اور وہ (خدا) سب چیزوں پر قادر اور توانا ہے باوجود اس نسبت قوت اور ضعف کے جو خدا اور بندوں میں ہے جس سے کوئی دانا انکار نہیں کر سکتا یہ لوگ اس سے ہٹے رہ کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں سنو یہ لوگ قرآن سننے سے اپنے سینے پھیرتے ہیں اور متمردانہ زندگی میں چاہتے ہیں کہ خدا سے چھپ جائیں یعنی گناہ کے کام کرتے ہوئے چھپ جاتے ہیں کہ خدا ہم کو نہ دیکھے کیسی جہالت کی بات ہے آگاہ رہو خدا سے کسی طرح چھپ نہیں سکتے وہ تو مخلوق کے ذرہ ذرہ حال سے واقف ہے عام احوال تو بجائے خود رہے جب یہ رات کو سوتے وقت کپڑے اوڑھتے ہیں۔ اس وقت بھی لحافوں کے اندر جو دلوں میں چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں یعنی جو حرکات جسمانیہ کرتے ہیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ وہ سینوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے خواہ وہ انکے سینوں میں ابھی تک آئے بھی نہ ہوں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ

اور جو جاندار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اور ان کا مستقل ٹھکانہ اور عارضی مقام دونوں وہ

مُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

جانتا ہے یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو

الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ

چھ دن میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم میں سے اچھے کام کرنے

عَمَلًا ۚ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ

والے کو ظاہر کرے اور اگر تو کہتا ہے کہ تم اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ (فوراً) بول اٹھتے ہیں کہ یہ

كَفَرُوْٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلٰٓى أُمَّةٍ

تو صریح دیوانہ پن ہے۔ اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک عذاب کو ان سے ہٹائے

مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۚ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ

رکھتے ہیں تو کہتے ہیں کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے سن رکھو جس روز وہ عذاب ان پر آنازل ہوا تو وہ ان سے پھرنے کا نہیں

وسعت علم کے علاوہ قدرت اور کمال یہ ہے کہ جو جاندار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے وہی ان سب کے رزق کا متکفل ہے ان کے لئے رزق پیدا کرتا ہے اور ان کا مستقل ٹھکانہ اور عارضی مقام دونوں وہ جانتا ہے یہ سب کچھ کتاب مبین یعنی اس کے روشن علم میں آچکا ہے اور سنو وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن کی مدت میں پیدا کیا اور ان موجودہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا یعنی آسمانوں اور زمینوں کے صورت پذیر ہونے سے پہلے پانی تھا اس پر بھی خدا ہی کی حکومت تھی اور اب بھی ہے پھر تم کو پیدا کیا تاکہ تم میں سے اچھے کام کرنے والوں کو ظاہر کرے اور بعد موت دوسری زندگی میں ان اعمال کا پھل بخشے مگر یہ تیرے مخالف ایسے گمراہ ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں اور اگر تو کہتا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ فوراً بول اٹھتے ہیں کہ یہ تو صریح دیوانہ پن ہے گویا کسی نے اس نبی کو معاذ اللہ جادو کر دیا ہے اسی کے اثر سے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے پھر طرفہ تر یہ کہ ایسی بے ہودہ گوئی کی سزا بھی دنیا میں فوراً چاہتے ہیں اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک عذاب کو ان سے ہٹائے رکھتے ہیں تو بجائے عافیت طلبی اور شکر گزاری کے کہتے ہیں کہ کسی چیز نے اس عذاب کو ہم سے روک رکھا ہے کیوں جلد نہیں آتا جس سے غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ نبی سچا ہوتا تو اس کی تکذیب پر خدا ہم سے مواخذہ کرتا؟ لیکن سن رکھو کہ جس روز وہ عذاب ان پر نازل ہوا تو وہ ان سے پھرنے کا نہیں ان کو پیس ڈالے گا

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا

اور جس امر کی ہنسی اڑا رہے ہیں وہ ان پر گھیرا ڈال لے گا اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے مہربانی کا حصہ

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ

دے کر پھر وہ نعمت چھین لیتے ہیں تو سخت ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف کے جو اس کو چمٹ

ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ

رہی تھی کہ گویا اس کے گلے کا ہار ہو رہی تھی کسی قدر راحت بخشتے ہیں تو زوال نعمت سے بے فکر ہو کر کہتا ہے کہ سابقہ تکلیفات

صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ فَلَعَلَّكَ

مجھ سے چلی گئیں بیشک وہ اترانے والا شیخی بھگارنے والا ہے مگر جو لوگ صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے شاید تو

تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا

بعض احکام الٰہیہ جو تیری طرف نازل ہوئے ہیں چھوڑنے کو ہے اور اس وجہ سے تو دل میں تنگ ہوتا ہے کہتے ہیں کیوں نہیں

اور جس امر کی ہنسی اڑا رہے ہیں وہ ان پر گھیرا ڈال لے گا ایسا کہ کوئی بھی ان سے نہ بچ سکے گا انسان کی طبیعت ہی کچھ ایسی کمزور ہے کہ آرام ہو تو مغرور ہے اور اگر ہم نالائق انسان کو اپنی طرف سے مہربانی کا حصہ دے کر پھر اس سے وہ نعمت چھین لیتے ہیں تو بجائے اس کے کہ یہ خیال کرے کہ جس خدا نے پہلے مہربانی کی تھی اس سے اب بھی امید رکھنی چاہیے الٹا سخت ناامید ناشکر گزار ہو جاتا ہے اور گھبراہٹ میں واویلا کرنے لگ جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف کے جو اس کو ایسی چمٹ رہی تھی کہ گویا اس کے گلے کا ہار ہو رہی تھی کسی قدر راحت بخشتے ہیں تو زوال نعمت سے بے فکر ہو کر کہتا ہے کہ سابقہ تکلیفات مجھ سے چلی گئیں گویا اب وہ خود مختار ہے کہ کوئی اس کی نعمتوں کو اس سے چھین نہیں سکتا اور تکلیف پہنچا نہیں سکتا بے شک وہ نالائق تھوڑی سی بات پر بڑا اتراتے والا شیخی بھگارنے والا ہے گو یہ بد خصلت اس کی فطرت اور منت میں تو نہیں مگر بد صحبت کا اثر اس میں ایسا جاگیر ہو رہا ہے مگر جو لوگ اللہ کی دی ہوئی تمام تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ مالک الملک کے قبضے میں ہے تنگی میں گھبراتے نہیں فراخی میں اتراتے نہیں غرض ان کا خیال ہوتا ہے کہ ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

انہی لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے بخشش اور بڑا اجر ہے یہی راہ راست ہے کوئی مانے یا نہ مانے تو کہنے سے مت رکا کر۔ یہ نہ مانیں گے تو تیرا کیا لیں گے تو جو ان سے دل تنگ ہوتا ہے کہ بعض احکام الٰہی جو تیری طرف نازل ہوئے ہیں ان کو بتلانے چھوڑنے کو ہے اور شاید اس وجہ سے دل میں تنگ ہوتا ہے کہ تجھ پر طعنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ اللہ کا رسول ہے تو کیوں نہیں اس کو

أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اس کو خزانہ ملا یا اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا

وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَ

اختیار ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے قرآن بنالیا ہے تو کہہ دس سورتیں اس قسم کی بنائی ہوئی لے آؤ اور

ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا

اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا

لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

کہا نہ کر سکیں تو تم جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں پس کیا فرماں بردار نہ بنو گے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اسی کی زینت چاہتے ہیں ان کے کاموں کا بدلہ ہم ان کو اسی دنیا ہی میں دے دیا کرتے ہیں اور

يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ

اس میں ان کو کسی طرح سے نقصان نہیں ہوتا البتہ آخرت میں ان کو بجز آگ کے کچھ نصیب نہ ہوگا

خدا کے ہاں سے خزانہ ملایا اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو بازاروں میں اس کے ساتھ چلتا ہوا اس کی تصدیق کرتا اور لوگوں کو کہتا پھرتا کہ یہ اللہ کا نبی ہے اس کو مان لو تو کیا تو ایسے واہی تباہی اعتراضوں کے سننے سے طول خاطر ہوتا ہے اور یہ نہیں جانتا "مہ نورمی فشاند وسگ بانگ می زند" تجھے اس سے کیا تو تو صرف عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا اختیار ہے جو چاہے کر سکتا ہے خزانہ اور فرشتہ تو کیا ہے اس سے بڑے بڑے کاموں پر قدرت رکھتا ہے کیا اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے قرآن بنالیا ہے تو ان کے جواب میں کہہ چونکہ تم بھی میرے ہم جنس اور ہم زبان ہو دس سورتیں جن میں سے ہر ایک سورت ایک جواب مضمون کے برابر ہو اس قسم کی بنائی ہوئیں لے آؤ اور اس کے بنانے میں اللہ کے سوا جس کو بلا سکو مدد کے لئے بلالو غرض سب مل جل کر بھی کوشش کرلو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ قرآن آدمی کا بنایا ہوا ہے پھر اگر وہ تمہارا کہا نہ کر سکیں یقین بھی یہی ہے کہ ہرگز نہ کر سکیں گے تو تم جان لو کہ یہ کتاب قرآن شریف اللہ کے علم سے اترا ہے یعنی اس میں اس کی معرفت اور علم مذکور ہے اور یہ بھی جان لو کہ اس اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ جو اس کو سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کو معرفت خداوندی سے وافر حصہ ملتا ہے پس کیا تم مشرکو فرمانبردار نہ بنو گے۔ اور کب تک دنیا میں ایک دوسرے کے منہ تاکتے رہو گے کہ فلاں شخص مسلمان ہو تو ہم بھی ہوں ورنہ دنیاوی نقصان کا خطرہ ہے سنو جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب وزینت اور آسائش چاہتے ہیں اور اسی کے لئے تمام وقت صرف کر دیتے ہیں ان کے کاموں کا بدلہ ہم اسی دنیا ہی میں دے دیا کرتے ہیں اور اس میں ان کو کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا جس قسم کی کوشش کرتا ہے بی اے بننے کی' ہو یا ایم اے کی' تجارت کی ہو یا وکالت کی سب کی کوششوں کو خدا مناسب طریق سے کامیاب کر دیتا ہے البتہ چونکہ دنیا ہی میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ آخرت میں ان کو بجز دوزخ کی آگ کے کچھ نصیب نہ ہوگا۔

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

اور جو کچھ دنیا میں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں سب اکارت اور ضائع ہونے کو ہے- کیا جو کوئی اپنے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

ہدایت پر ہو اور اس کے نفس سے ایک شاہد بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب جو امام اور رحمت تھی تائید

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا

کرتی ہو حقیقۃً قرآن پر انہی کو ایمان ہے اور جو کوئی ان گروہوں میں سے اس سے انکاری ہوگا آگ اسی کا ٹھکانہ ہے پس تو

تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾

اس امر سے شک میں نہ ہوجیو بیشک یہ قرآن حقانی تعلیم تیرے رب کے ہاں سے اتری ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ

اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے- یہ لوگ خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ

يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾

کہیں گے یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

اور جو کچھ یہ دنیا میں کر چکے ہیں اور اس وقت کر رہے ہیں سب کا سب اکارت' ضائع اور باطل ہونے کو ہے کیونکر ضائع نہ ہو جبکہ یہ لوگ چلتے بھی الٹی چال ہیں کیا جو کوئی اپنے پروردگار کی اتاری ہوئی ہدایت پر کاربند ہو اور خود اس کے نفس سے اس ہدایت کی تقویت کو ایک شاہد بھی موید ہو' یعنی وہ طبیعت خداداد بھی سلیم رکھتا ہو اور اس موجودہ ہدایت سے پہلے اتری ہوئی حضرت موسیٰؑ کی کتاب توریت جو اپنے وقت میں امام اور رحمت تھی' بھی اس کی تائید کرتی ہو یعنی وہ بھی یہی مضمون بتلاتی ہے کہ خدا کی[1] رضا جوئی میں سب قسم کے فوائد اور سب نیکیوں کی بنا ہے کیا یہ اور مذکور الصدر دنیادار ایک سے ہیں ہر گز نہیں جن میں یہ اوصاف مذکورہ پائے جاتے ہیں حقیقۃً قرآن پر انہیں کو ایمان ہے ورنہ بہت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے بھی ہیں جن کی غفلت اور بے پرواہی کی وجہ سے خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ خدا کے ہاں صرف لفاظی کام نہیں آتی بلکہ عمل اور جو کوئی ان گروہوں میں سے اس سے انکاری ہوگا آگ اسی کا ٹھکانہ ہے پس تو اس امر سے شک میں نہ ہو جانا بے شک یہ قرآن حقانی تعلیم تیرے رب کے ہاں سے اتری ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے جہالت سے جھوٹی باتوں اور بہتان بازیوں کے پیچھے جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں یعنی الہام یا وحی کے مدعی ہوں یا کوئی ایسی تعلیم خدا کے نام سے بیان کریں جس کا اس نے ارشاد نہ کیا ہو ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے یہ لوگ خدا کے سامنے برے حال سے پیش کیے جائیں گے اور اس وقت کے گواہ یعنی انبیاء علیہم السلام ان کو پہچان کر کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا اور اس جھوٹ کی بدولت خدا کے نزدیک ظالم بنے تھے پس سنو ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے-

---

۱) ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی کی طرف اشارہ ہے

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی سوچتے رہتے تھے اور وہ آخرت سے

كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

منکر تھے۔ یہ لوگ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے تھے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

متولی نہ تھا۔ ان کو دوہرا عذاب ہوگا نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھ

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

سکتے تھے۔ انہی لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا ہے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے ہیں

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سب ان کو بھول جائیں گی۔ کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ

بھی نیک کرتے رہے اور اپنے پروردگار کے ہو رہے یہی لوگ جنت والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾

فریقوں کی مثال اندھے بہرے اور سوانکھے۔ اور سننے والے کی سی ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ پھر کیا تم سمجھتے نہیں ہو

جو جہالت میں اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس راہ میں محض ضد اور عناد سے کجی سوچتے رہتے تھے اور آخرت یعنی اعمال کی جزاو سزا سے منکر تھے مگر چونکہ یہ لوگ دنیا میں خدا کو اجراء احکام میں عاجز نہیں کر سکتے تھے بلکہ خود اس کے آگے عاجز تھے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی بھی متولی نہ تھا اس لئے کچھ بھی کامیاب نہ ہوئے بلکہ الٹے مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ عام کفار سے ان کو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ وہ ایسے متکبر اور حق گوؤں کے دشمن تھے کہ نہ حق بات سن سکتے تھے اور نہ حق گوؤں کو دیکھ سکتے تھے اپنے ہی حسد میں جلے بھنے جاتے۔ انہی لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا ہے اور جو کچھ دنیا میں افترا پردازیاں کرتے ہیں سب کی سب ان کو بھول جائیں گی کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت کی منڈی میں نقصان اٹھائیں گے بخلاف اس کے جو لوگ ایماندار بنے اور عمل نیک یعنی ادائے حقوق خداوندی عبادت اور تادی حقوق العباد یعنی مخلوق سے نیک سلوک کرتے رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے پروردگار کے ہو رہے ہر بات میں ان کا اصول یہ رہا کہ

سپردم بتو مایہ خویش را
تودانی حساب کم وبیش را

یہی لوگ جنت والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ان دونوں فریقوں میں اللہ والوں اور دنیا داروں کی مثال اندھے بہرے اور سوانکھے اور سننے والے کی سی ہے کہ قسم اول ہر لذت سے جو دیکھنے سننے سے تعلق رکھتی ہے محروم ہے یعنی زندگی ان پر دوبھر ہے' بخلاف قسم ثانی کے کہ ہر طرح کے عیش وعشرت اور لذات سے متمتع ہیں کیا یہ دونوں اندھے اور سوانکھے برابر ہیں ہرگز نہیں پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم سمجھتے نہیں ہو؟

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ز اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

اور نوح کو اس کی قوم کی طرف ہم نے بھیجا کہ میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی

اللّٰهَ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ پس اس کی قوم میں سے کافروں کی جماعت

مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ

نے کہا کہ ہم تجھے اپنے جیسا ایک آدمی جانتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے تیرے تابع ہوئے ہیں ہمارے رذیلے

اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْىِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ

ہیں سرسری سمجھ سے تیرے ساتھ ہو لئے اور ہم تیرے میں کوئی مزیت اپنے پر نہیں پاتے بلکہ ہم تجھے جھوٹا جانتے ہیں

كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ

نوح نے کہا بھائیو! بھلا بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے پاس

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

سے مجھے رحمت دی ہوئی ہو اور وہ رحمت تمہیں معلوم نہ ہو تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے مڑھ سکتے ہیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو

کہ جو لوگ اعلیٰ حاکم کے دربار میں مقرب ہوں مجرموں کی ان کے برابر عزت کیوں کر ہو سکتی ہے اسی امر کے ذہن نشین کرنے کو ہم نے خاندان نبوت قائم کیا اور حضرت نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف ہم نے اسی غرض سے بھیجا کہ ان سے کہو کہ میں تم کو صاف صاف گناہوں کے کاموں پر ڈرانے والا ہوں سب سے اول حکم جس کی عدم تعمیل پر سخت گناہ ہے' یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کیا کرو ورنہ مجھے تمہاری نسبت دردناک دن یعنی قیامت کے دن کا خوف ہے کہ مبادا تم اس میں گرفتار ہو جاؤ پس یہ سنتے ہی اس کی قوم میں سے کافروں کی جماعت نے کہا کہ تو جو خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' تیرے میں کیا بڑائی ہے ہم تو تجھے اپنے جیسا آدمی جانتے ہیں یہ تو تیری اپنی حیثیت ہے اور اگر تیرے تابعداروں کی عزت کا خیال کریں تو وہ بھی کوئی معزز اور شریف نہیں' ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے تیرے تابع ہوئے ہیں عموماً سب کے سب ہمارے کمینے اور رذیلے ہیں کاش کہ وہ بھی کسی تحقیق سے تیرے ساتھ ہوتے بلکہ سرسری سمجھ سے تیرے ساتھ ہو لیے اور بڑی وجہ ہمارے نہ ماننے کی یہ ہے کہ ہم اپنے پر تیرے میں کوئی مزیت نہیں پاتے بلکہ ایسے ہی دعوے سے ہم تجھے جھوٹا جانتے ہیں پس مناسب ہے کہ تو اس خیال سے باز آجا ورنہ تیری خیر نہیں۔ نوحؑ نے یہ نالائق اور غیر معقول جواب سن کر کہا کہ بھائیو بھلا بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت دی ہوئی ہو اور بوجہ تمہاری باطنی بینائی نہ ہونے کے' وہ رحمت تمہیں معلوم نہ ہو اور تم ظاہری فضیلت کے متلاشی بنو کیونکہ اس کے دیکھنے کو ظاہری آنکھیں کام نہیں آتیں بلکہ دل کی بینائی درکار ہے تو کیا ہم اس رحمت کو تمہارے گلے مڑھ سکتے ہیں؟ حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

اے بھائیو میں تم سے اس پر مال نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ کے ہاں ہے اور نہ میں ایمان داروں کو' جنہیں تم حقیر سمجھتے

اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ

ہو دھتکار سکتا ہوں کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تم جہالت کرتے ہو- بھائیو اگر میں ان کو دھتکار دونگا

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

تو میری مدد کو اللہ کی طرف سے کون اٹھے گا کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے

خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ

پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ میرا دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو

اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں اللہ ان کو خیر نہ دے گا اللہ ان کے دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے ورنہ میں فوراً ظالموں میں ہو جاؤں گا

یعنی نبوت اور نیابت نبوت روحانی فضیلت پر متفرع ہوتی ہے جو ظاہر بینوں کی نظر سے مخفی ہے کیونکہ ان کی نظروں میں بجز درہم ودینار کے کوئی چیز قابل وقعت۔۔ نہیں ہوتی۔ حافظ شیرازی مرحوم نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے

در کوئے ماشکستہ ولی مخر ندوبس
بازار خود فروشی ازاں سوئے دیگرست

نوح علیہ السلام نے یہ معقول جواب دے کر ان کا ایک مخفی سوال بھی جو ابھی تک انہوں نے ظاہر نہ کیا تھا' دور کرنا چاہا اور کہا اے میرے قومی بھائیو تم سے اس تبلیغ پر مزدوری میں مال نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ کے ہاں ہے اور نہ میں ایمان داروں کو جنہیں تم حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو تمہاری خاطر تمہارے آنے پر اپنی مجلس سے دھتکار سکتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں خدا کے حضور واصل ہیں ظاہری زیب وزینت اگر ان میں نہیں تو اس کی انہیں پرواہ بھی نہیں کیا تم جانتے نہیں کہ

چو بنیو دگشت حافظ کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس دکے را

ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تم جو میری مجلس میں ان کی موجود پر آنے سے عار اور نخوت کرتے ہو تم اس میں سراسر جہالت کرتے ہو تمہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے ہاں دل سالم منظور ہے نہ لباس فاخر مطلوب بھائیو! چونکہ اللہ والے ہیں خدا ان کی حمایت پر ہے اگر میں ان کو دھتکار دوں گا تو میری خیر نہیں' مدد کو کون اٹھے گا اگر میں ایسا کر گزروں کیا تم سمجھتے نہیں کہ یہ معاملہ تو میرے اختیار سے باہر ہے اور سنو اگر میری غریبی کی طرف جاتے ہو تو میں تم سے یہ کہتا نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میرا دعوی ہے کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں کہ تمہارے فال گنڈے ڈالا کروں اور من گھڑت باتیں سنا کر تم کو دام تزویر میں لاؤں اور نہ میرا دعوی ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ جو ایمان دار تمہاری نظروں میں حقیر اور ذلیل معلوم ہوتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بھی ایسے ہی ذلیل ہیں کہ اللہ ان کو خیر سے کچھ حصہ نہ دے گا اللہ ان کے دلوں کا اخلاص جانتا ہے ورنہ میں ایسا کرنے پر فوراً خدا کے نزدیک ظالموں میں ہو جاؤں گا-

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ

بولے کہ اے نوح تو ہم سے جھگڑا شروع کر کے بہت ہی جھگڑ چکا پس جس عذاب کی دھمکی تو ہم کو سناتا ہے اگر تو

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

سچا ہے تو ہم پر لے آ- نوح علیہ السلام نے کہا اللہ ہی اسے تم پر لائے گا اگر چاہے گا اور تم اس

بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ

کو ہرا نہیں سکتے ہو- اگر میں تمہاری خیر خواہی کروں بھی تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ کام نہیں آسکتی جبکہ خدا ہی

یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

تم کو گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسکی طرف ہی تم پھیرے جاؤ گے- کیا (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے قرآن کو

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ع وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ

اپنے پاس سے بنالیا ہے تو کہہ اگر میں نے بنالیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور میں تمہارے جرموں سے جو تم کرتے ہو بری الذمہ ہوں

اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ جتنے لوگ تیری قوم سے ایمان لاچکے ہیں بس ان کے سوا (اب) کوئی ایمان نہ لائے گا

ایسی صاف اور پر از نور وہدایت تقریر دل پزیر سن کر ظالم بجائے تسلیم کرنے کے بولے کہ اے نوح تو تو بڑا ہی بولنے والا اور جھگڑالو ہے تو ہم سے جھگڑا کر کے بہت ہی جھگڑ چکا جس کا جواب ہم تجھے دینا نہیں چاہتے کیونکہ تو ہمارا دماغ چاٹ جاتا ہے تیری زبان لوہے کی قینچی ہے کسی وقت اور کسی حال میں رکتی ہی نہیں، کسی کی مخالفت اور رعب تجھ پر اثرا نہیں کرتا پس بہتر ہے کہ جس عذاب کی دھمکی تو ہم کو سناتا ہے اگر تو سچا ہے تو ہم پر لے آ- نوحؑ نے کہا جھگڑے کے متعلق جو تم نے کہا ہے وہ تو جو کچھ میں کہتا ہوں خدا کی تعلیم سے کہتا ہوں میری کج مج زبان میں بھلا اتنی گویائی کہاں کہ اتنی تقریر کرسکوں عذاب بھی اللہ ہی کے قبضے میں ہے وہی اسے تم پر لائے گا اگر چاہے گا اور تم اس کو کسی طرح ہرا نہیں سکتے ہو اگر میں تمہاری خیر خواہی کروں بھی تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ کام نہیں آسکتی، جب کہ خدا ہی تمہاری بدعہدیوں اور حق سے ضد وعناد کرنے کی وجہ سے تم کو گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا ہمارا سب کا پروردگار ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے یہی حال ان تیرے مخاطبوں کا ہے بات ٹھکانہ کی تو کوئی کہتے نہیں، بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ کیا یہ بات بھی کوئی قابل توجہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے قرآن کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو کہہ اگر میں نے بنالیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور میں تمہارے جرموں سے بری الذمہ ہوں تم اپنی بہتری سوچ لو ایسا نہ ہو کہ قرآن حقیقت میں خدا کی طرف سے ہو اور تم جلدی میں بے سوچے سمجھے اس کی تکذیب کرنے لگ جاؤ تو عذاب الٰہی میں تم کو مبتلا ہونا پڑے جیسا نوح علیہ السلام کی قوم کو ہونا پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کیا اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی جتنے لوگ تیری قوم سے ایمان لاچکے ہیں ان کے سوا اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا

پس تو ان کی بدکاریوں پر غمگین مت ہو جیو- اور ایک بیڑی ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے بنا-

تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا

اور ظالموں کے حق میں مجھ سے دعا نہ کیجیو بے شک وہ غرق ہوں گے- اور نوح علیہ السلام بیڑی بناتے تھے اور اس کی

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ

قوم سے جب کوئی جماعت اس پر گزرتی تو اس سے مسخری کرتے نوحؑ کہتے اگر تم ہم سے مسخری کرتے ہو تو جیسی تم ہم

مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ

سے مسخری کرتے ہو' ہم بھی تم سے کریں گے- پس تم جان لو گے کہ کس پر عذاب نازل ہو گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا

دائمی بلا نازل ہو گی- یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور صبح روشن ہوئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو

احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

حکم دیا کہ ہر ایک قسم میں سے جوڑا جوڑا چڑھالے اور جس پر ہمارا حکم صادر ہو چکا ہے اسے چھوڑ کر اپنے گھر

وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾

والوں کو بھی' اور جو (تجھ پر) ایمان لائے ہیں ان سب کو اس بیڑی پر سوار کرلے اور نوح پر چند آدمی ہی ایمان لائے تھے

چونکہ یہ لوگ اپنی پاداش کو پانے والے ہیں پس تو ان کی بدکاریوں پر غمگین مت ہو۔ کرنا اور ایک بیڑی ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے بنا جس پر تم نے سوار ہونا ہو گا اور ان کی ہلاکت کے وقت رحم کھا کر ظالموں کے حق میں مجھ سے دعا نہ کرنا۔ کیونکہ وہ یقیناً غرق ہوں گے۔ ان کی ہلاکت اور تباہی کا وقت آگیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جس حال میں نوحؑ بیڑی بناتا تھا اس کی قوم سے جب کوئی جماعت اس پر گزرتی تو اس سے مسخری کرتے کہ بڑے میاں بارش کا تو نام و نشان نہیں اور اگر ہوئی تو اتنی سی بیڑی میں کون کون بیٹھے گا اچھا بنالو وقت پر ہمارے ہی کام آوے گی آخر بڈھوں نے تو پہلے ہی مرنا ہے نوحؑ ان کے جواب میں کہتے اچھا اگر تم ہم سے مسخری کرتے ہو تو ایک وقت آنے والا ہے کہ جیسی تم ہم سے مسخری کرتے ہو ہم بھی تم سے کریں گے مگر ہماری مسخری صرف مسخری نہ ہو گی بلکہ تمہارے حال پر شماتت ہو گی بس تم جان لو گے کہ کس پر عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی بلا نازل ہو گی غرض اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ہمارا حکم آپہنچا اور صبح روشن ہوئی تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم حیوانات میں سے جو تیرے اردگرد ہیں اور تیری ضروریات میں کام آنے والی ہیں' ان میں سے جوڑا جوڑا چڑھالے اور جس پر ہمارا حکم صادر ہو چکا ہے اسے چھوڑ کر باقی اپنے گھر والوں کو بھی اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب کو اس بیڑی پر سوار کرلے اور اصل بات یہ تھی کہ نوح پر چند ہی آدمی ایمان لائے تھے باقی عموماً مخالف تھے پس اس نے سب کو جو اس وقت موجود تھے سوار کرلیا-

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اور کہا کہ سوار ہو لو اللہ کے نام سے' چلے گی اور اسی کے نام سے ٹھہرے گی- بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ

اور وہ پانی کی لہروں میں جو پہاڑوں کی طرح تھیں ان کو لیے جاتی تھی' اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو الگ ایک کنارہ پر

مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى

کھڑا تھا بلایا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ- وہ بولا میں پہاڑ پر چڑھ

جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ

جاؤں گا وہ مجھ کو پانی سے بچا لے گا- نوح نے کہا بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں جس پر وہ

رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ

رحم کریگا وہی بچے گا اور ان میں پانی کی ایک لہر حائل ہوگئی پس وہ غرق ہوگیا- اور زمین کو حکم دیا گیا کہ

ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اے زمین تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان تو تھم جا اور پانی بھی اتر گیا اور کام بھی تمام ہوچکا اور بیڑی جودی پہاڑ

عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

پر آٹھہری اور پکارا گیا کہ ظالموں کی قوم دھتکاری گئی

اور کہا کہ سوار تو ہو لو لیکن اللہ ہی کے نام سے یہ چلے گی اور اسی کے نام سے ٹھہرے گی جہاں وہ چاہے گا ٹھہرا لے گا بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور وہ بیڑی پانی کی لہروں میں جو بلندی میں پہاڑوں کی طرح آتی تھیں ان کو لیے جاتی تھی۔ اور بارش بھی اپنا سماں دکھا رہی تھی۔ اتفاقاً نوح کو اپنا بیٹا نظر آیا۔ جس کی بابت شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

پسر نوح بابدان بہ نشست خاندان بنوتش گم شد

شفقت پدری کے جوش میں نوح نے فوراً اپنے بیٹے کو جو الگ ایک کنارہ پر کھڑا تھا بلایا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا تاکہ تو بچ رہے اور کافروں کے ساتھ نہ رہ' اسی پانی سے ان کی ہلاکت ہونے والی ہے وہ بولا کہ پانی کہاں تک برسے گا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھ کو بارش کے پانی سے بچالے گا وہاں تو بوجہ بلندی کے پانی ٹھہرانہ ہو گا۔ نوح نے کہا بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہاں جس پر وہ رحم کرے گا وہی بچے گا اسی اثناء میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے ان میں پانی کی ایک لہر حائل ہو گئی پس وہ غرق ہو گیا[1] اور زمین کو حکم دیا گیا کہ اے زمین تو اپنا پانی جو اس وقت تجھ پر ہے پی لے اور اے آسمان تو برسنے سے تھم جا اور پانی بھی اتر گیا اور اس قوم کا کام بھی تمام ہو گیا اور بیڑی تیرتی تیرتی جودی پہاڑ پر جو دجلہ اور فرات کے درمیان ہے آٹھہری اور پکارا گیا کہ ظالموں کی قوم جنہوں نے نوح کی تکذیب کی تھی خدا کے ہاں سے دھتکاری گئی

[1] طوفان نوح میں علماء کا اختلاف ہے کہ کل دنیا پر تھا یا صرف قوم نوح پر-راقم کے خیال ناقص میں پچھلا صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف کے متعدد مواقع سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک کوئی قوم نبی کا مقابلہ نہیں کرتی اور سچی تقلید کی تکذیب پر مصر اور بضد نہیں ہوتی اس وقت تک وہ ہلاک نہیں ہوتی سو یہ کہنا کہ حضرت نوح کی تبلیغ سب کو پہنچ گئی اس زمانہ کے رسل رسائل سے عدم واقفیت پر مبنی ہے-

وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ

اور نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا میرا بیٹا بھی میرے عیال سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل

وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ

سچا ہے تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ خدا نے کہا اے نوح وہ تیرے عیال سے نہیں ہے کیونکہ

عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسۡـئَلۡنِ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ

وہ نیک عمل نہیں، پس جس چیز کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا سوال نہ کیا کر میں تجھے سمجھاتا ہوں

اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـئَلَكَ مَا لَيۡسَ

کہ نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح بولے اے میرے مولا جس چیز کا مجھے علم نہ ہو اس کے سوال کرنے

لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۴۷﴾ قِيۡلَ يٰنُوۡحُ

سے میں تیری پناہ لیتا ہوں اور اگر تو میرے گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پا جاؤں گا۔ نوحؑ کو کہا گیا

نوحؑ کے بیٹے کا ذکر جو اوپر مذکور ہوا بالاجمال ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ بیٹے کی روگردانی دیکھ کر نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا میرا بیٹا بھی میرے عیال سے ہے اور تو نے میرے عیال کی بابت نجات کا وعدہ فرمایا ہے اور اس میں تو شک نہیں کہ تیرا وعدہ بالکل سچا ہے۔ اور تجھے اس کے پورا کرنے سے کوئی امر مانع نہیں۔ کیوں کہ تو سب حاکموں کا حاکم ہے خدا نے اس کے جواب میں کہا اے نوح وہ لڑکا تیرے عیال سے 'جس کی نجات کا تجھ سے وعدہ ہے' نہیں ہے کیونکہ تیرے عیال سے ہونے سے یہ مراد نہیں کہ فقط تیرے نطفہ سے ہو بلکہ یہ ضروری ہے کہ جیسا تو ہے وہ بھی نیک عمل ہو سو وہ نیک عمل نہیں اگر نیک عمل ہوتا اور تیرا کہا مانتا اور یہ تو قاعدہ مسلمہ ہے کہ

"میراث پدر خواہی علم پدر آموز"

پس جس چیز کی صحت کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا مجھ سے سوال نہ کیا کر۔ یعنی ایسی چیز مجھ سے طلب مت کیا کر کہ میں نے اس کا طلب کر دینا منع کر دیا ہو جیسا کہ پہلے تجھے اطلاع دی گئی تھی کہ

لا تخاطبنی فی الذین ظلموا

میں تجھے سمجھاتا ہوں کہ ایسے موقع پر غلبہ محبت میں نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح نے جب یہ کڑا جواب سنا تو حقیقت حال دیکھتے ہوئے بولے اے میرے مولا میری کیا مجال ہے کہ میں خلاف مرضی سرکار کے کروں جس چیز کی صحت کا مجھے علم نہ ہو اس کا سوال کرنے سے تیری پناہ لیتا ہوں مجھے بچالے کہ ایسے سوال نہ کروں میری توبہ ہے اور اگر تو میرا گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پاؤں گا کیونکہ میری زندگی کی تجارت میں تیری رضا ہی نفع بلکہ اصل راس المال ہے اور بس اس کے جواب میں خدا کی طرف سے نوحؑ کو کہا گیا اے نوح تجھے معاف کیا گیا۔ اب تو

اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

اے نوح تو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تیرے ساتھ والے لوگوں پر ہیں کنارہ پر اتر آ اور بھی قومیں

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ

ہیں ہم ان کو آسودگی دیں گے' پھر ہماری طرف سے ان کو دکھ کی مار ہوگی- یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتے ہیں

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ

اس سے پہلے نہ تو اور نہ تیری قوم ان کو جانتی تھی پس تو صبر کر انجام کار پرہیزگاروں

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

ہی کے لئے ہے- اور عادیوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے بھائیو! اللہ

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم میرے خدا پر محض افترا کر رہے ہو- بھائیو! میں اس پر تم سے عوض نہیں

اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

چاہتا میری اجرت تو اللہ ہی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا- کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اے بھائیو! خدا سے بخشش مانگو پھر اسی کی

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

طرف جھکے رہو وہ تم پر برستے بادل بھیجے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور مجرمانہ انحراف نہ کرو

ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ 'جو تجھ پر اور تیرے ساتھ والے لوگوں پر ہیں کنارہ پر اتر آ- اور جو تمہارے سوا دنیا میں اور بھی قومیں بس رہی ہیں ان کے ساتھ بھی اسی طرح برتاؤ ہو گا کہ چند روز ہم انہیں آسودگی دیں گے پھر ان کی شامت اعمال سے ہماری طرف سے ان کو دکھ کی مار ہو گی 'اے نبی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتے ہیں ورنہ اس سے پہلے نہ تو اور نہ تیری قوم ان کو جانتے تھے پس تو ان پر غور کر اور تکلیف پہنچے تو اسی طرح صبر کر کیونکہ انجام کار آخری میدان پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے- اور بعد قوم نوح علیہ السلام کے عادیوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو نبی کر کے بھیجا اس نے کہا اے بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں یہ جو تم نے ادھر ادھر سے نام نہاد کوئی بت کوئی قبر کوئی تعزیہ سا معبود بنا رکھے ہیں اس میں تم نرے خدا پر افترا کر رہے ہو بھائیو میں اس تبلیغ پر تم سے عوض نہیں چاہتا میری اجرت تو اللہ ہی کے ذمہ ہے- جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ بے غرض آدمی کی نصیحت مخلصانہ ہوتی ہے اے بھائیو گناہوں پر خدا سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو وہ تم پر برستے بادل بھیجے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور جو قحط سالی سے تم پر ضعف آرہا ہے اس کو دور کر دے گا پس اس کی تعمیل کرو اور مجرمانہ انحراف اختیار نہ کرو-

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا

بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی روشن دلیل تو لایا نہیں اور صرف تیرے کہنے سے تو ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے

نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ

اور نہ ہی ہم تیری مانیں گے- ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے کچھ تکلیف پہنچائی ہے- ہود نے کہا

اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں- پس تم سب

جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

میرے خلاف داؤ چلاؤ اور مجھے ڈھیل بھی نہ دو- میں نے اللہ ہی پر' جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے' بھروسہ کیا ہے جتنے جاندار ہیں- سب پر

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ

اسی کا دست تصرف ہے میرا پروردگار تو سیدھی راہ پر ہے- اور اگر تم روگردان ہی رہے تو جن باتوں

اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ؕ

سے میں مامور ہوا تھا وہ تو میں تمہیں پہنچا چکا اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا تم اس کا

اس سے تمہاری ہی بہتری ہے مگر نالائق بجائے تسلیم اور اطاعت کے یوں بولے اے ہود علیہ السلام تو ہمارے پاس کوئی روشن دلیل تو لایا نہیں جس سے ہم اپنی رسوم اور سابقہ مذہب کو چھوڑ دیں صرف تیرے کہنے سے تو ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی ہم صرف تیرے کہنے سے تیری مانیں گے تعجب ہے کہ کل دنیا ایک طرف ہے اور تو اکیلا ایک طرف' یہ دیوانہ پن نہیں تو کیا ہے ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تو جو ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور ان کی عبادت سے روکتا رہتا ہے ان میں سے کسی سریع الغضب نے تیرے دماغ پر تجھے کچھ تکلیف پہنچائی ہے جب ہی تو تو دیوانوں کی سی باتیں کرتا ہے ہود علیہ السلام نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں پس تم سب عابد و معبود مل کر میرے خلاف جس قسم کا داؤ چاہو چلالو اور تکلیف پہنچانے میں مجھے ڈھیل نہ دو- تمہارے مقابلے پر میرا ایک ہی منتر کافی ہے کہ میں نے اللہ ہی پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسہ کیا ہے میں اور تم کیا ہیں جتنے جان دار ہیں سب پر اسی کا دست تصرف ہے اس نے ہر ایک چیز کو قابو میں رکھا ہوا ہے سنو اگر تمہاری نیت خالص خدا کو راضی کرنے کی ہے تو وہ ایسے بے ہودہ طریقوں سے راضی نہ ہو گا کیوں کہ میرا پروردگار تو سیدھی راہ پر ملتا ہے یعنی جو اس کو ملنا اور راضی کرنا چاہے اسے[1] چاہیے کہ اس کے ساتھ شریک نہ کرے اور اسی کا ہو رہے اور اگر تم اس سیدھی اور سچی تعلیم سے روگردان ہی رہے تو میرا کیا حرج ہے جن باتوں سے میں مامور ہوا تھا وہ تو میں تمہیں پہنچا چکا ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے- بے فرمانی پر تم ہی ہلاک ہو گے اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا- جو تمہارے مال و اسباب کے تمہاری زندگی میں یا تمہارے مرنے کے بعد مالک ہو جائیں گے اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے

---

[1] ان اللہ ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم کی طرف اشارہ ہے-

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ

کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو اس کے ساتھ

آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا

ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا اور سخت عذاب سے ان کو نجات دی۔ اور یہی قوم عاد ہے جو اپنے

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ وَأُتْبِعُوا فِي

رب کے حکموں سے انکاری ہوئے اور اس کے رسولوں سے بے فرمان رہے اور گردن کشوں ضدیوں کے تابع رہے۔ اور دنیا اور آخرت

هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

میں ان پر لعنت ہوئی۔ سنو قوم عاد اپنے رب کی منکر ہوئی' سنو عاد جو ہود کی قوم

قَوْمِ هُودٍ ۝ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم

تھے' دھتکارے گئے۔ اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو

مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین سے پیدا کر کے اس میں آباد کیا پس تم اس سے بخشش مانگو پھر اسی کے

ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝

ہو رہو میرا پروردگار قریب ہے قبول کرنے والا ہے

بے شک میرا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے کوئی چیز اس کے قبضے اور نگرانی سے باہر نہیں چند سال تو ان کی ایسی ہی بنتی رہی آخر تباہ ہوئے اور جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کے متعلق آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی رحمت سے بچا لیا کسی معمولی بات اور تکلیف سے نہیں بلکہ سخت عذاب سے ان کو نجات دلائی کہ کوئی بھی ایسے عذاب سے بچا نہیں سکتا اور اگر تم نے ان کو دیکھا ہو تو یہی قوم عاد ہے جن کے مکانات سفر میں تمہاری نظروں سے گزرتے ہیں جو ایک زمانہ میں بڑے شاہ سوار اور گرانڈیل قوی ہیکل تھے اسی گھمنڈ میں وہ اپنے رب کے حکموں سے انکاری ہوئے اور اس کے رسولوں سے بے فرمان رہے اور حق سے گردن کشوں اور ضدیوں کے' جو ان میں رؤسا بنے ہوئے تھے' تابع رہے جس کے صلہ میں ان پر یہ تباہی آئی اور دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہوئی کیوں ہوئی؟ سنو اس لئے ہوئی کہ قوم عاد اپنے رب سے منکر ہوئی سنو عاد' جو ہود کی قوم تھے خدا کے ہاں سے دھتکارے گئے اب ان کو کہیں باعزاز جگہ نہ ملے گی کیونکہ

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور سنو ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول کر کے بھیجا اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کر کے اس میں آباد کیا ہے پس تم اپنے گناہوں پر اس سے بخشش مانگو پھر اسی کے ہو رہو' وہ تم کو آسودگی عنایت کرے گا کیوں کہ میرا پروردگار اپنے بندوں کے قریب اور دعائیں قبول کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا

وہ بولے اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تیرے سے بہت کچھ امید تھی' کیا جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ

ہیں ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے اور جس امر کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمیں اس میں سخت تردد ہے- صالح نے کہا اے بھائیو

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ

بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت مرحمت کی ہو اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ

کے عذاب سے کون میری مدد کریگا تم تو نقصان کے سوا مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ہو- بھائیو یہ اللہ کی اونٹنی جو تمہارے

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

لئے نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دینا کہ اللہ کی زمین پر کھاتی پھرے اور اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلد ہی تم کو عذاب

عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝

دبا ڈالے گا

وہ نالائق بجائے تسلیم اور شکر گزاری کے بولے صالح تجھے کیا ہو گیا تو کیسی بہکی باتیں کرنے لگ گیا ہے اس سے پہلے تو ہمیں تیرے سے بہت کچھ قومی بہبود کی امید تھی اب تو ایسا ہوا کہ ہماری ہی بیخ کنی کے درپے ہو گیا ہے کیا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے جو تو کرتا ہے کہ جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے اور عبادت کرتے چلے آئے ہیں ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے اس لیے ہم تیری نہیں مانتے اور جس نئی بدعت کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمیں اس کے ماننے میں سخت تردد ہے یہ لفظ بھی تیرے لحاظ سے ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ ہم تجھ کو اور تیری تعلیم کو بالکل افتراء سمجھتے ہیں صالح نے کہا اے بھائیو بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی دی ہوئی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت مرحمت کی ہو تو اس حال میں بھی اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں کہ تمہارے لحاظ سے یا دباؤ سے اس کی تعلیم تم کو نہ سناؤں تو بھلا میری خیر کہاں میں خود بھلا پھنسوں تو اس کے عذاب سے کون میری مدد کرے گا تم تو اپنی دوستی میں نقصان کے سوا مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ہو بھائیو اگر تم معجزہ اور نشان مانگتے ہو تو یہ اللہ کی اونٹنی[1] جو میری دعا سے پیدا ہوئی ہے تمہارے لیے نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دینا کہ اللہ کی زمین پر جہاں چاہے کھاتی پھرے اور اس کو کسی طرح سے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلد ہی تم کو عذاب دبا لے گا مگر وہ شریر ایسے کہاں تھے کہ اس کی مانتے بلکہ الٹے بگڑے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے

[1] اس اونٹنی کی بابت کسی آیت یا حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ کس طرح پیدا ہوئی تھی؟ البتہ اتنا معلوم ہے کہ اس اونٹنی کو حضرت صالح کی نبوت سے کچھ تعلق ہے پس ضروری ہے کہ کسی ایسی طرح سے ہوئی ہو کہ اس سے حضرت صالح کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہو اسی امر کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے-

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ۝

پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا تو صالح علیہ السلام نے کہا تین روز تک اپنے گھروں میں گزار لو یہ وعدہ خلاف نہیں۔ پس جب

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْیِ

ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی اور اس دن کی ذلت

یَوْمِىٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۝ وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

سے بچایا بیشک تیرا پروردگار بڑا ہی زبردست اور غالب ہے۔ اور ظالموں کو کڑک نے آ دبایا پس وہ اپنے گھروں کے

فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ

اندر اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا اس سرزمین پر وہ بسے ہی نہ تھے۔ سنو ثمودیوں نے اپنے پروردگار

اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝ وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ

سے انکار کیا آگاہ رہو ثمودی دھتکارے گئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے

قَالَ سَلٰمٌ

سلام کہا ابراہیم نے سلام کہا

پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا تو صالح نے کہا اب تو تمہاری خیر نہیں تین روز تک اپنے گھروں میں عافیت سے گزار لو بعد ازاں تم پر عذاب نازل ہوگا یہ وعدہ کسی طرح سے خلاف ہونے کا نہیں' مگر وہ ایسے بدذات اپنے غرور میں مست اور متکبر تھے کہ کسی بات نے ان پر اثر نہ کیا پس جب ہمارا حکم غضب آلود پہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی اور اس دن کی ذلت سے بچایا۔ جس دن کافروں پر ذلت آئی تھی۔ بے شک تیرا پروردگار بڑا ہی زبردست طاقت ور اور سب پر غالب ہے کسی کی مخالفت اس کے کاموں میں اثر نہیں کر سکتی خواہ کوئی کتنا ہی کیوں نہ ہو ان کو تو نجات ملی اور ظالموں کو بڑے زور کی کڑک نے آدبایا یعنی ایک آواز بڑے زور سے ان پر ایسی آئی کہ اس کی وحشت ان کا کام کر گئی پس وہ اتنے ہی سے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے رہ گئے ایسے کہ گویا اس سرزمین پر وہ بسے ہی نہ تھے نادان لوگ جانتے ہیں کہ ہم مقابلہ کس سے کرتے ہیں اس شہنشاہ مالک الملک سے جس کے سپاہیوں کو کہیں بھی روک نہیں ہمارے زنان خانہ تو بجائے خود رہے ہمارے رگ و ریشہ میں اس کی پولیس پہرہ دے رہی ہے اسی ہیبت اور حکومت عامہ کو کسی صاحب دل نے یوں ادا کیا ہے

ازیں بتان ہمہ در چشم تومی آئی
بہر کہ می نگرم صورت تومی بینم

سنو ثمودیوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا آگاہ رہو ثمود خدا کی جناب سے دھتکارے گئے اور سنو ایک دلچسپ قصہ تم کو سناتے ہیں جس سے تمہیں بھی ہدایت ہو اور تم جان لو کہ جو کام خدا کرنا چاہیے اسے کوئی نہیں روک سکتا وہ یہ ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کہا ابراہیم نے سلام کا جواب دیا۔

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ

تھوڑی دیر میں وہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آیا۔ پس جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کو نہیں بڑھتے

نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ

تو ان کو اوپرا سمجھا اور جی میں ان سے خوف زدہ ہوا۔ فرشتوں نے کہا کہ ابراہیم خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کے لیے بھیجے

لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ

گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی ہنس پڑی اور ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب

يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

کی۔ وہ ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں جنوں گی؟ حالانکہ میں بانجھ ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا یہ بیشک عجیب امر ہے

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

فرشتوں نے کہا تو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے اے ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بیشک وہ بڑی تعریفوں

مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

والا بزرگی والا ہے۔ پس جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے خوف دور ہوا اور خوشخبری اسے آچکی تو ہمارے ساتھ لوطیوں کے حق میں جھگڑنے لگا

اور دل میں ان کو مہمان سمجھا پس تھوڑی دیر میں وہ یعنی ابراہیم اپنی معمولی دریادلی اور مہمان نوازی سے ایک بچھڑا جو سردست اس کے پاس موجود تھا ذبح کر کے اس کا بھنا ہوا گوشت ان کے کھانے کو لے آیا۔ وہ فرشتے تھے بھلا وہ کیسے کھاتے۔ وہ کھانے سے رکے رہے تو جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ بھی کھانے کو نہیں بڑھتے تو چونکہ غیب دان نہ تھا۔ ان کی اس حرکت کو مہمانوں کے خلافِ عادت اوپرا سمجھا اور جی میں ان سے خوف زدہ ہوا کہ مبادہ یہ کسی دشمنی اور گزند رسانی کی نیت سے آئے ہوں۔ فرشتوں نے قیافہ سے ابراہیم (علیہ السلام) کا خوف معلوم کر کے کہا کہ ابراہیم خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں۔ اس وقت ابراہیم کی بیوی سارہ کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی بدذات لوطیوں کی خبر سن کر ہنس پڑی اور ہم نے فرشتوں کی معرفت اسے اسحاق کے تولد ہونے کی خوشخبری دی اور اسحاق سے بعد یعقوب کی وہ چونکہ بہت بوڑھی تھی سنتے ہی تعجب سے ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں اس عمر میں کیوں کر جنوں گی؟ حالانکہ میں بوڑھی ہونے کے علاوہ بانجھ بھی ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا پیر فرتوت ہے۔ یوں تو دنیا میں توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر یہ ایسا جننا کہ بیوی بانجھ ہونے کے علاوہ منہ میں دانت نہیں اور میاں ایک سو بیس برس کا کمر پر ہاتھ رکھے بغیر اٹھ نہیں سکتا تو بیشک عجیب امر ہے۔ فرشتوں نے اس کے جواب میں کہا تو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے۔ اے ابراہیم کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں تم بھی ایسا مایوسی کا خیال کرو گے تو اور لوگوں کا کیا حال بے شک وہ خدا بڑی تعریفوں والا اور بزرگی والا ہے۔ پس جب ابراہیم (علیہ السلام) کے دل سے خوف دور ہوا اور اولاد کی خوش خبری بھی اسے آچکی تو ہمارے فرشتوں کے ساتھ لوطیوں کے حق میں جھگڑنے لگا یعنی بڑی مضبوطی سے چاہتا تھا کہ لوط کی قوم ہلاک نہ ہو۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ

ابراہیم بڑا بردبار نرم دل خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دے تیرے رب کا قطعی حکم

جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

آچکا ہے یعنی ان پر عذاب اٹل آنے والا ہے۔ اور جب ہمارے فرستادہ

لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ

لوط کے پاس آئے تو ان کا آنا اسے برا معلوم ہوا اور جی میں گھبرایا اور کہا کہ یہ بڑی مصیبت کا دن ہے۔ اور اس کی

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

قوم کے لوگ اس کی طرف بھاگتے ہوئے آئے اور وہ اس سے پہلے بدکاریاں کیا کرتے تھے لوط نے کہا اے بھائیو

هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ

میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لئے پاک ہیں پس تم اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں غم زدہ نہ کرو

کیونکہ ابراہیم بڑا بردبار بڑا نرم دل اور ہر بات میں خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اصل میں ابراہیم کی نیت بھی نیک تھی کہ شاید ان میں کوئی نیک بھی ہو یا آئندہ کو پیدا ہو جائے لیکن چونکہ خدا کو سب کے حال سے پوری واقفی ہے اس لئے اسے کہا گیا اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دے۔ تیرے کہنے سننے سے یہ حکم ٹل نہیں سکتا کیونکہ تیرے رب کا حکم قطعی آچکا ہے یعنی ان پر عذاب اٹل آنے والا ہے ادھر تو یہ حال تھا جو تم سن چکے ہو اور ادھر لوط کی یہ کیفیت تھی کہ جب ہمارے فرستادہ ملائکہ لوط[1] کے پاس بشکل مرد آئے تو بوجہ عدم علم غیب کے ان کا آنا اسے برا معلوم ہوا اور جی میں گھبرایا کہ خدا جانے میری قوم کے بدذات لوگ ان کو کیا تکلیف پہنچائیں گے اور کس نالائق حرکت کے ساتھ ان سے پیش آئیں گے۔ اور کہا کہ یہ بڑی مصیبت کا دن ہے خدا خیر کرے ابھی وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا کہ فرشتے اندر آگئے اور اس کی قوم کے آوارہ لوگ ان کو دیکھ کر اس کے گھر کی طرف بھاگتے ہوئے آئے کیونکہ خوش شکل لڑکوں کی صورت میں تھے اور وہ لوگ اس واقعہ سے پہلے لواطت وغیرہ بدکاریاں کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر لوط نے ان کے سرکردوں سے کہا اے بھائیو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لئے بطریق شرعی[2] ہر طرح سے پاک اور صاف ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور مہمانوں کے بارے میں مجھے خفیف نہ کرو

---

[1] سرسید نے اس کے متعلق جو تقریر کی ہے اور جہاں تک عرق ریزی کر کے قرآن شریف جیسی واضح کلام کو اندھوں کی کھیر بنایا ہے ہمارے خیال میں ان کے جواب میں خود وہی تقریر ہے اس لئے اس موقع پر ہم ان سے معترض نہیں ہوئے۔

[2] جہلا کہا کرتے ہیں کہ حضرت لوط نے اپنی لڑکیوں کو اس طرح کیوں پیش کیا اگر لواطت منع تھی تو زنا بھی تو حرام ہے ہم نے اس لفظ (بطریق شرع) میں اس سوال کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی حضرت لوط کا یہ مطلب نہ تھا کہ ان کو لے جا کر یونہی زناکاری کرنے لگ جاؤ۔ نہ ہر ایک سے خطاب تھا بلکہ ان کے خاص ایک دو سرگروہوں سے کہا تھا کہ میری لڑکیاں بیاہ لو مگر ایسی حرکت نہ کرو۔

أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ۝ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ

کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں- بولے تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں اور

إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۝ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝

جو ہمارا ارادہ ہے وہ تجھے معلوم ہے- لوط علیہ السلام نے کہا اے کاش کہ آج مجھ کو قوت ہوتی یا کسی زبردست حمایتی کی پناہ میں ہوتا

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ

فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگار کے ایلچی ہیں یہ ہرگز تیرے پاس نہ پہنچ سکیں گے پس تو اپنے کنبے (کے لوگوں) کو لے کر

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

رات کو کسی وقت نکل جا اور کوئی تم میں سے پھر کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آنے کو ہے

الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

صبح کا وقت مقرر ہے کیا صبح قریب نہیں-؟ پس جب ہمارا حکم آپہنچا تو اس بستی کی اوپر کی جانب کو ہم نے پست

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ۝

کر دیا اور اس پر کنکروں کی پتھریاں جو خدا کے ہاں سے

آخر وہ کیا کہیں گے کہ ہم لوط کے گھر مہمان ہو کر آئے تو ہمارے ساتھ ایسی باتیں کی جا رہی ہیں کیا تم میں کوئی سمجھ دار بھلا آدمی نہیں؟ مگر وہ شہوت اور لواطت پر تلے ہوئے ایسے کہاں تھے کہ یہ بات ان پر اثر کرتی۔ یہ یک زبان بولے تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں۔ اور جو ہمارا ارادہ ہے وہ بھی تجھے معلوم ہے۔ ناحق تو تجاہل عارفانہ کر کے ہمیں ٹلانا چاہتا ہے لوط نے کہا کہ ہائے کاش آج مجھ کو اتنی قوت ہوتی کہ میں تن تنہا تمہارا مقابلہ کر سکتا یا کسی زبردست حمایتی کی پناہ میں آیا ہوتا جو تمہارے دفع کرنے پر قادر ہوتا۔ لوط علیہ السلام جب سب طرح کے حیلے کر چکا اور کوئی بھی کارگر نہ ہوا تو فرشتوں نے کہا اے لوط تو کس خیال میں ہے ہم تیرے پروردگار کے ایلچی ہیں تو ان کو چھوڑ دے۔ یہ ہرگز تیرے پاس تک نہ پہنچ سکیں گے پس تو اپنے کنبے کے لوگوں کو لے کر رات کے وقت اس شہر سے نکل جا اور کوئی تم میں سے پھر کر نہ دیکھے تاکہ کفار کی ہلاکت دیکھ کر مبادا تم کو بھی کوئی صدمہ پہنچ جائے مگر تیری بیوی ضرور دیکھے گی کیونکہ اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آنے کو ہے۔ انکے عذاب کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ لوط نے کہا اس سے بھی جلدی ہونی چاہیئے تو فرشتوں نے کہا کیا صبح قریب نہیں پس جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کو آپہنچا تو اس بستی کی اوپر کی جانب کو ہم نے پست کر دیا یعنی جتنے مکان بلند تھے سب کو سطح زمین سے ملا دیا۔ جتنے آدمی ان کے نیچے تھے۔ سب کو ہلاک کیا۔ کچھ یوں مرے اور بعض کو جو اس وقت میدان میں پھر رہے تھے یوں ہلاک کیا کہ اس بستی کے بعض حصہ پر ہم نے پتھروں کی کنکریاں برسائیں

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ
مقرر تھیں برسائیں اور وہ پتھریاں ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ اور ہم نے مدین والوں کی

شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ
طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ماپ تول میں کمی نہ کیا

وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ
کرو میں تم کو اچھی آسودگی میں دیکھتا ہوں اور تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے۔ اور اے

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
میرے بھائیو ماپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ
پھیلاتے پھرو۔ اللہ کا دیا ہوا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مانو اور میں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ
تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے

اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾
معبودوں کی عبادت کریا اپنے مالوں میں جس طرح سے چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں بیشک تو ہی بڑا نرم اور نیک بخت ہے

جو خدا کے ہاں ایسے ہی ظالموں بدکاروں کے لئے مقرر تھیں اور وہ پتھریاں ظالموں سے کچھ دور نہیں یعنی یہ پتھروں کی سزا ایسے بدذاتوں کے لئے کوئی مستبعد امر اور خلاف انصاف نہ تھا بلکہ وہ اسی کے مستوجب تھے۔ اور سنو اسی طرح ہم نے شہر مدین والوں کی طرف ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول کر کے بھیجا۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ یہ حکم تو تم کو خدا کی عبادت کے متعلق ہے اس کے علاوہ باہمی تمدنی احکام میں سے یہ ضروری ہے کہ تم ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کیا کرو اور ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو یعنی بھاؤ کرنے میں تمہیں اختیار ہے لیکن جو مقرر کر لو اس سے کم نہ دو تم خدا کے فضل سے تجارت پیشہ ہو میں تم کو اچھی آسودگی میں دیکھتا ہوں اور اگر ماپ تول کم کرنا نہیں چھوڑو گے تو تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے جس دن تمہارے جیسے سب مجرموں کو ایک جا جمع کر کے سزا دی جائے گی اور اسی مطلب کے واضح کرنے کو اس نے پھر کہا اے میرے بھائیو ماپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو اللہ کا دیا ہوا نفع ہر حال میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سچی بات مانو تو تمہارا بھلا ہو گا اور اگر نہ مانو گے تو میں تم پر نگہبان اور داروغہ نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں سے مجھے سوال ہو گا۔ وہ نالائق بجائے تسلیم کرنے اور ایمان لانے کے مخول کرتے ہوئے کہنے لگے اے شعیب تو جو لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہمیں یہی وعظ کیا کر کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو ترک کر دیں یا اپنے مالوں میں جس طرح سے چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں؟ واہ صاحب آج تک تو کوئی مصلح قوم اور ریفارمر ایسا قوم کا بہی خواہ پیدا ہوا نہیں جیسا تو پیدا ہوا ہے بیشک تو ہی بڑا نرم

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا

شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو! بتلاؤ تو اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے فضل سے مجھے حلال رزق دیا

حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

ہو اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں انہیں خود کروں میرا ارادہ تو حسب طاقت اصلاح

مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا

کرنے کا ہے اور مجھے توفیق اللہ ہی نے دی ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔ اے بھائیو میری

يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

عداوت سے ایسے کام نہ کرنے لگو جن کی وجہ سے تم پر نوح اور ہود اور صالح علیہ السلام کی قوم جیسا عذاب نازل

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ

ہو اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔ اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو

اور نیک بخت رہ گیا ہے۔ اور دنیا تو ساری کی ساری ڈوب گئی جو ایسا نہیں کرتے بہتر ہے جو ہوا سو ہوا اب آئندہ کو باز آ جا جس طرح تجارت کے اصول ہیں کہ زیادہ لینا اور کم دینا ہمارے ساتھ اسی طرح کیا کر شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو بتلاؤ تو اگر میں اپنے پروردگار کی دی ہوئی ہدایت پر ہوں اور اس نے محض اپنے فضل سے مجھے پاک اور حلال رزق عنایت کیا ہو اور مجھے حکم دیا ہو کہ میں تم کو سناؤں تو بھی میں خاموش رہوں اور تمہارے کہنے پر اپنے کہے کے مخالف چلوں حالانکہ نہ تو میں خاموشی کو پسند کرتا ہوں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ وہ خود کروں اور فرمان خداوندی

لِمَ تقولون ما لا تفعلون[1]

کا مصداق بنوں۔ یوں تو کہتا جاؤں کہ گاہکوں کو کم نہ دیا کرو اور آپ کم دینے لگوں۔ اس تمہاری نصیحت کو میں نہیں سن سکتا۔ کیونکہ میرا ارادہ تو حسب طاقت قوم کی صلاح کا ہے۔ اور سچے مصلحوں کا یہ کام نہیں کہ اپنے کہے کا آپ ہی خلاف کریں۔ ایسا کرنے والے ٹھگ ہوتے ہیں ایسوں ہی کے حق حافظ شیرازی نے کہا ہے ؎

واعظان کایں جلوے برمحراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

اور اصل میں مجھے اس تبلیغ کے کام کرنے کی توفیق بھی اللہ ہی نے دی ہے۔ اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میں تکلیف کے وقت جھکتا ہوں۔ حضرت شعیب نے یہ بھی کہا اے میرے قومی بھائیو تمہیں مجھ سے کیا عداوت ہو گئی ہے۔ اگر ہے تو کچھ میرا نقصان کر لینا لیکن میری عداوت سے ایسے کام تو نہ کرنے لگو جن کی وجہ سے تم پر نوح اور ہود اور صالح علیہم السلام کی قوم جیسا عذاب ہو اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔ ان کے واقعات پر بھی غور کرو اور اپنے پروردگار سے گناہوں پر بخشش مانگو پھر اسی[2] کی طرف جھکے رہو۔

---

[1] کیوں اپنے کہے پر عمل نہیں کرتے ہو

[2] الامر الاستمرار

إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ

میرا پروردگار بڑا مہربان محبت کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے شعیب تیری باتوں میں سے تو جو کہتا ہے اس میں بہت سی ہم نہیں سمجھ سکتے

فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ

ہم تجھے اپنی قوم میں بہت ہی کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو ہم نے مدت کا تجھے پتھروں سے مار دیا ہوتا اور تو

أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا

ہمارے نزدیک ذی رعب نہیں ہے۔ شعیبؑ نے کہا بھائیو میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے بڑھ کر معزز ہے؟ اور اللہ کو تم اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال چکے ہو میرا

تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ

پروردگار تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بھائیو تم اپنے طریق پر عمل کرتے رہو میں بھی کر رہا ہوں جسے عذاب آکر ذلیل کرے گا

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝

اور جو خدا کے نزدیک کاذب ہو گا تم خود اسے جان لو گے اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

نہ یہ کہ بقول شخصے ؎

عامل اندر زمان معزولی
شیخ شبلی و بایزید شوند

مطلب کے وقت اس کے بنو اور بعد مطلب کھسک جاؤ۔ تمہاری تھوڑی سی توجہ پر خدا تم پر مہربانی کرے گا کیونکہ میرا پروردگار بڑا مہربان بندوں سے بڑی محبت کرنے والا ہے۔ وہ نالائق بیک زبان بولے اے شعیب تیری باتوں سے جو تو کہتا ہے بہت سی ہم سمجھ نہیں سکتے۔ بھلا سمجھیں بھی کیا جو بدیہی بطلان ہوں ان باتوں پر فکر ہی کیا کریں ارے میاں یہ تو سیدھی بات ہے اور سب تاجروں کا مسلمہ اصول ہے کہ جس طرح سے ہو سکے گاہک کو راضی بھی کریں اور نفع بھی کمائیں وہ بجز اس کے کیونکر ممکن ہے کہ سیر کہہ کر بلا اطلاع پندرہ چھٹانک چیز دی جائے۔ اب تو بڈھے میاں جو صریح اصول سے منکر ہے تیری باتوں کو ہم کیا سمجھیں ہاں بعض دفعہ زبردست آدمیوں کے کہنے سے ہم اپنے مفید مطلب کام چھوڑ بھی دیا کرتے ہیں لیکن تجھ میں تو وہ بھی نہیں نہ تو خود جسمانی طاقت رکھتا ہے اور نہ کوئی فوج تیری تابع ہے۔ بلکہ ہم تجھے اپنی قوم میں بہت ہی کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو ہم نے مدت کا تجھے پتھروں سے مار دیا ہوتا اور تو کسی طرح ہمارے نزدیک باوقعت و بارعب نہیں ہے۔ لحاظ ہے تو تیرے کنبے کا ہے۔ شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو میرا کنبہ اللہ کے نزدیک تم سب سے بڑھ کر معزز ہے؟ جس کے خوف سے تم میرا لحاظ کرتے ہو اور اللہ کو ایسا سمجھ رکھا ہے کہ گویا تم اپنی پیٹھوں کے پیچھے اس کو ڈال چکے ہو۔ یعنی اس سے لاپرواہ ہو رہے ہو کہ گویا اس سے تمہارا کوئی مطلب ہی نہیں۔ سن رکھو کہ میرا پروردگار تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے تم چاہے کتنی ہی شوخیاں کرو اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں جا سکتے ہو۔ بھائیو ایک فیصلہ کی بات تم کو سناتا ہوں۔ جاؤ تم اپنے طریق پر عمل کرتے رہو میں بھی کرتا ہوں۔ چند روز کے اندر جسے عذاب آکر ذلیل کرے گا اور جو خدا کے نزدیک کاذب ہو گا تم خود اسے جان لو گے پس اب اسی پر کاربند رہو۔ اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے ان کو نجات دی اور ظالموں کو سخت

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا

آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے- گویا کہ اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے

بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

سن رکھو کہ مدین والوں کی ہلاکت ہوئی جیسی ثمودیوں کی ہلاکت ہوئی تھی- اور ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانوں کے اور ظاہر غلبہ کے ساتھ

مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پھر وہ فرعون ہی کی چال پر چلے حالانکہ فرعون کی چال درست

بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

نہ تھی- قیامت کے روز اپنی قوم کے آگے آگے ہوکر ان کو جہنم میں داخل کرے گا بہت ہی برا گھاٹ ہے وہ جس پر

الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

اتریں گے- اور اس دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگائی گئی اور قیامت کے روز بھی بہت ہی برا عطیہ ہے جو ان کو دیا جائے گا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰي نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا

یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو سناتے ہیں ان میں سے بعض استادہ ہیں اور بعض ویران- اور ہم

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

(خدا) نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے پس جب تیرے رب کا حکم آپہنچا

ایسا ہی ہوتا رہا اور جب ہمارا غضب آلود حکم پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی مہربانی سے ان کو نجات دی اور بے فرمان ظالموں کو سخت آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ ایسے "خس کم جہاں پاک" کے مصداق بنے کہ گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ لوگو سن رکھو کہ مدین والوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب پر خدا کے ہاں سے ایسی ہلاکت ہوئی جیسی ثمودیوں کی ہلاکت ہوئی تھی۔ اور سنو اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نشانوں اور ظاہر غلبہ کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا۔ پھر بھی وہ فرعون ہی کی چال چلے۔ حالانکہ فرعون کی چال درست نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز اپنی قوم کے آگے آگے ہو کر ان کو جہنم میں داخل کرے گا۔ بہت ہی برا گھاٹ ہو گا جس پر وہ اتریں گے اور اس دنیا میں انکے پیچھے لعنت لگائی گئی اور قیامت کے روز بھی اس کا ایسا اثر ہو گا کہ سب لوگ دیکھیں گے۔ بہت ہی برا عطیہ ہے جو ان کو دیا جائے گا۔ یہ کفار کی بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تم کو سناتے ہیں ان میں سے بعض کی چھتیں ہنوز استادہ ہیں اور بعض بالکل اجڑ بجڑ کر ایسی ویران ہوئی ہیں کہ "کسے اور اندا ندونہ شارد" اور بغور دیکھو تو ہم (خدا) نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ بے فرمانی سے اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے۔ خدا کے حکموں سے عدولی اور سرکشی ہی نے ان کو اس نوبت تک پہنچایا تھا۔ پس جب تیرے رب کا حکم ان کی ہلاکت کے لئے آ پہنچا

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا
تو ان کے معبودوں نے جن کو سوائے خدا کے وہ پکارا کرتے تھے کچھ بھی

زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ
کام نہ دیا سوائے تباہی کے ان کو کچھ بھی کام نہ دے سکے- اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ
تو بیشک اس کا عذاب نہایت ہی دردناک بڑی شدت کا ہوتا ہے- بیشک اس میں دلیل ان لوگوں کے لئے ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں

الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا
سب لوگ اس دن جمع کیے جائیں گے اور اس دن حاضر کیے جائیں گے- اور ہم اس کو ایک

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ
مقررہ وقت تک ملتوی رکھتے ہیں- جس وقت وہ آگیا کوئی نفس بھی بغیر اذن الٰہی کے نہیں بول سکے گا

فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ
پھر بعض ان میں بدبخت ہونگے اور بعض نیک بخت- پس جو بدبخت ہوں گے وہ آگ میں پڑیں گے اور گدھے کی سی آوازیں

شَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ
نکالیں گے- جب تک آسمان و زمین رہیں گے ہمیشہ اسی میں ان کو رہنا ہوگا آئندہ تیرے پروردگار کو

رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾
اختیار ہے تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فوراً کر گزرتا ہے

تو ان کے معبودوں نے جن کو خدا کے سوائے وہ پکارا کرتے تھے کچھ بھی کام نہ دیا بلکہ سوائے تباہی کے ان کو کچھ بھی کام نہ دے سکے۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم قوموں کی بستیوں کو پکڑتا ہے تو بیشک اس کا عذاب نہایت ہی دردناک بڑی شدت کا ہوتا ہے۔ کسی میں اسکی برداشت کی طاقت نہیں۔ بیشک اس سرگزشت میں عبرت کی دلیل ان لوگوں کے لئے ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ اس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور نیز اس دن سب لوگ ہمارے حضور حاضر کئے جائیں گے۔ ہم اس دن کو ایک مقرر وقت تک کسی مصلحت سے' جس کو ہم ہی جانتے ہیں ملتوی رکھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جس وقت وہ دن آگیا تو کوئی نفس بھی بغیر اذن الٰہی کے نہیں بول سکے گا۔ پھر اس دن سب کی کلی کھل جائے گی کہ بعض ان میں سے بدبخت ہونگے اور بعض نیک بخت' پس جو بدبخت ہوں گے وہ تو دوزخ کی آگ میں پڑیں گے۔ اور چیختے ہوئے گدھے کی سی آوازیں نکالیں گے۔ جب تک آسمان و زمین بعد تبدیل اس موجودہ تشکل کے قائم رہیں گے ہمیشہ تک اسی آگ میں ان کو رہنا ہوگا۔ آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے جسے چاہے نکالدے

کس نمے آرد کہ آں جا دم زند

اس شرطیہ سے تعجب نہ کر تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فوراً کر گزرتا ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشتوں میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں گے آئندہ

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

تیرے پروردگار کو اختیار ہے یہ عطا بے انقطاع ہے۔ پس جن معبودوں کی یہ لوگ

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا

عبادت کرتے ہیں ان میں شک نہ کیجیو یہ تو ایسے عبادت کر رہے ہیں جیسی ان کے باپ دادا ان سے پہلے کرتے تھے۔ ہم

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

ان سب کو پورا پورا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تو اس میں

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

بھی اختلاف ہوا اور اگر تیرے رب کا حکم نہ گذر چکا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ اس سے سخت

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

انکاری ہیں اور تیرا پروردگار سب کے عملوں کا پورا بدلہ دے گا وہ تمہارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے

کوئی چیز اسے مانع نہیں ہو سکتی اور ان کے مقابل جو لوگ نیک بخت ثابت ہوں گے وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان وزمین موجود رہیں گے یعنی ہمیشہ ہمیشہ جس کی کوئی انتہا نہیں آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے۔ کیونکہ اس پر کوئی حاکم نہیں جو اس سے کسی امر کا مطالبہ کرے لیکن وہ اپنے اختیارات کو اہل جنت کے خلاف برتے گا نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وعدوں کو جو نیک اعمال پر اپنے بندوں سے اس نے کئے ہیں کبھی خلاف نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ جنت بھی ایک موعودہ عطا بے انقطاع ہے پس جبکہ دونوں فریقوں کے افعال کا نتیجہ تو سن چکا ہے کہ دینداروں اور موحدوں کا انجام اچھا ہے۔ اور بے دینوں اور مشرکوں کا انجام بد ہے تو جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کے غلط اور جھوٹ ہونے میں بالکل شک نہ کیجئے یہ تو ایسی نادانی سے ان کی عبادت کر رہے ہیں جیسی ان کے باپ دادا ان سے پہلے کر رہے تھے ان کو بھلا کیا سمجھ کہ خدا کے ساتھ کسی کو پکارنے کی کیا دلیل ہے۔ ہم ان سب کو ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ ایسے لوگ ابتداء سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف ہوا۔ کہ بعض لوگ اس پر ایمان لائے اور بعض انکاری رہے اور اگر تیرے رب کا حکم نہ گزر چکا ہوتا کہ ان کے نیک و بد اعمال کی سزا بعد الموت ہے تو اسی دنیا ہی میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ اس فیصلے کے دن سے سخت انکاری ہیں اور تیرا پروردگار سب کے عملوں کا پورا بدلہ دے گا اسے کسی کے جتلانے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ تمہارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝
پس جیسا تجھے حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار مضبوط رہنا اور کجی نہ کرنا وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
اور ظالموں کی طرف میل نہ کرنا ورنہ آگ میں مبتلا ہوگے اور خدا کے ساتھ تمہارا کوئی مددگار نہ

اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ
ہوگا اور نہ تمہیں مدد پہنچے گی۔ اور دن کی دونوں طرفوں پر اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کر

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ
کیونکہ نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں خدا کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ نصیحت ہے۔ اور صبر کیا کر کیونکہ

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا
اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ پھر تم سے پہلے لوگوں میں ایسے دانا کیوں نہ ہوئے

بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ
کہ ملک میں فساد کرنے سے روکتے مگر تھوڑے سے تھے جن کو ہم نے ان میں سے نجات دی

پس جیسا تجھے حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار بالکل سیدھے اور مضبوط رہنا اور کسی طرح سے بایجاد بدعات اس میں کجی نہ کرنا بلکہ دل میں کجی کا خیال تک بھی نہ لانا کیونکہ وہ اللہ جس سے تمام بندوں کا اصل معاملہ ہے تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور ایک ضروری بات بھی سنو کہ ظالموں کی طرف ذرا بھی میلان نہ کرنا ان کی محبت کو دل میں جگہ نہ دینا ورنہ دوزخ کی آگ کے عذاب میں مبتلا ہو گے۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور نہ تمہیں کسی طرح سے کسی کی مدد پہنچے گی۔ ظالموں کی طرف جھکنے کے دو پہلو ہیں ایک تو ان سے دلی محبت اور چاہت رکھنی۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ خود ان کی چال اختیار کر لینی اسی لئے تجھے کہا جاتا ہے کہ نہ تو ان سے دلی چاہت کیجو اور نہ ان کی طرح بد عملی اختیار کیجو بلکہ دن کی دونوں طرفوں پر صبح ظہر عصر مغرب کو اور کچھ رات گئے بھی عشاء کی نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیاں بدیوں کو خدا کے حکم سے دور کر دیتی ہیں۔ خدا کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ نصیحت ہے وہ اسی کے مطابق اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کیا کر کیونکہ اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ یہ تعلیم کوئی نئی نہیں وہی پرانی نبیوں کی تعلیم ہے جو ابتدا سے بذریعہ الہام لوگوں کو سنائی جاتی رہی ہے۔ پھر اس پر یہ لوگ تعجب کیوں کیا کرتے ہیں؟ تعجب تو یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایسے دانا کیوں نہ ہوئے کہ فسادیوں کو ملک میں فساد کرنے سے روکتے یعنی لوگوں کو سمجھاتے رہتے کہ خدا کی بے فرمانی اور اس کے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرو۔ نام کو تو آج کل کی طرح ریفارمرانِ قوم اور مصلحانِ ملت تو بہت سے تھے مگر اصلی مصلح اور حقیقی ریفارمر جو نبوت کی چال پر چلنے والے ہوں تھوڑے سے تھے جن کو اخیر پر ہم نے ان دنیادار گمراہوں میں سے نجات دی وہی اصل اصلاح جو منظور الٰہی ہے کرتے تھے

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ

اور ظالم لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو ان کو ملی تھیں اور وہ مجرم تھے- اور تیرا پروردگار

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

ظلم سے کسی بستی کو جب وہ صلاحیت پر ہوں ہلاک نہیں کیا کرتا- اور اگر تیرا پروردگار

لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور ہمیشہ اسی طرح مختلف رہیں گے- لیکن جن پر تیرے پروردگار

رَبُّكَ ۗ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

نے رحم کیا اور اسی لئے انکو پیدا کیا ہے اور تیرے رب کا فرمان صادر ہو چکا ہے کہ میں جنوں اور

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا

انسانوں سے جہنم کو بھروں گا- اور رسولوں کے قصوں سے وہ واقعات ہم تجھ کو سناتے ہیں جن کے

نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ذریعے سے ہم تیرے دل کو مضبوط رکھیں اور تیرے پاس ان میں سچی ہدایت اور ایمانداروں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات پہنچ چکی ہے

اور باقی ظالم لوگ جو محض نفس کے بندے تھے وہ تو صرف انہی لذتوں اور نعمتوں کے پیچھے پڑے رہے جو ان کو ملی تھیں اور وہ انہی بدکاریوں سے خدا کے ہاں مجرم ٹھیرے ہوئے تھے۔ اسی لئے تو ان کی ہلاکت ہوئی اور تباہ ہوئے اور تیرا پروردگار ناحق ظلم سے تو کسی بستی کو جب وہ صلاحیت اور دیانت پر ہوں ہلاک اور تباہ نہیں کیا کرتا۔ مگر تو ان کی اس بدگوئی اور ہذیان سے خوف نہ کر اور یاد رکھ کہ تیرا پروردگار اگر چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور سب کو مسلمان کر دیتا مگر وہ احکام اختیاریہ میں کسی پر جبر نہیں کیا کرتا اسی لئے یہ ایسا کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ اسی طرح مختلف رہیں گے اور حق سے ضد کرتے ہوئے ان کی زندگی گزرے گی لیکن جن پر تیرے پروردگار نے محض اپنے فضل سے رحم کیا اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہو گا یعنی توفیق خیر عطا کی اور اپنے علم ازلی میں ان سے ایسے کار خیر کا صدور جانا ہو گا' وہ ایسے امور کے مرتکب نہ ہوں گے اور تو سن رکھ کر تیرے رب کا فرمان قطعی صادر ہو چکا ہے کہ میں جنوں اور انسانوں سے خواہ کسی قوم کے ہوں اگر وہ حق کی مخالفت کریں گے تو ان سب سے جہنم کو بھروں گا یعنی سب کافروں اور ضدیوں کو دوزخ میں ڈالوں گا- تو ان کی پرواہ نہ کر نبیوں اور رسولوں کے قصوں اور خبروں میں سے وہ واقعات ہم تجھ کو سناتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم تیرے دل کو ایسی گھبراہٹوں سے مضبوط رکھیں اور تیرے پاس ان قصوں میں سچی ہدایت اور ایمانداروں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات پہنچ چکی ہے-

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ

اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان سے کہہ کہ تم اپنے طریق پر عمل کیے جاؤ ہم بھی عمل کیے جائیں گے- اور منتظر رہو

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

ہم بھی منتظر ہیں- اور آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور سب امور کا مرجع

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بھی خدا ہی کی طرف ہے پس تو اسی کی عبادت کیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ' جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں

سورت یوسف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾

میں اللہ سب کو دیکھ رہا ہوں- یہ احکام کتاب مبین کے ہیں

پس تو ایسے موقعوں پر خدا کی مدد پر بھروسہ کیا کر اور جو لوگ خدا کے حکموں اور وعدوں پر ایمان نہیں رکھتے ان سے کہہ کہ اگر میری بات تم نہیں مانتے تو اچھا تم اپنے طریق پر عمل کئے جاؤ ہم بھی عمل کئے جائیں گے اور خدا کے حکموں کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں' نہ ہمیں اختیار ان کے لانے کا ہے نہ تم کو اختیار ان کے ٹلانے کا۔ ہم بندے سب کے سب عاجز ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی ظاہر اور پوشیدہ سب باتیں تو اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور جو کسی قدر ظہور پزیر بھی ہوں ان سب امور کا مرجع بھی خدا ہی کی طرف ہے۔ وہی سب کا مدار اور سب گاڑیوں کا گارڈ اور سب پرزوں کا انجن ہے۔ پس تو اسی کی عبادت کیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ' جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔ ہر ایک نیک و بد کاموں کا تم کو بدلہ دے گا-

سورت یوسف

میں اللہ سب کو دیکھ رہا ہوں- یہ احکام کتاب مبین کے ہیں جو ہمیشہ نبیوں کی معرفت خدا کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے آتی رہی ہے

شان نزول

(سورہ یوسف) یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مصر میں کیوں آئے تھے انکے جواب میں نیز عقلمندوں کو ایک عبرتناک قصہ بتانے کو یہ سورت نازل ہوئی۔ راقم کہتا ہے جس نے قرآن شریف کا معجز نما بیان سننا یا قرآن کے مبلغ فداہ روحی کی پاک تعلیم کا نمونہ معلوم کرنا ہو وہ بائبل میں بھی حضرت یوسف کا قصہ پڑھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ بائبل کے متکلم کو محض قصہ سے مطلب ہے اور قرآن کے متکلم کو نصیحت اور عبرت دلانے سے' دونوں کی طرز تحریر میں یوں بعد پائیگا۔ باقی نفس قصہ میں کسی قدر جزوی اختلاف اگر ہوگا تو بائبل کے مصنفوں کی غلطی سے جس کی تصحیح کرنے کو قرآن مُهَيْمِنًا ہو کر نازل ہوا ہے

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ

ہم نے اس کو عربی میں اتارا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ہم اپنی اس وحی کے ساتھ جس کے ذریعے

الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ

ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے ایک عمدہ قصہ سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے تو بے خبر

الْغَٰفِلِينَ ۝ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

تھا۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سورج

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِى سَٰجِدِينَ ۝ قَالَ يَٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ

اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں

عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا۟ لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

سے نہ کہنا ورنہ وہ تیرے حق میں فریب بازی کریں گے کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُۥ

اور اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چن لے گا اور باتوں کے انجام کا تجھے علم دے گا اور وہ تجھ پر اپنی

عَلَيْكَ وَعَلَىٰٓ ءَالِ يَعْقُوبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَٰهِيمَ وَ

نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسی کہ اس نے پہلے سے تیرے دادا پردادا ابراہیم اور اسحاق پر کی تھی بے شک تیرا

إِسْحَٰقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

پروردگار واقف بڑی حکمت والا ہے

چنانچہ اس پر آشوب زمانہ میں ہم نے اس کتاب کو عربی میں اتارا ہے کہ تم اہل عرب اس کتاب مبین کو سمجھو۔ غور سے سن ہم اپنی اس وحی کے ساتھ جس کے ذریعہ ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے ایک عمدہ اور پاک اور بالکل سچا قصہ سناتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم تجھے بتلادیں تو بے خبر تھا تجھے معلوم نہ تھا کہ یوسف کون ہے اور زلیخا کون اور ان کے واقعات کیا؟ اس وقت سے اس قصہ کی ابتداء ہے جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو خواب[1] میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے بوجہ فراست اور نور ایمانی کے اس خواب کی تعبیر کو سمجھ لیا اور کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ اس خواب سے نتیجہ پا کر ضرور تیرے حق میں فریب بازی کرینگے کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ وہ ضرور ان کو بھڑکا دے گا اور حسد پر آمادہ کریگا اور جس طرح تو نے یہ خواب دیکھا ہے اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چن لے گا اور چونکہ تجھے اس نے حکومت پر سرفراز کرنا ہے دینی دنیاوی باتوں اور واقعات کے انجام کا تجھے علم دیگا یعنی تو ہر ایک بات کی تہ تک خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی رموز مملکت سے ہو یا داور عیت کی، خواب کی ہو یا بیداری کی بلا تکلف پہنچ جایا کرے گا غرض یہ کہ تو بڑا ذہین اور طباع ہو گا اور وہ تیرے پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کریگا جیسی کہ اس نے پہلے سے تیرے دادا پردادا ابراہیم اور اسحٰق پر

[1] اس مقام کا حاشیہ ۸ صفحات آگے دیکھئے

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۞ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ

کچھ شک نہیں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصے میں دریافت کرنے والوں کیلئے بہت سے نشان ہیں۔ جب (یوسف کے بھائیوں

وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ

نے) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ صریح

مُّبِيْنِۨ ۞ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ

غلطی پر ہے۔ یوسف کو مار ڈالو یا جنگل میں پھینک دو تو والد کی توجہ تمہاری ہی طرف

اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۞ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ

رہے گی اور اس سے پیچھے تم توبہ کرکے نیک بن جانا۔ ایک نے ان میں سے کہا

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَالَكَ

چلتا مسافر اس کو نکال لے گا۔ بولے بابا کیا وجہ کہ تو ہمارا

کی تھی بیشک تیرا پروردگار سب کے حال سے واقف اور بڑی حکمت والا ہے کچھ شک نہیں کہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے قصے میں دریافت کرنے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں کہ حاسدوں کے حسد سے محسود کا کچھ بگڑتا نہیں۔ ہر ایک موقع عبرت انگیز ہے۔ خصوصا وہ وقت جب یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت دیکھ کر بیک زبان کہا کہ یوسف اور اس کا مادری بھائی بنیامین باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم سب لائق اور ایک کامل جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ اس امر میں صریح غلطی پر ہے کہ لائقوں کی قدر نہیں کرتا اور خورد سالوں سے محبت کرتا ہے۔ چونکہ وہ اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتا اور اس کے متنبہ ہونے کی امید بھی نہیں اور ہو بھی کیسے اس کی محبت اس حد تک بڑھ رہی ہے کہ

زوید نت نتوانم کہ دیدہ بربندم
وگر مقابلہ بینم کہ تیرے آید

اس لئے مناسب ہے کہ باپ سے تو کچھ نہ کہو یوسف کو مار ڈالو یا کسی دور دراز گھنے جنگل میں پھینک دو جب وہ سامنے سے غائب ہو جائے گا تو والد کی توجہ بالکل تمہاری ہی طرف رہے گی اور اگر بے گناہ کے قتل یا ایذا سے تمہیں گناہ کا خوف ہو تو اس سے پیچھے تم توبہ کر کے نیک اور صالح بن جانا۔ ایک بھائی نے ان میں سے رائے دیتے ہوئے یہ کہا کہ بے گناہ مار ڈالنے سے تو کلیجہ کانپتا ہے۔ علاوہ اسکے تمہارا مطلب کچھ اس کے قتل ہی سے وابستہ نہیں وہ تو صرف اس کی غیبوبت پر موقوف ہے۔ پس تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا مسافر اس کو نکال لے گا اور اپنے ساتھ لے جا کر کہیں بیچ دے گا۔ چنانچہ اس تجویز پر سب متفق ہو گئے مگر چونکہ یوسف کا باہر لے جانا بغیر اطلاع باپ کے ممکن نہ تھا باپ سے درخواست کرتے ہوئے بولے بابا کیا وجہ ہے کہ تو

لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ

یوسف کے حق میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اس کو ہمارے ساتھ ذرا بھیج کہ کھائے پیئے

یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ

اور کھیلے کودے ہم اس کے محافظ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق ہے اور میں ڈرتا

اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ

ہوں کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے۔ وہ بولے جس حال میں ہم ایک جماعت ہیں اگر بھیڑیا اسے

عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ

کھا جائے تو پھر ہم سخت زیاں کار ٹھہرے۔ پس جب وہ اسے لے گئے اور اس امر پر متفق ہوگئے کہ اس کو اندھے

الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ

کنوئیں میں پھینک دیں اور ہم (خدا) نے اسے سمجھا دیا کہ تو ان کو ان کے اس فعل سے اطلاع دیگا اور وہ بے خبر ہوں گے

اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ

اور روتے ہوئے رات کو باپ کے پاس آئے کہنے لگے بابا ہم (کبڈی) کھیلنے میں مشغول ہوئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بٹھا

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری بات ماننے کے نہیں گو ہم سچے بھی کیوں نہ ہوں

یوسف کے حق میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا کہ ہمارے ساتھ اسے بھی باہر جنگل کو نہیں بھیجتا حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ ذرا بھیج کہ جنگل میں پھل پھول کھائے پیئے اور کھیلے کودے اور اگر درندوں سے خوف ہو تو ہم اس کے محافظ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا نہ کھالے۔ وہ بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے بولے کہ بھلا جس حال میں ہم ایک جماعت ہیں اگر ہماری موجودگی میں بھی بھیڑیا اسے کھا جائے تو پھر ہم تو سخت زیاں کار اور نکمے ٹھہرے چنانچہ یعقوبؑ ان کی باتوں میں آگیا اور جانے کی اجازت دے دی۔ پس جب وہ اسے لے گئے اور اس امر پر متفق ہوگئے کہ اس کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیں تو جو کچھ سوچ رہے تھے وہ کر گزرے یعنی اندھے کنوئیں میں یوسف کو انہوں نے پھینک دیا۔ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے بچایا اور ہم (خدا) نے اسے سمجھایا کہ تو ان کو ان کے اس فعل سے اطلاع دے گا اور اس وقت بے خبر ہوں گے۔ تیری زندگی اور اس ترقی کا جس پر تو اس وقت ہو گا ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ خیر جو کچھ انہوں نے کرنا تھا کر گزرے اور بہانہ جوئی کرنے کو روتے ہوئے رات کو باپ کے پاس آئے کہنے لگے بابا ہم (کبڈی) کھیلنے میں مشغول ہوئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بٹھا گئے تو ہماری غیبوبت میں اسے بھیڑیا کھا گیا اور یہ تو ہمیں یقین ہے کہ تو ہماری بات ماننے کا نہیں گو ہم سچے بھی کیوں نہ ہوں

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ

اور اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے یعقوب علیہ السلام نے کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے یہ کام تمہاری نظروں میں مزین

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

کر دکھایا ہے خیر صبر شکر اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس کے خلاف جو تم بیان کر رہے ہو۔ اور ایک قافلہ آ نکلا تو انہوں نے

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ

اپنا سقہ بھیجا اس نے ڈول لٹکایا تو بولا آہا واہ جی! یہ تو لڑکا ہے اور بڑی قیمتی چیز بنا کر اسے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

چھپا رکھا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ کو خوب معلوم تھا۔ اور انہوں نے اسے بہت کم داموں یعنی چند درہموں پر

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

بیچ دیا اور وہ اس سے بے رغبت تھے۔ مصر میں جس نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو

اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ

اچھی طرح رکھنا

اور اپنی بات کا یقین دلانے کو اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ بکری کا خون بھی لگا لائے یعقوب علیہ السلام نے خون کی رنگت کو دیکھ کر اور فراست سے ان کی چالاکی سمجھ کر کہا کہ بھیڑیئے نے تو کھایا نہیں بلکہ تمہارے شریر اور حاسد نفسوں نے یہ کام تمہاری نظروں میں مزین کر دکھایا۔ خیر اب میں یوسف کی جدائی پر صبر شکر کروں گا اور تمہارے بیان پر کہ بھیڑیا اسے کھا گیا اللہ سے مدد مطلوب ہے کہ وہ مجھے صبر عطا کرے۔ خدا کی قدرت ادھر تو انہوں نے یوسف کو ڈالا تھا اور ادھر حکیم مطلق کی حکمت سے سوداگروں کا ایک قافلہ آنکلا تو انہوں نے اسی کنوئیں پر اپنا سقہ پانی لینے کو بھیجا۔ اس نے ڈول اس کنوئیں میں لٹکایا تو یوسف نے اس ڈول کو پکڑ لیا۔ اس نے جھک کر بغور دیکھا تو ایک خوش شکل لڑکا اسے نظر آیا تو بولا آہا واہ جی یہ تو لڑکا ہے۔ آخر اس نے اپنے ہمراہیوں کو خبر دی تو انہوں نے مل کر اسے کنوئیں سے نکالا اور بڑی قیمتی چیز بنا کر اسے چھپا رکھا اور دل میں اس کے بیچنے کا مصمم ارادہ کر چکے لیکن جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ کو خوب معلوم تھا۔ آخر یہ ہوا کہ وہ اسے مصر میں لائے اور دل میں اس امر سے خائف تھے کہ شاید کوئی شہزادہ نہ ہو اسی ڈر کے مارے انہوں نے اسے بہت کم داموں یعنی چند درہموں آجکل کے حساب سے تقریباً دو ڈھائی روپیہ پر بیچ[1] دیا اور وہ اس سے بے رغبت تھے کیونکہ اس کی ظاہری شکل وشباہت ان کو شبہ میں ڈال رہی تھی کہ مبادہ کوئی امیر زادہ ہو تو بجائے فائدہ کے الٹا ضرر ہوتا ہو۔ مصر میں جس وزیر مصر نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ یہ لڑکا شریف زادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے اس کو اچھی طرح رکھنا

---

[1] جن مفسروں کی رائے ہے کہ یہ بیچنے والے حضرت یوسف کے بھائی تھے صحیح نہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ایک طرف بیچنے والوں کا ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی خریدنے والوں کا قول نقل کیا ہے اور یہ تو یقینی امر ہے کہ مشتری مصری تھا۔ پس ضرور ہے کہ بیع مصر میں ہوئی ہوگی۔ نیز سیاق کلام میں یوسف کے بھائیوں کا ذکر بھی نہیں۔ فافہم۔

عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ز
امید ہے کہ ہمیں نفع دے گا یا ہم اس کو بیٹا بنالیں گے اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر میں جگہ دی
وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى
جانتے- اور یوسف جب جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم یعنی علم عطا کیا اور اسی طرح ہم
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
نیکوں کو عوض دیا کرتے ہیں- اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اس نے اسے بہکانا شروع کیا اور دروازے بند کرکے
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
کہنے لگی میری طرف آ' یوسف نے کہا خدا کی پناہ میرے پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا' ظالموں کو کامیابی نہیں
الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ
ہوا کرتی- وہ عورت اس سے ارادہ کرچکی تھی یوسف کو بھی اگر الٰہی برہان نہ سوجھتا تو وہ بھی

امید ہے کہ بے وفا نہ ہو گا بلکہ ہمیں نفع دے گا یا ہم اس کو لے پالک بیٹا بنالیں گے۔ اسی طرح بتدریج ہم (خدا) نے یوسف کو ملک مصر میں جگہ دی کہ آزمودہ کار ہو اور چونکہ اس نے حکومت کے صیغہ پر پہنچنا تھا ہمیں منظور تھا کہ اسے گہری باتوں کا انجام اور رموز سلطنت کی تہ تک پہنچنا سکھائیں تاکہ وہ پاس ہو کر اس عہدہ کو عمدہ طور سے نباہ سکے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ وہ محض جہالت سے خدا کے ہوتے ہوئے غیروں سے بیم ور جا کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے ہی نادانوں کے سمجھانے کو کسی اہل دل نے کہا ہے ؎

بہت مدت کے سوتے اب تو جاگو
خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو

اور ایسا ہوا کہ یوسف جب نبوت کی کمال جوانی یعنی چالیس برس کو پہنچا تو ہم (خدا) نے اسے حکم شریعت یعنی علم نبوت عطا کیا اور اسی طرح ہم نیکوں کو عوض دیا کرتے ہیں۔ گو اب نبوت ختم ہے۔ لیکن آثار نبوت عموماً صلحا پر اب بھی وارد ہوتے رہتے ہیں۔ وہ تو اپنے تزکیہ نفس میں مشغول تھا اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا یعنی جس کے خاوند نے اسے خریدا تھا اس نے اسے بہکانا شروع کیا۔ ہمیشہ اسے اشاروں کنایوں سے کام لیتے ہوئے آخر ایک روز اسے ایک محفوظ مکان میں بلایا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی میری طرف پلنگ پر آ یوسف نے کہا خدا کی پناہ میں ایسی ناجائز حرکت کا مرتکب بنوں میرے پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا خاندان نبوت میں پیدا کیا اور علم و فضل اور اپنی معرفت سے مالا مال فرمایا۔ کیا اس نعمت کا یہی شکریہ ہے کہ میں ناجائز حرکت کر کے ظالم بنوں کہ کچھ شک نہیں کہ ایسے ظالموں کو کبھی کامیابی نہیں ہوا کرتی مگر وہ عورت اس سے ارادہ بد کر ہی چکی تھی۔ یوسف کو بھی اگر الٰہی برہان نہ سوجھتا تو وہ بھی اس سے بد ارادہ کر لیتا۔ مگر خدا نے جو اسے علم اور سمجھ عطا کی ہوئی تھی وہ اس کے سامنے مثل ایک

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَ

اس سے ارادہ بد کرلیتا' ہم اسی طرح بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیرے رکھیں یقیناً وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھا

اسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ

اور دونوں بھاگتے ہوئے دروازہ پر پہنچے اور زلیخا نے پیچھے سے اس کا کرتا پھاڑ دیا اور دروازہ پر زلیخا کا خاوند ان کو ملا

قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾

زلیخا بولی جو کوئی آپ کے حرم پر برائی کا خیال کرے اس کی سزا یہی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار دیا جائے

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ

یوسف نے کہا اسی نے مجھ سے بدخواہش کی ہے اور اس عورت کے کنبے میں سے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اگر اس کا کرتا آگے

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور وہ جھوٹا ہو گا۔ اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ پس جب اس کا کرتا ملاحظہ کیا تو وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا

مرئی چیز کے ہو کر مانع ہوئی جس کو اس نے انه ربی احسن مثوای سے اظہار بھی کر دیا ہم اسی طرح سے اسے بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیرے رکھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے خالص بندوں میں تھا۔ ہماری رحمت خاصہ کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ ہم اپنے مخلص بندوں کو جن کا اکثر حال چال اچھا ہو اور کبھی بہ تقاضائے بشریت غلطی کے مرتکب ہونے کو ہوں تو بچا لیا کرتے ہیں یوسف اپنے انکار پر بضد رہا اور زلیخا اپنے تقاضا پر بضد رہی اور یوسف جان بچاتا ہوا اور زلیخا اسے پکڑتی ہوئی دونوں بھاگتے ہوئے دروازہ پر پہنچے اور زلیخا نے یوسف کو کھینچتے ہوئے پیچھے سے اس کا کرتا پھاڑ دیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ دروازے پر زلیخا کا خاوند ان کو ملا۔ اسے دیکھتے ہی جھٹ سے بغرض الزام بولی کہ اس نے آپ کے حرم پر بدنظر کی تھی۔ جو کوئی آپ کے حرم پر برائی کا خیال کرے اس کی یہی سزا ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار دیا جائے۔ یوسف نے بھی برات کرنے کو کہا کہ اسی زلیخا نے مجھ سے بدخواہش کی ہے۔ میں نے اسے کچھ نہیں کہا اور شور و شر ہوتے ہوتے جب تمام خاندان میں یہ بات مشہور ہو گئی تو اس عورت کے کنبے میں سے ایک شخص نے قیافہ سے یہ بات بتائی کہ اگر اس یوسف کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا اپنے دعویٰ میں سچی ہے کہ یوسف نے اسے چھیڑا ہے اور وہ اس کے حملہ کو روکتی ہو گی اس دھکم دھکا میں اس کا کرتا پھٹ گیا ہو گا اور وہ اس صورت میں جھوٹا ہو گا اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ ضرور اس عورت کی شرارت ہو گی سب خاندان کو مع عزیز مصر یہ بات پسند آئی۔ پس اسی کے مطابق جب اس کا کرتا اس نے ملاحظہ کیا تو وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے جی میں یقین ہو گیا کہ یہ سب زلیخا کی شرارت ہے

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ

عزیز بولا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے کچھ شک نہیں تمہارے چرتر بڑے ہیں۔ اے یوسف تو اس (بات) کو جانے دے

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور اے عورت تو اپنے گناہ پر بخشش مانگ' بے شک تو ہی قصوروار ہے۔ اور شہر میں عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا

امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ

کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اور اس کی محبت میں بالکل فریفتہ ہوگئی ہے ہمارے نزدیک تو یہ عورت

مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

صریح جہالت میں ہے۔ زلیخا نے جب ان کی بدگوئی سنی تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لئے محفل آراستہ کی اور ہر ایک

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ

کے ہاتھ میں چھری دی اور کہا کہ ان کے سامنے نکل آ' پس جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اسے بہت بڑا عالی مرتبہ پایا انہوں نے

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو انسان نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

زلیخا بولی کہ بس یہی ہے جس کے حق میں تم نے مجھے ملامت کی تھی میں نے اسے پھسلایا تھا مگر یہ بچا رہا اور

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اگر اس نے میرا کہا نہ مانا تو ضرور قید کیا جائے گا اور بے عزت ہوگا

عزیز مصر بولا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے کچھ شک نہیں تمہارے چوتر بڑے بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولا اے یوسف تو اس بات کو جانے دے۔ اس کی پرواہ نہ کر ہمیں تجھ پر ذرا بھی شبہ نہیں اور زلیخا سے کہا کہ اے عورت تو اپنے گناہ پر خدا سے بخشش مانگ بیشک تو ہی قصوروار ہے یہاں حرم عزیز میں تو یہ فیصلہ ہو کر بات ٹھنڈی پڑ گئی۔ مگر باہر شور مچ گیا اور شہر میں عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو ری عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اور اس کی محبت میں بالکل فریفتہ ہو گئی ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ کام اس کا صریح جہالت ہے۔ منہ کالا کرنا ہی ہو تو ایسا کیا کہ غلاموں ہی سے کیا جائے جو بیچارے دست نگر ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ بات شرافت سے بعید ہے۔ زلیخا نے جب انکی غیبت اور بدگوئی سنی تو ان کی طرف دعوت کا پیغام بھیجا اور ان کے لیے محفل آراستہ کی اور جب وہ آئیں تو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری گوشت وغیرہ کاٹ کاٹ کھانے کو دی اور دستر خوان ان کے سامنے چن کر یوسف سے کہا کہ ان کے سامنے نکل آ۔ پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو اسے بڑا عالی مرتبت بزرگ سمجھا اور اس کو دیکھتے دیکھتے بجائے گوشت کھانے کے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو انسان نہیں۔ ایسا نورانی شکل کوئی آدمی نہیں ہو سکتا یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ زلیخا اپنا الزام اتارنے اور جتلانے کو بولی کہ بس یہی ہے جس کے حق میں تم نے مجھے ملامت کی تھی دیکھا بتلاؤ میں معزور ہوں یا نہیں۔ میں سچ کہتی ہوں میں نے اسے پھسلایا تھا مگر یہ آج تک بچا رہا اور اس نے میرا کہا نہ مانا تو ضرور قید کیا جائے گا اور

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ

یوسف نے کہا اے میرے مولا جس چیز کی یہ مجھ سے خواہش کرتی ہیں قید اس سے کوئی درجہ بڑھ کر مجھے پسند ہے اور اگر تو

كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ

مجھ سے ان کا فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور جاہل بن جاؤں گا۔ خدا نے اس کی دعا قبول کی

فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ

یعنی ان کا فریب اس سے پھیر دیا کیونکہ خدا سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر نشان دیکھنے کے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ۧ وَدَخَلَ مَعَهُ

بعد ان کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑے دنوں تک اسے قید میں رکھیں۔ اور دو جوان آدمی

السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ

اس کے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے

زلیخا کا یہ کہنا تھا کہ ان عورتوں نے بھی دعوت کا حق ادا کرنے کو اس کی تائید کی تو یوسف نے دعا کرتے ہوئے انکی اس تائید کی طرف اشارہ کر کے کہا اے میرے مولا بڑی بات تو یہ ہے کہ بے فرمانی میں مجھے قید کی دھمکی دیتی ہیں سو جس چیز کی مجھ سے یہ خواہش کرتی ہیں اور مجھے اس کی طرف بلاتی ہیں یعنی بدکاری قید اس سے کئی درجہ بڑھ کر مجھے پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب جو اس بارہ میں مجھ سے کر رہی ہیں نہ پھیرے گا تو میں بھی اپنے نفس کی خواہش میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور تیری بے فرمانی کر کے جاہل بن جاؤں گا۔ خدا کی شان وہ وقت اجابت کچھ ایسا تھا کہ خدا نے اس کی یہ آرزو اور دعا قبول کی یعنی ان کا مکر اور فریب اس سے پھیر دیا۔ وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں اور آخر کار کچھ مدت یوسف کو قید میں رہنا پڑا کہ وہ اس امر میں بھی تجربہ کار ہو جائے کیونکہ خدا سب کی سننے والا ہر ایک شے کو جاننے والا ہے۔ جو کام وہ کرتا ہے وہی حکمت ہوتے ہیں۔ اس سے بعد کچھ مدت یوسف انہی کے گھر میں رہتا رہا گو اس کی طرف سے بدستور انکار رہا لیکن زلیخا سے ہمیشہ مضطربانہ حرکات صادر ہوتیں اور حب الشی یعمی ویصم[1] اس پر پورا جلوہ نما تھا اور وہ ہر حال میں بزبانِ حال کہتی تھی

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی

پھر اس کی مضطربانہ حرکات کے نشان دیکھنے کے بعد ان خاندان عزیزیہ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ گھر کی بیگم صاحبہ کو سزا دینے میں بدنامی ہوگی اور غلام کو قید کر دینے میں کوئی حرج نہیں پس تھوڑے دنوں تک اسے ہی قید رکھیں تاکہ ان کی جدائی ہو کر آتش عشق سرد پڑ جائے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ

دو گونہ رنج و عذابست جان مجنوں را بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

پس وزیر صاحب نے بے قصور کو خانگی طور پر قید کا حکم سنا دیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ دو جوان آدمی اور اس کے ساتھ قید خانہ میں بسزائے جرم داخل ہوئے۔ کچھ دنوں میں جب وہ یوسف علیہ السلام کی صحبت سے ☐

[1] جس چیز کی محبت ہو وہ اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔

قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ

ایک نے کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے

رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان میں سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر سے خبر دے ہم تجھے نیک لوگوں سے سمجھتے ہیں

ہوئے اور انہوں نے اس کی صلاحیت کا اندازہ کیا تو اتفاقیہ ان دونوں نے ایک رات خواب دیکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں بیان کرنے کو آئے ایک نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ انگوروں سے شراب نچوڑ تا ہوں دوسرے نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھائی ہیں کہ ان میں سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر سے خبر دے۔ کیونکہ ہم تجھے نیک اور بھلا آدمی سمجھتے ہیں۔

---

[۱] (انی رایت) اس حاشیہ میں ہم خواب کی کیفیت اور تعبیر خواب کے مختصر قواعد بتلائیں گے اور کسی قدر اپنے قدیمی مہربان سر سید کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ خواب کی کیفیت کے متعلق علمائے کرام اور صوفیائے عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے بہت کچھ لکھا ہے لہٰذا ہم اس جگہ انہی کے کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے

وأ ماالرو یا فحقیقتها مطالعة النفس الناطقة فی ذاتها الروحانیة لمحة من صور الواقعات فانها عند ما تكون روحانیة تكون طمورا الواقعات فیها موجودة بالفعل كما هو شان الذوات الروحانیة كلها وتصیر روحانیة بان تتجرد عن المواد الجسمانیة والمدارك البدنیة وقد یقع لها ذلك لمحة بسبب النوم كما نذكر فتقتبس بها علم ماتنشوف الیه من الامور المستقبلة وتعود به الی مداركها فان كان ذلك الاقتباس ضعیفا وغیر جلی بالمحاكاة والمثال والخیال لتخلطه فیحتاج من اجل هذه المحاكاة الی التعبیر وقد یكون الاقتباس قویا یستغنی فیه عن المحاكاة فلا یحتاج الی تعبیر لخلوصه من المثال والخیال والسبب فی وقوع هذه اللمحة للنفس لانها ذات روحانیة بالقوة استكملت بالبدن ومداركه حتی تصیر ذاتها تعقلا محضا ویكمل وجودها بالفعل فتكون حینئذ ذات روحانیة مدركة بغیر شئی من الا لات البدنیة الا ان نوعها فی الروحانیات دون نوع الملائكة اهل الافق الاعلی الذین لم.

خواب ایک روحانی مطالعہ ہے۔ نفس کبھی کبھی روحانیات کی خواب میں جھلک دیکھتا ہے۔ اگر وہ پرتو ضعیف اور کمزور ہوتا ہے تو (مثل محسوس اشیاء کے) دوسری چیزوں سے مشتبہ رہتا ہے (جیسے کوئی ضعیف البصر دور سے کوئی چیز دیکھے تو اس چیز کی اصل شکل پورے طور سے ممتاز نہیں ہوتی) اس سبب سے تعبیر کی حاجت ہوتی ہے۔ کبھی دیکھنے والے کی بینائی قوی ہوتی ہے تو خواب کی رویت واضح ہونے کے سبب سے تعبیر کی بھی چنداں حاجت نہیں ہوتی ایسے خواب دیکھنے کا سبب یہ ہے کہ نفس ناطقہ چونکہ روحانی ہے بدن میں رہ کر بھی اس کی روحانی قوت موجود ہے وہ قوت مختلف ہے۔ ایک وہ جو اولیائے کرام کو ہوتی ہے۔ ایک وہ جو عام آدمیوں کو انبیاء علیہم السلام و باوجود تعلق جسمانی کے روحانیات میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں اور بسبب وحی کے آتے رہنے کے اس قوت کا ظہور ان میں ہوتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے خواب کو چھیالیسواں حصہ فرمایا ہے

وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡحٰقَ

اور آخرت کی زندگی سے منکر ہیں- اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور

وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ ذٰلِكَ مِنۡ

یعقوب کے دین کا تابع ہوں ہم کو مناسب نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں یہ بات

اور آخرت کی زندگی سے منکر ہیں اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین کا تابع ہوں ہم کو اور نیز تم کو مناسب نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں یہ بات جو ہمارے ذہن میں جم گئی ہے۔ ہم پر اور ہمارے ذریعہ سے تمام لوگوں پر

مختصر یہ کہ خواب کی صحت و غلطی بلکہ یاد داشت اور عدم یاد داشت سب قوت مدرکہ کی صفائی اور عدم صفائی پر متفرع ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی صفائی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اس لئے ان کے خواب بھی اعلیٰ درجہ کے بلکہ مثل وحی کے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب ہی پر بنا کر کے بیٹے کو ذبح کرنے کی تیاری کر لی تھی جس کی تصدیق خدا نے بھی فرمائی **قد صدقت الرؤیا** چونکہ حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ و الرضوان کی صفائی اس درجہ کی نہیں ہوتی اس لئے ان کے خواب یا کشف بھی انبیاء کے خوابوں یا کشفوں سے مساوات نہیں رکھتے بلکہ ان کے خوابوں یا مکاشفوں کی صحت اسی پر موقوف ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خوابوں یا مکاشفوں سے مطابق ہوں اور سر مو تفاوت یا مخالف نہ ہوں چنانچہ حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں

"علامت درستی علوم لدنیۃ مطابقت ست باصریح علوم شرعیہ اگر سر مو متجاوز است از سکر ست **والحق ماحقق علماء اهل السنة وماسوی ذلك زندقة والحادا وسكر**" (مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۰)

اسی جلد کے مکتوب ۳۶ میں فرماتے ہیں

"شریعت راسہ جزو است، علم و عمل و اخلاص تا ایں ہر سہ جزو محقق نہ شوند شریعت محقق نشود چوں شریعت محقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است **و رضوان من الله اكبر** پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبی نماند کہ درائے شریعت دران مطلب احتیاج افتد و طریقت و حقیقت کہ صوفیہ باں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است پس مقصود از تحصیل آں ہر دو تکمیل شریعت ست نہ امرے دیگر ورائے شریعت"

مرزا جانجاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"در عالم مثال مراتب قرب الٰہی بصورت قرب مکانی متمثل مے شوند و رویت عالم مثال کہ آں را صوفیہ بکشف تعبیر میکنند از قبیل رویا در منام است از آنجا رسول فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم **الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة** واحیانا در مرتبہ خیال بسبب بعضے عوارض اشکال ارمے شود لہٰذا در کشف غلط مے افتد و گاہے در فہم و تعبیر آں غلط مے افتد لہٰذا اولیاء اللہ گفتہ اند کہ آنچہ بکشف معلوم شود آں را بمعیار شرع باید سنجید اگر موافق شرعست قبول بائد کرد و آنچہ مخالف شرع باشد آں را رد بائد کرد و زندقہ بائد دانست و آنچہ شرع از اں ساکت باشد آں را قبول باید کرد باحتمال غلط" (کلمات طیبات صفحہ ۱۴۳)

خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کے یہی معنی ہیں کہ نبی کے الہام یا خواب کی نسبت ولی کے خواب میں چھیالیسواں حصہ

فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَیۡنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ

ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے- یوسف نے کہا اے

السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ ﴿۳۹﴾

میرے قید خانے کے ساتھیو بتلاؤ تو جدا جدا کئی ایک معبود اچھے ہیں یااللہ اکیلا جو سب پر زبردست ہے

جواس پر کاربند ہوں اللہ کے فضل سے ہے ورنہ بہتیرے دانایان فرنگ ویورپ اس سے بے نصیب ہیں لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں کرتے بلکہ یوں کہئے کہ اس کو نعمت ہی نہیں جانتے تو شکر کیسا؟ صرف ملاپن سمجھتے ہیں۔ نعمت تو اس علم کو سمجھتے ہیں جس سے دنیا کی کمائی ہو یوسف علیہ السلام نے اس تعلیم کو واضح کرنے کی غرض سے یہ بھی کہا اے میرے قید خانہ کے دوستو بھلا بتلاؤ تو جدا جدا کئی ایک معبود اچھے ہیں یااللہ اکیلا جو سب پر زبردست ہے

صفائی ہوتی ہے جس کی مثال محسوس میں ہم یوں دے سکتے ہیں کہ ایک ایسا لمپ ہو جس میں چھیالیس بتیوں کے برابر روشنی ہو اس کے مقابلے پر ایک ٹمٹاتے ہوئے دیئے کی روشنی کیا قدر رکھتی ہے۔ جیسی ان دونوں کی روشنی میں فرق ہو گا ویسا ہی نبی اور ولی کے خواب میں تفاوت ہے اسی لئے ولی کا الہام یا خواب نبی کے الہام یا خواب کے تابع ہونا چاہئے افسوس کہ "بعض خود ساختہ ملہم" اپنی مطلب براری کو نرالی چال چلتے ہیں کہ نبی بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کے الہاموں اور خوابوں کو اپنے مصنوعی الہاموں اور خوابوں کے تابع کرنا چاہتے ہیں بقول خود اپنے الہاموں کے معنی بحال رکھتے ہیں۔ مگر سید الانبیاء کے الہام اور حدیث میں تاویل یا تحریف کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے تھا کہ نبی کے الہام کو مقدم کر کے اپنے الہام کو اس کا تابع سمجھتے جہاں پر اپنا الہام انبیاء علیہم السلام کے الہام سے مخالف پاتے اپنے الہام کی تاویل کرتے نہ کہ نبیوں کے الہام میں تاویل بلکہ تحریف کر کے "دمشق"[ل] سے مراد "قادیان" لیتے ہیں۔ مگر وہ بھی کیا کریں- تبعیت تو جب ہوتی کہ اصلی ہوتے۔ مصنوعی میں یہ شرافت کہاں؟ فافہم وللتفصیل مقام آخر-

خواب کی کیفیت معلوم کرنے کے بعد خواب کے اقسام بھی معلوم ہونے ضروری ہیں۔ خواب کی کئی قسمیں ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

واما الرؤیا فھی علی خمسة اقسام بشری اللہ وتمثل نورانی للحمائد والرذائل المندرجة فی النفس علی وجه ملکی وتخویف من الشیطان ومن حدیث نفس من قبل العادة التی اعتادھا النفس فی الیقظة تحفظھا المتخلیة فی الحس المشترك ماا اخترن فیھا وخیالات طبیعیة لغلبة الاخلاط وتنبه النفس باذأھا فی البدن اما البشری من اللہ فحقیقتھا ان النفس الناطقة اذا انتھزت فرصة عن غواشی البدن باسباب خفیة لا یکاد یتفطن بھا الا بعد تامل واف استعدت لان یفیض علیھا من

خواب پانچ قسم پر ہیں۔ خدا کی طرف سے خوشخبری نیک و بد خصائل کی جو نفس میں مندرج ہوتی ہیں تمثیل ہوتی ہے۔ شیطانی ڈراؤ- روزمرہ کاروبار کی باتیں۔ انسان کے خیالات طبیعیہ جو اخلاط کے غلبہ سے ہوتے ہیں۔ جو اللہ کی خوشخبری ہوتی ہے اس کی اصلیت یہ ہے کہ نفس ناطقہ جب حجابات بدنیہ سے کسی قدر علیحدہ ہوتا ہے تو اس امر کے لئے اس میں استعداد آتی ہے کہ مبداء فیض سے کچھ اس پر فیضان ہو تو حسب استعداد اس کی کچھ اسے دیا جاتا ہے اس قسم کا خواب تعلیم الٰہی ہے- (اللھم ارزقنی) (اے اللہ توفیق عطا فرما کہ مجھے بھی ایسے خواب آئیں)

[ل] دیکھو ازالہ اوہام مصنف مرزا قادیانی صفحہ نمبر ۶۶

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ

تم لوگ اللہ کے سوا نرے مصنوعی ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر رکھا ہے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُؕ

اللہ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کیا کرو

اگر غور کرو تو تھوڑی سی فکر میں تمہیں یہ بات حل ہو سکتی ہے کہ تم لوگ اللہ کے سوا نرے مصنوعی ناموں ہی کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے تجویز کر رکھا ہے ورنہ دراصل اس طاقت کی کوئی چیز سوائے خدا کے دنیا میں نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ محض تمہارے من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ اللہ نے اس امر پر کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی اور ایسے مسائل میں جو ذات وصفات کے متعلق ہوں اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو۔

منبع الخير والجود وكمال علمي فافيض عليه شئي على حسب استعداده ومادته العلوم المخزونة عنده وهذه الرؤيا تعليم الهى كالمعراج المنامي الذى راى النبى صلى الله عليه وسلم فيه ربه في احسن صورة فعلمه الكفارات والدرجات وكالمعراج النامي الذى انكشف فيه عليه صلى الله عليه وسلم احوال الموتى بعدانفكاكهم عن الحيوة الدنيا كمارواه جابر بن سمرة رضى الله عنه وكعلم ماسيكون من الوقائع الاتية في الدنيا واما الرؤيا الملكية فحقيقتها ان في الانسان ملكات حسنة وملكات قبيحة ولكن لا يعرف حسنها وقبحها الا المجرد الى الصور الملكيته فمن تجرد اليها تظهر له حسناة وسياة في صورة مثالية فصاحب هذا يرى الله تعالىٰ واصله الانقياد للبارى ويرى الرسول صلى الله عليه وسلم واصله الا نقياد للرسول المركوز في صدره ويرى الانوار واصلها الطاعات المكتبة في صورة قبيحة في صدره وجوارحة تظهر في صورة الانوار والطيبات كالعل والسمن واللبن فمن راى الله والرسول والملائكة في صورة الغضب فليعرف ان في اعتقاده خللا وضعفا وان نفسه لم تكمل وكذلك الانوار التي حصلت بسبب الطهارة تظهر في صورة الشمس والقمر واما التخويف من الشيطان فوحشة وخوف من الحيوانات الملعونة كالقردو والغيل والكلاب والسودان من الناس فاذا راى ذلك فليتعوذ بالله وليتعل فلاثا من يساره وليتحول عن جنبه الذى كان عليه واما البشرى فلها تعبير والعمدة فيه معرفة الخيال اى شئى فطنة لاى معنى فقد ينتقل الذهن من المسمى لي الاسم كرويته النبى صلى الله عليه وسلم انه كان في دار عقبته

جو خواب ملکیہ ہوتے ہیں (جن میں نفس کے نیک وبد خصائل کا تمثل ہوتا ہے) تو اس کی اصل یہ ہے کہ انسان میں نیک وبد خصائل دونوں کی استعداد ہے لیکن انکا حسن وقبح معلوم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ (ظاہری حواس سے) مجرد ہو کر صورت ملکیہ کی طرف واصل نہ ہو۔ پس جو ایسا مجرد ہوگا اس کو کبھی کبھی اپنی نیکیاں اور بدیاں صورت مثالیہ میں معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ اس طرح کہ ایسا آدمی گاہے خواب میں اللہ کو دیکھتا ہے جس سے مراد ہوتی ہے کہ اللہ کا فرمانبردار ہے۔ اور رسول کو جس سے مراد اتباع سنت ہوتا ہے۔ علی ھذا القیاس نور دیکھتا ہے یا کھانے کی لذیذ چیزیں مثل شہد یا دودھ کے دیکھتا ہے پس جو کوئی اللہ یا رسول کو بدشکل یا ناراض دیکھے تو جانے کہ اسکے اعتقاد میں خلل ہے اور اس کا نفس ناقص ہے شیطانی ڈراؤ والا خواب وہ ہوتا ہے جس میں حیوانات موذیہ مثل کتے بندر وغیرہ

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

یہی مضبوط مذہب ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے جیل خانہ کے دوستو! تم دونوں

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ

میں سے ایک اپنے آقا کو شراب پلائے گا

یہی مضبوط اور سیدھا دین ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ وہ محض اپنی جہالت سے غیروں کو پکارتے ہیں بندوں سے حاجات مانگتے ہیں اور نفع و نقصان کی امیدیں ان سے رکھتے ہیں گو ایسے لوگ بظاہر علم دار ہوں تاہم حقیقت میں جاہل ہیں۔ اے جیل خانہ کے دوستو یہ تو میں نے تمہیں حقانی تعلیم سکھائی ہے۔ اب سنو تمہارے خواب کی تعبیر بتلاتا ہوں۔ تم دونوں میں سے ایک یعنی جس نے خواب میں انگور نچوڑے ہیں وہ تو قید سے چھوٹ کر اپنے اصل عہدے پر جا کر اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔

بن رافع فاتی برطب ابن طالب قال علیه الصلوة والسلام فاولت ان الرفعة لنافی الدنیا والعافیة فی الاخرة وان دیننا قد طاب وقد ینتقل الذهن الی الملابس الی مایلابسه کالسیف للقتال وقد ینتقل الذهن من الوصف الی جوهرمناسب له کمن غلب علیه حب المال راه النبی صلی الله علیه وسلم فی صورة سوار من ذهب وبالجملة فللانتقال من شئی الی شئی صور شتی وهذه الرؤیا شعبة من النبوة لانها ضرب من افاضة غیبة قد تدل من الحق الی الخلق وهو اصل النبوة واما سائر انواع الرؤیا فلا تعبیر لها (حجة اللّٰه البالغة ص ۱۸۰-۱۸۱)

سے آدمی ڈر جائے ایسی خواب دیکھنے پر بیدار ہو تو بائیں جانب تھوک دے اور جس پہلو پر لیٹا ہو اس سے پھر جائے۔ لیکن خوشخبری والا خواب سو اسی کی تعبیر ہوتی ہے اور یہ نبوت کے درخت کی گویا ایک شاخ ہے کیونکہ یہ مبدا فیض سے ایک قسم کا فیضان ہے۔ باقی اقسام کی تعبیر نہیں ہوتی (یعنے وہ اخبار مستقبلہ سے نہیں ہیں)

مختصر یہ کہ صحیح اور قابل تعبیر خواب جس میں اخبار مستقبلہ ہوتی ہیں صرف وہی ہے جو قوت مدرکہ سے حاصل ہو نہ کوئی اور وہی نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونے کا حق رکھتا ہے کیونکہ وہ نبوت کے اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر اور جس درجے کسی کی قوت مدرکہ تیز اور نبوت سے قریب ہوگی اسی قدر اس کے خواب سچے اور تعبیر طلب ہوں گے۔ البتہ بعض اوقات کفار اور فساق کے خواب بھی درست اور تعبیر طلب ہوتے ہیں سو یہ شاذ و نادر کسی حکمت الٰہیہ سے ایسا ہوتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر اور قیدیوں کے خواب تھے کہ ان میں یہ حکمت تھی کہ یوسف علیہ السلام کی رہائی کے لئے وہی سبب ہوئے۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة

سر سید احمد خان چونکہ اس کوچہ سے ناآشنا تھے اس لئے جیسے اور امور سے منکر ہیں خواب کی حقیقت اور کیفیت سے بھی انکاری ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"غرض کہ صوفیہ کرام اور علمائے اسلام اور فلاسفہ مشائین میں سے شیخ بو علی سینا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو جن کے نفس کامل ہیں یا زہد و مجاہدہ و ریاضات سے ان کے نفوس میں تجرد ہوتا ہے ان کو خواب میں ملاء اعلیٰ سے ایک قسم کے علم کا فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان ان کے صور خیالیہ میں سے کسی صورت میں جو اس فیضان علم کے مناسب ہے متمثل ہوتا ہے۔ اور وہ تمثل حس مشترک میں منقش ہو جاتا ہے"

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ

اور دوسرا سولی دیا جائے گا تو جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جس امر سے تم سوال کرتے ہو

تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا

ہو ہی چکا ہے۔ یوسف علیہ السلام کو جس کے چھوٹنے کا گمان ہوا تھا

حواس کا کام ہے یعنی بعد تحقیقات وہ بے جرم ثابت ہو گا اور دوسرا یعنی جس نے اپنے سر پر خواب میں ٹوکرا اٹھایا تھا وہ جرم کے ثبوت پر سولی دیا جائے گا سولی کے تختے پر ہی اسے چھوڑ دیں گے تو جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جس امر سے تم سوال کرتے ہو یقیناً جانو کہ وہ اللہ کے نزدیک ہو ہی چکا ہے۔ یعنی ان شاء اللہ اس میں سر مو تفاوت نہ ہو گا یہ سن کر ان میں سے ایک تو خوش ہوا دوسرا رنجیدہ ہو کر بیٹھ رہا۔ یوسف علیہ السلام کو جس کے چھوٹنے کا گمان ہوا تھا اسے کہنے لگا بھائی اگر خدا تم پر رحم کرے اور تو بحال ہو جائے تو اپنے

اور اس کے مطابق ان کو خواب دکھائی دیتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ یہی ایک خواب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی تعبیر دی جائے اور اس کے سوا کوئی خواب تعبیر کے لائق نہیں ہوتا ملاء اعلیٰ کے مفہوم کو متعدد لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کبھی تو ایک عالم مثال قرار دیا جاتا ہے جس میں اس عالم کی تمام باتیں ما کان وما یکون بطور مثال کے موجود ہیں اور اس کا عکس مجملاً یا تفصیلاً خواب میں انسان کے نفس پر پڑتا ہے اور کبھی نفوس فلکی کو ما کان و ما یکون کا عالم سمجھا جاتا ہے اور اس سے نفس انسانی پر فیض پہنچانا مانا جاتا ہے اور کبھی عقول عشرہ مفروضہ حکماء کو عالم ما کان وما یکون قرار دے کر اس کے فیضان کو تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی اس سے ملائکہ مقصود ہوتے ہیں (مقصود سب سے ایک ہی ہے کہ ملاء اعلیٰ وہ مقام ہے جہاں سے انسان بذریعہ حواسِ خمسہ اور براہین عقلیہ علم حاصل نہ کر سکے بلکہ محض اندرونی صفائی اور فیض ربانی سے ہو جس پر آپ نے غور سے کام نہیں لیا جیسا آگے آتا ہے) اب ہمارا سوال یہ ہے کہ بلا شبہ عقل انسانی بلکہ مشاہدہ اور تجربہ اس بات کو ضرور ثابت کرتا ہے کہ ایک واجب الوجود یا علۃ العلل خالق جمیع کائنات موجود ہے ولا نعلم ماهية ولا حقيقة صفاته الا ان نقول عالم حی قادر خالق لا تاخذه سنة ولا نوم له مافی السموات ومافی الارض. هو علی كل شئی قدير اور یہ تمام الفاظ صفاتی جو اس واجب الوجود کی نسبت منسوب کرتے ہیں صرف مجاز ہے لان حقیقۃ صفاتہ غیر معلومتہ پس مفہوم ملاء اعلیٰ کا جو صوفیہ کرام اور علماء اسلام اور فلاسفہ عالی مقام نے قرار دیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اس کی صداقت اور واقعیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو کسی امر کو گو کہ وہ واقعات خواب ہی کیوں نہ ہوں اس پر مبنی کرنا نقش بر آب ہے۔ اما الاحاديث المروية وفی هذا الباب فكلها غير ثابت[1] فانما هی مقالات الصوفية ومن يشابههم وليس من كلام النبی محمد صلی الله عليه وسلم

اس تقریر سے سر سید کا مطلب صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز مشاہدہ میں نہ ہو اس کا وجود ان کے نزدیک مسلم نہیں۔ رہا یہ سوال کہ خدا بھی تو مشاہدہ میں نہیں تو اس کا جواب سید صاحب دیتے ہیں کہ مشاہدہ ہی اس کے ماننے پر مجبور

[1] وان كانت فی صحيح البخاری الذی اعترفت بصحتة فی ما تقدم والانكار بعد الاقرار تناقض صريح وتهانت قبيح

اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۟

اس سے کہا تو اپنے آقا کے پاس میرا بھی ذکر کیجو سو شیطان نے اسے آقا کو یاد دلانا بھلا دیا پس وہ قید خانہ میں کئی سال تک پڑا رہا

آقا کے پاس جو والی ملک ہے میرا بھی ذکر کیجیو کہ ایک بے گناہ مظلوم جیل خانہ میں پھنسا ہوا ہے۔ سو شیطان نے اس آقا کو یاد دلانا بھلا دیا۔ چونکہ یوسف علیہ السلام کا یہ سوال حسب شان نہ تھا گو شرعاً جائز تھا۔ مگر عرف خاص میں جن کا طریق یہ ہو کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

یہ امر پسندیدہ نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ قید خانہ میں کئی سال تک کس مپرسی کی حالت میں پڑا رہا

کرتا ہے۔ مگر ملأ اعلیٰ کا وجود ماننے پر مشاہدہ مجبور نہیں کرتا۔ لیکن جن لوگوں نے ملاء اعلی کا بھی مشاہدہ کیا ہے ان کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ

"ہاں کہا جاتا ہے کہ بعد سلوک طریقت اور اختیار کرنے زہد وریاضت کے (یہی تو مشکل ہے) یہ راز کھلتا ہے اور حجابات اٹھ جاتے ہیں اور حقیقت نفس وماہیت ملاء اعلی ومافیہا منکشف ہو جاتی ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ کچھ منکشف نہ ہوتا ہوگا (کاش کہ "ہوگا" کی بجائے "ہے" کہا ہوتا) مگر ہم کس طرح تمیز کریں کہ جو کچھ منکشف ہوتا ہے وہ حقیقت ہے یا وہی خیالات ہیں جو متمثل ہو گئے ہیں جس طرح کہ اور خیالات متمثل ہو جاتے ہیں

سید صاحب! وہ علم "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کا مصداق ہے مگر جو اس کوچہ ہی سے ناآشنا ہو اسے کون سمجھائے جیسا عنین مادر زاد کو جماع کی لذت کا یقین کرنا یا کسی دوسرے کا اس کو باور کرا دینا مشکل ہے ویسا ہی آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا اس امر کی حقیقت سے آگاہ ہونا یا کسی کا ان کو قائل کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے

ایکہ آگاہ نئی عالم درویشاں را توچہ دانی کہ چہ سودائے سراست ایشانرا

پس بطور نتیجہ فرماتے ہیں

"پس ہمارے نزدیک بجز ان قوی کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں"

بیشک ہم بھی مانتے ہیں کہ جو قوی خدا نے انسان میں مخلوق کئے ہیں ان کے سوائے کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں۔ مگر ہم پہلے کئی دفعہ لکھ آئے ہیں کہ قوانین قدرت اسی میں محدود نہیں جو ہمارے مشاہدہ اور حس میں آچکا ہے بلکہ ایسا کہنا خدا کی شان میں ایک قسم کی بے ادبی ہے جس پر آپ نے بھی بڑی خوشی سے دستخط کئے ہوئے ہیں جہاں فرماتے ہیں کہ "یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم پورا نہیں بلکہ ناقص ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقعہ ہو اور اس کے وقوع کے علم کا کافی ثبوت موجود بھی ہو اور اس کا وقوعہ معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہو سکتا ہو اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ وفریب کے فی الواقع ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ اس کے وقوع کے لئے کوئی قانون قدرت ہے مگر ہم کو اس کا علم نہیں" (تفسیر احمدی جلد دوم صفحہ ۴۴)

لیکن اس کا کیا علاج ہو کہ آپ اپنے کہے پر خود ہی عمل نہ کر کے لِمَ تقولون مالا تفعلون کے مخاطب بنیں۔ پھر حسب مذاق خود یوسف علیہ السلام کے خواب کی وجہ بتلاتے ہیں

"اب یوسف علیہ السلام کے خوابوں کو دیکھو۔ پہلا خواب ان کا یہ ہے کہ انہوں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو اپنے تئیں سجدہ کرتے دیکھا۔ حضرت یوسف کے ان کے سوا گیارہ بھائی اور تھے اور ماں اور باپ تھے۔ باپ اور ماں کا تقدس اور عظم وشان اور قدر ومنزلت ان کے دل میں منقش تھے۔ بھائیوں کو اپنے باپ کی ذریات جانتے تھے۔ مگر وہ اس سبب

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

اور بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی موٹی گائیں دیکھی ہیں جن کو سات دبلی سی (گائیں) کھائے جاتی ہیں

وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ

اور سات بالیں سبز دیکھی ہیں اور کئی ایک خشک

آخر خدا کی جناب میں دعا قبول ہوئی تو اس نے خود ہی اس بلا سے نجات دلائی۔ اور اس کی ظاہری تدبیر یہ بنائی کہ بادشاہ کو ایک خواب دکھایا جو اس نے اپنی کچہری میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی موٹی گائیں دیکھی ہیں۔ جن کو سات دبلی سی گائیں کھائے جاتی ہیں۔ اور ساتھ بالیں سبز دیکھی ہیں اور کئی ایک خشک

سے کہ ان کے باپ ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور خود ان کے باپ وماں اور ان کے سبب سے ان کے بھائی ان کی تابعداری بسبب چاؤ و محبت کے کرتے تھے (بیشک کرتے تھے عیاں راچہ بیان) اور اس لئے ان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب میرے تابع و فرمان بردار اور میری منزلت وقدر کرنے والے ہیں۔ یہ کیفیت جو انکے دماغ میں منقش تھی اس کو متخیلہ نے سورج اور چاند اور ستاروں کی شکل میں جن کو وہ ہمیشہ دیکھتے تھے اور ان کا تفاوت درجات بھی ان کے خیال میں متمکن تھا متمثل کیا اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس ان کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ بھائی سب ان کے فرمانبردار ہیں"

مطلب یہ کہ جو کچھ حضرت یوسف نے دیکھا تھا اس کا منشا خارج میں موجود تھا یعنی ماں باپ بھائیوں کی تابعداری نہ کہ کوئی ملاء اعلیٰ سے تعلق تھا۔ ماں باپ کی تابعداری یا دوسرے لفظوں میں شفقت پدری تو بجا ہے مگر بھائیوں کی اور خاص کر یوسف کے بھائیوں کی (جن کی مہربانیاں معلوم ہیں) اطاعت اور فرمانبرداری کس نے سنی ہوگی؟ جنہوں نے زندہ کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا گو باپ کی محبت ہی میں ڈالا تاہم یہ قرینہ ان کی چاؤ و محبت کا ہے جس سے وہ یوسف کی فرماں برداری کرتے تھے۔ البتہ سید صاحب اگر یوں کہتے کہ ماں باپ کے لحاظ سے منافقانہ فرماں برداری کرتے تھے تو تو بھی ایک بات تھی۔ مگر اس صورت میں یہ سوال ہوتا کہ ایسے منافقوں اور لحاظی محبوں کا حال محبوب سے مخفی نہیں رہا کرتا۔ غالباً اگر وہ باپ کے سامنے یوسف کو چومتے ہوں گے تو پیچھے کاٹتے ہوں گے پس ایسے "فرمانبرداروں" کو تابعدار جاننا نہ صرف دھوکہ خوری ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی نادانی علاوہ اس کے اس عبارت کے معنی بھی ہماری سمجھ سے باہر ہیں کہ "اس کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ بھائی سب ان کے فرمانبردار ہیں" حالانکہ یوسف علیہ السلام نے جو خود اپنے خواب کی تعبیر کی تھی وہ بالکل سید صاحب کی تقریر کے خلاف ہے کیونکہ ایک تو وہ خواب کے وقت کے لحاظ سے مستقبل تھی اور سید صاحب کی تقریر سے "حال" معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سید صاحب اسے "ہیں" سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک یوسفی خواب کی تعبیر بس یہی تھی کہ ان کے بھائی وغیرہ ان کی اس حالت میں تابعداری کرتے تھے مگر حضرت یوسف نے جب مصر میں ماں باپ اور بھائیوں کو اپنی تعظیم کرتے دیکھا جس کا بیان آیت مندرجہ حاشیہ میں ہے

ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجدا وقال یابت هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقا (یوسف)

تو اس حالت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کیفیت میرے خواب کی تعبیر ہے

اس کا جواب سید صاحب یہ دیتے ہیں کہ

اس واقعہ کے ایک مدت بعد یوسف علیہ السلام کے ماں باپ بھائیوں کا مصر میں جانا اور موافق آداب سلطنت کے آداب بجالانا اور یوسف علیہ السلام کا فرمانا کہ **هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقا**

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۞ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ

اے درباریو اگر تمہیں علم تعبیر ہے تو اس خواب کی تعبیر کرو- سب نے کہا کہ یہ تو بیہودہ پریشان

اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۞ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا

خواب و خیال ہیں اور ہم ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے- اور جو ان دو قیدیوں میں سے بری ہوا تھا

اس خواب سے میں سخت پریشان ہوں اے درباریو اگر تمہیں علم تعبیر ہے تو اس خواب کی تعبیر کرو۔ سب نے بیک زبان کہا کہ یہ تو بیہودہ اور پریشان خواب و خیال ہیں اور ہم ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اس لئے کہ ہر ایک خواب قابل تعبیر نہیں ہوتا بلکہ وہی ہوتا ہے جو القاء ربانی سے ہو ورنہ دن کے خیالات ذہن میں بیٹھے ہوئے رات کو قوت متخیلہ میں متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں مگر بادشاہ کو ان کے اس جواب سے تشفی نہ ہوئی وہ اس کی تعبیر کا جویاں رہا۔ آخر تدبیر الٰہی غالب آئی اور جو ان دو قیدیوں میں سے بری ہوا تھا

ایک امر اتفاقی تھا کیونکہ یہ بات قرآن مجید سے نہیں پائی جاتی کہ یعقوب علیہ السلام جو نبی تھے اس خواب سے یہ سمجھے تھے کہ حضرت یوسف ایسی منزلت میں پہنچیں گے کہ ماں باپ اور بھائی جا کر ان کو سجدہ کریں گے۔ اگر قرآن مجید سے اس خواب کی تعبیر پائی جاتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے کہا کہ خدا تجھ کو حوادث عالم کا مآل تعلیم کرے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اسی طرح پوری کرے گا جس طرح کہ اس نے ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر پوری کی ہے اور یہ تعبیر ایک عام تعبیر ہے جو ایک جوان صالح کے عمدہ خواب (سید صاحب عمدگی کیسی ؟ یہی کہ قوت واہمہ سے بھائیوں کی فرمانبرداری سمجھی جس کو قوت متخیلہ نے سورج اور چاند ستارے کر دکھایا) کی تعبیر میں بیان ہو سکتی ہے۔ چاند سورج ستاروں کے سجدہ کرنے سے حوادث عالم کے علم کو تعبیر کرنا نہایت پر لطف قیاس تھا" کون پوچھے کہ لطف کا بیان کیا ہے جس نے یہودیوں کا مقلد بنتا ہو وہ پوچھے ہماری تو مجال نہیں۔ مطلب سید صاحب کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کا یہ سمجھنا کہ میرے خواب کی یہ تعبیر ہے دلیل نہیں ہو سکتا ہاں حضرت یعقوب نے جو نبی تھے اور اگر ایسا سمجھا ہوتا تو دلیل ہو سکتا تھا حالانکہ حضرت یعقوب نے اس خواب سے یوسف علیہ السلام کی کوئی قدر و منزلت نہیں سمجھی۔ بلکہ جو کچھ کہا وہ بھی عام تعبیر یا نیک فال کے طور پر کہہ دیا کہ یہ ہو گا وہ ہو گا مگر بے ادبی معاف قرآن سے بے خبری جس قدر اس مضمون میں آپ سے ظاہر ہوئی ہے کسی مضمون میں نہیں ہوئی- سید صاحب و آلہ بغور سنئے حضرت یعقوب نے حضرت یوسف (علیہما السلام) کا خواب سنتے ہی کہا یا بنی لا تقصص رء یاك علی اخوتك فیکیدوالك کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین اس آیت کا ترجمہ ہم سید صاحب ہی کے لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ "یوسف کے باپ یعنی یعقوب علیہما السلام نے کہا کہ اے میرے بچے تو نہ بیان کرنا قصہ اپنے خواب کا اپنے بھائیوں پر پھر وہ مکر کریں گے تیرے لئے کسی طرح کا مکر بیشک شیطان انسان کے لئے دشمن ہے علانیہ۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۷)

فرمایئے یہ کیوں کہا اس سے کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت یعقوب نے یوسف کے خواب سے ترقی مدارج سمجھی تھی بلکہ ایسی سمجھی تھی کہ وہ اس سمجھ کو بدیہی اور ہر ایک کے قابل فہم جانتے تھے۔ جب ہی تو انہوں نے اس خوف سے کہ یوسف کے بھائی بھی یہی تعبیر سمجھ کر کہ یوسف اعلیٰ مدارج پر پہنچے گا حسد نہ کرنے لگیں یوسف کو اپنے خواب بتلانے سے منع کر دیا تھا کہیے یہ مضمون صاف ہے یا نہیں؟ اسی فہم و انصاف پر سید صاحب مرحوم ہمیشہ مفسرین کو قرآن سے ناسمجھ اور یہودیوں کے مقلد بنایا کرتے تھے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مفسرین کا یہ قصور ہے اور واقعی بہت بڑا قصور ہے کہ وہ کم

وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ

اور اسے بعد مدت یاد آیا اس نے کہا کہ میں اس کی تعبیر تمہیں بتا سکتا ہوں پس مجھے بھیجو۔ اے یوسف صدیق تو ہمیں اس خواب

اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

کی تعبیر بتلا کہ سات موٹی موٹی گائیں ہیں جن کو دوسری دبلی پتلی سات گائیں کھائے جاتی ہیں

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

اور سات بالیں سبز اور کئی ایک خشک ہیں بتا کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات سال تو

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ

بدستور پے در پے کاشتکاری کرتے رہنا پھر جس قدر ورد کرو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا

اور اسے بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے خواب کا قصہ سن کر اپنا خواب یاد آیا تو اس نے وزراء سے کہا کہ میں اس کی تعبیر تمہیں بتلا سکتا ہوں پس مجھے بھیجو کہ میں جیل کے ایک قیدی سے جس نے مجھے تعبیر بتلائی تھی پوچھ آؤں چنانچہ اسے اجازت ہوئی اور اس نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے یوسف صدیق راست باز میں تیرے اس احسان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا جو تو نے خواب کی سچی تعبیر بتلا کر میری تسلی کی تھی۔ اب ایک اور اسی قسم کی ضرورت در پیش ہے پس تو ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلا کہ سات موٹی موٹی گائیں ہیں جن کو دوسری دبلی سات گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیں سبز اور کئی ایک خشک ہیں۔ یہ تو مجھے بتا کہ میں درباری لوگوں کے پاس جو اس کے منتظر ہیں جاؤں اور ان کو تیری تعبیر سناؤں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو جس سے شاید تیری مراد بھی بر آئے جس کی بابت تو نے مجھے کہا تھا یوسف نے کہا تعبیر تو کیا اس بلائے بے درمان کی تدبیر بھی تم کو بتلاؤں گا۔ یہ ایک سخت آفت تم پر آنے والی ہے کہ سات سال تک تو تم پر ہر طرح سے ارزانی اور فارغ البالی رہے گی۔ مگر بعد ازاں سات سال سخت قحط ہو گا۔ سو تم ایسا کرنا کہ سات سال تو بدستور پے در پے کاشتکاری کرتے رہنا۔ پھر جس قدر فصل ورد کرو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا

علم اپنی رائے کو قرآن کی تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ افسوس ان کم ہمتوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ قرآن کو جو بقول[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ بالکل بے زبان ہے اپنی رائے کے تابع کر لیں۔ کیا یہ کوئی برا کام ہے سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں تم میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہو خود کام بھی ہو

علاوہ اس کے اگر حضرت یعقوب کی سمجھ پر مدار اس لئے ہے کہ وہ نبی تھے چنانچہ سید صاحب کی عبارت سے متبادر مفہوم ہے تو حضرت یوسف کی سمجھ جو وہ بھی نبی تھے اپنی خواب کے متعلق کیوں کافی نہیں؟ جبکہ وہ صریح لفظوں میں هذا تاويل رءياى فرمارہے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سید صاحب نے جس بیان کو یوسف کے خواب کی تعبیر بتلایا ہے وہ الگ سبب ہے چنانچہ ان آیتوں میں وكذلك يجتبيك ربك ويعلمك من تاويل الاحاديث ويتم نعمته عليك وعلى ال يعقوب– الاية یہ کلام "واؤ" عطف سے پہلے کلام پر معطوف ہے تعبیر کی طرف تو یعقوبؑ نے پہلے

[1] حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ صفین کے دنوں میں معاویہؓ نے قرآن شریف نیزوں پر کھڑے کر کے پکار دیا تھا کہ یہ قرآن ہمارا منصف ہے۔ حضرت علی کی فوج نے قرآن دیکھ کر ہتھیار چھوڑ دیئے کہ جب یہ قرآن کا فیصلہ مانتے ہیں تو ہم ان سے کیوں لڑیں۔ حضرت علی نے معاویہ کی تدبیر سمجھ کر فرمایا یہ قرآن جو نیزوں پر ہے خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن یعنی قرآن کا مفسر ہوں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

مگر تھوڑا سا کھانے کے قدر (صاف کر لینا) پھر اس سے پیچھے سات سال سخت آئیں گے

مگر تھوڑا سا کھانے کے قدر (صاف کر لینا) پھر اس سے پیچھے سات سال سخت قحط کے آئیں گے

کلام لا تقصص رءیاك علی اخوتك میں اشارہ کر دیا ہے جس کو سید صاحب نے حرف غلط کی طرح بالکل محو کر دیا ہے اور اس کا ذکر تک نہیں کیا اور معطوف کو جو الگ کلام تھا تعبیر سمجھ گئے بالکل سچ ہے

گر تو قرآن بریں نمط خوانی ۔ بہ بری رونق مسلمانی

باقی تین خوابوں کے متعلق بھی سید صاحب نے اسی طرح ہاتھ پاؤں مارے ہیں گو وہ اس قابل نہیں کہ ان کا جواب دیا جائے اور نہ ہی ہم سے ایسی باتوں کا جواب ہو سکتا ہے۔ مگر تاہم قوم کی آگاہی کے لئے سید صاحب کی تقریر کو نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

”دوسرا اور تیسرا خواب ان دو جوانوں کا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے ان میں سے ایک نے دیکھا تھا کہ میں شراب چھان رہا ہوں۔ دوسرے نے دیکھا تھا کہ اس کے سر پر روٹی ہے اور پرند اس کو کھا رہے ہیں۔ یہ دونوں شخص کسی جرم کے متہم ہو کر قید ہوئے تھے۔ پہلا شخص جو غالباً ساقی تھا در حقیقت وہ بے گناہ تھا اور اس کے دل کو یقین تھا کہ وہ بے گناہ قرار پا کر چھوٹ جائے گا (ایسے انصاف کی امید ایسی حکومت سے ہے جس میں حضرت یوسف جیسے بے گناہ کئی سال یونہی کسمپرسی کی حالت میں پڑے رہے این خیالست ومحال است وجنون) وہی خیال اس کا سوتے میں شراب تیار کرنے سے جو اس کا کام تھا منتقل ہو کر خواب میں دکھائی دیا۔ دوسرا شخص جو غالباً باورچی خانہ سے متعلق تھا در حقیقت مجرم تھا اور اس کے دل میں یقین تھا کہ وہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور جانور اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تو یہی خیال اس کا سوتے میں روٹی سر پر رکھ کر لے جانے سے جو اس کا کام تھا اور پرندوں کا روٹی کو کھانے سے متمثل ہو کر خواب میں دکھائی دیا (کیا وجہ کہ پہلے کے ذہن میں رہائی کا تصور متمثل ہوا اور دوسرے کو سولی کا تصور نہ ہوا بلکہ بقول آپ کے اپنے ہی کام کا خیال آیا کہ میں روٹی سر پر رکھ ہوئے جاتا ہوں) حضرت یوسف علیہ السلام اس مناسبت طبعی کو جوان دونوں خوابوں میں تھی سمجھے اور اس کے مطابق دونوں کی تعبیر اور مطابق واقع کے ہوئے

غرض کہ سید صاحب کے نزدیک علم تعبیر رویا بالکل اس قصے کے مشابہ ہے جو کسی حکیم صاحب اور ان کے شاگرد رشید کا مشہور ہے۔ حکیم صاحب ایک دفعہ بہ ہمراہی شاگرد رشید جو ابھی نیم حکیم تھے کسی بیمار کو دیکھنے کے لئے گئے۔ حکیم صاحب نے تو اپنے تجربہ سے معلوم کیا کہ بیمار نے بد پرہیزی کی ہے بلکہ کہہ بھی دیا کہ اس نے تربوز کھایا ہے جو اس کو مضر تھا۔ تیمار داروں نے اس امر کا اقرار کیا۔ اتفاقاً بیمار کی چارپائی کے نیچے تربوز کے چھلکے اور بیج بھی پڑے تھے۔ نیم حکیم صاحب نے یہ اصول سمجھا کہ جس چیز کا نشان مریض کی چارپائی کے نیچے ہو اس کے متعلق بد پرہیزی کا الزام بیمار پر لگا دینا چاہئے۔ اتفاق سے دوسرے ہی روز حکیم صاحب مطب سے غیر حاضر تھے۔ نیم حکیم بیمار مذکور کو دیکھنے تشریف لے گئے تو جاتے ہی انہوں نے بیمار کی چارپائی کے نیچے نمدا پڑا ہوا ملاحظہ کر کے جھٹ سے فرمایا کہ آج تو بیمار نے بڑی سخت بد پرہیزی کی ہے۔ تیمار داروں نے عرض کیا کہ جنابِ عالی آج تو قسمیہ کسی قسم کی بد پرہیزی نہیں ہوئی مگر نیم حکیم صاحب نے بڑے قوی قرائن سے معلوم کیا ہوا تھا۔ وہ بضد ہوئے کہ نہیں بیمار نے واقعی سخت بد پرہیزی کی ہے۔ آخر تیمار داروں نے التماس کی کہ مہربانی کر کے آپ ہی بتلا دیں کہ کیا بد پرہیزی ہوئی ہے۔ آئندہ کو اس کا بھی لحاظ رہے گا۔ نیم حکیم صاحب نے درافشانی کی کہ ”بیمار نے نمدہ کھایا ہے“

یہ سنتے ہیں تیمار داروں نے نیم حکیم صاحب کی جو خاطر کی ہو گی اسکا تو ہم ذکر نہیں کرتے البتہ سید صاحب ان دنوں زندہ ہوتے تو شیخ سعدیؒ کی طرح

يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾

کہ جو کچھ تم نے ان کے لئے بچا رکھا ہوگا سب کا سب چاٹ جائیں گے مگر تھوڑا سا حصہ جو تم بچا رکھو گے

کہ جو کچھ تم نے ان کے لئے بچار کھا ہوگا سب کا سب چاٹ جائیں گے۔ یعنی تم سب کھا جاؤ گے لیکن بہت کم تھوڑا حصہ جو تم بیج وغیرہ کی ضرورتوں کے لئے بچار کھو گے

ہم بھی ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے۔اور گزشتہ گناہوں سے اقرار کر کے توبہ یا ان کے ہاتھ پر بیعت تلمذ کرتے کیونکہ ان کی وجہ سے ہمیں علم تعبیر رویا جس کے حاصل کرنے کو بڑے بڑے امام ترستے گئے ہیں اور ان کو اس کے متعلق کوئی قاعدہ کلیہ نہ ملا سید صاحب کی طفیل ہم کو نہایت آسان قاعدہ مل گیا جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اس سے آگے بادشاہ مصر کے خواب کے متعلق فرماتے ہیں۔

"چوتھا خواب وہ ہے جس کو بادشاہ نے دیکھا تھا کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں ان کو سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سوکھی۔ ملک مصر ایک ایسا ملک ہے جس میں مینہ بہت ہی کم برستا ہے۔ دریائے نیل کے چڑھاؤ پر کھیتی ہونے یا قحط پڑنے کا مدار ہے۔ چڑھاؤ کے موسم میں اکثر بائیس فیٹ چڑھ جائے تو فصل اچھی ہوتی ہے اور چوبیس فیٹ چڑھائی ہو تو غرقی ہو جاتی ہے اور اگر صرف اٹھارہ یا ساڑھے اٹھارہ فیٹ چڑھاؤ ہو تو قحط ہو جاتا ہے۔ قدیم مصریوں نے دریائے نیل کے چڑھاؤ کے جس پر اچھی فصل یا قحط کا ہونا منحصر تھا متعدد جگہ اور متعدد طرح سے پیمانے تیار کئے تھے اور ان کو بہت زیادہ اچھی فصل ہونے یا قحط ہونے کا خیال اور ہمیشہ اسی کا چرچا رہتا تھا۔ مصر میں قحط ہونے کا یہ سبب بھی ہوتا ہے کہ دریائے نیل کی طغیانی کے چڑھاؤ کے بہاؤ کا رخ اس طرح پر پڑ جائے کہ زراعت کی زمین پانی کے رو سے محروم رہ جائیں۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس سے پہلے بھی دریائے نیل بے اعتدالی کے طور تھا یعنی ملک مصر میں اس کے مناسب اور یکساں بہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اس زمانہ میں بھی جب کسی طرح سے اس کا رخ بدلتا معلوم ہوتا ہے تو لوگ اندازہ کرتے ہیں اور آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ اتنے دنوں میں دریا اس کنارہ سے لگے گا اور فلاں طرف کی زمینیں چھوٹ جائیں گی۔ اسی طرح غالباً اس زمانہ میں مصر کی نسبت اور قحط پڑنے کی نسبت چرچے ہوتے ہوں گے اور بادشاہ مصر کو اس کا بہت خیال ہوتا ہوگا اور وہی خیال پیداوار کے زمانہ کا موٹی موٹی گائیوں اور ہری ہری بالوں سے اور قحط کے زمانہ کا دبلی گائیوں اور سوکھی بالوں سے متمثل ہو کر فرعون (بادشاہ مصر) کو خواب میں دکھائی دیا (گرانی یا ارزانی کا تصور تو بھلا ہر ایک کو موسم برسات پر ہوتا ہے۔ سات عدد کا تصور بھی ہوتا ہے جو بادشاہ مصر کو ہوا" ؟ کما قال الفارابی ان التعبیر هو حدس من المعبر یستخرج به الاصل الخ (تفسیر احمدی جلد پنجم ص ۸۳)

ان خوابوں کی تعبیر دینے کے بعد سید صاحب ایک سوال کے جواب دینے پر متوجہ ہوئے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"خوابوں کی نسبت اب صرف ایک بحث باقی ہے کہ اگر وہی چیزیں خواب میں دکھائی دیتی ہیں جو دماغ میں اور خیال میں جمع ہیں۔ تو یہ کیوں ہوتا ہے کہ بعض دفعہ یا اکثر دفعہ وہی امر واقع ہوتا ہے جو خواب میں دیکھا گیا ہے۔ مگر اس باب میں خواب کی حالت اور بیداری کی حالت برابر ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بیداری کی حالت میں آدمی باتیں سوچتا ہے اور اپنے دل میں قرار دیتا ہے کہ یہ ہوگا اور وہی ہوتا ہے یا کسی شخص کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص آجاتا ہے۔ اور بہت دفعہ اس کے مطابق نہیں ہوتا۔ پس اس کی بیداری کے خیال کے مطابق واقع کا ہونا ایک امر اتفاقی ہوتا ہے۔ اسی طرح خواب میں بھی جو باتیں وہ دیکھتا ہے اور وہ وہی ہوتی ہیں جو اس کے دماغ اور خیال میں جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ پس کبھی انکے مطابق بھی کوئی واقع اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ جس طرح کہ بیداری

ثُمَّ يَأْتِىْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۷/۱۶

پھر اس سے بعد ایک سال آئے گا کہ اس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی اور وہ اس میں خوب انگور نچوڑیں گے

پھر اس سے بعد ایک ایسا خوشحالی کا دور آئے گا کہ اس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی۔ سب قسم کی ☐ جو پے در پے قحط سالیوں سے ان پر آرہی ہیں دفع ہو جائیں گی۔ اور وہ اس سال میں خوب انگور نچوڑیں گے

کی حالت میں خیالات کے مطابق واقع ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء اور صلحاء کے خواب بسبب اس کے کہ ان کے نفس کو تجرد فطری و خلقی یا اکتسابی حاصل ہوتا ہے ان کے خواب بالکل سچے اور اصلی (اصلی کے کیا معنے جب کہ خواب کی اصلیت ہی اتنی ہے کہ دن کے خیالات جورات کو سوجھتے ہیں تو اس میں نبی ولی وغیرہ میں کیا فرق ہے اور اصلی اور غیر اصلی کے کیا معنی مصور اگر کسی خوش شکل کی تصویر اتارے تو تو وہ اصلی ہو گی اور کسی بد شکل کی اتارے غیر اصلی ؟ نہیں بلکہ دونوں اصلی ہیں۔ پس نبی ولی یا فاسق فاجر وغیرہ سب کے خواب اصلی ہونے چاہئیں چاہے وہ کچھ ہی دیکھیں) اور مطابق ان کی حالت کے نظر آتے ہیں (یہ ٹھیک ہے لیکن اگر آپ کی اصطلاح میں خاص ان کو اصلی کہنا ٹھیک نہیں) اور ان سے ان کے نفس کا تقدس اور متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے بہت ٹھیک کل اناء یترشح بما فیہ (جلد پنجم صفحہ ۷۹ تا ۸۵)

مختصر یہ کہ سید صاحب کے نزدیک خواب صرف دماغی خیالات سے ہوتا ہے (اور بس کہ کوئی تعلق ملاء اعلیٰ سے نہیں اور نہ ہی خواب کوئی ذریعہ علم ہے چاہے کسی کا بھی کیوں نہ ہو۔ پس ہمارے ناظرین اس مسئلہ میں خود سوچ لیں کہ ان کو ہمیشہ وہی خواب آتے ہیں جن کا خیال ان کے دماغوں میں ہوتا ہے۔ یا کبھی ایسے خواب بھی دیکھتے ہیں جن کا سان و گمان بھی نہ ہو۔ اگر شق اول ہے تو سید صاحب کا مذہب ثابت ہے اور اگر صورتِ ثانیہ ہے تو علماء اسلام بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا قول صحیح ہے فتفکروا یا اولی الباب!

اسی بحث کا تتمہ یعقوب علیہ السلام کا مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھنے کا ہے جو حقیقۃً کوئی جداگانہ بحث نہیں ہے بلکہ اسی اصل کی فرع ہے جس کی بابت ہم نے ایک شعر لکھا تھا ؎

اے کہ آگاہ نئی عالم درویشاں را
وچہ دانی کہ سودائے سراست ایشاں را

سید صاحب لکھتے ہیں :

بلاشبہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر میں بھی تلاش کی ہو گی مگر وہ عزیز مصر کے ہاتھ بیچے گئے تھے اور محلوں میں داخل تھے اور ایک مدت تک قید رہے۔ ان کا پتہ نہیں لگ سکتا ہو گا (کیا مصر میں جاتے ہی قید ہو گئے تھے ؟) مگر جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں گئے اور حضرت یوسف بھی اس زمانہ میں عروج کی حالت میں تھے اور رعایت اور سلوک انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ اور پھر اپنے حقیقی بھائی کے لانے کی بھی تاکید کی تھی اور کچھ حالات بھی ان کے سنے ہوں گے تو ان کے بھائیوں اور باپ کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا ہو گا کہ کہیں یہ یوسف ہی نہ ہو۔ مگر جس درجہ شاہی پر (سید صاحب کیا کہہ رہے ہیں کیا حضرت یوسف مصر کے بادشاہ ہو گئے تھے کیا علماء کو مطعون کرتے کرتے آپ بھی بے ثبوت کہنے لگ گئے) اس وقت حضرت یوسف تھے یہ شبہ پختہ نہ ہوتا ہو گا۔ اور دل سے نکل جاتا ہو گا۔ پس جب کہ حضرت یعقوب کا شبہ اس قدر قوی ہو گیا تھا اور جو مہربانی یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کی تھی اس کو سن کر ان کو گمان غالب ہو گیا تھا کہ وہ بنیامین کا بھائی یوسف ہے تو ان کو یقین کامل ہوا کہ اب کے جو قافلہ واپس آئے گا تو ٹھیک یوسف کی خبر لائے گا۔ جبکہ تیسری دفعہ یہ لوگ مصر میں گئے تو حضرت یوسف نے مصر میں سب کے سامنے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ پس جب یوسف کے پاس ایلچی آیا تو یوسف نے اسے کہا تو اپنے آقا کے پاس لوٹ جا

غرض عیش وعشرت کے سب سامان ان کو مہیا ہو جائیں گے۔بادشاہ کو جب ایلچی نے یہ سارا قصہ تعبیر اور تدبیر کا سنایا تو بادشاہ کے دل میں اس تعبیر سے یوسف کی ایسی عظمت بیٹھ گئی کہ کسی کے ٹلانے سے نہ ٹلی۔کیونکر ٹل سکتی خدائی تدبیر پر کون غالب ہو سکتا ہے

ہو گیا کہ دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جبکہ وہ بامہر ہم پر مہربان ہو جائیگا

غرض یوسف کے بھلے دن آئے اور بادشاہ نے کہا جس نے یہ تعبیر اور تدبیر بتلائی ہے۔اسے میرے پاس لاؤ وہ اس قابل ہے کہ اسکی عزت وتوقیر ہو نہ کہ قید میں رکھا جائے۔پس اردلی حکم سنتے ہی دوڑے جب یوسف کے ایلچی بلانے کو آیا تو یوسف نے اسے کہا مناسب ہے کہ تو اپنے آقا کے پاس جس نے تجھے بھیجا ہے لوٹ جا

دیا تھا کہ میں یوسف ہوں اور حضرت یعقوب کو مع تمام کنبہ کے بلانے کو کہا تھا اور ان کے لئے بہت سا سامان مہیا کرنے کو حکم دیا (ثبوت کیا؟) جس کے لئے کچھ عرصہ لگا ہو گا اس عرصہ میں حضرت یوسف کے مصر میں موجود ہونے کی خبر افواہاً حضرت یعقوب کو پھر پہنچ گئی ہو گی۔اس افواہ پر انہیں یقین ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون یعنی میں پاتا ہوں خوشبو یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہنے لگو (جلد ۵ صفحہ ۱۱۷،۱۱۸)

فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝

اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے میرا پروردگار ان کی چالبازیوں سے آگاہ ہے

اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کی کیا کیفیت ہے جنہوں نے زلیخا کی دعوت میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میں یہ تحقیق صرف اس لئے کیا چاہتا ہوں کہ آئندہ بدگمانوں کو موقع نہ ملے ورنہ میرا پروردگار تو ان کی چال بازیوں سے آگاہ ہے

بھکا ہوا کیوں کہتے جس افواہ کی بنیاد پر حضرت یعقوب کو یقین ہوا تھا وہ افواہ انہوں نے نہ سنی تھی؟ اگر نہیں سنی تھی تو حضرت یعقوب نے اس افواہ کو ان کے سامنے کیوں نہ پیش کیا۔ اگر یعقوب کی روایت کا ان کو اعتبار نہ ہوتا (جو بلحاظ ان کے تقدس کے بعید ہے) تو انہی لوگوں کو جن کے ذریعہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) کو افواہ پہنچی تھی ان کے سامنے پیش کر دیتے۔ علاوہ اس کے افواہ کے کیا معنی؟ اگر ان دنوں کوئی آدمی مصر سے آیا ہو گا تو اس نے تو یقینی خبر بتلائی ہو گی۔ پھر افواہ سے اس کو کیوں تعبیر کیا گیا ہے کاش کہ سید صاحب علم مسمریزم ہی سے جس کے اکثر حوالے کر دیا کرتے ہیں عملی طور پر واقف ہوتے تو ان کو یہ دشواری پیش نہ آتی جو آئی۔ علامہ ابن خلدون نے حقیقت نبوت پر ایک طویل بحث لکھی ہے جو ان سب شبہات کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ بہتر ہے کہ اس مقام پر ہم اسی کو مع مختصر ترجمہ نقل کر دیں۔ لکھتے ہیں کہ

والنفوس البشرية على ثلاثة اصناف صنف عاجز بالطبع عن الوصول الى ادرك الروحانى فينقطع بالحركة الى الجهة السفلى نحوالدارك الحسية والخيالية وتركيب المعانى من الحافظة والواهة على قوانين محصورة وترتيب خاص يستفيدون به العلوم التصورية والتصديقة التى للكفر فى البدن وكلها خيالى منحصر نطاقه اذهو من جهة مبدئة ينتهى الى الا وليات ولا يتجاوزها وان فسدما بعد ها وهذا هو فى الاغلب نطاق الا دراك البشرى الجسمانى واليه تنتهى مدارك العلماء وفيه ترسخ اقدامهم وصنف متوجه بتلاك الحركة الفكرية نحوا لعقل الروحانى والا دراك الذى لا تفتقرا الى الا لات البدنية بما جعل فيه من الا ستعداد لذالك فيتسع نطاق ادراكه عن الا وليات التى هى نطاق الادرك الاول البشرى ويسرح فى فضاء الشاهدات الباطنية وهى وجدان كلها لا نطاق لها من مبدئها ولا من منتها ها وهذه مدارك العلماء الاولياء اهل العلوم الدينية والمعارف الربانية وهى العاحصلة بعد الموت لاهل السعادة فى البرزخ وصنف مفتور على الانسلاخ من البشرية جملة جسمانيتها و روحانيتها الى الملائكة من الافق الاعلى ليصير فى لمحة من اللمحات ملكا بالفعل و يحصل الا لهى فى تلك اللمحة و هؤلاء الانبياء صلوات الله و سلامه عليهم جعل الله لهم الا نسلاخ من البشرية فى تلك اللمحة وهى حالة الوحى فطر فطرهم الله عليها وجبلة صورهم فيها ونزهم عن موانع البدن وعوائقة مادا مواملا بسين لها بالبشرية بماركب فى غرائزهم من القصدوا لا استقامة التى يجاذون بهاتلك الوجهة وركز فى طبائعهم رغبته فى العبادة تكشف بهاتلك الوجهته وتسيغ نحوها نهم يتوجهون الى ذالك الافق ،ذلك النوع من الانسلاخ متى شاء وابتلك الفطرة التى فطروا عليها لا بالا كتساب ولا مناعة فلذا توجهوا وانسلخوا عن بشريتهم وتلقوا فى ذلك الملاء الاعلى ما يتلقونه عاجوابه على المدرك البشرية منزلا فى قواها لحكمة التبليغ للعبادة فتارة يمع دو ياكانه

رمز من الكلام يا خذمنه معنى الذى القى اليه فلا ينقضى الدرى الا وقدوعاه وفهم وتارة يتمثل له الملك الذى يلقى اليه رجلا فيكلمه ويعى ما يقوله والتلقى من الملك والرجوع الى المدارك البشريته وفهم ما القى عليه كله كانه فى الحظة واحدة بل اقرب من لمح البصر لانه ليس فى زمان بل كلها تقع جميعا فيظهر كانها سريعة ولذالك سميت وحيا كان الوحى فى اللغة الاسراع۔

نفوس بشریہ تین قسم پر ہیں۔ ایک قسم پر بالطبع روحانیات تک پہنچنے سے عاجز ہیں وہ صرف قوانین عقلیہ کے مطابق ترکیب اور ترتیب معانی سے علوم تصوریہ اور تصدیقیہ حاصل کرتے ہیں اس قسم کا دائرہ ادراک بہت ہی تنگ ہے۔ کیونکہ یہ اولیات تک پہنچ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ عموما اور اکات بشریہ کا یہی طریقہ ہے۔ اور علماء ظاہر کا مدار بھی یہی ہے اور اسی میں ان کے قدم جم جاتے ہیں۔ ایک قسم نفوس بشریہ کی عقل روحانی کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو آلات بدنیہ کی محتاج نہیں۔ پس اس کا دائرہ اولیات سے بڑھ کر مشاہدات باطنیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ علماء علوم الدنیہ اور معارف الہیہ والوں کا یہ طریق ہے اور اہل سعادت کو بعد موت حاصل ہوتا ہے۔ ایک قسم نفوس بشریہ ہیں کہ وہ پیدائش ہی سے ظلمات بشریہ سے الگ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک لمحہ میں ملائکہ سے مل جاتے ہیں۔ اور ملاء اعلی اپنے مقام پر ان کو مشہود اور محسوس ہوتا اور خطاب نفسانی اور خطاب الٰہی ان کو مسموع ہونے لگ جاتا ہے۔ ایسے لوگ انبیاء علیہ السلام ہیں۔ نزدل وحی کے وقت خدا ان کو ظلمات بشریہ سے پاک کر لیا کرتا ہے اسی فطرت پر ان کو پیدا کیا ہوا ہے کیونکہ ان کی طبیعتوں میں میانہ روی اور استقامت خدا نے گھڑی ہوتی ہے اور ان کی طبائع میں شوق عبادت رکھا ہوتا ہے۔ پس وہ جب چاہیں اسی فطری صفائی سے جو فطرتا بلا کسب ان کو حاصل ہے ملاء اعلی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ پھر کبھی تو ان کو ایک آواز گنگناہٹ سی سنائی دیتی ہے جسے وہی سمجھتے ہیں اور بعد ختم ہونے کے اس کا مطلب بخوبی ان کو یاد ہو جاتا ہے

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ عَنْ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ

بادشاہ نے کہا کہ جس وقت تم یوسف کو مائل کرتی تھیں تمہیں اس کی بابت کیا کچھ معلوم ہے۔ بولیں سبحان اللہ

مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز

ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی عزیز مصر کی عورت نے کہا اب تو سچی بات کا اظہار ہو گیا

بہتر ہے کہ شاہ بھی مطلع ہو جائے تاکہ سرکاری طور پر ہمیشہ کو میری برات ہو۔ بادشاہ نے یہ سوال سن کر کیفیت طلب کی۔ ان عورتوں کو بلا کر کہا کہ جس وقت تم یوسف کو ناجائز کام پر مائل کرتی تھیں۔ تمہیں اس کی بابت کیا کچھ معلوم ہے کہ وہ کیسا آدمی ہے بدنیت ہے یا نیک نیت؟ سب کی سب بیک زبان بولیں سبحان اللہ ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی۔ وہ ایسا نیک پسندیدہ مقال تھا کہ اس جیسا کوئی آدمی ہم نے نہیں دیکھا غرض

اس میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہے وہ

عزیز مصر کی عورت زلیخا نے عورتوں کی شہادت سن کر کہا اب تو شاہی مجلس میں بھی سچی بات کا اظہار فاش ہو گیا

اور اگر کبھی ان کے سامنے فرشتہ کلام کرتا ہے تو ان کو یاد ہو جاتا ہے

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس مضمون کے متعلق بہت بڑی طویل تقریر کی ہے جو بعینہ مع مختصر ترجمے کے نقل کی جاتی ہے امام موصوف فرماتے ہیں کہ

اعلم ان من انکشف له شئی ولو الشئی الیسیر بطریق الالهام والوقوع فی القلب من حیث لا یدری فقد صارعا رفا لصحة الطریق ومن لم یدرك ذلك من نفسه قط فینبغی ان یومن به فان درجة المعرفة فیه عزیزة جدا ویشهد لذلك شواهد الشرع والتجارب والحکایات اما الشواهد قوله تبارك وتعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا فکل حکمة تظهر من القلب بالمواظبة علی العبادة من غیر تعلم فهو بطریق الکشف والالهام وقال صلی الله علیه وسلم من عمل بما علم ورثه الله علم مالم یعلم ووفقه فی ما یعمل حتی یستو جب الجنة و من لم یعمل بما یعلمه اتاه فیما یعله ولم یوفق فیما یعمل حتی یستو جب النار وقال الله تبارك وتعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا من الاشکالات والشبه ویرزقه من حیث لا یحتسب یعلمه علما من غیر تعلم و یفطنه من غیر تجربة وقال الله تبارك وتعالی یا ایها الذین امنو ان تتقو الله یعجل لکم فرقانا قیل نورا یفرق به بین الحق والباطل ویخرج به من الشبهات والذالك کان صلی الله علیه وسلم یکثر فی دعائه من سوال النور فقال علیه الصلو والسلام اللهم اعطنی نورا اوزدنی نورا واجعل لی فی قلبی نور اوفی قبری وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وحتی قال فی شعری وفی بشری وفی مخی ودمی وعظامی وسئل صلی الله علیه وسلم عن قول الله تعالیٰ افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه هذا الشرح فقال هوا التوسعة ان النور اذا اقذن به فی القلب اتسع له الصدور انشرح وقال صلی الله علیه وسلم لابن عباس اللهم

اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ

بیشک میں نے ہی اسے پھسلایا اور وہ راست گو ہے یہ (تحقیق) اس لئے تھی کہ میرا آقا معلوم کر لے

بیشک میں نے ہی اسے پھسلایا تھا اور وہ راست گو ہے۔ غرض ہر طرح سے خاطر خواہ جب فیصلہ ہوا اور چوبدار نے یوسف علیہ السلام کو تمام قصہ سنایا تو یوسف نے کہا یہ تحقیق کسی اور غرض کے لئے نہ تھی۔ صرف اس لئے تھی کہ میرا آقا معلوم کر لے

فقهه فی الدین وعلمه التاویل وقال علی رضی الله عنه ما عندنا شئی اسره النبی صلی الله علیه وسلم الینا الا ان یوتی الله تعالیٰ عبدا فهما فی کتابه ولیس هذا بالتعلم وقیل فی تفسیر قوله تعالیٰ یوتی الحکمته من یشاء انه الفهم فی کتاب الله تعالےٰ وقال الله تعالیٰ ففهمناها سلیمن خص ماانکشف له باسم الفهم وکان ابوالدرداء رضی الله عنه یقول المئومن ینظر بنور الله من وراء استر رفیق والله انه للحق یقذفه الله فی قلوبهم ویجریه علی السنتهم وقال بعض السلف ظن المئومن کهانة وقال صلی الله علیه وسلم اتفوا فراسته المئومن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ والیه بشیر قوله تعالیٰ ان فی ذالك لایات للمتوسمین وقوله تعالیٰ قد بینا الایات لقوم یوقنون وروی الحسن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال العلم علمان فعلم باطن فی القلب فذالك هوالعلم النافع وسئل بعض العلماء عن العلم الباطن ماهو فقال هو سرمن اسرار الله تعالیٰ یقذفه الله تعالیٰ فی قلوب احبابه لم یطلع علیه ملکا ولا بشر اوقد قال صلی الله علیه وسلم ان من امتی

جس کو کوئی چیز بذریعہ الہام منکشف ہو تو وہ عارف ہے اور جس کو نہ ہو وہ اس کے امکان پر ایمان رکھے کیونکہ اس پر شواہد شرعی اور تجربات اور حکایات سب گواہی دے رہے ہیں شواہد شرعی سے تو ایک فرمان خداوند والذین جاهدو افینا الایته ہے۔ پس جو حکمت انسان کو بہ شغل وعبادت دل پر حاصل ہو وہ کشف اور الہام سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے تو اللہ اس کو ایک ایسا علم سکھائے گا جو وہ نہیں جانتا ہو گا اور اس کو نیک عمل کی توفیق دے گا اور خدا نے فرمایا ہے یا ایها الذین امنوا یعنی مومنو اللہ سے ڈرتے رہو تو تمہارے لئے فیصلہ کر دے گا یعنی نور دے گا کہ اس کے ساتھ حق باطل میں فیصلہ کیا جائے گا اور شبہات ظلمانیہ سے نکل جائیگا اس لئے آنحضرت اکثر اوقات دعا کرتے ہوئے خدا سے نور مانگا کرتے تھے۔ اور حضور سے اس آیت افمن شرح الله کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ وسعت صدر ہے۔ نور جب دل میں ڈالا جاتا ہے تو سینہ اس کے لئے فراخ ہو جاتا ہے۔ حضرت نے ابن عباس کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ اس کو دین کی سمجھ دے اور تاویل سکھا حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں جو آنحضرت ﷺ نے الگ بتلائی ہو۔ مگر فہم وفراست ہے جو خدا کسی بندے کو بغیر تعلیم وتعلم کے عنایت کرتا ہے۔ ابوالدرداء کہا کرتے تھے کہ مومن اللہ کے نور سے باریک سے پردے سے پیچھے دیکھتا ہے خدا کی قسم اللہ اپنے بندوں کے دلوں پر حقانیت ڈال دیتا ہے اور ان کی زبانوں پر جاری کرا دیتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اسی طرف خدا کا قول اشارہ کرتا ہے ان فی ذالك لایات للمتوسمین حضرت حسن نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے کہ علم دو قسم پر ہے ایک علم دل پر ہے اور وہی نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے جو اللہ کی طرف سے (اتمام حجت ہے) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں بعض لوگ مکالمات الٰہیہ

اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝

کہ میں نے اس کی غیبوبت میں خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خائنوں کی تدبیریں باور نہیں کیا کرتا

اور اسے کسی طرح کا واہمہ نہ رہے کہ میں نے اس کی غیبوبیت میں خیانت نہیں کی۔ اور وہ یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ خائنوں کی تدبیریں باور نہیں کیا کرتا۔ گو وہ اپنی خیانت کو کیسی ہی اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر اور حیلہ سازی سے دبانا اور مخفی رکھنا چاہیں آخر ایک نہ ایک روز اس کا ظہور ہو کر ہی رہتا ہے۔ اگر میں نے بھی کوئی خیانت کی ہوتی تو کبھی نہ چھپتی

محدثین ومعلمین الملهمین وان عمرمنهم وفدا ابن عباس رضی الله عنهما وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث یعنی الصدیقین والمحدث هو الملهم والملهم هوالذی انکشف له فی باطن قلبه من جهة الداخل لامن جهة المحسوسات الخارجته والقران مصرح ان القتوی مفتاح الهدایة والکشف وذالك علم من غیر تعلم وقال الله تعالیٰ وما خلق الله فی السموات والارض لایٰت لقوم یتقون خصصها بهم وقال تعالیٰ هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین وکان ابویزید وغیره یقول لیس العالم الذی یحفظ من کتاب فاذا نسی ماحفظه صارجا هلا انما العالم الذی یاخذ علمه من ربه ای وقت شاء بلا حفظ ولادرس وهذا هوالعلم الربانی والیه الاشارة بقوله تعالیٰ وعلمنا من لدنا علما مع ان کل علم من لدنه ولکن بعضها بوسائط تعلیم الخلق فلا سمی ذلك علما الدنیا بل الذی ینفتح فی سرا القلب من غیر سبب مالوف من خارج فهذه شواهد ولوجمع کل ماورد فیه من الایات والاخبار والاثار یخرج عن الحصر۔

سے مشرف ہوں گے اور عمر ابن خطابؓ ان میں سے ہے اور ملہم شخص وہ ہے جس کے باطن میں سوائے محسوسات کے علم روشن ہو اور قرآن میں تصریح اس امر کی ہے کہ تقویٰ ہدایت اور کشف کی کنجی ہے جو بغیر سیکھنے کے (ریاضت سے) حاصل ہوتا ہے۔ ابو یزید کہا کرتے تھے عالم تو بس وہی شخص ہے جو بلاواسطہ اپنے رب سے علم حاصل کرے اسی طرف اشارہ ہے وعلمنا من لدنا علما اگر تمام آیات اور احادیث اس بارے میں جمع کی جائیں تو گنی نہ جائیں انتہی

غرض یہ کہ کوئی کام خداوند تعالیٰ کا بے قاعدہ اور خلاف نیچر نہیں ہے۔ مگر سید صاحب کی غلطی ہے کہ نیچر کی تحدید کرتے ہوئے بانی نیچر کی اجازت نہیں لیتے بلکہ اپنے ہی من گھڑت سے نیچر کو تنگ کر دیتے ہیں پھر جب کوئی مسئلہ ان کے مزعومہ نیچر کے خلاف آتا ہے اسے ناحق نیم جان کرنے کی کوشش کرتے ہیں غرض سید صاحب صرف نیچر کو تو مانتے ہیں مگر نصف سے منکر ہیں۔ انہی معنی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے یا ایها الذین امنو ادخلو فی السلم کافة (مسلمانو تمام دینی باتوں کو مانو) نہ کہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا کر نصف نیچر کو مانو اور باقی سے انکاری ہو جاؤ

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ

اور میں تو اپنے نفس کو پاک نہیں کہہ سکتا کیونکہ نفس تو ہر آن برائیوں پر ابھارتا ہے مگر جتنا وقت خدا کا رحم ہو- بیشک میرا پروردگار بڑا ہی

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنا مخلص مقرب بناؤں پس جب بادشاہ سے

قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ

اس نے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا کہ اب تو ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہے یوسف نے کہا مجھے زمین کی پیدوار پر مقرر کردیجئے میں

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ

اس کی حفاظت کرسکتا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں- اور اسی طرح یوسف کو ہم نے تمام زمین پر اختیار دیا جہاں چاہتا ڈیرا لگا سکتا ہم

یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ

اپنی رحمت سے جس کو چاہیں حصہ دیتے ہیں اور بھلے آدمیوں کا بدلہ ضائع نہیں کیا کرتے اور آخرت کا عوض

الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

مومنوں اور متقیوں کے لئے بہت ہی عمدہ ہے

اور اصل پوچھو تو یہ سب کچھ خدا کی مہربانی سے ہے ورنہ میں تو اپنے نفس کو پاک نہیں کہہ سکتا کیونکہ نفس انسانی تو ہر آن برائیوں پر ہی ابھارتا ہے مگر جس قدر اور جتنا وقت خدا کا رحم شامل حال ہو بے شک میرا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ اس کے ہو رہتے ہیں وہ ان کو بھولتا نہیں بلکہ اپنی طرف راہ دیتا ہے اتنی گفتگو کرتے کراتے قید خانہ میں دیر لگی اور قاصد واپس نہ پہنچا تو بادشاہ نے کہا جلدی باعزاز و اکرام اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنا مخلص مقرب بناؤں پس جب یوسف علیہ السلام آیا اور بادشاہ سے اس نے گفتگو کی تو بادشاہ نے اس کی لیاقت و دیانت کا اندازہ کر لیا- اور کہا کہ پیچھے جو گزرا سو گزرا اب تو ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہے مناسب ہے کہ کوئی سرکاری خدمت قبول کر' تاکہ تیری ذات سے لوگوں کو فائدہ پہنچے یوسف نے اس کے جواب میں کہا کہ حضور اگر مجھ پر اعتبار کرتے ہیں تو مجھے زمین کی پیداوار پر فنانشل کمشنر مقرر کردیجئے کہ میں پیداوار کا مناسب انتظام کر سکوں تاکہ آئندہ کی تکلیف سے مخلوق خدا کو کسی قدر آرام رہے کیونکہ میں اس کام کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں اصل میں تو یہ سب کام ہمارا ہی تھا اور ہم (خدا) ہی کر رہے تھے اسی طرح جیسا کہ یوسف کو دربار شاہی میں ہم نے پہنچایا تمام زمین مصر پر اس کو اختیار دیا اور عام طور پر اس کی ہر دل عزیزی لوگوں کے دلوں میں ڈالی جہاں چاہتا ڈیرہ لگا سکتا غرض کل ملک جو بادشاہ کے زیر فرمان تھا یوسف کے زیر قلم ہو گیا ہم اپنی رحمت خاصہ سے جس کو چاہیں حصہ دیتے ہیں کوئی ہمارا مزاحم نہیں ہو سکتا اور ہم بھلے آدمیوں کا بدلہ ضائع نہیں کیا کرتے یہ تو دنیاوی احسان ہے اور آخرت کا عوض مومنوں اور متقیوں کے لئے بہت ہی عمدہ ہے-

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

اور یوسف کے بھائی آئے اس نے تو انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور جب یوسف نے

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي

ان کا سامان بندھوانے کا حکم دیا تو کہا اپنے بھائی کو بھی باپ سے لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ میں ہر ایک آدمی

الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ

کا پورا ماپ کر دیتا ہوں اور میں عمدہ طرح سے مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم اس کو نہ لائے تو پھر تم کو غلہ نہ ملے گا پھر تم میرے نزدیک

لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ

بھی نہ آنا بولے کہ ہم والد کو اس کے متعلق نرم کریں گے اور ہم ایسے کام کر سکتے ہیں۔ اور یوسف نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ ان کی

اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ

بوریوں میں ان کی قیمت بھی چھپا دینا تاکہ وہ گھر پہنچ کر اس کو پہچانیں تو شاید واپس

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

پھر آئیں

حاصل کلام یوسف نے اپنے کام کا پورا انتظام کیا اور حسب خواب تعبیر قحط سالی بھی شروع ہو گئی یوسف علیہ السلام نے تمام اطراف وجوانب میں منادی کرادی کہ سرکاری مودی خانہ سے مساوی قیمت پر غلہ ملے گا جس نے خریدنا ہو لے جایا کرے چنانچہ دور دراز اطراف سے جوق در جوق لوگ حتی کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی قحط زدہ ہو کر اس کے پاس غلہ لینے کو آئے اس نے تو انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے اس کو نہ پہچانا ان کو کیا خبر تھی کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آیا ہوا ہے

ما درچہ خیالیم وفلک درچہ خیال　　کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال

خیر یوسف نے بھی ان کو کچھ نہ جتلایا اجنبی طور پر صرف اتنا دریافت کیا کہ تم کون ہو کس کی اولاد ہو تمہارے باپ کا کیا نام ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے تمہارا کوئی بھائی بھی ہے انہوں نے سب باتوں کے جواب دیے ایک بھائی کے ہونے کا اقرار بھی کیا اور اس کے حصہ کا غلہ بھی طلب کیا مگر اس کا حصہ نہ ملا کیونکہ غائبوں کا حصہ ملنے کا دستور نہ تھا اور جب یوسف نے ان کا سامان بندھوانے کا حکم دیا تو اتنا ان سے کہہ دیا کہ دوسری دفعہ آؤ تو اپنے بھائی کو بھی باپ کے پاس سے لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ میں ہر ایک آدمی کو پورا گزارہ ماپ کر دیتا ہوں اور میں عمدہ طرح سے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا ہوں مگر شاہی قانون کے خلاف نہیں کر سکتا جب تک تم اپنے بھائی کو نہ لاؤ اس کا حصہ میں تم کو نہیں دے سکتا بہتر ہے کہ اس کو تم لے آؤ تاکہ اس کے گزارہ کی صورت بھی ہو جائے اور اگر تم میرے کہنے پر بھی اس کو نہ لائے تو یاد رکھنا پھر تم کو غلہ نہ ملے گا بلکہ میں تم سے سخت ناراض ہونگا کیونکہ اس کے نہ آنے سے تمہارا کذب ثابت ہو گا جس سے تم پر دروغ گوئی کا الزام لگایا جاوے گا پھر تم نے میرے نزدیک بھی نہ آنا یوسف کے بھائی بولے کہ ہم جاتے ہی والد کو اس کے بھیجنے کے متعلق نرم کریں گے اور ہم ایسے کام کر سکتے ہیں یوسف یہ سن کر بھی خاموش رہا اور اپنے ماتحتوں سے خفیہ کہا کہ ان کی بوریوں میں غلہ ڈالتے ہوئے ان کی قیمت بھی چھپا دینا تاکہ وہ گھر پہنچ کر اس قیمت کو پہچانیں تو شاید واپس پھر آویں مبادا قیمت میسر نہ ہونے کی وجہ سے نہ آسکیں اس خیال میں رہیں کہ بغیر قیمت تو غلہ ملتا نہیں

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ

پس جب اپنے باپ کے پاس پہنچے تو بولے بابا ہمیں سرکار سے غلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے پس تو

مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۞ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ

ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے محافظ ہوں گے- یعقوب نے کہا جیسا اس سے پہلے میں نے یوسف کے بارے

اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۞

میں تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی اس کے حق میں کرتا ہوں تو خدا ہی اچھا محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا

اور جب اسباب کو انہوں نے کھولا تو ان کی پونجی ان کو واپس ملی تو کہنے لگا بابا ہمیں اور کیا

نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ

چاہئے یہ قیمت ہماری بھی ہمیں لوٹا دی گئی ہے اور ہم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور

كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۞ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

ایک اونٹ جتنا غلہ زیادہ لائیں گے یہ غلہ بہت ہی تھوڑا ہے یعقوب نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کے نام

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

سے مضبوط عہد نہ دو گے ضرور اسے میرے پاس لیتے آنا مگر جس صورت میں تم گھر جاؤ

خیر خدا خدا کر کے وہ مصر سے رخصت ہوئے جب اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آتے ہی اپنا کل ماجرا بیان کرتے ہوئے بولے بابا ہم کیا کریں آئندہ کو ہمیں ایک حکم کی عدم تعمیل پر سرکار سے غلہ ملنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اس حکم کی تعمیل تیرے ہاتھ میں ہے عزیز مصر نے ہمارے بھائی کو طلب کیا ہے پس تو ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے محافظ بھی ہوں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا جیسا اس سے پہلے میں نے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی اس کے حق میں کرتا ہوں تمہاری حفاظت تو معلوم آزمودہ را آزمودن خطاست البتہ اگر اس کا جانا ہی ضروری ہے نہ جانے میں اندیشہ نقصان ہے تو خدا ہی سب سے اچھا محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان بھی ہے تمہاری حفاظت پر کیا اعتبار حضرت یعقوب کے اتنے جواب سے وہ کس قدر تو مطمئن ہو کر اسباب اتارنا اور رکھنا شروع ہوئے جب اسباب کو انہوں نے کھولا تو ان کی پونجی جو غلہ کی قیمت میں یوسف کو دے آئے تھے واپس ان کو ملی تو بڑی خوشی خوشی باپ سے کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیے دیکھ تو عزیز مصر ایسا رحیم و شفیق اور ہمارے خاندان کا معتقد ہے کہ ہماری خاطر تواضع کرتا رہا غلہ بھی دیا اور یہ قیمت ہماری بھی ہمیں لوٹا دی گئی جس کے ساتھ ہم اپنی حاجات چلائیں گے اور اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لاویں گے اور بھائی کی حفاظت کریں گے اور اس کے حصہ ایک اونٹ جتنا غلہ زیادہ لاویں گے اور یہ غلہ جو ہم لائے ہیں بہت ہی تھوڑا ہے کنبہ کو تمام سال کافی نہ ہو گا یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کے نام سے مضبوط عہد نہ دو گے کہ ضرور اسے میرے پاس زندہ اور سلامت لیتے آنا مگر جس صورت میں تم کسی بلا میں گھر جاؤ اور واقعی مجبور ہو جاؤ تو میرے نزدیک بھی معذور ہو گے ورنہ نہیں چونکہ اس معاملہ میں ان کی نیت بھی صاف تھی اس لئے ان کو اس امر کی تسلیم میں چون و چرا کی ضرورت نہ تھی۔

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ

پس جب وہ باپ کو عہد دے چکے تو اس نے کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر شاہد ہے اور یعقوب نے کہا میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ

ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا مختلف دروازوں سے جانا اور میں خدا کا حکم تم سے ذرا بھی نہیں

عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ

ٹال سکتا۔ حکم تو اللہ ہی کا ہے میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے سب بھروسہ کرنے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ

والوں کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔ اور جب وہ باپ کے فرمودہ کے مطابق جہاں سے اس نے داخل ہونے کو کہا تھا

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ

داخل ہوئے یہ داخلہ اللہ کے حکم سے کچھ بھی کام نہ دے سکتا تھا البتہ یعقوب کے جی کا خیال تھا جو اس نے پورا کرلیا کیونکہ وہ

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع

ہماری تعلیم کی وجہ سے بڑا صاحب علم تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے

پس وہ باپ کو عہد دے چکے تو اس نے کہا جو ہم اس وقت قول و قرار کے متعلق کہہ رہے ہیں اللہ اس پر شاہد ہے دیکھنا اس پر کاربند نہ ہوگے تو خدا تم سے سوال کرے گا اور پدری شفقت میں یعقوب نے یہ بھی کہا میرے بیٹو مصر میں داخل ہوتے وقت ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا چشم بدور کہیں نظر بد تم کو نہ لگ جائے مختلف دروازوں سے جانا اور یہ یاد رکھنا کہ میں جو تم سے کہہ رہا ہوں محض ایک تدبیر ہے ورنہ میں خدا کا حکم تم سے ذرا بھی نہیں ٹال سکتا کیونکہ کل کائنات پر حکم تو اللہ ہی کا ہے میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے میری ہی اس میں کیا خصوصیت ہے سب بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں وہی سب کا مالک ہے مربی ہے داتا ہے غرض

ہست سلطانی مسلم مراد را نیست کس راز ہرۂ چون وچرا

اور جب وہ باپ کے فرمودہ کے مطابق جہاں سے اس نے داخل ہونے کو کہا تھا داخل ہوئے تو بخیر وعافیت پہنچ گئے لیکن یہ اس طرح کا داخلہ اللہ کے حکم سے بچا نہ سکتا تھا اگر وہ تکلیف پہنچانی چاہتا تو کچھ بھی کام نہ دے سکتا البتہ یعقوب کے جی کا خیال تھا جو اس نے پورا کرلیا اور بتلا بھی دیا کہ اصل باگ سب امور کی اللہ کے ہاتھ ہے کیونکہ وہ یعقوب ہماری روحانی تعلیم کی وجہ سے بڑا صاحب علم تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے کہ کسی بزرگ کو اگر کوئی بات کسی وقت خدا کی طرف سے معلوم ہو جائے تو وہ محض خداداد ہے نہ یہ کہ وہ غیب[ل] دان ہو گیا ایسے لوگوں کی مثال بالکل ویسی ہے جیسے کوئی تار بابو کو تار خبر دیتے ہوئے جو اسے دور دراز ملکوں سے پہنچی ہو سن کر جہالت سے اپنے اہل وعیال کا حال دریافت کرنے لگ جائے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نے جو خبر بتلائی ہے وہ تو کسی کے بتلانے سے بتلائی ہے ورنہ اسے کیا معلوم کہ دیوار کے

ل فقہا نے ایسے لوگوں کے حق میں جو انبیاء اور اولیاء کی نسبت غیب دانی کا اعتقاد کریں کفر کا حکم دیا ہے واعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ماعلمهم الله تعالىٰ احيانا وذكر الحنفية تصريحابا لتكفير باعتقاد ان النبى عليه السلام يعلم الغيب معارضة قوله تعالىٰ قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله الخ كذا فى المسائر شرح فقه اكبر

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا

اور یوسف کے بھائی جب یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہہ دیا کہ میں تیرا بھائی ہوں پس تو ان

تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

کے کاموں سے رنجیدہ مت ہو- پھر جب ان کی بوریاں بندھوانے کا حکم دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں کٹورا رکھوا

فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا

دیا- پھر ایک پکارنے والے نے پکار دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو یوسف کے بھائیوں نے پھر

وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ

کر پوچھا تمہارا کیا کھویا گیا ہے ؟ سپاہیوں نے کہا سرکاری کٹورا ہمیں نہیں ملتا اور جو کوئی اسے لائے اسکو

جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ

اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں- یوسف کے بھائی بولے کہ واللہ تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک

مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ

میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں سپاہیوں نے کہا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس

اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

کی کیا سزا ہے

پیچھے کیا ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے اسی کے متعلق کیا ہی اچھا کہا ہے

کسے پرسیدزاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پراہن شنیدی — چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال مابرق جہانست — دمے پیداو دیگروم نہانست!
گہے برطارم اعلی نشینم؟ — گہے برپشت پائے خود نہ بینم

خیر تو یہ توجو ہوا سو ہوا یوسف علیہ السلام کے بھائی جب یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو اس نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور چپکے سے کہہ دیا کہ میں تیرا بھائی یوسف ہوں پس تو ان کاموں سے جو تیرے ساتھ بے اتفاقی کرتے آئے ہیں رنجیدہ مت ہو پھر جب حسب دستوران کی بوریں بند ہونے کا حکم دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں کٹورار کھوادیا پھر چپکے سے انسپکٹر پولیس کو اس کی تلاش کا حکم دیا تو ایک پکارنے والے نے پولیس کی طرح مقدمہ بنانے کا پکارا کہ اے قافلے والو تم چور ہو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے پھر کر پوچھا کہ تمہارا کیا کھویا گیا ہے ؟ سپاہیوں نے کہا کہ سرکاری برتن کٹورا پانی پینے کا ہمیں نہیں ملتا اور سرکار کا اشتہار ہو چکا ہے کہ جو کوئی اسے لائے اس کو اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملے گا اور میں جمعدار پولیس اس کا ضامن ہوں کہ دلادوں گا یوسف کے بھائی یہ سن کر بولے کہ واللہ تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی چور ہیں بلکہ شریف خاندانی ہیں سپاہیوں نے کہا اگر تم نے جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا ہے۔

قَالُوۡا جَزَآؤُهٗ مَنۡ وُّجِدَ فِىۡ رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ‌ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ‏ ﴿۷۵﴾

بولے جس کے اسباب وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے۔ ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ‌ ؕ كَذٰلِكَ

تو یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں کو کھلوایا پھر اپنے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اسی

كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ‌ ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ ؕ

طرح ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا تھا ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو نہ رکھ سکتا تھا مگر جو خدا چاہتا۔

نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ‌ ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۷۶﴾ قَالُوۡۤا اِنۡ يَّسۡرِقۡ

ہم جس کو چاہتے ہیں بلند رتبہ کر دیتے ہیں۔ اور ہر ایک علم دار سے بڑھ کر دوسرا علم دار ہے بولے کہ اگر اس نے چوری

فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ‌ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ‌ ۚ

کی ہے تو پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ یوسف نے اس کلمہ کو بھی چھپا رکھا اور ان کے سامنے اس کو نہ دہرایا

قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًا‌ ۚ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ‏ ﴿۷۷﴾

کہا کہ تم بڑے نالائق ہو تمہارا بیان اللہ کو خوب معلوم ہے

بولے جس کے اسباب سے وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے یعنی اسے ہی تم رکھ لینا وہ تمہارا ہمیشہ کا غلام ہوا ہم ظالموں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ یہ بات بھی صرف من گھڑت انہوں نے کہی تھی ورنہ شریعت میں یہ سزا نہ تھی جب یہ قرار داد یوسف کے بھائیوں میں اور سرکاری آدمیوں میں ہو چکی تو یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں اور بوروں کو کھلوایا پھر جب ان سے کچھ نہ نکلا تو تلاش کرتے کرتے اپنے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اسی طرح ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا کہ بھائیوں سے اقرار لے کر بنیامین کو رکھ سکے ورنہ بادشاہ کے قانون متعلقہ چوری کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہ رکھ سکتا تھا مگر جو خدا چاہتا تو اس قانون ہی میں ترمیم ہو جاتی ہم نے جس طرح یوسف علیہ السلام کو عزت دی اسی طرح جس کو چاہیں علم اور دانش کے ذریعہ سے بلند رتبہ کر دیتے ہیں۔ یہ ترقی مراتب کچھ اسی زمانہ سے خاص نہ تھی اب بھی ہر ایک امر میں پائی جاتی ہے کہ ایک سے دوسرا برتر ہے اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے غرض کوئی شخص اپنے علم اور لیاقت پہ نازاں ہو کہ مجھ جیسا کوئی نہیں تو اس کی فاش غلطی ہے خیر مختصر یہ کہ کٹورا جب بنیامین کے تھیلے سے نکلا اور وہ نادم ہوئے تو بولے کہ اگر اس بنیامین نے سرکاری برتن کی چوری کی تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی دراصل ان کی ماں کا جو خمیر ایک ہے اسی کی خرابی ہے مگر یہ بھی ان کا محض افترا ہی افترا تھا۔ ورنہ نہ تو یوسف نے کبھی چوری[1] کی تھی نہ کچھ اور بات تھی۔ یوسف نے اس کلمہ کو بھی چھپا رکھا اور ان کے سامنے اس کو نہ دہرایا ایسا کہ گویا سنا بھی نہیں اتنا کہا کہ تم بڑے نالائق ہو ہرگز اس قابل نہیں کہ تمہاری عزت کی جائے تمہارا بیان کہ اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ اللہ کو خوب معلوم ہے۔

[1] جن لوگوں نے اس چوری کے بتانے میں مصنوعی حکایتیں لکھی ہیں محض تکلف ہیں ایسے راستبازوں کی بابت جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے ایسے تکلفات کے مرتکب ہونا بلا ضرورت ہے

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ نہایت بوڑھا ہے پس تو ہم میں سے کسی کو اس کے عوض رکھ لے۔ ہم تجھے محسن

مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا

جانتے ہیں یوسف نے کہا خدا پناہ دے کہ ہم اس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس ہمیں اپنی چیز

عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَیْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ كَبِیْرُهُمْ

ملی ہے کسی دوسرے کو لیں تو فورا ہم ظالم ٹھہریں گے۔ پھر جب اس سے ناامید ہوئے تو الگ ہو بیٹھے ان میں بڑے بھائی نے کہا

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ

کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کا مضبوط عہد لیا ہوا ہے اور اس سے پہلے جو یوسف کے بارے

فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ

میں تم نے قصور کیا ہوا ہے پس میں تو اس زمین کو نہ چھوڑوں گا جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا خدا میرا فیصلہ نہ کرے وہی

هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ

سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے تم باپ کے پاس جاؤ اسے کہو کہ بابا تیرے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم

وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۱﴾

تو اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جو ہمیں معلوم ہے اور ہم غیب نہیں جانتے

خیر اس سے فارغ ہو کر عرض کرتے ہوئے کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ نہایت بوڑھا ہے اور اس سے اسے بہت ہی محبت ہے پس تو ہم میں سے کسی کو اس کے عوض میں رکھ لے ہم تجھے محسن جانتے ہیں مخلوق کے حال پر تجھے بڑا رحم آتا ہے جب ہی تو اتنا کچھ غلہ وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے اس بوڑھے پر بھی اگر احسان کرے تو طبع فیاض سے بعید نہیں یوسف نے کہا **معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ** خدا پناہ دے کہ ہم اس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس ہمیں اپنی چیز ملی ہے کسی دوسرے کو لیں فوجداری مقدمات کی سزا اٹھانے میں مجرم کا کوئی وکیل نہیں ہوا کرتا تمہاری ایسی عقل پر پتھر۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو فورا ہم ظالم ٹھہریں گے جس نے جرم کیا ہوا اسے تو چھوڑ دیں اور غیر مجرم کو پکڑ لیں پھر جب اس سے ناامید ہوئے تو اس بارے میں مشورے کرنے کو الگ ہو بیٹھے ان میں بڑے بھائی نے کہا جو تم بنیامین کو چھوڑ کر جانا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کا مضبوط عہد لیا ہوا ہے اور اس سے پہلے جو یوسف کے بارے میں تم نے قصور کیا ہوا ہے وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ میری غیرت تو اجازت نہیں دیتی کہ یہاں سے جاؤں پس میں تو ہرگز اس زمین مصر کو نہ چھوڑوں گا جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا خداوند تعالیٰ میرا فیصلہ نہ کرے کہ بنیامین مجھے مل جائے وہی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ تم سب باپ کے پاس جاؤ۔ اور صحیح صحیح واقعہ بیان کرو اسے کہو کہ بابا تیرے بیٹے بنیامین نے چوری کی ہے اور وہ اس جرم میں ماخوذ ہے اصل حقیقت تو خدا کو معلوم ہے ہم تو اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جو ہمیں معلوم ہے **الغیب عند اللہ** ہم غیب تو جانتے نہیں خدا معلوم اس امر کی تہہ میں کیا راز ہے کیونکہ بنیامین کی نسبت ہمارا ابھی یہ گمان نہیں۔

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾

اور تو اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لے' جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے دریافت کرلے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور ہم سچے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي

ہیں باپ نے کہا بلکہ یہ بات تمہیں بھلی معلوم ہوئی میرا کام تو صبر و شکر ہے۔ امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس

بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ

لائے گا بیشک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور ان سے روگردانی کرکے کہنے لگا ہائے یوسف کے حال پر

يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

اور اس کی آنکھیں مارے غم کے سفید ہوگئی تھیں اور وہ غصہ دبایا کرتا تھا۔ بولے اللہ کی قسم تو ہمیشہ یوسف کو ہی

يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي

یاد کرتا رہے گا حتی کہ قریب الموت ہو جائے بلکہ مر ہی جائے۔ یعقوب نے کہا میں اپنی تکلیف اور غم کا

وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَ

اظہار خدا ہی کے سامنے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے کئی ایک ایسی باتیں بھی معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں۔ اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور

أَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾

اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی بے امید نہیں ہوتا

اور اگر تو ہماری تصدیق چاہتا ہے تو بے شک اس بستی (مصر) کے لوگوں سے پوچھ لے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے دریافت کرلے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور ہم سے پوچھے تو ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم سچے ہیں۔ غرض اسی رائے پر سب متفق ہوگئے اور مصر سے چل کر کنعان اپنے وطن میں آئے اور باپ سے اسی طرح عرض کیا جیسا کہ بڑے بھائی نے کہا تھا باپ نے سنتے ہی کہا کہ بنیامین کی چوری کا تو تمہیں بھی اعتبار نہیں اور نہ ہی واقع میں ہوگی البتہ تم دل میں اس کی جدائی سے رنجیدہ نہیں بلکہ خوش ہو کیونکہ یہ بات تمہیں بھلی معلوم ہوئی ہے اور مدت کی تمہاری تمنا بر آئی کہ تمہارا ایک محسود مفقودالخبر ہوا اور دوسرا ملزم ٹھیرا۔ میرا کام تو صبر و شکر ہے میں اللہ سے بے امید نہیں امید ہے کہ اللہ ان سب کو یعنی یوسف بنیامین اور ان کے بڑے بھائی کو جو مصر میں ندامت کے بارے میں بیٹھ رہا ہے میرے پاس لاوے گا اور میری ان سے ملاقات ہوگی۔۔ بے شک وہی سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ یہ جواب دیا اور ان سے روگردانی کر کے کہنے لگا ہائے یوسف کے حال پر اور اس قدر یوسف کے فراق میں روتا تھا کہ اس کی آنکھیں مارے غم کے سفید بے نور ہوگئی تھیں اور وہ جی ہی جی میں غصہ دبایا کرتا تھا گھر والوں نے جب اتنے سال بعد بھی یوسف کا نام سنا تو بولے کہ اللہ کی قسم تو ہمیشہ یوسف ہی کو یاد کرتا رہے گا حتی کہ قریب الموت ہو جائے بلکہ مر ہی جائے بھلا آج تک اتنے سالہا سال کے عرصہ میں تیرہ آہ و بکا کا کیا نتیجہ ہوا ہے۔ جواب ہوگا مانا کہ بیٹے کا صدمہ بڑا ہوتا ہے مگر آخر اسکی کوئی حد بھی ہے یعقوب نے کہا میں اپنی تکلیف اور غم کا اظہار خدا ہی کے سامنے کرتا ہوں تمہیں تو نہیں سناتا کہ تم اس سے تنگ آرہے ہو اور مجھے اللہ کی طرف سے کئی ایک ایسی باتیں بھی معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں مجھے اسکے خواب سے پختہ یقین ہے کہ وہ سرفراز ہوگا یا ہوا ہوگا پس اے میرے بیٹو اگر میرے فرمانبردار ہو تو ایک دفعہ میرے کہنے پر بھی جاؤ اور یوسف اور اسکے بھائی کی تلاش کرو اور پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی بے امید نہیں ہوتا

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا

پس جب یوسف کے پاس حاضر ہوئے تو بولے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو سخت مصیبت پہنچی ہے اور ہم کو

بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی

کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں پس آپ ہم کو ہمارا غلہ دلوادیجئے اور ہمیں خیرات دیجئے اللہ خیرات دینے والوں کو نیک

الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَ اَخِیْهِ اِذْ

بدلہ دیا کرتا ہے یوسف نے کہا جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جہالت میں کیا تھا تمہیں کچھ

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ

معلوم ہے؟ بولے کیا تو ہی یوسف ہے؟ اس نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا

اَخِیْ٘ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ

بھائی ہے خدا نے ہم پر احسان کیا جو کوئی اس سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے بھلے آدمیوں کا اجر

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۱﴾

ضائع نہیں کیا کرتا۔ بولے واللہ خدا نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور ہم قصوروار ہیں

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ٘ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾

یوسف نے کہا آج تم پر کسی طرح کا الزام نہیں، خدا تمہیں بخشے وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

یعنی خدا کی رحمت سے ناامید ہونا شعار کفار ہے خیر خدا خدا کر کے وطن سے چلے اور مصر میں پہنچے اور یوسف نے اطلاع پا کر ان کو بلایا پس جب یوسف کے پاس حاضر ہوئے تو گزشتہ سب باتیں بھول گئے اور اپنی ہی رام کہانی کہنے کو بولے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو سخت مصیبت پہنچی ہے اور ہم کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں تو اپنی مہربانی سے "برما منگر بر کرم خویش نگر" پس آپ مثل سابق ہم کو پورا غلہ دلوا دیجئے اور جس قدر قیمت ہماری کم ہے اس قدر خدا کے نام کی ہمیں خیرات دیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو نیک بدلہ دیا کرتا ہے خدا کی شان یہی یوسف ہے اور یہی یوسف کے بھائی، جنہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی سچ کہا ہے

مہا زور مندی مکن بر کہاں؟ کہ بریک نمط می نماند جہاں

خیر یوسف نے بھائیوں کے الحاح اور گھر کی تباہی کا حال جب سنا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا تو نہایت نرم لفظوں میں ان سے کہا کہ جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جہالت میں کیا تھا تمہیں کچھ معلوم ہے ان کو پہلے سے باپ کے کہنے سے کچھ شبہ تو تھا ہی جھٹ سے بولے کیا تو ہی یوسف نہیں۔ اس نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا ہی احسان کیا کہ جو کوئی اس سے ڈرتا اور مصیبت کے وقت صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے بھلے آدمیوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ بولے واللہ خدا نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور ہم قصوروار ہیں تو ہمارے قصور معاف کر۔ یوسف نے کہا اگر میں تم سے بدلہ لینے کو ہوتا تو اس سے پہلے تم کئی دفعہ آئے اسی وقت لے لیتا آج تم پر کسی طرح کا الزام نہیں کیونکہ جو کچھ تم نے کیا بحکم

گرچہ تیر از کمان ہمے گزرد از کمان دار و اند اہل خرد

سب اس احکم الحاکمین کی طرف سے جانتا ہوں پس خدا تمہیں بخشے وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ

یہ میرا کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو وہ سوانکھا ہو جائے گا اور اپنے تمام اہل و عیال

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ

کو میرے پاس یہاں لے آؤ۔ اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہا اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو مجھے یوسف

يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

کی مہک آرہی ہے۔ گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم تو اسی اپنی قدیمی غلطی میں ہے

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

پھر جب خوشخبری دینے والا یعقوب کے پاس آیا، آتے ہی کرتا کو اس کے چہرہ پر ڈالا تو وہ سوانکھا ہو گیا اس نے کہا میں نے تم

لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ سے وہ باتیں بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ وہ بولے اے بابا ہمارے لیے بخشش مانگ

ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ

بیشک ہم بڑے گناہ گار ہیں یعقوب نے کہا میں تمہارے لئے خدا سے بخشش مانگوں گا وہی بڑا بخشنے

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

والا مہرباں ہے

یہ تو میرا کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو انشاء اللہ تعالیٰ وہ سوانکھا ہو جائے گا اور اپنے تمام اہل عیال کو میرے پاس یہاں لے آؤ کیا ضرورت ہے کہ بار بار غلہ ڈھونے کی تکلیف کرو یہاں پر خدا کے فضل سے سب کچھ میسر ہے خیر صلح صفائی سے فارغ ہو کر حسب الحکم یوسف کے چلے اور جب قافلہ ان کا مصر سے چلا تو ان کے باپ یعقوب علیہ السلام نے بوجہ صفائی قوت دراکہ کے گھر والوں سے کہا اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یوسف کی مہک آرہی ہے گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم تو اسی اپنی قدیمی غلطی میں ہے بھلا اتنے سال یوسف کو مرے ہو گئے ایک ایک ہڈی اس کی کا کہیں پتہ نہ ہو گا آج تجھے یوسف کی مہک آتی ہے سبحان اللہ۔ ''این چہ بوالعجبی است'' پھر جب حسب الحکم یوسف کے بھائی مصر سے چل کر قریب کنعان پہنچے اور خوشخبری دینے والا ان سے پہلے تھوڑی مدت یعقوب علیہ السلام کے پاس آیا اور آتے ہی اس یوسف کے کرتے کو اس کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ اسی وقت سنوا کھا ہو گیا فوراً اس کے آنسو سوکھ گئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں تو اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کے بتلانے سے وہ باتیں بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے وہ بولے اے بابا ہمارے لیے خدا سے ☐ مانگ بے شک ہم بڑے گنہگار ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں تہجد کے وقت تمہارے لئے خدا سے ☐ مانگوں گا وہ وقت قبولیت کا ہے امید ہے کہ خدا قبول کرے گا کیونکہ وہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے اس کے بعد یوسف کا پیغام باپ کو سنایا چونکہ وہ پہلے ہی مشتاق تھا اس نے فوراً تیاری کا حکم دیا پس وہ سب کے سب تیار ہو کر چل پڑے اور مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے باپ کے آنے کی خبر سن کر شہر سے باہر بغرض استقبال خیمے لگا دیئے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ

پس جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ امن و امان سے شہر میں

شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ

داخل ہو چلو ان شاء اللہ۔ اور ماں باپ کو اس نے تخت پر بٹھایا اور بھائی اس کے سامنے آداب مجری بجا لائے اور

قَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَ

یوسف نے کہا بابا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کیا اور مجھ

قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ

پر احسان کیا کہ قید خانہ سے مجھے نکالا اور بعد اس سے کہ شیطان نے مجھ میں

اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ

اور میرے بھائیوں میں کدورت ڈال دی تھی وطن سے تم سب کو میرے پاس لایا۔ کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار جو چاہے آسانی سے کر سکتا ہے

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

بیشک وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھے باتوں کی سمجھ عنایت کی اے

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ

آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے

جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے ماں باپ کو تو اپنے پاس جگہ دی اور بھائیوں کو کسی قدر فاصلہ سے بٹھایا اور سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ امن وامان سے شہر میں داخل ہو چلو ان شاء اللہ تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی اور شہر میں پہنچ کر اس نے ایک جلسہ کیا جس میں ماں باپ کو اس نے اونچے سے تخت پر جو خاص اسی غرض سے بنایا تھا بٹھایا اور بھائی اس کے سامنے آداب مجری بجالائے اور یوسف نے باپ سے کہا باباجان میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کرتے ہیں گو اس وقت چاند اور سورج سے مراد آپ دونوں صاحب ہیں اور آپ تخت پر ہیں مگر چونکہ میرے ہی حکم سے آئے ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہیں اس لئے گویا آپ بھی بوجہ زیر فرمان ظاہری ہونے کے مجھے سجدہ ہی کر رہے ہیں الحمد للہ کہ میرے پروردگار نے اسے سچا کیا اور مجھ پر بڑا ہی احسان کیا کہ ایسی سخت کس مپرسی کی حالت میں قید خانہ سے مجھے نکالا اور مخلوق کی خیر خواہی کا کام بھی میرے سپرد کیا اور بعد اس سے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں کدورت ڈال دی تھی وطن سے تم سب کو میرے پاس لایا یہ کتنا بڑا اس کا احسان ہے کہ میرے بھائیوں نے ذرا سی بات پر مجھ سے حسد کیا تو خدا نے اس عزت اور حشمت پر مجھے پہنچایا کہ ان کو خواب وخیال بھی نہ تھا کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار جو چاہے آسانی سے کر سکتا ہے بیشک وہ بڑے ہی علم والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے یہ کہہ کر خدا کی طرف جس سے یہ سب کچھ اسے ملا تھا متوجہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار تو نے مجھے اپنی مہربانی سے حکومت بخشی حکومت بھی ایسی کہ ہر فرد معتبر کی گویا زندگی کا سہارا ہے رزق کا انتظام میرے ہاتھ دیدیا اور مجھ کو اسرار اور رموز کی باتوں کی سمجھ عنایت کی اے میرے مولا آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنیوالے

أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكَ

دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے مجھے فرمانبرداری کی حالت میں ماریو اور نیک بندوں سے ملائیو- یہ قصہ

مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ

غیبی باتوں سے ہے جو ہم تیری طرف الہام کرتے ہیں ورنہ تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ فریب کرتے ہوئے

وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْأَلُهُمْ

متفق ہوئے تھے- اور اکثر لوگ نہ مانیں گے گو تو ان کے ایمان کی حرص بھی کرے اور تو ان سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ

کوئی بدلہ نہیں مانگتا وہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے- اور بہت سی نشانیاں آسمانوں اور زمینوں میں

وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ

ہیں جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں اور ان کی پروا تک نہیں کرتے اور ان میں اکثر خدا کو مان کر بھی شرک

بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ

کرتے رہتے ہیں تو کیا یہ اس سے بے خوف ہیں کہ اللہ کے عذاب سے کوئی آفت

دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا متولی اور کارساز ہے دنیا میں تو تو نے بہت کچھ دیا آخرت کے لئے آرزو ہے کہ مجھے اخیر تک اپنا فرمان بردار رکھیو اور فرمانبرداری کی حالت میں ماریو اور اپنے نیک بندوں سے ملائیو- خدا نے یوسف کی دعا قبول کی یہ ہے مختصر قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کا اس پر غور کریں تو ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی اس میں بہت سا نتیجہ پا سکتا ہے بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ غیب کی باتیں سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ خدا اگر کسی پر احسان کرنا چاہے تو اس سے کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور یہ کہ خدا کی بھیجی ہوئی تکلیف کو کوئی ہٹا نہیں سکتا خواہ کتنا ہی بلند رتبہ اور عالی قدر بھی کیوں نہ ہو- یہ قصہ غیبی باتوں سے ہے جو ہم تیری طرف الہام کرتے رہے ہیں ورنہ تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ باپ سے فریب کرتے ہوئے اپنے کام پر متفق ہوئے تھے کہ یوسف کو ضرور ہی کنویں میں ڈال دینا چاہیے- مگر خدا کی بتلائی ہوئی وحی سے تو بتلاتا ہے لیکن یہ جاہل کہاں سنتے ہیں اور اکثر ان لوگوں میں کے کبھی نہ مانیں گے گو تو ان کے ایمان کی خواہش اور حرص بھی کرے اور لطف یہ ہے کہ تو ان سے کوئی بدلہ بھی نہیں مانگتا کہ میری تعلیم پر عمل کرنے والے اور مجھ سے فائدہ اٹھانے والے مجھے کچھ مشاہرہ دیا کریں مگر وہ قرآن جو تو تعلیم دیتا ہے تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے اسی پر بس نہیں ان کی شرارت اور غفلت کا کیا ٹھیک ہے- بہت سی نشانیاں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں- جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں اور ان کی پرواہ تک نہیں کرتے اور جو کوئی ان میں خدا کے قائل بھی ہیں ان میں بھی اکثر ایسے ہی کہ خدا کو مان کر شرک بھی اس کے ساتھ کرتے رہتے ہیں خدا سے بھی دعائیں مانگتے ہیں اور بزرگوں سے بھی- کسی صاحب دل نے کیا اچھا کہا ہے ؎

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا!
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا!

تو کیا یہ جو ایسے غافل ہیں اور بے پروائی میں زندگی گزار رہے ہیں یہ اس سے بے خوف ہیں کہ مبادا اللہ کے عذاب سے کوئی آفت ان پر آ پڑے

اَوۡ تَاۡتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِيۡۤ اَدۡعُوۡۤا

ان پر آپڑے یا ان کی بے خبری ہی موت کی گھڑی ان پر آجائے۔ تو کہہ کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے

اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيۡ‌ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

تابعدار دلیل سے اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰىؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا

ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے مرد ہی تھے۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی

فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ

کہ دیکھتے جو ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔ اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر سب سے

خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَيۡــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا

اچھا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے؟ یہاں تک کہ رسولوں کو جب ناامیدی ہوئی اور ان

اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا

کو جھوٹ کا گمان گزرا

یا ان کی بے خبری ہی میں ان کی موت کی گھڑی ان پر آجائے اور سانس لینا بھی نصیب نہ ہو پھر تو مرتے ہی داخل ابدی عذاب ہوں گے گو یہ ضد پر ہیں تو بھی تو محض ان کی بہتری کی غرض سے ان سے کہہ کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے تابعدار دلیل سے نہ کہ کورانہ آبائی تقلید سے اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور بلند آواز سے خدا کی پاکی بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ سب عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔ اور ان کی جہالت سنو کہ ان کے دل میں یہ بات جم رہی ہے کہ اللہ کا رسول آدمی نہیں ہو سکتا بلکہ فرشتہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے مرد ہی تھے کبھی کوئی فرشتہ نہ تھا ان کو نہ تو زمانہ کی تاریخ سے خبر ہے نہ جغرافیہ سے واقفیت ہے یونہی جو جی میں آیا دیوانہ کی سے بڑ ہانک دی کیا انہوں نے ملک میں بغور سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ جو مشرک اور خدا کے حکموں کے مقابلہ پر ضد کرنے والے ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا کہ باوجود اس طاقت اور شاد زوری کے آج ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے کہ اتنی بات بھی سوچ سکو کہ دنیا کا عیش خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو کبھی عیش و عشرت مصفا نہیں ہو سکتا ہمیشہ مکدر رہتا ہے اول تو کوئی نہ کوئی تکلیف خواہ موسمی ہو یا بدنی۔ بیرونی ہو یا اندرونی ضرور ہی لاحق رہتی ہے اور اگر فرض کریں کہ کوئی بھی تکلیف نہیں جو فرض صرف فرض ہے تو بھی دنیا کی نعمت کا زوال تو سامنے نظر آتا ہے اور اس بات کا یقین دلاتا ہے ؎

عمر برف ست و آفتاب تموز اند کے ندو خواجہ غرہ ہنوز

اسی طرح پہلے لوگ بھی تکذیب ہی پر بضد رہے یہاں تک کہ رسولوں کو ان سے ناامیدی ہوئی اور ایسی تکلیفوں اور گھبراہٹ میں پڑے کہ اپنے امینوں سے بھی ان کو جھوٹ کا گمان گزرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بھی جو ہم سے اظہار ایمان کرتے ہیں

ل من مات فقد قامت قیامته الحدیث" منه

جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

تو ہماری مدد آپہنچی۔ پھر جس کو ہم نے چاہا وہ بچالیا گیا اور ہمارا عذاب بدکاروں سے ٹلا نہیں کرتا

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى

ان لوگوں کے قصوں میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ یہ قرآن بناوٹی بات نہیں

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ

بلکہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر امر کی تفصیل اور ایماندار قوم کے لئے ہدایت

رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور رحمت ہے

سورت الرعد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ

میں ہوں اللہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا۔ یہ سورت کتاب کے احکام ہیں۔ اور جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

سچ ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ان تکلیفوں کی وجہ سے کفار سے مل جائیں اور بے ایمان ہو کر ان کی طرح ان کا بھی خاتمہ خراب نہ ہو تو فوراً ہماری مدد آ پہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا وہ بچایا گیا اور ظالموں کو برباد کیا گیا کیونکہ ہمارا عذاب جب آ پہنچے تو بدکاروں سے ٹلا نہیں کرتا پس ان کو چاہیے کہ اس امر سے نصیحت پادیں اور سمجھیں کیونکہ ان لوگوں کے قصوں میں عقل والوں کیلئے بہت بڑی عبرت ہے یاد رکھو کہ یہ قرآن بناوٹی بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلی کتابوں کے سچے واقعات اور صحیح مضمون کی تصدیق ہے اور ہر ایک ضروری مذہبی امر کی تفصیل اور ایماندار قوم کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔اللھم ارحمنی

سورت رعد

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا یہ سورت آسمانی کتاب کے احکام ہیں اور یاد رکھ کہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے یعنی قرآن وہ بالکل سچ اور حق ہے لیکن بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے یعنی اس کتاب کی تعلیم کے مطابق خدائے واحد سے تعلق نہیں کرتے بلکہ عاجز بندوں سے وہ امور چاہتے ہیں جو مالک المختار سے چاہنے چاہئیں

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ پھر تخت پر بیٹھا اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ

سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور

الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ

نشان مفصل بتلاتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو۔ اور وہی خدا جس نے زمین کو پھیلایا ہے اور اس پر

فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی

پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو قسم کے بنائے۔ وہی رات کو دن پر پردہ

الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝۳ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ

کردیتا ہے۔ بیشک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سے دلائل ہیں۔ زمین میں مختلف ٹکڑے قریب قریب

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ

ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت بعض ایک تنا کے بعض الگ الگ ایک ہی پانی سے

اس لئے انہیں متنبہ کرنے کو کہہ کہ اللہ یعنی حقیقی معبود تو وہ مالک ہے جس نے آسمانوں کو جو اپنی وسعت کے لحاظ سے جواب نہیں رکھتے بے ستون بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور آج تک کوئی ستون تمہاری نظر سے نہیں گزرا پھر بعد پیدا کرنے آسمان اور زمین کے، تخت حکومت پر بیٹھا یعنی سب اشیاء پر مناسب حکمرانی شروع کی اور سورج اور چاند کو اسی نے مخلوق کے کام لگا رکھا ہے ہر ایک سورج چاند سیارے ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں ممکن نہیں کہ جو وقت ان کے لئے بلحاظ موسم مقرر ہو اس سے آگے پیچھے ہو سکیں نظام عالم میں تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور اپنی قدرت کے نشان مفصل بتلاتا ہے تاکہ تم بنی آدم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو اور سنو وہی خدا قابل عبادت و پرستش ہے جس نے زمین کو اتنی وسعت پر پھیلایا ہے اور اس پر پہاڑ اور دریا پیدا کئے اور زمین پر ہر [illegible]ل دو دو قسم کے بنائے اور ایک تو اعلیٰ درجہ کے جن کو امیر لوگ کھائیں گے اور گراں ملیں اور ایک ادنیٰ درجہ کے جو عام طور پر سب کو مل سکیں۔ وہی رات کے اندھیروں کو دن کے چاندنے پر پردہ کر دیتا ہے یعنی رات اور دن بھی کے اسی کے قبضے میں ہیں بے شک فکر کرنے والوں کے لئے اس بیان میں بہت سے دلائل مل سکتے ہیں۔ اور سنو اس کی قدرت کے نشان دیکھنے کو یہی بیان بس نہیں نظام ارضی پر غور کرو کہ زمین میں مختلف ٹکڑے قریب قریب ہیں کسی میں ایک دانا بونے سے سو بلکہ کئی سو دانے بن جاتے ہیں اور کسی میں وہ بھی ضائع جاتا ہے اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت بعض ایک تنا کے بعض الگ الگ یعنی بعض کھجوریں ایک ہی تنا سے دو شاخہ پیدا ہوتی ہیں اور بعض [illegible] ہی شاخ والی

يُسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

ان کو سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر مزہ میں برتری دیتے ہیں- بیشک اس میں عقلمند قوم

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

کے لئے بہت سے نشان ہیں- اور اگر تو ان کی باتوں سے متعجب ہے تو ان کی باتیں ہی عجیب ہیں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم

ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ج وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ

مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہم ایک نئی پیدائش میں ہوں گے- ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار سے منکر ہیں انہی کی گردنوں میں

فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

طوق ہوں گے- اور یہی جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے- اور بھلائی سے پہلے تجھ سے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ط وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

برائی کی درخواست کرتے ہیں- ان سے پہلے کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں- تیرا پروردگار باوجود لوگوں

مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ج وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾

کے ظلم کے لوگوں پر بڑا ہی بخشنے والا ہے اور تیرے پروردگار کا عذاب بھی بہت سخت ہے

حالانکہ ایک ہی پانی سے اس کو سیراب کیا جاتا ہے اور وہ بعد پکنے کے ذائقوں اور حلاوتوں میں مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ہم (خدا) ایک کو دوسرے پر کھانے اور مزے میں برتری دیتے ہیں- اگر مادہ ہی سب کچھ ہوتا جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے تو پھر اس کا اثر بھی یکساں کیوں نہ ہوتا- بے شک اس بیان میں عقلمند قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں جو ہر ایک بات کی تہ تک پہنچا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی فعل اور حادث بغیر فاعل اور محدث کے پیدا نہیں ہو سکتا تو یہ اتنا بڑا تفاوت عظیم اور باوجود اتحاد مادہ کیونکر ہوا اور جو جاہل اور عقل خداداد سے کام نہ لینے والے ہیں وہ چاہے کچھ ہی کہیں ان کا کون منہ بند کر سکتا ہے سو اگر تو ان کی باتوں سے متعجب ہے تو تیرا تعجب بھی بے محل نہیں کیونکہ ان کی باتیں ہی عجیب تعجب انگیز ہیں دیکھو تو ان کو کیسے کیسے شبہات ہو رہے ہیں- کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو اس سے بعد ہم ایک نئی پیدائش میں ہوں گے ؟ ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی قدرت سے منکر ہیں انہی کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے- جب کوئی حجت ان کی چلنے نہیں پاتی تو بیہودہ گوئی پر آجاتے ہیں اور بھلائی سے پہلے تجھ سے برائی کی درخواست کرتے ہیں یعنی آرزو کرتے ہیں کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ' یہ نہیں کہتے کہ ہمیں ہدایت ہو حالانکہ ان سے پہلے ان جیسی کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں جو انہی کی طرح شوخیاں کیا کرتے تھے اور انبیاء کے ساتھ بضد پیش آتے تھے آخر ان کی جوگت ہوئی وہ سب کو معلوم ہے لیکن خدا کی پکڑ میں جلدی نہیں اور اس کی لاٹھی میں آواز نہیں کیونکہ تیرا پروردگار خداوند عالم باوجود لوگوں کے ظلم و زیادتی کے لوگوں کے حال پر بڑا ہی بخشنے والا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ خداوند عالم یعنی تیرے پروردگار کا عذاب بھی بہت ہی سخت ہے اس کی برداشت کی طاقت کسی میں نہیں مگر اس کا حلم اور رحم اس کے غضب پر غالب ہے اس کے رحم ہی کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول بھیجتا ہے

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ

اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں اس رسول پر خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں اترا تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ

ایک قوم کے لئے ہادی گذرے ہیں- خدا ہر ایک مادہ کے حمل کو جانتا ہے اور جس قدر رحم سکڑتے ہیں اور جس قدر بڑھتے ہیں

وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ

سب کو جانتا ہے ہر ایک چیز اس کے نزدیک اندازہ سے ہے- وہ غائب اور حاضر کو جاننے والا بڑا ہی

الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ

عالیشان ہے- تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ

کر رہے یا دن دہاڑے راہ چلے سب برابر ہیں- ہر انسان کے لئے خدا کی طرف سے آگے پیچھے آنے والے مقرر ہیں جو خدا کے

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں- اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں

تاکہ لوگ ہدایت یاب ہو کر اس کے غضب سے امن پاویں مگر لوگ الٹے مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کافر تو روزمرہ نشان دیکھ دیکھ کر بھی کہتے ہیں کہ کیوں اس رسول پر خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں اترا حالانکہ اگر نشان یعنی معجزہ نہ بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ تو تو برے کاموں پر صرف ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی اور رہنما ہو گزرے ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ان کو راہ راست دکھاتے اور سمجھاتے رہے پر یہ نہیں جانتے کہ ہمارا اصل معاملہ تو خدا سے ہے جس نے بھلے برے کاموں کا ہم کو اجر دینا ہے جس سے ہماری کوئی بات کوئی حرکت کوئی سکون چھپ نہیں سکتی کیونکہ خدا کا علم ایسا وسیع ہے کہ ظاہری اشیاء کے علم کے علاوہ وہ ہر ایک مادہ خواہ انسان ہو یا عام حیوان کے حمل کو جسے وہ اٹھاتی ہے جانتا ہے اور بعد وضع جس قدر رحم سکڑتے اور ایام حمل میں جس قدر بڑھتے ہیں سب کو جانتا ہے ہر ایک چیز اس کے نزدیک اندازہ سے ہے- مجال نہیں کہ اس کے مقررہ اندازہ سے بڑھ جائے وہ غائب اور حاضر کو یکساں جاننے والا بڑا ہی عالیشان ہے اس کے علم کی یہ وسعت ہے کہ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ رہے یا دن دہاڑے راہ چلے اس کے پاس سب برابر ہیں گو انسان اپنی سرکشی میں اسکی نعمتوں اور احسانوں کا قائل نہ ہو لیکن خدا نے تو آخر اسے پیدا کیا ہے اسے تو اس کی حاجتوں کا پورا علم ہے اس لیے ہر انسان کے لئے خدا کی طرف سے آگے پیچھے آنے والے (فرشتے) مقرر ہیں جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اگر خدا اپنی حفاظت مخلوق سے اٹھالے تو ایک دم کے لئے بھی زیست محال ہو جائے یہ بھی کیا کم مہربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی نیک حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔ ان لیاقتوں کو جن پر وہ نعمت مرتب ہوئی تھی ضائع نہ کریں جس کی زندہ مثال ہندوستان کے شاہان مغلیہ ہیں-

وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهٖ مِن وَّالٍ ﴿۱۱﴾

اور جب خدا کسی قوم کے حق میں برائی چاہتا ہے تو وہ کسی طرح نہیں ٹلتی اور نہ ہی خدا کے سوا ان کا کوئی والی ہے۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ

اللہ وہی ہے جو ڈر سے اور طمع سے تم کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

گرج اس کی پاکی سے تعریف کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح پڑھتے ہیں وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر

فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

جس پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے۔ وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اس کے داؤ بڑے مضبوط ہیں

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ

اسی کی پکار سچی ہے۔

اور جب خدا کسی قوم کے حق میں برائی چاہتا ہے تو وہ کسی طرح نہیں ٹلتی کیونکہ کوئی اس کو ٹلانے والا نہیں اور نہ ہی خدا کے سوا ان کا کوئی والی وارث ہوتا ہے جو ان کی حمایت کو کھڑا ہو اور سننا چاہو تو سنو کہ اللہ وہی ذات پاک ہے جو عذاب کے ڈر سے اور بارش کے طمع سے تم کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے اس کی ہیبت کی یہ کیفیت ہے کہ آسمان و زمین والے تمام اس کے نام سے تھراتے ہیں اور بادلوں کی گرج اور آسمانوں کے فرشتے بھی اس سے خوف کھاتے ہوئے اس کی تعریف کے ساتھ اسے پاکی سے یاد کرتے ہیں وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے وہ کافر تو خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں کوئی تو مطلقاً ہی انکاری ہے کوئی اقراری ہے تو اس جیسا اوروں کو بھی مانتا ہے اسی قسم کی کئی ایک کج بحثیاں کرتے ہیں حالانکہ اس کی گرفت کے داؤ مضبوط ہیں وہ اگر کسی بلا میں انہیں پھنسانا چاہے گا تو کچھ نہیں کر سکیں گے اسی کی پکار سچی ہے یعنی جو لوگ اسے پکارتے ہیں اور اسی سے دعائیں مانگتے ہیں ان کا فعل تو مثمر ہے اور فائدہ مند

شان نزول

(وهم یجادلون) عرب کے مشرکوں بے دینوں کی بدذاتی کی بھی کوئی حد نہ تھی ایک شخص کے سمجھانے کو آنحضرت ﷺ نے چند ایک صحابہ کو بھیجا جب انہوں نے اسے وعظ کہا تو وہ شخص نہایت سرکشی اور تکبر سے بولا کہ جس خدا کی طرف تم مجھے بلاتے ہو وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے چاندی سے یا سونے سے۔ صحابہ کو یہ لفظ اس کا نہایت ہی ناگوار گزرا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آئے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسی طرح اسے سمجھاؤ وہ بدذات پھر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سرکشی سے پیش آیا تیسری دفعہ پھر آپ نے بھیجا نالائق نے پھر وہی کلمات کہے اتنے میں ابھی صحابہ کرام اسکے مکان پر ہی بیٹھے تھے کہ بادل آیا اور گرجا اور بجلی اس پر گری جس سے وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور صحابہ جو اسکے مکان پر گئے تھے بڑی خوشی سے ظالم کی ہلاکت کی خوشخبری حضرت کی خدمت میں پہنچانے کو آئے آگے سے ان کو دیگر چند صحابہ ملے اور بتلایا کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو گیا انہوں نے جو اس کے مکان پر سے آرہے تھے پوچھا کہ تم کو کس نے بتلایا انہوں نے بتلایا کہ حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے ہمیں بتلایا ہے۔ (معالم) سچ ہے ؎

موت نے کردیا لاچار و گرنہ انسان تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ

اور جو لوگ اس کے سوا اوروں سے دعائیں کرتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کو ذرہ بھر بھی قبول نہیں کر سکتے- بالکل اس کی طرح جو پانی کی

اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے وہ نہ پہنچے گا- اور کافروں کی دعائیں سراسر گمراہی میں ہیں

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

اور خدا کی فرمانبرداری تمام آسمان والے اور زمین والے خوشی اور ناخوشی سے کر رہے ہیں اور ان کے سایہ بھی صبح و

وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ

شام اطاعت کرتے ہیں- تو پوچھ کہ آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار کون ہے- تو کہہ اللہ ہی ہے- تو کہہ کیا پھر بھی تم نے

مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

اللہ کے سوا ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے-

اور جو لوگ اس کے سوا اوروں سے دعائیں کرتے ہیں ان کی پکار بالکل رائگاں ہے کیونکہ وہ ان کی دعاؤں کو ذرہ بھر بھی قبول نہیں کر سکتے ان کی مثال بالکل اس بے عقل آدمی کی طرح ہے جو شدت پیاس کے وقت پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے کہ کسی طرح وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے وہ تو پہنچ چکا اور اس کا کام ہو چکا وہ نہ پہنچے گا اور نہ اس کا کام بنے گا یہی وجہ ہے کہ کافروں کا انجام بخیر نہیں اور کافروں کی دعائیں جو خدا کے سوا اس کی مخلوق سے مانگتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں سراسر گمراہی اور بے راہی میں ہیں دیکھو تو کیسی گمراہی اور جہالت ہے کہ ایسے خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے استمداد کرتے ہیں جس کی فرمانبرداری تمام آسمانوں والے اور زمینوں والے بعض نیک دل خوشی سے اور بعض بدبخت شقی القلب کراہت اور ناخوشی سے کر رہے ہیں یعنی ایماندار تو اس کی اطاعت بخوشی برداشت کرتے ہیں اور بے ایمان آڑے وقت اس کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور بالکل اس شعر کے مصداق بنتے ہیں

عامل اندر زمان معزولی
شیخ شبلی و بایزید شوند!

اور اگر بغور دیکھیں تو ان کے سایہ بھی صبح و شام خدا کی اطاعت کر رہے ہیں اور سر بسجود ہیں یعنی ان کے سایہ جو ادھر ادھر سورج کے مقابلہ پر گھومتے رہتے ہیں وہ بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہم اور ہماری اصل کسی دوسری سے متاثر اور منفعل ہیں نہ کہ واجب الوجود اور مستقل بالذات' یہی ان کا سجدہ ہے پس تو کھلے لفظوں میں ان سے پوچھ کہ تم جو غیروں سے استمداد اور استعانت کرتے ہو یہ تو بتلاؤ کہ آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کا پروردگار کون ہے تو خود ہی کہہ اور یہ لوگ بھی تیرے ساتھ زبانی متفق ہوں گے کہ سب چیزوں کا پروردگار اللہ ہی ہے جب یہ اس جواب کو غلط نہیں جانتے تو تو ان سے ایک اور بات کہہ جو اسی پر متفرع ہے کہ کیا پھر بھی تم نے اللہ کے سوا ایسے کارساز بنائے ہیں جو تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا تو درکنار اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ اے نبی تو یہ بھی ان سے کہہ کہ یہ کام جو تم کر رہے ہو کہ خدائے مالک الملک کارساز کے ہوتے ہوئے عاجز بندوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہو' صریح اندھاپن ہے-

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ اَمۡ

تو پوچھ اندھا اور سوانکھا برابر ہیں یا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں- جن لوگوں کو

جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

انہوں نے اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے کیا انہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ مخلوقات ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں تو کہہ کہ

كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌ ۢ

اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے- وہی اوپر سے پانی اتارتا ہے جس سے ندی نالے اپنی اپنی قدر موافق

بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ

بہتے ہیں پھر بہتا ہوا پانی جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور کھٹالیوں میں لوگ زیور یا سامان بنانے کے لئے آگ جلایا کرتے ہیں

ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَـقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ

اس میں سے بھی اسی طرح جھاگ آ جایا کرتا ہے- اسی طرح اللہ سچ اور جھوٹ بتلاتا ہے پھر جھاگ تو

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ

بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو نفع دیتا ہے وہ زمین پر ٹھہرا رہتا ہے-

كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ﴿۱۷﴾

اسی طرح اللہ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بتلاتا ہے-

پس تو پوچھ کہ بھلا اندھا اور سوانکھا برابر ہیں یا کہیں اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں خدا کی توحید اور اس سے نیاز مندی کا تعلق یہ تو نور اور بنیائی ہے اور اس سے الگ ہو رہنا اور اسی اکیلے کو اپنا کارساز اور متولی امور نہ جاننا صریح اندھاپن اور ظلمت ہے جن لوگوں کو انہوں نے اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے کیا انہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ مخلوقات ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں کہ کس کو کس کی کہیں کچھ نہیں کیا صرف ان کے توہمات ہیں پس تو کہہ کہ اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے- مجال نہیں کہ کوئی چیز اس کے احاطہ قدرت سے باہر ہو سکے وہی ہمیشہ اوپر سے پانی اتارتا ہے جس سے ندی نالے اپنی اپنی قدر موافق بہتے ہیں پھر بہتا ہوا پانی جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور نیز کٹھالیوں میں جن کے تلے زیور یا کسی قسم کا سامان بنانے کو لوگ آگ جلایا کرتے ہیں اسی بہنے والے پانی کی طرح جھاگ آجایا کرتا ہے غرض یہ کہ ہمیشہ صفائی کے منہ پر کدورت غالب ہوتی ہے ایسی کہ صفائی کو بالکل دبا لیتی ہے اسی طرح اللہ سچ اور جھوٹ کی تمثیل بتلاتا ہے بظاہر تھوڑا سا وقت تو پانی جھاگ سے دب جاتا ہے مگر پھر آخر تا کجے آخر کار جھاگ تو بالکل ضائع ہو جاتا ہے ذرا اسی حرارت پہنچی اور وہ اڑا اور پانی جو لوگوں کو نفع دیتا ہے- وہ زمین پر صاف ہو کر ٹھہرا رہتا ہے اسی طرح اللہ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں اور کہاوتیں بتلاتا ہے یعنی جس طرح صاف شفاف پانی پر جھاگ آجاتا ہے اسی طرح خدا کی سچی تعلیم کو لوگ اپنی جہالت سے دبانا چاہتے ہیں اور اہل حق کو جو اس تعلیم کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہیں ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں ایسی ایذا اور تکلیف

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں انہیں کے لئے بہتری ہے اور جو لوگ اس کا کہا نہیں مانتے اگر دنیا کا تمام مال اور اسی
مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ
جتنا اور ان کو میسر ہوسکے تو بدلے میں دے دینا منظور کریں گے انہیں کے لئے برا حساب ہوگا اور
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ ہے۔ کیا پھر جو لوگ تیری طرف نازل شدہ کلام کو حق جانتے ہیں وہ
الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ
اندھوں کی طرح ہیں؟ اور عقلمند لوگ ہی نصیحت پاتے ہیں۔ جو اللہ کے وعدوں کو پورا کرتے
اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔ اور خدا نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہوا ہے ان کو ملاتے ہیں۔

کے وقت میں جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں انہیں کے لئے بہتری اور انجام بخیر ہے اور جو لوگ اس اپنے پروردگار کا کہا نہیں مانتے ان کی ایسی بری گت ہوگی کہ اگر دنیا کا تمام مال اور اسی جتنا اور ان کو میسر ہو سکے تو اس تکلیف اور مصیبت سے چھوٹنے کو وہ سارے کا سارا بدلے میں دے دینا منظور کریں گے۔ مگر کیا وہ قبول بھی ہوگا؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں انہیں کے لیے برا حساب ہوگا۔ اور ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں دانستہ اندھے بنے تو کیا پھر جو لوگ تیری طرف نازل شدہ کلام یعنی قرآن کو حق جانتے ہیں وہ ان اندھوں کی طرح ہیں جنہوں نے اپنی عمر کو یونہی رائگاں ضائع کیا اور دانستہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھوں میں جا ملے پس اس پاکیزہ کلام (قرآن) سے عقلمند لوگ ہی نصیحت پاتے ہیں یوں تو ہر کوئی عقلمندی کا دعویدار ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

گر از بساط زمین عقل منعدم گردد	بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ ناداتم!

مگر محض کسی کے دعویٰ کرنے سے کوئی دانا ہو سکتا ہے نہیں بلکہ دانا کی تعریف جامع مانع صرف دو حرفہ کے ہے کہ

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پیشمانی

یعنی آئندہ کی صلاحیت اور ہر کام میں انجام بخیر ہونے کا جن کو خیال ہو۔ پس اس اصول اور تعریف کے مطابق دانا وہ لوگ ہیں جو اللہ کے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی جو قول واقرار عبودیت بزبان قال یا بزبان حال خدا سے انہوں نے کیے ہوئے ہیں ان کا ایفاء کرتے ہیں کیونکہ اسی میں انجام بخیر ہے کہ ماتحت اپنے افسر سے اور خادم اپنے آقا سے بگاڑ نہ کرے ورنہ بقول

ہر کہ بافولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمین خود را رنجہ کرد!

اس کا نتیجہ انکے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ پس ایک اصول کلیہ سب امور کو جامع ہے مگر تفصیل سے بھی سنو کہ وہ اللہ سے عہد نباہتے ہیں اور مخلوق سے بھی عہد شکنی نہیں کرتے اور خدا نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو ملاتے ہیں۔ یعنی بنی آدم کے باہمی حقوق اور ایک دوسرے سے قدرتی اور تمدنی تعلقات جو قدرت نے بنا رکھے ہیں۔ جیسا کہ شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

بنی آدم اعضاء یک دیگر اند	کہ در آفرنیش زیک جوہر اند

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ

اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور وہ حساب کی خرابی سے خائف رہتے ہیں- اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لئے

وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ

صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچتے

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

رہتے ہیں اور برائی کے بجائے نیکی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے انجام بخیر ہے- ہمیشہ کے باغ میں وہ

يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

داخل ہوں گے جن میں وہ اور جو ان کے بزرگوں اور بیوی بچوں میں سے صالح ہوں گے

یہ تو ایک عام تعلقات ہیں اس سے بعد خاص مذہبی اور قومی اور جرانی ہمسائیگی رشتہ وغیرہ کے تعلقات[1] اور ہیں غرض وہ سب کو باحسن وجوہ جیسی شرع میں ان کی بابت ہدایت آئی ہوئی ہے نباہتے ہیں گو ان کے حاسد ان سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوں مگر وہ اپنی طرز معاشرت میں مرنجاں مرنج کے اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں اور داناؤں کی نشانی یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ وہ احکام الٰہی کے دل سے مطیع ہوتے ہیں تاہم اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کہ مبادا کسی طرح سے ناراض نہ ہو جائے اور وہ اپنی آخری حساب کی خرابی سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں ان کو ہمیشہ یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ ہم جو دنیا میں اپنے آقا کے فرستادہ ہو کر آئے اور اس نے ہم کو سب ضروری سامان جسمانی و روحانی صحت و عافیت کے بخشے ہیں مبادا کہیں وقت حساب ہم خسارہ میں رہیں چنانچہ اسی فکر میں اگر ان سے کوئی قصور بھی ہو جاتا ہے تو فوراً اس کی تلافی کرنے کو توبہ کرتے ہیں اور خدا کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور دانا وہ لوگ ہیں جو تکلیف پر بے چینی اور گھبراہٹ کرنے کی بجائے اپنے پروردگار کی رضا جوئی کیلئے صبر کرتے ہیں اور اپنی تمام زندگی میں عموماً اور تکلیف کے وقت خصوصاً نماز پڑھتے ہیں خدا کے آگے دعائیں مانگتے ہیں ناک رگڑتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر مگر اخلاص سے خدا کی راہ میں خرچتے رہتے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ حسب موقع مخلوق کی برائی کی بجائے ان سے نیکی کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ

بدی را بدی سہل باشد جزا — اگر مردی احسن الی من اسا

مگر نہ ہر جگہ اور ہر ایک شریف و شریر سے برابر نہیں کیوں بعض دفعہ

نکوئی بابدان کردن چنانست ! — کہ بد کردن بجائے نیک مردان

یعنی جہاں ایسے آدمیوں سے برائی پہنچے کہ ان سے اسکے مقابلہ پر نیکی کی جائے تو وہ اپنی شرافت کی وجہ سے خود ہی نادم ہو کر آئندہ کو باز آجائیں تو ایسے لوگوں سے اس اصول کو برتنا چاہیے اور جن شریروں کی شرارت اور کمینہ پن یہاں تک بڑھ رہا ہو کہ وہ مخالف کی نیکی پا کر الٹے اور شرارت پر کمربستہ ہوں دوسرے طریق کو عمل میں لانا مناسب ہے۔ مطلب قیام امن سے ہے جو آدمی جس قابل ہو اس سے ویسا ہی طریق برتا جائے مختصر یہ کہ ' یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے خالق سے اور اس کی مخلوق سے کماحقہ نباہ کرتے ہیں اور ان کا یہ طریق ہوتا ہے کہ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو — آنچناں زی کہ وقت مردن تو

ہمہ خنداں بدند و تو گریاں — ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

[1] سب تعلقات کے احکام کتاب تقابل مکتہ میں دیکھو

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۞ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے- ہمیشہ تک تم پر سلامتی ہے کیونکہ دنیا میں تم

عُقْبَى الدَّارِ ۞ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

نے صبر کیا پس انجام بخیر ہوا- اور جو لوگ خدا کے ساتھ مضبوط عہد کیے پیچھے بھی وعدہ خلافی کرتے ہیں اور جن تعلقات کو خدا

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ

نے جوڑنے کا حکم دیا ہے' ان کو توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے-

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۞ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ

اور انہی کو انجام بد ہے- خدا جس کے حق میں چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے اور جسکے حق میں چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اور

الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ

دنیا کی زندگی سے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ پر محض بے حقیقت شے ہے- اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں اس کے پروردگار

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ

کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اترتا-

ع ۸

ایسے ہی لوگوں کے لئے انجام بخیر ہے یعنی ہمیشہ کے باغ جس میں وہ داخل ہوں گے اور جو ان کے بزرگوں باپ دادا وغیرہ اور بیوی بچوں میں سے صالح اور نیک ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہی وہاں موجود ہوں گے اور فرشتے ان پر ہر دروازہ سے داخل ہوں گے اور کہیں گے کہ آج سے ہمیشہ تک تم پر سلامتی ہے کیونکہ دنیا میں تم نے تکلیفوں پر صبر کیے پس تمہارا انجام بخیر ہوا اور ان لوگوں کے مقابل یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ مضبوط عہد کئے پیچھے بھی وعدہ خلافی کرتے ہیں یعنی عام طور پر زبان حال اور خاص مصیبت کے وقت بزبان قال عبودیت کے عہد و پیمان خدا سے کرتے ہیں مگر پھر نباہتے نہیں بلکہ جب مطلب پورا ہوا فرار ہوئے اور جن تعلقات کو خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد کرتے ہیں بے وجہ لوگوں کو ستاتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور انہی کا انجام بد ہے- یہ بدکار عہد شکن اس گھمنڈ میں ہوں گے کہ ہم مالدار ہیں جو چاہیں سو کریں ہمارے سب کام خدا کو منظور اور پسند ہی ہیں تو ہم کو فراخی اور آسائش دے رکھی ہے۔ حاشا وکلا ہرگز یہ بات نہیں بلکہ خدا جس کے حق میں چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے یہ اس کی حکمتیں ہیں جن کو وہی جانتا ہے یہ کوئی رضاالٰہی کا ثبوت نہیں مگر یہ بد دماغ اپنی غلطی سے ایسا سمجھے بیٹھے ہیں اور دنیا کی زندگی کے عیش و عشرت سے بڑے خوش ہو رہے ہیں آخرت اور دوسری زندگی کی وقعت تو ان کے دلوں میں ذرہ بھر نہیں- حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ پر محض بے حقیقت شے ہے جس کا ذکر ہی مناسب اور موزوں نہیں کیونکہ دنیا بتمامہا دار محن وبلا ہے کوئی کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی نہ کسی مصیبت میں اپنی حیثیت کے مطابق پھنسا ہوتا ہے- اور جو کچھ لطف بھی دنیا میں ہے وہ بھی چند روزہ ہے بلکہ ایسا کہ ایک دم آئے بعد دوسرے کا یقین نہیں پھر غلط آسائش اس حقیقی آسائش سے کیونکر مقابل اور راجح ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح سے تکلیف نہیں اور ساتھ ہی اس کے دائمی ہے- مگر نالائقوں کو کوئی بات اثر نہیں کرتی وہ تو الٹی اپنی متمردانہ چال ہی چلتے ہیں اور بدستور حق سے ہنسی اڑاتے رہتے ہیں چنانچہ یہ کافر مکہ والے بار بار معجزات دیکھ دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ کیوں اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر کوئی نشانی نہیں اترتی جو ہم چاہتے ہیں وہ کیوں ہم کو نہیں دکھاتا-

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
تو کہہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے- ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں
تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے تسلی پاتے ہیں سن رکھو کہ دل اللہ کے ذکر سے تسلی پایا ہی کرتے ہیں- جو لوگ ایمان لائے اور
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ
نیک عمل کیے ان کے لئے خوشحالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے- اس لئے ہم نے تجھے اس قوم میں رسول
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ
کرکے بھیجا ہے جس سے پہلے کئی پشتیں ان کی گذر گئی ہیں تاکہ جو تیری طرف ہم نے وحی کیا ہے تو ان کو پڑھ کر سنائے اور وہ رحمٰن سے
بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾
انکاری ہیں- تو کہہ وہ میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میرا بھروسہ اسی پر ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے
وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ
اور اگر قرآن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلائے جائیں یا زمین چیری جائے یا مردے بلائے جائیں

تو ان سے کہہ اصل بات یہ ہے کہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اس کو سمجھ ہی نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں حق سے مخالفت کا نتیجہ میرے ہی حق میں برا ہوگا اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے اور ہمیشہ توفیق خیر دیتا ہے- یعنی ان لوگوں کو توفیق خیر ملتی ہے جو خدائے واحد پر ایمان لائے ہیں نہ صرف زبانی بلکہ ایسے کہ اس کے حکموں پر چلتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے تسلی پاتے ہیں یعنی ذکر الٰہی بڑی تسلی اور چین سے کرتے ہیں نہ گھبراہٹ سے سن رکھو کہ جو دل سلیم ہوتے ہیں وہ اللہ کے ذکر سے تسلی پایا ہی کرتے ہیں بیمار دلوں کو البتہ بے چینی ہوتی ہے سو ان کا علاج یہ ہے کہ ابتدا میں وہ کسی قدر اپنے نفس پر بیماروں کی طرح جبر کریں تو باآہستگی درست ہو جائیں گے بقول سعدی مرحوم

تحمل چو زہرست نماید نخست ولے شہد باشد چو در طبع رست

پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے اصلی وطن یعنی آخرت میں خوشحال اور عمدہ ٹھکانہ[1] ہے اسی لیے ہم نے تجھے اس قوم میں رسول کر کے بھیجا ہے جس سے پہلے کئی پشتیں ان کی بے رسول ہی گزر گئی ہیں تاکہ جو کلام تیری طرف ہم نے وحی اور الہام کیا ہے تو ان کو پڑھ کر سنائے اور وہ لوگ مالک الملک سے جس کا نام رحمٰن ہے' انکاری ہیں۔ اس کی توحید خالص نہیں مانتے بلکہ تیرے منہ سے سن کر تو اور بھی نفرت کر جاتے ہیں تو ان سے کہہ وہ رحمٰن میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میرا بھروسہ اسی پر ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے یہ کہہ کر ان کی پرواہ نہ کر' مانیں یا نہ مانیں بھلا یہ کیا مانیں گے جو ہر روز نئی حجت بازی کرتے ہیں اور اگر قرآن کی برکت سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلا دیئے جائیں یا زمین چیری جائے یا مردے بلائے جائیں تو ایسے صاف معجزات اور بین نشانات دیکھ کر بھی یہ لوگ نہ مانیں گے لیکن کیا اس مخالفت سے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے؟ ہرگز نہیں ان کا اختیار ہی کیا ہے

---

[1] (المکاف قد نجیئی بمعنی التعلیل)

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْــٴَـسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى

بلکہ اختیار سب کاموں کا اللہ ہی کو ہے تو کیا ابھی مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت

النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ

کر دیتا اور جو لوگ منکر ہیں ان کی کرتوتوں کے عوض ان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہے گی یا ان کی

تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾

بستیوں سے قریب قریب نازل ہوتی رہے گی جب تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے گا خدا وعدہ خلافی کبھی نہیں کرے گا۔

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ

تجھ سے پہلے کئی ایک رسولوں سے ہنسی اڑائی گئی پھر میں (خدا) نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو خوب پکڑا

فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآىٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا

پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ کیا جو خدا ہر نفس کے اعمال پر قادر ہے اور انہوں نے اللہ کے ساجھی ٹھہرا رکھے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

ہیں تو کہہ ان کا نام تو متعین کرو کیا خدا کو ایسے امور سے اطلاع دینا چاہتے ہو جن کو وہ زمین میں نہیں

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ

جانتا یا نری بے اصل باتیں بنا رہے ہو بلکہ کافروں کو اپنی چالاکیاں بھلی معلوم ہوں اور وہ راہ سے رکے ہوئے ہوں۔

بلکہ اختیار تو سب کاموں کا اللہ ہی کو ہے تو کیا ابھی مسلمانوں کو بھی یہ معلوم نہیں ہوا اور اس بات پر ان کے دل مطمئن نہیں ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا کوئی ہے کہ اس کے چاہے کو پھیر سکے؟ مگر اس کی حکمت ہے کہ امور اختیاریہ میں جبر نہیں کیا کرتا اس لئے جو لوگ منکر ہیں ان کی کرتوتوں کے عوض ان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہے گی۔ خود ان میں اور ان کی قوم میں یا ان کی بستیوں سے قریب قریب نازل ہوتی رہے گی جس سے وہ بھی ہر وقت سہمگیں رہیں گے جب تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے جو اس نے اپنے نیک بندوں سے فتح و نصرت کے متعلق کیا ہوا ہے خدا وعدہ خلافی کبھی نہ کرے گا۔ یہ بگاڑ کفار کا کچھ تجھ ہی سے نہیں بلکہ تجھ سے پہلے کئی ایک رسولوں سے ہنسی اڑائی گئی پھر میں (خدا) نے کافروں کو مہلت دی کہ اتنے وقت میں جو چاہیں کر لیں مگر وہ باز نہ آئے پس میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ کیا جو خدا ہر نفس کے اعمال کا بدلہ دینے پر قادر ہے اور ہر آن ان کی حفاظت کرتا ہے اور ہر دم اسی کے فیض جود سے وہ موجود ہیں' اسے چھوڑ بیٹھے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساجھی ٹھہرا رکھے ہیں۔ تو کہہ بھلا ان کا نام تو معین کرو ان کی کیفیت تو بتلاؤ کہ معلوم ہو کہ وہ واقع میں کچھ ہیں بھی۔ اگر ان کی کیفیت اور حقیقت نہیں بتلا سکتے تو کیا خدا کو ایسے امور کی اطلاع دینا چاہتے ہو جن کو وہ زمینوں میں نہیں جانتا یا ہنسی سے نری بے اصلی باتیں بنا رہے ہو۔ اگر سچ پوچھو تو کوئی بات ٹھکانہ کی نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ کافروں کو اپنی چالاکیاں' حیلہ سازیاں اور بے جا تاویلیں اپنے مذہب کی حمایت میں بھلی معلوم ہوں اور وہ حق کی راہ سے رکے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ راہ راست پر نہیں آتے اور آئیں بھی کیسے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور جس کو خدا گمراہ کردے تو اس کے لئے کوئی بھی ہادی نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ

عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ان کا نگہبان ہوگا- اس جنت کا نقشہ جس کا

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ

پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے' یہ ہے کہ اس کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں ان کے پھل اور بہار دائمی ہے

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

یہ انجام تو پرہیزگاروں کا ہو گا- اور کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے- اور جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ

کتاب دی ہے وہ تیری طرف اتاری ہوئی کتاب سے خوش ہوتے ہیں اور بعض ان گروہوں میں اس کے بعض حصہ سے انکاری بھی ہیں- تو کہہ

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ

اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے اور اسی لے ہم نے اس کو عربی حکم اتارا ہے-

جس کو خدا ہی گمراہ کردے اور اس کی بے پروائی کی سزا میں اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دے تو اس کے لئے کوئی بھی ہادی نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے کیونکہ اس عذاب کے دفعیہ کا ان کے پاس کوئی انتظام نہیں-نہ خود طاقت رکھتے ہوں گے اور نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ان کا نگہبان ہوگا۔ لیکن جن لوگوں نے یہ بدراہی اختیار نہ کی ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے فریادیں کرتے پھریں اور مخلوق سے خالق کے کام چاہیں وہ جنت میں ہوں گے اس جنت کا نقشہ جس کا خدا کی طرف سے پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں اس کے پھل اور بہار دائمی ہے۔ یہ انجام تو پرہیزگاروں کا ہوگا اور کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے- پس جس گروہ سے کوئی چاہے ہو کسی کا کیا حرج ہے اگر تیری نہیں مانتے تو تیرا کیا نقصان ہے اور جن لوگوں کو ہم نے آسمانی کتاب کی سمجھ دی ہے یعنی اہل کتاب میں سے علماء راسخین وہ تیری طرف اتاری ہوئی کتاب قرآن شریف کے سننے سے خوش ہوتے ہیں اور بعض ان گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اس کے بعض حصہ سے جو شرک کفر بت پرستی قبر پرستی وغیرہ بداعمال سے متعلق ہے انکاری ہیں تو ان سے کہہ میں اس تمہارے انکار سے گھبراتا نہیں مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ اللہ اکیلے کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے اور اگر غور کرو تو اسی لیے ہم نے اس قرآن کو عربی حکم کی شکل میں اتارا ہے تاکہ یہ عرب کے باشندے اس پر غور کرسکیں اور نتیجہ پاویں۔ مگر یہ نالائق ایسے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں بلکہ تجھے بھی اپنا تابع کرنے پر لاحاصل سعی کرتے ہیں-

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

اور اگر فرضاً بعد حصول علم تو ان کی خواہشوں پر چلا تو اللہ کے سوا نہ تیرا کوئی دوست ہوگا نہ بچانے

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ

والا- اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے ہیں اور ان کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی- اور کسی

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

رسول کی شان نہیں کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشان دکھلا سکے- ہر کام کے لئے وقت لکھا ہوا ہے- خدا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

ہی جس امر کو چاہتا ہے فنا کردیتا ہے اور جس امر کو چاہتا ہے موجود رکھتا ہے- اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے اور

الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

اگر ہم بعض امور جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھے بھی دکھادیں یا تجھے فوت کرلیں تو تیرے ذمہ صرف تبلیغ ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے

ع ۶

اور اے نبی اگر فرضاً بعد حصول علم اور سچے الہام پانے کے بھی تو ان کی خواہشوں پر چلا تو تیری بھی خیر نہ ہوگی ایسے بلا میں تو پھنسے گا کہ اللہ کے سوانہ تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ بچانے والا' جو اس بلا سے تجھے بچا سکے- ان کے تو جتنے اعتراض ہیں سب فضول اور لایعنی ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ رسول کھاتا پیتا کیوں ہے کبھی کہتے ہیں اس کے بیوی بچے کیوں ہیں کبھی کہتے ہیں یہ ہمارے منہ مانگے معجزے کیوں نہیں لاتا غرض آئے دن ان کے نئی قسم کے اعتراض ہوتے ہیں- حالانکہ ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے ہیں اور ان کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی- یہ باتیں رسالت سے کچھ منافی نہیں رسالت کی علامت تو صلاحیت اور تبتل الی اللہ ہے اور بس نہ یہ کہ رسول انسانی خصلتوں سے پاک وصاف ہو جایا کرتے ہیں اور انسانیت سے اوپر کسی درجہ پر پہنچ کر جو چاہتے ہیں دکھا دیا کرتے ہیں- ہرگز نہیں کسی رسول اور نبی کی شان اور طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشان دکھا سکے ہر ایک چیز کا اختیار اسی ذات واحد کو ہے اور ہر ایک کام کے لیے ایک نہ ایک وقت مقرر ہے اور ہر ایک وقت کی اللہ کے ہاں لکھت ہے ممکن نہیں کہ اس کے پہلے کوئی ان کو ایجاد کر سکے پھر بعد ایجاد خدا ہی جس امر کو چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے اور جس امر کو چاہتا ہے مدت دراز تک ثابت اور موجود رکھتا ہے اور وہ اس کرنے میں بھولتا نہیں کیونکہ اصل کتاب جس سے تمام کتابیں حاصل ہوئی ہیں اور علم الٰہی جو اس کی صفت خاصہ ہے' اسی کے پاس ہے اس پر کوئی مطلع نہیں- یہ لوگ جو تجھ سے ہر بات میں جلدی چاہتے ہیں اور تقاضا کرتے ہیں کہ جن باتوں کا تو ہم کو ڈرسناتا ہے ابھی سب کچھ دکھادے یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم بعض امور جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھے بھی دکھاویں یعنی تیری زندگی ہی میں ان کا وقوع ہو جیسے عرب کی فتح اور شیوع اسلام یا تجھے ان کے ظہور سے پہلے ہی فوت کرلیں جیسے دیگر ممالک کی فتح تو بہر حال تیری اس میں ذمہ داری نہیں کیونکہ تیرے ذمہ تو صرف تبلیغ ہی ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے- ہم خود ان سے پوچھ لیں گے کہ تم نے کن وجوہ سے حقانی تعلیم کا مقابلہ کیا-

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَاؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا
کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کی

مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ
اپیل سننے والا کوئی نہیں اور وہ جلد بدلہ دے سکتا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی داؤ بازیاں کی تھیں

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًاؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍؕ وَسَيَعْلَمُ
کیونکہ تمام تدبیریں خدا کے قبضے میں ہیں وہ ہر ایک جاندار کے کاموں کو جانتا ہے اور کافروں کو معلوم

الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًاؕ قُلْ كَفٰى
ہو جائے گا کہ انجام بخیر کس کا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اے محمدؐ تو رسول نہیں ہے۔ تو کہہ میرے اور

بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع
تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے۔ اور جن لوگوں کے پاس کتاب کا علم ہے

کیا یہ مکہ والے جو ضد کرتے ہیں ان کو معلوم نہیں اور دیکھتے نہیں کہ ہم ان کی زمین کو جس پر یہ اکڑے بیٹھے ہیں چاروں طرف سے اشاعت اسلام سے دبائے چلے آتے ہیں۔ جس سے ایک روز ان کا قافیہ ایسا تنگ کریں گے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ یہی مکہ ہے جس میں مسلمانوں کو سر چھپانے کی جگہ نہ تھی اس کو دن دہاڑے اسلامی لشکر نے بلا مزاحم فتح کر لیا۔ یاد رکھیں اب ان کے شمار کے دن آگئے ہیں اور اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے جس کو چاہے فتح دیتا ہے جس کو چاہے شکست۔ اس کے حکم کی اپیل سننے والا اور رد کرنے والا کوئی نہیں اور وہ بہت جلد بدلہ دے سکتا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کے مقابلہ پر داؤ بازیاں کی تھیں مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکے کیونکہ تمام تدبیریں خدا کے قبضے میں ہیں وہی سب کا مالک ہے جب تک وہ کسی کام کی انجام دہی نہ چاہے ممکن نہیں کہ ہو سکے گو اس نے انسانوں کو امور اختیاریہ میں اختیار دے رکھا ہے مگر تاہم ان کا اتمام اسی کے قبضے میں ہے۔ کسی بزرگ نے کیا ہی سچ ہے عرفت ربی بفسخ العزائم[1] وہ خدا ہر ایک جاندار کے کاموں کو جانتا ہے اس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ظاہر کریں یا چھپ کر۔ کسی کے بتلانے کی اسے حاجت نہیں اور ان کافروں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ انجام بخیر کس کا ہے اور اس وقت تو کافر کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ تو اللہ کا رسول نہیں مگر جب رسالت کا ظہور پورے طور پر ہوا تو ان کو معلوم ہو جائے گا تو ان سے کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے وہ ایسی طرح میری سچائی کا اظہار کرے گا کہ سب لوگ جان لیں گے کہ یہ کام طاقت انسانی سے بالا ہیں بلکہ ع

"کوئی محبوب ہے اس پردہ نگاری میں"

اور جن لوگوں کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ بھی میرے دعویٰ کے گواہ ہیں ان سے بھی دریافت کر لو وہ باوجود میری مخالفت کے تم سے صاف صاف کہہ دیں گے اور اگر نہ کہیں گے تو زمانہ کی رفتار ان سے خود کہلوا لے گی۔ ان سے پوچھ لو کہ استثناء کے ۱۸ باب کا مصداق اور یوحنا کے ۱-باب ۱۹-والا اور نیز ۱۴ باب کی ۵ او غیرہ والا کون[2] ہے

[1] میں نے اپنے ارادوں میں ناکام رہنے سے اپنے رب کو پہچانا ہے

[2] مفصل جلد اول سورت اعراف کی آیت یجدونہ مکتوبا عندھم حاشیہ ۲ میں ملاحظہ ہو

سورت ابراہیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ

میں ہوں اللہ دیکھتا۔ اس کتاب کو ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ تو خدا کے حکم سے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلے

رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ① اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اللہ غالب، تعریف کے مستحق کی راہ کی طرف۔ جس کی حکومت آسمان و زمین کی تمام چیزوں پر ہے اور

فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ② الَّذِيْنَ

کافروں کے لئے سخت عذاب سے افسوس ہے۔ جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

دیتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی سوچتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ دور کی

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ③ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ

گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے جو رسول بھیجا اس کی قوم کے محاورہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ ان

قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

کو واضح بیان سنائے پھر جس کو خدا چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور وہ

سورت ابراہیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے

میں ہوں اللہ سب کو دیکھتا۔ اس کتاب (قرآن) کو ہم (خدا) نے اس لئے اتارا ہے کہ تو اے نبی خدا کے حکم سے لوگوں کو بے دینی کے اندھیروں سے دینداروں کے نور کی طرف نکال کر لے چلے یعنی اللہ غالب اور بڑی تعریف کے مستحق کی راہ کی طرف جس کی حکومت آسمان و زمین کی تمام چیزوں پر ہے اسی سے نیاز عبودیت کرنے میں ان کا بھلا ہے اور اس سے منکروں اور کافروں کے لئے سخت عذاب سے افسوس ہے جو دنیا کی زندگی کی آسائش کو آخرت کی نعمتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور یہی باتیں کہہ کہہ کر لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس سیدھی راہ میں کجی سوچتے رہتے ہیں خواہ مخواہ بے ہودہ[1] اعتراضات کر کے احمقوں میں عزت اور داناؤں میں ذلت پاتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہی لوگ ہدایت سے دور کی گمراہی میں ہیں اور ان یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ سوال بھی ازاں قبیل ہے کہ اگر محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوتا تو مثل دیگر انبیاء کے اس کی کتاب بھی عبرانی زبان میں ہوتی یا بقول آریہ سماج سنسکرت میں ہوتی۔ عربی میں کیوں آئی اس سے پرمیشور پر پکش پاتی ہونے کا دھبہ آتا ہے حالانکہ ہم نے جو رسول بھیجا اس کی قوم کے محاورہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ ان کو واضح بیان کر کے سنائے پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا رہا کہ جس کو خدا چاہتا ہدایت کرتا اور جسکو چاہتا گمراہ کرتا اور اس کرنے میں وہ کسی طرح ظلم نہیں کرتا تھا بلکہ بعض کی شرارتوں اور بعض کے اخلاص ہی کا نتیجہ تھا غرض وہ

[1] اس امر کی تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری الہامی کتاب بجواب دیانند سرسوتی ملاحظہ ہو۔ ۱۲

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ

غالب بڑی حکمت والا ہے- اور ہم نے موسیٰ کو نشان دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے چل

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ

اور ان کو اللہ کے واقعات یاد دلائیو ان واقعات میں ہر ایک صبار اور شکرگزار کے لئے بڑی بڑی نشانیاں

شَكُورٍ ﴿۵﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ

ہیں- (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی مہربانی کو یاد رکھو جب اس نے تم کو فرعون کی قوم کے

مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ

عذاب سے نجات دی جو تم کو بری طرح عذاب دیتے تھے اور تمہاری نرینہ اولاد کو ذبح کر ڈالتے اور تمہاری

نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۶﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ

لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں خدا کی تم پر بہت بڑی مہربانی ہے اور جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر

شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ

شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے اور موسیٰ نے کہا تھا

مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۸﴾

کہ اگر تم اور تمام دنیا کے لوگ ناشکری کریں تو اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے

ع ۱۴

خدا سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے کوئی کیسا ہی کیوں نہ اس کی حکمت کو پا نہیں سکتا اور اس کے غلبہ کو مٹا نہیں سکتا اور اگر ان کو تیری رسالت سے تعجب اور انکار ہے تو پہلے نبیوں میں کیا خصوصیت تھی کہ ان کو مانتے ہیں ہم ہی نے تو موسیٰ علیہ السلام کو نشان دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے چل اور فرعون سے رہائی دلانے کے بعد ان کو اللہ کی نعمتیں یاد دلائیو جو ان پر تکلیف کے دنوں میں ہوئی ہوں گی کیونکہ ان واقعات میں ہر ایک صبار اور شکر گزار کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہوں گی وہ ان پر غور کریں گے تو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہ ہو گا کہ

ہو گا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائے گا ۔۔۔ جبکہ وہ با مہر ہم پر مہربان ہو جائے گا

پس تم اس پر غور کرو اور اس وقت کو (یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بھائیو اللہ کی مہربانی کو یاد رکھو جب اس نے تم کو فرعون کی قوم کے عذاب سے نجات دی جو تم کو بری طرح تکلیف اور عذاب دیتے تھے اور تمہاری نرینہ اولاد کو ذبح کر ڈالتے کہ مبادا بنی اسرائیل کی کثرت ہو جائے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ سلامت رکھتے تھے تاکہ ان سے خدمت لیں اور اگر تم غور کرو تو اس نجات دینے میں خدا کی تم پر بہت مہربانی ہے- اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر میری نعمتوں پر شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو تمہاری خیر نہیں اپنا ہی کچھ کرو گے کیونکہ میرا عذاب بہت ہی سخت ہے خدا کو تو تمہارے شکر یا ناشکری کی پرواہ نہیں- اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اور تمہارے ساتھ تمام دنیا کے لوگ اللہ کی مہربانیوں کی ناشکری کریں تو بھی خدائے تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اپنی ذات میں ستودہ صفات ہے-

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ

کیا تمہیں ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان سے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا

پیچھے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے رسول انکے پاس معجزات لے کر آئے تو انہوں نے اپنے

اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

ہاتھ منہ میں ڈال لیے اور بولے کہ جن حکموں کے ساتھ تم بھیجے گئے ہم ان سب سے انکاری ہیں اور جس

تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ

امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس میں سخت تردد ہے- رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو

الْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

پیدا کرنے والا ہے- تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کرے اور اجل مقررہ تک تم کو مہلت دے وہ بولے تم صرف ہماری

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

طرح کے آدمی ہو تم ہم کو ان معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہو جن کی عبادت تمہارے بزرگان قوم

فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کرتے آئے ہیں پس تم کوئی واضح دلیل لاؤ- رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی طرح آدمی ہیں-

اس نے یہ بھی کہا کہ کیا تمہیں ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود علیہم السلام کی قوم اور جو ان سے پیچھے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کا مجمل بیان یہ ہے کہ ان کے رسول جو خدا کی طرف سے ہدایت کرنے کو ان کے پاس معجزات اور واضح احکام لے کر آئے تو انہوں نے ان کی تعلیم کو نہایت استعجاب سے سنا اور حیرانی سے اپنے ہاتھ منہ میں ڈالے اور سخت غصے میں چبانے لگے اور بولے کہ جن حکموں کے ساتھ تم اپنے گمان میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہو ہم ان سب سے انکاری ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس کی صحت میں سخت تردد ہے بلکہ کذب کا یقین ہے- رسولوں نے کہا ہم تو تمہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ تم اللہ مالک الملک کے بندے بن جاؤ۔ اس کے سوا کسی سے نیاز بندگی نہ جانو تو کیا پھر اللہ کے بارے میں تمہیں شک اور تردد ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والا ہے- محض اپنی مہربانی سے تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے کہ اس اطاعت کی برکت سے تمہارے گناہ معاف کرے اور اجل مقررہ تک تم کو باآسائش مہلت دے مگر تم ایسے عقل کے پتلے ہو کہ ناحق اپنے ناصح مشفق سے بگڑتے ہو- وہ بولے ہم ایسے چکنی چپڑی باتوں میں تو آنے کے نہیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم صرف ہماری طرح آدمی ہو تمہاری غرض صرف یہ ہے کہ تم ہم کو ان معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہو جن کی عبادت ہمارے تمام بزرگان قوم کرتے آئے ہیں- بھلا کیا وہ تم سے دانائی اور سمجھ ولیاقت میں کسی طرح کم تھے؟ ہم تو تمہارے عذاب وغیرہ کی گیدڑ بھبکیوں سے بھی ڈرنے کے نہیں پس تم کوئی صاف اور واضح دلیل بطور معجزہ کے لاؤ تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں رسولوں نے جواب میں ان سے کہا کہ یہ تو تم نے ٹھیک کہا کہ ہم تمہاری ہی طرح آدمی ہیں لیکن آدمی ہونا رسالت کے منافی اور مختلف نہیں ہے-

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ اور نہ بدوں حکم الٰہی ہم کوئی معجزہ لاسکتے ہیں

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ

اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم خدا پر

عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ

بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو اپنی راہوں کی ہدایت کی ہے اور ہم تیری ایذا رسانی پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۞ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ

کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔ اور کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم

اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَ

خود ہی ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے۔ تو خدا نے ان کو کیا الہام کیا کہ ہم ظالموں کو تباہ کریں گے۔ اور

لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۞

ان سے پیچھے اس ملک میں ہم تم کو آباد کریں گے یہ انعام انہی لوگوں کو ہوگا جن کو میرے حضور حاضر ہونے کا اور میرے عذاب کا ڈر

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۞

ہوگا اور انہوں نے فتح طلب کی اور ہر ایک ہینکوی ضدی ذلیل ہوا۔

اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور رسالت کے معزز عہدے پر ممتاز فرماتا ہے البتہ یہ بات صحیح ہے کہ ہمیں خدائی کاموں میں اختیار نہیں اور نہ بدوں حکم الٰہی کوئی معجزہ یا دلیل لاسکتے ہیں اور اللہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے پس مسلمانوں اور ایمانداروں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں جس حال میں وہ چاہے رکھے

سپر دم بادمایہ خویش را ۔۔۔ اوداند حساب کم وبیش را

اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو اپنی راہوں کی ہدایت کی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسی کے ہو رہیں اور اگر ہمارے اس خیال اور عقیدے پر تم ناراض ہو کر ہمیں ایذا رسانی کرو گے تو ہم تمہاری ایذا رسانی پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کریں گے کیونکہ وہی اپنے بندوں کا کارساز ہے۔ پس بھروسہ کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں مخلوق پر تو کسی حال میں بھروسہ ٹھیک نہیں کیونکہ

جو خود محتاج ہو دوسروں کا ۔۔۔ بھلا اس سے مدد مانگنا کیا

اور کافروں نے رسولوں سے یہ معقول جواب سن کر کہا کہ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سخت سخت تکلیفیں دے کر اپنے ملک سے نکال دیں گے یا ہماری تکلیفوں سے تنگ آ کر تم خود ہی ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے۔ یہ سن کر رسولوں اور ان کے مخلصوں کو بمقتضائے طبعیت انسانی کسی قدر گھبراہٹ ہوئی تو خدا نے ان کو الہام کیا کہ تم تسلی رکھو ہم ظالموں کو ایسا تباہ کریں گے کہ ان کا نام لیوا بھی کوئی نہ ہوگا اور ان سے پیچھے اس ملک میں ہم تم کو آباد کریں گے مگر یہ انعام اکرام انہی لوگوں پر ہوگا جن کو میرے حضور حاضر ہونے کا اور میرے عذاب کا ڈر ہوگا یعنی پختہ مومن ہوں گے یہ سن کر ان کی تسلی ہوئی اور انہوں نے فتح طلب کی تو خدا نے ان کی دعا کو سنا اور قبول کیا اور ہر ایک ہینکڑی ضدی متعصب ذلیل وخوار ہوا یہ تو ان پر دنیا کا عذاب تھا۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

اس سے آگے جہنم ہے اور پیپ جیسا پانی ان کو پلایا جائے گا۔ جس کو گھونٹ بھر بھر کر پئیں گے اور پی نہ سکیں گے

وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

اور ان کی موت ہر طرف سے آئے گی اور وہ مریں گے نہیں۔ اور اس سے علاوہ سخت عذاب اور بھی ہوگا

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

جو لوگ اپنے رب سے انکاری ہیں ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن میں

عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾

تیز ہوا لے اڑی ہو۔ یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ پائیں گے یہی تو دور کی گمراہی ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو سچے قانون سے پیدا کیا ہے۔ اگر چاہے تو تم کو ہلاک کردے اور

بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ

نئی ایک مخلوق لا بسائے۔ اور یہ کام اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں اور اللہ کے روبرو سب آکھڑے ہوں گے تو

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ

ضعیف لوگ متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے کیا اللہ کا عذاب دفع کرنے میں یہاں تم ہمارے

اور ابھی تو اس سے آگے جہنم کا عذاب ہے جس میں خدا کی پناہ ان کی کیا کچھ گت ہوگی اور وہاں شدید پیاس پر پیپ جیسا پانی ان کو پلایا جائے گا جس کو چسکیاں اور گھونٹ بھر بھر کر پئیں گے اور اس کی تلخی اور بدمزگی کی وجہ سے پی نہ سکیں گے اور ان کو موت کی سی تکلیف ہر طرف سے آئے گی اور وہ مریں گے نہیں بلکہ سخت تکلیف میں گزاریں گے کیونکہ حکم الٰہی ان کو موت کے متعلق نہ ہوگا اور اس سے علاوہ ایک قسم کا سخت عذاب اور بھی ہوگا یہ مت سمجھو کہ بعض کافر نیک کام بھی کرتے ہیں۔ دان پن دیتے ہیں خیرات کرتے ہیں ان کا اجر ان کو نہ ملے گا سنو جو لوگ اپنے رب سے منہ پھیر کر اور غیروں سے نیاز عبودیت کر کے خدا سے انکاری ہیں ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کے ڈھیر کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن میں تیز آندھی لے اڑی ہو۔ جس طرح اس راکھ کا کہیں پتہ نہیں ملتا اسی طرح ان کے نیک عمل ان کے کفر و شرک کے مقابلہ پر راکھ کی طرح اڑ جاتے ہیں پس یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ پاویں گے یہی تو دور کی گمراہی کا نتیجہ ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالے نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے اور مضبوط نتیجہ خیز قانون سے پیدا کیا ہے پھر جو لوگ خدا کے سوا دوسروں سے استمداد کرتے ہیں یا اس سے سرے سے انکاری ہیں وہ گویا خدا کو ایک عبث کھیلنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ خدائے تعالیٰ تم لوگوں پر بعد پیدائش بھی اتنا قابو رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو ہلاک کردے اور تمہاری جگہ نئی ایک مخلوق لا بسائے اور یہ کام اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ خیر یہ تو دنیا میں اس کی حکومت ہے اور جس روز اللہ کے روبرو سب آکھڑے ہوں گے تو اس کی حکومت اور ہیبت کا رعب داب دیکھ کر ایک دوسرے کو الزام دیتے ہوئے ضعیف یعنی ماتحت لوگ بڑے متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے کیا اللہ کا عذاب دفع کرنے میں یہاں تم ہمارے

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ

کچھ کام آسکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر خدا ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے ہم گھبراہٹ کریں تو اور صبر کریں تو دونوں ہم پر برابر ہیں- ہم

صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

کو چھٹکارا نہیں ہوگا- اور فیصلہ ہوچکے گا تو شیطان کہے گا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۚ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ

کیا تھا- اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے پورا نہ کیا اور میرا تم پر کوئی زور نہ تھا البتہ اتنا

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ

کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری بات کو قبول کرلیا پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ اپنے آپ کو ملزم ٹھہراؤ- میں تمہارا فریادرس نہیں، تم میرے

اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۚ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۚ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

نہیں، میں تو اس امر سے بھی منکر ہوں کہ تم دنیا میں میرے سبب سے شرک کرتے تھے- ظالموں کے لئے دکھ کی مار

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

ہے اور جو لوگ خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور نیک عمل بھی انہوں نے کیے تھے وہ بہشتوں میں داخل

کچھ کام آسکتے ہو وہ کہیں گے دنیا کی اتباع کا جو تم نے ذکر کر کے ہم پر الزام لگایا ہے سو اس کا جواب تو یہ ہے کہ اگر خدا ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے جب اس نے ہمیں گمراہ رکھا تو ہم کیا کرتے مگر اس بات میں وہ بالکل جھوٹ بولیں گے۔ بدمعاش دنیا میں تو ایسے مست ہو رہے تھے کہ نبیوں کی تعلیم کی طرف دھیان کرنا ان کے خیال میں بھی نہ آتا تھا اور اگر کوئی ان کو یاد دلاتا تو نہایت ہی حقارت سے اسے رد کر دیتے۔ خدا کی ہدایت اور کیا ہوتی ہے یہی کہ وہ اپنی طرف سے پاک تعلیم بھیجتا ہے جس میں سب لوگوں کا حصہ برابر ہوتا ہے جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں نیک نتیجہ پاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ برائیوں میں پھنسے رہتے ہیں اس جواب کے بعد اصل سوال کا جواب وہ یہ دیں گے کہ بھائیو یہ عذاب ٹلنے کا نہیں ہم گھبراہٹ کریں تو اور صبر کریں تو۔ دونوں حالتیں ہم پر برابر ہیں کسی طرح ہم کو چھٹکارا نہیں ہوگا جب ادھر سے فارغ ہوں گے اور مخلوق میں فیصلہ ہوچکے گا تو شیطان سے استدعا کریں گے تو وہ کہے گا سنو اصل بات یہ ہے کہ خدا نے جو تم سے سچا وعدہ کیا تھا اس نے تو پورا کیا کہ تم کو جہنم میں ڈال دے گا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا یعنی تمہارے دل میں برے کاموں کے نتائج نیک ڈالا کرتا تھا وہ میں نے پورا نہ کیا- پورا کرتا بھی کیسے جبکہ مجھ میں طاقت ہی نہیں کہ تمہارے آڑے وقت کام آسکوں اور اگر سچ کہلانا چاہو تو میں آج صاف صاف کہہ دوں گا کہ قصور سراسر تمہارا ہی ہے میرا تم پر کوئی زور نہ تھا میں تمہیں جبراً پکڑ کر بری مجلسوں میں نہ لے جاتا تھا البتہ اتنا تھا کہ تمہارے دل میں برے خیال ڈال کر تم کو بلایا تم نے میری بات کو قبول کرلیا اس میں میرا کیا قصور ہے پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ اپنے آپ کو ملزم ٹھہراؤ- میں تمہارا فریادرس نہیں، تم میرے نہیں، میں تو اس امر سے بھی منکر ہوں اور ہرگز نہیں مانتا کہ دنیا میں تم میرے سبب سے شرک کرتے تھے بلکہ تم خود شریر اور شریروں کے یار اور ہم نشین تھے نیک مجلسوں میں جانے سے جی چراتے تھے- پس آج فرمان خداوندی کان کھول کر سنو کہ ظالموں بے فرمانوں کے لئے دکھ کی مار ہے اور دیکھو کہ جو لوگ خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور نیک عمل بھی انہوں نے کیے تھے وہ بہشتوں میں داخل کیے گئے اور تم تاکتے کے تاکتے رہ گئے حالانکہ تمہیں مال و دولت کا بہت کچھ گھمنڈ تھا دیکھو وہ کیسے مزے میں ہیں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ
کیے گئے ان کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے انہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں ان کا تحفہ سلام ہوگا- کیا تو

تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی
نہیں جانتا کہ اللہ نے کلمہ صالحہ کی مثال اس پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلندی

السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِیْٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
پر ہے- وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل لاتا ہے خدا لوگوں کے لئے تمثیلات بتاتا ہے تاکہ وہ

یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ کَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ
سمجھیں- اور ناپاک کلمات کی تمثیل گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھڑا ہوا ہے جس کو کچھ

الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی
بھی قیام نہیں- اللہ ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙۛ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ۝ ع
رکھتا ہے اور ظالموں کو بھلا دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے-

ان بہشتوں کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ان میں ہمیشہ ہی رہیں گے اور خدا ان سے ہمیشہ راضی رہے گا بلکہ ان باغوں میں خدا کی طرف سے ان کا تحفہ سلام علیکم ہوگا- یہ سب نتیجے اسی عمدہ بیج کے پھل ہیں جو دنیا میں انہوں نے بویا تھا یعنی کلمات صالحہ "کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ صالحہ کی مثال اس پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلندی پر پہنچی ہوئی ہے وہ ہمیشہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل لاتا ہے خدا لوگوں کے لئے تمثیلات بتلاتا ہے تاکہ وہ سمجھیں یعنی جس طرح ایسا درخت ہر وقت تاابد پھل لاتا ہے اور مضبوطی میں ایسا ہے کہ دوسری کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی طرح کلمات طیبات پاکیزہ خصائل انسان کو دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں نیک نتیجہ دیتے ہیں جس میں کبھی تخلف نہیں ہوتا- ایسے پاکیزہ خصائل لوگوں کا سونا اور جاگنا سب کا سب عبادت میں داخل ہوتا ہے یہی ان کلمات طیبات کا پھل ہے جو ہر وقت ان کو حاصل ہوتا ہے خواہ بیمار ہوں خواہ تندرست- اور ناپاک کلمات اور بدخصائل کی تمثیل کچلے جیسے گندے اور بدمزہ درخت کی سی ہے جو ایسا کمزور ہے کہ زمین کے اوپر سے گویا اکھڑا ہوا ہے جس کو کچھ بھی قیام نہیں چونکہ ان دونوں قسم کے درختوں کی اصل اور بنیاد میں تفاوت ہے اس لئے ان کے آثار بھی مختلف ہیں اسی مضبوط قول یعنی کلمات طیبات اور نیکو خصائل کے سبب سے اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں اور بدکاروں بدزبانوں بیہودہ گوئی سے تضیع اوقات کرنے والوں کو اصل مطلب سے بھلا دیتا ہے "ان کو کچھ نہیں سوجھتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں آخر بیہودہ گوئی اور خیالات واہیہ کا نتیجہ کس کے حق میں برا ہوگا- ایسے لوگوں کو گمراہ کرنے میں خدا پر کسی طرح سے بے انصافی کا الزام نہیں آسکتا کیونکہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کا چاہنا اس کے قانون کا نام ہے- پس جو لوگ اس کے راضی کرنے میں سعی کرتے ہیں اور اسی فکر میں رہتے ہیں ان کو مزید ہدایت دیتا ہے اور جو اس سے الگ ہو کر متکبرانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو توفیق خیر نہیں ملتی غرض اس کے ہاں جو قانون ہیں ان کے اجراء میں اسے کوئی امر مانع اور مزاحم نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اس کے حکموں سے سرتابی کرے تو اس کی خیر نہیں-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کی نعمت کی ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کی جگہ جہنم میں لے جا اتارا

يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ قُلْ

وہ سب اس میں داخل ہونگے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے- اور انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے تاکہ لوگوں کو اس کی راہ سے گمراہ کریں تو

تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کہہ مزے اڑا لو پھر آخر تمہارا کوچ دوزخ ہی کو ہے- تو میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدے کہ نماز پڑھتے رہیں

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلیں جس میں نہ خرید و

خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

فروخت ہوگی نہ دوستی -اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اور وہی بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ

تمہاری رزق رسانی کو پھل پیدا کرتا ہے اور اسی نے بیڑے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں اور دریا

لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾

بھی تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں اور سورج چاند کو بھی تمہارے تابع کر رکھا ہے دونوں گھومتے ہیں اور رات اور دن بھی تمہارے کام میں

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کی نعمت محمد رسول[1] اللہ کی تعلیم اور صحبت کی ناشکری اختیار کی ان کی کیسی گت ہوئی کہ ان کا نام لیوا بھی دنیا میں نہیں رہا اور انہوں نے اپنی قوم کو تباہی کی جگہ یعنی جہنم میں لے جا اتارا وہ سب اس میں ایک ساتھ داخل ہوں گے اور بہت ہی تکلیف اٹھائیں گے کیونکہ وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے -اس لئے کہ وہ رسول ان کو توحید خالص سکھاتا تھا اور انہوں نے اللہ کے شریک اور ساجھی ٹھہرائے تاکہ خود گمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی اس اللہ کی راہ سے گمراہ کریں تو ایسے نالائقوں سے کہہ کہ چندروزہ آرام کرلو اور مزے اڑالو پھر آخر تو تمہارا کوچ دوزخ ہی کو ہے۔ چونکہ خدا کے حضور کسی کا گھمنڈ نہیں چل سکتا بلکہ ہر ایک کو کئے کی مزدوری ملے گی اس لئے اے نبیؐ تو میرے بندوں سے جو مجھ پر کامل ایمان لائے ہیں کہہ دے کہ نماز پڑھتے رہیں اور جو کچھ ہم نے بھی ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر مگر اخلاص نیت سے فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہیں۔ آج کل کرتے ہوئے وقت نہ کھوئیں کیونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں پس اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلیں۔ جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ کسی کی دوستی کام آوے گی۔ یعنی جن جن ذرائع سے دنیا میں فائدے پہنچ سکتے ہیں وہاں کوئی ذریعہ نہ ہوگا مگر جن لوگوں نے خدا سے نیاز عبودیت نباہا ہوگا وہی کامیاب ہوں گے کیونکہ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں اور وہی ہمیشہ بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ تمہاری رزق رسانی کو پھل پیدا کرتا ہے اور اسی نے بڑے بڑے بیڑے جہاز اور گنبوٹ تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے ہی تابع کر رکھا ہے کہ دونوں گھومتے ہوئے اپنا اپنا چکر کاٹتے ہیں اور رات اور دن بھی تمہارے ہی کام میں لگائے ہوئے ہیں-

[1] لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا کی طرف اشارہ ہے-

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ

لگائے ہوئے ہیں اور جس جس چیز کے تم محتاج ہو اس نے تم کو دی ہے اور اگر اللہ نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو کبھی شمار نہ لاسکو گے کچھ شک نہیں

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ

کہ انسان بڑا ہی ظالم ناشکر گزار ہے۔ اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے مولا اس شہر کو امن والا بنائیو اور مجھے اور میری اولاد

اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

کو بت پرستی سے بچائیو۔ بہت سے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا۔ پس

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ

جو میرے پیچھے چلے گا وہی میری جماعت سے ہوگا اور جو میری بے فرمانی کرے گا تو بڑا ہی بخشنہار مہرباں ہے۔ ہمارے مولا میں نے اپنی اولاد

مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کو تیرے بیت الحرم کے پاس بے سبزہ جنگل لا بسایا ہے ہمارے مولا غرض یہ ہے کہ نماز پڑھتے رہیں۔ پس

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں۔

ان کی پیدائش میں تمہارا ہی فائدہ متصور ہے کئی ایک کام تم رات کو کرتے ہو اور کئی ایک دن کو انجام دیتے ہو اور جس چیز کے تم محتاج ہو اسی نے تم کو دی ہے۔ غرضیکہ

ابرو بادومہ وخورشید فلک در کارند تاتونانے بکف آری و بغفلت نخوری

این ہمہ بحر تو سرگشتہ وفرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اور ابھی تو کیا اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو کبھی شمار میں نہ لاسکو گے باین ہمہ جو شخص ایسے مالک الملک سے نیاز عبودیت نہیں نباہتا کچھ شک نہیں کہ ایسا انسان بڑا ہی ظالم ناشکر گزار ہے۔ سنو تمام انبیاء کی یہی توحید کی تعلیم تھی خصوصاً تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے میرے مولا اس شہر مکہ کو امن والا بنادے۔ کہ اس کے رہنے والے قتل وغارت سے محفوظ ومصئون ہوں اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی یعنی غیر خدا کی پرستش سے بچائیو میرے مولا یہ ایسی بلا ہیں کہ بہت سے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا وجہ یہ کہ لوگوں میں بھیڑ چال ہے ایک کے پیچھے دوسرا چپکے سے چلا جاتا ہے پس جو میرے پیچھے چلے گا وہی میری جماعت سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو میں کچھ نہیں کہتا بے شک تو بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے ہمارے مولا میں نے اپنی اولاد اسمعیل کو مع اس کی والدہ ہاجرہ کے تیرے بیت الحرم کعبہ شریف کے پاس بے سبزہ ویران جنگل میں لا بسایا ہے ہمارے مولا تیرے بیت الحرم کے پاس بسانے سے غرض یہ ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہیں یعنی خود ہی تیری عبادت میں لگے رہیں اور لوگوں کو بھی راہنمائی کریں پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو کہ وہ ان کی صحبت میں مستفید اور ہدایت یاب ہوں اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو۔ اور ان کی توفیق خیر دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِىۡ وَمَا نُعۡلِنُ ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ

ہمارے مولا جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب کو جانتا ہے اللہ سے کوئی بات بھی زمین و آسمان میں پوشیدہ

وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ ؕ

نہیں رہ سکتی۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عنایت کیے بیشک

اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجۡعَلۡنِىۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ‌ۖ

میرا پروردگار دعائیں قبول کرتا ہے۔ میرے مولا مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھیو ہمارے مولا

رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ

میری دعا قبول فرمائیو اے ہمارے مولا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمانداروں کو حساب ہونے کے دن

الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ

بخش دیجو۔ اور تو ظالموں کے اعمال سے خدا کو ہرگز غافل مت جان وہ ان کو اس دن تک مہلت

لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۙ ﴿۴۲﴾ مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ

دیتا ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے بھاگے چلے جائیں گے ان کی نظر ان کی طرف

طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ

نہ پھرے گی اور ان کے دل خالی خول ہوں گے۔ پس تو لوگوں کو اس دن سے ڈرا جس دن عذاب الٰہی ان پر آئے گا تو ظالم کہیں گے

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ

اے ہمارے مولا ہم کو تھوڑی سی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں

ہمارے مولا جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جو حقیقت میں معبود ہے کوئی بات بھی زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی پس تو ہمارے دلوں کو درست کر اور کجی سے محفوظ رکھ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے کی عمر میں اسماعیل اور اسحاق عنایت کیے ہیں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک میرا پروردگار دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے پس میری دعا ہے کہ میرے مولا مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھیو ہمارے مولا میری دعا قبول فرمائیو اے ہمارے مولا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمانداروں کو حساب ہونے کے دن بخش دیجو۔ یہ ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا مذہب جو لوگ اس کے خلاف پر ہیں وہ سخت ظالم ہیں اور تو ظالموں کے اعمال سے خدا کو ہرگز غافل نہ جان اور یہ مت سمجھ کہ خدا کو ان کی خبر نہیں۔ سب خبر ہے وہ ان کو اس دن تک مہلت دیتا ہے جس میں مارے دہشت کے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ خوف کے مارے سر اوپر کو اٹھائے ہوئے بھاگے چلے جائیں گے ایسے کہ ان کی نظر ان کی طرف نہ پھرے گی اور ان کے دل ہر طرف سے خالی خالی ہوں گے کسی چیز کا ان کو خیال نہ ہوگا بجز اس کے کہ اس بلا سے کسی طرح نجات ہو۔ دنیا کی سب طمطراقیاں بھول جائیں گی پس تو لوگوں کو اس دن کے عذاب سے ڈرا جس دن عذاب الٰہی ان پر آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے مولا ہم کو تھوڑی سی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں مگر ایسے اوقات میں یہ درخواست کچھ مفید نہ ہوگی۔

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

کیا پہلے تم قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ تم نے دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں اور جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے تھے تم ان کے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ

مکانوں میں رہ چکے تھے اور جو کچھ ہم نے ان سے کیا تھا وہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا تھا اور ہم نے تمہارے سمجھانے کو کئی ایک تمثیلات

مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

بھی بتلائی تھیں اور وہ سب قسم کی چالیں چل چکے تھے اور ان کی سب چالیں اللہ کی نظر میں تھیں۔ اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ ہل جاتے۔

الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پس تو اللہ کو رسولوں سے وعدہ خلاف کرنے والا مت سمجھو۔ اللہ تو بڑا زبردست بدلہ لینے والا

ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

ہے۔ جس روز زمین و آسمان بدل کر دوسری طرح کے کیے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد اور طاقتور کے سامنے

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾

آموجود ہوں گے۔ اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا

اس لئے ان کو جواب ملے گا کہ آج تو تم دنیا کی طرف رجوع جاتے ہو کیا پہلے دنیا میں جا کر تم قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ ہم نے دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں یعنی جو کام تم کرتے تھے ایسی پختگی سے کرتے تھے کہ گویا تم کو دنیا میں دائمی قیام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تمہارے جیسوں کے حق میں کیا ٹھیک فرمایا تھا

[1] یظن المرء فی الدنیا خلودا   خلود المراء فی الدنیا محال

اور اگر تم غور کرتے تو تمہاری ہدایت کے لئے بہت سے اسباب مہیا تھے خود تمہاری ہی اندرونی شہادت اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جن لوگوں نے خدا کی بے فرمانیاں کر کے اپنے جانوں پر ظلم کیے تھے تم ان کے مکانوں اور ڈیروں میں رہ چکے تھے جس سے اگر تم سمجھتے تو یہ بات باآسانی تم کو سمجھ میں آسکتی تھی کہ جس طرح یہ لوگ گزر گئے اور سب کچھ یہاں ہی چھوڑ گئے تھے اسی طرح ہم نے بھی گزر جانا ہے جیسا کسی بزرگ نے کہا ہے [2] یکفیك قول الناس فیما ملکته   قد کان ھذا مرة لفلان

اور علاوہ اس کے اس بے فرمانی پر جو کچھ ہم نے ان سے کیا تھا وہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا تھا اور ہم نے تمہارے سمجھانے کو کوئی ایک تمثیلات بھی بتلائی تھیں کبھی دنیا کی ہستی کو کھیتی سے تمثیل دی کبھی شرک اور بت پرستی کو تار عنکبوت سے مثال بتلائی مگر نادانوں کو کسی بات نے اثر نہ کیا۔ اور تم نے یہ بھی نہ سمجھا کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ سب قسم کی چالیں چل چکے تھے اور ان کی سب چالیں اللہ کی نظر میں تھیں تاہم وہ اپنی چالوں میں ناکام رہے اور ذلیل ہوئے کیونکہ ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ جیسے مضبوط دل والے ایماندار اپنی جگہ سے ہل جاتے۔ کیونکہ ان کی مضبوطی اللہ کے وعدوں پر اعتماد اور اعتبار ہونے کی وجہ سے تھی پس تو بھی اللہ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرنے والا مت سمجھیو۔ وہ کبھی خلاف نہ کرے گا خلاف تو وہ کرے جو ایفا پر قادر نہ ہو اللہ تعالیٰ تو بڑا زبردست اور برائیوں کا بدلہ لینے والا ہے اصل بدلہ تو اسکا اس روز ہو گا جس روز زمین و آسمان بدل کر دوسری طرف کئے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد اور طاقتور کے سامنے آموجود ہوں گے اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے

[1] انسان سمجھتا ہے کہ میں دنیا میں ہمیشہ رہوں گا حالانکہ دنیا میں ہمیشہ رہنا محال ہے

[2] جن چیزوں کا تو مالک ہے ان کی نسبت لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ فلانے کی تھیں اتنا ہی تیری ہدایت کے لئے کافی ہے

سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ

کرتے ان کے گندھک سے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ پہنچی ہو گی۔ تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کی کمائی کا عوض

مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ

دے بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ لوگوں کے لئے تبلیغ ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ ڈرائے جائیں

وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

اور جان لیں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اور عقل والے نصیحت پائیں۔

ع ۱۱ / ۱۹

سورت الحجر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ۝

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا۔ یہ آسمانی کتاب اور قرآن مبین کی آیتیں ہیں۔

ہوئے دیکھے گا ایسے حال میں کہ کرتے ان کے بدبودار گندھک کے سے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ پہنچی ہو گی تاکہ اللہ ہر بدکار نفس کو اس کی کمائی کا پورا عرض دے بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لے سکتا ہے۔ پس اس کے حساب کے لئے ہر وقت مستعد رہو۔ اسی لیے یہ قرآن لوگوں کی تبلیغ ہے کہ وہ اس سے ہدایت پائیں اور اس کے ساتھ برے کاموں پر ڈرائے جاویں اور جان لیں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور یہ فائدہ بھی ہو کہ عقل والے نصیحت پائیں۔

فاعتبروا یا اولی الباب

سورت حجر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا۔ یہ باتیں جو اس سورت میں تمہیں بتائی جاتی ہیں آسمانی کتاب اور قرآن مبین یعنی احکام الٰہی کو اظہار کرنے والے کی آیتیں اور احکام ہیں۔ سب سے پہلا حکم اس کتاب کا یہ ہے کہ خدا پر کامل ایمان رکھو ورنہ پھر خیر نہیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَ

بعض دفعہ کافر چاہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے- ان کو چھوڑ دے کھائیں اور مزے اڑائیں

يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝

اور دنیا کی امیدوں میں بھولے رہیں پھر جان لیں گے- اور جس کسی بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس کے لئے پہلے سے وقت مقرر ہوتا

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ

تھا کوئی قوم اپنے وقت نہ آگے ہو سکتی تھی اور نہ پیچھے- اور کہتے ہیں اے آدمی جس پر قرآن نازل ہوا ہے

الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

کچھ شک نہیں کہ تو دیوانہ ہے- اگر تو سچا ہے تو فرشتے کیوں نہیں لے آتا-

مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا

ہم فرشتوں کو فیصلہ کے لئے ہی اتارا کرتے ہیں جن کے نازل ہونے پر کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی- ہم ہی

لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں- اور ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں میں بھی رسول بھیجے تھے- اور جب کبھی ان کے پاس

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝

رسول آتا اس سے مخول کرتے- اسی طرح ہم منکروں کے دلوں میں انکار داخل کرتے رہتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ مرنے کے بعد بعض دفعہ کافر چاہیں گے کہ کاش ہم مسلمان خدا کے فرمانبردار ہوتے۔ لیکن اس وقت دنیا کے عیش عشرت میں مست ہیں پس ان کو اسی حال پر چھوڑ دے کہ چند روز کھائیں اور مزے اڑائیں اور دنیا کی امیدوں اور خواہشوں میں بھولے رہیں۔ پھر اس کا انجام آخر کار جان لیں گے۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ ایسے ہو کر گزرے ہیں آخر ان کا انجام ہلاکت ہوا جس کسی بستی یا قوم کو ہم (خدا) نے ہلاک اور تباہ کیا اس کے لئے پہلے سے وقت مقرر ہوتا تھا پھر کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے ہو سکتی تھی اور نہ پیچھے۔ مگر ان مکہ کے مشرکوں کو اتنی بات بھی سمجھ نہ آتی کہ تیرے حالات پر غور کریں اور نتیجہ پاویں کہ انسانی عقل اور صاحب اثر ہم سے کیوں مخالف ہے نادان بجائے غور کرنے کے الٹے کج روی کرتے ہیں اور رسول اللہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے آدمی جس پر قرآن نازل ہوا ہے یعنی جو اپنے گمان میں سمجھتا ہے کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے کچھ شک نہیں کہ تو دیوانہ ہے اس سے بڑھ کر دیوانگی کیا ہو گی کہ تو جہان کا خلاف کرتا ہے اگر اپنے دعوئ میں تو سچا ہے تو ہماری ہلاکت کو فرشتے کیوں نہیں لے آتا حالانکہ ہم (خدا) فرشتوں کو ضروری فیصلہ کے لئے اتارا کرتے ہیں جن کے نازل ہونے پر کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی تو ابھی ان کا وقت نہیں آیا-رہی یہ بات کہ اگر یہ لوگ نہ مانیں گے تو قرآن کی اشاعت اور حفاظت نہ ہو گی بالکل غلط ہے کیونکہ ہم نے قرآن کو لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے۔اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ مجال نہیں کہ کوئی ذرہ بھر بھی اس میں ہیر پھیر کر سکے اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں میں بھی رسول بھیجے تھے وہ ان کو بدستور سمجھاتے رہے مگر ان نالائقوں نے ان کی ایک نہ سنی جب کبھی ان کے پاس رسول آتا اس سے ہنسی مخول کرتے-اس طرح یہ ہنسی مخول کرنے والے منکروں کے دلوں میں جب انکار ہی پر اصرار کرتے ہیں ہم انکار ڈالدیا کرتے ہیں-

لَا يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

اس پر ایمان نہ لائیں گے اور پہلے لوگوں کی رسوم گزر چکی ہیں- ہم اگر ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں پھر یہ

فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

اس میں سے چڑھ جائیں- تو بھی کہیں گے کہ صرف ہماری آنکھوں میں نشہ آگیا بلکہ ہمیں جادو کیا گیا ہے

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾

ہم نے آسمانوں میں (سیاروں کے لئے) منزلیں بنائیں ہیں اور ہم نے دیکھنے کے لئے آسمان کو مزین کیا اور ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا

ع ۱۵

اس لئے کبھی اس قرآن پر ایمان نہ لاویں گے اور ان سے پہلے لوگوں کی رسوم گزر چکی ہیں جس طرح وہ اپنی عادت قبیحہ سے ہلاک ہوئے اسی طرح ان کی بھی گت ہو گی۔ یہ تو فرشتوں کی درخواست کرتے ہیں ہم اگر ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں پھر یہ سب کے سامنے دن دہاڑے اس دروازے میں سے آسمان پر چڑھ جائیں تو بھی نہ مانیں گے بلکہ یہی کہیں گے کہ صرف ہماری آنکھوں میں کسی طرح کا نشہ آگیا اور ہم بیہوش ہو رہے ہیں کہ اس نشہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اوپر کو چڑھے جاتے ہیں ورنہ حقیقت میں کوئی شے نہیں بلکہ ہمیں جادو کیا گیا ہے کہ ہوش ہی سنبھالنے نہیں دیتا۔ یہ نادان اگر ہماری قدرت پر غور کریں تو ان کو کسی دلیل اور معجزہ کی حاجت نہ ہو دیکھیں کہ ہم نے آسمانوں میں چاند سورج وغیرہ (سیاروں کے لئے) منزلیں بنائی ہیں جن میں وہ گھومتے گھومتے انسانوں کی نظروں میں دور نزدیک نظر آتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھنے والوں کے لئے آسمانوں کو مزین کیا- وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیسا سجا سجایا ہے کہ گویا رنگین چھیٹ ہے۔ اور ہم نے اس آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا کہ اس کی جماعت کا وہاں کوئی تصرف نہیں ہو سکتا

ل وحفظنها من كل شيطن الرجيم یہ مضمون خداوند تعالیٰ نے کئی ایک آیتوں میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ صافات میں فرمایا ہے

انا زينا السماء الدنيا بزينته الكواكب وحفظا من كل شيطن مارده لا يسمعون الى الملاء الاعلى ويقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب واصب الامن خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب (صافات ع ۱)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ہر شیطان سرکش سے محفوظ کیا وہ شیطاطین اعلیٰ جماعت کی بات نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے دھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے جو کوئی ان سے کوئی بات ادھر ادھر سے کچھ سنے تو چمکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے

سورہ حم السجدہ میں فرمایا ہے

وزينا السماء الدنيا بمصابيح وحفظا ذلك تقدير العزيز العليم (حم السجدة ع ۲)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین اور محفوظ بنایا یہ اندازہ ایک غالب علم والے کا ہے-

سورہ ملک میں فرمایا

ولقد زينا السماء الدنيا بمصاصبيح وجعلنها رجو ما للشياطين واعتدنا لهم عذاب السعير (ملك ع ۱)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا اور ان کو شیاطین کے لئے رجوم بنایا اور ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے

اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا

ہاں جو چوری چوری بات سنے تو چمکتا شعلہ اسے دباتا ہے اور ہم نے زمین کو بچھایا ہے اور اس پر

رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ

پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اس میں ہر قسم کی موزوں چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور ہم نے اسی میں تمہارے اور جن کے تم رازق نہیں ہو

لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

گزارے کے اسباب پیدا کیے ہیں۔ اور جو جو چیزیں موجود ہیں ہمارے پاس ان کے کئی کئی خزانے ہیں اور ہم اندازہ سے پیدا کرتے ہیں

ہاں دور سے جو شیطان چوری چوری بات سنے تو فوراً چمکتا ہوا شعلہ اسے جادباتا ہے اور ہم نے زمین کو پانی پر بچھایا ہے اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اور اس زمین میں ہر قسم کی موزوں چیزیں کھانے پینے کی پیدا کی ہیں اور دیکھو کہ ہم نے تمہیں پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ تمہاری پرورش بھی کرتے ہیں۔ کہ اسی زمین میں تمہارے اور تمہارے ماتحتوں کے جن کے تم حاکم تو ہو مگر رازق نہیں ہو گزارے کے اسباب پیدا کئے ہیں اور یہ نہ سمجھو کہ ہماری قدرت کی انتہا یہیں تک ہے۔ نہیں بلکہ دنیا میں جو چیزیں موجود ہیں ہمارے پاس ان کے کئی کئی خزانے ہیں اور ہم ہمیشہ اندازہ سے پیدا کیا کرتے ہیں جس قدر وجود میں آتی ہیں وہ سب ہمارے حساب میں ہیں

ان سب آیتوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ خدا فرماتا ہے ہم نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستاروں سے ان کو سجایا۔ کوئی شیطان اوپر کی باتیں نہیں سن سکتا۔ اگر کوئی زیادہ ہی کوشش سے بعجلت وبسرعت سننا چاہے تو ستاروں سے اس کی سرکوبی کی جاتی ہے جو اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں یہ ہے مختصر مطلب ان آیات کا لیکن اس میں کئی طرح سے بحث ہے اول یہ کہ شیطان کس طرح آسمانوں کی یا ملاء اعلیٰ کی باتیں سنتے ہیں۔ دوئم یہ کہ ستاروں کو ان کی سرکوبی کے لئے رجوم بنانے کے کیا معنی ہیں سوئم یہ کہ شہاب مبین یا شہاب ثاقب کیا ہے آیا یہ وہی ہے جو رات کو تارا ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے یا کوئی اور چیز ہے امر اول کی بابت ہم مقدمہ ابن خلدون سے کہانت (یعنی جوگی پنہ) کا مضمون نقل کرتے ہیں جس میں علامہ موصوف نے نبوت اور کہانت اور خواب وغیرہ پر بحث کی ہے نبوت اور خواب کا مضمون تو حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب والے حاشیہ میں نقل کر آئے ہیں اس جگہ صرف کہانت سے ہمارا مطلب ہو گا جس سے ہمارے ناظرین کو آیت کے معنی سمجھنے میں بہت ہی مدد ملے گی۔ وھو ھذا

واما الكها نته فهو ايضا من خواص النفس الانسانية وذالك انه قد تقدم لنا فى جميع مامران النفس الانسانية استعدادا للانسلاخ من البشرية الى الروحانى التى فوقها وانه يحصل من ذلك لمحته للبشر فى صنف الانبياء بما فطروا عليه من ذلك وتقررانه يحصل لهم من غير الكتساب ولا استعانة بشئى من المدارك ولا من التصورات ولا من الافعال البدنية كلا ما اوحركته ولا بامومن الامور انما هو انسلاخ من البشرية الى الملكية الفطر فى لخطة هو اقرب من لمح البصر واذا كان كذلك الاستعداد موجود فى الطبيعة البشرية فيعطى التقسيم العقلى ان هنا صنفا اخر من البشرنا فصاعن رتبة الصنف الاول نقصان الضد عن ضده الكامل لان عدم الاستعانة فى ذالك الادراك ضدالا استعانة فيه وشتان ما بينهما فاذا اعطى تقسيم الوجود ان هنا صنفا اخر من البشر مفطورا على ان تتحرك قوته العقلية حركتها الفكرية بالارادة عندما ببعثها النزوع لذلك وهى ناقصة عنه بالجبلة فيكون لها بالجبلة عند ما يعوقها العجز عن ذلك تشبثيا بامور جزية محسوسة اومتخيلة كا لاجسام الشفافة وعظام الخيوانات وسجع الكلام وما سخ من طيرا وحيوان فيستديم ذلك الاحساس اوالتخيل مستعينا به فى ذلك الانسلاخ الذى يقصده ويكون

وَأَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنٰكُمُوهُ ۚ وَمَآ أَنْتُمْ لَهٗ

اور ہم ہی پانی سے بھرے ہوئے بادل بھیجتے ہیں پھر بادلوں سے پانی اتار کر تم کو پلاتے ہیں۔ اور تم تو اس کو

بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾

جمع نہیں رکھ سکتے۔ ہم ہی تم کو زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی تم کو مارتے ہیں اور ہم ہی مالک ہیں

اور دیکھو کہ تمہاری زندگی کے سامان کیسے بنائے ہیں کہ ہم ہی پانی سے بھرے ہوئے بوجھل بوجھل بادل بھیجتے ہیں۔ پھر آسمان کی طرف سے بادلوں سے پانی اتار کر تم کو پلاتے ہیں اور تم ایسے عاجز ہو کہ اس کو اپنے پاس جمع نہیں رکھ سکتے برسا تو اپنی حاجت روائی کی اور باقی دھوپ سے خشک ہو تا گیا۔ اور سنو ہم ہی تم کو زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی تم کو مارتے ہیں اور ہم ہی سب چیزوں کے حقیقی مالک ہیں۔ جس قدر کسی کو کسی چیز کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں وہ برت سکتا ہے اس سے بعد فوراً چھن جاتی ہے جن لوگوں نے یہ گر سمجھا ہے ان کا یہ قول ہے ؎

پناہ بلندی وپستی توئی　　همہ نیستند آنچہ ہستی توئی

وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار　　نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

كالمشيع له وهذه القوة التي فيهم مبرا لذلك الادراك هي الكهانة ولنكون هذه النفوس مفطورة على النقص والقصور عن الكمال كان ادراكها في الجزئيات اكثر من الكليات ولذلك تكون المخيلة فيهم في غايته القوة لانها الة الجزئيات فتنفد فيها نفودا تا مافي نووا ويقظة وتكون عندها حاضرة عتيدة تحضرها المخيلة وتكون لها كالمراة تنظر فيها دائما ولا يقوى الكاهن على الكمال في ادراك المعقولات لان وحيه من وحى الشيطان وارفع احوال هذه الصنف ان يستعين بالكلام الذى فيه السجع والموازنة ليشتغل به عن الحواس ويقوى بعض الشئى على ذالك الاتصال النا قص فيهجس في قلبه عن تلك الحركة والذى يشيعها من ذلك الاجنبى ما يقذفه على لسانه فربما صدق ودافق الحق وبما كذب لانه يتم نقصه بامرا جنبى عن ذاة المدركة ومبائن لها غير ملايم فيعرض له الصدق والكذب جميعا ولا يكون موثو قابه وربما يفزع الى الظنون والتخينات حرصا على الظفر بالادراك بزعم وتمويها على السائلين واصحاب هذا السجع هم الخصوصون باسم الكهان لانهم ارفع سائرا صنانهم وقد قال صلى الله عليه وسلم في مثل هذا من سجع الكهان فجعل السجع مختصابهم بمقتضى الاضافة وقد قال لابن صياد حين ساله كاشفا عنه حاله بالا ختيار كيف ياتيك هذا الامر قال ياتينى صادق وكاذب فقال غلط عليك الامر يعنى ان النبوة خاصتها الصدق فلا يعتريها الكذب بحال لانها اتصال من ذات النبى بالملاء الاعلى من غير شيع ولا استعانة باجنبى والكهانة لما احتاج صاجها بسبب عجزه الى الاستعانة بالتصورات الاجنبية كانت داخلته في ادراك والمتبست بالا دراك لذى توجه اليه فصار مختلطا بهم وطرقة الكذب من هذه الجهة فامتنع ان تكون نبوة وانما قلنا ان ارفع مراتب الكهانته حاته السجع لان معنى السجع اخف من سائر المغيبات من المرئيات والمسموعات وتدل خفة المعنى على قرب ذلك الاتصال والادراك والبعد فيه عن العجز بعض الشئى و قد زعم بعض الناس ان هذه الكهانته قد انقطعت منذ من النبوة بما وقع من شان رجم الشياطين بالشهب بين يدى البعثة وان ذلك كان لنعهم من اخبار السماء كما وقع في القران والكهان انما يتعرفون اخبار السماء من الشياطين فبطلت الكهانة من يومئذ ولا يقوم من ذلك دليل لان علوم

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اور ہم تم سے پہلے گزرے ہوؤں کو اور پیچھے رہے ہوؤں' سب کو جانتے ہیں- اور تیرا پروردگار ان

يَحْشُرُهُمْ ۚ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

سب کو جمع کرے گا بیشک وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے- اور ہم ہی نے انسان کو سڑی کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی

مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

سے پیدا کیا- اور اس سے پہلے جنوں کو تیز آگ سے بنایا تھا-

اور سنو اس کمال قدرت کے علاوہ ہمارا علم بھی ایسا وسیع ہے کہ ہم تم میں سے پہلے گزرے ہوئے ہوؤں کو اور پیچھے رہے رہوؤں سب کو جانتے ہیں اور محمدؐ تیرا پروردگار اسکو جو گزر چکے ہیں یا موجود ہیں ایک دن جمع کریگا بیشک وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے اور سنو ہم (خدا) ہی نے انسان یعنی آدم کو سڑے کیچڑ کی کنکھناتی مٹی سے پیدا کیا اور اس سے پہلے جنوں کے باپ کو

الکھان کما تکون من الشیاطین تکون من نفوسھم ایضا کما قررناه وایضافا لایة انما دلت علی منع الشیاطین من نوع واحده من اخبار السماء وھو ما یتعلق بخبر البعثة ولم یتعوا مما سوی ذلك وایضا فانما کان ذلك الانقطاع بین یدی لنبوة فقط ولعلھا عادت بعد ذلك الی ماکانت علیه وھذا ھو الظاھر لان ھذه المدارك کلھا تخمدفی زمن النبوة کما تخمد الکواکب والسرج عند وجود الشمس لان النبوة ھی النورا لاعظم الذی یخفی معه کل نورویذھب وقد ذھب بعض الحکماء انھا انما توجد بین یدی النبوة ثم تنقطع وھذا مع کل نبوة وقعت لان وجود النبوة لا بدله من وضع فلکی یقتضیه وفی تمام ذلك الوضع تمام تلك النبوة التی دل علیھا ونقص ذلك الوضع عن التمام یقتضی وجود طبیعة من ذلك النوع الذی یقتضیه ناقصة وھو معنی الکاھن علی ما قررناه بقبل ان یتم ذلك الوضع الکامل یقع الوضع الناقص و یقتضی وجود الکاھن اما واحدا اومتعدد فاذا ثم ذلك الوضع ثم وجونه النبی بکماله وانقضت الاوضاع الدالة علی مثل تلك لطبیعة فلا یوجدا منھا شئی بعد وھذا بناء علی ان بعض الوضع الفلکی یقتضی بعض اثره وھو غیر مسلم فلعل الوضع انبا یقتضی ذلك الاثر بھیئته الخالص ولو لقص بعض اجزاتھا فلا یقتضی شیاء لا انه یقتضی ذلك الاثرنا قصا کما قالوه ثم ان ھئولا الکھان اذا عاصرو ازمن النبوة فانھم عارفون بصدق النبی ودلالة معجزته لان لھم بعض الوجدان من امر النبوة کما لکل انسان من امرالیوم ومعقولیة تلك النسبة موجودة للکاھن باشد مما للنائم ولا یصدھم عن ذلك ویوقعھم فی التکذیب الاقوة الطامع فی انھا نبوة لھم فیقعون فی العناد کما وقع لامیة بن ابی الصلت فانه کان یطمع ان یتنباء وکذا وقع لابن صیاد ولمسلیمة ولغیرھم فاذا غلب الایمان انقطعت تلك الامافی امنوا احسن ایمان کما وقع لطلیحة الاسدی وسواد بن قارب وکان لھما فی الفتوحات الاسلامیة من الاثار الشاھدة بحسن الایمان ص ۸۴ تا ۸۶

خلاصہ ☆ تحریر مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ انسانی قویٰ میں بعض قویٰ خلقی یا کبھی ایسی بھی ہیں کہ امور غیر محسوسہ بالحواس الظاہرہ کو دریافت کر سکتی ہیں۔ یہی وہ قویٰ ہیں جن کی بابت خدا فرماتا ہے الا من استرق السمع ای الکلام المسموع ای الذی من شانه ان یسمع فاتبعه شھاب مبین یعنی جب ان قویٰ والے جن یا انسان امور غیر مدرکہ کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دریافت کر کے بضم ضمیمہ لوگوں میں پھیلادیں تو آسمان کے ستارے ان کی

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِـقٌ ۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾

اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو سڑی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں

فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾

پھر جب میں اس کو دوست بناچکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم نے تعظیما سلام کرنا

تیز آگ سے بنایا تھا اور تم بنی آدم کو اس وقت کو یاد کر کے فخر کرنا چاہیئے۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو سڑی مٹی سے پیدا کرنے کو ہوں پس جب اس کو درست بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم نے تعظیما اسے جھک کر سلام کرنا۔

سرکوبی کو شہاب ثاقب کا کام دیتے ہیں یعنی ان کی تاثیرات شیاطین کو مطلب براری میں مزاحم ہوتی ہیں۔ ان کی قویٰ ذکیہ اور آلات رصدیہ کچھ کام نہیں آتے۔ اگر کوئی کلمہ یا مضمون ان کے ذہن بامداد قویٰ ذکیہ اور آلات رصدیہ دریافت بھی کر لیتے ہیں تو ستاروں کی تاثیر سے ان کو اس میں خبط ہو جاتا ہے غرضیکہ وہ صحیح حالات اور اصلی واقعات دریافت نہیں کر سکتے۔ اس مضمون کی تصدیق ہم عموماً رمالوں اور جوگیوں میں پاتے ہیں۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ رجوم اور شہاب مبین یا شہاب ثاقب یہ شعلے نہیں ہیں جو آسمان میں بسبب حرارت انجرات کے جلتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ یہ تو اسباب طبعیہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اسباب طبعیہ سے جل جاتے ہیں اور اگست و ستمبر کے مہینوں میں جو برسات اور متصل برسات کا موسم ہے۔ بہ نسبت دوسرے دنوں کے بکثرت گرتے ہیں اور ان کی تشبیہ کی وجہ سے خدا نے آسمانی ستاروں کو جو منجمین اور شیاطین کے مزاحم حال ہوتے ہیں شہاب کہا ہے۔ اس امر کا ثبوت خود قرآن شریف میں موجود ہے کیونکہ ایک جگہ خدا تعالیٰ نے رجوم فرمایا ہے۔ دوسرے موقع پر انہیں شہاب ثاقب کہا ہے جو صاف دلالت کرتا ہے کہ رجوم اور شہاب ثاقب کا مصداق ایک ہی ہے۔ اور سورت جن میں اس سے بھی صاف مضمون ہے جہاں ارشاد ہے۔

وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا وشهباه وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الان يجدله شها بارصداه (الجن رکوع ۱)

جن کہتے ہیں ہم نے آسمان کو چھوا تو اس کو چوکیداروں اور شعلوں سے سخت محفوظ پایا اور ہم اس سے پہلے اس کے بعض مقامات پر سننے کو بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جو سننا چاہے تو دیکھتا ہے کہ ایک آگ شعلہ سا اس کی محافظت کر رہا ہے

پس صاف مضمون ہے کہ جن کو خدائے تعالیٰ نے شہاب فرمایا ہے وہ آسمان سے قریب بلکہ متصل ہیں اور یہ تو بدیہی ہے کہ جو شعلہ جو سا میں پھرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ تو زمین سے بہت ہی قریب ہیں میل دو میل نہایت تین چار میل کے فاصلہ تک ہوتے ہیں اور یہ وہ ستارے بھی نہیں جن کو آسمان پر مرکوز مانا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی شخص اگست اور ستمبر کے مہینوں میں آسمان کی طرف بغور دیکھے تو ایک آتشبازی کا سا سماں نظر آتا ہے جو ناگہاں ایک جگہ سے فوراً پیدا ہو کر چند گز کے فاصلے تک جا کر بجھ جاتا ہے۔ البتہ عام لوگ ان کو رجوم سمجھتے ہیں مگر قرآن شریف رجوم اور شہاب ان ستاروں کو کہتا ہے جو آسمان میں گڑے ہوئے ہیں ان نیازک (شعلوں) کو نہیں۔ رہا یہ سوال کہ شیاطین کی روک ہمیشہ سے ہے جیسا کہ قرآن شریف کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے یا خاص آنحضرت ﷺ کی بعثت کے زمانہ سے جیسا کہ سورہ جن کی آیت مرقومہ سے مفہوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیشہ سے بندش ہے مگر ہر نبی کے زمانہ نبوت میں خاص اہتمام بندش کا کیا جاتا ہے چنانچہ سورت جن کی ایک آیت اس مضمون کو بوضاحت بتلاتی ہے جہاں ارشاد ہے۔

فلا يظهر على غيبه احداة الامن ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا ليعلم ان قد ابلغوا

خدا غیب کی باتیں کسی کو نہیں بتلایا کرتا ہاں رسولوں کو جنہیں اس نے برگزیدہ کیا ہوتا ہے بتلاتا ہے اور ان کے آگے پیچھے بطور حفاظت

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

پس سب فرشتوں نے اسے جھک کر سلام کیا۔ لیکن ابلیس نے تعظیم کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ

خدا نے کہا تجھے کیا مانع پیش آیا کہ تو تعظیم کرنے والا ہوں شامل نہیں ہوا۔ شیطان بولا کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

کبھی نہ کروں جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا۔

پس اس حکم کی تعمیل میں سب فرشتوں نے اسے جھک کر سلام کیا لیکن ابلیس نے تعظیم کرنے والوں میں ملنے سے انکار کیا تو خدا نے کہا تجھے کیا مانع پیش آیا کہ تعظیم کرنے والوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوا۔ شیطان بولا کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم کبھی نہ کروں جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا بھلا اعلیٰ ادنیٰ کو جھک کر نہایت انکساری سے کیونکر اسلام کرے

رسلت ربهم واحاط بما لديهم واحصى كل شئى عددا (الجن ع ۲)

(فرشتوں کو) نگہبان بھیجتا ہے تاکہ بات قطعی طور پر اس امر کا اظہار کرے کہ رسولوں نے اپنے پروردگار کی رسالت پہنچادی ہے اور جو کچھ ان رسولوں کے پاس واقعات ہیں ان سب کو خدا نے گھیرا ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہوا ہے۔

اس مضمون کو ذرا تفصیل سے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ریاضت کی ضرورت ہے۔ اگر ریاضت نہ ہو سکے تو احیاء العلوم کا ربع ثالث مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہمارے مہربان سر سید احمد مرحوم نے بھی اس آیت پر توجہ فرمائی ہے خلاصہ ان کی توجہ کا یہ ہے

> کہ ستاروں کو رجوم بنانے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے ان کو منجموں کے لئے انکل پچو باتیں کہنے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی منجمین ستاروں کے نام رجماً بالغیب پیش گوئیاں کر دیتے ہیں جن میں سے کوئی صحیح ہوتی ہے اور کوئی غلط۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ شیاطین نہ تو کوئی بات سنتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں الامن خطف الخطفة یامن استرق السمع جو فرمایا ہے جس سے بظاہر شیاطین کا ملاء اعلیٰ سے کلام کا کسی قدر سننا مفہوم ہے اس کی مثال میں آپ فرماتے ہیں اس کو یوں سمجھنا چاہئے مثلاً کسی کی نسبت لوگ کہیں فلاں شخص بادشاہ کے دربار کی باتیں سن کر لوگوں کو بتادیا کرتا ہے اس کے جواب میں کہا جاوے کہ نہیں وہ بادشاہ کے دربار تک پہنچ کب سکتا ہے اور بادشاہ کے دربار کی باتیں کب سن سکتا ہے یوں ہی ادھر ادھر سے کوئی بات اڑا لیتا ہے یا سن لیتا ہے تو اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص در حقیقت دربار کی باتیں سن لیتا ہے اسی طرح ان دونوں آیتوں میں الفاظ خطف الخطفة اور استراق السمع کے واقع ہوئے ہیں جو کسی طرح واقعی سننے پر دلالت نہیں کرتے (جلد پنجم صفحہ ۱۶۰)

اور شہاب مبین کے معنی کرتے ہیں کہ شیاطین الانس کے اعتقاد کی ناکامی کو ان کے کسی شگون بد سے تعبیر کرنے کے لئے خدا نے فرمایا کہ **فاتبعهم شهاب ثاقب** جو نہایت فصیح استعارہ ہے منجمین کے وبال کے بیان کرنے کو اور جس کا مقصود یہ ہے کہ **فاتبعهم الشوم والخسران والحرمان فيما املوا** (ص ۱۶۳)

مختصر یہ کہ سید صاحب کے نزدیک ان آیتوں میں اس واقعہ کی اصلیت کا ذکر نہیں بلکہ نجومیوں کی محض نامرادی اور ناکامی سے استعارہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ استعارہ تو کسی مشہور وصف میں ہوتا ہے جیسے کسی بہادر کو شیر یا نادان کو گدھا اور سخی کو حاتم اور خوبرو کو یوسف کہا جائے کیونکہ شیر بہادری میں اور گدھا حماقت میں اور حاتم سخاوت میں اور یوسف خوبروئی میں شہرہ آفاق۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

خدا نے کہا تو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے۔ اور قیامت تک تجھ پر لعنت رہے گی

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اس نے عرض کیا کہ میرے پروردگار بندوں کے اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو۔ خدا نے کہا اچھا تجھے وقت معین تک

إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

مہلت ہے۔ شیطان نے کہا میرے پروردگار بوجہ اس کے کہ تو نے مجھے گمراہی کا ملزم ٹھہرایا ہے میں برے کام ان کی

الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

نظروں میں مزین کروں گا اور ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے۔ خدا نے

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا

کہا یہ بات مجھے بھی ملحوظ ہے۔ کہ میرے[1] نیک بندوں پر تیرا زور اور قابو نہ ہوگا مگر

مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا

انہی پر ہوگا جو تیرے تابع ہوں گے۔ اور ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اس کے سات

سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

دروازے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرقے کے لئے ایک دروازہ مقرر ہوگا۔

ع ۱۹ ۳

خدا نے کہا تو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور قیامت تک تیرے پر لعنت رہے گی۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پروردگار جو ہوا سو ہوا' بندوں کے حساب کے لئے اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو خدا نے کہا اچھا تجھے وقت معین یعنی قیامت تک مہلت ہے شیطان نے کہا میرے پروردگار بوجہ اس کے کہ تو نے مجھے اس آدم کے سبب گمراہی کا ملزم ٹھہرایا میں بھی اس کی اولاد سے پورے پورے بدلے لوں گا کہ برے کام ان کی نظروں میں مزین اور خوبصورت کروں گا اور جس طرح سے بن پڑے گی۔ ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے۔ ان پر میرا کچھ زور نہ چلے گا۔ خدا نے یہ بات مجھے بھی ملحوظ ہے اور میں ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھوں گا کہ میرے نیک بندوں پر تیرا زور اور قابو نہ ہوگا۔ مگر انہیں پر ہوگا جو تیرے تابع ہوں گے یا ہونے کو پسند کریں گے اور تجھے اور تیری جماعت کو اطلاع ہے کہ آخر کار ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اس جہنم کے سات دروازے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرقے کے لئے ایک دروازہ مقرر ہوگا۔ مشرکین کے لئے الگ اور مبتدعین کے لئے الگ' اسی طرح بے نمازوں کے لئے الگ اور حرام خوروں کے لئے

ہیں استعاروں کی بنا وصف کی شہرت پر ہے یہ نہ ہوگا کہ بوجھ اٹھانے میں گدھے کے ساتھ اور قحط کا انتظام کرنے میں یوسف کیساتھ تشبیہ دی جائے کیونکہ یہ دونوں وصف ان دونوں کے ایسے نہیں کہ ان سے تبادر کر کے اصل مطلب پر پہنچ سکے۔ پس جب یہ اصول صحیح ہے تو شہاب ثاقب کو محض ناکامی سے استعارہ قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ کوئی شہاب ثاقب کی طرح چمکتا ہوا نور انکو دریافت کرنے میں مانع نہ ہو۔ کیونکہ شہاب ثاقب میں ناکامی کا وصف اس درجہ مشہور نہیں جیسی شیر کی بہادری اور گدھے کی حماقت۔ باقی ناظرین کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے

[1] هذا ای طریق حق علی ان اراعیه وهو ان لا یکون لك سلطان علی عبادی الخ (کشاف)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ اُدْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا

بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ کہا جائے گا کہ سلامتی سے با امن ان باغوں میں داخل ہو چلو اور ہم نے ان کے

فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا

سینوں سے رنجش نکال دی ہو گی بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھا کریں گے۔ اس (جنت) میں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو گی

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِيٓ اَنِّيٓ اَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾

اور نہ ہی وہ ان سے نکالے جائیں گے۔ تو میرے بندوں کو اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں

وَاَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيمَ ﴿٥١﴾ اِذْ

اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا کہ

دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ابراہیم خوف مت کر ہم خدا کی

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُونِي عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾

طرف سے تجھے ایک بڑے ذی علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ابراہیم بولا کیا تم مجھے بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری سناتے ہو پس تم مجھے کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو

الگ مگر متقی لوگ یعنی پرہیز گار خدا کے خوف والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے ان سے باعزاز و اکرام کہا جائیگا کہ سلامتی سے باامن ان باغوں میں داخل ہو چلو اور ان کو آئندہ کی باہمی رنجش کا بھی خوف نہ ہو گا کیونکہ ہم نے ان کے سینوں سے رنجش اور کدورت کا مادہ ہی نکال دیا ہو گا۔ بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھا کریں گے کسی طرح کی جنت میں ان کو تکلیف نہ ہو گی اور نہ ہی وہ ان باغوں سے نکالے جائیں گے۔ یہ سب کچھ محض خدا کے فضل سے ہو گا پس اے نبی ﷺ تو میرے بندوں کو اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں اور یہ بھی بتلادے کہ میری مہربانی سے بہرہ مند ہونا چاہو تو میرے خوف کو دل میں جگہ دو کیونکہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔ اور ان کو یہ بھی سنا کہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی اس رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ مخلوق کے نیک و بد کا اختیار اسے ملا ہو اور نہ ہی آئندہ کی خبر سے بن بلائے اسے اطلاع ہو سکتی ہے اس امر کی تصدیق کے لئے ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا جو دراصل فرشتے تھے اور انسان کی صورت میں بشکل مہمان اس کے پاس پہنچے تھے کا حال سنا کہ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے حسب دستور سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب دیا اور بیٹھا کر ان کے لئے کھانا منگایا مگر انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے تو ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف لگتا ہے کیا تم کسی مخفی عداوت کے لئے تو نہیں آئے کہ کھانا نہیں کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم خوف مت کر اور اپنی کیفیت اور ارادہ ظاہر کیا مگر قبل از اظہار ابراہیم کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کیونکہ وہ غیب دان نہ تھا۔ فرشتوں نے بعد تسلی دینے کو ابراہیم علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ خدا کی طرف سے تجھے ایک بڑے ذی علم لڑکے اسحاق کی خوشخبری دیتے ہیں کہ خدا تجھے ایک بچہ عنایت کرے گا۔ ابراہیم مارے خوشی کے جاموں میں نہ سمایا بولا ہیں کیا تم مجھے اس بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری سناتے ہو ؟ یہ تو بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ

وہ بولے ہم نے تجھے سچی خوشخبری سنائی ہے پس تو بے امید مت ہو۔ ابراہیم بولا پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہ لوگوں

رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى

کے کوئی بھی بے امید نہیں ہوتا۔ ابراہیم نے کہا اے خدا کے رسولو تمہارا دنیا پر کیا کام ہے۔ وہ بولے ہم بدکار قوم کی طرف

قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

بھیجے گئے ہیں مگر لوط کے اتباع سب کو ہم بچالیں گے۔ البتہ اس کی عورت ہے جسے عذاب میں پیچھے

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

رہنے والوں میں ہم نے تاک رکھا ہے۔ پھر جب خدا کے بھیجے ہوئے لوط کے خاندان کے پاس پہنچے تو لوط نے کہا تم تو اجنبی قوم ہو

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

انہوں نے کہا ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں تیری قوم کو شک ہے یعنی ہم تیرے پاس سچا حکم لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں پس

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا

تو رات ہی سے اپنے اہل کو لے کر نکل جائیو اور تو خود ان سے پیچھے چلیو اور تم میں سے کوئی بھی پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کا تم کو

پس تم ذرا تفصیل سے کہو کہ کس چیز کی مجھے خوشخبری دیتے ہو وہ بولے ابراہیم علیہ السلام ہم ادائے مطلب میں نہیں بھولے ہم نے تجھے سچی خوشخبری سنائی ہے۔ بس تو خدا سے بے امید مت ہو خدا تجھے ضرور لڑکا دے گا۔ اس کے آگے یہ امر محال نہیں یہ سن کر ابراہیم کے دل پر ایک چوٹ لگی اور خدا کی قدرت اور عظمت نے اس کے دل پر احاطہ کر لیا تو بولا پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہ لوگوں کے کوئی بھی بے امید نہیں ہوتا۔ یعنی خدا کی رحمت سے بے امید ہونا سراسر گمراہی اور جہالت ہے۔ میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں وہ چاہے تو ایک نہیں ایک سو دیدے مجھے تو صرف اپنے حال پر نظر ہے کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ ہل سکوں اور میری عورت بھی بانجھ ہے بہتر اگر یہ بشارت خدا کی طرف سے ہے تو مجھے اس کے کرید سے کیا مطلب۔ جب اس نے خوشخبری دی ہے تو اسباب بھی پیدا کر دے گا کیونکہ

کار ساز مابفکر کارما فکر مادر کارما آزار ما

خیر اس گفتگو کے بعد ابراہیمؑ نے کہا اے خدا کے رسولو تمہارا دنیا پر کیا کام ہے کہ تم غیر معمولی طور سے آج جمع ہو کر آئے ہو وہ بولے ہم تو اس بدکار قوم یعنی لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں کہ اسے تباہ کریں مگر لوط کے اتباع جتنے ہونگے سب کو ہم بچالیں گے۔ البتہ اس کی عورت ہے جسے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں ہم نے تاک رکھا ہے یعنی خدا کی طرف سے ہمیں اس امر کی اطلاع ملی ہوئی ہے کہ اس کی عورت ضرور اس ہدایت کی جو لوط کو اس بارے میں کی جاوے گی مخالفت کرے گی۔ پھر جب خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے جوان لڑکوں کی صورت میں لوط اور لوط کے خاندان کے پاس پہنچے تو بوجہ عدم تعارف اور ناعلمی کے لوط نے کہا تم تو اجنبی قوم کے ہو میں نے اس سے پہلے تو تم کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں تیری قوم کو شک اور انکار ہے یعنی ہم تیرے پاس سچا حکم جو ٹلنے والا نہیں' لے کر آئے ہیں اور ہم اس دعوے اور خبر دینے میں بالکل سچے ہیں پس تو رات ہی سے اپنے اہل و عیال اور اتباع کو لے کر نکل جائیو اور تو خود ان سے پیچھے انکی نگرانی کرتے ہوئے چلیو اور تم میں سے کوئی بھی پھر کر نہ دیکھے کہ کفار سے کیا معاملہ پیش آیا اور نہ دہشت سے تم کو بھی تکلیف ہو گی اور جہاں کا تم کو حکم ہوتا ہے چلے جانا

حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

حکم ہوتا ہے چلے جانا اور ہم (خدا) نے لوط کو اس امر سے اطلاع دی کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ

اور شہر والے خوشی کرتے ہوئے آموجود ہوئے۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں پس تم مجھے ذلیل نہ کرو

اتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ بولے کہ ہم نے تمام دنیا سے تجھے منع نہیں کیا ہوا۔ کہا یہ میری لڑکیاں موجود ہیں

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے۔ تیری جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں جھوم رہے تھے۔ پس صبح ہوتے ہی ایک زور دار

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾

چیخ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہم نے اس بستی کی اوپر کی طرف نیچے کردی اور ان پر کھنگروں کی قسم کے پتھر برسائے

اور ہم (خدا) نے لوط کو اس امر سے اطلاع دی کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی یہ ہے خلاصہ اور اجمال لوط کی قوم کے قصے کا۔ مفصل ان کی شرارت اور بدذاتی سننی چاہو تو سنو کہ فرشتے تو لوط کے گھر بچوں کی شکل میں داخل ہوئے اور شہر والے جن کو اس بدکاری (بچہ بازی) کی عادت قبیحہ تھی خوشی کرتے ہوئے لوط کے پاس آموجود ہوئے اور ہنسی مخول اڑانے لگے اور لوط سے درخواست کی کہ یہ لڑکے ہم کو دے دیجئے۔ لوط نے کہا کم بختو یہ میرے مہمان ہیں مہمان کی عزت کرنا خدا کا حکم ہے تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجھ سے ایسی درخواست کرتے ہو جس میں خدا کی بے فرمانی کے علاوہ دنیاوی ذلت بھی ہے۔ پس تم اپنی درخواست سے مجھے ذلیل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو مگر وہ اپنی مستی میں منہمک تھے حضرت لوط کی نصیحت کا انکو کوئی اثر نہ ہوا بڑی تیزی سے بولے کہ ہم نے تمام دنیا کے لوگوں کی دعوتوں اور مہمانیوں سے تجھے منع نہیں کیا ہوا کہ اس بہانے سے تو ہمارا شکار کھو دیتا ہے اور عموماً مسافر جن کے ساتھ خوش شکل لڑکے ہوتے ہیں تیری پناہ میں آجاتے ہیں اور تو ان کو فوراً اپنے گھر میں جگہ دے دیتا ہے اس لئے اس سے پہلے بھی کئی دفعہ تجھ کو اس حرکت سے منع کیا تھا مگر چونکہ تو باز نہیں آتا اس کا علاج یہی ہے کہ آج ہم تیرا لحاظ بھی بالائے طاق رکھیں گے اور اپنا شکار لے جائیں گے لوط نے جب ان کا سخت اصرار دیکھا تو نہایت عاجزانہ لہجہ میں بدمعاشوں کے لیڈروں اور سرداروں سے کہا اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے یعنی بغیر شہوت نکالنے تم نہیں رہ سکتے تو یہ میری لڑکیاں موجود ہیں اگر تم کرنا ہی چاہتے ہو تو ان سے باقاعدہ عقد کر لو' میں ابھی تمہارے حوالے کر دیتا ہوں مگر وہ کہاں مانتے تھے تیری جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں جھوم رہے تھے وہ کسی کی کب سنتے تھے گو وہ خدا کی پکڑ سے غافل تھے مگر خدا تو ان کے اعمال سے بے خبر نہ تھا۔ فرشتوں نے جب لوط کو مجبور دیکھا کہ اس کی کوئی تدبیر بھی کارگر نہیں ہوئی تو آخر راز ظاہر کر دیا کہ لوط ہٹ جا دروازہ چھوڑ دے یہ کبھی بھی تیرے تک نہ پہنچ سکیں گے۔ پس صبح کی روشنی ہوتے ہی ایک زور دار چیخ نے ان کو ہلاک کر دیا کہ اس آواز سے ان کے دماغ اور جگر پھٹ گئے پھر ہم نے اس بستی کی اوپر کی طرف نیچے کر دی یعنی جتنے مکان تھے اور ان کے نیچے لوگ سوتے تھے سب گرا دیئے اور جو جنگلوں میں سوتے تھے ان پر کھنگروں کی قسم کے پتھر برسائے غرض سب کے سب ہلاک کر دیئے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّہَا لَبِسَبِیۡلٍ مُّقِیۡمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً

بیشک اس قصے میں سمجھداروں کے بہت سی نشانیاں ہیں- اور تحقیق لوطیوں کی بستی ان عربیوں کی سیدھی راہ میں نظر آتی ہے- بیشک اس میں

لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿ؕ۷۷﴾ وَ اِنۡ کَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ لَظٰلِمِیۡنَ ﴿ۙ۷۸﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ ۘ وَ اِنَّہُمَا لَبِاِمَامٍ

ایمانداروں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں اور بن والے بیشک ظالم تھے- پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور یہ دونوں قومیں شارع

مُّبِیۡنٍ ﴿ؕ۷۹﴾ وَ لَقَدۡ کَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿ۙ۸۰﴾ وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ اٰیٰتِنَا فَکَانُوۡا عَنۡہَا

عام پر پڑی ہیں اور حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو کئی ایک احکام دیئے پھر بھی وہ

مُعۡرِضِیۡنَ ﴿ۙ۸۱﴾ وَ کَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا اٰمِنِیۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ

ان سے روگردان ہی رہے اور پہاڑوں کو تراش کر بے خوف ہوکر گھر بنا لیتے تھے پس صبح ہوتے ہی ان کو ایک آواز نے

مُصۡبِحِیۡنَ ﴿ۙ۸۳﴾ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿ؕ۸۴﴾ وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ

تباہ کردیا پھر ان کی کمائی نے ان کا کچھ کام نہ دیا- اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے نتیجے پر

وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ

پیدا کیا ہے- اور کچھ شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے پس تو وضع داری سے طرح دے دیا کر- تیرا پروردگار بڑا ہی

الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَ الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾

پیدا کرنے والا بہت بڑے علم والا ہے ہم نے تجھے سات آیتیں مثانی کی یعنی قرآن عظیم دیا ہے

بیشک اس قصہ میں سمجھداروں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں کہ وہ اس سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

اور تحقیق لوطیوں کی بستی ان عربیوں کے سفر شام کی سیدھی راہ میں نظر آتی ہے بیشک اس میں اب بھی ایمانداروں کیلئے کئی ایک ہدایت کے نشان ہیں اور شعیب کی قوم بن دانی جن کا گزراوقات عموماً جنگلوں میں تھا بیشک وہ بھی نبیوں کی تکذیب کرنے سے خدا کے نزدیک ظالم تھے پس ہم نے ان سے بھی انتقام لیا کہ آخر کار ان کو تباہ کیا اور یہ دونوں قومیں یعنی ان کے کھنڈرات شارع عام پر پڑے ہیں اور ثمود کی قوم حجر والوں نے بھی رسول کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو کئی ایک احکام دیئے لیکن پھر بھی وہ ان سے روگردان ہی رہے اور وہ دنیا کے کاروبار میں تو ایسے دانا تھا کہ پہاڑوں کو تراش کر بے خوف وہراس گھر بنا لیتے تھے یعنی ان کو پہاڑوں کے تراشنے میں ذرہ بھی خطرہ نہ ہوتا تھا کہ کہیں ہم پر گر نہ پڑیں مگر پھر بھی یہ دانائی ان کے کچھ کام نہ آئی پس صبح ہوتے ہی غضب الٰہی کی ایک آواز نے ان کو تباہ کردیا- پھر ان کو ایسی حالت میں بھی ان کی کمائی نے کچھ کام نہ دیا- نہ تو پہاڑی مکان اور نہ ان کی شاہ زوری ان کو فائدہ دے سکی اس لئے کہ وہ منشاء الٰہی کے خلاف کام کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے حق اور سچے نتیجے پر پیدا کیا- کچھ شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے پس تو ان کی شرارتوں کی پرواہ نہ کر‘ بلکہ عمدگی اور وضعداری سے طرح دے دیا کر کیوں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی پیدا کرنے والا بہت بڑے وسیع علم والا ہے وہ اپنی کامل قدرت سے تیری امداد کریگا کہ لوگ دیکھیں گے یہ ہمارا افضل کیا تجھ پر تھوڑا ہے کہ ہم نے تجھے سات آیتیں مثانی کی جو بار بار پڑھنے کے قابل ہیں یعنی قرآن کا حصہ عظیم رتبہ والا دیا ہے جسکا نام سورت فاتحہ ہے جسمیں تمام قرآن کے مضامین کا بالا جمال

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ
جس قدر ہم نے لوگوں میں سے مختلف قسموں کو بہرہ مندہ کیا ہوا ہے تو ان کی طرف مطلقاً نظر نہ ڈالیو اور ان کے حال پر تاسف نہ کیا
اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَا أَنزَلْنَا
کر اور مسلمانوں کے ساتھ خاطر سے ملا کر۔ اور تو کہہ دے کہ میں تو واضح کر کے ڈرانے والا ہوں جیسے ان پر جنہوں نے
عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ
خدا کی کتاب بانٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہم نے کتابیں اتاری ہیں۔ پس تیرے پروردگار کی قسم ضرور
أَجْمَعِينَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾
ان کے اعمال سے ان کو سوال کریں گے۔ پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اسکی دھن میں لگا رہ اور مشرکوں سے منہ پھیر
إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿۹۵﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ
ٹھٹھے بازوں کو جو اللہ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں۔ ہم تیری طرف سے کافی ہیں پس وہ
يَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿۹۷﴾
جان لیں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے جو کہتے ہیں تو دل تنگ ہوتا ہے

بیان ہے اس لئے اس کا نام قرآن عظیم ہے پس اس کا اثر اور نتیجہ تجھ پر یہ ہونا چاہیئے کہ جس قدر ہم نے دنیا کے لوگوں میں سے مختلف قسموں کو آسودگی اور عیش و عشرت کے سامان سے بہرہ مند کیا ہوا ہے تو ان کی طرف مطلقاً نظر نہ ڈالیو اور حسرت سے مت دیکھیو کہ ہائے مجھے بھی یہ ہوتا بلکہ یہ سمجھ رکھ کہ[1]

رضینا قسمة الجبار فینا لنا علم وللجهال مال[2]

اور ان کفار بد کردار کے حال پر تاسف نہ کیا کر کہ ہائے یہ ایمان کیوں نہیں لاتے اس لئے کہ تیرے تاسف سے ان کو فائدہ نہ ہو گا۔ پھر ناحق تیرے مغموم ہونے سے کیا فائدہ اور مسلمانوں کے ساتھ کو کسی طبقہ اور قوم کے ہوں خاطر سے ملا کر۔ کیوں کہ ہمارے ہاں دل مقبول ہے لباس ظاہری منظور نہیں اور تو کفار کو مخاطب کر کے کہہ دے کہ میں تو صرف واضح کر کے برے کاموں پر تم کو ڈرانے والا ہوں۔ بھلا تیری نبوت اور کتاب کے ملنے سے ان کو تعجب اور انکار کیوں ہے تجھے کتاب کا ملنا بالکل اسی طرح ہے جیسے ان یہودیوں اور عیسائیوں پر، جنہوں نے خدا کی کتاب کو اپنے خیال کے مطابق بانٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جو مضمون اپنی ہوا و ہوس کے مطابق پایا اس پر تو عمل کیا اور جو خلاف سمجھا اسے پس پشت پھینک دیا بلکہ اس کے سنانے والوں سے بگڑ بیٹھے ہیں، ہم نے کتابیں اتاری ہیں ٹھیک اسی طرح تجھے بھی اس وقت کے لوگوں کی ہدایت کے لئے کتاب دی ہے جو حسب مقتضائے زمانہ عین وقت پر پہنچی ہے۔ پس تیرے پروردگار یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ضرور ان کے اعمال سے ہم ان کو سوال کریں گے پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اسی کی دھن میں لگا رہ اور مشرکوں سے منہ پھیر ان کی مخالفت کی کچھ بھی پرواہ نہ کر۔ ٹھٹھے بازوں مخولیوں کو جو محض حماقت سے اللہ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں ہم تیری طرف سے کافی ہیں پس وہ جان لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور یہ تو ہمیں معلوم ہیں کہ بتقاضائے بشریت ان کی واہیات باتوں سے جو طعنے کے طور پر تجھے کہتے ہیں تو تنگ دل ہوتا ہے مگر اس کا علاج یہ تو نہیں کہ تو آزردہ خاطر ہو

---

[1] اس کی بانٹ پر ہم راضی ہیں کہ ہمیں تو علم دیا اور جاہلوں کو مال [2] یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

پس تو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیا کر اور سجدہ کیا کر- اور مرنے تک اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہ-

سورت النحل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

خدا کا حکم آیا چاہتا ہے پس تو اس کی جلدی نہ چاہو خدا ان کے شرک سے پاک ہے اور بلند ہے- خدا اپنے بندوں میں

بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

سے جس پر چاہے اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اطلاع کردو میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾

پس تم مجھ ہی سے ڈرو- اسی نے آسمان و زمین سچے نتیجے سے پیدا کیے وہ ان کے شرک کرنے سے پاک ہے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾

اس نے انسان کو منی کے قطرے سے پیدا کیا تو وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن بیٹھا ہے

بلکہ اس کی طرف توجہ کر جس کے قبضے میں سب کچھ ہے پس تو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا اور پاکی بیان کیا کر اور اس کے آگے سجدہ کیا- اور مرنے تک اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہ- غرض اپنا اصول ہی یہ مقرر کر رکھ کہ

دست از طلب ندارم تاکام من بر آید یا تن رسد بجانان یا جان زتن بر آید

سورت نحل

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

خدا کا حکم آیا چاہتا ہے پس تم اس کی جلدی نہ چاہو کیونکہ اس کی جلدی چاہنے میں مجرموں کو فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے فائدہ ان کا تو نیک اعمال کرنے اور بدافعال چھوڑنے میں ہے سو شرک کو چھوڑ توحید اختیار کریں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے بیہودہ خیالات اور شرک سے پاک اور بلند ہے اس میں بھی ان کی ضد بے جا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ شخص باوجود کم و سعتی کے اللہ کا رسول کس طرح ہو گیا خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بھی اطلاع کردو اور نہ ماننے کو ڈرادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں- پس تم قدرتی امور میں مجھ سے ڈرو اس میں کسی مخلوق کا کیا اختیار- نہ وہ کسی سے مشورہ طلب کرتا ہے نہ کسی سے رائے کا اظہار چاہتا ہے اس خدا نے آسمان و زمین سچے نتیجے سے پیدا کئے ہیں تو کیا کسی سے امداد یا مشورہ لیا تھا؟ ہرگز نہیں وہ ان کے شرک کرنے اور بیہودہ گوئی سے پاک ہے کیسی تعجب کی بات ہے کہ اس نے انسان کو منی کے ناچیز قطرہ سے پیدا کیا، تو پیدا ہوتے ہی وہ کھلم کھلا خدا کے بارے میں جھگڑالو بن بیٹھا ہے

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ

اسی نے تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لیے جاڑے کے کپڑے اور کئی ایک فوائد ہیں اور انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو اور ان کو

تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بٰلِغِيهِ اِلَّا

جب تم دن ڈھلے گھروں کو واپس لاتے ہو اور جب تم ان کو باہر لیجاتے ہو وہ تمہارے لئے سجاوٹ ہوتے ہیں اور وہ ایسے مقاموں تک تمہارے بوجھ اٹھا

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا

کر لے جاتے ہیں جہاں پر بغیر سخت مشقت کے تم نہ پہنچا سکو- بیشک تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا ہی مہربان ہے- اسی نے گھوڑے خچریں اور گدھے

وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ

پیدا کیے کہ تم ان پر سواری کرو اور نیز وہ تمہاری زینت ہیں اور ایسی چیزیں بھی پیدا کرے گا جن کو تم نہیں جانتے- سب مذاہب کا رخ خدا ہی کی طرف ہے بعض ان

شَاءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِينَ ۝ هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ

میں ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا- وہی ہے جو بادلوں سے تمہارے لیے پانی اتارتا ہے اس میں تمہارے پینے کے قابل ہے اور

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝

اسی سے درخت ہیں جنہیں تم چراتے ہو

ع۹

اسی نے تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لئے جاڑے کے کپڑے اور کئی اور قسم کے فوائد ہیں اور انہی میں سے تم بھی کھاتے ہو اور ان چارپاؤں کو قطار کی قطار جب تم دن ڈھلے گھروں کو واپس لاتے ہو اور دوپہر سے پہلے جب تم ان کو باہر لے جاتے ہو اور ان دونوں وقتوں میں وہ تمہارے لئے باعث سجاوٹ ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی آمدورفت ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے نیز جس کے گھر سے وہ قطار بن کر نکلتے ہیں اس گھر والوں کی ایک عزت لوگوں کے دلوں میں سمجھی جاتی ہے اور وہ چارپائے ایسے مقاموں تک تمہارے بوجھ اٹھا کر جاتے ہیں جہاں پر بغیر سخت مشقت کے تم نہ پہنچا سکو- پس تم اس سے نتیجہ پاؤ کہ بیشک تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا ہی مہربان ہے ایسے مہربان سے بگاڑ کرنا اپنا ہی کچھ کھونا ہے اس نے گھوڑے خچر اور گدھے تمہاری حاجت روائی کو پیدا کئے ہیں تاکہ تم ان پر سواری کرو اور نیز وہ تمہاری زینت اور موجب عزت ہیں کہ آسودہ آدمی بلا ضرورت بھی رکھا کرتے ہیں- اور اس کے علاوہ وہ ابھی آئندہ کو ایسی چیزیں بھی پیدا کرے گا جن کو تم اس وقت نہیں جانتے وہ بذریعہ ریل اور آگنبوٹ وغیرہ تم کو سفر کرائے گا- پھر ایسے مالک سے بگاڑ کر کیا فائدہ پا سکتے ہو ہاں اس میں شک نہیں کہ سب مذاہب کا رخ اپنے اپنے زعم میں خدا ہی کی طرف ہے کیونکہ سب اہل مذاہب اسی لئے جو کچھ کرتے ہیں خدا کے راضی کرنے کو کرتے ہیں مگر چونکہ حقیقت میں بعض ان میں ٹیڑھے بھی ہیں اس لئے کامیاب نہیں ہوتے اور نہ ہوں گے گو راستی کے سب مدعی ہیں مگر نرا دعوی ان کا بالکل اس کے مشابہ ہے کل یدعی وصلا للیلی ولیلی لا تقربھم بذا[1] اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا کسی کی مجال ہے کہ اس کے چاہے کو روک سکے- لیکن وہ افعال اختیاریہ میں جبر نہیں کیا کرتا- وہی خدا تو معبود برحق ہے جو بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتا ہے اس میں تمہارے پینے کے قابل ہے اور اسی سے تمہارے درخت پرورش پاتے ہیں جنہیں تم اپنے مویشیوں کو چراتے

[1] اس شعر کا ترجمہ گزر چکا ہے

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ

اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے بیشک

فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۞ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ

اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت بڑی نشانی ہے- اسی نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۞ وَمَا ذَرَاَ لَـكُمۡ فِى

کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں بیشک عقلمند قوم کے لئے اس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں- اور دنیا میں

الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ۞ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ

جن جن مختلف رنگ چیزوں کو خدا نے پیدا کیا ہے ان میں نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے بڑی نشانی ہے- اور وہی معبود ہے جس نے سمندر کو

الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى

تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو اور تو جہازوں کو دیکھتا ہے

الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۞ وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ

کہ پانی کو چیرتے ہوئے اس میں چلے جا رہے ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل پاؤ اور شکر مناؤ- اور اس نے زمین پر پہاڑ قائم کر دیئے ہیں

اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۙ ۞ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجۡمِ هُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ۞

کہ تمہیں لے نہ گرے اور دریا اور راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ اور کئی ایک نشان پیدا کئے ہیں اور یہ لوگ ستاروں کی چال سے راہ پاتے ہیں

اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پھول پیدا کرتا ہے بیشک اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت نشانی ہے اس نے تمہارے لئے رات اور دن سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ غرض کوئی چیز بھی دنیا کی مستقل بالذات نہیں بیشک عقل مند قوم کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں وہ ادنی توجہ سے سمجھ جاتے ہیں کہ موجود بالغیر بغیر کسی موجود بالذات کے ہو ہی نہیں سکتا اور دنیا میں جن جن مختلف رنگ چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے ان سب میں نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔ یعنی جو لوگ نیک دل ہوں اور جی میں کسی بھی علمی اصول یا سچی تعلیم کے ماننے کو مستعد ہوں ان کے لئے نظام عالم کے واقعات میں بہت سے ہدایت کے دلائل ہیں وہ ادنیٰ توجہ سے جان جاتے ہیں کہ جبکہ کوئی فعل بغیر فاعل کے نہیں تو اس اتنے بڑے ڈھانچ کا بھی کوئی کا. ساز ہے اور سنو! وہی حقیقی معبود ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ تم! اس میں سے تر و تازہ مچھلیوں کا گوشت کھاتے ہو اور زیور موتی جواہرات کے اقسام نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو یہ سب اسی کی پیدائش ہے اور تو اے دیکھنے والے بڑے بڑے جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے اس دریا میں چلے جا رہے ہیں۔ پانی کو یہ قوت دی ہے کہ لکڑی کو اٹھالے اور لکڑی کو یہ حکم ہے کہ پانی کے نیچے نہ بیٹھے - غرض دونوں کو اس تدبیر سے بنایا ہے کہ تمہارا کام چلے اور تاکہ بذریعہ تجارت تم اس کا فضل پاؤ اور شکر مناؤ اور سنو! اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے ہیں۔ کہ زمین پانی کی کثرت سے کہیں تمہیں نہ لے گرے اور خود رو دریا اور پہاڑوں اور جنگلوں میں قدرتی راستے بنائے تاکہ تم جنگلوں میں راہ پاؤ اور اس کے علاوہ کئی ایک ہدایت کے نشان پیدا کئے ہیں اور یہ صریح امر ہے کہ یہ لوگ ستاروں کی چال سے دریاؤں میں راہ پاتے ہیں-

اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ

تو کیا پھر خالق غیر خالق جیسا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اور اگر خدا کی نعمتیں گننی چاہو تو کبھی پوری نہ کر سکو گے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ

بیشک خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو

دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـئًا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ ﴿۲۰﴾ اَمۡوَاتٌ غَيۡرُ اَحۡيَآءٍ ۚ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ۙ

یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ محل موت ہیں نہ دائم الحیات اور ان کو خبر نہیں

اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ

کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود ایک ہے جن لوگوں کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں ان کے دل منکر ہیں اور وہ

وَّهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

متکبر ہیں۔ یقینی بات ہے کہ وہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب اللہ کو معلوم ہے کچھ شک نہیں کہ خدا

الۡمُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ مَّاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۲۴﴾

متکبروں سے محبت نہیں کرتا اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے کیا کچھ بھیجا ہے تو کہتے ہیں وہ تو محض پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں

اتنے آثار قدرت کاملہ دیکھ کر بھی اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف جھکتے ہیں اور استمداد کرتے ہیں تو کیا پھر یہی بات ہے کہ ان کے نزدیک خالق غیر خالق جیسا ہے افسوس کیا تم اس رائے کی غلطی سمجھتے نہیں ہو؟ ایسی عقل پر پتھر جو اتنی بات بھی نہ بتلا سکے کہ وجود عدم سے ہمیشہ اشرف ہوتا ہے یہ تو بہت تھوڑی سی نعمتیں تم کو بتلائی ہیں اور اگر ساری کی ساری خدا کی نعمتیں گننی چاہو تو کبھی پوری نہ کر سکو گے کوئی دم اور کوئی آن ایسی نہیں کہ اس کی نعمتوں کا ورود تم پر نہ ہو۔ باوجود اس قدر نعمتوں کے پھر بھی جو تم اس کے بندوں کو اس کے برابر کر کے اس ناراض کرتے ہو اور وہ تمہیں جلد مواخذہ نہیں کرتا تو یقین جانو کہ بیشک خدائے تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے اور سنو تم اس بات سے بھی غافل نہ رہنا کہ ہم چھپ کر جو چاہیں کر لیا کریں خدا کو کیا معلوم۔ خبردار جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں ان کی قدرت کی یہ حد ہے کہ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ محل موت ہیں نہ دائم الحیات اور علم کی یہ قلت ہے کہ ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ لوگو یقین جانو کہ تمہارا معبود ایک ہے سو جن لوگوں کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں ان کے دل اس خالص توحید سے منکر ہیں اور وہ اس انکار میں متکبر ہیں محض ضد اور ہٹ دھرمی سے انکاری ہیں ورنہ دلائل ایسے واضح اور صریح ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ یہی ایک دلیل کافی ہے کہ

ام نجعل المتقين كالفجار

یعنی خدا فرماتا ہے کہ اگر بعد مرنے کے اعمال کی جزا سزا نہیں تو پھر کیا نیک بخت اور بد بخت دونوں یکساں ہو جائیں گے جو خدائی انصاف سے صریح دور ہے پس یقینی بات ہے کہ لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب اللہ کو معلوم ہے کچھ شک نہیں کہ خدا متکبروں سے محبت نہیں کرتا یہی تو تکبر ہے کہ حق بات کو قبول نہ کرنا جو یہ لوگ کر رہے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے کیا کچھ بھیجا ہے یعنی قرآن کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟ تو کہتے ہیں میاں کیا پوچھتے ہو خدا نے تو کچھ بھیجا نہیں وہ تو محض پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں

لِيَحْمِلُوٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ

قیامت کے روز اپنے گناہ اور جن لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرتے ہیں ان کے گناہ پورے اٹھائیں گے دیکھو

أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ

تو کیسا برا بوجھ اٹھائیں گے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی منصوبے کیے تھے سو اللہ نے ان کی جڑ بنیاد اکھاڑ دی کہ ان کی چھتیں

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان پر آپڑیں اور جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا ان پر عذاب آیا۔ پھر

يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

قیامت کے دن ان کو خدا رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کی بابت تم بضد ہوا کرتے تھے آج کہاں ہیں علمدار لوگ

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوٓءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کہیں گے آج کے روز ذلت اور رسوائی کافروں پر ہے۔ وہ لوگ جو مرنے تک اپنے

ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوٓءٍ ۚ بَلٰٓى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ

نفسوں پر ظلم کرتے رہے پھر اطاعت کی التماس کرنے لگیں گے کہ ہم تو برے کام نہ کرتے تھے ہاں خدا کرتوتوں سے جو تم کرتے تھے مطلع ہے

ان کے اس قول کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت کے روز اپنے گناہ اور جن ماتحت بے سمجھ لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے گمراہ کرنے کے گناہ پورے کے پورے اٹھائیں گے ذرہ بھر کمی نہ کی جائے گی۔ دیکھو تو کیسا برا اور سخت بوجھ اٹھائیں گے جس سے ان کی کمریں ٹوٹ جائیں گی اس کی برداشت کی ان کو طاقت نہ ہوگی۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اس داؤ بازی میں کامیاب ہوں گے مگر ان کو خبر نہیں کہ ان سے پہلے بھی اسی طرح حق کے مٹانے میں تدبیریں اور منصوبے کئے تھے سو اللہ نے ان کی جڑ بنیاد اکھاڑ دی ایسی کہ ان کی چھتیں ان پر آپڑیں اور جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا' ان پر عذاب آیا پھر قیامت کے روز بھی ان کو خدا رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کی بابت تم بضد ہوا کرتے تھے آج کہاں ہیں۔ اس وقت وہ تو خاموش سر جھکائے ہوئے نادم و پریشان ہوں گے مگر علم دار اور سمجھ والے لوگ' جو دنیا میں ان اوہام باطلہ سے بچے ہوں گے سنتے ہی کہیں گے آج کے روز ذلت اور رسوائی اس سوال کے جواب کے نہ دینے سے جو کافروں پر پڑی ہے وہ کسی دوسرے پر کیوں پڑنے لگی۔ کون کافر وہ لوگ جو مرنے تک یعنی جس وقت فرشتے ان کی جانیں نکالتے تھے' کفر شرک کرنے سے اپنے نفسوں پر ظلم و ستم کرتے رہے یعنی مرتے دم تک کافر رہے۔ پس یہ سنکر ان کے حواس باختہ ہو جائیں گے پھر اور تو ان کو کچھ نہ سوجھے گی اطاعت کی التماس کرنے لگیں گے اور نہایت نرمی سے بولیں گے کہ ہم تو برے کام نہ کرتے تھے اس سے غرض ان کی یہ ہوگی کہ جس طرح دنیا میں حکام مجازی کی عدالت میں انکار پر بسا اوقات مجرم کو فائدہ ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح شاید یہاں بھی ہو اس کے جواب میں ان سے کہا جائے گا۔ کہ ہاں صاحب ٹھیک آپ نے کبھی برا کام کیا ہی نہیں۔ تمہارے انکار و اقرار کی حاجت ہی نہیں خدا تمہاری کرتوتوں سے جو تم دنیا میں کرتے تھے مطلع ہے پس اب چلئے باتیں نہ بنائیے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِیْلَ

پس اب جہنم کے دروازوں میں گھسیتے جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا متکبروں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اور پرہیزگاروں

لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَیْرًا ۭ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا

سے جب سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہت اچھا کلام نازل کیا ہے جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی

حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا

کی ہے انہی کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے عمدہ ہے اور پرہیزگاروں کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے۔ ہمیشہ کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۱﴾

گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لئے مہیا ہوگا اللہ اسی طرح پرہیزگاروں کو بدلہ دے گا۔

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

جو مرنے کے وقت پاک ہوتے ہیں فرشتے ان سے السلام علیکم کہتے ہیں اپنے نیک عملوں کے عوض جنت میں داخل

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ

ہو جائیں۔ یہ صرف اس بات کی انتظار میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے یا تیرے پروردگار کا حکم آئے اسی طرح

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

ان سے پہلے لوگوں کیا تھا اور خدا نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے

جہنم کے دروازوں میں گھسیے جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔ کیونکہ متکبروں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے تکبر بھی ایسا کہ بقول شخصے

"بازی بازی بارلیش بابا بازی"

آپس میں ایک دوسرے سے ضد کرتے کرتے خدا سے بھی تکبر کرنے لگے تو ایسوں کا برا ٹھکانہ کیوں نہ ہو اور پرہیزگاروں سے جب قرآن کی بابت سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ نازل کیا ہے تو وہ بلا تامل کہتے ہیں کہ بہت عمدہ اور سب سے اچھا بابرکت کلام نازل کیا ہے نہ صرف منہ سے اس کے قائل ہوتے ہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے انہی کے لئے آخرت میں بھلائی ہے اور اگر سمجھیں تو آخرت کا گھر ہی سب سے عمدہ ہے اور پرہیزگاروں کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے ایسا دین میں کسی شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں۔ کیسا گھر ہمیشہ کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لئے مہیا ہوگا اللہ تعالیٰ اسی طرح پرہیزگاروں کو بدلہ دے گا۔ کون پرہیزگار جو مرنے کے وقت یعنی جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو وہ شرک کفر بداخلاقیوں نیز خصائل رذیلہ سے پاک وصاف ہوتے ہیں فرشتے ان سے بوقت قبض ارواح باادب السلام علیکم کرتے کہتے ہیں کہ تشریف لائے اپنے نیک عملوں کے عوض جنت میں داخل ہو جایئے۔ پس جو نیک دل ہیں ان کو صرف اتنا ہی کافی ہے اور وہ اس پر غور کرنے سے نتیجہ پا سکتے ہیں کہ کرنے والے اور نہ کرنے والے برابر نہیں ہوتے خصوصاً منصف عادل حاکم کے سامنے اور جو عادت بد خصلت ہیں جیسے یہ تیرے مخاطب یہ تو اب صرف اس بات کی انتظاری میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا تیرے پروردگار کے عذاب کا حکم آوے یعنی تباہ کئے جائیں اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا چنانچہ وہ تباہ کئے گئے اور خدا نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرتے تھے پس انجام انکے ظلم کا

ع ۵

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۴ وَ قَالَ الَّذِيْنَ

پس ان کے اعمال کی برائیاں ان کو پہنچیں اور جس کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر آ نازل ہوا- مشرک کہتے ہیں

اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے بزرگ اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اس کے حکم کے

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

سوا سمجھتے- اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا رسولوں کے ذمہ صرف یہی فرض ہے کہ واضح

الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

لفظوں میں پہنچا دیں- ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے تھے کہ اللہ کی عبادت کرو اور ماسوا اللہ کی عبادت سے بچو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت کی اور بعض کو گمراہی چمٹ گئی- پس تم زمین میں پھر کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶

دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا

یہ ہوا کہ انکے اعمال کی برائیاں ان کو پہنچیں اور نبیوں سے سن کر جس عذاب الٰہی کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر آنازل ہوا- اسی طرح ان سے ہوگا بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے جو کہتے ہیں سنو مشرک کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم اور نہ ہمارے بزرگ اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اس کے حکم کے سوا حرام سمجھتے- غرض ان کی اس دلیل سے یہ ہے کہ خدا ہمارے افعال سے خوش ہے تو ہم کرتے ہیں بھلا اگر وہ ناراض ہوتا تو کیا ہم کر سکتے تھے؟ ہر گز نہیں پھر تو کیوں ہم کو ان کاموں پر وعید سناتا ہے مگر حقیقت میں ان کو سمجھ نہیں- خدائی مشیت اور رضا میں فرق نہیں جانتے بیشک جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے مجال نہیں کہ اس کی مشیت کے سوا کوئی کام ہو سکے کیونکہ مشیت اس کے قانون کا نام ہے- جب تک کسی کام کو حسب قانون فطرت نہ کرو گے کبھی کامیاب نہ ہو گے جب تک گرمی حاصل کرنے کے لئے آگ نہ جلاؤ گے پانی سے وہ کام نہیں نکل سکے گا جو کام فطرت نے پانی سے متعلق کیا ہے وہ آگ سے نہ ہو گا یہی تلوار جس کا کام سر اتار دینا ہے جہاں اس کو چلاؤ گے اپنا اثر دکھادے گی خواہ کسی مظلوم پر ہو یا ظالم پر چنانچہ ہر روز دنیا میں ناحق خون بھی ہوتے ہیں لیکن ان سب کاموں پر رضاالٰہی لازمی نہیں بلکہ رضا اسی صورت میں ہوگی کہ ان سب اشیاء کو حسب ہدایت شریعت استعمال کرو گے- بس یہ بے سمجھی نہیں تو اور کیا ہے کہ مشیت اور رضا میں فرق نہیں کرتے اور اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا- بیہودہ واہی تباہی عذرات رکھ کر گھڑتے ہیں تاکہ ان کو گناہ کرتے ہوئے شرم دامن گیر نہ ہو- رسولوں پر تو ان کی ایسی بیہودہ گوئی کا کوئی اثر نہیں کیونکہ رسولوں کے ذمہ صرف یہی فرض ہے کہ خدا کے احکام واضح لفظوں میں پہنچادیں اور بس اسی اصول سے ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے تھے کہ لوگوں سے کہو اللہ کی عبادت کرو اور ماسوا اللہ کی عبادت سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت کی یعنی توفیق خیر عنایت کی کہ وہ تابع فرمان ہو گئے اور بعض کو گمراہی چمٹ گئی- کیوں چمٹ گئی اس لئے کہ وہ حق سے بضد پیش آتے تھے- پس تم زمین پر پھر کر دیکھو- کہ نبیوں کے جھٹلانے والوں کا انجام کیسا بد ہوا- اصل یہ ہے کہ جب آدمی ضد پر ہو بیٹھے تو کوئی بات اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی یہی وجہ ہے-

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾

اگر تو ان کی ہدایت کی خواہش بھی کرے تو اللہ جس کو گمراہ کرچکے اس کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا

اور سخت قسمیں اللہ کے نام کی کھاچکے ہیں کہ اللہ مرے ہوؤں کو کبھی نہ اٹھائے گا کیوں نہیں اس بات کا اس نے سچا وعدہ

وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَ لِیَعْلَمَ

کیا ہوا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں۔ تاکہ جن باتوں میں لوگ مختلف ہیں ان کو بیان کرکے بتلادے اور تاکہ

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ

کافروں کو یقین ہو جائے کہ بیشک وہ جھوٹے تھے۔ ہم جب کسی کام کو کرنا چاہیں تو بس ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا

كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی

پس وہ ہو جاتا ہے۔ جو لوگ مظلوم ہونے کے بعد اپنے وطن چھوڑ دیتے ہیں ہم ان کو دنیا میں اچھی جگہ

الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ ان کو کچھ بھی خبر ہوتی۔

کہ اگر تو ان کی ہدایت کی خواہش بھی کرے تو بھی ہدایت پر نہ آویں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کر چکے۔ یعنی جس کی ضد اور شرارت کی وجہ سے اس کو زندہ درگاہ کر دے اس کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا اس سے زیادہ شرارت اور ضد کیا ہوگی کہ بلاوجہ بے سوچ کلام الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور سخت سخت قسمیں اللہ کے نام کی کھاچکے ہیں کہ اللہ مرے ہوؤں کو کبھی نہ اٹھائے گا اور نہ ہی کسی نیک و بد پر جزاسزا ملے گی۔ کیوں نہیں ضرور اٹھائے گا اس بات کا اس نے سچا وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں نیک و بد کاموں پر جزاوسزا ضرور دوں گا لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ خدا کی جناب میں یہ بے انصافی کیونکر ہو سکتی ہے کہ نیک و بد مر کر سب یکساں ہو جائیں پس یقیناً جانو کہ وہ ضرور اٹھائے گا تاکہ جن شرعی باتوں میں لوگ مختلف ہیں ان کو بیان کرکے بتلادے یعنی ایمانداروں کو نیک عوض دے اور کافروں کو سزا۔ تاکہ کافروں کو یقین ہو جائے کہ بے شک وہ جھوٹے تھے۔ کیونکہ زبانی سمجھانے سے تو کچھ نہ ہوتا عملی ثبوت جب تک نہ ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوا کرتا اور ان کو جو یہ شبہات ہو رہے ہیں کہ مر کر کسی طرح زندہ ہوں گے یہ تو سب فضول ہیں ہم جب کسی کام کو کرنا چاہیں تو بس ہمارا اتنا ہی کہنا اس کے لئے کافی ہوتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ مجال نہیں کہ تخلف کرے جن لوگوں نے اس امر پر غور کی ہے اور خدا کی قدرت اور عظمت کا اثر اپنے دل پر جمایا ہے وہ تو فوراً مان جاتے ہیں چاہے مخلوق سے ان کو کتنے ہی صدمات پہنچیں۔ مگر وہ اپنی بات پر جمے رہتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ ٹل جائیں ایسوں کی خدا بھی مدد کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ظالموں سے تنگ آکر مظلوم ہونے کے بعد محض دین کی حفاظت کو اپنے وطن مالوف چھوڑ دیتے ہیں ہم (خدا) ان کو دنیا میں اچھی جگہ[1] دینگے اور آخرت کا اجر اور ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ انکو کچھ بھی خبر ہوتی

[1] جیسے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی فافهم واعن من الغافلین تفصیل مقام آخر

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

جو لوگ تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے مردوں ہی کو رسول کر کے بھیجا ہے

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَ

جن کو ہم وحی کیا کرتے تھے تمہیں اگر علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو۔ کھلے کھلے نشان اور واضح مسائل لے کر آتے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾ اَفَاَمِنَ

رہے اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات اس لئے اتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے اترا ہے تو اس کو واضح کر کے بیان کرے

الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

کہ وہ اس میں فکر کریں۔ کیا بدکار لوگ اس امر سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آئے کہ ان کو

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى

خبر بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے یا ان کو ڈرا ڈرا کر پکڑے۔ یہ لوگ اس کو کسی امر میں عاجز نہیں کر سکتے۔

کون وطن کو چھوڑتے ہیں؟ جو تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں نہ کسی اور پر اسی سے مانگتے ہیں اسی سے لیتے ہیں سچ پوچھو تو یہی لوگ "خلاصہ البریۃ" ہیں یہی مایہ نازو دنیا ہیں۔ ان ہی سے دنیا کی بقا ہے ان کے سوا باقی لوگ تو سب کے سب فضول[1] ہیں ایسے فضول لوگوں کی پہچان ہمیشہ فضول گوئی ہے جیسے یہ تیرے مخاطب کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول آدمی نہیں ہونے چاہئیں یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کی نہ تو دلیل عقلی ساعدت کرتی ہے اور نہ واقعات گزشتہ کی تاریخ۔ کیونکہ ہم نے تجھ سے پہلے نبی آدم میں سے مردوں ہی کو رسول کر کے بھیجا ہے جن کو ہم وحی کیا کرتے تھے۔ مکہ والو تمہیں اگر یہ واقعات بھول گئے ہوں یا علم نہ ہو تو ان واقعات کو یاد رکھنے والے عملداروں یہودیوں اور عیسائیوں سے پوچھ لو جو ہمیشہ پیغمبروں کے حالات جس قدر ان کے پاس ہیں پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں وہ باوجود ہماری مخالفت کے تم سے صاف کہہ دیں گے کہ بے شک اللہ کے نبی ہمیشہ سے آدمی ہی ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہمیشہ رسول کھلے کھلے نشان اور واضح مسائل لے کر آتے رہے جیسا تو آیا ہے۔ اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات قرآن کی تعلیم بھی اسی لئے اتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے اترا ہے تو اس واضح کر کے بیان کر دے کہ وہ بعد بیان ہو جانے کے اس میں فکر کریں۔ اور نتیجہ پاویں کیوں کہ تو قرآن کا صرف مبلغ ہی نہیں بلکہ شارح اور مفسر بھی ہے کیا پھر قرآن سن کر بھی بدکار لوگ اس امر سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آئے کہ ان کو خبر بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے صحیح سلامت پکڑ لے یا ان کو ڈرا ڈرا کر پکڑے کہ پہلے کچھ تھوڑی سی تکلیف پہنچائی پھر اس سے زیادہ۔ غرض وہ سب کر سکتا ہے۔

[1] یہ اہل حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ دنیا میں آدمی عالم یا متعلم ہیں۔ باقی سب فضول

تَخَوُّفٍ ۚ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے- کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور وہ خود ذلیل ہوتی ہیں- اور جو چیزیں

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

آسمان اور زمین میں ہیں اور فرشتے سب اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے-

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ۩ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

اپنے رب سے جو ان پر حاکم ہے ڈرتے ہیں اور جس بات کا ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں- اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ متعدد

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

معبود نہ بناؤ حقیقی معبود بس ایک ہی ہے پس مجھ (خدا) ہی سے ڈرو- جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں

وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾

ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی بندگی دائمی ہے تو کیا پھر تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟

یہ لوگ اس کو کسی امر میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ کسی تھکا سکتے ہیں- پھر جو باوجود قدرت کاملہ کے دنیا میں ان سے مواخذہ نہیں کرتا تو اس لئے نہیں کرتا کہ تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے اس کے رحم کی کوئی حد نہیں جس پر وہ رحم کرنا چاہے کوئی اسے روک نہیں سکتا اصل میں اس کی مہربانی اور رحم کا نتیجہ ہے کہ بقول

"کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"

ان کی شرارتیں اور گستاخیاں اسی وجہ سے ہیں کہ وہ ان کو جلدی پکڑتا نہیں ورنہ کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ کہ ان کے سائے کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف کو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور خود بخود فرمان الٰہی کے آگے ذلیل اور فرمانبردار ہوتی ہیں۔ مجال نہیں کہ قہری فرمان الٰہی کو کوئی روک سکے کیسی ہی سخت اور بیجان چیز کیوں نہ ہو جب خدائی حکم اس کو پہنچتا ہے فوراً اس کے لئے مستعد ہو جاتی ہے اور نہیں دیکھتے کہ جو چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں وہ اور فرشتے سب کے سب اللہ کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرنے میں وہ کسی طرح کا تکبر نہیں کرتے- اپنے رب سے جو ان پر حاکم ہے ڈرتے ہیں اور جس بات کا ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اس لئے تو خدا ان سے راضی ہے تم بھی اگر اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کی فرمانبرداری کرو پس سنو اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ متعدد معبود نہ بنائیو کیونکہ حقیقی معبود بس ایک ہی ہے پس مجھ (خدا) ہی سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم کامیاب ہو۔ تم نہ سمجھو کہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری سے کچھ اس کا فائدہ ہے۔ نہیں اس لئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کا ہے اسی نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہی فنا کر دیتا ہے اور کر دے گا اور اسی کی بندگی دائمی ہے۔ اس کے سوا جن لوگوں نے خدائی کا ڈنکہ بجایا چند ہی روز بعد لوگوں کو بلکہ خود ان کو بھی اپنی غلطی معلوم ہو گئی آخر جب خدا کی پکڑ میں آئے تو لگے خدا خدا پکارنے پس جب آخر کار اسی سے مطلب ہے تو کیا پھر اب صحت اور سلامتی کے وقت تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو کہ ہائے اگر ان کے نام کی نذر نیاز نہ لگے تو وہ نقصان نہ پہنچاویں گے یا کوئی نعمت ہم سے چھین لیں گے

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ۝ ثُمَّ

جتنی کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب اللہ کے ہاں سے ہیں اور جب تم کو کوئی سخت تکلیف پہنچتی ہے تو پھر بھی اسی کی طرف بلبلاتے ہوئے آتے ہو-

إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا

پھر جب وہ اس تکلیف کو تم سے دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تو تم میں سے اسی دم اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں- تاکہ ہماری دی ہوئی نعمت کی

آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا

ناشکری کریں پس زندگی گزار لو آخر جان لو گے- اور جن چیزوں کو نہیں جانتے ان کے لئے ہمارے دیے میں

رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ

سے حصے مقرر کرتے ہیں اللہ کی قسم اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا- اور اللہ کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ

سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا

پاک ہیں اور ان کے لئے جو چاہیں گے- جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے تولد ہونے کی خبر ملتی ہے تو رنج سے منہ تو اس کا کالا

وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ

ہو جاتا ہے- اور غصہ سے زہر کے گھونٹ پیتا ہے بیٹی کے رنج کے مارے برادری سے چھپا چھپا پھرتا ہے کہ آیا باوجود اس ذلت کے

هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

زندہ رکھ لوں یا زندہ درگور کردوں- دیکھو تو ان لوگوں کی کیا ہی بری سمجھ ہے

سنو جتنی کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب کی سب اللہ کے ہاں سے ہیں اور جب تم کو کوئی سخت تکلیف پہنچتی ہے تو پھر بھی اسی کی طرف چلاتے ہو اور بلبلاتے ہوئے آتے ہو اور کہتے ہو ہاں مولا ہماری یہ تکلیف دور کردے پھر جب وہ اپنی مہربانی سے اس تکلیف کو تم سے دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تو تم میں سے اسی دم اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو غیروں کی طرف نسبت کرتے ہیں خدا اگر اولاد دیتا ہے تو اس کا نام ایسا رکھتے ہیں جس سے شرک مفہوم ہے جیسے میراں بخش۔ پیر بخش۔ نبی بخش۔ مدار بخش۔ پیراں دتا۔ دیوی دتا۔ وغیرہ مطلب یہ کہ کسی طرح ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اچھا تو پس چندروزہ زندگی گزار لو۔ آخر جان لوگے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی اور ان کی جہالت سنو کہ جن چیزوں کی ماہیت کو بھی نہیں جانتے' انکے لئے ہمارے دیئے میں سے حصے مقرر کرتے ہیں مثلاً کھیتی ہم پیدا کرتے ہیں اور یہ نادان اسی میں سے اپنے باطل معبودوں کے حصے مقرر کر لیتے ہیں کہ اتنا حصہ فلاں بت کا اور اتنا فلاں قبر والے کا سواللہ کی قسم اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا اور ان کی بیہودہ گوئی سنو کہ اللہ کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے کیا خدا کی بیٹیاں اور ان کے لئے وہ جو چاہیں ؟ من مانے بیٹے حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے تولد ہونے کی خبر ملتی ہے تو رنج سے منہ تو اس کا کالا ہو جاتا ہے اور غصہ سے زہر کے گھونٹ پیتا ہے بیٹی کی خبر کے رنج کے مارے برادری سے چھپتا چھپتا پھرتا ہے اور دل میں منصوبے بناتا ہے اور سوچا کرتا ہے کہ آیا باوجود اس ذلت اور خواری کے جو اس لڑکی ہونے سے مجھ پر آئی ہے اس کو زندہ رکھ لوں یا زمین میں زندہ درگور کردوں- سنتے ہو لڑکی کو ایسا برا جانتے ہیں پھر اور لڑکیاں خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں دیکھو تو ان لوگوں کی کیا ہی بری سمجھ ہے جس سمجھ سے یہ امر تجویز کرتے ہیں- پھر ایسی عقل پر جو آدمی اتنا بھی نہ سوچے کہ خداوند تعالیٰ جو میرا مالک ہے میں اسکی نسبت کیا عقیدہ اور خیال رکھتا ہوں-

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

آخرت کے منکروں کی بہت ہی بری تمثیل ہے اور اللہ کی تمثیل تو سب سے بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ غالب بڑی

الْحَكِيْمُ ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ

حکمت والا ہے- اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑتا تو دنیا پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر وقت تک ان کو

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

مہلت دیتا ہے پس جب ان کی اجل آپہنچے گی تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ

يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

آگے بڑھ سکیں گے- اور خدا کے حق میں ایسی چیزیں نسبت کرتے ہیں جن کو اپنے لیے مکروہ جانتے ہیں اور اپنی زبان سے

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ

جھوٹ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے بھلائی ہے کچھ شک نہیں آخرت میں ان کے لئے آگ ہے اور ان کو زیادہ عذاب کیا جائے گا- واللہ ہم نے تجھ سے

اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

پہلے کئی ایک قوموں کی طرف رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے

سچ ہے کہ آخرت کے منکروں کی بہت ہی بری کہاوت اور تمثیل ہے واقع میں گدھوں اور کتوں سے بھی بدتر ہیں اور اللہ کی تمثیل تو سب سے بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ سچ جانو اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑتا تو دنیا پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا- بنی آدم کو تو اس لیے کہ وہ خود بدکار تھے' حیوانات کو اس لئے کہ ان کی زندگی انسانوں کی زندگی سے وابستہ ہے لیکن ایسا نہیں کرتا بلکہ باوجود ان کی شرارتوں کے ایک وقت مقرر تک ان کو مہلت دیتا ہے پس جب ان کو اجل آپہنچے گی تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے یعنی نہ تو اجل آئے زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ بغیر آئے مر سکتے ہیں اور سنو خدا کے حق میں ایسی چیزیں نسبت کرتے ہیں جن کو اپنے لئے مکروہ جانتے ہیں بایں ہمہ نجات[1] کی امید رکھتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹ کہتے ہیں کہ آخرت میں ہمارے لئے بھلائی ہے- کچھ شک نہیں کہ آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے اور یقین جانو کہ دوزخ میں ان کو اوروں سے زیادہ عذاب کیا جاوے گا کیونکہ انہوں نے سید الانبیاء کو پایا تاہم انکاری رہے۔ واللہ یعنی ہم (خدا) کو اپنی ذات ستودہ صفات کی قسم ہے ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک قوموں کی طرف رسول بھیجے کہ لوگوں کو راہ راست پر لائیں اور بھولے ہوئے بندوں کو مالک کے دروازہ پر لا جھکاویں مگر پھر بھی شیطان نے ان کے بداعمال جو وہ رسولوں کے آنے سے پہلے کرتے تھے۔ وہی ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے یہ نہ سمجھو کہ شیطان خدا کی تدبیر اور خواہش پر غالب آگیا کہ خدا نے تو ان کی ہدایت چاہی مگر شیطان نے ان کو گمراہ ہی رکھا- ایسا نہیں خدا کا چاہنا کئی طرح سے ہے اختیاری اور قہری۔ قہری یعنی جس کام کے متعلق اس کا یہ ارادہ ہو کہ ہونا چاہئے وہ تو ضروری ہو کر رہے گا۔ مجال نہیں کہ اس میں تخلف ہو اور جو کام اختیاری اور بندوں کے اختیار پر چھوڑے ایسے کاموں کو بندے اگر کریں تو اجر پاتے ہیں اور اگر نہ کریں تو مستوجب سزا ہوتے ہیں-

[1] عرب میں مختلف اقوام تھیں بعض آخرت کی منکر اور بعض قائل تھیں-

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا

پس وہی اس دن ان کا قریبی ہوگا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی۔ ہم نے تجھ پر یہ کتاب اسی لیے اتاری ہے کہ تو

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۶۴﴾ وَاللَّهُ

لوگوں کے اختلافی امور کا بیان واضح طور سے کردے اور ایمانداروں کے لئے رحمت اور ہدایت ہے۔ اور اللہ

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو بعد خشک ہو جانے کے تازہ کردیتا ہے جو لوگ سنتے ہیں ان کے لئے اس میں

لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۶۵﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ

دلیل ہے۔ اور چارپاؤں میں تمہارے نصیحت ہے کہ ہم ان کے پیٹ سے

مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿۶۶﴾

گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے نہایت آسانی سے پی جاتے ہیں

جیسے قتل وغارت چوری زنا جھوٹ وغیرہ بدکاری کرنے سے خدا تعالیٰ منع کرتا ہے۔ لیکن ایسا منع نہیں جیسا افعال قہر پر منع کرتا ہے۔ بلکہ اختیاری طور سے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اکثر ایسے افعال شنیعہ لوگ کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح شیطان نے ان پر غلبہ پایا تھا پس وہی اس دن یعنی قیامت کے روز ان کا قریبی ہوگا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لئے اتاری ہے کہ مذہبی امور میں تو لوگوں کے اختلافی امور کا بیان واضح طور سے کردے۔ یعنی دنیا کی قومیں جو نجات کے مسئلہ میں باہمی مختلف ہیں ان کو ایک سیدھی شاہراہ پر لا اور بتلا دے کہ بغیر لا الہ الا اللہ یعنی سچی توحید اور نیک اعمال کے نجات نہ ہوگی نہ کوئی کسی کا کفارہ ہوگا نہ بغیر مواخذہ کوئی چھوٹ سکے گا۔ اور یہ کتاب ایمانداروں کے لئے جو اس کی ہدایت کے مطابق نیک اخلاق و نیک اعمال کرتے ہیں رحمت اور ہدایت ہے۔ اس کتاب کے نزول سے اہل عرب حیران کیوں ہوتے ہیں اور تعجب کیوں کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کی حکمت کاملہ کا تقاضا ہے کہ جب روحانیت لوگوں میں کمزور ہو جاتی ہے تو اس کے تازہ کرنے کو اللہ اپنے کامل بندے کو پیدا کر دیتا ہے۔ پھر جس درجے کمزوری ہوتی ہے اسی درجہ وہ مامور بندہ قوت پاکر آتا ہے۔ اس زمانہ (نزول قرآن کے وقت) چونکہ حد سے زیادہ خشکی اور کمزوری ہو رہی ہے۔ ایسی کہ جن لوگوں میں پہلے الہام کی تازگی تھی وہ خود ہی نیم مردہ بلکہ مردہ پرستی اور تثلیثی ایمان سے بالکل مردہ ہو چکے ہیں۔ اس لیے تیرے جیسا شاہ زور رسول بلکہ سید الرسل علیہم السلام کا اور قرآن جیسی پاک کتاب کا جو تمام مذاہب کے بیہودہ خیالات کو اصلاح پر شامل ہے۔ اس کام کے لئے آنا ضروری تھا جو لوگ دل کے کان لگا کر سنتے ہیں۔ ان کے لئے اس مذکور میں دلیل مل جاتی ہے۔ کہ وہ ظاہر نظام عالم پر غور کر کے نصیحت پا جاتے ہیں اور سنو اگر تم نصیحت چاہو تو ہر چیز سے تم کو نصیحت مل سکتی ہے۔ دیکھو چارپاؤں میں تمہارے لئے کیسی نصیحت ہے کہ ہم ان کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے نہایت آسانی سے پی جاتے ہیں کسی طرح کی تکلیف یا بدمزگی نہیں ہوتی۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ
اور کھجوروں اور انگوروں سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ غذا جو لوگ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ
عقل رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں ہدایت کی دلیل ہے- اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہوا ہے کہ پہاڑوں

الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ
اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر رہنے کو گھر بنا لیا کر- پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھالیا کر اور اپنے

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ
پروردگار کے راستوں پر جو آسان کیے گئے ہیں چلا کر اس کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڢ وَمِنْكُمْ مَّنْ
کچھ شک نہیں کہ فکر کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں دلیل ہے- اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر وہی تم کو فوت کرتا ہے بعض تم میں سے

يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ
نکمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہیں جانتے- اللہ ہی دائم علم والا بڑا صاحب قدرت ہے اور اللہ ہی نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ
تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے

ع ۵ ۱۵

اور کھجوروں اور انگوروں سے تم شراب بناتے ہو تو اس کے بنانے پر خدا راضی نہیں خصوصاً اس کے پینے کی تو تم کو کسی حال میں بھی اجازت نہیں تاہم اس میں تو شک نہیں کہ یہ بھی اس کی دی ہوئی نعمت ہے جس کو تم لوگ بگاڑ کر اس کی مرضی کے خلاف برتتے ہو اور اس کے علاوہ عمدہ قسم کی غذا بنا کر بھی اسے کھاتے ہو۔ جو لوگ رکھتے ہیں نہ صرف رکھتے ہیں بلکہ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے اس میں ایک بہت بڑی ہدایت کی دلیل ہے اور سنو تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہوا ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر رہنے کو گھر بنالیا کرے پھر پیچھے تجھے اجازت ہے کہ ہر قسم کے پھلوں سے اپنا حصہ کھالیا کر اور اپنے پروردگار کے راستوں پر جو تیرے لئے ہر طرح سے آسان کئے گئے ہیں بلا مزاحم چلا کر چنانچہ وہ اس پر عمل کرتی ہے تو اس کے پیٹ سے پینے کے قابل شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں کوئی تو نہایت سرخ کوئی نہایت سفید۔ اس میں لوگوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ فکر کرنے والے لوگوں کے لئے اس مذکورہ میں بہت بڑی ہدایت کی دلیل ہے اور سننا چاہو تو سنو کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ پھر وہی تم کو فوت کرتا ہے بعض تم میں سے انتہائی بڑھاپے تک پہنچتے ہیں۔ ایسے کہ جاننے کے بعد کچھ نہیں جانتے ایک زمانہ ان پر وہ ہوتا ہے کہ قسم قسم کے علوم اور باریک سے باریک مسائل ان کو نوک زبان ہوتے ہیں پھر ایک وقت وہ ہوتا ہے کہ ادھر سے سنی ہوئی ادھر نہیں کہہ سکتے' حالانکہ وہی ان کا مادہ وہی ان کی روح بلکہ اس سے بھی عمدہ ان کی غذا ہو تو بھی یہ حالت ہو جاتی ہے تو بتلاؤ کیوں ہوتی ہے۔ اسی لئے کہ وہ مخلوق ہے جس کو دائم بقا ممکن نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی دائم علم والا بڑا صاحب قدرت ہے اور سنو اللہ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے ایک آقا ہے تو دوسرا نوکر ہے ایک مالک ہے تو دوسرا غلام ہے۔

فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ ؕ

پھر جن کو برتری ملی ہے وہ اپنے غلاموں کو اپنا مال دے کر اختیار میں ان سے برابر نہیں ہو جاتے تو کیا

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ

پھر خدا کی نعمت کی بے قدری کرتے ہو اور اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری

لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِیْنَ وَ حَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تم کو پاکیزہ رزق دیا- تو کیا بے ثبوت بات کو

یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں- اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے

یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا

لئے اوپر سے اور زمین سے دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں اور نہ ہی قدرت پا سکتے ہیں- پس تم

تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اللہ کے حق میں تمثیلات نہ گھڑا کرو اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے اور تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں- اللہ خود ایک غلام مملوک کی مثال

عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

بتلاتا ہے جس کو کسی امر پر قدرت نہیں اور جس کو ہم (خدا) نے محض اپنے فضل سے عمدہ روزی دے رکھی ہے

جن کو برتری ملی ہے وہ اپنے غلاموں کو اپنا مال دے کر اختیار میں ان سے برابر نہیں ہو جاتے ہیں۔ جب مخلوق کا یہ حال ہے کہ ماتحت کو اپنے مساوی دیکھنا اس کی غیرت تقاضا نہیں کرتی تو کیا پھر خدا کے بندوں کو اس کے مساوی الاختیار جان کر اس کی نعمت کی' جو اس نے تمہارے کل اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے تھے اور کسی مخلوق کے سپرد نہیں کئے تھے کہ بات بات پر بگڑ کر تم کو تنگ کرتا' بے قدری کرتے ہو۔ بجائے شکر کے ناشکر ہوتے ہو کہ اس کے بندوں سے وہ حاجات مانگتے ہو جو اس سے مانگنی چاہئے تھیں اور سنو اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو پاکیزہ اور لذیذ طعاموں سے رزق دیا پھر جو لوگ ایسے مالک الملک' سب کچھ دینے والے کو چھوڑ کر اس کے عاجز بندوں کی طرف جھکتے ہیں تو کیا ہے؟ بے ثبوت بات کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں ان کی جہالت صرف یہی تو نہیں اور سنو اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے لئے اوپر سے بذریعہ بارش اور زمین سے بذریعہ رزق دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں اور نہ ہی قدرت پا سکتے ہیں یعنی ممکن نہیں اور دائرہ امکان سے خارج ہے کہ مخلوق کو خالق کے سے اختیارات حاصل ہو جائیں پس تم اللہ کے حق میں تمثیلات نہ گھڑا کرو کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں نے اپنا کاروبار اپنے ماتحتوں میں بانٹا ہوتا ہے اسی طرح خدا نے بھی اپنے بندوں کو تھوڑا تھوڑا سا اختیار دنیا کے انتظام کو دے رکھا ہے۔ حقیقتاً یہ خیال کرنا خدا کی عدم معرفت پر مبنی ہے۔ خدا کی ذات اور صفات کے متعلق جو کچھ تمہیں بتلایا جاوے وہی خیال رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے اور تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں- پھر اس جہالت سے خدا کی ذات اور صفات کے متعلق کچھ غلط خیال جما بیٹھو گے تو اسکا وبال اٹھاؤ گے- اگر ٹھیک اور سچی مثال سنی چاہو تو سنو اللہ خود تمہارے سمجھانے کو ایک غلام مملوک کی مثال بتاتا ہے جسکو کسی امر پر قدرت نہیں اور ایک ایسا ہے جس کو ہم (خدا) نے محض اپنے فضل سے عمدہ با فراغت روزی بھی دے رکھی ہے

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پس وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں قسم برابر ہیں؟ سب تعریفیں خدا ہی سے مخصوص ہیں لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ

اور اللہ آدمیوں کی تمثیل بتلاتا ہے ایک تو ان میں سے گونگا ہے کسی بات کی اسے قدرت نہیں اور وہ اپنے مالک کے حق میں

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ

بار خاطر ہو رہا ہے جہاں کہیں بھی اسے بھیجتا ہے خیر سے واپس نہیں آتا کیا یہ اور جو شخص عدل کی راہ بتلاتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے راہ پر ہے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ۧ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

یہ دونوں برابر ہیں؟ اور آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور قیامت کی حقیقت ایک آنکھ کی جھمک جیسی ہے بلکہ

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ

اس سے بھی خفیف اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے

اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

نکالا ہے کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تم میں کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں تاکہ تم

پس وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں قسم (غلام اور بااختیار مالک) حیثیت میں برابر ہیں؟ کبھی نہیں پس یقیناً جانو کہ سب تعریفیں خدا ہی سے مخصوص ہیں۔ اس کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی کو نیک و بد کا اختیار نہیں ہے۔ اصل بات تو یہ ہے لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں سمجھتے نہیں بلکہ سمجھانے والوں سے بگڑ بیٹھتے ہیں اور سنو جس طرح یہ مثال خدا کی کمال قدرت اور بندوں کی کمال عجز کی تم نے سنی ہے اسی طرح اللہ تمہارے سمجھانے کو نیک و بد کی تمیز بتلانے کو دو آدمیوں کی تمثیل بتلاتا ہے ایک تو ان میں سے گونگا ہے کسی بات کے انجام دینے کی اسے قدرت نہیں اور وہ ایسا نالائق ہے کہ اپنے مالک کے حق میں بار خاطر ہو رہا ہے جہاں کہیں بھی اسے بھیجتا ہے خیر اور فائدے سے واپس نہیں آتا تو کیا یہ نالائق اور جو شخص لوگوں کو عدل و انصاف کی راہ بتلاتا ہے اور خود بھی سیدھی راہ پر ہے یعنی اپنے کہے پر کاربند ہے یہ دونوں عزت اور شرف میں برابر ہیں پس یہ مثال اللہ کے نیک بندوں موحدوں کی اور بدکاروں مشرکوں فساق و فجار کی ہے۔ لیکن جس طرح ان دونوں کی قدر و منزلت مالک کے نزدیک یکساں نہیں اسی طرح اللہ کے نزدیک نیک اور بد بندوں کی ایک سی عزت نہیں۔ مگر دنیا کے لوگ تو صرف ظاہر بین ہوتے ہیں جس کی ظاہری سج سجاوٹ دیکھتے ہیں اسی کی تعریف کرنے لگ جاتے ہیں اور اللہ تو پوشیدہ اسرار اور دلی اخلاص پر مطلع ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔ وہی ان کو جانتا ہے جس قدر مخلوق کو وہ بتلاتا ہے اسی قدر وہ جان سکتے ہیں اور اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں قیامت یعنی حشر اجساد جس کا تصور کرنے ہی سے یہ لوگ گھبراتے اور سٹپٹاتے ہیں اس کی حقیقت اس کے نزدیک اس سے زائد نہیں کہ وہ صرف ایک آنکھ کی جھمک جیسی ہے بلکہ اس سے بھی خفیف تر۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے جو کام کرنا چاہے کوئی امر اسے مانع نہیں ہو سکتا اور سنو اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسے حال میں نکالا ہے کہ تم اس حال میں کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تم میں کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم ان

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ

شکر کرو۔ کیا یہ پرندوں کو آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے نہیں دیکھتے بغیر خدا کے انہیں کوئی نہیں روک سکتا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ

کچھ شک نہیں کہ ایمانداروں کے لئے اس میں کئی ایک نشان ہیں۔ اور تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ بنایا اور

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ

چارپاؤں کے چمڑوں سے تمہارے لیے گھر بنائے جو کوچ اور اقامت کے وقت تم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

اور چارپاؤں کی اون اور روؤں اور بالوں سے تمہارے لئے سامان اور ایک وقت تک تمہارے گزارے کی صورت بنادی ہے۔ اور اللہ ہی نے

لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ

تمہارے لیے اپنی مخلوق سے سایہ دار چیزیں بنائی ہیں اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ہے اور اسی نے تمہارے لیے لباس

الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

پیدا کیا ہے جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے اور ایک دوسری قسم کا لباس جو تم کو لڑائی سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے گا تاکہ تم فرمانبردار بنے رہو

ذرائع سے خدا کی نعمتوں کو پاؤ اور شکر کرو کیا یہ نالائق نظام عالم پر غور نہیں کرتے اور پرندوں کو آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے نہیں دیکھتے جو اس نتیجہ پر پہنچیں کہ بغیر خدا کے اس طرح ان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ کچھ شک نہیں کہ ایمان داروں کے لئے اس مذکور میں کئی ایک نشان مل سکتے ہیں وہ اس بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ

"کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں"

اور سنو تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ بنایا کیونکہ اس کے پیدا کردہ اسباب سے بناتے ہو بلکہ غور کرو تو ڈھب بھی تم کو اسی نے سکھایا ہے جب کہ تمہاری پیدائش بے علمی کی حالت میں ہوتی ہے تو آخر یہ علم تم کو یا تمہارے بڑوں کو کہاں سے آیا۔ اور چارپایوں کے چمڑے سے تمہارے لئے ایسے گھر یعنی خیمے بنائے ہیں جو سفر میں کوچ اور اقامت کے وقت تم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور تم نہایت آسانی سے ان کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لے جاتے ہو اور چارپایوں کی اون اور روؤں اور لمبے لمبے بالوں سے تمہارے لئے بہت سے سامان اور بذریعہ تجارت ایک وقت میں یعنی دنیا کی انتہا تک تمہارے گزارہ کی صورت بنادی ہے اور سنو) اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی مخلوق سے سایہ دار چیزیں بنائی ہیں جن کے سائے کے تلے تم بوقت ضرورت آرام پاتے ہو اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ یعنی غاریں بنائی ہیں اور اسی نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے۔ جو تم کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچاتا ہے اور ایک دوسری قسم کا لباس یعنی لوہے کی زرہیں اور خود وغیرہ جو تم کو لڑائی میں ضربات سے محفوظ رکھتا ہے یعنی یہ ظاہری انعام واکرام تم پر اسی نے کئے ہوئے ہیں اسی طرح باطنی طور پر بھی وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے گا کہ تم اس کے پورے پورے فرمانبردار بنے رہو یہ تعلیم اور احسان خداوندی کا ذکر' ان کو صاف صاف اور کھلے لفظوں میں سنادے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ صرف واضح کرکے پہنچا دینا ہے۔ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر انکار کر جاتے ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

اور اکثر تو ان میں صریح کافر ہیں۔ اور جس دن ہم ایک جماعت سے ایک ایک کو گواہ قائم کریں گے پھر کافروں کو اجازت نہ ہوگی

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا

اور نہ ان کی تکلیف رفع کی جائے گی۔ اور ظالم جب دیکھیں گے تو ان کے

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا

عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ اور مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں تو کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

اے ہمارے مولا یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے تو وہ لوگ ان کو جواب دیں گے کہ کچھ شک نہیں

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

کہ تم جھوٹے تھے۔ مشرک خدا کے آگے اس دن اظہار اخلاص کریں گے اور جو کچھ دنیا میں بہتان باندھتے تھے وہ ان کو سب بھول جائیں گے۔

پھر اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو تیرا کوئی حرج نہیں کیونکہ تیرے ذمہ صرف واضح کر کے پہنچا دینا ہے اور بس یہ تو ایسے نالائق ہیں کہ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں وقتاً فوقتاً اقرار بھی کرتے ہیں پھر باوجود اقرار کے انکار کر جاتے ہیں یعنی ان ہی نعمتوں کو غیر خدا کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اور اکثر تو ان میں صریح کافر ہیں۔ ایسے کہ اپنے کفر اور انکار کا خم ٹھوک کر اقرار کرتے ہیں۔ اس انکار کا وبال اس دنیا میں بھی اٹھائیں گے اور جس دن ہم ہر ایک جماعت سے ایک ایک گواہ یعنی اس امت کا نبی اور ہر[1] زمانہ اور شہر یا محلے کے علماء و صلحا جو لوگوں کا حال بچشم خود ملاحظہ کرتے ہوں گے' قائم کریں گے پھر کافروں کو معذرت کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان کی تکلیف رفع کی جائے گی۔ مختصر یہ کہ ان میں حق حق فیصلہ کیا جاوے گا اور ظالم جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے تو سخت گھبرائیں گے مگر ان کی گھبراہٹ سے ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کی مہلت ملے گی بلکہ فوراً پکڑے جاویں گے اور مشرک جب اپنے مصنوعی شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے مولا! یہ ہمارے بنائے ہوئے شریک ہیں جن کو ہم حاجت بر آری کے لئے تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ جو کچھ تجھ سے مانگنا چاہئے تھا ان سے ہم مانگتے تھے گو تیری الوہیت کے بھی قائل تھے مگر ان کو بھی حاجت روا جانتے تھے ان کے نام کے دہائی دیتے تھے۔ ان کے نام پر خیرات کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو ان سے منسوب کرتے تھے گویا انہوں نے دی ہے جیسے پیراں دتہ۔ دیوی دتہ۔ وغیرہ۔ غرض یہ کہ معمولی روزمرہ کی حاجتیں ہم انہی سے طلب کرتے تھے۔ تو وہ لوگ جن کی طرف مشرک اشارہ کریں گے۔ چونکہ ان بزرگوں نے ان مشرکوں کو یہ تعلیم نہیں کی ہوئی فوراً ان کو جواب دیں گے کہ کچھ شک نہیں تم اس امر میں سراسر جھوٹے تھے۔ کیوں مخلوق کو خالق سے برابر کرتے تھے۔ مشرک یہ معقول جواب سن کر فوراً خدا کے آگے اس دن اظہار اخلاص کریں گے کہ ہم تو تیرے ہی بندے ہیں تو جو چاہے ہم سے کر۔ تیرے سوا ہمارے کوئی نہیں جس سے ہم فریاد کریں اور جو کچھ دنیا میں بہتان باندھتے تھے وہ ان کو سب بھول جائیں گے۔

---

[1] وجیئی بالنبیین والشہدا کی طرف اشارہ ہے

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا

جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور اللہ کی راہ سے روکا ہوگا ان کے فساد کی وجہ سے ہم ان کو عذاب پر عذاب بڑھاتے

كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

جائیں گے- اور جس روز ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک گواہ کھڑا کر دیں گے اور تجھ کو بھی ان

وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى

مشرکوں پر گواہ بناکر لائیں گے- اور ہم (خدا) نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا بیان کرتی ہے اور

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی

مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے- اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان کرنے کا اور قرابت داروں کو

الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا

دینے کا اور بے حیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے تم کو وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ- اور

بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ

اللہ کے نام سے جب تم عہد و پیمان کرو تو پورے کیا کرو اور قسموں کو بعد تاکید مزید کرنے کے نہ توڑا کرو حالانکہ اللہ کو تم نے اپنا ضامن ٹھہرایا ہوتا

پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا ہوگا جیسے آج کل ہمارے زمانہ کے پادری اور پنڈت ان کے فساد اور بدکاریوں کی وجہ سے ہم ان کو عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے پس تو ان کو یہ خبر سنا اور اس روز کے واقعات بھی سنا جس روز ہم ایک جماعت میں سے ایک سے ایک گواہ ان کے مخالف کھڑا کریں گے اور تجھ کو بھی ان مشرکوں پر گواہ بنا کر لاویں گے جس قسم کی گواہی تو ان کے حق میں دے گا وہ معتبر ہوگی کیونکہ تو اللہ کا رسول ہے اور ہم (خدا) نے تجھ پر اپنی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز ضروری کا بیان کرتی ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے جو کوئی اس کی ہدایتوں پر عمل کرے گا وہ فلاح پاوے گا اور جو اس سے انکار کرے گا اپنا ہی کچھ کھوئے گا۔ اس تعلیم کا قصور نہیں تعلیم کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اللہ تم کو ہر ایک امر میں انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اپنا معاملہ ہو یا بیگانہ خدا کی نسبت کوئی خیال یا عقیدہ ہو یا مخلوق کے ساتھ کاروبار غرض ہر ایک امر میں عدل کرو عدل کے معنی بھی سن کو کہ وضع الشئی فی محله یعنی ہر ایک شئے کو اصل ٹھکانہ پر رکھنے کا نام عدل ہے جو کچھ کسی کے حق حقوق ہیں ان کو پورا پورا ادا کرنا عدل ہے پس وہ عدل کا اور ہر ایک کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو حسب مقدور دینے کا یعنی اگر کسی کے قریبی رشتہ دار تنگ ہوں اور وہ آسودہ ہو تو ان سے حسب حیثیت سلوک کرے -اور بے حیائی یعنی زنا اور متعلقات زنا اور ناجائز حرکات سے اور ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے سے منع کرتا ہے۔ اس امر کا تم کو ایسی نیک باتیں سنا کر گویا وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور اگر صاف لفظوں میں سننا چاہو تو سنو کہ اللہ کے نام سے جب تم عہد و پیمان کرو تو پورا کیا کرو اور قسموں کو کسی حال میں خصوصاً بعد تاکید مزید کرنے کے تو بالکل نہ توڑا کرو- کیسی شرم کی بات ہے کہ مضبوط عہد باندھ کر بھی توڑ دیتے ہو حالانکہ اللہ کو تم نے اپنا ضامن ٹھہرا ہوتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز اس کے خلاف نہ کریں گے۔ اس عہد شکنی میں گو تم تو ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہو اور ہر ایک اپنے آپ کو اس الزام سے بری کرتا ہے مگر خدا کے نزدیک کوئی امر

كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا

ہے اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے- اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو کاتے پیچھے اپنا سوت

مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے- تم اپنی قسموں کو فریب بازی کا ذریعہ بناتے ہیں اس لئے کہ کوئی قوم دوسروں سے

أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ

مال و دولت میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے خدا تم کو اس امر کا حکم دیتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن تم

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ

کو بتلا دے گا- اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے

وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ

اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو تم کو اس سے سوال ہوگا- اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا

دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا

بہانہ نہ بنایا کرو ورنہ مضبوط ہونے کے بعد قدم اکھڑ جائیں گے

مخفی نہیں کیونکہ اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں پس اس امر کا لحاظ رکھو اور اس دیوانی عورت کی طرح نہ بنو جو بڑی محنت سے تمام دن سوت کات کر شام کو کاتے پیچھے اپنا سوت[1] ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے یعنی ذرا سی بات پر مدتوں کی دوستی اور عہد و پیمان نہ بھول جایا کرو بقول کدو کی دوستی یکدم میں توری کیا تم اس مطلب کے لئے اپنی قسموں کو آپس میں فریب بازی کا ذریعہ بناتے ہو اس لئے کہ کوئی قوم دوسروں سے مال و دولت میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے تو تم اس سے عہد و پیمان کر کے ان کے حلیف بن جاتے ہو اور جب گردش زمانہ سے انکے عروج میں فرق آجاتا ہے تو جھٹ سے تم دوسروں سے خواہ ان کے دشمن ہی ہوں دوستی کے عہد و پیمان کر لیتے ہو- سنو اور دل لگا کر سنو خدا تم کو اس امر کا حکم دیتا ہے کہ اپنے معاہدوں کو پورا کرو اور جن باتوں میں اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن تم کو بتلا دے گا۔ اے نبی تو ان کی اس جہالت سے مضطرب نہ ہو اور سن کہ اگر خدا چاہتا تو تم سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا کیا ممکن تھا کہ اس کے چاہے کو کوئی رد کر سکتا- لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ لیکن اس کا چاہنا ظالمانہ نہیں بلکہ اس کا چاہنا اس کے قانون کا نام ہے پس جو لوگ اس کے انتظام اور قانون فطرت کے مطابق نیک راہ کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ہدایت میسر ہو جاتی ہے اور جو بد راہی پر جاتے ہیں ان کو گمراہی نصیب ہوتی ہے چنانچہ پہلے بھی کئی دفعہ بتلایا جا چکا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے تم کو سوال ہو گا کہ کیوں ایسا کام کیا اور کیوں ایسا نہ کیا پس بہتر ہے کہ تم بدکاریوں کو ابھی سے چھوڑ دو اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا بہانہ نہ بنایا کرو ورنہ مضبوط ہونے کے بعد قدم اکھڑ جائیں گے یعنی جن لوگوں سے تم نے عہد مضبوط کیا ہو گا جب وہ تمہاری اس قسم کی بد دیانتی سنیں گے تو وہ بھی پھسل جائیں گے

---

[1] یہ ایک عربی مثل ہے

وَتَذُوقُوا السُّوٓءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾

اور بوجہ اس کے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا تم کو تکلیف پہنچے گی اور آخرت میں بھی تم کو بڑا عذاب ہوگا

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

اور دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے اللہ کے نام سے وعدہ کیا ہوا نہ بدلا کرو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ سب سے اچھا ہے اگر تم کو کچھ

تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ

علم ہے- جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو ضائع ہونے کو ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو

صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن

ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے- جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے

ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم

مرد ہو یا عورت تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ان کو ان کے کاموں سے

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

بھی اچھا بدلہ دیں گے-

اور بوجہ اس کے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا تم کو دنیا ہی میں تکلیف پہنچے گی کہ تمہارا کوئی حمایتی نہ رہے گا اور آخرت میں بھی تم کو بڑا عذاب ہوگا یعنی تم جو مسلمان ہو کر کوئی برا کام بدنیتی یا شرارت کر گزرو گے تو جن لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم اور مسلمانوں کے ذاتی افعال میں تمیز نہیں تمہارے برے کاموں کو دین ہی سمجھیں گے اور ایسی بدعہدی کی وجہ سے اسلام سے نفرت کر جائیں گے اس کا وبال بھی تم پر ہوگا- پس تم ایسے کاموں سے جن سے عوام میں اسلام نفرت پھیلنے یا پھیلنے کا احتمال ہو پرہیز[1] کیا کرو اور دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے اللہ کے نام سے وعدہ کیا ہوا نہ بدلا کرو اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس تمہارا نیک اجر ہے۔ وہ سب سے بہتر اور اچھا ہے اگر تم کو کچھ علم ہے تو اس پر غور کرو- کیونکہ جو کچھ تمہارے پاس حلال یا حرام ہے وہ تو ضائع ہونے کو ہے اور جو نیک کاموں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے کبھی فنا نہ ہوگا- پس فانی کے پیچھے پڑ کر باقی کو ترک کر دینا کیا عقل کی بات ہے۔ پس تم عقل سے کام لو اور دل سے جان رکھو کہ ہم ثابت قدمی سے صبر کرنے والوں کو ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے کیوں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے- محض دنیاوی لحاظ و ملاحظہ سے نہیں بلکہ خالص ایمانداری سے نیک عمل کرے پھر وہ خواہ وہ مرد ہو یا عورت' کسی قوم کا ہو تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے جس میں وہ کسی کدورت سے مکدر اور کسی تکلیف اور بلا میں مبتلا نہ ہونگے غرض بہمہ وجوہ عافیت سے رہیں گے اور ہم ان کو محض اپنے فضل سے ان کے کاموں سے بھی اچھا بدلہ دیں گے

---

[1] چنانچہ محرم کے عشرہ میں اس قسم کی بدعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔ کہ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں مثلا باجے گاجے ذوالجناح کا مکانی اور سینہ کو مارنا جاہل عوام اسے بھی عین اسلام سمجھتے ہیں اور علمائے ربانی ہمیشہ اس قسم کی رسومات کارد کرتے رہتے ہیں

اللھم تقل مساعیھم واحسن اجرھم

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

پس تو جب قرآن پڑھنا چاہے تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ لیا کر۔ یہ جو لوگ خدا پر

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى

کامل ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کسی طرح سے زور نہیں چل سکتا۔

الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

اس کا زور تو پس انہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔ اور جب ہم کوئی حکم کسی حکم

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کے قائم مقام نازل کرتے ہیں اور خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے تو خوب معلوم ہے یہ کہنے لگتے ہیں بس تو تو مفتری ہے بلکہ بہت سے ان میں سے جانتے نہیں

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى

تو کہہ کہ اس کو تو جبرئیل نے خدا کے حکم سے سچی تعلیم کے ساتھ بھرپور اتارا ہے تاکہ ایمانداروں کو ثابت قدم کرے اور مسلمانوں کے

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ

لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ ہم (خدا) جانتے ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو ایک آدمی سکھاتا ہے

باوجود اس انعام اور اکرام کے دنیا کے لوگ جو اس طرف نہیں جھکتے ظاہری سبب اس تو یہ ہے کہ کم عقل لوگ غائب از آنکھ کی قدر نہیں کرتے مگر باطنی وجہ اس کی یہ ہے کہ شیطان کا ان لوگوں پر غلبہ ہے جب تک اس کا دفعیہ نہ ہو اصلاح مشکل ہے اس کے دفعیہ کی ایک تجویز یہ بھی ہے۔ کہ جب برا خیال آئے تو اعوذ باللّٰہ یا لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ پڑھنا چاہیئے پس تو بھی جب قرآن پڑھنا چاہے تو شیطان مردود کے وسوسوں سے خدا کی پناہ لیا کر۔ کیونکہ جو لوگ خدا پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں ان پر اس کا کس طرح سے زور نہیں چل سکتا۔ اس کا زور تو بس ان ہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس کی تعلیم کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔ شیطانی غلبہ کے کئی ایک آثار ہیں جہالت سے اہل حق کے ساتھ مباحثہ کرنا سچی تعلیم پاکر عناد سے اس کا مقابلہ کرنا چنانچہ یہ لوگ کرتے ہیں کیسی جہالت کی بات ہے کہ بغیر کسی دلیل کے قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم کوئی حکم کسی حکم کے قائم مقام نازل کرتے ہیں یعنی جس حکم کی برداشت لوگ بوجہ موانع نہ کرسکتے ہوں تو اس کا عارضی قائم مقام ان کو بتلایا جاتا ہے جیسے بیماری کی وجہ سے وضو نہ کرنے والوں کو تیمّم کا حکم دیا جاتا ہے اور خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے تو خوب معلوم ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے اور بندوں کی حاجتیں بھی اسے معلوم ہیں ان ہی کے مطابق وہ حکم بھیجتا ہے مگر یہ لوگ نادانی یا عناد سے کہنے لگتے ہیں کہ بس تو مفتری ہے من گھڑت جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ بہت سے ان میں سے اسرار شریعت اور رموز طریقت کو جانتے نہیں تو ان سے کہہ کہ اس قرآن کو تو جبرئیل جیسے شاہ زور اور پاک باطن فرشتے نے خدا کے حکم سے سچی تعلیم سے بھرپور اتارا ہے تاکہ ایمانداروں کو ایمان پر ثابت قدم کرے اور یہ مسلمانوں کے لئے جو اس کی تعلیم پر عمل کریں ہدایت اور بشارت ہے ہم (خدا) جانتے ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس رسول کو ایک آدمی قرآن سکھاتا ہے جھک مارتے ہیں اتنا بھی نہیں سوچتے

لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾

جس شخص کی نسبت ان کو بدگمانی ہے اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ تو صاف عربی زبان ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَا یَھْدِیْھِمُ اللّٰہُ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾

جو لوگ اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے خدا ان کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جھوٹ کا افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ وَ

جو لوگ ایمان سے پیچھے کفر کریں گے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا ہاں جو مجبور کیا

لٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾

جائے مگر دل اس کا ایمان پر مضبوط ہو تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا لیکن جو جی کھول کر کفر کرتے ہیں انہی پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کو دکھ کی مار ہوگی۔

کہ جس شخص کی نسبت ان کو بدگمانی ہے اس کی زبان تو عجمی[1] ہے اور عربی اسے صاف آتی نہیں اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہو رہتے ہیں خدا بھی ان کو کسی نیک کام کی ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔ کفار تجھے مفتری کہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ جھوٹ کا افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن جن کو خدائے مالک الملک پر ایمان ہے ان سے کیوں کر ہو سکتا ہے کہ اللہ پر افترا کریں کیوں کہ ان کا ایمان ان کو اس جرات کی اجازت نہیں دیتا لیکن جو بے ایمان ہیں خدا پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ محض اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ وہی اللہ پر افترا کرتے ہیں اور وہی جھوٹے ہیں۔ پس یاد رکھو جو لوگ ایمان کی بات پہنچنے سے پیچھے اللہ کے حکموں سے جی کھول کر کفر کریں گے ان پر اللہ کا غضب ہے۔ اور نیز ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا ہاں جو کسی زبردست طاقت ور کے ہاتھ کفر بکنے پر مجبور کیا جاوے مگر دل اس کا ایمان پر مضبوط ہو اس میں بالکل کفر کی ہوا نہ پہنچی ہو تو اس شخص سے مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن جو دانستہ اپنے اختیار سے جی کھول کر کفر کرتے ہیں ان ہی پر اللہ کا غضب ہے اور ان ہی کو دکھ کی مار ہے۔

[1] رسول کریم ﷺ کبھی کبھار ایک عیسائی غلام کے پاس بیٹھ جایا کرتے اور دوران مجلس تھوڑی بہت گفتگو بھی ہو جاتی تھی تو اس پر مخالفین نے یہ ہوا اڑادی کہ محمد ﷺ کو فلاں نامی غلام سکھاتا پڑھاتا ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ میں اسی بات کا رد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی

یہ اس لئے کہ وہ دنیا کو آخرت سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ کافروں کی قوم کو

الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

ہدایت نہیں کیا کرتا۔ انہی لوگوں کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ

مہر کردی ہوئی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کافروں سے دکھ اٹھانے کے بعد اپنے وطن چھوڑے اور

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ یَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ

جہاد کیے اور صبر کرتے رہے کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار ایسے واقعات کے بعد بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ جس روز ہر ذی نفس

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اپنے ہی لیے جھگڑے گا اور جو کچھ کسی نے کمایا ہوگا اس کو پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ

خدا ایک شہر کا حال بطور مثال بیان کرتا ہے وہ شہر امن چین میں تھا ہر ایک مقامات سے اس کو رزق پہنچتا تھا پھر

یہ عذاب اس لئے ہے کہ دنیا کو آخرت سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور اگر زیادہ پسند نہ کرتے ہوتے اور خدا کا خوف ان کے دل میں ہوتا تو کیوں ایسی بیہودہ گوئی اور لغو حرکات کے مرتکب ہوتے کیوں صرف چند روپے ماہوار کی تنخواہ پر اسلام کو خیر باد کہتے ہیں جیسے آج کل کے مرتد عیسائی اور پادری اور یہ بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا جو لوگ دانستہ خدا کے حکموں سے بے پرواہی اور استغنا کرتے ہیں خدا بھی ان سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ ان ہی لوگوں کے دلوں پر اور کانوں اور اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کی ہوئی ہے۔ ان کے ان ذرائع کو خیر سے بالکل مسدود کر دیا ہے۔ اور یہی لوگ۔ آخرت کی بھلائی سے غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کافروں سے دکھ اٹھانے کے بعد اپنے وطن چھوڑے اور اللہ کی راہ میں بوقت ضرورت مناسب جہاد کئے اور تکلیفوں پر بڑی متانت سے صبر کئے رہے کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار ایسے واقعات کے بعد ان کو بالکل معاف کردے گا۔ کیوں کہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ کس روز بخشے گا؟ جس روز ہر ذی نفس کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے جھگڑے گا دوسرے کی اسے کوئی فکر نہ ہو گی اور جو کچھ کسی نے کمایا ہو گا اس کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا کہ ان کے نیک کاموں کو کم کیا جاوے اور بدیوں کو زیادہ اور ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ کیوں کہ یہ خدا کی شان الوہیت کے خلاف ہے اور سنو خدا ایک شہر یعنی مکہ شریف کا حال لوگوں کی ہدایت کے لیے بطور مثال بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ خدا کے احسانوں اور انعاموں پر شکر نہ کرنے سے تباہیاں آیا کرتی ہیں وہ شہر یعنی مکہ تم کو معلوم ہے کیسا امن چین میں گزر اوقات کر رکھا تھا کہ ہر ایک دور دراز مقامات سے اس کو رزق پہنچتا تھا؟

كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

اس نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی تو خدا نے ان کے اعمال پر ان کو بھوک اور خوف کا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَأَخَذَهُمُ

مزہ چکھایا- اور اللہ کی طرف سے انہیں میں سے ایک رسول ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ

جھٹلایا پھر عذاب الٰہی نے ایسے حال میں آپکڑا کہ وہ ظالم تھے- پس جو کچھ خدا نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور

اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اللہ کی نعمت کا شکر کرتے رہو اگر تم اسی کے پرستار ہو- اس نے تم پر صرف مردار اور خون

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور جو چیز اللہ کے سوا کسی کے نام پر نامزد کی جائے پھر جو شخص مجبور ہو ایسے حال میں کہ سرکش

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

اور حد سے متجاوز نہ ہو تو اللہ بڑا بخشنے والا مہرباں ہے- اور اپنی زبانوں کے جھوٹے بیان سے نہ کہا کرو کہ یہ

پھر جب اس شہر والوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی بجائے شکر ان کے کفران کرنے لگے تو خدا نے ان کے برے اعمال پر ان کو بھوک اور خوف اعداء کا مزہ چکھایا خدا کی نعمتوں کی ناشکری تو کرتے ہی تھے خدا کے احکام پہنچانے والوں سے بھی بگڑ جاتے اور جب اللہ کی طرف سے ان ہی کی برادری اور قوم میں سے ایک رسول محمد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس خاص انہی کی ہدایت کو آیا تو بجائے تسلیم اور اطاعت کرنے کے انہوں نے اسے بھی جھٹلایا- لگے بے ہودہ طرح طرح کی چہ گوئیاں کرنے' پھر تو کیا تھا آخر ایک مدت بعد جو خدا کے نزدیک ان کی مہلت دینے کو مقرر تھی عذاب الٰہی نے ایسے حال میں ان کو پکڑا کہ وہ انہی بدکاریوں کی وجہ سے ظالم تھے آخر بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی' ایک دن تو قانون شکنجہ میں انہوں نے پھنسنا ہی تھا- پس اس قصے سے تم سب حاضرین اور ناظرین عبرت پاؤ اور جو کچھ خدا سے تعالیٰ نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے- اس میں سے خوب مزے سے کھاؤ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکریہ کرتے رہو- اگر تم اسی کے پرستار ہو تو یہی کام کرو اور بس اپنی ایجاد اور خیال سے نئی نئی چیزیں حرام نہ کر لیا کرو بلکہ جس چیز کی اس نے اجازت دی ہو اسے کھالیا کرو اور جو حرام کی ہو اسے چھوڑ دو- اس اللہ نے تم پر صرف خود مردہ مردار اور ذبح کے وقت بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور ان کے علاوہ جو چیز اللہ کے سوا کسی کا نام پر نامزد کی جاوے بکری ہو تو- روٹی ہو تو- جان دار ہو تو بے جان ہو تو- غرض جو چیز کسی مخلوق کے تقرب اور اس سے امید اور ڈر کرتے ہوئے اس کے نام پر مقرر کی جائے وہ حرام ہے کیونکہ یہ بنیاد شرک ہے پھر بھی جو شخص بھوک کی وجہ سے مجبور ہو اور اسے حلال چیز کھانے کو نہ ملے لیکن ایسے حال میں کہ خدا کے حکموں سے سرکش اور زیادہ کھا کر حد سے متجاوز نہ ہو اور بقدر سد رمق کھالے تو اسے گناہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اس کی بخشش دو طرح سے ہے کبھی تو گناہ کے ظہور پزید ہونے پر معافی سے' کبھی کسی فعل پر سرے سے گناہ کا وصف سلب کر دینے سے- اس صورت میں یہ آخری شق ہے کہ خدا نے اس فعل کو جو اور وقتوں میں گناہ تھا مجبوری کے وقت میں گناہ قرار نہیں دیا- پس تم اللہ ہی کے فرمانبردار بنے رہو اور بے سوچے سمجھے اپنی زبانوں کے جھوٹے بیان کی سچ سے کسی چیز کی نسبت نہ کہا کرو-

حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

حلال ہے اور یہ حرام کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندھنے لگو جو اللہ پر جھوٹے افترا کرتے

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى

ہیں ہرگز بامراد نہ ہوں گے۔ ان کے لئے تھوڑا سا گذارہ ہے اور ان کے لئے دکھ والا عذاب ہے۔ اور

الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جو پہلے ہم بیان کر آئے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر بھی جو لوگ غلطی سے برے کام کر کے اس سے پیچھے توبہ کریں اور

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ

صالح بن جائیں تو تیرا پروردگار اس کے بعد ان کے حق میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ کچھ شک نہیں کہ

اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ

ابراہیم پیشوا اور خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ خدا کی نعمتوں کا شکر گزار تھا

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي

خدا ہی نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ دکھائی تھی۔ اور ہم (خدا) نے دنیا میں بھی اسے عزت دی تھی اور آخرت میں بھی

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

وہ نیکوکاروں میں سے ہوگا اور تیری طرف بھی ہم (خدا) نے یہی حکم بھیجا ہے کہ تو ابراہیم کے طریق پر چل

ع ۱۵/۹ ۲۱

کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام جس کا نتیجہ تمہارے حق میں یہ ہو کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندھنے لگو جو چیز اللہ نے حرام نہیں کی اسے حرام کہو سنو جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا کرتے ہیں۔ ہرگز بامراد نہ ہوں گے۔ بلکہ ہمیشہ نامراد ہی رہیں گے دنیا میں انکے لئے تھوڑا سا گزارہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے دکھ والا عذاب ہے تم پر یہ چیزیں حرام کی ہیں اور یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جو پہلے ہم سورت انعام رکوع ۱۸ میں بیان کر آئے ہیں **وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذى ظفر الاية** دراصل یہ ان کی سرکشی کی سزا تھی اور ہم نے ان پر کسی طرح سے ظلم نہ کیا تھا۔ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر بدکاریوں کی وجہ سے ظلم کرتے تھے۔ پھر بھی باوجود ان شرارتوں کہ جو لوگ غلطی سے برے کام کر کے اسی سے پیچھے توبہ کرلیں اور صالح بن جائیں تو تیرا پروردگار اس توبہ کے بعد ان کے حق میں بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے۔ تعجب ہے۔ کہ تم عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تو ایسے معتقد ہو کہ ہر ایک کام میں ان کی سند پیش کرتے ہو۔ مگر صرف زبانی جیسے ہند پنجاب اور کشمیر کے لوگ حضرت پیر عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی صرف زبانی تعظیم و تکریم کرتے ہیں ورنہ اگر ان کی کتاب سے ان کو کچھ بتا کر کہا جائے کہ ان کی تعلیم پر عمل کرو تو منہ پھیر جاتے ہیں اسی طرح تم ہو سنو اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابراہیم بے شک مستند آدمی تھا مگر کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ ایمان داروں کا پیشوا اور خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کسی طرح کا شرک ہو جلی یا خفی اس کے پاس تک نہ آسکتا تھا خدائی نعمتوں کا شکر گزار تھا خدا ہی نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ دکھائی تھی اور ہم (خدا) نے دنیا میں بھی اسے عزت اور آبرو دی تھی اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں سے ہوگا جو کچھ ہم نے اس سے برتاؤ کیا اسکی دیانتداری کی وجہ سے کیا اور تیری طرف بھی جو سید الانبیاء ہے ہم (خدا) نے یہی حکم بھیجا ہے

حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ

جو یکسو فرمانبردار تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا- سبت صرف انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس میں مختلف

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ

ہو رہے ہیں- اور تیرا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں بین فیصلہ کرے گا- اپنے پروردگار کی راہ کی طرف

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے لوگوں کو بلاتا رہ اور نہایت ہی عمدہ طریق سے ان کے ساتھ مباحثہ کیا کر تیرا پروردگار ان لوگوں کو

بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم

بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت والوں سے بھی خوب واقف ہے- اور اگر زیادتی کا بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر لیا کرو جس قدر

بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر صبر کرو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں بہتر ہے- اور صبر کیا کر اور تیرا صبر اللہ ہی کی مدد سے ہے اور ان کے حال پر غم نہ

وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

کر اور نہ ان کی فریب بازیوں سے دل تنگ ہو بے شک اللہ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے

کہ تو ابراہیم کے طریق پر چل' جو خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا مگر افسوس ہے کہ تیرے مخالف دیانتداری کے پاس بھی نہیں پھٹکتے اور بیہودہ باتیں اور سوال وجواب کر کے ناحق وقت ضائع کرتے ہیں دیکھو تو یہودی جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں کیسا احمقانہ سوال کرتے ہیں کہ تم سبت ہفتہ کے روز کی تعظیم کیوں نہیں کرتے- حالانکہ سبت کی تعظیم اور اس میں بالکل عبادت ہی میں لگے رہنا صرف ان ہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس وقت اس میں مختلف ہیں یعنی یہودی اور عیسائی- عیسائیوں نے بجائے ہفتہ کے اتوار بنالیا- تورات سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ سبت تمام قوموں کے لئے تھا اور تیرا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا مگر اپنی دھن میں لگا رہ- اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے لوگوں کو بلاتا رہ اور حسب ضرورت مباحثہ کی نوبت آئے تو نہایت ہی عمدہ طریق سے جس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو' مخاطب کے بزرگوں اور معبودوں کی بے ادبی نہ ہو' ان کے ساتھ مباحثہ کیا کر- بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت والوں سے بھی خوب واقف ہے اور اگر مباحثہ میں فریق مخالف کی زیادتی کا جو دوران مباحثہ یا میدان جنگ میں ان سے سرزد ہوئی ہو بدلہ لینا چاہو تو اس قدر لیا کرو جتنی تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو مگر اس میں بھی یہ اصول مد نظر رہا کرے کہ ان کے بزرگوں اور معبودوں کی ہتک نہ ہو ورنہ پھر معاملہ بڑھ جائے گا اور اگر صبر کرو اور اصل مضمون ہی کی طرف توجہ کر کے ان کی بیہودہ گوئی کی پرواہ نہ کرو اور اصل مطلب ہی کا جواب دیتے رہو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں سب سے بہتر ہے- پس تو یہی خصلت اختیار کر اور صبر ہی کیا کر واقعی بات یہ ہے کہ جیسی تجھ کو تکلیف مخالفین کی طرف سے ہو رہی ہیں ایسی تکلیف میں صبر کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور دراصل تیرا صبر بھی محض اللہ کی مدد سے ہے ورنہ کسی انسان کا کام نہیں کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں صبر کرے یا تو وہ کام چھوڑ دیگا یا طبیعت کو بے چین کر کے بدحواس ہو جائے گا مگر تو ایسی باتوں کا خیال بھی نہ لا اور ان بے دینوں کے حال پر غم نہ کر اور نہ انکی فریب بازیوں سے دل تنگ ہو بیشک اللہ تعالیٰ کی مدد پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے انجام کار انہی کا ہے یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے چنانچہ سب نے دیکھ لیا- فالحمد للہ

سورت بنی اسرائیل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ

پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت المقدس

الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾

تک جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں سیر کرائی تاکہ ہم اس کو بعض نشان دکھلا دیں بے شک وہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے

سورت بنی اسرائیل

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

خدا تعالیٰ سب عیوب سے پاک ہے جس نے اپنے بندے پیغمبر علیہ السلام کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت القدس تک جس کے ارد گرد ہم نے روحانی اور جسمانی برکتیں کر رکھی ہیں سیر کرائی تاکہ ہم یعنی خدا اس کو اپنی قدرت کاملہ کے بعض نشان دکھلا دیں ایسے کہ مخالف دیکھ کر اور سن کر دنگ رہ جائیں- اور عاجز آجاویں- بیشک وہ خدا بڑا ہی سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے ہر ایک سے وہی واقف ہے کوئی اور نہیں یہ ترقی اور مہربانی گو بہت بڑی ہے

معراج

واقعی معراج کی تفصیل اور کیفیت میں جس قدر اختلاف ہے شاید ہی کسی واقع اور کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف کی مختصر فہرست یہ ہے-۱-اسراء اور معراج ایک ہیں یا دو ہیں-۲-دونوں جاگتے ہوئے ہیں یا سوتے ہیں ۳-ایک جاگتے میں ہوا ایک سوتے میں ۴-بیت القدس تک جاگتے میں ہوا ہے اس سے آگے آسمانی سیر سوتے میں وغیرہ ان سب مذاہب کا بیان اور ان کے دلائل کا ذکر شروح حدیث فتح الباری وغیرہ میں ملتا ہے علیٰ ہذا القیاس اور بھی جزئی جزئی اختلاف کئی ہیں- مگر ہم ان میں اس بات کی ترجیح دیتے ہیں کہ اسراء اور معراج دو الگ الگ واقع ہیں اور دونوں بیداری میں جسدہ الشریف ہوئے ہیں- یہ دعوی ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ بعض متاخرین علماء بلکہ بقول ابن حیہ امام بخاری کا بھی یہی خیال ہے (دیکھو فتح الباری چھاپہ دہلی پارہ ۱۵ صفحہ ۴۵۱)

بعض احادیث سے بھی اس دعوے کی تائید ہوتی ہے-ایک حدیث میں آیا ہے-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما كان ليلته اسرى بى واصبحت بمكته مربى عد والله ابو جهل فقال هل كان من شئى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى اسرى بى الليلته الى بيت المقدس قال ثم اصبحت بين اظهرنا قال نعم (الحديث ' فتح البارى بروایة احمد و بزار)

کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جس رات مجھ کو اسراء کرایا گیا یعنی میں بیت القدس تک گیا اور صبح کے وقت مکہ میں تھا تو ابو جہل میرے پاس گزرا اور بطور طنز کے کہنے لگا کہا آج کیا نیا واقعہ بھی ہوا ہے- آنحضرت نے فرمایا- ہاں آج رات میں بیت المقدس تک گیا- اس نے کہا صبح پھر ہمارے میں تھا- آنحضرت نے فرمایا ہاں (فتح الباری)

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ہدایت نامہ بنایا یہ کہ اے نوح کے

مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

ساتھیوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا میرے سوا کسی کو اپنا متولی نہ بنائیو بیشک وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا

مگر ہماری مہربانیاں مختلف انواع کی ہیں۔ ہم نے بنی اسرائیل پر جو عربیوں کے بھائی بند ہیں کئی ایک قسم کے ان گنت احسان کئے تھے اور حضرت موسیٰؑ کو کتاب تورات دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ہدایت نامہ بنایا۔ پہلا[1] حکم اس میں یہ تھا کہ اے نوح کے ساتھیوں کی اولاد اسرائیلیو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ بیڑے پر سوار کیا تھا اور غرق ہونے سے بچایا تھا۔ میرے یعنی خدا کے سوا کسی کو اپنا متولی اور کارساز بنائیو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم کس کے ساتھی ہو تم نوح کے ساتھی ہو۔ بے شک وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

[1] دیکھو تورات۔ استثناء ۴ باب کی ۱۶ منہ

عن ابی سلمة قال افتتن ناس كثير يعنى عقب الاسراء فجاء ناس الى ابى بكر فذكروا له فقال اشهد انه صادق فقالوا او تصدقه بانه اتى الشام فى ليلته واحد ثم رجع الى مكته قال نعم انى اصدقه بابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء قال فسمى بذالك الصدق (فتح البارى بروايته بيهقى پاره ۱۵ باب حديث الاسراء)

حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں کہ آنحضرت کے اسراء کے بعد بہت لوگ پریشان ہو کر حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور ان کے پاس یہ ذکر کیا (کہ تیرا نبی کہتا ہے) کہ میں آج شب کو بیت المقدس تک گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے وہ بولے میں تو اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ ایک ہی شب میں ملک شام تک جا کر پھر مکہ شریف میں آگیا۔ ابو بکر نے کہا اس سے بھی زیادہ دور کی بات میں اس کی تصدیق کرتا ہوں میں آسمانوں کی خبروں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں راوی نے کہا اسی لئے ابو بکر کا نام صدیق ہوا۔

ان دونوں حدیثوں میں صرف بیت المقدس تک جانے کا ذکر ہے خود پیغمبر خدا ﷺ نے ابو جہل کے سامنے اور کفار مکہ نے ابو بکر کے روبرو صرف بیت المقدس ہی کا نام لیا اس سے زیادہ نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس رات کا یہ واقع ہے اس رات صرف بیت المقدس تک ہی سیر ہوئی تھی۔ قرآن شریف میں بھی اسی لئے مسجد اقصیٰ تک آیا ہے اس سے آگے نہیں۔ حالانکہ اگر ہوتا تو موقع بیان کیا تھا۔ مگر نہیں۔ ہاں احادیث صحیحہ میں آنحضرت ﷺ کا آسمانوں پر جانا بھی آیا ہے اسی لئے باتباع علماء متاخرین ہم نے بھی ان واقعات کو متعدد مانا ہے۔ واضح ہو کہ اسرائسے مراد وہ سیر ہے جو مکہ شریف سے بیت المقدس تک ہوئی تھی اور معراج سے وہ سیر مراد ہے جو مکہ شریف سے فلک اور افلاک تک ہوئی۔

دعویٰ اول یعنی آنحضرت کا اسراء

مکہ شریف میں سے بیت المقدس تک جسمانی ہوا ہے اس کا نقلی ثبوت۔

نقلی ثبوت سے ہماری مراد قرآن و حدیث ہے پس ہم پہلے قرآن و حدیث سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں قرآن شریف کی آیۃ صاف ہے۔

سبحن الذى اسرى بعبده ليلا من المجسد الحرام الى المسجد الاقصى

کہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت مکہ شریف سے بیت المقدس تک لے گیا

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو اطلاع کردی تھی کہ تم دو دفعہ ملک میں فساد کرو گے

وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

اور بہت ہی سر اٹھاؤ گے پھر جب پہلی دفعہ آئے گی تو ہم اپنے بندوں کو

اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کو اطلاع کر دی تھی کہ تم دو دفعہ شریعت کی مخالفت سے ملک میں فساد کرو گے اور بہت ہی سر اٹھاؤ گے پھر جب پہلی دفعہ تمہاری گت ہونے کو آوے گی تو ہم اپنے بندوں میں سے ایک قوم کو۔

اس آیت سے علماء نے کئی ایک طرح سے اس دعویٰ پر کہ آنحضرت ﷺ کو اسراء جسدی ہوا تھا استدلال کیا ہے۔

(۱) اول عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں کے مرکب پر بولا جاتا ہے نہ صرف روح پر۔ چنانچہ آیت تحدی میں ہے ان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله یہاں پر عبدنا جس ذات والا صفات کو کہا گیا ہے وہی اس آیت فاسرى بعبده میں مراد ہے۔

(۲) دوم یہ کہ سبحان موقع تعجب پر بولا جاتا ہے اگر اسراء روحانی ہوتا تو کیا تعجب تھا یہ تو اب بھی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ اسراء جسدی ہی ہوا ہے اور یہی محل تعجب ہے۔

(۳) تیسری دلیل اسی آیت میں اسریٰ کا لفظ ہے جس کے معنی کو لے جانے کے ہیں۔

اسرى سير عامته واسرى واسترى وسرى به واسراه ديه واسرى بعبده ليلا وتاكيدا ومعنا سيره (قاموس لفظ سرى)

قاموس میں ہے کہ سرائے رات کے عام حصہ کی سیر کو کہتے ہیں چونکہ رات خود اس کے معنی میں داخل ہے اس لئے اسریٰ بعبدہ میں لیلا کی قید تاکید کے لئے ہے۔

السرى سير الليل يقال سرى واسرى قال فاسر باهلك- اسرى بعبده (مفردات راغب لفظ سرى)

ایسا ہی مشہور لغات قرآن مفردات راغب اصفہانی میں ہے کہ سرائے رات کی سیر کو کہتے ہیں اور اسریٰ بعبدہ اسی سے ہے۔

علاوہ ان لغوی شہادتوں کے خود قرآن مجید میں یہ لفظ کئی ایک جگہ آیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ جہاں کہیں آیا ہے اسی محاورہ میں آیا ہے بالکل فرق نہیں ہوا۔ مقامات ذیل بغور ملاحظہ ہوں

فاسر باهلك بقطع من الليل (پ ۱۲ ع ۱ وپ ۱۴ ع ۵) ترجمہ فارسی اپس ببر کسان خود را پارہ از شب' ترجمہ اردو' سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات سے۔ ولقد اوحينا الى موسىٰ ان اسر بعبادى (پ ۱۶ ع ۱۳) ترجمہ فارسی' وحی فرستادیم بسوئے موسیٰ کہ وقت شب ببر بندگان مرا' ترجمہ اردو' اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے۔ واوحينا الى موسىٰ ان اسر بعبادى انكم متبعون (پ ۱۹ ع ۸) ترجمہ فارسی' وحی فرستادیم بسوئے موسیٰ کہ بوقت شب رواں کن بندگان مرا ہر ائینہ شما تعاقب کردہ شوید' ترجمہ اردو' حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگیں گے۔

ان حوالہ جات میں پچھلے حوالہ میں اسرى بعبادى کے ساتھ ليلا کا لفظ نہیں آیا اور اس کے سوا اوروں میں آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو صاحب قاموس نے کہا ہے کہ ليلا کا لفظ اسریٰ کی تاکید ہے یہ ٹھیک ہے۔ پس ان حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط' حضرت موسیٰ وغیرہ علیہم السلام کو اپنے اتباع کے لئے جانے کا حکم دیا ہے جس سے مراد ان کو بیداری میں لے جانا ہے اسی طرح اس آیت (اسریٰ بعبدہ) میں مراد ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ کا حالت بیداری میں جانا کیوں کہ یہ دونوں لفظ ایک ہیں۔ حوالہ جات میں صیغہ امر کا ہے اور آیت اسراء میں صیغہ ماضی کا مگر مصدر دونوں کا ایک ہی (اسراء) ہے۔ پھر معنی کے اتحاد میں کیا شک ہے۔

۴۔ چوتھی دلیل اسراء جسمانی کی یہ ہے کہ مشرکین عرب نے اسراء کا حال سنکر تعجب کیا اور منکرانہ سوالات پیش کئے چنانچہ حدیث بخاری (باب المعراج) میں ہے کہ آنحضرت ؐ فرماتے ہیں۔ جب قریش نے میری تکذیب کی اور بیت المقدس کے مقامات مخصوصہ سے سوالات کئے تو میں بہت

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ط وَكَانَ وَعْدًا

جو سخت لڑاکے ہوں گے تم پر بھیجیں گے پس وہ تمہارے ملک میں پھیل جائیں گے یہ وعدہ کیا جاچکا ہے

مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ

ایک دفعہ ہم پھر تم کو ان پر فتح دیں گے اور تم کو مال

جو سخت لڑاکے ہوں گے تم پر بھیجیں گے پس وہ تمہارے ملک میں پھیل جائیں گے اور سمجھ رکھو کہ یہ وعدہ کیا جاچکا ہے۔اس میں ذرا بھی تخلف اور قصور نہ ہوگا ایک دفعہ ہم تم کو ان پر فتح دیں گے اور تم کو مال

حیران ہوا کیونکہ اس طرح کی تفصیل جو ان کی مراد تھی مجھے یاد نہ تھی آخر کار خدا تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا یعنی روحانی تجلی ہوگئی۔پس میں اس کو دیکھ کر بتلاتا گیا۔اس حدیث اور اس جیسی اور کئی ایک حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب نے آنحضرت کے اسراء سے انکار کیا اور سخت معترض ہوئے۔پس آپ کا اسراء اگر جسمانی نہ ہوتا بلکہ خواب ہوتا تو یہ انکار کیوں ہوتا۔کیا مشرکین عرب خود کبھی خواب میں کہیں کے کہیں نہ چلے جاتے تھے کہ ان کو حیرانی پیش آئی۔ان کی حیرانی کو اگر ان کا غلط گمانی کہا جائے تو پیغمبر خدا ﷺ نے ان کو کیوں نہ سمجھا دیا کہ میرا اسراء تو خواب کی قسم سے ہے جو سب لوگوں کو حسب مراتب ہوتے رہتے ہیں پھر تمہارا انکار کیوں ہے۔یہ ہیں بالاختصار چار دلیلیں جو اسراء کے جسمانی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔اب منکرین کی طرف سے ان کے جواب دیئے گئے ہیں ان کا نقل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ بات محقق ہو کر ذہن نشین ہو۔

سر سید احمد خان مرحوم علی گڑھ جو اسراء اور معراج دونوں کے جسمانی ہونے سے منکر ہیں اپنی تفسیر جلد ششم میں لکھتے ہیں۔

سر سید احمد خان کا انکار اور ان کا جواب

پہلی دلیل کہ لفظ عبد میں دونوں جسم و روح شامل ہیں اور اس لئے اسراء و معراج بجسدہ ہوئی تھی ایسی بے معنی ہے کہ اس پر نہایت تعجب ہوتا ہے اگر خدا یوں فرماتا کہ اسریت بعبدی فی المنام من الکعبته الی المدینته یا اسریت عبدی فی لمنام کذاو کذا تو کیا اس وقت بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ عبد میں روح اور جسم دونوں شامل ہیں اور اکی اس لئے خواب میں مع جسم جانا ثابت ہوتا ہے۔

جو شخص خواب دیکھتا ہے وہ ہمیشہ متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اس بات پر قادر ہو کہ دوسرے کو بھی خواب دکھا سکے تو ہمیشہ اس کو مخاطب کرے گا خواہ نام لے کر یا اس کی کسی صفت کو بجائے نام قرار دے کر اور اس پر اس طرح استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاہا ہے۔

قرآن شریف میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کی نسبت کہا یا ابت انی رایت احد عشر کو کباً اور قیدیوں نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا کہ ایک نے کہا انی ارنی اعصر خمراً دوسرے نے کہا انی ارانی احمل فوق راسی خبزاً حالانکہ یہ سب خواب تھے پھر لفظ انی پر یہ بحث کہ اس میں جسم و روح دونوں داخل ہیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وہ جسمانی فعل ہی تھا کیسی لغو بیہودہ بات ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے خواب بیان کئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے خواب آنحضرتؐ کے سامنے بیان کئے ہیں جن میں متکلم کے صیغے رائیت استعمال ہوئے ہیں اور ان اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہے۔جن کو خواب میں دیکھا۔پس کیا اس پر خواب میں ان اشیاء اور اشخاص کے فی الواقع بجسد ہا موجود ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے؟

اور یہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا اسری بروح عبدہ ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا۔اس قول کے لیے ضروری تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر فعل بروحہ کذا و کذا بولنا عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ محض لغو بیہودہ ہے اور اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا (تفسیر احمدی۔سورہ بنی اسرائیل صفحہ ۸۱)

وَّ بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

اور اولاد سے مدد کریں گے اور بہت بڑے جتھے والے بنائیں گے۔ اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو اس کا بھی

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسٗۗـــُٔوْا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا

تم ہی پر وبال ہو گا۔ پھر جب دوسری دفعہ کا وقت آئے گا تو ہم پھر تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دیں گے تاکہ وہ مار مار کر تمہارے منہ بگاڑیں دیں اور مسجد

الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ

میں گھس آئیں گے جیسے وہ پہلی مرتبہ اس میں گھس آئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں گے توڑ پھوڑ دیں گے امید ہے

اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر تم نے پھر وہی کام کئے تو ہم بھی وہی سزا دیں گے اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم گھیرنے والی بنائی ہے

اولاد سے مدد کریں گے اور بہت بڑے جتھے والے بنائیں گے کہ تمہاری تعداد دگنی ہو جائے گی۔ غرض تمہارے دن بھلے آویں گے اور تم بھی دنیا میں ایک زندہ قوم سمجھے جاؤ گے لیکن یہ یاد رکھنا تاکہ اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو وہ بھی تم ہی پر وبال ہو گا پھر جب دوسری دفعہ کا وقت آوے گا یعنی جب تم بہ دستور خرمستی کرنے لگو گے تو ہم پھر تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دیں گے تاکہ وہ مار مار کر تمہارا منہ بگاڑ دیں اور مسجد بیت المقدس میں برباد کرنے کو گھس آویں گے جیسے وہ پہلی مرتبہ اس میں گھس آئے تھے اور جس چیز پر قابو پاویں گے توڑ پھوڑ دیں گے غرض جہاں تک ان سے ہو سکے گا عام بربادی کریں گے اس پر بھی امید ہے کہ اگر تم شرارت سے باز آئے تو تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر تم بے دینی کی طرف ہی پھر پھرے تو ہم (خدا) بھی تمہارے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو پہلے کیا تھا اور ابھی اس دنیاوی سزا کے علاوہ ہم نے کافروں کے لیے جہنم گھیرنے والی بنائی ہے جو کوئی اس میں داخل ہوا بس اس کی

جواب اگر اسرایت بعبدی فی المنام ہوتا تو بیشک خواب سمجھتے کیونکہ اس کلام کا ترجمہ صاف ہوتا کہ میں اپنے بندے کو نیند کی حالت میں لے گیا نیند کا لفظ اس مجاز کے لئے قرینہ ہوتا ہے کہ یہاں عبد سے مراد روح العبد ہے نہ کہ کامل عبد۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی لڑکے کو ھذا ابنی (یہ میرا بیٹا ہے) کہے تو کچھ شک نہیں کہ اس کلام سے اس لڑکے کی ابنیت پر استدلال ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یوں کہے (ھذا ابنی فی التلمذو) یہ میرا بیٹا شاگردی کا ہے۔ یعنی شاگرد ہے۔ تو اس سے لڑکے کی ابنیت پر استدلال نہ ہو گا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہ آئے گا کہ پہلا استدلال بھی غلط ہے بلکہ وہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح کیونکہ وہ بلا قرینہ حقیقت پر محمول ہے بحکم علامته الحقیقته التبادر اور دوسری مثال میں قرینہ مجاز موجود ہے۔ حیرانی ہے سید صاحب جیسا محقق اور ایسی حرکت مذبوحی؟ اینچہ بوالعجمی است ؎

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا پر تیرے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

ایسا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی گفتگو میں بھی رویت عین ہی مراد ہوتی مگر ان کے باپ نے جب جواب میں کہا۔ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ علی اخوتك (اے میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں کو مت سنائیو) تو قرینہ مجاز پایا گیا۔ چنانچہ آپ نے بھی صفحہ ۹۹ پر اس لفظ کو قرینہ مجاز تسلیم کیا ہے جس کی پوری عبارت آگے صفحہ ۱۴۰ پر آتی ہے۔ پس رویت عین نہ رہی بلکہ (خواب) ہو گیا اسی طرح قیدیوں کے بیان میں جب یہ لفظ پایا گیا۔ نبئنا بتاویلہ (اے یوسف ہم کو اس کی تعبیر بتلا) تو معلوم ہوا کہ یہ رویت عین نہیں بلکہ رویاء منام (خواب) ہے غرض جہاں کہیں رائیت خواب کے معنی میں آئے گا وہاں پر کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور ہو گا۔

اس سے تعجب تر یہ کہ آپ یہ بھی فرماتے ہیں اور یہ قول کہ معراج کا واقعہ اگر خواب ہوتا تو خدا فرماتا۔ اسری بروح منه ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا۔ اس قول کے لئے ضرور تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر فعل بروحه

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ

کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے مضبوط ہے اور ایمانداروں کو جو نیک عمل

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝

کرتے ہیں خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے

اس کی خبر نہیں پھر وہ کہیں سے باہر نہیں جا سکے گا- یہ احکام تو ہم نے بنی اسرائیل کو بتائے تھے اب تم مکہ والوں سے خطاب ہے- سنو کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن شریف وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے عمدہ اور مضبوط ہے کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط نہیں ہو سکتا اور ایمانداروں کو جو ایمان لا کر اخلاص کامل سے نیک عمل بھی کرتے ہیں قرآن شریف ان کو جنت کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے اور یہ خبر بھی بتلاتا ہے-

کذا و کذا بولنا عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا صفحہ ۸۱

جواب : یہ کون کہتا ہے کہ روح کا لفظ ہونا ضروری ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا قرینہ کوئی ضرور ہو جس سے ثابت ہو کہ یہاں خواب مراد ہے ورنہ جب تک کوئی قرینہ ایسا نہ ہو گا عبد کے لفظ سے جسم اور روح کا مرکب ہی سمجھا جاوے گا- پس آیت زیر بحث میں قرینہ صارفہ بتلانا آپ کا کام ہے نہ کہ آپ کے فریق مخالف کا- دوسری دلیل کے متعلق سر سید مرحوم فرماتے ہیں

دوسری دلیل کی نسبت ہم خوشی سے اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے- مگر اس کو اسراء سے خواہ وہ خواب میں ہوئی ہو یا حالت بیداری میں اور جسدہ ہوئی ہو یا بروحہ کچھ تعلق نہیں ہے- بلکہ اس کو اس سے تعلق جو مقصد اعظم اس اسراء سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہے- لنریہ من ایاتنا انہ ھوا السمیع البصیر اور اسی لئے خدا نے ابتداء میں فرمایا سبحان الذی (صفحہ ۸۱)

جواب : اس مقصد میں بھی عظمت اور عظمیت جب ہی آئے گی کہ اس رویت سے بھی رویت عین ہی مراد لیں یعنی یہ کہیں کہ لنریہ کے معنی ہیں ہم اس نبی کو آنکھوں سے اپنے نشان دکھائیں گے ورنہ اگر وہ رویت بھی خواب ہی میں ہو تو اعظمت تو کیا نہ کوئی عظمت ہو گی نہ کوئی تعجب ہمیشہ ہر ایک شخص خواب میں کچھ نہ کچھ دیکھا کرتا ہے ہندی میں مثل مشہور ہے

"سپنے اندر راجہ بھیو جاگت بھیو کنگال"

پس سبحان کے استعمال کا محل بھی اسی صورت میں موزوں ہو گا کہ اسراء جسدہ مراد لیا جائے ورنہ کوہ کندن و کاہ کندن کی مثل صادق- تیسری دلیل کا جواب سر سید نے یہ دیا ہے کہ

وہ دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ اگر آنخضرت بیت المقدس میں جانا خواب کی حالت میں بیان کرتے تو قریش اس سے انکار نہ کرتے اور جھگڑے کے لئے مستعد نہ ہوتے ان کا جھگڑا صرف اسی لئے تھا کہ آنخضرت کا بیت المقدس جسدہ جانا خیال کیا گیا تھا- اس دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قریش کی مخالفت رسول خدا ﷺ سے اس وجہ سے تھی کہ آنخضرت نے دعویٰ نبوت و رسالت کیا تھا- اور واقعات معراج جو کچھ ہوئے وہ نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تھے اور اس لئے ضرور تھا کہ آنخضرت ﷺ نے ان واقعات کا سوتے میں دیکھنا فرمایا ہو یا جاگنے کی حالت میں قریش اس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنخضرت کو جھٹلاتے

کے موقع پر اصول عامہ بھول جاتے ہیں علماء کا عام اصول ہے- تاویل الکلام بما لا یرضی بہ قائلہ باطل یعنی متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرنے جائز نہیں- مشرکین عرب تو صاف اس واقعہ (اسراء) سے انکاری ہیں اور آپ فرماتے ہیں- کہ چونکہ یہ شعبہ نبوت تھا- اس لئے انکاری تھے- شعبہ نبوت کیا تھا خواب ہی تو تھا جس کی نسبت آپ خود سورہ یوسف میں فرماتے ہیں-

ہمارے نزدیک بجز ان قوی کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے اور یوسف علیہ السلام کی خواب جن کا

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۰ وَيَدْعُ

اور یہ کہ جو لوگ دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ کی مار تیار کی ہے اور

الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱

انسان اپنے حق میں برائی کی دعا ایسی کرتا ہے جیسی بھلائی کی کیا کرتا ہے اور انسان جلد باز ہے

کہ جو لوگ دوسری زندگی یعنی قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ کی مار تیار کی ہے لیکن یہ سب کچھ سن سنا کر بھی نالائق لوگ پرواہ نہیں کرتے اور خواہ مخواہ سرکشی کرتے ہیں اصل یہ ہے کہ انسان کی خوخصلت ہی ایسی ہے دیکھو تو اس کی جہالت کہ یہ نالائق انسان بسا اوقات اپنے حق میں برائی کی دعا ایسی کرتا ہے جیسی نیکی کی کرتا ہے۔ غصے میں جلدی سے اپنی اولاد کے حق میں بھی بددعا کرنے لگ جاتا ہے کہ خدا تم کو ہلاک کرے تم کو یہ کرے وہ کرے میں ہلاک ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ چونکہ اس وقت جہالت کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اس لئے اپنا نفع نقصان نہیں سمجھتا اور اصل میں انسان جلد باز بھی ہے ہر بات میں جلدی چاہتا ہے۔

نفس نہایت متبرک اور پاک تھا اور ان دو جوانوں کے خواب جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے اور کفر وضلالت میں مبتلا تھے اور ان کے نفوس بسبب آلائش کفر پاک نہ تھے اور اسی طرح فرعون کا خواب جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور اس کا نفس مبدء فیاض سے کچھ مناسب نہ رکھتا تھا اور بایں ہمہ سب کے خواب یکساں مطابق واقعہ کے اسی ایک قسم کے تھے اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بجز قواتے نفس انسانی کے اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے گو کہ وہ خواب کیسی ہو مطابق واقعہ کے ہوں۔ (جلد ۵ صفحہ ۸۱)

بتلایئے ایسے خواب جو بقول آپ کے قوائے انسانی پر متفرع ہوں شعبہ نبوت ہونے میں کیا مزیت رکھتے ہیں علاوہ اس کے مانا کہ قریش کو اصل انکار نبوت سے تھا مگر یہ کیا معنی کہ جس کسی بات سے بھی انکار کریں تو اس بات کو ماہیت اور کیفیت کی طرف خیال نہ کریں جھٹ سے اصل نبوت ہی کو پیش کر دیں۔ حالانکہ وہ صاف لفظوں میں واقعہ اسراء سے انکار کرتے ہیں بلکہ اس وقت نبوت سے بھی اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسا بعید الفہم واقع بیان کرتی ہے مگر سید صاحب ان کی توجیہ کرتے ہیں کہ چونکہ وہ سرے سے نبوت کے منکر تھے اس لئے اسراء سے بھی منکر تھے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں تک صحیح ہے یہ تو ویسی ہی بات ہے۔

"ملاں آں باشد کہ چپ نشود"

قریش مکہ تو واقع اسراء کو مستبعد جان کر منکر ہوتے ہیں جس سے اسراء کا بجسدہ ہونا مفہوم ہوتا ہے لیکن آپ نہیں مانتے تو اس کا کیا جواب

آن کس کہ بقرآن کہ خبر زد نہ رہی انیست جوابش کہ جوابش نہ رہی

بہت خوب آگے چلئے۔ سر سید فرماتے ہیں

اصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے معراج کی بہت سی باتیں جو خواب میں دیکھی ہوں گی لوگوں سے بیان کی ہوں گی منجملہ ان کا بیت المقدس میں جانا اور اس کو دیکھنا بھی بیان فرمایا ہو گا قریش سوائے بیت المقدس کے اور کسی حال سے واقف نہیں اس لئے انہوں نے امتحاناً آنحضرت سے بیت المقدس کے حالات دریافت کئے چونکہ انبیاء کے خواب صحیح اور سچے ہوتے ہیں آنحضرت نے جو کچھ بیت المقدس کا حال خواب میں دیکھا تھا۔ بیان کیا جس کو راویوں نے فجلی اللہ لی بیت اللہ فرفعہ اللہ لی انظر الیہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے پس اس مخاصمت سے جو قریش نے کی آنحضرت کا بجسدہ اور بیداری کی حالت میں بیت المقدس جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ (جلد ۶ صفحہ ۹۲)

جواب: گو آپ نے اس تقریر میں واقعات سے نظر اٹھا کر "ہو گی اور ہو گا" اسے بہت کچھ کام لیا ہے تاہم اس سے یہی ثابت ہوا یہ کہ اگر قریش مکہ کو صرف دریافت کرنا مطلوب ہوتا تو دریافت کرتے نہ کہ شروع ہی سے درپے تکذیب ہو جاتے اور اسراء ہی کو مستبعد جان کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے کہ دیکھ تیرا دوست آج کیا کہتا ہے کہ میں شب کو وہاں گیا وہاں سے آیا۔ یہ ہوا وہ ہوا جیسے کوئی بڑی گھبراہٹ سے تنگ و دو کرتا پھرتا ہے حالانکہ بات کچھ بھی نہ تھی بقول آپ کے صرف خواب تھا۔ جو ہر ایک نیک و بد کو حسب مراتب آیا کرتا ہے پھر لطف یہ کہ حضرت

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشان بنائے ہیں پھر ہم رات کا نشان مٹا کر دن کے نشان کو ظاہر کرتے ہیں

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ

تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب بھی معلوم کر سکو

یہاں تک کہ قدرتی مصنوعات میں ردوبدل چاہتا ہے- اور نہیں سمجھتا کہ ہم نے دنیا میں مختلف قسم کی پیدائش بنائی گئی ہے- ہر ایک میں کوئی نہ کوئی فائدہ متصور ہے دیکھو تو ہم نے دن اور رات کو اپنی قدرت کے دو نشان بنائے ہیں کہ ایک میں تو اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے ایسی کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی دوسرے کے ہوتے ہوئے سخت اندھیرا ہوتا ہے ایسا کہ بعض اوقات آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا- پھر ہم رات کا نشان ہٹا کر دن کو واضح اور روشن کرتے ہیں تاکہ تم بذریعہ کسب اور ہنر کے دن کے وقت میں اپنے پروردگار کا فضل یعنی رزق تلاش کرو اور مہینوں اور برسوں کی گنتی اور روزانہ حساب بھی معلوم کر سکو اور اس سے علاوہ اور کئی قسم کے فوائد ہیں جن کو تم نہیں سمجھ سکتے-

صدیق نے بھی یہ جواب نہ دیا کہ بے وقوف کس بات پر بھنا رہے ہو کیا تمہیں خواب نہیں آیا کرتے اگر ہمارے رسولؐ کو خواب آگیا تو کیا تعجب ہے بلکہ جواب بھی دیا تو یہ کہ

فجاء ناس الی ابی بکر فذکروا له فقال اشهد انه صادق فقالوا او تصدقه بانه اتی الشام فی لیل واحد ثم رجع الی مك قال نعم انی اصدقه بابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء قال فسمی بذلك الصدیق (فتح الباری بروایة البیهقی)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (نبیؐ) سچا ہے قریش نے کہا کہ تو اس بات میں اس کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ ایک ہی رات میں ملک شام تک جا کر پھر مکہ تک واپس آگیا ابو بکر نے کہا ہاں میں تو اس سے بھی زیادہ دوری میں اس کی تصدیق کرتا ہوں میں آسمانی خبروں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں- راوی کہتا ہے اسی وجہ سے ابو بکر کا نام صدیق ہو گیا-

فرمایئے اس سوال و جواب سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہ کہ قریش اس واقع اسراء کو خواب سمجھتے تھے یا جسمانی سیر؟ پھر یہ کیونکر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے کہ قریش اسی وجہ سے انکاری تھے کہ اس کو بھی شعبہ نبوت جانتے تھے نہ اس وجہ سے کہ یہ سیر جسمانی ہے- ہاں آپ نے خوب فرمایا ہے یہ قریش خواب کو بھی شعبہ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کے ان کے مقصد کے برخلاف ہوتا تھا- اس سے گھبراہٹ اور ناراضگی ان میں پیدا ہوتی تھی- اس کی مثال میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب ہے-

عاتکہ نے جو عبدالطلب کی بیٹی تھی ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک ہولناک خواب دیکھا اور اس کو اپنے بھائی عباس سے بیان کیا اور چاہا کہ وہ اس کو پوشیدہ رکھیں- عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شتر سوار دیکھا جو وادی بطحا میں کھڑا ہے اس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکار و اپنے مقتل کی طرف تین دن میں بھاگو- عاتکہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجد میں داخل ہوا اور کعبہ کے سامنے اپنا اونٹ کھڑا کیا پھر اسی طرح چلایا پھر کوہ ابو قبیس کی چوٹی پر اپنے اونٹ کو کھڑا کیا پھر اسی طرح چلایا پھر پتھر کی ایک بڑی چٹان لیکر ہاتھ سے چھوڑی چونکہ مکہ وادی کے نشیب میں بسا ہوا تھا چٹان کے ٹکڑے بکھر گئے اور کوئی مکان مکہ کا نہیں بچا جس میں پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو- اس خواب کو سن کر عباس نکلے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا اور اس خواب کا اس سے ذکر کیا اور اس سے اس خواب کو چھپانے کی خواہش کی ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کو بیان کیا اور چرچا پھیل گیا- پھر ابو جہل کی ملاقات عباس سے ہوئی اس نے ان سے کہا اے ابوالفضل میرے پاس آؤ- عباس کہتے ہیں کہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر میں اس کے پاس گیا- اس نے کہا تم میں یہ پیغمبرنی کہاں سے پیدا ہو گئی اور اس نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا- پھر کہا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوے کیا یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بھی پیغمبری کا دعوے کرنے لگیں- (جلد ۶ صفحہ ۹۲)

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ

اور ہم نے ہر ایک چیز کو مفصل جانا ہے اور ہم نے ہر ایک انسان کے اعمال اس کے گلے کے ہار بنا دیتے ہیں

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور قیامت کے روز ہم اس کی کتاب نکالیں گے وہ اس کو کھلا پائے گا

مگر ہم نے ہر ایک چیز کو مفصل جانا ہوا ہے کیا مجال کہ کوئی چیز ہمارے علم سے باہر ہو سکے مگر نالائق انسان ہر طرح سے شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ ہم نے ہر ایک انسان کے اعمال نیک ہوں یا بد اس کے گلے کے ہار بنا دیئے ہیں مجال نہیں کہ کوئی کام خواہ کسی وقت کتنے ہی پردوں میں کیا ہو ضائع یا گم ہو سکے اور قیامت کے روز ہم اسکی کتاب اعمال کی نکالیں گے اور وہ اس کو اپنے سامنے کھلا پاوے گا

جواب: اس خواب کے واقعہ سے اس لئے نہ گھبرائے تھے کہ کسی کی نبوت کا شعبہ تھا بلکہ اس لئے گھبرائے اور انکاری ہوئے تھے کہ ہولناک خواب تھا۔ پس اس خواب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ بحالیکہ اسراء میں انہوں نے یہ وجہ بیان نہیں کی بلکہ وہ صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں **انه اتی الشام فی لیلته واحد ثم رجع الی مکته** یعنی ملک شام تک جا کر مکہ میں ایک ہی رات میں واپس آیا؟ یہ امر باعث انکار تھا نہ کہ کوئی ہولناک خبر **فانی هذا من ذالک** خیر بہر حال ان تینوں دلیلوں کا جواب سر سید سے ہو سکا یہی تھا جو قارئین دیکھ چکے۔ چونکہ یہ تین دلیلیں تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اس لئے ان کے جوابات تو سید صاحب نے ایسے دیئے مگر چوتھی دلیل چونکہ ہماری ایجاد ہے اس لئے اس کا جواب سر سید نے نہیں دیا اور نہ دے سکتے تھے کیونکہ ان کے کان اس سے آشنا نہ تھے۔ ہاں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کا کوئی معتقد یا ہم خیال توجہ کرے۔ مگر اتنا خیال رکھیں کہ جس طرح ہم نے بشواہد قرآنیہ اس دلیل کو مکمل کیا ہے جواب بھی ہو تو ایسا ہی ہو

اولئك ابائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ان دلائل کے جوابات سے فارغ ہو کر سر سید مرحوم نے اپنے خیال کے دلائل لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں دلالت النص یعنی خدا کا یہ فرمانا کہ **سبحن الذی اسری بعبده لیلا** یعنی رات کو خدا اپنے بندہ کو لے گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خواب میں یہ امور واقع ہوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ہے ورنہ لیلا کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی اور ہم اس کی مثالیں بیان کریں گے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اس بات کے کہ وہ خواب ہے بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اس بات کی ہوتے ہیں کہ خواب کا وہ بیان ہے ص ۱۹۵ اس اجمال کی تفصیل آپ ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

اب ہم پہلی دلیل کی تصریح کرتے ہیں۔ یہ جان لینا چاہیئے کہ قرآن مجید اور نیز احادیث میں جب کوئی امر خواب کا بیان کیا جاتا ہے تو یہ لازم نہیں ہے کہ اس سے پہلے یہ بھی بیان کیا جائے کہ یہ خواب ہے کیونکہ قرینہ اور سیاق کلام اور نیز وہ بیان خود اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ بیان خواب کا تھا۔ مثلاً حضرت یوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بیان کرتے وقت بغیر اس بات کے کہنے کے کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ **یابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی سجدین** لیکن قرینہ اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ خواب ہے اس لئے ان کے باپ نے کہا **یا بنی لا تقصص رویاك علی اخوتك فیکیدوا لك کیدا** پس معراج کے واقعات خود اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ وہ خواب ہے ضرور نہیں تھا بلکہ صرف یہ کہنا کہ رات کو اپنے بندہ کو لے گیا صاف قرینہ ہے کہ وہ سب کچھ خواب میں ہوا تھا (صفحہ ۹۹)

جواب: بہت خوب چشم ما روشن دل ماشاد مگر معراج کے واقعات کا خواب پر دلالت کرنا تو پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آیت **سبحان الذی اسری بعبده** کے الفاظ سے تین دلائل اور ایک بیرونی دلیل مجموعہ اربعہ تو ہم بھی لکھ آئے ہیں جن پر آپ نے بھی جو کچھ فرمایا ہے ناظرین کو سنا آئے پس یہ تو ختم ہے۔ اب آگے چلئے

دوسری دلیل سید صاحب نے آیت **ما جعلنا الرویا الایته** سے لی ہے اس کی تشریح و تصریح آپ ہی کے الفاظ میں یوں ہے فرماتے ہیں

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۞ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا حساب کرنے کو آپ خود ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پاتا ہے صرف

يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ
اپنے ہی لئے پاتا ہے اور جو گمراہ ہے اس کا دبال بھی اسی پر ہو گا کوئی نفس کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے

اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۞
گا اور ہم (خدا) عذاب نہیں کیا کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں

ایسا کہ کوئی کام اس کا ایسا نہ ہوگا جو اس کتاب میں نہ ہو اس کو حکم ہو گا کہ اپنی کتاب اعمال پڑھ لے تو آج اپنا حساب کرنے کو آپ خود ہی کافی ہے پس سنو کہ جو کوئی اس روز کے ڈر سے ہدایت پاتا ہے اور عمل نیک کرتا ہے وہ صرف اپنے ہی لئے ہدایت پاتا ہے اسی کو اس کا فائدہ ہے اور کسی کو نہیں اور جو گمراہ ہوا اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا اور کسی پر کیا ہوتا- کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں تو یہ قاعدہ مقرر ہے کہ کوئی نفس کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا اور اگر یہ خیال ہو کہ خدا یوں ہی کسی کو ہلاک اور تباہ کرتا ہے- تو سنو ہم کسی قوم کو عذاب اور مواخذہ نہیں کیا کرتے جب تک ان کی طرف رسول نہ بھیجیں- پھر وہ لوگ اس رسول کے ساتھ مخالفت اور عناد و شقاق سے پیش آتے ہیں تو غضب الٰہی کا حکم ان پر لگ جاتا ہے-

اس دلیل میں جو ہم نے لکھا ہے وما جعلنا الرویا التی اریناك الا فتنته للناس یہ آیت متعلق ہے معراج سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معراج سے متعلق نہیں ہے مگر ادنیٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ آیت خاص اسی صورت میں ہے جس میں معراج کا ذکر ہے تو اس کو معراج سے متعلق نہ سمجھنے کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے- خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود ابن عباس نے اس آیت کو اسراء سے متعلق سمجھا ہے-

سورت بنی اسرائیل کی پہلی آیت بطور اظہار شکر یہ اس نعمت کے ہے جو خدا تعالیٰ نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت ﷺ پر انکشاف فرمائی تھی اس کے بعد بنی اسرائیل کا اور ان قوموں کا ذکر ہے جن کے لئے بطور امتحان واطاعت فرمان باری تعالیٰ کچھ نشانیاں مقرر کی گئی تھیں اور باوصف اس کے انہوں نے رسولوں سے انکار کیا اور خدا کی نافرمانی کی- اس موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواب تجھ کو دکھلایا ہے وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لئے ہے کیونکہ وہ بھی نبوت کے شعبہ میں سے ہے- تاکہ امتحان ہو کہ کون اس سے انکار کرتا ہے اور کون اس کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ اس سے انکار کرنا بمنزلہ انکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہے

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آیت اور وہ دوسری آیت متصل اور پیوستہ ہیں یعنی خدا نے یوں فرمایا ہے

سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من ایاتنا انه هو السمیع البصیر وما جعلنا الرویا التی اریناك الی فتنته للناس	پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تاکہ دکھائیں ہم اس کو کچھ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے (جلد ٦ صفحہ ١٠٠)

جواب: سید صاحب نے بڑی کوشش سے آیت موصوفہ کو اسراء سے متعلق کیا ہے ہم اس میں آپ سے منازعات نہیں کرتے بلکہ مان لیتے ہیں اور جمہور مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت ماجعلنا الرویا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے- مگر گزارش ہے کہ رویا کے معنے میں علماء لغت کے متعدد اقوال ہیں چنانچہ آپ نے بھی کئی ایک نقل کئے ہیں- (دیکھو صفحہ ٢٣ پر عبارت مندرجہ ذیل)

علامہ خفاجی درالغواص کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا
اور جب کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے امیروں کو اور زیادہ بڑھاتے ہیں پھر وہ اس میں بدکاریاں کرتے ہیں

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾
پس ان پر حکم لگ جاتا ہے پھر ہم ایک ہی دفعہ سب کو تباہ کر دیتے ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ
نوح سے پیچھے کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کی ہیں اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں

عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾
سے پورا خبردار اور دیکھنے والا ہے

اور سنو جب کسی بستی کی بداعمالیوں اور شامت اعمال پر ان کو تباہ اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس بستی کے امیروں اور آسودہ لوگوں کو اور زیادہ بڑھاتے ہیں۔ ایسے کہ پھر وہ اس بستی میں جی کھول کر بدکاریاں کرتے ہیں پس ان پر عذاب کا حکم لگ جاتا ہے۔ پھر ایک ہی دفعہ ہم سب کو تباہ کر دیتے ہیں ایسے کہ ان کا نام لیوا بھی کسی کو نہیں چھوڑتے۔ اس کی نظیر سنو حضرت نوح علیہ السلام سے پیچھے کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کی ہیں یہ نہیں کہ بے گناہ ہی تباہ کر دیں بلکہ ان کی شرارتوں کی وجہ سے کیں گو لوگ بوجہ نادانی اور بے خبری کے ان کو بے گناہ جانیں مگر تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا باخبر اور دیکھنے والا ہے۔ اسے تو کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں ہمارے (یعنی خدا کے) ہاں یہ بھی قاعدہ ہے۔

وفيه ثلثة اقوال لا هل اللغة احدها ما ذكره المصنف والثانى انهما بمعنى فيكونان يقظته اومنا ما والثالث ان ان لرويته عامته والرويا مختص لما يكون فى الليل ولو يقظته (شرح در الغواص ص ۱۴۲)

رؤیا کے معنی میں اہل لغت کے تین قول ہیں ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے دوسرا یہ کہ دونوں لفظوں (رویت اور رؤیا) کے ایک ہی معنی ہیں جاگنے کی حالت میں بولے جائیں یا سونے پر تیسرا قول یہ ہے کہ رویت عام ہے اور روایات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداری میں ہو مخصوص ہے

پس اس لغوی شہادت۔ کے بعد ہم نے اول المفسرین ابن عباسؓ کا قول دیکھا تو صحیح بخاری میں ان کا قول رویا عین ملتا ہے یعنی آنکھوں سے دیکھنا پس آیت کے معنی یہ ہوئے خدا فرماتا ہے اے نبی ہم نے جو تجھے دکھایا تھا اس سے لوگوں کیلئے فتنہ پیدا ہوا ان معنی سے آیت موصوفہ اسراء جسمانی کے مثبت ثابت ہوئی۔ مگر سر سید مرحوم ابن عباس کی تفسیر پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سلف سے علماء اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے کہ واقعات معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں اگر قید لفظ عین کی جو ابن عباس کی حدیث میں ہے ایسی صاف ہوئی جس سے روئتؔ فی الیقظہ سمجھی جاتی تو علماء میں اختلاف نہ ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ عین سے رویت فی الیقظہ کا سمجھنا ایسا صاف نہیں ہے جیسا کہ بعض نے سمجھا (صفحہ ۱۰۶)

جواب: تعجب ہے سید صاحب کیسی حرکت مذبوحی کے مرتکب ہو رہے ہیں فرماتے ہیں اگر ابن عباس کا قول صاف ہوتا تو علماء میں اختلاف کیوں ہوتا حالانکہ وہ اس کے متصل ہی صفحہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں

اگر ہماری یہ رائے صحیح نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھ اس مقصد سے بولا ہو کہ رویا سے روایت بالعین فی الیقظہ مراد ہے تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہوں گے جو معراج فی الیقظہ کے قائل ہوئے ہیں مگر ہم اس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہے

ؔ فی الیقظہ کے معنی ہیں بیداری میں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جو کوئی جلدی کا طالب ہوتا ہے تو اس کو دنیا ہی میں جلدی دے دیتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں دنیا میں دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے

لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

جہنم مقرر کردیتے ہیں جس میں وہ ذلیل و خوار ہوکر داخل ہو گا

کہ جو کوئی اپنے کردار اور اعمال سے دنیا میں جلدی بدلہ کا طالب ہوتا ہے- یعنی صرف وہی کام کرتا ہے جو اس دنیا ہی میں نافع اور مفید ہوں اور دین کی طرف اس کو ذرہ بھی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ وہ چاہتا ہے بلکہ ایسی باتوں کو ملاؤں کی سی باتیں کہہ کر نہایت حقارت سے ٹال دیتا ہے تو ایسے نالائقوں میں سے جس کو ہم چاہتے ہیں ہم بھی اسی دنیا میں کچھ دے دیتے ہیں اور کئی ایک دنیاوی کوششوں میں بھی ناکام رہتے ہیں- چنانچہ یہ امر مشاہدہ میں بھی ایسا ثابت ہے لیکن ایسے کوتہ اندیش کو جو صرف دنیا ہی کا طالب ہو اور دین اور آخرت کا راغب نہ ہو تھوڑا سا اس دنیا میں ہم دے دلا کر آخرت کی دائمی نعمتوں سے اس کو محروم کردیتے ہیں- پھر اس کے لئے جہنم مقرر کردیتے ہیں جس میں وہ ذلیل خوار ہو کر داخل ہو گا-

اس عبارت کا مضمون صاف ہے کہ باوجود صحیح ہونے تفسیر ابن عباس کے آپ (بقول خود) ان سے مخالفت کے مجاز ہیں تو کیا وہ علماء جو آپ سے پہلے اور ابن عباس کے ہم عصر و ہم مرتبہ تھے ان کا حق نہ تھا کہ ان کی رائے سے مخالفت کر سکیں دوسرا جواب سید صاحب نے ابن عباس کے قول کے لئے یہ سوچا ہے کہ عین کے معنی لغت میں حقیقۃ الشئے کے ہیں- لسان العرب میں لکھا ہے

العین عند العرب حقیقته الشئی یقال جاء بالامر من عین صافیته ای من خصه وحقیقته جاء بالحق بعینه ای خالصا واضحا (لسان العرب ج۷ ص۱۸)

اہل عرب کے نزدیک عین کسی چیز کی حقیقت پر بولا جاتا ہے کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اس کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ لایا یعنی خالص اور روشن حق لایا

پس حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ رویا عین- اس کے معنی ہیں **رویا حقیقته لان رویاً الانبیاء وحق ووحی** اور اسی لیے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں رویا کے ساتھ جو عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رویا کو جو قرآن مجید میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے- مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے رویا کے صحیح اور واقعی حق ہونے کی تاکید مراد ہے- یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ خواب وہم خیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہے بلکہ درحقیقت خواب میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ سچ اور حق ہے کیونکہ انبیاء کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں- پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

جواب: افسوس سید صاحب کے حق میں عربی مثل ثابت آئی **حبك الشئی یعمی ویصم** یعنی جب کسی چیز کی محبت غالب آتی ہے تو انسان کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے- سر سید نے لسان العرب سے تو عین کے معنی تلاش کئے مگر قاموس میں نہ دیکھے **العین باصرۃ** یعنی عین کے معنی آنکھ ہے- حدیث شریف میں آیا ہے العین وکلمالسہ آنکھ بند ہونے یعنی نیند میں وضو ٹوٹ جاتا ہے- قرآن شریف میں دیکھئے عین کن معنوں میں آیا ہے- غور سے سنئے **لاتعدعیناك عنهم** (تیری دو آنکھیں ان سے نہ گزر جائیں عینا تثنیہ ہے عین کا)- **لو نشاء لطمسنا علی اعینهم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون** (سورہ یسین) اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کے بے نور کر دیتے پھر راستہ تلاش کرتے مگر کہاں دیکھ سکتے- اس آیت میں اعین عین کی جمع ہے اور آنکھ کے معنی میں ہے- لسان العرب کی عبارت کے معنی بھی بجائے خود صحیح ہے مگر اس کے استعمال کا محل اور ہے- لفظ عین کے معنی کئی ایک ہیں لیکن جب رویت یا رؤیا اس کی طرف مضاف ہوں تو اس کے معنی آنکھ ہی کے ہوتے ہیں- نہ اور- اور اگر خواب یا رویت کی سچائی اور واقعیت بتلانی ہو تو اس وقت اس کا مضاف الیہ حق لایا جاتا ہے- چنانچہ ایک صحابیؓ نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے ایک شخص خواب میں یہ کلمات سکھا گیا- (جو اذان میں پڑے جاتے ہیں) تو حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انہا لرویا حق (یہ خواب سچا ہے) مشکوۃ باب الاذان یہ کبھی نہ ہو گا کہ رؤیا یا رویت کی اضافت عین کی طرف ہو تو اس وقت بھی اس سے مراد حق اور سچ ہو- نہیں بلکہ آنکھوں سے دیکھنا مراد ہو گا- نہ کچھ اور قرآنی دلائل تو سید صاحب کے پاس بھی دو تھے جن کا ذکر معہ جواب اوپر ہو چکا ان کے علاوہ دو تین دلائل آپ نے احادیث کے اختلاف سے پیدا کئے ہیں سو چونکہ وہ ان سے بھی پیچھے ہیں اس لئے ناظرین کو اتنی اطلاع کرتے ہیں کہ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کی مناسب کوشش کرے اور ایمان دار بھی ہو پس ان لوگوں کی سعی خدا کے ہاں مقبول ہو گی

اور جو آخرت کا ارادہ کرے مگر نہ صرف ارادہ ہی ارادہ ہو کہ ابھی جنت میں چلا جاؤں اور کرے کرائے کچھ بھی نہیں بقول شخصے ؎

جی عبادت سے چرانا اور جنت کی ہوس کام چوراس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

بلکہ اسی دھن میں رہے اور اس کے مناسب کوشش کرے اور ایماندار بھی ہو یعنی جو کچھ کرے وہ محض خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرے نہ کہ کسی کے دکھاوے کو پس ان لوگوں کی محنت اور سعی خدا کے ہاں مقبول ہو گی۔

جن احادیث میں سر سید مرحوم نے کسی قدر لفظی اختلاف پا کر اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہا ہے ان میں علماء محدثین نے تطبیق دی ہوئی ہے۔ فتح الباری وغیرہ ملاحظہ ہو۔

معراج : پہلے ہم بتلا آئے ہیں کہ معراج سے مراد وہ سیر ہے جو مکہ شریف سے فلک الافلاک تک ہوئی تھی۔ اس کے متعلق بھی گو بہت بڑا اختلاف ہے مگر اس جگہ ہم دو بزرگوں کا کلام نقل کرتے ہیں۔ جو بمنزلہ دو شاہدین عادلین کے ہیں۔ ان دو بزرگوں میں سے پہلے بزرگ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ ہیں جو فرماتے ہیں۔

وقد نقل ابن اسحق عن عائشة ومعاوية انهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده ونقل عن الحسن البصرى نحو ذلك ولكن ينبغى ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما وبين ان يقال كان بروحه دون جسده وبينهما فرق عظيم وعائشة ومعاويه لم يقولا كان مناما وانما قالا اسرى بروحه ولم يفقد جسده وفرق بين الامرين فان مايراه النائم قد يكون امثالا مضروبته للمعلوم فى الصور المحسوسته فيرى كانه قدعرج به الى السماء وذهب به الى مكته وافطار الارض وروحه لم تصعد ولم تذهب وانما ملك الرئويا ضرب له المثال و الذين قالو اعرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفته قالت عرج بروحه وبدنه وطائفته قالت عرج بروحه ولم يفقد بدنه وهنو لاء لم يريد وان المعراج كان مناما وانما اراد وا ان الروح ذاتها اسرى بها وعرج بها حقيقته وباشرت من جنس ما تباشر بعد المفارقته وكان حالها فى ذلك كحالها بعد المفارقته فى صعودها الى السموات سماء سماء حتى ينتهى بها الى السماء السابعته فتقف بين يدى الله

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ اور معاویہ کا مذہب یہ بتلایا ہے کہ معراج میں آنحضرت کی روح گئی تھی اور جسم غائب نہیں ہوا اور حسن بصری کا مذہب بھی یہی بتلایا ہے لیکن اس قول میں کہ اسراء خواب میں ہوئی تھی اور اس قول میں کہ اسراء روح کے ساتھ ہوئی تھی نہ جسم کے ساتھ فرق جاننا چاہئے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ نے یہ نہیں کہا کہ اسراء خواب میں بھی ہوئی تھی بلکہ انہوں نے کہا کہ اسرا روح کے ساتھ ہوئی تھی اور رسول خدا کا جسم اسراء میں نہیں گیا اور دونوں میں فرق ہے کیونکہ سونے والا جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں ایک معلوم چیز کی مثالیں ہیں جو محسوس شکلوں میں اس کو دکھائی دیتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہ گویا آسمان پر چڑھ گیا اور مکہ اور دنیا کے اور اطراف میں چلا گیا ہے حالانکہ اس کی روح نہ چڑھی نہ کہیں گئی بلکہ خواب کے غلبہ نے اسکی نظر میں ایک صورت بنا دی ہے۔ جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل ہیں ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی روح اور بدن دونوں کو معراج ہوئی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ معراج میں ان کی روح گئی تھی۔ بدن نہیں گیا اور اس سے ان کی یہ مراد نہیں ہے کہ معراج خواب ہوئی ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت کی روح اسراء میں گئی اور حقیقت میں اسی کو معراج ہوئی اور اس نے وہی کام کیا جو بدن سے جدا ہونے کے بعد روح کرتی ہے اور اس واقعہ میں اس کا حال ویسا ہوا جیسا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد روح ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتی ہے۔ یہاں

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

ہم ہر ایک کو اپنی مہربانی سے مدد دیتے ہیں یہ ہوں یا وہ ہوں تیرے پروردگار کی عطا کسی سے بند نہیں

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

دیکھو تو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت اپنے درجوں اور فضیلتوں میں

وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

کہیں بڑھ چڑھ کر ہے

یوں تو ہم ان میں سے ہر ایک کو دنیا کا طالب ہو یا آخرت کا اپنی مہربانی اور عامہ تربیت سے مدد دیتے ہیں- یہ ہوں یا وہ ہوں کسے باشد ربوبیت کے حقوق میں سب برابر ہیں- ان ہی معنے سے تو تیرے پروردگار کی عطا اور تربیت کسی سے بند نہیں- کیا تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

چناں پہن خوان کرم گسترد   کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

دیکھو تو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے مگر افسوس ان لوگوں کی سمجھ پر جو اس دنیاوی فضیلت اور ظاہری اعزاز اور وجاہت پر غرہ ہو جاتے ہیں اور فرعون بے سامان بن کر اہل دین پر غراتے ہیں اور مسخریاں کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ آخرت اپنے درجوں اور فضیلتوں میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے دنیا کا اس سے مقابلہ ہی کیا؟ مقابلہ کے نام سے شرم چاہیئے

عزوجل فیامر فیھا بما یشاء ثم تنزل الی الارض فالذی کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلتہ الاسراء اکمل مما یحصل للروح عند المفارقتہ ومعلوم ان ھذا امر فوق مایراہ النائم لکن لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مقام خرق المعوائد حتی شق بطنہ وھو حی لا یتالم بذالک عرج بذات روحہ القدستہ حقیقتہ من غیرا ماتتہ ومن سواہ لاینال بذات روحہ الصعود الی السماء الابعد الموت والمفارقتہ فالا نبیاء انما استقرت ارواحھم ھناک بعد مفارقتہ الابدان وروح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعدت الی ھناک فی حال الحیا ثم عادت وبعد وفاتہ استقرت فی الرفیق الاعلی مع ارواح الانبیاء ومع ھذا فلھا اشراف علی البدن واشراف وتعلق بہ بحیث یرد السلام علی من سلم علیہ وبھذا التعلق رای موسیٰ قیا ما یصلی فی قبرہ دراہ فی السماء السادستہ ومعلوم انہ لم یعرج بموسیٰ من قبرہ ثم ردالیہ وانما ذلک مقام روحہ واستقرارھا وقبرہ مقام بون واستقرارہ الی یوم معاد الروح الی اجسادھا فراہ یصلی

تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچتی اور خدا کے سامنے ٹھہر جاتی ہے پھر خدا جو چاہتا ہے- اس کا حکم کرتا ہے پھر زمین پر اترتی ہے پس جو حال رسول اللہ کا معراج میں ہوا وہ اس سے زیادہ کامل تھا جو روح کو بدن چھوڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حال اس کیفیت سے جو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے بالاتر ہے- لیکن چونکہ رسول خدا نے اپنے (بلند) مرتبہ کے سبب بہت سے فطرت کے قاعدوں کو توڑا یہاں تک کہ زندگی میں ان کا پیٹ چاک کیا گیا اور ان کو تکلیف نہ ہوئی- اس لئے حقیقت میں بدوں مرنے کے خود ان کی روح مقدس کو معراج ہوئی اور جو ان کے سوا ہیں ان میں سے کسی کی روح بدون مرنے کے اور بدن چھوڑنے کے آسمان پر صعود نہیں کرتی- انبیاء کی روحیں اس مکان پر بدن سے جدا ہونے کے بعد پہنچتی ہیں- اور رسول خدا کی روح زندگی ہی میں اس مقام تک گئی اور واپس آگئی- اور بعد وفات کے دیگر انبیاء کی روحوں کے ساتھ مقام رفیق اعلیٰ میں ہے اور باوجود اس کے بدن پر اس کا پر تو اور اس کی اطلاع اور اس کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ رسول خدا ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں- اور اسی تعلق کے سبب ہے رسول خدا نے موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر ان کو چھٹے آسمان پر بھی دیکھا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نہ موسیٰ نے قبر سے صعود کیا نہ واپس آئے- بلکہ وہ ان کی روح کا مقام اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے- اور قبر ان کے بدن کا مقام اور

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا

تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنائیو ورنہ تو ذلیل اور خوار ہو کر بیٹھے گا۔ اور تیرے پروردگار نے حکم دے

تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

رکھا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت مت کریو اور اپنے ماں باپ سے سلوک کیا کریو اگر ان میں ایک یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے تک

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝

پہنچیں تو تم ان کو اف تک بھی نہ کہیو اور نہ ان کو جھڑکیو اور ان کو عزت سے مخاطب کیا کرو۔

پس اے مخاطب اگر تو آخرت کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنائیو۔ورنہ تو ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں بیٹھے گا۔ سنو یہ کوئی معمولی حکم نہیں بلکہ ایسا یقینی اور قطعی ہے کہ تیرے پروردگار نے یقینی حکم دے رکھا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت مت کریو اور اسی سے دوسرے درجہ پر یہ حکم ہے کہ اپنے ماں باپ سے سلوک کریو اگر ان میں ایک یا دونوں تیری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچیں اور تجھ سے خدمت کے خواستگار ہوں تو تو ان کی خدمت کرتا ہوا اف ہائے تک بھی نہ کہیو اور نہ ان کو جھڑکیو اور ان کو عزت سے مخاطب کیا کرنا ورنہ ان کی ذرہ سی بھی دل شکنی ہوئی تو تیری خیر نہیں۔

فی قبره وره فی السماء السادته كما انه صلى الله عليه وسلم فی ارفع مكان فی الرفيق الاعلى مستقراهناك وبدنه فی صريحه غير مفقود را ذا سلم عليه المسلم ردالله عليه روحه حتى يرد عليه السلام ولم يفارق الملاء الاعلى ومن كثف ادراكه هذا فلينظر الى الشمس فی علو محلها وتعلقها وتاثيرها الى الارض وحيات النبات والحيوان بها هذا و غلت طباعه عن ادراك وشان الروح فوق هذا فلها شان وللابدان شان وهذا النار تكون فی محلها ورتها تئوثر فی الجسم البعيد عنها مع ان الارتباط والتعلق الذى بين الروح والبدن اقوى واكمل من ذلك واتم فشان الروح اعلى من ذلك والطف۔

فقل للیعون الرمد اياك ان تريسئا الشمس استغنى ظلام الليا ليا (زاد المعاد ابن القيم ص ۳۰۱، ۳۰۲، ج ۱)

اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جب تک کہ روحیں دوبارہ بدنوں میں آئیں گی اسی لئے رسول خدا نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا۔ جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کی روح رفیق اعلیٰ میں ایک بلند مقام پر ہے اور ان کا بدن قبر میں موجود ہے اور جب کوئی مسلمان ان پر درود سلام بھیجتا ہے۔ خدا ان کی روح کو بدن میں واپس بھیجتا ہے تاکہ اس کے سلام کا جواب دیں حالانکہ پھر بھی رسول خدا کی روح ملا اعلیٰ سے جدا نہیں ہوتی۔ اور جس شخص کی عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہے۔ وہ دیکھے کہ آفتاب بہت بلندی پر ہے اور اس کا تعلق اور تاثیر زمین میں اور نباتات اور حیوان کی زندگی میں ہے اور روح کا حال تو اس سے بالاتر ہے۔ کیونکہ روح کا حال اور ہے اور اجسام کا حال اور۔ یہی آگ اپنی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کی گرمی اس جسم میں سرایت کرتی ہے جو اس سے دور ہے حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درمیان ہے وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر ہے۔

درد بھری آنکھوں سے کہدے کہ آفتاب کی روشنی کو دیکھنے سے بچیں۔ ورنہ راتوں کا اندھیرا چھا جائے گا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا

اور محبت سے ان کے آگے جھک جایا کرو اور کہا کرنا کہ اے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ

رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ

انہوں نے مجھے لڑکپن میں پرورش کیا- تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہو گے

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

تو وہ بھی نیک بختوں کے لئے بخشنہار ہے

اور محبت سے ان کے آگے جھک جایا کرنا اور اسی پر بس نہیں کہ دنیا ہی میں ان کی خاطر تواضع پر بس کر جانا- بلکہ آخرت کے متعلق بھی ان کے لئے دعا کرتے ہوا کہا کرنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے لڑکپن میں پرورش کیا- ایسا کہ میری ذرہ سی تکلیف پر اپنا آرام بھول جاتے تھے- تمام رات بھی گزر جائے تو مجھے کندھوں پر اٹھائے پھرتے تھے- میرے آرام پر آرام قربان کرتے تھے- پس اے میرے پروردگار تو بھی ان پر ایسی ہی مہربانی کر- بعض لوگ صرف دکھاوے کو لوگوں سے شرماتے ہوئے ماں باپ سے ظاہر داری کیا کرتے ہیں مگر دل سے ان کی تعظیم اور محبت نہیں کرتے- سو یاد رکھو تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے- اگر تم واقعی نیک اور صالح ہو گئے اور دل سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ گے تو وہ پروردگار تمہارا بھی نیک بختوں کے لئے بخشنہار ہے- وہ ان کی لغزشوں اور بھول چوک کو معاف کر دیگا-

گو حافظ ممدوح کا اپنا مذہب یہ نہیں- بلکہ قائلین کی طرف سے یہ توجیہ نقل کی ہے مگر اس مذہب کو حافظ موصوف نے رد بھی نہیں کیا- بلکہ حمایت کی ہے

دوسرے رکن اس نصاب کے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ہیں جو فرماتے ہیں- کہ

واسری به الی المسجد الا قصی ثم الی سدر المنتهی والی ماشاء الله وكل ذلك لجسده صلی الله علیه وسلم فی لیقظته ولكن ذلك فی موطن هو برزخ بین المثال والشهاد جامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح وامعانی الروحیته اجساداو کذلك بان لكل واقعته من تلك الوقائع تعبیروقد ظهر لحز قیل وموسیٰ وغیر هما علیهم السلام نحو من تلك الوقائع وكذلك لا ولیاء الامته لیکون علو درجاتهم كحالهم فی الرویا– والله اعلم (حجته الله ص ۱۹۰' ج ۲' باب الاسراء)

آنحضرت کو مسجد اقصیٰ تک لے گیا- پھر سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک خدا نے چاہا اور یہ سب واقعات جسمانی تھے- بیداری میں- لیکن یہ ایک ایسے موقع پر تھا کہ مثال اور شہادت کے درمیان واسطہ اور دونوں کے احکام کو جامع تھا پس جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے- روح اور کیفیات روحانیہ جسم کی شکل میں متشکل ہوئیں اسی لئے ہر ایک واقع کی تعبیر اور بیان ظاہر ہوا- حضرت حزقیل اور موسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے لئے اس طرح کے واقعات ظاہر ہوئے تھے- اسی طرح اولیاء امت کے لئے واقعات پیش آئے ہیں- تاکہ ان کے درجوں کی بلندی اللہ کے نزدیک ظاہر میں ایسی ہو جیسی خواب میں ان کی حالت ہوتی ہے-

سرسید مرحوم نے غلطی کھائی ہے جو اس کلام کو حافظ ابن قیم کا مذہب جانا ہے- چنانچہ لکھتے ہیں کہ اس طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ صرف روح رسول خدا کی معراج میں گئی تھی اور جسد نہیں گیا- اس کا نتیجہ بھی یہ ہے کہ حالانکہ حافظ ابن قیم بھی بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہے- (تفسیر احمدی جلد ۵ صفحہ ۶) ابن قیم نے ایک ہی صفحہ پہلے اپنے مذہب کو تصریح کر دی ہے کہ آنحضرت کو معراج بجسدہ ہوا ہے- چنانچہ لکھتے ہیں ثم اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجسدہ علی الصحیح (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۰) یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ آنحضرت کو معراج بجسدہ ہوا اس سے ظاہر ہے کہ ابن قیم کو معراج جسدی سے انکار نہیں- پس حافظ ممدوح کی طرف انکار کو نسبت کرنا سید صاحب کی غلط فہمی یا مطلب بر آری ہے منہ پس ان بزرگوں کے کلام سے جو امر ثابت ہوتا ہے خاکسار بھی اسی کو مانتا ہے- مختصر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو دو دفعہ سیر کرائی گئی ایک دفعہ تو مکہ شریف سے بیت المقدس تک جسمانی- دوسری دفعہ مکہ شریف سے فلک الافلاک تک اس کیفیت سے جو ان دو بزرگوں کے کلام سے ثابت ہوتا ہے

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

اور ناتے والوں اور مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کیا کرو اور فضول خرچی مت کیا کرو-

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

کچھ شک نہیں کہ فضول خرچ شیطان کے ساتھی ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بالکل ناشکرا ہے

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

اور اگر تم اپنے پروردگار کی مہربانی کے انتظار میں ان سے منہ پھیرو جس کی تم امید رکھتے ہو تو ان کو نرم بات کہا کرو

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

اور نہ اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھا کرو اور نہ ہی بالکل کھلا۔ چھوڑ دیا کرو نہیں تو تم شرمندہ اور عاجز ہو کر بیٹھ رہو گے

اور تیسرے درجہ پر یہ حکم ہے کہ ناتے والوں اور مسکینوں اور غریب عاجز مسافروں کے حقوق ادا کیا کرو یعنی ان سے بھی حسن سلوک سے پیش آیا کرو اور فضول خرچی میں مال و دولت ضائع مت کیا کرو جس جگہ خرچ کرنے کی شریعت اجازت نہ دے اس جگہ ایک کوڑی بھی خرچ کرو گے تو فضول خرچ بن جاؤ گے اور جس جگہ شریعت کی اجازت ہو وہاں پر تمام مال کے خرچ کرنے سے فضول خرچی کا الزام عائد نہ ہو گا کیا تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا؎

نہ بے حکم شرح آب خوردن خطاست اگر خون بفتوی بریزی رواست

کچھ شک نہیں کہ فضول خرچ شیطانوں جیسے بیفرمانوں کے ساتھی ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بالکل ناشکرا ہے پس اس کا ساتھی بننا گویا خدا اس کے ناشکروں میں داخل ہونا ہے- پس تم ایسا مت کرنا اور اگر کوئی وقت ایسا آپڑے کہ تم اپنے قریبیوں اور حقداروں کے حقوق ادا نہ کر سکو بلکہ اپنے پروردگار کی مہربانی سے انتظار میں ان سے روگردان رہو- یعنی ایسا موقع آپڑے کہ تمہارے پاس کچھ موجود نہ ہو مگر کہیں سے رقم تم کو پہنچنے والی ہو جس کی تم امید رکھتے ہو تو ایسے وقت میں ان کو نرم بات کہا کرو اور سمجھا دیا کرو کہ بھائیو آج کل ہمارا ہاتھ ذرا تنگ ہے تھوڑے دنوں تک ہم انشاء اللہ تم سے سلوک کریں گے- ہاں یہ بھی خیال رہے کہ نہ تو بالکل اپنے ہاتھوں کو گردن سے باندھ رکھا کرو کہ کسی کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دو- اور نہ ہی بالکل چھوڑ دیا کرو- کہ جو کچھ ہاتھ آیا بین آیا لٹوائے-

قرار در کف آزادگان نگیرد مال نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

سب کچھ اڑا دیا نہیں تو تم شرمندہ اور ضرورت کے وقت عاجز ہو کر بیٹھ رہو گے

غالباً اس رائے کو اختیار کرنے کی وجوہات میں یہ بھی ایک وجہ ان بزرگوں کو پیش آئی ہو گی کہ آسمانی سیر کی حدیثوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی پھر اگر آپ اسی جسم مطہر کے ساتھ تھے تو وہ بھی ایسے ہی ہوں گے- حالانکہ ان کا اس جسم خاکی کو چھوڑ دینا شہادت تواتر کے علاوہ قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے- فافهم ولا تعجل

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۳۰

تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہے زرق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے- وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب خبردار اور دیکھتا ہے-

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

اور اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل مت کیا کرو ہم (خدا) ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں ان کا قتل بہت ہی بڑا گناہ ہے

ع ۳ ۸

سنو اپنے مال و دولت پر ناز نہ کیا کرو بلکہ اصل بات یہ دل میں جمار کھو کہ تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے- سب چیزوں پر اسی کا قبضہ و تصرف ہے ایسے ویسے خیالات اور بیہودہ پخت و پز کرنے والوں کو وہ دوسری طرح سیدھا کر دیا کرتا ہے- اسے کسی کے بتلانے اور سمجھانے کی بھی حاجت نہیں کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب خبردار اور دیکھتا ہے پس اس کے حکموں کی اطاعت کرو اور اسی کے ہو کر رہو اور سنو اپنی اولاد (لڑکیوں) کو اپنے افلاس کے خوف سے مت قتل کیا کرو کہ ہائے ہم کہاں سے اتنا لائیں گے کہ ان کی شادیوں میں داج دہیج دیں گے- ہم (خدا) ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں- کیا تم اپنے آپ کو ان کا رزاق سمجھتے ہو- بڑی غلط رائے ہے یاد رکھو کہ ان کا قتل بہت ہی بڑا گناہ ہے-

شان نزول

عرب کے لوگ لڑکیوں کے پیدا ہونے پر سخت کبیدہ خاطر ہوتے تھے یہاں تک کہ اگر موقع ملتا تو قتل بھی کر دیتے تھے- ان کے حق میں یہ کہنا بہت ٹھیک ہے ؎

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھیں خالی   جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

ان کے سمجھانے کو اور ان کو اس فعل قبیح کے روکنے کو آیت نازل ہوئی منہ ۱۲

بیرونی مباحث

اندرونی ثبوت یعنی بعد بیان قرآن و حدیث کے بیرونی حملات کی مدافعت بھی ضروری ہے- چونکہ ہم نے اس بحث کے دو حصے کر دیئے ہیں- اس لئے اعتراضات میں بھی کمی آگئی- بڑا اعتراض تو آسمانی سیر جسمانی پر تھا جس کا حل شاہ ولی اللہ صاحب اور حافظ ابن قیم رحمت اللہ علیہما نے کر دیا- کیوں کہ ان حضرات کی تقریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ عنصری جسم مطہر آنحضرت کا آسمان پر نہیں آگیا- اب اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو اس پر ہو سکتا ہے کہ مکہ شریف سے بیت المقدس تک سیر جسمانی تھوڑے سے عرصہ میں کیونکر ہوئی بحالیکہ تخمیناً دو ہزار میل کا فاصلہ ہے- اس سوال کا جواب گو پہلے بھی علماء کرام نے دیا ہے مگر آج کل تو اور بھی سہل ہو گیا ہے- غور سے سنئے ایک زمانہ تھا کہ امرتسر سے دہلی تک اوسطاً ایک ماہ یا کم بیش لگتا تھا- اب دس گھنٹوں میں ڈاک جاتی ہے- لیکن ٹھہرتی ہوئی اگر راستہ میں نہ ٹھیرے تو اسی رفتار سے چھ سات گھنٹوں میں پہنچ سکتی ہے- پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ گاڑیوں کے پہیوں پر بجلی لگادی جاوے گی تو امرتسر سے دہلی تک چار گھنٹوں میں سفر طے ہوگا- لیکن سوال یہ ہے کیا اس ترقی کی اب حد ہو چکی ہے یا آئندہ کو ابھی اسرار قدرت اور بھی ظاہر ہونے کی توقع ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اس کے سوال کا جواب اثبات میں ہوگا یعنی بیشک آئندہ کو بھی اسرار قدرت کا اظہار اور بھی ہوگا- اس کے علاوہ سائنس دان اور موجد با آواز بلند کہتے ہیں کہ ہم کسی چیز میں اثر پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اثر وہی ہے- جو قدرت نے پیدا کر رکھا ہے- سائنسدان صرف اس کا ادراک اظہار کرتے ہیں- مثلاً جن دواؤں سے آجکل برف سازی ہوتی ہے ان داؤں یا ان کی تاثیرات کو ان موجدوں نے پیدا نہیں کیا- بلکہ ان دواؤں کی تاثیرات معلوم کی ہیں جو بعد معلوم کرنے کے استعمال میں لا رہے ہیں- علی ہذا القیاس نت نئی ایجادات جو ہو رہی ہے ان سب میں یہی قانون ہے کہ کوئی موجد ان میں تاثیر پیدا نہیں کر سکتا- بلکہ عطیہ الٰہی کو معلوم کر کے استعمال کرتا ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

اور زنا کے نزدیک بھی نہ جایا کرو کیونکہ یہ بے حیائی ہے اور بہت برا طریق ہے اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

نے حرام کیا بے وجہ مت مارا کرو۔ جو کوئی مظلوم مارا جائے ہم اس کے وارثوں کے حق میں غلبہ کا حکم

سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

دیں گے۔ پس وہ قتل میں جلدی نہ کرے اس میں شک نہیں کہ وہ مدد کا حقدار ہے۔

اور سنو زنا اور بدکاری یعنی لواطت وغیرہ سے تو ایسے دور رہو کہ اس کے نزدیک بھی نہ جایا کرو۔ کیوں کہ یہ بے حیائی ہے اور بہت برا طریق ہے۔ اس زناکاری سے بہت فساد پھیلتے ہیں۔ اولاد حرامزادی ہوتی ہے اور بازاری عورتوں سے اکثر اوباشوں کو آتشک بھی ہو جاتا ہے جس سے تمام عمر بھی تکلیف میں رہتے ہیں۔ بلکہ آئندہ کو ان کا تخم جل کر اولاد کے قابل نہیں رہتا۔ پس تم ایسا مت کرنا اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے بے وجہ شرعی کے مت مارا کرو۔ جو کوئی مظلوم اور بے گناہ مارا جائے گا ہم نے اس کے وارثوں کے حق میں غلبہ یعنی ڈگری کا حکم دیا ہے یعنی وہ اس مظلوم کا تین طرح سے عوض لے سکتا ہے۔ مال سے 'خون سے 'معافی سے۔ پس چونکہ اسے تین باتوں کا اختیار ہے اس لئے وہ قتل پر جلدی اور زیادتی نہ کرے شاید اس کا جوش کسی وجہ سے اتارا جائے اور معاف کر دے یا عوض لے کر چھوڑ دے تو ایک خون تو ہوا ہے دوسرا ابھی کیوں ہو۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ سرکار کی طرف سے وہ مدد کا حقدار ہے۔ یہ نہیں کہ اس کی حق تلفی ہو گی یا بغیر اس کی رضا کے کوئی کام ہو سکے گا۔

پس ممکن ہے کہ جس سواری پر آنحضرت ﷺ نے مکہ شریف سے بیت المقدس تک سفر کیا تھا۔ اس میں کوئی ایسی قدرتی تاثیر ہو کہ چند گھڑیوں میں بیت المقدس تک پہنچ گئے ہوں پھر وہاں سے واپس مکہ شریف میں صبح ہونے سے پہلے ہی تشریف لے آئے ہوں۔ سائنس کی کونسی دلیل اس سرعت حرکت سے مانع ہے۔ حالانکہ حرکت کی سرعت یوما فیوما ترقی پر ہے۔ یورپ اور امریکہ کے فلاسفر اور موجد سخت بیتاب ہیں کہ حرکت کی انتہا معلوم کر کے اس کو کمال سرعت کے درجہ پر پہنچایا جائے۔ ہمارے خیال میں جب تک مدعیان کی طرف سے کوئی قطعی دلیل اس امر پر قائم نہ ہولے کہ سرعت حرکت کی حد بس یہی ہے کہ جو آج تک دریافت ہوئی ہے تب تک ان کا حق نہیں کہ ہم سے کوئی دلیل اسراء جسمانی پر طلب کریں۔ کیا وہ کوئی دلیل لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں علاوہ اس کے واضح دلیل واقع معراج کی صحت پر یہ ہے کہ سائنس مانتی ہے کہ جو حرکت ایک قوت سے ایک گھنٹے میں ہوتی ہے وہ حرکت اس قوت سے مضاعف (دوگنی) قوت کے ساتھ نصف گھنٹے میں حاصل ہو سکتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس سے دگنی قوت سے اس نصف وقت میں۔ ایسا ہی اس سے دگنی قوت اس سے نصف وقت میں۔ غرض جس قدر قوت محرکہ قوی ہو گئی اسی قدر حرکت کم وقت میں ہو گی۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی قوت سب سے اقوی ہے تو کچھ شک نہیں رہتا کہ خدائی کام اور حرکات سب حرکتوں سے کم وقت میں ہو سکتے ہیں۔ فافہم وتدبر منہ

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جائیو- لیکن جو طریق بہتر ہو- جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور وعدے

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا

پورے کیا کرو کچھ شک نہیں کہ وعدے سے سوال ہوگا- اور جب تم ماپ کر لینے دینے لگو تو پورا دیا کرو اور سیدھی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

ترازو سے وزن کیا کرو یہ بہت خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے-

اور سنو یتیم کی ہر طرح خیر خواہی کیا کرو ایسی کہ اس کے مال کو کھا جانا تو بجائے خود اس کے پاس بھی نہ جاؤ- یعنی کسی ایسی ویسی دعوت میں بھی شریک نہ ہوا کرو جس میں شبہ ہو کہ یتیم کے مال سے کچھ خرچ کیا ہوگا- لیکن جو طریق یتیم کے حق میں بہتر اور مفید ہو یعنی اس کے مال کو تجارت پر لگا کر بڑھاؤ- جس سے اس کو فائدہ ہو اور تم کو بھی- اگر غریب ہو تو اس میں اس سے اپنا حق الخدمت لے لیا کرو زیادہ نہیں- یہ روک جب تک ہے کہ وہ یتیم اپنی قوت اور جوانی کو پہنچ جائے- یعنی ہوش سنبھال کر بالغ ہو جائے تو پھر اس کے پاس دوستانہ برادرانہ برتاؤ سے تحفہ تحائف دو اور لو تو جائز ہے- مگر اس سے پہلے نہیں- اس کے علاوہ ایک اور ضروری اور اعلیٰ اخلاقی حکم سنو وہ یہ ہے کہ وعدے پورے کیا کرو- جس کسی سے عہد کرو پورا کرو مگر جو عہد خلاف شرع ہو اس کی پرواہ نہ کرو مثلاً کسی بدمعاش سے تم نے وعدہ کر لیا کہ آج مل کر شراب پئیں گے- اب وہ ایفائے عہد تم سے چاہتا ہے تو ایسے وعدے کی پرواہ نہ کرو اور شراب خواری سے اپنی خواری مت کراؤ- کچھ شک نہیں- کہ خدا کے ہاں وعدے سے تم کو سوال ہوگا کہ پورا کیوں نہ کیا مگر جو وعدہ جائز ہوگا اسی سے سوال ہوگا ناجائز سے نہیں اور سنو تمدن میں بڑا ضروری کام یہ ہے کہ جب تم ماپ کر کوئی چیز دینے لگو تو پوری دیا کرو اور جب وزن کر کے دینے لگو تو سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو یہ طریق تمہارے حق میں بہت خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے کہ دوکان کی نیک نامی دنیا میں بھی نفع ہے اور عقبیٰ میں تو بہت بڑا فائدہ ہوگا-

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ
اور ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا یقین علم نہ ہو کان آنکھ اور دل ہر ایک سے

كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔـوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ
سوال ہوگا اور زمین پر متکبرانہ وضع سے نہ چلا کرو تم زمین کو نہ پھاڑ سکو گے

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝
اور طول میں پہاڑ کے برابر نہ ہو جاؤ گے ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ
یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا پروردگار تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ ورنہ

فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ
شرمندہ اور ذلیل ہوکر تو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے منتخب کیا ہے اور خود اپنے لئے فرشتوں

مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ۧ
میں سے بیٹیاں بنائی ہیں اس میں شک نہیں کہ تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو۔

اور سنو معمولی بازاریوں کی طرح اناپ شناپ کرتے ہوئے ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا تم کو یقینی علم نہ ہو یوں ہی سن لیا کرو فلاں شخص بد عقیدہ ہے بس وہی دل میں جمالیا۔ سن لیا فلاں شخص تم سے عداوت رکھتا ہے بس اسی پر جم گئے۔ یہ بالکل فضول باتیں ہیں۔ ایسی باتوں کو بالکل کانوں میں مت ڈالا کرو۔ سنو کان۔ آنکھ اور دل وغیرہ ہر ایک عضو سے سوال ہوگا کہ اس کو کہاں کہاں تم نے استعمال کیا تھا؟ بس اس بات کا خیال رکھا کرو۔ اور سنو زمین پر اکڑ اکڑ کر متکبرانہ وضع سے نہ چلا کرو ایسے کہ دوسروں کو تم حقیر سمجھو اور وہ تم کو بے وقوف اور مغرور جانیں۔ بھلا غور کرو ایسی متکبرانہ روش سے تم کہیں زمین کو تو نہ پھاڑ سکو گے اور لمبائی میں پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤ گے پھر آخر کرو گے کیا؟ گردن بلند کر کے چلو گے تو کیا کرو گے کئی ایک درخت ایسے ہوں گے جو تم سے ہر طرح قد و قامت میں سر بلند ہیں۔ کئی ایک حیوان تم سے اونچے ملیں گے بہت سی دیواریں تم سے لمبائی میں بڑی ہوں گی۔ پہاڑ تو خیر بہت ہی بلندی پر ہیں۔ پھر ایسا کرنے سے کیا فائدہ۔ سنو ایسے ناشائستہ کام چھوڑ دو۔ ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے۔ اے رسول یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا پروردگار تیری طرف بذریعہ الہام اور وحی کے بھیجتا ہے پس تو بھی ان پر عمل کیا کر اور خدا کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بنائیو۔ ورنہ شرمندہ اور ذلیل ہو کر تو جہنم میں ڈالا جاوے گا۔ یاد رکھو صرف یہی ایک شرک نہیں کہ خدا جیسا اوروں کو سمجھا جائے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ خدا کی اولاد قرار دی جائے۔ بیٹے اور بیٹیاں اس کے بنائے جائیں جیسے تم (عرب کے) لوگ کہتے ہو۔ کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے منتخب کیا ہے اور خود اپنے لئے فرشتوں میں سے بیٹیاں بنائی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ قسم تو تم کو دے اور ادنیٰ درجہ خود اختیار کرے سنو یہ بالکل واہیات بات ہے اور اس میں ذرہ شک نہیں کہ تم ایک بہت ہی بڑی سخت بات کہتے ہو' ایسی کہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ

اور قرآن میں ہر ایک ہدایت کی بات کو کھول کھول کر ہم نے بتلایا تاکہ یہ سمجھیں۔ مگر ان کو نفرت ہی زیادہ ہوئی ہے۔ تو کہہ

لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے یہ کہتے ہیں تو فوراً خدائے مالک الملک کی طرف چڑھنے کی راہ نکالتے

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ

وہ پاک ہے اور ان کی بے ہودگی سے بہت بلند ہے۔ ساتوں آسمان اور زمین جو ان میں رہتے

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا

ہیں اس کو پاکی سے یاد کرتے ہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تعریف کے گیت گاتی ہیں مگر تم ان کی تسبیح

تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا

نہیں سمجھ سکتے۔ وہ بڑا ہی بردبار اور بخشنے والا ہے۔ اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم

بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

تیرے درمیان اور آخرت کے منکروں کے درمیان ایک مخفی پردہ کر دیتے ہیں

اس پر خدا کا غضب نازل ہو تو آسمان و زمین گر پڑیں اور سب لوگ تباہ ہو جائیں تو بجا ہے۔ ہر چند ان بیوقوفوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی گئی اور قرآن شریف میں ہر ایک ہدایت کی بات کو کھول کھول کر ہم (خدا) نے بتلایا کہ یہ کسی طرح سمجھیں مگر ان کو کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ ان کو دین حق سے نفرت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ کیوں ہوئی اس لئے کہ انکے دلوں میں کفر و شرک کی بنیاد مضبوط جگہ پکڑ چکی ہے۔ اور قرآن شریف ان واہیات خیالات کا رد کرتا ہے پس یہی وجہ نفرت کی ہے۔ اے نبیؐ بطور نصیحت تو ان سے کہہ کہ اگر خدا کے ساتھ یعنی اس کے ہوتے ہوئے اور معبود بھی ہوتے جیسے کہ یہ مشرک کہتے ہیں تو فوراً خدائے مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی طرف چڑھنے کی راہ نکالتے کہ کسی طرح اس پر غالب ہوں کیوں کہ الہ یا خدا کی ماہیت اور حقیقت اس سے عار کرتی ہے کہ کسی کے ماتحت رہ سکے خدا اور معبود کیا اور ماتحتی کیا؟ کیونکہ ماتحتی عجز کی علامت ہے اور عجز الوہیت کی صریح نقیض ہے۔ پس اگر کوئی شخص معبود کہلا کر کسی کا ماتحت ہے تو عاجز معبود نہیں۔ پس اگر چند معبود دنیا میں ہوتے تو ضرور فساد ہو جاتا آپس میں کٹ مرتے اور مخلوق تباہ ہو چکتی سنو وہ اللہ ایسے حالات سے پاک ہے اور ان کی بیہودہ گوئی سے جو یہ کہتے ہیں بہت بلند ہے اس کے دامن قدس تک اس کا غبار بھی نہیں پہنچ سکتا وہ تو ایسی ذات ستودہ صفات ہے کہ تمام ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو ان میں رہتے ہیں اس کو پاکی سے یاد کرتے ہیں۔ بنی آدم ہی پر حصر نہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تعریف کے گیت گاتی ہیں۔ مگر تم بوجہ اس کے کہ ان کے محاوروں سے واقف نہیں ہو ان کی تسبیح نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اس امر پر یقین کرو کہ وہ خدا بڑا ہی بردبار اور بخشنے والا ہے جو کوئی اس کا ہو رہے اس پر وہ بھی مہربان ہے اور جو اس سے ہٹے اس کی اسے بھی پرواہ نہیں یہی وجہ ہے کہ کافر فاسق بدمعاش اور آوارہ گرد قرآن سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اور جب تو اے رسولؐ قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور آخرت کے منکروں کے درمیان ایک مخفی پردہ کر دیتے ہیں۔ جو لوگوں کی آنکھوں سے مستور ہوتا ہے۔ یعنی ان کی عبادت اور جہالت اور حق سے عناد سب مل کر ان کو فہم مطالب سے مانع ہوتے ہیں

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ

اور ہم ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں ایک قسم کا بوجھ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں اور جب تو قرآن میں

رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا

اپنے واحد پروردگار کو یاد کرتا ہے تو وہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں- ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ

يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ

کلام سنتے ہیں جس وقت یہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جس وقت یہ مشورے کرتے ہیں یعنی جس وقت ظالم کہتے ہیں

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

کہ تم تو مخبوط الحواس آدمی کے پیچھے چلتے ہو- دیکھ تو کس طرح کی تیرے حق میں مثالیں دیتے ہیں- پس یہ ایسے گمراہ

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

ہوئے ہیں کہ راہ حق نہیں پاسکیں گے

اور ہم (خدا) ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں ایک قسم کا بوجھ ڈال دیتے ہیں- مگر وہی جو دیکھنے میں نہیں آتا- تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں- لیکن یاد رہے کہ یہ سب کچھ جو ان نالائقوں سے کیا جاتا ہے- اپنے اپنے سبب سے وجود پذیر ہوتا ہے یعنی بے پرواہی سے جہالت اور جہالت سے حق کی عداوت اور عداوت سے دل کی غفلت- مگر چونکہ ان سب اسباب کا مسبب اور علۃ العلل ذات باری جل شانہ ہے اس لئے کہ وہ ان سب حوادثات کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم ایسا کرتے ہیں- ورنہ ان لوگوں کی بے ایمانی خود ان کی اس سزا کی مقتضی ہے- کیا تو نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیسے کیسے افعال شنیعہ کرتے ہیں- خدا کے سوا اس کی مخلوق کو پوجتے ہیں- بڑی بھاری وجہ ان کی اس گمراہی کی یہ ہے کہ خدا کی پاک توحید سے منکر ہیں- اور جب تو قرآن میں اکیلے پروردگار کو بغیر کسی ساجھی اور شریک کے یاد کرتا ہے تو نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں مگر یاد رکھ جو کچھ یہ کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں- جس نیت سے تیرے پاس آکر کلام سنتے ہیں- جس وقت یہ تیری طرف کان لگاتے ہیں- اور جس وقت یہ مشورے اور سرگوشیاں کرتے ہیں یعنی جس وقت ظالم اور بدمعاش بے ادب گستاخ لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ میاں تم تو معاذ اللہ ایک مخبوط الحواس آدمی (محمد علیہ السلام) کے پیچھے چل رہے ہو- ان سب واقعات اور ان کی ہر ایک قسم کی باتوں کو ہم خوب جانتے ہیں- اسی کے موافق ان کو نتیجہ ملے گا- دیکھ تو کسی طرح کی تیرے حق میں بیہودہ مثالیں دیتے ہیں- چونکہ ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے پس یہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ حق نہیں پاسکیں گے- تیرے حق میں تو یہ بکواس کرتے ہی تھے خدا کی قدرت میں یوں شک کرتے ہیں کہ اس کے جزا و سزا کے وعدوں کو نہیں مانتے-

---

ے مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے نہ کہ جادو شدہ کیونکہ دوسری آیت میں امر بہ جنۃ کفار کا قول ہے یعنی آنحضرت کی طرف جنون کو منسوب کیا ہے- ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے- پس جس حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جادو کیا گیا تھا- وہ اس آیت کے برخلاف نہیں-۱۲۰

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ

اور کہتے ہیں کیا جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو ہم پھر کسی نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے تو کہہ

كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

تم چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہو پس کہیں گے بھلا کون

مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ

دوبارہ ہم کو زندہ کریگا۔ تو کہو وہی اللہ جس نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا پھر تیری طرف

رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ

سر جھکا کر کہیں گے وہ دن کب ہوگا تو کہو کہ کیا عجیب کہ قریب ہی ہو۔ جس دن وہ

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ

(خدا) تمہیں بلاویگا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور تم سمجھو گے کہ بہت تھوڑی مدت تک ٹھہرے تھے اور میرے

لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

نیک بندوں کو کہہ کہ بہت ہی نیک بات کہا کریں کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلوادے گا اس لئے کہ شیطان

كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

انسان کا صریح دشمن ہے

اور کہتے ہیں کہ جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو اس کے بعد ہم پھر کسی نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے ؟ بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے ؟ تو ان نادانوں سے کہہ خدا ضرور ایسا کرے گا تم چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہو تب بھی وہ تم کو دوبارہ زندہ کر ہی لے گا۔ پس یہ سنکر کہیں گے بھلا کون دوبارہ ہم کو زندہ کرے گا۔ تو کہیو وہی اللہ مالک الملک جس کے قبضہ قدرت میں تمام جہان کی حکومت ہے اور جس نے تم کو پہلی دفعہ ماں کے پیٹ سے پیدا کیا ہے۔ پھر یہ سن کر جواب تو کچھ نہ دے سکیں گے مگر تیری طرف سر جھکا کر کہیں گے بھلا وہ دن کب ہو گا۔ تو کہیو کیا عجیب کہ قریب ہی ہو۔ مجھے اس کی تاریخ تو معلوم نہیں البتہ اتنا بتلاتا ہوں کہ جس دن وہ (خدا) تمہیں زندہ کرنے کو بلاوے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور تم اس وقت سمجھو گے کہ دنیا میں بہت تھوڑی مدت ٹھیرے تھے۔ پس اے نبیؐ ان سے تو اتنی ہی بات پر بس کر اور میرے (یعنی خدا کے) نیک بندوں کو کہہ کہ مخالفوں سے بات چیت اور بحث و مباحثہ کرتے ہوئے بہت ہی نیک اور درست بات کہا کریں کیوں کہ ایسی ویسی سخت گوئی کرنے سے شیطان ان میں فساد ڈلوادے گا پھر جو فائدہ مباحثات اور مناظرات سے مدنظر ہوتا ہے وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے سخت گوئی سے تمہارے مخاطبوں کو طیش ہو گا جس کے باعث وہ ہدایت سے رک جاویں گے اور تم بھی اس گناہ میں مبتلا ہو گے کہ تمہاری وجہ سے لوگ ہدایت سے رکے پس تم ہرگز ہرگز سخت کلامی نہ کیا کرو۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

تمہارا پروردگار تم کو خوب جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم پر رحم فرمادے اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے اور ہم نے تجھ کو ان پر

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

ذمہ دار کر کے نہیں بھیجا اور تمہارا پروردگار تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے بعض نبیوں

بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

کو بعض پر بزرگی دی ہے اور داؤد کو زبور عطا کی تو کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ

تم اختیار والے سمجھتے ہو ان کو پکارو پھر وہ تم سے تکلیف دور نہ کر سکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے۔ جن لوگوں کو

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ

یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کا قرب چاہتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہے اور اسی کی رحمت کی امید

وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

رکھتے تھے اور اس کے عذاب سے ڈرتے تھے۔ تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ہے۔

تمہارا پروردگار تم کو خوب جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم سب پر رحم فرمادے اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے مگر وہ زور سے کسی پر ناحق ظلم نہیں کیا کرتا بلکہ جو جس لائق اور قابل ہوتا ہے اس کو دیتا ہے۔ اور ہم نے تجھ کو (اے رسولؐ) ان پر ذمہ دار کر کے تو بھیجا نہیں کہ خواہ مخواہ مسلمان ہی بنا بلکہ صرف پہنچادینا تیرا کام ہے پڑے جھک ماریں اپنا سر کھائیں نہ مانیں تیرا کیا لیں گے؟ تمہارا پروردگار تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو خوب جانتا ہے۔ گو ہم نے بہت سے نبی بھیجے اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر بزرگی اور فضیلت بھی دی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی مگر ان میں بھی کوئی اس درجہ پر نہ تھا کہ بندوں کی حاجت روائی میں دخیل ہو سکتا تو ان سے کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم اختیار والے جانتے ہو ان کو پکارو اور ان سے دعائیں مانگو پھر دیکھیں کہ وہ تمہیں کیا دیتے ہیں۔ یاد رکھو پکارنا تو کیا چلاؤ بھی تو وہ تم سے تکلیف دور نہ کر سکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے چاہے ان میں کتنے کتنے اعلیٰ درجے والے بزرگ لوگ بھی ہیں۔ حضرت مسیحؑ اور عزیز اور شیخ عبد القادر جیلانی جیسے صالح لوگ بھی تو یہ نہیں کر سکتے بلکہ جن لوگوں کو یہ لوگ (مشرکین اور یہود و نصاریٰ) اپنی اپنی حاجات کے لئے پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کی عبادت کرنے سے اس کے پاس قرب چاہتے تھے اور اسی فکر میں رہتے تھے کہ کون بہت نیک کام کر کے اپنے پروردگار کا زیادہ مقرب ہے اور اسی (پروردگار) کی رحمت کی امید رکھتے تھے۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے تھے کیوں کہ تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ہے اور اگر یہ لوگ اسی شرارت اور بدمعاشی پر جمے رہے تو ایک نہ ایک دن تباہ کئے جاویں گے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۞ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۞ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ

اور جو بستی ہے اس کو ہم ضرور قیامت سے پہلے پہلے تباہ یا سخت عذاب میں مبتلا کرنے والے ہیں یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے- اور ہمیں معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں بجز اس کے کہ پہلے لوگوں نے ان کو نہ مانا تھا اور ہم نے ثمود کی قوم کی اونٹنی کا کھلا نشان دیا پھر بھی انہوں نے اس سے انکار ہی کیا اور ہم نشان صرف ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں- اور جب ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ ہم نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور تیرے چشم دید واقعہ کو ان لوگوں کے حق میں ہم نے موجب ضلالت بنایا اور ناپسندیدہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے ان کے حق میں موجب لغزش ہی ثابت ہوا

کیونکہ دنیا میں جو کوئی بستی یا قوم ہے اس کو ہم ضرور بالضرور قیامت سے پہلے پہلے تباہ یا سخت عذاب میں مبتلا کرنے والے ہیں- جیسے جیسے ان کے اعمال ہوں گے ویسا ان سے برتاؤ کیا جائے گا یہ حکم کتاب الٰہی میں لکھا ہوا ہے اور اس کے علم میں ایسا ہی آچکا ہے پس ان کو چاہیئے کہ ہوش سنبھال لیں اور بار بار شرارت کے سوال نہ کیا کریں- یہ جو بار بار باوجود معجزات دیکھنے کے بھی معجزے مانگتے ہیں- اور طرح طرح کے سوال کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ تو آسمان پر چڑھ جا- کبھی کہتے ہیں تو صفا مروہ دو پہاڑوں کو سونے کا بنادے، ہمیں اس قسم کے معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں بجز اس کے کہ پہلے لوگوں نے ان جیسے فرمائشی معجزات کو نہ مانا تھا- جس پر ان کی ہلاکت ہوئی مگر چونکہ ان موجودہ لوگوں سے یا ان کی نسل سے ہم نے اسلام کی خدمت ابھی لینی ہے اس لئے ہم ایسے فرمائشی معجزے اور نشان نہیں بھیجتے ورنہ پہلے نبیوں کو ہم نے کئی ایک معجزے دیئے اور ہم نے ثمود کی قوم کو حضرت صالح کی معرفت ایک اونٹنی کا کھلا نشان دیا جو کسی خاص صورت میں اس کی دعا سے[1] پیدا ہوئی تھی- مگر پھر بھی انہوں نے اس سے انکار ہی کیا پس ہلاک ہو گئے اور ہم ہلاکت سے پہلے واضح نشان صرف ڈرانے ہی کو بھیجا کرتے ہیں- جیسے فرعون کی ہلاکت سے پہلے حضرت موسیٰ سے کئی ایک معجزات ظاہر ہوئے تھے جن پر وہ ڈر کر وعدہ کرتا تھا کہ اگر یہ تکلیف ہٹا دے گا تو ہم تیری بات مان لیں گے لیکن جب ہٹ جاتی تو سب کچھ بھول جاتا- مگر ابھی تک ان کو تو صرف واقعات ہی سے ڈرایا جاتا ہے کیونکہ ان سے یا ان کی نسل سے اسلام کی خدمت اور دین کی اشاعت کا کام لینا ہے- تجھے یاد نہیں- جب ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ تیرے پروردگار نے تمام لوگوں کو گھیر رکھا ہے ایک بھی تو اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتا تو تسلی رکھ آخر کار تیری ہی جے ہو گی اور تیرے چشم دید واقعہ کو جب شب معراج تجھے دکھایا گیا ان لوگوں کے حق میں ہم نے موجب ضلالت بنایا- دراصل تھا وہ موجب ہدایت مگر یہ لوگ چونکہ اس سے معاندانہ پیش آئے اسلئے گمراہ ہوئے اور ناپسندیدہ اور کریہہ تھوہر کا درخت جو قرآن میں مذکور ہے وہ بھی انکے حق میں موجب لغزش ہی ثابت ہوا-

[1] حضرت صالح کی اونٹنی کو کھلا نشان تو کہا گیا ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی پیدائش کس طریق سے ہوئی تھی جن لوگوں نے کہا ہے کہ پتھر سے نکلی تھی یہ ان کا محض اپنا خیال ہے کوئی آیت یا حدیث اس دعوے کی سند نہیں- ہاں یہ ضرور ہے کہ اس اونٹنی کی پیدائش کسی ایسے طریق سے تھی جو نبوت کے لئے واضح دلیل ہو سکے- منہ

وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں مگر وہ ان کو گمراہی اور سرکشی ہی زیادہ کرتا ہے۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا

اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ

کہ آدم کو سجدہ کرو پس ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا بولا کیا میں ایسے کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟

طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ

کہا دیکھئے یہی (آدم) جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے واللہ اگر مجھے قیامت تک زندگی دو تو

الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

میں باستثناء چند اس کی تمام اولاد کو برباد کردوں۔ خدا نے فرمایا بھلا جا تو پس جو ان میں سے تیرا تابع ہوگا

فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾

تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی

قرآن میں تو اس کا ذکر عبرت کے لئے تھا مگر یہ لوگ جو اس پر ہنسی اور مخول کرنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہنم کی آگ میں درخت بھی ہوں بجائے اس کے کہ اس سے عبرت حاصل کرتے اور ڈرتے الٹے اس پر مخول کرنے لگے۔ اس لئے وہ ان کے حق میں موجب مزید ضلالت ہی ثابت ہوا۔ ہر چند تو بھی ان کی ہدایت دل سے چاہتا ہے اور ہم بھی ان کو کبھی عذاب سے کبھی واقعات کے سنانے سے ڈراتے ہیں مگر وہ ہمارا ڈرانا ان کی گمراہی اور سرکشی ہی زیادہ کرتا ہے سو ان کی بد بختی بقول ؎

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد انجام ماست ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

تیرا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اگر عداوت کریں گے تو کچھ نہیں کر سکتے حسد کریں گے تو کچھ نہیں۔ سنو تمہیں حاسد اور محسود کا ایک قصہ سناتے ہیں جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ یعنی سلام کرو بس ان سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس شیطان نے تکبر سے انکار کیا جو کچھ اس نے کیا محض حسد سے کیا۔ کیا آدم کا بھی کچھ بگاڑا؟ ہرگز نہیں کمبخت نے بہانہ کیا کیا۔ بولا کہ میں ایسے کو سجدہ اور سلام کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟ حالانکہ میری پیدائش آگ سے ہے اور آگ بوجہ روشن ہونے کے مٹی سے ہر طرح اچھی اور افضل ہے۔ یہ بھی اس نے کہا دیکھئے یہی آدم جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت اور برتری دی ہے واللہ اگر مجھے قیامت تک زندگی دو تو میں باستثناء چند اس کی تمام اولاد کی نسل کاٹ دوں یعنی گمراہ کروں کیونکہ میں ان کی نبض سے واقف ہوں ان میں قوائے شہوانیہ اور اغراض نفسانیہ ہونے کی وجہ سے ایک سے ایک الگ ہوں گے۔ ہر ایک کی خواہش جدا ہوگی۔ ایک سے ایک کا میل نہ ہوگا پس ایسے بے پر بٹیروں کو قابو کرنا کیا مشکل ہے۔ خدا نے فرمایا بھلا جا تو اپنا تمام زور لگالے پس میں انہیں اطلاع کردوں گا جو ان میں سے تیرا تابع ہوگا تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی۔ جو تیرا زور ہے لگالے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
اور ان میں سے جس پر تیرا زور چلے اپنی آواز سے بہکالے اور سوار اور پیادے ان پر دوڑالے

وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا
اور ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہولے اور ان کو وعدے سنائیو اور شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے

غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾
سراسر دھوکہ ہے۔ میرے نیک بندوں پر تیرا زور ہرگز نہ ہوسکے گا تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ
تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں بیڑے چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو کچھ شک نہیں کہ وہ

بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا
تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے۔ اور جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارتے ہو سب کو بھول

نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾
جاتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ پھیر کر رو گرداں ہو جاتے ہیں اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اور ان میں سے جس پر تیرا زور چلے چلالے' اپنی آواز سے بہکالے اور اپنے سوار اور پیادے ان پر دوڑالے اور ان کے مالوں اور اولاد میں بھی شریک ہولے یعنی مال وجان کی بھلائی برائی دوسروں کی طرف نسبت کرالے اور یہ کہوالے کہ یہ فائدہ ہم کو فلاں بزرگ نے دیا ہے اور یہ لڑکا فلاں شخص نے بخشا ہے اور ایسے برے کاموں پر ان کو بڑے بڑے فراخی رزق اور صحت جسمانی کے وعدے سنائیو ہم بھی نبیوں کی معرفت ان کو اطلاع کر دیں گے کہ شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے سراسر دھوکہ ہے یعنی جو کہتا ہے کہ فلاں بت۔ قبر یا تعزیہ وغیرہ پر نذر چڑھاؤ گے تو تمہارے اڑے کام سنور جائیں گے۔ حقیقت میں سب غلط ہے۔ اڑے کاموں کے سنوارنے میں ان لوگوں کو کوئی دخل نہیں۔ یہ بھی سن رکھ کہ عام طور پر لوگ اپنی جہالت اور کوتہ اندیشی سے تیرے دام میں پھنس جائیں گے مگر میرے نیک بندوں جو اپنے دلوں پر میری جبروت اور عظمت کا سکہ جمائے ہوں گے تیرا زور ہرگز نہ ہو سکے گا۔ لوگو سنو اس مردود کی باتوں میں ہرگز نہ آنا اس کے داؤ سے بچنے کی تدبیر یہ ایک ہی کافی ہے کہ تم دل میں یہ خیال بڑی پختگی سے جمار کھو کہ تمہارا پروردگار بندوں کی حاجات کو کارساز کافی ہے۔ سنو عبادت کے لائق تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے فائدے کے لئے دریا اور سمندر میں بیڑے اور جہاز چلاتا ہے تاکہ تم بذریعہ تجارت اس کا فضل تلاش کرو یعنی بذریعہ بحری سفر کے تجارت میں منافع حاصل کرو اور زندگی آسودہ حالت میں گزارو۔ دیکھو تو اس کی قدرت کہ اس نے دنیا کی پیداوار ہی ایسی بنائی ہے کہ جو اس ملک میں ہے اس ملک میں نہیں اور جو اس میں ہے اس میں نہیں تاکہ ادھر ادھر لے جاکر کمائیں اور ادھر والے ادھر لاکر فوائد حاصل کریں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ یعنی تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے باوجودیکہ وہ تمہاری شرارتوں سے واقف ہے۔ تاہم تم کو رزق' عافیت' صحت اور تندرستی دیتا ہے۔ اور جب تم کو دریا یا سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس اللہ کے سوا جن مصنوعی معبودوں کو تم پکارتے ہو سب کو بھول جاتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی پر لے آتا ہو تو تم منہ پھیر کر روگرداں ہو جاتے ہو اور ناشکری کرنے لگ جاتے ہو اگر سچ پوچھو تو انسان بڑا ہی ناشکرا ہے گو اسی نوع انسان میں صلحاء بھی ہیں۔ نبی بھی ہیں ولی بھی ہیں مگر بعض بلکہ اکثر

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ
کیا تم بے خوف ہو جاتے ہو کہ تم کو خشکی کے کنارہ پر دھنسائے یا تیز ہوا تم
لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ
پر چلائے- پھر تم اپنے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے- یا کیا تم اس بات سے بھی خاطر جمع ہو جاتے ہو کہ ایک دفعہ تم کو پھر اسی میں لے
فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا
جائے تو تم پر ایک تیز ہوا جھکڑ بھیج کر تمہاری- ناشکری کے بدلے میں تم کو غرق کر دے پھر تم اپنے لئے ہمارے پر
لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي
کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ گے- اور ہم (خدا) نے آدم زاد کو بڑی عزت دی ہے اور ہم ان کو بر و بحر میں
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ
اٹھالے جاتے ہیں اور ان کو پاکیزہ نعمتوں سے رزق دیتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم نے ان کو
خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾
فضیلت بخشی-

ان میں شریر بھی ہیں- تم مکہ کے رہنے والے آجکل عموما پچھلی قسم سے ہو- کیا تم خشکی پر پہنچ کر اس بات سے بے خوف ہو جاتے ہو کہ تم کو اسی خشکی کے کسی کنارے زمین میں دھنسا دے یا مثل آندھی کے تیز ہوا تم پر چلا دے پھر تم اپنے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے- کیا تم اس بات سے بھی خاطر جمع اور بے خوف ہو جاتے ہو کہ ایک دفعہ تم کو پھر اسی دریا میں لے جائے یعنی مثل سابق کسی ضرورت کو پھر کبھی تم اسی دریا میں جاؤ تو تم پر ایک تیز ہوا جھکڑ سی بھیج کر تمہاری ناشکری اور کفران نعمت کے بدلے میں تم کو غرق کر دے پھر تم اپنے لئے ہم پر کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ گے مگر جس قدر نرمی اور حلم کیا جاتا ہے اسی قدر بقول ؎

"کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"

لوگ شرارت کرتے ہیں اور اپنی عزت اور قدر و منزلت کھوتے ہیں- ہم (خدا) نے تو آدم زاد انسان کو بڑی عزت دی ہے دنیا کی تمام چیزوں پر ان کو حکومت بخشی ہر ایک جاندار بے جان کے استعمال کا ان کو اختیار ہے اور ہم ان کو بر و بحر یعنی خشکی اور تری میں اٹھالے جاتے ہیں- خشکی میں بذریعہ اونٹ- گھوڑے- ہاتھی خچر- اور ریل وغیرہ کے اور دریا اور سمندر میں بذریعہ کشتی جہاز اور آبدوز وغیرہ کے- اور ہم ان کو لذیذ اور پاکیزہ نعمتوں سے رزق دیتے ہیں ایسی ایسی نعمتیں کہ حیوانات ان کا فضلہ بھی بصد خوشی کھاتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم نے ان کو فضیلت بخشی کہ جس کو چاہیں اپنے استعمال میں لائیں اور جو کام جس سے چاہیں لیں- یہ سب کچھ کریں مگر اپنے آپ کو ہمارا فرمان بردار بنائیں تاکہ ان کی بنی بنائی عزت دنیا میں بھی محفوظ رہے-

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ
جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے نام کے ساتھ بلائیں گے پھر جن لوگوں کو نامہ اعمال

يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ
دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر ذرہ بھی ظلم نہ ہوگا- اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا ہوگا پس وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي
آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بہت دور راہ بھٹکا ہوا- اور تجھے اس حکم سے جو ہم نے بذریعہ وحی تیری طرف بھیجا ہے

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا
بچلانے لگے تھے تاکہ تو ہم پر کسی اور حکم کا افترا کرے پھر یہ فورا تجھ کو اپنا دوست بنالیتے اور اگر ہم

أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾
(خدا) تجھ کو مضبوط نہ رکھتے تو تو کسی قدر تھوڑا بہت ان کی طرف جھک جاتا-

اور جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے نام کے ساتھ بلائیں گے اس دن بھی عزت پاویں- کیونکہ اس روز یعنی قیامت کے دن ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشوا کے نام پر بلائی جاوے گی مثلا یہودیوں عیسائیوں- محمدیوں کو یوں کہا جاوے گا- کہ اے موسائیو' عیسائیو' مسلمان محمدیو- اسی طرح کافروں کو بھی ان کے پیشواؤں کے ناموں سے پکارا جاوے گا مثلا آریو اور سکھوں کو کہا جاوے گا- اے دیانندیو اے نانک کے سکھو- پس یہ لوگ سنتے ہی خود بخود جمع ہو جائیں گے اور آپ اقرار اور اعتراف کرلیں گے کہ ہم فلاں شخص کے تابع دار[1] تھے پھر اگر وہ شخص ان کا واقعی متبوع اور سچا پیشوا ہوا تو ان کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا نہیں تو بائیں میں- نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ خوشی خوشی اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور آپ سے آپ ہی خوش و خرم ہوں گے اور ان پر کسی طرح سے ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی اس دنیا میں بداعمالی کی وجہ سے اندھا رہا ہوگا- ایسا کہ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنے کا مستحق ہو پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بہت دور راہ بھٹکا ہوا- پس ان کو یہ صاف صاف باتیں سنادے اور سمجھادے کہ ابھی سے اپنا نفع نقصان سوچ لو ایسا نہ ہو کہ وقت پر تم کو تکلیف ہو گو ان کی شرارت اور ضدیت کی یہ حد ہے کہ اپنی ہٹ پر ایسے جمے ہیں کہ وہ خود تو ان واہیات خیالات کو کیا ہی چھوڑیں گے الٹے تجھ سے الجھتے ہیں کہ تو ہی ہم کو یہ تعلیم دینی چھوڑ دے یہاں تک کہ تجھے ہمارے اتارے ہوئے اس حکم سے جو ہم نے بذریعہ وحی تیری طرف بھیجا ہے بچلانے لگے تھے اور کامل کوشش سے تیرے دل کو اپنی طرف پھیر لیتے اور اپنے مطلب کی کہلا لیتے تاکہ تو ہم پر کسی اور مضمون کا 'جو ہم نے نہیں کہا' افترا کرے گا یہ خیال تجھ سے عالیشان نبی سے بہت ہی دور ہے مگر ان کی کوشش میں تو شک نہیں- پھر یہ فورا تجھ کو اپنا دوست بنالیتے اور اگر ہم (خدا) تجھ کو تیرے نور نبوت سے مضبوط اور قابو نہ رکھتے تو عجب نہ تھا کہ بتقاضائے بشریت تو کسی قدر تھوڑا بہت ان کی طرف جھک جاتا جس سے تمہاری صلح اور دوستی تیرے کچھ کام بھی آتی- ہرگز نہیں

[1] بعض مسلمان جو اس آیت سے تقلید شخصی کا ثبوت نکالا کرتے ہیں ان کی یہ کوشش ناکام ہے کیونکہ اس آیت میں تو ہر ایک انسان کو بلائے جانے کا ذکر ہے- پھر اگر وہ امام برحق ہے یعنی ایسا ہے کہ خدا نے اس کو واجب الاتباع بنایا ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام تو تو اس کے ساتھ والوں کے نجات اور رستگاری ہو گی اور اگر وہ امام خود ساختہ ہے تو الٹا یہ سوال ہوگا کہ کیوں اس کو واجب الاتباع بنایا تھا پس ظاہر ہے کہ آیت موصوفہ کو تقلید شخصی سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ رد ہے- آیت کی طرف اشارہ ہے

إِذًا لَّأَذَقْنَٰكَ ضِعْفَ الْحَيَوٰةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿۷۵﴾

ہم اسی وقت تجھ کو زندگی اور موت کا دگنا عذاب کریں پھر تو ہمارے سامنے کسی کو مددگار نہ پاتا۔

وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَٰفَكَ

یہ لوگ اس تگ و دو میں ہیں کہ کسی طرح تجھے اس زمین سے اچاٹ کرکے اس سے نکال دیں یہ لوگ بھی تیرے بعد

إِلَّا قَلِيلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

بہت ہی تھوڑی مدت ٹھہریں گے۔ جن رسولوں کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے ان کا طریق یاد کر اور تو ہمارے برتاؤ کا رد و بدل

تَحْوِيلًا ﴿۷۷﴾ أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْءَانَ الْفَجْرِ

کبھی نہ پائے گا۔ تو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک چند نمازیں پڑھا کر اور صبح کو قرآن پڑھا کر

إِنَّ قُرْءَانَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ

کیونکہ صبح کے قرآن پڑھنے پر دلجمعی ہوتی ہے اور رات کے ایک حصے میں قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کر یہ حکم تیرے حق

عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾

میں زیادہ ہے امید ہے تیرا رب تجھ کو پسندیدہ مقام پر کھڑا کریگا

ع ۸

ہم اسی وقت تجھ کو زندگی اور موت کا دگنا عذاب کرتے۔ پھر تو ہمارے مقابلہ پر کسی کو مددگار نہ پاتا کسی کو جرات نہ ہوتی کہ ہمارے سامنے بات بھی کر سکے ان کی کوشش کی تو یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ یہ لوگ اس تگ ودو میں ہیں کہ جس طرح ہو تجھے اس مکہ کی سرزمین سے اوچاٹ کر کے اس سے نکال دیں پھر من مانی گپیں ہانکتے پھریں مگر یاد رکھیں کہ مکہ سے تیرے نکلنے کی دیر ہے کہ پھر فوراً ہی یہ لوگ بھی تیرے بعد بہت ہی تھوڑی مدت ٹھہریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت کی ہجرت کے بعد ساتویں سال مکہ فتح ہوا جو لوگ اسلام لائے وہ تو سعادت پاگئے اور جو انکار پر مصر رہے وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ کیونکہ جن رسولوں کو ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے ان کا دستور یاد کر کہ ان کے نکلنے پر قوم کی خیر نہ ہوئی تھی۔ اور تو یاد رکھ ہمارے ٹھہرائے ہوئے برتاؤ کا ردو بدل کبھی نہ پاوے گا لیکن اس تائید ایزدی پانے کے لئے ضروری ہے کہ تو اے نبی اللہ ۔ احکام کی پوری پوری اطاعت کیا کر جیسا کہ ہمیشہ سے کرتا رہا ہے پس تو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک چند نمازیں پڑھا کر یعنی ظہر' عصر' مغرب عشا اور صبح کو بھی نماز میں قرآن پڑھا کر کیوں کہ صبح کے قرآن پڑھنے پر دلجمعی ہوتی ہے۔ اگر کوئی دل لگا کر مطلب سمجھ کر صبح کے وقت قرآن شریف پڑھے تو نہایت ہی حظ اٹھائے اور رات کے ایک حصے میں نیند سے اٹھ کر قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کر یعنی نماز تہجد میں بھی قرآن ہی پڑھا کر۔ چونکہ تو امت کے لئے ایک نمونہ ہے اور نقشہ ہے تیری اطاعت ان پر واجب ہے اسلئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تہجد کی نماز کا حکم تجھ کو جو ہوا تو سب امت پر تہجد کی نماز فرض ہو گئی۔ نہیں بلکہ یہ حکم تیرے حق میں اوروں سے زیادہ ہے۔ تیرے پر فرض ہے اوروں پر فرض نہیں۔ امید ہے اس کی برکت سے تیرا رب تجھ کو پسندیدہ اور قابل تعریف مقام پر امت کی شفاعت کے لئے قائم کرے گا جس پر تو امت کے حق میں شفاعت کریگا چونکہ اب تیرے حق میں کفار کی شرارت حد کو

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ

اور دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار مجھے اچھی جگہ پہنچا اور اچھی طرح حفاظت کے ساتھ نکال کر چل اور مجھے

لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ

فتحیابی کا غلبہ دیجو اور تو کہہ کہ حق آچکا ہے اور جھوٹ نیست و نابود ہوچکا کیونکہ

الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

باطل نابود ہونے والا ہے اور ہم (خدا) قرآن کو ایمانداروں کی شفا اور رحمت نازل کرتے ہیں

وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ

اور ظالم اس سے سراسر نقصان ہی اٹھاتے ہیں ہم جب کبھی انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیر جاتا ہے اور پہلو

بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ

اکڑاتا ہوا چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے تو کہہ کہ ہر ایک اپنے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ ع ۹

پس تیرا پروردگار سیدھی راہ والوں کو خوب جانتا ہے

پہنچ چکی ہے اور علم الٰہی میں جو وقت تیرے نکلنے کا مقرر ہے وہ بھی قریب ہے پس تو ان حکموں پر عمل کیا کر کہ اور دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار مجھے اچھی جگہ پہنچا اور اچھی طرح حفاظت کے ساتھ نکال کرلے چل اور مجھے صحت یابی کا غلبہ دیجیو اور تو ان سے کہہ کہ یاد رکھو تمہاری شرارت کسی کام نہ آئے گی- خدا کی طرف سے حق آچکا ہے اور جھوٹ اور فریب نیست ونابود ہو چکا- کیونکہ باطل اور فریب نابود ہی ہونے والا ہے- پس تم ایک بات سن رکھو اور یاد رکھو کہ ایک نہ ایک روز قرآن کی سلطنت ہو جائے گی کیوں کہ ہم (خدا) قرآن کو ایمانداروں اور مسلمانوں کی قلبی بیماریوں کی شفا اور رحمت نازل کرتے ہیں- کیوں کہ وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور اپنی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں اور ظالم جو اس کی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے اس کے ارشاد کے مطابق برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے وہ اس سے سراسر نقصان ہی اٹھاتے ہیں کیوں کہ اس کی ہدایت کے خلاف کرتے ہیں- اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے ہیں- اس کے بھیجنے والے کی بے ادبی کرتے ہیں- پھر ان کے نقصان اور خسارے میں کیا شک ہے اصل پوچھو تو اس کا بھی ایک سبب ہے- وہ یہ ہے کہ ہم جب کبھی مغرور انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ ہم سے منہ پھیر جاتا ہے اور پہلو اکڑاتا ہوا چلتا ہے اور خدا کے حکموں کو ٹلاتا ہے- بلکہ تحقیر کرتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے ایسا گبھراتا ہے کہ خدا کی رحمت سے کسی طرح اس کو امید نہیں رہتی- تو ان سے کہہ کہ دنیا میں انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی نیکی میں مستغرق ہے تو کوئی برائی میں منہمک- کوئی توحید الٰہی کا عاشق ہے تو کوئی شرک وکفر کا شیدا- ہر ایک اپنے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے پس اس کی جزا بھی پاوے گا- نیک اپنی نیکی کا بدلہ پاویں گے- بدکار اپنی بدی کا مزہ چکھیں گے ممکن نہیں کہ کسی کی نیکی یا بدی مخلوط ہو جاوے- کیونکہ تیرا پروردگار سیدھی راہ والوں کو خوب جانتا ہے یہ بھی بھلا کوئی ہدایت کی بات ہے جو ان کا طریق ہے کہ سچی اور حقانی تعلیم کو تو قبول نہیں کرتے الٹے مقابلہ میں اکڑتے ہیں-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

اور روح کی بابت تجھ کو سوال کرتے ہیں- تو کہہ کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں تو بہت ہی تھوڑا

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا

علم ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے تیرے دل سے اٹھالیں پھر تو ہمارے

تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ

مقابلہ پر اپنے لئے کسی کو حمایتی نہ پاسکے- مگر تیرے پروردگار کی رحمت کچھ شک نہیں کہ

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

تجھ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے-

اور روح یعنی قرآن کی بابت تجھ کو سوال کرتے ہیں کہ اس کی ماہیت کیا ہے اور اس کے نزول کی کیفیت کیا ہے- یعنی کس طرح تیرے دل پر اس کا نزول ہوتا ہے؟ بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے اس کو یہ کیا سمجھ سکتے ہیں جیسا مادر زاد عنین جماع کی لذت معلوم نہیں کر سکتا اسی طرح یہ لوگ بھی اس کیفیت کے ادراک سے معذور ہیں- ان کو کیا معلوم؟ پس تو ان کے مبلغ علم کے مطابق ان سے کہہ کہ روح یعنی قرآن جو انسانوں کی روحانی زندگی کا سبب ہے میرے پروردگار کے حکم سے ہے جس پر اس کا حکم ہوتا ہے وحی الہام نازل ہوتا ہے- باقی اس الہام کی کیفیت اور ماہیت اس کے سوا بیان میں نہیں آسکتی اور تمہیں تو بالخصوص بہت ہی تھوڑا علم ملا ہے تم تو اس کی ادراک کی کیفیت سے بالکل عاجز ہو- ہم (خدا) ہی نے تو وہ روح یعنی قرآن تیری طرف بھیجا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف بھیجی ہے اس کو تیرے دل سے محو کر کے اٹھالیں پھر تو ہمارے مقابلہ پر اپنے لئے کسی کو حمایتی اور وکیل نہ پاسکے- اس لئے کہ کسی بندے کا اس پر زور اور حق نہیں مگر تیرے پروردگار کی رحمت ہے کہ اس نے تجھے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے- کچھ شک نہیں کہ تجھ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے کہ ایسی بے مثل کتاب اس نے تجھے عنایت کی کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی-

(عن الروح) اس آیت میں روح سے مراد ہم نے قرآن لیا ہے یہ قول کوئی نیا نہیں تفسیر معالم وغیرہ میں سلف سے یہی مراد ہے غالبا صحیح بھی ہے کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی قرآن شریف کا ذکر ہے' وتنزل من القران ما هو شفاء' اور اس کے ساتھ بھی یہی مذکور ہے' ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیك' ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں الروح سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ نظم قرآنی کا سیاق اسی مضمون میں ہے اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ روح کے معنی قرآن کے بھی ہیں-؟ قرآن مجید میں کئی ایک جگہ آیا ہے

وكذالك اوحينا اليك روحا من امرنا (شوری) ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) نازل کیا ہے

يلقى الروح من امره على من يشاء (مومن) اللہ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے روح (الہام) نازل کرتا ہے

اسی قسم کی کئی ایک آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائی الہام اور قرآن مجید بھی روح ہے کیونکہ روح بدنی باعث حیات جسمانی ہے تو یہ روح بھی باعث حیات روحانی ہے-

بخاری کی روایت میں ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت سے سوال کیا کہ روح کیا ہے تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ہماری تفسیر اس روایت کے خلاف نہیں- کیونکہ یہودیوں کا مطلب بھی یہی تھا کہ وحی کی کیفیت کیا ہے- اس لئے یہی ایک سوال ہے جو مذہبی رنگ میں ہو سکتا ہے جسمانی روح کا سوال مذہبی رنگ نہیں رکھتا- فافهم

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

تو کہہ تمام جن اور انسان بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لائیں تو اس کی مثل کبھی نہ لا

لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار بھی ہو جائیں اور ہم نے قرآن

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔ تو بھی اکثر لوگ انکار ہی پر مصر

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ

رہے اور کہتے ہیں کہ تیری بات تو ہم کبھی نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ جاری کردے یا کھجوروں

لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ

اور انگوروں کے تیرے باغ ہوں پھر تو ان کے درمیان نہریں چیر چیر کر جاری کردے یا جیسا تو کہتا ہے

السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ

آسمان ہم پر گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کردے یا تیرا

لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى

گھر سونے کا بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے ہم تیرے اوپر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ

تو اوپر سے ایک کتاب ہمارے پاس نہ لائے جس کو ہم پڑھیں۔

ان بے اعتباروں کو تو کہہ لوگو سنو تمام جن اور انسان بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لاویں تو اس کی مثل کبھی نہ لا سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار بھی ہو جائیں ہم نے تو ہر طریق سے ان کی ہدایت کے سامان مہیا کئے اور ہم نے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں کہیں گزشتہ لوگوں کے حالات بتلائے ہیں کہیں آئندہ کے واقعات سنائے ہیں کہیں مصنوعی معبودوں کی کمزوری بتلانے کو ان کو مکڑی اور مکھیوں سے تشبیہ دی ہے تو بھی اکثر لوگ انکار ہی پر مصر رہے کسی طرح ہدایت پر نہ آئے بلکہ طرح طرح کی بیہودہ گوئی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیری بات تو ہم کبھی نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ جاری کردے یا کھجوروں اور انگوروں کے تیرے باغ ہوں یعنی ہمارے سامنے ابھی بنادے پھر تو ان کے درمیان نہریں چیر چیر کے جاری کردے یا جیسا تو کہتا ہے کہ کفر و شرک کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ ایسا کہ آسمان تم پر گرے پڑے آسمان ہم پر گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کردے یا تو ایسا امیر اور دولتمند ہو کہ تیرا رہنے کا گھر سونے کا بن جائے یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائے۔ مگر صرف تیرے چڑھنے سے ہم تیرے اوپر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک تو اوپر سے بنی بنائی ایک کتاب ہمارے پاس نہ لاوے جسکو ہم بچشم خود پڑھیں۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

تو کہہ کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف بندہ اور رسول ہوں اور لوگوں کو ہدائت

اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

پہنچنے کے بعد ایمان سے روک ہوتی ہے تو یہی کہتے ہیں کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا؟

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ

تو کہہ کہ اگر زمین پر فرشتے آرام سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ؕ

رسول بنا کر بھیجتے- تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے-

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے جس کو وہ ہدایت کرے وہی ہدایت یاب ہے اور

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى

جس کو گمراہ کرے تو ہرگز اس کے سوا کوئی حمائتی نہ پادے- اور ہم ان کو قیامت کے روز اندھے گونگے

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾

اور بہرے کرکے منہ کے بل اٹھائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جب کبھی سرد ہونے کو ہوگی ہم ان پر اور تیز کر دیں گے-

اس میں تیری رسالت کی تصدیق ہو (اے رسول) تو ان کے جواب میں کہہ کہ میرا پروردگار پاک ہے وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے' باغ بھی بنا سکتا ہے' مجھے اوپر لے جا سکتا ہے اور آسمان بھی گرا سکتا ہے مگر میں تو صرف بندہ اور رسول ہوں رسالت کے عہدے سے بڑھ کر میرا دعویٰ نہیں- پس اگر وہ چاہے گا تو تمہارے سوال پورے کر دے گا مگر عموماً لوگ رسول کی پہچان میں بے راہ چلتے ہیں- ان کو یہی شبہ ہوتا ہے کہ آدمی ہو کر خدا کا رسول کیوں کر ہو سکتا ہے اور ایسے لوگوں کو ہدایت پہنچنے کے بعد ایمان سے روک ہوتی ہے تو یہی کہتے ہیں کہ خدا آدمی کو رسول بناتا ہے کیوں وہ فرشتوں کو رسول بنا کر نہیں بھیجتا تو ان سے کہہ اور سمجھا کہ اگر زمین پر فرشتے آرام سے چلتے پھرتے تو ہم (خدا) ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے مگر چونکہ آدمی آباد ہیں اس لئے کہ تجھ آدمی کو رسول کر کے بھیجا ہے- تو کہہ اگر تم کو میری رسالت میں شک ہے تو میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار ہے اور سب کو دیکھتا ہے وہ ایسا مالک الملک شہنشاہ ہے کہ جس کو وہ ہدایت کرے وہی ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ہرگز اس کے سوا اس کا کوئی حمایتی نہ پاوے گا اور ہم (خدا) ان گمراہوں کو جو عناداً نبوت سے منکر ہیں قیامت کے روز اندھے گونگے اور بہرے کر کے منہ کے بل اٹھائیں گے یہ ان کی ابتدائی حالت ہوگی- بعد ازاں حسب موقع ان کی بینائی وغیرہ مل جائے گی- ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا وہ ایسی بلا کی آگ ہے کہ جب کبھی سرد ہونے کو ہوگی ہم ان پر تیزی کر دیں گے اصل بات تو یہ ہے کہ

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

یہ سخت سزا ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے ہمارے حکموں سے انکار کیا تھا اور کہتے تھے کہ کیا جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جائیں گے تو کیا ہم ازسر نو پیدا ہونگے؟ کیا انہوں نے سوچا کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

پیدا کئے ہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے دوبارہ پیدا کر دے- اور اسی نے ان کے لئے میعاد مقرر کی ہے خیر کوئی شک نہیں

فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ

پھر بھی ظالم انکار ہی پر مصر ہیں تو کہہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے

اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

تو خرچ ہونے کے خوف سے تم انکو روک رکھتے- انسان عموماً تنگدل ہے اور ہم نے موسیٰ کو کھلے

مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

کھلے نو نشان دیے پس تم بنی اسرائیل سے پوچھ لو جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون

فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

نے کہا اے موسیٰ میں تجھ کو دیوانہ سمجھتا ہوں-

یہ سخت سزا ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے دنیا میں ہمارے حکموں سے انکار کیا تھا بلکہ ہماری قدرت سے بھی انکاری تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے- یہ تو عجیب بات ہے ایسی پیدائش تو بڑی مشکل ہے- یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مردے کی ہڈیاں بھی سڑ گل جائیں ریزے ریزے ہو کر زمین میں مل جاویں- تاہم وہ نئی صورت اور شکل میں نمودار ہو جائے- کیا بھلا اور نہیں تو انہوں نے اتنا بھی نہیں سوچا اور غور نہیں کیا جس اللہ مالک الملک نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ بعد فنا کے ان جیسے دوبارہ پیدا کر دے- ضرور کرے گا اسی نے ان کو پہلے پیدا کیا اور اسی نے ان کے لئے ایک میعاد اور اجل موت مقرر کی ہے جس میں کوئی شک نہیں کیونکہ سب دیکھتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے چل دیتے ہیں اتنی قدرت کاملہ اور حکومت تامہ دیکھ کر پھر بھی ظالم انکار ہی پر مصر ہیں ایسے کہ مرتے دم تک ہٹنے کے نہیں- تو ان سے کہہ یہ تمہارا معمولی اور غیر مستند عذر ہے کہ آدمی رسول نہیں ہوا کرتے بلکہ دراصل تم میں بخل اس درجہ ہے کہ گویا تمہاری جبلت میں داخل ہو گیا ہے اسی لئے کہ تم میری رسالت کو محض حسد کے مارے نہیں مانتے- تم سے یہاں توقع ہے کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے یعنی تم کو اختیار مل جاتا کہ جس کو چاہو دو اور جسے چاہو نہ دو تو خرچ ہونے کے خوف سے تم انکو روک رکھتے اور کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیتے کیونکہ انسان عموماً بخیل اور تنگدل ہے باقی رہا مسئلہ رسالت سو یہ بالکل واضح اور بدیہی ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے کھلے نشان یعنی معجزے دیئے جو پارہ ۹ کے رکوع ٦ میں مذکور ہے- پس تم بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ اصل واقعہ اور ماجرا کیا ہے جب حضرت موسیٰ ان کے پاس آئے اور فرعون کے دربار میں جا کر انہوں نے وعظ کلام کہا تو فرعون نے اور تو کوئی جواب معقول نہ دیا البتہ یہ کہا کہ اے موسیٰ میں تجھ کو دیوانہ سمجھتا ہوں-

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ

موسیٰ نے کہا آپ جان چکے ہیں کہ یہ معجزات آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے دلائل بنا کر اتارے ہیں-

وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ﴿۱۰۲﴾ فَأَرَادَ أَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْأَرْضِ

میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت جلد ہلاک ہونگے پھر فرعون نے چاہا کہ ان کو ملک میں کمزور کرے- پس ہم

فَأَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اسْكُنُوا

نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو دریا میں غرق کیا اور اس سے بعد بنی اسرائیل سے ہم نے کہا کہ لو

الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْأٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنٰهُ وَ

ملک میں رہو پس جب آخرت کا دن آئے گا تو ہم سب کو ایک جگہ لا کر جمع کر دیں گے- اور ہم نے اس کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے

بِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَأَهٗ

اور وہ سچ ہی کے ساتھ اترا ہے اور تجھ کو بھی ہم نے بس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے اس لئے متفرق کر کے

عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيلًا ﴿۱۰۶﴾

نازل کیا ہے کہ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اس کو اتارا ہے-

کہ تو مجھ حاضر اور موجودہ خدا کو چھوڑ کر ایک غائب اور دور دراز روئت خدا کا پتہ دیتا ہے حضرت موسیٰ نے کہا یہ تو آپکی معمولی ظاہر داری کی باتیں ہیں ورنہ آپ دل سے جان چکے ہیں کہ یہ معجزات پروردگار عالم یعنی آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے بندوں کی ہدایت کے دلائل بنا کر اتارے ہیں مگر چونکہ آپ بادشاہ ہیں حکومت کا زعم دماغ میں جاگزیں ہے اس لئے ان کو خیال میں نہیں لاتے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کا یہ وطیرہ اچھا نتیجہ نہیں دے گا- میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت جلد ہلاک ہوں گے- پھر بھی فرعون کو کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس نے یہی چاہا کہ ان بنی اسرائیل کو اپنے ملک میں کمزور کرے تاکہ کسی طرح وہ سر نہ اٹھا سکیں- وہ نادان جانتا تھا کہ اس کی سلطنت صرف اس کی تدبیر سے بچی رہے گی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ میرے پر بلکہ کل دنیا پر کوئی سب سے بڑا طاقتور بھی ہے جو میری ان تمام غلط تدبیروں کو ملیامیٹ کر دے گا- پس ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے تمام ساتھ والوں کو جو بنی اسرائیل کے تعاقب میں اس کے ساتھ نکلے تھے دریا میں غرق کر دیا اور اس سے بعد بنی اسرائیل سے ہم نے کہا کہ لو اب آرام اور چین سے ملک میں رہو مگر یہ خیال نہ کرنا کہ بس تم اب دنیا کے مالک بن گئے جیسا کہ اس نالائق فرعون نے خیال عام ذہن میں جمایا ہوا تھا- بلکہ اس بات کا خیال رکھنا کہ خدا نے ایک روز بندوں کی جزا و سزا کے لئے مقرر کر رکھا ہے جس میں تمام بندگان جمع ہو کر عام فیصلہ سنیں گے جس کا نام روز آخرت ہے پس جب آخرت کا دن آئے گا تو ہم تم سب کو ایک جگہ لا کر میدان میں جمع کر دیں گے- تمام نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور روز جزا کو مانو چنانچہ قرآن بھی اسی تعلیم کو ان عرب کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے- جو اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ ہم نے اس (قرآن) کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے اور سچ ہی کے ساتھ اترا ہے اور تجھ کو بھی اے رسول ہم نے بس خوشخبری دینے والا اور برائیوں پر عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے- اور یہ جو کہتے ہیں کہ قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کیا سنو قرآن کو ہم (خدا) نے اس لئے تھوڑا تھوڑا متفرق متفرق کر کے نازل کیا ہے کہ حسب موقع تو لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر سنادے اور وہ اس کو سنیں اور سمجھیں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم (خدا) ہی نے اسکو اتارا ہے-

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا

تو کہہ دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو اس سے پہلے کا علم ہے جب

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ

یہ (قرآن) ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے کچھ

كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ

شک نہیں کہ ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر ہی رہے گا اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل پر گرتے ہیں اور قرآن سے ان کو خوف

خُشُوْعًا ۩ ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ تو کہہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو (خواہ) کسی نام کو پکارو تمام

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ

نیک نام اسی کے لئے ہیں اور دعا نہ تو چلا کر کیا کر اور نہ بہت ہی آہستہ بلکہ درمیان درمیان روش

ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

اختیار کیا کر

اور ہم اس کے محافظ اور مبلغ ہیں پس تو کہہ دے کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اس کی رفعت شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اگر کچھ ہے تو تمہارے ہی حق میں ہے اسی لئے تو جن لوگوں کو اس سے پہلے آسمانی کتابوں کا علم ہے جب یہ قرآن ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ یعنی گردنیں جھکا کر فرمان برداری اور اطاعت کا اقرار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار شرک اور شرک کے وہم سے بھی پاک ہے کچھ شک نہیں کہ ہمارے پروردگار کا وعدہ جو وہ قرآن میں بتلاتا ہے کہ نیک کاموں پر جنت ہے۔ اور برے کاموں پر جہنم ہے' ہو کر ہی رہے گا اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں اور قرآن پڑھنے اور سننے سے ان کو خوف الٰہی زیادہ ہوتا ہے یہ تو ہیں ایمانداروں کی باتیں۔ اب ان کے مقابلہ پر ذرا ان عرب کے مشرکوں کی جہالت کا اندازہ بھی لگائے کہ جب کبھی کسی مسلمان کو سنتے ہیں کہ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ اسماء الٰہیہ سے خدا کو یاد کرتا ہے تو جھٹ سے بول اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی ہم کو تو کہتے ہیں کہ اکیلے خدا کو پکارو اور آپ دو تین کو پکارتے ہیں تو ایسے نادانوں سے کہہ کہ یہ تعدد تو صرف اسماء میں ہیں۔ مسمی میں نہیں۔ یہ تمہاری نادانی ہے کہ کثرت اسماء کثرت مسمی سمجھتے ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ پس تم خواہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو دونوں برابر ہیں اس کے کسی نام سے اس کو پکارو سب طرح جائز ہے کیونکہ تمام دنیا میں جتنے نیک اوصاف کے نام ہیں سب کے سب اسی ذات والا صفات کے لئے ہیں اور اسی پر صادق ہیں خواہ کسی ملک کے محاورے میں ہوں یا کسی زبان میں کیونکہ خدا نے ہر ایک ملک میں جو رسول بھیجے تھے آخر اسی ملک کی زبان اور محاورے میں ان سے گفتگو کرتے تھے۔ مگر ہاں دعا کرنے اور پکارنے کے آداب میں اس بات کا خیال رکھا کر کہ دعا نہ تو چلا کر کیا کر نہ بہت ہی آہستہ ایسی کہ اپنے کان بھی نہ سنیں بلکہ بحکم خیر الامور اوسطھا (درمیانی چال اچھا ہوتا ہے) اس کے درمیان درمیان روش اختیار کیا کر۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی

اور کہہ کہ سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے لئے نہ تو اولاد بنائی اور نہ ملک میں کوئی اسکا شریک ہے

الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

اور نہ تکلیف کی وجہ سے اس کوئی دوست ہے اور اسی کے نام کی بڑائی کیا کر

سورت الکھف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾

سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی

قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ

تاکہ سخت عذاب سے جو اس کی طرف سے آنے والا ہے ڈرائے اور ایمانداروں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری دے کہ ان کے

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ

لئے نیک بدلہ ہے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾

جو کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد بنائی ہے۔

اور دعا کرنے سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرنے کو کہہ کہ سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے لئے نہ تو اولاد بنائی اور نہ ملک میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے اس کا کوئی دوست ہے۔ کیونکہ اس کو مصیبت نہیں آتی بلکہ وہ سب کی ☐ دور کرنے والا سب کا دوست متولی اور حاجت روا ہے پس تو اسی کا ہو رہ اور اسی کے نام کی بڑائی کیا کر۔

سورہ کہف

سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے بندے (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر کامل کتاب جس کا نام قرآن ہے نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی یعنی اس کے مضامین کی تکذیب کس طرح نہیں ہو سکتی نہ واقعات گذشتہ اسکے مخالف ہیں نہ آئندہ کے سچے علوم اسکو جھٹلا سکتے ہیں بالکل سیدھی اور صاف ہے اسلئے اتاری ہے تاکہ بندوں کو سخت عذاب سے جو اس پروردگار کی طرف سے بدکاروں پر آنیوالا ہے پہلے ہی سے ڈرا دے اور خبردار کر دے کہ اگر تم ایسی ہی بد اعمالیاں کرتے رہے تو تمہاری خیر نہیں اور ایمانداروں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری دے کہ ان کے لئے نیک کاموں پر نیک بدلہ ہے۔ وہ بدلہ ایسا نہیں ہو گا کہ چند روز اس میں رہیں پھر نکالے جائیں۔ نہیں بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور خوب مزے سے مہذبانہ عیش اڑائیں گے اور اس کتاب کے اتارنے سے یہ بھی غرض ہے کہ بالخصوص ان لوگوں کو ڈرا دے جو کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے لئے اولاد بنائی ہے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ

ان کو اور ان کے باپ دادا کو اس بات کا علم نہیں- بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ

یہ محض جھوٹ کہتے ہیں- اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں گے تو شاید تو ان کے پیچھے

لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا- جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کی سجاوٹ بنایا

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

ہے تاکہ ان کو جانچیں کہ کون ان میں اچھے عمل کرتا ہے اور ہم نے زمین کی تمام چیزیں فنا کر کے زمین کو چٹیل

جُرُزًا ۝

میدان کرنا ہے

حضرت عیسیٰ اس کا بیٹا اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں یہ بات ان کی محض جہالت ہے ان کو اور ان کے باپ دادا کو جن کے اثر صحبت سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں- کوئی اس بات کا علم اور یقین نہیں حقیقت میں بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے- ایسا کہ جو سراسر جھوٹ ہے اور نرا جھوٹ ہے کہتے ہیں مگر تو اے رسول ایسا کچھ ان پر شیفتہ ہے کہ ہر وقت تجھ کو ان ہی کی پڑی ہے- اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لاویں گے تو شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا- ایسی بھی کیا بات ہے ہر ایک شخص اپنے کام میں خود مختار ہے- تجھے معلوم نہیں کہ جو کچھ زمین پر تر و خشک نظر آتا ہے ہم نے اس کو زمین کی سجاوٹ بنایا ہے اور بندوں کے لئے گزارہ- تاکہ بندوں کی پرورش کریں اور ان کے احکام دے کر جانچیں کہ کون ان میں اچھے عمل کرتا ہے- لیکن یہ جانچ صرف بغرض اظہار ہے پس جب ہم ان کے مالک اور حقیقی مربی ہو کر ان پر جبر نہیں کرتے تو تجھے کیا ایسی پڑی ہے کہ انکے رنج میں ناحق ملول خاطر ہو رہا ہے- اور اس بات پر دھیان نہیں دیتا کہ ایک نہ ایک روز ہم نے زمین کی تمام چیزیں فنا کر کے زمین کو چٹیل میدان کرنا ہے- پس اس روز ہر ایک اپنے اعمال کا بدلہ پاوے گا- باوجود یہ کہ دنیا کی ہر ایک چیز خدا کی قدرت کی مظہر ہے- تاہم یہ لوگ جب کبھی نیا قصہ سنتے ہیں تو اسی کو عجیب سمجھتے ہیں کاش کہ اصل مطلب (ہدایت) پر آویں دیکھو تو اصحاب کہف کا قصہ سن کر تجھ سے ان کی بابت دریافت کرتے ہیں تو بھی حیران ہے-

شان نزول

آنحضرت ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا سخت ملال اور غم رہتا تھا اس پر یہ آیت اتری تھی (اسباب نزول)

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ

کیا تو نے سمجھا ہے کہ غار اور کتبے والے ہماری قدرت کے کاموں میں سے عجیب تر تھے

اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

جب چند نوجوانوں نے غار میں پناہ لی اور دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہم کو

مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ

ہمارے ارادے میں کامیابی کی راہ بتلا- پس ہم نے ان کو کئی سال غار میں سلائے رکھا- پھر ہم نے

بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝

ان کو جگایا کہ ہم دیکھ لیں کہ دو گروہوں میں کس گروہ کو غار میں ان کے ٹھہرنے کی مدت خوب یاد ہے

کہ جواب دے کیا تو نے بھی یہی سمجھا ہے کہ غاروالے یعنی اصحاب کہف اور کتبے یعنی تختیوں والے جن پر ان کے نام کندہ تھے ہماری قدرت کے کاموں میں سے بہت ہی عجیب تر تھے- گو ان کی کیفیت اور زندگی بے شک قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ تھی- لیکن ایسی نہیں کہ بس اسی کی طرف توجہ لگ جائے- سنو ہم تم کو ان کا ماجرا سناتے ہیں مفصل تو آگے آتا ہے مجمل واقع وہ قابل ذکر ہے جب انہوں نے اپنے بھائی بندوں کو چھوڑ کر غار میں پناہ لی اور دعا کی تھی کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہم کو ہمارے ارادے میں کامیابی کی سہل اور آسان راہ بتلا اور سامان مہیا فرما- پس یہ کہہ کر وہ داخل غار ہو گئے تو ہم نے ان کو کئی سال غار میں سلا دیا پھر ہم نے ان کو جگا دیا کہ ہم دیکھ لیں یعنی ظاہر کر دیں کہ دو گروہوں میں کس گروہ کو غار میں ان کے ٹھہرنے کی مدت خوب یاد ہے- یعنی اہالی شہر خوب واقف ہیں یا وہ خود

اصحاب الکھف اس واقعہ کے متعلق مزید تفصیل کی نہ تو حاجت ہے نہ کہیں سے صحیح طور سے مل سکتی ہے کیونکہ جو بات قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ کون بتلائے اور کون سمجھائے اس لئے جس قدر قرآن شریف میں آیا ہے اس سے زیادہ کی نہ تو ہم کو ضرورت ہے نہ پتہ لگ سکتا ہے- مختصر بیان اس قصے کا یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ میں چند ایک نوجوان تھے جن کو آج کل محاورے میں لبرل پارٹی کہنا چاہیئے وہ اپنے جوش مذہبی کو تھام نہ سکے اور اپنے ملک اور برادری کو چھوڑ کر کہیں پہاڑوں میں جا چھپے جہاں وہ بہت مدت تک پڑے رہے- مدت مدید کے بعد انہوں نے اپنے میں سے ایک کو شہر کیطرف بھیجا تو وہاں کیا تھا رنگت ہی بالکل تبدیل تھی ؎

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

آخر کار وہ کسی قرینہ سے پہچانا گیا مگر پھر بھی وہ ان سے کسی طرح حیلہ و حوالہ سے بچ کر اپنے ساتھیوں میں جا ملا- جہاں پر متلاشی نہ پہنچ سکے- پس یہ ہے کہ اختصار اس قصے کا- مطلب اس سے اس امر پر اطلاع دینا ہے کہ خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں جو سوائے خدا کے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کسی سے ڈرتے ہیں تم کو بھی ایسا ہونا چاہیئے- شان نزول اس کا یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے یہ قصہ اور اس سے آئندہ ذوالقرنین کا قصہ دریافت کیا تھا- کیوں کہ ان میں قومی روایت سے یہ قصے مشہور چلے آتے تھے- رہا یہ سوال کہ اصحاب کہف اب کہاں ہیں؟ زندہ یا مردہ؟ تو اس سوال کا جواب دینے سے پہلے قرآن مجید پر غور کرنا- ضروری ہے کہ قرآن میں ان کی دائمی زندگی کا ثبوت ہے؟ مجھے تو ان کی دائمی زندگی کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں ملتا-

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝

ہم تجھے ان کا ٹھیک حال سناتے ہیں- وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہم نے بھی ان کو

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ

ہدایت زیادہ دی تھی اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا-جب وہ اٹھ گئے اور بولے ہمارے پروردگار تو وہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے

نَّدْعُوَا۠ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝

ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے ورنہ ہم بھی اس بے ہودہ گوئی کے مرتکب ہوں گے

یہ تو مجمل بیان ان کے قصے کا اب ذرا تفصیل سے سنو ہم تجھے ان کا ٹھیک ٹھیک حال سناتے ہیں کہ وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے- ہم نے بھی ان کو ہدایت زیادہ دی تھی جیسے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس کو توفیق خیر مزید ملتی ہے اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا تھا کہ معمولی اناپ شناپ اعتراضوں سے وہ کانپتے نہ تھے- جب ان کو بادشاہ نے اپنے حضور میں طلب کیا اور اپنے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو وہ مجلس سے اٹھ گئے اور بولے کہ ہم تو اس فعل مذموم کے ہرگز مرتکب نہ ہوں گے- کیونکہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے- اس لئے ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے- ورنہ ہم بھی اس بیہودہ گوئی کے جو یہ لوگ خدا کی نسبت کر رہے ہیں مرتکب ہوں گے

صرف ایک آیت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں **وتحسبھم ایقاضا وھم رقود** اس سے بھی دائمی زندگی کا ثبوت نہیں ہوتا غایت سے غایت آنحضرت کے زمانہ تک ان کی زندگی ثبوت ملتا ہے مگر حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا کہ جو لوگ اس وقت زمین پر زندہ ہیں- سو سال تک ان میں سے کوئی نہ رہے گا- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحابہ کہف اگر اس وقت زندہ بھی تھے- تو دوسری صدی ہجری ضرور ہی فوت ہوگئے ہوں گے

دوسری آیت اصحاب کی دائمی زندگی پر شاید کوئی صاحب یہ پیش کریں- **لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارا و لملئت منھم رعبا** مگر اس کا ترجمہ حسب قاعدہ علم نحو یہ ہے کہ اگر تو دیکھتا ان کو تو مارے خوف کے بھاگ جاتا اور تجھ میں خوف بھر جاتا کیوں کہ حرف لو ماضی کے لئے ہوتا ہے- حال اور استقبال اس کے مفہوم میں نہیں اگر کسی مقام پر ہوتا ہے تو قرینہ خارجہ سے ہوتا ہے پس آیت موصوفہ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ ہوا کہ قرآن شریف سے پہلے بزمانہ ماضی ان کو ان کی زندگی تھی نہ زمانہ قرآن میں نہ ایسا جو تیرہ سو سال گزرے ہیں مختصر یہ کہ اصحاب کہف کسی پہاڑ کی غار میں چھپے تھے جہاں وہ ایک مدت تک بحکم الٰہی زندہ رہے لیکن آخر تا کجے ؟ اپنے وقت پر مر کر جاودانی زندگی میں جا پہنچے- رضی اللہ عنھم

یاں یہ سوال قابل تحقیق ہے کہ اصحاب کہف کس زمانہ میں ہوئے ہیں اور کسی نبی کے پیرو تھے- اس کے متعلق بھی گو قطعی فیصلہ کرنا تو مشکل ہے- کیونکہ ایک تو زمانہ گزشتہ کا واقعہ ہے- جسکا ثبوت نہ چشم دید ہے نہ صاحب وحی سے کوئی روایت آئی ہے البتہ مورخین کی محض رائیں اور قیاسات ہیں پس مورخین کے صحیح قول کے مطابق اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں تھے اور اصلی تعلیم عیسوی کے مطابق توحید خالص ان کا دین تھا اور حضرت عیسیٰ سے تخمیناً دو سو پچاس برس بعد وقیتوس-

لہ توان کو جاگتے سمجھتا مگر وہ سوتے ہیں- منہ

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ

ان ہمارے قومی بھائیوں نے جو اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں کیوں ان پر کوئی کھلی دلیل پیش نہیں کرتے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۟ؕ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا

پھر جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے اس سے زیادہ گمراہ کون ہے؟ اور جب تم ان سے اور ان کے مصنوعی

یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ

معبودوں سے علیحدہ ہو چکے ہو تو بس غار میں بیٹھ رہو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارا

لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۟ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

کام آسان کردے گا۔ سورج کو چڑھتے ہوئے تو دیکھے کہ ان کی غار سے دائیں طرف کو ہوتا ہے

ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ

اور جب غروب ہونے کو ہوتا ہے تو بائیں جانب کو کترا جاتا ہے اور اس غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں

ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ

ہیں- یہ اللہ کی قدرت کے نشان ہیں جس کو خدا ہدایت کرے وہی راہ یاب ہوتا ہے اور جس کو گمراہ کردے پس تو ہرگز اس کے لئے

لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ۟

کوئی ، کارساز اور راہ نمائی نہ پائے گا.

ان ہمارے قومی بھائیوں نے جو اس اللہ حقیقی معبود کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں کیوں ان پر کوئی کھلی دلیل پیش نہیں کرتے جس سے ثابت ہو سکے کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں- پھر جو بے دلیل اور من گھڑت اللہ پر جھوٹا افترا کرے اور ایسے مسائل اور عقائد بتلاوے جو اللہ نے نہیں بتلائے تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جیسے یہ مشرک جو خدا پر افترا کرتے ہیں اور غلط گوئی کرتے ہیں- یہ تقریر مجلس میں کر چلے گئے اور جا کر آپس میں انہوں نے قرار دار کی جب تم ان مشرکوں سے اور اللہ کے سوا ان کے مصنوعی معبودوں سے علیحدہ ہو چکے ہو تو پس اب کیا دیر ہے- چلو غار میں بیٹھ رہو- خدا پر بھروسہ کرو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت پھیلادے گا اور تمہارا مشکل کام آسان کردے گا- چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ غار میں جو ان کے شہر سے قریب تھا جا چھپے ایسی جگہ چھپے کہ سورج کو چڑھتے ہوئے تو دیکھے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غار سے دائیں طرف کو ہوتا ہے اور جب غروب ہونے کو تیار ہے تو بائیں جانب کو کترا جاتا ہے اور وہ اسی غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں ہیں یہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں کہ ایسی گمراہ قوم میں بھی ایسے پاکیزہ خیال نیک طینت پیدا کر دیتا ہے اصل بات پوچھو تو یہ ہے کہ جس کو خدا ہدایت کرے اور توفیق خیر بخشے وہی راہ یاب ہوتا ہے اور جس کو اس کی شامت اعمال سے گمراہ کردے تو تو ہرگز اس کے لئے کوئی کارساز اور راہ نما نہ پاوے گا کہ اس کی راہ نمائی کرے بلکہ وہی مضمون ہو گا-

یادی سس بادشاہ کے عہد میں ہوئے ہیں جو بت پرست تھا اور ان کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا جس سے تنگ آکر وہ ہجرت کر گئے-واللہ اعلم

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ

اور تو ان کو گمان کرتا کہ یہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کے پہلو دائیں اور بائیں کو پھیرتے تھے

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

اور ان کا کتا اس غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا- اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو بھاگتا ہوا واپس پھر آتا اور

وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ

تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی- اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں ان میں سے

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ

ایک نے کہا کتنی دیر تم غار میں رہے وہ بولے کہ ایک آدھ روز رہے ہیں- آخر سب نے کہا تمہارا پروردگار تمہارے ٹھہرے کی مدت

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

کو خوب جانتا ہے- پس تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کا ٹکڑا دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ غور کرے کہ

فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

ان میں سے کس کا کھانا ستھرا ہے پس اس سے کچھ کھانے کی چیز تمہارے پاس لے آئے اور بڑی نرمی کرے اور تمہارے

بِكُمْ اَحَدًا ۝

حال پر کسی کو اطلاع نہ دے

جو شیخ سعدی مرحوم کے شعر کا مطلب ہے ؂

عزیزیکہ از در گہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور خدا کی قدرت دیکھ کہ اگر تو ان کو دیکھتا تو گمان کرتا کہ یہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے تھے آنکھیں ان کی کھلی تھیں جیسے جاگنے والوں کی ہوتی ہیں اور ہم ان کے پہلو دائیں اور بائیں کو پھیرتے تھے اور ان کا کتا جو شہر سے چلتے وقت ان کے ساتھ ہو لیا تھا اس غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا- جیسی عموماً کتوں کی عادت ہے- ان پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو بھاگتا ہوا واپس پھر آتا اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی- غرض وہ اسی طرح سالہا سال سوتے رہے پھر وہ اٹھے اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسروں سے کہا کیوں صاحب کتنی دیر غار میں تم رہے وہ بولے کہ شاید ایک آدھ روز رہے ہیں- مگر بعد غور و فکر جب ان کو اس میں تردد ہوا کہ اتنا تغیر حال جو ہم میں ہوا ہے- اتنی جلدی نہیں ہو سکتا- آخر سب نے کہا میاں اس بات کو تو خدا کی سپرد کرو تمہارا پروردگار تمہارے ٹھہرنے کی مدت خوب جانتا ہے پس تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کا ٹکڑا جو ہمارے پاس ہے دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ غور کرے کہ ان شہر والوں میں سے کس کا کھانا ستھرا ہے- پس اس سے کچھ کھانے کی چیز تمہارے پاس لے آئے اور اتنی بات اسے سمجھا دو کہ کسی سے تکرار نہ کرے بلکہ گفتگو میں بڑی نرمی کرے اور تمہارے حال پر کسی کو اطلاع نہ دے-

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا

اگر وہ تمہارے حال پر مطلع ہوگئے تو تم پر پتھراؤ کر ڈالیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں واپس لے جائیں گے اور تم کبھی بھی

إِذًا أَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ

رہا نہ ہوگے- اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان پر مطلع کر دیا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم

قیامت میں کچھ شک نہیں- جب وہ اپنے کام میں آپس میں جھگڑتے تھے کہتے تھے کہ ان پر ایک

بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم

دیوار بنادو- ان کا پروردگار ان کے حال سے خوب واقف تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا ہم تو ان پر

مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

ایک مسجد بنادیں گے بعض کہیں گے کہ تین کس تھے چوتھا ان میں سے ان کا کتا تھا بعض کہتے ہیں وہ پانچ کس تھے چھٹا

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ

ان کا کتا تھا انکل پچو ہے بعض کہتے ہیں کہ سات کس تھے آٹھواں ان کا کتا تھا

کیونکہ اگر وہ شہر والے تمہارے حال پر مطلع ہوگئے تو چونکہ تم ان سے بھاگ کر آئے ہو بادشاہ تم پر سخت ناراض ہے ضرور تم کو پتھراؤ کر ڈالیں گے یا زور اور دھمکی سے تم کو اپنے باطل مذہب شرک وکفر میں واپس لے جاویں گے جو موت سے بھی زیادہ ہم کو ناگوار ہے- اور تم ناحق ہمیشہ کے عذاب میں پھنسو گے اور کبھی بھی رہا نہ ہوگے یہ پیش بندیاں ان کو اس خیال پر تھیں کہ انہوں نے سمجھا تھا- کہ ہنوز وہ بادشاہ اور رعایا بدستور زندہ ہیں مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ ؎

آں قدح بشکست واں ساقی نماند

اس لئے جیسا کہ ہم نے کسی حکمت سے ان کو سلایا تھا اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان پر کسی طرح مطلع کرا دیا کیونکہ اب وہ نادر شاہی زمانہ نہ رہا تھا بلکہ عموماً لوگ ان کے مداح تھے یہ اس لئے کیا کہ ان کو معلوم ہو جائے- کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت اور حفاظت کیا کرتا ہے- اور یہ بھی یقیناً جان جائیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ اطلاع انکو اس وقت کرائی گئی تھی جب وہ لوگ شہر والے اچھے کام میں آپس میں جھگڑتے تھے کہتے تھے کہ ان پر ایک دیوار بنادو تاکہ کوئی انکی غار کی طرف نہ جائے نہ انکو دیکھے حالانکہ انکا پروردگار ان کے حال سے خوب واقف تھا کہ آئندہ کو انکے ساتھ کیا ہوگا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی جو حکومت پر قابو یافتہ تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان پر یعنی ان کی غار پر ایک مسجد بنادیں گے تاکہ لوگ اللہ کی عبادت اس میں کریں پھر یہ کام انہوں نے کیا یا نہیں خدا کو معلوم ہے- یہ لوگ یہودی یا عیسائی اگر دعویٰ کریں تو غلط ہے انکو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ انکی گنتی کیا تھی بعض اہل کتاب کہیں گے کہ تین کس تھے چوتھا ان کا کتا تھا بعض کہتے ہیں وہ پانچ کس تھے چھٹا ان کا کتا تھا- مگر یہ ساری گفتگو اور خیال ان کا بالکل رجماً بالغیب اور اٹکل پچو ہے اس بات پر ان کو کوئی واقعی علم نہیں بعض کہتے ہیں کہ سات کس تھے آٹھواں ان کا کتا تھا-

قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ﱟ فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا

تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کے شمار کو خوب جانتا ہے ان کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس تو ان کی شان میں تکرار نہ

مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ

کرنا مگر سرسری طور پر- اور ان کی بابت کسی سے دریافت بھی نہ کرنا اور نہ کہا کر کہ میں یہ بات کل

اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ

ضرور کروں گا لیکن جو خدا چاہے اور جب تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کیا کر

عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ

اور کہا کر امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتلائے گا- اور وہ اپنی غار میں

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

تین سو نو سال تک رہے

تو ان سے کہہ کہ تمہیں کیا پڑی ہے کتنے بھی ہوں اس قصے کو چھوڑ دو میرا پروردگار ان کے شمار کو خوب جانتا ہے ان کے شمار کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس چونکہ اصل مطلب اس مضمون سے یہ ہے کہ لوگ ان کی روش اختیار کریں گنتی ان کی دو ہو یا چار پانچ ہوں یا سات اس پر کیا امر موقوف ہے پس تو اے رسول ان کی شان میں کسی سے تکرار نہ کرنا مگر جو کبھی ذکر آ جاوے تو سرسری طور پر گفتگو سے بڑھ کر نہیں کرنا اور بوجہ ایک دور دراز کی بات ہونے کے اس امر کا پیچھا کرتے ہوئے ان کی بابت کسی سے دریافت بھی نہ کرنا اور اگر کوئی شخص تجھ سے کوئی ایسی بات دریافت کرنا چاہے جو تجھے معلوم نہ ہو تو کسی امر کی بابت تو یوں نہ کہا[1] کر کہ میں یہ کام کل بتلاؤں گا یا یہ کام ضرور کروں گا لیکن یوں کہا کر و جو خدا چاہے ہو جاوے گا- اور جب تو انشاء اللہ بروقت کہنا بھول جائے تو بعد میں اپنے پروردگار کو یاد کر اور انشاء اللہ کہہ لیا کر- اس لئے کہ دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں سب کے سب اس کی مشیت اور ارادے ہی سے ہوتے ہیں پس مناسب ہے کہ تو اپنے تمام ارادوں پر اللہ کے ارادے کو غالب کیا کر اور کہا کر امید ہے میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتلا دے گا- اگر میں انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو خیر آئندہ کو انشاء اللہ بہتری کی امید ہے کیونکہ میں نے انشاء اللہ کا ترک قصداً و عناداً نہیں کیا- اب اصل قصہ پھر سنو ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ وہ غار میں داخل ہو گئے اور وہ اپنی غار میں کل مدت تین سو نو سال قمری رہے[2]

---

[1] مخالفوں نے جب اصحاب کہف کا قصہ دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا- میں کل بتلاؤں گا مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے- اس پر یہ آیت نازل ہوئی- راقم کہتا ہے اس لحاظ سے اس آیت کا تعلق شروع قصہ سے ہے مگر حکم عام ہے- (منہ)

[2] قمری کی قید اس لئے لگائی ہے کہ عرب میں قمری حساب ہی تھا- قرآن شریف میں دوسری جگہ یہی ارشاد ہے ویسئلونک عن الاهلته قل هی مواقیت للناس والحج یعنی اے رسول تو ان لوگوں سے کہہ کہ چاند لوگوں کے حساب کے لئے کم و بیش ہوتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ شمسی حساب سے تین سو اور قمری حساب سے نو زائد یہ قول غلط ہے قرآن شریف تو خود بتلاتا ہے اور عرب میں رواج بھی یہی تھا کہ سالوں کا حساب قمری مہینوں سے تھا- پھر قرآن میں اس کے برخلاف حساب کیوں آتا تھا- علاوہ اس کے اس تفصیل کے لئے (کہ تین سو شمسی اور تین سو نو قمری) کوئی اشارہ بھی نہیں- فافہم (منہ)

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ

تو کہہ اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے۔ تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا علم اس کے پاس ہے وہ بہت بڑا

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ

دیکھنے والا اور سننے والا ہے ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور جو کچھ تیرے پروردگار کی

اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ڼ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڗ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ

کتاب کے احکام تیری طرف بھیجے جاتے ہیں وہ پڑھ دیا کر۔ اس کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا تو کہیں پناہ کی جگہ

مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

نہ پائے گا اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں، محض اس کی رضا جوئی چاہتے ہیں تو ان کے

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

ساتھ وابستگی رکھا کر اور ان کو چھوڑ کر دنیا کی زینت کا ارادہ کرتا ہوا دوسری طرف التفات نہ

لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

کرنا اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی کاروائی حد سے متجاوز ہے ایسے

اگر یہ لوگ اس بارے میں جھگڑیں کہ نہیں اتنی مدت تک ٹھہرے کوئی کہے اتنی تو توان سے کہہ اللہ تعالیٰ ان کے ٹھیرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے۔ اسی نے ہم کو یہ بتلایا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیب کی باتوں کا علم اسی کے پاس ہے پھر اس کا بتلایا ہوا اندازہ کیونکر غلط ہو سکتا ہے حالانکہ وہ بہت بڑا دیکھنے اور سننے والا ہے یہ تو اس کے علم کا ذکر ہے حکومت کی شان یہ ہے کہ ان سب دنیا کے رہنے والے لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں وہ ایسا مالک الملک شہنشاہ ہے کہ سب کچھ اکیلا ہی کرتا ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا وہ اکیلا ہی تمام دنیا کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے پس یہ کہہ کر ان کی طرف کان بھی نہ لگا کہ کیا کہتے ہیں۔ اور جو کچھ تیرے پروردگار کی کتاب کے احکام تیری طرف بھیجے جاتے ہیں وہ پڑھ دیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ جو کچھ اس نے تجھ سے فتح ونصرت کا وعدہ کیا ہے ممکن نہیں کہ پورا نہ ہو کیونکہ اس کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا تو کہیں پناہ کی جگہ نہ پاوے گا بس اسی کا ہو رہ اور ان دنیاداروں سے الگ رہا کر۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح اور شام پکارتے ہیں کسی کے دکھاوے اور ریا سے نہیں بلکہ محض اس کی رضا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ[1] دل بستگی رکھا کر اور ان کو چھوڑ کر دنیا کی زینت کا ارادہ کرتا ہوا کسی دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی کاروائی حد سے متجاوز ہے ایسے آدمی کی بات کبھی نہ مانیو۔ تو نہیں جانتا کہ جو اللہ کی یاد اور خوف سے غافل ہو وہ مردہ ہے چاہے وہ کیسے ہی بن ٹھن کر رہیں

[1] عرب کے مشرک آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ جب ہم آئیں تو ان غریب مسلمانوں کو مجلس سے ہٹا دیا کرو تو ہم آپ کی سنیں گے۔ آنحضرت ﷺ کا خیال بھی اس طرف اس نیت سے ہونے کو تھا کہ چند روز بعد یہ لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے سردست ان کے اس بے جا غرور کو مان لیں گے مگر خدا کے ہاں ان فرعونی دماغوں کی خاک بھی قدر نہ تھی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ (منہ)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ
آدمی کی بات کبھی نہ مانیو اور تو کہہ سچی تعلیم تمہارے پروردگار سے آپہنچی ہے پس جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کافر بنے ہم نے

اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ
ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے ان پر گھیرا ڈال رکھا ہوگا۔ اگر فریاد کریں گے تو تانبے کے رنگ

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ
جیسے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو منہ کو جلا دے گا برا پانی ہوگا اور وہ بری جگہ ہوگی۔ اس میں شک نہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۞ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں ہم نیک اعمال کرنے والوں کے عمل ضائع نہیں کیا کرتے۔ انہی لوگوں کے لئے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ
ہمیشہ کے باغ ہیں ان کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور

يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ
سبز لباس باریک اور دبیز وہ ان میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہے

جب بھی اس سے زیادہ نہیں کہ وہ وہ مردے ہیں اور ان کا فاخرہ لباس بمنزلہ کفن کے ہے جیسا کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

لا تعجبنّ[1] الجهول حلته فذاك ميت ولباسه كفن

اور تو کہہ کہ یہ سچ تعلیم تمہارے پروردگار کے ہاں سے آ پہنچی ہے پس جو چاہے ایمان لاوے جو چاہے کافر بنے مگر اتنا یاد رکھے کہ ہم (خدا) نے ایسے ظالموں کے لئے جو باوجود واضح ہو جانے حق کے نہ مانیں گے آگ تیار کر رکھی ہے جو ایک لحاظ مکان کے اندر ہو گی جس کی قناتوں یعنی چار دیواری نے ان پر گھیر اڈالا ہو گا اگر تکلیفوں پر فریاد کریں گے اور پیاس پر پانی مانگیں گے تو تانبے کے رنگ جیسے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی۔ جو منہ اور ہونٹوں کو بوجہ گرمی اور شدت خسیان کے جلاوے گا۔ پس اسی سے تم سمجھ لو کہ کیسا برا پانی ہو گا اور وہ کیسی بری جگہ ہو گی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ان کے اعمال کا ان کو بدلہ دیں گے۔ کیوں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ ہم نیک اعمال کرنے والوں کے عمل ضائع نہیں کیا کرتے۔ انہی لوگوں کے لئے ہمیشہ کے لئے باغ ہیں جن میں ان رہنے والوں کے مکانوں کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ جنتیوں کو حسب مراتب سونے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں اور سبز لباس باریک اور دبیز وہ باغوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہے۔

[1] جاہل یعنی یاد الٰہی سے غافل آدمی اپنے فاخرہ لباس سے غافل نہ ہووے کیونکہ وہ خود تو مردہ ہے اور اس کا لباس اس کے لئے کفن ہے (منہ)

وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور بہت ہی عمدہ ہوگا تو ان کو دو آدمیوں کی مثال سنا ان میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے

مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ

دو باغ دیے تھے اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درختوں سے روک کر دی تھی اور ان کے درمیان کھیتی باڑی پیدا کی تھی وہ دونوں باغ

أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ

خوب پھل دیتے تھے اور معمولی پھل سے انہوں نے کبھی کچھ کم نہ کیا اور ہم نے ان کے درمیان ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی اور اس کے پاس پھل مہیا تھے۔

لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَ

پس اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور بڑے زبردست جتھے والا ہوں اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے

هُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۚ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ

حال میں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا بولا کہ میں تو نہیں سمجھا تھا کہ یہ باغ بھی کبھی ویران ہوگا اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت

قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

آنے والی ہے اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف گیا تو اس سے بھی عمدہ جگہ پاؤں گا

اور بہت عمدہ جگہ مگر یہ ایسے عقلمند کہاں ہیں کہ ایسی سچی اور یقینی بات کو مان لیں جنہوں نے دنیا ہی کو مدار کار سمجھا ہوا ہے۔ پس ان کے داغ سے دنیا کی محبت اور مدار کار ہونا نکالنے کو تو ان کو دو آدمیوں کی ایک مثال یعنی حکایت سنا جو گزشتہ زمانہ میں ایک باپ کے دو بیٹے تھے بعد تقسیم جائیداد الگ الگ ہوگئے ایک تو دنیا کے کمانے میں لگ گیا اور ایک علم اور زہد میں مشغول ہوا۔ ان میں سے ایک کو جو دنیا کمانے میں لگا تھا ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درختوں سے روک کردی تھی۔ اور ان کے درمیان کھیتی باڑی سبزی بقولات وغیرہ پیدا کی تھی۔ یعنی وہ باغ اس ڈھب کے تھے کہ درمیان اس کے کھیتی اور بقولات (سبزیاں) تھیں ان کے اردگرد درخت سب سے اخیر چار دیواری کے طور پر کھجوریں لگائی گئی تھیں پس وہ دونوں باغ خوب پھل دیتے تھے اور معمولی پھل سے انہوں نے کبھی کچھ کم نہ کیا۔ اور ہم نے ان کے درمیان ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی اور اس مالک کے پاس ان باغوں کی وجہ سے ہر قسم کے پھل پھول مہیا تھے۔ پس اس نے ایک روز دولت اور مال کے گھمنڈ میں اپنے ساتھی یعنی اپنے غریب بھائی سے باتیں کرتے کرتے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور بڑے زبردست معزز جتھے والا ہوں یعنی دنیاوی خدام چشم میرے بہت ہیں یہ کہہ کہ اترایا اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ بوجہ سرکشی اور تکبر کے اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا بولا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی ویران ہوگا اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور اگر میں فرضاً اپنے پروردگار کی طرف گیا بھی یعنی قیامت ہوئی بھی تو چونکہ میں یہاں معزز اور مال دار ہوں اس لئے یقین ہے وہاں بھی اچھا ہوں گا بلکہ اس سے عمدہ جگہ پاؤں گا۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اس کے ساتھی نے باتیں کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے منکر ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے

نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْ

پھر تجھ کو پورا آدمی بنایا- لیکن میں تو اس خیال پر ہوں کہ اللہ ہی پر میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا- بھلا

لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

تیرا اس میں کیا حرج تھا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو یہ کہتا کہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا ہے بے مدد خدا کے نہ طاقت ہے نہ قوت اگر تو مجھ کو باعتبار

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ

مال اور اولاد کے کم درجہ جانتا ہے تو عنقریب میرا پروردگار تیرے باغ سے اچھا باغ مجھے عنایت کرے گا اور اس پر

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾

آسمان سے کوئی ایسی بلا نازل کرے گا جس سے ویران میدان ہو جائے گا

اس پر اس کے ساتھی نے جو غریب اور کم وسعت مگر دیندار تھا- اس کی متکبرانہ گفتگو سنکر باتیں کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو جو قیامت سے انکاری ہے کیا تو اپنے پروردگار سے منکر ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہے یعنی تیرے بابا آدم کو مٹی سے بنا کر انسان کی پیدائش کا سلسلہ چلایا- پھر بنی آدم کو نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھ کو درست اندام پورا آدمی بنایا تو بھی ایسے کلمات خدا کی شان میں کہتا ہے اور اس دنیائے فانی پر مغرور ہے اتنا نہیں جانتا کہ وہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

لیکن میں تو اس خیال پر ہوں کہ ابتدا ہی میرا پروردگار ہے اور پس اس سے زاید کیا کہوں اللہ بس باقی ہوس- اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی چیز کو شریک اور ساجھی نہیں بناتا ایسے متکبرانہ کلمات اور غرور سے کیا فائدہ بھلا تیرا اس میں کیا حرج تھا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو بجائے مغرورانہ گفتگو کے تو یہ کہتا کہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا ہے یہ باغ بھی محض اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے- ورنہ میں اس لائق کیا تھا کہ مجھے یہ نعمت ملے مجھ میں تو بے مدد خدا کے نہ طاقت ہے نہ قوت تو نہیں جانتا ہے ؎

ایں شجاعت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

باقی رہا یہ کہ میں غریب ہوں تو امیر ہے سو ان باتوں کی مجھے پرواہ نہیں میں نے پہلے ہی سے سبق پڑھا ہوا ہے ع

بودنا بود جہان یکساں شمر   میں نے یہ بھی سنا ہوا ہے

هیَ[1] الدنیا تقول یلا فیها   حذار حذار من بطشی وفتکی

میں یہ بھی جانتا ہوں گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے پس اگر تو مجھ کو باعتبار مال اور اولاد کے کم درجہ جانتا ہے تو اس بات کا مجھے کچھ خیال نہیں کیونکہ میرا یقین ہے کہ عنقریب میں میرا پروردگار تیرے باغ سے اچھا باغ مجھے عنایت کرے گا اور تیری شرارت سرکشی کی وجہ سے اس تیرے باغ پر آسمان سے کوئی ایسی بلا نازل کرے گا جس سے وہ دم کے دم میں ویران سنسان اور چٹیل میدان ہو جائے گا

[1] دنیا کھلے منہ سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ لوگو میری ڈپٹ سے بچ کر رہنا- منہ

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

یا اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو تو اس کو طلب بھی نہ کر سکے گا اور اس کے تمام پھلوں پر گھیرا ڈالا گیا پھر تو وہ اپنے

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

مال پر جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا دونوں ہاتھ ملنے لگا اور وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا اور کہتا تھا کہ ہائے میری کم بختی میں اپنے

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا اور کوئی جماعت بھی اس کی حمایتی نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اس کی حمایت کرتی نہ وہ خود بدلہ لے سکا-

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ

ایسے ہی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ برحق ہی کی حکومت ہے اسی کا بدلہ اچھا ہے اور اسی کا انجام بہتر ہے اور ان کو دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

کی مثال بتلا کہ وہ پانی کی طرح ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خوب پھل پھول جاتی ہیں پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہیں کہ ہوائیں

یا اس کا پانی خشک ہو جاوے گا تو تو اس کو تلاش اور طلب بھی نہ کر سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ راتوں رات سب کچھ اس کا کیا کرایا ضائع ہو گیا اور اس کے تمام پھلوں پر تباہی کا گھیر اڈالا گیا- پھر تو وہ اپنے مال پر جو اس نے اس باغ کی آبادی اور عمارت پر خرچ کیا تھا- دونوں ہاتھ ملنے لگا- اور آہ بقا کئے کہ ہائے میں مارا گیا میرا ستیاناس ہو گیا میں برباد ہو گیا- میں جانتا تو اتنا روپیہ اس کی آبادی پر نہ خرچ کرتا- آج وہی روپیہ میرے کام آتا ادھر تو اس کے آہ و بکا کا یہ حال ہے ادھر باغ کو دیکھتا تھا- تو وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا یعنی اسکی بیل اور بوٹے سب اوپر نیچے گرے پڑے تھے- دیکھ دیکھ کر افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا- کہ ہائے میری کم بختی میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا مگر اب کیا ہوتا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت- جب وقت ہی ہاتھ سے نکل گیا- تو اب کیا بنتا چلاتا رہا اور کوئی جماعت بھی اس کی حمائتی نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اس کی حمایت کرتی- بھلا کون کر سکتا کسی میں طاقت ہی کیا ہے جو کر سکے نہ وہ خود بدلہ لے سکا کہ خدا سے لڑنے مرنے پر تیار ہو تا یا عوض لیتا ایسے ہی موقع پر معلوم اور ثابت ہوتا ہے کہ اللہ برحق ہی کی حکومت ہے جو تمام دنیا کا مالک اور سب پر قابض ہے اسی کا بدلہ اچھا ہے- اور اسی کا انجام بہتر ہے یعنی اسی کے ہو رہنے میں سب کچھ مل سکتا ہے- مگر یہ لوگ تو دنیا میں آن کر ایسے کچھ فریفتہ اور فریب خوردہ ہو رہے ہیں کہ ان کو کچھ نیک و بد سوجھتا ہی نہیں- پس تو ان کو سمجھا اور ان کو دنیا کی اور اس کے حباب کی مثال بتلا کہ وہ پانی کی طرح ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خوب پھل پھول جاتی ہیں- ایسی کہ تمام زمین ہری بھری نظر آتی ہے جدھر نظر اٹھاؤ سبزہ زار فرش زمردیں ہو رہا ہے- اتنے میں پھر وہ دیکھتے کے دیکھتے دم کے دم سخت لو لگنے سے چورا چور ہو جاتی ہے کہ ہوائیں اس کو اڑاتی ہیں تمام سرسبزی جو نظروں میں تھی ایک دم میں برباد ہو جاتی ہے- یہی حال ہے دنیا کی زندگی کا- یہی کیفیت ہے انسان کی جوانی کا یہی حال ہے دنیا کی عزت اور آبرو کا چند روز میں جب یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں تو انسان ہے کہ فرعون بے سامان بن رہا ہے کوئی شخص اعلیٰ ادنےٰ اس کی نظر میں سما نہیں سکتا-

الرِّيْحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ

اس کو اڑاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے دنیا کی سج سجاوٹ ہیں

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ

اور نیک اعمال جو باقی رہنے والے ہیں ان کا بدلہ اور امید تیرے پروردگار کے نزدیک سب سے بہتر ہے۔ اور جس

نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝

روز ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو چٹیل میدان دیکھے گا اور ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

گے اور تیرے پروردگار کے سامنے صفیں باندھ کر پیش کئے جائیں گے

کوئی حکم شرعی اس کی نظر میں نہیں جچتا۔ کسی ناصح کی نصیحت اس کو اثر نہیں کر سکتی۔ اور اپنی مستی میں ایسا غراتا ہے کہ سمجھانے والوں سے الٹا بگڑ بیٹھتا ہے اور دو چار سنا دیتا اور کہتا ہے ؎

نہ کریں میرے لئے حضرت ناصح تکلیف ‏ ‏ ‏ خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھالے گی

مگر تھوڑے ہی دنوں کی بات ہوتی ہے کہ سب آن بان ٹوٹ کر عزت میں فرق آجاتا ہے جوانی چلی جاتی ہے مال اسباب برباد ہو جاتا ہے غرض چاروں طرف سے آواز آنے لگتی ہے کہ ؎

کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم ‏ ‏ ‏ ابھی جاگتے تھے ابھی سوگئے تم

یہ بتدریج تنزل کا نقشہ ہے اور اگر فوراً تنزل اور بربادی ہو تو پھر تو کچھ پوچھو ہی نہیں بس یہ سمجھو کہ ؎

خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جس کا پورا نقشہ وباء طاعون میں ہم نے بلکہ کل ملک نے دیکھ لیا۔ مگر نادان لوگ نہیں سمجھتے اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے گو نشہ سرور اور جوانی کی ترنگ میں نہیں جانتے مگر آخر جب نازک گھڑی سر پر آتی ہے تو خود بخود بے ساختہ منہ سے آہ و بکار نکلتا ہے سچ ہے ؎

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انساں ‏ ‏ ‏ تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

کیونکہ مال اور اولاد خصوصاً بیٹے دنیا کی سج سجاوٹ ہیں۔ بھلا جس کو یہ حاصل ہوں کہ مال بھی ہو اور اولاد بھی تو اس کی نظروں میں کون سما سکتا ہے لیکن دانا جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ خواب وخیال ہے اور کچھ بھی نہیں مگر نیک اعمال جو زندگی کے بعد بھی باقی رہنے والے ہیں۔ مثلاً کسی نے نیک سلوک کیا ہو۔ یا کوئی رفاہ عام کے کام جن کا اثر فاعل کے مرنے کے بعد رہتا ہو یا کوئی نیکی کا کام نماز وغیرہ ان کا بدلہ اور بدلہ کی امید تیرے پروردگار کے نزدیک سب سے بہتر ہے مگر جو لوگ نیک اعمال سے تہی دست رہ کر بھی خدا سے امیدیں باندھتے ہیں۔ یہ درست نہیں بلکہ دھوکہ خوری ہے پس تم مستعد ہو جاؤ اور اس دن سے خوف کرو جس روز ہم تمام موجودہ چیزوں کو فنا کر دیں گے اور پہاڑوں کو مثل بادلوں کے چلائیں گے اور تو زمین کو چٹیل میدان دیکھے گا ایسی کہ **لاترى فيها عوجا ولا امتا** اونچائی نیچائی اس پر نہ ہوگی اور ہم ان سب کو اپنے حضور لا جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے سب کے سب ایک وسیع میدان میں جمع ہو جائیں گے اور تیرے پروردگار کے سامنے صفیں باندھ کر پیش کئے جائیں گے

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾

آج تو ہمارے پاس ایسے آئے ہو جیسے ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ ہم تمہارے لئے وقت نہ ٹھہرائیں گے

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا

اور کتاب رکھی جائے گی پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اس کتاب کے اندر والی باتوں سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی

مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا

کتاب ہے کہ نہ چھوٹا گناہ چھوڑتی ہے اور نہ بڑا یہ سب پر حاوی ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا

عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

ع ۶ ۱۸

ہوگا سب اس میں پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کیا کرتا۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ

ان سب نے کیا مگر ابلیس نے انکار کیا وہ جنوں سے تھا پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے بے فرمان ہوا

اس وقت ان سب سے کہا جائے گا کہ دیکھا تمہارا خیال کیسا غلط نکلا کہ تم سمجھتے تھے کہ تمہارے معبود اور مصنوعی دوست اہالی مجلس تمہارے غمگسار ہوں گے۔ آج تم تن تنہا ہمارے پاس ایسے آئے ہو جیسے کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ تنہا پیدا کیا تھا۔ کہ اکیلے بے یارومددگار دنیا میں تم گئے ویسے ہی یہاں آئے ہو۔ لیکن تمہارے حال پر افسوس ہے کہ تم نے دنیاوی حادثات سے ہدایت نہ پائی بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت نہ ٹھہرائیں گے جس میں تم کو نیک وبد کی جزاوسزا مل سکے۔ کیا تم نے یہ نہ سمجھا کہ نیک وبد میں اگر تمیز نہ کی جاوے تو ظلم پھر کس کا نام ہے۔ اس روز ان کو اس جہالت کی کیفیت معلوم ہوگی جس روز تمام کائنات ان کے سامنے آجاوے گی اور ان کی اعمال کی کتاب ان کے سامنے رکھی جاوے گی۔ پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اپنی شامت اعمال دیکھ کر اس کتاب کے اندر والی باتوں سے ڈرتے ہوں گے کہ آئی موت اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹا گناہ چھوڑتی ہے نہ بڑا جو کچھ ہم نے کیا ہے یہ سب پر حاوی ہے۔ کیونکہ ان کو بھولے بسرے واقعات سب یاد آجائیں گے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا سب اس میں موجود پائیں گے۔ اور ساتھ اس کی سزا بھی بھگتیں گے۔ مگر نہ کم نہ زیادہ کیونکہ تیرا پروردگار کسی پر ظلم زیادتی نہیں کیا کرتا۔ یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ بے وجہ کسی کو مجرم بنائے یہی تو وجہ ہے کہ شیطان کو بھی جب تک اس سے شوخی اور گستاخی سرزد نہیں ہوئی مجرم نہیں ٹھہرایا تجھے معلوم ہے جب ہم نے فرشتوں سے مع ابلیس کے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو ان سب نے ویسا ہی کیا۔ مگر ابلیس نے انکار کیا کیوں وہ جنوں سے تھا۔ اس کی طبیعت کو شرارت ہی سوجھی۔ پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے بے فرمان ہوا الٹا آدم سے ایسا بگڑا کہ اس کا اور اس کی اولاد کا صریح دشمن بن گیا اور للکار کر مخالفت کا دم بھرنے لگا یہاں تک کہ حلفیہ کہہ چکا ہے۔ کہ میں اس کی تمام اولاد کو گمراہ کروں گا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔

أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ

تو کیا پھر تو اس کو اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کا

لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَّا أَشْهَدتُّهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ

بہت ہی برا بدلہ ہوگا نہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش پر ان کو حاضر کیا تھا نہ خود ان کی پیدائش

أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا

پر اور نہ میں گمراہ کنندوں کو قوت بازو بنانے والا ہوں اور جس روز خدا کہے گا کہ جن کو تم نے

شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم

میرے شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ پس وہ ان کو بلائیں گے وہ ان کو بات کا جواب نہ دیں گے اور ہم ان میں ایک بڑی

مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا

مضبوط آڑ حائل کردیں گے اور مجرم آگ دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم اس میں گرے اور اس سے بھاگنے کی راہ ان کو

مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ

نہ ملے گی اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں

ع ۱۹

میں ان کو تباہی میں ڈالوں گا تو کیا پھر تم اس موذی کو اور اس کی ذریت اور اتباع کو اپنا دوست بناتے ہو - اور ان کی باتیں مانتے ہو - حالانکہ وہ تمہارے سب بنی آدم کے دشمن ہیں - سچ پوچھو تو ایسے ظالموں کا جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے یارانہ گانٹھیں یہ بہت ہی برا بدلہ ہے کہ خدا خالق کون و مکان کو چھوڑ کر اس کی مخلوق سے جو ایک ذرہ بھر بھی قدرت نہیں رکھتے ملتجی ہوتے ہیں اور التماس کرتے ہیں حالانکہ ان کو کسی مخلوق کے بنانے میں شرکت تو کیا اتنا بھی نہیں کہ خبر بھی ہو میں (خدا) نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش پر ان کو حاضر کیا تھا کہ آؤ دیکھتے ہو نہ خود ان کی پیدائش پر ان کو خبر تک نہ ہوئی اور نہ ایسے گمراہ کنندوں اور نہ نیک بندوں سے امداد چاہنے والا نہ میں ان کی قوت بازو بنانے والا ہوں - چونکہ یہ گمراہ اور گمراہ کنندہ سب اسی (خدا) کے بندے اور نمک خوار ہیں - اس لئے ابھی سے انہیں مطلع کرنے کو خبر دیتا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس روز خدا کہے گا کہ جن کو تم نے میرے شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ تو وہ احمق جانیں گے کہ شاید اس میں کچھ ہماری بھلائی ہو پس وہ ان کو بلائیں گے مگر الٹے پھنس جائیں گے - ادھر تو گویا اپنے شرک کا اقرار ہوا ادھر یہ حالت ہوگی کہ وہ بزرگ انبیاء اور اولیاء جن سے دنیا میں مددیں مانگتے رہے تھے - انکی بات کا جواب بھی نہ دیں گے اور ہم ان میں ایک بڑی مضبوط آڑ حائل کردیں گے پس ایک طرف وہ اور ایک طرف یہ ایک دوسرے سے الگ نہ وہ ان کو دیکھیں گے نہ یہ ان کو اور مجرم اپنے سامنے جہنم کی آگ دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم اس میں گرے کہ گرے چنانچہ ایسا ہی ہوگا کہ اس میں اوندھے کرکے ڈالے جائیں گے اور اس سے بھاگنے کی راہ ان کو نہ مل سکے گی - کیونکر بھاگ سکتے ہیں جب کہ خدا کی کتاب اور اس کے احکام سے روگرداں تھے اور ہم (خدا) نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں اور دلیلیں بیان کی ہیں تاکہ ان کو ہدایت ہو مگر بقول شخصے

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو　　از شمایک تن نہ شد اسرار جو

بہت ہی کم لوگ ہدایت پر آئے ہیں

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ

اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے- ان لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے اور اپنے

الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

پروردگار سے بخشش مانگنے سے کسی امر کی روک اس کے سوا نہیں کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آئے یا سامنے سے

قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

ہمارا عذاب ان پر آئے- اور ہم رسولوں کو صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں اور کافر لوگ جھوٹ کے ساتھ

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ۝

جھگڑے کیا کرتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ سچ کو دبا دیں اور میرے احکام کو اور برے کاموں پر ڈرائے جانے کو محض مخول سمجھتے ہیں

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار کے حکموں سے نصیحت کیا جائے پھر ان سے روگردان ہو اور اپنے اعمال کو بھول جائے

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ

ہم نے ان کے دلوں پر سمجھنے سے پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے کانوں میں بندش پیدا کر دی ہے

کیونکہ ایک تو انسان سب مخلوقات سے زیادہ جھگڑنے والا ہے گویا اس کی خلقت اور پیدائش ہی میں جھگڑا داخل ہے علاوہ اس کے بدصحبت کا اثر ان میں سخت سرایت کر رہا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسی بیّن اور واضح ہدایت پا کر بھی گمراہی نہیں چھوڑتے- مگر بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگنے سے کسی امر کی روک اور انتظاری اس کے سوا نہیں کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آوے جیسا فرعون پر قحط بیماری وغیرہ کا عذاب آیا تھا یعنی ان کی حالت یہ کہہ رہی ہے کہ جب تک تباہ نہ ہوں گے ایمان نہ لاویں گے- اصل یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت کی ماہیت اور غرض وغایت سے بے خبر ہیں- اسی لئے بسا اوقات نبیوں سے ایسے ایسے سوال کرتے ہیں- جو ان کی قدرت میں نہیں ہوتے کیونکہ وہ ہمارے مامور بندے ہوتے ہیں اور ہم (خدا) بھی رسولوں کو صرف خوش خبری دینے اور گناہوں پر عذاب سے ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں- چنانچہ وہ اپنا یہ فرض منصبی بڑی جانفشانی سے ادا کرتے رہتے ہیں اور کافر لوگ جھوٹ کے ساتھ یعنی باطل امور پیش کر کے نبیوں سے جھگڑے کیا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح اس جھوٹ کے ساتھ سچ کو دبا دیں اور میرے (خدا کے) احکام کو جو انبیاء کے ذریعہ اسے ان کو پہنچا کرتے ہیں- اور برے کاموں پر ڈرائے جانے کو محض ایک ہنسی مخول سمجھتے ہیں بھلا اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا- اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار کے حکموں سے نصیحت کیا جاوے یعنی اس کو کوئی شخص اس کے مالک- خالق- رازق اور پروردگار کے حکم سناوے- پھر بھی وہ نالائق ان احکام خداوندی سے روگردان ہو اور اپنے اعمال کو جو کر گزرا ہے بھول جائے- ایسے نالائق جاہل کا انجام بجز اس کے کیا ہونا چاہئے کہ الٹا کے جہنم میں ڈالا جائے چنانچہ ہم نے بھی ان کیلئے وہی تمہید کر رکھی ہے کہ ان کے دلوں پر سمجھنے سے پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے کانوں میں ایک قسم کی بندش پیدا کر دی ہے

وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو

اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے تو کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے اور تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنہار

الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ

اور مہرباں ہے اور اگر وہ ان کے اعمال پر مواخذہ کرتا تو فورا ان پر عذاب نازل کردیتا بلکہ ان کے لئے ایک معیاد

لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا

مقرر ہے اس سے پہلے ان کو کہیں پناہ کی جگہ ہرگز نہ ملے گی ان بستیوں والوں نے جب ظلم کئے تو ہم نے

لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

ان سب کو تباہ کردیا اور ہم نے ان کے لئے ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ جب تک مجمع البحرین پر نہ پہنچوں گا نہ ٹھہروں گا یا

أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾

سالہا سال چلتا رہوں گا

ع ۸ / ۲۰

جو سب کچھ ان کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور اسی کا اثر ہے کہ اگر تو ان شریروں کو جو محض عناد سے مقابلہ کرتے ہیں ہدایت کی طرف بلائے تو کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے - لیکن باوجود ان شرارتوں اور گستاخیوں کے ان کو ہر طرح سے امن و آسائش کیوں دی جاتی ہے ؟ اس لئے کہ تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک نیک و بد کو پالتا پوستا ہے ورنہ بھلا اگر وہ ان کے اعمال قبیحہ پر مواخذہ کرتا تو کوئی اس کو روک سکتا ؟ فورا ان پر عذاب نازل کردیتا - بلکہ بات یہ کہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے اس وقت ان کی ہلاکت کے اسباب آپ سے آپ پیدا ہو کر ان کو تباہ کردیں گے اس کے آنے سے پہلے بھی ان کو کہیں پناہ کی جگہ ہرگز نہ ملے گی تو آنے پر کہاں پھر تو سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر پکڑے جائیں گے - ان عادیوں اور ثمودیوں وغیرہ کی بستیوں یعنی ان میں رہنے والوں نے جب ظلم و ستم کئے اور خدائی احکام کی ہتک حرمت کی تو ہم (خدا) نے ان سب کو تباہ کردیا اور اسی ہلاکت سے پہلے ہم نے ان کے لئے بھی ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ خدا کی خدائی میں اگر کسی مخلوق کو کچھ دخل ہوتا تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو ہوتا مگر وہ بھی وہاں ایسے تن بہ تقدیر ہیں کہ العظمۃ للہ ہی کی آواز آتی ہے - تمہیں یاد نہیں - موسیٰ جیسے اولوالعزم رسول سے کیا پیش آیا تھا - اس وقت کا قصہ بھی یاد ہے جب[1] موسیٰ سلام اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ تم ہمارے ایک بندے خضر کی ملاقات کو چلو اور اس سے علم سیکھو تو اس نے اپنے خادم سے کہا کہ چلو میاں مجھے تو حکم ہوا ہے کہ ایک مرد صالح کی تلاش کروں اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ مجمع البحرین یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے پس میں نے بھی ٹھان لی ہے کہ جب تک مجمع البحرین پر نہ پہنچوں گا نہ ٹھہروں گا یا بصورت پتہ نہ ملنے کے سالہا سال چلتا رہوں گا

[1] صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک مجلس میں سوال ہوا کہ بڑا عالم کون ہے حضرت ممدوح نے فرمایا کہ میں کیوں کہ حضرت موصوف کے خیال میں اس وقت یہی تھا کہ چونکہ میں سب لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی ہوں - اس لئے میں سب سے زیادہ علمدار ہوں مگر خدا کے علم میں کچھ اور تھا اس لئے ان کو حکم ہوا کہ تم فلاں جنگل میں جاؤ اور ہمارے فلاں بندے کی صحبت میں رہ کر مزید علم حاصل کرو - اس قصے کا یہاں ذکر ہے (منہ)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا

پس وہ دونوں جب مجمع البحرین پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے سرنگ کی طرح دریا میں اپنا راستہ بنالیا- پس جب وہ

جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ

دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں تو اس سفر میں سخت تکلیف پہنچی ہے- وہ بولا

أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

آپ نے دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان نے اس واقعہ کا یاد دلانا

أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا

بھلا دیا اور اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ عجب طریق سے بنائی- موسیٰ نے کہا وہی مقام تو ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں

عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ

سو وہ اپنے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے الٹے پاؤں چلے پس انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت عنایت کی

مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

تھی اور اس کو اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کیساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو کچھ خدا نے آپ کو علم دیا ہے اس میں سے مجھے

حتی کہ اس میں جان دے دوں گا پس وہ دونوں بمقتضائے ؎

دست از طلب ندارم تاکام من بر آید — یا تن رسد بجاناں زتن یا جاں زتن بر آید

چل پڑے چلتے چلتے جب مجمع البحرین پر پہنچے تو وہاں سے چلتے ہوئے اپنی مچھلی بھول گئے جو بحکم خداوندی ساتھ لے چلے تھے جس کی بابت ان کو حکم تھا کہ جہاں پر یہ تم سے گم ہو گی- وہیں وہ مرد خدا ہو گا تو اس نے سرنگ کی طرح دریا میں اپنا راستہ بنالیا- پس جب وہ دونوں اس مقام سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے اپنے خادم یوشع سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ یہیں ہمیں تو اس سفر میں سخت تکلیف پہنچی ہے لاؤ کچھ کھا کر آرام کریں- وہ بولا آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں اس مقام پر وہ مچھلی بھول اٹھا اور مجھے شیطان ہی نے آپ سے اس کا واقعہ یاد دلانا بھولا دیا اور اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ عجب طریق سے بنائی کہ فوراً گھس گئی موسیٰ سلام اللہ علیہ نے کہا کہ وہی مقام تو ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں- سو وہ اتنا کہہ کر اپنے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے الٹے پاؤں چلے- پس جب وہاں مقام موعود پر پہنچے تو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک صالح بندہ جس کا نام خضر تھا پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت کاملہ عنایت کی تھی اور بغیر ذریعہ ظاہری استاد کے اس کو محض اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا یعنی معرفت کاملہ سے حصہ دیا تھا- حضرت موسیٰ نے اسے لیٹا ہوا دیکھ کر سلام علیک کہا اس نے کہا تو کون ہے؟ موسیٰ نے کہا میرا نام موسیٰ ہے کہا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ کہا ہاں- کہا کیوں آیا؟ کہا مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے

پس کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو کچھ خدا نے آپ کو علم و فضل دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھائے اس نے کہا میاں تم کہاں؟ تمہارے دماغ میں نبوت کی حکومت سمائی ہوئی ہے یہاں پر ایسی حکومت کو بھلا کون سنے یہاں تو خاکساری ہے- شروع شروع میں تو کام آسان معلوم ہوتا ہے مگر انجام کار وقت اور تکلیف دہ ہوتی ہے ؎

کہ عشق آسان نمود اول دلے افتاد مشکلہا

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ

کچھ سکھایئے اس نے کہا تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا اور تو جس چیز کو نہیں جانتا اس پہ کیوں کر صبر کر

خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ

سکے گا؟ موسیٰ نے کہا آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی بے فرمانی نہ کروں گا- خضر نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا

پس اگر تو میرا اتباع کرتا ہے تو کس بات سے مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تجھ کو اس کا راز بتلاؤں- پس دونوں چلے

حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ

یہاں تک کہ جب دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو توڑ دیا- موسیٰ نے کہا کیا آپ نے اس کو اس لئے توڑا کہ

جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

اس کے سواروں کو غرق کردیں یہ تو آپ نے مکروہ کام کیا ہے- خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا

ع ۱۱ / ۲۱

ان وجوہ سے مجھے یقین ہے کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا- اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ تو جس چیز کی اصلیت کو نہیں جانتا- اس کے ظاہر ظاہر احوال پر کیونکر صبر کر سکے گا بلکہ اسی حکومت شرعیہ کے خیال سے بات بات پر مجھے تنگ کرے گا- موسیٰ نے کہا جناب کا ارشاد بجا ہے بیشک میری نبوت اسی بات کو مقتضی ہے کہ میں ہر ایک کام پر جسے ناجائز جانوں ٹوک دوں اور اس کے متعلق حکم خدا بتلاؤں مگر جس خدا نے مجھے منصب نبوت عطا کیا ہے- اسی نے آپ کی نسبت بتلایا ہے[1]

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید که سالک بے خبر نبود زراہ ور سم منزلہا

یہ حکم آپ ہی جیسے کامل ہادیوں کے لئے تو ہے پس آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں ہرگز کسی کام میں آپ کی بے فرمانی نہ کروں گا- خضر نے کہا پس سن اگر تو طلب صادق سے میرا اتباع کرتا ہے تو کسی بات سے مجھے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تجھ کو اس کا راز بتلاؤں پس وہ یہ کہہ کر دونوں (پیر و مرید) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو توڑ دیا موسیٰ سے رہا نہ گیا- اس نے کہا کیا آپ نے اس کشتی کو اس لئے توڑا ہے کہ اس کے سواروں کو پانی میں غرق کر دیں- یہ تو آپ نے بڑا خطرناک اور مکروہ کام کیا ہے- خضر نے کہا فقیروں کی بات تم بھول گئے کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا دیکھا نہ سائیں سائیں لوگوں کی بات کیسی سچی ہوئی؟ موسیٰ نے بڑی منت سماجت سے عرض کیا

---

[1] اس شعر کو عموماً جہلاء بھنگڑ اپنے مریدوں اور دام افتادوں کو سنا کر اپنے ناجائز کاموں پر اعتراضات کرنے سے روک دیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ حق نہیں بلکہ یہ شعر ان مرشدوں کے لئے ہے جو مستقل مرشد ہوں یہ تو خود تابع شریعت ہیں انکو یہ استقلال کہاں؟ کہ خلاف شریعت بھی حکم ان کا جاری ہو سکے- بلکہ شعر مذکور کا مطلب یہ ہے کہ جو کام خدا اور اس کے رسول فرمائیں خواہ ہماری طبیعتوں کے برخلاف بھی ہوں- ان کی تعمیل کرنی چاہیئے کیونکہ اسرار شریعت کی ہمیں خبر نہیں جیسی کہ ان کو ہے (منہ)

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا

موسیٰ نے عرض کیا میری بھول پر مجھے مواخذہ نہ فرمایئے اور میرے ساتھ اس کام میں سخت گیری نہ کیجئے- پھر دونوں چلے چلتے

حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ

چلتے ایک لڑکے سے ملے تو خضر نے اسے قتل کردیا- موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک بے گناہ جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کردیا ہے

جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ۝

کچھ شک نہیں کہ یہ کام تو آپ نے بہت ہی بے جا کیا ہے

کہ حضرت بندہ نواز میری بھول پر مجھے مواخذہ نہ فرمایئے اور میرے ساتھ اس کام میں سخت گیری نہ کیجئے اس عذر پر خضر نے معافی دی اور از سر نو تنبیہ کر دی کہ خبر دار آئندہ کو ایسی بھول چوک نہ ہونے پائے یہ کہہ کر پھر دونوں پیر و مرید مع یوشع کے جو موسیٰ کا خادم تھا اپنی راہ چلتے چلتے ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر نے بسم اللہ کر کے اس کو قتل کر دیا بس پھر تو کیا تھا حرارت موسویہ جوش میں آئی موسیٰ نے کہا کہ صاحب یہ کیا ماجرا ہے مانا کہ آپ بزرگ ہیں پیر صاحب ہیں- مگر ایسے بھی کیا ہم نے بھی تو شریعت میں سبق پڑھا ہے کہ ناجائز کام پر خاموش رہنا گونگے شیطان کا کام ہے کیا آپ نے ایک بے گناہ معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے کے قتل کر دیا- آخر اس کی بھی کوئی وجہ ہے کچھ شک نہیں کہ یہ کام تو آپ نے بہت ہی بے جا کیا ہے

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ

خضر نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی طرح صبر کرنے کی طاقت نہ رکھے گا موسیٰ نے عرض کیا اگر آئندہ

عَنْ شَىْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

کسی چیز کا آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے اپنی صحبت نہ رکھے گا بیشک میری طرف سے آپ ایک معقول عذر تک پہنچ چکے

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

ہیں پھر چلے یہاں تک کہ ایک بستی پر گزرے۔ اس بستی کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ

نے مہمانی دینے سے انکار کیا۔ اس میں انہوں نے ایک دیوار پائی جو گرنے کو تھی خضر نے اس کو سیدھا کردیا۔ موسیٰ نے کہا

لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ

اگر آپ چاہتے تو اس کام پر ان سے کچھ اجرت لے لیتے کہا بس اب تو تیری میری جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

کو جن پر تو صبر نہیں کرسکا حقیقت بتلاؤں گا

خضر نے کہا بیٹا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی طرح صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا؟ موسیٰ بھی عجب کشمکش میں تھے ادھر شریعت کا ادب ہے دماغ میں نبوت کی حکومت ہے سینہ میں رسالت کا علم ہے ادھر پیر طریقت کا پاس خاطر ہے لیکن آخر اس خیال سے کہ جب خدا ہی نے مجھے اس کے پاس بھیجا ہے تو اس کی تابعداری بھی حقیقتاً خدا ہی کی فرمانبرداری ہے آخر بمنت سماجت عرض کیا کہ حضرت واقعی مجھ سے بڑی بے ادبی صادر ہوئی مگر چونکہ حضرت کے خدام سے بھی مخفی نہیں کہ میری یہ حرکت محض اخلاص سے ہے۔ اس لیے قابل معافی ہوں پس آپ معاف فرمائیے ہاں اگر آئندہ کو کسی چیز کا آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے اپنی صحبت میں نہ رکھیے گا بے شک میری طرف سے آپ ایک معقول عذر تک پہنچ چکے ہیں خیر یہ نوبت بھی معاف ہوئی پھر چلے یہاں تک کہ ایک بستی پر گزرے تو بوجہ بھوک شدید کے اور اس لحاظ سے کہ ہم ان کے مہمان ہیں اس بستی کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں نے بوجہ بخل کے مہمانی دینے سے انکار کیا اس پر انہوں نے بھی اصرار نہ کیا جس طرح ہو سکا گزارہ کر لیا تھوڑی دیر گزری تو انہوں نے اس بستی میں ایک دیوار پائی۔ جو گرنے کو تھی خضر نے اس کو ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ کو خیال ہوا کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت کے مزاج کا انداز ہی نہیں ملتا خشک کو تر اور تر کو خشک کرنا انہی کا کام ہے۔ اس پر پاس ادب بھی مانع کہ سوال ہو تو کیونکر آخر عنوان بدل کر کہا حضرت میں اس پر اعتراض یا سوال نہیں کرتا کہ حضور نے ایسا کام کیوں کیا ہاں یہ ضرور عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بے مروتی حضرت سے مخفی نہیں کہ کس طرح انہوں نے ہماری ضیافت اور مہمانی سے جو شرعاً و عرفاً ان پر واجب تھی انکار کیا پس اگر آپ چاہتے اس کام کی ان سے اجرت لے لیتے۔ جو ہمارے کام آتی۔ حضرت خضر تو یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ کہا میں نے بیٹا بس اب تو تیری میری جدائی ہے مجھ سے ایسے آدمی کے ساتھ نباہ مشکل ہے جو بار بار سمجھائے بھی نہیں سمجھتا اب میں تجھے ان باتوں کی جن پر تو صبر نہیں کر سکا حقیقت بتلاؤں گا تاکہ تیرا اتنا دور دراز کا سفر رائیگاں نہ جائے پس غور سے جن کاموں پر تو نے اعتراض کیے تھے میں بھی مانتا ہوں کہ بظاہر وہ محل اعتراض ہی ہیں لیکن ان میں ایک اور راز بھی مخفی تھا جس پر تجھے اطلاع نہیں۔

اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ
وہ کشتی غریبوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے۔ پس میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں

اَعِیْبَهَا وَکَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا
کیوں کہ ان سے آگے ایک بادشاہ تھا جو زبردستی سے ہر ایک کشتی کو پکڑ لیتا تھا۔ اور اس

الْغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَآ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ﴿۸۰﴾
لڑکے کے ماں باپ مومن ہیں پس ہمیں خوف ہوا کہ یہ ان دونوں پر اپنی سرکشی اور کفر سے غالب نہ آجائے

فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا
پس ہم نے چاہا ان کا پروردگار ان کو اس بچے کے عوض میں ایک ایسا بچہ عنایت کرے جو سب سے زیادہ پاک طینت اور پاس قرابت

الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا
رکھنے والا ہو اور دیوار اس شہر میں دو یتیموں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا

وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا
اور ان کا باپ بھی بڑا صالح تھا پس تیرے پروردگار نے ارادہ کیا کہ یہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ

کَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا
نکال لیں۔ یہ محض تیرے پروردگار کی رحمت ہے میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کئے یہ ہے اصل حقیقت ان کاموں کی

لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾
جن پر تو صبر نہیں کر سکا

تیری مشکل مثال بالکل ایک جراح کی سی ہے کہ ایک ظاہر بین حقیقت حال سے بے خبر۔ جراح کو دیکھ کر فوراً اعتراض کرے گا کہ کیوں اتنا ظلم کرتا ہے کہ ناحق اس مظلوم کا اتنا خون نکال دیا مگر حقیقت حال سے خبردار اس راز کو سمجھ سکتے ہیں کہ جراح کا یہ کام کسی اور ہی غرض سے ہے جو اس خون کے نکل جانے سے کہیں زیادہ مفید ہے پس سنو کہ وہ کشتی جس کو میں نے کسی قدر توڑ دیا تھا۔وہ غریبوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کا کام کرتے تھے پس میں نے چاہا کہ اس کو کسی قدر عیب دار کر دوں کیوں کہ ان سے آگے سامنے کنارہ پر ایک بادشاہ کا آدمی کھڑا تھا جو زبردستی سے ہر کار آمد کشتی کو پکڑ لیتا تھا اس میں محض انہیں کا فائدہ تھا کہ اس کشتی کو عیب دار دیکھ کر نہ پکڑے گا۔ اور یہ بے چارے اسی سے اپنی روزی کماتے رہیں گے اب اس لڑکے کا حال بھی سن جس کو میں نے تیرے سامنے قتل کیا تھا اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ مجھے مکاشفہ میں معلوم ہوا تھا کہ وہ بڑا شریر ہو گا اور اس کے ماں باپ مومن ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ ان دونوں (ماں باپ) پر اپنی سرکشی اور کفر سے غالب نہ آجائے اور وہ بے چارے اس کی محبت میں پھنس کر اپنا حال تباہ نہ کر لیں پس ہم نے چاہا یعنی دعا کی کہ ان کا پروردگار یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اس بچے کے عوض ایسا بچہ عنایت کرے جو سب سے زیادہ پاک طینت اور پاس قرابت رکھنے والا ہو اور جو دیوار تم نے دیکھی تھی وہ اس شہر میں دو یتیموں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ بڑا نیک صالح تھا پس تیرے پروردگار نے ارادہ کیا اور مجھے مکاشفہ میں اپنے ارادے پر مطلع کیا کہ یہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور خزانہ نکال لیں ایسا نہ ہو کہ دیوار گر پڑے اور لوگ انکی بے خبری میں سب کچھ لوٹ کر لے جائیں یہ ماجرا محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے ورنہ میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کیے بلکہ خدا کے بتلانے سے کیے ہیں اصل حقیقت ان کاموں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝

یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ تم کو اس کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ

ہم نے اس کو ملک میں قدرت دی تھی اور ہر چیز کے سامان ہم نے اس کو دیے تھے پس وہ ایک

سَبَبًا ۝ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ

راہ پر چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا۔ تو اس نے اپنے خیال میں سورج کو پانی

حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ

کی دلدل میں ڈوبتا پایا اور اس کے پاس ایک قوم بھی پائی

چونکہ خدا نے ہر ایک کام کے لیے الگ الگ آدمی پیدا کیے ہیں جیسا کہ مشہور ہے لکل فن رجال تم کو خدا نے لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے جو بقول شیخ سعدی ؎

دین جہدمی کند کہ بگیرد غرق را

متعدی اثر ہے تم کو جو علم خدا نے سکھایا اس عامہ مصلحت منظور ہے باقی جو میری کیفیت ہے یہ تو بقول شخصے

گفت او گلیم خویش بروں مے زموج

صرف لازمی اثر ہے ہاں اگر آپ چند روز اور ٹھہرتے تو صحبت کے اثر سے ایک قوت تم میں پیدا ہو جاتی کہ ایسے مخفی رازوں کی بذریعہ مکاشفات کے تم کو بھی اطلاع ہوا کرتی مگر جو کام خدا نے تم سے لینا ہے وہ اور ہے جو اس سے بدرجہا ضروری ہے اس لئے مناسب ہے کہ تم جا کر لوگوں کو احکام نبوت سکھاؤ اس میں ان کی بھلائی ہے یہاں دیوانوں کے ساتھ رہ کر کیا کرو گے

مصلحت نیست کہ از در پردہ بروں افتد راز ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

حضرت خضر نے اس باب میں ایک ایک اصول قائم کر دیا کہ جو کچھ کسی نبی اور رسول کو یا کسی ولی اور بزرگ کو امور غیبیہ پر اطلاع ہوتی ہے وہ از خود نہیں ہوتی بلکہ محض خدا کے بتلانے سے ہوئی پھر جس قدر خدا بتلائے اسی قدر ہوتی ہے اس سے زائد نہیں ہو سکتی پس یہ لوگ جو تجھ سے اے نبی ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ میں اللہ کے بتلانے سے تم کو اس کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں سنو خدا فرماتا ہے۔ ہم نے اس کو ملک میں قدرت دی تھی اور ہر چیز کے سامان اور حصوں کے ذریعے ہم نے اس کو دیے تھے پس وہ ملک میں دورہ کرتا ہوا ایک راہ چلا گیا یہاں تک کہ جب وہ ملک کے مغربی سمندر کے کنارے پر سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا تو اس نے اپنے خیال میں سورج کو پانی کی دلدل میں سمندر کے اندر ڈوبتا[ل] پایا جیسا کہ عموماً کنارہ سمندر پر کھڑے ہو کر کچھ گمان ہوتا ہے گو یہ خیال صرف واہمہ ہوتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ نظر میں ایسا ہی آتا ہے اور اس کے پاس ایک قوم بھی پائی جو سمندر کے کنارہ کنارہ بس رہی تھی

ل اس مقام پر مخالفین اسلام نے بہت بہت موشگافیاں کی ہیں اور ناحق اپنی معمولی بے سمجھی سے قرآن شریف پر اعتراضات کیے ہیں کہ سورج تو تمام کرہ زمین سے بدرجہا بڑا ہے پھر وہ سمندر میں ڈوبا کیسے ہوگا لیکن یہ ان کا محض خیال خام ہے وجد کے معنی ہیں اس نے خیال کیا پس مطلب یہ ہوا کہ ذوالقرنین نے سمندر کے کنارہ پر مغرب کے وقت خیال کیا کہ سورج سمندر کے اندر ڈوبتا ہے سمندر کے کنارہ پر تو کیا کسی بڑے تالاب پہ بھی ایسا ہی خیال ہوتا ہے اس کی حکایت قرآن شریف میں ہے ۱۲

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان کو سزا دو یا ان کے حق میں حسن سلوک اختیار کرو

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

اس نے کہا جو کوئی ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کے پاس جائے گا تو وہ ابھی اس کو سخت

نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ

سزا دیگا اور جو امن دے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کو اچھا بدلہ ملے گا- اور ہم بھی اس کو

لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

اپنے کاموں میں آسانی کریں گے- پھر وہ ایک راہ چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج کے چڑھنے پر

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۭ

پہنچا تو سورج کو ایک ایسی قوم پر چڑھتے ہوئے اس نے پایا کہ ان کے لئے سورج سے ورے ہم نے کوئی روک نہ بنائی تھی

وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ

اور اس کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس کی پوری خبر تھی پھر وہ ایک راستہ چلا یہاں تک کہ جو وہ دو گھاٹیوں کے

جن کے حق میں ہم (خدا) نے اس سے کہا یعنی اس کے دل میں القا کیا کہ اے ذوالقرنین بادشاہ مناسب مصلحت ان کو سزا دویا ان کے حق میں حسن سلوک اختیار کرو جیسا کوئی ہو اس سے ویسا ہی ہو تو چنانچہ یہ تجویز اس نے سوچ کر ایک عام اعلان کیا اور کہا کہ جو کوئی ظلم اور خون و خرابے کرے گا ہم یعنی سرکار اس کو دنیا میں عذاب کی سزا دیں گے پھر وہ مر کر اپنے پروردگار کے پاس جائے گا تو وہ بھی اس کو سخت عذاب دے گا- غرض دونوں جہانوں میں اس کی بری گت ہو گی اور جو امن سے رہے گا دوسروں کو امن دے گا لوٹ کھسوٹ نہ کرے گا یعنی خراج وغیرہ میں اس کو تخفیف کریں گے یہ ایک عام اعلان بطور ایک سرکلر سرکاری کے ذوالقرنین نے جاری کیا جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ ملک میں امن ہو- کوئی کسی پر لوٹ کھسوٹ نہ مارے چنانچہ اس کے ایک سرکلر (اعلان شاہی) نے خوب اثر کیا کہ غارت گر قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ سلوک سے برتاؤ کرنے لگ گئیں پھر وہ ایک اور راہ چلا یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک میں سورج کے چڑھنے کی جگہ پر پہنچا کہ سورج کو ایک ایسی قوم پر چڑھتے ہوئے اس نے پایا کہ ان کے لئے سورج سے ورے ہم (خدا) نے کوئی روک نہ بنائی تھی بالکل وہ سمندر سے نکلتا ہوا ان کے سامنے طلوع ہوتا تھا- کوئی پہاڑ وغیرہ اس میں حائل نہ تھا اسی طرح ذوالقرنین سکندر اپنے ملک میں دورہ کرتا تھا اور اس کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس کی پوری اطلاع اور خبر تھی پھر وہ ایک اور راستہ چلا یہاں تک کہ پہاڑی سلسلہ جب وہ دو گھاٹیوں کے

---

۱ ؎ بعض بلکہ اکثر علماء نے یہاں پر جو ظلم اور ایمان کے معنے کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ ظلم سے مراد شرک کفر ہے اور ایمان سے مراد اسلام سے ذوالقرنین نے اپنی نوعیت میں اعلان کیا کہ جو کوئی شرک کرے گا اسکو سزا دوں گا اور جو ایمان لائے گا اسکو نوازدوں گا چونکہ یہ معنی اصولی شریعت کے برخلاف ہیں کیونکہ شریعت کا قانون ہے کہ رعایا خواہ مشرک ہی ہو اس کی بھی حفاظت کی جاتی ہے نہ یہ کہ ان کو شرک کرنے پر سزا ملتی ہے اس لیے میں نے یہ معنی نہیں کی

السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا
بیچ میں پہنچا اس نے اس سے ورے ایک قوم پائی جو کوئی بات نہ سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا
يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ
اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم ہمارے ملک میں فساد کرتے ہیں۔ کیا ہم حضور کے لئے
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾
کچھ ٹیکس ادا کردیں کہ حضور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک کردیں

بیچ میں پہنچا یعنی ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں پہاڑی سلسلہ میں ایک درہ تھا جیسا ہمارے ملک کی سرحد پر درہ خیبر یا درہ بولان ہے۔ وہاں پہنچ کر اس نے ان پہاڑوں سے ورے ایک قوم پائی جو بوجہ اپنی وحشیانہ اور غیر زبان ہونے کے ذوالقرنین کی کوئی بات نہ سمجھ سکتے تھے۔ آخر انہوں نے کسی ترجمان وغیرہ کے ذریعے ایک درخواست گزاری اور کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم جو اس درے سے پار رہتے ہیں ہمارے ملک میں فساد کرتے ہیں کیا ہم حضور کے لیے کچھ ٹیکس ادا کریں حضور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط سی روک کردیں۔

سد سکندری اور یاجوج ماجوج

سد سکندری نے لوگوں کو حیران کر رکھا ہے حالانکہ یہ واقعہ ایک معمولی ہے کہ یمن بادشاہ ملک کا دورہ کرتا ہوا جب ایک پہاڑی قوم کے پاس پہنچا تو اس قوم نے درخواست کی کہ ہمارے ملک پر مفسدوں کا گروہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حضور اس کا کوئی انتظام فرمادیں بادشاہ نے ان کی درخواست منظور کی اور دو پہاڑوں کے درے کو بند کردیا اور بس اب قرآن شریف کے الفاظ قابل غور ہیں کہ اس دیوار کی لمبائی بین الصدفین فرماتا ہے یعنی پہاڑ کے بیچ میں جو درہ سا تھا جیسا سرحد ہندوستان پر درہ خیبر ہے اس کو بند کردیا اتنے ہی سے وہ مفسد قوم اس طرف آنے سے رک گئے اور رعایا سلطانی کو امن امان نصیب ہوا تعجب ہے ایسی چھوٹی سی دیوار کی تلاش میں سید احمد خان چین کے ملک میں جا پہنچے اور تلاش کرتے کرتے ان کو دیوار اعظم (گریٹ وال) پر نظر جا پڑی جو لمبائی میں آٹھ سو کوس کے قریب ہے اور چوڑائی میں اتنی ہے کہ چھ گھوڑے سواری کے ساتھ اس پر سے گزر سکتے ہیں اونچائی اس کی اوسط نصف میل سے زیادہ ہے جو پانچ سال میں بنائی گئی تھی مگر قرآن شریف پر غور کرنے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے پہاڑ کے دو طرفوں صدفین کے مابین کو بند کردیا اور کیا بھی ایسی عجلت میں کہ درہ پر پھر رہا تھا اور بادشاہ کا دورہ میں پانچ سال تک ایک جگہ ٹھہرے رہنا ذرا مستبعد انہ ہے حالانکہ قرآن شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقونین نے بعد تیاری کے اس دیوار کو خود ملاحظہ کیا بلکہ اس کے بننے کے زمانے میں خود نفس نفیس حاضر رہا اس لیے سر سید مرحوم کی تلاش افسوس کہ کوہ کندن وکاہ بر آوردن سے زیادہ مختصر یہ کہ یہ دیوار ایک پہاڑی درہ کی بندش تھی جو پہاڑی سلسلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ممکن ہے کہ مرور زمانہ سے گر کر تباہ ہوگئی ہے۔

یاجوج ماجوج کی ماہیت کا بیان تو قرآن میں نہیں آیا البتہ اتنا آیا ہے کہ وہ مفسد قوم ہے ایک حدیث میں آیا ہو

يقول الله تعالىٰ يا ادم فيقول لبيك وسعديك والخير كله آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا تعالیٰ حضرت آدم سے **في يديك قال اخرج بعث النار قال** فرمائے گا اے آدم تو جہنم کے لائق جماعت تیار کر آدم

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

ذوالقرنین نے کہا جو کچھ خدا نے مجھے قوت بخشی ہے وہی اچھی ہے۔ پس تم اپنی قوت سے میری مدد کرو میں تم میں اور

رَدْمًا ﴿۹۵﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

ان میں ایک روک کر دوں گا۔ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ حتی کہ جب درے کے اوپر کے کناروں تک پہنچ گئی تو اس نے حکم دیا

انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

کہ اس میں آگ لگا دو یہاں تک کہ جب اس کو بالکل آگ کر دیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں

ذوالقرنین کا چونکہ فرض منصبی تھا کہ اپنی رعیت کو مفسدوں سے امن دلائے اس لئے اس نے اس معمولی کام کے لئے نیا ٹیکس لگانا تو پسند نہ کیا اور کہا جو کچھ خدا نے مجھے قدرت اور طاقت بخشی ہے وہی کافی اور بہت اچھی ہے پس تم ٹیکس تو نہ دو البتہ اپنی قوت سے میری مدد کرو یعنی میری مزدوری کرو اور باقاعدہ مجھ سے اجرت پاؤ میں تم میں اور ان مفسدوں میں ایک روک کر دوں گا یہ کہہ کر اس نے حکم دیا کہ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ میں اس درے میں ان کو تہ بتہ لگا دوں گا چنانچہ انہوں نے تمام لوہا جمع کیا اور کاٹ کر تہ بتہ لگاتے گئے ایک تہ لوہے کی اور ایک تہہ کوئلوں یا لکڑی وغیرہ کی جس کو آگ لگ سکے حتی کہ جب اس نے درے کو پاٹ دیا ایسا کہ لوہے کی دیوار اس درے کے اوپر کے کناروں تک پہنچ گئی تو اس نے حکم دیا کہ اسمیں آگ لگا دو پس آگ لگائی گئی یہاں تک کہ جب اسکو جلا جلا کر بالکل آگ کر دیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں اسپر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں یعنی اس دیوار پر گلا ہوا تانبا ڈالدوں تاکہ یہ مضبوط ہو کر قابل سوراخ نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

گذشتہ سے پیوستہ

وما بعث النار قال من كل الف تسعمائته وتسعا وتسعين وعنده يشيب الصغير قالوا يارسول الله واينا ذالك الواحد قال ابشروا نان منكم رجلا ومن يا جوج وما جوج الف (الحديث- متفق عليه)

عرض کریں گے کہ اے خدا کتنے لوگ جہنم کے لائق ہیں ارشاد ہو گا کہ ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے وہ وقت بہت ہی سخت ہو گا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے صحابہ نے عرض کیا حضرت بھلا وہ ایک ہم میں سے کون ہو گا؟ آنحضرت نے فرمایا تم خوش ہو کہ یاجوج میں سے ایک ہزار اور تم میں سے ایک ہو گا (الحدیث۔ بخاری و مسلم)

اس حدیث کے معنی قابل غور ہیں کہ مخاطبین میں سے ایک آدمی ناجی کے مقابلہ پر ایک ہزار یاجوج ماجوج فرمایا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک آدمی کون ہے مسلمان نیکوکار یا عام بنی آدم خواہ مومن ہو یا کافر؟ کچھ شک نہیں کہ اس جگہ صورت اولیٰ مراد ہیں یعنی ناجی صرف مسلمان نیکوکار ہوں گے اس زمانہ کے مسلمان ہوں یا گذشتہ زمانوں کے صلحاء کی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ان نجات یافتوں کے مقابل یاجوج ماجوج اگر کوئی اور قوم ہے جو ان دیلمی اور نہ سنی ہے تو موجودہ اور گذشتہ کفار کس شمار میں ہونے یونکہ فی ہزار ایک ناجی ایمان دار ہے اور باقی تعداد یاجوج ماجوج نے پوری کرنی ہے تو کفار بت پرستی یہود و نصاریٰ کس شمار میں ہوئے کیا ناجی گروہ میں ہیں؟ ہرگز نہیں ان الله لا يغفر ان يشرك به خدا شرک کو کبھی نہیں بخشے گا۔ ناجی میں نہیں تو یاجوج ماجوج میں ہوں گے بے شک یہ صورت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ آجکل کے شمار سے کیا پہلے حساب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے قليل من عبادى الشكور (شکر گزار بندے بہت کم ہیں) کا ارشاد صحیح ہے چنانچہ اسی حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ ما انتم فى الناس الا كا النسعرة السوداء فى حلد ثور ابيض او كشعر بيضاء فى جلد ثورا اسود- (متفق علیہ) یعنی تم مسلمانوں کا شمار باقی لوگوں کے مقابلہ پر ایسا ہے جیسا کہ ایک سیاہ بال سفید بیل کی پیٹھ پر یا سفید سیاہ بیل

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ

پس وہ اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکے ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝

رحمت ہے پس جب میرے پروردگار کا حکم آئے گا اس کو چکنا چور کردیگا اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا

پس وہ یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ ہی کر سکے کیونکہ آخر وہ بھی آدمی ہی تھے معمولی ڈاکوؤں کی طرح ان کا طریق تھا لوٹ کھسوٹ پر گزارہ تھا اور بس اس کامل انتظام کو دیکھ کر ذوالقرنین نے بطور شکریہ اور انکسار کے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے گو یہ دیوار کیسی بڑی اور مستحکم ہے تاہم کچھ ایسی نہیں کہ قدرتی حملوں کو روک سکے پس جب میرے پروردگار کا حکم آئے گا ایک دم میں اسکو چکنا چور کر دے گا اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا کیونکہ کسی چیز کو دوام نہیں

کی پیٹھ پر۔ اس سے بھی نیکو کاروں کی کمی بتلانی مقصود ہے جو واقعی فی ہزار ایک کی تعداد کا حساب پورا ابتلاتی ہے پس جب ایک کے مقابل پر یاجوج ماجوج ایک ہزار کے قریب یا پوری ایک ہزار ہوئے تو جہنم کی تعداد تو انہی سے پوری ہو گئی پھر اور کسی کی کیا حاجت ہو گئی اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد وہی لوگ ہیں جو مفسد ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا خلاف کرتے ہیں چنانچہ سورہ بقرہ کے شروع ہی میں مخالفین اسلام کو مفسد فرماتا ہے بلکہ مفسد کا بد وصف انہیں میں حصر کر دیا ہے ارشاد ہے الا انھم ھم المفسدون۔ سنو وہی مفسد ہیں المفسدون معروف باللام خبر مبتدا کی ہے علم معانی کا قاعدہ ہے کہ خبر معروف باللام سے حصر حاصل ہوتا ہے پس معنی اس جملے کے یہ ہوئے کہ فساد کے بد وصف کو مخالفین اور معاندین اسلام میں حصر کر دیا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کی تعریف بھی مفسدون کے لفظ ہی سے فرمائی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ یاجوج ماجوج مخالفین اسلام ہی کا نام ہے خواہ کسی ملک کے باشندے اور کسی قوم کے ممبر ہوں

اب یہ سوال باقی ہے کہ قرآن شریف میں یہ بھی آیا کہ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ یعنی قریب قیامت یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے تو وہ ہر ایک بلندی سے نیچے آئیں گے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت کے آئیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان مخالفوں مفسدوں کی اس حالت کا بیان ہے جب ان کا نہایت غلبہ اور زور شور ہو گا جس زمانہ کی بابت حدیثوں میں آیا ہے لا یقال اللہ اللہ دنیا پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہو گا کچھ شک نہیں کہ ایسے برے وقت میں یاجوج ماجوج یعنی مفسدوں کا بہت زور ہو گا اور وہی ہر ایک بلندی و پستی پر متصرف اور قابض ہوں گے پس اس وقت قیامت قائم ہو جائے گی۔

رہا یہ سوال کہ یاجوج ماجوج اسم غیر منصرف ہے جس میں عجمہ اور علمیت ہے سو واضح ہو کہ علمیت کبھی شخصی ہوتی ہے جیسے ابراہیم اسماعیل وغیرہ اسماء میں ہے۔ اور کبھی جنسی ہوتی ہے وہ بھی معتبر ہے جیسے ابوہریرہ کی ہریرہ میں اگر علم جنسی معتبر نہ ہو تو ابوہریرہ میں ہریرہ غیر منصرف نہ ہوتا حالانکہ اکثر اہل علم اس کو غیر منصرف پڑھتے ہیں اسی طرح یاجوج ماجوج میں علم شخصی تو کوئی بھی نہ کہے گا البتہ علم جنس ہے جو افساد کے وصف سے ان کو حاصل ہے اور علم جنسی یہی ہوتا ہے کہ مفہوم جنس کو ذہن میں متعین کر کے اس کے مقابلے پر ایک نام تجویز کیا جاتا ہے گو اس کے افراد متغیر متبدل ہوں مگر جنس اس کی یعنی نوع عام قائم رہتی ہے علمیت کے لیے وہی کافی ہوتی ہے اسی طرح یاجوج ماجوج میں وصف افساد کو ملحوظ اور متعین کیا گیا ہے۔ اسی لیے یہ اسماء غیر منصرف ہیں رہا یہ سوال کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یاجوج ماجوج دیوار کو چاٹ رہے ہیں بلکہ کسی قدر سوراخ اس میں انہوں نے کر بھی لیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قریب قیامت کے نکلیں گے اور اب وہ دیوار سے مسدود ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سابق میں چونکہ مفصل آچکا ہے کہ ایک آدمی ناجی اور نو سو ننانوے غیر ناجی ہوں گے پھر ان کی تقسیم بھی یوں کی ہے کہ ایک مومن اور ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جو ان کی دیوار کو چاٹنے کا ذکر اور قریب قیامت کے نکلنے کا مذکور ہے اس سے مراد ان کی کثرت اور غلبہ ہے یعنی عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ شریر لوگ دنیا کے ہر حصے میں

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ
اس دن ایک پر ایک گڈ مڈ ہوں گے- اور صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک جگہ

جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ
جمع کریں گے اور جہنم کافروں کے سامنے لاکھڑی کریں گے- جن کی آنکھیں

اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ
میری یاد سے پردے میں ہیں اور نہ سن سکتے ہیں- تو کیا ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
کافروں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنانا کوئی نیک کام ہے؟ ہم نے کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾
تیار کر رکھی ہے

تو پھر اس ناچیز دیوار کی کیا ہستی؟ اس دن یعنی جب یاجوج ماجوج پھر دنیا میں آئیں گے اس کثرت سے آئیں گے کہ ایک پر ایک ایسے گڈ مڈ ہوں گے کہ دریا کی موج کی طرح گھمسان ہوں گے اور دنیا پر از سر نو فساد بپا کریں گے قریب ہی اس دن سے صور میں پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی پھر ہم (خدا) سب کو ایک جگہ جمع کریں گے اور جہنم کافروں کے سامنے لا پیش کریں گے کون کافر؟ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے غفلت کے پردے میں ہیں ایسے غفلت میں ہیں کہ خدا کے احکام نہ سنتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں صرف دنیاوی عیش و آرام میں منہمک ہیں جو کام کرتے ہیں صرف دنیا کی غرض سے کرتے ہیں اگر کوئی مذہبی کام کرتے ہیں تو بس یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا ساجھی بتاتے ہیں تو کیا ان کافروں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنانا ان کے حق میں کوئی نیک کام اور بہتر ہے؟ ہر گز نہیں ہم نے ایسے نالائقوں اور کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے خواہ یہ دنیا میں کیسے ہی عزت کے مرتبہ پر ہوں اور مومنوں کو کیسا ہی ذلیل اور خسارہ میں جانیں تاہم یہ اسی لائق ہیں

متصرف اور قابض ہو جائینگے چنانچہ اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں کہ **ویل للعرب من شر قد اقترب** یعنی عرب کے لیے افسوس ہے کہ شر قریب آگیا ہے عرب کی خصوصیات ملک کے اعتبار سے نہیں بلکہ دین کے اعتبار سے ہے یعنی عربی دین اسلام پر افسوس کا وقت آنیوالا ہے کہ شریر لوگ بھی اس پر غلبہ پائیں گے یہ وہی وقت ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں فرمایا ہے کہ لایقال اللہ اللہ یعنی دنیا میں کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا مختصر یہ کہ سد سکندری ایک معمولی دو تین گز پہاڑی درہ کی بندش تھی جو اس وقت کے مفسدوں کے بند کرنیکو کافی تھی اور یاجوج ماجوج مفسد قوموں کا نام ہے جو قریب قیامت کے خدا پرستوں پر غالب آکر سب دنیا میں خرابی بپا کریں گے **اللھم احفظنا منھم**

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

تو کہہ میں تم کو بتلاؤں کہ بڑے ٹوٹے والے کون ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا ہی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

میں دھنس گئی۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ

اپنے پروردگار کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں۔ پس ان کے نیک اعمال اکارت جائیں گے پھر

الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

قیامت کے روز ان کے لئے ہم کوئی وزن قائم نہ کریں گے ان کی سزا بس یہی جہنم ہوگی کیوں کہ انہوں نے میرے حکموں سے انکار کیا اور

رُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

میری آیتوں اور رسولوں کو محض مخول سمجھتے تھے۔ کچھ شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان کے لئے جنت الفردوس کی

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُل لَّوْ كَانَ

مہمانی ہوگی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اس سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے۔ تو کہہ کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی

الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي

معلومات اور مقدورات کے لئے سیاہی بن جائیں تو یہ سمندر ختم ہو جائے

تو اے رسول ان سے کہہ کہ تم تو ہم مسلمانوں کو ایک ہی خدا کی طرف ہو رہنے سے دنیاوی نقصانات میں جانتے ہو میں تم کو بتلاؤں کہ بڑے ٹوٹے والے کون ہیں۔ کن کی تجارت میں خسارہ ہے اور اس دنیا کی منڈی میں اپنا مال واسباب ضائع کر کے خالی ہاتھ کون جائیں گے سنو وہ لوگ ہیں جن کی کوشش ساری کی ساری دنیا ہی میں دھنس گئی یعنی جو کام کرتے ہیں محض دنیاوی ہی کے فوائد کے لیے کرتے ہیں پھر طرفہ تر یہ کہ اسی میں منہمک ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں اور ہم نہیں سوچتے کہ جس دنیا کے لئے ہم اتنی تگ ودو کرتے ہیں اس میں کتنی مدت ہمیں رہنے کی اجازت ہے آہ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ

کسی کا کندہ نگینہ بھی نامت ہوتا ہے کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

جب سرائے ہے یہ دنیا کی جس میں شام وسحر کسی کا کوچ، کسی کا مقام ہوتا ہے

چونکہ یہ لوگ اپنے اصل مقصد کو بھول گئے ہیں پس سچ سمجھو کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے حکموں اور اس کی ملاقات کے منکر ہیں پس ان کو ان کی پاداش یہ ملی ہے کہ ان کے نیک اعمال جو کچھ بھی انہوں نے کبھی کیے ہوں گے سب کے سب ضائع اور اکارت جائیں گے پھر قیامت کے روز ان کے لئے ہم کوئی وزن قائم نہ کریں گے بالکل اس قابل بھی نہ ہوں گے کہ ان کو کسی شمار وقطار میں کیا جائے ان کے کفر اور بے ایمانی کی وجہ سے ان کی سزا بس یہی جہنم ہوگی کیونکہ انہوں نے میرے (یعنی خدا کے) حکموں سے انکار کیا اور میری آیتوں اور احکام اور رسولوں کو محض مخول ٹھٹھا سمجھے تھے بس یہی ان کی سزا ہوگی ہاں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے ان کے لیے اعلیٰ درجے کی جنت الفردوس کی نعمتیں اور آسائش مہمانی ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات ختم ہوسکیں اگرچہ ہم اس جیسی اور مدد بھی لائیں

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ

تو کہہ میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں میری طرف وحی پہنچتی ہے کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے پس جو

كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں

رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

کسی کو شریک نہ بناوے

سورت مریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ

میں اللہ ہی سب کو کافی- سب کا ہادی- سب کو امن دینے والا- سب پر غالب- صادق القول ہوں- یہ سورت اس رحمت کا تذکرہ ہے

رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾

جو تیرے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی

ایسے خوشی میں ہوں گے کہ اس جنت سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے اگر ان کو یہ شبہ ہو کہ ہمیشہ تک وہ کیا کھائیں گے اتنا رزق ان کو کہاں سے ملے گا تو تو کہہ کہ اگر سمندر بلکہ سات سمندر میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات کے لیے سیاہی بن جائیں اور تمام دنیا کے درخت قلم ہو جائیں اور ان سے خدا کے کلمے یعنی اس کے معلومات اور مقدورات یعنی جن کاموں اور چیزوں پر وہ قادر ہے لکھے جائیں تو یہ سمندر ختم ہو جائیں پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات ختم ہوسکیں اگر ہم اس جیسی اور مدد بھی لائیں چاہے ساتھ سمندر بھی ملا دیں تو بس پھر کیا اندیشہ ہے- جس پروردگار کی اتنی قدرت ہے اس سے کیا یہ بعید ہے کہ اہالی جنت کو دائمی رزق دے ہاں تو کہہ کسی بشر میں یہ طاقت نہیں پہلے میری ہی سنو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں یعنی آدمیت کے وصف میں تم اور میں برابر ہیں رسالت کا درجہ الگ رہا جو صرف اتنا ہے کہ میری طرف الہام اور وحی پہنچتی ہے کہ تمہارا سب کا معبود برحق ایک ہی ہے اور کوئی نہیں پس جو کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار اور خواہشمند ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے یعنی ریاکاری نہ کرے اور شرک سے دور رہے-

سورت مریم

میں اللہ ہی سب کو کافی سب کا ہادی سب کو امن دینے والا سب پر غالب صادق القول ہوں یہ سورت اس رحمت اور مہربانی کا تذکرہ ہے جو تیرے پروردگار یعنی رب العالمین نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی-

دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جہاں ارشاد ہے کہ لو ان ما فی الارض من شجر اقلام والبحر یمده من بعده سبعته ابحر ما نفدت کلمت
یہ ترجمہ حضرت ابن عباس نے کیا ہے دیکھوں اتقان-منہ

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ

جب اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ پکارا اور کہا کہ اے پروردگار میری ہڈیاں سست ہو گئیں اور

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ

میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا۔ میں تیرے حضور میں دعا کر کے کبھی نامراد نہیں رہا اور میں

الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿۵﴾

اپنے برادری کے لوگوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ پس تو ہی اپنے پاس سے مجھے ایک فرزند عطا

یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾ یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا

کر جو میرا اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو اور میرے پروردگار تو اس کو پسندیدہ کیجیو۔ ہم نے پکارا اے

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ قَالَ

زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہو گا اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی نہیں پیدا کیا

رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا میری عورت بانجھ اور میں بھی انتہائی بڑھاپے

عِتِیًّا ﴿۸﴾

کو پہنچ چکا ہوں

جب اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ پکارا اور دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے پرودگار میری ہڈیاں سست ہو گئیں اور میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا مگر اولاد سے آج تک بے نصیب ہوں اس لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند اس اپنے ناچیز بندے کو محروم نہ رکھ اور میرے پروردگار میں قوی امید رکھتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول کرے گا کیونکہ میں آج تک تیرے حضور میں دعا کر کے کبھی نامراد نہیں رہا۔ بلکہ ہمیشہ تو اپنی مہربانی اس ناچیز بندے کے حال پر کیا کرتا ہے پس میں اب بھی تیری ہی جناب میں دست دراز ہوں اور میں اپنے بعد اپنی برادری اور کنبے کے لوگوں سے ڈرتا ہوں کہ دین میں فتنہ نہ کریں گے اور خدمت دینی کو چھوڑ دیں گے کیونکہ ان کی چال چلن پر اعتماد نہیں۔ ادھر میں دیکھتا ہوں تو اپنے آپ کو (بالکل کمزور پاتا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے پس تو محض اپنے فضل سے مجھے ایک فرزند عطا کر جو میرا اور) اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو یعنی اسرائیل دین کی حفاظت اور خدمت کرے اور اے میرے پروردگار تو اس کو نیک اعمال کی توفیق بخش ایسی کہ اس کو اپنی جناب میں پسندیدہ کر اور وہ تیری رضا کو حاصل کرنے والا ہو ہم (خدا) نے اس کی دعا قبول کی اور پکارا کہ اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہو گا اور یہ بھی بتلاتے ہیں کہ اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی پیدا نہیں کیا یہ پکار سن کر حضرت زکریا کو طبعاً ایک سوال پیدا ہوا اس لیے اس نے کہا کہ اسے میرے پروردگار میرے ہاں تو ہر قسم کے اسباب مفقود ہیں پھر اس صورت میں میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا۔ میری عورت بھی بانجھ ہے اور میں بھی انتہائی بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں میں تیری قدرت میں تو شک نہیں کرتا تو جو چاہیے پیدا کر دے گا مگر گزارش صرف یہ ہے کہ اس پیشگوئی اور خوشخبری کے معنے حقیقی مراد ہیں جیسے کہ ظاہری اور متبادر ہیں یا کوئی تادیبی اور مجاس کو شاید کسی امتی کے ہاں اس وصف کا لڑکا عنایت ہو اور دین کی خدمت میں میرا کہلائے کیونکہ میں بحیثیت نبی اور رسول ہونے کے امت

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ

فرشتہ نے کہا بات اسی طرح ہے تیرے پروردگار نے فرمایا کہ وہ مجھ پر آسان ہے میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا

لَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا- اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشان مقرر فرما- خدا نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ

کہ تین روز تک تو باوجود صحیح سالم ہونے کے لوگوں سے کلام نہ کرے گا پھر اپنے حجرے سے قوم کی طرف آیا تو ان کو اشارہ سے سمجھایا

اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ

کہ صبح شام اللہ کی تسبیحیں پڑھا کرو ہم نے کہا اے یحییٰ تو کتاب کو قوت سے پکڑیو اور ہم نے اسے لڑکپن ہی میں

صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ

محکم بات کی لیاقت اور نرم دلی اور پاک طینتی اپنے فضل سے عطا کی اور وہ بڑا ہی پرہیزگار تھا اور ماں باپ سے بڑا

لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

سلوک کرنے والا تھا اور سرکش بے فرمان نہ تھا اور اس کی پیدائش کے روز اور موت کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے

يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

گا اس پر سلامتی نازل ہوئی اور کتاب میں مریم کا ذکر کر

کا باپ ہوں اس لیے مزید تشفی چاہتا ہوں فرشتہ نے جو خوشخبری لے کر اس کے پاس آیا تھا اس سے کہا بات اسی طرح ہے لیکن تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میں تیری صلب سے بیٹا پیدا کروں گا اور وہ مجھ پر آسان ہے کچھ مشکل نہیں گو اسباب سب مفقود ہیں تاہم میں کر سکتا ہوں اس کے اسباب بھی پیدا کر دوں گا- میرے ہاں ایک ہر ایک بات قاعدے سے ہے مگر مخلوق کو اس قاعدے پر اطلاع نہیں ہو سکتی دیکھ تو میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا یہ معقول جواب سن کر زکریا کے شبہات رفع ہو گئے اس لیے اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لیے اس پر کوئی نشان مقرر فرما جس سے مجھے مزید تسلی ہو جائے خدا نے فرمایا تیری نشانی بس یہ ہے کہ جس روز تیرے گھر میں حمل ٹھہرے گا اس روز سے تین روز تک تو باوجود صحیح سالم ہونے کے لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا پھر سن کر ہشاش بشاش خوش و خرم گھر میں گیا پھر حسب معمولی اپنے حجرے سے قوم کی طرف آیا تو واقعی کلام نہ کر سکا پھر ان کو اشارہ سے سمجھایا کہ صبح شام اللہ کی تسبیحاں پڑھا کرو خیر یہ مدت بھی گزری اور بچے کے حمل کے دن بھی گزرے چنانچہ یحییٰ پیدا ہوا تو ہم نے اسے کہا کہ اے بچے تو کتاب آسمانی کو قوت سے پکڑیو چنانچہ اسی نے ایسا ہی کیا اور ہم نے اسے لڑکپن ہی میں محکم بات کی لیاقت اور فہم و فراست دی اور ہم وہ بڑا ہی پرہیزگار تھا اور ماں باپ سے بڑا سلوک کرنے والا تھا اور سرکشی بے فرمان نہ تھا یہی تو اس کی پسندیدگی کے نشان تھے اور اسی لیے تو ان پر اسی کی پیدائش کے روز اور موت کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے گا تینوں موقعوں میں اس پر سلامتی نازل ہوئی اور وہ ان تینوں موقعوں میں سلامتی کے ساتھ نکل گیا اس قصے کے اجمال ہی پر قناعت کر اور کتاب اللہ قرآن مجید میں مریم علیہا السلام کا ذکر کر اور لوگوں کو سنا تا کہ دونوں فریقوں کا گمان غلط ثابت ہوں یعنی یہود جو اس کی نسبت زنا اور بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں-

اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ
جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جانب میں الگ ہو بیٹھی۔ اور لوگوں سے پردہ کی اوٹ کر لی

حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ
تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبریل بھیجا تو وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا۔ مریم نے کہا

اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ
خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس ہے (تو الگ ہوجا) فرشتہ نے کہا میں تو تیرے پروردگار کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ
ایلچی ہوں کہ میں تجھے پاک طینت لڑکا دوں۔ مریم بولی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے مجھے کسی مرد

وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ
نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے تاکہ اس کو

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾
لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے

اور عیسائیوں کا ایک فرقہ اس کو معبود بنائے بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو تو کھلم کھلا خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس لیے ان کی غلط گمانی اور غلط فہمی دور کرنے کو مریم اور مسیح کی ولادت کا اصل قصہ بھی سنا جب وہ اپنے گھر والوں سے اپنے گھر کی مشرقی جانب میں الگ ہو بیٹھی اور لوگوں سے پردہ کی اوٹ کر لی تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبرائیل) بھیجا وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا مریم نے بھی اسے آدمی ہی سمجھ کر کہا کہ خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس اور پرہیزگار ہے تو الگ ہو جا شریفوں کا کام نہیں کہ الگ مکان میں غیر محرم عورتوں کے سامنے اس طرح آ کھڑے ہوں فرشتہ نے کہا تو کیا سمجھی ہے میں تو تیرے پروردگار کا ایلچی ہوں خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تجھے ایک پاک طینت لڑکا دوں یعنی خدا کی داد کی خبر تجھے بتلاؤں گا کیوں کہ میں تو صرف ایلچی ہوں بیٹوں کا دینا دلانا تو اس مالک کا کام ہے یہ نہ سمجھنا کہ میں دوں گا نہیں بلکہ اس کے دینے کے تجھے اطلاع دیتا ہوں مریم حیران ہوئی کیونکہ ہنوز باکرہ تھی بولی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو کسی مرد نے جائز طریق سے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں اولاد ہونے کے تو یہی طریق ہیں کہ یا تو حلال زادی ہو یا حرام زادی حالانکہ مجھ سے دونوں نہیں فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے کہ نہ تو تو بدکار ہے اور نہ تیری کسی سے شادی ہوئی ہے بلکہ اصل راز اور ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ کام مجھ پر آسان ہے فرماتا ہے کہ ہم ایسا ہی کریں گے تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ سلسلہ کائنات جو خدا نے بنایا ہے خدا اس کے خلاف پر بھی قادر ہے اور اس خلاف کے لیے بھی اس کے ہاں قانون اور قواعد ہیں جن سے وہ متجاوز نہیں ہو سکتا گو لوگوں کی نظروں میں وہ خلاف قانون یا سپر نیچرل ہوں لیکن حقیقت میں وہ سپر نیچرل نہیں بلکہ عین نیچرل ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نیچر اور قانون قدرت بس یہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں حالانکہ ہمارے مشاہدے کے خلاف بھی بسا اوقات ہو جاتا ہے اور ہم اس کو دنیا کے لوگوں کے لئے اپنی طرف سے رحمت بنادیں گے اور یہ بات ازل سے فیصل شدہ ہے یہ کہہ کر فرشتہ تو چلا گیا۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ
پس مریم کو حمل اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی- گئی پھر وہ درد زہ کی وجہ سے ایک کھجور کے درخت

النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا
کے پاس پہنچی- بولی ہائے میری کم بختی میں اس سے پہلے ہی مری ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی- پس فرشتہ نے

مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ
درخت سے نیچے کی جانب سے پکارا کہ مریم غم نہ کر خدا نے تیرے لیے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا ہے اور کھجور کے درخت کو

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ
اپنی طرف ہلا- وہ تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا پس تو اسے کھائیو اور پانی پی اور

عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا
آنکھیں ٹھنڈی کیجیو، پس اگر کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دیجیو کہ میں نے تو اللہ کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں ہرگز

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ
آج کسی سے نہ بولوں گی پھر وہ اس بچے کو اپنی قوم کے پاس اٹھا لائی وہ بولے اے مریم

لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ
تو نے یہ بہت ہی نالائق حرکت کی ہے اے ہارون کی بہن تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا تیری

مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾
ماں بدکار نہ تھی

پس مریم کو حمل ہوا اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی پھر وہ درد زہ کی وجہ سے ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچی تو درد کی تکلیف سے چلاتی ہوئی بولی ہائے میری کم بختی میں اس سے پہلے ہی مری ہوتی اور دنیا کے لوگوں میں معدوم ہو کر بھولی بسری ہوگئی ہوتی آج میرا نام بھی کوئی نہ جانتا پس یہ دردناک آواز سن کر خدا کا فرشتہ آیا تو اس نے اسے کھجور کے درخت سے نیچے کی جانب سے پکارا کہ مریم ہوش کر خدا کو یاد کر غم نہ کر خدا تیرے ساتھ ہے اس نے تیرے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا ہے پس تو خوش ہو اور کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا پس تو اسے کھائیو اور پانی پیجیو اور بچے سے آنکھیں ٹھنڈی کیجیو غم کی کیا بات ہے پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے تو اس کے بولنے بلانے پر اشارے سے کہہ دیجیو کہ میں نے تو اللہ کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں تو ہرگز آج کسی آدمی سے نہ بولوں گی- پھر وہ اپنے بچے کو اپنی قوم کے پاس اٹھا لائی انہوں نے اسے دیکھ کر کہ اس باکرہ لڑکی کو لڑکا کیسے پیدا ہوا بولے اے مریم تو نے یہ بہت ہی نالائق حرکت کی ہے اے ہارون کی بہن تیرا نام تو مریم ہے جو ہارون نبی کی بہن کا نام تھا- تجھے اس نام کی بھی شرم نہ آئی کہ ایسی بدکاری کی مرتکب ہوئی تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا- تیری ماں بدکار نہ تھی پھر تو کس پر ایسی چھنال ہوئی جو یہ لڑکا بے نکاحی حالت میں اٹھا لائی ہے-

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ

پس مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا- وہ بولے ہم ایسے بچے سے کیسے بولیں جو ابھی گہوارے میں کھیل رہا ہے

اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛؕ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا

اس بچے نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا ہے اور میں جہاں ہوں مجھے

كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِيْ ز

برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اور نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے میری ماں کا فرمانبردار بنایا ہے

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَ

اور مجھ کو سرکش نافرمان نہیں کیا اور جس روز میں پیدا ہوا اس دن اور جس دن مروں گا اس دن اور جس روز

يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ

زندہ اٹھایا جاؤں گا اس دن مجھ پر سلامتی ہے- یہ ہے عیسیٰ بن مریم کی سچی بات ہے جس میں یہ لوگ

يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰى اَمْرًا

جھگڑا کرتے ہیں خدا کو شایاں نہیں کہ اولاد بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کو چاہتا ہے

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ؕ

تو صرف "ہو جا" کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے

پس مریم نے چونکہ بحکم خدا خاموشی کی نذر مان رکھی تھی اس لیے اس نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو وہ بولے کہ یہ اور شوخی ہے بھلا ہم ایسے بچے سے کیسے بولیں اور سوال کیسے کریں جو ابھی گہوارے میں کھیل رہا ہے یہ کبھی ہوا بھی اتنا سن کر حضرت مسیح نے کہا تم بھی عجیب آدمی ہو کہ میری والدہ مکرمہ پر بہتان لگاتے ہو حالانکہ میں اللہ کا ایک مقبول بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل دی ہے-اور مجھے نبی کیا ہے اور تمہاری کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ حرامی بچہ دس پشت تک خدا کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا پھر یہ کیونکر ممکن ہے اگر میں حرامی ہوتا تو خدا مجھے نبی کیوں کرتا میرا نبی ہونا ہی میری والدہ ماجدہ کی برأت کی دلیل ہے اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اس نے مجھے نبی کیا ہے اور میں جہاں ہوں مجھے برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے میری ماں کا فرماں بردار تابعدار بنایا ہے اور مجھ کو سرکش نافرمان نہیں کیا جس روز میں پیدا ہوا اس دن اور جس روز مروں گا اس دن اور جس روز زندہ اٹھایا جاؤں گا اس دن ان تینوں سخت کٹھن مواقع میں مجھ پر سلامتی اور خدا کا فضل شامل حال ہے یہ ہے عیسیٰ بن مریم جس کے دشمنوں نے تو بدزبانی کرنی ہی تھی نادان دوستوں نے بھی اسے ناحق بدنام کیا کہ خدا کا بیٹا اور خدا اسے کہتے ہیں نہ تو وہ خدا ہے اور نہ ہی خدا کا بیٹا بلکہ محض اللہ کا بندہ ہے یہی سچی بات ہے جس میں یہ لوگ محض جہالت سے جھگڑا کرتے ہیں ورنہ کیا یہ بات کوئی قابل خفا ہے کہ خدا کو شایان نہیں کہ کسی کو اولاد بنائے وہ تو اس قسم کی کمزوریوں سے پاک ہے اسے بھلا اپنے لیے اولاد بنانے کی کیا حاجت ہے وہ تو جب کسی کام کو چاہتا ہے تو صرف ہو جا کہتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے پھر ایسے قادر مطلق خدا کو اولاد بیٹے اور بیٹیاں بنانے کی کیا حاجت ہے ذوالعقول کو اولاد کی خواہش تو اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری تکلیف کے وقت ہم کو آرام دیں گے-بڑھاپے میں کام آئیں گے مرنے کے بعد جائیداد اوپر قابض ہو کر ہمارا نام قائم رکھیں گے مگر خدا کو تو ان میں کسی چیز کی حاجت نہیں وہ تو دائم الحیات ہے-

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ

اور اللہ ہی میرا پروردگار ہے پس اسی کی تم عبادت کرو- یہی سیدھی راہ ہے پھر بھی فرقے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾

باہمی مختلف ہوگئے- پس اس بڑے دن کی حاضری سے کافروں کے لئے افسوس ہے

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

جس روز ہمارے پاس آئیں گے کیسے سنتے اور دیکھتے ہوں گے لیکن اس دنیا میں ظالم صریح گمراہی میں ہیں

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا

اور افسوس کے دن سے ان کو ڈرا جس وقت تمام کاموں کا فیصلہ کیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ

نہیں لاتے- ہم ہی تمام زمین اور زمین کے باشندوں کے مالک ہیں اور ہماری طرف یہ سب پھر کر آئیں گے

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾

اور ابراہیم کا قصہ ان کو سنا تحقیق وہ بڑا ہی راست باز اور نبی تھا

بڑھاپے اور ذلت سے پاک ہے پھر وہ اولاد چاہے تو کیوں؟ بیٹا بنائے تو کس لیے؟ اسی لئے حضرت مسیح نے توحید کی تعلیم دی اور کہا کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی تم عبادت کرو جس کی میں کرتا ہوں یہی سیدھی اور مضبوط خدا کی راہ ہے باوجود اس صاف اور سیدھی تعلیم کے جو آج تک بھی اناجیل مروجہ میں ملتی ہے کہ سوائے واحد خدا قادر مطلق کے کسی کی عبادت نہ کرو پھر بھی عیسائیوں کے فرقے باہمی مختلف ہوگئے بہت سے عیسائی تو یہاں تک بڑھ گئے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا تو کیا بلکہ انہوں نے لکھ مارا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر انا ربك پکارنے والا بھی مسیح ہی تھا- یعنی اللہ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں بلکہ وہ خود خدا ہے بعض اس کی ماں صدیقہ مریم کی بھی عبادت کرنے لگ گئے چنانچہ آج تک بھی بیت المقدس میں عیسائیوں کے گرجوں کے اندر صدیقہ مریم کا بت نصب کیا ہوا ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے البتہ بعض عیسائی ایسے بھی ہیں جو اس تعلیم توحید پر آج تک ثابت قدم ہیں جن کو یونی ٹیرین (توحیدی عیسائی) کہا جاتا ہے گو یہ لوگ مسلمان نہیں مگر حضرت عیسےٰ کو مسلمانوں کی طرح صرف آدمی اور رسول جانتے ہیں مگر ایک تو ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے- دوئم عام عیسائی ان کو کافر کہتے ہیں پس اس بڑے دن کی حاضری سے ان کافروں کے لیے افسوس ہے- جس روز وہ ہمارے پاس آئیں گے کیسے کچھ سنتے اور دیکھتے ہوں گے کہ تمام عمر کے کئے ہوئے کام ان کو یاد آجائیں گے اپنی بد عملی کی سزا اپنے سامنے دیکھیں گے ایسی کہ کسی طرح کا شائبہ ان کو رہے گا لیکن اس دنیا میں ظالم صریح گمراہی میں ہیں تو بھی تو ان کو سمجھا اور حسرت اور افسوس کے دن سے ان کو ڈرا جس وقت تمام کاموں اور اختلافوں کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس وقت تو یہ لوگ بے خبری اور غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے لیکن جب ان کے سر پر پڑے گی تو جانیں گے اور پتہ لگ جائیگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- یاد رکھو کہ ہم (خدا) ہی تمام زمین اور زمین کے باشندوں کے مالک ہیں اور ہماری ہی طرف یہ سب پھر کر آئیں گے پھر ان کو اپنے نیک و بد کا پتہ لگ جائے گا تاہم تو اے نبی انکو سمجھا تارہ اور بغرض تفہیم ان کے جد امجد حضرت ابراہیم کا قصہ ان کو سنا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا ہی راست باز اور اللہ کا نبی تھا-

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ

جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے بابا تو کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ تجھ سے

شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّي قَدْ جَآءَنِي مِنَ ٱلْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَٱتَّبِعْنِيٓ أَهْدِكَ

کچھ بلا دفع کر سکتی ہیں اے بابا مجھے خدا کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا پس تو میری تابعداری کر میں

صِرَٰطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يَٰٓأَبَتِ لَا تَعْبُدِ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ

تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا اے میرے بابا تو شیطان کی عبادت نہ کر بیشک شیطان رحمن کا بے فرمان

عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ

ہے اے میرے بابا مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمن سے کوئی عذاب نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان

لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ ءَالِهَتِي يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

کا قریبی ہو جائے گا اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں

لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَٱهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيٓ

تجھے سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو جا ابراہیم نے کہا لیجئے سلام میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا

دیکھو تو اس کی راست بازی کہ تمام قوم کے سامنے ایک سچی بات پر جم گیا- ایسا کہ سب مخالف مگر وہ اللہ کا بندہ ایک ہی تھا جو سب کا مقابلہ کرتا رہا سنو جب اس نے اپنے باپ سے کہا اور کیسا نرمی سے کہا کہ اے بابا تو کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ تیری پکار کو سنتی ہیں اور نہ تیری حاجت کو دیکھتی ہیں اور نہ تجھ سے کچھ بلا دفع کر سکتی ہیں پھر ایسے معبودوں کی عبادت سے کیا حاصل اے بابا مجھے خدا کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا پس تو میری تابعداری کر میں تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا اے میرے بابا تو شیطان کی عبادت نہ کر یعنی اس کے بہکانے میں نہ آ کہ اس کے سوا اوروں کی عبادت کرنے لگ جائے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بے شک شیطان اس خدائے تعالیٰ کا جو تمام دنیا سے بڑا رحمٰن اور مہربان ہے- اس کا بھی ناشکر اور بے فرمان ہے اے میرے بابا مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمٰن سے کوئی عذاب نہ پہنچے گو وہ بڑا ہی رحمان ہے- مگر شرک ایسی بری بلا اور آفت ہے کہ رحمان کو بھی غضب آجاتا ہے اس لیے مجھے خطرہ ہے کہ تجھے کوئی آفت نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان مردود کا قریبی تعلق دار ہو جائے گا پھر تو جو اس کا حال ہو جائے گا وہی تیرا اس معقول تقریر کا جواب تو حضرت ابراہیم کے باپ سے نہ ہو سکا البتہ بقول ؎

چوں حجت نماند جفاجورے را به بیکار کسودن کشد روئے را

تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کرنے کو اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور پتھر سے ماردوں گا اور اپنی خیر چاہتا ہے تو اس خیال سے باز آجا یا مجھ سے دور ہو جا حضرت ابراہیم نے سمجھا کہ یہاں معاملہ دگرگوں ہے ان تلوں میں تیل نہیں کہا لیجے سلام مگر میں آپ کی خیر خواہی میں کبھی پہلو تہی اور غفلت نہ کرونگا بلکہ ہمیشہ تیرے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا رہوں گا- شاید کسی وقت قبول ہو جائے اور خدا تجھے ہدایت کرے کیونکہ میرا پرودگار

كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۫ۖ

رہوں گا میرا پروردگار میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا

عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

ہوں اور میں تو اپنے پروردگار سے دعا مانگتا ہوں مجھے قوی امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر نامراد نہ رہوں گا پھر جب ابراہیم

دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ

ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے الگ ہوگیا تو ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا اور سب کو نبی بنایا

مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ۧ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور اپنی رحمت سے ان کو حصہ دیا اور ان کی سچی تعریف بلند کی اور کتاب میں حضرت موسیٰ کا ذکر خیر

مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

کر تحقیق وہ بڑا ہی خاص بندہ اور رسول نبی تھا ہم نے اس کو کوہ طور کی دائیں جانب بلایا

الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾

اور اس کو مناجات کی حالت میں اپنا مقرب بنایا اور محض اپنی رحمت سے ہم نے اس کے بھائی ہارون کو نبی بناکر اس کے ساتھ کردیا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ۚ

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کر بے شک وہ وعدے کا سچا رسول اور نبی تھا

میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے تجھے امید ہے کہ اگر تیری شقاوت ہی تیرے سر نہ چڑھی ہوگی تو ضرور تجھے قابل بخشش بنا دیگا اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا ہوں میں نے ان سے کیا لینا ہے اور تم سے کیا میں تو اپنے پروردگار سے دعا مانگتا ہوں جس کے قبضے میں میرا سب کچھ ہے پھر ابراہیم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے الگ ہوا اور کنارہ کشی اختیار کی تو ہم نے اس کو اس صبر اور استقلال پر بیٹا اسحٰق اور پوتا یعقوب دیا اور سب کو نبی بنایا اور اپنی رحمت سے ان کو حصہ وافر دیا اور ان کی سچی تعریف بلند کی تمام ملک میں ان کا ذکر خیر مگر بڑی سچائی اور راست بازی سے ہو رہا ہے نہ کہ اور بزرگوں کی طرح کہ کوئی تو ان کو خدا کا بیٹا بنا رہا ہے تو کوئی خود خدا ہی سمجھ بیٹھا ہے لیکن ابراہیم اور یعقوب کی نسبت جو کچھ ان کی صلاحیت کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ بالکل بجا ہے پس اس قصے کو تو بالاختصار یہاں تک پہنچا کر رہنے دے اور کتاب قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر کر۔ تحقیق وہ بڑا ہی صاف اور خاص بندہ رسول اور نبی تھا۔ بڑا اولوالعزم اور مضبوط ارادے والا کام کر گزرنے والا۔ ہم نے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اس کے ساتھ کر دیا جیسے کہ اس کی درخواست تھی اور اس کے علاوہ کتاب قرآن میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد کر بے شک وہ بھی ایک جواں مرد وعدے کا سچا اور رسول اور نبی تھا۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَ

اور اپنے اہل کو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا کرتا تھا اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا

کتاب میں ادریس کا ذکر کر تحقیق وہ بڑا راست باز اور نبی تھا ہم نے اس کو ایک بڑے

عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

عالی مرتبہ پر بلند کیا تھا یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے یہ آدم کی اولاد میں سے نبی

اٰدَمَ ۙ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ ۚ وَمِمَّنْ

ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں میں سے

هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾

جن کو ہم نے ہدایت کی تھی اور برگزیدہ بنایا تھا۔ جب ان کو اللہ کی آیتیں سنائی جائیں تو روتے ہوئے سجدے

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

میں گر پڑتے ہیں پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ

پڑ گئے پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جنت میں داخل

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾

ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا

بڑی خوبی اس میں یہ تھی کہ اپنے مالک کے ارشادات کی پوری تکمیل کرتا تھا اور اپنے اہل اور متعلقین کو احکام خداوندی کا عموماً اور نماز اور زکوۃ کا خصوصاً حکم کرتا تھا اور اپنے پروردگار کے نزدیک بڑا ہی پسندیدہ اور مقبول تھا اور اسی کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کر تحقیق وہ بڑا ہی راست باز اور نبی تھا ہم نے اس کو ایک عالی مرتبہ پر بلند کیا تھا جو نبوت کا درجہ ہے جس سے اوپر نبی آدم کے لئے کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ یہ کون ہیں تو سنو یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام دیے یہ آدم کی اولاد میں سے نبی ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور اسرائیل یعنی یعقوب کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم (خدا) نے ہدایت کی تھی اور برگزیدہ بنایا تھا ان میں کیا کمال تھا کیا کچھ خدائی میں ان کا حصہ تھا یا کسی بلا دفع کرنے یا جلب نفع میں ان کو اختیار تھا نہیں بلکہ کمال ان میں یہ تھا کہ جب ان کو اللہ رحمٰن کی آیتیں سنائی جاتیں تو روتے روتے سجدے میں گر پڑتے یعنی خدا کی قدرت کا سماں ان کی آنکھوں کے سامنے ایسا آ جاتا ہے اور دل پر ایسا اثر کرتا کہ گویا خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مگر یہ کیفیت اور کمال ان کی زندگی ہی تک رہا پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے جن میں پہلے بڑے تو یہ تھے کہ انہوں نے احکام شریعہ سے روگردانی کی اور نماز جیسے ضروری حکم کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑ گئے پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن چونکہ خدا کو اپنی مخلوق سے بڑی محبت ہے ایسی کہ باپ کو بیٹے سے بھی نہ ہو اسلئے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے گو پہلی زندگی میں ان سے غلطیاں بھی ہو چکی ہوں وہ لوگ جنت میں داخل ہوں اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔

جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَهٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ہمیشہ کے رہنے کے باغ ہیں جن کا خدائے رحمٰن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اس کے وعدے

وَعۡدُهٗ مَاۡتِیًّا ﴿۶۱﴾ لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡهَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِیۡهَا

پورے ہوں گے ان جنتوں میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے مگر سلام اور ان میں ان کو صبح و شام

بُكۡرَةً وَّعَشِیًّا ﴿۶۲﴾ تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِیۡ نُوۡرِثُ مِنۡ عِبَادِنَا مَنۡ كَانَ تَقِیًّا ﴿۶۳﴾

رزق ملے گا۔ ہم اس جنت کے وارث اپنے بندوں میں سے انہی کو کریں گے جو پرہیزگار ہوں گے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡنَا وَمَا خَلۡفَنَا وَمَا بَیۡنَ ذٰلِكَ ۚ

تمہارے پروردگار کے حکم کے بغیر ہم آسمان سے اترتے نہیں۔ جو کچھ ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان ہے سب

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا فَاعۡبُدۡهُ

کا وہی مالک ہے اور تیرا پروردگار کسی چیز کو بھولتا نہیں وہ تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان والی مخلوق کا پروردگار

وَاصۡطَبِرۡ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾ ع ۱۵

ہے پس تو اس کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر جم جا تم اس جیسا کسی کو جانتے ہو

وہ جنت معمولی چندروزہ نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ کے رہنے کے باغ ہیں جن کا خدائے رحمٰن نے غائبانہ اپنے بندوں پر وعدہ کیا ہے بیشک اس کے وعدے پر پہنچیں گے ان لغو باتوں میں کوئی لغوبات نہ سنیں گے لیکن باہمی سلام آپس میں ایک دوسرے کو سلام علیکم سلام کہیں گے اور ان باغوں میں ان کو صبح شام اور جس وقت چاہیں گے بڑی عزت سے رزق ملے گا ایسی جنت اور آرام گاہ کی خبر سن کر ہر ایک شخص کو خواہش ہوتی ہے کہ میں بھی اس میں جاؤں مگر ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ ہم اس جنت کے وارث اپنے بندوں میں سے انہی لوگوں کو کریں گے جو پرہیزگار اور متقی ہوں گے یہ ضرور نہیں کہ سب کے سب اعلیٰ درجہ کے متقی اور زاہد تارک الدنیا ہوں نہیں بلکہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں فرائض خداوندی کی تعمیل کرتے ہوں غرض مختصر یہ کہ نیک چلن اور خوش وضع ہوں تو خدا کے فضل سے جنت میں جائیں گے باقی اصل پوچھو تو یہ سب کچھ خدا کے فضل ہی سے ہوتا ہے اس کے آگے کسی کی مجال نہیں کہ چوں بھی کر سکے ہم فرشتے جن کو یہ لوگ نادانی سے خدا کی اولاد کے درجے پر جانتے ہیں ہماری تو اتنی بھی مجال نہیں کہ نقل و حرکت بھی اس کے اذن کے بغیر کر سکیں تمہارے پروردگار کے حکم کے بغیر ہم آسمان سے اترتے نہیں وہ ایسا باہیبت بادشاہ ہے کہ جو کچھ ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان ہے سب کا وہی مالک ہے یہ سب چیزیں اور ملک اسی کے ملک ہیں بایں ہمہ وہ سب کا محافظ ہے اور تیرا پروردگار کسی چیز کو بھولتا نہیں وہ تمام آسمانوں اور زمینوں اور زمین و آسمان کے باشندوں اور ان کے درمیان والی مخلوق کا پروردگار ہے پس تو اس کی عبادت کیا کر اور اسی کی عبادت پر جم جا کیونکہ اس جیسا کوئی اور نہیں کیا تو اس کا مثل کسی کو جانتا ہے تیرے علم میں کوئی ہے جو اللہ یا معبود حق کہلانے کا حق رکھتا ہو۔

ل ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے کہا تھا کہ تم ہمارے پاس جلد جلد آیا کرو تمہاری ملاقات سے ہمیں سرور حاصل ہوتا ہے اس لیے خدا نے یہ آیت جبرائیل کی زبان پر نازل کر کے سمجھایا کہ ہمارا آنا جانا ہماری مرضی سے نہیں (منہ)

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ
اور انسان کہتا ہے کیا میں مرکر زندہ اٹھوں گا کیا اسے یاد نہیں کہ ہم نے اسے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ
پہلے جب وہ کچھ بھی نہ تھا پیدا کیا واللہ ہم ان کو اور شیاطین کو بھی جمع کریں گے پھر

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ
ان کو جہنم کے اردگرد دو زانوں بیٹھے ہوئے حاضر کریں گے پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ان شریروں کو جو خدائے

أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ
رحمن کے سامنے بڑی گردن کشی کرتے تھے الگ کریں گے پھر جن لوگوں کو ہم جہنم کے زیادہ لائق جانتے ہوں گے ان

بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾
کو داخل جہنم کریں گے اور یہ یقینی امر ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس کو عبور کرے گا یہ تیرے پروردگار کا قطعی وعدہ ہے

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
پھر جو لوگ متقی ہوں گے ان کو تو ہم نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں اوندھا گرائیں گے اور جب ہمارے کھلے کھلے

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا
احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں کو کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ اچھا ہے

وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾
اور کس کی مجلس زینت دار ہے

ہاں یوں جہالت سے کوئی کہے تو اور بات ہے دنیا میں بہت سے عقل کے مدعی ایسے بھی ہیں کہ خدا کے نشانات ظاہرہ دیکھ دیکھ کر بھی اکڑتے ہیں اور ناشائستہ حرکات کرتے ہیں اور انسان تو ایک عجیب کرشمہ قدرت ہے تم نے اس نالائق کو بھی سنا جو کہتا ہے کہ میں مر کر زندہ اٹھونگا یہ امر اس کی چھوٹی سی عقل میں نہیں آتا کیا اسے یاد نہیں؟ کہ ہم نے اسے پہلے جب وہ کچھ بھی نہ تھا ایک دفعہ پیدا کیا پھر یہ پتلا بے جان اور بے عقل اتنا نہیں سمجھتا کہ جس خدا نے اسے عدم محض سے وجود بخشا وہ مجھ کو بعد وجود کے وجود نہ دے سکے گا واللہ ہم (خدا) ان کو اور ان کے بہکانے والے شیاطین کو بھی جمع کریں گے پھر ہم ان کو جہنم کے اردگرد دو زانوں بیٹھے ہوئے حاضر کریں گے پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ان شریروں کو جو خدا رحمان سے بڑی گردن کشی کرتے تھے الگ کریں گے تاکہ لوگ ان کی حالت اور کیفیت کا اندازہ کریں پھر جن لوگوں کو ہم جہنم کے زیادہ لائق جانتے ہوں گے۔ان کو داخل جہنم کریں گے اور یوں تو یہ یقینی امر ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس کو عبور کرے گا یہ کام تیرے پروردگار کا قطعی وعدہ ہے پھر بعد اس عبور کے جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہوں گے ان کو تو ہم دوزخ سے نجات دیں گے اور پار جنت میں ان کا اتارا کرائیں گے اور ظالموں بدکرداروں کو جو واقعی جہنم کے قابل ہوں گے اس جہنم میں اوندھا گرائیں گے یہ سن کر بھی ان کو اثر نہیں ہوتا بلکہ الٹے غراتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ کافر اور شقی ازلی ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے کہ تم جنت کا دعویٰ کرتے کرتے شرماتے نہیں اے کم عقلو اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہو کہ ہم اس جہان میں کیسے آسودہ اور خوش گزران ہیں اور تم کیسے فاقوں مر رہے ہو پس بتلاؤ اور تم دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ اچھا ہے اور کس کی مجلس زینت دار ہے۔مگر نالائق یہ نہیں جانتے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي

ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں تباہ کردیں جو اچھے ساز و سامان اور خوبصورتی والے تھے تو کہہ دے یہ جو کوئی گمراہی میں

الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

ہوتا ہے خدا بھی اسے ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب لوگ اپنے موعودہ عذاب کو یا آخری گھڑی کو

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ

دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس کا مرتبہ بڑا تھا اور جتھا کمزور۔ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں خدا ان کی

اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ

ہدایت اور زیادہ کرتا ہے اور نیک اعمال تمہارے پروردگار کے نزدیک اچھے بدلے اور عمدہ انجام

خَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ

والے ہیں کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا جو ہمارے حکموں سے منکر ہیں اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ملیں گے کیا یہ

الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ

خدا کے غیب پر اطلاع پاچکا ہے یا اس نے خدا نے رحمن سے کوئی عہد لیا ہے ہرگز نہیں ہم اس کی باتوں کو لکھ لیں گے

اور نہیں سمجھتے کہ ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں تباہ کردیں جو ان سے اچھے ساز و سامان اور خوبصورتی والے تھے یہ ان کو معلوم نہیں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہی اور ہے ہم کسی کے رنگ و روغن پر فریفتہ نہیں ہوتے یہ تو ہمارا پیدا کردہ ہے بلکہ ہم تو دلوں کے حال پر اطلاع رکھتے ہیں جو کوئی دل سلیم رکھتا ہے وہ ہمیں اچھا اور بھلا معلوم ہوتا ہے چاہے غریب ہو یا امیر خوش شکل ہو یا بدوضع مختصر یہ ہے کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہی یہ ہے ؎

کالے گورے پر کچھ نہیں موقوف دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

چونکہ ان کی بنا ہی غلط ہے پس تو ان سے کہہ دے کہ اپنی خیر و عافیت پر نازاں نہ ہو خدا کے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی گمراہی میں ہوتا ہے خدا بھی اس کو چند روز تک ڈھیل دیئے جاتا ہے ایسا ہی ان سے ہوگا یہاں تک کہ ایسے لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دنیا یا آخرت کی گھڑی کو قیامت میں دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس کا مرتبہ بڑا تھا اور جتھا کمزور اپنی حالت دیکھ کر اپنی اور اپنے حمائتیوں کی کمزوری محسوس کر کے چلائیں گے روئیں گے سر پیٹیں گے مگر کچھ بن نہ پڑے گا لیکن جو لوگ ہدایت پر ہیں خدا ان کی ہدایت اور زیادہ کرتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ نیک اعمال جو بعد موت پیچھے رہنے والے ہیں وہی تیرے پروردگار خدائے ذوالجلال کے نزدیک اچھے بدلے اور عمدہ انجام والے ہیں مگر اس کو سوچنے والے بہت کم ہیں اب تو یہ حال ہے کہ جس کو یہاں کچھ جاہ و مال ملا پس وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ہی سب سے اچھا ہوں اس دنیا میں بھی اور اس جہان میں بھی کیا تو نے اس نادان اور ناسمجھ آدمی کو بھی دیکھا جس میں دو عیب ہیں ایک تو یہ کہ ہمارے حکموں سے منکر ہے اور ان کی تکذیب کرتا ہے دوئم یہ کہ کہتا ہے کہ جس طرح اس دنیا میں مجھے مال و دولت ملا ہے اسی طرح دوسری زندگی میں بھی مجھے مال و اولاد ملے گا بھلا اسے کیونکر یہ معلوم ہوا کیا یہ خدا کے غیب پر اطلاع پاچکا ہے کہ اس سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا یا اس نے خدائے رحمان سے کوئی عہد لیا ہے ہرگز نہیں نہ تو اسے غیب کی خبر ہے نہ کوئی خدا نے اس سے وعدہ کیا ہے بلکہ صرف منہ کی بکواس کرتا ہے جس کا بدلہ بہت برا پائے گا ہم (خدا) بھی اس کی باتوں کو لکھ لیں گے اور وقت پر اس کو سمجھائیں گے۔

وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ

اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جائیں گے اور جو کچھ یہ کہتا ہے ہم ہی اس کے مالک ہوں گے- اور ہمارے حضور

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ

تنہا ہو کر آئے گا- اور اللہ کے سوا اور لوگوں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ ان کے مددگار ہوں ہرگز نہ ہوں گے ان کی عبادت سے

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى

انکار کریں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے- کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے

الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

کہ وہ ان کو اکساتے ہیں- پس تو جلدی نہ کر ہم تو ان کے لئے دن گن رہے ہیں

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ

جس روز ہم خدائے رحمٰن اپنے حضور متقیوں کو مہمانوں کی طرح جمع کریں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے

وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَ

سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا ہاں وہ کرے گا جس نے خدا کے ہاں سے اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو

اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے اور جو کچھ یہ مال واسباب کے گھمنڈ میں کہتا ہے ہم ہی اس کے مالک ہوں گے گو اب بھی ہم ہی مالک ہیں لیکن اس کی چند روزہ مجازی حکومت جو اس دنیا میں ہماری ہی دی ہوئی ہے سب چھین لیں گے اور ہمارے حضور یکہ تنہا ہو کر آئے گا اور ان کی حماقت دیکھو کہ اللہ کے سوا اور لوگوں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ اڑے کام میں ان کے مددگار اور حامی ہوں ہرگز وہ حامی نہ ہوں گے بلکہ قیامت کے روز ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور الٹے ان کے دشمن ہو جائیں گے اصل یہ ہے کہ ہمارے ہاں یہی قاعدہ ہے کہ ہم ایسے شریر اور ضدیوں کو ڈھیل دیا کرتے ہیں تاکہ یہ اور بھی جی کھول کر شرارتیں کر لیں کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے کہ وہ ان کو برائیوں پر اکساتے رہیں لیکن سچ پوچھو اور تجربہ کرو تو اس کو ایک قدرتی قانون پاؤ گے کہ جو کوئی برائی پر مصر رہتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے پس تو اے رسول ان کی ہلاکت پر جلدی نہ کر ہم تو ان کے لیے دن گن رہے ہیں عنقریب ان کی ہلاکت ہونے کو ہے دنیاوی ذلت کے علاوہ جس روز یعنی قیامت کے دن ہم خدائے رحمان کے یعنی اپنے حضور تمام پرہیزگاروں اور متقیوں کو بڑی عزت سے مہمانوں کی طرح جمع کریں گے اور مجرموں بدکاروں حرام کاروں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے اس وقت ان کی ایسی گت ہوگی کہ خدا دشمن کی نہ کرے جن کو یہ معبود اور متولی امور بنائے بیٹھے ہیں کسی بلا کے دفع کرنے کا خود تو انہیں کیا ہی اختیار ہوگا سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا اور واقعی بات ہے کرے کون؟ ہاں وہ کرے جس نے خدا کے ہاں سے اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو سو ایسا تو کوئی نہیں انبیاء علیہ السلام بھی مدت مدید سربسجود ہو کر بصد منت وسماجت ازن لے کر کچھ عرض کریں گے پھر بھی نہ ہوگا کہ کسی بے دین مشرک کافر یا سرکش کی شفارش کر سکیں بلکہ انہی لوگوں کی کریں گے جو خدا سے اخلاص رکھتے ہوں گے مگر نفس کی غلطی سے گناہ میں آلودہ ہو گئے ہوں یہ نہیں کہ دانستہ ہوش وحواس میں خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں-

قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنائی ہے۔ تم نے بڑی بے ڈھب بات کہی ہے آسمان اس سے پھٹ جائیں

يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہوکر گر پڑیں۔ کیونکہ خدائے رحمٰن کے لئے اولاد تجویز

وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

کرتے ہیں حالانکہ خدا کے لائق نہیں کہ اولاد بنائے۔ تمام آسمانوں اور زمینوں والے رحمٰن کے سامنے

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾

غلامانہ حاضر ہوں گے اس نے ان کو گھیر رکھا ہے اور گنا ہوا ہے اور قیامت کے روز

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا حاضر ہوگا اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل نیک

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ

کرتے ہیں رحمٰن ان کی محبت پیدا کرے گا پس ہم نے قرآن کو تیری زبان پر آسان کیا ہے تاکہ تو اس کے ساتھ نیک۔ بخوں

جیسے یہ مکہ کے مشرک اور عیسائی کہتے ہیں کہ خدائے رحمان نے اولاد بنائی ہے فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں اور مسیح اس کا بیٹا ہے او نادانوں تم نے بڑی بے ڈھب بات کہی ہے اور بہت ہی بد عملی کی راہ اختیار کی ایسی کہ ساتوں آسمان اس کی برائی سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں تو تعجب نہیں کیونکہ خدائے رحمٰن کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا مالک الملک ہے قدوس ہے رحمٰن ہے رحیم ہے کسی طرح اس کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنی اولاد بنائے تمام آسمانوں اور زمینوں والے تو خدا رحمان کے سامنے دست بستہ غلامانہ حاضر ہوں گے۔ جس کے رحم کی یہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا کے ذرے ذرے کو شامل ہے اس کی قدرت اور علم کی یہ کیفیت ہے کہ اس نے ان میں سے ایک ایک کو اپنی قدرت کے احاطہ میں گھیر رکھا ہے اور ایک ایک کو گنا ہوا ہے۔ مجال نہیں کہ کوئی اس کے احاطہ قدرت یا علم سے باہر جاسکے سب کے سب اس کے سامنے مقہور اور مغلوب ہیں دنیا میں اور قیامت کے روز بھی ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا تن تنہا حاضر ہوگا کوئی کسی کا حمایتی نہ ہوگا کوئی کسی کا یار و غمگسار نہ ہوگا غرض یہ نقشہ ہوگا ؎

بھائی کو بھائی چھوڑ دے بیٹے کو مائی چھوڑ دے
خاوند لگائی چھوڑ دے ایسی پڑے کھل بل بہم

ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل بھی نیک کرتے ہیں خداوند تعالیٰ جو بڑا رحمان ہے محض اپنے رحم اور فضل سے ان کی آپس میں محبت پیدا کر دے گا ایک دوسرے کے دوست ہوں گے باقی سب دوست دنیا کے ایک دوسرے کے بدخواہ بن جائیں گے پس تو ان کو اس دن کی مختصر کیفیت سنا دے اس لیے تو ہم (خدا) نے قرآن کو تیری زبان عربی کے محاورے پر آسان کیا ہے تاکہ تو اس کے ساتھ نیک بختوں کو خوشخبری دے۔

وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ

کو خوشخبری دے اور سخت دشمنوں کو ڈرائے اور ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتوں کو ہلاک کیا۔ کیا تم ان میں سے کسی کو معلوم

مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

کرتے ہو یا کسی کے پاؤں کی آہٹ سنتے ہو

سورت طٰهٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾

اے بندہ خدا ہم نے تیرے پر قرآن اس لئے تو نہیں اتارا کہ تو مصیبت میں پڑ جائے لیکن ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے خدائے تعالیٰ

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

کی طرف سے، جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کئے ہیں، قرآن کا نزول ہے جو رحمٰن ہے دنیا کی حکومت پر تخت نشین ہے

اور حق اور راستی کے سخت دشمنوں کو بھی جیسے یہ عرب کے لوگ ہیں عذاب الٰہی سے ڈرا دے گو ہم جانتے ہیں کہ ان کو اپنی شاہ زوری اور دنیاوی عزو جاہ کا بہت کچھ گھمنڈ ہے تاہم ان کو سنا اور بتلا کہ ہم (خدا) نے ان سے پہلے کئی ایک جماعتوں اور جتھوں کو ہلاک اور تباہ کیا کیا تم ان میں سے کسی ایک کو معلوم کرتے ہو یا کسی کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتے ہو ہر گز نہیں بس اسی طرح وقت پر ان کی بھی گت ہو گی۔ ؎

آغاز کسی شے کا انجام نہ رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

سورت طٰهٰ

اے[1] بندہ خدا محمد مصطفیٰ علیک الصلوۃ والسلام ہم نے تیرے پر قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ تو ایک مصیبت میں پڑ جائے ناحق اپنی زندگی کو تلخ کرتا ہے خواہ مخواہ ان مشرکوں اور بے دینوں کی فکر میں ہر وقت جان کو گلاتا نہ رہ لیکن ڈرنے والے لوگوں کی نصیحت اور سمجھانے کو قرآن آیا ہے خدائے تعالیٰ کی طرف سے جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کیے ہیں اس قرآن کا نزول ہے تم جانتے ہو وہ کون ہے وہ بڑا رحمان اور بندوں پر بڑا مہربان ہے وہی تمام دنیا کی حکومت پر تخت نشین اور مالک ہے۔

شان نزول

آنحضرت ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا بہت خیال اور غم رہتا تھا کیونکہ نبی کو طبعاً امت کی مثل ماں باپ کے ہوتی ہے اس لیے یہ آیت نازل ہوئی تھی یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت ابی وامی تہجد کی نماز بہت لمبی پڑھا کرتے تھے ایسے کہ آپ کے پاؤں مبارک پر دیر تک نماز میں کھڑا رہنے سے درم ہو گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔۔ ۱۲ منہ

[1] مجاہد حسن ضحاک اور عطاء رضی اللہ عنہم نے یہ معنے کیے ہیں (معالم)

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ

آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان اور کرہ خاک سے نیچے جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے اور اگر تم

تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

بلند آواز سے بات کرو تو وہ آہستہ اور پوشیدہ کو جانتا ہے اللہ حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ

تمام نیک نام اسی کیلئے ہیں یا تمہیں موسیٰ کی خبر پہنچی ہے جب اس نے آگ سی دیکھی تو اپنے اہل و عیال سے کہا اس جگہ ٹھہرو

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا

میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے ایک جلتی جواتی لاؤں یا اس کے پاس کوئی راستہ پاؤں۔ پس جب وہ اس

نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

کے پاس آیا تو اسے آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں پس تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے تو اس وقت ایک پاک جنگل طوی میں ہے

آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان اور کرہ خاک بلکہ اس سے بھی نیچے جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے اسی نے سب کو پیدا کیا ہے اور وہی سب کا رکھوالا ہے یہ تو اس کی قدرت اور حکومت کا بیان ہے۔ اس کے علم کی کیفیت یہ ہے کہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے اگر تو بلند آواز سے بات کرے تو اور آہستہ سے کرے تو اس کے نزدیک کچھ فرق نہیں کیونکر وہ آہستہ آہستہ سے بھی پوشیدہ کو جانتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ اللہ مخلوق کا حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں نہ ہو سکتا ہے تمام دنیا کی زبانوں اور محاورات میں جتنے نیک اور مظہر صفات کاملہ نام ہیں وہ اسی ذات ستودہ صفات کے لیے ہیں دنیا میں کوئی اس درجہ کا رحمان نہیں خالق نہیں ستار نہیں غفار نہیں پر میشور نہیں گاڈ نہیں غرض کوئی بھی اس کے مرتبہ اور مقام کا نہیں ہو بھی کیسے چہ نسبت خاک را عالم پاک کی مثل اس لیے تو بتائی گئی ہے تمام دنیا میں اسی کی بادشاہی اور حکومت ہے سب نیک بندے اسی کی حکومت کی تبلیغ کرنے کو آئے اور اسی کی اطاعت سکھاتے رہے کیا تجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر نہیں پہنچی ہے کہ کس طرح وہ نبی ہوا اور کس طرح اس نے تبلیغ احکام کیے اور اس وقت کا حال بھی کچھ تو نے سنا جب اس نے مدین سے واپسی کے وقت آتے ہوئے پہاڑ پر آگ سی دیکھی تو اپنے اہل و عیال سے کہا اس جگہ ٹھہرو کہ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے ایک جلتی ہوئی جواتی لاؤں یا اس کے پاس سے کوئی راستہ پاؤں خدا کی شان اسے کیا معلوم تھا کہ

مادرچہ خیالیم وفلک درچہ

خیال پس جب اس آگ کے پاس آیا تو اسے ایک آواز آئی اے موسیٰ تو کیا دیکھ رہا ہے اور کیا تلاش کرتا ہے کس خیال میں ہے دیکھ میں (خدا تیرا پروردگار ہوں یہ آواز کیسی تھی؟ وہی جانتا ہے جس نے سنی ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آواز تھی خواہ سر کے کانوں سے سنی بہر حال سنی آہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر بست معرفت کردگار آواز آئی۔ پس اے موسیٰ تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے کیوں کہ تو اس وقت ایک پاک جنگل طوی میں ہے جو تیرے حق میں اس وقت دربار شاہی کا حکم رکھتا ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ
اور میں نے تجھ کو برگزیدہ بنایا ہے پس جو کچھ تجھے الہام کیا جائے اسے سنتے جائیو- میں ہی سب کا معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ
نہیں پس تم نے میری عبادت کیا کرنا اور میرا ذکر کرنے کو نماز قائم کرنا- قیامت کی گھڑی آنے والی ہے جسے عنقریب میں ظاہر
نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾
کروں گا تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے- پس جو اس کو نہیں مانتے اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تجھے بھی
وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا
اس سے نہ روکیں ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا تھا اور اپنی
عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا
بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑ لیا کرتا تھا میرے لئے اس میں اور بھی کئی ایک فوائد ہیں- خدا نے کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے پس موسیٰ نے اس کو
هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٭ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾
پھینک دیا تو ناگاہ وہ بھاگتا ہوا سانپ تھا- خدا نے فرمایا اسے پکڑ لے اور خوف مت کر ہم اس کی پہلی کیفیت واپس لے آئیں گے
وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ
اور اپنا ہاتھ اپنی بغل کے اندر رکھ

اور سن میں نے تجھ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے برگزیدہ بنایا ہے پس جو کچھ تجھے اس وقت اور اس سے بعد الہام اور وحی کیا جائے اسے سنتے جائیو پہلا حکم قطعی یہ ہے کہ میں (خدا ہی سب کا سچا معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کیا کرنا اور عبادت کا طریق یہ ہے کہ عموماً ہر وقت میرا ذکر کیا کرنا اور خاص خاص وقتوں میں میرا ذکر کرنے کو نماز قائم کیا کرنا غرض ہر وقت میری طرف دھیان رکھا کرنا کیونکہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے جسے عنقریب میں ظاہر کروں گا تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دے دیا جائے پس بے ایمان لوگ جو اس گھڑی کو نہیں مانتے اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تجھے بھی اس قیامت کے ماننے سے نہ روکیں ورنہ تو بھی گمراہ ہو کر ہلاک ہو جائے گا خیر یہ بات تو طے ہوئی اے موسیٰ اب تو یہ تو بتلا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے گو ہم (خدا) جانتے ہیں تاہم تیرے منہ سے کہلوانا مقصود ہے حضرت موسیٰ نے کہا یہ میرا عصا (لکڑی) ہے جس پر میں تکان کے وقت تکیہ کیا کرتا تھا اور اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیا کرتا تھا اس کے علاوہ میرے لیے اس میں اور بھی کئی ایک فوائد ہیں اتنی لمبی تقریر کرنے سے حضرت موسیٰ کی تو غرض یہ تھی کہ میں اپنی حاجت کا اظہار کروں- مبادا کہیں اسے پھینک دینے کا حکم ہو آخر وہی ہوا خدا نے کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے تجھے ایک قدرت کا کرشمہ دکھائیں پس موسیٰ نے سنتے ہی اس کو پھینک دیا تو ناگاہ وہ اسی وقت بھاگتا ہوا سانپ نظر آتا تھا موسیٰ علیہ السلام یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گیا خدا نے فرمایا اے موسیٰ اسے پکڑ لے اور خوف مت کر یہ مت سمجھ کہ یہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے گا ہم اس کی پہلی ہی شکل اور کیفیت لے آئیں گے یعنی جب تیرے ہاتھ میں آئے گا تو لکڑی کی لکڑی رہ جائے گا اور دیکھ اپنا ہاتھ سکیڑ کر اپنی بغل کے اندر رکھ- تو

ل اخفاء کے دونوں معنی (چھپانے اور ظاہر کرنے کے) آتے ہیں پچھلے معنے یہاں مناسب ہیں (منہ)

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾

وہ بغیر بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے تاکہ تجھے اپنی قدرت کے بڑے بڑے نشان دکھائیں

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِىْٓ

تو فرعون کی طرف جا بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا الٰہی میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان

اَمْرِىْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا

کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے کنبہ میں سے میرے

مِّنْ اَهْلِىْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِى ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِىْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِىْٓ اَمْرِىْ ﴿۳۲﴾

بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اس کے ساتھ میری ڈھارس بندھا اور میرے کام میں اسے شریک کردے

كَىْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ

تاکہ ہم تیرے نام کی بہت بہت تسبیحیں پڑھیں اور تیرا ذکر بہت کریں تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے خدا نے فرمایا

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ

اے موسیٰ تیرا مطلوب تجھے دیا گیا اور ایک دفعہ اور بھی ہم نے تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے

بغیر بیماری کے چٹا سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے جو فرعون کے دربار میں تو دکھا سکے گا اس جگہ ہم نے تجھ کو ان کا معائنہ اس لیے کرایا ہے تاکہ تجھے اپنی قدرت کے بڑے بڑے نشان دکھادیں پس تو بسم اللہ کہہ کر فرعون بے سامان کی طرف جا بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے بندگی سے خدائی کا مدعی بن بیٹھا ہے کیسی نالائق حرکت ہے موسیٰ نے عرض کیا الٰہی مجھے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے تو اپنی عنایت سے میرا سینہ کھول دے یعنی مجھ کو فراخ حوصلہ بنا۔ ایسا کہ ہر ایک کے ذمہ اعلیٰ ادنیٰ کی بدزبانی سنوں مگر کسی طرح کا طیش یا غیض و غضب۔ مجھے نہ آئے اور میرا کام آسان کردے تیری ہی مدد سے بیڑا پار ہے اور میری زبان کی گرہ کھول دے یعنی میری لکنت اچھی کردے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں کیونکہ حالت موجودہ میں میری تقریر کچھ الجھی سی ہے اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنادے اس کے ساتھ میری ڈھارس بندھا اور میرے کام تبلیغ میں اسے شریک کردے تاکہ ہم تیرے کام کی بہت بہت تسبیحیں پڑھیں اور تیرا ذکر بہت کریں غرض یہ کہ ؎

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تیرے عشق کے متوالے تیرے نام کے شیدائی تیری محبت کے دیوانے ساتھ مل کر گزاریں گے ورنہ تو میرے حال کو خوب دیکھ رہا ہے تو ہی سب کاموں میں ہم کو کافی ہے۔ خدا نے فرمایا بہت خوب اے موسے تیرا سوال اور مطلوب تجھے دیا گیا اور یہ کوئی پہلا احسان تجھ پر نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایک اور دفعہ بھی ہم (خدا) نے تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے تیری ماں کو وحی کی تھی۔

ل بائیبل کی دوسری کتاب خروج باب ۴ آیت ۷ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ کا ہاتھ برف کی مانند مبروص تھا مبروص اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں خون کی خرابی سے چمڑہ سفید ہو جاتا ہے قرآن میں من غیر سوء کا لفظ بڑھا کر بائیبل کے اس لفظ کی تردید بالتصحیح کردی گئی ہے۔

اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى ۝ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

تیری ماں کو وحی کی تھی کہ اس کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دے' دریا اس کو کنارے پر ڈال دے

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ

گا میرا اور اس کا دشمن اس کو پکڑے گا۔ اور میں نے اپنی طرف سے تیری محبت ڈال دی

وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ۝ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ

تاکہ تو میرے سامنے پالا جائے جب تیری بہن چلتی ہوئی پہنچی پس اس نے کہا میں تم کو ایسی دایہ بتلاؤں جو اس کی

يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ۬ؕ وَ قَتَلْتَ

نگہبانی کرے؟ پس ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا

نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ؕ

تھا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی اور تجھ کو کئی طرح کے تجربات کرائے

یعنی بذریعہ القاء الہام سوجھایا تھا کہ اس کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دے دریا کا پانی اس کو کہیں لے جاکر کنارہ پر ڈال دے گا وہاں پر یہ صورت پیش آئے گی کہ میرا اور اس[1] کا دشمن اس کو پکڑے گا جس کا نتیجہ انہی کے حق میں برا ہوگا اور ایک عجیب قدرت کا نظارہ سن کہ جب فرعونیوں نے تجھ کو اٹھایا اور شاہی مکان میں لے گئے تو میں نے اپنی طرف سے سب حاضرین کے دل میں تیری محبت ڈال دی تاکہ تجھ پر سب لوگ شفقت کریں اور تو میرے سامنے میرے جوار رحمت میں پالا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تجھے معلوم ہے جب تیری بہن پیچھے پیچھے چلتی ہوئی شاہی مکان میں پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ تو رو رہا ہے اور کسی دائیہ کا پستان اپنے منہ میں نہیں لیتا کیونکہ ہم (خدا) نے ہر ایک دائیہ کا دودھ تجھ پر حرام[2] کر دیا تھا پس یہ ماجرا دیکھ کر اس ہوشیار لڑکی نے شاہی محل کے متعلقین سے کہا میں تم کو ایک دائیہ بتلاؤں جو اس کی نگہبانی کرے؟ وہ کیا چاہتے تھے یہ سن کر باغ باغ ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ لاؤ سب کی یہی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ لڑکا بچ رہے دراصل یہ سب میری قدرت کے کرشمے تھے اس لیے تو کسی اہل دل نے کہا ہے۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

پس ہم نے اس ادنیٰ کرشمے سے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں تیرے دیکھنے سے ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور بھی تجھے کچھ خبر ہے کہ ہم نے تجھ پر کیا کیا احسان کیے جب تو نے ایک شخص قبطی کو مار ڈالا تھا جس پر تمام دربار فرعون تجھ سے انتقام لینے کی فکر میں ہوا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی کہ مدین کی راہ سمجھائی اور اتنے میں تجھ کو کئی طرح کے تجربات کرائے اور جانچا اور پاس کرایا۔

---

[1] بائبل کی دوسری کتاب خروج کے باب ۲۔ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو دریا میں سے پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پکڑنے والے حضرت موسیٰ اور خدا کے دین کے دشمن تھے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی بیوی نے پکڑا تھا یہ ٹھیک نہیں کیونکہ فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ پر ایمان لائی تھی جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے پس فرعون کی بیوی کو پکڑنے والا کہنا غلط ہے بلکہ بموجب تصریح بائبل پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی۔

[2] حرمنا علیہ المواضع من قبل کی طرف اشارہ ہے۔

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا پھر اے موسیٰ تو ایک حد پر پہنچا اور میں نے تجھے اپنے

لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى

لئے ممتاز کیا ہے تو اور تیرا بھائی میرے نشانوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ فرعون کی طرف

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا

جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس اس سے نرم بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا

رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

اے ہمارے مولا ہمیں خوف ہے کہ فرعون ہم پر ظلم زیادتی کرے گا یا حد سے گزر جائیگا۔ خدا نے کہا تم مت ڈرنا میں تمہارے

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ

ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں پس تم دونوں اس کے پاس جاکر کہیو کہ ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾

جانے دے اور ان کو ناحق عذاب نہ دے ہم تیرے پروردگار کے ہاں تیرے پاس نشانی لائے ہیں اور سلامتی ہمیشہ اسی پر ہوگی جو ہدایت کا

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

تابع ہوگا ہماری طرف وحی الٰہی پہنچ چکی ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو تکذیب کرے گا اور روگردان ہو گا

پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا پھر اے موسے تو ایک حد پر پہنچا جہاں تیری نبوت کی ابتداء شروع ہوتی ہے۔ پس اس حد تک تو اب آیا چنانچہ خلعت نبوت تجھ کو دیا گیا اور میں نے تجھے اپنے کام تبلیغ احکام کے لئے ممتاز کیا ہے پس تو اور تیرا بھائی میرے احکام اور نشانوں کے ساتھ جاؤ اور دیکھنا دشمنوں کے چکر میں پھنس کر میری یاد میں سستی نہ کرنا بسم اللہ کر کے فرعون کی طرف جاؤ وہ نالائق سرکش ہو گیا ہے پس جاکر اس سے نرم بات کرنا اور ملائم طریق سے سمجھانا اس نیت سے کہ شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے گو اس کی اندرونی حالت سے میں (خدا) آگاہ ہوں کہ وہ کبھی نہ مانے گا تاہم بصور اتمام حجت کے تم اپنی رسالت کا حق ادا کیجیو خیر بہر حال خلعت نبوت سے آراستہ پیراستہ ہو کر حضرت موسے علیہ السلام مصر میں پہنچے اور اپنے بھائی حضرت ہارون کو جو حضرت موسیٰ سے بڑے اور مصر میں بنی اسرائیل کے ساتھ مقیم تھے آملے اور نبوت کی خوشخبری سنائی تو اس کٹھن کام کا اندازہ کر کے فرعونی دربار سے ڈرتے ہوئے دونوں نے کہا اے ہمارے مولا ہمیں خوف ہے کہ فرعون ہم پر ظلم زیادتی کرے گا یا جوش میں آکر حد سے گزر جائے گا اور حضور خداوندی میں کچھ گستاخی کرے گا خدا نے کہا تم نے اس بات سے مت ڈرنا میں تمہارے ساتھ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں پس تم دونوں اس کے پاس جاکر کہیو کہ ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو ہماری بات مان لے پہلے تو یہ کہ تو خدائی کا دعویٰ چھوڑ کر بندگی کا رتبہ اختیار کر دوئم یہ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے ہم اپنے وطن کنعان میں چلے جائیں اور ان کو ناحق تو عذاب نہ کر جیسا تو نے آج تک کیا اور کر رہا ہے دیکھ ہم تیرے پروردگار کے ہاں سے تیرے پاس نشان لائے ہیں اگر تو چاہے تو ہم دکھا سکتے ہیں پس تو دل کی آنکھ سے دیکھ اور سن رکھ کہ سلامتی ہمیشہ اسی پر ہوگی جو ہدایت کا تابع ہوگا اور یہ بھی سن رکھ کہ ہماری طرف یہ وحی الٰہی پہنچ چکی ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو سچی بات کی تکذیب کرے گا اور راست بازی سے روگردان ہوگا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ

فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے- موسیٰ نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو نیک و بد

هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ

سمجھایا- وہ بولا تو پہلی سنگتوں کا کیا حال ہے- موسیٰ نے کہا ان کا علم خدا کے پاس کتاب میں ہے

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ

میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور تمہارے لئے اس میں راستے

فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾

بنائے اور بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ ہم تمہارے لئے مختلف قسم کی سبزیاں نکالتے ہیں

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ اس میں عقلمندوں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- اسی میں سے ہم نے تم کو پیدا

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾

کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیتے ہیں اور اسی سے تم کو ایک دفعہ پھر نکالیں گے

یہ سن کر فرعون نے معقول جواب تو کچھ نہ دیا- صرف اتنا کہا اے موسیٰ تم دونوں بھائیوں کا پروردگار کون ہے آج تک تو میں ہی اپنی کل رعیت کا پروردگار بنا رہا آج یہ تو نے کیا نئی سنائی ہے کہ اور بھی کوئی پروردگار ہے حضرت موسیٰ چونکہ اس الٰہی کمیشن کے ہیڈ یعنی دونوں ممبروں میں سے معزز اور سرکردہ ممبر تھے اس لیے انہوں نے کہا ہمارا پروردگار وہ ذات پاک ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو نیک و بد سمجھایا یہ سن کر بھی وہ نادانوں کی سی باتیں کرنے لگا اور یوں کہ اگر یہ بات ہے تو پہلی سنگتوں اور قوموں کا کیا حال ہے جو میری عبادت کرتے کرتے مر گئے اس سوال سے فرعون کی غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰ ان کے حق میں کوئی سخت سست الفاظ کہیں گے تو میرے حوالی موالی اس پر لپکیں گے جس سے اس کی عام مخالفت میری رعایا کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی- مگر حضرت موسیٰ آجکل کے علماء کی طرح جلد باز نہ تھے کہ جھٹ سے کفر کا فتوے دے دیتے اس لیے حضرت موسیٰ نے نہایت ہی دور اندیشی سے کہا کہ ان گزشتہ زمانے والوں کا علم خدا کے پاس کتاب میں مرقوم ہے میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے بھلا وہ کیسے بھولے کیا وہ محدود علم اور محدود قدرت والا ہے؟ نہیں وہ تو ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور تمہارے لیے اس میں مختلف قسم کے قدرتی راستے وہ بنائے جو جنگلوں اور پہاڑوں میں تمہارے لیے کار آمد ہوتے ہیں اور بادلوں سے تمہارے لیے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ ہم (خدا) تمہارے لیے مختلف قسم کی سبزیاں نکالتے ہیں- عقلمند دیکھتے ہو سب کام کیسے باقاعدہ ہماری (خدا) کی قدرت سے ہو رہے ہیں پس تم ایسا کرو کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ یاد رکھو اس میں عقلمندوں کے لیے ہماری قدرت کے کئی ایک نشان ہیں وہ غور کر کے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ جس خدائے ذوالجلال نے اتنا بڑا دنیا کا ڈھانچ ایسے انتظام سے چلایا ہے وہ اس کام پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ قیامت کے روز مردوں کو زندہ کرے- سنو یہ تو کچھ مشکل ہی نہیں اسی میں سے ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو بعد موت لوٹا دیتے ہیں اور اسی زمین میں سے تم کو ایک دفعہ پھر یعنی قیامت کے روز زندہ کر کے نکالیں گے خیر یہ تو تم مکہ والوں سے ضمنی کلام بطور جملہ معترضہ کے تھا-

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ

اور ہم نے اس کو اپنے کل نشان دکھلائے اس نے پھر بھی ان کو جھٹلایا اور منکر ہی رہا- بولا کہ اے موسیٰ تو اس لئے آیا ہے کہ اپنے جادو

اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

کے ساتھ ہمارے ملک سے ہمیں نکال دے ہم تیرے جادو کے برابر کا جادو لادیں گے پس تو ہم میں اور اپنے پروردگار میں ایک وعدہ گاہ

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

برابر کا مکان مقرر کر جسے نہ ہم ٹلائیں نہ تو ٹلائیو موسیٰ نے کہا تمہارے ہمارا وعدہ گاہ زینت کا دن ہوگا

الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝

اور لوگ چاشت کے وقت جمع کئے جائیں- پس فرعون نے ہٹ کر اپنے ہتھکنڈوں کو جمع کیا پھر آیا

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ

موسیٰ نے کہا تمہارے حال پر افسوس ہے خدا پر جھوٹا بہتان مت لگاؤ ورنہ خدا تم کو عذاب سے تباہ کردے گا اور

قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝

جو افترا کا ارتکاب کرتا ہے وہ خوار ہوتا ہے-

اب باقی قصہ سنو کہ فرعون سے موسیٰ کا معاملہ کیا ہوا حضرت موسیٰ اس کے پاس آئے اور ہم (خدا) نے اس (فرعون) کو اپنے کل نشان دکھلائے معجزات عصا اور ید بیضا وغیرہ اس کے سامنے ہوئے مگر اس کم بخت نے پھر بھی ان سب کو جھٹلایا اور منکر ہی رہا نادان بجائے تسلیم اور انقیاد کے کیسا بیہودہ طرح سے پیش آیا بولا کہ اے موسیٰ تو اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے ساتھ ہمارے ملک سے ہمیں نکال دے مخلوق کو اپنی مریدی کے جال میں پھنسا کر ہم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے اور سرکار کی تو مخالفت کرتا ہے تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا ہم (سرکار) تیرے جادو کے برابر جادو لائیں گے پس تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ گاہ برابر کا مکان مقرر کر جسے نہ ہم ٹلائیں نہ تو ٹلائیو بلکہ برابر وقت پر پہنچیں اس میدان میں تیرا اور ہمارا مقابلہ ہوگا- پھر دیکھیں گے تو کوئی بڑا کرتب دکھاتا ہے یا ہمارے کاریگر بڑا کھیل دکھاتے ہیں موسیٰ نے کہا تمہارا ہمارا وعدہ گاہ اور میدان جنگ زینت کا دن یعنی عید کے جشن کا زور ہوگا اور لوگ چاشت کے وقت سوا پہر دن چڑھے جمع کیے جائیں کھلے بندوں جھوٹ سچ کی تحقیق ہوگی اور سب کے سامنے ڈبیٹنگ کلب (مجلس مباحثہ) لگے گی- دونوں طرفوں کے جوہر ہر ایک کو نظر آئیں گے پس فرعون کو بھی یہ تجویز پسند آئی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام سے ہٹ کر اپنے ہتھکنڈوں کو جمع کیا- یعنی جادوگروں کو بلایا پھر وقت مقرر پر ان کو لے کر میدان میں آیا حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ ایک جم غفیر جادوگروں اور قطبوں کا بے انتہا ٹڈی دل کی طرح امڈا چلا آرہا ہے اور فرعون کی خدائی اور الوہیت کا شیدا اور دلدادہ ہے مناسب ہے کہ پہلے ان کو بطور وعظ و نصیحت کے کچھ کلمات سنا دیے جائیں پس سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے انکو کہا تمہارے حال پر افسوس ہے کہ تم خدا کی ادنیٰ مخلوق کو خدا بنائے بیٹھے ہو اور اس کی الوہیت کی حفاظت کرنے جمع ہوئے ہو کیا امیر کیا غریب لکھے پڑھے اور جاہل سب کے سب اسی بلا میں مبتلا ہو- نادانو حقیقی خدا پر جھوٹا بہتان مت لگاؤ یعنی فرعون کی الوہیت نہ مانو اور اسکی امداد نہ کرو کیونکہ یہ خدا کی نسبت ایک گونہ بہتان ہے ورنہ خدا تمکو کسی نہ کسی عذاب سے ضرور تباہ کردے گا اور یاد رکھو جو خدا پر افترا کر کے ظلم کا ارتکاب کرتا ہے وہ ضرور ذلیل و خوار ہوتا ہے پس اتنا ہی حضرت موسیٰ کا وعظ سننا تھا کہ سب کے دل ہل گئے

فَتَنَازَعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ۝۶۲ قَالُوٓا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

پس انہوں نے اس امر میں باہمی نزاع کیا اور پوشیدہ مشورے کئے- بولے کہ یہ دونوں جادو گر ہیں ان کا ارادہ ہے

يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ

کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارا افضل دین برباد کرنا چاہتے ہیں

الۡمُثۡلٰى ۝۶۳ فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى ۝۶۴

پس تم اپنے داؤ گھات جمع کرلو پھر صفیں باندھ کر آؤ اور آج جو غالب رہے گا وہی ہمیشہ کے لئے کامیاب

قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ۝۶۵ قَالَ بَلۡ

ہوگا- جادوگر بولے کہ اے موسیٰ تو پہلے وار کرنا چاہتا ہے یا ہم پہلے وار کریں- موسیٰ نے کہا بلکہ

اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَعِصِيُّهُمۡ يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى ۝۶۶

تم ہی وار کرو پس فورا ان کی رسیوں اور لکڑیوں پر ان کے جادو کے اثر سے موسیٰ کو خیال ہونے لگا کہ وہ حرکت کرتی ہیں

فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً مُّوۡسٰى ۝۶۷ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ۝۶۸

پھر تو موسیٰ کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہونے لگا- ہم نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے

وَاَلۡقِ مَا فِىۡ يَمِيۡنِكَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا كَيۡدُ سٰحِرٍ ؕ

اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ڈالدے وہ ان کی تمام کارستانیوں کو نگل جائے گا کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یہ صرف

اس لیے انہوں نے اس امر میں باہمی نزاع کیا بعض تو کہیں کہ موسیٰ سے مقابلہ کرو بعض کہیں نہ کرو یہ کوئی اللہ والا معلوم ہوتا ہے پس ان سب نے اس کام کے متعلق باہمی کانا پھوسیاں کیں اور انہوں نے پوشیدہ مشورے کیے آخر کار فرعون کے حاشیہ نشین جن کو فرعون کی وجہ سے عزت اور حکومت حاصل تھی فرعون کی رائے کا اندازہ کر کے حاضرین کی ڈھارس بندھانے کو بولے کہ یہ دونوں موسیٰ اور ہارون جادوگر ہیں ان کا ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک مصر سے نکال دیں اور تمہارا سچا اور افضل اور پسندیدہ دین جس کی پیروی تمہارے باپ دادا کرتے رہے ہیں برباد کرنا چاہتے ہیں پس تم اپنے تمام داؤ گھات جمع کرلو پھر صفیں باندھ کر میدان جنگ میں آؤ اور یاد رکھو کہ آج کے دن جو غالب رہے گا وہی ہمیشہ کے لیے کامیاب ہوگا آخر جادوگر اس تقریر فرعونی سے متاثر ہو کر حضرت موسیٰ کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ اے موسیٰ کیا منشے ہے تو پہلے وار کرنا چاہتا ہے یا ہم پہلے کریں موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ کیا بہادری ہے کہ دشمن کو حوصلہ نکالنے کا موقع نہ دیا جائے اس لیے میں پہلے وار کرنا نہیں چاہتا بلکہ تم ہی پہلے وار کرو پس ان کے وار کرنے کی دیر تھی کہ فورا ان کی رسیوں اور لکڑیوں پر ان کے جادو مسمریزم کے اثر سے موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہونے لگا کہ وہ حرکت کرتی ہیں پھر تو موسیٰ کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہوا کہ الٰہی یہ کیا بات ہے- ادھر ہم (خدا) نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے یہ تو صرف رسیاں اور لکڑیاں ہیں جو مسمریزم کے اثر سے صرف تمہاری نگاہ میں متحرک ورنہ دراصل کچھ بھی نہیں پس تو مستقل رہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے یعنی عصا جس کا نظارہ تو پہاڑ پر ایک دفعہ دیکھ چکا ہے ایک دم اپنے سامنے ڈال دے پھر دیکھیو ان کی تمام کارستانیوں کو کیسے نگل جائے گا کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یہ صرف جادو مسمریزم کا کرشمہ ہے

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ

صرف جادو کا کرشمہ ہے اور جادو گر کہیں بھی آئے کامیاب نہیں ہو سکتا- پس جادو گر سجدے میں گر پڑے بولے کہ ہم ہارون اور موسیٰ

هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

کے پروردگار پر ایمان لائے ہیں- فرعون بولا کہ میرے اذن سے پہلے ہی تم ایمان لے آئے؟ یہ تمہارا بڑا استاد ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَ

جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹوا دوں گا اور تم کو کھجوروں

لَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾

کے تنوں پر سولی دوں گا- اور تم جان لو گے کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور زیادہ دیرپا ہے

قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا

وہ بولے ہمارے پرودگار کی طرف سے جو نشانات بینہ ہمارے پاس آئے ہیں ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا

أَنتَ قَاضٍ ۖ

ہے اس پر ہم آپ کو کس طرح ترجیح نہیں دے سکتے پس جو کچھ آپ کر سکتے ہیں کر لیجئے

نبی اور رسول کے مقابلے پر جادوگر کہیں بھی آئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا موسیٰ علیہ السلام کا عصا ڈالنا تھا کہ وہ جادوگروں کے سانپ سنپولی سب نگل گیا پس جادوگر عاجزی سے سجدے میں گر پڑے بولے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے بھیجنے والے پروردگار عالمین پر ایمان لائے ہیں کیونکہ بقول

ولی را ولی میشناسد دزد را دزد می شناسد

ہم سمجھ گئے کہ جو موسیٰ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے جادو یا مسمریزم کے اثر سے ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی محبوب ہے اس پردہ نگاری میں فرعون تو ندامت کا مارا ڈوبتا جاتا تھا بھاگنے کو راہ نہ ملتی تھی آخر غصہ میں بولا کہ میرے اذن سے پہلے ہی تم ایمان لے آئے ہو میں جانتا ہوں کہ یہ موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے اسی لیے اس کے مقابلے میں تم عاجز آئے ہو یا تم دونوں استاد شاگردوں نے سمجھوتہ کر لیا پس میں بھی تم سے وہ کروں گا کہ تم یاد ہی کرو گے دیکھو میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں کٹوا دونگا اور تم سب جادوگروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے تنوں پر سولی دوں گا اور تم جان لو گے کہ ہم فرعون اور موسیٰ کے خدا میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے وہی بات ہوئی کہ

نزلہ برعضو ضعیف می ریزد

ان بیچاروں کو تو دھمکاتا رہا مگر موسیٰ کے ساتھ کوئی پیش نہ چل سکی کہ اسے بھی کچھ کہہ سکتا وہاں تو اژدھے کا خوف تھا وہ جادوگر بولے جناب عالی بے ادبی معاف ہمارے پروردگار کی طرف سے جو نشانات بینہ موسیٰ کی معرفت ہمارے پاس آئے ہیں ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو کسی طرح ترجیح نہیں دے سکتے ممکن نہیں کہ ایک غلام اپنے حقیقی مالک کو چھوڑ کر اپنے ہی مالک کے ایک نافرمان بندے کو مالک تصور کر لے اور اسی کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر ڈال لے اور پھر وہ بھلائی کی توقع رکھ سکے ایسا ہرگز زیبا نہیں یہ ایک عام مثل ہے کہ جس کا کھائیں اسی کا گائیں پس جو کچھ آپ کر سکتے ہیں کر لیجئے ہماری تو یہ حالت ہے کہ

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید - یا تن رسد بجاناں یا جان ز تن بر آمد

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ

آپ تو صرف اسی دنیا میں حکم کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے

اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ۝ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا

اور جادو کا گناہ بھی معاف کرے جس پر آپ نے ہمیں مجبور کیا اور اللہ سب سے اچھا ہے اور ہمیشہ بقا والا ہے جو کوئی اپنے پروردگار کے پاس

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ۝ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مجرمانہ وضع میں آئے گا اس کے لئے ضرور جہنم مقرر ہے جس میں وہ نہ مرے گا نہ جئے گا۔ اور جو کوئی اس کے پاس ایماندار ہو کر آئیں گے

الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ

اور عمل نیک بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بلند درجے ہوں گے یعنی باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں ان کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ۝ وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی

نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بدلہ اس شخص کا ہے جو پاک ہوا ہے اور ہم نے موسیٰ کی طرف

مُوْسٰٓی ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ

وحی بھیجی کہ تو میرے بندوں کو رات کے وقت لے نکل اور سمندر میں ان کے لئے خشک راستہ بنائیو پکڑے جانے کا خوف نہ

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ۝

کرنا اور نہ ڈرنا

آپ تو صرف اسی دنیا میں حکم کر سکتے ہیں بعد مرنے کے آپ کا اختیار نہیں بلکہ اس ملک کی حدود سے باہر والے بھی آپ کے حکم سے باہر ہیں مگر ہمارا پروردگار تو ایسا ہے کہ تمام زمین و آسمان کا ملک اسی کا ہے زندگی کے علاوہ بعد مرنے کے بھی اسی کا قبضہ ہے اسی لیے تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے سابقہ گناہ معاف کرے اور خاص کر وہ جادو کا گناہ بھی معاف کرے جس پر آپ نے ہمیں مجبور کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے معزز رسول کا مقابلہ کرایا اور یاد رکھیے کہ آپ کا گھمنڈ بالکل فضول ہے کہ ہم بڑی حکومت والے اور عذاب کرنے والے ہیں اور اللہ سب سے اچھا اور ہمیشہ بقا والا ہے یاد رکھیے اس کے ہاں مقرر ہے کہ جو کوئی اپنے پروردگار کے پاس مجرمانہ وضع میں آئے گا خواہ غریب ہو یا امیر رعایا ہو یا بادشاہ اس کے لئے ضرور جہنم مقرر ہے جس میں نہ وہ مرے گا کہ جان نکل کر چھوٹ جائے نہ جئے گا کہ آرام سے زندگی گزارے بلکہ دائمی عذاب میں پھنسا رہے گا اور جو کوئی اس پروردگار کے پاس ایمان والا ہو کر آئے گا اور عمل نیک بھی کیے ہوں گے تو ان کے لیے بلند درجے ہوں گے وہ باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ اس شخص کا ہے جو شرک کفر اور بداخلاقی سے پاک ہوا ہوگا مختصر یہ کہ فرعون نے ان کو مروادیا اور قتل کروادیا مگر ہم نے ان کو مضبوط رکھا اور وہ اس مضبوطی میں دم برابر کر گئے رحمہم اللہ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی سے خبر بھیجی کہ تو میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات کے وقت فرعون کی بے خبری میں لے نکل اور سمندر پر پہنچ کر اس میں ہمارے حکم سے عصا کے ساتھ ان کے لیے خشک راستہ بنائیو جس سے بنی اسرائیل تمام امن وامان سے گزر جائیں دیکھنا پکڑے جانے کا خوف نہ کرنا اور نہ ڈوبنے سے ڈرنا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل کے رات کو چل پڑے۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ
پس فرعون اپنی فوج سمیت ان کے پیچھے ہولیا- پس پانی نے ان کو کیسا گھیرا اور فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ
قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی- اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے دشمن سے تم کو نجات دی

عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝
تھی اور کوہ طور کے دائیں جانب کتاب دینے کا تم سے وعدہ کیا تھا اور تم پر من و سلویٰ بھیجتے تھے

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ
ہمارا دیا ہوا پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرنا ورنہ میرا غضب تم پر ٹوٹ پڑے گا-

وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
اور جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ ہلاک ہوا اور میں توبہ کرنے والوں اور ایمانداروں اور

وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝
نیکوکاروں اور ہدایت پر چلنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنہار ہوں اور اے موسیٰ تو اپنی قوم سے پہلے جلدی کیوں آ گیا ہے

پس فرعون اپنی فوج سمیت پکڑنے کی غرض سے ان کے پیچھے ہولیا مگر وہ اپنی شومیٔ قسمت سے غافل تھا کہ یہ سلسلہ خدا کے ہاتھوں نے بنایا ہے وہی ان کا محافظ ہے گو اس نے بارہا کرشمہ قدرت دیکھے مگر جہالت اس کے سر پر سوار تھی پس کچھ نہ پوچھو- کہ پانی نے ان کو کیسا گھیرا؟ ایسا گھیرا کہ غرق ہوگئے لگے خدا کو پکارنے واویلا کرنے مگر کون سنتا ہے فغان درویش بجان درویش آخر انجام یہ ہوا کہ فرعون اور اس کی فوج جن کو بنی اسرائیل کے تعاقب میں ساتھ لے کر گیا تھا تمام ڈوب گئے اور سچ تو یہ ہے کہ کمبخت فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اپنا الو تو سیدھا کیا مگر ان کے فائدے کی راہ ان کو نہ بتائی کیوں اس نے ایسا کیا اس لئے کہ مصنوعی خدا تھا حقیقی خدا کی شان یہ ہے کہ مخلوق کو نیک ہدایت کرے اس لئے ہم (حقیقی خدا) تم کو سمجھاتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل سنو ہم (خدا) نے تم کو تمہارے دشمن فرعون سے نجات دلائی تھی اور کوہ طور کی دائیں جانب کتاب دینے کا تم سے وعدہ کیا تھا اور تم پر یہ احسان کیا تھا کہ میدان تیہ میں تم پر من جو ایک قسم نباتات سے ہے اور سلوی جو ایک قسم کے پرند جانور ہیں بھیجے تھے جن کو کھا کر تم گزارہ کرتے تھے اور ہم نے تم کو اجازت دی تھی کہ ہمارا دیا ہوا پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس رزق میں سرکشی نہ کرو بلکہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے اس جنگل بیاباں میں بھی تم کو بے آب و نان نہیں چھوڑا پس تم ناشکری نہ کرو ورنہ میرا غضب تم پر ٹوٹ پڑے گا اور یاد رکھو کہ جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ ہلاک ہوا اس کی کسی طرح خیر نہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں توبہ کرنے والوں اور ایمانداروں اور نیکوکاروں اور ہدایت پر چلنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنہار ہوں خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو تم موجودہ بنی اسرائیل کو بطور واعظ کے سنایا گیا اب اصل قصہ پھر سنو موسیٰ علیہ السلام تمام بنی اسرائیل کو لے کر میدان تیہ میں گئے جہاں چالیس سال تک انہوں نے ڈیرہ رکھا پھر حسب فرمان خداوندی کوہ طور پر پہنچے- تو خدا کو سجدہ شکر کیا اور خدا نے فرمایا اے موسیٰ تو اپنی قوم سے پہلے جلدی کیوں آگیا ہے غرض یہ تھی کہ موسیٰ اپنا مافی الضمیر خود بتلادے-

قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِیْ وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا

موسیٰ نے کہا وہ بھی تو میرے پیچھے آرہے ہیں اور میرے مولا میں تیرے پاس اس لئے جلدی آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے۔ خدا نے کہا

قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو بچایا ہے یعنی ان کو سامری نے گمراہ کردیا۔ پس موسیٰ غصے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف

اَسِفًا ۚ۬ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ۬ اَفَطَالَ عَلَیْكُمُ الْعَهْدُ

واپس آیا۔ کہا میرے بھائیو کیا تمہارے پروردگار نے تم سے نیک وعدہ نہ کیا تھا۔ کیا زمانہ تم پر دراز ہوگیا یا تم

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا

نے چاہا کہ تمہارے پروردگار کا غضب تم پر ٹوٹ پڑے اسی لئے تم نے میرے حکم کے خلاف کام کئے انہوں نے کہا

مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

ہم نے آپ کو حکم عدولی اپنے اختیارات سے نہیں کی بلکہ قوم بنی اسرائیل کے زیورات ہم پر لادے گئے وہ ہم نے آگ میں ڈال

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جناب عالی وہ بھی تو میرے پیچھے آرہے ہیں اور اے میرے مولا میں تیرے پاس اس لیے جلدی آیا ہوں کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے خدا نے کہا دیکھ ہم تجھے ایک نئی خبر سناتے ہیں کہ ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو بچلایا ہے یعنی ان کو سامری نے گوسالہ بنا کر گمراہ کر دیا کہ ایک بچھڑا بنا کر ان سے اس کی عبادت کروا رہا ہے ان کی بھی عقل ماری گئی کہ اسی بچھڑے کو خدا سمجھ بیٹھے پس موسیٰ علیہ السلام تو یہ سنتے ہی غصے اور رنج میں بھرا ہوا واپس آیا کہا میرے بھائیو تمہیں کیا ہو گیا کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک نیک وعدہ نہ کیا تھا کہ میں تم کو کتاب دوں گا تم کو بڑی قوم بناؤں گا تمہیں عزت دوں گا پھر یہ کیا تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے کہ تم مالک حقیقی کو چھوڑ کر ایک مصنوعی معبود کی طرف جس کو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے جھک پڑے کیا میری غیبوبت کا زمانہ تم پر دراز ہو گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تمہارے پروردگار کا غضب تم پر ٹوٹ پڑے اسی لیے تم نے میرے حکم اور میرے وعدے کے خلاف کام کیے ہیں میں تو تم کو توحید کا سبق دے گیا تھا میرے پیچھے تم نے یہ کیا گل کھلائے انہوں نے کہا حضرت ہم نے آپ کے حکم عدولی اور خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی بلکہ ہم کو ایک غلطی لگی ہے جس کی یہ صورت ہوئی کہ قوم بنی اسرائیل کے زیوارت بطور چندہ جمع کر کے ہم پر لادے گئے وہ ہم نے سامری کی ترغیب پر آگ میں ڈال دیئے۔

ل یعنی کہہ کہ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ سب تفسیری ہے خدا کی نسبت جہاں لفظ گمراہ کرنے کا آتا ہے وہاں علت العلل کی طرف نسبت ہوئی ہے جیسے کہا کرتے ہیں خدا نے باغ کو ہرا بھرا کر دیا حالانکہ پانی اس کی سرسبزی کے لئے سبب قریب ہے یہ بحث مفصل ہمارے رسالہ ترک اسلام وغیرہ میں مل سکتی ہیں (منہ)

ل اس قوم سے مراد بہت سے علماء نے فرعون کی قوم بتایا ہے مگر اسے تفسیر کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ سوائے اس سے کہ انہوں نے القوم کا الف لام خارجی سمجھا ہے مگر خارجی کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے مدخول کا علم سامع کو پہلے سے حاصل ہو جس کی صورت یہ ہے کہ ان کا مدخول اس کلام میں پہلے آچکا ہے جیسے اس آیت میں کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصے فرعون الرسول اس میں الرسول پر الف لام خارجی ہے کیونکہ اس سے پہلے رسول کا ذکر آچکا ہے یا کسی اور صورت سے اس کا علم مخاطب کو ہو۔ غرض علم ضرور ہو۔ لیکن جب آیت زیر بحث کو دیکھتے ہیں تو اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں پاتے جس سے مخاطب کو قوم کا علم حاصل ہوا ہو بلکہ قرینہ اس بات کا ہے کہ قوم سے مراد بنی اسرائیل ہے کیونکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل ہی کا ذکر ہے پس بنی اسرائیل اس سے مراد ہیں۔

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ

دیے پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال کر ایک بچھڑا ان کو نکال دیا جو صرف ایک ڈھیر ہی ڈھیر تھا جس میں سے ایک آواز سی نکلتی تھی

اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ

پس انہوں نے کہا یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے موسیٰ تو بھول گیا کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ تو ان کو کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا

لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ

تھا اور نہ ان کے لئے کسی قسم کے ضرر یا نفع کا اختیار رکھتا تھا موسیٰ کے آنے سے پہلے ہارون نے ان کو کہا تھا کہ بھائیو تم اس کی وجہ سے

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

گمراہ ہو گئے ہو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس تم میری تابعداری کرو اور میرا کہا مانو۔ وہ بولے ہم تو ہمیشہ اسی پر جمع

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آوے اس نے کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں

ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾

تو میری تابعداری کرنے سے تو کیوں رکا تھا کس چیز نے تجھے روکا تھا کیا تو نے بھی میری حکم عدولی

پھر اسی طرح سامری نے بھی اپنا حصہ یا چندہ آگ میں ڈال کر ایک بچھڑا ان کو نکال دیا جو صرف ایک ڈھیر ہی ڈھیر تھا جس میں سے بوجہ سوراخوں کے فقط ایک آواز سی نکلتی تھی پس یہ آواز سن کر سامری اور اس کے ساتھیوں نے اس کو سجدہ کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ موسیٰ کا خدا ہے موسیٰ تو بھول گیا کہ کوہ طور پر خدا سے ملنے اور احکام لینے گیا دیکھو تو یہ موسیٰ کی کیسی صریح غلطی ہے افسوس کہ وہ ایسے جاہل تھے کہ اپنے ہاتھ سے تو اس کو بنایا اور اسی کو خدا سمجھ بیٹھے کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ چاندی کا ڈھلا ہوا بچھڑا تو ان کی کسی بات کا جواب ہی نہیں دے سکتا تھا اور نہ ان کے لئے کسی قسم کے ضرر یا نفع کا اختیار رکھتا تھا اس کے علاوہ حضرت موسیٰ کے آنے سے پہلے ہارون نے ان کو کہا تھا کہ بھائیو تم اس مصنوعی بچھڑے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے ہو دیکھو باز آؤ یہ شرارت تمہارے حق میں اچھی نہ ہو گی کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہے جو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس تم میری تابعداری کرو اور میرا کہا مانو مگر افسوس ان اوباشوں نے ہارون کی ایک نہ سنی بولے ہم تو ہمیشہ اسی بچھڑے پر ہی جمیں رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئے تیری تو ہم سننے کے نہیں نالائق ایسے بگڑے کہ حضرت ہارون خدا کے نبی کی ایسی گستاخی کی کہ کوئی نہ کرے وجہ کیا؟ یہ کہ ہارون کی طبیعت حلیم سلیم تھی سیاست کو جو ذرا سا کڑا پن چاہیے وہ نہ تھا اسی لیے بحکم کر مہائے تو مارا کرو گستاخ۔ ان پر دلیر ہو گئے۔ آخر حضرت موسیٰ جب واپس آئے اور بنی اسرائیل سے یہ جواب سنا تو حضرت ہارون کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ تو سیاست کے متعلق میری تابعداری کرنے سے تو کیوں رکا تھا کیوں ان بدمعاشوں کو تازیانوں سے سیدھا نہ کیا ایسی غفلت تو نہ کرتا تو یہ مادہ فساد کیوں اتنی ترقی کر جاتا تو نے بھی میری حکم عدولی کی یہ کہہ کر دینی جوش سے حضرت ہارون کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے۔

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۚ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ

کی ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی میری داڑھی اور سر کو چھوڑ دے۔ میں اس بات سے ڈرا تھا کہ تو کہے گا بنی اسرائیل

بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ

میں تو نے پھوٹ ڈال دی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔ موسیٰ بولے اور سامری تیرا کیا حال ہے اس نے کہا

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَ

میں نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے دیکھی پس میں نے رسول کے اثر قدم سے مٹی کی ایک مٹھی بھرلی اور اس کو ڈال دیا اور میری

كَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَوٰةِ أَنْ تَقُولَ

نفسانی خواہش سے مجھے یہ بات بھلی معلوم ہوئی موسیٰ نے کہا پس جا اسی زندگی میں تیری سزا یہ ہوگی کہ تو کہے گا کہ مجھے

ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی اس جوش اور غصے کو ذرا سرد کو اور میری داڑھی اور سر کو بالوں کو چھوڑ دے۔ میرا عذر تو سن لے اگر معقول ہو تو قبول کیجئو اور نامعقول ہو تو اختیار باقی ہے میں اس بات سے ڈرا تھا کہ اگر میں سیاست سے کام لوں تو لامحالہ قوم تفریق ہو جائے گی تو تو کہے گا بنی اسرائیل میں تو نے پھوٹ ڈالدی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا قوم کی اصلاح سے پہلے ان کی مجموعی طاقت کو بحال رکھنا مقدم فرض ہے کیونکہ اخلاقی فقرہ دولت ہمہ ز اتفاق خیزد مشہور معروف ہے ہارون علیہ السلام کا معقول عذر سن کر حضرت موسیٰ نے ان کو چھوڑ دیا پھر اصل مجرم کی طرف متوجہ ہو کر بولے کہو بے او سامری نالائق تیرا کیا حال اور عذر ہے تو نے یہ فساد کی جڑ کیوں قائم کی اس نے کہا صاحب اصل بات تو یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کیا وہ ایک دل لگی اور خوش طبعی سے کیا ہے چونکہ آپ اس کی وجہ مجھ سے پوچھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہ دیکھی میں نے دیکھا کہ بیکار سے بے گار بھلی چلو کوئی مشغلہ کریں پس میں نے رسول یعنی آپ کے قدم اثر سے مٹی کی ایک مٹھی بھرلی اور اس کو ان زیورات میں ڈال دیا اصل میں تو میں جانتا تھا کہ کچھ نہیں صرف ان احمقوں کو اس جال میں پھاندنے کے لئے میں ایسا کیا ہے اور میری نفسانی خواہش سے مجھے یہ بات بھلی معلوم ہوئی تو میں نے بھی بقول شخصے ؎

بیکار نہ بیٹھ کچھ کیا کر
ٹانکے ہی ادھیڑ کر سیا کر

ایک مشغلہ نکالا اور میرا خیال تو یہ ہے کہ سب لوگ اسی طرح دنیا میں بڑے بن جاتے ہیں کہ چند ایک عقل کے دشمن ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں پس ان کا کام بن جاتا ہے یہ نامعقول تقریر سن کر حضرت موسیٰ نے کہا او نادان "بازی بازی باریش بابا بازی" کیا تجھے اور کوئی مشغلہ نہ رہا تھا دین ہی میں چھیڑ چھاڑ کرنے کی سوجھی ہائے کم بخت تیری بے نور عقل نے تجھے گمراہ کیا بس جا دفع ہو جا اسی دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہوگی کہ لوگوں کے ملنے سے تکلیف اٹھائے گا تو کہے گا

ؔل بہت سے مفسرین نے الرسول کی تفسیر جبرائیل کی سے ہے مگر اس تفسیر میں بھی وہی اعتراض ہے جو ہم صفحہ ۱۰۱ پر القوم کے حاشیہ میں لکھ آئے ہیں یعنی جبرائیل مراد ہوتا ہے اس امر پر مبنی ہے کہ الوسول پر الف لام خارجی ہو۔ خارجی الف لام کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے مدخول کا علم قبل ازیں حاصل ہو حالانکہ یہاں پر جبرائیل کی رسالت کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ حضرت موسیٰ کی رسالت کا علم سب کو تھا۔ اسی لئے تفسیر ہم نے کی ہے۔ منہ

لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

مت چھونا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے کسی طرح نہ ٹلے گا اور اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جما

عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ

رہا ہے ہم اسے جلائیں گے اور راکھ کر کے اس کو پانی میں بہا دیں گے تمہارا سب کا حقیقی معبود صرف

الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ

اللہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے اسی طرح ہم واقعات گزشتہ تجھ کو

مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ

سناتے رہیں گے اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا کی ہے جو لوگ اس سے روگردان ہوں گے

فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے ہمیشہ اسی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے قیامت کے دن وہ بوجھ ان کا بہت

حِمْلًا ﴿١٠١﴾

ہی برا ہو گا

کہ مجھے مت چھونا آبادی میں تنگ ہو کر جنگلوں بیابانوں میں بھٹکتا پھرے گا آخر کو ایک روز کتے کی موت مرے گا اور یاد رکھ تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے جو اس دنیا کی زندگی سے بعد ہو گا جو تجھ پر سے کسی طرح نہ ٹلے گا اب میں تجھ پر سزا کا حکم کرتا ہوں پس تو ہوشیار رہ اور اپنے اس مصنوعی معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جما رہا ہے اور لوگوں کو اسی طرف بہکا کر گمراہ کرتا رہا نالائق دیکھ ہم اسے جلائیں گے اور راکھ کر کے اس کو ایک دم پانی میں بہادیں گے چاہیے وہ چاندی سونے کا ہے مگر اس کے معنوی نجس اور باطنی خبث کی وجہ سے کسی کو اس کے استعمال کی بھی اجازت نہ دیں گے چنانچہ موسیٰ نے ایسا ہی کیا لوگو اس سارے بیان کا نتیجہ سنو کہ تم سب کا حقیقی معبود اور سچا مالک صرف اللہ پاک ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود زمین پر نہ آسمان پر کہیں بھی نہیں یہ اس کے استحقاق الوہیت کی کیفیت ہے اسی لیے تو اس کا علم اتنا بڑا وسیع ہے کہ تمام دنیا کی چیزوں گزشتہ اور آئندہ سب پر حاوی ہے اس سے نتیجہ پاؤ کہ معبود برحق کے لئے علم الغیب ہونا خاصا ہے کسی مخلوق میں علم غیب کا خیال کرنا گویا اس کو معبود ماننا ہے اسی طرح یعنی جیسا تجھ کو موسیٰ ہارون اور بنی اسرائیل کا قصہ سنایا ہے ہم واقعات گزشتہ حسب موقع تجھ کو اے رسول سناتے رہیں گے مگر گمراہوں کو ہدایت پر لانے کے لئے واقعات گزشتہ کا سنانا بھی ضروری ہے اور چونکہ ہم (خدا) نے تجھ کو اپنے پاس سے نصیحت کی کتاب قرآن عطا کی ہے اس لئے اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کے قصے جو دین اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سنائے جائیں تاکہ ان کو غور و فکر کرنے کا موقع ملے چونکہ قرآن شریف سے جو تیرے پر اے نبی الہام ہوا ہے ایک جامع اور کامل کتاب ہے۔ اسی لیے جو لوگ اس سے روگردان ہوں گے وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ بھی کوئی معمولی بوجھ اٹھا دیں گے ایسے کہ کسی طرح اس سے ان کی رہائی نہ ہو گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اسی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے 'وہ بوجھ بھی کوئی معمولی بوجھ نہ ہو گا بلکہ قیامت کے روز وہ بوجھ ان کا بہت ہی برا ہو گا ایسا کہ یاد کریں گے یہ واقعہ اس روز ہو گا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۞ يَّتَخَافَتُوْنَ

جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس روز نیلی آنکھوں والے بنا کر اٹھائیں گے۔ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے

بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۞ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

کہ دنیا میں تو ہم کوئی ہفتہ عشرہ ٹھہرے ہونگے۔ جو کچھ وہ کہیں گے ہم خوب جانتے ہیں جب ان میں سے بڑا راست رو یوں

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۞ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا

کہے گا کہ تم تو ایک ہی دن میں دنیا میں رہے ہو۔ اور تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کو

رَبِّيْ نَسْفًا ۞ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۞ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۞

ایک دم اڑا کر زمین چٹیل میدان کردے گا۔ تم اس میں نہ تو کسی قسم کی کجی دیکھو گے اور نہ بلندی

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا

اس روز سب لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس سے ذرا بھر ادھر ادھر نہ ہوں گے اور تمام آوازیں خدائے رحمٰن کے خوف سے

تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۞

دب گئی ہونگی پس تو بغیر آہٹ پاؤں کے کوئی آواز نہ سنے گا

جس دن صور پھونکا جائے گا یعنی سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور ہم مجرموں بدکاروں شریروں بدبختوں کو اس روز نیلی آنکھوں والے کر کے اٹھائیں گے ایسے بدشکل ہوں کہ دیکھنے والے کو دہشت آئے گی اسی حال میں آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ دنیا میں تو ہم شاید کوئی ہفتہ عشرہ ٹھہرے ہوں گے پھر یہ کم بختی ہماری کیوں آئی گویا ان کا اس وقت یہ خیال ہو گا۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کچھ سنا افسانہ تھا

اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کریں گے جو کچھ وہ کہیں گے ہم (خدا) جانتے ہیں جب ان میں سے بڑا اصاف گو اور راست رو یوں کہے گا کہ نادانو تم ہفتہ عشرہ کہتے ہو تم تو ایک ہی دن دنیا میں رہے ہو اور یہ بھی کوئی عشرہ ہے کہ آج ہیں تو کل کا یقین نہیں کل ہوں گے تو آج کی خبر نہیں اے کاش ہم اس وقت اس بات پر مطلع ہوئے ہوتے اور اس دہشت ناک حالت کو دل پر لگاتے اور یہ جانتے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند بول کہنے کو تو سب سے یہی کہا کرتے تھے (جگہ جی لگانے کو دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے) مگر افسوس کہ یہ بات ہمارے دل پر اثر نہ کرتی تھی اسی لیے یہ لوگ سب کے سب مان جائیں گے مگر اب جو ایمان بالغیب کا موقع ہے اپنا وقت ہاتھ سے دیتے ہیں اور قیامت کا ذکر سن کر اور یہ سن کر ایک روز آئے گا کہ دنیا تمام فنا ہو جائے گی نہ کوئی جاندار رہے گا نہ بے جان۔ از راہ مخول اور ہنسی کے تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں کہ یہ اتنے بڑے قد و قامت والے کہاں جائیں گے کیا یہ سب ایک دم فنا ہو جائیں گے؟ تو ان کو کہہ کہ میرا پروردگار ان سب کو ایک دم اڑ کر زمین چٹیل میدان کردے ایسا کہ تم اس میں نہ کسی قسم کی کجی دیکھو گے اور نہ بلندی پستی بالکل صاف میدان ہو جائے گا اس روز قیامت قائم ہو گی اور خدا کی طرف سے پکارنے والا سب کو پکارے گا تو سب لوگ اس پکارنے والے کی آواز کے پیچھے چلیں گے جس سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہ ہوں گے بلکہ سیدھے جدھر سے آواز آویگی اسی طرف جائیں گے۔ اور باوجود اتنے ازدہام اور کثرت مخلوق کے یہ کیفیت ہو گی کہ کوئی چوں بھی نہیں کر سکے گا تمام بول خدائے رحمان کے خوف سے دبے ہوئے ہونگے۔ باوجود اس کی صفت رحمانیت کے اس قدر خوف اور دہشت دلوں پر طاری ہوں گے کہ آواز بھی نہ نکال سکیں گے پس تو بغیر آہٹ پاؤں کے کوئی آواز نہ سنے گا۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾

اس روز کسی کی سفارش کچھ نفع نہ دے گی ہاں جس کے حق میں خدائے رحمٰن اجازت دے گا اور اس کی بات اسے پسند بھی آئی ہو گی۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ

وہ ان کے آگے پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور لوگ اس کو کسی طرح نہیں جان سکتے۔ اور ساری مخلوق زندہ خدا اور

لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

منتظم کے آگے منہ کے بل گری ہوں گی اور جنہوں نے ظلم اٹھائے ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور جو کوئی خدا پر ایمان لا کر نیک کام کرے گا

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا

وہ کسی طرح کے ظلم اور نقصان سے نہ ڈرے گا۔ اسی طرح ہم نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں

فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ

ہر طرح کے ڈراؤ بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ پرہیزگار بنیں یا اس سے ان کو کچھ نصیحت آئے۔ پس اللہ سچا بادشاہ بہت

الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ

بلند ہے

اس روز کسی کی سفارش یا منت سماجت کچھ نفع نہ دے گی ہر ایک کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے ہوں گے ہاں جس کے حق میں خدائے رحمان اپنی رحمت کاملہ سے اجازت دے گا اور اس کی بات اسے پسند بھی ہوئی ہو گی یعنی توحید کا قائل اور شرک سے متنفر رہا ہو گا اس کو بحکم الٰہی سفارش سے فائدہ ہو گا یہ بھی نہیں کہ خدا کو کسی کے کہنے سننے سے دھوکہ لگ جائے ایسا کہ لائقوں کو نالائق اور نالائقوں کو لائق بنا دے ہرگز نہیں کیونکہ وہ ان انسانوں کے آگے پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور لوگ سارے کے سارے اس آئندہ اور گزشتہ بات کو کسی طرح نہیں جان سکتے اور سنو یہاں تو جو اکڑ فوں دیکھ رہے ہیں اس لیے کہ خدا کی طرف سے یہی ان کی رسی دراز ہے مگر اس روز ساری مخلوق زندہ خدا اور دنیا کے مالک اور منتظم حقیقی کے آگے منہ کے بل گری ہو گی گڑگڑاتے عاجزی کرتے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہوں گے مگر وہاں کا تو قانون ہی اور ہے جس کی اطلاع پہلے ہی سے تم کو کی گئی ہے سنو خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نیک بخت اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے اور جنہوں نے بدکاریاں اور خدا کی بے فرمانیاں کر کے اپنی گردنوں پر ظلم اٹھائے ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور خدا کے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی خدا پر ایمان لا کر نیک کام کرے گا وہ کسی طرح کے ظلم اور نقصان سے نہ ڈرے گا کیونکہ جو کوئی کسی نے کیا ہو گا اس کو پورا پورا ملے گا اس لیے کہ ہماری خدا کی جناب میں اگر انصاف نہ ہو گا تو کہاں ہو گا اسی طرح ہم نے تم کو یہ باتیں بتلائی ہیں اور ہم نے قرآن شریف عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں بدکاریوں کے ہر طرح کے ڈراؤ بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ کامل پرہیزگار بنیں یا اس قرآن سے ان کو کچھ نصیحت آئے بقول سعدی مرحوم گر عالم نباشی کم از مستمع کچھ نہ کچھ تو بنیں۔ پس اس قرآن کی تعلیم کا یہ نتیجہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے جس کی رعیت معزول کر دے بلکہ ایسا کہ چاہے تو تمام رعیت کو ایک دم میں فنا کر دے اور بہت بلند ہے ہر طرح کے عیوب سے پاک ہے مجال نہیں کہ اس کے دامن قدس تک کسی عیب کا غبار بھی پہنچ سکے پس تو اسی کا بدلہ اور اسی سے مدد چاہا کر اور کسی کام میں جلدی نہ کیا کر بلکہ بقول ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے — نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ

اور قرآن کی وحی تیری طرف ختم ہونے سے پہلے اس کے لینے میں جلدی نہ کیا کر اور کہہ کہ میرے پروردگار مجھے علم زیادہ دے

عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

اور ہم نے تم سے پہلے آدم کی طرف ایک حکم بھیجا تھا وہ پھر بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہا اے آدم

اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا

کچھ شک نہیں کہ یہ تیرا اور تیری بیوی کا صریح دشمن ہے پس ایسا نہ ہو کہ تم کو جنت سے نکلوا دے پھر تو بدنصیب ہو جائے گا

تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

نہ تو تو اس میں بھوکا ہوگا اور نہ ننگا ہوگا۔ نہ تجھے اس میں پیاس کی تکلیف ہوگی اور نہ دھوپ کی سختی۔ پھر شیطان نے اس کو

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ

پھسلایا کہا اے آدم

سب کچھ اسی کے سپرد کردے یہاں تک کہ قرآن جو تیری طرف وحی اور الہام کیا جاتا ہے اسی کی وحی تیری طرف ختم ہونے سے پہلے اس کے لینے میں بھی جلدی نہ کیا کر ہاں خدا کی طرف سے رحمت اور بخشش کا منتظر رہا کر اور دعا کیا کر کہ میرے پروردگار مجھے علم زیادہ دے یعنی اور بھی اسی طرح احکام قرآنی نازل فرما اور اپنے الہام اور القاء خاص سے مجھے مسرور اور محفوظ کر ہمیشہ احکام خداوندی کی تعمیل کیا کر اور اگر غلطی یا بھول چوک سے کوئی بات رہ جائے اس کا علاج توبہ اور استغفار ہے۔ کیونکہ بھول چوک تو بنی آدم کی جبلت میں ہے تمہیں یاد نہیں ہم نے تم سے پہلے باپ آدم کی طرف ایک حکم بھیجا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ چونکہ آدم ہمارا بندہ علم اور فضل میں ہے تم سب سے بڑھ کر ہے اس لیے تم اس کو سجدہ کرو یعنی سلام و نیاز اس کے سامنے بجالاؤ جیسے عموماً ماتحت افسروں سے کیا کرتے ہیں پس اتنا سنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس یعنی شیطان سرکش نے انکار کیا اور انکار کی وجہ یہ بیان کی کہ میں اس سے اچھا ہوں بھلا اعلیٰ ادنے کو کیوں سلام نیاز کرے یہ الٹی گنگا کبھی چلی ہے پھر تو یہاں تک اس کی نوبت پہنچی کہ ہم نے ابلیس کو تو لعنتی کہا اور آدم کو تنبیہ کرنے کو کہا کہ اے آدم سن رکھ کچھ شک نہیں کہ یہ ابلیس تیرا اور تیری بیوی بچوں کا سب کا صریح دشمن ہے پس ایسا نہ ہو کہ تجھے کسی جال میں پھنسا کر کہیں جنت سے نکلوا دے پھر تو بدنصیب ہو جائیگا اس وقت تو تیرے لیے جنت میں ہر طرح کی آسائش اور راحت ہے نہ تو اس جنت میں بھوکا ہوگا کہ تکلیف اٹھائے اور نہ ننگا ہوگا کہ لوگ تیرے شرم گاہ کو دیکھیں نہ تجھے اس میں پیاس کی تکلیف ہوگی اور نہ دھوپ کی سختی غرض ہر طرح کی آسائش جہاں کسی طرح کی تکلیف کا نام و نشاں بھی نہ ہوگا پھر بھی باوجود اس تنبیہ اور اعلان کے شیطان نے ان کو

شان نزول

جبرائیل جس وقت آیت قرآن لاتے اور آنحضرت ﷺ کو سناتے جو آپ جلدی جلدی ساتھ پڑھتے کہ مبادہ بعد میں بھول جاؤں اس واقع کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی سمجھا گیا کہ ایسی جلدی کرنیکی ضروریات نہیں یہ کام ہمارے سپرد کرو۔(منہ)

هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

کیا میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں۔ پس ان دونوں نے اس درخت میں سے کچھ

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

کھالیا پس ان کی شرمگاہیں ننگی ہوئیں اور اس باغ کے درختوں کے پتے اپنے بدن پر لپیٹنے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ پس

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ

وہ بھٹک گیا پھر اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس پر رحم فرمایا اور اس کو ہدیت کی۔ خدا نے کہا تم دونوں اس سے اترے رہو تم

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

یعنی تمہاری اولاد ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے پر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہنچے پس جو کوئی میری ہدایت کا پیرو ہوگا وہ نہ گمراہ ہوگا

وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ

نہ بدنصیب اور جو کوئی میری نصیحت سے منہ پھیرے گا پس اس کی تمام زندگی بدنصیبی کی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اس کو

الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾

اندھا کر کے اٹھائیں گے

اس طرح پھسلا کر آدم سے کہا اے آدم کیا میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں کہ اس کے کھانے سے تو ہمیشہ اسی جگہ رہنے لگ جائے اور سچ پوچھو تو خدا نے تم کو منع بھی اس لیے کیا تھا کہ تم اس کے کھانے سے کہیں دائمی اسی جہان کے مقیم یا فرشتے نہ بن جاؤ یہی اس کے منع کرنے کا بھید ہے ورنہ دراصل اس کا کھانا کوئی ایسا قبیح امر نہیں ہے بس ان دونوں آدم اور حوا نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا کیوں کھایا؟ صرف ایک تاویل سے کھایا کہ اس ممانعت کی علامت وہی سمجھتے جو شیطان نے ان کو سمجھائی مگر یہ ان کو خیال نہ رہا کہ

دشمنان کہن دوستان لو کر دن   بدست بود عقل را بود کر دن

پس ان کے کھانے کی دیر تھی کہ فوراً عتاب الٰہی ان پر نمودار ہوا کہ ان کی شرم گاہیں ننگی ہو گئیں کیونکہ جنت کا لباس فاخرہ ان سے چھینا گیا تھا پس وہ ننگے حیران ہو گئے اور اس باغ کے درختوں کے پتے لے کر اپنے بدن پر لپٹنے لگے اور آدم نے چونکہ اپنے پروردگار کی بے فرمانی کی گو غلط فہمی سے کی تاہم چونکہ اس کا اثر ظاہر ہونا تھا اس لیے ضرور ہوا پس وہ بھٹک گیا حیران سرگرداں پھرنے لگا دشت و بیاباں میں ہاتھ لمبے کر کے دعائیں کرتا رہا پھر اس کے پروردگار نے اس کے اخلاص کے مطابق اس کو برگزیدہ کیا اور اس پر رحم فرمایا اور اسکو ہدایت کی یعنی اس کی توبہ قبول کر لی پس آدم نے قبولیت توبہ کی اطلاع پا کر درخواست کی کہ ہم کو اسی جنت میں پھر داخل کیا جائے جس سے ہم کو بداعمال کے سبب تنزل ہوا ہے چونکہ ہمارا قصور معاف ہو گیا ہے اس لیے ہم پر مہربانی ہو کہ ہم پھر اپنے اصلی مقام پر پہنچیں خدا نے کہا نہیں اب تم دونوں میاں بیوی اس جنت سے اترے رہو تم یعنی تمہاری اولاد ایک دوسرے کے دشمن ہو گے یہاں تو باہمی بغض وعناد رکھنے والوں کی جگہ نہیں بقول بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے نباشد۔ پس اس کے حاصل کرنیکی صورت یہ ہے کہ میں دنیا میں تمہاری اولاد کی ہدایت کے لئے رسول اور کتابیں بھیجوں گا پھر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہنچے پس جو کوئی میری ہدایت کا پیرو ہو گا نہ وہ گمراہ ہو گا نہ بدنصیب اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض کریگا پس اس کی خیر نہیں اس کی بدنصیبی کی زندگی ہوگی جتنا جیئے گا اتنا ہی جان پر وبال لے گا جس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر کار دنیا سے کوچ کرتے وقت سیاہ دل ہو کر چلے گا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا بے نور کر کے اٹھائینگے گو بعد کچھ مدت کے دیکھنے لگ جائیگا

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

کہے گا اے میرے پروردگار مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں سوانکھا تھا- خدا کہے گا اسی طرح تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ

تھے پھر بھی تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائے گی- جو کوئی تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان نہ لائے

رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

اس کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے اور آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دائمی ہے- کیا یہ بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا

قوموں کو ہلاک کیا کہ اب یہ ان کی جگہوں میں چلتے پھرتے ہیں اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سے نشان ہیں- اور اگر تیرے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

پروردگار کا حکم اور اجل مقرر نہ ہوتی تو ان کو عذاب الٰہی چمٹ جاتا- پس یہ لوگ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس پر صبر کر

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ

اور سورج کے نکلنے اور غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیا کر اور رات کے وقتوں میں اور دن کی طرفوں

الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ

میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کر تاکہ تو مالا مال ہو جائے اور جو کچھ ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو متاع دنیا سے بہرہ ور کیا ہے

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ

اس کی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کیجیو

اس وقت کہے گا اے میرے پروردگار مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں سوانکھا تھا خدا بذریعہ فرشتوں کے کہے گا اسی طرح تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے ہماری قدرت کے نشان تو نے دیکھے تھے پھر بھی تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائیگی جو کوئی اپنے حق عبودیت سے تجاوز کرے اور اپنے پرودگار کے احکام پر ایمان نہ لائے اس کو ہم (خدا) اسی طرح بدلا دیں گے اور ایسی کریں گے کہ یاد کرے گا کیونکہ آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دائمی ہے افسوس ہے کہ ان نالائقوں کی کوئی بات بھی ہدایت نہیں کر سکتی اور نہیں تو یہ بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا کہ اس امر پر غور کریں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا کہ اب یہ ان کی جگہوں اور بستیوں میں چلتے پھرتے ہیں ان کے کھنڈرات کو دیکھ رہے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس واقع میں عقلمندوں کے لئے بہت سے ہماری قدرت کے نشان ہیں واللہ یہ ایسی جہالت اور ضلالت میں ہیں کہ اگر تیرے پروردگار کا حکم تاخیری اور اجل مقرر نہ ہوتی تو اسی دنیا میں ان کو عذاب الٰہی چمٹ جاتا پس یہ لوگ کفار عرب جو کچھ بھی تیرے حق میں کہتے ہیں کہ جادوگر ہے ساحر ہے جنونی ہے اس پر صبر کر اور مضبوط رہ آخر تیرے ہی نام کی فتح ہے اور سورج سے نکلنے اور غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کیا کر اور رات کے وقتوں میں اور دن کی طرفوں میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کر یعنی سبحان اللہ والحمد للہ پڑھا کر تاکہ تو خدا کے انعامات سے مالامال ہو جائے اور اس تعبدی حکم کے علاوہ یہ حکم بھی ضرور ہے کہ دنیا کے مال و متاع سے ایسا زہد اختیار کر کہ جو کچھ ہم نے ان لوگوں میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو متاع و اسباب دنیا سے بہرہ ور کیا ہے- اسکی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کیجیو یعنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیو ہم نے تو ان کو اس لیے

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ

تاکہ ہم ان کو اس مال کی وجہ سے مبتلائے فتنہ کریں تیرے پروردگار کا رزق سب سے اچھا اور باقی رہنے والا اور اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کیا کر

عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا

اور خود بھی اس پر مضبوط رہیو ہم تجھ سے رزق تو نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں اور انجام کار تقویٰ کا غلبہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ

یہ نبی اپنے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی لاتا کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضمون نہیں پہنچے۔ اور اگر ہم اس سے پہلے ان کو

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ

ہلاک کردیتے تو یہ لوگ کہتے کہ خداوندا تو نے ہماری طرف کیوں نہ رسول بھیجا کہ ذلیل اور خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ

کی تعمیل کرتے۔ تو کہہ کہ ہم سب انتظار میں ہیں پس انتظار کرو عنقریب جان لوگے کہ کون سیدھی

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

راہ پر ہیں اور کون ہدایت والے ہیں۔

دیا ہے تاکہ ہم ان کو اس مال کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا کریں دنیا میں یا آخرت میں غرض ہر طرح واللہ یہ بالکل سچ ہے آنانکہ غنی ترند۔ تیرے پروردگار کا رزق جس قدر وہ اپنی مہربانی سے عنایت کرے سب سے اچھا اور باقی رہنے والا ہے جتنا وہ دے اسی پر قناعت ہو اور زیادہ طلبی کے لیے بے صبرے نہ ہو تو بس سمجھو کہ تمام دنیا کو لے لیا کیا تم نے نہیں سنا کہ شیخ سعدی مرحوم نے کیا کہا ہے مطلب گر تونگری خواہی۔ جو قناعت کی دولت سستی بنی۔ پس تو ایسا ہی کیا کر اور اپنے اہل و عیال کو بھی اخلاق فاضلہ بتلایا کر خصوصاً نماز کا حکم کیا کر اور خود بھی اس پر مضبوط رہیو ایسا کہ کبھی نہ ٹلے ہم (خدا) تجھ سے رزق تو نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں اور خوب یاد رکھ کہ انجام کار تقوے اور پرہیزگاری ہی کا غلبہ ہے خدا کے ہاں ہمیشہ سے یہی قانون ہے کہ اہل تقویٰ ہی آخر کار کامیاب ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ہر وقت کمربستہ ہیں اور باوجود متعدد اور مختلف نشانات دیکھنے کے کہتے ہیں کہ کیوں نہیں یہ نبی اپنے پروردگار کے ہاں سے کوئی ایسی نشانی لاتا جو ہم چاہتے ہیں کہ آسمان کے ٹکڑے کردے یا زمین کو پھاڑ دے یا اوپر چڑھ کر کوئی لکھی لکھائی کتاب آسمان کے اوپر سے لے آ پھر ہم تم کو مانیں گے بھلا یہ بھی کوئی بات کرنے کی ہے کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے صاف صاف مضمون نہیں پہنچے کہ راست گو کی راستی سب سے بڑی دلیل ہے پھر کیوں غور نہیں کرتے اور خدا کی اس نعمت کی بے قدری کرتے ہیں جو اس نے رسول بھیج کر اس پر احسان کیا ہے اور اگر ہم رسول کے آنے سے پہلے ان کی بداعمالیوں پر ہلاک کردیتے تو یہ لوگ عذر کرتے ہوئے کہتے کہ خداوند تو نے ہماری طرف کیوں نہ رسول بھیجا کہ ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں کی تعمیل کرتے اب جو رسول آیا تو اس کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں تو کہہ ہم۔ تم سب انتظار میں ہیں ہم اپنی ترقی کے اور تم اپنی فتح کے پس انتظار کروگے عنقریب جان لوگے کہ کون سیدھی راہ پر ہیں اور کون ہدایت والے ہیں۔

سورت الانبیاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

لوگوں کا حساب قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ جو نئی نصیحت ان کے پروردگار

ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے اسے ہنسی کھیل میں سنتے ہیں دل ان کے لہو و لعب میں ہیں

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ

اور ظالم چپکے چپکے آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے کیا تم دیدہ دانستہ

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ایک مسحور کے پاس جاتے ہو؟ رسول نے کہا میرا پروردگار آسمانوں اور زمینوں کے بیچ کی باتیں سب جانتا ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ افترا ہے بلکہ یہ شاعر ہے

سورت الانبیاء

افسوس لوگوں کا حساب قریب آگیا ہے یعنی موت سر پر کھڑی ہے اور وہ غفلت میں آخرت کی زندگی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں حالانکہ چاروں طرف سے ایک زوردار آواز آرہی ہے کہ لوگو؟ ہوشیار ہو جاؤ

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے

مگر یہ عرب کے لوگ تو بالخصوص ایسے کچھ شریر ہیں کہ جو بھی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے جس میں سراسر انہی کی بہتری اور رحمت منظور ہوتی ہے اسے ہنسی کھیل میں سنتے ہیں کیونکہ دل ان کے لہو و لعب میں ہیں۔ مطلق توجہ نہیں دیتے کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے اور ظالم چپکے چپکے آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ مدعی نبوت صرف تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے۔ نہ اس کو لڑکے لڑکیاں دینے کی قدرت ہے نہ دکھ درد ہٹانے کی ہمت کیا تم دیدہ ودانستہ ایک مسحور یعنی مجنوں کے پاس جاتے ہو؟ اس سے کیا لوگے۔ وہ ایسا جنونی ہے کہ تم کو بھی جنونی کر دے گا بلکہ کر ہی دیا ہے۔ بقول

بسان سرمہ سیاہ کردہ خانہ مردم دو چشم تو کہ سپاہند سرمہ ناکردہ

محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کلام کے جواب میں کہا میرا پروردگار آسمانوں اور زمین کے بیچ کی باتیں سب جانتا اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔ ہر ایک قول و کردار کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ یہ ظالم ایسی صاف تعلیم کو مانتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ قرآن تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ سراسر افترا ہے افترا بھی کیا بلکہ یہ محمد ﷺ شاعر ہے یعنی شاعروں کی طرح نت نئے منصوبے سناتا ہے کلام تو اس کا نظم نہیں مگر خیالات شاعرانہ ہیں۔

فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا

پس ہمارے پاس کوئی نشان لائے جیسے پہلے لوگ بھیجے گئے تھے ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے تباہ کیا وہ ایمان نہ لائے تو

أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ

کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب کے سب آدم زاد مرد ہی بھیجے ہیں ان کی طرف ہم وحی کرتے رہے ہیں

الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ

پس اگر تم کو معلوم نہیں تو ان کتاب والوں سے پوچھ لو ہم نے ان کو ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ

وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَ

ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان سے اپنے وعدے سچے کئے کہ ان کو اور جن کو ہم نے چاہا بچالیا۔ اور

أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

حد سے تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کردیا ہم نے تیری طرف ایک کتاب بھیجی جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝

اور ہم نے کئی ایک ظالم بستیوں کو تباہ کیا ان کے بعد دوسری کئی ایک اور قومیں پیدا کیں

پس ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے لوگ موسیٰ عیسیٰ وغیرہ سلام اللہ علیہم نشانوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے پہلوں کی مثال تو دیتے ہیں اور ریس بھی کرتے ہیں مگر یہ تو بتلائیں کہ ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے تباہ کیا وہ بھی اسی طرح نشان مانگا کرتے تھے پھر بعد دیکھنے کے بھی ایمان نہ لائے تو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے کون امر یقین دلا سکتا ہے کہ یہ مان جائیں گے جس قسم کے شبہات کر رہے ہیں۔ ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حق جوئی سے غرض نہیں بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے۔ خدا کے رسول آدم زاد نہیں ہونے چاہییں حالانکہ ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کے سب آدم زاد مرد بھیجے ہیں۔ ان کی طرف ہم وحی یا الہام کرتے رہے ہیں۔ پس اگر تم کو معلوم نہیں تو تم ان کتاب والوں یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے پوچھ لو یہ لوگ یہودی اور عیسائی تو ہمارے مخالف ہیں تاہم ان سے پوچھ کر معلوم کر لو کہ یہ کیا کہتے ہیں پھر ہمارے کلام کی صداقت مانو علی ہذا القیاس یہ ان کا خیال کہ جو اللہ کا رسول ہو وہ کھانا نہ کھائے پانی نہ پئے آپ سے آپ زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے ان رسولوں کو جن کو ہم نے پہلے زمانے میں بغرض تبلیغ احکام بھیجا تھا ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ان میں دو باتیں منافی رسالت نہ تھیں اس رسول میں کیونکر ہوئیں منافی رسالت تو نہیں البتہ منافی الوہیت ہیں سو وہ بندے مخلوق تھے نہ خالق معبود ہمارے تابع فرمان تھے ہم نے رسولوں کو آدم زاد صفات کے ساتھ وعدے دے کر دنیا میں بھیجا تھا پھر ہم نے ان سے اپنے وعدے سچے کئے کہ ان کو اور جن کو ہم نے موافق اپنے قانون شریعت کے چاہا بچالیا اور بیہودہ گووں یعنی حد سے تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کر دیا اسی طرح یہ رسول محمد ﷺ دنیا میں آیا اور ہم نے اس کے ساتھ تمہاری طرف ایک جامع اور صاف کتاب بھیجی جس میں تمہاری نصیحت کی بات ہے۔ کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے اور سنو اگر مگر کرو گے اور نہ مانو گے تو ہمارے پاس دوسرا طریقہ بھی ہے جس سے ہم آخری علاج کیا کرتے ہیں اسی سے ہم نے کئی ایک ظالم بستیوں کو تباہ کیا اور ان سے بعد دوسری کئی ایک قومیں پیدا کیں۔

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ

جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو لگے اس سے بھاگنے ان سے کہا گیا مت بھاگو اور انہی نعمتوں کی طرف جن میں

اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

تم تھے اور اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال ہو انہوں نے کہا ہائے ہماری کم بختی ہم تو بڑے ہی ظالم تھے

فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

پس یہی پکار ان کی آخر تک رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بالکل برباد کردیا۔ اور ہم نے آسمان اور زمین اور

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ

ان کے درمیان کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیں اگر ہم کو کھیل بنانے کا خیال ہوتا تو ہم اپنے پاس سے کوئی کھیل بنالیتے

لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا

ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ہم تو سچ کو جھوٹ پر ڈالتے ہیں پھر وہ اس کو کچل ڈالتا ہے پس وہ

هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

اسی دم ملیا میٹ ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے تمہارے ہی بیان سے افسوس ہے

جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا یعنی ان کی بستیوں میں کوئی آسمانی بلا مثل طاعون وغیرہ کے آئی تو لگے ان بستیوں سے بھاگنے مگر کہاں جاسکتے تھے ان سے کہا گیا مت بھاگو اور انہی نعمتوں کی طرف جن میں تم تھے اور اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال ہو مثل سابق لوگ تم سے سوال کریں یہ بات ان کو کسی ناصح مشفق کی طرف سے کہی گئی جو ان کو خدا ترسی اور نیک کاموں کی طرف بلاتے تھے مگر وہ باز نہ آتے تھے بلکہ اپنے تمول اور ریاست کا دباؤ ان پر ڈالتے آخر جب ان کی ہلاکت کا وقت آیا اور سخت بلا میں مبتلا ہوئے تو ان ناصحوں نے بھی ان کو چلتے چلتے یہ بات کہہ دی مگر وہ ایسے وقت میں بجز اس کے کیا کہہ سکتے تھے جو انہوں نے کہا کہ ہائے ہماری کم بختی ہم تو بڑے ہی ظالم تھے کہ خدا کے حکموں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے تھے پھر ایسے تنگ اور تکلیف دہ وقت میں اور کیا کر سکتے تھے۔ پس یہی پکار ان کی آخر تک رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بالکل برباد کر دیا ایسا کہ سب کے سب مر مٹ گئے مگر افسوس وہ مرنے والے تو مر مٹ گئے ان کی طرف دیکھ کر ان عرب کے زندوں کو کوئی عبرت حاصل نہیں ہوئی اور ابھی تک اس نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیں کہ ان کا نتیجہ کچھ بھی نہیں محض بچوں کے کھیل کی طرح یعنی بنایا اور گرایا فقط معمولی چند منٹوں کا شغل ہی مقصود ہو نہیں نہیں ہرگز نہیں اگر ہم کو کھیل بنانے کا خیال ہوتا تو ہم اپنے پاس کوئی کھیل بنا لیتے مگر ہم ایسا فضول اور لغو کام کرنے والے نہیں ہیں۔ ہماری حکمت بالغہ ایسی فضول اور بے طلب کھیل کے کرنے سے ہمیں مانع ہے بلکہ ہم تو سچ کو پتھر کی طرح جھوٹ پر ڈالتے ہیں پھر وہ اس کو کچل ڈالتا ہے پس وہ جھوٹ اسی دم ملیا میٹ اور تباہ ہو جاتا ہے اور تم مشرکو! ہاتھ ہی ملتے رہ جاؤ گے اور تمہارے لیے تمہارے ہی بیان سے جو تم زبانی کر رہے ہو افسوس ہے۔ تم دیکھو گے کیا کچھ تمہارے لیے گل کھلیں گے تم یہ نہیں سمجھتے کہ کس احکم الحاکمین سے تم بگاڑ کر رہے ہو اور کس سے الجھتے ہو۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اور جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب اسی اللہ کی ملک ہے اور جو لوگ اس کے حضور میں ہیں وہ اس کی عبادت

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۚ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں شب و روز اس کی تسبیحیں پڑھتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا ان لوگوں نے زمین کی چیزوں میں

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

معبود بنا رکھے ہیں وہ ان کو پھیلاتے ہیں اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو چکے ہوتے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ

اللہ تخت کا مالک ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اپنے افعال میں وہ پوچھا نہیں جاسکتا اور مخلوق

هُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

سب کو باز پرس ہوگی

سنو جو آسمانوں میں فرشتے وغیرہ ہیں اور جو زمین میں حیوانات نباتات اجسام اور اعراض وغیرہ ہے وہ سب کے سب اسی اللہ کی ملک ہے وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو رکھتا ہے جتنی مدت چاہتا ہے موجود رکھتا ہے۔ جب چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جو لوگ اسکے حضور میں ہیں یعنی انبیاء صلحاء اور ملائکہ غرض جو اس کے ہو رہے ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں اور شب و روز اس کی تسبیح پڑھتے ہیں کبھی سستی نہیں کرتے ان کے دلوں پر توحید نے ایسا اثر کر رکھا ہے کہ ممکن نہیں اس کے مقابلہ پر وہ کسی مخلوق کی طرف گردن جھکائیں کیا ان لوگوں کو بھی ان بزرگوں کی محبت کا دعوی ہے حالانکہ انہوں نے جو تیرے اردگرد رہتے ہیں اور تجھ سے بوجہ تعلیم توحید کے سخت مخالف ہو رہے ہیں۔ باوجود دعوی کرنے اتباع صلحاء کے زمین کی چیزوں میں سے معبود بنا رکھے ہیں۔ آدمی ہوں یا بت درخت ہو یا پہاڑ ایسی چیزوں کو معبود بنا رکھا ہے بڑی شرم کی بات ہے وہ ان کو دنیا میں مو . . . ے پھیلاتے ہیں یعنی ان کی پیدائش ان کے حکم سے ہے ہرگز نہیں سنو اگر ان دونوں آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں بسبب بد انتظامی کے مدت کے برباد ہو چکے ہوتے کیونکہ ایک ملک میں دو مستقل بادشاہوں کا راج ممکن نہیں اگر یہ خیال ہو کہ باہمی صلح سے رہتے ہیں تو یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ صلح دو حال سے خالی نہیں ہوتی یا تو دونوں میں سے ایک زور آور اور دوسرا کمزور ہوتا ہے۔ جیسے سرکار انگریزی اور ہندوستان کے والیان ریاست نوابان وراجگان یا دونوں پر کسی اور تیسرے کا دباؤ ہوتا ہے یا اپنے فائدے کا خیال ہوتا ہے جیسے یورپ کی سلطنتیں پہلی صورت میں تو صاف بات ہے کہ جو کمزور ہو کر زور آور کا ذبیل اور ہیٹی ہو گا وہ معبود بننے کے قابل نہیں ہو گا۔ کیونکہ معبود کی ذات اس کے مخالف ہے کہ کسی دوسرے کے ماتحت ہو۔ دوسری صورت میں بھی وہ اپنی حاجات میں محتاج الی الغیر ہونے یا کسی تیسرے کے دباؤ سے دبنے کی وجہ سے معبود نہ ہوں گے حالانکہ معبود وہی ہے جو کسی کا ذبیل نہ ہو۔ پس اگر سچے اور واقعی لائق عبادت معبود دنیا میں متعدد ہوتے تو آج تک دنیا کا خاتمہ ہو چکا ہوتا بلکہ یوں کہیے کہ وجود پذیری نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو دنیا کے تخت سلطنت کا مالک ہے ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اس کی شان ایسی وراالورا ہے کہ اپنے افعال میں وہ پوچھا نہیں جاسکتا کیونکہ اس پر کوئی حکمران نہیں اس کا کوئی وزیر یا اس سے کوئی علم و عقل میں بڑھ کر نہیں اور مخلوق سب کو باز پرس ہوگی کہ تم نے یہ کیوں کیا وہ کیوں کہا پھر اس وقت ان کو اظہار اطاعت کے سوا کوئی راہ نہیں سوجھے گی۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تو کہہ کہ اپنی دلیل لاؤ یہی نصیحت میرے ساتھ والوں کی ہے اور مجھ سے

وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ

پہلے لوگوں کو بھی یہی نصیحت ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو نہیں جانتے تو منہ پھیر جاتے ہیں اور جتنے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ بس میرے سوائے معبود برحق نہیں پس میری ہی

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ

عبادت کرو- اور کہتے ہیں رحمٰن نے اولاد بنائی ہے وہ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں اس کے سامنے

بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا

بات بھی نہیں کرسکتے اور وہ اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں وہ ان سے پہلے اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اور وہ

یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

سفارش بھی نہیں کرتے مگر جس کے حق میں خدا پسند فرمادے اور وہ اس کے خوف سے کانپتے ہیں

مگر اس دنیا میں نہیں سمجھتے کیا اتنے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سن کر بھی انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تو کہہ کہ اگر ہماری دلیلیں تم پر کچھ اثر نہیں کرتیں تو اچھا اپنی ہی کوئی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو کہ تمہارا دعوی شرک اور بت پرستی کرنے کا سچا ہے تو یہ بھی کہہ کہ حیرانی کی بات ہے جب میں سنتا ہوں کہ تم اس توحید کی تعلیم کو نئی سمجھتے ہو حالانکہ یہی نصیحت میرے ساتھ والوں کی ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کی بھی یہی نصیحت ہے ابتداء آفرینش سے جتنے اللہ کے بندے گزرے ہیں سب کی یہی پکار رہی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو نہیں جانتے تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ نئی بات ہے ہم نے تو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی حالانکہ جتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ بس میرے سوائے کوئی معبود برحق نہیں پس میری ہی عبادت کرو اور ایک مزہ دار بات سنو بت پرستی اور مردم پرستی بھی تو ایک قبیح فعل تھا ہی لطیفہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ حماقت اور جہالت میں اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں اللہ جو رحمٰن ہے یعنی سب سے بڑا رحم کرنے والا اس نے بھی ہماری طرح اولاد بنائی ہے ان کا خیال ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور عیسائیوں کا تو مذہب ہی یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے نعوذ باللہ ایسی ناجائز نسبتوں سے اللہ تعالیٰ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں مگر ایسے مرعوب اور سہمگین ہیں کہ اس اللہ کے سامنے بڑھ کر بات بھی نہیں کرسکتے اور وہ اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں ممکن نہیں سر مو تجاوز کرسکیں- وہ اللہ ان سے پہلے اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اس کی حکومت کا خوف ان کے دلوں میں ایسا جاگزین ہے کہ مجال نہیں کچھ عرض معروض کرسکیں اور وہ کسی کے حق میں سفارش نہیں کرتے مگر جس کے حق میں خدا پسند فرمائے یعنی جو مجرم ایک حد تک اخلاص مند ہو مگر غلطی سے بری باتوں میں مبتلا ہو گیا ہوگا اس کی اخلاص مندی سے خدا اسکو بخشنا چاہے گا تو کسی مقرب بندے کی سفارش اس کے حق میں قبول فرمائے گا- ایسے مجرموں کے حق میں مقرب بندگان سفارش کریں گے اور وہ اس کے خوف اور جلال سے کانپتے ہیں-

وَ مَنۡ یَّقُلۡ مِنۡہُمۡ اِنِّیۡۤ اِلٰہٌ مِّنۡ دُوۡنِہٖ فَذٰلِکَ نَجۡزِیۡہِ جَہَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ

اور جو کوئی ان میں کا کہہ دے کہ میں بھی خدا سے ورے ایک معبود ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا دیں اسی طرح ہم ظالموں

نَجۡزِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۹﴾ اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا

کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ کیا ان منکروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں پھر ہم ان کو

رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا ؕ وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَ

کھول دیتے ہیں اور سب زندہ چیزیں ہم نے پانی سے پیدا کی ہیں کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور

جَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِہِمۡ ۪ وَ جَعَلۡنَا فِیۡہَا فِجَاجًا سُبُلًا

ہم نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کئے ہیں تاکہ وہ ان کو کہیں نہ لے گرے اور زمین میں ہم نے کھلے کھلے راستے بنائے ہیں

لَّعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۚۖ وَّ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِہَا

تاکہ یہ لوگ راہ پاسکیں اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور یہ لوگ اس کے

مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳۲﴾

نشانوں سے روگردان ہیں

اور اگر کسی ایسے ویسے کی کہیں تو کیا مجال کہ سنی جائے جب سفارش تک ان کو اختیار نہیں تو خدائی میں ان کو کیا حصہ پہنچ سکتا ہے سنو جو کوئی ان میں کا فر کہیں کہہ دے کہ میں بھی خدا سے ورے ایک معبود ہوں تو اس نالائق کو ہم پوری پوری جہنم کی سزا دیں کہ یاد کرے اسی طرح ہم ظالم کو بدلہ دیا کرتے ہیں خیر یہ تو بھلا نقلی اور سمعی دلائل ہیں ممکن ہے کہ کسی معاند کو ان میں گفتگو کی مجال ہو۔ لیجئے ہم چند ایک عقلی دلائل بھی بیان کرتے ہیں پس غور سے سنیں کیا ان منکروں نے کبھی غور و فکر کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان یعنی بادل اور زمین کیسے بند ہوتے ہیں بادل سے پانی کی بوند نہیں گرنے پاتی' زمین سے انگوری نہیں اگتی' پھر ہم (خدا) ان دونوں کو کھول دیتے ہیں کہ فوراً آسمان سے پانی گرنے لگ جاتا ہے اور زمین سے پیداوار ہوتی ہے سچ ہے

نبارد ہوا تانگوئی بیار زمین ناورد تانگوئی بیار

اور سب زندہ چیزیں ہم نے پانی سے پیدا کی ہیں یعنی تمام زندہ چیزوں کی اصل پانی ہے اور پانی ہی سے ان کی نشو و نما ہے۔ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور سنو ہم نے زمین پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے ہیں تاکہ وہ زمین اپنے ہلکہ پن سے ان کو کہیں لے نہ گرے جیسے بیڑی کے ہلکہ پن کے مقابلہ کے لیے لوہا لگا دیتے ہیں اسی طرح خدا نے زمین کا ہلکہ پن دور کرنے کو پہاڑ پیدا کر دئے ہیں اور زمین میں ہم نے کھلے کھلے راستے بنائے ہیں۔ میدانوں اور پہاڑی جنگلوں بیابانوں میں قدرتی راستے بنے ہوئے ملتے ہیں کیوں؟ تاکہ یہ لوگ اپنے مطلب پر راہ پاسکیں اور دیکھو ہم نے اس نیلگوں آسمان کو کیسا محفوظ چھت کی طرح لوگوں کے سروں پر بنایا اور یہ لوگ پھر بھی اس کے نشانوں سے روگردان ہیں یہ نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی تبدیلی رات و دن کا ہیر پھیر کیوں ہے اور کس لیے ہے آہ ان کو علم نہیں کہ ؎

کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ

اور وہی ہے جس نے رات دن سورج اور چاند بنائے ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے محور میں

يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

گھوم رہا ہے اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا پھر اگر تو مر گیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہر ایک جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم تم کو بری بھلی باتوں سے جانچتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر کر آؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

اور کافر لوگ جب تجھ کو دیکھتے ہیں تو تیری ہنسی اڑاتے ہیں کہتے ہیں کیا یہی ہے جو تمہارے معبودوں کو

اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ

برائی سے یاد کرتا ہے اور وہ خود رحمٰن کی یاد سے منکر ہیں۔ انسان کی پیدائش جلدی سے ہے

اور سنو وہی پاک ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات دن۔ سورج اور چاند وغیرہ سیارے بنائے تاکہ تمہاری حاجات میں معین ہوں دیکھو قدرت کا نظارہ کہ ہر ایک ان میں کا اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے مجال نہیں کوئی کسی سے ٹکرائے یا کوئی کسی کی سیر اور گردش میں خلل ڈالے ایسے ایسے قدرت کے نشان دیکھ کر بھی مالک الملک کے حکم سے روگردان ہوتے ہیں اور فضول فضول اعتراضات اور ہوسیں لیے بیٹھے ہیں دیکھو تو بیان کی کیسی بیہودہ ہوس ہے کہ چلو میاں اس مدعی نبوت کا ایک نہ ایک دن خاتمہ ہو جائے گا چند روز کی بات ہے مر جائے گا تو کوئی اس کا نام بھی نہ لے گا۔ لیکن نادان اتنا نہیں جانتے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے نہیں رکھا پھر اگر تو اے رسول مر گیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے ہرگز نہیں پھر کسی کے مرنے سے کیا ہوتا ہے اسی لیے تو کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

کچھ شک نہیں کہ ہر ایک جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ کسی نہ کسی روز اس پر فنا ضرور آئے گی۔ جن لوگوں کے دلوں پر اس کا نقشہ پورے طور سے جم چکا ہے وہ اس پر دل نہیں لگاتے پس تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم (خدا) تم کو بری بھلی باتوں سے جانچتے ہیں کبھی تم کو آرام پہنچاتے ہیں کبھی تکلیف۔ کبھی گرانی کبھی ارزانی۔ تاکہ تمہاری لیاقت کا اظہار ہو کہ تم ان حالات میں کیا سبیل اختیار کرتے ہو۔ سنو اس بات کو ذہن نشین کر رکھو کہ تم ہمارے قبضے سے نکل نہیں سکتے اور بعد مرنے کے ہماری طرف تم پھر کر آؤ گے اور نیک و بد کا بدلہ سب لوگ پائیں گے مگر افسوس ہے ان کے حال پر کہ بجائے ہدایت پانے کے الٹے اکڑتے ہیں اور کافر لوگ اے رسول جب تجھ کو چلتا پھرتا دیکھتے ہیں تو آپس میں تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی ہے جو ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کیا کرتا ہے اور وہ خود اللہ رحمٰن کی یاد اور نصیحت سے منکر ہیں جانتے ہی نہیں کہ خدا کون ہے۔ جب خدا ہی کو جواب دے بیٹھے تو رسول کو کیا جانیں۔ ہاں جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم کو پیش آنا ہے ابھی آجائے کیونکہ انسان کی پیدائش ہی گویا جلدی سے ہے گو اس کا مادہ پیدائش تو عناصر اربع ہیں مگر اس کی طبیعت میں ہر کام کی جلدی ایسی کچھ مضمر ہے کہ یہ کہنا کچھ بے جا نہیں کہ گویا اس کی پیدائش کا خمیر ہی جلدی سے بنا ہوا ہے۔

سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

میں بہت جلد تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ چاہو اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے

صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ

ہو۔ اے کاش یہ کافر اس وقت کی اصلیت کو جانیں جس وقت نہ منہ سے نہ اپنی پیٹھوں

لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا

سے آگ کو روک سکیں گے اور نہ مدد کئے جائیں گے بلکہ ناگاہ وہ گھڑی ان پر آکر انکو حیران کر

یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

دے گی پس وہ اس کو کسی طرح رد نہ کر سکیں گے اور نہ ان کو کچھ مہلت ملے گی۔ تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ

بھی کئی ایک رسولوں سے ہنسی کی گئی پس جو لوگ ان سے مسخری کرتے تھے انہی پر وہ عذاب نازل ہوا جس کی وہ ہنسی کرتے

بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾

تھے۔ تو پوچھ کہ رات دن میں تم کو اللہ مہربان کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ لیکن یہ لوگ اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردان ہیں

مگر اصل بات یہ ہے کہ جلدی بھی تم اس لیے کرتے ہو کہ تم کو یقین ہے کہ عذاب وغیرہ کچھ نہیں صرف منہ کی باتیں ہیں اس لیے میں (خدا) بہت جلد تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ چاہو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔ اور سنو یہ دھمکی سن کر اور اکڑ کر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ جس کا تم ہمیں ڈر سناتے ہو کب ہوگا اگر تم مسلمان سچے ہو تو پتہ بتلاؤ۔ اے کاش یہ کافر اس وقت کی اصلیت کو جانیں جس وقت نہ اپنے منہ سے اور نہ اپنی پیٹھوں سے آگ کے عذاب کو روک سکیں گے اور نہ کسی طرف سے مدد کئے جائیں گے بلکہ ناگاہ وہ گھڑی ان پر آکر ان کو حیران کر دے گی۔ پس وہ اس کو کسی طرح رد نہ کر سکیں گے اور نہ ان کو کسی طرح کی کچھ مہلت ملے گی کیا ہوا اس وقت یہ تیرے ساتھ ہنسی مخول کر رہے ہیں تجھ سے پہلے بھی کئی ایک رسولوں سے ہنسی کی گئی پس جو لوگ ان رسولوں سے مسخری کرتے تھے ان ہی پر وہ عذاب نازل ہوا جس کی وہ ہنسی کرتے تھے یعنی جس عذاب کی خبر سن کر وہ مخول کیا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا پھر آخر کچھ نہ بن سکا اسی طرح ان کا حال ہوگا۔ اگر یہ اعتبار نہ کریں اور خدا کی پکڑ سے نہ ڈریں تو تو ان سے پوچھ کہ تم جو اتنے سرمست ہوئے پھرتے ہو بتلاؤ تو رات دن میں تم کو اللہ مہربان کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ یعنی اگر وہ تم کو کسی وقت پکڑنا چاہے رات ہو یا دن کون تم کو اس کی پکڑ سے بچا سکتا ہے۔ کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ ہی کی حفاظت سے بچاؤ ہوتا ہے۔ سچ ہے

نہ چپ و راست سے گر ہووے تری نصرت عیاری ۔۔۔ نہ تراعرش سے تا فرش اگر فیض ہو جاری

تو کہے کیونکہ خدا یا خدائی تجھے ساری ۔۔۔ تو خداوند یمینی تو خداوند یساری

تو خداوندی زمینی تو خداوند سمائی

خدا کے سوا کوئی ان کا محافظ نہیں لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردان ہیں۔ کیا ان کا گمان ہے کہ ہم ان کو نہ پکڑ سکیں گے۔

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

کیا ان کے اور معبود ہیں جو ان کی ہم سے الگ ہی حفاظت کر سکتے ہیں وہ تو خود اپنے نفسوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ ہماری

مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ؕ

طرف سے ساتھ دیے جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ داد کو آسودہ کیا ہے یہاں تک کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں

اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ

کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم ان کی زمین کو گھٹاتے چلے آئے ہیں کیا پھر بھی یہ غالب آئیں گے۔ تو کہہ دے

اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ ۖؗ وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ

میں تو تم کو صرف حکم الٰہی کے ساتھ ڈراتا ہوں اور بہروں کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار کو سنا نہیں کرتے۔ اور اگر ان

مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ

کو خدا کے عذاب کی ذرہ سی ہوا بھی لگ جائے تو بس فوراً کہنے لگ جائیں کہ ہم ہی ظالم تھے۔ اور ہم

الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ

قیامت کے دن انصاف کا ترازو لگائیں گے پھر کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا یہاں تک کہ کوئی کام اگر رائی کے دانے

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾

کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی سامنے لے آئیں گے اور ہم خود حساب کرنے کو کافی ہیں

کیا ان کے اور معبود ہیں جو ان کی ہم سے الگ الگ ہی حفاظت کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو خود اپنے نفسوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ ہماری طرف سے ساتھ دئے جائیں گے بات یہ ہے کہ ہم (خدا) نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا میں آسودہ کیا ہے پس بحکم ؎

کر مہائے تو مارا کرد گستاخ

خوب بگڑے یہاں تک کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں اور مال و دولت سے خوب آسودہ ہوئے تو خدائے مالک الملک سے مستغنی ہو گئے اور گمراہی میں گر پڑے لگے 'خدائی تک پہنچنے اور بڑھانکنے کہ ہمارے برابر کوئی نہیں۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ چاروں طرف اسلام کی اشاعت ہونے سے ہم ان کی کفر کی زمین کو گھٹاتے چلے آتے ہیں جس سے ان کا قافیہ تنگ ہو رہا ہے کیا پھر بھی یہ غالب آئیں گے۔ اے رسول علیہ السلام تو ان سے کہدے کہ سنو یا نہ سنو میں تو تم کو صرف حکم الٰہی کے ساتھ ڈراتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ تم دنیا میں ایسے منہمک ہوئے ہو کہ گویا بہرے ہو رہے ہو اور بہروں کو جب سمجھایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار کو سنا نہیں کرتے سو یہی حال ان کا ہے ایسے دیوانہ وار جاتے ہیں کہ بس کچھ دیکھتے ہی نہیں اور اگر ان کو عذاب کی ذرہ سی ہوا بھی لگ جائے تو بس فوراً کہنے لگ جائیں گے کہ ہم ہی ظالم تھے جو کچھ ہم کو پہنچا ہے ہماری ہی بداعمالی کا نتیجہ ہے یعنی اس وقت اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے مگر اب نہیں۔ اچھا کیا ہوا بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی اور کب تک یہ لوگ مستانہ حالت میں اکڑتے پھریں گے آخر ایک روز ہم (خدا) سب کے سامنے قیامت کے دن انصاف کا ترازو لگائیں گے پھر تو سب کے راز نہاں کھل جائیں گے اور کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی کام اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو بھی اس عامل کے سامنے لے آئیں گے اور ہم خود اپنے علم کے زور سے حساب کرنے کو کافی ہیں۔ کسی کی رپورٹ یا خبر رسانی کے ہم محتاج نہیں۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكۡرًا لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۸﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرق کرنے والی (کتاب) اور روشنی اور پرہیزگاروں کو دستور العمل دیا

الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ وَهُمۡ مِّنَ السَّاعَةِ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ

جو اپنے پروردگاروں سے بن دیکھے خوف کرتے ہیں اور وہ قیامت کی گھڑی سے بھی کانپتے ہیں۔ یہ

هٰذَا ذِكۡرٌ مُّبٰرَكٌ اَنۡزَلۡنٰهُ‌ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ

قرآن بابرکت نصیحت کی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے کیا تم اس سے منکر ہو؟ اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو

رُشۡدَهٗ مِنۡ قَبۡلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيۡنَ‌ ﴿۵۱﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَا هٰذِهِ

ہدایت دی اور ہم اس کو جانتے تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا کہ یہ کیا

التَّمَاثِيۡلُ الَّتِىۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عٰكِفُوۡنَ‏ ﴿۵۲﴾ قَالُوۡا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيۡنَ‏ ﴿۵۳﴾

صورتیں ہیں جن پر تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے

قَالَ لَقَدۡ كُنۡتُمۡ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ‏ ﴿۵۴﴾

ابراہیم نے کہا کہ تم اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پھنس رہے ہو

دیکھوانہی باتوں کے ذہن نشین کرنے اور مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے ہم (خدا) نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو حق و باطل میں تمیز اور فرق کرنے والی (کتاب) یعنی تورات اور ہدایت کی روشنی اور پرہیزگاروں کا دستور العمل دیا یعنی ان لوگوں کا وہ دستور العمل تھا جو اپنے پروردگار سے بن دیکھے خوف کرتے ہیں اور وہ قیامت کی گھڑی سے بھی کانپتے ہیں اسی طرح یہ قرآن بابرکت نصیحت کی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے جس کا اترنا کوئی نیا نہیں کیا تم اس سے منکر ہو؟ ہائے افسوس تم اتنا نہیں سوچتے کہ اس انکار کا نتیجہ تمہارے حق میں کیا ہو گا اور اس کی پاداش تمہارے عوض کون اٹھائے گا؟ یہ بھی تمہاری ایک ڈبل غلطی ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ قرآن اور یہ رسول نیا آیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہم ابتداء دنیا سے لوگوں کی ہدایت کے لیے ہمیشہ سے رسول بھیجتے رہے ہیں اور مختلف لوگوں کو اس خدمت پر معمور کیا ہم نے اس سے پہلے تمہارے جد امجد اور عرب کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت دی اور ہم اس کو جانتے تھے کہ وہ اسی لائق ہے جو اس کی سپرد ہو گا وہ اس کو خوب نبھائے گا تم لوگ اس وقت کے واقعات یاد کرو جب اس (ابراہیم) نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن پر تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو اور جن کی پوجا پاٹ میں ایسے مست اور سرگردان ہو کہ کسی کی سنتے ہی نہیں کہاں تک ان کی خدائی میں حصہ اور حق حاصل ہے وہ بولے ہم نے اور تو کوئی بات ان میں دیکھی نہیں البتہ ایک ہی بات ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہر لمحے پایا ہے۔ بس یہی تقلید آبائی ہماری دلیل ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر ان نادانوں کو اتنی بات کی سمجھ نہ آئی کہ ابراہیم جیسے ذہین اور مناظر کے سامنے ہم کسی خام دلیل تقلید آبائی کی پیش کرتے ہیں جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی سوال جو حضرت ابراہیم نے اپنی قوم سے اور اپنے بزرگ باپ سے کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے باپ دادا کی تقلید کی آڑ لی اگر ان کے باپ دادا زندہ ہوتے تو پھر یہی سوال وارد ہو سکتا تھا پھر وہ کیا جواب دیتے اس لیے حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پھنس رہے ہو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

وہ بولے تو کوئی سچی بات لایا ہے یا دل لگی کرنے والوں میں سے ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

واللہ میں تمہارے ان معبودوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا۔ پس اس نے ان سب

جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن ان میں سے بڑے بت کو بچار کھا تاکہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ انہوں نے کہا جس نے یہ کام ہمارے معبودوں سے

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ

کیا ہے بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے ایک جوان لڑکے کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس

لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ رئیسوں نے کہا تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ اس پر گواہ ہوں

انہوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کی ایسی جرات دیکھی تو وہ بولے تو جو اتنی ہماری مخالفت کرتا ہے اچھا یہ طریقہ اگر غلط ہے تو تو بھی کوئی سچی بات لایا ہے یا یونہی معمولی دل لگی کرنے والوں میں سے ہے۔ اگر لایا ہے تو بتلا ہمارا سچا معبود کون ہے ابراہیم سلام اللہ علیہ نے کہا بلکہ تمہارا حقیقی معبود اور پروردگار وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور اس دیہی دعویٰ کی گو شہادت ضروری نہیں تاہم دنیا کی کل کائنات اس دعویٰ کی شہادت دے رہی ہے اور میں خود بھی اس دعوی پر انہی شہادت دینے والوں میں سے ایک ہوں جب وہ اتنی بات سن کر ششدرہ ہو گئے اور جیسا کہ قاعدہ ہے پرانے مدت کے جمے ہوئے خیالات بمشکل نکلا کرتے ہیں اس لیے وہ لوگ ایسے صاف اور سیدھے بیان سے ہدایت یاب نہ ہوئے ابراہیم نے کہا واللہ میں تمہارے راہ راست پر لانے کو تمہارے ان بتوں یعنی معبودوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا جس سے تم ان کی ناتوانی اور عدم استحقاق الوہیت خوب سمجھ سکو پس جب وہ اس بت خانہ سے چلے گئے تو اس نے ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن انہی سے بڑے بت کو بچار کھا تاکہ وہ ابراہیم کے کہنے پر اس کی طرف متوجہ ہوں یا اس کی سلامتی دیکھ کر دل میں غور کریں کہ یہ کسی نے کیا کیا کہ تمام کو کاٹ دیا لیکن اس سے کیا اسے دوستی تھی جو اس کو ثابت رکھا چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے کہا جس نے یہ کام ہمارے معبودوں سے کیا ہے بے شک وہ بڑا ظالم ہے پھر آپس میں انہوں نے بعد غور و فکر ایک دوسرے سے کہا کہ کل ہم نے ایک جوان لڑکے کو ان ٹھاکروں کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام ابراہیم ہے اسی نے کیا ہو گا کیوں کہ وہ ان کے نام سے بھی چڑتا ہے یہ سن کر رئیسوں اور سرداروں نے کہا تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اگر وہ اقرار کرے تو لوگ اس پر گواہ ہوں ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کچھ سزا دیں تو عوام میں ہماری بدنامی ہو کہ ناحق ایک ہونہار لڑکے کو مارا ہے

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ

انہوں نے کہا کہ ابراہیم ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا بلکہ ان میں کے اس بڑے بت نے کیا

هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

ہے اگر بول سکتے ہیں تو ان کو پوچھ لو۔ پس وہ اپنے جی میں سوچا کئے پھر بولے بے شک

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

تم ہی ظالم ہو۔ پھر اوندھے گر کر کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں ابراہیم

يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّ

نے کہا کیا پھر تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ نفع دے سکیں اور نہ

لَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

نقصان۔ حیف ہے تم کو اور ان چیزوں کو جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم عقل نہیں کرتے

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾

انہوں نے کہا اس کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو

خیر ابراہیم کو جب بلا لائے تو انہوں نے اس سے کہا کہ ابراہیم؟ ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا؟ ابراہیم نے کہا میں نے کیا کیا؟ تم نے اس بڑے بت کو ایسا بنایا کہ اس کے دیکھنے سے مجھے سخت رنج ہوا اس لیے گویا میں نے نہیں کیا بلکہ ان میں کے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر بول سکتے ہیں تو ان کو پوچھ لو پس حضرت ابراہیم کے اس معقول جواب سے وہ ایسے رکے کہ کوئی جواب نہ بن پڑا کچھ مدت تک اپنے جی میں سوچا کئے پھر بولے یعنی باہم ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ بے شک تم ہی ظالم ہو کہ ایسے نوجوان لڑکے کو تم نے خواہ مخواہ چھیڑ کر ایسی مجلس میں اپنی ہتک کرائی۔ حضرت ابراہیم بڑی متانت سے الگ بیٹھے ان کی یہ باتیں سنتے رہے اور دل میں آئندہ جواب سوچتے رہے پھر وہ کفار کچھ مدت تک اوندھے گر کر کہنے لگے ابراہیم تو نے یہ کیسا سوال کیا ہے کہ ان سے پوچھو تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں پھر ہم پوچھیں کس سے اور بتلائے کون؟ ایسا ہوشیار ہونہار ہو کر تو ہم سے ایسے سوال کرتا ہے وہ نادان ابراہیم کی اس معقول تمہید کو نہ سمجھے کہ ابراہیم کا مطلب ہم سے یہی کہلوانا ہے چنانچہ ابراہیم نے یہ سنتے ہی بلند آواز سے کہا کیا پھر تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو۔ جو عبادت کرنے پر تم کو نہ نفع دے سکیں اور نہ ترک کرنے پر نقصان حیف ہے تم کو اور ان چیزوں کو جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم اب بھی عقل نہیں کرتے ہو کہ کس بے وقوفی کے جال میں پھنسے ہو۔ بس یہ کلام ہیئت نظام جب کافروں نے سنا توان کے چھکے چھوٹ گئے آخر انہوں نے بحکم

چو حجت نماند جفا جوئے را ۔ بہ پیکار گردن کشد روئے را

کہا اس ابراہیم کو آگ سے جلادو اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو یہ کرو۔ کیسے عقل سے خالی تھے کہ اپنے معبودوں کی مدد کرنا چاہتے تھے انہوں نے تو اپنے خیال میں یہ تجویز کامیابی کی سوچی مگر وہ ہماری (خدا کی) تجویزوں سے بے خبر تھے۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم کے حق میں سرد اور سلامتی والی بن جا- اور انہوں نے اس سے داؤ کیا تھا پر ہم نے انہی

الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

کو ناکام کیا- اور ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے جہاں کے سب لوگوں کے لئے برکات پیدا کر رکھی ہیں

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾

اور ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب انعام بخشا اور سب کو ہم نے نیک بنایا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ

اور ہم نے ان کو دین کے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے

اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

اور نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا وہ خاص ہماری ہی عبادت میں لگے ہوئے تھے- اور ہم نے لوط کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا

حکم اور علم دیا

ادھر ہم نے آگ کو مناسب الفاظ میں حکم دیا جن الفاظ سے ہم (خدا) ہمیشہ اپنی مخلوقات کو حکم دیا کرتے ہیں کہ اے آگ بس خبردار' تو ابراہیم کے حق میں بالکل سرد اور سلامتی والی بن جا یعنی ایسی بھی نہ ہو جائیو کہ تیری سردی سے ابراہیم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچے چنانچہ وہ[1] ہو گئی اور انہوں نے تو اس تکلیف رسانی کا داؤ کیا تھا پر ہم نے انہیں کو ناکام اور ذلیل کیا اور ہم نے اس ابراہیم کو اور لوط سلام اللہ علیہما کو جو ابراہیم کے رشتہ میں تھے اس بابرکت زمین کی طرف باخیر و عافیت پہنچا دیا جس میں ہم نے جہان کے سب لوگوں کے لیے برکات پیدا کر رکھی ہیں اور ہم نے اس کو ایک بیٹا اسحاقؑ اور بیٹے کا بیٹا یعقوبؑ پوتا انعام بخشا اور سب کو ہم نے نیک اور صالح بنایا ایسے کہ تمام لوگوں نے ان سے ہدایت پائی اور ہم نے ان کو دین کے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا پس وہ ان تمام احکامات کی پابندی کرتے تھے اور بڑی بات ان میں یہ تھی کہ وہ خاص ہماری ہی عبادت میں لگے ہوئے تھے اس لیے وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہوئے- اور ہم نے لوط نبی کو دینی حکم اور علم دیا اور نبی بنا کر اس کی قوم کی طرف بھیجا جو دنیا بھر سے زیادہ بدمعاشی کے کاموں میں لگی ہوئی تھی یعنی خلاف وضع فطری لونڈوں سے بدکاری کرتے تھے ایسی بدطینت قوم سے اس کو پالا پڑا تو تم سوچ لو کہ اس کو کیسی کچھ تکلیف ہوئی ہو گی-

[1] اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ابراہیمی آگ سرد نہ ہوئی تھی بلکہ ابراہیم سلام اللہ علیہ کو آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا تھا یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ قرآن شریف میں عام سوال بتلایا گیا ہے کہ اذا قضی امر فانما یقول له کن فیکون یعنی یہ عام قانون ہے کہ خدا کے کن (ہو جا) کہنے سے شے مطلوبہ ہو جاتی ہے آیت زیر بحث میں رب العالمین کے کلام میں کن کا لفظ موجود ہے جس کے ذریعہ سے آگ کو سرد ہو جانے کا حکم دیا گیا ہے- پس خدائی قاعدہ مذکورہ سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آگ ضرور سرد ہوئی تھی ورنہ لازم آئے گا- کہ محلول کا علت سے تخلف ہو گیا حالانکہ یہ غلط ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ کن کہنے سے ضرور آگ سرد ہوئی ہو گی یہ بیرونی مباحث کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں- سو ان مباحث کا تصفیہ ہم اس سے پہلے کئی ایک موقع پر کر آئے ہیں کہ مفردات اور مرکبات سب کے سب مشیت ایزدی کے ماتحت ہیں- فافہم (منہ)

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

اور اس بستی سے جہاں کے رہنے والے سخت بدکاری کرتے تھے ہم نے اس کو بچایا۔ کچھ شک نہیں کہ

سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَنُوْحًا

وہ لوگ بہت بڑے بدکار تھے۔ اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ نیک بندوں سے تھا۔ اور پہلے

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

نوحؑ کو ہم نے نجات دی تھی جب اس نے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی پس ہم نے اس کو اور اس کے اتباع کو

الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچالیا۔ اور جن لوگوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کے مقابلہ پر ہم نے اس کی مدد کی۔ کیونکہ وہ برے

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ

لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا۔ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کا واقعہ بھی ان کو سنا جس وقت وہ دونوں کھیتی کے

اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝

بارہ میں فیصلہ کرتے تھے جب کسی قوم کی بھیڑ بکریاں اس کھیتی میں کود پڑیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت وہاں حاضر تھے

مگر ہم نے اس کی حفاظت کی اور اس بستی سے جہاں کے رہنے والے سخت بدکاری لواطت کرتے تھے ہم نے اس کو بچایا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بہت بڑے بدکار تھے ان کو تو ہم نے تباہ اور ہلاک کیا اور لوط علیہ السلام کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے نیک بندوں سے تھا اور لوط علیہ السلام سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہم نے نجات دی تھی جب اس نے ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی پس ہم نے اس کو اور اس کے اتباع کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچالیا یعنی اس عذاب سے جس کے ساتھ اس کی قوم کو تباہ کیا اور جن لوگوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کے مقابلہ پر ہم نے اس (نوح) کی مدد کی کیونکہ وہ بدمعاش اور برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو پانی میں غرق کردیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بھی ان کو سنا جس وقت وہ دونوں کسی کی کھیتی کے بارے میں فیصلہ کرتے تھے جب کسی قوم کی بھیڑ بکریاں اس کھیتی میں رات کے وقت کود پڑیں اور سب کھیت کو کھا گئیں دونوں باپ بیٹا اس مقدمہ کو سوچ رہے تھے اور ہم ان کے فیصلے کے وقت وہاں حاضر تھے یعنی ملاحظہ کررہے تھے کہ کس طرح سے فیصلہ کرتے ہیں چونکہ ایسی نزاع کے متعلق احکام شرعیہ میں کوئی صریح حکم نہ تھا بلکہ اجتہادی مسئلہ تھا اس لیے بحکم المجتہد قد یصیب وقد یخطی حضرت داؤد سے غلطی ہوگئی[1]

[1] اس قصے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت آئی ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس کی بکریوں نے رات کے وقت میرا تمام کھیت کھالیا۔ حضرت داؤد نے تمام بکریاں کھیت والے کو دلوادیں جب وہ دونوں باہر آئے تو حضرت سلیمان سے ملے انہوں نے پوچھا کیا فیصلہ ہوا انہوں نے سنایا تو حضرت سلیمان نے (جو ان دنوں شاہزادگی میں تھے) کہا کہ اگر یہ مقدمہ میرے پاس آتا تو میں اس کو ایسے آسان طریق سے طے کرتا کہ فریقین کے حق میں مفید ہوتا۔ اس کی خبر حضرت داؤد کو بھی ہوگئی انہوں نے صاحبزادہ کو بلا کر وہ آسان طریق دریافت کیا تو صاحبزادے نے کہا کہ کھیت کی زمین بکریوں والے کو دی جائے کہ وہ اس میں زراعت کرے اور بکریاں کھیت والے کو دی جائیں کہ وہ کھیت کے تیار ہونے تک ان کا دودھ پئے پھر جب کھیت تیار ہو جائے

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ز وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ

پھر ہم نے سلیمانؑ کو یہ مقدمہ سمجھایا اور ہم نے ہر ایک کو حکم اور علم دیا تھا- ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور جانوروں

الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ

کو مسخر کیا تھا اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور بے شک ہم کر سکتے ہیں- اور ہم نے اس کو تمہارے لئے جنگی لباس بنانا سکھایا

لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾

تاکہ تم کو جنگ کے ضرر سے بچائے کیا تم ایسی نعمتوں کا شکر نہ کرو گے؟

پھر ہم (خدا) نے یہ مقدمہ سلیمان کو جو اس وقت شاہزادہ تھا سمجھا دیا- چنانچہ سلیمان نے اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری رائے میں حضور کا فیصلہ قابل نظر ثانی ہے- والد بزرگوار نے کمال انصاف سے اس پر غور کیا تو صاحبزادہ کو حق بجانب پا کر اس سے موافقت کی- اس سے تم دو نتیجے حاصل کرو ایک تو یہ کہ بڑوں کی ہر بات میں پیروی نہیں ہوتی جس بات کی غلطی واضح ہو جائے اس میں بڑوں کو بھی مطلع کر دینا چاہئے نہ کہ ہر بات میں ان کی اقتداء- دوئم یہ کہ بڑوں کو بھی چاہئے کہ اپنی بڑائی حق پسندی سے ظاہر کریں- نہ بے جا تحکم سے چھوٹوں کی بات کو حقارت سے رد کریں کہ اس بات کا قائل خرد سال ہے- داناؤں کا مقولہ ہے کہ ؎

بزرگی بہ عقل ست نہ بسال! تونگری بدل ست نہ بمال

افسوس ہے آج کل دنیا میں عموماً اور تم عربیوں میں خصوصاً یہ دونوں وصف معدوم ہیں- کہیں تو تم دین اسلام کی تعلیم کے مقابلہ پر بڑوں کی لکیر کو پیٹتے ہوئے ماوجدنا علیہ اباءنا کہا کرتے ہو کہیں بڑی عمر کے بڈھے' پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے سے خرد سال جان کر اس کی تعلیم سے ناک چڑھاتے ہیں کہ کل کا لڑکا ہے کیا ہم اس کی پیروی کریں؟ بعض اس خیال سے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے پاس مال و دولت کی کمی ہے اتباع کرنے سے غرور کرتے ہیں اس قسم کے خیالات سب واہیات ہیں اور ہم نے ہر ایک یعنی داؤدؑ اور سلیمانؑ کو حکم اور نبوت کا علم دیا تھا مگر آخر ؎

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

ہم نے داؤدؑ پر خاص مہربانی یہ کی تھی کہ اس کے ساتھ پہاڑوں اور جانوروں کو مسخر کیا تھا ایسے کہ وہ پہاڑ اور جانور اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور ذکر کے ساتھ ذکر کرتے تھے اس بات سے تم تعجب نہ کرو بے شک ہم (خدا) ایسے کام کر سکتے ہیں ہم قادر مطلق ہیں کوئی کام ہمارے پر مشکل نہیں اس کی مثال سننا چاہو تو شیخ سعدی مرحوم کا کلام سنو

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اور سنو ہم نے اس پر یہی احسان نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک قسم کے احسان کئے خصوصاً ایسے احسان جو سلطنت سے تعلق رکھتے تھے مثلاً ہم نے اسکو تمہارے لیے جنگی لباس بنانا سکھایا اور لوہے کو نرم کر دیا- داؤد سلام علیہ لوہے کی ذرہ بناتے تھے تاکہ تم کو جنگ کے ضرر سے بچائے کیا تم ایسی نعمتوں کا بھی شکر نہ کرو گے؟

تو کھیت والے کو کھیت اور بکریوں والے کو بکریاں دی جائیں- حضرت داؤد نے بھی اس فیصلے کو پسند کیا اور یہی نافذ فرمایا- بموجب روایات حدیثہ اسلام کا مسئلہ ہے کہ دن کو کھیت کی حفاظت کرنی مالک کے ذمہ ہے اور غلہ کی حفاظت رات کے وقت غلے کے مالک پر ہے- پس اگر کسی کے مویشی دن کو کسی کا کھیت چر جائیں تو مالک مویشی پر کچھ نہیں کیونکہ دن کو حفاظت کرنا مالک زراعت کا فرض ہے اور اگر رات کو کھیت چر جائیں تو مالک مویشی پر اس کھیت کی قیمت واجب الادا ہو گی کیونکہ رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنی مالک مویشی کا فرض ہے (منہ)

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ
اور ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا وہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جاتی تھی جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ
پیدا کی ہیں اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے جو غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا کئی ایک اور کام بھی

يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
کرتے تھے ہم نے اس کے تابع کر دیے تھے اور ہم ان کے نگران تھے۔ اور ان کو ایوب کا ذکر بھی سنا

رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا
جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں سخت مصیبت میں ہوں اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ پس اس دعا کو ہم نے قبول کیا اور جو اس کو تکلیف

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى
تھی سب دور کر دی اور اس کو اس کا عیال دیا اور محض اپنی مہربانی سے اور عابد لوگوں کو نصیحت کے لئے

لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
ان کے ساتھ اتنے اور بھی دیے۔ اور اسمعیل ادریس اور ذوالکفل کا ذکر ان کو سنا کہ وہ تمام صابروں کی جماعت سے تھے

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ
ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تحقیق وہ نیکوں کی جماعت سے تھے اور مچھلی والے کا ذکر سنا جب وہ خفا ہو کر

اور سنو ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا وہ اس کے حکم اور تدبیر سے اس زمین کی طرف جاتی تھی جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں پیدا کی ہیں یعنی ملک شام اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں کوئی چیز ہمارے حکم اور علم کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی اور شیطانوں یعنی شریر جنوں میں سے جو سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا کئی ایک اور کام بھی کرتے تھے ہم نے اس کے تابع کر دئے تھے اور ہم ان کے نگران تھے کہ سرکشی نہ کریں یہ سب کرشمات قدرت ظاہر بینوں کی نگاہ میں گو ناقابل وقوع لیکن دور بینوں کی نظروں میں خدا کی قدرت کے سب ماتحت ہیں یہی وجہ ہے کہ سلسلہ رسالت میں ایسے امور کا وقوع عموماً مانا گیا ہے پس ان کو حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر بھی سنا جب اس نے اپنے پروردگار رب العالمین سے دعا کی کہ الٰہی میں سخت مصیبت میں ہوں مجھے از حد تکلیف پہونچی ہے کہ تمام بدن پر بیماری غلبہ کر گئی ہے۔ اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس مخلص بندہ کی پکار کو ہم نے قبول کیا اور جو اس کو تکلیف تھی سب دور کر دی اور اس کو اس عیال جو بوجہ جدائی کے یا مر جانے کے جدا ہو گیا تھا دیا اور محض اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور دئے اور نیک بختوں عابدوں کی نصیحت کے لیے تا کہ وہ سمجھیں کہ خدا کسی کی محنت اور دعا کو ضائع نہیں کیا کرتا اور حضرت اسماعیل ادریس اور ذوالکفل نبی علیھم السلام کا ذکر بھی ان کو سنا کہ وہ تمام صابروں کی جماعت سے تھے۔ مصیبت کے وقت چلائے نہ تھے خوشی پر اترائے نہ تھے۔ ہم (خدا) نے ان کو برگزیدہ بنایا اور اپنی رحمت میں داخل کیا۔ تحقیق وہ نیکوں کی جماعت سے تھے اسی لیے ان کا حال بھی تم کو سنایا جاتا ہے کہ تم بھی ان کی پیروی کرو۔ اسی طرح حضرت یونس مچھلی والے کا ذکر ان کو سنا جب وہ قوم کی سرکشی پر خفا ہو کر وطن سے چلا گیا

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

چلا گیا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر سخت گیری نہ کریں گے پس اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ

نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں- پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم سے نجات بخشی

وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا

اور اسی طرح ہم ایمانداروں کو نجات دیتے ہیں- اور زکریا کا ذکر سنا جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے

وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ

اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے اچھا وارث ہے پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو یحییٰ بخشا اور اس کی عورت کو درست کر

زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا

دیا اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور توقع اور خوف سے ہم ہی کو پکارتے تھے اور ہم سے

لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

ڈرا کرتے تھے

اور سمجھا تھا کہ ہم اس کے اس نکلنے پر سخت گیری نہ کریں گے کیونکہ بروں کی صحبت میں رہنے کی عموماً ممانعت ہے اس عام حکم سے اس نے از خود یہ نتیجہ نکالا کہ بغیر صریح اجازت کے چلا جانا موجب عتاب نہ ہوگا مگر چونکہ نبی کے لیے جب تک بالخصوص حکم نہ پہنچے قوم کو چھوڑ ہجرت کرنا جائز نہیں ہوتا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ میں پھنس گیا تو پھر اس نے مچھلی کے پیٹ اور پانی اور بادلوں کے ان گنت اندھیروں میں ہم کو پکارا کہ خداوند تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی سب کا معبود مطلق ہے جو کچھ میرے ساتھ پیش آیا ہے سب میری ہی شامت اعمال ہے ورنہ خداوند تو کسی بندے پر ناحق ظلم کرنے سے پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں سے ہوں کچھ تو یہ دعا ہی پر مضمون تھی جو سب مطالب کو شامل تھی اس پر حضرت یونس کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص نے اور ہی اثر کیا پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم دہم سے جو مچھلی کے پیٹ میں پھنس جانے سے اس پر وارد ہوا تھا' نجات بخشی اور اسی طرح ہم اس دعا کی برکت اور تاثیر سے ہمیشہ ایمانداروں کو ایسے غموں سے نجات دیتے ہیں اور حضرت زکریاؑ کا ذکر بھی ان کو سنا جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اکیلا بے اولاد نہ چھوڑ بلکہ کوئی لائق بیٹا مرحمت فرما جو دین کا خادم ہو- اور یوں تو میں جانتا ہوں کہ تو ہی سب وارثوں سے اچھا وارث ہے دین کا وارث بھی تو ہی ہے اور دنیا کا بھی تو ہی لیکن دنیا میں تو اپنے بندوں ہی سے کام لیا کرتا ہے میرے حال پر مہربانی کر کے ایک لڑکا عنایت فرما پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو یحییٰ نام کا ایک بیٹا بخشا اور اس کی عورت جو بانجھ تھی درست کر دیا یعنی قابل اولاد بنا دیا- ان بڑے لوگوں میں یہ تو کوئی بات نہ تھی جیسا بعض بیوقوفوں کا خیال ہے کہ ان کو کسی خدائی کام میں بھی دخل تھا- ہرگز نہیں- ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور اڑے کاموں میں توقع اور خوف سے ہم ہی کو پکارتے تھے- اور ہم (خدا) ہی سے ڈرا کرتے تھے- ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک اللہ کے بندے نیک دل گزرے ہیں جن سے مخلوق کو ہدایت ہوتی تھی-

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾

اس عورت کا ذکر بھی سنا جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی تھی اور ہم نے اس کے بیٹے کو تمام لوگوں

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

کے لئے بڑا نشان بنایا تھا یہ تمہارا ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو- اور آپس کے تعلقات توڑ دیے

بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

سب نے ہماری ہی طرف پھر کر آنا ہے- پھر جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ نیک کام کئے ہوں گے ان کی کوشش کی

فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ

بے قدری نہ ہوگی اور ہم اس کے اعمال کے لکھنے والے ہیں- جس بستی کو ہم ہلاک

اَهْلَكْنٰهَآ

کرتے ہیں

مردوں کے علاوہ اس عورت (صدیقہ مریم) کا ذکر بھی ان کو سنا جس کو ناپاک لوگ (یہودی) مطعون کرتے ہیں- حالانکہ اس نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے اس مریم میں اپنی ایک مخلوق روح[1] پھونکی تھی جس سے اس کا بیٹا مسیح سلام اللہ علیہ پیدا ہوا اور ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے بیٹے مسیح کو اس دنیا کے تمام لوگوں کے لیے بہت بڑا نشان بنایا تھا- کیونکہ اس کی ولادت بے باپ ہوئی تھی جو عموماً سلسلہ تناسل بنی آدم کے خلاف تھی مگر خیر اصل بات جس کے لیے یہ سب واقعات تم لوگوں کو بتائے گئے ہیں یہ انبیاء کا گروہ تمہارا ایک ہی گروہ ہے ایک ہی ان کی بات تھی یعنی تم تمام لوگ میرے (خدا) کے بندے ہو اور میں (خدا) تمہارا پروردگار ہوں- پس تم میری ہی عبادت کیا کرو ورمراد پاجاؤ مگر افسوس ہے کہ تمہاری نسبت تو کیا کہنا ہے- خود انہی کو دیکھو جن میں یہ نبی آئے تھے انہوں نے کیا کیا انبیاء کی بے فرمانی کی اور آپس کے تعلقات بھی توڑ دئے جو لوگ ایمان لاتے چاہے ان کے کیسے ہی عزیز واقارب کیوں نہ ہوتے وہ انکے بھی دشمن جان ہو جاتے خیر سب نے ہماری ہی طرف پھر کر آنا ہے پھر وہاں تو صاف ہی فیصلہ ہے کہ جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ نیک کام کئے ہونگے ان کی کوشش کی بے قدری نہ ہوگی اور ہم (خدا) خود اسکے اعمال کو لکھنے والے ہیں یعنی محفوظ رکھ کر نیک جزا دیں گے مگر ان نادانوں کے دل ودماغ میں عجب خبط سمایا ہوا ہے کہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مرے سو گئے یہ نہیں جانتے کہ جس بستی کے لوگوں کو ہم (خدا) ہلاک کرتے ہیں یعنی مارتے ہیں

---

[1] عیسائی لوگ اس آیت اور اس قسم کی اور آیات سے عموماً دلیل لایا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح (معاذ اللہ) خدا تھا- کیونکہ اس کو روح اللہ کہا گیا ہے- مگر وہ قرآن شریف کے محاورے کو غور سے نہیں دیکھتے کہ اس قسم کی اضافات سے مطلب کیا ہوتا ہے- سورہ سجدہ میں عام انسانوں کے لیے بھی یہی اضافت روح کی اللہ کی طرف آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے **یدء خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالته من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه** یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کے سلسلہ کو نطفہ سے جاری کیا پھر اس کو درست اندام بنایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی- اس جگہ عام انسانی پیدائش کی ابتدا اور سلسلہ کا ذکر ہے پس اگر آیت زیر تفسیر سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہو تو اس قسم کی آیات سے تمام انسانوں کی الوہیت ثابت ہوگی پھر اگر مسیح بھی ایسے ہی خدا اور الٰہیہ تھے جیسے کہ سب انسان ہیں تو خیر اس کے ماننے میں کسی کو کلام نہیں پس آیت موصوفہ کے معنے وہی ہیں جو ہم نے لکھے ہیں- فافہم (منہ)

أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ
ممکن نہیں کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں پس جب یاجوج ماجوج کی روک کھول دی جائے گی اور وہ ہر ایک بلندی سے ڈھلکتے

حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ
ہوئے چلے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی کہتے ہوں

كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾ إِنَّكُمْ وَمَا
گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس سے بالکل بے خبر تھے بلکہ سراسر ظلم کرتے تھے۔ تم اور تمہارے معبود

تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ
جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو تم لوگ اس میں داخل گے۔ اگر یہ لوگ سچے

هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ
معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے۔ اور سب اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ سخت چلائیں گے اور اس میں کسی

فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾
کی نہ سنیں گے اس میں شک نہیں کہ جن کے حق میں ہماری طرف سے نیک وعدہ گزر چکا ہے اس دوزخ سے دور بیٹھے رہیں گے

ممکن نہیں کہ وہ ہماری طرف پھر[1] کر نہ آئیں۔ پس جب یاجوج ماجوج کی روک کھول دی جائے گی اور وہ ہر ایک بلندی سے ڈھلکتے ہوئے چلے آئیں گے اس وقت آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ کہتے ہوں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس تکلیف شدید سے بالکل بے خبر تھے۔ بلکہ سراسر ظلم کرتے رہے آج کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اس کلام کی سچائی دیکھ رہے ہیں جو ہم کو دنیا میں سنایا گیا تھا جس پر ہم کو سخت طیش آتا تھا جب مسلمان کہتے تھے کہ تم اور تمہارے معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو یہ بھی کہتے تھے کہ تم لوگ اس میں داخل ہو گے یہ بھی ہم ان سے سنتے تھے کہ اگر یہ لوگ تمہارے معبود جن کو آج تم جہنم میں داخل دیکھتے ہو سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے حالانکہ عابد اور معبود سب کے سب اس میں نہ صرف داخل ہوں گے بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اس میں ان کو کسی طرح کا آرام نہ ہو گا۔ کیونکہ وہاں کا عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ اس میں داخل ہوں گے وہ تکلیف کے مارے سخت چلائیں گے اور اس چلاہٹ میں کسی کی نہ سنیں گے بلکہ اپنا ہی دکھڑا روتا روئیں گے ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان مصنوعی معبودوں میں نیک کردار ہیں یعنی جن کے حق میں ان کے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہماری طرف سے نیک وعدہ گزر چکا ہے کیونکہ وہ نہ تو خود ہی شرک کی تعلیم دے گئے نہ اپنی عبادت کرانے پر وہ راضی تھے بلکہ لوگوں نے خواہ مخواہ ان کو یہ رتبہ دے رکھا ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ یہ لوگ اس دوزخ اور دوزخ کی جملہ تکالیف سے دور ہٹے رہیں گے۔

---

[1] اس آیت کو مرزا صاحب قادیانی نے اپنے معمولی زور اور لفاظی سے حضرت مسیح کی وفات پر دلیل سمجھا ہے کہتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو موت آگئی دنیا کی طرف ان کا رجوع حرام ہے۔ حالانکہ ان معنے سے آیت میں لا کے معنے کچھ نہیں بنتے۔ ہم نے جو معنے کئے ہیں وہ لفظی اور صرفی نحوی قاعدے سے ٹھیک ہیں حرام کے معنے نہ پھیریں گے پس ہماری معنے ناممکن کے ہیں لا یرجعون کے معنے صحیح ہوئے اور مرزا صاحب کے معنے غلط (منہ)

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ

اس کی بھنک بھی ان کے کانوں میں نہ پڑے گی بلکہ وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے- ان کو بڑی گھبراہٹ

الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ

پریشان نہ کرے گی اور ان کی ملاقات کو فرشتے یہ کہتے ہوئے آویں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا آپ لوگوں کو وعدہ دیا جاتا تھا جس روز

نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

ہم آسمانوں کو لپیٹ لیں گے جس طرح مکتوبات جمع کر کے لپیٹے جاتے ہیں- جیسا ہم نے پہلے مخلوق کو پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو لوٹائیں گے

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ

یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے بیشک ہم کرنے والے ہیں- اور زبور میں ہم نے بعد ضروری نصیحت کے لکھ دیا تھا کہ (جنت) کی زمین کے وارث میرے

يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا

پرہیزگار بندے ہوں گے اس قرآن میں بلاشبہ عبادت کرنے والوں کے لئے تبلیغ ہے ہم نے تجھ

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ

کو اے رسول تمام لوگوں پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے تو کہہ کہ میری طرف بس یہی الہام ہوتا ہے کہ تم سب لوگوں کا معبود ایک ہی ہے

فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي

تو کیا تم اس کے تابع فرمان نہ ہوں گے پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کو یکساں طور پر ڈرا چکا ہوں

ایسے کہ اس کی بھنک بھی ان کے کانوں میں نہ پڑے گی بلکہ وہ اپنی من مانی خواہشوں اور لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ پریشان نہ کرے گی اور ان کی ملاقات کو فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا آپ لوگوں کو وعدہ دیا جاتا تھا- یہ کب ہو گا؟ جس روز ہم (خدا) آسمانوں کو لپیٹ لیں گے ایسے کہ جس طرح مکتوبات جمع کر کے لپیٹے جاتے ہیں یعنی تمام دنیا پر اس روز حکومت الٰہی ایسی ہو گی کہ کوئی ایک فرد بھی دعویدار حکومت نہ ہو گا جیسا ہم نے پہلے مخلوق کو پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو دوبارہ لوٹائیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے بے شک ہم کرنے والے ہیں اس لیے ہم نے اس بات کی اطلاع بندوں کو دے رکھی ہے اور زبور میں جو حضرت داؤد پر کتاب اتری [illegible] بعد ضروری نصیحت کے ہم نے لکھ دیا تھا کہ جنت کی زمین کے وارث میرے پرہیزگار بندے ہوں گے- اب بھی اس کلام پاک قرآن شریف میں بلاشبہ عبادت کرنے والوں کے لیے تبلیغ ہے- جو اللہ کے بندے ہو کر رہتے ہیں وہ عوض پائیں گے- اسی لیے تو ہم نے تجھ کو اے رسول علیہ السلام تمام لوگوں کو ہدایت اور رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے پس تو ان سے کہہ کہ میری تعلیم کا خلاصہ دو حرفہ ہے میری طرف بس یہی الہام ہوتا ہے کہ تم سب لوگوں کا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے تو کیا تم اس کے تابع فرمان نہ ہو گے پھر یہ سن کر اگر وہ اس سے روگردانی کریں اور تیری نہ سنیں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کو یکساں طور پر بلا رو رعایت ڈرا چکا ہوں اور سب کو بے لگی لپٹی سنا چکا ہوں لیکن اگر تم یہ پوچھو کہ شرک کفر دیگر بد اطواریوں پر آنے والی آفت کب آئیگی تو اس کی مجھے بھی خبر نہیں-

اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا

اور اسکی مجھے خبر نہیں کہ جس عذاب کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید- کچھ شک نہیں کہ وہ بلند آواز کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو

تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ

اسے بھی جانتا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ شاید کچھ ابتلا ہے اور ایک خاص وقت تک تم کو فائدہ پہنچانا ہے- کہا اے میرے پروردگار تو حق فیصلہ

بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

فرما اور ہمارا پروردگار بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہاری باتوں پر جو تم کہتے ہو اسی سے مدد چاہی جاتی ہے

سورت الحج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ

لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو- کچھ شک نہیں اس گھڑی کی ہلچل ایک عظیم چیز ہے جس روز

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ

تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو جسے

کہ جس عذاب کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید- کچھ شک نہیں کہ وہ اللہ بلند آواز کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے اور اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس جاننے میں اس کا شریک ہو سکے مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ مہلت اور چند روزہ آسانی تمہارے حق میں کس حکمت پر مبنی ہے شاید کچھ ابتلا ہے اور ایک خاص وقت تک تمہاری زندگی کی انتہا تک تم کو فائدہ پہنچانا منظور الٰہی ہے یہ کہہ کر رسولؐ نے دعا میں کہا کہ اے میرے پروردگار تو حق فیصلہ فرما اور یہ بھی کہہ کر ہمارا پروردگار بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہاری فضول باتوں پر جو تم کہتے ہو اسی سے مدد چاہی جاتی ہے پس اسی کی مدد سے بیڑا پار ہے

جو کچھ ہوا کرم سے تیرے! جو ہوگا وہ تیرے ہی کرم سے ہوگا

سورت الحج

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

لوگو سنو ایک کام تم کو ایسا بتلاتے ہیں جس پر کاربند ہونے سے تم فلاح دارین پا جاؤ وہ یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو ایسے ڈرو کہ ہر وقت تمہاری رفتار و گفتار سے یہی معلوم ہوا کرے کہ تم اس مالک الملک کی رضا جوئی میں ہو کوئی کام حوصلہ سے ایسا نہ کر گزرو جس سے وہ ناراض ہو کیونکہ اس کی ناراضگی کا اثر گو تم اس دنیا میں محسوس کرنے سے انکاری ہو لیکن ایک وقت یعنی قیامت کی گھڑی آنے والی ہے- جس میں تم انکاری نہ ہو سکو گے کچھ شک نہیں کہ اس گھڑی کی ہلچل ایک عظیم الشان چیز ہے جس روز تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والے مائیں اپنی اولاد کو' جسے انہوں نے دودھ پلایا ہوگا' بھول جائیں گی بس یہی ایک نشان اس کی عظمت شان بتلانے کو کافی ہے اور بھی سننا چاہو

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى

انہوں نے دودھ پلایا ہوگا بھول جائیں گی ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے۔ حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے

وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ اور بعض لوگ محض جہالت سے اللہ کی شان میں جھگڑتے ہیں اور

وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ

سرکش شیطانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ خدا نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی لگائے گا تو وہ ضرور

يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

اس کو گمراہ کرے گا۔ اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اے لوگو اگر تم جی اٹھنے میں شک کرتے ہو تو ہم نے

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر مضبوط گوشت سے اور خام گوشت

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ

سے پیدا کرتے ہیں تاکہ تمہارے لئے واضح کریں

تو سنو ہر حاملہ مادہ انسان ہو یا حیوان اپنا حمل گرادے گی اور مارے دہشت کے تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا جس نے ان کی عقلوں پر ایسا اثر پہنچایا ہوگا کہ مارے اندوہ و غم کے متوالے نظر آئیں گے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ہوں گے اور خدا سے ان کو خاص قسم کا بندگانہ نیاز ہوگا وہ اس روز فلاح پائیں گے۔ مگر بعض لوگ جو اس روحانی راز سے ناواقف ہیں۔ وہ بجائے تعمیل ارشاد کے محض جہالت سے اللہ کی شان میں کج ادائی سے جھگڑتے ہیں اور خواہ مخواہ کے سوالات، کبھی تو خدا کی ذات کی نسبت، کبھی اس کی صفات کی نسبت اٹھاتے ہیں بلکہ یہاں تک بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اگر خدا نے سب کو پیدا کیا ہے تو خدا کو کس نے پیدا کیا ہے ایسے ایسے بیہودہ خرافات اعتراضات کرنے میں سرکش شیطانوں کی پیروی کرتے ہیں جس طرح وہ ان کی القاء کرتے ہیں ان کے کہنے پر چلتے ہیں جس کی نسبت خدا نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی لگائے گا یا اس کی پیروی کرے گا تو وہ ضرور اس کو گمراہ کرے گا اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ عذاب کا ذکر سن کر عموماً عرب کے مشرک سر اٹھا اٹھا کر سوال کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں سو ایسے لوگوں کے سمجھانے کو تو اے رسول کہہ دے کہ اگر تم دوبارہ جی اٹھنے میں شک کرتے ہو اور تم کو یہ سوالات اٹھتے ہیں کہ کیونکہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو تم غور کرو کہ ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا پھر تمہارا سلسلہ نطفہ سے چلایا ایسا کہ نطفہ کو رحم میں ٹکاتے ہیں پھر اس کو خون بناتے ہیں پھر خون کو جما ہوا لوتھڑا بناتے ہیں پھر لوتھڑے سے ترقی دے کر خام گوشت سے پیدا کرتے ہیں یہ تم کو اس لیے سناتے ہیں تاکہ تم پر اپنی قدرت کے کرشمے واضح کر دیں اور تم کو یقین ہو جائے کہ جس قادر قیوم خدا نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں اس کی کمال قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ تم کو مرنے کے بعد زندہ کر دے۔

وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا

اور ہم تم کو رحموں میں ایک مقررہ وقت تک ٹھیرا رکھتے ہیں پھر تم کو نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ تم طفل ہوتے ہو

أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ

پھر ہم تم کو طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض انتہائی نکمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ بعد علم

بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

کے وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور تم زمین کو خشک دیکھتے ہو پھر جب اس پر پانی اتارتے ہیں تو لہلہاتی ہے

وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي

اور پھولتی ہے ہر قسم کی خوشنما انگوریاں نکالتی ہے۔ یہ بے شک اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرے

الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ

گا اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں

يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور یہ کہ اللہ مردوں کو' جو قبروں میں پڑے ہیں اٹھائے گا بعض لوگ بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے

بیشک وہ قدرت رکھتا ہے اور سنو ہم تم کو ماؤں کے رحموں میں ایک مقررہ وقت ٹھیرا رکھتے ہیں۔ پھر تم کو تمہاری ماؤں کے رحموں سے نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ تم بالکل ایک بے سمجھ طفل ہوتے ہو جو کچھ بھی تو نہیں جانتے۔ اس بے خبری اور بے سمجھی کے علاوہ طاقت اور زور کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آدمی تو آدمی کوئی چیونٹی بھی میاں صاحب کے کاٹ لے تو اسے بھی ہٹا نہ سکے۔ اس ناتوانی کو دیکھو پھر اس شاہ زوری کو بھی ملاحظہ کرو۔ جو ہم تم کو جوانی کے عالم میں طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی کمال جوانی کو پہنچ جاؤ۔ اور جو کام اس وقت میں تم کو کرنے ہوتے ہیں کر سکو۔ بعض تم میں سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض انتہائی نکمی عمر تک پہنچتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ بعد حصول علم اور واقفی کے انکو خبر نہیں رہتی۔ اور وہ کچھ بھی نہیں جانتے بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں کیا ہو گیا۔ ناطاقتی کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا یہ شعر ان کے حق میں مبالغہ نہیں

ہائے اس ضعف نے یہ شکل بنائی میری   نبض چلتی ہے تو پستی ہے کلائی میری

اس دلیل سے تم اس مطلب پر (کہ خدا مردوں کو زندہ کر سکتا ہے) نہ پہنچ سکو تو اور سنو بارش سے پہلے تم زمین کو خشک بنجر پڑی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو لہلہاتی ہے اور بڑھتی پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوش نما انگوریاں نکالتی ہے۔ یہ سب واقعات اس نتیجہ پر پہنچانے والے ہیں کہ بیشک اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور یہ بھی کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ بھی اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ دنیا کی بے ثباتی اور عدم استقلالی اس بات کی کافی شہادت ہے کہ اخیر ایک روز اس کا ایسا زوال ہو گا کہ کوئی خبر بھی نہ رہے گی۔ اور یہ بھی اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں یا پانی میں ڈوبے ہیں یا ہوا میں مل گئے ہیں سب کو اٹھائے گا اتنے دلائل سن کر بھی بعض لوگ محض جہالت سے بغیر علم کے

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

اللہ کی شان میں متکبرانہ پہلو پھیر کر جھگڑا کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے

خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ

اور قیامت کے روز ہم ان کو عذاب دوزخ چکھا دیں گے۔ یہ تمہارے ہاتھوں کی کرتوتوں سے ملا ہے اور اللہ

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ

بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی عبادت کنارے پر ہو کر کرتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی

اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚۛ خَسِرَ

فائدہ پہنچ جائے تو تسلی پا جاتے ہیں اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے تو برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

خسارہ اٹھایا یہی تو بڑا نقصان ہے۔ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں

يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ

جو نہ ان کو ضرر دے سکیں نہ نفع پہنچا سکیں یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے۔ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جن کا ضرر نفع سے

مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ

قریب تر ہے

اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے اللہ کی شان میں محض متکبرانہ طور سے پہلو پھیر کر جھگڑا کرتے ہیں۔ الٰہیات کے باریک مسائل اور روحانیت کے نکات غامضہ کو اپنی موٹی عقل سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ منہ پھاڑ پھاڑ کر خدا کی پاک کتاب پر معترض ہوتے ہیں تاکہ عوام کو اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور شیطانی دام بچھادیں۔ پس یاد رکھیں ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور قیامت کے روز ہم ان کو عذاب دوزخ کا مزہ چکھادیں گے۔ اس وقت ان کو کہا جائے گا کہ یہ روز بد تم کو تمہارے ہاتھوں کی کرتوتوں سے ملا ہے اور جانو کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا یہ سن کر بھی بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت گویا ایک کنارہ پر ہو کر کرتے ہیں یعنی خود مطلبی سے پھر اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جائے چند روزہ نماز پڑھنے اور دعا کرنے سے معقول روزگار مل جائے تو بس پھر تو تسلی پا جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ خدا بھی کوئی زندہ طاقت ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے جو مقدر سے پہنچنی تھی تو جھٹ دین سے برگشتہ ہو جاتے ہیں سچ پوچھو تو ان لوگوں نے دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ اٹھایا۔ دنیا میں جس عزت سے ان کو رہنا چاہئے تھا وہ عزت انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کھودی آخرت کو تو بالکل ہی برباد کر دیا۔ اسی واسطے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہی صریح اور بدیہی نقصان ہے بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی نقصان ہو سکتا ہے کہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو آڑے وقت پکارتے ہیں جو نہ ان کو ضرر دے سکے نہ نفع پہنچا سکیں خدا کے سوا جتنی مخلوق ہے سب کی یہی کیفیت ہے کہ کوئی بھی کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے اس سے زیادہ گمراہی کیا ہوگی کہ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جن کو پکارنے کا ضرر نفع سے قریب تر ہے۔

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ایسے دوست بھی برے اور ایسا کنبہ بھی برا جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾
اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں بے شک اللہ جو ارادہ کرے کر دیتا ہے

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ
جو کوئی یہ گمان کئے بیٹھا ہے کہ خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہ کرے گا تو اسے چاہئے کہ اوپر کی چھت کی طرف

اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ
ایک رسی تانے پھر اسی رسی کو کاٹ ڈالے پھر وہ دیکھے کہ اس کی اس تدبیر سے اس کا رنج و غم دفع ہو جائے گا؟ اسی طرح ہم نے

اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ایماندار مسلمان یہودی صابی

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ
عیسائی مجوسی اور مشرک

یعنی پکارنے سے ان کے خیال میں جو فائدہ ہوتا ہے وہ تو جب ہوگا تب ہوگا- سر دست تو معدوم ہے- مگر چونکہ ان کا پکارنا سرے سے ناجائز ہے اس لیے اس موہومی فائدے سے پہلے اس فعل بد کا گناہ تو ان پر لعنت کے طوق کی طرح چمٹ گیا- اسی لیے ایسے دوست بھی برے اور ایسا کنبہ بھی برا- جو ایسے برے کاموں کی طرف محرک ہوں مگر جو لوگ اللہ کے نیک بندے ہیں یعنی اللہ کے حکموں پر ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں- بیشک اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرے کر دیتا ہے اس کے ارادے کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا- نہ وہاں دولت مندوں کی دولت کی وجہ سے عزت ہے نہ غریبوں کی غربت کے سبب سے ذلت ہے- وہ تو سب کا مالک ہے سب کا نگران حال ہے جو کوئی اپنے خیال میں یہ گمان کئے بیٹھا ہے کہ خداوند دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہ کرے گا بلکہ یوں ہی نسیا منسیا کر دے گا یہ درست نہیں بلکہ خدا اپنی کسی مخلوق کو نہیں بھولتا تاہم اتنا سمجھانے سے کسی کی تسلی نہ ہو اور وہ خدا کی نسبت بدگمان ہی ہو تو اسے چاہئے کہ اوپر چھت کی طرف ایک رسی تانے جس کے ساتھ اپنی پھانسی لگائے پھر اس رسی کو کاٹ دے- جس کے کٹنے سے وہ زمین پر گر کر مر جائے گا- پھر وہ دیکھے کہ اس کی اس تدبیر سے اس کا رنج و غم جو خدا کی ذات کی نسبت کر رہا تھا رفع دفع ہو جائے گا؟ مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص خدا کی نسبت ایسا بدگمان ہے کہ خدا اس کی فریاد رسی نہیں کرتا اس کی حاجات بر آری سے بے پرواہ ہے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ اپنی زندگی کی فکر کرے- کیونکہ اس کی ایسی زندگی جو خدا سے اسے بدگمان کرتی ہو موت اس سے بہتر ہے تاکہ اس کو پوری حقیقت معلوم ہو سکے اور جان لے کہ میں غلطی پر تھا- اسی طرح ہم (خدا) نے اس قرآن میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں پس تم ان پر عمل کرو اور دل سے جانو کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جو اس کی ہدایت سے فائدہ لینا چاہیں انہیں چاہئے کہ صاف دل سے اس کی فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائیں- ہاں بنی آدم میں جو مذہبی اختلاف ہے ایماندار مسلمان- یہودی- صابی یعنی بے دین خود رائے عیسائی- مجوسی- آتش پرست اور بت پرست مشرک

إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾

بے شک خدا قیامت کے روز ان میں بیّن فیصلہ کرے گا اللہ ہر ایک چیز پر خود حاضر ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند

الْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ

ستارے، پہاڑ، درخت چار پائے اور بہت سے انسان بھی خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا

سے لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے اور جس کو خدا ہی ذلیل کرے تو اس کو کوئی بھی عزت نہیں دے سکتا کچھ شک نہیں کہ خدا جو کچھ

يَشَاءُ ۩ ﴿١٨﴾ هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ

چاہتا ہے کر دیتا ہے یہ لوگ دو مخالف گروہ ہیں اپنے پروردگار کی شان میں جھگڑتے ہیں

بیشک خدا قیامت کے روز ان میں بیّن فیصلہ کرے گا- ایسا کہ کسی کو اس فیصلے میں چون چرا کی گنجائش نہ رہے گی- اس اللہ کو کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک چیز کو خود ملاحظہ کر رہا ہے اس کی قدرت کا کرشمہ تمام دنیا میں نظر آرہا ہے- کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے یعنی فرشتے وغیرہ- اور جو مخلوق زمین میں ہے اور سورج- چاند- ستارے- پہاڑ- درخت- چارپائے اور بہت سے انسان بھی خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں- اسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں- اسی سے مانگتے ہیں اسی کو اپنا معبود جانتے ہیں جس طرح تم انسانوں کو دیکھتے ہو کہ نیک بندے جس طرح نماز روزہ میں مشغول ہیں حیوانات اور جمادات بھی اسی طرح خدا کی عبادت اور فرمانبرداری میں اپنے اپنے وقت پر مشغول ہیں- مثال کے لیے مرغ کو دیکھو کیسا وقت پر بلند آواز سے خدا کو پکارتا ہے سچ ہے

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کنند باصطلاحے

ہاں یہ صحیح ہے کہ انسانوں میں بعض ایسے بھی ہیں کہ پورے فرمانبردار ہیں اور بہت سے لوگوں کی بداعمالی کفر- شرک اور دیگر بداخلاقیوں کی وجہ سے ان پر دائمی عذاب واجب ہو چکا ہے- اور قانون الٰہی کے مطابق ذلت اور خواری ان کے حصے میں آچکی یا آجائے گی- اور جس کو خدا ہی ذلیل کرے یعنی اس کی بداعمالی کی سزا میں اس کو داخل جہنم کرے تو اس کو کوئی بھی عزت نہیں دے سکتا- کچھ شک نہیں کہ خدا ایسا توانا اور قادر قیوم ہے کہ جو کچھ چاہتا ہے کر دیتا ہے- یعنی جو اس کا قانون بین المخلوق ہے اسے کوئی بھی روک نہیں سکتا- اصل پوچھو تو یہ لوگ مومن اور کافر دو مخالف گروہ ہیں جن کی مخالفت کسی دنیاوی مطلب کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی شان میں جھگڑتے ہیں ایک لوگ یعنی موحد تو کہتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اور وہ اپنی تمام حاجات اپنے پروردگار ہی سے طلب کرتے ہیں- دوسرے ان کے مخالف وہ لوگ ہیں یعنی مشرکانہ خیالات والے جو خدا کی اس تعلیم توحید سے منکر ہیں- وہ لوگ اپنی حاجات کو خدا کی مخلوق سے طلب کرتے ہیں- اور اپنی ذات اپنی اولاد کو خدا کے بندوں کی طرف منسوب کرتے ہیں- دیوی دتا اور پیراں دتا انکے نام تجویز کرتے ہیں-

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ۚ
پس جو یہ لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کا لباس تیار کرایا جائے گا ان کے سروں کے اوپر سے سخت گرم پانی ڈالا جائے گا

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ۭ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ
جس کے ساتھ ان کے پیٹوں کے اندر کی انتڑیاں اور بیرونی چمڑے گل جائیں گے- اور کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے- جب کبھی اس

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ۧ
سے مارے غم کے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھتے رہو-

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝
جاری ہوں گی ان میں ان کو سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور لباس ان کا ریشمی ہوگا

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور پاک کلام بولنے کی ان کو ہدایت کی گئی تھی اور خدائے حمید کی راہ ان کو سمجھائی گئی تھی- جو لوگ کافر ہیں

كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ
اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد الحرام کعبہ سے منع کرتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے

پس جو لوگ کافر ہیں یعنی خدائی تعلیم توحید سے منکر ہیں- وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونگے ان کے لیے آگ کا لباس تیار کرایا جائے گا- جس سے ان کا تمام تن من جلے گا- ان کے سروں کے اوپر سخت گرم پانی کھولتا ہوا ڈالا جائے گا- جس کے ساتھ ان کے پیٹوں کے اندر کی انتڑیاں اور بیرونی چمڑے گل جائیں گے- اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرز ہونگے جن سے ان کی ہڈیاں چور کی جائیں گی- جب کبھی اس جہنم سے مارے غم کے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے- اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھتے رہو کبھی بھی اس عذاب سے نہ نکلو گے- چاہے تم کسی طرح رو و چلاؤ- ان کے مقابل جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی- ان باغوں میں ان کو سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے- اصل ساخت تو ان کی حسب مراتب سونے یا چاندی کی ہوگی مگر موتی ان میں جڑے ہونگے اور لباس ان کا ریشمی ہوگا- اس لیے کہ دنیا میں وہ نیک کام کرتے رہے اور پاک کلام بولنے کی ان کی ہدایت کی گئی تھی- یعنی خدا کی توحید و صفات اور نیک اخلاق کے گن گاتے تھے اور خدائے حمید یعنی سب صفات سے موصوف کی راہ دنیا میں ان کو سمجھائی گئی تھی- اسی لیے وہ ان انعامات کے مستحق ہوئے- یہ تو ان لوگوں کا ذکر ہے جو خدا کے ہو رہے- لیکن جو لوگ خود بھی کافر ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد الحرام کعبہ شریف سے منع کرتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لیے بنایا ہے- یعنی کسی ملک کا باشندہ ہو خدا کی عبادت اس میں کر سکتا ہے-

سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ

جس میں مقیم اور مسافر برابر کے حق دار ہیں اور جو کوئی اس مسجد میں بے دینی اور ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا ہم اس کو دکھ

اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ

کی مار کریں گے- اور ہم نے جب ابراہیم کو اس مکان میں جگہ دی تھی تو یہ حکم دیا تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیو اور میرے گھر کو

لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ

طواف کرنے والوں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے صاف رکھیو- اور لوگوں میں حج کی منادی کردیجئو یا

رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ

پیادہ اور پتلی اور دبلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے آئیں گی تیرے پاس آئیں گی تاکہ اپنے منافع پر پہنچیں اور

وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ

خدا نے جو مویشی ان کو دیے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں پھر تم سب ان میں سے

فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ

خود بھی کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ- پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے فرائض کو پورا کریں

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

اور پرانے معبد کو طواف کریں

جس میں مقیم اور مسافر برابر کے حق دار ہیں- پس کچھ شک نہیں کہ ایسی مسجد سے ان کا مسلمانوں کو منع کرنا اور غریب لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا سراسر ظلم اور بے دینی ہے اور یہ تو ہمارے (خدا کے) ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی اس مسجد میں بیدینی اور ظلم کا طریق اختیار کرے گا ہم اس کو دکھ کی مار کریں گے- افسوس ہے کہ یہ لوگ مسجد الحرام کے مالک بن کر اصل مستحقوں کو روکتے ہیں- حالانکہ یہ خود روکے جانے کے لائق ہیں کیونکہ بانی مسجد الحرام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منشاء کے برخلاف ہیں اس لئے مشرک ہیں- خدا کے ساجھی بناتے ہیں اور ہم (خدا) نے جب اس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس مکان مسجد الحرام میں جگہ دی تھی تو یہ حکم دیا تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر یعنی عبادت خانہ کو طواف کرنے والوں یعنی باہر سے آئے ہوؤں اور اسی میں قیام کرنے والوں، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے صاف اور ستھرا رکھیو- مبادا کوئی ظاہری ناپاکی (پاخانہ- پیشاب) یا باطنی (شرک- کفر- بے دینی کے اسباب بت وغیرہ) کبھی اس میں راہ پائے- اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیو اور لوگوں میں حج کی منادی کردیجیو یعنی ان کو بتلادو کہ جسے توفیق ہو وہ عمر بھر میں ایک دفعہ اس عبادت خانہ کو دیکھ جائے اور اس میں نماز پڑھ جائے- تیرے پکارنے اور کہہ دینے کا یہ اثر ہوگا کہ پاپیادہ اور پتلی دبلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے آئیں گی سوار ہو کر تیری زندگی میں تیرے پاس اور تیرے بعد تیرے بنائے ہوئے کعبہ میں یہ لوگ آئیں گے تاکہ اپنے دینی اور دنیاوی منافع پر پہنچیں اور خدا نے جو مویشی یعنی چارپائے انکو دیئے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں یعنی ایام حج میں قربانیاں کیا کریں- پھر تم سب لوگ ان قربانیوں میں سے خود بھی کھائیو اور محتاج فقیروں کو بھی کھلائیو- پھر حج کے بعد اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے فرائض نذر نیاز للّٰلہ کو پورا کریں اور پرانے معبد کا طواف کریں- یعنی کعبہ شریف کے اردگرد گھومتے ہوئے ذکر الٰہی کریں-

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

حکم تو یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمات کی عزت کرے گا یہ اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہوگا اور ان جانوروں کے

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝٣٠

سوا جن کی حرمت تم کو سنائی جاتی ہے باقی چارپائے حلال کئے گئے ہیں پس تم شرک کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات کہنے سے رہو

حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ

خدا کے بندے ایک طرف ہو کر رہو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے جانور

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝٣١ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ

نوچ لیں گے یا ہوا اس کو کسی دور دراز مکان میں پھینک دے گی یہ حکم ہے اور جو کوئی اللہ کی نشانات کی تعظیم کرے گا

فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

یہ تو دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔ ایک وقت مقرر تک تمہارے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد ہیں پھر پرانے معبد

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٣٣

کے پاس ان کو جانا ہوگا

ع ٨

حکم تو یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمات یعنی قابل تعظیم چیزوں کی عزت کرے گا۔ یہ ایسا کرنا اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ مالک کے حکم کی فرمانبرداری کرنا ماتحت اور مملوک کے حق میں ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ خصوصا ایسا مالک جو تمام طرح سے بااختیار ہو جس کے قبضہ اختیار سے کوئی چیز بھی باہر نہ ہو سکے۔ اسی نے تم کو پیدا کیا اور تم کو قسم قسم کی نعمتیں عطا کیں۔ تمہارے لئے ان معدودے چند جانوروں کے سوا جن کی حرمت سورہ مائدہ کے رکوع[1] اول میں تم کو سنائی جاتی ہے اور تم ہر روز اس کو پڑھتے ہو۔ باقی چارپائے حلال کئے گئے ہیں۔ پس تم اللہ کا شکریہ ادا کرو اور شرک اور بت پرستی کی ناپاکی سے بچتے رہو۔ یہ تو تم کو مذہبی حکم ہے۔ اخلاقی طور پر یہ ہے کہ تم ہمیشہ راست بازی کو اختیار کرو اور جھوٹی بات کہنے سے بالکل دور ہٹے رہو۔ صرف خدا کے بندے ایک طرف ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور یاد رکھو شرک ایسی بری بلا ہے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بناتا ہے وہ یہ سمجھے کہ گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو آتے آتے راستہ میں اسے جانور نوچ لیں گے یا ہوا اس کو کسی دور دراز مکان میں پھینک دے گی غرض اس کی زندگی بہر حال محال یہ ایک ضروری حکم ہے ایسا کہ اس کے سوا کسی بندے کی نجات ہی ممکن نہیں۔ اور اس کے سوا جو کوئی احکامات اور نشانات الٰہیہ کی تعظیم کرے گا تو بس وہ متقی ہے اور یہ دلوں کے تقویٰ کے بات ہے۔ کیونکہ جب تک کسی کے دل میں ایمان کامل نہ ہوگا وہ خدائی احکامات کی عزت ہی کیا کرے گا۔ سنو ایک وقت مقرر تک تمہارے لئے ان چارپایوں میں کئی قسم کے فوائد ہیں۔ پھر اگر تم نے قربانی کے لئے ان کو نامزد کر دیا ہے۔ اور حج میں ساتھ لے جانے کی نیت کی ہے تو پرانے معبد کعبہ شریف کے پاس ایام حج میں بغرض قربانی ان کو جانا ہوگا۔

[1] حرمت علیکم المیتہ والدم الایتہ کی طرف اشارہ ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ

ہم نے ہر ایک قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر رکھا ہے تاکہ اللہ کے دیے ہوئے چار پاؤں پر اللہ کا نام ذکر

الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا

کریں سو تمہارا حقیقی معبود ایک ہی ہے پس تم اسی کی فرمانبرداری کرتے رہو اور تو خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کو خوشخبری سنا جو ایسے ہیں کہ جب

ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ

اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جو مصیبت آنے پر صبر کرتے ہیں اور نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور ہمارے

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ

دیے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو قدرت الٰہیہ کے نشانوں سے ہیں ان میں تمہارے لئے کئی طرح

یہ حکم کوئی تمہارے ہی لیے مخصوص نہیں ہم نے ہر ایک قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کیا تھا[1] تاکہ اللہ نے جو چارپائے ان کو دیئے ہیں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں مگر صرف خدا کا نام لیں یہ نہ کریں کہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کر دیں۔ سو تم دل میں اس بات کو یقین رکھو۔ کہ تمہارا حقیقی معبود ایک ہی ہے۔ پس تم اسی کی فرمانبرداری کرتے رہو۔ اور تو اے رسول خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کو خوش خبری سنا جو ایسے نیک دل ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جائے تو اس کی جلالت و عظمت ان کے دلوں پر ایسا اثر کرتی ہے کہ ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔ وہ ایک طرف خدا کی عظمت جلالت کا خیال کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنی ناچیز ہستی کو دیکھتے ہیں تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے ؎

چار چیزیں آوردہ ام شاہا در گنج تو نیست　　نیستی و حاجت و عذر و گناہ آوردہ ام

اور ان لوگوں کو خوش خبری اور بشارت سنا جو مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو ہمیشہ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ ہیں اللہ کی طرف جھکنے والے اور یہی ہیں المخبتین اصل میں کمال بندگی تو یہی ہے کہ خدا کی رضا جوئی ہر کام میں پیش نظر رہے۔ خواہ کوئی کام ہو۔ باقی رہے امور ظاہر یہ مثلاً قربانی کے بدنہ سو ان اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ قدرت الٰہیہ کے نشانوں سے ہیں۔ یعنی ہر ایک نبی کے زمانہ میں ان کی قربانیاں ہوتی چلی آئی ہیں۔ ان میں تمہارے لئے کئی طرح کی بھلائی ہے۔ بوجھ ان پر لادتے ہو ان کے بالوں سے کپڑے بناتے ہو۔ سواری ان پر کرتے ہو

---

[1] قرآن مجید کے اس دعویٰ کا (ہر ایک قوم میں قربانی کا حکم ہے) ثبوت آج بھی مذہبی کتب میں ملتا ہے۔ عیسائیوں کی بائیبل تو قربانی کے احکام سے بھری پڑی ہے۔ تورات کی دوسری کتاب سفر خروج میں عموماً یہی احکام ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ پیشوا منوجی فرماتے ہیں یگیہ (قربانی) کے واسطے اور نوکروں کے کھانے کے واسطے اچھے ہرن اور پرند مارنا چاہیے اگلے زمانے میں رشیوں نے یگیہ کے لئے کھانے کے لائق ہرن اور پکشیوں کو مارا ہے۔ شری برہماجی نے آپ سے آپ یگیہ (قربانی) کے واسطے پشو (حیوانوں) کو پیدا کیا۔ اس سے یگیہ میں جو قتل ہوتا ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا۔ ان حیوان پرند کچھو وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اعلیٰ ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں (ادھیائے ۵ شلوک ۲۲-۲۳-۳۹-۴۰) گو آجکل کے ہندو یا آریہ ایسے مقامات کی تاویل یا تردید کریں مگر صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے ان کی تاویل کون سنتا ہے۔ اس جگہ ہم نے صرف یہ دکھانا تھا کہ قرآن شریف نے جو دعویٰ کیا ہے وہ بحمد اپنا ثبوت رکھتا ہے۔ باقی قربانی کی علت اور وجہ اس کے لئے ہماری کتب مباحثہ حق پرکاش۔ ترک اسلام وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ ۱۲) منہ

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

ی بھلائی ہے پس ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام یاد کیا کرو پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھایا کرو اور قناعت پیشہ اور گداگری

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ

سے آنے والوں کو کھلایا کرو ہم نے اسی طرح ان کو تمہارے بس میں کردیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ خدا کو ان کے گوشت تو ہرگز نہیں

لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

پہنچتے نہ ان کے خون پہنچتے ہیں لیکن تمہارے تقویٰ پہنچتا ہے۔ خدا نے اسی طرح ان کو تمہارے قابو میں

لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ

دیا ہے تاکہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے طریق سے اس کی بڑائی کرو اور تو نیک آدمیوں کو خوشخبری سنا۔ بے شک خدا ایمانداروں سے مدافعت کرے

آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ

گا اور اللہ بھی کسی خائن اور ناشکرے سے محبت نہیں کیا کرتا جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت دی گئی

ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾

ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے

غرض ان گنت فوائد ان سے تم لیتے ہو۔ پس ذبح کرتے وقت ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام یاد کیا کرو۔ پھر جب وہ ذبح ہو کر زمین پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھایا کرو اور بھائی بندوں' نہ مانگنے والوں قناعت پیشہ اور گداگری سے آنے والوں کو بھی کھلایا کرو۔ ہم (خدا) نے یوں ان کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم ہماری اس نعمت کا شکر کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ قربانی کا حکم تم کو اس لئے دیا ہے کہ ان کا گوشت خدا کھاتا ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کو ان کے گوشت پوشت تو ہرگز نہیں پہنچتے نہ ان کے خون پہنچتے ہیں۔ لیکن تمہارا دلی اخلاص اور تقویٰ پہنچتا ہے۔ پس اگر تم اس نیت سے کرو گے کہ یہ مالک نے دیا ہے اسی کے نام پر اس کی رضاجوئی کے لئے خرچ کیا جائے تو اس کا نیک اجر پاؤ گے اور اگر کسی دنیاوی ننگ و نمود کے لئے قربانی کرو گے تو بس الٹے مجرم بنو گے۔ ہم (خدا) نے اس طرح ان کو تمہارے قابو میں دیا ہے تاکہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے طریق سے اس کی بڑائی کرو اور تکبیریں پڑھو۔ اور اے رسول تو نیک آدمیوں اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری سنا کہ اللہ کے ہاں تمہارے لیے بہت کچھ کامیابی کے سامان ہیں۔ بیشک[1] خدا ان کو یونہی کسمپرسی میں نہ چھوڑے گا بلکہ ایمانداروں سے مدافعت کرے گا۔ چند روزہ ڈھیل پڑنے سے یہ نہ سمجھو کہ یہ مشرک۔ کافر بدکار خدا کے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کبھی کسی دغاباز خائن اور ناشکرے کافر سے محبت نہیں کیا کرتا۔ یہ تو اس کی حکمت ہے۔ اس سے تم یہ نہ سمجھو کہ خدا مومنوں سے ناراض ہے کہ ان کی خبر گیری نہیں کرتا۔ ان کو کافروں سے پڑوا رہا ہے۔ چاروں طرف سے کافروں کے ان پر حملے ہوتے ہیں اور ان کو ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ لو سنو جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے کفار ان سے لڑتے ہیں مارتے ہیں۔ ستاتے ہیں۔ تنگ کرتے ہیں ان کو بھی آج سے اجازت دی گئی ہے کہ بسم اللہ کر کے ہاتھ اٹھائیں کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور کرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ انکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

[1] صحابہ کرام کفار سے سخت تنگ آ گئے تھے۔ اور بحکم تنگ آمد بجنگ آمد لڑائی کے متمنی تھے۔ ان کی تسلی کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲ منہ

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ

یہ لوگ وہی تو ہیں جو ناحق اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اپنے گھر سے نکالے گئے۔ اگر اللہ بعض انسانوں کو

اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

دوسرے بعض سے دفع نہ کرے تو گرجے اور یہودیوں کے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کو بہت

يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

بہت یاد کیا جاتا ہے' ویران ہو جائیں خدا ضرور ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں بے شک اللہ سب سے بڑا

عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ

قوت والا اور غالب ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو حکومت دیں گے تو نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے اور

اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

نیک کاموں کا حکم کریں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ اور اگر یہ لوگ تیری تکذیب

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝

کریں تو تجھ سے پہلے نوح کی قوم نے اور قوم عاد نے اور قوم ثمود نے اور قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے اور

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

مدین والوں نے جھٹلایا تھا اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی

اب تو ان کی مظلومی کی کوئی حد نہیں رہی۔ یہ لوگ وہی تو ہیں جو ناحق صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اپنے گھروں سے' بال بچوں سے دوست آشناؤں سے نکالے گئے۔ اور ان پر طرح طرح کے ظلم وستم توڑے گئے۔ اب بھی اگر ان کو اجازت نہ ملے تو کب ملے۔ بحالیکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ جب ظلم اپنی حد سے متجاوز ہو جاتا ہے تو خدا اس کی بیخ کنی کیا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے دوسرے بعض انسانوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو عیسائیوں کی مظلومی کے وقت ان کے عبادت خانے اور گرجے اور یہودیوں کی مظلومی کے وقت ان کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مظلومی کے وقت ان کی مسجدیں جن میں اللہ کو بہت بہت یاد کیا جاتا ہے سب ویران ہو جائیں مگر نہیں خدا ضرور ان کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کی مدد ہی سے بیڑا پار ہوتا ہے کیونکہ اللہ سب سے بڑا قوت والا اور غالب ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے ہاتھ اٹھانے کا اختیار دیا ہے یہ کوئی ایسے ویسے ظالم یا کج خلق نہیں ہیں بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر حکومت دیں گے تو نماز قائم کریں گے اور کرائیں گے۔ اور زکوۃ دیں گے اور دلوائیں گے۔ اور نیک کاموں کا حکم کریں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور اس بات پر ایمان رکھیں گے کہ سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ یہ تو گویا ان کا وظیفہ ہوگا

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ پیشگوئی تو ان کو سنا دے اور اگر یہ لوگ تیری تکذیب کریں تو کوئی نئی بات نہیں تجھ سے پہلے نوح کی قوم نے نوح کو اور قوم عاد نے اپنے پیغمبر ہود کو اور قوم ثمود نے اپنے پیغمبر صالح کو اور قوم ابراہیم نے ابراہیم کو اور قوم لوط نے لوط کو اور مدین والوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی تکذیب کی گئی۔ تو آخر کار پھر کیا ہوا؟

فَأَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

تو میں نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو پکڑ لیا پھر میرا غصہ کیسا ظاہر ہوا۔ سو کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں

أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾

جو ظالم تھیں ہم نے ان کو تباہ کیا پس وہ اپنی چھتوں سمیت گری پڑی ہیں اور کئی ایک کنویں بے کار اور کتنے محل ویران ہیں

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَا أَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُونَ

کیا انہوں نے زمین میں کبھی سیر نہیں کی۔ اگر کرتے تو ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان کے ساتھ سمجھتے اور کان ہوتے کہ ساتھ سنتے

بِهَا ۚ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

کیوں کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں چھپے رہتے ہیں

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں حالانکہ اللہ ہرگز ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا تیرے پروردگار کے ہاں ایک

كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾

ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار ہزار سال کے برابر ہے

یہی کہ میں نے کافروں کو چند روزہ مہلت دی' لگے وہ اسی پر اترانے اور غرور کرنے۔ پس میں نے ان سب کو ایک دم پکڑ لیا اور خوب پچھاڑا پھر میرا رنج کیسا ظاہر ہوا سو کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں ہم نے ان کو تباہ اور برباد کیا پس وہ اپنی چھتوں سمیت گر پڑی ہیں اور کئی ایک کنویں بیکار اور کتنے پکے محل ویران ہیں۔ کیا انہوں نے زمین میں کبھی سیر نہیں کی۔ سیر کرتے ذرا نظارہ عالم کو دیکھتے تو عبرت پاتے اور ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان کے ساتھ سمجھتے اور کان ہوتے کہ ان کے ساتھ ہدایت کی باتیں سنتے کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کے کان ہیں کیا تم جانتے ہو کہ ان کے دل ہیں کیا تم جانتے ہو کہ ان کی آنکھیں ہیں نہیں ہرگز ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ وہ تو برابر دیکھتی رہتی ہیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں چھپے ہوئے رہتے ہیں دیکھو تو یہ کیا اندھا پن ہے کہ بجائے عافیت طلبی کے تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہتے ہیں ہم پر عذاب لے آ۔ یہ نہیں کرتے کہ خدا سے عافیت مانگیں حالانکہ اللہ ہرگز ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا جو وقت کسی کام کے لیے مقرر ہے اسی وقت پر وہ کام ہوتا ہے۔ مگر اس کے ڈھیل دینے سے یہ لوگ فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹے الجھتے ہیں اور جلدی جلدی عذاب چاہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ تیرے پروردگار کے ہاں ایک ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار ہزار سال کے برابر ہے یعنی تم جس مدت کو ایک ہزار سال سمجھتے ہو وہ خدا کے نزدیک ایک روز ہے کیونکہ جو جتنا حوصلہ مند اور طاقتور ہوتا ہے اسی قدر اس کی بلند نظری اور وسیع الخیالی ہوتی ہے پس جو کام تمہارے نزدیک ایک ہزار سال کو ہونے والا ہو وہ سمجھو کہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ کل کو پیش آنے والا واقعہ ہے۔ اسی لیے تو ان احمقوں کی جلد بازی سے میرے (یعنی خدا کے) حلم میں کوئی فرق نہیں آتا لیکن یہ مطلب نہیں کہ ان باغیوں کو میں یونہی چھوڑوں گا

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾

میں نے کئی ایک بستیوں کو باوجود یہ کہ وہ ظالم تھیں چند روز مہلت دی تھی پھر میں نے ان کو خوب پکڑا اور میری طرف ہی پھرنا ہے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تو کہہ دے کہ اے لوگو میں تم کو کھلم کھلم عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں- پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے

الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا

ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا- اور جو لوگ ہمارے حکموں کی مخالفت میں جیتنے کی

مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ

کوشش کرتے ہیں وہی جہنم کے لائق ہوں گے- اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول اور نبی

وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي

بھیجے ہیں جب کبھی انہوں نے کوئی آرزو دل میں جمائی تو شیطان نے ان کی آرزو میں وسوسہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے

الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾

ہوئے خیالات کو مٹا دیتا اور اپنے ارشادات کو مضبوط کردیتا ہے خدا بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

ہر گز نہیں ضرور پکڑوں گا اور خوب سزا دوں گا اسی طرح میں نے کئی ایک بستیوں کی قوموں کو باوجودیکہ وہ ظالم تھیں چند روز مہلت دی تھی جس وہ بہت اترائے تھے پھر میں نے ان کو خوب پکڑا ایسا کہ سب کو ہلاک کردیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ میری طرف ہی سب نے پھرنا ہے- پس اے رسول تو ان سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہہ دے کہ اے لوگو میں تو تم کو کھلم کھلا عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل بھی کرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا اور جو لوگ ہمارے حکموں کی مخالفت میں جیتنے کی غرض سے کوشش کرتے ہیں وہی جہنم کے لائق ہوں گے- باقی رہی یہ بات کہ رسول چاہتا ہے کہ دنیا کے لوگ سب مسلمان ہو جائیں مگر یہ آرزو اس کی پوری نہیں ہوتی سو یہ کوئی نئی بات نہیں اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہیں سب سے یہی واقعہ پیش آتا رہا کہ جب کبھی انہوں نے کوئی آرزو دل میں جمائی تو شیطان نے ان کی آرزو میں وسوسہ ڈالا یعنی انہوں نے اگر کسی کام کی انجام دہی کی تمنا کی شیطان نے اس خواہش کو بڑھا کر اور بھی ترقی دی یہاں تک کہ عوام کے ذہن نشین ہوا کہ فلاں کام جس کا انجام کو پہنچنا پیغمبر صاحب نے چاہا تھا وہ 'بس' ابھی ہو جائے گا حالانکہ مشیت الٰہی میں ایسا نہ ہوتا تھا پھر آخر کار جو ہوتا وہ منشاء ایزدی کے موافق ہی ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے خیالات اور خواہشات کو مٹا دیتا ہے- اور اپنے ارشادات کو وحی کے ذریعہ سے بتلائے ہوتے محکم اور مضبوط کر دیتا ہے- یعنی ان کا وقوع حسب موقع ہو جاتا ہے گو پیغمبر کی منشاء کے برخلاف بھی کیوں[1] نہ ہو مگر خدا کے علم اور حکمت کے خلاف نہیں ہوتا کیونکہ خدا بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے کوئی چیز اُس کے علمی اور حکمی احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی-

[1] اس روایت کے متعلق ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجمع کفار میں سورہ النجم کی ایک آیت پڑھی جس میں ایک لفظ بتوں کی تعریف کا بھی آنحضرت کے منہ سے نکل گیا جس پر مخالفین بھی خوش ہوئے مگر جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو چونکہ آپ کے قصد اور ارادہ سے یہ لفظ نہ نکلا تھا بلکہ بالکل بے خبری میں نے نکل گیا تھا- اس لئے آپ کو سخت رنج ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لفظ جو بتوں کی تعریف کا نکلا تھا وہ شیطان کی حرکت سے تھا' تیرے ہی ساتھ ایسا نہیں ہوا بلکہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا مگر یہ روایت صحیح نہیں بلکہ قرآن' حدیث اور عقل کے بالکل برخلاف ہے

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ

انجام یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا القا کیا ہوا خیال مریض القلب اور سخت دلوں کے لئے موجب لغزش ہوتا ہے کچھ شک نہیں

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کہ ظالم پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں اور جو علم والے ہیں وہ جان جاتے ہیں کہ

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

یہ بالکل سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے

انجام یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا القاء کیا ہوا خیال مریض اور سخت دلوں کے لیے موجب لغزش ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ امر پیغمبر کے حسب منشا نہیں ہوا تو اس پیغمبر کی صداقت اور خدا کے نزدیک قربت کیسی ہوگی وہ اس سے یہ الٹا نتیجہ نکالتے ہیں حالانکہ نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ سمجھتے جس طرح اور انسان اور مخلوق خدائے ذوالجلال والاکرام کے زیر فرمان ہیں حضرت انبیاء بھی اسی طرح فرمانبردار ہیں یہ پیغمبر ہیں تو وہ خدا ہے۔ یہ مقرب بندے ہیں وہ تو خالق برتر ہے۔ کچھ شک نہیں کہ ظالم اسی لیے تو پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں ان کو اس بات کی تمیز نہیں کہ خدا کون ہے اور رسول کون۔ وہ جانتے ہیں خدا بھی رسول کی مرضی کا تابع ہونا چاہیے اور جو علم والے ہیں وہ جان جاتے ہیں کہ یہ طریق بالکل سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے کیونکہ رسول ہو یا نبی۔ ولی ہو یا غوث خدا پر کسی کو جبر نہیں کہ جو کچھ وہ کہیں خدا بھی وہی کرے۔

قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے ان عبادی لیس لك علیهم سلطن یعنی خدا کے نیک بندوں پر شیطان کا اثر نہ ہوگا جب عام نیکوں پر اثر نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے تو نبی خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام پر کیوں اثر ہونے لگا تھا صحیح حدیث شریف میں آیا ہے۔ لکن الله اعاذمی علیه فاسلم یعنی پیغمبر خدا فرماتے ہیں خدا نے شیطان پر مجھے فتح دی ہے میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں عقل بھی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ جس شخص کو خدا اتنے بڑے منصب نبوت پر قائم کرے اس کو ایسے دشمن دین (شیطان) کے بس میں ایسا کیونکر چھوڑ دے کہ وہ اس پر ایسا قبضہ پائے کہ اس کی مرضی کے خلاف بھی اس سے کوئی حرکت کرائے بلکہ تعلیم جاری کرائے تو پھر اس کی باقی تعلیم کا اعتبار کیا رہے گا۔ مفصل بحث اس حدیث میں اور اس کی تکذیب کے متعلق تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ میرے خیال میں اس قصہ کی مثال میں حدیبیہ کا قصہ پیش ہو سکتا ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضرت کو خواب آیا کہ ہم کعبہ شریف میں طواف کرنے کو داخل ہوئے ہیں اس خواب کا آنا تھا کہ حضور نے شوق سے تیاری کر لی اور سفر کرتے کرتے جب قریب مکہ مکرمہ کے پہنچے تو کفار مکہ نے داخل ہونے سے انکار کر دیا اس پر صحابہ کرام اور خود حضور علیہ السلام کو بھی سخت ملال ہوا۔ بعض صحابہ نے طیش میں آکر سخت کلامی سے اعتراضات بھی کیے مگر منشاء الٰہی ایسا ہی تھا کہ اس سال خواب کا ظہور نہ ہوگا۔ آخر کار صلح ہوئی اور وعدہ ہوا کہ آئندہ سال آؤ اور تین روز بغیر ہتھیاروں کے مکہ میں داخل ہو کر اپنا کام کر جاؤ۔ جو تاریخ علم الٰہی میں مقرر تھی وہ صحیح رہی اور جو خواہش نبوی یعنی تمنا تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ یہ قصہ اس آیت کی تفسیر میں ایک مثال ہے اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں منشا نبوی کا منشاء الٰہی کے ماتحت ہونا ثابت ہوتا ہے مگر جو لوگ عجائب پرست ہیں ان کو ایسی بے ثبوت باتوں سے دلچسپی ہے جو محققین کے ہاں پسند نہیں۔ والعلم عند الله (منہ)

ل افلام للعاقبته فافهم ۱۲ منہ

فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ

پس وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور خدا ایمانداروں کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی فرماتا

مُّسْتَقِيْمٍ ۞ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

ہے کافر تو ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر موت کی گھڑی ناگہاں آپہنچے یا قیامت

بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۞ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

کے منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے- اس روز اختیار سارا اللہ ہی کو ہوگا خدا ان پر آپ فیصلہ

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرے گا پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہوں گے وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے اور جو لوگ منکر ہیں اور

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں انہی کو ذلت کا عذاب پہنچے گا- اور جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے وطن چھوڑ

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۞

آئے پھر وہ مارے بھی گئے یا طبعی موت سے مرے تو ضرور خدا ان کو جنت میں عمدہ رزق دے گا اور اللہ ہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۞ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

بے شک ان کو ایک ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے کچھ شک نہیں کہ سب کو جانتا اور بڑے حوصلہ والا ہے- بات یہ ہے اور

بلکہ یہ تو کمال صفائی اور رسولوں کی سچائی کی دلیل ہے کہ وہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیتے ہیں کسی قسم کا تکلف یا تصنع نہیں کرتے پس وہ علم والے یہ صفائی ان کی دیکھ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل خدا کا مالکانہ تصرف دیکھ کر اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور خدا بھی ایسے ایمانداروں کو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی فرماتا ہے یعنی توفیق خیر بخشتا ہے باقی رہے کافر سو وہ تو ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر موت کی گھڑی ناگہاں آپہنچے یا قیامت کے منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے جو ان کے حق میں واقعی منحوس ہوگا گو باقی لوگوں کے لئے باعث فلاح و آسائش ہوگا- اس روز اختیار سارا اللہ ہی کو ہوگا ظاہری اور مجازی حکومت بھی کسی مخلوق کو نہ ہوگی خدا ان میں آپ فیصلہ کرے گا پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کیے ہوں گے وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے (یعنی خدا کے) احکام اور آیات کی تکذیب کرتے ہیں انہی کو ذلت کا عذاب پہنچے گا پس سوچ لو کہ کون سی جانب بہتر ہے- اور ایمانداروں میں بالخصوص جو لوگ خدا کی راہ میں کفار سے تنگ آکر اپنے وطن چھوڑ آتے پھر وہ اسی پر غرہ نہیں کہ ہم نے ہجرت کی ہے بس یہی کام ہمارا کافی ہے بلکہ اللہ کی راہ میں لڑ کر مارے بھی گئے یا خود ہی اپنی طبعی موت سے مرے تو ضرور خدا ان کو جنت میں عمدہ رزق دے گا اور اللہ ہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے بے شک ان کو ایک ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے - کچھ شک نہیں کہ اللہ سب کو جانتا اور بڑے حوصلہ والا ہے- یہی تو وجہ ہے کہ لوگوں کی ایسی نامعقول حرکات پر بھی عذاب نہیں بھیجتا بات یہ ہے کہ جو ذکر ہوئے کہ خدا نیک بندوں کو رزق حسن دے گا اور جو دشمن کو

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

جو دشمن کو اسی قدر ستائے جتنا کہ اس کو ستایا گیا ہے پھر اس پر بغاوت کی جائے تو خدا اس کی ضرور مدد کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ

غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ

بڑا ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور یہ کہ

أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو یہ لوگ پکارتے

دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ

ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں اللہ ہی بڑا عالیشان سب سے بڑا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی

السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي

اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین سرسبز ہو جاتی ہے اللہ بڑا ہی مہربان خبردار ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں

السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ

ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اسی کا ہے اور اللہ بذات خود بے پرواہ اور ستودہ صفات ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین پر

لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۗ

ہے خدا نے تمہارے لئے کام میں لگا رکھا ہے اور جہاز سمندر میں اس کے اذن کے ساتھ چلتے ہیں

اسی قدر ستائے جتنا کہ اس کو ستایا گیا ہے یعنی اس سے زیادہ ظلم نہ کرے بلکہ اسی ظلم کی یا تو مدافعت کرے یا اسی جتنا بدلہ لے لے مگر ظالم کی طرف پھر اس پر بغاوت کی جائے تو خدا اس کی ضرور مدد کرے گا خواہ اس کی عزت افزائی سے کرے یا دشمن کی روسیاہی سے۔ غرض جس طرح متصور ہو اس کی مدد کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ پس تم کو جو چاہیے کہ آپس میں معافی سے کام لیا کرو۔ یہ مظلوموں کی حمایت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ یعنی کل دنیا کا انتظام اسی کے قبضہ قدرت میں ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے مظلوم بندوں کی خبر گیری نہ کرے اور یہ کہ اللہ سب کی سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس درجہ قوت بصارت اس لیے ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے وہی حقیقی معبود ہے اور اس کے سوا یہ لوگ جن چیزوں کو پکارتے ہیں یا استمداد کرتے ہیں وہ بالکل باطل اور بے بنیاد غیر مستقل بالوجود ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا عالیشان اور سب سے بڑا ہے اس کی بڑائی کے ثبوت پر تمام کائنات گواہ ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ زمین سرسبز ہو جاتی ہے ایسی کہ وہی زمین ہے کہ اس پر نظر کرنے سے جی گھبراتا ہے آخر وہی ہے کہ آنکھوں کو تازگی بخشتی ہے یہ تفاوت کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی مہربان سب کے حال سے خبردار ہے اس کی مہربانی کا یہ مقتضا ہے کہ مخلوق کی پرورش کرتا ہے اس کی حکومت کا کیا حساب ہے جو کچھ آسمانوں یعنی اوپر کی جانب میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ سب اسی ذات ستودہ صفات کا ہے جس کا نام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں یہ بڑی صفت ہے کہ وہ بذات خود مخلوق سے بے پرواہ یعنی بے حاجت اور ستودہ صفات ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین پر ہے خدا نے تمہارے لیے بلا اجرت کیسے کام میں لگا رکھا ہے اور بڑے بڑے جہاز بھی تمہارے فائدے کیلئے سمندر میں اس اللہ کے حکم اور اذن کے ساتھ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر چلتے ہیں۔

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

اور وہی آسمان کو زمین پر بغیر حکم گرنے سے روکے ہوئے ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان نہایت

رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ؗ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾

رحم والا ہے وہی اللہ تو ہے جس نے تم کو زندگی بخشی پھر تم کو مار دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرے گا کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکرا

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى

ہے ہر ایک قوم کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کردیا تھا جس پر وہ کاربند بھی رہے- پس ان لوگوں کو چاہئے کہ دین میں تجھ

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾

سے نزاع نہ کریں تو اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ- بیشک تو سیدھی ہدایت پر ہے اگر تجھ سے جھگڑا کریں گے تو تو کہہ دیا کر کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ قیامت کے روز تمہارے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا- کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ آسمان

يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾

اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے کچھ شک نہیں یہ سب کچھ کتاب میں موجود ہیں بیشک یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی بابت نہ تو خدا نے کوئی دلیل اتاری ہے نہ خود ان کو ان چیزوں کا یقینی علم ہے

بھلا اگر خدا ان کو نہ بناتا تو کیا کسی کی مجال تھی کہ کوئی بنا سکتا اور سنو وہی خدائے تعالیٰ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اس کے حکم کے بغیر گر نہیں سکتے کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہی اللہ تو ہے جس نے تم کو جاندار بنایا پھر تم کو مار دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرتا ہے غرض ہر وقت وہ تم پر کامل اختیار رکھتا ہے تاہم لوگ اس کے شکر گزار نہیں ہوتے بلکہ الٹی بے فرمانی کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ایک ناشکری ان کی کفران نعمت ہے دوسری ناشکری یہ بھی ہے کہ خود تو کچھ کرتے کراتے نہیں الٹے کرنے والوں پر منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہیں- تمہاری ہر ایک نقل و حرکت پر اعتراض کرتے ہیں کبھی نماز پر ہے تو کبھی زکوٰۃ پر کبھی حج پر ہے تو کبھی قربانی پر حالانکہ ہر ایک قوم کیلئے ہم نے قربانی کے طریق مقرر کر دیئے ہیں جس پر وہ اپنے اپنے وقتوں میں کاربند بھی رہے پس اب ان لوگوں کو چاہیے کہ دین کے بارے میں تجھ سے نزاع نہ کریں اور تو بھی ان کی پرواہ نہ کر اور اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ بیشک تو سیدھی ہدایت پر ہے اگر تجھ سے بیہودہ جھگڑا کریں تو تو کہہ دیا کر اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے- جس نیت اور جس ارادہ سے تم جھگڑتے اور مجادلات کرتے ہو اللہ کو خوب معلوم ہے وہی قیامت کے روز تمہارے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا گو دنیا میں بھی بعض اوقات وہ مجرموں کو سزا دے کر فیصلہ کر دیتا ہے مگر دنیا کی سزا بہت سے لوگ ایک معمولی جانتے ہیں اور گردش زمانہ تصور کرتے ہیں مگر قیامت کے روز ایسا نہ ہوگا اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ خدا کو ہمارے پوشیدہ امور سے کیا خبر؟ تو یہ تمہاری جہالت ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی چھپی چیزوں کی بھی جانتا ہے کچھ شک نہیں یہ سب کچھ کتاب الٰہی یعنی اس کے کامل علم میں موجود ہے بے شک یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے مگر ان لوگوں کے حال پر کیسا افسوس ہے کہ ایسے مالک الملک کو تو چھوڑتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی بابت نہ تو خدا نے کوئی دلیل اتاری ہے نہ خود ان کو ان چیزوں کا یقینی علم ہے-

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ

اور ظالموں کے لئے کوئی حمایتی نہ ہوگا- اور جب ان کو کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو تم کافروں کے چہروں میں ناراضگی

كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

سی معلوم کرتے ہو- قریب ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام ان کو سناتے ہیں ان پر ٹوٹ پڑیں تو کہہ کیا میں تمہیں اس سے

مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

بھی زیادہ بری چیز بتلاؤں وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ بری جگہ ہے اے لوگو ایک مثال

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

بتائی جاتی ہے پس تم اسے کان لگا کر سنو اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ

سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

طالب اور مطلوب سب کمزور ہیں- ان مشرکوں نے خدا کی قدر جیسی چاہیئے تھی نہیں کی- اللہ بڑا ہی زبردست سب پر غالب ہے

عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ

اللہ فرشتوں سے رسول منتخب کرتا ہے اور بنی آدم میں سے

مگر ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کیے جاتے ہیں- اسی لیے تو اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں اور اپنے لیے کانٹے بو رہے ہیں- کیونکہ ایسے ظالموں کے لئے کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا اور اسی سے بڑھ کر کیا نہ تو خود عمل کرتے ہیں نہ عمل کرنے والوں کو چین دیتے ہیں اور جب انکو ہمارے کھلے کھلے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جن میں توحید کا ثبوت اور شرک کا رد ہوتا ہے تو تم کافروں اور منکروں کے چہروں میں ناراضگی سی معلوم کرتے ہو ایسے بگڑ جاتے ہیں- قریب ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام متعلقہ توحید ورسالت ان کو پڑھ کر سناتے ہیں ان پر ٹوٹ پڑیں اس قدر ان کو جوش آجاتا ہے کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ بالکل بے جا جوش ہوتا ہے بھلا جوش کرنے سے کیا حقانیت ثابت ہو سکتی ہے- تو اے نبی ان سے کہہ اگر تم مسلمان قرآن پڑھنے والوں پر بسبب ان کی کسی برائی کے حملہ آور ہوتے ہو تو کیا میں تمہیں اس سے بڑی بری چیز بتاؤں جو سچ پوچھو تو سب بری چیزوں سے بری ہے وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں اور توحید کے منکروں سے وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ بری جگہ ہے ایسی بری جگہ ہے کہ گویا سب برائیوں کا مجموعہ ہے اس میں داخل بھی ایسے ہی لوگ ہوں گے جن میں سب برائیوں کا مجموعہ یعنی شرک ہوگا- لوگ شرک سے بچو- شرک ہی سے روکنے اور اس پر متنبہ کرنے کو ایک مثال بتائی جاتی ہے پس تم اسے کان لگا کر سنو وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو کیسے با شد نبی ہو یا ولی- مسیح ہو یا عزیز- پیر ہو یا فقیر- وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب کے سب اس کے لیے جمع ہو جائیں بلکہ اور سنو اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے مثلاً وہ کچھ کھا رہے ہوں اور مکھی اس میں سے منہ میں لے کر اڑ جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے تو نتیجہ کیا ہوا کہ ان کے طالب یعنی ان سے دعائیں مانگنے والے اور یہ مطلوب یعنی معبود جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں سب کے سب کمزور- طالب عاقل کے بودے ہیں اور مطلوب قدرت میں ضعیف سچ جانو تو ان مشرکوں نے خدا کی قدر جیسی چاہیے تھی نہیں کی کیونکہ اپنی حاجات غیروں سے طلب کرنے لگ گئے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی زبردست سب پر غالب ہے باوجود غلبہ قدرت کے وہ بندوں کے حال پر بڑا مہربان ہے اسکی مہربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی ہدایت کیلئے فرشتوں سے رسول منتخب کرتا ہے جو بنی آدم کے انبیاء کی طرف آتے ہیں اور بنی آدم کے لوگوں میں سے رسول کر کے انسانوں کی ہدایت کیلئے مامور فرماتا ہے تاکہ لوگ ہدایت پائیں-

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾

کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے جو چیزیں ان کے آگے اور پیچھے کی ہیں وہ سب کو جانتا ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف پھیرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

جاتے ہیں۔ اے ایمان والو! رکوع اور سجود کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیک کاموں میں لگے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم

تُفْلِحُوْنَ ۩ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

مراد کو پہنچو اور اللہ کی راہ میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین کے احکام میں تم

فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ

پر کوئی تنگی نہیں کی۔ اپنے باپ ابراہیم کا دین اختیار کرو اسی نے اس سے پہلے اور اس میں تمہارا نام مسلمان

وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖ فَاَقِيْمُوا

رکھا ہے تاکہ رسول تم پر اور تم عام لوگوں پر حکمران ہو جاؤ پس تم نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾

کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ ہی سے چنگل مارو وہی تمہارا مولا ہے وہی سب سے اچھا مولا ہے اور سب سے اچھا مددگار

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے یہ تو اس کی قدرت سمع اور بصر کا بیان ہے علم اس کا اتنا وسیع ہے کہ جو چیزیں ان لوگوں کے آگے کی اور پیچھے کی یعنی جو واقعات ان کے وجود میں آنے سے پہلے کے ہیں یا ان سے پیچھے کے وہ سب کو جانتا ہے اور حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ سب امور اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں گویا ان سب گاڑیوں کا انجن وہی ہے دنیا کی تمام کائنات' کیا جوہر کیا عرض سب کے سب اسی میدر فیض سے وابستہ ہیں بالکل سچ ہے ؎

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبدا زوے پزیرو آلبد

اسی لیے وہ ماننے والے بندوں کو فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ کے آگے رکوع سجود کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیک کاموں میں لگے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم مراد کو پہنچو اور اللہ کی راہ اور اس کے دین میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے۔ جان سے مال سے اور یہ سمجھو کہ ؎

نان اگر تو مید ہی نانت دہند جاں اگر تو مید ہی جانت دہند

دیکھو اسی نے تم کو برگزیدہ کیا کہ عرب جیسے وحشی ملک کے باشندے ہو کر تم بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک بنو گے مگر بپابندی دین اس نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اور دین کے احکام میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔ تکلیف ہو تو حکم ملتوی کر دیا جاتا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھ نہ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو۔ بیٹھ کر نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھ لو۔ بیماری اور مسافری میں تکلیف ہو تو روزہ ملتوی ہے پس تم اپنے باپ یعنی عرب کے نامور مورث اعلیٰ ابراہیم کا دین اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ تھا اسی اللہ نے اس کتاب سے پہلے اور اس کتاب قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پس تم مسلمان یعنی خدا کے فرمانبردار بنے رہو تاکہ تم عزت پاؤ اور جو وعدے فتح ونصرت کے تم سے کیے گئے ہیں ان کا ظہور ہو اور رسول تم پر اور تم عام لوگوں پر حکمران) ہو اور قیامت کے روز کافروں کے انکار پر انبیاء کی تبلیغ کی شہادت دے سکو اور تمہاری شہادت معتبر مانی جائے پس تم نماز قائم رکھو اور مال کی زکوۃ دیتے رہو اور بڑی بات یہ ہے کہ تم اللہ ہی سے چنگل مارو اور اسی کا سہارا ڈھونڈو اور اسی کے ہو رہو

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

وہی تمہارا مولا ہے وہی سب سے اچھا مولا ہے اور سب اچھا مددگار۔ یا مولا!

نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا الٰہی تجھ کو غفور ورحیم کہتے ہیں

عدو کہیں نہ کہیں دیکھ کر ہمیں محتاج یہ ان کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں

سورت المومنون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں اور جو بے فائدہ باتوں

هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

سے روگردان رہتے ہیں اور جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی

هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں حتی کہ اپنی عورتوں اور باندیوں کے سوا کسی سے نہیں ملتے

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝

ان پر کوئی ملامت نہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے سوا اور طریق اختیار کرتے ہیں وہی حدود سے بڑھنے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

والے ہیں۔ اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُوْنَ ۝

حفاظت کرتے ہیں

سورت المومنون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نجات کے طالبو سنو ادھر ادھر کے فضول جھگڑوں کو چھوڑ کر ہمارے فرمودہ پر عمل کرو کچھ شک نہیں کہ آجکل نجات کے مسئلہ میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ دنیا میں ہر ایک مذہب خواہ کیسے ہی بیہودہ خیالات کے لئے ہو یہی دعوی کرتا ہے کہ میرے ہی میں نجات ہے مگر خدا کے ہاں نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو خدا کو واحد لاشریک مان کر نماز پڑھتے ہیں ایسی کہ اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں ایسے کہ گویا خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور وہ لوگ نجات کے حق دار ہیں جو بے مطلب اور بے فائدہ باتوں سے جو نہ دین میں نہ دنیا میں ان کو مفید ہوں روگردان رہتے ہیں اور اپنے عزیز وقت کو کسی اچھے مفید کام میں صرف کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنیوالے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے فرجوں اور شرم گاہوں کی زنا لواطت وغیرہ سے حفاظت کرتے ہیں کہ اپنی عورتوں یا باندیوں کے سوا' غرض جن سے ملاپ کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے حاجت بشری پورا کرنے کے لئے کسی سے نہیں ملتے ان پر خدا کی طرف سے کوئی ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کرتے ہیں یعنی بیگانی عورتوں سے زنا یا لڑکوں سے لواطت کرتے ہیں وہی حدود خداوندی سے بڑھنے والے ہیں اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسی کہ ٹھیک وقت پر ادا کرنے کا خیال ان کو لگا رہتا ہے۔

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

یہی لوگ وارث ہیں- جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ

ہم نے انسان کو صاف مٹی سے بنایا پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط مکان میں نطفہ بنا کر رکھا- پھر اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا- پھر اس لوتھڑے کو کچی سی بوٹی بنایا پھر اس کچی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے پھر ہم نے ان ہڈیوں پر چمڑا پہنایا پھر ہم اس کو ایک قسم کی پیدائش میں لائے

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ۭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ۭ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَاۗىِٕقَ ڰ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو سب پیدا کرنے والوں سے اچھا پیدا کرنے والا ہے پھر تم لوگوں کو مرنا ہے اس کے بعد قیامت کے روز تم کو اٹھنا ہوگا دیکھو ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں

ان صفات مذکورہ کو الگ الگ شمار کرنے سے یہ نہ سمجھو کہ ایک ایک صفت والے بھی خواہ وہ باقی باتوں میں غافل ہوں نجات کے حقدار ہیں- نہیں بلکہ مجموعی طور پر سب صفات کا ہونا ضروری ہے بس یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث یعنی مجازی مالک ہوں گے جس میں ہمیشہ رہیں گے- تعجب ہے کہ یہ نابکار انسان ہماری قدرت اور جلالت سے انکار کرتا ہے حالانکہ ہم نے انسان کو یعنی اس کے باپ آدم کو صاف مٹی سے بنایا- پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط مکان میں نطفہ بنا کر رکھا یعنی انسان کا سلسلہ بذریعہ رحم کے نطفہ سے چلایا- نطفہ ٹھہرانے سے کچھ دنوں بعد پھر اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے کو کچی سی گوشت کی بوٹی بنایا پھر اس کچی گوشت کی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے پھر ہم نے ان ہڈیوں پر چمڑا پہنایا اس کے بعد پھر اس کو ایک قسم کی پیدائش میں لائے یعنی مرد عورت کی تمیز اس میں کر دی اس قدرت اور حکمت کو دیکھ کر بڑے بڑے دانا اور فلاسفر بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو سب پیدا کرنے والوں اور صناعوں سے اچھا پیدا کرنے والا ہے- کون ایسا خالق ہے جو اپنی مصنوعات میں تاثیر پیدا کر سکے بڑا کمال کسی صناع کا یہ ہوگا کہ قدرتی اشیاء کو ایک جا کر کے ایک چیز بنالے جس میں بعد ترکیب بھی وہی تاثیر ہوتی ہے جو ان قدرتی اشیاء میں قدرتی طور پر ہوتی ہے- اتنے مراتب کے پھر تم لوگوں کو مرنا ہے اس سے بعد قیامت کے روز تم کو اٹھنا ہوگا- یہ ہے تمہارے حالات کا مجمل بیان تم یہ نہ جانو کہ بس تم ہی ایک مخلوق ہو نہیں بلکہ تم تو ہماری مخلوق میں چھوٹی سی ایک نوع ہو دیکھو ہم (خدا) نے تمہارے سروں پر سات آسمان بنائے جن میں بیشمار اور ان گنت حکمتیں اور اسرار ہیں جن کا مجمل بیان یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے ان سب کے لئے احکام آسمان ہی سے آتے ہیں ان سب کا تعلق عالم بالا سے ایسا ہے جیسا کہ ملک کو صدر مقام سے ہوتا ہے اسی طرح تمام دنیا کا انتظام ہے اور ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں-

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ

اور ہم اوپر سے اندازے کے ساتھ پانی اتارتے ہیں پھر اس کو زمین میں ٹھہراتے ہیں اور اس پانی کو لے جانے پر بھی

بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ

ہم قادر ہیں پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے کھجوریں اور انگوروں کے باغ اگاتے ہیں ان میں تمہارے لئے

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ

بہت سے پھل ہیں اور انہیں تم کھاتے ہو اور ہم نے زیتون کا درخت پیدا کیا ہے جو کوہ سینا سے نکلتا

تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ

ہے کھانے والوں کے لئے وہ گھی اور سالن سے لے کر اگتا ہے اور چارپاؤں میں تمہارے لئے نصیحت ہے ان کے پیٹوں میں

مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى

سے ہم تم کو دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے منافع ہیں اور تم انہی میں سے کھاتے ہو اور ان چار پاؤں پر

الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور بیڑیوں پر سوار کئے جاتے ہو- اور ہم نے نوح کو اس کو قوم کی طرف نبی کر کے بھیجا تو اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت

اسی لئے تو ہم نے ایسے قانون بنا رکھے ہیں جن کو کسی کی مجال نہیں کہ توڑ سکے- وقت پر ہر ایک چیز پیدا ہوتی ہے زمین سے پیداوار کا وقت آتا ہے تو اس کے مناسب آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور ہم اوپر سے بادلوں کے ذریعے اندازے کے ساتھ پانی اتارتے ہیں پھر اسکو زمین میں ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ زمین تر و تازہ ہو کر سبزی کے قابل ہو جاتی ہے مگر لوگ ایسے بے عقل ہیں کہ بارش وغیرہ نعمتوں کے ملنے پر وہ ہم سے بالکل مستغنی ہو جاتے ہیں گویا کسی چیز کی انہیں ہمارے تک حاجت نہیں- حالانکہ ہم ہر وقت اور ہر آن ان کی تباہی و بربادی پر قادر ہیں بلکہ اس پانی کو (جس کے سبب سے وہ ایسے غرال ہو رہے ہیں) لے جانے اور قبل از فائدہ دینے کے خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں مگر ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی مخلوق کے لئے گزارہ کے سامان پیدا کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بناتے ہیں ان میں تمہارے لئے بہت سے پھل ہیں اور انہی میں سے تم کھاتے ہو اور سنو ہم ہی نے تمہارے لئے زیتون کا درخت پیدا کیا ہے جو کوہ سینا سے نکلتا ہے کیا ہی مزیدار ہوتا ہے- تم عرب کے لوگوں کے لئے تو وہ جامع صفات کاملہ ہے یوں سمجھئے کہ کھانے والوں کے لئے وہ گھی اور سالن لے کر اگتا ہے- گھی کی جگہ بھی اس کو استعمال کرتے ہیں اور روٹی کے ساتھ سالن کی طرح بھی اس کو کھاتے ہیں اور سنو چارپاؤں میں تمہارے لئے عبرت اور نصیحت ہے ان کے پیٹوں میں سے ہم تم کو دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں کئی ایک منافع ہیں اور تم انہی میں سے کھاتے بھی ہو اور ان چارپایوں پر اور بیڑیوں پر سوار کئے جاتے ہو- یہ خدا کی مہربانی تمہارے حال پر کیا کم ہے پس جس مالک نے یہ نعمتیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں بہت ضروری ہے کہ تم اسی کے ہو رہو اور اسی سے اڑے وقتوں میں استمداد کیا کرو اسی کی عبادت کرو یہی حکم ہم نے تم کو دیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی یہی حکم تھا- اسی حکم کی تبلیغ کرنے کے لئے ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف نبی کر کے بھیجا تو اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں پس ان کی قوم کے سرداروں نے جو منکر ہو چکے تھے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

کہا کہ یہ تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی بزرگی ثابت کرے اور اگر اللہ چاہتا تو آسمان سے

اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا

فرشتے اتارتا۔ ہم نے اپنے پہلے بزرگوں میں یہ بات نہیں سنی یہ تو محض ایک مجنون آدمی ہے پس تم

رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اس کے متعلق ایک وقت تک صبر کرو۔ نوح نے کہا اے میرے پروردگار جس بات میں انہوں نے مجھے

كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ

جھٹلایا تو اس پر میری مدد کر پس ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے ایک بیڑی بنا پھر جب ہمارا

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا

حکم پہنچے اور زمین جوش میں آئے تو ہر ایک قسم میں سے دو دو صنف اور اپنے متعلقین کو اس پر چڑھا لیجو لیکن ان میں سے جس

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ

پر حکم لگ چکا ہو اسے نہ چڑھائیو

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم اس سے ڈرتے نہیں۔ پس یہ سن کر اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی تعلیم سے منکر ہو چکے تھے جواب میں کہا کہ لوگو یہ نوح تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے پھر یہ نبی اور رسول کیسے بنا؟ بشریت اس میں کیا ہے؟ کوئی نہیں ہاں یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تم پر اپنی بزرگی کرے اور برتر بنے۔ بھلا ہم کیا ایسے ہی عقل سے خالی ہیں کہ ایسے سیدھے سادھے خالی خولی آدمی کو رسول مان لیں اگر اللہ چاہتا اور اسے یہ منظور ہوتا کہ لوگ اس کی توحید کے قائل بنیں تو وہ آسمان سے فرشتے اتار تا نہ کہ ایسا ایک ہمارے جیسا آدمی۔ اسی لئے تو ہم نے اپنے پہلے بزرگوں میں یہ بات نہیں سنی کہ کسی نے بھی یہ کہا ہو کہ آدم زاد خدا کے رسول ہو کر آیا کرتے ہیں یہ تو محض ایک مجنون آدمی ہے جس کے دماغ کو کوئی نہ کوئی صدمہ ضرور پہنچا ہے عجب نہیں کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے کی رجعت اس پر پڑی ہو پس تم اس کی شوراشوری سے گھبراؤ نہیں بلکہ ایک وقت تک صبر کرو جب تک یہ خود ہی ہلاک ہو جائے۔ مخالفوں کی یہ باتیں کئی ایک دفعہ سن سن کر حضرت نوح ان کی ایمانداری سے مایوس ہوئے تو آخر کار اس نے کہا اے میرے پروردگار جس بات میں انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو اس پر میری مدد کر پس نوح کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے ایک بیڑی بنا پھر جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کے متعلق پہنچے۔ اور زمین پانی سے پھٹ کر جوش میں آئے تو ہر ایک جاندار کی قسم میں سے جو تیری کار آمد ہو سکے دو۔ دو (نر اور مادہ) اور اپنے ◻ کو اس بیڑی پر چڑھا لیجو لیکن ان میں سے جس پر بوجہ اس کی بد عملی اور بے ایمانی کے غضب الٰہی کا حکم لگ چکا ہو اسے نہ چڑھائیو۔

ل اس کی تحقیق پہلے کہیں گزر چکی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہی معنی کئے ہیں۔ قاموس میں تنور کے معنی وجہ الارض بھی ہیں (منہ)

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ

اور ظالموں کے حق میں مجھے مخاطب نہ کیجیو انہوں نے ضرور غرق ہونا ہے پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے

وَمَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

بیڑی پر سوار ہو جائیں تو کہیو کہ سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو ظالموں کی قوم سے نجات دی

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور تو کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کسی بابرکت جگہ پر اتاریو تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بیشک اس میں کئی ایک

لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾

نشان ہیں اور ہم جانچنے والے ہیں- ان کے بعد ہم نے اور لوگ پیدا کئے پھر انہی میں سے

فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا

رسول بناکر ان میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے

تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ

کہ تم ڈرتے نہیں اس کی قوم میں سے سرداروں نے کہا جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات سے منکر تھے اور

وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا

ہم (خدا) نے ان کو دنیا میں آسودگی دی تھی کہا کہ یہ تو محض تمہاری طرح کا آدمی ہے جو تم کھاتے ہو یہ بھی وہی

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾

کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ بھی وہی پیتا ہے

اور ظالموں کے حق میں مجھے مخاطب نہ کیجیو خداوند فلاں کو بخش دے خبردار انہوں نے ضرور بالضرور غرق ہونا ہے ایسا نہ ہو کہ تیری پکاریوں ہی بیکار ہو جائے یہ تو مناسب نہیں- پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے بیڑی پر سوار ہو جائیں تو کہیو کہ سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو ظالموں کی قوم سے نجات دی اور محض اپنی رحمت سے ہم کو اس عام عذاب سے رہائی بخشی اور تو یہ بھی کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کسی بابرکت جگہ پر اتاریو کیونکہ تو ہمارا متولی اور سب سے بہتر اتارنے والا ہے چنانچہ ہم (خدا) نے ان کو نہایت عمدہ بابرکت جگہ پر اتارا جہاں پر ان کی تمام مایحتاج چیزیں ان کو مل سکتی تھیں بیشک اس بیان میں قدرت خداوندی کے کئی ایک نشان ہیں اور ہم (خدا) ان کو جانچنے والے تھے کہ ان کا نیک و بد ظاہر کر دیں جیسے جیسے عمل کریں ویسا ان کو بدلہ دیں چنانچہ اسی غرض سے ان کے بعد ہم نے اور لوگ پیدا کئے پھر انہی میں سے رسول بنا کر ان میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں؟ یہ سن کر ان لوگوں نے نہ مانا خصوصا اس رسول کی قوم میں سے سرداروں نے جو بڑے کافر تھے اور آخرت کی ملاقات یعنی دوسری زندگی سے منکر تھے اور ہم (خدا) نے ان کو دنیا کی زندگی میں آسودگی دی تھی انہوں نے کہا بس یہ رسول تو محض تمہاری طرح کا آدمی ہے جو تم کھاتے ہو یہ بھی وہی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ بھی وہی پیتا ہے

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ

اگر تم اپنے جیسے آدمی کے پیرو ہوگے تو یقیناً تم نقصان اٹھاؤ گے کیا یہ تم کو ڈراتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے

وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾

تو مٹی اور ہڈیاں ہوکر پھر نکالے جاؤ گے کیسی دور بات ہے جس سے تم ڈرائے جاتے ہو

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ

یہی دنیا تو ہماری زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہے یہ تو ایک

اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر محض جھوٹ باندھ رکھا ہے اور ہم اس کو ماننے کے نہیں۔ رسول نے کہا اے میرے

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

پروردگار ان کو جھٹلانے پر میری مدد کر خدا نے کہا تھوڑی دیر میں یہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہو جائیں گے۔ پھر ان پر عذاب

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا

آیا پس ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کردیا پس ظالموں کی قوم پر لعنت ہو۔ پھر ہم نے ان کے

مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

بعد اور لوگ پیدا کئے کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

پس تم سن رکھو اگر تم اپنے جیسے آدمی کے پیرو ہوئے اور بلا وجہ اسی کو اپنا پیشوا اور سردار بناؤ گے تو یقیناً تم نقصان اٹھاؤ گے۔ کیا یہ تم کو ڈراتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے تو مٹی اور ہڈیاں ہو کر تم پھر زندہ کر کے نکالے جاؤ گے ہائے افسوس کیسی دور از عقل بات ہے جس سے تم ڈرائے جاتے ہو ارے بھائیو یہی دنیا تو ہماری زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہے بس آئے اور رہے اور چلے گئے تم دیکھتے نہیں آج کل تمام یورپ کا یہی خیال ہے کیا وہ احمق ہیں؟ نہیں وہ بڑے دانایانِ فرنگ ہیں۔ اسی لئے تو انہوں نے اس قسم کے مذہبی جھگڑوں کو بالا طاق رکھ رکھا ہے۔ یہ شخص جو تم کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے محض اللہ پر جھوٹ باندھ رکھا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں مجھے وحی آتی ہے الہام ہوتا ہے حالانکہ نہ کوئی الہام ہے نہ وحی ہے محض گپ اور بے بنیاد باتیں کرتا ہے اسی لئے ہم اس کو ماننے کے نہیں۔ کفار کی یہ نامعقول باتیں سن کر اس رسول نے کہا اے میرے پروردگار ان کے جھٹلانے پر میری مدد کر خدا نے جواب میں کہا ذرا صبر کرو تھوڑی دیر میں یہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہو جائیں گے ایسے عذاب میں پھنسیں گے کہ یاد کریں گے پھر ان پر واقعی عذاب آیا نہ کہ وہمی اور فرضی پس ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کر دیا یعنی ہم نے ان کو ایسا بیکار کر دیا کہ کسی شمار میں نہ رہے۔ پس ظالموں کی قوم پر لعنت ہو جو اللہ کے حکموں کو نہیں مانتے نہیں سنتے۔ سنتے ہیں تو عمل نہیں کرتے پھر ہم (خدا) نے ان کے بعد اور لوگ پیدا کئے جن کا مرنا جینا سب ہمارے (یعنی خدا کے) اختیار میں تھا کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے یعنی نہ تو یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یا قوم اپنی اجل مقررہ زندگی یا ترقی تنزل سے کچھ وقت آگے بڑھ سکیں نہ پیچھے رہ سکتے ہیں یہ عام قانون خداوندی ہے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ

پھر ہم نے پے درپے رسول بھیجے جب کبھی کسی قوم کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے

بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

ہم نے ایک کے پیچھے ایک کو ملایا اور ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا تو جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے ایسی قوم کو دوری ہو۔ پھر موسیٰ اور ہارون کو

مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ

ہم نے اپنے احکام اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ متکبر ہوگئے اور

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَ

سرکش قوم سے تھے بولے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم

قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ

ہماری خدمت گار ہے۔ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوگئے اور ہم نے

اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰیَةً

موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں اور ابن مریم اور اس کی والدہ کو بھی ہم نے

یہ بات اور اس جیسی اور حقانی تعلیم پھیلانے کو پھر ہم نے پے در پے رسول بھیجے جو لوگوں کو سچی تعلیم دیتے تھے مگر لوگوں کا یہی حال رہا کہ جب کبھی کسی قوم کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے اور نہ مانتے۔ یہ انکی جہالت تھی اسی لئے ہم نے ایک کو ایک کے پیچھے ملایا اور سب کو تباہ کر دیا اور ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کیا کہ کہیں تو دنیا میں ان کا نام بلند تھا سکہ جاری تھا۔ مگر آخر یہ ہوا کہ ہم نے انکو صرف افسانہ بنا دیا یعنی لوگ فرصت کے وقت دل بہلانے کو ان کی حکایات سنا کرتے کہ فلاں ملک میں ایک بادشاہ تھا اس نے کہا میں خدا ہوں اس کے سمجھانے کو ایک رسول آیا جس کا نام ابراہیم تھا مگر اس نے اس رسول سے مباحثہ کیا اور اس کا کہنا نہ مانا آخر اللہ نے اس کو ایک مچھر سے ہلاک کرایا تو بسا اوقات لوگ ان کی حکایات سن کر بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے ایسی قوم کو خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر بھی ہم مخلوق کو نہیں بھولے اور ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتے رہے چنانچہ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو ہم نے اپنے احکام اور کھلی دلیل معجزہ دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی اور تمام قوم کی طرف بھیجا تو وہ فرعونی شیخی میں آئے اور متکبر ہوگئے کیونکہ وہ پہلے ہی سے بڑے بدکردار اور سرکش قوم تھے بولے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں موسیٰ اور ہارون پر ایمان لے آئیں اور ان کی تابعداری کریں حالانکہ ان کی قوم بنی اسرائیل ہماری غلام خدمت گار ہے پس ایسے بے جا غرور اور تکبر میں انہوں نے ان دونوں موسیٰ اور ہارون کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوگئے اور ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب توریت دی تھی تاکہ وہ لوگ بنی اسرائیل وغیرہ خدا کی راہ سے ہدایت پائیں۔ اسی طرح سب نبیوں کے ذریعہ سے لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے رہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم اور اس کی والدہ ماجدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو بھی ہم نے دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت کی نشانی بنایا۔

وَّاٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ

لوگوں کے لئے نشان بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچی جگہ پر جو مضبوط اور چشمے دار تھی جگہ دی تھی- اے رسولو حلال طیب غذا کھایا

الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ

کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں تمہارے کاموں پر مطلع ہوں اور یہ جماعت تمہاری ہی

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ

پارٹی کے ہیں تم ایک ہی گروہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو- لوگوں نے آپس میں پھوٹ ڈال دی- جو کچھ

حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۵۴﴾

کسی فریق کے پاس تھا اور ہے اسی کے ساتھ خوش و خرم ہیں پس تو ایک وقت تک ان کی غفلت میں ان کو چھوڑ دے

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں اور ان کو فائدہ رسانی میں ہم جلدی کرتے ہیں؟

بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾

بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں- جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں

اور ہم نے ان کو ایک اونچی جگہ پر جو بڑی مضبوط اور چشمے دار پہاڑی تھی جگہ دی تھی اس لیے کہ وہ دونوں ماں بیٹا ہمارے فرماں بردار تھے اور ہم ان سے خوش تھے ایسا ہی سب رسول ہمارے فرماں بردار ہوتے رہے ہیں اسی لئے تو ہم ان کو حکم دیا کرتے تھے کہ اے رسولو پاکیزہ حلال طیب غذا کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں (خدا) تمہارے کاموں پر مطلع ہوں جب رسولوں کو یہ حکم ہے تو ان کی امتوں کو بھی یہی حکم ہے کیونکہ امت رسول کی تابع فرمان ہوتی ہے اور یہ نبیوں کی جماعت تمہاری ہی پارٹی کے ہیں گو مختلف وقتوں میں آئے مگر دراصل ایک ہی پارٹی ہے- تم سب ایک ہی مطلب اور مشن (توحید الہی) کو لے کر دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے ہو- اس لئے تم ایک ہی گروہ ہو اور میں (خدا) تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو اور کسی کا خوف دل میں نہ لاؤ- لوگوں نے رسولوں کی تعلیم کی کوئی قدر نہ کی- بعض لوگ تو ان سے صریح مخالف ہوگئے جو ان کی تعلیم کو مان بھی چکے تھے- انہوں نے بھی ایک بڑے ضروری حکم (اتفاق) کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں پھوٹ ڈالی اور ٹولی ٹولی اور گروہ گروہ بن گئے- اس پر بھی جو کچھ کسی فریق کے پاس تھا اور ہے اسی کے ساتھ خوش و خرم ہیں اس کا ان کو ذرا بھی خیال نہیں کہ ہم ایک ہی نبی کی امت ہیں اور ایک ہی کتاب کے پیرو- پھر اس قدر تشدد کیوں ہے کہ ایک دوسرے کو دین سے خارج کرتا ہے اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارے نبی نے ہم کو یہی سکھایا ہے؟ افسوس ہے ان کے حال پر- پس تو ایک وقت تک ان کی غفلت میں ان کو چھوڑ دے اپنے کئے کی سزا خود ہی پائیں گے کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں (جو قدرتی طریق پر بحکم كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ کو پہنچتی رہتی ہے ان کو فائدہ رسانی میں ہم جلدی کرتے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ان کو معلوم نہیں یا دانستہ تجاہل کرتے ہیں ان کی تو کوئی بات بھی ٹھکانہ کی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ کسی اصول پر ان کی کوئی بات نہیں' ہاں جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں-

خدا ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے (منہ)

وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾

اور جو لوگ بن پڑتا دیتے ہیں اور دل میں ڈرتے ہیں کہ پروردگار کے پاس جانا ہے۔

أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ

یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کی طرف لپکتے ہیں۔ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

سے زیادہ حکم نہیں دیا کرتے

ہر ایک کام میں اس کی رضا اور عدم رضا کی پرواہ کرتے ہیں مجال نہیں کسی وقت کسی کام میں بھی وہ خدا سے بے خوف ہو سکیں۔ ان کے دلوں میں خدا کا خوف پورا جاگزیں ہوتا ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیات متلوہ و غیر متلوہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیات متلوہ تو قرآن کے الفاظ کو کہتے ہیں اور آیات غیر متلوہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں جن کی بابت رب العالمین کا ارشاد ہے **کاین من ایته فی السموات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون** یعنی کئی ایک آیات (نشان قدرت) رب العالمین کے آسمان اور زمین پر ہیں کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے ان سے گزر جاتے ہیں پس ایمان جب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ دونوں قسم کی آیتوں پر یقین ہو۔ آیات قرآنیہ کو زبان سے پڑھے آیات قانونیہ پر دل سے غور کرے۔ انہی آیات کی طرف ایک اہل دل نے اشارہ کر کے کہا

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پس جو لوگ اس طرح سے ان آیات کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے خواہ وہ چیز اعلیٰ درجہ کی ہو یا ادنیٰ کی اور جو لوگ حسب توفیق بن پڑتا اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور دل میں ڈرتے ہیں کہ پروردگار کے پاس جانا ہے یعنی وہ اس نیت سے نہیں دیتے کہ وہ خدا پر یا اس محتاج پر یا اس مدرسہ کے کسی ملازم پر جس میں چندہ دیتے ہیں کوئی احسان کرتے ہیں نہیں بلکہ خاص خدا کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہیں اور دل ان کے اس خوف سے لرزتے ہیں کہ یہ حقیر تحفہ اس عالی جناب کے شایان شان نہیں۔ مبادا کہیں ہماری نیت میں فتور ہو تو الٹا مواخذہ ہو۔ ان کو یہی ڈر لگا رہتا ہے اور اس خوف میں وہ ہمیشہ دست بدعا رہتے ہیں کہ

من نگویم کہ عباد تم بپذیر قلم عفو برگنا ہم کش

ایسے لوگ کے لئے ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان نیکیوں کی طرف پلتے ہیں ہاں یہ خیال مت کرو کہ نیک کام دنیا میں کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ انسان کسی وقت برے خیالات سے خالی نہیں رہ سکتا۔ کبھی کوئی دنیاوی امور کے متعلق خیالات ہیں تو کبھی اپنے حاجات کی فکر ہے جیسا شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

شب چو عقد نماز بر بندم چہ خور دبا مداد فرزندم

تو سنو خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو اختیاری دوسرے بے اختیار۔ اختیاری خیالات اگر برے ہوں تو ان پر پکڑ ہو گی بشرطیکہ ان کو دل میں اچھی طرح مضبوط کر رکھو گے اور بے اختیاری خیالات پر پکڑ نہیں کیونکہ ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیا کرتے اس لئے کہ طاقت سے زیادہ حکم دینا صریح ظلم ہے۔

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ

اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچائی کا اظہار کریگی اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے لیکن ان کے دل اس سے پردے میں ہیں

مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ

اور اس کے سوا ان کے اعمال اور بھی ہیں جو یہ کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے خوشحال لوگوں

اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔــرُوْنَ ۝ لَا تَجْــَٔــرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ

کو عذاب میں مبتلا کریں گے تو پھر یہ چیخ اٹھیں گے۔ آج مت چیخو تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ

مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

پہنچے گی۔ ہمارے احکام تم کو سنائے جاتے تو تم لوگ تکبر سے کچھ کچھ بکتے ہوئے پیچھے کو

تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

ہٹ جاتے تھے۔ کیا انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی

اَمْ جَآءَهُمْ

بات آئی ہے

مثلاً انسان کو ہم یہ تو حکم دیں گے تو روزہ رکھ جو وہ تھوڑے سے وقت تک کر سکتا ہے مگر یہ حکم نہیں دیں گے کہ دیکھنا تجھے بھوک نہ لگنے پائے اگر تجھے بھوک لگی تو تیری خیر نہ ہو گی تجھے سزا ملے گی کیونکہ بھوک لگنے پر تھوڑے سے وقت تک کھانا نہ کھانا۔اس کے اختیار میں ہے لیکن بھوک نہ لگنے دینا اس کے اقتدار میں نہیں۔پس یہ ایک مثال اس عام قاعدہ کی سمجھو جو اوپر کی آیت میں بتلایا گیا ہے اور تم اسی پر اپنے خیالات کو قیاس کر لو کہ اگر وہ ایسے بے اختیاری ہیں تو خیر معاف ہیں اور اگر اختیاری ہیں تو تمہارے نام لکھے جائیں گے اور ہمارے پاس ایک کتاب بندوں کا اعمال نامہ ہے جو وقت پر قیامت کے روز سچائی کا اظہار کردے گی جس کو مجرم دیکھ کر آہ وبکا کریں گے مگر جو کچھ ہو گا وہ انصاف ہی سے ہو گا اور وہ کسی طرح ظلم نہیں کئے جائیں گے لیکن یہ لوگ عرب کے مشرک اور تیرے مخالف جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل اس سے پردے میں ہیں یعنی قرآن جو عذاب کی دھمکی ان کو سناتا ہے وہ ہنوز انہوں نے دیکھا نہیں اور اس کے سوا ان کے اعمال اور بھی ہیں جو یہ کرتے ہیں ان کا بھی ان پر اثر ہے بس یہ اسی طرح سرکشی اور تمرّد میں رہیں گے یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے خوشحال اور آسودہ لوگوں کو عذاب میں مبتلا کریں گے جن کا یہ سارا فساد ہے تو پھر یہ سب کے سب چیخ اٹھیں گے مگر اس روز کا چیخنا ان کو سودمند نہ ہو گا اس لئے ان سے کہا جائے گا کہ آج مت چیخو ہماری طرف سے کسی امداد کی توقع مت رکھو کیونکہ تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ پہنچے گی اس لئے کہ امداد لینے کا استحقاق تم خود کھو چکے ہو ہمارے احکام قرآنی تم کو سنائے جاتے تھے اور تم تکبر سے کچھ کچھ بیہودہ بکتے ہوئے پیچھے کو ہٹ جاتے تھے افسوس ہے ان کے حال پر اس وقت تو پچھتائیں گے مگر اب نہیں سوچتے۔کیا انہوں نے اس بات یعنی قرآنی احکام پر کبھی غور نہیں کیا کہ کس طرح کا کلام یا نظام ہے جو مردہ دلوں کے لئے حکیمانہ صحت کا پیام ہے۔آہ افسوس یہ لوگ غور اور فکر سے کام نہیں لیتے یا ان کے پاس اس رسول کے ذریعہ سے

ا۔ مالھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ کی طرف اشارہ ہے منہ ۲) لما یذوقوا العذاب کی طرف اشارہ ہے منہ

مَا لَمْ يَأْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

جو ان کے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی- کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول کو پہچانا نہیں کہ اس سے منکر ہو رہے ہیں

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ وہ سچی تعلیم ان کے پاس لایا ہے ان میں سے اکثر لوگ سچائی کو ناپسند کرتے ہیں

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

اگر سچ ان کی خواہش کے مطابق ہو تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے سب تباہ ہو جائیں بلکہ ہم

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔـلُهُمْ خَرْجًا

ان کے پاس ان کی نصیحت لائے ہیں پس یہ اپنی نصیحت سے روگرداں ہیں- کیا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے

کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادوں حضرت اسماعیل اور ان کی قریب کی نسل کے پاس نہ ائی تھی- کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول حضرت محمد علیہ السلام کو نہیں پہچانا اسکی سچی تعلیم اور حقانی تلقین اور روحانی فیض صحبت نے ان پر ابھی تک اثر نہیں کیا' کیا اس کے معجزات کرامت کو انہوں نے نہیں دیکھا کہ اس سے منکر ہو رہے ہیں- کیا باوجود دیکھنے معجزات کرامات اور پانے تاثیر صحبت کے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے جب ہی تو تمام لوگوں کی مخالفت کر رہا ہے نہیں' بلکہ وہ رسول سچی تعلیم ان کے پاس لایا ہے اور ان میں سے اکثر لوگ سچائی کو ناپسند کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول کی پیروی نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ سچائی خود ان کی خواہشات کے مطابق ہو حالانکہ اگر سچ ان کی خواہش کے مطابق ہو تا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام دنیا کے برے کام جائز کئے جائیں کیونکہ یہ لوگ تو سب کچھ کر گزرتے ہیں شرک ہے ان میں ہے کفر ہے تو ان میں ہے شراب خواری' قماربازی' زناکاری غرض دنیا کی تمام خرابیوں کا مجمع بلکہ منبع یہ لوگ ہیں اور ان کی دلی خواہش یہی ہے کہ نبی کی تعلیم سے یہ کام بند نہ ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے آدمی اور فرشتے سب کے سب تباہ اور برباد ہو جاتے کیونکہ قانون خداوندی ہے کہ جب سب کے سب لوگ بے دین اور بدمعاش ہو جائیں گے تو دنیا کا قیام نہ رہے گا جب یہ حال ہے تو سچ اور سچی تعلیم بھلا ان کی خواہشات کے مطابق کیوں کر ہوئی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے پاس ان کی سچی نصیحت لائے ہیں تاکہ ہدایت پاویں مگر یہ لوگ اپنی شرارتوں میں ایسے منہمک ہیں کہ کان بھی نہیں لگاتے پس یہ لوگ اپنی ہدایت اور نصیحت سے روگرداں ہیں- کیسی حیرانی کی بات ہے کہ یہ لوگ تجھ سے بلاوجہ روگرداں ہیں کیا تو ان سے اس وعظ و نصیحت کرنے پر کچھ اجرت مانگتا ہے' نہیں

؎ یہ لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ خود قرآن مجید کی دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ خود یہ کہتے تھے ماسمعنا بھذا انی الملتہ الاخرۃ یعنی ہم نے یہ بات جو محمد ﷺ کہتا ہے پہلے لوگوں میں نہیں سنی نیز یہ بھی ارشاد ہے لتنذر قوما ماانذر ابائھم فھم غفلون یعنی اے نبی تم ان لوگوں کو سمجھاؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اس لئے وہ غافل ہیں اور ان جیسی کئی ایک اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ عربیوں کے باپ دادا کو واقعی اس قسم کی ہدایت نہیں آئی تھی- پھر اس آیت میں جو تعجب ہے یہ کہا گیا کہ ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادا کو نہیں آئی تھی حالانکہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ان کے باپ دادا کے پاس یہ تعلیم نہ آئی تھی اس لئے یہ قید لگائی گئی ہے اور یہ قرآن مجید کے لفظ الاولین سے بھی مستنبط ہو سکتی ہے- منہ

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

تیرے پروردگار کا رزق اچھا ہے اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے اور تو ان کو سیدھی راہ کی طرف

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝

بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے ٹیڑھے جاتے ہیں

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر تکلیف آرہی ہے دور کردیں تو یہ اپنی گمراہ میں بھٹکتے ہوئے دھنستے جائیں

اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا

ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تھا تاہم یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی۔ پھر جب ہم ان پر

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَهُوَ

عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو فوراً اس سے ناامید ہو جائیں گے۔ وہ خدا وہ ذات پاک

الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے تم بہت کم ہی شکریہ کرتے ہو وہی ذات ہے جس

ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ

نے تم کو زمین پر پیدا کیا اور اسی کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے وہی ذات ہے جو زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور رات دن کا اختلاف

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ

اسی کے قبضہ میں ہے

کیونکہ تیرے پروردگار کا اجر ان کی اجرت سے کہیں اچھا ہے اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے پھر بھلا اسے چھوڑ کر ان سے تو کیوں مانگنے لگا اور ان کی کیوں پرواہ کرنے لگا تو تو ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے ٹیڑھے جاتے ہیں ہمیشہ سے ان کی عادت کج روی کی ہو رہی ہے مگر جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر رحم کی درخواست کرتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر تکلیف آرہی ہے دور کردیں تو یہ ہرگز نہ ہوگا کہ اپنی شرارتوں سے باز آویں بلکہ اپنی سرکشی اور گمراہی میں بھٹکے ہوئے دھنستے جائیں اس لئے کہ اس سے پہلے ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تھا قحط سالی اور وبا کا تسلط ان پر ہوا تاہم یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی پھر جب ہم حسب قاعدہ ان پر عذاب کا دروازہ کھول دیں گے یعنی ایک تکلیف کے بعد دوسری تکلیف ان پر آئے گی تو بجائے اس کے کہ خدا کی طرف جھکیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہ کر رحمت کے امیدوار بنیں فوراً اس میں بے امید ہو جائیں گے۔ خدائے ذوالجلال کی رحمت سے بے امید ہونا ہر طرح کی حرمان اور بدنصیبی ہے کیونکہ وہ خدا تو وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے پھر اس کی رحمت سے بے امید ہونا کون دانا جائز کہے گا مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو زمین پر پیدا کیا اور اسی کے بعد الموت تم جمع کئے جاؤ گے وہ ذات پاک ہے جو مخلوق کو زندگی بخشتا ہے رات دن کا اختلاف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے سورج کے طلوع و غروب کا وقت بلحاظ موسم اسی نے مقرر کر رکھا ہے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا

کیا تم لوگ پھر بھی سمجھتے نہیں؟ بلکہ اسی طرح کہتے ہیں جو ان سے پہلے لوگ کہہ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے مٹی اور

تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ

ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ اس سے پہلے ہمیں اور ہمارے باپ ڈر کو بھی ڈر سنایا گیا یہ تو

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ

صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ تو کہہ بتلاؤ زمین اور زمین کے لوگ کس کی ملک میں ہیں اگر تم جانتے

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ‌ ؕ قُلۡ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

ہو تو بتلاؤ۔ یہ لوگ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی ملک ہیں تو کہیو کیا تم نصیحت نہیں پاتے۔ تو کہو کہ ساتوں آسمان اور

السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ‌ ؕ قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۸۷﴾

عرش عظیم کا مالک کون ہے یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تم کہیو کیا تم ڈرتے نہیں

کیا تم لوگ پھر بھی سمجھتے نہیں کہ دنیا کے کاروبار کا اصل مدار کس پر ہے اور محض ظاہر بینی سے ان اسباب پر دل لگائے بیٹھے ہو حالانکہ ان اسباب کی کچھ بھی ہستی نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کی طرف کسی اہل دل نے اشارہ کیا ہے

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

ان کو چاہیے تھا کہ اپنے بھلے کی سوچیں وہ تو کرتے نہیں بلکہ الٹے اکڑتے ہیں اور اسی طرح کی بولی بولتے ہیں اور کہتے ہیں جو ان سے پہلے لوگ کہہ گئے ہیں یعنی یہ کہ جب ہم مر جائیں گے مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے نہیں نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہ تو یونہی کہتے ہیں۔ بناوٹی باتیں ہیں اس سے پہلے ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو بھی ڈر سنایا گیا اور وعدہ دیا گیا مگر ہم تو اس کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے کہ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ اے نبی تو ان سے کہہ کہ کسی حقانی تعلیم کو یہ کہہ کر ٹال دینا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں قرین دانش مندی نہیں۔ پہلے لوگوں کے قصے اگر ہیں تو وہ بطور تمثیل اصل مضمون سمجھانے کو ہیں۔ اصل مضمون تو بالکل مختصر لفظوں میں ہے کہ

وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار نہیں اس کے گھر کا ہے کوئی بھی مختار

پس اگر تم کو اصل مضمون میں بھی شک ہو تو ہم تم کو ایک اور طرح سے یہ مضمون ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔ پس بتلاؤ کہ زمین اور زمین کے لوگ جو اس پر بستے ہیں کسی کی ملک اور ماتحت ہیں اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ۔ امید ہے یہ سوال سن کر یہ لوگ خود ہی کہیں گے کہ اللہ ہی کی ہے جب یہ کہیں اور مان لیں اور ضرور مانیں گے کیونکہ بقول شیخ سعدی مرحوم کے

جہاں متفق بر الٰہیتش

ان کے دل مانتے ہیں کہ ہمارا خالق ہمارا مالک وہی ایک ذات پاک ہے تو پھر ان سے کہیو کہ تم نصیحت نہیں پاتے اور اپنے اعمال کا انجام بد نہیں سوچتے۔ اے نبی تو ان سے کہیو کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور عرش عظیم کا مالک کون ہے کس نے ان سب کو پیدا کیا ہے کون انکی حفاظت کرتا ہے امید ہے یہ خود ہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے پھر تم کہیو کہ تم جو اسکے ساتھ دوسری چیزوں کو اس کی مخلوق میں سے اسکا شریک کرتے ہو کیا تم ڈرتے نہیں کہ اس جرم کی پاداش میں کیا کچھ مصیبت تم کو جھیلنی ہو گی

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

کہہ تمام چیزوں کی حکومت کس کے قبضے میں ہیں اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس سے بھاگے ہوئے کو کہیں پناہ نہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ

مل سکتی اگر جانتے ہو تو بتلاؤ یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تو کہہ پھر تم کہاں کو بہکائے جاتے ہو اور سچی بات ہم ان کے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا

پاس لائے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں خدا نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر

لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی اپنی مخلوق کو الگ الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا اللہ ان باتوں سے جو

يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاک ہے- وہ غیب اور حاضر کو جاننے والا پس وہ لوگوں کے شریک سے پاک ہے

ع ۵ ۱۵ ۵

پھر ان سے کہہ کہ بتلاؤ تمام چیزوں کی حکومت کس کے قبضے میں ہے اور کون ہے جو بھاگے کو پناہ دیتا ہے اور اس سے بھاگے کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی اگر جانتے ہو تو بتلاؤ امید ہے یہ خود ہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تو کہہ کہ پھر تم کہاں کو بہکائے جاتے ہو کیا تمہیں کوئی جادو کر جاتا ہے کہ اللہ کے ہوتے ہوئے اس کی موجودگی میں تم اس کے بندوں سے حاجات چاہتے ہو؟ گو تم خدا سے بھی مانگتے ہو مگر اتنا کرنے سے تم شرک کی بیماری سے بچ نہیں سکتے کیا تم نے کسی بزرگ اہل دل کا قول نہیں سنا کہ

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

جب تک کل اغراض اور مطالب خدا ہی سے نہ چاہو گے بلکہ بقول

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اپنے آپ کو اسی کی ذات ستوہ صفات سے پیوستہ نہ کردو گے کسی طرح توحید کا دعویٰ صحیح نہ ہوگا- اسی توحید کے پھیلانے کے لئے ہم نے سلسلہ انبیاء دنیا میں قائم کیا اور یہی سچی بات ہم ان کے پاس لائے ہیں اور یہ لوگ جو نہیں مانتے تو اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ اس انکار میں بالکل جھوٹے ہیں اس سے زیادہ جھوٹ کیا ہوگا کہ خدا کی اولاد ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں - کوئی کہتا ہے فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں کوئی کہتا ہے مسیح خدا کا لڑکا ہے- حالانکہ خدا نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی مخلوق کو الگ الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا کیونکہ جو ذات الٰہ یعنی معبود برحق ہو اسی کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی کا ماتحت ہو اس لئے کہ ماتحتی صلح دو حال سے خالی نہیں ہوتی یا تو ان دونوں میں سے ایک زیادہ طاقت ور ہوگا یا دونوں ایک طاقت کے ہوں گے یا کسی تیسری زبردست طاقت کے ماتحت ہوں گے جیسے ہندوستان کی دیسی ریاستیں حالانکہ یہی دونوں صورتیں خدا کی شان کے برخلاف ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاک ہے وہ تمام غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے پس وہ لوگوں کے شرک کی باتیں کرنے سے پاک ہے ان کی فضول گوئیوں کی پرواہ نہ کر ہاں چونکہ ان پر عذاب الٰہی آنے کو ہے

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

تو کہہ اے میرے پروردگار جو کچھ ان کو عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے اگر تو مجھے دکھائے تو میرے پروردگار مجھے ان ظالموں کی قوم میں مت کیجیو

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ

اور ہم اس پر قادر ہیں کہ جو کچھ ان کو وعدے دے رہے ہیں تجھے دکھادیں- تو اچھے بدلے سے برائی کو دفع کیا کر ہم ان کی گفتگو کو جو یہ

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾

لوگ کہتے ہیں خوب جانتے ہیں- اور کہا کر اے میرے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ میں آتا ہوں

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ یہ میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا کہ اے میرے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ

پروردگار مجھے دنیا کی طرف واپس کر تاکہ میں پچھلی زندگی جس کو چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں- ہرگز نہیں

اس لئے تو دعا کرتا ہوا یوں کہہ اے میرے پروردگار جو کچھ ان کو عذاب وغیرہ کی دھمکی دی جاتی ہے اگر تو مجھے بھی وہ وقت دکھا دے تو میرے پروردگار مجھے ان ظالموں کی قوم میں مت کیجیو بلکہ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے محفوظ رکھیو اور ہم اس پر قادر ہیں کہ جو کچھ ہم ان کو وعدے دے رہے ہیں تجھے دکھادیں یعنی اگر ہم چاہیں تو تیری زندگی ہی میں ان پر عذاب نازل کر سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم جیسے توانا اور قدیر ہیں ویسے ہی علیم اور حلیم بھی ہیں اس لئے جب انکے حال پر ہم حلم سے کام لیتے ہیں تو تو بھی نیک خصلت سے بری کو رفع کیا کر یعنی اگر کوئی تیرے ساتھ برائی سے پیش آئے تو تو اس کے ساتھ نیکی سے پیش آیا کر- کیا تو نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردی احسن الی من اسا

مگر یہ قانون بھی وہیں تک ہے کہ مخالف شریف النفس ہو اور کسی غلط فہمی کی وجہ سے مخالفت کرتا ہو لیکن اگر شریر النفس معاند اور ضدی ہے جو نیکی اور احسان کرنے کو الٹا کمزوری پر محمول کرتا ہے تو ایسے شریروں کی سزا وہی ہے جو دوسری جگہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ **جزاء سیئة سیئة مثلها** برائی کا بدلہ اس کے برابر کی برائی کرنا ہے چنانچہ شیخ سعدی مرحوم بھی باوجود یہ کہ اوپر کے شعر میں اعلیٰ درجہ کے تحمل کی تعلیم دیتا ہے مگر اس کا وسیع تجربہ یہاں تک بھی پہنچتا ہے کہ

نکوئی با بداں کردن چنان ست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اس لئے تو بھی موقع شناسی سے کام لیا کر ہم ان کی گفتگو کو جو یہ کہتے ہیں خوب جانتے ہیں اس لئے تو ان سے اور ان کی بیہودہ گوئی سے کشیدہ خاطر نہ ہو بلکہ اگر کسی وقت جوش آجائے تو تو دعا کیا کر اور کہا کر کہ اے میرے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ یہ میرے پاس آئیں اور مجھے بھی ستائیں ہاں ساتھ ہی اس کے ان کی بیہودہ گوئی کا بھی خیال مت کیجیو ان کی حالت تو یہی رہے گی یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آئے گی تو کہے گا اے میرے پروردگار مجھے دنیا کی طرف واپس کر تا کہ پچھلی زندگی میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں- لیکن ان کی حالت پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے ہرگز ہرگز اس کی نیت نیک اور تابع داری کی نہیں-

اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ

یہ لفظ صرف اس کے منہ کا بول ہے اور ان سے آگے ان کے اٹھنے کے دن تک درمیانی ٹھکانہ ہے پھر جب قیامت کے روز

فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

نفخ صور ہوگا تو اس روز نہ ان میں نسبی تعلقات ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے۔ پس جن لوگوں کے نیک

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہی لوگ بامراد پاس ہوں گے اور جن کے نیک اعمال کا وزن کم ہوگا تو یہی لوگ ہونگے جنہوں نے اپنے تئیں

اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝

خسارہ میں ڈالا ہوگا جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آتش دوزخ ان کے بدنوں کو جھلستی ہوگی اور وہ اس میں منہ بناتے ہوں گے

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

کیا میرے احکام تم کو سنائے نہ گئے تھے پھر کیا تم ان کی تکذیب کرتے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی ہم پر غالب

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ۝

آئی اور واقعی ہم گمراہ لوگ تھے

بلکہ یہ لفظ صرف اس کے منہ کا بول ہے جو یہ کہہ رہا ہے اور ان سے آگے ابھی ان کے قبروں سے اٹھنے کے دن تک درمیانی ٹھکانا قبر میں ہے۔ پھر جب قیامت کے روز نفخ صور ہوگا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی تو اس روز جو ان کی گت ہوگی کچھ نہ پوچھو کیا ہوگی نہ تو اس روز ان میں تعلقات مفید ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے ہاں جو کچھ ہوگا اعمال پر ہوگا پس جن لوگوں کے نیک اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہی لوگ بامراد پاس اور کامیاب ہوں گے اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا وزن کم ہوگا یا تو یہ صورت کہ گناہوں کے مقابلہ پر ان کے نیک اعمال کم ہوں گے یا بعض کبائر گناہ کی وجہ سے نیک اعمال حبط ہو چکے ہوں گے تو یہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی تئیں خسارہ میں ڈالا ہوگا اسی خسارہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آتش دوزخ کی لپٹ ان کے بدنوں کی جھلستی ہوگی اور وہ بسبب اس تکلیف کے دوزخ میں منہ بنائے ہوں گے۔ ظلمت کی تیرگی چھائی ہوگی۔ میں (خدا) ان کو ذلیل کرنے کیلئے بذریعہ ملائکہ ان سے پوچھوں گا کیا میرے احکام قرآنی تم کو سنائے نہ گئے تھے؟ بالمشافہ تو گئے ہوں گے پھر کیا تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔ اس کا جواب بجز اقرار اور اعتراف کے اور کیا ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے تو چہروں سے بد اعمالی ٹپکتی ہوگی اس لئے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی ہم پر غالب آئی۔ ہم دنیا میں سمجھ بیٹھے تھے کہ یہی ہمارا گھر ہے مگر آخر کار معلوم ہوا کہ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اس لئے ہم اسی دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہے اور واقعی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہم گمراہ لوگ تھے اس کی پاداش میں آج پھنسے ہیں مگر اے ہمارے مہربان پروردگار تیری رحمت سے تو کوئی بھی مایوس نہیں پھر ہم کیوں ناامید ہوں اے ہمارے مولا گو ہم گنہگار ہیں مگر ہم نے یہ بھی سنا ہوا ہے کہ

مستحق کرامات گنہگار انند!

؎ وجوہ سے مراد صرف منہ ہی نہیں بلکہ تمام بدن ہے جیسا دوسری آیت میں ہے کلما نضجت جلودھم

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

اے ہمارے پروردگار تو ہم کو اس دوزخ سے نکال پھر اگر ہم نے دوبارہ یہ کام کئے تو بیشک ہم ظالم ہوں گے- خدا کہے گا کہ اسی جہنم میں درکائے رہو

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ

اور مجھ سے مت بولو- میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما اور تو سب

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو تم ان کو مخول کرتے تھے- یہاں تک کہ ان کی وجہ سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے- میں نے

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ

ان کے صبر کی وجہ سے آج ان کو بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں- کہے گا کہ تم کتنے سال زمین پر رہے

كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ

وہ کہیں گے کہ ہم ایک آدھ روز رہے پس آپ گننے والوں سے دریافت فرما لیجئے

الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

خدا فرمائے گا اس میں شک نہیں کہ اگر تم جانتے تو بیشک بہت ہی تھوڑی مدت رہے تھے تو کیا تم نے یہ سمجھا

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے اور کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے

اے ہمارے پروردگار تو ہم کو اس دوزخ کے عذاب سے ایک دفعہ نکال پھر اگر ہم نے دوبارہ یہ کام کئے تو جو تیرا جی چاہے کیجیو بیشک ہم ظالم ہوں گے- خدا بذریعہ ملائکہ کہے گا کہ اسی جہنم میں درکائے رہو اور مجھ سے مت بولو کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک چھوٹا سا گروہ تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تیرے کلام پر ایمان لائے پس تو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما کیونکہ تو ہمارا مولا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ تو یہ دعا کرتے اور تم ان کو مخول کرتے تھے یہاں تک کہ تم ان کے ساتھ مخول میں مشغول ہوئے کہ ان کی وجہ سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے تو میں نے ان کے صبر کی وجہ سے آج ان کو بدلہ دیا کہ آج اس محشر کے میدان میں وہی کامیاب ہیں- یہ کہہ کر پھر کہے گا کہ بتلاؤ تم کتنے سال زمین پر رہے تھے کیا میں[1] نے تم کو اتنی عمر دی تھی یا نہیں جس میں تم کو نصیحت پانے کا اچھا خاصہ موقع تھا وہ اپنی موجودہ تکلیف کو دیکھ کر کہیں گے کہ ہم تو ایک آدھ روز رہے ہیں پس آپ حساب دان گننے والوں سے دریافت فرمالیجئے- خدا فرمائے گا اگرچہ تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ایک آدھ روز رہے ہو مگر ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر تم دنیا کی حقیقت اور اصلیت کو جانتے تو بیشک بہت ہی تھوڑی مدت رہے تھے کیا تم نے کسی دانا کا کلام نہ سنا تھا-

فکر معاش ذکر خدا یاد رفتگان   دو دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی

کیا تم نے یہ بھی نہ سنا تھا کہ-

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

مگر افسوس کہ تم نے دنیا کو اپنا دارالقرار جانا اور آخرت کو بھول گئے تو کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تم کو عبث اور فضول پیدا کیا ہے اور کہ تم ہماری طرف مر کر اعمال کی جزا اور سزا کیلئے نہیں لوٹو گے

---

[1] اولم نعمرکم کما یتذکر فیہ من تذکر الایتہ کی طرف اشارہ ہے منہ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ

پس خدا بادشاہ برحق بلند تر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بڑے عزت دار تخت کا مالک ہے جو کوئی اللہ کے ساتھ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں ان کا حساب ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہو گا کافر کبھی

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

نہیں چھوٹیں گے اور تو کہہ کہ اے میرے پروردگار مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے

سورت النور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾

اس سورت کو ہم نے اتارا ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے تاکہ تم نصیحت

بڑی سخت غلطی تمہاری یہی تھی کہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ سلسلہ کائنات محض ایک افسانہ اور دل بہلانا ہے پس خدائے مالک الملک بادشاہ برحق ایسے بیہودہ خیال سے بلند تر ہے وہ اپنی ذات میں یگانہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی بڑے عزت دار تخت کا مالک ہے جس کی عزت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اسی لئے تو اس کی طرف سے عام اعلان ہے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس دعوی پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض بے دلیل لڑتا ہے پس یہ شعر ان مشرکوں کے حق میں پھبتا ہے

عجب جاہل یہ مشرک ہیں کہ بے ہتھیار لڑتے ہیں   نہ رکھ اشتراک کی کچھ بھی سند پھر اس پہ اڑتے ہیں

جب ان کی یہ محض ہٹ دھرمی اور بے دلیل بات ہے تو ان کا حساب بھی ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہو گا جہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ کافر اور مشرک کبھی نہ چھوٹیں گے۔ یہ ان کو سنا دے اور دعا کرتے ہوئے تو کہا کر اے میرے پروردگار مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما تو ہی میرا مولا ہے اور تو ہی سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

سورت نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اس سورت نور کو ہم (خدا) نے اتارا ہے اور اس کے احکام کی تعمیل کو ہم نے سب لوگوں پر فرض کیا ہے کیونکہ اس میں ان کی بھلائی ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ ایک ضروری حکم سب سے پہلے سنو جس کی تعمیل سے دنیا میں راحت پیدا ہوتی ہے اور اخلاق میں تہذیب آتی ہے وہ یہ ہے کہ زناکاری کو بند کرو کیونکہ اس سے کئی ایک فسادات برپا ہوتے ہیں کئی ایک جانیں ضائع ہوتی ہیں پس تم کو اس کی بندش کی تجویز یہ بتلائی جاتی ہے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ
زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو سو درے مارو اور اللہ کا حکم جاری کرنے میں تم ان پر

بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ
کسی طرح کا ترس نہ کرو- اگر تم اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے اور ان کی

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫
سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے- زانی زانیہ یا مشرکہ

وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳
ہی سے نکاح کرے عورت زانیہ سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے اور مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے

کہ زانی اور زانیہ یعنی مرد و عورت ہر ایک کو حاکم کے حکم سے سو سو درے بیدر سید کرو اور خوب مارو اور اللہ کا حکم جاری کرنے میں تم ان پر کسی طرح کا ترس نہ کرو اگر تم کو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے تو ایسا ہی کرنا اور سنو ان بد معاشوں کی سزا صرف یہی نہیں کہ ان کو اندر گھس کر عزت سے بیدر سید کرو نہیں بلکہ میدان میں علی الاعلان لگاؤ اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے تا کہ وہ ان کی بدکاری کا انجام بچشم خود دیکھیں اور غیر حاضروں کو سنائیں- زنا کاری تو ایسا برا فعل ہے کہ زانی کی طبعیت ایسی اچاٹ اور آوارہ ہو جاتی ہے کہ نکاح بھی کرتا ہے تو زانیہ یا مشرکہ سے کرتا ہے جو کھلے بندوں پھرے اور بازاروں میں سیر سپاٹے لگائے- عفیفہ مستورات سے چونکہ یہ حرکات نہیں ہو سکتیں اس لئے زانی زنا کی چاٹ میں ایسی مستورات سے نکاح کرنا بھی پسند نہیں کرتے- یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض رئیس زادے فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ان کے گھروں میں ان کی بیبیاں ان فاحشہ عورتوں سے حسن اور نمکینی میں بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے مگر وہ کم بخت زنا کی چاٹ میں انہیں تو پوچھتے بھی نہیں لیکن بازار میں جھک مارتے پھرتے ہیں کسی کو گالیاں سناتے ہیں اور کسی سے سنتے ہیں اور جوتے کھاتے ہیں اور گاتے پھرتے ہیں ؎

بڑا مزہ ہے عشق میں مار بھی ہے تو پیار بھی ہے

یہ چاٹ اور لگن فریقین کو ہوتی ہے اور شریف اور بھلے مانس لوگوں کو اس سے دلی تنفر ہے اس لئے وہ ایسی بدکار عورتوں سے پرہیز کرتے ہیں یہی وجہ کہ زانیہ عورتوں کو زانی مرد یا مشرک جن کے اخلاق بوجہ بوئے شرک کے ردی ہوتے ہیں وہی چاہتے ہیں کوئی دوسرا انہیں چاہتا بلکہ پھٹے برتن کی طرح پسند بھی نہیں کرتا کیونکہ شریفوں کو نکاح سے غرض عفت اور خانہ آبادی ہوتی ہے اور ان بدکار فاحشات سے یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی اسی لئے مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے کہ وہ فاحشات سے باوجود فحش جاری رکھنے کے زن و شوئی کا تعلق کریں ہاں اگر کوئی فریق ان میں سے توبہ کرے اور دل میں احکام خداوندی کے ماتحت رہنے کا وعدہ کرے تو بیشک معاف ہو گا اور اس حکم کی ذیل میں نہ آئے گا کیونکہ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گرد بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

ہے جو کوئی پاک عورتوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (۸۰) اسی (۸۰) درے

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی ان کی شہادت قبول نہ کرنا یہ لوگ بدکار ہیں

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر جو لوگ اس سے بعد توبہ کریں اور نیکوکاری اختیار کریں تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور بجز اپنے ان کے پاس چار گواہ نہ ہوں

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ

تو ان میں ہر ایک سے چار دفعہ اللہ کے نام کی حلفیہ شہادت لی جائے کہ بیشک وہ راست بازوں سے ہے اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر

عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں

چونکہ زناکاری خدا کے ہاں سخت ناپسند اور معیوب ہے اس لئے حکم دیتا ہے کہ جو کوئی پاک دامن عورتوں کو یا پاک صاف مردوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں یعنی پولیس میں رپورٹ کریں کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے یا عام طور پر کسی مجلس میں مشہور کریں کہ فلاں شخص نے ایسا کام کیا ہے جس سے اس کی ہتک متصور ہو پھر اس دعوی پر چار گواہ نہ لائیں تو ان مفسدوں کو اسی اسی درے (بید) رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی کسی معاملہ میں ان کی شہادت قبول نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ بدکار ہیں جو پاک دامنوں کو ایسے فعل شنیع کی تہمت لگاتے ہیں ان کا بھی کوئی اعتبار ہے ہرگز اس لائق نہیں کہ کسی معاملہ میں بھی ان کا اعتبار کیا جائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اس لئے کہ جو لوگ اس کے حضور توبہ کرتے ہیں خواہ وہ کیسے بدکار ہوں فوراً اس پر رحمت نازل ہوتی ہے اس لئے یہاں بھی وہی قانون ہے کہ جو لوگ اس سے بعد کہ انہوں نے ناحق پاک دامنوں پر اتہام لگائے توبہ کریں اور نیکوکاری اختیار کریں تو ایسے لوگوں پر سے یہ الزام اٹھایا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے پس ان کی شہادت اب قبول ہوگی کیونکہ قرآن وحدیث اس پر متفق ہیں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ نہ کرنے والا اور سنو ابھی ایک قسم کے تہمتی باقی ہیں۔ بعض لوگ غصے میں بے خود ہو کر اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگا دیا کرتے ہیں حالانکہ ثبوت اس کا کچھ نہیں ہوتا تو پس ان کا حکم یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور بجز اپنے ان کے پاس چار گواہ موجود نہ ہوں جن سے مقدمہ کا ثبوت ہو سکے تو قاضی کے روبرو کھڑے کر کے ان میں ہر ایک سے یعنی جس نے تہمت لگائی ہے چار دفعہ اللہ کے نام کی حلفیہ شہادت لی جائے کہ بیشک وہ اس دعوی میں راست بازوں سے ہے یعنی یوں کہے کہ خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ واقعی میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے پایا میں اس بیان میں سچا ہوں اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں یعنی پانچویں دفعہ ان لفظوں سے شہادت دے کہ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ﴿۸﴾

اور اس عورت سے سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار دفعہ اللہ کی قسم کھاکر شہادت دے کہ وہ جھوٹا ہے اور

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا

پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر یہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اگر اللہ کا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ

فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ خدا بڑا ہی مہربان نہایت حکمت والا ہے۔ جن لوگوں نے بہتان اٹھایا ہے

بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ

کچھ شک نہیں کہ وہ تم میں سے ہیں تو اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں اچھا ہے ان میں سے جس جس

امْرِیءٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

نے جتنا جتنا گناہ کیا ہے وہ اس کو ملے گا اور ان میں سے جس شخص نے اس کا بڑا حصہ لیا ہے اس کو تو بہت بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

پہنچے گا۔

ان پانچوں شہادتوں یا اقراروں کے بعد عورت کی نوبت ہے پس اگر اس نے اقرار کر لیا کہ واقعی مجھ سے بدکاری ہوئی ہے تو زنا کی سزا ملے گی اور اگر اقرار نہ کیا تو اس عورت سے اس طرح سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار دفعہ اللہ کی قسم کھاکر شہادت دے کہ میرا خاوند یعنی مدعی جھوٹا ہے میں نے ہرگز یہ قصور نہیں کیا اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر یہ اپنے دعوی میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ پھر قاضی ان میں ہمیشہ کیلئے تفریق کر دے اور دونوں کو حکم دے کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں میں رہو تمہارا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم مسلمانوں پر نہ ہوتی اور یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر بڑا ہی مہربان اور نہایت حکمت والا ہے یعنی اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تمہیں ایسی راستی اور دانائی کی مفید باتیں اور قوانین کون سکھلاتا؟ سنو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تقاضا سے تم کو اس قصہ کی اصلیت پر اطلاع دیتا ہے جو آج کل تم میں مشہور ہو رہا ہے کہ ایک پاک دامن بلکہ پاک دامنوں کی سردار پر بہتان لگایا جاتا ہے پس جن لوگوں نے اس تودہ طوفان اور سراسر بہتان کو اٹھایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تم مسلمانوں میں سے ہیں بہ ظاہر کلمہ اسلام پڑھتے نمازوں میں شریک ہوتے ہیں تم اس بہتان کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں اچھا ہے کیونکہ اس کے ضمن میں کئی ایک مسائل تم کو بتائے جائیں گے ان میں جس جس نے اس امر میں زبان کھول کر جتنا جتنا گناہ کیا ہے وہ اس کو ملے گا اور ان میں سے جس شخص نے اس طوفان کا بڑا حصہ لیا ہے یعنی عبداللہ بن ابی منافق وغیرہ جو ہر ایک مجلس میں اس کو مشہور کر رہے ہیں اس کو تو بہت ہی بڑا عذاب پہنچے گا۔ سنو تم مسلمان جنہوں نے اس طوفان بے تمیزی کو پیدا نہیں کیا اور نہ پھیلایا ہے تم بھی کسی قدر غلطی سے خالی نہیں۔

شان نزول

آنحضرت ﷺ کی حرم محترم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ پر منافقوں نے معاذ اللہ تہمت زناکاری کی لگائی تھی ان کے رد کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ

تم نے جب یہ سنا تھا تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں اچھا نہ جانا اور کیوں نہ

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے کیوں کہ یہ لوگ اس پر چار گواہ نہ لائے پس جب یہ گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک

فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

یہی جھوٹے ہیں- اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ

آخرت میں تم پر نہ ہوتی تو تم نے جس بات میں کرید کی تھی اس میں تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا- کیونکہ تم اس کو

بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ

اپنی زبانوں سے نقل کرتے اور اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے تھے جن کا تم کو علم نہ تھا اور تم اس کو آسان سمجھتے تھے-

وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ

حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات تھی اور جب تم نے اس کو سنا تھا تو کیوں نہ تم نے کہا کہ ہم کو لائق نہیں کہ ہم اس

نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾

بات کو منہ سے نکالیں خدا پاک ہے- یہ تو بڑا بہتان ہے-

تم نے جب یہ بہتان سنا تھا تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں اچھا نہ جانا اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے پس خبردار آئندہ کو جب کبھی مومن صالح کو نسبت زنا لواطت وغیرہ بداخلاقیوں کی خبر سنو تو فوراً یہ کلمہ دیا کرو ان مفتریوں کو چاہیے تھا کہ حسب قاعدہ مذکورہ بالا اس بہتان کی تصدیق کے لئے چار گواہ لاتے جو اپنا مشاہدہ بیان کرتے پھر اگر یہ سچے تھے تو کیوں یہ لوگ اس دعوی پر چار گواہ نہ لائے پس جب یہ گواہ نہ لاسکے تو سمجھو کہ خدا کے نزدیک بھی یہی جھوٹے ہیں جن لوگوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی ہے یا خاموشی سے انکی بہتان بازی سنی ہے ان کو حصہ رسدی برابر گناہ ہوگا اور سچ پوچھو تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تم لوگوں پر نہ ہوتی تو تم نے جس نامناسب بات پر تہمت میں کرید کی تھی اور ناحق سن سنا کر اس کو بعضوں نے تو تسلیم کر لیا تھا اور بعضے خاموش رہے تھے اس میں تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا کیونکہ تم اس حکایت کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرتے تھے خواہ تمہارے دل میں اس کی تصدیق نہ تھی تم اس کو نقل کرتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے تھے جن کا تم کو یقینی علم نہ تھا اور تم اپنے خیال میں اس حکایت کو آسان سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات تھی کہ رسول بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کی حرم محترم پر بہتان لگایا جائے اور تم چپ رہو- جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو کیوں نہ اپنے مونہوں کو بند رکھا اور کیوں نہ تم نے کہا کہ ہم کو لائق نہیں کہ ہم اس بات کو منہ سے نکالیں اس کے علاوہ یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ توبہ توبہ خدایا پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے-

ے اذ علیه (منہ)

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے اگر ایماندار ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول

لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں زناکاری مشہور ہو

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

دنیا و آخرت ان کو دکھ کی مار ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ

نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا ہی مہربان

رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

رحم والا ہے مسلمانو تم شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

چلے گا پس وہ ہمیشہ بے حیائی اور ناجائز کاموں کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے

وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں کا کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہے پاک کرتا ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

سننے والا جاننے والا ہے۔

سنو! اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اگر ایماندار ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اور اللہ کی نصیحت پر عمل پیرا ہو نا دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا ہے پس اس کے احکام کو بھی علم اور حکمت پر مبنی سمجھو اور یاد رکھو وہ لوگ یعنی منافق جو چاہتے ہیں کہ بے گناہ مسلمانوں کے حق میں زناکاری کی خبر مشہور ہو دنیا و آخرت میں ان کو دکھ کی مار ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حال کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے تو تم دیکھتے کہ ایسے کام کی سزا تم کو کیا ملتی۔ مسلمانو! خبردار ایسی بیہودہ گوئی اور دیگر افعال قبیحہ کے کرنے میں تم شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا وہ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے پیرو ہو جاؤ مگر یاد رکھو جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر چلے گا پس اس کی خیر نہیں کیونکہ وہ تو ہمیشہ بے حیائی اور ناجائز کاموں کا حکم دیتا ہے پھر اس کی پیروی کرنے میں کیا امید خیر ہو سکتی ہے پس اس سے بچتے رہیو اور سنو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں کا کبھی اس گناہ سے پاک صاف نہ ہوتا کیونکہ یہ گناہ کوئی معمولی گناہ نہیں لیکن اللہ جس کو چاہے پاک صاف کرتا ہے یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تم کو ایسے سخت گناہ سے بذریعہ توبہ کے پاک کیا اور اپنی رحمت خاصہ سے بہرہ ور کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کی سننے والا جاننے والا ہے جو کوئی اسکا ہو کر رہے اس کی مدد ضرور کرتا ہے چونکہ اس بہتان بازی سے تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ سراسر فائدہ ہے اس لئے تم اس رنجش کو خیر باد کہو۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَ
تم بزرگ منش اور فراخی والے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے
الْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ
والوں کو نہ دیں گے- اور معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور
لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ پاک دامن بے خبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں
الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ
دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا- جس روز ان کی زبانیں
عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ
اور ان کے ہاتھ ان کے پاؤں ان کے کاموں کی خبر دیں گے اس روز اللہ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو پورا

اور تم میں بزرگ منش اور فراخی والے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے کیوں نہ دیں گے؟ اس لئے انہوں نے ان کو صدمہ پہنچایا پس ان کو چاہیے کہ ادفع بالتی ھی احسن السیّئت کے مطابق شیخ سعدی کے قول "اگر مردی احسن الی من اسا" پر عمل کریں اور ان کا قصور معاف کریں اور درگزر کریں- سنو کیا تم مسلمان نہیں

چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے بیشک چاہتے ہو گے پھر تم مخلوق کے ساتھ کیوں بخشش سے پیش نہیں آتے کیا تم نے سنا نہیں

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

پس تم بھی اللہ کے خلق سے بہرہ ور ہو اور یاد رکھو کہ اللہ کے خلقوں میں سے بڑا خلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے پس تم بھی مخلوق کے قصور حتی المقدور بخش دیا کرو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم جو چاہیں کریں نہیں سنو جیسا وہ بخشنہار ہے عادل منصف اور حاکم بھی ہے- اس کی ہر ایک صفت اپنے متعلق بہ کو چاہتی ہے- کچھ شک نہیں کہ اس کا عدل وانصاف اور حکومت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ پاکدامن بے خبر ایماندار عورتوں اور مردوں کو کسی قسم کی تہمت لگاتے ہیں خواہ وہ زنا کی ہو یا کسی اور عیب کی دنیا اور آخرت میں ان پر خدا کی لعنت ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا کب ہوگا؟ جس روز ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کئے ہوئے برے کاموں کی خبر دیں گے گو وہ مجرم خود انکاری ہوں گے مگر ان کے اعضا اپنے کئے ہوئے کاموں کی خبر بتلادیں گے اس روز اللہ تعالیٰ انکے اعمال

؎ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک رشتہ دار مسطح نامی بھی اس چوکڑی میں شریک تھا حضرت صدیق اس سے سلوک کیا کرتے تھے- اس قصے کے پیش آنے پر انہوں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کو اس سے بدستور سابق سلوک نہ کرونگا بقول

نکوئی بابداں کردن چنان ست که بد کردن بجائے نیک مرداں

یہ سلوک کا مستحق نہیں مگر چونکہ خدا کے ہاں یہ بات پسند نہ تھی اس لئے صدیق اکبر کو اس قصد سے روکا گیا چنانچہ صدیق اکبر نے بھی فوراً بدستور سابق سلوک اور احسان جاری کر دیا (منہ)

دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی بلاخفا حق تھا گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ

اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں یہ لوگ

مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ ایماندارو تم اپنے گھروں کے سوا

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

دوسرے گھروں میں بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو سلام کئے بدوں داخل نہ ہوا کرو یہ تمہارے لئے

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى

اچھا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اگر تم ان میں سے کسی کو نہ پاؤ تو تم ان میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ

يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ

تمہیں اذن نہ ملے

کا بدلہ ان کو پورا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بیشک اللہ ہی کا حکم بلا خفا حق تھا اور اس شعر کا مضمون بالکل ٹھیک تھا کہ

وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار نہیں اس کے گھر کا ہے کوئی بھی مختار

مگر ہم اپنی نادانی سے اس کو سمجھے نہ تھے جس کا نتیجہ آخر کار ہم کو بھگتنا پڑا۔ افسوس کہ ان مفتریوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ یہ عام قاعدہ ہے کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتیں کے لئے ہوتے ہیں یعنی بقول

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

ہر ایک اپنی جنس کی طرف جھکتا ہے اس سے بھی صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ عائشہ صدیقہ وغیرہ چونکہ نبی کی ازواج ہیں۔ ان لوگوں کی بیہودہ گوئی سے پاک ہیں جو کچھ کہتے ہیں بکتے ہیں جو کوئی ان سے بعد بھی کہے گا۔ ان ازواج مطہرات کے لئے خدا کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے ذلت اور رسوائی۔ خواہ کسے باشد۔ مسلمان ایماندارو یہ ایک واقعہ تم میں ایسا ہوا ہے کہ آئندہ کو تمہاری عبرت کے لئے کافی ہے پس تم اس سے عبرت حاصل کرو اور اس کی روک تھام کا خیال رکھنے کو تمہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو بدوں سلام کئے داخل نہ ہوا کرو یعنی جب تم کسی دوست یا رشتہ دار کے ہاں ملنے کو جاؤ تو پہلے آواز دیا کرو تاکہ وہ متنبہ ہو جائیں پھر سلام کہا کرو پھر اندر جانے کی اجازت مانگا کرو اگر اجازت ملے تو داخل ورنہ واپس۔ یہ طریق تمہارے لئے اچھا ہے اور تمہیں اس لئے بتلایا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور عمل کرو اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ یعنی کوئی شخص وہاں موجود نہ ہو یا آواز نہ آئے تو پھر تم ان میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ تمہیں اذن نہ ملے۔ ممکن ہے وہ گھر والے کسی اپنے ضروری کام میں مشغول ہوں جس پر کسی غیر کو مطلع نہ کرنا چاہتے ہوں اسلئے تم بغیر اجازت کے اندر نہ جایا کرو۔

وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾

اور اگر تمہیں کہا جائے کہ آپ لوٹ جائیں تو اپس لوٹ جاؤ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی ہے اور خدا تمہارے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ

کاموں کو جانتا ہے ایسے گھروں میں جو کسی خاص شخص کے سکونتی نہ ہوں داخل ہونے میں تم پر گناہ نہیں اس میں تمہارا اسباب

يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

رہتا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اللہ کو خوب معلوم ہے۔ تو ایمانداروں کو کہہ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی

وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَ

شرم گاہوں کو بچاتے رہیں یہ ان کے حق میں زیادہ صفائی ہے اللہ کو ان سب کی خبر ہے اور

قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا

ایماندار عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہوں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی سج دھج کو

يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ظاہر نہ کریں لیکن جو چیز کھلی رہے۔

اور اگر تمہیں کہا جائے کہ اس وقت ملنے کا وقت نہیں یا فرصت نہیں آپ لوٹ جائیں یا تشریف لے جائیں تو واپس لوٹ آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی تجویز ہے اور یاد رکھو کہ اگر تم اس کے خلاف کرو گے یا کسی کے گھر میں بری نیت لے کر جاؤ گے تو خدا تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے ہاں یہ حکم ان مسافر خانوں کے لئے نہیں ہے جن میں ہر ایک شخص داخل ہونے کا مجاز ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی خاص شخص کے مقبوضہ یا مملوکہ نہیں ہوتے پس ایسے گھروں میں جو کسی شخص کے سکونتی نہ ہوں داخل ہونے میں تم پر گناہ نہیں کیونکہ ان گھروں میں تمہارا اسباب رہتا ہے یعنی سرائے وغیرہ مسافر خانے میں اگر چند کس رہتے ہیں اور باہر سے کوئی اور شخص آجائے تو بغیر اجازت اس کو آنے میں گناہ نہیں تاہم یہ شرط ضروری ہے کہ کسی بدنیتی سے داخل نہ ہو کیونکہ بدنیتی ہر حال میں بری ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس لئے اے نبی تو ایمانداروں کو کہہ دے کہ چلتے پھرتے وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں کہ انہیں غیر جگہ سے بچاتے رہیں کسی طرح سے بھی کوئی ناجائز حرکت نہ کیا کریں۔ یہ نظر کی بندش انکے حق میں زیادہ صفائی کی موجب ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے یہ نہ سمجھیں کہ ہم نیچی نگاہوں سے جو برے ارادے رکھیں گے ان کی اسے خبر نہ ہوگی سنو وہ سب کچھ جانتا ہے اسے کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں وہ تو دلوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے پس اے نبی تو اس کے احکام کی تبلیغ میں لگا رہ اور اس طرح ایماندار عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی غیر مردوں سے حفاظت کریں یعنی اپنے خاوندوں کے سوا کسی غیر مرد سے ملاپ نہ کریں اور اپنی سج دھج کو بھی ظاہر نہ کیا کریں لیکن جو چیز خود بخود کھلی رہے جسکا چھپنا کسی طرح نہیں ہو سکتا جیسے اوپر کی چادر یا نقاب[1] اور

[1] بعض مفسرین جو ماظہر سے ہاتھ اور منہ مراد لیتے ہیں ان کے معنی کی صحت کا ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زن و مرد کی فریفتگی کا ہے سے ہوتی ہے صرف منہ سے بقول یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے جب یہ کیفیت ہے تو منہ کے کھلا رکھنے کی اجازت کیونکر موزوں ہو سکتی ہے (منہ)

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ

مثلاً برقع اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کی بکل مارا کریں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے نہ ظاہر کیا کریں لیکن اپنے شوہروں

أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ

یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائی کے بیٹوں

أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ

یا بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی عورتوں یا اپنے مملوکہ غلاموں

أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ

یا بے حاجت خدمت گار مردوں یا بچوں کے سامنے جو عورتوں کے پردہ سے واقف نہیں

عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ

ہوئے ظاہر کرنا گناہ نہیں اور زور سے پاؤں نہ مارا کریں کہ ان کی چھپائی ہوئی زینت معلوم ہونے لگے

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

اور تم سب مسلمان اللہ کی طرف لگے رہو تاکہ تم اپنی مراد پاؤ

اور چلتے وقت اپنے سینوں پر دوپٹوں کی بکل مارا کریں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں لیکن شوہروں کے سامنے یا شوہروں کے باپوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھائیوں کے بیٹوں یعنی بھتیجوں یا بہنوں کے بیٹوں یعنی بھانجوں یا اپنی[1] نوع انسان کی عورتوں یا اپنے مملوکہ غلاموں یا بسبب کبر سنی یا کسی دوسرے سبب سے بے حاجت خدمت گار مردوں یا بچوں کے سامنے جو عورتوں کے پردہ سے واقف نہیں ہوئے یعنی ان کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ عورت مرد کا کیا تعلق ہوتا ہے۔ ان قسم کے لوگوں کے سامنے کسی عورت کا زیب وزینت ظاہر کرنا گناہ نہیں۔ غرض جس طریق سے کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہو وہی کریں اسی لئے ان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ پردہ کریں اور پردہ میں رہ کر بازار میں یا اپنے گھروں میں ایسے زور سے پاؤں نہ ماریں کہ جھانجھروں کی آواز سے ان کی چھپائی ہوئی زینت معلوم ہونے لگے اور بازار میں ایسی نہ چلیں کہ دیکھنے والوں کی ٹکٹکی بندھ جائے اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلے کہ

انگلیاں سر و اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں   شوق سے گل کھل جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

پس تم ایسا مت کرو اور تم سب مسلمان اللہ کی طرف لگے رہو تاکہ تم اپنی مراد پاؤ یعنی جس غرض وغایت (آخری سعادت) کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جس مطلب کے لئے دنیا میں آئے ہو وہ تمہیں معلوم ہے یہ کہ

عدم سے جانب ہستی تلاش یار میں آئے

---

[1] بعض مفسر کہتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے مراد مسلمان عورتیں ہیں نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ان کے نزدیک مسلمان عورت کو غیر مسلم عورت سے پردہ کرنا چاہیے خواہ وہ عیسائن ہو یا یہودن مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ پیغمبر ﷺ کے پاس یہودنیں آیا کرتی تھیں اور پردہ نہ ہوتا تھا۔ اس پردہ کی غرض وغایت تو فحش اور زناکاری کو روکنا ہے پس اسی غرض کو ملحوظ رکھ کر عورت کا عورت سے خواہ کسی ہی مذہب کی ہو پردہ کرنا غیر ضروری بات معلوم ہوتی ہے اس لئے میں نے نوع انسان کی عورتیں مراد لی ہیں۔ منہ

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا

اور اپنے میں سے بیوگان کی اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کردیا کرو اگر وہ محتاج بھی ہوں گے تو خدا

فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بڑی فراخی والا اور جاننے والا ہے

اس مراد کو اسی طرح پاؤ گے کہ ہر آن خدا کی طرف دھیان رکھو بس یہی تمام بھلائیوں کی جڑ ہے اسے ہی مضبوط ہاتھ سے پکڑے رہو اور دنیاوی ننگ و نمود جاہلانہ کا خیال ترک کر کے اپنے میں سے بیوگان کی اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کر دیا کرو کیا تم بھی ان لوگوں[1] کی طرح نیچرل سائنس نیچرل سائنس زبانی ہی ورد کرو گے اور یہ نہ سمجھو گے کہ عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی ضرورت قدرتیہ۔ تم بھی ان نادانوں کی طرح اگر پانی کو روکنے کی فضول کوشش کرو گے تو پانی اپنا راستہ آپ کر لے گا۔ پس تم اس بیہودہ خیال کو دل و دماغ سے نکال دو سنو اگر وہ محتاج بھی ہوں گے یعنی تمہارے غلام یا وہ لوگ جو تمہاری بیوگان اور لونڈیوں کے نکاح کے لئے پیغام دیں تنگ دست ہوں مگر اس کے ساتھ شریف اور بھلے مانس بھی ہوں تو اس خیال سے نکاح مت روکو امید رکھو کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا تم نہیں جانتے

بنا بگڑنا ساتھ زمانہ کے ہے بنا   دو چار گھر بگڑ گئے دو چار بن گئے

پس اس خیال سے اس کام کو مت روکا کرو اور یاد رکھو کہ اللہ بڑی فراخی والا جاننے والا ہے۔ ہاں یہ اور

---

[1] اس لفظ میں آج کل کے آریوں کی طرف اشارہ ہے جن کا دعوی تو یہ ہے کہ جو مذہب دلیل اور عقل سے ثابت نہ ہو وہ غلط ہے مگر بیوگان کی شادی کے متعلق ان کا خیال بھی نفی میں ہے۔ ان کے گرو سوامی دیانند اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ جن عورتوں اور مردوں کی مجامعت ہو چکی ہو ان کی مکرر شادی نہ ہونی چاہیے (طبع اول صفحہ ۱۴۶)

یعنی جس مرد نے اپنی عورت سے جماع کر لیا ہو اگر وہ رنڈوہ ہو جائے تو وہ دوبارہ شادی نہ کرے اور جس عورت سے جماع ہو چکا ہو وہ بیوہ ہو جائے تو اس کی بھی مکرر شادی نہ ہونی چاہیے

حالانکہ شادی اور نکاح کی ضرورت ایک قدرتی امر ہے کون نہیں جانتا کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی ضرورت قدرتی ہیں یعنی مرد کو جو عورت کی خواہش ہے اور عورت کو مرد کی۔ یہ سب خدا کی قدرت ہے۔ قدرت ہی نے ان میں یہ ضرورت اور حاجت پیدا کی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جوان لڑکا پچیس تیس سال کا رنڈوہ ہو یا ایک جوان لڑکی بیس پچیس برس کی عمر میں بیوہ ہو تو کیا ان میں خواہش نہ ہو گی کیا ان کی یہ خواہش قدرتی نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو ان کی جائز خواہش کے پورا کرنے سے روکا جائے پھر لطف یہ کہ روکنے والے مذہب کو نیچرل اور قدرتی اصول سے مطابق بنایا جائے تو مخالف کون ہو گا اسی لئے قرآن مجید میں حکم دیا گیا انکحو الایامی منکم (اپنی بیوگان کی شادی کر دیا کرو) بیچاری بیوگان پر جو ظلم ہوتا تھا وہ منتظر تھیں کہ آریہ سماج نکلے گی تو ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائیگا مگر جب آریہ سماج نے بھی ان مظلومات پر وہی ظلم توڑے جو پہلے ہندو قوم توڑ رہی تھی تو مظلومات نے گویا سماج کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد   وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

سخت افسوس ہے ان مسلمانوں پر جنھوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس بد رسم کو اپنے میں جاری کر رکھا ہے پھر باوجود سمجھانے کے نہیں مانتے پھر اس کے نقصان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت کرے آمین (منہ)

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ

اور جو لوگ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے وہ بچتے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

اور تمہارے مملوکہ غلاموں میں سے جو مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں کچھ بھلائی جانو تو مکاتبت کردیا کرو

خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى

اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ان کو دیا کرو اور تم اپنی لونڈیوں کو زناکاری پر مجبور نہ

الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ

کرنا اگر وہ زنا سے بچنا چاہیں کیا تم اس لئے ایسا کرتے ہو کہ دنیا کی زندگی کا مال و متاع حاصل کرو اور جو کوئی ان کو زناکاری پر مجبور کرے

فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾

تو ان کی مجبوری کے بعد خدا ان کے حق میں بخشنہار مہربان ہے

بات ہے کہ جو لوگ نکاح کے اخراجات کا مقدور نہیں رکھتے وہ خود ہی اس کام (نکاح) کا حوصلہ نہ کریں اور یہ خیال کریں کہ اکیلی جان کا بوجھ تو اٹھایا نہیں جاتا دوسرے کا گٹھ کیوں گردن پر رکھیں تو خیر وہ لوگ ذرا پرہیزگاری سے رہیں اور زناکاری وغیرہ سے بچتے رہیں۔ یہاں تک ان کی نیک نیتی وغیرہ کا نتیجہ ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے کم سے کم اتنا غنی کردے کہ نکاح کے اخراجات کے علاوہ نان و نفقہ کا تحمل بھی کرسکیں مگر اس رکنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس تجرد میں ان کو پریشان خیالات پیدا نہ ہوں اس کے علاوہ ایک بات اور سنو کہ تمہارے مملوکہ غلاموں میں سے جو مکاتبت[1] چاہیں اگر تم بھی ان میں کچھ بھلائی جانو تو مکاتبت کردیا کرو یعنی تم ان کے برتاؤ سے یہ جانتے ہو کہ اگر ان کو کھلا چھوڑا جائیگا تو وعدہ وفائی کریں گے تو ایسے غلاموں سے بیشک مکاتبت کردیا کرو تاکہ ان کی آزادی کی کوئی صورت نکل آئے بلکہ ان سے اور سلوک کرنے کو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے بطور راس المال بضاعت کے ان کو بھی دیا کرو تاکہ وہ اس سے کچھ کاروبار کریں اور کمائیں کیا تم نے نہیں سنا چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش اور سنو یہ بھی ایک کیسا واہیات اور قابل نفرت کام ہے جو عرب کے بعض لوگ کرتے ہیں کہ لونڈیوں سے جبراً زناکاری کرواتے ہیں اور اس کمائی سے پیٹ پالتے ہیں حالانکہ لونڈیاں خود اس سے متنفر ہوتی ہیں مگر وہ جبراً ان سے ایسا کرواتے ہیں پس تم اپنی لونڈیوں کو زناکاری پر مجبور نہ کرنا اگر وہ زنا سے بچنا چاہیں تو تم کو شرم نہیں آتی کہ تو بھی ان پر جبر کرتے ہو۔ شرم چاہیے کہ وہ تو عورتیں ہو کر اس بدکاری سے بچیں اور تم مرد ہو کر اس کا ارتکاب کرواتا تو سمجھو کہ تم کو ان سے زیادہ پرہیز چاہیے کیا تم اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کا مال و متاع حاصل کرو پس اس شرارت سے باز آؤ اور ایسے پیسہ پر لعنت بھیجو اور یاد رکھو کہ جو کوئی انکو زناکاری اور دیگر ناجائز حرکات پر مجبور کرے گا وہ لونڈیاں تو بری رہیں گی کیونکہ ان کی مجبوری کے بعد خدا ان کے حق میں بخشنہار مہربان ہے مگر ان مردوں کی خیر نہ ہوگی جو انکو مجبور کریں گے۔ یہ مت سمجھو کہ اگر وہ لونڈیاں بھی اس بدکاری پر راضی ہو جائیں تو پھر یہ جائز ہوگا نہیں کیا تم نے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر نہیں سنا کہ ينهى عن الفحشاء والمنكر خدا تعالیٰ مطلق زنا اور بدکاریوں سے منع فرماتا ہے۔ پس تم ایسا خیال دل میں کبھی نہ لاؤ

[1] مکاتبت اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو مالک کا غلام سے ہوتا ہے۔ اگر تو مجھ کو اتنی (معین) رقم ادا کردیگا تو میری طرف سے تو آزاد (منہ)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ
ہم نے تمہاری طرف واضح احکام اور تم سے پہلے گذشتگان کی حکایات اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت اتاری

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٤﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ
ہے اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک

فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ
چراغ ہے وہ چراغ شیشے میں ہے وہ شیشہ ایسا ہے گویا کہ وہ چمکیلا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا
درخت سے جلتا ہے جو نہ پورب کی جانب ہے نہ پچھم کی۔ اس کا تیل خود بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ آگ

يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ
اسے نہ چھوئے نور علی نور ہے۔

(ع ٨)

کیونکہ ہم نے تمہاری طرف کھلے کھلے اور واضح احکام بھیجے ہیں اور تم سے پہلے گزشت گان کی حکایات بھی تم کو سنائی ہیں اور پرہیزگاروں کی طرف وعظ و نصیحت اتاری ہے پس اس سے فائدہ حاصل کرو اور اسی کی طرف دل لگاؤ چونکہ اس کلام منزل میں افہام و تفہیم کے کئی ایک طریقے ہیں کبھی دلائل عقلیہ سے ہے تو کبھی نقلیہ سے کبھی گزشتگان کے واقعات سے ہے تو کبھی آئندہ کے حالات سے کبھی کسی معقول کو محسوس کی تشبیہ سے تو کبھی محسوس کو معقول سے چنانچہ یہاں بھی ایک مثال بطور تشبیہ تم کو سنائی جاتی ہے کہ تم کو جو بار بار کہا جاتا ہے اللہ ہی کو اپنا اصل مقصود اور مدعا سمجھو اور اسی کے عشق میں رنگے جاؤ۔ اس کی ایک مثال تم کو سناتے ہیں کان لگا کر سنو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک چراغ ہے مگر وہ چراغ ایسا ہی نہیں بلکہ شیشے میں ہے وہ شیشہ بھی کیسا سبحان اللہ ایسا شفاف وصاف ہے گویا وہ چمکیلا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے جلتا ہے جو پہاڑ کی نہ پورب کی جانب ہے نہ پچھم کی بلکہ عین بیچ و بیچ ہے اس کا تیل ایسا صاف شفاف ہے کہ خود و بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ آگ اسے نہ چھوئے اسی کے حق میں صحیح ہے کہا جائے کہ نور علیٰ نور ہے یعنی ایک تو اس تیل کی ذاتی صفائی دوئم اس کی شفاف روشنی سوئم شیشے کی چمک یہ سب باتیں مل جل کر ایک دوسرے کی ایسی معاون ہوئی ہیں کہ نور علیٰ نور بن گیا ہے پس یہی مثال اللہ کے نور یعنی عشق کی جس طرح یہ روشنی تمام ظلمات پر غالب آتی ہے اسی طرح اللہ کے عشق کی آگ تمام ظلمات ہیولانیہ اور خواہش نفسانیہ کو دور کر دیتی ہے یہی معنی ہیں صوفیا کرام کے اس قول کے جو کہا کرتے ہیں العشق نار تحرق ما سوی الله جو لوگ عشق الٰہی سے منور ہوئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگردان ہو چکے ہیں حتی کہ ان کو اپنی حسب و نسب کا بھی خیال نہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا وہ کیا کرتے ہیں

بندہ عشق شدی ترکیب نسب کن جامی   کہ دریں فلاں ابن فلاں چیزی نیست

وہ تو ایسے عشق الٰہی[1] میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ

ازیں بتاں ہمہ در چشم من توی آئی   بہر کہ می نگرم صورت توے نگرم

---

[1] عشق الٰہی ایک ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو خاکستر کر دیتی ہے (منہ)

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہے راہ نمائی کرتا ہے اللہ لوگوں کی مثالیں بتلاتا ہے اور اللہ کو ہر ایک چیز کا

شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ

علم ہے۔ وہ قندیل ایسے گھروں میں ہے جن کے حق میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اس کا

لَهٗ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ

نام ذکر کیا جائے ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے تسبیحیں پڑھتے ہیں۔ جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے

اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ

سے غافل نہیں کر سکتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے دگرگوں ہو جائیں گے۔ اللہ ان کے

وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

عملوں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے استحقاق سے زیادہ دے گا اور اللہ جس کو

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ

چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں ان کے اعمال صرف ایک دھوکہ کی ٹٹی ہیں جیسے چٹیل

اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی حقیقی عشق کی طرف جسے چاہے راہ نمائی کرتا ہے پھر اس کی اعلیٰ منزل پر پہنچ کر دائمی راحت میں ہو جاتے ہیں یہاں پر یہ انعام ہیں روح و ریحان و جنت نعیم مت سمجھو کہ یہ آگ جسمانی ہے جسامت کو ڈھانپ لیتی ہے کیا خدا بھی جسم ہے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بتلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اسی لیے تو اس کی کتاب جامع ہے اور اس کی مثال جامع ہے اور اس کی مثال واضح تر۔ مثال مذکور کا تتمہ ہنوز باقی ہے کہ وہ قندیل ایسے گھروں میں رکھی ہے جن کے حق میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اس اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ گھر ایسے ہیں کہ ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے تسبیحیں پڑھتے ہیں وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کر سکتی دنیاوی کوئی کام بھی کریں ان کاموں کو نہیں بھولتے کیونکہ وہ جو کام کرتے ہیں مالک کی اجازت سے کرتے ہیں اسی لیے جس وقت اور جس گھڑی مالک کی اجازت ان کو حاصل ہوتی ہے کام کرتے ہیں اور جس وقت نہیں ہوتی، نہیں کرتے گویا ان کا اصول یہ ہے راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے اسی لیے وہ کر کرا کر بھی اپنی نیک کرداری پر نازاں نہیں ہوتے بلکہ اس قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے دگرگوں ہو جائیں گی مگر ان کے خوف کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کے عملوں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے ان کے استحقاق سے زیادہ دیگا اور یہ تو عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے تاہم یہ قاعدہ بھی اپنے لیے مخفی رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس فضل کے اہل ہیں انہی کو دیتا ہے مگر اہل نااہل کا جاننا بھی اسی کا کام ہے تمہارا نہیں اور سنو جو لوگ اللہ اور اس کے حکموں سے منکر ہیں ان کے اعمال جو تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑا کام کیا فلاں تعلیمی صیغہ میں اتنا چندہ دیا فلاں ہسپتال بنانے میں اتنی امداد دی جس کا نام وہ قومی کام رکھتے ہیں چونکہ وہ صرف محض ننگ و نمود اور فخر و ریاء کے لئے ہوتے ہیں اس لئے وہ صرف ایک دھوکہ کی ٹٹی ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتی ہوا

يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

میدان میں چمکتا ہوا ریت ہے کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ

اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ اس کو پورا حساب دیتا ہے اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے یا ان کے اعمال ایک ایسی چیز کی طرح ہیں جو گہرے

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ

دریا میں اندھیروں کے اندر ہے جس کے اوپر پانی کی موج ہے اس پر پھر ایک موج ہے اور اس موج سے اوپر بادل ہیں ایک دوسرے

اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

کے اندھیرے میں جب کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ نہیں سکتا اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کو کہیں سے بھی نور نہیں ملتا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ

کیا تم جانتے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور جانور بھی صفیں

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

باندھتے ہوئے تسبیح پڑھتے ہیں ہر ایک ان میں اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے اور اللہ کو ان کے کاموں کا علم ہے اور تمام آسمانوں اور زمینوں

وَالْاَرْضِ ۚ

کی بادشاہی اللہ کے قبضے میں ہے

ریت کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے اور اس کی طرف دوڑتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے تو اللہ ہی کو اپنے پاس مددگار پاتا ہے پھر اللہ اس کو پورا حساب دیتا ہے جس لائق ہوتا ہے وہی معاملہ اس سے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے آن کی آن میں تمام دنیا کو سزا و جزا دے سکتا ہے یا ان کے اعمال ایک ایسی چیز کی طرح ہیں جو گہرے دریا میں اندھیروں کے اندر ہے جس کے اوپر پانی کی موج ہے اس پر پھر ایک موج ہے اور اس موج سے اوپر بادل ہیں غرض ایک دوسرے کے اوپر اندھیرے اس کثرت سے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ نہیں سکتا یہ مثال ان کے نیک اعمال کی ہے یعنی جس طرح ایسے اندھیروں میں کوئی چیز پڑی ہو تو وہ محض بے کار ہے اسی طرح ان کے اعمال کفر شرک اور بد اعتقادی میں ایسے گھرے ہوئے ہیں کہ کہیں ان کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا اور نہ کچھ سود مند ہو سکتے ہیں گویا وہ اپنی ہستی میں معدوم ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ جس کو اللہ ہی نور نہ دے تو اس کو کہیں سے بھی نور کا سہارا نہیں مل سکتا- جو لوگ اس بات کو جانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں کہ دنیا کا کل نظام اور ترقی اور تنزل کا کل مدار اسی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اسی کے ہو رہتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات پاک ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے نام کی تسبیحیں پڑھتے ہیں اور جانور بھی صفیں باندھے ہوئے تسبیحیں پڑھتے اور اس کو یاد کرتے ہیں یہ مت سمجھو کہ ان کو کیا معلوم کہ تسبیح کیونکر پڑھا کرتے ہیں یاد رکھو ہر ایک ان میں کا اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے کیا تم نے نہیں سنا مرغان چمن بہر صباحے خوانند ترا با اصطلاحے- اور اللہ کو ان کے سب کاموں کا علم ہے وہ کسی نماز اور تسبیح سے غافل نہیں اور سنو یہ تمام دبدبہ اور تسبیح خوانی یونہی تو نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی اصل بادشاہی اللہ ہی کے قبضے میں ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ
اور سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا پھر ان کو آپس میں جوڑ کر تہہ بہ تہہ
يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
کر دیتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ان کے مسامات میں سے مینہ نکلتا ہے۔ اور وہی خدا اوپر کی طرف سے برف کے گالے
جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ
اتارتا ہے ان میں سخت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے وہ برف پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے
سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اس میں بجلی کا چمکارہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ آنکھوں کو اچک لے۔ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں
لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ اور اللہ ہی نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر بعض ان میں سے ایسے ہیں
يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ
کہ اپنے پیٹ پر چلتے ہیں اور بعض ایسے کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں

اور سب چیزوں کی بازگشت اور رجوع بھی اللہ ہی کی طرف ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی کام بغیر اس کے سہارے اور حکم کے دنیا میں ازخود ہو سکے۔ جن کاموں کو تم دیکھتے ہو کہ بہ ظاہر اپنے اپنے اسباب سے ہوتے ہیں ان میں چھپا ہاتھ اللہ ہی کا ہے۔ بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ بادلوں کو ہوائیں کس طرح اڑاتی ہیں جو ظاہر بینوں کی نظروں میں ہواؤں کا کام دکھائی دیتا ہے مگر دراصل اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں جوڑ کر تہ بتہ کر دیتا ہے ہوائیں بھی تو اسی کے حکم سے چلتی ہیں پس جب وہ ٹھیک اپنے انداز پر آجاتے ہیں جس کا علم خدا ہی کو ہے۔ تو تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں کے مسامات میں سے مینہ نکلتا ہے۔ یہ سب کام اسی ذات ستودہ صفات وحدہ لاشریک کے ہیں جس کی بابت یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ

کار زلف تست شک افشانی آما عاشقاں مصلحت اتہمے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور وہی خدا اوپر سے برف کے گالے پہاڑ کے ٹکڑے سے اتارتا ہے ان میں سخت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے وہ برف پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے۔ یعنی جس زمین پر برف باری مناسب ہوتی ہے وہاں تو برف پڑ جاتی ہے اور جہاں مناسب نہ ہو وہاں سے ہٹالی جاتی ہے۔ یہ سب اسی کی قدرت کے مظاہر ہیں۔ اس بادل میں بجلی کا چمکارہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ آنکھوں کے نور کو اچک لے۔ ان کمالات قدرت کے علاوہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یہ سب چکر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسی لئے کچھ نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی ہدایت اور عبرت ہے کیونکہ وہ ان امور پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ

فلک کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

اور سنو اللہ ہی نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا یعنی چونکہ ہر ایک جاندار کی پیدائش میں پانی کو بہت دخل ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ پانی سے پیدا کیا پھر بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے پیٹ پر چلتے ہیں جیسے سانپ گوہ وغیرہ اور بعض ایسے ہیں کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں۔ جیسے کبوتر مرغا خود حضرت انسان بھی

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور بعض ایسے ہیں کہ چار پیروں پر چلتے ہیں- خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے

قَدِيْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ

ہم نے کھلے احکام اتارے ہیں اور اللہ ہی جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

کرتا ہے- اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور فرمانبردار ہیں پھر بھی اس

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

کے بعد ان میں سے ایک جماعت روگردان ہو جاتی ہے اور وہ ایماندار ہی نہیں ہوتے- اور جب کبھی ان کو اللہ

وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ

اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول ان میں فیصلہ کرے تو اسی وقت ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے اور اگر

الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

ان کو حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف دوڑتے چلے آتے ہیں- کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا یہ شک میں ہیں یا ان کو خوف ہے کہ اللہ

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ

اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے

اور بعض ایسے ہیں کہ چار پیروں پر چلتے ہیں جیسے گائے بھینس وغیرہ دوپائے اور چارپائے تو تمہارے سمجھانے کو بتائے ورنہ دنیا میں ایسے جانور بھی ہیں جن کی کئی کئی ٹانگیں ہیں خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار

نہیں اس کے گھر کار ہے کوئی بھی مختار

بلکہ بعض نادان پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ سمجھانے والوں سے الٹے الجھتے ہیں مثلاً یہی کفار عرب دیکھو تو باوجودیکہ ہم نے کھلے کھلے احکام اتارے ہیں تاہم ناحق بگڑتے ہیں اور بیہودہ سوالات کئے جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ ہی جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے مناسب ہے کہ اس کی رضاجوئی کریں تاکہ اس کی مہربانی سے حصہ لیں مگر ان کو اس بات کا مطلق خیال نہیں الٹی شرارتیں ہی سوجھتی ہیں اور دیکھو کہ سامنے آن کر تو کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور فرمانبردار ہیں- زبانی یہ بات کہہ کر پھر بھی اس سے بعد ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے اور سچ پوچھو تو وہ دل سے ایماندار ہی نہیں ہوتے بلکہ یونہی زبانی زبانی تم مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ وہ دل سے پابند شریعت نہیں ہوتے اور جب کبھی ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول حسب فرمان خداوندی ان میں فیصلہ کرے تو اسی وقت ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں شریعت منظور نہیں جیسے کہ ہندوستان کے مسلمان عدالتوں میں لڑکیوں کو حصہ دینے کے وقت کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارا فیصلہ رواج پر ہونا چاہیے اور اگر انکو حق پہنچتا ہو تو اس رسول کے فرمودہ کی طرف دوڑتے چلے آتے ہیں یہ جو ایسا کرتے ہیں کیا ان کے دلوں میں کفر کا مرض ہے یا یہ رسول کی سچائی سے شک میں ہیں یا ان کو خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے؟ چونکہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں اس لئے ان تینوں باتوں میں سے کچھ نہیں کہتے

بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۵۰ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

بلکہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں۔ پکے ایمان دار کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے

وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱

تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو ان کا جواب بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور تابع ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۵۲ وَ

جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور خدا سے ڈرتے رہیں گے اور بچیں گے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ

اور یہ لوگ بڑی مضبوطی سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اگر تو ان کو حکم دے تو ضرور نکلیں گے تو کہہ کہ تم قسمیں نہ کھاؤ

طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

مطلب تو اچھی تابعداری سے ہے اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے تو کہہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ

کرو پھر اگر وہ روگردان ہوں تو اس کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کے ذمے ہے اور تم لوگوں کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے

بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں نہ ان کے دلوں میں خدا کی عظمت ہے نہ رسول ؐ کی تعظیم ہے بلکہ محض اپنے نفس کے پابند ہیں ہاں جو پکے ایماندار ہیں انکی کیا بات ہے ایسے ایمانداروں کو جب کسی جھگڑے میں 'نزاع میں اللہ اور رسول یا ان کے فرمودہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو چونکہ وہ اپنی تمام کامیابی اور ساری عزت صرف رضاء الٰہی اور خوشنودی رسالت پناہی میں جانتے ہیں اس لئے ان کا جواب بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور دل سے تابع ہیں جو کچھ شریعت فیصلہ کردیگی بس منظور ہے۔ اگر ہم اپنے خیال ناقص میں کسی چیز پر اپنا حق سمجھتے ہیں مگر شریعت ہمارے خیال کے برخلاف فیصلہ کردے تو علی الرسول والعین ہوگا اور اگر سچ پوچھو تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک کامیاب اور بامراد ہیں کون نہیں جانتا کہ غلام کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اپنے مالک کا پورا مزاج شناس ہو کر دل سے فرمانبردار ہو جو غلام ایسا ہوگا وہی عزت پائے گا اس لئے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور خدا سے ڈرتے رہیں گے اور اس کی بے فرمانی سے بچیں گے پس وہی لوگ خدا کے نزدیک کامیاب ہوں گے ایسے لوگوں کو پہچاننا چاہو تو ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اور یہ لوگ جو تمہارے اردگرد منافق ہیں اور زبانی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ بڑی مضبوطی سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو اے نبی ان کو جہاد وغیرہ دینی کاموں کے لئے سفر کرنے کا حکم دے تو ضرور نکلیں گے تو اے نبی ان سے کہہ کہ ہم نے تم کو کئی ایک بار دیکھ لیا آزمالیا ہے۔ پس تم قسمیں نہ کھاؤ۔ محض قسموں سے تو فائدہ نہیں مطلب تو اچھی تابعداری سے ہے سو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے اسے تمہارا حال من وعن سب معلوم ہے پس تو ان سے کہہ کہ اللہ کی تابعداری کرو اور اس کے رسول کی جو خدائی احکام تم کو سنائے فرمانبرداری کرو پھر یہ سن کر اگر وہ روگردان ہو تو نبی کا اس میں کوئی حرج نہیں نبی کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کے ذمہ ہے اور تم لوگوں کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ تم پر ہے نبی کو تبلیغ احکام کا حکم ہے وہ نہ کریگا تو اس کو اس سے سوال ہوگا تم کو اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے تم نہ کروگے تو تم سے سوال ہوگا

إِنْ تُطِيعُوهُ	تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝	وَعَدَ	اللَّهُ		
وہ تم پر ہے اگر تم فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف حکم پہنچانا ہے جو لوگ تم میں سے ایمان					
الَّذِينَ	آمَنُوا مِنْكُمْ	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	فِي الْأَرْضِ	كَمَا
لاکر نیک عمل بھی کریں گے خدا وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین پر حاکم بنادے گا جیسا اس نے ان سے پہلے لوگوں کو					
اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ					
حاکم بنایا تھا					

اور اگر تم فرمانبرداری اختیار کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کا ذمہ تو صاف صاف حکم پہنچادینے کا ہے۔ ہاں اگر تم یہ خیال کرو کہ ہم جو فرمانبرداری کریں گے تو علاوہ جنت اور اخروی ثواب کے دنیا میں ہم کو کیا ملے گا۔ تو سنو گو دنیا دار جزا نہیں ہے تاہم جو لوگ تم میں سے ایمان لاکر نیک عمل بھی کریں گے خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ انکو زمین[1] پر حاکم بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں بنی اسرائیل کو حاکم بنایا تھا۔

[1] یہ آیت سنیوں اور شیعوں کے مشہور متنازعہ مسئلہ خلافت کا فیصلہ کرتی ہے بشرطیکہ کوئی شخص اس آیت کریمہ کو غور سے دیکھے اور جانبداری اور اپنے سابقہ خیالات کو دل و دماغ سے نکال دے آیت کے الفاظ یہ ہیں وعد اللہ الذین امنو منکم و عملو الصلحت منکم کے لفظ کو اگر بیانیہ کہا جائے تو بہت موزوں ہے لیکن اگر بیانیہ نہ بھی کہیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ بہر حال یہ آیت قرآن مجید کے اول المخاطبین سے اول تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس میں صیغہ خطاب کا ہے جو منکم سے مفہوم ہوتا ہے پس آیت کا ترجمہ صاف یہ ہوا کہ تم صحابہ میں سے ایمانداروں اور نیک کرداروں سے خدا کا وعدہ ہے کہ تم کو خلیفہ بنادے گا پھر اس خلافت کے آثار اور علامات بھی فرمادیے ہیں (۱) دین ان کا مضبوط ہوگا (۲) اعداء سے بے خوف ہوں گے (۳) خدا کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا ساجھی نہ بنائیں گے۔

اب اگر کوئی شخص ان علامات کو مد نظر رکھ کر غور سے تلاش کرے کہ اس قسم کی خلافت مسلمانوں کو کب ملی تو اسکو کوئی شک نہ رہیگا کہ اس قسم کی حکومت خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل تھی۔ خلفاء امویہ اور عباسیہ کے وقت بھی اسلام کو فتوحات ہوئیں مگر وہ اس پیشگوئی کی مصداق نہیں ہو سکتیں کیونکہ ایک تو وہ خلفاء نزول قرآن کے مخاطب نہ تھے بلکہ وہ بعد کی نسلیں تھیں۔ دوئم ان خلافتوں کی فتوحات بھی انہی فتوحات پر مبنی تھیں جو خلفائے راشدین کر گئے تھے۔ کون نہیں جانتا کہ آنحضرت صلعم کے بعد جب عرب میں بغاوت پھیلی ایک طرف مسیلمہ کذاب نے زور پکڑا دوسری طرف مانعین زکوۃ مسلمان باغیوں نے تہلکہ مچایا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے استقلال نے ان سب بغاوتوں کا آسانی سے خاتمہ کر دیا اور تمام عرب پر اسلامی سکہ جما کر فتوحات کے لئے عرب خاص سے آگے کا راستہ صاف کر دیا۔ ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس راستہ کو شاہراہ بنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ فتوحات گو اس زور کی نہ ہوئیں تاہم ہوئیں۔ کوئی ملک یا حصہ خلافت سے نہ نکلا تھا بلکہ داخل ہوا۔ بعد میں جو کچھ ہوا وہ انہی کی طفیل سے ہوا۔ اعدا سے بے خوفی تو ایسی تھی کہ اعدا خود ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان ہم پر حملہ آور نہ ہوں توحید کی منادی جیسی اس زمانہ میں ہوئی کبھی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر ہمیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ فتوحات اسلامیہ جیسی حضرات خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں ہوئیں حضرت علی کے زمانہ میں نہ ہوئیں جیسا رعب اور انتظام خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں تھا خلیفہ رابع کے وقت میں نہ رہا۔ جیسا اتفاق خلفائے ثلاثہ کے وقت میں تھا خلیفہ رابع کے وقت میں نہ رہا۔ اس تفصیل کی نہ ہم کو ضرورت ہے نہ ہم کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم تو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو الفاظ وعدہ کے آئے ہیں ان پر نظر انصاف کرنے سے یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ وعدہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں پورا ہو گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ گو ایک قسم کی بدمزگی نااتفاقی اور خانہ جنگی کا زمانہ تھا تاہم خیر و برکت سے خالی نہ تھا۔ ہر طرح سے دین کی عزت اور دینی علم کا اعزاز تھا جبکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ خلفائے راشدین بھی ایک ہی طرز پر ترقی کرتے ہاں مجموعی حالت کے لحاظ سے سب آیت کریمہ کے وعدے کے مصداق تھے۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ

اور ان کے دین کو جو خود خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کردے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد ان کو امن دے گا

خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

اس کے بعد وہ میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کریں گے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا

پس وہی لوگ بدکار ہیں اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی پیروی کیا کرو تاکہ

الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ

تم پر رحم کیا جائے- مت خیال کرو کہ کافر لوگ زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں

اور ان کے دین کو جو خود خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کردیگا یعنی اس کو کسی مخالف کی مخالفت سے صدمہ نہ پہنچے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد جو اس وقت دشمنوں کی طرف سے ان کو ہو رہا ہے ان کو امن دیگا بس اس کے بعد وہ آرام اور اطمینان سے میری (خدا کی) بندگی کریں گے اور کسی مشرک کافر کے دباؤ یا خوف سے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے- یہ انعام ایمانداروں کو دنیا میں ملے گا اور جو اس سے بعد بھی ان انعامات اور احسانات کی ناشکری کریں گے پس ثابت ہو جائے گا کہ وہی لوگ اللہ کے نزدیک بدکار ہیں پس تم لوگ ایسے نہ بنو بلکہ ابھی سے ایمان لاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی پیروی کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یہ تو خیال ہی نہ کرو کہ کافر لوگ اتنے ہیں اتنی ان کی جماعت اور سامان ہے یہ کیونکر ہوگا کہ یہ سب مغلوب ہو جائیں اور مسلمان ان پر غلبہ حکومت پا جائیں یہ واہمہ دل سے نکال دو- یہ مت خیال کرو کہ کافر لوگ زمین میں اللہ کو کسی حکم جاری کرنے سے عاجز کر سکتے ہیں نہیں ہرگز نہیں- بھلا جو کام خدا کرنا چاہے اسے کوئی روک سکتا ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ

اوست سلطاں ہر چہ خواہد آں کند عالمے را در دمے ویراں کند

افسوس کہ آیت کریمہ کے صاف صاف الفاظ کے مقابلہ پر شیعہ ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے آنخضرت ﷺ نے فرمایا ہے جس کا میں مالک ہوں علی بھی اس کا مولا ہے- اور مولا کے معنی والی امور حاکم کے لیتے ہیں حالانکہ مولا کے معنے دوست اور محبوب کے بھی آتے ہیں چنانچہ اسی روایت کے ساتھ ہی یہ لفظ آئے ہیں کہ اللھم والی من والاہ وعاد من عاداہ یعنی آنحضرت نے بعد فرمانے ارشاد سابق کے فرمایا اے اللہ جو کوئی علی سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھیو اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھیو یعنے اس کو مبغوض کیجو- اس اخیر فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کے مولا ہونے سے مراد محبوب ہونا ہے نہ کہ والی امور پس اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وغیرہ کی خلافت آیت کریمہ کی مصداق نہ تھی-

افسوس صد افسوس ہے ایک تو آیت قرآنیہ سے غفلت کی جاتی ہے دوئم روایت پیش کردہ کے معنے بھی حسب منشا کرنے کی کوشش کر کے ناحق صاف اور صحیح واقعات کو مکدر کرنے میں طاقت ضائع کی جاتی ہے- الی اللہ المشتکی (منہ)

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

اور ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا جو بہت بری جگہ ہے۔ اے ایمان والو جو تمہارے غلام ہیں وہ اور

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۚ

تمہارے نابالغ لڑکے تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں صبح کی نماز

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ

سے پہلے اور جب تم دوپہر کو کپڑا اتارا کرتے ہو اور عشا کی نماز

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ

کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں بعد ان اوقات کے نہ تم پر گناہ نہ ان پر

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ

بعض کو بعض کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے اللہ اسی طرح تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے اور

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ

اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچیں تو وہ اجازت لیا کریں جس طرح ان سے پہلے لوگ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اجازت لیتے رہے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

ان کافروں کی تو ہستی ہی کیا ہے۔ اگر تم لوگ پکے ہوئے تو دیکھ لوگے کہ یہ لوگ دنیا میں بھی تمہارے سامنے ذلیل ہوں گے اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا جو بہت بری جگہ ہے چونکہ خدا کو منظور ہے کہ مسلمانوں کو ہر ایک طرح کی برائیوں سے دور رکھے اور اخلاق فاضلہ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچائے تاکہ یہ کسی طرح سے بھی اس بری جگہ میں جہاں کفار نانہجار نے داخل ہونا ہے داخل نہ ہوں۔ اس لئے وہ حکم دیتا ہے۔ اے ایمان والو جو تمہارے غلام ہیں گو وہ تمہارے گھر کے کہلاتے ہیں۔ مگر تو بھی وہ اور تمہارے نابالغ لڑکے تین اوقات میں ضرور ہی تم سے اجازت لیا کریں اگر تم اجازت دو تو تمہارے پاس گھر میں آئیں ورنہ واپس جائیں۔ وہ اوقات یہ ہیں صبح کی نماز سے پہلے اور جب تم دوپہر کو کپڑے اتارا کرتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد سوتے وقت صبح کی نماز سے پہلے بھی ممکن ہے کوئی سوتا ہو ننگا ہو یا میاں بیوی کا میلاپ ہو۔ دوپہر کو بھی قیلولہ کے وقت علیٰ ہذا القیاس۔ عشا کے بعد بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ بعد ان اوقات کے بے اجازت اگر وہ آئیں تو نہ تم پر گناہ ہے نہ ان پر۔ کیونکہ تمہاری حاجات ایک دوسرے سے ایسی وابستہ ہیں کہ بعض کو بعض کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے۔ مالک غلام سے اور غلام مالک سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے فائدے کے لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ کے حکم سب کے سب بڑے علم اور حکمت پر مبنی ہیں کیونکہ وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے پس ان پر عمل کرو اور سنو جب یہ تمہارے نابالغ بچے بلوغت کو پہنچیں یعنی ان میں وہ خواہش پیدا ہو جائے جو مرد کو عورت سے ہوتی ہے جس کی ابتداء عموماً پندرہ سال کی عمر سے ہے تو پھر وہ اجازت لیا کریں جس طرح ان سے پہلے بالغ لوگ اجازت لیتے رہے ہیں کیونکہ یہ بھی تو اب بالغ ہیں جن لڑکیوں کے ساتھ انکے نکاح درست ہیں گو وہ لڑکپن میں انکے ساتھ کھیلتی رہی ہیں اور گو وہ چچا اور ماموں ہی کی لڑکیاں ہیں تاہم ان کو ان سے پردہ چاہیے کیونکہ اب دونوں فریقوں میں ایک دوسرے کی خواہش اور چاہت پیدا ہو گئی ہے اس لئے کہ چار چشم ہونے سے برا نتیجہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور حسب ضرورت کرتا رہیگا اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اس لئے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جو مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں اور اگر وہ اپنے کپڑے اتار دیں تو ان پر

یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ

گناہ نہیں بشرطیکہ زیب زینت کو ظاہر نہ کریں اور اس میں بھی احتیاط رکھنا ان کے لئے بہتر ہے

اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ

اور اللہ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے- نہ کسی اندھے کو گناہ ہے نہ کسی لنگڑے نہ کسی مریض کو نہ

لَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

خود تم کو گناہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھر سے یا

اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ

اپنی ماؤں کے گھر سے کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا

بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ

اپنے چاچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی ماسیوں کے گھروں سے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ

کھاؤ یا جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں ان کے گھروں سے کھاؤ یا اپنے مخلص دوستوں کے گھروں سے کھاؤ

اسکے احکام بھی سراسر پراز حکمت ہوتے ہیں- اور سنو بڑی بوڑھی عورتیں جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں تو کپڑے نقاب وغیرہ اتار دینے میں ان پر گناہ نہیں بشرطیکہ زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں اور اصل بات تو یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھنا ان کے لئے بہتر ہے کیونکہ عربی میں ایک مثال ہے- لکل ساقطۃ لاقطۃ (ہر گری ہوئی چیز کو کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے) ایسی بوڑھی عورتوں کو گو خود خواہش نہ ہو مگر ممکن ہے کوئی ایسا بھی ہو جو محض اپنی خواہش سے ان پر دباؤ ڈالے- اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے اس لئے تم لوگ اس کی مرضی کے خلاف باتیں کرنے اور دل میں اس کے مخالف خیال لانے سے پرہیز کیا کرو- دیکھو جس طرح یہ اخلاقی احکام تم کو سکھائے ہیں اسی طرح یہ بھی تم کو بتلایا جاتا ہے کہ کسی کے گھر پر جا کر کوئی چیز رکھی رکھائی بے اجازت نہ اٹھا لیا کرو بلکہ جب تک صاف اجازت نہ ہو مت اٹھایا کرو مگر چند ایک صورتیں ایسی ہیں کہ وہاں اجازت کی ضرورت نہیں پس وہ سنو نہ کسی اندھے کو گناہ ہے نہ کسی لنگڑے کو نہ کسی مریض کو نہ خود تم تندرستوں کو اس میں گناہ ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھر سے کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچا کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی ماسیوں کے گھر سے کھاؤ یا جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی تم ان کے مکانات کے منتظم یا مہتمم ہو ان کے گھروں سے کھاؤ یا اپنے مخلص دوستوں کے گھروں سے کھاؤ- غرض جہاں سے تم چاہو اجازت سے کھاؤ کوئی حرج نہیں نہ کوئی گناہ ہے کیونکہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ ہندوؤں کی طرح جس گاؤں یا محلہ میں لڑکی بیاہ دی ہو اس محلہ اور گاؤں کے کنوئیں کا پانی بھی مت پیو جو ایک قسم کا مالیخولیا ہے نہیں- چونکہ ایک دوسرے کے گھر میں کھانے سے محبت اور الفت بڑھتی ہے اس لئے تم کو اجازت دی گئی ہے کہ اگر یہ رشتہ دار خود کھلائیں تو بھی تم کو کھانے میں حرج نہیں یا تم خود ان کے گھروں سے بغیر ان کی اطلاع کے کھا لو تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تم کو معلوم ہو

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا

تمہیں اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم چند آدمی ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پس جب تم گھروں میں جاؤ تو لوگوں کو سلام

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ کَذٰلِکَ

کرو جو اللہ کی طرف سے پاکیزہ بابرکت تحفہ ہے اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے

یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تاکہ تم سمجھو۔ مسلمان تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان

بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ ؕ

لائیں اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں اس کے ساتھ تابع ہوں تو اذن لئے بغیر نہ جائیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ فَاِذَا

جو لوگ تجھ سے اذن لیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں

اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

پس جب یہ اپنی ضرورت کے موافق تجھ سے اجازت چاہیں تو جس کو تو چاہے اجازت دیا کر

تمہیں اس میں بھی گناہ نہیں کہ تم چند آدمی ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ چونکہ تم اخلاقی باتوں کی تعلیم پاچکے ہو اس لئے تم کو لازم ہے کہ جب تم اپنے یا احباب کے گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں کو جو وہاں پر موجود ہوں مرد ہوں یا عورتیں سلام دیا کرو جو اللہ کی طرف سے پاکیزہ بابرکت تحفہ ہوگا اس کی وجہ سے خدا تم پر برکت کرے گا اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عمل کرو کیونکہ شریعت نازل کرنے اور رسول بھیجنے سے مقصود تو یہی ہے کہ لوگ ہیں تابعداری کریں نہ کہ زبانی باتیں بنائیں جو کسی کام نہ آئیں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں مسلمان تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ کی الوہیت پر اور رسول کی رسالت پر ایمان لائیں اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں جس میں جمعیت کی ضرورت ہو مثلاً جنگ جہاد وغیرہ میں اس رسول کے ساتھ ہوں تو اذن لئے بغیر نہ جائیں غرض کہ احکام رسول کو جان سے مانیں اور دل سے عزت کریں بس یہی لوگ ایماندار ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ضرورت کے وقت اذن لے کر جانا بھی ایمانداری کے خلاف ہے۔ نہیں بلکہ جو لوگ ضرورت کے وقت اے نبی تجھ سے اذن لیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ بھلا اگر وہ ایسے نہ ہوں تو چپکے سے نہ چلے جائیں ہاں جو لوگ بے وجہ اور بلا ضرورت اذن مانگا کرتے ہیں وہ ٹھیک[1] نہیں پس جب یہ دیندار ایماندار مخلص لوگ اپنی ضرورت کے موافق کسی کام کو جانے کی اے نبی تجھ سے اجازت چاہیں تو حسب مصلحت جس کو تو چاہے اجازت دیا کر۔ یعنی جو آدمی ایسا ہو کہ اس کی غیر حاضری میں ضروریات نہیں رکتیں اور انتظام میں فرق نہیں آتا تو اجازت دے دیا کر اور جو ایسا نہ ہو بلکہ اس کی غیر حاضری سے خلل انتظام کا خطرہ ہو تو اس کو اجازت مت دیا کر

ـہ اس آیت کے شروع میں نابینا لنگڑا وغیرہ کا ذکر تمثیلاً ہے یعنی یہ لوگ کسی کے گھر پر پڑے ہوں تو وہاں سے کھا لینے میں ان کو گناہ نہیں اس طرح تم تندرستوں کو بھی گناہ نہیں بشرطیکہ ناراضگی کا علم نہ ہو (منہ)

[1] اس میں دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جو پارہ) کے رکوع ۷) میں ہے جس میں اذن مانگنے والوں پر خفگی ہے۔ منہ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ

اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگا کر اس میں شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے

بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ

تو آپس میں ایک دوسرے کی سی آواز نہ سمجھا کرو۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چھپ کر کھسک

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

جاتے ہیں پس جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

آفت آن پہنچے یا کوئی دردناک عذاب ان پر آ نازل ہو۔ سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جب سب

قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ

اللہ ہی کے قبضے میں ہے تم جس خیال پر ہوا اسے سب معلوم ہے اور جس روز یہ لوگ اس کی طرف پھر کر جائیں گے تو وہ ان کو ان کے کاموں

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾

سے خبر دیگا اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

ع ۳ ۱۵

خواہ وہ اپنی ضرورت خانگی کیسی ہی بتلادے کیونکہ یہاں کی قومی ضرورت شخصی ضرورت سے ہر طرح مقدم ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی اجازت چاہے ضرور ہی اسے اجازت دی جائے نہیں بلکہ اپنی مصلحت کا خیال رکھ کر اجازت دیا کر اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگا کر۔ گوانہوں نے حسب ضرورت ہی اجازت لی ہے تاہم نقص سے خالی نہیں۔ پس یہ نقص اعمال تیرے استغفار سے ان کے حق میں پورا ہو جائے گا اور اس میں شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مسلمانو سنو تمہیں بھی چاہیے کہ تم رسول یا نائب رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے تو آپس میں ایک دوسرے کی سی آواز نہ سمجھا کرو کہ جی چاہا تو مان لیا نہ چاہا تو نہ مانا۔ نہیں بلکہ رسول کی آواز کو ماننا تمہارا فرض مقدم ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے چھپ چھپ کر کھسک جاتے ہیں وہ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں پس جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں سے ان پر کوئی آفت آن پہنچے یا کوئی درد کا عذاب ان پر آنازل ہو جس سے کوئی بھی نہ بچ سکے۔ یہ خیال مت کرو کہ ایسا عذاب کہاں سے آئے گا۔ ہم تو امن وامان سے بیٹھے ہیں۔ پس یقیناً سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ ہوا ہے تو اس کی ہے پانی ہے تو اس کا ہے آسمان ہے تو اس کا ہے زمین ہے تو اس کی ہے۔ وہ جس چیز سے چاہے تمہارے برخلاف کام لے سکتا ہے۔ تم نے کئی ایک دفعہ دیکھا ہو گا کہ یہی زمین جس پر تم لوگ فرش فروش لگا کر بیٹھتے ہو جب زلزلہ آتا ہے تو اسی زمین پر سے تم ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو۔ اسی طرح سب چیزیں اسی کی زیر فرمان ہیں تم جس خیال پر ہو اسے سب معلوم ہے اور جس روز یہ لوگ بعد موت اس کی طرف پھر کر جائیں گے تو ان کو ان کے کاموں سے خبریں دیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اسے کسی کے بتلانے کی ضرورت نہیں

سورت فرقان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا ۙ﴿۱﴾

خدا کی ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ دنیا کے لوگوں کو ڈراوے

الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَكُنۡ

جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمینوں کی حکومت ہے اور اس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور ملک میں اس کا

لَّہٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾ وَ

کوئی شریک نہیں۔ اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور مناسب اندازہ لگایا۔ اور انہوں

اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا

نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور

یَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَّ لَا یَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّ لَا حَیٰوۃً

اپنے لئے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت کا ان کو اختیار ہے نہ حیات کا

وَّ لَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾

نہ اٹھنے کا

سورت فرقان

خدا کی ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ دنیا کے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائے جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمینوں کی ساری حکومت ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی اولاد نہیں بنائی۔ پھر کمال یہ ہے کہ اتنی بڑی حکومت اور سلطنت کے باوجود بھی وہ اکیلا ہی سب کچھ کرتا ہے اور ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں جو امور سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹائے وہ خود مختار ہے اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے لئے مناسب اندازہ لگایا۔ ہر ایک نوع کے لئے اس نے جو اندازہ مقرر کیا ہے۔ ممکن نہیں کہ کبھی اس میں تخلف ہو۔ یہی تو کمال ثبوت اس کے قادر مطلق اور خالق برحق ہونے کا ہے مگر ان مشرکوں کو دیکھو کہ ان کی عقل کیسی خبط ہو رہی ہے کہ انہوں نے اس اللہ کے سوا کئی ایک اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ طاقت اور قدرت ان کی کا یہ حال ہے کہ اپنے لئے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت کا ان کو اختیار ہے نہ حیات کا نہ قبروں سے اٹھنے کا۔ غرض کسی قسم کا ان لوگوں کو اختیار نہیں جن کو انہوں نے اپنا معبود اور حاجت روا بنا رکھا ہے اور اگر بغور دیکھا جائے تو تمام مخلوق کی یہی کیفیت ہے کہ کسی کو بھی ان کاموں میں دخل نہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا نے اپنے نبی بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کی ذات ستودہ صفات کی نسبت کیا ارشاد فرمایا ہے کہ قل[1] لا املك لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ پس جب سید الانبیاء کی یہ شان

[1] اے نبی تو کہہ دے میں اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ (منہ)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک بناوٹی بات ہے اس نے اپنے دل سے اسکو گھڑ لیا ہے اور دوسرے

آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا

لوگوں نے اس پر اس کی مدد کی ہے پس یہ لوگ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں- اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی حکایات ہیں جن کو

فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي

اس نے کسی سے لکھوایا ہے پس وہ صبح شام اس کو سنائی جاتی ہیں- تو کہہ کہ اس کو اس ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا

زمینوں کے مخفی بھید جانتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے- اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے

الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ

جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے- کیوں اس کے پاس کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوتا جو اس کے ساتھ

مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ

ہوکر لوگوں کو ڈراتا پھرے یا اس سے کوئی خزانہ ہی ملا ہوتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا

ہے تو ان سے ورے کے لوگوں کی تم خود سمجھ لو- جب یہ صاف صاف باتیں سنتے ہیں تو ان کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک محض بناوٹ کی بات ہے اس نبی نے اپنے دل سے کو اس کو گھڑ لیا ہے- آپ ہی منصوبہ اس کو اٹھاہے اور آپ ہی اس پر کاربند ہو رہا ہے اور دوسرے لوگوں نے جو حقیقت میں حقیقت شناس نہیں ہیں اس پر اس کی مدد کی ہے ہاں میں ہاں ملا کر ناحق اس کو آسمان تک پہنچار کھا ہے حقیقت میں یہ ان کی بدگمانی ہے پس جب یہ لوگ اس جھوٹ کی وجہ سے سراپا ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں اور سنو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی حکایات ہیں جن کو اس نبی نے کسی سے لکھوالیا ہے پس وہ صبح و شام اس کو سنائی جاتی ہیں اور یہ ان کا نام الہام اور وحی رکھ لیتا ہے- اے نبی تو کہہ کہ اس قرآن کو اس ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے مخفی بھید جانتا ہے چنانچہ اسی کے بتلائے ہوئے بھید اس قرآن میں ملتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان بخشنہار ہے- یہ بھی اس کی مہربانی کا مقتضا ہے کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کی خاطر ایسا عظیم الشان رسول بھیجا ہے مگر لوگ اس نعمت کی قدر نہیں کرتے بلکہ بے قدری سے الٹے پلٹے سیدھے ٹیڑھے اعتراضات جماتے ہیں اور کچھ نہیں ملتا تو آپ کی بشریت ہی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازار میں چلتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے غلط خیال میں یہ جما رکھا ہے کہ رسول چونکہ خدا کا نائب ہوتا ہے اس لئے خدا کی طرح اس کو بھی کھانے پینے سے پاک ہونا چاہئے حالانکہ یہ غلط ہے- رسول اللہ کا نائب ہوتا ہے مگر کاہے میں؟ صرف احکام الٰہی کے پہنچانے میں نہ کہ خدا کے ذاتی اوصاف میں جیسی یہ ان کی بے وقوفی ہے ایسی یہ بھی غلطی ہے کہ جو کہتے ہیں کیوں اس کے پاس کوئی ایسا فرشتہ نازل نہیں ہوا جو اس کے ساتھ ہو کر لوگوں کو ڈراتا پھرے کہ لوگو یہ رسول ہے اس کی سنو اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو اسے کوئی خزانہ ہی ملا ہوتا یا اگر یہ بھی نہیں تو اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس کے پھلوں سے یہ کھاتا یہ کیا ماجرا ہے کہ کہلائے تو اللہ کا رسول مگر فاقوں کا شمار نہیں گزارہ کی صورت نہیں-

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا

ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو راہ سے ہٹا ہوا ہے دیکھ تو سہی تیرے حق میں کیسی یہ مثالیں

لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

دیتے ہیں۔ پس یہ گمراہ ہوگئے اب ہدایت کی راہ نہ پائیں گے

چونکہ خدائی راز سے آشنا نہیں اس لئے جو کہتے ہیں اپنے اس غلط اصول پر کہتے ہیں جو ان کے دل و دماغ میں سما رہا ہے کہ خدا کا رسول خدا کی ذات اور صفات میں قائم مقام ہونا چاہیے مگر یہ نہیں جانتے کہ یہاں کا قانون ہی الگ ہے کہ

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کنند

یہ لوگ اصل اصول سے چونکہ بے خبر ہیں اس لئے جو جی میں آتا ہے بے ٹھکانہ کہتے جاتے ہیں ظالم خود غرض ضدی اور معاند تو اس قرآن کی تعلیم کو ایسی ایک اوپری اور ناقابل قبول جانتے ہیں۔ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جسے گویا جادو کیا گیا ہے یعنی وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے جیسی کوئی مجنون کرتا ہے دیکھو تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کوئی دانا اس بات کو پسند کرے گا اور اس کے قائل کو دانا اور ہوشیار کہے گا جو یہ کہتا ہے کہ لوگ مر کر پھر جئیں گے یہ نہیں کہ واقعی اس کو جادو ہے۔اس کا کلام ایسا ہے کہ سننے والا یہی سمجھے کہ جادو سے اس کی عقل پر فتور آگیا ہے[1] اے نبی دیکھ تو تیرے حق میں کیسی بری بری مثالیں دیتے ہیں کہ کبھی تم کو مسحور کبھی ساحر کبھی مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں پس یہ گمراہ ہوگئے ہیں اگر اپنی اسی ضد پر رہے تو اب یہ کسی طرح ہدایت کی راہ نہ پائیں گے۔یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں محض عناد سے کہتے ہیں

---

[1] اس میں دوسری آیت اور ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے آیت یہ ہے هل ندلكم على رجل ينبكم اذ مزقتم كل مسرق انكم لفى خلق جديد افترى على الله كذبا جنة' یعنی وہ کافر کہتے ہیں کہ آؤ لوگو تمہیں ایک ایسا شخص دکھائیں جو کہتا ہے کہ جب تم مر کر پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو پھر اٹھو گے کیا یہ اللہ پر افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار آنحضرت کی تعلیم کو جنون کہتے تھے جس کی نفی قرآن شریف میں کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ هذا ذكر من سعى ومن ذكر من قبلى یعنے یہی تعلیم میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلے لوگوں کو نصیحت ہے اور ایک مقام پر فرمایا فستبصرون ويبصرون بايكم المفتون یعنی تم اور وہ دیکھ لوگے کہ کس کے دماغ میں فتور ہے۔پس اس آیت کو اس حدیث سے تعارض نہیں جو بخاری کی روایت سے آئی ہے کہ آنحضرت کو ایک عورت نے جادو کر دیا تھا تو آپ پر اس کا اتنا اثر ہوا تھا کہ کسی کئے کام کو نہ کیا جانتے اور نہ کئے کو کیا سمجھتے۔یہ حالت آپ کی بہت ہی تھوڑی دیر رہی یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام کے بتانے سے آپ اس مقام پر پہنچے جہاں پر جادو کا سامان رکھا تھا۔پھر آپ نے اسکو نکال کر پھینک دیا۔بعض منکرین حدیث اس حدیث کو پیش کیا کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کو مسحور کہنے والوں کو ظالم کہہ کر آپ کے مسحور ہونے سے انکار کیا گیا ہے مگر حدیث میں آیا ہے کہ آپ مسحور ہوئے پس یہ حدیث غلط ہے اس کا جواب ہماری پہلی تقریر سے مل سکتا ہے کہ قرآن شریف میں جس مسحوریت کی نفی کی گئی ہے وہ تعلیم کی حیثیت سے تھی جو کفار آپ کی تعلیم کو کبھی سحر کبھی شعر کبھی ساحر کبھی مسحور کہتے تھے یہ ان کا دعوی نہ تھا کہ واقعی اس کو سحر ہے بلکہ اس کلام کو مجنونانہ کلام سے تشبیہ دیتے تھے جیسے اردو میں کہتے ہیں کیا پاگلوں کی سی باتیں کرتا ہے۔تو اس کلام سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ واقعی وہ پاگل ہے بلکہ اس کلام کو غلط کہنا اصل مدعا ہوتا ہے۔اسی طریق سے کافروں کا مطلب تھا جس کی نفی قرآن میں کئی ایک جگہ کی گئی ہے اور حدیث صحیح میں جو آیا ہے وہ واقعی سحر تھا جس کا اثر بھی بہت ہی محدود وقت تک رہا تھا۔غرض جس مسحوریت کی مخفی قرآن شریف میں کی گئی ہے وہ اور ہے جس کا ثبوت حدیث میں ہے وہ اور ہے پس تعارض نہیں۔(منہ)

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو تیرے لئے اس سے بہتر کئی ایک باغ بنادے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور

الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ

تیرے لئے بڑے بڑے محل بنوا دے۔ بلکہ قیامت کی گھڑی کو جھوٹ جانتے ہیں اور قیامت کی گھڑی کو جھٹلانے والوں

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

کے لئے ہم نے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے جب یہ اس کو دور سے دیکھیں گے تو اس کا جوش و خروش اور ہیبت ناک آواز

وَّزَفِيْرًا ۝۱۲ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝۱۳ۭ لَا

سنیں گے اور جب جکڑے ہوئے اس میں کسی تنگ مکان کے اندر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے آج

تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝۱۴ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ

تم ایک موت نہ پکارو بہت موتیں پکارو۔ تو کہہ کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ کے باغ جو

جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝۱۵ لَهُمْ

متقیوں کو وعدہ کئے گئے ہیں جو ان کی جزا اور ٹھکانہ ہو گا جو چاہیں گے ان کو

فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝۱۶ وَيَوْمَ

وہاں ملے گا ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے پروردگار کے ذمہ مانگے جانے کے لائق ہے اور جس روز اللہ

يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ

ان کو اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کر کے کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا

ورنہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے۔اگر چاہے تو تیرے لئے اس باغ سے جس کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں بہتر کئی ایک باغ بنادے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور تیرے لئے بڑے بڑے محل بنوادے جو بادشاہوں کے ہاں بھی نہ ہوں مگر انکو کیا معلوم کہ قدرت اور ہے حکمت اور ہے اس لئے گو خدا قادر ہے مگر اس کے ہاں قانون حکمت اور ہے اس لئے یہ لوگ اس قانون ہی کو نہیں بلکہ قیامت کی گھڑی کو جھوٹ جانتے ہیں اور قیامت کی گھڑی کو جھٹلانے والوں کے لئے ہم نے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔جب یہ اس کو دور سے دیکھیں گے تو اس کا جوش و خروش اور ہیبت ناک آواز سنیں گے اور جب ہاتھ پیر جکڑے ہوئے اس میں کسی تنگ مکان کے اندر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے کہ ہائے موت کسی طرح آجائے تو ہم چھوٹ جائیں جواب ملے گا کہ آج تم ایک موت نہ مانگو ایک سے تو تمہاری جان کیا نکلے گی ایسی دکھی جانوں کے لئے بہت موتیں مانگو تاکہ بہت سی موتیں مل کر شاید تمہارا کام پورا کر سکیں یہ بات بھی تو ان کو ایک حسرت دلانے کے لئے ہو گی ورنہ وہاں نہ ایک موت آئے گی نہ متعدد موتیں مار سکے گی۔اے نبی تو ان سے کہہ کیا یہ دوزخ کی مصیبت بہتر ہے یا ہمیشہ کے باغ جو متقیوں کو وعدہ دیے گئے ہیں جو ان کی نیکیوں کی جزا اور آخری ٹھکانہ ہو گا۔جو چاہیں گے ان کو وہاں ملے گا۔ہمیشہ ان نعمتوں میں رہیں گے یہ وعدہ کچھ ایسا ویسا نہیں بلکہ تیرے پروردگار کے ذمہ مانگے جانے کے لائق ہے بندوں کو چاہیے کہ اپنی دعاؤں میں کہا کریں اے[1] خدا جو وعدہ تو نے اپنے رسول کی معرفت کیا ہے وہ ہم کو مرحمت فرما اور ایک بات سنو کہ جس روز خدا ان کو اور جن بندگان خدا کو

[1] یہ دعا چوتھے پارہ کے گیارھویں رکوع میں آئی ہے ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیمته انك لا تخلف المیعاد

هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ

یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں خود لائق نہیں کہ تیرے سوا

اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا

کسی کو اپنا کار ساز بنائیں لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودہ کیا یہاں تک کہ ہدایت کی بات کو

الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

بھول کر تباہ ہونے والی قوم بن گئے تو انہوں نے تو تمہاری ساری باتوں میں تکذیب کر دی اب تم عذاب کو ٹال

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

نہیں سکو گے اور نہ مدد کر سکو گے اور جو تم میں سے ظالم ہو گا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے ہم نے تجھ سے پہلے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ

کتنے رسول بھیجے ہیں۔ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے

فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ

تھے اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے کیا تم بھی صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار سب

رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾ ع

کچھ دیکھتا ہے

اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کر کے کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے وہ کہیں گے تو پاک ہے ہماری کیا مجال تھی کہ ہم تیرے بندوں سے اپنی عبادت کرا کر گمراہ کرتے جس حال میں کہ ہمیں خود لائق نہیں کہ تیرے سوا کسی کو اپنا کار ساز بنائیں لیکن انکی گمراہی کا باعث یہ ہے کہ تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو ان کی گردن کشی اور تکبر پر مواخذہ نہ کیا بلکہ آسودہ کیا یہاں تک کہ ہدایت کی بات بھول گئے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمارے یہ کام خدا کو یا تو پسندیدہ ہیں یا کم از کم موجب عتاب نہیں پس وہ اپنے افعال قبیحہ پر مصر رہے اور تباہ ہونے والی قوم بن گئے

اس گفتگو کے بعد ان مشرکوں کو کہا جائے گا کہ لو انہوں نے تو تمہاری ساری باتوں میں تکذیب کر دی اب تم اپنے سے عذاب کو نہیں ٹال سکو گے اور نہ اپنی مدد کر سکو گے اور سنو جو تم میں سے ظالم ہو گا ہم اس کو آخرت میں بڑا عذاب چکھائیں گے بھلا یہ ظلم نہیں تو کیا ہے کہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول سچا ہوتا تو کھانا کیوں کھاتا پانی کیوں پیتا بازاروں میں کیوں چلتا ہے؟ حالانکہ ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور حسب ضرورت بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ ہم نے قدرتی طور پر تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے یعنی قدرتی طور پر ایک دوسرے کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے مگر اللہ کے بندے صبر ہی کیا کرتے ہیں کیا تم بھی ان نیک لوگوں کی طرح صبر کرو گے؟ یا نہیں تم سے امید ہے کہ تم اپنے پروردگار پر پورا بھروسہ کرو گے کیونکہ اس کا تم سے وعدہ ہے اور تمہارا پروردگار سب کچھ دیکھتا ہے جو جس لائق ہوتا ہے اسے دیتا ہے مگر جو لوگ نادان ہوتے ہیں وہ خدائی راز کو نہیں پا سکتے اور معترض ہوتے ہیں

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰي

اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں آئے یا ہم بچشم خود اپنے پروردگار کو دیکھیں

رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ

حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھے بیٹھے ہیں اور بہت بڑھ گئے ہیں جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے

لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ

تو اس روز ان لوگوں کے لیے مژدہ نہ ہو گا اور کہیں گے کہ دور دور دفع ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ

اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ہوں گے تو ان کو دھول کی طرح بیکار کر دیں گے۔ اصحاب الجنت اس روز اچھے ٹھکانے

يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ

والے اور عمدہ خوابگاہوں میں ہوں گے اور جس دن آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائے گا' اور

وَنُزِّلَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا

فرشتے اتارے جائیں گے اس روز اصلی حکومت خدائے مہربان کی ہو گی کافروں پر وہ دن

عَلَي الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝

بڑا ہی سخت ہو گا

دیکھو تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے یعنی قیامت کے منکر ہیں رسول کے کافر ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ شخص محمد ﷺ جو کہتا ہے کہ مجھ پر فرشتے آتے ہیں۔ ہم پر فرشتے کیوں نہیں آئے۔ ہم تو تب مانیں گے کہ ہم پر بھی فرشتے آئیں یا ہم بچشم خود اپنے پروردگار کو دیکھیں۔ اس شخص میں کیا برتری اور فضیلت ہے کہ اس پر فرشتے آتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے۔ حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھے بیٹھے ہیں اور حد مقررہ انسانیت سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ

کلاہ خسروی و تاج شاہی بہر کل کے رسد حاشا و کلا

یہ جانتے نہیں کہ فرشتوں کا نزول اور دکھائی دنیا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو بمرتبہ نبوت ہوتا ہے یا بمرتبہ ہلاکت جو بوقت موت نظر آتے ہیں۔ نبوت کا درجہ تو ان کو ملنے سے رہا۔ البتہ موت کا وقت باقی ہے۔ سو جس روز یعنی موت کے وقت یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس روز ان مجرموں کے لئے مژدہ نہ ہو گا بلکہ سخت روئیں گے اور کہیں گے کہ دور۔ دور۔ دفع۔ فرشتوں کی ڈراؤنی صورتیں دیکھ کر چاہیں گے کہ کسی طرح یہ بدوضع صورتیں ہمارے سامنے سے ہٹ جائیں۔ ادھر ان کی یہ حالت ہو گی ادھر ہم (خدا) ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہونگے تو ان کو دھول کی طرح بیکار کر دیں گے۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لئے کفر و شرک سے خالی ہونا بھی ضروری شرط ہے۔ اسی لئے تو جو لوگ ان دونوں عادات قبیحہ سے دور ہونگے وہی نجات کے حق دار ہونگے جن کا نام اصحاب الجنتہ ہے۔ بس اصحاب الجنت اس روز اچھے ٹھکانے والے اور عمدہ بستروں اور خوابگاہوں میں ہونگے۔ اور سنو جس دن آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائے گا اور فرشتے ہر طرف سے دنیا کو تباہ کرنے کے لئے اتارے جائیں گے اس روز ظاہر باطن کی اصلی حکومت صرف خدائے مہربان کی ہو گی۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا کی صفت رحمانیت کا ظہور ہو گا۔ تاہم کافروں پر وہ دن بڑا ہی سخت ہو گا کیونکہ دنیا میں ان کی شرارت حد سے متجاوز ہو چکی ہو گی

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہے گا کاش کہ میں رسول کے ساتھ راستہ اختیار

سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ
کرتا ہائے میری کم بختی؟ میں فلاں کو دوست نہ بناتا اس نے مجھے ہدایت پہنچنے کے بعد ہدایت

الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ
سے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کی خواری میں لگا ہی ہوا ہے- رسول کہیں گے

الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ
خداوندا میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح ہم نے ہر ایک

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾
نبی کے دشمن مجرموں کو بنایا ہے اور تیرا پروردگار ہدایت کرنے اور مدد کرنے کو کافی ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ
اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں ایک ہی دفعہ تمام کا تمام قرآن کیوں اس پر نازل نہیں ہوتا اسی طرح

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾
اس کو متفرق نازل کرتے تاکہ تیرے دل کو ثابت رکھیں

اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس سے کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دین کا راستہ اختیار کر لیتا تو آج میری یہ بری گت نہ ہوتی- ہائے میری کم بختی میں فلاں شریر کو دوست نہ بناتا- اس نے مجھے ہدایت پہنچنے کے بعد ہدایت سے گمراہ کر دیا- کمبخت نے مجھے قرآن کی ہدایات پر عمل نہ کرنے دیا اور شیطان تو انسان کی خواری میں لگا ہی ہوا ہے اس لئے اس نے اپنے دام افتادوں کے ذریعہ سے مجھے گمراہ کیا- یہ تو ادھر چیختا ہو گا- ادھر رسول اللہ ﷺ کہیں گے خداوند میری قوم نے جن میں تو نے مجھے بھیجا تھا اس قرآن کو غلط جان کر چھوڑ دیا تھا- بتلاؤ ایسے وقت میں ان مجرموں کی کیسی گت ہو گی- ایک تو رسول خدا کی نالش- دوم خود مجرموں کا اعتراف- سوم خدا تعالیٰ کا علیم کل ہونا- یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان مجرموں کی خیر نہ ہو گی اور دنیا میں جو یہ لوگ شرارت اور فساد کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی طرح ہم نے ہر ایک نبی کے دشمن مجرموں کو بنایا ہے- جو عادتاً اور خصلتاً اس شرارت پر مجبور ہیں اور تیرا پروردگار خود اپنے بندوں کو ہدایت کرنے اور رد کرنے کو کافی ہے- جس میں جتنی استعداد ہوتی ہے اتنا مستفیض ہوتا ہے- مگر جو لوگ شرارت ہی میں روز و شب لگے رہتے ہیں وہ اور جو لوگ کافر ہیں خواہ مخواہ کے فضول اعتراضات کرتے رہتے ہیں- ان نالائقوں کو دیکھو ان کے کیسے خیال ہیں- کہتے ہیں کہ یہ نبی جو آیت اور سورت سورت سناتا ہے ایک ہی دفعہ تمام کا تمام قرآن کیوں اس پر نازل نہیں ہوتا- دیکھو تو یہ کیسا سوال ہے اگرچہ ایسا سوال کرنا ان کا حق نہیں تاہم ہم جواب دیتے ہیں کہ بات اس طرح ہے کہ ہم اس قرآن کو متفرق متفرق نازل کرتے ہیں تاکہ تیرے دل کو ثابت رکھیں- کیونکہ وحی الٰہی کا تحمل ایک دم مشکل ہے- ظاہری استادوں کے شاگرد بھی ساری کتاب ایک دم میں نہیں پڑھ سکتے- تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تو اتنے بڑے بوجھ کی برداشت ایک دم میں کر سکے اسی لئے ہم اس کو تھوڑا تھوڑا اتارتے ہیں اور آہستہ آہستہ پڑھاتے ہیں-

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ

اور جب کبھی وہ کوئی مثال تیرے پاس لائیں گے ہم اس کا درست جواب اور عمدہ بیان تجھے دیتے رہیں گے جو لوگ مونھوں پر جہنم کی طرف

عَلٰى وُجُوهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ ۙ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ

گھسیٹے جائیں گے وہی سب سے برے مرتبہ اور سب سے زیادہ گمراہ ہوں گے اور ہم نے موسیٰ

اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ أَخَاهُ هٰرُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا

کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارون کو اس کا وزیر بنایا پھر ہم نے کہا جاؤ

اذْهَبَآ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ

اس قوم کی طرف جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا پس ہم نے ان سب کو تباہ کر دیا اور نوح کی قوم

نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَأَعْتَدْنَا

نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی غرق کر دیا اور ہم نے ان کو تمام لوگوں کے لیے نشانی

لِلظّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُودَا۟ وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ

بنایا اور ظالموں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے عادیوں ثمودیوں، خندق والوں اور ان کے درمیان بہت سی قوموں

ذٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾

کو ہلاک کیا اور ہر ایک کے لیے مثالیں بتلائیں اور ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا

اور یہ لوگ یاد رکھیں کہ جب کبھی وہ کوئی مثال ابطال نبوت کی تیرے پاس لائیں گے ہم اس کا درست جواب اور عمدہ اور واضح بیان تجھے دیتے رہیں گے کبھی یہ نہ ہو گا کہ ان کا کوئی معقول اعتراض لاجواب چھوڑا جائے۔ ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ کہو کچھ سمجھیں کچھ۔ ہر بات میں الٹے چلیں گے۔ اسی لئے تو قیامت کے روز بھی ان کو الٹا ہی چلایا جائے گا۔ یعنی منہ کے بل سر نیچے کو اور پاؤں اوپر کو۔ پس یاد رکھیں کہ جو لوگ مونہوں پر جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے وہی سب سے برے مرتبہ والے اور سب سے زیادہ گمراہ ہونگے۔ اس لیے اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ اور ان کی جہالت سنو کہتے ہیں کہ یہ رسول کیسے آگیا۔ اس سے پہلے تو ہم نے کبھی کوئی رسول نہ دیکھا نہ سنا۔ حالانکہ ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے حضرت موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارون علیہم السلام کو اس کا وزیر اور مددگار بنایا۔ پھر ہم نے دونوں کو کہا جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا یعنی فرعون اور اس کی قوم کی طرف چنانچہ وہ گئے۔ جن کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ آخر تک تکذیب ہی پر اڑے رہے۔ پس ہم نے ان سب کو تباہ کر دیا۔ اور سنو نوح کی قوم نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی پانی میں غرق کر دیا اور ہم نے ان کے ساتھ ایسی کی کہ ان کو تمام لوگوں کے لئے نشانی بنایا۔ اور ظالموں کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان کے سوا عادیوں۔ ثمودیوں۔ خندق والوں (کو جو ایمان والوں کو آگ کی خندق میں گرا دیتے تھے) اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو ہلاک کیا اور ہر ایک کے لئے مثالیں بتلائیں۔ اور طرح طرح سے سمجھایا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانے۔ آخر کار ہمارا غضب بھڑکا اور ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

اور اس بستی پر بھی آتے جاتے ہیں جن پر بڑی بارش ہوئی تھی پھر کیا یہ اس کو دیکھتے نہیں؟

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا

بلکہ دوبارہ جی اٹھنے کا ان کو خیال ہی نہیں۔ اور جب تجھے دیکھتے ہیں تو تجھ سے مخول کرتے ہیں۔ کیا یہی وہ

الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا

شخص ہے جس کو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے۔ اس نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے پھرا ہی دیا تھا اگر ہم ان پر ثابت

عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

قدم نہ رہتے۔ جب عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون سب سے زیادہ گمراہ تھا۔ کیا

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ

تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنا رکھا ہو تو کیا ایسے لوگوں کا تو ذمہ دار ہوگا۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ

اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

ان میں سے بہت سے لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو بس چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے

اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ۧ

بھی گمراہ تر۔

اس واقعہ کو تو یہ بھی جانتے ہیں اور اس بستی پر بھی آتے جاتے ہیں۔ جن پر پتھروں کی بڑی بارش ہوئی تھی۔ پھر کیا یہ اس کو دیکھتے نہیں کہ کیسا ان کا کھلیان ہوا اور کیسے وہ تباہ ہوئے۔ مگر ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ دنیا میں سرشار ہیں بلکہ دوبارہ جی اٹھنے کا ان کو خیال ہی نہیں۔ اور ان کی بے وقوفی سنو اے نبی جب تجھے دیکھتے ہیں تو یہ نہیں کہ ہدایت حاصل کریں بلکہ تجھ سے ٹھٹھا مخول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے۔ توبہ توبہ یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے پھرا ہی دیا تھا۔ اگر ہم اپنی ہٹ دھرمی سے ان پر ثابت قدم نہ رہتے تو خدا جانے یہ کیا کر گزرتا۔ بھئی ایسے کو تو دور ہی سے سلام۔ خیر جانے دو جو چاہیں کہتے پھریں۔ آخر کار جب عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون سب سے زیادہ گمراہ تھا۔ اصل میں نہ کسی دین کے ہیں نہ کسی مذہب کے بلکہ اپنی ہوس کے بندے ہیں۔ کیا تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اپنا معبود اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہو۔ جو جی میں آیا کر لیا۔ خواہ شریعت اور عقل اجازت دے یا نہ دے۔ محض اپنی مرضی کے بندے ہیں۔ نہ کسی نبی کے نہ کسی ولی کے تابع اے نبی تو نے ایسے لوگ اگر نہ دیکھے ہوں تو ان کو دیکھ لے۔ تو کیا ایسے لوگوں کا تو ذمہ دار ہوگا۔ ہرگز نہیں تجھے ان سے کیا مطلب جو چاہیں کریں۔ اپنا سر کھائیں جھک ماریں۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ تیری باتوں کو سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں۔ توبہ توبہ ان کو سمجھنے سے کیا مطلب یہ تو بس چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور گمراہ تر۔ وہ تو اپنے مالک کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ مگر یہ ایسے نمک حرام ہیں کہ خدا کی نعمتوں کو کھائیں پئیں۔ لیکن بے فرمانی بھی کئے جائیں۔ پس ان سے تو سب کو ناامیدی ہے ان کا تو ذکر نہ کر۔ ہاں ایک کرشمہ قدرت تجھے بتلاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرا پرودگار سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے اور اگر خدا چاہے تو ہمیشہ اس کو ٹھہرا رکھتا۔ ہم نے سورج کو اس پر

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

راہنما بنایا ہے۔ پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو کھینچے جاتے ہیں۔ اور خدا وہ ذات ہے جس نے

لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو تمہارے لئے آرام اور دن کو چلنے پھرنے کے لیے بنایا۔ اور وہی ذات ہے جو اپنی رحمت سے

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾

پہلے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ اور ہم اوپر کی طرف سے پاک پانی اتارتے ہیں۔ تاکہ

لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَ

اس کے ساتھ خشک زمین کو تروتازہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے چارپاؤں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔ اور

لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

ہم نے تو یہ ان لوگوں میں مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے تاکہ نصیحت پاویں پھر بھی بہت سے لوگوں نے بجز ناشکری کے کچھ اختیار نہ کیا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرا پروردگار شب وقت سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے۔ تمام سیاہی سیاہی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ حکماء نے تحقیق کیا ہے شب کے وقت زمین کا سایہ زہرہ سیارہ تک پہنچتا ہے۔ اور اس کی شکل مخروطی مثل گاجر کے ہوتی ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو ہمیشہ اس کو ٹھہرا رکھتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ روشنی دنیا سے بالکل مفقود ہو جاتی۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا حسب مقتضاء حکمت کیا۔ اور ہم نے سورج کو اس پر راہ نما بنایا ہے۔ یعنی سورج سے سایہ کی پیمائش ہو سکتی ہے کہ کتنا ہے۔ پھر ہم (خدا) اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچے جاتے ہیں یعنی سورج سے رات کا سایہ معدوم ہوتا جاتا ہے۔ کیا یہ قدرت کا انتظام قابل غور نہیں ہے۔ اور سنو خدا وہ ذات بابرکات ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ لباس اور نیند کو تمہارے لئے آرام اور دن کو چلنے پھرنے اور کام کاج کے لئے بنایا۔ تاکہ تم اس کی روشنی میں چلو پھرو۔ اور سنو وہی ذات بابرکات ہے جو اپنی رحمت سے یعنی بارش سے پہلے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے جن سے تم سمجھ جاتے ہو کہ باران رحمت ہوگا اور ہم (خدا) اوپر کی طرف سے پاک پانی اتارتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ مردہ یعنی خشک زمین کو تروتازہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں چارپایوں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔ غرض یہ کہ تمام انتظام کائنات اسی سے ہے اسی لئے ہے جو شیخ سعدی مرحوم نے دو باتوں میں دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے

ابرو بادومہ وخورشید و فلک درکارند تا تونانے بکف آری و بغفلت نخوری

ایں ہمہ از بہر تو سرگشتہ وفرمانبردار شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

ہم نے تو یہ مضمون ان لوگوں کو مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت پائیں۔ مگر پھر بھی بہت سے لوگوں نے بجز ناشکری اور کفران کے کچھ اختیار نہ کیا۔ ایسی گمراہی سے ہٹانے کے لئے ہم نے تجھ کو رسول کر کے بھیجا ہے۔ اب یہ اسی پر معترض ہیں کہ فلاں بستی سے فلاں شخص رسول کیوں نہ ہوا۔ بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے- پس تو ان کافروں کی تابعداری مت کیجو اور اس قرآن کے مطابق ان

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ

سے بڑے زور کا جہاد کیا کر- وہ مالک وہ ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا ایک میٹھا مزیدار ہے اور ایک کڑوا

هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

کھاری ہے- اور ان دونوں کے بیچ میں ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی ہے- اور وہ ذات وہ ہے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ وَ

جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کے لیے رشتہ ولادت اور رشتہ دامادی بنایا- اور پروردگار تمہارا ہر کام پر قادر ہے- اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ

اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ ضرر-

اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو ہر بستی میں عذاب سے ڈرانے والا نبی بھیجتے جو خدا کے احکام بندوں کو سناتا- مگر تیری موجودگی میں اے نبی حاجت نہیں- تیری ہی روشنی سب اطراف میں پہنچ جائے گی- پس تو مستقبل مزاج رہ- اور ان کافروں سرکشوں کی کسی ناجائز کام میں تابعداری مت کیجو- بلکہ خوب مضبوطی سے ڈٹا رہ اور اس قرآن کے حکموں کے مطابق ان سے بڑے زور کا جہاد کیا کر- تقریر کے وقت تقریر سے- تحریر کے وقت تحریر سے- تلوار کے وقت تلوار سے- غرض جیسا موقع ہو ویسا برتاؤ کر نہ پیچھے ہٹو نہ ہٹنے کا خیال دل میں لاؤ- تم جانتے نہیں کہ کس مالک الملک نے تم کو یہ حکم دیا ہے- سنو وہ مالک الملک وہ ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا- تہ زمین میں دونوں قسم کے پانی موجود ہیں ایک میٹھا مزے دار ہے اور ایک کڑوا کھاری ہے- اور دونوں کے بیچ میں ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی ہے- مجال نہیں کہ کوئی ان میں سے دوسرے پر غلبہ پا سکے- اسی طرح جب تم بوقت ضرورت جہاد کرو گے تو کفار دب جائیں گے- گو وہ اپنے کفر پر جمے رہیں- مگر اہل اسلام کے ساتھ شرارت سے پیش نہ آئیں گے- بلکہ شیر بکری کی طرح ایک گھاٹ پانی پئیں گے- اور سنو وہ ذات پاک جس نے تم کو یہ حکم دیا ہے وہ ہے جس نے پانی سے آدمی کو اول پیدا کیا- پھر اس کے لئے رشتہ ولادت اور رشتہ دامادی بنایا- یعنی آدم کے بعد بنی آدم میں یہ سلسلہ قائم کیا کہ کوئی کسی کا بیٹا ہے تو کوئی کسی کا باپ علی ہذا القیاس کوئی کسی کا سسر ہے تو کوئی کسی کا داماد- اس طرح ان کے تعلقات بعیدہ کو قریب کیا جاتا ہے- کیونکہ انسان ان باتوں کا محتاج ہے- اور پروردگار تمہارا ہر کام پر قادر ہے- پھر یہ کیونکہ ممکن تھا کہ بندوں کو ایک بات کی حاجت ہو- اور خدا اس کے پورا کرنے پر قادر ہے تو ان کی حاجت بر آری نہ کرے- مگر ان مشرکوں کی حاجت بھی بالکل اس مثال کے مشابہ ہے جو کہی گئی ہے

کر مہائے تو مارا کرد گستاخ

جیسی جیسی خدا کی مہربانیاں ہوتی ہیں- ویسی ویسی ان کی سرکشی حد سے بڑھتی جاتی ہے- خدا کے احسانوں اور نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں- اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں نہ ضرر- یہی وہ دو وصف معبود میں ہونے ضروری ہیں کہ اس کی عبادت کرنے سے فائدہ ہو اور نہ کرنے سے ضرر- سو جب ان کے معبودوں میں دونوں نہیں تو پھر ان کی عبادت کیسی اور وہ معبود کیسے- اسی لئے تو ان کا یہ فعل عند اللہ قبیح ہے-

وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾

اور کافر اپنے پروردگار کی طرف پیٹھ دیے ہوئے ہیں۔ ہم نے تجھ کو محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾

تو کہہ کہ میں تم سے اس کام پر کوئی اجرت نہیں مانگتا ہاں یہ کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کر لے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

اور اسی دائمی زندہ پر بھروسہ کیجو جو کبھی نہ مرے گا اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتا رہیو اور وہ اپنے بندوں کے

خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

گناہوں سے پورا خبردار ہے۔ وہ وہی تو ہے جس نے آسمان اورزمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں۔ پھر

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

تخت پر بیٹھا۔ وہ نہایت ہی رحم کرنے والا ہے پس تو اس سے سوال کیا کر جو خبردار ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔

اور سچ پوچھو تو کافر اپنے پروردگار کی طرف گویا پیٹھ دیے ہوئے ہیں یعنی اس کی تعظیم جیسی چاہئے تھی۔ نہیں کرتے۔ بلکہ اس مالک الملک کو بھی دنیاوی بادشاہوں کی مثل سمجھ رکھا ہے کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے ایلچی اور نائب سلطنت کچھ نہ کچھ اختیارات رکھا کرتے ہیں جن اختیارات سے وہ کچھ نہ کچھ نفع یا ضرر رعایا کو پہنچا سکتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے رسولوں اور نائبوں میں یہ بھی وصف ہوتا ہوگا۔ حالانکہ یہ مثال غلط ہے اور نامطابق ہے۔ کیونکہ ہم (خدا) نے تجھ کو یا تجھ سے پہلے جس رسول کو بھیجا ہے محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔ نہ یہ کہ انتظامی امور میں کچھ دخل دے کر دنیا کا نائب السلطنت بنایا ہے۔ نائب تو بیشک ہیں مگر کاہے میں؟ صرف نیک کاموں پر خوشخبری اور برے کاموں پر ڈر سنانے میں۔ پس تو ان سے کہہ کہ میں تم سے اس تبلیغ کے کام پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ ہاں یہ میری مزدوری ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے پرودگار کی راہ اختیار کرے اور بس۔ گویا کسی شاعر کا شعر میرے ہی حق میں زیبا ہے کہ

سرمہ مفت نذر ہوں مری قیمت یہ ہے کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

یہ ان کو سنا اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تمام مخلوق کو ممکنات مالک الذات سمجھ کر اسی دائمی زندہ خدا پر بھروسہ کیجو جو کبھی نہ مرے گا۔ اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح و تہلیل پڑھتا رہیو۔ یعنی جب کوئی تکلیف کا وقت آئے تو خدائے حی القیوم کو پاکی کے ساتھ یاد کیا کر۔ اور یاد رکھ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا خبردار ہے کیونکہ وہ وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں۔ پھر تخت پر بیٹھا یعنی زمام سلطنت اس نے اپنے ہاتھوں میں رکھی۔ باوجود اس وسعت سلطنت کے وہ ظلم زیادتی کا روادار نہیں بلکہ نہایت ہی رحم کرنے والا مہربان ہے۔ پس تو اسی سے اپنے جمیع مطالب کا سوال کیا کر جو سب کے حال سے خبردار ہے۔ مگر ان بدکرداروں اور متکبروں سے الگ رہنا جن کے تکبر کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ

اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ

رحمان کی اطاعت کرو- کہتے ہیں رحمان کون ہے؟ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تو حکم دیتا ہے؟ اور ان کو نفرت

نُفُوْرًا ۞ تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ

زیادہ بڑھتی ہے- وہ برکت والی ذات ہے جس نے آسمانوں میں سیاروں کی منزلیں بنائیں اور ان میں ایک سورج اور چمکتا

قَمَرًا مُّنِیْرًا ۞ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ

ہوا چاند بنایا- اور رحمان وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا- یہ ان

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۞ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ

لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کریں یا شکر کرنا چاہیں- اور رحمن کے نیک بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جاہل

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۞ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۞

لوگ جب ان کا سامنا کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں- اور وہ ہیں جو رات اپنے پروردگار کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں

خدائے رحمان کی 'جو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے' اطاعت کرو اور اس کی نامرضی سے بچو تو کم بخت ایسے صاف اور سیدھے حکم کا جواب کیسا ٹیڑھا دیتے ہیں کہتے ہیں رحمان کون ہے؟ کیا ہم اس کی اطاعت کریں اور اس کی بندگی کریں جس کا تو حکم دیتا ہے؟ تیرے کہنے سے تو ہم کبھی نہ کریں گے- چاہے تو جو کچھ بھی کہے گا ہم اس کا الٹ ہی کریں گے- گویا ان کا اصول ہے

جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے تو تم ڈالو ناؤ اندر بھنور کے

بھلا ایسی بے عقلی پر جو کچھ یہ کریں کیا کم ہے- اسی لئے تو یہ اتنا اتراتے ہیں اور ان کی نفرت زیادہ بڑھتی ہے- حالانکہ رحمان کو خوب جانتے ہیں کہ وہ تمام دنیا پر رحم کرنے والا ہے- اگر کسی ایسے ہی کم عقل کو معلوم نہ ہو تو وہ سن رکھے کہ وہ رحمان بڑی برکت والی ذات بابرکت ہے- جس نے آسمانوں کو بنایا اور آسمانوں میں سیاروں کی منزلیں بنائیں جن میں بارہ مہینوں کے حساب سے وہ چلتے ہیں- اور ان آسمانوں میں ایک روشن چراغ سورج اور چمکتا ہوا دیا یعنی چاند بنایا- سچ پوچھو تو تمام دنیا کے ضروری سامان انہی دو سیاریوں سے مہیا ہوتے ہیں- اور سنو رحمان وہ ذات بابرکات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا- گو یہ نعمتیں تو سب لوگوں کے لئے ہیں- مگر یہ ذکر اور بیان خاص کر ان لوگوں کے لئے ہے جو قدرتی نظام پر توجہ کر کے نصیحت حاصل کریں یا خدا کی مہربانیوں کو دیکھ کر اس کا شکر کرنا چاہیں- یہ تو ہوا رحمان کی صفات کا بیان- اب رحمان کے بندوں اور ان کے اعمال کا بیان (تاکہ تم ان کی چال چلو) غور سے سنو اللہ رحمان کے نیک بندے اور سچے تابعدار وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں- غرور اور تکبر کا تو نام بھی نہیں جانتے- ان کے ہر ایک کام میں حلم اور بردباری ہوتی ہے- اور ہر ایک کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور جاہل لوگ جب ان کا سامنا کرتے ہیں تو وہ رحمٰن کے بندے بجائے ان سے مقابلہ کرنے کے سلام کہتے ہیں اور راستہ سے گزر جاتے ہیں- اسی لئے تو شیخ سعدی مرحوم نے یہ لکھا ہے

زجاہل گریزندہ چوں تیر باش نیا میختہ چوں شکر شیر باش

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں- شب کو مناسب[1] وقت تک آرام کر کے باقی وقت عبادت میں لگاتے ہیں

[1] قلیلا من الیل مایھجعون کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا رکھیو- اس کا عذاب بڑا بھاری مصیبت ہے- وہ تو

غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا
بہت ہی برا ٹھکانہ اور بہت ہی برا مقام ہے- اور وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی میں

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اڑاتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں ان کی روش اس کے درمیان ہوتی ہے- اور وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
پکارتے اور جس جان کے مارنے سے خدا نے منع کیا ہے اس کو ناحق نہیں مارتے اور نہ زنا کرتے ہیں- اور جو کوئی یہ کام

ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝
کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا- قیامت کے روز اس کو دہرا عذاب ہو گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو گا-

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
لیکن جن لوگوں نے توبہ کر کے نیک عمل کیے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر

حَسَنٰتٍ ؕ
دے گا

اور وہ لوگ رحمان کے بندے ہیں جو دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا رکھیو کیونکہ اس کا عذاب بڑی بھاری مصیبت ہے خدا کی پناہ وہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ اور بہت ہی برا مقام ہے خداوند ہم کو اس سے بچائیو اس وصف کے علاوہ اور اوصاف بھی ان میں ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ خدا کے بندے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی میں اڑاتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں یعنی نہ تو ان کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ

گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو!

اور نہ وہ پیسہ کے ایسے مرید ہوتے ہیں

گر جان طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن درین ست

بلکہ ان کی روش اس کے درمیان مضبوط ہوتی ہے اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں یعنی ان میں یہ وصف بھی ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہیں پکارتے بس یہی ان میں اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اسی پر ان کی نجات کا مدار کار ہے ان کا مذہب کیا ہے؟ جس کا خلاصہ پندنامہ میں لکھا ہے

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

اور جس جان کے مارنے سے خدا نے منع کیا ہے اس کو ناحق وہ قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کام برے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا قیامت کے روز بسبب شرک کفر کے ہر ایک گناہ پر مومن گناہگاروں کی نسبت سے اس کو دہرا عذاب ہو گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لئے ذلیل خوار رہے گا- لیکن جن لوگوں نے ایسے گناہوں سے توبہ کر کے نیک عمل کیے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا کیونکہ خدا کو بندوں کی توبہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى
اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ جو کوئی توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں وہی اللہ کی طرف

اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾
جھکتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جو بے ہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بے ہودگی کے پاس سے ان کا گذر ہوتا ہے تو اعزاز و کرام سے

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَ
گزر جاتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو پروردگار کے احکام سے ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا
ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا

لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
امام بنا۔ ان ہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بالا خانے ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے

تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾
ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔

اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے وہ کیوں نہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کرے جبکہ دنیا میں کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل لوگ بھی اپنے نوکروں اور ماتحتوں کو توبہ کرنے پر معاف کر دیتے ہیں خدا تو چشمہ رحمت ہے مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ توبہ صرف زبان سے نہ ہو بلکہ توبہ کے بعد اعمال صالح بھی ہوں اس لیے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے جو کوئی توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں حقیقت میں وہی اللہ کی طرف جھکتے ہیں ایسے لوگوں ہی کے لیے یہ حکم ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والے ایسے ہیں گویا انہوں نے گناہ کیے ہی نہیں۔ نہ کہ وہ جن کا یہ قول ہو کہ

شب کو مئے خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ایسے لوگوں ہی کے حق میں ہے

ترا توبہ زیں توبہ اولے ترست

اور سنو رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو فضول بات اور بیہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بیہودگی کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے تو باعزاز و اکرام طرح دے کر گزر جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسی فضولیوں کا دیکھنا بھی برا ہے اور شریک ہونا تو اس سے برا اور رحمان کے نیک بندے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو پروردگار کے احکام سے ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے یعنی اس طرح سے نہیں سنتے کہ گو سنا ہی نہیں بلکہ اس طرح سے سنتے ہیں کہ ان پر عمل بھی کریں اور اللہ کے نیک بندے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے حال پر بھی رحم فرما مگر ہماری درخواست یہ بھی ہے کہ ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر یعنی وہ ایسے نیک بختی کے کام کریں کہ ہمیں راحت جان ہو اور ہم سب گھرانے والوں کو نیک بختی میں ایسا درجہ مرحمت فرما کہ ہم کو متقیوں کا امام بنا یعنی اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہم کو نصیب ہو۔ پس یہ جملہ اوصاف جن لوگوں میں ہوں گے وہی اللہ کے نیک بندے ہیں ان ہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بہشتوں میں بالا خانے ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے' جو بہت ہی اچھا ٹھکانا اور بہت ہی موزوں جگہ ہے- تو کہہ دے کہ اگر تم خدا کی عبادت نہ کرو تو خدا کو بھی

دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

تمہاری پرواہ نہیں سو تم نے جھٹلایا ہے پس وہ تم کو چمٹ جائے گا-

ع ۶ / ۱۷

سورت الشعراء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے-

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

میں ہوں بڑی وسعت والا- پاکی والا- سلامتی والا- یہ احکام روشن کتاب کے ہیں- شاید تو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

خودکشی کر لے گا- اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی ایسا نشان ان پر اتاریں کہ ان کی گردنیں اس کے

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝

سامنے جھک جائیں-

ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے جو بہت ہی اچھا ٹھکانہ اور بہت ہی موزوں جگہ ہے لیکن یہ سب انہی لوگوں کے لئے ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں- اسی سے حاجات چاہتے ہیں کیونکہ وہ مالک ہے اور وہ بندے ہیں- بندے اپنے مالک کے ہو کر رہیں گے تو عزت پائیں گے نہیں تو ذلیل ہوں گے اسی لیے کسی اہل دل نے کہا ہے

اپنے بندوں سے جو چاہو سو بیداد کرو پر کہیں دل میں نہ آجائے کہ آزاد کرو

چونکہ اصل عزت بندوں کی یہی ہے کہ خدا کے ہو کر رہیں اس لیے اے نبی تو ان سے کہہ دے کہ اگر تم خدا کی عبادت نہ کرو تو خدا کو بھی تمہاری پرواہ نہیں اور نہ تمہاری کچھ عزت اس کے ہاں ہو گی- پس خدا کے ہاں عزت چاہتے ہو تو اس کے ہو کر رہو نہیں تو یاد رکھو ؎

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت! بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

سو تم نے بجائے ماننے کے اس کے حکموں کو جھٹلایا ہے پس وہ یعنی اس کا عذاب تم کو چمٹ جائے گا- ذرا ہوش سے رہنا اعاذنا اللہ منہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

سورت الشعراء

میں ہوں بڑی وسعت والا- پاکی والا- سلامتی والا- یہ احکام روشن کتاب کے ہیں پس تو ان کی تعمیل میں سرگرم رہ اور جو نہ مانے اس کی طرف التفات نہ کر شاید تو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے خودکشی کر لے گا تجھے ان کی ایسی کیا پڑی ہے ان کو سپرد بخدا کر- اور یہ جان رکھ کہ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی ایسا نشان ان پر اتاریں کہ ان کی گردنیں ان کے سامنے جھک جائیں ایسی کوئی آفت بھیج دیں کہ کوئی بات نہ بن پڑے-

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⁽⁵⁾

اور جو کوئی نئی نصیحت اللہ مہربانی طرف سے ان کو پہنچتی ہے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں-

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ⁽⁶⁾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى

سو انھوں نے جھٹلایا ہے پس جن باتوں پر ہنسی کرتے ہیں ان کی خبریں ان کے پاس آ جاویں گی- کیا انھوں نے زمین کی طرف

الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⁽⁷⁾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

کبھی نظر نہیں کی کہ کیا عمدہ عمدہ اقسام کی چیزیں ہم نے اس میں پیدا کی ہیں- کچھ شک نہیں کہ اس میں ایک دلیل ہے لیکن ان میں کے

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ⁽⁸⁾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⁽⁹⁾ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ

بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے- اور تیرا پروردگار بڑا غالب اور بڑا رحم کرنے والا ہے- اور جب تیرے پروردگار نے

مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⁽¹⁰⁾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ⁽¹¹⁾ قَالَ

موسیٰ کو پکار کر کہا کہ ظالم قوم کے پاس جا- کیا وہ ڈرتے نہیں- موسیٰ نے کہا

رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ⁽¹²⁾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي

میرے پروردگار مجھے خوف ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے- اور میرا سینہ بھچتا ہے اور میری زبان رکتی ہے

فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ⁽¹³⁾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ⁽¹⁴⁾ قَالَ كَلَّا ۖ

پس تو ہارون کو رسول بنا- اور ان کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے- لہذا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں خدا نے فرمایا ہرگز

اور اب تو ان کی یہ حالت ہے کہ جو کوئی نئی نصیحت اللہ مہربان کی طرف سے بذریعہ قرآن ان کو پہنچتی ہے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں سو اب تو انہوں نے صاف صاف جھٹلایا ہے پس جن باتوں پر یہ ہنسی کرتے ہیں ان کی صحیح صحیح خبریں ان کے پاس آجائیں گی اس وقت جانیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- یہ جو خدا کے آثار قدرت سے انکار کرتے ہیں- کیا انہوں نے زمین کی طرف کبھی نظر نہیں کی کہ کیا کیا عمدہ اقسام کی چیزیں ہم نے اس میں پیدا کی ہیں- کچھ شک نہیں کہ اس میں خدا کی قدرت کی ایک بڑی دلیل ہے لیکن ان میں کے بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے محض ضد پر اڑے بیٹھے ہیں اور تیرا پروردگار چونکہ بڑا غالب اور بڑا رحم کرنے والا ہے اس لیے وہ جلدی نہیں پکڑتا یہ تو ابھی "کے آمدی و کے پیر شدی" ہیں کیا ان سے پہلے بڑے بڑے بادشاہ جو ہزاروں لاکھوں آدمیوں پر حکومت رکھتے تھے جب ان کی شرارت حد کو پہنچ گئی تو آخر خدائی قہر نے ان کو بھی نہ چھوڑا کیا تجھے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا قصہ معلوم نہیں جب تیرے پروردگار نے موسیٰؑ کو پکار کر کہا کہ ظالم قوم فرعونیوں کے پاس جا کیا وہ ڈرتے نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ چونکہ بڑے متکبر اور دنیاوی تنعم میں سرشار ہیں میری تکذیب کریں گے اور طبعی طور پر میرا سینہ بھچتا ہے- اور میری زبان کچھ بولنے سے بھی رکتی ہے پس تو میرے بھائی ہارون کو رسول بنا کہ وہ بھی میرا ساتھ دے تاکہ دونوں مل کر سرکاری خدمت بجالائیں اور تسکین خاطر سے رہیں اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جو موجب خطرہ ہے کہ ان کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے جو ان کا ایک آدمی غلطی سے مارا گیا تھا- لہذا مجھے خوف ہے کہ وہ اس کے عوض مجھے قتل نہ کر دیں خدا نے فرمایا ہرگز تمہیں نہیں مار سکیں گے-

فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ

نہیں پس تم ہمارے نشانوں کے ساتھ جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہوں گے- تم دونوں فرعون کے پاس جا کر اس سے کہو کہ ہم رب العلمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا

کے رسول ہیں- کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے- فرعون بولا کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ

وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ

سا پرورش نہیں کیا اور تو ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال رہ چکا ہے- اور تو نے وہ کام بھی کیا ہوا جسے تو بھی جانتا ہے

وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ

اور تو بڑا ہی ناشکرہ ہے- موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام بے شک کیا تھا مگر جب میں خود بھی گمراہوں میں تھا پھر جب میں

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ

تم سے ڈرا تو بھاگ گیا اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا اور مجھے رسولوں کی جماعت سے کیا- اور یہ بھی کوئی

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ

احسان ہے جو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے- فرعون نے کہا وہ رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾

کون ہے

پس تم ہمارے نشانوں کے ساتھ جاؤ ہم بھی وہاں تمہارے ساتھ سنتے ہوں گے غرض تم دونوں فرعون کے پاس جا کر اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں- تیری طرف حکم لے کر آئے کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ناحق ان کو تنگ نہ کر- ان کی تکلیف کے خاتمہ کے دن آ گئے ہیں اور تیرے ظلم کی انتہا ہونے کو ہے- جب یہ پیغام فرعون نے سنا تو بولا واہ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ "مینڈکی کو زکام" واہ رے کل کا ہمارا بچہ اور آج لگا ہمیں ہی سنانے- کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ سا پرورش نہیں کیا اور تو ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال رہ چکا ہے اور تو نے وہ کام قتل بھی کیا ہوا ہے جسے تو بھی جانتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو تو بڑا ہی ناشکرہ ہے حضرت موسیٰؑ نے اس کی پرورش کا تو انکار نہ کیا کیونکہ وہ واقعی تھا- نہ ان میں رہنے سے انکار کیا کیونکہ وہ بھی ٹھیک تھا- تیسری بات کا بھی انکار نہ کیا مگر توجیہ کرنے کو کہا میں نے وہ قتل والا کام بے شک کیا تھا مگر جب میں خود بھی گمراہوں میں تھا یعنی میں اس حالت میں نہ نبی تھا نہ مامور اور سچ تو یہ ہے کہ وہ کام ہوا بھی مجھے سہوا تھا پھر بھی جب میں تم سے ڈرا تو مدین کی طرف بھاگ گیا چونکہ میں یقیناً بے قصور تھا کیونکہ وہ خون میرے ارادہ سے نہ ہوا تھا اس لیے خدا نے مجھے بخش دیا اور میرے پروردگار نے مجھے نبوت کا حکم دیا اور محض اپنی مہربانی سے مجھے رسول کی پاک جماعت سے کیا اور یہ بھی کوئی احسان ہے جو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے مجھے پرورش کیا تو کیا ہوا اول میری پرورش ہی اس نیت سے کی تھی کہ تمہارا ارادہ مجھے متبنّٰے بنانے کا تھا دوئم کسی شخص پر احسان کر کے اس کی تمام قوم پر ظلم کرنا کون دانا اس کو احسان میں شمار کرے گا جس کو ذرہ بھی قومی سوز ہو گا- وہ بھی سراسر اس کو ظلم سمجھے گا موسیٰ علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر فرعون نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ جس رب العالمین کی طرف سے تم دونوں رسول ہونے کو مدعی ہو وہ رب العالمین کون ہے؟ یعنی اس کی ماہیت کیا ہے؟

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ

موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کا پروردگار ہے- اگر تم لوگ یقین کرنے والے ہو- فرعون نے اپنے

حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

ارد گرد والوں سے کہا کیا تم نہیں سنتے- موسیٰ نے کہا وہ رب العالمین تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے- فرعون بولا تمہارا

الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ

یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے- موسیٰ نے کہا مشرق مغرب اور ان دونوں کے درمیانی چیزوں کا پروردگار ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰــهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ

اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو- فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں

الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝

بھیج دوں گا

موسیٰ نے کہا خدا کی ماہیت اور ذات کو تو کوئی پا نہیں سکتا البتہ اس کی صفات کا علم ہو سکتا ہے پس سنو کہ وہ تمام آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے- اگر تم لوگ سچی بات پر یقین کرنے والے ہو تو اس پر یقین کرو یعنی تمام کائنات سماوی اور ارضی اس کے پروردے ہیں اور ہر ایک چیز اس کی ہستی کا ثبوت دے رہی ہے پس تم بھی اس بات پر غور کرو فرعون نے اس کا تو کوئی معقول جواب نہ دیا البتہ بطور تمسخر اور طرح دینے کے اپنے ارد گرد والوں سے جو خوشامدی اس کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے کہا کیا تم نہیں سنتے یہ کیا کہتا ہے کیسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے کہ رب العالمین وہ ہے یہ ہے ارے میں تو موجود ہوں مجھے تو دیکھتا نہیں جو تم سب کی پرورش کر رہا ہوں مجھے چھوڑ کر اوروں کے پیچھے پڑا پھرتا ہے حضرت موسیٰ نے سمجھا کہ یہ معاندانہ حاضرین پر اپنا رعب ڈالنا چاہتا ہے اس لیے انہوں نے کہا اے حاضرین تم لوگ اس وقت جو بحکم

اگر شاہ روز را گوید شب ست ایں   بباید گفت اینک ماہ پروین

بادشاہ کی خوشامد میں ہاں میں ملا رہے ہو- سنو وہ رب العالمین تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے اسی نے تم سب کو اور تمہارے سابقہ باپ دادا کو پرورش کیا تم اتنا نہیں سوچتے ہو کہ اس فرعون کی عمر جتنی کہ اس وقت ہے اگر یہ رب ہے تو اس سے پہلے تمہارا کون پروردگار تھا یہ سن کر فرعون کو بڑی تشویش ہوئی کہ مبادا تمام عمائد اور ارکان سلطنت اس کی طرف مائل ہو جائیں تو بطور تمسخر کے بولا اے حاضرین تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے دیکھو تو کیسی دور از عقل باتیں کرتا ہے کہ موجود حاضر کو چھوڑ کر نا موہوم غیر حاضر کی طرف جاتا ہے موسیٰ سلام اللہ علیہ نے کہا واہ خدا کو ماننا اگر دیوانہ پن ہے پھر تو عقل تمام جہان سے مفقود کیونکہ

جہاں مفتق بر آلہیتش

رب العالمین مشرق مغرب اور ان دونوں کی درمیانی چیزوں کا پروردگار ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو تو سمجھو- فرعون سے جب کچھ نہ بن پڑا تو آخر کار اس نے وہی کیا جو ایسے موقع پر ظالم کیا کرتے ہیں

چو حجت نماند جفا جوئے را   بہ پیکار گردن کنند روئے را

پس اس نے کہا بس مت بولو میں تمہیں ایک ہی بات کہتا ہوں کہ اگر تو نے میرے سوا اور معبود بنایا تو میں تجھے جیل خانہ کے قیدیوں میں بھیج دوں گا پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے-

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾

اس نے کہا اگر میں کوئی بین ثبوت لاؤں۔ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو وہ ثبوت پیش کر

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ

پس موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدہا ہو گیا۔ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی

لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ

نظر میں سفید تھا۔ فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں کو کہا کہ یہ شخص بڑا علم دار جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے علم و جادو

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖۗ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ

کے زور سے تمہارے ملک سے تم کو نکال دے پس تم کیا رائے دیتے ہو۔ انھوں نے کہا حضور اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے

فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۳۶﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ

اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیج دیجئے' جو حضور کے پاس ہر ایک علم دار جادوگر کو لے آویں۔ پس معین روز میں

اس فرعونی دھمکی نے حضرت موسیٰ پر کوئی اثر نہ کیا بلکہ کمال دلیری سے اس نے کہا اگر میں اپنے دعوی پر کوئی بین ثبوت لاؤں تو بھی تم مجھے قید کر دو گے؟ یہ سن کر کون دانا تھا جو یہ جواب دیتا کہ ہاں باوجود بین ثبوت ہونے کے بھی ہم تجھ کو قید ردیں گے اگر کوئی کہتا بھی تو کون اس جواب کو معقول تسلیم کرتا اس لیے فرعون نے یہ جواب تو نہ دیا بلکہ یہ کہا اگر تو سچا ہے تو وہ بین ثبوت پیش کر اور سامنے لا پس فرعون کا کہنا تھا کہ موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدہے ہو گیا۔ موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی نظر میں سفید چمکیلا تھا جب یہ کیفیت فرعون نے دیکھی تو حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر چونکہ بڑا مدبر تھا اسی لیے اس نے اپنے اردگرد کے سرداروں کے دل بڑھانے کو کہا یہ شخص بڑا ہی علم دار جادوگر ہے۔ تم جانتے ہو اس کی غرض وغایت کیا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے تم کو نکال دے اور خود بادشاہ بن بیٹھے پس تم اس بارے میں کیا رائے دیتے ہو ارکان سلطنت بھلا ایسے کہاں تھے کہ آزادی سے کلام کرتے جبکہ ان کا اصول ہی یہ تھا کہ

اگر شہ زور را گوید شب ست ایں   بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اس لیے انہوں نے بھی بیک زبان ہو کر کہا کہ مناسب ہے حضور اس کو اور اس کے بھائی دونوں کو کچھ دنوں تک مہلت دیجئے اور ملک کے تمام شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیج دیجئے جو حضور کے پاس ہر ایک علم دار جادوگر کو لے آئیں۔ وہی اس کا مقابلہ کریں گے گو ہم اس وقت بھی اسے یک دم مروا سکتے ہیں مگر اس سے عام بدخیالی پھیلے گی کہ لو جی موسیٰ نے تو سب کے سامنے ایک کمال دکھایا جب سرکار اس کے سامنے کوئی کمال دکھانے سے عاجز آگئی تو اس غریب کو مروا دیا اس لیے مناسب ہے کہ بحکم ؎

آہن را با آہن باید کوفت

اسی قسم کے لوگوں کو بلایئے حضور کے اقبال سے اس وقت ملک میں بہت سے ایسے لوگ مل جائیں گے چنانچہ فرعون نے یہ سن کر فرمان جاری کر دیا کہ ہاں جاؤ۔ سب جادوگروں کو ایک دم حاضر کرو کہ اس جادوگر سے مقابلہ کریں پس حکم کی دیر تھی کہ معین روز میں وقت مقررہ پر سب جادوگر

لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا

وقت مقرر پر سب جادوگر جمع ہو گئے- اور لوگوں سے کہا گیا کہ سب جمع ہو جاؤ- تاکہ ہم جادوگروں

نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا

کے پیچھے آویں اگر وہ غالب ہوں- سو جب جادوگر سب آئے تو انھوں نے

لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ

فرعون کو کہا کہ حضور اگر ہم غالب ہوئے تو ہم کو عوض بھی کچھ ملے گا- فرعون نے کہا ہاں تب تو تم

وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ

مقربوں سے ہو جاؤ گے- موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو کچھ ڈالنا چاہتے ہو ڈالو

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ

پس انھوں نے اپنی رسیاں اور پتلی پتلی لکڑیاں ڈال دیں- اور بولے فرعون کی عزت سے

اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا

ہم ہی غالب ہوں گے- پھر موسیٰ نے بھی اپنی لکڑی پھینک دی تو جو کچھ جادوگر جھوٹ موٹ کا جال بناتے

يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾

تھے سب کو چٹ کرتا جاتا تھا- پس وہ جادوگر سجدے میں گرائے گئے- بولے کہ ہم رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾

کا پروردگار ہے ایمان لائے

جمع ہو گئے اور لوگوں سے کہا گیا کہ فلاں وقت پر سب جمع[1] ہو جاؤ تاکہ ہم موسیٰ اور ہارون کو مغلوب کر کے ہرے ہرے کا نعرہ مارتے ہوئے ان جادوگروں کے پیچھے آئیں اگر وہ غالب ہوں سو حسب [illegible] ان شاہی جب میدان مقرر ہوا اور جادوگر سب آئے تو انہوں نے فرعون کو کہا کہ حضور اگر ہم غالب ہوئے تو ہم کو اس خدمت کا عوض بھی کچھ ملے گا یا یونہی مفت بیکار ہی میں محنت رائیگاں جائے گی فرعون نے کہا ہاں کیوں نہیں عوض تو کیا تب تو تم درباری مقربوں سے ہو جاؤ گے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے دریافت کرنے پر کہ ہم پہلے وار کریں یا تم کرو گے؟ ان سے کہا کہ جو کچھ ڈالنا چاہتے ہو ڈالو پس انہوں نے اپنی رسیاں اور پتلی پتلی لکڑیاں ڈال دیں اور بولے کہ فرعون کی عزت اور اقبال سے ہم ہی غالب ہوں گے پھر موسیٰ نے بھی اپنی لکڑی پھینک دی پس وہ تو عجیب قدرت کا نظارہ تھا کہ جو کچھ جادوگر جھوٹ موٹ کا جال بناتے تھے وہ موسیٰ کا عصا سب کو چٹ کرتا جاتا تھا ان بے چاروں کو کیا خبر تھی کہ ہم کس سے مقابلہ کر رہے ہیں انہوں [illegible] یہی سمجھا تھا کہ ہمارا مقابلہ موسیٰ سے ہے مگر جب ان کو اپنی غلطی کا اظہار ہوا اور بحکم "ولی را ولی مے شناسد" جاد[illegible] پہچان لیا کہ یہ کام جو موسیٰ نے کیا ہے جادوگری نہیں بلکہ

'کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں'

تو وہ جادوگر سجدے میں گرائے گئے یعنی انہوں نے سجدہ کرنے میں ایسی جلدی کی گویا سجدے کے لیے ان کو کسی نے مجبور کیا تھا اور بولے کہ ہم رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بتلایا ہوا پروردگار ہے ایمان لائے ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ کی خدا ہمارے گناہ معاف فرمادے

---

[1] استفہام تقریری ہے اس لیے معنے امر کے کئے ہیں (منہ)

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ
فرعون نے کہا کیا تم میرے اذن سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے- یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
پس تم جان لو گے- میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ دوں گا اور سب کو سولی

وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَیْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا
پر لٹکا دوں گا- وہ بولے کچھ حرج نہیں ہم نے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے- ہم

نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى
اس امید پر ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس بناء پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں- اور ہم نے موسیٰ کی طرف

مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی
وحی بھیجی کہ تو ہمارے بندوں کو شب کے وقت لے چل تمہارا پیچھا کیا جاوے گا- پس فرعون نے تمام شہروں میں فوج کو جمع

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۝
کرنے والے بھیجے

فرعون نے جب دیکھا کہ او ہو یہ کیا ماجرا ہے جن لوگوں کو ہم ان کے مقابلے کے لیے اس کروفر سے لائے تھے اور یقین تھا کہ ہم ان دونوں بھائیوں پر غالب آئیں گے اور فتح پائیں گے یہ تو الٹی پڑی- یہ لوگ بھی انہی کا کلمہ پڑھنے لگے اس لیے اس نے ان کو دھمکانے کے لئے کہا کیا تم نے میرے اذن سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے اب میں نے تم کو بلایا- میں ہی نے تم کو اعزاز دیا- میں ہی نے تم کو مقابل کیا- مگر میری اجازت بغیر ہی تم اس کا کلمہ پڑھنے لگ گئے واہ تمہاری اس چالاکی کے کیا کہنے ہیں یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا بڑا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس تم اس کا بدانجام جان لو گے دیکھو باز آ جاؤ ورنہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ دوں گا اس سے بعد تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا وہ بولے واہ کیا غم ہے جب ہم خدا کو مان چکے اور جان چکے ہیں کہ

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتان وزشت خور را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

اس لیے کچھ حرج کی بات نہیں آخر ہم نے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے کل نہیں آج ہی سہی- اپنی موت مرنے سے کسی کے سر چڑھ کر مریں تو بہتر ہے کیونکہ ہم اس امید پر ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس بنا پر کہ ہم غیر قوموں میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ہم تو اس خیال میں ہیں حضور کچھ اپنا ہی راگ الاپتے ہیں- مختصر یہ کہ جادوگر فرعون کی گیدڑ بھبکی میں نہ آئے فرعون اپنے کام میں تھا اور ہم (خدا) اپنے کام میں کچھ مدت بعد ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے بندوں کو شب کے وقت لے چل مگر اتنا یاد رکھنا کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا یہ اطلاع اس لیے کی گئی ہے کہ وقت پر تم اس آفت سے گھبرا نہ جاؤ بلکہ ثابت قدم رہو- پس فرعون نے بھی اپنی ساری طاقت کے موافق تمام شہروں میں فوج کو جمع کرنے والے بھیجے-

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۙ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۙ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ

کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور ہم کو غصہ دلا رہی ہے۔ اور ہم سب

حٰذِرُوْنَ ۗ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۙ

دور اندیش ہیں۔ پس ہم (خدا) نے ان کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت دار مقاموں سے باہر نکال دیا۔

كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۞ فَلَمَّا

واقعہ تو ایسا ہی ہے اور ہم نے ان کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا۔ فرعونی صبح ہوتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے۔ پس جب دونوں

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ

جماعتوں میں سے ایک نے دوسری کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو پھنسے۔ موسیٰ نے کہا ہر گز ایسا نہ ہو گا۔ کچھ شک نہیں

رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۞ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ

کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ دکھائے گا۔ پس ہم نے موسیٰ کو الہام کیا کہ اپنی لکڑی اس دریا پر مار

یہ کہہ کر کہ یہ لوگ بنی اسرائیل تھوڑی سی جماعت ہے اور اپنی ناشائستہ حرکات سے ہم کو خواہ مخواہ غصہ دلا رہی ہے اگرچہ یہ ہمارے مقابلہ پر ہیچ ہیں اور ہمیں ان سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہیں مگر چونکہ ہم یعنی حکمران گروہ اور ارکان سلطنت سب دور اندیش ہیں اس لیے اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح سے ان کو باہر نہ جانیں دے تا کہ باہر جا کر اپنی قوت کو یکجا کر کے ہم پر نہ پل پڑیں وہ اس خیال میں یہ نہ جانتے تھے کہ ان سے بھی کوئی زبردست طاقت والا ہے۔ سنو ہم (خدا) نے ان کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت دار مکانوں سے باہر نکال دیا۔ یعنی وہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلے اور غرق کیے گئے۔ واقع تو ایسا ہی ہے اور ہم نے ایک مدت دراز بعد جب اسرائیل سلطنت مضبوط ہوئی تو ان املاک کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا یعنی وہ مصر پر غالب آ گئے۔ یہ ہے ان کا مجمل قصہ جس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جب بحکم خداوندی مصر سے شب کے وقت نکلے تو فرعونی بھی صبح ہوتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ بہت ہی قریب آ گئے اور جیسا کہ بنی اسرائیل کو پہلے ہی بتلایا گیا تھا ایسا ہوا کہ ایک جماعت دوسری کے بالکل قریب آ گئی پس جب دونوں جماعتوں (فرعونیوں اور اسرائیلیوں) میں سے ایک نے دوسری کو دیکھا تو حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ صاحب ہم تو پھنسے یہ دیکھو فرعون اور اس کی فوج ہمارے قریب آ گئی ہے اور ہم بالکل بے ہتھیار چٹیل میدان میں ہیں حضرت موسیٰ کو چونکہ خدا کے وعدے پر پورا بھروسہ تھا اس لئے انہوں نے کہا ہر گز ایسا نہ ہو گا کہ تم پھنسو بلکہ تم ضرور نکل جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے خود سیدھی راہ دکھائے گا یہ ممکن نہیں کہ خدا کے وعدے غلط ہو جائیں بس اتنی ہی دیر تھی کہ ہم نے موسیٰ کو الہام کیا کہ اپنی لکڑی اس دریا پر جو تیرے آگے ہے مار چنانچہ اس نے ماری۔

ے یہ قید اس لیے ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مدت دراز تک میدان تیہ میں حیران سرگردان پھرا کئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ اسی میدان میں انتقال فرما گئے۔ ان سے بعد حضرت یوشعؑ نے سلطنت کو ترقی دی تو بعد مدت نواح اور اطراف کے ملکوں کو فتح کرتے ہوئے مصر پر غالب ہوئے (منہ)

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾

پس وہ دریا ایسا پھٹ گیا کہ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ٹیلہ سا بن گیا- اور ہم اوروں کو اسی جگہ لے آئے-

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا- پھر ہم نے دوسروں کو وہاں غرق کر دیا- بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں بہت بڑی نشانی ہے ان میں سے بہت سے لوگ بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بے شک بڑا ہی غالب بڑا ہی

الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا

رحم کرنے والا ہے- اور ابراہیم کی خبر ان کو سنا- جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کن

تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ

چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو- وہ بولے ہم تو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں پس ہم انہیں پر جمے رہیں گے- ابراہیم نے کہا بھلا جب

يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ

تم ان کو پکارتے ہو تو تمہاری کچھ سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں- وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا

پس وہ دریا ایسا پھٹ گیا کہ ہر ایک حصہ اس دریا کا پانی رک جانے سے ایک ایک ٹیلہ سا بن گیا بارہ راستے خشک دریا میں بن گئے اور بنی بنی اسرائیل آرام کے ساتھ دریا میں سے گزر گئے اور ہم اوروں کو یعنی فرعونیوں کو اسی جگہ لے آئے یعنی جن راستوں سے بنی اسرائیل گزرے تھے انہی راستوں سے فرعونی گزرنے لگے اس خیال سے کہ یہ راستے ہمارے ہی لیے بنے ہیں اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو غرق ہونے سے بچالیا پھر ہم نے دوسروں کو یعنی فرعونیوں کو جو بنی اسرائیل کو پکڑنے آئے تھے-وہاں غرق کر دیا بے شک اس واقع میں بہت بڑی نشانی ہے مگر ان میں بہت سے لوگ بے ایمان ہیں-ان کو کسی زبردست طاقت پر ایمان ہی نہیں اور کہ تیرا پروردگار بے شک بڑا ہی غالب اور باوجود غلبہ قدرت کے بڑا ہی رحم کرنے والا ہے اسی کے رحم کا تقاضا ہے کہ غافل لوگوں کی ہدایت کے لئے سمجھانے والے بھیجتا ہے اور ان کو متنبہ کرتا ہے چونکہ یہ لوگ حضرت ابراہیم سے واقف ہیں نہ صرف واقف بلکہ معتقد بھی ہیں اس لیے ان کی ہدایت کی غرض سے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی خبر ان کو سنا جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے سوا کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو ان پتھروں کی یا ان بے جان چیزوں کی وہ بولے کہ ہم تو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں یہی ہمارا دھرم ہے یہی ہمارا دین ہے پس ہم انہی کی پوجا پاٹھ پر جمے رہیں گے ہرگز ان سے نہیں ہٹیں گے یہی ہمارا دھرم ہے اور یہی ہمارا کرم حضرت ابراہیم نے کہا بھلا تم جو ان پر ایسے فدا ہو رہے ہو جب تم ان کو اڑے کام میں پکارتے ہو تو تمہاری کچھ سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں یہی تو دو (۲) اصول ہیں جن پر عبادت کا مدار ہے پھر جب یہ بھی نہیں تو تم کو کیوں ان کی جبہ سائی کرتے ہو وہ بولے ہم اس تیری منطق کا تو جواب نہیں دے سکتے ہمارا تو ایک ہی جواب ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا

اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ

کو ایسا کرتے پایا- ابراہیم نے کہا ابراہیم نے کہا

وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ

کہ جن چیزوں کی تم لوگ اور تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے- ان سب سے مجھے دلی عداوت ہے لیکن رب العالمین جس نے مجھے

خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ

پیدا کیا ہے- پس وہی میری راہنمائی کرے گا جو مجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے- اور جب میں بیمار ہوتا

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ

ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے- اور جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا- جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے

يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

دن میرے قصور معاف کرے گا- اے میرے پروردگار؟ مجھے حکیمانہ بات عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں سے ملا دیجیو

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر سچائی سے رکھیو- اور مجھے نعمتوں کی جنت کے وارثوں میں سے بنائیو

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا

اور میرے باپ کو بھی بخش دیجیو وہ بے شک گمراہوں سے تھا- اور مجھے اس روز ذلیل نہ کیجیو جس روز سب لوگ اٹھائے جائیں گے- جس دن نہ

يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

مال نفع دے گا نہ اولاد لیکن اسی شخص کو نفع ہو گا جو خدا کے حضور میں سلامتی والا دل لائے گا

کو ایسا کرتے پایا پس ہم بھی ایسا کریں گے یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ ہم باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر کپوت بنیں بلکہ ہم تو سپوت بنیں گے ایسے پاگلانہ کلام کا کیا جواب تھا آخر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ سنو بھئی جن چیزوں کی تم لوگ اور تمہارے پہلے باپ دادا عبادت کرتے تھے ان سب سے مجھے دلی عداوت ہے میں ان سے ایسا کشیدہ خاطر ہوں کہ مر جاؤں مگر ان کی طرف سر نہ جھکاؤں لیکن رب العالمین میرا محبوب حقیقی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے بس وہی ہر کام میں میری راہنمائی کرے گا جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے یعنی جس نے میرے لیے یہ نعمتیں پیدا کی ہیں اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے اور جو وقت آنے پر مجھ کو مارے گا پھر زندہ کرے گا جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے دن یعنی قیامت کے روز میرے قصور معاف کرے گا یہ کہہ کر ابراہیم خدا کی طرف متوجہ ہوا اے میرے پروردگار مجھے حکیمانہ بات کرنے کی لیاقت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں سے ملا دیجیو اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر سچائی سے رکھیو ایسا نہ ہو کہ میری تعریف کرتے کرتے کہیں سے کہیں پہنچا دیں جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو آدمی سے خدا بنا دیا ہے اور یہ دعا بھی کی کہ خدایا مجھے نعمتوں کی جنت کے وارثوں میں سے بنائیو یعنی میں بعد مرنے کے جنت کا مستحق ہوں اور میرے باپ کو بھی بخش دیجیو گو وہ بظاہر بخشش کا مستحق نہیں کیونکہ وہ بے شک گمراہوں سے تھا اور مجھے اس روز ذلیل نہ کیجیو جس روز سب لوگ حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد لیکن اسی شخص کو نفع ہو گا جو خدا کے حضور میں سلامتی والا دل لائے گا-

وَ اُزۡلِفَتِ الۡجَنَّۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِلۡغٰوِیۡنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیۡلَ لَہُمۡ

اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کی جائے گی- اور جہنم بھی گمراہوں کے سامنے کی جائے گی- اور انھیں کہا جاوے گا

اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۹۲﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ ہَلۡ یَنۡصُرُوۡنَکُمۡ اَوۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾ؕ

کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری یا اپنی کچھ مدد کر سکتے ہیں؟

فَکُبۡکِبُوۡا فِیۡہَا ہُمۡ وَ الۡغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوۡدُ اِبۡلِیۡسَ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۹۵﴾ؕ قَالُوۡا وَ

پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اور شیطانی لشکر سب کے سب اس میں اوندھے گرائے جائیں گے- وہاں وہ ایک

ہُمۡ فِیۡہَا یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰہِ اِنۡ کُنَّا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۹۷﴾ اِذۡ نُسَوِّیۡکُمۡ

دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے واللہ ہم تو سخت غلطی میں تھے- کہ تم کو رب العالمین

بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾

کے ساتھ برابر کرتے تھے- ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا- پس نہ تو ہمارا کوئی سفارشی ہے' نہ

وَ لَا صَدِیۡقٍ حَمِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾

کوئی مخلص حمایتی - اگر ہم کو ایک دفعہ دنیا میں لوٹ کر جانے کی اجازت ہو تو ہم ضرور ایمان دار بن جائیں

یعنی جس کا دل شرک وکفر اور حب دنیا کے امراض سے پاک وصاف ہوگا اسے تو سب چیزیں فائدہ دیں گی ایسے لوگ ہر چیز کو عموماً اچھے طریق پر لگایا کرتے ہیں اس لیے اس کا اجر ان کو ضرور ملے گا اور اس روز کیا ہوگا- یہ ہوگا کہ جنت پرہیزگاروں کے قریب کی جائے گی اور جہنم بھی گمراہوں کے سامنے کی جائے گی تاکہ وہ اسے بچشم خود دیکھ لیں اور جس چیز کی نسبت جادو یا دیوانہ پن کہتے تھے اس کی خود تصدیق کر لیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم جو بداعمالیوں کی سزا سن کر کشیدہ خاطر اور رنجیدہ ہوتے تھے- وہ رنجیدگی ہماری اپنی ہی غلطی سے تھی پس اس روز وہ عذاب کو دیکھ کر اپنی بداعمالی کا خود ہی اعتراف کریں گے اور خدا کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں کیا وہ تمہاری یا اپنی کچھ مدد کر سکتے ہیں؟ کچھ نہیں پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اور شیطانی لشکر سب کے سب اس جہنم میں اوندھے کر کے گرائے جائیں گے وہاں وہ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے یعنی پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کو خطاب کر کے گویا ہوں گے واللہ ہم تو سخت غلطی میں تھے کہ تم کو رب العالمین کے ساتھ برابر کرتے تھے گو تم کو ہم خدا کی طرح زمین و آسمان کا خالق نہ کہتے تھے مگر اڑے کاموں میں تم سے جو فریاد کرتے اور دعائیں مانگتے تھے بس یہی تو ہمارا شرک تھا جس کی پاداش میں آج ہم پھنستے ہیں- پھر آپس میں کہیں گے کہ سچ تو یہ ہے کہ ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا جو ہمارے پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور پیروں فقیروں کی جھوٹی اور پر از افترا حکائتیں سنا سنا کر ہم کو گمراہ کرتے تھے- ہم بھی ایسے عقل کے اندھے تھے کہ جو کچھ ان سے سنتے پس دماغ میں محفوظ کر لیتے اتنا بھی نہ پوچھتے کہ اس حکایت کا ثبوت کیا ہے- پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ آج نہ تو کوئی ہمارا سفارشی ہے نہ کوئی مخلص حمایتی یہ کیسا دردناک عذاب ہے اور یہ ننھی سی جان- یک جان و صد روگ کا سا معاملہ ہے- اگر ہم کو ایک دفعہ دنیا میں لوٹ کر جانے کی اجازت ہو تو ہم ضرور ایماندار بن جائیں خدا کے فرستادوں اور حکموں پر ایمان لائیں- کبھی بھی ان سے انکاری نہ ہوں-

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بے شک اس میں نشانی ہے- اور ان میں سے بہت لوگ ایمان نہیں لاتے- اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ

ہی مہربان ہے- نوح کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ

نہیں ہو- بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم

اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا- میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی پر ہے- پس تم اللہ سے ڈرو

وَاَطِيْعُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ

اور میری پیروی کرو- انھوں نے کہا کیا ہم تیری بات تسلیم کریں حالانکہ تیری تابعداری میں ذلیل لوگ ہیں- نوح نے کہا مجھے ان کے

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

کاموں کا علم نہیں .

بے شک اس مذکور میں بہت بڑی نشانی ہے اور ان میں سے بہت لوگ ایمان نہیں لاتے کسی سچائی کے قبول کرنے کو یہ لوگ کسی طرح اور کسی وقت تیار نہیں بلکہ ہمیشہ ان کا یہی اصول مقرر ہے کہ جو کچھ سنتے آئے ہیں وہی کریں گے چنانچہ کیے جاتے ہیں اور تیرا پروردگار بھی بڑا ہی غالب اور بڑا ہی مہربان ہے کہ باوجود غلبہ قدرت کے جلدی سے ان کو نہیں پکڑ تا-ان کی نظیر سابق میں بھی گزر چکی ہے تمھیں معلوم ہے کہ نوح نبی کی قوم نے بھی ان کی طرح رسولوں کو جھٹلایا تھا جب ان کے بھائی یعنی انہی میں کے ایک جوان صالح نوح نے ان سے کہا کیا تم اللہ کی بے فرمانی کرنے سے ڈرتے نہیں ہو بھائیو سنو بیشک میں خدا کی طرف سے تمہارے لیے رسول امین ہوں جو کچھ اللہ کی طرف سے مجھ پر الہام ہوتا ہے وہی بتلاتا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو جو کچھ میں خدا کا نام لے کر تم سے کہوں اس کو قبول کرو میں تم سے اس تعلیم و تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا- میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی پر ہے -وہی مجھے اپنی مہربانی سے جو چاہے گا عنایت کرے گا- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو انہوں نے اور تو کوئی معقول جواب نہ دیا صرف اتنا کہا وہ بھی ایسا کہ بالکل کچھ نہ کہتے تو اس کہنے سے اچھا تھا بولے کیا ہم تیری بات تسلیم کریں ؟ حالانکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے کیونکہ ہم آسودہ اور شریف ہیں اور تیری تابعداری میں سب ذلیل لوگ آئے ہیں جو ہمارے کمینے ہیں پھر یہ کیونکر ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہم باوجود اس شان وشرافت کے ایک ایسے مذہب کو اختیار کریں جس میں یہ ہمارے کمینے لوگ ہم سے برابر ہوں -ایک ہی مجلس میں ایک فرش پر برابر بیٹھیں بلکہ مسجد میں اگر پہلے آجائیں اور بڑھ کر بیٹھیں تو ہمارا حق نہ ہو کہ ہم ان کو اٹھا کر ان کی جگہ بیٹھ سکیں- بھئی ایسے مذہب کو تو دور سے سلام -حضرت نوح نے سوچا کہ یہ لوگ تو بڑے خر دماغ ہیں کون ان سے دماغ پچی کرے یہ خر دماغ تو کبھی سمجھنے کے نہیں اس لیے انہوں نے ان کو مختصر سا جواب دیا جو اپنے اصلی معنی میں راست بھی تھا اور ان کا جواب بھی تھا گو مختصر تھا مگر معقول- کہا مجھے ان کے دنیاوی کاموں کا علم نہیں کہ کیا کرتے ہیں تمہارے کارندہ ہیں یا تم ان کے

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ان کے تمام اعمال کا حساب میرے پروردگار کو ہے کاش تم شعور کرو- اور میں ان ایمانداروں کو کبھی نہیں دھتکار سکتا-

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

میں تو صاف طور پر ڈرانے والا ہوں- بولے اے نوح؟ اگر تو باز نہ آیا تو تو پتھروں سے سنگسار کیا جاوے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے پس تو مجھ میں اور میری قوم میں صاف صاف فیصلہ فرما اور مجھ کو اور

مَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾

میرے ساتھ والے ایمانداروں کو نجات بخش- پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں طوفان سے بچا لیا

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اور باقی لوگوں کو غرق کر دیا- کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے-اور ان میں بہت سے لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ایمان نہیں لاتے- اور کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے- عاد کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تھا

وہ تمہارے غلام ہیں یا تم ان کے ماتحت-ان کے تمام اعمال کا حساب میرے پروردگار کو ہے وہی سب کے حال سے واقف ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کون نیک ہے اور کون بد-کاش تم کچھ شعور کرو اور سمجھو کہ کیا کہہ رہے ہو اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دنیاوی کاروبار کے اعتبار سے کوئی آقا ہو کوئی نوکر-اس کو خدا کے قرب میں کچھ بھی اثر نہیں وہاں تو اثر تقویٰ اور عدم تقویٰ کا ہے اگر تقوی ہے تو عزت ہے اگر تقوی نہیں تو ذلت اور اگر یہ کہو کہ میں تمہارے کہنے سے ان غرباء کو اپنی مجلس سے نکال دوں تو یہ نہیں ہونے کا میں ان ایمانداروں کو کبھی نہیں دھتکار سکتا میں تو صرف صاف طور پر ڈرانے والا ہوں جس کا جی چاہے قبول کرے جو نہ چاہے نہ کرے جب اس معقول کلام کا جواب ان سے نہ ہو سکا تو بقول

جو حجت نماند جفا جوئے را یہ پیکار کردن کشد روئے را

بولے اے نوح ہم تیری اسی لمبی چوڑی منطقی تقریر کا جواب تو نہیں دے سکتے ہاں اتنا ایک الٹی میٹم (آخری پیغام جنگ) سن رکھ اگر تو اس بیہودہ گوئی سے باز نہ آیا تو تو پتھروں سے سنگسار کیا جائے گا نوح نے جب قوم کی یہ سختی دیکھی کہ کسی طرح سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو خدا کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے ایسا کہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے پس تو مجھ میں اور میری قوم میں صاف صاف فیصلہ فرما اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمانداروں کو ان تکالیف سے ہمیشہ کے لیے نجات بخش-پس اس کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں طوفان سے بچالیا اور ان کو بچا کر باقی لوگوں کو غرق کر دیا کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے خدا کی عظمت اور جلالت کی' کہ کس طرح خدا اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور کسی طرح ان کو دشمنوں سے بچاتا ہے-مگر تاہم ان میں بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے اور کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے-اسی طرح عاد کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تھا-

اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۞ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ۞ فَاتَّقُوا

جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں- پس تم اللہ

اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۞ وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞

سے ڈرو کے میری فرمانبرداری کرو- اور میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ رب العالمین کے پاس ہے

اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ رِيۡعٍ اٰيَةً تَعۡبَثُوۡنَ ۞ وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمۡ

کیا تم ہر ایک اونچی جگہ پر نشانیاں عبث کھیلنے کو بناتے ہو- اور بڑے بڑے مکان بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا

تَخۡلُدُوۡنَ ۞ وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِيۡنَ ۞ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۞

میں رہو گے- اور جب تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو بڑی سختی سے حملہ کرتے ہو- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو

وَاتَّقُوا الَّذِىۡۤ اَمَدَّكُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ۞ اَمَدَّكُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّبَنِيۡنَ ۞ وَ

اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جو تم جانتے ہو' یعنی چارپاؤں' صلبی بیٹوں' باغوں

جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۞ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۞

اور چشموں سے تم کو مدد دی- مجھ کو تمہارا حال پر بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے

جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے معتبر امانت دار رسول ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو خدا تم سے خوش ہو گا اور میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے وہی مجھ کو اجر دے گا- تم سے تو میرا تعلق نہیں جیسے تم خدا کے بندے اور تابع فرمان ہو میں بھی ویسا ہی اس کا تابعدار ہوں سوائے رتبہ نبوت کے اور کوئی مزیت مجھ میں تم سے زیادہ نہیں ہے- اسی لیے میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ کیا تم دنیا میں ایسے مبہوت اور عیش پسند ہو رہے ہو کہ ہر ایک اونچی جگہ پہاڑوں اور ٹیلوں پر نشانیاں عبث اور فضول کھیلنے کو بناتے ہو جن سے کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل نہیں مگر اصل مطلب کی بات بھولتے ہو اور بڑے بڑے مکان ایسے مضبوط بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے کیا تمہیں کسی اہل دل کا قول یاد نہیں

له ملك[1] ینادی کل یوم له والسموات واینوا للخراب

اور تمہاری قوت اور شجاعت کا حال یہ ہے کہ جب تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو بڑی سختی سے حملہ کرتے ہو- خواہ تم اس معاملہ میں غلطی پر بھی ہو یا صحت پر اس سے تم کو کوئی سروکار نہیں ہوتا یہ تمہاری عادت بری ہے پس تم اللہ سے ڈرو- اور میں جو احکام خداوندی تم لوگوں کو بتلاؤں ان میں میری پیروی کرو جو حکم میں خدا کی طرف سے تم کو سناؤں اس کی تعمیل کرو اور مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو- جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جو تم جانتے ہو یعنی چارپاؤں صلبی بیٹوں باغوں اور چشموں سے تم کو مدد دی پھر باوجود اس کے تم سمجھتے نہیں کہ کیا کر رہے ہو- مجھ کو تمہاری اس غفلت اور سیاہ کاری کی وجہ سے تمہارے حال پر بڑے دن یعنی روز قیامت کے عذاب سے ڈر لگتا ہے-

[1] یہ شعر دیوان ابوالعتاہیہ کا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کا فرشتہ ہر روز پکار رہا ہے کہ تمہاری زندگی کا انجام موت ہے اور تمہاری عمارتوں کا انجام ویرانی ہے (منہ)

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

وہ بولے برابر ہے تو ہم کو وعظ سنا یا وعظ کرنے کی تکلیف نہ اٹھا- یہی پہلے لوگوں کا

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ

طریقہ رہا ہے- اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آنے کا- پس انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾

ہلاک کر دیا- بے شک اس میں نشانی ہے مگر ان میں سے بے ایمان ہیں اور اس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی غالب رحم کرنے والا ہے

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾

ثمودیوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا- کیا تم ڈرتے نہیں ہو کچھ شک نہیں- کہ

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

میں تمہارے لیے رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- کیا تم اس جگہ آرام میں چھوڑے جاؤ گے- یعنی

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

باغوں چشموں- کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے شگوفے نازک نازک ہیں- اور تم پہاڑوں کو کھود کھود کر

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

خوشی خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو

یہ صاف اور شستہ مخلصانہ تقریر سن کر بھی وہ بولے اور کیسے بے ہودہ بولے کہ اے ہود ہم تیری ان چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آنے کے 'برابر ہے تو ہم کو وعظ سنا یا وعظ کرنے کی تکلیف نہ اٹھا- ہم تو تیری کسی بات کو تسلیم نہیں کریں گے- یہ دین اور مذہب جس پر ہم ہیں یہی پہلے لوگوں کا برتاؤ اور طریقہ رہا ہے- اس لئے یہ درست معلوم ہوتا ہے- اور ہم پر کسی طرح سے کوئی آفت یا عذاب نہیں آنے کا- پس اس غلط گھمنڈ میں انہوں نے اس ہود علیہ السلام کو جھٹلایا- پھر ہم (خدا) نے ان کو ہلاک کر دیا- بے شک اس مذکور میں بہت بڑی نشانی ہے- اگر کوئی اس سے فائدہ حاصل کرے- تو واقعی بڑی عبرت کا نشان ہے- مگر ان میں سے بہت سے بے ایمان ہیں- اور اس میں بھی شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی غالب اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے- کہ باوجود غلبہ قدرت کے معاندین کو جلدی سے نہیں پکڑتا- اسی طرح ثمودیوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کیا تم خدا سے ڈرتے نہیں ہو- کھلم کھلا اس کی اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرتے ہو- کچھ شک نہیں کہ میں تمہارے لئے معتبر رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی عوض نہیں مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- بھلا تم جو عیش و عشرت میں روز و شب ایسے سرشار رہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس جگہ تم اسی طرح ہمیشہ آرام میں چھوڑے جاؤ گے یعنی باغوں- چشموں- پسندیدہ کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے شگوفے نازک نازک ہیں اور تم پہاڑوں کو کھود کھود کر خوشی خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو- کیا تم

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو - اور تم حد سے گذر جانے والوں کی بات نہ مانو جو ملک میں فساد کرتے

فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ

ہیں اور اصلاح نہیں کرتے- بولے تجھ پر جادو کیا گیا ہے- تو تو صرف ہماری

اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ

طرح کا آدمی ہے پس اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ- صالح نے کہا

هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

یہ اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے پانی میں ایک حصہ اس کا اور ایک دن مقرر تمہارا ہے اور برائی سے اس کو تکلیف نہ پہنچانا

فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾

ورنہ بڑے روز کا سا عذاب تم کو آئے گا

جانتے نہیں ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ نہ تم ہو گے نہ تمہارے گھر- کیا تم نہیں سمجھتے کہ

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو- میں تم کو سیدھی راہ پر لے چلوں گا- اور تم ان اپنے رؤسا حد سے گزر جانے والوں کی بات نہ مانو جو ملک میں فساد کرتے ہیں- یعنی خلاف حکم اور مرضی خدائے تعالیٰ کے غلط کاریاں لوگوں میں پھیلاتے ہیں- اور برائیوں کی اصلاح نہیں کرتے- حضرت صالح کی یہ مشفقانہ نصیحت سن کر کمبخت الٹے اکڑے- بولے ہمارے خیال میں تو یہی ہے کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے- تو رسول کہاں سے بن بیٹھا ہے- تو تو صرف ہماری طرح کا آدمی ہے- کھاتا ہے پیتا ہے- جورو رکھتا ہے- بس یہی تینوں لوازمات بشری ہیں جو ہم میں اور تم میں برابر ہیں- پھر بھی تجھ میں کیا بڑائی ہے جو تو رسول ہونے کا دعوے دار ہیں- پس اگر تو اپنے دعوی میں سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ- یعنی کوئی ایسا معجزہ دکھا کہ تیری نبوت کا اس سے ثبوت[1] ہو- حضرت صالح نے دعا کی- ان کی دعا سے ایک اونٹنی جنی- تو کہا دیکھو یہ ایک اونٹنی تمہارے لئے میری نبوت کی نشانی ہے پانی میں ایک دن حصہ اس کا اور ایک دن مقرر تمہارا ہے- پس اس کو جہاں چاہے چرنے پھرنے دو- اور برائی سے اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے روز یعنی قیامت کا سا عذاب تم کو آلے گا- مگر وہ کہاں ایسے تھے کہ خاموش رہتے- انہوں نے اس کی

---

[1] یہ لفظ اس لئے بڑھایا ہے کہ آج کل کے نیچری مذاق کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز قدرت کی نشانی ہے- جن میں اونٹنی بھی ایک بڑی نشانی ہے- حضرت صالح نے ان کو اسی قدرتی نشان کی طرف توجہ دلائی ہے اور کوئی خلاف عادت معجزہ نہیں- اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ پر کفار جو نشان مانگا کرتے تھے- وہ نشان قدرت نہ مانگتے بلکہ نشان نبوت جن سے ثابت ہو کہ اس مدعی کی نبوت صحیح ہے- نہ یہ کہ صانع کی کسی صنعت کا ثبوت چاہتے تھے- نشان قدرت منکرین قدرت کے سامنے پیش ہوا کرتے ہیں- جیسے دہریے نشان نبوت منکرین رسالت و نبوت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان دونوں قسم کے نشانوں کو ایک کہنا دانشمندی نہیں- بھلا یہ کیسا کلام ہے کہ مخالف رسالت تو کہے کہ کوئی ایسا نشان دکھا جس سے نبوت کا ثبوت ہو- مگر نبی اس کو کہے یہ مصنوع قدرت دیکھ وہ صنعت اللہ دیکھ علاوہ غلط راہ اور خلاف طریق مناظرہ کے یہ کلام نہ تو کسی دانش مند کے منہ سے نکل سکتا ہے- نہ کوئی دانشمند کہتا ہے- (منہ)

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ

انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں - پس وہ صبح ہوتے ہی پشیمان پڑے تھے پس عذاب نے ان کو آدبایا - کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ

اور ان میں سے بہت سے لوگ نہیں مانتے اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے - لوط کی قوم نے

قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

رسولوں کو جھٹلایا تھا - جب ان کے بھائی لوط نے ان کو کہا کیا تم ڈرتے نہیں

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

بے شک میں تمہارے لئے معتبر رسول ہوں - پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو - اور میں تم سے اس بات پر

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ

مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے کیا تم دنیا کے لوگوں میں سے لڑکوں کے ساتھ

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

شہوت رانی کرتے ہو اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں ان کو چھوڑتے ہو بلکہ تم حد مقررہ سے

عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ

آگے بڑھنے والے ہو - وہ بولے اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو نکالا جائے گا لوط نے کہا میں خود

ایک نہ سنی فوراً اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں - پس عذاب الٰہی کے سبب سے وہ صبح ہوتے ہی اپنے گھروں میں ندامت کے مارے پشیمان پڑے تھے کیونکہ عذاب کے آثار نمایاں ہو رہے تھے - پس تھوڑی دیر میں عذاب نے ان کو آدبایا اور ہلاک کر دیا - کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی نشانی ہے - اور جو مانیں ان کے لئے ہدایت ہے - مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں مانتے کسی سچائی کے قائل نہیں ہوتے - اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے - کہ باوجود غلبہ قدرت کے ان کو جلدی نہیں پکڑتا - لیکن آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی - اسی طرح لوط کی قوم نے رسول کو جھٹلایا تھا - جب ان کے بھائی لوط نے ان کو کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں - بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے معتبر رسول ہوں - کیا مجال کہ ذرہ بھی خیانت کروں - پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو - میں تم سے اس کام پر مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے - وہی میرا مالک ہے وہی میرا خالق ہے - اس لئے میں تمہاری ان باتوں کی مخالفت کرتا ہوں - دیکھو تو کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے کہ تم دنیا کے لوگوں میں سے لڑکوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو - اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں ان کو چھوڑتے ہو - حالانکہ لڑکوں سے بدکاری کرنا خلاف وضع فطری ہے جو کسی طرح ٹھیک نہیں اسی لئے تمہاری رائے غلط ہے کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں - بلکہ تم مقررہ حدود سے آگے بڑھنے والے ہو - وہ بولے اے لوط ہم تیری اس فضول تقریر کا تو جواب نہیں دے سکتے اور نہ دینا چاہتے ہیں - البتہ اتنی ایک بات کہہ دیتے ہیں کہ اگر تو باز نہ آیا تو ایک دن یہاں سے نکالا جائے گا - حضرت لوط نے کہا خیر یہ تو تمہاری فضول باتیں ہیں - مجھے نکال دو گے تو کیا ہو گا -

اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ
تمہارے کاموں سے بیزار ہوں اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے متعلقین کو انکے کاموں کی سزا سے نجات دیجیو پس ہم نے اس کو
وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ
اور اس کے متعلقین سب کو بچایا- سوا ایک بڑھیا عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی- پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کر دیا یعنی
اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا
ہم نے ان پر بارش کی پس ان ڈرائے گئے لوگوں پر بہت بری بارش تھی بے شک اس میں نشانی ہے اور بہت سے لوگ
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ
ان میں سے بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بڑا ہی غالب بڑے رحم والا ہے- ایکہ والوں نے
اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّیْ
رسولوں کو جھٹلایا تھا جب ان کو شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے بے شک میں تمہارے
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ
لئے رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- اور ماپ تول وغیرہ پورا کیا کرو اور کم دینے والوں
الْمُخْسِرِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
میں نہ بنو- سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو اور لوگوں کے مال کم نہ

میں خود تمہارے کاموں سے بیزار ہوں- یہ کہہ کر لوط نے خدا سے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے متعلقین دینی اور دنیاوی رشتہ داروں کو ان کے کاموں کی سزا سے نجات دیجیو- پس ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین سب کو بچا لیا سوا ایک بڑھیا عورت کے جو عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں تھی- یعنی حضرت لوط کی بیوی جو ایمان سے محروم اور لوط کی مخبری کرتی رہتی تھی- وہ کفار کے ساتھ ہی رہی- پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو جو لوط کے مخالف تھے ہلاک کر دیا- یعنی ہم نے ان پر پتھراؤ کی سخت بارش کی- بارش کیا تھی[1] صرف پتھراو تھا- پس ان ڈرائے گئے لوگوں پر بہت بری بارش تھی- بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے- اور بہت سے لوگ ان میں سے بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بڑا ہی غالب بڑے رحم والا ہے- اسی طرح ایکہ والوں یعنی قوم شعیب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کو شعیب نے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے- بیشک میں تمہارے لئے رسول امین ہوں- خدا کے احکام سناتا ہوں- اس کے حکموں میں پہلا حکم یہ ہے کہ خدا کا خوف دل میں رکھو پس اس سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- دیکھو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- تم اتنا نہیں سوچتے کہ میں بے لاگ تمہارا خیر خواہ ہوں- اور کسی طرح کی تم سے مجھ کو طمع نہیں- پھر بھی منہ چڑھائے جاتے ہیں- غور نہیں کرتے اس مذہبی حکم کے بعد اخلاقی حکموں میں پہلا حکم یہ ہے کہ ماپ تول وغیرہ پورا کیا کرو- اور کم دینے والوں سے نہ بنو- سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو- اور لوگوں کے مال

[1] اس جگہ صرف کے کیا معنے؟ قرآن میں اس کے لئے کوئی لفظ نہیں- شاید زمین الٹ دینے سے انکار کیلئے تمہید ہو- عفا اللہ عنہ ۱۲ منہ میر سیالکوٹی

أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَ

دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی

الْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ

مخلوق کو پیدا کیا وہ بولے کسی نے تم پر جادو کردیا ہے اور تو ہماری طرح کا ایک

مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن

آدمی ہے اور ہم تو تجھے جھوٹا جانتے ہیں پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا

كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ

کوئی ٹکڑا گرا دے۔ شعیب نے کہا میرا پروردگار تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ وہ شعیب کو جھٹلاتے

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي

ہی رہے پس ان کو سایہ داروں میں عذاب نے آ دبایا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑے دن کا سا عذاب تھا۔ بے شک اس

ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾

میں نشانی ہے بہت سے لوگ ان میں سے ایمان نہیں لاتے اور تیرا پروردگار بہت غالب بڑا رحم کرنے والا ہے

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین نے اس کو تیرے دل پر اتارا ہے تاکہ تو ان

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾

ڈرانے والوں میں سے بنو۔ واضح عربی زبان میں ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں ہے

کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد نہ پھیلاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔ کیا تمہیں اصل نفع کافی نہیں۔ وہ بولے ہمارے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتا تھا۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے۔ پھر بھلا کونسی بات تجھ میں زیادہ ہے جو تو نبوت کا دعویدار بنتا ہے۔ اور ہم کو ماتحت بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم تو تجھے جھوٹا جانتے ہیں۔ پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔ یا جو کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے کر گزر۔ شعیب نے کہا میرا پروردگار تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ وہ جو کچھ مناسب جانے گا تم سے کریگا۔ غرض وہ شعیب کو جھٹلاتے ہی رہے۔ پس آخر ان کو سایہ داروں میں عذاب نے آ دبایا۔ یعنی ایک روز بادل کثرت سے ان پر آئے وہ سمجھے کہ بارش ہو گی۔ مگر آخر کار ثابت ہوا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا دن یعنی قیامت کا سا عذاب تھا۔ جس سے سب لوگ تباہ ہوئے۔ بیشک اس واقع میں ایک بڑی نشانی ہے مگر بہت سے لوگ ان میں سے ایمان نہیں لاتے۔ نہ سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ اور تیرا پروردگار بہت غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس لئے اور سنو جس طرح یہ رسول اپنے اپنے وقت پر احکام الٰہی لائے اور امتیوں کو سناتے رہے۔ بیشک اسی طرح یہ قرآن بھی رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین یعنی جبرائیل فرشتہ نے اس کو تیرے دل پر اتارا ہے یعنی تجھ کو سنایا ہے کانوں میں ڈالا ہے تاکہ تو اے نبی ان ڈرانے والوں یعنی نبیوں کی جماعت میں سے ہو۔ اسی لئے واضح عربی زبان میں ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گو اس کی صورت کذائی حادث ہے مگر یہ یعنی اس کا اصل مضمون پہلے لوگوں کی کتابوں میں ملتا ہے گو پچھلوں نے اس اصل مضمون کو بہت کچھ بگاڑا ہے۔ تاہم اصلیت کا پتہ لگتا ہے۔

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى

کیا ان کے لئے یہ نشان کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی اس کو جانتے ہیں اور اگر ہم اس کو

بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ

کسی عجمی پر اتارتے اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا تو کبھی اس پر ایمان نہ لاتے- اسی طرح ہم نے

سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾

اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کردیا ہے وہ ہرگز اس کو نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے

فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

پس عذاب ان پر ناگہاں آجائے گا کہ نہیں جانتے ہوں گے- پھر کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ہے؟

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ

کیا ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں ؟ بھلا بتلاؤ اگر ہم ان کو سالہا سال تک بھی مہلت دیویں پھر جو کچھ ان سے

مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا

وعدہ کیا جاتا ہے وہ ان پر آجائے تو جن چیزوں سے ان کو منافع حاصل ہورہے ہیں وہ انہیں کیا کام آئیں گی اور ہم کسی بستی

مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾

کو بغیر اس کے تباہ و برباد نہیں کرتے کہ ان کے پاس ڈر سنانے والے نصیحت کرنے کو آئے ہوں اور ہم ظالم نہیں ہیں

کیاان منکروں کے لئے یہ نشان کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی اس مضمون کو جانتے ہیں- ان سے پوچھو تو گو وہ اسلام اور قرآن کے مخالف ہیں- مگر علیحدگی میں اتنی تصدیق وہ بھی کردیں گے کہ

خدا ایک ہے کوئی اس سا نہیں   کسی کام میں بھی ساجھی اس کا نہیں

رہی یہ بات کہ وہ اس مضمون کو عبرانی یا کسی اور زبان میں بیان کریں گے- اور قرآن عربی میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم اس مضمون کو کسی عجمی پر اتارتے یعنی عربی کے بجائے عجمی میں نازل کرتے- اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا تو کبھی اس پر ایمان نہ لاتے- ان کا یہ عذر ہوتا کہ واہ صاحب ہم تو عربی اور یہ عجمی کون اسے سمجھے اور کون اس کا ترجمہ کرے- لیکن اب جو باوجود اس وضاحت کے ایمان نہیں لاتے تو اب ان کا کوئی عذر نہیں- پڑے سر کھائیں- اسی طرح بالا کراہ ان کے بادل نخواستہ ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں میں داخل کردیا ہے- یعنی ان کے کانوں میں ڈال کر دل تک اس کا مضمون پہنچا دیا ہے- وہ ہرگز اس کو نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے- پس یاد رکھیں کہ عذاب ان پر ایسا ناگہاں آجائے گا کہ نہیں جانتے ہونگے پھر کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ہے- کیا اس وقت مہلت مانگیں گے- اور اس وقت ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں- یہ ان کی سراسر کج فہمی اور حماقت ہے- بھلا بتلاؤ اگر ہم ان کو سالہا سال تک بھی مہلت دیں پھر جو کچھ برے کاموں پر عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ان پر آجائے- تو جن چیزوں سے ان کو دنیاوی فوائد اور منافع حاصل ہو رہے ہیں وہ انہیں کیا کام آئیں گی- ہرگز کچھ کام نہ آئے گا- اور یونہی تباہ ہو جائیں گے- ہم ان کو اس لئے سمجھاتے ہیں کہ ہمارے ہاں عام دستور اور قانون ہے کہ ہم کسی بستی کو بغیر اس کے تباہ و برباد نہیں کرتے کہ ان کے پاس برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنانے والے نصیحت کرنے کو نبی آئے ہوں- کیونکہ ہم ہر حال میں منصف اور رحیم ہیں- اور ہم کسی طرح ظالم نہیں ہیں- بلکہ جب بندوں کی

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ

اور نہ شیاطین نے اس کو اتارا ہے نہ ان کو لائق ہے اور نہ ان سے ہو سکتا ہے- وہ اس

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

کے سننے سے بھی الگ کئے جاچکے ہیں- پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو ورنہ تو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

اور اپنے قریبی کنبہ والوں کو سمجھایا کر اور جو ایماندار تیرے تابع ہوئے ہیں اپنے بازو ان کے سامنے جھکا

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ

دیا کر- پھر بھی اگر یہ لوگ تیری بے فرمانی کریں تو تو کہہ میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں- اور خدائے غالب

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي

اور مہربان پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے- اور سجدہ کرنے والوں میں تیرا

السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾

آنا جانا بھی دیکھتا ہے

طرف سے شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے- تو ان کی سرکوبی کے لئے مناسب وقت پر عذاب نازل ہوتا ہے- ان مشرکین عرب کے شمار کے دن بھی اب قریب آگئے ہیں- کیونکہ ان کی شرارت اور فساد بھی حد سے بڑھ گیا ہے- دیکھو تو اس سے بھی زیادہ فساد ہوگا کہ قرآن شریف کی نسبت یہ کیسے کیسے غلط خیالات رکھتے ہیں کہ اس (محمد علیہ السلام) نے اپنے پاس سے بنالیا ہے بعض تو اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اس کو شیاطین نازل کرتے ہیں- یعنی ان کے خیالات کا اثر ہے- حالانکہ یہ قرآن حضرت محمد علیہ السلام نے نہ ازخود بنایا ہے اور نہ شیاطین نے اس کو اتارا ہے نہ ان شیاطین کو لائق ہے اور نہ ان سے ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ اتر سکیں- بلکہ ان کے اس سے تو پر جلتے ہیں- اور مارے خوف کے کانپتے ہیں- وہ تو اس قرآن کے سننے سے بھی الگ کئے جاچکے ہیں- اور اس سے ان کی طبیعت کو کوئی مناسبت ہی نہیں- کیونکہ قرآن کا اثر ان کے شرارتی مادہ کو مضر ہے چونکہ یہ قرآن مجید ایسی ایک باعظمت کتاب تجھ کو ملی ہے جس کا پہلا سبق خالص توحید ہے- پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو- یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کو مت پکاریو- خواہ اس کو مخلوق جان کر بھی پکارو گے تو بھی وہ معبود بن جائے گا- پس تم ایسا ہرگز نہ کیجیو- ورنہ تو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا- کیونکہ جس طرح سنکھیا ہر کسی کو مضر ہے خواہ کوئی کھائے- اس طرح شرک ہر کسی کو مضر ہے خواہ کوئی کرلے- جو اس کا مرتکب ہوگا ہلاک ہوگا- پس تو ایسا کوئی فعل نہ کیا کر- اور اپنے قریبی کنبہ والوں کو بالخصوص سمجھایا کر- اور جو ایماندار تیرے تابع ہوئے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کر- ایسا کہ اپنے بازو ان کے سامنے جھکا دیا کر یعنی بتواضع اور بتکریم ان سے برتاؤ کیا کر' غرض تو ہر ایک خاص عام سے وسیع الاخلاقی سے برتاؤ کیا کر- باوجود حسن خلق کے پھر بھی یہ لوگ اگر تیری بے فرمانی کریں- یعنی کفار عرب تجھ کو نہ مانیں- تو تو کہہ کہ میں تمہارے کاموں اور کرتوتوں سے بیزار ہوں- یہ کہہ اور خدائے عزیز غالب اور مہربان پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے- جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں یعنی نمازیوں میں تیرا آنا جانا بھی دیکھتا ہے کہ کس عاجزی اور خشوع سے تو اور تیرے ساتھ والے نماز ادا کرتے ہیں-

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾

کچھ شک نہیں کہ وہی سنتا اور جانتا ہے- میں تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں

تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾

وہ ہر ایک دروغ گو بدکردار پر اترا کرتے ہیں سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾

اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر ایک جنگل میں گھوم جاتے ہیں

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں- مگر جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

یاد کرتے ہیں

کچھ شک نہیں کہ وہی سب کی سنتا اور سب کی جانتا ہے- پس وہ تیری بھی سنتا ہے- اور تیرے مخالفوں کی بھی جانتا ہے- جو کہتے ہیں کہ اس نبی پر قرآن کو شیاطین لاتے ہیں- میں (خدا) تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں- کن کے دلوں میں خیالات واہیات ڈالتے ہیں- وہ شیاطین ہر ایک دروغ گو بدکردار پر اترا کرتے ہیں- یعنی جھوٹے اور ناراست لوگوں کو وہ اپنا مورد نزول بناتے ہیں- انہی سے تعلقات پیدا کرتے ہیں- اور ان تک سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہیں- ایک تو بات بھی ان کی سنی سنائی ہوئی ہے- دوئم وہ خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں- پس تم اس خبر کی صحت کا اندازہ خود ہی لگالو- اور سنو انہی جھوٹوں کے پیرو شاعر ہیں- جن کے حق میں ایک قومی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے مقرر جہاں نیک وبد کی جزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائینگے سارے جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

یہی وجہ ہے کہ شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ ہی چلتے ہیں- جیسے آج کل کے رؤسا اور دولت مندوں کا حال ہے کہ ذرہ سی کسی شاعر نے مدح کر دی تو آسمان پر چڑھ گئے- اگر ذرہ سی مذمت کی تو تحت الثریٰ تک جا پہنچے- حالانکہ یہ بالکل فضول خیال ہے- کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ شاعر لوگ ہر ایک جنگل میں گھوم جاتے ہیں- یعنی ہر ایک قسم کے مضامین بنا دیتے ہیں- ان کو کسی مدح سے غرض نہیں ہوتی- نہ کسی کی مذمت سے مطلب- بلکہ اصل غرض ان کی مضمون باندھنے یا روپیہ بٹورنے سے ہوتی ہے- یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک قسم کا مضمون باندھ لیتے ہیں- ہر ایک کی مدح اور ہر ایک کی مذمت کرتے رہتے ہیں- بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا کر دکھا دینا شاعروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے- بقول شخصے

جو شاعر کمر جھوٹ پر باندھتے ہیں رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں

اور ایک عیب ان میں سخت یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں- کہنے کو تو توحید و سنت- زہد و تقویٰ وغیرہ سب مضامین لکھ دیتے ہیں- پر خود ان پر عامل نہیں ہوتے- لیکن یہ بدعادات عموماً ان شاعروں میں ہوتی ہیں جو دین مذہب سے گئے گزرے ہیں- مگر جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں- اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے

وَانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝۲۲۷ ع

اور بعد مظلوم ہونے کے بدلہ لیتے ہیں اور ظالم جان جائیں گے کہ کس چکر میں گھوم رہے ہیں

سورت النمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّبُشْرٰى

میں اللہ بڑا وسعت والا پاک ہوں- یہ آئتیں قرآن یعنی روشن کتاب کی ہیں- جو مومنوں کے لئے ہدایت اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

بشارت ہے جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

رکھتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں راست بیانی ہوتی ہے نہ وہ از خود کسی شخص کی ناجائز مدح یا مذمت کرتے ہیں اور اگر کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں تو بعد مظلوم ہونے کے بدلہ لیتے ہیں ورنہ ابتداءً وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے پس ایسے ایمان دار نیکوکار خدا کے ہاں مقبول ہیں اور جو ظالم ہیں مخلوق کو ناحق ستاتے ہیں بلاوجہ کوستے ہیں ہاتھ اور زبان سے ایذائیں دیتے ہیں- وہ خود ہی جان جائیں گے- کہ کس چکر میں گھوم رہے ہیں- جس وقت ان کے اعمال کا نظارہ ان کے سامنے آجائے گا تو جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو ز جو

سورت النمل

سنو میں[1] اللہ بڑا وسعت والا سب عیبوں سے پاک ہوں میری پاکی اور صفات کا علم حاصل کرنا چاہو تو بس یہی اس کا ذریعہ ہے کہ تم قرآن شریف پڑھو- یہ آیتیں بھی جو اس سورت میں تم کو سنائی جائیں گی قرآن شریف یعنی[2] روشن کتاب کی ہیں- جو کتاب مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے مگر ایماندار بھی وہ نہیں جو اپنے منہ میاں مٹھو ہوں- کریں کرائیں کچھ بھی نہیں صرف منہ سے مومن کہلائیں ایسے لوگوں کی خدا کے ہاں کوئی قدر نہیں- قدر تو انہی لوگوں کی ہے جو خدا کو مان کر اس کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں یعنی جسمانی اور مالی عبادات میں برابر مصروف رہتے ہیں اور آخرت پر ان کو ایسا پختہ اور مضبوط اعتقاد ہے کہ یہ کہنا بلا مبالغہ ہے کہ آخرت پر ہی یقین رکھتے ہیں کیونکہ ہمہ اوقات ان کو یہی دھن رہتی ہے کہ جو کام کریں آخرت ہی کے لیے کریں اگر کسی سے پیار کرتے ہیں تو اس خیال سے کرتے ہیں کہ اس سے پیار کرنا ان کو آخرت میں کار آمد ہوتا ہے- اگر بغض رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں ہی سے رکھتے ہیں جن سے بغض آخرت میں کار آمد ہوتا ہے

[1] انا اللہ ذوالطول القدوس (منہ)

[2] اشارہ ہے کہ عطف تفسیری ہے (منہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ۝

جو لوگ آخرت سے منکر ہیں ہم ان کے اعمال ان کی نظروں میں مزین کردیتے ہیں پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝

یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ۝ اِذْ قَالَ مُوْسٰی

اور قرآن تجھے حکیم علیم کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں

لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ

سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں تمہارے پاس سے کوئی خبر یا سلگتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ

لوگ تاپو۔ پس جب اس کے قریب آیا تو اس کو پکار ہوئی کہ مبارک ہے جو آگ میں ہے

وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ

اور جو اس کے ارد گرد ہے

پس ایسے لوگوں کے لئے قرآن ہدایت ہے یعنی ایسے لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو ان کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوتا ہے اور وہ اثر ان کو خدا کی طرف کھینچ لے جاتا ہے گو پہلے بھی وہ کھنچے ہوتے ہیں لیکن قرآن ان کی مزید ہدایت اور تسکین کا باعث ہوتا ہے اور رحمت کی خوشخبری سناتا ہے اور جو لوگ آخرت یعنی روز جزا سے منکر ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں محض اپنے نفس کی خوشی کے لئے کرتے ہیں ان کو خدا کی خوشی یا ناخوشی کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمیشہ ان کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ہم (خدا) بھی ان کے اعمال ان کی نظروں میں مزین اور خوبصورت کر دیتے ہیں پس ان کی کچھ نہ پوچھو جب کسی آدمی کو اپنی برائی بری معلوم ہو تو چھوڑنے کی توقع بھی ہو سکتی ہے لیکن جب اس برائی کو بھلائی کی نظر سے دیکھے تو پھر کیا امید؟ اسی لیے وہ لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب تیار ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور یہ لوگ صرف اس لیے تیرے مخالف ہو رہے ہیں کہ قرآن مجید میں ان کے خیالات کی تردید یا اصلاح مذکور ہوتی ہے جس سے یہ لوگ سخت مضطرب اور پریشان ہوتے ہیں حالانکہ قرآن شریف تجھے حکیم علیم خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے اگر یہ کہیں کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہے؟ کہ کسی آدمی کو خدا کی طرف سے کتاب ملے یا وہ رسول ہو کر بندوں کی طرف بلائے تو ان کو سمجھانے کے لئے حضرت موسیٰ کا قصہ سنا جب موسیٰ اپنے سسر کے شہر مدین سے اپنے عیال کو لے کر واپس مصر کی طرف آنے لگے تو راستہ میں پہاڑ پر آگ دیکھی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں جاتا ہوں۔ تمہارے پاس اس سے کوئی خبر یا سلگتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم لوگ تاپو پس وہ اس خیال سے عیال کو چھوڑ کر نکلے لیکن جب اس آگ کے قریب آیا تو ان کو پکار ہوئی کہ مبارک ہو جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد تمام دنیا میں ہے یعنی خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ کو آواز آئی کہ اے موسیٰ کس آگ کی تلاش میں ہو؟ آؤ ہم تمہیں وہ آگ بتلائیں کہ تمام دنیا کی آگ اس کے آگے ہیچ ہے یعنی یہ آگ خدا کے عشق کی ہے جس کو کسی درخت

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

اور اللہ رب العالمین پاک ہے- اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں اللہ جو غالب بڑی حکمت والا ہے

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى

اور تو اپنی لکڑی کو پھینک دے پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ حرکت کرتی ہے گویا کہ وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے لوٹ

لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۞ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا

کر نہ دیکھا- اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے نزدیک پہنچ کر رسول نہیں ڈرا کرتے ہاں جو ظلم کرے پھر وہ برائی کے بعد نیکی اختیار

بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ

کرے تو میں بخشنہار مہربان ہوں اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر وہ بغیر بیماری کے

مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

سفید نکلے گا- تو نشانوں کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ بے شک وہ بدکاروں

فٰسِقِيْنَ ۞

کی قوم ہے

سے یا مکان سے کوئی حلول یا نزول کا تعلق نہیں وہ سب جہان میں ہے پھر سب سے الگ بھی ہے اور سن یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان حوادث کا محل ہے- نہیں اللہ رب العالمین اس قسم کی نسبتوں سے پاک ہے اے موسیٰ بات اصل یہ ہے کہ میں ہوں وہ ذات جس کا نام اللہ ہے جو سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے اور سن یہ جو تو لکڑی اٹھائے ہوئے ہے- ہماری جناب میں پہنچ کر کسی غیر کو ساتھ رکھنا ٹھیک نہیں- پس تو اپنی اس لکڑی کو پھینک دے بس اس کا پھینکنا تھا کہ قدرت خداوندی کا جلال ظاہر ہوا کہ وہ سانپ بن کر ہلنے لگا پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ لکڑی ایسی پھرتی سے حرکت کرتی ہے گویا کہ وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے لوٹ کر نہ دیکھا- ہم نے اسے آواز دی اے موسیٰ یہ کیا حرکت ہے کیا کیفیت ہے ڈرو نہیں ایسے موقع پر تو عام لوگوں کا خوف بھی دور ہو جاتا ہے- پھر تیرے جیسا مقرب بندہ کیوں ڈرے- سن خصوصاً میرے نزدیک پہنچ کر رسول نہیں ڈرا کرتے تو اگرچہ ابھی تک خلعت رسالت سے مفتخر نہیں ہوا لیکن آخر ہونے والا ہے- تیرا زمانہ رسالت قریب ہے پس تجھے بھی انہی کی خصلت اختیار کرنی چاہیے ہاں جو بدعملی سے ظلم کرے یعنی اس سے کوئی قصور سرزد ہو جائے اسے تو ڈرنا چاہیے لیکن پھر بھی وہ اس جرم کے بعد اگر توبہ کرے اور برائی کے بعد نیکی کا طریق اختیار کرے تو ایسے شخص کے حق میں بھی میں بخشنہار مہربان ہوں- اور سن ہم تجھ کو ایک اور کرشمہ قدرت دکھاتے ہیں تو اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کر دیکھ وہ بغیر بیماری برص[1] کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا یہ دو اور باقی سات کل نو نشانوں کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ- بیشک وہ بدکاروں کی قوم ہے- بدکاری کی جڑ خدا سے بے خوفی ہے لیکن جو خدا ہی سے منکر ہو تو اس کی بے خوفی کی بھی حد ہو گی پھر اس کی بدکاری میں کیا شبہ ہے-

[1] موجودہ تورات کی دوسری کتاب خروج باب ۴ کی ۶ آیت حضرت موسیٰ کے ہاتھ کو مبروص لکھا ہے قرآن مجید چونکہ کتب سابقہ پر مھیمن (نگہبان) ہو کر آیا ہے جہاں پر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح کرتا ہے اس لیے اس جگہ فرمایا من غیر سوء یعنی مبروص نہ تھا- اسی لیے ہم نے برص کا لفظ بڑھایا ہے- تاکہ موجودہ تورات کی غلط بیانی کی اصلاح ہو- (منہ)

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا

پھر جب ان کے پاس ہمارے واضح نشان آئے تو انہوں نے کہا یہ تو صریح جادو ہے اور ظلم اور تکبر کی وجہ سے

وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

انہوں نے ان کو نہ مانا مگر دل ان کے ان کو تسلیم کر چکے تھے۔ پھر تم دیکھ لو ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا۔ اور دونوں نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو اپنے بہت

كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

سے ایماندار بندوں پر برتری بخشی اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور اس نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

کی بولی بھی سکھائی گئی ہے۔ اور ہم کو ہر ایک چیز ملی ہے۔ بے شک یہ صریح فضل ہے

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور سلیمان کے سامنے جنوں انسانوں اور جانوروں میں سے اس کی فوج جمع کی گئی تو اکٹھے کئے گئے

چنانچہ حضرت موسیٰ مع ہارون سلام اللہ علیہما فرعون کے پاس آئے اور معجزات دکھائے پھر جب ان کے پاس ہمارے کھلے اور واضح نشان آئے تو انہوں نے بجائے ماننے کے یہ کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے لوگوں میں اس بہتان کو انہوں نے پھیلایا اور ظلم اور تکبر کی وجہ سے جن کے وہ خوگیر ہو رہے تھے انہوں نے ان نشانات کو نہ مانا گو وہ ظاہراً منکر ہوئے مگر دل ان کے ان کو تسلیم کر چکے تھے پھر تم دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا کیسے تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوئے اسی طرح یہ لوگ بھی جو اس وقت تمہارے مخالف ہو رہے ہیں اور خواہ مخواہ کی فضول چھیڑ خانیاں کرتے رہتے ہیں ایک روز برباد ہو جائیں گے۔ سلسلہ نبوت کی یہ تو ایک فقیرانہ نظیر تم نے سنی ہے اب ایک شاہانہ نظیر تم کو بتلاتے ہیں۔ سنو ہم نے داؤد اور سلیمان سلام اللہ علیہما کو علم دیا تھا یعنی ان کو معرفت الٰہی اور پولٹیکل ایکانمی یعنی جہان بانی کی قابلیت عطا کی ان دونوں باپ بیٹا نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر برتری بخشی۔ ایمانداروں کا ذکر اس لیے کیا کہ بے ایمانوں پر فضیلت اور برتری تو کوئی چیز ہی نہیں جبکہ بے ایمان لوگ خدا کے نزدیک حیوانات سے بھی بدتر ہیں تو ان پر برتری اور بڑائی کیا چیز ہے خیر یہ تو ان کی پہلی پکار تھی جس سے ان کی اندرونی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ باپ بیٹا اپنی تمام شان و شوکت عزت و حشمت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتے تھے اور سلیمان جب اپنے باپ داؤد کا وارث ہوا یعنی باپ کی طرح خدمت دینی اس کے سپرد ہوئی اور ملک پر حکمران ہوا تو سب سے پہلے اس نے خدا کا شکر کیا اور کہا اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم کو ہر ایک ضروری چیز خدا کے ہاں سے ملی ہے بے شک یہ صریح خدائی فضل ہے ورنہ ہمارا اس میں کوئی حق نہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان نیک نیتی سے حکومت چلاتے رہے ہمیشہ ان کو دین کا خیال مقدم ہوتا اور دنیا کا اس کے تابع ایک واقع نظیر اً تم کو سناتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان کے سامنے جنوں۔ انسانوں اور جانوروں میں سے اس کی فوج جمع کی گئی تو وہ سب ان کے سامنے اکٹھے کئے گئے۔ جمع ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جانے کا حکم ہوا تو وہ سب چلے۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ

یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے ایک میدان میں پہنچے تو ان میں سے ایک نے کہا اے چیونٹیوں تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کی فوج ناواقفی میں تم کو روند ڈالیں پس وہ اس کے کہنے سے ہنس پڑا

یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے ایک میدان میں پہنچے تو ان چیونٹیوں میں سے ایک[1] نے کہا اے چیونٹیو تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کی فوج ناواقفی میں تم کو روند ڈالیں۔ چیونٹی کا یہ کلام بذریعہ الہام یا کشف الٰہی کے سلیمان تک بھی پہنچا پس وہ اس کے کہنے سے ہنس پڑا کہ الحمد للہ ان کو بھی اس بات کا یقین ہے۔

---

[1] ممکن ہے کسی ظاہر بین (نیچری مزاق) کو اس موقع پر اعتراض سوجھے کہ چیونٹی نے کلام کیسے کیا اور حضرت سلیمان نے کیسے سمجھا اس لیے ایسے متوہم آدمی کو چیونٹیوں کے خواص اور حرکات کی توجہ دلانے کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی اردو کی آٹھویں کتاب سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں لکھا ہے

چیونٹیاں اپنے پرائے کی شناخت بہت اچھی طرح کرتی ہیں۔ باوجودیکہ زندگی تھوڑی ہوتی ہے لیکن اپنا ٹھکانہ کبھی نہیں بھولتیں۔ یگانے اور بیگانے میں تمیز کر سکتی ہیں اگر بھٹک کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو جب کبھی ملنے کا اتفاق ہوگا تو فوراً ایک دوسری کو جائینگی۔

ان کی ایک اور بات نہایت ہی عجیب ہے کہ مردوں کو دفن کرتی ہیں اور حضرت انسان کی طرح جنازہ بھی نکالتی ہیں۔ سڈنی واقع نیو ساؤتھ ویلز کی ایک میم صاحبہ کا بیان ہے کہ اس کا چار برس کا بچہ ایک مکان میں سویا پڑا تھا۔ وہ یکایک چونک پڑا اور وہ جھٹ دوڑ کر اس کے پاس گئی کیا دیکھتی ہے کہ بچہ بلبلا رہا ہے اور اس کے جسم پر چیونٹیوں کا ایک جھتا جما ہوا ہے۔ اسے یقین ہوا کہ چیونٹیوں نے بچے کو کاٹ کھایا اس نے بیس کے قریب تو مار ڈالیں اور باقی اتار کر مردوں سے دور ہٹائیں۔ پھر وہ بچے کو گود میں لے کر نہلانے لے گئی چونکہ اسے شوق تھا کہ ان کا کچھ حال معلوم کرے واپس آکر کیا دیکھتی ہے کہ کچھ چیونٹیاں اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف جارہی ہے یہ ان کی پیچھے پیچھے ہولی۔ وہ اپنے خانوں میں گئیں۔ چار پانچ کے قریب ہوں گی جو اپنے گھروں سے لوٹ کر کچھ دور چل کر ٹھہر گئیں کہ اور آلیں تو مل کر چلیں تھوڑی دیر بعد اپنے گھروں سے بہت سی چیونٹیاں آکر اکٹھی ہوئیں اور سب چل کر لاشوں کے پاس آئیں اور یہ انتظام کیا کہ دو چیونٹیوں نے ایک لاش کو اٹھایا اور دو ان کے پیچھے ہولیں۔ اسی طرح سب کے واسطے اہتمام کیا گیا اور باقی دو سو کے قریب ہوں گی جو سب کے پیچھے ماتم کرتی ہوئی چلیں اسی ترتیب سے چل کر وہ سب کی سب ایک چھوٹے ٹیلے پر پہنچیں۔ راستے میں اگر کوئی جوڑی تھک جاتی تھی تو پچھلی جوڑی اس کو سبکدوش کرتی تھی وہاں دو سو میں سے آدھیوں نے کچھ گھڑے سے کھودے اور لاشوں کو ان میں ڈال دیا اور باقی آدھیوں نے ان کے اوپر مٹی ڈال کر ڈھانک دیا چھ کے قریب ایسی رہ گئیں جنہوں نے اس کام میں کچھ امداد نہ دی اس لیے انہیں قتل کیا گیا اور ان کے پہلو ہی میں دفن کی گئیں۔ جب فارغ ہوئیں تو سب کی سب مقتل پر آئیں وہاں ذرا سا ٹھہر کر ہر ایک نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ میم صاحبہ لکھتی ہے کہ یہ تماشا ہم نے اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ (اردو کی آٹھویں کتاب)

اس کے علاوہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی ادھر سے جاتی ہے ایک ادھر سے آتی ہے۔ دونوں راستے میں منہ جوڑ کر کھڑی ہو جاتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد اپنی اپنی راہ کو چلی جاتی ہے۔ اس سے ان کی باہمی گفتگو تو صاف ثابت ہوتی ہے۔ ہاں یہ سوال کہ حضرت سلیمان نے اس کو کیسے سن لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان کو بذریعہ القاء اور الہام الٰہی کی خبر کی گئی تھی اس کا ثبوت عام طور پر ملتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے واقعات کا علم بالہام الٰہی ہو جایا کرتا ہے حضرت یعقوب علیہم السلام کو مصر سے قافلہ نکلنے اور حضرت یوسف کی زندگی خبر ہو گئی۔ جس کو انہوں نے الہام الٰہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ علی ہذا القیاس اور بھی۔ پس اسی طرح حضرت سلیمان کو ہوا ہو گا۔ اور بس (منہ)

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

اور کہا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل فرما

وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ﴿۲۰﴾

اور سلیمان نے پرندوں کی تلاش کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غائب ہے

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾

تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا- یا ذبح کر ڈالوں گا- یا میرے پاس کوئی واضح دلیل لائے

فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ

پس وہ تھوڑی دیر بعد آموجود ہوا تو اس نے کہا میں نے ایک ایسے امر پر اطلاع پائی ہے جس کی حضور کو خبر نہیں اور میں حضور

یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا

کے پاس قوم سبا سے ایک محقق خبر لایا ہوں- میں ایک عورت کو ان پر حکومت کرتے پایا اور اسے سب چیزیں میسر ہیں اور اس کا تخت بھی

عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾

بہت ہی بڑا ہے

کہ ہم اور ہماری فوج جان بوجھ کر ان پر ظلم نہیں کریں گے اس لیے وہ اس کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے تو توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی کہ خاندان نبوت میں پیدا کیا اپنی معرفت سے حصہ وافر بخشا اور مخلوق پر بے جا ظلم کرنے سے احتراز دیا اور یہ بھی توفیق دی کہ میں نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل فرما جو ہمیشہ تیرا احسان مانتے ہیں اور تیرے شکر گزار رہتے ہیں اسی سفر میں حضرت سلیمان نے پرندوں کی تلاش کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد یعنی کھٹ بڑھئی پرند کو یہاں نہیں دیکھتا کیا وہ مر گیا ہے یا غائب ہے اگر وہ زندہ ہے تو میں اس کی غیر حاضری پر اس کو سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے پاس کوئی واضح دلیل اپنی غیر حاضری پر لائے- پس وہ ہدہد تھوڑی سی دیر بعد آموجود ہوا جب اس سے سوال ہوا تو اس نے کہا کہ حضور میری غیر حاضری معاف فرمائی جائے میں ایک سرکاری خدمت میں تھا- میں نے ایسے ایک امر پر اطلاع پائی جس کی حضور کو ہنوز خبر نہیں اور میں حضور کے پاس قوم سبا سے جو یمن میں رہتے ہیں ایک محقق خبر لایا ہوں میری یہ خدمت سرکاری حلقہ میں بہت کچھ اثر رکھتی ہے- اور پولیٹیشن (مدبران ملک) اس کی قدر کریں گے- حضور میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے جو آج تک کہیں دنیا میں نہ ہوئی کہ میں نے ایک عورت کو ان قوم سبا پر حکومت کرتے پایا حالانکہ عورت گو کسی خاص وجہ سے قابلہ ہو مگر مردوں کی ذہانت قوت اور شجاعت کے سامنے اس کی کیا ہستی لیکن اس ہدہد کو یہ معلوم نہ تھا کہ

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد   خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

اس لیے اس نے حیران ہو کر یہ خبر سنائی حضور اور سنیئے اسے دنیا کی سب ضروری چیزیں مہیا ہیں- سلطنت کے متعلق سامان جنگ اور سامان آرائش و زینت سب کچھ اس کے پاس اور اس کا تخت بھی بہت ہی بڑا ہے-

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا ہے کہ خدا کے سوا سورج کی عبادت کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے بد اعمالی ان

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

کی نظروں میں خوبصورت دکھا کر ان کو راہ سے روک دیا ہے۔ پس وہ راہ نہیں پائے کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾

جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں کو ظاہر کردیتا ہے۔ اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ

سب کو جانتا ہے وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑے تخت کا مالک ہے سلیمان نے کہا ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹوں

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ

میں سے ہے۔ اچھا یہ میری چٹھی لے جا پس یہ ان کے پہنچا کر ان سے ذرا ہٹ جائیو

فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾

پھر دیکھیو کیا جواب دیتے ہیں۔ ملکہ نے کہا میرے درباریو! میرے پاس ایک معزز مراسلہ آیا ہے

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

کچھ شک نہیں کہ وہ سلیمان کی طرف سے ہے

حضور اور ایک بڑے مزے کی بات سنیے کہ باوجود اس شان و شوکت حکومت اور ہوشیاری کے ان کی حماقت کا حال یہ ہے کہ میں نے اس ملکہ کو اور اس کی قوم کو پایا ہے کہ خدا کے سوا سورج کی عبادت بھی کرتے ہیں اور شیطان نے ان کی بداعمالی ان کی نظروں میں خوبصورت دکھا کر ان کو راہ راست سے روک رکھا ہے پس وہ سیدھی راہ کی طرف نہیں آتے کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے اوپر سے بارش لاتا ہے نیچے سے انگوریاں پیدا کرتا ہے اور جو مخفی راز تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے سنو وہ اللہ ہے یعنی اس کا نام اللہ ہے جس کے معنی ہیں جامع جمیع صفات کمالیہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔وہ بڑے تخت کا مالک ہے یعنی تمام دنیا کی سلطنت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسی کی یہ تعریف ہے

تو جسے چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری   جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نہ کریں عذر پذیری   تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزولی تو مزلی ملک العرش بجائی

یہ رپورٹ سن کر حضرت سلیمان نے کہا اچھا ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے یعنی جیسے جھوٹے جاسوس غلط خبریں اڑایا کرتے ہیں۔ تو بھی انہی کی طرح تو نہیں۔اچھا یہ لے میری چھٹی اس کو لے جا پس یہ ان کے پاس پہنچا کر ان سے ذرا ہٹ جائیو پھر دیکھیو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں خیر یہ سن کر ہدہد سرکاری مراسلہ لے کر چل دیا اور کسی طرح ملکہ کے پاس پہنچا دیا ملکہ نے مراسلہ پر نشان شاہی دیکھ کر کہا اے میرے درباریو' وزیرو امیرو میرے پاس ایک معزز مراسلہ آیا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سلیمان بادشاہ کی طرف سے ہے جس کی شان شوکت کو تم نے بھی سنا اور جانا ہے گو وہ[1] ہم سے بوجہ اپنی عالی مکانی کے واقف نہ ہو مگر ہم تو اسے جانتے ہیں

[1] یہ ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سلیمان کو تو ملکہ بلقیس کی خبر نہ تھی مگر ملکہ کو کیسے معلوم تھا کہ سلیمان بھی کوئی بادشاہ ہے جسکا خط قابل عزت ہے۔(منہ)

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور تحقیق وہ اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع ہے لکھا ہے کہ ہم سے سرکشی مت کرو اور ہمارے حضور میں فرماں بردار ہو کر چلے آؤ

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

اس نے کہا اے میرے درباریو! تم میرے اس کام میں مجھے رائے بتلاؤ میرا دستور ہے کہ جب تک تم لوگ میرے پاس نہ آؤ میں کسی کام کو فیصل نہیں کرتی

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾

انہوں نے کہا ہم بڑی طاقت والے اور بڑے لڑاکے ہیں اور اختیار سب حضور کو ہے پس سرکار جو حکم دینا چاہیں غور فرما لیں

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

ملکہ نے کہا بے شک بادشاہ جب کسی شہر میں آتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں

اور تحقیق وہ مراسلہ اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع ہے یعنی ابتداء[1] میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مرقوم ہے یہ لکھ کر لکھا ہے کہ ہم سے سرکشی مت کرو اور ہمارے حضور میں فرمانبردار ہو کر چلے آؤ کیسا زوردار کلام ہے جو بحکم کلام الملوک ملوک الکلام (بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے) دل پر ایک خاص اثر کرتا ہے اسی اثناء میں اس نے کہا اے میرے شیر درباریو! تم میرے اس کام میں بھی مجھے رائے بتلاؤ کہ مین اس الجھن کو کیسے سلجھاؤں- تم جانتے ہو آج ہی نہیں- ہمیشہ سے میرا دستور ہے کہ جب تک تم لوگ میرے پاس نہ آؤ- میں کسی ضروری کام متعلقہ سلطنت کو فیصل نہیں کرتی یعنی جب تک کونسل پوری نہ ہولے میں نے کبھی فیصلہ نہیں کیا- گو میں کونسل کی رائے کے برخلاف بھی گاہے گاہے کرتی ہوں مگر تمہاری سن کر بے سنے نہیں تم جانتے ہو ہندوستان میں وائسرائے میں بھی دستور ہے کہ کونسل کی رائے کے بغیر فیصلہ نہیں ہوتا مگر وائسرائے سب کے برخلاف کرنے کا مجاز ہے-[2] انہوں نے اپنے زعم باطل میں آکر بیک زبان کہا کہ ہم بڑی طاقت والے ہیں اور بڑے لڑاکے ہیں پھر ہم سلیمان سے دبیں تو کیوں؟ ہماری رائے تو یہی ہے کہ اگر وہ اپنی حد سے بڑھے تو اس کا مقابلہ ضرور ہونا چاہیے- یہ تو ہماری ناقص رائے ہے اور اختیار سب حضور کو ہے پس سرکار عالیہ جو حکم دینا چاہیں غور فرمالیں- ہم تو نمک خوار فرمانبردار ہیں تعمیل کرنے کو حاضر- ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو بے شک ہم طاقتور ہیں مگر جس بات سے میں ڈرتی ہوں وہ یہ ہے کہ بادشاہ جب فتح کر کے کسی شہر میں آتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں کیا تم نے ہندوستان کی جنگوں کا حال نہیں سنا جن کو دہلی کا غدر کہتے ہیں کس طرح انگریزوں نے دہلی کے معززین کو پھانسی پر لٹکایا تھا اور کس طرح ان کو ذلیل کیا تھا تم واقعی جانو کہ ایسا ہی کرتے ہیں- چونکہ لڑائی کے ہمیشہ دو پہلو ہوتے ہیں- عرب کے لوگ کہا کرتے ہیں الحرب سجال یعنی لڑائی تو مثل ڈول کے ہے

[1] جو لوگ کہتے ہیں کہ انہ من سلیمن سے مراسلہ شروع ہوتا تھا غلط ہے کیونکہ حضرت انبیاء علیہم السلام کا طریق خط نویسی کا یہی تھا کہ مضمون اور اپنے نام سے پہلے بسم اللہ لکھا کرتے تھے حضرت سلیمان نے بھی ایسا ہی کیا تھا- بلکہ بلقیس نے مراسلہ کے نویسندہ کا نام از خود پہلے بتلایا تھا ورنہ وہ اصل میں وہ بسم اللہ سے پیچھے تھا (منہ)

[2] یہ ساری تقریر اس سوال کے جواب کے لئے ہے کہ ملکہ نے وزیروں سے مشورہ لینے کی وجہ خود ہی تو یہ بتلائی کہ جب تک تم نہ آؤ کسی کام کا فیصلہ نہیں کیا کرتی آخر پھر جو فیصلہ کیا تو ان سب کے خلاف کیا- (منہ)

وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

اور میں ان کی طرف ہدیہ بھیج کر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لائیں گے- پس جب وہ

سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ؗ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ

سلیمان کے حضور میں پہنچا تو سلیمان نے کہا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے دیا وہ اس سے اچھا ہے جو تم کو دیا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ

تم ہی اپنی ہدیوں پر خوش ہوا کرتے ہو تو ان کی طرف واپس جا ہم ان پر ایسی فوج لاویں گے کہ اس

لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا

کے مقابلہ کی سکت ان میں نہ ہوگی اور ہم ان کو ان کے ملک سے ذلیل و خوار کرکے نکال دیں گے- سلیمان نے کہا اے سردارو!

اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ

کون تم میں سے اس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہو کر آئیں جنوں میں سے ایک شورہ پست دیو

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۝

بول اٹھا کہ میں اس کو لا سکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں

کبھی کسی کے ہاتھ ہے کبھی کسی کے- ممکن کیا اغلب ہے کہ ہم مغلوب ہوں گے کیونکہ سلیمان ایک بڑی زبردست سلطنت کا مالک ہے اور ہماری اس کے مقابلہ میں وہی نسبت ہے جو افریقہ کے بوئروں کی انگریزوں کے مقابلہ میں تھی گو بوئرا پنی شجاعت اور جوانمردی سے بہت دیر تک انگریزوں سے لڑتے رہے لیکن تا بکے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر مغلوب ہوئے پس میں اسی شش و پنج میں ہوں کہ کہیں فتح کی عزت لیتے لیتے اتنے سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اس لیے میں ان کی یعنی سلیمان اور ان کے امراء کی طرف ہدیہ بھیج کر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لائیں گے یہ کہہ کر اس نے اپنے سفیر کو حضرت سلیمان کی خدمت میں بھیجا پس جب وہ حضرت سلیمان کے حضور میں پہنچا تو سلیمان نے تحفہ تحائف دیکھ کر بظاہر ترش روئی سے اسے کہا کہ تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو؟ سنو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے اچھا ہے جو تم کو دیا ہے- تم ہی اپنے ہدیوں پر خوش ہوا کرتے ہو ذرا کسی نے تحفہ دیا تو بس پھولے نہ سمائے لگے فخر کرنے- ہم انبیاء کی جماعت روپیہ پیسہ کے لالچ میں نہیں آیا کرتے پس تو ان کی طرف واپس[1] جا ہم ان پر ایسی فوج لائیں گے کہ اس کے مقابلہ کی سکت ان میں نہ ہوگی اور ہم ان کو ان کے ملک سے ذلیل و خوار کرکے نکال دیں گے- یہ کہہ کر اس نے ایلچی کو تو واپس کیا ادھر حضرت سلیمان نے اپنے مشیروں سے کہا اے میرے سردارو اور مشیرو! کون تم میں سے اس ملکہ بلقیس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہو کر آئیں جنوں میں سے ایک شورہ پشت دیو بول اٹھا حضور میں اس کو لا سکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں-

[1] اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان سلام اللہ نے سفیر سے کیوں ایسی سختی کی بحالیکہ شریعت الٰہیہ میں حکم ہے کہ ایلچیوں کے ساتھ حسن سلوک سے برتاؤ کرو اور اگر کوئی قوم صلح چاہے تو صلح سے رہو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے ایلچی کی توہین نہیں کی تھی بلکہ عزت کے ساتھ اتارا- اور جو کچھ سختی ان کے کلام میں معلوم ہوتی ہے یہ صرف لفظوں میں ہے- نیز ایلچی مذکور کوئی پیغام صلح یا ماتحتی کا اقرار لے کر نہ آیا تھا بلکہ معمولی طور پر تحائف لے کر پہنچا اس لیے حضرت سلیمان نے اس کو متنبہ کیا کہ جب تک باقاعدہ مصالحت یا ماتحتی کا اقرار نہ ہو ہم اتنے پر راضی نہیں ہوں گے (منہ)

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ

ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں

اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ۖ

پس جب اس نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے- تاکہ مجھ

لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ

کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری- اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا

رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ

ہے تو خدا بے نیاز اور کریم ہے- سلیمان نے کہا تم اس کا یہ تخت متبدل کردو- ہم دیکھیں گے کہ راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے

الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ

جو راہ نہیں پایا کرتے- پھر جب وہ آئی تو اسے کہا گیا کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا یہ تو گویا

هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ

وہی ہے اور اس واقعہ سے پہلے ہی ہم کو علم تھا

یہ خیال نہ فرمایئے کہ میں اس تخت کے جواہرات وغیرہ سے کچھ نکال لوں گا ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا یعنی وہ کتابی تعلیمات کا عامل تھا جس کی وجہ سے اس کو ایسے امور پر قدرت تھی وہ بولا کہ حضور آنکھ کے جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں یعنی حضرت بہت جلد- حضرت سلیمان نے اس کو اس کام پر مامور فرمایا پھر جب سلیمان نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے کہ ایسے ایسے لائق آدمی میرے ماتحت ہیں- یہ اس لئے ہے تاکہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور ظاہر یہ کہ جو کوئی اللہ کے احسانات کا شکر کرتا ہے وہ صرف اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اس کے شکر کا فائدہ اسی کو ہے اور کسی کو نہیں اور جو ناشکری کرتا ہے تو اس کی ناشکری سے بھی کسی کا کچھ حرج نہیں خدا بھی اس سے بے نیاز اور کریم ہے- نہ بندوں کے شکر کرنے سے اس کا کچھ سنورتا ہے نہ ناشکری سے کچھ بگڑتا ہے- یہ اظہار نعمت کر کے حضرت سلیمان نے کہا میں جانتا ہوں کہ ملکہ بلقیس گو بڑی دانا عورت ہے مگر آخر عورت ہے دل ودماغ مردوں کا سا نہیں رکھتی ہوگی اس لیے میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ میرے دباؤ سے دب کر ضرور خود میرے حضور میں آئے گی پس تم اس کو آزمانے کو اس کا یہ تخت ذرا متبدل کردو ہم دیکھیں کہ وہ باوجود تغیر کے اس کے پہچاننے میں راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جو موٹی عقل سے ایسے باریک امور میں نہیں پایا کرتے پھر آخر کار جب وہ ملکہ بلقیس آئی تو اس کا امتحان لینے کو اسے کہا گیا کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہے؟ اس سوال سے ایک غرض تو اس کی عقل اور تمیز کا امتحان کرنا تھا دوسری غرض یہ بھی تھی کہ اپنے تخت کو دیکھ کر یہ دل میں خوف زدہ اور مرعوب ہو کہ سلیمان ایسا زور والا بادشاہ ہے کہ میرا تخت ایسا جلدی منگالیا کہ میں ابھی پہنچی نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے موجود ہے چنانچہ اس امتحان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی عقل کا اندازہ بھی ہوگیا- کیونکہ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے گو تم لوگوں نے اس میں کہیں کہیں ردوبدل کرنے سے تغیر تبدل کردیا ہے مگر میں بھی تو آخر ملکہ بلقیس ہوں یہ تو اس کی عقل کا امتحان تھا اس میں تو وہ بڑی خوبی سے پاس ہوگئی اور اس بلقیس نے یہ بھی کہا کہ اس واقعہ سے پہلے ہی

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ

اور ہم فرماں بردار تھے اور اس کو ان چیزوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

کیونکہ وہ کافروں کی قوم سے تھی- اسے کہا گیا کہ شاہی میں داخل ہوجائے پس جب اس نے دیکھا

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ ؕ قَالَتْ رَبِّ

تو اس کو پانی کی لہر سمجھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا- سلیمان نے کہا یہ محل شیشوں کا جڑاؤ ہے اس نے کہا اے میرے پروردگار

اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرماں بردار ہوں اور ہم نے قوم ثمود

اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾

کی طرف ان کے بھائی صالح کو بایں پیغام بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو پس وہ تو سنتے ہی دو گروہ ہو کر باہمی جھگڑنے لگے

سلیمانی زور اور جبروت کا ہم کو علم تھا اور ہم حضور کے فرمانبردار تھے پس اصل غرض جو اس امتحان سے تھی وہ بھی پوری ہو گئی کہ ملکہ بلقیس کے دل پر سلیمانی رعب خوب اثر کر گیا اس کے انداز گفتگو سے بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سلیمان کے رعب کا سکہ اس کے دل میں پہلے ہی سے تھا مگر اختلاف مذہبی اور تعصب کے باعث وہ آج تک نہ پہنچی تھی اور اس کو شاہی حضور میں حاضر ہونے سے ان چیزوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی اس لیے وہ اس تعصب مذہبی اور مخالفت کی وجہ سے آج تک الگ تھلگ رہی جس طرح ہندوستان کے مشرک ہندو صبح صبح مسلمانوں کو منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اسی طرح ملکہ بلقیس بھی دربار شاہی سے متنفر رہی- کیونکہ وہ کافروں کی قوم سے تھی جو اللہ کے سوا اور چیزوں کی عبادت کیا کرتے ہیں- خیر اس ابتدائی ملاقات اور معمولی گفتگو کے بعد اسے کہا گیا کہ شاہی محل میں داخل ہو جاوہ محل خاص اسی تقریب کے لیے تیار کرا کر آراستہ کیا گیا تھا اس کا فرش سفید شفاف بلور کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہتا تھا پس جب اس نے اس محل کو دیکھا تو اس کے فرش کو پانی کی لہر سمجھا اور کپڑوں کو پانی سے بچانے کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا حضرت سلیمان نے یا ان کے کسی معتمد سرکاری ایڈیکانگ نے کہا یہ محل شیشوں کا جڑاؤ ہے پانی نہیں ہے- یہ سن کر اس نے کپڑا چھوڑ دیا خیر ملکہ بلقیس وہاں فروکش ہوئی اسی طرح اس نے کئی دن تک جب مصاحبت حاصل کی اور اس کے خیالات میں تبدیلی ہوئی تو آخر ایک روز اس نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا کہ آج تک تیرے ساتھ میں ان چیزوں کو شریک کرتی رہی جو حقیقت میں تیری شریک نہ تھیں- اور آج سے میں حضرت سلیمان کے ساتھ خاص اللہ رب العالمین کی فرمانبردار ہوں پس میرے پچھلے گناہوں کی معافی ہو آئندہ کو میری توبہ- دیکھو کہ اتنی بڑی تاجدار اور سلطنت والی مگر جب ہدایت اور سچی راہ اس کو سمجھائی گئی تو فوراً اس نے گردن جھکا دی- حقیقت میں یہ انسان کی کمال شرافت ہے کہ خدا کے حکموں کے آگے چوں نہ کرے اسی امر کی ہدایت کرنے کو دنیا میں ہزارہا انبیاء اور نیک بندے آئے اور اسی غرض کے لیے ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی حضرت صالح نبی کو بایں پیغام بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو پس وہ سنتے ہی دو مختلف گروہ ہو کر باہمی جھگڑنے لگے- ایک فریق تو خدائی ہدایت کے مطابق کاربند ہوا ایک گروہ بدستور

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ

صالح نے کہا میرے بھائیو! بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو- کیوں اللہ سے تم بخشش نہیں مانگتے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے- وہ بولے ہم نے تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو بڑا ہی منحوس پایا ہے- صالح نے کہا تمہاری نحوست اللہ کے

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

ہاں سے ہے بلکہ تم عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہو- شہر میں نو کس ایسے تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہ

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ

کرتے تھے انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھاؤ ہم اس کو اور اس کے گھر والوں کو

ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا

قتل کر ڈالیں گے پھر اس کے والی کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں انہوں نے خفیہ

مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

داؤ لگائے ہم نے بھی خفیہ داؤ لگایا اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی

ان کا مخالف رہا- اس گروہ کے لوگ حضرت صالح اور ان کے معتقدین کے ساتھ بگڑ کر کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بات کبھی نہ مانیں گے تم اگر سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تب ہم تمہاری کرامت مانیں گے یہ قصہ - قضیہ سنکر حضرت صالح نے کہا میرے بھائیو خدا سے عافیت اور نیکی چاہو بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی جلدی کیوں چاہتے ہو- بھائیو کیوں اللہ تعالیٰ سے تم بخشش نہیں مانگتے تاکہ تمہارے گناہ خدا بخش دے اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں پس تم بخشش مانگو تاکہ تم پر رحم کیا جائے وہ بھلا کہاں مانتے ہیں جاہل بگڑے ہوئے خدا کی پناہ بولے بخشش مانگنے نہ مانگنے کی بات تو رہی الگ تیرے کہنے سے تو ہم مانگنے کے نہیں کیونکہ ہم نے تجھ اور تیرے ساتھ والوں کو جو لمبی لمبی داڑھی لٹکائے پھرتے ہیں اور دن میں پانچ پانچ سات سات دفعہ نمازیں پڑھتے ہیں ان کو بڑا ہی منحوس پایا ہے واللہ جب سے تم اس نئے خیال کے لوگ پیدا ہوئے ہو کئی ایک قسم کی بلائیں ملک پر آئی ہیں اور کئی طرح کی آفات ارضی اور سماوی ہمارے ملک کو کھا گئی ہیں- حضرت صالح نے کہا بھائیو تم تو ضد میں باتیں کرتے ہو بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کریں تو ہم مگر پڑے تم پر اسی سے تم سمجھو کہ تمہاری نحوست کا اصل سبب اللہ کے ہاں سے تمہاری بد کرداری ہے یہ نہیں کہ ہمارے برے اعمال سے تم ہلاک ہو جاؤ- نہیں بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو جو اپنے ہی گناہوں کے باعث عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہو تمہاری بد کرداری کوئی ایسی چیز ہے جو کسی سے مخفی ہو ہر گز نہیں- خیر یہ تو تھی عام لوگوں کی گفتگو ان کے علاوہ خاص شہر میں نو کس ایسے تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور کسی طرح اصلاح نہ کرتے تھے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا آؤ عہد کرو اور اللہ کے نام کی قسم کھاؤ کہ جس طرح سے بن پڑے ہم اس صالح کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کر ڈالیں گے پھر اس کے والی یعنی قریبی رشتہ دار کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے نہ ہمیں کوئی خبر ہے اور ہم اس بیان میں بالکل سچے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ معاملہ کس سے ہے اس لئے انہوں نے یہ چالاکی سوچی اور ہر طرح کے خفیہ داؤ لگائے کہ کسی طرح کامیاب ہو سکیں ہم (خدا) نے بھی خفیہ داؤ لگایا ایسا کہ انکو نیست و نابود کر دیا اور انکو خبر بھی نہ ہوئی-

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝

پس تو دیکھ کہ ان کے داؤ کا انجام کیسا ہوا ہم نے ان کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

پس ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں بے شک اس میں علم دار قوم کے لئے نشانی ہے

وَأَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار تھے ان کو ہم نے نجات بخشی- اور لوط کو بھی ہم نے بھیجا تھا جب اس نے اپنی

أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ بے حیائی کرتے ہو- کیا تم عورتوں کے سوا شہوت پوری کرنے کو لڑکوں

مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

پر گرتے ہو- پس بات یہ ہے کہ تم بالکل جہالت کرتے ہو- پس اس کی قوم کا جواب یہی ہوا

قَوْمِهٖٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوْٓا أَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

کہ انہوں نے کہا لوط کے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ پاک رہتے ہیں

فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَهْلَهٗٓ إِلَّا امْرَأَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بچالیا سوا اس کی عورت کے کہ ہم نے اس کو پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا

پس تو دیکھ کہ ان کے داؤ کا انجام کیسا ہوا کہ ہم نے ان نواشخاص کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا پس ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں تم سوچتے نہیں ہو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بدتر ہوتا ہے بیشک اس مذکور میں علم دار قوم کے لئے بہت بڑی ہدایت کی نشانی ہے وہ جان سکتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ برے اعمال ثمرہ نیک نہیں دیا کرتے- دیکھو ان کو ہم نے یوں تباہ کیا اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار تھے ان کو ہم نے نجات بخشی گو یہ کاروائی ساری کفار کے منشا کے برخلاف ہوئی مگر ہمارے حکم کے برخلاف نہیں ہوئی کیونکہ ہم نے اس کو بھیجا تھا اور حضرت لوط کو بھی ہم نے بھیجا تھا جس کا قصہ بھی عجائبات زمانہ سے ایک عجوبہ ہے اس کی ابتداء اس وقت سے ہے جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ دانستہ بے حیائی کرتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم عورتوں کے سوا شہوت پوری کرنے کے لئے لڑکوں پر گرتے ہو بس بات یہ ہے کہ تم بالکل جہالت کے کام کرتے ہو- پس یہ سن کر اس کی قوم کا جواب یہی ہوا کہ انہوں نے آپس میں کہا کہ لوگو سنو ان بھلے مانسوں یعنی لوط کے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو- کیونکہ یہ لوگ تمہارے جیسے کام کرنے سے پاک رہتے ہیں اور بڑے نیک بخت بننے کے مدعی ہیں اس لیے مناسب نہیں کہ ہم بدکاروں میں ایسے نیکوکار رہیں ورنہ خطرہ ہے

کسی دن یہ پگڑی اچھل جائے گی

پس بہت جلدی ان کو الگ کرو پس جب وہ ان کوتے ہتھیاروں پر آئے تو ہمارا غضب بھی موج زن ہوا ہم نے اس لوط کو اور اس کے ساتھ والوں کو عذاب سے بچالیا سوا اس کی عورت کے کہ اس کی بیفرمانی کی وجہ سے ہم نے اس کو عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا-

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ

اور ان پر پتھروں کی بارش کی پس ڈرائے ہوئے لوگوں پر بہت بڑی تباہی آئی- تو کہہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور

سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝

سلام اس کے بندوں پر ہے جن کو اس نے برگذیدہ فرمایا- کیا خدا بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ خدا کے شریک بناتے ہیں

ان کو تو بچایا اور ان مخالفوں پر پتھروں کی بارش کی پس کچھ نہ پوچھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں پر کیسی بارش تھی بہت ہی بری طرح سے وہ کچلے گئے اور ان پر تباہی آئی-لہذا اے نبی تو بھی اپنے مخالفوں سے کہہ کہ اس تباہی کے آنے سے پہلے سمجھ جاؤ اور میری بات کو کان لگا کر سنو کہ میں کیا کہتا ہوں- میرا سبق یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی سب چیزیں اس مالک الملک کے تابع فرمان ہیں جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہی ان کا خالق ہے وہی ان کا حقیقی مالک ہے-اس لیے میری تعلیم کا پہلا سبق یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں یعنی خالقیت مالکیت رازقیت عالمیت وغیرہ سب کی سب اسی ذات ستودہ صفات کے حق میں ہیں ان میں کسی بندے کا ساجھا نہیں اور سلام اور بزرگانہ تعظیم اس کے نیک بندوں پر ہے جن کو اس نے برگزیدہ فرمایا اتنے ہی سے خدا اور خدا کے برگزیدہ بندوں کا مرتبہ بخوبی پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ مالک ہے اور وہ بندے-پس بتلاؤ کیا خدا سب سے بہتر ہے یا جن کو یہ مشرک لوگ خدا کے شریک بناتے ہیں وہ اچھے ہیں-

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ

کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی۔ اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ خوشنما

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

باغ اگاتا ہے۔ جن کے درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ يَّعۡدِلُوۡنَ ؕ۝ اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا

بلکہ یہ لوگ کج رو ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں دریا جاری کئے

وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَجَعَلَ بَيۡنَ الۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلۡ

اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے اور درمیان دو سمندروں کے روک کر دی۔ کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے بلکہ بہت سے

اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ۝ اَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ

ان میں سے جانتے نہیں۔ بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور تکلیف دور کرتا ہے

يَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ؕ۝ اَمَّنۡ يَّهۡدِيۡكُمۡ

اور تم کو زمین پر خلیفے بناتا ہے بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو بھلا کون تم کو بر و بحر کے اندھیروں

فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَمَنۡ يُّرۡسِلُ الرِّيٰحَ بُشۡرًاۢ بَيۡنَ يَدَىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ

میں رہنمائی کرتا ہے اور کون اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لئے بھیجتا ہے

اگر ان کو اچھے کہو تو بھلا اتنا تو بتلاؤ کہ کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی اور ہمیشہ تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ خوش نما گھنے گھنے ایسے باغ اگاتا ہے[ل] جن کے درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں تمام درخت بنانے کی طاقت تو کیا ہی ہوتی ایک پتہ کی بھی نہیں۔ کیا اتنی بڑی مخلوق بنانے میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے نہیں نہیں بلکہ یہ کج رو ہیں مجال نہیں کہ سیدھی اور ستھری تعلیم کو قبول کریں۔ بھلا یہ بھی تو بتلاؤ کہ کس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں قدرتی طور پر دریا جاری کئے اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے اور درمیان دو میٹھے اور کھاری سمندروں کے روک کر دی کہ میٹھا کڑوا پانی الگ رہتا ہے۔ کیا اس صنعت میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے کوئی نہیں بلکہ بہت سے ان مشرکوں میں سے جانتے نہیں۔ یونہی بے علمی اور جہالت سے باپ دادا کی تقلید پر چلے چلتے ہیں۔ بھلا ایک بات اور بتلاؤ کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور اپنے بندوں سے تکلیف دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین پر ایک دوسرے کے خلیفے بناتا ہے۔ باپ کے مرنے پر بیٹا قائم مقام ہو جاتا ہے بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے کوئی نہیں مگر افسوس ہے کہ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو بلکہ یوں کہئے کہ پاتے ہی نہیں۔ بھلا ایک بات اور بتلاؤ کہ کون تم کو بر و بحر کے اندھیروں میں مطالب کی طرف رہنمائی کرتا ہے یعنی کس نے وہ علامات پیدا کر رکھی ہیں جن سے تم ہدایت یاب ہو سکتے ہو اور کون اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری دینے کے لئے بھیجتا ہے جن کے آنے سے لوگ جان جاتے ہیں کہ باران رحمت کا نزول ہوا چاہتا ہے

[ل] عرب میں تو غائب سے متکلم کی طرف التفات ہے مگر اردو محاورہ میں نہیں ملتا۔ اس لئے غائب ہی کے لفظ سے ترجمہ کیا گیا۔ منہ

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ اللہ ان کے شرک سے بلند ہے- بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے پھر اس کو

وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

لوٹا دیتا ہے اور کون تم کا آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے- کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے- تو کہہ کہ اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ

اپنی دلیل لاؤ- تو کہہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے

اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۫

باشندے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ ان کا علم آخرت کے متعلق ختم ہو چکا ہے

بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا

بلکہ ان کو اس میں شک ہے بلکہ اس سے اندھے ہیں کافر لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم

كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ

اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہم نکالے جائیں گے پہلے بھی ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو وعدے دئے گئے تھے

کیا ایسے کام کرنے میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بلند ہے بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے- اوپر سے بارش کرتا ہے زمین سے نباتات اگاتا ہے- کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے- اے نبی تو کہہ کہ ہماری طرف سے تو اتمام حجت ہو چکا اور دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا گیا کہ خدا کا کوئی ساجھی نہیں ہے اگر ہماری اس تقریر کو تم نہیں مانتے تو اچھا حسب قاعدہ علم مناظرہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ جس سے تمہارا مدعا ثابت ہو سکے کہ خدا کے ساجھی ہیں- ہم بھی اس دلیل پر غور کریں گے اگر صحیح اور قابل قبول ہو گی تو قبول کریں گے نہیں تو جواب دیں گے- اے نبی یہ تو کیا ہی دلیل لائیں گے تو ہی ان کو کہہ اور ایک دلیل اور سنا کہ سنو معبود برحق کے لئے اپنے عابدوں کے حالات سے اطلاع پانا اور ان کے غیوب سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے لیکن جب ہم دنیا کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے حال سے بھی خبر نہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ قبروں سے یا نیند سے کب اٹھائے جائینگے حالانکہ یہ واقعات ان کی ذات پر روزانہ آتے رہتے ہیں یا آنیوالے ہیں مگر انکو خبر تک نہیں بلکہ ان مشرکوں کا علم آخرت یعنی دوسری زندگی کے متعلق ختم ہو چکا ہے- موجودہ زندگی کے بعد دوسری زندگی کا وجود ان کی سمجھ میں نہیں آتا- بلکہ ابھی تک ان کو اس قیامت میں شک ہے بلکہ گمراہی کے گڑھے میں ایسے گرے ہیں کہ گویا اس آخرت کے وجود سے اندھے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ کافر لوگ جب قیامت کا اٹھنا سنتے ہیں اور جواب معقول نہیں بنتا تو یہ کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائینگے تو اس سے بعد پھر ہم زمین سے نکالے جائیں گے نہیں نہیں ہرگز نہیں- آج سے پہلے بھی ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو اس قسم کے وعدے دیئے گئے تھے- عرب کے عیسائی پادری اور یہودی علماء سے سننے میں آتا تھا جس کا وقوعہ آج تک نہ ہو سکا-

إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ

یہ محض پہلے لوگوں کی حکائتیں ہیں تو کہہ زمین میں جاکر سیر کرو پھر دیکھو کہ مجرموں کا انجام

كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِى ضَيْقٍ مِّمَّا

کیسا ہوا؟ اور ان کے حال پر غم نہ کر اور تو ان کی خفیہ سازشوں سے دل تنگ

يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ

نہ ہو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر سچے ہو تو کہہ عنقریب

عَسَىٰٓ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ ٱلَّذِى تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو

تمہارے جلدی مانگے ہوئے بعض عذاب تم پر آجائیں گے۔ تیرا پروردگار لوگوں کے

فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا

حال پر بڑا فضل رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے اور جو کچھ یہ لوگ سینوں کے

تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ

اندر چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اور بھی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے

إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾

وہ کتاب مبین میں ہے

پس نتیجہ صاف یہ ہے کہ یہ باتیں محض پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں پہلوں سے پچھلوں نے سن لیں اور پچھلوں نے اور پچھلوں کو سنادیں۔ پس تو اے نبی ایسے جلد بازوں کو کہہ کہ زمین میں جاکر سیر کرو پھر دیکھو کہ مجرموں بدکاروں اور نافرمانوں کا انجام کیسا ہوا انکو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور ہدایت پاؤ اور سمجھ کہ

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

پس ان کو یہ پیغام سنادے اور ان کے حال پر کسی قسم کا غم فکر نہ کر کہ کیوں نہیں ایمان لاتے۔ نہیں لاتے نہ لائیں پڑے اپنا سر کھائیں تیرا کیا لیں گے اور میرا کیا بگاڑیں گے تو ان کی خفیہ سازشوں اور فریبوں سے دل تنگ نہ ہو بلکہ ان سب کا قصہ خدا کے سپرد کر اور جو کچھ کہتے ہیں چپکا سا سنتا جا۔ دیکھ تو کیسے عقلمند ہیں کہ بجائے ڈرنے کے کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہوگا۔ اگر سچے ہو کہ ضرور آئے گی تو بتلاؤ۔ تو ان کو کہہ کر اصل روز قیامت کی خبر تو کسی مخلوق کو نہیں۔ ہاں ہم یہ بتلا سکتے ہیں کہ عنقریب تمہارے جلدی مانگے ہوئے بعض عذاب تم پر آجائیں گے لیکن علم الٰہی کے مطابق جب ان کا وقت آئے گا کیونکہ تیرا پروردگار لوگوں کے حال پر بڑا فضل رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ ان کو توبہ کے لئے ڈھیل دیتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے مگر یاد رکھیں اس ناشکری کا بدلہ خود ہی اٹھائیں گے اور جو کچھ یہ لوگ سینوں کے اندر چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اس کے علاوہ اور بھی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے۔ وہ کتاب مبین یعنی علم الٰہی میں ہے کیونکہ خدا کا علم سب علموں کی اصل ہے۔ دنیا کے سچے علوم سب اسی سے نکلتے ہیں

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن میں وہ باہمی
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ
مختلف ہیں- اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہدایت اور ماننے والوں کے لئے رحمت ہے بے شک تیرا پروردگار اپنے حکم کے
بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ
ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ غالب بڑے علم والا ہے پس تو اللہ پر بھروسہ کر کچھ شک نہیں کہ تو واضح حق
الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾
پر ہے کچھ شک نہیں کہ تو مردوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس جاتے ہوں
وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ نہیں دکھا سکتا تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہمارے حکموں

بیشک اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید بنی اسرائیل کو بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن میں وہ باہمی مختلف ہیں کیونکہ یہ قرآن خدائے عالم الغیب کی طرف سے ہے جو سب کچھ جانتا ہے جس کے علم میں سب کچھ ہے پس جو حق حق ہے وہ بتلا دیتا ہے مثلاً بنی اسرائیل کا اس مسئلہ میں سخت اختلاف ہے کہ حضرت مسیح کون تھے- یہودی تو ان کو آدمی کہتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا جانتے ہیں اس میں قرآن مجید نے یہ فیصلہ دیا کہ مسیح بھی اور آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہے آدمیت اور انسانیت جیسی اور لوگوں میں ہے ان میں بھی ہے- اس مسئلہ میں تو یہودیوں کے حق میں فیصلہ ہوا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ آدمی ہے تو کس درجہ کا ہے- یہودی ان کو...... کہتے ہیں اور برے برے الفاظ سے یاد کرتے تھے- عیسائی ان کو بڑا مقدس جانتے تھے- اس مسئلہ میں قرآن مجید نے یہودیوں کو قائل کیا کہ تمہارا خیال محض غلط ہے- حضرت مسیح خدا کے مقرب بندے تھے غرض اسی طرح کے کئی ایک بے لاگ فیصلے قرآن مجید نے کئے کیونکہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہدایت اور ماننے والوں کیلئے رحمت ہے پس تو ان کو سنا دے اور خدا کے سپرد کر- بیشک ایک روز تیرا پروردگار اپنے حکم کے ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ سب پر غالب اور بڑے علم والا ہے نہ اس کو کسی جتلانے کی حاجت ہے نہ اس کے حکم کو کوئی روک سکتا ہے پس تو اسی مالک الملک اللہ بر حق پر بھروسہ کر اور ان کی فضول اور لایعنی باتوں کا خیال نہ کر- کچھ شک نہیں کہ معاند لوگ ہر ایک راستی کو جو ان کے منشا کے خلاف ہو ناپسند کیا کرتے ہیں ان کو نہ کبھی فائدہ ہوا نہ ہو گا کیونکہ وہ تو زندوں سے نکل کر مردوں میں جا چکے ہیں- اس میں کوئی شک نہیں کہ تو زندوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے مردوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے- خصوصا جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس جاتے ہیں سو یہی کیفیت ان کی ہے کہ گمراہی اور ضد میں ایسے منہمک ہیں کہ بہروں اور اندھوں سے بدتر بن رہے ہیں اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ نہیں دکھا سکتا- کیونکہ سوتے کو جگانا تو ممکن ہے مگر جاگتا آدمی جو دانستہ سوتا ہے اسے کون جگائے؟ پس تو یاد رکھ کہ تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ
کو مانتے ہیں- اور جب ان پر فرد جرم لگ جائے گا تو ہم زمین سے ایک جاندار پیدا کریں گے

تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ
جو اظہار کرے گا کہ لوگ ہمارے حکموں پر یقین نہ رکھتے تھے- اور جس روز ہم ہر ایک قوم میں سے ایک

اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ
جماعت ان لوگوں کی جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ جمع کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے تو خدا

اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ
ان کو کہے گا کیا تم نے میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا یا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم

عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ
کی وجہ سے ان پر حکم لگ جائے گا- پھر وہ بول نہ سکیں گے کیا انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ ہم نے رات کو بنایا کہ لوگ اس میں

جو ہمارے حکموں کو مانتے ہیں یعنی انہی لوگوں کے دلوں میں تیری تعلیم اثر کرے گی جن کے دلوں میں یہ بات مضبوطی سے جم گئی ہو کہ اگر یہ باتیں خدا کی طرف سے ثابت ہوئیں تو ہم ان کو ضرور مان لیں گے یہ نہ ہو کہ خواہ کچھ ہی ہو کبھی نہ مانیں گے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خواہ کتنے ہی مخالف ہوں آخر کار ایک وقت آتا ہے کہ سنتے سنتے وہ تابع فرمان بھی ہو جاتے ہیں- شریر اور بدذات جو ذاتی عداوت رکھتے ہیں ان کا تو کوئی علاج نہیں اور جب ان پر فرد جرم لگ جائے گا تو ہم زمین سے ایک ذی روح جاندار[1] پیدا کریں گے جو اظہار کریگا کہ یہ لوگ ہمارے حکموں پر یقین نہ رکھتے تھے- اس روز ان کی حقیقت کھل جائے گی اور جس روز ہم ہر ایک قوم میں سے ایک جماعت ان لوگوں کی جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے تو خدا فرشتوں کی معرفت ان کو کہے گا کیا تم نے میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا نہ پڑھے تھے نہ بغور سنے تھے پھر کیا بلا سوچے سمجھے انکاری ہو بیٹھے تھے یا کیا کرتے تھے ان باتوں کا وہ کیا جواب دے سکیں گے بجز خاموشی اور سکوت کے- کیونکہ یہ واقعات ہی ایسے ہوں گے کہ بجز تسلیم چوں چرا نہ کر سکیں اس لئے فیصلہ کیا جائے گا اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر عذاب کا حکم لگ جائے گا پھر وہ اپنا فرد جرم دیکھ کر بول نہ سکیں گے- پس ان لوگوں کو چاہئے کہ اس فیصلہ عظیمہ سے پہلے ہی نیک کام کی طرف لگ جائیں کیا انہوں نے اس امر پر بھی کبھی غور کیا کہ ہم (خدا) نے رات کا وقت اس لئے بنایا کہ لوگ اس میں نیند کے ساتھ آرام حاصل کریں

---

[1] اس دابہ کے متعلق بہت سے اقوال ہیں جن میں سے اکثر تو عجائب پرستی سے پر ہیں- اس کی تحقیق اس امر پر مبنی ہے کہ **وقع القول** کے لئے ظرف زمان کیا ہے قرآن مجید کے محاورے میں وقع القول یعنی فرد جرم کے لئے قیامت کا دن مراد ہوتا ہے چنانچہ اس آیت سے متصل ہی فرمایا ہے **ووقع القول علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون** کچھ شک نہیں کہ اس ثانی وقوع قول کے لئے ظرف زمان قیامت کا دن ہے پس اگر اس اول کے لئے بھی وہی دن ہے تو اس جاندار سے مراد ہر امت کے نبی ہوں گے جو اپنی اپنی امت کے تکذیب کرنے کی شکایت دربار رب العالمین میں کریں گے چنانچہ دوسرے مقامات کی آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے **قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القران مهجورا** اگر اس کے لئے ظرف زمان قیامت کے دن کو کوئی نہ سمجھے پھر دنیا میں کوئی دابہ اس قسم کا نکلے گا جس کی پوری کیفیت کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی- منہ

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَیَوْمَ یُنْفَخُ

آرام حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا بے شک اس میں ماننے والوں کے لئے نشانات ہیں- اور جس دن صور پھونکا جائے گا

فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

تو سب لوگ آسمان اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جس کو خدا چاہے گا محفوظ رکھے گا- اور سب لوگ خدا کے پاس عاجزانہ

دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ

حاضر ہوں گے اور تم پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھو گے کہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑتے ہوں گے

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ

یہ اللہ کی سنت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جو لوگ نیک کام لے کر

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ

آویں گے ان کو اس سے اچھا بدلہ ملے گا

اور دن کو روشن بنایا تاکہ اس میں معاش کے ذرائع پر عمل کریں- کیا یہ لوگ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس قدر سورج کی روشنی ہے مصنوعی طریق سے اتنی روشنی حاصل کرنے میں کتنا خرچ اٹھے گا تاہم کس کو توقع ہو سکتی ہے کہ ایسے ہو سکے- پھر جب یہ مفت ملتی ہے تو کیا اس نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ خدائے خالق برتر کی حکم برادری نہ کی جائے؟ بیشک اس صنعت خداوندی میں ماننے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں یعنی جو لوگ کسی حقانی اور سچائی بات کو ماننے کے لئے دل سے تیار رہتے ہیں ان کے لئے اس بیان میں ہدایت کے بہت سے نشان ہیں جو لوگ ان دلائل سے ہدایت پاتے ہیں ان کو فائدہ ہوتا ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا یعنی قیامت کا دن ہو گا تو سب لوگ آسمان اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جس کو خدا چاہے گا اس گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا- انہی لوگوں کو اس روز امن وامان ہو گا جو پروردگار کے احکام کو دل سے سنتے اور عمل کرتے ہیں اور یوں تو اس روز یہ عام حالت ہو گی کہ سب کے سب اگلے اور پچھلے تمام لوگ خدا کے پاس عاجزانہ صورت میں حاضر ہوں گے جہاں پر ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا- نیک اعمال کئے ہوں گے تو عزت پائیں گے- بداعمال ہونگے تو پھنسے رہیں گے اور قیامت کے اول حصے میں یعنی فنا کے وقت تم پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھو گے کہ ایک جگہ پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑتے ہوں گے- یہ اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے یعنی جس قانون اور قاعدہ پر اس کو چلایا ہے برابر چلتی ہے- ممکن نہیں کہ ذرہ بھر ادھر یا ادھر ہو جائے- کیونکہ اس کا علم بڑا وسیع ہے- کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے اسی لئے اس کا عام قانون ہے جو لوگ نیک کام لے کر اس کے پاس آئیں گے ان کو اس سے اچھا بدلہ ملے گا

ل اس آیت میں تری کا لفظ ہے جو مضارع کا صیغہ ہے عربی زبان میں فارسی کی طرح مضارع حال اور استقبال دونوں معنی کے لئے آتا ہے- پس اس قاعدہ سے اس آیت کے بھی دو معنے ہوں گے ایک استقبال کے لئے جو ہم نے کئے ہیں حال کے معنے پر آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ لوگ پہاڑوں کو ایک جگہ قائم دیکھ کر انکو جمے ہوئے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح تیز چل رہے ہیں یعنی زمین کی حرکت کی طرف اشارہ ہے جو آج کل حکماء یورپ کی تحقیق ہے- قرآن مجید نے صدیوں پیشتر اس کی خبر دے رکھی ہے کیوں نہ ہو انزله الله الذی یعلم السر فی السموات والارض ممکن ہے یہ معنی کسی عالم کی رائے کے خلاف ہوں لیکن قرآن مجید کے الفاظ سے برخلاف نہیں- منہ

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ

اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے- اور جو لوگ برے کام لے کر آئیں گے انکو اوندھا کر کے آگ میں ڈالا

فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

جائے گا جس قدر انہوں نے برے عمل کئے ہوں گے وہ ان کو بدلہ ملے گا- تو کہہ مجھے صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس

رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ

شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے- تمام چیزیں اس کی زیر فرمان ہیں مجھے حکم ہے کہ میں بھی فرمانبرداروں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ

میں شامل ہوجاؤں اور یہ کہ میں قرآن پڑھوں پھر جو کوئی ہدایت پاوے وہ اپنے لئے ہدایت پاوے گا

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

اور جو گمراہ ہوگا- تو تو کہہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ایک ہوں

اور وہ اس قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے گو ہیبت الٰہی کی وجہ سے وہ بھی دم بخود ہوں گے مگر انجام کے لحاظ سے ان کو بے خوف سمجھنا چاہیے اور جو لوگ برے کام لے کر آئیں گے ان کو آگ میں اوندھا کر کے ڈالا جائیگا یہ مت سمجھو کہ ان پر ظلم ہوگا نہیں بلکہ جس قدر انہوں نے برے عمل کئے ہوں گے وہی ان کا بدلہ ملے گا- یہ سن کر شاید ان کو خیال ہو کہ اچھا تم تو ہم کو ہمارے دستورات اور عبادات سے روکتے ہو تو تم نے کون سا دستور ہمارے لئے بنایا ہے تو اے نبی تو ان کو کہہ کہ میں تم کو وہی دستور بتلاتا ہوں جس کا میں مامور ہوں- مجھے صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ معظمہ) کے پروردگار حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم اور معزز بنایا ہے نہ کہ ان مصنوعی معبودوں کو تمہاری طرح پوجوں- میں ہی کیا تمام چیزیں اسی کے زیر فرمان ہیں اسی لئے مجھے یہی حکم ہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤں- سب سے بڑی عزت جو مخلوق کے لئے حاصل ہو سکتی ہے وہ خدا کی فرماں برداری ہے کیا تم نے حضرت شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

مہتری در قبول فرمان ست — ترک فرمان دلیل حرمان است

اس لئے بس مجھ کو اور تمہیں بھی حکم ہے کہ اسی کے ہو رہو- اس کی فرمانبرداری کے مدعی تو بہت لوگ ہیں مگر میں تم کو اس کی ایک علامت بتلاتا ہوں کہ تابعدار کون ہے؟ تابعدار وہی ہے جو اپنی زندگی اور موت سب کو خدا کے حوالہ کر دے یعنی ہر قسم کی حرکات اور سکنات اپنے مالک کے زیر فرمان کرے جہاں پر مالک ٹھہرنے کا حکم دے وہاں پر ٹھہرے جہاں چلنے کو فرمادے وہاں سے چل دے- یہی معنی ہیں بزرگوں کے اس کلام کے

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے — نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

چونکہ ایسے گر کے بتلانے کو خدا کی طرف سے قرآن مجید نازل ہوا ہے اسی کے پڑھنے سے انسان کے دل پر نقش ہو سکتا ہے کہ میں کس کا بندہ ہوں اور کون میرا مالک ہے اس لئے مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں قرآن مجید پڑھوں اور تم لوگوں کو پڑھاؤں اور مطلب کی تشریح کر کے سناؤں پھر جو کوئی ہدایت پائے وہ اپنے لئے ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہو گا یعنی قرآن مجید کی تعلیم کی طرف دھیان نہ دیگا تو تو کہدے کہ میرا کیا بگاڑ لے گا میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ایک ہوں مجھ سے پہلے کئی ایک ڈرانے والے ہو گزرے ہیں کوئی مانے نہ مانے مجھے اس سے کیا جس نے مجھے بھیجا ہے وہ خود سمجھ لے گا-

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور تو کہہ سب تعریفات خدا کے لئے ہیں وہ تم کو اپنے نشان دکھائے گا پھر تم ان کو پہچانو گے اور تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

سورت القصص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾

میں اللہ بڑی تونگری والا پاک سلامتی والا- یہ احکام واضح کتاب کے ہیں موسیٰ اور فرعون کا سچا سچا قصہ ہم ایمانداروں کے لئے تجھ کو سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ فرعون نے زمیں میں تکبر کیا تھا اور ملک کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنادیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کرتا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کردیتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا

اور خوب سزا دیگا-اس لئے اس نے مجھے فرمایا ہے کہ اے نبی تو کہہ کہ سب تعریفات خدا کے لئے ہیں وہ تم کو اپنے نشان دکھلائیگا پھر تم ان کو پہچانو گے ایسے پہچانو گے کہ صاف صاف مان جاؤ گے کہ واقعی ہمارا قصور تھا اور سن رکھو کہ تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو کچھ تم کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے

سورا لقصص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو سنو میں ہوں اللہ بڑی تونگری والا سب عیبوں سے پاک سلامتی والا- یہ احکام جو تم کو اس صورت میں سنائے جاتے ہیں واضح کتاب قرآن مجید کے ہیں پس تم ان کو سنو ان حکموں کو سمجھانے کے لئے حضرت موسیٰ اور فرعون کا سچا سچا قصہ ہم ایمانداروں کے لئے تجھ کو سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ فرعون ایک بڑا مفسد آدمی تھا-اس نے زمین پر ناحق تکبر کیا تھا اپنا رتبہ عبودیت چھوڑ کر الوہیت کے درجہ کا مدعی بنا تھا اور اس نے اپنی معمولی چالبازی سے ملک کے رہنے والوں کو الگ الگ گروہ بنادیا تھا جن میں اختلاف بنا کر سلطنت کرتا تھا- جیسا کہ عموماً بادشاہوں کا دستور ہے- ان میں سے ایک جماعت یعنی بنی اسرائیل کو کمزور کرتا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کردیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا- اس سے غرض اس کی یہ تھی کہ ان میں فوجی قوت پیدا نہ ہوسکے- بیشک وہ فرعون ہی پولیٹیشن (ملکی منتظم) اور مفسدوں سے تھا کہ خواہ مخواہ مسکینوں کو ستاتا تھا

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ

اور جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا جاتا تھا ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں اور ان کو امام بنائیں اور

نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

ان کو وارث بنائیں اور زمین پر انہی کو حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کی

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ

فوجوں کو ان سے جس بات خوف تھا وہ ان کو دکھا دیں- اور موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو ہم نے الہام کیا

اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا

کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے اس پر کسی بات کا خوف ہو تو اس کو پانی میں ڈال دیجیو اور نہ اندیشہ کیجو نہ غم ہم ضرور

رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ

اس کو تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں سے کریں گے تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑ لیا تاکہ آخر کار

لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝

وہ انکا دشمن اور باعث غم ہو- کچھ شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کی فوج خطار کار تھے

اور ہماری منشا کے خلاف چلتا تھا- جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا جاتا تھا ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں اور ان کو دین کے امام بنائیں اور ان کو ملک کے وارث بنائیں اور زمین پر انہی کو حکومت دیں اور ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ فرعون ہامان اور ان کی فوجوں کو ان بنی اسرائیلیوں سے جس بات کا خوف تھا وہی ان کو دکھا دیں یعنی زوالِ حکومت فرعونی آخر کار انہی کے ہاتھوں سے ہوا چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس راز ہرہ چون وچرا

مگر چونکہ اتنا بڑا انقلاب اس بات پر موقوف تھا کہ

مردی از غیب بروں آید وکارے بکند

اس لئے ہم نے موسیٰ کو دنیا میں بھیجا اور موسیٰ کی ماں کو جو فرعون کے ظلم سے ڈری اور سہمگیں ہو رہی تھی ہم نے الہام کیا یعنی اس کو دل میں القا کیا کہ اس بچے (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے اس پر کسی بات کا خوف ہو کہ فرعون کے آدمی حسب قانون فرعونی اس کو مار نہ ڈالیں تو اس کو دریا کے پانی میں ڈال دیجیو اور کسی قسم کا غم اندیشہ نہ کیجو کہ کہاں جائیگا اور اس پر کیا کیا وارداتیں ہوں گی کیونکہ ہم ضرور اس کو تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں سے کریں گے پس موسیٰ کی ماں نے

میروی ومیرود .جانم بتو خوش برو فالله خیر حافظا

کہہ کر بچے کو دریا میں ڈال دیا تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑ لیا- قدرت خداوندی نے ان سے یہ کام کرایا تاکہ آخر کار وہ ان کا دشمن اور باعث غم ہو- کچھ شک نہیں کہ فرعون اور اس کا وزیر ہامان اور ان کی فوج سخت خطاکار تھے کہ ایک ایسے لڑکے کو انہوں نے پرورش کیا جس کا نتیجہ ان کے حق میں اچھا نہ ہوا مگر وہ کیا کر سکتے تھے جبکہ قدرت نے انکو ایسا کرنے پر مجبور کیا پھر ان کی کیا مجال تھی کہ ایسا نہ کرتے- مگر چونکہ یہ کام ان کی ملکی پالیسی کے خلاف تھا اس لئے وہ خطاکار تھے-

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ

اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرنا امید ہے بہت جلد ہم کو نفع دے گا

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ

یا اہم اس کو متبنّٰی بنالیں گے اور جانتے نہ تھے- موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہوگیا اگر ہم اس کے

كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

دل کو مضبوط نہ رکھتے تو وہ ظاہر کردیتی تاکہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

موسیٰ کی ماں نے اس کی ہمشیرہ سے کہا تو اس کے پیچھے پیچھے جا پس اس نے دور سے فرعونیوں کی بے خبری میں اسے دیکھا

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ

اور اس پر پہلے ہی سے سب دودھ حرام کردئے تھے پس اس نے کہا میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ

اس کو پرورش کریں

خیر یہ قصہ تو رہا الگ اب سنئے اُدھر کیا ماجرا پیش آیا- فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑا اور فرعون کی بیوی کو بچہ ایسا پیارا معلوم ہوا کہ اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ میری اور تیری (فرعون) کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے- دیکھو یہ کیسا خوبصورت لڑکا ہے اور بچوں کی طرح اس کو قتل مت کرنا- ہم اس کی پرورش کریں گے- یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے امید ہے اپنی لیاقت سے بہت جلد ہم کو نفع دے گا ہم اس کو اپنا متبنّٰی بنالیں گے یہ باتیں وہ کرتے تھے اور جانتے نہ تھے کہ کیا پیش آئیگا- اُدھر اس موسیٰ کی ماں کی کیفیت یہ ہوئی کہ اس کا دل بیٹے کے غم میں سب چیزوں سے خالی ہوگیا اور صرف موسیٰ کی طرف لگ گیا کہ ہائے میرے ننھے سے بچے پر کیا کیا تکلیف آئی ہوگی- ایسی گبھرائی کہ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ رکھتے تو وہ سارا راز ہی ظاہر کردیتی کہ یہ میرا بچہ ہے پس پھر تو کیا تھا جونہی فرعون سنتا کہ یہ بچہ اسرائیلی ہے تو اپنے سابقہ حکم کے مطابق فوراً اس کو مروادیتا مگر ہم نے اس والدہ موسیٰ کو مضبوط رکھا تاکہ وہ انجام کار جب کامیاب ہو تو ہمارے وعدے پر پختہ ایمان لانے والوں میں سے ہو- خیر یہ تو ہوا جو ہونا تھا اب قصہ کی ابتدا سنئے- موسیٰ کی ماں نے بچہ کو پانی میں ڈال دیا اور اس کی ہمشیرہ سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا- اری میں نہیں تو ہی جا- دیکھ تو سہی یہ میرا ننھا سا لاڈلا کو کوجاتا ہے گو میں جانتی ہوں کہ جس خدا نے مجھے یہ ڈھب بتلایا اور دریا میں ڈلوایا ہے وہ اس کی ضرور حفاظت کریگا- مگر تو تو اس کی کوئی خبر لا کہ میری جان کہاں کو جاتی ہے- پس اس لڑکی نے بڑی ہوشیاری سے یہ فرض ادا کیا اور دور سے فرعونیوں کی بے خبری میں اس موسیٰ کو دیکھا کہ فرعون کے گھر والوں نے اس صندوق کو پکڑا ہے اور حرم سرا میں لے گئے ہیں- اُدھر قدرت کا یہ کرشمہ ہوا کہ ہم نے فرعونیوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی اور اس موسیٰ پر پہلے ہی سب دودھ حرام کردیے تھے تاکہ دونوں مقصد جن کے پورا کرنے کا وعدہ ہم نے موسیٰ کی ماں سے کیا تھا پورے ہوجائیں- یعنی بچہ پرورش بھی پاجائے اور ماں کے پاس بھی آجائے پس اس لڑکی نے بڑی متانت اور لیاقت سے کہا کہ میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کو پرورش کریں-

وَهُمْ لَهُ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ پس ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف واپس پہنچادیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ

کرے اور جانے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ اور جب وہ اپنی جوانی

اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

کو پہنچا اور خوب تنومند ہوا تو ہم نے اس محکم بات کا ملکہ اور علم دیا اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور

دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ

موسیٰ شہر کے اندر ایسے وقت میں آیا کہ وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو اس نے اس میں دو آدمیوں کو لڑتے

یَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

ہوئے پایا ایک اس کے گروہ سے تھا اور ایک اس کے مخالفوں سے تھا

اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ انہوں نے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں؟ کہ بتا نہیں بلکہ لے آ چنانچہ وہ گئی اور اپنی ماں کو خوش خبر سنائی کہ

خواستی آنچہ نو فراز آمد   اب از جو رفتہ باز آمد

لیجئے میری اماں آپ کا صبر پھل لایا۔ نتیجہ اچھا ہوا۔ چلئے اپنے بچے کو سنبھالئے اور مشاہرہ بھی لیجئے اور حرم شاہی میں عزت سے رہیے پس ہم نے ایک ذرہ سے پیچ سے اس بچے کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچادیا تاکہ اس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے اور دل سے جانے کہ اللہ کا ہر ایک وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں مگر جو دور اندیش ہیں وہ ان واقعات سے اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں

کار زلف تست مشک افشانی اتا عاشقاں   مصلحت راتہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

خیر اسی طرح بچہ پرورش پاتا رہا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی اور قوت کو پہنچا اور خوب تنومند ہوا تو ہم نے اسے محکم بات کرنے کا ملکہ اور دینی اور ملکی امور کا علم دیا جس سے وہ پولیٹکل امور پر اکثر غور و فکر کرتا رہتا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے حال پر کڑھتا کہ کیسے ویران حال پریشان ہو رہے ہیں اور وہ ان کی بہتری کی تدابیر سوچتا اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی نیکی کی وجہ سے اس درجہ کو پہنچ جاتے ہیں کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں بلکہ ان کی عام پکار یہی ہوتی ہے کہ

کرو مہربانی تم اہل زمین پر   خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

چنانچہ ایک روز ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی مخلوق سے ہمدردی کا اور ظالموں کے ظلم کا ثبوت ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ شہر کے اندر ایسے وقت میں آیا کہ وہاں کے لوگ دوپہر کے قیلولہ کی وجہ عام طور پر کاروبار سے بے خبر تھے جب موسیٰ آیا تو اس نے اس شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا ان میں ایک کا تعلق اس گروہ یعنی بنی اسرائیل سے تھا اور ایک اس کے مخالفوں یعنی فرعون کی قوم قبطیوں سے تھا پس جونہی کہ انہوں نے موسیٰ کو دیکھا

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ

تو جو اس کی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے دشمن کے گروہ والے کے برخلاف مدد مانگی تو موسیٰ نے اسے ایک

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ﴿١٥﴾

مکا مارا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس نے کہا یہ تو شیطانی حرکت ہے بے شک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾

اس نے کہا اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے پس خدا نے اسے بخش دیا اللہ بڑا بخشنہار مہربان ہے

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ

موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا انعام کیا اس لئے میں آئندہ کو کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ ہوں گا موسیٰ صبح کو

فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ

ڈرتے ڈرتے شہر میں گیا انتظار ہی میں تھا تو ناگاہ وہ شخص جس نے کل ہی اس سے مدد چاہی تھی اس کو پکار رہا ہے اس نے

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي

کہا کچھ شک نہیں کہ تو ہی صریح بدمعاش ہے پھر جب موسیٰ نے اسے پکڑنا چاہا جو

تو جو اس کی قوم سے تھا یعنی اسرائیلی اس نے موسیٰ سے اس کے دشمن کے گروہ والے یعنی فرعون کے خلاف مدد چاہی کیونکہ فرعونی اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی دیکھا کہ واقعی اس کی زیادتی ہے تو اس نے اسے ایک مکہ مارا گو مکہ تو ایک معمولی تھا مگر اتفاقاً اس کو ٹھکانے پر لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا یعنی وہ مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی وقت وہاں سے بھاگ نکلا اور خیریت سے ڈیرہ پر پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اسے سخت ندامت ہوئی کہ یہ کیسی بری حرکت مجھ سے ہوئی ہے کہ ناحق معمولی سی بات پر خون ہو گیا اس لئے اس نے کہا کہ یہ شیطانی حرکت ہے بیشک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے اس لئے دعا کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے پروردگار تحقیق میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ناحق مجھ سے خون ہو گیا تو مجھے بخش دے پس خدا نے اسے بخشدیا کیونکہ موسیٰ کا اخلاص کمال کو پہنچا تھا اور اللہ تعالیٰ بھی بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا انعام فرمایا ہے کہ مجھ کو خاندان نبوت میں پیدا کیا اور مجھ کو ایمان سے مشرف کیا اپنی معرفت سے تو نے مجھے بہت بڑا حصہ دیا اس لئے میں آئندہ کو کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ ہوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے بعد معلوم ہوا ہو گا کہ اسرائیلی قصوروار ہے اس لئے اس نے ایسا کہا۔ پھر بعد اس کے جب شہر میں اس خون کی شہرت ہوئی تو حضرت موسیٰ صبح کو ڈرتے ڈرتے شہر میں گیا انتظار ہی میں تھا کہ کوئی سرکاری آدمی آیا کہ آیا۔ اتنے میں اسکی نظر پڑی تو ناگاہ وہی شخص جس نے کل اس سے مدد چاہی تھی آج پھر اس کو پکار رہا ہے کہ ہائے موسیٰ دیکھنا یہ دشمن مجھے مار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کل ہی اس کی حرکت سے سمجھ گیا تھا کہ نالائق ہے اور قسم بھی کھا چکا تھا پھر وہ بھلا کیوں اس کی مدد کرتا۔ اس لئے اس نے اسے کہا کہ کچھ شک نہیں تو صریح بدمعاش ہے پھر جب غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ نہیں اس معاملہ میں یہ اسرائیلی مظلوم ہے اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس فرعونی کو پکڑنا چاہا

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ

ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسے تو نے کل ایک آدمی کو مارڈالا کیا تیرا

اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝۱۹

یہی ارادہ ہے کہ تو ملک میں سرکشی کرے اور تو نہیں چاہتا کہ بھلے آدمیوں میں سے ہو کر رہے

جو ان دونوں کا دشمن[1] تھا تو اس فرعونی نے اس سے پہلے کہیں سے سن پایا تھا کہ کل جو خون ہوا ہے وہ موسیٰ نے کیا ہے جیسا کہ عام دستور ہے افواہ ہو جاتی ہے گو یہ افواہ عدالت میں جرم ثبوت ہونے کو کافی نہ ہو مگر عام طور پر شہرت اس کی ہوتی ہے اس لئے اس نے خوف زدہ ہو کر کہا اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو بلاوجہ مکا مار کر مار ڈالا- اے موسیٰ کیا تیرا یہی ارادہ ہے کہ تو ملک میں سرکشی کرے اور تو نہیں چاہتا کہ بھلے آدمیوں میں سے ہو کر رہے جو سب ملکی بھائیوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں- پس اس کے کہنے کی دیر تھی کہ تمام شہر میں بجلی کی طرح آواز پھیل گئی پولیس تو پہلے ہی سے تلاش میں تھی- فوراً اس نے دربار فرعونی تک خبر پہنچائی- دربار مذکور اس سے پہلے بھی بوجہ پہنچنے مختلف رپورٹوں کے حضرت موسیٰ سے بدظن تھا اس لئے بعد مشورہ قرار پایا کہ موسیٰ سے چونکہ کئی ایک ناشائستہ حرکات ہوئی ہیں یہاں تک کہ اس نے ایک خون بھی کر دیا ہے اس لئے موقع اچھا ہے جو انصاف کے بھی خلاف نہیں اس لئے اس کو قتل کر دینا چاہئے- چنانچہ دربار کی طرف سے احکام جاری کئے گئے- ادھر قدرت نے اس کے بچانے کے احکام جاری کر دئے

---

[1] موجودہ بائیبل میں قرآن مجید سے جہاں اور بعض مقامات میں اختلاف ہے یہاں بھی ہے- بائیبل میں اس قصے کو یوں بیان کیا ہے

جب وہ (موسیٰ) دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں تب اس نے اس کو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے ؟ وہ بولا کہ کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا کیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے اس مصری کو مار ڈالا ہے مجھے بھی مار ڈالے- تب موسیٰ ڈرا اور کہا کہ یقیناً یہ بھید فاش ہوا- (خروج ۲ باب ۱۳)

عبرانی بنی اسرائیل کو کہتے تھے بائیبل کے بیان سے معلوم ہوا کہ دونوں اسرائیلی تھے مگر قرآن مجید میں دوسرے دن کے لڑنے والوں میں سے ایک کو ان دونوں (موسیٰ اور اسرائیلی) کا مشترک دشمن کہا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہ تھا بلکہ قبطی تھا چونکہ بمقابلہ قرآن مجید کے بائیبل کی تحریر عام طور پر مشتبہ ہے جس کا ثبوت ہے کہ اس کا راقم معلوم نہیں کون ہے چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب استثناء ۳۴ باب میں موسیٰ کے مرنے اور مرتے وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال ہونے اور صحیح تندرست ہونے کا ذکر ہے پھر اس سے مدت دراز بعد یہ فقرات توریت میں درج ہوئے چنانچہ لکھا ہے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند نہیں اٹھا (۳۴ باب کی ۱۰) اب تک کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کو انتقال ہوئے مدت گزر چکی ہے تاہم یہ فقرات توریت میں درج ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ تورایت لکھنے والوں نے اس بات کا التزام نہیں کیا تھا کہ خاص الہامی عبارات یا واقعات موسوی بھی لکھے جائیں بلکہ انہوں نے ہر قسم کے واقعات لکھ دیئے ہیں- ابھی یہ تحقیق باقی ہے کہ لکھنے والا کون تھا- یہی کیفیت انجیل کی ہے- پھر یہ کیوں کر باور ہو سکتا ہے کہ توریت اور قرآن کے اختلاف کی سورت میں توریت کا بیان مقدم سمجھا جائے- پس جو کچھ قرآن مجید میں ہے مقدم سمجھا جائے التفصیل مقام آخر

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ز قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ

ایک آدمی شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوآیا اس نے کہا اے موسیٰ رئیس تیرے حق میں باہمی مشورہ کرتے

بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا

ہیں کہ تجھے قتل کردیں۔ پس تو نکل جا کچھ شک نہیں کہ میں تیرے حق میں خیر خواہ ہوں پس وہ دوڑتا ہوا شہر سے نکلا

يَّتَرَقَّبُ ز قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ

تاک میں تھا۔ کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے ان ظالموں کی قوم سے نجات بخش اور جب مدین کی طرف اس نے رخ

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ

کیا کہا کہ بہت جلد میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھا دے گا اور جب مدین کے پانی پر پہنچا تو

مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

اس نے اس پر آدمیوں کی بھیڑ پائی جو پانی پلاتے تھے ان سے ورے دو عورتیں پائیں جو بکریوں

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ج قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ

کو روکے ہوئے تھیں موسیٰ نے کہا تمہارا کام کیا ہے انہوں نے کہا جب تک چرواہے نہ ہٹیں ہم پانی نہیں پلایا کرتیں

وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے

چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے خبر پاکر دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دربار فرعون کے مشورے کی اطلاع دی اور کہا کہ اے موسیٰ فرعونی رئیس تیرے حق میں باہمی صلاح مشورہ کر رہے ہیں کہ جس طرح بن پڑے تجھے قتل کردیں پس تو اس شہر سے نکل جا کچھ شک نہیں کہ میں تیرے حق میں خیر خواہ ہوں۔ موسیٰ سلام اللہ علیہ تو پہلے ہی سے خائف بیٹھا تھا پس وہ دوڑتا ہوا شہر سے نکلا۔ اس تاک میں تھا کہ کہیں کوئی جاسوس نہ آپہنچے۔ خدا سے دعا کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے ان ظالموں کی قوم فرعونیوں سے نجات بخش۔ گو موسیٰ نے خون کیا تھا مگر چونکہ وہ خون بلا قصد تھا ایسے خون میں قاتل کو قتل کرنا ظلم ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے ان کو ظالم کہا اور جب بالقاء الٰہی قصبہ مدین کی طرف جو فرعونی حدود سے باہر تھا اس نے رخ کیا تو خدا پر بھروسہ کر کے کہا کہ بہت جلد میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھادے گا جس پر چل کر میں کامیاب ہو جاؤں گا اور کسی ایسی جگہ پر جا پہنچوں گا جہاں پر ان ظالموں کی دست برد سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ محض خدا کے بھروسہ پر یکہ و تنہا چلتے ہوئے جب مدین کے پانی پر پہنچا جو آبادی سے فاصلہ پر جوہڑوں میں تھا جیسا بنگلہ میں ہوتا ہے اس نے اس پانی پر آدمیوں کی ایک بھیڑ پائی جو اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے اور ان سے ورے دو عورتیں پائیں جو اپنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں۔ حضرت موسیٰ نے ان دو عورتوں سے کہا تم یہاں کس مطلب کو کھڑی ہو آخر تمہارا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم اپنی بکریوں کو پانی پلانے آئی ہیں مگر ہمارا دستور ہے کہ جب تک یہ مرد چرواہے پانی پلا کر نہ ہٹیں ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلایا کرتیں تاکہ ان مردوں کے دھکا پیلی میں نہ آجائیں۔ ہمارے اس کام کو کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ہمارا بھائی کوئی نہیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ

پس موسیٰ نے ان کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلا گیا کہا اے میرے پروردگار جس قسم کی نعمت تو مجھے عطا کرے میں اس کے لئے

فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ

حاجتمند ہوں پس ان میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اس نے کہا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے کہ جو آپ نے ہم کو

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا

پانی پلا دیا ہے اس کا اجر آپ کو دے پس جب وہ اس کے پاس آیا اور سارا قصہ اس کو سنایا تو اس نے کہا نہ

تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ

ڈر! تو ان ظالموں کی قوم سے چھوٹ آیا ان میں ایک نے کہا بابا جان اس کو نوکر رکھ لیجئے

اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾

بہتر سے جو آپ نوکر رکھیں مضبوط اور دیانتدار ہونا چاہئے

اس لئے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے تاکہ کام بھی ہو اور آبرو بھی رہے- پس موسیٰ نے یہ جواب ان کا جب سنا تو از راہ ہمدردی خود ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا پھر درخت کے سائے کی طرف چلا گیا وہاں بیٹھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے پروردگار تو میری حاجتوں کو جانتا ہے اور ان کے پورا کرنے پر بھی قادر ہے پس تو میری حالت کو ملاحظہ فرمالے اور جس چیز کی مجھے حاجت ہے خصوصا کھانے کی اس کو پورا کر دے کیونکہ جس قسم کی نعمت تو مجھے عطا کرے میں اس کے لئے حاجت مند ہوں خداوند تیری شان یہ ہے کہ تو اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور حسب حکمت ان کے سوالات پورے کر دیتا ہے- ادھر حضرت موسیٰ نے یہ دعا کی ادھر خدا نے اس کا سبب یہ بنایا کہ دونوں لڑکیاں جب اپنے باپ کے پاس گئیں اور انہوں نے سارا قصہ اس کو کہہ سنایا تو حضرت شعیب کے دل میں یہ بات آئی کہ ایسے محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے- انہوں نے اپنی انہی لڑکیوں کو حکم دیا کہ اسکو بلا لاؤ- پس ان میں سے ایک بڑی متانت اور حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس موسیٰ کے پاس آئی جیسی شریف لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے بڑے وقار اور تمکنت سے چلا کرتی ہے- آکر اس نے کہا اے صاحب آپ نے جو ہم سے سلوک کیا کہ ہمارے مویشیوں کو پانی پلا دیا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے کہ جو آپ نے ہم کو پانی پلا دیا ہے اس کے عوض آپ کو دے کیونکہ ہمارے خاندان نبوت کی تعلیم ہے هل جزاء الاحسان الا الاحسان نیکی کے بدلہ میں نیک سلوک ضرور کرنا چاہئے- پس آپ چلئے اور بے فکر چلئے- پس جب وہ موسیٰ اس شعیب کے پاس آیا اور سارا قصہ اور ماجرا مصری اس کو سنایا تو اس نے کہا کہ خدا کا شکر بجا لا کہ تو ان ظالموں کی قوم سے چھوٹ آیا گو موسیٰ سے خون ہوا تھا مگر شعیب نے انہی کو ظالم کہا اس لئے کہ ایسے بلا قصد خون میں قتل کرنا کسی گورنمنٹ کا قانون نہیں ہے- فرعونی جو موسیٰ کے مارنے کی فکر میں ہوئے تو سمجھے کہ وہ بڑے ظالم تھے- یہ باتیں ہنوز ہو رہی تھی کہ حضرت شعیب کی ان دو لڑکیوں میں سے ایک نے کہا بابا جان اس کو نوکر رکھ لیجئے اس لئے کہ آپ ضعیف ہیں اور ہم فطرتی کمزور- خانگی امور کی انجام دہی کے لئے کوئی نہ کوئی مرد چاہئے اور بہتر جو آپ نوکر رکھیں مضبوط اور دیانتدار ہونا چاہئے اور اس میں یہ دونوں وصف ہم نے پائے ہیں- حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ماجرا سنا تو اس کے دل میں اس کی عظمت خاندانی گھر کر گئی تھی-

قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ

شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اس شرط پر کہ آٹھ سال میرا کام کرے

حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ

اور اگر تو دس سال پورے کردے گا تو یہ تیری طرف سے ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر مشقت ڈالوں

سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ ؕ

انشاء اللہ مجھے تو نیکوکار پائے گا موسیٰ نے کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان مقرر ہوچکی

اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ ع ۷

ان دونوں میں جو معیاد میں پوری کروں تو مجھ پر کسی طرح کا جبر نہ ہو اور اللہ ہمارے کلام پر ذمہ دار ہے

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ

پس موسیٰ نے جب معیاد پوری کی اور اپنے اہل کو ساتھ لے چلے تو کوہ طور کی طرف سے ان کو ایک آگ سی نظر پڑی

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

اپنے اہل سے کہا یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں اس پر سے کوئی خبر حاصل کروں یا کوئی انگارا آگ کا لاؤں

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ

تاکہ تم تاپو پس جب موسیٰ اس آگ کے پاس آیا تو میدان کے داہنے کنارے سے پاک جگہ میں

فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

سے اس کو ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں رب العالمین ہوں

نیز لڑکیاں جوان تھیں- داماد کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر حضرت شعیب نے کہا کہ معمولی اجنبی نوکروں کی طرح رکھنا تو مصلحت اور تیری خاندانی عظمت کے خلاف ہے-ہاں میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اس شرط پر کہ اس کے مہر کے عوض آٹھ سال میرا کام کرے اور اگر تو دس سال پورے کردے گا تو یہ تیری طرف سے احسان ہوگا اور میں اس کا مشکور ہوں گا- مگر میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر مشقت ڈالوں-انشاء اللہ تو مجھے خوش معاملہ اور نیکوکار پائے گا موسیٰ نے کہا کہ یہ بات تو میرے اور آپ کے درمیان میں مقرر ہوچکی مگر اتنی گزارش ہے کہ ان دو معیادوں میں سے جو معیاد میں پوری کروں تو وہ کافی سمجھی جائے اور زیادہ کے لئے مجھ پر کسی طرح کا جبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے کلام پر گواہ اور ذمہ دار ہے- پس حضرت موسیٰ نے جب میعاد مقررہ پوری کی اور اپنے اہل کو ساتھ لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی- اپنے اہل سے کہا یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں تاکہ میں اس پر سے کوئی خبر حاصل کروں یا کوئی انگار آگ کا لاؤں تاکہ تم تاپو اور سردی کی تکلیف سے بچو- پس جب موسیٰ اس آگ کے پاس آیا تو میدان کے داہنے کنارے کی طرف سے پاک جگہ میں سے اس کو ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بیشک میں اللہ رب العالمین ہوں- پس تو میری عبادت کیا کر

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ

اور یہ کہ اپنی لکڑی کو پھینک دے پس موسیٰ نے جب اس کو ہلتے دیکھا گویا کہ وہ پتلا سا سانپ تھا تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر اس نے

يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝۳۱ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ

نہ دیکھا خدا نے فرمایا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں بے شک تو امن میں ہے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر، بغیر

جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

کسی قسم کی بیماری کے سفید نکلے گا اور اس خوف کے رفع کرنے کے لئے اپنے بازو کو سکیڑ کر مضبوطی سے پکڑ پس یہ

الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

دو معجزے فیصلہ کن تیرے پروردگار کے ہاں سے ہیں فرعون اور اس کے امراء کی طرف جا کچھ شک نہیں کہ وہ

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝۳۳

بدکار لوگ ہیں موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! میں نے ان میں ایک جان کو قتل کیا ہوا ہے پس میں ڈرتا

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ ؗ اِنِّيْۤ

ہوں کہ مجھے قتل نہ کر دیں میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج جو میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ

اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۳۴ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

فرعونی لوگ میری تکذیب کریں گے خدا نے کہا ہم تیرے بھائی کے ساتھ تجھے قوت بازو عطا کریں گے اور تم کو غلبہ دیں گے

اور یہ کہ اپنی لکڑی کو جو تیرے ہاتھ میں اس وقت ہے پھینک دے۔ پس موسیٰ نے اس کو پھینک دیا مگر جب اس کو ہلتے دیکھا ایسا گویا وہ پتلا سا سانپ تھا یعنی ایسا پھرتی سے ہلتا تھا جیسے پتلا سا سانپ سریع الحرکت ہوتا ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر اس نے نہ دیکھا۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں بیشک تو امن میں ہے اور تجھے کسی قسم کا خوف نہیں تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال اور قدرت کا تماشا دیکھ کہ بغیر کسی قسم کی بیماری کے سفید نکلے گا یہ دوسرا معجزہ تیرا ظاہر ہو گا اور جو تو خوف زدہ ہو رہا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ تو نے آج تک یہ کیفیت نہ دیکھی تھی۔ سو اس کا یہ علاج ہے کہ اس خوف کے رفع کرنے کے لئے اپنے بازو کو سکیڑ کر مضبوط پکڑ۔ پس یہ دو معجزے فیصلہ کن تیرے پروردگار کے ہاں سے تجھ کو ملے ہیں، فرعون اور اس کے امراء اشرافا کی طرف جا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بدکار لوگ ہیں۔ انکو سمجھانے کی ضرورت ہے پس تو ان کو سمجھا۔ موسیٰ نے یہ سن کر باور تو کیا کہ واقعی میرے پروردگار کا حکم ہے مگر اسکو پہنچانے کے متعلق اس کو ایک رکاوٹ معلوم ہوئی سو عرض کرنے کو کہا اے میرے پروردگار میں نے ان میں سے ایک جان کو قتل کیا ہوا ہے اسی خوف سے میں نکلا بھی تھا پس اب بھی میں ڈرتا ہوں کہ اس کے بدلے میں مجھے قتل نہ کر دیں۔ میرا بھائی ہارون جو مجھ سے زیادہ فصیح اور شستہ گو ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج جو میری تصدیق کرے میری کچھ تو ڈھارس بندھے۔ مجھے ڈر ہے کہ فرعونی لوگ میری تکذیب کریں گے اور میری طبیعت پر ناگوار اثر ہو گا۔ خدا نے کہا ہم تیرے بھائی کے ساتھ تجھے قوت بازو عطا کریں گے اور تم کو غلبہ دیں گے

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

پس وہ ہماری آیات کی وجہ سے تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے تم اور تمہارے تابع ہی غالب ہوں گے۔ پس جب موسیٰ ہمارے

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

کھلے کھلے احکام لے کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ جادو ہے (خدا پر) بہتان لگایا ہوا اور ہم نے یہ بات

فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ

اپنے باپ دادا سے نہیں سنی۔ موسیٰ نے کہا جو کوئی خدا کے ہاں سے ہدایت لایا ہے اور جس کی عاقبت بخیر ہے

عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ

میرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے۔ ظالم لوگ کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

کہا اے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا پس اے ہامان تو مٹی کے پراوے پکا کر

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں اس میں شک نہیں میں اس کو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا

جھوٹا سمجھتا ہوں اور اس نے اور اس کی فوج نے زمین پر ناحق تکبر کیا۔ اور وہ سمجھے تھے

اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ

کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کیا

پس وہ ہماری آیات معجزات کی وجہ سے تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے کہ تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچائیں۔ یادرکھو تم اور تمہارے تابع ہی غالب ہوں گے۔ پس خوشخبری اور تسلی آمیز مژدہ سن کر جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے کھلے کھلے احکام لے کر انکے پاس آیا اور ان کو سب کچھ دکھایا تو انہوں نے اور تو کوئی معقول جواب نہ دیا۔ یہی کہا کہ جو موسیٰ نے دکھایا۔ وہ جادو ہے خدا پر بہتان لگایا ہوا کہ یہ اس کا نام معجزہ اور پیغمبری رکھتا ہے حالانکہ یہ دراصل ایک جادو کا کرشمہ ہے ہم نے یہ بات اپنے پہلے باپ دادا سے نہیں سنی پھر ہم کیونکر اس کو باور کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر کہا کہ جو کوئی خدا کے ہاں سے ہدایت لایا ہے اور جس کی عاقبت بخیر ہے خدا اس کو خوب جانتا ہے۔ اس کو سب کچھ معلوم ہے۔ پس تم یادرکھو کہ ظالم لوگ جو خدا پر بہتان لگائیں یا اس کے احکام کی تکذیب کرنے کو کبھی کامیاب نہ ہوں گے نہ فلاں پائیں گے اور فرعون نے کہا درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا اور یہ موسیٰ تمہارے لئے اور معبود ہونے کی خبر دیتا ہے۔ پس اے ہامان تو مٹی کے پزادے پکا کر میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں گو اس میں شک نہیں کہ جو کچھ وہ کہتا ہے غلط کہتا ہے اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں اسی گھمنڈ میں اس نے موسیٰ کی سچی تعلیم کو نہ مانا اور اس نے اور اس کی فوج نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پس ان کے اس تکبر کی شامت سے ہم نے اس فرعون کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ

سو دیکھو ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا لوگوں کو جہنم کی طرف

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بلاتے تھے اور قیامت کے روز انکو مدد نہ پہنچے گی ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے روز

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا

بھی وہ ذلیل و خوار ہوں گے- اور کئی ایک قومیں ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ

تھی جو لوگوں کے لئے بینائی ہدایت اور رحمت تھی- تاکہ وہ لوگ نصیحت پاویں اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

تو مغربی جانب پر نہ تھا- جب ہم نے موسیٰ کو حکم سپرد کیا اور نہ تو

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ

حاضر تھا اور نہ تو مدین والوں میں ان کو ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور وہ

ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

کوہ طور کی کسی طرف تھا جب ہم نے پکارا لیکن ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز

سو دیکھو ان ظالموں کا انجام کیسا برا ہوا کہ جس گھمنڈ سے وہ بنی اسرائیل کو پکڑنے گئے تھے اس میں ناکام رہے بلکہ خود پکڑے گئے ہلاک اور تباہ ہوئے- ہم نے انکو دنیا کے کاموں میں پیشوا بنایا تھا حکومت دی تھی ہر قسم کی آسودگی بخشی تھی انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی بلکہ ناشکری کی اور لوگوں کو بھی جہنم کے لائق کاموں کی طرف بلاتے تھے- فرعون کی الوہیت منواتے اور بنی اسرائیل اور دیگر ماتحت اقوام پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے پس اسی حال میں ہم نے ان کو تباہ کر دیا اور قیامت کے روز ان کو کسی طرح کی مدد نہ پہنچے گی- ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے روز بھی وہ نہایت ذلیل و خوار ہوں گے- یاد رکھو یہی فرعونی قوم نہ تھی جو ہمارے غضب میں آئی بلکہ ان سے پہلے بھی کئی ایک قومیں ایسی ہو گزری تھیں اور کئی ایک قومیں عاد ثمود وغیرہ ہلاک اور تباہ کرنے کے بعد ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب توریت دی تھی جو لوگوں کے لئے باطنی بینائی ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ جو اس کے زمانے کے تھے نصیحت پائیں اور خدا کے احکام سے واقف ہو کر عمل کریں- اے نبی تو اس وقت پہاڑ کی مغربی جانب پر موجود نہ تھا جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم شرعی سپرد[1] کیا یعنی اس کو نبی بنا کر بھیجا تھا اور نہ تو اس واقع پر حاضر تھا

---

[1] یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ کو جو کتاب ملی تھی وہ انہی احکام کا نام ہے جو آج تک بھی بائیبل میں ملتے ہیں استثناء ۴ باب میں بعد چند احکام بتلانے کے لکھا ہے کہ یہی باتیں خداوند نے یہاں پر میرے سپرد کیں اور اس سے زیادہ نہ فرمایا- پس توریت صرف انہی احکام کا نام ہے- نہ کہ مجموعہ کتب خمسہ بائیبل کا--- منہ

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

دراز غفلت کا گذرا تو ہم نے محض رحمت سے تجھ کو رسول کرکے بھیجا کہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پاویں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کو

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

ان کے بد اعمال کی وجہ سے جو آج سے پہلے یہ کرچکے ہیں ان کو کوئی مصیبت پہنچی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے پس جب ہمارے ہاں سے ان کو سچ آچکا تو کہتے

قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ

ہیں کیوں نہیں اس کو ایسے معجزات ملے جو موسیٰ کو ملے تھے کیا یہ لوگ اس کتاب سے جو موسیٰ کو ملی تھی منکر نہیں

قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟

ہیں کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر تھے ایک دوسرے کے مددگار تھے

اور نہ تو مدین والوں میں انکو ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور نہ تو کوہ طور کی کسی طرف موجود تھا جب ہم نے حضرت موسیٰ کو پکارا لیکن اصل یہ ہے کہ ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز غفلت کا گزرا تو ہم نے محض رحمت[1] سے تجھ کو رسول کر کے بھیجا یعنی تیرا یہ دعوی القائی ہے اختراعی نہیں اس لئے کہ نہ تو نے کوئی کتاب ایسی پڑھی ہے۔ جس کو دیکھ کر تو انبیاء خصوصا حضرت موسیٰ کے صحیح قصے بیان کرتا لیکن یہ سب کچھ تیرے پروردگار کی رحمت سے تجھ کو ملا ہے کہ تو اس قوم کو عذاب سے ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ تیرے آنے سے وہ نصیحت پائیں مگر یہ لوگ اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے الٹے الجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس الجھنے کا نتیجہ کیا ہوگا اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کو انکے بد اعمال کی وجہ سے جو آج سے پہلے یہ کرچکے ہیں انکو کوئی مصیبت پہنچی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے تو ہم بھی نہ یہ قرآن بھیجتے نہ رسول۔ چونکہ ان کا عذر درصورت ہدایت نہ آنے کے معقول تھا اس لئے ہم نے ان کے پاس سچا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا۔ پس جب ہمارے ہاں سے ان کے پاس سچ آچکا تو اب جو کوئی عذر نہیں رہا تو کہتے ہیں کیوں نہیں اس کو ایسے معجزات ملے جو موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے مگر یہ بات بھی انکی محض رفع الوقتی ہے ورنہ کیا یہ لوگ موسیٰ کو مانتے ہیں اور اس کتاب سے جو موسیٰ کو ملی تھی منکر نہیں ہیں پھر یہ کیسی لغو بات ہے کہ موسیٰ کا نام لے کر قرآن کی تعلیم کو رد کرتے ہیں۔ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کی شان میں تو کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر تھے۔ ایک دوسرے کے مددگار بن کر کام چلاتے تھے اور

[1] اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل معلوم ہوا تین دفعہ تو لیکن سے استدلال ہوا پھر اس کا مستثنیٰ منہ سب مفرع ہے اس لئے میں نے جو ترجمہ کیا ہے اصل کلام یوں سمجھ کر کیا ہے

اس پر اگر کوئی اعتراض ہو تو میں سن کر غور کروں گا۔ انشاء اللہ منہ

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى
اور کہتے ہیں ہم ان سب سے منکر ہیں تو کہہ تم ہی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے آئی ہوئی لے آؤ جو ان دونوں

مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی کا پیرو ہونگا اگر تم سچے ہو پس اگر تجھ کو جواب نہ دیں تو جان رکھ کہ یہ لوگ صرف

اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى
اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور جو کوئی بغیر ہدایت محض اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلے

مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ
اس سے زیادہ کون گمراہ ہے کچھ شک نہیں کہ خدا بھی ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ہم نے کلام کو ان کے لئے مفصل بیان

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ
کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت پاویں۔ جن لوگوں کو ہم نے اس پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا
ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہم اس پر ایمان لاتے کچھ شک نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار

كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾
کے ہاں سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرماں بردار تھے

کہتے ہیں کہ ہم ان سب سے منکر ہیں نہ توریت کو مانتے ہیں نہ قرآن کو ہم ان دونوں سے الگ ہیں نہ ہم اس کو کافی مانتے نہ اس کو ہدایت سمجھتے ہیں اے نبی تو کہہ اگر یہ دونوں کتابیں غلط ہیں تو تم ہی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے آئی ہوئی لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو۔ میں اس کا پیرو ہوں گا اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اس کا فیصلہ کرو۔ پس اگر اس صاف سوال کا تجھ کو معقول جواب نہ دیں تو جان رکھ کر یہ لوگ صرف اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور جو کوئی بغیر خدائی ہدایت کے محض اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چلے اس سے زیادہ کون گمراہ ہے؟ کوئی نہیں کیونکہ نفسانی خواہشات تو انسان کو ہمیشہ تباہ کرتی ہیں۔ پھر جو انہی کا غلام ہو جائے اس کی خیر کہاں؟ کچھ شک نہیں کہ اس لئے خدا بھی ایسے ظالموں کو ہدایت یعنی توفیق خیر نہیں دیا کرتا جب تک اپنی بداعمالی سے رجوع نہ کریں۔ ہم نے انکی خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ رسول بھیجا اور کلام قرآن مجید کو ان کے لئے مفصل بیان کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت پائیں خیر نہیں مانتے تو نہ مانیں جھک ماریں کئے کی سزا پائیں۔ جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے پہلے کتاب کی سمجھ دی ہے وہ اس قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ یہ رسول اور قرآن ان کی کتابوں کا مصدق ہے اگر یہ نہ ہوتے تو جن پیشگوئیوں کا ان میں ذکر ہے وہ معلق اور بیکار رہتیں۔ چونکہ ان لوگوں کی غرض رضا الٰہی ہے اس لئے وہ اس قسم کے فضول اعتراض نہیں کرتے اور جب قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارے پروردگار کے ہاں سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرمانبردار تھے۔ ہمیں تو رضائے مولا سے غرض ہے یہ مطلب نہیں کہ کس رنگ میں ہے۔ کوئی بھی حکم ہو ہم اسے قبول کریں گے اور دل سے مانیں گے

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
ان لوگوں کو صبر کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دوگنا ملے گا اور برائی کو نیکی کے ساتھ دور کرتے ہیں اور

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا
ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی بات بیہودہ سنتے ہیں تو اس سے روگردان ہوجاتے ہیں اور

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ لَا تَهْدِي
کہتے ہیں ہمارے کام ہم کو تمہارے کام تم کو' لو ہمارا سلام ہم جاہلوں بات نہیں چاہتے. تو جس کو چاہے ہدایت

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝
نہیں کرسکتا لیکن خدا ہی جس کو چاہے ہدایت پر لاوے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہت خوب جانتا ہے

وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ
اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہوکر ہدایت کے پیرو ہوں تو ہم اپنی زمین سے نکالے جائیں کیا ہم نے ان کو

حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
امن کے حرم میں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہمارے دینے سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلائے آرہے ہیں لیکن بہت سے لوگ

ان لوگوں کے اخلاص اور مخالفوں کی تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دگنا ملے گا- کیونکہ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں کمال اخلاص سے کرتے اور بڑی بات ان میں یہ ہے کہ برائی کو نیکی کے ساتھ دور کرتے ہیں کوئی ان سے برائی کرلے تو یہ اس کے عوض میں اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے ہماری رضاجوئی میں خرچ کرتے ہیں- اور بڑی خوبی ان میں یہ ہے کہ جب کبھی کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں جو نہ دین میں نہ دنیا میں فائدہ مند ہو تو اس سے رُوگردان ہو جاتے ہیں اور ان بیہودہ گوؤں سے کہتے ہیں ہمارے کام ہم کو تمہارے کام تم کو ہمارا اسلام اور آہستہ سے دل میں کہتے ہیں کہ ہم ایسے جاہلوں سے ملنا نہیں چاہتے- یہ ہے مختصر بیان ان لوگوں کی زندگی کا جو خدا کے نیک بندے ہیں لیکن یہ خصلت اور عادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی- بلکہ تو بھی اے نبی جس کو چاہے ہدایت نہیں کرسکتا مگر خدا ہی جس کو چاہے ہدایت پر لائے- یہ بھی نہیں کہ وہ جس کو ہدایت پر لاتا ہے بے وجہ لاتا ہے اور جن کو محروم کرتا ہے بے وجہ کرتا ہے- نہیں بلکہ وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے- بھلا یہ لوگ بھی ہدایت یاب ہوسکتے ہیں جو صرف دنیاوی نقصانات کی وجہ سے سچی تعلیم کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اے نبی اگر ہم تیرے ساتھ ہوکر ہدایت کے پیرو ہوں تو مخالفوں کے ظلم اور دباؤ سے ہم اپنی زمین یعنی ملک سے نکالے جائیں- یہ لوگ کفار عرب ہم کو کبھی نہ چھوڑیں سخت تکلیفیں پہنچائیں- یہ ان کی ضعیف الاعتقادی ہے کیا ہم نے انہیں امن وامان کے حرم مکہ میں جگہ نہیں دی ؟ جس کی طرف ہمارے دینے سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آرہے ہیں ورنہ خاص مکہ معظمہ اور اس کے گرد میں تو کچھ بھی نہیں لیکن بہت سے لوگ

---

[1] دل میں کہنے کی قید اس وجہ سے ہے کہ جاہل کو سامنے جاہل کہنے سے فساد ہوتا ہے جو ان کی روش سے خلاف ہے نیز دوسری آیت میں ارشاد ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما یعنی نیک بندوں کو جاہلوں سے جب سامنا ہوتا تو ان کو سلام کہہ کہ چل دیتے ہیں وہاں سلام کے سوا کوئی دوسرا لفظ ان کا نقل نہیں کیا- منہ

لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ

نہیں جانتے اور ہم نے کئی ایک بستیاں ہلاک کردیں جنہوں نے اپنی زندگی خراب کرلی تھی پس یہ ان کی بستیاں

لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۞ وَمَا كَانَ

ہیں ان لوگوں کے بعد بہت کم آباد ہوئی ہیں اور ہم مالک ہیں اور ہم کسی بستی کو تباہ

رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

نہیں کیا کرتے جب تک اس کے بڑے مقام میں رسول نہ بھیجیں جو ان کو ہمارے احکام سنادے اور ہم کسی

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۞ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

بستی کو تباہ نہیں کرتے مگر جس حال میں وہ ظالم ہوتے ہیں۔ جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی زندگی کا گذارہ اور

الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ

زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا جس شخص کو

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ہم نے اچھا وعدہ دیا ہو پھر وہ اس کے موافق بدلہ بھی پانے والا ہو کیا یہ اس شخص کی طرح ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی

مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۞ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

میں گذارہ دیا پھر وہ قیامت کے روز حاضر کیا جاوے گا اور جس روز خدا ان کو پکار کر کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم

نہیں جانتے کہ اس احسان کا شکریہ ادا کریں بلکہ الٹے ناشکرے بنتے ہیں۔ پس وہ یاد رکھیں کہ ان کی طرح پہلے بھی گمراہ اور آوارہ لوگ ہوئے ہیں۔ اور ہم نے پہلے بھی کئی بستیاں ہلاک کردیں جنہوں نے بدکاریوں سے اپنی زندگی خراب کرلی تھی۔ پس یہ تمہارے قریب کرکے ان کی بستیاں ہیں جو ایسی اجڑی ہیں کہ ان لوگوں کے بعد بہت کم آباد ہوئی ہیں کیونکہ ہمارے غضب سے ان پر تباہی آئی تھی اور ہم ہی سب دنیا کے مالک ہیں جو کچھ ہم عدل وانصاف سے کرتے ہیں اور یاد رکھ کہ ہم بستی کو تباہ نہیں کیا کرتے جب تک کہ اس کے بڑے مقام ضلع میں رسول نہ بھیجیں جو ان کو ہمارے احکام سنادیتے اور ہم کسی بستی کو تباہ نہیں کیا کرتے مگر جس حال میں وہ حد سے متجاوز ہو کر ظالم ہوتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں چندروزہ گزارہ پر مست ہو کر خدائے ذوالجلال سے مستغنی ہو جاتے ہیں حالانکہ جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی زندگی کا گزارہ اور زینت ہے تاکہ تم اس دنیا کی چندروزہ زندگی کو گزار سکو اور نیک عمل کرکے آخری مدارج کو پاؤ اور رضائے الٰہی حاصل کرو کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس دنیا کی زندگی اور فوائد سے کہیں بڑھ چڑھ کر بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم جو اس دنیا کی چندروزہ زندگی پر غرّاں ہو سمجھتے نہیں ہو کہ جس قلیل عیش وعشرت کا انجام دائمی ذلت اور خواری ہو اس عیش میں پھنسنا دانائی نہیں کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ جس شخص کو ہم نے نیک اعمال پر اچھا وعدہ دیا ہو۔ پھر وہ اس وعدہ کے موافق بدلہ بھی پانے والا ہو کیا یہ اس شخص کی طرح جس کو ہم نے دنیا کی زندگی میں چندروزہ گزارہ دیا پھر وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے قیامت کے روز عذاب میں حاضر کیا جاویگا کیا تمہاری عقل فتویٰ دیتی ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں ہرگز نہیں اور سنو بدکار مشرکوں کی اس روز کیسی گت ہوگی جس روز خدا بذریعہ منادی کے انکو پکار کر کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو

تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ

گمان کرتے تھے جن لوگوں پر فرد جرم لگ چکا ہوگا وہ کہیں گے ہمارے مولا یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

تھا جیسے ہم بہکے تھے ہم نے ان کو بہکایا اب ہم تیرے حضور میں بیزاری ظاہر کرتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے- کہا جائے گا تم اپنے

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

شریکوں کو بلاؤ پس وہ ان کو پکاریں گے وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے اور مشرک عذاب دیکھیں گے تو افسوس کریں گے کہ کاش

يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ

وہ ہدایت یاب ہوتے اور جس دن خدا ان کو بلا کر کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا- پس وہ اس

عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

روز سب کچھ بھول جائیں گے پھر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں- سو جس نے توبہ کی ہوگی اور ایمان لاکر نیک عمل

صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ

کئے ہونگے پس یہ شخص بہت جلد نجات یافتوں میں ہوجائے گا- خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے

تم گمان کرتے تھے اور تم کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی بلکہ فریادرس ہیں- جن لوگوں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے فرد جرم لگ چکا ہوگا اور وہ دنیا میں پیشوا اضلالت بنے ہوں گے جیسے بتوں کے پجاری اور قبروں کے مجاور- وہ کہیں گے ہمارے مولا یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا جیسے ہم بہکے تھے ہم نے انکو بہکایا- آخر پیر نے مرید کو اور گرو نے چیلے کو اپنے ہی رنگ میں رنگنا تھا- اب ہم تیرے حضور میں بیزاری ظاہر کرتے ہیں- اگر غور کیا جائے تو یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے بلکہ اپنی ہوا و ہوس کے غلام تھے- خیر یہ تو ان لوگوں کا مکالمہ ہے جو شرک کی طرف بلاتے ہیں- اس گفتگو کے بعد مشرکوں سے کہا جائے گا تم اپنے شریکوں کو بلاؤ جن کو تم لوگ ہمارے شریک جانتے تھے- پس وہ یہ جان کر کہ شاید یہ حکم ہمارے فائدے کے لئے ہے ان کو اسی طرح پکاریں گے جس طرح دنیا میں استمداد کے وقت ان کو بلایا کرتے تھے- مثلاً اے خداوند یسوع مسیح یا حضرت سلطان المدد وغیرہ مگر وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے بلکہ خاموش رہیں گے اور مشرک عذاب دیکھیں گے تو افسوس کریں گے کہ کاش ہم ہدایت یاب ہوتے مگر وہاں کا افسوس کرنا ان کو کچھ مفید نہ ہوگا اور سنو جس دن یعنی قیامت کے روز خدا ان کافروں کو بلا کر کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ کہاں تک ان کی تعلیمات کو قبول کیا تھا اور کہاں تک انکار کیا تھا؟ وہ یہ سوال سن کر ایسے حیران ہوں گے کہ اس روز سب کچھ بھول جائیں گے ایسے کہ کوئی واقع سچا یا جھوٹا بھی ان کو یاد نہ آئے گا پھر لطف یہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں- سو اس روز کے فیصلے کا خلاصہ یہ ہوگا کہ جس نے توبہ کی ہوگی اور ایمان لاکر نیک عمل کئے ہونگے پس یہ شخص بہت جلد نجات یافتگان میں ہو جائے گا ان لوگوں کو راہ حق اختیار کرنے میں یہ رکاوٹ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں رسالت کے عہدہ پر ایسا شخص مامور کیوں ہوا- گویا خدا کو چاہیے تھا کہ ان سے پوچھ کر رسول بناتا- حالانکہ خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے- اور جس کو چاہے چن لیتا ہے-

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ

ان کو کسی طرح کا اختیار نہیں خدا پاک اور بلند ہے اور ان کے شرک سے اور جو کچھ ان کے دلوں میں

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى

مخفی ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں تیرا رب خوب جانتا ہے اور وہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ

میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم رجوع ہو۔ تو کہہ بتلاؤ تو اگر خدا تم پر رات کو قیامت تک دائمی

الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝

کردے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لادے؟ کیا تم سنتے نہیں؟ تو کہہ کہ قیامت تک

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

اگر خدا تم پر دن ہی رکھے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم پر

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ

رات لادے جس میں تم تسکین پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

لئے رات اور دن بنایا تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گذار بنو۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

اور جس روز اللہ ان کو بلا کر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم خیال کیا کرتے تھے۔

ان کو کسی طرح کا اختیار نہیں۔ مخلوق کو ایسا اختیار ہوتا تو شریک نہ ہو جاتے؟ حالانکہ خدا پاک اور بلند ہے ان کے شرک کرنے سے ابھی تو کیا ان کی تو یہ حالت ہے کہ دل ان کے تیری مخالفت سے اٹے پڑے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور وہی اللہ یعنی معبود برحق ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں اور سب چیزوں پر اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم رجوع ہو۔ ہر ایک امر اس کی قدرت اور اذن سے پیدا ہوتا ہے اور اسی کے اذن سے قائم ہے۔ تمام دنیا کی حرکتیں اسی ایک سے ہیں۔ ان کے سمجھانے کو تو ان سے کہہ کر بتلاؤ تو اگر خدا تم پر اس رات کو جس میں مناسب وقت تک آرام پاتے ہو قیامت تک دائمی کردے یعنی دن کی روشنی ظاہر ہی نہ ہو بلکہ رات کی تاریکی ہی رہے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو یہ روشنی لادے؟ کیا تم ایسی واضح دلیل بھی سنتے نہیں۔ تو یہ بھی کہہ کر بتاؤ اگر خدا قیامت تک تم پر دن ہی رکھے رات آئے ہی نہیں تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لائے جس میں تم تسکین پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ایسی ایسی نعمتیں کون پیدا کرتا ہے اور تم اسکی کیا قدر کرتے ہو؟ اور سنو اس نے اپنی رحمت کاملہ سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس رات میں آرام پاؤ اور دن میں اس کا فضل روزگار سے تلاش کرو اور یہ تم کو اس لئے سنایا جاتا ہے تاکہ تم ان نعمتوں کے شکر گزار بنو اور سنو جس روز اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو بلا کر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میرے شریک خیال کرتے تھے۔ اور اسی روز

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ

ہم ہر ایک قوم میں سے ایک گواہ الگ کریں گے پھر ہم ان کو کہیں گے تم اپنی دلیل لاؤ پس وہ جان جائیں گے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۷۵﴾ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ

کہ حق خدا ہی کا ہے اور جو کچھ وہ افترا کرتے تھے وہ سب بھول جائیں گے۔ قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا

فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي

اور ہم نے اس کو مال اتنا دیا تھا کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی

الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ

جب اس کی قوم نے اس سے کہا۔ اترا نہیں یقیناً خدا اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور جو کچھ خدا نے تجھ کو

فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا

دیا ہے اس کے ذریعہ سے آخرت کی تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا

أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ

خدا نے تجھ سے احسان کیا

یہ واقع بھی ہوگا کہ ہم ہر ایک قوم میں سے ایک ایک گواہ یعنی اس امت کا پیغمبر الگ کریں گے پھر وہ سچی اور واقعی گواہی دیں گے۔ جس سے ان مشرکوں پر فرد جرم لگ جائے گی تو ہم ان کو کہیں گے اب تم اپنی صفائی کی دلیل لاؤ جس سے تمہاری رہائی ہو سکے۔ یا تم ان واقعات کی تکذیب کر دیا ان کی وجہ بتاؤ مگر وہ کچھ نہ کر سکیں گے پس وہ جان جائیں گے کہ تمام سچی عبادتوں کا حق خدا ہی کا ہے اور جو کچھ وہ دنیا میں خدا پر افترا کرتے تھے کہ فلاں شخص ہم کو چھڑا لے گا فلاں بزرگ ہماری سفارش کرے گا وہ سب بھول جائیں گے اور مصیبت کے وقت کوئی بھی یاد نہ رہے گا جیسا کہ دستور ہے۔ چنانچہ قارون کے ساتھ دنیا ہی میں یہ معاملہ پیش آیا۔ تم جانتے ہو گے کہ قارون حضرت موسیٰ کی قوم سے تھا۔ پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا جیسا کہ دستور ہے کہ قرابت دار عموماً موذی ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص کمینہ اخلاق تھا اور ہم نے اس کو اتنا مال دیا تھا کہ اس کے خزانوں[1] یعنی جن صندوقوں میں وہ اس مال کو بند کیا کرتا تھا ان کو طاقت اور آدمیوں کی ایک جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ اس کے واقعات سے وہ وقت قابل غور ہے جب اس کی قوم بنی اسرائیل میں سے نیک لوگوں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس مال اور عزت پر اِترا نہیں۔ یقیناً جان کہ خدا اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ کیونکہ اترانا اور تکبر کرنا خدا کو کسی طرح پسند نہیں۔ پس تو اس بد عادت کو چھوڑ دے اور جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس کے ذریعہ سے آخرت کی تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول جو چند گز کپڑا اور چند بالشت زمین ہے آخر یہی تو دنیا کی کائنات ہے پس تو اس فرعونیت کو دماغ سے نکال دے اور مخلوق سے احسان کر جیسا خدا نے تجھ سے احسان کیا کیا تو نے بزرگوں کا کلام نہیں سنا

جو حق برتو پاشد تو برخلق پاش
پس تو اس احسان کی قدر کر

[1] مفاتح جمع مفتح بفتح المیم ہم نے مراد لی ہے اور کنوز جمع کنز کی۔ کنز اس مال کو کہتے ہیں جو جمع کیا گیا ہو۔ لیکن شریعت کے محاورے میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ چونکہ قارون مال کی زکوٰۃ نہ دیتا تھا اس لئے مال کو کنوز کہا گیا۔ حضرت ابن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بھی مفاتح سے مال ہی مراد لیا ہے۔ تفسیر (کبیر) جس کا مطلب غالباً یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ منہ

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا

اور ملک میں فساد نہ کر کچھ شک نہیں کہ اللہ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا۔ اس نے کہا مجھ کو جو

أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ

کچھ ملا ہے میری لیاقت اور علم سے۔ کیا اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے ان لوگوں کو ہلاک کیا

الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ

جو اس سے زیادہ قوت والے اور بہت سی جمعیت والے تھے اور مجرموں کو گناہوں سے سوال نہیں

الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

ہوتا۔ پس وہ زیب و زینت کرکے اپنی قوم کے سامنے نکلا تو لوگ جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾

انہوں نے کہا اے کاش جو کچھ قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملا ہوتا کچھ شک نہیں کہ وہ صاحب نصیب ہے

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

اور جن لوگوں کو علم ملا تھا انہوں نے کہا افسوس ہے تم پر اللہ کے ہاں کا بدلہ بہت ہی بہتر ہے ان کے لئے جنہوں نے

وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾

ایمان لاکر اعمال صالحہ کئے ہیں اور یہ خصلت انہیں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں

اور غرور اور تکبر کی وجہ سے ملک میں فساد نہ کر۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا بلکہ سخت برا جانتا ہے اس کمبخت نے اس بزرگانہ وعظ اور نصیحت کا نہایت ہی برے لہجہ میں جواب دیا۔ کہا کہ تمہاری تقریر کی بناہی غلط ہے۔ تم نے جو اس مال کو احسان الٰہی میں شمار کیا ہے یہی غلط ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو جو کچھ ملا ہے میری لیاقت اور علم سے حاصل ہوا ہے جب کہ میں اتنے مال اور اتنے زور والا ہوں تو مجھے کس بات کا اندیشہ ہے۔ کیا اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا جو اس سے زیادہ قوت والے اور بہت سی جمعیت مال واسباب والے تھے اور اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ جب عذاب آتا ہے تو مجرموں کو گناہوں سے سوال نہیں ہوتا کہ یہ کام تم نے کئے یا نہیں کئے؟ کیونکہ خدا کو سب کچھ معلوم ہے پس اس ناگہانی بلا سے اس کو ڈرنا چاہیے تھا مگر وہ ایسا شریر تھا کہ اکڑ کر اور خوب زیب وزینت کر کے اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے یعنی جن کی کوتہ نظری اس بات کا فیصلہ کر چکی تھی کہ جو کچھ ہے وہ اس دنیا ہی میں ہے اس سے علاوہ کچھ نہیں انہوں نے کہا ہائے کاش جو کچھ قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملا ہوتا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا کلام تھا جو ہر ایک قسم کی عزت کو دنیاوی فوائد سے وابستہ جانتے ہیں جن کا خیال تھا کہ جو کچھ ہے اسی دنیا میں ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اور جن لوگوں کو علم اور معرفت الٰہی سے کچھ حصہ ملا تھا انہوں نے ان دنیاداروں کا کلام سن کر بڑا افسوس کیا کہا افسوس ہے تم پر تم سمجھے ہو کہ دنیا ہی دنیا ہے اور کچھ نہیں حالانکہ اللہ کے ہاں کا بدلہ بہت ہی بہتر ہے ان کیلئے جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالحہ کئے ہیں اور یہ نیک خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں چاہے وہ تکالیف مالی ہوں یا جسمانی ملکی ہوں یا مذہبی کیا تم نہیں جانتے کہ نیک اعمال کا نیک اور بداعمال کا بدکوئی بدلہ نہیں

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ
پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو تہہ زمین میں دھنسا دیا پھر تو خدا کے سوا ایسی کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اور

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ
نہ وہ خود مدد کرنے والوں سے ہوا اور جن لوگوں نے ابھی کل ہی اس کے رتبے کی تمنا کی تھی وہ بھی کہنے

يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْ
لگے ارے غضب! اللہ ہی اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اگر خدا

لَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ
ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا کچھ شک نہیں کہ ناشکرے کبھی فلاح نہیں پاتے- ہم اس آخرت

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَ
کا گھر انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر بلندی اور فساد کرنا نہیں چاہتے اور انجام پرہیز گاروں

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ
ہی کا ہے- جو کوئی نیک کام لائے گا- اس کو اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی برائی لائے گا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾
تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا ملے گی جتنی وہ برائی کر چکے ہوں گے

اگر تمہارا یہ خیال ہے تو سخت افسوس ہے پس وہ اس جھگڑے میں تھے کہ ہم نے اس قارون کو اور اس کے گھر کو تہہ زمین میں دھنسادیا- زمین کو ایسی کچھ حرکت ہوئی کہ قارون مع اپنے عالیشان محلوں کے زمین کے اندر دھنس گیا جیسے ۱۳ اپریل ۸۳ء کو پنجاب میں زلزلہ کلاں سے ضلع کانگڑہ وغیرہ میں واقعہ ہوا تھا- پھر تو خدا کے سوا کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہوئی کہ جو اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود مدد کرنے والوں سے ہوا- ادھر یہ تباہ ہوا ادھر شطرنج کا چالا ہی بدل گیا اور کچھ کا کچھ ہو گیا جن لوگوں نے ابھی کل ہی اس کا رتبہ کی تمنا کی تھی وہ بھی کہنے لگے ارے غضب اب معلوم ہوا کہ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور جسے چاہے تنگ کردیتا ہے اللہ اکبر اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمارے برے خیالات کی پاداش میں ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا کچھ شک نہیں کہ ناشکرے کافر کبھی فلاح نہیں پاتے- بلکہ اپنی ناشکری کی پاداش ضرور پاتے ہیں- اس لئے ہمارے طرف سے عام اعلان ہے کہ ہم (خدا) اس آخرت کا گھر اور اس کی عزت انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر اپنے رتبہ سے بلندی اور فساد کرنا نہیں چاہتے- بندگی کے رتبہ سے تعلّی کرنا تو علو اور تکبر ہے اور احکام تمدنی کا خلاف کرنا فساد ہے مگر متقی لوگ ان دونوں بد خصلتوں سے پاک ہوتے ہیں اس لئے انجام بخیر پرہیز گاروں ہی کا ہے- پس سنو جو کوئی نیک کام خدا کے حضور لائے گا اس کو اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی برائی کر کے لائے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا ملے گی جتنی برائی وہ کر چکے ہوں گے- یہ نہ ہوگا کہ جس طرح نیک کام کرنے والوں کو اجر زیادہ ملے گا بد اعمال کرنے والوں کو سزا بھی زیادہ ملے- نہیں یہ خدا کے انصاف کے خلاف ہے

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ

یقیناً جس اللہ نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے تیری بازگشت کی طرف پھیرنے والا ہے۔ تو کہہ کہ جو ہدایت والا ہے اور جو صریح

جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ

گمراہی میں ہے خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ تو اس بات کی توقع نہ رکھتا تھا کہ تیری طرف کوئی

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ

کتاب اتاری جائے مگر تیرے پروردگار کی رحمت ہے پس تو کافروں کا کبھی حمایتی نہ ہو جائیو اور یہ لوگ تجھ کو اللہ

عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

کے احکام سے نہ روکیں بعد اس سے کہ وہ تیری طرف اتارے گئے اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے بھی

الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ

نہ ہو جائیو اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا سب چیزیں

اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

فنا ہونے والی ہیں اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب رجوع ہو

پس اے نبی تو یقیناً جان رکھ کہ جس اللہ نے تجھ پر احکام قرآن کو فرض کیا ہے وہ تجھے باعزو قار تیری بازگشت دار آخرت کی طرف پھیرنے والا ہے۔ تجھے بھی ان تکالیف کا عوض بوجہ احسن وہاں ملے گا کیونکہ یہ تیری سب تکلیفات اللہ کی راہ میں ہیں۔ پس وہ ان کو خوب جانتا ہے۔ تو ان کو بھی سنانے کے لئے کہہ کہ جو کوئی ہدایت والا ہے اور جو صریح گمراہی میں ہے خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ پس دونوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزاو سزا دے گا۔ ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ تو تو اس بات کی کسی طرح توقع نہ رکھتا تھا کہ تیری طرف کوئی کتاب اتاری جائے مگر تیرے پروردگار کی رحمت سے اس کا نزول ہوا ہے پس اس کا نتیجہ اور اثر تجھ پر یہ ہونا چاہیے کہ تو کافروں بے دینوں اور مجرموں کا کبھی حمایتی اور مددگار نہ ہو جائیو۔ اور یہی خیال رکھیو کہ کبھی کسی طرح یہ بے دین لوگ تجھ کو اللہ کے احکام سے نہ روکیں بعد اس کہ وہ تیری طرف اتارے گئے پس تو ان احکام کی تبلیغ کرتا رہ اور اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے کبھی نہ ہو جیو اور یہ بھی سن رکھ کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود مت پکاریو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی معبود کیسے ہو سکے جبکہ وہ اپنے وجود اور ہستی میں بھی ازلی اور ابدی نہیں ہیں کیونکہ اللہ کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں اس کے سوا ایسی کوئی چیز نہیں جس پر فنا طاری نہ ہو۔ اسی کا سب اختیار اور حکم ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے حکم کو کوئی توڑ سکے اور اسی کی طرف تم سب رجوع ہو۔ ہر بات میں اسی کے محتاج ہو۔ گو تمہیں اس محتاجی کا علم نہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ محتاج ضرور ہو۔ پس تم اپنی محتاجی کو ملحوظ رکھو اور ایسے مالک صاحب اختیار حاکم سے مت بگاڑو

---

[1] اس لفظ میں آنحضرت ﷺ کے انتقال کی مخفی پیشگوئی تھی۔ منہ

سورت العنکبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو ۱ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾

میں اللہ سب سے زیادہ علم والا- کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش

وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ

نہ کی جائے گی؟ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جانچا تھا- پس ہم ان لوگوں کو جدا کردیں گے جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو جھوٹے

الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ

ہیں کیا برے کام کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم سے آگے بڑھ جائیں گے! بہت برا خیال کرتے

مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۴﴾ مَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ

ہیں جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھے پس اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سننے

الۡعَلِیۡمُ ﴿۵﴾ وَ مَنۡ جَاہَدَ فَاِنَّمَا یُجَاہِدُ لِنَفۡسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ

والا جاننے والا ہے اور جو کوئی کوشش کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لئے کوشش کرتا ہے بیشک اللہ تمام جہان والوں سے

الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶﴾

بے نیاز ہے

سورہ عنکبوت

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا میرے علم کا تقاضا ہے کہ میں مخلوق کی ہدایت کے لئے احکام نازل کیا کرتا ہوں مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے- کیا مسلمان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکی آزمائش نہ کی جائیگی- بیشک آزمائش ہوگی کیونکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جانچا تھا اسی طرح انکو جانچیں گے- مگر کیسے یہ نہیں کہ ان کے حال کا علم حاصل کرنے کے لئے بلکہ ان کا عجز بجز ظاہر کرنے کے لئے- پس نتیجہ اس کا یہ ہوگا ہم ان لوگوں کو جدا کردیں گے جو اپنے دعوی میں سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو اپنے بیان میں جھوٹے ہیں- ان دونوں میں ہم امتیاز کردیں گے- کیا برے کام کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم سے آگے بڑھ جائینگے ہم ان کو پکڑنا چاہیں گے تو نہ پکڑ سکیں گے؟ بہت برا خیال کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ اس رائے میں تبدیلی کریں اور اصل بات ہم سے سنیں کہ جو کوئی اللہ کے بدلہ ملنے کی توقع رکھے پس وہ سمجھے کہ اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اس کو ضرور بدلہ ملے گا اور وہ اللہ سب کی سننے والا ہے سب کو جاننے والا ہے اور جو کوئی خدا کو راضی کرنے کیلئے دل سے کوشش کرے تو وہ سمجھے کہ اپنے نفس ہی کے لئے کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کا عوض اس کو ملے گا اور کسی کو نہیں بیشک اللہ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے اس کو کسی سے حاجت نہیں یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں ہاں وہ اپنے بندوں کے حال پر مہربان اور انصاف

---

۱ اردو میں ایسی جلدی التفات کہ متکلم سے غائب اور غائب سے پھر فورا متکلم ہو کچھ مستحسن نہیں- اس لئے ہم نے ترجمہ میں التفات کا لحاظ نہیں کیا-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ہم ضرور ان کے گناہ دور کردیں گے اور ہم ان کو انکے

اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَ

کئے ہوئے اعمال سے بہتر بدلہ دیں گے- اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور

اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اگر وہ دونوں تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک مقرر کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیو میری ہی طرف تم نے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

لوٹ کر آنا ہے پس میں تم کو تمہارے کئے کی خبریں بتاؤں گا اور جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل بھی کرتے ہیں ہم ان کو صالحین میں داخل

فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ

کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ایمان لائے پھر جب اللہ کے معاملہ میں ان کو

یہی وجہ ہے کہ وہ انکو خوشخبری اور بشارت دیتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے- ہم (خدا) ضرور ان کے گناہ دور کردینگے جو نیکیوں کے ماتحت ہوں گے- تمہارے سمجھانے کو ایک مثال سناتے ہیں- جس طرح دواؤں میں بعض اشیاء سرد اور بعض گرم ہوتی ہیں- پھر جیسے سرد کے مراتب مختلف ہیں گرم کے بھی متعدد مراتب ہیں- بعض سرد چیزوں کے استعمال کرنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے- ایسے ہی بعض گرم چیزوں کے استعمال کرنے سے سردی دور ہو جاتی ہے- مگر بعض گرم اشیاء ایسی ہیں کہ ان کی گرمی کو کوئی سرد دوا دور نہیں کر سکتی- یہی قاعدہ گناہوں کا ہے کہ بعض گناہ نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں جو ان نیکیوں سے کم درجہ ہوتے ہیں ایسے ہی بعض نیکیاں بعض گناہوں سے حبط ہو جاتی ہے مثلاً شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں پس اس قاعدے کو یاد رکھو اور سنو کہ ہم ایسے صلحا لوگوں کے گناہ مٹا دیں گے اور ان کو انکے کئے ہوئے اعمال سے بہتر بدلہ دیں گے بعض لوگ نیک کام سمجھتے ہیں کہ کسی کی دل شکنی نہ کی جائے چاہے وہ کچھ ہی کہے اسکی ہاں میں ہاں ملا کر اس کو خوش کیا جائے اور بس- حالانکہ یہ اصول ایک حد تک غلط ہے کیونکہ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے- ایسا نہیں کہ جو کچھ وہ کہیں سب کو تسلیم کرنا اس کا فرض ہو اور جو کچھ وہ کہیں سب میں اطاعت کرنا لازم نہیں بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ دونوں تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کے شریک ہونے کا تجھے خود بھی علم نہیں تو تو اس بات میں ان کا کہنا نہ مانیو بلکہ دل میں سمجھیو کہ میری (خدا کی) طرف تم نے لوٹ کر آنے ہے پس اس وقت میں تم کو تمہارے کئے کی خبریں بتاؤں گا- اس تمثیل سے تم سمجھ گئے ہو گے کہ نیک اعمال کیا ہوتے ہیں نیک اعمال صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کا نام ہے جس کام کا ہم (خدا) حکم کریں اس کو کرنا اور جس سے منع کریں اس سے ہٹنا بھی نیکی ہے- اور بس یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل بھی کرتے ہیں یعنی ہماری رضاجوئی میں لگے رہتے ہیں- ہم ان کو گزشتہ صالحین کی جماعت میں داخل جنت کریں گے- مگر اس بھید کے سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں اور بعض لوگ بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہم نے مانا کہ ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا والی متولی سب کچھ خدا ہی ہے- پھر جب اس کہنے پر اللہ کے معاملہ میں مخالفوں کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے-

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ اِنَّا

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے تو کہتے ہیں ہم تو

كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ جہان والوں کے دلی رازوں سے واقف نہیں بے شک اللہ ایمانداروں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

کو بھی جانتا ہے اور منافق بھی اسے خوب معلوم ہیں- اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے کہ آؤ

اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ

تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں سے کچھ نہ اٹھائیں گے یقیناً وہ جھوٹے ہیں

مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز

اور وہ اپنے گناہ اٹھائیں گے اور اپنے ساتھ اور گناہ بھی اٹھائیں گے

وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں قیامت کے روز اس سے پوچھے جائیں گے- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی

فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ

طرف بھیجا تھا پھر وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا

ع ۱۳ ۱۴

تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح قابل خوف بنا لیتے ہیں یعنی لوگوں کی تکلیف سے بھی ایسا ڈرتے ہیں کہ جیسے عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے- ہر ایک بات میں لوگوں کی رضا مقدم جانتے ہیں اور کہتے ہیں- میاں خالق سے بگاڑ کر ہم گزارہ کر سکتے ہیں مگر مخلوق سے بگاڑ کر گزارہ مشکل ہے- اور اگر خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے فتوحات ہوں مال غنیمت آئے تو فوراً کہتے ہیں- ہم تو تمہارے ساتھ تھے- دیکھا تھا ہم نے فلاں موقع پر فلاں کافر کو کیسے پچھاڑا تھا- فلاں موقع پر ہم نے یہ کام کیا تھا- ہمیں بھی کچھ عنایت ہو ہم بھی امیدوار دعا گو ہیں- کیا یہ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جہان والوں کے دلی رازوں سے خوب واقف نہیں- بیشک اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو بھی جانتا ہے اور بے ایمان منافق بھی اسے خوب معلوم ہیں- مگر یہ لوگ ایسے کچھ خدا سے کشیدہ ہیں کہ ان کی ہر بات نرالی ادا اور جہالت سے لبریز ہے- دیکھو تو جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے ہیں کہ آؤ تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو خیر یہ بات تو کچھ ایسی ہے کہ ایک مذہب والا دوسرے کو کہتا ہے لطف یہ ہے کہ اور بھی ایک بات کہتے ہیں اگر تم کسی مؤاخذہ سے ڈرتے ہو تو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے کیا تم ہمارا اعتبار نہیں کرتے- دیکھو ہم اتنے بڑے رئیس ہیں تمام لوگ ہمارا کہا مانتے ہیں ہم پر بھروسہ کرتے ہیں پھر تم کیوں نہیں ہم پر بھروسہ کرتے- ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہ اٹھائیں گے حلانکہ وہ انکے گناہوں سے کچھ نہ اٹھائیں گے یقیناً وہ جھوٹے ہیں اور اس جھوٹ کی سزا میں وہ اپنے گناہ اٹھائیں گے اور اپنے گناہوں کے ساتھ اور گناہ بھی اٹھائیں گے جو لوگوں کو گمراہ کرنے سے انکی گردنوں میں لٹکائے جائینگے اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں کہ خدا کی نسبت بدگمانی پھیلاتے ہیں اور خدا کو بھی مثل دنیاوی بادشاہوں کے جان کر اس کے وسیلے اور دلی تلاش کرتے ہیں قیامت کے روز اس سے پوچھے جائیں گے اور اپنے کئے کی سزا پائیں گے- ہم نے حضرت نوح کو بھی یہی پیغام اور اطلاع دے کر اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا- پھر وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا مگر انہوں نے اسکی نہ سنی برابر مخالفت پر ہی تلے رہے

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ

پس ان کو طوفان نے آلیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے اس کو اور بیڑی والوں کو نجات دی اور

جَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ

اس بیڑی کو تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنایا اور ابراہیم کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔ تم اللہ کے سوا صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ

وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ

گھڑتے ہو۔ جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق

رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ پس تم خدا کے ہاں سے رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور شکر اس کا بجا لاؤ اور اسی

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

کی طرف تم کو پھرنا ہے اور اگر تم تکذیب کرو گے تو تم سے پہلے بھی کئی ایک جماعتوں نے تکذیب کی تھی اور رسول کے ذمہ بس واضح کر کے پہنچانا

الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

ہوتا ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹا دیتا ہے بیشک یہ بات

پس آخر کار جب ان کا جام لبریز ہو گیا تو حکم الٰہی سے ان کو طوفان نے آلیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے اس نوح کو اور اس کے ساتھ بیڑی میں بیٹھنے والوں کو نجات دی۔ اس بیڑی کو بوجہ ان کی نجات کے تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنایا۔ اور اس طرح ابراہیم کو رسول کر کے بھیجا۔ اسکی زندگی کے واقعات بہت عجیب و غریب ہیں۔ خصوصاً وہ وقت جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کی بے فرمانی کرنے سے ڈرو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم کچھ جانتے ہو تو سمجھو۔ تم اتنا نہیں سوچتے کہ اللہ کے سوا صرف بتوں اور مصنوعی معبودوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنی طفل تسلی کے لئے محض جھوٹ موٹ کی حکایات اور زٹلیات گھڑتے ہو۔ سنو میں تم کو ایک قابل قدر بات بتاؤں معبود وہ ہونا چاہیے۔ جو ہمارا خالق ہو اور ہم کو رزق دیتا ہو مگر جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو تمہارے خالق نہیں۔ اس لئے تمہارے لئے رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ پس تم ان سے کیا امید و بیم رکھتے ہو خدا کے ہاں سے رزق مانگو جو تم کو دینے پر قادر ہے اور اس کی عبادت کرو اور شکر اس کا بجالاؤ۔ اور دل میں اس بات کو جمار کھو کہ اسی کی طرف تم کو پھرنا ہے۔ بس اسی حاضری کی تیاری رکھو اور اگر تم تکذیب کرو گے اور نہ ماننے ہی پر بضد مصر رہو گے تو یاد رکھو کہ اس کا وبال تم ہی پر ہو گا تم سے پہلے بھی کئی ایک جماعتوں نے رسول کی تکذیب کی تھی جس کا بدانجام انہی کے حق میں برا ہوا اور رسولوں کا تو کوئی نقصان نہ ہوا کیونکہ ہر ایک رسول کے ذمہ بس واضح کر کے پہنچانا ہوتا ہے۔ اسی لئے امتوں کے انکار پر رسولوں کو کوئی مواخذہ نہیں۔ مانیں یا نہ مانیں سر کھائیں۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے یعنی فنا کر دیتا ہے بیشک یہ بات

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ تو کہہ تم ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پیدا کیا پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ

اللہ اس سے بعد ایک نئی خلقت پیدا کرے گا اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جسے چاہے عذاب

يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي

کر سکتا ہے اور جسے چاہے رحم فرما سکتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤں گے اور تم زمین و آسمان میں اللہ کو

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ

عاجز نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں ہے۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں خدا کی رحمت سے بے امید ہیں اور انہی کو دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ

ہوگا۔ پس ابراہیم کی قوم سے آخر یہی جواب بن سکا کہ انہوں نے کہا اس کو قتل کردو یا آگ میں جلا دو پس

مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ

اللہ نے اس کو آگ سے بچایا بے شک اس میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں اور اس نے کہا تم نے صرف آپس کی

اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ بنا کر توڑ دینا اسے کچھ بھی مشکل نہیں۔ سمجھانے کے لئے اے نبی تو ان سے یہ بھی کہہ کر ذرا ملک میں تم سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ اللہ نے کس کس طرح مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ صحرائی مخلوق کو دیکھو پھر دریائی پر نظر کرو بغور دیکھو تو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بعد ایک نئی خلقت پیدا کریگا۔ جو دار آخرت میں ہوگی۔ جس سے عرب لوگ منکر ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ یہاں تک کہ جسے چاہے عذاب کر سکتا ہے اور جسے چاہے رحم فرما سکتا ہے یعنی وہ کسی امیر وزیر کی رائے کا پابند نہیں اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہاں نیک و بد کا بدلہ تم کو ملے گا۔ پس تم اپنا نفع نقصان سوچ لو اور بھلائی برائی کے لئے تیار ہو کر چلو۔ خوب جان رکھو کہ تم زمین و آسمان میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ کہ وہ تم کو پکڑنا چاہے اور تم نہ پکڑے جاؤ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی والی اور کوئی مددگار نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں یا مان کر تیاری نہیں کرتے وہ خدا کی رحمت سے بے امید ہیں۔ اور انہی کو دردناک عذاب ہوگا۔ یہ تو تھا ضمنی مکالمہ جو بوجہ مناسبت کے ذکر میں آگیا۔ پس اب سنئے اصل قصہ کہ ابراہیم کی قوم سے یہی جواب بن سکا کہ انہوں نے کہا اس ابراہیم کو قتل کردو یا آگ میں جلادو۔ پھر بعد غور و فکر انہوں نے آگ میں جلانا زیادہ مفید جان کر ابراہیم سلام اللہ علیہ کو آگ میں ڈالا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچایا۔ بیشک اس مذکور میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ابراہیم سلام اللہ علیہ آگ سے نکلا تو بدستور وعظ و نصیحت میں سرگرم رہا۔ اور اس نے کہا کہ تم نے صرف آپس کی

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ

آپس میں دنیاوی محبت سے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے پھر قیامت کے روز تم میں کا ایک

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۙ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

دوسرے سے انکاری ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا سب کا ٹھکانا آگ میں ہوگا اور

نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا- پس لوطؑ اس پر ایمان لایا اور ابراہیمؑ نے کہا میں اپنا وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں

الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

بے شک وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اور ہم نے اس کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ دیا اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب

وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ

جاری کی تھی اور ہم نے اس کو دنیا میں بڑا اجر دیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں ہوگا- اور لوط کو ہم نے بھیجا جب

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

اس نے اپنی قوم سے کہا تم بڑی بے حیائی کا کام کرتے ہو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

کیا تم لڑکوں سے بدکاری

دنیاوی محبت سے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے- ایک دوسرے کی لاگ لپٹ سے چلے جا رہے ہو- اس کی سزا تم کو ضرور ملے گی- پھر قیامت کے روز تم میں کا ایک دوسرے سے انکاری ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور تمہارا وہاں پر کوئی مددگار نہ ہوگا- پس یہ تقریر ابراہیم کی سن کر حضرت لوط جو رشتہ میں اس کا بھتیجا تھا اس پر ایمان لایا اور ابراہیم جب کافروں سے بہت تنگ آیا تو اس نے کہا میں اپنا وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں یعنی کسی ایسی جگہ جاتا ہوں کہ بافراغت اس کی عبادت کر سکوں بیشک وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے وہ اپنی حکمت کاملہ سے میرے لئے ایسی کوئی صورت پیدا کر دے گا کہ میں بآسائش عمر گزار سکوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے اس کو کافروں کی تکلیف سے چھڑایا اور جب وہ وطن چھوڑ کر ہجرت کر گیا تو ہم نے اس کو اسماعیل اور اسحٰق بیٹے اور یعقوب پوتا دیا اس خاندان رسالت اور دودمان نبوت کا مورث اعلیٰ یہی ابراہیم سلام اللہ علیہ تھا کیونکہ ہم نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب کی ہدایت جاری کی تھی- اسی کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابراہیم کی نسل سے کئی ایک نبی پیدا ہوئے تھے اور ہم نے اس کو دنیا میں بڑا اجر دیا تھا اور یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ آخرت میں بھی وہ ہمارے نیک بندوں کی جماعت میں ہوگا اور لوط کو ہم نے رسول کر کے بھیجا- اس کی زندگی کے واقعات بھی تمہارے لئے عجیب سبق ہیں کیونکہ اس کی قوم نہایت ہی بداخلاق میں منہمک تھی- یعنی علاوہ شرک وکفر بت پرستی وغیرہ کے وہ خلاف وضع فطری لونڈوں سے لواطت کرتے تھے- اس لئے حضرت لوط کو ان کے سمجھانے میں بڑی دقت ہوئی خصوصاً جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بڑی بے حیائی کے کام کرتے ہو ایسا بے حیائی کا کام ہے کہ تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا- کیا تم لڑکوں سے بدکاری کرتے ہو

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ

کرتے ہو اور راستہ قطع کرتے ہو اور تم اپنی مجالس میں ناجائز حرکات کرتے ہو اس کی قوم کا بس یہی جواب

اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ؀ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

ہوا کہ انہوں نے کہا اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ لوط نے کہا اے میرے پروردگار!

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ؀ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا

مفسدوں کی قوم پر میری مدد کر اور جب ہمارے فرستادہ فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں

اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ؀ قَالَ اِنَّ فِيْهَا

نے کہا کہ ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں اس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ ابراہیم نے کہا اس میں تو

لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ

لوط بھی ہے فرشتوں نے کہا جو جو اس میں ہے ہم اس کو خوب جانتے ہیں! ہم اس کو اور اس کے تعلق داروں کو بچالیں گے مگر اس کی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ؀

عورت پیچھے رہنے والوں میں رہے گی

اور قدرتی راستہ جو عورت مرد کے ملاپ کا ہے قطع کرتے ہو اور تم اپنی مجالس میں ناجائز حرکات کرتے ہو۔ مخول ٹھٹھ ہتک ایک دوسرے کی آبروریزی تم میں ایک معمولی بات ہے۔ پس یہ نصیحت سن کر اس کی قوم کا بس یہی جواب ہوا کہ انہوں نے کہا کہ بڑے میاں ہم تو تیری ایسی ویسی باتیں سننے کے نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ اور ہمیں ہلاک اور تباہ کر دے بس تیری سچائی کا ثبوت خود ہی ہو جائے گا اور تمام دنیا کے لوگ جان جائیں گے کہ فلاں نبی نے اپنی قوم کو تباہ کروادیا۔ جاؤ آئندہ کو نہ ہمارا دماغ چاٹیو اور نہ اپنا سر کھپاؤ۔ حضرت لوط نے یہ سن کر کہا کہ اے میرے پروردگار مفسدوں کی قوم پر میری مدد کر۔ حسب درخواست کفار کے صاف لفظوں میں عذاب کی درخواست نہ کی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خدا پر کسی کا جبر نہیں وہ جس طریق سے چاہے گا مدد کرے گا۔ مفسدوں کو تباہ کرنے سے یا ہدایت کرنے سے' اس لئے اپنا مطلب عرض کر دیا۔ اس کے اسباب کو حوالہ خدا کیا چونکہ خدا کے علم میں بھی یہی تھا کہ اس قوم کی ہلاکت ہو اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے اس لئے فرشتے ہلاکت کے آن پہنچے۔ مگر جب ہمارے فرستادہ فرشتے پہنچے تو پہلے ابراہیم کے پاس بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے کہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہو گا تو انہوں نے ابراہیم سلام اللہ علیہ کے پوچھنے پر کہا کہ ہم اس لوط کی بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ اسی غرض سے ہم آئے ہیں کیونکہ اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ ابراہیم کی طبیعت میں چونکہ اعلیٰ درجہ کا رحم تھا جھٹ سے اس نے کہا ہیں؟ اس میں لوط بھی ہے غرض اس کی یہ تھی کہ چونکہ اس بستی پر لوط ہے اس لئے وہ بستی ہنوز قابل ہلاکت نہیں کیونکہ نبی کے ہوتے ہوئے قوم کی تباہی نہیں ہوا کرتی۔ فرشتوں نے کہا جو جو اس میں ہے ہم اس کو خوب جانتے ہیں ہم بحکم خداوندی اس لوط کو اور اس کے تعلق داروں کو بچالیں گے کیونکہ بحکم خداوندی ان کو بتلادیں گے کہ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ بس نکلنے کی وجہ سے وہ بچ جائیں گے مگر اس لوط کی عورت پیچھے رہ جانے والوں میں رہے گی۔ کیونکہ وہ لوط علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی بلکہ وہ بدستور اپنی برادری میں کافروں کے ساتھ ہے۔

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ

ہمارے فرستادہ فرشتے جب لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے ناخوش اور دل تنگ ہوا اور انہوں نے کہا

وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا

تو خوف نہ کر اور آزردہ خاطر نہ ہو ہم تجھ اور تیرے تعلق والوں کو بچالیں گے مگر عورت تیری یقیناً پیچھے رہنے والوں میں ہے ہم

مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾

اس بستی کے رہنے والوں پر ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں اور

وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

عقلمندوں کے لئے ہم نے اس میں ایک کھلی نشانی چھوڑی- اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ

پھر اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ

مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

کرو ! پھر بھی انہوں نے اس کی تکذیب کی پھر سخت بھونچال نے ان کو آلیا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہے

وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ

اور ہم نے قوم عاد اور ثمود

خیر یہاں سے چل کر ہمارے فرستادہ فرشتے جب لوط کے پاس آئے تو چونکہ وہ سادہ رو بچوں کی شکل میں تھے حکمت خدا اس کو مقتضی ہوئی کہ ان کو اسی شکل میں بھیجا جائے اور وہ لوگ لواطت کے عادی تھے اس لئے لوط ان کی وجہ سے ناخوش اور دل تنگ ہوا اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں کیونکہ اس کو علم غیب نہ تھا اس لئے اس نے جو بظاہر انکی شکل ہیئت دیکھی تو یہی سمجھا کہ میرے مہمان ہیں- ان کی ہتک سے میری ہتک ہے- مگر وہاں رنگ ہی کچھ اور تھا آخر کار وہ رنگ کھل گیا اور لوط کو تسکین ہوئی کیونکہ انہوں نے یعنی فرشتوں نے کہا اے لوط تو خوف نہ کر اور آزردہ خاطر نہ ہو ہم تو خدا کے فرستادہ فرشتے ہیں اس لئے آئے ہیں کہ تجھے اور تیرے تعلق والوں کو بچائیں لیکن عورت تیری یقیناً پیچھے رہنے والوں میں ہے- تم لوگوں کو نکال کر ہم اس بستی کے رہنے والوں پر انکی بدکرداری کی وجہ سے آسمان پر سے عذاب اتارنے والے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سب قوم ہلاک ہو گئی اور عقلمندوں کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک کھلی نشانی چھوڑی کہ دیکھنے والوں کی عبرت ہو اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی حضرت شعیب کو بھیجا پھر اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ واحد کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی بہتری کی توقع رکھو یعنی ایسے کام کرو کہ اس روز تم کو خیر کی توقع ہو سکے اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو کہ احکام شریعت متعلقہ اعتقادات و تمدن کا خلاف کرتے ہو پھر یہ سن کر بھی انہوں نے نہ مانا بلکہ اس کی تکذیب کی- پس سخت بھونچال نے ان کو آن لیا جس کے ساتھ ایک سخت آواز بھی تھی- سو وہ اس بھونچال کے ساتھ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے- یہ ان کا انجام ہوا- بتلاؤ کون اس انجام کو اچھا کہے گا-؟ اور سنو ہم نے قوم عاد اور ثمود کو اسی طرح ہلاک کیا-

---

ل سورہ ہود میں یوں آیا ہے اخذت الذین ظلموا الصیحة پس اسی طرف اشارہ کرنے کو یہ لفظ بڑھایا گیا- منہ

وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

کو ہلاک کیا اور تم کو ان کے دیار سے معلوم ہوچکا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو مزین کرکے دکھائے تھے پس ان کو

عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ

راہ راست سے روکا تھا اور بڑی سوجھ والے تھے- اور قارون' فرعون اور ہامان کو ہم نے ہلاک کیا موسیٰ ان کے پاس

جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

کھلے احکام لے کر آیا- تاہم انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ آگے نہ بڑھ سکتے تھے

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

پس ہم نے ان سب کو گناہوں پر مواخذہ کیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ

دبایا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسایا اور بعض کو ہم نے غرق کیا اور

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے- جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۗ وَاِنَّ

کارساز بناتے ہیں ان کی مثال ایک مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور تمام گھروں سے

اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ

بودا مکڑی کا گھر ہے

اور تم کو ان کے اجڑے دیار سے ان کا اصل حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کیسی بد معاشی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو مزین کر کے دکھائے تھے- پس اسی وجہ سے ان کو راہ راست سے روکا تھا- ورنہ وہ بڑے ہوشیار اور بڑی سوجھ بوجھ والے تھے اور اسی طرح قارون فرعون اور ہامان وغیرہ معاندین کو ہم نے ہلاک کیا- حضرت موسیٰ ان فرعونیوں کے پاس کھلے احکام لایا- تاہم انہوں نے ملک میں تکبر کیا- بندے سے خدا بنے اور خدا کو چھوڑ کر بندے کو معبود بنالیا مگر وہ ہم سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے یعنی جس وقت ہم ان کو پکڑنا چاہتے ممکن نہ تھا کہیں چھپ جاتے- پس ہم نے ان مذکورہ قوموں کے سب لوگوں کو گناہ پر مواخذہ کیا- ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے زلزلہ کے ساتھ دبایا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسایا اور بعض کو ہم نے پانی میں غرق کیا اور سچ پوچھو تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا کہ ناحق عذاب کیا ہو تا بلکہ وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے- بڑا ظلم تو ان کا یہ تھا کہ اللہ کے سوا اوروں کو اپنا متولی اور کارساز جانتے تھے- حالانکہ جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز بناتے ہیں ان کی مثال ایک مکڑی کی سی ہے جس نے دیوار پر ایک گھر بنایا اور بخیال خود سمجھا کہ بس اب میں ایک مضبوط قلعے میں ہوں- کوئی دشمن مجھ پر حملہ آور ہو کر نقصان نہیں پہنچا سکتا- حالانکہ تمام گھروں میں بودہ اور کمزور مکڑی کا گھر ہے- ایسا کہ چڑیا کی ذرا سی چونچ سے فنا ہو سکتا ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ

کاش یہ لوگ کچھ علم رکھتے- کچھ شک نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے جن جن چیزوں کو اللہ سے ورے یہ لوگ پکارتے ہیں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا

اور غالب حکمت والا ہے- اور یہ مثالیں تو ہم لوگوں کو بتلاتے ہیں ان کو سمجھدار ہی سمجھ سکتے ہیں

الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

خدا نے آسمان و زمین ایک پختہ قانون کے ساتھ پیدا کئے بے شک اس میں ایمانداروں کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

نشانی ہے

اسی طرح ان مشرکوں کے معبود اور مصنوعی کارساز ایسے کمزور اور ضعیف ہیں کہ کوئی چیز نہ تو پیدا کر سکتے ہیں' نہ دے سکتے ہیں- کاش کہ یہ لوگ کچھ علم اور معرفت رکھتے تو ان کو معلوم ہو سکتا کہ کیسی صریح غلطی میں ہیں- سنو معبود اور حقیقی حاجت روا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عابدوں اور سائلوں کے حال سے واقف بھی ہو- سو یہ تو صرف اللہ کی شان ہے- کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے- خصوصاً جن جن چیزوں کو یہ اللہ سے ورے پکارتے ہیں اس کو سب معلوم ہے اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے- جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کو روک سکے- یہ مثالیں تو ہم لوگوں کو سمجھانے کو بتلاتے ہیں اور دراصل ان مثالوں کو سمجھدار ہی سمجھ سکتے ہیں- بے سمجھ آدمی تو خدا سے بھی منکر ہیں- حالانکہ خدا کی خدائی سب پر نمایاں ہے- اسی نے آسمان و زمین ایک پختہ قانون کے ساتھ پیدا کئے- تمام دنیا کے بادشاہ مع اپنی فوجی طاقت کے جمع ہو کر چاہیں تو ایک بال کے برابر بھی فرق نہیں ڈال سکتے- یہی قانون قدرت کی مضبوطی ہے بیشک اس بیان میں ایمان داروں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے یعنی جو لوگ راستبازی سے ہر ایک سچی بات کو تسلیم کرنے کو تیار ہیں ان کیلئے اس میں بہت بڑی نشانی ہے

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ

جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو پڑھ کر سنا اور نماز پڑھا کر' نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکات

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اور

لَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ

تم کتاب والوں سے مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ طریقہ سے کیا کرو' مگر جو لوگ ان میں ظالم ہیں

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ

اور تم کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے

پس اے نبی! جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو وہ لوگوں کو پڑھ کر سنا اور خود بھی اس پر عمل کر- اس کی تعلیم میں عملی طور پر سب سے مقدم نماز ہے پس تو ہمیشہ نماز کے بے پڑھا کر کیونکہ نماز شمار فوائد میں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ بے حیائی اور ناشائستہ حرکات سے روکتی ہے اس لیے کہ نماز خدا سے ایک گہرے تعلق کا نام ہے- خدا کے سامنے عاجزانہ عبودیت کا اقرار' اپنی فرمانبرداری اور خدا کی برتری کا اعتراف ہے- تمام اپنی املاک مال و دولت عزت اور آبرو کو عطیۂ الٰہی کا اقرار کر کے عاجزانہ لہجے میں اپنی تمام آئندہ کی حاجات کا سوال ہے- پھر کون دل ہے جو پانچ دفعہ اس طریق سے نماز پڑھے پھر بھی گناہ اور شائستہ حرکات کی طرف مائل ہو- ایسے نمازی سے اگر کوئی بے جا حرکت ہو بھی جائے تو چونکہ نور نماز دل میں ہوتا ہے اس لیے فوراً اس کی تلافی کرتا ہے' خدا کے سامنے گڑگڑاتا ہے' روتا ہے معافی (۱) کراتا ہے اور اس کی وجہ معلوم کرنی چاہو تو وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے پس جو لوگ اللہ کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں اور نماز کو خصوصیت سے ادا کرتے ان کے دلوں میں ایک قسم کا نور پیدا ہوتا ہے کہ وہ ان کو عموماً بدکاریوں سے روکتا ہے اور یہ مت سمجھو کہ تم خدا کو کسی طرح فریب میں لا سکو گے کہ کرو تو برے کام مگر ظاہر کرو کہ ہم اچھے کرتے ہیں اور نہ یہ خیال کرو کہ تمھارے نیک کاموں کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہیں ہو گی کیونکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم خدا کو فریب یا دھوکا دے سکو یا وہ تمہارے کاموں سے بے خبر ہو اور سنو؟ اس قسم کی سچی تعلیم پھیلانے پر اگر تم کو کہیں مباحثہ کی بھی ضرورت آن پڑے تو تم کتاب والوں' یہود و نصاریٰ یا ہندوؤں اور آریوں سے جب مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ اور شائستہ طریقہ سے کیا کرو- مگر جو لوگ ان میں ظالم یعنی معاند اور کج رو ہیں ان سے مباحثہ کی حاجت ہی نہیں' نہ وہ کسی دلیل سے سمجھنے کے قابل ہیں- پس ان سے تو روئے سخن نہ کیا کرو تو پھر جس طرح سے ان کا بد اثر مٹا سکو مٹاؤ اور تم اپنے اعتقادات ظاہر کرنے کو کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے-

---

(۱) اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ مذکور ہے ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون یعنی متقیوں سے جب کوئی شیطانی حرکت ہو جاتی ہے تو وہ متنبہ ہو کر سمجھ جاتے ہیں- اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ متقیوں سے بھی گناہ ہو جاتے ہیں مگر ان میں اور غیروں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ متقی اس گناہ کی فوراً تلافی کر لیتے ہیں اور غیر متقی پرواہ نہیں کرتے (منہ)

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب اتاری ہے پس جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

کرتے ہیں اور تو اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا بلکہ امی محض تھا

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ورنہ فوراً جھوٹے لوگ شک کرتے بلکہ جن لوگوں کو علم ہے ان کے دلوں میں یہ کھلے احکام ہیں اور جو ظالم

الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس پر اس کے پروردگار

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

کے ہاں سے نشانیاں اتاری گئیں تو کہہ نشانیاں سب اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کرکے ڈرانے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ

کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے

اور اگر پوچھو کہ ہم میں پھر زیادتی کیا ہے۔ تو زیادتی یہ ہے کہ ہم اسی معبود حقیقی کے فرمانبردار ہیں اور تم ایسے نہیں بلکہ تم اوروں کو بھی اس کے ساتھ شریک بناتے ہو اور سنو؟ خدا فرماتا ہے جس طرح پہلے نبیوں کو کتابیں ملی تھیں اسی طرح ہم نے تیری طرف اے نبی! یہ کامل کتاب اتاری ہے۔ پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب کی سمجھ دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور ان عرب کے مشرکوں میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار کرتے ہیں یعنی جو لوگ ہر ایک سچی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے عادی ہیں وہی اس کتاب سے انکار کرتے ہیں۔ اس کتاب کی سچائی کی ایک ہی دلیل کافی ہے کی تیری زندگی کے حالات پر غور کریں اور خوب فکر کریں کہ تو نے اس سے پہلے کسی کتاب کو نہیں پڑھا اور نہ کسی کتاب کو دائیں ہاتھ سے چھوا تھا ورنہ فوراً ہی بے دین اور جھوٹے لوگ بہت بڑا شک کرتے۔ بلکہ جن لوگوں کو علم اور معرفت خداوندی ہے ان کے دلوں میں یہ کتاب کھلے اور واضح احکام ہیں جن کے ماننے میں ان کو ذرا سی بھی دقت پیش نہیں آتی اور جو اپنی بدکرداری کی وجہ سے ظالم ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور سب کچھ دیکھ بھال کر بھی نہیں مانتے۔ ان کے ظلم کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ معجزات دیکھتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس نبی پر اس کے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی اتاری گئی' جو ہم کہتے ہیں وہ اس کو ملنا چاہئے تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ پہاڑ چاندی سونے کے ہو جائیں[1] وغیرہ۔ اے نبی! تو کہہ کہ نشانیاں سب کی سب صرف اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کرکے ڈرانے والا ہوں اور بس۔ کیا یہ جو ایسے ویسے بیہودہ اور لغو سوال کرتے ہیں ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔

[1] ان سب اشیاء مطلوبہ کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں مفصل مذکور ہے (منہ)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي

بے شک اس میں رحمت اور ایمان لانے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی

وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا

گواہ کافی ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کے واقعات جانتا ہے۔ جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

اور اللہ سے انکاری ہیں یہی لوگ نقصان اٹھائیں گے اور تجھ سے عذاب کی جلدی

بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً

کرتے ہیں اور اگر وہ وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ان پر ناگہاں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ

بے خبری میں آئے گا۔ تجھ سے جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے

بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ

ہوئے ہیں جس روز اوپر سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کہے گا

وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي

اپنے اعمال کا بدلہ چکھو اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری زمین بہت

وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

وسیع ہے پس تم خاص میری بندگی کرو

اگر غور کریں تو بے شک اس میں بہت بڑی رحمت اور سچی بات پر ایمان لانے والوں کے لیے نصیحت ہے گو اس کی ہدایت سب کے لیے ہے مگر جو لوگ اپنی ضد اور جہالت میں کسی کی نہ سنیں ان کو کون چیز فائدہ دے سکے تو اے نبی! ان سے کہہ میرے دعویٰ نبوت پر میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ خود ایسی گواہی دے گا کہ اس سرے سے اس سرے تک میری آواز پہنچا دے گا کیونکہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے سب واقعات جانتا ہے لیکن جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں یعنی ایسے معبودوں پر ایمان لاتے ہیں جو دراصل ممکنات ہالک الذات ہیں نہ واجب بالذات۔ مگر یہ لوگ انہی کو مانتے ہیں اور اللہ معبود برحق سے انکاری ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے روز نقصان اٹھائیں گے۔ دیکھو تو بجائے ماننے کے الٹے الجھتے ہیں اور تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہ ابھی عذاب لے آ۔ جس طرح سے ہو سکے ہم کو ہلاک کر دے کسی طرح سے مہلت نہ دے اور اگر ان کی ہلاکت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا۔ تم یاد رکھو ان پر ناگہاں بے خبری میں عذاب آئے گا کہ یہ جانتے نہ ہوں گے کہ کیسے آیا۔ دیکھو کیسے تجھ سے جلدی جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے 'صرف مرنے کی دیر ہے' مرے اور جہنم میں پڑے۔ یہ واقع اس روز ہوگا جس روز ان پر اوپر سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کا فرشتہ کہے گا اپنے اعمال کا بدلہ چکھو اے میرے نیک بندو! جو میرے حکموں پر ایمان لائے ہو تکلیفات پر صبر کرو اور اگر صبر تم سے نہ ہو سکے تو سنو میری زمین بہت وسیع ہے پس تم یہ ملک چھوڑ کر کہیں کو نکل جاؤ اور خاص میری بندگی کرو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۚ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے پھر تم ہماری طرف واپس آؤ گے اور جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک

الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان

فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾

میں رہیں گے' بہت اچھا بدلہ ہے' کام کرنے والوں کا جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں

وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ

اور کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے اللہ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا

الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

جاننے والا ہے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں' کس نے سورج اور چاند

وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ

کو کام پر لگا رکھا ہے تو کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ

عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾

کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

موت سے نہ ڈرو کیونکہ ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے مر کر پھر تم ہماری (یعنی خدا کی) طرف واپس آؤ گے۔ وہاں پر ہم ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے اور جن لوگوں نے تمہاری طرح ایمان لا کر نیک اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم (خدا) جنت کے بالاخانوں میں بڑی عزت سے جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے بہت اچھا بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا جو تکلیفات پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسا کرتے ہیں' اسی کو اپنا حاجت روا جانتے ہیں' اسی سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ کہتے ہیں اسی کو کہتے ہیں' جو مانگتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھاتے ہیں

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اور اگر غور کریں تو کیوں نہ خدا پر توکل کریں جبکہ دیکھتے ہیں کہ کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے نہ کماتے ہیں نہ کسی منڈی سے خرید کر لاتے ہیں نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے اور وہ بڑا سننے والا سب کی حاجات کو جاننے والا ہے۔ تعجب تر تو یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہو اصولاً یہ لوگ بھی اس میں متفق ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ سب کا خالق مالک خدا ہے۔ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں کس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے تو اس سوال کے جواب میں فوراً کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے' یہ نہ سمجھو کہ وہ بے خبری میں ایسا کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہوتا ہے اس کو دیتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ

اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کر دیتا ہے

مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

تو کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو کہیو الحمدللہ لیکن ان میں سے بہت نہیں سمجھتے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ

اور یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ کھیل کود ہے اور آخرت کے گھر کی ہی اصل زندگی ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

کاش کہ یہ لوگ بھی جانیں پھر جب یہ لوگ بیڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی سے

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ

اسی کو پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں

اس کے علم ہی کا مقتضا ہے کہ اس نے دنیا کا انتظام ایسا باقاعدہ کر رکھا ہے اس سے اچھا ممکن نہیں۔ بارش ہے تو باقاعدہ ہے۔ دھوپ ہے تو باقاعدہ۔ اسی لئے یہ لوگ بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام بانظام ہے اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کر دیتا ہے تو فوراً کہیں گے کہ اللہ ہی کرتا ہے اے نبی! تو یہ سنکر کہیو الحمدللہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ باوجود شرک وکفر کے تم لوگ بھی اس بات کے قائل ہو کہ سب انتظام خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے زیادہ ثبوت اور کیا چاہئے لیکن ان میں کے بہت سے نہیں سمجھتے' کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا؟ تعجب ہے کہ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ یہ دنیا کی زندگی صرف چند روز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ''خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ ...'' اسی لئے جو لوگ اس دنیا کے نشیب وفراز کو دیکھتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں ؎

له ملك ينادی كل يوم لدولموت وابنو للخراب

فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار طرفوں پر محلاں او نچیاں والے تیرا گوریں ٹکانہ ہے

اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی اصل زندگی ہے' کاش کہ یہ لوگ بھی اس کو جانیں۔ اگر لوگ اس بات کو دل سے جانیں تو ایک دم میں سیدھے ہو جائیں ان کو معلوم ہو جائے کہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مگر صحت وعافیت میں انکی بلا کو بھی یہ خبر نہیں البتہ جب کسی تکلیف میں پھنستے ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہی۔ دیکھو جب یہ لوگ بیڑیوں پر سوار ہوتے ہیں اور بیڑے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی سے اسی کو پکارتے ہیں۔ گویا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ یہ تو ان کی اس وقت کی حالت ہے جب وہ دریا میں ڈوبنے کو ہوتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم (خدا) نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں۔

وَ لِيَتَمَتَّعُوْا ۗ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٦٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

اور مزے اڑائیں پس خود ہی جان لیں گے' کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے

وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

اور ان کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے

يَكْفُرُوْنَ ۝٦٧ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

انکار کرتے ہیں اور جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جب اس کو پہنچے تو اس کو

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝٦٨ وَالَّذِيْنَ

جھٹلائے' اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کیا ایسے بے ایمانوں کا جہنم میں ٹھکانہ نہیں ہے اور جو لوگ ہماری

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٦٩

راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم بھی ان کو اپنی راہیں بتلاتے ہیں اور ہم نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں

ع۷

اور چند روزہ دنیا میں بے فکر مزے اڑائیں کیونکہ عیش پسندوں کے خیال میں خدا کی حکومت کا خیال بھی عیش میں خلل انداز ہے پس جب ان کا یہ حال ہے تو خود ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور اگر کہو کہ تم اسلام سے ایسے کیوں متنفر ہو تو کہتے ہیں کہ ہم متنفر نہیں مگر ہمیں ڈر ہے کہ مسلمان ہونے سے ہم کو مخالف لوگ تکلیف شدید پہنچادیں گے- کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم (خدا) نے حرم کو امن والا بنایا ہے- کسی کی مجال نہیں کہ باپ کے قاتل کو بھی یہاں پر کچھ کہہ سکے اور ان کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ بے ہودہ اور بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے انکار کرتے ہیں پس یاد رکھو کہ یہ بڑا سنگین نا قابل معافی جرم ہے اور اس کے علاوہ بعض لوگ تو یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ اپنی بے سمجھی سے خدا کے رسول کو کہتے ہیں کہ اس نے خدا کی نسبت جھوٹ افترا کر رکھا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے حالانکہ وحی یا الہام کوئی نہیں- کیا یہ جانتے نہیں کہ جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے کہ معمولی آدمی ہو کر نبوت کا مدعی ہو یا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جو اس کو پہنچے تو اس کو جھٹلائے- اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کوئی نہیں- کیا ایسے بے ایمانوں کا جو خدا پر افترا کریں یا اس کے حکموں کی تکذیب کریں جہنم میں ٹکانہ نہیں ہے؟ بیشک ہے- تو انجام ان بے ایمانوں کا ہے جو ہمارے حکموں کا خلاف کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہر وقت یہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح بن پڑے ہمیں راضی کریں' ہماری نا رضامندی کا ہر وقت ان کو غم رہتا ہے ہم بھی ان کو اپنی خوشنودی کی راہیں بتلاتے ہیں یعنی توفیق خیر- ان کے ساتھ رفیق حال رہتے ہیں' ان کے دل میں ہر آن یہ خیال مضبوطی کے ساتھ جما رہتا ہے بلکہ دن بدن ترقی کرتا ہے اور یہ سب نتیجہ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہم (خدا) نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں' ان کو توفیق خیر بخشتے ہیں ﴿اللھم وفقنا لما تحب وترضی﴾

سورت الروم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا- اہالی روم[1] قریب حدود میں مغلوب ہوگئے ہیں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد چند سال میں جلد ی

سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ

غالب آئیں گے' اس سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں- مسلمان اس

یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ

روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اور جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ بڑا غالب

الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۵﴾

بڑا مہربان ہے

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا' میں اپنے کامل علم سے تم کو اطلاع دیتا ہوں اہالی[1] روم اپنے ملک کی قریب حدود میں اگرچہ اب مغلوب ہوگئے ہیں مگر یاد رکھو وہ اپنی اس مغلوبی کے بعد چند سال میں جلدی ہی غالب آئیں گے- یہ مت سمجھو کہ فارس کی فوجی طاقت روم سے زیادہ ہے اور رومی بچے کھچے اور بھی مغلوب ہو چکے ہیں- یہ کیسے غالب ہوں گے کیونکہ اہالیان فارس کی اس فتح سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں' اس لیے وہ جس کو چاہے غلبہ دے سکتا ہے' چاہے وہ کیسا ضعیف ہو اور اس کا مقابل کیسا قوی کیونکہ اس کی شان ہے ~

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آن کند عالمے را در دے ویراں کند

ایماندار مسلمان اس روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے کیونکہ اس روز ان کو بھی مشرکین عرب پر فتح ہو گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چہ خوش بود کہ برائد بیک کرشمہ دو کار- ایک تو رومیوں کے غلبہ کی خوشی دوئم اپنی فتح کی مسرت- اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے پھر جس کی مدد پر وہ ہو جائے اس کو کیا کمی ہے کیونکہ ایک بڑا زبردست معاون اور مددگار اس کی طرف ہے اور بڑا غالب ہے یہ نہیں کہ غلبہ کی ترنگ میں ہر ایک کو دباتا پھرے' نہیں کیونکہ بڑا مہربان ہے اس کی مہربانی کی صفت متقاضی ہے کہ اس کا حق بھی ملے-

---

[1] رومی اور فارسی دو قومیں مختلف المذاہب تھیں- رومی اہل کتاب عیسائی تھے اور فارسی مشرک' کتابوں سے منکر- جنگ میں رومی مغلوب ہوگئے تو عرب کے مشرکوں کو صرف اس خیال سے خوشی ہوئی کہ اہل فارس بھی ہماری طرح لا مذہب اور رومی لوگ مسلمانوں کی طرح اہل کتاب ہیں جیسے جاپان اور روس کی لڑائی میں ہندوستانی جاپانیوں کی فتح پر محض ایشیائی ہونے کی وجہ سے خوشیاں مناتے تھے نیز عرب کے مشرکوں نے بطور تفاول کے کہا کہ جس طرح فارسی رومیوں پر غالب آئے ہیں اسطرح ہم بھی مسلمانوں پر غالب آئیں گے' ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی- اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اسی روز رومیوں کو فارسیوں پر فتح ہوئی-(منہ)

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے' اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

وہ.. صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

کیا انہوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝

سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقرر کے ساتھ بنایا ہے اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کیا انہوں نے ملک میں کبھی سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا؟ وہ ان سے

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا اور ان کے

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

رسول ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے

اللہ نے یہ وعدہ کیا کہ میں ضرور ایسا کروں گا اور یاد رکھو کہ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ اس راز کو نہیں جانتے خدا کے وعدوں پر ان کو بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک تمام عزت اور اعزاز بس یہی ہے کہ دنیا کا مال اسباب کافی ہو اسی میں ان کی سعی ہے اسی میں ان کی تگ ودو ہے اور آخرت کی عزت سے غافل ہیں گویا ان کا اصول ہی یہ ہے۔

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

بھلا یہ لوگ جو آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ انہوں نے اپنے دل میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقررہ کے ساتھ بنایا ہے۔ یہ نہیں کہ بنایا اور بگاڑا بس گیا۔ دنیا میں ایک شخص تمام عمر صلاحیت سے گزارے دوسرا تمام قسم کے گناہوں میں مبتلا رہے مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسے یہ غلط ہے ایسے یہ بھی غلط ہے کہ اس دنیا کی کبھی انتہا نہیں جیسے دہریوں کا خیال ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز جو محسوس ہو رہی ہے اپنی شکل اور ہیئت میں کہہ رہی ہے کہ میں ایک وقت میں نہ تھی پھر ہو گئی ایک وقت آئے گا کہ میں نہ ہوں گی۔ پس یہی حکم تمام دنیا کی کائنات کا ہے مگر ان باتوں پر تو کوئی سمجھدار ہی غور کرتا ہے اور بہت سے لوگ تو اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں۔ ان کو یقین نہیں آتا کہ کوئی دن ایسا ہو گا کہ تمام لوگ اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا نیک وبد بدلہ پائیں گے۔ بھلا یہ لوگ جو ایسی غلطی میں ہیں کہ اعمال کا بدلہ بھی نہیں مانتے کیا انہوں نے ملک میں پھر کر کبھی سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے کافر لوگوں کا حال کیا ہوا؟ وہ ان سے زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا تھا مگر آخر کار سب کچھ ضائع اور تباہ ہو گیا کیونکہ انہوں نے خدا کے سامنے تکبر کیا اور ان کے رسول جو ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے تو انہوں نے کسی کی نہ سنی۔ پس اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ
تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے پھر جن لوگوں نے برا کیا تھا

الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع
ان کا انجام بھی برا ہوا' اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اللہ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا
مجرم لوگ مایوس ہوجائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی

بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے پھر جن لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
نے ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
اور ہمارے حکموں کی اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم صبح شام

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے کہ خدا کے احکام کی تعمیل نہ کرتے بلکہ الٹے مقابلہ کرتے تھے اس لیے چند روزہ ان کی پھوں پھاں رہی پھر آخر بقول ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

جن لوگوں نے برا کیا تھا ان کا انجام بھی برا ہوا' اس لیے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے چونکہ تمہارے مقابل یہ لوگ بھی انہیں بدکرداروں کی روش پر چلتے ہیں اس لیے ان کو تم سناؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹاتا ہے۔ یہ دو مرتبے تو تم بھی مانتے ہو تیسرے کو انہی پر قیاس کرلو کہ پھر تم دوبارہ زندہ ہو کر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور سنو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف نہیں آتے ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور ان کے مصنوعی شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے ہم تو ان کو پوجتے نہ تھے نہ ان کو شریک بناتے تھے پھر ہم کو کیوں پھاندا جاتا ہے اور بھی اسی قسم کی بیہودہ بکواس کریں گے مگر ان کی شنوائی نہ ہوگی نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا۔ اس لیے کہ جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے مومن الگ' کافر الگ' صالح الگ' فاسق الگ۔ پھر جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک عمل بھی کئے ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہمارے حکموں کی آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم اگر جنت کے مراتب لینا چاہتے ہو تو اس کے حکم کی تعمیل کرو کہ صبح شام کے وقت

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں

وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اور دن کے تیسرے پہر کی اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ وہ بے جان سے زندہ نکالتا ہے اور زندوں

الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ

سے مردے کو نکال لے جاتا ہے اور زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کردیتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ اس کے نشانات

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ

میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ

اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور اس نے تم میں پیار اور رحم پیدا کیا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے

وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ہے' بے شک اس امر میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو کیونکہ وہ سب دنیا کا اصل مالک ہے اور آسمان وزمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں یعنی جس قدر دنیا میں کسی شخص کی کسی کام پر تعریف ہوتی ہے ان سب کا مستحق وہی خدا ہے اس لیے تم صبح شام اور دن ڈھلے دوپہر کو اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ دیکھو وہ ایسا قادر قیوم ہے کہ مردے منی سے زندہ بچہ کو نکالتا ہے اور زندوں سے مردوں کو نکال لے جاتا ہے۔ یہ واقعات تو تمہارے سامنے گزرتے ہیں اور تم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور یہ بھی دیکھتے ہو کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد از سر نو تازہ کر دیتا ہے اور تم کو سمجھاتا ہے کہ اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے پس تم اس واقعہ کے لیے ابھی سے تیار رہو اور اگر تم کو اس امر میں شک ہو کہ قیامت کا ثبوت کیا ہے تو سنو اس کی قدرت کے نشانات تو کئی ایک ہیں ان میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو۔ کیا اس کی قدرت کا یہ نشان کافی نہیں اور سنو اس کی قدرت کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور تمہارے تجرد کی وحشت دور ہو' اسی لیے اس نے تم (میاں بیوی) میں پیار اور رحم پیدا کیا کہ بیوی کو خاوند سے انس ہے اور خاوند کو بیوی کی محبت۔ غرض وہ اس کا دلدادہ ہے تو وہ اس کی فریفتہ۔ بے شک اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں اور سنو! اس کی قدرت کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں یعنی لغات اور شکلوں کی رنگتوں کا اختلاف بھی اس کی کمال قدرت کی دلیل ہے کہ باوجود تم لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان دنیا میں بستے ہو مگر کیا مجال کہ دو آدمی بھی ایک دوسرے سے بالکل ایسے مل جائیں کہ ان میں کسی طرح کا اشتباہ نہ رہے' بے شک اس امر میں علم والوں کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور رات میں اور دن میں تمہارا سو رہنا اور اس کے فضل کی تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کچھ شک نہیں کہ

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ

اس واقعہ میں اس قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں جو سنتی ہیں اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ وہ تم کو خوف اور طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی

السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

جانب سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتا ہے بیشک اس واقعہ میں عقلمند قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ

اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے پکارے گا

مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ

تو تم فوراً نکل آؤ گے اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک

لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ

ہیں' سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے اور وہ اس پر آسان تر ہے

اور سنو! یہ نشان تو تم نے آفاقی سنے ہیں یعنی یہ تو تمہارے اپنے نفسوں سے بیرونی واقعات کا ذکر تھا اب ذرا اپنے اندر کی کیفیت بھی سنو! کہ رات میں اور حسب ضرورت دن میں تمہارا سو رہنا اور عام طور پر دن میں اس کے فضل یعنی روزی کی تلاش کرنا بھی اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے بہت بڑی نشانی ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ ایک وقت تم کام کیا کرتے ہو اچھے بھلے تنومند ہوتے ہو فوراً ہی تمہاری طاقت کمزور ہو کر تم کو گر جانے پر مجبور کرتی ہے۔ ایسے کہ نیند کی حالت میں تمہیں خود اپنا بھی شعور نہیں رہتا کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں اس قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں جو حق بات کو سنتے ہیں۔ آؤ ہم پھر تمہیں آفاقی سیر کرائیں اور تم کو اپنے نشانوں کی طرف توجہ دلائیں پس تم دیکھو کہ اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے کہ تم کو ہلاکت کے خوف اور فائدے کی طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی جانب سے تم پر پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتا ہے۔ وہی زمین ہوتی ہے کہ خشک بنجر کی طرح اس کے دیکھنے کو جی نہیں چاہتا' وہی ہے کہ بارش کے بعد اس کا سبزہ ایسا لہلہاتا ہے کہ گویا کہ فرش زمرد بن رہا ہے بیشک اس واقعہ میں عقل مند قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں اور سنو اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں جو کچھ ان میں ہوتا ہے اسی حکم سے ہوتا ہے۔ اس موجود ہیئت کے بعد ایک وقت آئے گا یہ سب کچھ فنا ہو جائیگا پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے نکالنے کے لیے پکارے گا تو تم فوراً نکل آؤ گے اور اس کے حضور میں جمع ہو جاؤ گے۔ سنو اور غور کرو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک غلام ہیں اور سیاسی احکام میں سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور سنو وہی قادر اور قیوم ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے اور وہ لوٹا دینا اس پر پیدا کرنے سے آسان تر ہے۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ

اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے تمہارے

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ

سمجھانے کو تم ہی میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ

مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو۔ اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ

ہم عقلمند لوگوں کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں لیکن جو لوگ ظالم ہیں وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے

عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

چلتے ہیں پھر جس شخص کو خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا۔ پس تو ایک طرفہ ہو کر اپنے

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ

آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھ اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر۔ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں

اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ دیکھو اس نے تمہارے سمجھانے کو تم ہی میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے پس غور سے سنو! کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس نعمت میں برابر ہو' ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے برابر کے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو کہ مبادا کوئی غلطی ہو جائے تو ہم کو مؤاخذہ کریں۔ بتلاؤ تمہارا کوئی غلام ایسا مختار کار برابر کا شریک ہے؟ یقیناً تم کہو گے کہ کوئی نہیں تو کیا تم جانتے نہیں کہ ساری مخلوق خدا کی مملوک غلام ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مالک مختار خدا کے اختیار میں اس کے مملوک غلام شریک ہو سکیں۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے تم یقیناً سمجھو کہ

ہست سلطانی مسلم مر ورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

اسی طرح ہم عقلمند لوگوں کے لیے دلائل بیان کرتے ہیں' گو ان دلائل کا روئے سخن تو سب کی طرف ہوتا ہے مگر فائدہ ایسے عقلمندوں ہی کو ہوتا ہے جو اس بات کی تہ تک پہنچتے ہیں کہ مالک الملک لاشریک کی تابعداری میں سب کچھ ملتا ہے' غیروں سے نہیں ملتا۔ لیکن جو لوگ ظالم ہیں یعنی مالک اور غلاموں کو یکساں ہی جانتے ہیں وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں' جدھر طبیعت کا رخ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں۔ اس سے مطلب نہیں کہ وہ راستہ کدھر کو جاتا ہے اور کہاں کو لے جاتا ہے پھر جس شخص کو اس کی جہالت کے باعث خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے کیونکہ وہ دانستہ ضد میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کو اس ضد کی سزا ملے گی اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا پس جبکہ سب کچھ خدا کے قبضے میں ہے تو تو اے نبی! ایک طرفہ ہو کر اپنے آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھ اللہ کو بنائی ہوئی انسانی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر یعنی ایک ہی مالک کی اطاعت لازم پکڑ۔ باقی مصنوعی خداؤں کی بندگی اور اطاعت کرنے میں ان کی طرف دھیان بھی نہ دے کہ کیا کہتے ہیں جو سرشت خدا نے بنائی ہے اسی کا پابند رہ کیونکہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾

یہی مضبوط طریق ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تم اسی کی طرف رجوع ہو کر اس تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ ہوگئے' ہر فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے

یہی مضبوط طریق ہے جس پر کوئی آفت اور غلطی نہیں آنے کی لیکن بہت سے لوگ اس تعلیم کو نہیں جانتے مگر تم مسلمانوں نے اسی اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ ان مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ[1] ہوگئے تم جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ان میں فرقوں کا شمار آسمان کے ستاروں سے متجاوز نہیں تو شاید کم بھی نہیں اختلاف کی یہ کیفیت ہے کہ ایک فریق مسیح کو بندہ اور انسان کہتا ہے' دوسرا فریق اس کو خدا مانتا ہے گویا آسمان و زمین کا فرق بھی ان کے اختلاف کے سامنے ہیچ ہے پھر لطف یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔ عیش و عشرت کی حالت میں تو یہ لوگ کسی کی سنتے نہیں۔

---

[1] اس آیت میں مسلمانوں کو تفرقہ کرنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے ایک اور موقع پر اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ منع ہے' جہاں ارشاد ﴿ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئی انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون﴾ (پ: ۸/ع: ۷) یعنی جو لوگ دین میں تفرقے ڈال کر گروہ گروہ بن گئے ہیں اے نبی! تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں' ان کا کام خدا کے سپرد ہے وہی ان کے اعمال کا پتہ ان کو بتلادے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک آیات اور احادیث ہیں جن میں تفریق کرنے سے سخت منع ہے اور اتفاق اور اتحاد کی بڑی تاکید ہے۔ اسرار شریعت پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے کہ تفریق پر جس قدر ناراضگی ہے کسی پر نہیں۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اتفاق کے معنی کیا ہیں؟ کیا یہ معنی ہیں کہ جو کسی ایک عالم کی کسی مسئلہ میں رائے ہو وہی کل جہان کے مسلمانوں کی ہو۔ سرمو اس میں کسی کو اختلاف نہ ہو' یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ کو تو جانے دیجئے مسلمانوں کے اول طبقہ میں بھی اس کا ظہور نہیں ہو سکا۔ ایک صحابی کی تحقیق ایک مسئلہ میں کچھ ہے تو دوسرے کی کچھ۔ بلکہ سچ پوچھیے تو آج جن مسائل اختلافیہ میں اختلاف ہے وہ اسی اختلاف پر متفرع ہے جو صحابہ کے مابین تھا گویا اس کو مزید جلا دی گئی ہے۔

اسلامی تاریخ پر عبور کرنے سے یہ امر یقین کے درجے تک پہنچتا ہے کہ گو صحابہ کرام میں اختلاف تھا مگر اس اختلاف نے ان پر یہ اثر نہ کیا تھا کہ تفریق کے درجے تک پہنچتے بلکہ وہ باوجود اختلاف کے سب ایک ہی گروہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نیشن تھے۔ اگر ان میں سے کسی عالم کی رائے میں ایک مسئلہ غلط تھا تو ہر حال میں غلط تھا خواہ اس کا قائل کوئی ہو۔ اس طرح کے اختلاف کا اثر حدیث نبوی میں رحمت سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے اختلاف امتی رحمۃ (یعنی مسلمانوں کا اختلاف موجب رحمت ہے) لیکن یہ اختلاف جو آج کل ہم نے پیدا کر رکھا ہے اس کی مثال بعینہ یہ ہے کہ ایک کنبہ کا مورث اعلیٰ اپنا ایک وسیع مکان چھوڑ گیا اور حکم دے گیا کہ میرے وارث خواہ کسی حال میں ہوں اسی مکان کے اندر ہیں سب مل کر گزارہ کریں مکان کا نام ایک ہی ہو رہنے والوں میں کوئی تمیز نہ ہو خواہ وہ کالے ہوں یا گورے غریب ہو یا امیر مگر وارثوں نے مورث اعلیٰ کی اس وصیت پر عمل نہ کیا بلکہ اس مکان کو کئی ایک حصوں میں کر کے الگ الگ نام تجویز کر لیے جس سے اس مکان کی اصلی ہیئت اور شکل میں بھی نمایاں فرق ہے==

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ

اور جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت

رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۗ

سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تاکہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں۔ پس گزارہ کرلو

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

آئندہ زمانہ میں جان جاؤ گے

اور نہ مانتے ہیں البتہ جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں حاجات مانگتے ہیں۔ عاجزی کرتے ہیں گویا یہ شعر انہی کے حق میں ہے ؎

عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی وبایزید شوند

پھر جب وہ پروردگار محض اپنے فضل سے ان کو اپنی رحمت سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان لوگوں میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ جو نعمت خدا نے دی ہے اس کو غیروں کی طرف نسبت کرتے ہیں ہمارے دیئے میں غیروں کا تصرف مانتے ہیں یہ اس لیے کرتے ہیں ہمارے دیئے کی ناشکری کریں پس لوگوں چند روزہ گزارہ کرلو۔ آئندہ زمانہ میں اس کی حقیقت جان جاؤ گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

= جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ایک گھرانے والوں کو کوئی تکلیف آئے تو دوسرے اس سے بے خبر ہیں بلکہ وہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ گھرانا اسی لائق ہے ایسے اختلاف سے دانا سمجھ سکتے ہیں کہ اس خاندان کی قدر و منزلت دنیا کی نظروں میں کیا رہے گی۔

اب ہم اس مثال کی واقعات سے تشریح کرتے ہیں کہ پیغمبر خداﷺ کا بڑا عالیشان وسیع مکان چھوڑ گئے تھے اور حکم فرما گئے تھے کہ باہمی پھوٹ نہ ڈالنا۔ ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا المسلمون کید واحد (مسلمان سب ایک ہاتھ ہیں) ہمارے سلف نے تو اس وصیت نبوی کی کچھ دیر تک قدر کی جن میں اختلاف مسائل ہوتا تھا مگر اس اختلاف کو وہ ایک خاندان کے باہمی اختلاف رائے کے برابر جانتے تھے۔ نہ اس اختلاف پر کوئی ان میں تفریق تھی نہ علیحدگی۔ اگر مسئلہ میں ایک مجتہد سے موافق ہیں تو دوسرے میں ان کی تحقیق' اگر دوسری جانب ان کو رہنمائی کرتی تو اسی طرف ہو جاتے۔ جن لوگوں نے امام محمد کی تصنیفات مؤطا' کتاب الحج وغیرہ دیکھی ہو گی وہ ہمارے اس بیان کی کامل تصدیق کر سکتے ہیں۔ ان سے بعد مفسرین کی روش کو دیکھئے کہ ان کو کبھی اس بات سے عار نہیں ہوا کہ ہم امام ابو حنیفہ سے موافقت کیوں کریں یا امام شافعی کی کیوں نہیں بلکہ اگر ایک مقام پر امام شافعی سے متفق ہیں تو دوسرے مقام پر امام ابو حنیفہ سے موافق ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور درسی تفسیر جلالین کو دیکھئے کہ ثلاثة ایام فی الحج والی آیت کی تفسیر ایسی کی ہے کہ امام شافعی کی تحقیق سے موافق ہے مگر آیت تیمم کی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے مطابق کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں فاضربوا ضربتین مع المرفقین یعنی تیمم میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر کہنیوں تک ملو۔ حالانکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضربہ (دفعہ) ہو اور ہاتھوں کے پہنچوں تک ملا جائے' دیکھئے اس جلیل الشان مفسر کو ہرگز اس بات سے عار نہیں ہوئی کہ میں ایک نہیں بہت سی جگہ امام شافعی سے موافقت کرتا ہوں بلکہ اسی موافقت کی وجہ سے متاخرین اس کو شافعی مذہب کا مقلد کہتے ہیں حالانکہ وہ اس مقام پر امام ابو حنیفہ سے مطابقت کرتا ہے گو دلیل اس قول کی بھی ایسی کچھ قوی نہیں مگر مصنف کی تحقیق نے اس کو مجبور کیا اس لیے اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی یہی سلف کے معتبر علماء کرام کا طریق تھا لیکن جب چوتھی صدی ہجری میں ضدیوں اور تفرقہ اندازوں کی کثرت ہوئی تو انھوں نے اس وسیع مکان کو متعدد کوٹھڑیوں میں تقسیم کر دیا چنانچہ استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ رسالہ انصاف فرماتے ہیں کہ =

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور ان لوگوں کو جب ہم رحمت

النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ

چکھاتے ہیں تو اس سے خوش رہتے ہیں اور اگر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور وہ ان کے شرک کو جائز بتلاتی ہے ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو جب ہم رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

= ﴿اعلم ان الناس كانوا فی المائة الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه﴾ (صفحه: ۵۷)
پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگ کسی ایک مجتہد معین کے مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ جہلاء علماء سے پوچھتے اور علماء کتاب وسنت سے لیتے۔ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں کہ :

﴿اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين علے التقليد لمذهب واحد﴾(مصری، جلد اول، صفحه: ۱۵۲)

چوتھی صدی سے پہلے کے لوگ مذاہب ائمہ میں سے ایک معین مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ سب کے سب قرآن وحدیث کے نام لیوا تھے
علامہ ابن الہمام شارح ہدایہ نے لکھا ہے :

﴿كانوا يستفتون مر واحد اومر غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا﴾ (انصاف)
یعنی پہلے زمانوں کے عام لوگ کبھی کسی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتے کبھی کسی سے ایک ہی کا ان کو التزام نہ تھا۔

یہ تو تھا اس زمانہ کا حال جس کو خیر القرون کہا جاتا ہے باوجودیکہ ان لوگوں میں سیاسی معاملات میں کشت وخون تک نوبت پہنچی تھی مگر یہ تفریق نہ تھی کہ تم کون ہو۔ مسلمان جواب ملتا ہے۔ ارے مسلمان تو ہوئے یہ تو بتاؤ کس مذہب سے ہو۔ اللہ اکبر ان کے نزدیک اسلام کوئی مذہب ہی نہیں محض ایک بیکار چیز بطور تبرک کے ہے۔ اسلام اگر مذہب نہیں تو پھر مذہب کس جانور کا نام ہے؟ ایک فریق کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کا ہے تو اس مسئلہ کی تکذیب اور اس پہ عمل کرنے والے کی توہین کریں گے مگر جب اس سے یوں کہا جائے کہ میں فلاں مجتہد کا پیرو ہوں اور یہ مسئلہ انہی کا مذہب ہے تو جو خفگی پہلے اس پر کی گئی تھی شمہ بھر نہیں رہتی اور کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ فلاں مجتہد کے مقلد ہو کر رہو تو اس مسئلہ پر عمل کر لو ورنہ نہیں۔ کیسا غضب ہے؟ بھلا اگر وہ مسئلہ سرے سے غلط تھا اور قرآن وحدیث اس کی شہادت نہیں دیتے تھے تو جس صورت میں وہ کسی مجتہد کا مقلد ہو جائیگا اس صورت میں وہ کیونکر صحیح اور غیر قابل مواخذہ ہوگا۔ اسی کا نام ہے تفریق کہ گویا ایک بڑی سلطنت کو جانشینوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے لیے الگ الگ قانون تجویز کر لیے۔ اللہ اکبر۔ یہ تو حال صرف اہل سنت کا ہے۔ ابھی شیعوں کی تفریق باقی ہے جو سینہ فگار زخم لگانے والی ہے۔ کیوں نہیں یہ تمام لوگ اس بات پر متفق ہوتے کہ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے ہمارا اسی پر عمل ہے اور ہمارا مذہب اسلام ہے آہ ؎

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ   کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

مختصر یہ کہ اختلاف رائے اور چیز ہے اور تفریق اور چیز۔ تفریق نام ہے فرقہ بندی کا اور اختلاف رائے نام ہے اختلاف تحقیق کا۔ ہم کو چاہیے تھا کہ ہم تمام لوگ مسلمان ہوتے اور اسلام ہمارا مذہب ہوتا کسی قسم کی تفریق مذہبی ہم میں نہ ہوتی۔ اختلاف رائے کو اپنی حد پر رکھتے۔ جیسا پہلے طبقے کے لوگوں میں دستور تھا۔ خدا رحم کرے اس بندے پر جو اس تفریق کے مٹانے میں کوشش کرے۔

﴿یرحم الله عبدا قال آمین﴾ (منه)

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ہو جاتے ہیں کیا انہوں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ

اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں' پس تم اپنے قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ

جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور جو مال تم

اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ

دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم خیرات دو گے جس

زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو ایسے لوگ ہی بڑھانے والے ہیں اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا

ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ

پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو مار دے گا پھر تم کو زندہ کرے گا بھلا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ہے جو ان میں سے کچھ بھی

ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی خدا کے ساتھ بے ادبی ہے جن کی وجہ سے آخر کار ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ اس قدر تلون کرتے ہیں؟ انھوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ ہر آن تو مخلوق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ بے شک اس بیان میں ایمان لانے والی قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں چونکہ فراخیٔ رزق بھی محض خدا کے حکم سے ہے اور وہ دے کر چھیننے پر بھی قدرت رکھتا ہے پس تم اپنے قرابت داروں' مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو' اگر وہ غریب ہیں اور تم مالدار ہو تو ان کو نقدی سے امداد دو اور وہ امیر ہوں مگر ان کو تمھاری طرف کسی قسم کی حاجت ہے تو ان کی اس حاجت میں مدد کرو۔ جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اگر غرباء کو امداد دینے کی بجائے الٹے ان سے لینے لگو گے تو سنو! جو مال[1] تم لوگوں کو اس نیت سے بطور قرض کے دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے اور بڑھ کر تمہارے پاس واپس آئے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا یعنی یہ مت سمجھو کہ اس کا تم کو کوئی نیک بدلہ ملے گا کیونکہ اس کا بدلہ تم یہاں لے چکے اور جو تم خیرات کے طور پر کچھ دو گے جس کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو کچھ شک نہیں کہ تم کو اس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ ایسے لوگ ہی اللہ کے نزدیک مال کو بڑھانے والے ہیں۔ سنو! اللہ تعالیٰ جو تم کو مال کے خرچنے کا حکم دیتا ہے وہ بے وجہ نہیں یعنی یہ نہیں کہ اس کا تم پر کوئی حق نہیں بلکہ وہی ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر ایک مدت تک پرورش کر کے تم کو مار دے گا پس یہ تو ہوئے حق زندگی کے اس پار کے واقعات۔ پھر ان سے بعد اس پار کے واقعات یہ ہیں کہ دوبارہ تم کو زندہ کرے گا تاکہ تم کو تمہارے نیک و بد اعمال کا بدلہ دے۔ یہ سب کام اسی خالق کائنات کے حکم سے ہوتے ہیں۔ بھلا تمہارے مصنوعی معبودوں میں بھی کوئی ہے۔

---

[1] ربا کے معنے اس جگہ مال مستلزم ربوٰ ہے فافہم

ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ

کرسکے وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالی سے

الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

فساد ظاہر ہوتا ہے تاکہ ان کے اعمال کا کسی قدر بدلہ ہم ان کو چکھائیں کہ وہ رجوع کریں۔ تو

يَرْجِعُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

کہہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ جن میں سے

قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ

بہت سے مشرک تھے۔ پس تم اپنے آپ کو مضبوط دین پر قائم کرلو اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

کہ وہ دن آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا اس روز سب لوگ الگ الگ ہوجائیں گے جس کسی نے کفر کیا ہوگا اس کے

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے تیاری کرتے ہیں۔ اللہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

محض اپنے فضل سے بدلہ دے گا

جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرسکے؟ یعنی اول وار مخلوق کو پیدا کرے یا رزق دے سکے یا مخلوق کو مار سکے یا دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو؟ کوئی نہیں تو تم مسلمانو! یقیناً جانو کہ وہ خدا ان کی اس قسم کی بیہودہ گوئیوں سے پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے یعنی اس کے دامن اقدس تک ان کے شرک کا غبار بھی نہیں پہنچ سکتا۔ہاں اس جہان میں ان کی بداعمالی کا اثر ضرور ہوتا ہے کہ خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالی سے فساد ظاہر ہوتا ہے یعنی خشکی پر قحط سالی' بیماری وغیرہ آفات کا ظہور بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے اور سمندروں میں طوفان اور غرقابی بھی اسی سبب سے ہوتی ہے کہ لوگوں کے اعمال قبیحہ اپنی حد سے متجاوز ہوجاتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے تازیانہ سزا ان کو لگایا جاتا ہے تاکہ ان کے اعمال قبیحہ کا کسی قدر بدلہ ہم (خدا) ان کو چکھادیں کہ وہ آئندہ کو ناشائستہ حرکات سے رجوع کریں اور نیک اطوار بن جائیں۔اے نبی! تو ان سے کہہ اگر تم اعتبار نہیں کرتے تو ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا تھا جن میں سے بہت سے مشرک تھے اور شرک پر اڑ کر انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرتے اور سخت مخالفت پر کمربستہ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا۔ پس وہ ہلاک کئے گئے اس لئے ہم تم کو ایک ضروری حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو مضبوط دین اور خالص توحید پر بہت جلدی قائم کرلو' اس سے پہلے کہ وہ دن یعنی روز قیامت آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا۔ جب اللہ کی طرف سے التوا کا حکم نہ ہوگا تو اور کسی کی کیا مجال کہ اس کو ہٹا سکے پس وہ دن ضرور آئے گا۔ اس روز مومن کافر سب لوگ ایک دوسرے سے الگ الگ ہوجائیں گے۔ اس روز کے فیصلہ کا عام اصول یہ ہے کہ جس کسی نے کفر کیا ہوگا وبال اسی کی گردن پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے وہ اپنے اعمال حسنہ کا پھل پائیں گے۔ کیوں کہ وہ دنیا میں اپنے ہی لیے تیاری کرتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو محض اپنے فضل سے اچھا بدلہ دے گا۔

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ

وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا اور اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری پہنچائیں اور تم

مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

کو اپنی رحمت چکھا دے اور بیڑے اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے۔ پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لائے پس

مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ

ہم نے ان مجرموں سے بدلہ لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ

بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھا لاتی ہے پھر خدا ان کو آسمان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے

اور یہ تو اس کا عام قانون ہے کہ وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کافروں سے اگر محبت نہیں تو دنیا میں ان کو اس قدر ثروت کیوں دے رکھی ہے؟ کیوں ایک ہی دم میں سب کو ہلاک نہیں کر دیتا۔ حقیقت میں یہ خیال انکی کم ظرفی سے پیدا ہوتا ہے۔ مخلوق کی پرورش کرنا تو اس کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے اور رحمت اور محبت اس کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے جو اعمال صالحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں سے بڑھ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے خدا کے وجود ہی سے منکر ہیں اور وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ دنیا کا گورنر (اعلیٰ حکمران) کوئی ایسے لوگوں کے سمجھانے کو بتلاؤ کہ آسمان وزمین سب اسی کی قدرت کے نشانات ہیں۔ اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہواؤں کو اس غرض سے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو خوشخبری پہنچاویں۔ کیا قدرت کا نظارہ ہے کہ آن کی آن میں سخت دھوپ ہوتی ہے فوراً ہی سرد ہوا چلنے لگتی ہے جس سے گرمی کی آگ پر گویا پانی پڑ جاتا ہے۔ اس سے بعد چھما چھم بارش آجاتی ہے تاکہ تمہاری گرمی کو مٹائے اور تم کو اپنی رحمت چکھائے۔ بارش کے ساتھ تمہارے لیے رزق پیدا ہوتا ہے جو خدا کی بڑی نعمت ہے اور سمندروں اور بڑے بڑے دریاؤں میں بیڑے اس کے حکم سے چلیں کیونکہ پانی نہ ہو تو جہاز وغیرہ کیسے چلیں گے اور جہاز اس لیے چلتے ہیں تاکہ تم بذریعہ تجارت کر کے اس کا فضل تلاش کرو یعنی ادھر کا مال ادھر لے جاؤ اور ادھر کا مال ادھر لے آؤ اور یہ بیان تم کو اس لیے سنایا جاتا ہے تاکہ تم شکر کرو اور سنو یہی سبق سکھانے کے لیے ہم نے تجھ سے پہلے اے نبی! کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل اور احکام لائے مگر انہوں نے ان کی تکذیب ہی کی اور مخالفت ہی پر جمے رہے۔ پس ہم نے ان مجرموں سے پورا بدلہ لیا اور ایمانداروں کی مدد کی کیونکہ مومنوں کی مدد کرنا ہم (خدا) پر لازم ہے۔ اگر ایمانداری میں مضبوط رہیں اور چند روزہ تکالیف پر صبر کریں تو اللہ کی طرف سے ضرور ان کی مدد ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تبلیغ کرنے میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا ان کے حال سے آگاہ ہوتا ہے۔ آخر اللہ وہی تو ہے جس کا قبضہ دنیا کی تمام چیزوں پر ہے ایسی چیزوں پر بھی ہے جو دنیا کے کسی بادشاہ کے قبضے میں نہیں ہیں۔ دیکھو تو وہی ہواؤں کو وقت مقرر پر بھیجتا ہے۔ پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں پھر خدا ان بادلوں کو زمین و آسمان کے درمیان پولان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔

وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَإِذَآ أَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ان کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِهٖٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

جن پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں

لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ إِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

پس تم اللہ کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے

إِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيْحًا

بیشک یہ خدا مردوں کو بھی زندہ کردے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر ہم گرم لو ان پر بھیج

فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

دیں پھر یہ اس کو پیلا دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگ جائیں گے۔ پس تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں

الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ

کو آواز سنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے

إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ تابعدار بھی ہو جاتے ہیں

اور کبھی ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے غرض کبھی ان کو ایک سطح پر پھیلا دیتا ہے کبھی متفرق ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ان دونوں صورتوں میں ان کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں آسمان کو تانبے کی صورت میں دیکھ کر آس توڑے ہوتے ہیں مگر جب حکم الٰہی سے بارش ہو جاتی ہے تو شاد شاد ہو جاتے ہیں پس تم اللہ کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے بلکہ مرنے کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔وہی زمین ہوتی ہے کہ تنکا بھی اس پر نظر نہیں آتا وہی ہوتی ہے کہ سبزہ زار بن جاتی ہے۔اس سے تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ بے شک یہ خدا جس نے مردہ زمین کو پانی سے زندہ کر دیا ہے انسانی مردوں کو بھی زندہ کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ان کی کیفیت بھی زمانہ کے عجائبات سے ہے۔کبھی تو ہمارے ایسے تابع ہوتے ہیں کہ بس جو چاہو کہہ لو' فرمانبردار ہیں' غلام ہیں۔کبھی آسائش میں مغرور ہیں تو کبھی تنگی میں سرکش۔ آرام آسائش کرتے ہیں تو اکڑتے ہیں اور اگر کبھی ہم گرم لو ان پر بھیج دیں پھر یہ لوگ اس ہوا کے ساتھ اپنے کھیتوں کو زرد پیلا دیکھیں تو اس سے بعد یہ تو نہیں ہو گا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کریں بلکہ الٹے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگ جائیں گے جب ان کی یہ حالت ہے تو داناؤں کے نزدیک یہ لوگ بہرے بلکہ اندھے ہیں پس تو اے نبی! مردوں کو ہدایت کی باتیں نہیں بتلا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے کی خواہش رکھتے ہیں تو وہ سن کر تابعدار بھی ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا پھر بعد ضعف کے تم کو قوت دی۔ پھر بعد قوت کے تم میں ضعف

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَ

اور بڑھاپا پیدا کردیتا ہے۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے اور

یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ

جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے اسی طرح بہکے

كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ

ہوئے تھے۔ جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا وہ کہیں گے اللہ کی کتاب کے مطابق تم

اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَىٕذٍ

اٹھنے کے دن تک ٹھہرے رہے' لو اب یہ اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس روز

لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی

ان تیرے مخالف لوگوں کو بڑا شک قیامت کی دوبارہ زندگی میں ہے جس کے لیے ان کو چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشانات دیکھتے پس ان کو کہو کہ اللہ وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا' جب تم شیر خوار بچے ہوتے ہو تو کیا کچھ تم میں طاقت ہوتی ہے اور کہاں تک تم اپنے آپ سے مدافعت کر سکتے ہو؟ اتنی بھی نہیں کہ چیونٹی تم کو کاٹے تو تم اس کو ہٹا سکو پھر بعد اس ضعف کے تم کو قوت دی ایسی کہ جوانی کی عمر میں تم اس طاقت پر پہنچتے ہو کہ آوازہ کستے ہو ؎

آج میں وہ ہوں کہ رستم کو بھی گرا ڈالوں ... پہاڑ ہووے تو اک آن میں ہلا ڈالوں

پھر بعد قوت اور طاقت کے تم میں ضعف اور بڑھاپا پیدا کر دیتا ہے ایسا کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہو۔ کبڑے ہو کر چلتے ہو۔ ہائے جوانی ہائے جوانی کے آواز کے منہ سے نکالتے ہو۔ اس وقت تم سمجھتے ہو کہ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پیدا شدہ کو جب چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے۔ اس لیے سب مخلوق اس کے ماتحت ہے اور وہ سب کے حال کو جاننے والا بڑی قدرت والا ہے پس تم اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو اسی کو حکومت کا جوا اپنے کندھوں پر اٹھاؤ اور اس قسم کے شکوک کو دل میں نہ آنے دو کہ قیامت کوئی نہیں۔ یاد رکھو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ اس کا ہول دیکھ کر برزخ کا عذاب بھول جائیں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ قبروں میں ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے حالانکہ عالم برزخ میں مدت مدید تک مبتلائے عذاب رہیں گے مگر آخرت کا عذاب دیکھ کر سب کچھ بھول جائیں گے جیسے آخرت میں حق گوئی سے دور ہوں گے۔ اسی طرح یہ لوگ دنیا میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے تھے مگر جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا یعنی علم اور عمل دونوں جن کے حصے میں ہوں گے وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب یعنی اس کے وعدے کے مطابق تم اٹھنے کے دن تک یعنی قیامت کے روز تک یہاں عالم برزخ قبروں وغیرہ میں ٹھہرے رہے اور عذاب سہتے رہے تو بس اب یہ اٹھنے کا دن آ گیا ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے بلکہ تمہارے خیال میں اس کا تصور بھی نہ آتا تھا۔ پس اس روز ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو دنیا کی طرف واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں جانے کی ان کو اجازت مل بھی جائے تو یہ لوگ پھر انہی کاموں میں لگ جائیں گے جن میں پہلے تھے۔

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِيۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنۡ جِئۡتَهُمۡ بِاٰيَةٍ

اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائیں اور اگر تو کوئی نشان دکھا دیوے

لَّيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ۞ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

تو کافر کہتے ہیں کہ تم تو نرے فریبئے ہو۔ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر

قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۞ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسۡتَخِفَّنَّكَ

مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو صبر کیا کر۔ اللہ کا وعدہ بے شک و شبہ حق ہے اور بے ایمان لوگ تجھ

الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ ۞

کو چھچھورا نہ پائیں

سورۂ لقمان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۞ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۞ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۞

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے

الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

اور وہی کام پسند کریں گے جو پہلے کرتے تھے دیکھو تو یہاں کیا کرتے ہیں ہم نے ان لوگوں کے لئے اس قرآن شریف میں ہر قسم کی مثالیں بتلائیں، کہیں عقلی دلائل بتلائے تو کہیں نقلی۔ کہیں قصص سنائے تو کہیں وعظ و نصیحت۔ مگر ان میں سے جو لوگ ضد اور عناد پر ہیں ان میں ذرہ بھی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ بعض کے حق میں نتیجہ اور بھی برعکس ہوا یہ اسی کا اثر ہے کہ تجھ سے معجزات مانگتے رہتے ہیں اور اگر تو کوئی نشان معجزہ کا دکھا دیوے تو نہ ماننے والے کافر جھٹ سے کہتے ہیں کہ تم مسلمان تو نرے فریبئے اور دغاباز ہو ہتھکنڈوں سے ہمیں دھوکا دینا چاہتے ہو۔ کیا یہی تمہاری ایمانداری ہے؟ سنو! جس طرح ان کی حالت خراب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جاہلوں یعنی حق کے معاندوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو ان کی تکالیف پر صبر کیا کر اور دل میں یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بیشک و شبہ حق ہے اور اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں۔ پس تو مضبوط اور مستقل مزاج رہ اور بے ایمان لوگ تجھ کو کسی طرح کا خفیف الحرکت اور چھچھورا نہ پاویں یعنی کسی قسم کی خفیف الحرکتی تجھ سے صادر نہ ہونی چاہئے بلکہ بڑی متانت سے رہا کر جیسی کہ بڑے مصلح اور ریفارمر کی شان ہونی چاہئے۔

سورت لقمان

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ اپنے علم کے مقتضیٰ سے تم کو بتلاتا ہوں کہ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو سب لوگوں کے لئے ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے۔ چونکہ ہر ایک اپنے خیالات اور مقالات میں نیک ہونے کا مدعی ہے اس لئے نیک بختوں کی تعریف ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ نیکوکار وہ ہیں جو بپابندیٔ شریعت نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ

کامیاب ہونے والے ہیں اور بعض لوگ واہیات خرافات باتیں خریدتے ہیں تا کہ محض جہالت کے ساتھ

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا

اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور راہ خدا کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں' انہی لوگوں کے لیے ذلت والا عذاب ہے- جب ان کو

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ

ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اکڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں' گویا انہوں نے ہماری وہ آیات سنی ہی نہیں' گویا انکے کان بہرے ہیں

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ

پس تو ان کو درد ناک عذاب کی خبر سنا- جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں

النَّعِيْمِ ۝

کے باغ ہیں

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یعنی ان کے سب کام بااخلاص ہوتے ہیں نہ کہ ریا اور فخر سے -وہ اگر کسی سے سلوک کرتے ہیں تو اس نیت سے کرتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے' وہ جانتے ہیں کہ اس نیکی کا عوض خدا سے ہم کو ملے گا- اس لیے نہ وہ اپنے سلوک کا احسان جتلاتے ہیں نہ اس کو تکلیف دیتے ہیں' یہی لوگ پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں اور ان کے مقابلہ میں بعض لوگ[1] ایسے ہیں جو واہیات' خرافات' مسخری اور کھیل تماشا کی باتیں خریدتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں' تا کہ محض جہالت کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور ان کا قیمتی وقت ضائع کریں اور راہ خدا کی باتوں کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں- انہی اور ان جیسے لوگوں کے لیے ذلت اور خواری والا عذاب ہے- ایسے معاند ہیں کہ جب ان کو ہماری آیات باحکمت کتاب سے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اکڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں[2] ایسے متکبرانہ وضع سے چلتے ہیں گویا انھوں نے ہماری وہ آیتیں سنی ہی نہیں' گویا ان کے کان بہرے ہیں اور ان میں ایک قسم کا ٹھونس ہے- پس تو اے نبی! ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا- ہاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان لا کر نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں' بے شک ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں-

---

[1] ایک شخص ایران سے رستم اور اسفندیار کے قصے خرید لایا اور مجلس لگا کر لوگوں کو سناتا اور کہتا کہ قرآن کے قصوں سے یہ قصے اچھے ہیں مگر اس بیوقوف کو یہ معلوم نہ تھا کہ

شیر قالین دگرست شیر نیستان دگرست

اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مگر جتنے لوگ ایسے بیہودہ خرافات قصوں کے پڑھنے میں وقت لگائیں اور قرآن شریف کی طرف خیال نہ کریں ان کے حق میں اس آیت کا حکم شامل ہے-(منہ)

[2] صیغہ مفرد کا ہے مگر مراد اس سے وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے چنانچہ لھم عذاب مھین میں جمع کی ضمیر اس معنے کی طرف اشارہ ہے- (منہ)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- اس نے آسمانوں کو بغیر

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

ستونوں کے پیدا کیا ہے جنھیں تم بھی دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین پر بڑے پہاڑ پیدا کردیئے تاکہ تم کو

دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا

نہ لے گرے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے- یہ تو

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ

اللہ کی مخلوق ہے پس تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ بلکہ ظالم صریح گمراہی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

میں ہیں اور ہم نے لقمان کو حکمت دی

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے پر بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے' جو کام کرنا چاہے اس کو ایسی حکمت کاملہ سے کر دیتا ہے کہ لوگ خبر تک بھی نہیں رکھتے- دیکھو تو اس کی کیسی حکمت ہے کہ اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو کہ اتنی بڑی جسمانی چھت کے لئے کوئی سہارا نہیں اور اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے تاکہ تم لوگوں کو نہ لے گرے یعنی اس کی ڈانواں ڈول حرکت سے تم کو نقصان نہ پہنچے اب[1] اگر اس میں حرکت ہے تو باقاعدہ ہے ڈانواں ڈھول نہیں' اس حرکت سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا- اس کی مثال سمجھنی چاہو تو بیڑی کو دیکھو کہ باقاعدہ سیدھی جائے تو کوئی نقصان نہیں اگر دائیں بائیں بے ڈول حرکت کرے تو نقصان ہے- ٹھیک اسی طرح اس حکیم مطلق نے ایسا کیا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے[2] پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے یہ تو اللہ کی مخلوق ہے جسے تم بھی دیکھتے ہو پس اب تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ کچھ نہیں بنایا بلکہ ظالم یونہی صریح گمراہی میں ہیں- اسی بات کے سکھانے کو ہم نے دنیا میں کئی ایک ایسے نیک بندے پیدا کئے جو خدا کے بندوں کو خدا کے ساتھ ملنے کی تعلیم دیتے اور شب و روز سمجھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا دلی تعلق بناؤ- اسی لئے ہم نے حضرت لقمان کو حکمت دی بعض لوگ جس کے دماغ میں حکمت سے مراد فلسفہ طبعی اور طب جسمانی نے اثر کیا ہوا ہے سمجھیں گے کہ حضرت لقمان کو یہی حکمت ملی تھی اس لئے ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ ہم نے اس کو ایمانی حکمت دی تھی جس کی بابت کہا جاتا ہے ؎

چند چند از حکمت یونانیاں   حکمت ایمانیاں را ہم پہنچاں

[1] اس اگر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ حرکت زمین کا ثبوت اگر کسی علمی دلیل سے ہو جائے تو قرآن شریف کے مخالف نہیں نہ قرآن مجید کو اس سے انکار ہے' ہاں اگر کچھ ضعف ہے تو ان دلائل میں ہے جو اس دعویٰ (حرکت) کے اثبات میں پیش کی جاتی ہیں- سو اگر کسی قوی دلیل سے یہ دعویٰ ثابت ہو جائے' تو چشم ما روشن دل ماشاد ہمیں بھی اس کی تسلیم سے انکار نہیں (منہ)

[2] گو یہ صیغہ بھی ماضی کا ہے مگر جو فعل بار بار دنیا میں ہوتا ہے اس کو استمرار سے ترجمہ کیا جائے تو اچھا ہے' اس لیے حال سے تعبیر کی گئی- نیز متکلم کے صیغے کی بجائے غائب سے ترجمہ کیا گیا ہے کیونکہ اس قسم کا التفات اردو میں نہیں ہے- (منہ)

أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

کہ اللہ کا شکر کر اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خدا بے پرواہ تعریف کے لائق

حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ

ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اس لئے

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي

کہ شرک کرنا بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے حق میں ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا شکریہ اور اپنے ماں باپ کا شکریہ کیا کر۔ اس کی ماں نے اس

وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ

کو ضعف پر ضعف کی حالت میں اٹھایا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے

اس حکمت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر کر۔ تم جانتے ہو شکر ہر چیز کا الگ الگ اس کے مناسب حال ہوتا ہے۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ مالک کا ذکر کرے' آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ مظاہر قدرت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں' اسی طرح تمام اعضاء کا شکر الگ الگ ہے علیٰ ہذا القیاس دل ودماغ کا شکر یہ ہے کہ جو خیالات اپنے اپنے اندر رکھیں وہ اپنے خالق کی مرضی کے خلاف نہ ہوں بلکہ اسی قسم سے ہوں جن سے مالک کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ پس حضرت لقمان کو جو شکر کرنے کا حکم ہوا تھا تو وہ کوئی معمولی شکر نہیں تھا جو زبانی شکر الحمد للہ کہنے سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمام اپنی طاقتیں اور قوتیں ظاہری اور باطنی سب کو خدا کے حکم کے ماتحت کر دو جس کا اثر تم پر یہ ہو کہ بے ساختہ تمہارے دل اور منہ سے نکلے کہ ؎

سب کام اپنے کرلے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

پس اس قسم کے شکر کرنے کی تعلیم حضرت لقمان کو خدا کی طرف سے دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اس کا عوض اسی کو ملے گا اور کو نہیں اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے یعنی خدا کے احکام کی پوری پوری تابعداری نہیں کرتا تو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ نہ کسی مخلوق کا نہ خالق کا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی سب مخلوق سے بے پرواہ اور تعریف کے لائق ہے۔ یہ ہے مختصر سی نصیحت جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھی اور ایک وقت وہ بھی تھا جب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! میں تجھ کو سب سے مقدم بات بتلاؤں جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے نہ کرنے کی صورت میں سب برائیاں تجھ میں آجائیں' اس لیے وہ بڑی توجہ سے سننے کے قابل ہے۔ غور سے سن کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو کبھی شریک نہ ٹھہرائیو' اس لیے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ ظلم کی ماہیت یہ ہے کہ حق دار کو حق نہ دینا' پس جتنا کسی کا حق زیادہ ہو اور جتنا کوئی بڑا محسن ہو اس کی حق تلفی اتنا ہی بڑا ظلم ہو گا یہی باعث ہے کہ بہن بھائی کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت برا ہے چونکہ خدا سے بڑا محسن کوئی نہیں پس اس کی حق تلفی کرنا یعنی اس کا شریک ٹھہرانا سب حق تلفیوں سے بڑی حق تلفی ہے۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ شریک سب سے بڑا ظلم ہے اس لقمانی نصیحت کی ضرورت اور تاکید تو خود اس سے ظاہر ہے کہ ہم (خدا) نے انسان کو ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کی ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا (خدا کا) شکریہ اور اپنے ماں باپ کا شکریہ کیا کر کیونکہ باپ کا احسان تو ظاہر ہے۔ اس کی ماں نے اس کو ضعف پر ضعف کی حالت میں پیٹ کے اندر اٹھایا اور بعد وضع حمل کے اس کو اپنا خون دودھ کے ذریعہ پلایا یہاں تک کہ دو سال میں اس کا دودھ کہیں جا کر چھوٹتا ہے۔ اتنی مدت تو گویا ماں کا خون پیتا ہے۔

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۗ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ

میری طرف واپسی ہے اور تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں

بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَ

کو شریک ٹھہرا جن کا تجھ کو علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مانیو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہیو اور

اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری طرف رجوع ہوں- تم سب نے میری طرف پھر کر آنا ہے پھر تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ

اے بیٹا! گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر

أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ

کہیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آوے گا- اللہ بڑا باریک بین اور خبر دار ہے- اے میرے بیٹے! تو ہمیشہ نماز پڑھا کریو

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ

اور نیک کام بتلایا کیجیو اور بری باتوں سے منع کیا کریو

اس لیے اس کو حکم دیا کہ ماں باپ سے نیک سلوک کیا کر مگر اس سلوک کرنے میں بھی مراتب کا لحاظ رکھیو اور دل میں یہ بات جمار کھیو کہ آخر کار میری طرف سب کی واپسی ہے پس اس سفر کے لیے تیار رہیو اور تیرے دل میں کہیں یہ خیال نہ آجائے کہ جب ماں باپ کا یہ حق ہے تو جو کچھ یہ کہیں سب واجب التسلیم ہے نہیں بلکہ "ہر نکتہ مکانے دارد" چونکہ میں (خدا) ماں باپ سے بھی بڑا مربی ہوں' اس لیے میرے حقوق کا سب سے مقدم خیال رکھیو کہ اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرا جن کے شریک ہونے کا ان کو اور تجھ کو علم نہیں جیسے وہ محض تقلید آبائی سے لکیر کے فقیر بنے چلے آتے ہیں تجھے بھی اسی طرح چلانا چاہیں تو اس کام میں تو ان کا کہنا نہ مانیو اور دنیا کے کاموں میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہیو اور دین کے کاموں میں تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رجوع ہوں خواہ کوئی ہوں کسی ملک کے رہنے والے ہوں کسی قوم کے افراد ہوں اس میں کسی شخص یا قوم کی خصوصیت نہیں- کیا تم نے شیخ سعدی کا کلام نہیں سنا؎

مرد بائد کہ گیرد اندر گوش ورنبشت ست پند بر دیوار

پس تم ہمیشہ اس بات پر مستعد رہو کہ خدا لگتی سچ بات جس کی ہو قبول کر لو اور دل میں یہ خیال رکھو کہ تم سب نے بعد مرنے کے میری طرف پھر کر آنا ہے- پھر میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا- خیر یہ تو درمیان میں ایک جملہ معترضہ تھا جو اس غرض سے لایا گیا ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحت کا تتمہ تم لوگوں کو سنایا جائے کہ شرک ایسی غلط راہ ہے کہ ماں باپ بھی اگر اس طرف لے جائیں تو نہ جانا چاہئے- اب سنو! بقیہ نصیحت- حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! کسی گناہ کو بھی کم درجہ خیال کر کے مغرور نہ ہو جئیو- گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بالفرض کہیں بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر کہیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آوے گا- سن رکھ! کہ اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبر دار ہے- اے میرے بیٹے! گناہوں سے بچنے کے علاوہ تو عبادت میں بھی کوشش کیا کر' سب سے مقدم ہے کہ تو نماز ہمیشہ پڑھا کریو اور لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کیجیو اور بری باتوں سے منع کیا کریو-

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجو یہ بے شک ہمت کے کام ہیں اور تو مارے تکبر کے لوگوں سے

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

منہ نہ پھیرا کر اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چلا کر' اللہ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا

وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ

اور اپنی روش میں میانہ روی اختیار کریو اور اپنی آواز کو پست کیا کر کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے

لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ

کی ہے- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ

ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے اور بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

اور ایسا کرنے پر جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجو- یہ کام کہ خود بھی نیک عمل کرنا- لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کیجو اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرنا بیشک ہمت کے کام ہیں' یہ تو ہیں مذہبی احکام- یہ نہ سمجھیو کہ بس نماز روزہ ہی تم پر فرض ہیں اور کچھ نہیں- ایسا خیال تو ان کوڑھ مغز ملانوں کا ہے جو اسرار شریعت سے ناواقفی کے باعث اپنے معمولی نماز روزہ پر نازاں ہو کر اخلاقی حصے سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں حالانکہ تمام حضرات انبیاء اخلاق کو تعلیم میں ساتھ بلکہ مقدم جانتے تھے- اس لیے تجھ کو میں (لقمان) نصیحت کرتا ہوں کہ تو مارے تکبر کے لوگوں سے منہ نہ پھیرا کر- کوئی غریب آدمی یا کم درجے کا تجھ سے ملنا چاہے تو تو اس سے بے رغبتی کے ساتھ پیش نہ آیا کر بلکہ خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے برتاؤ کیا کر اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چلا کر یعنی متکبرانہ زندگی نہ گزاریو- دل کے کان لگا کر سن رکھ کر اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا یعنی ایسے لوگ اس کی نگاہ میں معزز نہیں ہیں خواہ وہ دنیاوی حیثیت سے کیسے ہی عزت دار ہوں مگر یہ عزت ان کی بالکل خواب و خیال ہے اصل عزت وہ ہے جو خدا کے ہاں حاصل ہو جس کو دوام ہے اور سن! اپنی روش میں میانہ روی اختیار کیجو- ہر بات میں' رفتار میں' گفتار میں' انفاق میں' امساک میں- غرض تمام عمر اپنی میانہ روی میں گزاریو اور معمول گفتگو میں بھی اپنی آواز کو پست کریو یونہی خواہ مخواہ چلایا نہ کر کہ دوسرا سن کر تنگ آئے- یاد رکھو کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے جو بلندی اور ناپسندیدگی میں نظیر نہیں رکھتی پس تم گدھے کی طرح چلا کر دوسرے کا مغز نہ چاٹا کرو- تم جانتے نہیں کہ یہ کس مالک الملک کے حکم ہیں یہ اسی اللہ کے احکام ہیں جو تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے- ظاہری نعمتیں تو وہ ہیں جن کا اثر تمہارے جسموں پر ہے جیسے صحت' عافیت' رزق' لباس' خوبصورتی وغیرہ- باطنی وہ ہیں جن کا اثر تمہارے اخلاق اور عادات اور روح پر ہے- یہ نعمت حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے تم پر پوری کی ہے کیونکہ نیک عادات کی تعلیم حضرات انبیاء علیہم السلام ہی نے دنیا میں پھیلائی ہے اس لیے ایسے مسائل میں جو خدا اور خدا کی صفات سے متعلق ہوں ان میں خدا کی کتاب ہی کا بیان معتبر ہوتا ہے مگر بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللهُ

بغیر روشن کتاب کے خدا کی شان میں جھگڑتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کے اتارے ہوئے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى

کلام کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے- کیا اگرچہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب

عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ إِلَى اللهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

کی طرف بلاتا ہو؟ اور جو لوگ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَإِلَى اللهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ

محکم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہئے

بغیر روشن کتاب کے خدا تعالیٰ کی شان والا شان میں جھگڑتے ہیں- کوئی کہتا ہے جس طرح دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے نائبان سلطنت ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی طرف سے مقرر ہیں- جس طرح نائبان سلطنت کو فی الجملہ نفع یا نقصان کا اختیار ہے اسی طرح ان نائبان خدا کو بھی ہے- کوئی کہتا ہے جس طرح بادشاہوں کے پاس پہنچنے کے لیے درمیانی وسیلے ہوتے ہیں اسی طرح خدا سے ورے ورے بزرگ وسیلہ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی حاجات پوری کر دیتے ہیں- کوئی کہتا ہے ان بزرگوں کو ہمارے تمام حالات معلوم ہیں خدا نے ان کو تمام واقعات پر اطلاع دے رکھی ہے- یاد رکھو کہ یہ سب ان کی منہ کی باتیں ہیں جن کا ثبوت خدا کی کتاب سے نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ سیدھی راہ سے اجتناب کرتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام کی پیروی کرو جو بات خدا نے فرمائی ہے وہی کہو وہی لوگوں کو سکھاؤ تو یہ سن کر کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے- دیکھو تو کیسا غلط جواب ہے کہ خدا کے کلام کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کے برخلاف کرنے پر بضد ہیں- کیا یہ لوگ باپ دادا ہی کی چال پر چلیں گے ؟ اگرچہ باپ دادا ان کے گمراہی میں ایسے پھنسے ہوں کہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا ہو ؟ اور وہ اس کی پیروی کرتے ہو ؟ پھر یہ کیا عذر ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کی چال پر چلیں گے ؟ یاد رکھو کہ دین کی باتوں میں صرف خدا ہی کی بتلائی ہوئی ہدایت پر چلنا چاہئے اور خدا کے سوا دینی امور میں کسی کی بات کو نہ ماننا چاہئے- یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو خدا کی سپرد کر کے نیکوکاری اختیار کرتے ہیں یعنی ہر ایک اپنے کام کو خدا کی مرضی سے کرتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض زبانی جمع خرچ رکھتے ہیں بلکہ وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ محکم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہیں یعنی جو لوگ خدا پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں' وہ ایک بہت بڑی مضبوط پناہ میں آتے ہیں- کیونکہ خدا کے برابر کسی میں قوت نہیں- کسی کی پناہ اس سے قوی تر یا برابر نہیں کیا تم نے سنا نہیں ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

پس تم ایسے ہی بنو اور دل سے جانو کہ سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے یعنی وہی تمام حرکات کا محرک ہے' وہی تمام گاڑیوں کا انجن ہے' اسی سے سب کچھ ملتا ہے وہی سب کچھ چھین لیتا ہے- کیا تم نے نہیں سنا ؎

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبد ازوے پذیرد آلبد

اور جو کوئی کفر اور ناشکری کرتا ہے تو اے نبی! اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہئے-

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾

ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آنا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبر بتلاویں گے۔ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ

ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور کرکے لے جائیں گے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

نے آسمان و زمین بنائے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے' تو کہو الحمدللہ مگر بہت سے ان میں سے

يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾

نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی ملک ہے اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ

اور اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی

أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونے پائیں۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔ تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا

إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی رات کو دن میں

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

کیوں کہ ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آنا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبریں بتلاویں گے ہمیں کسی کے کہنے سنانے کی حاجت نہیں اس لیے کہ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔ ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جاویں گے' وہاں پہنچ کر ان کو قدرے عافیت معلوم ہو گی اور سمجھیں گے کہ ہم کیا کر رہے تھے غضب خدا ایسے شریر ہیں کہ اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان و زمین بنائے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے۔ یہ جواب سن کر تو کہیو الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ مگر چونکہ بہت سے ان میں سے حقیقت الامر کو نہیں جانتے اس لیے آوارگی میں ادھر ادھر بھٹکے پھرتے ہیں۔ تاہم انہیں سمجھانے کو بتلاؤ کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے' تمام کائنات اسی کی مخلوق ہیں۔ پھر کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود سب مخلوق سے بے نیاز اور ستودہ صفات تعریفوں والا ہے کیوں نہ ہو جب کہ تمام دنیا کا خالق اور مالک وہی ہے اس کی صفات کاملہ کی کیفیت یہ ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور موجودہ سمندر کی علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات تعریفیہ اور معلومات یقینیہ ختم نہ ہونے پائیں کیونکہ یہ درخت اور سمندر سب متناہی ہیں اور معلومات الٰہی ان کی نسبت غیر متناہی۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ اس کے نزدیک تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس کی صفات کاملہ کا اندازہ کرنا ہے تو نظام عالم پر نظر کرو کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۙ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے

خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ

خبردار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی قائم بالذات ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو لوگ پکارتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

اور اللہ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے

اس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اپنا اپنا کام خوب دیتا ہے۔ کیا تم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔ یہ تمام قدرتی نظام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قائم بالذات ہے۔ اس لیے نظام عالم میں فرق نہیں آتا اور اس کے سوا جن جن چیزوں کو لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں وہ بے بنیاد یعنی ممکنات ہالک الذات ہیں اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے۔[1]

---

[1] اس آیت میں جو مضمون ہے وہ تو ظاہر ہے کہ پروردگار عالم اپنی قدرت کے مظاہر بتلا کر دلیل بتلاتا ہے کہ یہ سب کام اس لیے ہیں کہ میں ان صفات کا مالک ہوں اور میرے سوا مصنوعی معبود ہیچ ہیں' خیر یہ تو ہوا۔ پنجاب میں ایک فرقہ اہل قرآن پیدا ہوا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ سب احکام شرعی قرآن ہی میں ہیں سوائے قرآن شریف کے اور کسی کتاب کی حاجت نہیں' فقہ کی نہ حدیث کی۔ انہوں نے اپنی نماز کا ایک رسالہ لکھا ہے جس میں تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کی بجائے یہ آیت رکھی ہے یعنی ﴿و ان اللہ هو العلی الکبیر﴾ جب ان پر اعتراض وارد ہوئے کہ اس میں واؤ کیسا ہے انَّ مفتوحہ کیوں ہے۔ ان سب سوالات کے جوابات علم نحو سے تو دے نہ سکے اس لیے انہوں نے یہ ترمیم مناسب سمجھی کہ اس آیت سے پہلے کے چند الفاظ ساتھ ملا دیئے جائیں پس اب جدید رسالہ مفصلہ میں انہوں نے تکبیر تحریمہ یوں لکھی ﴿ما یدعون من دونه الباطل و ان اللہ هو العلی الکبیر﴾ اس ترمیم کو دیکھ کر اہل علم عربی کی مثل مشہور کی تصدیق کریں گے ﴿فر من المطر قام تحت المیزاب﴾ یعنی مینہ سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑا ہوا۔ جو شخص سہل بلا سے بھاگ کر عظیم بلا میں پھنس جائے اس کے حق میں یہ مثل کہا کرتے ہیں۔ وہی حال ان لوگوں کا ہوا کہ واؤ اور انَّ مفتوحہ کی اصلاح کرنے کو پیچھے ہٹے تھے مگر ایسے ہٹے کہ خندق میں جا پڑے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ ما یدعون کا ما موصولہ اور ان کا اسم ہے یعنی اس پر بھی انَّ مفتوحہ اور واؤ موجود ہے۔ پھر کیا ان دونوں (انَّ اور واؤ) کو چھوڑ دینے سے قرآن میں سے بھی حذف ہو جائیں گے ؟ علاوہ اس کے ان الفاظ کو تکبیر تحریمہ سے کیا تعلق۔ کیا اس آیت میں یا کسی اور آیت قرآنی میں یہ حکم یا ذکر ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے تم اس آیت کو پڑھا کرو ؟ اگر ہے تو وہ حکم دکھاؤ۔ نہیں ہے تو جس طرح تم لوگوں نے اس آیت کو اس کام میں استعمال کیا ہے اور کسی کا بھی حق ہے کہ اس کے سوا کسی اور آیت کو اس کام میں استعمال کر سکے بحالیکہ وہ ہو بھی اسی کام کے لئے۔ لیجئے ہم آپ لوگوں کو بتلاتے ہیں غور سے سنیے! تکبیر تحریمہ کی بجائے اگر تم اپنے قیاس ہی سے کسی آیت کو رکھنا چاہتے ہو' تو اس کو رکھ لو ﴿ولذکر اللہ اکبر﴾ (اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے) اس پر اعتراضات مذکورہ بالا میں سے کوئی اعتراض بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہمیں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید ہم کو سکھاتا ہے ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا﴾ یعنی جو لوگ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا رسول (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) عمدہ نمونہ ہیں ان کو چاہئے کہ اس نمونہ کی پیروی کریں پس ہم تو اس نمونہ کے مطابق نماز' روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ادا کرتے ہیں اسی اسوہ حسنہ نے ہم کو بتلایا ہے کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہا کریں۔ پس ہم تو اسی طرح کہتے ہیں لیکن جو لوگ اس اسوہ حسنہ کو قبول نہیں کرتے اور تمام احکام شرعیہ قرآن ہی سے سمجھتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے مسلمہ احکام کو تو قرآن مجید سے نکال کر دکھاویں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سمندروں میں جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں۔ تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھائے۔ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ

بہت سے نشان ہیں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والوں کے لئے اور جب ان پر سائبانوں کی طرح موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ

سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں پھر جب ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

اور اللہ کی آیات سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوتے ہیں

کیا تم نے اس کی بزرگی کو نہیں دیکھا کہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں یعنی ان کا چلنا بندوں کے حق میں حصول نعمت کا سبب ہے' یہ کس نے بنایا اسی مالک الملک ذوالجلال والاکرام نے تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھاوے۔ سمندر میں جب تم جاتے ہو تو تم کو کیا کچھ نظر آتا ہے۔ ایک دم بھر خوشی ہے تو فوراً ساتھ ہی غموں کا دریا لٹڈا چلا آتا ہے غرض سمندروں میں بیٹھ کر دونوں باتیں تم لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں اسی لیے یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس دریائی سیر میں بہت سے نشان ہیں' تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور نعمتوں پر شکر کرنے والوں کے لیے۔ کون نہیں جانتا کہ سمندروں میں ان لوگوں کی کیفیت کیسی مختلف ہوتی ہے کبھی تو شاداں فرحاں ہوتے ہیں اور کبھی نالاں اور گریاں خصوصاً جب ان مشرکوں کی کشتیوں اور جہازوں پر سائبانوں کی طرح سمندر کے پانی کی موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے مصنوعی معبودوں کو بھول جاتے ہیں پھر جب خدا ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے۔ بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں مگر اکثر وعدہ شکن ہی ثابت ہوتے ہیں اور یہ تو عام قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوتے ہیں۔

ان لوگوں کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ کہتے ہیں کہ جس طرح حکم کے الفاظ قرآن شریف میں ہیں اسی طرح ان احکام کی تعمیل کے لیے بھی الفاظ قرآن ہی میں ہونے چاہئیں حالانکہ یہ اصول ہی غلط ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ حکم کے لیے تو الفاظ ہوں لیکن ان احکام کی تعمیل کے الفاظ کا ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں یہ حکم تو ہے کہ کبرہ تکبیرا یعنی اللہ کی تکبیر پڑھو۔ اس حکم کے الفاظ تو قرآن مجید میں ہیں مگر اس حکم کی تعمیل جن لفظوں میں ہونی چاہئے وہ الفاظ قرآن میں نہیں' نہ ان کا ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربی قاعدہ کے مطابق کَبِّرْ کا حکم جن الفاظ سے تعمیل ہوتا ہے وہ الفاظ ہم کو عربی کے محاورہ سے ملیں گے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں تو ہمیں پتہ ملتا ہے کہ کبر کی تعمیل کے لیے اللہ اکبر کا لفظ ہے۔ پس ہم بلاخوف تردید کبو کی تعمیل اللہ اکبر سے کریں گے اور اس کرنے میں کسی طرح کا ہم پر سوال یا اعتراض نہ ہوگا اور نہ ہم اس سوال کو سنیں گے۔ لیکن جو لوگ حکم کے علاوہ تعمیل کے الفاظ بھی قرآن مجید میں ہونے کو ضروری کہتے ہیں ان پر یہ سوال ہوگا۔ جس کا وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اس فرقہ کے جواب میں ہمارا ایک مفصل رسالہ بھی ہے جس کا نام ہے "دلیل الفرقان بجواب اهل القرآن" (منہ)

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ

هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪

پہنچا سکیں گے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے پس تم دنیا کی زندگی سے فریب نہ کھائیو

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ

اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے کے فریب میں بھی مت آئیو' قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ

اور وہی جانتا ہے کہ مادوں کے رحموں میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ معلوم ہے

نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے

اس لیے تم لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم ایسے ناشکر نہ بنو۔ پس اے لوگو! سنو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو دل میں اس کا خوف رکھو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔ یقین جانو! خدا کا وعدہ برحق ہے۔ جو جو خبر اس نے بتلائی ہے اور جو جو وعدے اس نے نیک یا بداعمال پر کئے ہیں سب پورے ہوں گے۔ پس تم دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش و آرائش سے فریب نہ کھائیو اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے شیطان اور اس کی جماعت کے فریب میں بھی مت آئیو۔ خبردار ہوشیار رہنا اس کے داؤ کئی ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ بے دینوں کو کفر شرک اور فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے لیکن دین داروں کو اس سے بڑھ کر بلا میں پھنساتا ہے جو بظاہر تو دین داری ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ فسق و فجور سے بدتر ہے۔ یعنی ان کے خیال میں ڈالتا ہے کہ بزرگان دین انبیاء و اولیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین ہمارے خیالات سے آگاہ ہیں' ہماری حاجات کو جانتے ہیں' گو وہ مردے ہیں مگر ہماری حاجات کو پورا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں حالانکہ یہ تمام اوصاف خدا ہی کے خواص ہیں۔ قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ کب ہوگی اور وہی بارش اتارتا ہے۔ اور وہی بارش کے اترنے کے وقت کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادوں کے رحموں میں کیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اس کے سوا کسی نفس کو اپنا حال بھی معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ جب لوگوں کو خود اپنے واقعات کا علم نہیں تو اور کسی کا کیا ہوگا۔ اس سے تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ بے شک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ پس تم نے جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگو' وہی تمہارے حال سے آگاہ ہے' وہی دینے پر قادر ہے۔

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

سورۃ السجدۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿٢﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا- اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے- کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس

افۡتَرٰىہُ ۚ بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ

نے اپنے پاس سے اس کو بنایا ہے؟ بلکہ وہ تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن

قَبۡلِکَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿٣﴾ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا

کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں- اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی

فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا

تمام چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر تخت نشین ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ کوئی سفارشی

شَفِیۡعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿٤﴾ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک انتظام کرتا ہے پھر وہ اس

یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ

کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے

سورۃ السجدہ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا- منکرین آگاہ رہیں کہ اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے' وہی اس کا ثبوت اور اس کی شہادت خود دے گا- کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نبی نے اپنے پاس سے اس قرآن کو بنایا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یعنی جب سے حضرت اسماعیل سلام اللہ علیہ ان میں گزرے ہیں اس سے بعد کوئی نبی ان میں نہیں آیا- اب تجھے رسول کر کے بھیجا ہے تاکہ یہ لوگ راہ حق کی طرف ہدایت پائیں' وہ راہ حق کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا جوا اپنے کندھوں پر اٹھائیں- اللہ کو بھولے ہو تو سنو! اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا ہے یعنی تمام دنیا کی کائنات کی انواع چھ دنوں میں موجود کر دیں آج دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے ان سب کی نوع اس وقت موجود تھی- ان کو پیدا کر کے پھر تخت نشین ہوا یعنی تمام دنیا کا انتظام حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا- سنو وہ ایسا مالک الملک اور متصرف ہے کہ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے جو خود بخود تم کو فائدہ پہنچا سکے نہ کوئی سفارشی ہے جو بلا اجازت سفارش سے تمہاری نفع رسانی کر سکے کیا تم نے نہیں سنا؎

جسے دے مولا اسے دے شاہ دولا

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور سنو وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک حکومت کا انتظام کرتا ہے پھر وہ حکم اور انتظام تکمیل ہو کر اس کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے-

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے یہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا سب پر غالب

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ

بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا اور انسان کی پیدائش مٹی سے

مِنْ طِيْنٍ ۝

شروع کی

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک[1] ہزار سال کی ہے۔ یہ خدا ہے غیب اور ظاہر سب کو جاننے والا یعنی جو تمہاری نظروں میں حاضر اور غائب ہے۔ سب کو جانتا ہے اور سب پر غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا' جو جس کے مناسب حال تھا اسکو ویسا بنایا اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی آدم کو پہلے مٹی سے بنایا۔

[1] اس آیت میں رب العالمین اپنی کمال قدرت اور کمال علم بتلاتا ہے۔ علماء مفسرین نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور خوب لکھا ہے گو بعض نے دور از کار باتیں بھی لکھی ہیں مختصر طور پر اردو خوان اصحاب کے لیے غالباً یہ کافی ہو گا کہ ان کو ایک مثال سے اس آیت کا مطلب سمجھایا جائے کیونکہ رب العالمین نے بھی اس آیت میں اپنی حکومت کو دنیاوی حکومتوں کی مثال میں سمجھایا ہے۔ دنیاوی سلطنتوں کا کمال ضبط اور بڑا زبردست انتظام یہ ہوتا ہے کہ روزانہ ڈائری افسر کو پہنچے کہ ماتحتوں نے کیا کیا افسر کے احکام اور اصلاحات کو کہاں تک نباہا۔ جو سلطنت اس اصول سے غافل ہو وہ شبے ماند شبے دیگر نمے ماند۔ اس قانون اور ضابطہ کی طرف اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح دنیاوی سلطنتوں میں ڈائری یومیہ باعث تقویت سمجھی جاتی ہے خدا کے ہاں بھی ڈائری ہے مگر وہ ڈائری ایسی ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار ہزار سال کا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ؎

﴿ان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون﴾

یعنی تمہارے پروردگار کی سلطنت ایسی زبردست ہے کہ اس کے ہاں ایک ایک دن تمہارے حساب سے ہزار ہزار سال جتنا ہے۔ دنیا کی سلطنتوں میں ہزار سال تک ڈائری نہ پہنچے تو سلطنت تباہ ہو جائے مگر خدائی سلطنت میں ڈائری کے لیے ہزار سال ہے تو بتلاؤ کہ خدا کی سلطنت کتنی بڑی زبردست ہو گی۔

یہاں پر ایک سوال ہو سکتا تھا کہ گو خدائی ڈائری کے لیے ہزار سال ہو۔ تاہم اتنا تو ثابت ہو کہ خدا کو آئندہ واقعات کی بذات خود خبر نہیں تو اس سوال کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے اسی تمثیل کے ساتھ ہی فرمایا ﴿عالم الغيب والشهاده العزيز الرحيم الذى احسن كل شئى خلقه﴾ یعنی جو چیزیں بندوں کی نظر میں حاضر اور غائب ہیں خدا ان سب کو بذات خود جانتا ہے وہ اپنی ذات بابرکت میں سب پر غالب اور سب کے حال پر مہربان ہے۔ اس قرینہ سے اس سوال کا جواب مل گیا اور مطلب بھی صاف ہو گیا کہ خدا کی طرف تدبیر کا چڑھنا یا اس کی طرف سے احکام اور تدبیر کا نازل ہونا ایک تمثیل ہے ورنہ وہ ذات پاک ہر ایک چیز خود بخود جانتا ہے اور سب پر غالب ہے۔ خیر یہ تو ہوئی اس آیت کے متعلق تقریر۔ ایک دوسرے مقام پر رب العالمین نے اس ڈائری کی مدت اور بھی وسیع فرمائی ہے وہاں ارشاد ہے ﴿تعرج الملائكة والروح اليه فى يوم كان مقداره خمسين الف سنته﴾ خدا کے کارندے فرشتے اور اعلیٰ فرشتہ جبرائیل پچاس پچاس ہزار سال میں اس کی طرف جاتے ہیں یعنی پچاس ہزار سالہ ان کی ڈائری ہے۔

لطف یہ ہے کہ ان تینوں آیتوں میں خدائے ذوالجلال والاکرام نے اس تمثیل کے بتلانے کے لیے بہت سے قرآئن حالیہ اور مقالیہ بھی رکھے ہیں۔ ہم ان تینوں آیات کو ایک جگہ جمع کر کے ان کی اصلی صورت ناظرین کو دکھاتے ہیں۔

(۱) پہلی آیت پارہ سترہ رکوع ۱۳ کی ہے ﴿يستعجلونك بالعذاب ولن يخلف الله وعده وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون وكاين من قرية امليت لها وهى ظالمة ثم اخزتها والىّ المصير﴾ (پ :۱۷ : ع:۱۳)

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ

پھر اس کا سلسلہ انسانی جسم کے نچوڑ ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ اس کو درست اندام بناتا ہے

رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اس میں روح پھونکتا ہے اور تمہارے لئے وہ کان آنکھیں اور دل پیدا کرتا ہے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو

پھر اس کا سلسلہ نسل انسانی جسم کے نچوڑ یعنی ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ خدا اس انسان کو درست اندام بناتا ہے اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روحوں میں سے مخلوق روح پھونکتا ہے اور تمہارے یعنی بنی آدم کے لیے خدا کان یعنی قوت سامعہ' آنکھیں یعنی قوت باصرہ اور دل پیدا کرتا ہے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو- یہ بھی کوئی شکر ہے کہ خدا کے ہوتے اس کی مخلوق سے حاجات چاہتے ہیں اور سمجھانے پر الٹے بگڑتے ہیں-

---

(۲) دوسری آیت بھی زیر بحث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

﴿یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون ذالك عالم الغیب والشهادة العزیز الرحیم الذی احسن کل شئی خلقه وبد خلق الانسان من طین﴾

(۳) تیسری آیت سورہ معارج کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

﴿سائل سائل بعذاب واقع للکفرین لیس له دافع من الله ذی المعارج تعرج الملائکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة فاصبر صبرا جمیلا انهم یرونه بعیدا ونره قریبا﴾ (پ:۲۹ : ع:۷)

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے "کفار تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کو کبھی خلاف نہ کریگا اور خدا کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب سے ایک ہزار برس کا ہے- کئی ایک ظالم بستیوں کو میں (خدا) نے تھوڑی سی مہلت دی پھر فوراً ان کو پکڑا اور میری طرف ہے سب کاموں کا رجوع"
اس آیت میں پروردگار نے کفار کی درخواست کا ذکر کیا ہے کہ وہ عذاب جلدی چاہتے ہیں اس کے جواب میں خدا نے فرمایا کہ میرے نزدیک ایک دن ہزار برس کا ہے یہ کہہ کر فرمایا میں نے بہت سی قوموں کو مہلت دے کر بھی نہ چھوڑا- بظاہر ہزار برس کا دن ہونے کا ذکر یہاں پر بے تعلق ہی نہیں بلکہ مخالف معلوم ہوتا ہے کیونکہ کفار کے جواب میں یہ فرمانا کہ خدا کے نزدیک ایک ایک دن ہزار برس کا ہوتا ہے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ گھبراتے کیوں ہو آخر کبھی تو عذاب پہنچ ہی جائے گا- یہاں تو ہزار برس بھی ایک دن کی میعاد ہے جس میں موجودہ کفار کی کئی ایک نسلیں ختم ہو سکیں گی- تو پھر عذاب ہی کیا اور کس کو؟ حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے لوگوں کو ہم نے مہلت دے کر خوب پکڑا- پس معلوم ہوا کہ ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ خدا کی جبروت' سلطنت کا اظہار مراد ہے کہ یہ لوگ جلدی ہی عذاب مانگتے ہیں اس خیال سے کہ خدا کے عذاب سے کہیں بچ سکیں گے ہرگز نہیں-

دوسری آیت کا ترجمہ مع مطلب تو اسی جگہ تفسیر میں لکھا گیا ہے :

تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے "ایک سائل اس عذاب کی بابت پوچھتا ہے جو کافروں پر خدا کی طرف سے اٹل آنے والا ہے جو خدا بڑی بلندیوں والا ہے' اس کی طرف فرشتے اور روح ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' یہ کہہ کر فرمایا پس تو اچھی طرح سے صبر کر"
اس آیت میں پچاس ہزار برس کی میعاد سے مراد قیامت کا دن لینا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت کے دن کی انتہا نہیں اور پچاس ہزار برس کی تو آخر انتہا ہے پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ اپنی جبروت' حکومت' قدرت اور علم کا اظہار کرتا ہے ان تینوں آیتوں کے ملانے سے جو معنے میری سمجھ میں آئے ہیں میں نے لکھے ہیں میں ان کی صحت پر مصر نہیں ممکن ہے کوئی اللہ کا بندہ اس سے بھی اچھی تفسیر کرے فلله الحمد فی الاولیٰ والآخر (منہ)

وَقَالُوٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ

اور کہتے ہو کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار

رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى

کی ملاقات سے منکر ہیں- اے نبی! تو کہہ کہ تم کو موت کے فرشتے فوت کریں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں' پھر تم اپنے پروردگار

رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے- اگر تو اس وقت دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں سروں کو نیچے ڈالے ہوئے ہوں گے

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا

اس وقت کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ ہم کو

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

بالکل یقین ہو گیا ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں تو سب کو ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

سے جہنم کو بھروں گا

اور کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے یعنی ہمارے ریزے ریزے ہو کر مٹی میں مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے' ہرگز نہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ امور محال ہیں محال نہیں بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں ان کو یقین بلکہ انکار ہے کہ اعمال کا نیک و بد بدلہ کچھ نہ ہو گا- اے نبی! تو ان کو کہہ کہ تم موت کے فرشتے فوت کرتے ہیں جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں- بعد موت پھر تم اپنے پروردگار کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے- اس وقت تمہیں معلوم ہو گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- اے نبی! اگر تو اس وقت ان کو دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں سروں کو نیچے ڈالے ہوں گے اس وقت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور تیرا ارشاد سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ اب تو ہم کو بالکل یقین ہو گیا ہے کہ خدا کی قدرت اور جلالت سب پر غالب ہے اور ہمارے مصنوعی معبود بالکل ہیچ کارہ ہیں پس اب ہم اس امر کو باور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے- اس روز یہ سب لوگ سچی ہدایت کے قائل ہوں گے اور تسلیم کریں گے- اگر ہم (خدا) چاہتے تو اس دنیا میں بھی سب کو ہدایت[1] کر دیتے اگرچہ ان کی طبعیتیں نہ چاہتیں تاہم کیا مجال تھی کہ ہمارے چاہے ہوئے کو کوئی روک سکتا ہم اگر چاہتے تو جبراً ان کو سیدھا کر دیتے ہیں لیکن ہم نے ان کو مجبور کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ان کو عقل و ہوش دیئے ہیں ان سے یہ لوگ خود نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہیں- بات اصل یہ ہے کہ میری (یعنی خدا کی) طرف سے یہ اعلان جاری ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھروں گا کیونکہ میرے علم میں تھا کہ یہ لوگ ایسے کام ضرور کریں گے اس لئے اسی علم کی بنا پر میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو لوگ برے کام کریں گے جنوں سے ہوں یا انسانوں سے خواہ ان کی کسی قوم سے ہوں میں ان کو ضرور سزا دوں گا-

[1] اس آیت سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہی ہم سے جبراً برے کام کراتا ہے پھر وہ ہم کو سزا کیوں دے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت تو جبر کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس میں ارشاد ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو سیدھا کر دیتے یعنی جبراً مسلمان بنا دیتے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم نے ان کو اختیاری کاموں پر انعام دینا ہے- جبری کام پر انعام کے مستحق نہیں ہو سکتے اس لیے جبر نہیں کیا (منہ)

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ

پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو' ہم تم کو بھول گئے ہیں اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا

سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو- ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے

سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے- راتوں کو اپنے بستروں سے اپنے پہلوؤں

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ بھی

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

کرتے ہیں پس ان ہی لوگوں کے لئے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص نہیں جان سکتا' یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا

وہ سزا یہی دوزخ ہے چونکہ تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے پس اس دن بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو' دیکھو ہم نے تم کو ایسا اس میں ڈالے رکھنا ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ گویا ہم تم کو بھول گئے ہیں اگرچہ ہم کسی چیز کو بھولا نہیں کرتے' بھولے تو وہ جس پر ذہول اور نسیان غالب آئے مگر ہم پر تو کوئی چیز غالب نہیں آسکتی پھر ہم کیوں بھولیں ؟ پس ہمارے بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتاؤ ایسا کریں گے کہ تم یا کوئی اور ناواقف حال سمجھے گا کہ گویا ہم تم کو بھول گئے- پس تم اس جہنم میں رہو اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو- یہ انجام ان لوگوں کا ہے جو خدا کی مقرر کردہ جزا اور سزا کو بھول جاتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی ہم پر حاکم اعلیٰ ہے' وہ ہمارے اعمال نیک و بد کی ہم کو جزاو سزا دے گا- گو ہمارے احکام کو ماننے کے دعویداروں کی اتنی کثرت ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے مگر بغور دیکھا جائے تو ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے یعنی کسی واعظ کے منہ سے وہ ان احکام کو سن پاتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تابعداری کے لیے ایسا آمادہ کرتے ہیں کہ گویا سجدہ میں ہیں اور دل میں اس بات کو جما لیتے ہیں کہ "گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط" اور پروردگار کی حمد کی ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کے گیت گاتے ہیں اور وہ احکام الٰہی سن کر کسی طرح کا تکبر نہیں کرتے بلکہ ان پر ان آیات کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ راتوں کو اپنے بستروں سے پہلوؤں کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور حتی المقدور ہمارے دیئے میں سے وہ خرچ بھی کرتے ہیں اس لیے کہ انبیاء اور رسل کا سلسلہ قائم کرنے اور کتابیں بھیجنے سے غرض ہی یہ ہے کہ لوگ اخلاق فاضلہ سیکھیں اور خدائی احکام کی پابندی کریں نہ کہ صرف منہ سے خدا خدا کہنے پر ہی کفایت کریں اور بس- جس طرح مٹھائی کا نام صرف زبانی لینے سے منہ میٹھا نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح صرف زبانی کلمہ اسلام پڑھنے سے انسان خدا کے ہاں معتبر مسلمان نہیں ہو سکتا پس ان ہی لوگوں کے لئے جو زبان اور دل سے خدا کے فرمانبردار ہوں خدا کے ہاں ایسی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس دنیا میں نہیں جان سکتا- یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا کیا تم عرب والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نیک اعمال یوں ہی ہیں-

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۞ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کیا پھر پکے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے؟ ہرگز برابر نہ ہوں گے- جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے

فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

ان کا ٹھکانہ آگ میں ہوگا- جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا

لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ

جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور اس بڑے عذاب سے پہلے ہم

الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۞ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

ان کو ایک ہلکا سا عذاب چکھاویں گے تاکہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں اور جس شخص کو پروردگار کی آیات

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۞

سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے؟ ہم ضرور مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں

ان کا بدلہ کوئی نہیں؟ تو کیا پھر پکے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے؟ ایک شخص جو تمام عمر خدا کے زیر فرمان رہا ہر ایک بات میں مالک کی اجازت سے کام کرتا رہا' دوسرا ہر ایک بات میں مخالفت کرتا رہا- خدا کے حقوق کے علاوہ مخلوق کی حق تلفیاں کرتا رہا' ڈاکے مارتا رہا' یتیموں اور بیواؤں کا مال کھاتا رہا کیا یہ دونوں بعد مرنے کے برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں برابر نہ ہوں گے- سنو؟ جو لوگ مذکورہ طریق سے ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہوگا وہ اس میں ایسے محبوس ہوں گے کہ جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے اور کوشش کر کے کہیں اس کے کنارہ تک آئیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور سنو اس بڑے عذاب سے پہلے ہم ان کو ایک ہلکا[1] سا عذاب چکھاویں گے تاکہ یہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں چاہے پورے نہ سہی اس تکلیف کے رفع کرانے کے لیے ہی سہی- مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ گناہوں پر نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں الٹے اپنی اس بدکرداری پر نازاں ہیں- کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں ہم خدا کے مقرب ہیں حالانکہ اس قسم کی باتیں کرنا اس صورت میں زیبا ہیں کہ خدا نے خود ان کو بتلا دیا ہو کہ تم ایسے ہو- بغیر بتلائے خدا کے ایسا دعویٰ کرنے والا مفتری ہے- باوجود مرات (کئی بار) سمجھانے کے بھی یہ لوگ الٹے بگڑتے ہیں اور ہدایت کی طرف نہیں آتے اور نہیں جانتے کہ جس شخص کو پروردگار کی آیات اور احکام سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیر لے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے پس یہ خوب سمجھ رکھیں کہ ہم (خدا) ضرور مجرموں' بدکاروں سے بدکاریوں کا بدلہ لینے والے ہیں- یہ ہمارا آج کا اعلان نہیں بلکہ قدیم سے ہے اور اسی اعلان کے مطابق ہم نے ہمیشہ برتاؤ کیا-

---

[1] آنحضرت ﷺ کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانے کے بعد یہ عذاب بصورت قحط ان مشرکوں پر نازل ہوا تھا- اعاذنا اللہ منہ (منہ)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجو اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل

لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۟ؕ

کیلئے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر یقین رکھتے تھے۔ تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

گا۔ کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا۔

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

یہ لوگ ان کے مکانات میں چلتے پھرتے ہیں' اس میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے غور

اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ

نہیں کیا کہ ہم کس طرح خشک بنجر زمین پر پانی لے آتے ہیں' پھر اس کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے

وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ

چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ

اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ

تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کو بھی کتاب (تورات) دی تھی۔ پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجو۔ بلکہ تسلیم کیجو اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے تکلیفات شدیدہ پر صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر یقین رکھتے تھے۔ اب جو دنیا کے لوگوں کے درمیان دینی امور میں اختلاف شدیدہ ہو رہے ہیں' تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا۔ قیامت کا ذکر سن کر جو یہ لوگ بھناتے ہیں کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ یہ لوگ ان ہلاک شدوں کے مکانات اور مقامات میں چلتے پھرتے ہیں ان کے اجڑے دیار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے گویا آواز آتی ہے کہ ؎

کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

اگر سوچیں تو اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انھوں نے اس پر بھی کبھی غور نہیں کیا ہم (خدا) کس طرح خشک بنجر زمین پر پانی کے بادل لے آتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں' کیا پھر بھی یہ لوگ چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ جو تم مسلمان ہم کو سناتے ہو کہ ہمارا تمہارا فیصلہ ہو گا یہ کب ہو گا؟ اگر تم مسلمان سچے ہو تو بتلاؤ۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ فیصلہ کی تاریخ تو خدا ہی کو معلوم ہے' اس کا تو کسی کو علم نہیں نہ اس نے کسی کو بتلایا ہے۔

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا سود مند نہ ہوگا اور نہ ان کو مہلت ملے گی پس تو ان سے روگردانی

وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

کر اور منتظر رہ' وہ بھی منتظر ہیں

سورۃ الاحزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اے نبی! تو خدا سے ڈرتا رہ اور کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجو اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت

حَكِيْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۲﴾

والا ہے اور تو اسی بات کی پیروی کیا کیجو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے' بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

البتہ یہ بتلایا ہے کہ فیصلہ کے دن کافروں کا ایمان لانا ان کو سود مند نہ ہوگا- کیونکہ اس روز سب کچھ چھپا چھپایا ظاہر ہو جائے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی- پس اے نبی! تو ان سے روگردانی کر اور منتظر رہ کہ ان سے تمہارا فیصلہ کیا ہوتا ہے- وہ بھی منتظر ہیں پس آئندہ کو جو فیصلہ ہوگا وہ تم سب کو معلوم ہو جائے گا-

سورۃ الاحزاب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے

اے نبی! تو ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہ اور دین کے معاملہ میں ظاہری کافروں اور باطنی کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجو کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بری راہ ہی بتلائیں گے- ہاں دین کے علاوہ کسی دنیاوی کام میں یا دین میں بھی کسی اچھے کام کا مشورہ دیں تو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ برے آدمی یا بری قوم کے کل کام برے نہیں ہوتے بلکہ برے کام اسی قدر ہوتے ہیں جو دین کے مخالف ہوں وہ ضالۃ) الحکیم[1] ہے- سنو اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے جو کچھ وہ تم کو حکم دیتا ہے- باقی امور جو دین کے مخالف نہیں وہ علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی- اس لیے تجھ کو اے نبی! حکم دیا جاتا ہے کہ تو اسی بات کی پیروی کیا کیجو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے خواہ وہ بات بذریعہ وحی جلی کے تجھ کو پہنچے جیسے قرآن مجید یا بذریعہ وحی خفی کے جیسے حدیث شریف[2] بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے-

---

[1] یہ لفظ ایک حدیث کا ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

﴿کلمة الحکمة ضالة الحکیم حیث وجدها فهو احق بها﴾ یعنی دانائی اور حکمت کی بات گویا مومن کی اپنی چیز ہے جہاں سے پائے وہ اس کا مستحق ہے پس اس کے لینے میں ایسی جلدی کرے جیسے کوئی اپنی چیز کو لیتا ہے (منہ)

[2] حدیث شریف کے وحی خفی ہونے کے ثبوت میں ہمارا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "حدیث نبوی" (منہ)

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ

اور خدا پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے- خدا نے کسی آدمی کے لئے دو دل نہیں بنائے

جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔىْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ

اور خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالک بیٹوں کو تمہارے

اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۝

بیٹے نہیں بنایا' یہ باتیں تو صرف تمہارے منہ کی ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے-

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى

تم ان کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی

پس تو اے نبی! اسی کی ہدایت پر چلا کر اور خدا پر بھروسہ رکھ اور دل میں جان رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے پس تو اسی کو کارساز بنا اور دل میں ٹھان رکھ کہ خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو بندوں کی حاجات کو پورا کر سکے یا کسی آڑے وقت میں ان کی فریاد کو سن سکے غرض یہ دل میں جما رکھ کہ ؎

وہ مالک ہے سب آگے اسکے لاچار   نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

بعض لوگ جو زبان سے خدا پر توکل اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر عملی طور پر وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکتے' اگر ان کے دل میں خدا کی محبت نے جگہ پکڑی ہوتی تو مجال نہ تھی کہ دوسرے کسی کی جگہ رہتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کسی آدمی کے لیے دو دل نہیں بنائے کہ ایک میں خدا کی محبت ہو اور دوسرے میں کسی غیر کی- دل تو ایک ہی ہے پس اس میں دو کی گنجائش کہاں- کیا تم نے صوفیا کرام کا یہ مقولہ نہیں سنا کہ ؎

﴿العشق نار یحرق ماسوی اللّٰہ﴾

عشق الٰہی کی آگ خدا کے سوا سب چیزوں کو بھسم کر جاتی ہے- غیر اللہ کی محبت رکھ کر خدا کی محبت کا دعویٰ کرنا ایسا ہی غلط ہے جیسا تم غصہ کی حالت میں اپنی بیویوں کو مائیں کہہ دیا کرتے ہو اور دوسروں کے بیٹوں کو اپنا کہہ کر پکارا کرتے ہو حالانکہ خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار[1] کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا- یہ باتیں تو صرف تمہارے منہ کی ہیں جن کی اصلیت کچھ بھی نہیں- بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جن کو خدا نے نہ جوڑا ہو وہ مخلوق کے جوڑنے سے قدرتی جوڑ کی طرح جڑ جائے اور اس کے جوڑنے والے کو وہی فائدہ دے جو خدائی جڑے ہوئے کو دیتا ہے سنو! خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے- چونکہ لے پالک بنانے کی رسم قانون قدرت کے خلاف ہے اس لیے خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ان لے پالکوں کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو یعنی جن کے نطفے سے ان کی پیدائش ہوا نہی کے نام سے ان کو بلایا کرو' نہ کہ لے پالک بنانے والے کے نام سے جن کا اس کے ساتھ بجز زبانی دعویٰ کے کوئی تعلق نہیں- خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو مثلاً وہ کسی دور دراز ملک سے یتیمی یا کس مپرسی کی حالت میں آئے ہوئے ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی

شان نزول :

[1] عرب میں ایک عام دستور تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ کی طرح کہہ دیا کرتا تھا- اس کو ظہار کہتے تھے- پھر وہ اس عورت کو بالکل ماں کی طرح سمجھتا تھا ان کی اصلاح کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو ماں کہنے سے ماں نہیں ہو سکتی اس کو ماں کہنا غلط ہے (منہ)

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ

اور دوست ہیں اور جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے قصد

قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

سے کرو گے- خدا بخشنے والا مہربان ہے- خدا کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور الٰہی شریعت میں رشتہ دار- بعضے بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

مہاجروں سے قریب تر ہیں

اور مذہبی دوست ہیں پس ان کو چھوٹے بھائیوں کی طرح سمجھو اور اسی طرح بلایا کرو- ہاں یہ بھی یاد رکھو کہ جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں مثلاً تم نے جن بچوں کو اس حکم سے پہلے لے پالک بنایا ہو اور تمہاری عادت ان کو بیٹا بیٹا کہنے کی ہو گئی ہو تو غلطی سے کسی وقت ان کو بیٹا تمہارے منہ سے نکل جائے جو دانستہ نہ ہو تو اس میں تم کو گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے قصدے سے کرو گے اس پر مواخذہ کا خوف ہے- تاہم یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ بخشنے والا رحم والا ہے- اس کے رحم سے حصہ لینا چاہو تو اس کے رسول کی عزت اور تعظیم جیسی کہ تم کو خدا سکھاتا ہے کرو کیونکہ خدا کا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے یعنی جس قدر ان کی جانوں کے حقوق ان پر ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ پیغمبر کے حقوق ان پر ہیں- اس کی مثال یہ سمجھو کہ کسی موقع پر کوئی کام ایسا در پیش آجائے کہ نبی کی عزت قائم رکھنے اور بچانے کے لیے کسی مسلمان کی جان بھی کام آئے تو مسلمان کا فرض ہے کہ ایک جان کیا سو جان کو بھی قربان کر دے کیونکہ

دل لیا ہے تو جان بھی لے لو ہم سے بے دل رہا نہیں جاتا

کیونکہ نبی کا حق مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہے گو ماں باپ کے حقوق بھی بہت- ماں باپ کے حقوق کو بھی تو نبی ہی نے بتلایا ہے نیز ماں باپ جسمانی مربی ہیں اور نبی روحانی مربی ہے جس کی تربیت کا اثر دوام زندگی پر پہنچتا ہے- اس لیے نبی کے حقوق سب سے زیادہ ہیں اور اس کی بیویاں تعظیم و تکریم میں ان مسلمانوں کی مائیں ہیں- لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی سلبی رشتے کچھ چیز ہی نہیں اور ان کے حقوق سب سلب ہیں- نہیں بلکہ الٰہی شریعت میں اصل رشتے دار بعضے بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور مہاجروں سے قریب تر ہیں مثلاً کسی مسلمان میں ایک شخص سے سلوک کرنے کی توفیق ہے مگر اس کے سامنے دو شخص محتاج ہیں جن میں سے ایک اس کا رشتے دار اور قریبی ہے اور دوسرا اجنبی- پس اس کو چاہیے کہ وہ سلوک اپنے رشتہ دار سے کرے[1]

[1] ہماری اس تفسیر سے واضح ہو گا کہ یہ آیت نہ تو کسی آیت یا حکم کی ناسخ ہے نہ منسوخ- ایسی آیات کو منسوخ کہنا بعض مفسروں کی جلد بازی کا نتیجہ ہے حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انصار مہاجرین کو باہم بھائی بنا دیا تھا وہ رشتہ ولا تھا نہ کہ نسب کا- بھلا جو قرآن لے پالکوں کو بیٹا کہنے سے منع کرے وہی یہ حکم دے سکتا ہے کہ ایک مہاجر اپنی ولدیت لکھواتے ہوئے انصار کے باپ کا نام لکھا دے یا ایک انصار اپنی ولدیت لکھاتے وقت مہاجر کے باپ کا نام بتلا دے؟ ہرگز نہیں- بلکہ اس آیت نے رشتہ ولا کو جو آنحضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں مقرر اور مضبوط کیا تھا اسے اب بھی بحال رکھا ہے-

﴿الا ان تفعلوا الی اولیاء کم معروفا﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے (منہ)

اِلَّآ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِکُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۶﴾ وَ اِذۡ

لیکن اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو۔ الٰہی شریعت میں یہ حکم اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اے نبی!

اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَہُمۡ وَ مِنۡکَ وَ مِنۡ نُّوۡحٍ وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ

ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم

عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَ اَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ۙ﴿۷﴾ لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ

سے پختہ وعدہ لیا تھا نتیجہ یہ ہوگا کہ راست بازوں کو خدا

عَنۡ صِدۡقِہِمۡ ۚ وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ٪﴿۸﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا

راست بازی سے سوال کرے گا اور جو لوگ منکر ہیں ان کے لئے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے مسلمانو! تم خدا کی نعمت

اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَآءَتۡکُمۡ جُنُوۡدٌ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا وَّ جُنُوۡدًا

کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم نے ان پر تیز ہوا اور فوجیں بھیجیں

اور اگر دونوں سے کر سکتا ہے تو بیشک دونوں سے کرے۔ یہ مطلب ہے اولیٰ ہونے کا۔ واجبی حقوق ادا کرنے میں رشتہ دار سب سے مقدم ہیں لیکن تم حسب مقدور اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو تو تمہیں کوئی روک نہیں تاہم مقابلہ میں رشتہ دار کا حق مقدم ہوگا۔ الٰہی شریعت میں یہ حکم ابتدائے دنیا سے اسی طرح لکھا ہوا ہے اور سنو! یہ جو تم کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھو اور تقویٰ اختیار کرو یہ کوئی تم ہی کو حکم نہیں بلکہ تم سے پہلے سب لوگوں کو یہی حکم تھا۔ اے نبی! کیا تجھے معلوم نہیں ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے 'ابراہیم سے' موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے اسی مضمون تقویٰ اور توحید کا ان سب سے پختہ وعدہ لیا تھا تو پھر انھوں نے کیسا عمدہ نباہا۔ اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوا ہے پس وہ بھی مضبوط رہیں کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راستبازوں اور راست گوؤں کو خدا راست بازی سے سوال کرے گا یعنی انبیاء' علماء اور صلحاء کو تبلیغ احکام سے پوچھے گا اور تابعداروں کو نیک بدلہ دے گا اور جو لوگ ان کی تعلیم سے منکر ہیں ان منکروں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا کیونکہ ان کے لیے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے پس مسلمانو! تم ابھی سے اس کی فرمانبرداری پر تیار اور مستعد ہو جاؤ اور اپنے حال پر خدا کی نعمت اور احسان کو یاد کرو جب تم پر چاروں طرف سے کفار کی فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم (خدا) نے ان پر تیز ہوا اور آسمانی فرشتوں کی فوجیں بھیجیں[1]

---

[1] ہجرت کے چوتھے سال کفار عرب نے مع یہود و نصاریٰ کے عام بلوہ کر کے مدینہ منورہ کو آگھیرا تھا اور پندرہ روز محاصرہ رکھا اپنی کثرت کے گھمنڈ اور فتح کے یقین پر اترائے ہوئے محاصرہ کئے بیٹھے رہے مگر حملہ نہ کرتے تھے کہ تکلیف اور خوف سے ان (مسلمانوں) کو ماریں گے۔ اب ان کو مارنا مشکل ہی کیا ہے مسلمان مدینۃ النبی میں محصور تھے۔ اتنی مدت میں خدائی قدرت کے عجیب عجیب نشان ظاہر ہوئے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ خدا نے مسلمانوں کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل کئے جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ رہی یہ بحث کہ فرشتے اترے یا اس سے کچھ اور مراد ہے سو اس کا ذکر پہلے جلد دوئم میں گزر چکا ہے۔ آخر کار کفار جب اس لڑائی میں ناکام واپس ہوئے تو حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ ان کو حوصلہ حملہ کرنے کا نہ ہوگا ہم ہی ان پر حملہ آور ہوا کریں گے چنانچہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اس لڑائی کا نام جنگ احزاب بھی ہے اور جنگ خندق بھی (منہ)

لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ
جن کو تم نے نہ دیکھا تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا جب وہ تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے

اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ
تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب آنکھیں پھری کی پھری رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اللہ کی نسبت

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ
طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے تھے اس وقت مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور زور سے ہلائے گئے اور جب منافق اور وہ

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ
لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
محض دھوکا تھے اور جب ان میں سے کئی ایک کہتے تھے کہ

جن کو تم نے نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ بوجہ لطافت تمہارے دیکھنے میں نہیں آسکتے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا- جس ارادے سے تم کوئی کام کرتے اور محاصرہ میں جو حرکات تم سے سرزرد ہوتی تھیں ان سب کی خدا کو خبر تھی اور اب بھی ہے- تمہیں تو یاد ہوگا کہ وہ وقت تم پر کیسا سخت تھا جب وہ کفار تمہارے اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف سے یعنی مشرق اور مغرب تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب مارے خوف کے تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہ گئی تھیں اور مارے دہشت کے کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اس وقت اللہ کی نسبت قسما قسم کی بدگمانی کرتے تھے- کوئی پاک باز مسلمان تو دل میں یہ سمجھتا تھا کہ خدا ضرور ہماری مدد کرے گا ہم کو جو ہمارے رسول ﷺ نے خبر بتلائی ہوئی ہے وہ بے شک سچی ہو کر رہے گی مگر کوئی کمزور اور ضعیف القلب یہ بھی کہتا تھا کہ بس اب مرے کہ مرے- سچ پوچھو تو اس وقت پکے مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور وہ خوب ہی زور سے ہلائے گئے- پھر جو لوگ پختہ نکلے ان کو تو دائمی وفاداری کی سند مل گئی اور جو بے وفا ثابت ہوئے ان کی بے وفائی کا اظہار ہو گیا- یہ وہی وقت تھا جب منافق یعنی بے وفا دورخے ظاہری مومن اور باطنی کافر اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ضعف ایمان وغیرہ کا مرض تھا بے اختیار منہ سے کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو فتح و نصرت کے وعدے ہم سے کئے تھے وہ محض دھوکا اور ابلہ فریبی تھے- بھلا اگر سچے ہوتے تو ہماری یہ گت کیوں ہوتی جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ کھانے کو دانہ نہیں' پینے کو پانی نہیں' اوڑھنے کو کپڑا نہیں- گویا یہ مصرع ہمارے ہی حق میں ہے ؎

اس قفس کے قیدیوں کو آب و دانہ منع ہے

اور کہنے کو ہم جی خوشی کر رہے ہیں کہ دین و دنیا میں ہماری ہی فتح ہو گی- اگر یہی فتح ہے تو خدا حافظ- مگر ان نادانوں کو خبر نہ تھی کہ اس تکلیف کا راز کیا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے کہ چند روزہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی- منجملہ اور وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگوں کو عام طور پر معلوم ہو جائے کہ نبی اور نبی کے تابعدار بھی خدائی کاموں میں کوئی دخل نہیں رکھتے- یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی کوئی تکلیف دفع نہیں کر سکتے جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے نہ اس کے کئے کو پھیر سکتے ہیں- واقعی وہ وقت بڑا ہی نازک تھا- جب ان منافقوں میں سے کئی ایک گروہ مخلص مسلمانوں کو ڈرانے کی نیت سے کہتے تھے-

يَٰٓأَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَٱرۡجِعُواْۚ وَيَسۡتَـٔۡذِنُ فَرِيقٞ مِّنۡهُمُ ٱلنَّبِيَّ يَقُولُونَ

اے مدینہ کے باشندو! تمہارا یہاں ٹھکانہ نہیں پس تم واپس چلے جاؤ اور ایک گروہ ان میں کا نبی سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا

إِنَّ بُيُوتَنَا عَوۡرَةٞ وَمَا هِيَ بِعَوۡرَةٍۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارٗا ﴿١٣﴾ وَلَوۡ دُخِلَتۡ

تھا- کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں وہ صرف بھاگنا چاہتے ہیں اور اگر مخالف فوجیں ان پر

عَلَيۡهِم مِّنۡ أَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُواْ ٱلۡفِتۡنَةَ لَأٓتَوۡهَا وَمَا تَلَبَّثُواْ بِهَآ إِلَّا يَسِيرٗا ﴿١٤﴾

مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد میں دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے پھر تو شہر میں بہت کم ٹھہرتے

وَلَقَدۡ كَانُواْ عَٰهَدُواْ ٱللَّهَ مِن قَبۡلُ لَا يُوَلُّونَ ٱلۡأَدۡبَٰرَۚ وَكَانَ عَهۡدُ ٱللَّهِ

حالانکہ اس سے پہلے خدا سے وعدہ کر چکے تھے کہ ہرگز پیٹھ نہ دیں گے- اور خدا کے وعدے کا سوال ضرور ہوگا-

مَسۡـُٔولٗا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ ٱلۡفِرَارُ إِن فَرَرۡتُم مِّنَ ٱلۡمَوۡتِ أَوِ ٱلۡقَتۡلِ وَإِذٗا لَّا

تو کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور تم بہت ہی کم

تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلٗا ﴿١٦﴾ قُلۡ مَن ذَا ٱلَّذِي يَعۡصِمُكُم مِّنَ ٱللَّهِ إِنۡ أَرَادَ بِكُمۡ

فائدہ اٹھاؤ گے- تو کہہ بھلا اگر خدا تمہارے حق میں برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ سے ورے کون

سُوٓءًا أَوۡ أَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةٗۚ

ہے جو تمہاری حفاظت کر سکے؟

اے مدینہ کے مسلمان باشندو! تمہارا یہاں اب ٹھکانا نہیں ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھو کہ کس طرح سے مخالف فوجوں کا ٹڈی دل آرہا ہے- کچھ دیکھتے بھی ہو کیا ہو رہا ہے؟ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لو گے تو کیا بلی بھی بند کر لے گی؟ ہرگز نہیں- پس تم اپنا ٹھکانہ بتاؤ اور چلتے بنو بہتر ہے کہ تم اس میدان سے گھروں کو واپس چلے جاؤ اور یہاں دم بھر کے لیے بھی مت ٹھہرو- ایک گروہ تو اس بہکانے میں لگ رہا تھا اور ایک گروہ ان میں کا نبی ﷺ سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا تھا- کہتے تھے کہ ہمارے گھر بالکل خالی اور غیر محفوظ ہیں صرف مستورات ہی ہیں اور مخالفوں کا خدشہ ہے کہ کسی وقت حملہ آور ہو کر ہمارا مال واسباب لوٹ نہ لے جائیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں- نہ ان کو کسی طرح کا خطرہ ہے بلکہ وہ اس بہانے سے صرف بھاگنا چاہتے ہیں- حال یہ ہے کہ اگر یہی مخالف فوجیں ان پر مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد کی جنگ میں شرکت کی دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے پھر شہر میں بہت کم ٹھہرتے بلکہ سنتے ہی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے کیونکہ وہ تو ان کے حسب منشا ہے مگر مسلمانوں میں مل کر کام کرنا خلاف منشا ہے حالانکہ اس سے پہلے اسی زبان کے ساتھ خدا سے وعدہ کر چکے تھے کہ وقت پڑنے پر ہرگز پیٹھ نہ دیں گے لیکن آخر کار ثابت ہوا کہ یہ لوگ قول کے پکے اور بات کے سچے نہیں- مگر کیا یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے نہیں پوچھے گا؟ بے شک پوچھے گا کیونکہ خدا کے وعدہ کا سوال ضرور ہوگا- ہرگز تخلف نہ ہوگا غور کرنے سے ان کی اس بزدلی کا اصل راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ موت سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں- پس اے نبی! تو ان سے کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور بھاگ کر بھی تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے جو قریب قریب نفی کے ہوگا- اے نبی! تو آہستگی سے یہ بھی ان سے کہہ اور سوال کر بھلا اگر خدا تمہارے حق میں کسی قسم کی برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ سے ورے کون ہے جو اس فائدے کو تم سے روک لے یا اس کی مصیبت سے تمہاری حفاظت کر سکے-

وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی اور مددگار نہ پائیں گے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے

مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً

کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ یہ منافق لوگ تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم

عَلَيْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

شریک ہوتے ہیں۔ جب کوئی خوف آتا ہے تو تم ان کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت سے غشی

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً

آئی ہو۔ پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے تو یہ لوگ بہتری کی امید پر بڑی تیز لسانی سے تمہارے

عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

ساتھ باتیں کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ نے ان کے نیک کام ضائع کر دیئے اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے

اور اس کی آئی ہوئی بلا کو ٹلا دے یا رحمت کو روک دے؟ کوئی نہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

اوست سلطان ہرچہ خواہد آں کند　　عالمے را در دمے ویران کند

اس لیے کوئی بھی ان کو نہ بچا سکے گا اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی نہ مددگار پائیں گے کیونکہ ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا　　نیست کس را زہرہ چون وچرا

پس تم سن رکھو کہ تم میں سے جو خود بھی شریک کار نہیں ہوتے اور دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے ملکی اور آبائی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور لڑائی سے الگ رہو۔ میاں دنیا میں آخر انسان کو کبھی کسی سے مطلب کسی سے کام۔ جب ہی تو کسی دنیادار تجربہ کار نے کہا ہے ؎ بشر کو چاہئے ملتا رہے زمانے میں　　کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہے
یقین جانو خدا ان سب کو جانتا ہے چونکہ یہ منافق لوگ تم مسلمانوں کے دل سے خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں تمہارے قومی کاموں میں نہ مال سے مدد کرتے ہیں نہ جان سے اسی لیے تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں جب کوئی خوف سامنے سے آتا ہے تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت سے غشی آئی ہو یعنی حیران و ششدر ہو رہے ہیں کیا کریں؟ پیچھے ہٹیں گے؟ آگے بڑھیں؟ پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے اور بجائے تکلیف کے فتح یابی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو یہ منافق لوگ بدستور سابق خیر اور بہتری کی امید پر اپنے مطلب کے لیے بڑی تیز لسانی سے تمہارے ساتھ باتیں کرتے ہیں، چبڑ چبڑ کر کے بولتے ہیں۔ میاں! میں نے فلاں آدمی کو ایسا دھکہ دیا کہ بس چاروں شانے چت گرا۔ کوئی کہتا ہے فلاں مشرک فلاں مومن پر چڑھا آ رہا تھا میں نے جو دیکھا تو پیچھے سے ایک لگائی بس اس کا تو اسی میں کام تمام ہو گیا۔ غرض اسی قسم کی مطلبی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ یہ سب کچھ ان کی خوش آمدی کارروائی ہوتی ہے جو اہل بصیرت کے نزدیک ایک سفیہانہ حرکت ہے مگر یہ کیوں ایسی حرکت کرتے ہیں؟ اس لئے کہ چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک کام بھی ضائع کر دیئے کوئی ثواب ان کو نہ ملے گا کیونکہ ان اعمال صالحہ میں جب کفر و شرک کی آمیزش ہے تو کس طرح ان کا صلہ ان کو مل سکے؟ اس لیے سب کئے کرائے اکارت گئے اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے کفار کی ظاہری عظمت اور بزرگی ہے تو مخلوق کے نزدیک ہے نہ کہ خدا کے نزدیک۔

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ

ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر کوئی لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم دیہاتوں میں

فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾

بسے ہوئے وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور اگر یہ لوگ تم میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

رسول خدا میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ کی ملاقات اور پچھلے دن کی بہتری کی امید رکھتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے ہیں

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

عمدہ نمونہ ہے اور جب ایمانداروں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے

وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ

ہم سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے بھی انکے ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔ انہی ایمانداروں میں

الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

ایسے لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے نکلے

یہ منافق لوگ بداعمالی کے علاوہ بزدل ایسے ہیں کہ ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ مخالف لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر آج کوئی مخالف لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم شہر سے باہر دیہاتوں میں بسے ہوتے۔ وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور خود اس بلا میں مبتلا نہ ہوتے نہ آنکھوں سے دیکھتے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم مسلمانوں میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔ وہ بھی اس لیے کہ ہمیں کوئی بزدل نہ کہے یا بدخواہ نہ سمجھے۔ حالانکہ رسول خدا بنفس نفیس لڑائی میں شریک ہے اور رسول خدا بحیثیت دین کے جو کام کریں اس میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور پچھلے دن قیامت کے روز کی بہتری کی توقع رکھتے ہیں یعنی آخری دن کے لیے تیاری کرتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے ہیں' رسول خدا حضرت محمد ﷺ ان کے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ وہ دین کے کاموں میں جو کچھ کرے اس کی پیروی کرنی تم کو واجب ہے۔ اس لیے تو جو لوگ پختہ ایماندار ہیں وہ ہر بات میں پیغمبر خدا ﷺ کے قول و فعل کو یاد رکھتے ہیں اور اس کے پابند رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب پختہ ایمانداروں نے کفار کی فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم سے پہلے ہی سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ واقعی جو کچھ فرمایا تھا وہی ہوا اس میں ذرہ بھی تخلف نہ ہوا۔ ہم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند

گر عاشق صادقی زکشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

جب سے ہم کو یہ ارشاد ہوا ہے ہم تن بتقدیر تھے چنانچہ آج ہم نے بچشم خود دیکھ لیا کہ کفار کی فوجیں بے انتہا ہمارے سامنے ہیں مگر ہم اپنے ایمان پر پختہ ہیں۔ ان کو خدا نے تسلی بخشی اور اس مشکل واقعہ سے بھی ان کی ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔ الحمد للہ جیسے جیسے خام لوگ مصیبت میں گرتے گئے پختہ ایماندار ترقی کر گئے' ذالک فضل اللہ۔ انہی پختہ ایمانداروں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انھوں نے جانثاری اور فرمانبرداری کے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے اترے ان

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ

ان میں سے بعض نے اپنی کامیابی حاصل کر لی اور بعض ان میں کے ابھی انتظار میں ہیں-اور انہوں نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی نتیجہ یہ ہوگا کہ

الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے گا اور منافقوں کو چاہے گا تو عذاب ہوگا یا ان پر رحم کرے گا- خدا بڑا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ

بخشنے والا مہربان ہے- خدا نے کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس کیا انہوں نے کچھ فائدہ نہ پایا

میں سے بعض نے اپنی کامیابی کر لی یعنی شہید ہو گئے کیونکہ انھوں نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہی قرار دے رکھا تھا کہ مر کر حیات پادیں اور بعض ان میں کے ابھی اس انتظار میں ہیں کہ کب کوئی موقع ملے کہ جان دے کر جان لیں اور انھوں نے اس وعدے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی- کیونکہ وہ جانتے ہیں ؎

نا اگر تو مید ہی نانت دہند جاں اگر تو مید ہی جانت دہند

وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس جانکاہی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ سچوں کو نیک بدلہ دے گا اور منافقوں یعنی دو رخوں کو چاہے گا تو عذاب کرے گا یا ان پر رحم فرماوے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے- مہربان ہے ان مومنوں کے استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کو فتح دی اور کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس[1] کیا انھوں نے (کافروں) نے اس مہم میں کچھ فائدہ نہ پایا-

---

[1] مدینہ منورہ میں یہودیوں کی دو قومیں بڑی سخت رہتی تھیں ایک کا نام بنی قریظہ اور دوسری کا نام بنی نضیر تھا- دونوں قومیں ہمیشہ مسلمانوں کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکاتی تھیں یہاں تک کہ ان میں چند آدمی (سلام بن ابی الحقیق- حی بن اخطب- کنانہ بن ربیع اور ابو عمار وائلی وغیرہ مل کر) مکہ والوں کے پاس آئے اور یہ واقعہ ہجرت سے چوتھے سال کا ہے- مکہ والوں کو ان کو یوں بہکایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ مل کر ان مسلمانوں کا ستیاناس کر ڈالیں مکہ میں بھی بعض سردار تجربہ کار تھے انھوں نے کہا تم لوگ پڑھے لکھے ہو اور ہمارے اور مسلمانوں کے اختلافات پر بھی مطلع ہو- بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ہم دونوں میں سے کس کا مذہب اچھا ہے؟ یعنی بت پرستی اچھی ہے یا اسلام اچھا؟ بے خود مطلب یہودیوں نے باوجودیکہ ان کے مذہب میں بھی بت پرستی منع تھی صاف کہہ دیا کہ تم لوگ مسلمانوں سے اچھے ہو اور تمہارا دین بھی ان کے دین سے اچھا ہے- اس کے بعد یہودیوں نے مکہ والوں کا دیو شیشے میں اتار لیا- یہاں تک کہ ان سے پختہ وعدہ بلکہ بیعت اس امر کی لی کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ضرور لڑیں گے قریشیوں سے وعدہ لے کر یہودیوں کا یہ وفد غطفان' قیس اور غیلان کے قبیلوں کے پاس گیا' ان کو تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ قریشیوں نے وعدہ کر لیا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں قریش عموماً سردار تھے غرض کہ سب کو انھوں نے جنگ پر آمادہ کر لیا آخر کار قریش اور دوسری قومیں مل کر مہم عظیم کی شکل میں نکلیں- قریش کا جرنیل ابو سفیان والد معاویہ (رضی اللہ عنہ) تھا اور غطفان کا جرنیل عینیہ بن حصن تھا- جب ان کو خبر حضور نبوی تک پہنچی تو آپ نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا بلکہ بذات شاہان خود بھی اس خندق کو کھودنے میں شریک رہے- آنحضرت نے ایک خط طویل کھینچ دیا اور مہاجر اور انصار رضی اللہ عنہم کو خندق کھودنے پر مامور فرمایا- اس موقع پر ایک عجیب واقع ظاہر ہوا کہ ایک مقام پر ایک سخت پتھر ایسی طرز سے پیش آیا کہ آنجناب ؐ کے خط میں رخنہ انداز تھا اور سخت بھی تھا- صحابہ کرام نے اپنی طبعی اطاعت کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا کہ ہم باختیار خود اس خط سے جو خود سرور کائنات نے ہم کو کھینچ دیا ہے خلاف ورزی کریں اس لیے انھوں نے آنجناب کی خدمت میں اطلاع کی- حضور نے بعد ملاحظہ خود اپنے ہاتھ سے اس پتھر پر ایک ضرب رسید کی تو اس میں سے ایک چمکارا سا نکلا حضورؐ نے یہ دیکھ کر تکبیر (اللہ اکبر) پڑھی یہ سن کر سب مسلمانوں نے تکبیر کہی اس طرح تین دفعہ ہوا- آخر اس تکبیر کا سبب حضرت سلیمان فارسی کے دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ پہلی دفعہ جو چنگارا سا نکلا اس سے مجھ کو مقام عبرہ اور ملک فارس کے محلات دکھائے گئے تھے اور مجھ کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا ہے کہ ان محلات پر میری امت قابض ہو گی پھر جب دوسری دفعہ میں نے مارا تو اس سے قیصر روم کے محلات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ ان محلات پر تیری امت قابض ہو گی پھر

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ

اور اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا- خدا بڑا قوی اور غالب ہے اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

نے ان کی مدد کی تھی خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا- ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے

اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ سے بچالیا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے کافر چلتے بنے کیونکہ مسلمان مضبوط رہے اور ان کے مضبوط رہنے کی بڑی وجہ یہ تھی خدائے تعالیٰ چونکہ بڑا قوی اور غالب ہے اس نے ان کو قوت بخشی اور اہل کتاب یہودیوں میں سے جن لوگوں نے ان مکہ کے مشرکوں کی مدد کی تھی اور ان کا ناجائز ساتھ دیا تھا خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ باوجود اچھی خاصی اور کافی تعداد ہونے کے بھی وہ کچھ نہ کر سکے حالانکہ ایک فریق کو جو تمہارے مقابلہ میں آیا تھا اس کو تو تم قتل کرتے تھے-

---

تیسری دفعہ کی روشنی میں ملک صنعاء کے محلات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ یہ محلات تیری امت کو ملیں گے پس تم مسلمان خوش ہو- مسلمانوں نے کہا الحمد للہ خدا کے وعدے سچے ہیں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) یہ پیش گوئی سن کر منافقوں نے بطور طعن کے کہا کہ لو بھئی باہر پاخانہ پھرنے کو تو جا نہیں سکتے اور ملکوں کو فتح کے خواب دیکھتے ہیں مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ ؎

ما درچہ خیالیم وفلک درچہ خیال کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال

آخر وہی ہوا جو خدا نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا تھا- خندق کے موقع پر صحابہ کرام کو کفار کی طرف سے بے شمار تکالیف پہنچیں- گھبراہٹ جنگ کے علاوہ قحط کی تکلیف شدید یہاں تک ہوئی کہ الامان- ایک واقعہ اسی کے متعلق صحیح بخاری سے ہم سناتے ہیں-

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خود حضور پیغمبر ﷺ کے پیٹ مبارک پر بھوک سے پتھر بندھا ہوا تھا تین روز تک ہم ایسے ہی بھوکے رہے- آخر کار مجھ سے رہا نہ گیا میں نے عرض کیا حضرت مجھے اجازت ہو تو اپنے گھر تک ہو آؤں- میں نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا میں نے حضورؐ کے چہرے مبارک پر بھوک کی وجہ سے ایسی کچھ حالت دیکھی ہے کہ مجھ سے اس کے دیکھنے پر صبر نہیں ہو سکا- تیرے پاس اناج ہے؟ اس نے کہا کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے- میں نے جھٹ سے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے وہ جو چکی میں پیس لیے- ہم نے ایسی پھرتی کی کہ جھٹ سے ہنڈیا چولھے پر دھر دی اور آٹا بھی گوندھ لیا- میں نے آ کر حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؐ تھوڑا سا کھانا ہے حضور اور خود ایک دو آدمی ساتھ لے چلئے- حضورؐ نے پوچھا کتنا ہے؟ میں نے اس کا اندازہ بتلایا کہ تھوڑا سا ہے- آپ نے فرمایا بہت ہے- مجھے حکم دیا کہ جا اپنے گھر میں کہہ دے کہ جب تک میں نہ آؤں چولھے پر سے ہنڈیا مت اتاریو اور تنور سے روٹیاں مت نکالیو یعنی روٹی پکانا شروع بھی نہ کرنا ادھر تو مجھ یہ کو فرمایا ادھر فوج میں سب کو کھانے کے لیے فرمادیا- میں نے اپنی بیوی سے خفگی کے لہجے میں کہا کم بخت لے آنحضرت تو تمام لشکر کے ساتھ آگئے اب کیا کرے گی؟ میری بیوی نے کہا تجھ سے آنحضرتؐ نے کچھ پوچھا تھا؟ میں نے کہا ہاں- اس کی غرض تھی کہ جب پوچھ کر لشکر ساتھ لائے ہیں تو خود ہی انتظام فرمادیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ اندر چلو اور گھبرا کر نہ چلو- آپ نے روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ہنڈیا اور تنور کو اوپر سے ڈھانپ دیا اور روٹیوں کے ٹکڑوں پر گوشت اور شوربا ڈال کر دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا پھر میری بیوی کو فرمایا لے اب تو کھا اور اپنی سہیلیوں اور پڑوسیوں کو تحفہ میں بانٹ- غرض اسی قسم کی تکلیفات شاقہ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کئی دنوں تک رہیں آخر کار مکہ والوں اور بنی قریظہ اور بنی نضیر میں بھی باہمی کچھ بدگمانیاں ہو گئیں اور ادھر خدا تعالیٰ نے بڑے زور کی سخت ہوا اور ملائکہ کی مدد بھیجی' جسکا ذکر قرآن شریف کی ان آیات میں ہے بس اس آفت نے تو مکہ کے مشرکوں کے چھکے چھڑا دیئے اور وہ ایک ایک کر کے بھاگتے بنے اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو لڑائی بھڑائی کے بغیر ہی فتح بخشی (منہ)

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ

اور ایک جماعت کو قید اور ان کی زمینوں مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کردیا- اس کے علاوہ اور زمین کا بھی

تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے- اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو

اور مستورات بچوں اور بوڑھوں کی ایک جماعت کو تم قید کر رہے تھے مگر کسی جانب سے صدائے برنخواست کوئی اف تک نہ کرتا تھا- ایسے مبہوت اور مرعوب تھے کہ کاٹو تو لہو نہیں چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند- اسی لیے خدا نے تم کو ان پر فتح دی اور زمینوں' مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کر دیا جو غنیمت میں تم کو ملے- اس کے علاوہ اور زمین کا بھی تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم نہیں رکھا[1] بلکہ محض خدا کے فضل سے ایسا ہوا ہے کیونکہ تمہاری مظلومیت کی اب حد ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے' صرف حکم کی دیر ہے- وہ اگر کسی مقرب بندے کو تنگ حال رکھتا ہے تو اس کی بھی کوئی حکمت ہوتی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ اس کو وسعت نہیں دے سکتا بلکہ ان بندگان خدا کو بھی ایسی ہی حالت مرغوب ہوتی ہے انکو خدائے تعالیٰ کی طرف سے اگر وسعت روزگار کا اختیار دیا جائے تو وہ کہتے ہیں ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی   دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کنند

پس اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو اور اسی لیے مجھے تنگ کرتی ہو کہ میں تم کو فاخرہ لباس اور زیورات بنادوں تو بہتر ہے[2]

شان نزول

[1] خیبر کی زمین کی طرف اشارہ ہے جو بوقت نزول اس آیت کے ہنوز فتح نہ ہوئی تھی مگر علم الٰہی میں اس کا فتح ہونا مقدر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے خیبر فتح ہو گئی (منہ)

[2] زیور کی خواہش عورتوں میں طبعی ہے حضور پیغمبر خدا ﷺ کی ازواج مطہرات نے حسب عادت مستورات کے زیب و زینت کے سامان کچھ طلب کئے اور بضد طلب کئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی- (منہ)

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ
تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور
رَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾
رسول کی خوشنودی اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم نیکوکاروں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔
يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
اے پیغمبر کی بیویو! جو کوئی تم میں سے کوئی[1] ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دگنا عذاب کیا جائے
ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾
گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے

آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں کیوں کہ مجھ درویش کے گھر میں اس قسم کے جھگڑے غیر موزوں ہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ ؎

قرار در کف آزادگان نگیرد و مال نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

اور اگر تم میری ہدایت کی تابع ہو کر اللہ اور رسول کی خوشنودی اور دار آخرت کی زندگی کو چاہتی ہو تو سنو اللہ تعالیٰ نے تم نیک کاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ سنو خدا خود تم کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرماتا ہے اے پیغمبر کی بیویو! یہ مت سمجھنا کہ تم ازواج مطہرات ہو کر کسی ایسے رتبہ پر پہنچ گئی ہو کہ کسی طرح کا تم سے مواخذہ نہ ہو گا بلکہ یاد رکھو کہ جو کوئی تم میں سے کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دوسروں کی نسبت دگنا عذاب کیا جائے گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے۔

---

[1] اس طرح ترجمہ کرنے میں اشارہ ہے کہ منکن میں من بیانیہ ہے نہ کہ تبعیضیہ۔ اس لیے کہ دوسری آیت میں کل ازواج مطہرات کو طیبات کہا ہے ﴿الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات﴾ پس اس جگہ من تبعیضیہ مراد لینا صحیح نہیں۔ (منہ)

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دگنا ثواب

مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ

دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے- اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبے کی نہیں

النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ

ہو- اگر تم ڈرتی ہو تو تم دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ اپنے

وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۚ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ

مطلب کی توقعات رکھنے لگیں گے اور دستور کے موافق بات کہا کرو اور اپنے مکانوں میں قرار سے رہیو اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح برہنہ

الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ

نہ پھرنا اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا- خدا کو بس

اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۚ﴿۳۳﴾

یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت سے نجاست دور رکھ کر تم کو پاک رکھے

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دوسروں سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے- اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبہ کی نہیں ہو' تم حرم محترم نبوی ہو- تم مہبط نزول وحی ہو- تم اہل بیت رسول ہو' غرض تم سب کی سردار ہو- تمام امت نے تمہارے طریق پر چلنا ہے- پس اگر تم واقعی خدا تعالیٰ سے ڈرتی ہو جیسی کہ تم سے توقع ہے تو تم کسی شخص کے ساتھ جو پس پردہ تم سے بولے دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں فسق' فجور یا نفاق کی بیماری ہے وہ اپنے مطلب کی توقعات رکھنے لگیں گے- اس لئے جواب دیتے وقت بھی تم کسی قسم کی غیر معمولی نزاکت کا اظہار نہ کیا کرنا- یہ مطلب بھی نہیں کہ خواہ مخواہ بدزبانی اختیار کرنا نہیں بلکہ ملائمت سے باتیں کیا کرو اور دستور کے موافق بات کہا کرو جس میں کسی قسم کی نہ غیر معمولی نزاکت آمیز نرمی معلوم ہو جیسی بعض نازک مزاج عورتیں معشوقانہ ادائیں ہر رنگ میں دکھایا کرتی ہیں نہ غیر معمولی سختی ہو کہ سننے والا تمہاری بداخلاقی کا قائل ہو جائے جس سے حضرت نبوت کی بھی بدنامی ہو- اس لئے تم کو حکم ہے کہ تم امن چین سے رہو اور اپنے مکانوں میں قرار و وقار سے رہیو اور پہلے زمانہ کی جاہلیت کی طرح برہنہ نہ پھرنا جیسے ہندوستان کی ہندوانی عورتیں پھرا کرتی ہیں کہ ہر کہ ومہ ان کو دیکھتا ہے اور دل لگی کرتا ہے- تم ایسا مت کرنا اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور بڑی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا- یہ تاکیدی حکم تم اہل بیت اور خاندان رسالت کو اس لیے دیئے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت[1] سے بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی نجاست دور رکھ کر تم کو بالکل پاک اور صاف ستھری نتھری رکھے

[1] اس آیت میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کے متعلق علماء اسلام کے دو گروہ ہیں ایک تو قرآن مجید کے ساتھ رہے ہیں ایک حدیث کی طرف لگ گئے ہیں بظاہر ہمارے اس کہنے سے گمان ہو گا کہ قرآن وحدیث آپس میں مخالف ہیں اس سے ہم ذرا تفصیل سے اس جگہ لکھیں گے کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید کی آیات بینات پر جو ادنیٰ سی نظر ڈالے اسے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں جو خدائے تعالیٰ نے اہل بیت کا لفظ فرمایا=

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہے تم ان کو خوب یاد کیا کرو- بے شک اللہ بڑا راز دان باریک بین خبر دار ہے

ع ۷

اس وقت جو تم بمنشاء خداوندی حرم نبی کی عزت سے معزز ہو تمہاری اس وقت کی پاکی اور صفائی پر کافی دلیل ہے کیونکہ اگر تم ایسی نہ ہوتیں تو پیغمبر خدا کے ساتھ تمہارا جوڑ نہ ہوتا تمہاری آئندہ کی صفائی کے لیے ہمارا یہ حکم کافی ضمانت ہے پس تمہارے مخالفوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بدزبانی اور فیشن زنی سے زبان کند رکھیں- اس لیے اے اہل بیت پیغمبر! تم مطمئن رہو اور جو کچھ اللہ کی آیات اور ایمانی حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں تم ان کو خوب یاد کیا کرو- یہی قرآن اور الٰہی حکمت تمہاری حفاظت اور حمایت کریں گے جو لوگ ان ہی کے پیرو ہو کر دین سیکھیں گے تو وہ سیدھی راہ پاویں گے اور جو دینی امور کی تحقیق کا مدار غلط روایات اور نفسانی خواہشات پر رکھیں گے وہ خود بھی بہکیں گے اور لوگوں کو بھی بہکائیں گے اپنا ہی کچھ کھوئیں گے کسی کا کیا گنوائیں گے- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا راز دان اور خبر دار ہے جو کوئی جس نیت سے کام کرتا ہے اس کو جانتا ہے تم بھی اس کی خبر داری سے خبر دار رہیو-

---

= ہے اس سے یقیناً ازواج مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ تمام صیغے مؤنث کے ہیں تو انہی کے لیے ہیں' خطاب ہے تو انہی کو ہے' آگے پیچھے جو الفاظ ہیں انہی کے حق میں ہیں' پہلے ان کو نساء النبی کہہ کر خطاب فرمایا ہے اس سے بعد سب صیغے مؤنث کے چلے آرہے ہیں حتیٰ کہ لا تبرجن بھی صیغہ مؤنث فرمایا ہے جو اہل بیت سے پہلا لفظ ہے اہل بیت کے آگے بھی انہی کو واذ کرن سے بصیغہ مؤنث خطاب ہے پس آیت کی نحوی ترکیب کے علاوہ معنوی ترکیب یہ ہے کہ اہل بیت کے لفظ سے پہلے جتنے جملے ہیں بمنزلہ دعویٰ کے ہیں اور یہ بمنزلہ دلیل کے- یہ گویا اس سوال کا جواب ہے جو کوئی کہے کہ ازواج نبی کو اس قدر مؤکد بصیغہ خطاب نام لے کر کیوں حکم دیئے جاتے ہیں تو اس کا جواب یوں دیا کہ خدا کو ان پاک کرنا منظور ہے اور اگر اہلبیت سے مراد ازواج مطہرات نہ ہوں بلکہ ان کے سوا چار تن پاک (حضرت علی' فاطمہ' حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) مراد ہوں جیسا کہ فریق ثانی کا خیال ہے تو آیت موصوفہ ایک ایسا بے جوڑ کلام بن جائے گا کہ جس کی نظیر دنیا بھر میں نہ ملے گی جس کی تصویر یہ ہوگی کہ :

اے نبی کی بیویو! تم یہ کرو وہ کرو' اندر بیٹھو باہر نہ نکلو- خدا چاہتا ہے کہ حضرت علی' فاطمہ حسن اور حسین ص ہ و غیرہ کو پاک کردے اور تم نبی کی بیویو! قرآن یاد کیا کرو وغیرہ

غالباً ناظرین اس ترجمہ ہی سے کلام کی خوبی کا اندازہ لگا سکیں گے اور اس کی مثال میں شاید خود ہی اس کلام کو پا جائیں گے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص (زید) کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم کھانا کھاؤ- پانی پیو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ عمر (تیسرا شخص) سیر ہو جائے اور اس کی بھوک کی شکایت رفع ہو' کیا ہی لطیف کلام ہے فعل میں کوئی مخاطب ہے اور نتیجے میں کوئی اور-

اس کے علاوہ قرآن شریف کا محاورہ' ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی بیوی اہل بیت ہے- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصے میں بیان ہے کہ فرشتے نے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی خوشخبری دی تو حضرت ممدوح کی بیوی نے اس پر حیرانی کا اظہار کیا- فرشتے نے یہ حیرانی سن کر جواب دیا کہ :

﴿اتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد﴾

''اے اہل بیت! خدا کی رحمت اور برکات تم پر ہوں تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو'' اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت اہل بیت ہوتی ہے-

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

مسلمان مردوں اور عورتوں' ایماندار مردوں اور عورتوں' فرمانبردار مردوں اور عورتوں سچے یعنی راست گو مردوں اور عورتوں'

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

صابر مردوں اور عورتوں' ڈرنے والے مردوں اور عورتوں'

اگر تم کو خیال گزرے کہ ہمیں جو تابعداری کا ایسا زوردار حکم ہوتا ہے تو اس کا بدلہ ہم کو کیا ملے گا تو سنو تم تو ایک بہت بڑے درجے پر ہو خدا کے ہاں تو عام قانون ہے کہ پکے مسلمان مردوں اور عورتوں' ایمان دار مردوں اور عورتوں' فرمانبردار مردوں اور عورتوں سچے یعنی راست گو مردوں اور عورتوں' صابر مردوں اور عورتوں' خدا سے ڈرنیوالے مردوں اور عورتوں

=اس کے علاوہ اگر عربی فارسی بلکہ کل زبانوں کا محاورہ دیکھیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی اہل بیت ہے- مرد کی جب تک شادی نہ ہوئی ہو تو عربی کہتے ہیں تجرد فلان وہ مجرد ہے اور جب شادی ہو جائے تو کہتے ہیں تاھل فلان یعنی وہ متاہل ہو گیا یہی محاورہ اردو فارسی میں بھی ہے مجرد و متاھل کچھ شک نہیں کہ انسان کی اولاد بھی اہل ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ ان کی اہلیت بھی بیوی کی اہلیت پر متفرع ہے اور بغور دیکھا جائے تو اولاد کی اہلیت ایک حد تک محدود ہے مگر بیوی کی اہلیت نامحدود- یہی وجہ ہے کہ اولاد بالغ ہو کر خصوصاً اولاد اناث الگ ہو جاتی ہے مگر بیوی بیوی رہ کر کبھی الگ نہیں ہوتی- نہ اس کا الگ ہونا شرعاً و عرفاً صحیح ہوتا ہے

نہایت حیرانی ہے حیرانی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے کہ لڑکی داماد بلکہ نواسوں تک کو اہل بیت بنایا جائے مگر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج سمجھا جائے اور قرآن شریف کو اس کے اصل معنے سے الگ کر کے اپنی رائے کو مضبوط کیا جائے بھلا یہ ظلم کب روا ہو سکتا ہے-

اسی موقع پر بغرض مزید تحقیق فریق ثانی کے دلائل کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے تاکہ پوری تحقیق ہو سکے-

فریق ثانی کی ایک دلیل تو اسی آیت کے بعض الفاظ ہیں مگر سردفتر ان کی دلیل ایک حدیث ہے اور کسی قدر غلو محبت بھی شامل ہے-

آیت کے جس لفظ سے وہ دلیل یا قرینہ بتلاتے ہیں وہ اہل بیت کے ساتھ کم صیغہ جمع مذکر ہے- وہ کہتے ہیں اہل بیت کہہ کر جس صیغے سے ان کو خطاب کیا ہے وہ مذکر کا صیغہ ہے تو معلوم ہوا کہ اہل بیت کوئی مذکر کی جماعت ہے یا کم از کم ان میں مذکروں کی کثرت ہے- اس کا جواب یہ ہے کہ "کم" کی تذکیر بلحاظ اہل کے ہے کیونکہ اہل کا لفظ مذکر ہے- یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں بھی اہل بیت کے ساتھ بصیغۂ مذکر ہی خطاب ہوا ہے- غور سے دیکھئے ﴿اتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاة عليكم اهل البيت﴾

اس طرح حضرت موسیٰ کے قصے میں ہیں ﴿قال لاهله امكثوا انى انست نارا﴾ حضرت موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے اس جگہ اہل کو بصیغہ مذکر "امکثو" خطاب فرمایا ہے پس اس صورت کی تذکیر سے مخاطبوں کا مذکر ہونا لازم نہیں آتا- حدیث جو اس دعویٰ پر لائی جاتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ :

قالت عائشةؓ خرج النبى ﷺ غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن على فادخله ثم جاء الحسن فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء على فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ایک صبح کو نکلے تو آپ پر ایک سیاہ لوئی تھی اتنے میں حسن اور حسین بن علی آئے پس اس لوئی میں داخل ہو گئے- زاں بعد حضرت فاطمہ آئیں پس وہ بھی اس میں داخل ہو گئیں پھر حضرت علی آئے وہ بھی اس میں داخل ہو گئے- اس سے بعد آں حضرت نے فرمایا کہ انما يريد الله یعنی اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے ناپاکی کو دور رکھے اور تم کو بالکل پاک رکھے-

وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ

صدقہ کرنے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ

مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے خدا نے بخشش اور

لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بہت بڑا بدلہ تیار کر رکھا ہے

صدقہ خیرات کرنے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں اپنے شرگاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں- غرض ان سب کے لیے خدا نے بڑی ؎ اور بڑا بدلہ تیار رکھو ہے ان کے اعمال صالحہ کا عوض ان کو ضرور ملے گا لیکن فرمانبرداری اسکا نام نہیں کہ صرف زبان سے ہاں ہاں کرے اور عمل کچھ بھی نہ کرے سے بلکہ فرمانبرداری یہ ہے کہ

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

فریق ثانی کہتے ہیں کہ جب آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرات (علی فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) اہل بیت ہیں اور آپ نے خود یہ آیت انہی کے حق میں پڑھی تو پھر کسی دوسرے کے لیے کیا مجال رہی-

جواب اس کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے اس آیت کو ان حضرات پر پڑھا تو اس سے یہ غرض نہ تھی کہ اس آیت کا مصداق بتلادیں بلکہ یہ آپ نے اپنی تمنا کا اظہار کیا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ خداوندا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح تو نے میرے حقیقی اہل بیت کے ساتھ وعدہ طہارت فرمایا ہے اس وعدہ میں ان کو بھی شریک فرمالے کیونکہ یہ بھی گویا میرے اہل بیت ہیں قرینہ اس تاویل کا ایک روایت ہے جو اس قصے میں بروایت ترمذی یوں آئی ہے قالت ام سلمته وانا معهم یانبی الله قال انت علی مکانك وانت علی خیر (ترمذی کتاب التفسیر) کہ جس وقت آپ نے اصحاب کسار (لوئی والوں) کو لوئی میں چھپا کر دعا کی تھی اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ (زوجہ رسول اللہ ﷺ) نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا تو اپنے مرتبہ پر ہے تو سب سے اچھی حالت میں ہے اس روایت میں ام سلمہ کو علی خیر کہہ کر حضور نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن مجید میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کی حقیقت مصداق آپ ہی ازواج مطہرات ہی ہیں اور اصحاب کسا (لوئی والے) الحاقی اور معنوی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اصل مصداق الحاق سے خیر اور افضل ہوتا ہے اس کی مثال بھی ایک لکھتا ہوں کسی شخص کے دو بیٹے ہیں اور دو یتیم بھتیجے ہیں شخص مذکورہ کی کوشش ہیکہ میرے یتیم بھتیجے بھی میری جائیداد سے حصہ لے سکیں تو مرنے کے وقت یا زندگی میں کس وقت اس نے لوگوں کے سامنے بھتیجوں کو بٹھا کر کہا کہ یہ میرے بیٹے ہیں خدا ان کو لائق وفائق بنادے یہ سن کر اور یہ حالت دیکھ کر شخص مذکورہ کا حقیقی بیٹا یوں کہے کہ مجھے بھی اس دعا میں شریک کیجئے شخص مذکورہ سنکر کہے انت علی مکانک انت علی خیر تو تو اپنے درجہ پر ہے اور تو بہت اچھی حالت ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شخص مذکورہ اپنے اصل بیٹے کو تو بیٹا جانتا ہے لیکن اس تجویز سے کوشش اس کی یہ ہے میرے بھتیجے جو حقیقتا میری نسل سے نہیں ہیں میری دعا ہے کہ ترقی مدارج میں میری نسل کے ساتھ ملحق ہو جائیں یہ غرض نہیں کہ وہ اپنا اصلی بیٹا ظاہر کرتا ہے ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسی طرح پیغمبر خدا صٰ نے اصحاب کسا کو اس رحمت الٰہی میں جو اہل بیت کے لیے خدا کے وعدے میں آچکی تھی اصحاب کسا کو شامل کرنے کی دعا اور تمنا ظاہر فرمائی اس سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ ہوا کہ اصحاب کسا بھی معنوی طور سے اہل بیت کے ساتھ ملحق ہیں یا امید ہے کہ ملحق ہوں چشم ماروشن دل ماشاد-

اس کی یا اس کی ضد کی ایک مثال حدیثوں سے ہم اور یہاں کرنا چاہتے ہیں-

فَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

اور کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جب کسی کام میں خدا اور اس کا رسول فیصلہ کردیں تو ان کو بھی اپنے کام

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

میں اختیار باقی ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے

اسی لیے کسی مسلمان مرد یا عورت[1] کو لائق نہیں کہ جب کسی دینی کام میں خدا اور رسول ان کے متعلق فیصلہ کردیں یعنی حکم دیں تو ان مسلمانوں کو بھی اپنے کام میں اختیار باقی ہو یعنی جب خدا کی طرف سے کوئی حکم آجائے خواہ ان کی طبائع کے برخلاف ہی ہو انکو لائق نہیں کہ چوں چرا کرسکیں جب کہ تمام قانون وہ سن چکے ہیں کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے لیکن

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں ارشاد ہے:
﴿ ولقد ضربنا للناس من كل مثل وكان الانسان اكثر شئی جدلا ﴾ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں مگر انسان بڑا جھگڑالو ہے۔
اس آیت میں انسان کو بڑا جھگڑالو کہا ہے اور اس کے جھگڑے کو ناپسند کیا ہے' اس لیے علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسان سے مراد کافر انسان ہے۔ اچھا اب ایک حدیث بھی سنئے۔
صحیح بخاری باب التہجد میں ایک حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم دونوں تہجد کی نماز پڑھا کرو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا ہمارے نفس اللہ کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہتا ہے اٹھالیتا ہے۔ یہ جواب سن کر آنحضرت واپس تشریف لے آئے اور فرمایا ﴿ كان الانسان اكثر شیء جدلا ﴾ آں حضرت نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ نے حضرت علی کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ آیت تو یقیناً کافر کے حق میں ہے لیکن حضرت علی کے اس جواب کو ناپسند کرکے بلحاظ اس جواب کے کسی قدر (نہ کہ کلیتاً) حضرت علی کو ان مجادلین سے ملحق فرمایا یا ملحق ہوجانے کا خوف دلایا۔
اسی طرح اہل بیت کے وصف طہارت میں اصحاب کسا کو شامل کرنے کی آپ نے دعا اور تمنا ظاہر کی نہ کہ اہل بیت کا حقیقی مصداق بتلایا۔ ہمارے خیال میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کی ان آیات کا ترجمہ ہی بغور پڑھے تو اس کو معلوم ہوسکتا ہے کہ جس طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت میں شک نہیں اسی طرح ازواج مطہرات کے حقیقی اہل بیت ہونے میں کلام نہیں ﴿ فافهم ولا تكن من الممترين ﴾

زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

[1] اس آیت کے متعلق تفسیر میں شان نزول لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید سے کرنا چاہا تھا مگر چونکہ زید ایک غلام تھا اور زینب ایک شریف خاندان کی آزاد عورت تھی اس لئے زینب اور اس کے بھائی دونوں نے یہ رشتہ نامنظور کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر بغور دیکھا جائے تو یہ شان نزول صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اصول شریعت کے مطابق دیکھا جائے تو گو نکاح کرنا ایک شرعی حکم ہے مگر یہ بات کہ نبی کسی خاص عورت کو کسی خاص مرد سے یا کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے نکاح کرنے پر شرعی طور پر مامور کرے صحیح نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتا تو کہ فلاں مرد سے شادی کر۔ اور اگر وہ عورت نہ مانے تو نافرمان قرار پائے۔ ہمارے اس دعویٰ پر بریرہ رضی اللہ عنہا والی حدیث قوی شہادت ہے جس میں مذکور ہے کہ بریرہ کا نکاح مغیث رضی اللہ عنہ سے تھا مگر بریرہ جب آزاد ہوئی تو بحکم شریعت اس کو سابقہ نکاح رکھنے نہ رکھنے میں اختیار تھا۔ بریرہ نے مغیث کے ساتھ نکاح رکھنے سے انکار کردیا مغیث اس کا شیفتہ تھا دیوانہ وار اس کے پیچھے روتا پھرتا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم تک بھی خبر پہنچی تو حضور کو رحم آیا آپ نے اپنی مجلس میں ایک دفعہ سرسری طور پر فرمایا کہ مغیث کی محبت اور بریرہ کا بخل بھی قابل دید ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو رحم آیا کہ آپ نے بذات خود بریرہ سے کہا کہ مغیث کو قبول کرلے۔ اس دانا عورت (رضی اللہ عنہا) نے کیسا آزادانہ جواب دیا کہ حضور آپ مجھ کو حکم فرماتے ہیں یا مشورہ دیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ حکم نہیں کرتا مگر مشورہ دیتا ہوں۔ بریرہؓ نے کہا حضور مجھے معاف فرمایئے میں اس پر عمل نہیں کرتی۔ یہ سنکر حضور نے

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ

جب تو اس شخص کو جس پر خدا کے انعام تھے اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہہ رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور

زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ

تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو لوگوں سے خوف کرتا تھا

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان عام اجازت کے ماتحت کوئی کام خانگی یا بیرونی ٗذاتی یا قومی کرنا چاہیں تو اس میں بھی تیری (نبی) کی اجازت ضروری ہو- نہیں ایسے امور میں وہ ماتحت رہ کر مختار ہیں- یہی وجہ ہے کہ جب تو (نبی) اس شخص کو جس پر خدا کے انعام تھے کہ پیدا کرنے کے علاوہ خدا نے اس کو ہدایت کی تھی اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہ ہدایت کے علاوہ تو نے اس کو غلامی سے آزاد کیا تھا ٗ اس کے ایک خانگی معاملہ کے متعلق کہہ رہا تھا جس میں وہ خود مختار تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر شاید تیرا ہی قصور ہو تو اس نے اس امر میں تیری فرمانبرداری نہ کی اور خدا کی طرف سے بھی اس پر کوئی خفگی نہ آئی- تو اس پر خفا ہوا کیونکہ اپنے خانگی کاموں میں وہ آزاد تھا- اس لیے وہ اس میں معتوب نہ ہوا اور تو (اے نبی) اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے آخر کار اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو اس کے اظہار میں لوگوں سے خوف کرتا تھا-

---

بھی کوئی رنج ظاہر نہ فرمایا- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح ٗ طلاق وغیرہ کے احکام شرعی ہیں لیکن خصوصیت سے ان میں مسلمان مجبور اور مامور نہیں کہ فلاں عورت سے یا فلاں مرد سے نکاح کرے خواہ نبی کی طرف سے بھی سفارش ہو ٗ تاہم مسلمان اس میں مختار ہے-

جب ہم اس اصول عامہ کو ملحوظ رکھ کر روایت مذکورہ جانچتے ہیں تو وہ ہم کو راوی کا اپنا فہم معلوم ہوتا ہے جو واقعات پر مبنی ہے ہمارا یہ کہنا کہ راوی نے اپنے فہم سے یہ شان نزول بیان کر دیا ہے جو واقعات پر مبنی نہیں کوئی صاحب بناء دعویٰ نہ سمجھے حضرت استاد الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ اپنے رسالہ "فوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں شان نزول کے متعلق ایک بسیط مضمون لکھتے ہیں اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ بسا اوقات راوی اپنے فہم سے کسی آیت کو ایک واقعہ کے کس ساتھ چسپاں سمجھتا ہے تو وہ حکم لگا دیتا ہے کہ اسی واقع کے متعلق اتری ہے چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں- شان نزولوں کی تعداد بھی اسی اصول پر مبنی ہے چنانچہ اس آیت کے متعلق متعدد شان نزول آئے ہیں-

غالباً اسی لیے علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے ﴿فهذه الاية عامة فی جمیع الامور وذلك انه اذا حكم الله ورسوله بشئی فلیس لا حد مخالفته ولا اختیار لاحد﴾ (تفسیر ابن کثیر) یعنی یہ آیت سب احکام میں عام ہے جب کبھی اللہ اور رسول کسی کام میں حکم دیں تو کسی مسلمان کو اس کی مخالفت جائز نہیں- اس تشریح کے بعد ہم اس آیت کے دوسرے حصے پر آتے ہیں جس میں ہم کو کفار سے روئے سخن ہے- عیسائی اور آریہ وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں پیغمبر اسلام علیہ السلام پر جسقدر مطاعن لکھے ہیں ان میں بہت سا حصہ اسی آیت کی وجہ سے ہے- کہتے ہیں کہ پیغمبر نے معاذ اللہ شہوت سے مغلوب ہو کر اپنے بیٹے (زید) کی بیوی اس سے چھڑوا کر آپ سے شادی کر لی- یہ حرکت ایک شائستہ انسان کی شان کے بھی مخالف ہے چہ جائیکہ ایک نبی کے- ہمارے خیال میں ان مخالفین کے اعتراضوں کی بنا زیادہ تر ہمارے ہی نادان دوستوں کی تحریریں ہیں جنہوں نے اپنی نادانی سے اس آیت کے متعلق وہ الفاظ تفسیروں میں جمع کر دیئے ہیں کہ ایک شریف آدمی کو سننے سے شرم آتی ہے- کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ زید کے گھر تشریف لے گئے تو زینب جو ایک خوبصورت عورت تھی دوپٹہ لئے بیٹھی تھی- آپ کی نظر اس پر پڑ گئی بس ایک ہی نگاہ میں دل ایسا بے قابو ہوا کہ حضور کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ سبحان اللہ مقلب القلوب (خدا دلوں کو پھیرنے والا ہے) جب زید (اس کا خاوند) آیا تو زینب نے اس سے یہ واقعہ ذکر کیا- زید سمجھ گیا اور اب اس کے دل میں زینب کی طرف کچھ کراہت پیدا ہو گئی اور اس نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب کو طلاق دینے کا منشا ظاہر کیا- یہ ہے وہ روایت جو نادان دوست مفسرین نے بے سوچے سمجھے نقل کی ہے ٗ اس کی تردید کرنے کی ہمیں حاجت نہیں بلکہ جو کچھ سلف مفسرین نے اس کی تردید کی ہے ہم وہی نقل کرتے ہیں-

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے پس جب زید نے اس عورت سے اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کردیا تاکہ مسلمانوں

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے۔ ریفارمروں (مصلحوں) کو لائق ہے کہ جو کام وہ اصلاح کے متعلق کرنا چاہیں حکمت و آشتی کر گزریں کسی نادان کے اعتراض کی پرواہ نہ کریں تو پس سنو ہم اس امر کو ابھی ظاہر کئے دیتے ہیں کہ جب شخص مذکورہ زید نے اس عورت سے جس کو روکنے کا تو نے حکم دے رکھا تھا اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا یعنی نکاح کی اجازت دے دی کہ بعد عدت پوری ہونے کے تو اس سے نکاح کر لیجئو۔ اس میں راز یہ ہے تاکہ تیرے اس نکاح کے بعد مسلمانوں کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے تعلق قطع کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو کیونکہ وہ لے پالک نہ ان کے بیٹے ہیں نہ وہ ان کے اصل باپ بلکہ محض ایک منہ کی بات ہے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح اس رسم لے پالک بنانے کی جڑ کٹ جائے گی۔

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہا:

"ایسا کہنے والے نے آنحضرت کی شان میں بہت بڑا حملہ کیا ہے۔ بھلا یہ کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت نے اس کو اب دیکھا ہو۔ حالانکہ زینب آپ کی پھوپھی زاد تھی۔ لڑکپن میں آپ اس کو دیکھتے رہے اس وقت چونکہ پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لئے عورتیں آپ سے چھپا بھی نہ کرتی تھیں آپ ہی نے اس کی شادی زید سے کرائی تھی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ کہ آپ بظاہر تو زید کو سمجھائیں کہ اسے مت چھوڑ اور دل میں اس کی طلاق کی خواہش ہو"

اس تردید کے علاوہ بغور دیکھا جائے تو خود اسی روایت میں اس کی تردید کے الفاظ ملتے ہیں۔ اسی روایت میں ہے کہ زید نے جب اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضور نے فرمایا ﴿ارابك منها شئی﴾ کیا تجھے اس کی کوئی بات ناپسند ہوئی ہے۔ زید نے عرض کیا ﴿ما رایت منها الا خیر ولکنها تتعظم علیّ بشرفها وتو ذینی بلسنا نها﴾ (میں نے اس میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ پایا لیکن وہ اپنی شرافت خاندانی کی وجہ سے مجھ پر علو رکھتی ہے اور مجھے کمینہ جانتی ہے اور زبان کی بدگوئی سے مجھے ایذا دیتی ہے)

ان الفاظ میں زید نے زینب کی ناچاقی اور طلاق تک نوبت پہنچنے کے اسباب خود ہی بتلائے ہیں اور حضور کا رکھنے کی بابت اسکو حکم دینا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اب ناظرین کا اختیار ہے کہ اس روایت کے مصنف کو سچا سمجھیں اور جناب رسالت مآب اور صحابی زید کو جھوٹا جانیں کہ انہوں نے اس طلاق کی جو وجوہات بتلائیں وہ غلط تھیں بلکہ دراصل کچھ اور تھیں (معاذ اللہ)

اس روایت کی تنقید کے بعد اب مخالفین سے تصفیہ بہت آسان ہے۔ اصول گفتگو تو یہ ہے کہ نبی کی شان کے مخالف یہ ہے کہ کسی قسم کی بدکاری یا فسق و فجور کرے۔ مگر گناہ کی تعریف حکم کے خلاف کرنا ہے یعنی جس کام کا حکم ہوا اس کے برخلاف کرنا گناہ ہے۔ ہر ایک شریعت اور قانون میں یہی تعریف ہے۔ یہی باعث ہے کہ جب تک کسی کام کی ممانعت کا قانون پاس نہ ہوا ہو وہ جرم میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔ ۱۹۰۸ء میں جب تک اخباروں کے متعلق سڈیشن (فتنہ انگیز تحریروں) کا قانون سخت نہ کیا گیا تھا کسی ایسی تحریر پر کوئی گرفتار نہ ہوتا تھا مگر جونہی قانون جاری ہوا تو بڑے بڑے معزز اس جرم میں جلاوطن کئے گئے۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرف اشارہ ہے ﴿ان یجتنبو کبآ ماتنهوون عنه نکفر عنکم سیاتکم﴾ یعنی اگر تم ان کاموں کے کرنے سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم معمولی لغزشیں تمہاری معاف کر دیں گے۔ اس آیت میں گناہ کی تعریف یہ کی ہے کہ جس کام سے منع کیا گیا ہو اس کا کرنا گناہ ہے پس تعریف کے مطابق مطلع لکل صاف ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کیا وہ اسلامی شریعت میں تو کیا کسی دین مذہب میں بھی منع نہیں۔

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ

اور خدا کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔ خدا نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس میں مضائقہ نہیں ہوتا

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾

یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے تھے اور خدائی حکم ہی کا اندازہ ہوتا ہے

اور خدا کا حکم جب مقرر ہو جائے تو وہ ہو کر ہی رہتا ہے اس لئے نبی کو بھی چاہئے کہ خدائی احکام متعلقہ نکاح زوجہ زید کی تعمیل میں کسی طرح کی سستی کو راہ نہ دے۔ خدا جو نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس کی ادائیگی میں کبھی مضائقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ فوراً دل و جان سے حاضر ہو کر ادا کرتا ہے۔ یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے خدائی احکام پہنچاتے تھے اور بات اصل یہ ہے کہ خدائی حکم بھی تو اندازہ ہی ہوتا ہے۔

متبنّٰی (لے پالک) بنانا فطرت انسانی اور قانون قدرت کے صریح خلاف ہے۔ اس لیے کہ باپ بیٹے کا تعلق یہ ہے کہ بچہ باپ کے نطفے سے وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس سبب سے وہ اس کا باپ اور وہ اس کا بیٹا کہلاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بچہ اپنے باپ کا تو بیٹا کہلاتا ہے مگر چچا کا بیٹا نہیں کہلاتا لیکن جن قوموں میں متبنّٰی بنانے کا دستور ہے وہ متبنّٰی کو اصل والد سے بالکل الگ کر کے مصنوعی باپ سے جوڑ دیتے ہیں' اسی کی نسل کو اس بچہ سے جاری ہونا خیال کرتے ہیں (ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش ص: ۱۴۶) اس لئے قرآن مجید نے اس رسم کو مٹانے کے لیے متعدد ذریعے اختیار کئے۔ پہلے تو یہ فرمایا ﴿ما جعل ادعیاکم ابناء کم ذلکم قولکم بافواھکم﴾ جن بچوں کو تم لے پالک بنا لیتے ہو خدا نے ان کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تو صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں" جن کا اثر قدرتی کارخانہ پر کچھ نہیں۔ اتنا کہنے سے اس رسم کے حامیوں کے دلوں پر کسی قدر اس رسم سے نفرت ہوئی تو فرمایا ﴿ادعوھم لآ بائھم﴾ ان لے پالک بچوں کو ان کے اصلی باپوں کے ناموں سے پکارا کرو کہ ﴿وھو اقسط عند اللّٰہ﴾ خدا کے نزدیک یہی انصاف ہے۔ جب یہ حکم سنا کہ ان کی ولدیت اپنے نام سے نہ لیا کرو تو پھر کون تھا کہ ناحق کے جھیلے میں پڑتا اور خواہ مخواہ کے اخراجات اپنے ذمہ لیتا کیونکہ جو لوگ متبنّٰی کرتے ہیں ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ یہ بچہ ہمارے نام سے پکارا جائے تاکہ دنیا میں ہمارا نام رہے۔ چونکہ یہ ایک جاہلانہ رسم ہے لہذا اسلام اگر اس فضول رسم کی طرف خیال نہ کرتا تو اس کا مقصد ناتمام بلکہ بہت کچھ ناقص رہتا۔ چونکہ یہ رسم بھی کوئی معمولی رسم نہ تھی بلکہ تمام ملک کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہی تھی اس لئے اسلام نے اس بد رسم کی طرف معمولی الفاظ میں توجہ کافی نہ جان کر اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم اس بد رسم کی اصلاح یوں کرو کہ لے پالک بیٹے کی مطلقہ بیوی سے خود شادی کر لو تاکہ تمہاری سنت کے مطابق مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا آسان ہو اور ملک سے یہ بد رسم دور ہو جائے چنانچہ اس علت کی طرف خدائے تعالیٰ نے خود اشارہ فرمایا ہے ﴿لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائھم﴾ نہیں سمجھتے کہ اس رسم سے ہمارے مہربانوں (عیسائیوں اور آریوں وغیرہ) کو کیا محبت اور الفت ہے۔ عیسائیوں سے تو اتنا افسوس نہیں کیونکہ وہ پہلے کون سے قانون قدرت کے پابند ہیں؟ انکی ابتدائی تعلیم اور مذہب کا بنیادی پتھر توحید ہی گورکھ دھندا ہے۔ ایک میں تین اور تین میں ایک۔ اس لیے وہ تو قابل معافی ہیں البتہ افسوس آریوں پر ہے کہ ان کا رشی دیانند ان کو تعلیم دیتا ہے کہ جو بات قانون قدرت کے خلاف ہے وہ جھوٹی ہے (ستیارتھ پرکاش ص: ۶۷۸) تاہم وہ اس خلاف قدرت رسم کے ایسے مؤید ہیں کہ اس کو مٹانے والوں سے مخالف کرنے پر آمادہ۔

عیسائیو! خدا کے نبیوں کی توہین کرو۔ سماجیو! اپنے مرشی کی تعلیم کی قدر کر کے اس بد رسم کی اصلاح کرنے میں اسلام کا ہاتھ بٹاؤ۔ (منہ)

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى

جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ ہی

بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

حساب کرنے کو کافی ہے- محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول

اسی لیے جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی اللہ سے ڈرتے تھے اور اس امر میں اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے ان کی حالت بھی تعمیل ارشاد خداوندی میں یہی تھی-اس لیے وہ خدائی امتحان میں کامیاب ہوئے اور خدا کے ہاں ان کا اعزاز ہوا-گو لوگ ان کے مخالف تھے مگر خدا تو ان کا حامی تھا اور اللہ تعالیٰ اکیلا خود ہی حساب کرنے کو کافی ہے-اسی لئے وہ اپنے بندوں کے اخلاص اور نیک اعمال کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا-اسی لئے اس زمانہ کے لوگوں کا خیال غلط ہے کہ محمد ﷺ کی نرینہ اولاد نہیں-اس لئے اس کا نام لیوا کوئی دنیا میں نہ ہوگا یہ شور چند روزہ ہے- آخر کار بے نمکینی ہونے والی ہے-ایسے لوگوں کو ان کے فضول خیالات سے روکنے کے لئے مطلع کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں یعنی بجنابؐ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں لیکن نام اور عزت اولاد پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے چونکہ وہ اللہ کے رسول-

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اور خاتم النبین ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے۔ مسلمانو!

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ

اللہ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو وہ خود

عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

اور اس کے فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلے۔ خدا مومنوں پر بڑا ہی

رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا

مہربان ہے جس روز اس سے ملیں گے ان کو سلام کا تحفہ ملے گا اور خدا نے ان کے لئے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے۔ اے

النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

نبی! ہم نے تجھ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝

اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور ماننے والوں کو خوش خبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل

اور خاتم النبین ہیں اس لئے خداوند ان کی مدد ضرور کرے گا کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے جو جو اعتراضات مخالف کرتے ہیں اس کے علم میں ہیں اس لئے تم مسلمانو! ان کی یاوہ گوئیوں کی پرواہ نہ کرو بلکہ اصل مقصود کی طرف لگو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو۔ دیکھو اس کی نظر عنایت سے تمہارا بیڑا پار ہو گا دیکھو تو اس کی رحمت وہ خود اور اس کے مقرب فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں مگر ان کی نظر عنایت کے معنی مختلف ہیں کیونکہ مخلوق کی نظر عنایت خالق کی نظر عنایت سے نہیں مل سکتی۔ مخلوق کی نظر عنایت یہ ہے کہ اپنے بنی نوع کیلئے دعائے خیر کرتی رہے اور خالق کی نظر عنایت یہ ہے کہ وہ اس دعا کو قبول کرتا ہے اور بغیر دعا کے بھی مہربانی سے توجہ رکھتا ہے۔ اس کی نظر عنایت سے بیڑا پار ہے۔ خدا تم پر نظر عنایت اس لئے کرتا ہے کہ تاکہ تم کو شرک وکفر اور دیگر امراض روحانیہ کے اندھیروں سے نکال کر توحید خالص اور پاکیزہ اخلاق کے نور کی طرف لے چلے کیونکہ خدائے تعالیٰ مومنوں کے حال پر بڑا ہی مہربان ہے۔ اس دنیا میں مہربانی کرنے کے علاوہ بعد موت جس روز اس سے ملیں گے خدا کی طرف سے ان کو سلام کا تحفہ ملے گا۔ عالی سرکار خود ان کو سلام بھیجیں گے کہ اے میرے بندو! تم پر سلام ہو یعنی ہمیشہ سلامت رہو۔ یہ تو ان کا تحفہ ابتدائی ہو گا اور ہمیشہ کے لیے یہ ہو گا کہ خدا نے ان کے لیے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے، وہی ان کو ملے گا۔ دنیا میں بعض دفعہ مزدور کو مزدوری ذلت سے ملتی ہے مگر آخرت میں نیک بندوں کو اس طرح نہ ملے گی بلکہ عزت سے ملے گی۔ اے نبی! یہ عوض تو مسلمانوں کا ہے جو تیری تعلیم پر عمل کر کے اس رتبہ پر پہنچیں گے۔ اس سے تو سمجھ کہ تو کس درجہ والا ہے۔ سنو ہم نے تجھ کو حقانی شہادت کا گواہ نیک کاموں پر خوشخبری دینے والا اور برے کاموں پر ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ جو کوئی تیرے ساتھ روشنی حاصل کرنے کی غرض سے ملے گا وہ منور ہو کر دوسروں کے لئے خود روشن چراغ بن جائے گا۔ پس تو ان لوگوں کو ہدایت کر اور ان کو ہدایت کی طرف بلا اور ماننے والوں کو خوشخبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور کسی کافر یا منافق کا کہنا نہ مانیو اور تو ان کی ایذا کی پروا نہ کریو اور اللہ پر بھروسہ کرو- اللہ ہی کارساز ہے

وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ

کافی ہے- مسلمانو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر جماع سے پہلے ہی تم ان کو طلاق دے دو

اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ

تو تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو- پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ

سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

رخصت کیا کرو- اے نبی! تیری بیویاں جن کو تو نے حق مہر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو خدا نے تجھے مرحمت

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

کی تھیں' تیرے چاچا کی بیٹیاں' تیری پھوپھی کی بیٹیاں' تیرے ماموں کی بیٹیاں'

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ز وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ

تیری خالاؤں کی بیٹیاں' جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور جو ایماندار عورت

وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو ہم نے تیرے لئے حلال کی تھیں- یہ اجازت خالص تیرے لئے تھی اور

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

مسلمانوں کے لئے نہیں

اے نبی! تو خود بھی اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگا رہ اور ان فرائض کے متعلق کسی کافر یا منافق کا کہنا مانیو- مبادہ وہ تجھ کو کسی طرح سست کردیں اور تو ان کے داؤ میں آکر تبلیغ احکام میں غفلت کرنے لگ جائے' ہاں اگر کوئی تکلیف پہنچائیں تو ان کی ایذا کی پرواہ نہ کریو اور اللہ کی ذات والا صفات پر بھروسہ کریو' اللہ ہی کارساز کافی ہے- بس تم سب لوگ اسی کو کارساز سمجھا کرو جس طرح وہ تم کو حکم دے اسی طرح کرو- مسلمانو! سنو ایک تمدنی حکم بھی تم کو سناتے ہیں- تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر کسی معقول وجہ پر جماع سے پہلے ہی ان کو طلاق دینے کی نوبت آوے اور تم ان کو طلاق دے دو تم تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو اور یہ خیال دل میں رکھو کہ جب تک تین مہینے ختم نہ ہوں ہمارا ان پر استحقاق ہے' نہیں بلکہ طلاق ہوتے ہی وہ تم سے الگ اور تم ان سے جدا- پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ خوش اسلوبی سے رخصت کیا کرو- یہ نہیں کہ ان کو خواہ مخواہ قید میں رکھو اور اپنے حقوق جتلانے لگو- احکام الٰہی کی ماتحتی جیسی مسلمانوں کو ہے نبی کو بھی ہے- اے نبی! دیکھ تیری بیویاں جن کو تو نے حق مہر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو غنیمت میں خدا نے تجھے مرحمت کی تھیں' تیرے چچا کی بیٹیاں' تیری پھوپھی کی بیٹیاں' تیرے ماموں کی بیٹیاں' تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور ان کے علاوہ جو ایماندار عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے یعنی نکاح میں دینا چاہے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے' یہ سب کی سب ہم نے تیرے لیے بطریق نکاح حلال کی تھیں- یہ بظاہر بے تعداد نکاح کرنے کی اجازت خاص تیرے لئے تھی اور مسلمانوں کے لئے نہیں کیونکہ وہ تیری طرح قدسی نفس نہیں-

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

ان کے لئے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں تاکہ تجھ پر کسی طرح کی

عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ

تنگی نہ ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے- ان میں سے جس کو تو چاہے الگ کردے اور جس کو چاہے

اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ

اپنے پاس بلا لے اور جس کو تو نے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو طلب کرلے تو تجھ پر گناہ نہیں- یہ اس لئے کہ ان کی

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں نہ غمگین ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں اور اللہ کو تمہارے

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ

دلوں کے خیالات معلوم ہیں کیونکہ اللہ جاننے والا حلم والا ہے آج سے بعد ان کے سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی

لَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور بیوی کو ان کے قائم مقام کرنا جائز ہے' اگرچہ عورت کی خوبصورتی تجھے بھلی معلوم ہو- لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

ان کے لیے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں- ان حکموں کا خلاصہ یہ ہے کہ حتی المقدور ایک ہی بیوی پر قناعت کریں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو محدود کریں- علاوہ ان کے ان میں عدل و انصاف نہ کر سکیں تو متعدد نکاح نہ کریں- مگر اے نبی! تو ان سب قیود سے بری ہے تاکہ تجھ پر کسی طرح کی تنگی نہ ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے' اس کی □ اور رحمت اس کی متقاضی ہے کہ اپنے فرمانبرداروں پر من وجہ تخفیف کرے- اسی تخفیف کا نتیجہ ہے کہ تجھے اجازت تھی کہ ان ازواج میں سے جس کو تو چاہے کچھ مدت تک الگ کردے اور جسکو چاہے اپنے پاس بلالے اور جن کو تو نے کسی وقت عتاب سے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو حسب ضرورت طلب کرلے تو تجھ پر کسی قسم کا گناہ نہیں- غرض تو اس میں مختار اور آزاد ہے یہ تیری آزادی اس لئے ہے کہ اس سے ان سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور کسی طرح غمگین نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں کیونکہ بقول ؎

"جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

جب ان کو اپنے استحقاق کا گھمنڈ نہ ہوگا تو کم و بیش عطیے پر راضی رہیں گی اور اللہ کو تمہارے دلوں کے خیالات سب معلوم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑے حلم والا ہے- باوجود جاننے کے گنہگار بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا' یہ اس کے حلم کا نتیجہ ہے- شروع میں جو ہم نے کہا ہے کہ تیرے (یعنی نبی کے) لئے فلاں فلاں قسم کی عورتیں حلال ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ بے تعداد و بیشمار کرتا جائے' نہیں بلکہ ہمارے علم میں اس کی بھی ایک حد ہے پس ہم بتلاتے ہیں کہ چونکہ تیرے پاس ایک کافی تعداد ازواج کی ہے جنہوں نے تیرے ساتھ وفاداری' جان نثاری میں کمال دکھایا ہے اس لئے آج سے بعد ان عورتوں کے سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی ایک کو چھوڑ کر دوسری سے تو نکاح کرے' اگرچہ اس دوسری عورت کی خوبصورتی تجھ کو بھلی معلوم ہو اور کیسی ہی اچھی لگے- کیوں کہ ان کی وفاداری خدا کے ہاں مقبول ہے پس ان کے سوا کسی اور کو شرف ملازمت میں مساوات نہ ہوگی لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

يَمِينُكَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

تو کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے۔ مسلمانو! نبی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا

نہ ہوا کرو، ہاں جب تم کو کھانے کے لئے اذن دیا جائے مگر کھانا پکنے سے پہلے نہ آیا کرو۔ ہاں ٹھیک دعوت کے

دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ

وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو، اس

ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَ

سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے، وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ حق بات کے اظہار سے نہیں رکتا

إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ

اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو

وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ

بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے۔ پس تم کو چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف نہ دینا نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرنا

تو کوئی مضائقہ نہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرو اور دل سے جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے۔ مسلمانو! ایک اور ضروری تمدنی حکم سنو نبی کے یا کسی مومن بھائی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل نہ ہوا کرو، ہاں جب تم کو کھانے وغیرہ کے لئے آنے کا اذن دیا جائے تو اس صورت میں داخلے کے وقت اجازت کی حاجت نہیں بیشک آؤ مگر کھانا پکنے سے پہلے نہ آیا کرو ہاں ٹھیک دعوت کے وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو۔ اس طرح ایک تو وقت ضائع ہوتا ہے دوئم اس سے پیغمبر اور صاحب دعوت کو تکلیف ہوتی ہے۔ کھانا کھلا کر صاحب دعوت چاہتا ہے کہ استر بستر لپیٹے اور کسی اور کام میں لگے، تمہارے بیٹھے رہنے سے وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کے اظہار سے نہیں رکتا اس لئے وہ تم کو صاف صاف اخلاقی اور تمدنی احکام بتلاتا ہے پس تم ان احکام کی تعمیل کیا کرو۔ سنو جب تم ان نبی کی بیویوں سے کوئی چیز خانگی طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو کیونکہ آج سے اسلام میں پردہ کا حکم نازل ہوتا[1] ہے یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے کیونکہ مرد عورت کی آنکھوں میں جادو کا اثر ہے کیا تم نے کسی حکیم کا کلام نہیں سنا

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے

اس لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو برہنہ رونہ دیکھے۔ پس کو تم چاہئے کہ اللہ کے رسول کی بے فرمانی کرنے سے اس کو کسی نوع کی تکلیف نہ دینا اور نہ اس کے بعد اس کی بیویوں نے

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت کی تو بعض لوگ کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (منہ)

[1] یہ پہلی آیت ہے جس میں پردہ کا حکم آیا ہے۔

مِنْ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَیْـًٔا اَوْ
بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے- اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا

تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ
اس کو چھپاؤ تو اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے- ان کو اپنے باپ دادا یا حقیقی بیٹوں

وَلَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا
یا حقیقی بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زر خرید

نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِیْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ
غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں- تم بھی اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر

شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
ایک چیز پر حاضر و ناظر ہے- خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں' اے مسلمانو!

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو- جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے- جو لوگ مسلمان

کبھی نکاح کرنا ایسا کرنا ہمیشہ کے لئے تم کو ناجائز ہے بیشک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے- کرنا تو بجا خود دل میں خیال بھی نہ لانا- سنو اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ تو دونوں برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے- عورتوں کو پردہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے- اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر ایک مرد سے چھپتی رہیں بلکہ بعض رشتے ان کے ایسے بھی ہیں کہ ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں- اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان عورتوں کو اپنے باپ دادا' حقیقی بیٹوں' حقیقی بھائیوں' بھتیجوں' بھانجوں' اپنی ہمسایہ یا اپنی جنس کی عورتوں اور زر خرید غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں- تم بھی اے عورتو! اس حکم کی فرمانبردار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو- بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر حاضر ناظر ہے جو کچھ کرتے ہو یا کرو گے اسے سب معلوم ہے- اسی لئے تم لوگ کسی امر میں رسول کے برخلاف کام کرنا یا کسی نوع کی اس کو تکلیف دینا کوئی سہل بات نہ جانو کیونکہ خدا کے نزدیک رسول کی عزت یہ ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں یعنی اس کی شان کے لائق اس کی عزت کرتے ہیں- پس اے مسلمانو! تم کو بھی چاہئے کہ اس نبی پر درود اور سلام بڑی محبت اور اخلاص سے بھیجا کرو یعنی کہا کرو:

﴿اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید﴾

اور سنو جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں یعنی ان کی بے فرمانی کرتے ہیں خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے یعنی نہ وہ دنیا میں کسی عزت کے قابل ہیں نہ آخرت میں اور خدا نے ان کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے- یہ مت سمجھو کہ بے وجہ ایذا دینا صرف رسول کو منع ہے' نہیں بلکہ عام حکم اور سب کے لئے یہی قانون ہے کہ جو لوگ مسلمان مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا

مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی کام کے ایذا دیتے ہیں وہ بہت بڑا بہتان اور صریح گناہ

مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

اٹھاتے ہیں- اے نبی! تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں اس سے ان کی پہچان ہوسکے گی تو ان کو تکلیف نہ ہوگی اور خدا بڑا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

بخشنہار مہربان ہے- اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور شہر ہے ادھر ادھر

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ

کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکساویں گے پھر وہ تیرے ساتھ اس میں بہت کم ٹھہر سکیں گے- چاروں طرف سے ان پر

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

لعنت ہوگی- جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے

اور عورتوں اوران کے سوا کسی بشر کو بھی بغیر کسی قابل ملامت کام کے ایذا دیتے ہیں یا آئندہ کو دیں گے پس یہ سمجھو کہ وہ بہت بڑا بہتان صریح گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھاتے ہیں جس سے ان کو کسی طرح سبکدوشی نہ ہوگی- مختصر یہ کہ جو عیب کسی میں نہ ہو وہ اس کی طرف منسوب کرنا یہ ہے بہتان عظیم اور اثم مبین اے ہمارے پیارے نبی! چونکہ ہر کام کی اصلاح پہلے گھر سے ہونی چاہئے اس لئے اس بے پردگی کی بدرسم کو مٹانے کے لئے تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ باہر چلتے وقت بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں یعنی بڑی چادر یا نقاب پہن کر باہر نکلا کریں- اس سے ان کی پہچان ہو سکے گی کہ شریف زادیاں ہیں توان کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہوگی- بہت لوگ ان کی وضعداری سے ان کو شریف جانیں گے اور کسی قسم کی بدگوئی نہ کریں گے- اس لئے کہ گو یہ صحیح ہے کہ اخذو بطش (حملہ) مردوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کی ابتدا عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو   تانہ معشوقش بود جو یائے او

اپنے ظاہری معنی سے یہی معنی دیتا ہے اس لئے جو کچھ بھی فحش اور فتنہ دنیا میں ہوتا ہے اس کی ابتدا عورتوں سے ہوتی ہے' اس لئے ان کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور باوجود اس بندوبست کے بھی اگر بے اختیار کسی کے دل میں کوئی وسوسہ اٹھے گا تو خدا تعالیٰ بڑا بخشنہار' مہربان ہے بے قصد ارادوں پر مواخذہ نہیں کرے گا- اتنے انتظام سے بھی اگر بے ایمان منافق لوگ اور جن کے دلوں میں بدکاری کا مرض ہے اور شہر میں ادھر ادھر کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکساویں گے یعنی حکم دیں گے کہ تو ان کو ایسی سزا دے کہ یاد کریں پھر وہ تیرے ساتھ اس مدینہ میں بھی کم ٹھہر سکیں گے' وہ بھی ایسے حال میں کہ چاروں طرف سے ان پر لعنت ہوگی جہاں کہیں پائے جائیں گے عذاب الٰہی میں پکڑے جائیں گے اور بڑی سختی سے قتل کئے جائیں گے یہ کوئی نئی بات نہیں-

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾

جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہیں پاؤ گے

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ

قیامت کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شاید

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾

وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو۔ اللہ نے منکروں پر لعنت کی' ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا نہ کوئی حمایتی۔ جس روز ان کے چہرے آگ میں

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ

الٹ پلٹ کئے جائیں گے کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی ہوتی اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہم نے

اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار! تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى

اور بہت بڑی لعنت کی مار کر۔ اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی

بلکہ آج سے پہلے جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو کہ ایک وقت تک انبیاء کے مخالفین کا شور و شغب رہا کرتا تھا لیکن ان کی شرارت حد سے بڑھ جاتی تھی تو ان کی ہلاکت کے لئے خدائی حکم بھی فوراً پہنچتا تھا۔ اس طرح ان کے ساتھ ہوگا اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہ پاؤ گے۔ ہر ایک کام اور وقوع کے لئے خدا کے ہاں قانون ہے بے قانون کام کرنا نادانوں کا کام ہے۔ اسی طرح قیامت کی گھڑی کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ بھی خدائی قانون کے مطابق اپنے وقت پر آئے گی۔ اس لئے تو ان سے کہہ کہ وہ الٰہی قانون کے مطابق ہے پس اس کا علم بھی اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شائد وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو تم کو چاہئے کہ اس کے آنے کے تصور سے اندیشہ کرو نہ کہ اس کے آنے کا سوال کرو۔ سنو اللہ تعالیٰ نے اس کے منکروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ کوئی حمایتی یعنی اس روز یہ واقع ہوگا جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے جیسے کباب دار سیخ۔ اس روز یہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی ہوتی اور اس کے رسول کا کہا مانا ہوتا اور اس سے پہلے وہ یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہائے ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہم کو اپنے جیسا خدا کے راستے سے گمراہ کر دیا اس لئے ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے حال سے آگاہ ہے پس تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا اور بہت بڑی لعنت کی مار کر چونکہ ان کو یہ نتیجہ انبیاء کی مخالفت کا ملے گا۔ اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے مسلمانو! تم نے ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے حضرت موسیٰ خدا کے رسول سلام اللہ علیہ کو ایذا دی تھی کہ جو عیب اس میں نہ تھے وہ اس پر لگائے کسی نے جادوگر کہا' کسی نے مکار کہا کسی نے حصیوں کا بیمار بتایا وغیرہ وغیرہ۔

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

تو خدا نے ان کی بے ہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا- مسلمانو! اللہ سے ڈرتے

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۞ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ

رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو- خدا تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۞ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضروری مراد پائے گا- ہم نے امانت کو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کی اور اس سے ڈرتے رہے اور انسان

الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۞ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

نے اس میں خیانت کی وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے- نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب کرے گا

تو خدا نے ان کی بیہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور ان سب پر اس کی بے عیبی کا اظہار کر دیا- کیونکہ خدا نے اس کو بھیجا تھا اور خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا چونکہ سب قسم کی عزت بندوں کو اسی میں حاصل ہوتی ہے کہ خدا کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہو- اسلئے تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو- دنیا میں رہ کر انسان پر مختلف طرح کے حالات اور واقعات گزرتے ہیں کبھی مدعی ہے تو کبھی مدعا علیہ' کبھی گواہ ہے تو کبھی منصف' کبھی حاکم ہے تو کبھی محکوم- غرض جس حال میں بھی ہو اس اصول کو نہ بھولے کہ صاف اور سیدھی بات کہے- اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہارے اعمال درست کردے گا یعنی خدا کے خوف اور راست بازی کو مدنظر رکھ کر جو کام کرو گے وہ ضرور بار آور ہوگا اور اس میں برکت ہوگی- یہ تو دنیا میں تم کو بدلہ ملے گا اور آخرت میں یہ ملے گا کہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دارالنجات جنت میں پہنچا دے گا کیونکہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضرور مراد پا جائے گا- انسان غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کے لئے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں- سورج چاند تو اتنے بڑے بڑے سب کی نگاہ میں ہیں ان کے علاوہ بھی جو جو چیزیں تم کو ضروری ہیں وہ تمہارے لئے بنا دیں پھر ان سب کو تمہارے کام میں لگا دیا- کیا مجال کہ ذرہ بھی اپنے امور مفوضہ میں غلطی کر جائیں- سنو ہم نے احکام کی امانت کو آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت[1] نہ کی بلکہ اس کو پورا ادا کیا اور اس کی خیانت سے ڈرتے رہے یعنی جو احکام ان سے متعلق کیے انہوں نے ان کو پورا کیا اور انسان کو جب اس امانت کا متحمل بنایا تو اس نے اس میں خیانت کی کیونکہ وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے- اپنی آئندہ کی برائی بھلائی نہیں جانتا- حالانکہ دانا کی شان یہ ہے ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مگر یہ نادان نادانی سے باز نہیں آتا- اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں' مشرک مردوں عورتوں کو ان کی بدکاری پر عذاب کرے گا-

---

[1] قوله فابين ان يحملنها وحملها الانسان اى يخنها وخانها الانسان (القاموس) وهو القول الحسن البصرى (منه)

وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور ایماندار مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

سورت سبا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبردار ہے جو کچھ زمین میں گھستا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں کی

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

طرف سے اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف چڑھتا ہے خدا سب کو جانتا ہے اور وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی تو کہہ واللہ ضرور آئے گی مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ

چیز بھی نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی چھوٹی بڑی جو کچھ بھی ہے

اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر نظر رحمت سے توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (اللھم ارحمنا)

سورۂ سبا

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں انجام کار آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ بڑا حکمت والا ہے اور بڑا خبردار ہے۔ اس کے علم کی وسعت کا اندازہ خود اسی سے کر لو کہ جو کچھ زمین میں بیج پانی وغیرہ گھستا ہے اور جو کچھ اس سے انگوری پانی وغیرہ نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان کی طرف سے پانی وغیرہ اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف سے بخارات کا دھواں وغیرہ چڑھتا ہے خدا ان سب کو جانتا ہے۔ غرض ایک ذرہ بھی اس کے علم اور ادراک سے باہر نہیں باوجود اس علم، قدر اور حکومت کے یہ نہیں کہ وہ سخت خو اور ظالم ہو نہیں بلکہ وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے مگر نادان لوگ خدا کی اور رحم سے فائدہ اٹھانے کی بجائے الٹے بگڑتے ہیں گویا مثل مشہور ہے

کرمہائے تو ما را کرد گستاخ

کی تصدیق کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ گویا ان کو کسی کی باز پرس نہیں جو چاہیں کرتے پھریں۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تمہارا خیال بالکل غلط ہے' واللہ وہ ضرور آئے گی۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو مخلوق کے ادراکات سے سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر چیز بھی نہ آسمانوں میں پوشیدہ ہے نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی بڑی چھوٹی

اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ
اللہ کے روشن علم میں ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے

لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ
بخشش اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۵﴾ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ
لئے سخت عذاب کا حصہ ہے جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف پروردگار کے ہاں سے

مِنْ رَّبِّکَ ھُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ﴿۶﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ
اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف کی راہ دکھاتا ہے اور جو کافر ہیں وہ

کَفَرُوْا ھَلْ نَدُلُّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّکُمْ لَفِیْ
کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایسا آدمی بتلاویں جو کہتا ہے کہ بالکل ریزے ریزے ہوکر بھی تم کو ایک نئی

خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۷﴾ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
پیدائش میں آنا ہوگا- کیا یہ خدا پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَۃِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ﴿۸﴾
رکھتے عذاب اور دور گمراہی میں ہیں

جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کے روشن علم[1] میں ہے اس وسیع علم کا نتیجہ[2] یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے □ اور عزت کی روزی کا وعدہ ہے اور جو لوگ ہمارے (یعنی خدا کے) حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے لئے قیامت میں سخت عذاب کا حصہ ہے- اس سے ثابت ہوا کہ بنی آدم دو قسم پر ہیں- ایک فرمانبردار ہیں' دوسرے بے فرمان ہیں- جیسے کہ عام طور پر انسان دو طرح کے ہیں ایک علم دار' دوسرے جاہل کندہ ناتراش- ہر ایک ایسے کام میں جو غور و فکر کے لائق ہوتا ہے اس میں اہل علم کی رائے کا اعتبار ہوتا ہے- اس لئے اہل علم یعنی جن لوگوں کو علم سے کچھ حصہ ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف راہ دکھاتا ہے- اہل علم کو تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی تعلیم سے ہدایت پاتے ہیں اور جو جاہل یعنی کافر اور منکر ہیں وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتلاویں- جو بتلاتا ہے کہ بعد مرنے کے بالکل ریزہ ریزہ ہوکر پھر تم کو ایک نئی پیدائش میں آنا ہوگا- بھلا یہ بات عقل تسلیم کر سکتی ہے- کسی کی سمجھ میں آتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہوکر پھر ہم کو نئی صورت اور شکل ملے گی- پھر جو مدعی نبوت کہتا ہے ایسی باتیں کہتا ہے تو کیا یہ خدا پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے- غور سے دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی ایسا کہنے والے ہی عذاب میں اور ہدایت سے دور گمراہی میں ہیں-

[1] چونکہ سیاق و سباق علم الٰہی کے بیان میں ہے اس لئے غالب گمان ہے کتاب مبین سے مراد علم الٰہی ہے (۱۲)

[2] ۱ اللام لام العاقبۃ ۱۳ منہ

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ

کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا؟ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ

میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں- کچھ شک نہیں کہ اس میں ہر ایک بندے کے لئے دلیل

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ

ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے اور ہم نے داؤد کو بہت بڑا فضل دیا تھا- اے پہاڑو اور جانورو! تم داؤد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے رہو

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ

اور اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ان کے جوڑنے میں اندازہ رکھیو

اس سارے شبہ کی بنا یہ ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ کا ان کو یقین نہیں- کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا کہ یہ اتنے بڑے اجزام سماوی اور ارضی کس نے بنائے ہیں جس نے اتنی بڑی مخلوق پیدا کی ہے اس سے مستبعد ہے کہ ان کو دوبارہ پیدا کردے؟ اس آفاقی دلیل کے علاوہ وجدانی دلیل پر غور کریں کہ اگر ہم (خدا) چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرادیں- غرض ہر طرح سے ان کی ذات اور صفات پر بقا اور فنا کی ہم کو قدرت ہے جو چاہیں ہم کریں ہم کو کوئی روکنے والا نہیں کچھ شک نہیں- کہ اس بیان میں ہر ایک بندے کے لئے عبرت کی دلیل ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے- دیکھو اس قسم کے رجوع والے بندے کی ایک حکایت تم کو سناتے ہیں اور تم کو سمجھاتے ہیں کہ اور تم بھی رجوع والے بنو- پس سنو ہم نے حضرت داؤد کو جو ہماری درگاہ میں بڑا رجوع تھا بہت بڑا فضل دیا تھا یہ کہ پہاڑوں کو حکم دیا کہ اے پہاڑو اور جانورو! تم داؤد کے ساتھ رجوع سے تسبیحیں پڑھتے رہو جس وقت حضرت داؤد ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیحوں کی آواز آتی جنگلی جانور بھی ان کی آواز پر مست ہو کر تسبیح پڑھتے- کیا سچ ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار

اور ایک احسان ہم نے داؤد پر یہ کیا کہ اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم[1] کردیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور انکو جوڑنے میں اندازہ رکھیو

---

[1] کیسے کیا اس کی تفصیل خدا کو معلوم- بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص صورت تھی کیونکہ النا له الحدید میں تین چیزیں ہیں فاعل مفعول بہ اور جار مجرور (لہ) قاعدہ عربی کے مطابق فاعل کے بعد مفعول بہ اور اس سے بعد جار مجرور ہوتے ہیں تو کلام یوں ہونا چاہئے تھا النا الحدید له لیکن علم معانی کا قاعدہ ہے کہ (تقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر) یعنی جس لفظ کا حق پیچھے آنے کا ہے اور وہ کسی کلام میں پہلے لایا جائے تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے پس آیت موصوفہ میں چونکہ جار مجرور لہ کو مفعول بہ سے مقدم کیا گیا ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ ہم نے اسی کے لئے لوہا نرم کردیا- اس ترجمہ سے جو خصوصیت مفہوم ہوتی ہے وہ ارباب دانش پر واضح ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تلیین کسی ایسی طرح سے تھی جو حضرت داؤد سے خصوصیت رکھتی تھی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اس تلیین سے مراد وہی تلیین ہے جو عموماً آج کل لوہے کے کارخانوں میں دیکھی جاتی ہے کہ ہزاروں من لوہا ڈھل کر پانی کی طرح بہ رہا ہے- وہ آپ ہی بتلادیں کہ ان معنی سے وہ خصوصیت جو آیت سے مفہوم ہوتی ہے رہ سکتی ہے؟ منہ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۖ إِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ

اور نیک عمل کیا کرو میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ایک خاص قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو صبح کے وقت ایک مہینہ کی

وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور بعض جنات اس کے پروردگار کے حکم سے اس کے

یہ احکام تو تمہارے استحکام سلطنت کے لئے ہیں مگر اصل مطلب جس کے لئے خاندان نبوت دنیا میں قائم کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ نیک اعمال کریں اور لوگوں کو بھی نیک اعمال سکھائیں۔ پس اے داؤد کے گھر والو اور تابعدارو! خود بھی نیک عمل کرو اور لوگوں کو بھی سکھایا کرو۔ میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں' جو کچھ کرو گے اس کے مطابق بدلہ پاؤ گے اور سنو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک خاص[1] قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو سلیمان کا تخت لے کر صبح کے وقت ایک مہینے کی سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا۔ ملک میں دورہ کرنے کو جو حضرت سلیمان نکلتے تو دو وقت ان کی روانگی ہوتی صبح سے چاشت تک یا سہ پہر کو شام تک جیسا کہ حکام اور بڑے لوگوں کا دستور ہے۔ اتنے میں حضرت سلیمان کا تخت اتنی مسافت طے کر جاتا جتنی کہ پیدل چلنے والے دو مہینوں میں کر سکتے۔ حضرت سلیمان کا تخت آج کل کے محاورے سے میں ہوائی جہاز تھا اور اس کے علاوہ ہم (خدا) نے اس لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا یعنی تانبے کی بہت بڑی کان اس کے ملک میں پیدا کر دی جس سے اس کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور بعض جنات بھی اس کے تابعدار تھے' اس کے پروردگار کے حکم سے

---

[1] بعض لوگوں نے حضرت سلیمان کے اس واقعہ کو خلاف قانون قدرت جان کر تاویل بعید کی ہے۔ خدائے تعالیٰ دن بدن ایسے لوگوں کو جواب دینے کے لئے دانایان فرنگ کو سوجھا دیتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی ایسی نئی ایجاد کر دیتے ہیں کہ اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ قدرت کے اسرار ہنوز بہت کچھ مخفی ہیں بلکہ یہ کہنا شائد بے جا نہ ہو کہ معلوم ہونے اب شروع ہوئے ہیں آج کل یورپ میں ایک ایجاد ہوئی جس کا نام ہوائی جہاز ہے یہ جہاز ہوا میں اڑتا ہے۔ دور دراز ملک کا کیا ذکر ۱۹۱۰ء میں بمقام الہ آباد جو نمائش ہوئی اس میں بھی وہ جہاز اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں بھی وہ لایا گیا آج سے پہلے بھی ہوا میں پرواز کا ایک آلہ تھا جس کا نام غبارہ تھا حضرت سلیمان کا تخت بھی غالباً اسی قسم کا ہوا میں اڑتا ہو گا جس کو خلاف قانون کہہ کر انکار یا تاویل کرنا ذرہ جلد بازی ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔:

﴿المسخر لسلیمان کانت ریحا مخصوصة لا ھذہ الریاح فانھا لمنا فع عامة فی اوقات الحاجات ویدل انه لم یقرأ علی التوحید فما قرأ احد الریاح (تفسیر کبیر' جلد ۷' صفحہ ۹)

یعنی حضرت سلیمان کی تابع یہ ہوا نہ تھی جو ہمارے سامنے چل رہی ہے کیونکہ یہ تو عام لوگوں کے فائدے اور منافع کے لئے ہے اسی لئے ہم نے اس کو غبارہ سے تشبیہ دی ہے (واللہ اعلم)

ہاں شاید اس جگہ یہ سوال ہو کہ جب یہ ایجاد غیر نبی نے بھی کر دکھائی تو خلاف عادت کیا ہوا اور معجزہ کیسے بنا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ نبی سے ایسا کام ظاہر ہو جو اس وقت کسی صنعت یا تعلیم کا نتیجہ نہ ہو تاکہ اس کے مخالفین اس جیسا کرنے سے عاجز رہیں یہ نہیں کہ اس سے بعد وہ کسی طرح صنعت کی ذیل میں نہ آسکے مثلاً معجزہ شق القمر جو ایک اعلیٰ درجہ کا قانون قدرت ہے آج اگر کسی کی ایجاد میں آجائے کہ قمر کو دو ٹکڑے کر کے دکھادے اور اس کو عام تعلیم کے ذریعہ سے عام بھی کر دے تو بھی بلحاظ زمانہ نبوت معجزہ ہی ہے کیونکہ معجزہ تو اسی لئے ہوتا ہے کہ اس وقت وہ کسی انسانی صنعت یا تعلیم سے نہیں ہو تا پیچھے چاہے ہو جائے۔

بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾

سامنے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ

جو کچھ وہ چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے' نقشے' بڑے بڑے حوضوں کے مانند پیالے -اور

قُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾

بھاری بھاری دیگیں بناتے- اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گذار ہیں

اس سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے مگر ان کی ماتحتی میں سلیمان کے کمال کا اثر نہ تھا بلکہ محض خدائی حکم کا اثر تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتے تھے کیونکہ ہم (خدا) خود ان کے نگران حال تھے اور ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ جو کوئی ان جنات میں سے ہمارے حکم سے جو سلیمان کی زبانی پہنچے سر تابی کرے گا کیونکہ ہم نے اس کو حکومت دی ہے تو ہم دنیاوی سزا کے علاوہ اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے- جیسا کہ امیر المومنین کے باغیوں کا انجام ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی مستوجب سزا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی معذب ہوں گے-پس جنات کی کیا مجال تھی کہ ذرہ بھی سرتابی کرتے بلکہ نہایت ہی تابعداری سے جو کچھ وہ (سلیمان) چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے نقشے[1] بڑے بڑے حوضوں کی مانند پیالے اور بھاری بھاری دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھنے کے قابل ہوتیں' بناتے -یہ سب ان کی فوجی ضروریات اور فوج کے لئے خوردونوش کا سامان تھا جس سے ان کو اور ان کی فوج کو تقویت ہوتی تھی- اس لئے ہم نے ان کو حکم دیا اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو اور جان رکھو کہ میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں- پس تم اس کی پرواہ نہ کرنا کہ بہت سے لوگ خدا کے بے فرمان ناشکر ہیں اس لئے خدا کو ناشکری بھلی معلوم ہوتی ہوگی نہیں بلکہ قانون الٰہی یہی ہے کہ قیمتی چیز کم ہوتی ہے جیسے سونا بمقابلہ پیتل-اسی طرح خدا کی یادوالے شکر گزار لوگ بمقابلہ کفار نابحار کے کم ہیں-

---

[1] تماثیل جمع ہے تمثال کی تمثال سے مراد اس جگہ نقشے ہیں جو جنگی ضرورتوں کے لحاظ سے کبھی تو اپنے ملک میں جنگی عمارات بنانے کے لئے بناتے ہیں کبھی دوسری سلطنتوں کی جنگی عمارات کے ملاحظہ اور جانچنے کے لئے بنائے جاتے ہیں جن لوگوں نے تماثیل کے معنی مورتیں اور تصویریں لے کر کہا ہے اس زمانے میں تصویریں بنانی جائز تھیں مذہب اسلام میں منع ہو گئیں جن کی ممانعت کا ثبوت حدیثوں میں ہے ان کا یہ کہنا سیاق آیت کے برخلاف ہے-کیونکہ سیاق آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان سلام اللہ علیہ کی سلطنت کی مضبوطی اور سامان جنگ کا بیان کرنا مقصود ہے پھر ایسے موقع پر محراب یعنی قلعوں کے ساتھ تصویروں کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ قلعے اور قلعوں کے نقشے تو جنگی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں جنگی ضرورت کسی باخبر سے مخفی نہیں قلعے تو اپنی حفاظت اور مدافعت کے لئے بنائے جاتے ہیں- نقشے کبھی اپنے ملک میں عمارات ضرور یہ بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں اور کبھی دوسری سلطنت کے قلعوں پر آگاہ ہونے کے لئے بناتے ہیں- ایسے ہی دوسری چیزیں کھانے پکانے کے لئے اس زمانے کے دستور کے مطابق ہوں گی- غرض جو کچھ اس آیت میں مذکورہ ہے یہ سب ملک داری کی حیثیت سے ہے تصویروں کی ملک داری میں نہ اس وقت ضرورت تھی نہ اب ہے پس جو لوگ اس آیت سے تصویر سازی اور تصویر داری کا ثبوت نکالتے ہیں ان کا قول بھی چونکہ تماثیل کے مذکورہ ترجمہ اور تفسیر پر مبنی ہے اس لئے صحیح نہیں-(منہ)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ

پس جب ہم نے اس پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو سلیمان کی لکڑی

مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا

کھا رہا تھا۔ پس جب سلیمان گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر غیب جانتے تو ذلت کے

فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن

عذاب میں نہ رہتے۔ قوم سبا کے اپنے ہی گھروں میں ایک نشانی تھی کہ دائیں بائیں

يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ

دو باغ تھے اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو ملک عمدہ ہے اور پروردگار

غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

بخشنہار- اس پر بھی انہوں نے روگردانی کی پس ہم نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے

ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا

میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بدمزہ پھل جھاؤ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو

كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾

دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں کو ہی دیا کرتے ہیں

غرض حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تمام کمال کے ساتھ چلتی رہی- ملک کے کسی حصہ میں شوروشر پیدا نہ ہوا' یہاں تک کہ ان کا آخری وقت آگیا پس جب ہم (خدا) نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو وہ اپنے وقت پر مر گیا مگر عام طور پر ملک میں اس کی موت کی خبر شائع نہ ہوئی' یہاں تک کہ زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو حضرت سلیمان کی لکڑی کھا رہا تھا پس جب اس لکڑی کے گرنے سے سلیمان علیہ السلام بھی گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا دعویٰ ہمہ دانی کا غلط ہے اگر ہم غیب کی باتیں جانتے تو اس ذلت کے عذاب سلیمان کی قید میں نہ رہتے- اس لئے عربی میں ایک شعر ہے جو مثال کے طور پر کہا جاتا ہے ؎

لو ان صدور الفعل یبدون للفتیٰ　　کا عقابه لم تلفه یتندم

یعنی اگر کسی شخص کو اپنے اعمال کا علم شروع میں ہو جیسا کہ آخر میں ہوتا ہے تو وہ کبھی ناشائستہ اعمال کر کے نادم نہ ہو-

اس طرح دنیا میں کئی ایک قومیں ہوئیں- قوم سبا کا ذکر بھی ان لوگوں نے سنا ہو گا جو یمن میں رہتی تھی' ان کے خود اپنے ہی گھروں میں ایک بہت بڑی خدائی قدرت کی نشانی تھی کہ ان کی بستیوں میں دائیں بائیں دو باغ تھے' اس وقت کے کسی نبی نے ان سے کہا تھا کہ اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو' دیکھو تمہارا ملک کیسا عمدہ پیداوار دینے والا ہے اور پروردگار بخشنہار- اس پر بھی انہوں نے تعمیل ارشاد سے روگردانی کی پس ہم (خدا) نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا جس سے ان کا تمام علاقہ برباد ہو گیا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بدمزہ پھل' جھاؤ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے جیسا کہ ویران جنگلوں میں ایسی چیزیں ہوا کرتی ہیں- غرضیکہ بجائے شاداب باغات کے ان کے ملک کو اجڑا اور ویران کر دیا یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں ہی کو دیا کرتے ہیں-

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا

اور ہم نے ان کے اور بابرکت مقامات کے درمیان بڑی بڑی بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر کا اندازہ لگایا

السَّيْرَ ۚ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

تھا ان میں شب و روز امن و امان سے سیر کیا کرو۔ پھر وہ بولے اے ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کردے

وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ

اور انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے پھر ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیا ناس کردیا کچھ شک نہیں کہ اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ

ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا پس پھر چند ایمانداروں کے

یعنی جو لوگ خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ان کی نعمتیں چند روزہ رہتی ہیں آخر کار تباہ اور ویران ہو جاتے ہیں۔ ہم نے ان پر یہ احسان بھی کیا تھا کہ ان قوم سبا کے دار الحکومت اور باقی ملک کے دیگر بابرکت اور آباد مقامات کے درمیان بھی بڑی بڑی بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر و سیاحت کا اندازہ لگایا تھا۔ بڑے بڑے ضلعوں کی سڑکوں پر چلنے والوں کو ہر ایک منزل پر کوئی نہ کوئی آبادی مل سکتی تھی جس سے مسافروں کو راحت اور آرام ملتا تھا۔ ہم نے نبی کی معرفت کہا تھا کہ ان مقامات میں شب و روز امن امان سے سیر کیا کرو کیونکہ آبادی کی وجہ سے کسی قسم کا خطرہ نہیں پھر وہ اس نعمت کے شکر گزار نہ ہوئے بلکہ الٹے یوں بولے کہ ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کردے۔ یعنی ان میں سے متکبر مزاج امراء جو تمول اور دولت کے نشہ میں مست تھے ان کی دلی خواہش ہوئی کہ یہ منزلیں جو قریب ہیں ایسا ہو کہ دور دور ہو جائیں جیسے کہ آج کل پسنجر گاڑیوں پر جو عموماً ہر ایک اسٹیشن پر پھرتی ہیں سفر کرنے سے نازک مزاج سیاحوں کی طبیعت گھبراتی ہے اور چاہتے ہیں کہ ہو نہ ہو ڈاک ہی پر سفر کریں جو کئی کئی اسٹیشنوں کو چھوڑ جاتی ہے۔ اس طرح اس زمانے کے تنعم پسندوں کے دل میں معمولی منزلوں پر ٹھہرنے سے گھبرانے لگے تو انہوں نے بزبان حال یا بزبان قال یہ خواہش ظاہر کی اور اپنی اس سرکشی کی وجہ سے انہوں نے اپنے نفسوں پر سخت ظلم کئے۔ پھر ہم نے بھی ان کو یہ سزا دی کہ بس ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیاناس کردیا۔ ایسا کہ ایک پرانی مثال انہی پر صادق آئی ؎

جناب بحر کو دیکھو یہ کیسے سر اٹھاتا ۔ تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ہر ایک صبار یعنی تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور خدائی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں کہ وہ اس واقعہ سے کم از کم اس نتہ کو پا سکتے ہیں کہ دنیا کا نشیب و فراز سب خدائے ذوالجلال کے قبضے میں ہے۔ اگر کسی کو نعمت ملتی ہے تو اسی کے حکم سے۔ زحمت پہنچتی ہے تو اسی کے ارشاد سے۔ اسی لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں ؎

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مگر ان (قوم سبا کے) لوگوں نے اپنی حرکات سے ثابت کردیا کہ وہ اپنی نعمتوں کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ نہ جانتے تھے بلکہ اپنی لیاقت پر بھروسہ اور غرور کرتے تھے اسی لئے تباہ ہوئے اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا جو اس نے پہلے ہی سے سمجھا اور کہا تھا کہ۔

اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ
باقی سب لوگ اس کے پیرو ہوگئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور نہ تھا لیکن نتیجہ یہ

مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو شک کرنے والے لوگوں سے ممتاز کیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر نگران

حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
حال ہے- تو کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو تو ان کو ذرا پکارو وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ
اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں اور نہ ان دونوں میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا

ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰىٓ اِذَا فُزِّعَ عَنْ
مددگار ہے- اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اس کو جس کے لئے وہ اجازت بخشے یہاں تک کہ جب ان کے

ع ۲ / ۸

بنی آدم میں سے بہت کم شکر گزار[1] ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا' پس بجز چند ایمانداروں کے باقی سب لوگ اس شیطان کے پیرو ہوگئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور اور غلبہ نہ تھا لیکن ہاں اس کا نتیجہ[2] یہ ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں اور بے ایمانوں میں تمیز کر دی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے تھے ان کو شک کرنے والے لوگوں سے بایں طور ممتاز کیا کہ ایمانداروں کو نجات دی اور بے ایمانوں کو تباہ کیا- کیونکہ تیرا پروردگار جو تمام دنیا کا حقیقی پالنہار ہے ہر چیز پر نگران حال ہے- بغور دیکھا جائے تو جو جھگڑا اور تنازع اس وقت مومنوں اور کافروں میں تھا وہی اب اس زمانے میں بھی ہے- تمہارے مخاطب اس لئے تم سے چڑتے ہیں کہ تم ایک خدا کی عبادت کرتے ہو' اسی سے اپنی تمام حاجات مانگتے ہو' اسی کو حاجت روا جانتے ہو اور یہ لوگ متعدد خداؤں کو مانتے ہیں' متعدد معبودوں سے دعائیں مانگتے ہیں' ہر ایک کہ ومہ سے التجا کرتے ہیں' اس لئے اے نبی! تو انکو سمجھانے کے لئے کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو ان کو ذرہ پکارو تو سہی دیکھیں وہ تمہاری مشکل کشائی کر سکتے ہیں- وہ بیچارے کیا کریں گے- وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں - نہ ان دونوں (آسمانوں و زمین) میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان تمہارے معبودوں میں سے جن کو تم لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہو خدا کا کوئی مددگار اور معاون ہے- بلکہ یہاں تک بے اختیار ہیں کہ اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اسی کو جس کے لئے وہ حقیقی مالک خدائے ذوالجلال اجازت[3] بخشے' جن لوگوں (نبیوں' ولیوں اور فرشتوں) کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خدا کے سامنے یہاں تک تن بتقدیر اور سر بسجود ہیں کہ خدا کی ہیبت سے جو انکے دلوں پر وارد ہوتی ہے بے ہوش ہو جاتے ہیں اور جب ان کے دلوں سے

---

[1] ﴿لا تجد اكثرهم شكرين﴾ کی طرف اشارہ ہے- منہ [2] السلام لام العاقبة [3] عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مختلف ہے خیالات رکھتے ہیں نافع ضار تو سب مانتے ہیں' لیکن اس نفع اور ضرر کی وجوہات الگ الگ ہیں- کبھی تو کہتے ہیں کہ مسیح خود خدا ہے پادری فنڈر لکھتا ہے پہاڑ پر حضرت موسیٰ کو پکارنے والا مسیح ہی تھا (مفتاح الاسرار صفحہ : ۳۸) فہرست بائبل کے دیباچہ میں لکھا ہے "خدا نے ہمارے لئے جسم اختیار کیا (کتاب کلام اللہ دیباچہ ص : ۴) اس کے علاوہ کبھی یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمارا شفیع اور سفارشی ہے- یہی ان کا کلمہ طیبہ ہے ﴿اشهد الا شفيع الا المسيح﴾ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیح کے سوا کوئی شفیع نہیں ہے- قرآن مجید نے

قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ

دلوں سے ہیبت دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کیا تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے- کہتے ہیں سچ فرمایا ہے اور وہ بڑا بلند بڑی کبریائی والا ہے تو کہہ کون تم کو

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟

دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا یعنی بذریعہ کشف والہام کیا ارشاد ہوا ہے؟ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ جو فرمایا بالکل ٹھیک اور سچ فرمایا ہے اور کیوں نہ حق فرمائے وہ تو بڑا بلند' بڑی کبریائی والا ہے- اس کی بلندی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ جو فرمائے وہ ٹھیک فرمائے- خدا کی عظمت شان کے مقابلہ میں ان لوگوں کی یہ کیفیت ہے اور ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ انہی کو نافع اور ضار جان کر دعائیں مانگتے ہیں- اے نبی! تو ان کو سمجھانے کی غرض سے کہہ کہ بتلاؤ تو کون تم کو آسمانوں یعنی اوپر کی جانب سے بذریعہ پانی کے اور زمین سے بذریعہ روئیدگی کے رزق دیتا ہے- یہ خود ہی مانتے ہیں کہ اللہ ہی دیتا ہے-

---

ان دونوں خیالوں کی تردید کی ہے- پہلے خیال کی تردید تو اس طرح کی کہ مسیح اور ان کے سوا تمام ماسوی اللہ کی ذاتی ملکیت کی نفی کردی کہ ﴿لا یملکون مثقال ذرة﴾ دوسرے خیال کی نفی کرنے کو فرمایا کہ کسی کی سفارش جب ہی کام دے گی کہ اللہ کے ہاں سے اجازت بھی ملے- جب سفارش بھی حقیقتاً اللہ ہی کے اختیار میں ہے تو پھر اس مطلب (شفاعت) کے لئے بھی اللہ ہی کو راضی کرنا چاہئے تاکہ وہ مالک اجازت فرمائے اور شفاعت قبول بھی کرے نہ کہ اسی شفیع سے وہ معاملہ کرنے لگ جائے جو اصل مختشہار سے کرنا چاہئے پس ثابت ہوا کہ عیسائیوں کا خیال دربارہ حضرت مسیح ہر دو وجہوں سے غلط ہے-

تنبیہ: مسلمانوں کو بھی اس آیت پر غور کرنا چاہئے جو بزرگوں سے منتیں مانگتے اور دعائیں کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنا منع ہے تو وہ کہتے ہیں ہم ان سے نہیں مانگتے بلکہ ان کو خدا کی جناب میں سفارشی بناتے ہیں- حالانکہ الفاظ ان کے یہ ہوتے ہیں ؎

﴿شیئاً للہ﴾

چوں گدائے مستمند المدد خواہم ز خواجہ نقشبند-

خذ یدی یا شاہ جیلان خذ بری شیاللہ انت نور احمد

اس دعا کا مطلب بالکل صاف ہے کہ قائل اپنے مخاطب بزرگ سے کہتا ہے کہ اے خواجہ نقشبند! میں آپ سے مدد چاہتا ہوں مجھ کو خدا کے لئے کچھ دیجئے' میں محتاج ہوں نظر عنایت کیجئے' اے پیر جیلانی! میری دستگیری کیجئے' خدا کے لئے کچھ دیجئے' یہ ترجمہ اور الفاظ ہی صاف بتلا رہے ہیں کہ متکلم کے نزدیک مخاطب بزرگ فائدہ رساں ہیں ان کو دافع بلا اور ایصال خیر میں قدرت ہے' حالانکہ خدا تعالیٰ نے تمام مخلوق کی بابت فرمایا ہم اگر ان کو شفیع سمجھ کر پکاریں تو بھی درست نہیں کیونکہ سفارش اور شفاعت کسی انسان کے اختیار میں نہیں- پس اسی وجہ سے بھی کسی مخلوق کو پکارنا یا آڑے وقت میں اس سے استمداد اور استعانت کرنا ہرگز جائز نہیں- حضرت شیخ فریدالدین عطار مرحوم نے کیا اچھا فرمایا ہے:

دو بلایا ری مخواہ از ہیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر کیست در دنیا ازو گمراہ تر؟

(ایضاً اردو)

مسلمانو! ذرہ سوچو تو دل میں پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں

بہت مدت کے سوئے اب تو جاگو خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو

(منہ)

قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ

تو کہہ اللہ ہی دیتا ہے۔ ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں تو کہہ دے تم ہمارے

عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ

گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا تو کہہ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جا جمع کر کے ہمارے اور

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ اَرُوْنِىَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیگا' وہ ٹھیک فیصلہ کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ تو کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم نے اس کے ساتھ شریک بنا کر رکھا ہے

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

ڈرانے والا بھیجا ہے

اس لئے تو بھی کہہ کہ ہمارا تمہارا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ ہم جو صرف اسی رازق کو پوجتے ہیں اور اسی اکیلے سے دعائیں مانگتے ہیں یا تم جو اس کے ساتھ اوروں کو بھی ملاتے ہو ہم اور تم دونوں فریق سے ایک فریق کے لوگ تو ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں۔ کیونکہ اجتماع نقیضین تو ہوگا نہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خالص توحید والے بھی اور تم محض شرک والے بھی خدا کے ہاں ایک نظر سے دیکھے جائیں۔ مختلف اجناس مختلف نتائج دیا کرتی ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دونوں فریق باوجود اختلاف شدید کے نتیجہ میں متفق ہوں ہرگز نہیں۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہماری مخالفت اور قرآن کی تکذیب کرنے میں جلدی نہ کرو شائد تمہارا ہی قصور ہو جس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہو۔ دانا کو چاہئے کہ آئندہ کی فکر کرے یہ نہیں کہ جو منہ پر آئے کہدے اور جو دل میں آئے کر گزرے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہدے کہ ہم تو تم لوگوں کو محض خیر خواہی سے سمجھاتے ہیں ورنہ تم ہمارے گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا۔ پھر ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم تم لوگوں کو اتنا سمجھاتے ہیں اور خود تمہاری تکلیفیں اٹھاتے ہیں صرف ہمدردی سے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس طرح تم لوگ دنیا میں ہم سے بدکتے ہو الگ رہتے ہو اسی طرح آخرت میں بھی ہم تم الگ ہی رہیں گے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ایک جا جمع کر کے ہمارے اور تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا جس میں کسی کی رورعایت نہ ہوگی کیونکہ وہ بڑا ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور بڑے علم والا ہے۔ اس کو کسی کے کہنے سنانے کی حاجت نہیں۔ پس بہتر ہے کہ تم ابھی سے ایسی ناجائز حرکات سے باز آجاؤ ورنہ پچھتاؤ گے اور پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اے نبی! تو بغرض تفہیم ایک دفعہ پھر کہدے کہ جن لوگوں کو تم نے اس اللہ کے ساتھ شریک بنا کر ملا رکھا ہے ذرہ مجھے بھی تو دکھاؤ کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ کیا کیا بنایا ہے؟ کیونکہ یہ مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں دکھا سکو گے۔ کوئی ہو تو دکھاؤ جب کوئی نہیں تو دکھاؤ کیا بلکہ وہی اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے مقابلہ کا کوئی نہیں اسی لئے اس کا ہمتا کسی کو بنانا یا سمجھنا سخت درجے کا گناہ ہے۔ اسی گناہ کے سمجھانے کے لئے اے نبی! ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں پر ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں' کہتے ہیں اگر سچے ہو تو یہ وعدہ

صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

کب ہوگا تو کہہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہٹو گے نہ آگے بڑھ سکو گے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلی کسی کتاب کو- اے کاش!

تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ

تم وہ وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے' ایک دوسرے کی طرف باتیں لوٹائیں گے'

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝

ضعیف لوگ بڑے آدمیوں کو کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے'

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى

بڑے لوگ ان ضعیفوں کو کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد

بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ

ہدایت سے روکا تھا؟

تیرا یہ منصب ہے کہ نیک کاموں پر لوگوں کو خوشخبری سنا کہ تم کو اچھا بدلہ ملے گا اور برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنا کہ انجام برا ہوگا لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ نبی کا منصب کیا ہے-وہ نبی کو خدا کا کوئی مشیر خاص یا با اختیار حاکم سمجھتے ہیں اس لئے اس سے ایسے ایسے سوال اور دعائیں کرتے ہیں جو اس کے منصب سے اعلیٰ ہوتی ہیں- کوئی اس کو غیب دان جان کر حاضر ناظر سمجھتا ہے کوئی اس کو وائسرائے ہند کی طرح اپنے کام میں با اختیار جان کر اپنی حاجات طلب کرتا ہے- چنانچہ ان مشرکوں کا سوال بھی اس قسم سے ہے جو کہتے ہیں کہ مسلمانو! اگر سچے ہو تو بتلاؤ یہ وعدہ جو تم قیامت کا سنا رہے ہو کب ہوگا؟ یہ سوال بھی اسی غلط اصول پر مبنی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ لوگ نبی کو غیب کلی کا عالم جانتے ہیں' اسی لئے ایسے سوالات کرتے ہیں- پس تو اے نبی! ان سے کہہ کہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہو گے نہ آگے بڑھ سکو گے لیکن اس کی تاریخ کا علم کسی کو نہیں دیا گیا- لہٰذا یہ سوال غلط ہے اور سنو ایسے سوالات کرنے والے کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلی کسی کتاب کو' جاؤ ہم دونوں سے الگ ہیں ہم کسی کی نہیں سنیں گے- کہ لطف یہ ہے کہ یہاں تو بڑے لوگوں کی سنکر چھوٹے بھی وہی راگ الاپتے ہیں- اے کاش! تم (وہ) وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے مجرمانہ حالت میں کھڑے کئے جائیں گے- ایک دوسرے کی طرف سوال وجواب میں باتیں لوٹائیں گے' کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ- جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہی ضعیف لوگ جو دنیا میں بڑوں کی تابعداری میں ہر ایک نیک وبدبات بلا تمیز کہہ دیتے ہیں بڑے آدمیوں کو کہیں گے اے ظالمو! اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے ؎

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

بڑے لوگ ان ماتحت ضعیفوں کو جواب میں کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد ہدایت سے روکا تھا؟ یعنی ہمارا تم پر کوئی جبر نہ تھا-

بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ
بلکہ تم خود مجرم تھے ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے بلکہ تمہارے

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا
شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں اور جب وہ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پچھتائیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق دلوا دیں گے

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا
جو انہوں نے کیا ہوگا وہی ان کو بدلہ ملے گا۔ ہم نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے

قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ
آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں اور بولے ہم مال اور اولاد میں

اَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب نہ ہوگا تو کہہ کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور

يَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ
تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور تمہارے مال اور اولاد

نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے کہ بے سوچے سمجھے ہماری ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ اس کے جواب میں ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو ہر ایک داؤ سے حکم کیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بناویں' اس لئے ہم بھی ایسا کرتے تھے ورنہ ہم کو کیا سمجھ اور کیا یارا تھا کہ ہم ایسا کرتے۔ اسی طرح جب وہ لوگ تابع اور متبوع عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پچھتاویں گے اور چپکے چپکے ایک دوسرے کو ملامت کریں اور ہم (خدا) ان کافروں کی گردنوں میں طوق ڈلوادیں گے جو انہوں نے کیا ہوگا وہی ان کو بدلہ ملے گا یہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ ہم (خدا) نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے آسودہ لوگوں پر چونکہ احکام کی پابندی ناگوار خاطر تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں۔ ہم سے ایسی غلامی نہیں ہو سکتی اور بولے کہ ہم ایسے گئے گزرے نہیں کہ باوجود آسودہ ہونے کے تمہارے جیسے ناداروں کے تابع ہو جائیں جبکہ ہم مال اور اولاد میں تم سے کئی ایک درجہ زیادہ ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہاں ہماری عزت ہے تو آخرت میں بھی ہم کو کسی برے کام پر عذاب نہ ہوگا چونکہ یہی خیال اس زمانے کے لوگوں کا بھی ہے کہ دنیاوی رزق کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے میرا پروردگار جو تمام دنیا کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے لیکن اکثر لوگ اس راز حکمت کو جانتے نہیں اور محض اٹکل پچو حکم لگاتے ہیں حالانکہ تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ

بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا٘ فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمْ

ایسے نہیں کہ تم کو ہمارے قرب میں پہنچائیں لیکن جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان ہی کے لئے

جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ

ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور بلند بالاخانوں میں امن سے رہیں گے اور جو مخالفانہ طور سے ہمارے

اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ

احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ تو کہہ میرا پروردگار اپنے

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ

بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچو گے اس کا بدلہ وہ

یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ

تم کو دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے اور جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا تو فرشتوں کو کہے گا

اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں

بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ

بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے

تم کو ہمارے (خدا) قرب میں پہنچاویں لیکن جو ایمان لائیں اور عمل نیک کریں ان ہی کے لیے ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور وہ بڑے بڑے بلند بالاخانوں میں امن سے رہیں گے خواہ وہ دنیا میں امیر ہوں یا غریب خواہ دنیاداروں کی نگاہ میں معزز ہوں یا ذلیل۔ کیونکہ دنیاوی وجاہت اور شے ہے اور اخروی عزت اور۔ ان دونوں میں تعلق اور ملازمت اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص دنیاوی عزت کے نشہ میں مست ہو کر آخرت کو بھول نہ جائے اور جو لوگ دنیاوی عزت کے نشہ میں آخرت کو بھول کر مخالفانہ طور سے ہمارے احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ اے نبی! تو ان کو کہہ کہ تم کس خام خیالی میں ہو میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اس تنگی اور فراخی پر تو ہرگز خیال نہ کرو' اس کو مدار کار نہ جانو۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچو گے اس کا بدلہ وہ تم کو ضرور دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ ایک اصولی غلطی تو ان کی یہ ہے جو ذکر ہوئی۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ فرشتے جو ہماری نظر سے غائب ہیں اس لئے ان کا تعلق خدا کے ساتھ ضرور کچھ ہے۔ اس خیال میں پھنس کر یہ لوگ فرشتوں کو بھی خدائی کاموں میں کچھ دخیل جانتے اور مانتے ہیں۔ سو جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا یعنی قیامت کے دن تو فرشتوں کو بطور اظہار ناراضگی کہے گا کیا یہ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے اے خدا! تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں ہم تو ان کو جانتے بھی نہیں نہ یہ ہم کو جانیں بلکہ یہ لوگ دراصل جنوں یعنی شیاطین کی عبادت کرتے تھے۔ گو اس کا اظہار نہ کرتے ہوں کہ ہم جنوں کو پوجا کرتے ہیں لیکن ان کی ایسی حرکات چونکہ ان ہی کی تحریکات سے ہوئی تھیں اس لئے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ دراصل جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا

اکثر ان میں کے ان ہی کو مانتے تھے پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا اور نہ نقصان کا

وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۴۲﴾

اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ

اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ

باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ ان کافروں کے پاس

كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۳﴾ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن

جب سچائی آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی

كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ

کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب

مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ

کی حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے

اکثر ان میں سے انہی کو مانتے تھے۔ انہی پر ان کا ایمان تھا۔ خدا کی طرف سے ان کو جواب ملے گا اصل بات وہی ہے جو تم نے بتلادی پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا نہ نقصان کا' بلکہ اصل مالک مختار ہماری (خدا) کی ذات ہے اور جن لوگوں نے تم (فرشتوں اور صالحین) لوگوں کو مشکل کشا حاجت روا جانا تھا ان کی غلطی اس روز اظہر من الشمس ہو جائے گی اور ہم (خدا) ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب مزے سے چکھو جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے۔ دیکھئے یہ لوگ تکذیب کرنے میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی ہر ایک بات کی تکذیب کرتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو معقول جواب یا عذر تو کر نہیں سکتے ہاں اتنا کہتے ہیں کہ یہ شخص (حضرت محمد ﷺ) تو صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور یہ بھی کہتے کہ اس کی یہ تعلیم صرف ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ دیکھو ان کافروں کی شومئ قسمت کہ ان کے پاس جب خالص سچائی کی تعلیم آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے کیونکہ اس تعلیم کی روشنی سے ان کی آنکھیں چکا چاند ہو جاتی ہیں۔ اس لئے وہ اسکا نام جادو رکھتے ہیں۔ اے نبی! اصل بات یہ ہے کہ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے حضرت اسماعیل کے بعد ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا اس لئے ان کی غفلت حد سے بڑھ گئی تو خدا کی رحمت ان کے حال پر متوجہ ہوئی۔ مگر ان لوگوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ان سے پہلے لوگوں نے اختیار کیا تھا کہ نبیوں کی تکذیب کی اور بضد تکذیب کی ایسی کہ تمام عمر اسی ضد پر اڑے رہے۔ یہ لوگ بھی انہی کی ریس پر چلے حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ عرب کے رہنے والے اس کے عشر عشیر دسویں بیسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔

فَكَذَّبُوْا رُسُلِىْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ

پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو میری ناراضگی کیسی ہوئی- تو کہہ میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں وہ یہ ہے

تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ

کہ تم لوگ مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ پھر فکر کرو کہ تمہارے ہم نشین کو جنون نہیں ہے وہ

هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ

بڑے سخت عذاب سے پیشتر تمہیں ڈرانے کو آیا ہے- تو کہہ دے میں نے جو تم سے اس کی کوئی

اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے میری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک چیز پر نگہبان ہے-

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا

تو کہہ میرا پروردگار سچی تعلیم بھیجتا ہے وہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے- تو کہہ سچی تعلیم آچکی ہے اور

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ

باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز نہیں ہے- تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو میری ناراضی ان پر کیسی ہوئی- سب کو معلوم ہے کہ ان کو نیست ونابود کر کے جڑ سے کاٹ دیا تو کیا یہ لوگ اس برائی کا بدلہ نہ پائیں گے؟ بیشک پاویں گے- اے نبی! تو ان کو سمجھانے کے لئے کہہ کہ میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں تم اس پر عمل کرو گے تو میرا مطلب پا جاؤ گے' وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ باہمی مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ یعنی اس کا خیال اور خوف دل میں رکھو پھر فکر کرو تو اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ تمہارے ہم نشین (محمد ﷺ) کو جنون نہیں ہے پھر جو یہ تمہاری رسومات اور عادات اور عبادات وغیرہ کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی وجہ[1] کیا ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے باطنی نور سے تم کو گناہوں اور بدکاروں کی ظلمات میں پھنسا ہوا پاتا ہے اس لئے وہ بڑے سخت عذاب سے پیشتر تمہیں برے کاموں سے ڈرانے کو آیا ہے اور کچھ نہیں- اے نبی! تو یہ بھی کہہ دے یہ مت سمجھو کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے میں نے جو تم سے اس کی مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے- میری اجرت اور مزدوری تو خدا ہی کے ذمہ ہے اور کسی سے میرا مطلب نہیں- اس کے سوا نہ میں کسی کا اجیر ہوں نہ کسی سے توقع رکھتا ہوں اور وہ ہر ایک چیز پر حاضر اور نگہبان ہے- تو یہ بھی کہہ میرا پروردگار چونکہ سب پر نگہبان ہے اس کی نگرانی کا یہ نتیجہ ہے کہ جس وقت تمام دنیا میں باطل پھیل جاتا ہے تو وہی خدا سچی تعلیم دنیا میں بھیجتا ہے جس میں تمام قسم کی ضروریات شامل ہوتی ہیں کیونکہ وہ تمام غیبوں کو جاننے والا ہے- تو اے نبی! کہہ کہ اسی قاعدۂ مستمرہ کے مطابق اب تمہارے سامنے سچی تعلیم آچکی ہے اور باطل مٹنے کو ہے کیونکہ باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز[2] نہیں ہے- اے نبی! تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

[1] یہ ایک دلیل ہے ان دلائل میں سے جو خود خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا نبوت محمدیہ پر بیان کی ہیں- ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو مقدمہ تفسیر ہذا جلد اول ملاحظہ ہو (منہ)

[2] یہ ایک محاورہ ہے لفظی ترجمہ نہیں (منہ)

وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى

اور اگر میں ہدایت پاؤں تو خدا کی وحی کے سبب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سننے والا قریب ہے اور اگر تم اس وقت

اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ

کو دیکھ پاؤ جب لوگ گھبرائیں گے کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے۔ کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے

وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ

مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہوگی؟ اس سے پہلے وہ منکر

قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ

تھے اور دور دور سے محض انکل پچو باتیں کیا کرتے تھے اور ان میں

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور ان کی خواہشات میں روک کردی گئی ہے جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کچھ شک نہیں کہ وہ

فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

سخت انکار میں تھے

اور اگر میں ہدایت پاؤں یعنی کسی امر میں صائب رائے ہوں تو خدا کی وحی کے سبب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کی جاننے والا اور سب کے قریب ہے' اسی لئے اس کو سب کے حالات ایسے معلوم ہیں کہ کسی کے کہنے سنانے اور جتلانے کی حاجت نہیں' اسی قرب اور علم کے مطابق وہ بندوں میں فیصلہ کرے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا؟ ایسا ہوگا کہ اس کا نمونہ دنیا میں نہیں۔ اگر تم اس وقت کو دیکھ پاؤ تو عجیب نظارہ دیکھو جب یہ مخالف لوگ اس فیصلے سے گھبرائیں گے اور پیچ و تاب کھائیں گے مگر کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس دن کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے یعنی جہاں کہیں کوئی ہوگا اسی جگہ اس کا مواخذہ ہو جائے گا' دور لے جانے یا سپاہی بھیجنے کی حاجت نہ ہوگی۔ اس وقت کہیں گے ہم اس واقعہ قیامت پر ایمان لائے یہ اس لئے کہیں گے کہ ان کو توقع ہوگی کہ اتنا کہنے سے ہم چھوٹ جائیں گے مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہوگی؟ جو ایمان لانے کا موقع تھا وہ تو ہاتھ سے کھو بیٹھے اب کیا ہوگا کیونکہ اس سے پہلے تو وہ منکر تھے اور دور دور سے محض انکل پچو باتیں کیا کرتے اور بے دیکھے بھالے انکار کیا کرتے تھے۔ اب جو یہ ایسا انقیاد اور تسلیم ظاہر کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اب یہ لوگ پکڑے گئے ہیں اور ان میں اور ان کی خواہشات میں روک کردی گئی ہے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا گیا جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کیونکہ علت فاسدہ میں دونوں شریک ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ اور وہ دونوں خدائی احکام سے سخت انکار میں تھے۔

سورۃ فاطر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ

سب تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے' فرشتوں کو رسول بنایا کرتا ہے' جن کے دو دو تین تین

مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

چار چار پر ہوتے ہیں۔ جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کردیتا ہے' اللہ ہر ایک چیز پر

قَدِیۡرٌ ① مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَہَا ۚ وَ مَا یُمۡسِکۡ ۙ

قدرت رکھتا ہے جس قسم کی رحمت بندوں کے لئے خدا کھول دے کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جس کو بند

فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ② یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اذۡکُرُوۡا

کردے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں' وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ اے لوگو! اللہ کی

نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ؕ ہَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ یَرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ

مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے اور زمین سے رزق دے؟

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۫ۖ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ③

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں کو بہکائے جا رہے ہو؟

سورۃ فاطر

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو زیبا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ پر دار فرشتوں کو بنی آدم کی طرف رسول بنایا کرتا ہے۔ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قسم کی رحمت کا دروازہ بندوں کے لئے خدا کھولدے کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا اور جس کو بند کر دے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ بڑی قدرت والا ہے اور بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکیلا تمام دنیا کا خالق ہے اور سب کو رزق دیتا ہے' اسی لئے وہ منادی کراتا ہے کہ اے لوگو! اللہ کی مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں۔ بڑی مہربانی تو یہ ہے کہ اس نے تمہارا انتظام کسی دوسرے کے سپرد نہیں کیا۔ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے بذریعہ پانی اور زمین سے بذریعہ روئیدگی کے رزق دے؟ کوئی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رزق دینا اور رزق کو پیدا کرنا خالق کا کام ہے جو عدم سے وجود میں لائے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' پھر خالق کیونکر ہو سکے؟ اسی لئے خدا کے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ رازق پھر تم کہاں کو بہکائے جا رہے ہو کہ اس کے ہوتے اوروں سے مانگتے ہو کیا تم نے ایک اہل دل کی نصیحت نہیں سنی کہ؟

وہ کیا ہے؟ جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

اور اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو تجھ سے پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا

لوگو! اللہ کا وعدہ بے شک سچا ہے پس تم دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھائیو اور نہ

يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا

اس بڑے دھوکا باز کے فریب میں نہ آئیو۔ شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔ وہ

يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ؕ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا

كَبِيْرٌ ۝ؒ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

اجر ہے۔ بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے تو خدا جسے چاہے گمراہ کرے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖؗ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

اور جسے چاہے ہدایت کرے۔ پس تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیجیو۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

خدا کو سب معلوم ہے

یہ تعلیم سن کر بھی اگر نہ مانیں اور ضد ہی کئے جائیں تو اے نبی! صبر کیجیو۔ اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں تجھ سے پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور کئی ایک شہید کئے گئے مگر چونکہ آخر کار سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں اس لئے ان کا انجام بھی ان کے حق میں اچھا نہ ہوا۔ لوگو! اس قسم کے واقعات سے سبق حاصل کرو کہ اللہ کا وعدہ بیشک سچا ہے جو کچھ اس نے اپنے رسولوں کی معرفت تم کو بتلایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ پس تم دنیا کی مختصر سی زندگی سے دھوکا نہ کھائیو اور نہ اس بڑے دھوکا باز شیطان کے فریب میں آئیو۔ سنو شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو بدکاریوں کی طرف اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں۔ جانتے ہو کون لوگ اس کے گروہ کے ہیں؟ جو کافر ہیں یعنی اللہ کے حکموں سے انکار کرنے والے یا بے پروائی سے ٹلانے والے ہیں' ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے یہ ہے نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ جس کو بہت سے لوگ نہیں مانتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنے برے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں تو بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے تو وہ کیونکر ان کو چھوڑ سکتا ہے؟ ایسے لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ خدا جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے مگر اس کا چاہنا بے وجہ نہیں! پس اے نبی! تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیجیو۔ ہر وقت تجھ کو یہی فکر اور یہی غم ہے کہ لوگ کیوں خدا کی سچی تعلیم کو نہیں مانتے۔ نہیں مانتے تو نہ مانیں جو کچھ یہ کرتے ہیں خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور وہ سب کو جانتا ہے کیونکہ وہی دنیا کا منتظم حقیقی ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا

اللہ ہی ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم اس کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ

اس سے زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتے ہیں' اسی طرح جی اٹھنا ہوگا- جو کوئی عزت کا طالب ہو تو عزت سب کی سب خدا

الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ

کے قبضے میں ہے' پاک کلمات اسی کی طرف جاتے ہیں اور نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے

وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝

اور جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

اور خدا ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑے بنایا جس کی مادہ کو

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بارش سے پہلے ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم (خدا) انہی ہواؤں کے ذریعہ اس بادل کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس بادل کے پانی سے اس زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتے ہیں- دنیا کے ایسے ہیر پھیر سے تم کو علم حاصل کرنا چاہئے کہ اسی طرح قیامت کے روز بھی جی اٹھنا ہوگا یعنی جس طرح مردگی کے بعد زندگی زمین پر دنیا میں آتی ہے اسی طرح قیامت کے روز مردگان پر دوبارہ حیات آئے گی- مگر کوتاہ اندیش لوگ دنیاوی عزت کے بھوکے دنیاداروں کی غلط گوئیوں پر ہاں میں ہاں ملا کر عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جو کوئی عزت کا طالب ہو تو اس کو بھی اللہ ہی کی رضاجوئی کرنی چاہئے کیونکہ عزت سب کی سب خدا ہی کے قبضے میں ہے وہ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کرے- وہ ایسا جلیل الشان بادشاہ ہے کہ دنیا میں جس قدر پاک کلمات مدحیہ اور تعریفیہ ہیں سب کے سب اسی کی طرف جاتے ہیں یعنی وہی تمام دنیا کی مدائح اور صفات کا مستحق ہے- مثلاً کسی کی سخاوت کی تعریف ہے تو اس کا مستحق بھی دراصل اللہ ہی ہے جس نے اس بندے کے دل میں سخاوت کی بنیاد رکھی کسی کے حسن وجمال کی تعریف ہے تو وہ بھی دراصل خدا ہی کی ہے جس نے اس کو ایسا جمیل اور خوبصورت بنایا- علیٰ ہذا القیاس دنیا میں جسقدر کلمات مدحیہ متضمن کسی خوبی کے ہیں ان سب کا مستحق وہی خدا تعالیٰ ہے جو تمام دنیا کا خالق ہے اور اس کی شان ہے کہ نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے یعنی قبول کرتا ہے- دنیا میں جو کوئی بھی نیک کام کرے اس کی قبولیت اسی خدا کے ہاتھ میں ہے یعنی نیک اعمال کا اصل ثمرہ دینے والا وہی ہے باقی دنیاوی منعم اول تو کچھ دے نہیں سکتے جب تک کہ خدا کی طرف سے ان کے دلوں میں القاء نہ ہو- دوئم ان کا بدلہ بہ نسبت بدلہ الٰہی کے بہت کم درجہ اور کم حیثیت ہوتا ہے- تاہم لوگ خدا کی بے فرمانی کر کے نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں' دکھاتے ہیں نیکی اور کرتے ہیں برائی ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی جسکا نتیجہ ان کے حق میں برا ہوگا- خدائی ماتحتی ایسے بدمعاشوں کو ناگوار ہوتی ہے' وہ جانتے اور سمجھتے نہیں کہ خدا ہی نے تم کو یعنی ابتدا میں تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے تمہارا سلسلہ چلایا پھر تم کو جوڑے خاوند بیوی بنایا یہ تو اس کی صفت خالقیت کا تم پر اثر ہے- علم اس کا یہ ہے کہ جس کسی مادہ کو

مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا

حمل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ جنتی ہے وہ اس کے حکم سے جنتی ہے اور جو شخص زیادہ عمر دیا جاتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب

فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ

کتاب میں موجود ہے- کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک احسان ہے اور دو دریا مساوی نہیں ایک ایسا ہے کہ اس کا

فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ

پانی میٹھا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے اور تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ گوشت کھاتے ہو اور

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

زیور نکال کر پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اس میں پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۙ وَسَخَّرَ

تلاش کرو اور تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو- رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے اور سورج

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ

اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے- ہر ایک وقت مقرر تک چلتا ہے' یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اسی کا سب کچھ اختیار ہے

الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝

اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک دھاگہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے

حمل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ جنتی ہے وہ اس کے علم سے جنتی ہے اور جو شخص انسانی عمر طبعی سے زیادہ عمر دیا جاتا ہے یعنی آگے بڑھتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب خدا کی کتاب میں مرقوم اور اس کے علم میں موجود ہے- کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے کیا اتنے تعلقات کے ہونے پر بھی خدا کی اطاعت گراں ہے ؟ اور سنو! خدا کی قدرت کے نشان یہ کیا کم ہیں کہ اس نے پانی کے سمندر اور دریا پیدا کر دیئے پھر ان میں یہ تمیز ہے کہ دو قسم کے دریا مساوی نہیں- ایک ایسا ہے کہ اس کا پانی میٹھا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے جو تلخی میں انتہا کو پہنچ چکا ہے- گو ان کی کیفیت اور ذائقہ مختلف ہے مگر تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ مچھلیوں کا گوشت کھاتے ہو اور موتی وغیرہ جواہرات کے زیور نکال کر بیچتے اور پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اور جہاز اس سمندر میں پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اس خدا کا فضل منافع بذریعہ تجارت تلاش کرو اور یہ واقعات تم لوگوں کو اس لئے سنائے جاتے ہیں تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو- سنو! وہی خدا تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے- یہ نہیں کہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح اس کا انتظام ہے بلکہ اس کا انتظام سب کے انتظامات سے بالاتر ہے- رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے یعنی کبھی دن بڑا ہے تو کبھی رات بڑی ہے' ان دونوں کی کمی بیشی سے بھی تم کو اس بات کا پتہ ملتا ہے یا نہیں کہ خدا دنیا کا اعلیٰ منتظم ہے پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں عار کیوں ہے ؟ اور سنو سورج اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے کہ بغیر داموں تمہاری خدمت کر رہے ہیں' ایسی کہ ہر ایک ان میں کا وقت مقرر تک چلتا ہے- سنو یہی خدا تمہارا پروردگار ہے' اسی کا سب کچھ اختیار ہے' اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے اور مرادیں مانگتے ہو ان میں سے کئی ایک طرح کی ہے-

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَیَوْمَ

اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری دعا نہیں سنتے اور اگر وہ سن پاویں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے

الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴿۱۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ

روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدا خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا۔ اے لوگو! تم

الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ

خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا بے نیاز ہے' وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے' اگر چاہے تو تم کو فنا کر دے اور نئی مخلوق

بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

لے آوے اور یہ کام اللہ پر دشوار نہیں اور کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ

اگر کوئی دیا ہوا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس سے کچھ ہلکا نہ کیا جائے گا' چاہے قرابت دار بھی کیوں نہ ہو

اس لئے وہ ایک دھاگہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے-اگر تم ان کو پکارو تو وہ دعا نہیں سنتے-پھر قبول کریں تو کیسے؟اور اگر فرضاً وہ کسی طرح سن پاویں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور سنو قیامت کے روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدائے خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا یہ اس کی خبر داری کا نتیجہ ہے کہ ایسے آئندہ واقعات کی خبر تم کو کیسے بتلاتا ہے پس تم ان سے کسی اچھے نتیجے پر پہنچو-اے لوگو!تم کیونکر خدا کی تابعداری سے عار کر سکتے ہو حالانکہ تم سب کے سب خدا کی جناب کے محتاج ہو-ہر طرح سے ذات میں صفات میں غرض سب کاموں میں اسی کے ساتھ تمہارا تعلق ہے-ذات میں تو اس لئے اس کے محتاج ہو کہ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی نہ ہوتے-صفات میں اس لئے کہ اگر وہ تم کو علم' قدرت وغیرہ عطا نہ فرماوے تو تم میں کچھ بھی نہ ہو پھر ساتھ ہی اس کے یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مخلوق کا خالق سے تعلق اس قسم کا نہیں کہ محض بناوٹ میں حاجت ہے' بعد بن جانے کے نہیں بلکہ بعد بننے کے بقا میں بھی محتاج ہے-پس تم ہر حال میں خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا تم سے اور تمام مخلوق سے بے نیاز ہے یعنی وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں اپنے غیر کا کسی امر میں محتاج نہیں-ذات اس کی قدیم ہے صفات اس کی حادث نہیں اس لئے وہ بذاتہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے-پس وہ کیا ہے ؎

خرد و فہم سے گر دل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی
میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی نہ بدء خلق تو بودی نبود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

سنو وہ خدا اس درجہ مخلوق سے بے نیاز اور با قدرت ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق لے آوے اور یہ مت سمجھو کہ ایسا کرنا اس پر کچھ مشکل ہے-ہرگز نہیں یہ کام اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں پھر تم لوگ ایسے خدا کی تابعداری سے گردن کشی کرتے ہو' یہ بات تم کو زیبا ہے؟اور سنو اس غلطی میں بھی نہ رہنا جو بعض گمراہ لوگ تم کو کہتے ہیں کہ تم دین اسلام کو چھوڑ دو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے-ان کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسنا-خدا کے ہاں عام قاعدہ ہے جو کرے گا سو بھرے گا اور دوسرا کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا-اگر کوئی گناہوں میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی دوسرے کو بلائے گا تو اس سے کچھ لے کر ہلکا نہ کیا جائے گا' چاہے قرابت دار بھی کیوں نہ ہو-

إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ وَمَنْ تَزَكّٰى

جو لوگ اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں انہی کو تو ڈراتا ہے جو شخص سدھر

فَإِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝

جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہے اور اندھا اور سوانکھا برابر نہیں

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ

نہ اندھیر اور نور برابر ہیں' نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں' نہ زندے اور

وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

مردے برابر ہیں' خدا جسے چاہے سنا سکتا ہے تو قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو نہیں سنا سکتا

إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيْرٌ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ

تو تو صرف ڈرانے والا ہے ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہر ایک قوم میں کوئی نہ

إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝

کوئی ڈرانے والا گذرا ہے

غرض دونوں صورتوں میں سے ایک بھی نہ ہو گی پس تم ابھی سے اس روز کی تکلیفات سے خائف ہو کر مناسب انتظام کرو مگر ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کی ہر ایک بات میں خدا پر سہارا رکھتے ہیں- اسی لئے اے نبی! جو لوگ اپنے پروردگار کو اپنا حقیقی مالک مختار سمجھ کر اس سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں' انہی کو تو ڈراتا ہے یعنی انہی کو تیرے ڈرانے کا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور یوں تو عام قاعدہ ہے کہ جو شخص سدھر جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کا رجوع ہے- اس وقت بھی اور انجام کار بھی سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں- مگر اس راز کو سمجھنے والے بہت کم ہیں دراصل وہی لوگ صاحب بصیرت ہیں اور باقی لوگ جو اس راز سے بے خبر ہیں- وہ دراصل نابینا ہیں- پس تم خود ہی سوچ لو کہ اندھا اور سوانکھا جس طرح برابر نہیں نہ اندھیر ا اور نور برابر ہیں' نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں' نہ زندے اور مردے برابر ہیں- اس طرح اللہ کے بندے پرہیزگار اور بدکردار برابر نہیں- پس نتیجہ صاف ہے کہ یہ لوگ جو خدائی احکام کی مخالفت کرتے ہیں دراصل مردے ہیں یوں خدا تو جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر تو اے نبی! قبروں میں پڑے ہوئے ان مردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی تیری قدرت سے باہر ہے کہ تو مردوں کو سناوے کیونکہ جو حس ان میں سننے والی ہوتی ہے وہ تو موت کے آتے ہی فنا ہو جاتی ہے- اس کا تعلق کانوں سے ہوتا ہے جب کان ہی نہیں تو قوت کیسی؟ اس لیے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا کیونکہ مردوں میں سننے کی حس ہی نہیں- تو تو صرف ڈرانے والا ہے مگر ڈرانے والوں میں استعداد بھی ہونی چاہئے ان لوگوں میں جو مخالفت اسلام پر بضد مصر ہیں استعداد فطری تو ہے مگر ان کی بداعمالی سے مغلوب اور قریب بمعدوم- تیرے وعظ و نصیحت کرنے میں شک نہیں اس لئے کہ ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے پھر تو کیوں نہ اپنا کام کرے گا- اسی طرح ہر ایک قوم میں عذاب الٰہی سے کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گزرا ہے جن کے ڈرانے اور سمجھانے کا اثر کم و بیش اس وقت بھی ان قوموں میں ملتا ہے-

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اگر یہ لوگ تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے

وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾

دینی مسائل اور روشن کتاب لائے جو لوگ کافر تھے میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میری خفگی کیسی ہوئی؟

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

اور پہاڑوں میں سے جو بعض ٹکڑے سفید اور بعض سرخ مختلف رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى

اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں۔ خدا کے بندوں

اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ

میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں اللہ غالب اور بخشنے والا ہے جو لوگ اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں

اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور نماز ادا کرتے ہیں

پھر اگر یہ لوگ بضد ہوں اور تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو بھی تجھ کو غمگین نہ ہونا چاہئے کیونکہ جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے، دینی مسائل اور روشن کتاب لائے مگر انہوں نے ایک ہی انکار رکھا لیکن تابکے۔ جو لوگ کافر تھے میں (خدا) نے ان کو خوب پکڑا، پھر میری خفگی کیسی ہوئی؟ اور کیا رنگ لائی؟ جس درجہ کا کوئی حاکم ہو اسی قدر اس کی خفگی بڑی ہوتی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا بڑا حاکم اور مالک ہے کہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر[1] وہ اس پانی کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے اور پہاڑوں میں جو بعض ٹکڑے سفید اور بعض سرخ رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے یہ بھی اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں ان واقعات کا جاننا ایک بڑا علم ہے جس کو آج کل کے لوگ سائنس یا فلسفہ کہتے ہیں بہت سے لوگ ایسے واقعات کے جاننے والوں کو عالم کہتے ہیں ان کے نزدیک سوائے سائنسدان کے کوئی عالم نہیں ہو سکتا مگر الہامی فرشتوں کی اصطلاح یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں پس یہی (خوف خدا) علامت ہے علماء کی ورنہ صرف کتابی علم بجوے نارزد مختصر یہ ہے کہ جب تک علم کے مطابق عمل نہ ہو وہ علم نہیں جہل ہے۔ جس علم سے یہ سکہ دل پر بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑا بخشنے والا ہے وہی علم ہے اور نہیں۔ اسی لئے الہامی کتابوں میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی الہام کی ہوئی کتاب کو پڑھتے ہیں مگر نہ صرف طوطے کی طرح پڑھتے ہیں بلکہ عمدہ طرح سے تدبیر و تفکر کرتے ہیں اور نماز وقت پر ادا کرتے ہیں۔

---

[1] اردو میں ایسا محاورہ نہیں کہ اس قدر جلدی غائب سے متکلم اور پھر غائب کیا جائے اس لئے بصیغہ غائب ہی ترجمہ کیا گیا۔ ۱۲ (منہ)

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

اور ہمارے دیئے میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں- بے شک وہی لوگ ایک بڑی نجات کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پاویں گے- نتیجہ یہ

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دیگا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا اور بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے- جو کتاب ہم نے تیری طرف

اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ

الہام کی ہے وہ سچی ہے جو کتاب ان کے سامنے ہے اس کی تصدیق کرتی ہے یقینا خدا اپنے بندوں کے

لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

حال سے خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کے وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا بعض ان میں

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

کے اپنے حق میں ظالم ہیں بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے بعض ان میں کے خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے

اور ہمارے (خدا کے) دیئے میں سے حسب موقع پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں بیشک یہی لوگ ایک بڑی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پاویں گے غرض یہ کہ جو لوگ خدا کی الہامی کتاب کو ہر حال میں اپنا رہبر جانتے ہیں گو وہ سائنس اور فلسفہ کی اعلیٰ لیاقت بھی پائے ہیں مگر مذہبی ہدایت الہامی کتاب ہی سے حاصل کرتے ہیں- عملی پہلو میں بھی ضعیف نہیں بلکہ جسمانی عبادت (نماز) کے علاوہ مالی عبادت بلکہ صدقہ خیرات بھی حسب حیثیت اور حسب موقع کرتے رہتے ہیں پس یہی لوگ الہامی نوشتوں کی اصطلاح میں علماء ہیں اور یہی لوگ بڑے تاجر ہیں جو ایک کے کئی ایک کریں گے نتیجہ[ل] ان کی محنت اور تجارت کا یہ ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دے گا اور محض اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا کیونکہ وہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے- اس مضمون میں جو الہامی کتاب پڑھنے کا ذکر آیا ہے تم جانتے ہو یہ کونسی کتاب ہے اور کونسے رسول کا الہام- سنو ہم ہی بتلاتے ہیں جو کتاب ہم (خدا) نے اے نبی! تیری طرف الہام کی ہے پس اس زمانے میں وہی سچی کتاب ہے جو کتاب توریت انجیل کے نام کی اس کے سامنے ہے اس کے مضمون اور الہام کی تصدیق کرتی ہے گو اس میں الہامی احکام کے علاوہ اور بہت کچھ خلط ملط ہو رہا ہے مگر چونکہ اصل میں اس کا نزول الہامی ہے اس لئے قرآن مجید ان کی تصدیق کرتا ہے- یہ واہمہ جو لوگوں کو ہوتا ہے کہ خدا کو کیا ضرورت تھی کہ کبھی توریت اتاری، کبھی انجیل تو کبھی قرآن مجید- سو ان لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ یقیناً خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور دیکھنے والا ہے جو زمانے کی ضرورت اور مصلحت ہوتی ہے اس کے مطابق نئی طاقت کے ساتھ احکام نازل کرتا ہے- پہلی کتابوں کے بعد پھر ہم نے آسمانی کتاب کے وارث ان لوگوں بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا یعنی مسلمانوں کو جو بعد میں تین حصوں میں منقسم ہوئے بعض ان میں کے اپنے حق میں ظالم اور مضرت رساں ہیں جن کے نیک اعمال بداعمال کے مقابلہ میں کم ہوں گے بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے جن کے اعمال قریب قریب برابر ہوں گے- بعض ان میں خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے جیسے اصحاب رسول اور ان کے پیرو جس زمانے میں ہوں-

---

[ل] اللام لام العاقبة (۱۲ منہ)

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا

یہی بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے' سونے کے کنگن

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ

اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان میں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں

لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا

اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کر دیئے۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کو

دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

ٹھہرنے کے مقام میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ تکان

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان پر حکم ہوگا کہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں

مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ

تخفیف ہوگی۔ اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیں گے۔ وہ اس میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ

پروردگار! تو ہم کو نکال لے تو ہم اپنی بداعمالی چھوڑ کر نیک عمل کریں گے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس

فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

میں کوئی نصیحت پانا چاہتا تو پا سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے۔ پس تم مزہ چکھو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں

غرض یہ تینوں قسم کے لوگ بلحاظ ایمان خدا کے ہاں فی الجملہ برگزیدہ ہیں یہی خدا کا بڑا فضل ہے جس کا عوض ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ ان باغوں میں سونے کے کنگن اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان باغوں میں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کر دیئے لہٰذا اب ہم بے فکر و بے غم ہیں۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے جس نے ہماری ناقص پونجی (معمولی عبادت) کو قبول فرما کر محض اپنے فضل سے ہم کو ٹھہرنے کے مقام جنت میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ تکان اور نہ ضعف اور ان کے مقابلہ میں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے' نہ ان پر موت کا حکم ہوگا کہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اسی طرح ہم ہر ایک ناشکر کافر کو سزا دیں گے وہ اس دوزخ میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو اس دوزخ سے نکال لے تو ہم اپنی بداعمالی چھوڑ کر نیک کام کریں گے۔ جواب ملے گا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی نصیحت پانا چاہے تو پا سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے تھے مگر تم نے کسی کی ایک نہ سنی پس اب تم اپنے کئے کا مزہ چکھو' ظالموں نافرمانوں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ خدا نے تمہارے حق میں فیصلہ غلط کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾
خدا آسمانوں اور زمینوں کے مخفیات کو جاننے والا ہے' وہ سینوں کے بھیدوں سے واقف ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ
اسی نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا پس جس نے انکار کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے

الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا
کفر سے ان کے پروردگار کے ہاں غضب ہی بڑھتا ہے اور کفر سے ان ہی کا نقصان ہوتا

خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
ہے- کہہ کہ بتاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ آتَيْنَاهُمْ
مجھے دکھاؤ تو سہی کیا زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ یا ہم نے ان کو کوئی

كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿۴۰﴾
کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں؟ بلکہ بعض ظالم لوگ بعض کو محض فریب کے وعدے دیتے ہیں

خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں مخفیات کو جاننے والا ہے بلکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمہارے اعمال کی براہ رست اس کو خبر نہ ہو اور مخبروں کی رپورٹ سے غلطی کھا جائے- سنو اسی نے تو تم لوگوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا دنیا کی چیزوں پر خدا کی حکومت ہے' ان چیزوں پر تم کو بھی اختیار استعمال دیا مگر تم لوگوں نے اس خلافت کی قدر نہ کی اور اس مضمون سے بالکل غافل ہو گئے کہ ؎

مہاز ور مندی لکن بر کہاں کہ بر یک نمط نے نماند جہاں

تم نے اس خلافت کے عطا کرنے والے ہی سے انکار کیا جس کا لازمی نتیجہ تمہارے حق میں مضر ہونا تھا سو ہوا- پس جس نے خدا اور خدا کے احکام سے انکار کیا تو اس کفر اور انکار کا وبال اسی کی جان پر ہے اور کافروں کے کفر سے ان کا نقصان ہی نقصان ہوتا ہے- یہ تو ایک قسم کی نصیحت ہے جسے شائد نہ مانیں اور اینچ پیچ کریں- اس لئے بطور مناظرہ ان سے کہہ کہ آؤ تمہارا صدق و کذب میں اسطرح بھی جانچوں بتلاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے بنایا کیا ہے ؟ کیا زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے ؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے ؟ اگر کچھ بھی نہیں تو پھر کیا یا باوجود اس بے قدرتی کے ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں- جس میں اس امر کی بابت ان کو اجازت ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا کا شریک بناؤ مگر ایسا نہیں بلکہ محض ظالم لوگ بعض کو محض دھوکا اور فریب کے وعدے دیتے ہیں جو ایسی ناجائز مشرکانہ حرکات کی طرف بلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس استھان سے یہ پھل کھایا- اس قبر سے فلاں مراد پائی جو کوئی یہاں چند ایام اخلاص اور راستی سے مجاور بنا رہے اس کو ضرور ہی مراد ملتی ہے حالانکہ یہ خیالات بالکل غلط ہیں خدا تعالیٰ کے حکم کے سوا ایک پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا-

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا

اللہ آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے اور اگر یہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے سوا

مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا وہ بڑا حوصلے والا بخشنے والا ہے اور انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں

لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

کہ اگر ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام سے زیادہ ہدایت یاب ہوں پھر جب ڈرانے والا ان کے

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا

پاس آپہنچا تو ملک میں تکبر اور بداطواری کرنے کی وجہ سے ان کو نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی اور بد

يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ

اطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے پس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾

پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹلتا ہوا نہ دیکھو گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمینوں کو با قاعدہ پیدا کیا ہے اور وہی ان کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے۔ کیا مجال کہ کوئی چیز اس کے انتظام سے باہر ہو کر سرتابی کر سکے ہر ایک چیز اپنے قانون کے مطابق پیدا ہوتی ہے' بڑھتی ہے' فنا ہوتی ہے اور اگر یہ دونوں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو اس خدا کے سوا کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا کیونکہ سنبھالے تو وہ جس میں خالقیت کا وصف ہو اور خالقیت کا وصف مخلوق میں نہیں ہو سکتا۔ خالق صرف وہی وحدہ لا شریک لہ ہے اس لئے وہ باوجود واحد خالق ہونے کے بڑا حوصلے والا اور بخشنے والا ہے۔ نالائق مشرکوں کی شرارت اور شوخی پر تنگ مزاجی سے جلد رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی سی توجہ کرنے پر بخش دیتا ہے مگر ان لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے بقول ؎

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

جہالت پر جہالت کئے جاتے ہیں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام کتابیہ سے زیادہ ہدایت یاب ہوں گے یہ خواہش ان کی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی بداطواری دیکھ کر ہوتی تھی پھر جب ڈرانے والا ان کے پاس آپہنچا یعنی محمد ﷺ رسول ہو کر آگئے تو ملک میں تکبر اور بداطواری کرنے کی وجہ سے ان کو سچی تعلیم اور حقانی تلقین سے نفرت ہی نفرت زیادہ ہوتی گئی۔ کیونکہ ان کو عادت ہے ماتحتوں پر تکبر کرنے کی اور اسلام نے سب بنی آدم کو ایک نظر سے دیکھا ہے چونکہ تکبر اور بداطواری خدا کو ناپسند ہے اس لئے بداطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ سو ان سے بھی وہی برتاؤ ہو گا کیونکہ یہ بھی تو اب بس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں کہ جس طرح ان پر عذاب آیا ان پر بھی آوے۔ پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹلتا ہوا نہ دیکھو گے۔ ضرور بالضرور ایسا ہی ہو گا جو وقت کسی کام کا خدا کے نزدیک مقرر ہے وہ کام اس وقت پر اسی طرح ہو کر رہتا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتھے میں زیادہ

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

اور بل بوتے میں ان سے بڑھ کر تھے اور خدا کو۔ تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے اور نہ

فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا

زمین میں۔ وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اگر خدا لوگوں کو ان کے کاموں پر مواخذہ کرے

تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ایک وقت مقرر تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا

اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

ع ۸

سورۂ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

يٰسۗ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اے کامل انسان! قسم ہے باحکمت قرآن کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔ سیدھی راہ پر چلو جو

کیا انہوں نے ملک بھر میں پھر کر نہیں دیکھا؟ کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتھے میں زیادہ اور بل بوتے میں ان سے بڑھ کر تھے لیکن آخر کار ہلاک ہوئے کیونکہ مخلوق تھے اور خدا تو خدا ہے اس کو تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے نہ زمین میں کہ کسی کام کو وہ کرنا چاہے اور بوجہ کسی مانع کے نہ کر سکے' ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ یعنی اللہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے' نہ اس کے علم کو کوئی پا سکتا ہے نہ اس کی قدرت کو کوئی پہنچ سکتا ہے۔ باوجود اس علم اور قدرت کے حلم اور حوصلہ بھی اس قدر ہے کہ تمام مخلوق کو باوجود بے فرمانیوں کے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے حالانکہ اگر خدا لوگوں کو ان کے برے کاموں پر مواخذہ کرے تو کسی جاندار کو زمین پر زندہ نہ چھوڑے۔ بالغوں اور شرعی مکلفوں کو تو گناہوں کے بدلے باقی ان کے ساتھ تبعیت میں ہلاک ہو جائیں کیونکہ ان کی پرورش کا انتظام انہی سے وابستہ ہے لیکن ایک وقت مقرر (موت) تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے مطابق ان کو بدلہ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ الہٰی

بر ما منگر بر کرم خویش نگر

سورۂ یٰسین

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اے کامل انسان محمد رسول اللہ! قسم ہے تیری الہامی کتاب باحکمت قرآن کی بیشک تو رسولوں میں سے ہے۔ سیدھی راہ قرآن پر

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے نے اتارا ہوا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے' اس لئے وہ غافل ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

بے شک ان میں سے بہتوں پر حکم ثابت ہوچکا ہے' پس وہ ایمان نہ لاویں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں

اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے۔ تیرا سمجھانا نہ سمجھانا

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ

ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لاویں گے تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے

خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

سمجھانے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرتے ہیں ان کو بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ۔ کچھ شک نہیں کہ مردوں کو زندہ کریں گے

جو بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے خدا کا اتارا ہوا ہے۔ اس کے رحم کے تقاضے سے اترا ہے' اس کے غلبہ کے اثر سے پھیلے گا۔ تجھ کو اس لئے رسول بنایا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے اور احکام الٰہی پہنچاوے جن کے قریبی باپ دادا نہیں ڈرائے گئے' اسی لئے وہ غافل ہیں۔ بیشک ان میں سے بہتوں کی شرارت کی وجہ سے ان پر حکم الٰہی ثابت ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہ لاویں گے ہم نے ان کی گردنوں میں گویا طوق ڈال رکھے ہیں جو ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اس لئے نیچے اور سامنے کی چیزیں ان کو نظر نہیں آتیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے اور ان کے پیچھے بھی روک ہے اور ان کی آنکھوں پر گویا پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے۔ یہ کلام ان کے حال کی ایک تمثیل ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت سے مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں' کچھ برادری کا لحاظ ہے تو کچھ رسم رواج کی پابندی' کہیں شرک وکفر کی محبت کہیں نفسانی خواہشات کی بندش۔ غرض ہر قسم کی بندشوں میں یہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس لئے ان کی تمثیل میں یہ کہا گیا کہ ان کے آگے پیچھے دیوار ہے وغیرہ۔ ورنہ اصل میں وہ دیوار کوئی اینٹ چونے کی نہیں ہے بلکہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اے نبی! تیرا سمجھانا یا نہ سمجھانا ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ ان کی طبعیت ادھر نہیں جھکتی تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے سمجھانے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے خدائے رحمان سے باوجود اس کی صفت رحم کے اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انہی کو تیرے سمجھانے سے نفع ہوتا ہے کیونکہ وہی لوگ عمل کرتے ہیں۔ یوں سننے کو تو سب سنتے ہیں مگر محض کانوں میں آواز کا پہنچنا کافی نہیں جب تک اس سے متاثر ہو کر عمل نہ کریں پس جو لوگ عمل کرتے ہیں ان کو خدا کی بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ ان لوگوں کو خدا کی طرف سے نیک اعمال پر جو بدلہ ملے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ دھتکار کر یا ذلت سے دیا جائے' نہیں بلکہ بڑی عزت سے ملے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ یہ بدلہ کس روز ملے گا جس روز دوبارہ زندہ ہوں گے کچھ شک نہیں کہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے۔

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾
اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال اور آثار ہم لکھتے رہتے ہیں اور ہم نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) میں گھیر رکھا ہے اور
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَا
ان کو ایک بستی کی مثال سنا جب رسول اس میں آئے جب ہم نے ان کی طرف دو رسول
إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا
بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول آئے
مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾
ہیں انہوں نے کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو' خدائے رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا' تم بالکل جھوٹ کہتے ہو

اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال جو اپنی زندگی میں یہ کر گزرے ہیں اور آثار جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں مثلاً کوئی خیرات چھوڑ جائیں جس کا اثر عام ہو جیسے کنواں مسجد وغیرہ یا کوئی بد رسم چھوڑ جائیں جس کا وبال عام ہو جیسے بت پرستی استھان یا قبر پرستی کا مقبرہ وغیرہ- یہ سب قسم کے اعمال ہم (یعنی خدا کے فرشتے بحکم خدا) ان کے اعمال نامہ میں لکھتے رہتے ہیں اس کے مطابق بدلہ پاویں گے اور اسی کے موافق پھل بھوگیں گے- سچ تو یہ ہے کہ یہ لکھنا لکھانا بھی صرف بندوں کے سمجھانے اور قائل کرنے کو ہے ورنہ ہم (خدا) نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) یعنی اپنے علم میں گھیر رکھا ہے ممکن نہیں کوئی چیز اس کے گھیرے سے باہر ہو جائے کیونکہ اس سے باہر ہونا تو خدا کے علم میں گویا نقص لاتا ہے- پس یہ لوگ جلدی نہ کریں ہمیشہ برائی کا بدلہ برا اور نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے اس لئے ان کو ایک بستی[1] کی مثال سنا جب ہمارے فرستادہ رسول اس میں آئے یعنی جب ہم (خدا) نے ان کی طرف رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے ان دونوں کی مدد کی تو ان تینوں نے مل کر کہا ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں لیکن اس بستی کے لوگ بھی عجیب دل و دماغ کے آدمی تھے کہ کسی بات نے ان پر اثر نہ کیا اس لئے انہوں رسولوں کے جواب میں بالاتفاق کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو' خدائے رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا- اس کی صفت رحمانیت ہی متقاضی ہے کہ بندوں کو آسانی میں رکھے اس لئے تم بالکل جھوٹ کہتے ہو کہ ہم خدا کے رسول ہیں انہوں یعنی

---

[1] اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا حضرت عیسیٰ کے شاگرد بھی چونکہ بواسطہ حضرت ممدوح خدا کے رسول تھے اس لیے خدا نے ان کو اپنے رسول کہا- اس سے بعض عیسائیوں نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا کہ قرآن مجید بھی حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا قائل ہے کیونکہ قرآن میں مسیح کے رسولوں کو خدا اپنے رسول کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا اور مسیح ایک ہی ہیں یا مسیح میں بھی الوہیت ہے بغور دیکھا جائے تو عیسائیوں کے اس تمسک اور دلیل کی بنا ان مفسرین کے قول پر ہے جنہوں نے ایسی تفسیر کی لیکن اگر ہم قرآن کی آیت کو قرآن مجید کی ہی اصطلاح میں دیکھیں تو نہ کوئی اعتراض ہے نہ کسی جواب کی حاجت کیونکہ جتنے اور مقامات پر یہ لفظ (انا ارسلنا) آیا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ خدا نے بلاواسطہ اپنے رسول بھیجے- پس یہاں بھی وہی مراد ہے- رہا یہ کہ وہ بستی کون سی ہے جس کا یہاں ذکر ہے سو اس طرح کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس بستی کا نام نہیں بتلایا نہ اس کے رسول ﷺ نے اس کی تعیین کی ہے نہ تعین کرنے میں کچھ مزید فائدہ ہے اگر ہوتا تو خدا خود ہی اس کا نام لے دیتا پس ہم بھی اس کی تعیین نہیں کر سکتے جس کو خدا نے مجمل چھوڑا (منہ)

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾

انہوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہیں اور ہمارے ذمہ تو واضح تبلیغ کرنا ہے اور بس!

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ

بولے ہم تمہاری نحوست کو سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور تم لوگوں کو ہماری طرف سے تکلیف دہ عذاب

اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

پہنچے گا۔ رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تو خود تمہارے ساتھ ہے' اگر تم کو سمجھایا جائے تو تم سمجھانے والے سے لڑتے ہو بلکہ تم بڑے بیہودہ ہو

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰى قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۰﴾

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اس نے کہا اے میرے بھائیو! رسولوں کی تابعداری کرو! تم ان لوگوں

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

کی تابعداری کیا کرو جو تم سے کسی قسم کا عوض نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یاب ہیں

رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں اور تمہارے انکار سے ہمارا کوئی نقصان نہیں' نہ ہم پر گناہ ہے کیونکہ ہمارے ذمہ واضح طریق سے تبلیغ کرنا ہے اور بس! اس کے جواب میں بستی والوں کو کوئی معقول بات تو سوجھی نہیں ہاں اتنا بولے کہ یہ جو آئے دن ہم پر آفات ارضی و سماوی نازل ہو رہی ہیں ان میں ہم تمہاری نحوست سمجھتے ہیں۔ جب سے تم آئے ہو ہمارے ملک اور شہر پر آفات آنے لگی ہیں۔ سو اگر تم اس نئے مذہب سے باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور بالضرور تم لوگوں کو ہماری طرف سے سخت تکلیف دہ عذاب پہنچے گا۔ بس اس گفتگو کو تم لوگ الٹی میٹم (آخری اعلان) سمجھو اور اپنے وطیرے سے باز آجاؤ۔ رسول نے اس جواب کو سن کر بڑی دلیری اور جوانمردی سے کہا تم لوگ بھی عجیب عقلمند ہو بقول۔

ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں

تمہاری نحوست اور شامت اعمال تو خود تمہارے ساتھ ہے' جو رات دن بدکاریوں میں مبتلا ہو۔ کیا یہ بھی کوئی انصاف یا ایمانداری ہے کہ اگر تم کو سمجھایا جائے تو تم سمجھانے والے سے لڑتے ہو۔ ہرگز یہ ایمانداری اور انصاف نہیں بلکہ عقلمندوں کے نزدیک تم بڑے بیہودہ ہو اس لئے تمہیں میٹھی دوا بھی بوجہ صفرا تلخ لگتی ہے۔ یہ سوال و جواب ہو ہی رہے تھے کہ اتنے میں لوگ جمع ہو گئے اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص جلدی جلدی بھاگتا ہوا آیا اس نے بھی اس گفتگو میں دخل دے کر کہا اے میرے بھائیو! تم ان رسولوں کی تابعداری کرو۔ دیکھو تم ان لوگوں کی تابعداری کیا کرو جو تم سے کسی قسم کا عوض اور بدلہ نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یاب ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعلیم بے لاگ اور خود غرضی سے خالی ہوتی ہے۔ یہ تو اس نے اشارے سے بات کی جس کو خاص خاص لوگ ہی سمجھتے تھے مگر آخر کار وہ کھل کھیلا۔ جب لوگوں نے اسے دھمکایا اور کہا کیا تو بھی انہی کے دین پر ہے؟

وَمَالِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ

(کہا) میرا کیا عذر کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم بھی رجوع ہو گیا میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود

آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾

بناؤں حالانکہ خدائے رحمان اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی تو سفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں گے

إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ

کچھ شک نہیں کہ میں فوراً ہی صریح گمراہی میں جاپڑوں گا یقیناً میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں پس تم میری سنو! اس کو کہا گیا تو جنت

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَ

داخل ہوجا اس نے کہا اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر بخشش کی ہے اور مجھے مقرب بندوں

جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ

میں کیا ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجنے

مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ

کی ضرورت تھی ان کی ہلاکت تو صرف ایک ہی آواز سے ہوئی پس وہ فوراً

خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾

ہی بجھ گئے

تو اس نے کہا میرا کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف میں کیا تم بھی ہر آن رجوع ہو۔ کیا تم لوگ جانتے نہیں کہ ہماری ہستی اور ہمارا وجود سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے پھر یہ کیا انصاف اور شعور ہے کہ میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود بناؤں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خدائے رحمان باوجود صفت رحمت کے اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان مصنوعی معبودوں سے یہ تو کیا ہی ہو سکے گا کہ مجھ کو بحکم خود چھڑا لیں۔ ان کی تو سفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ عذاب سے مجھ کو چھڑا سکیں گے۔ بھلا جو نہ خود مشکل میں کام آوے نہ اس کی سعی و سفارش قبول ہو سکے تو پھر تمہی بتلاؤ کہ ایسے لوگوں کی عبادت کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ میں ایسا کرنے سے صریح گمراہی میں جاپڑوں گا اس لئے چاہے تم لوگ خوش ہو یا ناخوش میں صاف صاف کہتا ہوں کہ یقیناً میں اپنے اور تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں دیکھو کچھ سوچو میں نے کوئی برا کام تو نہیں کیا۔ مانا ہے تو کسی غیر کو نہیں مانا ہاں اپنے اور تمہارے پروردگار کو مانا ہے پھر تم مجھ سے کیوں الجھتے ہو؟ پس تم میری سنو دیکھو میں بھی ان رسولوں کی طرح تمہارا خیر خواہ ہوں مگر ان کم بختوں نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو قتل کر ڈالا خدا کی طرف سے اس کو کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا تیری بخشش ہو گئی مگر قومی شفقت سے اس نے کہا اے کاش میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر ہر بخشش کی اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں کیا اگر میری قوم کو یہ معلوم ہو جائے تو کبھی حق سے سر تابی نہ کریں۔ ہم نے اس کے بعد وہی کیا جو عموماً نبیوں کی مخالفت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ ایمانداروں کو نجات دی اور اس کی قوم کو تباہ کیا مگر ان کے تباہ کرنے کے لئے ان پر آسمانوں سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجنے کی ضرورت تھی بلکہ انکی ہلاکت تو صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز سے ہوئی بس وہ فوراً ہی تیز آگ کی طرح ایک دم میں بجھ گئے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا

بندوں کے حال پر افسوس جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھے مخول ہی سے پیش آئے۔ کیا انہوں

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا

نے غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے یقیناً ہر ایک ہمارے

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا

حضور میں حاضر ہونے والا ہے اور ان کے لئے مردہ زمین دلیل ہے جس کو ہم زندہ کردیتے ہیں اور اس میں

مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا

دانے اگاتے ہیں پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے نیز اس میں

فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾

چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے اس کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے۔

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ

جس نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام اور جس کو یہ لوگ نہیں جانتے پیدا کئے ہیں' وہ

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم

پاک ہے اور رات جس میں سے ہم دن کی روشنی کو نکال لیتے ہیں تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں

ان کے حال دیکھ کر ہر ایک اہل بصیرت کہتا تھا بندوں کے حال پر افسوس! جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول ہی سے پیش آئے۔ اختلاف ان کو بھی یہی تھا جو اس زمانے کے مشرکوں کو ہے کہ خدا کے ساتھ اور کوئی بھی معبود ہے یا نہیں۔ بس اسی ایک بات پر ساری نزاع تھی اور اب بھی ہے۔ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے تو کیا ان کو مرنا نہیں؟ ضرور ایک وقت ان کے لئے بھی مقدر ہے یقیناً ہر ایک ہمارے حضور میں حاضر ہونے والا ہے تو آخر اس حاضری کا بھی کچھ خیال ہے اور اگر یہ لوگ اب بھی انکار ہی پر مصر رہیں تو ان کے لئے مردہ خشک زمین دلیل ہے جس کو ہم (خدا) پانی سے زندہ یعنی تازہ کر دیتے ہیں اور اس میں دانے اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔ نیز اس زمین میں چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس مذکور کے پھل کھائیں اور خدا کا احسان مانیں وہ اتنا تو جانتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں نے اس پھل کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے؟ بلکہ اس کے ہاتھ اس کی مخلوق کو شریک بنا کر کفران نعمت کرتے ہیں۔ پس یاد رکھیں جس خدا نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام ایشائی یورپی وغیرہ اور اس کے سوا اور بھی جس کو یہ لوگ ابھی نہیں جانتے ہیں' صحرائی اور دریائی جانور پیدا کئے ہیں۔ وہ (خدا) انکے شرک وشراکت اور بیہودہ خیالات سے پاک ہے اس کی ذات والا صفات تک ان کے غلط خیالات کا واہمہ بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر سننا چاہیں تو ایک اور دلیل ان کو سناؤ یہ رات کا وقت جس میں سے ہم دن کی روشنی نکال لیتے ہیں یعنی روشنی کے بعد جب رات کا وقت آتا ہے تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں یہ بھی ان کیلئے ہماری قدرت

مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾

ہیں یہ بھی ان کے لئے ایک دلیل ہے اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے- یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ

کا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں بنائی ہیں یہاں تک کہ وہ ایک پتلی سی شاخ جیسا ہوجاتا ہے- نہ سورج سے بن پڑتا ہے

لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ

کہ چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن سے پہلے آسکتا ہے

کی ایک دلیل[1] ہے کہ اتنے بڑے اجرام فلکی آن کی آن میں ادھر سے ادھر کیسے آسانی سے چلے جاتے ہیں پھر ایسا انتظام اور ایسا عمدہ نظام کہ سورج جو اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین سے اس کا اندازہ آج کل کے حساب سے چودہ لاکھ اسی ہزار درجے بڑا لگایا گیا ہے ممکن ہے آئندہ کو اس سے بھی بڑا ثابت ہو' وہ بھی خدا کے حکم کا ایسا محکوم کہ رات دن اس کے چکر میں ہے کہ گویا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے یعنی ہر وقت قدرت کے ماتحت وہ ایسا متحرک ہے گویا اپنا ٹھکانا تلاش کر رہا ہے- جسامت تو اتنی بڑی اور حرکت اتنی تیز کہ زمین کے حساب سے فی گھنٹہ اڑسٹھ ہزار میل رفتار کا حساب لگایا جاتا ہے- باوجود اس جسامت اور اس پر سرعت کے کبھی اپنی لائن سے گرا نہیں نہ کبھی مختلف ہوا- کیونکہ یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے کا ہے- دنیا میں ریلوے اوقات بنانے والوں کے اندازے اس لئے غلط ہو جاتے ہیں کہ ایک تو آئندہ کا علم نہیں ہوتا کہ کیا کیا موانعات پیش آئیں گے- دوئم پیش آمدہ موانعات کو اٹھانے کی ان میں قدرت نہیں ہوتی مگر خدائے ذوالجلال میں دونوں باتیں ہیں' علم اس کا جمیع موانعات گزشتہ اور آئندہ پر محیط ہے' غلبہ اس کا تمام عالم پر مسلم ہے- اس لئے اس کے اندازہ میں کسی طرح کا نقص نہیں آسکتا اور سنو چاند کی بھی ہم (خدا) نے کئی ایک منزلیں بنائی ہیں جن وہ مہینہ کا چکر کاٹتا ہے یہاں تک کہ جن لوگوں کی آنکھوں میں وہ بدر کامل ہوتا انہی کی نگاہ میں ایک پتلی سی شاخ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے- دوروز بالکل گم رہ کر پھر مغرب سے نکلتا ہے- خدائی نظام دیکھو کہ نہ سورج سے بن پڑتا ہے کہ چلتے چلتے چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن کے مقررہ وقت سے پہلے آسکتا ہے-

---

[1] گزشتہ زمانہ کے یونانی فلاسفروں کی کثرت آراء تو اس پر تھی کہ سورج اپنے محور میں حرکت کرتا ہے جو مغرب سے مشرق کو ہے اور فلک الافلاک سب کو مشرق سے مغرب کی طرف لاتا ہے جس کا نام یومیہ حرکت ہے- زمین کو بالکل ساکن مانتے تھے مگر زمانہ حال کے یورپی فلاسفروں کی تحقیق یہ ہے کہ زمین اور دیگر سیارے سب کے سب سورج کے گرد گھومتے ہیں اور سورج فقط اپنے محور میں متحرک ہے- یہ مسئلہ کہ زمین حرکت کرتی ہے یا آسمان بحث طلب ہے ہماری تحقیق یوں ہے کہ زمانہ حال کے فلاسفر اگر پرزور دلائل سے زمین کی حرکت ثابت کریں تو قرآن مجید کو اس کی تسلیم سے انکار نہیں بلکہ بعض مقامات سے تائید ملتی ہے (بشرطیکہ دلائل قویہ سے زمین کی حرکت ثابت ہو جاوے) اور اگر زمین کا سکون اور سورج کی حرکت ثابت ہو جیسا کہ گزشتہ فلسفہ کی تحقیق ہے اور مشاہدہ بھی اس کی شہادت دیتا ہے تو اس سے بھی قرآن مجید کو انکار نہیں بہر حال یہ مسئلہ ثبوتاً یا نفیاً قرآن مجید کے مخالف نہیں ہے- اس لئے ہم نے جو تفسیر کی ہے نہ تو حدیث کے خلاف ہے نہ فلسفہ قدیم یا جدید کی مخالف- فلسفہ جدید کو انکار ہے تو حرکت یومیہ سے ہے کیونکہ جدید فلاسفروں کے نزدیک حرکت یومیہ زمین کی حرکت کا نام ہے ہمارے ترجمہ اور تفسیر میں بھی اس حرکت کا ذکر نہیں بلکہ سورج کی اپنی محوری حرکت کا ذکر ہے جو دونوں فلسفوں میں مسلم ہے (منہ)

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ

اور سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں اور ان کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم ان کی نسل کو بھری کشتیوں میں سوار

الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ

کرتے ہیں اور ہم نے اس کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق

فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝

کردیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں

ہر موسم کے لحاظ سے جو کسی کا وقت مقرر ہے وہ اسی وقت میں آتا ہے اور چاند' سورج' زہر' مشتری اور مریخ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں' یہ ہے نظام شمسی جو نظام ارضی سے بدرجہا بڑا ہے۔ آج کل جو ہر ایک پڑھے بے پڑھے کی جیب میں دو تین انگلی کی گھڑی رہتی ہے اس کو ہر روز چابی لگاتے ہیں' بنواتے ہیں' تیل ڈالتے اور صاف کرتے ہیں تاہم وہ وقت پر نہیں چلتی۔ کبھی دو منٹ آگے کبھی چار پیچھے۔ تو کیا اتنا بڑا نظام شمسی جو ساری زمین سے بھی کئی مرتبہ بڑا ہے یہ بغیر کسی محافظ کے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا بھی ایک زبردست محافظ[1] ہے اسی کی طرف تمام انبیاء اور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں اور اسی سے دل بستگی کا سبق دیتے رہے ؎

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبد از وے پزیر د آلبد

اور سنو! ان منکروں کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم (خدا) ان کی نسل کو بھری کشتیوں اور جہازوں میں سوار کرتے ہیں۔ ہم نے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ بوجھ اٹھا سکے' لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکتی ہے' اس کے ساتھ لوہا بنایا پھر ساتھ ہی اس کے اس کا بنانے کا لوگوں کو ڈھب بتایا' غرض یہ سب ہمارے (یعنی خدا کے) کام ہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور ہم (خدا) نے ان کے لئے اس مذکورہ کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں۔ گھوڑا ٹٹو سائیکل موٹر کار اور ریل وغیرہ جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں کیا خدا کے احسانوں کا یہی شکریہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں؟ کہ جبتک دریا میں ہوتے ہیں مارے خوف کے ہماری طرف متوجہ رہتے ہیں اور جب کنارے پر پہنچتے ہیں تو شرک کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں۔ سوا اس کے

---

[1] اگست ۱۸۹۶ء میں ایک آریہ لیکچرار کا لیکچر خدا کی ہستی پر تھا۔ فاضل لیکچرر نے بڑی خوبی سے اس مضمون کو ثابت کیا' اثناء تقریر میں کہا کہ ایک دفعہ میرا لیکچر بمبئی میں ۴ بجے دن کے تھا۔ میں گیا تو لوگوں نے کہا آپ دیر کر کے آئے ہیں میں نے اپنی گھڑی دکھائی تو چند منٹ ہنوز باقی تھے کسی کی گھڑی میں چار منٹ زیادہ کسی میں پانچ کم۔ یہ کہہ کر لائق لیکچرار نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب یہ چھوٹی سی گھڑی جس کی اتنی اتنی حفاظت بھی کی جاتی ہے وقت پر ٹھیک نہیں چل سکتی تو اتنے بڑے سورج چاند وغیرہ بغیر کسی محافظ کے کیوں کر چل سکتے ہیں جن کی بابت کبھی لیٹ ویٹ کا جھگڑا بھی نہیں سنا۔ مجھے اس وقت قرآن مجید کی ان آیات پر توجہ ہوئی کہ سبحان اللہ آج اس علم اور روشنی کے زمانے میں جو بڑی زبردست دلیل دی جاتی ہے قرآن مجید میں تیرہ سو برس پیشتر پیش ہو چکی ہے کیوں نہ ہو ؎

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ

سوا اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں اور جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی

وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا

آفات سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جب کبھی ان کے پاس ان کے پروردگار کے حکم سے کوئی نشان آتا

كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ

ہے تو اس سے روگردانی کر جاتے ہیں۔ جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرو تو بے ایمان لوگ سب

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ

ایمانداروں کو کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں اگر خدا چاہتا تو خود ان کو کھلا دیتا تم تو صریح غلطی میں ہو

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہو گا سچے ہو تو بتلاؤ؟ یہ

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾

لوگ ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو ان کو پکڑ لے گی' اس حال میں کہ یہ لوگ باہمی جھگڑتے ہوں گے

سوائے اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ان کو زندگی کے ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں پس بجز ہماری رحمت اور دستگیری کے کوئی بھی ان کا حامی یا مددگار نہیں اور سنو یہ ایسے مغرور اور متکبر ہیں کہ جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی آفات سے بچو یعنی خدا کے عذاب سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے) اور جب کبھی ان کے پاس پروردگار کے ہاں سے کوئی نشان آتا ہے کبھی بیماری کبھی قحط کبھی ارزانی کبھی گرانی تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں۔ یہ تو ہوا اس سے بڑھ کر سنو جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اسی کی راہ میں خرچ کرو تو بے ایمان لوگ ایمانداروں کو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں جو بحکم خدا بھوکے ہیں۔ اگر خدا چاہتا تو ان کو کھلا دیتا بلکہ اس سے الٹا نتیجہ نکالتے ہیں کہ تم تو مسلمانو! ایسے لوگوں کھانا کھلانے میں صریح غلطی میں ہو کیونکہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تو خدا کا مقابلہ ہے کہ جس کو خدا بھوکا رکھے تم اس کو کھانا کھلاؤ مگر یہ نادان قدرتی امور کو کیا جانیں۔ قدرت کے کام اسی طرح ہیں کہ بندوں کو بندوں سے فائدہ پہنچاتا ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزیں اسی طرح کھاتے ہیں جس طرح وہ پیدا ہوتی ہیں؟ نہیں بلکہ بنا سنوار کر کھاتے ہیں۔ کئی ایک بنانے پر ہیں کئی ایک بیچنے پر۔ کئی ایک بکوانے پر۔ غرض ایک قدرتی چیز میں کئی ایک لوگوں کا رزق وابستہ ہوتا ہے مثلاً گیہوں' چاول' آم' خربوزہ وغیرہ یہ سب چیزیں جس حال میں پیدا ہوتی ہیں اسی میں کھائی جاتی ہیں۔ کسی بندے کی صنعت کو اس میں دخل نہیں ہوتا بس یہی ان کا جواب سمجھو اور سنو یہ لوگ کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ جو تم لوگ بتلاتے ہو کب ہو گا؟ سچے ہو تو بتلاؤ۔ یہ سوال بھی ان کا کسی نیک نیتی سے نہیں بلکہ محض ضد سے ہے۔ سنو یہ لوگ دراصل ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو قیامت کے وقت ان کو پکڑ لے گی اس حال میں کہ یہ لوگ دنیا میں باہمی جھگڑتے ہوں گے۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا

پھر نہ وصیت کریں گے نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس ہو سکیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ قبروں

هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ

سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے- کہیں گے ہائے ہم کو ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا

مَرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِنْ كَانَتْ إِلَّا

یہ تو وہی ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ایک ہی آواز ہوگی جس کو

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ

سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہوجائیں گے پھر اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا

نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم کو بدلہ ملے گا- جنت والے اس روز مزے میں جی بہلا رہے ہوں گے

الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ

وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے-

مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ

ان کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو ملے گا- پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو

رَبٍّ رَحِيمٍ ۝

سلام کہا جائے گا

پھر یہ ایسے پھنسیں گے کہ نہ اپنے پس ماندگان کو وصیت کریں گے نہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس ہو سکیں گے بلکہ جہاں پر کوئی ہوگا وہیں پکڑا جائیگا اور سنو صور پھونکا جائیگا یعنی قیامت قائم ہوگی تو یہ سب لوگ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے- ان مردگان میں نیک بھی ہوں گے چونکہ وہ اپنی قبروں میں آرام سے گزارتے ہوں گے اس لئے وہ اٹھتے ہوئے کہیں گے ہائے ہم کو ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ بعد غور فکر خود ہی جواب میں کہیں گے کہ یہ تو وہی دن ہے جس کا خدائے رحمان نے اپنی مہربانی سے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا- دراصل وہ گھڑی ایک ہی آواز سے پیدا ہوگی جس کو سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہو جائیں گے پھر اس روز کیا ہوگا یہی کہ کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم سب کو بدلے ملے گا- تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے اور جنت والے اس روز پسندیدہ مزے میں جی بہلا رہے ہوں گے کیونکہ وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے ان کے لئے ان بہشتوں میں ہر قسم کے پھل پھول ہوں گے اور اس کے سوا جو کچھ چاہیں گے انکو ملے گا- ان سب نعمتوں میں بڑی بات یہ ہوگی کہ پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو سلام کہا جاوے گا' یہ سلام شاہانہ نظر عنایت ہوگا-

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۞ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا

او بدکارو! آج الگ ہوجاؤ- کیا میں نے تم کو اطلاع نہ دی تھی کہ اے بنی آدم! شیطان کی اطاعت مت

تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۞ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ؔ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ

کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ

مُّسۡتَقِيۡمٌ ۞ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ۞

ہے اور وہ تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر بھی چکا تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے-

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۞ اِصۡلَوۡهَا الۡيَوۡمَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۞

یہ لو جہنم سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے- اچھا تو بہ سبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہوجاؤ

اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا

اس روز ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگادیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کررہے ہیں اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے

يَكۡسِبُوۡنَ ۞ وَلَوۡ نَشَآءُ لَـطَمَسۡنَا عَلٰٓى اَعۡيُنِهِمۡ فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبۡصِرُوۡنَ ۞

بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے- اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو بے نور کردیتے پھر یہ راستہ کی طرف لپکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے

اور بغرض امتیاز کرنے نیک وبد کے کہا جائیگا کہ او بدکارو! دنیا میں تو تم نیکوں کے ساتھ ایک جا رہے -ایک ہی زمین پر ایک ہی ہوا میں ایک ہی قسم کا رزق کھاتے اور پانی پیتے رہے' مگر آج تو تم الگ ہو جاؤ گو مجرموں کی شکل و شباہت اور چہروں کی علامت ہی تمیز کرانے میں کافی ہوں گی مگر ظاہری علیحدگی کے لئے بھی ان کو یہ حکم دیا جائیگا کیونکہ وہاں نیکوں کے ساتھ بدوں کا ملے جلے رہنا خدا کو کسی طرح منظور نہیں ہوگا- یہ سخت حکم سن کر مجرم عذر کرینگے کہ ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو خبر نہ ہوئی تھی کہ کیا کرنا چاہیے کیا نہ کرنا چاہیے -اس کے جواب میں ان کو کہا جائے گا کیا میں (خدا) نے انبیاء کے ذریعے سے تم لوگوں کو اطلاع نہ دی تھی ؟ کہ اے بنی آدم شیطان کی اطاعت مت کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور خالص میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ ہے دیکھو تم لوگوں کو نبیوں کی معرفت اس امر کی اطلاع ہو چکی تھی اور وہ شیطان تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر چکا تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے ؟ بس اب تمہارا کیا عذر ہے یہ لو جہنم تمہارے سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے اچھا تو بسبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ- اس روز ان مجرموں کے بیانات لینے کا طریقہ بھی ایک خاص قسم کا ہوگا کہ ہم (خدا) ان کے مونہوں پر توبندش کی مہریں لگادیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کر رہے ہوں گے اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے غرض جو کام کسی عضو سے ہوا ہوگا وہ اس کی شہادت دے گا پس تم سمجھ لو کہ ایسے وقت میں مجرم کیا عذر کر سکیں گے ؟ اگر یہ لوگ غور کرتے تو دنیا میں کیوں ایسی غفلت میں رہتے- کیا ان کو علم نہیں کہ اگر ہم (خدا) چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیتے چونکہ یہ لوگ خداداد طاقت بینائی سے اس کی رضا کا کام نہیں لیتے اس لئے خدا کے غضب سے کچھ دور نہیں کہ وہ ان کی قوت بینائی چھین لے- پھر یہ راستہ کی طرف لپکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے ؟

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کردیتے۔ تو نہ چل سکتے نہ واپس ہوسکتے اور ہم

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا

جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا کردیتے ہیں کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟ اور ہم نے اس کو شعر بنانا نہیں

يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

سکھایا اور نہ اس کو شعر گوئی زیبا ہے وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین تاکہ جولوگ زندہ ہیں ان کو ڈرائے

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

اور منکروں پر حکم ثابت ہوجاوے کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾

تو یہ لوگ ان کے مالک ہیں

اور سنو ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کردیتے یعنی ان کی شکل بدل ڈالتے پھر تو راستہ بھی نہ چل سکتے نہ اپنے گھروں کو واپس ہوسکتے بلکہ جہاں تھے وہیں رہ جاتے اور سنو! ہم ایک اور دلیل اپنی ہستی کی ان کو سناتے ہیں جو انکے حق میں وجدانی ہے۔ غور کریں کہ ہم جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں یعنی طبعی عمر (۶۰-۷۰) سال سے اس کو بڑھاتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا کردیتے ہیں یعنی وہ باوجود طوالت عمر اور کثیر تجربہ کے عقل میں بے عقل اور طاقت میں کمزور ہوتا جاتا ہے تو کیا پھر بھی تم اس راز کو سمجھتے نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ سنو! ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اوپر ایک زبردست طاقت ہے تمام دنیا جس کے قانون کی ماتحت ہے۔ اس لئے باوجود عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کے کمزوری کی طرف ہی مائل ہوتا جاتا ہے' یہاں تک کہ پیوند زمین ہوجاتا ہے۔ یہ تو خدا کی ہستی پر بین دلیل ہے۔ اب سنو رسالت کا بیان کہ یہ رسول جو تم کو قرآن سناتا ہے یہ کوئی شاعر نہیں اور ہم (خدا) نے اس کو شعر بنانا نہیں سکھایا شعر گوئی تو بڑی بات ہے شعر خوانی میں بھی اس کی طبیعت موزوں واقع نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی دوسرے کا شعر بھی موزوں نہیں پڑھ[1] سکتا نہ اس کو ایسی شعر گوئی زیبا ہے۔ وہ کلام جو تمہیں سنایا جاتا ہے یعنی قرآن وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین یعنی شستہ عربی کلام تاکہ جو لوگ زندہ دل ہیں ان کو برائی سے ڈراوے اور منکروں پر حکم ثابت ہوجاوے یعنی جو لوگ اس کی اطاعت کریں وہ بچ رہیں اور جو اس سے نکار کریں وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے یہ ہے اصل غرض قرآن مجید کے اتارنے کی اور یہ ہے اصل مطلب قرآن کے سنانے کا۔ بھلا ان لوگوں کو علم نہیں؟ یا کیا انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے تو یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں۔ اس سے یہ لوگ اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے کہ خدا کے ساتھ ہمارا کیسا تعلق ہے وہ ہمارا کون ہے اور ہم اسکے کون ہیں؟ خدا ان کا حقیقی مربی اور اصل مالک ہے اور یہ اس کے اصلی مملوک اور بندے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ انکی جسمانی تربیت تو کرے مگر روحانی تربیت میں انکو بنجر چھوڑ دے۔

---

[1] آنحضرت ﷺ جب کبھی کوئی شعر پڑھتے تو کلام موزوں نہ رہتا جیسے ہمارے ہاں غیر موزوں طبع والا کبھی کوئی شعر پڑھتا ہے تو خواہ مخواہ کمی بیشی اس سے ہوجاتی ہے۔ (منہ)

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ

اور ہم نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے ان کی سواری ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد

مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

ہیں اور پینے کو دودھ- کیا پھر بھی شکر یہ نہیں کرتے اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے

يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا

حالانکہ وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور میں جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں پس تو

يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ

ان کی باتوں سے غمگین نہ ہو اگر جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں- کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ

اس کو نطفے سے پیدا کیا؟ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے' ہمارے حق میں مثالیں بیان کرتا ہے اور

نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

اپنی پیدائش بھولتا ہے کہتا ہے- کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ تو کہہ کہ وہ ان کو زندہ کرے گا جس نے

اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾

ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

اس لئے خدا نے جیسا ان کی جسمانی تربیت کے لئے جسمانی سلسلہ پیدا کیا- روحانی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور سنو ان کی تربیت کے لئے ہم (خدا) نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے بنی آدم کی سواری کا کام دیتے ہیں اور بعض کو یہ لوگ کھاتے ہیں جیسے بھیڑ بکری وغیرہ اور ان لوگوں کے لئے ان مویشیوں میں کئی قسم کے فوائد ہیں اور پینے کو دودھ' کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کرتے ؟ اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے- حالانکہ وہ مصنوعی معبود ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں' جب یہ ایسے بیوقوف ہیں تو ان کی کسی بات سے کیا ملال- پس اے نبی! تو ان کی باتوں سے غمگین نہ ہو اگر' پڑے بکیں- جو کچھ یہ لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں ہم (خدا) خوب جانتے ہیں- ہمیں کسی مخبر کی ضرورت نہیں نہ کسی گواہ کی حاجت ہے- بھلا کیونکر ہمیں کسی مخبر کی ضرورت ہو ؟ کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا کس طرح اس پر انقلابات آئے اور کس طرح ہم اس کے نگران رہے- بایں ہمہ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے' ہمارے (خدا) کے حق میں طرح طرح کی مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی سابقہ پیدائش بھولتا ہے کہ کیسے ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا بلکہ یہ ظالم کہتا ہے کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا کاش یہ لفظ بھی بغرض دریافت حال کہتا بلکہ بطور طنز کے کہتا ہے- اس لئے اے نبی! تو اس کو کہہ کہ وہی ہڈیوں کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے-

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

جس نے تمہارے سبز درخت سے آگ پیدا کی تم اس میں سے فوراً آگ سلگا لیتے ہو کیا جس نے آسمانوں

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ

اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اسے اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے

بَلٰی ٭ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ

بے شک وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز

فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے جس ذات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورت الصافات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَکُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾

قسم ہے صفیں باندھنے والوں کی، قسم ہے سخت زجر کرنے والوں کی، قسم ہے قرآن پڑھنے والوں کی، بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے

جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی دیکھو تو یہی معمولی درخت ہیں جو دراصل سبز ہوتے ہیں لیکن ان میں باوجود تری کے آگ قبول کرنے کی استعداد موجود ہے جو پتھروں میں نہیں ہے۔ اسی لئے تو تم لوگ اس میں سے فوراً آگ سلگا لیتے ہو۔ کیا تم لوگ غور نہیں کرتے کہ جس ذات پاک نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسے اس بات پر قدرت نہیں کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے قیامت میں بھی جو حشر اجسام ہو گا وہ ان جسموں کا نہ ہو گا یہ تو گل سڑ کر فنا ہو جائیں گے بلکہ ان کی مثل اور اجسام خدا پیدا کریگا جو انہی اجسام کی مثل ہوں گے وہ بیشک وہ قادر قیوم ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس [illegible] کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے حکم کو تخلف ہو سکے پس نتیجہ ساری صورت کا یہ سمجھو کہ جس ذات بابرکات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ سب عیوب سے پاک ہے اور اسی کی طرف بعد موت کے تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورۂ صافات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا ہے

لوگو سنو! قسم ہے صفیں باندھنے والے فرشتوں[1] اور مجاہدوں کی قسم ہے حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الٰہی میں مناسب موقع سخت زجر کرنے والوں کی۔ قسم ہے حالات جنگ میں بھی نصیحت کی کتاب قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ بیشک تمہارا پروردگار ایک ہے متعدد نہیں۔

[1] ﴿انا لنحن الصّافون﴾۔ ﴿ویقاتلون فی سبیله صفا﴾ کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان سب چیزوں کا وہی رب ہے تمام مطالع کا پروردگار بھی وہی ہے ہم ہی نے اس ورلے آسمان کو ستاروں

الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

کی زینت سے مزین کیا اور ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ رکھا۔ وہ اعلیٰ جماعت کی طرف کان بھی

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ

نہیں لگا سکتے ہر طرف سے ان کو دھتکار ہوتی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ

ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے پس تو ان سے

اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ

دریافت کر کہ ان کا پیدا کرنا بہت زیادہ مشکل ہے یا ان چیزوں کا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ تو

عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝

تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا وہی رب ہے۔ دنیا کے تمام مطالع اور تمام مطالع کے پاس رہنے والی مخلوق کا پروردگار بھی وہی ہے چونکہ نظام شمسی اور ارضی کے مالک ہم (خدا) ہی ہیں۔ ہم ہی نے اس ورلے آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا ہے اور ہر ایک سرکش شیطان سے اس آسمان کو محفوظ رکھا۔ ایسا محفوظ کیا کہ وہ شیاطین اعلیٰ جماعت ملائکہ کی باتیں نہیں سن سکتے بلکہ ان کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے۔ ہر طرف سے ان کو دھتکار ہوتی ہے اور اس کے سوا ان کی گمراہی اور گمراہ کنی پر ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگ[1] جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے انتظامات قدرتی ہیں ایسے انتظامات کو زیر نظر رکھ کر کوئی صاحب عقل سلیم کہہ سکتا ہے کہ دوسری دفعہ پیدا کرنا خدا پر کوئی مشکل امر ہے؟ پس تو اے نبی! ان سے دریافت کر کہ ان کا دوبارہ پیدا کرنا بہت مشکل ہے یا ان چیزوں کا پیدا کرنا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان کو شروع پیدائش کے وقت لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے تو کیا جس کو ایک دفعہ بنایا ہو دوبارہ اس کو بنانا زیادہ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ آسان ہے۔ اسی لئے تو اہل دانش ان کی باتوں کو حقارت سے سنتے ہیں تو تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ بیوقوف سمجھتے نہیں کہ یہ ہنسی دراصل ان کی ہنسی ہے جو دور از کار سوال کرتے ہیں۔

---

[1] اس آیت پر ایک مشہور اعتراض وارد ہوتا ہے جس کا ذکر تفسیر کبیر میں بھی ہے کہ یہ رجوم جو شیاطین کو لگتے ہیں یہ کون سے ستارے ہیں یہی جو دیکھنے میں آرہے ہیں یا جو برسات کے دنوں میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں؟ قسم اول ہے تو ان کی تعداد میں کمی آنی چاہئے قسم دوم ہے تو خاص برسات بالخصوص اگست و ستمبر کے مہینوں میں کیوں زیادہ ہوتے ہیں؟ خاکسار کی ناقص تحقیق میں قسم اول مراد ہے کیونکہ جن ستاروں کو آسمان کی زینت فرمایا انہی کو شیاطین کے لئے رجوم بتلایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانی ستارے ہی شیاطین کے لئے رجوم (دھتکار) ہیں خدا نے ان میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیاطین کو ملاء اعلیٰ کے قرب سے مانع ہے جیسی آگ میں تاثیر ہے کہ انسان کو اپنے قرب سے مانع ہوتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر اور فتح البیان میں بھی یہ توجیہ ملتی ہے واللہ اعلم (منہ)

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾

تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جئیں گے؟

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کیا ہمارے باپ دادا بھی پھر جئیں گے؟ تو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی جئیں گے اور تم ذلیل ہوگے- وہ صرف ایک

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا

آواز سے پیدا ہوگی' فوراً ہی لوگ دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو انصاف کا دن ہے یہی دن تو فیصلے

يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ

کا ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے- ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی

اَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ

پوجا کرتے تھے سب کو جمع کرکے جہنم کی طرف لے جاؤ اور

الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ٹھہرا لیجیو ان کو پوچھا جائے گا تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے' یہ کیسی بہکی بہکی باتیں ہیں کہ ہم مر کر اٹھیں گے- یہ بھی کہتے ہیں بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جئیں گے؟ کیا ہمارے پچھلے باپ دادا بھی پھر جئیں گے؟ اے نبی! یہ لوگ تو ایسی باتیں بڑی حیرانی سے کرتے ہیں مگر تو ان کو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی سب کے سب دوبارہ جئیں گے اور اگر اسی غلط خیال پر قائم رہے تو تم اس روز ذلیل و خوار ہو گے- پس سنو وہ قیامت کی گھڑی تو بس صرف ایک آواز سے پیدا ہو گی فوراً ہی وہ سب لوگ زندہ ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو انصاف کا دن ہے- اوہو ہمارا اعمالنامہ تو ایسے کاموں سے بالکل خالی ہے جن کی وجہ سے نجات مل سکے- ان کو جواب ملے گا کہ یہی دن تو فیصلے کا ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے اب تو تمہیں یقین بلکہ حق الیقین ہو گیا کہ ہاں واقعی یہ دن ٹھیک ہے اور ادھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اول درجہ کے ظالموں یعنی مشرکوں کے گروؤں اور ان کے ساتھیوں یعنی تابعداروں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے بشرطیکہ وہ بھی اس پوجا پر راضی[1] ہوں سب کو ایک جا جمع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور چلتے چلتے راستے میں ٹھہرا لیجیو- ان کو پوچھا جائیگا کہ تم لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت تابعداری اور جان نثاری کیا کرتے تھے اب تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

---

[1] یہ قید ہم نے اپنی طرف سے نہیں لگائی بلکہ خود خدا نے بتائی ہے چنانچہ ارشاد ہے- ﴿ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون﴾ یعنی جن صلحاء لوگوں کو مشرکوں نے معبود بنایا ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے- اللہ اعلم (منہ)

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٧﴾

بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان میں کے بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٩﴾

کہ آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے' وہ کہیں گے بلکہ تم کو خدا پر ایمان نہ تھا

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے- پس ہمارے پروردگار

قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿٣٢﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ

کا حکم ہم پر لگ گیا کچھ شک نہیں کہ ہم بھگتیں گے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے خود گمراہ تھے پس بے شک وہ اس روز

فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا

عذاب میں شریک ہوں گے- اسی طرح ہم مجرموں کے ساتھ برتاؤ کریں گے جب ان کو کہا جاتا

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اکڑ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے سے

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿٣٦﴾

ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں

وہ لوگ بالکل خاموشی سے یہ کلام سنیں گے بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان کے یعنی تابعدار بعض یعنی گروؤں اور پیزوں کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے کہ حضرت آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے اور بڑے بڑے وعدے دیتے تھے کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارا دھرم ایسا- ہم تم کو یوں مدد دیں گے' ہم تمہاری نجات کرادیں گے مگر آج تو کچھ بھی ظاہر نہ ہوا' جیسے ہم ڈوبے ویسے تم بھی غرق ہوئے- وہ ان کے گرو اور جھوٹے پیر کہیں گے کہ یہاں بلکہ اصل بات تو یہ تھی کہ تم لوگوں کو خدا پر ایمان نہ تھا- ورنہ ہمارے خالی خولی زبانی دعاوی میں کیوں پھنستے؟ تم میں ایمان ہوتا تو تم اتنا ضرور سوچتے کہ ہمارے دعوے کہاں تک سچے ہیں- یہ کیا بات ہے کہ کوئی تم سے کہدے کہ میں خدا ہوں تو تم لوگ اس سے نہ پوچھو کہ خدائی کی کونسی علامت تجھ میں ہے ایسا کرنا تو انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا کو نہ جانتے ہوں ورنہ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش بدمعاش لوگ تھے- پس ہمارے پروردگار کا حکم جس کے ہم سب لوگ مستوجب تھے ہم پر لگ گیا- کچھ شک نہیں کہ اب ہم عذاب بھگتیں گے چونکہ تم خود ہی سرکش تھے اس لئے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ تھے پس اس گفتگو سے تم لوگ جو سن چکے ہو سمجھ گئے ہو گے کہ اس کا نتیجہ یقینی یہ ہو گا کہ بیشک وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے اسی روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے- اسی طرح ہم مجرموں بدکاروں کے ساتھ برتاؤ کریں گے- ایسے مجرموں کی علامت یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی لاالہ الااللہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو وہ لوگ بگڑ کر اکڑ بیٹھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب دنیا کا معبود ایک ہی ہو- اس لئے اس کی تردید کرنے کو طرح طرح کے بہانے تراشتے اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنوں شاعر اور ہوائی قلعے بنانے والے کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ نبی کو شاعر اس لئے نہ کہتے تھے کہ وہ شعر گو ہے بلکہ وہ اپنے خیال میں نبی کی تعلیم کو شاعروں کے وہمی خیالات جیسی جانتے ہیں

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

بلکہ وہ سچی تعلیم لایا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے تم دردناک عذاب چکھو گے اور

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ

جو کچھ تم کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾

رزق مقرر ہے پھل پھول اور وہ نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آمنے سامنے

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ

تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائے گا جس میں

لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ ان کے پاس باحیا عورتیں موٹی

الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

موٹی آنکھوں والی ہوں گی گویا وہ شتر مرغ کے انڈے مستور ہیں۔ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ

بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا کرتا تھا

حالانکہ وہ ایسا نہیں بلکہ وہ نبی سچی تعلیم لایا ہے اور اس نے بحکم الٰہی سب برگزیدوں اور رسولوں کی تصدیق کی ہے۔ اس لئے ہر طرح سے راست باز اور راست بازوں کا دوست ہے۔ پس تم اے منکرو! اس کی سزا میں دردناک عذاب چکھو گے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے۔ ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے رزق مقرر ہے یعنی ہر طرح کے پھل پھول ان کو ملیں گے اور وہ آپس کی دوستانہ ملاقات کے وقت نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کی مجلس میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائیگا جس میں نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی کیونکہ سرے سے وہ نشہ آور ہوں[1] ہی نہ ہو گی بلکہ محض ایک لذیذ چیز ہو گی اس کے علاوہ ان کے پاس بڑی خوبصورت باحیا عورتیں موٹی موٹی آنکھوں والی ہو نگی جو حسن اور دل فریبی میں ایسی ہوں گی کہ گویا وہ شتر مرغ کے انڈے پردے میں مستور ہیں پردے کی وجہ سے ان کی خوبصورتی یعنی سرخی آمیز سفیدی پر غبار وغیرہ کا بالکل اثر نہیں پہنچ سکتا۔ ایسی نعمتوں میں اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔ بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا کرتا تھا کہ اسلام کے معتقدات کی تو تصدیق کرتا ہے؟

---

[1] آریوں کو دیکھا گیا ہے کہ عموماً مجلس میں جنت کی خمر (شراب) پر اعتراض کیا کرتے ہیں حالانکہ بارہا ان کو (تحریراً تقریراً) سمجھایا گیا ہے کہ جنت کی خمر میں نشہ نہ ہوگا بلکہ (بیضاء لذة للشاربین) محض ایک رنگ کا دودھ جیسا لذیذ شیرہ ہوگا جو پینے والوں کو لذت دے گا۔ قرآن مجید میں فرعونیوں کے حق میں ذکر ہے ﴿وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا﴾ یعنی ہدایت اور رشد کی بات سن کر اختیار نہ رکھتے تھے یہی حال تمام مخالفین اسلام کا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (منہ)

لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾
کہ تو تصدیق کرتا ہے؟ بھلا جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم بدلہ پائیں گے؟

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ
کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر وہ جھانکے گا تو اس کو درمیان جہنم کے دیکھے گا کہے گا خدا

تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾
کی قسم تو تو مجھے بھی تباہ کرنے کو تھا اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوتی تو میں حاضرین میں ہوتا

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ
کیا ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا پس پہلی موت کے سوا اب ہم نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہم پر عذاب ہوگا- کچھ شک

هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ
نہیں کہ یہ بڑی کامیابی ہے- چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں کیا یہ مہمانی اچھی

نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ
ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے جس کو ہم نے ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے- وہ ایک درخت ہے جو

بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم اپنے اعمال نیک و بد کا بدلہ پائیں گے- میں چاہتا ہوں اور اپنے ساتھی کو دیکھوں کہ اس کا انجام کیا ہوا اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو- پھر وہ جہنم کی طرف جھانکے گا تو اس ساتھی کو درمیان جہنم کے دیکھے گا- اس کا حال دیکھ کر کہے گا خدا کی قسم تو تو اپنی ملمع دار باتوں سے مجھے تباہ کرنے کو تھا- اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی تیرے ساتھ ہی جہنم کے حاضرین[1] میں ہوتا- کیا (ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا) کہ مر کر جی اٹھے ہیں؟ بیشک پایا ہے پس پہلی موت کے سوا جو ہم پر آچکی ہے اب نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہمیں عذاب ہو گا کچھ شک نہیں کہ یہی نجات بڑی کامیابی ہے- چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں- کیا یہ بہشتوں کی خدائی مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے' جس کو ہم (خدا) نے ظالموں کیلئے عذاب بنایا ہے' اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا

---

[1] اس آیت کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے یوں کیا ہے "البتہ نیستیم ما مردہ شوندہ مگر بموت نخستیں" اور حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ترجمہ کیا ہے "کیا اب ہم کو نہیں مرنا مگر جو پہلی بار مر چکے" ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم نے یوں ترجمہ کیا ہے "کیا ہم (جنتیوں) کا یہ حال نہیں کہ پہلی بار مرنا تھا (سو مر چکے) اب آگے کو ہمیں مرنا نہیں" فارسی ترجمہ میں قرآنی حرف استفہام کا مفہوم نہیں پایا جاتا- دوسرے ترجمہ میں استفہام ملے گا مگر استفہام تقریری نہیں- معلوم ہوتا ہے تیسرے ترجمہ میں ان دونوں سے زیادہ اخلاق ہے- خطوط وحدانی کی عبارت کو اٹھائیں تو بالکل کچھ بھی مفہوم نہیں ہوتا بہر حال ان بزرگوں کے ترجمے ناظرین کے سامنے ہیں' جزاہم اللہ ہمارے خیال میں آیت موصوفہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس کی نحوی ترکیب پر غور کرنا ضروری ہے کچھ شک نہیں کہ ہمزۂ استفہام کبھی حرف پر نہیں آتا- بظاہر جو اس کا مدخول ہے وہ حرف ف ہے- اس لئے ہمزہ استفہام کا مدخول حقیقتاً یہ نہیں بلکہ جملہ محذوفہ ہے تقدیر کلام یوں ہے ﴿السنا بمجزيين نعم فما نحن بميتين﴾ یعنی استفہام کا تعلق پہلے جملے سے ہے جو مستفہم باستفہام تقریری ہے اور دوسرا جملہ محل استفہام نہیں بلکہ نتیجہ ہے اس ترکیب کے بعد ہمارے ترجمہ پر نظر غائر ڈالیں گے تو صحیح پائیں گے- (منہ)

فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ
جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے اس کے پھل گویا شیطانوں کے سر ہیں پس وہ اس کو کھا کر

مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ۭ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ۚ
پیٹ بھریں گے' پھر کھولتا ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا پھر

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ۙ
ان کی واپسی جہنم کی طرف ہوگی- انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا

فَهُمْ عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ۙ وَ
تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے اور ان سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙ
اور ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ۧ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ۡۖ
سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے؟ اور نوح نبی نے ہم کو پکارا پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم بہت اچھے

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ۡۖ
دعا قبول کرنے والے ہیں اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ سے بچایا

درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے اور بہت بڑا بلند ہے- اس کے پھل کیا ہیں؟ اچھے خاصے گویا شیطانوں کے سر ہیں- یعنی نہایت قبیح[1] منظر- پس وہ لوگ اس کو کھا کر پیٹ بھریں گے- پھر کھولتا ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا کھانے پینے کا کمرہ الگ ہوگا یعنی رفرشمنٹ روم- بعد کھا اور پی چکنے کے پھر اس رفرشمنٹ روم سے انکی واپسی جہنم کی طرف ہوگی- ان کی ایسی سزا کی وجہ کیا ہوگی؟ وجہ یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے- یعنی بس سوچے سمجھے ان کی تقلید کرتے رہے حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ سوچتے' غور کرتے کہ عقل اور دین کی بات کیا ہے؟ اور سمجھتے کہ ان فاعلین سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں پھر یہ کیوں اپنے باپ دادا کے طریق پر قانع ہوئے اور اس کو عقل سے نہ جانچا حالانکہ ہم (خدا) نے ان میں ڈرانے والے لوگ یعنی رسول اور رسولوں کے نائب بھیجے- مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے- پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا- یہ ہوا کہ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے سب کے سب ہلاک ہوئے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچے- مثال کے طور پر سنو ہم خدا نے نوح کو رسولوں کر کے بھیجا تو مدت مدید وہ وعظ کہتا رہا مگر آخر کار تنگ آ کر ہم کو بوقت مصیبت پکارا اور کہا خداوندا! اب تو ان شریر کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے- بس تو اب ان کو ہلاک کر پس ہم نے اس کی یہ دعا قبول کی- کیونکہ نیک بختوں کی دعائیں ہم بہت اچھی طرح قبول کیا کرتے ہیں اور ہم بہت اچھے قبول کرنے والے ہیں اور ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچایا-

---

[1] عرب کریہہ المنظر چیز کو رأس الشیطان کہتے تھے- (منہ)

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

اور اس کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ سارے عالم میں

نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

نوح پر سلام ہو۔ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ

سے تھا۔ پھر اوروں کو ہم نے ہلاک کردیا اور اسی کے گروہ میں سے ابراہیم تھا جب

جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾

وہ اپنے پروردگار کی طرف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

کرتے ہو' کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ تو رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾

پھر اس نے ستاروں میں نگاہ ڈالی

اور اس قوم میں سے اس نوح کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور اس کے مخالفوں کو نیست ونابود[1] کر دیا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ سارے عالم میں نوح پر سلام ہو۔ اسی لئے حضرت نوح سلام اللہ علیہ کی تعظیم کرنے والے سب دنیا میں موجود ہیں۔ ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے دشمن ان کو بدنام کرنے کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔ ہم ان کی نیک شہرت عالم میں پھیلاتے ہیں' آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ان کے دشمن سب ناکام رہ کر ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں اور ہمارا ارادہ سب پر غالب آتا ہے۔ نوح سے ایسا برتاؤ اس لئے کیا گیا کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔ انسانی کمالات میں یہ اعلیٰ درجہ ہے کہ خدا پر ایمان کامل ہو۔ اس لئے ہم نے اس کو بچایا پھر اوروں کو جو اس کے مخالف تھے ہم نے ہلاک کر دیا کیونکہ وہ بڑے مفسد تھے اور سنو اسی نوح کے گروہ میں سے ابراہیم سلام اللہ علیہ تھا۔ اس نیک دل فرشتہ سیرت کا قصہ سارا ہی عجیب وغریب ہے خصوصاً جب وہ اپنے پروردگار کی طرف طرف صاف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ اگر تم ایسے ہو تو اصل رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ پھر اس نے اتفاقیہ[2] آسمان کے ستاروں میں نگاہ ڈالی۔

[1] تمام دنیا پر طوفان نوح آنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں بلکہ برعکس ثابت ہے کہ خاص ان لوگوں پر آیا تھا جنہوں نے حضرت نوح کی تکذیب کی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے ﴿قوم نوح لما كذبو الرسل اغرقنهم﴾ نوح کی قوم نے جب تکذیب کی تو ہم نے ان کو غرق کر دیا پس جنہوں نے تکذیب کی تھی وہی غرق ہوئے ساری دنیا پر نہ آبادی تھی نہ ساری دنیا نے تکذیب کی تھی (منہ)

[2] بعض لوگوں کو خیال ہوا ہے کہ چونکہ لوگ ستارہ پرست تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیاروں کی طرف دیکھ کر کہا تاکہ ان لوگوں کو یقین ہو کیونکہ وہ ستاروں میں ایسی تاثرات کے قائل تھے مگر دراصل یہ خیال غلط ہے۔ انبیاء علماء کفار کو غلط خیالات پر قائم نہیں رکھا کرتے نہ صراحتاً نہ اشارتاً بلکہ اصل بات صرف ہے یہ کہ ف کا حرف صرف اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل کا تحقق مابعد سے پہلے ہونے کا ثبوت ہو۔ پس کلام کا مطلب اتنا ہے کہ حضرت ابراہیم کے دونوں بلکہ تینوں کلام یکے بعد دیگرے وقوع پزیر ہوئے نہ یہ کہ ان میں سے کوئی دوسرے حصہ کی علت یا سبب ہے اس لئے ہم نے تفسیر میں اتفاقیہ کا لفظ بڑھایا ہے۔

فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ

تو کہا میں بیمار ہوں تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف گیا

اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾

اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ

پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑے آئے- ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو؟

مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ

حالانکہ اللہ نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ان لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ پھر اس کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو- غرض انہوں نے

كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾

اس کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا ہم نے انہی کو ذلیل کیا

تو کہا میں بیمار ہوں- مخالفوں نے جب یہ سنا تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر ابراہیم کی بن آئی وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف گیا اور ان کے آگے کھانے کی چیزیں دھری پڑی دیکھ کر کہا اے مصنوعی معبودو! تم کھاتے کیوں نہیں ؟ تم بولتے کیوں نہیں ؟ یہ سب باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط ان کی توہین اور تذلیل کرنے کی نیت سے کی تھیں ورنہ اس کو معلوم تھا کہ یہ محض پتھر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ اٹھتے ہیں نہ چلتے ہیں اور جب وہ نہ بولے تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا- یہاں تک کہ توڑ پھوڑ کر چور چور کر دیا- پھر تو وہ لوگ ان کے پجاری ابراہیم کی طرف دوڑے آئے کہ ہیں ہیں ابراہیم یہ کیا تم نے غضب کیا- ہمارے معبودوں کو توڑ دیا- ابراہیم نے کہا نادانو! تمہیں سمجھ نہیں کہ ان بیچارے عاجزوں کو معبود بنائے بیٹھے ہو- کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو- جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو حالانکہ معبود کے لئے خالق ہونا ضروری ہے- یہ تمہارے معبود تو مخلوق ہوئے یعنی تمہارے بنائے ہوئے- ہاں میرا معبود اللہ ایسا سچا معبود ہے کہ اسی نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا- یعنی تم بھی اور تمہارے افعال بھی اسی کے مخلوق اور ماتحت ہیں پھر یہ کیا بے انصافی ہے کہ خدائے خالق کو چھوڑ کر تم مخلوق کی عبادت کرتے ہو- ان لوگوں نے باہمی مشورہ کر کے کہا کہ ہم اس نوجوان پر کسی دلیل کے ساتھ تو غالب آ نہیں سکتے اور یہ قاعدہ تو مسلمہ ہے ؎

چو حجت نماند جفا جوئے را به پیکار گردن کشد روئے را

اس لئے بہتر ہے کہ اس کا ایک دن فیصلہ ہی کیا جائے- پس اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ اور اس میں بڑی تیز آگ جلاؤ- پھر اس ابراہیمؑ کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو- ایسا کرنے سے اس کو مزہ آجائے گا یاد کریگا کہ ساری قوم سے بگاڑ کرنا ایسا ہوتا ہے- غرض انہوں نے اس ابراہیم کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا کہ آگ میں جل کر مر جائے گا مگر ہم نے انہیں کو مغلوب[1] اور ذلیل کیا

[1] کچھ شک نہیں کہ کید سے مراد اس جگہ وہی ان کی تدبیر ہے جو ﴿القوه فی الجحیم﴾ میں وہ بتلا چکے ہیں- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے متعلق آج کل موشگافیاں ہو رہی ہیں' اس لئے پہلے قرآن مجید کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے کہ اصل الفاظ سے آگ کا سرد ہونا ثابت ہے یا نہیں- اس تحقیق کے لئے ہمارے خیال میں دو لفظوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے اول یہ کہ پروردگار نے فرمایا ہے ﴿یا نار کونی بردا﴾ اس میں کوئی مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور اس نے کہا میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا- اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش!

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی

پس ہم نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں

الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز

کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا بابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ان شاء اللہ آپ مجھ کو

یعنی حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہ کو سلامت باکرامت بچالیا وہ آگ سے نکل آیا اور نکل کر اس نے دیکھا کہ قوم کی حالت دگرگوں ہے- اس لئے اس نے سوچا کہ اب میرا یہاں رہنا اچھا نہیں- اپنے ہم خیالوں سے کہا اب میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا کہ مجھے کہاں ٹھہرنا اور کہاں رہنا چاہئے- پس ؎

نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

خیر ابراہیم اپنا وطن چھوڑ کر نکل گیا اور جہاں اس کو امن وامان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملا' بسر کرتا رہا- آخر کار جب وہ بہت بوڑھا ہوا تو اس نے دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش جو میرے کام میں مدد کرے اور میرے پیچھے اس کے بحال رہنے کا باعث ہو- پس ہم (خدا) نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی کیونکہ تبلیغ احکام میں بردباری کی بہت ضرورت ہے- اس لئے ہم نے اس کو بردبار لڑکا عطا کیا جس کا نام تھا اسماعیل[1] جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا یعنی پانچ چھ سال کا ہوا تو ابراہیم نے ایک خواب دیکھا جس کا بیان اپنے صاحبزادہ سے یوں کہا کہ اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں چونکہ میرا ضمیر کہتا ہے کہ یہ خواب تاویل طلب نہیں بلکہ صاف صاف ظاہری الفاظ میں مراد ہے اس لئے میں تو اس کو خدائی حکم جانتا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہیں؟ وہ بھی تو آخر ابراہیم زادہ تھا جو بحکم ﴿ابن الفقیه نصف الفقیه﴾ ابراہیمی خصائل رکھتا تھا گو عمر میں ہنوز بچہ تھا مگر ''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات'' اس لئے اس نے صاف الفاظ میں کہا بابا جان! میرا خیال ہے کہ آپ کو بذریعہ خواب میرے ذبح

جس کا ترجمہ ہے اے آگ! سرد ہو جا- آگ کو سرد ہونے کی بابت کن کے لفظ سے حکم دیا ہے- ایک اور مقام پر عام قاعدہ کے طور پر ارشاد ﴿اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون﴾ یعنی خدا جب کسی کام کو چاہتا ہے تو اس کو کن کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے- اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جس چیز کو کن کے لفظ سے حکم ہو- حکم ہوتے ہی وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اس عام قانون کو ملحوظ رکھ کر جب ہم ابراہیمی نار پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ابراہیمی آگ ضرور سرد ہوئی ہوگی ورنہ کن سے مکون کا تخلف لازم آئیگا- رہا یہ سوال کہ ایسا ہونا ممکن ہے یا محال- واقعات پر غور کرنے سے پہلے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے واقعات محال نہیں خدا اپنی مخلوق پر ہر طرح سے تصرف تام رکھتا ہے ﴿وهو القاهر فوق عباده﴾ انہی معنی میں ہیں اس اصول پر مفصل حواشی پہلی جلدوں میں لکھے گئے ہیں- منہ

[1] اس میں اختلاف ہے کہ یہ ذبیح لڑکا کون تھا- اسماعیل یا اسحق- فریقین کے اپنے اپنے خیالات ہیں اور اپنے اپنے دلائل مگر یہ آیت قرآنی فیصلہ کرتی ہے کہ یہ لڑکا اسماعیل تھا کیونکہ انہی آیتوں میں اسحق کا ذکر ذبیح لڑکے کے بیان کے بعد آتا ہے جس کا شروع یوں ہے ﴿وبشرناه باسحق نبیا﴾ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حلیم اور ذبیح لڑکا اسماعیل تھا اور اسحق الگ ہے-

مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

صابر پاویں گے پس جب وہ دونوں تابعداری پر مستعد ہوئے اور اس کو ماتھے کے بل گرایا اور ہم (خدا) نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں یہی ایک بڑی کھلی نعمت

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ہے اور ہم (خدا) نے اس کے بدلہ میں بڑی قربانی دی اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

ابراہیم پر سلام ہم نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا

کرنے کا حکم ہوا ہے پس جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی کوئی بے صبری یا بے چینی کا ظہور میں نہ آئیگی بلکہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے کیونکہ میرا عقیدہ ہے ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتان وزشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

پس جب وہ دونوں باپ بیٹا خدا کی تابعداری پر مستعد ہوئے اور بہ نیت ذبح کرنے کے ابراہیم علیہ السلام نے اس پیارے بچے کو ماتھے کے بل گرایا تو ہمیں ان کی فرمانبرداری بہت بھلی معلوم ہوئی اور ہم (خدا) نے اس ابراہیم کو آواز دی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب اصلی معنے میں سچا کر دیا۔ جزاک اللہ بارک اللہ۔ شان عاشقی یہی ہے۔ بس اب یہ کمال عاشقی اپنا رنگ لائیگا کہ تو درجہ محبیت سے درجہ محبوبیت میں پہنچے گا۔ یعنی تیرا نام ابراہیم خلیل اللہ ہو گا۔ ہم (خدا) اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کہ درجہ محبی سے ترقی دے کر درجہ محبوبیت تک پہنچا دیتے ہیں وہ جس پر پہنچ کر دونوں مراتب محبی اور محبوبی کے جامع ہو جاتے ہیں یعنی ان میں دونوں وصف پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ خدا کو چاہتے ہیں خدا ان کو چاہتا[1] ہے یہی ایک بڑی کھلی نعمت[2] ہے۔ خدا جسے نصیب کرے وہی خوش قسمت ہے اور سنو ابراہیم کے اخلاص کی وجہ سے ہم (خدا) نے اس کے لڑکے اسماعیل کے بدلے میں بڑی قربانی[3] دی یعنی ابراہیم کو حکم دیا کہ اس کے بدلے میں ایک بہت عمدہ موٹی تازی قربانی ذبح کر دے۔ چنانچہ وہی طریق تم مسلمانوں میں مروج ہوا اور ابراہیم کی شان کو ایسا بڑھایا کہ اس سے پچھلے لوگوں میں ہم (خدا) نے یہ دستور جاری کیا کہ ابراہیم کا نام لیتے ہوئے یاد کر خیر کرتے ہوئے یوں کہیں کہ ابراہیم پر سلام یعنی حضرت ابراہیم کا نام عزت سے لیا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں دستور ہے کہ پیغمبروں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم (خدا) اپنے نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے حاسد تو ان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں مگر ہم ان کے خیر خواہ اور محب ایسے لوگ پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں انکے حاسدوں کی آواز بالکل پست ہو جاتی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ ابراہیم ہمارے (خدا کے) پکے ایماندار بندوں سے تھا۔ بڑا وصف اس میں یہی ایک (ایمان کامل) تھا۔ واقعی بات یہ ہے کہ ایمان کامل ہی ایک بڑا بھاری وصف ہے اس ایک وصف کے ہونے سے تمام کام سیدھے ہو جاتے ہیں اور اسی ایک کے نہ ہونے سے تمام کام بگڑ جاتے ہیں مگر افسوس کہ بہت سے

---

[1] آیت قرآن رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

[2] بلا کے معنے تکلیف اور نعمت دونوں کے آتے ہیں۔ منہ

[3] بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ دنبہ بہشت سے آیا تھا لیکن یہ ان کا قول کسی آیت یا حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ منہ

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ

اور ہم نے اس کو اسحاق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی اور اس پر اور اسحٰق پر بڑی برکت کی اور ان دونوں کی

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى

اولاد میں نیک بھی ہوئے اور اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو سخت گھبراہٹ سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب دی اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کی

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام- اسی طرح ہم نیکو کاروں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

لوگ ایمان کے معنی بھی نہیں جانتے- ایمان یہ ہے کہ دینی اور دنیاوی تمام نفع اور نقصانات کا مالک خدا ہی کو جاننا اور دل سے اعتقاد رکھنا کہ اس کی رضا میں بیڑا پار ہے اور اس کی خفگی میں غرقاب ہے- اس خیال کو ہر وقت دل میں جمائے رکھنا- بس یہ ہے ایمان- ایسا ہی ایمان ہمارے ہاں مثمر ہے اگر ایسا نہیں تو بجوئے نارزد (کوڑی کے کام کا نہیں) اور ہماری مہربانی سنو کہ ہم نے اس ابراہیم کو ایک اور بیٹے اسحٰق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی یعنی بشارت تولد کے ساتھ ہی بتلادیا کہ وہ نبی ہوگا اور صلحاء کی جماعت کا ایک کامل فرد ہوگا- یہ اس لئے بتلایا کہ نیک باپ کو بیٹے کو خوشی اسی حال میں ہوتی ہے جب بیٹا بھی اس کی روش پر ہو- باپ کی روش پر نہیں تو بجائے خوشی کے الٹا صدمہ ہوتا ہے- اسی لئے ہم نے ابراہیم کو یہ خوشخبری سنائی اور اس ابراہیم پر اور اسحٰق پر بڑی برکت کی اور ان کو بہت بڑھایا- ان کی اولاد دنیا معزز قوموں میں شمار ہوئی مگر یہ بھی سن رکھو کہ شیخ سعدی کا قول بالکل سچ ہے ؎

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر گل از خارست ابراہیم از آزرب

اس لئے ان دونوں نیک بختوں کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور بداعمالیوں سے اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی- غرض ہر طرح کے لوگ ہوئے یہ اس لئے تم کو بتلاتا ہے کہ تم سمجھ لو کہ کسی بزرگ اور صالح کی اولاد سے ہونے کا فخر بے جا ہے- خدا کے ہاں اس کی کوئی قدر نہیں جب تک خوردوں کے اعمال بزرگوں جیسے نہ ہوں- اور سنو ہم (خدا) نے انہی کی اولاد میں سے حضرت موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا کہ نبی بنایا اور ان کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو سخت گھبراہٹ یعنی فرعونی عذاب سے نجات دی اور ہم (خدا) نے ان کی مدد کی تو وہی اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب تورات دی اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کی- ایسی کہ وہ خود لوگوں کے ہادی بنے اور ان کے بعد پچھلے لوگوں میں ہم نے یہ دستور جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام یعنی ان کا ذکر اور نام عزت اور دعائے خیر سے لیتے ہیں- اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کہ دنیا میں انکا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے- کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں حضرات موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ہمارے (خدا) کے ایماندار بندوں میں سے تھے-

وَاِنَّ اِلۡيَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ اَتَدۡعُوۡنَ

اور الیاس خدا کے مرسلوں میں سے تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل سے دعائیں

بَعۡلًا وَّتَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِيۡنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمۡ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝

مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو' جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے تو انہوں نے اس کی

فَكَذَّبُوۡهُ فَاِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ

ایک نہ مانی پس وہ دوزخ میں حاضر کئے گئے ہاں اللہ کے مخلص بندے بچے رہیں گے اور الیاس کے لئے پچھلے لوگوں

فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلۡ يَاسِيۡنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝

میں جاری کیا کہ الیاس پر سلام ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں-

اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ وَاِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ اِذۡ نَجَّيۡنٰهُ

تحقیق وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا اور کچھ شک نہیں کہ لوط ہمارے رسولوں میں سے تھا جب ہم نے اس کو

وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ اِلَّا عَجُوۡزًا فِى الۡغٰبِرِيۡنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ۝ وَاِنَّكُمۡ

اور اس کے متعلقین کو بچا لیا بجز ایک بوڑھی عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی اور باقی سب کو ہلاک کرڈالا تم لوگ صبح و شام

لَتَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ۝ وَبِالَّيۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝

کے وقت ان پر گذرا کرتے ہو' کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں؟

اسی طرح اور بھی کئی ایک لوگ خدا کے بندوں میں قابل ذکر تھے- مثلاً حضرت الیاس بھی خدا کے مرسلوں میں سے تھا- اس کی زندگی کے واقعات عموماً دلچسپ ہیں خصوصاً وہ وقت تو عجیب تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کی بے فرمانی کرنے سے ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل[1] جیسے بے جان بت سے دعائیں مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے باوجودیکہ یہ تقریر حضرت الیاسؑ کی بالکل صاف اور مدلل تھی مگر ان جاہلوں کو کوئی اثر نہ ہوا' تو انہوں نے اس کی ایک نہ مانی پس نتیجہ اسکا یہ ہو گا کہ وہ سب کے سب دوزخ میں حاضر کئے گئے- ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہونگے وہ بچیں رہیں گے- اس لیے ہم نے ان سب کو تباہ کیا اور الیاس کے لئے پچھلے لوگوں میں یہ طریق جاری کیا کہ نام کے ساتھ الیاس پر سلام کہیں اور تعظیم کے ساتھ نام لیں- یہ بھی قبولیت کی علامت ہے- ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں کہ نیک لوگوں میں ان کی عزت اور قبولیت ہوتی ہے- تحقیق وہ الیاس علیہ السلام ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور بس یہی اس کا کمال تھا اور بھی ایک بزرگ کا قصہ سنو کچھ شک نہیں کہ لوط سلام اللہ علیہ بھی ہمارے رسولوں میں سے تھا- اس کی زندگی میں عجیب تر واقعہ اس وقت کا ہے جب ہم نے اس کو اور اس کے تمام متعلقین کو بچالیا بجز ایک بوڑھی عورت یعنی اس کی بیوی کے جو بوجہ اپنے کفر کے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں سے تھی باقی سب دینی تعلق رکھنے والوں کو نجات دی اور باقی سب مخالفین کو ہلاک کر ڈالا- تم عرب کے لوگ سفر کرتے ہوئے صبح وشام کے وقت عموماً ان کی بستیوں پر گزارتے ہیں کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں کہ برائی کا انجام برا ہے اور بھلائی کا نتیجہ ہمیشہ بھلا ملتا ہے؟

---

[1] بعل ان کے بت کا نام تھا جیسے ہندوؤں کے بتوں کے نام الگ ہیں-

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ

اور یونس بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھا جب وہ کشتی پر لپکا تو اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب

فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ

ہو گیا۔ پس مچھلی نے اس کو لقمہ بنالیا اور وہ شرمندہ تھا اگر وہ خدا کی تسبیح نہ کرتا

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنٰهُ

تو اس کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا۔ پس ہم نے اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بہت کمزور تھا اور

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ

ہم نے اس کے قریب ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی بیل سے ڈھکا تھا اور ہم نے اس کو لاکھ

اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾

سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا

اور سنو یونس نبی علیہ السلام بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھے۔ اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے جب وہ کسی کام کے لئے کشتی پر بیٹھنے کو لپکا تو اتفاقیہ کشتی رکی۔ کشتی والوں میں دستور تھا کہ ایسے موقع پر وہ قرعہ اندازی کرتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا وہ کشتی سے دریا میں کود پڑتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایک آدمی کا گر پڑنا اس سے بہتر ہے کہ کشتی کے سارے سوار ڈوبیں۔ اسی اصول کے مطابق انہوں نے قرعہ ڈالا جن میں یونسؑ بھی تھا' اس لئے کہنا بجا ہوا کہ اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب ہو گیا یعنی قرعہ اسی کے نام کا نکلا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ دریا میں کود پڑتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پس گرتے ہی مچھلی نے اس کو لقمہ بنالیا اور وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا کیونکہ اس نے خدا کی بے اجازت ہجرت کی اور بے حکم قرعہ ڈالا مگر وہ تسبیح و تقدیس کرتا رہا اگر وہ اس حالت میں خدا کے نام کی تسبیح و تقدیس نہ کرتا یعنی اللہ تعالیٰ کو پاک ناموں سے یاد نہ کرتا تو اس مچھلی کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا[1] وہیں سڑ جاتا۔ پس اس تسبیح کی برکت سے ہم نے مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا' اس حال میں کہ وہ کمزور اور نڈھال تھا اور ہم نے اس کے قریب کر کے ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی بیل سے ڈھکا[2] تھا جس کے سایہ میں حضرت یونس کو راحت ملی اور وہ صحت یاب ہوا۔ بعد صحت ہم نے اس کو اس کی قوم کے لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا جس قوم نے پہلے

[1] حضرت یونس کے دریا میں جانے کا سبب اور دریا میں تکلیف پہنچنے کی وجہ کیا پیش آئی اس کی تفصیل سورہ انبیاء میں آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿و ذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه فنادىٰ في الظلمٰت ان لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين﴾ یعنی حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی روگردانی اور انکار دیکھ کر نکل گئے وہ سمجھے کہ ہم (خدا) ایسا کرنے میں ان پر سخت گیری نہ کریں گے یعنی کسی تکلیف میں مبتلا نہ کریں گے مگر چونکہ ہماری اجازت کے بغیر وہ گئے تھے اس لئے ہم نے ان پر سخت گیری کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا وہاں وہ تسبیح پڑھتے رہے جس کی برکت سے نجات یاب ہوئے۔ یہ ہے اصل وجہ حضرت یونس کے ابتلاء کی اور ابتلاء کے بعد نجات کی۔ فالحمد للہ۔ منہ

[2] اس آیت میں ایک سخت مشکل ہے کہ کدو کی بیل بلند نہیں ہوتی بلکہ زمین پر پھیلتی ہے اس لیے اس کا سایہ نہیں ہو سکتا نیز شجر تنا دار درخت کو کہتے ہیں اور کدو تنا دار نہیں ہوتا۔ تیسری مشکل یہ ہے کہ علیہ کے معنے اوپر ہیں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ درخت حضرت یونس کے جسم پر اگا ہو ان تمام مشکلات کے حل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ منہ

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گذارہ دیا پس تو ان سے دریافت کر کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

لڑکے؟ کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا؟ یاد رکھو کہ یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟

کہ خدا نے اولاد جنی ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا خدا نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمھیں کیا ہوا؟ کیسے

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا

حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو

بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَ

اپنی کتاب لاؤ اور انہوں نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے

لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

حالانکہ جن خود بھی جانتے ہیں

اس کا انکار اور تکذیب کی تھی پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گزارہ دیا۔اسی طرح کئی ایک واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کاموں میں خود مختار ہے' وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔نہ اسکی کوئی اولاد ہیں نہ شریک پس تو اے نبیؐ! ان سے دریافت تو کر کہ تم جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں خیال کرتے ہو حالانکہ صنف نساء تمہارے نزدیک بالکل بے کار چیز ہے تو کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں[1] جو بے کار چیز ہیں اور ان کہنے والوں کیلئے لڑکے واہ یہ عجب تقسیم ہے حالانکہ زبردست کو زبردست اولاد ہوتی ہے اور کمزور کو کمزور مگر یہ لوگ خود تو لڑکیوں کو پسند نہ کریں اور خدا کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں ان سے کوئی پوچھے کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا یعنی یہ لوگ جو فرشتوں کو مؤنث تصور کرتے ہیں تو ان کو اس کا علم کس طرح ہوا؟ کسی سمعی شہادت سے ہوا یا رؤیت سے سمعی شہادت سے تو ہے نہیں کیونکہ کسی الہامی نوشتہ سے ایسا ملتا نہیں ہاں عینی رؤیت کی شہادت ہو تو بتلادیں لیکن وہ بھی نہیں پس مسلمانو! یاد رکھو یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنی ہے کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ ایسا کہنے میں جھوٹے ہیں کیا خدا نے اپنے لئے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ حالانکہ دنیا میں سب لوگ بیٹوں کو چاہتے ہیں اے لوگو! تمہیں کیا ہوا کیسے بیہودہ حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا ایسا کہنے پر تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو اپنی کتاب لاؤ جس میں ایسی دلیل لکھی ہو اور انکی بیہودگی سنو کہ انہوں نے[2] یعنی ان میں سے بعض نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے عجب فلسفی دماغ ہیں کہ جو چیز انکی نگاہ میں نہیں آتی ان کو خدا کا ناطہ دار بناتے ہیں حالانکہ جن خود بھی اس سے انکاری ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں یعنی ان میں سے ایماندار اسکا اعتقاد رکھتے ہیں

[1] عرب جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے چونکہ نظروں سے مستور ہیں لہذا وہ مؤنث ہیں اور مؤنث پر تفریع کرتے تھے کہ خدا کی بیٹیاں ہیں' ان کے اس بد عقیدہ کی اصلاح قرآن مجید کے متعدد مواقع پر کی گئی ہے مجملہ ایک مقام یہ ہے۔منہ

[2] جیسے فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے ہیں جنوں کو بھی خدا کے لڑکے کہتے تھے ان کی اصلاح کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔منہ

إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾

کہ وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے' خدا ان کے ایسے بیانات سے پاک ہے' ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں۔

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ

پس تم اور تمہارے معبود سوا اس کے جو جہنم میں جانے والا ہو کسی کو گمراہ نہیں کر

الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾

سکتے۔ ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے اور ہم خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا

اور ہم تسبیحیں پڑھتے ہیں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت

مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ

پہنچی ہوتی تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہوجاتے' سو اب اس کے منکر ہوئے۔ پس آپ ہی جان

يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ

جائیں گے ہمارا اپنے مرسلین کے حق میں فیصلہ ہوچکا ہے کہ آخرکار ان کو

الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾

مدد پہنچتی ہے اور ہماری فوج ہی غالب آتی ہے پس تو ایک وقت تک ان سے روگردانی کر

کہ ایک روز وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ ان مشرکوں کے ایسے بیانات سے پاک ہے' ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں۔ نہ ایسی بیہودہ گوئی کیا کرتے ہیں نہ ایسے عقیدے رکھتے ہیں بلکہ وہ سیدھے سادھے طور پر خدا کو مانتے ہیں پس بطور عبرت تم مسلمانو! ان مشرکوں کو کہو کہ اے مشرکو! سنو تم اور تمہارے معبود یعنی گرو اور پیر جو تم کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں اور تم اس تعلیم کو مان کر شرک کرتے ہو گویا تم انہی کی عبادت کرتے ہو تم سب مل کر خواہ کتنا ہی زور لگاؤ ان تھک کوشش کرو سواء اس بدبخت کے جو بدیہی طور پر جہنم میں جانے والا ہو کسی صاف دل آدمی کو گمراہ نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے خیالات ایسے کمزور اور واہیات ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی ان کو نہیں مان سکتا۔ دیکھو ہم نے فرشتوں کا بیان تم کو سناتے ہیں کہ وہ خود باوجود عظمت اور بزرگی کے اس بات کے قائل ہیں کہ ہم فرشتوں[1] میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے جس سے وہ بڑھ نہیں سکتے اور ہم اپنی اپنی عبادت گاہوں میں خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں اور ہم سب خدا کی تسبیحیں پڑھتے ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ ہم (فرشتوں) کو خدا کی اولاد جانتے ہیں اور قرآنی تعلیم سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت پہنچی ہوتی تو ہم پکے اور سچے اللہ کے مخلص بندے ہو جاتے۔ سو اب یہ کتاب ان کے پاس آئی تو اس سے منکر ہو گئے پس آپ ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اسی دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوا۔ کیونکہ ہمارا (خدا کا) اپنے مرسلین بندوں کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ آخرکار ان کو مدد پہنچتی ہے اور ہماری فوج (دیندار جماعت) ہی غالب آتی ہے خواہ چند روزہ تکلیف کے بعد۔

[1] قرآن مجید کا طرز نزول مختلف قسم کا ہے کبھی تو بصیغہ خطاب نبی کو حکم ہے کہ لوگوں سے ایسا کہو کبھی نبی کی زبانی حکایت ہے یہاں اس آیت میں فرشتوں کی طرف سے کلام منقول ہے تاکہ مشرکوں کے خیال کی اصلاح ہو۔ منہ

وَّ اَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ
اور ان کو دیکھتا رہ وہ بھی اپنا انجام دیکھیں گے۔ پھر کیا ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں؟ جب وہ عذاب ان کی
بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ
آنکھوں میں اترا تو جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہوگا اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور
اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ
دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودگی سے پاک ہے اور رسولوں
سَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾
پر سلام اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے

سورت صٓ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِى الذِّكۡرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمۡ
میں اللہ بڑا صادق ہوں قسم ہے نصیحت والے قرآن کی بے شک وعدہ الٰہی سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق کی ہیکڑی اور مخالفت میں ہیں ہم نے کئی
اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّلَاتَ حِيۡنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾
قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ چلائے لیکن مخلصی کا وقت باقی نہ رہا تھا

ہی ایسا ہو۔پس تو اے نبی! ایک وقت تک ان سے روگردانی اور صبر سے خاموش رہ کر ان کو دیکھتا رہ۔وہ بھی اپنا کام انجام دیکھیں گے۔کیا ان کو معلوم نہیں کہ مؤاخذہ خداوندی کی تاب ان میں نہیں۔پھر کیا ہمارا عذاب جلد از جلد چاہتے ہیں یاد رکھیں جب وہ عذاب ان کے آنکھوں میں یعنی ان کے قرب و جوار میں اترا جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہو جائیگا۔پس تو صبر کر اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودہ گوئی سے جو یہ لوگ اللہ کی نسبت کہتے ہیں پاک ہے اور اللہ کے رسولوں کو کارخانہ الٰہی میں کوئی حصہ نہیں۔بجز اس کے کہ ان پر درود و سلام ہے اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے فالحمدللہ رب العالمین

سورۂ صٓ

لوگو سنو! میں اللہ بڑا صادق القول ہوں۔مجھے قسم ہے اس نصیحت والے قرآن کی بیشک وعدہ الٰہی کی خیر سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق کی ہیکڑی (غرور) اور مخالفت میں ہیں سو اس کا بد نتیجہ پاویں گے۔ہم (خدا) نے کئی قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ اس وقت بڑے زور سے چلائے لیکن مخلصی کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ہر ایک کام کا وقت ہوتا ہے وہ وقت اگر ٹل جائے تو پھر کچھ بھی نہیں۔خدائی قانون کے مطابق عذاب آنے سے پیشتر اگر توبہ کی جائے تو ٹل جاتا ہے ورنہ نہیں۔یہ عرب کے لوگ بھی اپنے حق میں یہی چاہتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۚ ﴿۴﴾

اور ان کو تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی سمجھانے والا آیا- اور منکر کہتے ہیں کہ یہ جادو گر ہے بڑا جھوٹا- اس نے

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ

تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ عجیب بات ہے ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی

اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۚ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے معبودوں پر جمے رہو یہ تو محض ایک ہوس ہے- ہم نے پہلے لوگوں میں کبھی یہ

فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ ﴿۷﴾ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَیْنِنَا ؕ

نہیں سنا بے شک یہ محض من گھڑت بات ہے. کیا ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے؟

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ﴿۸﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ

بلکہ ان کو میرے ذکر سے انکار ہے بلکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا- کیا تمہارا پروردگار جو بڑا

خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۚ ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫

غالب اور فیاض ہے اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ کیا آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی کو حاصل

اور تو کچھ نہیں ان کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی علیہ السلام سمجھانے والا آیا اسی لئے اس کی مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں اور منکر جب دیکھتے ہیں کہ باوجود ہماری مخالفت کے لوگوں پر اس کا اثر ہوتا ہے تو عام لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ شخص جادوگر ہے اور نبوت کے دعوے میں بڑا جھوٹا ہے- کیا اس کے...... جھوٹ کی دلیل ایک یہی کافی نہیں کہ اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے بس اسی کا گیت گاتا ہے اسی کے راگ الاپتا ہے اور کسی کو جانتا بھی نہیں حالانکہ ہم لوگ مدت سے ایسا سنتے آئے کہ دنیا کا انتظام کئی ایک معبودوں کے ہاتھ میں بٹا ہوا ہے- کچھ شک نہیں کہ اس کا یہ خیال عجیب بات ہے جو بات دنیا بھر میں کوئی نہیں کہتا یہ کہتا ہے یہ کہہ کر ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے قدیمی معبودوں پر جمے رہو- یہ اس کا خیال تو محض ایک ہوس ہے- ہم نے تو پہلے لوگوں اپنے آباؤاجداد میں یہ کبھی نہیں سنا جو یہ مدعی نبوت کہتا ہے- پس بے شک یہ محض من گھڑت بات ہے- کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر میں ایک یہی ایسا ممتاز ہو کر نبوت کے درجہ تک پہنچ جائے کیا ہم میں کوئی رئیس نہیں- معزز نہیں جو نبوت ورسالت پا سکے پھر کیا سبب ہے کہ ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے- کیا ہم نے کوئی چوری کی تھی- کیا ہم شریف خاندان کے نہ تھے- کیا ہم قریش نہ تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کو میرے (خدا کے) ذکر اور نصیحت سے انکار ہے یہ مانتے ہی نہیں کہ کوئی کلام ہدایت نظام بغرض رفاہ عام خدا کے ہاں سے نازل ہوتا ہے بلکہ یہ سرے سے منکر ہیں کیونکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا- بھلا یہ جو خدائی کاموں میں دخل دیتے ہیں اور خدائی تقسیم پر معترض ہوتے ہیں کہ یہ کیوں نبی ہوا اور ہم کیوں نہ ہوئے- کیا تمہارا پروردگار جو بڑا غالب اور بڑا فیاض ہے- اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے اجازت لے کر وہ تقسیم کرے- پھر وہ غالب اور فیاض ہی کیا ہوا- یہ نادان جانتے ہی نہیں کہ اس کا غلبہ اور فیاضی اسی بات کی مقتضی ہے کہ وہ جس کو چاہے جو چاہے دیدے روکنے والا اور پوچھنے والا کون؟ کیا زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی معترضین کو حاصل ہیں؟

فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝١٠ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ

ہیں پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں؟ گذشتہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ گروہ ہے۔ ان سے پہلے نوح کی

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝١٢ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ

قوم نے‘ عاد کی قوم نے‘ بڑی قوت والے فرعون نے‘ قوم ثمود‘ قوم لوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا تھا

لْئَيْكَةِ ۚ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝١٣ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤

یہی تو برباد شدہ گروہ ہیں ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝١٥ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ

یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں آواز میں وقفہ نہ ہوگا اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ

لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٦ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ یوم حساب سے پہلے جلدی جلدی ہم پر وارد کر دے۔ جو کچھ بھی یہ یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور ہمارے نیک بندے داؤد کو یاد

دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝١٧ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ

کیا کر جو بڑی قوت کا آدمی تھا بے شک وہ خدا کی طرف رجوع تھا ہم نے بڑے بڑے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح وشام

وَالْاِشْرَاقِ ۝١٨

تسبیحیں پڑھا کریں

پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں اور آسمانی فیضان کو بند کر دیں۔ یہ ہیں کیا؟ بقول

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا!

گذشتہ زمانے کے تباہ شدہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ ذلیل ترین گروہ ہے اور بس اس سے زیادہ نہیں چند ہی روز میں ان کی اکڑفوں ختم ہونے کو ہے۔ جس طرح ان سے پہلے نوح کی قوم نے‘ عاد کی قوم نے‘ بڑی قوت والے فرعون نے‘ قوم ثمود قوم لوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا تھا۔ یہ بھی جھٹلا رہے ہیں جس طرح ان پر عذاب آیا تھا ان پر بھی آئے گا۔ کیونکہ یہ تو برباد شدہ گروہ ہیں جن کے یہ لوگ آج بقیۃ السیف اور تکذیب حق میں تابع ہیں۔ جتنے یہ لوگ ہیں گو ان میں ان میں بہت سے امور میں اختلاف بھی تھا۔ مگر اتنے حصے میں سب شریک تھے کہ ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا۔ اب جو یہ لوگ شور و شغب کر رہے ہیں یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں جیسی پہلے لوگوں پر آئی تھی اور وہ ہلاک ہو گئے تھے یاد رکھیں اس آواز میں وقفہ نہ ہو گا یعنی جب وہ آوے گی تو ایک دم فنا کر دے گی اور سنو! ان کی حماقت کا یہ حال ہے کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ ہماری قسمت کا لکھا عذاب ہے وہ یوم الحساب سے پہلے اسی دنیا میں جلدی جلدی ہم پر وارد کر دے۔ یہ سن کر تیری طبیعت پر ایک گونہ اثر ہوتا ہے اور تو ان کی مخالفت کو خیال میں لاتا ہے اس لئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کرنا جو کچھ بھی یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور اگر طبیعت کو کبھی ملال ہو تو ہمارے نیک بندے داؤد سلام اللہ علیہ کو یاد کیا کر جو بڑی قوت اور ہمت کا آدمی تھا عبادت میں بھی چست اور جہاد میں بھی مضبوط بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع تھا کوئی کام ہو وہ اس کی انجام دہی میں اللہ ہی سے امیدوار رہتا تھا ہم (خدا) نے بڑے بڑے پہاڑوں کو مسخر کیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح شام تسبیح پڑھا کریں عجب

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ

جانوراس کے سامنے جمع ہوتے سب کے سب اس کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی اور فیصلہ کرنے کا سلیقہ

الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا

عطا کیا- بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار کود گئے تھے جس وقت وہ داؤد کے پاس

کیفیت ہوتی تھی- حضرت داؤد جب خدا کے نام کی تسبیح پڑھتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیح کی آواز آتی یا کیفیت محسوس ہوتی جس کیفیت کو کسی عارف خدا نے یوں بیان کیا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسی طرح جانور بھی اس کے سامنے تسبیح خوانی کرتے ہوئے جمع ہوتے جیسے کسی عارف خدا نے کہا ہے ؎

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں با صطلاحے

سب کے سب اس کے فرماں بردار تھے اور سنو ہم نے اس کے ملک اور حکومت کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی یعنی سیاست پالیٹکس اور مقدمات میں فیصلے کرنے اور سیاسی معاملات میں گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا کیا کہ نزاعات میں فیصلہ کرتا یا کسی سفیر یا وکیل سلطنت سے یا کسی مجلس میں گفتگو کرتا تو سب پر عجیب اثر ہوتا- نہایت معقول اور سلجھی ہوئی تقریر ہوتی- بھلا تجھے ایک مقدمہ[1] والوں کو خبر پہنچی ہے جب وہ داؤد کے مکان کی دیوار کود گئے تھے یعنی جس وقت حضرت داؤد اپنے محل خاص میں بیٹھے تھے-

---

[1] اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی عورت کو کہیں دیکھ لیا چونکہ وہ خوبصورت تھی لہذا اس پر طبیعت مائل ہوگئی- اس کے نکاح میں لانے کو یہ ترکیب نکالی کہ اوریا کو جنگ میں بھیج کر مروایا جائے- چنانچہ ایک دفعہ وہ جنگ میں گیا اور بچ آیا- دوبارہ بھیجا پھر بچ گیا- سہ بارہ افسر اعلیٰ کو حکم دیا کہ اس کو کسی سخت جنگ میں بھیجو اور سب سے آگے رکھو چنانچہ تیسری دفعہ سخت جنگ معرکہ میں اوریا بھیجا گیا جس میں وہ قتل ہوا- تو حضرت داؤد نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا (معالم التنزیل) کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان سے آئے- انہوں نے حضرت داؤد کو اس فعل پر تنبیہ کرنے کو کہا کہ ہم میں نزاع ہے آپ فیصلہ کیجئے دراصل وہ انسان نہ تھے- نہ ان میں کوئی نزاع تھی- یہ قصہ دراصل یہودیوں کی بائبل سے لیا گیا ہے مگر چونکہ بائبل میں قبل از نکاح حرام کاری کا ذکر ہے اس لئے ناقلین نے اتنا حصہ چھوڑ کر باقی کو نقل کر دیا- بائبل میں اس قصے کے الفاظ یوں ہیں :-

"ایک دن شام کو ایسا ہوا کو داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا- جو نہا رہی تھی وہ عورت نہایت خوبصورت تھی- تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے- انہوں نے کہا وہ العام کی بیٹی بنت سبع تھی اور یاہ کی جورو نہیں ؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کو بلا لیا- چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہمبستر ہوا- کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی- اور وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوگئی- سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اور داؤد نے نواب کو کہلا بھیجا کہ حتی اوریاہ کو مجھ پر بھیج دے- سو اوریاہ کو نواب نے داؤد کے پاس بھیجا اور جب اوریاہ آیا داؤد نے پوچھا کہ یواب کیسا ہے اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کے کیسے انجام ہوتے ہیں- پھر داؤد نے اوریاہ کو کہا کہ اپنے گھر جا اور پانے پاؤں دھو اوریاہ جو بادشاہ کے محل میں سے نکلا تو بادشاہ کی طرف سے اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان بھیجا گیا پر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے خداوند کے سب خادموں کے ساتھ سو رہا- اور اپنے گھر نہ گیا- اور جب انہوں نے داؤد کو یہ کہہ کر خبر دی تھی کہ اوریاہ اپنے گھر نہ گیا تو داؤد

عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ

جا پہنچے تو وہ ان سے گھبرایا بولے' حضور! خوف نہ کیجئے ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

ظلم کیا ہے پس حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے اور کسی طرح کی نا انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایئے!

وہ اہل مقدمہ ان کے پاس جا پہنچے تو وہ ان کی اس جرأت اور وحشیانہ حرکت سے گھبرایا اور دل میں ٹھان لیا کہ ان کو اس وحشیانہ حرکت پر سبق دیا جائے- وہ حضرت داؤد کے تیور بدلے دیکھ کر پا گئے کہ سرکار ہم پر خفا ہوئی ہے- بولے کہ حضور! خوف نہ کیجیے- خدانخواستہ ہم حضور کے مخالف نہیں بلکہ ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے- پس حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ دیجیے- ہماری پرزور درخواست ہے کہ ہم میں انصاف کیجئے اور کسی طرح کی بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایئے!

نے اوریاہ کو کہا کیا تو سفر سے نہیں آیا پس تو اپنے گھر کیوں نہ گیا تب اوریاہ نے داؤد سے کہا کہ صدوق اور اسرائیل اور یہوداہ خیموں میں سے ہیں اور میرا خداوند یواب اور میرے خداوند کے خادم کھلے میدان میں پڑے ہوئے ہیں پس میں کیونکر اپنے گھر میں جاؤں اور کھاؤں اور پیوں اور اپنی جورو کے پاس سورہوں- تیری حیات اور تیری جان کی قسم کہ میں یہ کبھی نہ کروں گا- پھر داؤد نے اوریاہ کو کہا کہ آج کے دن بھی یہاں رہ جا اور کل میں تجھے روانہ کروں گا- سو اوریاہ اس دن اور دوسرے دن بھی یروشلم میں رہ گیا تب داؤد نے اسے بلایا اور اس نے اس کے حضور کھایا اور پیا اور اس نے اسے مست کیا اور شام کو باہر جا کر اپنے خداوند کے خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر میں نہ گیا اور صبح کو داؤد نے یواب کے لئے خط لکھا اور اوریاہ کے ہاتھ میں دے کر اسے بھیجا- اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو سخت لڑائی کے وقت اگاڑی کیجو اور اس کے پاس سے پھر آئیو تاکہ وہ مارا جائے اور جان تجی ہو اور ایسا ہوا کہ یواب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکھنے گیا تو اس نے اوریاہ کو ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یواب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بھی مارا گیا تب یواب نے آدمی بھیجا اور جنگ کا سب احوال داؤد سے کہا اور قاصد کو ایسی تاکید کر کے کہا کہ جب تو بادشاہ سے جنگ کا سارا احوال عرض کر چکے تو اگر ایسا ہوا کہ بادشاہ کا غصہ بھڑکے اور تجھے کہے کہ جب تم جنگ پر چڑھے تو شہر سے کیوں ایسے نزدیک گئے کیا تم نہ جانتے تھے کہ دے دیوار پر سے تیر ماریں گے- یربست کے بیٹے ایلک کو کس نے مارا کیا ایک عورت نے چکی کا پاٹ دیوار پر سے اس پر نہیں دے مارا کہ وہ تیلبض میں مر گیا- سو تم کیوں شہر کی دیوار تلے گئے تھے تب کہیو کہ تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مارا گیا چنانچہ قاصد روانہ ہوا اور آیا اور جو کچھ کہ یواب نے کہلا بھیجا تھا سو داؤد سے کہا سو قاصد نے داؤد سے کہا کہ لوگوں نے البتہ ہم پر بڑا غلبہ کیا اور دے میدان میں ہم پاس نکلے - سو ہم انہیں رگیدتے ہوئے پھاٹک کے مدخل تک چلے گئے- تب تیر اندازوں نے دیوار پر سے تیرے خادموں کو نشانہ کیا- بادشاہ کے بعضے خادم کام آئے اور تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مارا گیا- سو داؤد نے قاصد کو کہا کہ ایوب کو جا کے کہہ کہ یہ بات تیری نظر میں بری نہ ٹھہرے- اس لئے کہ تلوار جیسا اسے کاٹتی ہے اسے بھی کاٹتی ہیں تو شہر سے مقابل بڑی جنگ کر اور اسے ڈھاوے اور تو اسے دم دلاسا دے اور اوریاہ کی جورو اپنے شوہر اوریاہ کا مرنا سن کر سوگ میں بیٹھی اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اسے اپنے گھر میں بلوا لیا

إِنَّ هَٰذَآ أَخِى لَهُۥ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِىَ نَعْجَةٌ وَٰحِدَةٌ فَقَالَ

یہ شخص میرا بھائی ہے اس کی ننانویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دے دے۔

أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِى فِى ٱلْخِطَابِ ﴿٢٣﴾

اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا

یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے بیان دعویٰ شروع کیا۔ کہ یہ شخص رشتہ یا برادری میں میرا بھائی ہے۔اس کی ننانویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دیدے۔ میں نے انکار کیا تو سو طرح کی حجتیں اور دلیلیں اس نے بتلائیں اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا۔ کبھی کہتا ہے ایک دنبی اداس رہے گی۔ کبھی کہتا ہے' تو ایک دنبی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ مجھے دے کر فارغ ہو جا اور کسی مفید کام میں لگ جا غرض ہر طرح سے مجھے قائل کرتا ہے دھمکی

اور وہ اس کی جورو ہوئی اور اس کے لئے بیٹا جنی۔ پر وہ کام جو داؤد نے کیا تھا خداوند کی نظر میں برا ہوا!۔" (سموئیل باب ۱۱ الفقرہ ۲ سے ۲۷ تک)

یہ قصہ بنانے والوں کی کتنی دلیری ہے کہ ایک نبی کی شان میں ایسے لکھے ہیں کہ معمولی آدمی کے حق میں بھی بولے جائیں تو ناپسند ہوں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کی تکذیب میں سترہ قرائن پیش کئے ہیں۔ سات قبل آیت کے اور دس بعد کے چنانچہ فرماتے ہیں :-

والذی ادین به واذهبه اليه ان ذلك يا باطل ديدل عليه وجوه

میں جو عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل بے بنیاد ہے اس پر کئی وجوہ ہیں۔

(الاول)ان هذه الحكاية لونسبت اللفسق الناس واشد هم ذجورالاستنكف منها والرجل الحشوى الخبيث بالذى يقررتلك القصة لونسب الى مثل هذا العمل لبالغ فى تنزيه نفسه دربا لعن من ينسب اليهاو اذاكان الامر كذ لك كيف يليق بالعاقل نسبة المصوم اليه

۱- اول یہ ہے کہ یہ واقعہ جو حضرت داؤد کی طرف لگایا گیا ہے کسی بڑے سے بڑے بدمعاش کی طرف بھی نسبت کیا جائے تو وہ بھی اس کو برا جانے بلکہ جو نالائق اس قصے کو ثابت کرنے کو شش کرتا ہے اس کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو وہ بھی اپنے نفس کو اس سے پاک صاف کرنے کی سعی بلیغ کرے اور جو اس کی طرف منسوب کرے تو یہ اس پر لعنت کرے جب یہ ایک عاقل آدمی کا حال ہے تو نبی معصوم کی طرف نسبت کرنا کیسا ہے

(الثانی)ان حاصل القصة يرجع الى امرين الى السعى فى قتل رجل مسلم بغير حق والى لطمع فى زوجة

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اس قصے سے دو امر ثابت ہوتے ہیں۔ مسلمان شخص کے ناحق قتل کی کوشش اور اس کی عورت کے معاملہ میں طمع۔

(اما الاول)فامرمنكر قال صلى الله عليه ومن سعى فى دم مسلم ولو بشطر كلمة جاء يوم القيمة مكتو بابين عينيه ايس من رحمته الله

(۱) پہلا تو سخت برا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا ہے جو کوئی کسی مسلمان کے خون بہانے میں کوشش کرے چاہے ایک لفظ کے ساتھ ہو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر رحمت سے ناامید لکھا ہوگا۔

(واماالثانى)نسكر عظيم قال صلى الله عليه وسمل المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده وان اور يا من يسلم من داؤد لا فى روحه ولافى منكوحه

(۲) دوسرا امر بھی بہت ہی بڑا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہے اور یا مذکورہ جو یقیناً مسلم تھا اس قصے کی رو سے داؤد کے ہاتھ سے محفوظ نہ رہا نہ اپنی جان دیں نہ زوجہ منکوحہ میں۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ

داؤد نے کہا کہ اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اور بہت سے شریک براد ا ایک دوسرے

لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ

پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایماندار اور صالح اعمال ہیں ان کی یہ عادت نہیں- ایسے لوگ بہت کم ہیں!

سے لالچ سے مجھے مائل کرتا ہے مگر میرا دل نہیں مانتا- حضرت داؤد نے مدعا علیہ کا جواب سن کر کہا کہ واقعی اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے جو دباؤ سے تیری دنبی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اصل بات تو یہ ہے کہ بہت سے شریک براور ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایمان دار اور صالح اعمال ہیں- ان کی یہ عادت نہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں- پس جب تک اپنی مرضی سے نہ دے یہ سائل خود بخود نہیں لے سکتا- حضرت داؤد نے یہ فیصلہ تو اچھا کیا مگر چونکہ شروع شروع میں ان کی اس بیجا حرکت سے حضرت داؤد کی طبیعت پر ملال ہوا تھا جو قریب تھا کہ فیصلہ میں مخل ہو اس لئے وہ کبیدہ خاطر ہوا-

---

(زوالثالث) ان الله تعالى وصف داؤد عليه السلام قبل ذكر هذه القصه بالصفات المغرة المذكورة ودصفه ايضا بصفات كثيرة بعد ذكر هذه القصة وكل هذه المصفات تنافى كونه عليه السلام موصوفا بهذالفعل المنكر والعمل القبيح ولا باس لا عادة هذه الصفات كا جل المالغة فى البيان فنقول

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اس سے پہلے دس صفتوں کے ساتھ موصوف کیا ہے اور اس کے بعد بھی بہت سی صفات کے ساتھ اس کی تعریفات کی ہے وہ صفات اس امر کی مخالف ہیں کہ داؤد علیہ السلام اس مکروہ اور قبیح فعل کا مرتکب ہو- ہم ان صفات کو بتاتے ہیں-

(اما لصفة الاولى)فى انه تعالى امر محمدا صلى الله عليه وسلم بان يقتدى بداؤد فے لصابرة مع المكابرة ولو قلنا ان داؤد لم يصبر على محالفة النفس بل سعى نى اراقة دمرا مرئى مسلم لغرض شهوته فكيف يليق باحكم لحكمين ان يامر محمد افضل الرسل بان يقتدى بداؤد فى الصبر فى طاعة الله

پہلی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا ہے کہ صبر اور اطاعت الٰہی میں حضرت داؤد کی پیروی کر- اور اگر ہم اس امر کے قائل ہوں کہ حضرت داؤد نے اپنے نفس کی مخالفت پر صبر نہیں کیا بلکہ (معاذ اللہ) اپنی شہوت رانی کے لئے ایک مسلمان آدمی کا خون بہانے کی کوشش کی تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کا حضرت ﷺ افضل الرسل کو حضرت داؤد کی طاعت اور صبر میں اقتداء کرنے کا حکم دینا کیونکر مناسب اور لائق ہے ؟

(اما الصفة الثانية) نهى انه وصفه بكونه عبداله وقد بينا ان المقصود من هذا الوصف بيان كون ذلك الموصوف كا ملانى موقف لعبوية تامانى القيام باداء الطاعات والا حتراز عن المحظورات ولو قلنا ان داؤد عليه السلام شتغل بتلك الاعمال البا طلة فحينئذ ماكان

دوسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اپنا بندہ کہہ کر موصوف کیا ہے اور اس وصف سے مقصود یہ ہے کہ حضرت داؤد کو عبوریت میں کامل بندہ بنایا جائے- جو طاعات کے ادا کرنے اور ممنوعات سے پرہیز کرنے میں پورا ہو- اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت داؤد نے یہ بیہودہ کام کئے (جن کا ذکر مذکورہ قصے میں آیا ہے) پھر تو وہ عبودیت میں کامل نہ ہوگا-

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ

اور اس نے خیال کیا کہ ہم نے اسے جانچا ہے پس اس نے اپنے پروردگار سے بخشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رکوع ہوا۔ پھر ہم نے اسے بخش دیا

ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

کچھ شک نہیں اس کا ہمارے نزدیک بڑا اور درجہ اور بہت عزت تھی

اور اس نے خیال کیا کہ ہم (خدا) نے اسے اس مقدمہ کی وجہ سے جانچا ہے اور اس کی تنگ مزاجی کی وجہ سے ہم اس سے خفا ہیں پس اس نے جھٹ سے اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے اس تنگ مزاجی اور غلط ارادہ پر کشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رجوع ہوا۔ پھر ہم نے اسے بخش دیا۔ کچھ شک نہیں کہ اس داؤد کا ہمارے نزدیک بڑا درجہ اور بہت عزت تھی

الباطلة فی فحینئنه ماکان داؤد کاملافی عبودیة اللہ تعالیٰ بل کان کاملافی طاعة الهوی والشهرة

عبودیت میں کامل نہ ہوگا۔ بلکہ نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں کامل ہوگا

(الصفةالثالثة)هو قوله ذاالا یدای ذالقوة ولا شك ان المرادمنه القوة فی الدین لان القوة فی غیر الدین کانت موجودة فی ملوك الکفارو لا معنی للقوه فی الدین الاالقوة الکاملة علی اداء الواجبات والاجتناب عن المحظورات وای قوة لمن لا یلك نفسه عن القتل والرغبة فی زوجة المسلم

۳- تیسری صفت یہ ہے کہ وہ داؤد بڑی قوت والا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ اس قوت سے دینی قوت مراد ہے کیونکہ غیر دینی قوت تو کفار بادشاہوں میں بھی ہوتی ہے اور دینی قوت سے مراد یہی ہے کہ فرائض کے ادا کرنے پر اور ممنوعات سے روکنے پر قدرت کامل ہو بھلا جو شخص کسی مسلم کے قتل کرانے اور اس کی بیوی کو داخل حرم کرنے سے نہیں رک سکتا اس میں بھی کوئی دینی قوت ہو سکتی ہے۔

(الصفةالرابعة)کونه ادا باکثیرالرجوع الی اللّٰه تعالی وکیف یلیق هذا بمن یکون قلبه مشفوفا بالقتل والفجور

چوتھی یہ ہے کہ حضرت داؤد خدا کی طرف بہت رجوع تھا۔ بھلا جو شخص کسی بے گناہ کو قتل کرنے اور نفس پرستی میں مشغول ہو وہ خدا کی طرف کیسے بڑا رجوع ہو سکتا ہے۔

(الصفةالخامسة)قوله تعالی انا سخر ناالجبال معه افتری انه سخرت له الجبال لیتخذه وسیلة الی القتل والفجور

پانچویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہاڑ اور جانور اس کے لئے مسخر کر دیئے تھے کیا یہ تسخیر اس لئے تھی کہ وہ اس کو قتل نفس اور بدکاری کا ذریعہ بنائے۔

(والصفة السادسة)قوله والطیر محورة وقبل انه کان محر ما علیه مید شئی من الطیرو کیف یعقل ان یکون الطیرا منا منه ولا ینجومنه الرجل المسلم علی روحه ومنکوحه

چھٹی صفت یہ ہے کہ جانور اس کے سامنے جمع ہوتے تھے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جانور اس سے امن میں ہوں اور ایک مسلمان اپنی جان اور بیوی کے حق میں اس میں نہ ہو۔

(الصفة السابعة) قوله تعالی و شددنا ملکه و محال یکون المراد انه تعای شد ملکه باسباب الدنیا المراد انه تعالی شد ملکه بما یقوی الدین

ساتویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کا ملک مضبوط کیا تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ملک دین اور دنیا کے بارے میں مضبوط کیا تھا۔ پھر جو شخص کسی مسلم کے قتل کرنے اور بدکاری کرنے اپنے نفس کو نہیں

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

ہم نے کہا اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرتا اور اپنی

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

خواہش پر نہ چلنا ورنہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی

بعد بخشش ہم نے کہا اے داؤد! دیکھ ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے- حاکم کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ بوقت حکومت خیال رکھے کہ ایک وقت میں بھی کسی بڑے زبردست حاکم خداوند عالم کے سامنے جاؤں گا اور اسی طرح جیسے یہ فریقین میرے سامنے کھڑے ہیں میں بھی وہاں ہوں گا- ایسا خیال رکھنے سے حاکم کو عدل وانصاف کی توفیق ملتی ہے- پس تو اس خیال کو مدنظر رکھ لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرنا اور اپنی خواہش نفسانی پر نہ چلنا ورنہ خواہش نفسانی تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی-

و اسباب سعادة الاخرة والمراد تشديد ملكه في الدين والدنيا من لا بذلك نفسه عن القتل والفجور كيف يليق به ذلك؟

روک سکتا اس کو یہ کیسے لائق ہے؟

(الصفة الثامنة)قوله تعالى واتيناه الحكمة و فصل الخطاب والحكمة جامع لكل ما ينبغى علما و عملا فيكف يجوز ان يقول الله تعالى انا اتيناه الحكمة و فصل الخطاب مع اصراره على ما يتنكف عنه الخبيث الشيطن من مزاحمة اخلص اصحابه في الروع والمنكوح فهذه الصفات المذكورة قبل شرح تلك القصة دالة على جائة ساحته عزتلك الا كاذيب (تفير كبير مصرى ج ۷ ص ۱۷۸. ۱۷۹)

آٹھویں صفت یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کو فصل الخطاب دیا- حکمت ایک جامع لفظ ہے علم اور عمل کو پھر جو ایسے مخلص تیرین مسلمان کی جان اور بیوی کے حق میں ایسے کام کرنے سے نہ رک سکے اس کے حق میں یہ کیسے صادق ہو سکتا ہے؟ پس یہ مذکورہ صفات اس قصے کے محل سے پہلے دلالت کرتی ہیں کہ حضرت داؤد سلام اللہ علیہ اس قبل کی نسبت سے پاک ہے-

اس کے بعد امام رازی نے دس وجوہات وہ لکھی ہیں جو اس آیت کے بعد مذکور ہیں- ان سب وجوہات سے امام ممدوح نے اس قصے کا بطلان ثابت کیا ہے- غالبًا انہی وجوہات سے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت داؤد کا قصہ مذکورہ بیان کرے گا- میں اس کو ایک سو ساٹھ درے لگاؤں گا جو انبیاء پر تہمت کی سزا ہے (تفسیر کبیر مصری جلد ۷ ص ۱۸۰) اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت عورت کا قصہ ایک بلکہ جھوٹا ہے مفسر ابو سعود لکھتے ہیں:

یعنی یہ قصہ بری ساخت کا گھڑا ہوا ہے اور بہت بڑا فریب ہے جو ان بنانے والوں نے بنایا ہے اس کو اپنے اندر نہیں آنے دیتے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے افسوس ہے ان کے لیئے جس نے اس کو بنایا اور تباہی ہو اس کے لئے جو (بغیر تردید) اس کو شائع کرے اور پھیلائے"-

اظہار تعجب: باوجود یہ کہ سلف سے خلف تک محقق مفسرین اس قصہ کی تردید کرتے چلے آئے ہیں تاہم ہمارے زمانہ کے محقق مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اس قصہ کی تردید کر کے تمام سلف صالحین کو اس قصہ کا قائل بتا کر اپنی شیخی بھگاری ہے اور لکھا ہے کہ سلف مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عزت کو بٹہ لگایا ہے (پارہ ۲۳ ص ۳۳) حالانکہ اس کی تردید ابتدا سے مفسرین کرتے چلے آئے ہیں- انہی سے ان صاحب نے حاصل کیا پھر انہی کو مورد الزام بنایا- سچ ہے ؎

کس نیا موخت علم تیر از من　　　که مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

(منہ)

إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ

بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا اس لئے کہ وہ اپنے حساب کے دن کو بھول جاتے

الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ

ہیں۔ ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کافروں کا خیال ہے۔ آگ

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیا ایمان دار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ یہ بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَ

نصیحت پاویں۔ اور داؤد کو ہم نے سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا بے شک وہ جھکا ہوا تھا جب بعد دوپہر

وَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ

خاص اصیل گھوڑے اس کے سامنے پیش کئے گئے تو اس

بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کو شدید عذاب ہوگا۔ کیونکہ وہ اس اصول سے غافل ہو جاتے ہیں جو ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ حاکم حکم کرتے وقت یہ سمجھے کہ میرا مقدمہ بھی ایک روز پیش ہوگا لیکن نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے اس لئے گمراہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے حساب یعنی مقدمہ کے دن کو بھول جاتے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اگر کسی نیک و بد کام کا انجام نیک و بد نہیں پھر تو یہ محض ایک کھیل ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں ایسے خیال کے کفر ہونے میں کیا شک ہے یہ تو کافروں کا خیال ہے جس کی پاداش میں یہ لوگ کے عذاب میں پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے جس کی پاداش میں یہ آگ کے عذاب میں پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیسی مصیبت ان پر آئے گی اور یہ اس کو کیسے برداشت کریں گے۔ ان کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اگر جزا و سزا کوئی چیز نہیں تو کیا ایماندار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ دنیا میں برابر ہیں تو آخرت میں بھی برابر؟ کیا پرہیز گاروں کو ہم بد کاروں کی طرح بنا دیں گے! نہیں ایسا ہو سکتا ہے؟ کہ ایک شخص تمام عمر خدا کے خوف میں امن و امان سے زندگی گزارے اور دوسرا تمام عمر چوری کرے اور ڈاکہ مارے۔ مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہو جاویں ایسا ہونا تو صریح خلاف عقل و نقل ہے۔ اے نبی! یہ بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند ان میں نصیحت پاویں اور سوچیں کہ بدی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر کیوں ہونے لگا جبکہ قانون اخلاق اور قانون قدرت یہی ہے کہ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو

پس جو لوگ عقل و فہم سے کچھ حصہ رکھتے ہوں گے وہ ہماری پیش کردہ دلیلوں سے نتیجہ پاویں گے اور جو ضدی اور معاند ہوں گے وہ سزا پائیں گے اور ایک قصہ سنو! بقول ؎ ایں خانہ ہمہ آفتاب است خاندان نبوت کے چشم و چراغ حضرت داؤد کو ہم (خدا) نے ہونہار لڑکا سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا۔ اس کے واقعات میں وہ واقعہ خاص قابل ذکر ہے۔ جب بعد دوپہر خاص اصیل گھوڑے اس کے سامنے بغرض

الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى

نے کہا کہ میں نے ان بہترین گھوڑوں سے محبت خدا کے ذکر کے لئے کی ہے۔

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

یہاں تک کہ وہ کسی اوٹ ہیں چھپ گئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف لاؤ پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں چھونے لگا

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اور ہم نے سلیمان کو بھی جانچا اور اس کی کرسی پر ہم نے ایک بے جان جسم ڈلوا دیا پس وہ متوجہ ہوا اور بولا اے

جائزہ پیش کئے گئے تو خوب دیکھتا رہا۔ دیکھ چکا تو یہ سمجھ کر کہ لوگ نہ سمجھیں کہ میں بطور دل لگی کے ایسا کر تا رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ اس خیال کرنے سے یہ لوگ بھی بطور دل لگی ایسا کرنے لگیں اس لئے اس سلیمان نے کہا کہ میں نے جوان بہترین سے محبت کی اور ان کا جائزہ لیا ہے تو خدا کے ذکر یعنی تعمیل حکم کے لئے کی ہے کیونکہ میری نیت اس میں دووجہ سے نیک ہے اول یہ کہ میں چونکہ سلطان الملک ہوں میرا منصبی فرض ہے کہ میں ان کی خبر گیری کیروں تاکہ میری بے خبری میں میری قوم کے مال کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ دوم اس نیت سے کہ یہ گھوڑے اسباب جہاد کے ہیں جس سے خدائی دین اور احکام کی ترقی اور بنیاد مضبوط ہوتی ہے یہاں تک ان کو دیکھتا رہا کہ وہ گھوڑے چلتے چلتے کسی اوٹ میں چھپ کر نظر سے اوجھل ہو گئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف واپس لاؤ۔ جب لائے پہلے تو نظر ہی سے جائزہ لیتا تھا پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں محبت سے چھونے لگا تاکہ ان کی طاقت اور فربہی کا اندازہ کر سکے۔ غرض یہ کہ حضرت داؤد کے صاحبزادہ سلیمان علیہم السلام کے اس واقعہ سے تم لوگ سمجھ سکتے ہو کہ یہ لوگ جو کام کرتے تھے نیک نیتی سے کرتے تھے اور ایک واقعہ سنو! ہم (خدا) نے سلیمان کو بھی جانچا یعنی ایسے واقعات اس کے پیش آئے کہ دوسرے لوگوں کے لئے جرت ہوں مثلاً ہم نے اس کو ایک بڑا بادشاہ بنایا اور اس کی کرسی یعنی تخت پر ہم نے ایک جسم بے جان یعنی کچا گرا[2] ہوا۔ بچہ ڈلوادیا جو اسی کا بچہ تھا سلیمان چونکہ اس حمل سے متوقع تھا کہ بیٹا ہو گا اور دین کا خادم بنے گا اس لئے وہ اس واقعہ سے سمجھ گیا کہ اختیارات کلی خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں پس وہ خدا کی طرف متوجہ ہوا اور بولے اے میرے پروردگار میری خطا معاف فرما کہ میں نے اپنے دل میں ایسے خیالات باندھے۔ جو تیرے منشا کے مطابق نہ تھے اور

---

[1] بعض بلکہ اکثر مفسرین اور مترجمین نے اس آیت میں یہ کہا ہے کہ گھوڑوں کو دیکھتے دیکھتے سورج غروب ہو گیا اور حضرت سلیمان کی نماز عصر فوت ہو گئی تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ان کی محبت میں خدا کے ذکر سے غافل ہو گیا۔ دوم یہ کہتے ہیں کہ توارت اور ردوھا میں کی ضمیریں شمس کی طرف پھرتی ہیں یعنی سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سلیمان نے دیکھا کہ میری عصر کی نماز فوت ہو گئی تو حکم دیا کہ سورج کو واپس لاؤ تاکہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں بعض حضرات نے توارت کی ضمیر سورج کی طرف پھیری ہے مگر ھا کی ضمیر خیل گھوڑوں کی طرف بتلائی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ سب تکلفات ہیں۔ سارے مضمون میں سورج کا نام نہیں تو ضمیر اس کی طرف کیسے پھر سکتی ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہے جو ہم نے کیا ہے اور شان نبوی کے موافق بھی ہے ہاں اگر سوال ہو کہ واسطے کے معنے کے لئے لفظ ہے تو جواب یہ ہے کہ عن کا لفظ واسطے کے معنے میں آیا ہے قرآن شریف میں ہے یعنی حضرت ابراہیم کا باپ کے لئے استغفار محض ایک وعدے کی وجہ سے تھا اسی طرح (منہ)

[2] یہ مضمون ایک حدیث میں آیا ہے۔ اس کے سوا اور بھی کئی توجیہیں علماء تفسیر نے کی ہیں جو ہم کو پسند نہیں۔ منہ

وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا

میرے پروردگار میری خطا معاف فرما اور مجھ کو ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے پس ہم نے ہوا

لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ

کو اس کا تابع کر دیا۔ جہاں پر وہ جانا چاہتا اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی اور جتنے جن معمار اور غوطہ زن تھے ہم نے اس کے

غَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَّآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ

تابع کر دیئے اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے یہ ہماری دین ہے پس تو بے حساب احسان کر

أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

یا روک رکھ! اس کا ہمارے پاس بڑا رتبہ تھا اور اچھی شان اور ہمارے بندے

عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۘ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿٤١﴾

ایوب کا ذکر کیا کر جب اس نے پروردگار سے فریاد کی کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم

ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر مار یہ ٹھنڈا غسل خانہ اور پانی موجود ہے اور اس کے اہل وعیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

رحمت سے ہم نے اسے دیئے تا کہ عقلمندوں کے لئے نصیحت ہو

مجھ کو ایک ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو یعنی مجھ کو انتظام مملکت کی اعلیٰ لیاقت بخش تا کہ میرے بعد آنے والوں کے لئے میرے قوانین سلطنت واجب العمل ہوں تا کہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو قیام اور استحکام ہو۔ انسانوں کے علاوہ جنوں پر حکومت ہو۔ جنات کے علاوہ ہوا وغیرہ بھی میرے زیر فرماں ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے۔ پس ہم (اللہ) نے ہوا کو اس (سلیمان) کا تابع کر دیا جہاں پر وہ جانا چاہتا۔ اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی جیسے آج کل ہوائی جہاز ہوا کے ذریعہ سے چلتے ہیں اور جتنے جن معمار اور سمندر میں غوطہ زن تھے۔ ہم۔ (خدا) نے اس (سلیمان) کے تابع کر دیئے۔ اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو بوجہ سرکشی کے قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے یعنی انسانوں کے سوا جنوں پر بھی اس کو حکومت حاصل تھی۔ جن سے وہ سرکاری اور ذاتی ہر طرح کے کام لیتا تھا۔ یہ بھی ہم نے اسے کہہ دیا تھا کہ یہ ہماری دین (عطیہ) ہے پس تو بے حساب احسان کر یا روک رکھ غرض حسب موقع جو تو کرے تجھے حق حاصل ہے کیونکہ اس (سلیمان) کا ہمارے پاس بڑا رتبہ تھا اور بہت اچھی شان تھی۔ ان دونوں باپ بیٹوں کے خیالات تو تم کو معلوم ہو چکے کہ کس طرح سے ہر ایک کام میں خداوندی عظمت کا ادب کرتے تھے۔ اب آ ؤ ایک اور ہمارے بندے ایوب کا حال سنو! اور آسمانی کتاب میں اس کا ذکر کر جس نے خدائی مصائب پر تمام عمر صبر کیا کر خصوصاً اس وقت کا ذکر کرو جب اس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ بیماری تو تیرے حکم سے ہے مگر وہ میرے دل میں ہر وقت تیری طرف سے بدگمانی ڈالتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر ظلم کیا اللہ نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ یہ مجھ کو سخت تکلیف ہے۔ مولا! میرے حال پر رحم فرما! اور اس تکلیف سے مجھے چھڑا ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر زمین پر مار دیکھ یہ تیرے لئے ٹھنڈا غسل خانہ اور پینے کا پانی ہے۔ بس اس کے پیر مارنے کی دیر تھی کہ ہمارے حکم سے زمین میں سے پانی نکل آیا جس میں وہ نہا کر شفایاب ہو گیا اور اس کے اہل وعیال جو اس عرصہ میں اس سے الگ ہو چکے تھے وہ اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور لڑکے لڑکیاں اپنی رحمت سے ہم نے اسے دیئے تا کہ عقلمندوں کے لئے نصیحت ہو۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ

اور ہم نے حکم دیا کہ مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ مار دے اور قسم نہ توڑ ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا وہ

نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بہت ہی اچھا بندہ تھا۔ وہ خدا کی طرف رجوع تھا اور ہمارے بندوں ابراہیم' اسحٰق' اور یعقوب کا ذکر کر جو بڑی قوت

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝

والے اور بڑی بینائی والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے چن لیا تھا اور

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسمٰعیل نیز یسعیاہ اور ذوالکفل کا

وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

بھی ذکر کر ان میں سے ہر ایک نیک بندوں میں سے تھا یہ قرآن ایک نصیحت ہے اور متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے یعنی

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے وہ بہت سے میوے

وہ جانیں کہ ہر قسم کی کامیابی خدا کی ماتحتی میں ہے اور ناکامی اسی سے ہٹ رہنے میں۔ ایسے قصوں کے بیان کرنے سے مقصود بھی یہی ہے کہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ ایک اور واقعہ ہماری عنایت کا سنو! ایوب نے باوجود اعلیٰ صابر ہونے کے بقول[1] اعوذ باللہ من غضب الحلیم کسی امر میں اپنے کسی متعلق کی نسبت قسم کھالی تھی کہ میں تجھے سو پید رسید کروں گا۔ ہم (اللہ) نے اس میں بھی تخفیف کرنے کا حکم دیا کہ سینکوں کا مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ اپنے ملزم کو مار دے اور قسم نہ توڑ جیسا کہ آج کل بھی عدالتوں میں خفیف بید (مٹھا باندھ کر اکٹھے) مار دیا کرتے ہیں۔ بس ایسا کرنے سے ہمارے نزدیک تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ یہ اس لئے کہا کہ ہم (خدا) نے اس کو صبر کرنے والا پایا۔ وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا کیونکہ وہ خدا کی طرف رجوع تھا۔ تمام خوبیوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کو طرف جھکا ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنے کیلئے ایک اور واقعہ سنا۔ ہمارے نیک بندوں حضرت ابراہیم' اسحٰق' یعقوب کو بھی کتاب میں ذکر کر جو نیکی کے کاموں میں بڑی قوت والے اور خدائی قدرت کے دیکھنے میں بڑی بینائی والے تھے۔ ہم (خدا) نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے چن لیا تھا وہ خدا کے ایسے بندے تھے کہ ہر کام میں آخرت کا نفع نقصان ملحوظ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان سے راضی تھے اور وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسی طرح خاندان محمدیہ کے بانی حضرت اسمٰعیل نیز یسعیاہ اور ذوالکفل کا بھی ذکر کر ان میں سے ایک نیک بندوں میں سے تھا۔ نہ کوئی سمجھے کہ نیک بندوں کی فہرست بس ختم ہو گئی۔ آئندہ کو کوئی نیک پیدا نہیں ہو سکتا نہیں بلکہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جو کوئی چاہے اس سے ہدایت پا کر متقیوں میں آجائے اور متقیوں کے لئے آخرت میں اچھا ٹھکانہ ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان بہشتوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہ خادمان بہشت سے کھانے کے لئے بہت سے میوے اور پینے کے لئے بہت

---

[1] حلیم اور بردبار کے غصے سے خدائی پناہ۔ منہ

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا

اور پانی طلب کیا کریں گے اور نیچی نگاہ رکھنے والی ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی حساب کے

مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾

روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارا رزق کبھی ختم نہ ہو گا

هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بدمعاشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے وہ بہت بری جگہ

هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا

ہے یہ سخت گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ پیو یا اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب ہوں گے یہ مجرموں کی

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

جماعت پھٹکار کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے وہ کہیں گے بلکہ تم پر پھٹکار ہو تم ہی

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ

لوگوں نے تو ہمارے لئے یہ عذاب آگے مہیا کرایا پس بری جگہ ہے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے

لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾

لئے مہیا کرایا تو اس کو آگ میں دگنا عذاب دے

قسم کے پانی خالص پانی انگوروں کا پانی برف' لیمن وغیرہ طلب کیا کریں گے غرض جو چاہیں گے وہاں ملے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانوں بلکہ جملہ جانداروں کو تین قسم کی حاجات ہوتی ہیں۔ کھانے پینے کی اور کھانے پینے پر جو بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہے یعنی ضرورت نکاح۔ انسان کی کامل راحت اسی میں ہوتی ہے کہ تینوں حاجتوں کا انتظام ہو اس لئے خدائی آرام گاہ یعنی جنت میں ان سب کا انتظام ہو گا اور اچھی طرح ہو گا کہ بڑی بڑی خوبصورت نگاہ رکھنے والی باحیا ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی جن سے وہ تیسری قسم کی حوائج (نفسانیہ) پوری کریں گے اور کامل راحت میں زندگی گذاریں گے۔ حساب کے روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو ہماری طرف سے وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ ہمارا رزق بھی بے انتہا ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بدمعاشوں بے ایمان اور سرکشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے تو معلوم کر لیں گے کہ وہ بہت بری جگہ ہے حکم ہو گا لو یہ سخت کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ پیؤ اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب وہاں ہو گے۔ چونکہ اصل مجرم وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر اثر پہنچا کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے جہنم میں بھی پہلے وہی ڈالے جائیں گے ان سے بعد ان کے چیلے چانٹے اور کہا جائے گا کہ یہ مجرموں کی جماعت پھٹکار اور لعنت کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے بس اب تم دونوں گو وہ ایک جگہ رہو گے۔ وہ گمراہ چیلے بعد غور و فکر اپنے گمراہ کنندے گروہوں کو مخاطب کر کے کہیں گے لعنت اور پھٹکار ہم پر نہیں بلکہ تم لوگوں پر پھٹکار ہو۔ تم ہی لوگوں نے تو یہ عذاب ہمارے لئے آگے مہیا کرایا تمہاری گمراہی سے ہم لوگ گمراہ ہوئے۔ تم لوگ ایسے نہ ہوتے تو ہماری کیوں ایسی گت ہوتی۔ پس تم دیکھ لو بہت بری جگہ ہے خدا دشمن کے بھی نصیب نہ کرے پھر کچھ دیر بعد وہ اتباع خدا کی طرف مخاطب ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جس شخص نے ہمارے لئے یہ عذاب مہیا کرایا یعنی جو ہم کو گمراہ کر کے ہمارے اس عذاب کا باعث ہوا تو اس کو آگ میں وہ دوگنا عذاب دے تا کہ واضح ہو جائے کہ یہ شخص مخلوق کا گمراہ کنندہ ہے۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا

اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم جن لوگوں کو برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا ہم ان کو یونہی مذاق کرتے تھے یا

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں۔ اس میں شک نہیں کہ جنہوں کی یہ تکرار واقعی ہوگی

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

تو کہہ دے میں صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ زبردست کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہی آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ

زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار غالب بخشش کرنے والا ہے تو کہہ یہ خبر بہت بڑی ہے تم اس سے

مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

روگردان ہو۔ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت کی بات کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں ہاں مجھے یہی پیغام

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

پہنچتا رہتا ہے کہ میں صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا میں مٹی سے ایک آدمی

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

پیدا کرنے کو ہوں تو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے سامنے تعظیم بجا لانا

یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور کہے گے ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم جن ایماندار لوگوں کو اپنی بے وقوفی سے بدنصیب اور برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا واقعہ میں ہم ان کو یونہی مخول ہی کرتے تھے اس لئے وہ یہاں نہیں داخل ہوئے یا ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں اس میں شک نہیں کہ ان جہنمیوں کی یہ تکرار واقعی ہو گی جن لوگوں کی بابت ان کی نظریں خیرہ ہوں گی وہ واقعی جہنم میں نہ ہونگے بلکہ وہ نجات یافتہ ہو کر جنت میں جا پہنچے ہوں گے اختلاف تو ان میں صرف یہی تھا کہ دنیا کا معبود واحد ہے یا متعدد سو تو اے نبی! ان کو کہہ دے کہ میں تم کو صرف برے کاموں پر ڈرانے والا ہوں۔ اور اللہ اکیلے زبردست کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں۔ وہی آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار وہی غالب اور بخشش کرنے والا ہے اے نبی! تو یہ بھی ان کو کہہ واقعات قیامت کی یہ خبر بہت بڑی دل پر ڈالنے والی ہے مگر تم اس سے روگردان ہو یہ مت سمجھو کہ میں از خود جانتا اور بتلاتا ہوں نہیں بلکہ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت ملائکہ کی بابت کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں حالانکہ عالم کشف میں ان کی گفتگو سے بہت کچھ چرچا ہو جاتا ہے میری طرف کوئی ایسا سلسلہ تار لگا ہوا نہیں ہے جس میں ہر وقت خبریں پہنچتی ہوں ہاں مجھے یہی پیغام پہنچتا ہے کہ میں صرف تم لوگوں کو صاف صاف الفاظ میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور نیک کاموں پر خوشخبری بتلانے والا ہوں اور بس لیکن یہ عرب کے لوگ تیرے حسد میں ایسے جلے بھنے ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ جانتے نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا تو ان کو ایک عبرت ناک قصہ سنا۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا دیکھو میں مٹی سے ایک آدمی پیدا کرنے کو ہوں سو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی مخلوق کردہ روحوں میں سے کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے کمال کا اعتراف کرنے کو اس انسان کے سامنے تعظیم بجا لانا۔ یہ اس قصہ کا اجمال ہے جو دیگر مقامات پر تفصیل سے آیا ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجا لائے لیکن ایک ابلیس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا-

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ

اللہ نے فرمایا ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ

منع کیا تو متکبر ہے یا واقع میں تو بڑے لوگوں سے ہے؟ اس نے کہا میں اس سے اچھا ہوں تو نے مجھے آگ سے

نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ

بنایا ہے اور اس کو مٹی سے اللہ نے فرمایا پس تو اس سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

تک تجھ پر لعنت ہے- ابلیس نے کہا اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے ابلیس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں ان سب کو بہکاؤں گا لیکن ان میں سے

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ

تیرے خاص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا- خدا نے فرمایا بے شک حق یہی ہے اور میں بھی

وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾

سچ کہتا ہوں

کہ فرشتوں کے اظہار کمالات پر خدا کا یہ حکم ہوا تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجالائے لیکن ایک ابلیس نے ان میں سے تکبر کیا اور کافر ہو گیا- اللہ نے فرمایا- ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اور اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تو اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا- کیا تو متکبر ہے یا واقع میں بڑے لوگوں سے ہے جن پر دبز عم (ان کے) میرے حکم بھی نافذ نہیں؟ اس (ابلیس) نے کہا گو میں تیری مخلوق ہونے کی حیثیت سے فرمانبردار ہوں- اس خیال سے تو جو تو فرمادے حاضر ہوں مگر واقعہ یہ ہے کہ میں اس (آدم) سے اچھا ہوں- اچھا بھی از خود نہیں بلکہ تیرے بنانے سے کیونکہ تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اس کی مٹی سے اور یہ ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل اور بہتر ہے- خدا نے فرمایا کمبخت! تو نہیں جانتا کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا جائز نہیں- میرے حکم کے سامنے تو نا معقول ڈھکوسلے لگاتا ہے پس سو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت تک تجھ پر لعنت ہے- ابلیس نے کہا اچھا حضور نے جو حکم فرمایا مجھے منظور ہے پس اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے گی اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو- تو میں حضور کو ان پیارے بنی آدم کا پول دکھادوں- حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے- ہم جانتے ہیں جو تیری غرض ہے جو تو کرے گا ہم اس کا انتظام اچھی طرح کردیں گے- اس کے بعد ابلیس نے کہا مجھے حضور کی عزت اقبال کی قسم ہے کہ میں ان سب بنی آدم کو بہکاؤں گا- لیکن ان میں سے تیرے خالص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا- اللہ تعالیٰ نے فرمایا- بے شک حق یہی ہے کہ میرے نیک بندوں پر تیرا اثر نہ ہو گا اور میں بھی سچ کہتا ہوں-

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ

کہ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا تو کہہ دے کہ میں اس پر

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

کوئی عوض نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں یہ جہاں کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

اس کی بتلائی ہوئی خبر تھوڑے ہی وقت بعد جان لوگے

سورت الزمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے بے شک ہم نے اس کتاب کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ

پس تو اللہ ہی کی خالص عبادت کر۔ سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے اور

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

جو لوگ اس کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں اللہ

کہ میں تجھ سے اور ان بنی آدم میں سے جو تیرے تابع ہونگے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا اور تیرے شر سے بچانے کے لئے یہ انتظام کروں گا کہ سلسلہ نبوت اورولائت قائم کر کے مخلوق کو ہدایت پہنچاؤں گا- جو کوئی سعادت مند ہو گا وہ تیرے شر سے محفوظ رہے گا چنانچہ اسی سلسلے کا آخری اور اعلیٰ ممبر اے نبی! تو اس وقت موجود ہے- یہ لوگ جو تیری مخالفت کرتے ہیں تو ان سے کہدے کہ میں محض خدا کے حکم تم کو سناتا ہوں اور اس پر کوئی عوض نہیں چاہتا- جو کچھ میں تم سے اس پر عوض مانگوں وہ تم ہی رکھو میں اس کی طمع نہیں کرتا نہ میں تکلف کرنے والا ہوں کہ جو بات میرے علم میں نہ ہو وہ بھی میں کسی نہ کسی طرح بنا کر کہدوں پس یہ قرآن شریف جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم اسکی بتلائی ہوئی خبر اور آئندہ واقعات تھوڑے ہی وقت بعد جان لوگے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے-

سورۃ الزمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے- بیشک ہم (خدا) نے اس کتاب قرآن مجید کی سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے جس کی تعلیم کا پہلا باب خدا کی خالص توحید ہے- پس تو اے نبی! اللہ ہی کی خالص عبادت کیا کر سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور کوئی شخص اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور جو لوگ اس اللہ کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ اسکے عذر میں کہتے ہیں کہ ہم تو انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں اللہ کے قریب کردیں یعنی انکی عبادت کے ذریعہ سے ہم خدا کا قرب حاصل کرلیں ان کی عبادت مقصود اصلی نہیں بلکہ مقصود اصلی قرب خدا ہے ان لوگوں کا گویا یہ اصول ہے کہ-

بت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

کے قریب کر دیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کررہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا- بے شک اللہ جھوٹے ناشکروں کو

مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا

سمجھ نہیں دیا کرتا- خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا' چن لیتا وہ اس

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

سے پاک ہے' وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابط ہے' اس نے آسمان اور زمین سچائی کے ساتھ پیدا کئے ہیں

الْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ

رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے' سورج اور چاند

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝

تمہارے کام میں لگا رکھا ہے' ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے- سنو! وہی اللہ زبردست بخشنے والا ہے- اس نے

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا' اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۚ

حیوان پیدا کئے

یہ سب خیالات ان کے وسواسی ہیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا- یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کے سوا کسی مخلوق کو اس بہانے سے بھی پوجنا شرک ہے کہ یہ ہم کو خدا کے ہاں مقرب بنا دیگا- بیشک اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے ناشکروں کو سمجھ نہیں دیا کرتے کہ وہ اتنی بات بھی سمجھ سکیں' اسی بے سمجھی کا نتیجہ ہے کہ خدا کو بھی مثل آدمیوں کے سمجھتے ہیں- اسی لئے تو خدا کی نسبت بھی صاحب اولاد ہونے کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کے نطفے سے اولاد ہوتی کیونکہ ایسا ہو تو اس کی بیوی بھی چاہیئے جو نہیں ہے بلکہ خدا اگر کسی کو اولاد بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا مگر وہ اولاد نہ خالق ہوتی نہ خالق کا جزو جیسے حقیقی اولاد ہوتی ہے بلکہ مخلوقیت کے درجہ میں محبوبیت کے درجہ تک پہنچتی جیسے متبنّیٰ ہوتا مگر خدا اس سے بھی پاک ہے جو لوگ کسی مخلوق کو خدا کی اولاد کسی معنے سے کہتے ہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں وہ اس سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابط اور حکمران ہے اسی نے آسمان اور زمین سچائی کے ساتھ یعنی باضابطہ پیدا کئے ہیں- اسی ضابطہ کا اثر ہے کہ اب تک بھی یہی قانون ہے کہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے کبھی رات بڑی ہے تو دن چھوٹا کبھی رات چھوٹی ہے تو دن بڑا ہے- دیکھو سورج اور چاند کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے دیکھو ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے جو جس کا وقت مقرر ہے اسی حساب سے چلتا ہے سنو وہی اللہ بڑا زبردست گناہ بخشنے والا ہے اس نے تم سب بنی آدم کو ایک جان آدم سے پیدا کیا ہے اسی ایک جان کی قسم سے اس کی بیوی حوا پیدا کی اس سے بعد سب بنی آدم کو پیدا کیا جن کا شمار حساب سے باہر ہے- اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے حیوان پیدا کئے جن کی تفصیل سورۂ انعام پارہ آٹھ رکوع چار میں کر دی گئی ہے[1]

[1] ثمٰنیة ازواج من الضان اثنین ومن المعزا ثنین ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین (۱۲ منه)

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور یکے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝ إِنْ تَكْفُرُوا

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے' تمام حکومت اسی کی ہے' اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو اگر تم

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ

منکر ہو گے تو خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے

لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

حق میں پسند کرے گا کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے- پس وہ تم کو تمہارے

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ

کئے ہوئے کاموں کی خبر دے گا- خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان کو تکلیف پہنچتی ہے

ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو

تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے- پھر جب خدا اس کو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے

إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا

خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بناتا ہے

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور یکے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے ایک اندھیرا پیٹ کا' ایک اندھیرا رحم کا' ایک اندھیرا رحم کے پردے کا- ان سب اندھیروں کے اندر تمہاری پیدائش ہوتی ہے- ایسا کرنے والا کوئی اور بھی ہے؟ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تمام ملک پر حکومت اسی کی ہے' اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں پس تم اسی کی عبادت کرو' اسی کے ہو کر رہو- تم جو اسے چھوڑ کر ادھر ادھر جا رہے ہو کہاں کو پھیرے جاتے ہو- سنو تمہارے ایسا کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اگر تم خدا کے منکر ہو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے کیونکہ خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے حق میں پسند کرے گا- اس خیال میں غرہ مت ہو کہ کوئی شخص ہمارے گناہ اٹھالے گا' ہرگز نہیں کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائیگا- یاد رکھو اپنے گناہوں کے تم خود ہی ذمہ دار ہو گے اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے پس وہ تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خبر دیگا اس وقت تم کو بھی اس بات کا علم ہو جائے گا کہ ہاں واقعی ہم نے برے کام کئے ہیں یہ مت سمجھنا کہ خدا کو کیسے خبر ہو گی یا ہم انکار کر دیں گے تمہارا انکار نہ چل سکے گا کیونکہ خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان ایسا خود غرض اور عقل سے خالی ہے کہ خدا کے ساتھ بھی خود غرضی سے پیش آتا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے بقول

عامل اندر زمان معزولی   شیخ شبلی وبایزید شوند

روز و شب یہی کار ہے- اے خدا! تو میری مشکل آسان کر- اے خدا! تو میرے حال پر رحم فرما- خیر ایسا کرنے پر تو اسکو ملامت نہیں' ملامت کی بات تو یہ ہے کہ پھر جب خدا اسکو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے یعنی تکلیف دور کر کے آسائش دیتا ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے- گویا اسے کبھی تکلیف نہ ہوئی تھی اور اگر کبھی یاد بھی کرتا ہے تو نہ کرنے سے بدتر کیونکہ اس تکلیف کے رفع کرنے میں اللہ کے شریک بناتا ہے-

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾

تاکہ اور لوگوں کو بھی اس کے راستے سے گمراہ کرے تو کہہ تم اسی کفر میں چند روزہ زندگی گذار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا

بھلا جو شخص رات کے اوقات سجدہ اور قیام کرتے ہوئے گزارے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی

رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

امید رکھتا ہو۔ کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ

کرتے ہیں۔ تو کہہ اے میرے ایماندار بندو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کرو جو لوگ نیک افعال ہیں

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ

اسی دنیا میں ان کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے

لوگوں میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ میں اس تکلیف سے چھوٹا تاکہ اور لوگوں کو بھی اس اللہ کے راستے سے گمراہ کرے کیونکہ لوگوں میں اتنی تمیز تو نہیں ہے کہ حق و باطل میں فرق کر سکیں۔اس لئے بھیڑ چال کی طرح ایک کے پیچھے دوسرا لگ جاتا ہے پس اے نبی! تو کہہ ایسے خیالات کفر کے ہیں پس تم اسی کفر میں چند روزہ زندگی گزار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو۔ عام لوگوں میں چونکہ تمیز نہیں اس لئے وہ ظاہری حالت پر حکم لگاتے ہیں کہ میاں فلاں شخص کیسا آسودہ حال ہے' بھلا اس کے افعال اگر ناپسندیدہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے آسودہ کیوں کرے۔ ان کو سمجھنا چاہئے کہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال کے جانچنے کا یہ طریق نہیں بلکہ اس کے لئے معیار قانون شریعت ہے بھلا جو شخص دن کے علاوہ رات کے اوقات میں بھی سجدہ اور خدا کے سامنے قیام کرتے ہوئے گزارے ایسا کرنے میں وہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جو خدا کے بندوں کو ستائے اور خدا سے نہ ڈرے اگر دونوں برابر ہوں تو خدا کے ہاں انصاف تو نہ ہوا اندھیر کھاتا ہو۔اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کو اے نبی! تو ان سے کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ جو کوئی کسی کام کا واقف ہے وہ ناواقف جیسا ہے؟ نہیں بلکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔اس طرح جن لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور معرفت کے ساتھ اعمال حسنہ کی توفیق بھی ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جن میں دونوں وصف نہیں۔اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں اور وہی اس فرق کو سمجھتے ہیں۔ پس اے نبی! تو میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے ایماندار بندو! چونکہ تم لوگ عقلمند ہو اور اس عقلمندی سے تم کو بھلے برے کی تمیز ہے اس لئے تم میری اس نصیحت کو غور سے سنو کہ اپنے حقیقی پروردگار سے ڈرتے رہا کرو کوئی وقت تم پر ایسا نہ آئے کہ تم خدا سے بے خوف ہو کر کام کرنے لگ جاؤ اس کا نتیجہ سننا چاہو تو سنو ہمارے ہاں قانون ہے کہ جو لوگ نیک افعال ہیں یعنی شخصی اور قومی زندگی میں ہمیشہ انکو نیک سلوک ہی مد نظر رہتا ہے گویا انکا اصول زندگی ہی یہ ہے کہ ؎

خیر کن اے فلان وغنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

اسی دنیا میں ایسے نیک لوگوں کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے وہ ہر طرح کی عزت کے مستحق' خدا ان سے راضی وہ خدا سے خوش۔اس رضاء الٰہی کے علاوہ ملک پر ان کی حکومت ہو گی۔چونکہ ایسے نیک بندوں کو نااہل لوگ ستایا کرتے ہیں۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا- تو کہہ کہ مجھے حکم ہے کہ میں اخلاص مندی سے اللہ کی
اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۞ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ قُلْ
عبادت کروں اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرماں برداروں میں اول فرماں بردار بنوں- تو کہہ کہ پروردگار
اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ
کی بے فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے- تو کہہ کہ میں خالص اللہ ہی کی
مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ ۞ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ
عبادت کرتا ہوں تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو- تو کہہ سراسر نقصان والے وہی
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ
لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو خسارہ میں ڈالیں گے' یہی بڑا کھلا نقصان ہے- ان کے
الْمُبِيْنُ ۞ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ
اوپر اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا- اللہ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے- اے میرے بندو!
يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۞
مجھ سے ڈرو

اور ان کے کاموں میں روڑا اٹکاتے ہیں- اس لئے ان کو اس امر کی بھی اطلاع کر دو کہ اللہ کی زمین فراخ ہے وہ جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث کر دیتا ہے- یہ تو ان نیک اعمال بندوں کا دنیاوی انعام ہے آخرت کا انعام باقی ہے چونکہ ان لوگوں کو دین حق کو اختیار کرنے اور پھیلانے میں بڑی بڑی تکلیفیں ہوئی ہیں جن پر انہوں نے بڑی جوانمردی سے صبر کیا ہے- ہمارے ہاں یہ عام قانون ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا جس کا نام جنت ہے- پس ہر کام میں صبر کو مد نظر رکھو- اپنے وطن میں صبر سے رہ سکو تو بھی اجر سے خالی نہیں تکلیف انسانی طاقت سے بالا ہو تو وطن سے ہجرت کر جاؤ- اس ہجرت میں تکلیف ہو تو اس میں بھی اجر ہے بشرطیکہ صبر و استقلال سے بناء ہو- اے نبی! تو انکو یہ بھی کہہ کہ مجھے بھی یہی حکم ہے کہ میں اس وقت کے جملہ فرمانبرداروں میں خدا کا اول فرمانبردار بنوں یہی میرا فرض ہے اور یہی فخر کہ میں خدا کا بندہ بن کر رہوں' نہ اس کا شریک نہ سہیم- تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ پروردگار کی بے فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بھی بڑے دن قیامت کے عذاب کا ڈر ہے- اے نبی! تو یہ بھی کہہ اللہ کے ہو رہنے میں تو کوئی نقصان نہیں بلکہ سراسر فائدہ ہے ہاں نقصان والے وہی لوگ ہیں جو بوجہ بدکاریوں کے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین گھر والوں اور تعلقداروں کو خسارہ میں ڈالیں گے- غور کرو تو یہی بڑا کھلا خسارہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ لوگ ہر قسم کی نیکیوں کے محتاج ہوں گے ان کی تمام نیکیاں برباد ہو کر تمام برائیاں ان کے ذمہ ڈالی جائیں گی اور ان بدکاروں کے اوپر اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا یعنی ہر طرف سے ان کو آگ نے گھیرا ہوگا- بس پھر ان کی کیا گت ہو گی؟ قابل غور ہے کچھ نہ پوچھو سنو اور ہوشیار ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو-

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ

اور جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف جھکے رہتے ہیں انہیں کے لئے

الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ

خوشخبری ہے پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ

یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں تو کیا جن لوگوں پر

عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ

عذاب کا حکم لگا ہو تو ایسے لوگوں کو جو آگ میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ ہاں جو لوگ اپنے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے سے

الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ

نہریں جاری ہیں۔ خدا نے وعدہ کر رکھا ہے اللہ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کرے گا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر سے

اور بدکاریاں چھوڑ دو اور سنو ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف جھکے رہتے ہیں انہیں کے لیے خوشخبری ہے' وہی لوگ فلاح دارین پانے کے مستحق ہوں گے ایسے لوگوں میں علاوہ توحید خالص اور انابت الی اللہ کے ایک اور وصف خاص ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بات کی تحقیق کرتے ہیں کسی بات یا خیال کے سننے سے نفرت نہیں کرتے' ہاں اختیار کرتے وقت تحقیق سے کام لیتے ہیں۔ پس تو اے نبی! میرے (یعنی خدا کے) ان بندوں کو خوش خبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کے سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں سب اقوال میں اچھا قول خدا کا فرمان قرآن مجید[1] ہے اور بس یعنی ان کے دینی کاموں کا مدار قرآن پر ہے یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کے بندے اپنی عقل و سمجھ پر کیا ناز کر سکتے ہیں بحالیکہ وہ شرک وکفر اور دیگر اقسام کی بداخلاقیوں سے آلودہ ہیں تو کیا جن لوگوں پر خدا کی طرف سے بوجہ ان کی بداعمالیوں کے عذاب کا حکم لگا ہو ایسے لوگوں کو جو گویا آگ میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ نہیں۔ ہاں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بعد موت خدا کے پاس بہشتوں میں بڑے بڑے بالا خانے بنے ہوئے ہیں' ان کے نیچے سے نہریں جاری ہیں' خدا نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کریگا۔ اس قسم کی نعمتوں کا ذکر سن کر جو لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں ان کو کہو کیا تم لوگوں نے نظام عالم پر غور وخوض نہیں کیا جب کہ اس نظام کو خدا نے ظاہری طور پر ایسا منظم بنا رکھا ہے کہ کسی طرح کا خلل اس میں نہیں آتا۔ تو کیا اس کے ساتھ باطنی انتظام اس نے نہ کیا ہوگا۔ باطنی انتظام وہی ہے جس کا نام ہے نیک و بداعمال کی جزا و سزا۔ جس کی بابت کہا گیا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو از جو

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف سے بارش کا

[1] اللہ نزل احسن الحدیث کی طرف اشارہ ہے۔

السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس سے چشمے جاری کر دیتا ہے پھر اس کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا

اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ

ہے پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھتے ہو۔ پھر خدا اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں

ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى

عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ اسلام کے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے پروردگار

نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ

کی روشنی میں چل رہا ہو۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل ذکر سے سخت ہو رہے ہیں وہی لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ

صریح گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے سب کلاموں سے اچھا کلام نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے بار بار پڑھی جاتی ہے

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں' یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس بندے کو

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

خدا گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں

کا پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس پانی سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ بارش نہ ہو تو پہاڑی چشمے بھی سوکھ جاتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا ہے پھر وہ کھیت زور سے لہلہاتے ہیں جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نگاہ میں آتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ خدا اس کو چورا چورا کر دیتا ہے ایسا کہ دانے الگ تنکے الگ' سب الگ الگ وہی میدان جو ابھی سرسبز نظر آتا تھا چٹیل میدان صاف نظر آتا ہے۔ یہ ہے قدرتی انقلاب۔ کیا ایسے انقلابات یونہی ہو رہے ہیں۔ بیشک اس واقعہ میں عقلمندوں کے لیے بڑی نصیحت ہے جو لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہیں وہی لوگ عزت یاب ہیں بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ اسلام یعنی خدائی احکام کی پابندی کے لیے کھول دیا ہو' پھر وہ اس شرح صدر کی وجہ سے اپنے پروردگار کی روشنی میں چل رہا ہو۔ شب و روز خدا کی مشعل ہدایت اس کے سامنے ہو' کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بداعمالیوں کی تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہے ؟ ہرگز نہیں افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے غفلت کرنے کی وجہ سے سخت ہو رہے ہیں۔ وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں اس لیے خدا کی اتاری ہوئی کتاب کے منکر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کلاموں سے اچھا کلام قرآن مجید نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ اور بار بار پڑھی جاتی ہے اور دلوں پر اثر کرتی ہے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب کے سننے سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت کا اثر ہے اسکے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور کامیاب فرماتا ہے اور جس بندے کی بداعمالی کی وجہ سے اسکو گمراہ کر دے یعنی اپنی رحمت خاصہ سے دور رکھے تو اس کیلئے کوئی ہادی نہیں جو اسکو راہ ہدایت پر لاوے۔

اَفَمَنْ يَّتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز برے عذاب سے بچا لے گا اور ظالموں کو کہا جائے گا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

جو کچھ تم کرتے رہے ہو اس کا عذاب چکھو ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِى الْحَيٰوةِ

عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا- پھر خدا نے ان کو دنیا ہی میں ذلت کا عذاب

الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

چکھایا اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے- کاش وہ جانتے ہوتے اور ہم نے

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پاویں

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں خدا ایک مثال سناتا ہے

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ

ایک غلام ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے- کیا یہ

يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ

دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں

بعض لوگ اپنی جہالت سے ایسا کہا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا ہدایت' نہیں تو نہ سہی ہمارا کیا نقصان ؟ ایسے لوگ غور کریں کہ بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز جہنم کے برے عذاب سے بچالے گا یعنی اعمال صالحہ کی برکت سے دوزخ سے بچ جائے گا ایسے نازک وقت میں ایسا آدمی اور جو ایسے نہیں بلکہ بدکاریوں کی وجہ سے ظالم ہیں' برابر ہوں گے ؟ حالانکہ ظالموں کو یہ کہا جائے گا کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے ہو اس کا بدلہ تم یہاں پاؤ اور عذاب چکھو- اے مسلمانو! ان سے پہلے لوگوں نے بھی احکام خداوندی کی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا پھر خدا نے ان کو دنیا میں ہی عذاب چکھایا اور ابھی آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے- کاش وہ اس کو جانتے ہوتے اور سنو ہم (خدا) نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پاویں یہ قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے پرہیزگار بنیں مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے' اس لیے خدائے تعالیٰ ایک مثال سناتا ہے- ایک غلام ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور اس کے مقابلہ میں ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے- پہلا غلام بہتوں کا محکوم ہے- ہر ایک اس پر حکم چلاتا ہے بعض اوقات آن واحد میں اس پر مختلف احکام جاری ہوتے ہیں اور وہ بے چارہ حیران سرگردان رہ جاتا ہے اور قہر درویش بجان درویش کی مثال اس پر صادق آتی ہے- دوسرا غلام محض ایک ہی کی ملک ہے چاہے اس پر حکم کرے یا نہ کرے کیا یہ دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں ؟ ہر گز نہیں- بعینہٖ یہی کیفیت ہے موحد اور مشرک کی-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

الحمدللہ مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے بے شک تو بھی مرجائے گا اور وہ بھی

مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

مرجائیں گے پھر تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے

الحمد اللہ کہ اسلام ہر طرح صحیح اور مدلل ہے مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے اسی لیے بڑی بھاری غلطی ان کو لگتی ہے جب سنتے ہیں کہ نبی خدا کا نائب ہے تو وہ اپنی نادانی سے خیال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی مثل خدا کے دائم حیّ القیوم ہو گا حالانکہ یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ نبی کی نیابت پیغام رسانی میں ہے ذات و صفات میں نہیں۔اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے نبی! بے شک تو بھی مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم سب لوگ قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے یعنی تمہارا باہمی مقابلہ ہو گا اس مقابلہ میں کیا ہو گا؟ یہی کہ مشرک موحدوں کو اور موحد مشرکوں کو تھوڑی دیر کے لیے الاہنے دیں گے اور بس ورنہ فیصلہ تو خدا کے ہاتھ ہو گا۔اس فیصلہ کا خلاصہ یہی ہو گا کہ خدا کی باتوں کو نہ ماننے والے سزایاب ہوں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے یا جب اس کو سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے؟ کیا ایسے

فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۞ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا اور جو شخص سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۞ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

ایسے لوگ ہی متقی ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا' یہی بدلہ ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ۞ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ

نیکو کاروں کا- نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کردیگا اور جو کام کئے ہوں گے ان میں

بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

سے بہت سے اچھے کاموں کے اندازہ سے ان کو بدلہ دیگا- کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ اللہ کے سوا اور

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۞ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

معبودوں سے تم کو ڈراتے ہیں جس کو اللہ ہی دھتکار دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں اور جس کو اللہ ہدایت کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۞ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں- کیا اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ اور اگر تو ان کو پوچھے کہ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے کہ بغیر اطلاع خدا کے الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے یا جب[1] اس کو خدا کے ہاں سے سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے جو نہیں جانتا کہ میرا حشر کیا ہوگا؟ محض دنیا کے کمانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے اور دنیا ہی کے خوف سے حق بات کو رد کرتا ہے- کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟ اور ان کے مقابلہ میں جو ایسا شخص ہے کہ خدا کی طرف سے سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے- ایسے لوگ ہی متقی یعنی خدا خوف ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں سے ان کو ملے گا نیکو کاروں کا یہی بدلہ ہے- ان کے ایسے نیک اعمال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان سے ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کر دے گا اور جو نیک کام کئے ہوں گے ان میں سے بہت اچھے کاموں کے اندازہ سے ان کو بدلہ دے گا یعنی سب سے اچھا- بھلا یہ لوگ جو اے نبی! تیری ایسی تعلیم سنانے پر مخالفت کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنی بے ہودگی میں غالب آئیں گے- کیا خدا اپنے بندے خاص کر نبی کو کافی نہیں؟ یہ خیال ان کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مگر یہ لوگ بھی اپنے دھن کے ایسے پکے ہیں کہ جو جی میں آتا ہے کہدیتے ہیں اور ایک مزہ کی بات سنو مشرک اللہ کے سوا اور معبودوں سے تم کو ڈراتے ہیں کہتے ہیں دیکھو تم ایسا کام مت کرو ورنہ ہمارے بڑے بڑے پیر یا مہادیو تمہارا ستیاناس کر دیں گے- بہت خوب! بات یہ ہے کہ جسکو خدا ہی دھتکار کر دے اسکے لیے کوئی ہادی نہیں جو ہدایت کر سکے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں- یہ لوگ چاہے کتنا ہی زور لگادیں ان مسلمانوں کو اسلام سے نہیں روک سکتے بلکہ یہ خود مبتلاء عذاب ہونگے- کیا اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ پھر یہ لوگ کس طرح اس پر اور اسکے بندوں پر غالب آسکتے ہیں وہ خدا تو وہ ہے کہ خود یہ بھی اسکو ایسا ہی برتر مانتے ہیں اگر تو ان کو پوچھے

---

[1] واؤ کے معنے او کے لئے ہیں کیونکہ دوسرے مقام پر ہے من اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او كذب بايته (پ: ۷ ع: ۹)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آسمان و زمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تو کہہ کہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ لوگ اللہ کی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ

لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں- تو کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے اور سب متوکلین اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں- تو کہہ

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ

اے میرے بھائیو! تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں، تم کو معلوم ہوجائے گا کہ سخت رسوا کرنے والی

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

مصیبت کس پر آتی ہے اور دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا- ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے تجھ پر سچی کتاب

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ

نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاوے گا اپنے لئے پاوے گا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا اور تو

اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ

ان کا ذمہ دار نہیں ہے- اللہ ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کرلیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند

فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

کے وقت ان کے نفسوں پر قبضہ کرتا ہے جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو روک لیتا ہے

ع ۱۵

کہ آسمان وزمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے پس جب اس بات کے قائل ہیں کہ خالق سب کا اللہ ہے تو تو کہہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ لوگ تمہارے بناوٹی معبود اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں- جب ان کا بھی یہی خیال ہے تو تو اے نبی! کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور سب متوکلین بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں- ان کو اس کے سوا کوئی بھروسہ کے قابل نہیں ملتا- یہ صاف اور سیدھی تعلیم سن کر تیری مخالفت کریں تو تو کہہ اے میرے بھائیو!! اچھا تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا ہی میں سخت رسوا کرنے والی مصیبت کسی پر آتی ہے اور آخرت میں دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا- اس کے بعد ہمارا عام اعلان ہے کہ ہم (خدا) نے لوگوں کی ہدایت کے لیے تجھ پر اے نبی! سچی کتاب نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاویگا وہ اپنے لیے پاویگا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا- پس یہ ہے مختصر اصول ہمارے ہاں کے فیصلے کا اور تیرے بتلانے کے قابل خاص بات یہ ہے کہ تو انکا ذمہ دار نہیں ہے کہ انکے نہ ماننے سے تجھے سوال ہو- ہرگز نہیں بلکہ جو کرے گا وہی بھریگا- اللہ تعالیٰ تمام بے جانوں اور جانداروں کا مالک ہے اسی سے ان کا حقیقی تعلق ہے یوں بھی تو وہ ہر حالت میں مالک ہے خاص کر ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کرلیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند کے وقت ان کے نفسوں پر وہی قبضہ کرتا ہے پھر نیند ہی میں جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو تو عدم ستان کے لیے روک لیتا ہے یعنی دنیا میں آنے ہی نہیں دیتا-

وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰٓى إِلٰٓى أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور دوسرے کو اس کی موت کے وقت مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کیا کرتے ہیں

أَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع سمجھ رکھا ہے؟ تو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ اور وہ کچھ نہ

يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۚ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ ثُمَّ

سمجھتے ہوں- تو کہہ کہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے' آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے' پھر اسی کی

إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

طرف تم واپس کئے جاؤ گے- جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ ۚ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

بھچتے ہیں اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں

اور دوسری کو اس کی موت کے مقرر وقت تک چھوڑ دیتا ہے لیکن آخر تا کجے بقول ؎

گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے

آخر مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے- بے شک اس موت کے واقعات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہے جو واقعات میں فکر کیا کرتے ہیں کیا ایسے مالک الملک حی القیوم کو چھوڑ کر ان مشرک لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو نام نہاد شفیع سمجھ رکھا ہے نام تو شفیع رکھتے ہیں مگر دراصل برتاؤ ان کے ساتھ وہی کرتے ہیں جو معبود کے ساتھ کیا جاتا ہے- مثلاً حاجات کا طلب کرنا حاضر غائب ان سے ڈرنا نفع نقصان ان کے ہاتھ میں جاننا وغیرہ- اسی لیے تو اے نبی! ان کو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ ہو- گو شفیع بے اختیار ہی ہوتا ہے اسی لیے کہ وہ بااختیار کے سامنے سفارش کرتا ہے- مگر ان مشرکوں کے خیالات اس بارے میں بھی الٹے ہیں انکے خیال میں شفیع بااختیار ہوتے ہیں اسی لیے تو یہ لوگ شفیع کہہ کر بھی ان سے مرادیں مانگتے ہیں- لہٰذا یہ سوال ان پر معقول ہے اور اس کے سوا یہ بھی پوچھ کہ تم ان کو ایسا ہی سمجھتے رہو گے گو وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں یعنی ان کو سفارش کا مفہوم بھی معلوم نہ ہو- ایسے لوگ کیا سفارش کریں گے اور کیا کسی کی حاجت بر لائیں گے- تو اے نبی! کہہ کہ سفارش کے خیال پر غیر معبود کو معبود بنانا بھی سرے سے غلطی ہے کیونکہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے وہی جس کو چاہے گا قبول کرے گا- سفارش ہی پر کیا منحصر ہے سب کچھ اس کے قبضے میں ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے حقیقی مالک اور اصلی بادشاہ وہی ہے- اس وقت بھی اسی کا حکم جاری ہے- دنیا میں تم اسی کے محتاج ہو پھر مر کر بھی اسی کی طرف تم واپس کیے جاؤ گے جس نے اس کے ساتھ دل بستگی رکھی ہو گی- اس کا انجام اچھا ہو گا اور جس نے روگردانی کی ہو گی اسکا برا انجام ہو گا- ساری روگردانی کی جڑ ترک توحید اور اختیار شرک ہے- یہی وجہ ہے کہ شرک میں پھنس کر ان لوگوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے کہ جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے یعنی اسکی توحید کا بیان اور اعتقاد سکھایا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بھچتے ہیں اور منہ سے کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اکیلا خدا تمام دنیا کا انتظام کر دے اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا جو انکے معبود ہیں کسی مجلس میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ فوراً خوش ہو جاتے ہیں' مارے خوشی کے اچھلنے لگتے ہیں-

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

تو کہہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اگر ظالموں کو زمین کا تمام مال اور اس

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دے دیں گے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

اور ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائیں گے جن کا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ برے کام کئے تھے ان کے

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ

سامنے آجائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر نازل ہوگا پس جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم

دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

سے دعا مانگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا کچھ حصہ دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے بلکہ وہ اس کے لئے مصیبت

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کلمہ کہا تھا جب ان پر عذاب آیا تو جو کاروبار کرتے تھے

ایسے لوگوں کے سمجھانے کے طریق دو ہیں ایک تو زبان سے ان کو قائل کرنا وہ تو روز ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا' دوسرا خدا سے ان کیلئے دعا کرنا پس تو اے نبی! کہہ اے اللہ! آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ تیرے ہی بس کی بات ہے تو ہی ان بندوں کا مالک ہے' تو ہی ان کا والی' تو ہی ان کا ہادی' تو چاہے تو دنیا میں انکو ہدایت کرے چاہے تو آخرت کے دن پر انکا فیصلہ ملتوی رکھے۔ بہر حال تو سب کا مختار ہے۔ یہ بھی تیری مہربانی ہے کہ تو اطلاع دیتا ہے اگر ظالمو خدا کے بے فرمانوں کو زمین کا تمام مال اور اس کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دیدیں گے اور چاہیں گے کہ یہ سارا مال دیکر ہمارا چھٹکارا ہو جائے کیونکہ ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائینگے جنکا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ دنیا میں برے کام کئے تھے وہ ان کے سامنے آجائیں گے اور جس عذاب اور جزاو سزا کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر آنازل ہوگا بس پھر کیا کریں گے روئیں گے چیخیں گے مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ دنیا میں عام طور پر لوگ خود غرض ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے غرض کی تواضع غرض کی مدارا۔ مگر اللہ' رسول اور جماعت صلحاء کے نزدیک یہ طریق عمل ٹھیک نہیں بلکہ صلحاء کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ اپنے محسن کی جس نے اڑے وقت میں ان پر احسان کیا ہو ہمیشہ قدر کرتے ہیں پس خود غرض انسان کا حال سنو جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم (خدا) سے دعا مانگتا ہے روتا ہے چلاتا ہے پھر جب ہم (خدا) اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا حصہ دیتے ہیں اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں تو بجائے شکر کرنے کے کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے نہیں بلکہ وہ اس کے لیے مصیبت ہے کیونکہ جس نعمت کا شکر نہ ہو وہ عذاب ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ اس کا انجام کیا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کو علم نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جان کر عمل نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی ناجائز کلمہ کہا تھا جب ان پر عذاب آیا تو جو کچھ وہ دنیاوی کاروبار کرتے تھے۔

مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ

وہ ان کو کام نہ آیا ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کو

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ

چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ تو کہہ

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو اللہ تمام گناہ

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بخش دے گا بے شک خدا بڑا غشتہار مہربان ہے اور اسی کی طرف جھک جاؤ اور اسی کی فرماں بردار

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

بنے رہو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی سے مدد نہ پہنچے گی اور جو اچھی اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے

وہ ان کو کچھ بھی کام نہ آیا۔ ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان موجودہ لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے کہ خدا ان کو پکڑنا چاہے اور وہ نہ پکڑے جائیں ان نادانوں کی نادانی کی بھی کوئی حد ہے؟ جب انکو کوئی بات نہیں ملتی تو اپنی آسودگی اور مسلمانوں کی تنگی کو اپنے صدق اور مسلمانوں کے کذب پر دلیل بناتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچتے کہ جس حال میں سب لوگ کوشش میں مساوی ہیں تو نتیجے میں مختلف کیوں؟ اس لیے کہ ان سے اوپر کوئی ہے جس کو چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناکام فرماتا ہے اس لیے کہ وہ اسی کے ہو رہتے ہیں لہذا تو اے نبی میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے میرے (خدا کے) بندو جنہوں نے مختلف قسم کے گناہوں کی وجہ سے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا۔ صرف تمہارے توبہ کرنے کی دیر ہے بیشک خدا بڑا غشتہار مہربان ہے پس تم اسی کے ہو رہو اور اسی اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور دل سے اسی کے فرمانبردار بنے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی اس لیے ابھی سے ڈرتے رہو اور جو اچھی[ل] اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے۔ عذاب سے پہلے تم کو اس لیے متنبہ کیا جاتا ہے۔

ل احسن ما انزل میں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں سارے قرآن کو احسن الحدیث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد نزل احسن الحدیث (۱۲ منہ)

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

کہ کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے کہ ہائے میں اللہ کے معاملے میں قصور کیا اور تخول کرنے والوں میں

السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ

رہتا رہا یا کوئی کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیز گار بن جاتا یا جب وہ عذاب

حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ

دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں بھی بھلے مانسوں میں ہو جاؤں۔ ہاں تیرے پاس ہمارے

اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ

احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہوگیا اور قیامت کے روز تم دیکھو گے جن

كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا ان کے منہ کالے ہوں گے' کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اور اللہ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا۔ نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیراں ہے آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات

وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

کہ عذاب آنے پر کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے ہائے میں نے اللہ کے معاملے میں قصور کیا اور اس کے حقوق ادا نہ کئے اور تخول کرنے والوں میں رہتا رہا' میں ان باتوں کو ملانوں کی باتیں جانتا رہا کبھی یہ نہ سمجھا کہ ان کی کچھ اصلیت بھی ہے' سو آج یہ اسی کی پاداش ہے جو میں بھگت رہا ہوں یا کوئی ایسا شخص ہو جو کہنے لگے اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیز گار بن جاتا یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں نیک اور بھلے مانسوں میں ہو جاؤں۔ یہ عذاب چونکہ ایک معنے سے صحیح ہیں اس لیے کتاب ہذا اتار کر ان سب شبہات کو دور کرایا گیا۔ اب اگر کہے گا تو جواب ملے گا ہاں تیرے پاس ہمارے احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہو گیا۔ پس ایسے لوگوں کو ان کے لائق سزا ملے گی اور سنو قیامت کے روز تم دیکھو گے جن لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہو گا ان کے منہ کالے ہوں گے وہ اپنی حالت زار کو دیکھ کر اور اپنی دنیاوی زندگانی کو یاد کر کے روئیں گے کیا انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہو گا ضرور ہو گا اور اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو کامیابی کے ساتھ اپنے فضل سے نجات دیگا یعنی وہ عذاب سے بامراد رہا رہیں گے نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے لو لگائی تھی جو اکیلا ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیراں' حاجت روا اور نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات کی کنجیاں اسی کے ہاتھ ہیں اور جو لوگ ایسے اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں' بات بالکل صاف ہے' خدا کے ہو کر رہے میں عزت اور فائدہ ہے۔ اس سے ہٹنے میں ذلت اور خسران

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

تو کہہ اے نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ

حکم بھیجا جاچکا ہے کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہوجاؤ گے بلکہ تم

اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ

اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور تم شکر گزاروں میں ملے رہو اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے

جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

روز ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے- وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

شرکیہ افعال سے بہت بلند ہے اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے مگر جس کو خدا محفوظ

شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

رکھنا چاہے گا پھر اس میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور

بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

سے روشن ہوجائے گی اور اعمال کا دفتر رکھا جائے گا اور انبیاء اور شہید سب لائے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا

پس تو اے نبی! بلند آواز سے کہہ اے عرب کے بے سمجھ نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ایسے اللہ کو جو حقیقی معبود ہے چھوڑ کر اس کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی حکم بھیجا جاچکا ہے کہ اگر تم اللہ کے غیر کی عبادت کر کے شرک کرو گے تو تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور بجائے نقصان والوں میں ملنے کے تم شکر گزاروں میں ملے رہو- مگر اس دنیا کے لوگ بھی ایسے کچھ بے وقوف ہیں کہ خدا ہی سے بگاڑ کرتے ہیں اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے روز ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں ہوگی بلکہ اب بھی ہے اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی مٹھی اور ہاتھ انسانوں کی مٹھی کی طرح ہے بلکہ وہ ایسے جسمانی اوصاف سے پاک ہے اور ان لوگوں کے شرکیہ افعال سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں بہت بلند اور بے مثال ہے تمام مخلوق اس کے قبضہ میں ہے تاہم اس کی نہ مٹھی کہو نہ ہاتھ بلکہ وہ سب کچھ آپ ہی ہے- ہوا علم بذاته و صفاته اور سنو جس دن صور پھونکا جائیگا یعنی دنیا کے فنا کا وقت آئیگا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے گویا مر پڑے ہیں مگر خدا جسکو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ بیہوش نہ ہوگا لیکن تھوڑی دیر بعد آخر سب فنا ہو جائیں گے پھر مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد اس صور میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اپنے اعمال کی جزا سزا ان کو سامنے نظر آئیگی کیونکہ آجکل جو دنیا میں آخرت سے حجابات آئے ہوئے ہیں اس روز یہ سب اٹھ گئے ہونگے- زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائیگی اور ہر قسم کے پردے اٹھ جائیں گے اور اعمال کا دفتر سب کے سامنے رکھا جائیگا انبیاء اولیاء صلحاء اور شہید سب لائے جائیں گے محکمہ قضا قائم ہوگا جب لوگ صالح اور طالح حاضر کئے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا-

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ

كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

جہنم کی طرف مختلف ٹولیوں کی صورت میں لائے جائیں گے یہانتک کہ جب اس کے پاس آویں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے دربان انکو

أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

کہیں گے کیا تمہارے پس تم میں سے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم تم کو سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو

هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ

ڈراتے؟ وہ کہیں گے ہاں بے شک مگر عذاب الٰہی کا حکم منکروں پر لگ گیا۔ کہا جائے گا

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ

جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ ہمیشہ اسی میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے لئے بہت بری جگہ ہے اور جو لوگ

الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف مختلف جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھلے ہونگے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَ

اور جنت کے محافظ ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہوجائیے اور وہ

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ

کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پورے اور ادھورے کی فکر مت کریں جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ خدا کی کتاب اور احکام سے منکر ہیں ان کی سزا کا تھوڑا سا شمہ سنو۔ وہ جہنم کی طرف مختلف ٹولیوں کی صورت میں لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس جہنم کے پاس آئیں گے اس کے دروازے ان کیلئے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے دربان ان کو کہیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے سمجھانے والے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم تم کو سناتے اور اس دن میں خدا کی ملاقات سے تم کو ڈراتے تم جو ایسے بد اعمال رہے کیا تم نے کسی واعظ کا وعظ بھی کبھی نہ سنا تھا یا کبھی کسی نیک صحبت میں بھی نہ بیٹھے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہم کو واعظوں نے سمجھایا مگر ہم منکر ہی رہے' واعظوں سے مخول کرتے رہے' انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر ہنسی اڑاتے رہے۔ پس عذاب الٰہی کا حکم جیسا سب منکروں پر لگا ہے ہم پر بھی لگ گیا پس ان کو کہا جائیگا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی جہنم میں تم کو رہنا ہو گا جو متکبروں کے لیے بہت بری جگہ ہے جس میں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے اور سنو جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف بڑی عزت ووقار کے ساتھ مختلف جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے کوئی علماء کی جماعت ہو گی کوئی صلحاء کی وغیرہ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے ان سے پہلے ہی کھلے ہوں گے تاکہ ان کو پکارنے اور دروازہ کھلوانے کی تکلیف نہ ہو اور ان کے آنے پر جنت کے محافظ پیش قدمی کر کے ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے اور ساتھ ہی عرض کریں گے بس ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہو جایئے۔ پس وہ متقی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور داخل ہو کر بھی وہ خدا کی مہربانی اور احسان نہ بھولیں گے بلکہ کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔

وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى

اور ہم کو اس پاک سرزمین کا مالک بنایا ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے- تو دیکھے گا کہ

الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الٰہی کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے

بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

گا اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے

سورت مومن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمۗ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے- یہ کتاب اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا

سخت عذاب والا بڑی سکت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا رجوع اسی کی طرف ہے جو لوگ

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

منکر ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں پس تو ان لوگوں کے ادھر ادھر

ہمارے معمولی اعمال پر محض اپنی مہربانی سے جو وعدے کئے پورے کئے اور ہم کو اس پاک زمین جنت کا مالک بنایا- ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں- خدائی حکم کے مطابق کام کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے- قیامت کے روز کسی کا کیا ہوا عمل ضائع نہ جائے گا کیونکہ وہ دن تو یوم الجزاء ہے- تو اس روز دیکھے گا کہ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الٰہی کے ارد گرد گھیر اڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے اس کے سوا کوئی بھی حمد وثنا کے لائق نہیں-

سورۂ مومن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے-

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے- یہ کتاب قرآن اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا سرکشی پر سخت عذاب والا اور بڑی سکت یعنی فضل والا ہے اہل دانش ان لفظوں کو غور سے سنیں تو اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں- اس لیے دنیا کے سب امور کا رجوع اسی کی طرف ہے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو یا وہ اس کے ارادہ کے بغیر وجود پذیر ہو سکے- ایسے خدائے مالک الملک کی کتاب کی بہت کچھ قدر و منزلت ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ جو بھلے آدمی اور دانشمند ہیں وہ تو اس کتاب کو سراسر صحیح جانتے ہیں اور جو لوگ ہر ایک سچی بات سے منکر ہونے کے عادی ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں- گو وہ اپنے آپ کو بڑی طاقتور قوم جانتے ہیں لیکن در حقیقت وہ کچھ بھی نہیں-

فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْۢ

ملک میں پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد دوسری قوموں نے

بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍۭ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ

تکذیب کی تھی اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کے گرفتار کرنے کا قصد کیا تھا اور بیہودہ طریقے سے مباحثہ کرتے رہے

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ

تاکہ اس سے سچائی کو دبادیں پھر میں نے ان کو پکڑا پس میرا عذاب کیسا ہوا؟ اسی طرح تیرے پروردگار کا حکم

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ

ان لوگوں پر ثابت ہوچکا ہے جو کافر ہیں کہ وہ جہنمی ہیں- جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوئے

الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ

ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا ۖ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا

ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں- اے ہمارے مولا! سب چیزوں کو تو نے اپنی رحمت اور علم میں گھیر رکھا ہی پس جو لوگ تائب ہوئے اور

وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي

تیری راہ پر چلے ہیں تو ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا- ہمارے مولا! ان کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما جس کا تو نے

پس (اے نبی!) تو ان لوگوں کے ادھر ادھر بغرض تجارت یا سیاحت و سیاست ملک بھر میں پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو- اسی طرح ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد دوسری قوموں نے خدائی احکام کی تکذیب کی تھی اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کے گرفتار کرنے کا قصد کیا تھا اور بیہودہ طریقے سے رسولوں کے ساتھ مباحثہ کرتے رہے تاکہ اس اپنے بیہودہ طریق سے خدائی سچائی کو دبادیں مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے- پھر میں (خدا) نے ان کو پکڑا پس میرا عذاب کیسا ہوا؟ ان کی بہت بری گت بنی اسی طرح تیرے پروردگار کا حکم ان لوگوں پر ثابت ہوچکا ہے جو ان تیرے مخاطبوں میں سے کافر ہیں کہ وہ جہنمی ہیں- ہاں جو لوگ (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں[1] اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر دل سے ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ انسانوں میں سے اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں ان کے لیے ان لفظوں میں ☐ مانگتے ہیں- اے ہمارے مولا! سب چیزوں کو تو نے اپنی رحمت اور علم میں گھیر رکھا ہے تیرا علم بھی وسیع ہے اور تیری رحمت بھی عام ہے تو اپنی وسعت علم سے رحمت کے مستحقین کو جانتا ہے- پس جو لوگ تیرے علم میں توبہ کر کے تائب ہوئے اور تیری راہ پر چلے ہیں تو ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا- ہمارے مولا! نہ صرف بخش دے بلکہ ان کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما جس کا

---

[1] بعض محاورات میں عرش کے معنے حکومت الٰہیہ کے بھی ملتے ہیں اس محاورہ کی رو سے یہ معنے ہیں کہ جو لوگ حکومت الٰہیہ کے ماتحت ہیں یعنی پورے تابع ہیں اور جو اس حکومت کے قریب قریب یعنی کم رتبہ ہیں ان کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور دنیائے اسلام کی بہتری کی دعا مانگتے رہتے ہیں- اللہ اعلم (۱۲ منہ)

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

ان سے وعدہ کیا ہوا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے بے شک تو بڑا غالب

الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَ

حکمت والا ہے اور ان کو بداعمالی کی سزا سے بچائیو- جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچاوے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائے گا اور

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

یہی بڑی کامیابی ہے- جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں ان کو آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ

کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ انکار کیا کرتے تھے. تمہاری اس خفگی سے اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے- وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ

تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا اور دو ہی دفعہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب نکلنے کے لئے کوئی

سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ

راستہ ہے؟ یہ عذاب تو تم کو اس لئے ہے کہ جب خدائے واحد لاشریک کو پکارا جاتا تھا تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو تم خوش ہوتے

تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نہ صرف ان کو بغیر اپنے متعلقین کے پریشان خاطر رہیں بلکہ ان کو اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے تاکہ ان کی بہشتی زندگی خوب آرام میں گزرے- خداوندا ایسا کرنے سے تجھے کون مانع ہو سکتا ہے- بیشک تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- تیرے غلبہ قدرت کے سامنے کسی کی کیا مجال- تیری حکمت کے سامنے کسی کی کیا طاقت اور گزارش ہے کہ قیامت کے روز ان کو ان کے بداعمال کی سزا سے بچائیو تاکہ وہ دائمی بے فکری میں رہیں کیونکہ جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچائے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائیگا اور سچ تو یہ ہے کہ یہی بڑی کامیابی ہے' خدا سب کو نصیب کرے- ہاں جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں یعنی ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کو اس مضمون کی آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ بہت خفا ہوتے اور انکار کیا کرتے تھے تمہاری اس خفگی[1] سے آج اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے- وہ اس کے جواب میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا ایک تو دنیا میں آنے سے پہلے کی حالت ہماری بے جان تھی' دوسری دنیا میں آکر ہم پر موت وارد کی اور دو ہی دفعہ ہم کو زندہ کیا ایک دنیا کی زندگی دوسری یہ آخرت کی- اس میں تو شک نہیں کہ ہم نے تیرے سب وعدے سچے پائے پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب اس عذاب الیم اور مصیبت عظیم سے نکلنے کے لیے کوئی راستہ ہے؟ جواب ملے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس عذاب سے نکل جاؤ کیونکہ یہ عذاب تو تم کو اس لیے ہے کہ جب خدائے واحد لاشریک کو پکارا جاتا تھا یعنی اللہ کے موحد بندے خدا کی توحید کی تعلیم دیتے تھے یا اذان میں اللہ اکبر پکارتے تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شرک کیا جاتا یعنی ایسی تعلیم دی جاتی جو شرک و کفر کی ہو- بت پرستی' پیر پرستی' صلیب پرستی' تعزیہ پرستی وغیرہ ہوتی- اس کے متعلق کوئی تحریر یا تقریر ہوتی تو تم لوگ بہت خوش ہوتے بلکہ اصل مقصود یہی جانتے-

---

[1] کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا کی طرف اشارہ ہے-

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
پس آج صرف عالیشان خدائے بزرگ کا حکم ہے وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اوپر سے تمہارے لئے رزق
رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ
اتارتا ہے اور وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں پس تم اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو اگرچہ کافر
لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى
لوگ برا جانیں جو بڑا عالی درجہ تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے۔ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى
وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ خدا کی ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈراوے۔ جس روز وہ کھڑے ہوں گے ان میں سے کوئی ایک بھی
اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ
چھپا نہ ہوگا

پس اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج تم اس عذاب میں مبتلا رہو کیونکہ آج صرف عالی شان خدائے بزرگ کا حکم ہے۔ چونکہ تم لوگوں نے اس کی بے فرمانی کی بلکہ فرمانبرداروں کو ستایا۔ اس لیے جیسی اس کی حکمت تقاضا کرے گی وہی ہوگا۔ ہاں آج اس دنیاوی زندگی میں کوئی شخص سمجھنا چاہے تو موقع ہے دیکھو اس کی قدرت کے آثار ہر طرف نظر آرہے ہیں وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دن رات دکھاتا ہے' روزانہ اس کے نشان ظہور پذیر ہوتے ہیں' سورج چاند سیارے وغیرہ جن کو تمام لوگ دیکھتے ہیں یہ تو روز نمایاں ہوتے ہیں اور جو گاہے بگاہے ظہور پذیر ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اوپر بادلوں سے تمہارے لیے رزق کا سامان بارش اتارتا ہے جس سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے اور تم اس کو کھا کر زندگی گزارتے ہو۔ اس راز قدرت کو سمجھ کر وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں انہی کو اس نصیحت کا فائدہ ہوتا ہے انہی کو اس کا اثر پہنچتا ہے پس تم اپنی حاجات میں اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو کسی اور سے نہیں یعنی اپنی طاعت[1] اور دعا میں خالص رخ اسی کی طرف رکھو' اسی کے ہو رہو' تمام کاموں کی کنجی اسی کے ہاتھ میں جانو اگرچہ تمہارے ایسا کرنے کو کافر لوگ برا جانیں۔ سنو ایسے خدا کی عبادت کرنا کسی مذہب میں برا ہو سکتا ہے؟ جو بڑا عالی درجہ یعنی ساری دنیا کی حکومت اور تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے تمام دنیا کے بادشاہ اور امراء سب اسی کے ماتحت ہیں وہ چاہے تو ایک منٹ بلکہ سیکنڈ میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو تخت سے اتار کر تختے پر بٹھا دے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو کسی اہل دل نے کہا ہے۔

ہست سلطانی مسلم مرورا   نیست کس را زہرہ چون چرا
طرفۃ العینے جہاں برہم زند   کس نے آرد کہ انجام دم زند

وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ بندہ خدا کی ملاقات کے دن یعنی روز قیامت کے عذاب سے لوگوں کو ڈرائے۔ جس روز وہ سب خدا کے سامنے کھلے میدان میں کھڑے ہونگے ایسے سامنے ہوں گے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی چھپا نہ ہوگا۔

[1] حسب قاعدہ عربیہ عبارت یوں چاہئے تھی ﴿فادعوا اللہ مخلصین لہ الدعاء﴾ اس لیے الدین کو الدعاء کے معنے میں لیا گیا ہے ۱۲ (منہ)

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

اس روز کس کی حکومت ہوگی؟ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی- اس روز ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ

اس دن ظلم نہ ہوگا- خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے اور ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا جب

الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾

مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ غم وغصے میں بھرے ہوں گے اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو ان کی تکلیف کو ہٹوادے

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ

خدا ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے- خدا حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جن لوگوں کو

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ أَوَ

اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ نہیں کرسکتے- اللہ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے- کیا

لَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ

انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا

تمہیں بتلاؤ اس روز خالص حکومت کس کی ہوگی؟ بجز اس کے کچھ جواب ہے کہ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی- اس دنیا میں بھی درحقیقت اسی کی حکومت ہے تاہم یہاں دعویدار ان حکومت مدعی بنے ہوئے ہیں وہاں اتنا بھی کوئی نہ ہوگا- اس روز ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا- یہ یاد رکھو کہ اس دن ظلم کا نام ونشان نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا- یہ مت سمجھو کہ اتنی مخلوق کا اتنی جلدی فیصلہ کیسے ہوگا؟ یاد رکھو خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے کیونکہ وہ حساب خدا اپنے علم حاصل کرنے کو نہیں کریگا' اس کو تو سب حال معلوم ہے اصل حساب تو قبروں سے نکلتے ہی سب کو معلوم ہو جائے گا بلکہ الٰہی حساب بصورت فیصلہ ہوگا اور جرائم کا علم مجرموں کو فطری ہوگا جس سے وہ کسی طرح انکار نہ کر سکیں گے- اسی فطری اطلاع کے لیے ہم (خدا) نے سلسلۂ انبیاء قائم کیا اور اسی غرض سے تجھ کو اے نبی! ہم حکم دیتے ہیں کہ ان مشرکوں کو اس قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا- جب مارے خوف کے مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ لوگ غم وغصے میں بھرے ہوں گے پیش نہ جائے گی اپنی کمزوری اور سرکار الٰہی کی خفگی اور جوش اور غضب پر ہوگا- اس لیے بحکم

عصمت بی بی ست از بے چادری

بے دست وپا چپ رہیں گے- اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا جو ان کی بلا کو خود ہٹادے اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو سفارش کر کے ان کی تکلیف کو ہٹوادے' کیسے ہٹوائے جب کہ مالک الملک خدائے تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے اسی واسطے تو یہ بات بالکل سچ ہے کہ خدائے تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کریگا اور جن لوگوں کو اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ کچھ نہیں کر سکتے پھر ان کو کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی باتوں کی توقع رکھتے ہیں جو ان کی طاقت میں نہیں کچھ کرنا تو بڑی بات ہے وہ تو ان کی فریاد بھی نہیں سنتے اور اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے- کیا اب بھی یہ لوگ خدا کی اتاری ہوئی تعلیم سے انکار کرتے رہیں گے؟ کیا انہوں نے ملک میں پھر کر سیر نہیں کی' دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا' سب تباہ برباد ہو گئے-

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا

وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں نشانات مضبوط رکھتے تھے پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا جو ان کو

كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

خدائی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا- یہ حالت ان کی اس لئے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

آئے تھے پھر انہوں نے ان کا انکار ہی کیا پس خدا نے ان کو پکڑا اللہ بڑا قوت والا سخت عذاب والا ہے اور ہم نے فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف

وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

موسیٰ کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا تو ان سب نے کہا کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا-

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ

پھر جب سچی تعلیم ان کو ہمارے پاس سے پہنچی تو انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کرڈالو اور

اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ

ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی اور فرعون نے کہا تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ

اَقْتُلْ مُوْسٰى

میں موسیٰ کو قتل کردوں

حالانکہ وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں تعمیری نشانات از قسم قلعہ جات وغیرہ بہت مضبوط رکھتے تھے- پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا تو ایسا پکڑا کہ بالکل تباہ کر دیا پھر ان کو خدائی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا- یہ حالت ان کی اس لیے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آئے تھے پھر انہوں نے ان احکام کا انکار ہی کیا نہ صرف انکار بلکہ مخالفت پر اصرار کرتے رہے پس خدا نے ان کو پکڑا ایسا پکڑا کہ زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سخت عذاب والا ہے- گو ان انبیاء کے مخالفین بڑی قوت والے تھے مگر خدا کی قوت کے سامنے ان کی پیش نہ گئی- ذرا اس کی تفصیل سنو اور نصیحت پاؤ- ہم (خدا) نے فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور اسرائیلی قارون کی طرف حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا- فرعون تو حکومت کے نشہ میں تھا- ہامان بھی اس کا وزیر ملک تھا اس کو بھی یہی نشہ تھا مگر قارون نہ بادشاہ تھا نہ وزیر لیکن مالداری پر نازاں تھا- اس لیے یہ سب حضرت موسیٰ کی مخالفت پر تل گئے تو ان سب نے کہا کہ یہ موسیٰ شعبدہ نمائی میں جادوگر ہے اور دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے- اس مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون نے اپنے خیال کے مطابق جادوگروں کو بلایا اور حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرایا پھر وہ جب ہر طرح سے مغلوب ہوئے اور سچی تعلیم ہمارے پاس سے ان کو پہنچی تو بحکم تنگ آمد بجنگ آمد' آپس میں مشورہ کر کے انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کرڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو تاکہ ان کی مردانہ طاقت کمزور ہو جائے آئندہ کو مقابلہ نہ کر سکیں مگر اس سے کیا ہو سکتا تھا' کچھ نہ ہوا خدائی ارادہ غالب آیا اور ان کی تدبیر مغلوب رہی کیونکہ ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی- آخر یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا اثر بڑھتا گیا اور فرعون کو اس کی فکر ہوئی تو اب دوسرے رنگ میں اس نے اپنے درباریوں سے یہ کہا کہ تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور آئے دن کے فساد سے ملک کو نجات دلاؤں-

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝۲۶

اور وہ اپنے رب کو بلاوے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور ملک میں فساد نہ پھیلاوے

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

اور موسیٰ نے کہا میں ہر متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ

الْحِسَابِ ۝۲۷ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ

میں آچکا ہوں۔ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا تم ایک آدمی کو اس

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ

جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو جن سزاؤں سے تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تم کو پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸

حد سے بڑھنے والوں جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا

اس میں اگر کوئی سچائی ہے تو وہ اپنے رب کو بلائے پھر دیکھیں وہ میرا کیا کر سکتا ہے۔ مجھے ایسا کرنے میں اور کوئی غرض نہیں صرف یہ غرض ہے کہ موسیٰ اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے کہ تمہارے ہمارے جدی بزرگوں کے مخالف ہیں' اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور اسی آبائی عقیدے میں تغیر پیدا نہ کر دے جس پر ہم لوگ مدت سے چلے آرہے ہیں یا بوجہ اختلاف ڈالنے کے ملک میں فساد نہ پھیلائے کیونکہ جب اس نے نیا دین ظاہر کیا تو کوئی اس کی طرف ہوگا کوئی ہماری طرف' اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ باہمی سر پھٹول ہوگی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کام ہی تمام کر دوں۔ فرعون یہ کہہ رہا تھا ادھر حضرت موسیٰ کو جب خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنے اسی طریقہ پر اس کا انتظام کیا جس طریقے پر اللہ کے صلحاء بندے کیا کرتے ہیں اور وہ طریق سب سے آسان اور عمدہ ہے یعنی حضرت موسیٰ نے کہا میں ایسی ویسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں ہر ایک متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا' اپنے اور تمہارے مالک پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اس لیے مجھے اس کا مطلق خیال نہیں کہ تم مجھے کیا کہتے ہو اور کس سے ڈراتے ہو۔ سنو میرا مذہب ہے ؎

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائے گا جب کہ وہ بامہر ہم پر مہربان ہو جائے گا

آخر وہی ہوا جو حضرت موسیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ فرعون ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا بلکہ اس کے خاندان کے لوگوں تک حضرت موسیٰ کا اثر پہنچ گیا چنانچہ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان فرعونیوں سے چھپاتا تھا خاص کر لوگوں کو کہا اے بھائیو! تم ایک آدمی کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے میرا پروردگار وہ ذات پاک ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ ہے یعنی وہ فرعون کو اپنا رب اور معبود نہیں مانتا بلکہ اس کو مانتا ہے جس نے فرعون اور اسکے باپ دادا اور تمام دنیا کی مخلوقات کو پیدا کیا اور وہ تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے جو تم لوگ دیکھ چکے ہو اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا تمہیں کیا اور اگر وہ اپنے بیان میں سچا ہے تو جن سزاؤں سے وہ تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تو اسی دنیا میں تم کو پہنچ جائیگی باقی دار آخرت میں پہنچے گی جہاں انکا تدارک مشکل بلکہ محال ہوگا ان کے متعلق اگر کچھ کرنا ہے تو یہ وقت ہے مگر یاد رکھو قانون الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ

بھائیو! آج حکومت تمہاری ہے تم ملک پر متصرف ہو پھر اگر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے کون ہماری مدد کرے

جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

فرعون نے کہا میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں

وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ۙ مِثْلَ

اس نے جو ایمان لاچکا تھا کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حق میں ان قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی

دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

قوم نوح' عاد' ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے اور اللہ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ

لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ۙ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ

نہیں کرتا- اے میرے بھائیو! میں تمہاری حالت پر اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی سمجھانے والا نہیں

یعنی ایسے بدکرداروں کو یہ بوجھ نہیں آتی کہ مشکلات سے پہلے ان کا انتظام سوچا کریں- بھائیو! ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں پر بھی یہ قانون جاری ہو جائے پھر بڑی مشکل ہو گی- آج ملک پر حکومت تمہاری ہے تم ملک پر قابض و متصرف ہو پھر اگر اس بے فرمانی پر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے چھڑانے میں کون ہماری مدد کرے گا- بھائیو! ذرا غور کرو میں تم کو کیا کہہ رہا ہوں اور تم کیا کر رہے ہو- اچھا جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو' یہ ایماندار شخص خفیہ خفیہ خاص خاص لوگوں کو سناتا تھا- فرعون کو بھی اس مخفی پروپیگنڈا کی خبر مل گئی تو اس نے سر دربار شاہی تقریر میں کہا میرے درباریو اور سلطنت کے رکنو! میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا اور سمجھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں یعنی میں تمہارے معاملہ میں کسی قسم کی بدنیتی نہیں کرتا بلکہ میں تم لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں بس اسی میں ہدایت ہے کہ مجھے معبود سمجھو اور موسیٰ کی مت سنو! اس میں ہمارا ملکی اور قومی نظام ہے' اس کے برخلاف تباہی کا خطرہ ہے اس شاہی تقریر کے اثر مٹانے کو اس اللہ کے بندے نے جو دل میں ایمان لاچکا تھا کہا اے میرے بھائیو! مجھے بھی اس میں کوئی ذاتی غرض نہیں بلکہ میں تمہارے حق میں ان سابقہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی قوم نوح' عاد' ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے یعنی مختلف تباہ شدہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں- دیکھو طرح طرح کے عذاب ان پر آئے اور وہ اپنے کئے کی سزا پا گئے- یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ وہ بندے اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں- اس مومن نے یہ بھی کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حال پر اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم موسیٰ کے مقابلہ میں پیٹھ دے کر بھاگو گے' اس وقت کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ ہو گا- یاد رکھو ایک دن ایسا ہو کر رہے گا جونہی تم مقابلہ پر آئے تم پر بلا آئی- تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی سے مجھے خوف ہوتا ہے کہ تم اللہ کے عتاب میں نہ آجاؤ' جس میں خدا ایسے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے یعنی ان کو نفع نقصان کی سوجھ نہیں دیتا اور یہ بھی یاد رکھو جس کو خدا گمراہ کرے یعنی اس کو نفع نقصان کی سمجھ نہ دے اس کے لیے کوئی سمجھانے والا نہیں- مجھے خطرہ ہے کہ تم لوگ جو ایسے نڈر ہو رہے ہو-

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ

اور پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے کھلے احکام لائے تو تم ان کی لائی ہوئی تعلیم سے ہمیشہ شک ہی میں

بِهٖ ؕ حَتّٰى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگئے تو تم نے یہ خیال کیا کہ آج کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا- اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚۖ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

کر دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوتے ہیں جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس ہو اللہ کے

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ

احکام میں جھگڑا کیا کرتے ہیں- یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی- اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل

عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا

پر مہر لگا دیا کرتا ہے اور فرعون بولا اے ہامان! تو میرے لئے ایک بلند مکان بنا

لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ۙ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

تاکہ میں آسمان کے راستے طے کرکے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں' اس میں شک نہیں کہ میں تو اس کو بالکل جھوٹا

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

جانتا ہوں' اسی طرح فرعون کو اس کے

تمہاری حالت کہیں ایسی خطرناک نہ ہو گئی جن پر خدا کے ہاں سے گمراہی کا حکم لگ جاتا ہے پس تم سمجھو اور غور کرو کہ آج سے پہلے تمہارے پاس حضرت یوسف (علیہ السلام) کھلے کھلے احکام[1] لائے تو تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا یہی کہ تم یعنی تمہارے باپ دادا ان کی لائی ہوئی کھلی تعلیم سے ہمیشہ شک اور انکار ہی میں رہے 'نہ ماننا تھا نہ مانا- یہاں تک کہ جب وہ یوسف فوت ہو گئے تو تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے یہ خیال کیا کہ آج سے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ بھیجے گا یعنی کوئی شخص رسالت کا مدعی بن کر نہیں آئے گا- بس ہماری جان چھوٹی- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے خدائی احکام کا مقابلہ کرتے آئے ہو- اسی لیے تم لوگوں کو اپنا نفع نقصان نہیں سوجھتا- اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور دھتکار دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے سچی تعلیم میں شک کرنے والے ہوتے ہیں یعنی وہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو بغیر سند اور بغیر دلیل کے جو انکے پاس ہو اللہ کے احکام میں جھگڑا کیا کرتے اور لوگوں کو بہکاتے ہیں- یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی- ایسی بے جا حرکتوں سے باز آؤ ورنہ یاد رکھو اس طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیا کرتا ہے پھر انکو بھلے برے کی سوجھ نہیں رہتی- اس مخفی مومن کی یہ لمبی تقریر جب مشہور ہوئی اور فرعون کو بھی پہنچی تو کھسیانے ہو کر اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کے بولا اے ہامان! اس آئے دن کے فساد کا قلع قمع کرنے کا میں نے تہیہ کر لیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ تو میرے لیے ایک بلند مکان بنا تاکہ میں آسمان کے راستے طے کر کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں کہ واقع میں وہ کچھ ہے بھی یا یونہی موسیٰ ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے- اس میں شک نہیں کہ میں توں اس کو بالکل جھوٹا جانتا ہوں تاہم چاہتا ہوں کہ اس کو انجام تک پہنچاؤں- اگر موسیٰ کا خط مجھے مل جائے تو ایک منٹ کا کام ہے' دیکھتے ہی میں وہیں اسکو رکھوں- کیسا لغو خیال تھا- اصل بات یہ ہے کہ اسطرح فرعون کو اس کے

[1] حضرت یوسف مصریوں کو بھی یہی احکام الٰہیہ پہنچاتے تھے چنانچہ قید خانہ میں ان کا طریق عمل قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اپنے ساتھیوں کو وعظ و نصیحت فرماتے جس سے ان کی روش کا علم ہوتا ہے بعد رہائی بھی ان کا طریق کار یہی رہا- اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے- اللہ اعلم ۱۲ منہ

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَ قَالَ

برے کام اچھے دکھائی دیتے تھے اور سیدھے راستہ سے روکا گیا تھا اور فرعون کی تدبیر تباہ کرنے والی تھی اور اس مومن نے کہا

الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

اے میرے بھائیو! تم لوگ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا۔ اے میرے بھائیو! سوا اسکے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ؗ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

کا گذارہ ہے کچھ شک نہیں کہ آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے جس نے برے کام کئے ہوں گے

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ

اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ

وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا۔ میرے بھائیو! بات کیا ہے

اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ

کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو تم لوگ مجھے بلاتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور اس کے شریک مقرر کروں

برے سے برے کام اچھی دکھائی دیتے تھے اور وہ سیدھے راستے سے روکا گیا تھا۔ گو سلطنت کے کاموں میں بڑا ہوشیار تھا مگر دینی کاموں میں بڑا بے سمجھ یا دانستہ بے سمجھ بن کر ماتحتوں کو گمراہ کرتا تھا اور اصل میں فرعون کی تدبیر جو ملک داری اور رعایا کو قابو رکھنے کے متعلق تھی تباہ کرنے والی تھی کیونکہ وہ رعایا کو بزور قابو رکھنا چاہتا تھا جو بادشاہ رعایا کو بجائے نوازش کے دباؤ سے قابو رکھنا چاہے وہ نہیں رکھ سکتا۔

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اسی لیے فرعون اپنی تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ نے ہر چند عرض معروض کئے کہ ان کو تکلیف نہ دیجئے مگر اس نے یہی قرین مصلحت سمجھا کہ دباؤ سے رکھے جاویں ورنہ سر نکالیں گے۔ ادھر خدا کے علم میں وہ وقت آ گیا تھا جس میں بنی اسرائیل کی رہائی مقدر تھی اور فرعون کی تباہی ہونے والی تھی۔ اس لیے اس مخفی مومن نے کہا اے میرے بھائیو! تم لوگ کسی اور کی مت سنو جو خود غرضی سے کہتا ہے بلکہ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا اے میرے بھائیو سوائے اسکے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز کا گزارہ ہے یہاں کسی کو قرار نہ ہوا نہ ہوگا کچھ شک نہیں کہ آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے۔ جہاں کا قانون یہ ہے کہ جس نے برے کام کئے ہوں گے اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ لوگ اس جائے قرار کے اندر بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ مقررہ خوراک آدھ سیر چاول' پاؤ گوشت' آدھ پاؤ گھی' چھٹانک شکر وغیرہ ملے نہیں بلکہ بے حساب جتنا چاہیں گے کھائیں گے اور پئیں گے اور انہیں کوئی روک نہ ہوگی۔ میرے بھائیو! بات کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں تاکہ تم لوگ کسی طرح عذاب سے بچ جاؤ اور تم لوگ مجھ کو آگ کے عذاب کی طرف بلاتے ہو تم خود ہی غور کرو کہ تم لوگ مجھے بلاتے ہو اور ترغیب دیتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شریک مقرر کروں۔

بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ

اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں یہ ٹھیک ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے

اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ

بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں اور اس میں شک نہیں کہ ہمارا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے

الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ

اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یہی دوزخی ہیں میں جو تم کو کہتا ہوں تم اسے یاد کرو گے اور اپنا معاملہ خدا کے

اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس خدا نے ان کے فریبوں سے اس کو بچالیا

وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ۚ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ

اور فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ وہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ

اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو اور جب دوزخی آگ میں

فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

جھگڑیں گے کمزور لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کے تابع تھے تو کیا آپ لوگ تھوڑا سا آگ کا

اس چیز کو جس کے شریک ہونے کا مجھے علم نہیں سچ پوچھو تو تم کو بھی اس کا علم نہیں یونہی سنے سنائے کہہ رہے ہو' ورنہ یہ کوئی بات قابل یقین ہے کہ کھانے پینے والے بیمار اور تندرست ہونے والے انسان (فرعون) کو خدا مانا جائے تم تو مجھے ایسے مکروہ فعل کی طرف بلاتے ہو اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں پھر تم لوگ خود ہی غور کرو کہ کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں یعنی فرعون اور اس کے مصنوعی نائب معبود اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یعنی حد عبودیت جو مخلوق کے لیے مقرر ہے اس سے نکل کر خود مدعی الوہیت بنتے ہیں جیسے تمہارا بادشاہ فرعون اور اس کو ماننے والے' یہی دوزخی ہوں گے۔ بھائیو! میں جو تم کو کہتا ہوں ایک وقت آنے والا ہے کہ تم اسے یاد کرو گے 'اب تم میری نہیں سنتے میں صبر کرتا ہوں اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس اس ایماندار کی باتوں کو سن کر مخالف بھڑک اٹھے اور درپے آزار ہوئے۔ مگر خدا نے ان کے فریبوں اور داؤ بازیوں سے اس کو بچالیا اور فرعون کی قوم پر ان کی زندگی ہی میں برا عذاب نازل ہوا اور بعد موت کے وہ آج تک صبح و شام آگ کے سامنے کھڑے کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو پس وہ اس میں داخل کئے جائیں گے اور خوب جلیں گے اور ایک واقعہ سنو جب دوزخی آگ میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الاہنے طعنے دیتے ہوئے کمزور یعنی ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے لوگوں کو (جن کے لحاظ و شرم میں دب کر وہ ناجائز کام کرتے رہے تھے) کہیں گے حضور! اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کو تابع تھے تو کیا آج آپ لوگ ہم سے تھوڑا سا

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

عذاب ہم سے ہٹا سکتے ہیں بڑے لوگ کہیں گے ہم سب اسی میں ہیں اللہ نے اپنے بندوں میں حکم

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ

جاری کردیا ہے اور جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے مؤکلوں کو کہیں گے آپ اپنے رب سے

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے' وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے

قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ

وہ کہیں گے بے شک آئے تھے پھر تم خود ہی دعا کرلو کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار ہوتی ہے- ہم دنیا میں بھی اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز گواہ قائم ہوں گے جس روز ظالموں کو

الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

ان کا عذر کچھ نفع نہ دے اور ان کی پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لئے برا گھر ہوگا

آگ کا عذاب ہٹا سکتے ہیں- ارے میاں! دنیا میں ہم تمہارے لیے سینہ سپر تھے' تمہاری بلا اپنے پر لیتے تھے' دل سے تمہارے تابعدار تھے پھر ایسی بے وفائی کیا کہ آپ لوگ آج ہمارے ذرا کام نہیں آتے؟ بڑے لوگ اس کا جواب ہاں میں کیسے دیں وہ تو آپ اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے' اس لیے وہ جواب میں کہیں گے ارے میاں! تم مدد چاہتے ہو یہاں تو یہ واقعی دگرگوں ہے ہم تو تابع اور متبوع سب اسی دوزخ میں پڑے سڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جو فیصلہ کرنا تھا اس کا حکم جاری کر دیا ہے' اب اس کی اپیل ہے نہ نگرانی- بس یہی بہتر ہے کہ چپکے رہو اور بس- یہ سوال وجواب تو یہاں ہی ختم سمجھیے اور دوسری طرف کی سنئے جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے مؤکلوں کو کہیں گے اے جناب! آپ ہی ہمارے لیے اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے- دیکھئے دنیا کے جیل خانوں میں بھی ایک روز تعطیل کا ہوتا تھا- وہ ان کے جواب میں کہیں گے دعا تو ہم جب کریں گے کہ پہلے تم لوگ ہمارے ایک سوال کا جواب دے لو کیا تمہارے رسول معجزات اور کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے جو تم کو ہدایت کئے ہوتے اگر نہیں آئے تھے تو ہم بھی تم کو معذور سمجھ کر سرکار میں سفارش کریں اور اگر آئے تھے اور تم لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا تو تم لوگ سرکاری مجرم ہو اس کے جواب میں وہ کہیں گے انکار کا موقع نہیں بیشک آئے تھے مگر ہم رحم کی درخواست کرتے ہیں- اس پر وہ فرشتے ان کو کہیں گے تو پھر تم خود ہی دعا کرلو ہم تو اس میں دخیل نہیں ہو سکتے- ان کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار رائیگاں ہوتی ہے- دنیا میں تو اس لیے کہ وہ غیر خدا سے عرض معروض کرتے رہتے ہیں جو غرض معروض سننے کے اہل نہیں- عاقبت میں اس لیے کہ اسی دنیا کی گمراہی کا وہ نتیجہ ہوگا- کفار چاہے کتنا ہی انبیاء اور رسل کی مخالفت کریں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے- کیونکہ ہم (خدا) دنیا میں بھی اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز یعنی قیامت کے دن گواہ قائم ہوں گے اور تمام دنیا کا فیصلہ ہوگا اس روز بھی ہم رسولوں کی مدد کریں گے- یعنی جس روز ظالموں کو ان کا عذر معذرت کچھ نفع نہ دے گا بلکہ وہ معذب ہوں گے اور ان پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا- ہمارے ہاں یہی قانون ہے-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۙ هُدًى وَّ

اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں

ذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی پس تو صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کر

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر

اسی قانون کے ساتھ ہم نے انبیاء کو بھیجا اور اسی قانون کے پہنچانے کو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت دی اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی جس کے نتیجے دنیا پر روشن ہیں کہ کس طرح اس کتاب کے مخالفوں کی تباہی ہوئی اور وہ کتاب کہاں تک ترقی پر پہنچی۔اسی طرح اس کتاب قرآن کا معاملہ سمجھو کہ اس کے ماننے اور انکار کرنے والوں میں بین امتیاز ہو گا مگر چند روز تک پس تو اے نبی! اپنے حسن خاتمہ کو ملحوظ رکھ کر صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔وہ ضرور اسلام کی مدد کرے گا تو اس کی مدد کا منتظر رہ اور اپنے گناہوں[1] کی بخشش مانگا کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر۔

---

[1] عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سب نبی گناہگار ہیں سوا حضرت مسیح کے۔اس دعویٰ پر وہ قرآن میں سے یہ آیت اور اس جیسی اور آیات پیش کیا کرتے ہیں کیونکہ اس کے لفظی ترجمہ سے سمجھا جاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گناہگار تھے اس لیے گناہوں کی بخشش مانگنے کا ان کو حکم ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید بلکہ دیگر کتب میں بھی یہ محاورہ ملتا ہے کہ نبی کو مخاطب کر کے امت کو حکم ہوتا ہے قرآن کی دوسری آیات میں حکم ہے یاایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنافقین ''اے نبی! اللہ سے ڈر اور کسی کافر یا منافق کی تابعداری نہ کریو اور فرمایا الم تر الی الملا من بنی اسرائیل وغیرہ۔ان تمام آیات میں صیغہ مفرد مخاطب کا ہے یعنی ترجمہ ان کا یہ ہے کیا تو نے نہیں دیکھا وغیرہ۔مطلب ان سب آیات کا عام ہے یعنی امت کو حکم ہوتا ہے۔بائبل میں بھی ہم کو یہ محاورہ ملتا ہے جہاں حکم ہوتا ہے۔

اے اسرائیل! سن لے اور اس کے کرنے پر دھیان رکھ تاکہ تیرا بھلا ہو۔سن لے اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ (کتاب استثناء ۵ باب ۲ آیات)

ان سب حوالجات میں اسرائیل بول کر بنی اسرائیل مراد ہیں کیونکہ اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) تو تورات سے بہت پہلے فوت ہو چکے تھے۔اسی طرح آیت قرآنی میں صیغہ مفرد مخاطب کا بول کر تمام امت مراد ہے۔بس معنے آیت موصوفہ کے یہ ہیں۔اے مسلمانو! تم اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو۔اس سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ مسلمان گناہگار ہیں اس سے ہم کو بھی انکار نہیں۔

اسی مضمون کے ساتھ ساتھ یہ بحث بھی چھیڑی جا سکتی ہے کہ اگر دیگر انبیاء گناہگار تھے تو انجیل حوالجات سے حضرت مسیح بھی بے گناہ نہ تھے مگر ہماری غرض اس سے وابستہ نہیں۔اس لئے ہم اس کے درپے نہیں ہوتے۔اللہ اعلم بعبادہ۔ہمارے اس جواب پر ایک سوال وارد ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورت محمد میں اس حکم کے لفظ یوں ہیں۔

﴿فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبك والمومنين والمومنات والله يعلم متقلبكم ومثوكم﴾ (پ ۲۶ ع ۲)

پس تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کیلئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش مانگا کر اللہ تعالیٰ تمہارے سفر و حضر کے حالات سب کو جانتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ
جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوائے تکبر کے

إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَٰلِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ
کچھ نہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے پس تو اللہ کی پناہ مانگا کر بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے- آسمانوں اور

السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾
زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ وَلَا الْمُسِيٓءُ ۚ
اور اندھا اور سنواکھا برابر نہیں- ایماندار نیکو کار اور بداعمال برابر نہیں

دل میں پختہ یقین رکھ کہ جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوا تکبر کے کچھ نہیں' وہ اپنے زعم باطل میں اپنا رتبہ بہت اونچا جانتے ہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے- جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی اس پر بڑی سختی سے معترض ہوتے ہیں حالانکہ قصور ان کے فہم کا ہوتا ہے پس تو ان لوگوں کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگا کر پھر ان کا اثر تجھ پر نہ ہو گا- بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے- جو اس کے ہو رہتے ہیں وہ ان کی سنتا اور مدد کرتا ہے- ان کی کم فہمی کی مثال سنئے- کہتے ہیں مر کر کس طرح زندہ ہوں گے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت سے لوگ حقیقت حال کو نہیں جانتے کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا کر دیئے ہیں اس کو انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے مگر وہ اس سے زیادہ نہیں جانتے ہیں کہ جو ان کی معمولی سمجھ میں آیا وہ صحیح ہے جو نہ آیا وہ غلط- حالانکہ خدائی کاموں کو دیکھنے کے لیے چشم بینا چاہیے جو ان میں نہیں اور یہ تو عام بات ہے کہ اندھا اور سنواکھا برابر نہیں- ایماندار نیکوکار اور بداعمال برابر نہیں بس یہی ایک اصول ہمیشہ ملحوظ رکھنے کے قابل ہے- حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے تابعدار نیکوکار سنواکھے ہیں اور ان کے مخالف اندھے-

---

(بقول سائل) اس آیت میں نبی کو صاف حکم ہے کہ تو اپنے گناہوں کے لیے اور مومن کے لیے بخشش مانگا کر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفر کے مخاطب مخصوص پیغمبر علیہ السلام ہیں نہ کہ امت کے لوگ-

(جواب) یہ ہے کہ یہ آیت بالکل واضح ہے اس مدعا کے لیے کہ مراد اس سے امت کا ہر فرد ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (بآئینہ نبی یا بعنوان رسول) امت کے ہر فرد کو حکم ہوتا ہے کہ تم مسلمان اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو- چنانچہ اس شمول کے الفاظ خود قرآن مجید میں آچکے ہیں ﴿ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان﴾ یعنی اے خدا! ہم کو بخش اور ہمارے سابقہ برادران اسلام کو بخش- پس اس آیت کی روشنی میں آیت زیر بحث میں آیت کے معنی عام ہیں یعنی مراد ہے کہ اے مسلمانو! تم میں کا ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان دنیا کو بھی شامل کیا کرے (۱۲ منہ)

قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں

يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

لاتے- تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری قبول کروں گا- جو لوگ میری عبادت سے تکبر

عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے- اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی ہے

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے

النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

لوگ شکر نہیں کرتے- یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ اللَّهُ

پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو؟ جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اسی طرح بہکائے جاتے تھے- اللہ وہ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لئے اور آسمان کو بلند چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں

جو کچھ اور جن آنکھوں سے حضرات انبیاء اور صلحاء لوگ دیکھتے ہیں ان کے مخالف نہیں دیکھ سکتے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو- فوراً اعتراض پر کمر باندھ لیتے ہو- بڑا اعتراض تمہارا قیامت پر ہے تو یاد رکھو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے' اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے- کسی بات کو سمجھنے کے لیے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ پہلے علمی زور لگایئے پھر دعا مانگتے مگر تم لوگ دونوں میں سے کوئی نہیں کرتے حالانکہ تمہارے رب (یعنی ہم خدا) نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا- بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ جو لوگ میری عبادت یعنی مجھ سے دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے- اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس اللہ کو چھوڑا یا اس کے کمال قدرت پر اعتقاد نہ کیا جس نے سب کچھ بنایا- جانتے نہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ- دن کی محنت کا تکان اتارو اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم اس میں کسب معاش کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے لوگ اس کی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے- یہی اللہ خالق کائنات تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے- اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو جو ایسا معبود برحق چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو- کہیں پتھروں کے بتوں کو' کہیں قبروں کو' کہیں تعزیوں کو سجدے کرتے ہو- اللہ اللہ کیسی تمہاری حالت ہے اور کیا تمہاری کیفیت- جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اس طرح بہکائے جاتے تھے- ایک خدا کو چھوڑ کر بہتوں کے پیچھے پھرتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لیے اور آسمان کو بلند چھت کی طرح بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں-

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ؀ هُوَ

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ وہی

الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀

زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے مخصوص ہیں

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ

تو کہدے کہ جب کہ میرے پاس رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے

مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

سوا پکارتے ہو اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اپنے رب العالمین ہی کی فرماں برداری کروں، وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ

پیدا کیا پھر نطفے سے پھر لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر تمہاری پرورش کرتا ہے

ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى

تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچو پھر تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ بعض تم میں سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور تم میں سے بعض بڑھتے ہیں تاکہ تم مقررہ وقت پر پہنچو

وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ؀

اور تاکہ تم سمجھو

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں۔ سنو یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ پس سنو اللہ جو رب العالمین ہے بڑی برکت والا ہے اس کی برکات کی کوئی انتہا نہیں وہی اکیلا واحد لاشریک زندہ ہے اور کوئی چیز دنیا میں اصل زندہ نہیں بلکہ اس کی طرف سے زندگی ملنے سے زندہ ہیں۔ کیا تم نے کسی صوفی کا شعر نہیں سنا؎

لوچو جان ست وجہان چوں کالبد کالبد از وے پزیرد آلبد

اس لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو اور یہ دل میں یقین رکھو کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کی ذات کے لیے مخصوص ہیں کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ وہی سب کاموں کی علت العلل ہے۔ سب کچھ اسی کے زیر فرمان ہے۔ اسی لیے اے نبی! تجھ کو حکم ہوتا ہے کہ تو ان لوگوں کو باآواز بلند کہہ دے کہ جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو آئندہ کے لیے مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور مجھ کو اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں اللہ رب العالمین ہی کی فرمانبرداری کروں۔ اس کے سوا میرا کسی سے تعلق عبودیت نہیں میں صرف اسی ایک خدا کا بندہ ہوں اور وہی میرا مالک ہے۔ سنو وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو یعنی شروع میں تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر دنیا کا سلسلہ یوں چلایا کہ بچہ کو نطفے سے پھر لوتھڑے سے پیدا کیا یعنی نطفہ عورت کے رحم میں جاکر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں ہڈیاں اور گوشت پوست بنتا ہے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر (تماری پرورش کرتا ہے) تاکہ تم اپنی پوری طاقت جوانی کو پہنچو۔ تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ بعض تم میں سے اتنی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور (تم میں سے بعض بڑھتے ہیں) تاکہ تم مقررہ وقت تک پہنچو اور یہ بیان تم کو سنایا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ دنیا میں کیوں آئے۔ آکر اصل مطلب پر رہے یا ادھر ادھر بھٹک گئے۔

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾

وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو صرف اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں کہاں کو بہکائے جاتے ہیں؟ وہی لوگ ہیں جو کتاب کی

بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ

تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسول بھیجے پس جان لیں گے جس وقت طوق ان کی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور زنجیر ہوں گے وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے

ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے

بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ

گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے- اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو بدحواس کردے گا- یہ عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾

بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اتراتے تھے

سنو اصل مطلب یہ ہے کہ تم اس مالک کے ہو رہو جو تمام دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے- وہی ذات پاک ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے- اصل زندگی اور موت کا پیدا کرنا اسی کے ہاتھ ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے اس کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتی- باوجود اس قدرت اور حکومت کے لوگ ایسے مالک کو چھوڑ کر ادھر ادھر بہکے پھرتے ہیں- کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں- کوئی کہتا ہے یوں ہونا چاہئے- کوئی کہتا ہے یوں ہونا چاہئے- کوئی تکذیب کرتا ہے کوئی انکار- کوئی شک کرتا ہے تو کوئی اعتراض- یہ لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہیں؟ ان کی کوئی بات ٹھکانے کی بھی ہے؟ یہ وہی لوگ یعنی ان لوگوں کی اولاد ہیں جو پہلے بھی الٰہی کتاب کی تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات (معجزات وغیرہ) کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم (خدا) نے اپنے رسول بھیجے- پس یہ لوگ اور ان کے پہلے جن کی روش پر چلتے ہیں اپنا انجام جان لیں گے جس وقت طوق ان کے گردنوں میں اور زنجیر ان کے پیروں میں ہوں گے اور اسی آبرو کے ساتھ وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے وہاں سے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے- وہاں ان کی حالت جیسی کچھ ہو گی عیاں راچہ بیان- پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے- وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے گئے کیونکہ وہ آج ہم کو نظر نہیں آتے- بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے- معلوم ہوتا ہے کسی غلط فہمی سے ہمارے نام پہ جرم لگایا گیا ورنہ ہم تو ایسے نہ تھے- اللہ تعالیٰ اس طرح کافروں کو بدحواس کردے گا- ان کو اپنا کیا بھی یاد نہ رہے گا- ان کو جواب میں کہا جائے گا- یہ عذاب جو واقعی تمہارے افعال قبیحہ کا نتیجہ ہے بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے اور چند روزہ ناز و نعمت پر اتراتے تھے- اپنے مقابلہ میں مسلمانوں کو ہیچ سمجھتے اور ناکارہ جانتے تھے-

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ

جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانا برا ہے پس تو صبر کر

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تجھ کو دکھادیں یا تجھ کو فوت کرلیں تو ہماری

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾

طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے

اچھالو اب جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانہ برا ہے جہاں پہنچ کر اپنے کئے کا پھل پائیں گے۔ پس اے نبی! تو ان لوگوں کی بیہودہ گوئی پر صبر کر اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بابت فتح ونصرت سچ ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ ہاں یہ ضرور نہیں کہ جلدی ہو جائے بلکہ جو وقت اللہ کے علم میں اس کے لیے مقرر ہے اسی میں ہوگا۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تیری زندگی میں تجھ کو دکھائیں یا ان کے وقوعہ سے پہلے ہی تجھ کو فوت کرلیں تو برابر ہے کیونکہ ہماری طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے[1] اس وقت ہم ان کو سب کچھ دکھا دینگے۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی مسیحیت کا مدعی ہوا۔ اس نے اپنی صداقت کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جن میں سے بعض اس کی زندگی سے وابستہ تھیں۔ مثلاً ایک عورت سے نکاح کا اعلان کیا اور کھلے لفظوں میں شائع کیا کہ وہ میری زندگی میں میرے نکاح میں آئے گی' (رسالہ شہادت القرآن مصنف مرزا قادیانی صفحہ ۸۰) بلکہ اس سے اولاد بھی پیدا ہوگی (رسالہ ضمیمہ انجام آتھم مصنف مرزا صاحب صفحہ ۵۳) وغیرہ اور بھی بعض واقعات کا اپنی زندگی میں وقوع پذیر ہونا بتلایا تھا لیکن جب یہ واقعات ان کی زندگی میں نہ ہوئے اور مخالفوں کی طرف سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو اس کے مریدوں نے جواب دیا کہ انبیاء اور ملہمین کی ساری پیشگوئیاں ان کی زندگی میں پوری نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ بعض ان کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں اور بعض ان کے مرنے کے بعد ہوتی ہیں۔ اس دعوے پر یہ آیت اور اسی مضمون کی دوسری آیات انہوں نے پیش کیں۔ کہا دیکھو ان آیات میں صاف ذکر ہے کہ جن باتوں کا خدا مومنوں سے وعدہ کرتا ہے ان میں سے نبی کی زندگی میں بعض کا پورا ہونا ضروری ہے سب کا نہیں۔

جواب۔ ان لوگوں نے دھوکا کھایا ہے یا دھوکہ دیا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی طرف سے منکروں کو دو قسم کے عذابوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ کچھ تو ان کی زندگی میں واقع ہونے والے ہوتے ہیں اور کچھ آخرت میں ہونے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ولنذيقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاكبر لعلهم يرجعون﴾

یعنی ہم (خدا) ان کفار کو بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ عذاب پہنچاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سچائی کی طرف رجوع کریں۔ (پ۲۱۔ ع۱۵)

نیز ارشاد ہے:

﴿لهم عذاب في الحيوة الدنيا ولعذاب الاخرة اشق ومالهم من الله من واق﴾ (پ: ۱۳۔ ع: ۱۱)

"یعنی ان کافروں کے لیے دنیا میں عذاب ہے اور آخرت میں بھی بڑے سخت عذاب ہیں اور ان کے لیے کوئی بچانے والا نہیں۔"

آیت زیر بحث میں جو بعض کا ذکر ہے یا ان مجموعہ عذابوں کا حصہ ہیں جو کفار کو بتلائے گئے تھے جن میں سے بعض دنیا سے اور بعض آخرت سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لیے ان کی بابت یہ کہنا صحیح ہے جو آیت موصوفہ میں ذکر ہوا کہ بعض تم کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے اور بعض کا نہیں

نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ

سنایا- کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جب اللہ کا حکم

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے- اللہ وہ ہے جس تمہارے لئے

الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً

چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں بعض پر تم سوار ہو اور بعض کو تم کھا جاؤ اور تمہارے ان میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر اپنے

فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو اور وہ تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں

تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

میں سے کس کا انکار کرسکتے ہو؟

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے جو عرب کے ارد گرد رہتے اور عرب جن سے آشنا ہیں- بعض کا نہیں سنایا جو عرب سے دور دراز ممالک چین جاپان اور ہندوستان وغیرہ ملکوں میں ہوئے- ان سب کے ساتھ کفار کی طرف سے یہی برتاؤ ہوتا رہا جو تیرے ساتھ ہوتا ہے- کوئی ان کے کھانے پینے پر' چلنے اور پھرنے پر اعتراض کرتا کوئی ان سے معجزات طلب کرتا' کوئی نشان مانگتا' حالانکہ کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جو کچھ وہ لائے یا آئندہ لائیں گے یہ سب بحکم الٰہی ہوا اور ہوگا- اب آئندہ جب اللہ کا حکم آئیگا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا جو جس سزا کے لائق ہوگا وہ پائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے لوگ اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ وہ لوگ خدائے برتر سے روگرداں ہوتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہو جیسے گھوڑا' اونٹ' ہاتھی وغیرہ اور بعض کو تم کھا جاؤ جیسے بکری' بھیڑ' گائے' بھینس وغیرہ اور تمہارے لیے ان چوپایوں میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر دور دراز مقامات میں اپنے دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو' یہ کس کی قدرت کے آثار ہیں؟ اسی خدائے واحد کی اور سنو وہ تم کو روزمرہ اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں میں سے کس نشان کا انکار کرسکتے ہو-

---

دکھائیں گے کیونکہ دوسرے بعض کے دکھانے کا ظرف زمان دار دنیا نہیں بلکہ دار آخرت ہے-

مگر مرزا صاحب کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض ہیں وہ خاص دنیا میں ہونے والی ہیں بلکہ مرزا صاحب مدعی الہام کی ذات خاص سے تعلق رکھنے والے ہیں- کیونکہ نکاح کا ہونا یا ان کی زندگی میں کسی اور کا مرنا وغیرہ یہ ایسے واقعات ہیں کہ خصوصیت سے مدعی کی زندگی چاہتے ہیں- اس لیے اس قسم کی پیشگوئیوں کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں- اللہ اعلم-

اس بحث کے متعلق ہمارے کئی ایک مستقل رسالے ہیں جن کے یہ نام ہیں- الہامات مرزا- نکاح مرزا- تاریخ مرزا- شہادات مرزا- وغیرہ

(۱۲ منہ)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے' جو گنتی میں

أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾

ان سے بہت زیادہ اور قوت اور زمینی آثار کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے' پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم

پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے جن خبروں پر وہ

مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا

لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ ایمان ان کا اس قانون

بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

الٰہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں جاری ہے' ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر منکروں نے سخت

الْكَافِرُونَ ﴿٨٥﴾

نقصان اٹھایا

بھلا یہ لوگ جو اتنے مغرور ہیں کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے جو گنتی میں ان سے زیادہ اور قوت اور زمینی آثار آبادی' زراعت وغیرہ کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔ آخر کار غضب الٰہی سے تباہ ہو گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ اپنے مال و متاع پر ناز کرتے رہے پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے اور اس علم کے مقابلے میں حضرات انبیاء کی توہین کرتے۔ اسی حال میں تھے کہ غضب الٰہی نے ان پر یورش کی اور انبیاء کی خبروں پر مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں یعنی عذاب نے ان کو گھیر لیا پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب اترا ہوا دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے یعنی ہم کو یقین ہو گیا کہ ان ہمارے مصنوعی معبودوں میں یہ کمال نہیں کہ وہ الوہیت میں شریک ہو سکیں' ان کے مراتب کمال زیادہ ولایت یا نبوت ہے اس سے اوپر حدود الوہیت ہیں جن میں ان کو گزر نہیں پس ہماری دعا یہ ہے کہ خداوندا! ہم کو بخش۔ چونکہ قانون الٰہی ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا کام نہیں آتا۔ اس لیے جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اور دیکھ کر ایمان لائے تو وہ ایمان ان کا اس قانون الٰہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں ابتداء سے جاری ہے' ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر انبیاء کے منکروں نے سخت نقصان اٹھایا اور آئندہ بھی اٹھائیں گے۔

سورت حم السجدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۚ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا

میں رحمٰن رحیم ہوں- یہ کتاب رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے- یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں

عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾

اس کا نام قرآن عربی ہے-ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں یہ کتاب خوشخبری دینے والی اور ڈرانے والی ہے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگردان ہو کر اس کو نہیں سنتے

وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ

اور کہتے ہیں جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک

حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ

پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جا ہم اپنا کریں گے- تو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا

اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیۡنَ لَا

سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اس سے بخشش مانگا کرو اور جو مشرک لوگ اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے اور

یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ﴿۷﴾

آخرت کی زندگی بھی منکر ہیں ان کے لئے افسوس ہے

سورہ حم السجدۃ

میں اللہ رحمٰن رحیم ہوں یہ کتاب قرآن مجید رحمٰن رحیم کی صفت رحمانیت کے تقاضا اور اس کی طرف سے نازل ہوئی ہے- یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں-اس کا نام قرآن عربی ہے ان لوگوں کے لیے بیان ہوئی ہے جو علم رکھتے اور علم سے کام لیتے ہیں- یعنی جو لوگ خدائی کاموں کو جانتے اور احکام الٰہیہ کی پہچان رکھتے ہیں ان کو یہ کتاب بہت جلد ہدایت کرتی ہے- یہ کتاب نیک کاموں پر خوشخبری دینے والی اور برے کاموں پر ڈرانے والی ہے- دونوں باتیں کیسی مفید اور ضروری ہیں مگر پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگرداں ہو کر اس کو نہیں سنتے اور اس کے جواب میں کہتے ہیں ہم اس کو نہ سنیں گے کیونکہ جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس سے گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جا ہم اپنا کریں گے- یہ انکا جواب کیسا نامعقول ہے کہ نصیحت کو بھی سننا گوارا نہیں کرتے- مگر بیمار مخلص طبیب کی بات کو سننا نہ چاہے تو کیا طبیب بھی اس کو چھوڑ دیگا- ہرگز نہیں اس لیے بطور تبلیغ تو اے نبی! ان لوگوں کو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں جیسے تم ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں میں بھی ہو جیسے تم کھاتے پیتے ہو میں بھی کھاتا ہوں' ہاں فرق مراتب ضرور ہے' سو وہ یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی مجھ کو خدائی حکم پہنچتا ہے کہ تمہارا سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور گناہوں پر اس سے بخشش مانگا کرو اور یقین جانو کہ جو مشرک لوگ اپنے آپ کو شرک کی نجاست سے پاک نہیں کرتے اور آخرت کی زندگی سے بھی منکر ہیں ان کے لیے تباہی اور تباہی پر افسوس ہے-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ قُلْ أَئِنَّكُمْ

ہاں جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے ان کے لئے غیر منقطع اجر ہوگا۔ تو کہہ کیا تم

لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ

اس خدا سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم اس کے لئے شریک بناتے ہو۔ یہ اللہ

رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا

تمام جہان کا پروردگار ہے اور اسی نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی

أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ

غذا اس میں رکھی یہ سب کچھ چار یوم میں پیدا کر دیا سب محتاجوں کیلئے برابر ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

وہ اس وقت افسوس کریں گے مگر ان کا افسوس کچھ کام نہ آئے گا کیونکہ وہ موقع افسوس کا نہ ہوگا۔ ہاں جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے ان کے لیے غیر منقطع اجر ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور دائمی عیش میں رہیں گے پس تم دیکھ لو کہ تم کدھر ہونا پسند کرتے ہو۔ اے نبی! تو ان کو کہہ تم جو اس سیدھی بات اور سچی تعلیم کو نہیں مانتے کیا تم اس ذات پاک خدا سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا یعنی اڑتالیس گھنٹوں کی مدت میں جتنی دو دن کی ہوتی ہے زمین کو موجود کر دیا۔ گو اس وقت سورج نہ تھا جس سے دن رات میں امتیاز اور شمار ہوتا۔ اتنا کام وہ ایک لحہ میں بھی کر سکتا تھا مگر زمین کے تغیرات اس کے مقتضی تھے کہ اتنی دیر لگے اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ غرض اسی نے زمین کو پیدا کیا جس پر تم لوگ بستے اور رہتے سہتے ہو اور تم اسکے لیے شریک بناتے ہو یہ اللہ تمام جہان کا پروردگار ہے یہاں تک کہ تمہارے مصنوعی معبودوں کا بھی یہی پروردگار ہے اور سنو اس کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے جو میخوں کا کام دیتے ہیں۔ ان کے بغیر زمین ڈانواں ڈول متحرک رہتی۔ خدا نے اس پر پہاڑوں کی میخیں لگا دیں علاوہ اس کے پہاڑوں سے بھی جو جو فوائد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں وہ بجائے خود مستقل نعمت ہیں اور اس کی قدرت کاملہ دیکھو کہ اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی غذا پیدا کرنے کی طاقت[1] اس زمین میں رکھی۔ آج تک جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے اس کا شمار اور حساب نہیں ہو سکتا باوجود اس کے اس کی روزی اور روزی پیدا کرنے والی قوتوں میں کمی نہیں آئی۔ کیونکہ خدائے علیم قدیر کے زیر حکم کام ہو رہا ہے حالانکہ اس نے یہ سب کچھ مع پیدائش زمین چار یوم میں پیدا کر دیا۔ گو امیر لوگ اپنی حیثیت کی غذا کھاتے ہیں اور غریب اپنی حیثیت کی مگر یہ دونوں غذائیں زمین کی پیداوار سے ہیں۔ اس لیے زمین کی روزی سب محتاجوں کے لیے برابر ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ادیم زمیں سفرہ عام اوست چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست
چناں پہن خوان کرم گسترد کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

وہ اپنی سب مخلوق کی برابر پرورش کرتا ہے اس لیے اس کا نام رب العالمین ہے اس نے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے زمین میں طاقتیں ودیعت کیں پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

---

[1] اقواتھا میں اضافت اصلی معنے میں نہیں کیونکہ اقوات جمع قوت کی ہے اور قوت گزارہ کی روزی کو کہتے ہیں چونکہ جانداروں کی روزی زمین سے پیدا ہوتی ہے اس لیے ادنیٰ مناسبت سے اقوات کو اس کی طرف اضافت کر دیا ورنہ دراصل مراد ہے ﴿اقوات ماسکن علیھا﴾

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾

دھواں تھا پھر اس کو اور زمین کو کہا کہ تیار ہو جاؤ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے- ان دونوں نے عرض کیا حضور ہم برضا و رغبت تیار ہیں

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا

پس اس نے دو روز میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا پہلے آسمان کو

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا

ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا اور اس کو محفوظ کیا یہ اندازہ بڑے غالب اور بڑے علم والے کا ہے- اگر یہ لوگ روگردانی

فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ

کریں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں جب ان کے پاس ان کے آگے اور

مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا

پیچھے سے پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہ بولے ہمارا پروردگار اگر چاہتا

لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾

تو فرشتوں کو رسول کر کے بھیجتا پس ہم تمہاری تعلیم سے جس کو تم لے کر آئے ہو منکر ہیں

پہلی حالت میں دھواں تھا پھر اس دھوئیں کو اور زمین کو جو ابھی پوری طرح تیار نہ تھی کہا یعنی قدرتی طور پر حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ- چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے یعنی ہر حال میں تم کو تیار ہونا پڑے گا- ان دونوں نے بزبان حال عرض کیا حضور بھلا ہم کون! غلاموں کی کیا مجال کہ دم ماریں ہم برضا و رغبت تیار ہیں یعنی قدرت کے ماتحت ہیں جس صورت میں خدا چاہے ہم کو بنالے پس اس دھوئیں[1] کو دو روز میں تہ بہ تہ سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا جو ہر روز بلکہ ہر ساعت نافذ رہتا ہے اور زمین کو بھی مقہور رکھا- غرض دونوں اس حکم کے ماتحت ہیں- ان میں سے پہلے آسمان کو ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا- گو بعض سیارے پہلے آسمان سے بہت فاصلہ پر ہیں مگر چونکہ دیکھنے میں پہلے آسمان پر ہیں اس لیے یہی کہا جائے گا کہ پہلے کو سجایا اور شیاطین اور دیگر خلل انداز چیزوں سے اس کو محفوظ کیا- کیا مجال کہ اس میں کبھی خلل آیا ہو یا کبھی مرمت طلب ہوا ہو- کیونکہ یہ بناوٹ اور اندازہ بڑے غالب بڑے علم والے کا ہے جس کے علم اور غلبہ کے مقابلہ میں کوئی مانع ٹھہر نہیں سکتا- اتنی قدرت کاملہ دیکھ کر بھی اگر یہ لوگ خدائی توحید سے روگردانی کریں اور تجھے اس تبلیغ اور وعظ کرنے میں جھوٹا کہیں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں' وہ عذاب ان پر اس وقت آیا تھا جب ان کے پاس ان کے آگے اور پیچھے سے بکثرت پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے آکر انکو یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو- وہ جواب میں بولے کہ تم کون ہو جو ہم کو ایسی نصیحت کرتے ہو- رسولوں نے کہا ہم خدا کی طرف سے رسول ہیں- انہوں نے جواب میں کہا ہمارا پروردگار اگر چاہتا تو فرشتوں کو رسول کر کے بھیجتا پس جب کہ تم فرشتے نہیں ہو' ہم بھی تمہاری تعلیم سے جس کو تم اپنے خیال میں خدا کے پاس سے لے کر آئے ہو' منکر ہیں- ان کی بیوقوفی دیکھئے کہ تعلیم کو نہیں دیکھا معلم کو اپنا ہم جنس دیکھ کر انکار کر گئے- حالانکہ عام قانون ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

[1] عربیت کے قاعدہ سے ضمیر مرجع کے موافق ہونی چاہئے- اس اصول سے فقضاھا ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ جعل مرکب کے دو مفعول دراصل مبتداء خبریں ہوتی ہیں اس لیے سبع کے لحاظ سے قضاھن کہا گیا ہے- اللہ اعلم (۱۲ منہ)

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ

عادیوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے کیا انہوں

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾

نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے اور ہماری آیات سے انکار کرتے تھے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ

چکھاویں اور آخرت کا عذاب بہت خوار کرنے والا ہے اور ان کو مدد نہ پہنچے گی اور ثمود کی قوم کو

فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ

ہم نے رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی ان کی بداعمالی کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ

ان کو آدبایا اور جو لوگ ایماندار اور پرہیز گار تھے ہم نے ان کو بچا لیا اور جس روز اللہ کے

اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾

دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ دھکیلے جائیں گے

مگر ان کے دلوں میں جو رسولوں کا انکار گھر کر گیا تھا انہوں نے اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی - ان تباہ شدوں میں سے عادیوں کا تو یہ حال تھا کہ انہوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا گو بہت قوی الجثہ اور طاقتور تھے مگر اصلیت سے زیادہ بڑھے اور بہت بڑے بنے اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے، ہم جس طرف توجہ کریں درودیوار ہم سے ڈریں، جس قوم پر حملہ کریں، پیس دیں ؟ کیا انہوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے - اگر وہ دنیا میں سب سے بگاڑتے تو بگاڑتے مگر اس خالق سے تو نہ بگاڑتے جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے لیکن وہ اس طرف نہ آئے کیونکہ وہ بدکار تھے اور ہماری (خدا کی) آیات نشانات قدرتی اور آیات کتابی دونوں سے انکار کرتے تھے یعنی ان دونوں میں سے کسی سے عبرت حاصل نہ کرتے پس جب ان کا وقت آیا تو ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں جو ان کے حق میں منحوس تھے ان پر بڑے زور کی تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھائیں اور آخرت کا عذاب جو بہت خوار کرنے والا ہے ہنوز باقی ہے جس میں وہ بری طرح پکڑے جائیں گے اور ان کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی اور ثمود کی قوم کو ہم نے رسولوں کی معرفت رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی - وہی بداعمالی وہی بدمستی کرتے رہے جسکا انجام یہ ہوا کہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے ان کو آدبایا - پس وہ سب برباد کئے گئے - دنیا میں جو ایسے لوگوں کو سزا ملتی ہے یہ تو ہے مگر آخرت کی سزا ابھی اور ہے اور وہ اس دن ہو گی جس روز اللہ کے دین کے دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ بزور جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جیسے اس دنیا میں دستور ہے کہ پولیس مجرموں کو جیل کی طرف لے جاتی ہے اگر وہ راستے میں اڑیں تو بزور دھکیل کر لے جاتی ہے - اسی طرح دوزخیوں کو فرشتے لے جائیں گے -

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا

یہاں تک کہ جب اس میں پہنچیں گے تو ان کے کان' ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے اس کی

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ

گواہی دے دیں گے' اور وہ لوگ اپنے چمڑوں کو کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف شہادت دی' وہ کہیں گے ہم کو اللہ نے بلایا ہے جس نے

اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

سب چیزوں کو بلوایا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اب تم اسی طرف لائے جارہے ہو اور تم اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

کہ تمہارے کان آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے برخلاف شہادت دیں گے- ہاں تم سمجھتے تھے کہ اللہ تمہارے بہت

لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

سے کاموں کو جانتا ہے اور یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا- اسی

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا

یہاں تک کہ جب اس دوزخ میں پہنچیں گے تو اپنے دل میں خیال کریں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ اتنا سخت عذاب ہم کو بے وجہ ہوا ہے ہم نے ایسا کوئی برا کام نہ کیا تھا جس کی سزا اتنی سخت ہو- اس خیال کے پیدا ہوتے ہی ان کی آنکھیں' ان کے کان اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ دنیا میں کرتے رہے تھے اس کو گواہی دے دیں گے ہر ایک جوڑ سے جو اس نے کیا ہو گا اقرار جرم کی آواز نکلے گی- کیسے نکلے گی؟ جیسے فونوگراف سے نکلتی ہے اور وہ لوگ اپنے ان اعضاء اور چمڑوں کو کہیں گے بھلا بھئی تم نے کیوں ہمارے برخلاف شہادت دی کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم سب ایک ہی ناؤ پر سوار ہیں' ڈوبیں گے تو سب ایک ساتھ ڈوبیں گے- وہ اعضاء ان کے جواب میں کہیں گے ہم اس میں مجبور ہیں کیا کریں ہم کو اس اللہ تعالیٰ نے بلوایا ہے جس نے آج سب چیزوں کو بلوایا- ہم جانتے ہیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں بلکہ ہمارے مجموعے ہی کا نام انسان ہے مگر اس کا کیا علاج کہ ہم مخلوق اور مجبور ہیں اور وہ خدا ہمارا خالق ہے' اسی نے ہم کو تم سب کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا- اس اول پیدائش میں تم نے اس کی الوہیت اور رحمت کی قدر نہ کی- اب تم اسی کی طرف لائے جارہے ہو- پس اس بے فرمانی کا مزہ چکھو اور کسی غیر کا گلہ نہ کرو بقول ؎

گل و گل چیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

کسی اور کا گلہ اور شکایت بے جا ہے اور تم لوگ جو بعض اوقات چھپ چھپا کر گناہ کرتے تھے لوگوں سے تو چھپ سکتے تھے مگر اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے کہ تمہارے کان' آنکھیں اور تمہارے چمڑے برخلاف شہادت دیں گے- کیونکہ اس کی تمہیں خبر بھی نہ تھی اور ان سے چھپنا تمہارے بس میں بھی نہ تھا- ہاں تم جو چھپ چھپ کر گناہ کرتے تھے کہ تم سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت کاموں کو نہیں جانتا یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا' اسی نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا-

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَ

اگر وہ صبر کریں گے تو بھی انکا ٹھکانا آگ ہی ہوگا' اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا اور

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنادیا جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں

فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَ

ان سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی حکم ثابت ہوچکا ہے۔ بے شک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾

منکر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا اور اس میں شور کیا کرو تاکہ تم غالب رہو۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا

پس ہم ان منکروں کو سخت عذاب چکھاویں گے اور ۔ان کے بدترین کاموں کا جو کرتے رہے ہیں ان کو

اور ان پر سزا کا حکم ایسا سخت لگا ہو گا کہ اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ معافی مانگنے اور دینے کا موقع دنیا میں ہے جو انہوں نے غفلت میں کھو دیا اور اس کی سزا میں ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنادیا جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا یعنی جو کچھ وہ زندگی میں کرتے ہیں اور جو رسوم بد وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں ان کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اس لیے توان کی یہ گت بنی ہے کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں ان سے پہلے گزر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی عذاب الٰہی کا حکم ثابت ہو چکا ہے جس طرح وہ لوگ تباہ ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہوں گے۔ بیشک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور سنو چاہئے تو یہ تھا کہ یہ منکر لوگ گذشتہ واقعات سے سبق حاصل کرتے لیکن انکی اخلاقی حالت ایسی کمزور ہے کہ چاہے کسی قسم کی ہدایت ہو اس سے مستفید نہیں ہوتے۔ یہی دیکھو اس قرآن میں کون سے بری یا کڑوی بات ہے جو ان لوگوں کو تلخ لگتی ہے کہ لوگوں کو کہتے ہیں ارے بھائی! اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا' خبر دار ایسا نہ ہو کہ اس کی تاثیر سے تم بھی خراب ہو جاؤ' اس کی آواز بھی تمہارے کان میں نہ آنے پائے اور زیادہ ہی بچاؤ کی ضرورت آن پڑے تو اس کے پڑھے جانے میں شور و شغب کیا کرو تاکہ تم غالب رہو اور وہ تم پر کسی طرح اثر نہ کر سکے۔ بھلا بتاؤ تو ایسے لوگ بھی کسی طرح ہدایت پاسکتے ہیں پس ہم بھی ان کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جس کے یہ لوگ اہل ہیں۔ جس کا اعلان ابھی سے کئے دیتے ہیں کہ ان منکروں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور ان کے بدترین[1] کاموں کا جو یہ کرتے رہے ہیں۔

---

[1] اس آیت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اسوأ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو مضاف ہے الذی کی طرف۔ تقدیر کلام یہ ہے ﴿نجزینھم اسوأ اعمالھم﴾ اس تقدیر پر اسوأ کے معنے اضافت لیے جائیں تو یہ اعتراض ہو گا کہ ان کے غیر اسوأ اعمال کا بدلہ نہ ملا اور اگر موصوف محذوف ہو یعنی نجزینھم اجزأ اسوأ تو اعتراض ہو گا کہ اعمال سے جزا بڑھ گئی حالانکہ دوسرے مقام پر صاف ارشاد ہے ﴿ انما تجزون ما کنتم تعملون﴾ یعنی کفار نے جو کچھ کیا ہو گا اسی جتنا بدلہ ان کو ملے گا۔ ہم نے پہلے معنے اختیار کئے ہیں۔ اس لیے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اسوأ کا بدلہ ہی ہمیشہ کا عذاب ہوا تو باقی کی کیا ضرورت ہے کل الصید فی جوف الفیل سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں۔ ان معنی پر ظلم کا اعتراض نہیں رہتا۔ بعض مفسرین نے اسوأ کو تفضیلی معنے میں نہیں لیا۔ تفسیر عربی میں میں نے یہی اختیار کیا ہے وہ ایک صورت اعتراض سے بچنے کی ہے (۱۲ منہ)

يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

بدلہ دیں گے۔ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ دوزخ ہے۔ اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا اس کام کے بدلہ میں

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ

جو یہ لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں۔ جو لوگ منکر ہیں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا جن ہوں

وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

یا انسان وہ ہم کو دکھا دے ہم ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ سب سے نیچے ہوں۔ جو لوگ

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر وہ اسی پر جم گئے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست تھے

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا

اور آخرت میں بھی اور اس میں جو تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے خدائے بخشنہار

مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿٣٢﴾

مہربان کی طرف سے مہمانی ہوگی

ع ۱۸

ان کو بدلہ دیں گے اللہ کے دین کے دشمنوں کا بدلہ یہی دوزخ ہے۔ اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا۔ یہ سزا ان کو اس کام کے بدلے میں جو لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں۔ وہاں ان کی جو گت ہوگی وہ کہنے سننے سے پوری سمجھ میں نہیں آسکتی بلکہ وہ دیکھنے پر موقوف ہے۔ اس لیے جو لوگ منکر ہیں (قیامت کے روز) کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا، جن ہو یا انسان ہو وہ ہم کو دکھا دے تاکہ ہم ان کی ایسی گت بناویں کہ چھٹی کا دودھ اُن کو یاد آجائے یعنی ہم ان کی گردنوں پر چڑھ کر ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ یہاں سب سے نیچے اور سب سے ذلیل تر ہوں۔ ان نالائقوں نے محض اپنے فوائد کے لیے ہم کو گمراہ کیا۔ اس ذاتی فائدے میں نہ ہمارا نقصان سوچا نہ اپنا۔ خدا ان کو غارت کرے ان کی سمجھ میں نہ آیا نہ انہوں نے ہمیں سمجھنے کا موقع دیا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم بالکل سیدھی اور مختصر تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اسی نے ہم کو پالا پوسا وہی سب دنیا کا مالک ہے۔ پھر وہ اسی پر جم گئے۔ جم جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے رہے اور کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اس قول کے خلاف ہو۔ خدا کے ہاں ان کی یہ قدر ہوتی ہے کہ موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ کہ وہ تمہیں ملنے والی ہے۔ فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے بہی خواہ اور دوست تھے اور اس سے آگے چل کر آخرت میں بھی دوست رہیں گے اور اس بہشت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے۔ یہ نہیں کہ قیمت سے بلکہ خدائے بخشنہار مہربان کی طرف سے گویا مہمانی ہوگی سنو اور غور سے سنو۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

جو شخص اللہ کی طرف بلائے خود بھی نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ

نیکی اور بدی برابر نہیں اس کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو- پھر تمہارا دشمن بھی تمہارا

وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ

گویا مخلص دوست بن جائے گا یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ پہنچے تو خدا کی پناہ لیا کرو' وہ

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ

سنتا اور جانتا ہے اور اسی کی نشانیوں میں رات اور دن ہے

ایمان اور دعوت ایمان کا یہ رتبہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لائے اور لوگوں کو بھی اللہ کی طرف بلائے نہ صرف لوگوں کو بلائے بلکہ خود بھی نیک کام کرے اور علی الاعلان کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس سے اچھا کون ہے اور اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی یعنی جو لوگ اللہ کو مانتے اور اعمال صالحہ کرتے ہیں وہی ہیں جن کی بابت ہم پہلے بتلا آئے ہیں کہ ان پر فرشتے اترتے اور ان کو نجات کی خوشخبری سناتے ہیں- اب سنو ایمان لانا اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلانا ایک مشکل کام ہے عموماً جہلاء اس میں مخالفت پر کمر بستہ ہوتے ہیں اور ایذا دیتے ہیں اس وقت ہر انسان کی طبیعت انتقام کی طرف متوجہ ہوتی ہے ایسے وقت کے لیے تم کو یہ اصول مدنظر رکھنا چاہئے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں جو تم کو بدی و تکلیف پہنچائے اس بدی کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو پھر دیکھنا تمہارا دشمن یہی تمہارا گویا مخلص دوست ہو جائے گا- مگر بات یہ ہے کہ یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں- وہ اس نعمت کو پاجاتے ہیں کیونکہ شیخ سعدی مرحوم کا قول ان کو یاد ہوگا ؎

تحمل چو زہرت نمائد نخست ولے شہد باشد چو در طبع رست

اس لیے تم بھی اس خصلت (تحمل اور صبر) کو حاصل کرنے کے خوگر بنو اور اگر کسی وقت شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ پہنچے یعنی کسی بدگو مخالف کی بدگوئی یا ایذا دہی پر طبیعت کو جوش آئے اور بدلہ لینے پر آمادہ ہو تو خدا کی پناہ لیا کرو یعنی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا کرو اور اس کی ماتحتی کا اظہار کرنے کو ﴿اعوذ بالله من الشيطن الرجيم﴾ پڑھا کرو- اس سے تمہارا جوش بہت جلد فرو ہو جائے گا اور تم امن و سکون پا جاؤ گے- کیونکہ وہ خدا سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ اپنے ایسے مخلص بندوں کو بے جا جوش سے بچاتا ہے- پہلے جو کہا گیا کہ اللہ کی طرف بلانا بہت اچھا کام ہے اور بلانے والا سب سے اچھا ہے اس کی صورت کیا ہے؟ سنو ہم اس کی صورت بھی بتلاتے ہیں خدا کی طرف خدا کے نشانوں سے بلاؤ یعنی وہ امور پیش کر کے بلاؤ جو قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں مثلاً یہ کہو اور یوں سمجھاؤ کہ اسی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رات ہے اور دوسری نشانی دن ہے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر دونوں تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں- رات میں تم لوگ آرام پاتے ہو- دن میں کاروبار کرتے ہو-

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

سورج اور چاند- تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو' اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

تم کو پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو پھر اگر یہ لوگ گردن کشی کریں

فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

تو جو لوگ اللہ کے ہاں مقرب ہیں وہ شب و روز اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ

نہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو ویران دیکھتے ہو پس جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں

وَرَبَتْ ۚ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے جو ذات پاک اس زمین کو تروتازہ کردیتا ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کردے گا وہ ہر کام پر قدرت

قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

رکھتا ہے

اسی طرح سورج اور چاند بھی اس کی قدرت کے نشان اور اثر ہیں- اسی کے بنانے سے بنے ہیں' اسی کے فنا کرنے سے فنا ہو جائیں گے- یہ بھی ان لوگوں کو سمجھادو کہ سورج اور چاند دنیا کی سب چیزوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں تاہم ان کو خدائی میں کوئی دخل نہیں- اس لئے تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو سجدہ کرو اور نہ کسی اور مخلوق کو- کیونکہ جب اتنی بڑی مخلوق بھی سجدہ کے قابل نہ ہوئی تو اور کون ہو گی؟ بلکہ اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا اور تم اس اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرو ورنہ وہ عبادت بھی اکارت جائے گی- اس قسم کے نرم کلام اور مفید نصیحت سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں اور اس سچی اور بے لاگ تعلیم سے گردن کشی کریں تو نہ تمہارا حرج ہے نہ خدا کا کوئی کام بگڑتا ہے- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہیں فرشتے ہوں یا آدمی وہ شب و روز اس کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے نہیں- گویا ان کی غذا ہی یہ ہے اور سنو جس خدا کی توحید سے لوگ منکر ہیں اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم زمین کو ویران سنسان دیکھتے ہو پھر جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے پھر چند روز بعد وہی سنسان جنگل سرسبز شاداب بن جاتا ہے- اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جو ذات پاک اس زمین خشک کو تروتازہ کر دیتی ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کر دے گی- کیوں کہ وہ ہر کام پر قدرت رکھتی ہے اس کی قدرت کا نمونہ تم دیکھ چکے ہو کہ خشک بنجر زمین تھوڑی دیر میں تروتازہ ہو جاتی ہے- باوجود اس کے کہ لوگ اس کے حکموں میں کجروی کرتے ہیں-

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَآ ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ

جو لوگ اللہ کے احکام میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا

خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِيٓ ءَامِنًا يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُۥ بِمَا تَعْمَلُونَ

وہ بہتر ہوگا یا جو امن امان سے پروردگار کے پاس آئے گا؟ تم جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ

بَصِيرٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ

رہا ہے۔ جن لوگوں کے پاس نصیحت آئی اور وہ اس سے منکر ہوئے (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے) اور وہ بڑی غالب

عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ

کتاب ہے نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یہ اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو

حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن

بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ پہلے رسولوں کو کہی گئی

قَبْلِكَ ۚ

تھیں

پس سنو جو لوگ اللہ کے احکام میں کجروی کرتے ہیں یعنی بدنیتی سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان پر غالب آنے کا خیال پکاتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں[1] ہم ان کو الٹا جہنم میں ڈالیں گے۔ان کی اس وقت کی حالت کو ملحوظ رکھ کر بتلاؤ کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہوگا یا جو امن وامان سے پروردگار کے پاس آئے گا اور اپنے نیک اعمال کا بدلہ پائے گا ؟ کون دانا ہے جو پہلے شخص کو اچھا کہے۔ بیشک دوسرا شخص ہی اچھا ہوگا۔ پس تم اے منکرو! جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے پس سنو جن لوگوں کے پاس قرآن کی نصیحت آئی اور وہ اس نصیحت سے منکر بلکہ مخالف ہوئے وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے کیونکہ وہ گمراہی پر ہیں۔اس میں شک نہیں کہ وہ قرآن بڑی غالب کتاب ہے مخالفوں سے نہ دبے گی۔کیوں کہ نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یعنی نہ کوئی صحیح واقعہ آئندہ کو ایسا پیدا ہوگا جو اس قرآن کی تکذیب کر سکے نہ گذشتہ واقعات سے کوئی واقعہ ایسا ملے گا جو قرآن کے صریح مخالفت ہو کیونکہ یہ قرآن اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے۔اس لیے ان لوگوں کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا ان کا زبانی چیخ چیخ کرنا۔ سو اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ ہمیشہ سے ایسے لوگ ایسا کہتے چلے آئے۔ اے نبی! کفار کی طرف تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کو مخالفوں کی طرف سے کہی گئی تھیں' باوجود ان لوگوں کی شرارتوں کے ان کی بیخ کنی نہیں ہوتی۔

---

[1] راقم کہتا ہے اس قسم کے آدمی ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ آج کل بھی ہیں۔ان سب میں آگے بڑھے ہوئے آریہ سماجی ہیں۔ ہر بات جو قرآن شریف میں مذکور ہو محض ضد سے اس کی تکذیب کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (۱۲ منہ)

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا

تیرا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور سخت عذاب والا بھی ہے اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل

لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے کہ اس کے احکام کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے' کلام تو عجمی اور مخاطب عربی؟ تو کہہ یہ ماننے والوں

هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ

کے لئے ہدایت اور شفا ہے جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹھوس ہے اور وہ ان کی آنکھوں سے

عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

اوجھل ہے گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں ہم نے موسیٰ کو کتاب

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

دی تھی پھر اس میں اختلاف ہوا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف حکم نہ گزرا ہوتا تو

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

ان میں یک دم فیصلہ کیا جاتا

(ع ۵/۱۳ ۱۹)

اس لیے کہ تیرا پروردگار باوجود گناہ بندوں کے بڑی بخشش والا ہے اور جو اس کی بخشش سے مستفیض نہیں ہوتے ایک حد تک پہنچ کر ان کے حق میں سخت عذاب والا بھی ہے- ان لوگوں کی شرارت بھی دیکھو کہ اب تو قرآن کو اس لیے نہیں مانتے کہ ہم میں سے ایک آدمی کیسے رسول ہو کر آیا یعنی اپنی جنس کے آدمی کا ان کو رسول بنا پسند نہیں اور اگر ہم اس قرآن کو عربی کے سوا کسی اور عجمی زبان میں نازل کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے اور ایسا کہنے کا ان کو حق حاصل ہوتا کہ اس کے احکام عربی زبان میں کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے بھلا یہ کیوں موزوں ہے ؟ کہ کلام تو عجمی اور مخاطب عربی ؟ در حقیقت یہ عذر ان کا ایک حد تک معقول بھی ہوتا- اس لیے خدا نے جس کو نبی بنا کر بھیجا ہے اسی ملک کی زبان پر بولتا ہوا بھیجا جس ملک میں وہ قوم رہتی تھی- یعنی وہ اپنی قوم کے محاورات بولا کرتا تھا کیونکہ مادری زبان میں تعلیم آسان ہوتی ہے- اے نبی ! تو کہہ کہ اس قسم کی کجروی چھوڑو اور سیدھے ہو کر اس نعمت کی قدر کرو- دیکھو یہ قرآن ماننے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے- ان کو پیش آمدہ امور میں راہ نمائی کرتا ہے اور ان کے روحانی امراض کفر شرک حسد کینہ ریا وغیرہ کی شفا ہے- آزما کر دیکھ لو- سنو کسی بیرونی چیز کے حاصل کرنے کے عموماً دو ہی ذریعے ہیں سننا اور دیکھنا- ان دو ذریعوں سے آدمی نا معلوم چیزوں کو معلوم کر سکتا ہے سو جو لوگ ایمان نہیں لاتے یعنی اس قرآن کو محض ضد اور نفسانیت سے نہیں مانتے' قرآن کے سننے سے ان کے کانوں میں گویا ٹھوس ہے' اس لیے تو وہ ان کو سن نہیں سکتا اور ان کی آنکھوں میں گویا اندھا پن ہے اس لیے وہ قرآن ان کی آنکھوں سے اوجھل ہے' ان کو نظر نہیں آتا- یعنی نہ تو قرآن کے نشانات قابل سنے جانے کے سنتے ہیں نہ دیکھے جانے کے لائق نشانوں کو دیکھتے ہیں- اس لئے ان کے دونوں راستے بند ہیں- کیوں بند ہیں ؟ انھوں نے قرآن کی مخالفت محض ضد اور نفسانیت سے کی اس لیے اب ان کی یہ حالت ہے کہ قرآن کے وعظ و نصیحت کو یہ سنتے ہیں گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں-

وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ

اور وہ لوگ بہت بڑے انکار پر مصر تھے جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برا کرتا

فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾

ہے وہ بھی اسی کی جان پر ہوتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں

ایسے کہ بلانے والے کی آواز تو سنی جاتی ہے مگر مضمون مفہوم نہیں ہو سکتا پھر عمل کریں تو کیسے؟ اسی کا اثر ہے کو ان لوگوں کے اعتراضات بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ یہ لوگ کہتے ہیں بھلا اگر قرآن حق ہے اور ہم اس کی مخالف کرتے ہیں تو خدا ہم کو تباہ اور ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔ اس کے جواب میں ایک تاریخی واقعہ سنو ہم نے اس سے پہلے حضرت موسیٰ کو کتاب تورات دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے انکار کیا تو کیا ہم نے سب منکروں کو یکدم تباہ کر دیا تھا؟ نہیں بلکہ چند اشخاص (فرعون اور اس کے مشیر کار لوگوں) کو جو بر سر شرارت تھے اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم نہ گزرا ہوتا کہ جلدی میں سب کو تباہ نہیں کروں گا تو ان لوگوں میں یکدم فیصلہ کیا جاتا۔ کافروں کو تباہ و برباد کر کے ان کی جگہ مومنوں کو بسایا جاتا۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

قیامت کی گھڑی کا علم اسی اللہ کو ہے- جو جو پھل پھول اپنے اپنے گابھوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا

جنتی ہے یہ سب واقعات اس کے علم سے ہوتے ہیں اور جس دن ان کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے

اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے ان سب

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ

کو وہ بھول جائیں گے اور سمجھیں گے کہ ہمارے لئے مخلصی نہیں- انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اگر اس کو برائی پہنچتی ہے

مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ

تو بالکل ناامید ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اس کو اپنی طرف رحمت پہنچاتے

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ

ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے- میں قیامت کو ہونے والی نہیں جانتا اور اگر میں اپنے پروردگار کے پاس

اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ

لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے میرے لئے اچھی جگہ ہے

حالانکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی اللہ کو ہے وہی جانتا ہے کہ اس کا وقت کب ہے؟ اسی پر کیا موقوف ہے- جو جو پھل پھول اپنے گابھوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور جنتی ہے یہ سب واقعات اس اللہ کے علم سے ہوتے ہیں- اس لیے اس کو نہ کسی کے بتلانے کی ضرورت اور نہ کسی کے سمجھانے کی حاجت- جس دن کی بابت یہ سوال کرتے ہیں اس کی تاریخ کا بتلانا تو مصلحت الٰہی نہیں مگر اتنا بتانا تو ضروری ہے اس روز ان مشرکوں کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک جن کو تم میرے شریک جانا کرتے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ وہ آج تم کو کیوں فائدہ نہیں پہنچاتے؟ وہ جواب میں کہیں گے اے ہمارے مولا! ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں- وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ملزم اپنے جرم سے انکاری ہو جاتا تھا تو بسا اوقات عدم ثبوت کی حالت میں چھوٹ جاتا تھا یہاں بھی ایسا ہی ہو گا- اس لیے وہ اپنے صحیح صحیح واقعات سے انکار کر جائیں گے اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے یعنی جن جن لوگوں سے دعائیں مانگا کرتے تھے ان سب کو وہ بھول جائیں گے اور بگمان غالب سمجھیں گے کہ اقرار کرنے میں ہمارے لیے مخلصی نہیں مگر عالم الغیب خدا کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چلے گی- غور کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں کئی قسم کے عیوب ہوتے ہیں صریح شرک و کفر تو سب جانتے ہیں ان کے سوا اور بھی ہیں وہ یہ کہ انسان بھلائی مانگنے سے تھکتا نہیں مانگتا جائے اور ملتی جائے لیکن کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ مصلحت الٰہی اس کے منشا کے خلاف ہوتی ہے- یہ کچھ چاہتا ہے خدا کچھ- پس اگر مصلحت خداوندی سے اس انسان کو کسی قسم کی برائی پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اسکو اپنی طرف سے رحمت' آرام و آسائش پہنچاتے ہیں تو بجائے شکر گزار ہونے کے کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے میں اپنی لیاقت کی وجہ سے اس کا مستحق ہوں اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ اس غرور میں یہ بھی کہہ اٹھتا ہے کہ میں قیامت کو ہونے والی

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ
پس ہم ان کافروں کو ان کے کاموں کی خبر دیں گے اور ان کو سخت عذاب چکھاویں گے- جب ہم

اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ
انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی

عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ
دعا کرنے لگ جاتا ہے تو کہہ بتلاؤ تو سہی اگر یہ اللہ کے پاس ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو کون بڑھ کر گمراہ ہے

مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
اس شخص سے جو بہت دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے- ہم ان کو ان کے ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھاویں گے

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہو جائے گا کیا تمہارا پروردگار کافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز پر نگران ہے

اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝
سنو! یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں- سنو! لاریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

نہیں جانتا- یہ سب ملالوگوں کے ڈھکو سلے ہیں نہ کوئی قیامت ہے نہ دوزخ نہ بہشت ہے اور اگر فرضا میں مر کر اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے پاس میرے لیے اچھی جگہ ہو گی- یہ ایسے لوگوں کے خیالات ہیں جو دراصل خدا کے احکام سے منکر ہیں پس وہ سن لیں کہ ہم (خدا) ان کافروں کو ان کے کاموں کی خبریں دیں گے اور انکو سخت عذاب چکھاویں گے کیسے نامعقول لوگ ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کا ہیر پھیر سب ہمارے اختیار میں ہے- کسی کو امیر کرنا امیر کو غریب کر دینا ہماری قدرت کا عجب کرشمہ ہے مگر انسان ایسا شریر ہے کہ جب ہم ایسے انسان پر انعام کرتے ہیں یعنی کسی قسم کی آسائش و آرام دیتے ہیں تو ہمارے حکموں سے منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ اکڑ کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعا کرنے لگ جاتا ہے غرض انسان کی عملی تصویر بالکل اس شعر کی مانند ہے: عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی وبایزید شوند- اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ آؤ اصل بات پر غور کرو- بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن جو مجھے الہام ہوتا ہے اللہ کے پاس سے ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو تمہاری گمراہی میں کیا شک ہے- پس بتلاؤ کون بڑھ کر گمراہ ہے اس شخص سے جو ہدایت سے بہت دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے- خدائی ہدایت کو چھوڑ کر ادھر ادھر جاتا ہے- ہم (خدا) اس کو اسلام کی سچائی کے لیے ان کے ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھائیں گے پس یہ لوگ اسلام اور قرآن کے پھیلنے میں رکاوٹیں پیدا کر لیں ہم بھی ان کو کرشمہ قدرت دکھاویں گے کہ پہلے انکے ارد گرد اسلام شائع کریں گے یعنی مکہ معظّمہ کے ارد گرد کے لوگ مسلمان ہوں گے انکے بعد خود مکہ میں بھی کافی اشاعت ہو گی یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہو جائیگا اور خود بخود اسکے ماننے پر مجبور ہوں گے مخالفوں کی قوت اور مسلمانوں کے ضعف پر نظر کر کے انکے دلوں میں خیال پیدا ہوتا ہو گا کہ یہ ایک خواب خیال ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں تو کیا تمہارا پروردگار ایسے کام کرنے کو اکیلا کافی نہیں ہے؟ اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز اور ہر کام پر نگران اور منتظم ہے دنیا کی ہر ایک چیز اس کے قبضے میں ہے جس سے وہ چاہتا ہے کام لیتا ہے اور جو چاہے لے سکتا ہے ہاں سنو لوگو! یہ منکر لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں یعنی انکو خدا پر ایمان نہیں پس سنو لاریب وہ پروردگار ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس کے احاطے سے کوئی چیز باہر نہیں سچ ہے

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

سورت الشوریٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ

میں ہوں اللہ رحمٰن' رحیم' علیم کل' ستار عیوب' قادر مطلق- جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی کی ملک ہے اور وہ سب بڑا عالیشان

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

ہے- دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جاویں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے

يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ

ہیں اور جو لوگ زمین پر ہیں ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں- سنو! یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو اس کے سوا

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور لوگوں کو اپنا کارساز جانتے ہیں' اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے تو ان کا ذمہ دار نہیں

سورۃ الشوریٰ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

میں ہوں اللہ رحمٰن' رحیم' علیم کل' ستار عیوب' قادر مطلق- اے پیغمبر! جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا یعنی جس طرح پہلے لوگوں کی طرف وحی آتی رہی ہے تمہاری طرف بھی آتی ہے کیونکہ خدائی فیض برابر جاری ہے- اس وحی میں پہلا سبق یہ ہوتا رہا ہے جو اب بھی ہے اور کبھی نہیں بدلے گا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی خدائے غالب کی ملک اور مخلوق ہے اور وہ سب سے بڑا عالیشان ہے- اس کی شان اور عظمت کی تہ کو کون پہنچ سکے- دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے ہیں- اور جو لوگ بنی آدم زمین پر ایمان دار ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں- تم باور کرو کہ فرشتوں کے سوال کو جو وہ ایمان دار بندوں کے حق میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا- سنو یقیناً اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے- اس کی صفت بخشش اور رحمت اس امر کی مقتضی ہے کہ جو کوئی اس کا ہو رہے وہ اس کو بخشتا ہے اور جو اس کے سوا اور لوگوں کو اپنا کارساز مشکل کشا حاجت روا بناتے اور جانتے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے' ان کی حرکات و سکنات اس پر کسی طرح مخفی نہیں اور تو اے نبی! ان پر ذمہ دار نہیں- پس تو اس سے بے خوف رہ-

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو سمجھاوے اور

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ

جمع ہونے کے دن سے ڈراوے جس میں کوئی شک نہیں ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی اور اگر

اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚ

اللہ چاہتا تو ان لوگوں کو ایک گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے

اور سن رکھ اسی طرح جیسے ہم پہلے انبیاء کو وحی بھیجتے رہے ہم نے تیری طرف یہ عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تو اس شہر مکہ والوں کو اور اس کے ارد گرد سب لوگوں کو سمجھائے اور برے کاموں کا انجام ان کو بتلاوے اور جمع ہونے کے دن یعنی روز قیامت سے ڈرائے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ اس دن کا مجمل فیصلہ یہ ہوگا' ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی اور اصل بات سننا چاہو تو سنو کہ اگر اللہ تعالیٰ بجبر چاہتا تو ان تیرے مخالف اور موافق لوگوں کو ایک گروہ ایمان دار بنا دیتا' اس کے ارادہ کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ قانون مجریہ ہے جس کو چاہتا ہے[1] اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے یعنی اس کی رحمت میں داخل ہونے کا جو قانون ہے اس کے مطابق جو چلتا ہے اس پر رحمت ہوتی ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ ظالم ہے اپنی سزا بھگتے گا۔

---

[1] اس آیت میں مشکل پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ لو شاء ماضی کا صیغہ ہے اور لو جہاں آتا ہے اس کی جزا منفی ہوتی ہے اس کے منفی ہونے سے شرط کا منفی ہونا ثابت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کا مسلمان ہونا خدا نے نہیں چاہا بلکہ جن بعض کو رحمت سے حصہ دینا چاہا ان کو ایمان سے بہرہ ور کر دیا صوفیانہ مذاق میں تو اس کا مطلب صحیح ہے جو کہا کرتے ہیں

داد حق را قابلیت شرط نیست — بلکہ شرط قابلیت داد اوست

مگر متکلمانہ نظر میں یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو شان عدل وانصاف سے بعید ہے۔ یہ ہے سوال کا خلاصہ ؟

جواب: متکلمانہ روش پر یہ ہے کہ مشیت الٰہی دو قسم پر ہے ایک بالجبر دوسرے قوانین قدرت کے ماتحت۔ قرآن مجید میں ان دونوں معنے کا استعمال آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿اتینا عیسیٰ ابن مریم البینٰت وایدنہ بروح القدس ولو شاء اللہ ما اقتتل الذین من بعد ھم من بعد ما جاء تھم البینٰت ولکن اختلفوا فمنھم من امن ومن کفر و لو شاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید﴾

"ہم (خدا) نے حضرت عیسیٰ کو کھلے نشان دیئے اور اس کو روح القدس کے ساتھ قوت دی۔ اگر اللہ چاہتا تو ان نبیوں کے بعد والے لوگ دلائل بینات دیکھنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ آپس میں مختلف الخیال ہوئے (اس لیے لڑے) تاہم اگر خدا چاہتا تو نہ لڑتے مگر خدا جو ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے"

اس آیت کافیہ ہدایت میں پہلے شاء سے اس کے اختلاف کو استدراک کیا ہے۔ دوسرے سے اپنے ارادے کو سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ وجدل کو روکنے کے متعلق مشیت الٰہی کا منفی ہونا بتا کر اس جنگ وجدل کا سبب ان کا اختلاف بتایا ہے۔ اس کے بعد مشیت الٰہی کی نفی کر کے ارادہ الٰہی کا ثبوت دیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ وجدل کا سبب ان کا باہمی اختلاف اور اس اختلاف پر ارادہ الٰہی علت موجودہ تھا۔ دنیا دار الاسباب ہے جب کسی چیز کی علت اور علت العلل پائی جائے تو معلول کا پایا جانا ضروری ہے اس لیے ان کی باہمی چپقلشیں ہوئیں باوجود اس کے ارشاد ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے کیوں اس لیے کہ وہ اپنے وسیع اختیارات میں تمام علل اور اسباب کے ہوتے ہوئے بھی معلول کو وجود میں آنے سے جبراً روک سکتا ہے

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ

اور ظالموں کو کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہی

هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ

حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے اور جس جس کام میں

مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

تم لوگ اختلاف کر رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔یہی اللہ میری پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ

رجوع ہوں وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔اسی نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا

ع ۹

اور یاد رکھو ظالموں کا کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا ان کی بے عقلی میں بھی شبہ ہے کہ انھوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہے حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے ؟اس کے سوا نوشتہ تقدیر کسی کے ہاتھ میں نہیں۔وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔پھر اس کو چھوڑ کر اس کے سوا دوسروں سے کسی چیز کی امید رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے ؟ سنو اور یاد رکھو جس جس کام میں تم لوگ اختلاف کر رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے چونکہ وہ اپنی مخلوق کا خالق ہے اور اپنی قدرت کا عالم۔اس لیے اس کو معلوم ہے کہ باجود میری قدرت کے میری مخلوق مجھ سے کس طرح منحرف ہے لہٰذا وہ مجرموں کو پوری پوری سزا دے گا۔(اے نبی! تو کہہ) یہی اللہ میرا پروردگار ہے 'اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اس کی طرف میں رجوع ہوں۔میں تو اس کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز نہ بناؤں گا کیونکہ وہ میرا پروردگار آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔دیکھو اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں نہ صرف بنائیں بلکہ بیوی کو خاوند کی محتاج اور خاوند کو بیوی کا حاجت مند بنایا اور دونوں میں محبت پیدا کی ہے تاکہ دونوں باہمی محبت اور سلوک سے رہیں۔یہ نہیں کہ انسان ہی کو جوڑے

پس ثابت ہوا کہ لوشاء میں مشیت الٰہی منفی بمعنی جبر ہے۔اس طرح آیت زیر بحث کا مطلب ہے یعنی اگر اللہ بالجبر مومن بنانا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت مسلمہ بنا دیتا لیکن جس کو چاہتا ہے وہ رحمت میں داخل کرتا ہے۔ہماری یہ دوسری مشیت اس معنے میں ہے جس میں پارہ ۳ کی آیت مرقومہ میں یرید آیا ہے یعنی بقانون مجریہ مشیت بلا جبر۔پس مطلب آیت کا صاف ہے کہ خدا ایمان اور اسلام کے بارے میں کسی پر جبر نہیں کرتا 'اگر وہ جبر سے کام لیتا تو ان سب کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیتا مگر خدا جبر نہیں کرتا بلکہ فرماتا ہے :

﴿من شاء فليومن ومن شاء فليكفر﴾ یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔پس جو ایمان لانا چاہے گا خدا اس کو قبول کرے گا اور جو کفر کرے گا خدا اس کو مردود کرے گا۔اللہ اعلم (منہ)

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۱۱﴾ لَهُ مَقَالِيدُ

وہی تم کو اس جہاں میں ادھر ادھر پھیلاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے تمام آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ

زمینوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے وہ ہر چیز کو

عَلِيمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

جانتا ہے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس بابت نوح کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف حکم بھیجا ہے اور جس کی

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۚ

ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو ہدایت کی تھی، یہ کہ دین الٰہی کو قائم رکھو اور اس میں متفرق نہ ہو

جوڑے بنایا بلکہ اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا- دیکھو وہی تم کو اس جہاں میں پیدا کر کے ادھر ادھر پھیلاتا ہے اتنا کچھ تو کرتا ہے مگر تعریف یہ ہے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں پس اس کی صفات کمال کو سن کر یہ خیال مت کرو کہ وہ فلاں کاریگر یا فلاں مشین مین یا مشین میکر کی طرح ہوگا نہیں حق یہ ہے کہ نہ تم اس کی ذات کو پہچان سکتے ہو نہ اس کی صفات کو قیاس کر سکتے ہو کہ تم نے مولانا روم مرحوم کا شعر نہیں سنا؟

دور بینان بارگاہ الست — جز ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

یعنی خدا کی ذات و صفات کے سمندر میں بڑے بڑے پیر اک عارفان خدا بھی اس سے زیادہ نہیں جان سکے کہ ہے لیکن یہ بات کہ کیسا ہے انکو بھی پتہ نہیں ملا- پس تم بھی اس سے زیادہ نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہے اور اس کی صفات میں سے خاص صفات سمع بصر ہیں جو وہ بھی بے کیف ہیں یعنی ماننے اور کہنے کے قابل صرف اتنی بات ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے- وہ سب کے حالات سنتا اور دیکھتا ہے- نہ صرف سنتا اور دیکھتا ہے بلکہ اختیار اس کے اتنے وسیع ہیں کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہے سب اس کے قانون[1] قدرت کے تحت ہوتا ہے- اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے- یہ مت سمجھو کہ وہ بے وجہ اور بے حکمت ایسا کردیتا ہے، نہیں بلکہ باحکمت کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس نے تمہارے جسمانی انتظامات کے علاوہ روحانی انتظام بغرض ہدایت یہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں انبیاء کا سلسلہ قائم کیا، انکو بذریعہ وحی اپنے احکام سے اطلاع دیتا رہا گو وہ اپنے اپنے اوقات میں آئے اور مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں تعلیم دیئے گئے تاہم ان سب کا مدعا ایک ہی تھا چنانچہ تمہارے لئے دین الٰہی مقرر کیا ہے جس کی بابت نوحؑ نبی کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف حکم بھیجا ہے وہ بھی تمہارا دین ہے اور جس کی ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو ہدایت کی تھی اس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ دین الٰہی کو قائم رکھو اور اس سے متفرق نہ ہو- یعنی خود بھی اخلاص مندی سے عمل کرتے رہنا اور لوگوں کو بھی اخلاص فی العمل سکھانا ہر وقت اشاعت

---

[1] دنیا میں ہم قوانین الٰہیہ دو طرح کے پاتے ہیں ایک وہ ہیں جن میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بلکہ ہم ان میں محض محکوم ہیں جن کے تحت ہماری حیٰوۃ، موت، مرض، صحت وغیرہ بلکہ دنیا کا نظام ہے، اس قسم کا نام قانون قدرت ہے- دوسری قسم وہ قانون ہیں جن پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے جیسے افعال شرعیہ صوم، صلوٰۃ، اخلاق وغیرہ اس قسم کا نام قوانین شرعیہ ہے پہلی قسم میں ہم انسان بلکہ جملہ مخلوق تابعدار ہیں تو دوسری میں مختار اسی لیے دوسری قسم کے متعلق ارشاد ہے ﴿من شاء فليومن ومن شاء فليكفر﴾ جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے- ان دونوں قسموں میں بہت امتیاز ہے ان میں بے امتیازی کرنے سے بہت غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں-

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو وہ ان مشرکوں پر ناگوار ہے اللہ جس کو چاہے گا اپنی طرف کھینچ لے گا اور جو اس کی طرف

إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْ

جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھائے گا- یہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضد سے ہوئے ہیں

لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ لگ چکا ہوتا تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان لوگوں

أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ۝ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۚ

کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث ہوئے وہی اس تعلیم سے سخت شک میں ہیں- پس تو اس کی طرف بلاتا رہیو

توحید و سنت میں لگے رہنا کسی وقت غفلت نہ کرنا نہ توحیدی مضامین میں اختلاف پیدا کر کے متفرق گروہ بننا- پس یہی تمام حکموں کی بنیاد ہے اسے پکڑے رہنا- تمہارا کوئی کام اس اصول سے باہر نہ ہو کہ وہ تمہارا مولا ہے اور تم اس کے تابعدار غلام ہو- اس لیے ہر وقت دست بستہ حاضری کے سوا چارہ کیا؟ پس تم اسی خیال پر جمے رہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاؤ جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو یعنی اللہ سے تعلق خاص پیدا کرنے کی طرف- اگرچہ وہ تعلیم ان مشرکوں پر ناگوار اور سخت شاق ہے- وہ تو ایسی بات کو کان میں ڈالنا بھی نہیں چاہتے بلکہ سخت نفرت کرتے ہیں تاہم اللہ تعالیٰ انھی میں سے جس کو چاہے گا انتخاب کر کے اپنی طرف کھینچ لے گا اور اپنے کام میں لگا لے گا اور جو اس کی طرف جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھا دے گا مطلب یہ کہ جو لوگ ذرہ بھی دل میں خدا کی محبت یا خوف کو جگہ دیں گے ان کو راہ نمائی کر دے گا- اس کے بعد ان میں سے جس کو اپنی مشیت کے مطابق چاہے گا برگزیدہ کرے گا- یہی مضمون پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں کو بتلایا گیا تھا کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے مگر یہ موجودہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضد اور حسد سے ہوئے ہیں اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ ہو چکا ہوتا یعنی علم الٰہی میں یہ مقدر نہ ہوتا کہ ان مخالفوں کے فیصلہ کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی سچوں اور جھوٹوں میں امتیازی نشان کیا جاتا مگر ایسا نہ کرنے میں مصلحت الٰہی ہے- تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان سے پہلے لوگوں کے بعد جو لوگ آسمانی اور الہامی کتاب کے وارث ہوئے ہیں وہی اس تعلیم سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں- جب ان کو اصلی تعلیم اس کتاب کی سنائی جاتی ہے تو انکار کر جاتے[2] ہیں- پس اے نبی! تو اس حقانی تعلیم کی طرف لوگوں کو بلاتا رہیو-

---

[1] اس میں ارشاد الٰہی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ ذلک دین القیمۃ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

[2] اس کی مثال آج کل کے مسلمانوں میں بھی ملتی ہے جو قرآن مجید کی اصلی تعلیم توحید و سنت سے متنفر اور شرک و بدعت میں راغب جب ان کو اصلی تعلیم سنائی جاتی ہے تو اعراض کر جاتے ہیں اور سنانے والے کو برے بھلے بول سے یاد کرتے ہیں- ہماری اس توجیہہ میں منہ کی ضمیر کا مرجع کہیں دور تلاش کرنے کی نہیں بلکہ وہی الکتاب ہے جو اورثوا الکتاب میں مذکور ہے اس توجیہہ میں ان کی تحقیر اور تذلیل زیادہ ہے-

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ

اور جیسا تجھے حکم ہے پختہ رہیو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریو اور کہیو میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ

اتاری ہے- اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں میں عدل کروں اللہ میرا اور تمہارا رب ہے ہمارے کام ہم کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ

ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں اللہ ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کر دے گا اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے جو لوگ خدا کی خدائی تسلیم ہونے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

کٹ حجتیں کرتے ہیں ان کی حجتیں خدا کے پاس ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا

لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے اور اسی نے میزان

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

عدل نازل کی ہے تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہو

اور جیسا تجھے حکم ہے اس کام پر پختہ اور مضبوط رہیو اور ان مخالف لوگوں کو خواہشات کی پیروی نہ کریو اور اگر تیرے مخالف تجھ کو اپنی طرف بلا دیں تو کہیو میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور اس کے سوا میں کسی اور کو نہیں مانتا- اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں کے اختلافات میں عدل کے ساتھ فیصلہ کروں چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے کام ہم کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے' اس لیے ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں ہوئی جب ہم تم اس کے غلام ہیں اور وہ ہمارا مولا ہے تو پھر جھگڑا کیسا؟ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جا جامع کر دے گا وہیں ہمارے اختلافات کا فیصلہ ہو گا اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے- گویا ہم اور تم ایک باپ کے بیٹے اور ایک دادا کی اولاد ہیں جو کچھ ہم میں اختلاف کی وجہ سے علیحدگی پیدا ہو گئی ہے' وہ عارضی ہے- اللہ تعالیٰ ان سب اختلافات کا فیصلہ کر دے گا اس فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی خدائی تسلیم ہونے بعد کٹ حجتیں نکالتے ہیں کبھی اس سے انکار کرتے ہیں کبھی اس کے شریک بناتے ہیں' ان کی حجتیں خدا کے پاس بالکل بودی ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے- سنو! تم مسلمانوں کو اس سے مطمئن رہنا چاہیے کہ خدائی وعدے کس طرح پورے ہوں گے- کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے- اور اسی نے میزان عدل نازل کی ہے میزان عدل ہی ایسی چیز ہے کہ دنیا کو اخلاق حسنہ سے آراستہ پیراستہ کر سکتی ہے وہ کیا ہے سنو! اعدلوا ھو اقرب للتقوی ہر کام میں عدل وانصاف کیا کرو عدل ہی تم کو بہت جلد تقوی کی منزل کے قریب لے جائے گا- پس یقین رکھو کہ جس خدا نے یہ کتاب اور یہ میزان اتارے ہیں' وہی اس کی اشاعت کا ذمہ دار ہے- تمہارے فکر سے کیا بنتا ہے اور کیا بنے گا؟ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ جو تم کو حکم ہوتا ہے کیے جاؤ' اور اس فکر میں نہ لگو کیا ہو گا؟ اے نبی تو تو بالکل اس سے بے فکر رہ کر عبادت الٰہی میں لگا رہ کر تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہو-

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور

اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝۱۸ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ

جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی- سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں وہ دور گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۱۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ

پر بڑا مہربان ہے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ بڑا زور آور غالب ہے جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس

الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ

کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں- اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی چاہتے ہیں ہم ان کو بھی دیتے ہیں- مگر آخرت

فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝۲۰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ

میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا- کیا ان لوگوں کے شریک ہیں جنھوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی

بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱

ہے جن کی بابت خدا نے حکم نہیں بھیجا' اگر فیصلہ کا حکم نہ ہوا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا- اور ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں- شب روز ان کا یہی تقاضا ہے کہ کب ہوگی کب ہوگی یہ بھی نہیں کہ اس کے خوف سے بلکہ محض مخول سے- ہاں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ہر حال ڈرتے رہتے ہیں اور دل سے جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی- سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں وہ دور از حق گمراہی میں ہیں' مگر خدا بھی اپنے بندوں پر مہربان ہے- بہت سی خطاؤں سے چشم پوشی کر کے جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے اور وہ اپنی ذات خاص میں بڑا زور آور غالب ہے- اے نبی! ہمارا غلبہ قدرت بندوں کو مقہور اور مظلوم بنانے کے لیے نہیں- بلکہ باقاعدہ اپنی قدرت کے ماتحت چلانے کو ہے- سنو! ہم اپنے ایک قاعدہ کا اعلان کرتے ہیں جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے یعنی ان کو یہ فکر ہے کہ میری دوسری زندگی درست ہو جائے اسی دھن میں لگا رہتا ہے ہم بھی اس کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں یعنی اس کو توفیق دیتے ہیں کہ وہ اعمال صالحہ کرے اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی یعنی دنیوی فوائد چاہتے ہیں' ہم ان کو بھی اپنی مشیت کے مطابق جتنا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں مگر آخرت کی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا غرض اس سخت ضرورت کے وقت وہ بے نصیب رہے گا- ان لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں کہ جو کام بوقت ضرورت کام آئے وہ اچھا ہے یا جو اکارت جائے وہ اچھا؟ کون دانا پچھلی بات کہے گا؟ پھر جو یہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے شریک اللہ کی سلطنت میں واقعی شریک ہیں؟ جنہوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی ہے جن کی بابت خدا نے حکم نہیں دیا اللہ تو فرمائے توحید اختیار کرو- یہ اس کے برعکس شرک اختیار کریں اللہ فرمائے- نیک اعمال کرو- یہ اس کے برعکس بد اعمال کریں اگر فیصلہ کا حکم پہلے صادر نہ ہوا ہوتا کہ حقیقی فیصلہ قیامت کے روز ہوگا تو اسی دنیا میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا- مطیعوں اور مجرموں میں امتیازی نشان لگایا جاتا- گو فیصلہ کا دن ابھی دور ہے لیکن فیصلہ کا طریق ابھی بتلائے دیتے ہیں کہ نیک کار موحد خدا کے ہاں مقبول ہوں گے- اور ناخدا ترس ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا-

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے سے ڈریں گے اور وہ ان پر ضرور آن پڑے گا اور جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک کام کئے ہیں

الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ

وہ اعلیٰ درجہ کے باغوں میں ہوں گے' ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا' یہی تو خدا

الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ

کا بڑا فضل ہے- یہی نعمت ہے جس کی اللہ اپنے ایماندار' نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے-

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ

تو کہہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر رشتہ داری کی محبت

اے دیکھنے والے! تو اس وقت دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے بداعمال کے بدلے کو دیکھ کر دور سے ڈریں گے اور اس سے بچنا چاہیں گے لیکن بچ نہ سکیں گے اور وہ عذاب ان پر ضرور آن پڑے گا- نہ کہیں بھاگ سکیں گے نہ چھپ سکیں گے جب تک خدا کے ہاں سے رہائی کا حکم نہ ہو گا اسی میں مبتلا رہیں گے اور جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک کام کئے ہیں وہ اعلیٰ درجے کے باغوں میں ہوں گے ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے- جسے ملے وہ اپنے آپ کو خوش قسمت جانے- یہی نعمت ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں الٹے مخالفت پر اڑے ہیں- اس لیے اے نبی! تو ان کو کہہ میں تم کو محض نیک نیتی اور تمہاری اصلاح کی غرض سے تم کو تبلیغ کرتا ہوں ورنہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا- جو مانگوں وہ اپنے پاس رکھو مگر میرے پاس رشتہ داری کے تعلقات اور قرابت کی محبت کا تو لحاظ[1]

---

[1] بعض لوگوں خصوصاً شیعہ گروہ نے اس آیت کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے- کہتے ہیں مودۃ فی القربیٰ سے مراد ہے آل نبی کی محبت یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تو ان کافروں کو کہہ دے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف یہ مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں (اولاد) سے محبت کیا کرو- محبت اہل بیت کا مسئلہ الگ رکھا جائے (کیونکہ اس میں اختلاف نہیں) اور آیت موصوفہ کو بقاعدہ عربی اور باصطلاح قرآن مجید دیکھا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے القربیٰ مصدر ہے بمعنی قرابت- اس لیے اس پر ذو اور ذا مضاف کی صورت میں آتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ﴿اٰت ذا القربیٰ حقه﴾ اس میں قرابت سے مراد وہی قرابت ہے جس کا تعلق مخاطب سے ہے- ایسی قرابت مراد نہیں ہو سکتی جس سے مخاطب بالکل بے تعلق ہو- مثلاً ہم اپنی زبان میں بطور وعظ کہیں مسلمانو! قرابت داروں کے حقوق ادا کیا کرو- تو مراد اس سے یہی ہو گی کہ مخاطبو! اپنے قرابتداروں سے سلوک کیا کرو- یہ نہیں کہ واعظ کے قرابتداروں کے حقوق ادا کرو- ایسا کہنا قطع نظر خود غرضی کے کچھ موزوں بھی نہیں پس معنے آیت موصوفہ کے وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کئے ہیں ان معنے کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں کفار کی مذمت ان لفظوں میں کی گئی ہے-

لا یرقبون مومن الا ولا ذمة (پ ۱۰ ع ۸) یہ کفار مومن کے حق میں نہ رشتہ کا لحاظ کرتے نہ وعدہ کا- ایسے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ میں تو کفار سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اور کچھ نہیں میرے اور اپنے رشتہ کے تعلق کا لحاظ تو ضرور رکھو-

ان معنے سے الا المودۃ مستثنیٰ منقطع ہی ہو گا جیسے ان معنے سے بھی منقطع ہے- اللہ علم (منہ)

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے اللہ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے- کیا یہ کہتے ہیں

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ

اس نے اللہ پر افترا لگایا ہے اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اور باطل کو مٹا دے اور خدا

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

اپنے احکام سے ثابت رکھا کرتا ہے وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور وہی ہے جو اپنے

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَ

بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے اور

يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَ

جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کو قبول کرتا ہے اور خدا ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے

الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝

اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے

کرو' بالکل اغیار اعداء نہ بن جاؤ- سنو! میرا بھیجنے والا فرماتا ہے جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم (خدا) اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے- یعنی اس کی نیکی بعض دفعہ اور نیکی کا سبب بن جاتی ہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے- وہ کسی کی نیکی خواہ ذرے جتنی ہو ضائع نہیں کرتا- اس کی رحمت کے امیدوار رہنا چاہئے- کیا ان لوگوں کو دیکھ کر بھی کوئی کہہ سکتا ہے؟ کہ یہ بھی خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں جو رسول کی اطاعت کرنے کی بجائے الٹے کہتے ہیں اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے اللہ پر افترا لگایا جو کہتا ہے میں رسول ہوں حالانکہ رسول نہیں ہے- سو ایسی صورت میں اللہ چاہے تو اے نبی! تیرے دل پر مہر لگادے اور جو تو نے از خود بنایا ہو اس باطل کو مٹا دے ایسا کہ اس کا نام نہ چھوڑے مگر ایسا تو جب کرے کہ واقعی تو نے افترا کیا ہو اور خدا کے ذمہ جھوٹ لگایا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے قدرتی احکام کے زور سے حق کو ثابت رکھا کرتا ہے کوئی شخص کتنا ہی بنے مگر اس سے کسی کی اصلیت مخفی نہیں کیونکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے لہٰذا اس سے کسی کا کھوٹ اور اخلاص چھپ نہیں سکتا اور وہی ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ ازراہ اخلاص توبہ کرتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو خوب جانتا ہے- تمہارے اعمال کا نتیجہ تم کو پورا دے گا اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کے اعمال صالحہ کو قبول کرتا ہے اور ان کے اعمال صالحہ کے اندازہ سے بھی ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے کیونکہ ان میں اخلاص علیٰ وجہ الکمال ہوتا ہے- یہ اسی اخلاص کا نتیجہ ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ خدا سے تعلق نیاز نہیں رکھتے- اسی کی ان کو سزا ملے گی بغور دیکھو تو انسان عجیب خصلت کا بھوت ہے- اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رزق کی تنگی ڈالی جائے

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ

اگر اللہ اپنے بندوں پر رزق فراخ کردے تو زمین میں بغاوت کریں مگر وہ اندازہ کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے

اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ

بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے- وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش

يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا

اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے- وہی والی اور محمود ہے اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے

بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ

اور جو جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں اور جب چاہے گا ان کو جمع کرلے گا اور جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی

مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

ہے یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے

تو بس گھبراتے اور اگر وہ کسی وقت اپنے بندوں کے ساتھ رزق فراخ کردے تو زمین میں بغاوت کردیں- یقین جانو کہ خدا کے پاس تو سب کچھ ہے مگر وہ اندازے کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے- بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے اسی لیے تو اس نے بندوں کے رزق کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے- کیا تمہیں معلوم نہیں وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے جب لوگ بے امید ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ موسم بارش ختم ہوگیا انجرات مائیہ معدوم ہو گئے تو اس وقت خدا اپنی رحمت بشکل پانی اتارتا ہے جس سے دنیا آباد اور شاداب ہو جاتی ہے انسانوں اور حیوانوں کی غذا بنتی ہے کیونکہ اللہ اپنی سب مخلوق کا والی کارساز ہے ان کی حاجتوں کو جانتا ہے اس لیے وہ ان کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے- یہ لوگ اگر اس کی ولایت اور مالکیت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو اس سے اس کا کوئی نقصان نہیں- وہ بذات خود محمود اور تعریفات کا مستحق ہے اور سنو گو اس کا اقرار دلوں میں مرکوز ہے اور دنیا میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہو سکتا جو ہے اس کا بھی دل اقراری ہے جیسا کہ کسی نیک دل شاعر نے کہا ہے ؎

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ چاہا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بر نہ آیا تیرا

تاہم بطور مزید تشفی کے اظہار ہے کہ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے اور جو کسی قسم کے جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں یہ سب اس کی قدرت اور ہستی کے گواہ اور ثبوت ہیں بلکہ زمین کی انگوریاں اور سبز درخت اور درختوں کا ایک ایک پتہ بھی اسکی کمال قدرت کا اظہار کر رہا ہے- کیا تم نے ایک بزرگ کا قول نہیں سنا جو کہہ گیا ہے ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگا

اس کی قدرت یہیں پر ختم نہیں بلکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب چاہے گا بعد موت بھی ان کو جمع کرلے گا اس کے قبضہ تامہ کا ذکر اور سنو جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی ہے خواہ از قسم بدنی ہو یا از قسم روحانی- یہ سب کچھ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے کبھی تو شرعی اعمال میں ان سے غلطی ہوتی ہے کبھی قدرتی قانون کا تم خلاف کرتے ہو- مثلاً شراب خوری اور زناکاری دو فعل ہیں دونوں شرعی گناہ ہیں مگر ساتھ ہی اس کے قدرتی قانون کی خلاف ورزی بھی ہے- اس لیے اس

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اور بہت سے قصور معاف بھی کر دیتا ہے اور تم خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے ہو اور نہ اللہ کے سوا تمہارا

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ

کوئی والی ہے اور نہ کوئی حمایتی اور ٹیلوں جیسے بڑے جہاز پانی پر تیرتے ہیں اس کے نشانات میں سے ہیں۔ اگر خدا

يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

چاہے تو ہوا کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات سمندر میں کھڑے رہ جائیں۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے ان میں بڑے نشان

شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾

ہیں یا ان کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کر دے اور بہت سے گناہوں سے درگذر کر دے

جرم پر دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں شرعی سزا تو وہ ہے جو حاکم وقت کی طرف سے ملے یا آخرت سے ملے گی قدرتی سزا یہ ہے کہ اس بدپرہیزی سے آتشک ہو جاتا ہے یا جگر وغیرہ اعضاء رئیسہ خراب ہو جاتے ہیں یہ تکلیف قدرتی قانون کے تحت ہوتی ہے اس کا دینے والا کوئی دنیاوی قانون یا بادشاہ نہیں جو بے خبری یا عدم ثبوت کی وجہ سے سزا نہ دے سکے بلکہ قانون قدرت ہے جو ہر چیز کے اندر حکمران ہے۔ اس لیے وہ اپنا حکم فوراً جاری کرتا ہے اور خدا کی مہربانی دیکھو کہ وہ تمہارے بہت سے قصور جو تم خلاف شریعت اور قانون قدرت کی خلاف ورزی میں کرتے ہو معاف بھی کر دیتا ہے یعنی بعض ایسی بداعتدالیاں بھی تم سے ہو جاتی ہیں جن کی تلافی کا سامان اس نے محض اپنی قدرت سے مہیا کر رکھا ہے تاہم تم لوگ اس کے ہو کر نہیں رہتے بلکہ اس کے قوانین کی مخالفت کرتے ہو اور اور اس مخالفت میں سمجھتے ہو کہ خدا کی مقرر کردہ سزا سے بچے رہو گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو کہ وہ تمہیں پکڑنا چاہے اور پکڑ نہ سکے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے اور نہ حمایتی جو تم کو اس کے عذاب سے بچائے۔ پس بہتر ہے کہ تم لوگ اسی کے ہو کر رہو ورنہ پھر خیر نہیں اور سنو ٹیلوں جیسے بلند بڑے بڑے جہاز جو باوجود اپنی بلندی کے پانی پر صاف تیرتے ہیں یہ سب اسی خدا کی قدرت کے نشانات میں سے نشان ہیں۔ دیکھو خدا ہی نے لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ لکڑی کو اٹھائے۔ لوہے کو ایسا بنایا کہ لکڑی کا وزن ٹھیک رکھے سب سے بالاتر ہوا کو ایسا بنایا کہ تمام کو دھکیل کر لے جائے۔ یہ مت سمجھو کہ یہ چیزیں اپنا فعل کرنے میں خود مختار ہیں۔ نہیں اگر خدا چاہے تو ہوا[1] کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات اور کشتیاں سمندر میں کھڑی رہ جائیں۔ بے شک اس واقعہ میں بڑے نشان ہیں صابروں اور شکر گزاروں کے لئے۔ جہازوں پر سیر کرنے والوں کو کبھی تکلیف اور کبھی راحت ہوتی رہتی ہے۔ تکلیف پر صبر کرنا اور راحت پر شکر کرنا ایک مذہبی فرض ہے۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس واقعہ میں قدرت کے بڑے نشان ہیں وہ اپنی دونوں حالتوں میں خدا کی طرف جھکتے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ خدا کو سب قدرت ہے۔ ان جہازوں کو پار اتارے یا چاہے تو ان لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کر دے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور چاہے تو بہت سے گناہوں سے درگزر کرے۔ ایسے حال میں اس کی قدرت کا کرشمہ خوب ظاہر ہو۔

---

[1] یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ آج کل جہاز ہوا سے نہیں چلتے بلکہ انجنوں کی طاقت سے چلتے ہیں پھر ہوا کے رکنے سے ان پر کیا اثر ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انجنوں کی بھاپ ہوا ہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں الریح کا لفظ اس ریح کو بھی شامل ہے (منہ)

وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہوجائے گا کہ ان کو کہیں بھی پناہ نہیں- جو کچھ تم کو ملا ہے یہ

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي

دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور دیرپا ہے ان لوگوں کے لئے جو

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا

اللہ پر ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور

مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠

جب وہ خفا ہوتے ہیں فوراً بخش دیتے ہیں اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور ان کے کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اگر خدا ہمارا مواخذہ کرے تو ان کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی- خدائی احکام کا مقابلہ انسان اس لیے بھی کرتا ہے کہ اس کے پاس مال ودولت کافی ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ خدا کا حکم مانوں- پس ایسے لوگوں کو سنادو کہ جو کچھ تم کو ملا ہے جس پر تم اتراتے ہو یہ صرف دنیا کی زندگی کا سامان ہے-اس کی مثال ایسی سمجھو کہ سفر میں چند آدمی جارہے ہیں کوئی ریل پر ہے کوئی گھوڑا گاڑی پر' کوئی موٹر پر' کوئی بیل گاڑی پر' کوئی پیدل' مگر منزل مقصود پر پہنچ کر سب برابر ہوتے ہیں-اسی طرح مختلف مراتب کے انسان اس سطح دنیا پر تو امتیاز رکھتے ہیں' یہ امتیازات سب موت کے کنارہ تک ہیں اس کے بعد حیثیت انسانیہ میں سب برابر اور اعمال میں مختلف-اس وقت جان لیں گے کہ جو نیک کاموں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور بہت دیرپا ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ پر ایمان لائے اور اپنے ہر کاموں میں اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے اچھا بدلہ ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں یہ تو ان کا مذہبی پہلو ہوتا ہے اور اخلاقی پہلو اس کا یہ ہے کہ جب وہ کسی ذاتی کام میں کسی شخص پر خفا ہوتے ہیں تو اللہ کے خوف سے فوراً بخش دیتے ہیں- یہ نہیں کہ سال ہا سال تک اس رنج کو لیے جائیں پشت ہا پشت ختم ہو جائیں مگر رنج دور نہ ہو اور ان لوگوں کے لیے خدا کے ہاں اجر دائمی اور نیک ہے جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم رکھتے یعنی باجماعت پڑھتے ہیں اور ان کے ذاتی خصوصاً قومی بالخصوص سیاسی کام آپس کے مشورے[1] سے ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی انسان عقل کل نہیں اس لیے خودرائی سے کام کرنے میں غلطی کا ہونا بہت اقرب اور آسان ہے بہ نسبت مشورہ کے-اس لیے یہ لوگ مشورہ سے کام کرتے ہیں- گویا یہ کام ان کا دنیاوی ہوتا- ہم چونکہ ماتحت حکم شرعی کے کرتے ہیں اس لیے اجر کے مستحق ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں- یعنی وہ دیتے ہوئے اس خیال کو مدنظر رکھتے ہیں کہ یہ مال جو ہم دیتے ہیں بلکہ وہ بھی جو اس دینے کے بعد ہمارے پاس رہا ہے یہ سب

[1] مسئلہ خلافت

مسلمانوں کے دوگروہوں (سنی شیعوں) میں یہ ایک مسئلہ عرصہ سے دیرینہ متنازع چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کے خلفاء ثلاثہ راشدین تھے یا غاصبین- سنی فرقہ ان کو راشد یعنی مستحق خلافت جانتے ہیں اور شیعہ ان کو

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

اور وہ لوگ کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لے لیتے ہیں

خدا ہی کا دیا ہوا ہے اس لیے ان کو اس کا دینا ناگوار نہیں ہوتا اور سنو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو کوئی جتنا چاہے ظلم کرے وہ سر نہ اٹھائے نہ بدلہ لے۔ یہ اس کا خیال غلط ہے اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ وہ لوگ بھی خدا کے نیک بندے ہیں کہ جب ان پر کسی کی طرف سے ظلم و ستم ہوتا ہے تو بغرض دفع ظلم

غاصب کہتے ہیں بغور دیکھا جائے تو یہ اختلاف در حقیقت ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے یعنی نصب خلیفہ کا طریق کیا ہے۔ شیعہ کہتے ہیں نصب خلیفہ کا طریق نص ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ خود خلیفہ مقرر کریں اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اپنا جانشین مقرر کرے علیٰ ھذا القیاس۔ چونکہ بقول شیعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا پس وہ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلافت سے ہٹا کر قبضہ کیا وہ غاصب ٹھہرے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ انتخاب کا طریقہ وہی ہے جو اس آیت میں مذکورہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ مسلمانوں کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہے یعنی مشورے سے ہونے چاہئیں امرھم شوری بینھم مطلب اس آیت کا عام ہے جس کی طرف ہم نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیاست میں جمہوریت اور مشورہ سے کام کرنا سکھایا ہے جو مطلب آیت کا اہل سنت بتاتے ہیں خوشی کا موقع ہے کہ یہی مطلب فریقین کے مسلمہ بزرگ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے الفاظ ہم بروایت شیعہ نقل کرتے ہیں۔ ناظرین اس سے اندازہ لگا سکیں گے کہ مسئلہ خلافت عرصہ سے طے شدہ ہے جس کی تفصیل بعد حوالہ مذکور ہم کریں گے۔

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خطبے اور خطوط ایک کتاب کی صورت میں جمع کئے ہوئے ہیں جس کا نام "نہج البلاغہ" ہے یہ کتاب شیعہ گروہ کے نزدیک قرآن نہیں تو عزت میں کم بھی نہیں۔ اس کتاب میں ایک خط حضرت ممدوح کا ہے جو دراصل نصب خلیفہ کے لیے ایک اصول ہے۔ حضرت موصوف نے اپنی خلافت حقہ منوانے کے لیے امیر معاویہ کو ایک خط استدلالی صورت میں لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعو هم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یردو انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اما ماکان ذالك رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن اوبدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المئومنین و ولاه الله ما تولی﴾ (نهج البلاغة حصه: ۱ — ص: ۷)

تحقیق مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر عمرؓ اور عثمانؓ سے بیعت کی تھی اسی شرط پر کی ہے جس شرط پر انکے ساتھ کی تھی پس نہ حاضر کو اب اسکے بر خلاف رائے دینے کا حق ہے نہ غیر حاضر کو رد کرنے کی اجازت ہے سوائے اسکے کوئی بات نہیں کہ شوریٰ (اگزیکٹو کونسل) مہاجرین اور انصار کی یہ ہے پس اگر وہ کسی شخص پر جمع ہو کر اسکا نام امام (خلیفہ) رکھیں تو خدا کے ہاں وہی پسندیدہ ہوگا۔ اگر کوئی بطور طعن یا بدعت کی وجہ سے ان (ممبران شوریٰ) کے فیصلہ سے نکل جائے تو وہ ممبران شوریٰ (یا اگزیکٹو کونسل کے ارکان) اس کو مجبور کر کے اسی حال میں واپس کریں گے جس سے وہ نکلا ہے اگر وہ اس میں آنے سے انکار کرے وہ اس سے لڑیں گے کیونکہ اس نے غیر مومنین کا راستہ اختیار کیا اور جدھر گمراہی کی طرف وہ پھرا خدا اسکو اسی طرف پھیرے گا (نہج البلاغہ حصہ ا' صفحہ ۷)

اس خط میں جو شوریٰ مہاجرین کا ذکر ہے وہ اسی آیت کا ماتحت ہے جس میں مسلمانوں کا طریق کار بتایا ہے ﴿امرھم شوریٰ بینھم﴾ پس یہ آیت اور یہ روایت مسئلہ خلافت کا صاف لفظوں میں فیصلہ کرتی ہے کہ خلیفہ کا نصب و عزل ممبران شوریٰ کے ہاتھ میں ہے چونکہ اصول یہی ہے کہ جس کسی کو مجلس شوریٰ اپنا خلیفہ بنادے وہی خلیفہ راشد ہے اور خلفائے اربعہ کو شوریٰ نے خلیفہ بنایا لہٰذا وہ خلیفہ راشد تھے۔ (۱۲ منہ)

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی

برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے جو کوئی معاف کر دیگے اور اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پاس ہے یقینا وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا

اور قیام امن[1] بدلہ لے لیتے ہیں مگر نہ اتنا بدلہ کہ ان کی طبیعت ان کو بتلائے بلکہ شرعی انداز سے جو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے زیادہ نہیں۔ہاں اس میں شک نہیں کہ معاف کرنا اعلیٰ درجہ ہے۔اس لیے ہم اس کا اعلان کرتے ہیں کہ جو کوئی باوجود مظلوم ہونے کے معاف کردے اور معافی کا ذریعہ بگاڑ کی اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔اس معافی کے عوض وہ اسکو معاف فرمائے گا۔ان شاء اللہ اور جو لوگ بجائے کسی کو معاف کرنے کے الٹے ظلم کرتے ہیں یقین جانو کہ

[1] قرآن مجید کے پارہ ۴ رکوع ۵ میں ارشاد ہے:

﴿اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین﴾

یعنی جنت ان متقیوں کے لئے تیار ہے جو آسانی اور تنگی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں اور غصہ دبا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبت کرتا ہے۔

اس آیت میں معاف کرنے والوں کو مقام مدح میں ذکر فرمایا اور متقین کے ذیل میں لاکر ان کو متقین کا فرد قرار دیا اور آیت زیر تفسیر میں بدلہ لینے والوں کو بھی مقام مدح میں درج کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدلہ لینا بھی قابل تعریف ہے۔

ان دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ بعض مواقع پر بدلہ لینا بھی اچھا ہوتا ہے۔شیخ سعدی مرحوم جو فلسفہ اخلاق کے اعلیٰ معلم ہیں اعلی اخلاق کی یہ تعلیم دیتے ہیں ۔

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الے من اسا

یعنی برائی کا برا بدلہ آسان کام ہے۔اگر تو بہادر ہے تو برائی کرنے والے سے نیکی کر۔

باوجود اس اخلاقی تعلیم کے ان کے وسیع تجربہ نے ان کو اس کہنے پر بھی مجبور کیا۔

نکوئی بابداں کردن چناں ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یعنی برے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اتنا جرم ہے جتنا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

ان دو مختلف تعلیموں کی کیا وجہ؟ یہ کہ دنیا میں مخالفت دو وجہ سے ہوتی ہے:

ایک صحیح واقعہ سے فریقین شریر نہیں مگر ایک فریق سے ایسا کام ہو گیا ہے جس سے دوسرے فریق کو رنج اور رنج سے عداوت تک نوبت پہنچی ہے۔ایسی صورت میں اگر کوئی اس کوشش میں ہو کہ میری طرف سے اس کی صفائی ہو جائے جس کی صورت یہ ہے کہ اس کی برائی کے بدلہ میں نیکی کرے تو اس کے دوسرے فریق کو بھی خیال ہو گا کہ میں غلطی پر ہوں۔یہ شخص دل سے میرا دشمن ہے یا کم سے کم اس کی شرافت اس کو اس کے ساتھ شرارت کرنے سے مانع ہو گی۔یہ تو ہے قسم اول۔

دوسری قسم کی دشمنی ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو ذاتی طور پر بد اطوار اور شریر ہوتے ہیں جن کی شان میں یہ اخلاقی شعر موزوں ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است بمقتضائے طبیعتش ایں است

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ

جو اپنی مظلومی کے بعد بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں البتہ الزام ان لوگوں پر

عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ

ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں انہی لوگوں کے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾

لئے دردناک عذاب ہے جو کوئی صبر کرے اور بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے

وہ خدا ان ظالموں سے محبت نہیں کرتا- دنیا کی چند روزہ زندگی میں پرورش اور بات ہے محبت اور بات- ہاں جو اپنی مظلومی کے بعد جائز طور سے بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں ہوگا کہ انہوں نے ظلم یا ناجائز کام کیا- البتہ الزام ان لوگوں پر ہے جو بے وجہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے پھرتے ہیں- کسی کو لوٹ' کسی کو مار' کسی کو قتل' کسی پر جبر' کسی کی ہتک' کسی کو گالی' انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب سے باوجود اجازت بدلہ کے جو کوئی صبر کرے اور مجرم کو بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے- مگر جس کو

ایسے دشمنوں سے سلوک ومروت کرنے سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ مجھ سے دب کر ایسا ہوتا ہے اس لیے اس کو دبانا چاہئے ایسے لوگوں کے حق میں شیخ مرحوم نے کہا ہے ؎

نکوئی بابداں کردن چناں ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ہاں قرآن مجید کی غرض چونکہ اصلاح خلق اور امن وامان قائم کرنا اور قائم رکھنا ہے اس لیے اس نے اتنی سختی نہیں کی جتنی شیخ مرحوم نے کی کہ بروں کے ساتھ نیکی کرنے کو سخت گناہ قرار دیا بلکہ یہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی ایذا رسانی کا بدلہ بھی جائز بلکہ بعض اوقات میں بہتر ہوتا ہے تاہم معافی کو ہاتھ سے نہیں دیا- بلکہ ساتھ ہی فرمایا ﴿ فمن عفا واصلح فاجره على الله ﴾ یہی قرآن مجید کی خوبی ہے کہ میزان عدل اور میزان رحم بلکہ میزان انتظام سب کی نگہبانی کرتا ہے اور کتابوں کی طرح ایک ہی طرف کو نہیں جھک جاتا- جیسا انجیل میں لکھا ہے

''تم سن چکے ہو کہ کیا کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت' پر میں نہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے''(انجیل متی باب ۵ کی آیت ۳۹)

اس انجیلی حکم میں مقابلہ کرنا یا بدلہ لینا حرام کیا گیا ہے مگر انسانی فطرت اور سیاست مملکت جس امر کی مقتضی ہے وہ یورپ کی جنگ عظیم سے معلوم ہو سکتا ہے اگر اس پر عمل ہوتا تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی- آتی تو جو فریق ایک مقام دوسرے کا لیتا دوسرا اس کا مقابلہ نہ کرتا بلکہ اور ایک مقام اس کے حوالے کر دیتا ہے اسی طرح چند روز میں جنگ کا خاتمہ ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ظالم اور اس کی فوج ہی دنیا پر حکمران ہوتے-

مگر قرآن مجید ایسی تعلیم کا روادار نہیں جو سیاست ملکی اور فطرت انسانی کے خلاف ہو بلکہ انسانی فطرت کے مطابق اور نظام عالم کے موافق حکم دے کر اپنے پیروان کی ظالموں سے حفاظت کرواتا اور اپنے اتباع کو معراج ترقی میں پہنچاتا ہے- سچ ہے ؎

کیا جانے اس میں کیا ہے جو لوٹے ہے اس پہ جی

یوں اور کیا جہاں میں کوئی حسین نہیں ؟

(منہ)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا

اور جس کو خدا گمراہ کردے اس کے لئے اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں یہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

تو تو ان کو دیکھے گا کہیں گے کیا لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ

تو تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا۔ نیچی نگاہ سے دیکھیں گے۔ جو لوگ ایماندار ہوں گے وہ کہیں گے کہ خسارہ

الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا۔ سنو یہ ظالم

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

لوگ ضرور دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور جس کو خدا ہی گمراہ کردے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اس کے لئے کوئی صورت نہیں۔ اپنے رب کی تعلیم کو مانو اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾

آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا نہیں اس روز تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا

خدا سمجھ دے وہی اس راز کو پا سکتا ہے اور جس کو خدا گمراہ کردے یعنی اس حکمت کی سمجھ نہ دے اس کے لیے اس خدا کے سوا کوئی بھی یار و مددگار نہیں جو اس کی مدد کر سکے۔ اے دیکھنے والے! یہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے تو تو ان ظالموں کو دیکھے گا۔ اس وقت کہتے ہوں گے کیا اس عذاب سے نکل کر دنیا کی طرف لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ جواب ملے گا نہیں اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا۔ ایسے سہم گین ہونگے کہ کسی کی طرف دیکھیں گے تو نیچی نگاہ سے دیکھیں گے جو انکی کمال ذلت کی علامت ہوگی۔ ان کے مقابلہ میں جو لوگ ایماندار صالح بندے ہوں گے وہ زور سے کہیں گے کہ خسارہ والے بدنصیب وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا کیونکہ انہوں نے ایسے کام نہ کئے جو آج ان کو کام آتے۔ فرشتے کہیں گے سنو لو گو یہ ظالم لوگ ضرور دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے۔ خدا کے سوا جن لوگوں کو اپنے حاجت روا اور مشکل کشا جانتے تھے اس روز اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدا ہی گمراہ کردے یعنی اپنی جناب سے دھتکار دے اس کے لیے بہتری کی کوئی صورت نہیں مگر خدائے رحیم کسی بندے کو یوں ہی نہیں دھتکاریا گمراہ کرتا بلکہ ایسے لوگوں کی شرارتوں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ ایسی شرارتوں کی وجہ سے خدا جسے گمراہ کرے تو اس کی ہدایت کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوگا ہو کہاں سے جبکہ خیر و برکت کے سارے راستے خدا کے قبضے میں ہیں جو اس کی خفگی کی وجہ سے بند ہو گئے اب خیر آئے تو کہاں سے آئے اس لیے تم کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے رب کی تعلیم قرآن مجید کو مانو اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا نہیں۔ اس روز تمہارے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا اور حمایت کرنے والا ہوگا۔ غرض اس روز تم سب لوگ بالکل بے چارے اور بے یار و مددگار

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا

پھر اگر یہ لوگ روگرداں ہوں تو ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا' تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور جب انسان کو اپنی

الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ

رحمت سے مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو انسان

الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝ لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن

بڑا ناشکرا ہوجاتا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' وہی جسے

يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَ

چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے بخشتا ہے اور

يَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ

جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے' بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدر والا ہے۔ کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ

إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ

کلام کرے مگر الہام سے یا پس پردہ قاصد بھیجے پھر وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس رسول کی طرف وحی پہنچائے

ہوں گے۔ تمہاری کوئی بھی حفاظت یا حمایت کرنے والا نہ ہوگا۔ یہ سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ روگرداں ہوں اور پرواہ نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں کیوں کہ ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار داروغہ بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کی بے فرمانیوں کی جواب دہی تجھ پر ہوگی۔ ہرگز نہیں تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا۔ ہم انسان کی طبیعت اور اس کی عادات کو خوب جانتے ہیں۔ اس کی طبعی عادت ہے کہ جب ہم (خدا) انسان کو اپنی رحمت سے مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بڑے مزے لیتا ہے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ انسان پچھلے سارے احسانوں کو ایک دم بھول کر بڑا ناشکرا ہوجاتا ہے کس قدر اس کی ناشکری اور کس قدر احسان فراموشی ہے ایسے انسان کے حال پر افسوس ہے اتنا بھی نہیں سوچتا کہ میں کس سے بگاڑتا ہوں اس مالک شہنشاہ سے جس کی حکومت کی کوئی حد نہیں تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اسی اکیلے خدا کے قبضے میں ہے وہی رات دن میں تصرف کرتا ہے نہ صرف رات دن بلکہ تمام مخلوقات میں اسی کا تصرف ہے وہی جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے کر بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد بانجھ کردیتا ہے اور سب کچھ اس کے علم اور قدرت سے ہوتا ہے بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ مخلوق چاہے کیسے ہی اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے تاہم وہ خدائی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یوں کہئے کہ بالمشافہ خطاب کے بھی لائق نہیں اس لیے کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ بالمشافہ کلام کرے مگر براہ راست بلاواسطہ القاء اور الہام سے یا پس پردہ کہ وہ انسان کسی کلام کو تو اپنے کانوں سے سنے مگر متکلم کو نہ دیکھ سکے یا تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو قاصد بنا کر بھیجے۔ پھر وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس بشر رسول کی طرف وحی پہنچائے یعنی جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے وحی لے کر بحکم خدا نبیوں تک پہنچاتا رہا ہے۔

اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ

بے شک وہ بہت بلند درجہ اور حکیم ہے اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح بھیجی ہے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا

تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ

ہوتی ہے نہ ایمان جانتا تھا لیکن ہم نے اس کو نور بنایا۔ اس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے

نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ

چاہیں گے ہدایت کریں گے اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کی راہ

الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع۵

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سنو! تمام امور اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں

عام طریق رسالت یہی ہے بس یہ تین صورتیں ہیں جن سے خدا کسی انسان کو وحی الہام یا القاء کرتا ہے۔ خواب میں کسی امر کا کھل جانا پہلی قسم میں داخل ہے۔ اس کے سوا یہ خیال کہ کوئی بشر خدا سے بالمشافہ ہمکلام ہو سکے محال ہے۔ بے شک وہ خدا بہت بلند درجہ ہے اس کی کبریائی شان اس سے بے پردہ ہمکلامی سے مانع ہے اور حکیم ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جسے کوئی شخص پورا پورا نہیں پا سکتا۔ اس لیے جو کچھ تمہیں بتایا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور سنے سنائے وہمات میں نہ پڑو۔ اگر یہ سوال ہو کہ تیری طرف (اے نبی!) کون سی قسم سے وحی آتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح یعنی اس تقسیم کو ملحوظ رکھ کر ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح یعنی روحانی زندگی بخشنے والی کتاب بذریعہ روح الامین[1] جبرائیل کے بھیجی ہے ورنہ اس سے پہلے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان کی تفصیل جانتا تھا؟ گو تجھے خدا پر ایمان تھا اور شرک سے تجھے پیدائشی نفرت تھی مگر اس کی تفصیل کا علم نہ تھا نہ یہ معلوم تھا کہ آسمانی کتاب کس طرح کی ہوتی ہے لیکن ہم نے اس کو تیرے سینے میں نور بنایا جس سے تو دنیا نورانی کر رہا ہے۔ اس نور کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں گے بہرہ یاب کریں گے اور جس کو اس کی بدروش چاہیں گے محروم کر دیں گے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو سب کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کے قرب کی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سب اسی کا ہے۔ سنو لوگو! خدا کی مالکیت صرف یہی نہیں ہیں کہ وہ مالک ہے اور دنیا کے مالکوں کی طرح اپنی مالکیت سے غافل اور بے خبر ہے۔ نہیں نہیں بلکہ دنیا کے تمام امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی سب واقعات کا وہی علت اور علت العلل ہے اس کے حکم اور اذن کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر یا وجود میں آ کر فنا نہیں ہو سکتی۔

﴿اللهم یا مسبب الاسباب سبب لنا و هیی لنا من امرنا رشدا﴾

---

[1] آیت نزل بہ الروح الامین کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ۔

سورت زخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٣﴾

میں رحمٰن رحیم ہوں مجھے اس واضح کتاب کی قسم ہے ہم ہی نے اس کو عربی زبان میں بنایا ہے تاکہ تم سمجھو

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٤﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا

اور وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں بڑا بلند قدر باحکمت ہے تو پھر ہم نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿٥﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

وجہ سے کہ تم بے ہودہ لوگ ہو اور کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی

سورۂ زخرف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں رحمٰن رحیم ہوں- مجھے اس واضح آسمانی کتاب کی قسم ہے ہم (خدا) ہی نے اس کتاب کو عربی قرآن کی صورت میں بنایا ہے جس سے غرض ہماری ذاتی نہیں بلکہ تمہاری غرض ہے تاکہ تم اسے سمجھو اور مطلب پاؤ- اس لیے کہ اگر یہ آسمانی کتاب کسی اور غیر عربی زبان میں ہوتی تو تم عذر کرتے لو جی اچھی کتاب ہے جو مخاطبوں کی زبان میں نہیں[1] پھر ہم سمجھیں کیا اور اسے پاویں کیا؟ اس لیے اس کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ اس کے مخاطبین میں سے اول طبقہ اس کو سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکے- دوسروں کو جس زبان میں سمجھاؤ گے قرآن میں تبدیلی نہ آئے گی کیونکہ قرآن تو ایسی کتاب ہے جو لفظوں اور زبانوں کے تغیرات سے متغیر نہیں ہوتی کیونکہ وہ قرآن ہمارے پاس ام الکتاب[2] کی صفت میں بڑا بلند قدر اور باحکمت کتاب ہے- ہماری صفت علم اور حکمت سے بھرپور ہو کر دنیا میں آیا ہے تو پھر ہم ایسی باحکمت نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس وجہ سے کہ تم ایک بیہودہ لوگ اس کی نصائح باحکمت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے ہو؟ تمہاری اس غفلت سے ہم اپنی رحمت نہیں روکیں گے- تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جائیں گے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا-

[1] لو جعلنه قرآنا اعجمياً لقالوا لولا فصلت اٰياته اعجمي وعربي الاية کی طرف اشارہ ہے

[2] ام الکتاب مرکب لفظ ہے الکتاب کے معنی تو کتاب کے ہیں اور ام کے معنی اصل یا جڑ جس سے کتاب پیدا ہوئی ہو- اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں کتابیں اور نوشتے مع لوح محفوظ کے جتنے بھی ہیں ان سب کا ماخذ کچھ ہے یا یہ از خود ہیں- کچھ شک نہیں کہ ان سب کا ماخذ علم الٰہی ہے قرآن مجید خود بتلاتا ہے ﴿لا يحيطون بشئي من علمه الا بما شاء﴾ لوگ اسی قدر علم حاصل کر سکتے ہیں جس قدر خدا چاہے تو سب علوم کا ماخذ یا بالفاظ دیگر ام الکتاب علم الٰہی ہے- اس کے علاوہ لدی اور عند میں فرق ہے قابل غور ہے- وہ فرق یہ کہ لدی خاص قرب کے لیے ہوتا ہے اور عند عام ہے ﴿الفرق انه يقال المال عند زيد فيما يحضر عنده وفيما في فزائنه وان كان غائبا عنه ولا يقال المال لدىٰ زيد الا فيما يحضر عنده﴾ (شرح جامی) بحث ظروف جبکہ قرآن مجید میں لدی ہے جو عند سے مخصوص قرب کے لیے ہے تو اللہ کے ساتھ سب چیزوں سے اقرب اس کی صفات ہیں جن میں ایک صفت علم ہے لہٰذا ام الکتاب سے مراد علم الٰہی ہے- اللہ اعلم (منہ)

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

نبی آیا وہ لوگ اس سے استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور لوگوں کو ہلاک کیا اور پہلے

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

لوگوں کے افسانے چل پڑے اور اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے۔ جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور تمہارے لئے اس میں

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا

راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ

خشک مقام کو تازہ کردیتا ہے اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا

کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی پیٹھ

کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ لوگ اس سے مخول اور استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور اور حملہ کن لوگوں کو پہلے ہلاک کیا' ان کے بعد اور لوگوں کا بھی صفایا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو ہلاک ہوئے اور پچھلے لوگوں میں پہلے لوگوں کے افسانے چل پڑے بطور حکایات کے لوگ بیان کرتے کہ فلاں شہر میں فلاں قوم تھی جس کا یہ حال تھا اور ان کا یہ انجام ہوا ان مکہ والوں کو بھی ہم ایسا کر دیں مگر ہمارے علم میں ہے کہ ان کی نسلوں سے اسلام کے خادم پیدا ہوں گے کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ہنوز کچھ تھوڑی سی چمک باقی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں ؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے پھر ان کو کہو کہ جس عزیز علیم کو تم آسمان و زمین کا خالق مانتے ہو وہی ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو گہوارہ کی طرح بنایا جس میں تم لوگ ادھر ادھر جھومتے پھرتے ہو جیسا بچہ گہوارہ میں جھومتا ہے اور تمہارے چلنے پھرنے کے لیے اس زمین میں قدرتی راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود کی طرف ہدایت پاؤ مگر تم لوگ اس کی کسی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ[1] خشک مقام کو تازہ کر دیتا ہے یہ تو رات دن تمہارے دیکھنے میں آتا ہے بقاعدۂ علم برہان اس معلوم سے اس مجہول پر پہنچو جو ہم میں اور تم میں متنازعہ ہے' وہ یہ ہے کہ اسی طرح تم لوگ قبروں سے نکالے جاؤ گے اور سنو جس خدا کی طرف تم لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور جس خدا کی توحید سے تم لوگ روگرداں ہوتے ہو وہی ہے جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو۔ تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار

---

[1] غائب سے متکلم پھر فوراً ہی غائب۔ اردو زبان میں محاورہ نہیں ملتا۔ اس لیے متکلم کے صیغے کا ترجمہ ہم نے غائب سے کیا ہے۔ (۱۲)

نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا

پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور کہو کہ ہمارا خدا پاک ہے جس نے یہ ہمارے قابو میں کر رکھا ہے ورنہ

كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا

ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں سے اس کے جز بنائے۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّأَصْفٰكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿۱۶﴾

بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے۔ بھلا خدا نے اپنے لئے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لئے لڑکے؟

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے تو اس کا منہ کالا ہوجاتا ہے

أَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

اور وہ خود غصے میں بھر جاتا ہے کیا جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی۔ فرشتوں کو جو رحمان کے

الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے ان کا یہ بیان لکھا جائے گا

وَيُسْأَلُونَ ﴿۱۹﴾

اور ان کو پوچھا جائے گا

کی اس نعمت کو دل سے یاد کرو اور زبان سے کہو کہ ہمارا خدا سب عیبوں سے پاک ہے جس نے یہ طاقت ور جانور ہمارے قابو میں کر رکھا ہے اور ہم اس پر سوار ہوتے ہیں۔ ورنہ ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور اس مہربانی کا شکریہ یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اس رجوع میں پختہ رہیں۔ یہ لوگ اگر ایسا کرتے تو خدا کی نعمت کے قدردان ہوتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسی شرک و کفر میں پھنسے رہے جس میں ان کے بڑے پھنسے ہوئے تھے اور مزید ان لوگوں نے یہ کیا کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے جزو بنائے یعنی فرشتوں کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خدا کی اولاد لڑکیاں چونکہ اولاد والد کا جزو ہوتا ہے اس سے لازم آیا کہ فرشتے ان کے نزدیک خدا کے جزو ہیں۔ معاذ اللہ بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے۔ دیکھتا نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں؟ سنتا نہیں میں کیا کہتا ہوں؟ بھلا خدا نے اپنے لیے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لیے لڑکے۔ افسوس ہے پھر تو خدا کے حصے میں بڑی کمی رہی[1] حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے یعنی جب گھر سے خبر آتی ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی تو مارے غصے کے اس کا منہ کالا ہوجاتا ہے اور وہ خود غم اور غصے میں بھر جاتا ہے۔ کیا وہ بیٹی جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں بوجہ خلقی کمزوری کے اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی وہ تو خدا کے لیے اور بیٹے تمہارے لیے۔ ہاہا! کیسی ان کی الٹی عقل ہے کہ فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کوئی پوچھے کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت وہاں حاضر تھے؟ نہیں نہیں۔ پس یاد رکھیں ان کا یہ بیان لکھا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اس دعویٰ کا ثبوت تمہارے پاس کیا تھا؟

[1] آیت تلك اذا قسمة ضيزىٰ کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا

اور کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف انکلیں

يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا

مارتے ہیں- کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں بلکہ کہتے

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ

ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر چلتے پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں- اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا

عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا

اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے- اس نے کہا کیا اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس پر تم نے

وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت سیدھا راستہ بتلاؤں- انہوں نے کہا تم جس دین کو لے کر آئے ہو ہم اس کے منکر ہیں- پھر ہم نے ان سے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ

بدلہ لیا پھر تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ میں

اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ

تمہارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں بیزار ہوں

اور سنو یہ لوگ اپنی بے دینی کے عذر میں کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم ان معبودوں کی عبادت نہ کرتے مطلب ان کا یہ ہے کہ ہمارے فعل پر خدا راضی ہے حالانکہ اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف انکلیں مارتے ہیں- ثبوت کے دو طریق ہیں یا تو خود حاضر ہوں یا کسی کتاب میں صحیح واقعہ پڑھیں- کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ نہ کوئی کتاب ہے نہ عینی شہادت ہے بلکہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں' اس سے زیادہ ہم نہیں کہہ سکتے- اے رسول! اسی طرح ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر پایا ہے اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے سر مو ادھر ادھر نہ ہوں گے- اس پر ان کو اس پیغمبر نے کہا کیا تم اپنے باپ دادا کے طریق ہی پر چلو گے اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس طریق پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت اچھا اور سیدھا راستہ تم کو بتلاؤں؟ اس کا جواب چاہئے تو یہ تھا کہ ہم سیدھے راستے کو قبول کریں گے مگر یہ تو وہ کہے جسے سچے مذہب کی ضرورت اور خواہش ہو چونکہ ان کو حق کی تلاش نہ تھی اس لیے انھوں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ تم نبی جس دین کو لے کر آئے ہو ہم تو سرے سے اس کے منکر ہیں تمہاری کسی بات کو ہم نہیں مانیں گے' چاہے تم کتنا ہی سر کھپاؤ بس پھر کیا تھا ہم نے ان سے منصفانہ بدلہ لیا پس تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان لوگوں کے سمجھانے کو اور تمہاری تسلی کو ہم حضرت ابراہیم کا وہ واقعہ سناتے ہیں جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا تھا کہ میں تمہارے سارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بیزار ہوں

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

سو وہی مجھے ہدایت کرے گا اور خدا نے اس کے اس کلمہ کو اس کے پیچھے مضبوط کیا تاکہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾

رجوع کریں میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا یہاں تک کہ ان پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا

والا رسول آگیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان

الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ

دو بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ہم دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور ان میں بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی دی

دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾

ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں

سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے باقی تمہارے مصنوعی معبودوں کی عبادت سے میں بیزار ہوں- سو وہی مجھ کو ہدایت کرے گا- خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے استقلال پر اس کی مدد کی اور اس کے اس کلمہ کو جو اس نے مشرکوں کے سامنے کہا تھا اس کے پیچھے پختہ اور مضبوط کیا- مضبوطی کی صورت یہ تھی کہ اس کی تائید میں انبیاء اور اولیاء بھیجے جنھوں نے دنیا کو دین ابراہیمی کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ توحید کی تعلیم صحیح ہے اور شرک غلط- یہ سب کچھ اس لیے کہا تاکہ وہ لوگ دین حق کی طرف رجوع کریں مگر میں (خدا) نے جو ان موجودہ مشرکوں کو جو ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا' یہاں تک کہ بذریعہ قرآن مجید ان کے پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے والا رسول آگیا- اس کے آنے پر چاہئے تھا کہ یہ لوگ ہدایت قبول کرتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے بجائے اس کو قبول کرنے کے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں حالانکہ جادو کا اس میں ایک حرف نہیں تھا مگر اس کی پرزور تاثیر کو یہ لوگ جادو کہنے لگے اور گمراہ ہو گئے اور سنو جب ان لوگوں کی کوئی بات نہیں چلتی تو کہتے ہیں کہ ان دو شہروں مکہ اور طائف میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ اترا تو ایک غریب آدمی پر کیونکہ ان کے نزدیک بڑائی چھٹائی کثرت دولت مال پر ہے حالانکہ مال ایک بے اعتماد چیز ہے آج یہاں ہے تو کل وہاں باوجود اس کے ان سے پوچھنا چاہئے کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں؟ کیا بارش رزق اولاد مال وغیرہ جو دنیا میں قدرتی طور پر تقسیم ہوتا ہے انکے حکم یا مشورے سے ہوتا ہے' ہرگز نہیں- ہم (خدا) بذات خود اس دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت زندگی کے سامان ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور انہیں سے بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی بخشی ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور دنیا کا انتظام چلتا رہے اور حقیقت الامر یہ ہے کہ دنیا کا مال و متاع کوئی اصل مقصود چیز نہیں بلکہ تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں- مال بھی اگر اس رحمت کے حاصل کرنے میں مؤید ہے تو بہتر ہے ورنہ ہیچ- علم بھی اگر رحمت الٰہی کے حصول میں کام نہیں دیتا تو لغو ہے غرض جو چیز

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ

اور اگر یہ کیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمٰن سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں سونے

سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا

چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ اور تخت بھی جن پر وہ

يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ

بیٹھتے ہیں چاندی سونے کے بنا دیتے۔ یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے اور آخرت تیرے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا

پاس پرہیزگاروں کیلئے ہے جو کوئی رحمان کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کردیتے

فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ہیں پس وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا

یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا

رحمت الٰہی کے حاصل کرنے میں مدد دے وہی کار آمد ہے دگر ہیچ۔ ان لوگوں کو مال و دولت پر جو گھمنڈ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے یعنی اللہ کے ہاں تو اس دنیا کی ذرہ بھر بھی عزت نہیں اور اگر یہ خیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ جو سادہ لوح ہیں اور دنیاوی مال و متاع ہی کو نیکی اور بدی میں مابہ الامتیاز جانتے ہیں جن کے نزدیک یہی اصول ہے کہ جو اس دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے راضی ہے۔ وہ دوسری دنیا میں راضی ہوگا ایسے لوگوں کی نسبت یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ سب ایک ہی گروہ کے کافر ہو جائیں گے۔ تو جو لوگ خدائے رحمٰن کی آیات سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی سونے کی بنا دیتے اور چھتوں پر چڑھنے کے لیے سیڑھیاں بھی چاندی سونے کی جن پر وہ چڑھا کرتے اور اسکے علاوہ ان کے گھروں کے کواڑ اور بیٹھنے کے تخت بھی جن پر وہ بیٹھتے ہیں چاندی سونے[1] کے بنا دیتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کی اللہ کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہیں یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے۔ جس طرح ریل گاڑی میں کوئی اول درجہ میں کوئی دوسرے میں بیٹھا ہے تو کوئی تیسرے میں غرض سب کی یہ ہے کہ منزل کی مسافت طے ہو جائے۔ اصل عزت وہ ہے جو منزل مقصود پر پہنچ کر حاصل ہو پس سن رکھو اصل عزت وہی ہے جو آخرت یعنی قیامت میں ہوگی اور آخرت تیرے پروردگار کے پاس خاص پرہیزگاروں کے لیے ہے کیونکہ وہ دار الجزاء ہے وہاں تو کمائی کا بدلہ ملے گا اس میں کسی دوسرے کو دخل شرکت نہیں۔ متقی (پرہیزگار) کون ہوتے ہیں بحکم ﴿تعرف الاشياء باضدادها﴾ متقی کی ضد تم کو بتاتے ہیں اسی لئے متقی کی پہچان تم کو ہو جائے گی۔ پس سنو جو کوئی مالک الملک اور رحمٰن رحیم کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر دم اس کا ساتھی رہتا ہے۔ قانون فطرت ہے کہ جو کوئی خدا کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرتا ہے اس کو صحبتی بھی برے لوگ ملتے ہیں اور وہ شیطان بتوسط ان کے ہم نشینوں کے ان پر حاوی ہوتے ہیں کہ ان کو سیدھے رستے پر چلنے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں یہ ان کا ملاپ اور ملاقات مرنے تک رہتی یہاں تک کہ جب وہ یعنی بے ذکر خدا زندگی گزارنے والا بعد موت ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطانی ملاپ کا نتیجہ

---

[1] زخرفا بنزع خافضہ عطف ہے فضتہ پر۔ اسی لحاظ سے ترجمہ میں سونے کا لفظ چاندی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ فافہم۔

قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ یَّنْفَعَكُمُ

تو کہے گا اے کاش! مجھ میں اور تجھ میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا تو بہت برا ساتھی ہے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس

الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی

لئے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی

الْعُمْیَ وَمَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کرسکتا ہے؟ بھلا اگر ہم تجھے لے جاویں تو ہم ان سے بدلہ لیں گے یا

اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

تیری زندگی ہی میں موعودہ عذاب ہم ان کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں

دیکھ کر کہے گا اے کاش! مجھ میں اور تجھ شیطان میرے ساتھی میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا- میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا کیونکہ تو بہت برا ساتھی ہے-وہ کہے گا اب کہنے سے کیا فائدہ ؟ آؤ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ بگھوائے ہمراہ یاراں دوزخ-ہمراہ یاراں بہشت-جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے سہتے رہے تھے اس عذاب میں بھی اکٹھے رہیں تاکہ دکھ کا احساس کم ہو جواب ملے گا کیا خواب دیکھ رہے ہو؟ سنو تم سخت عذاب میں رہو گے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس لیے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا' یہ یکجائی تم کو کچھ مفید نہ ہوگی- یہ لوگ ہیں متقیوں کے خلاف پس تم سمجھ گئے ہو گے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر کو اپنی زندگی کا اصل مقصد جانتے ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے

پس از صد سال ایں معنی محقق-کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی باوجود ان وعیدوں اور تہدیدوں کے یہ لوگ جو کچھ نہیں سمجھتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیا تو (اے نبی) بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ان میں تو ان باتوں کی حس ہی نہیں-یہ تو اپنے خیالات میں ایسے محو ہیں کہ الامان ان کو کچھ سوجھتا ہی نہیں یہی سوجھتا ہے اور یہی کہتے ہیں کہ یہ محمد (ﷺ) چندروزہ ہے آخر مر جائے گا تو کوئی اسے جانے گا بھی نہیں حالانکہ ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں کہ ان کا اصلی تعلق تو ہمارے ساتھ ہے بھلا اگر ہم تجھے بقضائے موت دنیا سے لے جاویں[1] تو ان کو اس سے کچھ فائدہ ہوگا ؟ نہیں کیونکہ ہم ان سے ان کی بدکاری کا بدلہ لیں گے-دنیا میں تیرے رہنے یا دنیا سے چلے جانے سے ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا برابر ہے تو (اے نبی!) زندہ رہے یا دار آخرت کو انتقال کرے اگر تیری زندگی میں موعودہ عذاب ہم انکو دکھائیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں-

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں مرزا قادیانی نے جو دعوئ نبوت کے ساتھ الہامی پیش گوئیاں کی تھیں جو سب یا اکثر جھوٹی ہوئیں تو انہوں نے اور ان کے اتباع نے ایسی آیات کے استدلال پر یہ کہنا شروع کیا کہ پیش گوئی کا صدق ملہم کی زندگی میں ہونا ضروری نہیں' اسکی زندگی کے بعد بھی سچی ہو سکتی ہیں-

اسکا جواب : یہ دیا گیا کہ جو پیش گوئی عام ہو اس میں تو ملہم کی زندگی سے تعلق نہ سہی مگر جو پیش گوئی ملہم کی زندگی سے تعلق رکھتی ہو وہ تو اس کی زندگی ہی میں پوری ہونی لازمی ہیں-مثلاً مرزا صاحب (ملہم) نے کہا کہ میں وحی الہٰی سے کہتا ہوں کہ فلاں عورت سے میرا نکاح ہو جائے گا- اگر یہ نکاح نہ ہو تو ہر عقلمند اس کو غلط کہے گا-اسی طرح فلاں شخص میری زندگی میں مرے گا مگر وہ نہ مرا بلکہ خود مر گئے تو اس پیش گوئی کے غلط ہونے میں کون کلام کرے گا- ہم تو مرزا صاحب کی اس قسم کی پیش گوئیاں بھی بہت دیکھتے ہیں جن کا ذکر ہمارے رسالہ "الہامات مرزا" میں مفصل ہے-(۱۲ منہ)

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ

جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور وہ تیرے لئے اور

لِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ

تیری قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور تو ان رسولوں سے پوچھ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا ہم نے اپنی

اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

ذات رحمٰن کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے

ع۱۰

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ

درباری امراء کی طرف بھیجا تو اس نے کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے نشان

مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

لایا تو اسی وقت ان کی ہنسی اڑانے لگے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں اور انہوں نے کہا اے جادوگر! جو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لئے اس سے مانگ

غرض یہ کہ اس کام میں براہ راست ان کا تعلق ہم سے ہے تجھ سے نہیں پس تو ان کی باتوں کی طرف کان مت لگا بلکہ جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور یہ لوگ گمراہی میں ہیں اور وہ کلام جو تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے تیرے ہی لیے مخصوص نہیں بلکہ وہ تیرے لیے نصیحت ہے اور تیری قوم کے سارے لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور ان لوگوں کو جو اس تعلیم سے نفرت اور شرک وکفر سے رغبت ہے کیا یہ تعلیم کوئی نئی ہے؟ اس امر کی تحقیق کے لیے تو ان رسولوں سے پوچھ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا یعنی ان کی کتابوں میں دیکھ اور ان کو دکھا کہ ہم نے اپنی ذات رحمان کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ ہرگز نہیں۔جس حال میں کسی رسول مقبول کو بھی عبادت میں حصہ نہیں ہے تو اور کسی کو کیا ہوگا اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کے لیے ایک مشہور قصہ سنو اور نصیحت پاؤ۔ تحقیق ہم (خدا) نے حضرت موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے درباری امراء کی طرف بھیجا تاکہ ان کی گمراہی میں راہ نجات دکھائے تو حضرت موسیٰ نے ان کے پاس پہنچ کر حسب ضابطہ پہلے اپنی حیثیت بتلانے کو کہا کہ میں رب العالمین خدا کی طرف سے رسول پیغام رساں ہو کر آیا ہوں تم لوگ میری سنو تاکہ تم گمراہی سے ہدایت میں آجاؤ۔انھوں نے جواب میں کہا کہ اس دعویٰ پر کوئی ثبوت پیش کرو پھر جب وہ موسیٰ ان کے پاس ہمارے (خدا کے) نشان لایا اور واضح طور سے ان کو دکھائے تو وہ اسی وقت ان نشانوں کی ہنسی اڑانے لگے یوں کہنے لگے لو جی یہ بھی معجزہ ہے کہ لکڑی کا سانپ بن گیا واہ کیا کہتے ہیں؟ ایسے کرشمے بھی کوئی معجزہ ہیں یہ تو سب جادوگر کر سکتے ہیں غرض یہ کہ وہ ہنستے رہے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں مگر وہ بجائے رجوع کرنے کے الٹے اکڑے اور انھوں نے حضرت موسیٰ کو بطور تکبر اور تخول کے مخاطب کر کے کہا اے جادوگر! جو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لیے اس سے مانگ

إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ۞ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۞ وَنَادٰى

ہم ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهٰرُ تَجْرِي

قوم میں منادی کراکر کہا اے میری قوم کے لوگو! کیا ملک مصر میرا نہیں ہے اور یہ دریا میرے محلوں کے نیچے چل رہے ہیں کیا تم

مِنْ تَحْتِي ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۞ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ

دیکھتے نہیں کیا میں اچھا ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے وہ گفتگو بھی

يُبِينُ ۞ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ۞

ٹھیک نہیں کرسکتا پھر سونے چاندی کے کنگن اس کو کیوں نہیں ملے یا فرشتوں کی جماعت اس کے ساتھ جمع ہوکر آئی ہوتی۔

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ۞ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا

پس فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا پھر وہ اس کے تابع ہوگئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہم کو سخت

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ أَجْمَعِينَ ۞

رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا

یعنی اس نے جو کہا ہوا ہے کہ اگر فرعونی توبہ کریں گے تو میں ان سے عذاب ہٹادوں گا۔ اب ہم توبہ کرتے ہیں تو ہم سے عذاب ہٹوادے ہم تیری تعلیم کے مطابق ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے۔ یہ حالت تو ان کی عام تھی خاص فرعون کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنی قوم کے لوگ میں منادی کراکر سب کو جمع کیا اور کہا اے میری قوم کے لوگو! تم جو موسیٰ کی طرف جھکتے جارہے ہو اور میرے مقابلہ میں اس کی عزت سمجھتے ہو کیا اتنا بڑا ملک مصر میرا مقبوضہ نہیں ہے اور یہ دریا میرے محلوں کے نیچے باادب و تعظیم چل رہے ہیں کیا تم ان باتوں کو دیکھتے ہوئے بھی اصل حال دیکھتے نہیں کہ میرے مقابلہ پر کسی اور کی وقعت تمہارے دل میں کیوں آتی ہے؟ کیا تم اس بات کو نہیں جان سکتے کہ میں جو ان سب چیزوں کا مالک ہوں اچھا ہوں یا یہ شخص موسیٰ جو ایک ذلیل آدمی ہے اور بوجہ لکنت زبان کے گفتگو بھی ٹھیک نہیں کرسکتا اس کی بھی کچھ عزت ہوتی تو میری طرح اس کو بھی ناز و نعمت حاصل ہوتیں بھلا پھر سونے چاندی کے کنگن اس کو کیوں نہیں ملے دیکھو تو ہندوستان کے راجاؤں کی طرح میرے ہاتھوں میں ڈبل کنگن ہیں یا اگر وہ ان چیزوں کو اپنی دینداری کے گھمنڈ میں ہم سگان دنیا کا حصہ جانتا ہے تو فرشتوں کی جماعت جمع ہوکر اس کے ساتھ آئی ہوتی جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتی یہ کیا بے ڈھب بات ہے کہ کہلائے تو خدا کا رسول اور حالت یہ ہو کہ نہ اوڑھنے کو نہ بچھونے کو محض ایک فقیر قلاش نہ سواری ہے نہ اردلی' نہ فوج ہے نہ پولیس' کیا ایسا شخص خدا کا رسول ہونا چاہئے جو نان شبینہ کا بھی محتاج ہو۔ پس فرعون نے بھی ایسی باتیں کر کے اپنی قوم کا بیوقوف بنایا۔ پھر وہ سارے اس کے تابع ہوگئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے جو نہی کوئی ان کو برائی کی طرف رغبت دلاتا وہ اسی طرف راغب ہوجاتے پھر جب انھوں نے اپنی بداعمالی سے ہم کو سخت رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ایسا بدلہ جس کو بدلہ کہا جائے پس ہم فرعون اور اس کے خاص الخاص مشیروں اور فوجی افسروں کی جو اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کے تعاقب میں دریا تک گئے تھے ان سب کو اسی دریا میں غرق کردیا جسکو وہ اپنا مسخر کہا کرتا تھا۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ

پس ہم نے ان کو گیا گزارا اور پچھلوں کے لئے مثال بنایا اور جب عیسیٰ ابن مریم ذکر کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ اس

مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ

سے روگردانی کرجاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ اچھا ہے؟ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا

کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعاً جھگڑالو ہیں وہ تو ہمارا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم نے بہت سے انعام کئے تھے اور ہم نے

لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝

اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کردیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سہتے

پس ہم نے ان کو گیا گزرا کر دیا اور پچھلوں کے لیے مثال بنایا کہ وہ ان کی حالت پر غور کر کے ہدایت پائیں چنانچہ آج تک بھی ان فرعونیوں کا قصہ بطور عبرت ونصیحت کے بیان کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے یہ سمجھ کر نصیحت پاتے ہیں کہ ایسے ایسے منکروں کا انجام ایسا برا ہوا مگر مثال اور واقعات سے بھی ہر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ بعض لوگ الٹے الجھنے لگ جاتے ہیں- چنانچہ یہ تیرے مخاطب شرفاء مکہ کی یہی حالت ہے کہ جب کبھی ان کو تاریخی واقعہ بھی سنایا جاتا ہے تو روگردانی کر جاتے ہیں اور ان کی ضد اور تعصب یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ جب کبھی حضرت عیسیٰ ابن مریم جو بڑا بزرگ- مقبول خدا' نبی اور رسول تھا کا بطور ہادی اور راہ نما کے ذکر کیا جاتا ہے یعنی جب کبھی اس کا ذکر صلحاء کی جماعت میں باعزاز واکرام کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ بت پرست اس سے روگردانی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ مسیح اچھا ہے؟ چونکہ یہودیوں سے حضرت مسیح کی بدگوئی سن سنا کر حضرت ممدوح کی شان میں بدظن ہیں اس لئے اپنے معبودوں کو مسیح سے افضل جانتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعاً جھگڑالو ہیں- اس لیے ان کو کسی حق ناحق بات سے واسطہ نہیں یہ تو محض مذاق پورا کرنا چاہتے ہیں- اب ہم اصل حقیقت سناتے ہیں کہ یہودیوں کی بدگوئی بالکل بے بنیاد اور غلط ہے وہ مسیح تو ہمارا (خدا) کا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم (خدا) نے بہت سے انعام کئے تھے' نبوت دی رسالت بخشی' معجزات دیئے بہت سے لوگوں پر فضیلت دی' دشمنوں سے بچایا وغیرہ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے رہنما اور ہادی بنایا مگر بنی اسرائیل میں سے یہودی گروہ نے اپنی شومئ قسمت سے اس کو نہ مانا تو مسیح کے فیض تعلیم سے محروم رہے اور یہ عرب کے لوگ فیض نبوت سے اس لیے محروم ہیں کہ ان کے خیال میں منصب نبوت کے لائق فرشتے ہیں غیر فرشتہ کو نبوت کا ملنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سہتے- پھر تو ان کی ہدایت کے لیے جو رسول آتے بیشک وہ فرشتے ہوتے کیونکہ عام قانون ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز با باز

دنیا کے تم باشندے چونکہ انسان ہو اس لیے تمہاری ہدایت کے لیے انسان ہی آنا چاہنے چاہییں چنانچہ آئے حضرت مسیح کو جو یہودیوں نے مشرکوں نے نہیں مانا یہ ان کی شومئ قسمت ہے-

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى

اور شیطان تمکو اس سے نہ روکے- بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ کھلے احکام

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ

لائے تو انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف رکھتے ہو

فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھا دوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

کرو یہی سیدھا رستہ ہے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے اس کی پیدائش' اس کی ہستی' اس کی تعلیم سے قیامت کا ثبوت ملتا ہے پس تم لوگ اس قیامت میں شک نہ کرو اور جو تعلیم تم کو میرا رسول محمد ﷺ دیتا ہے اس کی تعمیل کرنے میں میری تابعداری کرو- یہی سیدھی راہ ہے جو دنیا کو مجھ تک پہنچادے گی اور یاد رکھو کہ شیطان اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا لیکن وہ تم کو اس سے نہ روکے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے' اس کی دشمنی سے پر حزر رہنا وہ تمہاری گزند رسانی میں ہمیشہ لگا رہتا ہے- تم بھی ہر وقت اس سے خدا کی پناہ میں رہا کرو- یہ تو گفتگو ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد کی اور ان کی زندگی کا حال بھی سننا چاہو تو ایک واقعہ سنو کہ جب حضرت عیسیٰ کھلے احکام لائے اور لوگوں کو سنائے تو انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے پاس روحانی حکمت لایا ہوں جس حکمت سے تم اپنے خالق کو پہچان کر اس سے رشتہ تعلق بنا اور نباہ سکو اور میں اس لیے آیا ہوں کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف کرتے ہو وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھادوں پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو تاکہ تم اس روحانی حکمت سے بہرہ ور ہو جاؤ- سنو اور دل سے یقین کرو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے' پس تم اسی کی عبادت کرو[ل] اس کے سوا کسی کی مت کرو- یہی سیدھا راستہ ہے جو خدا تک تم کو پہنچائے گا- اس پر چلو اور ادھر ادھر نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو' باوجود اس کے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں- بعض تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم پر جمے رہے اور بعض نے وہی شرکیہ اعتقادات اور کفریہ رسومات اختیار کر لیں جن کو اصطلاح شرع میں سخت ظلم سے موسوم کیا جاتا ہے-

---

ل یہ تعلیم آج تک انجیل میں ملتی ہے- حضرت عیسیٰ کا قول انجیل یوحنا میں یوں نقل ہے: ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں- (باب ۱۷ فقرہ: س) اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ نجات اخروی انھیں لوگوں کو نصیب ہو گی جو خدا کی کامل توحید اور مسیح اور دیگر رسولوں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو گا- معلوم ہوتا ہے کہ ناقلین کلام مسیح نے اس فقرے کو مختصر نقل کیا ہے اصل مفصل وہی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے- (۱۲)

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ۝ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ

پس ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی وجہ سے افسوس ہے- کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ

اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝ اَلۡاَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ

قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں- دوست سب اس دن ایک دوسرے

اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ ۝ يٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ۝ اَلَّذِيۡنَ

کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار لوگ ایسے نہ ہوں گے- اے اللہ کے بندو! تم پر خوف نہیں اور نہ تم لوگ غمگین ہو گے یعنی وہ لوگ

اٰمَنُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ۝ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ اَنۡتُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ تُحۡبَرُوۡنَ ۝

جو ہمارے حکموں کو مان کر فرماں بردار تھے تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ تم وہاں خوش کئے جاؤ گے

يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ ۚ وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ

سونے کی رکابیاں اور گلاس ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے اور جو کچھ طبائع چاہتی ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم

وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ ۚ وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝

ہوتی ہیں ان میں ملے گا اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے

پس ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب کی وجہ سے افسوس ہے کہ وہ ان پر سخت مصیبت ہو گی مگر ان لوگوں کی طبیعت ایسی خدا سے ہٹ گئی ہے کہ کسی شرعی امر کو شرعی دلیل سے سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں- ان کی گفتگو ان کی روش یہی جتلا رہی ہے کہ بس اب یہ قیامت کی گھڑی کے منتظر ہیں اور کوئی بات ان کو اثر نہیں کرتی- اصل یہ ہے کہ ان کو ایک غلط گھمنڈ دل میں جاگزیں ہے کہ ہم بڑے بڑے تعلقات والے ہیں اس لیے ان کو ابھی سے بتلایا جاتا ہے کہ دنیاوی تعلق دار اور دوست سب کے سب اس قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے کیونکہ ان کو یاد آجائے گا کہ اس نے مجھ سے فلاں برا کام کرایا تھا- اس نے مجھے فلاں نیک کام سے روکا تھا' اس لیے وہ بجائے محبت کے عداوت کرنے پر تل جائیں گے مگر پرہیزگار صلحاء کی جماعت جن کے تعلقات محض رضائے خدا کے لیے تھے وہ ایسے نہ ہونگے بلکہ وہ ایک دوسرے کے محب ہوں گے ان لوگوں کو جو متقی ہوں گے اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے آپس میں محبت کئے ہوں گے کہا جائے گا اے اللہ کے بندو! جس حال میں کہ آج سب لوگ بے چین اور مصیبت میں ہیں تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم لوگ اس طرح غمگین ہو گے یعنی ان بندگان الٰہی سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے حکموں کو مان کر فرمانبردار تھے- لو آج تم اور تمہاری بیویاں باقی سب لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے' تم وہاں خوش کئے جاؤ گے' ہر قسم کی نعمتیں وہاں ان کو ملیں گی- کھانے پینے کے لیے سونے کی رکابیاں اور گلاس ان کو دیئے جائیں گے جو ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے جب ان کی دوستانہ مجلس ہوا کرے گی تو باہمی محبت کا دور چلا کرے گا غرض جو کچھ انسانی طبائع چاہتی ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں وہ ان کو ان باغوں میں ملے گا اور بڑی بات یہ ہو گی کہ بطور اعلان ان کو کہا جائے گا کہ تم ان باغوں میں ہمیشہ رہو گے-

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ
اور یہ باغ جو تم کو ملے ہیں نیک اعمال کے سبب سے ہیں تمہارے لئے اس میں بہت کثرت سے

كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾
پھل ہوں گے تم انہیں میں سے کھاتے رہو گے۔ بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ
جس میں ان کو عذاب سے ناغہ نہ ہوگا اور وہ اس میں ناامید ہوجائیں گے۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾
خود آپ ظالم ہوں گے اور پکاریں گے کہ اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ کہے گا تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا
ہم نے تمہارے پاس سچی تعلیم بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ناپسند جانتے رہے۔ کیا انہوں نے کوئی تدبیر کر

اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا
رکھی ہے تو ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے ہاں اور ہمارے

اور یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ باغ جو تم کو ملے ہیں یہ تمہارے نیک اعمال کے سبب سے تم کو ملے ہیں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے دیکھو تمہارے لیے ان باغوں میں بہت کثرت سے پھل ہوں گے اور تم لوگ انہی میں سے ہمیشہ کھاتے رہو گے۔ ان پرہیز گاروں کے مقابلہ میں جو لوگ بدمعاش یا مجرم ہوں گے ان کا انجام بھی سنو بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جس میں ان کو عذاب سے ناغہ نہ ہوگا نہ کبھی ان کو تخفیف ہوگی اور وہ اس عذاب میں ایسے پھنسے ہوں گے کہ رہائی سے ناامید ہوجائیں گے یہ مت سمجھ کہ ہم نے ان پر کسی طرح سے ظلم کیا ہوگا نہیں ہم نے ان پر کسی طرح سے کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ خود آپ ظالم ہوں گے اور عذاب کی تکلیف میں جہنم کے افسر فرشتے کو جس کا نام مالک ہوگا پکاریں گے کہ اے مالک! ہماری درخواست ہے کہ تیرا پروردگار ہماری جان لے کر ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ بھلا ایسا کہاں کہ خدا کے حکم کے خلاف کوئی لفظ بولے یا کسی کو بے جا تسکین دے اس لیے وہ کہے گا مت بولو تمہاری درخواست بے سود ہے کیونکہ تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے پس جواب سے ان کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہے گی جرم کی اصل وجہ سنو ہم (خدا) نے تمہارے پاس سچی تعلیم بذریعہ انبیاء کے بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق کو ناپسند جانتے رہے بعض جو جاننے پر آمادہ ہوئے تو ان اکثر نے ان کو بھی دبایا اور جھوٹے سچے وعدے دے کر پھسلایا اور اس تدبیر سے سمجھے کہ ہم کامیاب ہوجائیں گے وہ یہ سمجھے کہ ہم مالک الملک سے کیوں کر مٹ سکتے ہیں کیا اس دین اور رسالت کے مٹانے کے لیے انہوں نے کوئی تدبیر کر رکھی ہے؟ ضرور کی ہے' تو کچھ پرواہ نہیں ہم (خدا) بھی مضبوطی سے فیصلہ کر چکے ہیں جس کا خلاصہ ابھی سے بتائے دیتے ہیں کہ اسلام کو غلبہ[1] ہوگا اور کفر مٹ جائے گا کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم (خدا) ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے؟ ہاں ضرور جانتے ہیں اور ہمارے ذاتی علم کے علاوہ ہمارے فرستادہ فرشتے بھی

---

[1] سورۂ نصر ﴿ورأیت الناس یدخلون فی دین الله افواجا﴾ کی طرف اشارہ ہے (منہ)

لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

فرستادہ فرشتے بھی ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں تو کہہ کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ

جو آسمانوں اور زمینوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے- وہ انکے بیان سے پاک ہے پس تو ان کو چھوڑ

يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي

دے بے ہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن کو پالیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اور وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں

السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے- وہ خدا کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾

آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

ان کے پاس ان کے نیک و بد اعمال لکھتے رہتے ہیں وقت پر جب یہ لوگ انکار کریں گے وہ سب دکھائے جائیں گے- بھلا یہ بھی کوئی بات کہنے کی ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا بھی ہماری طرح صاحب اولاد ہے- عرب کے بت پرست فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں اور اہل کتاب حضرت مسیح وغیرہ کو خدا کے لڑکے کہتے ہیں' تو اے نبی! ان سے کہہ کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں کیونکہ میرا جو تعلق خدا کے ساتھ عبودیت کا ہے وہ تم سب لوگوں سے زیادہ ہے مگر اسی تعلق کی وجہ سے جو مجھے معرفت الٰہی حاصل ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمینوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے اور دنیا کی تمام حکومت کا اصلی مالک ہے وہ ان لوگوں کے غلط بیان سے پاک ہے- وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے- پس تو اے نبی! ان کو چھوڑ دے- بیہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن روز جزا کو پالیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے- دیکھو تو ان مشرکوں کو کیا کیا خدشے پیدا ہوتے ہیں-- کہتے ہیں کہ ہمارے ایک شہر مکہ میں سینکڑوں معبود ہیں پھر بھی پورا انتظام نہیں رہ سکتا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا کا معبود ایک ہی ہو اس لئے ان کو بتلاؤ اور سمجھا دو کہ وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے- تمام دنیا اس کی پجاری اور پرستار ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے- اپنے تمام پرستاروں کے حالات سے واقف ہے' ہر ایک کی سنتا ہے' ہر ایک کو جانتا ہے' صرف علم و حکمت ہی نہیں رکھتا بلکہ حکومت بھی ساری دنیا کی اسی کے قبضے میں ہے- حکومت بھی ایسی نہیں کہ اس کی حکومت سے ملک خراب اور برباد ہو جائے نہیں بلکہ بابرکت حکومت ہے- اس لئے کہ بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کی حکومت اتنی وسیع ہے کہ آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک اور اسی کے قبضے میں ہیں- ان سب چیزوں پر اصلی حکومت اس کے سوا کسی کو نہیں- دنیا میں جتنے بادشاہ یا حاکم نظر آتے ہیں سب اسی کے بنائے سے بنے ہیں جس کو چاہتا ہے بناتا ہے جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے- بس اسی کے ہو رہو' اسی میں تمام فلاح اور اسی میں خیر و برکت ہے- دوسرا سوال ان لوگوں کا قیامت کی گھڑی پر ہے بار بار بطور سرکشی کے پوچھتے ہیں کب قیامت ہو گی اور اس میں کیا ہو گا؟ تم اس کے جواب میں کہو کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور جب وہ گھڑی آپہنچے گی تو اسی کی طرف تم لوگ لوٹائے جاؤ گے-

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ

اور جن لوگوں سے یہ لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے علم سے حق بات

هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾

شہادت دی ہوگی اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو دیا ہے تو کہہ دیں گے اللہ نے پھر کہاں کو بہکے چلے جارہے ہیں

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ

ہمیں اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور تو کہہ دیا کر تم کو سلام

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع

یہ خود ہی جان لیں گے

سنو اس روز سب حکومت ظاہری اور باطنی خدا کے قبضے میں ہوگی اور جن لوگوں نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں سے یہ مشرک لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ حکومت کا اختیار تو کیا سفارش کا اختیار بھی نہیں رکھیں گے یعنی ان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بلا اجازت جس کی چاہیں اور جس وقت چاہیں مجرموں کی سفارش کر دیں۔ہاں جن لوگوں نے علم اور بصیرت سے حق بات یعنی توحید الٰہی کی شہادت دی ہوگی ان کو اجازت ملے گی وہ کسی قابل معافی مجرم کی سفارش کریں گے تو وہ قبول بھی ہوگی۔ یہاں تک تو درست ہے مگر ان مشرکوں کا یہ خیال درست نہیں کہ یہ لوگ باختیار خود جو چاہیں گے کرلیں گے یا کرالیں گے۔ بھلا جس صورت میں دنیا ساری خدا کی مخلوق ہے تو پھر مخلوق کو ایسے اختیار کیوں کر ہو سکتے ہیں کہ وہ خدائی کاموں میں مستقل طور پر دخیل ہو۔رہا یہ دعویٰ کہ تمام دنیا خدا کی مخلوق ہے یہ ایسا بدیہی ہے کہ یہ لوگ خود بھی مانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔اگر تو اے نبی! ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو اور ان کے مصنوعی معبودوں کو بنایا ہے تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں کو بہکے چلے جارہے ہیں مگر نبی کو ان کے حال پر ایسی شفقت ہے کہ ہر شام و پگاہ ان کے حق میں یارب یارب ان کو ہدایت کر کہہ کہہ کر دعائیں مانگتا ہے ہمیں نبی کی یہ مخلصانہ دعا ایسی پیاری لگتی ہے کہ ہم کو اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے کیوں کہ ان کو ایمان کی بابت غلط فہمی نہیں جو رفع ہو سکے بلکہ عناد قلبی ہے جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتا پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور تیرے سامنے پیش آئیں تو کہہ دیا کر تم کو سلام تم خود ہی اصل حال جان لوگے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورت دخان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

میں رحمٰن رحیم ہوں قسم ہے کتاب کی جو بیان کرنے والی ہے۔ تحقیق ہم نے وہ کتاب بابرکت رات میں اتاری ہے۔ بے شک ہم لوگوں

مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ﴿۵﴾

ڈراویں گے اس رات میں تمام باحکمت امور کی تفصیل کی جائے گی ہی ہمارے حکم سے ہوا ہے ہم ہی اس کتاب کو بھیج رہے ہیں

سورۂ دخان

میں خدا رحمان رحیم ہوں' میری رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ بنی نوع انسان پر رحم کر کے ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھیجی۔ قسم ہے اس کتاب کی جو بندگان کے لیے احکام شرعیہ بیان کرنے والی ہے یعنی قرآن مجید۔ تحقیق ہم خدا نے وہ کتاب بابرکت رات یعنی رمضان کہ لیلۃ القدر[1] میں اتاری ہے یعنی قرآن مجید کا نزول رمضان کی لیلۃ القدر میں شروع ہوا تاکہ لوگ بدکاریاں چھوڑ دیں اور نیکی اختیار کریں۔ بے شک ہم اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو ڈراویں گے۔ اس بابرکت رات میں قرآن کے ذریعہ تمام باحکمت امور یعنی احکام متعلقہ نجات کی تفصیل کی[2] جائے گی۔ یہ سب کچھ ہمارے حکم سے ہوا ہے کیونکہ ہم ہی اس کتاب کو اے نبی! تیری طرف بھیج رہے ہیں خدا جس سے کوئی خدمت لے اس کا فضل ہے۔

---

[1] **لیلة مبارکة** اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر ہم نے جو معنے لکھے ہیں یہ معنے دونوں گروہوں (محدثین اور متکلمین) کے نزدیک معتبر ہیں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ:

﴿ **يقول تعالىٰ مخبرا عن القران العظيم انه انزله فى ليلة مباركة وهى ليلة القدر كما قال عزوجل ان انزلنٰه فى ليلة القدر وكان ذالك فى شهر رمضان كما قال تبارك وتعالىٰ شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن الخ** ﴾ (زیر آیت لیلۃ مبارکۃ)

لیلۃ مبارکۃ رمضان کی لیلۃ القدر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا اور یہ رمضان کے مہینے میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے خلاف جو روایت آئی ہے وہ ضعیف ہے وغیرہ۔

تفسیر کبیر میں لیلۃ القدر کے معنے لکھ کر امام فرماتے ہیں۔

اما القائلون بان المراد من الليلة المباركة المذكورة فى هذه الآيات هى ليلة النصف من الشعبان فما رايت لهم دليلا يقول عليه ﴾ (زیر آیت لیلۃ مبارکۃ)

جو لوگ لیلہ مبارک سے شعبان کے وسط کی رات کہتے ہیں میں نے ان کے پاس اس دعوے پر کوئی معقول دلیل نہیں پائی۔ یہ ہے دونوں گروہوں کا اتفاق (فالحمد للہ)

فیہا یفرق اس لفظ کے معنی میں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے میں نے جو ترجمہ کیا ہے آیت کا سیاق سباق دیکھنے سے ان معنے کی تصدیق ہو سکتی ہے شروع سورت سے العلیم تک قرآن مجید ہی کی تعریف ہے اس سیاق پر غور کر کے تفسیر میں یفرق کے معنے جو ہم نے کئے ہیں قابل تصدیق ہیں (منہ)

[2] چونکہ ابتدا اس تفصیل کی اس مبارک رات سے جس میں نزول قرآن شروع ہوا ہے ہوئی اس لیے تفصیل یفرق اسی کی طرف منسوب کی گئی (منہ)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے جو آسمانوں ' زمینوں اور ان کے درمیان کی کل

وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم یقین کرتے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ تمہارا اور

اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ

تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار ہے لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں پس تو اس روز کا انتظار کر جس روز آسمان سے ایک

بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ۙ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا

نمایاں دھواں ظاہر ہوگا وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا یہ تو دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے

الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ ثُمَّ

دور کردے تو ہم ایمان لاویں گے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آیا

اس لیے یہ نزول قرآن تجھ پر محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے ورنہ کسی کا اس پر استحقاق نہیں۔ کسی عارف نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

داد حق را قابلیت شرط نے — بلکہ شرط قابلیت داد ہست

پس تو اس کتاب کی تبلیغ پر دل تنگ نہ ہو مخالفین جو کہتے ہیں تحمل سے سنا کر بے شک وہ اللہ سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ تیری ایسی مدد کرے گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔ سنو جی تیرا رب جس نے یہ کتاب اتاری ہے وہ ہے جو آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی کل چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم لوگ کسی سچی بات پر یقین کرتے ہو تو اس بات پر یقین کرو کہ وہی سب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ تمہارا یعنی موجودہ نسل کا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے پس سب لوگوں کو چاہئے کہ اسی کی طرف جھکیں اور اسی کے ہو رہیں لیکن یہ لوگ اس سچی تعلیم کو نہیں مانتے بلکہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں پس تو اے نبی! ان کی اس حالت سے رنجیدہ نہ ہو اور اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان سے ایک نمایاں دھواں ظاہر ہوگا یعنی بوجہ قحط اور بھوک کے ان کے آسمان پر دھواں[1] نظر آئے گا اور وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا' اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو دردناک عذاب ہے پھر خدا کی طرف توجہ کر کے کہیں گے اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے دور کردے تو ہم ایمان لاویں گے۔ اس خوشامدی بات میں بھی کھوٹ چھپاویں گے کہ ایمان لانے کا وعدہ دفع عذاب پر رکھیں گے حالانکہ ایمان ایسا کام نہیں ہے کہ اس کو کسی طمع یا غرض پر موقوف رکھا جائے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا اور کھول کھول کر سنانے والا رسول حضرت محمد ﷺ آیا۔

---

[1] صحیح بخاری ص ۷۱۴ تفسیر ابن کثیر زیر آیت الدخان (۱۲ منہ)

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

تو وہ اس سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ کسی کا سکھایا ہوا مجنوں ہے۔ ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلا دیں گے' تم لوگ پھر لوٹ

عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ

جاؤ گے۔ جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے اور ان سے پہلے ہم نے

فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ

فرعونی قوم کو جانچا تھا اور بڑا معزز رسول ان کے پاس آیا کہ اللہ کے بندے میرے سپرد کردو

اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے ایمان دار رسول ہوں اور یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو میں تمہارے

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾

پاس کھلی دلیل لایا ہوں

لیکن وہ مخالفانہ رنگ میں اسی سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ جو کتابی باتیں کرتا ہے کسی کے سکھانے سے کرتا ہے ورنہ دراصل یہ کچھ بھی نہیں جانتا بلکہ اپنی عقل سے بھی خالی ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ مدعی نبوت کسی کا سکھایا ہوا مجنوں ہے معاذ اللہ۔ اس کو اپنی تو ذرا بھی سمجھ نہیں اگر سمجھ ہو تو اتنا بھی نہ سوچے کہ جو رسوم ہمارے بڑے بڑے بزرگ باپ دادا کرتے آئے ہیں جن کے ناموں کا ہمیں فخر ہے انہی رسوم کو ہم برا کہیں تو یہ ایک مجنونانہ حرکت نہیں تو کیا ہے؟ یہ ہے ان کی سمجھ اور یہ ہے ان کی عقل اور بے عقلی کا معیار۔ سنو ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلا دیں گے مگر انہیں ابھی سے ہم اطلاع کئے دیتے ہیں کہ تم لوگ پھر ادھر ہی کو لوٹ جاؤ گے جدھر سے واپس آنے کا تم وعدہ کرتے ہو۔ یہ لوگ ایسا کریں گے اور ضرور کریں گے۔ تو بعد اس عذاب کے ہم پھر ان کو پکڑیں گے۔ خاص کر جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے یعنی بعد قحط سالی اور بھوک کے ایک اور سخت سخت عذاب ان پر آئے گا جو سابق سے زیادہ مہیب[1] ہو گا۔ ان مشرکین عرب سے پہلے بھی کئی قوموں کا یہی حال ہو رہا ہے ان عربوں سے پہلے مشہور ترین مصر کی فرعونی قوم ہے ان کو بھی ہم (خدا) نے جانچا تھا اس جانچنے سے ہمیں تحصیل علم مقصود نہیں تھا بلکہ ان کا اظہار حال مطلوب تھا ان کے پاس ہم نے سچی تعلیم بھیجی اور بڑا معزز رسول حضرت موسیٰ ان کے پاس آیا اس نے آ کر فرعون اور فرعون کے درباریوں کو کہا کہ اللہ کے بندے! بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر کے میرے سپرد کر دو میں انکے اصلی وطن فلسطین میں لے جاؤں اور اگر یہ پوچھو کہ مجھے اس سوال کرنے کا کیا حق ہے تو جواب یہ ہے کہ میں تمہارے لیے خدا کی طرف سے امانت دار رسول ہو کر آیا ہوں پس تم میری بات کو میرے بھیجنے والے خدا کا حکم سمجھو۔ سب سے پہلے تو میں تم لوگوں کو یہ سناتا ہوں کہ خدائے حقیقی مالک الملک کو مانو اور اسی کے ہو رہو۔ شرک' کفر' بے ایمانی' دغا بازی کی سب باتیں چھوڑ دو۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانیکی اجازت دو اور بڑی بات یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو۔ دیکھو میں تمہارے پاس کھلی دلیل لایا ہوں جو تم لوگ دیکھنا چاہو تو دکھا دوں۔

[1] آنحضرت ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے مکہ میں پہلے تو قحط ہوا۔ ازاں بعد جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو بڑی ذلت سے شکست ہوئی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے (منہ)

وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں' اس سے کہ تم مجھے مار سکو اور اگر تم میری نہ مانو تو مجھے چھوڑ دو

فَدَعَا رَبَّہٗۤ اَنَّ ھٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ

پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ لوگ بدکار ہیں پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے جا' تم لوگوں

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ کَمْ تَرَکُوْا

کا پیچھا کیا جائے گا اور دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو وہ لوگ غرق کئے جائیں گے۔ وہ بہت سے باغ میٹھے

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَۃٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ ﴿۲۷﴾

چشمے لہلہاتی کھیتیاں بڑے بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے

کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَ

سب کچھ چھوڑ گئے ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنایا پھر ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور

مَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾

نہ ان کو مہلت ملی

اور اگر مجھے قتل یا پتھراؤ کی دھمکی دو تو سنو میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں' اس سے کہ تم مجھے مار سکو۔ پس میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر تم سے ہو سکے تو بے شک مجھے مارنے کے سامان تیار کرو میں خدا کے فضل سے تمہارے ہاتھ سے کبھی نہ مروں گا۔ ہاں میں تم کو خدا کی طرف بلاتا ہوں اور اگر تم میری نہ مانو تو خیر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مگر ان بندگان خدا بنی اسرائیل کو تنگ نہ کرو۔ پھر حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے خدا! یہ فرعونی لوگ بدکار ہیں تو ان سے ہمیں نجات دے پس حضرت موسیٰ کو وحی ہوئی کہ میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات کے وقت نکال کر لے جا مگر یہ سن رکھ کہ فرعون کی طرف سے تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا اور اگر راستے میں دریا کا اندیشہ ہو تو دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو یعنی وہ تمہارے جاتے وقت وہ خشک ہو جائے گا اور فرعونیوں کے اندر آتے ہی وہ زور پکڑے گا کیونکہ وہ لوگ وہاں غرق کئے جائیں گے۔ ان کی تباہی کے دن قریب آگئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعونی لشکر جو اسرائیلوں کے پیچھے گیا وہ سب غرق ہوا اور وہ لوگ بہت سے باغ میٹھے چشمے' لہلہاتی کھیتیاں' بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے سب کچھ یہاں چھوڑ گئے تم یقین جانو ایسا ہی ہوا اور ہم (خدا) نے ایک عرصہ[1] کے بعد ان چیزوں کا وارث دوسری قوم (بنی اسرائیل) کو بنایا یہاں تک ان کی ذلت کی نوبت پہنچی کہ بنی اسرائیل کی قوم باوجود کئی تنزلات کے آج تک تختہ دنیا پر خاص امتیاز سے بستی ہے ان کے بزرگوں کی عزت کی جاتی ہے مگر فرعون کی عزت کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ پھر ان کی تباہی پر آسمان اور زمین کے لوگ نہ روئے اور نہ ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت ملی بلکہ حکم پہنچتے ہی تباہ کئے گئے

[1] بنی اسرائیل دریا سے سلامت نکل تو گئے مگر بے فرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک میدان تیہ میں تیرتے پھرتے رہے عرصہ مدید کے بعد وہ اپنے ملک فلسطین میں داخل ہو گئے وہاں ان کی سلطنت قائم ہوئی پھر انہوں نے جنگی طاقت حاصل کرنے کے بعد دور دراز کے ممالک فتح کئے۔ اس لیے عرصہ کا لفظ بڑھانا ضروری ہے (۱۲ منہ)

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۳۰﴾ مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُۥ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب سے چھڑایا بے شک وہ بڑا

كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿۳۲﴾

سرکش اور بے ہودہ لوگوں میں سے تھا اور ہم نے ان کو اپنے ذاتی علم سے لوگوں پر فضیلت دی تھی

وَءَاتَيْنَٰهُم مِّنَ الْءَايَٰتِ مَا فِيهِ بَلَٰٓؤٌا مُّبِينٌ ﴿۳۳﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۴﴾ إِنْ هِيَ

اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے کہ ان میں صریح مہربانی تھی۔ یہ کہتے ہیں یہی ہماری پہلی

إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۵﴾ فَأْتُوا۟ بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ

موت ہوگی اور ہم نہ اٹھائے جائیں گے پس اگر تم سچے ہو تو اپنے باپ دادوں کو

صَٰدِقِينَ ﴿۳۶﴾ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَٰهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

لے آؤ؟ کیا یہ لوگ اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو ہلاک کیا' بے شک

كَانُوا۟ مُجْرِمِينَ ﴿۳۷﴾

وہ لوگ مجرم تھے

ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب سے چھڑایا۔ بے شک وہ بڑا سرکش بے ہودہ لوگ میں سے تھا۔ اس لیے اس کی سرکشی جب انتہا کی پہنچ گئی تو نتیجہ بھی وہی ہوا جو ایسے کاموں کو ہوا کرتا ہے یعنی تباہی جیسا۔ کسی عارف نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو ز جو

اور ہم (خدا) نے ان (بنی اسرائیل) کو اپنے ذاتی علم سے اس وقت کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے کہ ان میں ہماری صریح مہربانی تھی ید بیضا' دیا عصا دیا۔ آخر سب سے ان کی خاطر دریا کو روکا اور ان کو بچایا۔ ان واقعات سے یہ نتیجہ صاف پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے بندوں کا مقابلہ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا مگر یہ لوگ عرب کے مشرک ایسے کچھ سڑی ہیں کہ جو کچھ سنتے ہیں اسی پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو تو جب سنتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں اعمال کا نیک و بد بدلہ پانے کو قیامت کے روز اٹھنا ہوگا۔ تو یہ کہتے ہیں ارے میاں! یہی ہماری زندگی ہے اور یہی ہماری ایک ہی دفعہ کی پہلی موت ہوگی اور اس کے سوا ہم قیامت کے روز نہ اٹھائے جائیں گے نہ اٹھیں گے نہ جئیں گے نہ کوئی ہمیں پوچھے گا نہ پاچھے گا۔ یہ تو یار لوگوں کی باتیں ہیں۔ یہ کہہ کر بطور آخری کلام کے یہ کہتے ہیں پس اگر تم مسلمانو! سچے ہو۔ تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم بھی ان کی ملاقات کریں اور آخرت کا حال پوچھیں اگر وہ اپنی سرگزشت بتادیں گے تو ہم سن کر ایمان لاویں گے۔ یہ ہے ان کی کجروی کہ بات کچھ ہے اور سوال کچھ۔ بات تو یہ ہے کہ بعد فناء دنیا تمسب لوگ بغرض جزاو سزا اٹھو گے۔ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ بات سچ ہے تو ہمارے فوت شدہ بزرگوں کو ابھی زندہ کرو سبحان اللہ۔ بیان از آسمان سوال از ریسماں۔ کیا یہ لوگ اپنی ہستی میں' اپنی قوت میں اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے وہ اچھے تھے؟ ہم نے ان سب کو ہلاک اور تباہ کیا۔ بے شک وہ لوگ مجرم تھے اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا جائیگا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے پیدا نہیں کیں- ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ يَوْمَ

کیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے- تحقیق فیصلہ کا دن ان سب کے لئے مقررہ وقت ہے جس روز کوئی

لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ

دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے کچھ شک

هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ

نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب بڑا رحیم ہے- تھوہر کا درخت مجرموں کا کھانا ہو گا اور وہ ان کے پیٹوں میں سخت

فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ

کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا- حکم ہوگا اسکو پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ

صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝

پھر اس کے سر پر عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو- لے مزا چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝

یہ وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے-

ع ۱۳ ۱۵ ۲

اور ان کے جواب کی عقلی دلیل سنو کہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے عبث پیدا نہیں کیں بلکہ ہم نے ان کو حق یعنی سچے نتیجے کے ساتھ پیدا کیا ہے' بے نتیجہ کام تو عبث ہوتا ہے اور عبث کام کرنا نادانوں کا کام ہے' ہم (خدا) نادان نہیں- لیکن بہت سے لوگ اس راز اور اس مسئلہ کو نہیں جانتے- وہ نتیجہ کیا ہے سنو وہ نتیجہ نیک وبد اعمال کی جزاو سزا ہے- تحقیق فیصلہ کا دن یعنی روز قیامت ان سب کے لیے مقرر وقت ہے- آج تو یہ ایک دوسرے کے مددگار بنتے اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر جس روز فیصلہ ہوگا اور جس زور کافروں کا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے وہ کون ہوں گے ؟ جو دنیا میں خدا کے ہو رہے ہوں گے کچھ شک نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب ہے اس کو اپنے بندوں پر رحم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا نہ اسے بخل ہے کیونکہ بذات خود بڑا رحیم ہے مگر لوگ اس کے رحم سے حصہ لینے کی طرف رغبت نہیں کرتے بلکہ الٹے عذاب کے مستو جب ہوتے ہیں اور نہیں جانتے کہ بدکاری کا نتیجہ کیا ہے ؟ سنو تھوہر کا درخت جو بہت ہی بدمزہ اور کڑوا اور نہایت ہی ناخوش گوار ہے وہ مجرموں کا کھانا ہوگا جو مثل گلے ہوئے تانبے کے ہوگا اور وہ ان کے پیٹوں میں سخت کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا- حکم ہوگا اس مجرم کو پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ- پھر اس کے سر پر سخت عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو جس کا مزہ اس کو محسوس ہو اور کہو کہ مزہ چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا یعنی دنیا میں جب کبھی کوئی شخص حکم الٰہی سناتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ یہ حکم غریب لوگوں کے لیے ہیں ہم بڑے آدمی ان کے مخاطب نہیں پس یہاں بھی تجھے وہی ملے گا جس کا تو حق دار ہے- سنو یہ عذاب وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے- پس اب دیکھ لو کہ واقعی ہے یا نظر کی غلطی ہے- آ و اب ان لوگوں کا حال بھی سنو اور دیکھو جن کو تم لوگ بنظر حقارت دیکھا کرتے تھے جو تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ۙ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۚ﴿۵۲﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ریشمی الپاکے اور مخملیں پہنیں

وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۚ﴿۵۳﴾ کَذٰلِکَ ۟ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ؕ یَدْعُوْنَ فِیْهَا

گے۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیبیوں سے شادی

بِکُلِّ فَاکِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ۙ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ۚ وَ وَقٰهُمْ

کردیں گے۔ وہ ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں گے اور سوائے پہلی موت کے پھر کسی قسم کی موت نہ چکھیں گے اور خدا ان کو

عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۙ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکَ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ

جہنم کے عذاب سے بچائے گا محض خدا کے فضل سے ہوگا یہی بڑی کامیابی ہے۔ تو ہم نے اس کو تیری

بِلِسَانِکَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

بولی میں آسان کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں پس تو انتظار کر تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں

سے فائز المرام ہوئے پس سنو پرہیزگار تقویٰ شعار بڑے امن کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ان باغات میں وہ ریشمی الپاکے اور مخملیں یعنی ان کا لباس پہنیں گے اور ملاقاتی مجالس میں حسب دستور ملاقات ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیبیوں سے شادی[1] کر دیں گے جس سے ان کی زندگی خوش و خرم گزرے گی وہاں وہ متقی بڑے آرام چین سے ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں گے اور سوائے پہلی موت کے جو پہلی دفعہ ان پر آچکی ہوگی پھر کسی وقت کی موت نہ چکھیں گے اور بڑی بات ان کے حق میں یہ ہوگی کہ خدا ان کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا کسی حال میں کسی وقت بھی جہنم کی طرف نہ جائیں گے۔ یہ سب کچھ محض خدا کے فضل سے ہوگا ورنہ اتنی بڑی نعمتیں اور ان کی تھوڑی سی عبادت کیا نسبت رکھتی ہے بس یہی بڑی کامیابی ہے چونکہ ہم کو ان عرب کے لوگوں کا سمجھانا مقدم منظور ہے اس لیے تو ہم (خدا) نے اس کتاب (قرآن مجید) کو تیری بولی عربی محاورے میں آسان صورت میں نازل کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ سمجھنے پر رخ ہی نہیں کرتے بلکہ بزبان حال اور بزبان قال یہی کہتے ہیں کہ ہم پر عذاب لے آ۔ پس تو اے نبی! اللہ کے حکم کا انتظار کر' تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔ نہ عذاب کا لانا تیرے بس میں ہے نہ ہٹانا ان کی قدرت میں۔ جب آیا تو ان سے رکے گا نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العلمین﴾

---

[1] قرآن شریف میں جنتیوں کی ازواج کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک ﴿ادخلوھا انتم وازواجکم تحبرون﴾ دوسری یہ آیت ہے اس میں حوروں کے ساتھ شادی کرانے کا ذکر ہے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو دو قسم کی بیویاں ملیں گی ایک اپنی دنیاوی منکوحہ دوسری جنت کی ازواج: ان دونوں میں حسن اور پاکیزگی اعلیٰ درجہ کی ہوگی' چنانچہ فرمایا:

﴿ولھم فیھا ازواج مطھرۃ﴾

"ستر حوریں ملنے والی روایت کوئی صحیح نہیں۔ اللہ اعلم (۱۲ منہ)

سورت جاثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ رحمٰن رحیم ہے- اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے- آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پھیلائے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے کئی

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

ایک نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو اوپر سے خدا رزق اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

بعد خشکی کے تروتازہ کردیتا ہے اور ہواؤں کو ادھر ادھر پھیرنے میں عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں یہ آیات الٰہیہ ہیں

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

جو ہم سچائی کے ساتھ سناتے ہیں پھر بھی یہ لوگ اللہ اور اس کے احکام کے سوا کس بات پر ایمان لائیں گے

سورۂ جاثیہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ خدا رحمٰن رحیم ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے یہ کتاب قرآن بندوں کی ہدایت کے لیے نازل کی ہے پس تم لوگ یقیناً سمجھو کہ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب و حکمت والے کی طرف سے ہے اس لیے اس کی تعلیم بھی حکمت سے بھرپور ہے اور اس کی اشاعت میں کسی قسم کی روک نہیں ہو گی کیونکہ یہ غالب خدا کی فرستادہ ہے- اس کے غلبہ کے مقابلہ میں کسی کی کیا مجال- جو اس کتاب کی تعلیم ہے اس کی شہادت کے لئے آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں کے لیے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پیدا کر کے دنیا میں پھیلائے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے کئی ایک نشانیاں ہیں اور جو بے یقینی ضدی شریر طبع لوگ ہیں ان کو تو کوئی چیز بھی مفید نہیں ہو سکتی اس کے سوارات کے آنے جانے میں اور جو اوپر سے خدا رزق کا سبب پانی اتارتا ہے پھر اس کے بعد خشک زمین کو بعد خشکی کے تروتازہ کر دیتا ہے جس کی پیداوار سے دنیا کی آبادی پلتی ہے اور ہواؤں کے ادھر ادھر پھیرنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جن کی خالص عقل تیرگی دنیا اور صحبت بد میں پھنس کر زائل نہیں ہوتی' وہی ان نشانیوں پر غور کر کے مستفید ہو سکتے ہیں- سنو اللہ کی آیات دو قسم کی ہیں ایک تو دیدہ' ایک شنیدہ- دیدہ تو تمام دنیا کے واقعات ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا- شنیدہ یہ احکام قرآنیہ آیات الٰہیہ میں جو اے نبی ہم بذریعہ فرشتہ کے تجھ کو سچائی کے ساتھ سناتے ہیں یعنی قرآن مجید کے احکام- پھر بھی یہ لوگ مشرکین عرب اللہ اور اس کے احکام کے سوا کس بات پر ایمان لائیں گے- ہر ایک علم کی اور ہر ایک نزاع کی ایک انتہا ہوتی ہے مگر دنیا ساری اور دنیا کے سارے جھگڑوں کی انتہا خدا پر ہے-

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

افسوس ہے ہر ایک جھوٹے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے گویا

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا

اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر دے اور جب ہمارے احکام میں سے کوئی حکم اسے معلوم ہوتا

هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ

تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے ان لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے آگے جہنم کا عذاب ہے اور نہ ان کی کمائی ان کو

مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾

کچھ فائدہ دے گی نہ ان کے کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے' جو انہوں نے خدا کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں اور ان کو بہت بڑا

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ع

عذاب ہوگا- یہ ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام سے منکر ہیں ان کے لئے بڑے دکھ کی مار ہے

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں اور تاکہ تم اللہ کا فضل حاصل کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور شکر ادا کرو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے حکم سے تمہارے لئے

جَمِيْعًا مِّنْهُ ۚ

کام میں لگا رکھا ہے

خدا کو نہیں مانتا وہ تو پرلے درجے کا جھوٹا اور بدکار ہے- افسوس ہے ہر ایک جھوٹے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ ان کو سن کر اپنی گمراہی اور غلط کاری پر متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر سنا دے کہ انجام اس کا بہت برا ہوگا اور اس کی شرارت سنو کہ جب ہمارے احکام میں سے کوئی حکم پڑھ کر یا سن کے اسے معلوم ہوتا ہے تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے- لو جی آج نیا حکم آیا کے مال میں سے بھی کچھ دیا کرو- پس جی ان کو آنے ہی سے غرض ہے کسی طرح آجائے پس تم سن رکھو کہ ان لوگوں کے لیے دنیا ہی میں ذلت کا عذاب ہے اور آگے جہنم کا عذاب ہنوز باقی ہے جس میں ان کی بہت سخت گت ہوگی اور نہ ان کی کمائی ان کو کچھ فائدہ دے گی- نہ ان کے وہ کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے جو انہوں نے بنا رکھے ہیں جن کو اڑے وقتوں میں مددگار جانتے ہیں اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا جس کی تاب ان میں نہیں ہے- یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام اور آیات سے منکر ہیں ان کے لیے بڑے دکھ کی مار ہے- سنو اللہ یعنی تمہارا معبود وہ ہے جس نے تمہارے لیے دریا اور سمندر کو قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے حکم یعنی قانون سے اس میں جہاز اور کشتیاں چلیں اور تم کو دوسرے کنارے پر پہنچاویں اور تاکہ تم لوگ اہل دنیا بذریعہ تجارت اللہ کا فضل حاصل کرو اور خدا کا شکر ادا کرو اور سنو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے حکم سے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے-

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ

اس بیان میں فکر کرنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ تو ایماندار بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام کی امید نہیں

لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

رکھتے ان کو معاف کیا کریں تاکہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ

وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے اور بنی اسرائیل کو

اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى

ہم نے کتاب دی حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے پھر بعد آجانے علم کے وہ لوگ محض آپس کے حسد کی

الْعِلْمُ ۙ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ

وجہ سے مختلف ہوئے

کیا تم نے عارف شیرازی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

ابرو بادومہ و خورشیدو فلک درکارند — تاتونانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

ایں ہمہ بہر تو سرگشتہ وفرمانبردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اس بیان میں کہ تمام کائنات خدا کے حکم سے مخلوق ہیں اور اسی کے حکم کے ماتحت ہے فکر کرنے والے لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ ایسی بانظام پیدائش جس کے نتائج بھی بانظام ہوں بے شک کسی بڑے مدبر کے بنانے سے بنی ہے جس کی نظیر دوسری نہیں۔ باوجود اس واضح بیان کے یہ لوگ ادھر ادھر بہکے جاتے ہیں۔ اس لیے تو اے نبی! ہمارے ایماندار نیک بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام جزاء آخرت کی امید نہیں رکھتے بمقابلہ انبیاء اور صلحاء کے ضد پر اڑے ہوئے ہیں انکو معاف کیا کریں اور درگزر کریں۔ ان سے تعرض نہ کریں بلکہ معمولی وعظ و نصیحت کر کے باقی حوالہ خدا کریں تاکہ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جو تمہارے بدلہ اور مواخذے سے زیادہ ہوگا اس دن یہ ہوگا کہ جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے اس مضمون کے سمجھانے کے لیے ہم نے وقتاً فوقتاً نبی بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو ہم (خدا) نے کتاب تورات دی۔ حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے تاکہ وہ راہ راست پر آویں اور دین الٰہی کی تبلیغ کریں مگر پھر بھی وہ باہم مختلف ہوئے۔ محض اختلاف رائے معیوب اور مضر نہیں لیکن جب اختلاف رائے سے تجاوز کر کے مخالفت اور مخالفت سے عناد تک نوبت پہنچ جائے تو معیوب اور مضر ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں میں یہی بات تھی کہ مذہبی اختلاف رائے میں ایک دوسرے کے بدخواہ ہو گئے تھے پھر طرفہ یہ کہ بعد آجانے علم کے جس سے ایسے اختلاف کی برائی معلوم ہو سکتی تھی وہ لوگ محض آپس کے حسد کی وجہ سے مختلف ہوئے۔ نکمی نکمی باتوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ

تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا پھر

جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

ہم نے تجھ کو دین کی راہ پر لگایا ہے پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو

إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾

اور اللہ پرہیزگاروں کا والی ہے۔ یہ تعلیم لوگوں کے لئے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بھلا جو لوگ جرأت سے بدکاریاں کررہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایماندار اور نیکوکار ہیں

سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ ع

ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ بہت برا خیال کرتے ہیں

سنو تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ بہتر تو یہی تھا کہ اس فیصلے سے پہلے ہی سمجھ لیتے کیونکہ اس روز کے فیصلے کی اپیل یا تدارک نہیں ہوگا۔ اس لیے (خدا) نے سابقہ نبیوں کی معرفت دنیا کے لوگوں کو خبر پہنچائی تھی۔ اب پھر ہم نے تجھ کو (اے محمد ﷺ!) دین کی راہ پر لگایا ہے۔ پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ احکام اور حقوق الٰہی میں سے کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور ان لوگوں کا یہ خیال کہ ہم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں بیشک صحیح ہے ہم بھی تصدیق کرتے ہیں کہ ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں اور اللہ نیک بختوں اور پرہیزگاروں کا والی ہے اس کے سامنے ان کی کیا چلے گی۔ پس تم خود ہی سوچ لو کہ کونسی جانب تم کو اختیار کرنی چاہیے۔ آیا ظالموں کے ساتھی بننا پسند کرتے ہو یا خدا کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہو۔ محض تمہاری ہدایت کے لیے تم کو بتایا جاتا ہے یہ تعلیم قرآنی لوگوں کے لیے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے تاکہ لوگ اس سے مستفید ہوں اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں ان کے لیے تو سراسر رحمت ہے۔ اس تعلیم کا خلاصہ دو لفظوں میں ہے وہ یہ ہے:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو از جو

کیا بھلا جو لوگ اس تعلیم سے روگرداں ہیں اور جرأت سے بدکاریاں کررہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم (خدا) ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایماندار اور نیکوکار ہیں؟ ایسا کہ ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ یعنی جیسے دنیا کی زندگی میں یہ لوگ ان کی طرح بلکہ ان سے اچھے چلتے پھرتے رہے اس طرح مر کر بھی انہی جیسے رہیں گے؟ یہ خیال دل میں جمائے بیٹھے ہیں تو بہت برا خیال کرتے ہیں کیونکہ ایسا خیال کرنا درحقیقت خدائے تعالیٰ کے حق میں ظلم کا گمان کرنا ہے۔ اس لیے کسی نیک دل بھلے آدمی کو یہ خیال دل و دماغ میں نہ رکھنا چاہیے۔ حالانکہ زمین و آسمان کی ہر چیز شہادت دیتی ہے کہ جس طرح روشنی اور ظلمت برابر نہیں اسی طرح نیک و بد بھی یکساں نہیں۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ

اور اللہ نے آسمان اور زمین باقاعدہ بنائے ہیں تاکہ ہر آدمی کو اس کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى

اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو۔ کیا تم نے ایسا آدمی کبھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے بھی خدا نے اس

عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ

کو گمراہ کردیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر مہر کردی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر کون ہے جو اللہ کے

بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا

بعد اس کو ہدایت کر سکے کیا تم سمجھتے نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں

وَمَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

اور ہم زمانہ کی گردش سے مرجاتے ہیں ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں

اور تعالیٰ نے آسمان اور زمین باقاعدہ اس لیے بنائے ہیں تاکہ دنیا کا انتظام باقاعدہ ہو اور ظلم وعدل میں تمیز ہو کر ہر آدمی کو اس کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو۔ باوجود اس کے بھی جو لوگ ایسے غلط خیالات رکھتے ہیں ان کی بابت یہ یقین کرنا چاہئے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانیہ کے پیرو ہیں۔ کیا تم نے ایسا آدمی کبھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ جدھر کو نفس لے جاتا ہے چلتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے کہ گزرتا ہے۔ ایسے آدمی کو علم بھی ہو تو باوجود علم کے بھی خدا نے اس کو گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر غفلت اور جہالت کی مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پھر کون ہے جو اللہ کے ایسا کرنے کے بعد اس کو ہدایت کر سکے کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ اپنے نفس کی تابعداری کیسی بڑی بلا ہے اسی نفسانی تابعداری اور اتباع ھوا کا اثر ہے جو یہ لوگ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہم زمانہ کی گردش سے مرجاتے ہیں۔ ان کے خیال میں دنیا کا فاعل حقیقی کوئی نہیں لیکن جب پوچھا جائے کہ کیا تم یہ بات علم الیقین سے کہہ سکتے ہو تو صاف کہہ دیتے ہیں یقین سے ہم نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔ بھلا کوئی شخص اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ دنیا کا منتظم حقیقی کوئی نہیں؟ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہی کوئی نہیں حالانکہ خدا کی ہستی کا علم انسان کے ضمیر میں راسخ ہے چنانچہ کسی صاحب دل نے کہا ہے ؎

کانٹا ہے ہر ایک دل میں اٹکا تیرا آویزہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

اس فطری علم کے سوا خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام آتے رہے جو لوگوں کو خدا کی ہستی کی تعلیم دیتے تھے اور یقین دلاتے تھے۔ اسی طرح اس میں بھی ہم (خدا) نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا جس کی زندگی کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کو خدا کے ساتھ جوڑا جائے۔

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ

اور جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو انکا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰى یَوْمِ

دادا کو لے آؤ۔ تو کہہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر تم کو قیامت کے دن جمع

الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کرے گا اس دن میں ذرا بھی شک نہیں مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی

وَ الْاَرْضِ ؕ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىِٕذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ تَرٰى كُلَّ

حکومت خدا کے قبضے میں ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھاٹا پائیں گے اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک

اُمَّةٍ جَاثِیَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا

گروہ دوزانو پڑا ہوگا۔ ہر قوم اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ دنیا میں کرتے تھے اس کا پورا پورا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

بدلہ آج تم کو دیا جائے گا

چنانچہ وہ ایسا کرتا ہے اور ان منکروں کو بھی سمجھاتا ہے لیکن ان کی ضد اور تعصب کا یہ حال ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو ان کا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم مسلمان اس دعوے میں سچے ہو کہ مر کر پھر عذاب وثواب کے لیے اٹھنا ہے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم مان لیں گے۔اس جواب کے سننے والے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں تک ان کو تحقیق حق سے مطلب ہے۔نبی اور مسلمان تو کہتے ہیں خدا قیامت کے روز سب کو زندہ کر کے ان کے نیک وبد کا محاسبہ کرے گا اور یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں ابھی زندہ کر کے دکھا دو۔ بھلا اس سوال کو اس مضمون سے کیا تعلق۔ مگر ان لوگوں کا اصول ہے تعلق ہو یا نہ ہو بات کہہ دیں گے۔اچھا تو اے نبی! اپنے اصل مضمون کو مد نظر رکھ کر ان لوگوں کو کہہ کہ غور سے سنو میرا مذہب یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے یہاں تک تو تمہیں بھی اتفاق ہے۔اس کے بعد کے واقعہ میں تم کو اختلاف ہے یعنی ہم کہتے ہیں کہ پھر تم کو قیامت کے دن میں خدا جمع کرے گا اور تم اس سے منکر ہو۔ ہمارے نزدیک اس دن کے ہونے میں ذرہ بھی شک نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا خیال صحیح ہے جس کے بہت سے دلائل ہمارے پاس ہیں مگر اکثر لوگ جو ادھر ادھر کے بے ہودہ سوال کرتے ہیں ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں۔اس لیے وہ نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں ؎

چوں ندا نند حقیقت رہ افسانہ زوند

سنو تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے یعنی وہی ان کا اصل اور حقیقی مالک ہے اس لیے اس نے اپنے بندوں کے نیک وبد کی جزا سزا کا عام دینے کو ایک دن خاص مقرر کر رکھا ہے جس کا نام قیامت ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی یعنی جب وہ روز حساب آئے گا اس روز جھوٹ کے شیدائی اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھاٹا پائیں گے کیونکہ ان کو اپنے کئے ہوئے اعمال اس روز سامنے آ جائیں گے جس سے ان کو اپنی دنیاوی زندگی کے نفع نقصان کا علم ہو جائے گا اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک گروہ یعنی انسانی نسل کا ہر فرد دوزانو اوندھا پڑا ہوگا جیسے کوئی عاجزانہ طریق سے حاکم کے سامنے بیٹھتا ہے۔ہر قوم اپنے اعمالنامہ کی طرف بلائی جائیگی اور اس روز ان کو کہا جائیگا لو جی جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے اسکا پورا پورا بدلہ آج تم کو دیا جائیگا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا

یہ ہماری کتاب تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو لکھا کرتے تھے۔ جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

لوگ ایمان لائے اور کام بھی اچھے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی بڑی کامیابی

الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ

ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے۔ پھر تم نے تکبر کیا اور

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا

تم مجرم ہو اور جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں تو کہتے

نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ

ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟ ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں جو کچھ وہ کر چکے ہوں گے

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

اس کی برائی ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری مخول کرتے ہیں اس کا وبال ان کو گھیر لے گا اور کہا جائے گا

دیکھو یہ ہماری کتاب جس میں تمہارے اعمال درج ہیں تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو بواسطہ ملائکہ لکھا کرتے تھے پس دیکھ لو اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوئی۔ اس شہادت کا فیصلہ آج یوں ہو گا کہ جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے اور کام بھی اچھے اچھے مطابق فرمودہ خدا اور رسول انہوں نے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا جو بہت بڑی نعمت ہو گی اور اگر بغور سوچو تو یہی بڑی کامیابی ہے جس کو نصیب ہو اور ان کے برخلاف جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے؟ ضرور سنائے گئے تھے پھر تم نے ان کو قبول نہ کیا۔ بلکہ تکبر کیا اور تم مجرم ہو اور دیکھو جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرہ بھی شک نہیں تو کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا بلا ہے؟ ہاں تمہارے مسلمانوں کے بار بار کہنے سے ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں۔ اس بد اعتقادی میں جو کچھ وہ کر چکے ہوں گے اس سب کی برائی اس روز ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری مخول کرتے ہیں اس سارے کا وبال ان کو گھیر لے گا اور خدا کی طرف سے ان کو کہا جائے گا کہ جیسے

نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

کہ جیسے تم اس دن کو بھولے رہے تھے ہم آج تم کو بھول جائیں گے- تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہ

نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

ہوگا یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیات کو ٹھٹھا مخول سمجھا تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

پس وہ اس روز اس سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی- سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں

وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۖ

اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا پروردگار ہے- آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے

ع ۲۰ / ۱۱

جیسے تم اپنے اس دن کو بھولے رہے تھے ہم خدا کے فرشتے آج تم کو عذاب میں ڈال کر بھول جائیں گے- چیخو گے چلاؤ گے ہم تمہاری ایک نہ سنیں گے- تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں پڑے رہو- سزا بھگتو گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا- یہ حالت تمہاری اس لیے ہوگی کہ تم نے اللہ کی آیات (قرآنی اور آفاقی) کو معمولی' ٹھٹھا مخول سمجھا تھا- تمہارے دل میں خدائی وعدوں اور الٰہی عظمت کا اثر نہ تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے- یہ عتاب شاہانہ ان کے لیے سوہان روح ہوگا- پس وہ اس روز اس عذاب سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی- گو وہ دنیا میں کتنی ہی عزت کے مالک ہوں گے مگر خدا کے ہاں کسی کی ایری پیری نہیں چل سکتی کیونکہ سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا پروردگار ہے- آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے' اسی کی تعریف کے گیت گائے جاتے ہیں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے-

﴿ یا عزیز یا غالب لا غالب الا انت ﴾

سورت احقاف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ

وہ رحمن رحیم ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ ہم نے آسمان زمین اور

الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا

جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک پیدا کئے ہیں اور جو لوگ منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور

مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا

نصیحت کے سنائی جاتی ہیں روگردان ہیں تو ان کو پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو۔ انہوں نے زمین کا کوئی

مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیۡتُوۡنِیۡ بِکِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ ہٰذَاۤ اَوۡ

حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش

اَثٰرَۃٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ

کرو اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو۔ پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکاریں

سورۂ احقاف

وہ رحمن رحیم ہے اسی کی رحمت کے تقاضے سے یہ کتاب قرآن مجید اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے اس میں جو جو حکم نازل ہیں ان میں سراسر حکمت ہے ان کی تبلیغ میں جو کوئی مانع ہوگا تم دیکھو لو گے اس کو خد کے غلبہ کی صفت خود ہٹا دے گی مگر جلدی نہ کرنا گھبراہٹ میں کچھ فائدہ نہیں ہر کام کے لیے ایک وقت ہوتا ہے۔ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک رکھنے کو پیدا کئے ہیں۔ ان کے واقعات اپنے اپنے وقت پر قانون قدرت کے تحت وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح سچی جھوٹی تعلیم کا مقابلہ بھی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ یہ وجہ ہے کہ جو لوگ ضد اور عناد میں تیری سچی تعلیم سے منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور نصیحت کے سنائی جاتی ہیں روگردان ہیں جن لوگوں کی اصلاح کے لیے ہم نے تجھ کو بھیجا ہے وہی تیرے برخلاف ہو رہے ہیں۔ تو ان کو پوچھو کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے میں اس دعویٰ پر قرآن کی شہادت تم سے نہیں مانگتا کیونکہ اسے تو تم مانتے ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی عملی دلیل پیش کرو جو کسی فلسفی منطقی اصول پر مبنی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ بحث کرنے میں کسی سابقہ کتاب کا حوالہ پیش کرو یا عقلی دلائل لاؤ ورنہ صرف زبانی باتیں کرنا کار خردمندان نیست اور اگر دلیل نقلی یا عقلی نہیں تو پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے اہم معاملہ میں نفسانیت کریں اور بے ثبوت اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکاریں اور دعائیں مانگیں۔

مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں اور جب سب

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

لوگ جمع کئے جائیں گے وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کردیں گے- اور جب ان کو ہمارے

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ

کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں منکر لوگ سچی کتاب کے آنے کے بعد اس کے حق میں کہتے ہیں- یہ تو صریح جادو ہے- کیا یہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ هُوَ اَعْلَمُ

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نے اپنے پاس سے بنایا ہے تو کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے جو باتیں تم

بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

بناتے ہو وہ اللہ کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں وہی گواہ کافی ہے وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے-

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ

تو کہہ دے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں ایسے لوگ واقعی سخت گمراہ ہیں اس گمراہی کا نتیجہ اس روز بھگتیں گے جب ان پر مصیبت کا زمانہ آئے گا- اور کوئی ان کے حال سے نہ پوچھے گا یعنی جب سب لوگ جمع کئے جاویں گے تو وہ اس کے معبود جن کو یہ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے کیونکہ ایک تو ان کو خبر ہی نہ ہو گی- دوم اگر ہو گی تو وہ سمجھیں گے کہ ہاں کرنے میں ہماری خیر نہیں اس لیے وہ صاف صاف انکار کریں دیں گے جو انکار ان کا صحیح اور بجا ہو گا- اور سنو! تیرے مخالفوں کی حالت کیسی نازک ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو یہ منکر لوگ سچی کتاب قرآن کے آجانے کے بعد اس کی تعلیم کے حق میں کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے تو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نبی نے اپنے پاس سے بنایا ہے وحی یا الہام کوئی نہیں صرف اس کے خیالات ہیں جو یہ بطور الہام بیان کر کے لوگوں کو اپنا تابع کرتا ہے- تو ان کے جواب میں کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تمہیں اس کی فکر نہیں ہونی چاہیے- کیونکہ تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے- پھر تمہیں کیا- تم اپنی فکر کرو سنو! جو باتیں تم بناتے ہو وہ خدا کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں یعنی میرے اور تمہارے معاملہ میں وہی گواہ کافی ہے اس کی شہادت تم سن لو گے کیسی ہو گی- وہ تمہاری خواہش کے مطابق ابھی فیصلہ کر دے مگر وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اس کی یہ دو صفتیں تقاضا کرتی ہیں کہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں جلدی نہ کی جائے- بلکہ موقع دیا جائے کہ وہ اس کی طرف جھکیں اور اگر باوجود انتہائی مہربانی کے نہ جھکیں تو پھر اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے- اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ دے کہ تم لوگ جو میرے ساتھ ایسے بے طرح برسر جنگ ہو میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے کئی رسول گزر گئے جس طرح وہ اللہ کے احکام سناتے تھے میں بھی سناتا ہوں اور خدائی قانون میں نہ ان کو کچھ دخل تھا نہ مجھے دخل ہے بلکہ میں جہاں تک اعلان کرتا ہوں کہ مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ کل مجھ سے کیا برتاؤ ہو گا اور تم سے کیا؟

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

میں تو صرف اس کلام کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے اور صاف صاف ڈرنے والا- تو کہہ بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو

اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ

اور تم لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور

اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

تم اکڑے رہے تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا خدا ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا- منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے

اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ

ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے چونکہ ان لوگوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی ہے اسی لئے کہدیں گے کہ یہ

قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ

پرانا جھوٹ ہے -اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت تھی اور یہ کتاب عربی زبان میں

لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾

اس کی مصدق ہے تا کہ ان لوگوں کو ڈرا دے جو ظالم ہیں اور نیک دکاروں کے لئے خوشخبری ہے-

خدا جانے کل میں تندرست رہوں گا یا بیمار ہو جاؤں گا تم بیمار ہو گے یا اچھے رہو گے میں تو مذہبی امور میں صرف اس کلام کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی میں تو حکم کا تابعدار ہوں اور اللہ کے عذاب سے صاف صاف ڈرنے والا- باوجود اس کے تم لوگ میری نہ سنو تو بھلا بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہو جیسا کہ میرا دعویٰ ہے اور تم لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے معتبر علمدار گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور تم اکڑے رہے' تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا- یہی کہ تم لوگ اللہ کے ہاں ظالم ٹھہرو گے اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہرگز ہدایت نہیں دیا کرتا- پھر تم سوچ لو کہ اللہ کے ہاں معتوب ہونا تم کو کیا فائدہ دے گا؟ دیکھو تو بھلا یہ بھی کوئی عذر ہے جو منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا یعنی اس میں کچھ خوبی ہوتی تو یہ غریب مسلمان لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے- کیونکہ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ ہر کار خیر میں ہم امرا کا حصہ مقدم ہوتا ہے- پھر یہاں یہ قاعدہ کیوں ٹوٹا- حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی امور میں ان کی سبقت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دینی کاموں میں بھی ان کا حصہ مقدم ہے ہرگز نہیں وہ سڑک دوسری ہے یہ لائن جدا ہے مگر چونکہ ان لوگوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی ہے اس لئے کہہ دیں گے کہ یہ دعویٰ نبوت بہت پرانا جھوٹ چلا آرہا ہے- اسی طرح اسی مدعی سے پہلے بھی مدعی گذر چکے ہیں ان کا بھی یہی طریق تھا کہ دعویٰ نبوت کرتے پھر کچھ کرشمے بھی دکھاتے لوگوں سے وعدے بھی کرتے- یہ بھی ایسا ہی کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے حالانکہ (اس قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب توریت اپنے زمانہ میں امام اور رحمت تھی- اور یہ کتاب قرآن مجید عربی زبان میں اس سابقہ کتاب کے مضامین کی مصدق ہے- تاکہ ان لوگوں کو سمجھائے اور ڈراوے اور بوجہ بدکاری کے ظالم ہیں اور نیک وکاروں کے لئے خوش خبری ہے جو تعمیل احکام کرنے سے خوشخبری کے مستحق ہیں-

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ جم جاتے ہیں پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے۔

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَ وَصَّيْنَا

یہی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے اور ہم نے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَ

ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جنا اس کے حمل

فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهٗ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہوتے ہیں پھر جب وہ اپنی قوت کو پہنچتا ہے خاص کر جب چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے کہتا ہے اے خدا

أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَ

مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ کی پر اور

ہاں ان کی ظاہری پہچان کوئی چاہے تو اس کو بتادو کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اسی پر جم جاتے ہیں تمام دنیا میں حرکت پیدا ہو اس امر میں ان کو حرکت نہیں ہوتی۔ تمام دنیا اللہ سے ہٹ جائے وہ نہیں ہٹیں گے تمام دنیا اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ نہیں کریں گے۔ نہ تنگی میں اللہ سے ہٹتے ہیں نہ خوشی میں اتراتے ہیں بس ان کا قول یہ ہوتا ہے ؎

موحد چہ دریائے ریزی زرش | چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نبا شد رکس | ہمیں ست بنیاد توحد و بس

پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ غمناک ہوں گے جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام ان کے ان کاموں کے بدلہ میں ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان محسنین نیکو کاروں کی پہچان ایک اور بھی ہے کہ وہ اللہ کے حقوق ادا کرنے پر بس نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے جتنے مراتب ہیں سب سے اچھا سلوک کرتے ہیں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے محسن لوگ ان کے ساتھ تو بہت ہی اچھا سلوک کرتے ہیں کیونکہ ہم (خدا) نے ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ باپ کے احسان تو بچہ خود دیکھتا ہے کہ کھانے پینے کو وہی دیتا ہے البتہ ماں کے ابتدائی احسانات اس پر مخفی ہیں اس لئے اس کے بتلاتے جاتے ہیں کہ اس کی ماں نے ان کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑوانے کی مدت کم سے کم تیس ماہ (اڑھائی سال) ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ پونے تین سال۔ یہ تو اس کی ابتدائی حالت کا ذکر ہے جس میں وہ بالکل عاجز و ناتواں ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اپنی قوت کی عمر کو پہنچتا ہے خاص کر جوانی جوانی سے گذر کر چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے چونکہ اس عمر تک خود بھی عموماً صاحب اولاد ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے ماں باپ کی خدمات جو پہلے سنے سنائے معلوم تھیں۔ اب مشاہد ہو گئیں لہٰذا اگر وہ نیک خیال نیک وکار ہے تو اپنی اولاد کو دیکھ کر کہ میں کس طرح اس دل سے پرورش کرتا ہوں اپنے ماں باپ کے احسانات یاد کر کے کہتا ہے اے اللہ مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی۔ یعنی وہ ماں باپ کا ایسا سچا خادم اور قائم مقام بنتا ہے کہ ان کی طرف سے بھی خدا کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اپنی ذات خاص کے لئے یہ بھی کہتا ہے اے اللہ مجھے توفیق دے

اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ

اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے۔ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنائیں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار

الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ

بندوں میں سے ہوں۔ ان لوگوں کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے

عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ہم درگذر کریں گے یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے سچا ہے

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ

اور جو لڑکا اپنے والدین کو حقارت سے تف کہتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ کئی ایک

الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

تو میں مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں۔ اور وہ دونوں اللہ کی دوہائی دیتے ہیں تیرا ناس ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا

حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾

ہے۔ وہ کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

کہ میں ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے اور وہ خدا سے یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنا کہ وہ بھی میری روش پر چلیں تاکہ ہم سب تیرے حضور میں سرخرو ہوں۔ نیک بخت نیکوکار یہ بھی کہتا ہے۔ اے میرے خدا میں اپنی تمام ضروریات اور تکلیفات میں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں غرض یہ ہے کہ نیک بخت نیک وکار آدمی ہمیشہ اپنی اور اپنے متعلقین کی خیر وعافیت کے خواہاں رہتے ہیں ہر انسان کے اصول اور فروع میں یعنی ماں باپ اور اولاد نیک خصلت نیک وشعار وہ ہیں جو اپنی اپنے ماں باپ کی اور اپنی اولاد کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کے اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے ان کی برائیوں سے ہم درگزر کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے بالکل سچا ہے۔ اس لئے ضرور پورا ہوگا۔ اور جو نوجوان لڑکا گستاخی میں یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اپنے والدین کو جب وہ ان کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ حقارت سے ان کو تف کہتا ہے یعنی مقابلہ کرتا ہے اور ان کی نصیحت کے مقابلہ میں کہتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں بعد مرنے کے دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ سینکڑوں اشخاص بلکہ کئی ایک تو میں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں وہ تو دوبارہ زندہ نہ ہوئے اور میں زندہ ہو کر اٹھوں گا اور کئے کی سزا جزا پاؤں گا یہ تمہارا دیوانہ پن ہے۔ وہ دونوں اس کے ماں باپ شفقت میں اللہ کی دوہائی دیتے ہیں اور اس کی ہدایت طلبی میں خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اسے کہتے ہیں۔ تیرا ناس ہو۔ بدمعاشوں کی صحبت میں بیٹھنا چھوڑ دے اللہ پر اور اللہ کے وعدوں پر ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ نالائق گستاخ ماں باپ کی مشفقانہ نصیحت سنکر کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ ان میں اصلیت اور صداقت نام کو نہیں تم کیا کہہ رہے ہو مطلب اس سارے قصے کا یہ ہے کہ بعض اولاد ماں باپ کی پوری تابعدار ہوتی ہے اور بعض نوجوان ایسے بے فرمان ہوتے ہیں کہ ان کی نصیحت کو قبول کرنے کے بجائے ان کی توہین اور ہتک کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ

ان سے پہلے جن اور انسان جو گذر چکے ہیں ان ہی میں ان پر فرد جرم

الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ

لگ چکا ہے یہ سارے لوگ خسارے میں تھے- اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق درجات ہیں

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا

تاکہ خدا ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے

عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ

کئے جائیں گے- ان کو یہ کہا جائے گا تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا چکے پس آج تم

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کو ذلت کا عذاب پہنچایا جائے گا کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر

وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ

اور بدمعاشی کرتے تھے- اور عادیوں کے بھائی کو یاد کرو- جب اس نے اپنی قوم کو احقاف کی سرزمین میں سمجھایا-

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے آئے-

اسی لئے ان کو سزا بھی ایسی ہی ملتی ہے کو ان سے پہلے جن اور انسان جو اس قسم کے بدمعاش گذر چکے ہیں- انہی میں ان پر فرد جرم لگ چکا ہے کیونکہ یہ سارے لوگ اپنی بداعمالی کی وجہ سے خسارے میں تھے ان کی زندگی ان کے مال ان کے اسباب ان کی حکومت سب کے سب ان کے حق موجب نقصان تھے- اور ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق مختلف درجات ہیں جو کچھ کسی نے کیا وہ اس کو ملے گا- تاکہ خدا ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے- اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا بلکہ جو کچھ انہوں نے یا کسی نے کیا ہو گا وہی ان کو ملے گا- نہ سزا میں زیادتی ہو گی نہ جزا میں کمی اور سنو! جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے تو سب سے پہلے ان کو یہ کہا جائے گا کہ تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا چکے مگر چونکہ تم نے لذتوں اور نعمتوں کے شکریے نہ کیے پس آج تم کو ان اعمال بد کے عوض ذلت کا عذاب پہنچایا جائے گا- کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر اور بدمعاشی کرتے تھے- غریبوں اور زیردستوں کو ستاتے اور ظلم زیادتی کرتے تھے اسی کی سزا تم کو بھگتنی ہو گی- کیا تم نے سنا نہیں؟ شیخ سعدی مرحوم کیا کہہ گئے ہیں ؎

مہا زور مندی مکن بر کہاں   کہ بر یک نمط مے نماند جہان

یہی مضمون سمجھانے کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے رہے اور سمجھاتے رہے چنانچہ عادیوں کے بھائی حضرت ہود کو ہم نے نبی بنا کر ان کی طرف بھیجا اس نے سمجھایا اور بتایا کہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ بد ہو گا تم اپنی بدکرداری سے توبہ کرو اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو میدان احقاف کی سرزمین میں سمجھایا اور اللہ کا خوف دلایا اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے دنیا میں آئے جن میں سے ہر ایک نے یہ پیغام لوگوں کو پہنچایا ہے-

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو- میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولے اگر آپ اس غرض سے

لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ

ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آیئے حضرت ہود نے کہا

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

کہ صحیح علم اللہ کے پاس ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی

تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

کرتے ہو- پس جب انہوں نے اس کو اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا- تو بولے کہ یہ سامنے آنے والا

مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ۙ

(بادل) ہم پر برسے گا- بلکہ یہ وہ عذاب ہے جو تم لوگ جلدی مانگ رہے تھے- تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا-

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں- کہ کہیں تم اس میں مبتلا نہ ہو جاؤ محض تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہوں ورنہ مجھے اس میں ذاتی فائدہ کیا- تم جانو اور تمہارا کام وہ بولے کیا آپ اس غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں اور اپنے معبود کی طرف لگاویں کیا ہم کو ایسا ہی کم عقل سمجھا ہے کہ ہم آپ کے داؤ میں آجائیں گے اور اپنا نفع نقصان نہ سمجھیں گے واہ صاحب خوب کہی پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آیئے بس یہ آخری جواب ہے- آئندہ مہربانی کر کے ہمارا دفاع نہ چاٹئے گا- حضرت ہود نے ان کی اس بیہودہ گوئی کا جواب کس نرمی اور آشتی سے دیا- کہا اے بھائیو! میری تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ برے کاموں کا بدلہ یقیناً برا ہے- مگر اس کا وقت کون ہے اور کب ہے میں نہیں کہہ سکتا- اس کے سوا کوئی بات صحیح نہیں کہ صحیح علم اللہ کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ عذاب کا وقت کب ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے بس

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی کی باتیں کرتے ہو- بھلا یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت کے سمجھائے کہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو ز جو

تو اس ناصح مشفق کو جواب دیا جائے کہ بس ابھی ہاتھوں پر سرسوں اگا دے کیا یہ جواب عقلمندانہ ہے؟ راحت کا وقت ہے تو عذاب کا بھی وقت ہے- اس مشفقانہ نصیحت کی قدر انہوں نے یہ کی کہ اپنی ضد پر مصر رہے اور وہی کام کرتے رہے جن سے ان کو حضرت ہود روکتے تھے- یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کا وقت آگیا- پس جب انہوں نے اس عذاب کو بشکل بادل اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا تو بوجہ خشک سال مارے خوشی کے بولے کہ یہ سامنے آنے والا آگیا- وہ کیا تھا؟ جیسا کہ ہوتا ہے بسا اوقات بادل آتا ہے آکر آندھی کی شکل میں اڑ جاتا ہے وہ بادل بھی در حقیقت تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا وہ ہوا کیا تھی

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

وہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی تھی پس وہ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اسی طرح بدکار قوم

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- ہم نے ان کو وہ مقدور دیئے تھے کہ تم کو نہیں دیئے تھے- اور ہم نے ان کو کان

سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۫ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ

اور آنکھیں اور دل دیئے تھے- پس ان کے کان اور آنکھ اور دل ان کے

اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

کچھ کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے تھے اور جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ

اسی نے ان کو گھیر لیا- ہم نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾

کر سنائے تاکہ وہ رجوع کریں-

ایک بلا تھی کہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ اور برباد کرتی تھی- جس چیز کو چھو جاتی بس وہ ایسی بھوگی ہو جاتی کہ اس میں جان ہی نہ رہتی- پس وہ عادی لوگ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی تھی- بالکل سنسان ہو کا میدان تھا- چاروں طرف نظر دوڑاؤ کسی کو زندہ نہ پاؤ چاروں طرف کان لگاؤ کوئی آواز نہ سنو- اسی طرح بدکار قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- جو قوم سرکشی میں اپنی حد سے گذر جاتی ہے ہم بھی اس پر ایسا ہی عذاب بھیجتے ہیں یہ سب قانون قدرت کے ماتحت ہوتا رہتا ہے- اس میں کسی قوم کا لحاظ یا کسی کی سفارش نہیں چلتی بلکہ سفارش کرنے والے بھی جس کے لائق ہوتے ہیں وہ پالیتے ہیں- اور مجرموں کی کوئی کوششیں مفید نہیں ہوتی- اے عرب کے لوگو! سنو! تم لوگ جو حق کی مخالفت اور اسلام کے مقابلہ میں اتنی تلے بیٹھے ہو تمہیں معلوم ہے ؟ کہ ہم (اللہ) نے ان عادیوں اور دیگر تباہ شدہ اقوام کو وہ وہ مقدور دیئے تھے کہ تم اہل عرب کو نہیں دیئے اور ہم (اللہ) نے ان کو یورپین اقوام کی طرح دور کی باتیں سننے کے لئے کان اور باریک چیزیں دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کو دل دیئے تھے- یعنی وہ صنعت کاذکر سنتے یا دیکھتے تو اپنے دل میں سوچ سمجھ کر اس کو ایجاد کر لیتے مگر خدائے مالک الملک سے ان کو لگاؤ نہ تھا پس جب اس بداعمالی کی وجہ سے ان پر عذاب آیا تو ان کے کان آنکھ اور دل ان کے کچھ بھی کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے بلکہ سخت مقابلہ کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ ہو گئے اور جس عذاب کو سنکر اس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے- اسی نے ان کو گھیر لیا اور تباہ کر دیا- انجام تم دیکھتے ہو کہ آج کوئی ان کا نام لیوا نہیں- اے مکہ والو! سنو! ہم نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں ملک شام تک تباہ کر دیں- جو تم اپنے سفروں میں بچشم خود دیکھتے ہو اور تباہی سے پہلے ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر کر مختلف طرح سے سنائے تاکہ کسی طرح وہ ہماری طرف رجوع کریں مگر وہ بھی ایسے پختہ تھے کہ کسی طرح وہ نہ جھکے-

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا- انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ ان سے بالکل غائب غلا

عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٨﴾ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ

ہو گئے اور یہ ان کی ان کو کوئی خبر نہیں کذاب بیانی اور افترا پر درازی ہے اور جب ہم تیری طرف چند جنوں کو بھیجا تھا کہ وہ

يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ

قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر آئے تو کہنے لگے چپ رہو! پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ ڈرانے والی جماعت

مُنْذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ

بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے- کہا اے بھائیو! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کی کتاب کے بعد اتری ہے-

مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾

اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے

يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا- اور سخت عذاب سے

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾

تم کو بچائے گا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ کیوں نہ آڑے وقت میں کام آئے-وہ تو ان کے سامنے ہمیشہ نذر نیاز کرتے تھے مگر وہ ان کا کچھ نہ کر سکے-بلکہ ان سے بالکل غائب غلا ہو گئے ان کی ان کو کوئی خبر نہیں اور ان کو ان کی مطلق نہیں یہ ان کذب بیانی اور افترا پردازی کا نتیجہ ہے-جو ساری عمر وہ کرتے رہے جس کا انجام یہ ہوا کہ دنیا میں ناکام رہے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوئے پس اے پیغمبر ان کو سمجھانے کے لئے وہ واقعہ سنا اور سمجھا جب ہم نے تیری طرف چند جنوں کو بھیجا تھا- کہ وہ قرآن مجید سنیں اور متاثر ہو کر ایمان لادیں پھر جب وہ اس موقع پر آئے جہاں تو اے نبی! قرآن پڑھ رہا تھا تو ان کو قرآن سننے سے ایسی لذت آئی کہ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے میاں چپ رہو سنو تو یہ کیا پڑھ رہا ہے- آخر ان پر وہی اثر ہوا جو ہونا چاہئے تھا- کہ ایک ہی وقت میں سننے سے ایماندار ہو گئے- پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ جن جو کافرانہ صورت میں آئے تھے-خدا کے عذاب سے ڈرنے والی جماعت بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے جا کر ان سے کہا اے بھائیو دیکھو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو اپنے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے بعد اتری ہے اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور بڑی خوبی یہ ہے کہ راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے-کتاب کی یہ خوبی بیان کر کے کھلے لفظوں میں اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے اس نبی کی بات کو قبول کرو اور دل سے اس پر ایمان لاؤ خدا تم کو تمہارے پچھلے گناہ بخش دے گا اور سخت عذاب سے تم کو بچالے گا-

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ

اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا- وہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اسی کے لئے اللہ کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ

سوا کوئی والی وارث نہیں ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى

اور زمین پیدا کئے- اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کا تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے- ہاں

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ

بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے اور جس روز کافروں کو آگ کے سامنے کیا جائے گا-

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کیا یہ عذاب واقعی نہیں ہے؟ وہ بولیں گے خدا کی قسم یہ واقعی ہے فرشتہ کہے گا پس تم اپنے کفر کی شامت سے اس

تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾

عذاب کو چکھو-

اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی بات نہ مانے گا وہ کہیں بھاگ کہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا ایسا کہ خدا اس کو پکڑنا چاہے اور نہ پکڑا جائے بلکہ خود ہی عاجز ہے اور اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں- ایسے لوگ یقیناً صریح گمراہی میں ہیں- کیا یہ لوگ جانتے نہیں ؟ کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کا تکان[1] نہ ہوا- وہ اس قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے- ہاں بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں- اس کی طاقت لا انتہا ہے اور اس کی قدرت کہیں ختم نہیں- کیا تم لوگوں نے مولانا حالی مرحوم کی رباعی نہیں سنی ؎

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں — کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں!

پر تیرے خزانے میں ازل سے اب تک — گنجینہ غیب میں اسی طرح نہاں

اور سنو! آج تو یہ منکر قرآنی تعلیم سے اکڑ اکڑ کر چلتے اور منہ سے بڑبڑاتے ہیں مگر جس روز کافروں کو جہنم کی آگ کے سامنے کیا جائے گا اس روز کیا جواب دیں گے- جب ان سے پوچھا جائے گا کیا یہ عذاب واقعی نہیں ہے ؟ وہ بولیں گے خدا کی قسم یہ واقعی ہے اور برحق ہم جو دنیا میں اس سے انکار کرتے تھے وہ سراسر ہماری ہٹ دھرمی تھی- اس اقرار کے بعد خدا کا فرشتہ ان کو کہے گا پس تم اپنے کفر کی شامت اعمال سے اس عذاب کو چکھو تم کو اس سے مفر نہیں

---

[1] یہودیوں اور عیسائیوں کی الہامی کتاب تورات کی دوسری کتاب "خروج" میں مذکور ہے :-

چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا" باب ۳۱ : فقرہ ۱۷)

تازہ دم ہوتا ہے جو تھکے اور تھکنا نقصان قدرت پر مبنی ہے- چونکہ اللہ تعالیٰ میں کسی قسم کا نقصان نہیں- اس لئے توریت کی اس عبارت کی اصلاح اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے غلطی کا اظہار کرنے کو قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا (**لم یعی بخلقھن**) خدا آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھکا نہیں یہ تمہارا خیال غلط ہے (منہ)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ

پس تو صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کے حق میں جلدی عذاب طلب نہ کر- جس روز وہ

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ

عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے یہ تبلیغ ہے سو

يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

بے فرمان لوگ ہی تباہ ہوں گے-

سورت محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے-

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے اعمال اللہ سب ضائع کر دے گا- اور جو لوگ ایماندار ہیں

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ

اور اچھے کام کرتے ہیں-اور اس کام پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد پر اتارا گیا ہے-

یہ تو ان منکروں اور حق کے مخالفوں کا حشر ہو گا- سن اے نبی! تو تبلیغ احکام میں لگا رہ اور مخالفوں کی تکلیف دہی پر صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت اور استقلال والے پیغمبروں نے صبر کیا- بڑی بڑی تکلیفیں ان پر آئیں مگر وہ ان کو بڑی مردانگی سے برداشت کرتے رہے- آخر نتیجہ اچھا ہوا- اسی طرح تو بھی صبر کیا کر اور ان مخالفوں کے حق میں جلدی ہی عذاب طلب نہ کر کیونکہ ان پر مصیبت کا زمانہ آنے والا ہے- جس روز وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے اس روز اس کے ہوش و حواس مفقود ہوں گے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے- حیرانی ہے کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ہم نے ایسے کیا جرم کئے کہ ایسی سختی میں ہماری جان پھنس گئی- خیر یہ باتیں تو ان کی ہوتی ہواتی رہیں گی مطلب کی بات یہ ہے کہ یہ قرآن خدا کے احکام کی تبلیغ ہے- اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کچھ لوگ اس کے تابع ہوں گے اور کچھ اس سے منکر اور بے فرمان- سو اس تبلیغ کے بعد بے فرمان لوگ ہی تباہ اور برباد ہوں گے- وہی عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جو تابعدار ہیں وہ ہر طرح کی آسودگی میں رہیں گے- ان شاء اللہ

سورۂ محمد

اللہ مالک الملک کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ کافر ہیں- خود کافر ہونے کے علاوہ اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یعنی دل سے کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نہ پھیلے لوگ اس کو قبول نہ کریں- ان کے اعمال صالحہ جو کبھی کوئی اچھا کام کسی وقت ان سے ہوا ہو گا خداوہ سب ضائع کر دے گا ذرہ برابر اس کا اجر ان کو نہ ملے گا- کیونکہ کفر اور مقابلہ اسلام دونوں ایسی زہریلی چیزیں ہیں کہ اپنے سے پہلے کے کسی نیک کام کو نہیں چھوڑتے اور جو لوگ ایمان دار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں خاص کر اس کلام (قرآن) پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے-

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ

اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کے ہاں سے آیا ہوا خدا ان کے گناہ ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا- یہ فرق

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں وہ ناراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں جو ان کے رب کے ہاں سے

رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

آیا ہے- اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے- پس جب تم ان کافروں سے ملو

كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۤ ۙ فَاِمَّا

تو ان کی گردنیں مارا کرو- یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چلو تو تم ان کو مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو- اس

مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ړ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

سے بعد ان کو یا تو احسان کر کے یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے- یہی حکم ہے اور خدا چاہتا تو خود

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ

ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض کے حق میں جانچے

اور وہ برحق ہے-ان کے پروردگار کے ہاں آیا ہوا اس لئے وہ دل سے اس کو مانتے ہیں ایسے لوگوں کو انعام یہ ملے گا کہ خدا ان کے گناہ جو بھول چوک میں ان سے ہوئے ہوں گے ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا-ان دو فرقوں میں یہ فرق اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں وہ ناراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں- حق بھی ان کا تراشیدہ یا پسندیدہ نہیں بلکہ وہ حق جو ان کے رب کے ہاں سے ان کے پاس آیا ہے اس لئے ان دو گروہوں سے جو جو معاملہ ہو گا دونوں کی شان کے مطابق ہے اسی طرح اللہ مہربانی سے لوگوں کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ہدایت پاویں چونکہ ان دونوں کے اعمال اور ارادے سے باہمی متخالف اور متضاد ہیں اس لئے لازمی ہے کہ ان دونوں گروہوں کے میل ملاپ پر بھی اس کا اثر ویسا ہی مخالف ہو-چنانچہ تم مسلمان دیکھ رہے ہو کہ کفار تم لوگوں سے کیسا معاندانہ برتاؤ کرتے ہیں-پس میدان جنگ میں بغرض جنگ جب تم ان کافروں سے ملو تو ان کی گردنیں مارا کرو یہاں تک کہ جب تم ان دشمنان دین کو خوب قتل کر چکو تو جب ان کی قوت کمزور ہو جائے اور بھاگنے لگیں تو تم ان کو اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو-یہ لوگ تمہارے ہاں اسیران جنگ ہوں گے-اس کے بعد ان لوگوں کو یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا کرو یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو-مگر اسیران جنگ کو کسی صورت میں قتل نہ کرنا-ان لوگوں سے یہی برتاؤ جاری رکھو جب تک کہ لڑائی ختم ہو جائے-اور دشمن لڑنے سے ہتھیار ڈال دے-یعنی ہر ایک محاذ جنگ پر اسی طرح لڑتے رہو- پہلے شدت سے جنگ بعد جنگ قید قید کے بعد احسان بریت یا معاوضہ نقدی رہائی-یہ سلسلہ ختم جنگ تک جاری رہے- یہی حکم ہے اس کو یاد رکھو ایک بات اور سنو! بعض لوگ کہا کرتے ہیں خدا ہم کو جو حکم دیتا ہے کہ ہم کافروں کو قتل کریں خود ہی کیوں نہیں ان کو مار ڈالتا وہ یاد رکھیں خدا بذات خود ان کو تباہ کرنا چاہتا تو ان سے بدلہ لے لیتا-کوئی روکنے والا نہیں لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض کے حق میں مامور کر کے جانچے تاکہ تمہارے اعمال کا پبلک میں اظہار ہو اور تم کو اجر عظیم ملے خدا اگر سب کافر خود اس طرح کے جیسے یہ کہتے ہیں تو بھوکے کو روٹی کون کھلائے اور پیاسے کو پانی کون پلائے

وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ
جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا- بلکہ ان کو ہدایت کرے گا اور ان کا

بَالَهُمْ ۝ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا
حال سنوارے گا- اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جو پہلے سے ان کو پہچوا رکھی ہے- مسلمانو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو

اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ
خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا- اور جو لوگ منکر ہیں ان کی تباہی ہو گی اور خدا ان کے کئے کرائے

اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ
اعمال سب ضائع کر دے گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو ناپسند کیا اللہ نے ان کے سب نیک کام ضائع کر دیئے- یہ لوگ

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
ملک میں پھرے نہیں کہ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا

دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝
اللہ نے ان کو تباہ کر دیا- اور ان کافروں کے لئے اس سے کئی گنا زیادہ ہے-

سو یہ ان کی غلطی ہے- قدرتی نظام اسی طرح ہے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا ہی ایک دوسرے کے کام آنا ہے خدا تم کو ہدایت کرتا ہے کہ تم اس کی اطاعت میں دشمنان دین سے لڑو- اور سنو! جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا- جیسے کفار کے اعمال ضائع کئے جائیں گے بلکہ ان مومنین کو ہدایت کرے گا- اور ان کا حال سنوار دے گا یعنی دنیا کی کوفت اور مصیبت سے ان کو نجات دے گا- اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا- جو پہلے سے ان کو پہچوا رکھی ہے- کہ وہ ایسی ہو گی یوں ہو گی اس میں ایسی ایسی راحتیں ہوں گی اس لئے وہ جاتے ہی اس میں یوں داخل ہو جائیں گے گویا وہ ان کا گھر ہو گا- مسلمانو! ہم تم کو ایک اصول بتاتے ہیں جو تم کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے- چاہے تم تخت پر ہو یا تختے پر ہر حال میں اس اصول کو مدنظر رکھا کرو- وہ یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا- اور بوقت تکلیف اور بموقع جنگ تمہارے قدم مضبوط کرے گا- اور تم کو پختہ رکھے گا پھر تم جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے- چنانچہ ایسا ہی ہوا- کیا تم نے ان طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا حال نہیں سنا؟ ؎

فتح اک خادمہ ان کی تھی اور اقبال غلام مختصر یہ ہے کہ پلّے پہ خدا رکھتے تھے

یہ حال تو مسلمانوں کا ہے کہ ان کی ثابت قدمی اور نصرت دینی پر ان سے ترقی اور کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو لوگ قرآنی تعلیم سے منکر ہیں ان کی تباہی ہو گی اور خدا ان کے کئے کرائے اعمال سب ضائع کر دے گا- کسی اچھے کام کا بدلہ ان کو نہیں ملے گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن شریف) ہونا پسند کیا- اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ ان کا نیک اعمال ضائع ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا نے ان کے نیک کام سب ضائع کر دیئے- اب ان کا نیک بدلہ ان کو ملے گا- کیا یہ لوگ اپنے اردگرد ملک میں پھرے نہیں؟ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا- سنو! ہم بتاتے ہیں یہ ہوا کہ اللہ نے ان کو تباہ اور بالکل برباد کر دیا- سنو! اور کان کھول کر سنو! کہ ان کافروں کے لئے جو تمہارے سامنے ہین اس مصیبت سے کئی گنا زیادہ عذاب اللہ کے ہاں مقرر ہے-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ

یہ فرق اس لئے ہے کہ اللہ ایمان داروں کا حامی ہے اور کافروں کا کوئی حامی مددگار نہیں۔ اللہ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى

اور جو لوگ کافر ہیں مزے کرتے اور کھاتے ہیں جیسے چارپائے کھاتے ہیں اور آگ میں ان کا ٹھکانہ

لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

ہوگا۔ جس بستی والوں نے تجھ کو تیرے گھر سے نکالا تھا۔ اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں ہو چکی ہیں ان کو ہم نے تباہ

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

کر دیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہو سکا۔ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان کی طرح ہے! جن کو اپنے کام بھلے معلوم ہوتے

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں۔ جس جنت کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔

یہ فرق (کہ مومنوں کو کامیابی اور منکروں کو ناکامی) اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی ایمانداری اور راست بازی کی وجہ سے انکا حامی ہے اور کافروں کی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے ان کا کوئی حامی مددگار نہیں سنو جی اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں یعنی بھلے لوگوں کو جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو لوگ کافر یعنی بے ایمان اور بد اعمال ہیں ان کی حالت ان کے برعکس ہوگی۔ دنیا میں ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے بے فکری سے مزے کرتے اور کھاتے پیتے ہیں جیسے چارپائے کھاتے ہیں۔ جس طرح چارپائے بعد کھانے پینے کے نہ کسی کا شکریہ اپنے پر واجب جانتے ہیں۔ نہ احسان مانتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ خدا کے انعامات کا شکریہ ادا نہیں کرتے اس لئے ان کا انجام برا ہوگا۔ اور آگ میں ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ اس قسم کا واقعہ کوئی آج ہی نہیں پیش آیا بلکہ بہت پہلے بھی ایسا ہوتا رہا جس بستی (مکہ) والوں نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے گھر (مکہ) سے نکالا تھا۔ یعنی بذریعہ تکلیفات شدیدہ کے نکلنے پر تجھے مجبور کیا اور خدا نے بخیر و عافیت تجھے مدینہ منورہ میں جا بسایا تھا۔ اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں دنیا میں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ہم (خدا) نے تباہ کر دیا۔ پھر اس کا کوئی مددگار نہ ہو سکا۔ جیسے ثمود، لوطی، نوحی، فرعونی وغیرہ وغیرہ سب تباہ کئے گئے اسی طرح ان تیرے مخالفوں کا حشر ہوگا کیا ان کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی؟ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان بدنصیبوں کی طرح ہے؟ جن کو اپنے برے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں اسی وجہ سے وہ کھلم کھلا بدکاریاں کرتے ہیں کیوں کہ ان کو اپنے برے کاموں کی برائی معلوم نہیں ہوتی بلکہ بجائے برائی کے بھلے معلوم ہوتے ہیں پھر وہ چھوڑ دیں تو کیوں کر؟ کون ان دونوں کو یکساں کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ پہلے لوگ خدا کے مقبول ہیں۔ اور دوسرے مردود پہلی قسم کے لوگوں کا نام اللہ کے نزدیک متقی ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ خدا کی طرف سے وعدہ جنت ہے سنو! جس جنت کا ان متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔

فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ

اس میں کئی ایک ایسی پانی کی نہریں ہوں گی جو سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ نہیں بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی

لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۚ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ

نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دیں گی- اور کئی ایک صاف مصفے شہد کی نہریں ہوں گی- اور ان لوگوں کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے-

وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہو گی- بھلا یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو

أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا

کاٹ دے گا- اور ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان

لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

علمداروں کو کہتے ہیں اس نے ابھی کیا کہا تھا یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے یہ لوگ اپنی

وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾

خواہشات کے پیرو ہیں- اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں- خدا ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ

یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آ جائے اے لو اس کی علامت تو آ گئی-

اس میں کئی قسم کے اسباب عیش و آرام کے ہوں گے کئی ایک ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو کسی حال میں سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی- جن کا مزہ نہ بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی نہریں ہوں گی جو پینے والے کو لذت دیں گی اور کئی ایک صاف مصفی شہد کی نہریں ہوں گی جو اپنے رنگ میں بہت مزیدار اور ان جنتی لوگوں کے لئے ان بہشتوں میں کھانے کو ہر قسم کے پھل ہوں گے- پروردگار کی طرف سے بخشش اور عام معافی ہو گی- جو کچھ دنیا میں ان سے کسی قسم کی غلطی ہوئی ہو گی وہ سب معاف ہو گی بھلا یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہوں گے ؟ جو ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا- جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا- یہ باتیں اس وقت تو ان کے دلوں پر اثر نہیں کرتیں کیونکہ یہ ان باتوں کو توجہ سے سنتے ہی نہیں اور نہ غور کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف اے نبی ! کان لگاتے ہیں گویا وہ سنتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان کو بطور مخول کہتے ہیں- اس محمد ﷺ نے ابھی کیا کہا تھا ؟ گویا یہ لوگ بڑے غافل اور اپنی خواہشات کے پیرو ہیں- اور جو لوگ اللہ سے ڈر کر ہدایت یاب ہیں اللہ ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ پرہیزگاری کی توفیق بخشتا ہے مگر یہ مشرکین عرب جو تیرے برخلاف ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کسی طرح راستی ناراستی کی پرواہ نہیں کرتے ان کے ظاہری حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بس قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آجائے تو سیدھے ہو جائیں- اے لو اس کی علامات تو آ گئیں- نبی آخر الزماں پیدا ہو چکے- نبوۃ ختم ہو گئی جبرائیل کا وحی لے کر آنا بند ہو گیا- معجزات ظاہر ہو چکے ہیں-

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝۱۸ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

پھر جب وہ آ موجود ہو گی تو اس وقت ان کو کیا نصیحت ہو گی؟ پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں اور تمام

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝۱۹ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو۔ اللہ تمہارا آنا جانا اور ٹھہرنا جانتا ہے۔ جن لوگوں کو ایمان ہے وہ

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ

کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورۃ اترتی؟ پھر جب صاف سورت نازل ہوتی ہے۔ جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے۔ تو دیکھتا ہے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى

کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیہوشی میں تاکتا ہے

پھر جب وہ اصل قیامت آموجود ہو گی تو اس وقت ان کو کیا خاک نصیحت ہو گی؟ اس وقت تو ان کے حق میں یہ شعر موزوں ہو گا ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن — آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہو گے

پس تم ان کی بیہودہ گوئی پر کان نہ لگاؤ اور دل سے جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم اسی پر اپنا اعتقاد رکھو اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو۔ یعنی اس طرح دعا مانگا کرو جس طرح ہم نے تم کو سکھائی ہے :۔[1]

اللہ تمہارے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنا کسی جگہ تمہارا آنا جانا اور کسی ایک جگہ مقام کر کے ٹھیرنا سب جانتا ہے جہاں جاؤ اس کا خیال رکھو کہ ہم اللہ کے حضور میں ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ کے احکام پر ایمان ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری نقل و حرکت سب اللہ کو معلوم ہے۔ اور وہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہماری زندگی اور موت خدا ہی کی راہ میں لگے۔ چنانچہ وہ جہاد کی تمنا میں ہمہ تن شوق ہو کر کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورت اتری جس میں جہاد کا حکم ہو تاکہ ہماری مراد بھی بر آئے اور ہم بھی دینی خدمت میں جان بحق تسلیم ہو جائیں کیونکہ ؎

سب نکل جائیں گی او قاتل! ہماری حسرتیں — جب کہ سر اپنا تیرے زیر قدم دیدیں گے ہم

ہاں جو لوگ ظاہری طور سے ایماندار ہیں مگر دل میں منافق اور بے ایمان ہیں وہ بھی ان ایمان داروں کے ساتھ اس قسم کی خواہش میں شریک ہو جاتے ہیں اور جہاد کا حکم مانگتے ہیں پھر جب صاف اور بے لاگ سورۃ نازل ہوتی ہے جس میں جہاد و قتال کا ذکر اور حکم ہوتا ہے۔ تو اے نبی! تو دیکھتا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں ضعف کی بیماری ہے وہ ان ایمانداروں سے ایسے الگ ہو جاتے ہیں جیسے سچے عاشق سے بوالھوس جدا ہو جاتا ہے وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیہوشی میں پھٹی نظر سے تاکتا ہے ان کی حالت پر یہ رباعی خوب چسپاں ہے ؎

زاہد کہتا تھا جان ہے دین پر قربان — پر آیا جب امتحان کی زد پر ایماں
کی عرض کسی نے کہے اب کیا ہے علاج — بولے کہ بھائی جان! جی ہے تو جہاں

[1] اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخشش اور جو ہم پہلے لوگ ایمان کے ساتھ گذرے ہیں ان کو بخش اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ یا عداوت پیدا نہ کر خدایا تو بڑا مہربان ہے

لَهُمْ ۞ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ

پس حکم کی تابعداری کرنی اور بات معقول کہنی ان کے حق میں اچھی ہوتی ہے- اگر کام کا وقت آجائے- اس وقت یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا کریں

خَيْرًا لَّهُمْ ۞ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا

تو ان کے لئے بہتر ہو- پس اگر تم حکومت پر متمکن ہو جاؤ تو یقیناً ملک میں فساد کرو- اور رشتوں کے تعلقات قطع

اَرْحَامَكُمْ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۞ اَفَلَا

کر ڈالو- یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت ہے اور ان کو خدا نے بہرہ اور ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے- یہ

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى

قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں جو لوگ ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد بھی

اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۞

الٹے پاؤں جاتے ہیں- شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور ان کو امیدیں دلا رکھی ہیں-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ

یہ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے کلام کو ناپسند کرتے ہیں یہ لوگ ان کو کہتے تھے کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری ہی مانا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۞

کریں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے-

پس حکم کی تابعداری کرنی اور بات معقول کہنی ان کے حق میں اچھی ہوتی مگر یہ کوتہ اندیش ہیں کہ دور اندیشی سے کام نہیں لیتے اگر کسی ضروری قومی کام یعنی جہاد وغیرہ کا وقت آجائے اس وقت یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا کریں تو ان کے لئے بہتر ہو- یعنی زبانی اطاعت اور تابعداری کا جو اظہار کرتے ہیں کسی کام نہیں آڑے وقت پر کام کرنا کام کی بات ہے- پس تم ایسے لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر تم حکومت پر متمکن ہو جاؤ تو یقیناً ملک میں فساد کرو اور رشتوں کے تعلقات قطع کر ڈالو- کیونکہ تم خود غرض ہو اور برسر حکومت قوم کے لئے خود غرضی مہلک ہے یہی خود غرض مفسد لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے- اور ان کو کانوں کی قوت شنوائی سے خدا نے بہرہ اور ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے- یہ لوگ نہ واقعات عالم سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بھلا یہ لوگ جو قرآنی تعلیم سے اتنے بدکتے ہیں کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر عفلت کے تالے لگے ہوئے ہیں؟ درحقیقت دونوں[1] باتیں ہیں مگر پچھلی بات پہلی بات کا سبب ہے یعنی ان کے دلوں پر غفلت کا پردہ ہے اس لئے یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے- اس کی تہ کا پردہ بھی ہم بتائے دیتے ہیں- کہ جو لوگ ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد بھی الٹے پاؤں چاہ ضلالت کو جاتے ہیں- شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور ان کو بہتری کی امیدیں دلا رکھی ہیں- دنیا عالم اسباب ہے- ان کی اس گمراہی کا بھی ایک سبب ہے- یہ اس لئے اس حد تک پہنچتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے کلام کو ناپسند کرتے ہیں- یعنی قرآن شریف کے منکر ہیں یہ لوگ مرتدین جن کا ذکر اس آیت میں ہے ان کو کہتے تھے کہ ہم بعض باتوں یعنی ان امور میں جو مسلمانوں کی ترقی کی سد راہ ہو سکتے ہیں- ہم تمہاری ہی صلاح مانا کریں گے- اور مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا کریں گے یعنی خفیہ طور انہوں نے بغاوت کے منصوبے باندھ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے پس تم

[1] قضیہ مانعۃ ہے فافہم (منہ)

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ
بھلا اس وقت کیا کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیٹوں کو ضربیں لگائیں گے- یہ اس لئے کہ جو

اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ
طریق اللہ کو ناپسند ہے- یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے کیا جن

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ
کے دلوں میں بیماری ہے وہ سمجھتے ہیں-کہ اللہ ان کی عداوتیں نکال نہیں پھینکیں گے-

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾
دکھا دیتے پھر تو ان کے نشانوں سے ان کو پہچان لیتا- اب بھی ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ
ہم تمہاری ضرور جانچ کریں گے- یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو تمیز کرا دیں گے-

مسلمانوں بے خوف وخطر رہو وہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اس وقت تو یہ ادھر ادھر کی لگاتے پھرتے ہیں- بھلا اس وقت کیا کریں گے-اور کسی کو حقائق تلاش کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیٹوں کو ضربیں لگائیں گے-ایسی حالت میں ان کی جانیں نکالیں گے-یہ اس لئے کہ جو طریق خدا کو ناپسند ہے یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں-اور اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے کئے کرائے اعمال ضائع کر دیئے اس لئے تم مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہئے کیا جن کے دلوں میں اسلام کی عداوت کی مرض ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی عداوتیں نکال نہیں پھینکے گا- یعنی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے کہ یہ لوگ یا تو اسلام میں آجاویں گے یا مارے غصے اور موت کے فناہ ہو جائیں گے-جس پر یہ شعر ان کے حق میں صادق آئے گا؂

بمیر تابرہی اے حسود! کیں رنجیت کہ ازمشقت آں جز بمرگ نتواں ست

اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو تجھ کو وہ دشمنان اسلام دکھا دیتے چھپنوا دیتے پھر تو ان کے چہروں کے نشانوں سے انکو پہچان[1] لیتا-ایسا کہ ان کی پہچان اور تشخیص میں تجھے اے نبی! کوئی شک وشبہ نہ رہتا-جب سامنے آتے ان کی شخصیت کے ساتھ ہی ان کی صفت قبیحہ تیری نظر میں آجاتی-اب تو ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے-کیونکہ ان کی گفتگو میں بناوٹ ہوتی ہے-اور مخلص مومنوں کی گفتگو بناوٹ سے پاک صاف ہوتی ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں- اس سے تو کوئی چھپا ہی نہیں ہاں تم مسلمان یہ نہ سمجھنا کہ تم امتحان الٰہی سے مستثنٰی ہو-ہرگز نہیں بلکہ ہم (خدا) تمہاری ضرور جانچ کریں گے-یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو جو جہاد جیسی سخت تکلیف میں صبر کرتے رہے- پبلک میں تمیز کرا دیں گے-

---

[1] اس آیت کے نزول تک آں حضرت ﷺ کو منافقوں کی تشخیص کا علم نہ تھا بعد اس کے کرایا گیا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت سے حضرت خدیفہ صحابی کو بتادیا تھا (منہ)

وَنَبْلُوَا۟ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا

اور تمہارے حالات پر اطلاع کرادیں گے جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور ہدایت

الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ

کی راہ ان کو معلوم ہو جانے بعد رسول کی سخت مخالفت کرتے ہیں- وہ اللہ کے دین کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور

أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾

ان کے اعمال خدا ضائع کر دے گا- اے مسلمانو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کیا کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو-

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ

جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں تو ان

اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَ

کو خدا ہر گز نہ بخشے گا- پس کم ست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی بلند رہو گے.اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

لَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا-

اور تمہارے حالات پر لوگوں کو اطلاع کرادیں گے- بھلا مخلص مومنوں کے ساتھ منافق کب تک ملے جلے رہیں گے ایسا رہنا ٹھیک نہیں- اس لیے کہ جو لوگ خدائی احکام سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ ضد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور ہدایت کی راہ ان کو معلوم ہو جانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کرتے ہیں گو وہ اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو گرادیں گے لیکن حقیقت میں وہ اللہ کے دین اسلام کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے نہ پہنچا سکیں گے بلکہ ذلیل وخوار ہوں گے اور ان کے اعمال جتنے انہوں نے کئے ہیں از قسم صالح یا از قسم مخالفت اسلام' خدا سب کو ضائع کر دے گا- صالح اعمال تو اس طرح کہ ان کا بدلہ ان کو ملے گا اور مخالف اس طرح کہ وہ ان کوششوں میں کامیاب ہوں گے 'یہی ان کا ضائع ہونا ہے- پس اے مسلمانو! تم یقین رکھو کہ ان کفار کے ساتھ خدا ایسا کرے گا- اس لیے تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی تابعداری دل سے کیا کرو- اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو یعنی نیک اعمال کرتے ہوئے کسی قسم کاریانہ کرنا- بعد اعمال کرنے کے دل میں غرور نہ لانا- کہ ہم نے فلاں نیک کام کیا اسی طرح کسی نیک کام کو شروع کر کے ادھورا نہ چھوڑنا- یہ سب صورتیں ضائع ہونے کی ہیں سنو! اور دل سے سنو! جو لوگ خدا کی ذات اور صفات کاملہ سے منکر ہیں نہ صرف خود منکر اور مخالف ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں- تو ان لوگوں کو خدا ہر گز نہ بخشے گا- بلکہ ضرور سزا دے گا- کیونکہ انہوں نے ڈبل جرم کیا ہے ایک تو خود مجرم بنے اور دوسرے اور لوگوں کو مجرم بنایا- پس تم ان لوگوں کے ظاہری رعب داب سے ست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ بلکہ ہمیشہ مقابلہ پر ڈٹے رہو اس میں تمہاری زندگی ہے اور اسی میں تمہاری ترقی ہے- اور سن رکھو تم ہی بلند رہو گے بشرطیکہ مضبوط ایماندار ہو گے اور اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا پس تم ہر طرح اس قومی کام میں لگے رہو-

إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا

سوا اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اگر تم ایماندار بن جاؤ اور بچتے رہو تو خدا بدلہ تم کو پورا دے گا اور

يَسْئَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ إِنْ يَسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾

وہ تم سے مال نہیں مانگے گا اگر وہ تم سے مال مانگے اور تم کو چمٹ کر بھی مانگے تو بھی تم بخل کرو گے اور تمہارے چھپے راز وہ ظاہر کرے گا

هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ

اے لوگو! تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں اور جو

يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کرو گے

دنیا مقابلہ کا میدان ہے جو جتنی کوشش کرے گا اتنا ہی پھل پائے گا- دنیا میں باعزت رہنے کی یہی ایک سبیل ہے کہ تم ہر قسم کے قومی مقابلہ میں مضبوط رہو- تمہارا کسی قسم کا ضعف دیکھ کر دشمن کو تمہارے گرانے کی طمع نہ ہو- ہاں اگر دنیاوی عیش و آرام ہی پر فریفتہ ہو تو سن رکھو کہ سوا اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے- یعنی چند روزہ تفریح ہے اور بس- بہتر ہے کہ اس زندگی میں کوئی اچھا کام کر لو جو دوسری زندگی میں کام آئے اور تمہارے دنیاوی سفر کا کچھ نتیجہ برآمد ہو- ہم سے پوچھو تو ہم تم کو وہ مفید کام بتاتے ہیں جو تم کو دوسری زندگی میں کام آئے- پس سنو اگر تم ایماندار بن جاؤ اور برے کاموں سے بچتے رہو یعنی ایمان لا کر اعمال صالح کرتے رہو اور بد اعمالی سے پرہیز کرتے رہو تو خدا تمہارے کاموں کا بدلہ تم کو پورا دے گا اور وہ اپنی ضرورت کے لیے تم سے مال نہیں مانگے گا- جیسے دنیا کے بادشاہ اپنی حاجت روائی کے لیے رعایا سے ٹیکس یا قرض وغیرہ مانگا کرتے ہیں- وہ مانگے تو کیوں؟ جب کہ دراصل وہی داتا ہے تو اپنے محتاجوں اور سائلوں سے مانگے؟ ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ اگر وہ خدا تم سے اپنی ضرورت کے لیے مال مانگے اور تم کو چمٹ کر بھی مانگے تو بھی تم نہ دو گے بلکہ بخل کرو گے اور اس سے تمہارے چھپے راز اور دلی بغض و عناد وہ ظاہر کرے گا- کیونکہ اسلامی ضرورت کے موقع پر جو خرچ نہ کرے اس کے دل میں اسلام کی محبت کہاں بلکہ بغض کا ثبوت ہو گا- دنیا میں محبت کا اصول یہ ہے کہ پیارے پر سب کچھ قربان ہے- اگر اسلام پیارا ہے تو اس پر سب کچھ قربان ہے ورنہ دعویٰ غلط- اے مسلمان لوگو! اسلام کے مدعیو! تمہاری بہتری اور ترقی مدارج کے لیے تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں- اور بعض اللہ کے بندے دلیری سے خرچتے بھی ہیں- اور خدا کے ہاں سے اس کی نیک جزا کی امید رکھتے ہیں سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں یا دین کے حق میں بخل کرتا ہوں جس سے خدا کا یا دین کا کچھ بگڑے گا- سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں یا دین کے حق میں بلکہ وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے- اس کا وبال اسی کی گردن پر ہو گا اور اس کا نقصان خود اسی کو پہنچے گا- اللہ کو اس کے بخل کا کوئی اثر نہیں پہنچتا کیونکہ بندوں کے خرچ سے اس کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں- وہ خدائے برتر دنیا کے سب لوگوں سے غنی' بے نیاز اور بے پرواہ ہے اور تم ہر آن اس کے محتاج ہو- وجود میں 'بقا میں' حاجات میں 'غرض ہر بات میں- پھر تمہارے خرچ سے اس کا ذاتی فائدہ اور کام چلے تو کیونکر؟ اور بخل سے نقصان ہو تو کیوں؟ سنو! اگر تم مسلمان اس کے دین کی خدمت سے روگردانی کرو گے یعنی اس کے راستے میں خرچ نہ کرو گے-

ع ۱۰ ۸

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تو تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے

سورت الفتح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا

ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے

تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢﴾ وَيَنصُرَكَ اللّٰهُ

ہوئے ہیں اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے اور تجھے سیدھے راستے پر پہنچائے اور تیری زبردست

نَصْرًا عَزِيزًا ﴿٣﴾

مدد کرے

تو وہ تم کو اس خدمت کا نااہل جان کر تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا جو دین کی خدمت کریں گے پھر وہ تمہارے جیسے نالائق نہ ہوں گے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہوگا اسلام کی خدمت کا احسان خدا پر مت رکھو بلکہ خدا کا احسان سمجھو کہ اس نے تمہیں اس خدمت کے لائق بنایا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

سورۂ الفتح

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی[1] علیہ السلام! ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے جو عنقریب ظاہر ہوگی جسے تمام دنیا دیکھ اور سن لے گی تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں نبوت سے پہلے کی غلطیاں اگر کچھ ہوئی ہیں تو وہ اور بعد نبوت جو سہو ونسیان ہوا ہے وہ بھی معاف ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ شاہی ہے کہ "سلام کاریگراں معاف" چونکہ تو اے نبی! خدائی احکام کی تبلیغ میں شب وروز لگا رہتا ہے۔ اس لیے بطور انعام تجھے یہ سب کچھ دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تو اس کا رسول ہے اس لیے کہ تو نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ سچی ثابت ہوئی ہیں جن سے تیرا صدق اور خدا کا جلال ثابت ہوتا ہے اور تاکہ خدا تجھ پر اپنی مقررہ نعمت پوری کرے یعنی جو فتوحات اور برکات تیرے لیے مقدر کی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے کہ وہ تجھے ملیں اور تیرے نصب العین ترقی اسلام اور فتوحات ملکی میں تجھے سیدھی راہ دکھائے بلکہ مقصود پر پہنچائے اور تیری زبردست مدد کرے۔ یہ سب واقعات بتدریج اپنے اپنے وقت پر ہوں گے یقین جانو کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

[1] آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ خواب دیکھتے ہی سفر شروع کر دیا۔ وہاں مشرکین مکہ مانع ہوئے آخر صلح ہوئی کہ آئندہ سال طواف کو آؤ اور نو سال تک لڑائی بند۔ انہی نو سالوں میں مشرکین کی طرف سے بدعہدی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے فوج کشی کر کے بغیر جنگ مکہ فتح کر لیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد یہ سورت نازل ہوئی فتح سے مراد سلسلہ فتوحات ہے، صلح حدیبیہ اس کی تمہید تھی (منہ)

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ

خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ ان کے یقین میں ترقی ہو

وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۴﴾ لِّیُدْخِلَ

آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑے علم والا اور حکمت والا ہے تاکہ اللہ ایماندار

الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُکَفِّرَ

مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس

عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ

لئے کہ خدا ان سے گناہ دور کردے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے اور تاکہ منافق مردوں منافق عورتوں

وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ الْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں خدا سخت عذاب کرے ان پر بری گردش آنے والی ہے

کیا تمہیں وہ واقعات یاد نہیں جو مقام حدیبیہ پر ہوئے تھے- قدرت کے کیسے کرشمے ظاہر ہوئے تھے- سب سے پہلے قابل ذکر مسلمانوں کی گھبراہٹ کا دور ہونا ہے- دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو اس وقت مسلمانوں کو تسلی دے سکتی- وہ خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ وہ خدا کی طرف جھکیں اور ان کے سابقہ یقین میں ترقی ہو- جب وہ دیکھیں کہ جو کچھ رسول خدا ﷺ نے حکم فرمایا اور جس امر پر مصالحت منظور فرمائی وہی بہتر اور مفید ثابت ہوئی اور ہماری رائیں اس کے مقابلے میں ہیچ- ورنہ کفار کی کثرت تو کوئی چیز نہ تھی- پدی کیا اور پدی کا شوربہ کیا- آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزیں خدا کی فوج ہیں اور یہ فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں جس متکبر سرکش کو سزا دینا چاہے اپنی فوج میں سے جس کو چاہے حکم دے کر اس کو ہلاک اور تباہ کرادے اس کے حکم سے کسی کو سرتابی ممکن نہیں اور خدا بذات خود بڑے علم والا اور حکمت والا ہے- مصالح کو وہ خود جانتا ہے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں' کسی کے اطلاع کرنے کی حاجت نہیں' وہ اپنے افعال میں خود حکیم ہے' اس کے افعال اس کی حکمت پر مبنی ہیں- کوئی ناواقف اس کے افعال کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتا- فتح کا ثمرہ کچھ خاص تجھ نبی ہی سے مخصوص نہیں بلکہ امت بھی اس میں شریک ہے کیونکہ وہ کار میں شریک ہیں تو ثواب کار میں کیوں شریک نہ ہوں- یہ سب کچھ جو حدیبیہ میں ہوا اور اس کے بعد جو ہوگا اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ پختہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں نہ چند روز اقامت کریں گے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس لئے ہوا کہ خدا ان سے گناہ دور کردے اور کامل بخشش سے ان کو نوازے' اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے- جس کو نصیب ہو اس کا بیڑا پار اور جو اس سے محروم رہا اس کا ستیاناس- پس یہ سب کچھ ہوگا اور جو لوگ اس کار جہاد میں شریک نہیں ہوئے بلکہ مخالف رہے یعنی منافق مردوں منافق عورتوں' مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے رسول کی اور اپنے تابعدار غلاموں کی مدد نہ کریں گے اور یہ لوگ (مسلمان) گردش زمانہ سے تباہ ہو جائیں گے' غلط ہے اور تاکہ خدا ان بدگمانوں کو سخت عذاب کرے- بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو لاوارث چھوڑ دیں-

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَ

ان پر بری گردش آنے والی ہے اللہ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے

سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

جو بہت بری جگہ ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

اے رسول! ہم نے تجھ کو گواہ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی

وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

مدد کرو اور اس کی عظمت کرو اور اس کو صبح و شام پاکی سے یاد کیا کرو

یہ تو ہمارے (اللہ کے) حق میں بدگمانی ہے۔ اس بدگمانی کی سزا میں خود ان پر بری گردش آنے والی ہے اور اللہ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ اس قسم کے لوگوں میں بہت سے ذی عزت بلکہ حاکم بلکہ بادشاہ بھی ہیں تو ایسے ذی عزت ذی وجاہت لوگوں کو گرفتار اور مبتلائے عذاب کرنا کچھ آسان کام نہیں۔ پس ایسے واہیے کرنے والے سن لیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں یعنی آسمان و زمین میں جو چیزیں ہیں وہ سب خدا کی فوج ہیں' اس کے حکم میں ہیں' جس چیز کو حکم دے وہی چیز دشمن پر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں تباہ کر دے مثلاً ہوا جو ہر ذی جان کی زندگی کا سبب ہے خدا کے حکم سے موت کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح پانی جس پر زندگی موقوف ہے خدا کے حکم سے طوفان کی شکل میں سب کچھ برباد کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا بذاتہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے مقابل کسی کی بلکہ کیا مجال کیا ہستی کہ اس کو ہستی کہا جائے یا اس کو شمار میں۔ لایا جائے کیا تم نے نہیں سنا؟

پناہ بلندی و پستی توئی! ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

یہ تو ہے ہماری (اللہ) کی ذات اور صفات کا بیان باقی رہا اے رسول! تیرا معاملہ سو یہ بالکل واضح ہے کہ تو نہ کسی کام کا ذمہ دار ہے نہ مدار الہام ہم نے تجھ کو ان لوگوں کے حال پر گواہ[1] بنا کر بھیجا ہے جو تیرے سامنے واقعہ ہو جو تجھ سے برتاؤ کریں خدا کے حضور تیرا بیان ہوگا۔ اور نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں سے ڈرانیوالا۔ بس ان تینوں کاموں کے لیے تجھ کو دنیا میں رسول بنا کر ہم نے بھیجا ہے۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس اللہ کے دین کی اشاعت دین میں مدد کرو اور اس (خدا) کی عظمت دل میں پیدا کرو اور اس خدا کو صبح شام پاکی سے یاد کیا کرو۔[2]

---

[1] اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر ہم نے اس جگہ کی ہے۔ عام مفسرین کی رائے ہے۔ ہماری رائے میں اس آیت اور اس جیسی جملہ آیتوں میں رسول کے شاہد ہونے سے مراد حاکم اور بادشاہ ہے دوسرے پارہ کے شروع میں زیر آیت لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا مفصل لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ (منہ)

[2] اس آیت میں جو تین ضمیریں آئی ہیں میں نے بخوف انتشار ضمائر تینوں کا مرجع ایک خدا ہی رکھا ہے۔ بعض اور مترجمین نے پہلی دو ضمیروں کا مرجع رسول اور تیسری کا خدا بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر القرآن عربی میں میں نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ لیکن اس موقع پر پہنچ کر میں مرجعوں کے اتحاد کو ترجیح دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی یہی رائے اختیاری کی ہے (منہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں اس کے سوا اور نہیں گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے پس اب

نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ

جو اس وعدہ کو توڑے گا اس کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو اللہ کے ساتھ اس نے کیا ہے تو ایسے

اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۰﴾ سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ

شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا- پیچھے رہنے والے دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے

اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ

روک رکھا پس حضور ہمارے لیے دعا مغفرت فرمائیں یہ لوگ زبانوں سے ایسی کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں تو ان کو کہہ کہ اگر خدا

یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ

تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے-

اے نبی! تیرے ان تابعداروں پر چونکہ یہ اثر ہو چکا ہے یعنی وہ ان تینوں کاموں میں بخوبی پاس ہو چکے ہیں پس ایسے لوگوں کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ تجھ[1] سے بیعت اطاعت کرتے ہیں اس بیعت کا مطلب اس کے سوا اور نہیں کہ وہ ہر کام میں تیرے تابع رہیں گے اس لیے وہ اللہ کے نزدیک ایسا قرب رکھتے ہیں کہ گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں- کیونکہ تو اے نبی! درمیان میں ایک ذریعہ ہے اصل معاملہ تو اللہ کے ساتھ ہے پس بیعت کے وقت جو تیرا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وہ تیرا نہیں ہوتا- بلکہ درحقیقت خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے کیونکہ دین کی خدمت کے متعلق جتنے وعدے کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب درحقیقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں پس اب آئندہ کو جو اس وعدہ بیعت کو توڑے گا وہ سمجھ لے کہ اس عہد شکنی کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو خدا کے ساتھ اس نے کیا ہے تن من دھن سے فدا رہے گا- جو کچھ کہا وہ پورا کر کے دکھائے گا- تو ایسے شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا- یہ مبایعین تو ماشاء اللہ ہر طرح خدمت دینی کو حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے لیکن ان کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خدمات کو دوبھر جانتے ہیں مگر منہ کے لحاظ سے ہاں ہوں کرتے ہیں- چنانچہ پیچھے رہنے والے[2] دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے ہم کو دینی خدمت سے روک رکھا ہم اپنی خانگی ضرورتوں کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے ورنہ دل سے تو دین کے سچے خادم ہیں- پس ہمارا عذر قبول کر کے حضور ہمارے لیے دعاء مغفرت فرمادیں اللہ ہم کو بخشے اور آئندہ کو توفیق دے- ہم (اللہ) تجھ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ یہ لوگ زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں- دل میں تو کھوٹ ہے مگر ظاہر کرتے ہیں- وفا دل میں کفر ہے مگر ظاہر کرتے ہیں ایمان- تو اے نبی! ان کو کہہ کہ اگر اللہ تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے ورے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے؟

[1] آنحضرت ﷺ حسب ضرورت مواقع مختلف مضامین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وعدہ لیتے کبھی اطاعت پر کبھی حسن سلوک پر کبھی جہاد پر خصوصاً کبھی اثناء جہاد میں عدم فرار پر اس وعدے کا نام بیعت ہے اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں- (منہ)

[2] جہاد کے لیے کوئی ساری باقاعدہ فوج نہ تھی بلکہ ہر بالغ مسلمان فوجی تھا- جس کو ہر وقت بلایا جاتا تھا بعض دیہاتی لوگوں نے حاضری میں سستی کی اس آیت میں ان کا ذکر ہے (منہ)

بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ

ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے- بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کوئی

وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ

بھی اپنے اہل وعیال کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے اور یہ خیال بڑی خوبصورتی سے تمہارے دلوں میں جاگزین ہو چکا تھا اور بھی تم نے

السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ

بڑی بڑی بد گمانیاں کی تھیں- اور تم لوگ برباد ہونے والے ہو- جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے ایسے

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَغْفِرُ

کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے- اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے جس

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾

کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے-

یعنی تم جو مال اور اہل وعیال کی وجہ سے دینی خدمت سے رکتے ہو- اگر اللہ تمہارے مال اور عیال پر بلکہ تمہاری جانوں پر کوئی آفت نازل کرے تو کون بچا سکے گا؟ اور اگر وہ اللہ تم کو دینی خدمت کے عوض کوئی فائدہ پہنچائے تو کون اسے روک سکے گا؟ اس لیے تمہارے عذرات سب غلط ہیں- تمہارے منہ کی باتیں صحیح نہیں- ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے- دراصل بات کچھ نہ تھی نہ تم کو گھر میں مشغولی تھی نہ کھیتوں میں کام تھا- بلکہ تم نے خیال کیا تھا- کہ اس مصیبت کے وقت میں رسول ﷺ اور مسلمان کوئی بھی اپنے اہل وعیال کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے سب کے سب میدان جنگ میں کام آئیں گے جس سے تم اپنے دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی "جان بچی سو لاکھوں پائے" اور یہ خیال تمہارے دلوں میں بڑی خوبصورتی سے جاگزین ہو چکا تھا اور بھی تم لوگوں نے بڑی بڑی بد گمانیاں دل میں کی تھیں- دل میں سمجھ لیا کہ اس رسول کے دن ختم ہونے والے ہیں- اس کے مرتے ہی قضیہ چک جائے گا- اس کے پیچھے نہ کوئی اس کا نام لے نہ پوچھے گا- یہ تمہارے خیال بہت برے ہیں اور انہی کی وجہ سے تم لوگ برباد ہونے والے ہو- عنقریب تم دیکھ لو گے خود تمہارا ہی نام لیوا کوئی نہ ہو گا- تم ہی سے کیا خصوصیت ہے جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا دل سے ان کو نہ مانے گا یا زبانی مان کر ان کی ہدایتوں پر عمل نہ کرے گا تو اس کی خیر نہیں- ہم (خدا) نے ایسے کافروں بدکاروں کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے- یہ مت سمجھو کہ ایسے لوگوں کا جتھہ بہت بڑا ہے اور ان کی قوت بہت زیادہ ہے اللہ کی قوت اور قدرت کے سامنے کچھ بھی نہیں کیونکہ زمین پر بندوں میں سے کسی کی حکومت ایک ملک پر ہو گی کسی کی دو پر کسی کی چار پر وہ بھی ناقص اور ادھوری مگر اللہ کی حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے اسی لیے تو اس کی شان ہے کہ جس کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے مگر نہ بے وجہ بلکہ باوجہ جس کی تفصیلی اطلاع اس نے بزبان الہام کر دی ہے اور خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے اس کی بخشش اور مہربانی اس کے عذاب پر غالب ہے اس لیے کوئی مجرم ذرا بھی جھکے گا- تو اس کی صفت غفران اس کو لے لے گی- خیر یہ تو خدائی اعلان کا مضمون تھا جو سنایا گیا- اب اصل بات کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں- تاکہ تم کو مزید حالات معلوم ہو سکیں- یہ لوگ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ان کی بابت ہم تم کو بتا چکے ہیں کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ کسی طرح شریک کار نہ ہوں گے-

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ

جب تم لوگ غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں

يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ

یہ لوگ خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے تم کہدیجو کہ تم ہر گز ہر گز ہمارے ساتھ نہ چلو گے ہم کو ایسا ہی پہلے

قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

سے بتایا ہوا ہے- پھر کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات بھی کم سمجھتے ہیں-

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

تو پیچھے رہنے والے دیہاتوں کو کہہ دے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا

تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پھر تم اگر اطاعت کرو گے تو اللہ تم کو اچھا بدلہ دے گا- اور اگر منہ پھیرو گے

كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾

جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو تو اللہ تم کو سخت عذاب کرے گا-

ہاں جب تم لوگ جنگ جہاد میں غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں تو پیچھے پیچھے چلیں اور دین کی خدمت کر کے ہم بھی کچھ فائدہ حاصل کریں ایسا کہنے سے ان کی نیت نیک نہ ہوگی بلکہ اس کی تہ میں بھی شرارت ہوگی کہ جو اللہ نے ان کی بابت بتایا ہے یہ لوگ اس خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے کہ ہم ذرہ سا ظاہری ساتھ دے کر کہہ سکیں گے کہ دیکھو ہم تو دور تک تمہارے ساتھ گئے حالانکہ تمہارے خدا نے ہماری بابت پیشگوئی کی تھی- کہ ہم تمہارے پیچھے نہ چلیں گے- لہذ تم مسلمانوں کے خدا کا دعویٰ غلط ہوا- پس اے نبی تم ان سے کہدیجو کہ تم ہر گز بغرض شرکت کا ہمارے ساتھ نہ چلو گے اللہ نے ہم کو ایسا ہی پہلے سے بتایا ہوا ہے جو پورا ہو کر رہے گا- یہ تمہاری صرف ظاہر داری کی باتیں ہیں پھر یہ سن کر کہیں گے- نہیں ہم تو ظاہر داری نہیں کرتے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو- کہ ہماری شرکت نہیں چاہتے ہو- تمہاری غرض یہ ہے کہ ساری خیر و برکت تم ہی حاصل کر لو- حالانکہ یہ غلط ہے بھلا تم لوگ ان سے حسد کیوں کرنے لگے تم کو تو آدمیوں اور مددگاروں کی ضرورت ہے جتنے ہوں کم ہیں بلکہ وہ لوگ جو بات منہ سے کہتے ہیں اس کو بھی بہت کم سمجھتے ہیں اگر پوری سمجھتے ہوتے تو آئندہ کو ایسی بات کہنے کی جرات نہ کرتے جو ان کی بے وقوفی پر دلالت کرتی- جتنے لوگ کام سے جی چرانے والے ہیں- اسی طرح کی کٹ حجتیں کیا کرتے ہیں- پس تو اے نبی! ان کام چوروں پیچھے رہنے والے دیہاتیوں کو کہدے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے یعنی بعض وہ لوگ آخر وقت تک لڑتے رہیں گے- اور بعض فرمانبرداری اختیار جائیں گے پھر تم لوگ جو ہر کام میں پیچھے رہنے والے ہو اس وقت اسلامی فدائیوں کی طرح اگر احکام کی اطاعت کرو گے تو خدا تم کو بہت اچھا بدلہ دے گا- دنیا میں تمہاری عزت ہوگی آخرت میں جنت ملے گی اور اگر حکم سے مونہہ پھیرو گے جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو- تو اللہ تم کو سخت عذاب کرے گا- دنیا میں تم دشمنوں کی ماتحتی کی ذلت میں رہو گے اور آخرت میں جہنم میں جاؤ گے-

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ
اندھا لنگڑا مریض ان پر کوئی گناہ نہیں اور

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں جاری ہیں- اور جو کوئی منہ پھیرے

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ
گا اللہ اس کو سخت عذاب دے گا- اللہ ایمانداروں سے راضی ہوا جب وہ ایک درخت کے نیچے تجھ

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾
سے بیعت کرتے تھے جو ان کے دلوں میں تھا اللہ کو سب معلوم تھا اور ان پر تسلی اتاری اور ان کو ایک قریبی فتح دی

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
اور کئی غنیمتیں جن کو مسلمان لیتے رہے- اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- خدا نے تم سے بہت سی غنیمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے

ہاں اس دعوت جنگ سے یہ مقصود نہ ہوگا کہ سب لوگ نکل چلو چاہے نکل بھی نہ سکو نہیں بلکہ خاص خاص لوگ اس حکم سے مستثنٰی ہوں گے- مثلاً اندھا لنگڑا مریض جو چل پھر نہیں سکتے- ان پر شریک جنگ نہ ہونے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ لوگ حقیقتہً معذور ہیں- خدا کے ہاں یہ عام قانون ہے کہ کسی آدمی کو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیا جاتا اور جو کوئی قوت ہو کر کمانے- خدا اور رسول کی تابعداری کرے اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہیں جاری ہیں جس سے بڑھ کر کوئی انعام واکرام نہیں اور جو کوئی حکم الٰہی سے منہ پھیرے گا اللہ اس کو سخت عذاب کرے گا- بس یہ دو حرفہ فیصلہ ہے چاہے کوئی اس کان سنے یا اس کان سنے خدائی قانون یہی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا ان ایمانداروں سے راضی ہوا ہے جب وہ حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت[1] کرتے تھے- اس نیت سے کہ راہ خدا میں جان دے دیں گے- مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے- جو ان کے دلوں میں اخلاص اور حق کی حمایت کا جوش تھا- اللہ کو سب معلوم تھا- اسی کا نتیجہ ہوا کہ خدا نے ان کو دشمنوں کے نرغے سے بچالیا- اور ان کو جو گھبراہٹ ہوئی تھی- اس کے دور کرنے کو ان پر تسلی اتاری کہ وہ سمجھ گئے کہ جو رسول فرماتے ہیں وہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے اور اس اطاعت اور صبر و سکون کے بدلہ میں ان کو ایک قریبی[2] فتح دی جس سے ان کی ڈھارس بندھ گئی ضعف جاتا رہا قوت آگئی اس کے سوا اور کئی غنیمتیں اور فوائد عطا کئے جن کو وہ مسلمان لیتے رہے اور اپنے کام میں لاتے رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کے کاموں کی حکمتوں کو وہی جانتا ہے- دنیا میں بڑے باحکمت مدبران سلطنت ہوتے ہیں جن کی سیاسی چالیں بڑی گہری ہوتی ہے جن کی تہ تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے- مگر خدائی اسرار ان سب سے بالاتر ہیں اس اعتقاد کے ساتھ سنو! خدا نے تم سے بہت سی فتوحات اور غنیمتیں-

---

[1] حضرت محمد ﷺ مدینہ شریف سے مکہ کی طرف آئے نیت آپ کی یہ تھی کہ کعبہ شریف کی زیارت کریں گے مکہ والوں نے اندر آنے سے روک دیا- آپ نے قریب مکہ حدیبیہ مقام پر ڈیرہ کیا- خطرہ جنگ پیدا ہو گیا تو صحابہ کرام سے بیعت کی جنگ سے منہ نہ پھیر میں گے جنگ تو نہ ہوئی- تیاری چونکہ نیتی سے تھی- اس لئے بطور رضانامہ کہ یہ آیت نازل ہوئی- صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا- اسی کی طرف اشارہ ہے- (منہ)

[2] صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا- اس کی طرف اشارہ ہے- منہ

كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ
جن کو تم حاصل کرو گے پھر خدا نے تم کو یہ غنیمت جلدی دلوا دی اور لوگوں کو تم سے روک دیا- تا کہ یہ
اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا
واقعہ ایمانداروں کے لئے صحیح علامت ہو اور تم کو سیدھی راہ پر پہنچا دے- اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی قابو نہیں پایا
قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ
مگر اللہ کے علم میں ہیں- اور اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے- کافر لوگ اگر
كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ
تم سے لڑنے لگتے- تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے نہ مدد گار- قانون الٰہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی
خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝
قوموں میں گذرا ہے اور الٰہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے-

دینے کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے پھر اسی اللہ نے اپنی کمال مہربانی سے یہ غنیمت فتح خیر تم کو جلدی دلوادی اور لوگوں کو تم سے روک دیا- باوجود کثرت مخالفین کے وہ تم پر غالب نہ آسکے- اس کا نتیجہ تمہارے حق میں فتح ہوئی تا کہ یہ واقعہ ایمانداروں کے لئے خدائی وعدوں کی سچائی کی ایک صحیح علامت ہو- اور اس کے بعد جب تم مسلمان ایمان میں پختہ ہو جاؤ تو تم کو روحانی مدارج میں سیدھی راہ پر پہنچادے جس پر پہنچ جانا ایک ایماندار کے لئے معراج کمال ہے- مسلمانو! سنو! تمہارے لئے خدا کے ہاں مقدر ہے کہ تم کو دو طرح کی فتوحات ہوں گی ایک وعدہ تو تم موجودہ مسلمانوں طبقہ اولیٰ کے سامنے اور انہی کے ہاتھوں سے اور ان کے سوا اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی تک قابو نہیں پایا مگر اللہ کے علم میں مسلمانوں کے لئے مقدر ہیں وہ ضرور ملیں گی- فتوحات افغانستان ہندوستان قسطنطنیہ وغیرہ سب اسی قسم میں داخل ہیں اور یہ گمان مت کرو کہ دنیا ساری تو مسلمانوں کے خلاف ہے- افریقہ- یورپ- ایشیا سب ادھار کھائے بیٹھے ہیں- پھر کیسے ممکن ہے کہ مسلمان فتوحات حاصل کر سکیں- گمان کرنے والے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے- اس کی قدرت کے مقابلہ میں کسی کو طاقت نہیں اس کے ارادے کے بر خلاف کسی کا ارادہ کارگر نہیں ہو سکتا- ہمارے (یعنی خدا کے) ارادہ نصرت کا رخ تمہاری طرف ہو چکا ہے اسی طرح ہم ایک گذشتہ واقعہ کی تم کو خبر دیتے ہیں کہ کافر لوگ جو مقام حدیبیہ میں تم سے مقابل ہوئے تھے- اگر باز نہ آتے اور بضد لڑنے ہی پر مصر ہو کر تم سے لڑنے لگتے تو انجام یہ ہو تا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ایسے بھاگتے کہ پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے نہ مدد گار- باوجود اس علم صحیح اور تقدیر کامل کے ہم نے تم کو ان مشرکین سے مصالحت کرنے کی ترغیب دی- کیونکہ ان لوگوں کا بالکل تہس نہس کر دینا ہمیں منظور نہیں- ان میں سے بعض کا اور ان کی اولاد میں سے اکثر کا دینی خادم ہونا ہمارے علم میں مقدر ہے تم لوگ ہمیشہ قانون الٰہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی قوموں میں گذرا ہے اور آئندہ بھی جاری ساری رہے گا جس کا خلاصہ یہ ہے جو قوم اپنی انسانی حد سے نکل کر غرور تکبر پہنچتی ہے-

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسا سر اٹھاتا ہے تکبر وہ بری شئی ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اس قانون کے ماتحت گر جاتی ہے یاد رکھو الٰہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے-

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ

وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو

اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۞ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان سے ہٹا لیا- اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ سب کو دیکھتا تھا- وہی تو ہیں جو کافر ہیں

وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا

اور تم کو مسجد حرام سے انہوں نے روکا اور قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں اگر

رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔــوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتے جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے پھر اس بے خبری

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ

سے تم کو ان کی وجہ سے نقصان پہنچا- تو خدا تم کو اجازت دے دیتا تا کہ خدا جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے

یہ ایک الٰہی قانون ہے کہ زمین جب بد اعمالیوں کی غلاظت سے خراب ہو جاتی ہے- تو اس کی صفائی کے لئے اللہ کوئی منتظم بشکل مصلح بھیجا کرتا ہے- چنانچہ اس زمانہ کا مصلح اعظم دنیا میں آگیا- اور تم لوگ جو اس کے تابع ہوئے ہو بہت خوش قسمت ہو- سنو! وہی اللہ تمہارا امدگار ہے جس نے ان مخالفوں کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا یعنی ان کو تم پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو ان سے ہٹا لیا- یعنی میدان حدیبیہ میں جنگ نہ ہونے دی- حالانکہ تم اتنی طاقت میں تھے کہ یقیناً ان پر فتح پاتے- مگر دنیا کو دکھانا منظور تھا کہ مسلم قوم حتی الامکان صلح جو ہے نہ جنگ جو نیز بیت الحرام کی حرمت ملحوظ تھی- جو کچھ تم سے اس وقت یہ کام بہ نیت نیک ظہور میں آیا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے خدا سب[1] کو دیکھ رہا تھا اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں- دیکھو اس سے زیادہ صلح جوئی کی مثال اور کیا ہو گی کہ جن سے تم کو لڑنے سے روکا تھا وہ لوگ وہی تو ہیں جو خود تو کافر ہیں اور تم کو مسجد الحرام کعبہ شریف میں نماز پڑھنے سے انہوں نے ہی روکا اور مسلمانوں کی قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا- وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں- ان کا یہ ظلم اس حد تک پہنچ چکا تھا- کہ اگر مومن مرد اور مومن عورتیں مکہ معظمہ میں ایسے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے اس بے علمی میں کہیں تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے یعنی تم لوگ ناواقفی میں ان کو بھی قتل کر دیئے- پھر اس بے خبری کے فعل سے تم کو ان کی وجہ سے اللہ کے ہاں سے نقصان پہنچتا- سو اگر یہ امر مانع نہ ہو تا کہ خفیہ مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوں گی- تو اللہ تم کو جنگ کرنے کی اجازت دے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے تمہاری مصالحت کرائی تا کہ اللہ ان کافروں میں سے جس کو چاہے اپنی رحمت (دین اسلام) میں داخل کرے تو دیکھو گے کہ اس مصالحت میں اسلام کی ترقی جنگ سے زیادہ ہو گی

[1] صحابہ کرام اس مصالحت سے خوش نہ تھے بلکہ لڑنے کو اس صلح پر ترجیح دیتے تھے- کیونکہ مصالحت میں فروط دل شکن تھیں- اسی ناراضگی میں جو بالکل نیک نیتی سے تھی- صحابہ کرام کے منہ سے کچھ الفاظ تیز بھی نکل گئے تھے- جو سب معاف ہو گئے (منہ)

لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اگر وہ ممتاز ہوئے ہوتے تو ہم ان سے کافروں کو سخت عذاب پہنچاتے۔ جب کافروں نے اپنے دلوں

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ

میں جاہلیت کی ضد کر لی تھی تو اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ

تسلی نازل کی اور ان کو خدا نے حق گوئی پر جمائے رکھا۔ وہ اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے اور

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کا (سچا) خواب بالکل سچا کر دیا۔ کہ تم لوگ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ

مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ۔ اس حال میں کہ تم سر منڈائے اور بال ترشوائے ہوئے ہو گے کسی کا خوف تم کو نہ ہو گا

لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے علم میں نہ تھی پس اللہ نے اس سے پہلے ایک فتح قریب تم کو دی۔

اور اگر وہ ضعیف کمزور مخفی مسلمان اہالی مکہ سے ممتاز ہوئے ہوتے یعنی وہ ان سے ایسے الگ ہوتے کہ تم ان کو پہچان سکتے تو ہم (خدا) ان اہالی مکہ میں سے کافروں کو تمہارے ہاتھوں سے سخت عذاب پہنچاتے لیکن مصلحت اور حکمت خداوندی یہ تھی کہ غریب کمزور مسلمان لوگ نہ پس جائیں۔ کیونکہ تم لوگوں کو ان کا علم اور پہچان نہ تھی۔ ورنہ وہ خوب موقعہ تھا۔ جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد پیدا کر لی تھی۔ اور محض ضد سے مسلمانوں کو روک رہے تھے جس سے مسلمانوں کو سخت پریشانی تھی۔ تو ایسے حال میں اللہ نے اپنے رسول اور رسول کے ساتھی ایمانداروں پر تسلی نازل کی اور ان کو اللہ نے حق گوئی پر جمائے رکھا کیونکہ رسول کی صحبت سے وہ اسی لائق تھے۔ اور اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو ایسے نازک موقع پر لغزش کرنے سے بچایا۔ اور محفوظ رکھا۔ کیونکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہے اس کو وہی دیتا ہے۔ سنو! بڑی گھبراہٹ اس وقت مسلمانوں کو اس امر کی تھی کہ رسول ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا۔ مسلمانوں کے خیال میں وہ خواب اس وقت پورا نہ ہوا جو وقت انہوں نے سمجھا تھا۔ حالانکہ اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب بالکل سچا کر دیا۔ سر مو اس میں غلطی نہ رہی جس کا مضمون یہ تھا کہ تم مسلمان لوگ مسجد الحرام کعبہ شریف میں داخل ہو گے۔ اس حال میں کہ بعد احرام تم میں سے بعض سر منڈائے اور بعض بال ترشوائے ہوئے ہوں گے کسی کا خوف تم کو نہ ہو گا۔ مگر چونکہ علم الٰہی بہت وسیع ہے اور تمہارا علم ناقص ہے اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے ناقص علم میں نہ تھی۔ پس اللہ نے اس خواب کے ظہور سے پہلے ایک فتح قریب تم کو جس کا نام خیبر[1] ہے۔ اگر تم مسلمان یہاں تک لڑنے لگ جاتے اور تمہاری طاقت کمزور ہو جاتی تو تم خیبر میں فتح نہ پا سکتے۔

---

[1] یہ خیبر عرب کے ملک میں ہے۔ ۱۲ منہ۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ

اسی ذات نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو سب مذاہب پر غالب کرے۔

جس خدا نے تم کو یہ سب کچھ دیا۔ اسی اللہ نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ چونکہ خدا نے مصلحت خود اس رسول کو بھیجا ہے۔ اس لئے وہ حکمت ہی اس کی مدد کرتا ہے۔ تاکہ اس نبی کو غیر اسلام سب اہل مذاہب پر غالب[1] کرے۔ تم دیکھ لو گے کہ تمہارے سامنے جتنے لوگ غیر اسلام مذہب کے پیرو ہیں۔ سب اس کے سامنے جھک جائیں گے۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد قادیانی ہوئے ہیں۔ جن کی وفات ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے۔ موصوف کا دعویٰ شروع سے ملہم ہونے کا تھا۔ آخر میں مسیح موعود اور مہدی معہود تک پہنچا۔ انہوں نے ابتدائی دعویٰ الہام میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "براہین احمدیہ" اس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب مجھ سے خدا لکھواتا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اس آیت (هُوَ الَّذِیْ) کی نسبت یوں لکھا ہے۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلمه یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس کا غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لادیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (صفحہ ۴۹۸-۴۹۹- جلد چہارم)

اس عبارت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ (بقول مرزا صاحب) اس آیت میں جس غلبہ اسلام کا ذکر ہے وہ دو طرح سے ہوگا۔ دینی اور سیاسی یعنی مسیح موعود جوامت اسلامیہ کے افسر ہو کر دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ ان کی اسلامی حکومت تمام دنیا میں ہوگی اور وہ حکومت اسلام کی تبلیغ کرے گی۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔

جناب موصوف نے اس کے بعد خود مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ فرمایا کہ میں ہی دونوں عہدوں کا منصب دار ہوں چنانچہ اپنی مشہور اور مستند کتاب اوہام میں اپنے مسیح موعود ہونے کا (بتیاں خویش) کی صفحات پر ثبوت پیش کیا۔ (ملاحظہ ہو ازالہ مذکور از صفحہ ۶۶۵ طبع اول)

گو دعویٰ میں تبدیلی ہوئی لیکن مقام شکر ہے کہ آیت موصوفہ کی تفسیر کے متعلق آخر تک انہوں نے تبدیلی نہیں کی۔ بلکہ اپنی آخری تصنیف میں بھی اسی رائے کو بڑی شدومد اور بڑی تاکید شدید سے ظاہر کیا۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔

> "چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذشتہ تھا۔ کہ آپ کا زمانہ وہیں ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قریب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔

پس زمانہ محمد کے سر پر آں حضرت ﷺ ہیں۔ اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

اللہ خود گواہ کافی ہے۔

تم یقیناً جانو ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر خود گواہ کافی ہے۔ اس کی گواہی آئندہ امور غیب کے متعلق ایک خبر ہوتی ہے جو ہمیشہ سچی ہوا کرتی ہے مگر تم مسلمانوں کو ایسا خیال نہ کر بیٹھنا چاہیئے کہ بس اب وعدہ ہے تو خود بخود ہو جائے گا۔ ہمیں اس میں ہاتھ پیر ہلانے کی کیا ضرورت؟ سنو! تم کو بھی ضرورت ہے۔

جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** (چشمہ معرفت)

اس کتاب کے سرورق پر تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء مرقوم ہے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا ہے اس لئے یہ کتاب آپ کی آخری کتاب ہے عبارت مفقولہ مطلب بالکل صاف اور واضح ہے یعنی مسیح موعود کے آنے پر دنیا میں سیاسی اور دینی غلبہ اسلام ہی کا ہوگا اسلام ہی کی حکومت ہوگی۔ اسلام ہی ساری قوموں کا دین ہوگا۔ قوانین تعزیات وغیرہ سب اسلام کے ہوں گے۔ وغیرہ

ناظرین! ذرہ تکلیف کر کے مکرر عبارت مرقومہ کو پڑھیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی پہلی عبارت منقولہ از براہین احمدیہ اور یہ دونوں کیسی متحد المعنی ہیں۔ ان دونوں کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بتایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ساری دنیا میں اسلام ہی کا طوطی بولے گا اور اسلام ہی کا بول بالا ہوگا۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسیح موعود مرزا آئے اور چلے گئے مگر یہ صداقت کسی سے مخفی نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کی حالت زار پہلے سے بھی بدبلکہ بدترین ہوگئی۔ اس امر کا ثبوت کہ مسلمان گذشتہ صدی سے زیادہ گر گئے دینے کی حاجت نہیں تاہم خود خاندان مرزائیہ ہی سے پیش ہو سکتا ہے موجود بادشاہ انگلستان کا ولیعہد شہزادہ ویلز جب ۱۹۲۲ء میں ہندوستان آئے تو مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود خلیفہ حال نے ان کو ایک تحفہ کتاب کی صورت میں پیش کیا جس کا نام رہے تحفہ شاہزادہ ویلز اسے ایک دو فقرے ہم نمونۃً دکھاتے ہیں۔ خلیفہ قادیاں شاہزادہ موصوف کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

> "اے شاہزادہ مکرم! یہ تحفہ اس جماعت (احمدیہ) کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے جس نے تیس سال سے عرصہ تک آپ کی دادی¹ آنجہانی علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ اور ان کے بعد آپ کے دادا آنجہانی ایڈورڈ ہفتم اور پھر آپ کے مکرم معظم والد اپنے موجود بادشاہ کی وفاداری اور اطاعت میں اپنوں اور بیگانوں سے گوناں گوں تکالیف اٹھائی ہیں۔ اور اس کے بدلہ میں وہ حکومت سے بھی کسی صلہ کی طالب نہیں ہوئی۔ اس جماعت کا شروع سے یہ دستور العمل رہا ہے اور اس کے بانی نے یہ شرط رکھی تھی کہ حکومت وقت کی پوری فرمانبرداری کی جائے۔ (کتاب تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۴-۵)

غرض قادیانی امت انگریزی حکومت کو بزبان قال بتا رہی ہے کہ ہم نے آپ کی ایسی ایسی اطاعت کی کہ کوئی نہ کرے اس اطاعت میں ہماری کیفیت یہ ہوئی کہ گویا یہ شعر ہمارے حق میں صادق آیا۔ جو کسی سچے عاشق نے اپنے معشوق کے حق میں لکھا ہے ؎

دشمن کے طنز دوست کے پند آسماں کے جور
کیا کیا مصیبتیں نہ سہیں تیرے واسطے؟

---

¹ خلیفہ صاحب جلالت میں بھول گئے پردادی لکھنا چاہیئے تھا منہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان وار ان کے ساتھ ہیں وہ

خدا کے کام ہمیشہ قانون اور قواعد خداوندی کے ماتحت ہوتے ہیں- فتوحات اور قوت حاصل کرنے کا بھی ایک طریق ہے جس کا نام اتفاق ہے اس لئے تم مسلمانوں کو بھی چاہیئے- کہ ایسے ہو جاؤ کہ تم کو دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جائے اور اس کے منہ سے بے ساختہ نکلے- کہ واہ کیا شان ہے حضرت ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور جو ایماندار ان کے ساتھ ہیں وہ اپنے قومی رنگ میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ

ہماری غرض اس عبارت کے نقل کرنے سے یہ دکھانا ہے کہ سیاست اور حکومت کہاں؟ خود مرزا صاحب اور ان کا خاندان بھی ہنوز معمولی پستی (رعایا کی حیثیت) میں ہیں تا بدیگراں چہ رسد

جب یہ سوال مرزا صاحب کے مریدین کے سامنے پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ کام جس کے لئے مسیح موعود کو آنا تھا چونکہ وہ مرزا صاحب کے آنے سے پورا بلکہ ادھورا بھی نہیں ہوا (رسالہ شہادت مرزا) تو انہوں نے (بحوالہ تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب) طبع دوم جواب دیا کہ مسیح موعود کا زمانہ تین سو سال تک ممتد ہے مطلب یہ کہ جب تک تین سو سال ختم نہ ہوں یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا- مرزا صاحب قادیانی نے خود اس کتاب (چشمہ معرفت) ہیں اس جواب کو گویا غلط بتایا ہوا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں :-

"غلبہ کاملہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ظہور پذیر ہونا ممکن تھا کیونکہ اس کے لئے یہ شرط تھی کہ دنیا کی تمام قوموں کو جو مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال میں رہتی ہیں یہ موقع مل سکے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے مذہب کی تائید میں خدا سے چاہیں جو آسمانی نشانوں سے اس مذہب کی سچائی پر گواہی دے- مگر جس حالت میں ایک قوم دوسری قوم سے ایسی مخفی اور محجوب تھی کہ گویا ایک دوسری دنیا میں رہتی تھی- تو یہ مقابلہ ممکن نہ تھا- اور نیز اس زمانہ میں ابھی اسلام کی تکذیب انتہا تک نہیں پہنچی تھی- اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا- کہ خدا کی غیرت تقاضا کرے کہ اسلام کی تائید میں آسمانی نشانوں کی بارش ہو مگر ہمارے زمانہ میں وہ وقت آ گیا- کیونکہ اس زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی- آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تو ثابت نہیں ہوتا کہ کسی عیسائی یا یہودی نے اسلام کی رو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں دو باتیں ورق کا رسالہ بھی لکھا ہو- مگر اب اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی رد میں کتابیں لکھی گئیں اور اشتہار شائع کئے گئے اور اخباریں تمام دنیا میں پھیلائی گئی- کہ اگر وہ تمام جمع کی جائیں تو وہ ایک بڑے پہاڑ کے برابر شمار ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ان اندھوں نے اسلام کو ہر ایک برکت سے بے بہرہ قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی آسمانی نشان نہیں دکھلایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام و نشان نہ رہے اور ایک عاجز انسان کی خدائی ثابت کرنے کے لئے خدا کے پاک دین اور پاک رسول کی وہ توہین کی گئی ہے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی دین اور کسی رسول کی ایسی توہین نہیں ہوئی اور در حقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور چونکہ بلا شبہ سچائی کی جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اسبات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام (منہ)

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں

اغیار کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں - کیا مجال کوئی چیز ان میں رخنہ ڈال سکے جس سے وہ اس مقابلے میں کمزور ہو جائیں - اور آپس میں وہ ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں کسی کا قصور ہو کسی نے کسی کی دل آزاری کی ہو - ذرہ سی نرمی کرنے پر فوراً معاف کر کے یکدل ہو جاتے ہیں - غرض ان کی اس باری میں بالکل یکجہتی ہے یہی نہیں کہ متمدن لوگوں کی طرح قوم پرست ہیں - بلکہ پورے اور پکے خدا پرست ہیں - ان کی خدا پرستی کا ثبوت زبانی نہیں بلکہ عملی ہے کہ

ل مسیح موعود ہے جو موجود اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجت پوری ہو - سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے - اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو - آمین ثم آمین (چشمہ معرفت صفحہ ٨٦-٨٧)

یہ عبارت باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود جس زمانہ میں موجود ہوگا اسی زمانہ میں اسلام کو غلبہ کاملہ ہونا مقدر ہے جو افسوس ہے نہیں ہوا پس نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب باقرار خود مسیح موعود نہیں - بلکہ محض مدعی ہیں جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

مدعی چوں رگ گردن بفرازو بجدل نیم تصدیق بیانش نہ و تحنیش کن

؎ اس آیت میں دو لفظ بہت قابل غور ہیں (١) اشداء علی الکفار دوسرا رحماء بینھم یہ دونوں لفظ آپس میں مقابل ہیں - بہت سے لوگ ان کے معنی بتاتے ہوئے حد اعتدال سے نکل گئے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ اشداء کے معنی ہیں سختی کرنے والے یعنی صحابہ کرام کفار پر خوب سختی کرتے تھے - یہاں تک کہ ان سے جزئیہ وصول کرتے ہوئے ان کی گردن پر پیر رکھ کر وصول کرتے اور آپس میں بڑے رحم دل ہوتے - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جونہی ذرہ سا اختلاف ہوا - ایسی تفسیر کرنے والوں نے اس آیت کی سند پر اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کو کفار پر قیاس کر کے شدت کرنی شروع کی - سوال ہوا ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب ملا اشداء علی الکفار

ہمارے نزدیک اس قسم کی تفسیرات و تعمیلات نفسانی جذبات سے خالی نہیں - آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ذرہ قوموں کا مقابلہ دیکھنا چاہئے - خاص کر زمانہ جنگ میں ایک قوم (بشر طیکہ مہذب قوم ہو اس) کا اپنے افراد سے اور دشمنوں سے کیا اور کیسا برتاؤ ہوتا ہے گزشتہ جنگ عظیم میں انگریزوں کا آپس میں کیا برتاؤ تھا اور جرمنوں سے کیا؟ انسانیت میں ہم سب بنی آدم شریک ہیں - فطری طور پر جو خصلت ایک میں ہے وہی دوسرے میں - حالت جنگ میں کوئی نرم سے نرم انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنے اور بیگانے میں فرق نہ کرتا ہو وہ فرق بھی ہے کہ اپنے افراد سے نرم برتاؤ ہوتا ہے بسا اوقات اپنی طبعی نرمی سے بعض اوقات مصلحت وقت سے چشم پوشی کی جاتی ہے - لیکن مخالف کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جاتا ہے - نہ طبیعت مانتی ہے - بس جو فرق طبعی طور پر ان دو حالتوں میں ہوتا ہے - وہی اس آیت میں مذکور ہے - یعنی مسلمانوں کی علامت بتائی گئی ہے کہ قومی برادران سے ان کا سلوک نرم ہوتا ہے اور قومی اعداء سے سخت - وہ ان کے دام میں ان دھوکے میں نہیں آتے - بلکہ اپنے قومی مقاصد میں پختہ رہتے ہیں - یہی معنی ہیں دوسری آیت کے ولیجدوا فیکم غلظۃ (تم ایسے بنو کہ دشمن بھی تم میں مضبوطی پائیں) یعنی اپنے قومی مقصد میں پختہ رہو - اس سے ایک انچ بھی نہ ہٹو - اور باہمی معاملات میں نرمی اختیار کرو لیکن زبان سے سخت گوئی اور بداخلاقی کا اظہار نہ ہوا کرے کیونکہ قولو اللناس حسنا (سب لوگوں سے اچھی بات کرو) عام حکم ہے اللہ اعلم (منہ)

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ

تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو- وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نشانی ان

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ؕ

کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں ہے- یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں-

تم ان کو رکوع سجود کرتے یعنی نماز پڑھتے دیکھتے ہو- وہ اس نماز میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نیک بختی کی نشانی ان کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں معلوم ہوتی ہے- یعنی وہ دیکھنے میں بھی بھلے آدمی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اسلام میں بھل منساؤیہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق وابستہ رکھے- اور مخلوق کے ساتھ اچھا نباہ کرے- ایسا شخص اللہ اور مخلوق کے نزدیک پاک صاف آدمی ہوتا ہے یہی اوصاف ان بھلے مسلمانوں کے تورات میں مرقوم ہیں[1]

---

[1] موجودہ تورات جو آج کل یہودیوں' عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے اس کی پانچویں کتاب استثنا کے باب ۳۳ سے مسلمانوں کی اس صفت کا پتہ چلتا ہے جو یہاں ذکر ہوا ہے عبارت اس مقام کی یہ ہے :-

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے آدن پر طلوع ہوا- فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا- دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا- اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی" (فقرہ-۱-۲)

یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ معظمہ کی طرف اشارہ ہے- جس روز حضور علیہ السلام فتح کر کے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں- آپ کے ساتھ دس ہزار صحابی تھے جن کو تورات میں دس ہزار قدوسی یعنی پاک لوگ کہا گیا ہے- اسی تمثیل کی طرف اشارہ ہے- انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں ملتی ہے :-

"اس (مسیح) نے ایک اور تمثیل ان (لوگوں) کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا- وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں (انجیل متی باب ۱۳ فقرہ ۳۱-۳۲) انجیل مرقس میں اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں :-

وہ (مسیح) تمثیلوں میں بہت باتیں سکھانے لگا- اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا سنو! دیکھو- ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ کے کنارے گرا اور پرندوں نے آکر اسے چگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرا- جہاں اسے بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد اگ آیا- اور جب سورج نکلا تو جل گیا- اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گیا- اور کچھ جھاڑیوں میں گرا- اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اسے دبا لیا- اور وہ پھل نہ لایا- اور کچھ اچھی زمین پر گرا اور وہ اگا اور بڑھ کر پھلا-

اور کوئی تیس گنا کوئی ساٹھ گنا کوئی سو گنا پھل لایا- پھر اس نے کہا جس کے کان ہوں وہ سن لے" انجیل مرقس باب ۴ فقرہ-۳-۱۹ انجیل لوقا میں اس تمثیل کے الفاظ یوں ہیں :-

"پس وہ مسیح کہنے لگا خدا کی بادشاہت کس کی مانند ہے میں اس کو کس سے تشبیہ دوں- وہ رائی کے دانے کی مانند ہے جس کو ایک آدمی نے لے کر اپنے باغ میں ڈال دیا- وہ اگ کر بڑا درخت ہو گیا- اور ہوا کے پرندوں نے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کیا- اس نے پھر کہا میں خدا کی بادشاہت کو کس سے تشبیہ دوں وہ خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت نے لے کر تین پیمانے آٹے

وَ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے ایک سوئی نکل پھر وہ مضبوط ہوئی پھر موٹی ہوئی

فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ

پھر وہ اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ

ایمانداروں سے اور جو ان میں سے نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے پہلے ایک سوئی کی طرح کی باریک انگوری نکلی پھر وہ سوئی مضبوط ہوئی۔ پھر موٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنی پنڈلی نال پر سیدھی ایسی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بہت بھلی لگتی اور خوش کرتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی ابتدائی حالت ضعف اور آخری حالت ترقی کی امید افزا ہے اس کا انجام کار یہ ہوگا کہ معاند کفار نابکار جو مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی کے دن شمار کرتے ہیں۔ وہ ان کی ترقی کی وجہ سے حیران ہوں گے اور جی کے جی ہی میں جلتے ہوں گے۔ یہ کیا ہو رہا ہے ہم تو سمجھے بیٹھے تھے کہ یہ مسلمان عنقریب مٹ جائیں گے اور یہ بڑھ رہے ہیں

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مگر ان کی یہ جلن اور کاوش خود ان ہی کا نقصان کرے گی مسلمانوں کو نقصان نہ ہوگا کیونکہ خدا نے ایمانداروں سے اور خاص کر جو ان میں نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے جو کبھی غلط نہ ہوگا ہاں یہ بات البتہ قابل فہم ہے کہ بخشش کا ظہور تو آخرت میں ہوگا۔ مگر بڑے بدلہ کا ظہور اسی دنیا میں بھی ہوگا جس سے معاندین کفار جلیں گے یعنی وہ فتوحات ملکی ہوں گے جن سے مسلمان دنیا کی زندہ اور ممتاز قوموں میں شمار ہوں گے چنانچہ یہ سب کچھ زمانہ خلاف میں ہو گیا۔ الحمد

میں ملایا ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا" (لوقا۔ باب ۱۳۔ فقرہ ۱۸۔ ۲۱) مطبوعہ لودہانہ ۱۹۱۶ء

تشریح انجیلی اور مسیحی محاورے میں خدائی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حسب مرضی الٰہی لوگ کام کریں اور نجات آخری کے مستحق ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح کا قول اس اصلاح کے موافق انجیل میں یوں ملتا ہے:۔

"اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے" (انجیل متی باب ۵۔ فقرہ ۲۰)

چونکہ حضرت مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی خدا کا پسندیدہ اور اس زمانہ کے لوگ خدا کے برگزیدہ ہونگے۔ اس لیے انہوں نے اسی زمانہ کو خدا کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے بھجایا

قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے اللہ اعلم (منہ)

سورت الحجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ اللہ

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

سننے والا جاننے والا ہے۔ ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا

النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

کرو اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③

ان لوگوں کو خدا نے تقوے میں جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔

سورۂ حجرات

اے ایمان والو! ہم تم کو ایک اخلاقی سبق سکھاتے ہیں۔ اخلاق کا اصل الاصول یہ ہے کہ ہر ایک شخص جس عزت کے لائق ہو اس سے اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے چونکہ سب سے مقدم اللہ کا حق ہے اس سے بعد اس کے رسول کا۔ اس لیے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ دونوں حقوق ادا کیا کرو یعنی اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ شرعی امور میں اللہ اور رسول کی اجازت کے بغیر کوئی کام از خود نہ کیا کرو ورنہ تم طاغی بدعتی بن جاؤ گے اور ہر وقت اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ سنو! اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اس کے سامنے تمہارے اینچ پیچ کی بات چلے گی نہیں۔ پس اے ایمان والو! نبی کا ادب یہاں تک ملحوظ رکھا کرو کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ سنو! جو لوگ اس خوف سے کہ ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ یعنی بلند آواز سے نہیں بولتے کہ مبادا ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ اور پرہیز گاری میں جانچ لیا ہے وہ اس امتحان میں پاس ہو گئے ہیں اسی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ادب کیا ہے۔ جیسا کہ کرنا چاہیے۔ مگر سارے لوگ سمجھدار نہیں ہیں۔ بعض لوگ دل سے مخلص ہیں لیکن عقل سے خام۔ ایسے لوگ قابل معافی ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ

وہ لوگ جو تیرے مکان کے باہر سے تجھے بلاتے ہیں ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں اور اگر وہ

صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۵ یٰۤاَیُّهَا

صبر کرتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس نکلتا تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

ایمان والو! اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو تم اس بات کی تحقیق کر لیا کروایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ

کسی قوم سے الجھ پڑو پھر تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ۔ تم جان رکھو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے اگر وہ

یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ

بہت سے امور میں تمہارا کہا مانتا جائے تو تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے مگر خدا نے تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے۔ اور تمہارے

فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ

دلوں میں اس کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے۔

وہ لوگ جواے نبی! تیرے مکان کے باہر سے یا محمد یا رسول اللہ کہہ کہہ کر تجھے بلاتے ہیں وہ سب بااخلاص ہیں۔ مگر ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں۔ ان کو اس بات کی تمیز نہیں کہ کسی سردار کو گھر میں بھی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ جیسی باہر اس کی ڈیوٹی ہے۔ اندر بھی وہ ڈیوٹی ہی ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ خانگی یا شخصی ضرورت بھی ہوا کرتی ہیں جو اس کو گھر میں ٹھیرنے کے لیے مجبور کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے انہیں خاموش بیٹھے رہنا چاہیے تھا اور اگر وہ صبر کرتے۔ یعنی آوازیں نہ دیتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس آنکلتا تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ کیونکہ ایک سردار کا دل خانگی یا شخصی ضروریات سے خالی ہو۔ تو بیرونی امور کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ لوگ دل سے مخلص ہیں اور عقل کے خام۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! آداب نبوت کے سیکھنے کے بعد آداب عامہ بھی سنو! سب سے پہلے وہ ادب معلوم کرو۔ جو دین اور دنیا میں تم کو مفید ہو۔ اور جس پر عمل نہ کرنے سے بعض دفعہ فتنہ فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس سنو! آج کل دنیا میں عام دستور ہے کہ جو کوئی کسی طرف سے آکر کچھ سنادے اسی کو صحیح مان کر بعض اوقات بڑے بڑے کام بھی کر گزرتے ہیں۔ اس لیے تم کو بتایا جاتا ہے کہ اگر کوئی بدکار یعنی ناقابل اعتبار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے اور تم کو سنائے کہ فلاں شخص یا فلاں لوگ تم کو برا کہتے یا برا جانتے ہیں یا ازیں قسم کوئی خبر بتائے تو تم صرف اس کے کہنے سے صحیح نہ جان لیا کرو بلکہ اس بات کی تحقیق کر لیا کروایسا نہ ہو کہ اصل بات کی بے خبری میں تم کسی قوم یا شخص سے الجھ پڑو پھر بعد اصلیت کھلنے کے تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ لیکن اس شرمندگی کا نتیجہ بجز افسوس اور ندامت کے کچھ نہ ہوگا۔ اس لیے پہلے ہی سے ہوشیار رہنا چاہیے اور سنو! کہ بعض دفعہ تم یہاں تک خود سر ہو جاتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی رائے پر چلانا چاہتے ہو۔ اس لیے تم جان رکھو کہ تم میں کوئی معمولی آدمی افسر نہیں ہے بلکہ اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا کہا جانتا جائے تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے کیونکہ تمہاری غلط رائے پر عمل کر کے نتیجہ بھی غلط ہی نکلے گا جس کا اثر بھی سب قوم پر پڑے گا۔ اللہ نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے۔ کہ تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے اور تمہارے دلوں میں اس ایمان کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے۔

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الرَّٰشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٨

وہی لوگ ہدایت یاب ہیں- انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ سے فضل اور نعمت ملے گی- اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ

اور اگر دو مسلمان گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو تم لوگ ان دونوں میں صلاح کر دیا کرو پھر اگر کوئی فریق

إِحْدَىٰهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَٰتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن

دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو تم لوگ زیادتی کرنے والے کا مقابلہ کرو جہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف مائل ہو- پھر

فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٩

پھر اگر وہ باز آ جائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں میں اصلاح کر دیا کرو اور انصاف کیا کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝١٠

ایماندار سب بھائی بند ہیں پس تم لوگ اپنے بھائیوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے-

اس لیے تم کو چاہیے کہ تم لوگ رسول کو دنیاوی اور انتظامی امور میں بھی اپنی رائے پر چلانے کا کبھی خیال نہ کرو- جو لوگ ایسا کریں یعنی ہمہ تن اپنے آپ کو اتباع ثابت کریں- نہ متبوع بنیں گے وہی لوگ خدا کے ہاں ہدایت یاب ہیں- انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے فضل اور نعمت فراواں ملے گی اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- سب کو جانتا ہے اور اپنی حکیمانہ مصلحت کے احکام دیتا ہے- مسلمانو! اس اخلاقی سبق کے بعد ایک اور سبق سنو جو تم مسلمانوں کے تمدن سے تعلق رکھتا ہے- اگر دو مسلمان شخصوں میں یا دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے جو لوازم بشریہ ہے کہ تو تم لوگ اس میں تماشہ نہ دیکھا کرو- بلکہ ان دونوں میں اصلاح کر کے فساد رفع کر دیا کرو- خوب دل سے توجہ کر کے مصالحت میں کوشش کیا کرو اور سمجھ رکھو کہ جتنا گناہ فساد کرنے والوں کو ہے اتنا بلکہ اس سے بڑھ کر اس فساد پر خاموش رہنے والوں کو ہے- کیونکہ وہ اپنے فرض سے غافل ہیں ان کی خاموشی سے فساد میں ترقی ہوتی ہے ان کو چاہیے تھا کہ فساد دور کرنے میں دلی کوشش کرتے مگر وہ الگ بیٹھ کر تماشا دیکھتے ہیں- اس لیے وہ ذمہ دار ہیں- باوجود کوشش کے پھر اگر دیکھو کہ کوئی فریق دوسرے پر ظلم زیادتی کرتا ہے یعنی صلح کی طرف مائل نہیں ہوتا یا بعد مصالحت ہو جانے کے پھر بگاڑ کرتا ہے- تو ایسی صورت میں تمہارا فرض بھی منقلب ہو جائے گا- یعنی بجائے درمیانی بن کر اصلاح کرنے کے تم پر فرض ہو گا- کہ تم لوگ مظلوم اور مائل بصلح فریق سے مل کر اس زیادتی کرنے والے فریق کا مقابلہ کرو- جتنی تم میں طاقت ہو اس کو تنگ کرو اس کو بدنام کرو- اس کی نسبت لوگوں میں پھیلاؤ کہ فساد اسی کا ہے- جو مصالحت یا شرعی فیصلہ کی طرف نہیں آتا یا آ کر پھر جاتا ہے- یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی اور شرعی فیصلہ کی طرف مائل ہو- پھر بھی اگر وہ باغی فریق اپنی شرارت اور بے فرمانی سے باز آ جائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں فریقوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اصلاح کرنے میں اس فریق کے انکار یا بغاوت سابقہ کی وجہ سے طبیعت میں ملال پیدا کر کے کسی طرح کی بے انصافی نہ کیا کرو بلکہ ہر حال میں انصاف ہی کیا کرو- جو جس معاملہ میں جتنا قصوروار ہو اس کو اتنا ہی قصوروار سمجھا کرو- اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے دیکھو یہ رنجشیں جو مسلمانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں خواہ کسی رنگ میں ہوں دینی صورت میں یا دنیاوی شکل میں ان رنجشوں کو خانگی رنجشیں سمجھ کر زیادہ طول نہ دیا کرو کیونکہ آخر بات تو یہ ہے کہ ایماندار سب آپس میں بھائی بند ہیں پس تم لوگ ان لڑنے والے اپنے بھائیوں میں مصالحت بلکہ اصلاح کر دیا کرو- دیکھو اصلاح کرنے میں دونوں کو اپنا بھائی جانا کرو اور اس خدمت کے ادا کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایسا نہ ہو کہ جانبداری کرنے میں بجائے ثواب کے تم کو عذاب ہو-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا

مسلمانو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کیا کرے دور نہیں کہ وہی قوم اس سے اچھی ہو اور

نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

عورتیں دوسری عورتوں سے مسخری نہ کیا کریں عجب نہیں کہ وہی ان سے بہتر ہوں- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو اور نہ آپس میں

بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ

ایک دوسرے کے برے برے القاب رکھا کرو- ایمانداری کے بعد برا نام بہت معیوب ہے- جو لوگ توبہ نہ کریں گے وہی ظالم

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

ہوں گے- مسلمانو! تم بہت بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو- بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا

اور تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو-

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں- سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا- کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں کرتے ہو- ایسی باتیں چھوڑ دو- اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اگر تم دل سے توبہ کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا- پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کرا لو- اور آئندہ کو احتیاط رکھو- اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں ہم سید ہیں ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ موچی ہے جولاہا ہے وغیرہ- یہ خیال سرے سے غلط ہے- کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننہال اچھے نہیں یا ددھیال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو- چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں- جیسے قریش- افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں- افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے- وگر ہیچ- یعنی اللہ سے تعلق- اس لیے بگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہو گا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ معزز ہو گا- یہی یہ بات کہ کون پرہیزگار ہے- کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے- اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ فریب نہیں کھاتا چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہے کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے- تو اے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو- ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری میں مسلمان ہو-

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

اسے تو تم یقیناً برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو- بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اے لوگو! ہم نے تم کو ایک

مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو اللہ کے

اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

نزدیک سب سے زیادہ معزز بڑا پرہیز گار ہے خدا جانتا ہے اور خبر دار ہے- دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں تو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہاں

قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

یہ کہو کہ ہم ظاہری مسلمان ہیں-

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں- سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا- کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں کرتے ہو- ایسی باتیں چھوڑ دو- اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اگر تم دل سے توبہ کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا- پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کرا لو- اور آئندہ کو احتیاط رکھو- اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں ہم سید ہیں ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ موچی ہے جولاہا ہے وغیرہ- یہ خیال سرے سے غلط ہے- کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننہال اچھے نہیں یا دوھال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو- چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں- جیسے قریش- افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں- افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے- وگر ہیچ- یعنی اللہ سے تعلق- اس لیے بگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیز گار ہے جتنا پرہیز گاری میں بڑھا ہو گا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ معزز ہو گا- یہی یہ بات کہ کون پرہیز گار ہے- کیا پرہیز گاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبر دار ہے- اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ فریب نہیں کھاتا چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہے کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے- تو اے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو- ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری میں مسلمان ہو-

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم
اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو گے تو وہ بھی تمہارے

مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
اعمال میں سے کچھ کاٹ نہ کرے گا' اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- ایمان دار وہ لوگ ہیں جو خدا پر

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي
ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول پر پھر شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے اللہ

سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ
کی راہ میں جہاد کرتے ہیں' یہی لوگ سچے ہیں- تو کہہ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾
اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ
تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم سچے ہو

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾
تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے

اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور سچ تو یہ ہے کہ تمہارے اظہار کرنے کی حاجت نہیں- اگر تم اللہ اور رسول کی تابعداری کرو گے تو بے فکر رہو وہ بھی تمہارے اعمال سے کچھ کاٹ نہ کرے گا- یعنی جو کچھ کرو گے وہی پاؤ گے- بلکہ اپنی بخشش اور مزید عنایت کرے گا- کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- چونکہ ذکر ایمانداروں کا چل پڑا ہے اس لیے اصل حقیقت تم کو بتائی جاتی ہے کہ ایماندار وہ لوگ ہیں جو خدا کی خالص توحید پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسول کی رسالت پر- پھر اس ایمان پر جم کر خدائی احکام میں بھی کبھی شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں- یعنی اگر موقع جان لڑانے کا ہو تو جان سے بھی حاضر ہیں' مال کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں- سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں- رہے یہ لوگ جو دل میں کفر رکھ کر اسلام کا اظہار کرتے ہیں تو اے نبی! ان کو کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟ جو وہ نہیں جانتا کیونکہ اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات سب کو جانتا ہے اور تمہارا دین و ایمان اس کے وسیع علم میں نہیں تو دو نتیجوں میں سے ایک نتیجہ ضرور صحیح ہو گا یا تمہارے دلوں میں ایمان نہیں یا خدا کو تمام کائنات کا علم نہیں- دوسری صورت تو غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے- اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ سب کچھ اس کے علم میں سمایا ہے اور ان کے دلوں میں ایمان ہو تو وہ کیوں نہ جانے- ایمان سے تو ان کو غرض نہیں یہ تو یورپین پالیسی کے آدمی ہیں جن کو ابن الوقت کہا جاتا ہے کہ ہوا کا رخ دیکھا اور ادھر چل پڑے- دیکھو تو اے نبی! تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یعنی باتوں باتوں میں اپنا ایمان اور اسلام بتا رہے ہیں تو انکو جواب میں کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے کیونکہ اگر تم واقعی مسلمان ہو تو ضرور ہے کہ خدا کی توفیق سے مسلمان ہوئے- لہٰذا تم کو خدا کا احسان مند ہونا چاہیے نہ کہ مجھ کو اور خدا کو تمہارا ممنون احسان- کیا تم نے شیخ سعدی کا قول نہیں سنا ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی ۔۔۔ منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

یقیناً اللہ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے

سورت ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوٓا أَنْ جَآءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ

میں[1] قادر ہوں۔ مجھے قرآن مجید کی قسم ہے مگر ان کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان میں سے ایک ڈرانیوالا آیا۔

فَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٢﴾ أَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب تعلیم ہے بھلا ہم مر کر جب مٹی ہو جائیں گے تو پھر جی

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ﴿٣﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ

اٹھیں گے؟ یہ دوبارہ زندگی عقل سے بعید ہے۔ جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کر دیتی ہے ہم سب کو جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایک دفتر

حَفِيظٌ ﴿٤﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيٓ أَمْرٍ مَّرِيجٍ ﴿٥﴾

محفوظ ہے مگر حق بات جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے جھٹلادیا پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر جمے ہوئے ہیں

سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب جانتا ہے اور خاص کر تمہارے کاموں کو جو تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

سورۂ ق

میں خدا قادر قیوم ہوں اے نبی! مجھے اپنے کلام پاک قرآن مجید کی قسم ہے کہ تو میرا رسول ہے۔ اس لئے جو کچھ تو ان کو کہتا اور سناتا ہے وہ سچ ہے۔ آئندہ کی بابت جو تو ان کو بتاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ مگر ان مشرکین عرب کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان میں سے ایک شخص اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ان کے پاس کیوں آیا۔ ان کے خیال میں یہ عہدہ کسی فرشتے یا کسی دولت مند ذی عزت آدمی کو ملنا چاہئے تھا۔ مگر آیا تو ایک آدمی' آدمی بھی وہ جس کے پاس ظاہری مال و دولت کچھ نہیں پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب تعلیم ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں گے۔ بھلا ہم مر کر جب مٹی ہو جائیں گے تو پھر جی اٹھیں گے؟ یہ دوبارہ زندگی تو عقل سے بعید ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہم مٹی ہو کر مٹی میں مل گئے۔ ہمارا گوشت رہا نہ ہڈی' نہ رگ نہ پٹھا' ایسی حالت میں ہم کیسے دوبارہ جئیں گے۔ سنو! ان کے جتنے کچھ جوڑ جاڑ ہیں اور جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کر رہی ہے ہم سب کو جانتے ہیں ہر چیز کا ذرہ ذرہ ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک دفتر محفوظ ہے جو ہماری ذات خاص میں ہے یعنی لوح محفوظ اور ہمارا علم اس سے کوئی چیز باہر نہیں۔ دنیا کے سب علوم اور سب کتابیں اس کی فرع ہیں۔ مگر ان کی تو حالت یہ ہے کہ حق بات اور سچی تعلیم جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے اس کو جھٹلادیا۔ پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر جمے ہوئے ہیں۔

شان نزول:

[1] مشرکین عرب کو مسئلہ توحید میں تو مشکلات تھیں مگر مسئلہ قیامت اور حشر اجسام میں توحید سے بھی زیادہ مشکلات انکو سوجھتی تھیں' ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَہُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰہَا وَ زَیَّنّٰہَا وَ مَا لَہَا مِنۡ

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا پھر ہم نے اس کو سجایا اور اس میں کسی طرح درز

فُرُوۡجٍ ﴿۶﴾ وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰہَا وَ اَلۡقَیۡنَا فِیۡہَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا

نہیں ہے اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کردیئے اور اس میں

مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَہِیۡجٍ ﴿۷﴾ تَبۡصِرَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ﴿۸﴾

ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں۔ بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے

وَ نَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الۡحَصِیۡدِ ﴿۹﴾

اور ہم اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے ہیں

وَ النَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّہَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ ۙ وَ اَحۡیَیۡنَا بِہٖ بَلۡدَۃً

اور لمبی کھجوریں جن کے گابھے تہ بند ہوتے ہیں بندوں کو رزق دینے کے لئے اور ہم اس کے ساتھ خشک زمین

مَّیۡتًا ؕ کَذٰلِکَ الۡخُرُوۡجُ ﴿۱۱﴾ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ اَصۡحٰبُ

کو زندہ کردیتے ہیں اسی طرح مردوں کو خروج ہوگا۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے رس والوں نے

الرَّسِّ وَ ثَمُوۡدُ ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرۡعَوۡنُ وَ اِخۡوَانُ لُوۡطٍ ﴿۱۳﴾

ثمود کی قوم نے، عادیوں نے، فرعون نے، لوط کی برادری نے

یہ کہ خدا کے ساتھ کچھ شریک ہیں جو اس کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ان کو اگر کسی مسئلہ کا سمجھنا مقصود ہو تو آثار قدرت دیکھیں۔ ان سے نتائج اخذ کریں۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا۔ پھر ہم نے اس کو ستاروں سے سجایا اور اس میں کسی طرح کی درز یا شگاف نہیں ہے اور دیکھو زمین کو ہم نے پھیلا دیا۔ اتنی وسیع ہے کہ اس کی پیمائش نہیں ہو سکتی اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں۔ ہری بھری کھیتی ایک طرف ہے تو لہلہاتے سبز باغ ایک طرف۔ چشم بینا کی بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے کیونکہ وہ ایک ایک پتے سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور سنو! ہم خدا اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں یعنی بارش' پھر اس پانی کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے ہیں اور لمبی کھجوریں پیدا کرتے ہیں جن کے گابھے تہ بند ہوتے ہیں۔ یہ سب سامان بندوں کو رزق دینے کے لئے ہے ورنہ ان کا فائدہ ہم کو کچھ نہیں پہنچتا اور سنو! ہم اس پانی کے ساتھ خشک پڑی ہوئی زمین کو زندہ اور تازہ کر دیتے ہیں جس سے زمین میں حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قیامت کے روز قبروں سے مردوں کا خروج ہو گا۔ عرب کے مشرک قیامت کا ذکر سنتے ہی سر اٹھا کر تاکنے لگ جاتے ہیں کہ ہیں قیامت کیسے؟ یہ تو بالکل جھوٹ ہے پس تم اس سے دل برداشتہ نہ ہو۔ بلکہ سنو! ان سے پہلے نوح کی قوم نے' رس کے کنویں والوں نے اپنے سمجھانے والوں کو' ثمود کی قوم نے' عادیوں نے۔ فرعون اور فرعونیوں نے' لوط کی برادری نے'

وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾

بن کے رہنے والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا-

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ

کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش سے انکار میں ہیں- ہم نے ہر

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ

انسان کو پیدا کیا اور جس جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور ہم تو اس کی شاہ رگ سے

حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾

بھی قریب تر ہیں- جب ضبط کرنے والے دو فرشتے ضبط کرتے جاتے ہیں اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال مستعد ہوتا ہے اور موت کی سختی واقعی آئے

بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ

گی یہ وہ موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور میں پھونکا جائے گا وہی دن

یَوْمُ الْوَعِیْدِ ﴿۲۰﴾

ڈراوے کا ہوگا

بن کے رہنے والوں حضرت شعیب کی قوم نے اور خدا کی طرف بلانے والے تبع کی قوم نے بھی خدائی احکام کی تکذیب کی تھی اور ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا- اسی طرح ان لوگوں کا انجام ہوگا جو اس زمانہ میں قیامت کے وجود سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ سخت متشدد مکذب ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کا پیدا کرنا خدا کی طاقت سے باہر ہے- کیا ہم (خدا) پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں کہ دوسری مرتبہ پیدا نہیں کر سکیں گے- نہیں ہرگز نہیں- بلکہ یہ لوگ بے وجہ اور بے دلیل نئی پیدائش کے وقوع سے سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں- ان کے دلوں میں جو جو خیالات آتے ہیں ہمیں معلوم ہیں کیوں کہ ہم نے ہر انسان کو پیدا کیا ہے اور جس جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور کیوں نہ جانیں ہم تو اس کی شاہ رگ سے بھی قریب تر ہیں- یہ سمجھو کہ خود انسان بھی اپنی جان سے اتنا قرب نہیں رکھتا نہ اتنا اس کو اپنا علم ہے جتنا ہم (خدا) کو اس کا قرب اور علم ہے- پھر اس کے حالات اور خیالات سے کیوں واقف نہ ہوں- خاص کر اس وقت جب ہمارے بھیجے ہوئے ضبط کرنے والے دو فرشتے (اس کے اقوال و افعال کو) ضبط کرتے جاتے ہیں- اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے یعنی ہر وقت موجود رہتے ہیں- اس وقت وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال لکھنے والا مستعد تیار ہوتا ہے کیا مجال کوئی لفظ اس کا ضائع جائے- جونہی نکلا بس محفوظ ہوا- پھر ایک وقت آئے گا کہ یہ سب کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور موت کی سختی واقعی شکل میں آئے گی، وہی اور خیالی نہ ہوگی- اس وقت موت کے فرشتے اس مرنے والے کو کہیں گے یہ موت وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا لیکن آخر آج اس کے پھندے میں تجھے پھنسنا پڑا کیا تو نہیں جانتا تھا گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان! آخر موت ہے اور سنو! مرنے کے بعد قیامت کے روز اٹھنے کے وقت صور میں پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی، وہی دن ڈراوے کا ہوگا جس سے تمکو انبیاء علیہم السلام کی معرفت ڈرایا گیا تھا-

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ

ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا تو اس دن سے غفلت میں تھا

مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

لے اب تو ہم نے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے اور اس کا ساتھی کہے گا

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ

کہ یہ ہے جو میرے پاس تیار رہتا تھا ہر ایک کافر سرکش مانع خیر حد سے بڑھنے والے شک میں ڈالنے والے کو

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي

تم جہنم میں ڈالتے جاؤ- وہ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا پس تم ایسے شخص کو

الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ

سخت عذاب میں جھونک دو- اس کا ساتھی کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود

فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

کھلی گمراہی میں تھا- خدا کہے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے عذاب کی اطلاع

بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾

دے چکا ہوں

اس روز ہر شخص اس میدان قیامت میں آئے گا اس حال میں کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اس کو چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا- یہ دونوں وہی ہوں گے جو اس کے دائیں بائیں بیٹھے رہتے تھے- اس وقت اس کو کہا جائے گا کہ تو اس دن سے غفلت اور بے پروائی میں تھا- لے اب تو ہم نے تیرا پردہ غفلت اس سے اٹھا دیا ہے- پس اب تو سب کچھ تیرے سامنے ہے- پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے' ذرا نظر تو اٹھا جو کچھ دیکھتا ہے یہ محض وہم ہے یا واقعی- وہ تسلیم کرے گا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب واقعی ہے کیونکہ اس کو ہر طرف سے اس کا ثبوت ملے گا اور اس کا ساتھی دنیاوی دوست گرو' پیرو غیرہ جس نے اسے گمراہ کیا ہوگا فوراً کہے گا کہ حضور یہ ہے اس کا کچا چٹھا جو میرے پاس تیار رہتا تھا اس میں بھی اس کے اعمال کا کافی ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص واقعی بدکار ہے- اس کی پیش دستی اس غرض سے نہ ہوگی کہ خدا کو کوئی اطلاع دے بلکہ اس غرض سے ہوگی کہ میں چھوٹ جاؤں مگر خدائے عالم الغیب کے سامنے ایسی ویسی باتیں کہاں چل سکتی ہیں اس لئے حکم ہوگا اے فرشتو! سنو! ہر ایک کافر سرکش' مانع خیر' حد عبودیت سے بڑھنے والے متکبر' بے فرمان اور سیدھے سادھے ایمانداروں کو شک و شبہ میں ڈالنے والے یعنی سیدھے سادھے مسلمانوں کو اسلام اور ایمان سے روکنے والے کو تم جہنم میں ڈالتے جاؤ- جانتے ہو اس حکم سے کون لوگ مراد ہیں؟ وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا- کسی نے بت کو' کسی نے قبر کو' کسی نے پیر فقیر کو' کسی نے اپنے نفس کو' پس تم ایسے مشرک کافر سرکش متکبر شخص کو جو خدا کی توحید خالص سے ہٹا ہو سخت عذاب میں جھونک دو- یہ حکم سنکر اس کا گمراہ کن ساتھی سمجھے گا کہ میری خیر نہیں اس لئے وہ کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود پرلے درجے کی کھلی گمراہی میں تھا اسلئے میری رہائی ہونی چاہئے- خدا بذریعہ ملائکہ کہے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے برے کاموں پر عذاب کی اطلاع دے چکا ہوں- تم لوگوں نے اس سے غفلت بلکہ روگردانی کی تو بس اب نتیجہ بھگتو- اس میں قصور کس کا؟

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں اور میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جس روز ہم جہنم سے پوچھیں گے

هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾

کیا تو بھری نہیں؟ وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں کیونکہ وہ صحیح علم اور انصاف پر مبنی ہوتی ہے اور یہ بھی سب دنیا کو معلوم ہے کہ میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جو کچھ قصور ہے مجرموں کا ہے۔ کیا تم لوگوں نے دنیا میں طبّی صورت میں میرے قوانین معلوم نہ کئے تھے کہ جو کوئی بد پرہیز ہوتا تھا وہ تکلیف اٹھاتا تھا' خواہ بد ہوتا یا نیک۔ اس میں ان کی کوئی رعایت یا لحاظ نہ ہوتا۔ اسی طرح مذہبی اور اخروی قانون ہے جو رونے اور چیخنے سے مبدل نہیں ہوتا پس میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں کہ ناکردہ گناہ ان کے سر تھوپ دوں یا ان کی نیکیاں برباد کردوں۔ یہ سب کچھ اس روز پورا ظہور پذیر ہوگا۔ جس روز قیامت قائم ہوگی اور سب لوگ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے ایک طرف بہشت ہوگی دوسری جانب جہنم ایسی بھڑکتی ہوگی گویا ساری دنیا کو کھا جائے ایسے لوگ جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی کفار' عنید' مناع' معتدی' مریب جب اس میں داخل ہو جائیں گے تو ہم اس جہنم سے پوچھیں گے کیا تو ابھی بھری نہیں؟ ہمیں معلوم تو سب کچھ ہوگا۔ لیکن اظہار نتیجہ کے لئے دریافت کیا جاوے گا۔ وہ کہے گی میرے حصے میں ابھی کچھ اور بھی ہے تو ڈال دیجئے؟ اس وقت میری بھوک جوع البقر کی طرح ترقی پر ہے آخر جتنے لوگ اس کے لائق ہوں گے سب اس میں ڈالے جائیں گے پھر وہ کہہ اٹھے گی بس اب بس[1] کیوں کہ جن لوگوں کا اس میں داخلہ مقدر ہے وہ داخل ہو چکے پھر اسکو کس کی

---

[1] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے ﴿حتی یضع رب العزة فیها قدمه﴾ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت کے متعلق ایک حدیث آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

﴿لاتزال جهنم یلقی فیها وتقول هل من مزید حتیٰ یضع رب العزة فیها قدمه فینزوی بعضها الی بعض فتقول قط قط متفق علیه﴾ (مشکوٰة باب صفة النار واهلها)

جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا۔ بس وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی بس بس۔

اس حدیث میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ ایک رب العزۃ دوسرا قدمہ رب العزت سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر بحکم خدا جہنمی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ قاموس جو لغت عرب کی مستند کتاب ہے اس میں لفظ قدم کے معنی لکھے ہیں۔

وفی الحدیث حتیٰ یضع رب العزة فیها قدمه ای الذین قدمهم من الاشرار فهم قدم الله للنار کما ان الاخیار قدمه الی الجنة (قاموس)

یعنی قدم اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم لگایا ہوگا جیسے نیک لوگ جنت کی طرف خدا کے قدم ہیں۔ مجمع البحار جو لغت حدیث کی معتبر کتاب ہے اس میں بھی قدم کے معنی یونہی لکھے ہیں :

حتیٰ یضع قدمه فیها ای الذین قدمهم لها من شرار خلقه کما ان المسلمین قدمه الی الجنة (مجمع البحار)

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ

اور جنت پرہیز گاروں نے قریب لائی جائے گی بالکل نزدیک ہو گی یہ وہی جنت ہے جو ہر ایک جھکنے والے حفاظت کرنے والوں

اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿٣٣﴾

کے لئے ہے۔ جو خدائے رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر آیا ہے

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا

سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ یہ ہمیشگی کا دن ہے وہ جو کچھ چاہیں گے ان میں ان کو ملے گا

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ

اور ہمارے پاس بڑھ کر ہے اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کردیں جو بل بوتے میں ان سے زیادہ تھے

بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ

پھر وہ تمام شہروں میں پھر نکلے

خواہش ؟اور جنت پر ہیز گاروں کے قریب لائی جائے گی جو ان کے سامنے بالکل نزدیک ہو گی-اس کو دیکھ کر ان کا شوق غالب ہو گا تو ان کو کہا جائے گا جلدی نہ کرو یہ وہی جنت ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا-ابھی تم اس میں داخل ہو جاؤ گے- جنت ہر کہ ومہ کے لئے نہ ہو گی بلکہ ہر ایک خدا کی طرف جھکنے والے احکام خدا کی حفاظت کرنے والے کے لئے ہو گی یعنی جو شخص خدا کی عظمت اور جلالت کا سکہ اپنے دلوں پر اتنا غالب رکھتا تھا کہ خدائے رحمٰن سے باوجود اس کی رحمانیت کے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر یہاں آیا ہے' ایسوں کو حکم ہو گا کہ تم صحت سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ-اندر جا کر تم کو یہ فکر نہ رہے کہ کبھی نہ کبھی ہم کو ان نعمتوں سے نکالا جائے گا- ہرگز نہیں بلکہ یہ ہمیشگی کا دن ہے' آج جو کچھ کسی کو انعام واکرام ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے ہو گا-وہ بہشتی لوگ جو کچھ چاہیں گے ان بہشتوں میں ان کو ملے گا یہ خیال مت کرنا کہ اتنے بے حساب لوگوں کی خواہشات پوری کس طرح کی جاویں گی ؟ کیوں کہ ان کی خواہشات کتنی بھی ہوں تھوڑی ہوں گی اور ہمارے پاس انکی خواہشات سے بڑھ کر غیر محدود ہے- قیامت کا ذکر سنتے ہی یہ لوگ (صنادید عرب) سر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اتنے شہ زور دولت مند ہو کر بقول ان مسلمانوں کے ایسے بہشت سے محروم اور یہ غریب مفلس اس کے وارث ؟ اینچہ بوالعجبی ست- پس سنو اور غور سے سنو! ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں جو بل بوتے اور قوت میں ان سے زیادہ تھے- پھر وہ اپنے اردگرد کے تمام شہروں میں پھر نکلے کبھی بغرض تجارت کبھی

پس ان دو شہادتوں سے حدیث اور قرآن کے معنی صاف سمجھے گئے کہ اللہ کا قدم رکھنے سے مراد ان لوگوں کا داخلہ ہے جو اس (جہنم) کے لائق ہیں اس توجیہ پر سوال یہ ہو سکتا ہے کہ دوسری روایت میں رجلہ آیا ہے یعنی اللہ اپنا رجل دوزخ میں رکھے گا جس کے معنی یقیناً پیر کے ہیں
اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ان دو لفظوں (قدم اور رجل) میں سے ایک روایت باللفظ ہے-دوسرا روایت بالمعنی ہمارے سامنے دو لفظ ہیں ان میں سے ہم روایت باللفظ اس کو قرار دیں جو اپنے معنی کے لحاظ سے شان الوہیت کے مخالف نہ ہو تو بہت مناسب اور موزوں ہو گا- یہی اس کی ترجیح کا قرینہ ہے-پس اس اصول سے ہم کہتے ہیں کہ قدم کی روایت تو باللفظ ہے اور رجل کی روایت بالمعنی ہے یعنی راوی نے اپنے فہم سے قدم کے معنی پیر کے سمجھے تو وہی لفظ نقل کر دیا-اس توجیہ سے دونوں لفظ بحال رہتے ہیں اور شان الوہیت کے بھی خلاف نہیں-اللہ اعلم-(منہ)

هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ

کیا ان کو کوئی راہ فرار ملی- بے شک اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل رکھتے ہیں یا کسی

اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

بات کو حضور قلب سے سنتے ہیں ہم نے آسمان زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی- پس جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور طلوع

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدائی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر رات کو بھی اور

فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ

نماز کے بعد تسبیح پڑھا کرو اور کان لگائے رہا کر جس روز پکارنے والا پاس ہی سے

قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾

پکارے گا

بغرض سیاست کبھی بغرض فلاحت اور سیاحت غرض ہر قسم کی ترقی کی راہیں ان پر کھلیں اور وہ ان میں ظفریاب ہوئے کیا پھر جب عذاب ان پر آیا تو ان کو کوئی راہ فرار ملی؟ کیا وہ اس عذاب سے بچے؟ ہرگز نہیں- تمہارے مخالفوں کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے- ظلم اور اعتداء کا نتیجہ ہمیشہ برا ہے- سنو

نہ سہی آج کبھی قہر خدا آئے گا ٹھاٹھ ان ظالموں کا خاک میں مل جائے گا

بیشک اس واقعہ میں (جو گزشتہ لوگوں کا بیان ہوا ہے- جس میں مذکور ہے کہ بدکار لوگ باوجود ترقی کے تباہ ہوئے) بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل سمجھدار رکھتے ہیں یا کسی بات اور نصیحت کو حضور قلب سے سنتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہم اپنی قدرت کا ایک واقعہ سناتے ہیں جس سے ان لوگوں کو ہماری طرف جھکنے کے لئے مزید تحریک ہو گی- پس سنو ہم (خدا) نے سات آسمان زمین مع مختلف طبقات کے اور اس کے علاوہ جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے- سب کچھ چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے- تمام حجر شجر' کون و مکان' زمین و آسمان' حیوان و انسان سب کچھ چھ دنوں کے عرصہ میں بنائے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی کیونکہ ہمارے کام کوئی دست بازو سے نہیں ہوتے بلکہ حکم سے ہوتے ہیں- ہم جس کام کو کرنا چاہیں اس کو صرف حکم دینا کافی ہے حکم بھی لفظوں میں ضروری نہیں بلکہ ارادے میں اس کا آنا ہی اس کی پیدائش کے لئے کافی سبب ہے- پس اے نبی! ہر کام میں اس خدا کی طرف رجوع کیا کر اور جو جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں ناشائستہ الفاظ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور خدائی تعلق اور عبودیت کا اظہار کرنے کو طلوع شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدا کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح یعنی اس کو پاکی سے یاد کیا کر اور صبح شام سبحان اللہ و بحمدہ بکثرت پڑھا کر اور رات کو بھی کچھ دیر تک اور نماز کے بعد بھی تسبیح سبحان اللہ و بحمدہ پڑھا کر اور امت کو بھی حکم دے کہ پڑھا کریں اور تسبیح تہلیل پڑھتے اور دیگر امور مذہبی کے ادا کرتے وقت اس ہیبت ناک دن کی طرف کان لگائے رہا کر یعنی دل میں اسکا دھیان رکھا کرو جس روز پکارنیوالا فرشتہ پاس ہی سے پکارے گا-

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ

جس روز سچی آواز کو لوگ سنیں گے وہ دن نکلنے کا ہوگا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی

وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ

دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے۔ جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے یہ

حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫

جمع کر لینا ہم پر بہت آسان ہے جو جو کچھ یہ لوگ کہتے رہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں تو ان پر جابر داروغہ نہیں ہے پس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع

جو شخص میرے عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے

کیونکہ اس کی آواز ایسی بلند اور دور رس ہو گی کہ ہر شخص اس کو ایسا سنے گا گویا اس کے پاس سے کوئی بلا رہا ہے یعنی جس روز سچی واقعی نہ کہ فرضی آواز کو سب لوگ سنیں گے آواز کا مضمون ہو گا اے سڑی گلی ہڈیو! خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ زندہ ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی سب قبروں سے یا جہاں کہیں فنا ہو کر دبے دبائے ہوں گے نکل پڑیں گے۔ کیوں کہ وہ دن قبروں سے نکلنے کا ہو گا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اوز ہم ہی مار دیتے ہیں۔ کیوں کہ ہم ہی سب کچھ کرتے کراتے ہیں۔ سب دنیا کو ہمارے ساتھ وابستگی ہے اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے جیسا کہ معلول کو علت کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ یہ وہ دن ہو گا جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے۔ ان لوگوں کا خیال کہ ایسا خروج کیسے ہو گا؟ بالکل ناسمجھی پر مبنی ہے۔ یہ جمع کر لینا ہم پر بہت آسان ہے کوئی بڑی بات نہیں۔ بھلا غور تو کریں کہ کسی چیز کا نئے سرے سے پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے یا ایک دفعہ بن جانے کے بعد بنانا؟ تمہارا خیال ہی اگر مانا جائے تو اس کا جواب بس یہی کافی ہے کہ ایک دفعہ جب ہم نے دنیا کو بنا دیا تو اب دوبارہ بنانا اس کا پہلے کی نسبت آسان ہو گا۔ یہ جواب ان لوگوں کے مسلمہ پر ہے ورنہ ہم (خدا) کو تو سب کام آسان ہیں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں مگر ہمارا حلم اور علم بھی بہت وسیع ہے۔ دیکھو جو جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں اے نبی! کہتے رہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ہے وغیرہ یہ سب باتیں ہم خوب جانتے ہیں۔ مگر تو باوجود نبی ہونے کے آخر مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ مخلوق کا حوصلہ خالق کے برابر نہیں ہوتا۔ اس لئے تو ان کی شرارت پر گھبراتا ہے مگر یاد رکھ کہ تو ان پر جابر حاکم کی طرح مسلط داروغہ نہیں ہے کہ ان کو جبراً مسلمان بنائے یا ان کے تعمیل نہ کرنے پر تجھ سے باز پرس ہو۔ بس تیرا فرض صرف یہی ہے اس سے زیادہ نہیں کہ جو شخص میرے (خدا کے) عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے نہ مانے تو اپنا سر کھائے

﴿والسلام بخیر شما بسلامت﴾

سورت الذاریات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ۙ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ۙ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے آسانی سے چلنے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی۔

اَمْرًا ۝ۙ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ۙ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ؕ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔ ہمیں زینت دار آسمان کی قسم

الْحُبُكِ ۝ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ۙ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ؕ قُتِلَ

ہے کہ تم لو بالکل ایک خام خیال میں ہو جو بہکنے والا ہوتا ہے وہ اس سے بہک جاتا ہے ایسی اٹکل پچو

الْخَرّٰصُوْنَ ۝ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ۙ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ

رائیں لگانے والے ملعون ہیں جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں جزا کا دن کب ہوگا؟

سورۃ الذاریات

اے لوگو! ایک وقت آنے والا ہے کہ تم کو اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہوگا۔ قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی' قسم ہی بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی' قسم ہے آسانی سے ادھر ادھر چلنے والی ہواؤں کی' قسم ہے بارش اور روئیدگی کی' تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور نیک و بد اعمال کا بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔ پس تم دل میں جما رکھو ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو از جو

باقی رہی تمہاری مخالفت اور اس مخالفت میں سر توڑ کوشش اور فضول گوئی سو سنو اس کی تو ہمیں ذرہ بھی پروا نہیں کیونکہ ہم تمہارے ہر کام سے واقف ہیں۔ ہمیں زینت دار آسمان کی قسم ہے کہ تم لوگ بالکل ایک خام خیال[1] اور ضعیف مقال میں ہو۔ تم لوگ منہ سے تو مخالفت کرتے ہو لیکن واقعات پیش آمدہ کے اثر میں تم خود بھی دب جاتے ہو۔ اس لیے اپنی مخالف بات میں خود تم کو شک ہو جاتا ہے مثلاً تم کہتے ہو کہ یہ رسول مسحور بلکہ پاگل ہے لیکن اس کے تمام کاموں میں ایک سلسلہ نظام جب دیکھتے ہو حالانکہ پاگل اور مسحور کے کاموں میں نظام نہیں ہوتا اس لیے تم خود شرمندہ ہو کر اس رائے کو چھوڑ دیتے ہو۔ مگر جو بہکنے والا ہوتا ہے وہ اس تمہارے کہنے سے بہک جاتا ہے اور بہکانے والے اسکے بہکنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم اعلان کئے دیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ مخالفین اسلام محض اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل پچو رائیں لگانے والے خدا کے ہاں ملعون ہیں جو غفلت اور بے پروائی میں بھولے ہوئے ہیں۔ جانتے ہی نہیں کہ ہماری غفلت کا انجام کیا ہوگا۔ لاکھ سمجھاؤ سمجھتے نہیں۔ لاکھ بتاؤ مانتے نہیں۔ ہاں اپنے خیال کے مضبوط اور اپنی دھن کے پکے ہیں دیکھو تو بطور مسخری اور استہزاء پوچھتے ہیں میاں تم مسلمان جو کہتے پھرتے ہو کہ انصاف اور جزا و سزا عامہ کا ایک دن ہے وہ جزا کا دن کب ہوگا؟

[1] تفسیر کبیر جلد: ۷ / صفحہ: ۲۳۰ (۱۲ منہ)

الدِّیْنِ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ
جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا لو عذاب چکھو یہی ہے جو تم

بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَاۤ
جلدی مانگتے تھے کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا

اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ
کرے گا اس کو لئے ہوئے۔ یہ لوگ اس سے پہلے نیکو کار تھے یہ لوگ راتوں کو کس قدر

الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ
جاگا کرتے اور صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں مانگنے

حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾
والوں اور نہ مانگنے والوں کا حق تھا

ذرا اس کی تاریخ اور ماہ وسنہ تو بتاؤ۔ مگر جانتے نہیں کہ اس کی تاریخ کا بتانا تو مصلحت خداوندی میں نہیں ہے اس لیے وہ مخفی ہی رہے گا۔ ہاں اتنا بتادیا جاتا ہے کہ وہ دن وہ ہوگا جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا اور یہ لوگ اس دن گویا یہ شعر پڑھتے ہوں گے ؎

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں   جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ملائکہ ان کو کہیں گے لو اپنا بدلہ پاؤ اور عذاب چکھو۔ یہی ہے جو تم دنیا میں جلدی مانگتے تھے۔ سنو ان کے مقابلہ میں متقی لوگ ہیں جن کو پرہیز گار کہا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا کرے گا اس کو لیے ہوئے جو جی میں آئے گا کریں گے۔ جو دل میں آئے گا کھائیں گے۔ غرض دنیا بھر میں جتنی کچھ راحتوں کا تصور آسکتا ہے ان کو ملیں گی اور جو کچھ انکے خیال میں کبھی آیا نہیں ہوگا وہ بھی ملے گا کیا تم نے نہیں سنا؟

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد   کسے را با کسے کارے نباشد؟

یہ انعام واکرام ان کو اس لیے ملے گا کہ یہ لوگ اس روز قیامت سے پہلے نیکوکار اور صالح لوگ تھے ان کی نیکی کا نمونہ یہ ہے کہ یہ لوگ راتوں کو بغرض عبادت کس قدر[1] جاگا کرتے اور تہجد کے بعد یا شب خیزی کے بعد صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے یعنی صبح سے پہلے تھوڑی رات رہتے اٹھتے تھے اور خدا کی یاد جتنی بھی ہو سکے کر کے صبح سویرے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے بلکہ جملہ مومنین کے لیے استغفار کرتے تھے۔ یہ تو ان کے عبادتی کام تھے اس کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نیکیاں کرتے تھے مثلاً مالدار ہونے کی صورت میں مال اتنا خرچ کرتے تھے کہ کہ دیکھنے والا سمجھے کہ ان کے مالوں میں حاجت مند مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب کا حق تھا۔ کیونکہ یہ لوگ ہر ایک حاجت مند کو بقدر حاجت دیا کرتے تھے اس لیے دیکھنے والے ناواقف کو خیال گزرتا تھا کہ ان لوگوں کی ان کے مالوں میں کسی قسم کی شرکت ہے۔ جب ہی تو دیکھتے ہی انکار نہیں کر سکتے بلکہ سائل کو فوراً دے دیتے ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا عملی طریق تھا۔ اب

---

[1] مایھجعون میں دو لفظ ہیں ھجع کے معنے ہیں رات کی نیند۔ قاموس میں ہے ﴿الھجوع النوم لیلا ما نافیہ﴾ ہے پس معنے یہ ہیں رات کو تھوڑا ساوقت نیند ترک کر دیتے تھے وہ تھوڑا ساوقت چاہے نماز تہجد کا ہو جیسے سورۂ بنی اسرائیل میں ہے ﴿ومن الیل فتھجد بہ﴾ یا نماز عشاء کا ہو جیسے ارشاد ہے ﴿اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفاً من الیل﴾ (پ۱۲-ع۱۰) زلفاً سے مراد عشاء کی نماز ہے ممکن ہے یہی مراد ﴿ما یھجعون﴾ سے ہو۔ اللہ اعلم ۱۲ (منہ)

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِي السَّمَاۗءِ

یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو اور تمہاری روزی

رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ

اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے پس آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ ایسا سچ ہے جیسے تم خود

اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا

بول رہے ہو کیا تم کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب وہ ان کے پاس آئے

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ

تو سلام عرض کیا ابراہیم نے بھی سلام کہا ابراہیم نے خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل اجنبی ہیں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے بچھڑے

بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾

کا بھنا ہوا گوشت لے آئے لاکر ان کے سامنے قریب رکھ دیا تو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟

سنئے یہ لوگ علمی طریق سے بھی بے نصیب نہ تھے بلکہ ہر ایک واقعہ کو دیدہ عبرت سے دیکھتے اور گوش ہوش سے سنتے تھے کیونکہ ان کو یہ ذہن نشین کرایا گیا تھا کہ سچائی پر یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی کئی ایک نشان ہیں۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ ایک وقت ہوتا ہے کہ تم شیر بھی نہیں پی سکتے پھر شیر خوار بنتے ہو پھر رزق خور پھر جوان پھر بوڑھے۔ یہاں تک کہ پھر قبر میں لیٹ جاتے ہو۔ کیا یہ نشیب و فراز تم کو نہیں بتاتے کہ دنیا میں ہیر پھیر کرنے والی کوئی زبردست طاقت ہے جس کی شان یہ ہے ؎

اوست سلطان ہر چہ خواہد آں کند عالمی را در دمے ویران کند

اس واسطے کہ تم کو بتایا جاتا ہے کہ تم ہر وقت اسی کی طرف لگے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ تمہاری روزی اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے یعنی آسمانی حکم کے ماتحت ہے پس اے نبی! تو ان کو کہہ دے کہ آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ میرا بیان مذکورہ بالا ایسا سچ ہے جیسے تم خود بول رہے ہو۔ یعنی جس طرح تم اپنے منہ سے بولے ہوئے کلام کو حقیقتاً اپنا سمجھتے ہو اور وہ ہوتا ہے تمہارا ہی۔ اسی طرح قرآنی بیان حق اور صادق مطابق واقع ہے۔ اس کا انکار کرنا سراسر خسران و نقصان ہے۔ آؤ تم کو نقصان اٹھانے والی قوم کا ذکر سنائیں تاکہ تم نقصان سے بچو۔ کیا تم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والے معزز مہمانوں کی صورت میں فرشتوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب ان کے پاس آئے تو سلام عرض کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی جواب میں سلام کہا۔ چونکہ وہ فرشتے تھے جو نقصان اٹھانے والی قوم لوطیوں کی تباہی کے لیے بھیجے گئے تھے اس لیے حضرت ابراہیمؑ ان کو پہچان نہ سکے اور دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ بالکل اجنبی ہیں مگر مہمان داری کے خیال سے ان کے کھانے کی فکر میں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے تازے بچھڑے کا بھنا[1] ہوا گوشت لے آئے اور لا کر ان کے سامنے قریب رکھ دیا۔ مگر وہ فرشتے تھے وہ کیسے کھاتے۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں جھکتے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟ اگر کھاتے ہو تو اسے کیوں نہیں کھاتے؟ اور اگر نہیں کھایا کرتے تو کیوں نہیں کھاتے؟

---

[1] بعجل حنیذ کی طرف اشارہ ہے۔

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ

اور ان سے ابراہیم دل میں ڈرے فرشتوں نے کہا اندیشہ نہ کیجئے اور انہوں نے ان کو ایک علم دار لڑکے کی خوشخبری دی۔ سو ان کی بیوی بولتی ہوئی آگے آئی

فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ

اور اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا واقعہ تو یہی ہے آپ کے پروردگار

رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں

ان کی خاموشی اور ترک طعام سے حضرت ابراہیم دل میں ڈرے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں' خدا نہ کرے کہ اس بستی پر کوئی عذاب نازل کریں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے چہرہ سے خوف محسوس ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرشتوں نے کہا حضرت اندیشہ نہ کیجئے آپ کے اور آپ کی بستی کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی بلکہ ہم تو ایک اور بدکار قوم کی طرف آئے ہیں درمیان میں آپ سے بھی شرف نیاز حاصل کرنے کا حکم تھا اور ایک بات کی بابت آپ کو خوشخبری عرض کرنی تھی یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک حلیم سلیم علمدار لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی کہ خدا آپ کو ایک فرزند دلبند عطا[1] کرے گا۔ سو یہ سن کر ان کی بیوی سارہ بولتی ہوئی حیرت زدہ آگے آئی اور عورتوں کی طرح اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں جنوں گی؟ میں تو عمر کی بوڑھی اور اولاد سے بانجھ ہوں۔ میاں ہر کام کا وقت ہوتا ہے۔ ساری عمر نہ جنی تو اب کیا خاک جنوں گی؟ آپ کی مراد شاید بجائے حقیقت کے مجاز ہوگی یعنی بجائے میرے کسی قریبی کی اولاد ہوگی۔ یہ سن کر فرشتوں نے کہا اس میں شک نہیں کہ واقعہ تو یہی ہے کہ آپ بوڑھی ہیں بانجھ ہیں مگر ہم بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کے پروردگار کا حکم سناتے ہیں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں۔ میرے سامنے کوئی کام انہونا نہیں میرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میں سب کچھ جانتا اور سب کچھ کر سکتا ہوں۔

[1] ہمارے ملک پنجاب کے ملہم مرزا صاحب قادیانی نے بھی بخیال خویش خدائی الہام سے اعلان کیا تھا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا جو دنیا کو نور اور ہدایت سے بھر دے گا۔ جب ایک لڑکا پیدا ہوا تو مرزا صاحب موصوف نے عام اشتہار دیا کہ یہی موعود لڑکا ہے مگر وہ چند ماہ زندہ رہ کر مر گیا نہ اس سے دنیا کو ہدایت پہنچی نہ نور۔ تفصیل اس کی ہماری کتاب ''تاریخ مرزا'' میں ملتی ہے (منہ)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

ابراہیم نے کہا رسولو! اصل کام تمہارا کیا ہے؟ وہ بولے ہم ایک بدکار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

تاکہ ان پر مٹی کے جمے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لئے مقرر ہوچکے ہیں

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ

تو جو لوگ اس میں باایمان تھے ہم نے ان کو نکال لیا تھا مگر ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَ

نہ پایا اور جو لوگ دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی اور

فِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ

موسیٰ کے واقعہ میں نشان ہیں جس وقت ہم نے اس کو فرعون کی طرف روشن محبت کے ساتھ بھیجا تو فرعون اپنے زور کے گھمنڈ سے

قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

روگرداں ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے خدا کے بھیجے ہوئے رسولو! تمہارے انداز گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر تمہارا آنا سرسری ہے تو اصل کام تمہارا کیا ہے جس کے لیے تم آئے ہو؟ وہ فرشتے بولے ہم ایک بدکار قوم لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے جمے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لیے مقرر ہوچکے ہیں یعنی ایسے لوگوں کی سزا جو بصورت سنگ باری خدا کے ہاں مقرر ہے وہ ان کو دینے کے لیے ہم دنیا میں آئے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے ان کے اس کہنے پر چند سوال کیے جن کے جواب ان کو دیئے[1] گئے۔ چنانچہ وہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے فارغ ہو کر حضرت لوط کی بستی میں آئے تو ہمارے حکم سے انہوں نے ان کو ہلاک کر دیا یہ نہیں کہ بلا تمیز ساری بستی کو مار ڈالا بلکہ جو لوگ اس میں باایمان رہتے تھے ہم نے ان کو تباہ ہونے والوں میں سے نکال لیا تھا اور باقی لوگوں کو ہلاک کر دیا ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان نہ پایا۔ افسوس ؎

آنچہ پر جستیم وکم دیدیم وبسیار ست ونیست   نیست جز مسلم دریں عالم کہ بسیار ست ونیست

اور جو لوگ اعمال بد کی سزا میں دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کی ہدایت کے لیے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی جو اس کی کھنڈر کی صورت میں تھی۔ بعد ہلاکت جو بستی کو دیکھتا وہ حیران ہو کر کہتا

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی   کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اسی طرح فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت کے نشان ہیں خاص کر جس وقت ہم (خدا) نے اس حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف روشن حجت کے ساتھ بھیجا۔ یعنی صاف صاف اور صریح معجزات اور آیات بینات اس کو دیں تاکہ وہ ایسے باجبروت بادشاہ فرعون کے سامنے مغلوب نہ ہو۔ حضرت موسیٰ روحانی قوت سے دربار فرعونی میں پہنچے تو فرعون نے اس کے معجزات دیکھ کر اپنے زور کے گھمنڈ سے روگرداں ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل۔ جادوگری تو اس میں یہ ہے کہ جو اس کے پاس جاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے اور پاگل پن اس میں یہ ہے کہ ایسے بڑے شاہزور بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے جو ایک اشارہ سے اس کو فنا کر دے۔

[1] قال ان فیھا لوطا کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

فَأَخَذْنَٰهُ وَجُنُودَهُۥ فَنَبَذْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِى عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا

پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا ایسے حال میں کہ وہ شرمندہ تھا اور قوم عاد کے واقعات میں بھی نشان ہیں جس

عَلَيْهِمُ ٱلرِّيحَ ٱلْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَىْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَٱلرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾

وقت ہم نے ان پر ایک مضر تیز ہوا چلائی جس چیز کو چھو جاتی اس میں سے روح نکال کر اسے چورا کر دیتی اور قوم ثمود میں

وَفِى ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا۟ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا۟ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ

بھی کئی نشان ہیں جب ان کو کہا گیا کہ تم لوگ ایک وقت خاص تک فائدہ اٹھالو پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے سرکش ہو گئے' پھر قہر الٰہی

ٱلصَّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا ٱسْتَطَٰعُوا۟ مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا۟ مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾

نے ان کو آدبایا جبکہ وہ دیکھتے تھے- پھر نہ وہ کھڑے رہ سکے نہ اپنی مدد کر سکے-

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَٱلسَّمَآءَ بَنَيْنَٰهَا بِأَيْي۟دٍ

ان سے پہلے نوح کی قوم کو ہم نے تباہ کیا تھا' وہ بدکار لوگ تھے- آسمان ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے

وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَٱلْأَرْضَ فَرَشْنَٰهَا فَنِعْمَ ٱلْمَٰهِدُونَ ﴿٤٨﴾

اور ہم بڑی وسعت والے ہیں- ہم ہی نے یہ زمین بچھا دی ہے اور ہم کیسے اچھے فراش ہیں

پس اس کا یہ کہنا تھا کہ ہمارا غضب جوش میں آیا تو ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا' ایسے حال میں کہ وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا- بس اس کی ساری شیخی کر کری ہو گئی- کسی عارف نے کیا سچ کیا ہے ؎

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اور سنو قوم عاد کے واقعات میں بھی بہتیرے قدرتی نشان ہیں خصوصاً جس وقت ہم نے ان پر ایک مضر تیز ہوا چلائی جس سے وہ سب تباہ ہو گئے- اس کی خاصیت تھی کہ جس چیز کو چھو جاتی اس میں سے روح نکال کر اسے چورا کر دیتی- غرض قوم عاد خود اور ان کا سب سامان اسی ہوا سے تباہ ہو گیا اور سنو قوم ثمود میں بھی کئی نشان ہیں جب ان کو کہا گیا کہ تم لوگ ایک وقت خاص تک دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھالو کیونکہ تمہاری اجل قریب ہے پس یہ سن کر وہ بجائے مستفید ہونے کے الٹے اکڑے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکش ہو گئے- لگے اکڑنے اور اترانے پھر کیا تھا قہر الٰہی نے ان کو آدبایا جبکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے پھر تو ایسے مرمٹے کہ نہ تو وہ اپنی جگہ پر کھڑے رہ سکے نہ اپنی مدد کر سکے اور سنو ان سے بہت مدت پہلے حضرت نوحؑ کی قوم کو ہم نے تباہ اور ہلاک کیا تھا- کیونکہ وہ بدمعاش اور بدکار لوگ تھے ان کی بدکاری کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ قریب ہزار سال کے حضرت نوح نے ان کو سمجھایا مگر وہ راستی پسند نہ ہوئے اور ہمارے نشانات انہوں نے نہ دیکھے اور کفر ہی پر اڑے رہے- اب بھی غور کرنے والے غور کریں تو ان کو کافی ہو- دیکھو آسمان جو اتنا بڑا بلند اور بے ابتدا اور لاانتہا معلوم ہوتا ہے یہ سب ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم بہت بڑی فراخی اور وسعت والے ہیں- ہماری وسعت قدرت کے سامنے یہ آسمان اور یہ زمین کیا چیز ہیں یہ تو ہماری مقدورات میں ایک معمولی نمونہ ہیں- جن لوگوں نے نظام عالم پر غور کیا ہے وہ ہماری وسعت قدرت کا اندازہ جان سکتے ہیں- کسی اہل دل نے کیا اچھا کہا ہے ؎

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں
پر تیرے خزانے ہیں ازل سے ابتک گنجینہ غیب میں اسی طرح نہاں

دیکھو ہم ہی نے یہ زمین فرش کے طور پر بچھا دی اور ہم کیسے اچھے فراش ہیں' دیکھو تو اسی زمین پر تم رہتے ہو- اسی پر تم کھیتی باڑی کرتے ہو' اسی پر تم مکان بناتے ہو-

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ

اور ہم نے ہر چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ- پس تم لوگ اللہ کی طرف لپک آؤ میں

لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

اسی کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو' میں یقیناً تم کو اس کی طرف سے صاف صاف

مُّبِيْنٌ ﴿٥١﴾ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

ڈرانے والا ہوں- اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا

مَجْنُوْنٌ ﴿٥٢﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ

مجنوں- کیا انہوں نے آپس میں اس کی وصیت کر رکھی ہے بلکہ یہ لوگ سرکش قوم ہیں- پس تو ان سے منہ پھیر لے تجھ کو

اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿٥٤﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾

کسی طرح کی ملامت نہیں- ہاں تو نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ کرتی ہے

اسی میں تمہارے لیے پانی کے چشمے ہیں کیا اب بھی کسی کو ہمارے نعم الماہد ہونے میں شک ہے اور سنو اسی آسمان وزمین کی پیدائش پر کیا حصر ہے- ہم نے ہر ایک چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں' ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ اپنے ملک کے آموں اور دوسرے میوہ جات کو دیکھو کیسی کیسی قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم آثار قدرت دیکھ کر نصیحت پاؤ- پس اے نبی! یہ بھی ان لوگوں کو کہہ دو کہ تمہارے نصیحت پانے کے یہ معنے نہیں کہ معمولی طور پر سبحان اللہ کہہ دیا کرو' بس بلکہ یہ معنے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی طرف لپک کر آؤ یعنی اسی کے ہو رہو' اسی سے مانگو' اسی کے آگے گڑگڑاؤ- دیکھو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں- یعنی صاف صاف لفظوں میں سناتا ہوں کہ برے کاموں کا نتیجہ برا ہے بس تم برائیوں سے باز آؤ- خاص کر شرک جیسی برائی سے بالکل الگ رہو اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو نہ کسی نبی کو نہ ولی کو نہ کسی بت کو نہ دیوی کو نہ کسی پہاڑ کو نہ زمین کو کیونکہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں نہ کسی کو اس کے سامنے ہستی کا دعویٰ ہے بالکل سچ ہے ؎

ہمہ نیست ند آنچہ ہستی توئی

سنو میں یقیناً تم کو اس اللہ کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں- لوگو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ- مگر دنیادار لوگ اپنی اغراض ومقاصد میں پھنسے ہوئے منہمک ہیں' وہ صاف صاف سنانے والوں کو بنظر حقارت دیکھتے اور سنتے ہیں- اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا جادوگر ہے یا مجنوں- یہ مختلف اقوال اس لیے تھے کہ بعض نے وہ کہا اور بعض نے یہ باوجود بعد زمانہ کے یہ- لوگ خیالات وعقائد میں پہلے لوگوں سے متفق ہیں- کیا انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اس کام کی وصیت کر رکھی ہے کہ ہمارے بعد تم بھی ایسا کرنا؟ ان دونوں قوموں کے حالات دیکھنے والے کو خیال ہوگا کہ ایسا ہی کیا ہوگا مگر دراصل یہ بات نہیں بلکہ یہ لوگ بذات خود سرکش قوم ہیں- پس تو اے نبی! ان سرکشوں سے منہ پھیر لے یعنی بعد تبلیغ کے ان کی بیہودہ گوئی کی کچھ پرواہ نہ کر' ایسا کرنے میں تجھ کو کسی طرح کی ہماری طرف سے یا پبلک کی جانب سے کوئی ملامت نہیں- ہاں تو اپنے کام میں لگا رہ اور وعظ ونصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ دیا کرتی ہے- کسی سرکش گروہ کی سرکشی یا کسی مخالف شخص کی مخالفت سے اصلاح کا کام چھوڑنا نہیں چاہیے- ورنہ کسی وقت بھی اصلاحی کام نہ چل سکے گا کیونکہ جب کبھی اصلاح شروع کی جاوے گی معاندین مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں اور میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ

أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ

چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں' اللہ ہی بڑا رزق دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ ان ظالموں کے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ

ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے پس یہ لوگ جلدی نہ کریں پھر جس دن کے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس دن منکروں کے لئے افسوس ہوگا

ع ۱۴

توکیا ان کے ایسا کرنے سے کام چھوڑ دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ جہاں سرکش اور مفسد لوگ ہیں سلیم القلب اور اصلاح پسند بھی دنیا میں موجود ہیں۔ میرے (خدا کے) نزدیک وہی لوگ مومن ہیں اور وہی لوگ خلق کائنات کے مقصود کے حصول کا ذریعہ ہیں کیونکہ میں (خدا) گو اپنی ذات میں غنی ہوں' مجھے اپنے افعال میں کوئی ذاتی غرض ملحوظ نہیں ہوتی جس سے میری ذاتی تکمیل ہو اور میں اپنا کوئی نقصان پورا کروں مگر یہ بھی تو ہے کہ بغیر کسی خاص غرض کے کوئی کام کرنا عقلمندی اور حکمت سے خالی ہے۔ اس لیے میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس عبادت کرانے سے میری ذات میں کوئی تکمیل نہیں ہوگی بلکہ انہی کا فائدہ ہوگا اور میں ان کو پیدا کر کے ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تنگی اور بھوک کے وقت مجھے کھانا کھلائیں' ان تمام شبہات کے رفع کرنے کو اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی بڑا رزق[1] دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ باوجود محتاج اور مرزوق خدا ہونے کے پھر بھی یہ لوگ اللہ کی بے فرمانی سے ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں تو جو لوگ ایسا ظلم کرتے ہیں جس میں مخلوق کی حق تلفی ہوتی ہے ایذا رسانی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بوجہ شرک و کفر کے خدا کی بھی حق تلفی ہوتی ہے۔ ان ظالموں کے ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے جو ایک روز ان کو بھگتنے ہوں گے۔ پس یہ لوگ جلدی نہ کریں وقت آتا ہے ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پھر جس دن کے عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس دن منکروں کے لیے اس روز افسوس ہوگا۔ وہ خود اپنی حالت کو قابل افسوس پائیں گے۔ مگر وہ پچھتانا ان کو مفید نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے ہی انتظام کر لیں

﴿ فاعتبروا یا اولی الابصار ﴾

---

[1] آج ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کو میں اس آیت کی تفسیر لکھ رہا ہوں ابر محیط ہے۔ بارش کی سخت ضرورت ہے' قحط نمودار ہے' آئندہ کو قحط کا مزید خطرہ ہے کہ یکایک خدا کی رحمت نے بر محل نزول فرمایا تو میرے دل میں اس آیت کی تفسیر جو پہلے تھی اس مشاہدہ سے اور مضبوط ترین ذہن نشین ہوگئی کہ واقعی خدا بڑا رزاق ہے جو ایک بارش سے کروڑہا بندگان اور حیوانات کو رزق دے دیتا ہے سچ ہے ؎

نہ بارد ہوا تانہ گوئی بیار زمین ناورد تانہ گوئی بیار

(منہ)

سورت الطور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾

قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر کی

وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا

اور اونچی چھت کی اور جوش مارنے والے سمندر کی' تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہوگا- اس کو

لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ تَسِیۡرُ الۡجِبَالُ سَیۡرًا ﴿ؕ۱۰﴾ فَوَیۡلٌ

کوئی دفع کرنے والا نہیں ہوگا- جس روز آسمان بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے پھر اس روز

یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ خَوۡضٍ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ

مکذبین کی بڑی خرابی ہوگی جو بیہودہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں' جس روز یہ لوگ جہنم

اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿ؕ۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ بِهَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ

کی طرف دھکیلے جائیں گے- کہا جائے گا یہی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بھلا یہ جادو ہے

اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿ۚ۱۵﴾

یا تم نہیں دیکھتے-

سورۃ الطور

اے ہمارے پیغمبر علیک السلام! آئندہ کے وعدوں کی بابت جو کچھ ہم بتاویں تجھے تو اس کے ماننے میں کسی طرح کا شک نہیں ہے البتہ تیرے مخالفوں کو ضرور انکار ہے- سو ہمیں قسم ہے کوہ طور کی اور الہامی کتاب قرآن مجید کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر یعنی عبادت خانوں کی (جن میں ملائکہ اور انسان بکثرت آیا جایا کرتے ہیں) بلند اور اونچی چھت کی طرح آسمانوں کی اور جوش مارنے والے سمندر کی- ان قسموں کا جواب کیا ہے' وہ سنو تمہارے پروردگار کا عذاب جو بدکاریوں پر موعود ہے' ضرور واقع ہوگا' اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں- وہ اس روز ہوگا جس روز آسمان فنا ہونے سے کچھ پہلے حکم الٰہی کے ماتحت اپنے محور پر بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے یعنی آسمان زمین اور پہاڑ سب کی حرکت موجودہ حرکت سے بہت تیز ہو کر دنیا کو فنا کر دے گی' اس کے بعد نئے سرے سے دنیا بنے گی- اس روز کا نام روز قیامت ہے- پھر اس روز مکذبین یعنی خدا اور اس کے رسولوں کے حکموں کی تکذیب اور انکار کرنے والوں کی بڑی خرابی ہو گی جو بیہودہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں جس روز یہ لوگ بڑی ذلت اور خواری سے جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جب اسے دیکھ کر چیں بچیں ہوں گے تو ان کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم کی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بلکہ بتانے والوں کو کبھی ساحر اور کبھی مسحور کہا کرتے تھے- بھلا دیکھو تو سہی یہ جو تم کو اس وقت نظر آ رہا ہے یہ جادو ہے جس کی وجہ سے تم معدوم چیز کو موجود سمجھتے ہو یا تم نہیں دیکھتے- ذرا آنکھ کھول کر دیکھو تو سہی تمہارے سامنے کیا ہو رہا ہے؟

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶

اس میں داخل ہو جاؤ پھر صبر کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں سب برابر ہے۔ اس کے سوا کوئی بات نہ ہو گی کہ تم لوگوں کو وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ

پرہیز گار باغوں اور نعمتوں میں ہیں جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہے اس کے ساتھ مزے کر رہے ہیں اور ان کو ان کے رب نے جہنم

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔـا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ مُتَّكِـــِٕيْنَ

کے عذاب سے بچالیا ہے۔ اپنے کاموں کے بدلے میں مزے سے کھاؤ پیو۔ بچھے ہوئے تختوں

عَلٰي سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۲۰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ

پر بیٹھ کر اور ہم نے سفید رنگ کی موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کو جوڑا بنادیا اور جو ایماندار ہیں اور ان کی اولاد بھی ان کے تابع ہے تو ہم

ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ

نے ان کی اولادوں کو ان کے ساتھ ملا دیا ہے اور ان کے اعمال سے ہم نے کوئی کمی نہیں کی ہر ایک

كُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۲۱

آدمی اپنے کئے میں پھنسا ہوا ہے

اچھا دیکھو یا نہ دیکھو چلو اس میں داخل ہو جاؤ پھر بعد داخلہ اس کی تکلیفوں پر صبر کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں سب برابر ہیں۔ صبر کرنے سے عذاب میں کچھ تخفیف نہ ہو گی نہ کرنے سے زیادتی نہ ہو گی بلکہ اس کے سوا کوئی بات نہ ہو گی کہ تم لوگوں کو وہی بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کرتے رہے۔ سنو تمہارے مقابل لوگ جن کو تم لوگ حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے یعنی پرہیز گار مسلمان جن کو تم لوگ ملیچھ اور ڈشٹ بلکہ شودر کہا کرتے تھے کچھ شک نہیں کہ وہ پرہیز گار آج کامیاب ہیں۔ دیکھو وہ آج باغوں اور نعمتوں میں ہیں جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہے اس کے ساتھ مزے کر رہے ہیں اور ان کو ان کے رب نے جہنم کے عذاب سے بچالیا ہے۔ اس کے مقابل تم لوگ اپنی حالت کو دیکھو کہ دوزخ میں پڑے سڑ رہے ہو۔ ایک طرف جہنم کا عذاب ہے دوسری طرف زمہریر کی مصیبت ہے الامان والحفیظ۔ دیکھو تو پرہیز گار مسلمان کس عیش و عشرت میں ہیں۔ ان کو اجازت ہے کہ اپنے نیک کاموں کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ اور پیو' بچھے ہوئے تختوں پر آرام سے بیٹھ کر جیسے امیر لوگ گاؤ تکیے لگائے بیٹھے ہیں اور دیکھو ہم نے ان کو صرف کھانا پینا ہی نہیں دیا بلکہ زندگی کا پورا لطف دیا ہو گا جسکی صورت یہ ہو گی کہ بڑی خوبصورت سفید رنگ کی موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کا جوڑا بنادیا تاکہ ان کو تجرد کی تکلیف نہ ہو اور وہ خوب مزے سے گزاریں۔ کھائیں پئیں اور مزے کریں۔ غور کرو ان لوگوں کی کیسی پاک زندگی ہو گی اور سنو ہمارے (خدا کے) ہاں یہ بھی ایک قانون ہے جو ایماندار پرہیز گار ہیں اور ان کی اولاد بھی ایمان کے کاموں میں ان کی تابع ہے یعنی ماں باپ کی طرح بیٹا بیٹی بھی عمل صالح کرتے ہیں تو ہم نے ان کی اولادوں کو ان صالحین ماں باپ کے ساتھ ملا دیا ہے یعنی جیسے ماں باپ اور اولاد اعمال صالحہ میں ملتے جلتے ہیں ان کو قریب قریب جگہ دی گئی ہے اور ان والدین اور اولاد کے اعمال سے ہم نے کوئی کمی نہیں کی۔ ہمارا ایک عام قانون ہے جس سے لوگ اہل جنت مستثنیٰ ہوں گے وہ قانون یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا میں پھنسا ہوا ہے' اس سے اسے فرصت نہ ہو گی۔ ہاں جنتی لوگ ہر طرح کی بندش سے آزاد[1] ہیں۔

[1] اس استثناء کا ثبوت سورۂ مدثر کی آیت سے ملتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿كل نفس بما كسبت رهينة الا اصحاب اليمين﴾ یعنی سوائے اہل جنت کے سب لوگ اپنے کئے میں گرو (پھنسے ہوئے) ہوں گے۔

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ

اور ہر طرح کے پھل پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے۔وہ اس میں ایک دوسرے کو پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں

فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ

اس میں نہ لغو حرکت اور نہ گناہ کا کام ہے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ان کے ارد گرد پھر رہے ہیں گویا وہ چمکتے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

کی طرف متوجہ ہوکر باہمی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۚ اِنَّهٗ

خدا نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ ہم تو پہلے سے اسی کو پکارتے تھے بے شک وہی

هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾

بڑا محسن مہربان ہے۔ پس تو نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے نہ مجنون ہے

اور ہر طرح کے پھل پھولوں اور ہر طرح کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو خوب وافر دے رکھا ہے۔وہ اس بہشت میں ایک دوسرے کو شراب کے پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں کیسی شراب؟ ایسی کہ اس میں نہ نشہ اور نہ نشہ کے اثر سے کوئی لغو حرکت اور نہ کوئی گناہ کا کام ہے۔اس کے علاوہ ان پر ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ متوحشانہ زندگی نہیں گزارتے بلکہ خانگی صورت میں جو امور دل بستگی کا ذریعہ ہوتے ہیں ان کو یہاں بھی میسر ہیں۔ مثلاً ان کی بیویاں ہیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں دنیا میں مر گئے یا ان کی حسب خواہش وہاں جنت ہی میں پیدا ہوئے ہیں' ان کے ارد گرد ایسے پھر رہے ہیں گویا وہ چمکتے ہوئے موتی ہیں۔ لطف یہ کہ وہ بچے بچے ہی رہیں گے تاکہ ان کی دل بستگی اور تفریح کا سبب بنے رہیں۔وہ ان بچوں کو دیکھ دیکھ کر دل خوش کریں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے' میاں اتنی بڑی نعمت ہم کو کون سے عمل کے بدلے میں ملی ہے؟ ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے۔اس لئے وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ہماری سستی یا کم عملی کے باعث خدا ہم پر خفا نہ ہو جائے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خوف ہی ہم کو کام آ گیا اسی خوف کی برکت سے خدا نے ہم پر احسان کیا اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا ورنہ ہمارا نہ تو کوئی وسیلہ تھا نہ ہمارا کوئی مددگار۔اس لئے ہم تو پہلے ہی سے اسی کو پکارتے اور اسی سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور دل میں یقین تھا کہ بیشک وہی بڑا محسن اور اپنے بندوں پر مہربان ہے یہی ہمارا ایمان تھا اور یہی ہمارا کام۔ مختصر یہ کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی میں سوائے خدا کے کسی اور کو اپنا سہارا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے سوا کسی سے حاجت طلب کرتے تھے اسی عقیدہ پر ہم خود رہے اور دوسروں کو بھی بلایا۔ساری زندگی میں ہماری یہی پکار رہی

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اے نبی! تو نے یہ سن لیا کہ سب سے اچھا اعتقاد اور اچھا کام یہ ہے کہ خدا کی طرف بلایا جائے پس تو لوگوں کو ان باتوں کی نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن[1] ہے کہ لوگوں پر دم جھاڑا کرے نہ مجنوں ہے۔یہ تو سب کچھ ان لوگوں کے خیالات کا عکس ہے جو تجھے کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ۔

شان نزول

[1] عرب کے لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں مختلف رائیں رکھتے تھے بلحاظ تاثیر کلام آپ کو کاہن کہتے۔ کاہن عرب میں جھاڑ پھونک کرنے والے تھے اور بلحاظ مخالفت کرنے عام رائے کے آپ کو مجنوں کہتے۔ان دونوں خیالات کی تردید کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ ہم اس کے حال پر انقلاب کا انتظار کرتے ہیں تو کہہ تم انتظار کررہے ہو میں بھی تمہارے

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾

ساتھ منتظر ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو یہ رہنمائی کرتی ہیں یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں؟

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ازخود بنا لیا ہے بلکہ یہ لوگ خود ماننے والے نہیں۔ پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کوئی کلام

صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا

لے آویں۔ کیا لوگ بغیر کسی چیز کے پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ کیا انہوں نے آسمان

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ

اور زمین بنائے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔ کیا تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ

هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ

مقرر کئے گئے ہیں یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن پاتے ہیں؟

کیا یہ لوگ تیری نسبت یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ اس کا کلام نظم نہیں مگر ناظموں کی طرح ہوائی قلعے بناتا اور خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔ہم اس کے حال پر زمانہ کے انقلاب کا انتظار کرتے ہیں۔ چند روز تک اس کا شور وشر خود ہی ٹھنڈا پڑ جائے گا ہمارے دخل دینے کی ضرورت نہ ہو گی۔ایسے ویسے کئی ہوئے اور چلے گئے۔اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تم جو میرا انتظار کررہے ہو میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے انجام کا منتظر ہوں۔یقیناً تم لوگ خود دیکھ لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔کیا ان کی عقلیں ان کی یہ رہنمائی کرتی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے رسول سے منہ موڑ کر اور طرف چلو یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں' دیکھنے والا ان کی نسبت کیا خیال کرے؟ ان کو بے عقل سمجھے یا سرکش قرار دے؟ اسی قسم کی ان کی اور کئی باتیں ہیں جو نا قابل ذکر ہیں کیا ان کو یہ زیبا ہے جو کہتے ہیں کہ اس محمد ﷺ نے اس قرآن کو ازخود بنالیا ہے۔ان کو ذرا خیال نہیں آتا کہ یہ ایسا آدمی نہیں جو خود بنالے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ خود کسی سچی بات کو ماننے والے نہیں۔ پس اگر یہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ اس رسول نے خود بنالیا ہے تو اس کے بنائے ہوئے کلام جیسا کوئی کلام لے آویں تاکہ معلوم ہو کہ یہ بناوٹی ہے کیونکہ یہ کلام بلحاظ الفاظ مفردہ اور مرکبہ کے دوسرے کلاموں کے مشابہ ہے اور اس کا سنانے والا کوئی تعلیم یافتہ نہیں۔کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ بغیر کسی چیز کے آپ سے آپ پیدا ہوگئے ہیں یعنی ان کا کوئی خالق نہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ ہرگز نہیں۔نہ خود خالق ہیں نہ بغیر خالق کے بنے ہیں بلکہ خالق کی مخلوق ہیں تو کیا انہوں نے آسمان وزمین بنائے ہیں جس کی وجہ سے یہ کچھ دعویٰ رکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں بنایا بلکہ یہ لوگ کسی سچی بات پر یقین نہیں کرتے۔ بھلا یہ جو اعتراضات کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ یہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ اس رسول کو رسالت کیوں ملی؟ یہ اس کا حق دار کیسے بنا؟ اس کو رسالت خداوندی کیوں ملی؟ ملتی تو کسی بڑے امیر آدمی کو ملتی۔کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے دریافت کرکے دے یا یہ اس تقسیم رسالت پر مقرر کئے گئے حاکم ہیں کہ ان کی رائے لینی بھی ضروری تھی؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باتیں سن پاتے ہیں؟

فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿۳۹﴾ أَمْ

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی کھلی دلیل لے آئے کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟ کیا تو

تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾

ان سے مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض سے دبے جاتے ہیں یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ

کیا یہ کوئی مکروفریب کرنا چاہتے ہیں؟ بلکہ بے ایمان لوگ خود خدائی پکڑ میں آجائیں گے۔ کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی

غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا

اور معبود ہے؟ خدا ان کے شرک سے پاک ہے اور اگر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا ہوا پالیں تو کہیں گے

يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ

یہ تو جما ہوا بادل ہے تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اپنے دن کو پائیں جس میں یہ لوگ بے ہوش ہو

يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾ وَإِنَّ

جائیں گے جس روز نہ ان کی چالبازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ جو لوگ

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ

ظالم ہیں ان کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی سنی ہوئی آواز کھلی دلیل کی شکل میں لے آئے۔ ان کی کس کس بات کا ذکر کریں ؎

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

ان سے پوچھو تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو تم کہتے ہو کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟ یہ تقسیم تو ناقص[1] ہے کہ زوردار صنف اولاد تمہارے حصے میں اور کمزور صنف خدا کے لئے۔ مگر ان کو یہ کہتے ہوئے بات سمجھ نہیں آتی۔ بھلا یہ جو تیری اتنی سخت مخالفت کرتے ہیں کیا تو ان سے اپنے تبلیغی کام کی مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں یا تیری مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں اور اس لکھے ہوئے میں تیری تصدیق نہ پا کر تیری مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں؟ کچھ شک نہیں تو کیا یہ تیرے بر خلاف کوئی مکر و فریب کرنا چاہتے ہیں؟ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے بلکہ بے ایمان لوگ خود خدائی پکڑ میں آجائیں گے کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ کوئی نہیں معاذ اللہ' خدا انکے شرک سے پاک ہے۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ صرف ضد اور عناد ہے اور کچھ نہیں۔ ان کی ضد کی حد ہو گئی ہے۔ اگر کوئی جما ہوا ٹکڑا یعنی از قسم پتھر وغیرہ آسمان سے گرا ہوا پالیں جو بندوں کو بدکاری پر بطور بم کے گولہ کے بحکم الٰہی اوپر سے گرتا دیکھیں تو یہی کہیں گے کہ یہ تو جما ہوا بادل ہے اس میں عذاب وغیرہ کچھ نہیں۔ حسب معمول پہاڑ سے جما ہوا پانی گر پڑا ہے دگر ہیچ۔ پس جب ان کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو اے نبی! تو ان کو چھوڑ دے جو چاہیں کریں یہاں تک کہ یہ لوگ خود بخود اپنے جزاوسزا کے دن کو جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں پائیں جس میں مارے صدمات رنج و غم کے یہ لوگ بیہوش ہو جائیں گے یعنی جس روز نہ ان کی چالبازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ یہ مت سمجھو کہ آخری عذاب ہی پر منحصر ہے' نہیں بلکہ جو لوگ خدا کے نزدیک ظالم ہیں ان کے لئے اس بڑے عذاب سے پہلے ایک عذاب ہے جو دنیا ہی میں ان کو پہنچے گا۔

[1] ﴿تلك اذا قسمة ضيزى﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا' کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے۔

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

اور جب اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے بھی تسبیحات پڑھا کر۔

سورت النجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ جھکتا ہے۔ تمہارا ہم نشین نہ گمراہ ہوا نہ بہکا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے

الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ط

نہیں بولتا۔ وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بڑے قوی زبردست نے تعلیم دی ہے تو وہ تیار

فَاسْتَوٰى ۝

ہو گیا۔

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس تو اپنے کام میں لگا رہ اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا' کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے اور جب کبھی کسی مجلس میں بیٹھ کر اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا[1] کر اور رات کو بھی تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے یعنی بعد نماز صبح بھی تسبیحات یعنی سبحان الله و بحمده پڑھا کر۔

سورۃ النجم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو! ہم کو بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ غروب کی جانب جھکتا ہے یعنی جس وقت طلوع صبح قریب[2] ہوتا ہے۔ تمہارا ہم نشین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نہ خدائی راستے سے گمراہ ہوا نہ بہکا ہے کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا کہ جو جی میں آیا کہہ دیا بلکہ وہ یعنی اس کا کلام جو دینی رنگ اور مذہبی صورت میں ہوتا ہے وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ پھر اس میں کجی یا بے راہی کی گنجائش کہاں۔ خاص کر اس وجہ سے کہ اس نبی کو بڑے قوی زبردست سب سے بالاتر خدا نے روحانی تعلیم دی ہے تو اس تعلیم سے وہ نبی کار مفوضہ پر تیار ہو گیا۔

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام جب مجلس سے اٹھتے تو آپ یہ دعا پڑھتے ﴿سبحانك اللهم وبحمدك اشهدان لا اله الا انت استغفرك اتوب اليك﴾ فرمایا جو کوئی مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ کلمات پڑھ لے اگر اس مجلس میں اس نے نیکی کی ہوگی تو اس پر مہر لگ کر محفوظ ہو جائے گی اور اگر برائی کی ہوگی تو خدا کے ہاں سے اس گناہ کی بخشش ہوگی۔ غالباً حضور کا یہ عمل اس آیت کی تعمیل ہے۔

[2] اس میں اشارہ ہے کہ عرب بلکہ دنیا ساری کا طلوع فجر قریب ہے۔ آفتاب رسالت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة والتحیت کے ذریعہ سے (منہ)

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

اور وہ بلند تر چوٹی پر تھا پھر وہ لگا اور جھکا رہا پھر وہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت

أَدْنٰى ۝ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ۝ أَفَتُمٰرُوْنَهٗ

قریب ہو گیا- پس خدا نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا- جو کچھ اس نے ملاحظہ کیا اس کے دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا- کیا پھر بھی تم لوگ

عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا

اس سے جھگڑتے ہو اس واقعہ پر جو وہ دیکھ رہا ہے حالانکہ اس نے اس کو ایک دفعہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اس کے پاس

جَنَّةُ الْمَأْوٰى ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

جنت الماویٰ ہے جس وقت سدرہ پر عجیب کیفیت چھا رہی تھی آنکھ نہ بہکی نہ اچٹ گئی

لَقَدْ رَأٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ أَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ

اس نے اپنے رب کی بہت بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں- بھلا تم لات عزیٰ اور تیسرے منات پر بھی

الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝

غور کیا- کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں؟

اور اس وقت وہ محمد نبی ﷺ بلحاظ انسانی مدارج کے بلند تر چوٹی پر تھا- پھر وہ خدا کی طرف لگا اور جھکا رہا پھر روحانی قرب میں وہ اتنا بڑھا کہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت قریب ہو گیا- پس جب وہ روحانی قرب میں اس حد تک پہنچا تو اس وقت خدا نے اپنے اس بندے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا- یہ اس کی نبوت کا پہلا دن تھا' اس وقت اس کا قلب اس حد تک صاف اور مصفا ہو چکا تھا کہ جو کچھ اس نے حالت کشف میں ملاحظہ کیا اس کے دل نے اسے جھوٹ نہ سمجھا بلکہ سچا پایا کیونکہ دل بھی اس کا صاف شفاف تھا- کیا پھر بھی تم لوگ اس نبی سے جھگڑتے ہو- اس واقعہ پر جو وہ اپنی کشفی آنکھ سے دیکھ رہا ہے- حالانکہ اس نے پہلی مرتبہ حالت کشفی میں جو کچھ دیکھا تھا شب معراج میں اس کو ایک دفعہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جہاں پر تمام مراتب کمال انسانیہ ختم ہو جاتے ہیں- اس سدرہ کے پاس جنت الماویٰ ہے جس میں نیک لوگوں کا مقام ہے- یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس وقت اس سدرہ پر بطور جسمانی تمثل[1] کے عجیب کیفیت چھا رہی تھی جس کی کیفیت بیان کرنے اور سننے میں نہیں آ سکتی- اس سدرہ کو دیکھنے سے دیکھنے والے (رسول اللہ ﷺ) کی آنکھ اس وقت نہ بہکی نہ اچٹ گئی بلکہ صاف صاف واقعات اس کے سامنے نمودار رہے- اس دیکھنے والے نبی نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں- مطلب اس سارے بیان سے یہ ہے کہ نبی کی مثال سوانکھے کی ہے اور تمہاری مثال اندھے کی- اندھا سوانکھے کی شہادت کو مسترد نہیں کر سکتا- پھر تم لوگ کیسے اس نبی کی بات کو رد کر سکتے ہو- کیا بھلا تم نے اپنے ان معبودوں لات' عزیٰ اور تیسرے منات پر بھی کبھی غور کیا- یہ کیا ہیں؟ سنو تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مصنوع ہیں' کیا تم ان میں معبودیت کی کوئی نشانی پاتے ہو؟ پھر کیوں ان کو پوجتے ہو- کیا یہ خیال تمہارا بالکل ایسا ہی ہے جیسا تم گمان کرتے ہو کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں- کیا تمہارے لیے بیٹے یعنی نرینہ اولاد اور خدا کے لیے بیٹیاں' سبحان اللہ!

[1] معراج کی کیفیت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ باب الاسرار میں خوب لکھی ہے' اس سے ملاحظہ کریں- (منہ)

تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم

یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے- یہ معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ

مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ

لئے ہیں خدا نے ان ناموں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی- یہ لوگ صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں

وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ

حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے- کیا کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟ اول آخر اللہ ہی کے

وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن

اختیار میں ہے اور آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں ان کی سفارش بھی کسی کام نہیں آتی لیکن اللہ کی اجازت دینے

بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور پسند کرنے کے بعد جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں

لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ

کو عورتیں کہتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اٹکل پچو

إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾

باتوں کے اور حقانیت کے موقع پر ظنی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے

سچ تو یہ ہے کہ یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے- نقصان کس کا؟ لڑکی والے کا- تم لوگ جس کمی رتبے کی نگاہ سے لڑکی والے کو دیکھتے ہو وہ تمہیں خوب معلوم ہے' اس حیثیت سے خدا کی جانب نقصان میں رہے گی- پھر تو تم مخلوق ہو کر خالق سے اچھے رہے- اصل بات یہ ہے کہ یہ تمہارے معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں- کسی کا نام مشکل کشار کھا ہے تو کسی کا حاجت روا' کسی کا داتا گنج بخش ہے تو کسی کا دستگیر' یہ سب نام ہی نام ہیں اصل حقیقت میں اس وصف کی کوئی مخلوق نہیں ہے- خدا نے ان ناموں پر کوئی نقلی دلیل نازل نہیں فرمائی بلکہ یہ لوگ دراصل صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کر رہے ہیں- جدھر ان کے مجلسی دوست اور برادری کے لوگ پرانی رسوم کے ماتحت بلاتے ہیں ادھر ہی چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے رہنمائی کے لیے بذریعہ قرآن ہدایت آچکی ہے- کیا اس ہدایت کو چھوڑ کر کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اول آخر سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے کسی سعی کو نتیجہ آور بنانا اللہ ہی کا کام ہے اور کسی دوسرے کا نہیں- سنو! آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں جو خود تو کسی کی مدد کیا کریں گے' ان کی سفارش بھی جو خدا کو منظور نہ ہو کسی کام نہیں آتی- لیکن اللہ کے اجازت دینے اور پسند کرنے کے بعد مفید ہوتی ہے- اس لحاظ سے سفارش بھی خدا ہی کے قبضہء اختیار میں ہے- لہذا کسی سفارشی کی پوجا بھی جائز نہیں- پس تم ان غلط خیالات کو چھوڑو اور اللہ کی خالص توحید پر ایمان لاؤ اور سنو جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں ہی کو عورتیں کہتے ہیں اور ان کا نام بنات اللہ تجویز کرتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اٹکل پچو باتوں کے اور یہ تو قانون عقلی ہے کہ حقانیت کے موقع پر جہاں دلائل قطعیہ کی ضرورت ہو[1] وہاں ظنی اور وہمی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے-

[1] ظن کے معنے ہیں راجح خیال- مگر ایسے مواقع میں ظن کے معنے ہوتے ہیں وہمات باطلہ -(منہ)

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۬ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِکَ

پس جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے اور سوائے دنیا کے کچھ نہ چاہے ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو- ان کا منتہائے

مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۙ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ

علم یہی ہے- اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو بھٹکے ہوئے وہ ان کو خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر

بِمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۳۰﴾ وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۙ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ

ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے- برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں

اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَ یَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ﴿ۚ۳۱﴾ اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ

کا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا- جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں اور فحش امور

کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَۃِ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِکُمۡ

سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے وہ تمہارے حال سے اس وقت سے

اِذۡ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَ اِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّۃٌ فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ

خوب واقف ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بچے تھے

پس تو اے نبی! یہ عقلی اور نقلی ہدایت ان کو سنادے اور اس سنانے کے بعد بھی جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے اور سوائے دنیوی فوائد کے کچھ نہ چاہے یعنی اس کی غرض وغایت صرف یہ ہو کہ جس طرح بن پڑے دنیا مل جائے خدا ملے نہ ملے مگر فوائد دنیا حاصل ہو جائیں- ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو کیونکہ ان کا منتہائے علم یہی ہے بھلا تم ان کو کیا سمجھاؤ گے- ان کا اور تمہارا اصولی اختلاف ہے' تم اس اصول پر ہو کہ علم کا نتیجہ دیرپا اور انجام بخیر ہونا چاہئے اور وہ اس اصول پر ہیں کہ نقد اُدھار سے بہر حال بہتر ہے اس لیے وہ فوری فوائد کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اخروی اور دائمی فوائد سے غافل ہیں- یہ ان کے علم کا منتہا ہے- چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے علم سے دائمی اور پائیدار فائدہ حاصل کرتے جس علم سے پائیدار فائدہ نہیں وہ علم نہیں جہل ہے- ایسے لوگ گو زبان سے کتنا ہی بنیں اور اپنے آپ کو بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں وہ ان کو خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے' اسے کسی کے بتانے اور جتانے کی حاجت نہیں- اس کا علم سب کو شامل ہے- کیونکر شامل نہ ہو جبکہ وہ بذاتہٖ نور ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے تو کیا وہ اپنی مملوک سے بے خبر ہو جائے؟ کیسے ہو سکتا ہے- اس مالکیت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آخرت میں برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں کا برا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا چونکہ ایک روز ایسا ضرور آنے والا ہے اس لیے ابھی سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں سے اور بالخصوص بے حیائی اور فحش امور سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں' جو تقاضائے بشریت ہے تو ایسے پرہیزگاروں کے لیے تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے' وہ ان کو گھیر لے گی اور ان کی سب لغزشوں کو مٹا دے گی- وہ تمہارے حال سے اس وقت سے خوب واقف ہے جب اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا تھا اور اس وقت سے بھی پہلے تمہارا واقف راز ہے جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بچے تھے' دنیا کی کسی چیز سے واقف نہ تھے' نہ اچھے برے کام کی تمہیں واقفیت تھی-

فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰٓ ﴿۳۲﴾ أَفَرَءَيْتَ الَّذِى تَوَلَّىٰ ﴿۳۳﴾ وَأَعْطَىٰ

پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو روگردانی کرتا ہے اور بہت تھوڑا دیتا

قَلِيلًا وَأَكْدَىٰٓ ﴿۳۴﴾ أَعِندَهُۥ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰٓ ﴿۳۵﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِى

ہے اور سخت دل ہو جاتا ہے۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ اسے دیکھتا ہے؟ کیا اس کو موسیٰ اور ابراہیم کے

صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿۳۶﴾ وَإِبْرَٰهِيمَ الَّذِى وَفَّىٰٓ ﴿۳۷﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿۳۸﴾

صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں نے وفاداری کی تھی۔ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿۳۹﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزَىٰهُ

اور یہ کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا اور یہ کہ انسان اپنی کوشش دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا

الْجَزَآءَ الْأَوْفَىٰ ﴿۴۱﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿۴۲﴾ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿۴۳﴾

پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ کہ سب کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے اور یہ کہ وہی خدا دنیا کو ہنساتا اور رلاتا ہے

بیرون رحم آکر اب جو تم کو خبر ہوئی تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتانے اور سکھانے سے ہوئی پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے' اس سے کوئی چھپا نہیں نہ اسے بتانے کی حاجت ہے۔ جو لوگ کچھ نیک کام کرتے ہیں وہ تو رہے بجائے خود' جو کچھ بھی نہیں کرتے وہ بھی اپنے آپ کو پاک وصاف جانتے ہیں۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو قبول حق سے روگردانی کرتا ہے اور باوجود مالدار ہونے کے اللہ کی راہ میں بہت تھوڑا دیتا ہے اور پھر کوئی کتنا ہی کہے مگر سخت دل ہو جاتا ہے۔ کیا مجال کہ کسی عاجز کے تڑپنے پر بھی اس کو رحم آجائے۔ باجود اس کے کہتا ہے میں نجات کا مستحق ہوں۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ اسے یہ دیکھتا ہے کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ باوجود سخت دل اور کنجوسی کے مستحق نجات ہے؟ کیا اس خیال کرنے والے کو حضرات موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں[ل] نے خدائی احکام کی وفاداری پوری طرح کی تھی۔ ان صحیفوں میں یہ لکھا تھا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جیسا عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح ان کے گناہوں کا متحمل ہو کر کفارہ ہو گیا۔ یہ عقیدہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے سراسر برخلاف ہے اور یہ بھی ان صحیفوں میں درج ہے کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا کسی اپنے جیسے انسان پر بھروسہ کر کے نقصان اٹھائے گا اور یہ بھی ان میں درج ہے کہ انسان اپنی کوشش کے نتائج دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ بھی ان کتب میں درج ہے کہ سب چیزوں کی نقل و حرکت کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے۔ سلسلہ کائنات میں گو ایک کڑی دوسری سے وابستہ ہے مگر درحقیقت سب کڑیاں خدا کی ذات سے وابستہ ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح ریل گاڑیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں مگر سب کی سب آخر کار انجن سے وابستہ ہیں۔ اس لیے خدا کی ذات سب کا سہارا اور سارے سلسلۂ کائنات کی علت العلل ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبد از وے پزیرَ آلبد

اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم ہے کہ وہی خدا دنیا کو خوشی دکھا کر ہنساتا ہے اور غمی دکھا کر رلاتا ہے۔

ل میرے خیال میں الذی موصول دونوں میں سے ہر ایک صفت ہے۔ اللہ اعلم۔ (منہ)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ
وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے- اس نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد

نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾
اور عورت پیدا کئے- وہ دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کرے گا اور تحقیق وہی غنی کردیتا ہے اور گذارا تنگ کردیتا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ﴿۵۱﴾
اور یہ کہ ستارہ شعریٰ کا پروردگار بھی وہی ہے اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کردیا اور قوم ثمود کو فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾
اور قوم نوح کو بہت پہلے اس نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرا دیا

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ
پھر ان کو خوب ڈھانپ دیا پس بتاؤ کہ اپنے رب کی کونسی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے

الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾
ایک ہے- وہ آزفہ بھی آنے والی ہے اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں

وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے- اسی نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد اور عورت پیدا کئے اور نیک وبد کاموں کی جزاو سزا دینے کی غرض سے وہ خدا دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کریگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم تھا کہ تحقیق وہی لوگوں کو مال بکثرت عطا کر کے غنی کردیتا ہے اور کمی کر کے گزارا تنگ کردیتا ہے اور سنو اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام دنیا کا خاص کر ستارہ شعریٰ[1] کا پروردگار بھی وہی ہے جو لوگ کسی ستارے کو شعریٰ ہو یا کوئی اور پوجتے ہیں سخت گمراہ ہیں حالانکہ خدا ہی نے سب دنیا کو پیدا کیا اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کردیا اور قوم ثمود کو ایسا فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا اور قوم نوح کو بہت پہلے اسی نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے- اس سرکشی کی سزا ان کو اچھی کافی ملی جس کے باعث وہ برباد ہو گئے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرادیا پھر ان کو پتھروں کی بارش سے خوب ڈھانپ دیا- یہ سب واقعات تاریخی ہیں پس ان کو عبرت سے سنو اور نتیجہ پاؤ اور بتاؤ کہ اپنے پروردگار کی کون سی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا کچھ خدا نے تم کو نہیں دیا؟ جسمانی نعمتیں دیں' رزق دیا' اولاد دی' اس کے علاوہ تمہاری ہدایت کے لیے سمجھانے والے رسول بھیجے چنانچہ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے ایک ہے پھر تم اس سے کیوں منکر ہوتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں گمراہی پھیلی رہے اور اس کو روکنے کے اسباب پیدا نہ ہوں؟ نہ اس کی سزا کے لیے کوئی وقت ہو؟ یہ دونوں خیالات غلط ہیں خدا اپنے بندوں کے حال پر مہربان ہے اس کی مہربانی کا مقتضیٰ ہے کہ جس طرح وہ بندوں کو رزق دینے کے لیے بارش کرتا ہے گمراہی سے نکالنے کے لیے سمجھانے والے انبیاء اور علماء پیدا کرتا ہے اور فیصلہ عامہ کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا نام آزفہ ہے وہ آزفہ کی گھڑی بھی آنے والی ہے مگر اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بس وہی اس کو ظاہر کرے گا-

---

[1] ستارہ کا نام ہے جس کو ستارہ پرست پوجتے تھے-

أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنتُمْ
کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور تم بڑے

سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ﴿٦٢﴾
غافل ہو۔ پس اللہ کو سجدہ کیا کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔

سورت القمر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾
قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ چکا اور اگر کوئی نشان نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ہیں؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مردے قبر سے اٹھیں اور جزا اور سزا پائیں اور اس بات پر تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو بلکہ مخول کرتے ہو اور تم بڑے غافل ہو۔ یہ غفلت تمہارے حق میں سخت مضر ہو گی پس اپنی بہتری چاہتے ہو تو اللہ کو سجدہ کیا کرو یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔ سنو۔

سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

سورۃ القمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سنو جی قیامت قریب[1] آ گئی اور چاند پھٹ چکا۔ علامات قیامت ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی جائیں گی مگر ان مشرکین کی حالت قابل رحم ہے کہ اگر کوئی نشان[2] نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے جو دیکھنے والوں کو اپنا قائل بنا کر چھوڑتا ہے۔ ان کے خیال میں اس قسم کے نشانات جادو ہیں جو بزعم ان کے انبیاء اولیاء کرتے آئے ہیں لہٰذا نبوت کے صدق پر

شان نزول

[1] مشرکین عرب نے معجزہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بحکم الٰہی معجزہ شق القمر ان کو دکھایا جس کی صورت یہ تھی کہ ایک حصہ چاند کا پہاڑ کے اوپر اور ایک اس سے ذرا نیچے نظر آیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس نے تو ہم پر جادو کر دیا مگر سارے لوگوں پر جادو نہیں ہو گا چنانچہ آنے والے مسافروں سے انہوں نے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! تم اس معجزہ پر گواہ رہو۔ (بخاری وغیرہ) اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

[2] قرآن مجید میں آیۃ کے معنے تین آئے ہیں (۱) حکم شریعت (۲) نشانات قدرت (۳) نشان نبوت حکم شریعت کی مثال ہے ﴿یبین اللہ لکم الآیات﴾ (خدا تمہارے لیے اپنے حکم بیان کرتا ہے) نشان قدرت کی مثال ﴿وفی الارض آیت للموقنین﴾ (زمین میں نشان ہیں یقین کرنے والوں کے لیے) نشان نبوت کی مثال ہے ﴿ھذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ﴾ (ثمودیوں کو کہا گیا یہ اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے) یعنی نشان نبوۃ مقام غور یہ ہے کہ یہاں سورۂ قمر میں آیۃ سے کیا مراد ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اس جگہ بلکہ ہر اس جگہ جہاں رؤیت آیت کے ساتھ کفار کی طرف سے سحر کا مقولہ نقل ہوا ہے وہاں آیۃ سے مراد نشان نبوت ہی ہوتا ہے۔ اگر نشان قدرت مراد ہو تو معنے غلط ہوں گے کیونکہ ترجمہ یہ ہو گا کہ اگر کوئی نشانی

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ

اور جھٹلاتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے اور ان کے پاس خبریں آچکی

الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

ہیں جن میں کافی زجر ہے جو کامل حکمت ہے۔ یہ ڈراؤنے واقعات فائدہ نہیں دیتے پس تو ان سے روگردانی کر

دلالت نہیں کرتے اس لیے یہ لوگ ایسے نشانوں کی تصدیق سے انکاری ہیں اور جھٹلاتے اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نبی جو کچھ کہتا ہے آج ہی کیوں پورا نہیں ہو جاتا۔ مثلاً اسلام کی فتوحات یا قیامت کا قیام جو کچھ بھی یہ بتاتا ہے اس میں لیٹ پیٹ کیسی۔ یہ کہتے تو ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے جو اس کا وقت اللہ کے علم میں ہوتا ہے اسی میں وہ ہوتا ہے۔ اس سے آگے پیچھے چاہے کوئی کتنا ہی زور لگائے نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کے ذہن نشین کرنے کے لیے ان کے پاس گذشتہ زمانے کی خبریں آچکی ہے جن میں کافی زجر اور تنبیہ ہے جو کامل حکمت ہے کیونکہ جس جس طریق سے قرآن مجید میں گزشتہ واقعات بتائے گئے ہیں وہ ہر طرح دل نشین کرنے کو کافی ہیں قصص کی صورت ہے کہیں امثال کی کہیں تصویرات کی۔ غرض عجیب طرح کی کامل حکمت اور حکیمانہ تعلیم ہے کہ ہر ایک سمجھدار آدمی کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی یہ ڈراؤنے واقعات ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتے کیونکہ یہ لوگ ان سے فائدہ لینے کی طرف رخ نہیں کرتے پس تو بھی ان سے روگردانی کر۔ ان کی کسی بات کا دل پر اثر قبول نہ کر ہاں ان کو اس دن کا ذکر سنا دے

دیکھتے ہیں تو منہ پھیر کر اس کو جادو کہتے ہیں حالانکہ نشان قدرت صبح سے شام تک' شام سے صبح تک بے حساب دیکھتے تھے۔ سورج دیکھتے' دھوپ دیکھتے' سایہ دیکھتے' رزق دیکھتے' پانی دیکھتے' ستارے وغیرہ دیکھتے' خود اپنے آپ کو دیکھتے۔ لیکن ان چیزوں کے دیکھنے پر وہ کبھی اعتراض کر کے ان کو جادو نہ کہتے۔ مشرکین کا جو ذکر ہے کہ وہ نشان دیکھ کر اعتراض کرتے اور اس کو جادو کہتے ہیں اس سے مراد قطعاً نشان نبوت ہے یعنی وہ نشان جو زمانہ کے نبی کی نبوت پر دلالت کرے۔ معنے یہ ہوئے کہ مشرکین معاندین جب کوئی ایسی آیت (نشانی) دیکھتے ہیں جو نبوت محمدیہ پر دلالت کرے تو منہ پھیر جاتے اور اس کو جادو کہتے ہیں۔ ان معنے پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس تحقیق کے بعد یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ شق القمر کی کیا حقیقت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حسب روایت صحیح بخاری شق القمر من جملہ نشانہائے نبوت محمدیہ کے ایک نشان نبوت ہے۔ جس سے نبوت محمدیہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ فهو ما اردنا

بیرونی سوال : آیا ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند پھٹ جائے۔ حالانکہ فلاسفر یونان بالاتفاق کہتے ہیں کہ ﴿الفلك لا يقبل الخرق والالتيام﴾ یعنی آسمان اور آسمانی چیزیں پھٹتی اور ملتی نہیں۔

جواب : بے شک یہ فلسفہ یونان کا اصول ہے مگر حال کی تحقیق نے اس کی کافی تردید کر دی ہے۔ میں نے بچشم خود ڈیرہ ڈون میں سرکاری رصد گاہ میں دیکھا ہے کہ سورج چاند کی روزانہ تصویریں لی جاتی ہیں ان میں ان دونوں کی سطح پر مختلف داغ ہوتے ہیں آج جو داغ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہفتوں تک نکل جاتا ہے۔ ایک سال ملک میں سردی بڑی شدت کی پڑی تھی اس سال کی تصویر آفتاب دیکھی تو غالباً دو ثلث آفتاب داغ دار ہونے کی وجہ سے خفیف الحرارت ہو رہا تھا۔ غرض یہ مشاہدہ بتا رہا کہ فلسفہ یونان کا اصول لا يقبل الخرق آج کے مشاہدے سے غلط ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ چاند کا پھٹنا ممکن ہے اور ممکن تحت قدرت ہے۔

﴿فهو علىٰ كل شئى قدير﴾

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

جس روز بلانے والا ایک ناپسندیدہ امر کی طرف بلائے گا ان کی آنکھیں شرمندہ جھکی ہوں گی قبروں سے نکلیں گے

كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ

گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں گے- بلانے والے کی آواز کی طرف بھاگے چلے جاویں گے- کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار ہے-

عَسِرٌ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝

ان سے پہلے نوح کی قوم نے انکار کیا یعنی انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے جھڑکا ہوا ہے-

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَ

نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی میں کمزور ہوں میری مدد کر- پس ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور

فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

زمین کو چشموں کی طرح بہا دیا پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا اور ہم نے اس کو تختوں اور میخوں

ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝ وَ

سے بنی ہوئی کشتی پر سوار کیا- وہ ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی اس شخص کے بدلے میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی اور

جس روز خدا کے حکم سے بلانے والا ایک ناپسندیدہ امر یعنی فیصلہ اعمال کی طرف بلائے گا جس کا نتیجہ ان کو اپنے حق میں برا معلوم ہوگا- یہ لوگ اس روز ایسے ہوں گے کہ ان کی آنکھیں شرمندہ اور ذلیل آدمی کی طرح جھکی ہوں گی- اس کثرت سے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں گے- قدرتی آواز کی تاثیر یہ ہوگی کہ بلانے والے (اسرافیل) کی آواز کی طرف بھاگے چلے جائیں گے- اس روز کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار اور تکلیف دہ ہے- یہ واقعات ہیں جن کی وجہ سے اس روز کو نکر یعنی ناپسندیدہ کہا گیا- یہ ناپسندیدگی کفار کے حق میں ہوگی جو اس دن کی جزاو سزا سے منکر ہیں- ان سے پہلے منکروں نے بھی اس دن کے ماننے سے انکار کیا تھا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس کی تعلیم سے انکار کیا یعنی انھوں نے ہمارے بندے نوح کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے نہ صرف مجنوں بلکہ ہمارے معبودین کی طرف سے جھڑکا[1] ہوا ہے اس لیے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے- مگر حالت اسکی یہ تھی کہ حضرت نوح کی پاکیزہ تعلیم ان کے گندے دماغوں کے خلاف تھی اس لیے وہ ان کو ناپسند کرتے تھے- جب وہ عرصہ تک اسی اصرار پر جمے رہے تو پھر کیا ہوا نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ میرے خدا میں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوں تو ہی میری مدد کر- پس اس کی دعا کرنی تھی کہ ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے یعنی بادلوں سے موسلادھار بارش کرنی شروع کر دی- وہ برسا کہ الامان اور زمین کو چشموں کی طرح بہادیا یعنی سطح زمین پر پانی پھوٹ پڑا- پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا جس اندازہ پر ان لوگوں کی ہلاکت مقدر تھی- چنانچہ اس پانی کے ساتھ سارے مخالف تباہ و برباد ہوگئے اور ہم (خدا) نے اس نوح کو تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی بالکل معمولی کشتی پر سوار کیا اور خشکی پر جا اتارا- وہ کشتی ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی- جدھر کو ہم چلاتے وہ چلتی- کیا مجال کے انچ بھر بھی ادھر ادھر ہو جائے- یہ سارا واقعہ کفار کی ہلاکت اور اتباع نوح کی نجات اس شخص یعنی نوح کے صبر و شکیب کے بدلہ میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم سے روگردانی اور انکار کا عوض ان کو ملا-

[1] ﴿اِن نقول الا اعترٰك بعض الهتنا بسوء﴾ کی طرف اشارہ ہے- (منہ)

لَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

اس کو دنیا کے لئے علامت نبوت بنایا پس ہے کوئی نصیحت پانے والا؟ پھر میرا عذاب اور ڈر کیسا ہوا؟ ہم نے نصیحت کے لئے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

قرآن کو آسان کیا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا" عاد کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر

وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

کیسا ہوا؟ ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی

اور ہم نے اس بیڑی کو اور اس کے واقعہ کو دنیا کے لئے نشان قدرت اور علامت نبوت بنایا۔ پس ہے کوئی نصیحت پانیوالا؟ جو اس واقعہ سے نصیحت پائے؟ پھر جانے کہ میرا عذاب اور ڈر کیسا سخت ہوا۔ جو میں نے نوح نبی سے وعدہ کیا تھا اور حرف حرف[1] پورا ہوا۔ اے ساکنان عرب سنو! ہم نے تمہاری نصیحت کے لئے قرآن کو بالکل آسان کیا ہے جو کوئی چاہے کہ میں قرآن مجید سے اپنے عمل کے لئے مسائل سیکھوں تو وہ بہت آسانی سے سیکھ سکتا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا جو دیدہ عبرت سے اسے دیکھے اور گوش ہوش سنے اور اگر تکذیب کریں تو سن لیں کہ ان سے پہلے عاد کی قوم نے بھی انبیاء کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر کیسا ہوا؟ سنو ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی' وہ ایسے گرانڈیل جوان تھے مرے پڑے یوں معلوم ہوتے تھے۔

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چودھویں صدی ہجری میں مدعی نبوت ہوئے ہیں جن کا دعویٰ تھا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

نیز دعویٰ تھا۔

آنچہ داداست ہر نبی راجام داد آں جام رامرا بتمام

(درثمین)

نیز کہتے تھے۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب)

وہ لکھتے ہیں:

مجھے بارہا خدا مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ رب انی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ صفحہ ۴)

اس عبارت کا پورا مطلب جناب موصوف اور انکے مرید سمجھے ہوں گے' ہمارا ناقص فہم تو اس کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ کسی مدعی نبوت کو دعا کی قبولیت کا الہام والقاء ہو اور وہ بوقت تکلیف دعا کرے تو یہ کہے میں مغلوب ہوں مگر نہ کہے کہ میری مدد کر اینچہ بوالعجبی ست جس کی حکمت غامعنہ اگر کچھ ہو سکتی ہے تو یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا قائل جانتا ہو گا کہ میری دعا ان معنے میں تو قبول نہ ہو گی جن میں حضرت نوح علیہ السلام کی ہوئی کیونکہ:

من آنم کہ من دانم

اس لیے دعا کے الفاظ کی سبکی کے سوا کیا حاصل؟ سچ ہے ﴿بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ﴾ ان حضرت کے حالات اور واقعات ہماری دوسری تصنیفات میں ملتے ہیں۔ جو ہم نے خاص ان کے متعلق لکھی ہیں۔ الہامات مرزا' تاریخ مرزا' نکاح مرزا' شہادات مرزا وغیرہ (منہ)

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واقع ہوا؟ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا

آسان کیا ہے کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ سمجھتے تھے کیا ہم اپنے میں سے

وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِىَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا

ایک آدمی کی پیروی کریں تو ہم بڑی گمراہی میں اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے- کیا ہم سب میں سے منتخب ہو کر اسی پر خدا کی طرف سے

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا

نصیحت کا پیغام آنا تھا بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے- کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور خود پسند کون ہے؟ ہم ایک اونٹنی ان کے

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾

جانچنے کو بھیجنے والے ہیں پس تو ان کی تباہی کا انتظار کر اور صبر کر

گویا وہ کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے- پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واقع ہوا کہ دنیا کو معلوم ہو گیا کہ مجھ سے بگاڑ کر کوئی معزز سے معزز بھی بچ نہیں سکتا- چونکہ ہمارے ہاں قانون ہے کہ ہم بغیر تبلیغ کرنے کے کسی کو تباہ نہیں کیا کرتے اس لیے تبلیغ مقدم ہے- لہذا ہم نے قرآن مجید کو نصیحت کے لیے بہت آسان کیا ہے تاکہ سمجھنے والا اس کو سمجھے- کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ کہ اس پر توجہ کرے- ایک اور تاریخی واقعہ سنو تم سے پہلے قوم ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ اس تکذیب کے عذر میں کہتے تھے کہ ہم ایسے ہی گئے گزرے ہیں کہ اپنے میں سے ایک آدمی (صالح علیہ السلام) کی پیروی کریں جس کے پاس سوائے دعوئے نبوت کے کوئی مزید بات نہیں- یقیناً اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم بری گمراہی میں اور گمراہی کے نتیجے کے وقت سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے- ہمارا سوال تو بالکل سیدھا ہے ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں کیا ہم سب میں سے منتخب ہو کر اسی صالح پر خدا کی طرف سے نصیحت کا پیغام آنا تھا- کیا ہم آدمی یا خدا کے بندے نہیں-

بندے خدا کے! ہم بھی تو بندے خدا کے ہیں

پھر یہ اوندھی تقسیم کیسی کہ وہ تو خدا کا رسول ہے اور ہم اس کے امتی- چہ خوش- اس لیے ہمارا یقین ہے کہ رسول وغیرہ تو کچھ نہیں یہ تو یاروں کی یوں ہی دل لگی ہے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جھوٹا لپاٹیا خود پسند ہے- یوں ہی ایک مذاق بنا رکھا ہے کہ میں رسول ہوں میں نبی ہوں ؎

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہم (خدا) نے صالح کو تسلی دی کہ ان کی بیہودہ بکواس سے تو دل تنگ نہ ہو- عنقریب کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا' لپاٹیا اور خود پسند کون ہے- دیکھو ہم (خدا) ایک عجیب قسم کی اونٹنی[1] ان کے جانچنے کو بھیجنے والے ہیں تاکہ اس کی وجہ سے ان کی بداعمالی کا اپنے پرائے لوگوں کو علم ہو جائے پھر جو ہم ان پر عذاب بھیجیں تو کسی باانصاف کو اس پر اعتراض نہ ہو پس تو اے صالح! ان کی تباہی کا انتظار کر اور ان کی بدگوئی پر صبر کر جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے-

[1] حضرت صالح کی اونٹنی کو آیۃ کہا گیا- اس میں بھی سابق تحقیق ملحوظ رہنی چاہیے کہ آیۃ سے کیا مراد ہے- آیت قدرت یا آیت نبوت- آیت قدرت ایک تنکا بھی ہے تو ایک پہاڑ بھی- آیات قدرت اثبات نبوت میں پیش نہیں ہو سکتیں- بلکہ آیات نبوت پیش ہوتی ہیں مثلاً کوئی

وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

اور ان کو بتا دے کہ پانی ان میں تقسیم ہوجائے گا' ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا پس انہوں نے اپنے رفیق کار کو بلایا تو اس نے

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں' پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

پس وہ باڑ باندھنے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح ہوگئے اور ہم نے قرآن کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے' کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

اور ان کو بتادے کہ اس اونٹنی کے آنے پر ان کا پانی جواب ان کے لیے مخصوص ہے وہ ان میں تقسیم ہو جائے گا- ایک روز یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پلائیں گے اور ایک روز وہ اونٹنی اکیلی پئے گی- ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا جس پر دونوں کی حاضری ہوگی- اپنے اپنے وقت میں پئیں گے اور دوسرے کے وقت میں جگہ خالی کر دیں[1] گے- یہ تقسیم جب ان کو ناگوار ہوئی پس انہوں نے اس بلا کو اپنے سر سے ٹالنے کا مشورہ کیا اور اپنے رفیق کار کو بلایا جو اس کام کو کرنے کا مدعی بنا تھا تو اس نے اپنی بدمعاشی اور شرارت کی وجہ سے اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں' وہ مر گئی- انہوں نے سمجھ لیا کہ اس کے مرنے سے ہمارا گھاٹ خالی ہو جائے گا مگر یہ نہ سمجھا کہ جس نے اسے بھیجا ہے وہ ہمارے گھات میں ہے- آخر اس نے جو اس کو خاص کیفیت سے بھیجا ہے تو وہ اس کی حمایت بھی کرے گا- اس امر پر انہوں نے غور نہ کیا یا کیا مگر سرکشی اور طغیانی ان پر غالب تھی' اس لیے وہ اس طرف نہ جھکے پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ سب کو تباہ و برباد کر دیا- کوئی کسی کا خبر گیران اور حال پرسان نہ رہا- اس جرم کی سزا میں ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری یعنی ان کو ایک ہیبت ناک آواز کانوں میں آئی پس وہ سارے کے سارے کھیتی پر باڑ باندھنے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح پائمال اور ذلیل ہوگئے- ایسے کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پاتے اور سمجھ دار اس نتیجے پر پہنچتے کہ ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ... چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند

ایسے لوگوں کے واقعات ہم نے بغرض نصیحت بتائے ہیں اور اسی لیے ہم (خدا) نے قرآن مجید کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے- کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا ہے ؟

شخص دعویٰ نبوت کرے اور نشان مانگنے پر کہے کہ یہ پہاڑ دیکھو' یہ گھاس کا تنکا نشان دیکھو تو اس سے اس کی نبوت ثابت نہ ہوگی بلکہ اثبات نبوت کے لیے نشان نبوت دکھانا ہوگا- حضرت صالح علیہ السلام کو ناقہ بطور آیت کے دی گئی- چنانچہ قرآن مجید میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں ﴿وَالیٰ ثمود اخاهم صالحا قال یقوم اعبدوا الله مالكم من الٰہ غیره قد جاء تكم بينة من ربكم هذه ناقة الله لكم آية﴾ (اعراف: رکوع ۱۷)

"یعنی حضرت صالح کو ہم نے اونٹنی بطور نشان کے دی تھی"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اتينا ثمود الناقة مبصرة فظلموبها﴾ (بنی اسرائیل)

"ہم نے ثمود قوم صالح کو اونٹنی کھلی نشانی دی"

اس آیت میں اس ناقہ کو آیۃ مبصرۃ کہا گیا ہے یعنی واضح نشان-

[1] ﴿لها شرب ولكم شرب يوم معلوم﴾ کی طرف اشارہ ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ ءَالَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَٰهُم

لوط کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان پر پتھراؤ کیا مگر لوط کے اتباع کو۔ ہم نے صبح کے وقت

بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِى مَن شَكَرَ ﴿٣٥﴾

اپنی مہربانی سے بچا لیا ہم اسی طرح شکر گذاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

اور ایک تاریخی واقعہ سنو حضرت لوطؑ کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا۔ ان میں یہ عادت تھی کہ بجائے عورتوں کے لڑکوں سے شہوت رانی کیا کرتے جو منشاء قدرت کے خلاف ہے۔ حضرت لوطؑ نے ہر چند ان کو سمجھایا مگر وہ نہ مانے پس پھر ہم (خدا) نے ان پر خوب پتھراؤ کیا جس سے وہ سب کے سب تباہ ہو گئے۔ مگر لوطؑ کے اتباع کو ہم (خدا) نے صبح کے وقت اپنی مہربانی سے بچا لیا' انکو ذرہ آنچ نہ آنے پائی۔ ہم (خدا) اسی طرح شکر گزاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے مخالف اور حاسد چاہے کتنے ہی ہوں ذرہ بھی ضرر نہیں دے سکتے۔

اس قسم کی ساری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناقہ صالح آیت نبوت تھی جس سے حضرت صالح کی نبوت کا ثبوت ہوتا تھا۔ نہ یہ کہ وہ محض ایک نشان قدرت تھی جو اثبات نبوت میں کام نہ دے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس اونٹنی میں نشان نبوت کیا تھا اور کس حیثیت سے تھا۔ اس کے متعلق بعض مفسرین نے اظہار رائے کیا ہے کہ وہ حضرت صالحؑ کی دعا کے ساتھ پتھر سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر میری ناقص تحقیق میں یہ ہے کہ اس کی پیدائش کا تو ذکر قرآن میں یا حدیث میں نہیں البتہ اس کی خاص بات جو وجہ اعجاز ہو سکتی ہے وہ یہ ہے جو اس کی صفت میں فرمایا :

﴿لها شرب ولكم شرب يوم معلوم﴾

"ایک حصہ پانی اس کا حق ہے اور ایک حصہ تم ثمودیوں کا"

اسی سورۂ قمر میں فرمایا :

﴿نبئهم ان الماء قسمة بينهم كل شرب محتضر﴾

"پانی ان لوگوں اور اونٹنی میں برابر تقسیم ہے پس ہر ایک حصہ ہر فریق کا گھاٹ ہے"

اس پر وہ بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس اونٹنی کو بجائے نشان نبوت ماننے کے اس کو مار دینا چاہا۔ چنانچہ ارشاد ہے (فظلموبها) ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ یہاں تک جب پہنچے تو عذاب الٰہی ان پر آ گیا چنانچہ ارشاد ہے :

﴿ فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّٰها﴾

"ثمودیوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو خدا نے ان پر عام عذاب نازل کیا"

پس یہ تھی وجہ اعجاز ورنہ پیدائش کی حیثیت سے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

﴿ واعلم ان القرآن قد دل على ان فيها آية فاماذكر انها كانت آية من اى الوجوه فهو غير مذكور والعلم حاصل بانها كانت معجزة من وجه لا محالة والله اعلم ﴾ (تفسیر کبیر جلد ٤' زیر آیت ﴿والى ثمود اخاهم صلحا﴾

یعنی ناقہ کا معجزہ ہونا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ کس وجہ سے معجزہ تھی۔

لیکن ہم نے اس کی وجہ اعجاز بتا دی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

لوط نے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرایا پھر بھی وہ اس کے ڈرانے میں حجتیں کرتے رہے اور اس کو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہا

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

پھر ہم نے ان کو اندھا کردیا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل

مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

ہوا ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو اور ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کیا ہے' کیا کوئی نصیحت

مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ

پانے والا ہے؟ اور فرعونیوں کے پاس سمجھانے والے آئے مگر انہوں نے کل نشانات کی تکذیب کی پس ہم نے بڑی قدرت والے

عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کی طرح ان کو پکڑا' بھلا تم کفار لوگ ان لوگوں سے اچھے ہو یا کیا الہامی نوشتوں میں تمہاری بریت ہوچکی ہے؟ کیا یہ کہتے ہیں

نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں

حضرت لوطؑ نے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرایا اور بہت کچھ سمجھایا کہ:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو از جو

پھر بھی وہ لوطی لوگ اس کے ڈرانے میں حجتیں کرتے رہے۔ لگے کہنے یہ تیری پرانی گیدڑ بھبکی ہے ہم اس گیدڑ بھبکی میں ہرگز نہ آئیں گے اور اسی قسم کی باتیں بناتے رہے اور اس لوط کو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہا تاکہ ان مہمانوں کو جو دراصل فرشتے جو ان لڑکوں کی صورت میں تھے اڑا لے جائیں اور من مانی کارروائی کریں یعنی ان کے ساتھ بدکاری کریں پھر ہم نے ان کو اندھا کر دیا اور کہا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل ہوا جس سے مر کر بھی ان کو رہائی نہ ہوئی۔ ہم نے کہا لو ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو۔ یہ سب واقعات تاریخی ہیں جو گوش حق شنو کے لیے باعث ہدایت ہیں۔ لیکن ہم نے تم عربوں کو ان تاریخی واقعات کا محتاج نہیں رکھا بلکہ احکام شرعیہ قرآن مجید میں صاف صاف بیان کر دیئے ہیں اور ہم نے نصیحت کے لیے قرآن کو آسان کیا ہے' کیا کوئی اس سے نصیحت پانے والا ہے؟ اور ایک تاریخی واقعہ سنو اور عبرت پاؤ فرعونیوں کے پاس سمجھانے والے رسول حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام آئے۔ ان رسولوں نے ہر قسم کے نشانات ان کو دکھائے مگر انہوں (فرعونیوں) نے کل نشانات کی تکذیب کی۔ جب کبھی کوئی نشان بطور عذاب کے ان کو دکھائی جاتی تو دب جاتے جونہی کہ وہ عذاب ان سے ہٹ جاتا فوراً اکڑ جاتے۔ پس ہم نے بڑی قدرت والے کی طرح جیسی کہ ہم کو قدرت ہے ان کو پکڑا اور تباہ کر دیا۔ بھلا تم کفار لوگ جو عرب کے باشندے احکام الٰہیہ سے انکار کرتے ہو ان گذشتہ لوگوں سے اچھے ہو کہ جن گناہوں پر ان کو مواخذہ ہوا تمہیں معاف ہوں یا کیا باوجود تمہاری بدکاریوں کے الہامی نوشتوں میں تمہاری بریت تحریر ہوچکی ہے۔ اگر ہے تو دعویٰ کا ثبوت دو اگر نہیں تو پھر تم کو خوف کرنا چاہئے کہ بدکاریوں اور شرارتوں کا نتیجہ بھگتو گے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بڑی قوت والے ایک دوسرے کے مددگار ہیں' ہم آئے عذاب کو اپنی باہمی امداد سے ٹال سکتے ہیں ان کا خیال یہ ہے اور ہمارا اعلان یہ ہے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى

عنقریب یہ لوگ بھگا دیئے جائیں گے اور پیٹھیں پھیر جائیں گے بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بہت دہشت ناک

وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى

اور کڑی ہے' مجرم لوگ گمراہی میں ہیں اور جہنم میں پڑیں گے' جس روز یہ لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے

وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَا

جائیں گے- جہنم کا عذاب چکھو ہم نے ہر ایک چیز کو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے- ہمارا حکم

اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾

آنکھ کی جھپک کے برابر ہے

کہ عنقریب یہ لوگ شکست کھانے کے بعد بھگا[1] دیئے جائیں گے-اور پیٹھیں پھیر جائیں گے-اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- یہ تو ابھی دنیاوی ذلت ہے اسی پر بس نہیں بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بہت دہشت ناک اور کڑی ہے اس کی تلخی سے کل مخلوق پریشان ہو گی- یہ لوگ جو اس سے منکر ہیں سخت مجرم ہیں اور اس روز ان لوگوں کا فیصلہ مع سبب یہ ہے کہ مجرم لوگ جو گمراہی میں ہیں اور اس گمراہی کے بدلے جہنم میں پڑیں گے یہ سب واقعات اس روز ہوں گے جس روز یہ مجرم لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے جائیں گے' حکم ہو گا کہ جہنم کا عذاب چکھو- دیکھو تم لوگ سمجھتے ہو کہ قیامت کا ہونا محال ہے' سنو ہم نے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی ہو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے-اس کا قدو قامت اس کی زندگی کی میعاد اور موت وحیات سب کچھ ہمارے نزدیک مقدر مقرر ہے-اسی طرح قیامت کا ظہور بھی مقدر ہے اور قیامت کے قائم کرنے کے لیے ہمارا حکم آنکھ کی جھپک کے برابر بلکہ اس سے کم[2] ہے-

---

[1] قرآن مجید میں جتنی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بڑی زبردست پیشگوئی ہے تمام ملک مخالف برسر جنگ ہے کسی کو سان گمان بھی فتح کا نہیں-اس پر یہ پیشگوئی کی جاتی ہے- جنگ بدر میں جب کہ مسلمانوں کی جماعت بہت کم تھی اور کفار کی بہت زیادہ- آنحضرت ﷺ نے علیحدہ ہو کر بہت دعا کی تو آتے ہوئے یہ آیت پڑھتے آرہے تھے ﴿سیھزم الجمع ویولون الدبر﴾ (بخاری)

حضرات انبیاء علیہم السلام جو کچھ خدا کے بتانے سے غیب کی باتیں بتاتے تھے وہ ان کی نبوت کے لیے من جملہ دلائل قطعیہ کے روشن دلیل ہوتی تھیں-کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے تھے بقائدہ علم لسان اس کلام کا جو مفہوم ہوتا ہے وہ بالکل پورا پورا ظاہر ہو جاتا تھا-اس لیے اپنے پرائے سب اس کا وقوعہ مان جاتے تھے-

مرزا صاحب قادیانی : ہمارے ملک پنجاب کے مدعی نبوت مرزا صاحب قادیانی بھی اس اصول کو مانتے ہیں بلکہ پیش کرتے ہیں کہ پیشگوئیاں معیار صدق اور کذب ہوتی ہیں-اسی اصول کو انہوں نے اپنی تصنیفات میں کئی ایک جگہ اپنے لیے پیش کیا منجملہ ایک مقام کی عبارت یہ ہے :

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا"(کتاب دافع الوساوس صفحہ ۲۸۸)

مگر ان کی پیشگوئیاں جب دیکھی جائیں تو اس معیار پر صحیح ثابت نہیں ہوتیں پس بحکم ﴿یوخذا لمرء باقرارہ﴾ (آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) ان کا دعویٰ الہام اور ادعاء نبوت انکی پیشگوئیوں کے معیار پر غلط ثابت ہوتا ہے-اس کی تفصیل کیلئے ہمارا رسالہ الہامات مرزا وغیرہ ملاحظہ ہو-

[2] ﴿او ھو اقرب﴾ کی طرف اشارہ ہے-

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝

اور ہم نے تمہارے جیسی کئی قومیں پہلے تباہ کردیں پھر کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں سب اعمال ناموں میں درج ہیں

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ

اور ہر چھوٹا بڑا ان میں موجود ہے۔ پرہیز گار لوگ عزت کے مرتبے میں باغوں اور نہروں میں قادر مطلق

صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

بادشاہ کے پاس ہوں گے

سورت الرحمٰن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

الرَّحْمَٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ الشَّمْسُ

رحمٰن نے قرآن پڑھایا ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور

وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝

چاند حساب سے چلتے ہیں

تم لوگ جو اسلام سے انکار اور سخت ضد پر ہو کیا تم جانتے نہیں کہ ہم نے تمہارے جیسی کئی مغرور قومیں پہلے تباہ کردیں؟ پھر کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا نہیں ہے جو یہ سمجھے کہ خدا کے سامنے اکڑنا گویا پہاڑ سے سر ٹکرانا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مضر ہے۔ سنو! ان لوگوں نے بلکہ ان موجودہ لوگوں نے بھی جو کام کئے ہیں اور کررہے ہیں یہ سب کے سب اعمالناموں میں موجود ہیں اور ہر بڑا چھوٹا ان میں مرقوم ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ فیصلہ کا رزلٹ (نتیجہ) یہ ہوگا کہ خدا سے ڈرنے والے پرہیزگار لوگ عزت وجلال کے مرتبے میں سرسبز باغوں اور جاری نہروں میں ہوں گے دنیا کے اصل مالک قادر مطلق بادشاہ کے پاس ہوں گے اور جو ان کے برخلاف کافر و مشرک ہوں گے وہ ابدی سزائیں رہیں گے پس یہ نتیجہ ہوگا اس فیصلہ کا جو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں کرے گا۔ ﴿اللهم اجعلنا من المتقين﴾

سورۃ الرحمٰن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

خدائے رحمٰن کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی معیشت و معاش کے سامان پیدا کردیئے ہیں۔ ان سامان عیش کے ساتھ ہی اس کی رحمت نے تقاضا کیا ہے کہ ان کی ہدایت کیلئے بھی اسباب مہیا کئے جائیں چنانچہ اسی رحمٰن نے ان بے خبروں کو اپنی طرف سے نازل کیا ہوا قرآن پڑھایا ہے۔ قرآن کا نازل کرنا اور پڑھانا یہ سب اس کی رحمت کا تقاضا ہے۔ دیکھو اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ یہ سب اس کی قدرت کے آثار ہیں۔ اسی طرح سورج اور چاند اس کے مقرر کردہ حساب سے چلتے ہیں۔ دراصل یہ بھی اسی کے ماتحت ہیں جو لوگ چاند سورج کو بڑی جسامت اور بڑی تاثیر والا جان کر انہیں معبود بناتے ہیں ان کی غلطی ہے ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ تو خدا کی مخلوق ہیں پھر معبود کیسے؟

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا

جڑی بوٹیاں اور تنا دار درخت خدا کو سجدہ کرتے ہیں- خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان بنایا- انصاف کرنے میں

فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ

بے اعتدالی نہ کرو' تم انصاف کے ساتھ وزن پورا کیا کرو اور تول کم نہ کیا کرو اور خدا نے یہ زمین

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

انسانوں کے لئے بنائی ہے- اس میں پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں بھوسی دار دانے اور خوشبودار

وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

پھول- پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو- اس نے انسان کو گلی سڑی پپڑی کی طرح کی خشک

كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے- پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو

اسی طرح جڑی بوٹیاں اور بڑے بڑے تنادار درخت خدا کو سجدہ کرتے یعنی اس کے حکم دار ہیں- کئی ایک لوگ بے عقلی سے درختوں کو پوجنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہیں- اسی طرح خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قانون انصاف بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس قانون کے مطابق انصاف کیا کرو- وہ قانون یہ ہے ﴿اذ قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى﴾ "جب بولو انصاف سے بولو چاہے کوئی فریق تمہارے زیادہ قریب ہو"- خدا کی ذات اور صفات کے متعلق تو خاص کر انصاف کیا کرو- کوئی بات یا کوئی عقیدہ غلط منہ سے نہ نکالو نہ دل میں جماؤ ورنہ گرفت میں آجاؤ گے- اس لیے انصاف کا قانون بنایا اور تم کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ اے نوع انسان! انصاف کرنے میں بے اعتدالی نہ کرو- سنو انصاف کئی قسم کا ہے- دو شخصوں میں بوقت فیصلہ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو کسی نزاع میں منصف یا حاکم ہوں- دوم لین دین میں انصاف کرنا- یہ عام کاروباری اور دکاندار لوگوں کا کام ہے- پس تم ان دونوں قسموں کے انصاف کے متعلق ہدایت یاد رکھو- دکانداری کے متعلق یہ ہدایت ہے کہ تم انصاف کے ساتھ وزن اور ماپ پورا کیا کرو اور (ماپ) تول کم نہ کیا کرو- سنو یہ بھی بطور ایک مثال کے ہے ورنہ یہی حکم سب کاموں میں جاری ہے- کسی کی نوکری کرو تو مفوضہ خدمات کو پورا کرو' مالک ہو تو نوکر کی خدمات کی پوری قدر کرو- چھوٹے ہو تو بڑوں کی بڑائی کا لحاظ رکھو- بڑے ہو تو چھوٹوں کے حال پر نظر شفقت رکھا کرو- غرض ہر کام میں اس اصول کو ملحوظ رکھو اسی کا نام ہے میزان اور اسی کا نام ہے انصاف بین الاشخاص و بین الاقوام خدا کی مہربانی اور سنو خدا نے یہ زمین انسانوں کے رہنے سہنے کے لیے بنائی ہے اس میں کئی قسم کے پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں جو عرب کی غذا ہے اور عام طور پر انسانوں کی غذا گیہوں وغیرہ بھوسی دار دانے ہیں وہ اور ہر قسم کے خوشبودار پھل بھی اسی زمین ہی میں ہوتے ہیں- پھر تم اے جنو اور انسانو! خدا کی کس نعمت کی تکذیب اور انکار کرتے ہو یا کر سکتے ہو- دیکھو اس خدا نے انسان کو گلی سڑی پپڑی کی طرح کی خشک مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو-

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ

وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار ہے۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ اسی نے

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿۲۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۱﴾

دو دریا جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک رکاوٹ ہے ایک دوسرے میں گھستے نہیں۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ

ان دونوں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بڑے بڑے ٹیلوں جیسے

الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا

جہاز دریا میں چلنے پھرنے والے بھی اسی کی قبضہ میں ہیں پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ جتنی مخلوق اس زمین پر ہے

فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۸﴾

سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات با جلال با عزت باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿۲۹﴾

کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی سے مانگتے ہیں' وہ ہر دن ایک شان میں ہے

سنو وہ خدا تمہارا بھی خالق ہے اور سرد گرم موسموں کے۔ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار بھی وہی ہے۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو اسی خدا نے دو دریا (میٹھا اور کڑوا) جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک قدرتی رکاوٹ ہے کہ ایک دوسرے میں گھستے نہیں۔ میٹھے کا پانی میٹھا اور کڑوے کا کڑوا برابر چلا جاتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں جو تم لوگوں کے کام آتے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو یہ سمندر میں بڑے بڑے ٹیلوں جیسے جہاز ادھر سے ادھر' ادھر سے ادھر کو چلنے پھرنے والے یہ بھی اسی خدائے مالک کے قبضے میں ہیں وہ چاہے تو ان کو چلائے چاہے تو روک دے۔ پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو خدا نے دنیا کے لیے ایک قانون مقرر کر رکھا ہے اس کی اطلاع بھی تم کو دی جاتی ہے۔ غور سے سنو جتنی مخلوق اس زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات بابرکات باجلال باعزت باقی رہے گی۔ اس پر فنا نہ کبھی آئے گی نہ آسکتی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود قائم بالذات نا قابل فنا ہے پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو اس کی شان ایسی بلند تر ہے کہ کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی واحد لاشریک سے مانگتے ہیں۔ مانگنا ان کا دو طرح سے ہے ایک فطرتاً دوم حاجتاً یعنی جس وقت کسی مخلوق کو کسی قسم کی حاجت ہوتی ہے تو وہ طبعاً اپنے خالق کی طرف جھکتی ہے دوسری صورت زبان سے طلب کرنے کی ہے۔ ان دونوں قسموں کی حاجتوں کو پورا کرنے والا خدا ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ (خدا) ہر دن بلکہ ہر آن ایک بلند شان کے مطابق مخلوق کے انتظام میں ہے۔ کوئی دن اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا جس میں وہ دنیا کے انتظام اور نگرانی سے بے خبر ہو۔ اگر وہ بے خبر ہو یا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دے دے تو دنیا کا وجود نہ رہے بلکہ فوراً فنا ہو جائے۔ کیا تم نے مولانا جامی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد

کالبد از وے پزیرد آلبد

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھر تم خدا کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو ہم تمہارے لئے متوجہ ہونے والے ہیں- پھر تم کس نعمت کا انکار

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

کرتے ہو؟ اے جنو! اور انسانو! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل سکو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تو بے شک نکل جاؤ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر غلبہ کرنے سے پھر تم کس نعمت الٰہی کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

ناشکری کرتے ہو؟ تم دونوں پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ پھر جب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾

پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟ پس اس روز انسانوں اور جنوں کی ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ

پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

پھر تم پروردگار کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو ہم (خدا) تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ کرنے کیلئے ایک دن یعنی قیامت کے روز کلی فیصلہ کرنے کو متوجہ ہونے والے ہیں پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ یہ بھی تم کو اعلان کر دیا جاتا ہے جو سراسر تمہارے حق میں رحمت ہے کہ اے جنو اور انسانو! سنو اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے یعنی پروردگار کی سلطنت سے نکل سکو اور نکل کر امن چین کی زندگی گزار سکو تو بے شک نکل جاؤ- جہاں تمہارے سینگ سمائیں چلے جاؤ- یہ سرکار خداوندی کا تم کو نوٹس ہے لیکن ہم تمہیں یہ بتائے دیتے ہیں کہ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر خدا پر غلبہ کرنے سے یعنی خدائے قدیر پر تم غالب آجاؤ تو اس کے ملک سے تم نکل سکو گے اور یہ ناممکن ہے پھر تم کس نعمت الٰہی کی ناشکری کرتے ہو؟ دیکھو ایک بڑی اہم بات پر ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں جس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے- سنو قیامت کے روز تم دونوں پر یعنی جو تم میں سے مستوجب ہوگا اس پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں باوجود کثرت افراد کے ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گے- پھر بتاؤ اتنے بڑے اہم کام کی تم کو اطلاع دی گئی ہے- پھر بھی تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو- پھر وہ وقت بھی تم کو یاد رکھنا چاہئیے جب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا اس وقت ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا- پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو پس اس روز انسانوں اور جنوں کو ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا کہ تم نے کوئی گناہ کیا یا نہیں بلکہ ان کے کام ان کے چہروں سے خود بخود نمایاں ہوں گے- دیکھو یہ اطلاع بھی تم کو ہدایت کرنے میں کہاں تک کیسی مفید ہے پھر بھی تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اور سنو اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا

قدموں سے پکڑے جائیں گے پس کس نعمت الٰہی کی تکذیب کرتے ہو؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

تھے' وہ اس میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے- پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ

جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبہ شان سے ڈرتا رہے اس کے لئے وہ باغ ہوں گے پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دونوں باغ شاخوں

اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

والے ہوں گے- پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے- پھر تم پروردگار کی

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی- پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ

تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی جانب کا کپڑا مخمل کا ہوگا اور درختوں کے پھل جھکے ہوں گے- پھر تم خدا کی

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

قدموں سے پکڑے جائیں گے پس بتاؤ کس نعمت الٰہی کی تکذیب کرتے ہو؟ جب ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ان کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے تھے- اسوقت وہ مجرم لوگ اس جہنم میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے جیسے سمندر کی لہروں میں مچھلیاں گھومتی ہیں پھر تم بتاؤ پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو اور سنو ہم مدار کار ایک ہی بات تم کو بتلاتے ہیں جس پر عمل کرنے سے تمہارا بیڑا پار ہو جائے ہمارے ہاں نجات کے لیے مدار کار ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبے سے ڈرتا ہے یعنی اسکی شان والا شان کے مطابق دل میں خوف رکھے اس کے لیے خدا کے ہاں دو باغ ہوں گے' ایک رہنے کے لیے ایک سیر سپاٹے کے لیے جیسے دنیا میں امراء اور رؤساء کے لیے ہوتے ہیں پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو وہ دونوں باغ اجڑے ویران نہ ہوں گے بلکہ سرسبز درختوں اور لہلہاتی شاخوں والے ہوں گے پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہونگے جن سے ان باغوں میں مزید تروتازگی ہوگی اور جنتیوں کے مکانوں کے نیچے جو نہریں جاری ہوں گی وہ بھی انہی چشموں سے ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو- اور سنو ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی رنگت میں بھی مختلف اور لذت میں بھی مختلف جیسے ہمارے ہاں انار دو قسم ہیں قابلی اور قندہاری- سنگترے بھی ناگپوری اور دیسی دو قسم ہیں اس طرح آم خربوزہ وغیرہ سب دو دو قسمیں ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان اہل جنت کی رہائش ان باغوں میں یوں ہوگی کہ تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی جانب کا کپڑا مخمل ہوگا- باہر کا بہت اعلیٰ اور باغوں میں درختوں کے پھل جھکے ہوں گے ان کے اتارنے میں ان کو تکلیف نہ ہوگی- پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ

ان باغوں میں ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی ان پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے پھر تم اپنے رب کی کس

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

نعمت کی تکذیب کرتے ہو گویا وہ یاقوت اور مونگا ہوں گی- پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی

تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

تکذیب کرتے ہو؟ نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے- پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَامَّتٰنِ ۝

ان دو کے علاوہ دو اور بہشت ہیں- پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سیاہی مائل

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

پھر پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے- پھر تم دونوں گروہ پروردگار کی کون سی

تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں پھل کھجوریں اور انار ہوں گے پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

ان باغوں میں اہل جنت کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی خاص کیفیت ان کی یہ ہو گی کہ ان بہشتیوں سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہو گا نہ کسی جن نے یعنی وہ بالکل باکرہ جوان[1] ہم عمر خوبصورت ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو- وہ عورتیں ایسی خوبصورت ہوں گی گویا وہ یاقوت اور مونگا یا بالفاظ دیگر کشمیر کے سیب کی طرح چمکیلی اور سرخ سفید رنگت لی ہوئی ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ہمارے ہاں تو عام قاعدہ ہے کہ نیکی کا بدلہ تو نیک ہی ہوتا ہے اس لیے جو لوگ صالح ہوں گے ان کی جزا بھی اچھی ہو گی مگر تم کو بھی تو اس قانون کی پابندی کرنی چاہیے خدا کے احسانات تم لوگوں پر کتنے ہیں پیدائش سے موت تک سر سے پیر تک اس کے احسانات کے نیچے دبے ہو- پھر کیا تم اس کے احسانات کو ملحوظ رکھ کر اس کی فرمانبرداری کرتے ہو- اگر کرتے ہو تو مبارک ہے نہیں کرتے تو پھر تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا اس نے تمہیں پیدا نہیں کیا- اس نے تم کو صحت اور تندرستی نہیں دی- اس نے تم کو رزق اور عافیت نہیں بخشی- آخر کہو تو سہی کیا کچھ نہیں دیا؟ دنیا میں دیا آخرت میں دو بہشت دینے کا وعدہ کیا- ان دو کے علاوہ بھی دو اور بہشت ہیں جو اہل جنت کو ملیں گی- پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو دیکھو وہ درخت ایسے سر سبز ہوں گے کہ دور سے دیکھنے میں سیاہی مائل دکھائی دیں گے پھر بتاؤ پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سنو ان بہشتوں میں سے ہر ایک بہشت میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے جیسے اونچے پہاڑ سے پانی کا چشمہ زور سے بہتا ہے اسی طرح بہشت میں پانی' دودھ اور شہد خالص وغیرہ کے چشمے جوش سے جاری ہوں گے بہشتی لوگ ان کو اپنے استعمال میں لائیں گے پھر بھی تم دونوں (جن اور انسانی) گروہ پروردگار کی کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں باغوں ہر قسم کے پھل خاص کر کھجوریں اور ہر قسم کے انار ہوں گے جو بہشتیوں کے لیے وقف ہوں گے- پھر تم ہی بتاؤ اپنے پروردگار کی کون سے نعمت کا انکار کرتے ہو؟

---

[1] ﴿ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴾ کی طرف اشارہ ہے-

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي

ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ گورے رنگ کی حوریں خیموں میں پردہ نشین

الْخِيَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝

ہوں گی- پھر تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝

پھر تم پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ لوگ سبز قالینوں اور خوبصورت فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے ہو؟ تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے-

سورت الواقعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝

جب قیامت واقع ہوجائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں وہ پست کرے گی اور بلند کرے گی

دیکھوان بہشتوں میں بہشتی لوگ تنہائی میں نہیں رہیں گے کہ تجردکی وحشت سے پریشان ہوں بلکہ ان بہشتوں میں ان کے لئے نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی جن سے وہ حسب ضرورت مانوس رہینگے اور ہر طرح کے جائز عیش کریں گے پھر بھی تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سنو وہ عورتیں بڑی خوبصورت گورے رنگ کی حوریں ہوں گی جو ان باغوں میں بعد سیر و تفریح کے شاہی بیگمات کی طرح خیموں میں پردہ نشین[1] ہونگی کیا مجال کوئی غیر ان کو دیکھ سکے- پھر بتاؤ تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ مہ جبین حوریں چونکہ پیدائشی باکرہ[2] ہوں گی اس لئے بالکل صحیح سمجھو کہ بعد پیدائش ان بہشتی مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے بطور ملاپ کے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے بلکہ بالکل جوان غیر مدخولہ ہوں گی پھر تم پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو وہ بہشتی لوگ سبز قالینوں اور عمدہ خوبصورت فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جیسے یہاں تمہارے معزز رئیس لوگ بوقت فرصت بیٹھتے ہیں- پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے ہو- سنو تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے ﴿سبحان ربك رب العزة عما يصفون﴾

سورۂ واقعہ

سنو لوگوں جب قیامت کی ساعت واقع ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں-وہ قیامت کئی ایک بلند مراتب انسانوں کو جو دنیا میں بڑے رتبے والے ہوں گے پست کرے گی اور کئی ایک پست رتبہ والوں کو ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے بلند کرے گی یعنی دنیا میں جو بداعمال لوگ بلندرتبہ ہوں گے وہ وہاں

---

[1] يقال امراة قصيرة وقصورة ومقصورة مخدرة (تفسير كشاف- سورة الرحمن) .

[2] پیدائشی باکرہ کے معنے یہ ہیں کہ باوجود ملاپ مرد کے بکارت کا وصف ان میں ہمیشہ رہیگا ﴿ فجعلنا هن ابكارا﴾ کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَ

جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور پہاڑوں کو ریزے ریزے کردیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہوکر اڑیں گے اور

كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۗ﴿۷﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۗ﴿۸﴾ وَأَصْحٰبُ

تم تین قسم ہو جاؤ گے- پس دائیں ہاتھ والے کیسے اچھے ہوں گے اور بائیں

الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۗ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚ﴿۱۰﴾ أُولٰٓئِكَ

ہاتھ والے کیسے برے ہوں گے- سابق لوگ سابق ہوں گے' خدا کے مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ

ہوں گے بڑی نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے' پہلے لوگوں میں سے ایک جماعت ہوگی اور پچھلوں میں بھی تھوڑے سے

الْأٰخِرِيْنَ ۗ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٔيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ

ہوں گے- جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے- خور سال ہمیشہ

پست ہوں گے اور جو نیک لوگ دنیا میں پست ہوں گے وہ وہاں بلند ہوں گے' اس روز سب کی قلعی کھل جائے گی- سب کا کیا کرایا معلوم ہو جائے گا- یہ واقعہ اس روز ہو گا جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور اس حرکت کے ساتھ پہاڑوں کو ریزے ریزے کر دیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہو کر اڑیں گے- زمین پر نہ کوئی اونچی جگہ رہے گی نہ پست[1] نظر آئے گی اور تم دنیا کے لوگ اس روز تین قسم ہو جاؤ گے ایک قسم دائیں ہاتھ والے جن کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں عزت کے ساتھ ملے گا- دوسری قسم بائیں ہاتھ والے جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا- تیسری قسم وہ لوگ جو ان لوگوں سے بالاتر ہوں گے یعنی نیک کاموں میں سبقت کرنے والے- پس ان تینوں قسموں کی کیفیت اور حالت سنو! دائیں ہاتھ والے واہ کیسے مزے میں اچھے رتبے پر ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے کیسے برے درجے میں ہوں گے' ان دونوں کا مختصر حال تو بس اسی سے معلوم ہو گیا- اب رہے سابق لوگ ان کا کیا کہنا وہ تو جیسے دنیا میں نیک کاموں میں سابق تھے' آخرت میں بھی جنت کی طرف سب سے پہلے سابق ہوں گے- داخلہ میں سابق' ہر نعمت کی تحصیل میں سابق' خدا کے دیدار میں سابق غرض ہر امر میں سابق- کیونکہ وہی اعلیٰ درجے میں خدا کے مقرب ہوں گے جو بڑی نعمتوں کے باغوں میں عیش وعشرت کرتے ہوں گے- چونکہ یہ بڑے رتبے کے لوگ ہیں اس لیے ان کی تعداد بہ نسبت دوسروں کے کم ہو گی- تم سے پہلے بھلے لوگوں میں یعنی انبیاء' اولیاء' سابقین میں سے ایک خاصی تعداد کی جماعت ایسے سابقین لوگوں کی ہو گی اور پچھلوں یعنی تم مسلمانوں میں سے بھی تھوڑے سے ان سابقین میں ہوں گے کیونکہ دنیا میں یہ قانون عام ہے کہ اچھی اور اعلیٰ چیز بہ نسبت ادنیٰ اور ماتحت کے تھوڑی ہوتی ہے- اسی قاعدے سے یہ جماعت سابقین میں کم ہو گی- سونے چاندی کے جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے- ان کی نسل[2] کے خور سال مرے ہوئے بہشت میں ہمیشہ

---

[2] یہ بچے وہ ہوں گے جو اہل جنت کی اولاد شیر خواری کی حالت میں دنیا میں مری ہو گی- کیونکہ اس جگہ ولدان کا لفظ آیا ہے اور سورۂ طور میں **غلمان لهم** کا لفظ آیا ہے جس کے معنے ہیں ان کے بچے' یہ سب بچے اہل جنت کے بہلاوے کو ہوں گے- (منہ ۱۳)

[1] لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ أَمْتًا کی طرف اشارہ ہے- (۱۲) منہ

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا

رہنے والے بچے ان کے پاس گلاس اور لٹیاں اور شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے

يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ

نہ ان کو درد سر ہوگا اور نہ وہ بکواس بکیں گے اور جس جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ لے کر ان

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

کے پاس آئیں گے اور ان کے لئے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح ہوں گی' یہ ان کو ان کے کاموں کے بدلہ

يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾

میں ملے گا جو وہ کرتے تھے۔ وہ کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے سوائے سلام سلام کے ۔ ۔ ۔

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ

اور دائیں ہاتھ والوں کے کیا کہنے بے کانٹے کی بیریوں میں تہہ بتہہ کیلوں

مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ

میں اور بڑی نعمتوں میں اور گرتے پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان

وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾

سے ان کو روک ٹوک ہوگی

رہنے والے بچے ان جنتیوں کے پاس شیشے کے گلاس اور بلوری لٹیاں اور ایسی شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے نہ ان کو درد سر ہوگا نہ وہ نشہ کی وجہ سے بکواس بکیں گے کیونکہ وہ شراب بے نشہ محض پینے کی لذیذ چیز ہوگی اور جس جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ بچے لے کر ان کے پاس آئیں گے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے لے کر کھانے میں ان کو مزید لذت ہوگی اور ان کے لیے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح صاف شفاف ہوں گی۔ یہ سب کچھ ان کو ان کاموں کے بدلے ملے گا جو وہ دنیا میں اعمال صالحہ کرتے تھے۔ اس جنت میں بے انتہا لوگ ہوں گے۔ وہ اہل جنت کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی بیہودگی نہ ہوگی اس لیے کسی قسم کی ناجائز بات ان کے سننے میں نہ آئے گی سوائے سلام سلام کے۔ ہر طرف سے سلام علیکم و علیکم السلام کی آوازیں آئیں گی۔ یہ تو انجام ہوگا سابقین کا۔ اب سنیے اصحاب الیمین کا حال یعنی دائیں ہاتھ والوں کے کیا کہنے! بڑے مزے کے عیش میں ہوں گے۔ باغوں کی بارہ دریوں میں بے کانٹے کی بیریوں میں اور تہہ بتہہ کیلوں میں اور بڑی نعمتوں[1] میں اور گرتے[2] پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان سے ان کو روک ٹوک ہوگی۔

---

[1] وظل ممدود یہ محاورہ ہے۔ نعماء کثیر۔ ویعبر بالظل عن العزۃ والنعمۃ وعن الرفاھیۃ (مفردات راغب)

[2] لاہور اور سری نگر کشمیر کے شالامار باغ میں اس پانی کا نمونہ نظر آتا ہے جب اوپر کے درجے سے نیچے کو پانی گرتا ہے اس کے گرنے کے راستے میں ٹیڑھا پتھر ہے جس کو بڑی خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے' اس پر ہوتا ہوا نیچے پانی آتا ہے تو عجیب خوبصورت منظر پیدا ہوتا ہے ﴿ماء مسکوب﴾ کی نظیر ہے۔

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۞ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۞ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۞ عُرُبًا

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے ہم نے ان ازواج کو پیدا کیا ہے اور باکرہ رکھا ہے محبوبہ

اَتْرَابًا ۞ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۞ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۞ وَ

دائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے- اس جماعت میں بہت سے لوگ پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے-

اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۵ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۞ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ۞ وَّ ظِلٍّ

بائیں ہاتھ والے لوگ کیسے بدنصیب ہوں گے سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور سخت گرم پانی میں اور سخت سیاہ دھوئیں

مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۞ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۞ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۞

میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ عزت کی جگہ- یہ لوگ پہلے بڑے آسودہ تھے

وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۞ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۵ اَئِذَا مِتْنَا وَ

اور بڑے کبیرے گناہ ہمیشہ کیا کرتے تھے- اور کہتے تھے جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں ہو

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے- بستروں کے ذکر سے تمہارا ذہن ایک ضروری چیز کی طرف منتقل ہوا ہوگا یعنی ازواج کیونکہ بستر بغیر زوج اور زوجہ کے آرام دہ نہیں ہوتا- پس سنو! ان کے لیے ازواج بھی وہاں ہوں گی کیونکہ ہم نے وہاں کی ان ازواج عورتوں کو پیدا کیا ہے اور پیدا کر کے ہمیشہ کے لیے باکرہ جوان رکھا ہے- خاوندوں کی نگاہ میں محبوبہ اور ان دائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے- غرض ایک پسندیدہ عورت میں جس جس قسم کی خوبی ہونی چاہئے وہ ان میں ہوگی اس لیے خاوند ان سے مسرور اور وہ خاوندوں سے محظوظ ہوں گی پس بڑے مزے کی زندگی ان کو نصیب ہوگی جو دنیا میں کسی راجہ نواب کو تو کیا بڑے سے بڑے کسی بادشاہ کو بھی میسر نہ ہو- اس دائیں ہاتھ والی جماعت میں بہت سے لوگ اس آخری زمان پیغمبر سے پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ اس سے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے- غرض اس جماعت میں داخلہ کیلئے کوئی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰة والتحیة کی خصوصیت نہ ہوگی بلکہ پہلی امتوں کے نیک لوگ بھی اس گروہ میں داخل ہوں گے- باقی رہے اصحاب الشمال یعنی ان سب کے مقابل بائیں ہاتھ والے لوگ' ہائے کیسے برے اور کیسے بدنصیب ہوں گے بائیں ہاتھ والے ان کی بابت کچھ نہ پوچھو' عام اوقات میں سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور پیاس کے وقت سخت گرم پانی میں اور بالائی تپش کے وقت سخت سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جیسا انجن میں پتھر کے کوئلے جلنے سے سخت سیاہ دھواں نکلتا ہے- غور کرو ان لوگوں کی زندگی اور راحت کیا ہوگی جن کو دھوپ اور تپش سے بچنے کے لیے ایسے دھوئیں میں آرام ملے گا جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عزت کی جگہ' بلکہ سخت ذلت اور خواری کا مقام ہوگا- کیوں نہ ہو یہ لوگ تھے بھی تو اسی لائق کیونکہ آج سے پہلے دنیا میں بڑے آسودہ تھے اور بڑے بڑے بڑے کبیرے گناہ شرک' کفر' بدمعاشی کے سارے کام ہمیشہ کیا کرتے تھے نہ عید چھوڑتے نہ بقرعید نہ رمضان نہ محرم- بلکہ ان کا یہ قول تھا ؎

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

اور اگر ان کو کوئی سمجھاتا کہ میاں اللہ سے ڈرو- ایک روز کئے کا حساب دینا ہوگا تو اس کے جواب میں کہتے تھے جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں ہو

كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۞ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ

جائیں گے تو کیا ہم اور ہمارے باپ دادا حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ تو کہہ کہ اس میں شک نہیں کہ

وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۞ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا

تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے جائیں گے پھر تم اے بھولے ہوئے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا

جھٹلانے والے لوگو! زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ

الْبُطُوْنَ ۚ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۚ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۞ هٰذَا

بھرو گے پھر اس پر اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے انصاف کے روز

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۞ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۞ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۞

یہ ان کی ضیافت ہوگی- ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے- بتاؤ جو پانی تم ارحام میں

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۞

ٹپکاتے ہو وہ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

جائیں گے- تو کیا ہم اور ہمارے پہلے باپ دادا حساب کتاب کے لیے اٹھائے جائیں گے ؟ یہ تو بڑی دور از (۱) عقل بات ہے- کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جسم سڑ گل کر مٹی میں مٹی ہو جائے- پھر وہ پورا بن کر زندہ ہو جائے- اے پیغمبر علیہ السلام! تو ان کے جواب میں ان کو کہہ کہ اس میں مطلق شک کی گنجائش نہیں کہ تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے جائیں گے چاہے تم اقرار کرو یا انکار' ہوگا یہی جو ہم نے بتایا ہے- پھر تم اے بھولے ہوئے غلط کار جھٹلانے والے لوگو! پیٹ بھرنے کو سخت کڑوے زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر مزید طرفہ یہ کہ بغیر کسی برتن گلاس کٹورے وغیرہ کے اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے- انصاف یعنی قیامت کے روز ان جہنمیوں کی یہ ضیافت ہوگی جو ان کو پہلے روز آتے ہی پیش کی جائے گی- اب سنو! اصل استبعاد کا جواب جو تم کہتے ہو کہ مر کر کوئی جاندار کس طرح زندہ ہو سکتا ہے ؟ پس غور کرو ہم ہی نے تم کو پیدا کیا کہاں سے کہاں تک تم نے ترقی کی- اس کا ثبوت تمہارے حالات بتا رہے ہیں- کیا تمہاری جوانی کی حالت اس ابتدائی حالت سے مشابہت رکھتی ہے جو تم کو بطن مادر میں اور اس کے بعد حاصل ہوتی ہے ؟ اس حالت میں دیکھنے والا تم کو جوانی میں دیکھے تو باور کر سکتا ہے کہ تم وہی ہو ؟ ہرگز نہیں پس جس طرح ان مختلف مراتب سے گزرتے ہوئے خالق نے تم کو اس آخری مرتبے تک پہنچایا ہے اسی طرح فنا کے بعد دوسری صورت میں تم کو پیدا کرے گا- پھر تم اتنا ثبوت ہوتے ہوئے بھی وعدہ الٰہی متضمن حشر اجساد کی تصدیق کیوں نہیں کرتے- آؤ ذرا تفصیل سے سنو! بتاؤ جو پانی تم ارحام نساء میں ٹپکاتے ہو- جس سے تمہاری اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اولاد بلکہ وہ پانی بھی خود تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں ؟ انصاف اور ایمان سے بتانا- اس سے اصل بات کا پتہ چل جائے گا- تمہارا خیال اگر یہ ہے کہ تم پیدا کرتے ہو تو جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی ان سے بھی ذرا دریافت کرو

(۱) ﴿ذلك رجع بعيد﴾ کی طرف اشارہ ہے-

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ

ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے اور ہم اس سے بھی عاجز نہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم

أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا

کو ایک ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے اور تم پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر تم نصیحت کیوں

تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾

نہیں پاتے۔ بھلا بتاؤ تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟

لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ

اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کردیتے پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے کہ ہائے ہم مقروض ہوگئے بلکہ ہم بڑے ہی بدنصیب

مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ

ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا

الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾

ہم اتارتے ہیں؟

کہ ان کے ہاں کیوں پیدا نہیں ہوتی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل بات وہی ہے جو ہم بتاتے ہیں کہ ہم خدا ہی نے تم کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے ایک وقت پر پہنچ کر تم خود بخود معدوم ہو جاتے ہو اور ہو جاؤ گے اور اگر خیال کرو کہ ہم سے کہیں چھپ جاؤ گے ایسے کہ ہم تم کو گرفتار نہ کر سکیں گے تو یہ خیال تمہارا غلط ہے کیونکہ ہم تمہارے گرفتار کرنے پر قادر ہیں اور اس سے بھی عاجز نہیں کہ اسی دنیا میں اسی حالت میں تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم کو ایک ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے ہو۔ یعنی کسی برے سے برے حیوان کی صورت میں مبدل کردیں اور اگر غور کرو تو تم کو ایک ہی مثال کافی ہے کہ تم پہلی پیدائش کو جو تم پر اور تمہاری اولاد پر آچکی ہے جان چکے ہو۔ جس سے تم سب موجود ہو۔ غور کرو کس طرح تم بنے اور کس طرح ترقی یاب ہوئے اور کس طرح بڑھتے گئے یہاں تک کہ پیر مرد بن گئے پھر تم نصیحت کیوں نہیں پاتے ہو۔ یعنی یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ جس خدا نے ہم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی پیدا کر سکتا ہے ضرور کر سکتا ہے اور کرے گا اور سنو! بھلا بتاؤ تو سہی تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو اس سے جو پیدا ہوتا ہے وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟ کون ایسا عقلمند ہے جو کہے کہ میں اگاتا ہوں نہیں بلکہ تم بھی یہی کہو گے ؎

نہ بارد ہوا تانہ گوئی ببار   زمین ناورد تانہ گوئی بیار

سنو! آج تم جو غلہ کھا رہے ہو اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کر دیتے نہ دانے تمہارے ہاتھ لگتے نہ بھوسہ' نہ تم کھاتے نہ تمہارے مویشی' پھر تم باتیں بناتے اور افسوس کرتے رہ جاتے۔ یہی کہتے نا کہ ہائے ہم مقروض ہوگئے ہائے اتنی پیداوار بھی نہ ہوئی کہ ہم سرکاری معاملہ ہی ادا کرتے۔ نہ مہاجن کا روپیہ ادا ہوا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم بڑے ہی بدنصیب محروم ہیں کہ پکی پکائی کھیتی ہماری ضائع ہوگئی۔ یہ دوسرا سوال تھا جو ختم ہوا۔ اب تیسرا سوال سنو! بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو کنوؤں کا۔ چشموں کا' دریا کا یا جھیل کا اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم (خدا) اتارتے ہیں؟ دیکھو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا ؎

ابرو بادومہ وخورشید وفلک درکار اند   کہ تونانے بکف آری و بغفلت نخوری

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝

اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کردیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے- بھلا بتاؤ تو تم لوگ جو آگ جلاتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا

کیا اس کے پیڑ تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم بناتے ہیں- ہم ہی نے ان کو نصیحت کے لئے اور خاص کر غرباء کے گذارے

لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَ

کے لئے بنایا ہے پس تم اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح پڑھا کرو مجھے ستاروں کی گذرگاہوں کی قسم ہے اور اگر

اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا

جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے- بے شک یہ بڑی عزت کی کتاب ہے مخفی کتاب میں ہے اس

يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کو پاک لوگ ہی چھوتے ہیں رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اس کلام کے ماننے میں

اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝

سستی کرتے ہو

سنو اگر ہم (خدا) چاہیں تو اس پانی کو کڑوا اور سخت کڑوا کردیں پھر تم اس میٹھے پانی کا شکر کیوں نہیں کرتے کیا یہی شکر ہے کہ کھاؤ پیؤ تو خدا کا اور گیت گاؤ غیر کا- یہ کسی طرح جائز نہیں- آؤ ایک اور سوال سنو! بھلا بتاؤ تو سہی تم لوگ جو کھانا پکاتے اور دیگر ضروریات کیلئے آگ جلاتے ہو- کیا تم اس کے پیڑ جو اس کا ایندھن بنتے ہیں تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم (خدا) بناتے ہیں- کچھ شک نہیں کہ ہم ہی نے ان درختوں اور ان کی اور سب چیزوں کو عام طور پر نصیحت کے لیے اور خاص کر غرباء[1] کے گزارے کے لیے بنایا ہے- نصیحت تو اس طرح کہ اہل بصیرت ان درختوں کی پیدائش دیکھیں کہ کس طرح ہوتی ہے جس کی بابت ایک اہل بصیرت نے یوں کہا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور غرباء کا گزارہ یوں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور بستیوں میں فروخت کر کے گزارہ کریں- پس جب واقعہ یہ ہے کہ سب کچھ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے تو تم لوگو! اپنے پروردگار عالیشان کے اتنے احسانات کا شکریہ کرنے کو اس کے نام کی تسبیح پڑھا کرو- یعنی اس کو پاکی سے یاد کرنے کو یوں کہا کرو سبحان اللہ وبحمدہ اے رسول! تم کہو کہ یہ کتاب جس میں خدا کی ایسی تعریف اور ایسے احکام ہیں یہ تمہاری ہدایت کے لیے آئی ہے- مجھے ستاروں کی گزرگاہوں کی قسم ہے اور اگر تم خدائی طرز کلام جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کیونکہ اس میں مقسم بہ کی مقسم لہ[2] کے ساتھ تشبیہ پائی جاتی ہے بے شک یہ قرآن بڑی قدر و عزت کی کتاب ہے یہ خود یعنی اس کا مضمون علم الٰہی سے ماخوذ ہے اس لیے یہ دراصل اس مخفی کتاب میں محفوظ ہے جس کا نام ہے لوح محفوظ یا کتاب مبین وغیرہ اس کتاب قرآن مجید کو پاک لوگ ہی چھوتے یعنی وہی اس پر عمل کرتے اور وہی اس کو رہنما اور ہدایت نامہ بناتے ہیں ایسے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ قرآن رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اے عرب کے منکرو! اس کلام کے ماننے میں سستی کرتے ہو؟

[1] تفسیر کشاف (۱۲)

[2] مقسم لہ یہاں قرآن ہے اور مقسم بہ ستارے ہیں- ستارے روشنی کی علت ہیں اسی طرح قرآن بھی دل کی روشنی کا سبب ہے-

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ

اور تم اپنا حصہ یہی بناتے ہو کہ تکذیب کرتے ہو بھلا جب روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس

حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ

وقت دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ

اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ

کسی کے دبیل نہیں تو اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ

كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ

مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں اور اگر وہ دائیں ہاتھ

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ

والوں میں سے ہے تو دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے بھی تجھ کو سلام ہو۔ اگر وہ جھٹلانے والے

كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾

گمراہوں میں سے ہوگا تو سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی اور جہنم میں داخلہ ہوگا

اور تم اپنا حصہ قسمت یہی بناتے ہو کہ اس پاک اور مصدق کلام کی تکذیب کرتے ہو۔ واہ خوب عقل ہے۔ خدا کی مہربانی کا شکر یہی ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کی بے قدری کرو۔ کیا تمہیں خدا پر ایمان نہیں بھلا جب تمہارے [illegible] کی مرتے وقت روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس وقت اس مرنے والے کا حال دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس مرنیوالے کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ ہم کو نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ کسی مالک کے دبیل اور ماتحت نہیں ہو تو اس پیارے قریبی کی روح کو واپس کیوں نہیں کرتے[1] اگر تم اپنے خیال اور دعوے میں سچے ہو کہ ہم کسی کے دبیل نہیں، ہرگز واپس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تم بلکہ تمام دنیا اسی خدا کی محکوم اور مقہور ہے وہی تم کو جزا سزا دیگا مرکر تم سب لوگ اسی کے حضور حاضر ہوتے ہو پھر بعد موت اگر وہ مردہ خدا کے مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں بس مزے سے رہے اور عیش کرے مگر مقربان خدا کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو ہر نیک کام میں بڑھنے والے ہیں وہ مقرب[2] خدا ہیں اور اگر وہ مردہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے یعنی جو پہلے لوگوں سے ذرا نرم چال ہیں تو ان کی طرف سے بھی تجھ کو سلام یعنی تسلی ہو۔ آجکل کے دستور کے مطابق یوں سمجھو کہ مقرب لوگ ریل کے فرسٹ کلاس (پہلے درجے) میں ہیں اور اصحاب الیمین سیکنڈ کلاس (دوسرے درجے) میں ہیں بس اتنا ہی ان میں فرق ہے ورنہ نعماء جنت میں دونوں فریق مزے سے گزاریں گے۔ جیسے فرسٹ کلاس اور سیکنڈ کلاس والے ایک ہی ٹرین میں سفر کرتے ہیں۔ ہاں اگر وہ مردہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا تو بس سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی جو اس کو سخت پیاس کے وقت ملے گا اور وہ اس کو پی نہ سکے گا مگر پینا پڑے گا اور جہنم میں داخلہ ہوگا جہاں جانا نہ چاہے گا مگر بادل ناخواستہ جانا پڑے گا۔ یہ ہے اِن تین گروہوں کا حال چال بعد موت' جن میں انسان تقسیم ہو جاتے ہیں بیشک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے ایسا ہی ہو کر رہے گا۔

---

[1] دونوں لولا کی جزا ایک ہی ہے۔ ۱۲ (منہ)

[2] ﴿والسابقون السابقون اولئك المقربون﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

بے شک یہ وقوعہ قطعا صحیح ہے پس تم اپنے عظمت اور جلالت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو

سورت الحدید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ لَهٗ مُلْكُ

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢﴾ هُوَ

اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت وارد کرتا ہے اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے وہی اول

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ

تھا وہ آخر ہوگا

پس تم اے لوگو جو ان مقامات عالیہ اور نعماء جنت کی خواہش اور تمنا کرتے ہو اپنے عظمت اور جلالت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو یعنی خالی وقت ضائع نہ کیا کرو۔ بلکہ سبحان اللہ العظیم پڑھا کرو اس پر مداومت کرنے سے تم ان مراتب کو پالو گے (انشاء اللہ) اللھم وفقنا۔

سورت الحدید

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ قادر قیوم کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں یعنی خدائے خالق کائنات کو پاکی سے یاد کرتی ہیں۔ کیا تم نے کسی عارف خدا کا شعر نہیں سنا

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں باصطلاحے

اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس کے ہر امر میں غلبہ ہے اس کی حکومت بھی بڑی وسیع اور زبردست ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک اسی کے قبضہ قدرت میں ہے یعنی سارے ملک کا اصلی بادشاہ وہی ہے۔ دنیا کے بادشاہ سب اس کے ماتحت اور غلام ہیں مگر اس کی بادشاہی کوئی دنیاوی بادشاہوں کی سی نہیں ہے کیونکہ دنیا کے بادشاہ اپنی رعیت کو زندگی نہیں دے سکتے۔ نہ زندوں کو فنا کر سکتے ہیں یہ کام خدا ہی کے کرنے کا ہے اس لئے تم سن رکھو کہ وہی خدا زندگی بخشتا ہے اور بخشی ہوئی زندگی چھین کر وہی موت وارد کرتا ہے یعنی زندہ کو مردہ کر دیتا ہے یہ کام اسی کے کرنے کے ہیں اس لئے کہ وہ ہر کام پر بہت بڑی قدرت رکھتا ہے۔ سنو اس کی ذات ستودہ صفات ایسی ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے پہلے تھی۔ نہ ساتھ۔ اس لئے بحیثیت خالق لم یزل ہونے کے وہی سب سے اول تھا اور تمام اشیاء کے فنا ہونے کے بعد بحیثیت لایزال ہستی ہونے کے وہی سب سے آخر ہوگا۔ کیا تم نے ایک شاعر کا قول نہیں سنا

خرد و فہم سے گر دل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اوّل و آخر کی حقیقت کا تلاشی
میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی دیدی ہی خلق تو بودی نبوت خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ ظاہر ہے اور وہ مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ

چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا پھر حکمران ہوا جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا

سے نکلتا ہے اس کو اور جو آسمان کی طرف سے اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے

كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى

جہاں تم ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام آسمانوں اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے کل کام اسی کی

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ

طرف رجوع ہوتے ہیں وہی رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے

اور تمام چیزوں میں وہی ظاہر ہے یعنی اس کی قدرت کا جلوہ نمایاں ہیں مگر ایسا کہ اس کے دیکھنے کو چشم بینا چاہئے کیا تم نے کسی عارف کا قول نہیں سنا

تو یقینی و جہاں جملہ گمان من بیقیں — مدّتے شد کہ یقیں را بگماں مے بینم

اور چونکہ وہ ہر کہ دمہ کی نظر میں نہیں آتا۔ اس لیے وہ نظروں سے مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کے احاطہ علمی اور احاطہ قدرت سے باہر نہیں وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا اس مدت کا پورا علم خدا کو ہے۔ پھر ساری مخلوق پر حکمران ہوا۔ جیسی حکومت اس کے شایان شان اور لائق ہے اس خالق کائنات کا علم اتنا وسیع ہے کہ جو کچھ زمین میں از قسم بارش یا بیج وغیرہ داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس سے از قسم سبزہ وغیرہ نکلتا ہے اس کو بھی جو آسمان کی طرف سے از قسم بارش وغیرہ اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف از قسم بخارات وغیرہ چڑھتا ہے اس کو بھی غرض سب کو جانتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ چھوٹی موٹی سب چیزیں اس کے احاطہ علم میں ہیں اور کمال اس کا یہ ہے کہ وہ باوجود واحد لاشریک ہونے کے تمہارے سب کے ساتھ ہے جہاں تم ہو تم اس سے دور نہیں ہو سکتے اور لطف یہ ہے کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اس کی نظر سے نہ تم پوشیدہ ہو نہ تمہارے کام مخفی ہیں۔ اور سنو تمام آسمانوں اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے دنیاوی بادشاہوں کی طرح اس کی حکومت نہیں بلکہ کائنات کے کل کام اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں وہ جب تک کسی چیز کو وجود پذیر نہ کرے نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ موجود رکھے اس سے زیادہ موجود نہیں رہ سکتی۔ رات دن کی کمی بیشی بھی اسی کے حکم سے ہوتی ہے وہی رات کو دن میں داخل کردیتا ہے یعنی رات کم ہو جاتی ہے جیسے موسم گرما میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے موسم سرما میں اور وہ ہر چیز کو بلکہ سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین کرو اور اللہ کی راہ میں وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک کیا ہے پس جو لوگ

مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ

تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے یقیناً بہت بڑا اجر ہے اور تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اللہ کا رسول تم کو اس

لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اس نے تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہی اگر تم کو یقین ہے وہی اللہ اپنے بندے پر کھلے کھلے

عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ

احکام نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اللہ تمہارے حال پر بڑا مہربان بڑا رحم

رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کرنے والا ہے اور تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آسمانوں اور زمینوں کی کل ملکیت خدا ہی کیلئے ہے

پس تم اے لوگو ایسے اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر یقین کرو یہ جان لو کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے جو وعدہ کرتے ہیں سچ ہے ضرور ہو کر رہے گا اور ان پر ایمان لا کر انکے حکم کے موافق اللہ کی راہ میں ہر وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک کیا ہے اس سے غریبوں کی حاجت روائی ہو گی اور تمہارے نام پر اطاعت لکھی جائے گی پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ان کے لیے یقیناً بہت بڑا اجر ہے۔ تم ایک ایک کے دس گنا ستر گنا سات گنا بلکہ زیادہ تک پاؤ گے اور اگر تم لوگو غور کرو تو تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر اور رسول پر ایمان نہیں لاتے آخر یہ کام تم کو ناپسند ہے تو کیوں۔ کیا اس میں کوئی دنیاوی نقصان ہے یا تمہاری عقل اس کو باور نہیں کرتی حالانکہ اللہ کا رسول محمد ﷺ تم کو اس غرض کے لیے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ کسی اور کو نہیں بلکہ اپنے رب کو دل سے مانو۔ اور اس تمہارے رب نے ایمان لانے کا تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہے جانتے ہو کب؟ جس روز تم کو پیدا کیا تھا اگر تم کو اس روز کا یقین ہے تو بس یہی کافی ہے اور اگر تم کو اس کا یقین نہیں تو دوسرا وعدہ سنو جب دنیا کے اندر کسی بلا میں پھنستے ہو تو خدا کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے ہو اور وعدہ کرتے ہو کہ اس دفعہ ہم کو اس بلا سے نجات ہو۔ تو ہم تیرے مخلص بندے بن جائیں گے مگر جب وہ بلا ٹل جاتی ہے تو تم بھی اپنے وعدہ سے ٹل جاتے ہو سنو جس خدا نے وہ سب کام کیے ہیں اور جو دنیا کے سب کام کرتا ہے وہی اللہ وقتاً فوقتاً اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر کھلے کھلے احکام اور نشان نازل کرتا ہے تاکہ تم لوگوں کو گمراہی اور بے دینی کے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اگر سچ جانو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کی ہدایتوں میں سے ایک ہدایت تم کو یہ ہے کہ تم خدا کے دیے میں سے خرچ کیا کرو یعنی جو بھی کچھ تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے اسکی راہ میں خرچ کیا کرو۔ اور اگر غور کرو تو تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے وہ تمہارا ہے۔ یا تمہارے ہی پاس ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی کل ملکیت خدا ہی کے لیے ہے وہی سب چیزوں کا خالق ہے وہ ہی سب کا مالک ہے

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

جس نے فتوحات سے پہلے خرچ کیا ہے اور جہاد کیا ہے برابر نہیں ہوسکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں

مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

جنہوں نے پیچھے خرچ کیا اور لڑے اور خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارے کاموں

خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١١﴾

سے خبردار ہے پھر کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لئے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ

جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا ایمان اور ان کے آگے اور دائیں چلتا ہوگا تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو

الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾

کہ تمہارے لئے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ - -

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا

اس روز منافق مرد اور عورتیں ایماندار مسلمانوں کو کہیں گے

بلکہ دراصل وہی قابض ہے تم کو تو یوں ہی چند روزہ اس نے اجازت بخشی ہے ورنہ دراصل تم اور تمہاری مملوکہ اشیاء سب اسی خالق کائنات کی ملک ہیں پھر تمہیں کیا عذر ہے۔ سنو ہم اعلان کرتے ہیں کہ جس نے فتوحات محمدیہ جاری ہونے سے پہلے تنگی کی حالت میں قومی ضروریات پر خرچ کیا ہے اور جنگ میں شریک ہو کر کفار سے جہاد کیا ہے ایسے اور پچھلے لوگ برابر نہیں ہو سکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں جنھوں نے پیچھے خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں کفار سے لڑے کیونکہ عام قانون مشہور ہے الفضل للمتقدم (پہلے کام کرنے والے کو پچھلے پر فضلیت ہے) اور اس میں شک نہیں کہ پچھلے لوگ بھی ثواب کے مستحق ہیں۔ اس لیے خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے یعنی ذرا جتنی نیکی کا بدلہ خدا کے ہاں سے ملے گا اور یہ بھی اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے تم اگر اپنی حیثیت کے مطابق ایک پیسہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو وہ بھی اسے معلوم ہے اس کا بدلہ بھی تمہیں دے گا ایسا دے گا گویا کوئی قرضدار قرض خواہ کو دیتا ہے۔ تم دنیا میں ایک دوسرے سے قرض لیتے اور دیتے ہو جب تم اپنے جیسے انسانوں پر بھروسہ کرتے ہو۔ پھر کون ایسا ہے جو اللہ پر بھروسہ کر کے خدا کو قرض حسنہ دے یعنی نیک کاموں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لیے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا کب ہوگا؟ جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں عورتوں کا ایمانی نور ان کے آگے اور دائیں بائیں چلتا ہوگا جیسے ریل گاڑی کے انجن کی لالٹین رات کو آگے آگے روشنی ڈالتی ہے اور جو گاڑیوں میں بھی دائیں بائیں روشنی دیتی ہے اس طرح اس روز مومنوں کو روشنی حاصل ہوگی تاکہ ان کے چلنے میں راہ نمائی کرے۔ ملائیکہ کی معرفت ان کو کہا جائے گا کہ تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو کہ تمہارے لیے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہو گے یہ خیال بھی دل میں نہ لانا کہ کبھی تم ان بہشتوں سے نکالے جاؤ گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے جس روز ایسا ہوگا اس روز منافق مرد اور عورتیں جو بوجہ کفر کے اندھیرے میں ہوں گے اور بوجہ ظاہری کلمہ گوئی کے مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اس لیے وہ ایماندار مسلمانوں کو جب وہ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے کہیں گے

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ

ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں کہا جائے گا تم پیچھے کو چلے جاؤ پھر نور تلاش کرو پس ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ⑬

ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ ان کو بلائیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنے تئیں فتنہ میں ڈال رکھا تھا اور تم لوگ منتظر رہتے تھے

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭ فَالْيَوْمَ

اور تم لوگ شکوک میں پڑے رہے اور تم کو تمہاری غلط آرزوؤں نے فریب دے رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور اس بڑے فریبی نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا

لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

پس آج کے روز تم سے اور نہ دوسرے کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا

میاں ذرا ہمارا بھی انتظار کرو۔ ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں آپ لوگ اگر آگے نکل گئے تو ہم اندھیرے میں رہ جائیں گے ہمارے تھوڑے سے استفادہ کرنے سے تمہارا کیا نقصان۔ مومن تو ان کے حق میں بخل نہ کریں گے لیکن خدا کو چونکہ ان کو یہ فائدہ پہنچانا منظور نہ ہوگا اس لیے فرشتوں کی معرفت ان کو کہا جائے گا۔ میاں بات اصل یہ ہے کہ جو کسی کو روشنی ملی ہے اس کا تیل بتی یہاں کی نہیں بلکہ دنیا ہی سے لائے ہیں یعنی اعمال صالحہ کا بدلہ ہے پس تم پیچھے کو پھر جاؤ یعنی یہاں تو یہ چیز نہیں مل سکتی تم سے ہو سکے تو تم پیچھے کو دنیا میں چلے جاؤ پھر وہاں جاکر نور تلاش کرو یعنی نیک عمل کرو تو یہاں تمہیں نور خود بخود مل جائے گا پس یہ سن کر وہ سمجھیں گے کہ واقعی پیٹھ کی طرف منہ پھیرنے سے شائد نور ملتا ہو۔ پس وہ ذرا سی ادھر سے روگردانی کریں گے کہ فوراً ان کے اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا۔ جس کے اندر کی طرف جدھر مومن ہوں گے رحمت ہوگی اور باہر کی جانب جدھر منافق ہوں عذاب ہوگا غرض مومنوں اور کافروں میں خوب امتیاز ہو جائے گا اس پر وہ منافق لوگ ان ایمانداروں کو بلائیں گے آوازیں دیں گے بھائیو! کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ تمہاری برادری میں تمہارے نیک و بد میں شریک تھے بلکہ تمہاری مسجدوں میں تمہارے ساتھ تھے پھر یہ کیا بے مروتی ہے جو تم لوگ ہمارے ساتھ برت رہے ہو ان کے جواب میں مومن کہیں گے ہاں یہی تو ہمیں تمہاری شکایت ہے کہ تم لوگ بظاہر تو ہمارے ساتھ تھے لیکن در حقیقت تم نے اپنے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اپنے تئیں فتنہ ضلالت میں ڈال رکھا تھا اس لیے کہ تم ظاہر میں ہمارے ساتھ تھے مگر دل میں تو ہمارے مخالفوں کا ساتھ دیتے تھے اور تم لوگ ہماری تباہی کے منتظر رہتے تھے اور دین کے بارے میں تم شکوک میں پڑے رہے۔ جو وعدہ الٰہی تم سنتے اس کو تم مخول سمجھتے اور ہنسی ٹھٹھہ میں ٹال دیتے کہ ملانوں کی سی باتیں ہیں اور تم کو تمہاری غلط آرزوؤں نے فریب دے رکھا تھا تم سمجھتے تھے کہ مسلمان چند روز میں تھوڑے دنوں میں فنا ہو جائیں گے۔ تم اسی خیال میں رہے یہاں تک کہ تمہاری موت کے متعلق اللہ کا حکم آپہنچا اور اس بڑے فریبی شیطان نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا جس فریب میں پھنس کر تم شرک و کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی یہی سکھاتے رہے پس آج قیامت کے روز تم جیسے باطنی کافروں سے اور نہ دوسرے ظاہری کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا۔

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ

تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے یہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے کیا مسلمانوں کے لئے بھی ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی

مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

گئی پھر ان پر مدت دراز گذر گئی پس ان کے دل سخت ہوگئے اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں ۔ ۔ ۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

تم یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اسے تروتازہ کر دیتا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانہائے قدرت بیان کر دئے ہیں تا کہ تم سمجھو

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ

اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہت زیادہ بدلہ ہوگا اور ان کو بہت

اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾

عزت کا اجر ملے گا

اس لیے کہ تمہارا سب کا ٹھکانہ جہنم ہے یہی جہنم گویا تمہاری رفیق ہے اور سن رکھو کہ وہ بہت بڑی جگہ ہے یہ تو اہو ان بے ایمانوں کا ذکر جو خدا کو چھوڑ بیٹھے ہیں ان کو چھوڑو۔ کیا ایمانداروں مسلمانوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں۔ یعنی جب کبھی کوئی شخص قرآن کا وعظ کہتا ہو تو اور جب وہ خود قرآن مجید کو پڑھیں تو ان کے دلوں پر وہ اثر ہو جو آگ کا موم پر ہوتا ہے کہ پگھل جاتا ہے اسی طرح ایمانداروں کے دل اللہ کے ذکر اور قرآن سننے سے نرم ہو کر خدا کی طرف جھکا کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے زمانہ میں کتاب تورات انجیل وغیرہ دی گئی پھر ان پر ایک مدت دراز گزر گئی جس میں وہ عیش و آرام میں رہے پس ان کے دل سخت ہو گئے یعنی خدا کے ذکر اور کتاب اللہ کی قرأت کا اثر ان پر نہ ہوتا تھا اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگ سخت دل بلکہ مردہ دل ہو گئے تو خدا کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی کہ نبی بھیجا اور کتاب اتاری تو یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جیسا یہ قانون ہے کہ وہ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد بذریعہ بارش اسے تروتازہ کر دیتا ہے اسی طرح اس کے ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ انسانوں میں سخت گمراہی پھیلنے اور دل سخت ہو جانے کے بعد ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا ہے چنانچہ اسی قانون کے ماتحت ہم نے تمہارے لیے احکام شریعت اور نشانہائے قدرت بیان کر دیئے ہیں تا کہ تم عقل خداداد سے سمجھو۔ دیکھو ایک بات عقل کی بتاتے ہیں جس کا ذکر پہلے بصیغہ "انفقو" آچکا ہے اس کو سمجھو اور سنو خدا کی راہ میں خیرات کرنا بہت اچھا کام ہے اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو لوگ اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں یعنی[1] حاجتمند انسانوں کو بوقت ضرورت بے سود قرض دیتے ہیں تا کہ وہ اپنی حاجات میں صرف کریں ایسے لوگوں کے لیے بہت زیادہ بدلہ ہوگا اور ان کو بہت عزت کا اجر ملے گا۔ پس تم بھی اس اجر عظیم کے متلاشی رہو تا کہ تم بھی ان صدّیقین میں شمار ہو جاؤ۔

---

[1] اس طرف اشارہ ہے کہ آیت کے پہلے لفظ المصدقین میں صدقہ مراد ہے اور قرض حسنہ سے قرض ہی مراد ہے مگر مقروض خدا نہیں بلکہ مخلوق مراد ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنۡدَ
پھیرے گا خدا بے پرواہ تعریف کے لائق ہے ہم نے اپنے رسول کھلے نشان دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب

رَبِّهِمۡ ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَ نُوۡرُهُمۡ ؕ وَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ
اتاری اور ترازو تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں اور لوہا پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لئے بڑے بڑے منافع

الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۹﴾ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ وَّ زِیۡنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَكُمۡ وَ
ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو نمایاں کردے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں مدد کرتے ہیں خدا تو قوی اور غالب ہے ہم نے

تَكَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ
نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے اور بہت سے

فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَكُوۡنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
ان میں بدکار رہے پھر ہم نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو رسول بنا کر بھیجا

وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ
اور ہم نے اسے انجیل دی اور جو لوگ اس کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی

کیونکہ خدا اپنی ذات میں بے پرواہ تعریف کے لائق ہے۔ کسی شخص کی روگردانی اس کو مضر نہیں۔ نہ اس کا کوئی کام رک سکتا ہے نہ کسی کا انکار کرنا اس میں نقص پیدا کر سکتا ہے کیونکہ وہ بذاتہ جامع اوصاف حمیدہ ہے یہی تعلیم دے کر ہم نے اپنے رسول کھلے نشانات دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب اتاری جس میں عبادت کے احکام تھے اور خاص کر تمدنی احکام کا ترازو یعنی مجموعہ دستور عدل و انصاف اتارا[1] تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں یعنی لین دین' قرض' دام' ادا' امانت کے احکام بھی خدا نے نازل کئے تاکہ لوگ ان پر عمل کریں اور جو لوگ سرکشی کریں اور ان کی سزا دہی کے لئے سامان جنگ بنانے کو لوہا پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لیے بڑے بڑے منافع ہیں۔ کوئی چیز دنیا میں قابل استعمال نہیں جس کو لوہا نہ لگا ہو۔ یہ منافع کیا کم ہے اس سے غرض یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نمایاں کردے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں مدد کرتے ہیں۔ یعنی جہاد میں نیزہ تلوار بندوق توپ وغیرہ استعمال کرتے ہیں یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ خدا کو اس کی ضرورت ہے ہرگز نہیں خدا تو بذات خود قوی اور غالب ہے۔ یہی بات سمجھانے کو ہم نے حضرت نوح اور براہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبی پیدا کئے جو باقی اولاد نیز اور لوگوں کو ہدایت کریں۔ پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے صلاحیت پر آئے اور بہت سے ان میں بدکار رہے۔ مطلب یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل مختلف طبقوں کی تھی۔ بعض نیک تھے بعض بد جیسی اور قومیں بھی ہوتی ہیں۔ پھر ہم (خدا) نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد اخیر میں عیسیٰ بن مریم کو رسول کر کے بھیجا اور لوگوں کو ہدایت کر کے ہم اسے کتاب انجیل دی تاکہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے اور خدا کے احکام سنائے اور جو لوگ اس حضرت مسیح کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی وہ عادتاً نرم تھے اور نیک سلوک کرنے والے۔

---

[1] جتنے احکام لین دین عدل و انصاف کے متعلق ہیں جیسے اقیموا الوزن بالقسط اقیموا الشهادة لله ان احکام تمدنی کو قرآنی اصطلاح میں المیزان کہا گیا ہے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کا

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَا أَصَابَ

اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں وہی لوگ

مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ

جہنمی ہیں یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اور زیب و زینت ہے اور ایک کا دوسرے پر فخر کرنا

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا

مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہیں

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ

پھر وہ سوکھ کر خشک ہو جاتی ہیں پھر تم ان کو پیلی پڑی دیکھتے ہو پھر وہ تنکا تنکا ہو جاتی ہیں اور آخرت میں سخت عذاب ہے یا اللہ کی طرف سے بخشش

جن کی بابت یہ قانون الٰہی اور اعلان عام ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں یعنی ان کی تعلیم کے مطابق عمل کریں وہی لوگ اپنے رب کریم کے نزدیک صدیق بندے اور شہید ہیں یعنی بروز قیامت منکرین پر گواہ ہوں گے۔ ان کا اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا نورھم یسعی بین ایدیھم الخ اصل رتبہ ایمان کا ہے باقی سب اس کی فرع۔ اس لئے ان کے ایمان کا عوض انکو ملے گا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں۔ یعنی قرآن کو نہیں مانتے آیات آفاقی پر یقین نہیں رکھتے وہی لوگ جہنمی ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے کھیل تماشا میں منہمک ہیں دنیاوی مشاغل کے سوا کسی دوسری طرف ان کی توجہ نہیں حالانکہ دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و عشرت محض دودھ کا ایک ابال ہے جس کو بہت جلد فنا دامن گیر ہے پس تم مسلمانو یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی بلحاظ تفریح کے کھیل تماشہ ہے اور بلحاظ ظاہری حسن کے زیب و زینت ہے اور بلحاظ مقابلہ کے دوسرے فخر کرنا مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا کہ میرے مکان اتنے ہیں میرے باغ اتنے ہیں میری اولاد اتنی ہے اس کی کوئی نہیں۔ یہ سب کچھ دنیادار لوگ کرتے رہتے ہیں جو تم سب دیکھتے اور کرتے ہو۔ آخر کب تک؟ دو نہیں چار چار نہیں آٹھ بقول

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ایک روز ان کے اعیال اور ان اموال والوں کا نام و نشان نہ ہوگا۔ پس اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے جس سے سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی وہ خود سبزیاں ہی دنیا کی مثال ہیں جو لہلہاتی ہیں اور زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہے پھر وہ سوکھ کر خشک ہو جاتی ہیں پھر تم انکو پیلی پڑی دیکھتے ہو پھر وہ ٹوٹ کر تنکا تنکا ہو جاتی ہیں۔ آخر کار وہی زمین جو ابھی کل کے روز سر سبز نظر آتی تھی۔ آج چٹیل میدان ہو رہی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا مختصر حال کہ صبح کچھ ہے تو شام کچھ۔ اس لئے دانا لوگ اس دنیا کو اصلی گھر نہیں جانتے بلکہ اس کو آخرت کے لئے مثل کھیتی کے جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت میں بد عملی پر سخت عذاب ہے نیک عملی پر اللہ کی بخشش۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا سامان ہے اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کیطرف لپکو جس کا پھیلاؤ

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ

آسمان اور زمین کے پھیلاؤ جیسا ہے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَ

اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے جو بھی مصیبت آتی ہے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ

زمین پر ہو یا خود تمہارے نفسوں پر ہو یہ سب ہماری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسان ہے اس لئے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دی ہے اس پر

وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ

اتراؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ متکبروں شیخی بازوں سے محبت نہیں کرتا جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں جو کوئی بھی منہ

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکا کا سامان ہے جو اس کی ظاہری سطح پر فریفتہ ہوا۔ وہ تباہ ہوا پس مسلمانو تم بے ہودہ اور بے کار کام چھوڑ کر نیک روش اختیار کرو اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے پھیلاؤ جیسا ہے۔ جس میں ہر طرح کے سامان راحت مہیا ہوں گے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور اس ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ داخلہ جنت اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا اور اللہ کی طرف سے اس میں بخل نہیں۔ کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ دنیا میں تکلیفات آتی ہیں تو نیک و بد دونوں کو آتی ہیں نہ بد ان سے بچتے ہیں نہ نیک چھوٹتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو بھی مصیبت آتی ہے زمین پر ہو جیسے زراعت یا پھلوں کا نقصان یا خود تمہارے نفسوں پر ہو جیسے بیماریاں وغیرہ یہ سب کچھ ہماری تقدیری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ اتنے اتنے واقعات اتنی مدت پہلے کس طرح لکھے گئے سنو اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسان ہے کیونکہ اس کا علم کسبی یا وہبی نہیں بلکہ ذاتی اور ازلی ابدی ہے مگر تم کو اس لیے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں بلکہ خدا کی تقدیر جان کر ضائع پر صبر کرو۔ اور حاصل شدہ پر شکر۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو خدا کے ہاں متکبر شمار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ متکبروں شیخی بازوں سے محبت نہیں کرتا جو مال کے گھمنڈ میں بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم کرتے ہیں یعنی نہ اپنی ذات سے فیاض ہیں نہ دوسرے کو فیاضی کا مشورہ دیتے ہیں بلکہ موقع بہ موقع یہی کہتے ہیں کہ میاں ان کنگلوں کا کیا ہے۔ یہ تو اسی طرح مانگا ہی کرتے ہیں۔ ہم لوگ اگر ان کے کہنے میں آجائیں تو کل ہی ان جیسے ہو جائیں ایسی ایسی باتیں کر کے خدا کے حکم سخاوت سے منہ پھیرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو کوئی بھی خدا کے احکام سے منہ پھیرے گا خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو گا

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا

اور انہوں نے رہبانیت اختیار کرلی جس کا ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۷﴾

اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت محفوظ نہ رکھی پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا اور بہت سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ

نافرمان تھے اے ایماندارو! اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۸﴾ لِئَلَّا

پیدا کرے گا جس کے ساتھ چلتے پھرو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے تاکہ اہل کتاب سمجھ لیں

يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ

کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر انکو اختیار نہیں ہے اور فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے

بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾

جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

ع ۲۰

مگر اس نیکی اور نرمی میں ان کے اختلاف یہاں تک ترقی کر گئے کہ انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا اور رہبانیت گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ جس کا ہم (خدا) نے ان کو حکم نہ دیا تھا۔ بھلا ہم کیسے اس کا حکم دیتے جبکہ دنیا کا آباد رکھنا ہمیں منظور تھا۔ پھر اس بربادی کی تعلیم کیسے دیتے؟ مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت محفوظ نہ رکھی۔ بلکہ آج کل کے خشک فقراء کی طرح محض ظاہری زاہد نما بنے رہے۔ در حقیقت اس کی حقیقت کھو بیٹھے۔ پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے۔ ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا۔ جو بہت کم تھے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔ اس لیے تم مسلمانوں کو ہدایت کی جاتی ہے اے مسلمان ایماندارو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول محمد رسول اللہ پر مضبوط ایمان رکھنا۔ جو کسی کے بہکانے کے اثر سے زائل یا کمزور نہ ہو۔ یعنی رسول کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف نہ چلنا۔ دین میں کسی قسم کی ایجاد نہ کرنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دیگا اور تمہارے لئے تمہارے دلوں میں نور پیدا کرے گا۔ جس کے ساتھ زندگی میں چلتے پھرتے رہو گے۔ یعنی جو مرحلہ تم کو پیش آئے گا وہ نور تم کو اس میں راہ نما ہو گا۔ اور خدا تم کو تمہاری غلطیاں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تاکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو تم مسلمانوں کو مستحق رحمت الٰہیہ نہیں جانتے وہ تمہاری عزت اور ترقی دیکھ کر سمجھ لیں کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر ان کو اختیار نہیں ہے ورنہ وہ تم کو کبھی نہ لینے دیتے اور یہ بھی جان لینا کہ فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

ربنا اتنا من لدنك رحمةً وهيى لنا من امرنا رشدا

سورت المجادلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

تھی اور تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا بے شک خدا بڑے سننے والا دیکھنے والا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں

نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ

نہیں ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور وہ بہت مکروہ لفظ بلکہ جھوٹ

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ

تشبیہ دیتے ہیں

سورت المجادلہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ نبی سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی تھی اور اس وقت تیرا (نبی کا) جواب اور اس کی عرض اور معروض تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا۔ بیشک خدا بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ پس اب قانون سنو جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی ان کو ماں کی پیٹھ کی طرح کہتے ہیں۔ حقیقت میں وہ ان کی مائیں نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اس میں تو شک نہیں کہ ان بیویوں نے ان کو نہیں جنا اس لئے ان کو ایسا کہنا غلط ہے اور وہ بہت مکروہ وہ لفظ جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ پرانی رسم کے مطابق جو ان لوگوں کے منہ سے ایسا نکل جائے وہ معافی کے قابل ہے مگر آئندہ کو یہ قانون ہے کہ جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے تشبیہ دیتے ہیں

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ مرد خفا ہو کر عورت کو کہہ دیتا کہ تری پیٹھ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس کو ظہار کہتے تھے۔ اس کہنے کے بعد عورت مرد سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتی۔ ایک صحابی نے اپنی بیوی خولہ کو ایسا کہہ دیا اور حسب دستور ملک اس کو طلاق جان کر اس سے جدا ہو گیا۔ خولہ نے آنحضرت ﷺ کے حضور حاضر ہو کر عرض معروض کی۔ حضور نے بھی حسب دستور اس کی جدائی کا حکم فرمایا مگر وہ بہت کچھ مصر رہی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کو آیت ظہار کہتے ہیں۔ اسلام نے ظہار کو طلاق قرار نہیں دیا۔ ہاں اس سے روکنے کو تعزیری سزا مقرر کی ہے۔ جس کا ذکر اس سورت میں ہے

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ

پھر وہ اپنے کہے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں اس امر کی

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے ہاں جو غلام نہ پائے تو ملاپ کرنے سے پہلے

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

دوماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے اس پر واجب ہے کہ ساٹھ

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ حکم اس لئے ہے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں اور منکروں کے لئے

اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

سخت عذاب ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریں گے وہ ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ناکام ہوئے

پھر وہ اپنے کہے کے خلاف[1] کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان عورتوں کو مثل بیویوں کے رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں بیوی خاوند کی طرح ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں۔ اس امر کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے تاکہ تم آئندہ کو ایسی بات نہ کہو اور ایسی حرکت اور ایسا فعل نہ کرو اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ ہاں جو غلام نہ پائے یعنی اس کے پاس پیسہ نہ ہو یا غلام نہ ملے تو اس صورت میں ان پر ملاپ کرنے سے پہلے دوماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو ایسے ایسے غلط لفظ کہنے کی سزا ملے۔ پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے یعنی اتنے روزے نہ رکھ سکے اس پر واجب ہے کہ اس جرم کی سزا میں ساٹھ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلائے پھر بیوی سے ملے یہ اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ ورسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں ان کی تعمیل کرو اور جان رکھو کہ منکروں کے لیے سخت عذاب ہے وہ اس عذاب سے کسی طرح نہیں چھوٹ سکیں گے۔ انہی لوگوں پر بس نہیں عام قانون ہے کہ جو لوگ آج اور آج سے بعد اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی مخالفت کریں گے وہ ذلیل اور ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ انبیاء کے مقابلے میں ناکام ہوئے

---

[1] یہ ترجمہ اور تفسیر عام رائے کے مطابق ہے۔ میری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ **یعودون لما قالو** کے معنے ہیں ایک دو دفعہ مان کر پھر دوبارہ کہنے پہ یہ سزا ہے۔ ایک دفعہ پر نہیں کیونکہ **عود لماقالو** کے معنی محاورہ عربی کے مطابق یہی ہیں کہ اپنی کہی ہوئی بات کو دوبارہ کہنا یا اپنے کئے ہوئے فعل کو دوبارہ کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ محاورہ بکثرت ملتا ہے منجملہ یہ آیت ہے **یعظمکم الله ان تعودوالمثله. الم ترالی الذین نهو عن النجوی ثم یعودون لما نهو عنه** وغیرہ۔ اس قسم کی مثالیں خود قرآن مجید میں بہت ہیں جہاں **عودلما** آیا ہے ان سب مقامات میں یہی معنے ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ جو لوگ ایک دفعہ ماں کہہ کر باز نہیں رہتے دوبارہ پھر کہتے ہیں ان کی یہ سزا ہے ان معنے سے پہلی دفعہ کا قول معاف ہے۔ مگر عامہ مفسرین کی تفسیر سے پہلی دفعہ بھی معاف نہیں۔ ناظرین کو جو اچھا معلوم ہو اختیار کریں۔

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۚ﴿۵﴾ یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا

اور ہم نے کھلے احکام نازل کردئے ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا

فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۶﴾

پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دے گا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ انکو بھول گئے ہوں گے اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَکُوْنُ مِنْ

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے جہاں کہیں بھی تین آدمیوں کی

نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ

کانا پھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں پانچ کا مشورہ ہوتا چھٹا ان میں خدا ہوتا اور جو اس سے

ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا

کم یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے قیامت کے دن

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا

خبریں دے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کانا پھوسی

عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا اور گناہ بے جا ظلم زیادتی اور

وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ ؗ

رسول خدا کی بے فرمانی کی

اور ہم (خدا) نے اپنی طرف سے اپنے اس رسول محمد ﷺ پر کھلے احکام نازل کر دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ ان پر عمل کر کے نجات پائیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے کب؟ دنیا میں اور خاص اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دیگا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ ان کو بھول گئے ہوں گے۔ اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز اور ہر کام پر حاضر ہے کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ جہاں کہیں دو تین آدمیوں کی کانا پھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں چار پانچ کا مشورہ ہوتا ہے چھٹا ان میں خدا ہوتا ہے اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں خدا کے احاطہ قدرت علم سے باہر نہیں ہوتے پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے خبریں دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ پھر اس کو کسی کے بتانے یا سمجھانے کی کیا حاجت؟ مگر یہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے یعنی خدا کو عالم الغیب نہیں جانتے اس لئے اس کے حکموں کی بے فرمانی کرتے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو مجلس نبوی میں کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ لطف یہ ہے کہ وہ بھری مجلس میں کرتے ہیں اور گناہ بے جا ظلم زیادتی اور رسول خدا کی بے فرمانی کی کانا پھوسی کرتے ہیں۔

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

اور اے رسول جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ اس کے برعکس دیتے ہیں جو خدا نے

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تجھے دیا ہے اور اپنے دلوں میں کہتے خدا ہمارے ایسا کہنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ان کے لئے جہنم کافی ہے اس میں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

داخل ہوں گے پس وہ بہت بری جگہ ہے اے ایمان والو! جب تم آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی اور

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

رسول کی کانا پھوسی کی نہ کرنا بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے

اور اے رسول جب تیرے پاس یہ مخالف منافق آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ برعکس اس کے دیتے ہیں جو خدا نے تجھے دیا ہے[1] اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں خدا ہمارے ایسا کرنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا اگر یہ شخص واقعی اللہ کا رسول ہے اور ہم ان کی ہتک کرتے ہیں تو چاہیئے فوراً عذاب میں گرفتار ہو جائیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا اپنے رسول کی ہتک تو گوارا نہیں کرتا۔ مگر یہ تو ہے کہ وہ حلیم اور بردبار بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو بری طرح پکڑتا ہے جیسا کسی بزرگ کا قول ہے

تو مشو مغرور بر حلم خدا   دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اس لئے ان کو اطلاع رہے کہ ان کے لئے جہنم کافی عذاب کا گھر ہے۔ مرنے کے بعد اس میں داخل ہوں گے پس وہ بہت بری جگہ ہے جو اس میں جائیگا برا بدلہ پائے گا۔ پس تم اے ایمان والو اس بری جگہ سے بچتے رہیو۔ جس کی صورت یہ ہے کہ جب تم مجلس نبوی یا اور کہیں آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی کی کانا پھوسی نہ کیا کرنا۔ یعنی کسی کو تکلیف پہنچانے یا کسی پر ناحق ظلم زیادتی کرنے کی بابت مشورے نہ کرنا۔ بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیا کرنا مثلاً مجلس وعظ میں بیٹھے ہوئے واعظ کو کسی خاص نصیحت پر اپنے ساتھی کو توجہ دلانے کے لئے اس کے کان میں کہہ دینا کہ کیا اچھی بات ہے۔ یہ تم کو جائز ہے اور مختصر بات ہے کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے جس کے پاس تم قیامت بپا ہونے کے وقت جمع کئے جاؤ گے اس وقت تم سب ایک خدا کے سامنے حاضر ہو گے وہاں تمہارے کام آنے والی چیز صرف تمہارا تقویٰ ہو گا۔ پس تم اپنے مقصد کو کسی طرح ہاتھ سے نہ دو۔ باقی رہی تمہارے دشمنوں کی حرکات سو انکی حقیقت کچھ نہیں

شان نزول

[1] منافق لوگ جو اوپر اوپر سے ایماندار بنتے تھے اور دل میں کافر تھے جب آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو بجائے وعظ و نصیحت سننے کے آپس میں کانا پھوسی کرتے۔ ان کو ہر چند ایسا کرنے سے روکا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور جب حاضر خدمت ہوتے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم کہتے۔ جس کے معنے ہیں موت ہو تم پر ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی۔

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا
یہ کانا پھوسی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ایماندار غمگین ہوں حالانکہ یہ ان کو بغیر اذن الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
سکتا اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں مسلمانو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں

قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا
کھل بیٹھو تو فوراً کھل جایا کرو خدا تم پر فراخی کرے گا اور جب تم کو کہا جائے کہ اب جاؤ

فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ
تو چلے جایا کرو خدا تم ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ
کو سب کی خبر ہے اے ایمان والو! جب تم رسول سے کانا پھوسی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ

يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ
صدقہ دے لیا کرو

سنو یہ کانا پھوسی جو منافق لوگ کرتے ہیں محض شیطان کی طرف سے ہے یعنی اس میں شیطانی دخل ہے تاکہ ایماندار اس کی وجہ سے غمگین ہوں یعنی وہ خیال کریں کہ خدا جانے ان کی کانا پھوسی کس مطلب کے لئے ہے اور ہم کو کیا مضرت ہو گی حالانکہ ان ایمانداروں کا یہ فعل انکو بغیر اذن الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتا اور اصل بات تو یہ ہے کہ ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں بس خدا پر کرنے سے ان کے سب کام سنور جائینگے۔ مسلمانو جس طرح تم کو کانا پھوسی کے متعلق حکم دیا گیا ہے اسی طرح ایک اور ادب مجلس تم کو بتایا جاتا ہے۔ سنو جب تم مجلس نبوی میں یا کہیں تنگ دائرے میں بیٹھے ہو اور تم کو کہا جائے کہ کھل کر بیٹھو تاکہ اور لوگ بھی شریک مجلس ہو سکیں تو فوراً کھل جایا کرو۔ ایسا کرنے سے بظاہر تو ان بعد میں آنے والوں کو جگہ ملے گی مگر بہ باطن تم میں وسعت قلبی پیدا ہو گی اور خدا تم پر فراخی کریگا ہر چیز تم کو حاجت سے زیادہ دیگا۔ ایک ادب مجلس اور سنو جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ کسی بزرگ یا دنیوی افسر یا کسی صاحب دعوت کے پاس بیٹھے ہو اور تم کو کہا جائے کہ بس اب جاؤ تو فوراً چلے جایا کرو۔ اس کے بدلے میں خدا تم ایمان والو اور علم اخلاق والوں کے درجے بلند کرے گا۔ یعنی دنیا میں وہ ہر مجلس میں بااخلاق مہذب سمجھے جائیں گے اور آخرت میں نجات یافتوں میں ہوں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو سب خبر ہے۔ پس تم جو کام کرو اس نیت سے کیا کرو کہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے۔ اے ایمان والو ایک اور حکم سنو جو منافقوں کی کانا پھوسی بند کرنے کیلئے ایک ذریعہ ہے وہ یہ ہے کہ جب تم لوگ رسول علیہ السلام سے کسی امر کیلئے سرگوشی کرنا چاہو یعنی بغیر اس کے تم کو چارہ نہ ہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ[۱] دے لیا کرو۔

---

[۱] منافقوں اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں کو رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے سے عقلمندی کے طریق پر سمجھایا گیا چونکہ ان کی نیت ہی شرارت کی تھی اس لئے باز نہ آئے جس سے مسلمانوں کو صدمہ بلکہ نقصان ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے یہ حکم بھی دیا گیا۔ منافق بھی چونکہ مسلمان کہلاتے تھے لہٰذا یہ حکم ان کو خود بخود شامل ہو گیا

[۲] منکم میں من بیانیہ ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ ءَاَشْفَقْتُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر اور پاک ہے پھر اگر تم لوگ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس حکم

اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

سے ڈر گئے کہ اپنے کانا پھوسی سے پہلے صدقہ دے لو پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور خدا نے تمہارے

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

حال پر نظر عنایت کی ہے تو نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرتے رہو اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

تمہارے کاموں سے باخبر ہے کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ

کیا ہوا ہے نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے اور محض کذب پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ وہ

يَعْلَمُوْنَ ⑭

جانتے ہیں

کیونکہ اگر تم کانا پھوسی کرو گے تو تمہارے دیکھا دیکھی منافقین بھی کریں گے حالانکہ اس رسم کا بند کرنا ہم کو منظور ہے پس تم ایسے کام سے پہلے صدقہ دے لیا کرو یہ لوگ چونکہ صدقہ دینے سے بہت گھبراتے ہیں اس لئے وہ صدقہ نہ دیں گے تو خود بخود یہ رسم مٹ جائیگی یہ طریق تمہارے لئے بہتر اور پاک صاف ہے۔ پھر بھی اگر تم لوگ نہ پاؤ یعنی تم میں سے جو لوگ بوجہ غربت کے صدقہ نہ دے سکیں اور ان کو کسی کام کے لئے نبی کے کام میں عرض معروض کرنی ہو تو ایسے لوگوں کو بغیر صدقہ دیئے اجازت ہے کہ سرگوشی کرلیں کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیونکہ صدقہ کا حکم عارضی ہے تاکہ مخالفوں کی بندش ہو جائے ورنہ اصل میں کوئی ضروری کام نہیں کیا تم باوجود مخلص ہونے کے اس حکم سے ڈر گئے کہ اپنے نجویٰ (کانا پھوسی) سے پہلے صدقہ دے لو۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم خوشی بخوشی اس حکم کی تعمیل کرتے پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا یعنی نجویٰ سے پہلے صدقہ نہیں دیا اور خدا نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے تو اب نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس سے کسی کا عجز بجز مخفی نہیں۔ تم مسلمان نہیں جانتے کہ یہ منافق لوگ مجلس نبوی میں آکر کیوں ایسے دل آزار کام کرتے ہیں کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے ازراہ نفاق اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب کیا ہوا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو باوجود دعویٰ اسلام کے مخالفوں سے دوستانہ لگاتے ہیں۔ حقیقت میں نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے بلکہ غرض کے بندے ہیں اور محض کذب اور جھوٹ پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

لہ پہلے حکم سے کئی دنوں بعد یہ آیت اتری۔ اس آیت کی تفسیر جو اوپر کی گئی ہے عامہ مفسرین کی یہی رائے ہے اس تفسیر کے ساتھ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم صدقہ کا منسوخ ہو گیا۔ میرے نزدیک اس آیت کا سیاق نسخ کے لئے نہیں بلکہ اصل حکم کو مضبوط کرنے کے لئے ہے سارا دار و مدار اسی پر ہے کہ "اذ" کی جزا ہے کیا اور تفعلوا کا مفعول بہ کیا ہے میرے نزدیک یوں ہے کہ جبکہ تم نے باوجود ناداروں کو معافی ہونے کے بھی نجویٰ کیا ہی نہیں تو بس ہمیشہ کے لئے اس فعل کو چھوڑ دو اور نماز زکوۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں شامل ہو جاؤ (اللہ اعلم)

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۭ إِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں ان

اِتَّخَذُوٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پس ان کے لئے ذلیل کرنے والا

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ أُولٰۗئِكَ أَصْحٰبُ

عذاب ہے نہ انکے مال ان کو اللہ سے کچھ بچائیں گے نہ ان کی اولاد یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

النَّارِ ۭ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهٗ كَمَا

جس روز خدا ان کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح وہ

يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ۝

تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ان کا کچھ اعتبار ہے سنو! لوگو! درحقیقت وہ جھوٹے ہیں

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ أُولٰۗئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ

شیطان نے ان پر غلبہ پاکر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطان کی جماعت ہیں سن رکھو شیطانی

أَلَآ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

گروہ ہی آخرت میں نقصان اٹھائے گا

کیونکہ اپنے دل کا حال تو ہر انسان جانتا ہے اسی اندر کی شہادت سے یہ لوگ اپنا حال جانتے ہیں کہ یہ ہمارے حلف محض خود غرضی پر ہے۔ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان بلکہ مطلب کے یار۔ دراصل ان کا مسلک اس شعر میں ہے

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے — الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو مسلمانوں کی طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے اور ان قسموں کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ پس ان کیلئے اللہ کے ہاں ذلیل کرنے والا عذاب مقرر ہے۔ ان کو مال و دولت پر بڑا ناز ہے اس لئے ان کو سنا دیجئے کہ نہ ان کے مال انکو اللہ کے عذاب سے کچھ بچائیں گے۔ نہ ان کی اولاد کیونکہ یہ لوگ جہنمی ہیں اس جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس روز یعنی قیامت کے دن خدا ان کو قبروں سے اٹھائیگا۔ تو اس خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولیں گے اور اس کے سامنے بھی اپنی بے گناہی پر قسمیں کھائیں گے۔ جس طرح وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ کہیں گے خدا کی قسم ہمارے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت ذرہ بھی نہیں تھی اور ایسا کرنے میں وہ سمجھیں گے کہ ایسا کرنے سے ان کا کچھ اعتبار ہے اور وہ اس اعتبار سے نجات کا فائدہ اٹھائیں گے۔ ہرگز نہیں سنو درحقیقت وہ جھوٹے ہیں۔ دنیا میں بھی جھوٹے ہیں۔ آخرت میں بھی جھوٹے ہی ثابت ہوں گے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ شیطان نے ان پر غلبہ پاکر انکو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ خدا کی یاد سے بالکل بے خبر ہیں اس لئے کہ یہ شیطان کی جماعت ہیں کیونکہ شیطانی اثر سے جب یہ لوگ خدا کا ذکر چھوڑ بیٹھے ہیں تو پھر شیطانی جماعت ہونے میں کیا شبہ رہا۔ سن رکھو شیطانی گروہ ہی آخرت میں نقصان پائیگا

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللَّهُ

جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے

لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے بے شک اللہ قوی غالب ہے تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ پر اور پچھلے دن

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ

پر ایمان رکھتے ہوں وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ

أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ

دادا ہوں یا بیٹے پوتے ہوں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر

بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

رکھا ہے اور ان کو اپنی روح سے قوت بخشی ہے اور کو باغوں میں واخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اس سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں اللہ والے ہی نجات

الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

پائیں گے

کیونکہ یہ لوگ خدا اور رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے یعنی علم الٰہی میں مقرر ہے کہ بمقابلہ ان مخالفوں کے میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے یعنی دین الٰہی پھیلے گا اور ان کے منصوبے سب فنا ہو جائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے۔ اس کے ارادہ میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا اس کے فعل پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ چونکہ یہ لوگ اللہ و رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے مومنوں کا تعلق یا ملاپ رکھنا مناسب نہیں۔ اس لئے اے مخاطب تو ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور پچھلے دن قیامت پر ایمان رکھتے ہوں یعنی پختہ مسلمانوں سے یہ نہ ہوگا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ دادا ہوں یا بیٹے پوتے ہیں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں اس لئے کہ ان ایمانداروں کو اللہ اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہے لہذا وہ مخالفوں سے محبت نہیں رکھ سکتے ہیں کیونکہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر رکھا ہے اور ان کی اپنی روح (تائید غیبی سے قوت بخشی ہے ان کو باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ مومن لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی ناپسندیدہ حالت میں نہیں بلکہ اس حالت میں کہ اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اللہ سے راضی بس مقطع کلام یہ ہے کہ یہی لوگ اللہ والے ہیں سنو جی اللہ والے ہی عذاب سے نجات پائینگے

سورت الحشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمین پر ہیں سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے وہی خدا جس نے

اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ

اہل کتاب میں سے منکروں کو پہلے دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ

انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان

لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

نہ تھا اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ

گرارہے تھے پس اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو اور اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلا وطنی نہ لکھی ہوتی

لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾

تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے

سورت الحشر

سنو جی جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمینوں پر ہیں سب خدا کی پاکی اور تقدس بیان کرتی ہیں بعض بزبان قال اور بعض بزبان حال کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ وہی[1] خدا جس نے اہل کتاب (یہود) میں سے منکروں کو پہلے ہی دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا اور تم لوگوں کو ان پر غالب کیا۔ تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے نکلیں گے کیونکہ ان کی فوجی قوت بہت زبردست اور مقام محفوظ تھے۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کی گرفت سے بچالیں گے مگر نہ بچا سکے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان نہ تھا عذاب آیا اور اچھی طرح آیا۔ خدا نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا ایسے ڈرے کہ باوجود مقدار کافی اور سامان حرب وافی ہونے کے موت کو دیکھ رہے تھے۔ گھر بار ملک وطن سب چھوڑ کر ایسے حال میں نکلے کہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے گرا رہے تھے تاکہ انکی چوکٹیں اور دروازوں کو جوڑیاں اکھاڑ کر ساتھ لے جائیں پس اے عقلمندو تم اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو یہ سمجھو کہ خدا جس قوم یا شخص پر غضب کرنا چاہتا ہے کوئی اسے بچا نہیں سکتا نہ اس کے سامنے کوئی تدبیر چلتی ہے اور ان یہودی کافروں کی یہ حالت تھی کہ اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا ایسا کہ لوگوں کو عبرت ہوتی اب جو انکو جلاوطن کر دیا ہے تو دنیا میں بھی ان کو عذاب نہ ہوگا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔

[1] یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کا معاہدہ کیا تھا جو موقع پا کر توڑ دیا اس پر بحکم نبوی مسلمانوں نے ان پر فوج کشی کی اور انکو انکے دیہات سے نکال دیا اور حکم دیا کہ جو چیز اپنی تم لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ انہوں نے اپنے اثاث البیت سب اٹھا لئے یہاں تک کہ مکانوں کی جوڑیں اور چوکٹیں بھی اکھاڑ کر لے گئے اس بارہ میں یہ سورہ اتری۔ [2] هو قول ابن عباس والاكثرين (تفسیر کبیر)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اس وجہ سے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بضد مخالفت کرتے ہیں جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بضد مخالفت

الْعِقَابِ ﴿۴﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

کرے اللہ سخت عذاب والا ہے جو ان کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ اذن الٰہی سے ہوا تاکہ ایسے

اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ

فاسقوں کو رسوا کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ ان سے دلوایا ہے تم لوگوں نے اس پر گھوڑے

مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

یا اونٹ نہیں دوڑائے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قدرت

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ

رکھتا ہے بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا

وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

ہے وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور قریبیوں کا یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں

اسی وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بضد مخالفت کی ہے اور ہمارے یہاں یہ عام قانون ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے حق میں اللہ سخت عذاب والا ہے۔ پس مسلمانو! سنو! ان فراری یہودیوں کا مال واسباب اراضی اور باغات پر تم مسلمانوں نے جو قبضہ نصرت کیا جو ان کے درخت[1] تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ اذن الٰہی سے ہوا اس کی پروانہ کرو نہ دل تنگ ہو۔ ہوا جو ہوا تاکہ ایسے بد عہد فاسقوں کو رسوا کرے یہ تو محض خدا کا فضل ہوا کہ تم لوگ ان پر فتحیاب اور کامیاب ہوئے ورنہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی فوج کو جو کچھ ان یہودیوں سے دلوایا ہے تم مسلمانوں کی قوت اور محنت کا نتیجہ نہیں کیونکہ تم لوگوں نے بغرض جنگ اس پر گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے یعنی تمہارا رسالہ یا پلٹن ان پر حملہ آور ہو کر فتحیاب نہیں ہوا بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے پس تم لوگ جو کچھ مانگا کرو اسی قادر قیوم سے مانگا کرو سنو! جو یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول پر انعام کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس سارا مال رسول کی ملک ہے ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ حقیقت میں اللہ کا اس کے رسول کا اور مجاہدین کے قرابت داروں کا یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں[2] کا حق ہے۔

شان نزول

[1] مسلمانوں کے حملہ کے وقت یہودی قلعہ گیر ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے باغوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس پر بعض نیک دل مسلمانوں کے دلوں میں کچھ شبہ ہوا کہ یہ کام اچھا نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

[2] جنگ میں کفار سے جو مال واسباب ہاتھ آتا ہے وہ اگر لڑ کر آئے تو اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ بے لڑے غلبہ کی صورت میں آئے تو اس کو فئے کہتے ہیں۔ غنیمت میں چار حصے شرکاء جنگ کے غازیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ پانچواں حصہ (خمس) ان لوگوں کا جن کا ذکر اس آیت میں ہے مگر فے ساری بمنزلہ خمس غنیمت کے ہے یعنی فے کا کل مال انہی لوگوں پر تقسیم ہوگا اللہ کا حصہ الگ نہیں وہ انہی مستحقین پر تقسیم ہو جاتا ہے رسول کا حصہ زندگی میں رسول علیہ السلام کا تھا۔ رسول ﷺ کے بعد خلیفہ اور امام وقت کا۔

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ

ہے تاکہ یہ مال تم میں سے مالدار اغنیا ہی میں دائر سائر نہ رہے اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیویں وہ قبول کیا کرو اور

مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۞ لِلْفُقَرَاءِ

جس سے روکے اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے دیکھو ان فقراء مہاجرین

الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ

کو جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اللہ اور رسول کے دین کی

اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۞ وَالَّذِينَ

مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں اور جنہوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے

تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

دارالایمان بنایا جو لوگ ان کی طرف ہجرت کرکے آتے ہیں وہ ان سے دلی محبت کرتے

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے ملا ہے اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے ان کی ضروریات کو اپنی

وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ

ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو

یہ تقسیم اس لئے ہے کہ یہ مال تم میں سے مال دار اغنیاء ہی میں دائر سائر نہ رہے بلکہ غرباء کو بھی حصہ رسدی پہنچے اور سنو! باوجود استحقاق مذکور کے جو کچھ رسول اللہ ﷺ دیں از قسم مال ہو یا از قسم حکم وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکے اس سے رک جایا کرو باوجود استحقاق کے حسب مصلحت وضرورت تقسیم کرنا رسول اللہ ﷺ کے سپرد ہے پس تم مسلمان اس اصول شرعی کا خیال رکھا کرو اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی حالت جو رسول کے ہر حکم پر عمل کریں اور ہر منع سے پرہیز کریں دیکھنا چاہتے ہو تو سنو! اور دیکھو[1] ان فقراء مہاجرین کو کیسے پکے ایماندار ہیں جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے محض اس گناہ پر کہ وہ اللہ کے بندے بن گئے ہیں بذریعہ عبادت اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اور حسب توفیق خود اللہ اور رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ ایمان میں سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ کیسے مخلص باکمال ہیں جنہوں نے ان مہاجرین کے پہنچنے سے پہلے مدینہ شریف میں دار الایمان ایمان کا گھر بنایا جو لوگ ان کی طرف ہجرت کرکے آتے ہیں وہ لوگ ان سے دلی محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے مال واسباب ملا ہے بمقابلہ ضروریات مہاجرین کے اپنے دلوں میں سے اس مال واسباب کی حاجت نہیں پاتے بلکہ مہاجرین کو اپنا بھائی بند جانتے ہیں اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو کیونکہ اہل ایمان کے حق میں انکا اصول ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس لئے وہ ہر مومن کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم جانتے ہیں ایسا کرنے والے اپنے نفس پر قابو پا جاتے ہیں اس لئے وہ نفس کے بخل سے بچتے ہیں اور ہماری طرف سے عام اعلان ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے جبلی بخل عادات قبیحہ جو قوی بہیمیہ سے پیدا ہوتی ہیں ان سے بچ جائیں

---

[1] اللام للتعجب ای اعجبو (رجلالین)

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی نجات یاب ہوں گے اور وہ لوگ جو ان کے بعد آویں گے کہتے ہوں گے اے ہمارے

اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایماندار گذرے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کے لئے کسی طرح

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ

کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار! تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب بھائیوں کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ

جو کافر ہیں کہتے ہیں اگر تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے حق میں

فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے اور اگر تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ

اگر وہ جلا وطن کئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوپڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے

وہی نجات یاب ہونگے یہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جو شمع محمدی پر مثل پروانوں کے نثار ہیں۔ یعنی دربار رسالت میں حاضر رہنے والے مہاجرین اور انصار جن کا ذکر اوپر ہوا اور وہ ایماندار لوگ بھی قابل اور لائق تعریف ہیں جو ان کے بعد آئیں گے جن کی علامت یہ ہوگی کہ دعا میں کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایماندار گزرے ہیں یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے سب مومن لوگوں کو بخش دے اور ہمارے دلوں میں ان سابقہ اور موجودہ ایمانداروں کے لئے کسی طرح کا کینہ پیدا نہ کر[1] بلکہ ہمیں ایسا بنا کہ ہم ایک دوسرے سے شیر و شکر ہو جائیں اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے تو ہمارے حال پر اور ان کے حال پر رحم فرما جس طرح ایماندار پچھلے پہلوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اسی طرح کافر بھی بحکم الکفر ملته واحد ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کفر میں اپنے ہم خیال اہل کتاب بھائیوں کو جو ان کی طرح کافر ہیں کہتے ہیں کہ تم دل مضبوط رہو مسلمان تم کو نکال نہیں سکتے اور اگر بفرض محال تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائینگے اور تمہارے حق میں کوئی ناصح مشفق ہم کو سمجھادے گا تو ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے نہ اس پر توجہ کریں گے اور اگر مسلمانوں کی طرف سے تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ بذات خود شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اگر وہ اہل کتاب بوجہ بغاوت یا سرکشی جلاوطن کئے گئے تو یہ لوگ ہرگز ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوپڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے کیونکہ ان کا اصول ہمدردی نہیں بلکہ وہ ہے جو مثل کے طور پر مشہور ہے کہ ہندو ہویا مسلمان جس میں رعایت ہو

[1] یہ آیت اپنے مضمون میں صاف ہے کہ کسی مومن کو دوسرے مومن سے کینہ عداوت رکھنا تعلیم اور منشاخداوندی کے خلاف ہے بلکہ مومن کا اصول یہ ہونا چاہیے

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن کفر است در طریقہ ماکینہ داشتن

عام لوگوں کے لئے یہ حکم ہے تو خواص صحابہ کرام وغیرھم کے مراتب حقوق تو بہت زیادہ ہیں۔ ان کے حق میں یہ بدگمانی اور بدگوئی کرنا کسی طرح روا نہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہم۔

وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ

اور اگر انہوں نے ان کی کچھ مدد کی بھی تو پیٹھ دکھا جائیں گے پھر ان کو مدد نہ پہنچے گی تم مسلمانوں کا خوف ان کے دلوں میں اللہ

صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا

کے خوف سے زیادہ ہے یہ ان کا خیال اس لئے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہوکر

فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا

نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے ان کی باہمی جنگ بہت سخت ہے تم ان کو یک جا جانتے ہو

وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں

اس لیے ان کے وعدے اور ہمدردیاں سب خود غرضی پر مبنی ہیں اور اس شعر کی مصداق ہیں

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے ۔۔۔ الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

اور اگر بالفرض انہوں نے ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی کچھ مدد کی بھی تو خدائی مدد کے سامنے تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر ان کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی۔ بات اصل یہ ہے کہ تم مسلمانوں کا خوف ان منافقوں کے دلوں میں اللہ کے خوف سے زیادہ ہے وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ خدا کی پکڑ اگر ہو گی تو وہ بعد ہو گی ممکن ہے ٹل جائے مگر ان مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ سے چھوٹنا مشکل ہے یہ ان کا خیال ہے اس لئے ہے کہ یہ لوگ حقیقت حال کو سمجھتے نہیں یہ نہیں جانتے کہ خدا کا قبضہ اتنا وسیع اور مضبوط ہے کہ ہمیں بیٹھے بیٹھے ہلاک کر دے اور مسلمانوں کی تو اتنی قدرت نہیں پھر کمزور سے زور آور کی نسبت زیادہ ڈر کھانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سنو یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہو کر نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں محفوظ ہو کر یا دیواروں[1] کے پیچھے سے لڑیں گے پس تم مسلمان مطمئن رہو یہ لوگ فتحیاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ ان کی باہمی مخالفانہ جنگ اور فساد بہت سخت ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کسی سمجھوتے پر جمع ہو سکیں گے تم اپنے مقابلے میں ان کو یک جا جانتے ہو حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں ہر ایک جماعت اور پارٹی اپنی ہی خواہ اور دوسری کی بد خواہ۔ یہ انکی منافرت کی حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بیوقوف بے عقل ہیں سمجھتے نہیں کہ اغراض عامہ میں صنفی خیال نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وہاں فوائد عامہ پر نظر ہونی چاہیئے[2]

---

[1] ہندوستان میں آریہ قوم نے بر خلاف دستور ہندوؤں کے شدھی کا رواج دیا جس سے مطلب ان کا یہ تھا کہ غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے ان تحریک شدھی سے ہندو مسلمانوں میں ملک کی بدقسمتی سے جو بدمزگی پیدا ہوئی باہمی جنگ و فساد تک نوبت پہنچی۔ اس باہمی جنگ میں ہندوؤں نے طریق جنگ یہ اختیار کیا کہ مسلمان جب ان پر حملہ آور ہوں تو وہ اپنے مکانوں پر سے ان پر اینٹیں برسائیں اور آپ دیواروں کی اوٹ میں چھپے رہے اس آیت سے ان ہندی واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

[2] اس آیت کے حکیمانہ مظمون کو دیکھیں اور مسلمانوں کی اندرونی حالت نوعی و صنفی پھر صنفی در صنفی کو دیکھیں تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ یہ آیت ہمارے ہی حق میں اتری ہے خواجہ حالی نے اس حالت کا نقشہ یوں کھنچا ہے

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو ملت ۔۔۔ نہ نعمانی و شافعی میں ہو الفت

وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت ۔۔۔ مقلد کرے نامقلد پہ لعنت

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۵

ان کی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار باقی ہے

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ

ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اختیار کرتا ہے تو کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ

میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں جہنم میں جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص سوچا کرے کہ کل کے لئے اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں

ع ۵

ان موجودہ مشرکین مخالفین کی حالت بالکل ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل دنیا ہی میں چکھا تھا اور ابھی آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار باقی ہے۔ ان مخالفوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تابع ہیں دوسرے متبوع یعنی رئیس لوگ یہ رئیس لوگ ان اتباع کو جدھر چاہتے ہیں لگاتے ہیں۔ ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اس کے کہنے کے مطابق کفر اختیار کرتا ہے اور شیطان جان جاتا ہے کہ اب یہ اچھی طرح پھنسا تو کھلے اور صاف لفظوں میں کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے اور تیرے اس فعل سے بالکل بیزار ہوں میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں[1] پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں جہنم میں جانے کے لائق ہو جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے ٹھیک اسی طرح یہ عوام کو بہکانے والے رئیس اپنے ماتحت لوگوں کو بہکاتے ہیں بلکہ غریب مسلمانوں کو بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں ہم تمہارے گناہ اٹھائینگے مگر جب انجام کار عذاب کا وقت آئے گا تو نہ تابع چھوٹیں گے اور نہ متبوع۔ اے مسلمانو تم ان شیطانوں اور ان کے اتباع کی باتوں میں مت آؤ بلکہ اپنے کام میں لگے رہو اور تمہارا اصلی کام یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو کوئی کام اس کی مرضی کے بر خلاف نہ کیا کرو۔ ہر آن اس کی رضاجوئی کا خیال رکھا کرو اور تم میں کا ہر شخص سوچا کرے

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم　　کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کسی ایک غرض عام کے لئے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ابتداء میں اگر ہوتے ہیں تو انتہا میں بگڑ جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ اطوار انہی لوگوں میں ہوتے ہیں جو قومی اغراض عامہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کے حق میں یہ الٰہی فیصلہ بالکل حق اور بجا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ

[1] بد صحبتوں میں بیٹھنے والے شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ آواز ان کو سنائی دیتی ہے۔

[2] قرآن مجید میں ان کا قول یوں ذکر ہے قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (عنکبوت ع ۱) یعنی کافروں کے رئیس غریب مسلمانوں کو کہتے ہیں تم ہمارا اتباع کرو۔ اگر خدا نے اس بارے میں تم سے پوچھا تو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ یہ ان کے گناہوں سے ذرہ بھر نہیں اٹھائینگے بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں اس آیت کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

ہے خبردار ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو! جو اللہ کو بھول

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ

بیٹھے خدا نے انکے نفس ان کو بھلادئے یہی لوگ بدکار ہیں جہنمی اور جنتی برابر

النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا

نہیں ہیں جنتی لوگ ہی کامیاب ہیں اگر ہم اس قرآن کو

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ

پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾

حاضر غائب کو جاننے والا ہے وہی بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

کہ کل کے روز یعنی بعد الموت کیلئے اس نے آگے کیلئے کیا بھیجا ہے اور ہر آن اللہ سے ڈرتے رہو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اسی کسی کے بتانے جتانے کی حاجت نہیں۔ یہ تمہاری زندگی کا اصلی کام ہے۔ یہی کرو اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو اللہ کو بھول بیٹھے یعنی خدا سے ایسے مستغنی ہو گئے گویا وہ خدا کو جانتے ہی نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اپنی توفیق خاص کا تعلق ان سے ہٹا کر ان کے نفس ان کو بھلا دیئے وہ اپنی فکر نہیں کرتے ایسے لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ کھلے بندوں بلا خوف اور بلا روک ٹوک بدکاریاں کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر خدائی حکم لگ چکا ہے کہ یہی لوگ بدکار ہیں۔ یہی اصحاب النار یعنی جہنمی ہیں اور جن لوگوں کو بوجہ ایمان اور اسلام کے یہ لوگ ذلیل اور حقیر جانتے ہیں حالانکہ وہ پرہیزگار تقویٰ شعار ہیں وہ اصحاب الجنتہ یعنی نجات یافتہ جنتی ہیں۔ پس سنو جہنمی اور جنتی اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں برابر کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ قانون یہ ہے کہ جنتی لوگ ہی بڑے کامیاب بڑی عزت سے پاس ہیں۔ ایسے لوگوں میں داخل ہونے کا طریق صرف یہ ہے کہ ہمارے اتارے ہوئے قرآن پر عمل کریں جس کی صفت موثرہ یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کلام اللہ کو پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا کیونکہ وہ جانتا کہ ایسے کلام پر عمل کرنا میرے ذمہ ڈالا گیا جس کا بھیجنے والا ایسی قدرت والا ہے کہ اس کے پکڑے ہوئے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ خدا جانے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو میری کیا حالت ہو گی۔ حقیقت میں یہ پہاڑوں کا ذکر تمثیلات ہیں جو ہم (خدا) لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔ ورنہ پہاڑ پر قرآن یا کلام اللہ اترنے کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ وہ مکلّف نہیں لہٰذا یہ فرضی مثال بغرض تفہیم ہے۔ سنو جی اس قرآن کی اصل تعلیم یہ ہے کہ بندوں کو خدا کی معرفت کرائے۔ چنانچہ اس کی معرفت کا پہلا سبق یہ ہے کہ وہ خدا جس کی طرف تم کو بلایا جاتا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہ حاضر غائب سب کا جاننے والا ہے وہی سب سے بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا بادشاہ ہے پاک ہے سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے

الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

سب کا نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ

پاک ہے وہی اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا سب کی تصویریں بنانے والا ہے نیک نام اسی کے لئے ہیں آسمان و زمین کی چیزیں

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

اس کی پاکی بیان کرتی ہیں اور سب پر غالب بڑی حکمت

الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

والا ہے

اور سنو اس کی معرفت یہ ہے کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا حقیقی بادشاہ ہے۔ بادشاہوں کے ہر ایک عیب ظلم غفلت وغیرہ سے پاک ہے دنیا کے بادشاہوں کی طرح چندروزہ نہیں بلکہ اسکی ذات اور اس کا نام سلامتی والا ہے دنیا کو امن اور سلامتی دینے والا وہی ہے۔ سب کا فنا ہونے سے نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب بگڑی کو سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے بالکل پاک ہے انکی شرک آمیز باتوں کا اثر اس تک نہیں پہنچتا اور نہ پہنچ سکتا ہے اور سننا چاہو تو سنو وہی اللہ تمہارا معبود ہے جو سب مادی چیزوں کا بنانے والا اور مادہ بغیر مادہ کا پیدا کرنے والا سب کی تصویر بنانے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو دنیا میں کوئی چیز بغیر تصویر کے نہیں۔ یہ سب مختلف صورتیں اسی خدا کی بنائی ہوئی ہیں مختصر یہ ہے کہ سب نیک نام جن سے صفات کمال کا ثبوت ہو اسی واحد لاشریک کے لئے ہیں اس لئے آسمان وزمین کی کل چیزیں اسی کے نام کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ یہ تو ہے اس کی معرفت کا قرآنی سبق۔

عاجزانہ طریق خدا کی معرفت کا یہ ہے

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

[1] یہاں دو لفظ آئے ہیں خالق اور باری اس لئے دونوں کا اثر جدا جدا بتانے کو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ خالق کا فعل مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور باری کا تعلق مادی اور مادہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ خدا سب چیزوں کا مادیات ہوں یا مادہ سب کا خالق ہے چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا سب پر غالب ہے حدیث شریف میں آیا ہے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ (بخاری) ایک وقت خدا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے اسلامی اور غیر اسلامی عقیدے کا اظہار ایک شعر میں یوں کیا ہے

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے

پہلا مصرعہ غیر اسلامی (ہندوانہ) عقیدہ رکھتا ہے دوسرا مصرعہ اسلامی عقیدہ کا مظہر ہے۔ اس مضمون پر ہمارا ایک خاص رسالہ "اصول آریہ" قابل دید ہے۔

سورت ممتحنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّكُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ

اے مسلمانو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو مخلص دوست نہ بنانا تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور

بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاكُمۡ

وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے وہ لوگ رسول کو اور تم کو نکالتے تھے

اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ

اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اگرچہ تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا

تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ ٭ۖ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡهُ

حاصل کرنے کو نکلتے ہو تم ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم لوگ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جو کوئی بھی یہ کام

مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ۝ اِنۡ یَّثۡقَفُوۡكُمۡ یَكُوۡنُوۡا لَكُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا

کرے گا سمجھو کہ وہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارے دشمن ہو جاتے ہیں اور تمہاری طرف ہاتھ

سورت ممتحنہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے مسلمانو![1] سنو اور دل سے سنو میرے (اللہ کے) دین کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کافروں کو مخلص دوست نہ بنانا وہ تمہاری ایذا رسانی میں کمی بیشی نہیں کرتے تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے یعنی قرآن مجید کو نہیں مانتے بلکہ اس کی سخت توہین کرتے ہیں وہ لوگ رسول کو اور تم کو مکہ سے تنگ کر کے نکالتے تھے یعنی کوشش کرتے تھے کہ تم نکل جاؤ کس گناہ کے لئے اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اور ان کا کچھ بگاڑ نہیں' سنو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا حاصل کرنے کو نکلتے ہو تو کچھ تم لوگ ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ میں (خدا) خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ پھر نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا کہ کئے کا بدلہ پاؤ گے اور تم میں سے جو کوئی یہ کام کرے گا سمجھو کہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا۔ تم ان سے دوستانہ کرتے ہو اور ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارا سر کچلنے کو تمہارے اصلی دشمن ہو جائیں۔ اور تکلیف دینے کو تمہاری طرف

---

[1] آنحضرت ﷺ کا مشرکین مکہ سے وعدہ مصالحت تھا۔ مکہ والوں نے اس کو توڑ دیا۔ اس پر حضور کا ارادہ ہوا کہ ان پر ان کی بے خبری میں حملہ کیا جائے اس مخفی راز کی اطلاع حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کو بھیج دی۔ آنحضرت ﷺ نے باعلام الٰہی آدمی بھیج کر اس عورت کو راستے ہی میں پکڑ منگایا۔ حاطب کا خط اس سے نکلا۔ حاطب کا بیان سن کر اس کی سابقہ مخلصانہ کارگزاری کی وجہ سے اس کو معاف فرمایا۔ اس قصے کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ عام مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے

اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ وَاَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَوَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ ؕ ﴿۲﴾ لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ

اور زبان دراز کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت

وَلَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ ۚ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۚ یَفۡصِلُ بَیۡنَکُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۳﴾

کے روز کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے

قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لئے نیک مثال موجود ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہدیا

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۫ کَفَرۡنَا بِکُمۡ وَبَدَا بَیۡنَنَا وَ

تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم

بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ

میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے جب تک اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ

اپنے ہاتھ اور زبان دراز کریں جس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ تم بحیثیت مسلمان ہونے کے مٹ جاؤ اس لئے تم کو کمزور کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام کو جو ان کی نگاہ میں کانٹا سا کھٹکتا ہے چھوڑ کر کافر ہو[1] جاؤ کافر ہونے کی کئی وجہ ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کے دل میں اسلام کے حق میں شبہات پیدا ہوں اس کا علاج تو یہ ہے کہ کسی سمجھدار سے شبہات دور کرائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار رشتہ داروں کا لحاظ کفر کی طرف کھینچے سو اگر تم اس دوسری وجہ سے اسلام چھوڑ گئے تو یاد رکھو تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تم کو قیامت کے روز خدا کے ہاں کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں تمہارے بزرگ حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں انکو دیکھو وہ کیسے صاف دل یکطرفہ موحد تھے انکی زندگی میں تمہارے لئے بہت عمدہ اور نیک مثال موجود ہے اسکی پیروی کرو۔ خاص کر وہ وقت جب انہوں نے اپنی قوم سے علانیہ کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے طریقہ اور مذہب کے منکر ہیں اور ہم اور تم میں ہمیشہ کیلئے مذہبی عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے کیونکہ تم ہم کو؟ شرک کی طرف بلاتے ہو جو ہمیں ناپسند ہے اور ہم تمکو توحید کی طرف بلاتے ہیں جو تمکو ناپسند ہے لہذا ہم فریقین میں عداوت تک نوبت پہنچ چکی ہے اس لئے ہم بھی کمال راستی سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم فریقین میں یہی حالت رہے گی جب تک تم اللہ اکیلئے معبود پر ایمان نہ لاؤ یعنی یہ عداوت اور رنجش اس وقت ختم ہو گی جب تم مومن ہو جاؤ گے کیونکہ ہماری تمہاری رنجش کوئی ذاتی نہیں تمہارے شرک و کفر کی وجہ سے عارضی ہے جب وہ اٹھ جائے گی تو رنجش خود بخود دور ہو جائے گی۔ یہ ہے ابراہیمی سنت پس تم مسلمان دیندار لوگ ان بزرگوں کی روش اختیار کرو اور انکی سنت پر چلو۔ ہاں ابراہیم

---

[1] ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے غیر مسلموں کو کانٹا چبھتا تھا مگر آج کل یہ کانٹا خصوصیت سے تیز ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کے نکالنے کو ہندو اقوام نے باوجود اپنے اندر شدید اختلاف رکھنے کے کہیں ہندو سنگھٹن بنائی ہے یعنی ہندوؤں کا اجتماع اور کہیں ہندو مہا سبھا بنائی جاتی ہے۔ الٹی سب سے بڑھ کر شدھی سبھا ہے۔ جس کا یہ کام ہے کہ جو اس آیت میں کفار مخالفین کو بتایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کا کافر بنانا پس مسلمانوں کو ہوشیار رہنا اور سمجھ رکھنا چاہئے کہ ہنود کا یہ فعل وہی ہے جو کفار عرب زمانہ رسالت میں کرتے تھے۔ پھر جو ان کا انجام ہوا وہی ان کا ہو گا۔ انشاء اللہ۔

إِلَّا قَوْلَ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۖ

ہاں ابراہیم کا اپنے باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا

رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٤﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے تو ہم کو کافروں کے لئے

كَفَرُوا۟ وَٱغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ

عذاب کا ذریعہ نہ بنا اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے بے شک تو ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو! یہ لوگ تمہارے لئے عمدہ

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ

نمونہ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور جو کوئی منہ پھیرے گا اللہ

هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٦﴾ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ٱلَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم

بے نیاز اور بڑی تعریفات سے موصوف ہے قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے گا

ع ۱

کی ساری عمر میں ایک بات ناقابل اتباع بھی ہے۔ وہ بھی سن لو وہ ان کا اپنے مشرک باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے خدا سے ☐ مانگوں گا اور میں اے بابا تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ باپ چونکہ مشرک تھا اور مشرک کی ☐ نہیں ہے اس لئے شریعت الہیہ میں مقرر ہے کہ مومن مشرک کے لئے ☐ نہ مانگیں اس فقرہ کے سوا ان کی یہ دعا بیشک تمہارے لئے قابل عمل ہے جو ان سب لوگوں نے مانگی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے اپنی زندگی میں تو تیرے محتاج ہیں بعد وفات بھی تیری ہی طرف رجوع ہیں۔ اس ہماری یک جہتی کی وجہ سے ہمارے دشمن ہم پر حملہ کرتے ہیں پس تو ہم کو کافروں کے لئے عذاب کا ذریعہ نہ بنا کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائیں تو اور تیری گرفت میں آئیں نتیجہ برا بیشک ان کے حق میں ہوگا مگر تکلیف میں تو ہم بھی شریک ہوں گے۔ پس اے ہمارے پروردگار تو ہمارے حال پر رحم فرما اور ہم کو ہماری خطائیں بخش دے بیشک تو ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو یہ ابراہیمی لوگ تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ جماعت بہت اچھا نمونہ ہے۔ پھر جو کوئی ان کی روش سے منہ پھیرے گا کسی کا کچھ نہیں بگاڑ دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور افعال میں بے نیاز اور بڑی تعریفات سے موصوف ہے سنو تمہیں اپنے مخالفوں کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے بعض سخت دشمنوں میں

ل آیت قرآنی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (توبہ) یعنی نبی اور مومنوں کو مشرک کے حق میں بخشش نہ مانگنی چاہیے قریبی ہوں بعد اس سے کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں اس آیت کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کیونکہ اس میں انبیاء اور ایمانداروں کا مشرکین کے حق میں بخشش مانگنا ناجائز قرار دے دیا ہے ممکن ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابھی یہ اطلاع نہ ملی ہو۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے منافق کا جنازہ پڑھا۔ پڑھنے کے بعد وحی پہنچی اور فرمایا لَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ حضرت ابراہیم کو اطلاع ملی اور باپ کا خاتمہ بھی شرک پر معلوم ہوا تو بیزار ہو گئے چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ یعنی جب ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان کا باپ اللہ کے دین کا دشمن ہے یعنی شرک پر مصر ہے یا شرک پر مر گیا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔

مَّوَدَّةً ۗ وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ ۗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ

اور اللہ بڑی قدرت والا بخشنہار مہربان ہے خدا تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں

فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں سے

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ

حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا نہ ان کے حق میں تم کو انصاف کرنے سے منع کرتا ہے اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے جو

اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور تم کو تمہارے وطنوں سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی بس ایسے لوگوں کو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

دلی دوست بنانے سے خدا تم کو منع کرتا ہے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے وہی ظالم لوگ ہوں گے پس اے مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجر بن کر

محبت پیدا کر دیگا یعنی ان کو اسلام سے بہرہ ور کر دیگا تو وہ خود بخود تم سے محبت کریں گے اور یقین رکھو کہ اللہ بڑی قدرت والا بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی شخصیت سے کوئی رنج یا عداوت ہے۔ نہ یہ سمجھو کہ تم کو ہر حال میں کافروں کے ساتھ لڑنے بھڑنے کا حکم ہے ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تم کو ان کافر لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے ازراہ جبر و ستم تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا۔ بیشک ان سے سلوک کے ساتھ پیش آؤ اور احسان کیا کرو نہ ان کے حق میں انصاف کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ یہ لوگ چاہے تمہارے دین سے منکر اور کافر ہوں' پڑے ہوں۔ کفر اور اسلام کا معاملہ خدا کے ساتھ ہر ایک ذاتی معاملہ ہے تم کو اس میں دخل کیا تم ایسے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آیا کرو۔ اور دل میں جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں یعنی ہر بات میں منصفانہ برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ پس تم اس بات کے خیال سے کہ کوئی شخص اسلام کو یا خدا کو نہیں مانتا اس سے بے انصافی کرنے کا خیال بھی نہ کرنا نہ اس کی حق تلفی کرنا ورنہ جس طرح وہ خدا کی مرضی کے خلاف ہے تم بھی مخالف ہو گے۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔ پس سنو جو لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور لڑتے ہیں اور جنہوں نے تم کو تمہارے وطنوں مکہ وغیرہ سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔ پس ایسے لوگوں کو دلی دوست بنانے اور قلبی محبت کرنے سے خدا تم کو منع کرتا ہے نہ اس لئے کہ خدا کو یا تم کو بخل ہے۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ چونکہ دل میں تمہارے دشمن ہیں دوستی کے پردے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں کیا تم نے سنا نہیں

دشمنان کہن دوستان نو کردن

بدست دیو بود عقل را گرد کردن

اس لئے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے خدا کے نزدیک وہی لوگ ظالم ہونگے کیونکہ وہ قومی حقوق کو پامال کرنے والے ہوں گے پس تم مسلمانو ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ نہ کرو بلکہ بطور احتیاط کلمہ گو لوگوں کا بھی امتحان کر لیا کرو اس لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجر بن کر تمہارے پاس آئیں تو

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا

تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لیا کرو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم ان کو مومن پاؤ تو ان کو کافروں کی

تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ

طرف واپس نہ کرو نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے اور

وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ

جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اور تم کو ان کے حق مہر دے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ

اور کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو جو تم نے خرچ کیا ہے طلب کرلو اور جو ان کفار نے خرچ کیا تھا وہ

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ

طلب کریں یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر تمہاری کوئی عورت

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

کفار کی طرف

ان کا بھی امتحان لیا کرو کہ وہ دل سے مخلصات ہیں یا دھوکہ دینے کو آئی ہیں گو یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے مگر اللہ کے جاننے سے تم کو کیا فائدہ؟ تم اپنے علم کے ذمہ دار ہو پس اگر تم عورتوں کو بعد امتحان کر لینے کے مومن پاؤ یعنی یہ جان لو کہ واقعی یہ عورتیں عقیدہ اسلام پر ہجرت کر کے آئی ہیں کسی دشمن کی فرستادہ نہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ خدا کے نزدیک نہ وہ مومن عورتیں ان کفار کیلئے حلال ہیں نہ وہ کفار ان عورتوں کیلئے پھر جو تم انکو واپس بھیجو گے تو اس ناجائز ملاپ کا گناہ تم پر ہوگا۔ ہاں یہ انصاف کی بات ہے کہ اگر وہ کفار جن کی عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تمہارے ساتھ مصالح ہیں یعنی ان کو کسی قسم کی تمہارے ساتھ جنگی آویزش نہیں تو جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اگر کوئی مسلمانوں مردان عورتوں سے نکاح کا خواہاں ہو تو وہ جیب خاص سے دے اگر کوئی خواہاں نہیں ہے تو سرکاری خزانہ سے دیا جائے بہر حال ان مصالحین کفار کا حق تلف نہ ہو اور تم کو ان عورتوں کے حق مہر دے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تمہاری عورتیں بوجہ بت پرستی کے کافر ہوں اور تبلیغ کرنے سے بھی مسلمان نہ ہوں تو ایسی کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو[1] بلکہ طلاق دیکر چھوڑ دو ایسی عورتوں پر بوقت نکاح از قسم مہر زیور، پارچات وغیرہ جو تم نے خرچ کیا ہے ان کے ولیوں سے یا خود ان سے واپس طلب کر لو اور جو ان کفار نے اپنی منکوحات پر خرچ کیا تھا جو مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئی ہیں وہ طلب کر لیں پس یہ انصاف ہے اور یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر کفار حربی[2] ہیں اور تمہاری یعنی مسلمانوں کی کوئی عورت ان حربی کفار کی طرف بھاگ کر چلی جائے وہ کفار تو اس بیوی کا بدلہ دیں گے نہیں کیونکہ وہ حربی ہیں اور ان سے کچھ طلب کرنا بے فائدہ ہے۔

[1] یہودی عیسائی عورتوں کے ساتھ شادی کرنی جائز ہے لہذا وہ اس حکم میں داخل نہیں والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الایۃ

[2] جس قوم سے مسلمان بادشاہ کی جنگ ہو وہ حربی ہیں۔

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا

چلی جائے پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے تو ان لوگوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ

گئی ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو اے نبی جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں

عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ

کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو

وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ

قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی

مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پھر تم بیعت قبول کرلیا کرو اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے اے مسلمانو! اس

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ

قوم سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا اور وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر

الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ع

لوگ اہل قبور سے

پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے یعنی ان حربیوں پر تم کو پوری فتح ہو یا ان میں سے کوئی عورت تمہاری طرف واپس آجائے تو ان مسلمانوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں کفار کی طرف چلی گئی ہیں اگر وہ آئی ہوئی عورتیں نکاح کریں تو ناکح سے لے کر ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کا عوض دیا کرو اور اگر نکاح نہ کریں تو خزانہ سرکاری سے دلواؤ بہر حال ان کا خرچ پورا کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی یہ حکم مسلمانوں کو تم سنا چکے ہو اب اپنے لئے سنو جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی نہ زناکاری کریں گی نہ مثل جاہل عربوں کے اپنی زنانہ اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی پھر تم اے نبی ان شرطوں کے بعد ان عورتوں کی بیعت قبول کر لیا کرو اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو خدا ان کو اس بیعت واقرار پر مستقل رکھے بیشک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے مسلمانو! سورت ھذا کے شروع مضمون پر متوجہ ہو کر سنو کہ اس نالائق قوم کے لوگوں سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر لوگ اہل قبور کی زندگی سے ناامید ہیں کیونکہ ان کا قول ہے ان هی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی سب کچھ یہی دنیا ہے آخرت کے لیے ہم زندہ نہ ہوں گے۔ پس تم اس سورہ کے شروع اور آخر کو پڑھ کر ایسے مخالفوں سے دوستی نہ لگانا اور ان کو اپنا مخلص نہ سمجھنا تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور بس

سورت صف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع ہے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا

آسمان اور زمین کی سری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

کیوں ایسی بات کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو خدا کے نزدیک

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

بڑے غضب کی بات ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ

چونے گچ دیوار ہیں اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا تھا کیوں مجھے تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم

سورت صف

آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کا ہر حکم حکمت والا ہے اس کی ذات باکمال اپنے اندر غلبہ تامہ رکھتی ہے پس اس کے باحکمت احکام سنو اور دل لگا کر ان پر عمل کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا دعوی ایمان سن کر اور اعمال میں غفلت دیکھ کر کوئی کہنے والا تم کو کہے۔ اے ماننے والو! اے مسلمانو! کیوں ایسی بات کہتے ہو یعنی کیوں ایمان کا دعوی کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ایمان ہے تو اسلام بھی حاصل کرو خدا کے احکام کی تابعداری کرو۔ یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو یعنی دعوی ایمان کے مطابق اسلام کا ثبوت نہ دو۔ خدا کے نزدیک بڑے غضب کی بات ہے۔ پس یہ اصولی بات یاد رکھ کر سنو ایمان کا دعوی رکھتے ہو تو جہاد کیلئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ جہاد میں دو فائدے ہیں ایک ایمانی امتحان دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر ڈٹ کر دشمنان دین سے جہاد میں لڑتے ہیں ایسے ڈٹ کر گویا وہ چونے گچ کی دیوار ہیں کیا مجال کہ دشمن کا رعب یا ضرب انکو ہلا یا پھسلا سکے کیونکہ انکا قول ہے

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں   جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دیں گے

یہ حکم کوئی تم ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تم سے پہلی امتوں کو بھی یہ حکم ہوتا رہا جسے انہوں نے عمل کر کے ثمرہ پایا اور جنہوں نے عمل نہ کیا نقصان اٹھایا کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی مخالفت پر تکلیف اور ایذاء اٹھائی تو انکو کہا تھا اے میرے قومی بھائیو کیوں مخالفت کر کے مجھے تکلیف دیتے ہو[1]

شان نزول

مسلمان جہاد کی خواہش کرتے تھے۔ بعض کمزور دل جی چرانے لگتے۔ ان کی تقویت قلب کے لئے یہ صورت نازل ہوئی۔

[1] نبی اسرائیل بڑے گستاخ اور بے ادب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتے اور بیہودہ الزام لگاتے یہاں تک کہ جسمانی عیوب کی بھی آپ کی طرف نسبت کرتے۔ ان کی طرف اشارہ ہے۔

قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْؕ وَ اللّٰهُ لَا

جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر جب ٹیڑھے ہوتے گئے تو خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا

یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۝ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور اللہ بدکار لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ

طرف اللہ کا رسول ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا

یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝

ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ ان بنی اسرائیل کے پاس آگیا تو بولے یہ صریح جادو ہے

حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں رسالت کی تصدیق کے بعد تعمیل فرمانی چاہیئے نہ کہ عصیان پھر جب وہ ٹیڑھے ہی ہوتے چلے گئے اور کسی طرح اطاعت پر نہ آئے تو خدا نے ان نافرمانوں کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا بس وہ ہدایت سے دور جا پڑے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ وہ بدکار لوگوں کو جو بدکاری پر مصر رہیں توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور تعمیل کرنے والوں کے واقعات ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی نافرمانی دیکھ کر کہا تھا۔ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں یعنی اعتراف کرتا ہوں کہ تورات میں خدائی احکام ہیں اور ایک بڑی شان والے رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اس کا نام[1] بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ رسول ان بنی اسرائیل کے پاس بصورت محمد (علیہ السلام) آگیا تو بولے یہ یعنی اس کی تعلیم صریح جادو ہے۔ حالانکہ جھوٹا دعویٰ کرنا خاص کر ایسا دعویٰ جو متضمن وحی یا الہام ہو بڑا ظلم ہے۔

---

[1] اس آیت میں احمد کے لفظ پر بڑی بحث ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس پیش گوئی سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں مگر آپ کا اسم گرامی محمد (ﷺ) ہے اور آیت زیر بحث میں اسمه احمد ہے بس اسی امر کی تحقیق کرنی یہاں مقصود ہے۔ ہماری رائے میں اس بحث کا مدار لفظ "احمد" کی تحقیق پر ہے۔ یہ لفظ اسم تفضیل ہے اسم تفضیل جیسے اسم فاعل کے لئے آتا ہے اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ اسم فاعل کی حالت میں اس کے معنی ہوتے ہیں بہت کام (مثلاً حمد) کرنے والا اور اسم مفعول کے لئے ہونے کی صورت میں اس کے معنے ہوتے ہیں بہت تعریف کیا گیا ہے اس امر کی مثال کہ اسم تفضیل کبھی اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے خود قرآن مجید ملتی ہے۔

اقسموا بالله جهد ایمانهم لئن جاء هم نذیر لیکونن اهدی من احدی الامم (پ ۲۲ ع ۱۷)

اس طرح اس آیت میں **یقولون للذین کفروا هولاء اهدی من الذین امنوا سبیلا (پ ۵ ع ۱۲)**

ان آیات میں اهدی اسم تفضیل مبنی للمفعول ہے یعنی بہت ہدایت کئے گئے ٹھیک اسی طرح آیت زیر بحث میں لفظ احمد بمعنے اسم مفعول ہے یعنی بہت تعریف کیا گیا معنے آیت کے یہ ہوئے۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں جس کا نام بڑا تعریف والا ہوگا۔ یہ بعینہ اسم محمد کا مفہوم ہے۔ اس بحث سے فارغ ہو کر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کا پتہ چلاتے ہیں کہ ان کے الفاظ کیا ہیں

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَ

اور جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اس سے بڑا ظالم کون ہے اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿۷﴾

اللہ ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا

اور جو اللہ پر جھوٹا افترا یعنی غلط دعویٰ الہام اور وحی کا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہے ایسے لوگوں کے ظالم بلکہ اظلم ہونے میں شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ خدا ایسے ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ جھوٹے مدعی کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی

کچھ شک نہیں کہ ہمارے سامنے جو اناجیل عربی انگریزی یا اردو ہیں یہ سب ترجمہ در ترجمہ ہیں ان ترجموں میں باہمی اس قدر اختلاف ہے جتنا خود ان میں ہے۔ یہ ترجمہ کرنے والے حضرات ہر لفظ کا ترجمہ کر جاتے ہیں چاہے وہ اسم نکرہ ہو یا اسم معرفہ۔ اس لئے اس قسم کی پیشگوئیوں کے پورے پورے الفاظ کا ان اناجیل میں ملنا مشکل ہے۔ ہاں مفہوم مل جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ جو مل سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔

> میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے ہیں لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی وہ کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کرے گی (یوحنا باب ۱۶ فقرہ ۷-۱۳)

اس پیش گوئی میں حضرت مسیح نے آنے والے مقدس کی چند باتیں کہیں ہیں (۱) تسلی دینے والا (۲) صاحب حکومت (۳) مسیح کا مصدق (۴) خدا کی طرف سے۔ ان تینوں اوصاف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوصاف کا موصوف سوائے آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح کے بعد دوسرا کوئی نہ تھا۔

۱) تسلی دینے والا اس سے مراد یہ ہے کہ گنہگاروں کو خدا کی رحمت کا امیدوار بنائے گا چنانچہ آنحضرت کی تعلیم میں صاف ملتا ہے **لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا** (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو خدا سب گناہ بخش دے گا)

۲) صاحب حکومت سے مراد محض دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ دینی حکومت کا بادشاہ ہونا مراد ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کی نسبت مخالف موافق سب کا اتفاق ہے کہ آپ صاحب حکومت شرعیہ تھے اسی وجہ سے آپ نے مسیح کی واجبی عزت کا اظہار کر کے انکے منکروں یہودیوں وغیرہم کو کافر قرار دے دیا۔

۳) مسیح کا مصدق ہونا تو ایسا واضح ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف حضرت مسیح کے اشد ترین دشمن یہود تھے جو ممدوح کے حق میں سخت ترین مکروہ الفاظ بولتے تھے۔ دوسری طرف مسیح کے قائلین تھے جو ان کے اصل مرتبہ (رسالت) سے بلند کر کے الوہیت تک پہنچاتے تھے ان دو سخت ترین غالی جماعتوں میں حقیقی فیصلہ کرنا خدائی حکم سے پیغمبر اسلام (علیہ السلام) ہی کا کام تھا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں

یہ لوگ جو اپنے غلط دعویٰ کو بمقابلہ صداقت اسلام پیش کرنے میں یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھادیں جیسے تیل کا دیا منہ کی پھونک سے بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح انکا خیال ہے کہ نور الٰہی (اسلام) بھی ان کے پروپیگنڈے سے بجھ جائیگا یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں ان کے برا جاننے سے کچھ نہ ہوگا۔

چنانچہ آپ نے بحکم الٰہی اس سخت ترین مشکل کو صاف لفظوں میں حل فرمادیا کہ مسیح نہ تو ربوبیت میں حصہ دار ہے نہ معمولی آدمی ہے بلکہ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور خدا کے مقربین میں سے ہے اس کے علاوہ صاف لفظوں میں فرمایا ورسولا الی بنی اسرائیل (مسیح خدا کی طرف سے بنی اسرائیل رسول تھا)

(۴) چوتھی بات تو بالکل صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا کے حکم سے کیا۔ چنانچہ اس کے متعلق صاف ارشاد ہے ان ھو الا وحی یوحی یعنی یہ قرآن جو محمد رسول اللہ ﷺ تم کو سناتے ہیں خدا کی وحی ہے (ان کا اپنا کلام نہیں ہے)

نتیجہ صاف ہے کہ ان اوصاف کا موصوف ہے وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام بہت تعریف والا محمد ہے علیہ السلام

اندرونی نزاع اور اس کا فیصلہ :- اس بیرونی فیصلہ سے فارغ ہو کر ہم ایک اندرونی نزاع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

پنجاب میں ایک صاحب مدعی الہام پیدا ہوئے جن کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ جو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں رہتے تھے۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی معہود اور مسیح موعود ہوں۔ آپ کا نام دراصل غلام احمد تھا کہتے تھے کہ آسمان پر میرا نام احمد ہے آپ نے محمد اور احمد دوناموں میں یہ فرق کیا تھا کہ محمد جلالی نام ہے یعنی اس نام میں حکومت اور جلالت کی شان ہے اس لئے آنحضرت صاحب حکومت تھے اور اس حکومت میں آپ نے جنگ جہاد بھی کئے جو حضور کی جلالت کا ثبوت ہے۔ احمد جمالی نام ہے یعنی اس میں محض نرمی ہی نرمی محض تبلیغ بلا سیاست ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی طرح (بلا سیاست اور بغیر جلالت) تبلیغ کرتا ہوں۔ اس تمہید کے بعد مرزا صاحب کے اپنے الفاظ ذیل میں درج فرماتے ہیں۔

"اس آنے والے کا نام احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی مدد سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال وجمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳) اس عبارت کا مطلب منطقی اصطلاح میں یہ ہے کہ محمد بشرط شی کا درجہ ہے اور احمد بشرط لا شے کا رتبہ ہے۔

یعنی اس اقتباس میں مرزا صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیشگوئی محض احمد کے متعلق ہے آنحضرت محض احمد نہ تھے بلکہ صاحب جلال محمد بھی تھے اس پیشگوئی کا مصداق محض احمد ہونا چاہیئے جس میں جلالت اور سیاست بالکل نہ ہو اس لئے میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ بہت خوب اس کی تشریح یا تردید بعض مقامات پر یوں فرمائی ہے۔

> آنحضرت ﷺ کے بعث اول (رسول ہونے) کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم (پچھلے زمانہ چودھویں صدی میں دوبارہ رسول ہونے کا وقت) جسکی طرف آیت کریمہ واخرین منھم لما یلحقوبھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی کی طرف اشارہ کررہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ
وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے چاہے مشرک
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝
لوگ برا جانیں

وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول محمد ﷺ (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کی تعلیم کو سب دینوں کی تعلیم پر غالب کرے بت پرستی عیسیٰ پرستی آتش پرستی ستارہ پرستی وغیرہ ہر قسم کی شرکیہ کفریہ رسومات مغلوب ہوں چاہے مشرک لوگ اسلام اور توحید کی اشاعت کو برا جانیں ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ پس اے نبی تو ان کو باتوں کی پرواہ نہ کر یہ کام ہمارے ہاتھ سونپ دے اور ایمان داروں کو اپنی تعلیم پہنچانے

آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرائے میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائیگا یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام (کی منقولہ بالا عبارت) میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ہمیشہ سے ان کی عادت ہے شور مچایا تھا حالانکہ اس سے اگر انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیروزبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک پہنچاتی ہے لہذا جیسا کہ مومن کیلئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے **محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم** دوسرا بعث احمدی ہے جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل و قرآن کی یہ آیت ہے **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** (تریاق القلوب صفحہ ۹۶)

اس اقتباس میں جناب نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت تھے اور میں جو آخری زمانہ میں بشکل بعثت ثانیہ آیا ہوں مجھ میں حضور کی احمدیت مجازاً جلوہ فگن ہے ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آپ میں احمدیت جلوہ افروز ہے یا نہیں بلکہ یہاں ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ پہلی عبارت کی دوسری عبارت میں تردید ہے کیونکہ اس لفظ احمد کا مصداق محض اس آخری زمانہ کے احمد (مرزا غلام احمد) کو قرار دیا تھا ملاحظہ ہو اس میں لفظ بر طبق یعنی مطابق پیشگوئی اور اس دوسری عبارت میں اپنے کمال فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے اصل اور حقیقی مصداق آنحضرت کو قرار دیا ہے اور اپنا نام بطور مجاز کے بتایا ہے جیسے مالک کے ساتھ خادم بھی سواری پر سوار ہو جاتا ہے۔
بات بھی صحیح ہے اگر مرزا صاحب کی یہ اصطلاح (محمد جلالی اور احمد جمالی نام ہیں) مان لی جائے تو مطلقاً یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی سے قطعاً آنحضرت ہی مراد ہے کیونکہ آپ کی مکی زندگی بالکل خاموش جمالی زندگی تھی جو احمد کی مصداق تھی اور مدنی زندگی جلالی زندگی تھی جو محمد جلالی کی مصداق تھی لہٰذا دونوں اسموں کے حقیقی مصداق آپ ہی ہوئے (ﷺ)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

تم اللہ اور رسول پر یقین رکھو اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے جہاد

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

کرو یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ہمیشہ کے باغوں میں محلات نفیسہ دے گا یہی بڑا پاس ہے

کو کہہ کہ اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتادوں جو تم لوگوں کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے غالباً تمہارا دلی مقصد یہی ہوگا کہ جس طرح ہو ہم عذاب الیم سے چھوٹ جائیں پس تم سنو! اللہ اور رسول پر مضبوطی سے یقین رکھو اور بوقت ضرورت اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا کرو یعنی جہاں جان لڑانے کا موقع ہو جان لڑاؤ اور جہاں مال کے خرچ کرنے کا موقع ہو مال خرچ کرو جہاں دونوں کا موقع ہو دونوں کو جمع کیا کرو بحیثیت مسلمان ہونے کے تمہارا اصول ہی یہ ہے کہ

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں ۔۔۔ جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دینگے ہم

یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے اور حق وباطل میں تمیز رکھتے ہو تو سمجھ رکھو کہ یہی کار خیر ہے اور یہی راہ نجات تمہارے ایسا کرنے پر خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور دنیا کی عزت کے علاوہ آخرت میں تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس کے علاوہ ہمیشہ رہنے کے باغوں میں عمدہ عمدہ محلات نفیسہ دے گا حقیقت یہ ہے کہ یہی بڑا باعزت پاس ہے جو ان نعمتوں کو پائے گا وہی خدا کے ہاں پاس سمجھا جائے گا یہ تو ان نعمتوں کا ذکر ہے جو تم کو آخرت میں ملیں گی چونکہ اسلام تم کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہر قسم کی عزت دلانے کا وعدہ کرتا ہے اسلئے وہ دنیا میں بھی تم کو عزت دے گا یعنی تمہارا نام روشن کرے گا۔

ان دو عبارتوں کے علاوہ ایک تیسری عبارت بھی مرزا صاحب کی قابل غور ہے جس میں آپ نے اپنے اصلی نام (مرزا غلام احمد) کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ بھی عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶)

ناظرین: اس عبارت میں مرزا صاحب نے اپنا اصل نام قرآن مجید کے حروف سے نکالا ہے یعنی مرزا غلام احمد۔ نہ کہ محض احمد پس واضح اور لائح ہوا کہ اس آیت کا حقیقی مصداق وہی ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام محمد (ﷺ) ہے نہ کوئی اور۔

وَّاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو وہ مدد الٰہی اور فتح قریب ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری سنادے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کون میرا مددگار ہے حواریوں نے کہا

اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان پر پختہ رہی اور ایک

اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴

جماعت منکر رہی پھر ہم نے ایمانداروں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے

سورت جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو بادشاہ پاک ذات غالب بڑی حکمت والا ہے

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو۔ وہ مدد الٰہی اور فتح قریب ہے عنقریب دیکھ لوگے کہ تمہاری فتوحات کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا ہے یہ ہے وہ وعدہ الٰہی جو ہم نے کیا ہے کہ سب ادیان پر خدا تم کو غلبہ دے گا۔ پس تو اے نبی یہ اعلان کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنادے اور ایمانداروں کو ان وعدوں کی خوشخبری سنادے کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ مگر اس وعدہ الٰہی سے کسی کو دھوکہ نہ لگے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا سب کام خود بخود ہو جائے گا نہیں بلکہ اپنا اپنا فرض ادا کرنا ہوگا۔ پس اے ایمان والو! مسلمانو! تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جو کام تمہارے ذمہ لگایا جائے اس کو جی کھول کر دل کی خوشی سے کیا کرو جیسے تم سے پہلی امتوں کے نیک لوگ کرتے رہے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے بوقت ضرورت اپنے اتباع کو کہا تھا اللہ کے رستے میں کون میرا مددگار ہے؟ یعنی دینی خدمت کا انجام دینے کا کون ذمہ لیتا ہے۔ ان کے اتباع حواریوں نے جو دھوبی قوم تھے جواب میں کہا کہ ہم حسب توفیق اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم دینی خدمت کو اپنی سعادت جانتے ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت حوارین ایمان پر پختہ رہے اور ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منکر رہی۔ اس اختلاف کی وجہ سے ان دونوں گروہوں میں بہت دیر صدیوں تک جنگ جاری رہی پھر ہم (خدا) نے ایمانداروں عیسائیوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے۔ اللھم ایدنا بروح منك

سورت جمعہ

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو دنیا کا حقیقی بادشاہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ذات اور ہر ایک زور آور پر غالب بڑی حکومت والا ہے اور اس کی حکومت یا حکمت کا تقاضا ہوا ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے سلسلہ انبیاء قائم کیا ہے

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

اسی نے ان ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ

پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور پچھلے لوگ جو ابھی

لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾

تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی رسول بھیجا ہے اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے

اسی نے قریش کے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول محمد ﷺ بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور اپنے اثر صحبت سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب قرآن اور خاص کر علم حکمت معرفت الٰہیہ سکھاتا ہے یعنی ان کو بتاتا ہے کہ خدا سے تمہارا کیا تعلق ہے خالق اور مخلوق میں کیا نسبت ہے اور سب امور کے لئے یہی مدار ہے یہ سب اس خدا کی مہربانی ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ بت پرستی شراب خوری زناکاری ہر قسم کی بدکاری انکا شعار تھا آج جو ان میں نور ایمان اور اثر ہدایت نظر آرہا ہے وہ اسی رسول کی برکت سے ہے۔ ان موجودہ لوگوں کے علاوہ اور پچھلے لوگ جو ابھی تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی خدا نے یہی رسول بھیجا[1] ہے یعنی بعد اختتام حیات محمدیہ قیامت تک جو لوگ ہونگے ان سب کیلئے یہی نبوت محمدیہ راہنما ہوگی اور وہ (اللہ) ہر بات پر غالب حکمت والا ہے۔

---

[1] اس آیت پر بھی ہمارے پنجابی مسیح نے قبضہ کیا ہے کہتے ہیں کہ آخرین منہم کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے زمانہ میں ایک مسیح موعود آئے گا وہ دراصل ظل محمدی (ﷺ) ہوگا اور وہ میں (مرزا) ہوں چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ اس بارے میں کچھ تو حاشیہ سابقہ متعلقہ لفظ احمد میں نقل ہوئے ہیں کچھ اس جگہ نقل ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب کا قول ہے

آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں اور میری نسبت اس کی نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خداتعالیٰ کا یہ قول کہ واخرین منھم لما یلحقوا بھم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنے واخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۷۰ ۔ ۱۷۱)

اس دعویٰ کی مزید تشریح مرزا صاحب نے ایک مقام پر خوب کی ہے جو قابل دید و شنید ہے۔ فرماتے ہیں

اس وقت حسب منطوق آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم اور نیز حسب منطوق قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک زبان مشترک ہوگئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان[2] حال درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے میں تمام کافۃ الناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں تبلیغ کرسکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت

---

[2] ناظرین مرزاجی کا شاعرانہ تخیل ملاحظہ فرمائیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ
یہ فضل الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں
الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ
نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے

یہ نبوت فضل الٰہی ہے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے جس کو چاہتا ہے فضل نبوت دیتا ہے اس میں کسی کا اجارہ یا تقاضا نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ آج سے پہلے اس کا فضل بنی اسرائیل کی معرفت دنیا میں پہنچتا رہا۔ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے خدا نے تورات اور دیگر الہامی نوشتے بھیجے مگر ان لوگوں نے اس کی تعمیل نہ کی اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے جو کتابیں محض بوجھ کی صورت میں اٹھاتا ہے جس کو سعدی مرحوم نے بھی یوں کہا ہے

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند چار پایہ برو کتا بے چند

قران پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن وآزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہئے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت وآخرین منهم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص (مرزا) کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس مشابہ تھا اور مجازی طور پر احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا کہ یہ سمجھا جائے کہ اس کا ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا (تریاق القلوب صفحہ ۱۰۱)

مطلب ان سب کا ایک ہی ہے کہ بقول مرزا صاحب آیت مذکورہ میں آنحضرت ﷺ کی بابت جو ذکر ہے کہ آپ کو خدا نے قریش میں مبعوث کیا نیز پچھلے لوگوں میں مبعوث فرمایا اس سے مراد دو بعثتیں ہیں ایک بعث اصلی اور دوسری ظلی، ظلی سے مراد ہے عکس محمدی اور وہ میں (مرزا ہوں) اس طرح آپ نے جملہ کمالات محمدیہ کو اپنے حق میں کرنا چاہا جو حدیث شریف میں بطور مثال کے آئے ہیں (حدیث شریف کے الفاظ مع ترجمہ نقل ہیں)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل فانا اللبنة (بخاری مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری اور انبیاء کی مثال ایک بڑے شاندار مکان کی ہے جس کی عمارت بہت اچھی بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی جس کو ناظرین دیکھتے اور اس کی عمدگی عمارت پر تعجب کرتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی وجہ سے (دل تنگ ہوتے) پس میں نے وہ اینٹ کی جگہ بند کر دی اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے ہیں میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے سلسلہ نبوت کو ایک بڑے شاندار مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ مکان نبوت میں ایک کونہ خالی تھا میں اس کونے کی آخری اینٹ ہوں۔

ناظرین اس حدیث کو یاد رکھیں اور مرزا صاحب کا دعویٰ سنیں کہ شاگرد ہو کر استاد کی مسند پر کیسے قبضہ کرتے ہیں۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتی ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ

تو کہہ اے یہودیو! اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو تو

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو

حقیقت میں اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتی ہے گدھے کی ہو یا کتے ہو وہ ان سب مثالوں کی مستوجب ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیتا تاوقتیکہ اپنے ظلم کو ترک نہ کریں۔ یہ تو ہے قانون الٰہی اب ذرہ ان یہودیوں کو ہدایت کرنے کے لئے تو کہہ اے یہودیو! ہم تو خدا کے بتانے سے جان چکے ہیں کہ تم لوگ بوجہ ترک شریعت کے ہدایت پر نہیں ہو لیکن اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو مقربان بارگاہ الٰہی ہو تو پھر اس رذیل دنیا میں رہ کر کیا لو گے ؟ خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو تو مرو اور مر کر سیدھے جنت میں چلے جاؤ۔ مگر ہم تمہیں بتادیتے ہیں

چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

کان خالیا موضع لبنة اعنی المنعم علیه من هذه العمارة فارادالله ان یتم البناء ویکمل البناء باللبنة الاخیرة فاناتلك اللبنة (کتاب خطبة الهامیة صفحه ۱۱۱-۱۱۲)

اس عبارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچادے (ترجمہ خطبہ الہامیہ مترجمہ مصنف)

اس عبارت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کے الفاظ ناظرین کے سامنے ہیں کتنی دلیری ہے کہ اپنے حق میں وہی الفاظ لکھے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے خدا کے حکم سے اپنے حق میں فرمائے ہیں یعنی (لبنہ) آخری اینٹ۔

ثابت ہوا کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی شاگردی کا دعویٰ کر کے درحقیقت حضور کی مسند پر قبضہ کرنا چاہتے تھے ورنہ شاگرد کا حق یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ استاد کی مسند پر شاگرد قبضہ کرے یا للعجب وضیعة الادب

مرزا صاحب کی بروزیت محمدیہ : ہمارے نزدیک بلکہ ہمارے خیال میں ہر ایک مسلمان بلکہ ہر ایک انسان کے نزدیک مذکورہ دعوی مرزائیہ اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کرنے پر توجہ دیجائے اہل منطق کا قول ہے کہ بعض دعوے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دلیل خود ان کے اندر ہوتی ہے ایسے دعاوی کو اہل منطق کہا کرتے ہیں قضایا قیاساتها معها مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی اس قسم کا ہے کہ اس کے بطلان کی دلیل خود اس کے اندر ہے تاہم جی چاہتا ہے کہ اپنے ناظرین کو ایک معقول امر پر مطلع کریں۔

دنیا کی تاریخ اور اہل دنیا متفق ہیں کہ محمد اول (ﷺ) کے اوصاف کمال میں سے ایک کھلا وصف کمال یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنی زندگی میں اپنے اتباع کو تختہ ذلت سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھادیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضور انتقال فرماتے وقت خود بھی صاحب تاج و تخت تھے اور امت کو بھی تخت سلطنت پر رونق افروز چھوڑ گئے۔ اب ہم محمد ثانی (قادیانی) کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کو عموماً اور امت مرزائیہ کو خصوصاً کس حالت پر چھوڑا؟ اس سوال کے جواب کے لئے کہیں دور جانے آنے کی ضرورت نہیں اتنا ہی کافی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنی ساری زندگی میں انگریزوں کی رعیت رہے یہاں تک کہ ایک ادنیٰ درجہ کے افسر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے حکم سے آپ کو اقرار کرنا پڑا کہ

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

یہ لوگ بوجہ اپنے بد اعمال کے موت نہ چاہیں گے اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے

کہ یہ لوگ بوجہ اپنے بداعمال کے ہرگز ہرگز موت نہ چاہیں گے کیونکہ ان کو سوجھتا ہے کہ بحکم کردنی خویش آمدنی پیش جو کچھ ہم نے کیا ہوا ہے ہمارے پیش آئیگا جس میں ہم بری طرح پھنسیں گے اور اللہ بذات خود ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے اسے کسی کے بتانے

(۱) میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنے خیال ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہو گا

(۲) خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی باز رہوں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جسکا یہ منشا ہو یا ایسا منشار کھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی ذلت اٹھائیگا یا مورد عتاب الٰہی ہو گا وغیرہ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

اس کے علاوہ ساری عمر محمد ثانی (مرزا قادیانی) انگریزوں کی ماتحتی میں ان کی حکومت کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب نے ماہ فروری ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی آمد پر ایک کتاب تحفہ شہزادہ ویلز لکھی جس میں اپنے والد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی کے حالات اور دعاوی اور برکات لکھ کر یہ لکھا کہ

پھر اے شہزادہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے عین مایوسی اور ناامیدی کے وقت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی دعا سن کر برطانیہ کی فتح کا (یعنی جنگ عظیم میں) سامان پیدا کر دیا (تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۱۰۳)

اس عبارت سے صاف پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا خاتمہ زندگی انگریزی سلطنت کی خدمت گزاری میں ہوا ہے حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی غیر مسلم حکومت کی خدمت کررہے ہیں کیونکہ آپ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا اور جنگ عظیم میں برطانیہ کی فتح ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت مرزا صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو میدان جنگ میں جانے کی درخواست کرتے اس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے اسی فروری ۱۹۲۲ء کو قادیانی جماعت نے بحکم خلیفہ قادیانی شہزادہ ویلز کو ایڈریس دیا اس میں امت محمدیہ (مرزائیہ) کی خدمات کے ذکر میں شہزادہ ویلز کو مخاطب کر کے عرض کیا

> حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے اس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے نہیں باز رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعوےٰ کے ثابت کرنے کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے گا جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے (تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۹۸۔۹۹)

اس بیان میں ہمارا مقصود یہ نہیں کہ مرزا صاحب انگریزی حکومت کی خدمت کیوں کرتے رہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ محمد ثانی ہونے کی حیثیت میں ان کا جو کام تھا وہ ان سے نہیں ہوا اس لئے محمد ثانی ہونے کا دعویٰ انکا غلط ہے کیونکہ محمد اول (ﷺ) نے اپنی بعث اولیٰ میں مسلمان قوم کو تاج و تخت کا مالک بنایا تھا مرزا صاحب چونکہ بروزی طور پر محمد ثانی ہونے کے مدعی تھے اس لئے ان کا کام محمد اول کے کام سے مشابہ ہونا چاہئے تھا مگر واقع میں نہ ہوا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کاں سوختہ راجاں شد و آواز نامد

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ
تو کہہ کہ جس موت سے تم لوگ بھاگتے ہو وہ موت تمہیں پا لے گی پھر تم پوشیدہ اور حاضر جاننے والے خدا
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی تمہیں خبریں دے گا اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب
نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ
نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چلا کرو اور سودا سلف چھوڑ دیا کرو کہ یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ
تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور جب نماز ختم ہو جائے تو منتشر ہو جایا کرو اور اللہ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً
کا فضل تلاش کیا کرو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو تاکہ تم مراد پاؤ جب یہ لوگ تجارت یا کھیل

کی حاجت نہیں اے ہمارے رسول توان لوگوں کو کہہ کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو اور جان بچاتے ہو وہ جان بچے گی نہیں کیونکہ وہ موت تمہیں پالے گی اور ضرور پالے گی اس لئے کہ وہ اٹل ہے۔ کسی کی کوشش سے ہٹتی نہیں پس تم ضرور مروگے پھر تم سب بنی آدم عالم الغیب پوشیدہ اور حاضر جاننے والے خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں یعنی نیک و بد اعمال کی تمہیں خبر دے گا۔ بس تم ہوشیار ہو کر دنیا سے رخصت ہونا اسلام قبول کرو یا نہ کرو مگر حق پسندی کی عادت کرو۔ اے ایمان والو! جو لوگ اللہ کی مرضی حاصل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تم بھی ان کی پرواہ نہ کرو بس تم ان کو چھوڑ دو اور خدا کی رضاجوئی کی فکر کیا کرو ایک خاص کام رضا کا تم کو بتاتے ہیں اس کی تعمیل کیا کرو۔ پس سنو! جمعہ کے روز دوپہر کے وقت جب نماز کیلئے اذان دی جائے یعنی بذریعہ اذان تم کو بلایا جائے تو تم بلا تکلف اور بلا تاخر اللہ کے ذکر خطبہ اور نماز کی طرف چلا کرو اور سودا سلف اور دیگر کاروبار چھوڑ دیا کرو دنیاوی طمع نہ کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم خدائی احکام کی حکمت جانتے ہو یعنی اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کا حکم دیتا ہے اس میں اگر نقصان ہو تو اس کی تلافی کر دیتا ہے پس تم اس یقین کے ساتھ حکم الٰہی کی تعمیل کرو اور جب ختم نماز ہو جائے تو تمہیں اختیار ہے کہ تم مسجد سے نکل کر اپنے مکانوں کی طرف منتشر ہو جایا کرو اور بذریعہ کاروبار اللہ کا فضل تلاش کیا کرو مگر اس حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہوا کرو بلکہ ہر دم دل ادھر لگائے رکھو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہوا کرو تاکہ تم مراد پاؤ۔ یہ تو ہے اصلی تعلیم اسلام مگر ان کاروباری لوگوں نے جو کیا وہ کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا اور اچھا ہو بھی کیسے سکتا تھا جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ بازار میں مال تجارت دیکھتے یا کوئی

شان نزول

مدینہ شریف میں جمعہ کے روز آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اثناء خطبہ میں تجارتی قافلہ آگیا۔ نمازی لوگ تجارتی مال خریدنے کی طمع میں خطبہ چھوڑ کر ادھر چلے گئے ان کے حق میں یہ آیت اتری۔ مگر ایسا کرنے والے سارے نہ تھے۔

اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ

تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے

التِّجَارَةِ ط وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے

سورت منافقون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ

منافق لوگ تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اللہ بھی گواہی دیتا ہے کہ بے شک تو

لَرَسُوْلُهٗ ط وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھالیں بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے اے رسول خطبہ کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں بھلا یہ بھی کوئی سمجھ کا کام ہے تو ان کو کہہ تم لوگ جو خطبہ اور نماز چھوڑ کر چلے گئے تو اس کی یہی وجہ تمہارے ذہن میں ہے کہ تم اس مال تجارت میں فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ پس سنو! جو اللہ کے پاس فائدہ اور ثواب ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے وہ دینا چاہے تو خاک سے سونا دیدے نہ دینا چاہے تو سونے کو خاک کر دے پس تم اس سے رزق مانگو اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ نہ کرو بلکہ چاہئے کہ تمہارا اصول یہ ہو کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اللهم ارزقنا من عندك رزقا حلا لا واسعا

سورت منافقون

اے رسول چونکہ تو لوگوں کے دلوں کے حالات سے بے خبر ہے اس لئے منافق لوگ جو دل سے تیرے منکر ہیں تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم دل کی سچائی سے شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اس سے غرض ان کی محض فریب دہی ہوتی ہے اور کچھ نہیں اللہ بھی خود گواہی دیتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے مگر منافقوں کی غرض چونکہ دھوکہ دہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس امر کی بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جو اپنے غلط بیان کو شہادت سے تعبیر کرتے ہیں جھوٹے ہیں نہ ان کے دل میں تیری تصدیق ہے نہ وہ دل سے شہادت دیتے ہیں اس لئے جھوٹے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے رعب میں اپنی قسموں کو بچاؤ کی ڈھالیں بنا رکھا ہے ادھر ادھر آتے جاتے واللہ باللہ کہتے رہتے ہیں تاکہ تم مسلمان یہ سمجھو کہ تمہارے دوست ہیں پھر اس دوستی کے پیرائے میں ناواقف لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں کیونکہ

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

یہ لوگ بہت برا کرتے ہیں یہ اس لئے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے پھر منکر ہوگئے پس ان کے دلوں

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ

پر مہر لگادی گئی وہ سمجھتے نہیں اے نبی! جب تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران کرتے ہیں جب وہ بات کرتے ہیں

لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ

تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف

فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

جانتے ہیں پس تو اے پیغمبر ان دشمنوں سے بچتے رہیو ان کو خدا کی مار کہاں کو بہکارے جارہے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے

رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

رسول اللہ بخشش مانگیں تو یہ لوگ سر پھیر لیتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے متکبرانہ وضع میں رہتے ہیں

اسلامی لباس میں ہو کر جب اسلام کی برائی بیان کرینگے تو نادان سننے والا خواہ مخواہ اعتبار کریگا اس لئے یہ لوگ بہت برا کرتے ہیں اس کا نتیجہ بد ان کا بھگتنا پڑے گا۔ یہ حالت بد ان کی اس لئے ہوئی ہے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے اچھے بھلے کلمہ اسلام کے قائل ہوئے تھے پھر دنیاوی اغراض کے ماتحت منکر ہوگئے ایسے منکر ہوئے کہ پھر اسی انکار پر جم گئے۔ پس خدا کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے بد افعال کا بد انجام سمجھتے نہیں اپنی دغابازی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں دیکھئے تو بھلا اے نبی جب تیرے پاس آتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم بوجہ ڈیل ڈول کے حیران کرتے ہیں تو سمجھتا ہے کہ یہ بڑے معزز اور شریف لوگ ہیں اس لئے جب وہ بات کرتے ہیں تو تو ان کی بات پر توجہ کر کے سنتا ہے جیسے کسی معزز اور شریف کی بات سنی جاتی ہے کیونکہ ان کی ظاہری وجاہت ایسی ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگ تکیہ لگاتے ہیں۔ بہ ظاہر شکل وصورت تو ایسی ہے خواہ مخواہ معتبر باشد

مگر اندرونی کمزوری ان میں ایسی ہے کہ ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں کہیں کوئی جہاد کی آواز ہو تو اپنی موت جانتے ہیں کہیں آندھی تیز چلے تو موت کی طرح ڈرتے ہیں۔ ان کی نرم نرم باتیں سن کر پھندے میں نہ آنا بلکہ دل میں یقین رکھنا کہ یہی اصل دشمن ہیں پس تو اے پیغمبر اسلام علیہ السلام ان دشمنوں سے بچتے رہیو ان کو خدا کی مار کہاں کو بہکائے جارہے ہیں۔ دیکھو تو کیسی صاف صاف تعلیم سن کر بھی ادھر رخ نہیں کرتے اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حضورِ رسالت میں آؤ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ خدا سے مانگیں تاکہ خدا تم کو بخشدے تو یہ لوگ سن کر سر پھیر لیتے ہیں اور تو دیکھنے والے ان کو دیکھتا ہے کہ دربار رسالت میں حاضر ہونے سے متکبرانہ وضع میں رکتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ نبی کے استغفار کی ہم کو حاجت نہیں۔ پس وہ سن رکھیں کہ ان کو اگر کی حاجت نہیں تو یہاں بھی کوئی خاص ضرورت ان کی نہیں۔ اے نبی

[1] اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے کیا ہے لکڑی لگائے دیوار سے۔ ان معنے سے ان کی جسامت اور ڈیل ڈول ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دیوار سے پتلی لکڑی بھی لگائی جاتی ہے میں نے اس کو اسم مفعول کہا ہے کہ ان کی جسامت اور ڈیل ڈول بھی ثابت ہو یعنی بڑے ستون جن کے ساتھ لوگ سہارا لیں جیسے حرم کعبہ یا حرم مسجد نبوی کے کھمبے موٹے موٹے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی مثل سرینگر کشمیر کی مسجد کے ستون ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے نبی ان کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اللہ بدکار قوم کو

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ

ہدایت نہیں دیا کرتا یہ وہی لوگ ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو! جو لوگ رسول اللہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

کے پاس ہیں ان پر مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک کہ منتشر ہو جائیں اور آسمان اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ ہی کے قبضے میں

لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ

ہیں لیکن منافق سمجھتے نہیں یہی لوگ کہتے تھے اگر ہم شہر میں گئے تو معزز لوگ ان ذلیل لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

اصل عزت اللہ کی ہے اور رسول کی اور ایمانداروں کی ہے مگر منافق لوگ جانتے نہیں

تو بھی سن رکھ کہ ان نالائقوں کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا کیونکہ بخشش کیلئے دو ہی طریق ہیں یا تو وہ بندہ گنہگار خود توبہ کر کے متوجہ ہو یا خدائی توفیق اس کی رفیق ہو۔ خود تو یہ لوگ توبہ کرنے سے رہے جن کی اکڑ یہ ہے کہ وہ استغفار نہ کرتے ہیں نہ کراتے ہیں۔ دوسری وجہ تھی کہ خدا اپنی رحمت سے دستگیری کر کے ہدایت کرے یعنی توفیق توبہ کی دے تو سنو اس کے ہاں یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ بدکار قوم کو ہدایت خاصہ نہیں دیا کرتا۔ یعنی جو ہدایت خاص بندوں کا حصہ ہے اس سے بدکار لوگ محروم ہیں۔ پس دونوں راستے ان کی ہدایت کے مسدود ہیں تم مسلمان ان کو نہ جانتے ہو تو سنو یہ وہی لوگ ہیں جو غریب مہاجرین مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو جو لوگ محمد رسول اللہ کے پاس ادھر ادھر سے آ کر رہتے ہیں اور ہم اہل مدینہ کے برابر بلکہ زیادہ قرب کے مدعی بنے بیٹھے ہیں حالانکہ ہماری (اہل مدینہ کی) روٹیوں سے پلتے ہیں ان پر اپنا مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک معاش کی تنگی سے خود بخود منتشر ہو جائیں۔ پس یہی ان مہاجرین کا علاج ہے کہ بائیکاٹ کر کے ان کو سیدھا کر دو۔ حالانکہ خدا سب کا رزاق ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ ہی کے قبضے میں ہیں وہ جس طرح چاہے رزق دے سکتا ہے اس کے رزق دینے کے طریق سب مفتوح ہیں کسی طریق پر کسی غیر خدا کا قبضہ نہیں لیکن یہ سیاہ باطن منافق لوگ سمجھتے نہیں ان کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ اس شعر کا مضمون سمجھیں

خدا اگر بحکمت ببندد درے کشاید بلطف و کرم دیگرے

یہی کمبخت لوگ تھے جو جنگ کے موقع پر کہتے تھے اگر اب کی دفعہ ہم شہر مدینہ میں گئے تو سب سے پہلے یہ کام کریں گے کہ ہم معزز لوگ ان ذلیل لوگوں مہاجرین کو شہر سے نکال دیں گے تاکہ یہ میلے لوگ ہماری نظروں میں نہ آئیں نہ باعث تکلیف ہوں یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال سرکاری نوکری تجارت وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں۔ آج کوئی شخص مالدار ہے تو کل نہیں آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان لوگوں کی عزت اصلی نہیں اصلی عزت اللہ کی ہے جو بلاریب اپنی ذات میں عزت کا مستحق ہے اور عزت رسول کی ہے جو دائی ہے اور عزت ایمانداروں صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے امیر ہیں یا غریب اس میں کچھ شک نہیں انکے علاوہ علماء فقراء عزت کے مستحق ہیں وہ مناسب مومنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں کہ عزت کیا شے ہے مسلمانو تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک مال و دولت کی وجہ سے دوم قوت بازو سے۔ یعنی یہ جانتے ہیں کہ ہم مالدار ہیں ہم اولاد والے ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

مسلمانو! تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جو لوگ یہ کام کریں گے نقصان اٹھائیں گے اور

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ

ہمارے دئے میں سے خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾

میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں صالحین میں داخل ہو جاتا جب کبھی کسی

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے مہلت نہیں دیا کرتا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

ع ۲ ۱۴

سورت تغابن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

جو جو چیزیں آسمان میں اور جو زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیحات پڑھتی ہیں تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفات اسی خدا کے لئے ہیں

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾

اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں مسلمانو تم اللہ والے ہو اس لئے تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جیسا ان لوگوں کو کیا ہے یعنی مال و اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے جانے والی ہیں ان پر گھمنڈ نہ کرنا اور اترانا نہ چاہئے بلکہ شکر کرنا چاہئے جو لوگ یہ کام (تکبر اور غرور) کریں گے وہی نقصان اٹھائیں گے پس تم مسلمان ایسے افعال مکروہ سے بچتے رہا کرو اور منافقوں کی طرح بخل نہ کیا کرو بلکہ ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے کہ ہائے بے وقت موت آگئی' اے میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں نیک اعمال کر کے جماعت صالحین میں داخل ہو جاتا حالانکہ خدا کے ہاں یہ قانون ہے کہ جب کبھی کسی نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے ذرہ جتنی بھی مہلت نہیں دیا کرتا پس کوئی کتنا ہی چیخے درخواستیں کرے کبھی مہلت نہیں ملتی اور چیخنا اور رونا پیٹنا بے کار ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر اور بذاتہ مطلع ہے۔اسے نہ کسی گواہ کی حاجت ہے نہ تمہارے انکار سے تم کو کچھ فائدہ!

سورت تغابن

سنو جی جو جو چیزیں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیحات پڑھتی ہیں تم نے سنا ہو گا

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں با صطلاحے

کیوں نہ پڑھیں جبکہ تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفات اسی خدا کے زیبا ہیں وہی خالق ہے وہی مالک ہے وہی رزاق ہے اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲﴾

وہی تو ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر تم میں سے بعض منکر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾

اسی نے آسمان اور زمین کو اٹل قانون کے ساتھ پیدا کیا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں

يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور اسی کی طرف تمہارا رجوع ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ

بھی جانتا ہے اور خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گذرے ہیں

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزا چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے احکامات

خدا وہی تو ہے جس نے تم سب کو عدم سے وجود میں پیدا کیا پھر تم میں سے بعض اسی خالق مالک کے منکر ہیں اور بعض قائل مومن ہیں منکر دو قسم کے ہیں ایک تو سرے سے خدا کی خدائی کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے خدا کی خدائی مان کر اس کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں تم مسلمانوں کو ایسا نہ ہونا چاہئیے اور یاد رکھنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اسے کسی کی اطلاع یا رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں وہ بذات خود عالم ہے بصیر ہے دانائے راز ہے اگر وہ بذات خود عالم نہ ہوتا تو اتنی بڑی مخلوق کو ایسے احسن انتظام میں کس طرح پیدا کرتا اسی نے آسمان اور زمین اٹل قانون کے ساتھ پیدا کئے کیا مجال کہ ان میں کسی طرح کی خرابی یا نقصان آئے بلکہ شروع سے باقاعدہ چلا آیا ہے اور جب تک چاہے گا چلاتا جائے گا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتیں مناسب شکل میں بہت اچھی بنائیں بہ نسبت دوسرے حیوانات کے 'اپنے چہروں کو دیکھ لو' کیسے خوبصورت ہیں۔ ہر ضرورت کا سامان ان میں موجود ہے سننے کو کان ہیں' دیکھنے کو آنکھیں' سوچنے کو دماغ' کھانے چبانے کو منہ کے اندر دانت چہرہ کیا ہے مجموعہ سامان ضروریہ کا خزانہ ہے پس تم ایسے خالق کا شکریہ ادا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ اس کی طرف تمہارا رجوع ہے جس طرح معلول کا علت کی طرف رجوع ہوتا ہے جتنا وقت وہ تم کو چاہے گا زندہ رکھے گا جب چاہے گا فنا کر دیگا یہ تو اس کی قدرت کا ذکر ہے علم اس کا اتنا وسیع ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں پر یا ان کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اور جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو بظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور سنو کہ خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے ایسے عالم الغیب قادر قیوم خدا سے بگاڑ کر تم کہاں پناہ لے سکتے ہوں کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی۔ جو تم سے پہلے گزرے انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزہ چکھا تھا یعنی جو کچھ کیا تھا اس کا بدلہ پایا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں تباہ ہو گئے اور ابھی آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب وہ اس عذاب کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ واقعی وہ قصوروار تھے۔ یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آتے رہے ان رسولوں نے انکو احکام الٰہیہ کی تبلیغ کی

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞

لے کر آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے پس وہ منکر ہو گئے اور منہ پھیر گئے اور اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اللہ بے نیاز ہے

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ط قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

بذات خود تعریف والی خوبیوں کا مالک ہے کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ نہ اٹھائے جائیں گے تو کہہ ہاں ضرور تم اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے

عَمِلْتُمْ ط وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۞ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ط

کاموں سے اطلاع دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر آسان ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا

تو انہوں کافروں نے ان کے حکموں کو نہ مانا بلکہ الٹا یوں کہا کہ میاں کیا ہمارے جیسا ایک آدم زاد بشر[ل] نبی بن کر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے انہوں نے اس بات کو غلط جانا کہ بشر خدا کا رسول ہو ان کے خیال میں رسالت کے لئے فرشتہ ہونا چاہیے تھا پس وہ تعجب سے یہ کہہ کر ان رسولوں کے منکر ہو گئے اور خدائی تعلیم سے منہ پھیر گئے۔ ان کے ایسا کرنے سے رحمت الٰہی کی توجہ ان سے ہٹ گئی اور اللہ نے بھی انکی پرواہ نہ کی اللہ تعالیٰ تو سب مخلوق سے بے نیاز ہے اسے کسی کی عبادت سے فائدہ نہیں اسے کسی کے کفر و عصیان سے نقصان نہیں وہ بذات خود تعریف والا اور ساری خوبیوں کا مالک ہے کسی مخلوق کو خوبی سے اس میں خوبی نہیں آسکتی کسی کی برائی سے اسمیں کمی نہیں آتی کیونکہ اس کا فعل خلق ہے اور خلق کسی مخلوق کی بری نہیں۔ باقی جتنے افعال ہیں سب ان کے کسبی فعل ہیں اچھے ہیں تو ان کیلئے' برے ہیں تو ان پر وبال ہیں۔ دیکھو یہ کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ بغرض جزاو سزا نہ اٹھائے جائینگے یہ غلط خیال انکا باعث عذاب ہوگا۔ اے نبی تو ان کو اس غلطی پر اطلاع دینے کو کہہ کہ ہاں ضرور تم بروز حشر قبروں سے اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اطلاع دی جائے گی کہ تم نے یہ کیا وہ کیا اور یہ مت سمجھو کہ اتنے پرانے اور کثیر واقعات کی خبر کسی کو ہو گی نہیں ضرور ایسا ہوگا اور یہ کام اللہ پر آسان ہے کوئی امر اسے مانع نہیں ہو سکتا پس تم اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور قرآن پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ایمان لا کر خاموش نہ بیٹھ جاؤ بلکہ اس پر عمل کرو اور یقین رکھو

ل ہمارے ملک پنجاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ ان کا یہ ہے کہ کسی رسول کو خاص کر ہمارے رسول ﷺ کو بشر جاننا کفر ہے اور بشر کہنے والا کافر ہے اس دعوی پر آیت دلیل لاتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کو بشر کہنے والے کافر ہوئے تھے لہذا رسولوں کو خاص کر رسول اکرم ﷺ کو بشر کہنا کفر ہے حالانکہ آیت کے سیاق سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بشر کہنے سے کافر نہیں ہوئے بلکہ بشر ہونے کی وجہ سے ان کی تکذیب کی اور رسالت سے انکار کیا اس وجہ سے وہ کافر ہوئے تھے۔ قطعی اس کا یہ ہے کہ ایک مقام پر کفار کا قول یوں ذکر ہے-اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (پ ۱۳' ع ۱٤) تم رسول ہماری طرح کے بشر ہو ہم کو ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے ہٹاتے ہو-

اس کے جواب میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا قول یوں مذکور ہے- اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (بیشک ہم تمہاری طرح بشر ہیں مگر خدا جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بشریت محل اختلاف اور باعث نزاع نہ تھی بلکہ بشریت کے ہوتے ہوئے زیر بحث تھی نبیوں نے اپنی بشریت کا اعتراف کر کے رسالت کو فضل الٰہی کی صورت میں پیش کیا جس سے معلوم ہوا رسول کو بشر کہنا کفر نہیں بلکہ عین ایمان ہے-

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ

اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے جب اجتماع کے روز خدا تم کو جمع کرے گا وہ ہار جیت کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

پر ایمان لایا ہوگا اور نیک عمل کئے ہوں گے خدا اس کی غلطیاں دور کرے گا اور اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہریں جاری ہیں ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے انکار کئے اور ہماری

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٠﴾ مَاۤ اَصَابَ

آیات کی تکذیب کی ہوگی وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ جہنم بہت بری جگہ ہے جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے

مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١﴾

وہ اللہ کے اذن سے پہنچتی ہے جو کوئی خدا پر ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾

اور اللہ اور رسول کی تابعداری کیا کرو پھر اگر تم روگردان ہی رہو گے تو ہمارے رسول پر صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا ہے

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس وقت تم کو اطلاع دیجائیگی جب اجتماع کے روز قیامت کے دن خدا تم کو جمع کریگا وہ ہار جیت اور پاس فیل ہونے کا دن ہوگا نیکوکار جیت جائیں گے بدکار ہارے ہوں گے اور اگر تفصیل سے سننا چاہو تو سنو جو کوئی اللہ پر کامل ایمان لایا ہوگا اور اس کے مقتضاد کے مطابق نیک عمل بھی کئے ہوں گے اور بڑے کبائر گناہ شرک کفر بدعت فسق وفجور سے بچتا رہے ہوگا تو خدا اس کی غلطیاں دور کر دے گا اور اس کی جنتیوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہینگے نہ وہ ایسا کوئی کام کریں گے کہ وہاں سے نکلنے کا موجب ہوگا نہ کوئی شخص بالجبران کو نکالے گا یہی بڑی کامیابی ہے خدا جسے نصیب کرے وہی خوش نصیب ہے اور ان کے مقابل جنہوں نے ہماری (خدا کی) ذات یا صفات سے انکار کئے اور ہماری آیات آفاقی یا قرآنی کی تکذیب کئے ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں گے وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے کوئی شخص ان کو اس عذاب سے نہیں نکال سکے گا وہ جہنم بہت بری جگہ ہے اس بری میں برے لوگ ہی جائیں گے۔ ہاں ہم نے جن ایمانداروں کی فضیلت بتائی ہے ان کی علامت بھی سنئے مگر اس سے پہلے تمہید ہے کہ جو کچھ مصیبت دنیا میں پہنچتی ہے وہ اللہ کے اذن مقررہ قانون سے پہنچتی ہے اس میں کسی پیر فقیر وغیرہ کو داخل نہیں ہوتا جو کوئی خدا پر کامل ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ دنیا میں ہر فعل کلی ہو یا جزئی خدا کے ارادہ اور حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے اس لئے عارفانِ خدا کا قول ہے

کار زلف تست مشک افشانی ما عاشقاں　　　مصلحت راتہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور اس کے علاوہ یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے پس تم ہر وقت اس پر پختہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر کام پر مطلع ہے اور اللہ کی تابعداری کیا کرو اسی میں تمہاری بہتری ہے اسی میں تمہاری نجات ہے۔ پھر اگر تم منکرین اسلام اسلام سے روگردان ہی رہو گے تو سن رکھو کہ ہمارے رسول محمد ﷺ کے ذمہ صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا فرض ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ نے اپنے رسول کے ذمہ جو پیغام پہنچانا فرض کیا ہے اس کا سب سے مقدم حصہ یہ ہے کہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ

اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور بخش دیا کرو تو اللہ بخشنے

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے وبال جان ہیں اور

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے پس تم جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور سنا کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو اور پاک مال خرچ کیا کرو

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی لوگ نجات کے حق دار ہیں اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو خدا اسے بڑھا کر تمہیں دے گا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں۔ اپنے سب کام اسی کے حوالے کریں جیسا کسی عارف خدا نے کہا ہے

سب کام اپنے کرنے کی تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اے ایمان والو! تم لوگ چونکہ خدا کو مالک مختار مان چکے ہو اس لئے تمہارا فرض اولین ہے کہ تم اسی کے ہو رہو اس تعلق خاص سے روکنے والوں میں بڑے روکنے والے اولاد اور بیویاں ہوتی ہیں سو سنو کہ تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض بعض حقیقت میں تمہارے دشمن ہیں کیونکہ وہ تم کو خدائی تعلق کے خلاف لے جاتے ہیں یا لے جانے کی کوشش یا مدد کرتے ہیں کیونکہ وہ تم کو دنیاوی رسوم میں پھنساتے ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اس بچنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم ان کو ہر وقت زدو کوب کیا کرو اور بداخلاقی سے پیش آؤ نہیں بلکہ اگر خود اپنے عقائد پر مضبوط رہ کر ان کے قصور ان کو معاف کرو اور چشم پوشی کرتے رہو بلکہ ان کے قصور بخش دیا کرو تو اللہ تمہارے حق میں بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر تم بھی تو خدا کی کبھی کبھار بے فرمانی کرتے ہو پس جو شخص اپنے گناہوں کی بخشش چاہے وہ اپنے ماتحتوں کے گناہ بخشے تو خدا کی رحمت اور مغفرت سے حصہ پائے گا۔ باقی رہا یہ خیال کہ اہل خانہ اور اولاد کی مخالفت کرنے سے گھر میں بگاڑ کرنا اچھا نہیں اس سے عیال کی حفاظت رہ سکتی ہے نہ اولاد کی سنو سوائے اسکے نہیں کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے حقیقت میں وبال جان ہیں اور باعث امتحان اور اگر ان کو ان بما تحتیٔ حکم خدا استعمال کرو گے تو انجام نیک ہو گا۔ بد طریق سے کرو گے تو برابر بدلہ پاؤ گے۔ ہاں سن رکھو کہ اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے پس تم ایماندار لوگ اولاد اور ازواج سے نہ ڈرو بلکہ جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور خدائی احکام دل سے سنا کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو اور حلال کمائی پاک مال خدا کی راہ میں خرچ کیا کرو اپنے لئے کار خیر مال سے علم سے عزت و جاہت سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا کرو۔ اس میں شک نہیں کہ انسان کی عادت بخل ہے اور خدا کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں یعنی بخل ان کا ان کی فیض رسانی پر غالب نہ آئے فیاضی انکے بخل پر غالب رہے تو وہی لوگ نجات کے حقدار ہیں پس تم اپنے نفسانی بخل کو فیاضی پر غالب آنے دو بلکہ فیاضی کو بخل پر غالب کیا کرو سنو اگر تم اللہ کی راہ میں فقراء اور مساکین کی حاجت روائی میں خرچ کرو گے تو گویا اللہ کے قرض حسنہ دو گے اللہ کو قرض حسنہ دینے سے یہ مطلب نہیں کہ خدا غریب نادار ہے اور تم امیر اور مالدار ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ کار خیر میں خرچ کرتے ہوئے تم دل میں یہ جانو کہ ہم اللہ کے پاس جمع کرتے ہیں جو مال ایسی نیت سے خرچ کرو گے تو خدا اسی مال کو بڑھا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بڑا قدردان اور حلم والا ہے وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے

سورت الطلاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں طلاق دیا کرو اور عدت شمار کیا کرو اللہ اپنے پروردگار

اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

سے ڈرتے رہا کرو تم ان کو ان کے مکانوں سے نہ نکالا کرو اور نہ وہ خود نکلا کریں ہاں جس وقت وہ کھلی بدکاری کریں تو

مُّبَيِّنَةٍ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ

نکال دو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا

کر تمہیں دیگا ایک پیسہ کے سات سو پیسوں تک بلکہ ان سے بھی زیادہ عنایت کریگا اور اس پر مزید کہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور ہر طرح کے احسان تم پر کرے گا۔ اللہ بندوں کے نیک کاموں کا بڑا قدردان اور حلم والا ہے اس سے کسی کا نیک و بد مخفی نہیں۔ باوجود جاننے کے بوجہ علم کے جلدی سزا نہیں دیتا' وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے قدرتی کاموں میں کوئی مانع نہیں۔ اسکے افعال بذات خود حکمت سے لبریز ہیں مگر لوگ جلد باز ہیں کہ اس کے کاموں کی حکمت نہیں سمجھ سکتے اللهم علمنا الحكمة

سورت طلاق

اے نبی تو دنیا کے لوگوں کو تعبدی ہی اخلاقی اور تمدنی ہر قسم کے احکام سکھانے کو ہماری طرف سے بھیجا گیا ہے اس لئے تو ان مسلمانوں کو تمدنی احکام سنا کہ مسلمانو جب تم عورتوں کو بوجہ ضرورت طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت یعنی طہر کی حالت میں طلاق دیا کرو اور بعد طلاق عدت شمار کیا کرو کہ تین ماہ گزر جائیں تاکہ عدت پوری ہونے پر انکو نکاح ثانی کی اجازت ہو سکے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ نکاح ہو یا طلاق ہر کام میں اللہ اپنے پروردگار سے ہر حال میں ڈرتے رہا کرو کوئی کام ایسا نہ کرو جو اس کی مرضی کے خلاف ہو سنو! طلاق کے بعد ایام عدت ہیں تم ان عورتوں کو ان کے رہائشی مکانوں سے نہ نکالا کرو کیونکہ وہ بیچاری ابھی تک تم سے وابستہ ہیں اور نہ وہ خود نکلا کریں بلکہ چاہئے کہ ایام عدت اسی مکان میں گذارا کریں تاکہ تمہاری مصالحت کی بھی کوئی صورت ہو سکے ہاں جس وقت وہ اس مکان میں کسی قسم کی کھلی بدکاری کریں تو ان کو اپنے مکان سے نکال دو یہ جائز ہے کیونکہ اس صورت میں صاحب مکان کی بھی بدنامی متصور ہے جو کسی طرح گوارا نہیں اور سنو یہ اللہ کے احکام کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود تجاوز کریگا یعنی ان احکام کی ہتک یا بے فرمانی کریگا وہ سمجھے کہ اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا جس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑیگا۔ عدت کے اندر جو عورتوں کو اسی مکان میں رہنے کی پابندی کی گئی ہے تم اسی حکمت نہیں جانتے

ل تعبدی احکام وہ ہیں جو عبادت کے متعلق ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ اخلاقی جیسے راست گوئی وغیرہ تمدنی انسانی ملاپ باہمی ہمدردی کے متعلق۔

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

شاید اللہ اس کے بعد کوئی امر پیدا کردے پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچنے لگیں تو ان کو عزت کے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا

ساتھ روک لیا کرو یا دستور کے موافق ان کو جدا کردیا کرو اور دو عادل گواہ بنا لیا کرو اور شہادت اللہ کے لئے

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ

دیا کرو جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو یہ نصیحت کی جاتی ہے جو شخص اللہ سے ڈرے تو

اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا جو کوئی اللہ پر بھروسہ

فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ③

کرے وہ اس کو کافی ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے

سنو شاید اللہ تعالیٰ اس واقعہ طلاق کے بعد کوئی امر پیدا کردے یعنی ان میاں بیوی میں مصالحت کی صورت ہو جائے کیونکہ ایک دوسرے کو دیکھے گا تو محبت آجائیگی اس صورت میں خفگی دور ہو کر مصالحت ہو جائے گی پھر جب اپنی مدت کو پہنچنے لگیں یعنی درصورت طلاق رجعی (ایک یادو) ہونے کے عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو اختیار ہے کہ بحکم

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

ان مطلقات کو عزت کے ساتھ روک لیا کرو یا دستور شرعی کے موافق ان کو جدا کردیا کرو اور اس قسم کے واقعات پر اپنے مسلمانوں میں سے دو عادل حق گو گواہ بنالیا کرو اور گواہوں کو فرمان خداوندی سنادو کہ سچی سچی خدا لگتی شہادت اللہ کے خوف اور اپنی نجات کے لئے دیا کرو یہ کام ایمانداروں کے ہیں اس لئے جو عدل وانصاف اور سچی شہادت دینے میں بعض اوقات برادری یا خاندان میں یا شہر اور محلے میں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں سو یاد رکھو کہ ایسے وقت میں جو شخص اللہ سے ڈرے اور اس سے ڈر کر کام کرے اور شہادت ہو یا بیان حق تو اللہ اس کے لئے راہ نکال دیگا جس سے اس کی مشکلات حل ہو جائیگی اور اگر ادا شہادت حقہ سے اس کو مالی نقصان ہوگا تو خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا پس تم ہر کام میں خدا کی رضا جوئی کا خیال مقدم رکھا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ خدا اس کو کافی ہوگا۔ پس تم ایمانداروں کو چاہیے کہ ہر کام خدا کے سپرد کرو۔ اللہ تعالے اپنے منشا کے مطابق اپنا کام کردیا کرتا ہے لیکن لوگ جلد باز ہیں کہتے ہیں کہ جتنے وقت میں ہم چاہیں ہو جائے مگر ہوتا اسی وقت ہے جو اللہ کے نزدیک وقت مقرر ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے زندگی اور موت میں تو ہر چیز اندازہ میں محدود ہے شرعی احکام میں بھی انداز مقرر ہے دیکھو تم کو پہلے بتایا گیا ہے کہ جن عورتوں کو تم طلاق دے کر چھوڑ دو ان کی عدت کا وقت تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے مگر جن کو حیض نہ آئے ان کا حکم سنو

---

[1] طلاق دو قسم پر ہے رجعی اور مغلظہ رجعی ایک دو تک طلاق ہوتی ہے تین کے وقوعہ پر مغلظ طلاق ہو جاتی ہیں مغلظ میں مصالحت بالرجوع جائز نہیں رجعی میں عدت کے اندر کے مصالحت جائز ہے۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

جو تمہاری عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکیں اور جن کو حیض آیا ہی نہیں ان کی تین مہینے کی معیاد ہے او جو حمل والی عورتیں

وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

ہیں ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے آسانی پیدا کر دیا کرتا

يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

ہے یہ خدائی حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے خدا اس کی غلطیاں

سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

معاف کردے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے موافق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو

سنو جو تمہاری قوم کی عورتیں بوجہ ضعیفی یا بسبب بیماری کے حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اور جن کو ابھی حیض آیا ہی نہیں قبل حیض ہی شادی ان کی ہو گئی ہو اور طلاق کی نوبت آجائے ان کو اگر عدت طلاق گزارنے کا موقع آئے تو انکی تین مہینے کی معیاد ہے وہ قمری تین ماہ عدت گزار کر نکاح ثانی کر لیں اور گر یہ عورتیں یا کوئی بھی منکوحہ بالغہ ہو یا نابالغہ خاوند سے ملی نہیں اور قبل ملاپ ہی ان کی جدائی ہو گئی ہے تو ان پر کوئی عدت نہیں نہ تین حیض نہ تین یوم اور حمل حالت میں چونکہ حیض نہیں آتا نہ وہ بے امید ہی ہیں اس لئے اس کا حکم جدا ہے وہ بھی سنو جو حمل والی عورتیں ہیں ان کو اگر عدت طلاق یا عدت وفات لازم ہو تو ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے۔جب وہ وضع حمل کر چکیں تو فورا نکاح کر سکتی ہیں چاہے مدت نفاس ہی میں کر لیں ہاں عدت کا حکم اور اس میں انتظار بیشک اس مقولہ کا مصداق ہے **الانتظار اشد من الموت** اور اس میں غلطی ہو جانے کا احتمال ہے مگر جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے اس کے مشکل سے مشکل کام میں بھی آسانی پیدا کر دیا کرتا ہے پس تمہاری زندگی کا مقصود اور تمہاری کامیابی کا گر یہی ہے کہ تم اللہ کا خوف دل میں جاں گزین کر رکھو یہ اول درجہ میں خدائی حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں پر نازل کیا تھا پس اس کی حافظت کرتے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے خدا اس کی غلطیاں معاف کر دیگا اور اس کے نیک کاموں کے بدلہ اس کو بہت بڑا اجر دیگا پس تم اللہ سے ڈر کر ان مطلقہ عورتوں کو اپنی مقدور کے موافق وہیں رکھا کرو جہاں تم خود رہتے ہو تا کہ تمہاری باہمی دید بازی سے تمہاری رنجش دور ہو کر صلح ہو جائے اور

ل آیت یایھا الذین امنو اذانکحتم المومنت ثم طلقموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا (پ ۲۲ ع۳) کی طرف اشارہ ہے

ع یہ حکم ان مطلقات کے لئے ہے جن کو ایک یا دو طلاقیں ملی ہوں جن کے بعد عدت کے اندر اندر رجوع جائز ہے کیونکہ شروع سورت سیاق عبارت رجعی طلاق کے متعلق چلا آرہا ہے مثلا یہ ارشاد کہ **لعل اللہ یحدث بعد ذالك امرا** نیز ارشاد ہے **فامسکوھن بمعروف** وغیرہ پہلے ارشاد میں صلح کی طرف اشارہ ہے دوسرے صاف لفظوں میں امساک (روک لینے) کی اجازت ہے یہ تو مقررہ بات ہے کہ مطلقہ بتۃ ۲ طلاق ہونے کی صورت میں رجوع جائز نہیں۔ان قرائن صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم (نفقہ اور سکنی کا) کا مغلظہ بتۃ ۳ طلاق کو شامل نہیں۔رہا یہ سوال کہ مغلظہ کے لیے کیا حکم ہے اس کا حکم حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا میں ملتا ہے فاطمہ موصوفہ کو تین طلاق ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں دلایا تھا (صحیح مسلم باب **الطلق البائن لا نفقہ لھا**)

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

اور ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کرو اور اگر وہ حاملہ ہیں تو ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو پھر اگر

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ

وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں ان کی اجرت دیا کرو اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کی موافق کاربند ہوا کرو

بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ؕ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ

اگر تم مضائقہ سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت بچے کو دودھ پلائے جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ

سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اتنا

اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۧ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا

ہی حکم دیتا ہے جتنی اس کو طاقت دی ہے اللہ بعد تنگی کے آسانی کردے گا کئی بستیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں

وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝

کے حکم سے سرکشی کی تھی پھر ہم نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا اور ان کو سخت عذاب کیا

اور تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اپنے گھر میں رکھ کر ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کرو اور دیا ہوا مہر وغیرہ واپس وصول کرو یا وہ تنگ ہو کر نکل جائیں یہ سب مخفی راز اللہ کو معلوم ہیں کہ کون کس نیت سے کام کرتا ہے اور کون کس غرض سے 'ایک اور حکم بھی سنو اگر وہ مطلقہ عورتیں حاملہ ہیں تو چاہے بسہ ٣ طلاق مغلظہ ہوں تو بھی ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو کیونکہ حمل کی وجہ سے ان کو تم سے ایک گونہ تعلق ہے اور وہ ایک طرح سے تمہاری خدمت میں مشغول ہیں پھر اگر وہ مطلقہ عورتیں تمہاری اولاد جو بعد طلاق یا قبل طلاق جنی ہیں دودھ پلائیں تو اس حال میں ان کی دودھ پلوائی کی اجرت ان کو دیا کرو کیونکہ اولاد تمہاری نسل ہے اور وہ عورتیں ان کی خدمت میں مشغول ہیں اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کے موافق کاربند ہوا کرو بچے کے حق میں جو کچھ مشورے سے پخت و پز ہوا اس پر عمل کرو اور اگر تم دونوں فریق فریق زوج اور فریق زوجہ کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ پلانے میں مضائقہ سمجھو مثلاً عورت کو کسی قسم کی بیماری ہے جس میں اس کا دودھ بچے کو مضر ہونے کا احتمال ہے یا عورت مطلقہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو جس کی وجہ سے وہ دوسرے خاوند سے مشغول ہو گئی ہے غرض کسی معقول وجہ سے ماں کا دودھ بچے کو پلانے میں تم حرج سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت اس بچے کو دودھ پلا دے تاکہ وہ بچہ ضائع نہ ہو اور اس دایہ کے دودھ کی اجرت بچے کے والد پر ہو گی جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے یہ نہیں کہ غریب کو امیر کی برابری کا حکم دیا جائے اور امیر غریب کی ریس کرے نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ اللہ ہر شخص کو اتنا ہی حکم دیتا ہے جتنی اسکو طاقت دی ہے امیر کو اس کی وسعت کے موافق غریب کو اس کی گنجائش کے مطابق 'غریب لوگ تعمیل کرنے میں حیل و حجت نہ کریں بلکہ تعمیل کر کے امیدر کھیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر بعد تنگی کے آسانی کر دیگا پس یاد رکھو کہ خدائی حکموں سے سرتابی کرنی کسی طرح جائز نہیں نہ غنا کی وجہ سے نہ فقر کے سبب سے سنو بستیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تھی نہ خدا کی توحید کو مانا نہ رسولوں کی رسالت تسلیم کی نہ ان کے حکموں کی تعمیل کی پھر ہم (خدا) نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا یعنی ذرہ ذرہ پر مؤاخذہ کیا اور انکے اعمال بد کی سزا دی انکو سخت عذاب کیا

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۞ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

پس انہوں نے اپنے کام کا مزہ چکھا اور انجام کار نقصان ہوا اور اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم

شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ

اے عقلمند ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اسی نے ایک نصیحت کرنے والا رسول تمہاری طرف بھیجا جو اللہ کے کھلے

ذِكْرًا ۞ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کھلے احکام تم کو سناتا ہے جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جائے

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ

جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۞

ہوں گے ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کے لئے عزت کا رزق تیار کررکھا ہے اللہ وہ ذات

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا اللہ کا حکم ان میں اترتا ہے تاکہ تم جانو

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۞

اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اللہ کے احاطہ علم میں ہے

ع ۲ ۵ ۱۸

پس انہوں نے اپنے برے کام کا مزہ چکھا اور ان کا انجام کار نقصان ہوا یہ تو دنیا میں ان کو سزا ملی اور ابھی آخرت میں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم اے عقلمندو ایمان والو! یہ سمجھو کہ نفع نقصان عزت وذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے پس اسی سے ڈرتے رہو اور جو مانگنا ہے اس سے مانگا کرو۔ دیکھو اسی اللہ نے ایک نصیحت کرنے والا رسول محمد (ﷺ) تمہاری طرف بھیجا ہے جو اللہ کے کھلے کھلے احکام تم کو سناتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو کفر شرک حرص اور عداوت وغیرہ وغیرہ کی ظلمات سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے جائے چنانچہ تم مسلمان نبی کی صحت تامہ سے خود اپنی طبیعتوں کا اندازہ کرلو کہ اس رسول کے آنے سے پہلے تم کیا تھے اور اب کیا ہو۔ بس یہی ایک بات ہے جس کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے تم (موجودہ ایمانداروں) سے یہ مخصوص نہیں بلکہ خدائی قانون عام ہے کہ جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں چند روزہ ان کی رہائش نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نیکوکار لوگوں کے لیے عزت کا رزق خوب تیار کر رکھا ہے ایسا کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی نہ ملے گی۔ اس واسطے کہ یہ لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے اور اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے ہیں اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا ہر آن اللہ کا حکم تکوینی ان میں اترتا رہتا ہے۔ جو چیز پیدا ہوئی ہے اسی کے حکم سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ بات تمہیں اس لئے بتائی جاتی ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علمی اور قدرتی احاطہ میں گھیر اہوا ہے

سورت تحریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے حرام کیوں کرتے ہو اللہ بخشنہار مہربان ہے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

تمہاری قسموں کے توڑنے کا طریقہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے اور اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا

الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

حکمت والا ہے جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی

سورت تحریم

اے ہمارے پیارے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے اپنے نفس پر حرام کیوں کرتے ہو۔ کسی چیز کی طبیعت نہ چاہے نہ کھاؤ مگر مثل حرام کے ترک کرنا تو اچھا نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بہ نیت صالحہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو کیونکہ اخلاقی اصول ہے کہ جس گھر میں میاں بیوی کے درمیان سوء مزاجی ہو وہ گھر آباد نہیں رہتا اس اصول سے میاں کو بیوی کی رضا جوئی کرنی جائز بلکہ مستحسن کام ہے مگر چونکہ تم نبی ہو تمہارا ہر کام امت کے لئے شاہراہ ہدایت ہے اس لئے آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ بخشنہار مہربان ہے پس گزشتہ را صلو آئندہ را احتیاط کیونکہ خدا نے تمہاری ایسی بے ضرورت اور پر ضرر قسموں کے توڑنے کا کفارہ یہ دیا کرو کہ دس مساکین کو کھانا کھلاؤ یا تین روزے رکھو کیونکہ اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ سنو تمہیں ایک مفید واقعہ سنائیں جس سے تم کو یہ بات سمجھ میں آئیگی کہ خاص راز کی بات کسی کو سنانے سے پہلے اس رازداری کا حال جاننا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات ایسا معاملہ تمہیں بھی پیش آئیگا جیسا تمہارے نبی کو آیا جب نبی علیہا السلام نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی اور منع بھی کر دیا کہ کسی سے مت کہنا مگر وہ پختہ کار نہ تھی اس کے منہ سے وہ بات نکلی

شان نزول

آنحضرت ﷺ اپنی بیوی زینب کے گھر میں جاتے تو وہ آپ کو شہد پلاتی۔ دوسری بیویوں نے اس پر رشک کر کے حضور سے عرض کیا کہ آپ کے دہان مبارک سے موم کی بدبو آتی ہے آپ کو یقین ہوا کہ یہ بدبو شہد پینے کا اثر ہے۔ آپ کو طبعی طور پر بدبو سے نفرت تھی اس لئے آپ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں آئندہ شہد نہیں پیوں گا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (بخاری)

ل شیعہ سنی میں فیصلہ اس آیت کے شان نزول میں شیعوں کی معتبر تفسیر عسکری میں ایک روایت یوں درج ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لحفصته ان ابابكر يلي الخلافته بعدى ثم من بعد ابوك (عمر) (تفسیر عسکری سورۃ تحریم)

ترجمہ کہ آنحضرت ﷺ نے جو پوشیدہ اپنی بیوی حفصہ کو بتائی تھی وہ یہ تھی کہ میرے بعد ابو بکر خلافت کا والی ہوگا پھر تیرا باپ (عمر) خلیفہ ہوگا؟

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

پھر جب اس نے وہ بتادیا اور خدا نے اس پر وہ فعل ظاہر کردیا تو نبی نے کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا پھر جب نبی نے اس بیوی کو

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

یہ بتایا بیوی نے کہا آپ کو کس نے بتایا نبی نے کہا خدائے علیم و خبیر نے مجھے یہ بتایا ہے تم دونوں اگر تو بہ کرو اگر تم کو مناسب

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

ہے تمہارے دل بگڑ چکے ہیں اور اگر اس کے خلاف منشا سازشیں کرو گی تو اللہ خود اور جبرئیل اور جملہ نیک لوگ اس کے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا

ہوا خواہ ہیں علاوہ ازیں تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا اس کو

خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ

بہت جلد ایسی بیویاں دے گا جو تم سے بہتر ہوں گی فرماں بردار ایماندار عاجزی کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ

پھر جب اس بیوی نے دوسری کو راز بتادیا اور خدا نے اس نبی پر وہ فعل ظاہر کردیا کہ تمہاری بیوی نے تمہارے راز کی بات بتادی تو نبی نے اس بیوی کو اشارتاً کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا جیسا کہ بڑے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ماتحتوں کی ذرہ ذرہ بات پر گرفت نہیں کیا کرتے اشارتاً کچھ کہہ دیا کرتے ہیں اور کچھ ٹال دیا کرتے ہیں۔ پھر جب نبی نے اس بیوی کو اس کا یہ فعل بتایا کہ تم نے یہ راز افشا کیا تو بیوی نے کہا حضور آپ کو کس نے بتایا کیونکہ آپ نے بحکم خداوندی اعلان کیا ہوا ہے میں نے غیب دان نہیں ہوں نبی نے اس کے جواب میں کہاں ہاں میں غیب دان نہیں ہوں مگر خدائے علیم خبیر نے مجھے یہ سارا ماجرا بتایا ہے یہ تو ہوا خانہ نبوی کا قصہ جو تم کو تعلیم کے لئے سنایا گیا ہے تاکہ تم مسلمان راز گوئی اور رازداری میں احتیاط کیا کرو اب ہم اس راز افشا کرنے والی اور دوسری سن کے آگے کہنے والی دونوں کو مخاطب کر کے حکم دیتے ہیں۔ اے نبی کی بیویو اب تم اپنا حال سنو تم میں سے ایک وہ جس کو نبی نے راز بتایا تھا دوسری وہ جس کو اس بیوی نے راز بتایا اور اس نے شائع کیا تم دونوں بیویاں اس غلطی سے توبہ کرو (تم کو مناسب ہے) کیونکہ تمہارے دل اس غلط کاری سے بگڑ چکے ہیں اور اگر بفرض محال اس (رسول) کے خلاف منشا سازشیں کرو گی تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گی۔ کیونکہ اللہ خود جبرائیل فرشتہ اور ایماندار لوگ اس کے ہواخواہ اور محب ہیں۔ علاوہ ازیں تمام فرشتے اپنی اپنی حیثیت میں اس کے مددگار ہیں۔ خدا اور ایماندار مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصرت کا حال سنو بفرض محال اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا بہت جلد اس کو ایسی بیویاں دیگا جو بالخصوص رزداری میں تم سے بہتر ہوں گی۔ فرمانبردار ایماندار خدا کے سامنے عاجزی سے دعا کرنیوالیاں غلطیوں سے توبہ کرنے والیاں خدا کی عبادت کرنے والیاں روزے رکھنے والیاں بیوہ اور

یہ ایک راز تھا جو بیوی نے ظاہر کردیا تھا جس کے حق میں ارشاد پہنچا۔

اخبر رسول الله (ﷺ) حفصته انه يملك بعده ابوبكر وعمر (تفسير مجمع البيان شيعه مطبوعه ايران زيرايت لم تحرم)

ترجمہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی حفصہ کو مخفی بتایا تھا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر والی خلافت ہوں گے

یہ دونوں روایتیں معتبر کتب شیعہ کی ہیں جو سنی روایات کے مطابق ہونے کی وجہ سے مسئلہ خلافت شیخین میں فیصلہ کن ہیں

فافهم والا تكن من القاصرين

وَّاَبۡكَارًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ

رکھنے والیاں بیوہ اور باکرہ اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

وَالۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ

اس پر فرشتے تند خو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کی بے فرمانی نہ کریں گے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے

مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَعۡتَذِرُوا الۡيَوۡمَ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ

اے کافرو! آج تم عذر معذرت نہ کرو جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا اے

تَعۡمَلُوۡنَ ۝ؑ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمۡ

ایمان والو! تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو بہت جلد تمہارا پروردگار

اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ

تمہاری غلطیاں تم سے دور کردے گا اور تم کو باغوں میں داخل کرے۔ گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ

جس روز اللہ اپنے نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو شرمندہ نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے و دائیں بائیں

وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝

چلتا ہوگا وہ کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر اور ہمارے گناہ ہم کو معاف فرما بے شک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

باکرہ غرض ہر قسم کی عورتیں نبی کو دیگا جن سے تمہاری ضرورت اس کو نہ رہے گی کیونکہ رسول پر خدائی فضل خاص ہے خدا اس کو تمہارا محتاج نہ رکھے گا بلکہ کسی کا بھی نہیں۔ خیر یہ تو ہوا واقعہ خاندان رسالت کا اے مسلمانو اب اپنے متعلق ہدایت سنو خانگی حکموں میں اہم حکم یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین بیوی بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن برے آدمی اور پتھر ہیں یعنی وہ ایسی تیز ہے کہ آدمی اور پتھر اس میں پتھر کے کوئلوں کا کام دیں گے خود بھی جلیں گے اور اس کو بھی تیز کریں گے اس پر نگرانی کرنے والے فرشتے بڑے تند خو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کے حکموں کی کسی حالت میں بے فرمانی نہ کرینگے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے یہ جو ذکر ہوا ہے کہ اس نار جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے ان آدمیوں سے مراد کافر لوگ ہیں نہ مومن یعنی کافرو آج تم عذر معذرت نہ کرو کیونکہ تمہارا عذر معذرت معقول نہیں۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ تم پر ظلم نہ ہوگا بلکہ جو کچھ تم دنیا میں کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا پس اے ایمان والو ہم تم کو اصل کام بتاتے ہیں جو بعد الایمان تم پر فرض واجب ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو اس کا بدلہ تم کو یہ ملے گا کہ بہت جلد تمہارا پروردگار تمہاری غلطیاں تم سے دور کردیگا اور تم کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ سب کچھ اس روز ہوگا جس روز اللہ اپنے اس نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو حسب وعدہ شرمندہ نہیں کردے گا بلکہ اپنے وعدے پورے کریگا ایسے کہ ان کو نور جو ان کے ایمان کا اثر ہوگا ان کے آگے آگے اور دائیں بائیں چلتا ہوگا وہ ایماندار اس وقت کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر یعنی جہاں تک ہمیں پہنچتا ہے ہم کو اس کی ضرورت ہے وہاں (جنت) تک اسکو ہمارے ساتھ رکھو اور وعدہ سابقہ کے تحت ہمارے گناہ معاف فرما بیشک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے یہ تو اس روز ایمانداروں کی حالت ہوگی۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

اے نبی! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کیا کرو اور ان کے سامنے مضبوط رہا کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَّامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ

بہت بری جگہ ہے اللہ کافروں کے لئے نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو بہ طور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا

ہمارے نیک بندوں کے ماتحت تھیں پھر انہوں نے ان کی بے فرمانی کی پس وہ دونوں ان سے اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ

مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ

ہٹا سکے اور ان کو کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ خدا نے ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی

آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ۘ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

کی مثال پیش کرتا ہے جب اس نے کہا اے میرے رب! اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

لیکن اے نبی یہ کیفیت اور یہ عزت یونہی نہیں مل جائیگی بلکہ چند افعال تم کو کرنے ہوں گے سب سے پہلے تو ایمان ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے اس کے بعد رجوع الی اللہ ہے وہ بھی مذکورہ ہو چکا اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے پس تم بوقت ضرورت کافروں اور ان منافقوں سے انکے حسب حال جہاد کیا کرو اور انکے سامنے مضبوط رہا کرو کسی طرح تم سے سستی دیکھنے میں نہ آئے اور نہ عند الضرورت[1] ان سے منہ پھیرو بلکہ یہ سمجھو کہ دنیا میں وہ تمہارے مفتوح ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ واپسی کی بہت بری جگہ ہے سنو کافروں کا گھمنڈ ہے کہ وہ مالدار ہیں معزز ہیں اشراف ہیں خدا انکو عذاب نہیں کریگا۔ یہ خیال ان کا غلط ہے کفر ایسا بد فعل ہے کہ نبی کا قریبی تعلقدار رات دن جان و جگر کی طرح ساتھ رہنے والا بھی کفر اختیار کرے تو وہ بھی نہیں بچ سکتا غور کرو اللہ تعالیٰ کافروں کے سمجھانے کیلئے حضرت نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں ہمارے یعنی خدا کے نیک بندوں کے ماتحت بطور بیویوں کے تھیں ان نبیوں کے ساتھ رات دن کا تعلق تھا پھر انہوں نے ان کی شرعی احکام میں بے فرمانی کی اور بجائے توحید کے شرک اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا پس وہ دونوں نبی ان سے اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ ہٹا سکے ان کی موجودگی میں وہ ہلاک ہو گئیں اور خدا کی طرف سے ان دونوں عورتوں کو کہا گیا کہ جہنم کی آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ ہی تم بھی داخل ہو جاؤ سن لیا کفر کا انجام اب سنو ایمان کا' ایمان کہیں بھی ہو اپنا اثر دکھاتا ہے۔ کوئی زبردست بھی اس کے اثر کو روک نہیں سکتا چاہے کوئی کتنا ہی ضعیف کسی زبردست کے ماتحت ہو اس کا ایمان اس کو ثمرہ دیتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ایمانداروں کی بشارت کے لئے فرعون جیسے جابر بادشاہ کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا کی مثال پیش کرتا ہے کہ دیکھو وہ فرعون کی خدائی سے منکر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی اس پر فرعون نے اس کو سخت سخت عذاب دئے مگر وہ صابرہ ہر تکلیف پر صبر کرتی رہی یہانتک کہ وہ وقت آیا جب اس نے آخری وقت میں سخت تکلیف پر دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے رب مجھے یہ فرعونی محلات ناخوش گوار ہیں تو مجھے ان سے نکال اور اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

[1] آیتہ لاتھنوا ولا تحزنوا کی طرف اشارہ ہے ولغلظ کے معنی سخت کلامی اور بدگوئی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بدگوئی نہیں کی اور جنگ میں سخت کلامی یا بدگوئی کچھ مفید بھی نہیں وہاں تو قوت بازو مفید ہے اسی لئے دوسری آیت میں فرمایا ولیجدوا فیکم غلظتہ تم مسلمان ایسے یک دل ہو کر جہاد کیا کرو کہ غیر مسلم تم میں پختگی پائیں یہی پختگی یہاں مراد ہے۔

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ

اور مجھے فرعون اور اس کے عملے سے نجات دے اور مجھ کو اس ظالم قوم سے چھڑا اور مریم بنت عمران کو

عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ

بطور مثال پیش کیا جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے

رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں تھی

اور مجھے ظالم فرعون اور اس کے ظالم عملے سے نجات دے جو مجھ پر ظلم کر رہے ہیں اور مجھ کو اس ظالم قوم قبط سے چھڑائیں ان کا منہ بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔ اسی طرح اور خدا نے ایک پاکدامن عفیفہ معصومہ مریم بنت عمران کو (بطور مثال کے) پیش کیا جسکو ظالموں نے طرح طرح سے بدنام کیا اس کی پاک دامنی پر سیاہ دھبہ لگانا چاہا حق یہ ہے کہ اس ایماندار پاک دامن نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم (خدا) نے اس مریم کے اندر اپنی طرف سے زندگی کی روح پھونکی یعنی اس کے رحم میں بقدرت کاملہ بچہ پیدا کیا جس کا نام عیسیٰ بن مریم تھا چنانچہ وہ پیدا ہوا تو مخالفوں کے طعن کے جواب میں مریم نے اسی بچہ کی طرف[۲] اشارہ کر کے کہا اسے پوچھ لو یہ کیسے پیدا ہوا ہے۔ اس بچے نے ان کو معقول جواب دیئے پس مخالف یہودیوں کے مطاعن غلط سمجھو کیونکہ مریم عفیفہ پاکدامن تھی اور اس نے اپنے رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ خدا کے فرمانبرداروں میں تھی پس تم اس کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ کرو ورنہ خدا کے راست باز بندوں[۱] کے حق میں بدگو سمجھے جاؤ گے

[۱] یہودیوں نے حضرت صدیقہ مریم پر بہتان لگایا یعنی انکے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز مولود کہا۔ قرآن مجید میں ان کے اس قول کو لعنت کا موجب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وقولهم علی مريم بهتانا عظيما (یہودیوں کے مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی) یہودیوں کے اس فعل پر جو ناراضگی چاہیئے تھی وہ خدا نے قرآن مجید میں کی مگر آج ہمارے ملک میں ایک جماعت ہے جو قرآن مجید کو کلام اللہ مانتی ہے اور اپنا نام احمدی مسلمان رکھتی ہے ان کا عقیدہ بھی اس بارے میں یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) ناجائز مولود تھے چنانچہ اس جماعت کے رہبر (مرزا غلام احمد قادیانی) مریم صدیقہ کے حق میں لکھتے ہیں

> افاغنہ مثل یہود فرقے میاں نسبت و نکاح نہ کروہ دختران از ملاقات و مخالطت با منسوب مضائقت نگیرند مثلاً اختلاط مریم صدیقہ با منسوب خویش (یوسف) و ہمعیت وی خارج بیت گردش نمودن شہادت حقہ بر ایں رسم است دور بعض از قبائل خواتین جبال قبل از اجر مراسم نکاح آبستنی شدہ وعاد تا محل آروشند قوم نگر دیدہ اغماض و اعراض ازاں میشود ایں مردم از تاسی یہود نسبت را در رنگ نکاح داشتہ تعیین کا بین ہم زراں میکنند (کتاب ایام الصلاح فارسی مصنفہ مرزا قادیانی صفحہ ۶۵)

اس عبارت کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ یہودیوں میں دستور تھا کہ بعد نکاح محض منگنی کی حالت میں دلہا دلہن باہم ملاپ کر لیا کرتے تھے۔ مریم صدیقہ کی حالت ایسی تھی جو اپنے منسوب (یوسف) کے ساتھ منگائی کی حالت میں قبل نکاح ہی ہمبستر ہوئے اس سے اس کو حمل ہوا جو مسیح کے نام سے پیدا ہوا اس مضمون کی اچھی طرح تشریح دوسری کتاب کشتی نوح میں مرزا صاحب نے کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں

مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض اس صورت میں وہ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

[۲] سورہ مریم کی آیت فاشارت اليه کی طرف اشارہ ہے۔

سورت ملک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے وہی جس نے موت

الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوةَ لِیَبۡلُوَكُمۡ اَیُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾

اور حیات مقرر کی تاکہ خدا تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے اور وہ بڑا غالب بخشش والا ہے

سورت ملک

بڑی برکت والا[1] ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے فناہ کر دیتا ہے وہی جس نے ہر چیز کے لیے اموات اور حیوۃ مقرر کی ہے اور تم بنی انسان کو پیدا کیا ہے تاکہ خدا تم کو جانچے یعنی اظہار کر دے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے مطلب یہ کہ تمہاری زندگی کا مقصد اعمال صالحہ کرنا ہے دگر ہیچ اور وہ خدا بڑا غالب بڑی بخشش والا ہے پس اگر کوئی انسان اسکی ہدایت کے ماتحت اعمال صالحہ نہیں کرے گا۔

ناظرین کرام

اس سیدھی سادھی عبارت کا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ (بقول مرزا صاحب) مریم کو قبل از نکاح حمل ہو گیا اس لیے بغرض پردہ پوشی صدیقہ کا نکاح کیا گیا ہے۔ جیسے آج کل بھی کسی لڑکی کا حمل کی پردہ پوشی کی نیت سے نکاح کر دیتے ہیں ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے صاف ثابت ہوتا کہ حضرت مسیح (بقول مرزا صاحب قادیانی) شرعی اصطلاح میں ناجائز مولود تھے۔

صدق الله تعالی وقولهم علی مريم بهتانا عظيما. نعوذ بالله ان يقول به احد من مسلمين

[1] حدیث شریف میں ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان سور فی القران ثلثون ایته شفعت لرجل حتی غفرله هی تبارك الذی بیده الملك (احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک سورت تیس آیات کی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخشا جائے گا۔ وہ سور تبارک ہے۔ ایک حدیث میں ہے

عن ابن عباس قال ضرب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم خباء علی قبره وهولا یحسب انه قبر فاذا فیه انسان یقراء سور تبارك الذی بیده الملك حتی ختمها فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبره فقال النبی صلی الله علیه وسلم هی المانعته المنجیته تیجیه من عذاب الله رواه الترمذی

یعنی ابن عباس نے کہا کہ بعض اصحاب نے بے خبری میں ایک قبر کی جگہ پر خیمہ لگایا تو سنا کہ ایک انسان سورۃ تبارک الذی پڑھتا ہے یہاں تک کہ اس نے سورۃ ختم کر لی اس خیمہ لگانے والے شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے مانعہ ہے نجات دینے والی ہے اس پڑھنے والے کو (چونکہ وہ دنیا میں روزانہ اسے پڑھتا تھا) اللہ کے عذاب سے نجات دلائے گی۔ بعد نماز عشاء ہر روز اس سورۃ کو پڑھنا چاہیے۔

نوٹ: پڑھنے والا تو عالم ارواح میں تھا مگر آواز قبر سے آتی تھی جیسے فون میں بات کرنے والا تو کہیں دور ہوتا ہے مگر آواز یہاں فون سے آتی ہے۔ اللہ اعلم

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے تم خدائے رحمٰن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو؟

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ

اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ تمہاری طرف

اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ

تھکی ہاری واپس آئے گی ہم نے چراغوں کے ساتھ ورلے آسمان کو مزین کیا ہے

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور ہم نے ان کو شیاطین کے دھتکار بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے آگ کا عذاب تیار رکھا ہے اور جو اپنے رب سے منکر ہیں

بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّ

ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی

هِیَ تَفُوْرُ ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ

آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہو گی ایسی کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے جب کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائے گی تو اس کے داروغے ان سے

یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ﴿۸﴾

پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہ آیا تھا

تو تباہ ہو گا چاہے کتنا ہی معزز اور موقر ہو خدا کی عزت کے سامنے اس کی ایک نہ چلے گی اور اگر کوئی شخص غلطی کے بعد توبہ کرے گا تو خدا کی بخشش سے حصہ وافر پائے گا سنو وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اس کے سوا اور بھی ہزارہا قسم کی مخلوق پیدا کی کیا تم خدائے رحمٰن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو جس قانون پر دنیا کو چلایا ہے اس میں کوئی قصور ہوتا ہے سورج چاند ستارے وغیرہ جس نہج پر چلائے ہیں اس میں کبھی کوئی خلل آیا ہے ذرا اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ اور دیکھو کہ صنعت خداوندی میں کوئی فتور تم کو دکھائی دیتا ہے ہرگز نہیں جتنا دیکھو گے نظر تمہاری طرف تھکی ماندی مطلب یابی میں ہاری واپس آئے گی سنو ہم اپنی صنعت تم کو دکھاتے ہیں دیکھو ہم نے چراغوں یعنی ستاروں کے ساتھ ورے آسمان کو مزین کیا ہے تم رات کے وقت دیکھتے ہو کیسا چمکتا ہے اور ستارے قندیلوں کی طرح لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ان ستاروں کو کئی ایک فائدوں کے لیے پیدا کیا ہے منجملہ ایک یہ ہے کہ ہم نے ان کو شیاطین کے لیے دھتکار بنایا ہے یعنی شیاطین جب آسمان کی طرف چڑھ کر ملائکہ کی گفتگو سننا چاہتے ہیں تو ان ستاروں کی تاثیر سے ہٹ جاتے ہیں جیسے آگ یا بجلی کی حرارت مانع ہوتی ہے اور ہم نے شیطانوں اور ان کے اتباع کے لئے آگ کا عذاب جہنم میں تیار کر رکھا ہے انہی کیلئے نہیں بلکہ انکے اور ان کے اتباع میں ان لوگوں کیلئے بھی جو اپنے رب کی ذات یا صفات یا احکام سے منکر ہیں ان کیلئے جہنم میں آگ کا عذاب ہے وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائینگے اس دوزخ کی بڑے زور کی آواز سنیں گے جو جوش اور تیزی کی حالت میں آگ سے نکلا کرتی ہے کیونکہ وہ جوش مارے گی کہ سننے والے کو اندیشہ ہو گا کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے یعنی جہنم جو چار دیواری کی وجہ سے ایک محاط مکان کی صورت میں بنی ہو گی جوش نار سے اسکا پھٹنا قریب الفہم ہو گا جب کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائیگی تو اس دوزخ کے دروغے ان سے پوچھیں گے تم جو بدکاریوں میں مبتلا رہے جنکی وجہ سے تم یہاں ٹھہرائے گئے کیا تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہ آیا تھا عقلمند کا کام تو یہ ہے کہ سمجھانے والے کی سنے اور عمل کرے سمجھانے والے آئے تو ضرور ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ تم کو اتنی سخت سزا ملی۔

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ

کہیں گے کہ ہاں ہم نے ان کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں اتاری تم بہت

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

بڑی غلطی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج ہم آگ والوں میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

پس وہ اپنے گناہوں کے معترف ہوگئے سو ایسے جہنمیوں کے لئے رحمت سے دوری ہو ہاں جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

ان کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہے اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کر کہو وہ سینوں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ

کے راز بھی جانتا ہے سنو! جو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے وہ خدا وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝

جس نے زمین کو نرم پیدا کیا پس تم اس کے کناروں میں پھرو اور اسی خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کی طرف جانا ہے

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ

کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے

ع ۱۳

وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں واقعی سمجھانے والے آئے تھے مگر ہم نے ان کی تکذیب کی اور ایک نہ سنی ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کیلئے کبھی کوئی کتاب نہیں اتاری اسے کیا ضرورت کہ وہ وحی بھیجے رسول بنائے اس نے انسان کو عقل کامل دے رکھی ہے بس یہی عقل انسان کی راہنمائی کو کافی ہے اے سمجھانیوالو تم بہت بڑی غلطی میں ہو جو لوگوں کے سامنے دعویٰ رسالت اور ادعاء نبوت کرتے ہو یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ان کو سنتے یا عقل خداداد سے کام لیتے جسکو ہم نے چھوڑ دیا تھا تو آج ہم اس آگ والوں میں نہ ہوتے۔ پس دیکھو اس سوال کے جواب میں وہ اپنے گناہوں کے معترف ہوگئے سو ایسے جہنمیوں کے لیے جو اقراری مجرم ہیں خدائی رحمت سے دوری ہو خدا ایسوں کو نہ بخشے ہاں جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے بخشش کا حصہ اور بڑا اچھا بدلہ ہے یہ مت سمجھو کہ خدا کو نیک و بد بتانے کی ضرورت ہے اور وہ کسی مخبر کے ذریعہ سے وہ اطلاع پاتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ خدا کا عالم اتنا وسیع ہے کہ تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کر کہو خدا کو سب معلوم ہے کیونکہ وہ سینوں کے راز بھی جانتا ہے سنو جو سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اس کی خالقیت کی صفت اس کے علم کے متقاضی ہے یعنی خالق کل علیم کل ہونا ضروری ہے اور وہ بڑا باریک بین ساری مخلوق کے حال سے باخبر ہے غور سے سنو جس خدا کی طرف اے نبی تم ان لوگوں کو بلاتے ہو وہ خدا وہی ہے جس نے زمین کو ہموار نرم پیدا کیا ایسی کہ چاہو تو اس پر مکان بنالو چاہو تو کھیتی کرلو سفر کرنے کی ضرورت ہو تو سفر بھی کرو۔ بس تم اس زمین کے کناروں اور اطراف میں پھرو اور زمین کی پیداوار میں سے اس خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور رزق کھاتے ہوئے تکبر اور غرور نہ کرو بلکہ دل میں جانو کہ بعد موت تم کو اسی کی طرف جانا ہے پھر جو کچھ تم نے یہاں کام کئے ہوں گے وہاں ان کا بدلہ پاؤ گے نیک کا نیک بد کا بد پس تم کو چاہئے کہ ابھی سے خدا کے ساتھ اچھا تعلق رکھو یعنی ہر کام میں اس سے ڈرتے رہو کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمان اور زمین میں حکومت کرتا ہے

أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿۱۶﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُّرْسِلَ

کہ تم سب کو زمین میں دھنسادے پھر وہ تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے اس سے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ط فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ وہ تم پر پتھراؤ کرائے پھر تم جان لو کہ میرا ڈرنا کیسا ہے اور ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۱۸﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَٰفَّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۚ مَا

تکذیب کی تھی پھر میری ناراضگی ان پر کیسی ہوئی کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں

يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ط إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿۱۹﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ

خدائے رحمٰن ان کو گرنے سے روکتا ہے بے شک خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے کون شخص ہے جو خدا سے ورے تمہارا حمایتی

لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ط إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿۲۰﴾ أَمَّنْ هَٰذَا

بن کر تمہاری مدد کرے پس یہ منکر لوگ سراسر دھوکے میں ہیں بھلا بتاؤ تو سہی

الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ج بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَّنُفُورٍ ﴿۲۱﴾ أَفَمَن يَمْشِي

کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کرلے تو کون ہے جو تم کو رزق دے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے

اس سے کہ تمہی انسانوں سب کو زمین میں دھنسانے کا حکم دے پھر وہ زمین اس حکم کی تعمیل میں تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے اور جو آسمانوں اور زمین میں حکومت کرتا ہے اس سے کہ وہ تم پر اپنے حکم سے پتھراؤ کردے پھر تم جان لو کہ میرا (یعنی خدا کا) ڈرانا کیسا ہے گا اے مسلمانو اور ایک نصیحت کی بات سنو ان مکذب لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی تھی مثلاً قوم نوح قوم لوط عاد ثمود وغیرہ نے انبیاء کرام کی مخالفت اور تکذیب کی پھر میری (یعنی خدا کی) نار ضگی ان پر کیسی ہوئی۔ ایسی کہ سب کو تباہ کر دیا آج ایک بھی ان میں سے نظر نہیں آتا کیا خدا کے قبضہ قدرت کا ثبوت معلوم کرنے کو یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں وہ باوجود وزنی ہونے کے گرتے کیوں نہیں اس لیے خدائے رحمٰن ان کو گرنے سے روکتا ہے یعنی اس نے ان کو یہ طاقت بخشی ہے اور اسی نے ہوا میں یہ قوت رکھی ہے کہ ان کو تھامے رکھے بیشک خدا پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کو دیکھ رہا ہے لطف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ پوچھو تو یہ مشرکین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا واقعی ایسی بلکہ اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے تاہم وہ اس شاہراہ سے منحرف ہو جاتے ہیں ان سے پوچھ تو سہی کہ کون ایسا شخص ہے جو خدا سے ورے تمہارا حمائتی بن کر مدد کرے سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں پس یہ منکر لوگ ایسا خیال کرنے میں سراسر دھوکے میں ہیں وہمی باتوں کے پیچھے جا رہے ہیں پتھروں اور اینٹوں کی بنی ہوئی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں ان سے پوچھو کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کرلے اوپر سے بارش نہ کرے یا زمین سے پیدا نہ کرے تو اس کے سوا کون ہے جو تم لوگوں کو رزق دے حقیقت میں کوئی نہیں بلکہ یہ منکر لوگ اس سے انکار کر کے سرکشی اور حق سے نفرت کرنے پر اڑے ہوئے ہیں جب کہ اصلیت یہی ہے جو ذکر ہوئی کہ خدا کے سوا نہ کسی میں طاقت ہے نہ کوئی تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا ہے پس جو لوگ اس حقیقت پر ہیں وہ تو ہدایت یاب ہیں اور جو اس سے ہٹے ہوئے ہیں وہ گمراہ ہیں ان مشرکوں سے پوچھو کیا وہ شخص جو

مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ
بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب ہے یا وہ جو سیدھی راہ پر چل رہا ہے تم کہو میرا معبود

الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾
وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور دل بنائے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
کہہ وہی میرا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾
اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تم کہو کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
جب یہ لوگ اس کو قریب دیکھیں گے تو جو لوگ منکر ہوں گے ان کے چہرے جھلسے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ یہی وہ وعدہ ہے جو تم طلب کیا

تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ
کرتے تھے تم کہو بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کردے یا رحم فرمائے یہ بتاؤ کہ کافروں

اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب اور قدرتی طریق پر چلنے والا ہے یا وہ جو سیدھا سر وقد سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس میں کیا شک ہے کہ دوسرا شخص ہی ہدایت یاب اور سیدھی راہ پر ہے پس وہی ایماندار ہے کیونکہ وہ ہر اس چیز کو مانتا ہے جو خدا کی قدرت کا اظہار کرتی ہے سب سے پہلے اس کا اس بات پر یقین ہے کہ ہم انسانوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تم اے نبی کہو میں اصل بات تم کو بتاؤں جس پر تمام دنیا کا اتفاق ہے سنو میرا معبود ہی ہے جس نے تم کو اور مجھ کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اور ہمارے لیے سمع سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور ہر جاندار میں دل بنائے جن سے ان کی زندگی ہے تاہم تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔ بھلا یہ بھی شکر ہے کہ یہ سب نعمتیں تو دیں اللہ نے اور تم لوگ عبادت کرتے ہو غیر اللہ کی جو صریح شرک ہے اے نبی ان کو کہو کہ وہی خدا میرا اور تمہارا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور بروز قیامت تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اور اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے دیکھو ان کی ضد اور جہالت کہ جزا اور یوم جزا کا ذکر سن کر ڈرتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ یوم وعدہ جس کا تم ذکر کرتے ہو کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ہم اس روز تمہارا صدق و کذب جانچیں گے تاکہ اظہار کر سکیں کہ تم سچے ہو یا جھوٹے ہو تم اے نبی ان کو کہو کہ اس کا جواب دینا علم غیب پر موقوف ہے جو مجھ میں نہیں واقعہ سوائے اس کے نہیں کہ اس وعدہ قیامت کا بلکہ ہر چیز کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ صاف صاف سمجھانے اور برے کاموں پر ڈرانے والا ہوں پس یہ کہہ کہ تم خاموش ہو جاؤ وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اس وعدہ قیامت کو سامنے قریب دیکھیں گے تو جو لوگ اس سے منکر ہوں گے ان کے چہرے مارے غم اور غصہ کے جھلسے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے یہ کیا مصیبت ہے اور خدا کی طرف سے فرشتوں کی زبانی کہا جائے گا یہی وہ یوم وعدہ ہے جو تم طلب کیا کرتے تھے یہ لوگ جو تمہیں کہتے اور دھمکاتے ہیں کہ تم لوگ تباہ اور برباد ہو جاؤ گے تمہیں کوئی جانے گا بھی نہیں تمہیں کوئی یاد نہ کرے گا تم اے نبی ان کو کہو بھلا بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کردے تباہ کردے یا رحم فرمائے جو اس کا جی چاہے کرے وہ ہمارا مالک ہے ہم اس کے مملوک تم یہ بتاؤ کہ کافروں کو جب سزا ملنے کا وقت ہوگا

الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا تم کہدو وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

بھروسہ ہے پس تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں ہے تم پوچھو کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

دھنس جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری لادے

سورت قلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ

میں رحمٰن ہوں قسم ہے قلم کی اور ہر اس چیز کی جو لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے مجنون نہیں ہے اور تیرے لئے

لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾

دائمی بدلہ ہے اور تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھیں گے

تو ان کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا خدا کے حکم سے تو عذاب آئیگا لہذا وہ تو چھڑائے گا نہیں۔ باقی رہے تمہارے جھوٹے معبود ان میں طاقت نہ ہو گی آخر کون چھڑائے گا۔ ہاں کون چھڑائے گا۔ ہاں تم اپنا عقیدہ بتانے کو کہدو کہ سنو جی ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے کہ وہ خدا بڑا رحمٰن رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے وہ ہمیں جس حال میں رکھے ہمیں گلہ نہیں پس تم جو ہمارے ساتھ اس بارے میں رات دن جھگڑتے ہو نیک و بد کا انجام دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح اور کھلی گمراہی میں ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اصل حقیقت جان لو گے تم اے نبی ان تم مشرکوں سے پوچھو کہ تم لوگ جو خدا کے سوا بے انت و بے انتہا معبود بناتے ہو بتلاؤ تو اگر تمہارا پانی جو خدا تم کو بذریعہ بارش دیتا ہے جسے تم پیتے اور کھیتوں اور مویشیوں کو پلاتے ہو زمین میں دھنس کر خشک ہو جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری کے چشمے لادے کوئی نہیں کیا تم نے نظامی شاعر کا شعر نہیں سنا نہ باد ہوا تا نگوئی بیار زمیں نادر تا نگوئی بیار

سورت قلم

میں (خدا) رحمٰن ہوں میری رحمانیت کے تقاضا سے تجھے اے رسول قرآن ملا اور تو نبی ہوا تیرے مخالف تیرے حق میں غلط کہتے ہیں تو پاگل ہے مجنون ہے ہرگز نہیں قسم ہے قلم اور ہر اس چیز کی جو قلم کے ساتھ لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے مجنوں نہیں ہے بھلا پاگل تیرے جیسے ہوتے ہیں مجنوں اور ہوشیار میں ایک ہی بیّن فرق ہوتا ہے کہ مجنوں کی حرکات منظم نہیں ہوتیں اس لئے اس کے قول و فعل پر نتیجہ مرتب نہیں سکتا تیری بابت تو ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے کاموں پر تیرے لیے ایسا دائمی بدلہ ہے جو ختم نہ ہو گا کیونکہ تیری تعلیم کا سلسلہ آخر زمانہ تک جاری رہے گا اور تیری حرکات کی تنظیم کا یہ حال ہے کہ تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے یہ نہیں کہ گاہے ماہے کوئی حق کی بات تجھ سے ہو جائے بلکہ دائمی اور مستقل تجھ سے اخلاقی باتیں ہوتی رہتی ہیں پس صریح حالت دیکھ کر بھی جو تجھے مجنوں کہے وہ خود مجنوں نہیں تو کیا ہے اچھا تو بھی دیکھے گا اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے۔

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ

کہ تم میں سے کس کو جنون ہے یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یابوں

بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا

سے خوب واقف ہے پس تو جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیو چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا تو نرم ہوجائے تو وہ بھی نرم پڑجائیں گے

تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝

قسم کھانے والے ذلیل اکسانے والے ادھر ادھر لگانے والے کار خیر کو روکنے والے حد سے تجاوز کرنے والے بدکار

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

اکھڑ اور علاوہ ازیں بدخمیر کی مت مانیو جب اس کو ہمارے احکام سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ

کے کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ایسے شخص کو ہم ناک پر داغ لگائیں گے کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو جانچا جیسے ایک بار

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

باغ والوں کو جانچا تھا

کہ تم فریقین میں سے ہو کس کو جنون ہے یعنی کس کا انجام بخیر اور کامیاب ہے اور وہ کامیاب ہوتا ہے اور کون نامراد باقی رہا کسی مخالف فریق کا دوسرے کو گمراہ کہنا سو تو اس کی فکر نہ کرنا یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یابوں سے بھی خوب واقف ہے پس تو اس سے بے فکر ہو کر اپنے اداء فرض میں لگا رہ تیرے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ تو خدا کے کلام کو جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیو کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ تبلیغ احکام میں تھوڑا سا تو نرم ہوجائے یعنی شرک اور بت پرستی کی تردید زیادہ زور سے نہ کرے۔ تو وہ بھی مخالفت زیادہ زور سے نہ کریں گے بلکہ نرم پڑجائیں گے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل وخوار آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف اکسانے والے ادہر ادہر لگانے والے کار خیر کو یعنی اصلاح ذات البین کر روکنے والے انسانی اخلاق کی حد سے تجاوز کرنے والے بدکار طبیعت کے اکھڑ اور علاوہ ازیں بدخیر انسان کی بات کبھی مت مانیو کیونکہ بحکم کل اناء تیرشح بما فیہ ایسے لوگ وہی کہیں گے جو یہ خود کرتے ہیں اور جو انکا رویہ ہے جیسے تیرے زمانہ میں ایسے لوگ ہیں آئندہ بھی[1] ہوں گے اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے ایسے شخص کی علامت یہ ہے کہ جب ہمارے احکام اسکو سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے کے تسلیم احکام سے انکار کرتا ہوا کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ان کو وحی الٰہی سے کیا تعلق کہیں موسیٰ اور فرعون کا قصہ ہے کہیں آدم اور شیطان کا ذکر ہے کہیں کچھ ہے تو کہیں کچھ ایسے شخص کو چاہے اس زمانہ میں ہے یا آئندہ ہوگا ہم اس کی ناک پر داغ لگائیں گے یعنی اس کو برادری میں بلکہ ساری دنیا میں ذلیل اور نامراد کریں گے ایسا کہ ہر کہہ دمہ جائے گا کہ یہ نامراد ہے کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان مشرکوں عرب کو مال واسباب اور سامان آسائش وغیر دیکر اسطرح جانچا ہے جیسے ایک باغ والوں کو جانچا تھا

[1] اسے طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید میں جو الفاظ آئے ہیں یہ تمثیل ہیں جو ہر زمانے کے ایسے لوگوں پر صادق آتے ہیں جو ان اوصاف سے موصوف ہوں اس لیے تعلیم عام ہے اس کی ناک پر نشان لگانے سے مراد اس کی نامرادی اور ناکامی ہے یعنی جو جو منصوبے وہ اسلام اور نبی اسلام کے برخلاف دل میں رکھتا ہے ان سب میں وہ ناکام رہے گا۔ زمانہ رسالت میں ان اوصاف سے موصوف ایک شخص تھا جس کا نام ولید بن مغیرہ تھا بعد کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہے اور ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اللہ اعلم

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ

جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑلیں گے اور وہ کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب

مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾

کی طرف سے تباہ کرنے والا پہنچ گیا پس وہ صبح کو برباد ہوچکا تھا پھر ان لوگوں نے صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا

أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿۲۲﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿۲۳﴾

کہ اپنی کھیتی میں چلو اگر اس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے

أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿۲۴﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا

کہ اس باغ میں آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے وہ صبح سویرے پھل کاٹنے کے لئے قوت کے ساتھ نکلے پس جب

رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل

انہوں نے اس باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ہیں بلکہ ہم محروم کئے گئے ہیں اور ان میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۹﴾

کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے سب نے کہا سبحان اللہ بے شک ہم ہی قصور وار ہیں

یعنی جس طرح اپنے چند روزہ عیش و آرام پر وہ مغرور ہوئے تھے اس طرح یہ بھی مغرور ہیں سو جیسا ان کا انجام ہوا تھا ان کا بھی ہوگا تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان باغ والوں[1] کی نیت تبدیل ہوئی تو خیرات نہ کرنے کی ان کو سوجھی اس پر ان کے باغ کی تباہی ہوئی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ اس ارادے میں کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے یہاں تک کہ انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھا ادھر ان کا ارادہ ہوا ادھر خدا کا حکم جاری ہوا تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب کی طرف سے تباہ کرنے والا حکم اس باغ پر پہنچ گیا پس وہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی صبح کو برباد ہو چکا تھا مگر ان کو اطلاع نہ تھی پھر ان لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا کہ اپنی کھیتی اور باغ میں چلو اگر اس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی وقت موزوں ہے پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے کہ اس باغ میں آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے چنانچہ اسی خیال کو لے کر وہ صبح سویرے پھل کاٹنے کے لیے پختہ ارادہ اور قوت کے ساتھ نکلے وہاں کیا تھا وہم وگمان کے خلاف باغ اجڑ چکا تھا پس جب انہوں نے اس باغ کو جڑا ہوا دیکھا تو اپنے تصور کے خلاف پاکر بولے کہ یہ وہ باغ نہیں ہے یقیناً ہم راہ بھول گئے ہیں ادہر ادہر دیکھ بھال کر کہا بھولے نہیں بلکہ اس باغ کے فوائد سے محروم کئے گئے ہیں ان مالکوں میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے یعنی اللہ کو پاکی سے یاد کر کے اس کی دی ہوئی نعمت کا شکر کرو تا کہ خدا ہمارے مال اولاد میں برکت کرے دیکھو یہ اس غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم کئے گئے ہیں چونکہ شریف خاندان کے صالح زادے تھے اس لیے اس یاددہانی پر فوراً سب نے کہا سبحان اللہ ربنا و بحمدہ بیشک ہم ہی قصوروار ہیں

[1] ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ باغ یمن میں تھا ایک شخص دیندار اس کا مالک تھا اس کے مرنے کے بعد تین بیٹے وارث ہوئے وارث کی زندگی میں غرباء مساکین کا بھی اس میں حصہ ہوتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے وارثوں نے خیرات کا حصہ بند کر دیا اس خیال سے کہ ہمارا اعیال زیادہ ہے ہم اتنی خیرات کرنے کے متحمل نہیں چنانچہ اس پر پختہ ہو کر صبح باغ کا پھل کاٹنے کو نکلے تو باغ کو اس حال میں پایا جس کا ذکر آیات میں ہے۔ (ماخوذ از معالم)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝

وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے بولے ہائے ہماری کم بختی ہم تو واقعی سرکش ہیں

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ

بہت جلد خدا اس باغ سے اچھا باغ ہم کو دے گا ہم یقیناً خدا کی طرف رجوع ہیں عذاب اسی طرح آتا ہے اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے کاش کہ لوگ جانیں جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں

النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

نعمتوں کے باغ ہیں کیا پھر فرماں برداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں تمہیں کیا ہوگیا تم لوگ کیسی رائیں لگاتے ہو

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تم کو ملے گا کیا ہمارے ہاں تمہارے

عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ

عہد وپیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لئے پٹہ ہیں جو تم فیصلہ کرو وہ تم کو مل جائے گا تو ان کو پوچھ کون اس بات کا ذمہ دار ہے

زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝

کیا ان کے شریک ہیں اگر یہ سچے ہیں تو شریکوں کو پیش کریں

چونکہ ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہم کو ملا ہے اس لیے وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے بولے اے، ہماری کم بختی ہم تو واقعی سرکش ہیں سچ تو یہ ہے کہ ع ہر چہ برماست ازماست۔ چونکہ دل سے ایماندار تھے اسلیے وہ خدا سے ناامید نہ ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے خدا سے امید کا اظہار کرنے کو کہا انشاء اللہ بہت جلد خدا ہم کو اس باغ سے بہت اچھا باغ دے گا کیونکہ ہم یقیناً خدا کی طرف متوجہ اور رجوع ہیں یہ ان کا مقولہ بتارہا ہے کہ وہ خدا سے مایوس نہ ہوئے تھے اس لیے توقع ہے کہ اس باغ کے نقصان کی تلافی ان کے لیے خدا کی طرف سے کی گئی ہوگی عذاب الٰہی جب آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے یہ تو تھوڑا سا مالی نقصان ہے آخرت میں ہر طرح سے عذاب ہوگا کاش کچھ لوگ اس عذاب کو جانیں ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ پرہیزگار اللہ سے ڈرانے والے اور بدکاری سے بچنے والے ہیں ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں جن میں ہر قسم کے پھل پھول اور ہر قسم کا عیش و آرام ان کو حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی زندگی میں نیکوکار رہے اچھے کام کرتے رہے اگر ان کو ہم نیک و بد نہ دیں تو کیا پھر فرمانبرداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں نہ ان کو سزا نہ ان کو جزا پھر تو دونوں برابر ہوگئے تم جو اس برابری کے قائل ہو تمہیں کیا ہوگا تم لوگ کیسی کیسی رائیں لگاتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی الٰہی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تمہیں ملے گا چاہے تم کیسے بد عمل اور مشرک ہو کیا ہمارے ہاں تمہارے حق میں عہد و پیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لیے پٹہ ہیں کہ جو بھی تم اپنے حق میں فیصلہ کرو وہ تم کو بلاشک وشبہ مل جائے گا اے رسول تو ان سے پوچھ ان میں سے کون اس بات کا ذمہ دار مدعی ہے جو بتائے کہ ان باتوں کا جواب کیا ہے مثبت ہے یا منفی کیا ان موجودہ مشرکوں کے بنائے ہوئے معبود خدا کے شریک ہیں؟ اگر یہ اپنے عقیدہ شرک میں سچے ہیں تو ان شریکوں کو یا ان کی تعلیم کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کریں

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۞ خَاشِعَةً

جس روز سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان کو سجدہ کرنے کو بلایا جائے گا تو وہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۞

خوف زدہ ہوں گی اور ان پر ذلت برستی ہوگی اور جب یہ لوگ صحیح سالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے تو سجدہ نہ کرتے تھے

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

جو لوگ اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر ان کی بے خبری میں ہم ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے

وَأُمْلِيْ لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۞ أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۞

ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں ہمارا ارادہ مضبوط ہے کیا تو ان سے کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۞ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

پھر کیا ان کے پاس غیب ہے جس سے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں پس تو اپنے رب کے حکم سے صبر کر مچھلی والے کی طرح نہ ہوجیو جب

الْحُوْتِ ۘ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۞

جب اس نے سخت رنج میں خدا کو پکارا تھا

آج ہوش و حواس کی حالت میں ان کو خدا کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے اس روز کیا کریں گے جس[1] روز یعنی قیامت کے دن سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان منکرین کو خدا کے لیے سجدہ کرنے کو بلایا جائیگا تو یہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں خوفزدہ ہوں گی یعنی ان منکرین کو خدا کا خوف اور دہشت معلوم ہوگی اور ان کے چہروں پر ذلت برستی ہوگی اور سجدے کی عدم طاقت اس لیے ہوگی کہ دنیا میں جب یہ لوگ صحیح و سالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے۔ تو سجدہ نہ کرتے تھے تو اب قیامت کے روز کیسے کریں۔ اپنے مخالفوں کی سزا کا ذکر تو نے سن لیا پس جو لوگ اس کلام تیری الہامی تعلیم کو نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر یعنی تو ان کی پرواہ نہ کر پھر دیکھو ان کی بے خبری میں ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے پہلے دنیا میں مغلوب اور ذلیل کریں گے فقر و فاقہ سے تنگ کریں گے موت کے بعد عذاب برزخ میں مبتلا کریں گے بعد ازاں عذاب جہنم میں ڈالیں گے اور سر دست تو ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی چالوں اور بد ارادوں سے بے خبر نہیں بلکہ ہمارا داؤ خفیہ گرفت مضبوط ہے بھلا یہ جو تیری (اے نبی) نہیں سنتے کیا تو ان سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں۔ کچھ نہیں بلکہ تیری طرف سے تو صاف اعلان ہے کہ میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا پھر کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس سے یہ لوگ مطلب کی باتیں لکھ لیتے ہیں جس میں یہ بھی مرقوم ہے ان کا لوگوں کا رویہ بہتر ہے کچھ نہیں نہ علم غیب ہے نہ کچھ اور بلکہ محض نفسانی شرارت۔ ہے اور بس پس تو اے نبی اپنے رب کے حکم سے صبر کر اور اپنے نفس کو خدا کے وعدہ پر مضبوط رکھ کر اور کسی طرح کا فکر پاس بھی نہ آنے دے۔ خبردار مچھلی والے یونس نبی کی طرح نہ ہو اس کی زندگی میں خاص کر وہ وقت قابل ذکر ہے جب اس نے مچھلی کے پیٹ میں سخت اندھیرے اور تنہائی میں سخت رنج و غم کی حالت میں بامید نجات خدا کو پکار اٹھا یا اللہ تو پاک[2] ہے اور میں ظالم ہوں۔

[1] یہی معنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے نے کئے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی شرح میں مذکور ہے۔

فسر ابن عباس وجمهور اهل اللغته و غريب الحديث الساق ههنا بمعنى الشدة اى يكشف عن شدة وامر مهرولى

[2] لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين کی طرف اشارہ ہے ا) (نووی ج ا ص ۱۰۲)

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

اگر اس کی پروردگار کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو ذلیل و خوار جنگل میں ڈالا جاتا پھر خدا نے اس کو

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

برگزیدہ کیا ور اس کو صالحین میں داخل کیا اور تیرے منکریں جب نصیحت سنتے ہیں تو قریب ہے اپنی آنکھوں سے

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

تجھے پھسلا دیں اور کہتے ہیں کہ تحقیق یہ مجنون ہے حالانکہ وہ قرآن تمام دنیا کے لوگوں

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

لوگوں کے لئے نصیحت ہے

اگر اس کے پروردگار خداوند عالم کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو مردہ ہو کر ذلیل وخوار جنگل میں ڈالا جاتا یا مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتا[1] مگر چونکہ اس نے اپنے حق میں قصور اور خدا کی تقدیس کا اعتراف کیا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر میدان میں ڈالا گیا لیکن آسمان اور زمین والوں کے نزدیک ذلیل وخوار نہ ہوا ہاں مچھلی کے پیٹ کی وجہ سے بیمار ضرور تھا۔ پھر خدا نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس کو صالحین کی جماعت میں داخل کیا یعنی خلعت رسالت دے کر اسی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جو کہ اس کی غیوبیت میں مومن ہو چکی تھی[2] جس طرح یونس نبی کی قوم اس کی مخالف تھی یا انبیاء کرام کی قومیں ان سے برسر جنگ رہتی تھیں۔ تیرے زمانہ کے منکرین بھی کم نہیں ایسے شدید الغضب ہیں کہ جب تیری نصیحت سنتے ہیں تو ایسے آگ بگولہ ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یقین ہو جائے کہ قریب ہے کہ گھور گھور کر اپنی نیلی آنکھوں کے خوف سے تجھے تیرے عزم مصمم سے پھسلا دیں اور بجائے اسکے کہ کہ اپنے جوش کو جنون کہیں کہتے ہیں کہ تحقیق یہ رسول مجنون ہے جو سب دنیا کے خلاف تعلیم دیتا ہے کبھی کہتا ہے کہ معبود سب کا ایک ہی ہے کبھی کہتا ہے مر کر اٹھنا ہے کبھی کچھ کبھی کچھ حالانکہ وہ قرآن جو تو تعلیم دیتا ہے تمام دنیا کے لوگوں کیلئے نصیحت ہے نہ اس میں کوئی بات خلاف عقل ہے نہ مخالف نقل' ہاں ان کی کج طبائع کے خلاف ہے سو ایسا ہونا ہی چاہیے وہ دوا ہی کیا جو مریض کے خلاف منشا نہ ہو کہ داروئے تلخ است دفع فرض

[1] سورہ صافات میں حضرت یونس کے ذکر میں یوں فرمایا ہے فلولا انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون فنبذناه بالعراء وهو سقيم اس آیت میں اور زیر تفسیر آیت میں بظاہر اختلاف ہے کیونکہ اس آیت میں ذکر ہے کہ حضرت یونس تسبیح نہ پڑھتے تو مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے یعنی ان کو رحمت الٰہی دست گیری نہ کرتی زیر تفسیر آیت میں ذکر ہے کہ اگر خدا کی رحمت ان کی دست گری نہ کرتی تو وہ جنگل میں مذموم حالت میں ڈالدیئے جاتے حالانکہ سورہ صافات خود فرمایا ہے کہ اس کی تسبیح پڑھنے پر ہم نے اسکو جنگل میں ڈالدیا۔ یعنی جنگل میں ڈالنا علامت نجات بھی کہا اور اثر عذاب بھی فرمایا اس اختلاف کی تطبیق اس طرح دی ہے بیشک در صورت عدم تسبیح خدا کی رحمت دست گیر نہ ہوتی۔ لیکن رحمت دست گیر نہ ہونے کے دو اثر بتائے ان دو میں نسبت ما نعتہ الخلو ہے یعنی مچھلی کے پیٹ میں رہنے یا جنگل میں ڈالے جانے میں سے ایک ضرور ہوتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ جنگل میں ڈالا جانا دو طرح ہے (ایک) بحالت ذلت۔ دوم بحالت علالت بحالت ذلت ڈالا جانا بیشک علامت عتاب ہے مگر۔ بحالت علالت عتاب نہیں بلکہ اثر نجات ہے

[2] لولا كانت قرية امنت فنفعها ايمانها الا قوم يونس لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزى فى الحيوة الدنيا اس آیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں قوم یونس کا بوجہ ایمان لے آنے کے عذاب سے بچ جانے کا ذکر ہے

سورت الحاقہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

اَلْحَآقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٣﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ

سچی گھڑی. کیسی گھڑی ہے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے اس قارعہ کو قوم ثمود اور عاد نہ

بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ

مانا تھا ثمود تو سخت عذاب سے ہلاک کیے گئے اور عادی لوگ سخت ہوا سے ہلاک

عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا

کیے گئے جو اُن پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی پس تو اس قوم کو دیکھتا ہے کہ اوندھے

صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَآءَ

پڑے ہیں وہ گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے پس کیا تو ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے اور فرعون

فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ

اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ بد عملی کرتے رہے پھر وہ اپنے رب کے رسول کی بے فرمانی کرتے رہے

اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾

تو خدا نے ان کو سخت پکڑا

سورت الحاقہ

قیامت کی سچی گھڑی ہونے والی ہے آہ وہ کیسی گھڑی ہے اے سننے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے سنو اس کا دوسرا نام قارعہ ہے یعنی اپنی ہیبت اور سخت آواز سے کانوں کو پھاڑنے ڈالنے والی اس قارعہ کو جو قیامت کا دوسرا نام ہے، قوم ثمود اور عاد نے نہ مانا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود نے تو سخت عذاب سے جو ایک ہیبت ناک آواز[1] کی صورت میں تھا ہلاک کئے گئے، اور عادی لوگ بڑے زور کی سخت ہوا سے ہلاک کئے گئے جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی یہ تو اس کی تندی کا ذکر ہے تاثیر اس کی یہ تھی کہ جس چیز کو چھوٹ[2] جاتی تھی وہ فنا ہو جاتی تھی پس تو اگر اس وقت ہوتا تو اس قوم عاد کو اس ہوا کے عذاب میں دیکھتا کہ اوندھے پڑے مر چکے ہیں وہ درازی قد اور قوت جسمانی کے لحاظ سے ایسی ڈیل کے لوگ تھے کہ گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے کھوکھلے تنے تھے پس ایسے مرے کہ ایک بھی نہ بچا۔ کیا تو ان میں سے کسی کی ذات کو یا اس کی اولاد کو دنیا میں زندہ باقی دیکھتا ہے اور سنو اس طرح فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ یعنی لوط کی قوم بھی بد عملی کرتے رہے پھر وہ بد عملی میں ایسے بڑھے کہ اپنے رب کے رسول کی جو جو جس کی طرف آتا نافرمانی کرتے رہے تو خدا نے ان کو سخت پکڑا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو اوپر مذکور ہے کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔

---

[1] بارہویں پارے کے چھٹے رکوع میں اس عذاب کا یہ نام رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے فاخذت الذین ظلموا الصیحته فاصبحوا فی دیارھم جثمین (پ ۱۲ ع ٦)

[2] ماتذر من شیء اتت علیه الا جعلته کالرمیم کی طرف ارشاد ہے

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِیَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ ﴿۱۲﴾

جب پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم کو کشتی پر بٹھادیا تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے باعث نصیحت بنائیں اور سننے والے کان یاد رکھیں

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر توڑ دی

دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَیَوْمَىٕذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَىٕذٍ

جائے گی تو اس روز واقعہ ہونے والی ظاہر ہوجائے گی اور اس روز آسمان بھی پھپھسا ہو

وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّ الْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآىٕهَا ؕ وَ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَىٕذٍ ثَمٰنِیَةٌ ﴿۱۷﴾

جائے گا فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور آٹھ جماعتیں پروردگار کا تخت حکومت اٹھائے ہوں گے

ان تباہ شدگان میں ایک نوح کی قوم ہے جس کا مختصر ذکر یہ ہے کہ جب ہمارے حکم سے پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم بنی آدم کو جو اس وقت نوح کے ساتھ تھے چلنے والی کشتی پر بٹھایا تاکہ ہم اس کو تمہارے لیے باعث نصیحت بنائیں دیکھنے اور سننے والے اس سے نصیحت پائیں کہ اتنے پانی میں جس میں بڑی سے بڑی چیزیں ڈوب گئیں ایک معمولی سی لکڑی کی کشتی نہ ڈوبی کیوں؟ اس لیے کہ وہ خدا کے حکم سے اسی غرض سے بنائی گئی تھی کہ جو اس میں بیٹھے وہ نجات پائے دیکھنے والے دیکھ کر نصیحت پائیں اور سننے والے کان یعنی پچھلی نسلیں سن کر یاد رکھیں کیونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے یہ تو ہوا دنیاوی حال پھر جب صور میں ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا یعنی بحکم الٰہی قیامت برپا ہو گی اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر دونوں ایک ہی دفعہ توڑ دیئے جائیں گے یعنی چور چور کر دیئے جائیں گے تو اس روز واقعہ ہونے والی ساعت جس کو شروع میں الحاقہ سے موسوم کیا گیا ہے ظاہر ہو جائے گی اور اس روز آسمان بھی حکم الٰہی سے پھٹ کر ظاہر ہو جائے گا۔ فرشتے بحکم خدا اس روز آسمان کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور ملائکہ کی آٹھ جماعتیں پروردگار عالم کا تخت[1] حکومت اٹھائے ہونگے

[1] یہ تخت حکومت عرش عظیم ہوگا یا کوئی اور تخت جو میدان قیامت میں رکھا جائے گا چنانچہ تفسیر ابن کثیر لکھا ہے

یحتمل ان یکون المراد بهذا العرش العرش العظیم او العرش الذی یوضع فی الارض یوم القیامة لفصل القضاء (الحاقة) قیاس یہ چاہتا ہے کہ دوسرے معنے راجح ہیں کیونکہ حشر زمین پر ہوگا جنت دوزخ بھی زمین پر ہو گی چنانچہ جنتی کہیں گے۔

الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنته حیث نشاء فنعم اجر العاملین (پ ۲۴ ع ۵)

خدا کی تعریف ہے جس نے ہم سے وعدہ سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنادیا ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے اس آیت میں اہل جنت کا مصدق الٰہی کلام منقول ہے کہ (ہم زمین پر رہتے ہیں) یہ تو مسلم ہے کہ عرش عظیم زمین بلکہ سارے آسمانوں کے مجموعے سے بھی بڑا ہے پھر وہ زمین کیسے رکھا جائے فرشتے اسے کیسے اٹھائیں اس لیے حافظ ابن کثیر نے دوسرا احتمال لکھا کہ یہ عرش۔ عرش عظیم نہیں بلکہ دوسرا ہوگا۔ اب ایک بات یہ رہ گئی کہ آیا حقیقتاً تخت رکھا جائے گا یا یہ تمثیل اور تصویر ہے مفسرین نے دونوں قول اختیار کئے ہیں حقیقت کہنے والے بھی ہیں اور تمثیل اور تصویر کے قائل بھی ہیں چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے

لما کان من شان الملک اذاراد محاسبته اعماله ان یجلس علی سریرو یقف الاعوان حوالبه صورالله تعالےٰ تلك الصور الهیبته لا لا نه یقعد علے الریر (تفسیر نیشاپوری بر حاشیه تفسیر ابن جریر سوره الحاقة)

یعنی بادشاہ جب اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے تو تخت پر بیٹھتا ہے اور ارکان سلطنت بادشاہ کے اردگرد بیٹھتے ہیں خدا نے اس ہیبت ناک دربار کی تصویر اپنے حق میں بتائی ہے نہ اس لیے کہ وہ تخت پر بیٹھے گا (الله اعلم بذاته وصفاته)

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ

اس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر جس کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾

کہ میرے ساتھیو آؤ میرا اعمالنامہ پڑھو میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا گمان کرتا تھا پس یہ پسندیدہ عیش میں رہے گا

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ

وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے پھل نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے خوب خوشگوار کھاؤ پیو بعوض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ میں اعمال بھیجے

الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾

تھے اور جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ

اور میں اپنا حساب نہ جانتا اے کاش پہلی موت میرا فیصلہ کردیتی میرے مال نے بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور

عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

بھی سب جاتا رہا اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اس کو جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ زنجیر میں اس کو جکڑ کر

یعنی بڑی ہیبت کا دن ہو گا ملائکہ چاروں طرف منتظر حکم کھڑے ہوں گے اس ہیبت ورعب اور دربار کی مثال دیکھنی ہو تو دنیا کے بادشاہوں کے دربار دیکھو جو کسی تقریب پر کیا کرتے ہیں جس میں ایک طرف پولیس بڑی طمطراق سے صف بستہ کھڑی ہوتی ہے تو دوسری طرف فوج اپنی شان اور چمک دمک دکھاتی ہے درمیان میں بادشاہ سلامت جلوئی افروز ہیں چاروں طرف ہیبت کا نظارہ ہوتا ہے قیامت کے روز اتنا جلال اور ہیبت الٰہی ہو گی کہ کوئی آواز سننے میں نہ آئے گی اس روز تم سب لوگ میدان حشر میں پیش کیے جاؤ گے ایسے کہ تمہاری کوئی مخفی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر اس وقت جس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اس کی نجات کی علامت ہو گی وہ کہے گا کی میرے ساتھیو آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو دیکھو اس میں مجھے نجات ملنے جانے کا ذکر ہے میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا گمان کرتا تھا کہ مجھے میرا حساب یعنی میرے کاموں کا بدلہ پورا پورا ملے گا ضائع نہ ہو گا پس یہ ایسا مخص اپنے پسندیدہ عیش میں رہے گا جس میں اس کی ہر مطلوبہ چیز ملے گی یعنی وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے درخت پھلوں سے اتنے لدے ہوں گے پھل ان کے نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے ان کو اجازت ہو گی کہ ان پھلوں کو خوب خوشگوار کھاؤ پیو بعوض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ دنیا میں اس جہان کیلئے اچھے اعمال بھیجے تھے وہ اعمال اگرچہ حقیقت میں اتنی نیک جزا کے قابل نہ تھے مگر خدا کے وعدہ سے اس لائق ہو گئے کہ تم نے ان تھوڑے سے کاموں کا اتنا بڑا بدلہ پالیا۔ یہ تو ہوا ان لوگوں کا ذکر جو صالح ہوں گے ان کے مقابلے میں جو بداطوار اور بدافعال ہوں گے یعنی جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا یہ علامت اس کی گرفتاری کی ہو گی وہ اس کو دیکھ کر کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا اور میں اپنے حساب نہ جانتا گو مگو میں رہتا امید خیر تو رہتی اب تو سارا حال کھل گیا۔ ہر گناہ اس میں درج ہے اور مجموعہ گناہوں کا مقابلہ اعمال صالحہ کے بہت زیادہ ہے اے کاش وہ میری پہلی موت میرا فیصلہ کردیتی۔ ایسا کہ میں مکرر کسی طرح وجود میں نہ آتا آہ میرے مال نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور بھی سب جاتا رہا فرشتوں کو حکم ہو گا۔ اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اسی حالت میں اس جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں

ل وخشعت الاصوات للرحمن فلاتسمع الا همسا کی طرف اشارہ ہے

سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسۡلُكُوۡهُ ؕ‏ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ الۡعَظِيۡمِۙ‏ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ
جکڑ کر دوزخ میں ڈالو کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا نہ غریب غرباء کو

عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِؕ‏ ﴿۳۴﴾ فَلَيۡسَ لَهُ الۡيَوۡمَ هٰهُنَا حَمِيۡمٌۙ‏ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ
کھلانے کی ترغیب دیتا پس اس کے لئے نہ کوئی حمایتی ہے زخموں کے دھون کے سوا اس کے لئے

غِسۡلِيۡنٍۙ‏ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاۡكُلُهٗۤ اِلَّا الۡخٰطِئُوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَۙ‏ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا
کوئی کھانا نہیں ہے جس کو سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا پس میں خدا ہر اس چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں

تُبۡصِرُوۡنَۙ‏ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍۚ‏ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍؕ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَۙ‏ ﴿۴۱﴾
دیکھتے یہ رسول کریم کا پیغام ہے اور نہ کسی شاعر کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو

وَلَا بِقَوۡلِ كَاهِنٍؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَؕ‏ ﴿۴۲﴾ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ‏ ﴿۴۳﴾ وَلَوۡ
نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یہ قرآن خدا کا تارا ہوا ہے یہ رسول

تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِۙ‏ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِۙ‏ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ
اگر کوئی بات ازخود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم بڑی قوت سے اس کی رگ جان کاٹ

الۡوَتِيۡنَ ﴿۴۶﴾
دیویں

اس کو جکڑ کر دوزخ میں ڈالو اس کی یہی سزا ہے کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا یہ تو اس کا اعتقادی قصور تھا عملی قصور یہ تھا نہ غریب غرباء کو اپنے پاس کھانا کھلاتا نہ کسی دوسرے کو کھلانے کی ترغیب دیتا یعنی خود بخیل تھا اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتا تھا۔ اس کے خیال میں کسی غریب، مسکین کے ساتھ سلوک کرنا اپنے نقصان کرنا تھا چونکہ یہ خود بخیل غیر مفید شخص تھا پس اس کے لیے بھی آج میدان قیامت میں نہ کوئی حمایتی ہے نہ زخموں کے دھون کے سوا اس کے لیے کھانے کو کھانا ہے جس کو سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا کیونکہ وہ انہی کے لیے مخص ہے پس سنو میں (خدا) ہر اس قدرتی چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے یعنی جو چیز تم بنی آدم کی نظر میں ہے اور جو جو چیزیں ان کی نظر سے غائب ہے قسم کھا کر بتاتا ہوں کہ یہ کلام قرآن مجید جسے تم بگوش خود محمد ﷺ کے منہ سے سنتے ہو یہ اس رسول کریم کا قول یعنی۔ بحیثیت رسالت ان کا پیغام ہے جو خدا کی طرف سے وہ سناتے ہیں ورنہ اس رسول کا خود ساختہ کلام نہیں اور نہ کسی شاعر کا قول ہے جیسا تم منکر کہتے ہو مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے جیسا تم ناواقف لوگوں میں پھلاتے ہو کیونکہ اس کلام کا نظام اور نتیجہ اور ہوتا ہے اگر تم لوگ بہت سمجھتے ہو سنو تمہارا جو یہ خیال ہے کہ اس شخص (ﷺ) نے ازخود بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے یہ خیال غلط ہے یہ رسول اگر کوئی بات ازخود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم اس کو بڑی قوت سے گرفتار کر کے اس کی رگ جان کاٹ دیں[1]

[1] اس آیت سے مرزا صاحب قادیانی اور انکی جماعت نے نبوت قادیانیہ کی صحت پر دلیل دیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس آیت سے ایک عام قانون ثابت ہوتا ہے کہ مدعی نبوت کاذبہ ہلاک ہو جاتا یا مارا جاتا ہے چونکہ مرزا صاحب قادیانی باوجود دعوی نبوت کے مارے نہیں گئے نہ اس مدت کے

فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے مانع نہ ہو سکے اور وہ قرآن بے شک پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے اس سزا میں مانع نہ ہو سکے کیونکہ وہ اگرچہ رسول ہے اور بڑی عظمت کا رسول ہے تاہم ہمارا تو بندہ ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہ قرآن بیشک پرہیزگاروں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے یعنی جب کبھی انہیں کسی امر میں رایت کی ضرورت ہو تو اس سے حاصل کرتے ہیں اور جب ان سے کسی قسم کی غلطی ہو تو اسکے موافق اس کا ازالہ کرتے ہیں

اندر مرے ہیں جو نبوت محمدیہ علی صاحبها الصلو والتحیه کی ہے یعنی ۲۳ سال کیونکہ (بقول ان کے) مرزا صاحب کے دعوے ۱۲۹۰ھ میں شروع ہوا ہے اور ۱۳۲۶ھ میں انتقال ہو تو آپ نے ۳۶ سالہ الہامی زندگی پائی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے نبوت میں سچے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے۔

حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری پنشنر کو مخاطب زور سے ڈانٹا ہے کہ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ مدعی نبوت کاذبہ تیس ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے کیا حافظ ہو کر تمہیں آیت ولو تقول علینا نظر سے نہیں گزری اربعین نمبر ۳ مصنف مرزا صاحب صفہ ۲-۴ پھر اس کی مزید توضع دوسری اربعین میں یوں کی ہے کہ اربعین نمبر ۳ گو ہم دلائل بینہ سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جو ہم نے بیان کیا۔ خبر دار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کرلیں اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کی بنظر تحقیق دیکھنے سے خدا سے ڈریں صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے آیت ولو تقول علینا کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی محبت قائم نہیں ہو سکتی اور خدا تعالے سے ہر ایک لغو کام سے، پاک ہے جس حالت میں اس حکم نے اس آیت کو اور ایسا ہی دوسری آیت کو جس کے الفاظ ہیں واذا لا ذفنلك الحيا وضعف الممات محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرلے تو وہ آنحضرت صلعم کے، زمانہ نبوت کے مانند ہر گز زندگی نہیں پائیگا ورنہ یہ استدلال کس طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا۔ اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہو گا کیونکہ اگر خدا پر افترا کرلے اور جھوٹا دعوی مامور من اللہ ہونے کا کر کے تیس ۲۳ برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک پائی اور ہلاک نہ ہوا تو ہم ایک کاذب کا ایسی مہلت مل سکتی ہے پھر ولا تقول علینا کا صدق لوگوں پر کیونکہ ظاہر ہو گا اور اس بات پر یقین کرنے کے لیے کون سے دلائل پیدا ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ افترا کرتے تو ضرور تیس ۲۳ برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ تیس ۲۳ برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا کو ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لیے آنحضرت ﷺ کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہر گز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیس ۲۳ برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہو گا (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۴۱)

اس توضیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مدعی نبوت کے وقت سے لیکر تیس ۲۳ سال کے اندر اندر مر جانا یا مارا جانا ضروری ہے تیس ۲۳ سال پورے یا تیس ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک زندہ رہے تو صادق سمجھا جائے گا

---

۱) ان الذین اتقو اذا مسهم طائف من الشیطن تذکرو کی طرف اشارہ ہے

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں بعض مکذب ہیں اور یہ منکروں پر حسرت ہوگا

اور ہم (خدا) خوب جانتے ہیں کہ تم سامعین اور حاضرین میں بعض لوگ اس قرآن کے مکذب ہیں اور یہ قرآن یعنی اسکا انکار کرنا منکروں پر حسرت ہوگا وہ روز حساب کہیں گے کہ ہائے ہم سے انکار نہ کیا ہوتا

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کے وقت تیس ۲۳ سال مدت پائی اس تحقیق کے لئے یہ حاشیہ لکھا گیا۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کی زندگی کے دو زمانے تھے (۱) دعوی مجددیت (۲) دوسرا زمانہ دعوے مسیحیت کا تھا۔ پہلے زمانہ میں تو ان کو نبوت کا خواب بھی نہ آیا تھا دوسرے زمانہ کے شروع میں نبوت کے دعوے کو پسند ہی نہیں بلکہ موجب کفر جانتے تھے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آپ کے دعوے مسیحیت کے ابتدائی کے ابتدائی اعلان دو رسالے ہیں (۱) فتح اسلام (۲) توضیح مرام یہ دونوں رسالے ۱۳۰۸ھ میں شائع ہوئے تھے ان میں سے پہلا رسالہ فتح اسلام جب شائع ہوا اس میں اپنے آپ کو مثیل مسیح لکھا تھا تو اعتراض ہوا یہ حضرت مسیح تو نبی تھے مگر آپ تو نبی نہیں پھر آپ مثیل کیسے ہوئے اسکا جواب آپ نے رسالہ توضیح مرام میں جو دیا وہ اس مسئلہ کے لئے فیصلہ کن ہے آپ نے لکھا۔

اگر اس جگہ یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبیؐ ہونا چاہیئے مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح (موعود) کیلئے ہمارے سید (ﷺ) نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی (توضیح مرام کلاں صفحہ ۹)

اس جواب سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ عام طور پر مسیح موعود کیلئے نبوت کے لزوم سے بھی انکار کر دیا یہی ایک اعتراف بعد النبو ہمارے مقصود کو کافی ہے لیکن ہم ایک اعتراف پر قناعت نہیں کرتے بلکہ ایک اور اعتراف بھی بمنزلہ دوسرے گواہ کے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

مرزا صاحب نے کتاب حمامتہ البشریٰ سنہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں شائع کی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں

قول الله تعالى ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين الاتعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسر نبينا في قوله لا نبي بعد ببنيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا لجزن انفتاح باب البو بعد الغايقها وهذا خلف وكيف يحيى بني بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحى بعد وفاته وختم الله به النبيين (حمامه صفحه ۲۰)

قرآن مجید میں خدا کا قول ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اسکی تفسیر نبی ﷺ نے واضح بیان سے فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اگر ہم بعد نبی ﷺ کے کسی نبی کا ظہور باتیں تو نبوت کا دروازہ بعد بندش کے مفتوح (کھلا) ہم کو ماننا پڑے گا یہ تسلیم کے خلاف ہے۔ بھلا بعد آنحضرت کوئی نبی آئے تو کیسے آء جبکہ بعد وفات آنحضرت کے وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالے نے آنحضرت کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ (حمامتہ البشریٰ صفحہ ۲۰)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں

ما كان لى ان ادعى النبو واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين (حمامته البشرى صفحه ۷۹)

مجھے یہ بات زیبا نہیں کہ نبو کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں میں جاملوں

یہ عبارت با آواز بلند اپنا مطلب یہی ہے کہ مرزا صاحب نہ مدعی نبوت تھے۔ نہ دعوے نبوت کو جائز جانتے بلکہ موجب کفر سمجھتے تھے یہ ہے ۱۳۰۹ھ تک کا ذکر۔ کچھ شک نہیں کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے نبو کا دعوی کیا اور اس انکار کی تاویلی بھی بڑی خوبصورتی سے کی ہماری جماعت میں سے بعض جو ہمارے دعوی اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو کہ سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾

اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن قطعا صحیح ہے پس تم اپنی رب عظیم کی تسبیح پڑھا کرو

اس میں شک نہیں کہ قرآن حق الیقین قطعا صحیح ہے پس تم اس کے ماننے والو تم اس کے احکام پر عمل کیا کرو ان احکام میں ایک ضروری حکم یہ ہے کہ اپنے رب عظیم پڑھا کرو یعنی اس کی پاکی سے یاد کرو سبحان ربنا العظیم پڑھا کرو۔

اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو مذاق اڑانی پر پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالفت کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے اور کا جواب محض انکار کر الفاظ میں یاد گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالی کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ اسے الفاظ موجود ہیں جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئیے اسکا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم الغیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۴۔ نومبر ۱۹۱۱ء

یہاں تک کہ آخری تصنیف حقیقۃ الوحی میں یہ بھی لکھا یا کہ تیرہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کوئی ولی یا قطب وغیرہ نے نبی کا لقب نہیں پایا چنانچہ آپ کے لیے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے **فلا یظهر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسول** یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا تعالی ہے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخصی کو آجتک بجز میرے یہ نعمت عطا کی نہیں کی گئی اور کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور ستراط نہیں پائی جاتی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ مئی ۱۹۰۸ء)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا دعوی کیا ہے ہاں یہ بھی بتایا ہے کہ میری نبوت بما تحتی نبوت محمدیہ ہے جسکو منفی اصلاح میں یوں کہا جائے کہ نبو محمد یہ نبو مرزا کیلئے واسطہ فی العروض ہے جس کی مثال حرکت قلم یا حرکت چابی بواسطہ حرکت ہاتھ ہے اس واسطہ میں دونوں واسطہ اور ذی واسطہ موصوف ہوتے ہیں اسی لئے مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ حق تھی یا کاذبہ بھی بلکہ دکھانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو آیت زیر بحث (**لو تقول علینا**) کے جو معنی اور تفسیر کی ہے اس تفسیر کے مطابق مرزا صاحب کی میعاد نبوت پورے سات سال چھ ماہ ہوتی ہے جو نومبر ۱۹۰۱ء سے شمار کرنیسے ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک پہنچی ہے کوئی پرائمری کا لڑکا بھی اس حساب میں غلطی نہیں نکال سکتا ہے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دعوی نبوت سے تیس ۲۳ سال عمر نہیں پائی بلکہ بہت جلد فوت ہو گئے۔

ابطال نبوۃ مرزا:

اس حاشیہ میں اس بحث کی جگہ نہیں تاہم مختصر چند جملوں میں اس ذکر کیا جاتا ہے جناب مرزا صاحب کی عبارات متعدد اس بیان میں نصوص قلعیہ ہیں کہ آپکو جو نبوت ملی ہے یہ نبوت محمدیہ علی صاحب الصلو السمتیہ ہی کی ظل یا بروز یا عکس ہے جلد ہذا کے صفحہ ۶۳ پر عبارات مرزا منقول ہو چکی ہیں۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب بعث بعنیہ بعث محمد یہ ہے بہت خوب ہم دیکھتے ہیں کہ نبوت محمد یہ میں ایک چیز ضد اور منافی نبوت ہے اور وہی چیز نبوۃ مرزا میں جمع ہے حالانکہ عکس ہے مثلاً ایک شخص (مرد) نے ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں کبھی نہیں ڈالیں بلکہ صاف لفظوں میں اسکا انکار ہے کہ ایسا زیور پہننا مردونگی مردانگی کے خلاف ہے بایں ہمہ ایک فوٹو عکس ہمارے پیش کیا جائے جس کی ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں ہو تو کیا ہمارا حق نہیں کہ دیکھتے ہی ہم کہہ دیں۔ کہ یہ اس مرد کا عکس فوٹو بلکہ اس کے برعکس ہے۔

ناظرین آیئے ہم یہ مثال بالکل پوری منطبق کر کے دکھائی قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے۔ **ماعلمنا الشعر وما ينبغي له**
ہم (خدا) نے اس نبی (محمد ﷺ) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور شعر کوئی اور اسے لائق بھی نہیں۔

یہ آیت صاف اور واضح الفاظ میں شعر گوئی کو منافی نبوت محمد یہ بتاتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایک دو شعر نہیں بہت بڑے بڑے قصیدے موجود ہیں یہاں تک کہ ایک بڑی کتاب بطور کلیات مرزا شثین شائع جس کے چند اشعار یہاں درج ہیں آپ اپنے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم موسیٰ کبھی یعقوب ہوں — نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

فارسی میں فرمایا
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترز کسے
آنچہ وادست ہر نبی راجام — داد آں جام رامرا بتمام
آنچہ من بشنوم زوحی خدا — نجدا پاک دانش زخطا
ہچو قرآن لنزئش دانم — از خطاہا ہمیں ایمانم

یہاں تک کہ کتاب اعجاز احمدی اور اعجاز مسیح میں اعجازی قصیدے شائع کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے ماہر شاعر تھے پھر بالانصاف ناظرین بتادیں کہ جس نبوۃ میں شعر و شاعری داخل ہو وہ اس نبوکا ظل یا عکس یا بزور کیسے ہو سکتی ہے جس میں شعر گوئی کو مناقی نبوت قرار دیا ہو

نوٹ۔ ہمارے نزدیک آیت کے معنے بالکل صاف ہیں جو اصطلاح الفاظ میں یوں ادا ہو سکتے ہیں قضیۃ عین لاعمرم لہا یعنی یہ آیت خاص آنحضرت ﷺ کے حق میں بطور اظہار صداقت ہے اس کا حکم عام نہیں بلکہ بالخصوص آنحضرت ﷺ کی شان والا شان کے مطابق ہے جیسے ازواج مطہرات کے حق میں فرمایا۔

من يات منكم بفاحشته مبينته يضاعف لها العذاب ضعفين جو کوئی تم بیویوں میں سے بدکاری کا کام کرے گی اس کو دگنا عذاب ہوگا۔

بس ٹھیک اس طرح یہ آیت (لو تقول) خاص آنحضرت کے حق میں ہے جو اپنے معنی میں بالکل سچی ہے۔ لہ الحمدہ

نبوت مرزائیہ کا آخری فیصلہ:

مرزا صاحب قادیانی کے جملہ دعاوی از قسم تجدید یا الہام یا نبوت ورسالت کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے دست تصرف نے ایسے طریق سے خود ان کے ہاتھوں کہہ دیا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو ان کے متعلق کسی بحث کرنے ضرورت نہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے۔

مرزا صاحب نے اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو یعنی درج ذیل ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ:

بسم الله الرحمن الرحيم. نحمده ونصلي على رسول رسوله الكريم. يستنبئون نك احق هو قل اى وربى انه لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ مدت سے آپ کے مدت پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سی افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی

کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف دے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و تدبیر جو علیم و خبیر سے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح ہونے کا محض نفس کا افترا اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں کھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کردے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کردے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یارب العالمین میں ان کے ہاتھ بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت **لا تقف مالیس لك به علم** پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب مفتری اور نہایت درجہ کا آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو وہ تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کرے۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

الراقم۔ عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود دعافاں اللہ واید (موقوسہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء)

اس اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ **ہم دونوں میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے**

کچھ شک نہیں کہ اس اشتہار کی بابت آپ نے یہ لکھا ہے کہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے

زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی

ہے (ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی۔ الہام ہوا) اجیب دعو الداع صوفیائے کرام کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں (اخبار بدر قادیاں ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

۱۳ جون کے اخبار بدر میں لکھا ہے کہ اس دعا کی تحریک مرزا صاحب کے دل میں خدا کی طرف سے ہوئی۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب کا ایک الہام یہ بھی ہے۔

اجیب کل دعائک الا فی شرکائک (تریاق القلوب صفحہ ۳۸) یعنی میں (خدا) تیری (اے مرزا) سب دعائیں قبول کروں گا سوائے اس دعا کے جو تیرے شریک برادروں کے متعلق ہو

اس الہام سے بھی دعا مندرجہ اشتہار مؤرخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو تقویت ہوتی ہے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب مدعی اور ملہم ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ بمقام لاہور انتقال کر گئے اور خاکسار ابو الوفا ثناء اللہ آج (۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء) تک زندہ ہے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جب شور اٹھا کہ مرزا صاحب نے اپنے اعلان اور الہام کے مطابق جھوٹے ثابت ہوئے تو اتباع مرزا نے اس الزام کو دور کرنے کے لئے مجھ سے مباحثہ کرنا چاہا جس میں تبصرہ (الہی) خود بخود صورت پیش کی کہ مباحثہ کے فیصلہ کے لئے ایک غیر مسلم ثالث ہو گا اگر ہم (اتباع مرزا) ہار جائیں تو مبلغ تین سو روپیہ غالب کو انعام دیں گے۔ اس اعلان پر اپریل ۱۹۱۲ء کو بمقام لودہانہ مباحثہ ہوا جس کے ثالث سردار بچن سنگھ جی پلیڈر لودہانہ مقرر ہوئے۔

اس مباحثہ میں ثالث صاحب نے میرے حق میں فیصلہ دیا جس کی وجہ سے مبلغ تین سو میں نے پائے

اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے، کہ مرزا صاحب کے دعوی الہامی اور نبوت کی تردید آسمانی بھی ہوئی اور زمینی بھی

سورت معارج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو کافروں پر آنے والا ہی جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے

الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ

سوا کوئی نہیں فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں وہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

سورت معارج

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو بعد از موت کافروں پر آنے والا ہے جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے سوا کوئی نہیں[1] فرشتے اور روح بقا اور ثبات میں اسی طرح کی طرف چڑھتے یعنی رجوع کرتے ہیں وہ پوچھنے والا بطور استہزا پوچھتا ہے کہ وہ عذاب کب ہوگا اس کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے جب عذاب الٰہی سے ڈرایا تو کفار نے پوچھا کہ یہ عذاب کس کو ہوگا ان کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی

[1] اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل ہے بطور نمونہ ہم چند ترجمے نقل کرتے ہیں ناظرین ان کو ملاحظ کریں کہ ترجمین کو کتنی دقتیں در پیش ہیں۔

فارسی طلب کرد طلب کنند عقوبتے بر کافراں فرود آئندہ نیست اقوا ایچ بازودارندہ فرود آئندہ ازانجانب خداخداوند مرتبہ کہ بر آں صعودہ کردہ شور بالا میروند فرشتگاں دردح نیز بسوئے خدا عقوبت فرود آئندہ بر کافراں در روزے کہ ہست مقدار آں پنجارہ ہزار سال حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ

ترجمہ : اس ترجمہ میں من اور فی کو واقع کے متعلق کیا گیا ہے

اردو ترجمہ : مانگا ایک مانگنے والے عذاب پڑنیوالا منکروں کے واسطے کوئی ہٹانے والا اللہ کی طرف سے چڑھنے در جونکا صاحب اس کی طرف فرشتے اور روح اس دن میں جس کا پناؤ پچاس ہزار برس ہے۔ (شاہ عبد القادر رحمتہ اللہ)

تشریح :اس ترجمہ سے معلوم ہوتا کہ من اللہ کو واقع کے اور فی کو تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ نزیریہ : اللہ جو آسمان کی سیڑھیوں کا مالک ہے جن کی راہ فرشتے ہیں اور جبرائیل اس کی راہ چڑھتے ہیں اس کے حکم سے قیامت کے دن جسکا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ کافروں کو عذاب ہونا ہے اور کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

تشریح : اس میں فی یوم متعلق واقع کے کیا گیا ہے

ترجمہ شیعہ : ایک سوال کرنے والے نے بڑے درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کیلئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا فرشتے اور روح اس کے حضور میں حاضر ہونے کیلئے ایک ایسے دن میں جسکا اندازہ پچاس ہزار برس ہوگا چڑھ جائیں گے (ترجمہ مشہور بنان مولوی مقبول احمد لکھنوی)

تشریح : اس میں فی یوم تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ اشرفی : ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جسکا کوئی دفع کرنیوالا نہیں جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا مالک ہے فرشتے اور روحیں اس کے پاس چڑھ جاتی ہیں ایسے دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ (از مولوی اشرف علی تھانہ بھون)

سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ

سال ہے پس تو اچھی طرح صبر کیا کر یہ لوگ اس کو دور جانتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں جس روز

تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ

آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے کوئی گہرا دوست بھی کسی دوست کو نہ پوچھے

حَمِيمًا ۝ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝

گا حالانکہ آپس میں دیکھیں گے بدکار آدمی چاہے گا کہ اس روز کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں

وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ

بیوی سگے بھائی کنبہ برادری کو جو اسے پناہ دیتی تھی اور ان کے سب لوگوں کو اپنے فدیے میں دے دے پھر

يُنْجِيهِ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ۝ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَجَمَعَ

یہ فدیہ اس کو عذاب سے چھڑا لے ہر گز ایسا نہ ہوگا بے شک وہ شعلے مارتی ہوگی چمڑے سے اتار دے گی جس نے پیٹھ اور منہ پھیرا ہوگا مال جمع کیا اور محفوظ رکھا ایسے

فَأَوْعَىٰ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ

لوگوں کو بلائے گی بے شک انسان پیدائشی تھڑولا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خیر پہنچتی

الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَ

ہے تو روک لیتا ہے مگر جو لوگ نمازوں پر دوام کرتے ہیں اور

سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس تو اتنا دن کو سنادے اور ان کی ناجائز بیہودہ گوئی پر اچھی طرح خوش اخلاقی سے صبر کیا کر یہ لوگ اس عذاب کو دور جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر سے اوجھل ہے اور ہم اور (خدا) اس کو قریب دیکھتے ہیں کیونکہ ہمارے سامنے ہے اس عذاب وقوع اس روز ہوگا جس روز آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ یعنی اتنے بڑے بڑے اجسام ہوا میں اڑ کر سمندر کے پانی میں مل جائیں گے اور اس روز ہم کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا نہ کر سکے گا عذاب اور گرفت کی سختی کا حلایہ ہوگا۔ کہ بدکار آدمی جو عذاب گرفتار ہوگا وہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں بیوی سگے بھائی کنبہ برادری کو جو اسے مصیبت میں پناہ دیتی تھی اور دنیا کے سب لوگوں کو اپنے اندر بلائے گی پس تم سننے والے ہوشیار ہو کہ کوئی کام تم ایسا کرو جس سے تم جہنم کے لائق ہو جاؤ وہاں اس میں شک نہیں کہ بعض انسان بیشک اسے جلد باز ہیں کہ دیکھنے والا سمجھے کہ انسان پیدائشی تھڑولا ہے۔ اسی لئے تو اس کی حالت ہے کہ جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے واویلا اور ہائے وائے کرنے لگ جاتا ہے اور جب اسی کسی قسم کی خیر وبرکت پہنچتی ہے تو دوسروں تک اس کا فیض نہیں پہنچاتا بلکہ روک لیتا ہے مگر یہ حال سارے انسانوں نہیں جو لوگ نمازوں کے ادا کرنے پر دوام کرتے ہیں وہ ایسے نہیں اور

الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ
جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے حق مقرر ہیں اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ
کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف

غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا
ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر جو لوگ اپنی بیویوں یا

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
لونڈیوں سے ملتے ہیں ان کو ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کریں گے وہ حد سے باہر

الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ
نکلے ہوں اور وہ لوگ جو اپنی امانات اور وعدوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی شہادات پر

قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ

مُّكْرَمُوْنَ ۝ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ
رہیں گے پھرت کیا وجہ منکرین ٹولی ٹولی ہوکر تیری طرف سے دائیں بائیں

اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے یعنی جو مانگنے کی وجہ سے اغنیاء کے عطیات سے محروم[1] رہ جاتے ہیں در حقیقت وہ مستحق ہوتے ہیں ان دونوں قسموں کے مستحقین کے لئے جن کے اموال ہیں حق مقرر ہیں ان کو برابر دیتے ہیں اور جو لوگ ورز جزا قیامت کی تصدیق کرتے ہیں وہ بھی ایسے تھڑولے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے ہر وقت اور ہر آن ڈرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کو یقین ہے کہ ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ بھی گبھرانے والے تھڑدلے نہیں جو بدکاری سے اپنی فرج (شرمگاہ) کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی زناکاری وغیرہ کے ذریعہ جو لوگ اس مذکورہ طریق کے سوا کوئی اور طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی کم حوصلہ لوگوں سے نہیں ہیں۔ جو اپنی شہادات واجبہ پر قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ان سے مثنٰی ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں پڑھتے ہیں اور پڑھنا ہی نہیں بلکہ ایک پڑھ کر دوسری کی فکر رہتے ہیں۔ مثلاً دھوپ یا گھڑی دیکھتے ہیں رہتے ہیں۔ ان اوصاف والے کیوں تھڑولے نہیں اس لئے کہ ان کو یقین ہوتا ہے کہ جو خیر و برکت ملی ہے یہ اللہ کے حکم سے ملی ہے اور جو تکلیف آئی ہے۔ یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس لئے وہ نہ خیر پر اتراتے ہیں نہ شر پر گبھراتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے اتنی صاف صاف تعلیم سنکر پھر بھی تیرے مخالف تجھ سے بدکتے ہیں کیا وجہ ہے کہ منکرین ٹولی ٹولی ہو کر تیری طرف سے وائیں بائیں

[1] سائل کے مقابلہ میں غروم کا ترجمہ نہ مانگنے والا پر جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے غیر سائل کو محروم کہا گیا تھا یعنی التزاء

عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا

بھاگے جاتے ہیں کیا ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں میں داخل جائے گا ہرگز نہیں ہم نے

خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾

ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم قادر ہیں

عَلٰٓي اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ

کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کردیں اور ہم عاجز نہیں ہیں پس تو ان کو چھوڑ دے بے ہودہ باتیں بنائیں

يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے جس روز یہ لوگ قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

گویا وہ نشانہ کی طرف بھاگے جاتے ہوں گے ان کی آنکھیں ندامت کے ماری جھکی ہوں گی ذلت ان پر

ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

چھائی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا

بھاگ جاتے ہیں یوں بھاگتے ہیں۔ گویا جنگل گدھے[1] ہیں کیا باوجود ان حالات کے ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں میں داخل کیا جائے یعنی خواہش تو ان کی یہی ہے کہ ہم زندگی آرام چین سے نعماء اور آسائش میں گزاریں اور اعمال ایسے ہیں کہ ان پر یہ کہنا زیبا ہے

جی عبادت سے چرانا جنت کی ہوس کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

ان کا مقصود ہرگز پورا نہیں ہوگا۔ ان کا خیال اور تکبر اس حد تک ترقی کر گیا ہے کہ یہ ہماری قدرت کاملہ سے بھی منکر ہو رہے ہیں حالانکہ ہم نے ان کو ایسی چیز (منی کے نطفے) سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں۔ پھر اتنی بدمزاجی کیوں ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار یعنی اپنی ذات کی قسم ہے یہ کہ تو کیا ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کردیں اور ایسا کرنے میں ہم عاجز نہیں ہیں پس تو اے نبی ان کو ان کے اس حال پر چھوڑ دے بیہودہ باتیں بنائیں اور کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ بعد الموت ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے۔ اس روز اپنے کئے کی جزا سزا پوری پوری پائیں گے یعنی جس روز یہ لوگ زندہ ہو کر قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے۔ ایسے جلدی کہ گویا وہ نشانہ چاندی ماری کی طرف بھاگے جاتے ہیں گے ان کی آنکھیں ندامت کے مارے جھکی ہوں گی ذلت ان کے چہروں پر چھائی ہوگی کہا جائے گا کہ یہی انصاف کا وہ دن جس کا کل انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا جو آج پورا ہو گیا دیکھو ہر انسان اپنے اعمال کے موافق بدلہ پا رہا ہے۔

---

[1] عام طور پر اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر یوں کی گئی ہے ٹولیاں تیری طرف چلی آتی ہیں عربی تفسیر میں میں نے یہی تفسیر اختیار کی ہے لیکن یہاں میں نے یہ تفسیر ترک کر کے یہ ترجمہ کیا ہے تیری طرف سے بھاگتے ہیں

فما لهم عن التذكر معرضين كانهم حمر متفر فرت من قو اصل اختلاف یہ ہے کہ قبلہ پر حرف ہمارہ محذوف ہے جمہور مترجمین اور مفسرین (الی) مانتے ہیں یعنی (من) سمجھتا ہوں اللہ اعلم

سورت نوح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①

ہم خدا نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈراوے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ

نوح نے کہا اے میرے بھائیو! تحقیق میں واضح الفاظ میں تم کو ڈرانے والا ہوں تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو خدا تمہارے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ

گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک مہلت دے گا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب جاتا ہے تو پیچھے نہیں

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

ہٹتا کاش تم لوگ جانو نوح نے کہا میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا میری دعوت پر یہ لوگ

دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

فرار ہی کرتے رہے اور میں نے جب ان کو بلایا کہ تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں

وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦

اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اڑے رہے اور تکبر ہی کرتے رہے

سورت نوح

تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں حضرت نوح بھی ایک نبی گزرے ہیں ہم (خدا) نے نوح کو اس کی قوم کفار کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈرادے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے ان لوگوں کو بداعمال کی وجہ سے جو ان پر دردناک عذاب آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے ان کو سمجھادے تاکہ جو لوگ اس عذاب سے ڈر کر بداعمال چھوڑ دیں۔ وہ بچ جائیں اور جو نہ مانیں وہ اپنے کئے کا پھل پائیں نوح نے اس خدائی حکم کے موافق کہا اے میرے بھائیو تحقیق میں تم کو واضح الفاظ میں تمہاری بداعمالی پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ میرے ڈرانے کا مطلب یہی ہے کہ تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور جو میں تم کو دین کے بارے میں حکم دوں اس میں تم میری اطاعت کرو اسکا بدلہ تم کو یہ ملے گا کہ خدا تمہارے سابقہ گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک جو تمہاری موت کے لئے مقرر ہے بخیر وعافیت مہلت دے گا۔ یقینی بات ہے کہ اللہ کا مقرر کی ہوا وقت موت کا ہو یا فنا کا مرض کا ہو شفا کا جب آجاتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹتا کاش تم لوگ میری اس بات کی حقیقت کو جانو حضرت نوح اپنی تبلیغ میں برسوں نہیں صدیوں تک مشغول رہے قوم کی طرف سے ایک ہی جواب ملتا رہا کہ ہم تیری نہ مانیں گے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو نوح نے کہا اے میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا اور خوب تبلیغ کی مگر میری دعوت پر یہ لوگ فرار ہی کرتے رہے میں نے جب انکو بلایا کہ اپنی بدکاری سے توبہ کریں تاکہ تو انکو بخشدے تو انہوں نے مارے تکبر اور نخوت کے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں تاکہ میری بات نہ سنیں اور اپنے کپڑے مونہوں نے پر اوڑھ لئی تاکہ میری شکل بھی نہ دیکھ سکیں تو کسی اور اپنے کفر شرک اڑے ہے اور تکبر ہی کرتے رہے ہیں

ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی بلایا پھر میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ

اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور مال مویشی

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ

اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کردے گا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کی

لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ

عزت نہیں کرتے حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات میں پیدا کیا ہے کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بتہہ کیسے پیدا

طِبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ

کئے اور چاند کو ان میں روشن چیز بنایا اور سورج کو روشن چراغ پیدا کیا اللہ نے تم کو

مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ

زمین سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے پھر تم کو نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے

الْأَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝

زمین کو بچھادیا تاکہ اس میں کھلے رستوں پر چلو

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا تو بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی ہر ایک کو جلو اور خلو میں توحید کی دعوت دی پھر سمجھاتے ہوئے میں نے یہ بھی کہا کہ بداعمال سے توبہ کر کے اپنے رب سے ☐ مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تم پر جو بارش نہ ہونے کا قحط ہو رہا ہے تمہارے استغفار کرنے سے خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا جو سے سارا قحط دور ہو جائے گا اور مال مویشی اور اولاد نہ ذکور کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے اور دریا جاری کرے گا جن سے تم اپنے کھیت سیراب کرو گے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم دل سے خدا کی عزت نہیں کرتے۔ بھلا یہ بھی کوئی عزت ہے جو تم کرتے ہو کہ اس کے سوا دوسروں سے حاجات مانگتے ہیں حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات پیدا کیا ہے۔ دیکھو پہلے تم منی کے قطرے تھے۔ پھر منجمد خون بنے۔ پھر لوتھڑے بنے پھر جسم بے روح بنے پھر تم میں روح پھونکی گئی پھر بصورت ایک بے ہوش بچے کے تم کو باہر نکالا پھر تم کو عقل سمجھ عطا کی۔ کیا تم نے اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے اس امر پر کبھی غور کیا ایسا چراغ دیتا میں کوئی ہو گا۔ جسکی ضخامت ساری زمین سے جس میں سمندر اور پہاڑی بھی داخل ہیں ایک سو چالیس[1] درجے زیادہ ہے یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ نے تم سب بنی آدم کے باپ علیہ السلام کو ابتدا پیدائش عالم میں زمین کی مٹی سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے۔ پھر تم کو بروز قیامت زندہ کر کے اس زمین سے نکالے گا اور سنو اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بنایا تاکہ حسب ضرورت مکان بناؤ زراعت کرو۔ کنویں کھودو سیر و سیاحت کرنے کو اس میں کھلے رستوں پر چلو

[1] تفسیر کبیر جلد ۵ زیر آیت اسراء یہ پرانی تحقیق ہے آج کل کی تحقیق میں بہت زیادہ ہے۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار انہوں نے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے سوائے توڑنے کے کچھ فائدہ نہیں دیا ان کے

مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا

پیرو ہو گئے ہیں اور انہوں نے بڑے بڑے مکر کئے ہیں اور بڑے لوگوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور کہا ہے کہ نہ ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو

یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾

نہ یعوق کو نہ نسر کو انہوں نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے اے میرے پروردگار ان ظالموں کو ضلالت میں بڑھائے جا وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ

مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾

سے غرق کئے گئے پھر جہنم کی آگ سے داخل کئے گئے انہوں نے اللہ سے ورے کوئی مددگار نہ پایا اور نوح نے کہا

وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

اے میرے پروردگار ان میں سے کسی آباد گھر کو نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑے رکھے گا تو تیرے بندوں کو

یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾

گمراہ کریں گے اور جو بچہ جنیں گے بدکار اور کافر ہی جنیں گے

زمین کی شکل ہیئت ہی بتا رہی ہے کہ تمہاری پائمال ہے یہ سب تقریر سنکر بھی وہ لوگ حضرت نوح کی تعلیم سے انکار پر مصر رہے اس لئے نوح نے خدا کو مخاطب کر کے کہا اے میرے پروردگار تو سب کچھ جانتا ہے کہ انہوں نے بڑی سختی سے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے بوجہ ان کے تکبر کے سوائے ٹوٹے کس کچھ فائدہ نہیں دیا ان نالائقوں اور متکبروں کے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ جدھر ان کو چلاتے ہیں یہ چلتے ہیں اور یہ بات بھی سرکار سے مخفی نہیں ہے کہ انہوں نے میری ایزارسانی میں بڑے بڑے مکر وار فریب کئے ہیں سرکار ہیں اگر خدائی حفاظت میں نہ ہوتا تو مدت سے یہ لوگ مجھے ختم کئے ہوتے اس بندہ درگاہ کی ایک کنبہ دار لوگوں نے ماتحتوں کو کہا کہ خبردار اپنے مصنوعی معبودوں کو مت چھوڑنا یہاں تک کہ پختگی کی غرض سے اپنے مصنوعی معبودوں کے نام لے لے کر تاکید کر رکھی ہے اور کہا ہے کہ نہ بڑے ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو نہ یعوق کو اور نہ نسر کو چھوڑنا۔ سرکار انہوں نے میری سخت تکذیب کی ہے اور بہت سے مخلوق کو گمراہ کیا ہے اور کر رہے ہیں اس لئے اے میرے پروردگار ان ظالموں نے ہدایت کے رستے جیسے خود بند کر لئے ہیں تو بھی بطور سزا کے ان ظالموں کو ضلالت ہی بڑھائے جا تاکہ اپنی گمراہ اور بدکاری کے حسب حال سزا پائیں۔ پس نوح کی اس مظلومانہ دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے گناہوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی زندگی میں بارش کے پانی میں غرق کئے گئے پھر بعد غرق جہنم کی آگ میں داخل کئے گئے پھر انہوں نے اللہ سے ورے اپنے مصنوعی معبودوں میں سے کوئی مددگار نہ پایا بلکہ سب کے سب ان کے دشمن ہو گئے اور یہ بھی نوح نے دعا میں کہا اے میرے پروردگار ان کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے لہٰذا اب تو ان میں سے کسی آباد گھر کو نہ چھوڑ سب کو تباہ کر دے مجھے علم غیب حاصل تو نہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں اگر تو انکی اس حالت میں زندہ چھوڑ رکھیگا تو مثل سابق تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور جو بھی بچہ جنیں گے اپنے اثر نطفہ اور تاثیر صحبت سے بدکار اور کافر ہی جنیں گے۔ پس جسطرح سمجھدار باغبان پھل اور درختوں کو نقصان پہنچانے والے پیڑوں کو کاٹ

ل ویکو نوا علیہم ضدا کی طرف اشارہ ہے

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور ہر اس شخص کو بخش دے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

کو بخش دے ان ظالموں پر تباہی ڈال

سورت جن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴿١﴾

تو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے

يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٢﴾ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا

نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے پس ہم تو اس کو مان گئے ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ﴿٣﴾

اس نے نہ بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد

کاٹ دیتا ہے حضور بھی ایسا ہی کریں اسکے ساتھ نوح نے یہ بھی دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور پھر اس شخص کو بھی بخش دے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں یا حلقہ افرا میں داخل ہو اور ان کے سوا دنیا کے موجود اور آئندہ سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے اور ظالموں پر تباہی ڈال حضرت نوح کی یہ دعا قریبا ایک ہزار سال کے تجربہ پر مبنی تھی جو ممدوح نے ان میں گزرے تھے یہ نہیں کہ جلدی گھبرا گئے تھے سچ ہے

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

سورت جن

اے نبی علیہ السلام تو ان منکروں کو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے میرے پڑھتے ہوئے قرآن سنا تو سن کر کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد اترا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ سنتے ہی نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ پس ہم اس کو سنتے ہی بغیر ایچ پیچ مان گئے اس کی بڑی تعلیم یہ ہے کہ خدا کو واحد سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھو۔ پس ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی ایک شخص یا چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جنوں نے یہ بھی کہا[1] کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے اپنے لئے نہ بیوی بنائی ہے نہ اولاد کیونکہ یہ سب لازمہ مخلوقات ہیں اور جنوں نے یہ بھی کہا کہ آج سے پہلے ہم شرک و کفر کی باتیں سنا کرتے تھے تو ان کی تصدیق کیا کرتے تھے۔

[1] اس سورت میں ان مفتوحہ آئے ہیں ان کی وجہ سے نحوی قواعد کی پابندی میں بڑی مشکل پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان مفتوحہ قول کا مقولہ نہیں ہوا کرتا اس کی توجیہ کرنے میں نحوی علماء مفسرین کو بعید از کار توجیہیں کرنی پڑیں مگر ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ شذ ذ کے طور پر قول کے بعد ان مفتوحہ آجاتا ہے حضرت استاذ الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ بھی ایسے دور از کار تکلفات سے ناراض ہیں (فوز الکبیر)

وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

اور یقیناً ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان

وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ

اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے اور انسان جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے پھر وہ جن

مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ

ان کو نقصان پہنچاتے۔ ان انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کہ خدا ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ

اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّ

نہ کرے گا اور ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا اور

اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا

ہم آسمان سے آواز کی جگہ بیٹھے کرتے تھے اب جو کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا

رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِى الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝

ہے اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اور ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں

لیکن اب معلوم ہوا کہ یقیناً ہم میں سے بیقوف لوگ اللہ کی ذات اقدس پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے مگر دراصل ہمارا گمان غلط نکلا اب تو ثابت ہوا کہ یہ سارے کے سارے ہی دوروغ گو ہیں۔ اور اس قرآن کے اترنے سے پہلے کئی انسان جنگلوں میں چلتے ہوئے جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی گھن کے جنگل میں اترتے تو پہلے کہہ لیتے **نعوذ بسیدہ ھذا الوادی** ہم اس جنگل کے سردار بڑے جن کی پناہ لیتے ہیں پھر۔ اتنا کہنے سے وہ جن بجائے ان کو بچانے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے اور یہ بھی جنوں نے اپنے مخاطبوں کو کہا کہ دیکھو ان گمراہ انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کو خدا تعالیٰ ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا حالانکہ اب قرآن سنتے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ہوگی اس لئے ہم جان گئے کہ واقعی وہ خیالات سب غلط تھے اور سنو اس قرآن کے سننے سے پہلے ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا ایسا کہ کبھی ایسا نہ دیکھا نہ سنا چاروں طرف سے ہبت کا نظارہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا انتظام ہو رہا تھا۔ اور ہم آج سے پہلے آسمان سے ورے آواز پہنچنے کی جگہ بیٹھا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھا اب جو کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا ہے ان حالات کو دیکھ کر ہم متحیر ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ اس انقلاب سے زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے بہر حال جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ خدا اچھا کرے اور بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں جو پہلے سے نیک چلے آئے ہیں نہ مشرک ہیں نہ بدکار اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں۔ غرض ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں۔

نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ

کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں اور جب ہم نے ہدایت کو سنا ہم نے اس پر یقین کر لیا پس

يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ

جو کوئی اپنی رب پر ایمان لائے گا اسے نہ نقصان کا خوف ہو گا نہ ظلم کا اور ہم میں سے بعض لوگ خدا کے فرماں بردار ہیں اور بعض بدکار ہیں

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ

پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو ٹیڑھے ہیں وہ جہنم کا ایندھن

حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ

ہوں گے اور اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے اس لئے ہے کہ

فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ

ہم خدا ان کو اس میں مبتلائے عذاب[1] کریں جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا اور تمام مسجدیں

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿۱۸﴾

اللہ کے لئے ہیں پس ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارا کرو

کہ ہم اللہ کو اس کی زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور بھاگ کر یا گم ہو کر ہم اسے عاجز کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم کو فنا کرنا چاہے تو ہم اس سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں یا بعد فنا کے دوبارہ پیدا کرنا چاہے تو ہم پیدا نہ ہو سکیں ہرگز نہیں بلکہ یہ سب کام اس کے ایک لفظ کن کے ماتحت ہیں یہ سب کچھ ہم نے قرآن سے سیکھا ہے اور جب ہم نے ہدایت کی کتاب قرآن کو سنا تو اس کو معقول پایا اس لئے ہم نے اس پر یقین کر لیا یعنی یہ سمجھ لیا کہ یہ کتاب واقعی الہامی کتاب ہے پس چونکہ یہ الہامی اور الٰہی کتاب ہے اس لئے ساری مخلوق کا اس میں مساوی حصہ ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب ذوالجلال پر صحیح ایمان لائے گا۔ اسے نہ نقصان کا خوف ہو گا نہ ظلم کا یعنی اس کا کوئی کام ضائع نہ ہو گا۔ اور جنوں نے یہ بھی کہاں کہ ہم میں بعض لوگ خدا کے فرمانبردار یعنی نیک ہیں جن کو ہم دون ذلک بتا آئے ہیں اور اگر غور کریں تو ہر قوم میں ایسا ہوتا ہے یہ کوئی ہم سے مخصوص نہیں پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں یعنی ہر وقت ان کو خیال رہتا ہو کہ اللہ راضی ہو یقیناً سمجھو کہ انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہیں یعنی خدا کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتے وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے کیونکہ۔ کفر و شرک اور بدکاری کا نتیجہ یہ ہے۔ اور اے نبی تیری طرف یہ بھی وحی کی جاتی ہے یعنی ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مشرکین عرب دین کے سیدھے راستے پر آکر مضبوطی سے جمے رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے جو ان کو اور ان کے کھیتوں کو سیراب کرتا لیکن اب جو امساک باراں کی وجہ سے قحط مسلط ہو رہا ہے اس لئے ہے کہ تاہم (خدا) ان کو اس میں مبتلاء عذاب کریں جو ان کی بد عملی کی سزا ہے کیونکہ یہ لوگ بد اعمال ہیں۔ اور خدائی قانون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے جو اس نے بندوں کی ہدایت کے لئے نازل کی ہو روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب جہنم میں داخل کرے گا اور سنو یہ بھی میری طرف وحی ہوئی ہے کہ تمام مسجدیں خاص کر مسجد حرام خاص اللہ کی عبادت کے لئے ہیں پس تم ان مساجد میں اللہ کے ساتھ کسی اور مت پکارو ورنہ یہ فعل تمہارا مسجد کی غرض و غایت کے خلاف ہو گا۔

---

[1] اشارہ ہے کہ لنفتنهم کا جاد و متعلق فعل محذوف کے ہے مشرکین مکہ پر امساک باداں کی وجہ سے قحط سخت ہوا ہے۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا

اور جب کبھی اللہ کا بندہ کھڑا ہوکر اللہ کو پکارتا لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوتے تو کہہ میں صرف اپنے

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ

رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا تو کہہ یقیناً میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا تو کہہ دے

اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا

بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں کہیں پناہ نہیں پاؤں گا ہاں مجھے

مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اللہ کی طرف سے صرف پیغام پہنچانے کا اختیار ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

اور بھی مجھے بغرض تبلیغ اطلاع ملی ہے۔ کہ مشرکوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی اللہ کا بندہ محمد رسول اللہ مسجد الحرام میں کھڑا ہوکر اللہ کو اوصاف حمیدہ مخصوصہ کے ساتھ پکارتا تو مشرک لوگ ایسے بیزار ہوتے کہ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں اے نبی تو ایسے لوگوں کو کہہ کہ تمہاری ایسی گھبراہٹ اور اضطراب سے کچھ نہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ میں خدا کے حکم سے صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تیری امت ہی حسن عقیدہ سے تجھ ہی کو نفع نقصان رسان جان کر شرک میں مبتلا ہوجائے اس لئے تو ان کو کہہ کہ ہمیشہ کے لئے یہ خیال دل سے نکال دو کیونکہ یقیناً میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا[1] خبردار اب یا آئندہ کو مجھ سے یہ امید نہ رکھنا کہ میں تم کو اولاد دے سکتا ہوں یا اور کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ اے نبی تو یہ بھی کہہ دے کہ بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں نہیں پناہ نہیں پاؤں گا اس لئے میں قدرتی امور میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ ہاں مجھے اللہ کی طرف سے صرف نصیحت کرنے اور پیغام پہنچانے کا اختیار ہے پس یہی میری ڈیوٹی ہے اور یہی میرا فرض منصبی ہے۔ اس لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ تیری ہی زبانی یہ اطلاع شائع ہوجائے کہ اب آئندہ کو جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے بے فرمانی کرے گا بس اس کے لئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

---

[1] یہ آیت اصل اصول توحید ہے اس لئے اس جگہ ایک مثال سے مسئلہ توحید سمجھانے کی ضرورت ہے جس کی صورت یہ ہے ہندوستان میں حکومت کا سلسلہ یہ ہے کہ سب سے اونچا حاکم وائسرائے ہے جو بادشاہ کا نائب ہے اس کے نیچے صوبوں کے گورنر ہیں۔ گورنر کے نیچے کمشنر ہیں اور کمشنروں کے نیچے حکام ضلع ہیں حکام ضلع کے ماتحت تحصیلدار ہیں۔ اس سارے سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ جس کام کا اختیار وائسرائے کو نہ ہو اس کے ماتحتوں میں اس کا اختیار سمجھنا سخت نادانی کی توہین ہے۔

ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب مخلوق میں برتر اور برگزیدہ ہیں باقی اصحاب کیا اور اولیاء کرام سب آپ کے ماتحت ہیں پس اصول مذکورہ کے موافق ہمیں سوچنا چاہیئے کہ جس صورت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بابت اعلان کردیں کہ مجھ میں مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں تو آپ کے ماتحتوں کو کب ہوگی۔ پھر۔ جو لوگ اولیاء اللہ کے حق میں گمان کرتے ہیں کہ وہ نفع رسائی یا دفع ضرر کی قوت کو رکھتے ہیں وہ دراصل غلط خیال ہی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ ان کے اس خیال سے توہین انبیاء ولازم آتی ہے کیونکہ جب آنحضرت جیسے الوالعزم نبی کو اختیار نہیں تو ماتحتوں کو کیا ہوگا۔ پس کسی ولی اللہ کو مخاطب کرکے کہنا

امداد کن امداد کن　　از بند و غم آزاد کن　　در دین و دنیا شاد کن　　یا شیخ عبدالقادرا

کسی طرح صحیح نہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جو اختیار خدا نے اپنے رسول برتر کو نہیں دیا وہ کسی ولی کو کیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فِيهَآ أَبَدًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا رَأَوْا۟ مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَ

اس میں رہے گا اور جب یہ لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوجائے گا کس فریق کے مددگار کمزور ہیں

أَقَلُّ عَدَدًا ۝ قُلْ إِنْ أَدْرِىٓ أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّىٓ أَمَدًا ۝

اور کون شمار میں کم ہے تو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعودہ عذاب قریب ہے یا میرا پروردگار اس کو دور کردے گا

عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ۝

وہ عالم الغیب ہے وہ خدا اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

اس میں رہے گا یہ اطلاع ان کو سنادے مگر یہ خیال رکھ کہ ان کی ضد یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مرتے تک بھی نہ مانیں گے جب یہ لوگ اپنے موعود کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو گا کہ کس فریق کے مددگار کمزور ہیں اور کون شمار کم ہے یعنی یہ لوگ بار بار کہتے ہیں ہماری جماعت بہت ہے ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں اس وقت ان کو کیسے معلوم ہو گا؟ اس طرح کہ عذاب میں مبتلا ہوں گے تو کوئی ان کا حال پرسان یا خبر گیر ان نہ ہو گا یہ سنکر فورا کہیں گے کہ تم جس عذاب سے ڈراتے ہو وہ ہو وہ کیسا ہو گا اس لئے اے نبی تو ان کو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعود عذاب قریب ہے یا مراد پروردگار اس کو اس کرویگا وہ عالم الغیب ہے اس کے علم میں جو وقت مناسب ہو گا خود بخود عذاب ہو جائے گا وہ خدا اپنے عالم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

ل علماء سلف سے خلف تک سب اس بات کے قائل گزرے ہیں کہ علم غیب خدا کے سوا کسی کو نہیں نہ ذاتی نہ کسی مگر آج کل بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوئے کہ ان آنحضرت ﷺ کا علم غیب سے مراد کل اشیاء کائنات کا علم ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی رسولوں کو اپنے غیب حاصل کامل اکمل حاصل ہو گا

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ غلطی دراصل آیت کی نحوی ترکیب نہ سوچنے سے لگی ہے نحوی ترکیب سے الا حرف استثناء کے بعد کا حصہ مستثنیٰ ہے اور مستثنیٰ میں جو حکم ہوتا ہے وہ پہلے حصے کے خلاف ہوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پہلے حصے میں کیا مذکور ہے کچھ شک نہیں کہ پہلے دو چیزیں میں (۱) احدا (۲) دوسرا غیبہ۔ احدا سے مستثنیٰ یقیناً رسول ہے کچھ شک نہیں کہ غیبہ کا مفہوم سب کل ہے استثناء کے بعد مستثنیٰ منہ کی نقیض ہے جو موجبہ جزئیہ ہے۔ پس ان دونوں مستثنیٰ یعنی سب اور ایجاب سے جو دو قضیئے ماخوذ ہوتے ہیں وہ یوں ہے

لا شئی من الغیب بمعلوم لاحد بعض الغیب معلوم لرسل

پہلا قضیہ **لا یظهر علی غیبه احدا** سے ماخوذ ہے دوسرا قضیہ **الا من ارتضی من رسول** کا مفہوم ہے پس اس جزئیہ موجبہ سے کسی رسول یا نبی کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ غیب دانی کے معنی ہیں کل غیب کا جاننا اسی کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے

قیاس استثنائی : قرآن مجید میں جہاں آنحضرت ﷺ کی غیب دانی کی نفی کی ہے وہاں منطقی شکل میں قیاس استثنائی سے کام لیا ہے جو اعلیٰ درجہ کا برہان ہے چنانچہ ارشاد ہے

لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی یعنی میں (آنحضرت) اگر غیب کا علم جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سی **السراء** (پ ۹ ع ۱۳) بھلائی جمع کر لیتا ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

منطقی اصلاح میں یہ قیاس استثنائی ہے جس کے دونوں اجزاء مذکورہ ہیں پہلے کا نام مقدم ہے۔ دوسرے کا نام تالی حرف لو رفع تالی پر دلالت کرنے کو ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت جس میں اثبات توحید کے متعلق قیاس استثنائی ہی سے کام لیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے

إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿٢٧﴾

مگر انبیائے کرام مین جس رسول کو پسند کرتا ہی اطلاع دیتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے گارد کا پہرا بھیجتا ہے

مگر انبیاء کرام میں سے جس رسول[1] کو جتنا دینا پسند کرتا ہے اطلاع دیتا ہے یعنی بذریعہ وحی بمعرفت جبرائیل جب پیغام بھیجتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کا گارد کا پہرا بھیجتا ہے

لو کان فیھما الھتہ الا اللہ لفسدتا (پارہ۱۷ رکوع۲) اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں خراب ہو گئے ہوتے۔ یعینہ اس آیت کی تقریر کس طرح پہلی آیت کی تقریر ہے یعنی آسمان وزمین کا برباد ہونا متعدد معبودوں کے وجود کو لازم ہے اسی طرح خیر کثیر جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا علم غیب کو لازم ہے جس طرح آیت توحید میں لو کا حرف دلالت کرتا ہے خیر کثیر کا جمع کرنا اور تکلیف سے محفوظ رہنا نہیں ہوا اور ان کے نہ ہونے سے آنحضرت کا عالم الغیب ہونا منفی لفظوں میں اہل منطق کا قانون یہ ہے انتفاء التالی یستلزم انتفاء المقدم مقائلین علم غیب اس آیت کی تاویل میں کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خدا کی طرف سے وہی تھا اور اس آیت میں میں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم ذاتی ہے مطلب (آیت بقول ان کے) یہ ہے کہ مجھ (رسول اللہ) میں علم غیب ذاتی نہیں اس سے وحی کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ علم ذاتی اور علم وحی کے مرتبے میں بیشک فرق ہے یعنی ذاتی اصل اور وحی فرع ہے مگر علم کے اثر (نتیجہ) میں فرق نہیں ہوتا یعنی بعد حصور علم وحی کے جیسا ذاتی کا عالم اعلم کہتا ہے وحی کا عالم بھی اعلم (جانتا ہوں) کہہ سکتا ہے یہ دونوں اس کہنے میں مساوی ہیں پس اس اصول معقول کے ماتحت قرآن مجید کو دیکھتے کہ اعلم کہہ کر علم کی نفی کی ہے یعنی فرمایا ہے

لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر

ثابت ہوا کہ یہ تاویل آیت موضوعہ کی منشاء الٰہی کے خلاف ہے علاوہ اس کے استکثار خیر (بھلائی کا جمع کرنا) جیسے علم ذاتی کا نتیجہ ہے وحی کا بھی ہے مثلا ایک شخص کسی شہر کی منڈی میں کسی خاص قسم کی تجارت میں کثیر فائدہ حاصل ہو تا دیکھے جسے علم ذاتی کہا جاتا ہے جیسے اسے وہاں ملکالیجانے میں فائدہ ہوگا جو شخص اس سے علم صحیح حاصل کر کے وہاں مال لے جائے اسے ثابت ہوا کہ استکثار خیر اگر ذاتی علم پر متفرع ہے۔ تو وحی علم فرع ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ پس عدم استکثار خیر دونوں قسموں کے عدم علم مستلزم ہے۔ منطقی طرز بیان کے بعد ہم قرآن مجید کے واضح الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ سناتے ہیں صاف ارشاد ہے۔

قل لا اقول لکم عند خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا واقول لکن انی ملك ان اتبع الا ما یوحی الیے (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

یعنی اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ میں تو لوگوں کو نہیں کہتا کہ خدا کے خزانے نے میرے پاس ہیں۔ اور نہ غیب جانتا ہوں نہ میں کو یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔

کیسی صاف تصریح ہے کہ خدائی الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے کہولیا گیا میں غیب نہیں جانتا اس صاف تصریح کے ہوتے ہوئے کسی دوراز کا قیاس سے اس بات کا عقیدہ رکھنا قرآنی تصریح کے خلاف کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے اس کے علاوہ واقعات حدیثیہ اور اقوال فقہا بکثرت ہیں جن سے مسئلہ علم غیب کی مکمل ہوتی ہے مگر ہم بحیثیت تفسیر قرآنی تصریحات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

[1] مسلمانوں کا اجماعی چلا آرہا ہے کہ بعد زمانہ آنحضرت ﷺ کے نبوت ختم ہے۔ کیونکہ قرآنی نص وصریح ہے

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

تاکہ خدا ظاہر کردے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے اور خدا ان کے پاس کی ساری چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہے

تاکہ خدا اس رسول پر ظاہر کردے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پورے پورے پہنچادیئے اور خدا کو ذاتی علم تو ہر چیز کے ہے کیونکہ اس نے ان کے پاس کی ساری چیزوں پر علمی احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے۔

خاتم النبین اور احادیث قریب تواتر کے آتی ہیں **لا نبی بعدی** یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ یہاں تک فرمایا **لو کان بعدی نبی لکان عمر** میرے بعد نبی ہو سکتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) نبی ہوتا لیکن وہ بھی نہیں کیونکہ **لا نبی بعدی**

ہمارے ملک پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ آہستہ آہستہ سلسلہ وار نبوت تک پہنچے اس لئے انہوں نے اس آیت سے اجراء نبوت کا استدلال کر کے اپنی نبوت کا ثبوت دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کی متابعت میں اپنا وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلعم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا کہ مکالمات اور مخاطبات الہٰیہ کے دروازے سے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ نبوت مستقلہ تو ختم ہے اور خاتم النبین کے معنی وہ یہی کرتے ہیں کہ براہ راست نبوپانیوالے نبیوں کا ختم کرنے والا دوسری قسم نبوت مستفیضہ ہے یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام کے فیض اتباع سے نبی بنا سو وہ کہتے ہیں یہ جاری ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی قسم کا نبی ہوں اس اصولی تقریر کے بعد مرزا صاحب کا اثبات نبوت سننا چاہئے۔ مرزا صاحب اپنی اس نبوت کا ثبوت یوں دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ان کا افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدائی سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ

اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخالبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے

اب واضح ہوا کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسے اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی طور پر ظاہر ہو نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے میں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آجتک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ پر پہلے اولیاء اور ابدال اور قطعاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔

سورت مزمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾

اے کملی پوش نبی رات کو قیام کیا کر مگر نصف یا اس سے کم

سورت مزمل

اے کملی پوش نبی رات کو نماز کے لئے قیام کیا کر مگر کچھ حصہ رات کا نصف یا اس سے کچھ کم یا بیش سو کر آرام کر لیا کر یعنی جس قدر آرام کرنا تیری انسانی طبیعت کی راحت کے لئے ضروری ہو بیشک کر لیا کر اور قیام کے وقت

انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور شرط ان میں نہیں پائی جاتی (حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۰-۲۹۱)

پہلے تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے جو حضرت مجدد قدس سرہ کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ امور غیبیہ جاننے والا نبی کہلاتا ہے یہ صحیح نہیں بالکل غلط ہے حضرت مجدد صاحب کا یہ مکتوب گرامی بنام محمد صدیق مکتوبات مجددیہ میں مرقوم ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اعلم ایها الصدیق ان کلام سبحانه مع البشرقد یکون شفاها وذلك فراد من الانبیاء وقد یکون ذلك لبعض الکیل من متابعیهم واذکثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثار کما کان امیر المومنین عمر وهذا غیر الالهام وغیرالالقاء فی الروع وغیر کلام الذی مع الملك انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل والله یختص برحمته من یشاء (دفتر دوم مکتوبات نمبر ۵۱)

یہ ہے اصل عبارت مکتوبات مجددی کی اس عبارت میں جس فقرہ پر ہم نے خط دیا ہے مرزا صاحب نے حذف کر کے باقی سارا خود ازالہ اوہام میں نقل کر کے ترجمہ یوں کیا ہے۔

یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القادنی الروع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کیساتھ ہوتا ہے اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۹۱۵)

اس سے پہلے مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بھی اس مکتوبات مجددی کو نقل کر چکے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں

امام ربانی (مجدد) صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوبات پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت (اللہ تعالیٰ) سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے (صفحہ ۵۴۶)

مجدد صاحب کی اس عبارت میں خود مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ ایسا ملہم غیر نبی ہے پس اس تصریح مجددی اور مرزا صاحب کی اپنی دو شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ حضرت مجدد صاحب نے کثرت سے امور غیبیہ پانے والے کو نبی کہا ہے

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۞ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۞ إِنَّ نَاشِئَةَ
یا بیش سوکر آرام کرلیا کر قرآن مجید بھی ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کر ہم خدا تجھ پر بہت بھاری حکم بھیجیں گے رات کا
اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۞ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۞
اٹھنا بری سخت کوفت اور ذکر الٰہی کے لائق ہے دن میں تجھے بہت شغل ہے

تسبیح تہلیل کے ساتھ قرآن مجید بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرنہ بہت زیادہ چلا کر بہت جلدی جلدی کیونکہ ایسا کرنے سے مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ مقصود اس سننے یہ ہے کہ دل پر اس کا اثر ہو سو اس مقصود کے لحاظ سے تھوڑا پڑھنا بھی کافی ہے اس شب بیداری کے علاوہ ہم (خدا) تجھ پر اے نبی بہت بھاری حکم بھیجیں گے سارے لوگوں کو تبلیغ کرنا تیرے ذمہ کیا جائے گا۔ پس تو اپنے نفس کو اس کا متحمل بنا جا سکی صورت یہی ہے کہ تو ہمہ تن خدا کی طرف لگ جا جیسا کہ ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔ شب بیداری کیا کر کیوں کہ رات کو اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر الٰہی کے بہت لائق ہے۔ بس اے نبیؐ تو شب بیدار ہو کر ذکر خدا کیا کر اس کے علاوہ دن میں تجھے بڑا شغل ہے اور یہ شغل روز بروز بڑھتا جائے گا۔ کیونکہ ابھی تو تو اکیلا جب تیری ترقی ہوگی تو علاوہ تبلیغ کے انتظام ملک بھی تجھے کرنا ہوگا پس تو اپنے کام میں خدا کے مدد مانگ

غلط اور مجدد صاحب پر افترا ہے۔

اس انکشاف کے بعد ہم مرزا صاحب کے امور غیبیہ کی پڑتال کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ پر جو امور غیبیہ کھولے جاتے تھے۔ جن کی وجہ سے آپنے منصب نبو پایا ہے کہاں یہاں تک صحیح ثابت ہوتے تھے

نمونہ غیب

مرزا صاحب نے ایک قریبی رشتہ دار کو اس کی لڑکی سے رشتہ کی درخواست کی۔ والد لڑکی نے انکار کر دیا تو مرزا صاحب نے الہام شائع کیا کہ یہ لڑکی دوسری جگہ بیاہی گئی تو بیوہ ہو کر بھی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الہامی الفاظ درج ہیں جنکو مرزا صاحب بڑی خفگی کے لہجہ میں خدا کی طرف سے سناتے ہیں۔ اس خدانے اس تمام گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

كذبوا بايتنا و كانوا بها يستهزون وفسيكفيكهم الله ويردها اليك لاتبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد

یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا سو خدا ان کے شر دور کرنے کیلئے تیرے لئے کافی ہوگا اور انہیں یہ نشانیاں دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا یعنی آخر کار وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیاں سے اٹھائے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے وہ اپنے منشا کے مطابق ضرور پورا کرتا ہے (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۳)

اس الہام کی تشریح میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ (لا تبدیل لکلمات اللہ) یعنی میری یہ بات ہر گز نہ ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطلل ہوتا ہے (حوالہ مذکور)

اس الہام اور اس کی معقول تشریح سے جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج بیان نہیں۔ نہ کسی تشریح کا محتاج نہ تاویل کا کیونکہ مضمون صاف ہے کہ یہ نکاح ضرور ہوگا اور ضرور ہوگا۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

اور اپنے رب کا نام جپا کر اور اسی سے جڑ جا

اور اپنے رب کا نام جپا کر بڑی بات ہے کہ سب سے کٹ کر اسی سے جڑ جا تیرے منہ پر یہی جاری ہو

نداریم غیر از تو فریاد رس تو ئی عاصیاں را خطا بخش و بس

اس تشریح اور تفصیل کے بعد گو کسی اندرونی یا بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم ایک بیان مرزا صاحب کا ہم اور پیش کرتے ہیں۔ تا کہ کسی اپنے بیگانے کو مجال سخن نہ رہے۔ مرزا ۱۹۰۱ء کو عدالت گورد سپور میں ایک شہادت دینے کو پیش ہوئے تو عدالت میں آپ سے اس نکاح کی بابت سوال ہوا جس کے متعلق آپکے الفاظ یہ ہیں

عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہے گی (مرزا صاحب کی شہادت مندرجہ اخبار الحکم قادیاں ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

ان تصریحات کے بعد واقعہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب ساری عمر کوشش کرتے کرتے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے اور مسماۃ مذکورہ آج (جنوری ۱۹۳۰ء) تک اپنے بال بچوں میں بخوشی وخورمی قصبہ پٹی ضلع لاہور (پنجاب) میں زندہ موجود ہے یہ ہے مرزا صاحب کے الہامی غیوب کی ایک مثال۔

دوسرا نمونہ

جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کا امر تسر میں پادری عبداللہ آتھم عیسائی سے پندرہ روز تک مباحثہ ہوتا رہا اخیر مباحثہ کے مرزا صاحب نے اپنا ایک غیبی الہام سنایا جس کے الفاظ یہ ہیں

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے (کتاب جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

اس بات پر سب متفق ہیں کہ انسان کو خدا بنانے والا فریق یقینی پادری آتھم تھا کیونکہ اس کا مذہب یہ تھا کہ حضرت عیسی معبود اور خدا کا بیٹا تھا۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر اس کا مرزا صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوا باوجود اس کے پادری آتھم پندرہ ماہ ہونے کی بجائے تقریباً دو سال زیادہ مدت لے کر مرا۔ کیونکہ اس الہامی پیشگوئی کے مطابق پادری آتھم کو ستمبر ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہئے تھا حالانکہ وہ جولائی ۱۸۹۶ء میں مرا چنانچہ اس بارے میں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں (کتاب انجام آتھم صفحہ ۱)

ان تصریحات اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام غیب دان خدا کی طرف سے نہ تھا ورنہ غلط نہ ہوتا۔

اس طرح کے ان کے ادعائے الہام اور بہت سے ہیں ہم نے یہاں تک مرزا صاحب کے غیبی امور کو جانچا ان میں جتنے امور کی بابت انہوں نے ادعا کیا ہے ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں پایا وہ سب یہاں درج نہیں ہو سکتے ہم نے ان کو ایک مستقل کتاب میں جمع کر کے ان پر مکمل بحث کی ہوئی ہے جس کا نام ہے الہامات مرزا۔

اطلاع: مرزا صاحب نے اس خاکسار کے حق میں بھی ایک غیبی خبر شائع کی تھی وہ صفحہ جلد ھذا پر درج ہے

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

وہ مشرق مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو حامی کار سمجھ۔ اور جو کچھ یہ لوگ کہیں گے اس پر صبر کیجیو

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰

اور ان کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کیجیو

کیونکہ وہ مشرق مغرب کے باشندوں بلکہ سب اشیاء کا پروردگار ہے۔ اسی لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو اپنا کارساز حامی[1] کار سمجھ تیرے منہ سے ہر وقت یہی نکلے

ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور سب اپنے لئے ہیں اور تو سب کیلئے

اس ساری تبلیغ پر مشرک لوگ تیرے مخالف ہوں گے اور برا بھلا کہیں گے تو جو کچھ یہ لوگ کہیں گے تو اس پر صبر کیجیو اور ان کو یعنی ان کو بیہودہ گوئی کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کیجیو۔

---

[1] یہ آیت قرآن کے توحیدی مضامین کی روح ہے کیونکہ اس میں ایک ایسا امر ہے جو بہت امور کی بنا ہے انسان ہمیشہ اپنی ضروریات میں کسی کی مدد اور حمایت کو متلاشی ہوا کرتا ہے مشرکین میں دربدر مارے مارے پھرتے ہیں کہ کہیں کوئی مددگار حامی مل جائے قرآن پاک اس آیت میں خدا نے اپنے مواحد بندوں کو اس سرگردانی سے سبکدوش کرنے کو سب سے بڑا حامی مددگار بتایا ہے کہ وہ اللہ جل شانہ ہے پس مسلمانوں کامل الایمان اس حامی مددگار کو چھوڑ کر کسی بے جان یا جاندار زندہ یا مردہ کو کیوں حامی بنانے لگا۔ بلکہ اس کا قول یہی ہوگا

پناہ بلند و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مسئلہ توحید:- سمجھانے کو ہم یہاں ایک مثال دیتے ہیں کم فہم آدمی بھی جس سے توحید کا مضمون خوب سمجھ جائے۔ مثلاً ایک مکان دو منزلہ ہے نیچے کی منزل میں نوکر لوگ رہتے ہیں اوپر کی منزل میں مالک رہتا ہے۔ اس لئے نیچے اور اوپر کے حصوں میں فرق ہوگا۔ یعنی نیچے کے حصے میں بے اجازت داخل ہونا منع نہ ہوگا مگر اوپر کے حصے میں منع ہوگا وغیرہ اسی طرح انسانی ضروریات کی قسم ہیں

(۱) پہلی وہ جن میں ایک انسان دوسرے کی مدد کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے جیسے کھانا کھلانا پانی پلانا۔ کپڑا سی دینا کسی حاکم سے سفارش کر دینا وغیرہ ان امور میں اگر ایک حاجت مند انسان دوسرے سے مدد مانگے تو جائز ہے مثلاً کسی سے کہے مجھے پانی پلادو میری سفارش کر دو مجھے فلاں چیز اور وغیرہ ایسے امور کی نسبت قرآن مجید کی صریح تعلیم ہے تعاونوا علی البر والتقوی (یعنی باہمی نیک کاموں میں مدد کیا کرو)

دوسرے وہ امور ہیں جو خدا نے محض اپنے قبضے میں رکھے ہیں۔ مثلاً (۱) اولاد دینا (۲) مرض میں شفا دینا (۳) رزق دینا (۴) موت وحیوار دکرنا (۵) بارش کا اتارنا (۶) سبزیوں کا پیدا کرنا وغیرہ۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ قرآن مجید نے ان امور کو قبضہ خداوندی میں فرمایا ہے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا ان میں تصرف جائز نہیں رکھا۔ اب ہر ایک دعوی کی دلیل پیش کی جاتی ہے سنئے ارشاد ہے۔

یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور اویزوجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انه علیم نذیر (پارہ ۲۵ رکوع ۶)

یعنی خدا ہی جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے دونوں قسمیں (لڑکے لڑکیاں) بخشتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے

اس آیت کا مضمون بالکل صاف ہے کہ اولاد کا دینا خاص خدائی فعل ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصدقہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے جس میں ارشاد ہے۔

واذا مرضت فھو یشفین میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاعت بخشتا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرض میں شفا پیدا کر دینا خاص خدا کے اختیار میں ہے۔

وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ

اور خوشحالی مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو بہت دیجیو ہمارے مختلف اقسام کے عذاب میں مجملہ تپتی ہوئی جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے جس روز زمین اور پہاڑ ہل جائیں گے

ع ۱۹

اور مالدار خوش حال مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو مہلت دیجیو عنقریب دیکھ لیں گے اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا ہے۔ ہم تجھے بتائے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس مختلف قسم کے عذاب ہیں مجملہ تپتی ہوئی جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے یہ کب؟ جس روز بھونچال سے زمین اور پہاڑ اپنی اپنی جگہ سے ہل جائیں گے

(۳) رزق کی وسعت اور تنگی کی بابت ارشاد ہے

اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی ذلك لایات لقوم یومنون (پارہ ۲۱ رکوع ۷)

کیا لوگ جانتے نہیں کہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اس امر میں مومنوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

(۴) موت وحیات کی بابت صاف ارشاد ہے

وانه هو امات واحیی (پارہ ۲۰ رکوع ۶)

تحقیق خدا ہی سب کو زندگی بخشتا اور مارتا ہے

امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجته ماکان لکم ان تنبوا شجرهاء اله مع الله بل هم قوم یعدلون (پارہ ۲۰ رکوع ۱)

یعنی سوا اللہ کے کس نے آسمان زمین بنائے اور کون تمہارے لئے اور سے پانی اتارتا ہے سب کچھ ہم (خدا) ہی کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے رونق دار باغ پیدا کرتے ہیں جو تم سارے مل کر بھی نہیں اگا سکتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے کوئی نہیں مگر مشرک لوگ ٹیڑھے جاتے ہیں

یہ آیات اور ان جیسی اور بہت سے آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام قبضہ قدرت الٰہیہ میں ہیں کسی کو ان میں دخل نہیں پس ان امور میں خدا ہی سے مدد مانگنی چاہئے اسی کے متعلق ارشاد ہے ایاك نعبد وایاك نستعین یعنی خدا نے تعلیم دی ہے کہ اے میرے بندے تم کہا کرو۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں

پس ان امور میں خدا کے سوا (زندہ ہو یا مردہ نبی ہو یا ولی صدیق یا شہید) کسی سے بھی مدد مانگنا یا امداد پہنچنے کا خیال کرنا صریح شرک ہے۔

مثلا ایک بیمار ہے وہ اپنے معالج سے تشخیص مرض میں امداد لے تو جائز ہے دوا سازی میں اپنے ساتھیوں سے مدد لے تو جائز ہے مگر شفا پیدا کرنے میں کسی پر نظر نہ رکھے۔ اسی طرح کسی شخص کو اولاد کی ضرورت ہے وہ نکاح کرے نکاح کرنے میں اپنے واقفوں سے مدد نے کوئی مرض مانع اولاد ہے تو طبیب سے علاج میں استمداد کرے مگر اولاد پیدا کرنے والا صرف خدا کو جانے اس فعل میں کسی پر نظر نہ رکھے یهب لمن یشاء اناثا الایته

یہ ہیں اصول توحید جن کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے۔ وتبتل الیه تبتیلا فاتخذه وکیلا

پس جو لوگ یہ شعر پڑھتے ہیں یا اس کے مضمون کے قائل ہیں

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے — جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

انہوں نے نہ اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کی نہ محمد (ﷺ) کو پہچانا سچ ہے ماقدرو الله حق قدره اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝ إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ

اور پہاڑ بھربھرے بن جائیں گے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر نگران ہے جیسے

أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝

ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اس کو بری طرح پکڑا

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَٰنَ شِيبًا ۝ السَّمَآءُ مُنفَطِرٌۢ

پس اگر تم لوگ منکر ہی رہے تو اس دن سے کیسے بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا آسمان اس روز پھٹ جائے

بِهِۦ ۚ كَانَ وَعْدُهُۥ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِۦ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلًا ۝

گا یہ اس کا وعدہ کیا ہوا ہے بے شک یہ آیات نصیحت ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ

تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے تیرے ساتھیوں میں سے

مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ

مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے اور خدا کو رات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں کر سکو گے تو اس نے تم پر نظر عنایت

عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ

کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو

اور بڑے بڑے پہاڑ بھربھرے ہو جائیں گے۔ اس روز سب لوگ اپنے اعمال کے بدلے پائیں گے۔ اے مکہ کے لوگو اسی بات کے سمجھانے کو ہم نے تمہاری طرف رسول (ﷺ) بھیجا جو تم پر نگران ہے۔ تمہارے اعمال کا سیاسی طور پر محاسبہ کرے گا ہمارا یہ فعل (ارسال رسول) نیا نہیں بلکہ ہم نے اسی طرح بھیجا ہے جیسے پہلے ہم نے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ جس نے فرعون کو توحید الوہیت اور اتباع رسالت واضح الفاظ میں تبلیغ کر دیئے پھر بھی فرعون نے اس صادق رسول موسیٰ علیہ السلام کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اسکو بری طرح پکڑا ایسا پکڑا کہ اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو پانی میں ڈبو دیا پس اس کا انجام دیکھو اور سوچو کہ اگر تم لوگ بھی اس رسول کی اطاعت سے منکر ہی رہے تو اس دن کی تکلیف سے کیسے بچ سکو گے جو بوجہ اپنی درازی اور بسبب اپنی مصائب کے بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس روز پھٹ جائیگا زمین برباد ہو جائے گی کوئی چیز زندہ نظر نہ آئے گی یہ اس خدا کا وعدہ صرف لفظی نہیں بلکہ کیا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا التوا یا محو اثبات نہ ہو گا بیشک یہ آیات قرآنیہ جو تم لوگوں کو سنائی گئی ہیں نصیحت ہیں پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے جیسا کہ اے رسول تو نے خدا کی رضاجوئی کا راستہ اختیار کر رکھا ہے کہ طاقت سے بھی زیادہ عبادت کرتا ہے تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے اور تیرے ساتھیوں میں سے مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے تیرا اور ان کا اخلاص نمایاں ہے کیونکہ رات کے وقت وہی شخص عبادت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلی تعلق رکھتا ہو اور خدا کو رات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اس علم کی بنا پر وہ بتاتا ہے کہ تم ایسا کرتے ہو اسی علم کلی سے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں سکو گے تو اس نے تم پر نظر عنایت کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو۔

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ بیمار ہوں گے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے اللہ کا فضل

فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا

تلاش کریں گے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس جتنا قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ دیا کرو اور جو بھی نیک کام آگے بھیجو گے اس

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

کو اللہ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگا کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سورت مدثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾

اے لباس نبوۃ اوڑھنے والے اٹھ اور عذاب سے ڈرا اپنے رب کی بڑائی بیان کر

یعنی بوقت شب نماز تہجد جتنی آسانی سے پڑھ سکو پڑھا کرو اور بے حد تکلیف نہ اٹھایا کرو خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ بیمار ہونگے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے جس میں وہ بذریعہ تجارت اللہ کا فضل تلاش کریں گے جو بالکل جائز بلکہ مستحسن فعل ہے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس یہ وجوہات ہیں جن سے تم کو نرم حکم دیا جاتا ہے کہ جتنا کچھ قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو بہت زیادہ بوجھ اپنے نفس پر نہ ڈالو اور مفروضہ نماز پڑھتے رہو اور مال کا فریضہ زکوۃ ادا کرتے رہو اور دے سکو تو اللہ کے بندوں میں سے حاجتمندوں کو بلا سود قرض حسنہ دیا کرو اور ان مذکورہ مواقع کے علاوہ بھی نیک کام میں خرچ کیا کرو کیونکہ جو بھی تم لوگ اپنے لئے نیک کام اپنے اعمالنامہ میں لکھوا کر آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اس کے پانے سے تم لوگ خوش ہو گے اس بدنی اور مالی عبادت کے علاوہ ایک وسیع الذیل کام سنو جو کسی وقت بھی ختم نہ ہو یا ختم نہ ہونے پائے وہ یہ کہ اللہ سے ☐ مانگا کرو بیشک اللہ گناہوں کا بخشنے والا مہربان ہے اس کی رحمت سے کسی حال میں ناامید نہ ہونا چاہیے۔

سورت مدثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے[1] لباس نبوت اوڑھنے والے محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کا نام لے کر اٹھ اور لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر یعنی چلتے پھرتے اللہ اکبر کہا کر

[1] سورہ مزمل اور مدثر کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے کہ پہلے کون اتری بعض علماء مدثر کو پہلے کہتے ہیں۔ ہم نے مزمل کو تقدم کے لحاظ سے مقدم ہی سمجھا ہے اور مدثر کے جو معنے کیے ہیں تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾

اور اپنے دل کو پاک رکھ شرک کی نجاست دل سے دور رکھ اور اس نیت سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے اپنے رب کے لئے صبر کریو

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾

جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر آسان نہ ہوگا

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ

جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے ان کو میرے حوالے کر میں نے اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے مستعد

شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ

حاضر ہوئے اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کو زیادہ دوں گا ہرگز نہیں ہمارے احکام

لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾

کا مخالف ہے ہم اس کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے اس نے گلہ کیا اور غور کیا اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور کیا

اور اپنے کپڑے اور دل[1] کو پاک صاف رکھ یعنی شرک کفر سوااخلاق وغیرہ کی نجاست دل سے دور رکھ اور کسی انسان پر اس نیت سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے ایسا کرنا بخیلو اور کنجوسوں کا کام ہے اور تبلیغ حق کرنے میں جو تکلیف پہنچے اپنے رب کی رضاجوئی کے لیے یہ مذہبی اور اخلاقی سبق یاد کر کے اس پر صبر کریو۔ اعتقادی بات سنو جب صور میں پھونکا جائے گا یعنی جس روز قیامت قائم ہوگی وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر کسی طرح سے آسان نہ ہوگا۔ اور اگر منکرین فساد پر آمادہ ہوں تو دل میں غمگین نہ ہوجیو بلکہ دل میں یہ یقین رکھیو کہ یہ سب میرے خدا کی مخلوق ہیں اور جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے یعنی کل مخلوق خدا ان کو میرے حوالے کریو یعنی ایسے مخالفوں کی نسبت فکر نہ کیجیو میں ان کو سنبھال لوں گا کیونکہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے جوان جوان ہمہ تن مستعد حاضر خدمت دیئے۔ اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ میری نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس ناشکری پر بھی میں (خدا) اس کو زیادہ دوں گا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے احکام کا مخالف ہے ہم اس کو بجائے ترقی دینے کے سخت عذاب میں مبتلا کریں گے وجہ یہ کہ بالضرور اس نے فکر کیا اور غور کیا اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غلط غور کیا۔

شان نزول

ایک شخص ولید بن مغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر قرآن کی تعریف کی تو قریش نے اس کو گھیر لیا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا۔ آخر اس پر جبر کر کے اسکی رائے تبدیل کرائی تھوڑا تامل کر کے اس نے کہا کہ محمد شاعر نہیں مجنوں نہیں ہیں تو جادوگر ہے اور یہ قرآن اس کا جادو ہے اس کے جادوگر ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ باپ بیٹے میں بیوی خاوند میں جدائی کر دیتا ہے اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

[1] عرب کے شعراء ثیاب سے مراد دل لیا کرتے ہیں امراء لقیس کہتا ہے وان کنت قد سائتك منی خلیقته فسلی ثیابی من ثیابك تنسلی اس شعر میں ثیاب سے مراد دل ہے یہاں مناسب یہی ہے کیونکہ کپڑوں کا پاک رکھنا صحت الصلوۃ کے لیے ضروری ہے مگر دل کا پاک صاف رکھنا ہر حال میں لازمی ہے حدیث شریف میں وارد ہے ان فی الجسد مضغته اذا اصلحت صلح الجسد کله واذ افسدت فدالجسدو کله الاھی القلب یعنی انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔ اللھم اصلح قلبی وقلب کل ناظر

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾

پھر اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسور پھر پیٹھ پھیر کیا اور تکبر کیا

فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

آخر کہا تو یہ کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل چلا آیا ہے یہ محض آدمی کا کلام ہے میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾

تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی چمڑہ کو جلا دے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی بنائے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی مقرر کی ہے تاکہ منکروں کے لئے

كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ

پریشانی ہو اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں اور ایماندار میں ترقی کریں اور اہل کتاب

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں اور جن لوگوں کے دلوں میں ضعف ہے اور جو اور کافر ہیں

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ

وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہی

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ

اور تیرے رب کی فوج کو خود وہی جانتا ہے

پھر اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسورا پھر پیٹھ پھیر گیا اور تکبر کیا تو آخر کار کہا تو کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے بطور افسانوں کے نقل چلا آیا ہے کمبخت بد نصیب نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن محض آدمی کا کلام ہے جو اس کے جی میں ہے کہہ دے میں (خدا) اس کو جہنم میں داخل کروں گا اے مخاطب تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے وہ ایسی گرم آگ ہے کہ جان و جسم کا کوئی حصہ نہ باقی رکھے گی نہ کچھ چھوڑے گی۔ چمڑہ کو جلادے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں جو اس میں ڈالے ہوئے مجرموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ فرشتوں کا نام سن کر تم ان حیران نہ ہو کیونکہ ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی بنائے ہیں اور کسی کا یہ کام نہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی تھوڑی مقرر کی ہے اور بتائی بھی تھوڑی ہے تاکہ منکروں کے لیے پریشانی ہو وہ اپنے زعم میں اس مقدار کو اتنا کم جانتے ہیں کہ ان پر ہنستے ہیں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں کی قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں کی قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ فرشتوں میں قوت روحانی ہے اور اس مقدار بتانے کا یہ بھی نتیجہ ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں باوجود ادعائے ایمان کے ضعف اور اغراض دنیاویہ کی بیماری ہے اور جو صریح کافر اور منکر اسلام ہیں وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے اتنے میں فرشتے ہوں گے ان کے نزدیک یہ تعداد کوئی کہاوت ہے حقیقت نہیں۔ اس طرح خدا جس کو چاہتا ہے سیدھی بات سمجھنے سے گمراہ کر دیتا ہے ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کو صحیح معنے میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے نہ سمجھنا چاہتے ہیں اور اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ تیرے رب کی فوج اسباب عذاب کو خود وہی جانتا ہے

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾

اور وہ انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے سچ مچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾

بے شک وہ جہنم بہت بڑی نشانی ہے انسانوں کو ڈرانے والی خاص کر ان لوگوں کو جو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہیں

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾

ہر آدمی اپنے اعمال میں گرو ہوگا لیکن دائیں ہاتھ والے باغوں میں ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کو

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَ

مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے وہ کہیں گے ہم نماز ادا نہ کرتے تھے اور

مجرم لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اکڑیں گے یا ہم بھاگ جائیں گے ان کو خبر نہیں کہ ان کے اجسام کی ہڈی بوٹی بلکہ بال بال بھی خدا کی فوج ہے وہ جس بال کو جس ہڈی کو حکم دے وہی عذاب قائم کردے۔ پھر یہ دوزخ کے فرشتوں کی تعداد سنکر کیوں مخول کرتے ہیں وہ تو ایک انتظامی صورت ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ہر چیز اسکی سپاہی ہے اور وہ جہنم یعنی اسکا ذکر اذکار انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے اور بس سنو سچ مچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو بیشک وہ جہنم بہت بڑی نشانی ہے کل انسانوں کو ڈرانے والی ہے خاص کر ان لوگوں کو جو نیک کام میں آگے بڑھنا یا بخوف عذاب برے کام سے پیچھے ہٹنا چاہیں کیونکہ ڈرانا ایسے ہی لوگوں کو مفید ہوتا ہے دوسرے لوگ سن لیتے ہیں مگر ان کی کج روی کی وجہ سے ان کو اثر نہیں ہوتا۔ قیامت کا ڈر اس وجہ سے مفید ہے کہ اس میں اعمال کے نتائج بھگتنے ہونگے کیونکہ اس روز ہر آدمی اپنے کئے اعمال پھنسا ہوا مثل گرد کے ہوگا۔ جب تک وہ سزا نہ بھگت لے چھوٹے گا نہیں لیکن دائیں ہاتھ والے ایمان دار لوگ یعنی جن کو ایمان کی وجہ سے اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اس حال میں نہ ہوں گے بلکہ آرام کے باغوں میں ہوں گے وہاں رہ کر وہ بذات خود آرام پائیں گے اس آرام کی حالت میں آپس میں ایک دوسرے کو مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ وہ کہاں گئے یہاں وہ نظر کیوں نہیں آتے آخر ملائکہ کے بتانے سے ان کو پہچان لیں گے ان مجرموں کو مخاطب کر کے دریافت کریں گے کہ اے لوگو تم تو بڑے ذہین ذکی معلوم ہوتے ہو پھر تم یہاں دوزخ میں کسی وجہ سے داخل ہوئے کیا تمہاری عقل پر فتور آگیا تھا کہ تم نے اپنے انجام بد کا خیال نہ کیا وہ جواب میں کہیں گے کہ میاں چھپانے کی کوئی بات نہیں نہ انکار کی وجہ سے سب سے پہلے کہ یہ ہم نماز وغیرہ[1] واجبات ضرور یہ ادا نہ کرتے تھے

---

[1] المصلین کے معنے میں نماز ہی کا ذکر ہے مگر ہم نے عام کردیا کیونکہ شریعت اسلام میں نماز کے سوا اور احکام بھی فرض ہیں چونکہ نماز سب سے مقدم ہے اس لیے اہم اس کو ذکر کیا۔

ہاں اس سے بڑا خطرناک امر ثابت ہوتا ہے کہ ترک نماز اتنا جرم ہے کہ باعث دخول نار ہے جیسے تکذیب یوم الدین موجب عذاب ہے پس جو لوگ مسلمان کہلا کر ترک نماز کے عادی ہیں ان کو اس آیت سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے کسی اہل دل نے خوب کہا ہے

بے نمازوں کیا غضب کرتے ہو تم — حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم
کچھ نہ اپنے رب کی تم نے یاد کی — عمر اپنی مفت میں برباد کی
سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی — بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

ہم مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور کاموں میں لگے رہتے تھے اور یوم الجزاء

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا

کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں اس کا یقین ہوگیا پس کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بھلا

لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝

ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات سے منہ پھر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہوں

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اعمالنامہ کھلا اس کو مل جائے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو آخرت سے

الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

مطلقاً ڈرتے نہیں بے شک وہ نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے یہ لوگ مشیت الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں

اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

پاسکتے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہ اس لائق ہے کہ بخشے

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایسے بخیل تھے کہ غربا کو کھانا نہ کھلاتے تھے اور تیسری بات یہ کہ ہم بے ہودہ غیر مفید کاموں میں لگے رہتے تھے چوتھی بات جو سب کی جڑ اور سب سے زیادہ خراب تھی یہ کہ ہم یوم الجزا کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت کی وجہ سے اس کا یقین ہوگیا یہ ہیں ہمارے افعال قبیحہ جن کی وجہ سے ہم کمبختوں کا یہاں داخلہ ہوا یہ ان کو جرم ہیں جن کا خود ان کا اعتراف ہے پس ان کے اپنے اعمال صالحہ تو ہوئے ہی نہیں لہذا کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بلکہ اسی حالت میں رہیں گے جس میں تم اہل جنت ان کو دیکھ رہے ہو وہ تو اپنی بھگتیں گے بھلا ان موجودہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات قرآن شریف سے منہ پھیر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو جنگل میں رہنے کی باعث آدمیوں سے نفرت اور وحشت کیا کرتے ہیں خاص کر ایسے گدھے جو شیر سے بھاگتے ہوں کسی مجلس میں کوئی تقریر سنیں گے جونہی یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کی تقریر ہے تو بس فوراً پیر سر پر رکھ کر بھاگ جاتے ہیں ہاں ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اعمالنامہ کھلا اس کو مل جائے یعنی اگر کوئی کہے کہ ہر قسم کے اعمال لکھے جاتے ہیں تو بطور طنز کے کہہ دیتے ہیں اچھا بھئے لاؤ جو جو کام ہم نے کئے ہیں ہمارا اعمالنامہ ہم کو دیدو ہم دیکھ لیں گے یہ کہنا بھی محض ایک مخول اور طنز کے طور پر ہے اصلیت اس میں ہرگز نہیں بلکہ یہ تو آخرت سے مطلقاً ڈرتے ہی نہیں ڈرتے ہوں تو قرآن مجید پر غور کریں بیشک وہ قرآن شریف نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے اور جو چاہے روگردانی کرے جو روگردانی کرے گا وہ اپنا کچھ کھوئے گا کسی کا کچھ نہ بگاڑے گا مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشیت اور حکم الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں پاسکتے جو طریق ہدایت کا اس نے مقرر کیا ہوا ہے اسی طریق سے ہدایت ملے گی اس پر چلنے والوں کو وہ توفیق دیتا ہے اور جو اس راہ سے ہٹ جائیں انہیں بدنصیب کردیتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس لائق ہے کہ ڈرنے والوں کو بخشے۔

اللھم ات نفسی تقوی ھا و زکھا انت خیر من زکھا انت والیھا ومولھا

سورت قیامتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۗ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے ملامت کرنے والے نفس کی وعدہ سچا ہے کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی

نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۗ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۞ بَلْ يُرِيْدُ الْإِنْسَانُ

ہڈیاں جمع نہ کریں گے بے شک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کردیں بلکہ انسان یہی چاہتا ہے کہ آئندہ

لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۚ يَسْـَٔلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۗ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ

بدکاری ہی کرتا آجائے پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو

الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ كَلَّا

جائے گا اور سورج اور چاند ایک جگہ جمع کردیئے جائیں گے اس روز انسان کہے گا اب کدھر کو بھاگوں ہرگز

لَا وَزَرَ ۗ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ ۗ

کہیں پناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا

سورت قیامتہ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے گناہ پر ملامت کرنے والے نفس کی جو خدا کی بے فرمانی پر فاعل کو شرمندہ کرتا ہے ایسا نفس مومن کا ہے اسلئے اسکی قسم کھا کر ہم بتاتے ہیں کہ ہمارا وعدہ سچا ہے نیک و بد اعمال کا بدلہ ملتا ہے ملے گا اور ضرور ملے گا کیا منکر انسان سمجھتا ہے کہ ہم (خدا) اس کے مرنے کے بعد اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے بیشک کریں گے کیونکہ اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کردیں یعنی مرنے سے پہلے جہاں کوئی پورا تھا اور بعد مرنے کے وہاں سے وہ بدل گیا قیامت کے روز ہم ان سارے پوروں کو یکجا ٹھیک کردیں گے ان لوگوں کی بد عملی نقطہ انکار نہیں بلکہ یہ منکر انسان یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر کے آئندہ کے حصے میں بدکاری ہی کرتا جائے ہمیشہ رنگ رلیاں کرے کوئی اسے نہ پوچھے چنانچہ اسی خیال میں اس کے منہ سے یہ نکل جاتا ہے یا برا بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اگر کوئی اسے سمجھائے کہ میاں کیا کرتے ہو قیامت کے روز خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے تو پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا۔ بلکہ سمجھانے والے کو کہتا ہے تم لوگ اپنی بھول بھلیوں میں پھنسے ہو قیامت ہو گی۔ جزا سزا ہو گی بہشت ہو گی دوزخ ہو گی ارے میاں دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

پس ایسا فاسق ملحد مزاج شخص سن لے قیامت اس روز ہو گی جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائیگا کیونکہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے جب سورج ہی روشن نہ ہوگا تو چاند کہاں سے روشنی لے گا اس لیے لازم ہے کہ چاند بے نور سیاہ پڑجائے اور سورج اور چاند بجائے گردش کرنے کے ایک جگہ جمع کردیئے جائینگے یعنی ان کی گردش روک دیجائیگی کیونکہ دنیا کی مشینری کا وقت ختم ہو جائیگا اس روز انسان کہے گا اب کدھر کو بھاگوں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ہرگز پناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا۔

يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾

اس روز انسان کو پہلے کئے ہوئے اعمال اور پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی خبر دی جائے گی بلکہ انسان اپنے حال پر پورا واقف ہے

وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ

چاہے کتنی حجتیں کرے تم اس کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اسے جلدی یاد کرو اس کا جمع کردیا اور اس کو پڑھا دینا

قُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ

ہمارے ذمے ہے پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قرات کی پیروی کیا کرو پھر بیان کردینا ہمارے ذمے ہے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند

الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾

کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہیں بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکے ہوئے تروتازہ ہوں گے

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾

اور کئی منہ اس روز برے بن رہے ہوں گے وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کی جانے والی ہے ہرگز مناسب نہیں جب روح ہنسی تک پہنچتی ہے

وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾

کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا کوئی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پنڈلی پنڈلی سے لڑکھڑاتی ہے

یعنی جس کو وہ پناہ دے گا اس کو پناہ ہوگی جس کو وہ امن نہ دے گا اس کو کہیں بھی امن نہ ملے گا اس روز اس منکر انسان کو اس کی زندگی میں پہلے کئے ہوئے اعمال اور بعد زندگی کے بطور استمرار پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی پوری پوری خبر دی جائیگی۔ ایسی کہ کسی طرح انکار نہ کر سکے گا بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ اب بھی یہ منکر انسان اپنے حال پر پورا واقف ہے اپنے عیب صواب خوب جانتا ہے چاہے کتنے ہی حیلے بہانے حجتیں کرے مگر دل اس کا مانتا ہے کہ میں ایسے کام کرتا ہوں کہ اگر جزا سزا کا اصول صحیح ہوا تو میری خیر نہیں اے رسول ایسے لوگوں کو بقیہ حال تم کو ہم پھر سنائیں گے سردست تم کو ایک حکم بتائیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم اس امر میں جلدی کرتے ہو گویا تمہاری جلدی بھی تمہاری نیک نیتی سے ہے لیکن ہمیں پسند نہیں اس لیے تمہیں ہدائیت کرتے ہیں کہ تم جبرائیل کے قرآن پڑھتے وقت اس قرآن کے لفظوں کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اس کو جلدی جلدی یاد کرلو یعنی تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ جبرائیل کے پڑھ چکنے کے بعد بھول نہ جاؤں اس کا انتظام ہم نے کر رکھا ہے کہ تم قرآن نہ بھول سکو گے کیونکہ تمہارے سینے میں اسکا جمع کردینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے پس تم اس سے بے فکر ہو جاؤ جب ہم پڑھیں یعنی ہمارا فرستادہ فرشتے جبرئیل پڑھے تو خاموشی سے اس کی قرات کی پیروی کیا کرو یعنی دل لگا کر اسے سنتے رہا کرو پھر بعد اس کے ایک کام اور باقی ہے کہ اس قرآن کا بیان کردینا یعنی اس کا صحیح مفہوم تجھے سمجھا دینا ہمارے ذمے ہے، خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا جو اثناء کلام میں آگیا اب اصلی مضمون سنئے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہو یعنی بعد الموت کا خیال تم کو نہیں حالانکہ وہی قابل اعتنا اور قابل توجہ ہے کیونکہ بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکے ہوئے تروتازہ ہوں گے کیونکہ خدا کے دیدار میں وہ لذت اور سرور پائیں گے جو دنیا کی کسی چیز میں انہوں نے نہ پایا ہوگا اور کئی منہ اس روز برے بن رہے ہونگے وہ سمجھتے ہونگے کہ انکے ساتھ بڑی سختی کی جانے والی ہے اس لیے آخرت سے تم لوگوں کی بے اعتنائی ہرگز مناسب نہیں۔ سنو جب مرتے وقت روح ہنسلی تک پہنچتی ہے اور گھر میں کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا یا علاج کرنیوالا کوئی ہے یہ تو بیماری کے ☐ کی آواز یا خواہش ہوتی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا آگیا ہے اور بیمار کی نزعی حالت میں پنڈلی پنڈلی سے لڑکھڑاتی ہے۔

شان نزول : آنحضرت جبرائیل کے ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے تاکہ یاد کرلیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی کوچ ہوا ہے وہ نہ تصدیق کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے ہاں تکذیب کرتا ہی اور روگردانی کرتا ہے

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ

پھر وہ اپنے گھروالوں کی طرف اکڑتا ہوا جاتا ہے تیرے حال پر افسوس پر افسوس ہے انسان خیال

الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ جائے گا کیا وہ پہلے نطفہ نہ تھ جو ڈالا جاتا ہے پھر وہ لوتھڑا

فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ

بنا پھر اسی سے خدا دو قسم نر اور مادہ بنا دیتا ہے کیا یہ خدا اس پر قادر نہیں کہ

عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾

مردوں کو زندہ کردے

ع ۲ / ۱۸

سورت دہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ﴿١﴾

انسان پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی بیمار کا کوچ ہوتا ہے پس مذکورہ جو دنیا کے منافع کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ نہ کلام اللہ اور مواعید خدا کی تصدیق کرتا ہے نہ فرض نماز پڑھتا ہے ہاں خدائی کلام کی تکذیب ضرور کرتا اور حق سے روگردانی کرتا ہے پھر وہ جس روز زیادہ غرور کرتا ہے اس روز اپنے گھروالوں کی طرف اکڑتا ہوا جاتا ہے ایسے آدمی کو اس روز کہا جائے گا تیرے حال پر سخت افسوس پر افسوس ہے کیونکہ تو نے نہ سمجھا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے غلط ہے اصل یہ ہے کہ انسان جب اپنی پیدائشی بھول جاتا ہے تو خدا سے مستغنی ہو جاتا ہے پس اس کی ہدایت کا ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنی سابقہ حالت کو پہچانے اس لیے ہم ایک فیصلہ کن سوال پوچھتے ہیں جس سے اس متکبر انسان کو فائدہ ہو سکتا ہے وہ سوال یہ ہے کہ بھلا انسان جو اکڑ کر چلتا ہے اور خدائی حکم سے گردن کشی کرتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی شتر بے مہار کسمپرس چھوڑا جائیگا وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ ابتداء سے خدا کے حکم کے ماتحت ہے کیا وہ پہلے نطفہ کی صورت میں نہ تھا جو رحم مادہ میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ چند روز بعد اسی جگہ لوتھڑا بنا پھر اسی لوتھڑے سے خدا دو قسم کے نر اور مادہ بنا دیتا ہے بعض دفعہ وحدت نوعی سے بعض دفعہ وحدت شخصی سے بھی یعنی ایک ہی نطفے سے دو بچے لڑکا اور لڑکی پیدا کر دیتا ہے کیا یہ پیدا کرنیوالا خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے ایماندار تو اس کا جواب یہی دے گا کہ ہاں وہ قادر ہے۔ بلی وهو علی کل شئی قدیر

سورت دہر

انسان کی ہدایت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ صرف اپنی ہستی پر غور کرے اور سوچے کہ اس پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝٢ إِنَّا

ہم نے انسان کو مرکب القوی نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا ہم

هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا

نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی انسان کے بعض افراد شکر گزار ہوگئے بعض افراد ناشکر ہوگئے ہم نے ناشکر لوگوں کے لئے زنجیر اور طوق اور آگ تیار

وَسَعِيرًا ۝٤ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝٥ عَيْنًا يَشْرَبُ

کررکھی ہے نیک لوگ گلاس میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی ایسے چشمے سے جس پر

بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝٦ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ

اللہ کے بندے پیتے ہوں گے ان کو پھیر لیا کریں گے یہ لوگ شرع واجبات ادا کیا کرتے ہیں اور اس روز سے ڈرتے ہیں جس کی

شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا

تکلیف بہت لمبی ہے کھانے کی خواہش پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلایا کرتے ہیں ہم تم کو

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝٩

محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ یا شکریہ چاہتے ہیں

جس کی عمر اس وقت بیس سال کی ہے وہ بیس سال سے پہلے کچھ نہ تھا جس کی عمر اس وقت تیس سال ہے وہ تیس سال سے پہلے کچھ نہ تھا پھر ہم (خدا) نے انسان کو مرکب القوی نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پہلے نطفہ بنا پھر مضغہ بنایا پھر جسم بنایا پھر اس کو زندگی بخشی پھر ہم (خدا) نے اس کو سننے والا سمیع دیکھنے والا بصیر بنایا محض پتلہ بنا کر چھوڑ نہیں دیا بلکہ ہم نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کے بعض افراد شکر گزار ہوگئے جنہوں نے ہماری تعلیم سے فائدہ اٹھایا بعض افراد اس کے ناشکر ہوگئے جنہوں نے ہماری ہدایت سے منہ پھیرا چونکہ دنیا میں دو مختلف قسم کے انسان ہوگئے ہیں اس لیے لازمی ہے کہ ان کے نتائج بھی مختلف ہوں گے جن کا ذکر یہ ہے کہ ہم (خدا) نے ناشکر لوگوں کے لیے پیروں میں ڈالنے کو زنجیر اور گلے میں ڈالنے کے لیے طوق اور جلانے کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے یہ تو ہوا ان ناشکروں کا انجام اور جو نیک لوگ ہوں گے ان کی تو کچھ پوچھو ہی نہیں وہ تو عیش میں گزراریں گے نہایت عمدہ شیشے کے گلاس میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی۔ کافور بھی معمولی نہیں جنت کا کافور جو سب سے اعلیٰ خوشبودار ہے یہ شربت ان کو ایک ایسے سر چشمے سے ملے گا۔ جس پر اللہ کے مقبول بندے انبیاء کرام اولیاء وعظام پیتے ہوں گے اپنی مرضی موافق ان کو پھیر لیا کریں گے یعنی بیٹھک میں جائیں گے تو وہاں لگوالیں گے بالاخانہ پر جائیں تو وہاں پہنچالیں گے جس طرح آج کل بڑے بڑے شہروں میں نلکے ہیں جہاں کوئی چاہے پہنچا دیا جاتا ہے ان نیک لوگوں کے نیک افعال سے سوال ہو تو سنو پہلی بات ان میں یہ تھی کہ یہ لوگ شرعی واجبات ادا کرتے ہیں اور اس روز یوم جزا کے واقعات سے ڈرتے ہیں جس کی تکلیف بہت لمبی ہے یعنی ان کو ہر دم خوف دامنگیر رہتا ہے کہ روز حساب ہم کو سرخروئی حاصل ہو اور اس میں خدائی باز پرس سے چھوٹ جائیں جیسے کسی محنتی طالب علم کو امتحان میں پاس ہونے کا فکر دامنگیر رہتا ہے یہ ابرار نیک لوگ بھی اس فکر میں رہتے ہیں اس لیے کھانے کی خواہش ہونے پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قرض میں گرفتار قیدیوں[1] کو کھانا کھلایا کرتے ہیں اس خیال سے کہ خدا ہم کو اس بدلہ دے اس لیے موقع ہو تو کہہ دے یا کرتے ہیں ہم تم مسکینوں قیدیوں وغیرہ کو محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کھلاتے ہیں ماسوا احسان تم پر نہیں رکھتے اور نہ تم سے اس کا بدلہ یا شکر یہ چاہتے ہیں یہ اس لیے کہتے ہیں کہ کھانا کھا کر غریب لوگ ان کے سامنے ذلیل نہ ہوں

[1] پرانا دستور تھا کہ قیدی خصوصاً مقروض قیدی گداگری سے پیٹ بھرتے تھے قرآن مجید نے ان کو کھانا کھلانا کار ثواب قرار دیا

إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

ہم اپنے رب سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو تیوری چڑھانے والا ہوگا خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچائے گا اور ان

وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

تازگی اور خوشی نصیب ہوگی اور ان کے صبر کرنے سے خدا ان کو جنت بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ان باغوں میں لگے تختوں پر تکیے لگائے

الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا

ہوں گے نہ سورج دیکھیں نہ سخت سردی محسوس کریں گے اور ان کے ٹہنے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے گچھے ان کے اختیار

تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَ

میں دیئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتن اور گلاس پھیرے جائیں گے چاند سے بنے ہوئے گویا شیشے

مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا

ہوں گے ان کا اندازہ کا پائیں گے اور ان میں ایسے پیالے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش سونٹھ کی ہوگی اس

فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے ان کے چھوٹے بچے ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے تو ان کو دیکھے گا

بلکہ وہ دل میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے رب کے حکم سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو منہ بنانے تیوری چڑھانیوالا ہوگا یعنی لوگ اس روز ایسے غمگین اور مغموم ہوں گے کہ کسی سے بولیں چالیں گے نہیں ان نیک لوگوں کو جو بے دیکھے اللہ کے خوف سے دہشت زدہ رہتے ہیں خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچالے گا نہ صرف بچائیگا بلکہ اور بھی کچھ دے گا یعنی ان کو تازگی اور خوشی نصیب ہوگی انشاء اللہ اور نیک اعمال پر ان کے صبر کرنے کی وجہ سے خدا ان کو جنت میں بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ان باغوں میں گدیلے لگے ہوئے تختوں پر تکئے لگائے ہوں گے ان بہشتوں میں موسم ایسا خوشگوار اور یکساں ہوگا کہ اہل جنت وہاں نہ سورج دیکھیں گے نہ سورج کے نہ ہونے سے سخت سردی محسوس کریں گے اور ان باغوں میں درختوں کے ٹہن[۱] ان اہل جنت پر پر جھکے ہوں گے اور ان کے پھلوں کے گچھے ان کے اختیار میں دیئے گئے ہوں گے اور سنو اس کے علاوہ ان اہل جنت پر چاندی کے برتن رکابیاں وغیرہ اور گلاس پھیرے جائیں گے چاندی سے بنے ہوئے مگر صفائی میں گویا شیشے ہوں گے ان گلاسوں اور برتنوں کو اپنی ضرورت کے اندازہ کا پائیں گے اور ان اہل جنت کو ان باغات میں ایسے پیالے مزیدار اور لذیز چائے وغیرہ سے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش خوشبودار سونٹھ کی ہوگی یعنی کھانے کے بعد بڑا مزیدار جنجر واٹر ان کو پلائے جائے گا وہ جنجر واٹر اس چشمے سے بنا ہوگا جس کا نام ☐ چشمہ رواں ہے اس لطف کی زندگی میں کھانے پینے کے علاوہ ایک بات اور بھی آرام دہ ان کو حاصل ہوگی وہ یہ کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جو ان اہل جنت کی اولاد میں سے چھوٹی عمر میں مرچکے ہوں گے یا ان کی خواہش سے جنت میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے وہ بچے ایسے خوبصورت ہونگے کہ جب تو اے مخاطب انسان ان کو دیکھے گا۔

---

[۱] اس آیت میں ایک مشکل ہے کہ پہلے لفظوں میں سورج کی نفی ہے اس کے متصل ہی ظلال کا لفظ آیا ہے حالانکہ ظلال ظل کی جمع ہے اور ظل کا وجود سورج سے ہوتا ہے جب سورج نہیں تو ظل کہاں اس لیے ظلال کا ترجمہ ٹہن کیا گیا۔

[۲] کلافیہ عطف ہے متکئین پر اس لیے مشکل ایہمن کے حال ہے۔ واللہ اعلم

لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ

تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا سبز رنگ کے باریک کپڑے

سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اور دبیز ہوں گے اور ان کو چاندی اور سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ان کا پروردگار پاک شراب پلائے

طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

گا یہ تمہارا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش قبول ہے اے رسول ہم تجھ پر

عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾

وہ قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے تو اپنے رب کے حکم کے موافق صبر کیجو اور کسی بدکار یا کافر کی بات نہ مانیو

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا

صبح شام اپنے رب کا نام ذکر کیا کر اور راتوں کو اس کی سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پاکی سے یاد کر

طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴿۲۷﴾

یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں اور اپنے آگے سخت کو چھوڑے ہوئے ہیں

تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا۔ یہ سب کچھ اہل جنت کے دل بہلانے کا سامان ہو گا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا کیونکہ دنیا کے تمام صلحا اس میں رہتے ہوں گے جن کا شمار گو اہل دوزخ کی نسبت کم ہو گا تاہم ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں سے متجاوز ہوں گے یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ اہل جنت کو ریشمیں لباس پہنا جائیگا اس لیے ان اہل جنت کے اوپر سبز رنگ کے باریک کپڑے مثل الپاکے کی دبیز مثل مخمل کے ہوں گے اور ان کو حسب مراتب چاندی اور سونے[1] کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو بے نشہ اور بے خرابی پاک شراب پلائے گا خدا کی طرف سے ان کو کہا جائیگا۔ یہ تمہارا یعنی تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے اور نیک اعمال میں جو تم کوشش کرتے تھے وہ تمہاری کوشش خدا کے ہاں قابل قدر یعنی قبول ہے اے رسول یہ ان پر مہربان اس لیے ہو گی۔ کہ وہ ہماری اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کئے ہوں گے کیونکہ ہم ہی نے تجھ پر وہ کتاب یعنی قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس کے پیرو جنت حاصل کریں اور تو بھی کمال اولوالعزم ہو یعنی تو اپنے رب کے حکم کے موافق کفار کی تکلیفات اور ایذا پر صبر کیجو اور اس تکلیف میں کوئی کافر یا بداعمال فاسق فاجر تجھے راہ راست سے پھسلائے تو ان میں سے کسی بدکار یا کافر نابجار کی بات نہ مانو اور صبح شام عموماً اور جب کسی تکلیف پر دل گھبرائے خصوصاً اپنے رب کا نام ذکر کیا کر یعنی یااللہ یار حمٰن وغیرہ پڑھا کر اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس اللہ کے سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پاکی سے یاد کیا کر یعنی سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ پڑھا کر انشاء اللہ تیرا کام باحسن وجوہ انجام پذیر ہو جائے گا۔ یہ لوگ جو تیری تعلیم میں دنیا و آخرت کے متعلق وعدہ وعید سن کر جلدی مانگتے ہیں اس لیے کہ جلدی ان کی عادت میں داخل ہے لہذا یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ جو کچھ تو کہتا ہے جلدی کر دے اور اپنے آگے سخت دن کے لیے اعمال صالحہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

[1] لباسهم فیها حریر کی طرف اشارہ ہے۔

[2] حلوا اساور من ذهب ولئولئو کی طرف اشارہ ہے۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ

حالانکہ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائش مضبوط کی اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یہ

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

سورہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے تم نہیں چاہتے مگر جس وقت

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

خدا چاہے بے شک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

اس نے ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

یعنی اپنے کھیل کود میں روز قیامت کو بھولے ہوئے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائشی مضبوط کی دیکھو انسان اپنی نازک اور پتلی پتلی انگلیوں سے بڑے بڑے بھاری پتھر اور لوہے کو توڑ دیتا ہے یہ سب کچھ ہماری دی ہوئی طاقت کا اثر ہے اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یعنی زندہ سے مردہ بنادیں گے اور مردہ سے زندہ کردیتے ہیں اگر کوئی جھگڑا بکھیڑا چھوڑ کر مطلب کی بات سننا چاہے تو سنے کہ یہ سورہ بلکہ سارا قرآن نصیحت کی بات ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف چلنے کی راہ اختیار کرے یعنی قرآن پر عمل کرے اور اصل بات بھی یہ ہے کہ تم کسی کام کو نہیں چاہتے یعنی کامیاب نہیں ہوسکتے مگر جس وقت خدا چاہے یعنی تمہاری خواہش کی تکمیل اسکے ارادہ کے ماتحت ہے اس لیے ہر کام میں اسی سے نیک توفیق مانگا کرو بیشک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت اسلام میں داخل کرلیتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق بخشتا ہے اور جو لوگ اس سے توفیق خیر نہیں مانگتے وہ ظالم ہیں اور اس نے ایسے ظالموں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔نعوذ باللہ من غضب اللہ

ل اس آیت کے معنے کی اور بہت سی آیات ہیں۔ مثلا ماتشائون الا ان یشاء الله رب العالمین اور ماتشائون الا ان یشاء الله هوا اهل لتقری اهل المغفر اور ماکان لنفس ان تومن الا باذن الله وغیرهاان سب آیات میں ایک ہی مشکل قابل حل ہے وہ یہ کہ اللہ مشیت سے کام ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایمان بھی اسی کی مشیت سے حاصل ہوتا ہے تو پھر جو ایمان نہ لائیں یا نیک کام کی خواہش نہیں کرتے ان کا قصور کیا۔

جواب یہ ہے: کہ قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت انسان اور مشیت خدا اور صدور فعل میں ایک سلسلہ نظام ہے انسانی مشیت پہلے ہوتی ہے کہ یہ کام کروں اس پر توفیق ایزدی ہوتی ہے جس سے اسکی مشیت کو قوت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں انسان میں پھر ایک مشیت پیدا ہوئی ہے جو فعل کو قریب الوقوع بلکہ صادر کرتی ہیہمارے اس دعوی کا ثبوت قرآن مجید سے سنئے بیوی خاوند میں مصالحت کیلئے جو کمیشن مقرر ہوتا ہے ان کے حق میں فرمایا ہے ان ارادو اصلاحا یوفق الله بینهما (پ ۲ ع ۳) یعنی بیوی خاوند میں اصلاح کرانے والے اگر واقعی اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان کو توفیق دے گا

اس آیت میں ارداہ انسانی پر اپنی توفیق کو مرتب فرمایا نیز فرمایا من یشاء فلیومن ومن شاء فلیکفر (پ ۱۵ ع ٦) جو کوئی چاہیے ایمان لائے اور چاہے کفر کرے اس آیت میں انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب فرمایا ہے پس ان آیات سے دو امور ثابت ہوئے

(۱) انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب ہے (۲) توفیق خدا کے بغیر اعمال خیر کا صدور نہیں ہوتا۔

نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ انسانی مشیت کے بعد توفیق ہونے کے بعد انسان عزم پختہ کرتا ہے اس پختہ عزم کے حق میں فرمایا ہے ما تشائون الا ان یشاء الله یعنی تم انسان کسی فعل پر پختہ ارادہ نہیں کرے توفیق مگر جس وقت خدا توفیق دے۔اس سے پہلی شیئت کی نفی نہیں ہوتی صدق اللہ منہ

سورت مرسلات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور جو تیزی سے چلتی ہیں جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں اور جو پھاڑ دیتی

فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۭ﴿۷﴾ فَاِذَا

ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نصیحت پہنچاتی ہے تاکہ عذر دور کریں اور ڈراویں جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا جب

النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَاۗءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

ستارے بے نور ہوجائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور جب رسول جمع کئے

اُقِّتَتْ ۭ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۭ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۭ﴿۱۴﴾

جائیں گے کس روز کے لئے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہی

وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۭ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ

مکذبوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا کیا ہم نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا اور ان کے بعد اور لوگوں کو لاتے ہیں اسی

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾

طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا

سورت المرسلات

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہے اور ان ہواؤں کی جو جڑے ہوئے بادلوں کو پھاڑ دیتی ہے اور ان ملائکہ کی جماعتوں کی قسم ہے جو انبیاء کرام پر نصیحت پہنچاتی ہیں تاکہ مخلوق کے عذر دور کریں اور عذاب آخرت سے ڈرادیں اور ساری قسموں سے مقصود یہ ہے کہ تم کو بتایا جائے کہ جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ وہ کب ہوگا اور اس کی علامات کیا ہوں گی پس سنو قریب قیامت جب ستارے بے نور ہو جائیں گے کیونکہ ان کو نور سورج سے حاصل ہے اور سورج تو اس روز بے نور ہو جائے گا تو ان کو کہاں سے ہو۔ اور بحکم خدا آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اڑا کر سمندر ان سے پاٹ دیا جائے گا ایسا ہوگا کہ زمین ساری کی سان ہو جائیگی[1] اور جب اللہ کے بھیجے ہوئے رسول قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے کس روز کے لیے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ پس کچھ نہ پوچھو وہ کیسا ہولناک ہے انبیاء کرام کی حقانی تعلیم کے مکذبوں جھٹلانے والوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا افسوس تو اب بھی ہے کہ یہ سمجھنے کو رخ نہیں کرتے کیا ہم (خدا) نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا عاد ثمود فرعون وغیرہم کے قصے یہ لوگ سن چکے ہیں غور کریں تو اس سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ہم مجرموں بدکاروں کو تباہ کیا کرتے ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کو لاتے ہیں یعنی دنیا کو آبادی سے خالی نہیں چھوڑتے پھر جب وہ لوگ پیچھے آئے ہوئے بھی بدکاریوں میں لگ جاتے ہیں تو ان کو بھی اٹھا لیتے ہیں اسی طرح ہم مجرم کیساتھ معاملہ کرتے رہتے ہیں مگر مکذب لوگ سمجھتے نہیں۔ اس لیے اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا۔

[1] فیذرھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾

کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر ہم نے اس کو نیک مضبوط مکان میں ایک معین وقت تک ٹھہرائے رکھا

فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ

پھر ہم نے وقت مقرر کردیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں اس روز جھٹلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا کیا ہم نے زمین کو زندہ

الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً

انسانوں اور مردوں کے لئے جائے رہائش نہیں بنایا اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں اور ہم ہی تم کو میٹھا

فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾

پانی پلاتے ہیں اور روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھی اسی کی طرف چلو

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ

دھوئیں کے شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے اور نہ گرم میں مفید بلکہ سخت عذاب

بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ

کا ذریعہ ہوگا وہ بڑے بڑے مکانوں جیسے شرارے پھینکے گی گویا زرد اونٹ ہوں گے اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا اس روز وہ

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا

نہ بولیں گے نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا وہ

اے جھٹلانے والو کیا ہم (خدا) نے تم کو ایک حقیر پانی نطفہ سے پیدا نہیں کیا بیشک کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ تمہارے لیے غذا پیدا کی اس لیے ایک غذا سے خون بنایا خون سے منی کا نطفہ بنایا نطفہ کو مرد عورت کے ملاپ سے رحم میں پہنچایایا پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط محفوظ مکاں عورت کے رحم میں ایک معین وقت ۶، ۷، ۸، ۹ ماہ تک ٹھہرائے رکھا پھر ہم نے اس کی ترقی تنزل جسمانی کیفیت موت وحیو کا وقت مقرر کر دیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں ہمارا مقرر وقت کیا مجال غلط ہو جائے اسی لیے اس روز جھٹلانے والوں کے حق میں افسوس ہو گا کیا ہم (خدا) نے زمین کو زندہ انسانوں اور مردوں کے لیے جائے رہائش نہیں بنایا یعنی زندہ بھی زمین پر رہتے ہیں اور مر کر بھی زمین میں جاتے ہیں یقیناً ہم ہی نے زمین کو ایسا بنایا ہے اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں۔ اور ہم ہی تم کو بارش کا اور کنوؤں کا میٹھا پانی پلاتے ہیں مگر مکذب لوگ پھر بھی ہماری قدرت کے منکر ہیں اسی لیے اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہو گا اس روز ان کو حکم دیا جائے گا کہ برے کاموں پر جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے آج اسی کی طرف چلو یعنی وہ ہیں کے تین شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے۔ اور نہ تپش اور گرمی بلکہ وہ جہنم اس دھوئیں کے ذریعے بڑے بڑے مکانوں جیسے بھاری بھاری شرارے پھینکے گی جو رنگت میں گویا زرد اونٹ ہوں گے یعنی دوزخ میں اتنا جوش ہو گا کہ اس کے دھوئیں میں بڑے بڑے چنگاڑے نکلیں گے جیسے ریل کے نجن سے بعض اوقات دھوئیں کیساتھ چنگاریاں نکلا کرتی ہیں اس روز مکذبین افسوس ہو گا اس روز ایک موقع پر انکے منہ بند ہو جائیں گے ایسے کہ وہ نہ بولیں گے نہ ان کو اجازت ہو گی کہ وہ معذرت کریں بلکہ کہا جائیگا بولو مت وہ اس روز مکذبین کیلئے افسوس ہو گا وہ

ل آیت لا تکلمون کی طرف اشارہ ہے۔

يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

فیصلہ کا دن ہو گا جس میں ہم تم کو اور تم سے پہلے سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر اگر تم کو میرے مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا اس

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا

روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا متقی لوگ نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں میں ہوں گے

وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اپنے کئے اعمال کی برکت سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے اس روز مکذبوں کے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

لئے افسوس ہوگا چند روز کھالو اور مزے اڑالو اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بداعمال ہو اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کی اطاعت کرو تو اطاعت نہیں کرتے اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا پھر اس کے سوا کس کلام

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

پر یقین کریں گے

فیصلہ کا دن ہو گا جس میں ہم تم مشرکین عرب کو اور تم سے پہلے سب لوگ کو جمع کریں گے اور تمہارے نیک و بد کاموں کی جزاو سزادیں گے پھر اگر تم کو میرے (خدا کے) مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا یعنی بھاگ سکو تو بھاگ جانا گم ہو سکو تو گم ہو جانا مرسکو تو مر جانا ہم بتائے دیتے ہیں کہ کچھ نہ کر سکو گے پس یاد رکھو اس روز مکذبین کے لیے افسوس ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے احکام کی تکذیب کی ہو گی ان کے مقابلے کے متقی لوگ بڑی نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں کے باغوں میں عیش کرتے ہوں گے مزے عیش کی جگہ میں نہ رہیں گے بلکہ ان کو کہا جائے گا کہ اپنے کئے اعمال کی برکت سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے کہ وہ ہر طرح کی عیش و آرام میں ہوں گے اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ ہو گی اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہو گا ہاں مشرکوں اس روز کے آنے سے پہلے تم زندگی کے چند روز کھالو اور مزے اڑالو اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بداعمال ہو اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہو گا۔ دیکھو تو ان کے مجرم ہونے میں کچھ شک ہے ؟ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کے حکم قرآن کی اطاعت اکرو تو اطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں اس لیے اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوا قرآن مجید کو تو سنتے اور مانتے نہیں پھر اس کے سوا کسی کلام پر یقین کریں گے

امنا بالله وما انزل الینا

۱ آیت میں لفظ جمعنا ماضی ہے مگر ہم نے اس کا ترجمہ (کم) کی وجہ سے مستقبل سے کیا ہے کیونکہ میدان قیامت میں تو سارے لوگ بوقت واحد مخاطب ہونگے پھر اس وقت تم اور اولین میں فرق کیونکر ہو گا ہاں بوقت تکلم اور بوقت نزول قرآن یہ تفریق صحیح ہو سکتی ہے کہ تم سے مراد حاضرین اور اولین سے مراد گزشتہ لوگ جیسے فرمایا قل ان الا اولین والاخرین لمجعوعون الی میقات یوم معلوم تو کہدے کہ تم سے پہلے اور پچھلے سب جمع کئے جائیں گے

۲ قرآن مجید کی متعدد آیات میں رکوع سجود کا لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اذا قیل لھم اسجدو اللرحمن قالو وما الرحمن اسجدو لما تامرنا اس قسم کی جتنی آیات ہیں ان میں رکوع اور سجود سے مراد اطاعت ہے اس لیے کہ اس آیت نے صاف کہہ دیا ہے اذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون بل الذین کفرو یکذبون (پ ۲ ع۹) کافروں پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ واطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں اس لیے ہم نے اس جگہ ار کعو کا ترجمہ اطاعت سے کیا ہے۔

سورت نباء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○

یہ لوگ آپس میں کس بات سے سوال کرتے ہیں بڑی خبر سے سوال کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مختلف رائے ہیں

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○

ان کو اصل حال معلوم ہوجائے گا پھر ضرور جان لیں گے کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّ

اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم نے تم کو مختلف قسم بنایا اور تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا اور

جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○

ہم نے تمہارے لئے رات کو پردہ بنایا اور ہم نے دن کو تمہاری روزی کے لئے بنایا اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○

اور ہم نے چمکیلا چراغ بنایا

سورت نباء

قرآن مجید میں ہم نے جو مسائل اعتقادیہ بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ معد بھی ہے یعنی روز جزا کا یقین رکھنا بھی داخل ایمان ہے اور مشرکین مکہ اس سے سخت منکر ہیں اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے بطور استفہام یا بطور طنز کے پوچھتے تھے۔ میاں یہ مدعی کیا کہتا ہے کہ مر کر اٹھیں گے۔ انکو معلوم نہیں کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کس بات سے سوال کرتے ہیں۔ ھم ان کو بتاتے ہیں کہ بڑی ہیبت ناک خبر قیامت سے سوا کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مومنوں سے مختلف رائے ہیں۔ سن رکھیں ان کو اصل حال معلوم ہو جائے گا۔ پھر سن رکھیں ضرور جان لیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا ہے باوجود وضاحت امر کے ہم ان کو سمجھاتے ہیں کیا ہم (خدا) نے تمہارے رہنے سہنے کے لئے زمین کو گہوارہ کیطرح نہیں بنایا اور پہاڑوں کو زمین کیلئے گویا میخیں نہیں بنایا۔ جس کی وجہ سے زمین پانی پر ہلتی نہیں اور ہم (خدا) نے تم کو مختلف قسمیں بنایا۔ کوئی گورا کوئی کالا۔ نیز مرد عورت کے جوڑے وغیرہ اور ہماری قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ ہم نے تمہارے اندر اپنا تصرف اس طرح دکھایا کہ تمہارے دماغوں میں جو تھکاوٹ آجاتی ہے اس کے دور کرنے کو اور تم کو آرام دینے کے لئے ہم نے تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا۔ نیند بظاہر نقصان اور تضیع اوقات ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک نعمت ہے جن لوگوں کو بوجہ مرض نیند نہیں آتی ان کو اس کی قدر پوچھیئے یہ ہماری قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے اور سنو ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا کیونکہ رات کے وقت گھروں میں جس طرح تم بے پردگی میں رہتے ہو اور سوتے ہو دن کو نہیں رہ سکتے اور سنو ہم (خدا) نے دن کو تمہاری روزی کمانے کیلئے وقت بنایا جس میں تم کمائی کرو اور کھاؤ اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ زیادہ علم حاصل کرنا چاہو تو آئینہ یا پانی میں نظر کر کے دیکھ لو اور چونکہ کام کرنے میں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہم نے تمہارے اوپر آسمان پر چمکیلا چراغ سورج بنایا جس کی روشنی سے بجلی کی روشنی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے دیکھو جب سے ہم (خدا) نے یہ چراغ جلایا ہے تم نے اس میں کبھی تیل نہیں ڈالا

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾

بادلوں سے زور کا پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس کے ساتھ دانے اور سبزیاں اور گھنے باغ پیدا کریں

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

روز قیامت عام فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز صور میں آواز پھونکی جائے گا تم گروہ گروہ بن کر آجاؤ گے

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ

اور آسمان دروازے دروازے ہوجائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہوجائیں گے جہنم

جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ

گھات میں ہے کافروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہریں گے اس میں نہ ٹھنڈک

فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

چکھیں گے نہ پینے کو پانی سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ پئیں گے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ حساب کا یقین نہیں

حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ

رکھتے اور کھلی تکذیب کرتے ہیں اور ہم نے ہر ایک چیز کو قلم بند کررکھا ہے عذاب کا مزہ چکھو اور ہم

نہ اس کی بجلی تیز کی یہ سب کام تمہارے (انسان کے) دست عمل سے بلند تر ہیں یہ تو تمہارے کمانے کے سامان ہیں جو حقیقت میں کچھ نہیں کیونکہ تم چار پیسے کما لو تو کیا کرو گے جب تک ہم (خدا) تمہارے لئے غلہ پیدا نہ کریں کیا کھاؤ گے۔ اس لئے ہم نے یہ بھی انتظام کر رکھا ہے کہ تمہارے لیے بوقت ضرورت بادلوں سے پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس پانی کے ساتھ تمہارے غلہ کے دانے اور تمہارے مویشیوں اور دیگر جانوروں کے لئے سبزیاں اور گھنے گھنے باغ پیدا کریں یہ ایسے واقعات ہیں جن سے تم لوگ کسی طرح انکار نہیں کر سکتے اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ روز قیامت سے بھی انکار نہ کرو۔ کیونکہ وہ عام فیصلے کا دن ہے تم اس کو تسلیم کرو کہ فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز اسرافیل فرشتے کی معرفت صور میں مردوں کی زندگی کی آواز پھونکی جائے گی[۲]۔ پس اس کی تاثیر سے تم سب انسان گروہ گروہ بن کر میدان محشر میں آجاؤ گے اور اس روز یہ موجودہ آسمان پھٹ کے دروازے دروازے ہو جائیگا اور یہ اتنے بڑے جسیم پہاڑ اپنی جگہوں سے بذریعہ حرکت چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہو جائیں گے پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ اس روز کافروں کے لئے جہنم گھات بنی ہوئی ہے ظالموں مشرکوں اور بدکاروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہرے رہیں گے باوجود سخت گرمی اور تپش کے نہ ٹھنڈک چکھیں گے نہ پینے کو پانی مگر سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ پئیں گے۔ یہ ان پر ظلم نہ ہوگا بلکہ پورا پورا بدلہ ہوگا۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی پہچان چاہو تو سنو وہ لوگ ایسے غافل اور بدکاری میں منہمک ہیں کہ نیک و بد اعمال کے حساب کا یقین نہیں رکھتے اور ہمارے احکام کی کھلی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ ہم ان کے خالق اور مالک ہیں اور ہم نے ہر چیز کو خاص کر ان کے اعمال کو قلم بند کر رکھا ہے یعنی ہمارے فرشتوں نے سب کچھ لکھ رکھا ہے علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں ضرورت نہیں لیکن ان کے دکھانے کو یہ سارا انتظام کر رکھا ہے۔ چونکہ ان کا جرم ہر طرح ثابت ہوگا پس ان کو کہا جائے گا۔ عذاب کا مزہ چکھو اور یہ خیال دل سے نکال دو کہ کبھی تم چھوٹو گے۔ ہرگز نہیں۔

[۱] عجیب اتفاق ہے کہ اس وقت دم تحریر ہذا امرتسر میں خوب بارش ہو رہی ہے جس کی اشد ضرورت تھی (۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

[۲] بعض اہل علم صور کو جمع صورت کہتے ہیں (تفسیر کبیر)

تَزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ

ہم تم کو سوائے عذاب کے نہ بڑھائیں گے بے شک پرہیز گار لوگوں کے لئے بڑی مراد ملے باغ کھانے کو انگور اور نوجوان ہم عمر

اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ

عورتیں اور بھرے ہوئے پیالے وہ لوگ بے ہودہ بات یہ جھوٹ نہ سنیں گے یہ تیرے رب کی طرف سے جو

عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾

آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ اس خدا سے خطاب کرنے کی طاقت نہ

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ

رکھیں گے جس روز روح امین اور فرشتے فیں باندھ کر کھڑے ہوں مگر وہی بول سکے گا جس کو رحمن نے اجازت دی ہو اور اس نے بات

صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا

صحیح کی ہو بس وہ دن واقعی ہونے والا ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے ہم نے تم کو قریب الوقوع عذاب

قَرِيْبًا ۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز ہر آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی خود دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش! میں مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا

ہم تو سوائے عذاب کے کچھ نہ بڑھائیں گے یعنی ہر آن تم کو عذاب ہی عذاب ہوگا یہ تو ہوا ان ظالموں کا انجام اب ان کے مقابل نیک لوگوں کا حال بھی سننے کے قابل ہے بیشک پرہیز گار لوگوں کے لئے جو شریعت کے ماتحت زندگی گزارتے تھے آخرت میں بڑی مراد ملے گی یعنی رہنے کے لئے باغ اور کھانے کو انگور اور دل خوش کرنے کو ان کی طرح کی نوجوان ہم عمر موتیوں جیسی خوبصورت عورتیں اور شراب صافی کے بھرے ہوئے پیالے جس میں نہ نشہ ہوگا محض قوت اور لذت[1] ہوگی۔ یہ مت سمجھو کہ دنیا میں جہاں ایسے باغوں (مثلاً شالامار باغ لاہور وغیرہ) میں ایسے لوگوں کا اجتماع اور میلے ہوتے ہیں وہاں فحش گوئی اور لچ پنے کی باتیں ہوا کرتی ہیں وہاں بھی ہوں گی ہرگز نہیں۔ وہ متقی لوگ ان بہشتوں میں کسی طرح کی بے ہودہ بات یا جھوٹ نہ سنیں گے نہ بولیں گے۔ بلکہ نہایت مہذب عیش میں زندگی گزاریں گے۔ یہ تیرے رب کی طرف سے جو آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا مہربان پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا باوجود اس کی رحمت اور بخشش کے اس کی ہیبت اور رعب کا یہ عالم ہوگا کہ وہ دنیا کے سارے لوگ اس (خدا) سے خطاب کر کے گفتگو کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ کیا مجال کہ مخاطب کر کے کچھ عرض معروض کر سکیں۔ یہ اس روز ہوگا جس روز روح امین جبرائیل اور فرشتے صفیں باندھ کر (خدا) کے حضور کھڑے ہوں گے ایسے چپ چاپ غلامانہ خاموش کہ بول نہ سکیں گے مگر وہی بول سکے گا جس کو خدا رحمٰن نے اجازت دی اور اس سے پہلے دنیا میں صحیح بات کہی ہو یعنی شرک سے لوگوں کو ہٹایا ہو اور توحید کی طرف بلایا ہو۔ ہر ایک ایرے غیرے کو نہ اجازت ہوگی نہ وہ بول سکے گا۔ پس وہ دن واقعی ہونے والا ہے۔ اس کے واقعات حقہ ہیں جو تیرے ہی بتائے ہوئے ہیں سب انبیائے کرام کے بتائے ہوئے ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے تاکہ اس کی ونجات ہو جائے دیکھو اسی لئے ہم نے تم انسانوں کو قریب الوقوع بعد الموت عذاب سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی کئے ہوئے برے اعمال بنظر خود دیکھ لے گا اور ان کو دیکھ کر کافر منکر اور ناشکر انسان کہے گا کہ اے کاش میں آج مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا۔ اللھم احفظنا من حول الدنیا والاخر

[1] بیضاء لذۃ للشاربین کی طرف اشارہ ہے۔

ع ۲

سورت نازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ

قسم ہے ان جماعتوں کی جو بڑی سختی سے روحیں نکالتی ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک روحیں خوشی کے ساتھ نکالتی ہیں تیز چلنے والی سواریوں کی قسم ہے اور نیکیوں

سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾

میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جس روز ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا آئے گا

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ

کئی دل مارے خوف کے دھڑک رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی کہتے ہیں کیا ہم پھر پہلی زندگی میں لوٹائے

فِي الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ﴿۱۲﴾

جائیں گے پس کیا جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ہم اٹھائے جائیں گے کہتے ہیں یہ واپسی تو بہت نقصان دہ ہوگی

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾

سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک آواز ہوگی پس وہ سطح زمین پر آجائیں گے

سورت نازعات

سنو جی ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ ایک روز آنے والا ہے جس میں تم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے اس کو یوم الجزاء کہتے ہیں چونکہ تم لوگ منکر ہو اس لئے ہم اپنا بیان حلفیہ دیتے ہیں[1] کہ قسم ہے فرشتوں کی ان جماعتوں کی جو بڑی سختی اور بے عزتی سے بدکاروں کی روحیں نکال دیتی اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک لوگوں کی روحیں خوشی خوشی عزت کے ساتھ نکالتی ہیں اور مجاہدین کی تیز چلنے والی سواریوں کی قسم[2] جو ایسی تیز چلتی ہیں گویا وہ پانی میں بے روک ٹوک تیرتی ہیں اور نیکیوں میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور ان دینی سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جو ملک کے کام کا احسن تدبیر سے انتظام کرتے ہیں ان قسموں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمہارے اعمال نیک وبد کا بدلہ ضرور ملے گا جس روز پہلا نفخہ ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا دوسرا نفخہ آئے گا۔ پہلا نفخہ فنا کا ہوگا دوسرا بعثت کا اس روز کئی دل یعنی دلوں والے انسان مارے خوف دھڑک رہے ہونگے انکی آنکھیں مارے دہشت کے جھکی ہوں گی اسی حال میں سب کا فیصلہ کیا جائے یعنی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کئے جائیں گے قیامت کا ذکر سن کر کہتے ہیں کیا ہم مر کر ایک دفعہ پھر پہلی زندگی میں لوٹائے جائیں گے جب ہماری ہڈیاں سڑ گل جائیں گی (تو ہم اٹھائے جائیں گے) ضرور اٹھائے جاؤ گے یہ سنکر کہتے ہیں یہ واپسی تو عقل سے بعید ہونے کی وجہ سے بہت نقصان دہ ہوگی۔[3] کیونکہ ہم نے اس زندگی میں برے برے کام کیے ہیں اگر دوبارہ زندہ ہو کر اور جزا اور سزا ملی تو ہماری خیر کہاں بھلا سڑی گلی ہڈیاں کہاں زندہ ہوں کہاں ہم سزا پائیں یہ تو محض وہمی باتیں ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ خدا کی قدرت کے ماتحت ہے۔ پس اس کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہمارے حکم سے اسرافیل کی ایک آواز ہوگی۔ پس وہ مردگان فور امیدان محشر میں سطح زمین پر آجائیں گے آواز سنکر کچھ بھی دیر نہ کر سکیں گے۔

---

[1] علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ منکر کے سامنے کلام موکد بہ قسم بولا جاتا ہے (مول)

[2] تیز گھوڑے کو ساعة کہتے ہیں امراء القیس اپنے گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے مسح اذا السابحات علی الوفی

[3] ذلك رجع بعید سے تطبیق ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾

کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طوی میں اس کو بلایا

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ

فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہوگیا پس تو اس سے کہہ کہ تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ تو پاک صاف ہوجائے اور میں

اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ

تجھے ہدایت کروں تو تو ڈر جائے پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی پھر بھی اس نے تکذیب اور بے فرمانی ہی کی اور پیٹھ

اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

پھیر کر کوشش کرنے لگا پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں پس خدا نے اس کو آخرت اور

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ

دنیا دونوں کے عذاب میں پکڑا بے شک اس میں ڈرنے والوں کے بڑی عبرت ہے کیا تمہارا پیدا کرنا

اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾

بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا خدا نے اس کو بنایا اور اس کی چھت کو خوب اونچا کیا

تیرے جیسی تعلیم دینے والے رسول پہلے بھی گزرے ہیں منجملہ ان کے ایک حضرت موسیٰ بھی رسول تھے کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے؟ خاص کر اس وقت کی جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طوی میں اس کو بلایا حکم دیا کہ فرعون جو مدعی الوہیت ہے اس کے پاس جا۔ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے انسان ہو کر مدعی الوہیت بن بیٹھا ہے پس تو اس سے کہہ اے فرعون کیا تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ میں تجھے نصیحت کروں تو اسے قبول کر کے پہلے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے اور تجھے شوق ہے کہ میں تجھے خدا کے بتانے سے ہدایت کروں تو تو اس کو قبول کر کے اللہ سے ڈر جائے یعنی اے شاہ مصر میں جو کچھ کہتا ہوں خیر خواہی کی نیت سے کہتا ہوں اب بھی توجہ سے میری گزارش کو قبول کریں اس نے کہا تیرے اس دعویٰ رسالت پر کچھ دلیل بھی ہے؟ ہے تو لا۔ پس اس موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی نشانی دکھائی یعنی اس کے دربار میں لکڑی پھینک دی جو سانپ بن گئی پھر بھی اس فرعون نے تکذیب اور نافرنی ہی کی اور پیٹھ پھیر کر حضرت موسیٰ کے برخلاف کوشش کرنے لگا چونکہ خدا کی طرف اس کی تباہی کے دن قریب آگئے تھے اس لئے جو اسے سوجھتی الٹی سوجھتی پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ کیونکہ میں تم سب کو پرورش کرتا ہوں میرے سوا اور کوئی تمہارا رب اور الٰہ نہیں ہے فرعون اسی دعویٰ پر اڑا رہا اور اس کے خوشامدی ارکان اس کے اس غلط دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں تھے۔ پس خدا نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں پکڑا۔ دنیاوی عذاب تو یہ تھا کہ دریا میں اسے غرق کیا آخرت کا عذاب یہ ہے کہ صبح و شام دوزخ کی آگ میں ڈالے جاتے ہیں بیشک اس واقعہ فرعون میں ڈرنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا مقام یہ ہے کہ ایک کمزور انسان خدائی کا مدعی ہو اور انجام اس کا یہ ہو کہ مع اپنے محافظ دستہ فوج کے دریا میں غرق کیا جائے اور نہ وہ خود اپنے آپ کو عذاب سے بچائے نہ کوئی جماعت اس کو بچا سکے اس سے سمجھو کہ جھوٹے مدعی کا انجام اچھا نہیں اور سچوں سے مقابلہ کرنے والوں کا خاتمہ بھی ٹھیک نہیں۔ پس تم قریش اپنے غلط خیال مکرر پیدائش نہ ہو گی اس سے باز آجاؤ کیا تمہارا مکرر پیدا کرنا بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا دیکھو اور خوب دیکھو کہ خدا نے اس آسمان کو بنایا اسکی بلندی کو خوب اونچا کیا۔

[1] ان کنت جئت بایتہ فات بہا کی طرف اشارہ ہے

[2] النار یعرضون علیھا غدو وعشیا الایتہ کی طرف اشارہ ہے

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ
اس کے نیچے رات کو سیاہ بنادیا اور اس کے نیچے روشنی پیدا کردی اس کے بعد زمین کو بچھا دیا اس کا
مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا
پانی نکالا اور چارہ پیدا کیا اور پہاڑ گاڑ دئے یہ سب تمہارے گزارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے کیا
جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
جب بڑ مصیبت آجائے گی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش کو یاد کرلے گا اور دوزخ دیکھنے والے
لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ
کے سامنے کی جائے گی جس نے سرکشی کی ہوگی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی تو ایسی لوگوں کے لئے جہنم ہی ٹھکانہ
الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ
ہوگا اور جو کوئی اللہ کے مقام سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ناجائز کوششوں سے روکا ہوگا
الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ
پس اسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی اس کے متعلق تیرا کیا

اتنا کہ کروڑوں میل اونچا ہے پھر اس کو صاف ہموار کیا ایسا کہ کہیں شگاف یا سوراخ نام کو نہیں اور دیکھو اسی خدا نے رات دن پیدا کیا اس آسمان کے نیچے کی رات کو دن کی نسبت سیاہ بنایا اور اسی کے نیچے روشنی پیدا کی یعنی دن کو روشن کیا تم دیکھتے ہیں کہ رات دن ایک دوسرے کے ساتھ دورہ کرتے ہیں اور دیکھو زمین کو جو دراصل آسمان سے پہلے پیدا ہو چکی تھی مگر ٹھوس گولے کی طرح تھی۔ خدا نے جب آسمان بنایا تو اسکے بعد زمین کو موجود مشہودہ صورت میں بچھا دیا ایسا بچھایا کہ تمہاری ضرورتوں کے سامان اس میں ودیعت کر دیے دیکھو اس کے چشموں کی جگہ سے اس کا پانی نکالا اور پانی کے ساتھ اس زمین کا چارہ پیدا کیا جس کی تم کو سخت ضرورت ہے اور اس کی قدرت کا نظارہ دیکھو کہ خشک زمین جو بوجہ کثرت پانی کے کانپ رہی تھی اس پر پہاڑ گاڑ دیے تاکہ زمین ڈانوں ڈول حرکت نہ کرے جو تمہاری تکلیف کا باعث نہ ہو بلکہ مستقر رہ کر تمہارے لیے غذا پیدا کرے یہ سب تمہارے انتظار اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے کیا تاکہ تمہارے مویشی کھا کر تمہاری خدمت کریں اور تم ان سے خدمت لے کر زمین کو آباد کرو اور خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ پھر کیا یہ سب انتظام بے نتیجہ اور بے حساب ہے نہیں بلکہ اس کیلئے ایک وقت مقرر ہے جس کا نام روز قیامت ہے یا بڑی مصیبت ہے پس جب وہ بڑی گھڑی مصیبت کی آجائیگی یعنی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش نیک ہو یا بد یاد کرلے گا اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے کی جائے گی اس روز کا یہ فیصلہ ہوگا کہ جس نے دنیا میں خدائی حکموں سے سرکشی کی ہوگی ایک طرف خدا کی شریعت اس کو بلاتی تھی دوسری طرف اس کا نفس یا اس کی سوسائٹی اس کو اپنی طرف کھینچتی تھی وہ خدا کی شریعت کی پرواہ نہ کرتا تھا یہی اس کی سرکشی تھی جو اس نے کی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی یعنی دنیاوی فوائد یا دنیاوی جماعت کو خدائی شریعت پر مقدم سمجھا تو ایسے لوگوں کے لیے جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا جہاں سے وہ نہ خود نکل سکیں گے نہ ان کو کوئی نکال سکے گا اور جو کوئی اللہ کے مقام یعنی رتبہ شان سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس امارہ کو ناجائز خواہشوں سے روکا ہوگا بس اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا یہ واقعات سب اس روز ہونگے جس روز کا نام قرآن مجید میں الساعۃ بھی ہے یعنی آخری گھڑی۔ اس لئے منکرین قیامت اے نبی تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی بتا کہ ہم اس سے پہلے توبہ کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس ساعت کے متعلق تیرا کیا

ل آسمان کی طرف لیل اور ضحیٰ کی اضافت اردو میں اس کے سوا ادا نہیں ہو سکتی

ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ

فرض ہے اس کا انتہائی علم خدا کو ہے جو اس سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے مگر جس روز اس کو

يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾

دیکھیں گے ایسے ہوجائیں گے گویا وہ دنیا میں . دن کا آخری وقت رہے ہوں گے یا ناشتہ کا وقت

سورت عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿٣﴾

رسول نابینا کے آنے سے جیں بہ جیں ہوا اور منہ پھیر لیا تجھے کیا علم شاید وہ پاک ہوجاتا

فرض ہے یہ کہ تو بتادے کہ آنیوالی ہے یا نہیں کہ یہ بتا کہ کب آئے گی اس کا انتہائی علم خدا ہی کو ہے۔ کیونکہ اس کا انجام کار خدا ہی کے ہاتھ ہے تیرا رتبہ اتنا ہے کہ جو اس ساعت قیامت سے ڈرے تو اس کو سمجھادے کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ کرلو۔ آج تو یہ سوال پر سوال کرتے ہیں مگر جس روز اس کو آنکھوں سے دیکھیں گے ایسے بے خبر ہو جائیں گے گویا یا وہ دنیا میں دن کا آخری وقت رہے ہوں گے یا صبح کے ناشتہ کا وقت اور بس سچ ہے

حال دنیا را پر سیدم من از فرزانہ گفت آں خواب ست یا باد ست یا افسانہ

اللھم لا تجعلنا منھم

سورت عبس

دیکھو جی محمد رسول اللہ ﷺ کیسا پاک اخلاق اور ذی حوصلہ ہے مگر نیک نیتی سے اسے بھی کبھی غصہ آجاتا ہے۔ ایک نابینا عبداللہ اس کے پاس آیا کہ مسائل اسلام پوچھے مگر وہ اس وقت اکابر قریش کے ساتھ مشغول تھا۔ تو وہ رسول نابینا کے آنے سے چین بے چین ہوا اور منہ پھیر لیا کہ نابینا نے بے موقع سوال کیوں شروع کر دیے ذرا صبر کرتا جب تک میں ان اکابر قریش سے فارغ ہو جاتا۔ یہ تو گھر کا آدمی ہے تھوڑی دیر خاموش رہتا تو حرج نہ تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اے رسول تیری نیت نیک تھی مگر حقیقت کا تجھے کیا علم شاید وہ نابینا پوچھ کر عمل کر کے گناہوں کی آلودگی سے بالکل پاک ہو جاتا

شان نزول

عبداللہ بن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ ایسے وقت مجلس نبوی میں آیا کہ اکابر قریش حضور کے پاس بیٹھے دینی باتیں کر رہے تھے اور حضور ان کی دلی توجہ سے سمجھا رہے تھے۔ عبداللہ چونکہ نابینا تھا مجلس کی ہیبت وصورت کو نہ دیکھ سکا بار بار حضور کو اپنی طرف متوجہ کرتا مگر حضور علیہ السلام اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ خلاف ادب مجلس عبداللہ کی گفتگو پر چیں بجبیں ہوئے عبداللہ چونکہ عنداللہ ایک مقرب صحابی تھا اس لئے اس کے قصے میں یہ آیت نازل ہوئی

ل شیعہ ترجمہ میں بحوالہ تفسیر صافی یوں لکھا ہے ایک شخص نے (اس سے) تیوری چڑھائی اور منہ پھر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا (ترجمہ مولوی مقبول احمد) اس مقام کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ تیوری چڑھانے والا عثمان بن عفان تھا (رضی اللہ عنہ) قطع نظر عدم مطابقت واقعات کے یہ ترجمہ سیاق عبارت اور عربیت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے انتشار ضمائر لازم آتا ہے عبس اور تولی میں دونوں ضمیریں تو بقول شیعہ مترجم حضرت عثمان کی طرف ہوئیں مگرہ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلی گئی یہی انتشار ضمائر ہے جو عربیت میں قبیح سمجھا گیا ہے۔

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا

یا نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی جو شخص بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے حالاں کہ

عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ

تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ پاک نہ ہو اور جو تیرے پاس کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی

تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝

کرتا ہے ایسا ہرگز نہ چاہئے تحقیق یہ آیات نصیحت ہیں جو چاہے اس کو یاد کرلے عزت والے صحیفوں میں ہے

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝

بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکو کار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہاتا رہا ہے انسان کو خدا کی مار کیسا ناشکرا ہے

مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝

خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا مٹی کی بوند سے پیدا کیا خدا نے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا پھر اس کے لئے راستہ آسان کر

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝

دیا پھر اس کو مار کر قبر میں داخل کردیتا ہے پھر جب خدا چاہے گا اس کو اٹھالے گا

یا کسی قدر نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی پس آئندہ کو یہ خیال رکھا کر

ما دروں را بنگریم و حال را ۔ نے بروں را بنگریم و قال

تیری نیک نیتی اس اصول پر غالب ہے اسی لئے جو شخص دین اور خدا سے مستغنی اور بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے تاکہ وہ کسی طرح راہ رست پر آجائے حالانکہ اس بات میں تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ آلودگی سے پاک نہ ہو نہ ہونا چاہے سر کھائے اور جو تیرے پاس ہدایت حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ دل میں خدا سے ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے گو ایسا کرنے میں تیری نیت نیک ہے تاہم ہم بتاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہ چاہیے پس تو ہر ایک کو باقاعدہ نصیحت کیا کر تحقیق یہ آیات قرآنیہ ہیں جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرلے اگر ان کو یہ خیال ہو کہ بڑے آدمی ہیں بڑے جس دین یا جس کتاب کو مان لیں اس کی عزت ہوتی ہے تو ان کو جاننا چاہئے کہ قرآن اس بات کا محتاج نہیں کیونکہ یہ قرآن انبیائے کرام کے عزت والے صحیفوں میں چلا آیا ہے جو بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکو کار لکھنے والوں یعنی انبیاء اور انکے اصحاب کے ہاتھوں میں رہتا ہے پھر اس کو کسی دنیا دار عزت دار کی کیا حاجت بلکہ اہل دنیا کو عزت حاصل کرنے کے لئے اس کی حاجت ہے افسوس کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو اس نعمت قرآن کی قدر نہیں کرتے ایسے انسان کو خدا کی مار کیسا ناشکرا ہے جو خدا کی مہربانی کی قدر نہیں کرتا کم بخت یہ بھی نہیں دیکھتا کہ خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا وہ اگر بھولا ہو تو ہم ہی بتاتے ہیں منی کو بوند سے پیدا کیا دیکھو تو اس خدا نے اس کو اندر ہی اندر بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا اسکے اعضاء کا اس کے قد کا۔ اس کی عمر کا۔ اس کی خوراک کا۔ اس کی زندگی اور موت کا غرض اس کی سب چیزوں کا اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے یہ سب کام اس کے باہر آنے سے پہلے ہی کردیتا ہے پھر اس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کردیا پھر وہ دنیا میں زندہ رہتا ہے جب تک اس کی زندگی مقرر ہوتی ہے پھر جب ختم ہوتا ہے تو اس کو مار کر قبر میں داخل کردیتا ہے یا جہاں کوئی مرتا ہے وہاں ہی اس کو نظروں سے گم کردیا جاتا ہے چاہے جل کر راکھ کی صورت ہوجائے یا دریا میں مچھلیوں کی غذا کی شکل میں غرض ہر طرح پر وجود سے فنا کی طرف چلا جاتا ہے پھر جب خدا چاہے گا اس کو جزا و سزا کیلئے مکرر زندہ کرکے اٹھالے گا

[1] ان هذا لفى الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى کی طرف اشارہ ہے

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ
انسان نے اپنا فرض نہیں ادا کیا انسان اپنے کھانے کی طرف نظر کرے ہم نے اوپر سے پانی

صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾
ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑا پھر اس میں دانے پیدا کئے اور انگور سبزیاں

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾
زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوہ جات اور چارہ پیدا کیا تمہارے گذارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ
پھر جب وہ ہیبت ناک آواز آجائے گی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اور

صَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ
اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو اس کو بے خبر کردے گا اس روز

يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾
کئی منہ تروتازہ چمکتے ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾
جن پر سیاہی چھائی ہوگی یہی لوگ کافر بدکار ہوں گے

ع ۵

دیکھو اتنا سن سنا کر اور قدرت کے اتنے واقعات دیکھ کر بھی اس انسان نے اپنا فرض ادا نہیں کیا کمبخت ایسا اکڑا پھرتا ہے کہ خدائی احکام سنکر پرواہ نہیں کرتا بھلا گذشتہ واقعات کی نسبت تو یہ کہہ سکتا ہے گو اس کا کہنا یہ لغو ہے کہ میں نہیں جانتا مجھے خدا نے مٹی سے پیدا کیا اور کب کیا مگر حالات حاضرہ کی نسبت کیا کہہ سکتا ہے پس ایسا انسان اپنے کھانے کی طرف بغور نظر کرے یہ گول مول روٹی یا چاولوں کی رکابی کہاں سے آئی وہ کیا بتائے گا ہم (خدا) ہی بتاتے ہیں کہ زمیندار جب دانہ زمین میں ڈال چکا اور اس کا کام ختم ہو گیا تو ہم (خدا) نے اوپر سے مینہ کا پانی ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑ پھر اس میں وہ دانے پیدا کئے جو یہ ناشکر انسان اس وقت کھا رہا ہے اور اسی پانی کے ساتھ ہم نے انگور اور ہر قسم کی سبزیاں انسانوں اور حیوانوں کے کھانے کے لائق اور زیتون کا درخت جس سے تیل بھی نکلتا ہے اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور ہر قسم کے میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا کیا یہ کیوں کیا تمہارے گزارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لیے اتنے احسانات اور انعامات پا کر بھی یہ مغرور انسان خدا کی طرف نہیں جھکتا پھر جب وہ بوجہ ہیبت ناک آواز کے کانوں کے پردے پھاڑنے والی قیامت کی گھڑی آجائے گی اس روز اس کا حال کیا ہو گا یعنی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائیگا اس خیال سے کہ کہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر نہ آجائے روز کا ادنی کرشمہ یہ ہو گا کہ ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہو گا جو دوسروں سے اس کو بے خبر کردے گا کیا تم نے کسی نیک دل شاعر کا قول نہیں سنا

بیٹا نہ پوچھے باپ کو جب دیکھے اس کے پاپ کو سب یاد ہوں آپ کو ساتھی نہ ہو جز اپنا دم

اس روز کئی منہ مارے خوشی کے تروتازہ چمکتے ہنستے ہیں اور خوشی و خرم ہوں گے اور کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی جن پر بداعمال کی وجہ سے سیاہی چھائی ہو گی سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ کافر بدکار بداعمال ہوں گے اور بس اللھم لا تجعلنا منھم

سورت تکویر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور پہاڑ کو چلایا جائے گا

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝

گابن اونٹنیاں بے کار چھوڑی جائیں گی اور جب جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے

سورت تکویر

ان لوگوں کو روز حساب کی اطلاع دی جاتی ہے جو بجائے ڈرنے کے الٹے معاندانہ سوال کرتے ہیں کہتے ہیں یہ دن کب ہو گا تم ان لوگوں کو بتاؤ کہ جس روز یہ ہونا ہے۔ اس کے حصے دو ہیں پہلا حصہ فنا کا جب یہ موجودہ سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی یہ سارا نظام شمسی برباد کر دیا جائے اور جب سورج لپیٹ لئے جانے سے ستارے بے نور ہو جائیں گے اور کوہی سلسلہ سب برباد کر کے پہاڑوں کو ان کی جگہ سے چلایا جائے گا۔ یعنی پہاڑوں کو گرا کر زمین کو میدان صاف[1] کر دیا جائے گا اور جس وقت مارے دہشت کے محبوب ترین مال جیسا عرب میں گابن اونٹنیاں ہیں یہ بھی بے کار بے رغبت چھوڑی[2] دی جائیں گی کوئی ان کا مالک نہ بنے گا نہ کوئی ضائع ہو جانے کا خیال کرے گا اور جب وحشی جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے یعنی زمین کی تیز حرکت سے مارے خوف کے ایک جگہ ہو جائیں گے۔

---

[1] فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعاالیه کی طرف اشارہ ہے۔

[2] ہمارے پنجاب کے مدعی نبوت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اونٹنیوں پر سواری کرنی ترک ہو جائے گی تو مسیح موعود آجائے گا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

آسمان نے میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیۃ کریمہ واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا اپنی پوری پوری چمک دکھلائی یہاں تک عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں میں کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمدی ص ۲)

اس مضمون کو دوسرے مقام پر یوں لکھتے ہیں

اور یاد رہے کہ اس زمانے کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا یعنی مسیح موعود کے زمانے میں اونٹنی کی سوار موقوف ہو جائے گی پس کوئی ان پر سوار ہو کر ان کو نہیں دوڑائے گا اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی اور اونٹ کو اس لئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں سے بڑی سواری اونٹ ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں۔ اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمناً آجاتا ہے۔ پس حاصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانے میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی جیسا کہ دیکھنے میں جو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً وہ تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں پس اس سے زیادہ تر صاف اور منکشف اور کیا پیشگوئی ہو گی چنانچہ اس زمانہ کی قرآن شریف نے

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ﴿۶﴾ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ﴿۷﴾ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ﴿۸﴾

اور جب دریا گرم کئے جائیں گے جب نفوس ملا دئے جائیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا

بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ

کہ وہ کس جرم میں

اور جب دریا یعنی ان کے پانی نیچے کی گرمی سے سخت گرم کئے جائیں گے یہ تو ہیں وہ واقعات جو روز قیامت کے پہلے حصے میں ہوں گے۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جب ہر قسم کے نفوس اپنی امثال کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا۔ کہ کس جرم میں

بھی خبر دی جیسا کہ فرماتا ہے-واذالعشار عظلت یعنی آخری زمانہ وہ جبکہ اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے اس سے یقیناً یہ استدلال کرنا چاہیئے کہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانے کا حال بتارہی ہے اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیشگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں-(دافع البلاء ص ۱۳)

ناظرین کرام :

مرزا صاحب کا مدعا صاف ہے کہ آپ نے ریل کی وجہ سے اونٹوں کا متورک ہونا مسیح موعود کی علامت بتائی ہے جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے ان پر خفگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی خفگی کے الفاظ یہ ہے

یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن میں بھی وارد تھا واذ العشار عطلت اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آگیا پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھائے (اشتہار انعامی پانچ سو ملحقہ تریاق القلوب ص ۸)

خدا کی شان :

واقعات پر کسی کو قبضہ نہیں یہ وہ زمانہ ہے جب سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے مسلمانان دنیا سے اپیل کی تھی کہ حجاز ریلوے کے لئے چندہ دو مرزا صاحب نے سمجھا کہ عبدالحمید جیسا ضابطہ اور مقبول سلطان حجاز میں ریل بنانے کا ارادہ کر چکا ہے تو پھر دیر کیسے ہو سکتی ہے مگر انہوں نے خیال نہ کیا کہ سلطان موصوف سے اوپر جو سلطان جہان ہے اس میں یہ طاقت ہے کہ سلطان کے ارادہ کو ناکام کر دے خدا کی حکمتیں وہی جانتا ہے حجاز ریلوے اسلامی دنیا کیلئے عموماً اور حجاز کیلئے خصوصاً کتنی کچھ مفید تھی۔ شاید اس فائدہ کے مقابلے میں جو مسلمانوں کو غلطی سے بچانا تھا وہ اہم اس لئے جونہی مرزا صاحب اس ریلوے کو اپنے حق میں لکھا حکیم مطلق نے اسے بند کر دیا یہاں تک کہ زائرین حجاز دیکھ رہے ہیں اور ہر سال دیکھتے ہیں کہ مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف قدم بھر بھی ریلوے لائن نہیں بنی پھر نہیں معلوم مرزا صاحب نے حجاز ریلوے کو اس آیت ماتحت کیوں لکھ کر اپنے بر خلاف ایک پہاڑ کھڑا کر لیا۔ یہ تو ہے واقعات سے جواب اب ہم آیت کے لفاظ سے جواب دلاتے ہیں-

آیت کریمہ مین بارہ دفعہ (اذا) آیا ہے علماء اور طلباء جانتے ہیں کہ (اذا) ظرف زمان کے لئے تیار ہوتا ہے اس لئے جو جواب اس کا آگے آتا ہے اسی سے اس کا تعلق ہوتا ہے اس جگہ اس اذا کا جواب خود قرآن مجید کے الفاظ میں موجود ہے علمت نفس ما حضرت جب یہ واقعات ہوں گے اس وقت ہر کوئی اپنے نیک وبد کاموں کو جان جائے گا۔ اگر اس سے مرزا صاحب کی مسیحیت موعوذ مراد ہوتی تو اذا جواب یوں چاہئے تھا خرج المسیح الموعود جب یہ واقعات ہوں گے تو مسیح موعود آجائے گا

پس قرآن مجید کے الفاظ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پیچھے جانے سے ڈر لگتا ہے کہ اس آیت کے مصداق نہ بن جائیں اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر

قُتِلَتْ ۞ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۞ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۞ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۞

ماری گئی تھی اور جب اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دئے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال کھینچی جائے گی اور جب جہنم تیز کی جائے گی

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۞ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۞ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۞

اور جس وقت بہشت نزدیک کی جائے گی تو ہر آدمی نے جو جو کام حاضر کئے ہوں گے جان لے گا پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۞ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۞ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۞ إِنَّهُ لَقَوْلُ

چلنے والے سیاروں کی اور قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہوجاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بے شک یہ معزز

رَسُولٍ كَرِيمٍ ۞ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۞ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۞

رسول کا پیغام ہے وہ قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک پاس بڑی عزت والا رئیس و معتبر امین بھی ہے

ماری گئی[1] تھی اس سے مطلب یہ ہوگا کہ اس کے مرتکب ذلیل ہوں کیونکہ بے گناہ بچی کو انہوں نے مار ڈالا اور جب بروز حشر اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دیئے جائیں گے تاکہ سب لوگ خود پڑھ لیں اور فنا کے وقت جب آسمان ایسا سرخ ہوگا گویا اس کی کھال کھینچی جائے گی اور جب اہل کفر اور اہل فسق کے لئے حسب اعلان جہنم تیز کی جائے گی اور جس وقت بہشت اہل ایمان کے نزدیک کی جائے گی۔ یہ واقعات جب حشر کے میدان میں ہوں گے تو ہر آدمی نے جو جو کام یہاں سے وہاں اپنے لئے حاضر کئے ہوں گے اس وقت جان لے گا یعنی ہر نیک وبد اس کے سامنے آجائے گا یہ تو مسئلہ معاد (قیامت) کا اب سنئے مسئلہ رسالت یعنی قرآن مجید کی صداقت کا ذکر پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر چلنے والے سیاروں کی قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہوجاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بیشک یہ قرآن معزز رسول جبرائیل فرشتہ کا پہنچایا ہوا پیغام ہے اور جو خدا کی طرف سے وہ حضور محمد صلعم کے قلب مبارک پر لاتا ہے۔ بڑی قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک کے پاس بڑی عزت والا سب فرشتوں کا رئیس جس کا کہا سب مانتے ہیں۔ اس جگہ وہ معتبر امین بھی ہے جو کسی طرح خدائی پیغام میں کمی بیشی نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے اس شان کا فرشتہ اس قرآن کو حضرت محمد صلعم کے پاس لایا ہے جو رات دن کا تمہارا ہم نشین ہے پھر بھی تم اس کی تصدیق نہیں کرتے اور ادھر ادھر کی بدحواس باتیں کہتے ہو اور سوچتے نہیں ہو کہ

---

[1] عرب میں بدرسم تھی کہ لڑکی سے بہت نفرت کرتے تھے بس چلتا تو زندہ درگور کردیتے۔ اس رسم کی بابت مولینا حالی مرحوم نے کہا ہے

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جو خاوند کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

قرآن مجید چونکہ ہر قسم کی رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنے کو آیا تھا اس لئے اس بدرسم کی اصلاح بھی کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

[2] حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد نبوت قریباً چھ سو برس بند رہی ہے یہاں تک کہ دنیا میں بالکل ظلمت ضلالت ہوگئی۔ اس کے بعد ضیاء محمدی طلوع ہوئی اس سلسلہ قسم میں ان تینوں باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے الٰہی ہدایت جو حضرت مسیح سے زمانہ نبوت محمدیہ تک ہے اس کو مخفی ستاروں سے تشبیہ دی زمانہ ضلالت کو مکمل شب تاریک سے تشبیہ دے کر زمانہ نبوت محمدیہ کو روز روشن بتا کر جواب قسم میں فرمایا ہے

انه لقول رسول الایته (اللہ اعلم)

فاذا انشقت السماء فكانت وردته كالدهان کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ۞ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۞ وَمَا هُوَ عَلَى

یہ تمہارا ہم نشین مجنوں نہیں یہ تو اس کو روشن کنارہ پر دیکھا چکا ہے اور علم غیب

الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۞ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۞ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۞

پر بخیل نہیں اور نہ وہ شیطاناً مردود کا قول ہے پس تم لوگ کہاں کو جاتے ہو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۞ وَمَا تَشَآءُوْنَ

یہ تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور تم چاہ کر کامیابی

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

نہیں کر سکتے مگر جس وقت خدا ہی چاہے

ع ۶

سورت انفطار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۞ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۞ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۞

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بے نظام ہوجائیں گے اور جب دریا چیر دیے جائیں گے

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۞

اور جب اہل قبور جمع کئے جائیں گے

کہ یہ تمہارا ہم نشین محمد رسول اللہ ﷺ مجنون تو نہیں جو تمہارے سامنے غلط دعوی نبوت کرتا بلکہ یہ تو اس جبرئیل کو بچشم خود بلند اور روشن کنارہ پر دیکھ چکا ہے جب وہ اس کے پاس پہلی مرتبہ آیا اور پیغام رسالت دے گیا۔ پس یہ تمہارا ہم نشین اس جبرئیل کے پیغام سے بولتا ہے اور وہ اس کے بتائے ہوئے غیب پر بخیل نہیں بخیل کیسے ہو وہ تو مامور ہے جو اسے بتایا جاتا ہے وہ کہہ دیتا ہے اس کو اس میں کوئی دخل نہیں اس لئے نہ وہ قرآن کسی غیر کا کلام ہے اور نہ وہ شیطان مردود کا قول ہے جیسا کہ تم مشرک لوگ بدگمانی کرتے ہو۔ پھر لوگ اسے چھوڑ کر کہاں کو جاتے ہو یہ قرآن تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے مگر ہاں اس کے لئے نصیحت ہے جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور حق بات یہ ہے کہ تم انسان چاہ کر کامیابی نہیں کر سکتے مگر جس وقت خدا ہی اس کام کو اچھا چاہے[1] کیا تم نے کسی عارف کا قول نہیں سنا

داد حق را قابلیت شرط نے بلکہ شرط قابلیت داد اوست

پس تم یہ دعا میں پڑھا کرو واھدنا صراط المستقیم

سورت انفطار

مشرکین منکرین قیامت پوچھتے ہیں قیامت کب ہو گی سوائے نبی ان کو کہہ کہ سنو جی جب موجودہ آسمان پھٹ جائے گا اور موجودہ روشن ستارے آفتاب سے بے تعلق ہو کر بے نظام ہو جائیں گے اور جب یہ دریا رواں چیر دیئے جائیں گے یعنی ان کا پانی ادھر ادھر پھیلا دیا جائیگا تا کہ زمین خشک ہو جائے اور جب اہل قبور میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے ان واقعات میں بعض قبل حشر اور بعض بعد حشر ہوں گے

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ

تو ہر نفس کو جو پہلے کر چکا ہوگا اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے ہٹا

الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ

رکھا ہے جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر تجھے معتدل بنایا جس شکل صورت میں چاہا تجھے مرکب کر

رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا

دیا بلکہ تم لوگ جزا و سزا کی تکذیب کرتے ہو حالانکہ معتبر محررین تم پر محافظ

كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ

ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں

جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧

ہوں گے فیصلے روز اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے دور نہ ہوسکیں گے تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے

ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْــــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩

پھر تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہوگا اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ بھی اختیار نہ رکھے گا سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا

اس روز قیامت ہوگی تو اس وقت ہر نفس جو زندگی میں پہلے کر چکا ہوگا اور جو نیک کام مثل صدقہ جاریہ یا بدعمل مثل رسوم قبیحہ پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا کیونکہ وہ اس کے سامنے آجائیں گے نیک کام کرنے والا خوش ہوگا بد کرنے والا روئے گا مگر رونے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا فائدہ اس صورت میں ہے کہ ابھی سے سیدھا ہو کر چلے اس لئے نوع انسان کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے آدم کے بچے انسان تو جو خدائے عزّ شہار سے ہٹ رہا ہے تجھے اپنے رب کریم سے کسی چیز نے ہٹا رکھا ہے وہ تیرا رب کوئی ایسا نہیں جس کا تعلق تجھ سے نیا ہو بلکہ تیری پیدائش سے پہلے کا ہے کیونکہ وہی ہے جس نے تجھے تیری ماں کے پیٹ میں پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر قدو قامت کے لحاظ سے بھی تجھے معتدل بنایا جس شکل وصورت میں چاہا اپنے قانون قدرت سے تجھے مرکب کر دیا اے بنی آدم کیا تمہیں ان واقعات میں شک ہے پھر کیوں تم ان باتوں کو مان کر خدائی شریعت کے منکر ہو بلکہ تم لوگ نیک و بداعمالی تکذیب کرتے ہو اور خیال نہیں کرتے ہو کہ تمہارا یہ انکار خدا کی بے انصافی تک پہنچتا ہے کیونکہ جب نیک و بد اعمال کی جزاوسزا نہیں تو انصاف اور بے انصافی کیا ہوئی اسی انکار کی وجہ سے تم لوگ ہر قسم کی بداعمالی کرنے میں مشغول رہتے ہو حالانکہ خدا کی طرف سے معتبر محررین تم پر محافظ ہیں جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں[۲] نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ نیک لوگ جن کے اعمال نامہ میں نیکیوں کی کثرت ہوگی وہ بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے یہاں کے لئے کیا تھا اس کا انعام[۳] پاؤ اور ان کے مقابل بدکار لوگ جہنم کے عذاب میں ہوں گے بعد الموت فیصلے کے روز اس میں داخل ہوں گے اور پوری سزا پائیں گے ہر چند کوشش کریں گے کہ باہر آئیں مگر وہ اس سے دور نہ ہوسکیں گے اور میاں تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے ہم پھر کہتے ہیں کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلہ کا دن کیا ہوگا اور ایسا بھاگڑ کا دن ہے کہ اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ اور بھی اختیار نہ رکھے گا اور سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا اگرچہ آج بھی سب اختیار خدا ہی کا ہے تاہم لوگ دعویدار تو ہیں وہاں دعوی بھی کسی کو نہ ہوگا جسکو چاہے گا پکڑے گا جسے چاہے گا چھوڑ دے گا۔ اللھم اغفرلنا

[۱] نثر ضد نظم ہے کے معنی باوصل نثر کے معنی ہیں بے وصل [۲] ان رسلنا یکتمون ماتمکرون کی طرف اشارہ ہے۔

[۳] کلو واشربو ھنیاء بما اسلفتم فی الایام الخالیتہ کی طرف اشارہ ہے۔

سورۃ مطففین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ

ان کم دینے والوں کے لئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ سے

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ

یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن

يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ

سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں اور

اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے افسوس ہوگا جو یوم

يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝

جزاء کو نہیں مانتے اور اس کو حدود اللہ سے گزر جانے والے بدکار ہی جھٹلاتے ہیں

سورت مطففین

دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے کو آیا ہے۔ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی کو بند کم تول بھی ہے جس کو بدنیت دکاندار صنعت تجارت جان کر کرتے ہیں ایسی خرابی کرنے کیلئے انکو سنادے کہ ان کم دینے والوں کیلئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت ٹھوک بجا کر پورا پورا بلکہ داؤ چلے تو زیادہ بھی لیتے ہیں اور جب ناپ سے یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے لطف یہ ہے کہ دیکھنے والے کو کبھی معلوم نہیں ہونے دیتے بظاہر پیمانہ اور ترازو دونوں ٹھیک ہیں مگر اندر کمی کیا یہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں جو وقت الحساب ہے اٹھائے جائیں گے جسدن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور حساب دیں گے جو لوگ اس دن کو مانتے ہیں وہ تو اپنا عمل اعتقاد کے موافق کریں اور جو اس دن کو نہیں مانتے ان کو ماننا چاہئیے کیونکہ اس کے نہ ماننے سے انسان بدکار رہتا ہے اور بدکاری کا نتیجہ یہ ہے کہ بدکاروں کے اعمال بد سجین میں ہیں۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے وہ ایک بہت بڑی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ یعنی مسلمائے بدکاراں ہے اس روز یعنی جزاوسزا کے دن جھٹلانے والوں کیلئے افسوس ہوگا جو اس دنیا میں یوم الجزا کو نہیں مانتے اور دراصل بات یہ ہے کہ اس یوم الجزاء کو حدود الٰہیہ سے گزر جانے والے بدکاری ہی جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یوم الجزاء پر یقین رکھیں تو ان کو بدعملی کرتے وقت دل میں کھٹکا ہو جس سے ان کے عیش میں تکدر آجائے اور بے لطفی ہو اس لئے وہ سرے سے اس بات کے قائل ہی نہیں ہوتے کہ نیک وبد اعمال کا کوئی بدلہ ہے بلکہ ان کا قول یہی ہے

صبح تو جام سے گزرتی ہے   شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے   اب تو آرام سے گزرتی ہے

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا

جب کبھی ہمارے حکم پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا

زنگ لگا دیا ہے بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے پھر یہ جہنم میں داخل

الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي

ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے بے شک نیک لوگوں کے اعمالنامے

عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾

علیین میں ہیں تمہیں کا معلوم علیین کیا ہے وہ کتاب مرقوم ہے جس میں خدا کے مقرب بندے آتے رہتے ہیں

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ

نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے ہوئے تاکتے ہوں گے تو ان کے چہروں میں نعمتوں کی

نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾

تروتازگی معلوم کرے گا سربمہر انگوروں کی شراب پلائی جائے گی

اس لئے تو ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ان پر ہمارے حکم پڑھے جاتے تو کہہ دیتے کہ یہ تو پہلے لوگوں کو کہانیاں میں کہیں موسیٰ عیسیٰ کا ذکر ہے تو کہیں فرعون قارون کا یہ تو محض بچوں کے بہلانے کی باتیں ہیں ہم بڑی عمر کے اس قسم کے قصوں سے نہیں بہلتے ایسا نہیں جو شخص مذکورہ کہتا ہے بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں نے زنگ لگادیا ہے اس لئے وہ سمجھ نہیں سکتے کہ

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروئد جوز جو

بیشک یہ لوگ اس دن جس روز سب سے بڑی نعمت خدا کی زیارت ہو گی اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے یعنی ایسے لوگوں کو خدا کی زیارت نہ ہو گی۔ پھر یہ سارے کے سارے جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے ان کے مقابل نیک لوگوں کا حال بھی تم کو معلوم ہے سنو۔ بیشک نیک لوگوں کے اعمال علیین میں رکھے جاتے ہیں تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے سنو وہ بھی ایک بڑی مرقوم کتاب ہے جس میں خدا کے مقرب بندے فرشتے اور بنی آدم بڑے بڑے درجوں والے لوگ بھی آتے رہتے ہیں یعنی وہ ایک اعلیٰ درجہ کا کتاب گھر ہے کسی کے اعمالنامہ کا اس میں ہونا اس شخص کی نجات کی علامت ہے اسی لئے ایسے نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے اپنے اپنے محلات میں تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے کو تاکتے ہوں گے یعنی دنیا میں جن لوگوں کی باہمت مصاحبت ہو گی وہ جنت میں بھی اس طرح باہمی میل جول سے لطف صحبت پائیں گے تو اے سننے والے ان کے چہروں مین نعمتوں کی تروتازگی معلوم کرے گا جیسے دنیا میں امیر آدمی کھانے پینے والا بمقابلہ غریب فاقہ کش کے ممتاز دکھائی دیتا ہے۔ ان کی نعمتوں کا شمار کیا ان میں سے ایک بتاتے ہیں کہ ان کو سربمہر خالص انگوروں کی بڑی لذیز شراب پلائی جائے گی۔ جس میں لذت تو اعلیٰ درجہ کی ہو گی مگر نشہ[2] یا دردسر نام کو نہ ہو گا بوتلوں میں بھری ہوئی مہریں لگی ہوئی ان کے سامنے لائی جائے گی مہر کیسی دنیا میں ایسی بوتلوں پر مہر لاکھ کی ہوتی ہے۔

---

[1] قرآن مجید مین ضمیر مفرد بتاویل ہے دیل نوع ہے نہ بمعنی فرد فافہم

[2] آیت لا فیھا غول ولا ھم ینزفون کی طرف اشارہ ہے

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ﴿۲۷﴾

اس کی مہر کستوری کی ہوگی پس چاہیئے کہ نجات کے شائق اس میں رغبت کریں اور اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے وہ لوگ جو بدکار ہیں ایمانداروں سے ہنسی

یَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا

کرتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں اور جب اپنے گھروالوں کی طرف جاتے ہیں تو بڑے خوش

فَكِهِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ

خوش جاتے ہیں اور جب مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں یہ ان پر ذمہ دار بنا کر بھیجے نہیں

حٰفِظِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۙ

گئے پس اس روز ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے باغوں میں تختوں پر بیٹھے

یَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہوں گے کیوں جی منکروں کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟

مگر اس کی مہر کستوری کی ہوگی یہ ایک نعمت ہے جو نجات یافتہ لوگوں کو ملے گی۔ باقی کا کیا شمار پس چاہیئے کہ نجات کے شائق نیک کام کریں اور اس معاوضہ پر خوش قسمت لوگ نیک کام کریں اور نجات کے شائقین اس قسم کی نعمتوں میں رغبت کریں یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو اس چیز کا ہے جو بوتلوں کے اندر ہوگی اور سنو جیسے دنیا میں تیز شراب میں سوڈا واٹر وغیرہ ملاتے ہیں۔ اس شراب میں بھی ملائیں گے اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے اس کی مٹھاس اور لذت یہاں کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی وہ چکھنے اور پینے ہی پر موقوف ہے ان کے مقابلے میں وہ لوگ جو خلاف تعلیم خود بدکار ہیں وہ ان ایمانداروں سے ہنسی کرتے ہیں کہتے ہیں لوگ مذہبی مجنوں ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو گوشہ چشم سے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارہ مضمون یہ ہوتا ہے کہ دیکھو میاں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں ان کی حیثیت اور ان کی صورت دیکھئے کیا کہتے ہیں مثل مشہور ہے۔ ذات کی چھپکلی شہتیروں سے پکڑا انہی پر صادق ہے اور یہ اشارے کر کے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ جیسے مسخرے کسی سے مسخری کر کے مسرور ہوتے ہیں اور جب یہ مسخری کرنے والے لوگ اپنے گھروں کیطرف جاتے ہیں تو بڑے خوش جاتے ہیں کہ آج ہم نے ان مذہبی پاگلوں سے خوب ہی دل لگی کی اور جب ان مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ راہ راست سے بھولے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ کفار ان مسلموں پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ پس اس روز قیامت کے دن ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے یعنی یہ کہیں گے کہ کیوں جی ہم سے جو خدا کے وعدے تھے وہ پورے ہوئے یا نہیں دیکھو ہم کسی بہار میں ہیں اور تم کس عذاب میں واقعی وہ ایماندار باغوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے اور کہیں گے کیوں جی اسلام کے منکروں کو ان کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟ یا نہیں۔

اللھم لا تجعلنا منھم

سورت انشقاق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے اور جب زمین تان دی جائے گی

وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ؕ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ

اور اس میں جو کچھ ہوگا وہ باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اسی کے لائق کی گئی ہے اے انسان اس میں شک نہیں

اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیۡنِہٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ

کہ تو اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہے پھر اس سے تو ملے گا جس شخص کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اس کا

یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ

حساب آسان ہوگا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی بخوشی لوٹے گا اور جس شخص کو پیٹھ پیچھے سے

کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ﴿ۙ۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ﴿ۙ۱۱﴾ وَّ یَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿ؕ۱۲﴾ اِنَّہٗ کَانَ

کتاب ملے گی وہ موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا بے شک وہ اپنے

فِیۡۤ اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ﴿ؕ۱۳﴾

گھروں میں بڑا خوش تھا

سورت انشقاق

سنو جی جو کچھ تم کو وعدہ دیا جاتا ہے یہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا یعنی ہمہ تن متوجہ ہو جائیگا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے یعنی وہ تعمیل کو ہر وقت آمادہ ہے اور جب زمین تان دی جائے گی یعنی اس میں جو نیچائی ہے وہ پہاڑوں سے پر کر کے زمین کو اونچائی نیچائی سے خالی کیا[1] جائے گا اور اس میں جو کچھ از قسم مردگان[2] ہوگا وہ باہر پھینک دے گی اور ان سے خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اس لائق کی گئی ہے اے انسان ضعیف اللبنیان تو چاہے کتنا ہی خدا سے سرکشی کرتا ہوتا اس میں شک نہیں کہ تو اپنی عمر کی گھڑیاں ختم کرتا ہوا اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہے پھر اس سے تو ملے گا یعنی دنیاوی تعلقات تیرے سب ٹوٹ جائیں گے اور تو تن تنہا خدا کے حضور حاضر ہوگا پھر وہاں کیا ہوگا یہ کہ جس شخص کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ جو اس کی صلاحیت کی علامت ہوگا اس کا حساب آسان ہوگا یعنی اس کے اعمال نامہ میں اگر کوئی گناہ بھی ہوگا تو اسے آگاہ کر دیا جائے گا کہ تو نے یہ کیا اچھا نہیں کیا جا ہم نے بخشدیا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف جنت میں خوشی بخوشی لوٹے گا پس یہ علامت اس کی نجات کی ہو گئی اور جس شخص کو پیٹھ کے پیچھے سے کتاب یعنی بائیں ہاتھ کے کندھے کے اوپر سے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ملے گا وہ موت مانگے گا۔ اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا کیوں ایسا ہوا اسلئے کہ بیشک وہ اپنے گھر والوں میں بڑا خوش وخرم رہتا تھا۔

[1] آیت فیذروھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے [2] واذا القبور بعثرت کی طرف اشارہ ہے

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ؕ فَلَآ اُقْسِمُ

اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ واپس نہیں ہوگا ہاں اس کا پروردگار اس کو دیکھتا تھا قسم ہے غروب کے وقت کی

بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ۙ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانکتی ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے تم ضرور درجہ بدرجہ پڑھو

طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ؕ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ۙ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ؕ

گے پس ان کو کیا ہوگیا ہے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پر پڑھا جاتا ہی تو اس کی اطاعت نہیں کرتے

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ۖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ۖ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ دلوں میں چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے پس تو ان کو دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ؒ

کی خبر سنا جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے

ع ۲۵

کسی طرح کا اسے فکر یا غم نہ تھا۔ یہاں تک کہ زوال نعمت کا بھی اسے خوف نہ تھا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ پلٹ کر بغرض جزا وسزا واپس نہیں ہوگا۔ وہاں ضرور ہوگا بیشک جب وہ مستی کے عالم میں کچھ کچھ ناجائز حرکت کرتا تھا۔ اس کا پروردگار اس کو دیکھتا تھا۔ پس سنو ہم سچ کہتے ہیں قسم[1] ہے غروب کے وقت کی روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانکتی ہے یعنی ہر چیز کی جس پر رات کا اندھیرا پڑتا ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے یعنی بدر کامل ہو جاتا ہے۔ تم بنی نوع انسان درجہ بدرجہ ضرور چڑھو گے۔ یعنی مرو گے مر کر قبر میں سڑو گے سڑ کر قبروں سے اٹھو گے پس یہ حلفی بیان ان کو سناؤ اور تعجب نہ کرو ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ خدا کی قدرت کاملہ اور آیات قاہرہ پر ایمان نہیں لائے۔ اور جب قرآن ان کو سنایا جاتا ہے تو اس کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ بجائے ایمان لانے اور اطاعت کرنے کے الٹے کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ دلوں مین چھپاتے ہیں خدا تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے پس تو اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا صاف صاف کہہ دے کہ اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ ایمان دار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے اللہ ہمکو نصیب کرے آمین

---

[1] بعد غروب آفتاب کچھ وقت آسمان پر سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں اس کے بعد سیاہی کا اندھیرا ہوتا ہے اس کے بعد روشن چاند نکلتا ہے تو اندھیرے پر غالب آجاتا ہے یہ اشارہ اس بات کی طرف کہ ناہتاب نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کے نکلنے سے پہلے ظلمات کفر کا اندھیرا تھا لیکن بعد طلوع قمر سب پر روشنی چھا جائے گی اس روشنی میں یہ بات خوب سمجھ میں آجاویگی کہ واقعی ہم پر احوال مختلفہ آنے والے ہیں کیونکہ ہماری ہستی ابتداء سے انتہاء تک انقلاب کی محل رہی ہے فافہم

سورت البروج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ۙ﴿۱﴾ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاہِدٍ وَّمَشۡہُوۡدٍ ؕ﴿۳﴾

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی اور قسم ہے شاہد کی اور مشہود کی

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ اِذۡ ہُمۡ عَلَیۡہَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾

دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے لوگ لعنت کئے گئے جب وہ ان پر بیٹھے ہوتے

وَّہُمۡ عَلٰی مَا یَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ شُہُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡہُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ

اور ایمانداروں سے جو کچھ کرتے تھے وہ اس کو دیکھتے تھے ان مومنوں کا یہی ایک کام ان کو برا معلوم ہوا

یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ

کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف پر ایمان لاتے تھے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے۔ اور

اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ؕ﴿۹﴾

اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

سورت البروج

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی جس کا ہر نبی نے وعدہ دیا ہے اور قسم ہے آنے والے شاہد کی جو ذات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ ہے اور مشہود[1] کی جو روز قیامت ہے دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں[2] والے مشرک لوگ جنہوں نے مومنین کو آگ میں جلایا دنیا ہی میں خدا کی طرف سے لعنت کئے گئے تھے جب وہ ان خندقوں پر بیٹھے ہوتے اور خدا کے بندے ایمانداروں سے جو کچھ تکلیف دہی کا کام ان کے ماتحت لوگ کرتے تھے۔ وہ بڑے لوگ بطور تماشہ اس کو دیکھتے تھے۔ سننے والے کو خیال ہوگا کہ وہ مومن لوگ قصوروار ہوں گے۔ اخلاقی یا قومی یا حکومتی جرم کئے ہوں گے سو ایسے لوگوں کو واضح ہو کہ ان مومنوں کا یہی ایک کام ان ظالموں کو برا معلوم ہوا تھا کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور اس کے سوا کل معبودوں کو چھوڑ چکے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے اور وہی اللہ ہر چیز پر حاضر اور واقف ہے اس لئے ان کو تسلی تھی کہ جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں یہ بھی خدا دیکھتا ہے اور جو ہم کو مصیبت پہنچ رہی ہے وہ بھی دیکھتا ہے اور ہمارے منہ سے جو نکلتا ہے

---

[1] شیعوں کی بعض روایات (کافی) میں ہے کہ شاہد سے مراد ذات رسالت علیہ السلام ہیں اور مشہود سے مراد جناب علی مرتضیٰ ہیں۔ آنحضرت کے حق میں آیا ہے جئنابك علی هئو لاء شهيدا مگر جناب علی جن کی بابت دعوی ثبوت طلب ہے

[2] حدیث شریف میں ہے کہ سابق زمانہ میں عرب کے ایک صوبہ میں ایک بادشاہ تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا نام یوسف اور اس علاقہ کا نجران آیا ہے اور بادشاہ نے خندقیں کھدوا کر ان میں آگ جلوائی اور اس زمانہ کے موحدین مومنین کو اس میں ڈال کر آپ مع خدم وحشم کے تماشا دیکھتے رہے اسکی طرف اشارہ ہے تفصیل اس کی مطولات میں ہے اللہ اعلم

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب

وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ

اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو لوگ ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے

إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾

وہی پیدا کرتا ہے پھر اس کو لٹا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تخت بڑی بزرگی والا

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ

جو کام کرنا چاہی اسے کر گزرنے والا کیا تم کو ان فوجوں کی اطلاع آئی ہے فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی مگر

الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾

کافر لوگ تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ قرآن بڑی عزت کی کتاب

فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

لوح محفوظ میں ہے

بجرم عشق تو ام میکشند غوغا نیست تو نیز سربام آکہ خوش تماشائیست

یہ بھی سنتا ہے اس لیے ہمیں کوئی فکر نہیں انجام کار فتح ہماری ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ خدا کی طرف سے اعلان ہے کہ جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کی سزا کے لئے جہنم کا عذاب اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو ایمان لاکر نیک کام بھی کرتے ہیں ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں بے غم بے فکر رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ دنیا میں اہل کفر بڑے مست پھر رہے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جس کو پکڑے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ وہی ہر ایک چیز کو ابتداء میں پیدا کرتا ہے پھر مدت مقررہ کے بعد اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے جس پر کہا جاتا ہے چار دن کی چاندنی آخر اندھیری رات ہے اور باوجود قدرت تامہ کے گنہگار تائبوں کے حق میں بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تاج و تخت بڑی عزت اور بڑی بزرگی والا جو کام کرنا چاہے اسے کر گزرنے والا اس لئے چاہئے کہ گمراہ بندے اس کی طرف جھکیں یہ الٹے اکڑتے ہیں جیسے پہلے لوگ اکڑتے تھے جس کی پاداش میں وہ سب تباہ ہوئے کیا تم کو ان لوگوں کی فوجوں کی اطلاع آئی ہے ؟ یعنی فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی آئی تو ضرور ہو گی اور تم نے ان لوگوں کو سنائی بھی ہو گی مگر اس کا اثر نہیں بلکہ کافر لوگ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالی ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے قرآن کی نسبت انکا خیال اساطیر الاولین وغیرہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن بڑی عظمت اور بزرگی کی کتاب ہے جسکا لوح اصل ماخذ محفوظ ہے جو خدا کی صفت علم کا یا اسکی اول مخلوق کا نام ہے واللہ اعلم

ع ۱ / ۱۰

ؔ قرآن مترجم مولوی مقبول احمد شیعہ میں اس لفظ کا ترجمہ یوں کیا ہے بڑے عرش کا مالک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے المجید کو عرش کی صفت سمجھا ہے حالانکہ المجید مرفوع ہے عرش کی صفت ہوتا تو مجرور ہوتا۔ نعوذ باللہ من ذل القلم

سورت طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے طارق کی تجھے کس نے بتایا کہ طارق کیا ہے؟ وہ چمکنے والا ستارہ ہے ہر ایک

كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

نفس پر خدا تعالیٰ محافظ ہے انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے وہ اچھل کر نکلنے والے پانی

دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾

سے پیدا ہوا ہے وہ سینے اور پسلیوں کے بیچ میں سے آتا ہے بے شک وہ اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾

اس روز ہوگا جس روز تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی پھر اس کو نہ قوت ہوگی نہ کوئی مددگار ہوگا قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾

اور پھٹنے والی زمین کی یہ طے شدہ بات ہے اور مخول نہیں

سورت طارق

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قسم ہے اس نیلگوں آسمان کی اور قسم ہے رات کو آنے والے طارق کی اے انسان تجھے کسی نے بتایا کہ طارق کیا ہے ہم بتاتے ہیں وہ چمکنے والا ہے ہماری قسم کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نفس پر خدا تعالیٰ[1] محافظ ہے جو اس ہستی کو بحال رکھتا ہے۔ اگر خدا اپنی حفاظت اٹھالے تو کوئی دوسرا شخص حفاظت نہیں کر سکتا پس انسان کو بھی چاہئے کہ اس امر کا خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ وقت پر ایسے تکلیف پہنچے خیال رکھنے کی صورت یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ اس امر کے سمجھنے میں اسے کچھ وقت ہو تو ہم اسے بتاتے ہیں کہ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی منی کے نطفے سے پیدا ہوا جو اپنی پہلی صورت یعنی خون ہونے[2] کی حالت میں سینے اور پسلیوں کے بیچ میں سے خصیوں میں آتا ہے اپنی ہستی کی ابتدا جان کر وہ اس بات کو دل میں جمائے کہ بیشک وہ خدا اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے مگر یہ کام یعنی اس کا دوبارہ زندگی میں آنا اس روز ہوگا جس روز انسانوں کی تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی اور سب کے سامنے آجائیں گی ایسی کہ وہ جان لیں گے واقعی ہم نے یہ کی ہیں پھر اس کو نہ اپنی قوت ہوگی نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا بلکہ صرف اپنی جان ہوگی اور گناہوں کا انبار بس انسان کو چاہیئے کہ اس روز کا فکر دل میں رکھے سنو قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی اور پھٹنے والی زمین کی جو سبزیاں نکلتے وقت پھٹتی ہے۔ اس قسم سے ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ قرآن کا پیغام طے شدہ بات ہے۔ اور مخول یا دل لگی نہیں پس تم اسے قبول کرو

---

[1] یہ آیت واللہ علی کل شئی شھید کے ہم معنی ہے۔

[2] منی کا ظرف خصتین ہیں جہاں سے وہ نکل کر رحم عورت میں جاتی ہے آیت موصوفہ میں جو صلب اور ترائب سے نکلنے کا ذکر ہے یہ اس کی پہلی صورت دمویہ ہے نہ منویہ کذافی التفسیر الکبیر۔

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

یقیناً یہ لوگ چالیں چلتے ہیں میں بھی مخفی حکم جاری کرتا ہوں پس تو ان کو نسبت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے

سورت الاعلیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿٣﴾

تو اپنے بہت بلند پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر ہدایت کی

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ﴿٦﴾

جس نے چارہ پیدا کیا پھر اس کو خشک سیاہ کر دیا تجھے ہم پڑھائیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٨﴾

لیکن جو خدا چاہے گا ہوگا بے شک مخفی اور ظاہر کو ہی جانتا ہے اور ہم تجھے آسانی کریں گے

ہم جانتے ہیں کہ یقیناً یہ لوگ اسے نہیں مانتے بلکہ تیری ایذارسانی میں مخفی مخفی چالیں چلتے ہیں میں خدا بھی ان کے جواب میں ان کی نظروں سے مخفی حکم جاری کرتا ہوں جس سے ان کی چالوں کا اثر مٹ جاتا ہے عنقریب ایسے حال میں پھنسیں گے کہ نکلنا مشکل ہو جائے گا پس اے رسول تو ان کو مہلت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے عنقریب تو بھی دیکھ لیگا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورت الاعلیٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اے نبی اے رسول تو ان بدگو لوگوں کی باتوں پر کان نہ لگایا کر بلکہ اپنے رب بہت بلند شان پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر یعنی یوں کہا کر سبحان ربی الاعلیٰ یہ تیرا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ایسا کہ اس سے اچھا ہونے کا خیال بھی نہیں آسکتا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر فطری ہدایت کی انسان کا بے سمجھ بچہ اور مرغی وغیرہ کا بے عقل بچہ اسی فطری ہدایت سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے جو چارپاؤں کے کھانے کو چارہ پیدا کرتا ہے پھر وقت مقرر پر اس کو خشک برنگ سیاہ کر دیتا ہے اے رسول اور اے سننے والے دلجمعی سے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کر ہم اس نیکی پر بہت سے انعامات تجھ کو دیں گے مجملہ ایک انعام یہ ہوگا کہ ہم تجھے بہت سے علوم پڑھائیں گے خصوصاً قرآن کا درس بھی دیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا لیکن جو کچھ خدا چاہے گا بتقاضائے بشریت تو بھول جائے گا چاہے کاغذوں میں لکھا ہو مگر حافظہ سے نکل جائے گا کیونکہ علم غیب کلی خاصہ خداوندی ہے بیشک ظاہر اور مخفی کو وہی جانتا ہے اس لئے کسی بشر میں یہ وصف نہیں ہو سکتا ہم ایک اور انعام بھی تجھے دیں گے وہ یہ کہ مشکلات پیش آمدہ میں ہم (خدا) آسانی کریں گے یعنی تیرے کام میں جب کبھی مشکل پڑے گی ہم اسے آسان کر دیں گے کسی قسم کا ہم غم نہ رہنے دیں گے

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ﴿٩﴾ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾

پس تم نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہوسکے جو شخص ڈرے گا وہ نصیحت پالے گا اور بدبخت اس سے ہٹا ہوگا

الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ قَدْ

جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا جو

أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾

پاک صاف ہوکر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے وہ مراد پا جائے گا مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ

حالانکہ آخرت بہتر اور دائم رہنے والی ہے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی ابراہیم موسیٰ کے صحیفوں

وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

وغیرہ میں بھی

ع ۱۴

پس تو اپنے تبلیغی کام میں لگ کر نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہوسکے یعنی جب تک تیرے علم میں نصیحت کے نافع ہونے کا امکان ہو نصیحت کرتا رہ تو اس بات کا خیال نہ کر تیری نصیحت سے کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہوا جو شخص برے اعمال کی پاداش سے ڈرے گا وہ نصیحت سے پالے گا اور بدبخت اس سے ہٹا رہے گا جو آخر کار بڑی آگ یعنی دوزخ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں جان نکلنے سے نہ مرے گا نہ آرام کی صورت میں زندہ رہے گا یہ تو ہے تیری نصیحت کا انجام جو دونوں فریقوں پر مختلف ہوگا ایک پر اچھا دوسرے پر برا دوسرے لفظوں میں سنو جو نصیحت پر عمل کرکے نفسانی آلائشوں سے پاک صاف ہوکر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور باقاعدہ وقت بوقت نماز ادا کرتا ہے وہ نجات کے ذریعہ مراد پاجائے گا اسی کو تیری نصیحت کا فائدہ ہوگا۔ اے منکر لوگو تم نصیحت قبول نہیں کرتے مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کے فوائد کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو[۱] یعنی دنیاوی عیش و آرام کو پسند کرتے ہو۔ اور آخرت سے بے پرواہی برتتے ہو حالانکہ آخرت ہر چیز سے بہتر اور دائم رہنے والی ہے۔ جو لوگ آخرت کی کھیتی یہاں بوئیں گے وہاں کاٹیں گے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے صحیفوں میں بھی ہے بلکہ ہر زمانہ میں ہر ملک میں خدا کی طرف سے بندوں کو اس نصیحت سے مخاطب کیا گیا ہے۔

الھم اھدنا فیمن ھدیت

---

[۱] اس آیت کی بنا پر بعض لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں نصیحت کے نفع دینے کی صورت میں نصیحت کرنے کا حکم ہے لیکن جہاں گمراہ لوگ اس حد تک بڑھ جائیں کہ کسی کی سنیں ہی نہیں تو پھر نصیحت کرنے کا حکم نہیں یہ ان کی غلطی ہے آیت موصوفہ میں (ان) ہے جب تک انسان کو کسی قطعی دلیل سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت نفع نہ دے گی (ان) کا عمل رہتا ہے اور قطعی (دلیل) تو وحی الٰہی ہے وحی کے بغیر ہر حال میں نصیحت کے مفید ہونے کا امکان باقی ہے پس معنی یہ ہے کہ جب تک تمہیں کسی قطعی دلیل سے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت مفید نہ ہوگی۔ تم وعظ و نصیحت کرتے رہو اور قطعی دلیل چونکہ وحی الٰہی کا نام ہے جو تم کو حاصل نہیں نتیجہ یہ ہے کہ تم وعظ و نصیحت ہمیشہ کرتے رہو۔ مگر کرو اس طریق سے جو تم کو سکھایا ہے یعنی قل لعبادی یقولو التی ھی احسن بہت عمدہ نرم بات کیا کریں جس سے لڑائی فساد نہ ہو۔

[۲] اس آیت کا مطلب اسی وقت خوب سمجھ میں آتا ہے جہاں دین اور دنیا کا مقابلہ ہوتا ہے جیسے کمیٹی یا کونسلوں کی ممبری جس میں جان توڑ کوشش کے علاوہ روپیہ اور وقت خرچ ہوتا ہے اور مکر فریب ہر طرح کے کئے جاتے ہیں کیوں؟ محض ایک دنیاوی عزت کے لئے جو اسی جیسی مثال میں صادق ہے بل تئوثرون الحیوۃ الدنیا فاناللہ

سورت غاشیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِؕ ﴿۱﴾ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی خبر پہنچی ہے؟ اس روز کئی لوگ رسوا ہوں گے کام کرتے کرتے تھکے ہوئے

تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ ؕ﴿۵﴾ لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ

بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے ان کو کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ

ضَرِيۡعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ ؕ﴿۷﴾ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعۡيِهَا

ہوگا نہ وہ موٹا کرے گا نہ بھوک سے بچائے گا کئی اشخاص اس روز خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر

رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿۱۰﴾ لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ؕ﴿۱۱﴾ فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ ۘ﴿۱۲﴾

راضی خوشی عالیشان باغات میں ہوں گے جن پر کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے

فِيۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾

ان میں بڑے بلند تخت ہوں گے اور آبخورے چنے ہوں گے اور برابر لگے ہوئے تکیے ہوں گے

وَّزَرَابِىُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾

اور بچھی ہوئی مسندیں

سورت غاشیہ

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی بابت خبر پہنچی ہے؟ جس کا نام قیامت ہے تمہیں بتاتے ہیں اسی روز کئی لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ دنیا میں دنیاوی کام کرنے والے کرتے کرتے تھکے ہوئے آخرت سے غفلت اختیار کرنے کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے اس وقت وہ جانیں گے کہ ہم نے جو غفلت اختیار کی برا کیا اس غفلت اور عدم عملی کی وجہ سے ان کو کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا وہ پانی ایسا تیز گرم ہوگا کہ پیتے ہی ان کی آنتیں[1] کاٹ دے گا یہ تو پانی ہوگا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ ہوگا۔ بھلا وہ اس کو کھائیں گے کیا مگر اندر کی سخت خواہش کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ان کو نگلنا ہی پڑے گا مگر اس کے کھانے سے کیا ہوگا نہ وہ ان کے بدن کو موٹا کرے گا نہ بھوک سے بچائے گا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ ان سے کھایا بھی نہ جائے گا[2] ہاں کئی اشخاص اس روز اپنی نیک عملی کی وجہ سے خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر راضی خوشی عالیشان باغات میں ہوں گے جن میں کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے جنتی جہاں چاہیں گے پانی لے جائیں گے اور سنیئے ان میں بڑے بلند تخت بچھے ہوں گے جن پر وہ جنتی لوگ بیٹھیں گے اور آپس میں دوستانہ گفتگو کیا کریں گے اور وہاں ایک حوض کوثر ہوگا جس پر آب خورے چنے ہوں گے اور جنت کے مکانات میں برابر لگے ہوئے تکئے ہوں گے اور بچھی ہوئی مسندیں یہ سب نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی مگر ان منکرین کو کیا ملے گا جو اس پر یقین ہی نہیں رکھتے

---

[1] سقوا ماء حمیما فقطع امعاء ھم کی طرف اشارہ ہے۔ [2] لا یکادون کی طرف اشارہ ہے۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ

کیا انہوں نے اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا

رُفِعَتْ ۝۱۸ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ

گیا ہی اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی

سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ۝۲۲

بچھائی گئی ہے پس تو ان کو نصیحت کیا کر کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۝۲۳ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَیْنَاۤ اِیَابَهُمْ ۝۲۵

ہاں جو کوئی منہ پھیرلے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے

ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے

کیا یہ لوگ انکار ہی پر مصر رہیں گے اور یہی کہتے جائیں گے کہ ایسا ہونا مشکل بلکہ محال ہے کیا انہوں نے خدا کی مخلوقات کو نہیں دیکھا کیا انہوں نے اپنے اردگرد بڑے جانور اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے کیسی اس کی گردن کیسی اس کی ٹانگیں کیسا اسکا جسم عرب کے ریگستان کے لئے کیسا نامناسب اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا گیا ہے آج اس کی بلندی کروڑہا میل تک سمجھی گئی ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی بچھائی گئی ہے۔ اونٹ ایک جاندار چیز ہے جس کی تعریف میں عرب کے شاعر لطب اللسان ہیں آسمان کی شکل وصورت بھی بے حد بے عد ہے پہاڑ کیسی بے مثل مخلوق ہے زمین تو سب چیزوں کا مخزن ہے تمہارا رہنا سہنا اس پر زندگی میں اور تمہارا اس میں مرکر سمانا کیا ایسی بڑی بڑی مخلوق بنانے والا خدا تم جیسی چھوٹی چیز انسان کو دوبارہ پیدا نہ کرسکے گا ضرور کرے گا پس اے رسول تو ان کو واقعات سنا سنا کر نصیحت کیا کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ اور بس صرف کہہ دینے سے تو فرض منصبی سے فارغ ہوجائے گا کیونکہ تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے کہ ان کے قبول نہ کرنے پر تجھے سوال ہو جیسے ماتحتوں کی غفلت پر افسر کو سوال ہوتا ہے ہاں بات یہ ہے کہ جو کوئی تیری بتائی ہوئی حقانی تعلیم سے منہ پھیرے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا مگر یہ کام ہمارا ہے تیرا نہیں اس واسطے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے پس تو اے رسول تبلیغ کرکے بے فکر رہ تجھے کسی کی بازپرس نہیں

سورت فجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ

قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی اور قسم ہے ہر جفت چیز کی اور قسم ہے ہر طاق چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے ضرور

فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ

اس قسم میں عقلمندوں کے لئے اعتبار ہی کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم کی قوم عاد کے

الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا

ساتھ کیسا برتاؤ کیا ان جیسی زوردار کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی اور قوم ثمود کو بھی تباہ کردیا جنہوں نے پہاڑ کھود کر

الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

گھر بنائے تھے اور بڑی قوت والے فرعون کو ہلاک کردیا انہوں نے الملک میں سرکشی کی تھی

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾

یعنی ان میں بڑا فساد پھیلایا تھا

سورت فجر

سنو جی ایک روز تمہارے نیک وبد اعمال کی جزاسزا کے لئے مقرر ہے جو منکر ہیں ان کا ہم حلفیہ سناتے ہیں کہ قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی جو ماہ ذی الحجہ کی عرب میں مشہور ہیں اور قسم ہے ہر جفت[1] چیز کی اور قسم ہے ہر طاق[2] چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے جس بات کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے بیشک ہو کر رہے گا ضرور اس قسم میں عقلمند انسان کے لئے اعتبار ہے یا ہونا چاہئے تم مشرکین عرب جو قیامت کے منکر ہو کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم[3] قوم عاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا سب کو ایسا تباہ کیا کہ آج ان کا نام لیوا یا شناسا بھی نہیں رہا اور ان جیسی زور آور کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی بڑے شاہ زور تھے مگر جب خدائی عذاب نازل ہوئی تو سب فنا ہو گئے اور عاد کے ساتھ ہی قوم ثمود کو بھی تباہ کردیا جنہوں نے جنگلوں میں پہاڑ کھود کھود کر گھر بنائے تھے اور اسی انکار کی وجہ سے بڑی قسمت والے فرعون کو ہلاک کردیا یہ سب لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے ملک میں سرکشی کی تھی یعنی ان بلاد میں بڑا فساد پھیلایا تھا شرک وکفر کیا یہاں تک کہ خدائی کے مدعی بنے

---

[1] شیعہ کی ایک روایت میں ہے شفع سے مراد امام حسین ہیں اور وتر سے علی یا للعجب حضرت فاطمہ کا ذکر ہی نہیں

[2] اس قسم کی قسمیں کھانے کا عرب میں عام دستور تھا۔ قیس مجنون کا شعر ہے

الا زعمت لیلی انی لا احبها بلی ولیال العشر والشفع والوتر

یعنی لیلیٰ کہتی ہے مجھے اس سے محبت نہیں قسم ہے عشرہ کی راتوں کی قسم ہے جوڑے اور طاق کی

قرآن مجید چونکہ محاورہ عرب میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس قسم کی قسموں کا اس میں ذکر آتا ہے۔

[3] ارم کی بابت کئی اقوال ہیں میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ارم عاد قوم کا مورث اعلیٰ تھا پس ارم حاصل کا بدل ہے یہ نام اسی طرح ہے جیسے قریش جو مورث اعلیٰ کا نام ہے مگر قوم پر بولا جاتا ہے۔ انما توعدون لصادق کی طرف اشارہ ہے

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا
پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا مارا تمہارا پروردگار بے شک گھات میں ہے جب
الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾
انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے
وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا
اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے ہرگز نہیں
بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَ
بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے اور
تَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا ﴿١٩﴾
مردوں کا ترکہ کھا جاتے ہو

پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا ایسا کوڑا مارا کہ نام و نشان ان کا نہ چھوڑا۔ مغرور لوگ جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں خدا اس پر مطلع نہیں یا مطلع ہے مگر پکڑتا نہیں تو لائق مواخذہ نہیں اس لئے تم بلند آواز سے کہدو کہ تمہارا پروردگار تمہارے نیک و بد پر مطلع ہے اور جلدی نہیں پکڑتا بیشک وہ بدکاروں کی گویا گھات میں ہے۔ جب پکڑے گا اچانک پکڑے گا مگر الٹی عقل والا انسان اس ڈھیل سے الٹا نتیجہ نکالتا ہے جب ایسے انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے مثلاً خانہ داری کے جھمیلے میں پھنس کر صاحب اولاد ہو جاتا ہے یا تجارت میں مشغول ہو کر مالدار ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے یہاں تک تو ٹھیک کہتا ہے اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے یا مال اور اولاد دی ہوئی چھین لیتا ہے تو بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کے کہتا ہے میرے رب نے مجھے بے وجہ ذلیل کیا ہے ہرگز بے وجہ نہیں بلکہ اس کا سبب ایک نہیں کئی ایک ہیں منجملہ یہ کہ تم لوگ دولت اور زور کے گھمنڈ میں جتنا تم سے ہو سکتا ہے تکبر کرتے ہو پہلا تکبر تمہارا یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی دل سے عزت نہیں کرتے۔ یعنی اس کو قابل رحم نہیں جانتے اور ذلیل و خوار جانتے ہو یہ کام اللہ کے نزدیک تمہاری نعمت کے زوال کا سبب ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ غریبوں مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے ہو۔ اپنے پاس سے اور دوسرے لوگوں کو کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے ہو کسی کو خود کھلانے کی توفیق نہ ہو دوسروں کی ترغیب دینے میں کیا لگتا ہے مگر تم لوگ ایسے کچھ ڈبل بخیل ہو کہ نہ از خود کسی کو فائدہ پہنچاتے ہو بلکہ دوسروں پر ظلم کرتے ہو اور مردوں کا ترکہ سارا سمولچہ کھا جاتے ہو۔ بہنیں ہو تو ان کو نہیں دیتے لڑکیاں ہوں تو ان کو نہیں دیتے یتیموں کا مال قبضے میں آئے تو اسے کھا جاتے ہو کیونکہ تم لوگ طبعاً بخیل ہو۔

[1] ھل تری لھم من باقیہ کی طرف اشارہ ہے

وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے ایسا ہرگز نہ چاہیئے جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَىٕذٍ

تمہارے پروردگار کا حکم فیصلہ کا آپہنچے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آموجود ہوں گے اور جہنم لاموجود کی جاوے گی اس روز

یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ

انسان نصیحت پاجائے گا مگر اس کو نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ

لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

بھیجا ہوتا پس اس روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ

اے تسلی پانے والے نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس

فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے اتنی کہ اس محبت میں اندھے ہو کر اپنے پرائے میں تمیز نہیں کرتے تم کو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے اس بد عملی کا بدلہ تم لوگوں کو اس وقت ملے گا جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی پہاڑوں کو اٹھا کر پانی میں ڈال کر چٹیل میدان کر دیا جائیگا اور تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچے گا صفیں باندھ کر میدان محشر میں موجود ہوں گے حکم کے منتظر تعمیل کرنے پر مستعد اور ادھر بدکاروں کو ڈرانے کیلئے جہنم لاموجود کی جاویگی اس روز بد سے انسان بھی ٹھیک ٹھیک نصیحت پاجائے گا مگر اس کو اس نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا جب حالت مایوسی کی دیکھے گا تو کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ بھیجا ہوتا جو آج میرے کام آتا پس اسی روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا یعنی اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے اور بڑی سخت ہوگی پس اسی سے تم سوچ لو جو کام تمہیں اس زندگی میں مفید ہو وہ اختیار کرو اصل کام یہ ہے کہ تم دل کو خدا کے ساتھ اسطرح لگاؤ کہ ہر رنج وراحت کو خدا کی طرف سے بلکہ اس کے حکم سے سمجھ کر اس پر تسلی پاؤ راحت میں غرور تکبر نہ کرو رنج میں گھبراہٹ نہ کرو تاکہ موت کے وقت تم کو کہا جائے اے خدا کے ماتحت تسلی پانے والے نفس اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی چل ایسا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس اس رضا کے ساتھ میرے نیک بندوں میں (جن کی اقسام انبیاء اولیاء صدقاء وغیرہ ہیں) داخل ہو جا یعنی[2] میری جنت میں جو مطمئنین کے لئے آرام گاہ ہے داخل ہو جا اور ہمیشہ آرام پا۔ اللھم اجعلنا منھم

---

[1] قیدھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے

[2] اشارہ ہے کہ وادخلی جنتی کی واد تفسیری ہے

سورت البلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳

مجھے اس شہر کی قسم ہے جب تو اس شہر میں اترے گا اور قسم ہے والد کی اور قسم ہے اس کے مولود کی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ

بے شک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا ہے کیا گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے

اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ

گا کہتا ہے میں نے بہت مال خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا کیا ہم نے

نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰

اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دونوں راستے سمجھا دیئے

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ

پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا تمہیں کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے غلاموں کی گردن آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ

فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵

میں قرابت داروں یتیموں کو اور خاک نشین

سورت البلد

دیکھو جی میں جو کہتا ہوں بالکل سچ جانو مجھے اس تمہارے معزز محترم شہر مکہ کی قسم ہے جب تو اے نبی فتح مکہ یا حجتہ الوداع کے روز اسی شہر میں اترے[1] گا اور قسم ہے والد آدم کی اور قسم ہے اس کے مولود کی بیشک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا پیدا ہونے کے وقت تکلیف اس کی زندگی میں تکلیف اس کے تجرد میں تکلیف اس کے تاہل میں تکلیف اس کی عیالداری میں تکلیف سردی میں تکلیف گرمی میں تکلیف غرض ہر طرح سے تکلیفات میں گھرا ہوا ہے کیا انسان اس پر بھی گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے گا بطور فخر کہتا ہے۔ میں نے بہت مال کمایا اور بہت خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو خرچ کرتے یا کوئی عمل کرتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں یہاں تک کہ ہم (خدا) نے بھی نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کی جسمانی ضرورت کو پورا کرنے کو سب سے پہلے دیکھنے کو اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور بولنے کو زبان چبانے کو دانت اور دانتوں پر پردہ رکھنے کو دو ہونٹ نہیں بنائے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ بیشک بنائے اور سنو اس کو نیک بد کام کے دونوں راستے سمجھا دیئے پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا یعنی اس نالائق انسان نے اپنے فرائض ادا نہیں کئے میاں تمہیں کیا معلوم کہ وہ اس کے فرائض کی گھاٹی کیا ہے۔ غور سے وہ یہ ہے توفیق ہو تو غلاموں کی گردن خرید کر غلامی سے آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ میں ننگے بھوکوں کی دست گیری کرنا قرابت دار یتیموں کو مثلاً بھائی بہن کے یتیم بچوں کو پرورش کرنا

[1] مکہ میں رہنے کی حالت میں فتح مکہ کی پیشگوئی ہے

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

مسکینوں کو کھانا کھلانے اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں ایک دوسرے کی صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت

بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ

کرنے والوں میں ہونا یہی لوگ بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہی

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

لوگ منحوس ہیں ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی

سورت شمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے قسم ہے دن کی جب وہ اسے سے روشنی لیتا ہے اور قسم ہے رات کی جب وہ

يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾

سورج کو ڈھانپ لیتی ہے اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلادیا ہےاور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا ایسا کرنے سے انسان اپنے فرائض کا کچھ حصہ ادا کرتا ہے مگر ابھی اور بھی بہت کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پر خالص ایمان رکھنے والوں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت کرنے والوں میں ہونا یعنی جو کوئی فقراء اور غربا کو کھانا کھلائے اس کو ان کاموں کا اجر اسی صورت میں ملے گا جس صورت میں وہ ایماندار ہوگا اسلئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہی لوگ اپنے حق میں بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہ آیات قرآنی ہوں یا ارضی اور سمائی ان سے انکار کرتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے حق میں منحوس ہیں اپنی نحوست کا پھل خدا کے ہاں پائیں گے۔ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس حال میں کہ ان پر آگ تہہ بتہہ ہوگی جس میں جلتے رہیں گے۔ الھم لا تجعلنا منھم

سورت الشمس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سنو جی ایک ہی بات ہے جس پر دین اور مذہب کی بنیاد ہے بلکہ وہی دین ہے اور وہی مذہب ہے۔ وہ کیا ہے نفس کو برائی آلائشوں سے پاک کرنا چونکہ تم لوگ منکر ہو کاہے کو مانو گے ہم حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ قسم ہے دن کی جب وہ اس سورج سے لیتا ہے اور قسم ہے سیاہ رات کی جب وہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ یعنی اس کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور جس پاک خدا نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلایا ہے اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی جو کوئی نفس کو پاک کرے وہ یقینا کامیاب ہوگا اور جو اس کو گاڑ دے گا نامراد رہے گا

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس کھڑا ہوا ان کو رسول اللہ نے کہا اللہ کی اونٹنی

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

اور اللہ اس کا حصہ چھوڑ دو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پاس ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کر دیا ایسا کہ سب کا

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

صفایا کر دیا اور ان کے بدلہ سے ڈرتا تھا

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے ہم ٹھیک کہتے ہیں کہ جو کوئی نفس کو برائیوں اور بری آلائشوں سے پاک کرے وہ یقیناً خدا کے پاس اپنے مقصد نجات میں کامیاب ہوگا اور جو اس نفس کو برائیوں میں گاڑ دے گا وہ نامراد رہے گا یہی وہ تعلیم ہے جو حضرات انبیاء کرام دینے آئے چنانچہ قوم ثمود (جو بہت پرانی قوم ہے اس) کی طرف ہم نے حضرت صالح کو رسول کر کے بھیجا جب انہوں نے ان کو وعظ و نصیحت کی تو ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اسے جھٹلایا کہنے لگے ہم تیری نہیں سنیں گے کیونکہ تو جھوٹا ہے۔ اس کافر قوم کا صالح پیغمبر علیہ السلام سے دیر تک جھگڑا رہا یہاں تک بلکہ ان کی ہلاکت کا سامان مہیا ہو گیا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس (قیدار) کھڑا ہوا اور اس نے اعجازی اونٹنی تکلیف سے مار دیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ثمود قوم نے خود ہی اعجازی اونٹنی مانگی جب وہ نبی کی دعا سے پیدا ہوئی تو وہ لوگ اس کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے پس ان کو صالح رسول اللہ نے نہایت نرمی سے کہا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی اونٹنی اور اس کا پینے کا پانی چھوڑ دو مگر وہ باز نہ آئے کیونکہ پانی کی تقسیم تھی ایک دن اس اکیلی اونٹنی کا دوسرا دن ساری اونٹنیوں کا تھا۔ پس انہوں نے اس صالح نبی کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پس پھر کیا تھا ان کے پروردگار یعنی خدا نے عزوجل نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کر دیا ایسا تباہ کیا کہ سب کا صفایا کر دیا[1] اور ان کے بدلہ لینے سے ڈرتا نہ تھا یعنی جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ کسی دشمن کو مغلوب کر کے زیادہ ستانا نہیں چاہتا اس خیال سے کہ کبھی اس کو مجھ پر غلبہ ہو جائے تو اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے یا اس کا کوئی حمائتی مجھ پر ٹوٹ پڑے یہ خوف خدا کو ان سے نہ تھا کیونکہ کسی مخلوق کا خالق پر غالب آجانا محالات سے ہے۔ امنا باللہ وعزتہ وجلالہ

---

[1] انسان کا نفس مثل ہونے کے ہے جو کان سے خاک آلودہ نکلتا ہے بعد نکالنے کے اسے صاف کرتے ہیں تو قیمت پاتا ہے اسی طرح انسانی نفس فطرتاً شرارت آمیز ہے اسی لئے ملائکہ نے کہا تھا۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا اس لئے ضرورت ہے کہ نجات کا متلاشی نفس کو شرارت کی آمیزش سے پاک کرے وہ شرارت کیا ہے منعم کی ناشکری ہم جنس سے حسد۔ نچلے لوگوں پر غرور کینہ عداوت سے سے بڑی بات خدا سے بے نیازی جو شخص نفس کو ان فطری الائشوں سے مثل سونے کے پاک کر دے وہ مثل ہونے کے قیمت پائے گا جس کا نام نجات ہے اور جو ان آلائشوں میں گڑا رہے وہ خاک آلود سونے کی طرح قدر و قیمت سے بے نصیب رہے گا یہی معنی ہیں قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا. اللھم اجعلنا منھم من المفلحین

[2] لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم کی طرف اشارہ ہے [3] فذروھا تاکل فی ارض اللہ کی طرف اشارہ ہے

[4] ھل تری لھم من باقیتہ کی طرف اشارہ ہے

سورت الیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ③

قسم ہے رات کی جب چھا جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہوتا ہے اور قسم ہے جس نے نر اور مادہ پیدا کئے

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ④ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ

بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کی مشکلات میں

لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ

آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے تو ہم اس کو مشکلات میں

لِلْعُسْرٰى ⑩ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ⑪ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ⑫ وَاِنَّ

پھنسائیں گے اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ ائے گا ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے دنیا کی ابتدا اور

لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ⑬

انتہا ہمارے قبضہ میں ہے

سورت الیل

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے عرب لوگو ممالک دنیا میں تم ایک کونہ میں رہتے ہو اس لئے تمہیں معلوم نہیں کہ دنیا میں کیا کیا نشیب وفراز ہیں دیکھو جیسا کہ لیل و نہار کا انقلاب ہے ویسے ہی نور اور ظلمت کا انقلاب ہوتا رہتا ہے۔ ہم تم کو حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے رات کی جب وہ سب روشن چیزوں پر چھا جاتی ہے۔ اور قسم ہے دن کی جب سورج کی روشنی سے روشن ہوتا ہے اور قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی جس نے نر اور مادہ پیدا کئے جواب قسم یہ ہے کہ بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے کوئی بت پرست ہے تو کوئی خدا پرست کوئی صالح ہے تو کوئی طالع اس سے تمہیں خیال ہوتا ہے کہ ان سب کا انجام ایک ہوگا ہرگز نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے چاہے وہ کسی کے منہ سے نکلی ہوئی ہو مختصر یہ ہے کہ جو شخص شیخ سعدی کے اس شعر پر کاربند ہے۔ مرد بائد کہ گیرد اندر گوش ورنہ بنشتست پند بردیوار
ہم اس کی مشکلات دنیا میں بھی آسان کردیتے ہیں اور بعد موت بھی ہم ان کو آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرتا ہے۔ یعنی باوجود وسعت کے نیک کام میں خرچ نہ کرے اور باوجود نہ کرنے کے اپنے آپ کو غنی اور خدا سے بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے بلکہ تکذیب کرے تو ہم اس کو مشکلات میں پھنسائیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان مشکلات میں ایسا پھنسے گا کہ یاد کرے گا اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ہم (خدا) جو ان سرکش بندوں کو ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ازروئے رحمت ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے جیسا یہ کام ضروری ہے اسی طرح دنیا کی ابتدا اور انتہا ہمارے قبضے میں ہے ہم ہی اس کے واحد مختار کل ہیں تمام دنیا ہماری مخلوق ہے پھر ہم اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان نہ کریں تو کون کرے

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَ

میں خدا نے تم سب لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بدبخت کے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا

سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

اور متقی جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے دیتا ہے اس سے بچایا جائے گا اور کسی انسان کا خدا کے پاس کوئی نیک کام نہیں جس کا اسے

تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے کیا ہوگا اور وہ راضی ہوجائے گا

سورت ضحیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ضحیٰ کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے اور تیری ہی آخری گھڑی تیرے

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾

لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی اور خدا تجھ کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا کیا خدا نے تجھے یتیم پاکر ٹھکانہ دیا

پس اس لئے میں (خدا) نے تم سب لوگوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بدبخت بدنصیب کے جس نے ہر نیک وہدایت کو جھٹلایا اور قبول کرنے سے منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا اور متقی خداترس جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے مواقع حسنہ میں دیتا ہے اس نار جہنم سے بحکم خدا بچایا جائے گا اور صحیح تو یہ ہے کہ کسی انسان کا اس خدا کے پاس کوئی نیک کام قابل عوض نہیں جس کا اسے بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے اپنے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے ہوگا۔ اس کا بدلہ اسے ملے گا اور اس کا بدلہ پاکر راضی ہو جائے گا- اللھم اجعلنا منھم

سورت ضحیٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حلفیہ بیان سنو قسم ہے وضحیٰ کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے سنو اے نبی تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے یہ تو ان لوگوں کی محض غلط گوئی ہے یہ تو ہے تیرے دشمن کے غلط پراپیگنڈے کا جواب اور مزید سنو تیری ہر آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی یعنی ہر آن تیری ظاہری اور باطنی ترقی ہوگی اور خدا تجھ کو دنیا اور آخرت میں اتنا دے گا تو راضی ہو جائے گا اس وعدے کے ایفا میں جس کو شبہ ہے وہ سن رکھے کیا خدا نے تجھے یتیم پاکر حضرت خدیجہ سے نکاح کرا کر گھر بار میں ٹھکانہ نہ بنا دیا۔ بیشک

شان نزول

چند روز وحی بند رہنے سے مشرکوں نے افواہ اڑائی کہ محمد (ﷺ) کو اس کے خدا نے چھوڑ دیا ہے ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی-

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۞ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞

اور تمہیں بے خبر پایا تو رہنمائی کی اور تجھے بے مال پایا تو غنی کردیا پس کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۞

اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا

ع۱۱ ۱۸

سورت الم نشرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۞ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۞

کیا ہم نے تیرا سینہ فراخ نہیں کیا اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ ہلکا کردیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی

اور تجھے دینی مسائل کی تفصیل سے بے خبر[1] پایا تو راہنمائی کی اور تجھے بے مال و مددگار پایا تو محض اپنے فضل سے غنی کردیا یہ سب واقعات ایسے ہیں کہ تمہارے معاصرین اہل دنیا نے ان کو بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ پھر بھی اس میں کیونکر شک رہ سکتا ہے۔ کہ تمہارے پر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے پس اب تم اس کے شکریہ میں ایسا کرنا کہ کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا چاہیئے وہ سختی سے مانگیں بلکہ سائل کا سوال اس کے حسب منشا پورا کیا کرنا اگر سوال پورا نہ کرسکو تو نرمی سے جواب دینا جھڑکنا ٹھیک نہیں اور جو خدا تم پر مہربانی کرے از قسم مال پر از قسم علم جائز طریق سے اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا مال ہے تو غربا پر مہربانی کرنے سے علم ہے تو اس کی تعلیم اور اشاعت سے اظہار کرنا مگر یہ خیال رہے کہ کسی طرح ریا پیدا نہ ہو۔

اللھم جنبنا الشرك الرياء

سورت الم نشرح

اے نبی (علیہ السلام) تو جو ان مخالفوں کی باتوں سے دل تنگ ہوتا ہے مانا کہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ حلیم سے حلیم انسان بھی تنگ دل ہو مگر تو بہت بڑے حوصلے کا انسان ہے کیا ہم نے ایسی خدمت ثقیلہ کے تحمل کے لئے تیرا سینہ فراخ[2] نہیں کیا۔ بیشک کیا اسی شرح صدر ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ تو حوصلہ کرتا ہے مگر ان کی بدزبانی اور طعن تشنیع چونکہ از حد فزوں ہے اس لئے تیرے جیسا حلیم سلیم بھی گاہے ماہے دل تنگ ہو جائے گو چاہئے نہیں کیونکہ تو ہماری طرف سے اس عہدہ پر مامور کیا گیا ہے اور ہم نے تجھ سے تیرا تبلیغی بوجھ بذریعہ اتباع[3] کے ہلکا کردیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی یعنی جب تو اکیلا تھا تو تبلیغی بوجھ تجھ اکیلے پر تھا اب جو چند باہمت افراد تیرے تابع ہوگئے ہیں تو تیرے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں اور بٹائیں گے۔

---

[1] ماكنت تدرى ماالكتب ولا الايمان۔ الاتیہ کی طرف اشارہ ہے

[2] حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور الٰہی ہوئے تھے تو دعا کی تھی رب اشرح لی صدری یہ شرح صدر وہ وصف ہے جسکی بابت کہا گیا ہے۔

دریائے فراواں نشو و تیرہ بسنگ   عارف کہ برنجد تنگ آب است ہنوز

[3] جو بعض روایات میں آیا ہے کہ لڑکپن میں آنحضرت کا سینہ مبارک چیر اگیا تھا وہ بھی دراصل اس شرح صدر کا پہلا زینہ ہے۔ اصل مقصود شرح موسوی ہے

[4] هوالذى ايدك بنصره وبالمنه منين الايته کی طرف اشارہ ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اس لئے کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے پس جب تو بالکل

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

فارغ ہو جائے تو زیادہ محنت کیجیو اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائیو

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اذانوں میں نام نامی واسم گرامی بلند آواز سے لیا جائے گا اور مورخین کتب تاریخ میں تیرا نام بڑی عزت کے ساتھ دنیا کے مصلحین میں لکھیں گے یہ کیوں ہوا اس لیئے کہ صبر کرنے کی حالت میں تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے۔ بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے یہ خدائی قانون ہے۔ اس قانون کا ظہور تیرے حق میں بھی ضرور ہو گا پس جب تو اس فرض منصبی سے مکمل طور پر فارغ ہو جائے تو عبادت میں زیادہ محنت کیجیو اور اپنے پروردگار کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیو کیونکہ اس وقت دنیا سے تیرے انتقال کا وقت آجائے گا[1]

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

[1] سورت نصر میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک استغفرہ انہ کان توابا (یعنی جب خدا کی مدد آجائے گی اور تو اے رسول دیکھ لے گا کہ لوگ دین الٰہی میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اس وقت اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو اور استغفار کیجیو (وہی بندوں پر نظر رحمت سے متوبہ ہونے والا) حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ سورہ نصر میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ فتح کے بعد حضور علیہ السلام کا انتقال قریب ہے۔ (بخاری) چنانچہ ایسا ہی ہوا

یہی مضمون آیت زیر تفسیر کا ہے یعنی جب تو تبلیغ کے اہم فرض کو پورا کر چکے تو ہمہ تن عبادت کے ذریعہ خدا کی طرف لگ جائیو۔

ترجمہ شیعہ: مولوی مقبول احمد صاحب شیعہ کے مترجم قرآن میں یوں لکھا ہے۔

"جب تم فارغ ہو چکو تو اپنا قائم مقام مقرر کر دو"

مطلب آپ کا یہ ہے کہ خلافت کے لئے مقرر کرنے کا آنحضرت ﷺ کو حکم الٰہی تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام فرمایا مگر اصحاب نے نہ مانا اور انکے بعد اہل سنت کے تمام فرقوں نے اس تقرر کو تسلیم نہ کیا جو در حقیقت خدا کے حکم سے رسول علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اس سے یہ لوگ ظالم ہیں اور لا ینال عھدی الظلمین کے تحت ہیں

جواب اس کا یہ ہے کہ واقعی میں یہ نہیں ہوا اس امر کے سمجھنے کے لئے ہم ایک چھوٹی سی بات پیش کرتے ہیں۔

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم نے جب کہا امیر ہم میں سے بھی ہو گا (منا امیر ومنکم امیر) ان کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث پیش کی الائمۃ من قریش امیر قریش میں سے ہو گا چونکہ حدیث رسول علیہ السلام تھی سب نے تسلیم کی اور اپنا دعوی امارت چھوڑ دیا۔ مگر اس کے مقابل کسی نے وہ حدیث پیش نہ کی جس میں آنحضرت ﷺ نے جناب مرتضیٰ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ اگر انصار سے بھول چوک ہو گئی تھی تو حضرت علی یا دیگر ارکان اہلبیت نے وہ حدیث کیوں نہ پیش کر دی۔ مضمون صاف تھا کہ جناب ابو بکر آپ نے حدیث پیش کر کے انصار کو روکا ہے۔ اب ایک حدیث فیصلہ رسالت کو سنا کر ہم آپ کو قائل کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ جناب رسالت ماب ﷺ نے قریش میں سے حضرت علی کو قائم مقام اپنا مقرر فرمایا ہوا ہے۔ جس کے آپ اور فلاں فلاں گواہ ہیں۔

حالانکہ اس کے پیش کرنے کا موقع تھا تاہم پیش نہیں کی۔ کیونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ جس سے شیعہ کا دعوی ثابت ہو سکے اسی ایک ہی بات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کا دعوی خلافت بلا فصل ثابت نہیں۔

ہاں اہل سنت کا دعوی خلافت ابو بکر بلا فصل کو قوت پہنچ سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ تحریم (ص ۸۰ ج ہذا)

سورت تین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ

قسم ہے ہم کو انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی بے شک

خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا

جو نے انسان کو اچھے ڈھانچ پر فرمایا پھر ہم نے اس کو نچلوں سے نیچے گرادیا مگر

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ

جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں ان کے لئے دائمی اجر ہے اب بھی اے انسان تجھ سے کیا چیز تکذیب

بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ٪﴿۸﴾

کراتی ہے کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے

سورت علق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ

اے رسول تو اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کو خدا نے

سورت تین

دیکھو جی تم لوگ تو اپنی زندگی کی مثل حیوانوں کے ایک بیکار چیز بسائے ہوئے ہو جس کا نتیجہ نیک و بد کچھ بھی نہیں مگر ہم تمہیں اصل بات بتاتے ہیں قسم ہے ہم کو انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر مکہ کی بیشک ہم نے انسان کو بڑے اچھے ڈھانچے پر بنایا اسکے جو دیکھو اس کے اندر کی رگیں اور شرائین دیکھو اسکے سمجھ بوجھ کے اعضاء دیکھو مگر اس کمبخت انسان نے ہماری دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیا۔ بلکہ ان کو ضائع کر دیا۔ پھر ہم نے اس کی سزا میں اس کو نچلوں سے نیچے گرادیا یعنی حیوانوں سے بھی بدتر کر دیا کیونکہ حیوانوں کو تو کسی برے کام پر بھی عذاب نہیں مگر اس شریر بدکار انسان کو برے کاموں پر سزا ضرور ہو گی اس لئے یہ اپنے نچلوں سے نیچے کیا گیا مگر جو لوگ ایمان لا کر نیک اعمال کرتے ہیں یعنی موافق شریعت اسلام اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے لئے دائمی غیر منقطع اجر ہے۔ اب بھی اے سرکش انسان تجھ سے کیا چیز خدا کی تکذیب کراتی ہے یعنی کن وجوہ سے تو خدا کی تعلیم قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیا اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین شاہنشاہ دو عالم نہیں ہے بیشک ہے اللھم فاکتبنا مع الشاھدین

سورت علق

اے رسول محمد علیہم السلام تو اپنے رب کا نام پڑھا کر یعنی ذکر الٰہی کیا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کی پیدائش خاص قابل ذکر ہے

[1] یہ سورت سب سے پہلے اس وقت اتری جب آنحضرت ﷺ غار حرا میں مشغول عبادت تھے جبرائیل آکر حضور کو زور سے بھینچا اور چھوڑ دیا۔ حضور نے

مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
بستہ خون سے پیدا کیا اپنے رب کا نام پڑھا کر تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا انسان جو نہ جانتا تھا
مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى
اس کو سکھایا بے شک انسان گمراہ ہوجاتا ہے اس وجہ سے تم اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے تیرے پروردگار کی
رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ
طرف رجوع ہے کیا تو نے اس کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے اگر وہ
عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾
ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیز گاری کے کام بتاتا ہو

اس کو خدا نے بستہ خون سے پیدا کیا اس میں جبرئیل تجھے کہتا ہوں کہ اپنے رب کا نام پڑھا کر اس کے نام کی مالا جپا کر اور دل میں یقین رکھ کہ تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے اور بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا اور اظہار مافی الضمیر کرنا سکھایا دیکھو فن کتابت سے دنیا میں کتنے فائدہ ہیں یہ فن سارا خدا کی تفہیم سے انسان کو حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ بھی انسان اپنی ضروریات میں جو نہ جانتا تھا وہ اسکو سکھایا خدا کی اس تعلیم میں مومن کافر سب برابر ہیں یہ فیض علمی کسی سے مخصوص نہیں ہے نہ کوئی بلا عذر اس سے محروم ہے باوجود اس احسان اور کمال مہربانی کے بے شک انسان گمراہ ہو جاتا ہے یعنی خدا کی رحمت سے یہ بدنصیب ہٹ جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو خدا سے بے نیاز بے پرواہ جانتا ہے سمجھتا ہے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں میرے رہنے کو گھر ہے کھانے کو اناج ہے پہننے کو کپڑا ہے اس ساری گمراہی کا ایک ہی علاج ہے کہ اے انسان تو دل میں یقین کرلے کہ تیری ہر بات میں ہر کام میں تیرا پروردگار خدا کی طرف رجوع ہے کیونکہ دنیا کی تمام حرکات کا پاور ہوس (موجد) وہی ہے تمہارا وجود تمہارا اعمال تمہاری زندگی تمہاری موت سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے کیا میاں[ل] تو نے اس نالائق کو دیکھا جو خدا کے ایک بندے کو جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے نماز سے روکتا ہے ہے واقع میں ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیز گاری اور نیکی کا کام بتاتا ہو تو اس مانع کا خدا کے نزدیک کیا حال ہو گا کیونکہ نیکی سے روکنا تو کسی مذہب اور کسی اخلاقی اصول میں جائز نہیں

سمجھا کہ مجھے کسی تحریر کے پڑھنے کو کہتا ہے فرمایا میں کیا پڑھوں میں پڑھا نہیں ہوں جبرائیل نے پھر بھینچا پھر یہی گفتگو ہوئی پھر تیسری مرتبہ بھینچا (بخاری) تیسری مرتبہ کے بعد کا نتیجہ روایت میں مذکور نہیں خاکسار کی ناقص تحقیق یہ ہے کہ تیسری مرتبہ کے بعد حضور کو شرح صدر ہوا کہ جبرائیل کے اقراء کہنے سے کسی عبارت کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ رب کا نام ذکر کرنا ہے اس لئے آپ ذکر شغل میں لگ گئے۔

اصل تہہ کی بات یہ ہے کہ اقرا باسم پر جوب ہے اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ب ذریعہ پر ہے ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ پڑھ ان معنی سے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ف مفعول بہ پر آئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام لغت ابو عبیدہ کے حوالہ اور عربی شعر کی سند پر ان معنی کا ثبوت دیا ہے کہ قرات کا مفعول بہ پر ب جاہ آجایا کرتی ہے پہلے معنی دوسرے کی نسبت زیادہ متبادر ہے اسلئے حضور علیہ السلام کا ذہن مبارک ادھر منتقل ہوا مگر جبرائیل علیہ السلام کے بھینچے سے دوسرے معنی کا کشف ہو گیا۔ اس لئے تیسری مرتبہ وہ جواب دیا جو پہلی دو مرتبہ دیا تھا کیونکہ آپ سمجھ گئے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ کا نام ذکر کر **لہ الحمد**

ل اس سورت کا پہلا حصہ ابتدا نبوت کے وقت اترا تھا۔ یہاں سے اخیر تک زمانہ تبلیغ نازل ہوا۔

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ

اگر یہ روکنے والا سچ کا مکذب اور حق سے روگردان ہو کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ہرگز نہ چاہئے اور اگر وہ باز نہ آیا تو ہم

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ

ضرور اسے جھوٹے بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلالے ہم بھی جہنم کے

الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

فرشتوں کو بلا لیں گے ہرگز ایسا نہ چاہئے اس کا کہا نہ مانیو اور خدا کے سامنے سجدہ کرکے اس کا قرب چاہو

سورت القدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ

بے شک ہم نے اس کو لیلتہ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیتہ القدر کیا ہے لیلتہ القدر

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ

ہزار مہینوں سے افضل ہے اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں

اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

وہ رات طلوع صبح تک ہر طرح سے سلامتی ہے

بھلا یہ بھی تم نے غور کیا کہ اگر یہ روکنے والا ہی سچ کا مکذب اور حق سے روگردان ہو تو اس کا کیا حال ہوگا یہ شریر مانع خیر یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے ہرگز اسے کسی انسان خدا کے نیک بندوں سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہیے اب آئندہ کو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر وہ ایسی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم ضرور اسے جھوٹی بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے یعنی اس کو ایسا پکڑیں گے اور ذلیل کریں گے تو دیکھنے اور سننے والے یقین کریں گے کہ یہ پکڑ اس کے اعمال بد کا نتیجہ ہے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلالے جن پر اس کو گھمنڈ ہے ہم اس کی گرفتاری کے لئے جہنم کے فرشتوں کو بلائیں گے جو کچھ یہ کرتا ہے اسے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے تو اے مخاطب اس کا اور اس جیسے شریروں بدمعاشوں کا کہا کبھی نہ مانیو اور خدا کے سامنے سجدہ کرکے قرب چاہیو۔

اللھم اجعلنا من الساجدین

سورت القدر

بیشک ہم (خدا) نے اس قرآن کو رمضان کی ستائیسویں رات لیلتہ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیلتہ القدر کیا ہے سنو ہم ہی بتاتے ہی لیلتہ القدر میں عبادت کرنی ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جن میں وہ رات نہ ہو اس میں فرشتے اور روح القدس جبرائیل اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ دنیا میں نیک و بد بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں بدوں کے لئے توفیق عمل کی دعا کرتے ہیں اور نیکوں کے لیے استغفار کرتے ہیں وہ رات طلوع صبح تک پر ہر طرح سے سلامتی والی اور بڑی برکت والی ہے اللھم قدر لنا قیام ھذا اللیلتہ

ل لیلتہ القدر کی بابت بہت سی صحیح حدیثوں میں ذکر ہے جو اپنا مضمون بتانے میں متفق ہیں۔ مجملہ یہ ہیں

سورت البینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ اور مشرکین ہٹنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کھلی بات بتانے

الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾

والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک نوشتے ان کو سنائے جن میں محکم مسائل درج ہوں

سورت البینہ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ یہود نصاری اور عرب کے مشرکین اپنی رسومات اور دینی بدعات سے کبھی ہٹنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کھلی بات بتانے والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک الہامی نوشتے پڑھ کر ان کو سنائے جن میں محکم مسائل دینیہ درج ہوں یعنی اس زمانہ کے اہل کتاب اور مشرکین ایسے شدید الکفر تھے کہ کسی واعظ کے وعظ سے ان کو اثر نہ ہو تا بلکہ ضرورت تھی کہ بڑی قوت والا رسول ان کے پاس آئے اور اپنی قوت قدسیہ سے انکو پاک کرے چنانچہ بہتوں کو اس رسول سے فائدہ ہوا

عن عائشه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحروا ليلته القدر فى الوتر من العشر الاواخر من رمضان (بخارى)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت نے فرمایا لیلتہ القدر کو رمضان کے آخری دھاکے طاق راتوں میں تلاش کیا کرو

عن ابن عمر قال ان رجالا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم اروالیلته القدر فى المتام فى السبع الا ولاخر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى رو يا كم قد لو اطنت فى السبع الاواخر فمن كان متحر يا فليتعرها فى السبع الاواخر (بخارى مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت کے اصحاب میں چند آدمیوں کو لیلتہ القدر رمضان کے آخری ہفتہ میں خواب میں دکھائی گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا خواب رمضان کے آخری ہفتہ میں واقع ہو گا پس جو کوئی لیلتہ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ آخری ہفتہ میں کرے

عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم قال التمسوها فى العشر الا والخر من رمضان فى تاسعته تبقى فى سابعته بتقى فى خاميه بتقى(بخارى)

ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لیلتہ القدر کو رمضان کے آخری دھاکہ میں تلاش کیا کرو۔ یعنی مہینے کی انتیسویں ستائیسویں پچیسویں وغیرہ

ان جیسی اور بھی احادیث صحیح اسی معنے میں متفق و متحد ہیں اس لئے امت مسلمہ کا اسی پر اتفاق ہے جو ان احادیث کا مضمون ہے کہ رمضان شریف کی ایک رات ایسی بابرکت ہے مگر ہمارے ملک کے مشہور مصنف بلکہ (علی زعمہ) ملہم بلکہ مجدد بلکہ نبی بلکہ رسول مرزا صاحب قادیانی نے لیلتہ القدر کی بابت کچھ عجیب ہی انکشاف کیا جو قابل دید و شنید ہے آپ لکھتے ہیں

> خدا تعالیٰ سورت القدر میں بیان فرماتے ہیں بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلتہ القدر میں آسمان سے اتارا گیا اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلتہ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلتہ القدر کیا چیز ہے لیلتہ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلتہ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ

اور جن کو پہلے کتاب ملی تھی وہ بعد آجانے اس بینہ نبی کے مختلف ہوگئے اور ان کو

أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ

یہی حکم کیا گیا ہے یک رخے ہوکر اللہ کی مخلصانہ عبادت کیا کریں اور نماز پڑھیں

اور جن کو پہلے الہامی کتاب ملی تھی یعنی اہل کتاب یہود نصاری ملی یہ سب کے سب صاحب البینہ نبی کے انتظار متفق تھے مگر جب وہ نبی آیا اور ان کو اس کی صداقت کا علم بھی حاصل ہو گیا تو وہ بعد آجانے اس بینہ والے نبی کے تسلیم اور عدم تسلیم میں مختلف ہو گئے بعض تو اپنے علم پر قائم رہ کر ایمان لے آئے اور بعض منکر ہو گئے حالانکہ اس بینہ والے رسول کی معرفت ان کو جو حکم ہوا ہے وہ شریعت انبیاء کے خلاف نہیں بلکہ ان کو یہی حکم ہوا ہے کہ شرک کفر چھوڑ کر یک رخے ہو کر اللہ ہی کی مخلصانہ عبادت کریں جس میں کسی قسم کا شرک یا نمائش نہ ہو اور فرائض نماز باقاعدہ پڑھیں

یہ رات نہیں یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے نبی کی وفات یا اسکے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنیوالا اور انسانی حواس کو الوداع کی خبر دینے والا ہی گزر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کاروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لیے اندر ہی اندر تیار ہو رہتے ہیں اس کی طرف اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ لیلتہ القدر خیر من الف شہر یعنی اس لیلتہ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسی (۸۰) برس کے اندر بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے کیوں بہتر ہے؟ اس لیے کہ اس لیلتہ القدر میں خداوند تعالی کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔ (فتح اسلام تقطیع کلاں ص ۲۶)

ناظرین اس رائے کو احادیث نبویہ کے سامنے رکھ کر دیکھیں کہ اس میں اور احادیث نبویہ میں موافقت اور مطابقت کی کوئی صورت ہے؟ ہم تو اس کو تصریحات نبویہ کے مقابلہ میں محض تجدید قادیان جانتے ہیں۔ ہاں مزید توضیح کے لیے مرزا صاحب کا ایک اور کلام دکھاتے جس میں انہوں نے عمر دنیا کی تقسیم کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

خدا نے آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لیے ہزار ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں یعنی ایک وہ دور جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا دور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالی کی کتابوں میں یہ دونوں دو ہزار ہزار ہزار پر تقسیم کئے گئے ہیں اول دور ہدایت کے غلبہ کا تھا اس میں بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہو گئیں اور شرک کا بازار گرم ہو گیا اور ہر ایک ملک میں بت پرستی نے جگہ لی پھر تیسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا نے چاہا دنیا میں توحید پھیل گئی پھر ہزار چہارم میں ضلالت نمودار ہوئی پھر اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر نبی اسرائیل بگڑ گئے اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہو گیا اور اس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا دور تھا یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالی نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا پس آپ کے من جانب اللہ

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اور زکوۃ ادا کیا کریں دین قیم یہی ہے جو لوگ اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے

اور وافر مال کی زکوۃ ادا کیا کریں ہمارے نزدیک دین قیم محکم طریق یہی ہے باوجود اس صاف تعلیم کے یہ لوگ انکار ہو رہے ہیں تو سن رکھیں جو لوگ اہل کتاب میں سے اور عرب کے دیگر

ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپ کا ظہور اس ہزار کے اندر ہوا جو۔ روز ازل سے ہدایت کے لیے مقرر تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اسی میں سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رو سے ہزار ششم ضلالت ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے فیج اوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں (لیکچر اسلام بمقام سیالکوٹ) ص ۶

ناظرین کرام: اس حوالے میں مرزا صاحب نے بڑی صفائی سے آنحضرت ﷺ کے زمانہ پیدائش کو زمانہ ہدایت بتایا ہے جو تیسری صدی کے خاتمہ تک رہا چوتھی کے شروع سے الف ضلالت شروع ہوا جس کے گیارہ سال رہتے مرزا صاحب پیدا ہوئے ۳) ھ شروع ہونے پر آپ کی عمر گیارہ سال ہو گی یقیناً اس عمر میں تو آپ نے تبلیغی کام شروع نہ کیا ہو گا بلکہ ابھی طالب علمی کے ابتدائی مرحلے میں ہوں گے تبلیغی کام یقیناً اپنے ساتویں ہزار میں شروع کیا جو ہدایت کا ہزار ہے حالانکہ بقول آپ کے چاہیئے یہ تھا کہ آپ ہزار ششم میں ایسے وقت پیدا ہوئے جب کہ ضلالت کی وجہ سے لیلۃ القدر تھی تاکہ اس کا مقابلہ کرتے جیسا کہ آپ کے یہ الفاظ منقولہ از فتح اسلام (ہر مصلح لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے) دلالت کرتے ہیں مگر آپ بحیثیت مصلح آئے تو ہزار ہفتم میں آئے تاہم ہم وسعت قلبی سے آپکا خیر مقدم کرتے ہوئے کہتے ہیں دیر آمدی بخیر آمدی بیٹا باپ سے آگے

ناظرین مرزا صاحب کی منقولہ از لیکچر سیالکوٹ عبارت ایک نظر پھر دیکھ جائیں کہ ایسی وضاحت سے دنیا کی عمر سات ہزاروں پر تقسیم کر کے ساتواں ہزار کے بعد دنیا کا خاتمہ (فنا) بتا رہے ہیں کہ کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں اس کے بعد آپ کے خلف الصدق میاں محمود احمد خلیفہ کی تحریر دلپزیر دیکھئے جو اپنی وضاحت اور صفائی کے لحاظ سے بے نظیر ہے آپ فرماتے ہیں تیسرا (محمود کا) اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا اسی لیے آپ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا جری الله فی حلل الانبیاء اس کے یہی معنے ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح مسیح موعود (مرزا صاحب) جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں (جل جلالہ)۔ (اخبار الفضل قادیاں ۱۴ فروری ۲۸ھ)

پس باپ بیٹے کی عبارات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں دنیا کا دور ثانی شروع ہو گیا جو بقول مرزا صاحب (لیکچر سیالکوٹ) ابتدائی ہزار ہونے کی وجہ سے سراسر ہدایت کا زمانہ ہے اس میں نہ شرک ہے نہ کفر نہ بت پرستی نہ قبر پرستی غرض اس زمانہ کو توحید خالص اور دین کامل کا زمانہ کہنا چاہیئے جس میں کسی قسم کا شرک وکفر نمودار نہیں۔ ہاں یہ بھی کہنا ہو گا کہ ابھی نہ ابراہیم نہ موسیٰ نہ عیسیٰ پیدا ہوئے اور محمدی دور (علیہ السلام) تو کہیں پانچویں ہزار سال میں ہو گا اس لیے سوال یہ ہے کہ آج کل کلمہ کس کا خلیفہ قادیانی کا پڑھیں اور کس کا پڑھنا چاہئے کچھ شک نہیں کہ آج کل کلمہ تو ہم سب کا یہی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن بقول باپ متشرع بیٹا یہ کلمہ قبل از وقت ہے صحیح بر وقت یہ ہے کہ آج کل سب لوگوں کو یہ کلمہ پڑھنا چاہیئے **لا اله الا الله مرزا ادم صفی الله** چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کا شعر ہے

میں کبھی موسیٰ کبھی آدم کبھی یعقوب ہوں   نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

مرزا صاحب کی وفات سے پانچویں ہزار سال محمد رسول اللہ پیدا ہوں گے تو اس وقت کلمہ میں محمد رسول اللہ کا ملاپ ہو گا۔ کیا اچھی تجدید اسلام ہے۔

۱؎ میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔ (قول مرزا در حاشیہ ص ۹۵ تحفہ گولڑویہ)

وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

منکر ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہ سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی وہ خدا سے

عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿٨﴾

راضی یہ ان لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ہوں گے

سورت زلزال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ﴿٢﴾ وَقَالَ الْإِنْسَانُ

جب زمین زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے دفینے سب باہر پھینک دے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا

مَا لَهَا ﴿٣﴾

ہوگیا

مشرکوں میں سے اسلام کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں برعکس ان کے جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں کیونکہ زندگی کا مقصد انہوں نے سمجھ کر پورا پالیا ہے یعنی خدا کے ہو رہے ہے اور اسی کی لگن میں دنیا سے رخصت ہوئے اس لیے انکا بدلہ انکے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بغیر اخراج کے ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے دائمی عیش و آرام کے علاوہ بڑی نعمت ان کو یہ ملے گی کہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی یعنی مالک اور غلام میں کسی قسم کی سوء مزاجی کا اندیشہ نہ رہیگا یہ انعام واکرام لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب کے عذاب سے دنیا میں ڈرتے رہے ہوں اللھم اجعلنا منھم

سورت زلزال

سنو جی قیامت سے پہلے ایک زلزلہ عظیمہ آئے گا جس سے دنیا کی ساری آبادی برباد ہو جائے گی اس وقت کا حال ہم تم کو سناتے ہیں جب زمین غیر معمولی زور سے ہلائی جائی گی ایسی کہ تمام اونچائی نیچائی سب برابر ہو جائے گی اور زمین اسی تیز حرکت سے اپنے اندر کے دفینے سب باہر پھینک دے گی یعنی آج جو کچھ اس کی کانوں میں از قسم چاندی سونا تانبا پیتل وغیرہ معدنیات ہیں وہ سب باہر آجائیں گے تو کوئی ان خزانوں کو دیکھے گا چھوئے گا نہیں اور انسان کہے گا اس زمین کو کیا ہو گیا کہ ایک دم اس میں انقلاب ہو گیا

ل لا تری فیھا عوجا ولا امتا کی صرف اشارہ ہے

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ

اس روز زمین اپنی خبریں بتلائے گی کہ تیرے پروردگار نے اس کو سمجھا دیا ہوگا اس روز انسان مختلف حالتوں میں

اَشْتَاتًا ۝ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ

نکلیں گے کہ ان کے اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

ذرا جتنا برا کیا ہوگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا

سورت عادیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی اور قسم ہی آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے صبح کے وقت حملہ کرنے والوں کی جو غبار

بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝

اڑاتے ہیں اور اسی کے جماعت میں گھس جاتے ہیں انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

اس روز زمین اپنی سطح پر گزرے ہوئے واقعات کی تمام خبریں بتائے گی اور اس وجہ سے کہ تیرے پروردگار خدائے ذوالجلال نے اس کو بذریعہ القاء خاص سب کچھ سمجھادیا ہوگا وہ تمام خبریں مجمل بتادے گی یا مفصل اس کا علم اسی وقت تم کو ہوگا اس روز انسان اپنے اپنے اعمال کے مطابق مختلف حالتوں میں نکلیں گے کوئی اعلیٰ درجہ کا نیک کوئی پرلے درجہ کا بدمعاش کوئی ان دو درجوں کا مابین تاکہ ان لوگوں کو ان کے کئے ہوئے ان کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ جتنا برا کیا ہوگا اگر توبہ نہ کرے یا اس سے اچھا نیک کام نہ کرنے[1] سے اس کے ذمہ سے اترا نہ ہوگا تو وہ بھی اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اسی کے مطابق ان کو جزا سزا ملے گی

سورت عادیات

اے عرب کے لوگو تم خدا کے وعدے کا انکار کیوں کرتے ہو اتنی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان کے نیک و بد کاموں کی جزا و سزا ملنی ضروری ہے ہم تمہیں حلفیہ بتاتے ہیں قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو خراٹے سے جاتے ہیں اور قسم ہے پتھر پر ٹاپ مارنے سے آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے جہاد میں صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ کرنے والوں کی جو اس وقت ایسی تیزی سے چلنے میں زمین سے غبار اڑاتے ہیں پھر اسی غبار کے ساتھ ہی دشمنوں کی جماعت میں گھس جاتے ہیں ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

[1] قرآن مجید میں اعمال بد معاف ہونے کے دو طریق آئے ہیں ایک تو یہ ہے فرمایا ان ينتهم يغفرلهم ما قد سلف (باز آجائیں تو گزشتہ گناہ معاف کئے جائیں گے) دوسرا طریق یہ ہے کہ گناہ سے نیک کام زیادہ کئے ہوں جیسا فرمایا ان الحسنات يذهبن السيات نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں تفسیر میں میں نے انہی دو طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ

حالانکہ وہ اس پر نگران ہے اور یہ خیر کا سخت متمنی ہے کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں سے

مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝

رکھے ہوئے مردے اٹھانے جائیں گے اور جو ان کے دلوں میں ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار ان کے حال سے خبردار ہوگا

ع ١١ ٢٥

سورت القارعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ

کھڑکھڑانے والی گھڑی کیسی کھڑکھڑانے والی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانے والی کیا چیز ہے جس روز انسان پھیلے ہوئے

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ

پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے پھر جس کے

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝

نیک اعمال غالب ہوں گے وہی مزے کے عیش میں ہوں گے جن کے اعمال مغلوب ہوں گے

اس کی ناشکری کا کیا ٹھکانہ ہے کھائے پیئے رب کا اور گائے کسی اور کا حالانکہ وہ پرودگار ہر آن اس پر نگران ہے اس کی کوئی حرکت یا سکون اس پر مخفی نہیں اور یہ ناشکرا انسان اپنے حق میں ہر طرح کی خیر وبرکت کا سخت متمنی رہتا ہے باوجود اس تمنی کے جس سے خیر وبرکت ملتی ہے اس سے غافل ہے تو اس کی کتنی بے عقلی اور کیسی غفلت ہے یہ تو ہوئی اس کی اصولی غلطی کہ ایک چیز کا خواہشمند ہے مگر جس سے وہ چیز ملتی ہے اس سے روگردان ہے اس کے علاوہ سنو کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں میں رکھے ہوئے مردے اٹھائے جائیں گے اور جو ان کے اعمال نیک وبد ہوں گے وہ سارے بلکہ ان جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے دین کی محبت یا عداوت سب ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار خداوند عالم ان کے حال سے خبردار ہوگا کوئی بات اس سے نہ چھپی ہوگی نہ چھپا سکیں گے

سورت القارعہ

اے عرب کے منکرو قیامت کی جس گھڑی سے تم منکر ہو وہ کھڑکھڑانیوالی گھڑی کیسی کھڑانیوالی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانیوالی کیا چیز ہے اور کب ہوگی وہ اس دن ہوگی جس روز انسان مومن کافر سب کے سب ایک میدان میں پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے یعنی اس کثرت سے ہوں گے جس کثرت سے موسم برسات میں کبھی ٹڈی دل نکلتا ہے اور یہ بڑے بڑے پہاڑ دھنی ہوئی روئی یا اون کی طرح ہو جائیں گے یعنی دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہاں تک کہ سب زمین یکساں ہو جائے گی جس میں کوئی اونچائی پنچائی نہ ہوگی قیامت کے دن کا یہ پہلا حصہ ہے اس کے بعد پھر پیدائش ہوگی اور سب میدان محشر میں جمع ہوں گے پھر اس میدان میں جس کے نیک اعمال کمیت اور کیفیت میں بد اعمال پر غالب ہوں گے وہی مزے کے عیش میں ہوں گے اور جن کے اعمال وزن اور صلاحیت میں مغلوب ہوں گے یعنی بد عملی زیادہ اور نہ نیکی ہوگی تو بہت کم

فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌۢ ﴿١١﴾

پس ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے

سورت التکاثر

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

أَلْهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ ٱلْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ

کثرت حرص نے تم کو غافل کردیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں بھی دیکھیں ہرگز نہ چاہیے تم

تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ

جان لو گے پھر ہرگز ایسا نہ چاہیے تم جان لو گے ہرگز ہرگز ایسا نہ چاہیے اگر تم یقینی طور پر جانتے

عِلْمَ ٱلْيَقِينِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ ٱلْجَحِيمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ ٱلْيَقِينِ ﴿٧﴾ ثُمَّ

تو ایسی غفلت نہ کرتے ضرور جہنم دیکھو گے پھر اس سے دیکھو گے پھر

لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٨﴾

اس روز تم کو نعمتوں سے سوال ہوگا

پس ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی تیز آگ ہے اس میں وہی داخل ہوں گے اپنی بد عملی کی وجہ سے جو اس کے لائق ہوں گے

سورت تکاثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مال و عزت رتبہ وجاہت وغیرہ میں تقابل کی عادت انسان کو بہت مضر ہے اس لیے کہ ہم تم کو بتاتے ہیں کہ تم موجودہ لوگوں کو کافر ہو یا مومن کثرت مال و کثرت اولاد کی حرص نے یعنی ایک دوسرے پر بڑھنے کی خواہش نے تم کو خدا کی یاد اور تعمیل احکام سے غافل کردیا ہے یہاں تک کہ اسی مقابلہ میں تم نے قبریں بھی دیکھیں یا خود مر کر قبروں میں داخل ہوئے ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے باز نہ آؤ گے تو تم اس کا انجام جان لو گے ہم پھر کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے تم جان لو گے ہرگز ایسا نہ چاہیے اگر تم یقینی طور جانتے ہو ایسی غفلت نہ کرتے لیکن تمہاری غفلت سے اخروی جزا و سزا ملے گی نہیں بلکہ ضرور تم اپنے بد اعمال سزا میں جہنم دیکھو گے ہم پھر تمہیں کہتے ہیں کہ ضرور اسے دیکھو گے اسے دیکھنے کے بعد پھر اس روز تم کو نعمتوں پر شکر گزاری سے ضرور سوال ہوگا

۱؎ لوگ کہا کرتے ہیں فلاں نے مکان بنایا میں اس سے اچھا بناؤں فلاں اتنی جائیداد کا مالک ہے میں اس سے زیادہ حاصل کروں یہ ہے تکاثر اور تقابل

۲؎ بعض قبائل نے اپنی کثرت بتانے کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہمارے مردے بھی تمہارے مردوں سے زیادہ ہیں ان کو خطاب ہے حتی زرتم المقابر

سورت العصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہات مہربان ہے

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے لوگوں سے ایمان قبول کرکے نیک عمل کئے

وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

اور ہر ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے

ع ۳ ۲۸

سورت ہمزہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ

عیب جو طعنہ زن کے لئے افسوس ہے جس نے مال جمع کیا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے یہ

سورت العصر

انسان سمجھتا ہے کہ میں دن بدن ترقی کر رہا ہوں حالانکہ یہ تنزل کو جارہا ہے زمانہ کی ہر آن متحرک ہے اس کے ساتھ ہی انسان میں بھی حرکت ہے اس لیے ہم سچ کہتے ہیں قسم ہے زمانہ کی جو گیا واپس نہیں آتا تحقیق انسان سراسر نقصان میں ہے اس کی عمر کا ہر لحہ قیمتی ہے مگر یہ اسے بے فائدہ ضائع کرتا ہے انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے ذکر خدا اور عبادت الٰہی جو لوگ اس مقصود سے غافل ہیں وہ اپنی زندگی کی حیثیت میں بالکل ٹوٹے میں ہیں لیکن جن لوگوں نے حسب تعلیم الٰہی ایمان قبول کر کے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق پسند کی نصیحت کرتے رہے یعنی یہ کہتے رہے کہ میاں سچی بات کسی کی ہو قبول کر لینی چاہیئے کیونکہ

مرد باید بگیرد اندر گوش درنبشت است پند بردیوار

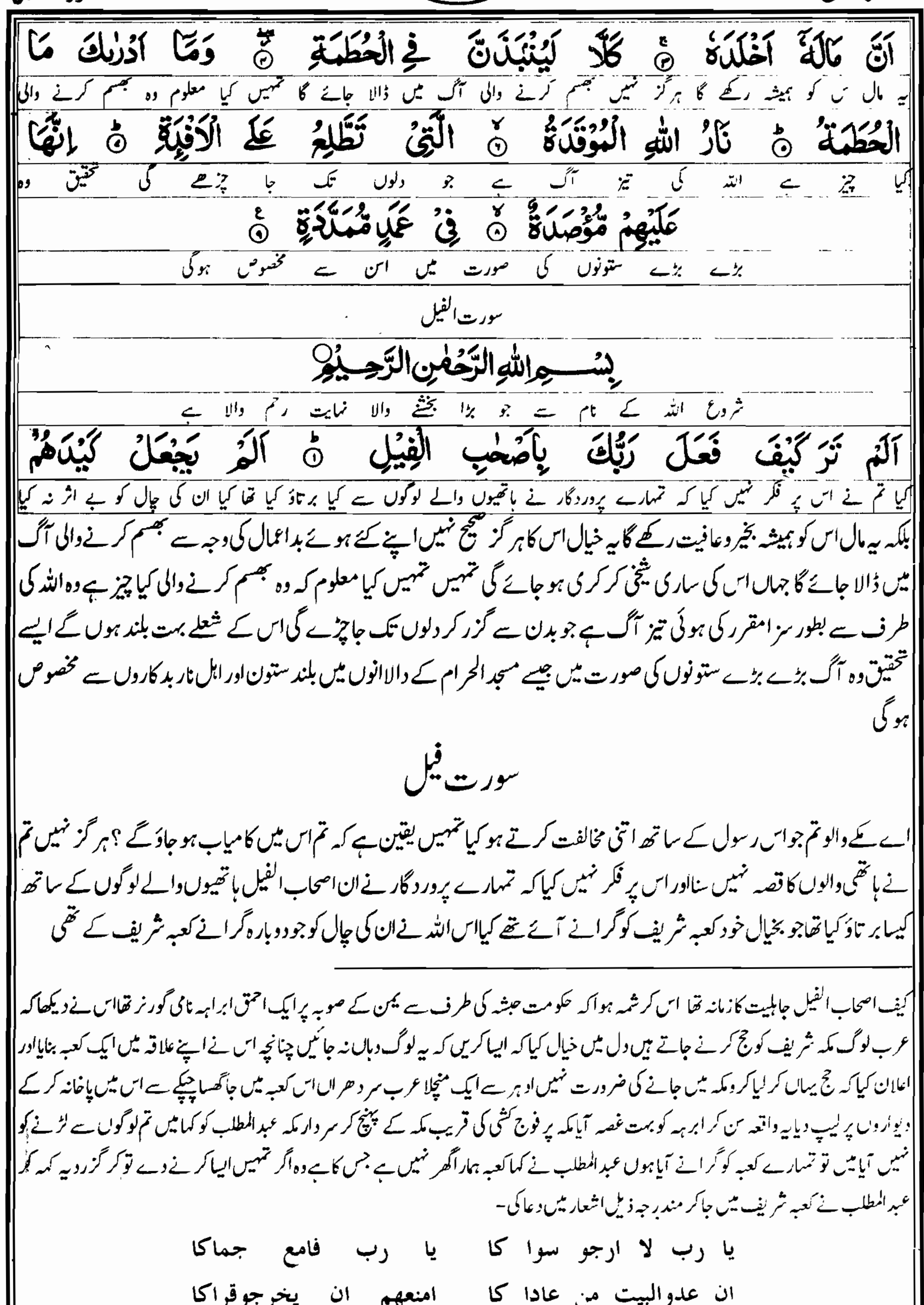
اور تکلیفات اور مصائب پر صبر کی تلقین کرتے رہے وہ نقصان یا ٹوٹے میں نہیں اللھم اجعلنا منھم

سورت ہمزہ

دنیا میں فسادات کی وجہ ایک تو خود غرضی ہے دوسری بڑی وجہ بسا اوقات ادہر کی ادہر لگانے والوں کی ریشہ دوانی ہوتی ہے جو ایک کی دوسرے کے پاس عیب شمار کرتا ہے جس کے حق میں سعدی مرحوم نے کہا ہے

میاں دوکس جنگ چوں آتش است سخن چین بد بخت ہیزم کش است

اس لیے اعلان ہے کہ خدا کے نزدیک ہر عیب جو طعنہ زن کے لیے افسوس ہے اس کے طعنے عموماً غریب مسلمانوں کے حق میں ہوتے ہیں کیونکہ مال کا اس کو گھمنڈ ہے یہی وہ شخص ہے جس نے تھوڑا سا مال جمع کیا ہے اس کو بڑے فخر سے شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے کہ اس مال کی وجہ سے اس کو تکلیف نہیں آسکتی



اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا

یہ مال اس کو ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا تمہیں کیا معلوم وہ بھسم کرنے والی

الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا

کیا چیز ہے اللہ کی تیز آگ ہے جو دلوں تک جا چڑھے گی تحقیق وہ

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں ان سے مخصوص ہوگی

سورت الفیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا تم نے اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھیوں والے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا تھا کیا ان کی چال کو بے اثر نہ کیا

بلکہ یہ مال اس کو ہمیشہ بخیر وعافیت رکھے گا یہ خیال اس کا ہرگز صحیح نہیں اپنے کئے ہوئے بداعمال کی وجہ سے بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں اس کی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تمہیں تمہیں کیا معلوم کہ وہ بھسم کرنے والی کیا چیز ہے وہ اللہ کی طرف سے بطور سزا مقرر کی ہوئی تیز آگ ہے جو بدن سے گزر کر دلوں تک جا چڑے گی اس کے شعلے بہت بلند ہوں گے ایسے تحقیق وہ آگ بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں جیسے مسجد الحرام کے دالانوں میں بلند ستون اور اہل نار بدکاروں سے مخصوص ہوگی

سورت فیل

اے مکے والو تم جو اس رسول کے ساتھ اتنی مخالفت کرتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ ہرگز نہیں تم نے ہاتھی والوں کا قصہ نہیں سنا اور اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ان اصحاب الفیل ہاتھیوں والے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا جو بخیال خود کعبہ شریف کو گرانے آئے تھے کیا اس اللہ نے ان کی چال کو جو دوبارہ گرانے کعبہ شریف کے تھی

کیف اصحاب الفیل جاہلیت کا زمانہ تھا اس کرشمہ ہوا کہ حکومت حبشہ کی طرف سے یمن کے صوبہ پر ایک احمق ابراہہ نامی گورنر تھا اس نے دیکھا کہ عرب لوگ مکہ شریف کو حج کرنے جاتے ہیں دل میں خیال کیا کہ ایسا کریں کہ یہ لوگ وہاں نہ جائیں چنانچہ اس نے اپنے علاقہ میں ایک کعبہ بنایا اور اعلان کیا کہ حج یہاں کر لیا کرو مکہ میں جانے کی ضرورت نہیں اوہر سے ایک منچلا عرب سر دھرا اس کعبہ میں جا گھسا چپکے سے اس میں پاخانہ کر کے دیواروں پر لیپ دیا یہ واقعہ سن کر ابرہہ کو بہت غصہ آیا مکہ پر فوج کشی کی قریب مکہ کے پہنچ کر سردار مکہ عبدالمطلب کو کہا میں تم لوگوں سے لڑنے کو نہیں آیا میں تو تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے کہا کعبہ ہمارا گھر نہیں ہے جس کا ہے وہ اگر تمہیں ایسا کرنے دے تو کر گزرو یہ کہہ کر عبدالمطلب نے کعبہ شریف میں جا کر مندرجہ ذیل اشعار میں دعا کی۔

یا رب لا ارجو سوا کا   یا رب فامع جماکا

ان عدوالبیت من عادا کا   امنعهم ان یخرجوقراکا

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ
تھا ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے
سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵
تھے پس خدا نے ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا
سورت قریش
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے
لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوْا
قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے پس ان کو چاہیے
رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۵ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ
کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا
خَوْفٍ ۝۴
ہے

بے اثر نہ کردیا تھا بیشک کیا تھا اور ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے تھے۔ پس انہی کنکریوں کے ساتھ خدا نے انکو چبائے ہوئے بھسے کی طرح بے کار بے اعتبار کردیا۔ الھم اعذنا من غذابلك

سورت قریش

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عرب کی معزز قوم قریش تجارت پیشہ ہے نہ وہ سردی دیکھتی ہے نہ گرمی قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے اور اصل مقصد زندگی (عبادت الٰہی) ترک کرنے پر ایک ہمدرد انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ دونوں موسموں میں یکساں سفر کرتے ہیں۔ دنیا کے دھندوں میں مشتاق اور خدا سے غافل پس اب انکو چاہیئے کہ زندگی کے اصل مقصد کی طرف توجہ کریں کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار واحد مالک خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے یعنی ان کے لیئے رزق پیدا کرتا ہے ورنہ محض تجارت سے کیا کھائیں گے اور جس نے دشمن کے خوف سے ان کو امن دے رکھا ہے ورنہ سفر نہ کرسکیں نہ تجارت پس قرین عقل بات ہے کہ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے اسی کے ہو رہیں اللھم دفقنا لما تحب ترضی

ان اشعار میں مواحدانہ خدا سے دعا کی کہ کعبہ شریف کو ان ظالموں سے بچائیوں عبد المطلب کی دعا قبول ہوئی ابرہہ کی فوج جب کعبہ شریف پر حملہ آور ہوئی تو خدا نے چھوٹی چھوٹی چڑیاں پہاڑوں اور سمندروں کی طرف سے بھیج دیں۔ جو ان حملہ آوروں پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارتے تھے جن سے وہ مرے اور زخمی ہو کر بھاگ گئے لہ الحمد

سورت الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲

کیا تو نے اس انسان کو دیکھا ہے جو دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے یہ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ

مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا پس ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

نماز سے غافل ہیں جو لوگوں کو دکھاتے ہیں اور برتاؤ کی چیزیں نہیں دیتے

سورت کوثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱

ہم نے تجھ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے

سورت ماعون

دنیا میں کوئی کیسا ہی بدکار ہو یتیم بچے پر اسے بھی رحم آجاتا ہے مگر ان منکرین اسلام کی حالت اس سے دگرگوں ہے کیا تو نے اس نالائق ذلیل ترین انسان کو دیکھا ہے جو تکبر میں دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے کیوں کہ دین اس کو اخلاق سکھاتا ہے اور وہ آزاد رہنا چاہتا ہے یہ وہی ظالم تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے کسی غریب مسکین کو کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا۔ کمبخت کسی دوسرے کو کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا ایسے لوگ مسلم نما بن کر تم مسلمانوں کے شریک ہیں دکھائے کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں پس ان نمازوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نماز کی شان اور حیثیت سے غافل ہیں جو لوگوں کو نماز میں دکھاتے ہیں اور انکے بخل کا یہ حال ہے کہ معمولی برتاؤ کی چیزیں جو گھروں میں برتی جاتی ہے اور ایک دوسرے سے مستعار لے لی جاتی ہیں جیسے برتن ڈول وغیرہ جو استعمال کے بعد واپس دیئے جاتے ہیں کسی کو نہیں دیتے **اللھم لا تجعلنا منھم**

سورت کوثر

اے رسول یہ لوگ تو تجھے ہر قسم کی برائی سے آلودہ جانتے ہیں بلکہ ابتر بےلولاد بھی کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو سراسر خیر و برکت ہے ہم نے تجھ کو بہت[1] سی خیر و برکت دے رکھی ہے جس کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہے گا۔ دنیا میں تیری امت بہت ہوگی۔ آخرت میں سب

شان نزول

[1] ایک بد بخت نے آنحضرت کے حق میں ابتر کہا۔ ابتر اس کو کہتے تھے جس کی نرینہ اولاد نہ ہو اس نے چونکہ بنیت توہین کہا تھا جس سے مطلب اس کا یہ تھے کہ حضور بے حیثیت اور بے قدر ہیں اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ کوثر کے معنی خیر کثیر ابن عباسؓ سے آئے ہیں (معالم وغیرہ)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

نماز پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور اپنی جان یا مملوکہ جانور کی قربانی کیا کر یقین رکھ تیرا دشمن وہی ابتر ہوگا

سورت کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

تو ان کو کہہ اے منکرو میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو

مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ

جس کی میں کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان کو پوجنے والا ہوں جن کو تم پوجتے ہو تم لوگ بھی اس کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی

اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

میں کرتا ہوں تمہارا دین تمہارے لئے ہے میرا دین میرے لئے ہے

انبیاء کرام سے زیادہ تیری عزت ہوگی۔ پس تو ان بدگوؤں کی بدگوئی کی پرواہ نہ کر بلکہ خدا کی عبادت نماز فرض نوافل پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور حسب موقع اپنی جان یا مملوکہ جانور قربانی کیا کر یقین کر کہ تیرا دشمن جو تیرے حق میں ابتر وغیرہ کہتا ہے انشاء اللہ وہی ابتر ہوگا نہ اس کی نسل ہوگی نہ اس کا نام لیوا ہوگا اور تیرا نام چار دانگ عالم میں روشن ہوگا چنانچہ ہوا

له الحمد

سورت کافرون

تیرے منکر لوگ تجھے اور تیرے ساتھ والوں کو تنگ کرتے ہیں تو ان کو کہہ اے میرے منکرو میرا تمہارا جھگڑا کوئی ذاتی یا مالی نہیں فقط بات یہ ہے کہ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی اللہ کے سوا تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم خالص اس اکیلئے معبود کو کوئی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان تمہارے مصنوعی معبودوں کو پوجنے والا ہوں جنکو تم پوجتے ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ بھی خالص اس معبود برحق کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی میں خالص عبادت کرتا ہوں یعنی اس کام میں میرا تمہارا نہ حال میں اتحاد ہے نہ آئندہ ممکن ہے پس چونکہ ہم دونوں کے راستے دو ہیں لہذا تمہارا دین نزدیک تمہارے لئے واجب العمل ہے میرے نزدیک میرا دین میرے لئے واجب العمل ہے آؤ ہم[1] دونوں لڑائی دنگا چھوڑ کر اپنے اپنے مذہب پر عمل کریں جب تک کہ خدا سچے کو جھوٹے پر غالب کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اللهم اجعلنا من الفائزين

---

[1] بعض لوگ اس سورت کو منسوخ کہتے ہیں حالانکہ نسخ کی شروط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ منسوخ اور ناسخ دونوں بصیغہ امر احکام شرطیہ میں سے ہوں۔ یہاں تو دونوں میں سے کوئی بھی حکم نہیں۔ بلکہ خبر ہے پس معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کئے ہیں۔

سورت نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

جب خدا کی مدد اور فتح آپہنچے گی اور تو لوگوں کو دین الٰہی میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور بخشش مانگنے میں لگ جائیو وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

سورت لہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

جوش والے کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چکے نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آئے گا نہ اس کی کمائی جوش والی آگ میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی ایندھن اٹھائے ہوئے واصل جہنم ہوگی اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی

سورت نصر

ہم جو پہلی سورت میں کہہ آئے ہیں کہ خدا سچے کو غالب کرے گا۔ اسی کے متعلق سنئے جب خدا کی مدد تیرے حق میں آئے گی اور فتح ونصرت آپہنچے گی اور تو لوگوں کو دین الٰہی میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اے رسول اس وقت سمجھیو کہ اب تیرا کام ختم ہے اس لئے ہمہ تن آخرت پر توجہ کرنے کو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور ☐ مانگنے میں لگ جائیو کیونکہ وہ تیرا پروردگار بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اللھم تب علینا

سورت لہب

اے رسول تیری فتح ونصرت کی خبر سنکر تیرا دشمن جوش دکھاتا ہے مسلمانوں کی توہین کرنے میں اچھلتا پھرتا ہے ایسے جوش والے دشمن کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تو سمجھ کہ ٹوٹ چکے کیونکہ ہمارے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں یہ کمبخت مرکر اپنے عذاب میں پھنسے گا نہ کہ اس کا مال کچھ کام آئے گا نہ اس کی اور کسی طرح کی کمائی بلکہ مرتے ہی اپنے جیسی جوش والی میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی اس کے ساتھ ایندھن اٹھائے ہوئے داخل جہنم ہوگی۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی جس سے بندریوں کی طرح کھینچتی ہوئی دوزخ میں داخل ہوگی اللھم اعذنا منھا

ل ابولہب کا اصلی ترجمہ جوشیلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے چچا کو بھی ابولہب اس لئے کہا گیا ہے اس میں بڑا جوش تھا

سورت اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ

اے رسول تو کہہ کہ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ کسی وہ جنا گیا نہ اس کا

لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

کوئی ہمسر ہے

سورت الفلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳

اے رسول کہہ کہ میں سفیدہ صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہو اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیرے سے جب چھا جاتا ہے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝۴

پھونکنے والی ٹولیوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں

سورت اخلاص

اے رسول تو ان جو شیلے دشمنوں کی پروانہ کر بلکہ اپنی حقانی تعلیم لوگوں کو بتانے کو کہہ کہ بھائیو دل لگا کر میری تعلیم سنو بات یہ ہے کہ اللہ ذات اور صفات میں ایک ہے نہ اس کی ذات جیسی کوئی ذات ہے نہ اس کی صفات جیسی کسی کی صفات ہے باوجود اس کے اللہ اپنے قدرتی کاموں میں ہر ایک مخلوق سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اس کا کوئی کام کسی پر موقوف نہیں نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے وہ جنا گیا۔ یعنی نہ وہ کسی کا والد ہے نہ مولود نہ اس کی ذات برادری کا کوئی دوسرا ہمسر ہے

اللهم نئومن بك وبصفاتك

سورت فلق

اے رسول تیری تعلیم اور ترقی پر اعداء دین تجھ سے حسد کریں گے تو ان کی پیش بندی کرنے کو یوں کہہ کہ میں سفید صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی وجہ سے شر نہ ہو کھانا کیسا طیب اور لذیذ ہو۔ بعض دفعہ اس سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے اولاد کیسی ہی پیاری ہو۔ بسا اوقات اس سے بھی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تم ہر چیز کے شر سے پناہ مانگا کرو اور اندھیری رات کے اندھیرے سے جب وہ عام طور پر سب جگہ چھا جاتا کیونکہ اس اندھیرے میں بڑے بڑے موذی جانور نکلا کرتے ہیں اور جھاڑا کرنے کو تاگوں کی گرہوں میں پھونک پھونکنے والی عمال ٹولیوں کے شر سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں کہ ان کا اثر مجھ تک نہ پہنچے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

اور حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے

سورت الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ

اے رسول کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار حقیقی بادشاہ سب انسانوں کے حقیقی معبود سے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپاکر وسوسے

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ

ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ان سے

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بھی میں پناہ مانگتا ہوں

اور حاسد کے حسد سے جب وہ میرے حق میں حسد کرے اس کی شرارت سے بھی پناہ مانگتا ہوں یعنی بڑی عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ خدا میرے حاسد کو توبہ کی توفیق دے اور مجھے اس کے مکروخدع سے محفوظ رکھے اللھم اعذنا من الحاسدین

سورت الناس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے رسول گذشتہ دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں جو سب لوگوں کا حقیقی بادشاہ ہونے کے علاوہ سب انسانوں کا حقیقی معبود ہے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپاکر وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے یعنی انسان جو دوست بن کر دشمنی کریں ان سے اور جو کھلے دشمنی کریں ان سے بھی میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں خدا نے مجھے ان ہر قسم کے اعداء سے محفوظ رکھے آمین

اللھم اعذنی من شر حاسد ومن کل خناس امین

